سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ20، جمعرات21، جمعتہ المبارک22، سوموار25، منگل26۔جنوری2010)

(یوم الاربعاء4، یوم الخمیس5، یوم الجمع6، یوم الاثنین9، یوم الثلاثہ10۔صفر المظفر1431ھ)

پندرہویں اسمبلی: سولھواں اجلاس

جلد16(حصہ اول) : شمارہ جات 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولھواں اجلاس

بدھ،20۔جنوری2010

جلد 16 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	9
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	10
	تعزیت		

6۔	معززاراکین اسمبلی سردار محمد حسین ڈوگر،ڈاکٹر اسد معظم، جناب آصف بشیر بھاگٹ،چودھری محمد شفیق اور محترمہ ماجدہ زیدی کی والدہ اور سابق رکن اسمبلی ملک غلام شبیر جوئیہ کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	11
7۔	چیئرمینوں کا پینل ----------	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات(محکمہ جیل خانہ جات)	
8۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ----------	12
9۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	37
10۔	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ----------	64
	جمعرات،21۔جنوری2010	
	جلد 16 : شمارہ 2	
11۔	ایجنڈا ----------	73
12۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	75
13۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	76
	سوالات(محکمہ جات امداد باہمی اور خصوصی تعلیم)	
14۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ----------	78
15۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	101
	توجہ دلاؤنوٹس	
16۔	ڈیرہ غازی خان میں بارود سے بھرے ٹرکوں کے پکڑنے کی تفصیلات ----------	138 پوائنٹ آف آرڈر
17۔	2001 میں سیاسی بنیادوں پر قائم ہونے والے مقدمات ختم کرنے کا مطالبہ ----------	142
	توجہ دلاؤنوٹس(۔۔۔جاری)	
18۔	فیصل آباد میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت ----------	144
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	

19۔	تحاریک استحقاق نمبر3,15,23,26,31/2008اور35,36/2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا ----------	146

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحریک استحقاق	
20۔	پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ	
	کاایوان میں پیش کیاجانا(---جاری) ----------	147
21۔	پرنسپلز آف پالیسی کی سالانہ رپورٹ بابت2007-08	
	کاایوان میں پیش نہ کیاجانا(---جاری) ----------	147
22۔	ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن کامعززاراکین اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ----------	148
23۔	نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات کابروقت ایوان میں پیش نہ کیاجانا ----------	150
	تحاریک التوائے کار	
24۔	قادرآباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری(---جاری) ----------	156
25۔	پنجاب سے عورتوں اور بچوں کی سمگلنگ(---جاری) ----------	157
26۔	ٹھیکیداروں کامحکمہ سے ملی بھگت اور مختلف حیلے بہانے بناکر	
	ٹھیکہ کی اصل رقم سے زائد وصول کرنا ----------	160
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
27۔	مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب معدنی ترقی کارپوریشن مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی ومعدنیات کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا ----------	165
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قانون(جوایوان کی میز پر رکھاگیا)	
28۔	ہنگامی قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ2009 ----------	166
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	

29۔	مسودہ قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مصدرہ2010	167
	عام بحث	
30۔	خوراک پر عام بحث	167

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعتہ المبارک،22۔جنوری2010

جلد 16 : شمارہ 3

31۔	ایجنڈا	189
32۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	191
33۔	نعت رسول مقبول ﷺ	192
	سوالات (محکمہ خدمات وانتظام عمومی)	
34۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	193
35۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	224
36۔	کورم کی نشاندہی	252
	تحاریک استحقاق	
37۔	LAFCO کمپنی کے سٹیشن کمانڈر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک	256
38۔	انسپکٹر تھانہ سبزہ زار (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	258
39۔	سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	259
	رپورٹ	
	(جوایوان میں پیش ہوئی)	
40۔	نشان زدہ سوال نمبر194 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	262

	تحاریک التوائے کار	
41۔	نالائق ایجوکیٹرز کی بھرتی سے نظام کی تباہی کا خدشہ (۔۔۔جاری)	264
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
42۔	مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010	272

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	عام بحث	
43۔	امن وامان پر عام بحث	273

سوموار، 25۔جنوری2010

جلد 16 : شمارہ 4

44۔	ایجنڈا	289
45۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	291
46۔	نعت رسول مقبول ﷺ	292
	تعزیت	
47۔	چودھری شوکت محمود بسراء رکن اسمبلی کی والدہ ماجدہ، سابق رکن اسمبلی جناب صفدر شاکر کے والد محترم، سابق رکن قومی اسمبلی میاں نور حسن، سنئر صحافی جناب ارشاد حقانی اور دیگر وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت	293
	سوالات (محکمہ آبپاشی وقوت برقی)	
48۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	294
49۔	کورم کی نشاندہی	295
50۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)	296
51۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	316
52۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	342

	توجہ دلاؤ نوٹس	
53۔	خانیوال میں اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کی تفصیلات ----------	360
54۔	لاہور میں علامہ اقبال ایئرپورٹ پر فائرنگ کی تفصیلات ----------	363
	تحاریک استحقاق	
55۔	ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ----------	370

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
56۔	نیشنل فنانس کمیٹی کی سفارشات کا بروقت ایوان میں پیش نہ کیا جانا(۔۔۔جاری) ----------	372
57۔	سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ----------	374
58۔	سیکرٹری سوشل ویلفیئر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ----------	375
	پوائنٹ آف آرڈر	
59۔	ٹی وی چینلز پر وزیر قانون کی عمارت کے متعلق نشر ہونے والی خبر کی وضاحت کا مطالبہ ----------	378
	تحاریک التوائے کار	
60۔	لاہور کی سبزی اور پھل منڈیوں میں زرعی اجناس لانے والوں پر ٹیکسوں کی بھرمار ----------	384
61۔	موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں میں شاملات دیہہ کی اراضی محکمہ کی ملی بھگت سے اونے پونے داموں فروخت کو روکنے کا مطالبہ ----------	387
62۔	حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ ----------	389
	سرکاری کارروائی	

	عام بحث	
63۔	سالانہ بجٹ 11-2010 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث	392
64۔	کورم کی نشاندہی	399

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل، 26۔جنوری 2010

جلد 16 : شمارہ 5

65۔	ایجنڈا	401
66۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	405
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ	406
	سوالات (محکمہ زراعت)	
68۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	407
69۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	441
70۔	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	478
	تحاریک استحقاق	
71۔	سیکرٹری سوشل ویلفیئر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	498
	تحاریک التوائے کار	
72۔	جان بچانے والی ادویات کی قیمتوں میں بے جا اضافہ	499

73۔	کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل لاہور کے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور مزید پھیلنے کا خدشہ ----------	501
74۔	صوبہ میں ناقص طبی انتظامات کی وجہ سے بچوں میں پولیو جیسی مہلک بیماری میں اضافہ ----------	501
75۔	پنجاب میں پانی کے ذخائر کی قلت کی وجہ سے پاکستان کی سلامتی کو مستقبل میں خطرہ ----------	506
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
76 ۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ2010 ----------	508

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
77۔	پی پی۔181 (قصور) میں تیزاب سے جلنے والی خاتون کا حکومتی وعدہ کے مطابق علاج کروانے کا مطالبہ ----------	513
78۔	دوران اجلاس جی پی او سے گورنر ہاؤس تک جلسے جلوس پر پابندی کا مطالبہ ----------	516
79۔	پارٹی کی مختص نشستوں کے علاوہ پارٹی ممبر کا دوسری نشست سے بات کرنے پر رولنگ کا مطالبہ ----------	518
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی (۔۔۔جاری)	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
80۔	مستحقین / غرباء کو بلامعاوضہ پانچ مرلہ کا پلاٹ دینے اور گھر بنانے کے لئے بلاسود قرضہ کی سہولت کا مطالبہ ----------	519
81۔	سرکاری و غیر سرکاری سکولوں میں این سی سی کی ٹریننگ شروع کرنے کا مطالبہ ----------	520
82۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	522
	قرارداد	

83۔	کشمیر میں حق رائے دہی دینے اور پانی کا مسئلہ حل ہونے تک ہندوستان کو تجارتی راہداری نہ دینے کا مطالبہ	----------	524
84۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	540
	قرارداد		
85۔	لاہور میں شازیہ مسیح کے پر تشدد قتل کی مذمت اور لواحقین سے اظہار ہمدردی	----------	540
	تعزیت		
86۔	اسمبلی فوٹو گرافر آغا رب نواز (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	----------	550
	عام بحث		
87۔	امن وامان پر عام بحث	----------	551

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(75)/2010/160. Dated 18th January 2010.The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, January 20, 2010 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the 13-01-2010

SALMAAN TASEER GOVERNOR OF THE PUNJAB

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جنوری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر1 بابت2010)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد پنجاب مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	خواجہ محمد اسلام	:	ایم پی اے، پی پی۔72
2۔	سید حسن مرتضیٰ	:	ایم پی اے، پی پی۔74
3۔	محترمہ محمودہ چیمہ	:	ایم پی اے، ڈبلیو313
4۔	ملک اعتبار خان	:	ایم پی اے، پی پی19

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*

4۔ چودھری عبدالغفور : وزیر جیل خانہ جات

5۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا : وزیر محنت وافرادی قوت

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (20۔جنوری تا 23۔فروری 2010) تفویض کیا گیا۔

6

6۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*

7۔ ملک ندیم کامران : وزیر خوراک، صحت*

8۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات

9۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات

10۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر خصوصی تعلیم

11۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود*

12۔ رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن*

13۔ جناب تنویر الاسلام : وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت

14۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ*

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (20۔جنوری تا 23۔فروری 2010) تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ

3۔ سردار کامل گجر : مال

4۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

5۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ وعشر اور بیت المال

6۔ جناب ظفر اقبال ناگرہ : ہاؤسنگ وشہری ترقی

7۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف

8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : ماحولیات

9۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

10۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

11۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری ومحصولات

12۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

13۔ رانا مبشر اقبال :

14۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

15۔ جناب غلام نبی :

16۔ رانا محمد ارشد : سیاحت

17۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی وغیر رسمی تعلیم

18۔ جناب عامر سعید انصاری : جیل خانہ جات

19۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک : خزانہ

20۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا : کان کنی ومعدنیات

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

21۔ جناب شہزاد سعید چیمہ : منصوبہ بندی و ترقیات

22۔ ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال :

23۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات

24۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز واشتمال اراضی

25۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

26۔ چودھری ممتاز احمد ججہ : ایجوکیشن

27۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

28۔ چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ):

29۔ میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) : سپورٹس

30۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں : بہبود آبادی

31۔ محترمہ نرگس فیض ملک : انفارمیشن ٹیکنالوجی

32۔ محترمہ صغیرہ اسلام : ترقی خواتین

33۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری : ثقافت وامور نوجواناں

34۔ محترمہ فائزہ احمد ملک : آبپاشی وقوت برقی

35۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

5۔ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

بدھ،20۔جنوری2010

(یوم الاربعاء،4۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر33منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخۡشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقۡهِ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَآئِزُونَo وَأَقۡسَمُواْ بِٱللَّهِ جَهۡدَ أَيۡمَـٰنِهِمۡ لَئِنۡ أَمَرۡتَهُمۡ لَيَخۡرُجُنَّۖ قُل لَّا تُقۡسِمُواْۖ طَاعَةٌ مَّعۡرُوفَةٌۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَo قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُم مَّا حُمِّلۡتُمۡۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُواْۚ وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلۡبَلَـٰغُ ٱلۡمُبِينُo

سُوۡرَةُ النُّور آیات 52تا54

اور جو شخص خدااور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گااور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیںoاور (یہ) خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم ان کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے) بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہےo کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول (خدا) کے حکم پر چلو اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکامِ خدا کا) پہنچا دینا ہے۔o

وماعلینا الالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ ﷺ کے آستانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار ﷺ میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا بات ہے
لاکھوں نانے بھی ہیں اور نواسے بھی ہیں
ابن حیدرؓ کے نانے کی کیا بات ہے
فاطمہؓ و علیؓ اور حسینؓ و حسنؓ
پنجتن کے گھرانے کی کیا بات ہے

تعزیت

معزز اراکین اسمبلی سردار محمد حسین ڈوگر، ڈاکٹر اسد معظم، جناب آصف بشیر بھاگٹ، چودھری محمد شفیق اور محترمہ ماجدہ زیدی کی والدہ اور سابق رکن اسمبلی ملک غلام شبیر جوئیہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے معزز رکن محترم سردار محمد حسین ڈوگر صاحب کی والدہ ماجدہ، ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی والدہ ماجدہ، جناب آصف بشیر بھاگٹ صاحب کی والدہ ماجدہ اور چودھری شفیق صاحب کی والدہ ماجدہ اور ہمارے اس معزز ہاؤس کے ایک سابق ایم پی اے ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب، ان تمام کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترمہ ماجدہ زیدی کی والدہ بھی وفات پا گئی ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔ دوسری میری گزارش یہ ہو گی کہ حکومتی اراکین ہوں یا اپوزیشن کے اراکین ہوں سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے مجھے نام بھجوایا ہوتا تو میں ان کو بھی شامل کر دیتا۔ آپ مجھے ان کا نام بھجوائیں ان کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: محترمہ ماجدہ زیدی کی والدہ ماجدہ۔

جناب سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی والدہ ماجدہ کا نام بھی شامل کر لیا جائے اور سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: جی، اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	خواجہ محمد اسلام	:	ایم پی اے، پی پی۔72
2۔	سید حسن مرتضیٰ	:	ایم پی اے، پی پی۔74
3۔	محترمہ محمودہ چیمہ	:	ایم پی اے،ڈبلیو۔313
4۔	ملک اعتبار خان	:	ایم پی اے، پی پی۔19

شکریہ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی،اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Please! no point of order at this time. No point of order. ہماری کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب وقفہ سوالات ہو تو اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ شکریہ۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ نمبر بولئے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: 2 نمبر؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پہلے میرا نمبر درست کر دیں۔ یہ 2 نمبر آپ نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا نمبر ایک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سیکرٹری اسمبلی نے کوئی نمبر پکارے ہیں تو اس میں میرا نمبر غلط تھا وہ ذرا درست کر دیں۔

جناب سپیکر: جہاں بھی ہے ٹھیک ہے۔(قہقہہ)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 231

جناب سپیکر: جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں،اس کو ذرا پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پھر سارا ٹائم اسی پر ہی لگ جائے گا۔آپ کی مرضی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر !آپ نے پوچھا ہے کہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو میں نے کہا ہے کہ نہیں، پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی مرضی ہے۔دیکھیں، ٹائم بہت لگے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

پنجاب کی جیلوں میں 2006 سے آج تک ہنگاموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*231: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 سے آج تک پنجاب کی مختلف جیلوں میں کتنے ہنگامے ہوئے اور ان کی وجوہات کیا تھیں، ان ہنگاموں میں پنجاب کی جیلوں میں جانی نقصان کتنا ہوا؟

(ب) ان ہنگاموں میں سرکاری املاک کا کتنا نقصان ہوا، ہر جیل کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جناب سپیکر! پنجاب کی تمام جیلوں سے آمدہ رپورٹ کے مطابق مندرجہ ذیل جیلوں میں 2006 سے آج تک جو ہنگامے ہوئے اور ان میں جو جانی و مالی نقصان ہوا، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین:

مورخہ 22-07-2009 کو اسیران نے ہنگامہ آرائی کی جس کی وجہ یہ تھی کہ ایک حوالاتی مظفر ولد شریف جو کہ علیٰحدہ سیل میں بند تھا کی اچانک وفات ہو گئی۔

سنٹرل جیل میانوالی میں مورخہ 03-08-2008 کو سکیورٹی وارڈ نمبر 1 میں بند محمد اجمل ولد احمد خان نے خودکشی کی۔جیل میں بند بعض شرپسند عناصر نے دیگر اسیران کو اکسایا کہ مذکورہ واقعہ کی ذمہ دار جیل انتظامیہ ہے اور جیل میں ہنگامہ آرائی اور توڑ پھوڑ کی۔اس ہنگامے کے دوران کوئی قیدی و حوالاتی و اہلکار ہلاک یا زخمی نہ ہوا۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مورخہ 18-05-2009 کو معمول کے وزٹ کے دوران ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے چند حوالاتیان نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو شکایت کی کہ مسٹر اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ، انچارج سنٹرل ٹاور نے ان کو ٹارچر کیا ہے۔اس سلسلہ میں مسٹر حاجی مظہر وحید ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کیس کی انکوائری کریں اور رپورٹ پیش کریں۔سپرنٹنڈنٹ جیل معمول کا وزٹ کرنے کے بعد جب چکر سے واپس آ رہے تھے تو ان کو دوبارہ شکایت ملی کہ اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ، انچارج سنٹرل ٹاور نے دوبارہ حوالاتی مقصود ولد ظہور بارک نمبر 3 کو ٹارچر کیا ہے۔جیل ہذا کے دوسرے حوالاتیان نے جیل کا ماحول خراب کرنے اور ہنگامہ کرنے کی کوشش کی جس پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے ان کو سمجھایا کہ جیل کا ماحول خراب نہ کریں لیکن جیل ہذا کے زیادہ تر حوالاتیان نے شور شرابا شروع کر دیا اس پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے اندرون ڈیوڑھی گیٹ سے دیکھا کہ اسیران جیل آفیسران اور ملازمین کو پتھر وغیرہ مار رہے ہیں اور ہنگامہ کر رہے ہیں اس پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے ان کو سمجھایا کہ جیل ہذا کی پراپرٹی کو نقصان نہ پہنچائیں لیکن اسیران اس حرکت سے باز نہ آئے اور مجبوراً جیل کا سائرن بجانا پڑا اور ضلعی پولیس کو اطلاع کرنی پڑی۔اس طرح جیل ہذا کی سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم جگہوں پر فالتو ملازمین تعینات کئے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد جب اسیران مین گیٹ تک پہنچ گئے تو مجبوراً ان پر آنسو گیس پھینکی گئی اور ہوائی فائرنگ کی گئی اور ماحول کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات لاہور کو بذریعہ ٹیلی فون اطلاع کر دی گئی۔اسی دوران چار ڈی ایس پیز، تین ایس ایچ اوز، ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹرز اور لائنز آفیسرز مع Force Elite فوری طور پر جیل ہذا میں پہنچے۔دوبارہ مذاکرات کے بعد اسیران کو سمجھایا گیا کہ وہ گورنمنٹ کی پراپرٹی کا نقصان نہ کریں اور شور شرابا بند کر دیں جس پر اسیران آہستہ آہستہ اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیر کسی ایجنسی کی امداد و بغیر کسی نقصان کے اسیران کو کنٹرول کر لیا گیا۔بحکم جناب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب لاہور، اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا۔

ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مورخہ 13-05-2007 کو جیل ہذا کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے ایک قیدی اعجاز ولد صفدر کو تاریخ پیشی پر جانے سے قبل قیدی کپڑے پہننے کو کہا۔ مذکورہ قیدی نے اس وقت تو قیدی کپڑے پہن لئے مگر اسی رنجش کی بناء پر دوسرے روز مورخہ 14-05-2007 کو دیگر شرپسند اسیران کو اپنے ساتھ ملا کر جیل انتظامیہ کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے خود اسیران کے پاس جا کر جیل قوانین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی اور اسیران کو بند ہونے کے لئے کہا جس پر تمام اسیران اپنی اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔

ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مورخہ 29-03-2009 کو دوسرا ہنگامہ ہوا۔ جیل ہذا میں چند شرپسند سزائے موت کے قیدیوں نے گروپ بندی کر رکھی تھی اور جیل انتظامیہ کو اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے اکثر و بیشتر بلیک میل کرتے تھے جس پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے گورنمنٹ آف پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور کے حکم پر مورخہ 25-03-2009 کو پندرہ سزائے موت کے قیدیوں عابد ولد محمد خان نے دوران ٹہلائی ہیڈوارڈرز انچارج محمد الیاس پر خود ساختہ کٹر سے حملہ کر کے اس کا کان کاٹ دیا اور چہرے پر بھی حملہ کیا۔ اسی دوران دیگر شرپسند اسیران سزائے موت کی چکیوں سے باہر نکل کر چھتوں پر چڑھ گئے اور چند حوالاتی اسیران کو بھی اپنے ساتھ ہنگامہ کرنے کی ترغیب دی جس پر چند بیرکوں کے شرپسند اور لیڈر حوالاتیان نے بھی سزائے موت اسیران کے ساتھ مل کر ہنگامہ کر دیا اور ڈیوٹی پر تعینات ملازمین کو یرغمال بنالیا اور چند ملازمین کو زدوکوب کیا۔ انتظامیہ نے بار بار اسیران کو چھتوں سے نیچے آکر بند ہونے کو کہا لیکن اسیران نے بیرکوں اور چکیوں کو اکھاڑ کر اینٹوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے اس کے علاوہ پانی کے پائپ اور آہنی جنگلوں کی سلاخوں کو توڑ کر جیل انتظامیہ کو للکار رہے تھے جس پر جیل انتظامیہ نے اپنے یرغمال کئے گئے ملازمین چھڑانے کے لئے PPR کے قاعدہ نمبر iii-1066 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ہنگامی طور پر ایمرجنسی الارم بجایا اور اسیران کو کنٹرول کرنے کے لئے آنسو گیس کا استعمال کیا، جس پر اسیران مشتعل ہو کر جیل انتظامیہ پر حملہ آور ہوئے اور اینٹوں کی برسات شروع کر دی۔ جیل انتظامیہ نے کم سے کم طاقت استعمال کرتے ہوئے ہنگامہ پر قابو پایا اور اپنے یرغمال بنائے گئے ملازمین کو چھڑوایا۔ ہنگامہ آرائی کرنے والے اور سرکاری املاک کو

نقصان پہنچانے والے اسیران کے خلاف باضابطہ FIR تھانہ سٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج کروائی گئی۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل منڈی بہاؤالدین میں مورخہ 22-07-2009 کو اسیران کی ہنگامہ آرائی کی وجہ سے سرکاری املاک کا کوئی نقصان ہوااور نہ ہی کوئی جانی نقصان پہنچا۔تاہم کچھ اسیران نے ہنگامے کے دوران سنٹرل ٹاور کے فرنیچر اور ہسپتال کی ادویات کو نقصان پہنچایا۔ ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو گفت وشنید کے ذریعے سمجھادیا گیا۔

سنٹرل جیل میانوالی میں مورخہ 03-08-2008 کے ہنگامے کے دوران کوئی قیدی و حوالاتی زخمی نہ ہوااالبتہ اسیران کی ہنگامہ آرائی توڑ پھوڑ کی وجہ سے سرکاری املاک کا-/70000روپے کانقصان ہوا۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں مورخہ 18-05-2009 کے ہنگامے کے دوران کسی قسم کا کوئی جانی ومالی نقصان نہ ہواہے۔

مورخہ 13-05-2007 کو ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہنگامے میں کسی قسم کا کوئی جانی ومالی نقصان نہ ہواہے۔

مورخہ 29-03-2009 کوڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہنگامے کے دوران اسیران نے بیس عدد تالے، بجلی کا سامان، پانی کے پائپ، سیڑھیوں کے اینگل آئرن سے توڑ دیئے۔ بیرکوں اور سیلوں کی اینٹیں اکھاڑ دیں۔علاوہ ازیں کچن میں اسیران کے لئے تیار شدہ کھانا ضائع کر دیا۔بیرکوں وسیلوں میں قیدیوں کے کپڑے، کمبل اور دریاں جلادیں۔

جناب سپیکر: چلیں! شکریہ۔ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ آج تک پنجاب کی مختلف جیلوں میں کتنے ہنگامے ہوئے ہیں اوران کی وجوہات کیا تھیں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈرپلیز۔آرڈرپلیز۔

سید حسن مرتضیٰ: آج تک جو ہنگامے ہوئے ہیں جن کی انہوں نے تفصیل دی ہے ان میں کتنے قیدی اور حوالاتی تھے جن کو قصوروار ٹھہرایا گیااور انہیں سزائیں دی گئیں اور کتنے جیل انتظامیہ کے لوگ تھے جنہیں سزائیں دی گئیں اور کتنوں نے ان میں سزائیں پوری کیں اور کتنوں کی اپیلیں چل رہی ہیں؟ یہ ایک تھادوسرا ابھی رہتا ہے۔

جناب سپیکر: آرام آرام سے جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔جناب سپیکر! اگر پیر صاحب اس سوال کا پورا جواب پڑھ لیتے تو اس میں مکمل جواب موجود تھا۔جن جیلوں کے اندر جو جو واقعات ہوئے ہیں ان کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ یہ جواب آیا ہے۔ہنگاموں کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں، ان واقعات کی انکوائریاں ہوتی ہیں اور جو ذمہ دار ہو اسے سزا بھی دی جاتی ہے۔فیصل آباد جیل میں ایک قیدی پر torture ہوا جس کے ذمہ دار اظہر جاوید چیمہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھے جب ہم نے انکوائری کی تو اس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو معطل کر دیا تھا ہم اسے مزید بھی سزا دینا چاہتے تھے لیکن unfortunately اس کی معطلی کے بعد پیر صاحب آئی جی صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنی ذاتی request پر سب سے پہلے اسی مذکورہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو reinstate کروایا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

SYED HASAN MURTAZA: Mr. Speaker! Point of personal explanation.

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چودھری غفور صاحب بڑے بھائی ہیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں لیکن انھوں نے on the floor of the House کہا ہے کہ۔۔۔

MR. SPEAKER: On the floor of the House?

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوری بات کر لینے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو بحال کروایا ہے۔ میں حلفاً بات کرتا ہوں کہ میں نے تو آج تک اس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو دیکھا بھی نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے on the floor of the House یہ بات کہی ہے اور میں پوری ذمہ داری سے اس بات پر قائم ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آرڈرپلیز۔منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):میں اس حد تک تو بات ماننے کے لئے تیار ہوں کہ شاید شاہ صاحب نے وہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل نہ دیکھا ہو اور وہ ان سے نہ ملا ہو لیکن انہوں نے اس کا کوئی بھائی دیکھا ہو گا،اس کا کوئی والد ان کے پاس آیا ہو گا اسے دیکھا ہو گا لیکن کسی نہ کسی کو ضرور دیکھا ہو گا۔میں پھر اپنی بات دہراتا ہوں کہ جیلوں میں مختلف واقعات ہوتے ہیں اور انھیں باقاعدہ طور پر investigate کیا جاتا ہے اور اس میں جس کا بھی جرم ثابت ہوتا ہے اسے یقیناً سزا دی جاتی ہے لیکن میں ذمہ داری سے کہنا چاہتا ہوں اور یہ چیز on record بھی ہے کہ اگر آپ پاکستان کے باقی تینوں صوبوں کی جیلیں دیکھیں اور اکثر میڈیا پر دیکھتے بھی رہتے ہیں کہ روزانہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی problem ہوتا ہے۔ یہاں corruption اور torture کی شکایات تو ملتی رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب سے میں اس محکمے کا وزیر بنا ہوں اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ ہم نے اپنے وزیر اعلیٰ کے vision اور سوچ کے مطابق ہر لحاظ سے at any cost قیدیوں اور جیل ملازمین کو بھی facilitate کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر اسد معظم:جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر:.No point of orderآپ نے میری بات نہیں سنی؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:پلیز!آپ تشریف رکھیں۔میں نے جن کو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی ہے وہ کریں۔پلیز!آپ تشریف رکھیں۔میں نے شاہ صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔شاہ صاحب!carry on

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر:!منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔یہ جیلوں میں رہتے رہے ہیں اور انہیں خاصا تجربہ بھی ہے۔انھوں نے ایک سپرنٹنڈنٹ کا کہا جس پر میں نے کہا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا تو وزیر موصوف نے کہا کہ شاید اس کا کوئی والد آپ کے پاس آیا ہو۔ انہیں اپنے ہی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ ان کا کوئی والد آیا ہو۔والد تو ایک ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔انھوں نے یہ بات نہیں کی۔انھوں نے کہا ہے کہ ان کا والد یا ان کا کوئی بھائی۔

سید حسن مرتضیٰ: اچھا جی۔میرے خیال میں وزیر صاحب کو میرے ضمنی سوال کی سمجھ نہیں آئی۔ میں نے یہ request کی تھی کہ پنجاب کی جیلوں میں جتنے ہنگامے ہوئے ہیں ان میں کن کن قیدیوں، حوالاتیوں کو کیا کیا سزائیں دی گئی ہیں اور اگر کوئی official اس میں قصور وار ٹھہرا ہے تو کسی official کو بھی سزا دی گئی ہے یا نہیں یا آج تک ان کی کوئی انکوائری چل رہی ہے، کوئی انکوائری pending ہے یا کس کے پاس ہے؟ میں نے یہ عرض کیا تھا لیکن وہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بحال کروا کر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بتاتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر کا جتنا سوال تھا اس کا مکمل جواب آ چکا ہے۔اگر یہ مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لئے نیا سوال دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ مطمئن ہیں کہ مجھے اس کا جواب مل گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اسے پڑھ لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ اتنا لمبا جواب ہے لیکن اس میں کوئی جواب ہے ہی نہیں۔ یہ تو بالکل وہی جواب ہے جو محکمہ دیتا ہے۔میں عرض کر رہا ہوں کہ جتنے ہنگامے ہوئے ہیں ان میں کسی حوالاتی، کسی قیدی یا کسی official کو کوئی سزا ہوئی ہے، کسی کی کوئی انکوائری چل رہی ہے اور جب جیل میں کوئی قصوری بند ہوتا ہے تو اس کی انکوائری کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر: ٹھیک بات ہے۔وہ سمجھ گئے ہیں۔منسٹر صاحب! شاہ صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کسی کو کوئی سزا ہوئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس میں کچھ لوگوں کو معطل کر دیا گیا تھا لیکن after sometime ان کو reinstate کر دیا گیا۔کچھ لوگوں پر allegation ہوتا ہے لیکن اگر انکوائری کے بعد وہ allegation proper prove نہ ہو سکے یا کوئی اور معاملہ ہوتا ہے، جب ہم سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی جرم کیا بھی تھا تو اس کی سزا انہیں مل گئی ہے۔ ہم تو بہتری کی طرف جا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہم زندہ اور talented قوم ہیں اب ہم انہیں سزائیں دینے پر نہ لگے

رہیں بلکہ اب ہمیں proper اپنی منزل کی طرف جانا ہے ۔ اگر کوئی معاملہ ہو تو اسے investigate کرتے ہیں اور اب ہماری جیلوں میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے ضمنی سوال آ رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال ہے، میں نے محنت کی ہے اور مجھے جواب ہی نہیں ملا۔

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کو جواب تو دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب نہیں آیا۔ کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ وہ جواب نہیں دے رہے۔ اگر آپ فرماتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! ڈاکٹر صاحب! ایک ضمنی سوال ہو چکا ہے، دوسرا آپ نے کرنا ہے۔ اس کے بعد اس سوال پر کوئی اور ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں میانوالی سے متعلق ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! شاہ صاحب کا یہ ضمنی سوال تھا کہ جن لوگوں کو قصور وار ٹھہرایا گیا چاہے وہ جیل انتظامیہ کے تھے یا ملزمان تھے کیا ان کو سزا دی گئی یا نہیں؟ اس پر وزیر جیل خانہ جات فرمانے لگے کہ ہم نے فیصل آباد جیل کے واقعہ پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو معطل کر دیا اور اس کے بعد شاہ صاحب کی سفارش پر اسے reinstate کر دیا گیا، کیا حکومتیں اس طرح چلائی جاتی ہیں کہ کسی کی سفارش پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، تقریر نہ کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا بلکہ ان سے جواب چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں پھر آپ اس پر کہئے گا کہ اس پر انھوں نے جواب نہیں دینا یا نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا!ایک شخص جسے قصور وار ٹھہرا کر معطل کیا گیا پھر اسے reinstate کر دینا اس کے کسی جرم کی سزا نہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ واقعات repeat ہوتے ہیں۔وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم بہتری کی طرف جا رہے ہیں، کیا بہتری اس طرح لائی جا سکتی ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پیسے لئے ہوں گے اس لئے کر دیا ہو گا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): محترمہ! جو کام پہلے ہوتا رہا ہے وہ ہم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز No cross talk منسٹر صاحب اس بات کو چھوڑیں۔ڈاکٹر صاحب کی بات کا جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو پوچھا ہے میں اس سلسلے میں انہیں تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ہمیں فیصل آباد جیل کے بارے میں شکایت ملی کہ اظہر چیمہ نامی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل نے کسی قیدی پر تشدد کیا ہے۔ہم نے اس سلسلے میں ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو depute کیا کہ وہ اس کی انکوائری کرے۔جب وہ انکوائری ہوئی تو یہ چیز confirm ہوئی کہ واقعی اس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے اس قیدی کو تھپڑ وغیرہ مارے ہیں۔اس کو ہم نے فوری طور پر suspend کر دیا۔پھر after sometime کوئی تین چار مہینے گزرنے کے بعد اسے بحال کیا گیا۔معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ suspension کوئی سزا نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ کسی government servant کے لئے یہ بہت بڑی سزا ہے۔خواہ چھوٹی ہو یا بڑی punishment تو punishment ہوتی ہے۔اس کے بعد جس قیدی پر torture ہوا تھا اس نے خود ان کو معاف کر دیا اور اس کے لواحقین ہمارے معزز ممبر سے ملتے ہیں۔اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہتی کہ ہم اس کو معاف نہ کریں۔ہم نے اسی بنیاد پر اسے دوبارہ reinstate کر کے لگایا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انھوں نے زبردستی معاف کروایا ہو گا۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf question No.412 میں معزز منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ جواب کے جز(ب) کو ذرا پڑھ دیں۔(معزز رکن نے محترمہ آمنہ جہانگیر کی ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر412 دریافت کیا)

پنجاب کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر مسائل

*412: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں اس وقت کتنی خواتین قیدی ہیں اور کتنی خواتین کے ساتھ بچے بھی قید ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ سابق وزیراعلیٰ کی قائم کردہ ایک ٹاسک فورس جس کی چیئر پرسن سیدہ ماجدہ زیدی تھی، کے ذریعے قیدی خواتین و بچوں کے لئے بستر و بیڈ فراہم کئے تھے، اب کتنی خواتین و بچوں کے لئے بیڈ موجود ہیں اور کتنی خواتین و بچے ابھی تک زمین پر سوتے ہیں؟

(ج) حکومت جز(ب) میں متذکرہ مقصد کے لئے کتنا بجٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 694 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے علاوہ 116 خواتین کے ساتھ 127 بچے بھی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سابق وزیراعلیٰ کے حکم سے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی جس کی چیئر پرسن سیدہ ماجدہ زیدی تھی متعلقہ ادارے کی طرف سے جیلوں میں کوئی بیڈ یا بستر فراہم نہ کئے گئے بلکہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے ہدایات جاری ہوئیں کہ جیلوں میں عورتوں اور بچوں کو چارپائیاں فراہم کی جائیں اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل جیلوں میں ڈبل ڈیکر چارپائیاں فراہم کی گئیں اور اس وقت کوئی بھی خاتون یا بچہ زمین پر نہ سوتے ہیں:-

سنٹرل جیل لاہور	83
سنٹرل جیل راولپنڈی	68
سنٹرل جیل ساہیوال	25
سنٹرل جیل گوجرانوالہ	20
ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	25
ڈسٹرکٹ جیل قصور	08

(ج) حکومت نے اس مقصد بابت سال09-2008 کے لئے 25000000روپے مختص کئے ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! محترمہ نے جو سوال پوچھا تھا ہم نے اس کا تفصیلی جواب دے دیا ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جیل کے اندر ایک بھی خاتون یا کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو نیچے سوتا ہو۔ ہمارے پاس جتنی بھی خواتین ہیں ان کو proper facilitate کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے کہا ہے کہ آپ جواب کا جز(ب) پڑھ کر سنائیں۔ یہ پڑھ نہیں سکتے، آپ پڑھ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جی، بہتر ہے، میں پڑھ دیتا ہوں۔

جی ہاں! یہ درست ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ کے حکم سے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی جس کی چیئر پرسن سیدہ ماجدہ زیدی تھی۔ متعلقہ ادارے کی طرف سے جیلوں میں کوئی بیڈ یا بستر فراہم نہ کئے گئے بلکہ سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے ہدایات جاری ہوئیں کہ جیلوں میں عورتوں اور بچوں کو چارپائیاں فراہم کی جائیں۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل جیلوں میں ڈبل ڈیکر چارپائیاں فراہم کی گئیں اور اس وقت کوئی بھی خاتون یا بچہ زمین پر نہ سوتے ہیں:۔

سنٹرل جیل لاہور	83
سنٹرل جیل راولپنڈی	68
سنٹرل جیل ساہیوال	25
سنٹرل جیل گوجرانوالہ	20
ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ	25
ڈسٹرکٹ جیل قصور	08

جناب سپیکر! ہم نے اس کی پوری تفصیل دی ہوئی ہے۔ جتنی خواتین اور بچے اس وقت ہمارے پاس جیلوں میں موجود ہیں ان کی تفصیل ہم نے یہاں پر دی ہوئی ہے۔ اس وقت موجودہ

actual تعداد 679 ہے۔بچوں والی خواتین تقریباً95 ہیں اور 98 بچے ان کے ساتھ وہاں پر جیلوں کے اندر رہتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے honourable منسٹر صاحب کی competency پر کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ یہ پڑھ نہیں سکتے۔ مجھے پتا ہے کہ ماشاءاللہ یہ بڑے competent ہیں لیکن میں نے ان سے یہ جواب اس لئے پڑھوایا ہے کہ یہ اس کی ذمہ داری لے سکیں۔جب کسی محکمہ کی طرف سے لکھا ہوا غلط جواب آتا ہے تو آپ اس کی تو معافی دے دیتے ہیں، شاید ان محکموں کو تو سات خون معاف ہیں۔اب honourable منسٹر صاحب کی زبان سے بھی یہی بات نکل گئی ہے کہ کوئی بھی خاتون یا بچہ زمین پر نہیں سوتا۔ محکمہ کی طرف سے جز(الف) میں جواب آیا ہے کہ "جیلوں میں بند خواتین کی تعداد 694 ہے اور اس کے علاوہ 116 خواتین کے ساتھ 127 بچے بھی ہیں۔"یعنی 116 خواتین وہ ہیں جو کہ اپنے بچوں کے ہمراہ وہاں پر رہ رہی ہیں۔اس میں انھوں نے بتایا ہے کہ ماجدہ زیدی کے حکم سے نہیں بلکہ سپریم کورٹ کے حکم سے جیلوں میں عورتوں اور بچوں کو چارپائیاں فراہم کی گئی ہیں کیونکہ آج کل حکومت سپریم کورٹ کے حکم پر ہی چلتی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ ضمنی سوال کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اب بھی 236 خواتین اپنے بچوں کے ساتھ زمین پر سو رہی ہیں۔ محکمہ غلط جواب دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی خواتین یا بچے زمین پر نہیں سوتے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے کہہ دینے سے بات نہیں بنتی۔آپ مجھے بات پوری کر لینے دیں۔ میں نے ہمیشہ آپ کا احترام کیا ہے۔یہ میرا prerogative ہے کہ جب تک میں اس حوالے سے satisfy نہیں ہوتی، میں ضمنی سوال پوچھ سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ خواتین یا بچے زمین پر سوتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے پاس ثبوت یہ جواب ہے جو ان کے محکمہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت 694 خواتین جیلوں میں موجود ہیں۔آگے جز(ب) میں انھوں نے جو تفصیل دی ہے اس کو اگر calculate کریں تو یہ 498 بیڈز بنتے ہیں۔اگر میں ڈبل ڈیکر بیڈز سے یہ impression لیتی ہوں کہ double beds ہیں، یعنی ایک خاتون اوپر

اور ایک خاتون نیچے اپنے بچے کے ہمراہ سوئے گی تو پھر یہ double beds بھی کم ہیں تو یہ 236 عورتیں کہاں سو رہی ہیں،kindly منسٹر صاحب مجھے ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم نے اس بارے میں بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ میں پھر ذمہ داری سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک بھی خاتون یا بچہ نیچے نہیں سوتے۔ ہم نے ان کو facilitate proper کیا ہوا ہے۔ ابھی جو position latest ہے میں نے وہ عرض کی ہے۔ خواتین کے حوالے سے میں ایک چیز کا مزید اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس foreigner خواتین بھی قید بھگت رہی ہیں۔ خواتین کی عزت کرنا ہماری ذمہ داری ہے otherwise ہم نے سارے قیدیوں کو facilitate کیا ہوا ہے۔ ہمارے پاس جیلوں میں جو foreigner خواتین ہیں ان کے لئے ہم وزارت داخلہ کو لکھ رہے ہیں کہ ان کی Embassies سے رابطہ کریں۔ ہم ان کے ملکوں سے رابطہ کر کے وزارت داخلہ سے اجازت لے کر ان خواتین کو ان کے ملکوں میں بھیجنا چاہتے ہیں تاکہ یہ اپنی باقی سزا اپنے اپنے ملکوں میں جا کر پوری کریں۔ ہم صرف پاکستانی خواتین ہی کو نہیں بلکہ foreigner خواتین کو بھی facilitate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بہتر یہی ہے کہ معزز ممبر نے جتنی بات پوچھی ہے اتنی بات کا جواب دے دیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے جو calculation بتائی ہے وہ غلط ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ان کے future plan کے بارے میں قطعی نہیں پوچھا۔ میرا سوال بہت simple تھا۔ ان کے محکمہ کی طرف سے مجھے جو document مہیا کیا گیا ہے میں نے اسی کو plus, minus کر کے ان سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ 694 خواتین جیلوں میں موجود ہیں۔ آگے جواب کے جز(ب) میں جو تفصیل دی گئی ہے جب میں نے اس کو calculate کیا ہے تو تعداد 229 بنتی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ڈبل ڈیکر بستر مہیا کئے ہیں۔ ڈبل ڈیکر بستر ہو یا چارپائی، اس میں ایک خاتون اپنے بچے کے ساتھ نیچے سو سکتی ہے اور ایک ہی اوپر سو سکتی ہے۔ باقی جو 236 خواتین بچتی ہیں وہ کہاں پر سوتی ہیں، میں نے اردو میں اور بہت ہی سادہ الفاظ میں سوال کیا ہے کہ یہ خواتین کہاں پر سوتی ہیں؟ میرے ملک کی خواتین، میری بہنیں جو اپنے بچوں کے ساتھ جیلوں میں رہتی ہیں میں نے ان کی بات کی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!اگر میری معزز بہن کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا تو میں ان کو offer کرتا ہوں کہ یہ جس جیل میں بھی جانا چاہیں وہاں پر میں ان کو visit کروانے کے لئے تیار ہوں۔یہ اپنی colleagues کے ساتھ جائیں،وہاں پر دیکھیں اگر یہ ایک خاتون یا بچہ بھی بتادیں کہ جن کو facilitate نہیں کیا گیا تو میں اس کی ذمہ داری قبول کروں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔میرے معزز بھائی مجھے بتا دیں میں پنجابی میں اپنا سوال پوچھ لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب تو منسٹر صاحب نے دے دیا ہے،اگر آپ نہ سنیں تو پھر کیا کریں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ انھوں نے غلط جواب دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!منسٹر صاحبان کو کہیں کہ تیاری کر کے آیا کریں،یہ تیاری کر کے نہیں آتے۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریق کار ہے؟یہ مناسب نہیں ہے۔وہ تو آپ کو دعوت دے رہے ہیں کہ میں آپ کو ساتھ لے چلتا ہوں اور جس جیل کا آپ چاہیں visit کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس ہاؤس کا بھی کوئی تقدس ہے،اس ہاؤس کا بھی کوئی احترام ہے۔ہمارے منسٹروں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی کہی ہوئی بات کو authentic سمجھا جاتا ہے۔یہاں پر ہر اجلاس میں محکمہ کی طرف سے اسی طرح سے غلط جوابات دیئے جاتے ہیں۔اگر میرے بھائی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے اور صرف یہ کہہ دیتے کہ محکمے کا جواب غلط ہے تو میں اگلی بات نہ کرتی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ معزز رکن کو satisfy کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!یہ تیاری کر کے نہیں آتے،ہمیشہ غلط جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ بیٹھیں،یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔No way آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ اتنے غصے میں "No" نہ کہا کریں کیونکہ ہم کمزور دل لوگ ہیں۔مہربانی

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے پہلے اپنی معزز بہن سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی colleagues کے ساتھ visit کر لیں۔ اگر یہ اس طرح بھی مطمئن نہیں ہوتیں تو مجھے point out کریں کہ وہاں پر کسی بچے یا کسی خاتون کو facilitate نہیں کیا گیا، میں as a Minister ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم یہ point out کر رہے ہیں کہ محکمے نے منسٹر صاحب کو plus, minus کر کے غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب آپ کو بتا دیتے ہیں۔۔۔ جی، Leader of the Opposition

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اعداد و شمار کی بات ہے، printing میں بھی غلطی ہو گئی ہو گی۔ منسٹر صاحب فرمادیں کہ ہم اعداد و شمار کی غلطی کی تصحیح کر دیں گے تو بات ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ انہوں نے کہہ دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری طرف سے کوئی question نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قیدی نے معاف کر دیا، وہ خاموش ہو گئے۔ پہلے کسٹم انسپکٹر نے انہیں معاف کر دیا تھا، ہم خاموش ہو گئے تھے۔ ہم تو اس کے بعد ان سے کوئی سوال ہی نہیں کرتے۔ اب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم اعداد و شمار ٹھیک کر دیں گے تو ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: Next question محترمہ آمنہ جہانگیر کا ہے۔(قطع کلامیاں)

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, on her behalf, question No. 413

(معزز رکن نے محترمہ آمنہ جہانگیر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 413 دریافت کیا)

قیدی خواتین واطفال کی بہبود کے لئے ٹاسک فورس کے قیام کا مسئلہ

*413: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے2002تا2007قیدی خواتین واطفال کی بہبود کے لئے سیدہ ماجدہ زیدی کی چیئر پرسن شپ میں ایک ٹاسک فورس قائم کر رکھی تھی؟

(ب) کیا اس قسم کی کوئی ٹاسک فورس قائم کرنے کا ارادہ موجودہ حکومت بھی رکھتی ہے؟

(ج) متذکرہ ٹاسک فورس کی وجہ سے جیل مینوئل میں تبدیلی کر کے خوراک کے بجٹ میں جو سولہ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا تھا کیا حکومت موجودہ مہنگائی کے مطابق اس بجٹ میں مزید اضافے کا ارادہ رکھتی ہے تو کتنا اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے سیدہ ماجدہ زیدی کی زیر نگرانی ٹاسک فورس قائم کی تھی۔

(ب) جی ہاں! موجودہ حکومت نے بھی جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے کی زیر نگرانی ٹاسک فورس تشکیل دی ہے جو کہ محکمہ جیل خانہ جات کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔

(ج) حکومت نے سال09-2008 میں مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے سال کی نسبت اس سال زیادہ بجٹ مختص کیا ہے یعنی پچھلے سال629118000روپے کا بجٹ تھا اور اس مرتبہ 733932000روپے کا بجٹ مختص کیا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا مائیک چل نہیں رہا، اس کا کچھ کریں۔

جناب سپیکر: انجینئر ابھی آ کر چیک کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے یہ بتادیں کہ کیا محکمہ جیل خانہ جات کی کوئی task force موجود ہے اور اگر موجود ہے تو اس کا چیئرمین کون ہے اور اس چیئرمین نے قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے ابھی تک کیا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ supplementary question ہے اس کا جواب دیں۔میں نے ٹاسک فورس کے چیئرمین کا نام پوچھا ہے۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!آپ ان کے supplementary question کا جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں عرض کر دیتا ہوں۔ ہمارے department کے اندر مختلف task forces ہیں جہاں پر پہلے محترمہ ماجدہ زیدی کام کر رہی تھیں اس جگہ پر ہم نے Ex Chief Justice جناب خلیل الرحمٰن رمدے کی قیادت میں ایک task force بنائی ہوئی ہے جو ان معاملات کو دیکھ رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:کیا بات کرتے ہیں بھئی!اس کے بارے میں اگر پوچھنا ہے تو وہ آپ Law Minister سے پوچھیں گے آپ relevant بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں Chairman Task Force کا نام پوچھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر:انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:نہیں،وہ چیئرمین نہیں ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!محترمہ جو پوچھنا چاہ رہی ہیں میں وہ عرض کر دیتا ہوں اور میں یہاں پر اپنی قیادت کو appreciate بھی کرنا چاہوں گا کہ قیدیوں کی خوراک اور انہیں facilitate کرنے کے لئے ایک task force قومی اسمبلی کے ممبر جناب حمزہ شہباز شریف کی قیادت میں دن رات کام کر رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

ہم ایک low return point پر ہیں جہاں بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت اور گنجائش موجود ہے لہذا ہم صوبہ پنجاب کی بہتری کے لئے رات دن کام کر رہے ہیں اور جو پہلے زخم لگے تھے ہم ان پر مرہم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ تو ہمیشہ قصیدے پڑھیں گے۔کیا انہیں کوئی ورکر نہیں ملا جو انہیں حمزہ شہباز کو appoint کرنا پڑا۔انہوں نے قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے ابھی تک کیا کام کیا ہے،وہ سرکاری گاڑیاں اور سرکاری عہدے لے کر کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس وقت کام کی ضرورت ہے لہذا اس وقت ہم نے کام کرنا ہے۔ میں پھر اپنی بات دہراتے ہوئے اپنے لیڈر چیف منسٹر پنجاب کو سلام پیش کرتا ہوں جو 24 گھنٹوں میں سے 20 گھنٹے اس قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ supplementary question کا جواب دیں بھائی! (قطع کلامیاں) Order please. Order please. Order in the House. محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! وزیر صاحب آپ کے supplementary question کا جواب دے رہے ہیں، اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو اس کے لئے آپ کو بعد میں ٹائم ملے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر صاحب مجھے بتادیں کہ حمزہ شہباز کس تاریخ کو چیئرمین بنے ہیں، قومی اسمبلی میں تو آج تک کوئی ایم پی اے چیئرمین نہیں بنا؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی، آپ بس تقریر کرنا چاہتی ہیں۔ جی، جناب قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! چار، پانچ supplementary questions آ رہے ہیں میں ان کو simplify کر دیتا ہوں اور وزیر صاحب ان کا جواب دے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ Order in the House. Order in the House. Leader of the Opposition بول رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں، محترمہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ضمنی سوال وزیر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں کہ یہ Chairman task force کس date سے ہیں اور ان کے چند monthly privileges کیا ہیں، ہمارا بس اتنا سوال ہے اور یہ آخری ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ضمنی سوال کا جواب آ جائے تو پھر آگے چلئے گا۔ اس کا جواب ہی ابھی تک نہیں آیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ منسٹر صاحب بالکل تیاری سے نہیں آئے۔ انھوں نے تھوڑی سی تیاری تو کہیں کی ہو گی۔ یہ ضمنی سوال بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ضمنی سوال کریں تو میں اس کا جواب لے کر دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بھی ہاؤس کا ممبر ہوں۔ میں یہ سوال کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ حمزہ شہباز ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔ وہ کب سے چیئرمین ہیں، ان کا monthly package کیا ہے اور اب تک وہ کیا privileges لے چکے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہم نے جتنی بھی ٹاسک فورسز بنائی ہیں وہ سب اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں، ان سب کی اپنی اپنی ذمہ داری ہے۔ قیدیوں کو facilitate کرنے سے لے کر محکمے کے ڈویلپمنٹ کے حوالے سے کام ہوئے ہیں اور initiatives بھی لئے گئے ہیں۔ ہم سب مل کر اس محکمے کی بہتری کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کا سوال تھا کہ ٹاسک فورس کیا ہے اور اس کا چیئرمین کون ہے؟ اس کا جواب لکھا گیا ہے کہ "جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے کی زیر نگرانی ٹاسک فورس تشکیل دی گئی ہے۔"

جناب سپیکر: جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے نہیں ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: ان کا نام اس جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ misprint ہو گیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمیں جواب ملا ہے کہ ٹاسک فورس کے چیئرمین حمزہ شہباز ہیں اور یہاں پر دو خواتین لڑ رہی ہیں کہ وہ دونوں بھی چیئرپرسن ہیں۔ ایک ٹاسک فورس کے 4 چیئرمین کیسے ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: سب سے پہلے تو آپ اپنی کتابت کی غلطی کو درست کریں۔ جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے ہیں۔ میں نے اپنے جواب کے اندر بھی جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے ہی بتایا ہے اور جناب حمزہ شہباز اور دوسرے لوگ اگر کام کر رہے ہیں تو وہ یہاں پر فی سبیل اللہ کام کر رہے ہیں۔ یہاں پر کوئی تنخواہ سے لیتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کی مراعات لے رہا ہے۔ ہماری ٹاسک فورسز صرف ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کے لئے دن رات کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہاں غلط جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ اس پر اپوزیشن کو بڑا احتجاج ہے۔ ہم اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں اور ہم ایک منٹ بعد خود ہی آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں اور واک آؤٹ نہ کریں۔ اس میں کتابت کی غلطی ہو سکتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے بعد ہم اپنے ٹوکن واک آؤٹ کو واپس لیتے ہیں لیکن ایک گزارش ہے کہ وزراء کا جو non serious attitude ہو گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر نہیں تھے۔ زرداری صاحب یہاں تشریف لائے اور وزیر اعلیٰ ترکی اپنے دورے پر چلے گئے۔ اس کا ذمہ دار ہم کس کو ٹھہرائیں، وہ کل یہاں پر آئیں تو ان کی تھوڑی سی tuning کی جائے اور اپنی عدم موجودگی میں بھی صوبے کو چلانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کریں۔ صوبہ بالکل برباد ہو چکا ہے، خالی ہو چکا ہے، ان کو اپنی تنخواہوں کے علاوہ کچھ معلوم نہیں۔ اس وقت کلرک مال روڈ پر ہیں، ڈاکٹر مال روڈ پر ہیں، انجینئر مال روڈ پر ہیں، مزدور مال روڈ پر ہیں اور ہر طرف ہڑتال ہو رہی ہے۔

جناب والا! اگر وزیر صاحب تیاری کے ساتھ آتے تو House smoothly چلتا۔ یہاں ممبران کی دل شکنی ہو رہی ہے۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق بیٹھتے ہیں لیکن ہماری آپ سے استدعا ہے کہ ان کو حکم صادر فرمائیے گا کہ اس بات کو سنجیدگی سے لیا کریں۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات ہے اور انھوں نے اصلاح کی ہے۔ وزراء کو اس چیز کا خیال رکھنا چاہئے۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 415 ہے۔

لاہور، جیلوں میں قیدی خواتین کے لئے لیڈی ڈاکٹر اور ایل ایچ وی کی تعداد میں اضافے کا معاملہ

*415: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی تمام جیلوں میں قیدی خواتین اور بچوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ جیلوں میں لیڈی ڈاکٹرز اور ایل ایچ وی کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت لیڈی ڈاکٹرز اور ایل ایچ وی کی موجودہ تعداد میں خواتین قیدیوں کی سہولت کی خاطر اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت صرف سنٹرل جیل لاہور میں کل 151 خواتین اسیران ہیں جن میں سے 17 خواتین ہمراہ 22 بچگان ہیں۔

(ب) جیل ہذا میں ایک ڈاکٹر اور ایک ایل ایچ وی کی پوسٹ موجود ہے 11/2007 تا 15-05-2008 لیڈی ڈاکٹر تعینات رہی ہے، بعد ازاں استعفیٰ دے کر چلی گئی اس لئے لیڈی ڈاکٹر ایل ایچ وی کی پوسٹ خالی ہے۔ البتہ جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال لاہور سے روزانہ لیڈی ڈاکٹر / گائناکالوجسٹ زنانہ وارڈ میں آتی ہیں اور مریض چیک کرتی ہیں۔ مزید برآں فری جنرل میڈیکل کیمپ اور آئی کیمپ کا بھی انعقاد کیا گیا ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں لیڈی ڈاکٹر اور ایل ایچ وی کی منظور شدہ تعداد کی جیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا حکومت مزید اضافے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انھوں نے جواب دیا ہے کہ اس وقت سنٹرل جیل لاہور میں 151 خواتین اسیر ہیں اور 17 خواتین کے ہمراہ 22 بچے ہیں۔ جیل ہذا میں ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک ایل ایچ وی کی پوسٹ موجود ہے جو 15۔ مئی 2008 سے خالی ہے کیونکہ ڈاکٹر استعفیٰ دے کر چلی گئی ہے۔ اس کے بعد سے اب تک وہاں کوئی لیڈی ڈاکٹر اور ایل ایچ وی بھی تعینات نہ کی گئی ہے۔ میں یہ

پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمارے ہاں ڈاکٹروں کی کمی ہو گئی ہے، کیا انھوں نے دوبارہ اس اسامی کو announce کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس سوال کا تفصیلی جواب ہم دے چکے ہیں۔ یہ سوال 26۔ مئی 2008 کو کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق جواب پرنٹ ہوا ہے۔ اب اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت 140 خواتین اسیر ہیں جن میں سے 11 خواتین کے ساتھ 16 بچے ہیں۔

جناب سپیکر! انھوں نے لیڈی ڈاکٹر کی بات کی ہے کہ وہ وہاں سے چلی گئی ہیں تو یہ درست ہے کہ لیڈی ڈاکٹر وہاں سے استعفیٰ دے کر چلی گئی تھیں۔ اب ہم نے پورے پنجاب میں ڈی سی اوز کو convey کر دیا ہے کہ فوری طور پر اخبار میں اشتہار دے کر تمام جیلوں میں لیڈی ڈاکٹروں کو appoint کریں۔ ہم وہاں پر باقاعدہ طور پر ان کی رہائش گاہیں بنا رہے ہیں تاکہ ان کو proper facilitate بھی کیا جائے۔ کوٹ لکھپت جیل کے اندر ایک لیڈی ڈاکٹر روزانہ visit کرتی ہے اور تمام قیدی خواتین کا ضرورت کے مطابق باقاعدہ check up کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ اتنے عرصے سے یہ سیٹ خالی ہے، کیا آپ نے اُن کی جگہ پُر کرنے کے لئے اخبار میں کوئی add دیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وہاں پر LHVs بالکل موجود ہیں جو appoint ہو گئی ہیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ وہاں پر روزانہ ایک لیڈی ڈاکٹر visit کرتی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی تمام جیلوں میں باقاعدہ طور پر ڈاکٹر appoint کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جز (ب) میں بڑا سادہ سا سوال پوچھا گیا تھا کہ "مذکورہ جیلوں میں لیڈی ڈاکٹروں اور LHVs کی تعداد کیا ہے؟" صرف تعداد لکھ کر جواب مکمل ہو سکتا تھا۔ وزیر موصوف اپنی تقریر ہی کی طرح کا ایک پورا جز (ب) لے آئے ہیں کہ "2008 سے وہاں پر تعینات نہیں ہے۔" جواب میں تاریخ لکھی ہوئی ہے کہ 15-5-2008 سے ڈاکٹر تعینات نہیں ہے اور اب سال 2010 ہے یعنی دو سالوں سے ابھی تک ڈاکٹر تعینات نہیں ہوا اور یہ روزانہ

وہاں سے ایک لیڈی ڈاکٹر بھیجتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اُس کے اخراجات اسے appoint کرنے سے زیادہ تھے، اگر کم ہیں تو اسے appoint کرنے میں کون سی قباحت تھی، اگر اب بھی نہیں کرنا تو جو لیڈی ڈاکٹر وہاں پر روزانہ جاتی رہی ہے اُس کا نام بتادیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جو ڈاکٹرز وہاں پر visit کرتی رہی ہیں میں ان کا نام بھی اِن کو بتادوں گا۔ جیل کی atmosphere کے مطابق لیڈی ڈاکٹروں کے لئے وہاں پر باقاعدہ طور پر رہائش گاہیں بنائی جارہی ہیں کیونکہ عام طور پر لیڈی ڈاکٹروں کو وہاں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جو ڈاکٹر وہاں پر visit کرتے ہیں ان کا نام بتادیں کیونکہ آپ کو کچھ نہ کچھ تو پتا ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جنرل ہسپتال سے جو لیڈی ڈاکٹرز جاتی ہیں وہ کسی جگہ پر کچھ لکھ کر جاتی ہوں گی، کوئی ڈاکٹ بنتا ہو گا یا کہیں نہ کہیں اندراج کر کے جاتی ہوں گی جس سے confirm بھی کیا جا سکتا ہے، اس میں کون سی رکاوٹ ہے کہ منسٹر صاحب لیڈی ڈاکٹر کا نام نہیں بتا رہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! صرف ایک ڈاکٹر کی وہاں پر روزانہ ڈیوٹی نہیں ہوتی بلکہ مختلف لیڈی ڈاکٹرز وہاں پر جا کر visit کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: ماجدہ زیدی صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال ہے جس پر ضمنی سوال کرنا میرا حق اور استحقاق ہے لہذا مجھے ضمنی سوال کرنے کی اجازت دیں۔ یہ اتنا اہم محکمہ ہے لیکن دو سال کے بعد محکمہ جیل خانہ جات کی پہلی دفعہ باری آئی ہے۔ ہماری تسلی ہونے دیں اور منسٹر صاحب سے کہیں کہ ذرا حوصلے سے جواب دیں۔ اگر منسٹر صاحب تھوڑی تیاری کر کے آتے تو بہت اچھا ہوتا۔ منسٹر صاحب نے ابھی کہا ہے کہ ہم نے D.C.Os کو ہدایت کر دی ہے کہ لیڈی ڈاکٹروں کو appoint کریں جبکہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ ابھی ایک جھگڑا چل رہا تھا کہ ایک ٹاسک فورس کے چار چیئرمین ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! مہربانی کر کے خاموشی سے بیٹھیں۔ گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے اگر کوئی گپ شپ لگانی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے لیکن ہاؤس کا وقت مت ضائع کیجئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جیل خانہ جات کے منسٹر اور محکمہ کیا کر رہا ہے، اگر ڈاکٹر DCO نے ہی appoint کرنے ہیں تو محکمہ کیا کر رہا ہے جبکہ یہ provincial matter ہے، وزیر اعلیٰ جب میرٹ کی بات کرتے ہیں تو پھر وہ کیا کر رہے ہیں؟ بتایا جائے کہ کیا صوبائی محکمے میں اب DCO لیڈی ڈاکٹروں کو appoint کرے گا جبکہ وہ تو مجاز ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بتادیں کہ آپ کب add دے رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پہلے تو میں عرض کر دوں کہ کوئی بھی جیل ایسی نہیں ہے جہاں پر لیڈی ڈاکٹر visit نہ کرتی ہو۔ اس کے علاوہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہت جلد ڈاکٹرز appoint کر کے انہیں بتادیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کو اس کی رپورٹ دینی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ابھی تک میرے پہلے سوال کا ٹھیک طرح سے جواب نہیں آیا تو اب میں اگلا سوال کیسے کروں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں بہت جلد ڈاکٹرز appoint کرواتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے floor پر کہا ہے کہ appoint D.C.Os کر رہے ہیں، ان سے پوچھیں کہ D.C.Os کس قانون کے تحت appoint کریں گے؟ منسٹر صاحب پہلے اپنے محکمے کا قانون تو پڑھ لیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمیں لوکل ڈاکٹر required ہوتا ہے جس کے ساتھ پنجاب حکومت کا نمائندہ بھی موجود ہوتا ہے لیکن چونکہ ہماری جیلوں میں باقاعدہ طور پر سیشن ججز اور D.C.Os ماہانہ visits بھی کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہیں اور ہم نے بہت ساری اپنی power اپنے D.C.Os کو دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! بتایا جائے کہ D.C.Os کس قانون کے تحت لیڈی ڈاکٹرز کی appointment کریں گے، اگر D.C.Os جیلوں میں visit کرتے ہیں تو وہاں پر تو بہت ساری NGOs بھی visit کرتی ہیں جو اپنے ڈاکٹرز اور وکلاء بھی بھیجتی ہیں، میں صوبائی محکمہ جیل خانہ جات کی بات کر رہی ہوں جس کے چودھری صاحب منسٹر ہیں، پتا نہیں انہیں اس بات کا پتا ہے یا نہیں، ابھی ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کی کتنی جیلوں کے کتنے چیئرمین ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ منسٹر صاحب کی بات غور سے سنیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں دوبارہ اپنی بات دہرا دیتا ہوں کہ ہم باقاعدہ طور پر تمام جیلوں کے اندر ڈاکٹرز appoint کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں قیدیوں کی فلاح و بہبود کے اقدامات

*427: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبائی حکومت صوبہ بھر کی جیلوں میں قیدیوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کے احتجاج کی تفصیلات

*601: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ مورخہ 6۔جون 2008 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے سینکڑوں قیدیوں نے جیل انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج کیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ان قیدیوں کا احتجاج جیل میں منشیات کی فروخت اور پی سی او چلانے کے عوض 6 لاکھ روپے ماہانہ دینے اور قیدیوں پر بے جا سختی کرنے پر تھا؟

(ج) کیا حکومت نے اس واقعہ اور الزامات کی تحقیقات کروانے کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی ہے تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ اس جیل کا سپرنٹنڈنٹ ضلع ننکانہ صاحب کا رہائشی ہے جو شیخوپورہ کی سابق تحصیل ہے اور ابھی تک اس ضلع میں ڈسٹرکٹ جیل نہیں ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سپرنٹنڈنٹ کو اس جیل میں تعینات کر سکتی ہے؟

(و) کیایہ بھی درست ہے کہ اس جیل میں ہنگامہ آرائی کی بڑی وجہ موجودہ سپرنٹنڈنٹ جیل ہے؟

(ز) کیا حکومت اس کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے اور اس کے خلاف قواعد کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جیل ہذا پر مورخہ 05-06-2008 کو دو سو سے اڑھائی سو کے قریب حوالاتیوں نے سابق انتظامیہ کی طرف سے دی گئی مراعات کے روکنے پر جیل ہذا میں ہنگامہ آرائی کی کوشش کی جسے بغیر کسی جانی یا مالی نقصان کے بطریق احسن قابو پا لیا گیا۔ جس کی تفصیلی رپورٹ گورنمنٹ آف دی پنجاب کو دفتر ہذا کی چٹھی نمبری 65-7964 مورخہ 05-06-2008 کے تحت ارسال کی جا چکی ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے:-

موجودہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے چارج سنبھالتے ہی اندرون جیل وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کیا اسیران کو رشوت ادا کرنے کے بدلے جو غیر قانونی سہولیات حاصل تھیں ان کو ختم کیا۔ سکیورٹی کے لئے نصب آلات جو خراب پڑے ہوئے تھے درست کروا کے دوبارہ نصب کئے گئے۔ اسیران کے لنگر کو بمطابق قانون بہتر حالت میں لایا گیا بیرون جیل سامان تلاشی، تحریر

ملاقات، تحریر سامان کا کرپشن کا منظم ٹھیکہ ختم کیا گیا۔تلاشی کے ناقص اور غیر مؤثر انتظام کی وجہ سے ممنوعہ اشیاء جو وافر مقدار میں اندرون جیل سمگل کی جاتی تھیں ان کی بمطابق قانون سختی سے روک تھام کی گئی۔جیل ہذا پر تعینات وارڈر گارڈ اور ایگزیکٹو سٹاف کی مؤثر ڈیوٹی اور ڈسپلن قائم کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کئے گئے۔مین وال کے گرد چیک پوسٹوں کے انتظام کو بہتر کیا گیا اور مستعد عملہ تعینات کیا گیا۔جیل کی ہفتہ وار ڈیوٹیاں تمام گارڈ کی موجودگی میں جنرل پریڈ کے دوران لگائی گئیں۔یہ ہنگامہ محض پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق تھا جو چند شر پسند کے اکسانے پر پیش آیا۔مزید برآں جن اسیران سے ممنوعہ اشیاء موبائل فون برآمد ہوئے ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ب) یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جیل ہذا کی سابق انتظامیہ کے دور میں مذکورہ غیر قانونی دھندے جاری تھے جن کو نئے تعینات ہونے والے سپرنٹنڈنٹ جیل نے ختم کیا۔منشیات فروشی اور منتھلی رشوت کے حوالے سے جناب سالک جلال ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات لاہور ریجن جناب ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر شیخوپورہ کے سامنے تمام حوالاتیوں اور قیدیان نے اس امر کی تصدیق کی کہ انہوں نے ہنگامہ آرائی غیر قانونی مراعات بند کرنے پر کی ہے اور موجودہ انتظامیہ معاملات کو انتہائی شفاف انداز میں چلا رہی ہے۔

(ج) ایک اعلیٰ سطح انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی جو مندرجہ ذیل سینئر آفیسران پر مشتمل تھی جن کے نام درج ذیل ہیں:-

1- محمد سالک جلال، ڈی آئی جی (انسپکشن) بی ایس 19
2- محمد جاوید لطیف، اے آئی جی بی ایس 18

(د) سپرنٹنڈنٹ جیل ضلع شیخوپورہ کا نہیں بلکہ ضلع ننکانہ صاحب کا رہائشی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب بطور مجاز اتھارٹی تعیناتی عمل میں لا سکتی ہے۔

(و) یہ بات قطعاً اور بے بنیاد ہے موجودہ انتظامیہ جیل کے معاملات کو قانون اور قاعدے کے مطابق چلا رہی ہے جس کی بڑی مثال یہ ہے کہ موجودہ انتظامیہ کی زیر نگرانی معاملات پُرامن اور احسن انداز میں انجام دیئے جا رہے ہیں دراصل ہنگامہ کی بڑی وجہ سابق انتظامیہ کی بدانتظامی اور اسیران کو رشوت کے بدلے غیر قانونی سہولیات کی فراہمی تھی۔

(ز) اسیران کو رشوت کے بدلے غیر قانونی سہولیات دیئے جانے کی بابت سابق جیل انتظامیہ کے خلاف حکومت پنجاب کارروائی کر سکتی ہے اس بابت تحقیقات جاری ہیں۔

بہاولپور بورسٹل جیل میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*997: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور بورسٹل جیل میں قیدیوں کو ٹھہرانے کے لئے کتنی گنجائش ہے اور ان کی موجودہ تعداد کیا ہے نیز وہ کن جرائم کی پاداش میں مقید ہیں، تفصیل میں نام، ولدیت، عمر، جرم اور بقیہ قید کی مدت بیان کی جائے؟

(ب) ان اسیران کی تعلیم، تربیت اور ہنر سکھانے کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

(ج) ان اسیران کی تفریح کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟

(د) ان اسیران کی اخلاقی، روحانی اور ذہنی نشو و نما کے لئے کن کن ماہرین / ڈاکٹر / مذہبی رہنما کی خدمات سے استفادہ کیا جارہا ہے نیز ان ماہرین کے نام، عرصہ تعیناتی یا عرصہ مشاورت کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) بورسٹل جیل بہاولپور میں 434 قیدیوں کو ٹھہرانے کی گنجائش ہے۔موجودہ قیدیوں کی تعداد 79 ہے جن میں 50 حوالاتی اور 29 قیدی شامل ہیں۔ قیدیوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیل ہذا میں اسیران کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک عدد سکول موجود ہے جس میں بچوں کو دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے جس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں۔ہنر سکھانے کے لئے بھی جیل ہذا میں ایک عدد فیکٹری موجود ہے جس میں اسیر بچوں کو ٹیلرنگ کی تربیت دی جاتی ہے اور اسی طرح جیل ہذا میں ایک عدد کمپیوٹر سنٹر بھی موجود ہے جس میں اسیر بچوں کو کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے جس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں۔

(ج) تمام اسیران کو ان کی بیرکوں میں لڈو(Ludo)اور کیرم بورڈ مہیا ہیں اس کے علاوہ ہر بیرک میں کلر ٹی وی بھی موجود ہے۔تمام اسیر بچوں کو صبح کے وقت پی ٹی پریڈ کروائی جاتی ہے جس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں۔

(د) جیل ہذا میں اسیران کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے مذہبی اساتذہ موجود ہیں جو ان کی تربیت کرتے ہیں۔جیل ہذا میں مختلف تہواروں پر تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جس میں باہر سے معزز مہمانوں کو بلایا جاتا ہے جس سے اسیر بچوں کو ان کے پر اثر خیالات سننے کا موقع ملتا ہے۔ جیل ہذا میں بوقت ضرورت سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو بھی ڈی ایچ کیو ہسپتال سے بلوایا جاتا ہے اور ان کی مشاورت سے بیمار اسیران کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں وفات پانے والے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*998: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں سال2003 سے آج تک جو اسیران دوران قید وفات پا گئے، ان کے نام، ولدیت، جرم اور عمر کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے قیدیوں کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا اور ان کی اموات کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) اگر پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا تو کن وجوہات کی بناء پر نہیں کرایا گیا؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل بہاولپور میں سال2003 سے آج تک جیل میں وفات پانے والے اسیران کی تعداد59 ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صرف دو اسیران کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا کیونکہ انہوں نے خودکشی کی تھی۔

(ج) 59 میں سے 57 اسیران کا پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا کیونکہ ان کے لواحقین پوسٹ مارٹم پر رضامند نہ ہوئے۔

پنجاب کی جیلوں میں بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1312: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں بچے قید ہیں، اگر ہاں تو ان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں قید بچے قتل، چوری، ڈکیتی، نشہ اور اسلحہ وغیرہ رکھنے کے مقدمات میں ملوث ہیں، اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 1126 نو عمر اسیران بند ہیں جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں بند نو عمر اسیران کی جرم وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1313: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں خواتین بھی قید ہیں، اگر ہاں تو ان کے نام اور تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ خواتین قیدیوں کو کن کن جرائم میں سزا ہوئی اور اب ان کی سزا کی مدت کتنی رہ گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان خواتین کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کی سزا تین مہینے سے کم رہتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں کوئی خاتون اسیر بند نہ ہے بلکہ سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت 152 خواتین بند ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سنٹرل جیل لاہور میں بند قیدی خواتین کی قید و بقایا قید کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پہلے ہی عید کے موقع پر تمام قیدی خواتین کو ماسوائے Chapter-xvi صدر پاکستان کی طرف سے 3 ماہ، ہوم سیکرٹری صاحب کی طرف سے 2 ماہ، آئی جی جیل خانہ جات کی طرف سے 2 ماہ اور سپرنٹنڈنٹ جیل کی طرف سے ایک ماہ کی معافی کا اعلان کر چکی ہے۔

بلکہ ایسی خواتین جن کے ساتھ چھوٹے بچے موجود تھے ان کے لئے بھی ایک سال کی معافی کا اعلان کیا اور اس معافی کی وجہ سے 3 خواتین اسیران رہا ہو چکی ہیں۔

ضلع نارووال میں جیل کی عمارت کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*1321: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع نارووال میں ملزمان کے لئے کوئی جیل موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع نارووال کے جرائم میں ملوث قیدیوں کو سیالکوٹ جیل میں رکھا جاتا ہے اور مقدمات کی سماعت کے لئے ملزمان کو روزانہ ضلع کچہری نارووال میں لایا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 5 سال قبل ضلع نارووال میں جیل کی تعمیر حکومت پنجاب نے منظوری دی تھی؟

(د) کیا جیل کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو وضاحت کی جائے کہ جیل کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل تک چھوٹے جرائم میں ملوث ملزمان کو جوڈیشل لاک اپ جو کہ ضلع کچہری نارووال کے قریب واقع ہے اس میں رکھا جاتا ہے اور اب اس لاک اپ کو ختم کر دیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ اس وقت نارووال میں کوئی جیل نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) ریکارڈ کے مطابق نارووال جیل تعمیر کے لئے خط و کتابت 2003 کی پہلی سہ ماہی میں شروع ہوئی تھی حصول زمین برائے تعمیر جیل کے لئے جگہ کا انتخاب اور پھر زمین کے نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے سال 2007 میں جگہ کا انتخاب فائنل ہوا اور جگہ لے لی گئی ہے۔

(د) جیل کی تعمیر کے لئے 52ایکڑ زمین الاٹ ہو چکی ہے اس کی ادائیگی کے بعد قبضہ بھی لیا گیا ہے اس کا نقشہ بن چکا ہے تخمینہ جات اور PC-I تیار کر کے PDWP میٹنگ میں اس کی منظوری ملتے ہی اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ہ) درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل تک نارووال اور شکر گڑھ میں جوڈیشل لاک اپ موجود تھا جہاں چھوٹے جرائم میں ملوث اسیران رکھے جاتے تھے لیکن یہ دونوں لاک اپ 2006 میں بند کر دیئے گئے تھے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1437: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ ڈسٹرکٹ جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اس وقت کتنے قیدی اور حوالاتی جیل میں موجود ہیں؟

(ب) کیا اس وقت سیالکوٹ جیل میں کتنے سزائے موت کے قیدی ہیں اور ایک کمرے میں کتنے قیدی رہ رہے ہیں؟

(ج) سزائے موت کے قیدیوں کو واک کے لئے کتنا وقت دیا جاتا ہے اور ان کو ہینڈ کف لگائے جاتے ہیں، اگر لگائے جاتے ہیں تو کیا یہ قانون میں موجود ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں 722 قیدیوں کی گنجائش موجود ہے جبکہ موجودہ گنتی 2747 ہے۔

حوالاتی	2041
قیدی	324
قیدی سزائے موت	382
ٹوٹل گنتی	2747

(ب) اس وقت جیل ہذا میں 382 سزائے موت کے قیدی ہیں اور ایک کمرے میں 7/8 قیدی رہ رہے ہیں۔

(ج) سزائے موت کے قیدیوں کو2 گھنٹے صبح اور2 گھنٹے شام واک ٹائم دیا جاتا ہے اور جیل قاعدہ نمبر340 کے تحت سزائے موت کے قیدیوں کو ہینڈکف بھی لگائی جاتی ہیں۔

کیمپ جیل قصور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1936: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل قصور کا رقبہ کتنے ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے؟

(ب) کیمپ جیل کے رقبہ کے کتنے حصہ پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں؟

(ج) کیمپ جیل قصور کا کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(د) کیمپ جیل قصور میں قیدیوں کو رکھنے کے لئے کتنی بیرکس بنائی گئی ہیں؟

(ہ) کیمپ جیل قصور میں ہر بیرک میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کا کل رقبہ 32 ایکڑ 1 کنال اور 10 مرلے پر مشتمل ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور کے رقبہ پر مندرجہ ذیل عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں:-

	مرلے	کنال	ایکڑ
جیل رقبہ بلڈنگ	5	4	8
جیل کالونی	15	6	7
زیر کاشت رقبہ	10	6	15
کل رقبہ	10	01	32

(ج) تفصیل جز(ب) میں دے دی گئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں اس وقت 12 بیرکس موجود ہیں۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں ہر بیرک میں 60 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 444 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت 1674 اسیران مقید ہیں 277 فیصد گنجائش سے زیادہ ہیں۔

کیمپ جیل قصور میں قیدی خواتین کی تفصیلات

*1937: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل قصور میں 2007 کے دوران کتنی قیدی خواتین کو لایا گیا نیز انہیں کن کن جرائم میں گرفتار کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیمپ جیل قصور میں خواتین کو اپنے عزیزوں سے ملنے کے کیا اوقات مقرر ہیں؟

(ج) کیمپ جیل قصور میں خواتین قیدیوں کی فلاح کے لئے کن کن منصوبوں پر عمل کیا جارہا ہے؟

(د) کیمپ جیل قصور میں خواتین کی کتنی بیرکس ہیں اور ہر بیرک میں کتنی قیدی خواتین کو رکھا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں 60 خواتین کو گرفتار کر کے سال 2007 میں بھجوایا گیا جن کے جرائم مندرجہ ذیل ہیں:-

302-376-365-3/4-9 B, 9C

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی خواتین کو اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے بروز منگل وقت آٹھ سے ایک بجے تک مقرر کیا گیا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی خواتین کی فلاح کے لئے سلائی مشینیں اور سلائی ٹیچر بھی مہیا کی گئی ہے اور تعلیم و تربیت کے لئے مذہبی ٹیچر تعینات ہے اور اس کے علاوہ میڈیکل سہولت کے لئے ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر بھی روزانہ کے لئے مقرر ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی خواتین کے لئے ایک بیرک اور دو سیل ہیں۔ایک بیرک میں 15 خواتین قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔

کیمپ جیل لاہور میں قیدی بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1965: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل لاہور میں کتنے قیدی بچے ہیں، ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں کتنے قیدی بچے کس کس جرم میں لائے گئے نیز جرم کی نوعیت بھی بتائی جائے؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدی بچوں کی فلاح کے لئے کن منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے منصوبہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیمپ جیل لاہور کا عملہ کتنے افراد پر مشتمل ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیمپ جیل لاہور میں قیدی بچوں کو والدین کے ملنے کے لئے کیااوقات مقرر کئے گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) کیمپ جیل لاہور میں اس وقت کوئی قیدی بچہ مقید نہ ہے البتہ 18 سال تک کی عمر کے 115 حوالاتی بچے مقید ہیں۔

(ب) کیمپ جیل لاہور میں اس وقت 115 حوالاتی بچے مقید ہیں ان کی جرم وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

قتل	20
زنا	08
ڈکیتی	18
چوری	32
لڑائی	10
جیب تراشی	07
منشیات	14
اسلحہ	08
ٹوٹل	115

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدی بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:۔

1- تدریسی تعلیم دی جاتی ہے۔
2- دینی تعلیم دی جاتی ہے۔
3- کمپیوٹر لیب موجود ہے کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے۔
4- کرسیاں بنانے کا کام سکھایا جاتا ہے۔
5- ٹیلرنگ کا کام سکھایا جاتا ہے۔

(د) کیمپ جیل لاہور میں تعینات عملہ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کل 458 sanctioned strength نفوس پر مشتمل ہے لیکن 26 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ہ) کیمپ جیل لاہور میں حوالاتی بچوں سے ملاقات کے لئے دفتری اوقات میں ہفتہ میں دو دن جمعہ اور ہفتہ مقرر کئے ہوئے ہیں۔

پریزنرز سٹاف ویلفیئر فاؤنڈیشن کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*2021:جناب اعجاز احمد خان:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب پولیس فاؤنڈیشن کی طرز پرPrisons سٹاف ویلفیئر فاؤنڈیشن محکمہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی ویلفیئر کے لئے کام کر رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ فاؤنڈیشن اس وقت کن کن منصوبہ جات / ویلفیئر کے کام سرانجام دے رہی ہے،ان منصوبہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ج) اس وقت اس فاؤنڈیشن کے پاس کتنے فنڈز ہیں اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب پریزنرز فاؤنڈیشن کا نوٹیفکیشن نمبر95/94-1(S&GAD)SO(R-III) مورخہ 14-02-1996 کوS&GAD نے کر دیا تھا لیکن لاء ڈیپارٹمنٹ کے اعتراض پر ابھی تک پنجاب پریزنرز فاؤنڈیشن فنکشنل نہ ہو سکی ہے۔حکومت پنجاب محکمہ داخلہ کے پاس کیس زیر غور ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) فاؤنڈیشن فنکشنل نہ ہے لہذافاؤنڈیشن کے اکاؤنٹ میں کوئی فنڈز موجود نہ ہے۔

صوبہ بھر میں قید خواتین و بچوں کی تعداد

*2149:ڈاکٹر مسرت حسن:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ بھر کی جیلوں میں قید خواتین کی تعداد جیل وار کتنی ہے؟

(ب) ان قیدی خواتین میں کتنی ایسی خواتین ہیں جو بغیر مقدمہ کے بند ہیں،ان کے نام،پتاجات نیز جیل میں رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان قیدی خواتین کے ساتھ ساتھ قید بچوں کی تعداد جیل وار بیان کریں؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں جیل وار بند حوالاتی / قیدیان خواتین اسیران کی تعداد ضمیمہ(الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت کوئی خواتین بغیر مقدمہ کے بند نہ ہے۔

(ج) قیدی خواتین کے ساتھ بند بچوں کی تعداد ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سنٹرل جیل بہاولپور میں 65 سال سے اوپر کے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2177: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت سنٹرل جیل بہاولپور میں 65 سال اور اس سے زائد عمر کے قیدیوں کے نام، ولدیت اور جرم کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس جیل میں ایسے قیدی کتنے ہیں جن کی قید تو ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ کی رقم ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے قید ہیں، ان کے نام اور جرم کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس جیل میں لاوارث قیدیوں کے نام اور جرم کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت اوپر بیان کردہ قیدیوں کو فوری رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت سنٹرل جیل بہاولپور میں 65 سال اور اس سے زائد عمر کے قیدیوں کی تعداد 27 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سنٹرل جیل بہاولپور میں اس وقت دو قیدیان ایسے ہیں جن کی سزا ختم ہو چکی ہے اور اب جرمانے کی سزا کاٹ رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سنٹرل جیل بہاولپور میں اس وقت 13 لاوارث قیدیان مقید ہیں جن کے نام اور جرم کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جز (الف) 65 سالہ قیدیان کا جرم Chapter-xvi کریمنل پینل کوڈ میں آتا ہے اس لئے مذکورہ قیدیان رہا نہیں ہو سکتے۔

جز (ب) میں مذکور دونوں قیدیان منشیات کے جرم میں جرمانے کی قید کاٹ رہے ہیں۔ مخیر حضرات منشیات کے جرم میں ملوث اسیران کا جرمانہ ادا نہیں کرتے لہذا جرمانے کی قید کاٹ کر دونوں اسیران رہا ہو جائیں گے۔

جز(ج)میں مذکور 13 لاوارث قیدیوں کی قید ابھی باقی ہے جب قید ختم ہو جائے گی تو مذکورہ قیدیان جیل سے رہاہو جائیں گے۔

ڈسٹرکٹ وسنٹرل جیل فیصل آباد میں مسیحی قیدیوں کی تعداد و تفصیل

*2413:جناب جوئیل عامر سہوترا:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ وسنٹرل جیل فیصل آباد میں مسیحی مرداور خواتین قیدیوں کی الگ الگ تعداد بیان کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مسیحی قیدیوں کے دوران قید بائبل مقدس کا کورس مکمل کرنے پر قید میں کوئی رعایت نہیں دی جاتی،اگرہاں توکیوں اور نہیں تووجہ بیان کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 77 حوالاتی اور 2 قیدی مسیح بند ہیں جب کہ کوئی مسیح خاتون مذکورہ جیل میں بند نہ ہے اس کے علاوہ سنٹرل جیل فیصل آباد میں 25 مسیح قیدی اور 16 سزائے موت مسیح قیدی بند ہیں اور کوئی مسیح خاتون بند نہ ہے۔

(ب) مسیح قیدیوں کو دوران قید بائیبل مقدس کا کورس مکمل کرنے پر معافی دی جاتی ہے۔

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2430:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں تاحال کتنی تعداد میں جیلیں ہیں ان جیلوں میں قیدیوں کو کون کون سی سہولتیں میسر ہیں قیدیوں میں سے جو سرکاری ملازمین مختلف مقدمات میں جیل چلے جاتے ہیں ان کے لئے علیٰحدہ بیرک ہے یاوہ دوسرے ملزمان کے ساتھ قید ہیں؟

(ب) کیاصوبہ میں قائم جیلوں میں قیدیوں کے مطالعہ کے لئے ہر جیل میں لائبریری قائم ہے؟

(ج) کیاصوبہ میں قائم جیلوں میں قیدیوں کو پی سی او کی سہولت میسر ہے؟

(د) کیاحکومت صوبہ کے تمام اضلاع میں جیلیں قائم کرنے، سرکاری ملازمین قیدیوں کے لئے جیل میں علیٰحدہ بیرک قائم کرنے اور قیدیوں کو پی سی او کی سہولت دینے کاارادہ رکھتی ہے،توکب تک نہیں توجوہ بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 32 جیلیں ہیں-ان جیلوں میں مقید قیدیان کو صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کا کھانا حسب معمول دیا جاتا ہے-علاوہ ازیں جیلوں میں بند اسیران کو دینی اور دنیوی تعلیم دی جاتی ہے جس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں اس کے علاوہ قیدیان کو ٹیلرنگ قالین بافی اور کمپیوٹر سکھانے کی سہولت بھی میسر ہے بلکہ حسب ضرورت سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو بھی D.H.Q ہسپتال سے بلوایا جاتا ہے اور ان کی مشاورت سے بیمار اسیران کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے نیز جو سرکاری ملازمین مختلف مقدمات میں ملوث ہو کر جیل میں آتے ہیں ان کو دوسرے ملزمان کے ساتھ ہی رکھا جاتا ہے-

(ب) پنجاب کی جیلوں میں قیدیان کے مطالعے کے لئے ہر جیل میں لائبریری قائم ہے-

(ج) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کے لئے پی سی او کی سہولت میسر نہ ہے-

(د) جی ہاں! حکومت پنجاب تمام اضلاع میں جیلیں قائم کر رہی ہے، سرکاری ملازمین قیدیوں کے لئے کوئی علیٰحدہ بیرکیں تعمیر نہ کی جارہی ہیں اور حکومت پنجاب قیدیوں کے لئے جیلوں میں پی سی او کی سہولت دینے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے کیوں کہ اس کی سخت ممانعت ہے-

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2433: ڈاکٹر سامیہ امجد :کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں جیلوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں، کہاں، واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں ذہنی امراض میں مبتلا قیدیوں کی تعداد کیا ہے، ان میں کتنے مرد اور کتنی خواتین ہیں الگ الگ فہرست مہیا کی جائے؟

(ج) انتظامیہ مذکورہ ذہنی امراض میں مبتلا مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اکثر ذہنی امراض میں مبتلا مریضوں کو torture کے ذریعے ٹھیک کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو غیر سائنسی، اذیت ناک اور غیر انسانی طریق علاج ہے اگر ہاں تو انتظامیہ اس غیر ذمہ دارانہ فعل کو بند کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر کوئی نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا تمام جیلوں میں کوالیفائڈ ڈاکٹر اور ادویات میسر ہیں تفصیل سے معزز ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب میں جیلوں کی کل تعداد 32 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں ذہنی امراض میں مبتلا قیدیوں کی تعداد 175 ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں باقاعدہ طور پر ایک ہسپتال ہوتا ہے جس میں تجربہ کار ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی زیر نگرانی، تمام اسیران جو کہ مختلف بیماریوں کے سلسلہ میں ہسپتال لائے جاتے ہیں بالخصوص ذہنی امراض میں مبتلا قیدیوں (مرد اور خواتین) کا علاج بطریق احسن کیا جاتا ہے۔ذہنی امراض میں مبتلا مریضوں کو باقاعدہ جیل ہسپتال میں داخل کر کے انہیں مسلسل زیر مشاہدہ رکھ کر ادویات استعمال کروائی جاتی ہیں اور ان کی غذائی ضروریات اور صفائی وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے تاکہ ان مریضوں کو ذہنی اور جسمانی طور پر بہتری کی طرف لایا جاسکے اس کے علاوہ ذہنی امراض کے سپیشلسٹ (Psychiatrist) اپنے اپنے ضلع کی جیل کا دورہ کرتے ہیں اور ذہنی مریضوں کو چیک کرتے ہیں اور ان کی ہدایت کے مطابق بیرون ہسپتال میں انہیں برائے علاج معالجہ بھجوایا جاتا ہے۔جن اضلاع میں شعبہ برائے ذہنی امراض نہ ہو تو وہاں کے ذہنی مریض اسیران کو ڈسٹرکٹ جیل، لاہور شفٹ کر دیا جاتا ہے اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور کی انتظامیہ اس کی پنجاب کے سب سے بڑے ہسپتال پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور سے علاج معالجہ کرواتی ہے۔

(د) کسی بھی اسیر یا ذہنی مریض پر کسی بھی قسم کا ناروا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور نہ ہی ان کا علاج غیر سائنسی، اذیت ناک اور غیر انسانی طریق سے کیا جاتا ہے۔گورنمنٹ آف پنجاب قیدیوں کی فلاح و بہبود خوراک اور علاج کے سلسلے میں ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے اس قسم کے غیر انسانی سلوک کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔یہ ایک گمراہ کن تاثر ہے جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ہ) پنجاب کی تمام جیلوں میں ہسپتال موجود ہیں اور ان میں کوالیفائیڈ ڈاکٹرز اور ڈسپنسرز تقریباً24 گھنٹے موجود رہتے ہیں اور ہر قسم کی ادویات جیل ہسپتال میں موجود ہوتی ہیں مزید برآں پنجاب کی تمام جیلوں میں پتھالوجیکل لیبارٹری اور ای سی جی مشین کی سہولت میسر ہے اور پنجاب کی بڑی جیلوں کے ہسپتال پتھالوجیکل لیبارٹری اور ای سی جی مشین کے ساتھ ساتھ ایکسرے مشین، جدید الٹراساؤنڈ مشین اور ڈینٹل چیئر سے آراستہ ہیں جو وہاں کے اسیران کو طبی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور، سال2008 میں قیدیوں کی طبعی موت و دیگر تفصیلات

*2695: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل لاہور سال2008 کے دوران کتنے قیدیوں کی طبعی موت ہوئی، آگاہ فرمائیں؟

(ب) سال2008 کے دوران ہلاک ہونے والے قیدی کن کن امراض میں مبتلا تھے نیز ان کے علاج پر کتنی رقم خرچ آئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جیل میں قیدیوں کو مفت ادویات فراہم نہیں کی جاتیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) سال2008 میں ڈسٹرکٹ جیل لاہور کے درج ذیل قیدیان طبعی موت فوت ہوئے:-

I-	اندرون جیل ہسپتال	15
II-	سروسز ہسپتال وغیرہ	17
	ٹوٹل	32

(ب) سال2008 میں ڈسٹرکٹ جیل لاہور کے فوت ہونے والے قیدیان کی بیماری مع تعداد درج ذیل ہے:-

I-	شوگر، بلڈ پریشر اور دل کے امراض	20
II-	جگر کے امراض	07
III-	کینسر	2
IV-	ٹی بی	03
	ٹوٹل	32

فی قیدی علاج تقریباً-/500 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام قیدیوں کو حکومت پنجاب کی طرف سے مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*2720:رائے اعجاز حسین:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدیوں کو رکھنے کی کتنی گنجائش ہے ؟

(ب) اس وقت مذکورہ جیل میں کتنے قیدی ہیں؟

(ج) مذکورہ جیل کو2007-08 میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیااور کس کس مد میں استعمال کیا گیا؟

(د) مذکورہ جیل میں قیدیوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں اس وقت 1010اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) سنٹرل جیل فیصل آباد میں اس وقت 2986اسیران مقید ہیں۔

(ج) سنٹرل جیل فیصل آباد میں 2007-08 میں جو فنڈ دیا گیا اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سنٹرل جیل فیصل آباد میں اس وقت اسیران کو کھانے کے علاوہ میڈیکل علاج تعلیم، کھیل، ٹھنڈے پانی کے لئے الیکٹرک واٹر کولراور پنکھوں کی سہولت میسر ہے۔

سنٹرل جیل فیصل آباد میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2721:رائے اعجاز حسین:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سنٹرل جیل فیصل آباد میں کتنا سٹاف کام کررہا ہے، نام، عہدہ، گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ جیل کو2005 سے 2007 کتنے فنڈز فراہم کئے گئے ان کو کس کس مد میں استعمال کیا گیا،آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ جیل میں کتنے ایسے اہلکاران وآفیسران ہیں جو عرصہ پانچ سال سے زائد ڈیوٹی دے چکے ہیں کیا حکومت قواعد کے مطابق ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ جیل کے کتنے ایسے آفیسران واہلکاران ہیں جن کے خلاف کرپشن کی انکوائریاں چل رہی ہیں اور کتنی انکوائریاں مکمل ہوئی ہیں اور کتنی زیرالتواء ہیں اور کیوں، آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) لسٹ فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لسٹ فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لسٹ فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ کہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مسٹر محمد جہانگیر ڈوگر سنٹرل جیل فیصل آباد قیدی زاہد ولد رمضان سے رشوت لینے کے جرم میں ملوث تھا جس کے کیس پر آرڈر نمبر76 مورخہ 24-03-2009 کے تحت تنخواہ دو سال کے لئے دو درجے نیچے فکس کی جائے۔سزا دی جا چکی ہے۔اس وقت سنٹرل جیل فیصل آباد کا مزید کوئی کیس برائے رشوت ستانی زیرالتواء نہ ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں درخت اور پودے لگانے کی تفصیلات

*2749: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی جیلوں میں درخت اور پودے لگانے کے لئے حکومت نے 08۔2007 اور 07۔2006 میں کتنے فنڈز مختص کئے؟

(ب) کن کن جیلوں میں پودے اور درخت لگائے گئے، ان جیلوں کے نام اور درختوں اور پودوں کی تعداد اور رقم سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال 07-2006 اور مالی سال 08-2007 میں درخت و پودے لگانے کے لئے فنڈز مختص نہ کئے ہیں۔

(ب) پنجاب کی جیلوں نے مالی سال07-2006 میں 6400اور مالی سال08-2007 میں 10600 درخت وپودے اپنی مدد آپ کے تحت، مخیر حضرات اور محکمہ جنگلات پنجاب کے تعاون سے لگائے ہیں۔تفصیل فلیگ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید عورتوں کی تفصیلات

*2798: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدی عورتوں اور قیدی مردوں کے ملاقات کے اوقات الگ الگ ہیں؟

(ب) متذکرہ جیل میں قیدیوں سے ملاقات کے شیڈول کون سی اتھارٹی منظور کرتی ہے؟

(ج) کوٹ لکھپت جیل لاہور قیدی عورتوں کے لئے کل کتنا سٹاف ہے؟

(د) کیایہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل لاہور قیدی عورتوں اور مرد قیدیوں کے لئے الگ الگ بیرکیں ہیں؟

(ہ) کیا کوٹ لکھپت جیل لاہور میں ایمرجنسی کی صورت میں ایمبولینس کی سہولت میسر ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں مرد اسیران اور خواتین اسیران کے ملاقات کے دن الگ الگ مقرر ہیں۔

(ب) ملاقات کا شیڈول سپرنٹنڈنٹ جیل مرتب کرتا ہے۔

(ج) کوٹ لکھپت جیل میں خواتین اسیران کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے:-

(i)	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	1
(ii)	لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	3
(iii)	لیڈی وارڈن	4

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں خواتین اسیران کے لئے الگ لیڈی وارڈز بنی ہوئی ہیں جہاں مرد اسیران کا داخلہ ممنوع ہے جبکہ مردوں کے لئے الگ بیرکیں بنی ہوئی ہیں۔

(ہ) کوٹ لکھپت جیل میں ایمرجنسی کی صورت میں جیل کی سرکاری ایمبولینس کی سہولت میسر ہے۔

پنجاب میں نئی تعمیر کی جانے والی جیلوں کی تفصیلات

*3332: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کی تعداد کی وجہ سے کچھ نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں اگر ہاں تو کون کون سی جگہ پر؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حافظ آباد میں بھی جیل کی تعمیر کی جارہی ہے، اگر ہاں تو اس میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہو گی اور اس کی کب تک تعمیر مکمل کر لی جائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب کے مختلف اضلاع میں جو نئی جیلیں تعمیر کی جارہی ہیں وہ درج ذیل ہیں:-

1- ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
2- ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال
3- ڈسٹرکٹ جیل، خانیوال
4- ڈسٹرکٹ جیل، لودھراں
5- ہائی سکیورٹی پریزن میانوالی
6- ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور
7- ڈسٹرکٹ جیل، نارووال
8- ڈسٹرکٹ جیل، ملتان
9- تبدیلی جوڈیشل لاک اپ شجاع آباد سے سب جیل شجاع آباد
10- ڈسٹرکٹ جیل، اوکاڑہ
11- ڈسٹرکٹ جیل، پاکپتن
12- ڈسٹرکٹ جیل بھکر
13- اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی بیرک / پریزن سنٹرل جیل لاہور
14- اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی بیرک / پریزن سنٹرل جیل راولپنڈی

(ب) جی ہاں! ڈسٹرکٹ حافظ آباد میں ایک نئی ڈسٹرکٹ جیل تعمیر ہو رہی ہے اس میں 1000 اسیران رکھنے کی گنجائش ہو گی۔ فنڈز پورے مل جائیں تو یہ 36 ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔

گوجرانوالہ جیل سے جرمانہ کی رقم ادانہ کرنے والے قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ

*3333:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ گوجرانوالہ جیل میں کچھ قیدی جرمانہ کی رقم ادانہ کرنے کی وجہ سے قید ہیں،اگرہاں توان کے نام مع پتاجات اور جرمانہ کی رقم کی تفصیل کیاہے؟

(ب) کیاحکومت سرکاری خزانے یا مخیر حضرات سے رقم لے کر جرمانہ کی رقم ادا کرکے قیدیوں کورہاکرنے کی کوشش کرنے کوتیار ہے،اگرہاں توکب تک؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اس وقت جرمانہ ادانہ کرنے کی وجہ سے کوئی بھی اسیر بند نہ ہے بلکہ بوجہ دیت، دمن، ارش میں ملوث اسیران کی تعداد تین ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت حکومت کی طرف سے اسیران کا جرمانہ ادا کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔تاہم مخیر حضرات سے رابطہ کیا جارہاہے تاکہ اسیران کورہائی دلوائی جاسکے۔

جیل ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کی تفصیلات

*3338:جناب محمد شفیق خان:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے چند دن ہوئے پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کااعلان کیاہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پولیس کی تنخواہوں میں اضافے کے بعد اڈیالہ جیل (راولپنڈی) کے ملازمین نے بھی تنخواہوں میں اضافہ کے لئے شدید احتجاج کیاہے؟

(ج) کیاحکومت جیل ملازمین اور خصوصاً اڈیالہ جیل (راولپنڈی) کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کوتیار ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری SO(Prs)18-24/2009 مورخہ 26-09-2009 کے تحت پنجاب کے تمام جیل ملازمین کی تنخواہوں میں بذریعہ الاؤنس اضافہ کر دیا ہے۔

جیلوں میں قید کم عمر ملزمان کی تعداد اور ان کے کیسز کی تفصیلات

*3341: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ، ساہیوال، شیخوپورہ، راولپنڈی، جہلم، چکوال، جھنگ، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان اور بہاولنگر میں کتنے ملزم بچے 2005 سے اب تک مختلف جرائم میں سزا یافتہ ہیں اور کتنے بچوں کے کیس زیر سماعت ہیں؟

(ب) بچوں کے کیسز میں غیر ضروری تاخیر کی وجہ کیا ہے، کیا probation Law Officers کی تعداد میں اضافہ کرنے سے تاخیر کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اگر ہاں تو مذکورہ آفیسرز کی تعداد میں اضافہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک کمی پوری کر دی جائے گی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ Juvenile Justice Law Ordinance کی Provisions کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قیدی بچیوں کو قیدی خواتین کے ساتھ رکھا جا رہا ہے کیا یہ درست ہے کہ بچیوں کو خواتین قیدیوں کے ساتھ رکھنا جرم ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) گوجرانوالہ، ساہیوال، شیخوپورہ، راولپنڈی، جہلم، چکوال، جھنگ، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان اور بہاولنگر میں 2005 سے اب تک جتنے ملزم بچے سزا یافتہ ہیں اور جن بچوں کے کیسز زیر سماعت ہیں ان کا تفصیلی جواب متعلقہ ضلع کے سامنے ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) عام طور پر بچوں کے کیسز میں غیر ضروری تاخیر محکمہ پولیس کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ محکمہ پولیس ان کیسز میں چالان مکمل کرنے میں کافی وقت لیتا ہے جس کی وجہ سے بچوں

کے کیسز نمٹانے میں تاخیر ہو جاتی ہے لہذا پروبیشن آفیسرز کی تعداد بڑھانے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ قیدی بچوں کو قیدی خواتین کے ساتھ رکھا جارہا ہے۔صرف خواتین کے ساتھ ان کے اپنے بچے جن کی عمر6سال تک ہے رہ رہے ہیں۔ Pakistan Prisons Rules کے Rule 326 کے تحت 6 سال سے زائد العمر بچیوں کو خواتین قیدیوں کے ساتھ رکھنے کی اجازت نہ ہے۔

قیدی بچوں کے لئے علیٰحدہ جیل بنانے کی تفصیلات

*3342: **چودھری محمد ظہیر الدین خان**: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Juvenile Justice Law Ordinance 2000 میں جاری ہوا تھا لیکن عملی طور پر نفاذ نہ ہونے کے باعث پنجاب کی 33 جیلوں میں بچے ڈاکوؤں، قاتلوں اور سنگین نوعیت میں ملوث ملزمان کے ساتھ شب و روز گزارنے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ستم رسیدہ بچوں کی تعداد کم ازکم2500 ہے، حالانکہ مذکورہ آرڈیننس کے تحت سابق دور میں ہر ضلع میں علیٰحدہ بورسٹل Institute قائم کرنے کے لئے فنڈز بھی جاری کر دیئے گئے تھے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ قانون پر عمل درآمد نہ کرنے اور بچوں کے لئے علیٰحدہ جیل نہ بنانے کی کیا وجوہات ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) Juvenile Justice Law Ordinance 2000 سال2000 میں جاری ہوا تھا اوراس پر عملدرآمد ہورہا ہے۔صوبہ پنجاب میں دوبورسٹل جیلیں ہیں جو ضلع بہاولپور اور ضلع فیصل آباد میں تعمیر شدہ ہیں۔تمام جیلوں میں بچوں کو علیٰحدہ بیرکوں میں رکھا جاتا ہے اور وہاں پر بڑی عمر کے یعنی18 سال سے زائد عمر کے اسیران کی جانے کی اجازت نہ ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 845 عدد بچے مقید ہیں۔یہ اطلاع درست نہ ہے کہ اس وقت 2500 بچے مقید ہیں۔بور سٹل Institute قائم کرنے کے لئے ابھی تک مطلوبہ فنڈ جاری نہ ہوئے۔

(ج) جیل ہائے پنجاب میں 32 عدد جیلیں تعمیر شدہ ہیں جن میں 9 سنٹرل جیلیں، 2 بور سٹل جیلیں، ایک زنانہ جیل، ایک سب جیل اور 19 ڈسٹرکٹ جیلیں ہیں۔زنانہ جیل کے علاوہ ہر جیل میں نو عمر وارڈ / بیرک تعمیر کی گئی ہے جہاں ان بچوں کو علیٰحدہ رکھا جاتا ہے۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی کے قیدیوں میں موبائل فون کا استعمال

*3454: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اڈیالہ جیل میں قیدیوں میں موبائل فون کا استعمال بہت زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کا موبائل فون کے ذریعے باہر بیٹھے ہوئے اشتہاری ملزمان سے باقاعدہ رابطہ رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ رابطے کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ممکن ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست نہ ہے۔صوبہ پنجاب کی جیلوں بشمول اڈیالہ جیل راولپنڈی کے اسیران کو موبائل فون رکھنے کی اجازت نہ ہے۔اس بابت پاکستان پریزن رول کے تحت باقاعدہ تلاشی کا سسٹم رائج ہے۔اسیران کی باقاعدہ جسمانی تلاشی بوقت آمد تاریخ پیشی بذریعہ میٹل ڈیٹیکٹر اور ان کے سامان کی باقاعدہ تلاشی بذریعہ سکیننگ مشین کروائی جاتی ہے تاکہ کوئی بھی ممنوعہ چیز جیل کے اندر نہ جاسکے۔علاوہ ازیں اندرون جیل اسیران کے سامان کی اچانک تلاشی کا سلسلہ بمطابق جیل قوانین لاگو کیا ہوا ہے اور اگر کسی بھی اسیر سے کوئی ممنوعہ چیز یا موبائل فون برآمد ہوتا ہے تو اس کے خلاف پاکستان پریزن رول نمبر 235 اور 240 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔اڈیالہ جیل راولپنڈی پر کسی بھی کارنر سے اس بارے میں کبھی بھی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے نیز نہ ہی اس قسم کا کوئی واقعہ تاحال پیش آیا ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ اسیران کا بیرون جیل بیٹھے اشتہاری ملزمان سے کوئی رابطہ ہے۔

(ج) یقیناً چونکہ مروجہ رولز میں اس کی اجازت نہ ہے۔ دیگر پنجاب حکومت جیلوں میں heavy jamers نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلہ میں جیلوں کا باقاعدہ سروے ہو رہا ہے۔

جوڈیشل حوالات میاں چنوں کی تعمیر و تفصیلات

*3563: رانا بابر حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جوڈیشل حوالات میاں چنوں (خانیوال) کتنے رقبہ پر قائم کی گئی، اس کی لاگت نیز تعمیر کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس جوڈیشل لاک اپ کو بند کر دیا گیا ہے اس کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال کے معمولی جرائم میں ملوث ملزمان کو اب اس لاک اپ میں بند کرنے کی بجائے سنٹرل جیل ملتان بند کیا جاتا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع خانیوال کے حوالاتی / ملزمان کو مذکورہ جوڈیشل حوالات میں بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) 18 کنال پر مشتمل جوڈیشل لاک اپ میاں چنوں 1989 میں تعمیر کی گئی تھی اس کی لاگت پر مبلغ 2620162 روپے خرچہ آیا۔تاکہ یہاں کے حوالاتی مقامی طور پر اپنے مقدمات کی پیروی کر سکیں۔مزید برآں اسیران کی ملاقات میں آسانی ہو۔

(ب) جوڈیشل لاک اپ موسیٰ ورک میاں چنوں کو تعمیر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ سرکل میاں چنوں کے معمولی نوعیت کے ملزمان جن کو عارضی طور جوڈیشل عدالتوں میں بھجوایا جاتا ہے کو جوڈیشل لاک اپ میاں چنوں میں بند کیا جائے تاکہ سنٹرل جیل ملتان میں ملزمان کی تعداد میں بلاوجہ اضافہ نہ ہوا اور سب ڈویژن میاں چنوں کے پولیس سٹیشن ہائے کے ملازمین نفری کی کمی کے باوجود ملزمان کو میاں چنوں سے سنٹرل جیل ملتان لے جانے میں مصروف نہ رہیں۔

جوڈیشل حوالات موسیٰ ورک میاں چنوں تھانہ صدر میاں چنوں سے 2 کلو میٹر کے فاصلہ پر غیر آباد دیہاتی علاقہ میں تعمیر کی گئی تھی۔جس میں پولیس کی نفری HC/1،C/8، US/1 مستقل طور پر تعینات کی جاتی تھی۔ملک گیر سکیورٹی حالات اور کمی نفری کے پیش نظر اس حوالات کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔

ملک گیر سکیورٹی حالات بہتر ہونے کی صورت میں سب ڈویژن میاں چنوں کے معمولی نوعیت کے ملزمان کو جوڈیشل حوالات موسیٰ ورک میاں چنوں میں رکھا جائے گا۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال کے معمولی جرائم میں ملوث ملزمان کو اس لاک اپ میں بند کرنے کی بجائے سنٹرل جیل ملتان میں مقید رکھا جاتا ہے۔کیونکہ جوڈیشل لاک اپ میاں چنوں فنکشنل نہ ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت پنجاب اس کو فنکشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں تخمینہ لاگت مبلغ 1600 ملین روپے آرہا ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

سنٹرل جیل ملتان سے متعلقہ تفصیلات

*3564: رانا بابر حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل ملتان کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں کتنے قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس وقت اس جیل میں کتنے قیدی / حوالاتی بند ہیں؟

(د) کتنے حوالاتی / قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں؟

(ہ) اس جیل کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس جیل میں مزید بیرکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) سنٹرل جیل ملتان کا رقبہ مندرجہ ذیل ہے:-

ایریا	مرلے	کنال	ایکڑ
جیل بلڈنگ	00	04	48
رہائشی کالونی	00	00	39
کل رقبہ	00	04	87

(ب) سنٹرل جیل ملتان میں اس وقت 1460 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) اس وقت اس جیل میں قیدی اسیران کی تعداد 1240 جبکہ حوالاتی 1306 اور سزائے موت کے 406 اسیران مقید ہیں۔

(د) اس وقت سنٹرل جیل ملتان میں 1492 اسیران حوالاتی / قیدی گنجائش سے زائد مقید ہیں۔

(ہ) سنٹرل جیل ملتان کو ڈی ورکس ہیڈ میں گزشتہ سالوں میں حسب ذیل رقم فراہم کی گئی:۔

Rs. 0.150 (M) 2007-08
Rs. 0.150 (M) 2008-09

2007-08 میں سنٹرل جیل ملتان کی کوئی سکیم ADP میں شامل نہ تھی جبکہ 2008-09 میں مندرجہ ذیل سکیموں کو رقم فراہم کی گئی:۔

1۔انٹرویو / ویٹنگ شیڈز کی تعمیر Rs. 13.295 (M)

2۔میڈیکل آفیسرز کی رہائش کی تعمیر Rs. 4.482 (M)

3- Non- Development funds

Rs, 103875446 (M) 2007-08

Rs. 9215655 (F)

Rs. 17,11,18,148 (M) 2008-09

Rs. 2,53,50,942 (F)

(و) سال 10-2009 میں جیل ہائے پنجاب کی جیلوں میں مزید بیرکس اور ڈیتھ سیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے مبلغ 130.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں ان میں سزائے موت کے سیل بھی شامل ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی خوراک پر ہونے والے اخراجات

20: انجینیر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
پنجاب کی جیلوں میں دی جانے والی خوراک کے ضمن میں فی قیدی فی یوم اوسطاً کتنے اخراجات حکومت برداشت کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

پنجاب کی جیلوں میں اس وقت خوراک کا خرچہ حکومت پنجاب نے فی قیدی فی یوم اوسطاً 19.57 روپے سے بڑھا کر 50 روپے کر دیا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں مذہبی ٹیچرز کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

75: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف محکموں میں مذہبی امور سے متعلق خدمات سرانجام دینے والے ملازمین کی بنیادی تنخواہ کے گریڈ مختلف ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام محکموں کے مذکورہ ملازمین کا بنیادی تعلیمی معیار تقریباً یکساں ہے، (یعنی میٹرک اور درس نظامی)؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ جیل کے مذہبی ٹیچروں کو ابھی تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا، جبکہ کچھ عرصہ قبل دیگر محکموں کے صوبائی ملازمین کی طرح محکمہ جیل کے ملازمین کی بھی اپ گریڈیشن کی گئی لیکن مذہبی ٹیچر کو محروم رکھا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ تفاوت کو دور کرنے کے لئے قانون سازی کر کے محکمہ جیل کے مذہبی ٹیچروں کو اپ گریڈ کر کے گریڈ 15 دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ملازمین کے سکیلوں کے لحاظ سے تمام محکموں کے مذکورہ ملازمین کا بنیادی تعلیمی معیار مختلف ہے جس کی بناء پر تنخواہ کا سکیل بھی مختلف ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات کے مذہبی ٹیچر کو ابھی تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ دوسرے محکموں کی طرح محکمہ جیل خانہ جات کے ملازمین کی گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-32-7/2007 مورخہ 10-09-2007 کے تحت مندرجہ ذیل پوسٹوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے:-

جونئیر کلرک BS 5 to BS 7
سینئر کلرک Bs 7 to BS 9
اسسٹنٹ/ ہیڈکلرک BS 11 to BS-14

علاوہ ازیں گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر2007/7-32-FD-PC مورخہ 10-09-2007 کے مطابق گریڈ ایک سے چار تک کی پوسٹیں اپ گریڈ کی گئیں۔

محکمہ کی باقی پوسٹوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے سفارشات محکمہ داخلہ کو بذریعہ چٹھی نمبری43998 مورخہ 06-10-2008 کے تحت گورنمنٹ کو کیس بھیجا جا چکا ہے جن میں مذہبی ٹیچر کا بنیادی سکیل اپ گریڈ کرنے کا معاملہ بھی شامل ہے۔مگر تاحال ان ملازمین کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ زیرالتواء ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ کی باقی پوسٹوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے سفارشات محکمہ داخلہ کو بذریعہ چٹھی نمبری43998 مورخہ 06-10-2008 کے تحت گورنمنٹ کو کیس بھیجا جا چکا ہے جن میں مذہبی ٹیچر کا بنیادی سکیل اپ گریڈ کرنے کا معاملہ بھی شامل ہے۔مگر تاحال ان ملازمین کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ زیرالتواء ہے۔

جیلوں میں منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات

143: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں منشیات کے عادی ملزمان کو غیر قانونی طریقوں سے منشیات پہنچائی جاتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے جیلوں کو منشیات کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی ہے؟

(ج) کیا جیل کے وہ ملازمین جو اس کالے دھندے میں ملوث ہیں انہیں سزا دی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی نہیں۔پنجاب کی جیلوں میں منشیات کے عادی ملزمان کو کسی بھی ذریعے سے منشیات سپلائی نہیں کی جاتی۔بلکہ منشیات کے عادی مجرموں کو جیل کے باقی اسیران سے علیٰحدہ بند کیا جاتا ہے۔اور ان کی نگرانی کے لئے سپیشل عملہ تعینات ہے اور جیلوں میں تعینات میڈیکل آفیسرز ان کا علاج معالجہ بھی کرتے ہیں۔جیلوں میں ایسے اسیران کو مذہبی سکالرز اور

علماء حضرات تبلیغ کرتے ہیں۔جس سے منشیات کے عادی مجرم منشیات سے چھٹکارا حاصل کر رہے ہیں اور دین کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

(ب) پنجاب کی حکومت نے اسیران کو منشیات کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے سکیننگ مشین اور واک تھرو گیٹ نصب کئے ہیں۔جس سے تلاشی کے سسٹم میں کافی حد تک مدد مل رہی ہے۔اس کے علاوہ تلاشی کے لئے تربیت یافتہ عملہ تعینات کیا گیا ہے۔مزید برآں قیدیوں کی ملاقات کرنے کے شیڈ میں باریک جالیاں بھی لگائی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے کوئی بھی ممنوعہ اشیاء اسیران کو سمگل نہیں ہو سکتی اور کوئی ملاقاتی کسی بھی طریق سے منشیات جیل کے اندر سمگل نہ کر سکتا ہے تاریخ پیشی سے واپس آنے والے اسیران کی سختی سے چیکنگ کی جاتی ہے۔تاہم جیل ملازمین کے ڈیوٹی پر جانے سے قبل ڈیوڑھی میں ڈے آفیسر و نائب آفیسر کی موجودگی میں ان کی تلاشی لی جاتی ہے تاکہ کوئی ممنوعہ اشیا سمگل نہ ہو سکے۔

(ج) اگر کوئی ملازم منشیات میں ملوث ہو تو اس کے خلاف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔علاوہ ازیں اس کے خلاف متعلقہ پولیس سٹیشن میں ایف آئی آر بھی درج کروائی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کے بجٹ اور استعمال کی تفصیلات

155: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈسٹرکٹ جیل کو حکومت کی طرف سے مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) یہ رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی تھی؟

(ج) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر اور کتنی رقم قیدیوں اور حوالاتیوں پر خرچ ہوئی، کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم اس جیل کے یوٹیلٹی بلز پر خرچ ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):

(الف) -/65393112روپے مالی سال07-2006میں مختص ہوئے۔
-/86170884روپے مالی سال08-2007میں مختص ہوئے۔
تفصیل سال وار فلیگ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل مدوار فلیگ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

تفصیل	2006-07	2007-08
ملازمین پر	-/37810502	-/47932103
قیدیوں پر	-/16262912	-/28559905
سرکاری گاڑیوں پر	- - - - -	-/7946
پٹرول وڈیزل پر	-/220000	-/190000

(د)

تفصیل	2006-07	2007-08
تنخواہ پر	-/1599702	-/2159702
ٹی اے/ ڈی اے پر	-/46880	-/62892

(ہ)

تفصیل	2006-07	2007-08
بجلی، گیس، فون بلز	-/7406390	-/6752711

فیصل آباد میں قائم جیلوں سے متعلقہ تفصیلات

156:جناب محمد اجمل:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی جیلیں ہیں ان کے نام کیا ہیں کتنے رقبے پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس وقت ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی موجود ہیں؟

(د) کتنے گنجائش سے زیادہ قیدی اور حوالاتی بند ہیں؟

(ہ) ان قیدیوں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں؟

(و) کیاحکومت فیصل آباد کی موجود جیلوں میں مزید بیرکس اور کمرے بنانے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک، نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس وقت فیصل آباد میں تین جیلیں موجود ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد

(ب) سنٹرل جیل، فیصل آباد

(ج) بورسٹل انسٹی ٹیویشن اینڈ جیونائل جیل فیصل آباد

ان جیلوں کے رقبے حسب ذیل ہیں:۔

I۔ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد

	مرلے	کنال	ایکڑ
جیل کا رقبہ	00	01	23
کالونی کا رقبہ	00	06	07
زرعی رقبہ	00	04	08
کل رقبہ	00	03	39

II۔ سنٹرل جیل فیصل آباد

	مرلے	کنال	ایکڑ
جیل کا رقبہ	11	07	32
کالونی کا رقبہ	00	00	15
زرعی رقبہ	00	00	75
متفرقہ	14	04	02
کل رقبہ	05	04	125

III۔بورسٹل اینڈ جیونائل جیل فیصل آباد

	مرلے	کنال	ایکڑ
جیل کا رقبہ	00	00	18
کالونی کا رقبہ	00	00	21
زرعی رقبہ	00	00	13
کل رقبہ	00	00	52

(ب) ان جیلوں میں حسب ذیل اسیران رکھنے کی گنجائش ہے:۔

I۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد 853اسیران

II۔ سنٹرل جیل، فیصل آباد 1190اسیران

III- بور سٹل اینڈ جیونائل جیل فیصل آباد 224اسیران

(ج) اس وقت فیصل آباد کی جیلوں میں حسب ذیل اسیران موجود ہیں:۔

	ڈسٹرکٹ جیل	سنٹرل جیل	بور سٹل جیل
قیدی	189	1537	30
سزائے موت	09	685	00
حوالاتی	2182	858	79

(د) اس وقت ان جیلوں میں حسب ذیل اسیران سزائے موت، قیدی اور حوالاتی اسیران گنجائش سے زیادہ بند ہیں:۔

I-ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد	2380	179فیصد زائد
II-سنٹرل جیل فیصل آباد	3080	159فیصد زائد
III-بور سٹل جیل فیصل آباد	109	51فیصد زائد

(ہ) اس وقت حکومت پنجاب کی طرف سے صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کا کھانا جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کے علاوہ جس ہسپتال میں علاج معالجہ کی سہولت میسر ہے، نیز دینی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی بھی سہولت موجود ہے۔

(و) اس وقت سنٹرل جیل فیصل آباد میں دو بیرکس برائے خواتین اسیران کے لئے تعمیر ہو رہی ہیں32عدد ڈیتھ سیل اور تعمیر ہو رہے ہیں۔جیلوں میں گنجائش نہ ہونے کے سبب بیرکیں اور کمرے تعمیر نہیں ہو رہے البتہ نئے ضلعوں میں جہاں جیلیں تعمیر نہیں ہوئی تھیں وہاں ترقیاتی منصوبہ 09-2008میں مندرجہ ذیل جیلیں تعمیر ہو رہی ہیں:۔

1- ڈسٹرکٹ جیل بھکر
2- ڈسٹرکٹ جیل لیہ
3- ڈسٹرکٹ جیل خانیوال
4- ڈسٹرکٹ جیل لودھراں
5- ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن
6- ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ
7- ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد
8- ڈسٹرکٹ جیل نارووال
9- ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال
10- ہائی سکیورٹی پریزن میانوالی

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھے گھنٹے تک وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ تک ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: ہمارے مائیک سسٹم میں fault آ گیا ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 21۔جنوری 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

73

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔جنوری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹسز

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 1 بابت 2010)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون ایگزامنیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2010 (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ خوراک پر عام بحث

75

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعرات، 21۔جنوری2010

(یوم الخمیس، 5۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٞ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٖo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن آیات 17 تا 28

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میری الفت مدینے سے یوں ہی نہیں میرے آقا کا روضہ مدینے میں ہے
میں مدینے کی جانب نہ کیسے کھنچوں میرا دین اور دنیا مدینے میں ہے
پھر مجھے موت کا کوئی خطرہ نہ ہو، موت کیا زندگی کی بھی پروا نہ ہو
کاش! سرکار اک بار مجھ سے کہیں اب تیرا مرنا جینا مدینے میں ہے
سرور دوجہاں سے دعا ہے میری ہاں بدو چشم ترالتجا ہے میری
ان کی فہرست میں میرا بھی نام ہو جن کا روز آنا جانا مدینے میں ہے
جب نظر سوئے طیبہ روانہ ہوئی، ساتھ دل بھی گیا ساتھ جاں بھی گئی
میں منیر اب رہوں گا یہاں کس لئے میرا سارا اثاثہ مدینے میں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی ہمارا ساؤنڈ سسٹم جیسا کہ کل خراب ہو گیا تھا انہوں نے اس کو ٹھیک بھی کیا ہے مگر اس میں ابھی خرابی آ رہی ہے اس لئے التماس ہے کہ براہ مہربانی جب ضمنی سوالات کئے جائیں تو ایک ہی آدمی بولے کیونکہ عارضی سسٹم میں صرف ایک ہی آدمی بول سکتا ہے۔ میں آپ سے پرزور التماس کرتا ہوں کہ relevant رہیں۔ ایک سوال کریں اور اس کا جواب سنیں۔ یہ نہیں کہ پانچ سات آدمی کھڑے ہو جائیں اور اس پر سوالات کرنے شروع کر دیں یا cross talk شروع کر دیں۔ system out of order ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ جس طرح حکم فرماتے ہیں ہماری طرف سے اس پر عملدرآمد ہوتا ہے؟ اس سسٹم کی خرابی کی آڑ میں کہیں یہ تاثر نہ جائے کہ حکومت نے خود سسٹم کو خراب کروایا ہے؟

جناب سپیکر: میں یہ ذمہ داری کسی پر نہیں ڈال رہا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ خدشہ جاتا ہے کہ یہ حکومتی بنچوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے لہذا مہربانی فرما کر اس کو جلدی ٹھیک کروالیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے relevant بات کی ہے تو میں relevant رہ کر بات کروں گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی اور خصوصی تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امداد باہمی اور خصوصی تعلیم سے متعلقہ سوالات کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔آج کا پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔جی!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1109 ہے اور وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1109: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں ہیں اور اس وقت تک اس بنک نے کسانوں کے لئے کتنی مالیت کے زرعی قرضے کس شرح سود پر جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا پراونشل کوآپریٹو بنک شرح سود میں کمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیا اس سلسلہ میں سٹیٹ بنک کے حکام سے مذاکرات کئے گئے ہیں اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

(ج) کیا پراونشل کوآپریٹو بنک، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو بھی اپنے ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے قرضے دینے کو تیار ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد 159 ہے اور بنک ہذا نے سال 1977 سے اب تک مختلف مدات میں چھوٹے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو مالی معاونت فراہم کی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

پیداواری قرضہ جات برائے کھاد بیج وغیرہ	91894.798 ملین روپے
درمیانی مدت ولائیوسٹاک کے قرضہ جات	2249.432 ملین روپے

مائیکرو فنانس شخصی قرضہ جات 7322.756ملین روپے

میزان 101466.986ملین روپے

بنک ہذا مختلف ادوار میں مختلف شرح مارک اپ پر قرضہ جات فراہم کرتا رہا ہے تاہم موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد تا16 فیصد سالانہ ہے۔

(ب) بنک ہذا زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے دی جانے والی سالانہ کریڈٹ لائن میں فراہم کرتا رہا ہے جو سٹیٹ بنک آف پاکستان گورنمنٹ آف پاکستان کے چھ ماہ کی اوسط ٹریژری بلز ریٹ پر فراہم کرتا رہا ہے۔ سٹیٹ بنک سے جو کریڈٹ لائن میسر تھی وہ مالی سال 07-2006تک برقرار رہی ہے اس کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان نے سالانہ کریڈٹ لائن منقطع کر دی ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے فنڈز کی آخری قسط دوران مالی سال 07-2006 بشرح 8.9017 فیصد سالانہ کے حساب سے وصول کی گئی ہے۔ اس قابل ادائیگی شرح فیصد کے ساتھ ساتھ بنک نے اپنے انتظامی اخراجات Cost of fund بھی پورے کرنے ہوتے ہیں جس کو مدنظر رکھتے ہوئے بنک ہذا نے 13 سے 16 فیصد مارک اپ کا تعین کیا ہے جس میں موجودہ حالات کے پیش نظر مزید کمی کی گنجائش نہ ہے کیونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں شرح فیصد میں کمی تو درکنار کریڈٹ لائن ہی منقطع کر دی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے سالانہ کریڈٹ لائن منقطع ہو جانے کے بعد فنڈز کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے اور بنک ہذا اس وقت اس پوزیشن میں نہ ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو ان کے ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے قرضہ جات کا اجرا کر سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مائیکرو فنانس شخصی قرضہ جات کی وضاحت کر دیں کہ یہ کون سا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!دو قسم کے قرضے ہوتے ہیں ایک سوسائٹی کے ذریعے قرضے دیئے جاتے ہیں اور دوسرے شخصی ہوتے ہیں جنہیں لائیو سٹاک کے شعبہ کی ترقی وترویج کے لئے انفرادی طور پر جاری کیا جاتا ہے جسے مائیکرو فنانس اور شخصی قرضہ کہا جاتا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 07-2006 میں سٹیٹ بنک آف پاکستان نے کریڈٹ لائن منقطع کر دی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا یہ موجودہ حکومت کی ناکامی نہیں ہے؟وزیر موصوف یہ بھی فرمائیں کہ موجودہ حکومت نے منقطع کریڈٹ لائن کی بحالی کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!07-2006 میں جب سٹیٹ بنک آف پاکستان نے کریڈٹ لائن منقطع کی تو اس وقت موجودہ حکومت نہیں تھی اور اس وقت سٹیٹ بنک کا مؤقف تھا کہ اسے ختم کر دیں یا کسی بنک میں ضم کر دیں چنانچہ ہماری حکومت کے موجودہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے تین میٹنگز میں deliberation کے بعد فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ بنک چھوٹے شخصی قرضے فراہم کرتا ہے تو اسے بند کیا جائے اور نہ ہی پنجاب بنک میں ضم کیا جائے بلکہ اس کا انفراسٹرکچر بنایا جائے،re-structuring کی جائے،بورڈ آف ڈائریکٹر کو revise کیا جائے،ڈسٹرکٹ مینجر کا غیر ضروری tier ختم کیا جائے،اور سٹاف کی رائٹ سائزنگ کی جائے یا revamping کا کام شروع کیا جائے تو ڈسٹرکٹ مینجر کا tier ختم کر دیا گیا ہے اور ضلعی برانچوں کے اختیارات میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور M.D کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔کوآپریٹو بنک نے سٹیٹ بنک کا پیسا دینا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے کریڈٹ لائن منقطع کر دی تھی۔8۔ارب روپے کا loan جو گورنمنٹ نے سٹیٹ بنک کو دینا تھا اس 8۔ارب روپے میں سے 2۔ارب 90 کروڑ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ایک ارب روپے اصل اور ایک ارب 90 کروڑ روپے interest ادا کر دیا ہے اور انہیں کہا ہے کہ کریڈٹ لائن بحال کی جائے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے،مجھے floor دیا جائے۔

جناب سپیکر:شیخ علاؤالدین صاحب!آپ تشریف رکھیں No supplementary question

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے ہیں، ہم یہاں کس لئے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ یہاں سوال دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے تیسری بار ضمنی سوال مانگا ہے میں پہلے بھی تین بار کھڑا ہوا ہوں آپ نے مجھے بولنے نہیں دیا۔ اگر آپ نے بولنے نہیں دینا تو پھر ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بیٹھیں میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے کیوں floor نہیں دیں گے؟ میں نے تیسری بار آپ سے floor مانگا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ان کو ذرا بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: چودھری صاحب نے کیا بتانا ہے، آپ مجھے بتائیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ ایوان آپ کی اور چودھری ظہیر الدین کی ملی بھگت سے چل رہا ہے۔ اگر آپ نے اور چودھری صاحب نے ہی ایوان کو چلانا ہے تو آپ پھر چلا لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کس طرح بات کر رہے ہیں، کیا آپ مجھے threat کرنا چاہتے ہیں، آپ مجھے threat نہیں کر سکتے، آپ بیٹھیں اور یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہاؤس کا کچھ decorum بھی ہوتا ہے۔ شیخ صاحب کو آپ سے اس طرح مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں تقریباً 35 سوالات ہوتے ہیں اور جو سوال کرتا ہے اس کی ownership ہوتی ہے کہ وہ تین ضمنی سوال کرے اس کے بعد اگلے سوال پر جائے۔ جو اصحاب کسی محکمے کے بارے میں interested ہیں انہیں چاہئے کہ وہ کاوش کریں اور اس محکمے کا سوال اپنی طرف سے لے کر آئیں۔

Advisory Committee کا یہ arrangement تھا کہ جس کا سوال ہو اس کے ضمنی سوالات میں کوئی ممبر disturb نہیں کرے گا۔

جناب والا!سب سے اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ Custodian of the House ہیں، تمام ممبران کو چاہئے کہ جب آپ سے مخاطب ہوں تو الفاظ کے ساتھ ساتھ ان کا لہجہ بھی صحیح ہو۔اس طرح سے عوام میں ایک اچھا تاثر جائے گا کیونکہ ہم دو تین لاکھ عوام کے نمائندگان ہیں۔اس صوبے میں لوگ دال کی تنگی، گیس کی تنگی اور بجلی کی تنگی سے تنگ آئے ہوئے ہیں جب وہ اپنے آپ پر کنٹرول کئے ہوئے ہیں تو یہاں پر تو کھاتے پیتے لوگ ہیں انہیں بھی اپنے لہجے اور الفاظ پر کنٹرول کرنا چاہئے۔ آپ Advisory Committee میں یہ بات کیجئے ہم Advisory Committee میں ہر روز شرکت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لاء منسٹر سے بات کر لی جائے اور ہمیں لاء منسٹر اور سپیکر صاحب طلب کر لیں اور صبح ہی Advisory Committee میں یہ amendment کر لیتے ہیں۔وقفہ سوالات میں 35 سوالات آتے ہیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم کبھی بھی آٹھ سوالوں سے آگے نہیں بڑھے۔ ہماری پارٹی کے ممبران نے جب دو ضمنی سوال کئے اور مزید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے منع فرمایا آپ کے احترام میں بیٹھ گئے۔ لہذا اس میں amendment کی جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ چودھری ظہیر الدین ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں اور آپ Custodian of the House ہیں۔ میں تمام لوگوں کو خواہ وہ لوٹے ہیں یا دوسری جماعتوں کے لوگ ہیں ان کو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ اگر وہ ہمارے ٹیم لیڈر کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ استعمال کریں گے تو ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ یہ لوگ پہلے اپنی جماعت کے ساتھ بے وفائی کریں اور اب ہمارے ٹیم لیڈر کے بارے میں اس طرح سے بات کریں۔ آپ شیخ صاحب کو بتا دیں کہ آئندہ اگر وہ سپیکر صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے بارے میں یہ tone استعمال کریں گے تو ہمیں بھی ہر طرح کی tone استعمال کرنا آتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!سوال نمبر2629 ہے۔(معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2629 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل سرگودھا میں خصوصی بچوں کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2629: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرگودھا میں کون کون سے خصوصی تعلیم کے سکول کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں کے لئے کتنی رقم مالی سال09۔2008 کے دوران مختص کی گئی ہے؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(د) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ہ) ان سکولوں میں سے کس کس کے پاس طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے کون کون سی گاڑیاں ہیں؟

(و) ان گاڑیوں کے موجودہ مالی سال کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) تحصیل سرگودھا میں محکمہ کے زیر انتظام کام کرنے والے سکولز کے نام اور پتا کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کے لئے بجٹ برائے سال09-2008 میں-/11204000 کی رقم مختص کی گئی ہے جس کی سکول وار تفصیل ذیل ہے:-

1-	گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا	-/5791000
2-	گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا سرگودھا	-/5011000
3-	گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا60 بچے	-/402000

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا220 بچے

2- گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا سرگودھا37 بچے

3- گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا60 بچے

(د) تحصیل سرگودھا میں واقع اسکولز میں خالی اسامیوں کی گریڈ وار تعداد کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان سکولوں میں گاڑیوں کی تفصیل ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے دو گاڑیاں(Dong Fangاور HINO)مہیا کی گئی ہیں۔

2۔ گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلباء سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے Dong Fangبس مہیا کی گئی ہے۔

3۔ گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈڈراپ کے لئےDong Fangبس مہیا کی گئی ہے۔

(و) ان سکولوں میں موجود گاڑیوں کے لئے موجودہ مالی سال کے اخراجات کی مد میں جو رقم فراہم کی گئی وہ ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا

پٹرول۔/235751

مرمت۔/18539

2۔ گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلباء سرگودھا

پٹرول۔/170832

مرمت۔/16481

3۔ گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا60 بچے

پٹرول۔/135302

مرمت۔/24993

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال میں پوچھا گیا تھا کہ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد بتائی جائے اور ان کے لئے جو فنڈز مختص کئے ہیں وہ کتنے ہیں؟انہوں نے

جواب دیا کہ ان سکولوں کے لئے بجٹ برائے سال09-2008 میں-/11204000روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کی سکول وار تفصیل یہ ہے۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا کے لئے-/5791000روپے اور گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا کے لئے-/5011000 روپے اور گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا میں 60بچوں کے لئے -/402000روپے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس criteria کے تحت یہ فنڈز allocate کئے گئے؟ اگر 220بچوں کا per head دیکھیں تو وہ-/26322روپے بنتا ہے جو سالانہ ایک بچے کے حصے میں آتا ہے۔ اسی طرح جو نابینا بچے ہیں جن کی تعداد37 ہے ان کا per head -/135433 روپے سالانہ ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس criteria کے تحت فنڈز کی allocation کی گئی ہے؟ پہلے یہ اس سوال کا جواب دے دیں، دوسرا سوال میں بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت سرگودھا میں ہمارے تین سکول اور آٹھ سنٹرز چل رہے ہیں۔ محترمہ نے سوال کیا ہے کہ یہ اتنے فنڈز کیوں دیئے جاتے ہیں؟ ہم ان بچوں کے لئے pick and drop کا انتظام کرتے ہیں، انہیں خوراک دیتے ہیں، بچوں کو یونیفارم دیتے ہیں اور ہر بچے کو-/200روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ یہ فنڈز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے، وہ بچوں کے لئے گاڑیاں، ان کے پٹرول پر خرچ کرتی ہے اور بچوں کے play grounds پر خرچ کرتی ہے۔ ہمارا criteria ان بچوں کو promote کرنا ہے، ہمارا criteria جہالت کو ختم کرنا ہے اور ہم نے ان بچوں کو تعلیم دینی ہے۔ اس غرض کے لئے ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو فنڈز دیتے ہیں اور وہ ان کاموں پر خرچ کرتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے تو منسٹر صاحب کی بات بالکل سمجھ نہیں آئی ہے۔ آپ یقین کریں میں نے یہ بہت ہی seriously سوال کیا تھا اور اس میں میری کوئی شرارت نہیں تھی۔ اگر آپ کو سمجھ آ گیا ہے تو براہ مہربانی آپ ایک interpreter مجھے provide کر دیں کیونکہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ میں نے بڑا specifically صرف criteria کا پوچھا تھا جہاں پر 220 بچے ہیں ان کے لئے 57 لاکھ روپے ہیں اور جہاں 37 بچے ہیں ان کے لئے 40 لاکھ روپے ہیں۔ پھر آگے انہوں نے گاڑیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بچوں کو اتنا خاص facilitate بھی نہیں کرتے، یہ کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! آپ criteria کا بتائیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چار قسم کے معذور بچے ہیں وہاں نابینا ہیں، سماعت سے معذور ہیں اور ذہنی معذور ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف criteria بتائیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں criteria بتا رہا ہوں۔ ہم نے نابینا بچوں کے لئے ہسپتال کا انتظام کیا ہوا ہے، وہاں ہم انہیں کھانا بھی دیتے ہیں، ہاسٹل کا انتظام ہے، mentally retarted بچوں کو pick and drop کی سہولت دیتے ہیں، ان کو play grounds دیتے ہیں اور ان کو دوپہر کا کھانا بھی دیتے ہیں۔ مختلف disabilities کا criteria ڈسٹرکٹ گورنمنٹ طے کرتی ہے اور ہر disabilities کا اپنا اپنا الگ criteria ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جناب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں تک انہوں نے pick and drop کی بات فرمائی ہے تو اگلے جز(ہ) میں انہوں نے خود بتا دیا ہے کہ وہ تمام بچوں کو pick and drop دیتے ہیں تو ایسی یہاں پر کوئی specification نہیں ہے کہ یہ صرف نابینا بچوں کو pick and drop دیتے ہیں یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس کو seriously لیا جائے کہ جہاں پر 220 بچے ہیں ان کے لئے صرف دو بسیں ہیں اور میں اس جواب سے بالکل satisfy نہیں ہوں لیکن میں assume کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب کی تیاری نہیں ہے۔ میں منسٹر صاحب سے اگلا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جو انہوں نے جز(ہ) pick and drop کا جواب دیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ متاثرہ سماعت کے بچے جن کی تعداد 220 ہے ان کے لئے ایک Heino اور ایک Dong Fung گاڑی ہے مجھے منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ ان دونوں گاڑیوں کی capacity کیا ہے اور ان دونوں گاڑیوں میں ایک وقت میں کتنے بچے بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! تقریباً 30 سے 35 بچے ایک بس میں آتے ہیں اور اگر زیادہ بچے ہوں تو بس کو دو چکر لگانے پڑتے ہیں۔ ہم بچوں کو گھر سے لے آتے ہیں اور پھر ہم انہیں سکول سے گھر چھوڑ آتے ہیں۔ اس وقت پورے پنجاب میں تقریباً 377 بسیں موجود ہیں اور تمام disable بچوں کو گھروں سے لے آتی ہیں اور چھوڑ بھی آتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میںHonourable Ministerصاحب کے knowledge میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ Dong Fung Company چائنا میں بھی بند ہو گئی ہے لیکن میں اس پر ان کے محکمے کو appreciate کرتی ہوں کہ جو چیز چائنا نے چھوڑ دی ہے اور discard کر دی ہے وہ یہ آج بھی استعمال کر رہے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ جیسا کہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ اس بس میں 35 بچے آتے ہیں براہ مہربانی مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر ہر بس میں 35 بچے آتے ہیں تو یہ بس دن میں کتنے چکر لگاتی ہے اور آگے ان کا اگر جواب دیکھیں تو جو انہوں نے گاڑیوں کے پٹرول کے اخراجات بتائے ہیں، جہاں پر 220 بچے ہیں اس کے لئے -/235751 روپے رکھے ہیں اور کیا یہ صبح سے شام تک بچوں کو گھر سے لے کر آتے اور واپس پہنچاتے رہتے ہیں کیونکہ ان کے محکمہ کے پاس صرف دو گاڑیاں ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ صبح کتنے بجے پہلے بچے کو pick کیا جاتا ہے اور واپسی پر آخری بچے کو کتنے گھنٹے کی تاخیر سے گھر drop کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر اربوں روپے تندوروں میں جھونکے جا سکتے ہیں تو وہ بچے جن کی دیکھ بھال حکومت اور ہر شہری کی ذمہ داری ہے تو یہ 35 بچے سکول میں آنے کے لئے صبح 5 بجے اپنی بس میں بیٹھتے ہوں گے اور یہ آٹھ بجے کا سکول attend کرتے ہوں گے۔ اسی طرح اگر ان کی چھٹی کا وقت ڈیڑھ بجے ہے تو وہ رات کو چھ بجے گھر پہنچتے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اگلا سوال پوچھا ہے تو منسٹر صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کی 35 بچوں کی capacity ہے اور یہاں پر 220 بچے ہیں اور یہ 220 بچے کیا اڑ کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں یا یہ صبح سکول کیسے آتے یا کیسے گھر جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے claim کیا ہے کہ ان بچوں کو facilitate کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ اگر آج ہم اپنے جواب سے satisfy نہیں ہوں گے تو تب تک ہم مائیک نہیں چھوڑیں گے اور ہم ضمنی سوال کرتے رہیں گے کیونکہ daily ہمارے ساتھ یہی ہوتا ہے اور جب غلط جواب آتا ہے تو بحثیت ممبر ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ ہم تیاری کر کے آتے ہیں اور ہم ان کی طرح blank اپنے گھروں سے اٹھ کر نہیں آ جاتے اور ہمارا حق ہے اور آپ کبھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم جان بوجھ کر نہیں سن رہے اور پہلے

بھی حکمران جماعت نے ہماری جماعت کو eliminate کرنے کے لئے لوٹوں کی فیکٹری لگالی تھی اور اب آپ ہمارا مائیک بند کروادیتے ہیں۔ کل بھی میں بات کررہی تھی تو بار بار میرا مائیک بند ہورہا تھا یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے اور آج تو مائیک میرے ہاتھ میں ہے اور آپ بند نہیں کرسکتے کیونکہ آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے اور آج میرے کنٹرول میں ہے otherwise کبھی کا بند ہوچکا ہوتا اگر ہم یہاں پر بات نہیں کرسکتے اور ہم جتنی مرضی تیاری کرکے آجائیں ہم کسی issues پر بات نہیں کرسکتے ہیں اور اگر ہمیں بولنے نہیں دیا جائے گا تو پھر ہم بھی سیڑھیوں پر اجلاس لگالیا کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو اس کا جواب مل گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں (قطع کلامیاں)

MR.SPEAKER: Order please, order.

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے تو سوال ہی غلط کیا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کو جواب تو دینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف اتنی اجازت دے دیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ Dong Fung Company بند ہوگئی ہے، اگر یہ ثابت کردیں کہ یہ company بند ہوگئی ہے تو میں resign کرتا ہوں اور اگر بند نہیں ہوئی تو پھر یہ resign کریں۔ یہ ابھی ثابت کریں کہ بند ہوگئی ہے۔ اس کا ڈسٹری بیوٹر پاکستان میں سندھ انجینئرنگ موجود ہے اور یا تو پھر یہ resign کریں یا پھر میں ابھی resign کرتا ہوں۔ یہ سوال بھی غلط ہے اور یہ منسٹر صاحب کو بلاوجہ تنگ کررہی ہیں۔ میں انہیں offer کررہا ہوں کہ یہ ثابت کریں ورنہ resign کریں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر لوٹا ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ آپ ہر تحریک التوائے کار پر rules کو break کرکے انہیں تقریریں کرنے دیتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھ جائیں، please آپ بیٹھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے انہیں کس قانون کے تحت floor دیا ہے۔ میں نے ضمنی سوال کیا تھا اور اگر میں نے غلط کیا ہے تو اس کا جواب منسٹر صاحب دیں۔ کیا یہ لوٹا ہونے کا انعام ہے کہ ہر تحریک التوائے کار پر یہ تقریریں کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ اس پرrulingدیں کہ کیاہاؤس کے اندر ایکmisstatement دینے پر۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔Order please, order please.

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ان کو پھر کہیں کہ یہ میرے ساتھ direct بات نہ کریں۔ میں ووٹ لے کر آیاہوں ان کی طرح مجھے سیٹ خیرات میں نہیں ملی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ایوان میں لوٹالوٹا کے نعرے)

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر یہاں پر ممبر منسٹر کاrole acquireکرنا شروع کر دیں گے اور ان کی جگہ پر جواب دینااور پھر سوال کرنا شروع کر دیں گے تو یہ سسٹم اس طرح نہیں چلے گا۔ ہم نے بھی ابھی ان کو مکمل لوٹا نہیں کہا کیونکہ وہ ابھی بھی ہمیں اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس ہاؤس کو rulesکے مطابق چلنے دیا جائے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ اس روایت کو ختم کیا جائے کہ منسٹر کاroleکوئی اور acquireکرے ہم یہاں تک تو برداشت کر لیتے ہیں کہ دو منسٹر جواب دے رہے ہیں اور دوسرے کو سانس لینے کا بھی موقع مل جاتا ہے اور feedکرنے کے لئے دو دو، تین تین منسٹرز ہیں آپ ان کے پاس بیٹھ جائیں اور ان کو feedکریں کہ آکر جواب دیں۔آپ کو کس نے یہ اختیار دیا ہے کہ اپنے طور پر کھڑے ہو جائیں اور ایک خاتون پر چلانا شروع کر دیں اور اس خاتون کی بے عزتی کرنا شروع کر دیں۔یہ غلط بات ہے۔اس چیز کا ہم آپ کو کبھی حق نہیں دیں گے You are yelling at women.آپ خواتین پر چیختے ہیں آپ نے خواتین پر چیخنے کا وتیرہ بنا لیا ہے۔ خواہ خواتین اِدھر کی ہوں یا اُدھر کی ہوں آپ پہلے سپیکر صاحب سے اجازت لیا کریں، ہم آپ کو منسٹر کا role acquireکرنے کی کبھی اجازت نہیں دیتے۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا!میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔آپ مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ماسی، ماسی کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: No, no cross talking.

شیخ علاؤالدین: انہوں نے جو بات کی ہے میں نے اس پر کہا ہے کہ یہ resign کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان) جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے جو بولنا چاہے وہ بولے، آپ کی اجازت کے بغیر جو بولے گا اور ایک یہ بات ہے کہ یہاں پر کئی منسٹر غلط جواب دیتے ہیں بعض اوقات وہ دانستہ نہیں دیتے ان کے علم میں وہی بات ہوتی ہے اب ہم ان سے یہ نہیں کہتے کہ آپ resign کر دیں۔ انہوں نے راوی موٹرز بند ہونے کا تو نہیں کہا جو یہ اتنا غصہ کر رہے ہیں کہ وہ resign کریں۔ انہوں نے Dong Fung یا کوئی کمپنی کے بارے میں کہا ہے اور انہوں نے ایک بات کہی ہے بند کرنے کی، آپ اس کی correction کر دیں یا منسٹر صاحب کو چٹ لکھ کر دے دیں مگر یہ وہاں جا کر govern کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سپیکر صاحب سے بھی اجازت نہیں لی جاتی۔ ہم جب بھی بات کرتے ہیں آپ سے اجازت لے کر بات کرتے ہیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم بات بھی نہیں کرتے۔ شیخ صاحب ہمارے لئے محترم ہیں، میں شیخ صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میں شیخ صاحب کو ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کا کاروباری سمجھتا ہوں جو اپنے کاروبار پر کبھی compromise نہیں کرتے۔ میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ یہ اپنے جن بہت ہی اچھے اصولوں کے تحت کاروبار کر رہے ہیں اسی طرح کے اچھے اصول سیاست میں بھی اپنائیں گے۔ ہماری ایک lady member نے بات کی ہے کہ Dong Fung کمپنی بند ہو چکی ہے۔ بھائی! نہیں بند ہوئی ہو گی۔ اس میں یہ بات کہ یا یہ resign کر دیں یا وہ resign کر دیں اس سے آپ کیا show کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ سینئر ممبر ہیں اور اتفاق سے دو دفعہ منتخب ہو چکے ہیں۔ آپ ایسے نہ کریں اور ہمیں مجبور نہ کریں۔ اونچی آواز کمزور استدلال کی نشانی ہوتی ہے۔ میں بس اتنی گزارش کروں گا کہ یہاں اونچا بولنے سے کسی پر رُعب نہیں پڑے گا۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے، لوٹا سیٹ ہائے ہائے کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ چلیں ظہیر الدین صاحب نے ایک تو مہربانی کی کہ یہ غلطی انہوں نےon the floor of the Houseمان لی۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے،
لوٹا سیٹ ہائے ہائے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ذرا احتیاط کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ان کو آدھا گھنٹہ سُنا ہے۔ مجھے صرف تین منٹ سُن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی آدمی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ مجھے نصیحتیں کرے۔ میں الحمد للہ اپنے ووٹرز کا نمائندہ ہوں، بڑاcleanہوں ایک پیسے کی کہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ نہ کوئی ضرورت ہے، مجھے جو کچھ ملا ہے اللہ سے ملا ہے کسی پارٹی سے نہیں ملا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ میری پارٹی کی سیٹ پرelectہو کر آئے ہیں۔ میں ان کو چیلنج کرتی ہوں کہ یہ میری پارٹی کی سیٹ چھوڑیں اور اگر یہ اتنے ہی ووٹ لے کر آئے ہیں تو جائیں جا کر دوبارہ الیکشن لڑیں۔ آپ مجھے بتائیں کہreserve seatبہتر ہے یا لوٹا سیٹ؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے،
reserve seatزندہ باد کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی آپ دیکھیں ذرا ان کا رویہ، آپ ذرا ان کی باتیں سُنیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ floorپر جو بھی بات کی جائے وہ پوری ذمہ داری سے کی جائے تو جب انہوں نے یہ بات کہی تو اس کی ذمہ داری بھی لیں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ کرتے ہیں؟

MR SPEAKER: No cross talk. No cross talk.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سے پہلے ہم نے انہیں کچھ نہیں کہا مگر اب یہ لوٹا ہمیں بول کر دکھائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ذرا ان کا رویہ دیکھ لیں۔ یہ ہمارے ساتھ اور آپ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے سامنے ٹھہر کر بات کریں۔ میں ان کو بتاؤں گا کہ یہ کس طرح

کیا کیا لے کر آئے ہیں؟ میں ان کو بتاتا ہوں، یہ ثابت کریں کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان ہے؟ میں نے کسی سے کوئی روپیہ لیا ہے۔ میں وہ واحد ایم پی اے ہوں جو اپنے پاس سے پیسا خرچ کرتا ہوں، اپنے پاس سے ڈویلپمنٹ دیتا ہوں، یہ مجھے بتائیں یہ جو باتیں کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر! میں اب ان کو بتاؤں؟ یہ کدھر جا رہے ہیں؟ یہ اب بات سنیں ناں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں ان کے لئے اکیلا ہی کافی ہوں۔ بہت شکریہ

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ question hour ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔ question hour ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! سوال نمبر 2664

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا اگلا بیٹھا جا رہا ہے، میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ احسان الدین قریشی اور سوہنا صاحب جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! آپ چاہتے ہیں باقی لوگ بھی چلے جائیں۔ اسی floor پر میں دو سال سے ایک ہی بات کہہ رہی ہوں۔ میں یہ بات کہہ کہہ کر تھک گئی ہوں۔ دو سال کے باوجود ہمیں ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ انتہائی افسوس ہے کہ سندھ اسمبلی، سرحد اسمبلی، بلوچستان اسمبلی، قومی اسمبلی ہر جگہ عورتوں کو برابری کی سطح پر ترقیاتی فنڈز دیئے جاتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے پنجاب اسمبلی میں خواتین کے ساتھ یہ غیر امتیازی سلوک کیوں کیا گیا ہے؟ دو سال کے بعد ہر اجلاس میں ایک وعدہ کیا جاتا ہے کہ ایک ہفتے بعد فنڈز ریلیز ہو جائیں گے۔ وزیر قانون صاحب جو بہت محترم ہیں اور بقول ان کے وہ وعدے کے بہت پکے اور سچے ہیں میں ان

کو اسی بات پر یہ یقین دلانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتے بعد فنڈز ریلیز ہو جائیں گے۔ دو سال گزرنے کے باوجود رانا ثناء اللہ صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں؟ یہ question hour ہے۔ رانا صاحب کو جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! وزیر قانون نے کیا کہنا ہے ہمیں اس کا علم ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور حکومت کا بھی حصہ ہیں۔ رانا صاحب! فرمائیں خواتین کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اپوزیشن نے واک آؤٹ فنڈز کی وجہ سے تو نہیں کیا، غالباً شیخ صاحب کی وجہ سے کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ خواتین کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! پچھلے اجلاس میں بھی اس مسئلے پر بات ہوئی تھی تو یہی فیصلہ ہوا تھا کہ ان کی ایک میٹنگ وزیر اعلیٰ پنجاب سے رکھواتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! ان کی آواز نہیں آ رہی۔ رانا صاحب کی آواز تو پورے ایوان میں گونجتی ہے، اب یہ اونچا کیوں نہیں بول رہے؟ مجھے سُنائی نہیں دے رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مائیک سسٹم ٹھیک نہیں ہے اس میں اب ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر یہ مائیک سسٹم کام نہیں کر رہا تو اس میں مشکل تو ہے۔ آپ کو یہ مائیک سسٹم ٹھیک کروانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، میں کل رات سے لگا ہوا ہوں۔ میں رات بھر رابطے میں رہا ہوں۔ ٹھیک کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر رات آپ ان کے سر پر بیٹھ کر کام کرواتے تو شاید یہ ٹھیک ہو جاتا۔

جناب سپیکر: میں رات بھر رابطے میں رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، آپ گھر چلے گئے تھے، بعد میں یہ بھی سو گئے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ادھر ہی بیٹھا رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! پھر یہ ٹھیک ہونا چاہئے تھا۔ اس میں کافی مشکل پیش آ رہی ہے۔ معزز خواتین کے جو فنڈز کا مسئلہ ہے اس بارے میں پنجاب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے اپنی خواتین کو فنڈز دینا ہے۔ اب اس میں صورت یہ ہے کہ بعض شہر ایسے ہیں جہاں خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ دس دس، بارہ بارہ خواتین کا تعلق ایک ڈسٹرکٹ سے ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ فنڈز صوبے میں equation کے تحت utilize ہوں۔ اس بارے میں کوئی طریق کار طے کرنا ہے وزیر اعلیٰ صاحب آج تشریف لا رہے ہیں تو اگلے ہفتے ان کی اُن سے ملاقات کروا کر ان کی تجاویز کی بنیاد پر اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور ان سے یہ مسئلہ ہی نہیں حل ہو سکا کہ کیا طریق کار وضع کیا جائے، وزیر قانون صاحب کی بات پر ہمیں اعتماد نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ I say order please. I say order please. اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! ہم ذمہ دار ممبران ہیں اور میں اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر اور ضمنی سوال اگر موقع کی مناسبت سے ہو تو اس کو اجازت ملنی چاہئے۔ اگر آپ نے مجھے پہلے موقع دیا ہوتا تو میں بشریٰ گردیزی

صاحبہ کی بات کو درست کر دیتا تو یہ بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ اس طرح کی پابندی لگا دینے سے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران بیکار ہو جاتے ہیں۔ ہم ذمہ دار ممبران ہیں، عوام کے فائدے کے لئے اگر ہم کوئی چھوٹی سی بات کر لیتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے، اگر ہم پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات بھی نہیں کر سکتے تو پھر یہ rules کس لئے بنائے گئے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر کوئی relevant سوال ہو تو موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: خواتین ممبران کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جی، سوہنا صاحب کوئی اچھی خبر سُنائیں۔

وزیر محنت و انسانی مسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب والا! ہم اپوزیشن اراکین کے پاس گئے تھے اور ہم نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ بائیکاٹ ختم کر دیں۔ ان کی خواتین کافی دل آزاری محسوس کر رہی ہیں۔ قائد حزب اختلاف تشریف لا رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں خود آ کر اس موضوع پر بات کروں گا۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے اپوزیشن کے معزز اراکین سے بات کی ہے اور ان کو cool down کیا ہے۔ وہ چند لمحوں میں تشریف لے آئیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز وزراء جناب اشرف سوہنا اور حاجی احسان الدین قریشی واک آؤٹ ختم کروانے کے لئے تشریف لائے ہم ان کے مشکور ہیں۔ ہماری بہنوں کے جذبات جائز تھے مگر ہم بھی یہاں پر contribute کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم floor کو چھوڑ جانے کے لئے نہیں آئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا جب لاء منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں تھے تو میں نے ان کے behalf پر بھی یہ گزارش کی تھی کہ جس کا سوال ہے اس کو تین ضمنی سوال کرنے کی ownership ہے اور ابھی انہوں نے ایک ہی کیا تھا اور شیخ صاحب نے ضد کی اور آپ نے پھر ان کو اجازت دے دی۔ میرا خیال ہے ہماری ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں تمام پارٹیوں کے ممبران نے جو فیصلہ کیا تھا اس کی ایک violation کی گئی۔ یہ فیصلے ہوتے رہتے ہیں شاید اس کو amend کر لیا جائے اور پھر اسی طرح کی صورتحال نہ ہو لیکن یہاں پر پہلے ہی

ایک دو بدمزگیاں ہو چکی ہیں۔ پہلے تو ایک معزز وزیر صاحب خواتین پر حملہ آور ہوئے لیکن ہم نے اس پر بھی compromise کر لیا اور اسے بھی نظر انداز کر دیا۔ اونچی آواز کمزور استدلال اور ذاتی کمزوری کی نشانی ہوتی ہے اور جس کے پاس بات کرنے کے لئے دلیل نہ ہو وہ ایسا کرتا ہے۔ اس بات سے بچنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اصولوں پر بات کی جائے۔ شیخ صاحب کو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم ان کا بہت احترام کرتے ہیں، وہ کچھ businessmen کے لئے قابل تقلید بھی ہیں لیکن انہوں نے جو یہ بات کی ہے کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ میرے لئے ایک بہت اہم بات ہے کہ جس پارٹی کا میں نمائندہ ہوں اس کی طرف سے میں یہاں پر کھڑا ہوں یہ میری پارٹی کی امانت ہے۔ یہ میری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ میں اپنے ذاتی پیسا سے عوام کے ذریعے elect ہو کر آتا ہوں۔ یہ on record آ چکا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں اپنے ذاتی پیسے استعمال کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہاں پر یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں اپنے حلقے میں ڈویلپمنٹ اپنے پیسے سے کرواتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! پہلے میں اپنی بات مکمل کر لوں پھر یہ بات کر لیں۔ انہوں نے جو ارشاد فرمایا ہے ہم اسی کو لے لیتے ہیں لیکن یہ بات انہوں نے کہی ہے کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ انہوں نے ٹکٹ لیا ہے۔ اگر احسان نہیں ہے تو ان کو کہیں کہ یہ resign کریں اور پھر کسی اور ٹکٹ سے مجھے elect ہو کر دکھائیں۔ آپ نے تو ایک پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور پھر اس کے بعد اس ٹکٹ کو بیچ دیا اور آپ اس ٹکٹ کو میاں شہباز شریف کے پاس cash کروا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

یہ ہماری بات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ میں دلیل سے بات کر رہا ہوں۔ یہ ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہم نے کہا چلو کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارے پاس دوبارہ آئے تو ہم نے پھر بھی ان کو خوش آمدید کہا۔ یہ پھر چلے گئے ایک دفعہ پھر بھی ہم نے ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنے بازو کھولے ہوئے ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیاست میں بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ آپ کے اصول آپ کو مبارک لیکن آپ ہم پر چھینٹے مت۔ ہمیں ڈرانے کی کوشش مت کریں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں ڈرا نہیں پائیں گے۔ آپ اپنی بات جب بھی کریں جناب سپیکر کی وساطت سے کریں۔ مہربانی فرما کر ہمارے کسی ممبر کو، ہماری کسی خاتون ممبر کو اس کی

اوقات یاindirectطریقے سےelectہونے کی بات آئندہ مت کیجئے گا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ اسی لہجے میں بات کریں گے جس لہجے میں آپ کریں گے اور میں ایک دفعہ پھر آپ سے بڑے ادب کے ساتھ استدعا کرتا ہوں اور جناب سپیکر کے سامنے بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کا لہجہ اور آپ کے الفاظ غیر پارلیمانی ہوتے ہیں اور ہماری برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ بہت، بہت شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں آپ سے اور تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ معزز خواتین کا احترام سب پر لازم ہے۔ایسی کوئی بات نہ کی جائے جس سے کسی کی دل آزاری ہو اور آئندہ کسی طرف سے بھی ایسی کوشش نہ کی جائے۔اب ہم آگے کارروائی کی طرف بڑھتے ہیں۔اگلا سوال خالد اصغر گھرال صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1844 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے جناب خالد جاوید اصغر گھرال کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1844 دریافت کیا)

جناب سپیکر: شکریہ۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک میں 2007 تا حال بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*1844: **جناب خالد جاوید اصغر گھرال:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنے افراد کو دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل، پتا جات، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں بھرتی کے لئے اشتہارات پرنٹ ہوئے، تو ان اشتہارات کی نقل مع نام اخبار اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی اور میرٹ تشکیل دینے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی گئی تو دونوں کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری2007 سے آج تک کوئی ڈائریکٹ بھرتی نہیں گئی مگر صرف Deceased Employees Quota میں بھرتی کی گئی، جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری2007 سے آج تک نہ تو کوئی ڈائریکٹ بھرتی ہوئی اور نہ ہی اخبار میں اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی اشتہار دیا گیا۔

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری2007 سے آج تک نہ تو کوئی ڈائریکٹ بھرتی ہوئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا ہے لیکن آپ ایک دو ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کیا گیا تھا کہ اگر بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی اور میرٹ تشکیل دینے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی گئی تو دونوں کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے اور بھرتیوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو انھوں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ کوئی ڈائریکٹ بھرتی نہیں کی گئی مگر صرف Deceased Employees Quota پر بھرتی کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ Deceased Employees Quota پر کن شرائط پر بھرتی کی گئی ہے۔ کیا جو لوگ دوران سروس وفات پا چکے ہیں یا بیماری کی وجہ سے ملازمت چھوڑ چکے ہیں ان کے بچوں کی بھرتی کی گئی ہے یا اس کے لئے کچھ اور بھی شرائط ہیں یا یہ disable لوگوں کے لئے کوٹا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح جواب میں بتایا گیا ہے کہ یکم جنوری 2007 کے بعد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔ کوآپریٹو بنک revamping and restructuring کے مراحل سے گزر رہا ہے جب یہ مکمل ہو جائے گا تو اس پر از سر نو کیا جائے گا لیکن حکومت کے service rules 17A کے تحت جب کوئی ملازم دوران سروس فوت ہو جائے تو اس کے ایک بچے یا بچی کو بغیر ایڈورٹائزکئے بھرتی کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں گریڈ ایک تا چار تک بھرتی کی اجازت ہے۔ جو افراد تعینات

ہوئے ہیں ان کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے، جو ملازمین دوران سروس فوت ہو چکے ہیں ان کے بچوں کو بھرتی کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ کیا یہی پالیسی آئندہ بھی جاری رہے گی یا اس میں کوئی ردوبدل کی جائے گی؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): باقی بنکوں کی طرح یہ بنک بھی ایک scheduled بنک کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہ بنک 1955 میں scheduled bank بن گیا تھا اور اس کا بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز ہے اور اس سے منظوری لینا پڑتی ہے۔ ابھی کسی بھرتی کا ارادہ نہیں ہے، جب بھرتی ہو گی تو اسامیوں کے مطابق بورڈ آف ڈائریکٹرز اس کی اجازت دے گا لیکن rule17-A پنجاب گورنمنٹ کا ہے اور بنک بھی اس پر عمل کر رہا ہے اور بنک اپنے rule کے مطابق باقاعدہ طور پر بورڈ آف ڈائریکٹرز سے منظوری لے کر بھرتی کرے گا۔ جن افراد کا دوران سروس انتقال ہو جاتا ہے یا medically unfit ہو جاتے ہیں دونوں کے لئے یہی rule apply ہوتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کب floor دیا ہے؟ ابھی تو ہم Call Attention Notice لے رہے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا، آپ کیسے بول رہے ہیں؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کر لوں پھر آپ جیسے فرمائیں گے آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ گزارش یہ ہے کہ میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ نے گزشتہ دو دنوں سے دیکھا کہ انڈین پریمیر لیگ (IPL) میں پاکستانی قوم کو بہت رسوا کیا گیا، یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں اپوزیشن اور حکومتی ممبران سے التماس کرتا ہوں کہ یہاں پنجاب کی طرف سے ایک متفقہ مذمتی قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!آپ مجھے گزارش کر لینے دیں اس کے بعد آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!میری ایک عرض سن لیں اس کے بعد آپ جو حکم کریں گے میں تعمیل کروں گا۔

جناب سپیکر:ابھی تک آپ کی عرض پوری نہیں ہوئی؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!آپ نے سنی نہیں۔آپ میری گزارش سن لیں اس کے بعد آپ جو حکم فرمائیں گے اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: میں ایک منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جی، میں ایک منٹ لوں گا۔گزارش یہ ہے کہ پاکستانی کھلاڑیوں کو ایک سازش کے تحت وہاں بلا کر پاکستانی قوم کو رسوا کیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے پارلیمانی ڈیلیگیشن بھیجنے سے انکار کر کے پاکستانی قوم سے اس زیادتی کا حساب لینے کی کوشش کی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے بھی اس ہونے والی زیادتی کے خلاف مذمت کی قرار داد اس ہاؤس میں پاس کرنی چاہئے۔ میری گزارش ہے کہ ضابطے کا قانون اور قاعدہ معطل کر کے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دینے کا جو جناب کا اختیار ہے اس کے تحت ہمیں یہ مذمتی قرار داد متفقہ طور پر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بھٹی صاحب آپ سے مل کر قرار داد لانا چاہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!واقعی یہ ایک بڑی افسوسناک بات ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر پاکستان کی قوم کے کسی بھی پاکستانی کو چاہے وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو اپنے آپ کو نیلامی کے لئے پیش کرنا ہی باعث شرم ہے۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو نیلامی کے لئے پیش کیا اور انھوں نے نیلامی نہیں لگائی یہ ہماری قومی حمیت پر ایک بہت بڑی کاری ضرب ہے۔یہ سلسلہ بڑے عرصے سے جاری ہے، پہلے ملفوف طریقے سے نیلامیاں ہوتی تھیں لیکن اب کھلے طریقے سے ہونا شروع ہوئی ہیں۔میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ انڈیا ہمارے ساتھ چل سکتا ہے۔ابھی انڈیا سے ٹماٹر، آلو، پیاز، بکرے کا گوشت

اور بیف بھی آ رہا ہے۔میری استدعا ہے کہ انڈیا سے تمام چیزیں درآمد کرنا بند کی جائیں۔اگر یہاں قرار داد لانی ہے تو ایک جامع قسم کی ہو جس میں ہر چیز شامل ہو اور انڈیا کے ساتھ مکمل طور پر تجارت بند ہونی چاہئے۔جب تک کشمیر کا فیصلہ نہیں ہوتا، کشمیریوں کے زخموں پر مرحم نہیں رکھی جاتی اور ہمارے حق کا پانی ہمیں نہیں ملتا اس وقت تک ہمیں ان کو ایک دشمن کے طور پر لینا چاہئے۔اس پر تمام پارٹیز کے ممبران بیٹھ کر بات کریں اور قرار داد لائیں۔چونکہ بھٹی صاحب بھی ہماری ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور میرے خیال میں اسی ٹکٹ کا اثر ہے کہ انہوں نے یہ بات کی ہے اس لئے ہم ان کی بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2664: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں خواتین کے لئے پانچ فیصد کوٹا کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے البتہ یہاں تمام نشستوں کے لئے اوپن میرٹ ہوتا ہے۔
سکیل 16 تا 18 کی بھرتی بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے اور non-gazetted سٹاف کی بھرتی محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے ہوتی ہے۔

(ب) سال 2007 کے دوران کل 186 خواتین کو ملازمت دی گئی جن میں سے gazetted 184 خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا اور 2 non-gazetted خواتین کو محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ gazetted خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا اور non-gazetted خواتین کو محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے بھرتی کیا گیا۔

(د) یہ درست نہیں ہے بلکہ ان خواتین کی بھرتی پبلک سروس کمیشن اور محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے میرٹ پر ہوئی۔

ضلع سیالکوٹ میں کوآپریٹو بنک کی برانچیں و دیگر تفصیلات

*2900: رانا آصف محمود: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان کے مینجرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جگہ تعیناتی بتائیں؟

(د) ان برانچوں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کون کون سی برانچیں خسارے میں جا رہی ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چار برانچیں درج ذیل جگہ پر کام کر رہی ہیں:-

سیالکوٹ ڈسٹرکٹ برانچ	:	خادم علی روڈ، ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ
سمبڑیال برانچ	:	غلہ منڈی سمبڑیال
ڈسکہ برانچ	:	سمبڑیال روڈ ڈسکہ
پسرور برانچ	:	غلہ منڈی پسرور

(ب) ضلع سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ آفس اور برانچ میں 10 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ سمبڑیال برانچ میں 05 ملازمین، ڈسکہ میں 05 ملازمین اور پسرور برانچ میں 06 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں مسٹر محمد اکرم باجوہ، مینجر بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ مینجر کام کر رہا ہے جبکہ اس ضلع کی چار برانچوں میں مینجرز کے نام و عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جگہ تعیناتی درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام مینجر	عہدہ	بنک گریڈ	تعلیمی قابلیت	جگہ تعیناتی
1-	محمد بشیر انجم	مینجر	6	بی اے	سمبڑیال
2-	محمد نذیر اعوان	قائم مقام مینجر	5	بی اے	سیالکوٹ
3-	انور رشید	قائم مقام مینجر	5	ایف اے	پسرور
4-	بیدار اختر	قائم مقام مینجر	5	ایف اے	ڈسکہ

(د) ضلع سیالکوٹ کی برانچوں کی سال 08-2007 اور سال 09-2008 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	2007-08		2008-09	
برانچ	آمدن	اخراجات	آمدن	اخراجات
سیالکوٹ	6272672.57	4714597.00	5814704.10	4886270.00
سمبڑیال	6338730.94	2112174.04	5849364.71	2538038.00
ڈسکہ	5449575.21	2760818.95	4827331.25	3861458.00
پسرور	4347326.00	2100012.00	3609134.00	2299474.00

(ہ) درج بالا گوشوارہ کے مطابق ضلع سیالکوٹ کی کوئی بھی برانچ خسارے میں نہ ہے۔

بورے والا (وہاڑی) میں سپیشل ایجوکیشن سکول و سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2811: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ خصوصی تعلیم (سپیشل ایجوکیشن) کے کتنے سکول / سنٹرز ہیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں /اداروں میں فزیکل انسٹرکٹر کی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں سپورٹس کا سامان وافر تعداد میں پڑا ہے مگر فزیکل انسٹرکٹر نہ ہونے کی وجہ سے سامان خراب ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کی اہمیت کے پیش نظر فزیکل انسٹرکٹر کی اسامیاں منظور کرنے اور وہاں پر فزیکل انسٹرکٹرز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ خصوصی تعلیم کا ایک ادارہ کام کر رہا ہے:۔

1- گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، بورے والا

لیکن ضلع وہاڑی میں بورے والا کے علاوہ مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:۔

1- گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول، وہاڑی

2- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار سلولرز، وہاڑی

3۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، میلسی

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

1-	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول وہاڑی	329
2-	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار سلولرز وہاڑی	069
3-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر بورے والا	241
4-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، میلسی	124

(ج) گورنمنٹ ڈیف سکول وہاڑی میں فزیکل انسٹرکٹر کی اسامی منظور شدہ ہے اور فزیکل انسٹرکٹر کے فرائض مس فرحت بشیر سرانجام دے رہی ہے لیکن دوسرے اداروں میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے فنڈز سے فزیکل انسٹرکٹرز تعینات کئے ہوئے ہیں جو اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ان سکولوں میں کھیل کا سامان ضرورت کے مطابق موجود ہے۔اس سامان کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے تعینات انسٹرکٹرز استعمال میں لا رہے ہیں اور بچے اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ہ) فزیکل انسٹرکٹر کی اسامی مڈل اور ہائی سکولوں میں منظور ہوئی ہے۔پرائمری لیول پر یہ اسامی نہ ہے اور نہ ہی گورنمنٹ پرائمری لیول پر یہ اسامی منظور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، پنجاب کوآپریٹو بنکوں کی طرف سے قرضوں کی فراہمی کا معاملہ

*2901:رانا آصف محمود:کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ کی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں نے سال2007-08 اور2008-09 کے دوران کتنا قرضہ دیا؟

(ب) یہ قرضہ کن کن مقاصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان قرضوں کی فراہمی کس شرح سود پر ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنا قرضہ وصول ہوا؟

(ہ) ضلع سیالکوٹ میں کتنے ڈیفالٹرز ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں نے دوران سال2007-08 اور2008-09 مختلف مدات میں درج ذیل رقم کے قرضہ جات جاری کئے:۔

اجراء قرضہ دوران سال2007-08	مبلغ-/68439161روپے
اجراء قرضہ دوران سال2008-09	مبلغ-/70219316روپے

(ب،ج) یہ قرضہ جات جن مقاصد کے لئے جس شرح مارک اپ پر جاری کئے گئے ان کی تفصیل اس طرح ہے:۔

قسم قرضہ	مقاصد	شرح مارک اپ
پیداواری قرضہ جات / فصلی قرضہ جات فصل ربیع و خریف	برائے خرید زرعی مداخل کھاد،بیج،زرعی ادویات وغیرہ	14فیصد
ریوالونگ قرضہ جات برائے فصل ربیع و خریف	برائے خرید زرعی مداخل کھاد،بیج،زرعی ادویات وغیرہ	14فیصد
لائیوسٹاک ریوالونگ قرضہ جات	برائے خرید مال مویشی و دودھیلے جانور گائے، بھینس وغیرہ	13فیصد
قرضہ جات بذریعہ مستورات انجمن ہائے	برائے ٹیوشن سنٹر،بیوٹی پارلر،سلائی کڑھائی سنٹر، بوتیک سنٹر اور جنرل سٹور وغیرہ	11فیصد

لائیوسٹاکGoat & Sheep سکیم	برائے خرید بھیڑ، بکری وغیرہ	13فیصد
طلائی زیورات کے عوض قرضہ جات	برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ	16فیصد

(د) دوران سال2007-08اور 2008-09 وصول کئے گئے قرضہ جات کی رقم اس طرح ہے:-

وصولی قرضہ دوران سال2007-08 مبلغ-/109549367روپے

وصولی قرضہ دوران سال2008-09 مبلغ-/91655705روپے

(ہ) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں کوآپریٹو بنک کے نادہندگان کی تعداد670ہے۔

ضلع گجرات2008-09میں سپیشل بچوں کے سکولز کو فنڈز کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*3060: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں سپیشل بچوں کے سکولز کو2008-09میں کتنے فنڈز دیئے گئے؟

(ب) 2008-09میں مذکورہ سکولز میں کتنے سپیشل بچوں کا اضافہ ہوااور کتنے بچوں کو علاج کے بعد واپس ان کے والدین کے سپرد کر دیا گیا؟

(ج) مذکورہ فنڈز کے استعمال سے جو ٹارگٹ دیئے گئے کیاان کو حاصل کیا گیا؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو2008-09میں فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل سکول وائز مندرجہ ذیل ہے:-

1-	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹیو ہیئرنگ سکول، گجرات	6008800/-
2-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سرائے عالمگیر	4499140/-
3-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھاریاں	4051280/-
4-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولنرز، گجرات	3571330/-
	میزان	18130550/-

(ب) مارچ2008میں مذکورہ سکولوں میں بچوں کی کل تعداد251تھی اور مارچ2009میں ان سکولوں میں بچوں کی تعداد319ہے نیز سکولوں میں بچوں کے داخلہ کا عمل تاحال جاری ہے۔ان اداروں میں بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاتا ہے اور ان بچوں کا علاج محکمہ کے فرائض میں شامل نہ ہے اور نہ ہی ایسی کوئی سہولت میسر ہے نیز فنی تربیت مہیا کی

جاتی ہے اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے فزیو تھراپسٹ، سائیکالوجسٹ، آڈیالوجسٹ تعینات کئے گئے ہیں۔

(ج) جی ہاں! مذکورہ سکولوں کو جن مقاصد کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے ان مقاصد کو بخوبی پورا کیا گیااوران فنڈز کو ضرورت کے مطابق درست جگہ پر استعمال کیا گیا۔

راولپنڈی اور اسلام آباد میں پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کی پراپرٹی و دیگر تفصیلات

*2920:جناب شہر یار ریاض:کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کی کل کتنی پراپرٹی راولپنڈی اور اسلام آباد میں موجود ہے، تفصیل بتائیں؟

(ب) کیاان میں سے کسی پر ناجائز قابضین موجود ہیں؟

(ج) کیاگورنمنٹ مذکورہ پراپرٹی کرایہ یالیز پر دینے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

(1) 794کنال رقبہ واقعہ موضع موہڑہ نور تحصیل وضلع اسلام آباد

(2) چار منزلہ عمارت واقعہ بالمقابل ناز سینما، راولپنڈی

(3) دکان نمبر7 سٹی صدر روڈ، راولپنڈی (اسماعیل جی مارکیٹ)

(4) فلیٹ نمبر1 بلیو ایریا اسلام آباد

(5) جائیداد نمبر42،44،43اور45صہیب پلازہ راولپنڈی

(6) 9دکانات الائیڈ کمرشل پلازہ چاندنی چوک مری روڈ راولپنڈی اور ایک Pent House ہے۔

(7) اراضی2کنال موضع کوٹھ کلاں تحصیل وضلع راولپنڈی

(ب)

(1) جائیداد نمبر42،43،44اور45صہیب پلازہ راولپنڈی۔

موقعہ پر ملک الیاس خان کے قبضہ میں ہے، مقدمہ بعنوان الیاس خان بنام پی سی بی ایل بعدالت جناب کوآپریٹو جج صاحب لاہور ہائی کورٹ زیر سماعت ہے۔

(2) اراضی2کنال موضع کوٹھ کلاں تحصیل وضلع راولپنڈی
موقعہ پر ناجائز قابض ہیں جس کے متعلق جناب ڈی ڈی او(آر)راولپنڈی کو نشاندہی کے لئے تحریر کیا ہوا ہے۔

(ج)

(1) دکان نمبر7 سٹی صدر روڈ راولپنڈی (اسماعیل جی مارکیٹ)
ماہانہ کرایہ مبلغ۔/45000روپے رانا محمد علی کرایہ دار کو دی ہوئی ہے پی سی بی ایل کی ملکیت ہے۔

(2) فلیٹ نمبر1 بلیو ایریا اسلام آباد
ماہانہ کرایہ مبلغ۔/22000روپیہ، شہزاد سکیورٹی ایجنسی کو کرایہ پر دی ہوئی ہے، پی سی بی ایل کی ملکیت ہے۔

(3) II دکانات الائیڈ کمرشل پلازہ چاندنی چوک مری روڈ راولپنڈی اور ایک Pent House ہے۔

دکانات مختلف کرایہ داروں کے پاس ہیں Pent House بھی کرایہ پر ہے اور بقیہ 4 دکانات کرایہ پر دے رہے ہیں۔

پنجاب میں سپیشل بچوں کے مزید سکولز بنانے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3061: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت پنجاب جن تحصیلوں میں سپیشل بچوں کے سکولز نہیں ہیں، وہاں سکولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) پنجاب کے کتنے سکولز میں بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت میسر نہ ہے، کیا حکومت وہاں پر مذکورہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے ادارے پنجاب کی تمام تحصیلوں میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب بھر کے تمام سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے گاڑیاں موجود ہیں تاہم جن اداروں کے پاس یہ سہولت موجود نہیں ان اداروں کو گاڑیاں خریدنے کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور خریداری کا عمل جاری ہے۔

پنجاب کوآپریٹو بنک کا قیام ودیگر تفصیلات

*3043: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کب قائم ہوا؟

(ب) لاہور میں متذکرہ بنک کی کتنی شاخیں ہیں نیز یہ شاخیں کہاں کہاں پر ہیں اوران میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ج) متذکرہ بنک کی سالانہ آمدن کتنی ہے نیز اس بنک کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 1924 میں قائم ہوا۔

(ب) لاہور میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 2 برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام وپتا برانچ	تعداد ملازمین
01	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ مین برانچ بنک سکوائر دی مال لاہور	23
02	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 41 جیل روڈ برانچ لاہور	07

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو لمیٹڈ کی آمدن اور ذرائع کی تفصیل درج ذیل ہے:-

آمدن کے ذرائع	2005-06(ملین)	2006-07(ملین)	2007-08
آمدن بذریعہ قرضہ جات، مارک اپ	578.008	741.527	826.137
آمدن بذریعہ دیگر بنکوں میں جمع شدہ ڈیپازٹ سے منافع	407.528	443.170	114.624
آمدن بذریعہ بنک وسروس چارجز	11.063	16.191	15.627
آمدن بذریعہ پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز۔منافع	42.000	44.108	44.108
آمدن بذریعہ بنک جائیداد ہائے، سیل پر منافع	3.114	296.600	273.236
متفرق آمدن جس میں یوٹیلٹی بلز کی وصولی کی کمیشن، جائیداد کا کرایہ وغیرہ شامل ہیں۔	38.077	61.986	66.530
میزان:	1079.790	1603.582	1340.262

لاہور میں سپیشل بچوں کے سکولز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3176: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں mentally retarded سپیشل بچوں کا سکول کہاں پر قائم ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں بچوں کو لانے اور لے جانے کے لئے کتنی ٹرانسپورٹ موجود ہے؟

(ج) سال2008کے دوران اس سکول میں ٹرانسپورٹ کی مد میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) متذکرہ سکول میں اس وقت کتنے بچے زیر تعلیم ہیں نیز ان کی فلاح و بہبود اور دیکھ بھال کے لئے ادارے نے کیا طریقے رائج کر رکھے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) حکومت بچوں کو بہتر سہولیات اور فلاح کے لئے مستقبل میں کیا ارادے رکھتی ہے نیز بچوں کو مزید کن کن سہولیات سے نوازنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) گورنمنٹ شاداب ٹریننگ انسٹیٹیوٹ آف سپیشل ایجوکیشن A–128 خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع ہے۔

(ب) بچوں کو سکول لانے اور لے جانے کے لئے دو گاڑیاں موجود ہیں۔ایک Dong Fung بس اور دوسری Toyota Hiace ہے۔

(ج) سال 2008 کے دوران مذکورہ سکول میں ٹرانسپورٹ کی مد میں ۔/678938روپے خرچ ہوئے۔ جس میں پٹرول، ڈیزل، موبل آئل وغیرہ کی مد میں۔/559104روپے خرچ ہوئے جبکہ گاڑیوں کی مرمت وغیرہ پر۔/119834روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ سکول میں اس وقت 150 بچے زیر تعلیم ہیں جن کی فلاح و بہبود اور دیکھ بھال کے لئے درج ذیل طریقے اپنائے گئے ہیں جن کی تفصیل نیچے دی گئی ہے۔

1۔ ایجوکیشن 2۔ ووکیشنل ٹریننگ
3۔ فزیوتھراپی 4۔ کمپیوٹر ٹریننگ
5۔ میوزک ٹریننگ 6۔ فزیکل ٹریننگ
7۔ سکول سے باہر تفریحی ٹورز وغیرہ۔

اس کے علاوہ تمام بچوں کو دوپہر کا کھانا اور دودھ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ہ) جی ہاں! حکومت پنجاب سپیشل ایجوکیشن بچوں کو بہتر سہولیات اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور ان بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے تمام ممکن سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف کے کوآپریٹو بنکوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3112: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف میں کوآپریٹو بنکوں میں خالی اسامیوں کے نام، عہدہ و تعداد سے ضلع وار ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں قائم برانچوں میں جو ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ، برانچ کا نام اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ اضلاع میں کام کرنے والی برانچوں کے مینجر حضرات نے 2007-08 اور 2008-09 میں کتنی کتنی آمدن ظاہر کی اور کتنوں نے خسارہ، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف میں خالی اسامیوں کے نام، عہدہ و تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام عہدہ	ضلع اوکاڑہ میں خالی اسامیوں کی تعداد	ضلع پاکپتن میں خالی اسامیوں کی تعداد	ریمارکس
ڈسٹرکٹ مینجر	1	0	Restructuring/Right Sizing اور بنک کے محدود مالی وسائل کے پیش نظر ان پوسٹوں پر اہلکاران سے عارضی بنیادوں پر کام لیا جارہا ہے۔
مینجر	6	2	
آفیسر/کلرک	8	1	
نائب قاصد/ڈرائیور/گارڈ	8	2	

(ب) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تتمہ بابت آمدن و خرچہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم کوئی بھی برانچ مورخہ 01-07-2008 تا 30-06-2009 کے دوران خسارہ میں نہ گئی ہے۔

ضلع ساہیوال میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکول و کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3232: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکولز اور کالجز کس کس جگہ قائم ہیں ان کے نام، رقبہ اور عمارت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان سکولز اور کالجز کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد نیز ان میں طالب علموں کو کیا کیا سہولیات حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ساہیوال میں سپیشل ایجوکیشن کے تین ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام پتا، رقبہ اور عمارت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں واقع سکولز کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں فراہم کی جانے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول فار ہیئرنگ امپیئرڈ، ساہیوال 94

2۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، چیچہ وطنی 82۔

3۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولرنز، ساہیوال 7۔

نیز طالب علموں کو مہیا کی جانے والی سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کوآپریٹو بنکوں میں ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3113: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کوآپریٹو بنکوں میں عارضی بنیادوں اور ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین کو ملازمت سے فارغ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ اقدام پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی کے برعکس نہیں کیا جا رہا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو قطعاً برخاست یا کنٹریکٹ ختم نہیں کیا جائے گا؟

(د) 2008-09 میں کتنے ڈیلی ویجز اور کنٹریکٹ ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا؟

(ہ) کیا گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی ہے یا غور کیا جارہا ہے کہ کوآپریٹو بنکوں میں ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر چھوٹی پوسٹوں پر جو بی اے پاس ملازمین کام کر رہے ہیں ان کو مستقل بنیادوں پر نوکری فراہم کی جائے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے بنک کے محدود مالی وسائل کے پیش نظر اور اضافی مالی اخراجات میں مناسب حد تک کمی کرنے کے لئے صاحب صدر بنک ہذا نے بنک کے مفاد کی خاطر کچھ ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کیا ہے۔ نیز اس وقت بنک restructuring/revamping کے مرحلہ سے گزر رہا ہے مزید برآں بنک کے مالی حسابات 30-06-2009 کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی ادائیگی کرنے کے بعد مبلغ-/749012830 روپے خسارے میں چلا گیا ہے۔

(ب) نہیں مذکورہ اقدام پنجاب گورنمنٹ پالیسی کے برعکس نہیں جا رہا ہے۔کیونکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ایک کارپوریٹ باڈی ہے جس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بائی لاز ہیں اور بنک اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے فیصلے کرتا ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو قطعاً برخاست یا کنٹریکٹ ختم کیا جارہا اور نہ ہی مستقبل میں ایسا کوئی ارادہ ہے۔

(د) 2008-09 میں کل 141 ڈیلی ویجز ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا ہے اور کسی بھی کنٹریکٹ ملازم کو نوکری سے فارغ نہیں کیا گیا۔

(ہ) نہیں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں کوئی ایسی پالیسی زیر غور نہیں جس کی بنیاد پر ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر چھوٹی پوسٹوں پر بی اے پاس ملازمین کو مستقل کئے جانے کے بارے میں اقدامات کئے جارہے ہوں۔ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ایک کارپوریٹ باڈی ہے جس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بائی لاز ہیں لہذا بنک اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے فیصلے کرتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3234: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں خالی اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ب) گریڈ17 اور اوپر کی اسامیاں منظور شدہ کتنی ہیں کتنے سکولز اور کالجز میں پرنسپل کی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں خالی اسامیوں کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں گریڈ 17اور اوپر کی منظور شدہ کل اسامیاں 24 ہیں اور پرنسپل کی کوئی اسامی خالی نہ ہے البتہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار سلولرز میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی خالی ہے۔

کوآپریٹو بنک کی طرف سے سال 09-2008 میں کاشتکاروں کو قرضہ جات جاری کرنے کی تفصیلات

*3160: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب نے 09۔2008 میں پنجاب کے کاشتکاروں میں مجموعی طور پر کتنے قرضہ جات جاری کئے؟

(ب) مذکورہ بنک نے 09۔2008 میں مجموعی طور پر کتنی ریکوریاں کیں؟

(ج) کوآپریٹو بنک کو پورے پنجاب کے لئے 09۔2008 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) اس بجٹ میں سے کتنا کاشتکاروں کو فراہم کیا گیا اور کتنا ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوا؟

(ہ) مذکورہ مالی سال میں بنک کو کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خسارہ برداشت کرنا پڑا، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے دوران سال09-2008 چھوٹے کاشتکاران کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف مدات میں۔/5579824000 کے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے مجموعی طور پر -/6302979000 کی وصولی کی ہے۔اس میں سابق سالوں کے قابل وصول قرضہ جات کی وصولی بھی شامل ہے۔

(ج) کوآپریٹو بنک کو پورے پنجاب کے لئے 09-2008 میں کوئی بھی بجٹ گورنمنٹ کی طرف سے مختص نہیں کیا گیا۔تاہم یہ بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان سے قرضہ لیتا اور کاشتکاروں کو دیتا ہے۔ بنک نے سٹیٹ بنک کے سابقہ جاری کردہ قرضہ میں سے سال09-2008 میں کاشتکاروں کے لئے مبلغ 6۔ارب روپے مختص کئے ہوئے ہیں۔

(د) کاشتکاروں کو قرضہ جات کی فراہمی سٹیٹ بنک آف پاکستان کے سابق جاری شدہ کریڈٹ لائن میں سے کی جاتی ہے جب کہ ملازمین کی تنخواہیں اور ٹی اے/ڈی اے بنک اپنے محدود وسائل میں سے دیتا ہے۔تفصیل درج ذیل ہے:۔

کاشتکاروں کو قرضہ کی مد میں فراہم کی گئی رقم	ملازمین کو دی گئی تنخواہیں	ملازمین کو فراہم کیا گیا ٹی اے/ڈی اے
5579824000/-	419900000-	5670000/-

(ہ) مذکورہ مالی سال میں بنک کی آمدنی اور خسارے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

عرصہ	آمدن	خرچہ	خسارہ
مالی سال09-2008	1271030000/-	2250100000/-	979070000/-

نوٹ: سٹیٹ بنک آف پاکستان کے واجب الوصول ڈیڑھ ارب روپیہ بسلسلہ مارک اپ کی ادائیگی کے بعد بنک خسارے میں چلا گیا ہے

لاہور ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن، ترقیاتی و غیر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*3626: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کو سال07-2006 اور08-2007 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت گریڈ17اور اوپر کے کتنے ملازمین لاہور میں کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈاور ڈومی سائل بتائیں؟

(د) ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں، نیز ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن پنجاب لاہور کو سال07۔2006اور08۔2007 کے دوران فراہم کردہ سالانہ رقم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال برائے07۔2006

نان ڈویلپمنٹ بجٹ : 53468000/۔

ڈویلپمنٹ بجٹ : 537518000/۔

میزان : 5909860000/۔

سال برائے08۔2007

نان ڈویلپمنٹ : 70709000/۔

ڈویلپمنٹ : 625790000/۔

میزان : 696499000/۔

(ب) سال07۔2006اور08۔2007 میں ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہونے والے فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال برائے07۔2006 522419000/-روپے

سال برائے08۔2007 532235000/-روپے

میزان : 1054654000/-روپے

سال07۔2006اور08۔2007 میں غیر ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہونے والے فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال07۔2006 52319495/-روپے

سال08۔2007 61399095/-روپے

میزان : 113718590/-روپے

(ج) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت گریڈ17اوراوپر کے ملازمین جولاہور میں کام کررہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈاور ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن کے زیر استعمال کل موجودہ سرکاری گاڑیاں 15 ہیں اور یہ جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیلات (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں، نیز ان دو سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل کی مد میں خرچ ہونے والی رقم مندرجہ ذیل ہے:۔

گاڑیوں کی مرمت پر خرچ ہونے والی رقم سال وار مندرجہ ذیل ہے:۔

سال برائے 2006-07 -/224558

سال برائے 2007-08 -/169965

میزان: -/394523

پٹرول / ڈیزل کی مد میں خرچ ہونے والی رقم مندرجہ ذیل ہے۔

سال برائے 2006-07 -/819516

سال برائے 2007-08 -/678355

میزان : -/1497871

پنجاب کوآپریٹو بنک میں آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3161: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب میں کل کتنے سینئر مینجر، مینجر، جی ایم، ڈائریکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور بالترتیب کتنی کتنی تنخواہیں و دیگر سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں؟

(ب) ان آفیسران نے 2007-08 اور 2008-09 میں کتنا کتنا ٹی اے / ڈی اے لیا، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تمام آفیسران گورنمنٹ سے اپنے تمام فوائد حاصل کر رہے ہیں اور بنک مجموعی طور پر خسارے میں جا رہا ہے اس کی وجوہات؟

(د) اگر بنک خسارے میں نہیں جارہا تو چھوٹے ملازمین فورکلاس جو ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر بااحسن طریق سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کو ملازمت سے فارغ کیوں کیا جارہا ہے؟

(ہ) کیاان چھوٹے ملازمین کو ملازمت سے فارغ کرنے سے بنک کی سالانہ آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو کتنا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے پوچھے گئے ملازمین اور ان کی تنخواہوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	ملازمین کی تعداد	ماہانہ تنخواہ	دیگر مراعات	میزان
-1	جنرل منیجر	1	86482/-	25005/-	111487/-
-2	چیف منیجر	14	923283/-	24396/-	947679/-
-3	سینئر منیجرز	70	3534121/-	35000/-	3569121/-
-4	منیجرز	187	7259494/-	56100/-	7315594/-
	میزان	272	11803380/-	140501/-	11943881/-

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے پوچھے گئے افسران نے 08-2007 اور 09-2008 میں جتنا ٹی اے/ڈی اے لیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	ملازمین کی تعداد	برائے سال 08-2007	برائے سال 09-2008
-1	جنرل منیجر	1	63068/-	4051/-
-2	چیف منیجر	14	598949/-	540000/-
-3	سینئر منیجرز	70	1707419/-	1989048/-
-4	منیجرز	187	882903/-	367716/-
	میزان	272	3252339/-	2900815/-

(ج) جی نہیں مذکورہ تمام افسران گورنمنٹ سے اپنے تمام فوائد حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ بنک کے تمام ملازمین بنک ہذا کے اپنے وسائل میں سے تنخواہیں اور الاؤنسز وصول کر رہے ہیں۔ مزید براں بنک کے مالی حسابات 30-06-2009 کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی ادائیگی کرنے کے بعد مبلغ-/749012830 روپے خسارے میں چلا گیا ہے۔ بنک کے خسارے میں جانے کی وجہ نئے قرضہ جات کے اجرا پر پابندی، سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے کریڈٹ لائن کی فراہمی کی بندش اور اس پر مارک اپ کی شرح 9

فیصد سالانہ اور بنک کی طرف سے کسانوں کو رعایتی مارک اپ پر قرضوں کی فراہمی اوسطاً 14 فیصد ہے۔

(د) بنک اس وقت خسارے میں ہے تاہم بنک کو خسارے سے بچانے اور مالی بوجھ کم کرنے کے لئے ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کیا گیا ہے۔

(ہ) جی ہاں! right sizing کے نتیجے میں بنک کو سالانہ 87 لاکھ روپے کی بچت متوقع ہے۔

سال2009ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور میں بھرتی ودیگر تفصیلات

*3627:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کے تحت کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام،ولدیت،پتاجات، تعلیمی قابلیت،عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام،تاریخ اور اخبار کا تراشہ لف کریں؟

(ج) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(د) کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

(ہ) مذکورہ بھرتی کرنے والے افسر کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز میرٹ لسٹ بنانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ بھی بیان کریں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کے تحت186افراد کو بھرتی کیا گیا۔ان کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ بھرتی سے قبل ''نوائے وقت'' اخبار مورخہ2008۔11۔12اور''دن''اخبار مورخہ2008۔11۔13کو اشتہار دیا گیا جس کے تراشے (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) تمام افراد کو محکمہ کی سلیکشن کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور rules میں نرمی کر کے کسی بھی فرد کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

(د) تمام افراد کو محکمہ کی سلیکشن کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

(ہ) مذکورہ بھرتی کرنے والے افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل اور میرٹ لسٹ بنانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈی ایچ اے میں ضم کرنے کی تفصیلات

*3284: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں merge کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت ایسا کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کوآپریٹو نے پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں merge کرنے کی تحریری و قانونی اجازت دی تھی اگر ہاں تو اس قانونی اجازت کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کا کل کتنا رقبہ تھا جو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے زیر کنٹرول دیا گیا مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 15اے(2) ترمیم شدہ 2006 کے تحت ضم کیا گیا ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب نے آرڈر نمبری آر سی ایس /ایچ /ایل۔130/1100 مورخہ 07۔06۔28 کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں ضم کرنے کی اجازت دی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی نے کل 7157 کنال 14 مرلے رقبہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کو دیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم رقبہ	مرلہ / کنال
1	کل رجسٹری شدہ رقبہ	7157.14
2	انتقال شدہ رقبہ	5975.15
3	غیر انتقال شدہ رقبہ	1181.19
4	قبضہ جو اتھارٹی کو دیا گیا	4513.13

5	(i) وجہ ناجائز تجاوزات / تعمیر	2644.01
	(ii) زیر استعمال سیکورٹی فورسز جس رقبہ کا قبضہ نہ دیا گیا	
6	رقبہ زیر معاہدات(بغیر رجسٹری وانتقال)	268.00

فیصل آباد محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکول وکالجز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3628:جناب محمد اجمل: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے فیصل آباد میں کتنے سکول وکالجز کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان سکولزوکالجز میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان سکولزوکالجز میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(د) ان سکولزوکالجز کے پرنسپل / ہیڈماسٹر صاحبان کی اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں، کتنی کس کس جگہ کب سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ خصوصی تعلیم کے ضلع فیصل آباد میں کل12ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام وپتا کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا خصوصی تعلیم کے12اداروں میں کل990طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) مذکورہ سکول وکالجز میں کل129اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل گریڈ وار(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان میں بیشتر اسامیاں2009۔07۔01کو نئی منظور ہوئی ہیں اور ان اسامیوں کو جلد از جلد پر کر دیا جائے گا نیز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عارضی طور پر ٹیچرز بھرتی کر رہی ہے جس سے ٹیچرز کی اسامیاں بھی پر ہو جائیں گی۔

(د) ان سکول وکالجز کے پرنسپل / ہیڈماسٹر صاحبان کی خالی اسامیوں کی تفصیلات درج ذیل ہے:-

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول فیصل آباد میں گریڈ19کی پرنسپل کی اسامی یکم جولائی2009سے خالی پڑی ہے۔البتہ مس مہ جبیں SSETکو اس اسامی کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

2۔ گورنمنٹ بوائزہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن (H.I) فیصل آباد میں گریڈ18 کی پرنسپل کی اسامی مورخہ 2دسمبر 2007ء سے خالی پڑی ہے اور وہاں پر محمد افتخار SSET کو اس اسامی کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

3۔ گورنمنٹ سکول فار سلولرز ، سنٹر کالونی فیصل آباد میں گریڈ 17 کی ہیڈ ماسٹر کی اسامی 07۔2006 سے خالی پڑی ہے جبکہ مس سعدیہ مجید Psychologist بطور ہیڈ مسٹریس اس پوسٹ پر کام کر رہی ہے۔

4۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن ذہنی معذوراں فیصل آباد میں گریڈ 17 کی پرنسپل کی اسامی 07۔2006 سے خالی پڑی ہے جبکہ مس فوزیہ حمید Psychologist بطور ہیڈ مسٹریس اس پوسٹ پر کام کر رہی ہے۔

ڈی ایچ اے بنانے کے اغراض و مقاصد و دیگر تفصیلات

*3285: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) پہلے کینٹ کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تھی اگر ہاں تو اتھارٹی بنانے کے اغراض و مقاصد کیا تھے ایوان کو تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے سے بہت سے اضافی اختیارات مل گئے تھے، اگر ہاں تو اضافی اختیارات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈی ایچ اے بنانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز کیا حکومت مزید ہاؤسنگ سوسائیٹز کو ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دینے کے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے جواب دیا جائے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) پہلے لاہور کینٹ کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تھی۔

اس مقصد سوسائٹی کو نقصانات سے بچانا تھا جو کہ زمین کی خرید، ناجائز قبضہ جات اور زمین کی ملکیت کے تنازعہ جات کی صورت میں ہو رہے تھے۔

(ب) گورنر پنجاب نے بذریعہ آرڈیننس مورخہ 29۔ ستمبر1999لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا جس کے تحت سوسائٹی کے تمام معاملات کا اختیار اتھارٹی کو مل گیا تھا۔

(ج) گورنر پنجاب نے بذریعہ آرڈیننس مورخہ 29۔ ستمبر1999لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا۔ حکومت نے مزید ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی تجویز محکمہ امداد باہمی پنجاب کے زیر غور ہے۔

محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع فیصل آباد 2006-07 اور 2007-08 کے فنڈز و دیگر تفصیلات

*3629: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سپیشل ایجوکیشن کو سال 2006-07 اور 2007-08 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران طالب علموں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کس کس سکول کی مرمت اور عمارت کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(د) پی پی۔63 فیصل آباد میں محکمہ کا کوئی ادارہ کام کر رہا ہے اگر ہاں تو کس جگہ؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو 07۔2006 اور 08۔2007 میں فراہم کردہ رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:۔

سال برائے 07۔2006	81264000/-روپے
سال برائے 08۔2007	47314000/-روپے
میزان:	128578000/-روپے

(ب) ان سالوں کے دوران طالب علموں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

سال برائے 07۔2006	26408000/-روپے
سال برائے 08۔2007	10173000/-روپے
میزان:	36581000/-روپے

(ج) سال برائے08۔2007میں گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ بصارت میں اضافی تعلیمی بلاک تعمیر ہوئی اوراس پر-/5249000روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

(د) فیصل آباد میں محکمہ خصوصی تعلیم کے ادارے ٹاؤنز کی سطح پر قائم کئے گئے ہیں جن میں سے ایک سنٹر گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر جناح ٹاؤن A/440غلام محمد آباد لطیف چوک میں قائم کیا گیا ہے اور جناح ٹاؤن حلقہ پی پی۔63میں موجود ہے۔

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک قرض پر شرح سود کی تفصیلات

*3602:جناب محمد یار ہراج:کیاوزیرامداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک،اسٹیٹ بنک سے قرض لیکر آگے disburseکرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوآپریٹو بنک 1.75 فیصد سے لے کر2 سے 3 فیصد تک شرح سود سے رقوم لیتا ہے لیکن جوdeliverکرتا ہے وہ کم از کم9فیصد ہوتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا کوآپریٹو بنک جس شرح سود سے سٹیٹ بنک سے رقوم لیتا ہے اسی شرح سود سے کسانوں کو دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سٹیٹ بنک سے قرض لیکر تقسیم کرتا ہے کیونکہ سٹیٹ بنک نے مالی سال 07۔2006 کے بعد فنڈز کی فراہمی کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔

(ب) سوال میں اٹھایا گیا معاملہ درست نہ ہے دراصل پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے منظور شدہ سالانہ کریڈٹ لائن میں سے فراہم کرتا رہا ہے اور سٹیٹ بنک آف پاکستان فنڈز گورنمنٹ آف پاکستان کے 6ماہ کے اوسط ٹریژری بلز ریٹ پر رقم فراہم کرتا رہا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے فنڈز کی آخری قسط دوران مالی سال 07۔2006 بشرح 8.9017فیصد سالانہ کے حساب سے

وصول کی گئی ہے۔ کوآپریٹو بنک قرضہ جات کی فراہمی 13 فیصد تا16 فیصد شرح مارک پر کر رہا ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گنگ محل گلبرگ لاہور میں پرنسپل کی تعیناتی

*4378: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ) گنگ محل گلبرگ لاہور میں وفاقی حکومت کے محکمہ خصوصی تعلیم کی پرائمری ٹیچر (شعبہ ذہنی معذور) کو پرنسپل تعینات کیا گیا ہے؟

(ب) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے؟

(ج) اگر پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر نہیں کی گئی تو کیا حکومت پرنسپل کو تبدیل کر کے میرٹ کے مطابق اور متعلقہ فیلڈ کے کسی ماہر تعلیم کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) متعلقہ پرنسپل صاحبہ کو وفاقی حکومت محکمہ خصوصی تعلیم سے ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت عرصہ 3 سال کے لئے گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گنگ محل گلبرگ لاہور میں بطور پرنسپل BS-18 میں تعینات کیا گیا ہے۔ ان کی تقرری گریڈ 17 میں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے محکمہ خصوصی تعلیم پاکستان میں کی گئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پرائمری ٹیچر کبھی بھی نہ تھی اور نہ ہیں۔ نیز ان کی پروموشن محکمہ خصوصی تعلیم حکومت پاکستان میں مارچ، 1997 میں بطور وائس پرنسپل / ڈپٹی ڈائریکٹر BS-18 میں کی گئی اور موجودہ پرنسپل کی پوسٹ بھی گریڈ 18 کی ہے جس پر مذکورہ خاتون کو بطور پرنسپل ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت عرصہ 3 سال کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) متعلقہ پرنسپل مسز فوزیہ نیئر صاحبہ کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے کیونکہ محکمہ ہذا نے ان کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو مذکورہ اسامی پر تعینات کیا ہے۔

(ج) موجودہ پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے اور محکمہ ہذا فی الحال کوئی اور ماہر تعلیم مذکورہ اسامی پر تعینات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ موجودہ پرنسپل صاحبہ جو کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سپیشل ایجوکیشن، منسٹری آف سوشل ویلفیئر اینڈ سپیشل ایجوکیشن، گورنمنٹ آف پاکستان میں گریڈ18 میں اپنے فرائض 12 سالوں سے سرانجام دے رہی تھی اور محکمہ ہذا نے ان کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے NOC جاری کیا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کیونکہ مذکورہ خاتون USA کی truman یونیورسٹی سے qualified ہیں اور 22 سال سے سپیشل ایجوکیشن کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ curriculum vite کی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان کی قابلیت اور تجربہ کی بنیاد پر ان کو deputation پالیسی کے تحت مذکورہ کالج میں تین سال کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔ کاپی لف (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کسانوں کو بغیر مارک اپ کے قرضے جاری کرنے کی تفصیلات

*3607: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت کسانوں کو بغیر مارک اپ قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت کسانوں کو فصل سے فصل تک قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت کسانوں کو ٹریکٹر اور زرعی مشینری کے لئے بھی بغیر مارک اپ قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں مختلف ادارے / بنک زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات فراہم کر رہے ہیں۔ جہاں تک پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کا تعلق ہے تو اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ بنک اپنے محدود مالی سال وسائل کے پیش نظر کسانوں کو بلا سود قرضہ جات کا اجراء نہیں کر سکتا کیونکہ بنک ہذا زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے حاصل کی جاتی رہی ہے اس پر بنک 6 ماہ کے اوسط گورنمنٹ آف پاکستان کے

ٹریژری بلز ریٹ کے مطابق شرح مارک اپ ادا کررہا ہے۔ اندریں حالات بنک بلاسودوقرضہ جات فراہم نہیں کر سکتا۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک پہلے ہی فصلی قرضہ جات برائے فصل ربیع وخریف فصل سے فصل تک کے عرصہ کے لئے جاری کررہا ہے۔ہر فصل کا قرضہ تقریباً8ماہ کے لئے جاری کیاجاتا ہے مثلاً خریف کاقرضہ جاری ہونے کے بعد وصولی اس وقت کی جاتی ہے جب خریف کی فصل برداشت کی جاتی ہےاوراس طرح ربیع کی فصل کے لئے دیاجانے والاقرضہ ربیع کی فصل کی برداشت پر قابل وصول ہوتا ہے۔یہ ترتیب چھوٹے کسانوں کی سہولت کے لئے رکھی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کے ماتحت کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ پہلے ہی Registrar Revolving Fund کے تحت بارانی ایریا کے رہائشی ممبران کوآپریٹو سوسائٹیز:(کسانوں)کو ٹریکٹر کی خریداری کے لئے بلاسود فنڈز مہیا کررہا ہے اور اس مقصد کے لئے چار کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔یہ قرضہ 48ماہ کے لئے جاری کیاجاتا ہے اور اس کی وصولی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے ۔اس قرضے کے حصول کے لئے سوسائٹی ممبر کو پہلے ٹریکٹر کی قیمت 25فیصد margin money کے طور پر جمع کروانا پڑتا ہے اور ٹریکٹر کی قیمت کا بقیہ 75فیصد حصہ گورنمنٹ کی طرف سے قرضہ کی صورت میں سوسائٹی کو مہیاکیاجاتا ہے۔ یہ قرضہ پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر جاری کیاجاتا ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گلبرک کو ملنے والے بجٹ کی تفصیلات

*4379: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ)گنگ محل گلبرگ لاہور کو پچھلے تین مالی سالوں میں کتنا بجٹ ملا ہے اور اس بجٹ کو کس طرح اور کہاں کہاں استعمال کیاگیاہے مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ فرمایاجائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

گورنمنٹ ٹرننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ) گنگ محل گلبرگ لاہور کو سابق تین سالوں میں ملنے والے بجٹ کی تفصیلات سال وار مندرجہ ذیل ہیں۔

	مالی سال07۔2006	مالی سال08۔2007	مالی سال09۔2008
کل بجٹ	10479000/-	10604000/-	17583000/-
خرچہ کی تفصیلات			
تنخواہ بمعہ الاؤنسز	9559039/-	12190236/-	15845838/-
یوٹیلٹی بلز	399369/-	352855/-	524674/-
کنٹی جینسی	1127371/-	726089/-	277344/-
مرمت	149891/-	229667/-	254000/-
ٹوٹل خرچہ	10838784/-	14201249/-	16893358/-
	تفصیل کاپی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے	تفصیل کاپی(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے	تفصیل کاپی(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے کسانوں کو زرعی قرضہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*3679: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈویژن بہاولپور میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) گزشتہ دو سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے سالانہ کتنی رقم کسانوں کو بطور زرعی قرضہ جات فراہم کی گئی ضلع وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یہ قرضہ کس شرح سود پر اور کن کن شرائط پر کسانوں کو دیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو بھی انڈسٹریل قرضہ جات کی شرح سود پر قرضہ فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بہاولپور ڈویژن میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے والی کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 2832 ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران ڈویژن بہاولپور میں چھوٹے کسانوں کو فراہم کئے جانے والے زرعی قرضہ جات کی ضلع وار سال وار تفصیل اسطرح ہے:۔

نام ضلع	مالی سال2008ء	مالی سال2009ء
بہاولپور	289504770/۔	288736054/۔
بہاولنگر	251621367/۔	228451600/۔
رحیم یار خان	281816440/۔	272075200/۔
میزان	822942537/۔	789262854/۔

(ج) یہ قرضہ جات مالی سال08۔2007و09۔2008میں13فیصد سے16فیصد سالانہ شرح مارک اپ کے حساب سے چھوٹے کسانوں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف سکیموں کے ذریعے جاری کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ فصلی قرضہ جات:

دولاکھ تک فصلی قرضہ شخصی ضمانت اور دولاکھ سے زائد قرضہ زرعی زمین کی کفالت پر جاری کیا جاتا ہے نیز فصلی قرضہ برائے فصل ربیع و خریف صرف ممبران انجمن ہائے کو ہی جاری کیا جاتا ہے اور اس کی وصولی آٹھ ماہ کے اندر فصل کی برداشت پر کی جاتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ14فیصد سالانہ ہے۔

2۔ لائیوسٹاک ریوالونگ کریڈٹ:

اس سکیم کا قرضہ تین سال کے لئے جاری کیا جاتا ہے کاغذات تین سال تک کارآمد ہوتے ہیں سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ جمع کرانا ہوتا ہے اس سکیم کے تحت ایک انجمن کے 8 ممبران ایک لاکھ روپے فی ممبر کے حساب سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔کفالت کے طور پر ایک ایکڑ زرعی اراضی جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دوگنی ہونی چاہئے درکار ہوتی ہے۔ مقروض اپنی مرضی اور اپنی ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کروا سکتا ہے اور نکلوا بھی سکتا ہے۔ موجود شرح مارک اپ13فیصد سالانہ ہے۔

3۔ ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ:

انجمن کی منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق جاری کیا جاتا ہے کاغذات تین سال کے لئے کارآمد ہوتے ہیں سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ جمع کرانا ہوتا اور سابقہ کاغذات پر دوبارہ قرضہ جاری کر دیا جاتا ہے۔ مقروض اپنی مرضی اور اپنی ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کروا سکتا ہے اور نکلوا بھی سکتا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ14فیصد سالانہ ہے۔

4۔ لائیوسٹاک قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری:

9ماہ کی مدت کے لئے جاری کیا جاتا ہے اور قرضہ کی حد مبلغ ایک لاکھ روپے ہے جس کے عوض چار کنال زرعی اراضی بطور کفالت درکار ہوتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ13فیصد سالانہ ہے۔

5۔ وویمن کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے قرضہ:

یہ قرضہ تین سال کی مدت کے لئے جاری کیا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ قرضہ 2لاکھ روپے فی انجمن جاری کیا جاتا ہے۔ وصولی 36 برابر ماہانہ اقساط میں کی جاتی ہے۔کفالت کے طور پر زرعی اراضی یا شہری جائیداد جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دگنی ہونی چاہئے درکار ہوتی ہے ۔موجودہ شرح مارک اپ 11 فیصد سالانہ ہے۔

6۔ طلائی زیورات کے عوض قرضہ جات:

ان قرضہ جات کی فراہمی 6ماہ کی مدت کے لئے کی جاتی ہے اور سونے کی اصل مالیت کے 60فیصد کے برابر قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد سالانہ ہے۔

7۔ درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر، زرعی آلات وغیرہ:

یہ قرضہ پانچ سال کی مدت کے لئے جاری کئے جاتے ہیں اور وصولی 10 برابر ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے۔اس سکیم کے ذریعے ایک انجمن کے 4 ممبران پانچ لاکھ فی ممبر کے حساب پر قرضہ حاصل کر سکتے ہیں جن کی ملکیتی زرعی اراضی کم از کم 40 کنال یا اس سے زائد ہونی چاہئے۔ موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد سالانہ ہے تاہم فنڈز کی کمی کے پیش نظر فی الحال اس سکیم کے تحت قرضہ جات کا اجراء بند کیا ہوا ہے۔

8۔ لائیوسٹاک پراجیکٹ فنانس:

پانچ سال کے لئے جاری کیا جاتا ہے اور وصولی 10 برابر ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے اس سکیم کے تحت ایک انجمن کے 8 ممبران 5لاکھ فی ممبر کے حساب سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔کفالت کے طور پر کم از کم 40 کنال زرعی اراضی درکار ہوتی ہے جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دوگنی ہونی چاہئے تاہم فنڈز کی کمی کے پیش نظر فی الحال اس سکیم کے تحت قرضہ جات کا اجراء بند کیا ہوا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد سالانہ ہے۔

(د) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ کمرشل بنکس انڈسٹریل قرضہ جات سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سکیم کے تحت رعائتی نرخوں پر جاری کرتے ہیں جبکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے فنڈز 6ماہ کے اوسط GOPٹی بلز ریٹ کے حساب سے دستیاب ہیں جو کہ تقریباً9فیصد سالانہ ہے اور مذکورہ قرضہ جات چھوٹے کسانوں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لہذا پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کسانوں کو انڈسٹریل قرضہ جات کی طرز پر رعائتی شرح مارک کے مطابق قرضہ جات فراہم نہیں کر سکتا تاہم اگر سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک کو

رعائتی نرخوں پر فنڈز فراہم کرتا ہے تو بنک بھی اس کے مطابق رعائتی نرخوں پر قرضہ جات کا اجراء کرنے کے لئے تیار ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*4623:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال09-2008 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ سپیشل ایجوکیشن کو کتنے فنڈز وصول ہوئے، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں واقع کتنے سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئی؟

(ج) اس گرانٹ سے ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی؟

(د) اس ضلع میں حکومت کس کس جگہ مزید سکولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) مالی سال09-2008 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو جو فنڈز مہیا کئے گئے ان کی تفصیل ادارہ وار درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ادارے کا نام	بجٹ برائے 2008-09	بجٹ برائے 2009-10
1	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیئرنگ سکول، گوجرانوالہ	8957000/-	10902500/-
2	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ گوجرانوالہ	6493500/-	8406500/-
3	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ماڈل ٹاؤن کامونکی	4140000/-	4785500/-
4	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، وزیر آباد	4032000/-	4869500/-
5	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، نوشہرہ ورکاں	3883000/-	3802000/-
6	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اروپ ٹاؤن، گوجرانوالہ	4871500/-	5147500/-
7	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہ پور ٹاؤن، گوجرانوالہ	4544000/-	4630500/-
8	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	6148000/-	3650000/-
9	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، (M.R) گوجرانوالہ	5507000/-	3934500/-
10	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلولر نرز، گوجرانوالہ	5894500/-	652600/-
11	میزان	54470500/-	56570500/-

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں واقع کسی سکول کی نئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی البتہ گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیئرنگ سکول، گوجرانوالہ میں ایک اضافی بلاک برائے ذہنی

معذور طلبا تعمیر کیا گیا ہے اور گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ گوجرانوالہ میں بھی ایک اضافی بلاک برائے سلولر نرز طلبا تعمیر کیا گیا ہے۔

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو حکومت کی طرف سے تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں جن کی تفصیلات درج ذیل ہے:۔

Details of Free of Cost Facilities being provided to all the students of Special Education.

01. Education
02. Uniform with Shoes(Five numbers of pairs in a year)
03. Pick & Drop
04. Milk Daily (1/4 Liter)
05. Teaching Aid
06. Monthly Stipend Rs.200/-
07. Text Books
08. Sports Materials
09. Braille Books
10. Wheel Chairs
11. Hearing instrument
12. Hearing Aid

(د) اس ضلع کے ہر ٹاؤن میں حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے ادارے قائم کر رکھے ہیں اور فی الحال حکومت مزید نئے سکولز بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ملتان، خانیوال، لودھراں میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4207: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان، خانیوال اور لودھراں میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں کے سربراہوں کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ اور اس سے زائد کے defaulter کے نام و پتا جات بتائیں؟

(د) ان کو یہ قرضہ کن کن مقاصد کے لئے جاری کیا گیا تھا؟

(ہ) ان کو قرض جاری کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج)

نام برانچ	پانچ لاکھ یا اس سے زائد کے ڈیفالٹر کے نام وپتاجات
ملتان برانچ	مخدوم محمد احسن شاہ ولد سید علمدار حسین شاہ، سکنہ کوٹھی الحسن عظمت واسطی روڈ ملتان، بذریعہ انجمن قرضہ المخدوم شیر شاہ ملتان
لاڑ برانچ	امتیاز حسین خان ولد سعادت حسین خان بذریعہ انجمن قرضہ چاہ دوغاچی والا موضع جھوک گاموں لاڑ
جلال پور پیر والا برانچ	ملک سجاد حسین ولد کریم بخش بذریعہ انجمن قرضہ گودر ڈاک خانہ حافظ والا تحصیل جلال پور
جلال پور پیر والا	اللہ دتہ ولد کرم علی، مسماۃ ظہیرہ خاتون دختر محمد بخش بذریعہ انجمن قرضہ چاہ چھتے والا موضع بہادر پور، تحصیل جلال پور۔
جلال پور پیر والا برانچ	خلیل الرحمٰن ولد کرم علی بذریعہ انجمن قرضہ موضع اباڑہ جنوبی تحصیل جلال پور
لودھراں برانچ	میاں عزیز احمد جھنڈیر ولد میاں در محمد سکنہ بستی سلطان نگر چک نمبر 91/ ایم لودھراں
کہروڑ پکا برانچ	منظور احمد ولد عبدالرحمن بذریعہ انجمن قرضہ ماڑی بھاگو خان تحصیل کہروڑ پکا
کہروڑ پکا برانچ	محمد رفیق ولد خیر محمد بذریعہ انجمن کھجی والا شرقی تحصیل کہروڑ پکا
کہروڑ پکا برانچ	محمد اقبال ولد بقا محمد بذریعہ انجمن قرضہ چاہ ملاں والا موضع مشرف واہن تحصیل کہروڑ پکا
کہروڑ پکا برانچ	سجاد حسین ولد صادق محمد خان بذریعہ انجمن قرضہ موضع بسی جلال تحصیل کہروڑ پکا
کہروڑ پکا برانچ	سید مظہر حسین ولد شبیر حسین شاہ بذریعہ انجمن قرضہ بسی وگھ مل موضع نور شاہ تحصیل کہروڑ پکا
مخدوم عالی برانچ	ملک محمد اسلم اعوان ولد ملک طیب خان اعوان سکنہ چک نمبر 365 ڈبلیو بی مخدوم عالی
کبیر والا برانچ	نور محمد ولد اسلام دین بذریعہ انجمن قرضہ کوٹ مول چند شرقی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	حسن محمد ولد اللہ بخش بذریعہ انجمن قرضہ راوی والا موضع نڑحال تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	کوثر عباس ولد حسین شاہ بذریعہ انجمن قرضہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	مشتاق احمد ولد اللہ بخش بذریعہ انجمن قرضہ بہادر والا تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	محمد خالد ولد منیر محمد بذریعہ انجمن قرضہ 6 کسی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	سید حسنین جہانیاں ولد سید محب حسین بذریعہ انجمن قرضہ چک نور نگ شاہ جنوبی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	حاجی امجد حسین ولد ہتم علی بذریعہ انجمن قرضہ پتی امجد حسین موضع چک شیر خان تحصیل کبیر والا

(د) جن مقاصد کے لئے قرضہ جاری کیا گیا:۔

1- برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات
2- فصلی قرضہ
3- برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات
4- ڈیری فارم برائے خرید دودھیلے جانور

(ہ)

نام برانچ	قرضہ جاری کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ
ملتان برانچ	مبشر اقبال مرحوم، آفیسر گریڈ 6
لاڑ برانچ	عزیز اللہ خان مرحوم، آفیسر گریڈ 6
جلال پور پیر والا برانچ	اشفاق احمد، آفیسر گریڈ 5

جلال پور پیر والا برانچ	عبدالکریم بھٹی، آفیسر گریڈ5
لودھراں برانچ	اقبال حسین لگسی، آفیسر گریڈ6
کہروڑ پکا برانچ	سید محمد رمضان شاہ آفیسر گریڈ6
مخدوم عالی برانچ	مہر خادم حسین آفیسر گریڈ5
کبیر والا برانچ	ارشاد احمد پراچہ مرحوم آفیسر گریڈ6
کبیر والا برانچ	مہر نواب شیر، آفیسر گریڈ6
کبیر والا برانچ	مہر صفدر علی، آفیسر، گریڈ6

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ کے اداروں / سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4632: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے ادارے / سکول کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ہ) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کے لئے کتنی اور کون کون سی گاڑیاں ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف،ب) ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے زیر انتظام 10 ادارے / سکولز کام کر رہے ہیں جن کے نام و پتا اور طالب علموں کی تعداد سکول وار مندرجہ ذیل ہے:-

سکولز و اداروں کے نام	طالب علموں کی تعداد
1۔گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیلیکٹیو ہیرنگ سکول، پیپلز کالونی، Z بلاک، گوجرانوالہ	218
2۔گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ، W بلاک گوجرانوالہ	37
3۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ماڈل ٹاؤن، کامونکی	95
4۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سیالکوٹ روڈ بندن میرج ہال، وزیر آباد	160
5۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، نوشہرہ ورکاں	70
6۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اروپ ٹاؤن نزد سیالکوٹ بائی پاس، گوجرانوالہ	65
7۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہ پور ٹاؤن، کنگنی والا بائی پاس، گوجرانوالہ	60
8۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	60
9۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، (M.R)، پیپلز کالونی، Z بلاک، گوجرانوالہ	24
10۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلولر نرز، W بلاک، گوجرانوالہ	15

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ حکومت ان بچوں کو تمام تر سہولیات مفت فراہم کرتی ہے۔

(د) مذکورہ اداروں میں زیر تعلیم تمام طالب علموں کو حکومت کی طرف سے جو سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Details of Free of Cost Facilities being provided to all the students of Special Education.

01. Education
02. Uniform with Shoes (Five numbers of pairs in a year)
03. Pick & Drop
04. Milk Daily (1/4 Liter)
05. Teaching Aid
06. Monthly Stipend Rs.200/-
07. Text Books
08. Sports Materials
09. Braille Books
10. Wheel Chairs
11. Hearing instrument
12. Hearing Aid

(ہ) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حکومت نے ہر ادارے کو ٹرانسپورٹ مہیا کر رکھی ہے، جن کی تفصیلات سکول وائز درج ذیل ہے:۔

سکولزواداروں کے نام	گاڑیوں کی تعداد / نام
1۔گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیگلشیو ہیرنگ سکول، پیپلز کالونی،Zبلاک، گوجرانوالہ	ڈونگ فنگ 1 عدد،اسوزو2 عدد
2۔گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائنڈ،Wبلاک گوجرانوالہ	ڈونگ فنگ 1 عدد
3۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر،ماڈل ٹاؤن، کامونکی	ڈونگ فنگ ایک عدد،اسوزو2 عدد
4۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سیالکوٹ روڈ بندن میرج ہال،وزیر آباد	ڈونگ فنگ ایک عدد،اسوزو2 عدد
5۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر،نوشہرہ ورکاں	ڈونگ فنگ ایک عدد،اسوزو2 عدد
6۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر،اروپ ٹاؤن نزد سیالکوٹ بائی پاس، گوجرانوالہ	ہنوپاک ایک عدد
7۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہ پور ٹاؤن، کنکنی والا بائی پاس، گوجرانوالہ	ہنوپاک ایک عدد
8۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر،قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	ہنوپاک ایک عدد
9۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر،(M.R)، پیپلز کالونی،Zبلاک، گوجرانوالہ	اسوزوایک عدد
10۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلولر نرز،Wبلاک، گوجرانوالہ	اسوزوایک عدد

جناب سپیکر: بھٹی صاحب!آپ نے جوpoint raise کیا ہے اس پر بعد میں بیٹھ کر بات کریں گے۔جی،دونوں محکموں کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،رانا عبدالرحمٰن صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں نے جو استدعا کی تھی اس سلسلے میں جناب کے فیصلے کا منتظر ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا انتظار کریں۔ ہم مل بیٹھ کر ایک joint Resolution تیار کرتے ہیں پھر اس پر بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 13۔جنوری 2010 کو میاں چنوں میں ایک بہت افسوس ناک حادثہ پیش آیا۔ جس میں ایک ریلوے ٹرین کے ساتھ سکول وین ٹکرانے کی وجہ سے 12 بچے تعلیم کے حصول کی جدوجہد میں شہید ہوئے اور 18 بچے زخمی ہوئے۔ یہ محض محکمہ ریلوے کی غفلت سے ہوا ہے۔ میں اسی لئے گزارش کر رہا ہوں کہ میرے انتخابی حلقے میں 23 ریلوے کراسنگ ہیں۔ ان 23 ریلوے کراسنگ میں سے 18 پر پھاٹک موجود نہیں ہیں۔ خدانخواستہ کوئی اور حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے وہاں سے سات بڑی سڑکیں گزرتی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ محکمہ ریلوے کے ساتھ رابطہ کر کے ان crossing پر پھاٹک لگوانے کا جلد از جلد بندوبست کرے۔ ہمارا یہ وتیرہ بن گیا ہے کہ جب کوئی حادثہ رونما ہو جاتا ہے تو ہم اس پر افسوس کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں لیکن ان حادثات کی روک تھام کے لئے ہم کوئی بندوبست نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں وہ انشاء اللہ محکمہ ریلوے کو اس حوالے سے لکھ کر بھجوائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ استدعا کروں گا کہ اس حوالے سے کوئی time frame دے دیں کہ وہ کب تک ان تمام کراسنگ پر ریلوے پھاٹک لگوا دیں گے؟ دو سو سال پہلے یہ ریلوے لائن بچھائی گئی تھی لیکن ابھی تک وہاں پر پھاٹک نہیں لگائے گئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کی بات نوٹ کر رہے ہیں وہ اس بارے میں ضرور کارروائی کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کوئی time frame دے دیں کہ تین مہینے یا چھ مہینے تک یہ ریلوے پھاٹک لگوا دیئے جائیں گے۔ میاں چنوں کے حادثہ کے بعد اگر وہاں پر 24 گھنٹے کے اندر ریلوے پھاٹک لگ سکتا ہے تو یہ پھاٹک بھی لگائے جا سکتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بارے میں کوئی time frame دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!آپ اس بارے میں بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس حوالے سے رانا عبدالرحمن صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور پھر اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری:جناب سپیکر!میں اسی حوالے سے ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔قانونی طور پر محکمہ ریلوے اس بات کا پابند ہے کہ جہاں پر پھاٹک موجود نہیں ہیں وہاں پر کم از کم ان کا کوئی ملازم موجود ہونا چاہئے تاکہ وہ وہاں پر اپنی ڈیوٹی دے سکے۔اگر فوری طور پر پھاٹک لگانے میں کوئی financial implications involve ہیں تو محکمہ ریلوے for the time being وہاں پر اپنے ملازم تعینات کرے اور اس ڈیوٹی پر مامور اہلکاروں کی وہاں پر ڈیوٹی کو ensure کیا جائے تاکہ اس طرح کے حادثات دوبارہ رونما نہ ہو سکیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر:اب ہم Call Attention Notices کو take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا:جناب سپیکر!یہ نئے سال کا پہلا اجلاس ہے۔اس سے پہلے جتنے اجلاس ہو چکے ہیں ان میں تقریباً20 قوانین منظور کئے گئے ہیں لیکن خواتین کی بہتری اور بہبود کے لئے کوئی بھی قانون سازی نہیں ہوئی تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کی بہتری اور بہبود کے لئے بھی کوئی کام ہونا چاہئے۔ہم خواتین کو عضو معطل نہ سمجھا جائے۔میں بلدیاتی نظام کے حوالے سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے کئی سالوں سے یہ بلدیاتی نظام کسی نہ کسی شکل میں رائج رہا ہے لیکن اس کی کوئی حتمی شکل نہیں بن سکی۔برطانیہ میں یہ نظام بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جب لوکل گورنمنٹ پر بات ہو گی تو اس وقت آپ یہ ساری باتیں کر لینا۔تشریف رکھیں۔جی، محسن لغاری صاحب!آپ اپنا Call Attention Notice پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین(محترمہ صغیرہ اسلام):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!جو لوگ اپنی پارٹی بدلتے ہیں،اپنی پارٹی سے غداری کرتے ہیں اور حکومتی پارٹی کے ساتھ مل جاتے ہیں

انہیں لوٹا کہا جاتا ہے۔ان کو تو ساری مراعات دی جاتی ہیں لیکن مخصوص سیٹوں پر آنے والی خواتین ممبران اسمبلی کو ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے جاتے۔ہر بار وعدہ کیا جاتا ہے لیکن پھر اجلاس ختم ہونے کے بعد اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا جبکہ جو لوگ اپنی پارٹی سے غداری کرتے ہیں ان کو ساری مراعات دے دی جاتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو وعدہ کیا جائے اس پر عملدرآمد بھی کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا،تشریف رکھیں۔جی، محسن لغاری صاحب!

ڈیرہ غازی خان میں بارود سے بھرے ٹرکوں کے پکڑنے کی تفصیلات

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔نومبر 2009 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان نے راکھی گان، ترمن اور بواٹہ کے مقام سے پنجاب میں داخل ہونے والے بارود سے بھرے ٹرک پکڑے ہیں، محکمہ پولیس نے اس بارے میں اب تک کیا کارروائی کی ہے،ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹرک پنجاب کی حدود میں داخل ہو جاتے تو اس سے کافی جانی اور مالی نقصان کا اندیشہ ہو سکتا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ان بارود سے بھرے ٹرکوں کو پکڑنے والی بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان کو کسی مالی امداد یا انعام سے نہ نوازا ہے؟

(د) کیا حکومت بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان کو مالی امداد یا انعام سے نوازنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 11-11-2009 کو پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان نے ترمن چیک پوسٹ پر کارروائی کرتے ہوئے دو عدد کنٹینرز، جن میں بارود تھا پکڑے اور ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر248،بجرم14/5 (Explosive Act) مورخہ 11-11-2009 کو تھانہ بواٹہ میں درج ہوا تھا۔راکھی گان اور بواٹہ چیک پوسٹ پنجاب پولیس کی حدود میں نہ آتے ہیں۔

(ب) یہ دھماکا خیز مواد بغیر کسی اتھارٹی لیٹر، اجازت نامے اور بغیر کسی security کے ترسیل کیا جارہا تھا۔ اگر کسی طرح سے یہ مواد سماج دشمن عناصر کے ہاتھ لگ جاتا تو انتہائی خطرناک اور ہولناک نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔

(ج،د) یہ درست۔۔۔جناب سپیکر! جز(ج) اور جز(د) کا جواب پہلے تو یہی تھا کہ یہ درست ہے کہ کوئی appreciation یا انعام متعلقہ اہلکاروں کو نہیں دیا گیا کہ جنہوں نے اس معاملے میں perform کیا ہے لیکن جب یہ معاملہ معزز رکن محسن لغاری صاحب نے اٹھایا تو میری اس سلسلے میں R.P.O اور کمشنر ڈیرہ غازی خان سے بات ہوئی ہے اور اب یہی طے پایا ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے اس معاملے میں اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے انجام دیا ہے ان کو appreciate بھی کیا جائے گا اور انھیں اس سلسلے میں نقد انعامات بھی دیئے جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ میں بار بار یہ point raise کرتا رہا ہوں کہ ڈی جی خان کی strategic importance بالکل ایسے ہی ہے جس طرح گھر کا دروازہ ہوتا ہے یہ بلوچستان اور سرحد کی طرف سے پنجاب کا گیٹ ہے۔ جس طرح ہم گھر کی حفاظت کے لئے چوکیدار بٹھاتے ہیں اور گیٹ مضبوط کرتے ہیں تاکہ ہمارا گھر محفوظ ہو اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس پنجاب کا دفاع کرنے کے لئے front line forces ہیں۔ پچھلے سال تقریباً انہی دنوں ڈیرہ غازی خان کے اندر محرم کے جلوس کے دوران unfortunate incident ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے اس بات کی طرف لاء منسٹر کی توجہ دلائی تھی اور ان کی کاوش سے یہ ہوا ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس کی بھرتیوں کے اشتہار وغیرہ لگے ہیں لیکن تقریباً مہینے سے اوپر ہو گیا ہے کہ ابھی تک ان کی recruitments نہیں ہوئیں۔ بارڈر کو protect کرنے والی Forces یعنی بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ نیوی کی آدھی سے زیادہ پوسٹیں خالی ہیں اور promotions کے کیس بھی اسی طرح رکے ہوئے ہیں۔ میرے بھی علم میں آیا ہے کہ وہ forces ہر قوم اور ہر علاقے کو patrol کرتی ہیں اور ان کے کوٹے کے مطابق ان کی بھرتیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں لغاری علاقے کے اندر بارڈر ملٹری پولیس کے ایک junior most آدمی کو promote کر کے اوپر لے جایا گیا ہے۔ جب merit compromise ہوتے ہیں اس وقت ادارے کمزور ہوتے ہیں۔ میں اس Call Attention Notice پر بحث کا

فائدہ اٹھاتے ہوئے لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر promotions and recruitments کو میرٹ پر ensure کریں۔ پنجاب حکومت نے جس وقت Educators کی بھرتیاں کیں، میں اپوزیشن کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ پتا ہے کہ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں تو لوگ اس بات سے مطمئن ہیں کہ Educators کی بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں۔ اسی طرح آج کل پولیس کی بھرتیاں ہو رہی ہیں اور ان کی promotions ہو رہی ہیں ان کے اندر میرٹ کو کچھ compromise کیا جا رہا ہے، میں رانا صاحب سے commitment چاہوں گا کہ یہاں پر بھی میرٹ ہو۔ Law and orders کے حساب سے بارڈر ملٹری پولیس پنجاب کی صف اول کی Force ہے جو وہاں کھڑی ہو کر پنجاب کا دفاع کرتی ہے۔ جب اس کے اندر بھرتیوں اور promotions میں میرٹ پر compromises ہوں گے تو یہ demoralized force ہو گی اور اس کی performance وہ نہیں ہو گی جو کہ اس کی ہونی چاہئے، لہذا میں اس پر بھی لاء منسٹر سے commitment چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے Educators کی بھرتی کے متعلق جو میرٹ پالیسی اپنائی ہے انہوں نے اس کو appreciate کیا ہے۔ 36 ہزار Educators بھرتی کئے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس عزمِ صمیم کی وجہ سے ممکن ہوا ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا میرٹ سے متعلق commitment ہے۔ انہوں نے یہاں پر جو promotions سے متعلق بات کی ہے، یہ specific واقعہ میرے notice میں لائیں اس سلسلے میں RPO and Commissioner سے میری بات ہوئی ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان promotions میں بھی میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پولیس میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں، ایک زمانہ یہ بھی تھا کہ اے ایس آئی 5 لاکھ اور کانسٹیبل 3 لاکھ میں بھرتی ہوتے رہے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے ہم نے اس سے پہلے بھی پونے دو سال میں پولیس میں بھرتیاں کی ہیں اور اب بھی ہونے جا رہی ہیں کوئی ایک کیس بھی ایسا نہیں ہو گا کہ جس میں کرپشن تو کیا کسی کی سفارش بھی ہو، تمام لوگوں کو میرٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں تمام پارلیمانی پارٹیاں اور اس معزز ہاؤس میں بیٹھنے والا ہر معزز ممبر بھی

مبارکباداورappreciationکا مستحق ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کیاہےاور یہ کرنا ممکن ہوا۔

جناب سپیکر!دوسراCall Attention Notice take upکرنے سے پہلے یہ ایک تحریر ہے جو ہر ممبر کے سامنے موجود ہے لیکن میں اسے اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی اہمیت اجاگر ہو اور ہم بجٹ کے اوپرpre-budget discussionکروانے جارہے ہیں تاکہ ہر ممبر اس میں اپنیin putدے اور اس مرتبہ کوئیbureaucratic budgetنہیں بلکہ ایک عوامی بجٹ سامنے آئے اور اس صوبے کی ترقی کا باعث بنے۔ اس میں یہ فیصلہ اس طرح سے ہوا تھا کہ Business Advisory Committeeکی میٹنگ مورخہ 20۔جنوری2010میں یہ طے پایا ہے کہ اگلے ہفتےیعنی سوموار2010-01-25تا2010-01-29ماسوائے2010-01-26بروز منگل جو کہ خاص طور پر غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کادن ہوتاہے، پر بجٹ تجاویز کے حوالے سے عام بحث ہوگی۔اس سلسلے میںPILDATاور حکومت کے تعاون اور جناب سپیکر کی اجازت سے آج بروز جمعرات2010-01-21کوہ نور ہال پی سی ہوٹل میں زیر صدارت جناب سپیکر ایک pre-budget briefingکااہتمام کیاگیاہے۔یہ پروگرام2بجے دوپہر یا جس وقت بھی اجلاس ختم ہو اس کے فوراًبعد یہ پروگرام منعقد ہو رہاہے۔ میری طرف سے اور جناب سپیکر کی طرف سے بھی تمام اراکین اسمبلی سے requestہے کہ آپ تمام دوست وہاں پر تشریف لائیں۔ PILDATنے expertsکااہتمام کیاہے جو بجٹ کی تیاری سے متعلق اور بجٹ میں دی جانے والی تجاویز سے متعلق آپ کو آگاہ کریں گے تاکہ آپ بہتر انداز میںcontributeکر کے گورنمنٹ کی رہنمائی کر سکیں۔ میں خصوصی طور پر قائد حزب اختلاف چودھری صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس مقصد کے لئے تھوڑا سا ٹائم ضرور نکالیں اور چونکہ اجلاس کے فوراًبعد آپ نے وہاں پر جانا ہے اس لئے وہاں پر کھانے کااہتمام ہے، سب دوست وہیں پر کھانا تناول فرمائیں اور اجلاس ختم ہونے کے فوراًبعد جتنا جلد ممکن ہو سکے وہاں پر پہنچیں تاکہ اس پروگرام کی کارروائی کاآغاز کیاجاسکے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!لاء منسٹر کی طرف سے یہ تحریر پڑھنے کے بعد میں اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی وہاں پر جاکر مستفید ہوں تاکہ PILDAT اور جمہوریت سے محبت کرنے والے جن اداروں نے وہاں پر آپ کی زیر صدارت جس پروگرام کا اہتمام کیاہوا ہے اپنے تئیں وہاں پر پہنچ کر کچھ سیکھیں اورEducationلیں۔

جناب سپیکر! میں پچھلے Call Attention Notice پر آپ کی وساطت سے چھوٹا سا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ tradition رہی ہے کہ Call Attention Notice وزیر اعلیٰ کو address کیا جاتا ہے اور اہم issues پر پچھلے گزرے ہوئے وزرائے اعلیٰ جن میں میاں منظور وٹو اور چودھری پرویز الہیٰ شامل ہیں وہ خود آکر جواب دیا کرتے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ راجہ بشارت صاحب بھی جواب دیتے رہے ہیں جس طرح کہ یہاں رانا ثناء اللہ صاحب جواب دیتے ہیں اور اکثر بااحسن طریقے سے جواب دے دیتے ہیں لیکن کچھ issues ایسے ہوتے ہیں جن کا جواب دینے کے لئے اگر وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لے آئیں تو Treasury Benches کا ایک pride بھی بنتا ہے اور یہ بھی ایک اچھی tradition ہوتی ہے مثلاً آج کا Notice بارود سے بھرے ٹرک پکڑے جانے کے بارے میں تھا یہ ultimately دہشت گردی کی طرف جانے والی ساری چیزیں ہیں اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اس وقت سارے ملک میں زرداری پالیسی چل رہی ہے، زرداری پالیسی کے ساتھ میاں شہباز شریف بھی ہیں اور میڈیا میں بھی آچکا ہے کہ دہشت گردی سے نمٹنے والی زرداری پالیسی کو گورنمنٹ پنجاب support کرتی ہے۔ Supplementary question کے ذریعے میری استدعا ہے کہ ہماری یہ آواز ان تک پہنچادی جائے کہ ایسے اہم issues پر کبھی وہ قدم رنجہ فرمائیں تو اس ہاؤس کی بھی عزت افزائی ہوگی اور اچھی traditions پڑیں گی۔ بہت بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

2001 میں سیاسی بنیادوں پر قائم ہونے والے مقدمات ختم کرنے کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی Leader of the Opposition نے کہا ہے کہ زرداری کی پالیسی کے ساتھ میاں محمد شہباز شریف بھی ہیں تو میرا خیال ہے کہ صدر پاکستان کی پالیسی پورے پاکستان کے لوگوں کی پالیسی ہے اور چیف منسٹر بھی ان کے ساتھ ہیں، اپنے الفاظ ذرا درست کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ political workers پر سے 2001 کے سیاسی مقدمات ختم کر دیئے گئے ہیں تو 2 دن پہلے تھانہ گوجر پورہ میں پیپلز پارٹی کے ایک کارکن کو گرفتار کیا گیا جس کا FIR No.139/2 ہے، MPO 16 کے تحت 23 آدمی نامزد تھے اور یہ 2001 کا کیس ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ سیاسی کیس ختم کئے گئے تھے تو اس تھانے سے پوچھا

جائے کہ انھوں نے کیوں اس پیپلز پارٹی کے کارکن کو گرفتار کیا ہے؟اس کا نام یوسف ہے اور اس ایف آئی آر میں 23 کارکنوں کا نام تھا لیکن اس اکیلے کو گرفتار کیا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے بالکل درست کہا ہے کہ Call Attention Notice کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ صوبے کا چیف ایگزیکٹو خود اس کا جواب دے کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہوتا ہے، دوسری صورت میں وزیر قانون جواب دے۔یہاں آج جو Call Attention Notice لغاری صاحب نے پیش کیا کہ بارود سے بھرے ہوئے ٹرک پکڑے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس ملازمین اور افسران نے انتہائی جوانمردی سے ان ٹرکوں کو پکڑا، انھوں نے بہت ہی ذمہ داری سے یہ فرض سرانجام دیا۔اگر یہ ٹرک کسی دہشتگرد تنظیم کے ہاتھ لگ جاتے تو بڑا نقصان ہو سکتا تھا۔ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب ملک میں ہوتے تو وہ خود اس کا جواب دینے کے لئے تشریف لاتے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسا سوال جس کی اہمیت پورے صوبے پر محیط ہو یا قومی پالیسی کے متعلق ہو تو وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس کا جواب دیا کریں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے زرداری پالیسی کا کہا ہے اور اس پر محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے اختلاف کیا ہے۔ میں بھی اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ زرداری پالیسی ہے، شہباز شریف پالیسی ہے اور نہ ہی نواز شریف پالیسی ہے بلکہ یہ دہشتگردی کے خلاف پوری قوم کی پالیسی ہے اور پوری قوم اس کی back پر کھڑی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ میڈیا کی بھی بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میڈیا کا بھی اس میں بہت اہم role ہے اور آپریشن ''راہ نجات'' میں افواج پاکستان کے بعد سب سے زیادہ میڈیا کا ہی role ہے کہ جس طرح 35 لاکھ لوگ بے گھر ہوئے وہاں ہر پارٹی کے لیڈر گئے اور سیاسی تعاون پیدا ہوا۔ وہاں 8 سال تک آپریشن ہوتا رہا لیکن کامیاب نہیں ہوا اور اب آپریشن ''راہ نجات'' کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔ یہ ہماری پالیسی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محترمہ نے سیاسی مقدمات کی واپسی کے متعلق جو بات کی ہے اور جس مقدمے کا حوالہ دیا ہے وہ واپس لے لیا جائے گا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ہم نے تمام سیاسی مقدمات کو withdraw کیا تھا۔ اگر کوئی مقدمہ کسی وجہ سے withdraw نہیں ہو سکا تو اس کا

علم کسی بھی معزز ممبر کو ہے تو وہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو اسے بھیwithdraw کر لیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کوئی ایسی غلط بات کی ہو۔ یہ سیاسی کارکن ہیں اور بڑی محنت کے بعد یہاں پہنچی ہیں۔ اگر میری کسی بات پر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں لیکن میڈیا اور اخبارات میں زرداری پالیسی کے حوالے سے خبریں آتی رہی ہیں۔ میں نے بھی اس حوالے سے زرداری پالیسی کہا تھا۔ اب وزیر قانون صاحب بھی فرما رہے ہیں تو یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ اگر یہ صدر کی پالیسی ہے تو پھر جب صدر لاہور میں موجود تھے تو وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی یہاں موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خواجہ صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

(۔۔۔جاری)

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا Call Attention Notice ہے۔

فیصل آباد میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت

خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6۔دسمبر 2009 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق فیصل آباد تھانہ صدر کے چک 215 رب محلہ عمر فاروق کوٹ کے رہائشی رحمت علی کو رات کے وقت ڈاکوؤں نے ان کے گھر میں گھس کر دوران ڈکیتی قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ متعلقہ تھانہ میں درج ہو چکا ہے مگر کسی بھی ملزم کو پولیس گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے؟

(ج) قتل کی اس واردات میں ملوث ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ آنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کب تک ملزمان گرفتار ہو جائیں گے کیا حکومت ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے ایسے مقدمات کو دہشت گردی کی عدالت میں بھجوانے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب،ج) یہ ایک اندھا قتل تھا اور اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ایف آئی آر میں ملزم نامزد نہیں تھا۔ وہاں پر پولیس نے کام کیا ہے اور اس کیس کو trace out کیا ہے۔ مدعی نے قتل خود کیا تھا اور بعد میں مقدمہ بھی خود درج کروادیا تھا۔ قاتل مقتول کا بھائی تھا۔ اس نے مقتول کی جائیداد ہتھیانے کے لئے قتل کیا تھا۔ اس کیس کو پوری طرح سے trace out کیا جا چکا ہے ملزم اور مقتول کی والدہ نے بھی تفتیش کے result کو تسلیم کیا ہے۔

(د) میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ حل ہو چکا ہے اور دہشتگردی کی عدالت میں مقدمہ چلانے کے حوالے سے اس مقدمے پر Prosecution Department کام کر رہا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ مقتول کا بھائی ہی ملزم تھا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اکیلا ہی ملزم ہے یا اس کے جرم میں کوئی اور بھی شریک ہے؟ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مقدمے کو دہشتگردی کی کورٹ میں چلایا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ اس کو examine کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس میں تفتیش کے مطابق مقتول کے بھائی نے ہی قتل کیا اور بعد میں وہاں ڈرامہ کیا کہ ڈکیتی ہوئی ہے۔ وہ خود ہی اس میں ملوث ہے کسی اور کے ملوث ہونے کی شہادت سامنے نہیں آئی۔ باقی جہاں تک خوف وہراس کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل درست ہے کہ اس قسم کا واقعہ خوف وہراس کا باعث بنتا ہے اس کو ہم پوری intention سے دیکھ رہے ہیں اور اگر اس میں 7ATA کا اطلاق پایا گیا تو وہ ضرور شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

تحاریک استحقاق نمبر3,15,23,26,31/2008اور35,36/2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر15 بابت سال 2008 پیش کردہ رائے محمد شاہجہان خان ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر23 بابت سال2008 پیش کردہ محترمہ نگہت ناصر شیخ، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر31 بابت سال 2008 پیش کردہ جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر26 بابت سال 2008 پیش کردہ سردار شہزاد رسول خان جتوئی، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر3 بابت سال 2008 پیش کردہ چودھری طارق محمود باجوہ، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر35 بابت سال2009 پیش کردہ ڈاکٹر محمد اختر ملک پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ اور تحریک استحقاق نمبر36 پیش کردہ مہر ارشاد احمد خان سیال، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر54 اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ہے جو پڑھی گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب! اس کا آپ نے جواب دینا ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ
کاایوان میں پیش نہ کیاجانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رپورٹ پیش نہ کئے جانے سے متعلق معاملہ تحریک استحقاق کی صورت میں تقریباً تمام اپوزیشن ممبران نے مشترکہ طور پیش کیا ہے تو اس میں بالکل یہ ثابت ہے کہ متعلقہ محکمہ کی طرف سے in time رپورٹ کو پیش نہیں کیا گیا جس کا اب ہم نوٹس لے رہے ہیں۔ اگر تمام معزز ممبران اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کرنا مناسب سمجھیں تو اُس دوران یہ پیش کروادی جائے گی اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے ہی سپرد کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کیا pending کر دی جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی ایسے ہی تھا۔ یہ یقین دہانی ہو کہ اس کے بعد پھر pending نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہو گی۔ یہ تحریک اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 55 پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

پرنسپلز آف پالیسی کی سالانہ رپورٹ بابت 08-2007
کاایوان میں پیش نہ کیاجانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی same position ہے۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی تحریک کا ایک ہفتے کا ٹائم دے دیا ہے جسے آپ نے pending فرما دیا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 55 کو آپ کمیٹی کے سپرد فرما دیں تاکہ دونوں طرح کا action ہو اور متعلقہ لوگوں کو احساس ہو کہ آئندہ بروقت رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق نمبر 55 کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ جی، میاں صاحب!

ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن کا معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

میاں طارق محمود: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف SMO آر۔ایچ۔ سی ڈنگہ (گجرات) کے خلاف رشوت لینے پر تھانہ انٹی کرپشن گجرات میں مقدمہ نمبر 17/09 درج ہوا جس کی انکوائری ضلعی لیول پر ہوئی اور ڈاکٹر موصوف کو مجرم قرار دیا گیا اور اس کے بعد پھر اس کے خلاف ڈویژنل لیول پر محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے انکوائری کی اور اس انکوائری میں ڈاکٹر موصوف کو مجرم قرار دیا گیا۔ محکمہ صحت نے انکوائریوں کی روشنی میں ڈاکٹر موصوف کو suspend کر دیا۔ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے ڈاکٹر موصوف کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف مزید کارروائی کرنے کے لئے ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن سے اجازت طلب کی۔ ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن نے کسی دباؤ کے تحت ڈاکٹر موصوف کو گرفتار کرنے کی اجازت دینے کی بجائے اس کے خلاف انکوائری drop کر دی۔ میں اس کے اس فیصلہ کو معلوم کرنے اس کے دفتر گیا اور ان سے ایک کرپٹ ملازم کے خلاف انکوائری drop کرنے کی بابت معلوم کیا۔ اس موقع پر میرے ساتھ جناب محمد ارشد چودھری، ایم پی اے، PP-114 بھی موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ہمیشہ اپنی مرضی کرتا ہوں۔ مجھے جب کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی تھی تو میں نے اس وقت لکھ دیا تھا کہ میں ہر کام میں اپنی مرضی کروں گا خواہ مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب بھی احکامات جاری کریں تو میں ان کی بھی نہیں سنوں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کیس کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور نے بھی اپنے فیصلہ میں اس کرپٹ آفیسر کے خلاف فیصلہ دیا ہے اور اس کے خلاف قانون کے مطابق مقدمہ درج کر کے انکوائری کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں جس پر وہ سیخ پا ہو گئے اور انہوں نے مجھے اور دیگر ایم پی اے صاحبان کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایم پی اے روزانہ میرے پاس آتے جاتے رہتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے کافی کچھ کہا۔ ان کے ان الفاظ سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس تحریک استحقاق میں انہوں نے جو لکھا ہے یقینا میرے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ

انہوں نے غلط لکھا ہے،انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ اپنی مرضی کرتا ہوں۔ مجھے جب کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی تو میں نے لکھ کر دیا تھا۔اس قسم کی باتیں اگر کوئی اعلیٰ منصب پر بیٹھ کر کرے تو اس کا میڈیکل چیک اپ ہونا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ حکومت سے متعلقہ ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیا جائے۔ ہم ان تین لائنوں کی انکوائری حکومتی سطح پر کریں گے اور اگر یہ بات درست پائی گئی تو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کریں گے۔ میں اس پر objection نہیں کروں گا بعد میں استحقاق کمیٹی بھی اپنے طور پر thrash out کرے لیکن استحقاق کمیٹی کسی معاملے پر دو تین ماہ بعد کسی نتیجے پر پہنچے گی۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ اس طرح کی بات نہ کریں کہ اس کو pending کر لیا جائے۔ وہاں پر آپ کے دو ایم پی اے صاحبان کی موجودگی میں اس طرح کی بات کی گئی،آپ پھر بھی pending کروائیں تو یہ درست نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں انکوائری کروانا چاہتا ہوں۔ حکومت اس بات کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا چاہتی ہے کہ اگر انہوں نے اس قسم کی گفتگو کی ہے تو ہم اس بات کا کیوں انتظار کریں کہ یہ استحقاق کمیٹی کو جائے اور اس کا اجلاس ایک ماہ کے بعد ہو اور اس کے بعد وہ اس کو thrash out کرنے کے بعد سفارش کریں اور وہ اگلے اجلاس میں پیش ہو اور اس پر عمل ہو۔ اگر ایسا ہوا ہے تو ہم اس پر فوری ایکشن لیں گے۔ اگر آپ اس کو فوری نہیں تو دو دن کے لئے pending کر لیں اور Monday کو اس کا جواب لے لیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک کو دو ہفتوں کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!مجھے اس کی short statement کا موقع دیں۔

جناب سپیکر:میں نے اس تحریک کو دو ہفتوں کے لئے pending کر دیا ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں بہت بڑا blunder ہوا ہے اگر اس میں لکھا ہوا ہے کہ اعلیٰ افسران اس کی انکوائری کریں۔ اگر انٹی کرپشن والے اپنے محکمے کی انکوائری کے بعد، ایف آئی آر درج ہونے کے بعد، ایک ڈویژنل level پر اس کی انکوائری مکمل ہو جائے، اعلیٰ افسران اس کی انکوائری مکمل کریں۔ ڈی جی انٹی کرپشن لاہور میں کچھ افسروں سے اس کی انکوائری کریں اور پھر کہیں کہ اسے drop کریں اور وہ نہ کریں اور پھر واپس

گوجرانوالہ باقاعدہ اس نے جو فون پر ڈائریکشن دی ہے وہ فائل میں موجود ہے۔ یہ سب سے بڑا کیس ہے جو دیکھنے والا ہے کہ اگر انٹی کرپشن والے اس طرح کر رہے ہیں تو یہ محکمہ ٹھیک کس طرح ہو گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 58، چودھری ظہیر الدین صاحب اور دیگر ممبران کی ہے۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی،

نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات کا بروقت ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ National Finance Commission کی recommendations اسمبلی میں پیش کریں۔ مذکورہ آرٹیکل میں Provided ہے کہ:

> "160(5) The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

علاوہ ازیں تحریک استحقاق کے بارے میں Rules 70(a) میں Provided ہے کہ:

> "70(a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law."

آئین اور rules کی اس واضح provision کے باوجود حکومت نے مذکورہ recommendations ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کیں اور اس طرح حکومت آئین کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان

میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مرتبہ جو نیشنل فنانس کمیشن نے این ایف سی ایوارڈ کی صورت میں جو تحفہ اس ملک کو دیا ہے اور خاص طور پر پنجاب نے اس طرح سے واقعی بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے جس میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششیں شامل ہیں جو وہ ڈیڑھ سال سے کر رہے تھے جس میں نہ صرف پچھلے سال جو سرحد میں آئی ڈی پیز کا معاملہ ہوا تھا، پنجاب نے out of the way جا کر ان لوگوں کو support کیا اور حکومت نے اس وقت بھی acknowledge کیا اس کے علاوہ بلوچستان کے لوگ جو دل کے مریض ہوتے تھے وہ یہاں پر کارڈیالوجی ہسپتال میں آپریشن کے لئے آتے تھے اور ان کو یہاں پر وقت نہیں ملتا تھا، انہیں چھ چھ ماہ کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں پر حکومت پنجاب کی طرف سے سٹیٹ آف آرٹ کارڈیالوجی سنٹر قائم کرنے کے احکامات صادر فرمائے جس پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اسی طرح پنجاب کی طرف سے سندھ میں جب گندم کا بحران آیا تو پنجاب کی طرف سے بیس ہزار ٹن گندم مہیا کی گئی۔

یہ وہ vision تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ ساٹھ سالوں میں پہلی مرتبہ، پنجاب نے اس سے پہلے بھی دوسرے صوبوں کا حق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ قربانی دی لیکن ہمیشہ پنجاب کو طعنہ ملا، گالی ملی۔ اس دفعہ یہ ممکن ہوا کہ سرحد نے پنجاب کا شکریہ ادا کیا، بلوچستان نے شکریہ ادا کیا اور سندھ نے بھی کہا کہ پنجاب تیرا شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کوششوں سے پاکستان مضبوط ہوا اور پنجاب مضبوط ہوا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اسی اجلاس میں اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو اگلے ہفتے تک pending کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے سالانہ رپورٹیں اسمبلی میں پیش نہ کرنا یا تاخیر سے پیش کرنا۔یہ ایک پریکٹس بن چکی ہے اس طرح نہ صرف ایوان کو بلکہ کمیٹیوں کو بھی embarrassment ہوتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس کو جلد از جلد کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کے بارے میں کوئی findings آسکیں۔ جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے این ایف سی ایوارڈ کے متعلق فرمایا یہ بجا کہ بڑی دیر کے بعد ہوا۔ پہلے نہ ہونے کی بھی کچھ وجوہات تھیں کیونکہ پہلے جو لوگ تھے وہ پنجاب کے کسی بھی حق پر compromise نہیں کرنا چاہتے تھے یا کم از کم جب یہ debate ہوتی تھی اور اب بھی جب ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑے بھائی کو ہمیشہ اپنا role ادا کرنا چاہئے اور چھوٹے بھائیوں کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ ان کے سانس کا ناتا قائم رہ سکے۔یہاں پر آئین کے اندر آبادی کو بنیاد رکھا گیا تھا جسے این ایف سی ایوارڈ کے وقت negate کیا گیا کیونکہ اتنی بڑی آبادی کے صوبے میں below poverty line رہنے والی آبادی دو تین صوبوں سے بھی بڑھ کر ہے تو below poverty line اب مزید بڑھتی چلی جائے گی لیکن اس پر بھی اتفاق کئے جانے کے ساتھ ساتھ سوال یہ اٹھتا ہے کہ پنجاب کا ایک واحد پراجیکٹ کالا باغ ڈیم جو سارے پاکستان کے اندر ایک واحد catchment area ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں جسے پیپلز پارٹی نے cap کر کے پاکستان کے اوپر رہی نہیں بلکہ پنجاب کے اوپر بھی ظلم کیا ہے لیکن اس ظلم کے اندر اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی شامل ہو گئے ہیں کہ water reservoirs تو پنجاب میں بننے تھے لیکن اس ڈیم سے بننے والی بجلی تو سارے پاکستان کے اندر استعمال ہونی ہے۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس وقت جب کچھ چیزیں چھوڑی گئیں، بالکل نہیں کہتے کہ نہیں چھوڑی جانی چاہئیں لیکن کوئی نشان دہی تو کی جاتی اور اس نشان دہی میں کہا جاتا کہ بھائیو! اتنا کچھ چھوڑ رہے ہیں تو ایک یہ چھوٹی سی چیز ہے کہ سمندر میں 35 ملین ایکڑ فٹ پانی گر رہا ہے تو اگر اسے سمندر میں گرنے سے پہلے ایک جگہ پیالے میں روک لیا جائے اور اس سے بجلی بنالی جائے اور اس پانی کو تقسیم کر دیا جائے۔ اگر وہ نہ مانتے تو ریکارڈ پر تو آجاتا کہ چیف ایگزیکٹو آف پاکستان نے پنجاب کی نمائندگی کی ہے لیکن انہوں نے جو کچھ کیا ہے تو اس پر جب این ایف سی ایوارڈ پر بحث ہو گی تو ہم اپنی معروضات پیش کریں گے لیکن ہم بڑے دل گرفتہ حالت میں یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کا مقدمہ صحیح طریقے سے پیش نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات کی ہے کہ پنجاب نے آبادی کی بنیاد پر این ایف سی ایوارڈ کے معاملے کو negate کیا ہے تو اس وقت بھی sources کی 82 فیصد آبادی کی بنیاد پر ہی distribution ہونی ہے اور جہاں تک انہوں نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے تو کالا باغ ڈیم سے متعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) کا بطور جماعت اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا شروع دن سے یہ موقف رہا ہے کہ کالا باغ ڈیم بڑا ضروری ہے اور یہ بننا چاہئے لیکن on the cost of Pakistan نہیں بننا چاہئے، on the cost of Federation نہیں بننا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! رانا صاحب کے ان اچھے جذبات کی قدر کرتے ہوئے میں درمیان میں ہی یہ کہتا ہوں کہ ہم کالا باغ ڈیم کے حق میں مشترکہ قرارداد لانے کے لئے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم بالکل بننا چاہئے لیکن پاکستان کی قیمت پر نہیں اور فیڈریشن کی قیمت پر نہیں۔ ہم آج بھی یہ بات کہتے ہیں اور اس بات میں باقی جماعتیں اور بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے کہ اس پر اگر consensus پیدا ہو جائے تو کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور اس کے لئے سب کوشاں ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے نہ صرف پنجاب کو سرخرو کیا بلکہ پاکستان کو مضبوط کیا۔ انہوں نے صرف پنجاب کا نہیں بلکہ پاکستان کا بھی مقدمہ لڑا اور انہوں نے ایک فیصلہ کیا، جب قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے یہ نہیں کیا اور وہ نہیں کیا اور ہم نے یہ کیا اور وہ کیا۔ جب پچھلی مرتبہ 2007 میں این ایف سی ایوارڈ آنے کی بات چیت ہو رہی تھی تو اس وقت پنجاب کے وہ حکمران جنہوں نے اس وقت کے ڈکٹیٹر کو لکھ کر دیا کہ جو تم کرو گے ہمیں قابل قبول ہے، وہ کون تھے؟ (شیم شیم)

یعنی آج بات وہ لوگ کر رہے ہیں اور آج فیصلے کے اوپر وہ لوگ اعتراض کر رہے ہیں جبکہ یہ بات on record ہے اور چودھری صاحب کے علم میں ہے کہ ان لوگوں نے پنجاب کا مقدمہ لڑنا تو کیا انہوں نے تو اس وقت ایک ڈکٹیٹر کے سامنے ہتھیار پھینکے اور سفید کاغذ پر دستخط کر کے دے دیئے کہ جو جنرل مشرف کرے گا ہمیں قابل قبول ہو گا تو انہوں نے پنجاب کا یہ مقدمہ لڑا؟ آج اگر پنجاب کو سرخرو کیا، پنجاب کو پورے پاکستان سے appreciate کیا گیا تو اس پر انہیں اعتراض ہو رہا

ہے یا یہ اس بات کی نفی کریں کہ انہوں نے یہ لکھ کر نہیں دیا تھا کہ جو فیصلہ جنرل مشرف کرے ہمیں قابل قبول ہو گا۔ وہ تو اس ڈکٹیٹر اور طالع آزما کو اتنی ہمت اور جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے چکروں میں پڑا ہوا تھا اور اپنی جان بچا رہا تھا تو اسے اتنی ہمت اور جرأت نہیں ہوئی ورنہ وہ اس وقت جو چاہتا کر دیتا۔ انہوں نے تو سارا کچھ اسے لکھ کر دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کا ساتھ دے رہے ہیں، وہ آپ کے اور پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں اور اگر یہ کرتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کی دونوں باتوں کا اختصار کے ساتھ جواب دوں گا کہ اس ملک کی بد قسمتی ہے کہ یہاں پر تین براہ راست الیکشن ہوئے ہیں جو ڈکٹیٹروں نے ہی کروائے ہیں۔ ایک یحییٰ خان نے کروایا، ایک ضیاء الحق نے کروایا اور یہاں جناب کی کرسی پر بیٹھنے کی جسارت کی جس پر آپ جیسے اشخاص نے بیٹھنا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ تیسرا الیکشن بھی ایک ڈکٹیٹر نے کروایا جس میں تمام پارٹیوں نے حصہ لیا۔ چھ پارٹیوں کے اتحاد نے ایم ایم اے کی حکومت بنائی اور اس الیکشن میں ہم نے بھی حصہ لیا۔ یہ بھی اور ہم political era کے لوگ ہیں، ہم انتخابی لوگ ہیں اور ہم نامزدگیوں کے لوگ نہیں ہیں۔ اس الیکشن میں یہ ہار گئے اور ہم جیت گئے۔ دوسرا الیکشن بھی اسی ڈکٹیٹر نے کروایا جس میں ہم ہار گئے اور یہ جیت گئے اور اسی ڈکٹیٹر کے کرائے گئے الیکشن کے بعد ان کے ساتھیوں نے کالی پٹیاں باندھ کر وزارتوں کا حلف لیا اور بعد میں تنخواہیں بھی لیں اور پھر اسحاق ڈار صاحب کے ساتھ سٹیٹ بنک سے ایک clash کروایا وہ ایک چارٹر اور پیکیج تھا جو میں کبھی بعد میں بیان کر دوں گا جو یہاں پر مطلوب نہیں ہے۔ وہ ایک بہت بڑی رقم حاصل کرنے کے بعد quit کر گئے۔ میں یہاں پر گزارش کروں گا کہ ہم نے compromise نہیں کیا تھا اور ہم نے کہا تھا کہ compromise نہیں کریں گے اور پنجاب کے مفادات پر دستخط نہیں کریں گے اور کہا کہ پچھلا ایوارڈ ہی چلتا رہے تو دستخط نہیں کئے لیکن یہ ہمارے اچھے جذبات کو twist دے رہے ہیں تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ چلیں جو آپ نے کیا سر تسلیم خم ہے لیکن 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں پھینکا جا رہا ہے تو خدا کے لئے اسے روکئے کیونکہ پاکستان کے اندر کالا باغ ڈیم ہی ایک catchment area ہے اور میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کالا باغ ڈیم بنانا چاہتی ہے تو اس کار خیر میں قرارداد کے ذریعے شروعات کر کے ہم بھی شامل ہونا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، جی۔ اس تحریک استحقاق کو ایک ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے اور تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کو بحث برائے بحث تو نہیں بنانا چاہتا لیکن میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب انہیں قراردادوں کی کتنی جلدی پڑی ہوئی ہے اور انہیں قراردادیں پیش کرنے میں کتنی دلچسپی ہے۔ یہ قرارداد پچھلے پانچ سالوں سے pending رہی ہے اور اسے انہوں نے پیش نہیں ہونے دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس اسمبلی میں قرارداد وردی کے حق میں پیش ہوئی ہے تو یہ کارنامہ کہہ لیں یا پھر دوسرے لفظوں میں کیا کہوں کہ یہ بھی انہی کے حصے میں آیا کہ اس ایوان سے انہوں نے وردی کے حق میں قرارداد پاس کروائی لیکن کالا باغ ڈیم کے حق میں انہیں قرارداد پاس کروانے کی پورے پانچ سالوں میں توفیق نہیں ہوئی۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! پرویز مشرف نے صدارت کے لئے ریفرنڈم کروایا لیکن کالا باغ ڈیم پر کیوں نہیں کروایا؟

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں، میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ خوراک پر بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا اس سے متعلقہ تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ اب ہم ولائیت شاہ کھگہ کی تحریک نمبر 612 لیتے ہیں۔ یہ move ہو چکی تھی اور اس session کے لئے pending کی گئی تھی۔

قادرآباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جناب لاء منسٹر نہیں تھے اس وقت لائیو سٹاک کے منسٹر موجود تھے اور انہوں نے ایک statement دی تھی میں اس طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔انہوں نے یہ statement دی تھی کہ تین دنوں میں جانور recover ہوں گے اور ان افسران کے خلاف کارروائی بھی ہو گی لیکن مجھے افسوس ہے کہ تقریباً دو ماہ گزر چکے ہیں آج تک وہاں کوئی جانور برآمد نہیں ہوا۔جو افسر guilty ہے اس کے خلاف DG نے تفصیلاً ایک رپورٹ مرتب کی ہے لیکن اس کو مینجر سے اٹھا کر سپرنٹنڈنٹ لگا دیا گیا ہے یعنی اب اس کو ٹوٹل انچارج بنا دیا گیا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ساری انکوائری مکمل ہو چکی ہے تو پھر اس افسر کو جو مینجر تھا سپرنٹنڈنٹ لگا دیا گیا جبکہ وہ چوری کا ذمہ دار ہے اور میرے خیال میں اس پر penalty بھی ڈالی گئی ہے۔ میری لاء منسٹر سے گزارش ہے کہ اس کا کوئی مثبت حل نکالیں وہاں گورنمنٹ کے 19 لاکھ روپے کے جانور چوری ہوئے ہیں اور آج تک اس کا zero result ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Adjournment Motion کا جواب تو موصول ہو گیا ہے۔اس میں انہوں نے باقاعدہ بتایا ہے کہ مقدمہ درج ہوا اور اس کی تفتیش ہوئی۔ جو بات کھگہ صاحب نے فرمائی ہے وہ درست ہے اس کو آپ pending فرما دیں کل ڈی جی (ریسرچ) لائیو سٹاک اور سیکرٹری لائیو سٹاک کو بلا کر اس معاملے پر حتمی ایکشن کروائیں گے تاکہ جن لوگوں کی نااہلی ہے ان کو سزا ملے بلکہ آئندہ کے لئے بھی لوگوں کو عبرت ہو۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس میں لائیو سٹاک کے منسٹر بھی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! منسٹر لائیو سٹاک بھی ہوں گے، سیکرٹری لائیو سٹاک ہوں گے اور ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) بھی اپنی رپورٹ لے کر آئیں گے۔ کل during the session آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 625 شیخ علاؤالدین کی جانب سے تھی۔ شیخ صاحب! کیا یہ پڑھی جا چکی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پچھلے اجلاس سے pending ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

پنجاب سے عورتوں اور بچوں کی سمگلنگ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ملتان ریجن میں اس طرح کا کوئی واقعہ رپورٹ نہ ہوا ہے اگر کوئی ایسا واقعہ رپورٹ ہوا تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ تحریک التوائے کار میں ضلع وہاڑی کے جس گروہ کا ذکر کیا گیا ہے اس گروہ کے خلاف مقدمہ نمبر 24 مورخہ 26-01-2009 بجرم 365-B ت پ تھانہ سٹی وہاڑی میں مدعی محمد اشرف ولد محمد مراد قوم کھوکھر ماچھی سکنہ 9-11/WB وہاڑی کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ مدعی کے مطابق 16-01-2009 کو اس کی جوان بیٹی مسماۃ شازیہ بی بی کو ملزمان 1۔ مسماۃ شہناز بی بی زوجہ بگو خان 2۔ مسماۃ شہباز بی بی 3۔ محمد طاہر 4۔ مسماۃ نسیم بی بی 5۔ فیصل عرف چاند 6۔ غلام فرید 7۔ محمد فاروق 8۔ سجاد احمد 9۔ اللہ رکھا اور بگو خان بسواری کار اغوا کر کے لے گئے ہیں جس پر مقدمہ متذکرہ بالا درج ہوا۔ دوران تفتیش معلوم ہوا کہ ملزمان نے مسماۃ شازیہ بی بی کو صوبہ سندھ (کراچی) فروخت کر دیا ہے۔ ملزمان مندرجہ بالا کو گرفتار کر کے معنویہ مسماۃ شازیہ بی بی کو برآمد کیا گیا اور مقدمہ برائے سماعت خصوصی کورٹ نمبر 1 ملتان بھجوایا گیا۔ خصوصی کورٹ نے بروئے راضی نامہ ملزمان کو مورخہ 26-10-2009 کو بری کر دیا۔ یعنی بعد میں یہ تمام لوگ بری ہو گئے حالانکہ ہم نے اس مقدمے کو خصوصی عدالت یعنی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں بھیجا تھا لیکن بعد میں یہ تمام لوگ resile کر گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی واقعہ نہیں ہوا compromise کی صورت میں یہ مقدمہ خارج ہو گیا اور ملزمان بری ہو گئے۔

جناب سپیکر: جی، next۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! اس پر debate تو ہو نہیں سکتی، آپ پہلے یہ rules پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو لاء منسٹر نے جواب دیا ہے میں نے اسی کے متعلق عرض کرنا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ رولز آپ پڑھتے نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ ruling دیں گے تو ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے ویسے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ تین چار مہینے کے بعد بڑی محنت سے کوئی چیز لائی جاتی ہے اور وہ اجلاس میں نہیں آتی۔ اس کے بعد یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ (c) 83 کے تحت یہ حال ہی میں وقوع پذیر نہیں ہوا۔ آپ بھی principally agree کرتے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ جو instant case ہے اس میں بھی میں نے یہی گزارش کرنی تھی کہ خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہے آپ اجازت دیں یا نہ دیں لیکن یہ بات ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہے اور پنجاب سے ہی ہو رہی ہے۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ cases بنتے ہیں اور اس لئے wind up بھی ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے اور میں نے یہ بات ایوان اور آپ کے علم میں لانی تھی اور یہ لے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں کہ تحریک التوائے کار جو ہوتی ہے اس کو آپ نے پڑھنا ہوتا ہے اور اس کا جواب منسٹر صاحب نے دینا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ یہ کہتے ہیں تو چلو میں سب مانتا ہوں لیکن ابھی آپ مجھے ایک بات بتائیے کہ آپ نے short statement کے علاوہ کیا آپ نے principally agree نہیں کیا تھا۔ مجھے گورنمنٹ نے کہا کہ سستی روٹی پر ابھی آئیں، law بنائیں اور میں آیا، آپ کو پتا ہے کہ میں نے سارا دن کام کیا اور کل کے اخبار کے اشتہار میں سستی روٹی کے لئے علیحدہ سیکرٹریٹ لیا جا رہا ہے اور میں نے جب آٹھ ماہ پہلے آپ سے یہ گزارش کی کہ مجھے صرف پنجاب حکومت کی کرائے پر لی ہوئی بلڈنگز کے بارے میں بتائیں تو مجھے سیکرٹریٹ سے آٹھ ماہ بعد جواب آیا جو میں انتہائی دکھ کے ساتھ ایوان کے سامنے رکھتا ہوں کہ یہ سوال مفاد عامہ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر!Luxuries and posh area میں پھر دفتر بنائے جائیں اور شیخ علاؤالدین چپ رہے، میںon the floor of the House کہتا ہوں کہ جو کروڑوں روپے میں جگہ جگہ پر پنجاب حکومت نے دفتر لئے ہوئے ہیں جہاں پر آفس کے باہر کتے اور فقیر بیٹھے ہوتے ہیں میں ابھی شاہ جمال کے علاقے میں ثابت کرتا ہوں کہ پھر نئے دفتر لئے جارہے ہیں اور آپ اگر کہتے ہیں تو چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا کہ ٹھیک ہے لیکن یہ حقائق ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی تحریک کا جواب بھی آگیا اور آپ کو جواب پڑھ کر سنا بھی دیا گیا،ابھی آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر:Next بھی آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! جی ہاں۔غلطی سے اگلی تحریک بھی میری ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر627 ہے اور اس سے پہلے والی تحریک التوائے کارpress نہیں. کی جاتی۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں شیخ صاحب نے جو general statement دی ہے یہ ٹھیک ہے کہ کرائے پر دفتر لئے گئے ہوں گے لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ نے اس قسم کا اصراف بالکل نہیں کیا اور اگر کوئی پہلے سے لئے ہوئے کرائے کے ایسے دفتر موجود ہیں جہاں پر کام کوئی نہیں ہو رہا اور وہاں پر صرف ایک چوکیدار بیٹھا ہے اور اگر انہیں ان دفاتر کے متعلق جواب موصول نہیں ہوا تو یہ ان دفاتر کی نشاندہی کر دیں اور ایسے دفاتر کا بالکل تدارک کیا جائے گا۔ وہاں اگر ضرورت نہیں ہے تو ان کے کرائے کا خواہ مخواہ ابوجھ خزانہ پر نہیں ڈالا جائے گا اور موجودہ حکومت کی سرکاری خزانہ کے ضیاع کی پالیسی نہیں ہے بلکہ ہم نے تو پچھلے سال اچھی خاصی رقم کو authority measure کے طور پر save کیا ہے۔ باقی جہاں تک انہوں نے سمگلنگ کی بات کی ہے اور انہوں نے ایک کیس کا حوالہ دیا ہے تو اس کی میں نے ان کو رپورٹ دے دی ہے کہ اس عورت کو برآمد بھی کیا گیا لیکن اگر معنوی ہی عدالت میں جا کر بیان دے کہ مجھے کسی نے اغواء نہ کیا تو پھر عدالت وہاں پر کیا کرے لیکن اس کے علاوہ اور اس قسم کے casesان کے نوٹس میں ہیں تو وہ یہ خود مجھے تحریری طور پر دے دیں اور ان کا بھی اسی طرح کا نوٹس لیا جائے گا۔ قطعی طور

پر اس بات کو اس طرح سے generalize کرنا کہ یہاں سے کوئی سمگلنگ ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ اکا دُکا لوگ اس قسم کے جرم میں مبتلا ہیں لیکن کوئی ایسی general بات نہیں ہے کہ جیسے کوئی اجناس کی صورت میں یہاں سے خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہو۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ آپ ان کے ساتھ ٹائم fix کر لیں اور کوئی ٹائم ان کو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہوتے ہیں لیکن یہ باتیں اس وقت میرے ساتھ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: یہ تو ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ یہیں پر تو کرتے ہیں لیکن جب میرے ساتھ بیٹھتے ہیں تو اس وقت نہیں کرتے اور کل بھی میرے ساتھ کافی دیر تک تشریف فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ان کو کل کا کوئی ٹائم دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بلکہ آج کا ہی ٹائم دے دیتے ہیں اور اکٹھے ہم پی سی ہوٹل میں جائیں گے تو وہاں پر ہم بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جناب! آپ کا کیا خیال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جن سے ملنا ہوتا ہے ان کو کہا نہیں جاتا اور جن سے نہیں ملنا ہوتا ان سے کہا جاتا ہے کہ ادھر آ رہا ہوں، ادھر آ رہا ہوں۔

ٹھیکیداروں کا محکمہ سے ملی بھگت اور مختلف حیلے بہانے بنا کر ٹھیکہ کی اصل رقم سے زائد وصول کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چلیں! میں آج اجلاس کے بعد بھی جب یہ حکم فرمائیں گے بیٹھنے کے لئے تیار ہوں اور جو ان کی تحریک التوائے کار نمبر 627 ہے اس میں انہوں نے انتہائی اہم معاملہ اٹھایا تھا اور اس کا جو جواب محکمہ نے دیا ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں اور اس پر یہ further جس قسم کی انکوائری چاہیں گے تو اس میں یہ ہے کہ ٹھیکیداران کو escalation کی

مد میں کی جانے والی ادائیگیاں contract agreement کی 55 clause کے تحت تمام قواعد وضوابط مکمل ہونے پر کی جاتی ہیں جس میں کسی قسم کی بے ضابطگی نہ ہوتی ہے، جو contractsاپنی مدت تکمیل میں مکمل ہو جاتے ہیں اس پر بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے جاری کردہ ماہانہ ریٹس کے مطابق اگر کسی itemکے ریٹس 5 فیصد سے زیادہ بڑھ جائیں تو اس itemپر escallation کی ادائیگی محکمہ کو کرنا ہوتی ہے۔تاہم جو کنٹریکٹ مدت مقررہ میں مکمل نہ ہوں اور اس کی تکمیل مدت میں جائز وجوہات کی بنیاد پر اتھارٹی مجاز کی منظوری کے مطابق escallation agreement دی جاتی ہے۔جب ٹھیکیداران کی کوتاہی ہو تو اس کو escallation کی بجائے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ محکمہ C&W بلڈنگز اور ہائی وے کی tenderingمیں محکمانہ آفیسرز کی ملی بھگت سے کوئی pollنہیں ہوتا، اگر کسی جگہ کوئی شکایت آئے تو ٹینڈر کینسل کر دیئے جاتے ہیں۔

2۔ مالی سال 09-2008 کے دوران جن پراجیکٹس پر escallation کی مد میں ادائیگیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل ساتھ لف ہے۔

جناب سپیکر! اس کی کافی بڑی تفصیل ہے، یہ علیٰحدہ شیخ صاحب کو دے دوں گا اور اس سے یہ استفادہ کر سکتے ہیں۔

3۔ چھانگا مانگا فلائی اوور کی تعمیر کا کام ٹھیکیدار کو مورخہ 26-02-2008 کو الاٹ کیا گیا جس کی مدت تکمیل 25-08-2009 تھی لیکن لینڈ ایکوزیشن، یوٹیلٹی سروسز کی shifting کی وجہ سے منصوبہ مکمل نہ ہو سکا جبکہ ریلوے باؤنڈری میں تعمیر کے لئے NOC ابھی تک دستیاب نہ ہے جس کی وجہ سے منصوبہ تاخیر کا شکار ہوا ہے۔مزید سروس روڈ کی تعمیر کا منصوبہ 25-05-2009 کو الاٹ کیا گیا جس کے لئے علیٰحدہ راستہ دیا گیا ہے جس پر ٹریفک بھی رواں دواں ہے لیکن کچھ جگہوں پر یوٹیلٹی سروسز اور سرکاری عمارات کو ہٹانا درکار ہے جس کی وجہ سے منصوبہ کچھ تاخیر کا شکار ہے۔اندریں حالات استدعا ہے کہ محکمہ ہذا کسی ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر کسی قسم کی بے ضابطگی میں شامل نہ ہے اور گورنمنٹ interest کا مکمل خیال رکھا جاتا ہے 55 clause کے تحت جب specified items کا ریٹ 5 فیصد سے زیادہ بڑھ جائے تو escallation کی ادائیگی بھی کرنا پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب یہ کب کی رپورٹ ہے جو انہوں نے بھیجی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے 20۔جنوری 2010 کو موصول ہوئی ہے اور یہ بالکل fresh report ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کل ان کو بلائیں اور شیخ صاحب کو بھی ساتھ بٹھائیں اور یہ NOC کب تک ان کو مل جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کس NOC کی بات کر رہے ہیں کیونکہ اس میں دو NOC کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر: ریلوے کے NOC کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ریلوے کے NOC کے متعلق شاید محکمہ C&W اپنی کوششوں سے متعلق آپ یا ایوان کو رپورٹ submit کر سکتا ہے لیکن میں اس کے متعلق کوئی واضح تاریخ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گا۔ باقی جو دوسرا لینڈ ایکوزیشن، یوٹیلٹی سروسز کی shifting کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں ان سے کہتے ہیں کہ شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کے بارے میں یہ جو تفصیل چاہتے ہیں ان کو مہیا کر دی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بات یہ ہے کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ وہاں پر چھ چھ گھنٹے ٹریفک بند رہتی ہے لیکن میں وہ بات عرض کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جتنی construction companies ہیں اور جتنا C&W میں ٹیکنیکل سٹاف ہے اور میں نان ٹیکنیکل سٹاف کی بات نہیں کر رہا، سیکرٹری mostly نان ٹیکنیکل سٹاف میں آتے ہیں اور جتنا ٹیکنیکل سٹاف ہے ان میں سے شاید دو چار فیصد ایسے ہوں جو میں افسوس سے کہ رہا ہوں کہ وہ ان کے pay role پر نہ ہوں اور میں کل ایوان کے سامنے صرف escallation کی مد میں دی ہوئی کچھ amounts بتاؤں گا جو اربوں روپے میں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ British دور میں یہ ٹھیکیدار اتنے powerful نہیں تھے اور ان کا محکمہ خود جو ہر قسم کے انجینئر اور ہر چیز رکھتا ہے اور یہ آخر خود construction نہیں کرتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو آپ pending دیں جہاں تک چھانگا مانگا

فلائی اوور کا تعلق ہے تو اس کی بات سُن لیجئے، میں وہاں پر کوشش کر رہا ہوں کہ ریلوے سے این او سی مل جائے اس پراجیکٹ کو باقاعدہ روکا گیا ہے۔ دس، بیس ہزار روپے کی لائن جو کہ عام پرانی نلکے کی لائن ہوتی ہے اس کا divider نہیں ڈالا گیا۔ میرے پاس ڈی سی او کا لیٹر ہے۔ میں نے ڈی سی او کو کہا کہ ان سے کہو کہ لائن ڈال دیں تاکہ چھ، چھ گھنٹے ٹریفک بند نہ ہو۔ آپ اس کو کل تک pending کریں اور سی اینڈ ڈبلیو والوں کو بلائیں۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ یہ non-technical staff۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں، just in one sentence میری عرض سُن لیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ جو non-technical لوگ ہیں جو ڈی ایم جی کے لوگ ہیں وہ bridge engineers کے سامنے کچھ نہیں ہیں، ان کے سامنے ان کی کوئی بات نہیں چلتی اور یہ سب ٹھیکیداروں سے ملے ہوئے ہیں اور ٹھیکیدار کمپنیاں اتنی اتنی بڑی ہیں کہ ان کا مافیا ہے اور اگر ہم نے اس کو نہ توڑا تو ان کمپنیوں نے جو حال کیا ہوا ہے یہ اس ملک کا بیڑہ غرق کر دیں گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہماری جو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگز ہوتی ہیں اگر وہ اتفاق کریں، میں ان کے سامنے یہاں بیٹھا ہوں مخالفت نہ کریں تو اس کو fruitful کیا جانا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شیخ صاحب اس پر ارشادات نہ فرمائیں۔ یہ بات طے ہے کہ اس کو rules کے مطابق indicate کرنا ہوتا ہے۔ ایک سوال ہوتا ہے اور ایک Adjournment Motion ہوتی ہے۔ منسٹر صاحب یہ پڑھ دیں اگر پھر بھی اس پر debate کروانا ضروری ہے تو debate کروائی جائے ہم بھی اس میں حصہ لیں گے، ہم بھی بات کریں گے اور پھر اس کے لئے وقت مختص کیا جائے آپ یا تو admit کر لیں یا جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: اس کو کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ اس کو admit کر لیں، debate کے لئے رکھیں اس پر دو گھنٹے تک ہمارے ساتھی بولیں لیکن یہ جو بات ہے کہ وہ admit بھی

نہیں ہوتی اور rulesاس کوallow بھی نہیں کر رہے ہوتے اور باقی سارے راضی بیٹھے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑ دیں، بس اب اس کو کیا کرنا ہے؟ اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس کو کل تک کے لئے pending کیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق جو سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو ہیں ان کے بڑے قریبی عزیز کی death ہوئی ہے اس لئے وہ available نہیں ہیں۔ آپ اسے next week کے لئے pending کر دیں اور ہم Tuesday کو meeting arrange کروا دیں گے پھر جن چیزوں کی نشان دہی ہو گی اس کے مطابق اگر اس کو admit کرنا ہو گا تو کر لیں گے۔ آپ اسے اگلی بدھ یا جمعرات تک کے لئے pending فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، جمعرات تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ خاتون کا مسئلہ ہے۔ آپ اس کو ذرا سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ چنیوٹی صاحب کو سُن لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے اور جس خاتون کی یہ کہانی آپ کے پاس پہنچی ہے میں خود اس کے گھر گیا ہوں اور چار پانچ معززین۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! اس کا طریق کار ہے، طریق کار کے مطابق چلیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ڈی سی او کے خلاف میں نے بتایا ہے کہ یہ ایک درندہ صفت انسان ہے جو اس کی سرپرستی میں یہ ساری زیادتیاں کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب تک میں چنیوٹ میں ڈی سی او رہوں گا اس کو کوئی نہیں ہٹا سکتا، یہ اسی کی کارستانیاں ہیں۔ بہت ساری بچیاں اس کے ظلم کا شکار ہو چکی ہیں اور وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ طریقہ نہیں ہے۔اس کی کوئی اجازت نہیں ہے، کس نے اجازت دی ہے؟ پہلے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ پمفلٹ کون اندر لے کر آیا ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ hon'able member ہیں۔آپ کے پاس طریق کار ہے اس طریق کار کے مطابق میرے پاس آئیں۔آپ اپنی تحریک لائیں میں اس پر آپ کو اجازت دوں گا، یہ کیا طریقہ ہے یہاں پمفلٹ جو کوئی لے کر آیا ہے میں اس کے خلاف ایکشن کرنے والا ہوں۔آپ مجھے تحریک لکھ کر دیں پھر پیش کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ایسی تحریک آتے آتے مہینوں لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بھی دیئے ہیں، زبان بھی دی ہے، آنکھیں بھی دی ہیں تو آپ قانون اور قاعدے کے مطابق چلئے گا۔شکریہ۔جی، یہ ایک رپورٹ آئی ہے۔جناب محمد ارقم خان مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب معدنی ترقی کارپوریشن مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی و معدنیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد ارقم خان: جناب سپیکر! میں

The Punjab Mineral Development Corporation Amendment Bill, 2009 (Bill No 17 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No.1 of 2010). Minister for Law!

ہنگامی قانون

(جوایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No.1 of 2010)

MR. SPEAKER: The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of The Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Excise and Taxation with the direction to submit its report up to 28th February 2010.

Minister for Law to introduce the Punjab Examination Commission Bill, 2010 (Bill No. 3 of 2010)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Examination Commission Bill 2010.

MR. SPEAKER: The Punjab Examination Commission Bill, 2010 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Education for its report up to 28th February 2010.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج محکمہ خوراک پر ٹائم اور دن مختص تھا تو اس میں غالباً قائد حزب اختلاف نے opening کرنی ہے اور اس کے بعد فوڈ منسٹر صاحب wind up کریں گے۔

عام بحث

خوراک پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن! بحث کا آغاز فرمائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج اس ایوان کو خوراک کے حوالے سے بحث پر دعوت دی گئی ہے، یہ بات کرنے سے پہلے میری آپ سے یہ استدعا ہو گی کہ میرے بعد ڈپٹی اپوزیشن لیڈر جناب محمد یار ہراج صاحب کو turn دی جائے۔ میں چند معروضات کے ساتھ اس کو صرف open کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسا صوبہ ہے جس میں آج خوراک اور روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں اور ہر روز تبدیل ہوتی ہوئی قیمتوں پر ہی ایک نظر رکھ لی جائے تو اس پر کافی سیر حاصل بحث ہو سکتی ہے۔ پچھلے تقریباً بیس سال کا ریکارڈ لے لیا جائے کہ دالیں، سبزی، چینی، آٹا، اجناس، کھانے کا تیل ان چیزوں کی قیمتیں کس speed سے بڑھتی

تھیں اور اب کس speed سے یہ بڑھ رہی ہیں، یہ ایک بہت ہی غور طلب بات ہے۔ خوراک کا مسئلہ بہت سنجیدگی کا متقاضی ہے اس میں ایک تو seriousness in governance, presence of mind کے ساتھ ساتھ صوبہ کی presence of personal executive بھی ضروری ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب پاکستان 1947 میں معرض وجود میں آیا تو اس کے دونوں حصے دولخت ہو گئے، ایک جو ہم سے علیحدہ ہو چکا ہے اور ایک جہاں پر ہم موجود ہیں جو اجناس اور کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرنے والا علاقہ تھا وہ صرف پنجاب تھا اور اس وقت اس کی آبادی تقریباً سات کروڑ کے قریب تھی۔ میں یہ باتیں اس لئے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے کھیت مزدور نے اور کسان مزدور نے اور انڈسٹری مزدور نے کیا contribute کیا اور ان چیزوں کے مسائل اور وسائل ختم کرنے میں ہمارا کیا attitude ہے۔ اس وقت پنجاب میں پانچ دریا بہتے تھے۔ بیاس باہر تھا لیکن ستلج، راوی، چناب، جہلم اور سندھ پنجاب کے اندر سے بہہ کر گزرتے تھے۔ کوئی ڈیم موجود نہیں تھا، کوئی بیراج موجود نہیں تھا سوائے ایک ہیڈ بلوکی اور سلیمانکی بیراج کے اس وقت تک اجناس کی اور نہ ہی بیج کی نئی اقسام آئی تھیں۔ ہمارے پاس کیا تھا انڈسٹری کے اندر صرف ایک راہوالی کھنڈ سازی جس کو ہم شوگر مل کا نام دیتے تھے اور کاٹن ملز کی شکل میں کل گیارہ ہزار سپنڈل تھا۔ چھ ہزار لائل پور کاٹن ملز لائل پور کی شکل میں اور پانچ ہزار سپنڈل ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ کی شکل میں۔ اس کے علاوہ کوئی انڈسٹری موجود نہیں تھی یہاں پر صرف انڈسٹری کا مزدور جا سکتا تھا باقی سارے کے سارے لوگ کھیت مزدور تھے اور ان تمام پانچ دریاؤں کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت 1952 میں گندم امپورٹ ہوئی تھی لیکن بعد میں ایک ڈکٹیٹر کے آنے کے بعد تین دریاؤں پر compromise کر لیا گیا۔ ستلج مکمل طور پر دے دیا گیا، راوی مکمل طور پر دے دیا گیا اور چناب کو partially upper Riparian Law کو flout کرتے ہوئے اور ان قوانین کو جو کہ ساری دنیا پر لاگو ہیں کہ اوپر والا پانی جس کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کا right ہے کہ پہلے اس کا صحیح استعمال کر لے لیکن نچلے علاقوں کو زندہ رہنے کے لئے، ان کو ان کا سانس کا ناطہ قائم رکھنے کے لئے، ان نسلوں کو آگے چلنے کے لئے اتنا پانی دینا لازم ہے وہ پانی اس وقت کے ڈکٹیٹر نے ڈیمانڈ نہیں کیا اور ہمارے پاس صرف ایک دریا رہ گیا، آدھا سندھ اور آدھا جہلم کیونکہ ہمارے پاس نیلم کا پانی ہے، جہلم کے پانی پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ نیلم اور جہلم دونوں مل کر آگے مظفر آباد میں ایک دریا بن جاتے ہیں اور اس کا نام دریائے جہلم ہو جاتا ہے۔ چناب جو کہ مرالہ کے اوپر ہے انہوں نے ہمیں 25 کیوسک سے زیادہ دینا تھا وہ ہمیں تین سال سے نہیں دے رہے اس

میں ایک سال پچھلے دور حکومت کااور دو سال اس دور حکومت کے شامل ہیں۔ میں ہر چیز ایک سچائی کے ساتھ یہاں تسلیم کرتا چلوں گا لیکن پاکستان سے محبت کرنے والے اور پنجاب سے محبت کرنے والے لوگوں کا عالم یہ دیکھئے گا کہ آبادی 16 کروڑ ہو گئی اور پانی کے پانچ کی بجائے دو دریا رہ گئے۔ اپنے ان دس ناخنوں سے زمین کو کرید کرید کر، محنت کر کے اپنے بچوں کے پاؤں کو نگار کھ کر، اپنی بیٹیوں کو بغیر جہیز کے روانہ کر کے، اپنے گھروں کے دیئے بجھا کر شہروں کو روشن کر کے سولہ کروڑ عوام کو نہ صرف انہوں نے کم پانی سے گندم مہیا کی بلکہ پچھلے سال surplus ہوئی جو اسی دور حکومت میں ہوئی اور حکومت اس کو خریدنے کے بعد properly store نہیں کر سکی۔

جناب والا! ہر چیز موجود ہے اور چینی بھی کسی غیروں کی ملوں کے اندر نہیں ہے ہمارے اپنوں کی ملوں کے اندر بنتی ہے۔ چینی کو بنانے والا چینی مل کا مالک کوئی ٹاٹا نہیں ہے۔ کہیں کوئی میاں ہے، کہیں کوئی رانا ہے اور یہ لوگ اپنے ہیں۔ دو سال ان کے ایسے بھی گزرے کہ لوگوں نے اپنا کماد جلا دیا، ملوں نے اپنی مرضی سے اٹھایا۔ یہ خوراک عوام تک پہنچانے کے لئے کھیت مزدور اور کسان لنگی باندھ کر صبح اٹھ کر رات کو پانی لگاتے ہوئے سانپوں کے سروں پر اپنی ایڑیاں رکھ کر گزرتا ہے اور یہ وہ ہے جس کے بارے میں فیض نے کہا ہے کہ

دہقاں، جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے
جس کی بگ زور والوں کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

اب زور والے کے پاؤں تلے اس کی دھجیاں ہو چکی ہیں لیکن پھر وہ اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا وہ کہتا ہے کہ خدا کے لئے جو کچھ میں نے بنایا ہے، جو کچھ میں نے اگایا ہے، جو کچھ میں نے آپ کے گوداموں میں پہنچایا ہے، جو کچھ میں نے آپ کی فیکٹریوں تک پہنچایا ہے، ان کو لوگوں تک تو پہنچاؤ، نہیں پہنچ رہا، صبح کے وقت آج ریٹ کچھ اور ہے شام کو کچھ اور۔ یہاں پر سب کو منڈیوں کے ریٹ کے messages آتے ہیں، بادامی باغ کے آج کے ریٹ دیکھ لیں اور کل کے دیکھ لیں جو کہ آپ کو emails آئی ہوئی ہیں وہ دیکھ لیں ریٹ روز بڑھتے ہیں۔ یہ سب ایک serious governance کا متقاضی ہے۔ Governance نام کی یہاں کوئی چیز نہیں ہے اس کا فقدان ہے۔ یہ صوبہ bad governance کا مظہر بنا ہوا ہے۔ یہ وہ صوبہ ہے جو کہ آدھے انڈیا کو اور پورے پاکستان کو خوراک دیتا تھا آج اس کے اپنے پنجاب کے لوگ خوراک سے محروم ہیں۔ لوگ پانی کو ترس رہے ہیں لیکن پھر بھی کسان اسی پانی کی بہتر self water management کر کے فصلیں اگاتے ہیں۔ ہم اس

ایوان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ water management بہتر کی جائے، کسانوں کو پانی دیا جائے، شہروں کے لوگوں کو پینے کے لئے پانی دیا جائے۔ دیہاتوں کے لوگوں کو آبپاشی کے لئے پانی دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:"میں نے پانی میں سے زندگی پیدا کی۔"خُدا کے لئے ہماری زندگی ہم سے نہ چھینئے گا۔ ہماری زندگی polluted ہو رہی ہے۔ ہمارے نالوں کے اندر جہاں سے ہم نے پانی پینا ہوتا ہے، جہاں سے ہم نے نہانا ہوتا ہے، جہاں سے ہمارے لائیو سٹاک نے پانی لینا ہوتا ہے پوری انڈسٹری کا پانی، وہاں پر ایک softening plant نہیں لگایا جاتا۔آپ ہیڈ بلو کی دیکھ لیں، ہمارا ہیڈ تریموں دیکھ لیں۔ کسی جگہ پر آپ چلے جائیں ان ہیڈز پر ہمیں کیا ملتا ہے ؟انڈسٹری والے نے دو فیصد built in لگانا ہوتا ہے۔اس کے اندر جو feasibility بنتی ہے softening plant لگ جاتا ہے۔ پانی جب باہر نکلتا ہے، وہ جو ہماری زندگی ہے اللہ کی طرف سے اس زندگی میں زہر گھولنے سے رُک جاتا ہے۔انڈسٹری والے کو وہ دو فیصد لگانے سے کون روکتا ہے ؟ہمارے ہی بندے جاتے ہیں۔ پچھلی حکومتوں پر ڈالنے کی بجائے جو پچھلی حکومتوں نے غلطیاں کیں ان غلطیوں کو آپ اپنے لئے ایک role model نہ بنائیں، ان کے اچھے کاموں کو role model بنائیں ان کی غلطیوں کو role model نہ بنائیں۔

جناب سپیکر !اس وقت چینی کی بہت قلت ہے۔ حکومت اس وقت عدلیہ کے احکامات پر عمل کرنے سے قاصر ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے بھائی جس طریقے سے contribute کر رہے ہیں لیکن ان تک experts نہیں پہنچ پاتے اور experts کون ہوتے ہیں جن پر بیت رہی ہوتی ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر !آپ تشریف لائے ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں تھوڑی سی آپ کی بھی سمع خراشی کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب experts لیتے ہیں تو ان experts میں کوئی ایسا شخص بھی ہونا چاہئے جو کہ خود کاشت کرتا ہو، جس کو زمینداری کا کچھ پتا ہو، جس کو کچھ Agro Financial Management کا پتا ہو۔ایک چھوٹی سی کہاوت ہے کہ کسی شخص کی ٹانگ کٹ گئی اس کے پاس لوگ آئیں، افسوس ظاہر کریں وہ کہے جی، ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اچھا کہا ہے آپ نے۔ ایک شخص آیا اس کی ٹانگ کٹی ہوئی تھی اس نے کہا یار بڑا دُکھ ہوا تمہاری ٹانگ کٹ گئی۔اس نے کہا تم میرے پاس بیٹھ جاؤ تمہیں میرے دُکھ کا پتا ہے کہ ٹانگ کٹی ہوئی کا درد کیا ہوتا ہے اور اس کی کمی کیا ہوتی ہے۔آپ جو ہماری محرومیاں اور ہماری کمیاں ہیں، میں میڈیا سے بھی اور آپ سے کہوں گا کہ

جب گورنمنٹ کسی ٹاسک فورس کا چیئرمین بناتی ہے۔ کتنی ٹاسک فورسز ہیں میرا یہ خیال ہے میں چیلنج نہیں کرتا یہ ایک روایتی بات بن گئی ہے ان ٹاسک فورسز میں سے کوئی بھی competent آدمی نہیں ہے۔ 72 ٹاسک فورسز ہیں، 72 ہی ہمارے فرقے ہیں۔ فرقوں میں لوگوں کو اکٹھا کرنے کی competency ہے اور نہ ہی ان 72 ٹاسک فورسز میں کوئی competent ہے۔اگر وہ اسی طرح کے ہوتے جیسے ایک کٹی ہوئی ٹانگ والے کو ٹانگ کا درد ہوتا ہے۔اگر محرومیت کے شکار لوگوں میں سے ٹاسک فورسز کے لئے چیئرمین لئے جاتے تو وہ کچھ deliver کر سکتے۔یہ food for thought ہے کہ دو سال سے یہ ٹاسک فورسز کچھ deliver کیوں نہیں کر پائیں؟ یہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ اچھے بھلے لوگ ہیں لیکن اب یہ سفید ہاتھی کی شکل میں نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! خوراک کی کمی، خوراک کا پہنچ سے باہر ہونا دن بدن خوراک کے ریٹ تبدیل ہونا، اس کے لئے کوئی mechanism نہ آنا یہ لوگوں کو مار رہا ہے، انہیں ختم کر رہا ہے۔اب لوگ اتنے بے بس ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید ہم کسی غیر ملک میں رہ رہے ہیں۔ہمیں تو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی پرسان حال ہے۔میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ اس ملک کے اندر بہت potential ہے لیکن اس میں ایک اچھے manager اور اچھی management کی ضرورت ہے، بہتر نیت کی ضرورت ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ بہتر نیت کے ساتھ سامنے آئیے ہماری معروضات کو اپنے دل پر نہ لیجئے اسے مخالفت برائے مخالفت نہ سمجھئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ good governance کرتے ہیں تو حکومت کو پانچ سال پورے کرنا چاہئیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ پانچ سال پورے کرنے کے ساتھ ساتھ لوگ یہ نہ کہیں کہ ایوان کے اندر اپوزیشن نے ان کو بربادی کے لئے پانچ سال دے دیئے۔اپوزیشن نے پانچ سال کی حامی آبادی کے لئے بھری ہے آپ کام کیجئے اس ملک کو آباد کیجئے اور لوگوں کے لئے خوراک سستی کیجئے۔بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کو بغیر کسی تیاری کے خوراک پر بحث کرنے اور ادھر ادھر کی مارنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ویسے انھوں نے اچھا ٹائم گزارا ہے لیکن انھوں نے اپنے لیڈر کی طرح facts and figures پیش کئے ہیں۔پتا نہیں یہ کہاں بیٹھ کر facts and figures اکٹھے کرتے ہیں کہ بالکل ہی جھوٹ کا پلندہ۔کسی بات میں صداقت ہے ہی نہیں۔انھوں کہا کہ 72 ٹاسک فورسز ہیں؟ ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ 72 ٹاسک

فورسز ہیں؟آج میں یہ on record کہہ رہا ہوں اور آپ note فرمالیں اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو پھر میں اس کا جواب دہ ہوں گا-27ٹاسک فورسز ہیں۔27ٹاسک فورسز میں سے 13 ایسی ٹاسک فورسز ہیں جن کا کوئی ممبر، کوئی چیئرمین قطعی طور پر ایک پائی بھی حکومت سے وصول نہیں کرتا اور ان کے ذمے جو بھی کام ہیں وہ بالکل free میں انجام دے رہے ہیں-باقی ٹاسک فورسز میں سے کچھ نے صرف گاڑی کی سہولت لی ہے اور چار یا پانچ کو تنخواہ کی صورت میں اعزازیہ دیا جاتا ہے-انھوں نے ٹاسک فورسز کو اس طرح بنادیا ہے کہ جیسے یہ حکومت کے خزانے پر بہت بڑا بوجھ ہے-بات یہ ہے کہ جو سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں جن کی عوام میں جڑیں ہوتی ہیں، جو کسی ڈکٹیٹر کی چھتری کے سائے میں نہیں بنی ہوتیں جن کو کسی ڈکٹیٹر نے اپنے کسی دوست کے مشورے سے نہیں بنایا ہوتا بلکہ ان کو عوام نے بنایا ہوتا ہے-کچھ سیاسی جماعتیں تو ایسی ہیں جن کے بارے میں ایک ڈکٹیٹر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میرا ایک دوست ہے اس کا یہ نام ہے، اس نے مجھے کہا کہ سیاسی جماعت بناؤ تو میں نے وہ سیاسی جماعت بنادی-وہ جماعتیں جو باقاعدہ عوام سے جنم لیتی ہیں، جن جماعتوں کے لئے عوام اور سیاسی کارکن جدوجہد کرتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں تو جب وہ جماعتیں حکومت میں آتی ہیں تو پھر انہیں ان کارکنوں کو ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے، ان کارکنوں کے مشوروں کو شامل کرنا ہوتا ہے-قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان ٹاسک فورسز میں ایم پی ایز ہیں، ان میں سیاسی جماعت کے کارکن بھی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب !میں آپ کی بات کاٹوں گا- ہراج صاحب ! This is wrong from your side پلیز بیٹھ کر بات نہ کریں۔ پہلے میری بات سن لیں کہ جب ایک معزز ممبر بول رہا ہے تو Chair کا کام ہے کہ اس کو make sure کرے کہ اس کی بات سنی جائے اور اس کے بعد اگر کسی نے جواب دینا ہے تو وہ جواب دے لیکن cross talking decorum of the House نہیں ہے-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہمارا بھی مؤقف سنا جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کا مؤقف سنوں گا-اس کے بعد آپ کا ہی ٹائم ہے اور میں آپ کو پورا ٹائم دوں گا-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سپیکر صاحب نے ایوان میں خوراک پر بحث open کی ہے ٹاسک فورسز پر نہیں اور قائد حزب اختلاف نے خوراک پر بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):انھوں نے خوراک پر تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

جناب محمد یار ہراج: یہ format بن گیا ہے کہ جب بھی قائد حزب اختلاف بات کرتے ہیں تو وزیر قانون اس کا جواب دیتے ہیں کیا وزیر خوراک نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):انھوں نے غلط figures دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب!آپ تشریف رکھیں۔آپ نے اپنا point register کرادیا ہے۔ کوئی بھی ممبر چاہے وہ حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن سے Chair کا یہ کام ہے کہ اس کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔اگر آپ بولیں گے تو میں ادھر سے کسی کو نہیں بولنے دوں گا اور اگر ادھر سے کوئی بول رہا ہے تو مہربانی کر کے آپ سنیں اور یہ cross talk ہاؤس کے decorum کے خلاف ہے۔ لاء منسٹر صاحب بات مکمل کرلیں ان کے بعد میں پھر قائد حزب اختلاف کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں یہ بات conclude کرتا ہوں کہ 27 ٹاسک فورسز ہیں ان میں سے 13 ٹاسک فورسز کے ممبر اور چیئرمین حکومت سے کوئی چیز وصول نہیں کر رہے۔باقیوں میں سے کچھ نے گاڑی کی سہولت لی ہے اور تین چار کو اعزازیہ دیا جارہا ہے۔اس میں منتخب ایم پی ایز شامل ہیں،اس میں وہ کارکن جنھوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو آج تک زندہ رکھا، جن کی جدوجہد، جن کا خون، جن کی struggle اس جماعت کے لئے شامل ہے ان کارکنوں کو اور اس میں coalition partners کے لوگ بھی شامل ہیں جیسے میجر عبدالرحمٰن صاحب بھی کسی ٹاسک فورس کو head کر رہے ہیں۔لہذا یہ اس ہاؤس سے مبرا اور علیٰحدہ کوئی چیز نہیں بنائی گئی۔میں نے جو تعداد بتائی ہے یہ آپ نے بھی note کر لی ہے اگر اس میں کوئی فرق ہو تو پھر بات کریں لیکن ایسے ہی خواہ مخواہ غلط figures نہ دیں۔پتا نہیں یہ کہاں کہاں سے غلط figures لے کر آتے ہیں۔18۔فروری کو ان کو شرمناک شکست کیا ہوئی کہ یہ پنجاب کے کھاتے پڑ گئے ہیں۔یہ پنجاب کو اس قسم کی گالیاں دے رہے ہیں ۔میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب سے اتنی دشمنی تو کسی آدمی کو نہیں ہے۔یہ کبھی پنجاب کو کنگال کہتے ہیں، کبھی یہ پنجاب کو دیوالیہ کہتے ہیں اور کبھی یہ پنجاب کو کچھ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر پنجاب نے آپ کو 18۔فروری کو ووٹ نہیں دیا، اگر آپ کی شکست ہوئی ہے تو آپ اس بات کی امید نہ رکھیں کہ آئندہ کبھی پنجاب آپ کو قبول کر لے۔اس طرح کے طعنے اور غلط facts and figures آپ بھی پیش نہ کریں اور اپنے لیڈران کو بھی سمجھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے محترم لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان صاحب نے چند ایک ارشادات فرمائے ہیں۔میں پہلے تو ان کا مشکور ہوں کہ آج انھوں نے 27 کی ایک figure مان لی ہے۔اگر اسے الٹا پڑھیں تو 72 بنتے ہیں۔آپ تو کوئی figure ہی نہیں دیتے تھے۔آپ کا شکریہ کہ ہماری دو سال کی کاوشوں کے بعد آج یہ 27 کی figure دی۔انھوں نے فرمایا کہ میں نے خوراک کی کوئی بات نہیں کی۔میں نے چینی کی بات کی ہم تو چینی کھاتے ہیں۔میں نے گندم کی بات کی میں نے دالوں اور باقی اجناس کی بات کی اور ہم لوگ وہ کھاتے ہیں۔میں انہیں خوراک سمجھتا ہوں شاید آپ نہیں سمجھتے ہوں گے۔میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سیاق و سباق کے ساتھ تھوڑی سی بات کی تھی انھیں اس کا کچھ حصہ پسند آیا ہے جس پر انہوں نے comment نہیں کیا۔انھوں نے کہا ہے کہ ڈکٹیٹر کی چھتری میں سیاست شروع کرنے والے۔ میرے خیال میں ان کو اپنے قائدین پر بھی بڑا غصہ ہے چونکہ ان کے قائد محترم اس صوبہ پنجاب کے ایک ڈکٹیٹر کے پہلے نامزد فنانس منسٹر تھے، ان کا نام میاں محمد نواز شریف ہے لیکن وہ ان کی ابتدا تھی کبھی میں بھی پرائمری سکول میں تھا اور یہ ان کا ابتدائی دور تھا اور انھوں نے شروع کر لی لیکن بعد میں توبہ تائب ہو گئے لیکن ہم میں سے جن میں، میں شامل ہوں کبھی نامزدگی کی سیاست نہیں کی۔ نامزدگی کی وزارت، سفارت اور نہ ہی نامزدگی کی کسی قسم کی مشاورت لی ہے لیکن ہم گزرے ہوئے وقت کو نہیں کریدتے کہ کس نے کیا کیا؟ شیروانیاں فوٹو سمیت موجود ہیں۔ ان کے کچھ ایم این ایز نے ٹیلی ویژن پر آکر توبہ کر لی ہے کہ ہم جو ضیاء الحق کو کندھے پر اٹھائے پھرتے رہے وہ بہت بڑا گناہ کیا تھا۔ ڈکٹیٹر نے الیکشن کرایا ہم نے لڑا، اس نے دوسرا الیکشن کرایا وہ بھی لڑا۔اگر یہ لوکل باڈیز کا الیکشن کرا دیں گے تو ہم وہ لڑیں گے اور اگر نہیں کرائیں گے اور کوئی ڈکٹیٹر کرائے گا تو پھر ہم وہ بھی لڑیں گے۔ہم نے الیکشن لڑنا ہے چونکہ ہم سیاسی لوگ ہیں، اگر دوسروں کو ڈکٹیٹر کے ساتھ سیاست کرنے پر شرمسار کرنا ہے تو وہ شرمساری کسی اپنے کے حصے کے لئے بھی رکھئے گا جو کہ نامزدگیاں لیتے رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: خوراک کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے، اسی کو جاری رکھا جائے۔اب اگلا نام محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ خوراک پر بحث چل رہی ہے میں سب کو دکھانا چاہوں گا، میرے ہاتھ میں اس وقت ایک کاغذ ہے۔

(معزز رکن نے کاغذ لہراتے ہوئے دکھایا)

یہ Monthly Review on Price Indices, December 2009 Government of Pakistan ,Statistics Division, Federal Bureau of Statistics کا سروے ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے تمام شہروں کی قیمتوں کا سروے کر کے ہر مہینے ایک رپورٹ شائع کی جاتی ہے۔اس رپورٹ میں تمام قیمتوں کا موازنہ کیا جاتا ہے جن کی بنیاد پر inflation statistics بنائی جاتی ہیں کہ مہنگائی کی شرح کیا ہے؟

جناب سپیکر! یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ overall ملک میں مہنگائی بہت زیادہ ہے۔سب سے پہلے میں ایک چیز کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ ان نمبروں کے مطابق پنجاب، پاکستان کی food basket جس میں ریکارڈ گندم پیدا ہوتی ہے۔18.9 ملین ٹن اس دفعہ گندم پیدا ہوئی ہے۔اس رپورٹ کے مطابق اس صوبے کے دارالحکومت میں ایک کلو گرام آٹا کراچی کی نسبت دو روپے مہنگا مل رہا ہے۔26.12 روپے لاہور میں آٹے کی قیمت اس میں لکھی ہوئی ہے۔اگر میرے کسی بھائی نے اسے دیکھنا ہو تو میں بعد میں کاپی دے دوں گا۔یہ انٹرنیٹ پر بھی available ہے۔کراچی میں یہ آٹا دو روپے سستا مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چاول کی قیمت لاہور میں 36.93 روپے یعنی تقریباً 37 روپے فی کلو گرام ہے۔یہ غریبوں کا چاول ہے جسے نان باسمتی کہتے ہیں۔یہی چاول کراچی میں 33.19 روپے میں مل رہا ہے۔اس کے علاوہ باقی بہت سی چیزوں کی قیمتیں لاہور میں کراچی کی نسبت زیادہ ہیں۔ان میں چینی، گڑ، دودھ، ٹماٹر، آلو، پیاز اور لہسن شامل ہیں۔یہ تمام کی تمام چیزیں لاہور میں، پاکستان کی food basket میں، جس صوبے کو زراعت کی شہ رگ سمجھا جاتا ہے اس کے دارالحکومت میں کراچی کی نسبت مہنگی مل رہی ہیں۔ ٹماٹر اور پیاز ہم نے باہر سے import کئے ہیں تو شاید اس لئے کراچی میں سستے ہوں گے لیکن سرگودھا میں بھی ان کی قیمتیں کراچی کے برابر ہیں، فیصل آباد میں بھی ان چیزوں کی قیمتیں کراچی کے برابر ہیں لیکن لاہور پر خاص رحمت کی جا رہی ہے کہ ان سب چیزوں کی

قیمتیں زیادہ وصول کی جارہی ہیں۔یہی ٹماٹر سرگودھا میں22روپے فی کلو گرام میں مل رہے ہیں جبکہ لاہور میں یہ31.50روپے فی کلو گرام کے حساب سے مل رہے ہیں۔اس دور میں یہ مہنگائی لاہور والوں کی قسمت میں کیوں زیادہ آئی ہے؟

جناب سپیکر!وزیر قانون محترم ہیں،انہوں نے فرمایا ہے کہ facts کے ساتھ بات کی جائے تو میں facts لے کر آیا ہوں۔اگر یہ چاہیں تو اس کی کاپی لے کر میڈیا میں hand out کروا دیں۔مجھے تو شرمندگی ہو رہی ہے کہ اگر میں کبھی کراچی جاؤں گا تو وہ اپنے شہر کی قیمتیں دکھا کر مجھ پر طنز شروع نہ کر دیں کہ آپ کے پنجاب کا یہ حال ہے۔آپ لوگ 18.9 ملین ٹن گندم produce کرتے ہو جبکہ سندھ نے میرے خیال میں تقریباً4 ملین ٹن گندم produce کی ہو گی۔اس کے باوجود کراچی میں لاہور کی نسبت سستا آٹا مل رہا ہے۔

جناب سپیکر!لاہور میں دال کی ایک پلیٹ اوسطاً-/28روپے میں ملتی ہے جبکہ یہ کراچی میں-/25روپے میں مل رہی ہے۔کوئی دال import نہیں ہوئی،یہیں سے جاتی ہے۔وہاں پر ایک غریب آدمی کو دال کی پلیٹ-/25روپے میں مل رہی ہے جبکہ یہاں لاہور میں اسے یہی دال کی پلیٹ 28روپے میں مل رہی ہے،حالانکہ کراچی ایک مہنگا شہر ہے۔وہ financial hub ہے،وہاں پیسا بھی زیادہ ہے لیکن پھر بھی وہاں پر لاہور کی نسبت دال سستی ہے۔ہم سے سستی دال تو بنوں میں بھی ملتی ہے۔وہاں پر22روپے میں دال کی پلیٹ ملتی ہے جبکہ لاہور میں یہی دال کی پلیٹ ماشاءاللہ28روپے میں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر!سوائے افسوس کرنے کے میں اس بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔باقی اگر نمبروں پر بات کرنا چاہیں تو یہ میرے پاس حکومت پاکستان کا شائع شدہ inflation index ہے۔کہا جاتا ہے،ہر وقت وزیر قانون صاحب بھی فرما رہے ہوتے ہیں اور حکومتی ممبران بھی کہتے ہیں کہ ہماری پارٹی کے دور حکومت میں مہنگائی بہت زیادہ تھی۔حکومت پاکستان نے inflation کی جو ratios calculate کی ہیں وہ ملاحظہ کر لی جائیں۔میں اپنے بھائیوں کی information کے لئے بتاتا چلوں کہ میں نے آپ کو جو یہ data دکھایا ہے اس میں ہوتا یہ ہے کہ جو بنیادی ضروریات ہوتی ہیں ان کی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے،ان کی average نکال کر ملک کی ایک average inflation دی جاتی ہے۔اس کے مطابق سال 07-2006 میں ہماری پارٹی کے دور حکومت میں ملک کا lowest inflation level 2.9 percent رہا ہے اور یہاں پر 9 فیصد کا figure بھی لکھا ہوا ہے یعنی

ہمارے پانچ سالہ دور میں inflation کا highest level 9% رہا ہے اور lowest level تقریباً تین فیصد تھا۔ پچھلے دو سالوں میں اس مخلوط حکومت کی performance خود ہی انٹرنیٹ پر لکھی گئی ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب اور محکمہ خوراک پاکستان کے نمبرز کو compile کر کے 20 % inflation level لکھا گیا ہے یعنی 20.30 فیصد کا نمبر دیا گیا ہے۔اس پر مجھے سوائے رونے کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

جناب سپیکر! چلیں، یہ تو حکومت پاکستان کے نمبرز ہیں، پتا نہیں کوئی کہے کہ شاید حکومت اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کی شوقین ہے اس لئے اپنے خلاف لکھ کر رکھا ہوا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو independent agencies ہیں ان کی reports ملاحظہ کر لیں، ورلڈ بنک کی شائع کردہ رپورٹ ملاحظہ فرمالیں۔اس کی کاپی میں نے ان کی ویب سائیٹ سے نکالی ہے۔اگر کوئی بھائی چیک کرنا چاہے تو ضرور انٹرنیٹ پر چیک کرے بلکہ میں بھی اس کی کاپی فراہم کرنے کو تیار ہوں۔اس میں ایک گراف بنایا گیا ہے جس میں ہر مہینے کی شرح لکھی ہوئی ہے۔ ہماری پارٹی کے دور حکومت کے آخری دو سالوں میں جو month over month changes ہیں اور جو inflation figures quote کی جارہی ہیں اس کے مطابق ہماری highest figure 9.3 percent آتی ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت کے highest figures جو میں ادھر دیکھ رہا ہوں وہ تقریباً 24.33 فیصد ہیں۔ یعنی ایک مہینے میں تقریباً 25 فیصد مہنگائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! باتیں تو ہم سب ہی کرنا جانتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ 8۔ارب روپے کی stated subsidy دی گئی ہے۔یہ بھی میں نے حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی ویب سائیٹ سے نکالا ہے۔اس میں آٹھ ارب روپے کی subsidy کا لکھا ہوا ہے۔اس کے باوجود اگر آٹا پنجاب میں کراچی کی نسبت مہنگا ملے تو پھر کتنا ظلم ہے۔8۔ارب روپے کی subsidy کے بعد بھی پنجاب میں آٹا کراچی کی نسبت مہنگا ہے جبکہ سندھ میں ایک روپے کی subsidy بھی نہیں دی گئی۔ شاید دی بھی گئی ہو لیکن ان کے بجٹ میں نہیں لکھی ہوئی۔ وہ 8۔ارب روپے کہاں گئے؟ حکومت سندھ کے finances کے اوپر ہم بعد میں بات کریں گے، frankly اس حوالے سے میرے پاس کوئی data موجود نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آٹھ ارب روپے کی subsidy کے بعد بھی اگر لاہور میں قیمتیں زیادہ ہیں تو اس کا پھر کیا جواز ہے؟

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میرے پاس wheat procurement کے figures ہیں۔ پچھلے سالوں کی نسبت اس سال گندم کی پیداوار زیادہ ہوئی ہے۔یہ بھی حکومت پنجاب کا data ہے کہ اس سال تقریباً18 ملین ٹن wheat produce ہوئی ہے جو کہ ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ پچھلے دس سالوں میں اتنی زیادہ پیداوار کبھی نہیں ہوئی۔2007 میں گندم کی پیداوار تقریباً اس سال کے نزدیک پہنچی تھی لیکن اس سال کی نسبت پھر بھی کم تھی۔اس سال تقریباً 18 ملین ٹن گندم کی ریکارڈ production ہوئی اور اسی طرح procurement بھی ریکارڈ ہوئی ہے۔یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ صوبائی حکومت کی طرف سے procurement بھی ریکارڈ ہوئی ہے،5.78 ملین ٹن کی procurement ہوئی ہے تو اس ریکارڈ procurement کے باوجود کیا جواز ہے کہ آٹا پنجاب میں مہنگا،لاہور میں مہنگا جبکہ کراچی میں سستا مل رہا ہے؟

جناب سپیکر!میں اس بحث میں نہیں جانا چاہوں گا کہ subsidies کام کرتی ہیں یا نہیں کرتیں؟آپ کی پارٹی کی governance کام کرتی ہے یا نہیں کرتی؟اس کا فیصلہ عوام ہی کرے گی ہم نہیں کر رہے۔مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سیاسی بحثوں میں کب تک لگے رہیں گے؟ہمارے دور میں دال کی پلیٹ -/20 روپے کی تھی اب لاہور میں وہ پلیٹ 28.15 average روپے میں مل رہی ہے تو سفید پوش طبقہ کیا کرے؟میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں politics کو politics ہی رہنے دینا چاہئے۔ ہم اگر آج سے عوام کی خاطر مل بیٹھ کر کچھ کر سکتے ہیں تو اس کے لئے ہماری پارٹی حاضر ہے۔ اگر ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی مشاورت کی ضرورت ہے، اگر ہم کسی بھی قسم کی contribution کر سکتے ہیں تو ہم حاضر ہیں۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب خوشحال ہو، پنجاب کا نام ہو، ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب bankrupt نہ ہو، یہ ہمارا گھر ہے اور اگر پنجاب کا نقصان ہوتا ہے تو یہ میرے لئے فخر نہیں بلکہ شرمندگی کی بات ہے۔ میں صرف یہاں پر point out کروں گا اور پنجاب سے باہر جا کر میں اس کو point out کرنا بھی مناسب نہ سمجھوں گا۔آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تقریر میں اپنا نام رکھوالیں اس میں پھر کھل کر بات کریں۔(قطع کلامیاں)

جی، فرمائیں لیکن مختصر کریں کیونکہ یہ point of order ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال:جناب سپیکر!شکریہ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کل میں اپنی پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں گیاتو وہاں ادویات نہیں تھیں۔جب میں نے مزید probe کیاتو پتا چلا کہ جن دکانداروں سے ادویات لیتے تھے ان کا بل اتنا زیادہ ہو گیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ادویات نہیں دیتے۔جب میں نے سیکرٹریٹ فون کیاتو پتا چلا کہ پنجاب حکومت آٹے کی وجہ سے بھوکی ہو گئی ہے۔ ممبران کا ایک ہی استحقاق تھا اس کو بھی کھا رہی ہے۔اصل میں تو اس پر تحریک استحقاق پیش ہونی چاہئے تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:سیال صاحب!اس حوالے سے میٹنگ ہوئی تھی اس پر 40لاکھ روپے رکھ لئے گئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کے لئے یہ forum نہیں ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر discuss کریں، یہ on the floor of the House مناسب نہیں ہے۔اس کو ہم نے already take up کیا ہوا ہے اور اس کے لئے پیسا رکھ دیا گیا ہے کیونکہ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال:جناب سپیکر!پچھلے دور میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ ممبران کو ادویات نہ ملی ہوں۔ کسی ممبر کو تکلیف ہو جائے تو کوئی چیز نہیں ہے لہذا استدعا ہے کہ kindly آٹے سے تھوڑے پیسے بچا کر ممبران کی ادویات خرید لی جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ۔ رانا ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب رائے محمد شاہجہان خان!

رائے محمد شاہجہان خان:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔ ہمارے ملک میں جو غذائی بحران جاری ہے میں اس کے دو نکات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ قیمتوں کا تعین اور خوراک کی پیداوار کی supply کو مارکیٹ میں demand and supply کی forces طے کرتی ہیں۔ ہمارے ملک میں جب بھی چیزیں short ہوتی ہیں تو لازمی طور پر اس کی supply کم ہو جاتی ہے۔Supply کا تعلق اس بات سے ہے کہ کاشتکار کو اس کا proper معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ مثال کے طور پر جب وہ چنا کاشت کرتا ہے تو اس کو فی ایکڑ اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ وہ اس میں interest لے،جب وہ سبزیاں کاشت کرتا ہے تو اس کو فی ایکڑ اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ وہ اس میں interest لے، نتیجتاً جب اس کی کاشت کم ہوتی ہے تو غذائی بحران کی ابتدا ہوتی ہے اس لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ کاشت کار کو اس کی فصل کا proper معاوضہ دیا جائے اور اس کے لئے ہمیں صوبے کے Chief Executive کی will کی

ضرورت ہے۔ کاشتکاروں کے لئے بہتر معاوضے کے بندوبست کو ensure کرنا ہی سب سے پہلا نکتہ ہے کیونکہ یہ آپ کی supply کو بڑھا سکتا ہے، غذائی بحران کو کم کر سکتا ہے اور اس سے خوراک پوری کی جا سکتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف سے استدعا کرتا ہوں کہ ایک ایسی دکان جس کو روز خسارے کا سامنا ہو وہ کبھی پھلتی پھولتی نہیں، اس کے کاروبار میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ وہ آہستہ آہستہ بیٹھتی جاتی ہے اور نتیجتاً کاروبار collapse کر جاتا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کاشتکار کو اس کا معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ ہم نے بڑے زور شور سے دھان کی فصل اگائی اور میں خود ایم پی اے ہوتے ہوئے پاسکو کو ایک من دھان فروخت نہیں کر سکا اس لئے وفاقی حکومت سے ہماری استدعا ہے کہ اگر انہوں نے market forces کو کنٹرول کرنا ہے، اگر انہوں نے آکر کاشتکاروں کو سنبھالنا ہے تو ان کو مارکیٹ میں بروقت آنا چاہئے تھا اور ہمیں اس کا بہتر معاوضہ ملتا۔ آج دھان کا کاشت کار بیٹھ چکا ہے، اس کے ہاتھ سے فصل سستے داموں نکل گئی، نتیجتاً وہ اگلی فصل میں کھاد بھی نہیں ڈال سکا۔ یہ سب سے اہم مسئلہ ہے کہ کاشتکار کو اس کا معاوضہ ensure کیا جائے اور اسے encourage کیا جائے تاکہ وہ چیزوں کو پیدا کرے۔

جناب والا! دوسرا اس سے اہم معاملہ جو مہنگائی کا باعث ہے وہ ہمارے ملک کے اندر کاروبار کی monopolies ہیں مثال کے طور پر شوگر ملیں چند مخصوص ہاتھوں میں ہیں۔ وہ کاروبار میں زمینداروں کا استحصال کرتے رہے، نتیجتاً آج گنے کی پیداوار بھی بیٹھ چکی ہے۔ اسی طریقے سے خوردنی تیل کی بات لے لیجئے، تھوڑی سی solvent industry ہے جس کے ہاتھوں میں یہ کاروبار ہے۔ وہ اپنی مرضی کے rates لگاتے ہیں جس سے انہیں کاروبار کے اندر بڑا abnormal profit ہوتا ہے لیکن زمیندار کے ہاتھ میں کینولا اور سن فلاور کی کوئی ایسی price نہیں جاتی کہ اس کی طرف رغبت پیدا ہو اور کاشتکار اس کو کاشت کرنے کی طرف آئے اور ہمارے ملک کے اندر گھی سستا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح چند مخصوص لوگوں کے ہاتھ میں floor ملیں ہیں وہ اپنی مرضی سے ان کے rates مقرر کرتے ہیں۔ ہم جس سرمایہ دارانہ نظام میں رہ رہے ہیں اس میں free market کا حسن یہ ہے کہ یہاں پر مکمل مقابلہ رائج کیا جائے اور monopolies break کی جائیں اور یہ کام ہمارے سٹیٹ بنک اور کمرشل بنکوں کا ہے کہ جب وہ loans advance کرتے ہیں تو وہ دیکھیں کہ یہ کس کاروبار کے لئے جا رہا ہے، آیا یہ کوئی productive کاروبار ہے جس میں ہماری investment جا رہی ہے۔ سٹیٹ بنک نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور مختلف تاجروں کو اس

طرح سے loaning کی جارہی ہے کہ وہ پورے ملک کا گھی اور چینی بھی اٹھا کر hold کر لیتے ہیں۔ ہمیں اس monopoly business کو توڑنا ہو گا اور ہم مختلف subsidies سے اس کو نہیں سنبھال سکتے۔ حضرت سلیمان کی بادشاہی چرند، پرند، حیوان اور جن کے اوپر تھی تو ایک دن ان کو خیال آیا کہ میں کیوں نہ مخلوق خدا کو ایک روز کا کھانا کھلاؤں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک مچھلی نمودار ہوئی اور اس نے کہا کہ مجھے تو دیں مجھے بڑی جلدی ہے تو پیغمبر وقت نے فرمایا کہ ٹھہرو! سب مخلوق آئے گی تو مل کے کھانا، اس نے کہا، نہیں جی، میرا ابھی بندوبست کریں تو انہوں نے فرمایا کہ کھالو۔ وہ مچھلی ایک نوالے میں سارا کھانا کھا گئی اور اس نے کہا کہ میں اڑھائی لقمے کھاتی ہوں، ایک میں نے کھالیا ہے باقی کا بندوبست کریں۔ ہم مخلوق خدا کو subsidies کے ذریعے آٹا سستا کر کے نہیں کھلا سکتے، ہم market mechanism کو کنٹرول نہیں کر سکتے کیونکہ ہم سرمایہ دارانہ economies کے اندر زندہ ہیں اس لئے ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمارے پاس ایک موثر ہتھیار ہے کہ ہمارا سٹیٹ بنک آگے آئے اور ایسے شعبوں کے اندر اپنی investment بڑھائے جن سے ہماری پیداوار بڑھ سکتی ہے، جن سے ہمارا زرعی شعبہ آگے آ سکتا ہے، جن سے ہمارے inputs کی انڈسٹری آگے پھیلے۔ میں یہاں آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ سٹیٹ بنک اپنا کردار ادا کرے اور ایسے لوگوں کو solvent industry دی جائے جن کے پاس پہلے یہ industry نہیں ہے تاکہ اس industry میں پہلے سے موجود لوگوں کی monopoly break کی جائے، زیادہ ملیں مقابلے میں آئیں جس سے مارکیٹ میں مقابلے کا رجحان رائج ہو، یہ کام صوبائی حکومت کر سکتی ہے اور نہ market force control کرنے والا کوئی ادارہ کر سکتا ہے۔ یہ صرف اور صرف سٹیٹ بنک کی ذمہ داری ہے اور یہ Monopoly Commission کی ذمہ داری ہے کہ جو بڑے بڑے cartels پچھلے دور میں آمریت کی چھتری کے نیچے بنے ہیں۔ آج عوام الناس سے ہر چیز چھینی جارہی ہے اور آج ہم غذائی بحران کا شکار ہیں۔ پچھلے 8 سالہ دور کی کارستانی ہے کہ ایسے لوگوں کو promote کیا گیا، ایسے بنکوں کے cartels بنائے گئے، ایسے investment کے cartels بنائے گئے کہ آج عوام الناس کے پاس پہننے کو کپڑا ہے اور نہ کھانے کو خوراک ہے اور ہم بھاگے پھر رہے ہیں کہ ان کو ایک ہزار یا دو ہزار روپے دیں اور سستی روٹی دیں۔ یہ بڑے اچھے اقدامات ہیں لیکن یہ جزوقتی ہیں اور یہ مسئلے کا حل بھی نہیں ہیں۔ ہمیں اپنی investment کا، صوبے کی investment کا اور اپنے ملک کی investment کا، رخ اس جانب موڑنا ہو گا تاکہ ہم monopoly کی قوتوں کو توڑ سکیں اور مکمل مقابلے کی فضا قائم ہو۔

آپ دیکھیں کہ ٹیلیفون ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس میں پچھلے 8 سالوں میں مکمل مقابلہ رائج تھا جب PTCL کی monopoly گئی تو اب لوگوں کے ہاتھ میں موبائل فون ہیں اور ان کے ریٹ بہت سستے ہیں۔ اگرچہ کمپنیوں کو زیادہ منافع نہیں ہو رہا، بے شک نہ ہو یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے لیکن عوام الناس کو آج ایک سستی سہولت میسر ہے۔اس طرح کے اقدامات سے ہم monopoly کا خاتمہ کر کے اپنی investment کو صحیح سمت پر ڈال کر اس عذاب اور مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ میری آپ سے یہی التجا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں wind up speech کر سکوں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اپوزیشن کے معزز اراکین نے ابھی اس بحث کا آغاز کیا تھا۔وہ بات کر کے چلے گئے ہیں۔ پنجاب کے عوام سے محبت کا یہ اظہار بڑا عجیب سا لگا ہے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ میں زیادہ تنقید کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی ہمیں ضرورت ہے۔یہاں ہمارا سامنا مہنگائی سے ہے اور آج ہم خوراک پر تقریر کر رہے ہیں تو یقیناً ان کی باتیں قابل ذکر تھیں اور ان کا جواب بھی انھیں سننا چاہئے تھا۔ مجھے رات 8 بجے پیغام ملا تھا کہ آج خوراک پر بحث ہے جو کہ قائد حزب اختلاف کی خواہش پر آج کا دن خوراک پر بحث کے لئے رکھا گیا لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنی بات کر کے چلے گئے صرف اپوزیشن کی ایک خاتون یہاں بیٹھی ہیں اور باقی سب چلے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو figures یہاں دی گئی ہیں یا جو بحث کی گئی ہے یہ بالکل اس لحاظ سے قابل ذکر نہیں ہے کہ کسی بھی چیز کو pin point کیا گیا، identify کیا گیا اور نہ ہی اس بارے میں ہم سے وضاحت لی گئی کہ پنجاب حکومت کیا کر رہی ہے۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ غیر متعلقہ چیزیں پیش کریں اور بحث کا آغاز کر کے چلے جائیں۔

جناب سپیکر!میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت اپنی ذمہ داریوں سے کسی لحاظ سے بھی آنکھیں نہیں چرا رہی۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ پیچھے جو دو procurements گزری ہیں اور ان کے ساتھ ہماری releases ہوئی ہیں۔ گندم ایک بہت بڑا factor ہے جو نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان کو ہم supply کرتے ہیں اور 80 فیصد خوراک پنجاب سے پورے ملک میں supply کی جاتی ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ bumper crop پچھلے سال پاکستان میں ہوئی اور اس کے

بعد ایک اور بڑا اعزاز جو وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب حکومت بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو ملا۔ وہ یہ تھا کہ procurement کے لحاظ سے بہت سے ممبران زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور دیہاتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے یہ خدشات تھے کہ ہم شاید اس کو procure نہیں کر سکتے اور ہماری جو کاوشیں تھیں یا جس کا ہمیں معاوضہ ملنا تھا یا جو کاشتکار کا حق تھا وہ شاید نہ مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت اس میں سرخرو ہوئی ہے کیونکہ بہت سے نامساعد حالات کے باوجود، مالی وسائل کی کمی کے باوجود، محکمہ خوراک میں سٹاف کی کمی کے باوجود، storage capacity نہ ہونے کے باوجود زمیندار کو اس کا معاوضہ دیا ہے اور جس طرح سے procurement کی ہے اسے بھی پنجاب کی تاریخ سرفہرست رکھے گی کہ ہم نے 58 لاکھ ٹن گندم پچھلے سال procure کی۔ ہمارے پاس وسائل نہیں تھے لیکن ہم نے اس ایریا کو یعنی زراعت جسے ہم پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔ زمیندار ہمارے بھائی ہیں ہم نے انہیں اوپر لے کر آنا ہے۔ شہری علاقوں کے مقابلے پر دیہاتوں کو لے کر آنا ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ہمارے جو کسان بھائی محنت کر رہے ہیں اور پاکستان کے لئے گندم اور دیگر اجناس پیدا کر رہے ہیں تاکہ ان کو اس کا معاوضہ ملنا شروع ہو جائے۔ میں ان کو بتانا چاہتا تھا کہ یہاں پر آج ہم نے ان کو figure بتانی ہے کہ ہم نے urban area سے rural area کی طرف -/625 روپے گندم کی فی من قیمت تھی جسے بڑھا کر -/950 روپے فی من کیا گیا۔ اس طرح urban area سے rural area کی طرف 62۔ارب روپیہ گیا ہے اور اس سے ان کی economy بہتر ہوئی ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں جو مایوسی تھی وہ ختم ہوئی ہے اور انھوں نے دیکھا ہے کہ اگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم گندم کا ایک ایک دانہ خریدیں گے تو انھوں نے خرید کر دکھایا ہے۔ یہاں بہت نامساعد حالات تھے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ 142۔ارب روپے کی گندم ہم نے خریدی جس کے بارے میں آج کل کے دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے محکمے میں پہلے ہی افسران اور اہلکاران کم ہیں لیکن انھوں نے دن رات محنت کی اور وہ کام کر دکھایا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی رائے شاہجہان صاحب کہہ رہے تھے کہ معاوضہ نہیں مل رہا تو میں اس کے بارے میں تفصیل بتاتا ہوں کہ اس دفعہ گنے کی support price -/100 روپے مقرر کی گئی ہے لیکن مارکیٹ میں اس وقت شوگر ملوں کا مقابلہ ہے تو گنے کا ریٹ 160/150 روپے تک چلا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ہماری calculation کے مطابق اس سال

42۔ارب روپیہ urban area سے rural area کی طرف جائے گا۔اس سے بڑھ کر ہم زمیندار کو کیاsupport کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ زمیندار کو اس کی محنت کا پھل مل رہا ہے۔ ان کی پاکستان اور پنجاب کے ساتھ محبت ہے اور ان کو جو چیلنج دیا گیا تھا کہ ہم نے خود کفیل ہونا ہے،اس ملک نے خوراک میں خود کفیل ہونا ہے اور ہم اس کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابھی یہاں پر یہ بات بھی کی گئی کہ دھان خریدی نہیں گئی۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت یا محکمہ خوراک نے کبھی بھی دھان نہیں خریدا۔ یہ Federal subject ہے اور وفاقی حکومت پاسکو کے ذریعے دھان خریدتی ہے۔ ہمارا4۔نومبر 2009 کو اسلام آباد وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں وفد گیا جس میں، میں اور وزیر زراعت بھی تھے اور ہمارے کسان بھائی بھی ساتھ تھے۔ وہاں وفاقی کابینہ کی میٹنگ تھی۔اس سے پیشتر وزیر اعلیٰ صاحب کی خاص دلچسپی کی وجہ سے آدھ گھنٹے کے لئے وزیر اعظم پاکستان نے ہمیں موقع دیا کہ ہم ان سے علیٰحدہ میٹنگ کر سکیں۔اس میٹنگ میں ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو2لاکھ کا target پیش کیا ہے،اس کو بڑھا کر10 لاکھ کریں۔اس بارے میں کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اس کو2لاکھ سے بڑھا کر 10 لاکھ کر دیا جائے۔ اس لحاظ سے 5لاکھ دھان پنجاب سے خریدا جانا تھا لیکن بعد میں سست روی نظر آئی، جس کی وجہ سے زمیندار کی مشکلات نظر آئیں تو پھر مجھے وہ وقت یاد ہے کہ رات 9 بجے وزیر اعلیٰ پنجاب، سیکرٹری خوراک، سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری انڈسٹری کو طلب کیا اور ہمیں حکم دیا کہ اس وقت یہ issue بہت raise ہو چکا ہے۔اگر وہاں سے سست روی ہے تو اس طرح زمیندار کا نقصان ہے۔آپ فوری طور پر 24 گھنٹوں کے اندر اندر خریداری شروع کر دیں۔ ہم نے ان کو بتایا تو ان کے بھی علم میں تھا کہ ہم دھان کی خریداری نہیں کرتے۔اس میں ہمارا تجربہ نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ اس وقت ہم نے زمیندار کو دیکھنا ہے۔آپ سب کچھ arrange کریں،پیسا arrange کریں پھر اُسی رات وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر اعظم صاحب سے رابطہ کیا اور اُن سے منوالیا کہ آپ ہمیں دو اضلاع میں دھان خریدنے دیں جس میں ضلع گوجرانوالہ اور ضلع شیخوپورہ تھا۔ وہاں پر ہم نے اپنی efforts کے ساتھ 24 گھنٹے کے اندر اندر centres کھولے اور purchase شروع کر دی۔ پاسکو نے ہمیں50 کروڑ روپے اس purchase کے لئے دینے تھے جو آج تک ہمیں نہیں ملے لیکن ہم نے کسی سے کوئی شکوہ شکایت نہیں کی۔ ہم نے اپنے محکمہ خوراک سے 34 کروڑ روپے کا دھان خریدا۔ ہمارے اس interference کی وجہ سے جو دھان سات ساڑھے سات سو روپے میں بِک رہا تھا،اُسی

کی price آٹھ دنوں کے اندر اندر -/1000روپے تک پہنچ گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمیندار کے ساتھ ایک محبت کا رشتہ تھا جو ہم نے نبھایا تاکہ زمیندار کو جو مسائل پیش آرہے ہیں اُن کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی ہراج صاحب یہاں پر آ گئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے کمپیوٹر سے مختلف چیزیں اکٹھی کی ہیں۔ یہ کسی جگہ کا ذکر کر رہے تھے کہ دو روپے ریٹ کم ہے تو میں اس سلسلے میں ان کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں جسے یہ نوٹ بھی کر لیں اور تصدیق بھی کر لیں کہ سندھ میں ex-mill بیس کلو آٹے کی قیمت -/580روپے ہے، سرحد میں -/570روپے ہے، بلوچستان میں -/580روپے ہے اور پنجاب واحد صوبہ ہے جس میں ex-mill بیس کلو آٹے کا ریٹ -/557روپے ہے حالانکہ پچھلے آٹھ دس ماہ میں اس کی قیمت بڑھی ہے۔ میں یہ ان کے ریکارڈ کی درستی کے لئے بتانا چاہتا ہوں، اِن کو میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے figures اس لحاظ سے اس لئے بھی گڑبڑ ہو گئے ہوں گے کیونکہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جو figures میں نے بتائے ہیں یہ حکومت پاکستان کے شائع شدہ ہیں، میں نے اپنی طرف سے کوئی feed نہیں کئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! already آپ نے اپنی تقریر میں بتایا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کو بھی کہیں سے غلط figures ملے ہیں۔ میں ان کو ایک وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت سندھ کے پاس وہ گندم سٹاک میں موجود تھی جو پچھلے سال import کی ہوئی تھی جو ہر لحاظ سے خراب ہو رہی تھی۔ ویسے آپ کو بھی پتا ہے اور ہم نے بھی پنجاب میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ وہ substandard تھی۔ اس گندم کو نکالنے کے لئے صوبہ سندھ میں -/300روپے ریٹ کم کر دیا اور ایک لاکھ ٹن گندم -/300روپے کم کر کے مارکیٹ میں بھیجی جس کی وجہ سے ان کو یہ spirit نہیں آیا۔ میں وہ figures بتا رہا ہوں جو official ہیں، اسے آپ حکومت سندھ کے محکمہ خوراک، حکومت سرحد اور حکومت بلوچستان سے چیک بھی کر سکتے ہیں اس کے باوجود اس میں کوئی فرق ہو تو ہم اس کے جوابدہ ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی نے یہ بھی بات کی کہ ہماری حکومت کے پاس پیسا ہے لیکن اگر ہم اسے صحیح سمت کی طرف لے کر جائیں تو اُس سے بہتری آ سکتی ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے ہم تو ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں، اگر ان کے پاس اچھی تجاویز ہیں تو ہم انہیں adopt کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی شوگر مافیا اور شوگر کین کے حوالے سے بات کی گئی تو ہماری بڑی clear-cut ہدایات

ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس نے ہر ہفتے اس کو monitor کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ شوگر مل مالکان کس بھاؤ پر گنا خرید رہے ہیں اور خریدنے کے بعد چینی کس دام میں مارکیٹ میں آ رہی ہے۔اگر وہ مالکان ناجائز منافع لے رہے ہیں تو گورنمنٹ اس کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتی۔اس کے علاوہ ہماری wheat کی procurement policy جس کی سربراہی ہمارے بہت سے دوست کر رہے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں بہت سارے ایم پی اے حضرات اور منسٹر صاحبان شامل ہیں، ہم سب مل بیٹھ کر آئندہ procurement policy لا کر آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ میں یہ بھی ensure کرا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں 60 لاکھ ٹن گندم کو سنبھالنا اور دیگر چیزوں سے بچانا ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے جس پر ہم اپنی پوری تندہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو بچائیں کیونکہ یہ قوم کا سرمایہ ہے۔پنجاب اس کو پوری طرح monitor بھی کر رہا ہے۔ہمارے پاس صرف دو ماہ رہ گئے ہیں اور ہمارے پاس آج کے دن surplus wheat کا سٹاک تقریباً 41 لاکھ 16 ہزار ٹن موجود ہے لیکن وفاقی حکومت کو ہم نے 2.5 ملین ٹن کی request کی ہے کہ آپ اس کو اپنے reserves میں رکھیں۔ان سے negotiation یہ چل رہی ہے کہ وفاقی حکومت 2 ملین ٹن کی بات کر رہی ہے اور ہم ان سے 2.5 ملین ٹن کی request کر رہے ہیں۔اگر 2 ملین ٹن بھی وہ reserves میں رکھ لے تو پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس جو سٹاک carry forward ہو گا وہ 7 لاکھ ٹن سے زیادہ نہیں ہو گا۔یہ بہت بڑی achievement ہے کہ ہم نے سات لاکھ ٹن کو procure کیا۔پرسوں سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کی صدارت میں ہماری میٹنگ ہو رہی ہے جس میں ہم procurement policy دے رہے ہیں۔ہمارے زمیندار بھائیوں نے یہاں پر گندم پھر اسی امید پر کاشت کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم جو وعدہ کرتی ہے پورا کرتی ہے۔اسی تناظر میں ہم پرسوں اس پالیسی کا اعلان کر رہے ہیں جس کی وزیر اعلیٰ صاحب سے approval لے کر ہم اگلے ہفتے پالیسی کا باقاعدہ اعلان کر دیں گے۔ہم زمیندار بھائیوں کو یہ یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے پنجاب حکومت پر اعتماد کیا تھا اس دفعہ بھی وہ اُسی اعتماد کے ساتھ آگے بڑھیں۔یہ اجناس جو پیدا کر رہے ہیں وہ پنجاب اور پاکستان کے لئے کر رہے ہیں۔میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت 94۔ارب روپے کی گندم ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ اگلے سال ہمیں 120۔ارب مزید درکار ہوں گے تو یہ سب کچھ ہم نے وفاقی حکومت کی support کے ساتھ ہی

کرنا ہے۔ ہم نے وفاقی حکومت سے کہہ دیا ہے کہ اگلے سال ان زمینداروں کو مطمئن کرنا ہے اور ان کی گندم خریدنے کے لئے ہمیں 120۔ارب روپے کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ ان کے ساتھ معاملات چل رہے ہیں یقیناً وہاں سے positive response آئے گا۔ پچھلے سال بھی وہ ہمارے ساتھ اسی طرح تعاون کے ساتھ چلتے رہے ہیں۔اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم میں یا ہمارے ملک میں کوئی کمی ہے تو ہم اس کو چھپانا نہیں چاہتے۔ میں بتاتا ہوں کہ اس سال چونکہ گنے کی پیداوار کم ہوئی ہے اس لحاظ سے پورے پاکستان میں دس لاکھ چینی کی کمی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے 4۔نومبر 2009 کو وفاقی کابینہ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ دس لاکھ ٹن چینی باہر سے درآمد کی جائے گی جس کے لئے دو ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ وفاقی معاملہ ہے، وہی منگواتے ہیں اور وہی باہر بھجواتے ہیں لہذا پنجاب حکومت day to day اُن کے ساتھ رابطے میں ہے اور request کر رہی ہے کہ in time چینی آنی چاہئے تاکہ یہاں پر کوئی مسائل پیدا نہ ہوں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ آٹے اور چینی کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ اگر آپ دو پونے دو سو روپے میں گنا فروخت کریں گے تو definitely اس کا اثر پڑے گا۔ ہم اپنے زمیندار کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ سو روپے میں ہی فروخت کریں۔ زمیندار کو -/625 روپے کی بجائے -/950 روپے گندم کی قیمت ملی ہے تو اس سے دیہاتوں اور ان علاقوں میں خوشحالی آئی ہے، اسی وجہ سے پاکستان اب گندم میں خود کفیل ہوا ہے۔یہاں پر ہمارے قائد حزب اختلاف نے ابھی پانی کے حوالے سے بات کی اور وہ تین چار محکموں کو اکٹھا ہی لے کر چل پڑے۔ پانی کا اس وقت یقیناً ایک issue ہے جو نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری دنیا کا issue بن چکا ہے، اس پر وفاقی حکومت کام کر رہی ہے اور پنجاب حکومت پوری طرح اس کے ساتھ ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب کے حصے کا پانی ہمیں ملتا رہے کیونکہ ہم نے اپنے وسائل کے مطابق چلنا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر گنے کی قیمتوں کے حوالے سے بات کی گئی تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ price difference اس لئے آ رہا ہے کہ سو روپے کی support price کی بجائے اس وقت تقریباً دو، پونے دو سو روپے تک مارکیٹ میں گنا خریدا جا رہا ہے لیکن اگر ہم اس کی اوسط نکالیں تو تقریباً -/150 سے -/160 روپے قیمت چل رہی ہے جس کی وجہ سے جو چینی بن رہی ہے اس کے تقریباً 60/61 روپے فی کلو کے production rates آ چکے ہیں۔ انہوں نے اکبری منڈی کی بات کی تو آج کا ریٹ وہاں پر 62/63 روپے فی کلو ہے۔ انٹرنیشنل مارکیٹ میں آٹھ سو ڈالر سے زیادہ پرائس ہو

چکی ہے لہذا ہماری کوشش ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ چینی پیدا کریں اور اپنے اوپر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔اس لحاظ سے ہماری کوشش ہے کہ جہاں جہاں مہنگائی کا معاملہ چل رہا ہے وہ کوئی ایسے ہی نہیں آگیا یا mismanagement کی وجہ سے نہیں آیا، وہ پرائس کی وجہ سے آیا ہے وہ سب کو برداشت کرنا پڑے گا لیکن اس کے باوجود good governance اور بہتر حکمت عملی سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں جہاں ہم مہنگائی کنٹرول کر سکتے ہیں ہم کریں اور عوام کو سستی چیزیں مہیا کریں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 22۔جنوری2010 بوقت صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

189

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جنوری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ خدمات وانتظام عمومی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون ملتان یونیورسٹی برائے خواتین مصدرہ2010(مسودہ قانون نمبر4بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون ملتان یونیورسٹی برائے خواتین مصدرہ2010ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ امن وامان پر عام بحث

191

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،22۔جنوری2010

(یوم الجمع،6۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر7منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱرۡكَعُواْ وَٱسۡجُدُواْ وَٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمۡ وَٱفۡعَلُواْ ٱلۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَo وَجَـٰهِدُواْ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦۚ هُوَ ٱجۡتَبَىٰكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٍۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمۡ إِبۡرَٰهِيمَۚ هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ مِن قَبۡلُ وَفِى هَـٰذَا لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِۚ فَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱعۡتَصِمُواْ بِٱللَّهِ هُوَ مَوۡلَىٰكُمۡۖ فَنِعۡمَ ٱلۡمَوۡلَىٰ وَنِعۡمَ ٱلنَّصِيرُo

سُوْرَۃُ الحَجّ آیات 77 تا 78

مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤo اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی کسی بات میں تنگی نہیں کی۔اور تمہارے لئے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا۔اسی نے پہلے یعنی پہلی کتابوں میں تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔اور اس کتاب میں بھی تاکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے بارے میں شاہد ہوں اور نماز پڑھو اور زکواۃ دو اور اللہ کے دین کی رسی کو پکڑے رہو۔وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگارo

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت الحاج اختر حسین قریشی نے حاصل کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ منگتا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کفِ پا تیرا
دستگیری میری تنہائی کی تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا
پورے قد سے جو کھڑا ہوں تُو یہ ہے کرم
مجھ کو جھکنے ہی نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
ایک بار اور ابھی بطحیٰ سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

سوالات (محکمہ خدمات وانتظام عمومی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! براہ مہربانی کچھ خیال کریں۔آپ کے اور دوسرے ساتھیوں کے سوالات ہیں۔یہ اتنا بڑا ایجنڈا ہے۔میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر سے گریز کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کی وجہ سے یہ پہلا سوال رہنے دیتا ہوں دوسرا کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، دوسرے سوال کا نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! جب وہ سوال آئے گا تو اس کا نمبر بولیں گے۔

جناب سپیکر: اس سوال پر آپ کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

سید حسن مرتضٰی: جی، نہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔جی، نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 240 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں گریڈ 17 تا 20 کے سرکاری ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کا مطالبہ

*240 ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت لاہور میں سکیل20،19،18،17 کے ملازمین کو سرکاری رہائش کس کس جگہ فراہم کرتی ہے، ان کالونیوں کے نام اور ان میں گھروں یا فلیٹ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ گھر/فلیٹ جن ملازمین کو الاٹ ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ اور تاریخ الاٹمنٹ کی تفصیل بتائیں نیز کتنے گھر کس کس جگہ اور کس کالونی میں خالی ہیں، ان کے نمبر بتائیں؟

(ج) ایسے کتنے سرکاری ملازم لاہور میں تعینات نہ ہیں اور گزشتہ ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ الاٹمنٹ اور وہ کب سے ان رہائش گاہوں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں اور ان سے کرایہ کس شرح سے وصول کیا جارہا ہے؟

(د) حکومت ان ناجائز رہائش پذیر افراد سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مطلوبہ فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ صرف سکیل 17 کے لئے کوئی خاص رہائش گاہیں مختص نہیں ہیں کیونکہ کیٹیگری 4-3 رومز سکیل 14تا17 کے ملازمین کے لئے مختص ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔صرف جی او آر۔iv میں خوشنما فلیٹ 19،20،29 اور غزالی 12 خالی ہیں۔

(ج) وفاقی حکومت کے ملازمین لاہور سے ٹرانسفر ہونے پر سرکاری رہائش اس وقت تک رکھ سکتے ہیں جب تک انہیں ان کی تعیناتی کی جگہ پر ان کی حیثیت کے مطابق سرکاری رہائش الاٹ نہیں ہو جاتی تاہم دیگر ملازمین لاہور سے ٹرانسفر ہونے پر مجاز اتھارٹی کی اجازت سے آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش گاہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو سرکاری ملازم مذکورہ مدت ختم ہونے کے بعد سرکاری رہائش گاہیں رکھے ہوئے

ہیں انہیں قانون کے مطابق نوٹس جاری ہو چکے ہیں اور انہوں نے عدالتوں سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ان کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سرکاری گھر خالی کروانے کے لئے عدالتوں میں مقدمات کی تندہی سے پیروی کی جاتی ہے اور عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں غیر قانونی قابضین سے بذریعہ سپیشل مجسٹریٹ سرکاری گھر خالی کروالئے جاتے ہیں اور ان سے غیر قانونی دورانیہ کا کرایہ تنخواہ کا60 فیصد بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جز(ج) کے بارے میں سوال یہ تھا کہ ایک سال یا اس سے زائد عرصہ سے سرکاری رہائش گاہوں پر جو لوگ قابض ہیں ان کے نام، عہدے، گریڈ، تاریخ الاٹمنٹ اور کب سے وہ ان رہائش گاہوں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں، ان کا کرایہ کس حساب سے وصول ہو رہا ہے؟ انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں وفاقی حکومت کے ملازمین وغیرہ جو لکھا ہے اس میں لکھا ہے کہ جو سرکاری ملازم مذکورہ مدت ختم ہونے کے بعد سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش رکھے ہوئے ہیں انہیں قانون کے مطابق نوٹس جاری ہو چکا ہے اور انہوں نے عدالتوں سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ان کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میری زبان، میرے الفاظ، میری تحریر، میری تقریر وہ لفظ بول سکتی ہے یا نہیں کہ جس سے یہ تمام سسٹم رو دے۔وہ کیسا دکھ ہے کہ جو اس میں لکھا ہے اور مجھ میں جرأت نہیں ہے کہ میں ان لوگوں کے نام لکھ دوں یا پڑھ دوں جو تتمہ (ج) میں یہاں پر دیئے گئے ہیں۔ میں اگر ان کے سنہ پڑھوں تو1966 سے ایک الاٹی بیٹھا ہے۔اس کے stay کی اور نہ ہی کسی جرمانہ کی تفصیل ہے۔1988 میں ہے،1985 میں ہے۔ میں ان لوگوں کے نام اس لئے نہیں لوں گی کہ وہ یہاں کی بیوروکریسی کے بہت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ میں نے کسی کا نام نہیں لینا، کسی کو penalize نہیں کرنا، میں اصول کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ کس قسم کا اصول ہے کہ 1966 سے لے کر اب تک ان لوگوں کو پوچھا گیا اور نہ ہی ان سے مکان واپس لیا گیا۔اس پر آپ

رولنگ دیں کہ میں کیا کروں۔ میں کس طرح اس جواب کو پڑھوں جو یہاں پر تتمہ دیا گیا ہے اور مجھے آپ سے اس بات کی بھی رولنگ چاہئے کہ جب یہ سوال آپ circulate کر دیتے ہیں، کل 12 بجے ہمیں آج کے سوالات کا ایجنڈا ملا۔ اس کے ساتھ جو متعلقہ ممبر ہے اس کو وہ تتمہ بھی دینا چاہئے اس لئے کہ اس تتمہ کی جتنی تفصیلات اور جتنے نام ہیں ان کو میں 10 منٹ میں پڑھ کر اسی میں سے سوالات نکالنے کے بالکل قابل نہیں ہوں۔ یہ ایک حربہ تو ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی rule نہیں ہے۔ مجھے آپ کی رولنگ درکار ہے کہ یہ تتمے جو ہیں تو ان پر میں بیٹھ کر کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ مجھے یہ لاء منسٹر صاحب یا جو بھی متعلقہ انچارج کیونکہ اب تو یہی سمجھ نہیں آتا کہ کون انچارج ہے؟ مجھے صرف اس جز(ج) کے سوال کا جواب چاہئے کیونکہ اس تتمہ لسٹ کے مطابق لوگ 1966 سے بیٹھے ہیں تو کیا وہ stay order ہمیشہ کے لئے ہے اور اس کی requirement کیا ہے؟ اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ یہ غلط جواب دیا گیا ہے اور یہ غلط commitment ڈر کے مارے دی گئی ہے اور میں بھی ڈر کے مارے نہیں پوچھ رہی۔ آج اس ایوان میں کھڑے ہو کر میں بھی ڈر کے مارے نہیں پوچھ سکتی۔ یہ کیسا ڈر ہے اور یہ کیسا سسٹم ہے اور یہ کیسی پالیسی ہے؟ یہ کب ٹھیک ہو گی اور اس کو آپ نے revise کیا ہے تو اس کے مطابق جز(الف) کے جواب میں کہا ہے کہ 14 سے 17 گریڈ تک کے ملازمین کے لئے ¾ کے کمرے مختص ہیں۔ میرے پاس وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو اور ہائی کورٹ کے order پر گریڈ 9 کے ملازم کو ¾ rooms دیئے گئے ہیں جبکہ اس پالیسی میں 14 سے 17 گریڈ تک لکھا ہے۔ ایک order اور بھی میرے پاس موجود ہے جو میں آپ کو submit کرنا چاہتی ہوں کہ گریڈ 14 کا ہے جو ¾ room 13 by order of Chief Minister الاٹ ہوا ہے۔ ایک اور گریڈ parents concession scheme کے under allot کیا گیا ہے۔ یہ بھی میں آپ کے پاس بغیر نام لئے آج یہ ثبوت دینا چاہتی ہوں کیونکہ میں کسی کو penalize نہیں کرنا چاہتی بلکہ میں صرف rules کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ parent concession scheme میں صرف اور صرف Junior room 2 یا senior house دیا جا سکتا ہے۔ یہ ہائیکورٹ اور وزیر اعلیٰ کا quoted آپ کو بھجوا رہی ہوں۔

اس کے بعد میرے دو سوال ہیں کہ کیا یہ حکومت اتنی طاقتور ہے کہ 1966 سے بیٹھے ان لوگوں کو submission ہی دے دیں کہ انہوں نے کس کو پوچھا ہے اور کس کو نہیں اور انہیں کیا جرمانے ہوئے ہیں اور اگر 60 فیصد ان کی تنخواہ کے جرمانے کا انہوں نے claim کیا ہے تو وہ پیسے کہاں

ہیں اور کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں؟ مجھے اس سوال کا جواب چاہئے۔ دوسرے نمبر پر وزیراعلیٰ کے ڈائریکٹو پر یہ لاقانونیت یا یہ چار صفحے کیا ہیں اور یہ قانون اگر وزیراعلیٰ کے ڈائریکٹو پر اور ہائی کورٹ کے ڈائریکٹو پر ہوئے ہیں تو کیا یہ اسمبلی اتنی جرات رکھتی ہے کہ وہ کھڑی ہو اور اس بات کا جواب لے، اس بات کو پوچھے ہینڈز اپ؟ میں تو بہت کمزور شخص ہوں مجھے صرف اور صرف ان لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کہیں کیونکہ اللہ کے فضل سے آپ کمزور نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے صرف ان لوگوں کی بات کرنی ہے اور اصول کی بات کرنی ہے کہ آخر ان قابضین کو کب اور کون پوچھے گا؟ میرے سوال کا جواب لے دیں جس سے بھی لے کر دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن جذبات کا اظہار محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے کیا ہے وہ just جذبات ہی ہیں اور انہوں نے اس میں کوئی سوال تو کیا نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ 1966 سے لوگ بیٹھے ہیں، میں کس سے پوچھوں، کس سے میں حساب لوں تو میری ان سے گزارش یہ ہے کہ آج شام کو پہلے پچھلے پانچ سال کا حساب چودھری پرویز الٰہی سے لے لیں اور کل آکر ڈیڑھ سال کا حساب مجھ سے لے لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہیں اتنے جذبات میں آنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ میں ان کی جذباتی تقریر کے جواب میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ باقی اب اس سوال کے جواب کی طرف آ جائیں۔ پہلے regarding allotment of houses پالیسی میں باقاعدہ یہ 33 rules تھا کہ جب کوئی آفیسر یہاں پنجاب سے تبدیل ہو کر مرکز یا اور کسی جگہ پر تعینات ہو تو اسے unlimited time تک گھر رکھنے کا اختیار تھا اور ساتھ صرف یہ بات درج تھی کہ جب تک وہ یہاں سے ٹرانسفر ہو کر جائیں یعنی اگر وہ وفاقی حکومت میں ٹرانسفر ہو کر جاتے ہیں تو انہیں ان کی entitlement کے مطابق رہائش نہ ملنے تک وہ یہ گھر رکھ سکتے ہیں۔ اب وہاں پر کون پتا کرے کہ انہیں ان کی entitlement کے مطابق رہائش ملی ہے یا نہیں اور اگر رہائش مل گئی ہے تو وہ ان کی entitlement کے مطابق ہے یا نہیں ہے؟ یعنی یہ ایک ایسا فقرہ اور rule تھا جس کے مطابق لوگ واقعی 1966 اور 1980 سے یہاں پر بیٹھے تھے اور اوپر جہاں پر وہ گئے تھے کہ ہمیں یہاں پر گھر نہیں ملا اس لئے ہماری entitlement ہے اور ہم اس

گھر کو retain کر سکتے ہیں۔اگر کسی کو پوچھا جائے کہ آپ کو وہاں پر فلاں گھر تو ملا ہوا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں وہ میری entitlement کا نہیں ہے تو یہ ایک lacuna تھا۔پہلی مرتبہ ڈاکٹر صاحبہ اس بات کو appreciate کریں گی اور ان حکمرانوں کے اوپر اپنے جذبات کا اظہار کریں گی بلکہ جس طرح سے انہوں نے جذباتی کیفیت کا اظہار کیا ہے تو مجھے امید ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان حکمرانوں کی لعن طعن بھی کریں کہ انہیں یہ توفیق کیوں نہیں ہوئی؟پہلی مرتبہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر 19-1-2009 کو ہم یہ ترمیم لائے ہیں جس کے تحت پہلے لامحدود عرصے کو ہم نے پانچ سال تک محدود کر دیا ہے اور اب جو لوگ اس سے hit ہوں گے ان سے مکان خالی کروائیں گے اور اس سال تقریباً 16 کے قریب گھر خالی کروائے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب کے ہاتھ بندھے ہیں اور صرف زبان بولتی ہے جو ان کا office allow کرتا ہے تو میں صرف لعن طعن کے لفظ پر object کرتی ہوں کیونکہ میں نے کبھی کسی کو لعنت دی ہے اور ناطعنہ دیا ہے اور نہ ہی لعن طعن کرنے کا میرا کوئی مقصد ہے۔پرویز الہیٰ حکومت کا حساب آج شام کو کیا کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:پرویز الہیٰ حکومت میں جو کچھ ہوا تو شام کو کیا میں تو ابھی بیٹھ کر اسی تتھے میں سے دکھا دیتی ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ بہت قابل احترام ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں،ان کی سابق اور موجودہ حکومت میں بھی اس لسٹ میں اس کا جواب ہے۔آج موقع بھی ہے اور دستور بھی ہے تو کر لیں یہ حساب اور میں یہاں پر پورا دن اس سوال پر۔۔۔

جناب سپیکر:دونوں صاحبان ٹی وی چینلز پر جائیں اور House کے وقت کا خیال کریں۔آپ کے پاس بے شمار چینلز ہیں اس لئے وہاں پر چلے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد::جناب سپیکر!میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ اس بات کو اس طرح مت ختم کریں۔یہ کوئی چھلانگ نہیں لگی کہ پانچ سال کے لئے محدود ہوا ہے۔ماشاءاللہ،اللہ کرے یہ اس میں اور بھی تبدیلیاں لا سکیں۔بات یہ ہے کہ جو تین کاغذات میں نے آپ کو دیئے ہیں وہ بھی انہی کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے ہاتھ سے دیئے گئے آرڈر اور ہائی کورٹ کے دیئے گئے آرڈر ہیں تو اس طرح حساب کتاب مت کریں اور نام مت لیں بلکہ پالیسی کی بات کریں۔اگر انہیں سوال سمجھ نہیں آیا تو میرا

سوال (الف) جز پر یہ تھا کہ کتنے لوگوں سے انہوں نے گھر خالی کروانے کے لئے کہا ہے اور اگر 60 فیصد کے حساب سے جرمانہ کیا ہے تو وہ پیسا کہاں ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے ایک بات کا جواب تو دے دیا ہے کہ ہم نے اتنے خالی کروائے ہیں۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ 16 کے قریب تو وہ گھر ہیں جس پیرائے میں یہ بات ہو رہی تھی جو بڑے گھر ہیں یعنی جہاں گریڈ20,21,22 کے لوگ رہائش پذیر تھے لیکن ٹوٹل ہم نے 175 گھر خالی کروائے ہیں جس کی پچھلے سالوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جو تین case میں نے اب آپ کی عدالت میں بطور superior judge of Punjab آپ کو پیش کئے ہیں۔ آپ مجھے انصاف دیں اور میں آپ سے انصاف مانگتی ہوں۔ ساری باتوں کو چھوڑ دیں اور میں نے وہ تتمہ ڈر کے مارے پہلے ہی نیچے رکھ دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے کس انداز میں انصاف مانگ رہے ہیں کیونکہ حساب میں نے نہیں بلکہ انہوں نے دینا ہوتا ہے۔ رانا صاحب ان کو پڑھ لیں اور اس کا جواب بھی انہیں دے دیں۔ اگر ممکن ہو تو آج دے دیں یا پھر کوئی ٹائم دے دیں۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اگر اس سے متعلقہ ہے تو پھر یہ ضمنی سوال فرمالیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ادھر سے سوال آپ کے پاس آئے اور آپ اس کو میرے پاس جواب کے لئے بھیج دیں۔ طریق کار یہ ہے کہ rules کے مطابق یہ سیکرٹریٹ میں جمع کروائیں اور rules کے مطابق محکمہ اس کا جواب دے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، میں آپ دونوں کو بلاؤں گا۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): پھر یہ میرے چیمبر میں مجھ سے مل لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ کو میرے چیمبر میں آنا پڑے گا۔ یہ آپ کے چیمبر میں نہیں جائیں گی، آپ میرے چیمبر میں آئیں گے۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ چیمبر میں discuss کر لیں۔ اگر کوئی specific matter ہے تو میں اس کو resolve کروانے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ سوال کا حصہ نہیں بن سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی حیران ہوں کہ یہ مجھے کہہ رہے ہیں، ایک ایم پی اے کو کہہ رہے ہیں کہ میں سیکرٹریٹ میں جاؤں اور درخواست کروں۔ میں تو آپ سے درخواست کر رہی ہوں، میرا کام آپ سے بات کرنا ہے۔ ہر روز یہاں یہی بات کی جاتی ہے کہ سپیکر کی وساطت سے بات کرو، یہ قانون توڑنے والا لاء منسٹر جو بیرئیر توڑ کر موٹروے پر چڑھ گیا یہ کیا کرے گا؟۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! انہوں نے اس سیکرٹریٹ کی بات نہیں کی، انہوں نے میرے سیکرٹریٹ کی بات کی ہے، میرا اور آپ کا سیکرٹریٹ ایک ہی ہے۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جتنے بھی سوالات ہوتے ہیں معزز ممبران اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہی جمع کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جی، درست ہے۔ اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 897 ہے۔ (معزز رکن نے ملک محمد جاوید اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 897 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع سرگودھا میں ہائی کورٹ بنچ بنانے کا مسئلہ

***897: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا، میانوالی، بھکر، خوشاب وغیرہ کے لوگوں کو مقدمات کے سلسلے میں دور دراز سے سفر کر کے لاہور آنا پڑتا ہے جس سے انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع سرگودھا میں ملتان اور راولپنڈی کی طرح لاہور ہائی کورٹ کا بنچ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان):

جناب ڈپٹی رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ لاہور نے عزت مآب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور کی منظوری سے بذریعہ چٹھی 13939 مورخہ 7۔نومبر 2009 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مطلع فرمایا ہے کہ:

(الف) لاہور ہائی کورٹ لاہور کی پرنسپل سیٹ کا دائرہ کار مندرجہ بالا چار اضلاع تک ہے جن کا حوالہ سوال نمبر (الف) دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس رائے کا تعلق ہے کہ عوام کو لاہور ہائی کورٹ کی پرنسپل سیٹ تک پہنچنے کے لئے انتہائی مصائب سے گزر کر آنا پڑتا ہے۔ اس بناء پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ علاقوں کے عوام سفر کی جدید سہولتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (4)198 آرٹیکل کے مطابق کسی بنچ کی تشکیل، ماسوائے ان اضلاع / علاقوں میں جہاں ہائی کورٹ کے بنچ پہلے سے موجود ہوں، کابینہ اور لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی مشاورت سے گورنر کسی بھی جگہ ہائی کورٹ کا بنچ قائم کرنے کا تعین کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے ایک مرتبہ پھر یہ کہنا پڑھ رہا ہے کہ یہاں پر لسٹ میں سوالات تو درج ہیں لیکن نیچے لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ جب جواب ہی موصول نہیں ہوا تو پھر اس کو فہرست کا حصہ ہی کیوں بنایا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے آگے بھی کچھ لکھا ہوا ہے وہ بھی پڑھ لیں۔ لکھا ہے کہ اس کا جواب صفحہ نمبر 27 پر ملاحظہ فرمائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا اس صفحے پر گنجائش نہیں تھی؟

جناب سپیکر: آپ اس صفحے پر پڑھ کر ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری فوری طور پر نظر جو اس جواب پر پڑی ہے تو اس میں درج کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے تاحال 31 ٹاسک فوسز بنائی ہیں جبکہ کل ہی وزیر قانون صاحب نے کہا ہے

کہ 27ٹاسک فورس ہیں۔ وزیر قانون یہ فرمادیں کہ وزیراعلیٰ کی جو72ٹاسک فورس تھیں وہ27میں convertہو گئیں اور بقول اس پیپر کے اب یہ 31ہو گئی ہیں، یہ بتایا جائے کہ یہ ہیں کتنی؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ کون سا سوال take upہو رہا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر897ہے اور یہ 27نمبر صفحے پر ہے۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): اس کا جواب 27نمبر صفحے پر ہے آپ اس کو پڑھ لیں اور اگر کہیں confusionہو رہی ہے تو مجھے کہیں میں پڑھ دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا اور اس کو27نمبر صفحے پر لے گئے ہیں۔27نمبر صفحے پر وہ کہاں ہے، اس کو کیسے ڈھونڈا جائے؟ آپ اس چیز کو بھی نوٹ کیجئے۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں اور اس کا جواب صفحہ نمبر27پر موجود ہے۔ یہ جواب lateموصول ہوا اس لئے اس کو صفحہ نمبر 27پرprintکیا گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! چلیں ٹھیک ہے، ایک غلطی سے ایک غلطی اور point outہو گئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر سامیہ نے بتایا کہ تتمے بھی at the eleventh hour ملتے ہیں اسی طرح سوالوں کے جواب بھی محکمے جس انداز سے غلط طریقے سے دیتے ہیں اور اس کو فہرستوں میں آگے پیچھے کر دیا جاتا ہے۔ یہ سوالوں کے جواب روزنامہ ''اخبار'' کی طرح ہیں جس میں لکھا جاتا ہے کہ جواب فلاں کالم پر فلاں نمبر صفحے پر ہے۔ براہ مہربانی! لسٹوں کو ٹھیک کروائیں اتنا ٹائم کسی ممبر کے پاس نہیں ہوتا۔ ہمیں صبح ایجنڈا ملتا ہے، تتمے at the eleventh hour ملتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہوتا کہ ہم اس پر تیاری کر سکیں، اسے بغور دیکھ سکیں اور اس کے جوابات لمبے تتموں کی تفصیلوں سے نکال سکیں۔ یہ صرف ایوان کا وقت ضائع کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے اس لئے براہ مہربانی! اس طرف توجہ کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،لاء منسٹر!

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری ہاؤس کے معزز اراکین بھائی اور بہنوں سے گزارش ہے کہ یہ ایک routine ہے اور اسی طرح سے ہوتا ہے۔ میں نے بھی یہ answer sheet اور اس کا اضافی مواد کل اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد لیا اور خود کو اس کے لئے prepare کیا ہے۔Every thing was available یعنی اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس یہ answer sheet اور ہر چیز available تھی میں نے بھی اسی سے تیاری کی ہے۔اگر کوئی معزز ممبر ایک دن پہلے answer sheet اور اس سے متعلقہ معاملات سیکرٹریٹ سے معلوم کرے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز available نہیں ہوتی۔اگر آپ یہ کہیں کہ صبح 9 بجے اجلاس کا ٹائم ہے اور صبح ساڑھے نو بجے آکر ہر چیز معلوم کر لیں تو ایسا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر انہوں نے تیاری کر رکھی ہے تو کل یہ کہہ رہے تھے کہ 27 ٹاسک فورس ہیں اور اس میں درج ہے کہ 31 ہیں۔اگر یہ بھی انہی سے تیاری کرتے ہیں تو ان کا جواب یہاں پر غلط کیوں لکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ کسی rule اور طریق کار کے مطابق ہونا چاہئے۔ انہوں نے سوال 897 take up کیا ہے اور وہ ضلع سرگودھا میں ہائی کورٹ کے بنچ کے متعلق ہے۔اگر یہ اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہیں تو پھر ٹاسک فورسز والے سوال پر آجائیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1017 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

18۔فروری سے 30۔جون2008تک سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی صورتحال

*1017:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 18۔فروری2008 سے 30۔جون2008 تک لاہور میں کتنے سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں؟

(ب) ان سرکاری ملازمین نے الاٹمنٹ کے لئے درخواست کس تاریخ کو دی تھی اور ان کا ترجیحی نمبر کیا تھا؟

(ج) ان سرکاری ملازمین کے نام، گریڈ، محکمہ اور جو رہائش گاہ الاٹ کی گئی اس کے نمبر کی تفصیل کیا ہے؟

(د) کن سرکاری ملازمین کو ان کے گریڈ سے اوپر اور کن کو ان کے گریڈ سے نیچے الاٹمنٹ کی گئی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان میں سے کن ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ کی گئی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان):

(الف) 18۔فروری2008 سے 30۔جون2008تک جو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ ہوئی ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں کوئی ترجیحی نمبر نہ ہے۔ یہ الاٹمنٹ "پہلے آئیے پہلے پائیے" کے اصول کے تحت الاٹ کی جاتی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس دوران کوئی above or belowالاٹمنٹس نہیں ہوئیں۔

(ہ) اس کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی نے ملازمین کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے صوابدیدی اختیار کے تحت کی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اپوزیشن کی جانب سے جو بار بارprotest launchکیا جارہا ہے اس میں یہ عرض ہے کہ جواب کے جز(ب)میں لکھا ہے کہ سرکاری رہائش گاہوں کیallotmentکے

سلسلہ میں کوئی ترجیحی نمبر نہ ہے۔یہ الاٹمنٹ "پہلے آیئے پہلے پایئے" کے اصول کے تحت کی جاتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ "پہلے آیئے پہلے پایئے "تو کہاں آنا ہے؟ وہ مجاز اتھارٹی کون ہے جو اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت دیتی ہے جیسا کہ جز(ہ) میں لکھا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جز(د) میں غلط بیانی کی گئی ہے سوال یہ تھا کہ کن سرکاری ملازمین کو ان کے گریڈ سے اوپر اور کن کو ان کے گریڈ سے نیچے allotment کی گئی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ محکمے نے جواب دیا ہے کہ اس دوران کوئی allotments above or below نہیں ہوئیں۔محکمے نے اسی سوال کا جواب صفحہ نمبر 24 سوال نمبر 3938 کے جز(د) میں یہ دیا ہے کہ مذکورہ مدت میں آٹھ allotments below entitlement اور تین above entitlement کی گئیں۔یہ دو سوال ہیں اور یہ ایک ہی پلندا ہے جو ایک ہی تاریخ کو دیا گیا ہے۔اس سوال میں کہہ رہے ہیں کہ کسی کو نہیں دیا گیا اور آگے لکھ رہے ہیں کہ آٹھ below اور تین above الاٹمنٹس کی گئیں۔اس کے علاوہ ایک سو چھ الاٹمنٹس out of turn/hardship basis پر ہیں۔ عرض یہ کرنا ہے کہ یہ جو پالیسی ہے کیا یہ صرف اور صرف bureaucracy کے لئے .بنی ہے، hardship ساری bureaucracy کے لئے ہے، سارے گھر صرف وفاقی retired and non retired افسروں کے لئے ہیں؟ ہم جیسے ڈاکٹروں، ٹیچروں اور پنجاب کے دوسرے محکموں کے لئے کچھ نہیں ہے؟ آپ ان کی پالیسی دیکھیں کہ وفاقی محکموں کے ملازمین کو تو یہاں پر کوٹھیاں اور گھر دیئے جاتے ہیں اور پھر ان سے خالی کبھی نہیں کرائے جاتے لیکن یہاں رہنے، بسنے والے پنجاب کے لوگوں کے لئے کوئی اصول موجود نہ ہیں۔ پھر غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اس سوال کو pending کریں اور ان کو کہیں کہ اس کا دوبارہ جواب دیں۔ایک ہی سوال کے دو جواب کیسے ہو سکتے ہیں؟ صفحہ نمبر 3 سے 24 تک کے سفر میں یہ allotments آگے پیچھے کیسے ہو گئیں؟ commitment کیا ہے، یہ جواب ٹھیک ہے یا وہ جواب ٹھیک ہے؟ میں یہ جواب مسترد کرتی ہوں، یہ کاغذ واپس لیجئے اور یہ کاغذ میں آپ کی اعلیٰ عدالت میں پیش کرتی ہوں آپ اس پر ذاتی طور پر ایکشن لیں کہ آخر یہ بے ضابطگیاں کب تک چلتی رہیں گی؟ میرے پاس ان کا proof ہے اور اسے آپ proof کے طور پر رکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی particular case پوچھیں، کوئی particular بات پوچھیں اس طرح تو مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ question pending کر دیں۔

جناب سپیکر:اگر جواب نہیں آئے گا تو سوال pending کیا جا سکتا ہے otherwise نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اگر غلط جواب دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ آپ کو بتا رہے ہیں اور آپ ان کی بات سنیں۔جی،رانا صاحب!

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!شکریہ۔میں ڈاکٹر صاحبہ کو یہ عرض کروں گا کہ اس میں دراصل جو تھوڑا سا فرق ہے وہ میں انہیں سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ محکمہ جب rules کے مطابق جواب دیتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ rules کے مطابق محکمہ نے جو اپنا اختیار استعمال کیا۔انہوں نے کسی کو بھی below or above entitlement allotment نہیں کی،rules کے مطابق وہ کر بھی نہیں سکتا،ایسا ہوا بھی نہیں اور اس کا جواب یہی بنتا ہے۔اب اس سے آگے انہوں نے یہ بات کی ہے کہ فلاں جگہ پر یا فلاں لوگوں کو below or above entitlement allotment ہوئی ہیں تو اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی نے ملازمین کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے صوابدیدی اختیار کے تحت کی ہیں۔

جناب سپیکر!اب جو مجاز اتھارٹی ہے اور جس کی discretion ہے وہ کسی کو above یا below کر دے وہ محکمہ کے ان rules کے مطابق جو پالیسی ہے اس میں ان کا شمار نہیں ہوتا اور اس کا شمار علیٰحدہ ہوتا ہے جیسے پچھلے پانچ سالوں میں جو اس وقت مجاز اتھارٹی تھی اور Chief Executive of the Province تھا اس نے یہ اپنا صوابدیدی اختیار دو سو ستر مرتبہ استعمال کیا اور لوگوں کو ان کے right سے below or above یا out of turn allotments کیں۔اب ان پونے دو سالوں میں جو اس وقت کی مجاز اتھارٹی ہے اس نے 77 کیسز میں اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ لاء منسٹر صاحب کا updated تیسرا جواب آگیا ہے۔ایک صفحہ نمبر 3 پر اور ایک صفحہ نمبر 24 پر ان کا بیان ہے۔77 مرتبہ ادھر تو انہوں کہا 8 یا 3 جو کہ گیارہ بنتے ہیں اور گیارہ انہوں نے صفحہ نمبر 24 پر commit کئے ہیں اور صفحہ نمبر 3 پر صفر commit کئے ہیں۔مجھے

چیف منسٹر صاحب کی اتھارٹی پر کوئی اعتراض نہیں ہےI respect یہ ان کا اختیار ہے ،ان کی یہ فراست ہےاور یہ ان کی صوابدید ہے.I agree to it اس میں میرا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔انہوں نے جواب تو اپنی طرف سے بالکل ٹھیک دیا ہے کہ ان کی صوابدید ہے۔ہم بھی مانتے ہیں، ٹھیک ہےاور سلام کرتے ہیں کہ وہ پلازوں کے سر پھوڑیں یا جو کچھ مرضی کریں یہ ان کی سمجھ ہے I don't question.میرا سوال صرف اتنا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ جب ایکdocument پنجاب اسمبلی کو دیتا ہے تو وہ کیا پنجاب اسمبلی کو اس طرح جواب دیتا ہے کہ لاء منسٹر صاحب 77مرتبہ کہہ رہے ہیں کہ below and aboveہوا ہے، صفحہ نمبر24 کہہ رہا ہے کہ 11مرتبہ ہوا ہےاور صفحہ نمبر3 کہہ رہا ہے کبھی بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر!میں آپ سے یہی درخواست کر رہی ہوں کہ اس سوال پر کیا ضمنی سوال ہوں اور کیا جواب ہوں اور میں اس جواب کو رد کرتی ہوں۔میں چاہتی ہوں کہ اس سوال کوhistory میں turning point بنائیں۔یہ جو لکھتے ہیں غلط لکھتے ہیں، یہ اسمبلی کو کچھ نہیں سمجھتے ،ان بیوروکریٹس نے ہمیں بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ہر سوال اور ہر جواب میں یہی کچھ ہوتا ہے ،ان کو روکیں ،انہوں نے take overکر لیا ہے کہاں گیا شہباز شریف جو کہتا تھا کہ میں بیوروکریٹس سے نہیں ڈرتا۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں،Try to listen دیکھیں!۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!خدا کے لئے اور آپ کو اللہ کا واسطہ ہے کہ ان بیوروکریٹس کو روکیں، یہ اسمبلی کچھ نہیں رہنی۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!یہ آپ کی اسمبلی کا حصہ ہیں جو آپ کو جواب دے رہے ہیں ایسی بات کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں۔

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں کہ ڈاکٹر صاحبہ جس طرح سے بات کر رہی ہیں کہ بیوروکریٹس نے ہائی جیک کر لیا ہے، بیوروکریٹس نے یہ کر لیا ہےاور وہ کر لیا ہے۔دیکھیں!ایک بات تو یہ ہے کہ بیوروکریٹس کے پاس جو بھیpower ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے ایک بات کرتا ہوں، دیکھیں، جہاں تک بیوروکریٹس کی بات ہے، بیوروکریٹس ان کو نہ کہا جائے ،بیوروکریٹس کا مطلب شاہی ہے اور اب شاہی کی بات نہیں ہے ،اب شاہ کا یہاں راج نہیں ہے افسر شاہی نہیں ہے ،افسر شاہی کا مطلب ہے کہ شاہ کے افسر ،اب

یہاں پر اللہ کے فضل سے جمہوری حکومت ہے اور یہ پاکستان کے خادم ہیں۔ایسی باتیں ہمیں یہاں نہیں کرنی چاہئیں اور بیوروکریسی کا لفظ آئندہ سے یہاں پر استعمال نہ کیا جائے۔جی،راناصاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!پھر انہیں کیا کہا جائے۔۔۔؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please, بات سنیں،یہ آپ کے خادم ہیں اور یہ پاکستانی قوم کے خادم ہیں۔۔۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اگر آپ مہربانی فرمائیں اور میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میری طرف متوجہ رہیں تو مجھے بات کرنے میں آسانی ہو گی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جب سوال کا جواب غلط دیا جاتا ہے تو ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔آپ ہمیشہ ان کی بات سنتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please, order. آپ تشریف رکھیں،وہ بات کر رہے ہیں اور آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ہر سوال کا جواب غلط آتا ہے اور آپ کبھی ruling نہیں دیتے۔ ہمارا یہاں کیا status ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بات کرنے دیں۔آپ cross talk کر رہی ہیں اور آپ کس بات پر بول رہی ہیں اور آپ کو کس نے بولنے کی اجازت دی ہے؟ میری بہن مہربانی کر کے آپ بیٹھ جائیں۔ جی،راناصاحب!جواب دیں۔

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنے والا تھا کہ جن خیالات کا اظہار ڈاکٹر صاحبہ اور اپوزیشن کے دیگر معزز ممبران نے کیا ہے۔دیکھیں،اس میں یہ بات ہے کہ جو گھروں کی الاٹمنٹ کا معاملہ ہے اس میں اگر ایک بیوروکریٹ نہیں رہے گا تو دوسرا بیوروکریٹ یا افسر رہے گا اور دوسرا نہیں رہے گا تو تیسرا رہے گا لیکن یہ جو تمام قوانین ہیں اسی ہاؤس نے بنائے ہوئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپوزیشن اس بارے میں working کرے اور ان rules and laws میں اگر تبدیلی لے کر آئیں جس کی بنیاد پر اس ہاؤس کا اختیار ہے یا جیسا کہ

انہوں نے فرمایاہے کہ ہمارااان پر کیااختیار ہے تو جواس ہاؤس کااختیار ہے وہestablished ہو۔ میں یہ بات on the record یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پہلی مرتبہ کسی سوال کے غلط جواب پر تین Privilege Motionsاگرacceptہوئی ہیں تو یہ ہم نے کروائی ہیں اور وہ اس وقت بھی استحقاق کمیٹی کے پاسpendingپڑی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ بات out of questionsہے کہ اگر یہاں پر کوئی سوال نامکمل ہو یا اس کا جواب غلط ہو تو میں اس کو یہاں پر defendکروں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا جو انہوں بات کی ہے میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ competent authorityکو یہ باقاعدہ اختیار ہے، یہ اختیار اس اسمبلی کا دیا ہوا ہے اور اس اسمبلی کا پاس کیا ہوا قانون ہے اگر آپ اس میںamendmentلانا چاہتے ہیں تو آپ لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بڑی شکر گزار ہوں کہ راناصاحب کو آنے اور جانے کا فلسفہ معلوم ہے، لاء منسٹر اب بھی ہے، اگلا بھی آئے گا، پچھلا بھی چلا گیا اور یہ بھی چلا جائے گا۔ اسی طرح بیوروکریسی بھی آئے، جائے گی۔ یہ لاء منسٹر شپ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے، بات یہ ہے کہ آپ نے کس قاعدہ اور قرینے سے اپنی اس ذمہ داری کو نبھایا، آپ تحریک استحقاق کی بات کرتے ہیں اور آج یہ بھی بات کریں کہ جو تین تحاریک استحقاقPrivilege Committeeمیں گئی ہیں ان کاtime barred کریں کہ ان کا رزلٹ کب آئے گا اور میں بھی انشاءاللہ آج شام تکPrivilege Motionیہی داخل کروں گی کہ اس سوال کا جواب غلط ہے اور گزشتہ دو سال سے جو سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھاگ کر اس بیوروکریسی کو بچانے کے لئے آگے آجاتے ہیں اور یہ لاء منسٹر صاحب بھاگ کر ہمارے ممبرز کے استحقاق کو کبrepresent کرنا شروع کریں گے اور یہ بھی time barredبتادیں کہ میں صبح سے ان کیsideنہیں بلکہ آپ لوگوں کیsideلوں گا اور آپ لوگوں کی باتیں اور آپ لوگوں کا رونا جو لوگوں کی باتیں ہیں کہ وہ لوگوں کے representatives ہیں۔ میں نے اس لئے اپنے اس پورےprocedureمیں کسی بھی شخص کے خلاف کوئی بھی بات نہیں کی۔ میں rulesکی بات کرتی ہوں کہPrivilege Motionsلائے ہیں، تو اس کے متعلق time barred کریں کہ ہاں پندرہ دنوں کے اندر وہ تینوں تحاریک استحقاق نمٹادی جائیں گی اور یہ غلط جواب آنا بند ہوں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر !آپ نے کہا ہے کہ یہاں کوئی تقریر نہیں ہو گی، ضمنی سوال ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ question hour ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے لے سکتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر !میں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے مجھے کسی سے rules سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیا ہے تو میں بات کر رہا ہوں اور میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں، اگر آپ نے کسی کو بھی ٹائم دینا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: صرف آپ نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے اور کسی نے بھی نہیں لیا۔بہت مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ایک بات point out کی ہے کہ یہاں تقریریں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جب ہم نے کرنی ہیں تو آپ نے وہ بھی سُننی ہیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں، میری طرف سے آپ شام تک ٹائم دیتے رہیں۔

جناب سپیکر: میں ان کی سُنوں گا آپ کی کم سُنوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! question hour ختم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اُن کو بولنے دیں آپ مجھے کیا پڑھا رہے ہیں، کیا کرتے ہیں آپ؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر !میں اپنے بھائی مرتضیٰ صاحب کو ایک compliment دینا چاہتی ہوں کہ کچھ ایسے جیالے گورنمنٹ بنچوں میں بیٹھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ سوال کی بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!نہیں،یہ بہت اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ اس کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں ان کی efforts کو appreciate کرتی ہوں۔یہ بھی بہت اچھا بولتے ہیں لیکن آپ سے درخواست ہے کہ اگر انہیں پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے تو یہاں بھی دیں۔مساوی سلوک ہونا چاہئے یہی میری درخواست ہے اور تیسری بات یہ کہ مجھے لاء منسٹر سے time barrel لے کر دیں۔

جناب سپیکر:جی،next question

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!مجھے لاء منسٹر سے time barred لے کر دیں۔بتائیں تو صحیح کب تک کروائیں گے؟

جناب سپیکر:جی،وہ جلدی کروائیں گے۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:.No point of order. No please no point of order بلوچ صاحب!تشریف رکھیں۔جی،رانا صاحب! کوئی ٹائم بتادیں کہ کتنے دِنوں میں آپ اس کا نوٹس لیں گے،اگر کسی نے غلط جواب دیا ہے تو پھر آپ اس کا کتنے دِنوں میں نوٹس لے کر دیں گے؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے غالباً یہ بات کی ہے کہ وہ Privilege Motions جو میں نے غلط answers پر ڈیپارٹمنٹس کے خلاف concede کی تھیں ان کا فیصلہ کب ہو گا وہ تو اب Privilege Committee کے پاس pending ہیں وہ میرے اختیار میں تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:جی،Privilege Committee کی میٹنگ بُلائی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:اگر Privilege Committee موجود بھی ہے تو اس کی میٹنگ نہیں بُلائی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):Privilege Committee مہینے میں دو مرتبہ ملتی ہے۔

جناب سپیکر:Privilege Committee موجود ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:کب تک آپ ایسے حکومت چلائیں گے؟ایسا نہیں ہوتا کوئی میٹنگ نہیں بلائی جاتی۔

جناب سپیکر:نہیں،ان کی میٹنگز ہوتی ہیں۔آپ میں سے کون اس کے ممبر ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں ہاتھ جوڑتی ہوں،یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔کوئی میٹنگ نہیں بلائی جاتی،آپ مجھے time barred لے کر دیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔بس بات ہو گئی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر! نہیں،آپ ان سے کہیں کہ ٹائم بتائیں۔

جناب سپیکر:وہ نہیں بتا سکتے۔Privilege Committee ان کے اختیار میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:کیوں نہیں ہے؟وہ لاء منسٹر ہیں۔آپ کے تو اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر:جی،میرے اختیار میں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:آپ بلائیں۔آپ انہیں حکم دیں۔

جناب سپیکر:جی،میں کمیٹی کو کہتا ہوں کہ جلد فیصلہ کیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!آپ حکم دیں،ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر:میں نے کہہ دیا ہے،بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔جی،next میاں نصیر صاحب!سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد:سوال نمبر1100 ہے۔

جناب سپیکر:اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد:جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں سرکاری رہائش گاہوں کی تفصیلات

*1100: **میاں نصیر احمد:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر ماڈل ٹاؤن، جی او آر نزد جناح ہسپتال اور جی او آر شادمان میں کتنے کتنے گھر ہیں علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ایسے افسران جن کی ٹرانسفر ہو چکی ہے یا ریٹائرڈ ہو چکے ہیں لیکن وہ پھر بھی مذکورہ رہائش گاہوں پر قابض ہیں اگر ہاں تو ان قابض ٹرانسفر ہونے والے افسران اور ریٹائرڈ افسران کی مکمل تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) کیاایسے سی ایس پی افسران بھی مذکورہ سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں جو لاہور کے علاوہ کسی دوسرے شہر یا کسی دوسرے صوبے میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اگر ہاں تو کتنے عرصے سے وہ ناجائز قابض ہیں مکمل تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سرکاری رہائش گاہوں سے ناجائز قبضے ختم کرواکر حکومت میرٹ پر الاٹمنٹس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان):

(الف) درکار تفصیل درج ذیل ہے:۔

GOR۔IV ماڈل ٹاؤن لاہور

غزالی فلیٹ۔60

خوشنما۔180

GOR۔V بالمقابل جناح ہسپتال لاہور

75 گھر صوبائی پول پر اور 25 سٹی گورنمنٹ کے پول پر ہیں۔

GOR۔III شادمان لاہور

کل رہائش گاہیں:381

(ب) درست ہے جو افسران الاٹمنٹ پالیسی میں دی گئی رعایت کے بعد سرکاری گھروں میں رہائش پذیر ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ تتمہ (الف) میں مذکورہ افسران کو پالیسی کے مطابق بے دخلی کے لئے نوٹس جاری کئے ہوئے ہیں جن میں سے ایک الاٹی نے عدالت سے رجوع کر کے حکم امتناہی حاصل کر لیا ہے جبکہ دیگر نے مجاز اتھارٹی سے مزید رہنے کی اجازت طلب کی ہوئی ہے۔ جونہی ان کا فیصلہ ہوتا ہے تو سرکاری رہائش گاہیں خالی کروا کر میرٹ پر الاٹ کر دی جائیں گی۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کے جز میں منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سولہ گھروں کو وہ خالی کروا چکے ہیں جو 2009 کے اندر انہوں نے پالیسی بنائی ہے اور یہ یقیناً بڑی دیر کی ہے۔ grouping of favouritism تھا جس سے جان چھڑاتے ہوئے انہوں نے سولہ گھر خالی کروائے ہیں لیکن مجھے جواب دیا گیا ہے کہ ابھی بھی دو گھر ایسے ہیں جہاں کوئی بیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور دو افراد کی وہاں پر unauthorized occupancy ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ سولہ گھر تو آپ نے خالی کروالئے ہیں مگر یہ دو گھر اسی طرح due ہیں؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ کافی lengthy process ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ کبھی سول کورٹ سے، کبھی ہائی کورٹ سے stay حاصل کر لیتے ہیں۔ جو ہم نے گھر خالی کروائے ہیں وہ اس پورے process کو complete کرنے کے بعد کروائے ہیں اور کسی بھی جگہ پر ہم نے قانون کو violate نہیں کیا۔ اب انہوں نے خاص طور پر جس بات کی نشاندہی کی ہے تو اس میں بھی ایک حکم امتناعی آڑے ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو vacate کرائیں کیونکہ وہ without any substance ہے اور انشاء اللہ اسے بھی خالی کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جتنے جی او آر کے گھر اور رہائش گاہوں کے بارے میں بتایا گیا ہے اس میں کچھ ایسے بھی گھر ہیں جو چند ایک پولیس افسران کو بھی دیئے گئے جو ان کی discretion پر نہیں بنتے تھے اس کے لئے چند سال پہلے ایک تجویز آئی تھی کہ جو پولیس افسران ہیں ان کے محکمے کے لئے خاص طور پر قربان لائن کے اندر گورنمنٹ نے جگہ وقف کی تھی کہ ان کو وہیں پر گھر بنا کر دیئے

جائیں گے تو کیا موجودہ سیٹ اپ میں اس طرح کا کوئی منصوبہ ہے کہ جو متعلقہ پولیس افسران ہیں ان کو جی اوآر میں گھر دینے کے بجائے صرف قربان لائن کے اندر ہی گھر بنا کر دیئے جائیں جہاں ان کے لئے جگہ موجود ہے تو کیا اس قسم کا کوئی منصوبہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، بالکل! حکومت اس حوالے سے ایک پلاننگ پر غور کر رہی ہے کیونکہ اب جی اوآر I,II,IV یہاں جتنے بھی گھر available ہیں یہ انتہائی short ہیں۔ یعنی اس وقت سرکاری افسران کی رہائش کی جو requirement ہے یہ اس کا تقریباً 25 percent meet کر رہے ہیں اور 75 percent above requirement ہے۔ اس کے لئے ایک منصوبے پر غور ہو رہا ہے کہ یا تو ملٹی سٹوری فلیٹس بنائے جائیں یا پھر شہر سے تھوڑا باہر نکل کر گھر بنائے جائیں اس پر غور ہو رہا ہے۔ مگر اس کے لئے فنڈز بھی بہت زیادہ درکار ہوں گے، یہ چیز بھی دیکھنے والی ہے۔ یہ ابھی فائنل نہیں ہوا لیکن اس پر غور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1101 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران کے مسائل

*1101: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں کتنے پی سی ایس افسران گریڈ 17،18 میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) پی سی ایس افسران کی ترقی کس طریق کار کے مطابق کی جاتی ہے مکمل تفصیل سے ایوان میں وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا سی ایس پی افسران کی صوبہ پنجاب میں تعیناتی سے پی سی ایس افسران کی ترقی متاثر ہوئی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے حکومت کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیاپی سی ایس افسران کی ترقی کے لئے بورڈ میٹنگ کرتا ہے اگر ہاں تو یہ میٹنگ کتنے عرصہ بعد منعقد کی جاتی ہے۔تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان):

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سیکشن ایڈمن۔II کے زیر انتظام گریڈ17، گریڈ18(کچا) (ایکس اے سی رینک)میں بالترتیب468 اور 49 آفیسرز محکمہ مال میں مختلف امور سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) پی سی ایس آفیسرز کی ترقی پی ایم ایس rules کے مطابق کی جاتی ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سی ایس پی آفیسران کی صوبہ پنجاب میں تعیناتی سے پی سی ایس آفیسران کی ترقی متاثر نہیں ہوتی کیونکہ سی ایس پی آفیسرز کے لئے بی ایس 17 میں صرف 72 سیٹیں مختص ہیں اور اس وقت صرف چالیس آفیسرز کام کر رہے ہیں۔

(د) جی ہاں!پی سی ایس آفیسرز کی ترقی صوبائی سیلیکشن بورڈ۔II، ایس اینڈ جی اے ڈی کے ذریعے کی جاتی ہے اس کے اجلاس کے انعقاد کے لئے کوئی مخصوص عرصہ مقرر نہ ہے۔تاہم ترقی کے لئے دستیاب اسامیوں پر ترقی کے اہل آفیسرز کا کیس ان کا سروس ریکارڈ مکمل ہونے پر پی ایس بی۔II کی کسی بھی میٹنگ میں رکھا جاتا ہے جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔مزید برآں پی سی ایس۔104 آفیسرز کی ترقی کے لئے کیس پی ایس بی۔II کی میٹنگ منعقدہ 29-9-2008 میں consider ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جز(ب)میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ پی سی ایس افسران کی ترقی کس طریق کار کے مطابق کی جاتی ہے، اس کی تفصیل ایوان میں بتائی جائے اور اس کے ساتھ جز(ج) کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں کہ کیاپی سی ایس افسران کی ترقی متاثر ہوتی ہے جب سی ایس پی افسران کو پنجاب کے اندر لگایا جاتا ہے؟(شور وغُل)

جناب سپیکر: order please. Order please. جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر !1993 میں گورنمنٹ نے ان دونوں گروپوں کے بارے میں ایک فارمولا طے کیا تھا کہ پنجاب کے اندر پچیس فیصد سترہویں گریڈ کے سی ایس پی افسران لگائے جائیں گے ،اٹھارہویں گریڈ میں ان کی تعداد چالیس فیصد ہو گی اور سترہویں گریڈ میں بہتر سیٹیں ہیں تو کیا یہ 1993 کا جو فارمولا ہے اس کو fulfill کرتا ہے، یہ پچیس فیصد ہی بنتی ہیں، اس سے کم یا زیادہ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پی سی ایس صاحبان کے بارے میں بتائیں؟

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !اس سوال کے جواب میں I must concede کہ پی سی ایس افسران کے ساتھ کافی زیادتی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی کا لفظ اگر استعمال کیا جائے تو نامناسب نہیں ہے لیکن اس میں problem یہ آ رہا ہے کہ مختلف گریڈز میں promotion کے لئے مختلف کورسز کا اور service length کا سوال ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی نے گریڈ اُنیس سے گریڈ بیس میں جانا ہے یا اٹھارہویں سے انیسویں میں جانا ہے تو پچھلے گریڈ میں اتنی service length ہونی چاہئے پھر اس کے بعد فلاں کورس جو ہے وہ ہونا چاہئے۔ اب ان کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ سالہا سال ان کی ترقیاں نہیں ہوئیں تو اس لئے ان کو next grade میں promotion کے لئے مشکلات پیش آ رہی ہیں اب گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ for some time یا once ان شرائط کو تھوڑا نرم کر دیا جائے اور وہ لوگ جن کی next grade میں ترقی due ہے ان کو اس یعنی جو criteria ہے کہ اتنی پچھلے گریڈ میں length of service ہونی چاہئے یا فلاں فلاں کورسز ہونے چاہئیں تو اس کو تھوڑا کم کر دیا جائے یا soft کر دیا جائے کیونکہ اس وقت جوان کے لئے مخصوص ہے، گریڈ 17 میں جو ڈی ایم جی گروپ ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان): ڈی ایم جی گروپ کا گریڈ 17 میں 25 فیصد ہے، گریڈ 18 میں 40 فیصد ہے پھر اس کے بعد گریڈ 19 میں 50 فیصد ہے اور گریڈ 20 میں 60 فیصد ہے۔ گریڈ 21 میں 65 فیصد ہے۔ جو quota rest ہے وہ پی سی ایس افسران کے لئے ہے۔ پی سی ایس افسران کا جو quota اس وقت ہے وہ بہت کم ہے اور ان کے ساتھ نامناسب treatment ہے لیکن اس کے لئے بھی وہ پورے نہیں ہیں۔ یعنی جو quota ان کو ان کے حق سے تھوڑا دیا گیا ہے اس میں بھی ان کی تعداد پوری نہیں ہے۔ اب اس سلسلے میں کوشش ہو رہی ہے اور سال 2009 میں ان کی

promotionکا جو بورڈ ہے، بلکہ وہ اجلاس جو سالہا سال نہیں ہوتے رہے 2009 میں اس کے چار اجلاس ہوئے ہیں۔ تقریباً 104 کے قریب جو پی سی ایس افسران تھے ان کی promotion کے cases consider ہوئے اور ان میں سے پانچ cases incomplete ہونے کی وجہ سے delay ہوئے ہیں لیکن باقی سب کو promote کیا گیا ہے۔ ہم اس کو بڑا effectively اور efficiently لے رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ 2010 within this year پی سی ایس افسران سے جو زیادتی ہو رہی ہے اس کو ہم redress کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر قانون کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کی ان کو پوری طرح آگاہی حاصل ہے اور اس کو محسوس کرتے ہوئے اس پر توجہ دینے کی یقین دہانی بھی کروائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی توجہ بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ 1993 کا جو فارمولا بنایا گیا تھا وہ اس وقت کی interim government نے بنایا تھا، اس وقت معین قریشی صاحب وزیر اعظم تھے۔ اس فارمولے کے تحت گریڈ 22 کے لئے پی سی ایس افسران کو consider نہیں کیا جاتا۔ اس طرح ان کو بالکل بند کر دیا گیا ہے ان کے ایک فیصد افسران بھی اس سکیل میں نہیں آتے۔ میں وزیر قانون کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ان سے یہ التجا بھی کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو بھی جلد از جلد resolve کیا جائے۔ 1986 میں میاں نواز شریف صاحب کے دور حکومت میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اس کمیٹی کے ممبر تھے اور اس کمیٹی نے بھی یہی سفارشات دی تھیں کہ پی سی ایس افسران پر یہ قدغن بالکل نہیں لگنی چاہئے بلکہ کسی بھی گروپ پر یہ پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ اس طرح سے وہ ترقی کے منازل طے نہیں کر سکتے۔ میں صرف رانا صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ان مسائل کا ادراک ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کی طرف سے کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

میاں نصیر احمد: شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! اس میں میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! میرے معزز دوست نصیر بھائی نے جو سوال کیا ہے ہماری پنجاب کی services کے لئے نہایت اہم ہے۔ 1993 کا جو انہوں نے فارمولا بتایا ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس وقت سردار ذوالفقار علی کھوسہ کے والد صاحب بھی اس کمیٹی کے رکن تھے اور شاہ محمود قریشی صاحب بھی اس میں شامل تھے۔

جناب سپیکر: کس کے والد صاحب؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: سردار دوست محمد خان کھوسہ کے والد صاحب لیکن اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کو بھی implement نہیں کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت گریڈ 21 کے لئے پی سی ایس افسران کا جو quota ہے اس پر کام کر رہے ہیں یا نہیں اور اگر کر رہے ہیں تو کتنے افسران کام کر رہے ہیں، اس کے علاوہ ان پی سی ایس افسران کی گریڈ 22 میں promotion ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں sure نہیں ہوں لیکن offhand جو میری اطلاع ہے اس کے مطابق اس وقت پی سی ایس افسران کا کوئی بھی آفیسر گریڈ 21 اور گریڈ 22 میں serve نہیں کر رہا اور unfortunately ایسا ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس چیز کو ہم انشاء اللہ redress کریں گے اور پی سی ایس افسران کے ساتھ جو ہونے والی زیادتی ہے on behalf of government میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ شکریہ۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2029 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

آؤٹ آف ٹرن الاٹ کئے گئے کوارٹرز کی تفصیلات

*2029: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سابق حکومت نے 2002تا2007آؤٹ آف ٹرن بے شمار ملازمین کو گھرالاٹ کئے جس کی وجہ صرف یہ بتائی گئی کہ مذکورہ ملازمین کو گھر کی سخت ضرورت ہے؟

(ب) موجودہ حکومت کے دور میں کتنے ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن گھرالاٹ کئے گئے اور یہ کون سی کیٹیگری کے تھے نیز وحدت کالونی ہاؤس نمبر 38 بلاک (او) کس ملازم کو آؤٹ آف ٹرن الاٹ ہوا ہے اور یہ کس کے حکم سے کیا گیا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سابق حکومت کی طرح موجودہ حکومت نے بھی پالیسی سے ہٹ کر آؤٹ آف ٹرن گھرالاٹ کرنا شروع کر دیئے ہیں جو غریب ملازمین کے ساتھ ظلم ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سابق حکومت کے غیر قانونی آؤٹ آف ٹرن بااثر ملازمین کے کوارٹر کی الاٹمنٹ کینسل کرنے اور 15/20 سال سے انتظار میں بیٹھے لوگوں کو میرٹ پر گھر فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے 2002 تا 2007، 270 آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس صوابدیدی اختیار استعمال کرتے ہوئے کیں۔

(ب) موجودہ حکومت نے اب تک، جو گھر آؤٹ آف ٹرن الاٹ کئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ کوارٹر نمبر 38۔0 وحدت کالونی عثمان سکندر، سکیورٹی اسسٹنٹ، پنجاب اسمبلی کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر آؤٹ آف ٹرن الاٹ کیا گیا ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ موجودہ حکومت نے آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ کی ہیں مگر یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی نے اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتے ہوئے کی ہیں۔

(د) موجودہ حکومت نے سابق حکومت کی آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد خلاف ضابطہ الاٹمنٹس کینسل کر دی تھیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں متواتر میرٹ پر گھرالاٹ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ:جواب کے جز(الف)میں لکھا ہوا ہے کہ 270 out of turn allotments صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے سابق حکومت نے کیں۔ جز(ب)میں ہے کہ موجودہ حکومت نے بھی صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے allotments کیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ بے چارے جو بیوروکریٹس ہیں جن بے چاروں کو گھروں کی زیادہ ضرورت ہے، جن کے بچے ٹینٹوں میں رہ رہے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:اگر آپ افسر کہہ دیں یاافسران کہہ دیں تواس میں کیا حرج ہے؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!1947 سے یعنی جب سے یہ ملک بنا ہے یہ بنا ہی ججوں، جرنیلوں اور بیوروکریٹس کے لئے تھا۔ ہمارے لئے نہیں تھا، آپ دیکھ لیں کہ آپ نے کبھی out of turn allotment کی ہے؟ ہمارے ایم پی ایز بھی موجود ہیں اور 370 کا یہ ہاؤس ہے، آپ کے پاس بھی چالیس پچاس residences ہیں ہمیں بھی تو ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ہمارے وزیر نے آئی جی ہاؤس کو occupy کر لیا اس میں وہ رہ رہا تھا اس وقت تک اس آئی جی کی ٹانگیں زمین پر نہیں لگیں جب تک اس وزیر کو انہوں نے دربدر نہیں کر دیا۔ یہ خود ریٹائرمنٹ کے بعد پانچ پانچ سال تک گھر خالی نہیں کرتے۔انہیں ہی out of turn accommodate کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے آپ کو پالیسی تو بتائی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:میری بہن سامیہ امجد ابھی کہہ رہی تھیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:پھر آپ کہیں گے کہ میں نے تقریر نہیں کی۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!میں نے تو ابھی کرنی ہے۔ میں نے تو اس وقت بھی عرض کی تھی کہ اگر ہماری بہن ڈاکٹر سامیہ امجد کر سکتی ہیں جو ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور میں نے آج تک کبھی کسی خاتون کے ساتھ cross talk نہیں کی اور کبھی کوئی فقرہ بھی نہیں کسا۔

جناب سپیکر:یہ اچھی بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:انہوں نے آج میرے بارے میں بات کر کے مجھے بڑا دلی دکھ پہنچایا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،انہوں نے تو آپ کی تعریف کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:وہ تو ہر مقدمہ آپ کی عدالت میں چھوڑتی ہیں۔ میں اپنا مقدمہ اللہ کی عدالت میں چھوڑ رہا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:.Point of personal explanation میں نے تو آپ کی تعریف کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،ان کو بات کرنے دیں۔ میں نے آپ کی بات کہہ دی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!میں اس کو اللہ کی عدالت پر چھوڑ رہا ہوں۔ یہ جو میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر ہم ایم پی ایز کسی بیوروکریٹ کے پاس چلے جائیں تو اس کی "دھون" سیدھی نہیں ہوتی۔ کلاس۔IV کے بندے کی ہم سفارش کر رہے ہوتے ہیں تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ میرٹ پر کروں گا۔ کلاس۔iv کا میرٹ بنانے والا وہ بیوروکریٹ کون ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے اسے اگر کوئی out of turn allotment کی ہے، گورنمنٹ اس کو اس گھر سے فارغ کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر محکمہ خدمات وانتظام عمومی (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اگر اس ہاؤس کی یہ sense ہوئی کہ تمام out of turn allotments کو cancel کر دیا جائے تو حکومت ہاؤس کے اس فیصلے کا احترام کرے گی۔اس میں اس بات کو بھی زیر غور رکھ لیا جائے کہ جب آپ ایک دفعہ کسی آفیسر یا کسی نچلے درجے کے اہل کار کو allotment کر دیتے ہیں تو اس کی cancellation کے بعد اس کا ایک legal right establish ہو چکا ہوتا ہے جس کے تحت پھر وہ stay لے سکتا ہے اور اس معاملے کو کافی لمبا بھی کر سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!رانا صاحب نے جو کچھ کہا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ یہاں پر جو بھی ڈکٹیٹر کے کندھوں پر بیٹھ کر حکومت آئی یا غیر جمہوری طریقے سے حکومتیں آئیں وہ اگر اس قسم کی چیزیں کر لیں shoulder promotion انہیں suite کرتا ہے کیونکہ انہوں نے ان سے اپنے غیر قانونی کام لینے ہوتے ہیں،انہوں نے یہاں پر political workers کو victimize کرنا ہوتا ہے اور انہیں یہ چیزیں suite کرتی ہیں۔ایک جمہوری حکومت کو out of turn اور میرٹ سے ہٹ کر allotment کرنا زیب نہیں دیتا۔ جو ہمارے قائد ایوان ہیں ان کا عوام میں ایک image ہے کہ وہ میرٹ پر کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!آپ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: لاء اینڈ آرڈر پر آج بہت بحث ہو گی۔ آپ مہربانی فرمائیں اور relevant ہو کر۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ نے حکم دیا میں نے اپنا پہلا سوال چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر: آپ بڑے اچھے ہیں ماشاء اللہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں اور اگر آپ کا یہ حکم ہے تو میں یہ تمام چیزیں یہاں رکھ کر باہر جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: واک آؤٹ کرنے لگے ہیں؟ واک آؤٹ نہیں کرنا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میرا کوئی ناجائز کام نہیں ہوتا لیکن بیوروکریسی کی "دھون" کا سر یا نکلنا ضروری ہے۔ آپ اگر وہ نہیں نکالنا چاہتے تو میں باہر جا رہا ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ شاہ صاحب ایسے نہ کریں۔ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: اور شاید ہمیشہ کے لئے جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہیں روکیں اور منا کر لائیں یا پھر مجھے آنا پڑے گا، شاہ صاحب! آپ ادھر آئیں۔ آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن میں بیوروکریسی کو support نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آ جائیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں بھی ان کی support میں واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبرز سید حسن مرتضیٰ اور ڈاکٹر سامیہ امجد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب کو منا کر لائیں۔ کائرہ صاحب! آپ جائیں اور سید حسن مرتضیٰ کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔ اب اس سوال کا کیا کیا جائے؟ شاہ صاحب کے آنے تک اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر محکمہ خدمات و انتظام عمومی (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایس اینڈ جی اے ڈی، ٹرانسپورٹ ونگ میں موجود گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*151: **سید حسن مرتضیٰ**:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ ونگ میں اس وقت کل کتنی گاڑیاں موجود ہیں اور کن کن عہدیداروں اور افسران کے زیر استعمال ہیں،ان کی تفصیل مع گاڑی و نمبر،انجن کی پاور،ماڈل،عہدیدار اور افسران کے نام بیان کئے جائیں؟

(ب) ان گاڑیوں کے پٹرول،مینٹیننس اور مرمت پر ماہانہ اخراجات بابت 2007 ایک سال کی تفصیل بیان کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں اس وقت 300 گاڑیاں موجود ہیں-ان کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) ان گاڑیوں کے پٹرول، مینٹیننس اور مرمت پر ماہانہ اخراجات بابت 2006-07 کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

سرکاری ملازمتوں میں غیر مسلموں کا کوٹا

*2411: **جناب جوئیل عامر سہوترا**:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کے تمام سرکاری اداروں میں سینٹری ورکرز بھرتی کا کرائٹیریا کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف سرکاری اداروں میں سینٹری ورکرز صرف غیر مسلم ہی بھرتی کئے جاتے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سرکاری اداروں میں سینٹری ورکرز کے علاوہ دوسری اسامیوں پر غیر مسلموں کو بھرتی نہیں کیا جاتا؟

(د) اگر جز(ب)اور(ج)کا جواب اثبات میں ہے تو کیایہ پالیسی غیر مسلموں سے مساوی سلوک کے مترادف نہیں ہے۔کیاحکومت اس فرق کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سینٹری ورکرز اور دیگر اسامیوں پر بھرتی متعلقہ سروس رولز کے مطابق کی جاتی ہے۔ کنٹریکٹ بھرتی پالیسی 2004 کے مطابق تمام مجاز حکام پابند ہیں کہ وہ خالی اسامیاں سروس رولز کی شرائط کے مطابق پر کریں۔

(ب) جی نہیں۔ سروس رولز کی شرائط پر پورا اترنے والا پنجاب کا کوئی بھی شہری اس اسامی پر بھرتی ہو سکتا ہے۔اس سلسلہ میں کسی قسم کا نسلی اور مذہبی امتیاز نہیں کیا جاتا۔مزید برآں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر2003/1-10(S&GAD) SOR-IV مورخہ 13۔فروری2009(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)میں واضح طور پر تمام مجاز افسران کو آگاہ کر دیا ہے کہ خالی اسامیوں کا اشتہار جاری کرتے وقت کسی مخصوص طبقہ یا مذہب کے پیروکار کی اہلیت یا ترجیح کا ذکر نہ کیا کریں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ سینٹری ورکرز کے علاوہ دیگر خالی اسامیوں پر بھرتی متعلقہ سروس رولز کے مطابق کی جاتی ہے۔مزید برآں حکومت پنجاب کی ہدایت مورخہ 13۔فروری2009 اور آئین کے آرٹیکل نمبر27 کی عبارت سے تمام افسران آگاہ ہیں جس میں کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک سے منع کیا گیا ہے اس لئے غیر مسلم بھی دیگر اسامیوں پر تقرری کے اہل ہیں بشرطیکہ وہ سروس رولز کی شرائط پر پورا اترتے ہوں۔

(د) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق غیر مسلموں سے قطعاً امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔

حکومت کی طرف سے بنائی گئی ٹاسک فورس کی تفصیلات

*2467:جناب محمد یار ہراج:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جون2008 سے 30۔نومبر 2008تک مختلف معاملات سے نمٹنے کے لئے حکومت نے کتنی ٹاسک فورس بنائیں ہر ٹاسک فورس کا نام، فنکشنز اور دائرہ کار/اختیار کی وضاحت کی جائے، ہر ٹاسک فورس کی محکمہ کے ساتھ کوآرڈینیشن اور اختیارات کی تقسیم کی وضاحت کی جائے؟

(ب) ہر ٹاسک فورس کے سربراہ کا نام اور ممبران و دیگر عہدہ داران کے نام اور عہدے بیان کئے جائیں کس کے حکم سے بنائی گئیں نیز اگر نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اس کی نقل ایوان کو مہیا کی جائے؟

(ج) ہر ٹاسک فورس پر آج تک اخراجات کی تفصیل بتائی جائے، یہ خرچہ کس مد سے اور کس قانون کے تحت کیا جارہا ہے؟

(د) ہر ٹاسک فورس کی کارکردگی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت ہر ٹاسک فورس کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے تا حال 31 ٹاسک فورسز بنائی ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ ٹاسک فورسز صرف وزیر اعلیٰ کی طرف سے تفویض کردہ امور پر پالیسی بنانے میں متعلقہ محکمہ کی مدد کرتی ہیں۔

(ب) تمام ٹاسک فورسز وزیر اعلیٰ کے حکم سے بنائی گئی ہیں ان کے سربراہان، ممبران کے نام عہدہ کے نوٹیفیکشن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ٹاسک فورسز کے چیئرپرسن و ممبران کی اکثریت ذاتی خرچہ پر مختلف میٹنگز کے لئے آتی ہے۔ تاہم سپورٹس، انفارمیشن ٹیکنالوجی، انڈسٹریز ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی، فنانس اور ماحولیات سے متعلق چند پروفیشنلز کو اعزازیہ دیا جارہا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کارکردگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام ٹاسک فورسز کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور پنجاب سول سیکرٹریٹ کی متعدد عمارات کو منہدم کرنے کی تفصیلات

*2566: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سول سیکرٹریٹ میں بہت سی عمارات وپورشنز کو گرایا گیا اور گرایا جارہا ہے ان کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) پنجاب سول سیکرٹریٹ میں گرائی جانے والی عمارات وپورشنز کو کب تعمیر کیا گیا تھا اور ان پر کتنی لاگت آئی تھی، ان کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) پنجاب سول سیکرٹریٹ کی رینوویشن پر کتنی لاگت آرہی ہے، اس کے لئے کیا پلان ہے اور کب تک یہ مکمل ہو جائے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سول سیکرٹریٹ پنجاب میں بہت سے تاریخی / پرانے درخت کاٹ دیئے گئے ہیں، ان کی تعداد، قسمیں اور کب لگائے گئے تھے؟

(ہ) کیا یہ اربوں روپے کا خرچہ پنجاب سول سیکرٹریٹ کو خوبصورت بنانے کے لئے کیا جارہا ہے، کیا یہی رقم کسی پسماندہ ضلع مثلاً پاکپتن کی غربت، جہالت ختم کرنے کے لئے خرچ نہ ہو سکتی تھی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اور عمارتوں کو اصلی حالت میں بحال کرنے کے لئے تجاوزات اور دفاتر کے اضافی تعمیر شدہ portions کو گرایا گیا ہے۔ نیز وہ عمارتیں جنہیں شکست وریخت اور خستہ حالی کی وجہ سے انسانی استعمال کے لئے خطرناک قرار دیا گیا تھا وہ بھی مسمار کر دی گئی ہیں۔ ان گرائی جانے والی عمارتوں میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے دفاتر، موٹر ٹرانسپورٹ ونگ کی عمارت اور پرانے گراج، پولیس گارڈ ویوٹیلٹی سٹور کی عمارت اور پچاس کے قریب پرانے رہائشی کوارٹر شامل ہیں۔

(ب) پنجاب سول سیکرٹریٹ کی عمارات میں تجاوزات اور اضافی portions کی تعمیر گزشتہ پچاس سال میں مختلف ادوار میں اور ضرورت کے مطابق بغیر کسی مصدقہ نقشے کے تعمیر کی گئی تھی اور اتنا پرانا ریکارڈ دستیاب نہ ہے۔

(ج) پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور کی رینوویشن برائے مالی سال 10-2009 سالانہ ترقیاتی پروگرام میں جو سکیمیں شامل کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پلان کے مطابق یہ تمام سکیمیں موجودہ مالی سال میں مکمل ہونی ہیں بشرطیکہ سکیموں کی منظوری اور فنڈز فراہم کئے گئے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ صرف پیپل کے دو پرانے درخت جو کھوکھلے ہو چکے ہیں اور کسی بھی وقت گر سکتے تھے، گرایا گیا ہے۔ کچھ ایسے چھوٹے درخت جو ایسی عمارتوں کے پاس تھے جو بغیر کسی منصوبہ بندی کے بنائے گئے تھے انہیں کاٹا گیا ہے۔ البتہ ان کی جگہ بہت سے نئے درخت سیکرٹریٹ میں لگا دیئے ہیں۔

(ہ) کسی بھی تاریخی عمارت کی اہمیت کے پیش نظر اس کی بحالی اور دیکھ بھال پر اٹھنے والا خرچہ قواعد و ضوابط کی پابندی اور متعلقہ فورم کی منظوری کے بعد کیا جاتا ہے ضلعی حکومتوں کے ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ کا کسی دوسرے منصوبے سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

گزیٹڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کے لئے وظیفہ کی تفصیلات

*2648: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 16 گریڈ کے اوپر سرکاری ملازمین کے بچوں کو Benevolent Fund سے وظیفہ مبلغ 14 ہزار جبکہ نان گزیٹڈ سٹاف کو صرف 3 ہزار روپیہ ملتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس تفاوت کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ دونوں کیٹیگریز کے لئے 14 ہزار روپے ماہوار وظیفہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول برائے جریدی (گزیٹڈ) ملازمین اور حصہ دوئم برائے غیر جریدی (نان گزیٹڈ) ملازمین۔ حکومت پنجاب کے تمام ملازمین ہر ماہ اپنی تنخواہ سے بہبود فنڈ کی مد میں سے 3 فیصد کٹوتی کرواتے ہیں۔ کٹوتی کی یہ رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے ذریعے اول اور حصہ دوئم کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ موصول ہوتی ہے اور آمدنی اور خرچ کا حساب بھی الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان

کے خاندان کے افراد کو بہبود فنڈ سے مندرجہ ذیل گرانٹس درخواست دینے پر جاری کی جاتی ہیں۔

1- ماہانہ امداد
2- شادی گرانٹ
3- تجہیز وتکفین گرانٹ
4- تعلیمی وظائف
5- الوداعی گرانٹ (صرف جریدی ملازمین کے لئے)

جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ سے گرانٹس کا تعین ان کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم کے مطابق کیا جاتا ہے اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ، گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ سے گرانٹس کا تعین ان کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم کے مطابق کیا جاتا ہے اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ، گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔مزید برآں حصہ دوم کو اس وقت مالی خسارے کا سامنا ہے۔لہذا صوبائی بہبود فنڈ بورڈ غیر جریدی ملازمین کے بچوں کو وظیفہ کی مالیت میں اضافے کا ارادہ نہ رکھتا ہے۔

پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کا قیام ودیگر تفصیلات

*2764: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کب اور کس کے حکم کے تحت بنایا گیا؟

(ب) اس ادارے کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟

(ج) اس ادارے کے لاہور میں دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(د) اس ادارے کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ سال وار بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ (PBIT) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر بنایا گیا۔اس کے لئے سمری محکمہ کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی طرف سے منظوری کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو

مورخہ 26-12-2008 کو بھیجی گئی۔اس سمری کی منظوری مورخہ 30-12-2008 کو دے دی گئی اس منظوری کے بعد مورخہ 19۔جنوری2009 کو نوٹیفکیشن جاری کیا گیا۔جس کے تحت PBIT کا ادارہ معرض وجود میں آیا(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)بعد ازاں اس بورڈ کو باقاعدہ ایک کمپنی کے طور پر 31-01-2009 کو جائنٹ رجسٹرار آف کمپینز کے پاس رجسٹر کرایا گیا۔

(ب) اس ادارے کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں۔

1۔ وفاق اور صوبائی حکومتوں کی تجارت اور انویسٹمنٹ پالیسیوں کو عملی جامع پہنایا۔

2- وفاقی حکومت کی پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے بورڈ آف انویسٹمنٹ اسلام آباد کی معاونت کرنا۔

3- پنجاب کے لئے معاشی ترقیاتی پلان کی تیاری کرنا۔

4- پنجاب میں انویسٹمنٹ کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا۔

5- پنجاب کو اندرونی / بیرونی انویسٹرز کے لئے نمایاں کرنا۔

6- بزنس کمیونٹی کو پنجاب کے معاشی ترقیاتی پلان کے لئے قائل کرنا۔

7- انویسٹرز کے لئے ون ونڈو آپریشن کے قیام میں معاونت کرنا۔

8- پنجاب کی ایکسپورٹ انڈسٹری کو مضبوط کرنا۔

9- حکومت اور بزنس مین کے درمیان اختلافات کو دور کرنا۔

10- ایک ایسے فورم کا قیام کرنا جہاں پر لوگ بزنس کے حوالے سے نئے مواقع کی نشاندہی کریں۔

11- پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کی پارٹنرشپ سے انویسٹمنٹ کے لئے نئی راہیں کھولنا۔

12- پنجاب کی ایکسپورٹ کو بڑھانا۔

13- معاشی ترقی کے لئے پرائیویٹ سیکٹر اور ٹریڈ باڈیز کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھنا۔

14- انفرادی انویسٹمنٹ تجاویز کا جائزہ لینا۔

(ج) اس ادارے کا دفتر چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں قائم کیا گیا ہے اور اس کو عارضی طور پر 9 کلب لین جی او آر۔1 الاٹ کی گئی تھی۔

(د) اس ادارے کا قیام چونکہ 19۔جنوری2009 کو عمل میں لایا گیا لہذا 08-2007 میں اس کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا۔تاہم اس ادارے کے سال 09-2008 کے لئے سو ملین روپے کی منظوری دی گئی ہے۔

پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*2765:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ میں گریڈ17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) لاہور میں ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کے ڈھانچہ کی تشکیل ہو رہی ہے تاحال وائس چیئرمین/چیف ایگزیکٹو آفیسر اور جملہ ڈائریکٹرز کی اسامیاں منظور کی گئی ہیں جن کی تفصیل نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تاحال مسٹر ہارون خواجہ کی بطور وائس چیئرمین/چیف ایگزیکٹو آفیسر پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ تقرری ہوئی ہے وہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں۔

کلاس۔IV ملازمین کے پروموشن کوٹا میں اضافے کا معاملہ

*2886:رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری دفاتر میں کلاس(BS1-4)کا اگلے گریڈ میں ترقی کا کوٹا20فیصد مقرر ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے عرصہ دراز سے اس میں اضافہ نہ کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلاس فور کے میٹرک تابی اے ملازمین اپنے اپنے محکموں میں انتہائی جانفشانی سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور ترقی نہ ہونے کی وجہ سے بہت مایوس ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کوٹے کو 20فیصد سے بڑھا کر 30فیصد کر کے ان کی دادرسی کے لئے تیار ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔پنجاب سیکرٹریٹ(منسٹریل پوسٹس)سروس رولز1982کے تحت جونیئر کلرکس کی بھرتی میں 10 فیصد کوٹا کلاس فور ایمپلائز(صرف ریسٹورر اور دفتری)کے لئے مختص تھا۔تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔بعدازاں نوٹیفکیشن نمبری-SOR III-2-28/90 مورخہ 20-10-1992 اور 25-05-1993 کے تحت جونیئر کلرکس کی بھرتی میں یہ کوٹا بڑھا کر 20 فیصد کر دیا گیا۔تتمہ(ب)اور(ج)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور تمام کلاس فور ایمپلائز(BS1-4)جو بصورت دیگر جونیئر کلرکس کی پوسٹ کے لئے اہل ہوں کو اس پروموشن کا اہل قرار دے دیا گیا جو تاحال نافذالعمل ہے۔

نوٹ: مزید برآں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ سال2004 میں نئی ریکروٹمنٹ پالیسی متعارف کروائی گئی ہے جس کے مطابق دیگر ملازمین کی طرح کلاس فور ملازمین کی بھرتی بھی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جارہی ہے۔کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کئے گئے کلاس فور ملازمین کے لئے20 فیصد کوٹا کے تحت ترقی کی گنجائش موجود نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔جب اسامیاں میسر ہوتی ہیں تو بصورت دیگر جونیئر کلرکس کی پوسٹ کے لئے اہل کلاس فور ملازمین کو 20 فیصد کوٹا کے تحت بلاتاخیر بطور جونیئر کلرک ترقی دے دی جاتی ہے۔1991 تا 181،2008 کلاس فور ملازمین کو مذکورہ کوٹا کے تحت بطور جونیئر کلرک ترقی دی جاچکی ہے جس کی تفصیل تتمیہ(د)ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دیا گیا ہے۔2008 میں 20 کوٹا کے تحت ترقی پانے کے لئے 98 امیدواروں نے ٹائپنگ ٹیسٹ میں حصہ لیا اور 54 امیدواروں نے ٹائپنگ ٹیسٹ پاس کیا۔اس وقت صرف 43 اسامیاں 20 فیصد کوٹا کے تحت موجود تھیں جن پر 43 امیدواروں کو سنیارٹی کی بنیاد پر ترقی دے دی گئی۔اس طرح ریکارڈ کے مطابق 20 فیصد کوٹا کے تحت ترقی پانے والے صرف 11 امیدوار باقی بچے ہیں جن کو مستقبل قریب میں میسر خالی اسامیوں پر اہلیت کی بنیاد پر ترقی دے دی جائے گی۔

(د) ضرورت نہ ہے کیونکہ پنجاب سول سیکرٹریٹ میں 20 فیصد کوٹا کے تحت ترقی پانے والے صرف 11 امیدوار باقی ہیں۔جن کو بھی مستقبل قریب میں اہلیت کی بنیاد پر خالی اسامیوں پر

ترقی دے دی جائے گی۔2004 سے نئی ریکروٹمنٹ پالیسی کے اجرأ کے بعد کلاس فور ملازمین کی بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر متعارف کرائی گئی ہے جس کے مطابق کلاس فور ملازمین کے لئے 20 فیصد کوٹا کے تحت ترقی کی گنجائش موجود نہ ہے۔

سرکاری ملزمت کے لئے عمر کی بالائی حد 38 سال مقرر کرنے کا معاملہ

*2890: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عمر کی بالائی حد گزرنے کی بناء پر ہزاروں اہل امیدواران سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے کے موجودہ criteria پر پورے نہ اترتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر سرکاری ملازمت کے لئے بالائی عمر کی حد 38 سال مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔ہر پوسٹ کے لئے عمر کی بالائی حد اس پوسٹ کے لئے مجوزہ تعلیمی استعداد اور تجربہ کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جاتی ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبر SORI(S&GAD)9-36/81 مورخہ 4-11-2006 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تمام District Coordination Officers اور Administrative Secretaries کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ عمر کی بالائی حد میں پانچ سال تک رعایت بذریعہ اشتہار اخبار دے سکتے ہیں۔اس رعایت سے صوبہ بھر میں ہزاروں امیدواران سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لئے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(ب) چونکہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز اور ایڈمنسٹریٹو سیکرٹریز کو عمر کی بالائی حد میں پانچ سال کی رعایت کا اختیار پہلے ہی دے دیا گیا ہے اس لئے حکومت پنجاب کا عمر کی بالائی حد میں مزید رعایت دینے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

فیصل آباد میں پی پی ایس سی کا دفتر و امتحانی مرکز قائم کرنے کے مقاصد

*2905: رانا آصف محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کا کوئی دفتر اور امتحانی مرکز قائم نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیصل آباد میں پی پی ایس سی کا برانچ آفس اور امتحانی مرکز قائم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کا کوئی دفتر اور امتحانی مرکز نہیں ہے۔

(ب) سیکرٹری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے مطابق اگر گورنمنٹ آف پنجاب وسائل مہیا کرتی ہے تو پی پی ایس سی کو فیصل آباد میں علاقائی دفتر اور امتحانی مرکز قائم کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔تاہم فیصل آباد میں علاقائی دفتر اور امتحانی مرکز قائم کرنے کی صورت میں پنجاب کی باقی تمام ڈویژنز میں بھی دفاتر اور امتحانی مراکز قائم کرنا پڑیں گے جبکہ وسائل عدم دستیابی کی وجہ سے صوبہ فی الحال اس کا متحمل نہ ہے۔

راولپنڈی انٹی کرپشن آفس میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2922: جناب شہریار ریاض: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں کل کتنے انٹی کرپشن کے افسر و ملازم ہیں؟

(ب) پچھلے دو سالوں میں اس دفتر نے کتنے کیس رجسٹر کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) راولپنڈی میں انٹی کرپشن کے کل افسر و ملازمین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

افسر 22، ملازم 136 = 158 (کل تعداد)

(ب) پچھلے دو سالوں میں اس دفتر میں کل 169 کیس رجسٹر ہوئے۔

انٹی کرپشن گوجرانوالہ اور لاہور ریجن میں سرکاری ملازمین کے خلاف درخواستوں کی تفصیلات

*3059: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن میں سرکاری ملازمین کے خلاف جنوری2008تا10۔مارچ2009 گوجرانوالہ اور لاہور ریجن میں کل کتنی درخواستیں جمع کروائی گئیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ متذکرہ درخواستوں کی انکوائری کروانے پر کچھ درخواستیں جھوٹی بھی پائی گئیں،اگر ہاں تو ایوان کو ان جھوٹی درخواستوں کی فہرست فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ بالا عرصہ میں کل کتنی درخواستیں سچی ثابت ہوئیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ جھوٹی درخواست پائی جانے پر درخواست دہندہ کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن بھی کوئی کارروائی کرتا ہے،اگر ہاں تو کس قانون اور ضابطے کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور جھوٹی درخواست دینے والے کو کیا سزا دی جاتی ہے؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ گوجرانوالہ اور لاہور ریجن میں جھوٹی درخواست ثابت ہونے کے بعد سرکاری ملازمین نے محکمہ انٹی کرپشن کو جھوٹی درخواست دینے والے کے خلاف جوابی کارروائی کرنے کے لئے درخواست دی، اگر ہاں تو کتنے سرکاری ملازمین نے درخواست دی؟

(و) گوجرانوالہ اور لاہور ریجن میں متذکرہ بالا عرصہ میں صوبائی ملازمین کے خلاف دی گئی جھوٹی درخواستوں پر محکمہ انٹی کرپشن نے اپنے طور پر بھی کوئی کارروائی کی ہے،اگر ہاں تو کس کس جھوٹے درخواست دہندہ کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے،اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن میں سرکاری ملازمین کے خلاف جنوری2008تا10۔ مارچ2009 گوجرانوالہ اور لاہور ریجن میں کل4783درخواستیں جمع کروائی گئیں۔

(ب) ہاں گوجرانوالہ اور لاہور ریجن کل1279درخواستوں میں درخواست دہندہ الزامات ثابت نہ کر سکا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل632درخواستیں متذکرہ بالا عرصہ میں سچی ثابت ہوئیں۔

(د) جھوٹی درخواست ہائے ثابت ہونے پر درخواست دہندہ کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کارروائی تجویز تحریر کر کے متعلقہ علاقہ مجسٹریٹ صاحب کو برائے کارروائی زیر دفعہ182 ت پ بھجوائی جاتی ہیں۔کل درخواست دہندگان185 کے خلاف کارروائی کی تجویز ارسال کی گئی ہے۔

(ہ) نہیں۔

سرکاری ملازم خود جھوٹی درخواست دینے والے کے خلاف ہرجانہ کارروائی دائر کر سکتے ہیں۔

(و) محکمہ انٹی کرپشن خود کارروائی کرنے اور سزا دینے کا مجاز نہ ہے۔تاہم جھوٹی درخواست ثابت ہونے پر لاہور اور گوجرانوالہ میں جنوری2008 تا مارچ2009 میں محکمہ انٹی کرپشن نے متعلقہ مجسٹریٹ کو کارروائی زیر دفعہ 182ت پ تجویز کر کے بھجوائیں۔

صوبہ پنجاب میں انٹی کرپشن کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3137: **جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ انٹی کرپشن کے کس کس شہر میں دفاتر موجود ہیں؟

(ب) سال2007 اور2008 میں سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں کل کتنی درخواستیں وصول ہوئیں؟

(ج) متذکرہ عرصہ میں انکوائری کے بعد سرکاری ملازمین سے کتنی رقم وصول کی گئی؟

(د) کیا سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت لینے کے حوالے سے جھوٹی درخواستیں بھی وصول ہوئیں اگر ہاں تو جھوٹی درخواست دینے والے کے خلاف کس قانون کے تحت کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں انٹی کرپشن کے دفاتر مندرجہ ذیل شہروں میں کام کر رہے ہیں:-

1-	لاہور	2-	قصور	3-	شیخوپورہ،
4-	اوکاڑہ	5-	ننکانہ صاحب	6-	گوجرانوالہ
7-	سیالکوٹ	8-	گجرات	9-	منڈی بہاؤالدین
10-	حافظ آباد	11-	نارووال	12-	راولپنڈی
13-	جہلم	14-	چکوال	15-	اٹک
16-	فیصل آباد	17-	جھنگ	18-	ٹوبہ ٹیک سنگھ
19-	سرگودھا	20-	بھکر	21-	میانوالی
22-	خوشاب	23-	ملتان	24-	لودھراں
25-	خانیوال	26-	ساہیوال	27-	پاکپتن

28-	وہاڑی	29-	بہاولپور	30۔	رحیم یار خان
31-	بہاولنگر	32-	ڈیرہ غازی خان	33-مظفر گڑھ	
34-	لیہ	35-	راجن پور		

(ب) سال2007اور2008میں سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں انٹی کرپشن پنجاب میں کل42581درخواستیں وصول ہوئیں۔

(ج) متذکرہ عرصہ میں انکوائری/تفتیش کے بعد سرکاری ملازمین سے درج ذیل رقم وصول کی گئی۔کل ریکوری(روپوں میں):

سال	2007	2008
بالواسطہ	271455000/-	37896000/-
بلاواسطہ	4932795000/-	325802000/-
کل ریکوری	5204250000/-	363698000/-

(د) یہ درست ہے کہ جھوٹی شکایات بھی موصول ہوئی ہیں اور دفعہ 182 تعزیرات پاکستان کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے لیکن عملی طور پر چونکہ صلح یا راضی نامہ کی بناء پر درخواستیں داخل دفتر کی جاتی ہیں اور درخواست کا سچا یا جھوٹا ہونا حتمی طور پر ثابت نہیں ہوتا اس لئے 182 کی کارروائی کی نوبت نہ آتی ہے۔اگر درخواست جھوٹی ثابت ہو جائے تو ایسی صورت میں182 کی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

جی اوآر۔الاہور کی رہائش گاہوں کی تزئین وآرائش کی تفصیلات

*3397:جناب وسیم افضل گوندل:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گزشتہ چار سال کے دوران جی او آر۔الاہور میں آفیسران کی رہائش گاہوں کی تزئین وآرائش پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل گھروار سالانہ بتائیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

جی اوآر۔الاہور میں گزشتہ چار سالوں میں افسران کی رہائش گاہوں کی تزائین وآرائش پر جتنی رقم خرچ کی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی اوآرالاہور میں سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین ودیگر تفصیلات

*3398:جناب وسیم افضل گوندل:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دو سالوں کے دوران جن سرکاری ملازمین کو جی او آر۔I لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئی ہیں، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور محکمہ جات بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے گھر (سرکاری رہائش گاہیں) آؤٹ آف ٹرن الاٹ ہوئے ان کے نمبر اور الاٹی کا نام و عہدہ بتائیں؟

(ج) اس وقت جی او آر I لاہور میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں خالی ہیں؟

(د) کتنی رہائش گاہوں پر کن کن ملازمین نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام و عہدہ، گریڈ بتائیں، نیز یہ کب سے ناجائز قابض ہیں اور ان سے یہ رہائش گاہیں خالی نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان ناجائز قابضین سے کرایہ کس شرح سے وصول کیا جا رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ دو سالوں میں جی او آر۔I لاہور میں جن سرکاری ملازمین کو الاٹمنٹس کی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی او آر۔I میں صرف انتظامی سیکرٹری صاحبان یا ممبران بورڈ آف ریونیو کو الاٹ کی جاتی ہیں۔یوں کوئی آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس نہیں ہوئیں۔

(ج) اس وقت جی او آر۔I لاہور میں کوئی رہائش گاہ خالی نہیں ہے۔

(د) جی او آر۔I میں رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم مجاز اتھارٹی کی منظوری سے حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) ناجائز قابضین سے بنیادی تنخواہ کا 60 فیصد بطور جرمانہ (Penal Rent) وصول کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3413: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کمیشن کی سالانہ رپورٹ 2007 کے مطابق حکومت نے تمام ممبران ریٹائرڈ سرکاری افسران میں سے مقرر کئے ہیں؟

(ج) ممبران کی تعیناتی / سیلیکشن کے لئے کیا طریق کار / قواعد وضوابط ہیں آگاہ فرمائیں؟
(د) ممبر کے انتخاب کے لئے کیا criteria مقرر کیا گیا ہے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب پبلک سروس کمیشن میں چیئرمین سمیت 12 ممبران کام کر رہے ہیں جبکہ حکومت کی طرف سے مقررہ تعداد بشمول چیئرمین 16 ہے۔
(ب) تمام تقرریاں حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق کی گئی ہیں۔
(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعیناتی گورنر پنجاب طریق کار درج از پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے مطابق کرتے ہیں۔
(د) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے آرڈیننس کے مطابق ممبر کے انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل criteria مقرر کیا گیا ہے۔

(الف) کمیشن کے کم از کم آدھے ممبران بنیادی پے سکیل نمبر 21 اور 22 کے رہے ہوں۔

مزید برآں کوئی بھی حاضر سروس سرکاری افسر ممبر مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) کم از کم ایک ممبر مندرجہ ذیل شعبہ جات میں سے ہوگا۔

(i) اعلیٰ عدلیہ سے ریٹائرڈ جج
(ii) آرمڈ فورسز کے میجر جنرل یا اس کے مساوی عہدہ کے ریٹائرڈ آفیسر
(iii) خواتین اور پرائیویٹ سیکٹر میں سے صوبائی حکومت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تعلیم اور تجربہ کے حامل افراد۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3415: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے کتنے ایڈوائزر، خصوصی اسسٹنٹ اور پولٹیکل سیکریٹریز ہیں ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟
(ب) مذکورہ بالا عہدیداران کتنی کتنی تنخواہیں و دیگر مراعات گورنمنٹ سے لے رہے ہیں تفصیلاً آگاہ فرمائیں؟
(ج) مذکورہ بالا عہدیداران نے اپنی تعیناتی سے لے کر اب تک کیا کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے پانچ ایڈوائزر، دو خصوصی اسسٹنٹ اور ایک پولیٹیکل سیکریٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ناموں کی لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قمر الزمان بطور پولیٹیکل سیکرٹری اعزازی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ایڈوائزر اور خصوصی اسسٹنٹ کی تنخواہوں اور دیگر مراعات کا پیکج بالترتیب ضمیمہ (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا عہدیداران وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق تفویض کردہ امور سرانجام دیتے ہیں۔

محکمہ میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3483:جناب طاہر اقبال چودھری :کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ ونگ میں اس وقت کل کتنی گاڑیاں موجود ہیں اور کن کن عہدیداروں اور افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل مع گاڑی نمبر انجن کی پاور ماڈل عہدیدار اور افسران کے نام بیان کئے جائیں؟

(ب) ان گاڑیوں کے پٹرول مینٹیننس اور مرمت پر ماہانہ اخراجات بابت 2008 ایک سال کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) کتنی نئی گاڑیاں 6 ماہ قبل سے اب تک خریدی گئی ہیں کب اور کن افسران کے لئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ ونگ میں کل 395 گاڑیاں زیر استعمال / موجود ہیں جن کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا گاڑیوں کے پٹرول مینٹیننس اور مرمت کے اخراجات بابت سال 2008 ماہانہ کی تفصیل بھی مندرجہ بالا فہرست میں درج ہے۔

(ج) چھ ماہ قبل سے اب تک صرف 30 ٹیوٹا کرولا (جی ایل آئی) گاڑیاں خریدی گئی ہیں جو کابینہ کے معزز اراکین کے لئے ہیں اور کسی بھی افسر کے زیر استعمال نہ ہیں۔ تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کوارٹرز 4/3 رومز کی الاٹمنٹ (parent) سکیم میں شامل کرنے کی تفصیلات

*3588: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری کوارٹرز کی اس وقت جاری پالیسی میں 4/3 روم کوارٹرز کی parent سکیم کے تحت الاٹمنٹ کی سہولت نہ ہے؟

(ب) 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ کو parent سکیم میں شامل نہ کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ کو بھی parent سکیم میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) 4/3 رومز کیٹیگری بی ایس۔14 تا 17 کے ملازمین کے لئے مختص ہے جبکہ 4/3 رومز کیٹیگری کے گھروں میں گریڈ 17 اور اس سے بالا کے ملازمین بھی رہائش پذیر ہیں۔ ان ملازمین کے تبادلے لاہور سے باہر اور باہر سے لاہور ہوتے رہتے ہیں جس کی بناء پر ان ملازمین کو لاہور میں رہائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بناء پر 4/3 رومز کیٹیگری کو parent concession scheme میں شامل نہیں کیا۔

(ج) فی الحال حکومت 4/3 رومز کیٹیگری کو parent concession scheme میں شامل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

محکمہ پولیس میں اقلیتی کوٹا کے ذریعے بھرتی کی تفصیلات

*3693: انجینئر شہزاد الٰہی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پولیس میں انسپکٹر اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی اسامیوں پر 2006، 2007 اور 2008 میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا؟

(ب) کیاان اسامیوں کے لئے کوئی اقلیتی کوٹا مقرر تھا تو کتنے فیصد اس مختص کردہ کوٹا پر بھرتی کئے گئے افراد کے نام، ولدیت، پتا جات اور مقام تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں اگر کوئی اقلیتی امیدوار بھرتی نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 98۔1997 میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے پولیس انسپکٹر کی اسامیوں کو withdraw کر لیا۔اس لئے 2006 تا 2008 کے دوران پنجاب پولیس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انسپکٹر کی بھرتی کے لئے کوئی بھی ریکوزیشن وصول نہیں ہوئی۔تاہم اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی مندرجہ ذیل اسامیوں کی بھرتی کی گئی۔

سال	اسامیوں کی تعداد		بھرتی کی گئی اسامیاں	
	مرد	خواتین	مرد	خواتین
2006	416=30	386	415=29	386
2007	NIL		Nil	
2008	500=41	459	489=40	449

(ب) مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے کوئی اقلیتی کوٹا مقرر نہ تھا۔لہذا تمام بھرتی پولیس ڈیپارٹمنٹ کی ریکوزیشن کے مطابق اوپن میرٹ پر کی گئی تھی۔

کونسل آف کامن انٹریسٹ کے فیصلوں کے خلاف ریفرنسز کی تفصیلات

*3720: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 153 کے تحت کونسل آف کامن انٹریسٹ قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آرٹیکل 154 کے سب آرٹیکل (5) کے تحت یہ provided ہے کہ اگر صوبائی حکومت مذکورہ کونسل کے کسی فیصلہ سے dissatisfied ہو تو وہ اس معاملہ کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو ریفر کر سکتی ہے جو جوائنٹ سیٹنگ میں فیصلہ کرے گی اور اس کا فیصلہ حتمی ہو گا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب نے پچھلے دو سالوں میں کوئی معاملہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو ریفر کیا ہے اگر ہاں تو مجلس شوریٰ نے کیا فیصلہ کیا اور کب، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پچھلے دو سالوں میں کوئی معاملہ مجلس شوریٰ(پارلیمنٹ) کو ریفر نہیں کیا گیا۔

ضلع بہاولپور سے بینوولینٹ فنڈ میں تعلیمی وظائف کی درخواستوں کی تفصیلات

*3727:جناب ذوالفقار علی:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک ضلع بہاول پور سے بینوولینٹ فنڈ سے تعلیمی وظائف کی کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ب) آج تک کتنےapplicants کو وظیفہ کی ادائیگی کر دی گئی ہے اور کتنی درخواستیں کس کس دفتر میں کس بناء پر زیر التوا ہیں؟

(ج) کیا حکومت ضلع بہاولپور کی تمام وظیفہ کی درخواستوں کو مکمل کر کے جلد از جلد وظیفہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی بہبود فنڈز بورڈ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول برائے جریدی(گزیٹڈ)ملازمین اور حصہ دوئم برائے غیر جریدی(نان گزیٹڈ)ملازمین۔ حکومت پنجاب کے تمام ملازمین ہر ماہ تنخواہ سے بہبود فنڈ کی مد میں3 فیصد کٹوتی کرواتے ہیں۔ کٹوتی کی یہ رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے ذریعے حصہ اول اور حصہ دوئم کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ موصول ہوتی ہے اور آمدنی اور خرچ کا حساب بھی الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کے خاندان کے افراد کو بہبود فنڈ سے مندرجہ ذیل گرانٹس درخواست دینے پر جاری کی جاتی ہیں۔

1- ماہانہ امداد
2- شادی گرانٹ
3- تجہیز و تکفین گرانٹ
4- تعلیمی وظائف
5- الوداعی گرانٹ(صرف جریدی ملازمین کے لئے)

جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ سے گرانٹس کا تعین ان کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم کے مطابق کیا جاتا ہے اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ، گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔اس ضمن میں یہ بھی عرض ہے کہ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ صوبہ پنجاب کے صرف جریدی (گزیٹڈ) ملازمین کی گرانٹس کے معاملات نمٹاتا ہے۔ غیر جریدی (نان گزیٹڈ) ملازمین کے معاملات متعلقہ ضلعی بہبود فنڈ بورڈ میں نمٹائے جاتے ہیں۔

سال بہ سال درخواستوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ 2007

کل درخواستیں (جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
613	46	1367
کل درخواستیں (غیر جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
1554	----	1554

2۔ 2008

کل درخواستیں (جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
1595	406	1189
کل درخواستیں (غیر جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
915	----	915

3۔ 2009

کل درخواستیں (جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
1650	983	667
کل درخواستیں (غیر جریدی)	زیر التواء	وظائف جاری کئے گئے
1414		

(درخواست ہائے کی پڑتال کی جارہی ہے۔ پڑتال مکمل ہونے پر ایسی درخواست ہائے کی منظوری کے لئے ضلعی بہبود فنڈ بورڈ کا اجلاس طلب کیا جائے گا۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ ہر سال تین اخبارات میں اشتہار برائے سکالرشپ دیتا ہے جس میں سکالرشپ کے حصول کے لئے تمام شرائط درج ہوتی ہیں۔ یہ

درخواست گزار کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی درخواست ہر لحاظ سے مکمل متعلقہ بہبود فنڈ بورڈ کو مقررہ مدت کے اندر بھجوائے۔ متعلقہ بورڈ پہلے مکمل درخواستوں کے چیک جاری کرتا ہے اور بعد ازاں نامکمل درخواستوں پر ہمدردانہ غور کیا جاتا ہے اور متعلقہ درخواست گزار کو مراسلہ کے ذریعہ اعتراض کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ درخواست گزار کی جانب سے جواب موصول ہونے پر کیس پر قواعد کے مطابق دوبارہ غور کیا جاتا ہے۔ اور اگر کیس مکمل ہو تو درخواست گزار کے نام چیک جاری کر دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ نے اپنے اجلاس مورخہ 2009-09-29 میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ مذکورہ بالا سالوں کی درخواستیں برائے وظائف کے سلسلے میں متعلقہ درخواست گزاروں کو درخواست مکمل کرنے کے لئے ایک ماہ کا آخری نوٹس جاری کیا جائے۔

بہاولپور گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت مکانات کی تعمیر کی تفصیلات

*3728: **جناب ذوالفقار علی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت مکانات کی تعمیر کے لئے زمین مختص کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع پر صرف برجیاں لگی ہوئی ہیں مگر عملی طور پر کوئی construction نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے تحت لاہور فیصل آباد اور دیگر اضلاع میں مکانات کی تعمیر شروع ہو چکی ہے، اگر ایسا ہے تو بہاولپور میں مکانات کی تعمیر شروع نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بہاول پور میں گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت مکانات تعمیر کے لئے 600 کنال زمین مختص کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صرف باؤنڈری پر پلر لگے ہوئے ہیں اور کوئی تعمیراتی کام شروع نہیں ہوا۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس سکیم کے تحت لاہور میں مکانات تعمیر ہو رہے ہیں۔فیصل آباد میں سڑکیں وغیرہ زیر تعمیر ہیں۔اس کے بعد مکانات شروع ہونگے اور راولپنڈی میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے ٹینڈر طلب کئے جا رہے ہیں۔تعمیراتی کام فاؤنڈیشن کے ممبران سے وصول شدہ ماہانہ contribution سے کئے جاتے ہیں اس کے لئے گورنمنٹ کوئی پیسا نہیں دیتی۔ لہذا اس محدود رقم کے ذریعے پہلے لاہور کی سکیم مکمل کی جائے گی پھر فیصل آباد کی سکیم اور پھر راولپنڈی کی سکیم اور ملتان کی سکیم مکمل ہو گی اور بعد ازاں بہاول پور کی باری آئے گی۔ سکیم مکمل کرنے کی ترجیح ریٹائرڈ ملازمین کے حساب سے ضرورت مکانات کے پیش نظر کی جاتی ہے۔فاؤنڈیشن چونکہ ریٹائرمنٹ پر گھر مہیا کرتی ہے۔لہذا 2010 تک ریٹائرڈ ہونے والے ممبران کی تعداد یوں ہے:۔

1	لاہور	7123
2	راولپنڈی	2178
3	فیصل آباد	993
4	ملتان	454
5	گوجرانوالہ	510
6	سرگودھا	471
7	بہاولپور	369

سال 09۔2008 کے دوران حکومت پنجاب کی طرف سے خرید و فروخت کردہ گاڑیوں کی تفصیل

*3859: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مالی سال 09-2008 میں پرانی گاڑیوں کو فروخت کیا تھا اگر جواب ہاں میں ہے تو اس فروخت سے کل کتنی رقم حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوئی تھی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مالی سال09-2008میں نئی گاڑیوں کی خرید کی ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی گاڑیاں خریدی گئیں،ان پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور کن کار ڈیلرز سے خرید کی گئیں،ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مالی سال09-2008میں 693 گاڑیاں نیلام کیں جس سے مبلغ -/165792000روپے حاصل ہوئے جو قومی خزانہ میں جمع کروادیئے گئے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مالی سال09-2008میں کل30عدد ٹیوٹاکرولا،جی ایل آئی1300 سی سی گاڑیاں خریدی گئیں جن پر کل رقم 42.930 ملین روپے خرچ ہوئی۔یہ گاڑیاں گیلپ ٹینڈر نوٹس کے ذریعے اخبارات میں شائع ہونے کے بعد ٹیوٹاگارڈن موٹرز سے کمپنی ریٹ پر خریدی گئیں۔

سال09-2008کے دوران خرید کردہ گاڑیوں کی تعداد و تفصیل

*3869:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے09-2008میں کتنی نئی گاڑیاں بشمول جیپ،ٹرک اور بس وغیرہ خریدیں، مکمل تفصیل مع make،ماڈل،قیمت نیز کس کس ڈیلر سے لی گئیں؟

(ب) کیامذکورہ گاڑیوں کی خرید کے لئے کوئی ٹینڈر جاری کئے گئے،کس کس اخبار میں اشتہارات چھپے،تفصیل بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ گاڑیاں کس کس کے استعمال میں ہیں اور کب سے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے324 نئی گاڑیاں بشمول کاریں(56)، ایمبولینس (96)، بسیں (31)، جیپیں (13)، منی بسیں (02)، منی ٹرک (01)، پک اپ (81)، روٹری

سنو پلو (01)، ٹیوٹا ہائی ایس(04)،ٹیوٹا ہائی لکس(07)، ٹریکٹر (11)، ٹرک (04)، وین(12)اور ویل لوڈر (04) مبلغ -/864636000 روپے کی مختلف ڈیلرز و کمپنیوں سے خریدی گئیں۔جن کی تفصیل تتمہ (الف)تا(ق)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گاڑیاں خریدنے سے پہلے باقاعدہ اخبار میں اشتہارات دیئے گئے تھے۔البتہ بعض محکمہ جات نے کچھ گاڑیاں مینو فیکچر نگ کمپنیوں سے براہ راست خریدیں جن کی تفصیل تتمہ (الف)تا(ق)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (الف)تا(ق)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یکم جولائی2008 سے 30۔جون2009تک
سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*3938:راؤ کاشف رحیم خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جولائی2008 سے 30۔جون2009تک لاہور میں کتنے سرکاری ملازمین /افسران کو میرٹ کے مطابق سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے ملازمین /افسران کوآؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی گئی؟

(ج) مذکورہ مدت کے دوران ہارڈشپ کے تحت کتنے لوگوں کوالاٹمنٹ کی گئی؟

(د) مذکورہ مدت کے دوران کتنے افراد کو above entitlement/Below Entitlementالاٹمنٹ کی گئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جن ملازمین /افسران کو میرٹ کے مطابق یکم جولائی2008 سے 30۔جون2009تک سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کی تعداد106 ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں49آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئیں۔

(ج) مذکورہ مدت میں 38الاٹمنٹ ہارڈشپ سکیم کے تحت کی گئیں۔

(د) مذکورہ مدت میں8الاٹمنٹbelow entitlementsاور3 above entitlements کی گئیں۔

ڈی ایم جی کے گریڈ18تا20کے افسران کی بیرون ملک روانگی کی تفصیلات

*4111:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈی ایم جی کے گریڈ18سے20تک کے 30سے زیادہ افسر اس وقت بیرون ملک ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان افسروں کے نام، گریڈ، عہدہ، تاریخ روانگی بیرون ملک اور مقصد روانگی سے ایوان کو مطلع کیا جائے نیز یہ بتایا جائے کہ کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے مذکورہ افسران باہر گئے ہیں؟

(ج) کیامذکورہ افسران میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے کئی سال کے لئے بیرون ملک Jobs کر لی ہیں نیز ایسے افسران کے خلاف قواعد وضوابط کے تحت کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

(د) کیامذکورہ افسران میں سے ایسے بھی ہیں جو مستعفی ہو چکے ہیں یا طویل رخصت پر ہیں ان کی قواعد وضوابط کے تحت قانونی حیثیت کی وضاحت کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سیکشن آفیسر سروسز۔Iایس اینڈ جی اے ڈی صرف ڈی ایم جی گریڈ18سے گریڈ22تک کے آفیسرز کو"deal"کرتا ہے اور اس وقت تقریباً آٹھ آفیسر ہیں جو بیرون ملک ہیں۔

(ب) جو افسران بیرون ملک گئے ہیں ان کے نام، عہدہ اور تاریخ روانگی حسب ذیل ہیں۔

(i) مسٹر نادر عقیل انصاری(ڈی ایم جی،بی پی ایس19)کینیڈا تعلیم کے لئے گئے ہیں جن کی مدت تقریباً دو سال سے زائد ہے اور مورخہ 2008۔08۔15تا2010۔10۔30بیرون ملک ہیں اور یہ مذکورہ آفیسرز وفاقی حکومت کی اجازت سے چھٹی پر گئے ہیں اور ان کی روانگی 2008۔08۔15سے ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) مسٹر اقبال محمد چوہان(ڈی ایم جی،بی پی ایس19)تعلیم کے سلسلہ میں چار سال کی چھٹی پر ہیں اور ان کی چھٹی2008۔02۔01سے ہے اور یہ بھی وفاقی حکومت کی اجازت پر چھٹی پر گئے ہیں اور ان کی روانگی کی تاریخ2008۔02۔01ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) مسٹر عشرت علی(ڈی ایم جی،بی پی ایس19)یہ آفیسر913دن کی چھٹی پر ہیں اور ان کی چھٹی مورخہ 2007۔07۔20سے ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iv) مسٹر کامران علی افضل (ڈی ایم جی،بی پی ایس 19) تعلیم کے سلسلہ میں آسٹریلیا گئے ہوئے ہیں اور ان کی مدت چھٹی 2007۔07۔20تا2011۔01۔23ہے اور یہ کہ مذکورہ افسر وفاقی حکومت کی اجازت سے چھٹی پر گئے ہیں ان کی تاریخ روانگی بیرون ملک 2007۔07۔20ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(v) مسٹر ناصر محمود (ڈی ایم جی،بی پی ایس 19) بیرون ملک 1777دن کی چھٹی پر ہیں۔ مذکورہ افسر وفاقی حکومت کی اجازت سے چھٹی پر گئے ہیں۔ان کی تاریخ روانگی بیرون ملک 2007۔10۔22ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(vi) مسٹر محمد احسن رانا(ڈی ایم جی،بی پی ایس 19)چار سال کی چھٹی پر بیرون ملک ہیں۔مذکورہ افسر وفاقی حکومت کی اجازت سے چھٹی پر گئے ہوئے ہیں۔انکی تاریخ روانگی بیرون ملک 2006۔02۔16ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(vii) مسٹر طاہر علی(ڈی ایم جی ، بی پی ایس 19)ضروری کام کے سلسلہ میں مورخہ 2006۔04۔14کو بیرون ملک گئے تھے۔اس وقت سے تاحال بیرون ملک چھٹی پر ہیں اور ان کی چھٹی مورخہ 2010۔04۔15کو ختم ہورہی ہے۔ان کی تاریخ روانگی بیرون ملک2006۔04۔14ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(viii) مس انیلہ سلمان (ڈی ایم جی،بی پی ایس 19) تعلیم کے سلسلہ میں یو ایس اے گئی ہوئی ہیں اور ان کی چھٹی کی مدت تین سال ہے اور یہ کہ مذکورہ افسر وفاقی حکومت کی اجازت سے چھٹی پر گئے ہیں۔ان کی تاریخ روانگی بیرون ملک 2008۔08۔05ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتری ریکارڈ کے مطابق ان میں سے کسی افسر نے بیرون ملک Job حاصل نہ کی ہوئی ہے۔

(د) دفتری ریکارڈ کے مطابق مذکورہ افسران میں سے کوئی بھی مستعفی نہ ہوا ہے۔باقی طویل رخصت پر افسران کی وضاحت جواب (ب) میں کر دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد میں جہیز فنڈ کے لئے موصول ہونے والی درخواستوں کی تفصیلات

*4184: **چودھری محمد اسد اللہ**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں بہبود فنڈ سے جہیز فنڈ کے لئے ڈی سی او/چیئرمین ضلعی بہبود فنڈ حافظ آباد کو سرکاری ملازمین کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئی ہیں اگر ہاں تو

جنوری2007 سے اب تک کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں ان کے نام، مع عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ عرصہ میں موصول شدہ درخواست دہندوں کو چیک جاری کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو ان درخواست دہندگان میں سے جن کو چیک ابھی تک جاری نہیں کئے گئے اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول برائے جریدی (گزیٹڈ) ملازمین اور حصہ دوئم برائے غیر جریدی (نان گزیٹڈ) ملازمین۔ حکومت پنجاب کے تمام ملازمین ہر ماہ اپنی تنخواہ سے بہبود فنڈ کی مد میں سے 3 فیصد کٹوتی کرواتے ہیں۔ کٹوتی کی یہ رقم اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کے ذریعے حصہ اول اور حصہ دوئم کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ موصول ہوتی ہے۔ آمدنی اور خرچ کا حساب بھی الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کے خاندان کے افراد کو بہبود فنڈ سے مندرجہ ذیل گرانٹس درخواست دینے پر جاری کی جاتی ہیں۔

1- ماہانہ امداد
2- شادی گرانٹ
3- تجہیز و تکفین گرانٹ
4- تعلیمی وظائف
5- الوداعی گرانٹ (صرف جریدی ملازمین کے لئے)

جریدی اور غیر جریدی ملازمین کی بہبود فنڈ سے گرانٹس کا تعین ان کی بہبود فنڈ کی کٹوتی سے حاصل ہونے والی رقم کے مطابق کیا جاتا ہے اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ، گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔ اس ضمن میں یہ بھی عرض ہے کہ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ صوبہ پنجاب کے صرف جریدی (گزیٹڈ) ملازمین کی گرانٹس کے معاملات نمٹاتا ہے۔ غیر جریدی (نان گزیٹڈ) ملازمین کے معاملات متعلقہ ضلعی بہبود فنڈ بورڈ میں نمٹائے جاتے ہیں۔ سال ہا سال درخواست ہائے برائے جہیز فنڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ 2007

کل درخواستیں	زیرالتواء	چیک جاری کئے گئے
137	----	137

2۔ 2008

کل درخواستیں	زیرالتواء	چیک جاری کئے گئے
105	----	105

3۔ 2009(31اکتوبر تک)

کل درخواستیں	زیرالتواء	وظائف جاری کئے گئے
192	70	122

(یہ نامکمل / فریش درخواستیں ہیں تاہم ان کی جانچ پڑتال کی جارہی ہے)

(ب) اس کا جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔تاہم مکمل تفصیل منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اتنی اہم کارروائی چل رہی ہے لیکن ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہذا میں کورمpoint outکرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورمpoint outکیا گیا ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر معزز رکن سید حسن مرتضیٰ اپنا واک آؤٹ ختم کر کے جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خزانہ اور دوسرے معزز ممبران کے ہمراہ ایوان میں تشریف لائے اور جناب سپیکر نے انہیں ڈائس پر بلا کر ان سے مصافحہ کیا)

جناب سپیکر: جو معزز اراکین لابی میں تشریف فرما ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ہاؤس کے اندر تشریف لائیں تاکہ گنتی کی جاسکے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا ہاؤس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!آپ کے حکم پر ہم سید حسن مرتضیٰ صاحب کو ہاؤس میں واپس لے آئے ہیں۔آپ مہربانی کر کے انھیں ذرا بات کرنے کا موقع عنایت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیشہ محبت کی ہے اور Custodian ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میں تھوڑا سا جذباتی تھا لیکن یہ پورا ہاؤس بیٹھا ہوا ہے، بے شک آپ سب سے پوچھ لیں کہ جو بھی ان بیوروکریٹس کے پاس جاتا ہے اس کی کیا عزت ہوتی ہے ؟آپ سمجھتے ہیں کہ افسر شاہی کا لفظ غلط ہے اور اس دور میں شاید غلط ہو بھی، کیونکہ اب افسروں کو تھوڑی بہت ان کی اوقات دکھائی گئی ہے۔اگر ہم ان کے پاس کسی درجہ چہارم کے ملازم کے لئے چلے جائیں تو وہ ایک دفعہ اس گھومنے والی کرسی پر ٹیک لگاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ جی،merit ہوگا۔اب درجہ چہارم کا کیا merit ہے، کیا یہ سارے Parliamentarians جھوٹے ہیں، بدنام ہیں اور ان کا کوئی تقدس نہیں ہے اور کیا یہ لوگوں کو represent نہیں کر رہے ہوتے ؟ان بیوروکریٹس کو facilitate کرنا ظلم ہے اور خاص کر DMG group کو facilitate کرنا ظلم ہے ؟یہ جو PCS افسران ہیں یہ پنجاب کی property ہیں، یہ پنجاب کے brain ہیں ، یہ ہماری ملکیت ہیں لہذا انہیں promote کرنا چاہئے،ان لوگوں نے ساری زندگی ہمارے ساتھ رہنا ہے۔ہم DMG group کو defend کرتے رہتے ہیں جبکہ ان PCS افسران کو قربان کرتے رہتے ہیں۔آج اگر پنجاب میں ان کے ذہن کا وزیر اعلیٰ نہیں ہے تو وہ اسی وقت صوبہ بدل کر دوسری طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں اپنے privileges کو enjoy کرتے ہیں۔آپ سارے ہاؤس کی sense لے لیں، ان سے پوچھیں کیا یہ اس merit کی violation کو چاہتے ہیں اگر سارا ہاؤس چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔کسی آدمی کو out of turn گھر allot کر دینا، کسی کو shoulder promotion دے دینا یہ جمہوری ادوار میں suite نہیں کرتا۔یہاں پر اگر merit پر عملدرآمد ہونا ہے تو وہ مکمل طور پر ہونا چاہئے۔ان افسران کو بھی معلوم ہو کہ merit پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔درجہ چہارم کے لئے کسی غریب آدمی کو روٹی دینے کے لئے یہ merit کی رٹ لگاتے ہیں جبکہ اپنے بچوں کو اچھے سکولوں میں پڑھانے کے لئے

سارے merit نظر انداز کر دیتے ہیں۔آپ جم خانہ کلب کو دیکھ لیں کہ وہاں پر ہر بیوروکریٹ کا بچہ اس کا ممبر بن سکتا ہے جبکہ ہم ایم۔پی۔اے حضرات کو وہاں پر membership نہیں ملتی۔پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں ہمیں کمرہ نہیں ملتا جبکہ بیوروکریٹ جس وقت چاہے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ جاکر وہاں پر enjoy کر سکتا ہے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر!ایسی زیادتیاں برداشت نہیں ہوتیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ان rules کو بدل دیں۔میں نے آپ کو اپنے دل کی آواز بتانی ہے۔اس پر آپ عمل کریں یا نہ کریں یہ آپ کی صوابدید ہے لیکن اس پر احتجاج کرنے کا میرا حق ہے۔اگر میری کسی حرکت کی وجہ سے ہاؤس کا تقدس پامال ہوا ہے تو میں اس کے لئے آپ سے اور اس ہاؤس کے تمام معزز ممبران سے معذرت خواہ ہوں، مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔شاہ صاحب ماشاءاللہ بڑے منجھے ہوئے شخص ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب!ذرا توجہ کریں اور معزز ممبر کی بات سنیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!20۔جنوری کو چیچہ وطنی میں ایک واقعہ رونما ہوا جس میں ہمارا ایک کانسٹیبل محمد حسین شہید ہوا اور دوسرے تین کانسٹیبل زخمی ہوئے۔ان زخمی لوگوں میں سے ایک نسیم حیدر بھی ہے۔آج اس کا آپریشن ہو رہا ہے اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔وہاں بخشی خانے سے ملزمان کو جیل میں shift کیا جا رہا تھا کہ ایک خطرناک ملزم کے ساتھیوں نے ان کو چھڑوانے کے لئے فائرنگ کر دی۔جب یہ واقعہ رونما ہوا تو محمد حسین کانسٹیبل موقعے پر ہی شہید ہو گیا۔میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک کسی آفیسر نے ان کی خبر نہیں لی۔محمد حسین، کانسٹیبل اپنے فرائض کی ادائیگی میں اپنی جان کا نذرانہ دے چکا ہے جبکہ دوسرا کانسٹیبل نسیم حیدر آج بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے لیکن ان کی کسی نے آج تک کوئی خبر نہیں لی گئی۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو میں آپ کو وقت دوں گا آپ اس حوالے سے بھی ضرور بات کر لیجئے گا۔اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔چودھری محمد ارشد صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں محکمہ زراعت کے حوالے سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں کیونکہ وزیر زراعت صاحب آج ہاؤس میں تشریف فرما ہیں،otherwise منسٹرز کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بہت serious مسئلہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!ابھی کچھ دیر پہلے یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ کس طرح سے merit کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔میں وزیر زراعت کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ ڈائریکٹر ایگریکلچر مارکیٹنگ نے جہلم میں ایک اشرف نامی سب انسپکٹر appoint کیا ہوا ہے۔پہلے تو اس کی promotion غلط کی گئی ہے اور اسے گریڈ۔16 دے دیا گیا ہے جبکہ وہ آٹھویں نمبر پر تھا یعنی merit کی violation کی گئی ہے۔اس کی base جہلم ہے جبکہ اس کو ڈنگہ اور سرائے عالمگیر میں ایڈیشنل چارج دے دیا گیا ہے۔آپ یہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ جب اس طرح کی عنایت کی جائے تو اس کے پیچھے کچھ وجوہات ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے۔یہ آپ سے رابطہ کر کے پوری بات سنیں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!معزز ممبر مجھے تفصیل دیں میں انشاء اللہ ان کا مسئلہ حل کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ ذرا بی بی کے پاس جا کر ان کا مسئلہ سن لیں۔چودھری محمد ارشد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے،اس لئے ان کی تحریک کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک رانا تنویر احمد ناصر صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب طاہر نوید:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:راناتنویر ناصر صاحب!معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں لہذا پہلے انہیں ایک منٹ بات کر لینے دیں۔

راناتنویر احمد ناصر:جی،بہتر ہے۔آپ بے شک انھیں دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!میں تقریر نہیں سنوں گا۔آپrelevant بات کیجئے گا۔

جناب طاہر نوید :جناب سپیکر!میں تقریر نہیں کروں گا۔بڑی مختصر لیکن اہم بات کرنے لگا ہوں۔گوجرہ میں ہمارے ساتھ ایک بہت بڑا سانحہ ہوا،جہاں پر 9افراد کو زندہ جلایا گیا۔اس سانحہ کی ایک judicial inquiry ہوئی۔اس انکوائری میں جن افسران کو ذمہ دار ٹھہرایا گیاان کے خلاف اب تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر:جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس وقت آپ یہ باتیں کر لیجئے گا۔اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔جی،راناتنویر ناصر صاحب!

LAFCO کمپنی کے سٹیشن کمانڈر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

راناتنویر احمد ناصر:میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ لاہور فیصل آباد روڈ کی تعمیر BOT کے تحت ہوئی ہے اور اس کے ٹول ٹیکس کی وصولی LAFCO کرتی ہے جو ایک پرائیویٹ کمپنی ہے۔مورخہ یکم دسمبر 2009 کو بوقت تقریباً 11:45 بجے دن میں اپنی گاڑی ٹویوٹا کرولا نمبری LZY-1668 جس پر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے جاری شدہ MPA کی پلیٹ بھی لگی ہوئی ہے پر سوار ہو کر ضلع کچہری شیخوپورہ جانے کے لئے کتلتھی ٹول پلازہ پر پہنچا۔میرا ڈرائیور سرفراز گاڑی کو انتہائی بائیں طرف والی گزرگاہ جہاں سے گاڑیاں بلاادائیگی ٹول ٹیکس گزرتی ہیں سے گزارنے لگا تو ایک آدمی جو مسلح آتشیں اسلحہ تھا اس نے میری گاڑی کے آگے رکاوٹ کھڑی کر کے گاڑی کو روک دیا۔میرے استفسار پر کہنے لگا کہ ہمیں حکم یہ ہے کہ کسی بھی MPA کی گاڑی کو بلاادائیگی ٹول ٹیکس گزرنے نہ دینا ہے۔میں نے اسے کہا کہ اپنے انچارج کو بلاؤ،کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جو اپنا

نام محمد اعظم اور اپنا عہدہ سٹیشن کمانڈر بتا رہا تھا میں نے اسے بتایا کہ میرا نام رانا تنویر احمد ناصر ہے اور میں MPA ہوں اور آپ کا یہ ٹول پلازہ میرے حلقہ میں واقع ہے اور میری گاڑی ٹول ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے لیکن سٹیشن کمانڈر مذکور میری بات سننے کو تیار ہی نہ تھا اور صرف ایک بات پر زور دے رہا تھا کہ آپ کی گاڑی ٹول ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر یہاں سے آگے نہ جا سکتی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کو یہ ہدایات یا حکم کس اتھارٹی کی طرف سے جاری ہوا ہے تو وہ کہنے لگا کہ ہمیں کرنل زاہد، کرنل ذوالفقار اور عبدالوحید شفٹ کمانڈر نے حکم دے رکھا ہے کہ کسی بھی MPA کی گاڑی کو بلا ادائیگی ٹول ٹیکس گزرنے نہ دینا ہے کیونکہ ان لوگوں کی گاڑیوں کے ٹول ٹیکس ادا نہ کرنے سے ہمارے منافع میں کمی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اپنی رہی سہی عزت کو بچانے کے لئے میں نے کتلتھی ٹول پلازہ ضلع شیخوپورہ LAFCO-TP-2-Plaza-R4 پر مبلغ -/27 روپے ٹول ٹیکس بذریعہ رسید نمبری 010201091201120529 مورخہ 01/12/2009 بوقت 12:05:29 بجے دن کو ادا کر کے ٹول پلازہ کو کراس کرنے میں کامیاب ہوا۔

LAFCO کمپنی کے ملازمین مذکوران نے اپنے افسران مذکورہ بالا کے حکم پر مجھے 20 منٹ تک غیر قانونی طور پر آتشیں اسلحہ کے زور پر روک کر میری تضحیک کی ہے اور میرے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا ہے اور مجھے جو حق سیکشن نمبر 12 پنجاب صوبائی اسمبلی استحقاقات ایکٹ 1974 کے تحت بطور ممبر پنجاب اسمبلی حاصل ہے، میرے اس حق کو اپنی غنڈہ گردی اور سینہ زوری سے چھینا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا، آپ اس تحریک کو Privileges Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 61 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے۔

انسپکٹر تھانہ سبزہ زار (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ دیبا مرزا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ مورخہ 29/08/09 کو بوقت رات 8:30 بجے اپنے گھر N-284 سبزہ زار لاہور کے گیٹ کے باہر کھڑی تھی اور 3 گاڑیاں گھر کے باہر کھڑی تھیں اور کچھ شیشہ اور فرنیچر ایک گاڑی سے اتروا رہی تھی۔ میرے گھر کی چابیاں گم ہو گئی تھیں جس وجہ سے لاک ماسٹر لاک کھول رہا تھا کہ اچانک نبی بخش بٹ انسپکٹر ہمراہ اختر SI اور چند ملازمین سرکاری گاڑی نمبری LEG-1216 پر وہاں آیا اور کہا کہ آپ یہ گاڑیاں فوراً ہٹائیں، میں نے کہا کہ آپ دوسرے روڈ سے گزر جائیں۔ میرا ڈرائیور کسی کام کے سلسلے میں گیا ہے۔ جس پر انسپکٹر مذکور نے کہا کہ گاڑیاں ہٹاؤ ورنہ میں ان کے اوپر سے گاڑی گزار دوں گا۔ جس پر میں نے کہا کہ آپ تمیز سے بات کریں جس پر انسپکٹر مزید سیخ پا ہو گیا اور انتہائی بدتمیزی کرتے ہوئے غلط زبان استعمال کرنے لگا۔ شور کی آواز سن کر ہمسائے اکٹھے ہو گئے اور اسے کہا کہ یہ MPA ہیں آپ تمیز سے بات کریں تو کہنے لگا کہ میں نے بہت MPA دیکھے ہیں اور اتنی غلیظ زبان استعمال کی کہ وہ قابل بیان نہیں ہے۔ ایک انسپکٹر کا ایک منتخب نمائندے کے ساتھ یہ رویہ انتہائی نامناسب ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کا مفصل جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے دو دن کے لئے pending فرما دیں in the mean time یا تو اس معاملے کو resolve کروا دیا جائے گا یا پھر جواب حاصل ہونے کے بعد اسے Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو اس کا جواب بھی آ جائے گا اور ساری چیزیں discuss ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، وہ دیکھ لیں گے۔ انہوں نے 2 دن کا ٹائم مانگا ہے ناں، ایک طریق کار ہے اس کے مطابق چلتے ہیں۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا، انشاء اللہ۔

محترمہ دیبامرزا:جناب سپیکر!یہ matterایساہے کہ میں اس میں بڑی insult feelکرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ وکیل ہیں .No one should be condemned un-heard آپ بات تو سنیں ناں،آپ وکیل ہیں انہوں نے 2 دن کا ٹائم مانگا ہے۔ جی، رانا تنویر صاحب!اگلی تحریک بھی آپ کی ہے میرے خیال میں آپ کی ایک تحریک ہو گئی ہے،بس کافی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ٹھیک ہے، جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ میری اس تحریک کو بھی پہلی والی تحریک کے ساتھ ملادیں۔

جناب سپیکر: میں نے رانا تنویر صاحب کی تحاریک کو سرسری دیکھا ہے یہ اسی ایک واقعہ سے متعلق ہی ہیں۔انہوں نے Privileges Committeeمیں پیش ہو کر اپنی statement recordکروانی ہے۔ کوئی دوسرا واقعہ جو اس سے relevantہے تو جب یہ اس کو بھی وہاں پر بیان کر دیں گے تو پھر ان کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔اس تحریک کو pendingکر دیا جاتا ہے۔Next Motion No. 1 سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں آج مورخہ 12/01/2010 کو مسٹر حسن ناصر جامی، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں ملنے کے لئے ان کے دفتر سول سیکرٹریٹ گیا۔ میں نے ان کے دفتر میں بیٹھ کر تقریباً آدھا گھنٹہ تک انتظار کیا۔ جب وہ اپنے کمرہ میں تشریف لائے تو میں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں MPAہوں اور مفاد عامہ کے حوالے سے کچھ ضروری معاملات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے میری بات سننے کی بجائے مجھے انتہائی کرخت اور بدتمیزانہ لہجہ میں کہا کہ آپ میرے دفتر سے باہر نکل جائیں، میں اس وقت آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتا، آپ جہاں مرضی جائیں، جب مجھے فرصت ہو گی تو آپ سے بات کر لونگا۔ میرے بے حد اصرار کے باوجود کہ میں 450 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے آپ سے ملنے کے لئے آیا ہوں، آپ ایک عوامی

نمائندہ کی بات سننا گوارا نہیں کرتے۔اس پر وہ مزید سیخ پا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں کسی MPA کو نہیں جانتا،آپ فوراً میرے دفتر سے باہر نکل جائیں،آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر لیں۔آپ کا پابند نہیں ہوں کہ فوری آپ کی بات سنوں۔ موصوف آفیسر کے اس غیر شائستہ لہجہ اور رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں ابھی جواب موصول نہیں ہوا، محترم رفیع الدین بخاری صاحب نے یہ غالباً 2 دن پہلے move کی ہے،اگر تو یہ مناسب سمجھیں اور ان کے جواب کے بعد یا ہماری آپس میں بات ہونے کے بعد اگر یہ بات establish ہو جائے کہ انہوں نے واقعی انہیں یہ کہا ہے کہ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ میرے دفتر سے نکل جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر Privileges Committee سے پہلے گورنمنٹ کو اس پر نوٹس لینا چاہئے اور اگر یہ مناسب سمجھیں تو اس تحریک کو Monday کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک کو 2 دن کے لئے pending کیا جاتا ہے لیکن اس کا فیصلہ کسی دفتر میں نہیں ہو گا اس کا فیصلہ ہاؤس میں ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): درست ہے۔

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!گوجرہ میں ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا جس کی رپورٹ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!میں وہ رپورٹ لے کر آیا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ان سے پہلے بھی میرے دوسرے بھائی نے بات کرنی چاہی ہے۔آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اس وقت آئی جی اور ہوم سیکرٹری بھی یہاں موجود ہوں گے۔آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ ان کی موجودگی میں کریں اور اس وقت آپ انھیں سب سے پہلے بات کرنے کے لئے موقع دے دیجئے گا۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان پولیس والوں نے ہمارے مسیحیوں کی لاشیں دکھا کر انعامات وصول کئے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جسٹس اقبال حمید الرحمان صاحب نے تین بندوں احمد رضا طاہر آر پی او، اکسار خان ڈی پی او اور سکندر بلوچ ڈی سی او کو ملزم قرار دیا۔ ان کو صوبہ بدر کیا گیا لیکن پنجاب حکومت نے آر پی او کو واپس لے لیا اور ڈی پی او کو ڈی آئی جی موٹروے بنا دیا گیا اور ڈی سی او سکندر کو کمشنر گلگت بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہاں پر روز اخبارات میں کہا جاتا ہے کہ عدلیہ کے فیصلے کو ماننا چاہئے۔ آج جب عدلیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو صوبہ بدر کیا جائے اور ان کو سزا دی جائے تو پھر پنجاب گورنمنٹ نے اسی آر پی او کو دوبارہ تعینات کر لیا ہے اور جن دو بندوں کو صوبہ بدر کیا گیا ان کو عہدوں پر ترقی دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ 9 مسیح جو گوجرہ میں شہید ہوئے ہیں ان کی لاشوں پر یہ انعامات دیئے گئے ہیں۔ کیا ہم اقلیتیں اس دور حکومت میں غیر محفوظ ہیں؟ اس کا عملی مظاہرہ آپ لوگوں نے کر دیا ہے۔ اگر ان لوگوں کو انعامات دینے کا اتنا ہی شوق ہے تو اس کے لئے بہت سے طریق کار ہیں لیکن مسیحیوں پر ظلم نہ کیا جائے اور اقلیتوں پر ظلم نہ کیا جائے۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے تو کبھی قصور کا واقع رونما ہو رہا ہے، کبھی گوجرہ کا واقعہ اور کبھی سمبڑیال کا واقعہ رونما ہو رہا ہے۔

جناب عامر نوید: جناب سپیکر! ہم اقلیتی ممبران اس رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر 2 اقلیتی ممبران جناب عامر نوید، انجینئر شہزاد الہیٰ اور 3 خواتین ممبران محترمہ آمنہ الفت، محترمہ سیمل کامران اور ڈاکٹر سامیہ امجد نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

جناب سپیکر: آپ نے کسی کا جواب سنا ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ نے اور میں نے ان کو بات کرنے سے روکا ہے اور نہ ہی respond کرنے سے پہلو تہی کی ہے۔ میرا مقصد صرف یہی تھا کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو اس وقت میرے یہ دوست معاملہ اٹھاتے تو اس پر میں بہتر طور پر respond کر سکتا تھا۔ اگر وہ اس بات پر بضد ہیں کہ ابھی بات ہونی چاہئے تو آپ خلیل طاہر سندھو صاحب جو کہ اقلیتی ممبر ہیں اور خواجہ اسلام صاحب کو بھیجیں کہ وہ ان کو واپس لے آئیں تو میں ان کی بات کا جواب دینے اور گورنمنٹ کا موقف پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ خواجہ محمد اسلام صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب انھیں واپس ایوان میں لے آئیں۔اب ڈاکٹر اسد اشرف صاحب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئی)

نشان زدہ سوال نمبر 194 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں نشان زدہ سوال نمبر 194 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے ڈبلیو۔305 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کیا جائے۔ میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 813، محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 903، چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 910، محترم محسن خان لغاری کی تحریک التوائے کار نمبر 940، چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 946، سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 956، محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 987، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 989، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور دیگر محرکین کی تحریک التوائے کار نمبر 10/8، خواجہ محمد اسلام

صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر10/15 اور محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر10/18 ہے۔یہ تحاریک نہیں سنی جائیں گی۔

اب جناب ولایت شاہ کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار لیتے ہے۔یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔جی، کھگہ صاحب!

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی تھی۔انھوں نے افسران کو بلایا ہوا ہے۔اگر آپ مہربانی فرمائیں تو اسے منگل یا بدھ کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ میری تحریک التوائے کار نمبر 989 نہیں سنی جائے گی۔وہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مجھے جو رپورٹ آئی ہے، میں تو اس کے مطابق بات کر رہا ہوں۔اسے ابھی چیک کر لیتے ہیں۔جناب شہریار ریاض صاحب کی تحریک التوائے کار ہے کیا وہ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔خواجہ محمد اسلام صاحب آ گئے ہیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے ممبران کو خود لے کر آ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جناب طاہر نوید صاحب جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے انھیں میں لے آیا ہوں اور انجینئر صاحب کو چودھری ظہیر الدین صاحب لے کر آ رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات کرنے دی جائے اور بعد میں وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: ہم نے انہیں بات کرنے سے کب روکا ہے؟ میں نے ان کو روکا ہے اور نہ کسی اور نے روکا ہے۔ہم ان کو یہ بتا رہے تھے کہ ابھی امن وامان پر بحث ہو گی تو آپ بے شک کھل کر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، وہ آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ غلطی سے عامر چیمہ صاحب کا نام آگیا تھا، اب ان کی تحریک التوائے کار نمبر989 بحال کی جاتی ہے۔ شہریار ریاض صاحب کی تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر723 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی گئی تھی اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

نالائق ایجوکیٹرز کی بھرتی سے نظام کی تباہی کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے موصول ہوا ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا چارٹر قومی اسمبلی پاکستان کا عطا کردہ ہے۔ ہائرایجوکیشن کمیشن نے اس کی تمام ڈگریاں اور سرٹیفکیٹ دیگر یونیورسٹیوں کے برابر تسلیم کر رکھے ہیں۔ یہ ایک سرکاری یونیورسٹی ہے جس کو وفاقی حکومت اور محکمہ ہائرایجوکیشن چلاتے ہیں۔ قانوناً ایسی کوئی بنیاد نہیں جس کی بنیاد پر اس کی جاری کردہ ڈگریوں کو چیلنج کیا جاسکے اور اس پر عدالتی فیصلے بھی موجود ہیں۔ جہاں تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے مواد اور کتابوں کا تعلق ہے تو وہ دیگر یونیورسٹیوں سے بہتر ہے۔ جہاں تک اس کی assignment کا تعلق ہے تو اس بارے میں معزز ممبر نے جن امور کی نشاندہی کی ہے وہ کسی حد تک درست ہے۔ تاہم یہ امر پیش نظر رہے کہ پنجاب میں پرائمری اساتذہ کے لئے بی۔اے/بی۔ایڈ یا پروفیشنل ڈگری کی شرط موجود ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک امیدوار نے تمام امتحانات ہی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پاس کئے ہوں بلکہ میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے، پروفیشنل ڈگری اور یونین کونسل کی بنیاد پر میرٹ بنایا جاتا ہے۔ جہاں تک معزز رکن کی تجویز کا تعلق ہے کہ cross district ability test لیا جائے تو یہ ایک اچھی تجویز ہے جس کے لئے ایک نظام وضع کرنا ضروری ہے اور اس پر مزید کام کرنے کا گورنمنٹ ارادہ رکھتی ہے۔ Written test اور انٹرویو NTS کی طرز پر کرنے کے زیر غور ہیں۔ محکمہ ہائرایجوکیشن سے مل کر اس سلسلے میں باقاعدہ پالیسی تیار کی جائے گی۔ میں نے اس سلسلے میں محکمہ ہائرایجوکیشن اور سیکرٹری ہائرایجوکیشن کو already کہہ رکھا ہے کہ اس سلسلے میں جب بھی وہ پالیسی مرتب کریں تو شیخ صاحب کی abilities سے ضرور استفادہ حاصل کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو کم از کم طے ہو گیا اور بات مان لی گئی کہ واقعی ان کا standard صحیح نہیں ہے لیکن جہاں تک لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس پر فوری طور پر عمل ہو گا تو اس حوالے سے کوئی تاریخ دے دی جائے۔یہاں جتنے لوگ آئے ہیں اگر ہاؤس نے اس پر فوری بحث نہ کی یا آپ نے کوئی action نہ لیا تو میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پانچ سال بعد جو بچے وہاں سے پڑھ کر نکلیں گے وہ زیرو ہوں گے کیونکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی والوں کو کچھ نہیں آتا۔ میں آج یہ بھی بتادوں کہ FJMC کی جو طالبات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ سے بار بار التماس کرتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ پڑھ لیا کریں۔ لاء منسٹر صاحب نے آپ کو جواب دے دیا ہے اور اس کے بعد مزید بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔ کوئی قاعدہ قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا لیکن آپ پھر بھی کوشش کرتے ہیں اور میں آپ کو کبھی منع نہیں کرتا۔kindly آپ مجھ پر اور اس ہاؤس پر مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ پر کیا مہربانی کروں؟ آپ اس معاملے پر ہاؤس میں discuss کرنے کی اجازت دے دیں کیونکہ یہ کروڑوں بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ اگر ہاؤس کو بچوں کا مستقبل عزیز نہیں ہے تو میں press نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں جبکہ وہ آپ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کے نقطہ نظر کو گورنمنٹ اور محکمہ ہائرایجوکیشن نے تسلیم کیا ہے کہ ان کی دلیل میں وزن ہے تو اس پر اگر ہم کام کرنا چاہتے ہیں تو یہ گورنمنٹ اور محکمے کی مدد کریں۔ اگر یہ دوبارہ سمجھیں کہ وہاں پر بہتر انداز یا بہتر رفتار سے کام نہیں ہو رہا تو یہ اس معاملے کو دوبارہ ہاؤس میں لا سکتے ہیں، کوئی پابندی تو نہیں لگ جائے گی۔ میں آج ہی ان کی اور سیکرٹری ہائرایجوکیشن کی میٹنگ arrange کروا دیتا ہوں۔ یہ بیٹھیں اور جتنا جلد ہو سکے اتنا ہی اچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس یقین دہانی کے ساتھ کہ آج یا کل میٹنگ ہو گی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں مزید press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، محرک مزید press نہیں کرتے لہذا تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! پہلے بھی بات ہوئی ہے اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی ابھی آپ سے کہا ہے جو ہم بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اور رانا صاحب نے آپ کو یہ تجویز دی تھی کہ امن وامان پر آج بحث ہونی ہے تو اُس پر آپ کھل کر بات کر لیں۔ ہم نے آپ کو منع نہیں کیا۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! امن وامان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ انعام واکرام کا مسئلہ ہے کہ ایک طرف جج صاحب صوبہ بدر کرنے کی سزا دے رہے ہیں اور دوسری طرف پنجاب حکومت RPO احمد رضا طاہر صاحب کو واپس لے کر آ رہی ہے۔ ایک طرف وفاقی حکومت انعام واکرام دے رہی ہے کہ انکسار خان کو ڈی آئی جی موٹروے لگا دیا گیا ہے اور ڈی سی او کو گلگت کا کمشنر بنا دیا گیا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہ انعام واکرام انہیں کس عوض میں دیئے جا رہے ہیں، کیا جج صاحب نے فیصلہ غلط کیا ہے؟ میں اس ہاؤس میں کھڑا ہو کر یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ انہوں نے کیا کوئی کارنامے انجام دیئے ہیں جس بنیاد پر انہیں اتنے انعام واکرام دیئے جا رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ ایک سادہ سا مسئلہ ہے لیکن یہی مسئلہ بہت بڑی دل شکنی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے حکومتی بنچوں کی طرف سے اکثر دانش مندی کے ساتھ مسائل کو سلجھا لیا جاتا ہے تو اس حوالے سے بھی بہتر step لیا جائے۔ ہمیں خواجہ اسلام صاحب اور طاہر سندھو صاحب کی طرف سے assurance دی گئی ہے کہ جب یہ صورتحال سامنے آ جائے گی تو پھر ایسے ہی عمل کیا جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ ایک بہت بڑا واقعہ جو international بن گیا تھا وہاں پر زندہ لوگوں کو جلایا گیا اور اس پر ویٹیکن سٹی سے بھی تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ ہمارے لئے شرمساری کا باعث یہ تھا کہ اُس میں کسی مسلمان یا کسی فرقے کا تعلق نہیں تھا بلکہ صرف ایک انتظامی بد نظمی تھی جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا اور وہاں پر حکومتی نمائندے

موجود نہیں تھے۔ ہم نے کسی حکومت کی طرف اشارہ کیا ہے نہ کرتے ہیں۔ جب کمیشن appoint کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ Kennedy assassination پر جو Warn Commission Report آئی تھی اُس کو پھر سمجھا گیا تھا کہ یہ رپورٹ حرفِ آخر ہے اور اس پر عملدرآمد ہوا تھا۔ وہ ایک American President کی assassination تھی جس پر کمیشن رپورٹ کے بعد فیصلہ کیا گیا۔ اُن آفیسرز کو revert نہیں کیا گیا تھا جس کے بارے میں ان اقلیتی ممبران نے سب کچھ کہا۔ ہم کسی آفیسر کے خلاف نہیں ہیں، کسی کے نام کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ ان تمام لوگوں کا bread and butter ان کی services سے چلتا ہے لیکن اگر وہ اپنے فرائض منصبی کو اتنا lightly لیں گے کہ اتنے بڑے بڑے واقعات رونما ہو جائیں اور انہیں کوئی پرواہی نہ ہو، اگر وہ کمیشن حکومت پنجاب کو bail out نہ کرتا تو سارے کا سارا بھار حکومت پنجاب پر آ رہا تھا۔ bail out ہونے کے بعد وقتی طور پر جب اُن آفیسروں کو معطل کیا گیا تو اُس معطلی کے بعد عام طور پر مشہور ہے کہ چند دنوں کے لئے معطل کیا جاتا ہے پھر اُس کو ترقی دی جاتی ہے کہ یہ ترقی اُس معطلی کا صلہ ہے۔ انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب ہمارے اقلیتی بھائیوں کے نمائندے ہیں اور ان کی واقعی دل شکنی ہوئی ہے۔ انہوں نے حکومت پنجاب کی رپورٹ پر سر تسلیم خم کیا ہے اور اُس رپورٹ کو ماننے کے بعد یہ ایک اچھا طریق کار نہیں ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد ان کی اتنی پذیرائی کی جائے کہ وہ ہنستے بھی پھریں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ کسی شخص کے خلاف نہیں ہے لیکن یہ کمیشن کا منہ چڑانے کے مترادف ہے لہذا لاء منسٹر صاحب اِن کی استدعا کو درخور اعتنا سمجھیں اور اپنے وعدے کے مطابق ایک strong action لیں تاکہ اِن کے زخموں پر مرہم رکھا جا سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے اقلیتی بھائیوں کو بھی اور معزز قائد حزب اختلاف کو بھی اس بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گوجرہ میں جو سانحہ ہوا اُس سانحہ پر جس طرح سے پنجاب حکومت نے act کیا اور جس طرح سے پنجاب حکومت نے act کیا اور جس طرح سے ہم نے اپنے مسیحی بھائیوں کی وہاں پر مدد کی، جس طرح سے ہم نے اپنے مسیحی بھائیوں کے گھروں کو دوبارہ سے آباد کیا، جس طرح سے ہم نے اپنے مسیحی بھائیوں کے اس دکھ کو بانٹا میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس معزز ایوان میں بیٹھے مسیحی بھائیوں کے نمائندے معترف ہیں بلکہ ان کی پوری مسیحی برادری اس بات کی معترف ہے۔ وہاں پر واقعی administrative lapse ہوا تھا اور اس

lapse کو verify کروانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گوجرہ میں جو بڑا گرجا گھر ہے وہاں پر کھڑے ہو کر، جب ان کے ہزاروں مسیحی بھائی موجود تھے ان کی موجودگی میں مسٹر جسٹس اقبال حمید الرحمٰن صاحب جو کہ انتہائی معتبر نام ہے، ان کے بزرگوں کے حوالے سے بھی اور اپنے profession کے حوالے سے بھی وہ ایک ایماندار جج ہیں، ان کا ایک اچھا نام ہے۔ ان کا انکوائری کمیشن بنایا گیا۔ اس کمیشن نے انکوائری کی اور انکوائری کرنے کے بعد انہوں نے چند لوگوں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا کہ اگر وہ اس روز اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ برتتے تو اتنے بڑے سانحہ کو روکا جا سکتا تھا۔ اس رپورٹ کے مطابق کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان سب کی موجودگی میں ان سب کو ensure کروایا تھا کہ کمیشن جو رپورٹ دے گا اس پر عمل ہو گا۔ کمیشن کی اس رپورٹ پر عمل کرتے ہوئے تین آفیسر اس وقت کے آر پی او، ڈی سی او اور ڈی پی او کو کیونکہ وہ ڈی ایم جی گروپ کے تھے ان کے خلاف ایکشن اسٹیبلشمنٹ نے لینا تھا۔ ہم نے ان کو مرکز کو surrender کر دیا اور پھر مرکز نے ان کی معطلی اور کمیشن میں ان کے خلاف جو الزامات ثابت ہوئے تھے اس کے مطابق proceed کرنا تھا۔ باقی جو ملازمین پنجاب حکومت کے تھے ہم نے ان کو اسی وقت suspend کیا اور اسی وقت آئی جی پنجاب طارق سلیم ڈوگر صاحب نے ایک انکوائری آفیسر مقرر کیا اور rules کے مطابق اس انکوائری کو عمل میں لا رہے ہیں۔ اب اگر اس میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے، اگر کوئی آدمی گلگت بلتستان میں جا کر کسی بڑے عہدے پر لگ گیا ہے یا کوئی موٹروے پر لگ گیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں حکومت پنجاب کا تو کوئی عمل دخل نہیں ہے لیکن اس کے متعلق جہاں پر بھی کوئی خرابی ہوئی ہے اس کو sort out کر کے میں یہ رپورٹ اگلے ہفتے اپنے بھائیوں کے سامنے اس معزز ایوان میں رکھوں گا اور جہاں پر بھی اگر کوئی معاملہ غلط ہوا ہے ہم اس کو restore کروائیں گے۔ جن لوگوں کے خلاف پنجاب حکومت نے ایکشن لینا ہے اس کی بھی جو latest position ہے اس کے بارے میں بھی آپ کو آگاہ کیا جائے گا لیکن چونکہ اس میں وفاقی حکومت بھی involve ہے اس لئے سردست جو قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ میں assurance دوں تو وہ assurance میں on behalf of the Federal Government تو نہیں دے سکتا لیکن on behalf of the Punjab Government میں ان کو assurance دیتا ہوں کہ اس کمیشن رپورٹ کے مطابق جو کام پنجاب حکومت کے حصے میں ہے اس میں ہم نے پہلے بھی کوئی کوتاہی نہیں کی اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے اور میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملہ کو seriously لیا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اور اس معاملہ میں دو چیزیں نئی سامنے آئی ہیں۔ اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ 9 انسان زندہ جلے ہیں۔ ان میں دو بچے اور تین عورتیں شامل ہیں۔ زندہ جلائے جانے کا عمل جو اس قرب سے گزرتا ہے ، اس کے لواحقین گزرتے ہیں یا جو دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ میں انسان کی بات کر رہا ہوں ، میں کسی مذہب کی بات نہیں کرتا کہ جب انسان جل رہا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو جلائے جانے کے دوران وہاں پر جو ڈی پی او اور ڈی سی او کا فاصلہ صرف چند گز پر تھا۔ گولیاں چل رہی تھیں، تیل کے ٹین آ رہے تھے اور سب کچھ ہو رہا تھا۔ ان لوگوں کے پاس فورس بھی تھی اس کے باوجود انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ اس طرح یہ establish ہو گیا اور یہ جو ڈی ایم جی ہیں میں کسی ایک کلاس کی طرف نہیں کہہ رہا کہ یہ secret cows نہیں ہیں جب ان کے کسی بھی federating unit کے پاس سر و سز چلی جاتی ہیں تو اس وقت کے ان کے تمام عمل پر سزا دینا صوبے کا فرض ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے سر و سز ان کو دے دی ہوتی ہیں، وہ اس وقت اس سے dislink ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ ان کے ملفوف قسم کا بہت اچھا camouflage cover دے کر ان کو واپس بھیجنے کا اس سے malicious intention ظاہر ہوتی ہیں۔ میں malicious intention کہہ رہا ہوں لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ ہوں گی۔ یقیناً بظاہر جو نظر آ رہا ہے اس پر میں یہ کہہ رہا ہوں۔ اگر انہوں نے ایسا نہیں کرنا تھا تو کم از کم کیا ایوان میں یہ رپورٹ کی جا سکتی ہے کہ چونکہ یہ وفاقی حکومت کے نمائندے ہیں، ان کی سر و سز ہمارے پاس آئیں لیکن ہم نے ان کو incompetent پایا، یہ اپنی ڈیوٹی سے بھاگ جانے والے لوگ ہیں۔ ہم recommend کرتے ہیں کہ ان کو demote کیا جائے یا ان کو سر و سز سے نکالا جائے۔ کیا انہوں نے یہ لکھ کر بھیجا۔ وہ رپورٹ اس کے ساتھ آنی چاہئے کہ صوبائی حکومت نے جو لکھا۔ جو ڈی ایم جی کی سر و سز لے لیتے ہیں اور اس کے بعد ان کو واپس بھیجا جانا یہ کوئی سزا نہیں ہے۔ سزا تو یہ ہے کہ انہوں نے جو اپنے فرائض منصبی سے جہاں پر وہ بیٹھے ہوتے ہیں، آپ دیکھیں کہ اپنے puts and privileges کے ساتھ ایک ایک ڈی سی او اور ایک ایک ڈی پی او اور اور ایک ایک ڈی آئی جی اور ایک ایک آئی جی کتنی قیمت میں پڑتا ہے، کہاں تک جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے کام اور منصب کے حوالے سے باتیں سننی پڑتی ہیں۔ میں وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ صاحب کو صرف اس لئے عرض کرتا ہوں کہ

کیونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے۔ ہم نے یہاں پر بیٹھے بیٹھے کارکردگی پر نظر رکھنی ہے اور بہتری کے لئے رہنمائی کرنے کے لئے اپنی چند ایک معروضات پیش کرنی ہوتی ہیں۔ میں اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے تجویز دیتا ہوں کہ اس رپورٹ کے ساتھ وہ رپورٹ ضرور آئے جو صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو ان کو سزا دینے کے لئے بھیجی ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ قطعی طور پر اس میں کوئی camouflage کرنے والی بات ہی نہیں ہے۔ اس میں جب ہم نے ایک جوڈیشل کمیشن مقرر کر دیا اور اس پر مسیحی برادری کے نمائندوں کا بھی اعتبار تھا، حکومت نے اس کو مقرر کیا، ہماری درخواست پر ہوم سیکرٹری نے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے درخواست کی اور انہوں نے وہ جوڈیشل کمشن مقرر کیا۔ اب یہ باتیں جو یہ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کیا، یہ نہیں کیا یہ ساری چیزیں رپورٹ میں موجود ہیں۔ وہ رپورٹ باقاعدہ طور پر ہم نے وفاقی حکومت کو بھجوائی ہے کہ ان کے خلاف یہ allegation ہے اور آپ اس allegation پر ان کی انکوائری کریں اور انکوائری کرنے کے بعد ان کے خلاف ایکشن لیں۔ یہ ایکشن اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے لینا ہے اور اس میں جو بھی جس طرح سے انہوں نے فرمایا کہ حکومت پنجاب کو یہ کرنا چاہئے۔ اس میں حکومت پنجاب کی رائے اگر کچھ بھی ہو وہ irrelevant ہے۔ رائے وہی ہے جو جوڈیشل کمیشن کی رائے ہے یا جو انہوں نے اس بارے میں اپنی recommendation دی ہے۔ اس کے مطابق ہم نے سب چیز بھجوائی ہے۔ میں انشاء اللہ آئندہ ہفتے پنجاب حکومت نے اس بارے میں جو ایکشن لیا ہے وہ ایوان کی میز پر رکھ دوں گا اور محترم قائد حزب اختلاف اور ہمارے اقلیتی بھائی بھی اس کو دیکھ لیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اس انداز میں قطعی طور پر نہیں لیا جانا چاہئے کہ شاید وہاں پر مسیحی برادری کے جو لوگ تھے ان سے زیادتی ہوئی اور اس ایکشن میں کوئی delay کیا گیا یا کوئی softness ہوتی گئی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہاں پر جس طرح سے پنجاب حکومت نے اپنے مسیحی برادری کے دکھوں کو بانٹنے کے لئے act کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس جذبے کو اس طرح سے ایک سائیڈ پر نہیں کرنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن میں نے یہ قطعاً نہیں کہا۔ میں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے اور میں نے یہ کہا ہے کہ کمیشن نے ان کو اس بدانتظامی کا ذمہ دار قرار دیا ہے اور بدانتظامی کا ذمہ دار قرار دینے کے بعد جس

federating unit کے سپرد اس کی خدمات ہوتی ہیں، hire and fire کا suggest کرنا یا ان پر عملدرآمد کر دینا یہ federating unit کے چیف ایگزیکٹو اور اس کی کابینہ کا فرض ہوتا ہے اور اگر انہوں نے نہیں کیا تو اب کر دیں اور اگر کیا ہے تو ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں علم ہونا چاہئے کہ ان کو کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم کوئی galery play کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ایسا نہ ہو۔ مثال کے طور پر میں بتاتا ہوں کہ پولیس کسی بھی مسئلہ کو کتنا light لیتی ہے۔ آج یہاں پر آئی جی صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے۔ میرا بزنس مینجر میرے business premises میں قتل ہو گیا۔ میں نے ایک آدمی کے خلاف پرچہ کرایا اور انہوں نے اس کو بھی گرفتار نہیں کیا۔ یہاں پر ہاؤس میں ان کا ایس پی تک نہ آیا، صرف ڈی ایس پی آیا اور آپ نے ہاؤس میں یقین دہانی کرائی کہ 15 دن کے اندر اس کو گرفتار کر لیا جائے گا لیکن آج اس یقین دہانی کو بھی دو تین ماہ ہونے کو آئے۔ ہم rules کے مطابق صرف استدعا کرنا چاہتے ہیں، ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے اور میں صرف بہتری کے لئے نشاندہی کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ let's lose والی بات نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! لاء منسٹر کی بات اپنی جگہ لیکن پنجاب حکومت نے RPO کی خدمات کس سلسلے میں واپس لیں؟ یہ بتایا جائے جیسے رانا ثناء اللہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ پنجاب حکومت نے یہ کر دیا ہے اور وہ کر دیا ہے اس کا عملی مظاہرہ تو ہم نے ان دنوں دیکھ لیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب جو خادم اعلیٰ ہیں اور میرا خیال ہے کہ میڈیا سن رہا ہے تو عوام نے جب شور مچایا کہ خادم اعلیٰ کو وہاں پہنچنا چاہئے تو پھر مجبور ہو کر ہمارے پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور کے وزیر نے استعفیٰ دینے کی بات کی کہ چیف منسٹر صاحب آ جاؤ ورنہ ہم استعفیٰ دے دیں گے کیونکہ قوم انہیں ڈانگیں مار رہی تھی کہ ہمیں ایسے نمائندے نہیں چاہئیں لیکن میں کہتا ہوں کہ بھلا ہو گورنر صاحب کا جنہوں نے وہاں جانے کا اعلان کیا تو پھر ان کی آپس میں دوڑ لگ گئی۔ وہ گئے لیکن کر کے کچھ نہ آئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ متعلقہ بات کریں کیونکہ غیر متعلقہ بات کی میں اجازت نہیں دوں گا۔ میں نے آپ کو وقت دیا ہے لیکن آپ اس معاملے پر سیاست کر رہے ہیں۔

انجینئر شہزاد الہیٰ: جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ لاء منسٹر سے پوچھا جائے کہ RPO کی خدمات پنجاب حکومت نے کیوں واپس لی ہیں؟

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: وہ بتا چکے ہیں کہ ہم اس کی رپورٹ دو ہفتے کے اندر دے رہے ہیں۔ اب ہم legislation کی طرف آتے ہیں جو حکومت کا business ہے۔

The Women University Multan Bill, 2010(Bill No. 4 of 2010) Minister for Law to introduce the Women University Multan Bill, 2010.

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ میں آپ کو اس کے بعد وقت دوں گا۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Women University Multan Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The Women University Multan Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Education for report up to 28th February 2010.

جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کل خوراک پر بحث کے لئے ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا اور ایک گھنٹے میں خوراک کا معاملہ ختم کر دیا گیا اور آج law & order کے لئے بھی صرف ایک گھنٹہ دیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے تو کم از کم تین دن بحث ہونی چاہئے تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ ایک دن پہلے بتا دیا جاتا تھا کہ کل law & order پر بحث ہو گی یا فلاں معاملے پر ہو گی تو ہمیں کل کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ آج جب آئے ہیں تو دیکھا ہے کہ آج کی کارروائی کے لئے law & order پر بحث کے لئے کہہ دیا گیا ہے۔ اتنے اہم issue پر صرف ایک گھنٹہ میں پورے پنجاب کے امن وامان کے معاملے پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس طرح نہ کریں اور اس کے لئے کم از کم تین دن رکھیں تاکہ ہر معزز ممبر کو بولنے کا موقع مل سکے کیونکہ ایک گھنٹے میں کچھ نہیں ہو سکتا۔

عام بحث

امن وامان پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! پالیسی بیان دیں گے یا چودھری صاحب شروع کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پالیسی بیان دیتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف سے مشورہ کرنے کے بعد کل خوراک اور آج law & order پر بحث کے لئے دن مقرر کیا گیا۔ ہم نے چاہا تھا کہ یہ دو دن ہمارے پاس ہیں جن پر معزز اراکین کی آراء آ جائیں لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس پر بحث آج ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو آپ وقفہ سوالات اور تحاریک التوائے کار کے دوران بھی امن وامان پر اپنی آرا اور خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ جہاں تک بلوچ صاحب کی بات کا تعلق ہے کہ اس پر زیادہ دن مختص کئے جائیں تو pre Budget discussion کے بعد ہم اس پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات کر کے مزید وقت مختص کر لیں گے۔

جناب سپیکر! آج law & order پر بات کرتے ہوئے چند چیزیں معزز ایوان کے ممبران کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا کہ بڑے جرم میں قتل ہے تو 2009 میں 5836 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے 4210 مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھیجے گئے اور ان میں سے 1349 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور ملزموں کو سزا ہوئی۔ اس میں 680 ملزمان کو موت کی سزا دی گئی ہے اور یہ investigate کرنے اور چالان بروقت عدالت میں پیش کرنے اور وہاں پر مقدمے کی پیروی کر کے ملزمان کو سزا دلانے میں اس سال گزشتہ سالوں میں پولیس کی کارکردگی میں کافی بہتری آئی ہے۔

اغوابرائے تاوان کا معاملہ پچھلے تین چار سال میں گھناؤنے جرم کی صورت اختیار کر گیا ہے اور اس میں بہت زیادہ لوگوں کو تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔ 2009 میں اغوا برائے تاوان کے 224 مقدمات درج ہوئے جو پچھلے سال کے 248 کے نمبر سے کم تھے۔ان 224 مقدمات میں 256افراد کو اغواکیا گیااور اس میں پولیس نے بہت ہی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 227افراد کو بازیاب کروایا جبکہ 18 معنویوں کو اغواکرنے والوں نے ہلاک کر دیا۔اس طرح یہ کل 224 مقدمات میں سے 165 مقدمات کا چالان کر کے عدالتوں کو بھجوائے گئے جو وہاں پر زیر سماعت ہیں۔

اغوابرائے تاوان اور قتل کے بعد ڈکیتی تیسرا بڑا جرم ہے تو2009 کے دوران ڈکیتی کے 2352 مقدمات درج ہوئے اور ہم نے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ اگر کوئی واردات ہوتی ہے تو اس کا کم از کم مقدمہ ضرور درج ہو تو پچھلے سال کا نمبر 2136 تھا جس میں پولیس نے 33 کروڑ روپے کی مالیت کے مسروقہ مال کو برآمد کر کے جن لوگوں کا لوٹا گیا تھا سامان انہیں واپس کروایا۔ان جرائم میں 80 فیصد لوگ مفرور شامل ہوتے ہیں جنہیں اشتہاری کہا جاتا ہے اور یہ اشتہاری بعد میں ایک گینگز کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اس کے بعد یہ بڑی بڑی وارداتیں کرتے ہیں۔ سال 2009 میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خاص طور پر اس کو focus کیا تھا کہ جتنے بھی اشتہاری اور مفرور ہیں ان کو پکڑا جائے تاکہ ان گینگ کو ختم کیا جائے۔اس طرح سے 2009 میں 2379 گینگ جو ڈکیتی، راہزنی کی وارداتوں میں ملوث تھے ان کو ختم کیا گیااور ان کے 8029 ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ ان سے تقریباً 9 کروڑ 70 لاکھ روپے کا مال برآمد کیا گیا۔ خطرناک اشتہاری ملزمان میں سے 131 کو گرفتار کیا گیا،36 ملزمان پولیس مقابلے میں ہلاک ہوئے اور 167 مفرور تھے۔ان کے خطرناک ہونے کا ثبوت اس طرح سے ہے کہ ان پر جو head بنی تھی وہ تقریباً 5 کروڑ 71 لاکھ روپے تھی۔ان میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس پر پانچ، دس، پندرہ، بیس لاکھ روپے کی head money نہیں تھی اور یہ انتہائی خطرناک لوگ تھے۔ یہ تمام اغواء برائے تاوان، ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے۔ اس طرح 2009 میں پولیس نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 70 ہزار 25 اشتہاری گرفتار کئے۔ ان میں سے 5807 قتل کے مقدمات کے اشتہاری تھے، 2908 ڈکیتی کے مقدمات میں مطلوب تھے، 4287 رہزانی کے مقدمات میں مطلوب تھے اور 418 ملزمان اغواء برائے تاوان کے مقدمات میں مطلوب تھے۔ پولیس نے ایک law enforcing ہونے کے ناتے پہلے سے بہتر

کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ اس کارکردگی کو مزید بہتر کیا جائے،اس کو مزید improve کیا جائے اور اس کو مزید perfect کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک بات میڈیا کو بھی کافی attract کرتی ہے اور اس سلسلے میں کافی بات ہوتی رہتی ہے وہ ہے "پولیس مقابلے۔"2009 کے دوران 307 police encounters ہوئے اور ان encounters میں 253 انتہائی خطرناک مجرمان ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی 363 ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا۔اس طرح سے یہ impression بالکل dispel ہوتا ہے کہ شاید پولیس ان کو گرفتار کرنے کے لئے زیادہ کوشش نہیں کرتی۔ پولیس کی حتی المقدور کوشش ہوتی ہے کہ یہ ملزمان گرفتار ہوں کیونکہ ان کے گرفتار ہونے کی صورت میں ان سے مزید معلومات ملتی ہیں ان معلومات سے ان gangs کو apprehend کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جو 253 خطرناک اشتہاری ملزم ہلاک ہوئے ان کی پوری فہرست میرے پاس ہے جو میں ایوان کی میز پر رکھ دوں گا ان میں سے کوئی بھی ملزم ایسا نہیں ہے جس کے خلاف کوئی دس، بارہ، پندرہ مقدمات قتل، ڈکیتی اور راہزنی کے درج نہ ہوں۔ میں اس بارے میں ایک یہ بات بھی معزز ہاؤس کے ممبران کی خدمت میں اور میڈیا کی خدمت میں رکھنی چاہوں گا کہ ان پولیس مقابلوں میں 28 پولیس ملازمین نے جام شہادت نوش کیا اور 102 پولیس ملازمین زخمی ہوئے۔ 253 خطرناک مجرمان کے مقابلے میں 123 پولیس ملازمین ایسے ہیں جو اپنی جان کو انتہائی خطرے میں ڈال کر زخمی ہوئے۔ان میں بیشتر کی تعداد greviously injured کی ہے وہ simple injured نہیں ہیں اور 28 پولیس کے جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ان ملازمین کے لئے جو انعامات مقرر ہیں اس کے مطابق حکومت نے ان کی مدد بھی کی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں پولیس اور حکومت پنجاب کی کوشش رہی ہے کہ لوگوں کے جان و مال، عزت، کاروبار کی حفاظت کی جائے۔ صوبے میں ایسا ماحول بنایا جائے جس میں لوگ اپنے جان و مال کے خوف سے آزاد ہو کر اپنی ترقی اور صوبے کی ترقی میں حصہ لے سکیں۔یہاں پر میں ایک بات اور بھی اس معزز ایوان کے سامنے رکھنی چاہوں گا کہ اس دوران وہ تمام efforts جو anti terrorism کے لئے پولیس نے سرانجام دیئے ہیں ان کی طرف میں نہیں گیا کیونکہ وقت کم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم معزز اراکین کی تجاویز سے زیادہ سے

زیادہ مستفید ہوں۔ان واقعات سے متعلق میڈیااور پرنٹ میڈیامیں بھی کافی آتا رہتا ہے لیکن میں ایک بات کہنی چاہوں گا کہ دہشت گردی کے وہ تمام cases جولاہوراور دوسرے علاقوں میں ہوئے وہ تمام work out ہوئے،ان تمام cases میں وہ لوگ جوآئے توکسی اور جگہ سے تھے لیکن ان کو facilitate کیا گیا،ان کواپنے پاس ٹھہرایااوران کو target پر لے کر گئے ان تمام لوگوں کو بھی گرفتار کیا گیا۔ یہ تمام کے تمام cases work out ہو چکے ہیں اور کوئی بھی کیس ایسا نہیں ہے جس کے متعلق ہمیں پوری طرح سے علم نہ ہو کہ یہ کیوں ہوا، کیسے ہوااور کن لوگوں نے کیا،exploit کرنے والے کون لوگ تھے،کس علاقے سے آئے تھے اس پر بھی ہماری Law Enforcing Agenciesاور ہماری Intelligence Agencies نے بہت بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔وہ وسائل جو تنخواہ کی صورت میں، equipment کی صورت میں اور training کی صورت میں Police Forceاور Intelligence Agencies کو فراہم کئے گئے انہوں نے بہتر انداز میں ان کو respond کیا ہے۔ محرم کے دوران جو foolproof انتظامات کئے گئے اور اس سلسلے میں آئی جی پی، ہوم سیکرٹری اور دیگر وہ لوگ جو وزیراعلیٰ پنجاب کے ساتھ اس کام پر تھے انہوں نے انتہائی محنت کی اور ہر لمحے پر معاملات کو دیکھا۔ان کی کاوش کی وجہ سے محرم انتہائی پرامن طور پر گزرااور پورے صوبے میں اللہ کا شکر ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے کوئی واقعہ نہیں ہوا۔آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تھانہ کلچر کو درست کرنے کے لئے، پولیس کی کارکردگی کو مزید بہتر کرنے کے لئے، پولیس کو ایک ڈیموکریٹک کنٹرول میں لانے کے لئے اور پولیس کی کارکردگی کو اس معزز ہاؤس میں سے اس انداز میں لانے کے لئے کہ ایک democratic control ہو جس میں undue intervention تو نہ ہو ان کا professional system بالکل ایک independent طریقے سے چلے لیکن overall ان کی monitoring ایک democratic طریقے سے کی جائے اس سلسلے میں موجودہ حکومت کا ارادہ ہے کہ پولیس آرڈر 2002 کو پولیس آرڈر 2010 کے ساتھ replace کریں۔ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک میٹنگ میں اس کے بنیادی خدوخال کے متعلق سیر حاصل بحث کے بعد ایک سب کمیٹی میری Chair میں بنائی ہے۔ میرے ساتھ چیف سیکرٹری، آئی جی پی، ہوم سیکرٹری، سیکرٹری پراسیکیوشن اور جہانزیب برکی Advisor to Chief Minister ہیں۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور ابتدائی طور پر انتہائی تجربہ کار چار افراد آئی جی پولیس طارق سلیم ڈوگر صاحب کی سربراہی میں کام کر رہے ہیں جن میں سابق آئی جی شوکت جاوید،

Advisor to Chief Minister جہانزیب برکی، ہوم سیکرٹری اور سیکرٹری پراسیکیوشن رانا مقبول جو کہ former IG ہیں۔ان لوگوں کی پوری زندگی اس سروس میں گزری ہے ان کے ذمے لگایا ہے اور انہوں نے ایک ڈرافٹ کے بنیادی خدوخال ترتیب دے دیئے ہیں۔ اس کو کیبنٹ میں discuss کرنے کے بعد کیبنٹ میں discuss کریں گے اور اس معزز ہاؤس کے سامنے بھی رکھیں گے۔پولیس آرڈر2010 کی ownership اس معزز ہاؤس کی ہو گی کیونکہ یہ معزز ہاؤس پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو represent کرتا ہے۔اس مرتبہ جو پولیس آرڈر 2010 بنے گا وہ پنجاب کے 9 کروڑ عوام کے نمائندوں کی ownership ہو گا،ان کی تجاویز،ان کی inputs اور ان کی guidance سے ہم اسے ترتیب دیں گے اور اس پر مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ ایک ایسا پولیس کا نظام اور سسٹم واضح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس سے وہ تمام شکایات جو کالونی ازم سے آج تک ہمیں پولیس اور تھانہ کلچر سے رہی ہیں دور ہوں گی۔اس میں معزز اپوزیشن کے اراکین کا برابر کا حصہ ہو گا اس میں کوئی بھی چیز ہم یک طرفہ طور پر نہیں کریں گے۔آج میں on the floor of the House قائد حزب اختلاف کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ جونہی ہم اس کا بنیادی structure تیار کرتے ہیں تو اس کی کاپی، میں ان کی خدمت میں بھی پیش کروں گا اور باقی معزز اراکین کی خدمت میں بھی پیش کروں گا تاکہ ہم اس کے اوپر سیر حاصل بحث کے بعد ایسے consensus پر پہنچیں اور ہم ایک نظام لانے میں کامیاب ہوں جو کہ professionalism کے حساب سے اس فورس کو independence دے،وہ اپنے professionalism میں independence سے کام کر سکیں اور بہتر کارکردگی دکھا سکیں اور اس پر ایک ایسا democratic control بھی ہو جو آئے روز ہمیں شکایات موصول ہوتی ہیں اور جو لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا یا ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو اس کا بھی ازالہ ہو سکے۔اس ڈرافٹ کو نہ صرف اس ہاؤس کے ممبران سے بلکہ سول سوسائٹی سے share کریں گے،اس کو میڈیا میں لے کر جائیں گے اور اس پر public debate بھی کروائیں گے جیسا کہ ہم لوکل باڈی ایکٹ پر کروا رہے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ democratic legislation تمام طبقات کی input کے بعد ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمارے ان تمام مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہو گی۔اسی کے ساتھ ہی میں تمام معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری باتوں کو خاموشی اور غور سے سنا ہے۔اب انشاء اللہ تعالیٰ وہ تجاویز دیں، میں بھی یہاں پر موجود ہوں،آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری بھی یہاں پر موجود ہیں۔ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تجاویز کو نوٹ بھی کریں گے

اور اس سے بہتر رہنمائی لے کر اس نظام اور پولیس کی working میں بہتری لانے کی کوشش کریں گے تاکہ ہم اس صوبے کو بہتر امن وامان کی صورتحال دے سکیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے تو ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے اور اس کے بعد ہمارے fire brand معزز رکن سید حسن مرتضیٰ صاحب نے قواعد کی معطلی کی تحریک دی ہوئی ہے تو اس کے اندر حسن مرتضیٰ ایم پی اے، ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر میں آپ سے بھی اور حسن مرتضیٰ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اسے آپ کل کے لئے رکھ لیں اور آپ قائد حزب اختلاف کو ٹائم دیں ، وہ اس پر بحث کا آغاز کریں اور حسن مرتضیٰ صاحب جو Resolution لانا چاہتے ہیں کل ہم اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں حسن مرتضیٰ صاحب مناسب ہے، جب لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں تو اس کو ہم اگلے سیشن میں لے لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چودھری ظہیر الدین صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس پر اپنی بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔آج بہت ہی اہم موضوع پر لاء منسٹر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور اس سے پہلے میرے ساتھی جناب بلوچ صاحب نے یہ بات کی تھی کہ اتنے بڑے موضوع پر بات کرنے کے لئے بہت تھوڑا وقت ہے تو اگر لاء منسٹر صاحب کی ہمیں توجہ حاصل ہو اور انہوں نے تھوڑا سا حوصلہ ممبران کو دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ صرف آج ہی نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً اگر کوئی اس موضوع پر بات کرنا چاہیں گے تو وہ ان کو سنیں گے اور ان کی پذیرائی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اور میرے اپوزیشن ممبران کو اس بات کا ادراک ہے کہ اس وقت کی پولیس، ایڈمنسٹریشن بہت ہی

مشکل حالات میں کام کررہی ہےاور ہمیں اس بات کا بھی ادراک ہے کہ معاملات بے روزگاری، مہنگائی اور دوسرے بین الااقومی اور قومی پریشر کی وجہ سے اس حد تک بگڑ چکے ہیں۔ ہمارے صوبے میں پولیس کے پاس جتنی بین الااقومی ضرورت کے مطابق strength ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔ دوسرے صوبوں کی نسبت بھی ایک پولیس کانسٹیبل جو شہریوں کے فی اوسط آتا ہے وہ پنجاب میں کہیں زیادہ کم ہے اور ہمیں اس چیز کا احساس اور ادراک ہے۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ پولیس کے نوجوان اور پولیس کے درمیانے کیڈر کے لوگوں نے encounter یا دہشتگری کے خلاف بہت زیادہ جانفشانی سے کام کیا ہے اور اپنی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو یہاں پر بسنے والے لوگ ہیں ان کی یہ تمنا جوان کے دلوں سے نہیں نکل سکتی کہ ہم ایک آزاد مملکت کے آزاد صوبے کے اندر اپنے بچوں کو سکول لے کر جانا اور ان کو سکول سے واپس لے کر آنا اور وقتاً فوقتاً جن کے پاس گاڑیاں اور گارڈز نہیں ہیں، وہ اپنے bread and butter کی purchase کے لئے ان کے گھر کا بندہ جائے اور وہ واپس آ جائے، اگر کوئی ان کی لیڈی ہسپتال جائے اور وہ اپنے پرس اور جو زیور اس نے پہنا ہو وہ ان کے ساتھ ہی واپس آ جائے۔ اس خواہش کے ساتھ وہ تجاویز اپنے نمائندگان کو دیتے ہیں لیکن نمائندگان کو ان کے دینے سے پہلے آج کی اخبار اٹھالیں اور ہر روز جب آپ اخبار اٹھاتے ہیں تو اس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ امن وامان کی صورتحال کیا ہے، آپ دور نہ جائیں اور کوئی بھی اگر یہاں تقریر کرنے سے پہلے دو تین دن کے اخبار اٹھا کر پڑھ لے تو Law and Order کی situation پر اسی وقت اس کی تقریر تیار ہو جائے گی لیکن تقاریر کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم کسی نتیجہ پر پہنچیں اور ایک صوبے کو فلاحی صوبہ بنانے میں ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کریں۔

جناب سپیکر! یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اور indicators ہوتے ہیں جن کے بارے میں پھر آدمی سمجھتا ہے کہ شاید seriousness نہیں ہے یا ان issues کو address نہیں کیا جاتا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ائیرپورٹ پر کوئی ٹرکاں والا گروپ اور دوسرا گروپ آپس میں ٹکرائے۔ ائیرپورٹ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر ہمارے foreign dignitaries آتے ہیں اور اسی دن ہمارے چیف منسٹر صاحب اور ان کی پارٹی کے قائد بھی کسی فلائٹ میں آنے والے تھے۔ جب انہوں نے باہر جانا تھا تو جو وہاں فائرنگ ہوئی اور bullets وہاں پر چلی وہ کسی کو بھی معاف نہیں کر سکتیں وہ کسی کی گاڑی کو بھی لگ سکتی تھیں اور اس کے بعد جب وہ زخمی ہوئے اور میو ہسپتال پہنچے تو وہ میڈیا بڑا vibrant ہے، ہر چیز کو کھول کر سامنے لے آتا ہے۔ اس وقت بھی وہ انتظامیہ کی توجہ حاصل نہ کر

سکے،وہ واقعہ کہ وہاں پر بین الاقوامی ائیرپورٹ پر باہر فائرنگ ہورہی ہے اور دوسرے مسلح لوگوں نے اس کا چارج لے لیا ہے پھر وہاں سے وہ میو ہسپتال آئے، ساتھ ان کے پولیس آئی اور پولیس کو انہوں نے دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا اور میو ہسپتال کا چارج لیا اور انہیں کہا کہ ہم اپنے مریضوں کا خود علاج کرائیں گے اور کسی کا گارڈ نہیں لینا چاہتے۔یہ صورتحال بڑی ہی فکرانگیز ہے،institutions جو ہیں ایک چھوٹی سی لاپرواہی سے دو دو، تین تین institutions involve ہو جاتے ہیں،اس وقت میو ہسپتال کے اندر جو مریض تھے وہ بھی خوف زدہ ہو گئے۔پولیس والوں کو اتنا مضبوط کیا جانا چاہئے کہ جہاں پر اس کی ڈیوٹی ہو تو وہ محسوس کرے کہ اسے قانونی طور پر مکمل تحفظ حاصل ہے۔جیسا کہ لوگ گورے کے وقت کو یاد کرتے ہیں وہ اس لئے یاد نہیں کرتے کہ دودھ کی نہریں بہتی تھیں اس وقت بھی شاید اس کی تنخواہ5روپے تھی اس وقت بھی کلرک کی تنخواہ صرف14روپے تھی،اس کو اپنے سانس کا ناتا قائم کرنا مشکل ہوتا تھا اور انڈیا کے اندر غربت تھی لیکن گورے کے وقت کے بارے میں ہم پرانے لوگوں سے سنتے آئے ہیں وہ کہتے تھے کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک دلہن پورا زیور پہن کر چلی جاتی تھی، کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔آج کل لوگ اپنے ایک وقت کی بھوک برداشت کر لیتے ہیں لیکن اپنے بچے،اپنی بچی اور اپنے پیاروں کی جان اور اپنی کمائی سے کئے ہوئے مال کی حفاظت پر compromise نہیں کر پاتے۔میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تمام حکومتیں اپنی طرف سے کوشش کرتی ہیں لیکن دن بدن اور آنے والے وقت میں صورتحال بدتر ہوتی چلی جارہی ہے اس کے لئے ہر حکومت کوئی نہ کوئی اقدام کرتی ہے جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا پچھلی حکومت نے پٹرولنگ پوسٹیں بنائیں تھیں جس سے robberies road side کم ہوئی تھیں اور اس سے نہ صرف road side robberies کم ہوئیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہو گئی تھیں اب ہمارے علم میں بات آتی ہے کہ ان کی تعداد کم کر دی گئی ہے۔میں آپ کی وساطت سے یہ recommend کروں گا کہ ایک institution introduce ہوا تھا جس کو پنجاب کے نمائندوں نے initiate کیا تھا۔اس کو اب اس وقت کے پنجاب کے نمائندوں کو takeover کر لینا چاہئے اور اس میں جو کمی ہے اس کو دور کرنے کے بعد اس کی نوک پلک سنوار کر اس کو مزید آگے لے کر چلنا چاہئے تاکہ پٹرولنگ پوسٹوں کا جو نظام ہے اس کی بلڈنگز کھڑی ہیں، ان کی recruitments ہو چکی ہیں، ان کی ٹریننگ ہو چکی ہے ، ان کو decency کا کلچر دیا ہے اور ان کو boldness کا کلچر دیا گیا ہے۔اس کلچر سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ اور ٹیمیں شامل کی جائیں، وہ ٹیمیں شامل ہونے کے بعد لوگوں کو تحفظ مہیا کریں۔ Extra

judicial killing کی وجہ سے پچھلے ادوار میں کچھ چیف ایگزیکٹو بھی ٹارگٹ ہوئے تھے اور ان کے لئے کوئی نیک نامی نہیں ہوئی تھی اور اب بھی extra judicial killing ہو رہی ہے اس سے عدالتوں پر عدم اعتماد کی فضا بنتی ہے۔ ہمیں عدالتوں پر عدم اعتماد کی فضا کو ختم کرنا ہے اور عدالتوں پر اعتماد کرنا ہے۔ بعض اوقات جب کوئی مجرم پکڑا نہیں جا رہا ہوتا تو police encounter کرنا پڑتا ہے لیکن جو on the face of it نظر آ رہا ہوتا ہے اس کو discourage کیا جانا چاہئے، ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہوں اور اگر اسی وقت میڈیا وہاں پر پہنچ جاتا ہے تو ہتھکڑیوں والے بندے کو تو عدالت میں ہونا چاہئے، اس کو demarche میں نہیں ہونا چاہئے۔ ان چیزوں سے ذہنوں میں سوالات اُٹھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے وہاں بیٹھ کر کیا کرتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک گزارش کرتا ہوں اور ان کی وساطت سے Chief Executive of the Province کو کہ ہمارے دیہی علاقوں میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانے والے چھوٹے چھوٹے vendors جنہوں نے سائیکل پر تھوڑی سی مولیاں رکھی ہوئی ہوتی ہیں یا شلجم رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہ محنت کرتے ہیں اور اپنی روزی کما کر لاتے تھے۔ مگر road side robberies کی وجہ سے جس کو robberies نہیں بلکہ کمینگی کی حد تک چھینا جھپٹی کا نام دیا جانا چاہئے اُن کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ گاؤں میں لوگ اُنہیں جانتے ہیں اور وہ اچھے بھلے کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ ہیں، شام کے وقت نہاتے ہیں، دو پسٹل اٹھاتے ہیں اور اپنے دُھلے ہوئے کپڑے پہن کر کام پر نکل جاتے ہیں، چار سائیکلوں والوں کو لوٹا، پانچ سائیکلوں کو لوٹا اب جو لوگ بے چارے لٹے ان لوگوں کی روزی ختم ہو گئی کیونکہ ان کا تو سارا کا سارا lock stock and barrel لوٹ لیا جاتا ہے، چار سو روپیہ ہی ہوتا ہے اس میں سے انہوں نے پچاس روپے کما کر روٹی کھانی ہوتی ہے۔ اس طرح بے روزگاری بڑھ رہی ہے ان کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے اور صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کل ہماری پنجاب اسمبلی کے دروازے پر ایک بے روزگار ماں آ گئی۔ جو ڈکیتی سے ڈرتی نہ چھابڑی لے کر جا سکتی تھی نہ اس کا میاں سائیکل پر جا کر مولی بیچ سکتا تھا۔ وہ اپنے پانچ بچوں کو فروخت کرنے کے لئے ہمارے دروازے پر آ گئی اور یہ بات ہم سب کے لئے باعث شرم ہے۔ اس کو چائلڈ پروٹیکشن بیورو والوں نے پروٹیکشن دی۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب چائلڈ پروٹیکشن بیورو چلا رہی ہے۔ ایک کوئی تو چھت ہے جہاں پر یہ لوگ چلے جاتے ہیں۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ اس کو irrelevant نہ سمجھا جائے۔ اس فیملی کے لئے جو کل ہمارے دروازے پر آ گئی اس کے لئے کوئی چھوٹا سا فنڈ establish کیا جائے۔ ہم اپوزیشن کی

طرف سے اس میں share کریں گے اور sizeable share کریں گے تاکہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو سے بچے اپنی ماں کی گود میں جا سکیں۔ ہمیں کل سے جو شر مساری ہو رہی ہے وہ ختم ہو اور ہم تھوڑا سا سکون حاصل کر سکیں۔ انصاف کی فراہمی مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے۔ ججوں کی تعداد پہلے ہی بہت تھوڑی ہے اور اتحادیوں کی لڑائی کے اندر ہمارے پاس ساٹھ ججوں کی جگہ صرف پچیس جج کام کر رہے ہیں اور مقدمات پیش نہیں ہو رہے، اشتہاری کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ مقدمات درج نہیں ہو رہے اور اب لوگ مقدمات بھی درج نہیں کروا رہے۔ اپوزیشن سے بھی ہماری کچھ خواتین بہنوں کے پرس چھینے گئے اور بڑی بڑی مار کیٹوں سے شاید اُس طرف (treasury benches) سے بھی ہوں جو ہمارے علم میں نہیں آیا ان چیزوں کی طرف ہم سب نے دھیان دینا ہے اور گلی گلی ناکہ لگا ہوا ہے اور اس ناکے کے باوجود ڈاکے ہیں اور اب یہ باتیں پنجاب کے شہریوں میں مستعمل ہو گئی ہیں کہ یہ ناکے، ڈاکے اور فاقے ہمارا مقدر بن گئے ہیں۔ یہ ہمارا مقدر نہیں ہیں ہم تجاویز دیتے ہیں کہ اس کی طرف دھیان دیا جائے اور دھیان دینے کے لئے این ایف سی ایوارڈ میں جب ساری باتیں ہو گئیں تو یہ highlight کر دینی چاہئے تھیں۔ Divisible pool میں جو ہمارے تھوڑے بہت revenue collection سے کم پیسے ملے اس کی وجہ سے ہوا کہ ہمیں پنجاب میں پولیس کے لئے finances کی ضرورت ہے اور میں یہاں پر admit کرتا ہوں کہ پولیس کم finances میں بڑا کام کر رہی ہے لیکن بہتر کام کرنے کے لئے میں حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ ان کو بہتر مراعات پیش کی جائیں۔ صوبہ پنجاب لاء اینڈ آرڈر کی situation کی وجہ سے اور کچھ اور وجوہات کی وجہ سے بھی لوگوں کی نظروں میں آیا ہوا ہے۔ سوات میں جتنے حالات خراب تھے اتنے یہاں نہیں ہیں لیکن سوات میں سیاح جانے شروع ہو گئے ہیں ٹی وی میں سیاح آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یہاں safe ہیں۔ مگر ہمارے صوبے میں کوئی سیاح آنے کے لئے تیار نہیں، یہاں پر کوئی باہر کا انجینئر آنے کے لئے تیار نہیں، کوئی باہر کا investor یہاں پر آنے کے لئے تیار نہیں، کوئی scholar یہاں پر باہر سے آنے کے لئے تیار نہیں اور کوئی بیرونی ٹیم بھی آنے کے لئے تیار نہیں۔ ایک حملہ ہوا اور اس کے بعد انہوں نے invite کیا اور نہ ہی گورنمنٹ آف پنجاب نے کوئی surety دی کہ اب سری لنکا کی ٹیم، اب آسٹریلیا کی ٹیم، اب نیوزی لینڈ کی ٹیم آئے ہم ان کو security دیں گے۔ میں درخواست کروں گا کہ اب ہماری The honour of the Province is at stake اس کے لئے ہمیں شروعات کرنی چاہئے کہ انٹرنیشنل ٹیموں کو لے کر آئیں جس طرح کہ صوبہ سندھ میں انٹرنیشنل باکسرز کو invite کیا اور وہاں

سے ناامیدی کا چھوٹا سا بادل چھٹا ہے کہ کچھ لوگ آئے ہیں۔ میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن ٹھیک کرنے کے لئے ہم اپنا تعاون آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کا آپس میں جو تناؤ ہے وہ ان کو انتظامی امور کی طرف توجہ دینے سے روک رہا ہے۔ یہ اتحادی ہیں اور دو سال کے اتحادی ہیں۔ یہ اب اس بات سے جان نہیں چھڑا سکتے کہ نہیں، ہم ادھر اپوزیشن میں تھے، ہم اُدھر تقریباً اپوزیشن میں تھے۔ یہ اپوزیشن، اپوزیشن کہنے کی بجائے اب true اتحادی بن کر قوم کا اعتماد اور ہمارا تعاون حاصل کریں اور صوبے کو بہتر امن وامان دیں۔ پولیس کے آفیسرز کو اعتماد دیں تاکہ تحفظ دیا جاسکے اور صوبے کے عوام اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکیں۔ بہت، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج یہاں لاء اینڈ آرڈر کی situation کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے میرے ہاتھ میں یہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کی بجٹ تقریر ہے جس میں انہوں نے ایک شعر پڑھا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ:

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سُود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا

جناب والا! یہ درد جو ہے دو سالوں میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور آئندہ پانچ سالوں میں اللہ کرے کہ یہ حکومت اور coalition چلتی رہے یہ کہاں تک پہنچے گا؟ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں، لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو بدترین صورتحال ہے اس میں تو میں یہ کہوں گی کہ لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ صورتحال کا ذمہ دار صرف اور صرف ایک شخص ہے اور وہ شخص ہے خادم اعلیٰ شہباز شریف

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اقتدار کی طرف سے مشرف کے خلاف نعرہ بازی)

جناب والا! ٹیم سے کام لینا لیڈر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ٹیم اگر proper perform نہ کر پا رہی ہو تو اس میں قصور ٹیم کے لیڈر کا ہوتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ خادم اعلیٰ کی توجہ معاملات کی طرف ہے ہی نہیں۔ اس دفعہ بجٹ تقریر میں فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ غربت میں کمی کا دعویٰ کیا گیا تھا اور اس سلسلے میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے باقاعدہ ایک بہت بڑا بجٹ بھی رکھا گیا تھا۔ 43۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے اور پولیس ملازمین کے الاؤنسز بڑھانے کی بات کی گئی تھی۔ 8۔ارب روپے اضافی دینے کی بات کی گئی اور تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی بھی بات کی گئی تھی۔ یہ

سب کچھ اسی وقت ہی ممکن تھا کہ لوگوں کی غربت میں کمی کی جاتی سستا۔انصاف provide کیا جاتا، لوگوں کی دہلیز تک انصاف مہیا کیا جاتا لیکن وہ انصاف ابھی تک دروازے تک نہیں پہنچا۔ وہ بھی coalition partner کی لڑائی کی نذر ہو رہا ہے۔پھر غربت کی کمی کے لئے جو دو projects دیئے گئے۔ایک سستی روٹی کا project دیا گیا، دوسرا Food Support Programme دیا گیا۔ میں اسے Food Support Programme نہیں بلکہ لوٹ کھسوٹ پروگرام کہوں گی۔ جسے یہ کہہ کر واپس لینا پڑا کہ اس میں بہت کرپشن اور گھپلے ہوئے ہیں۔ جب لوگوں کو روٹی نہیں ملے گی، روزگار نہیں ملے گا، ان کے پاس کپڑا نہیں ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ آج چونکہ جمعہ کا دن ہے۔ ہم نے ہاؤس کی کارروائی کو ایک بجے ختم کرنا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ مختصر بات کر لی جائے تاکہ ایک دو ممبر اور بھی اس پر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ اتنے اہم موضوع کے لئے چند منٹ نامناسب ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس موضوع کے لئے دوبارہ وقت رکھ لیتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ کیونکہ آج جمعتہ المبارک ہے، ہاؤس کا وقت ایک بجے تک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں عرض کروں گا کہ۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں یہ میں پہلے تجویز عرض کر دوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہے کہ یا تو اجلاس کو extend کر لیا جائے یا پھر لاء منسٹر صاحب اور آپ مہربانی فرمائیں تو ہمیں اس کے لئے ایک اور دن دے دیں تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے۔ ہماری چٹیں آپ کے پاس آ گئی ہیں۔ اب آپ جس طرح سے پسند فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑا اہم موضوع ہے۔ میرے خیال میں آپ آپس میں بیٹھ کر کوئی ایک دن مقرر کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یاتو آج ٹائم کو extend کر لیں تاکہ اس پر سب بات کر سکیں یا پھر اس کے لئے مزید ایک دن دے دیں اور اس کے بعد آپ اس کو wind up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو ایسے کر لیں کہ اس وقت جو معزز اراکین یہاں پر موجود ہیں یقیناً وہ اس میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں اور بات بھی کرنا چاہتے ہیں۔ جن مقررین نے آپ کے پاس نام بھیجے ہیں ان کو آپ جس دن بھی چاہیں سوموار کو یا اگلے ہفتے میں جو ٹائم ہم مقرر کر لیں گے تو پھر ان تمام دوستوں کی تجاویز سے مستفید ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوموار کو پری بجٹ اجلاس ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! آپ کے پاس اگر دس نام ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس اس وقت دس پندرہ نام ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): سوموار کو آپ نے پری بجٹ کے لئے debate open کرنی ہے اور منگل کو پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا بزنس ختم ہونے کے بعد یہاں پر ایک گھنٹہ بیٹھ جائیں گے اور ان تمام دوستوں کی تجاویز لے لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ کی تقریر کے بعد اور کوئی تقریر نہیں ہو گی۔ اب فیصلہ یہ ہوا ہے کہ جو لسٹ آج ہمیں مل چکی ہے، وہ ممبرز پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بات کریں گے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے اس وقت بہت اچھی بات کی ہے کیونکہ ابھی تک تو میں نے صرف اور صرف ان وجوہات کی طرف نشاندہی کرنا شروع کی تھی کہ جس کی وجہ سے ہماری حکومت پنجاب کی مشینری law and order کی situation کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب! ہاؤس کو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اب end ہو رہا ہے اس لئے آپ اپنی بات مکمل کریں یا پھر آپ بھی اُسی دن بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا! مجھے آج ہی بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف چاہوں گی کہ لیڈر کی جو main چیز ہوتی ہے وہ معاملات کی طرف focus ہوتی ہے۔ موجودہ لیڈر کا ان problems پر focus نہیں ہے۔ جبکہ کنٹرول کرنے کے لئے ہر چیز موجود ہے۔ ان کی حالت زار یہ ہے کہ وہ موجودہ coalition partner کے تناؤ کی وجہ سے، ایک لیڈر ملک کے اندر ہوتا ہے تو دوسرا ملک کے باہر ہوتا ہے۔ دوسری طرف ہماری پولیس کی ایک بہت بڑی فورس صرف جاتی عمرہ کی اس ریاست اور اس محل کی حفاظت پر مامور ہے اور ان VIPs کو protocol دینے میں لگی ہوئی ہے۔ بچی کھچی پولیس جو ہے وہ کیا کسی کی حفاظت کر سکے گی؟ ایک تو بین الاقوامی دہشت گردی کا جن، پھر اندرون ملک دہشت گرد، پھر ایک وہ class جو غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے تنگ ہے، جس کے گھر کا دیا نہیں جلے گا، جس کے گھر میں روٹی نہیں پکے گی، جس کے گھر میں کوئی جرم ہو گا، کسی کا بچہ قتل ہو گا یا اغواء ہو گا تو اس گھر کا بھائی، اس گھر کا باپ مجبوری کی حالت میں نکلے گا اور جا کر کسی کا پرس snatch کرے گا، کسی کا موبائل چھینے گا، کسی کے گھر پر ڈاکا ڈالے گا اور کسی کے ہاں چوری کرے گا۔ ان معاملات کو capture کرنے کے لئے، ان کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ پورے کا پورا سسٹم کیا وہ اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے سرانجام دے رہا ہے؟ میں پوچھتی ہوں کہ کیا تھانے نہیں ہیں، کیا پولیس نہیں ہے، کیا ان کو مراعات نہیں دی جا رہیں، کیا ان کو facilitate نہیں کیا جا رہا؟ جس کام کے لئے پولیس کو وقف کیا جاتا ہے اس سے وہ کام نہیں لیا جاتا۔ میں یہاں پر کیا کیا بتاؤں اور کس کس چیز کی نشاندہی کروں؟ یہ تو ایک دکھوں بھری داستان ہے۔ لاہور میں ہی اس قسم کے واقعات ہوئے ہیں کہ ہم لوگ صرف سفید چمڑی دیکھ کر مرعوب ہو جاتے ہیں۔ بلیک واٹر جس کا آج بھی اخبار میں ذکر تھا کہ امریکن حکومت نے کہہ دیا ہے کہ یہ نجی حیثیت میں یہاں پاکستان میں کام کر رہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ بغیر نمبر پلیٹس کے گاڑیوں میں پھرتے ہیں اور اپنی تلاشیاں نہیں دیتے اور اگر پکڑے جاتے ہیں تو پولیس ان کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتی ہے؟ ہمیں اس سفید چمڑی سے مرعوب ہونا چھوڑنا پڑے گا۔ ہمیں لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں خواہ ملکی ہے یا غیر ملکی سب کو ایک ہی نظر سے دیکھنا پڑے گا۔ میں

نے اپنی پچھلی لاء اینڈ آرڈر کی تقریر میں ایک بات کہی تھی کہ تھانہ کلچر جس کا ذکر یہاں پر کیا جا چکا ہے اس کلچر میں آج دو سال گزرنے کے بعد بھی مجھے تو کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ میں انتہائی دُکھ سے کہتی ہوں کہ اس میں مجھے بدتری ہی نظر آئی ہے ۔ تھانوں کی حالت زار آپ آج بھی جا کر دیکھ لیں۔ ان کمروں کی حالت دیکھ لیں جہاں پر انسپکٹر بیٹھتا ہے، جہاں پر اس کا محرر بیٹھتا ہے، جہاں اس کا عملہ بیٹھتا ہے۔ ان کمروں کی حالت یہ ہے کہ وہاں پر بیٹھنے والا ایک پولیس آفیسر بیمار ہو جائے گا، وہ ڈیپریشن میں آ جائے گا، وہ غصے میں آ جائے گا، وہ کام کیا کرے گا، کیا ان پولیس افسران کو پوری سہولیات پہنچائی جا چکی ہیں ؟ جہاں اپنا دل ہوتا ہے وہاں پر تو اخراجات کئے جاتے ہیں۔ بڑی بڑی سڑکیں بنادی جاتی ہیں اب لوگوں کے تحفظ کے لئے جس پولیس کو تعینات کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے ایک منٹ میں wind up کر لیجئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے نزدیک اس پولیس کو proper مراعات نہیں دی جا رہیں۔ ٹریفک وارڈنز سے صرف اس بنا پر guns واپس لے لی گئیں کہ وہ پچھلی حکومت کا ایک کارنامہ تھا۔ چودھری پرویز الہیٰ نے ٹریفک وارڈنز لگائے تھے اور انہیں proper training دی تھی کہ اگر سڑک پر کوئی جرم ہوتا ہے تو وہ وہاں اس کا جواب بھی دے سکیں۔آج بھی چودھری پرویز الہیٰ کے گھر کے سامنے رکشے، گاڑیاں، موٹر سائیکل، سائیکل حتیٰ کہ ریڑھی بان بھی پھر رہے ہیں جبکہ خادم اعلیٰ کے دروازے کے سامنے دور دور تک اتنے بڑے بڑے پہرے ہیں کیا یہ سارے پہرے اور ساری فورس صرف لیڈروں کے لئے رہ گئی ہے ؟

جناب سپیکر! اب آپ نے مجھ پر یہ قدغن لگا دی کہ میں اس پر ایک منٹ سے زیادہ بات نہیں کر سکتی۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ میں اس پر گھنٹوں بات کروں اور ایک ایک کونے کو discuss کروں۔وزیر قانون جو اس وقت میری باتوں پر توجہ نہیں دے رہے جو سننا ہی نہیں چاہتے کہ وجوہات کیا ہیں۔ میں عرض کرتی ہوں کہ یہ صرف لیڈران کی بے پرواہی اور آپس کی کھینچا تانی ہے۔اپنی ذاتی انا کی تسکین کے لئے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور گرانے کے لئے ایک طرف لوٹا فیکٹری قائم کی گئی، ساری توجہ اور ساری توانائیاں اس لوٹا فیکٹری کو فروغ دینے پر خرچ ہو گئیں، دوسری طرف پچھلی گورنمنٹ کے کئے ہوئے کاموں کو گرانے ڈھانے پر توانائیاں خرچ کی گئی ہیں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ محترمہ!کلو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں اپنی بہن کی بات نہیں کرتا بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی sensitive معاملہ ہے اور law and order پر بحث ہو رہی ہے۔ Law and order پر بحث کرتے ہوئے اپنے پولیٹیکل نظریات یہاں پر discuss نہ کئے جائیں اور law and order پر ہی رہا جائے تو بہتر ہو گا۔مجھ سمیت جتنے بھی مقررین ہیں وہ صرف law and order پر بات کریں۔اپنے کارنامے اور اپنی سیاست یہاں discuss نہیں ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!کلو صاحب نے point scoring کر لی ہے تو میں یہ بتاتی چلوں کہ پنجاب میں ائرپورٹ کے لاؤنج میں گھس کر فائرنگ ہو جاتی ہے جس سے law and order کی ساری situation کی قلعی کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔یہ تو دہشت گردوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی مہربانی ہے کہ کوئی بندہ بخیریت سڑک سے گزر جاتا ہے اور یہ انہوں نے بخش رکھا ہے اس میں پولیس، وزیر قانون یا خادم اعلیٰ کا کوئی کارنامہ نہیں۔ ان کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ان کی تمام تر توجہ اور توانائیاں صرف سابقہ حکومتوں کے کاموں کو برا ثابت کرنے، ان کو خراب کرنے اور coalition parties کی آپس میں کھینچا تانی میں صرف ہو رہی ہیں۔جب لیڈر کا دماغ ہی خالی نہیں ہے، جب وہ کوئی اور کام کرنے کے اہل ہی نہیں رہا، وہ تو صرف انتقامی کارروائیوں پر لگا ہے۔ ہر چیز موجود ہے۔ کیا تھانے نہیں ہیں، کیا کچہریاں نہیں ہیں، پولیس نہیں ہے، کیا ان کے پاس وسائل نہیں ہیں، کیا پولیس کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں، اگر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ law and order کی صورتحال بہتر نہیں ہو رہی؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!آپ کا بہت شکریہ۔ میں نے پہلے بھی آپ کو ٹائم دیا تھا۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 25۔جنوری 2010 سہ پہر 3.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

289

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔جنوری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے
اوران کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

قبل بجٹ بحث

291

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

سوموار، 25۔جنوری2010

(یوم الاثنین، 9۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 3بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُo إِنَّ فِى خَلۡقِ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَـٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلۡفُلۡكِ ٱلَّتِى تَجۡرِى فِى ٱلۡبَحۡرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحۡيَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصۡرِيفِ ٱلرِّيَـٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ لَأَيَـٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَعۡقِلُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَةآیات163تا164

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا اور مہربانo بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات ودن کے بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور بادل کہ آسمان جو زمین کے بیچ اس حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو یاد مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
زبان پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
ارے او نا سمجھ قربان ہو جا ان کی چوکھٹ پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے
جو یاد مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی وقوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

چودھری شوکت محمود بسراء رکن اسمبلی کی والدہ ماجدہ، سابق رکن اسمبلی جناب صفدر شاکر کے والد محترم، سابق رکن قومی اسمبلی میاں نور حسن، سینئر صحافی جناب ارشاد حقانی اور دیگر وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! جناب ارشاد حقانی صاحب، سینئر صحافی اور شازیہ بچی کے لئے دعا کی جائے۔ان کے لئے فاتحہ پڑھی جائے۔

میاں محمد علی لا لیکا: جناب سپیکر! شوکت محمود بسراء صاحب کی والدہ وفات پا چکی ہیں اور ہمارے سابق ممبر صوبائی اسمبلی، ممبر ویسٹ پاکستان اسمبلی اور سابق ممبر قومی اسمبلی میاں نور حسن وفات پا گئے ہیں۔ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہاؤس کے پرانے ممبر اور سابق ایم۔این۔اے جناب صفدر شاکر صاحب کے والد محترم بھی کل وفات پا گئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ایک ایک کا نام لینے کی بجائے جتنے لوگ آج تک وفات پا چکے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہتر ہے۔ان سب صاحبان کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! چیف سیکرٹری صاحب کی گاڑی کے ساتھ accident کے بعد ایک کرنل (ریٹائرڈ) اکرام صاحب وفات پا گئے ہیں۔۔۔

سوالات

(محکمہ آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی تشریف رکھیں، اس پر پھر بات کریں گے۔ ابھی وقفہ سوالات ہے۔ آپ بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا۔ سب سے پہلے محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا سوال ہے۔ محترمہ! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال نمبر 849، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ کے پاس بلڈوزر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*849: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جولائی 2006 سے 31۔ مئی 2008 تک محکمہ کے پاس بلڈوزرز کی تعداد کیا تھی؟

(ب) مذکورہ بلڈوزر میں سے کتنے قابل استعمال ہیں اور کتنے قابل مرمت اور کتنے قابل فروخت ہیں، کیا ان کی مرمت اور نیلامی کا انتظام کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کیا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ناقابل استعمال بلڈوزر کب سے ناقابل استعمال ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جولائی 2006 سے 31۔ مئی 2008 تک محکمہ کے پاس بلڈوزرز کی تعداد 55 تھی۔

(ب) قابل استعمال بلڈوزرز کی تعداد 27 ہے اور قابل نیلامی بلڈوزرز کی تعداد 28 ہے۔ ان بلڈوزرز کی تین مرتبہ نیلامی کی گئی لیکن کسی نے نہ خریدا۔ اب دوبارہ ان کی نیلامی کے لئے کیس متعلقہ ڈی سی او صاحبان کے دفاتر کو بھیج دیئے گئے ہیں۔ ناقابل استعمال بلڈوزرز گزشتہ تقریباً 10 سال سے ناقابل استعمال ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ناقابل استعمال بلڈوزرز کی تین مرتبہ نیلامی کی گئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتی ہوں۔مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،جب وقت آئے گا تو میں آپ کی بات سنوں گا۔ذرا تشریف رکھیں کیونکہ وقفہ سوالات چل رہا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میری request سن لیجئے،آپ کی مہربانی ہے،میں آپ سے التجا کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔جی، محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ناقابل استعمال بلڈوزرز کی تین مرتبہ نیلامی کی گئی۔میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ نیلامی کس کس تاریخ کو کی گئی؟

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میری التجا سن لیں،مہربانی کر کے میری بات سن لیں۔اگر آپ نہیں سنتے تو پھر میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!تشریف رکھیں کیونکہ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے کورم point out کیا ہے۔یہ ان کا استحقاق بنتا ہے۔جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔اجلاس 30 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر کورم پورا نہ ہونے پر اجلاس 30 منٹ کے لئے adjourn کر دیا گیا)

(30 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 4 بج کر 22 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایڈوائزری کمیٹی میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ جس کے بارے میں ہماری معزز ممبر کو علم نہیں تھااس لئے نادانستہ طور پر یہ ہوا کہ کورم point out ہو گیااور پہلے بھیprecedent ہے کہ جب پوائنٹ آؤٹ کرنے والا اگر واپس لے تو پھر چیئر کی طرف سے اسے restore کر دیا جاتا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ہمیں گنتی کروانے میں دلچسپی ہے اور نہ ہی ہم وقفہ سوالات میں کورم کوpoint out کرنا چاہتے ہیں۔شکریہ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: شکریہ۔اب باضابطہ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔محترمہ!آپ نے نمبر بول دیا تھااور کیا آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ طلعت یعقوب:جناب سپیکر!میرے سوال نمبر849 کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ناقابل استعمال بلڈوزرز کی تین مرتبہ نیلامی کی گئی ہے۔اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ نیلامی کس کس تاریخ کو ہوئی اور کیا یہ تمام 28 بلڈوزرز گزشتہ دس سال سے قابل استعمال ہیں اور اس میں کیا کمی بیشی تھی؟

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اس کی تاریخ نیلامی 10/5/2004، پھر فیصل آباد کی تاریخ نیلامی29/12/2004اور لاہور کی12/5/2005 تھی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!انہوں نے جو لکھا ہے کہ اب دوبارہ نیلامی کے لئے کیس متعلقہ ڈی سی او صاحبان کو بھیج دیئے گئے ہیں۔فیصل آباد، رحیم یار خان، بہاولپور، مظفر گڑھ ان چاروں اضلاع کے ڈی سی او صاحبان کو کتنے کتنے بلڈوزر نیلام کرنے کے لئے cases بھیجے گئے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ملتان کا 1، فیصل آباد کے 14 اور لاہور کے 13 ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں مظفر گڑھ، رحیم یار خان کا بھی پوچھنا چاہتا ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مظفر گڑھ میں نہیں بلکہ ملتان ڈویژن میں ہیں، فیصل آباد اور لاہور میں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ڈی سی او کے بارے میں لکھا گیا ہے اور یہ ڈویژن کی بات کر رہے ہیں جبکہ ڈویژن کو تو کمشنر cover کرتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو مشینری سرکل ہوتے ہیں یہ ڈویژن کی سطح پر ہوتے ہیں، لاہور میں ہے، فیصل آباد اور ملتان میں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): فیصل آباد میں کتنے بلڈوزرز ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): فیصل آباد میں 14 ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اور یہ 14 کے 14 دس سال سے خراب حالت میں پڑے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی۔ یہ دس سال سے خراب حالت میں پڑے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ضمنی سوال۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ایک ضمنی سوال ہو گا کیونکہ پہلے چودھری صاحب بولے ہیں لہذا پہلے وہ کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ انہار چونکہ صوبائی محکمہ ہے تو ڈی سی او صاحبان کو کن rules کے تحت یہ cases بھجوائے گئے ہیں جبکہ محکمہ انہار کے اپنے دفاتر وہاں پر موجود ہیں اور خود وزیر صاحب بھی بتا رہے ہیں کہ ڈویژنل سطح پر محکمہ کے چیف انجینئر اور

مشینری ڈویژن کاایک علیٰحدہ ونگ ہے وہ اس کو ہمیشہ نیلام کرتا ہے تو ڈی سی او کو کن قوانین کے تحت یہ cases بھجوائے گئے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں چاہتا تھا کہ یہ سوال پوچھیں کیونکہ یہ اس محکمہ کے وزیر رہے ہیں اور میری بڑی خواہش تھی کہ یہ سوال پوچھا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ محکمہ ملی بھگت کر کے لاکھ والی چیز 25 فیصد، 30 فیصد کمیشن لے کر دے دیتا تھا۔ اب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ ای ڈی او (فنانس)، محکمہ زراعت اور محکمہ آبپاشی کے ایک ایک آدمی پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی ہے اس کمیٹی نے valuation کی ہے کہ اس کی اتنی قیمت ہے، جب ان کا دور تھا تو صرف چیف انجینئر کے کہنے پر نیلامی ہو جایا کرتی تھی۔ اب وہ بندر بانٹ بند ہے اور جب تک ہماری requirement کے مطابق بولی نہیں آئے گی تو ہم اس کو نیلام نہیں کریں گے۔ ایک بلڈوزر کی بولی کی قیمت سات لاکھ روپے مقرر کی تھی۔

جناب سپیکر: ان کا یہ سوال نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ ان کا سوال ہے کہ ڈی سی او صاحبان کو آپ کس اتھارٹی کے تحت کہتے ہیں کہ آپ نیلامی کریں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ صوبائی محکموں میں کوئی بھی کمیٹی تشکیل دے سکتے ہیں۔ وہ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ انہوں نے یہ کمیٹی قائم کی ہوئی ہے اس میں ای ڈی او (فنانس)، ڈی سی او آفس کا نمائندہ اور محکمہ زراعت کا نمائندہ ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک بلڈوزر کی قیمت اس کمیٹی نے سات لاکھ مقرر کی تھی۔ نیلامی میں اس کی قیمت چھ لاکھ 75 ہزار لگی لیکن وہ نہیں دیا گیا کیونکہ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کم از کم سات لاکھ میں دیا جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: وزیر موصوف نے میری ذات کے حوالے سے بات کی ہے اور انہوں نے مجھے point out کیا ہے لہذا میں وزیر موصوف کے خلاف تحریک استحقاق لانے کا بھی حق

رکھتا ہوں اور منسٹر صاحب یہ ثابت کریں گے کہ کس کس معاملے میں کرپشن اور کس کس معاملے میں گڑبڑ ہوئی ہے تو منسٹر صاحب کو اس کا ایوان میں جواب دینا ہو گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کا نام نہیں لیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ان کے دور میں جب یہ وزیر تھے۔ آپ یہ ٹیپ on کریں اور دوبارہ سنیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ یہ سوال کریں اور پوچھیں اور مجھے ان کے سوال کرنے کی بڑی خوشی ہوئی ہے تو انہوں نے خود جواب میں کہا ہے کہ پچھلے دس سال سے ایک بلڈوزر بھی نیلام نہیں ہوا تو پھر یہ کہتے ہیں کہ نہیں، اس میں نہیں اور اس میں ہو گیا۔ خدارا! منسٹر صاحب! تیاری کر کے آیا کریں کیونکہ آپ سینئر وزیر ہیں کم از کم آپ کے level پر اس طرح کی بہکی بہکی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس بات کو چھوڑ دیں۔

ملک محمد وارث کلو: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ وہ موضوع ہے جسے آپ بہت پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ زراعت کا موضوع ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو بات آپ کرنا چاہتے ہیں اسے میں ہی نہیں ایوان بھی پسند کرتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! 55 بلڈوزرز ٹوٹل ہیں جو کہ ہمارے اضلاع کو دو، دو بھی نہیں آتے اور ویسے ہم دعوے کرتے ہیں کہ زراعت کے لئے ہم نے بہت بجٹ رکھا ہوا ہے تو 55 میں سے 28 بلڈوزرز ناکارہ قرار دے کر نیلامی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ زراعت کی بہتری کے لئے بہت زیادہ پیسا لگا کر گریٹر تھل کینال بن چکی ہے اور وہاں ٹیلے اور ٹبے بلڈوزر کے علاوہ نہیں ہٹائے جا سکتے تو میری استدعا ہے کہ یہ ان بلڈوزر کو کب تک درست کروالیں گے کیونکہ نیلامی میں کوئی نہیں آتا لہذا انہیں درست کروالیں اور کب تک درست کروانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ بلڈوزرز تو خراب ہیں اور آپ کو کاشتکاروں کی ضرورت کے لئے بلڈوزرز کی ضرورت ہے تو ان خراب بلڈوزرز کو دفع کریں اور نئے بلڈوزرز لے کر دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ آپ کی requirement کے سامنے 55 بلڈوزرز تو کوئی چیز ہی نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرتا ہوں کہ کم از کم 200 کے قریب بلڈوزرز خریدیں پھر requirement پوری ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!کلو صاحب محکمہ زراعت کی بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ محکمہ انہار کے لئے ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!ہمارا کام نہروں اور راجباہوں تک محدود ہے اور فیلڈ میں کام کے لئے محکمہ زراعت کے پاس اپنے بلڈوزرز ہیں۔ یہ بلڈوزر تو ہم نے نہروں کی مرمت اور صفائی وغیرہ کے لئے رکھے ہوئے ہیں جن میں سے 28 ناکارہ ہیں جو اس قابل نہیں کہ انہیں مرمت کر کے دوبارہ چلایا جا سکے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ اپنے بنائے ہوئے قاعدے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں صرف یاد دہانی کے لئے کہ اس Chair کے لئے exemption ہے اور اس کے باوجود اگر آپ حکم صادر فرماتے ہیں لیکن میں پالیسی کے حوالے سے صرف ایک چھوٹا سا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے اپنے تحریر کردہ جواب کے مطابق پچھلے دس سال سے نیلامی میں کوئی خریدار نہیں آیا اور اب نیلامی ہونی ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے محکمے کے اوپر بداعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے ڈی سی اوز کو کہا ہے۔ اگر انہوں نے محکمہ پر بداعتمادی کا اظہار کیا ہے تو کیا ہم یہ سمجھیں کہ سینئر وزیر جو اس محکمہ کے انچارج ہیں ان پر بھی بداعتمادی کا اظہار وزیر اعلیٰ نے کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری صاحب!اپنی بات کو دہرائیں کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے محکمہ پر بداعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے نیلامی کا اختیار واپس لے کر ڈی سی اوز کو دیا ہے اور ایک کمیٹی

بنائی ہے۔ محکمہ کے سینئر وزیر، ویسے ہمارے rules میں کسی جگہ سینئر وزیر کا نوٹیفکیشن ہوتا نہیں ہے اور ایک نام کی چیز ہوتی ہے جتنے مرضی لگالیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اگر ایسی بات نہ کی جائے تو کیا حرج ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! sorry میں اپنی بات واپس لیتا ہوں۔ میری کوئی بات ناپسندیدہ ہو تو میں اسے واپس لینے میں کوئی عار نہیں سمجھتا۔ ہمارے سینئر وزیر اس محکمے کے انچارج ہیں اور ان کی ناک کے نیچے ہر چیز ہوتی ہے۔ جب وزیر اعلیٰ نے محکمے پر بداعتمادی کا اظہار کر دیا تو کیا اس میں وزیر صاحب بھی شامل ہیں؟

جناب سپیکر: No, no. I say no آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 850 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے رقم مختص کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*850: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا مالی سال 07-2006 اور 08-2007 میں حکومت نے نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے کوئی رقم مختص کی تھی، اگر ہاں تو کتنی اور کس کس جگہ کے لئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے مقام کھوکھر اپر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے سال 06-2005 میں رقم مختص کی گئی تھی، اگر ہاں تو کیا پن بجلی گھر تعمیر ہو گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے کہ حکومت نے نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے رقم مختص کی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار نام منصوبہ	نہر	پن بجلی کی گنجائش	مالی سال	مختص رقم (ملین روپے)	متعلقہ فنڈز
1-مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ (سیالکوٹ)	اپر چناب کینال	7.2 MW	2007-08	151	ADB & ADP 80% & 20%
2-چیانوالی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ گوجرانوالہ	ایضا	5.4 MW	-do-	134	-do-

3۔ڈیگ آؤٹ فال شیخوپورہ ہائیڈروپاور پراجیکٹ	ایضا	5.0 MW	-do-	102	-do-	
4۔اوکاڑہ ہائیڈروپاور پراجیکٹ	لوئر باری دوآب کینال	4.0 MW	-do-	108	-do-	
5۔پاکپتن ہائیڈروپاور پراجیکٹ	پاکپتن کینال	3.2 MW	-do-	78	-do-	
6۔کھوکھر ہائیڈروپاور پراجیکٹ	گجرات برانچ	3.2 MW	2006-07	79.064	ADP	
			2007-08	148.298	ADP	

(ب) یہ درست ہے کہ اپر جہلم کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے مقام کھوکھر اپر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کے لئے مالی سال 06-2005 میں رقم مختص کی گئی تھی، پن بجلی گھر ابھی تک تعمیر نہیں ہو سکا اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:-

1- کنسلٹینٹس (Consultants) کی سفارشات کے مطابق بین الاقوامی یا معروف تعمیراتی کمپنیوں سے معاہدے اور اس کی مجوزہ شرائط سے فنانس ڈیپارٹمنٹ متفق نہ ہوا لہذا حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق دو علیٰحدہ علیٰحدہ ٹینڈر برائے سول، الیکٹریکل اور مکینیکل ورکس اخبارات میں جاری کئے گئے۔

2- صرف ایک فرم کی طرف سے ٹینڈر داخل کروایا گیا جس کو ٹیکنیکل بنیاد پر رد کر دیا گیا ٹینڈر کا اشتہار دوبارہ شائع کروایا گیا لیکن ایک فرم ہیوی مکینیکل کمپلیکس (Heavy Mechanical Complex) کی طرف سے پھر ایک ہی ٹینڈر داخل کروایا گیا کمپنی نے یہ ٹینڈر سفارشات کے ساتھ پھر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا فنانس ڈیپارٹمنٹ نے پھر اس کو منسوخ کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے ہدایات دیں کہ کنسلٹینٹس کی سفارشات کے مطابق Turnkey کی بنیاد پر بین الاقوامی تقابلی بڈز (International Competitive Bids) کی جائیں مزید یہ کہ سول ورکس کے ساتھ ساتھ الیکٹریکل اور مکینیکل ورکس بھی ایک ہی کنٹریکٹ میں کروائے جائیں لیکن حکومت پنجاب کے موجودہ قوانین بین الاقوامی تقابلی بڈز ((International Competitive Bids) کی بنیاد پر Turn Key معاہدے کی اجازت نہیں دیتے۔لہذا حکومت پنجاب نے پبلک سیکٹر کے تمام پن بجلی گھر کے منصوبہ جات کو پنجاب پاور جنریشن پالیسی کے تحت پرائیویٹ سیکٹر کو دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ منصوبے جلد از جلد مکمل ہو سکیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: میرے سوال کے جز (الف) کے جواب میں جن چھ پراجیکٹس کا ذکر کیا گیا ہے ان کے لئے رقم بھی مختص کی گئی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان پراجیکٹس سے کب تک بجلی پیدا ہونے کی توقع ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! 2013 تک ان پراجیکٹس سے بجلی کی پیداوار شروع ہو جائے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 850 انتہائی اہم ہے کیونکہ اس میں ہمارے اس صوبے کے عوام کی روزمرہ زندگی، ہماری تمام انڈسٹری، ہماری تمام ترقی اور ہمارا مستقبل اس طرح کے منصوبوں سے وابستہ ہے۔ یہاں پر بتایا گیا ہے کہ 06-2005 کے اندر صرف تین میگاواٹ پن بجلی پیدا کرنے کے لئے پیسے مختص کئے گئے تھے اور یہ جتنے جتنے میگاواٹ یہاں پر بجلی پیدا کرنے کی بات کی گئی ہے ان میں سے کسی بھی پراجیکٹس کا ٹائم 12 مہینے سے زیادہ نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ 18 مہینے لگتے ہیں۔ 2005 کے اندر ایک پراجیکٹ کے لئے پیسے بھی مختص کر دیئے گئے اور اس کے بعد اس کی اجازت بھی دے دی گئی کہ اس پراجیکٹ کو شروع ہونا چاہئے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹوٹل 25 میگاواٹ بجلی بنتی ہے اور ہر شہر کے اندر ان منصوبوں کو شروع ہونا تھا تو اس میں بتائے گئے مسائل کسی طور پر بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے کہ کبھی یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے سول ورک اور الیکٹرک ورک کو علیٰحدہ علیٰحدہ دینے کی بات کی گئی کہ مکینیکل کے لئے علیٰحدہ کمپنی آئے گی اور سول کے لئے علیٰحدہ کمپنی آئے گی۔ اگر اس کے لئے کوئی کمپنی نہ آئے تو پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان تینوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ یہ کس قسم کی rocket science ہے کہ دنیا سالانہ 100 میگاواٹ plus کی فاؤنڈیشن رکھتی ہے اور ہم پچھلے پانچ سال میں 25 میگاواٹ نہیں کر سکے کہ یہ مسئلہ کس طرح حل ہو؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی کی بات کافی حد تک درست ہے کہ ان چھ پراجیکٹس میں سے پانچ کو drop کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ ان پر حکومت اپنے فنڈز استعمال نہیں کرے گی اور ایک پراجیکٹ کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے لیکن جب پانچ drop ہوئے تو ایک کے لئے بھی اس طرح مسائل کو حل نہ کیا گیا جس طرح کرنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب اور کافی میٹنگز کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ حکومت ان پانچ پراجیکٹس کو خود بنائے گی اور چھٹے کے لئے مارکیٹ میں apply کیا جائے۔ اس کے لئے 10 کمپنیوں نے apply کیا تھا جن میں سے 9 نے

کوالیفائی کیا ہے اور2015 تک انہیں RFP انشاء اللہ ان کو مل جائے گا۔ اس کے بعد امید ہے کہ 30۔ جون2010 تک ہم اس پوزیشن پر ہوں گے کہ موقع پر کام شروع کروا سکیں اور2013 میں اس کو مکمل کریں گے۔ان کے delay ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پہلے حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم خود اس پر فنڈز خرچ نہیں کریں گے بلکہ public sectors سے لوگ آکر اس پر funding کریں لیکن جب کوئی funding کرنے کے لئے نہ آیا تو پھر حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ 6 project حکومت خود کرے گی۔ اس میں ایسی شق بھی ہیں کہ ایک ایک شق کو پورا کرنے کے لئے 120 دن درکار ہوتے ہیں اور کئی ایسی ہیں جن کے لئے 60 دن درکار ہوتے ہیں کیونکہ اس کی منظوری پنجاب حکومت نے نہیں بلکہ اس کی منظوری واپڈا نے دینی ہوتی ہے۔ واپڈا کے rules and regulations کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں ٹیکنیکل تیاری میں زیادہ ٹائم لگتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جو 3.2 میگاواٹ کا project ہے جس کے لئے Consultants بھی appoint ہو گئے اور Consultants نے سفارشات بھی کیں کہ اس کے tenders دے دیئے جائیں۔ اس کے بعد جو Consultants حکومت پنجاب نے apoint کئے انہی کی سفارشات کو رد کر دیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 3.2 میگاواٹ کا چھوٹا سا بجلی گھر جہاں آج کل اس سائز کے بجلی گھر چھوٹی چھوٹی فیکٹریوں میں بنائے گئے ہیں اس کے لئے یہ جو شرط ہے کہ تین الگ ٹھیکیدار ہوں، ایک بجلی کا کام کرے، ایک سول ورکس کا کام کرے یہ شرط کیوں رکھی گئی ہے؟ یہ بالکل چھوٹا سا project ہے اور Consultants کی recommendations کو بھی reject کر دیا گیا۔ اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ بجلی گھر private sector بنائے تو کیا private sector بھی turn key basis پر نہیں بنائے گا، یہ چھوٹے سے منصوبے پر پالیسی کا تضاد کئی سال سے چل رہا ہے اس کو حل کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی ہے یہ واپڈا کے rules تھے، یہ ہمارے نہیں تھے اور Consultants نے کہا ہے کہ اس کے مطابق ایک ہی ٹھیکیدار سب کچھ کرے گا۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ کوئی private company نہیں کر رہی ہے یہ حکومت کر رہی ہے۔ جب حکومت اس سے معاہدہ کرے گی، اس کو رقم دے گی اور جس طرح کہتے ہیں کہ "گھر تیار کر کے چابی لینا" یعنی ہر چیز وہ کرے گا تو اس معاہدے کے تحت کرایا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے تو راجہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جو بات یہ کریں اس پر قائم رہیں کیونکہ ریکارڈ موجود ہوتا ہے، بعد میں یہ پھرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اسمبلی کا ریکارڈ پکڑ لیتا ہے۔ میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ 50 میگاواٹ سے چھوٹے project کے لئے واپڈا کی، میری اطلاع کے مطابق اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ واپڈا نے اجازت نہیں دی یہ تو کل 28 میگاواٹ ہے ان میں سے کوئی 5.4 میگاواٹ، کوئی 5 میگاواٹ اور کوئی 4 میگاواٹ کا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ واپڈا نے اس کی اجازت نہیں دی تو کیا اس بات پر یہ پکے ہیں کہ واپڈا چار چار، پانچ پانچ میگاواٹ کی اجازت دے گا؟ دوسرا میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ 2008 اور 2009 کی budget speech میں vision کا حصہ تھا کہ یہ سارا کچھ کیا جائے گا اور اس کے لئے رقم بھی مختص کی گئی ہے۔ 2008-2007 جو ہماری حکومت کا آخری بجٹ کا سال تھا اس میں بھی رقم رکھی گئی ہے اور 2009-2008 کے اندر بھی رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کے اندر اس میں کچھ نہیں ہوا۔ میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا اور وہ رانا صاحب کا بھی سوال تھا کہ turn key project کی اجازت نہیں دیتی۔ سوال ہے کہ یہ کیوں نہیں دیتی، کون سا قانون ہے؟ مہربانی کر کے وہ relevant قانون quote کر دیں۔ میں پھر سے repeat کر دیتا ہوں تاکہ ان کو آسانی رہے۔[*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!حذف کریں، بالکل حذف کریں اور یہ ہمیشہ صحیح بات کرتے ہیں۔50 میگاواٹ سے کم والے چار چار، پانچ پانچ میگاواٹ ہیں انہوں نے کون سے قانون کے تحت واپڈا سے اجازت لینی ہے ؟انہوں نے کہا کہ واپڈا نے اجازت نہیں دی۔ میرے علم کے مطابق اگر میں غلط ہوں تو میری اصلاح کر دیں کہ 50 میگا واٹ سے نیچے والے جو project ہیں وہ اپنا power wing بنا سکتا ہے۔اگر میں غلط ہوں تو میری اصلاح کر دیں۔دوسرا یہ ہے کہ 09-2008 کی budget speech میں اس کے لئے رقم بھی رکھی گئی اور 08-2007 کا تو یہ جواب آگیا ہے۔ پیسے ہونے کے باوجود، میں نے جو حساب کیا ہے یہ کوئی 800 ملین ہے، یہ 80 کروڑ روپے کی بات ہے۔اربوں روپے سستی روٹی اور Food Stamp Scheme پر لگا دیئے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے لئے کیوں نہیں بنا ہے ؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ ضمنی سوال پر ہیں، ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مجھے پھر وہ مجوزہ قانون بتا دیں ؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!پھر یہ کہتے ہیں، یہ میرے بھائی ہیں، میرے محسن ہیں اور محسن لغاری بھی ہیں ویسے تو سوتے رہتے ہیں، اٹھتے ہیں سوال کر کے پھر سو جاتے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ 50، یہ بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ 50 تک ہمیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ قانون بتائیں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اب آپ بات تو سن لیں، جب بات سنیں گے تو کچھ سمجھ آئے گی۔ واپڈا کے NAPRA کے قوانین ہیں وہ چاہے ایک میگاواٹ کے لئے بھی لگائیں ہم ان قوانین کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔آئی سمجھ ؟(قہقہہ)

Feasibility کے لئے تقریباً ایک سال لگتا ہے، اس کے دن مقرر ہیں۔ وہ جتنا چاہے لگائیں اگر آپ آدھا میگاواٹ کا بھی لگائیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے صرف مہربانی کر کے وہ قانون quote کر دیں کہ وہ کون سا ہے؟

جناب سپیکر: وہ وکیل نہیں ہیں اس لئے بتا نہیں سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ وزیر ہیں، وہ legislator ہیں۔ جس قانون کا وہ حوالہ دے رہے ہیں وہ قانون مجھے quote کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پھر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ NEPRA (نیپرا) کے قوانین ہیں یہ جا کر نکلوالیں اگر یہ مجھے کہتے ہیں تو میں کاپی پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ پچھلے بجٹ میں محکمہ انہار نے 50 ڈیم بنانے کا اعادہ کیا تھا اور اس کے لئے رقم بھی مختص ہوئی تھی۔ ان کی اب تک کیا progress ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question کریں۔

جناب سپیکر: رانا اعجاز صاحب! ضمنی سوال جو ہوتا ہے وہ سوال سے متعلقہ ہوتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جو main question ہوا ہے اگر میں وہ دہرا دوں تو یہ سوال اس سے بالکل relevant ہے۔ 07-2006 اور 08-2007 کے بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی تھی اس کے اور منصوبہ جات کی بابت ہی یہ سوال ہے۔ میں جناب وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنے آپ کو ان lines تک محدود نہ رکھیں، یہ spirit کی بات ہے۔ انہوں نے on the floor

of the House اپنی speech میں اعادہ کیا تھا کہ 50 ڈیم بنیں گے۔ یہ ہاؤس اپنا حق رکھتا ہے کہ معزز وزیر سے یہ پوچھے کہ اس پر کیا progress ہوئی ہے جبکہ پورا سال بھی گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے صبح گھر سے چلتے وقت قسم کھائی تھی کہ میں نے سوال کرنا ہے لیکن انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ کیا سوال کرنا ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ سینئر وزیر ہیں اور ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے قابل احترام ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر کوئی مزاحیہ dialogues تو چل نہیں رہے ہیں۔ میں نے یہاں on the floor of the House گزارش کی ہے کہ جناب! آپ نے اپنی budget speech میں 50 ڈیم کی بات کی تھی اور انہوں نے مزاحیہ انداز سے side line کر دی ہے۔ میں ان سے بڑی humble گزارش کرتا ہوں کہ اس پر ہاؤس کو بتائیں کہ اس کی کیا progress ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے جو 50 ڈیم کی بات کی تھی ان کا کیا بنا؟ let us be very serious in this issue.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ کسی بھی حوالے سے relevant نہیں ہے، اگر آپ مجھے حکم کریں کہ اس کا جواب دوں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بات ہو رہی ہے بجلی بنانے والے project کی اور یہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے ڈیم بنے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! جب general بحث ہو گی تو اس میں پوچھ لینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا مجھے ضمنی سوال کرنے کی اجازت ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کو یہ حق ہے کہ آپ وزیر موصوف کو کہہ سکتے ہیں اور میں سوال دوبارہ سے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:اب ٹائم نہیں ہے پھر علیحدگی میں پوچھ لینا یا میں آپ کو پوچھ کر بتادوں گا۔ مہربانی، جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ یہ پراجیکٹ کا 2005-06 financial year سے سلسلہ چل رہا ہے تو میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب جبکہ یہ پراجیکٹ 2010 میں داخل ہو گئے ہیں تو اس پر escalation کتنی دی جائے گی یعنی original cost سے کتنی بڑھا کر یہ مکمل ہوں گے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ Heavy Mechanical Complex کو انہوں نے allow نہیں کیا اور اس کی offer کو decline کیا۔ میری اطلاع کے مطابق دنیا میں کہیں بھی mechanical اور civil فرمیں ایک جیسی نہیں ہیں، mechanical فرمیں علیٰحدہ ہیں، سول ورکس فرمیں علیٰحدہ ہیں اور اب یہ کہتے ہیں کہ turn key بنایا جائے گا تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جب یہ turn key پر آئے گا تو جو subcontractor ہو گا وہ کم از کم 25 فیصد زیادہ مانگے گا یعنی جب civil works پر mechanical engineer کام کرے گا اور یہ direct کیوں نہیں ٹینڈر کرتے اور 2005-06 سے اب تک escalation amount میں کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! اب یہ ایک نئی بحث ہے۔ ایک یہ طریقہ ہے کہ turn key پر کرائی جائے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ سول کا کام سول کے لوگوں سے کرایا جائے اور mechanical engineering کا کام mechanical engineering کے لوگوں سے کرایا جائے یہ ایک لمبی بحث ہے لیکن انجینئرز نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو ایک پارٹی سے کرائیں گے تاکہ وہ اس کے چلانے اور رزلٹ دینے کی ذمہ داری ہو، اسی طرح یہ ہو گا اور ہر چیز کے positive اور negative پہلو ہوتے ہیں اگر ہم مختلف کو دیں گے تو کل جب وہ کام نہیں کرے گا تو کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا اور اگر ہم ایک ہی جگہ رکھیں گے تو کسی سے جواب لینے کے قابل ہوں گے اس لئے اس طریق کار کو بہتر سمجھا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! نہیں، آپ کی بڑی مہربانی اور مجھے ان سوالات کے مطابق چلنے دیجئے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں! جب انہوں نے جواب ہی غلط دیا ہے تو ریکارڈ پر لانا چاہئے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ انجینئرز جو کہتے ہیں وہ حرف آخر ہے اگر آپ خود مانتے ہیں اور آپ خود محب وطن ہیں انجینئرز نے تو اس ملک کا بیڑہ غرق کیا، انجینئرز نے تباہی مچائی ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ جتنی بھی escalation دی جاری رہی ہے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ اپنی basic cost سے double پر ہو گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسی original cost کے اندر ہی مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: next question محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1714 سوال پڑھ ہوا تصور کیا جائے۔

PIDA میں 407 خالی اسامیوں کی تفصیلات

*1714: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ PIDA میں 407 اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ PIDA میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے کوئی اشتہار نہ دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ PIDA کے زیر انتظام نہری نظام میں کوئی اصلاحات نہ کی گئی ہیں؟

(د) کیا حکومت PIDA میں خالی اسامیاں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ PIDA میں اس وقت 242 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے باقاعدہ تشہیر کے لئے قومی اخبارات میں اشتہارات دیئے جانے کے بعد درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔PIDA کا نظام ہی نہری نظام میں اصلاحات کی بنیاد پر رکھا گیا ہے اور مندرجہ ذیل کسان تنظیموں کو اختیارات دیئے جا چکے ہیں۔

1۔	ایریاواٹر بورڈ،ایل سی سی(ایسٹ)	84کسان تنظیمیں
2۔	ایریاواٹر بورڈ،ایل سی سی(ویسٹ)	67کسان تنظیمیں
3۔	چشمہ رائٹ بنک کینال	30کسان تنظیمیں
4۔	لوئر جہلم کینال	06کسان تنظیمیں

(د) جواب جز(ب) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال وزیر موصوف صاحب سے یہ ہے کہ جو میرے سوال کا جواب مجھے موصول ہوا ہے وہ 3۔دسمبر 2008 کو تھا۔اس جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ خالی اسامیوں کی بھرتی باقاعدہ تشہیر کے لئے قومی اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے اور درخواستیں بھی موصول ہو چکی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی ابھی تک current position کیا ہے اور ابھی تک اسامیاں وہیں پر ہی ہیں ؟اگر اسامیاں fill کر دی گئی ہیں تو اس کی current position کیا ہے اور جو اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے ہیں ان کا وزیر موصوف صاحب کے پاس کوئی ریکارڈ موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی،راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! current position یہ ہے کہ اب خالی اسامیاں 139 ہیں اور اخبار میں اشتہارات دیئے گئے ہیں۔اگر محترمہ کہیں تو میں انہیں اشتہارات کی کاپی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔۔۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ پہلے ضمنی سوال کر لیں اور اس کے بعد ان کو موقع دیں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کتنی اسامیوں پر بھرتی ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب انہوں نے سوال کیا تھا تو اس وقت 242 اسامیاں تھیں اور اب 139 رہ گئی ہیں اور باقی پر بھرتی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اب آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم سوال ہے کہ 103 اسامیاں آج تک خالی پڑی ہوئی ہیں جبکہ ہمارے ہاں روزگار کی بہت کمی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب سے خالی پڑی ہوئی ہیں اور اگر یہ آج تک پر، نہیں ہو سکیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ کب سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ کے یہ علم میں ہو گا کہ PIDA کا محکمہ صوبہ پنجاب میں ہے اور باقی صوبوں میں بھی اسے آہستہ آہستہ پھیلایا جا رہا ہے۔ یہ نئی اسامیاں ہیں اور جیسے جیسے نئے پراجیکٹ آ رہے ہیں ان کی اسامیوں پر اشتہارات دے کر لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے پہلے کم لوگوں کی ضرورت تھی، ایک نہر تھی اور ایک پراجیکٹ تھا، دوسرا، اب تیسرا اور چوتھا پراجیکٹ آ رہا ہے تو جیسے جیسے یہ پراجیکٹ آ رہا ہے ان کی بھرتیاں ہو رہی ہیں اور جب final projects آ جائیں گے تو تمام بھرتیاں مکمل ہو جائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں انہوں نے کسان تنظیموں کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ LCC East میں 88 تنظیمیں اور LCC West میں 67 تنظیمیں بنی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تنظیمیں کب بنی تھیں، کب یہ function ہوئی ہیں، کب یہ پایہ تکمیل تک پہنچی اور اس وقت ان کے دور میں کتنی تنظیمیں بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترم میرے بھائی نے جو بات پوچھی ہے یہ پہلی water board LCC East ہیں جو کہ 84 ہیں اور ان کو تقریباً تین سال ہو گئے ہیں باقی جو 67 ہیں اس میں اگر مجھے اجازت دیں تو میں وضاحت کر دوں کہ PIDA میں یہ جو تنظیمیں ہیں اور میرے ساتھ یہاں اکثریت کسان بھائیوں کی بیٹھی ہے ان سب کو بڑا شدید اعتراض ہے کہ PIDA میں بنانے سے موقع پر ایک کھالے یا راجباہ کا اقتدار گروپ ہے اور جو الیکشن ہار جاتا ہے وہ اپوزیشن ہے۔ اقتدار گروپ والے اپنے موگے بھی کھلے کر لیتے ہیں اور پانی پر قبضہ کرتے ہیں تو اس پر وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے کہ اس PIDA میں ترمیم کرے تاکہ کسی کا کوئی حق نہ مار سکے تو اس پر کام ہو رہا ہے اور ہم چاہ رہے ہیں کہ محکمہ کو اس سے بالکل آوٹ کر دیا جائے اور ایسے قوانین بنائے جائیں کہ محکمہ کی اس پر گرفت نہ رہے، زمیندار کو پانی ملے جس کا جتنا حصہ ہے اس کو پانی ملے اور ان rules کے تحت جیسے ہی یہ final ہوں گے تو انشاء اللہ باقی میں الیکشن کرا کر FO بنا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1715 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

PIDA میں واٹر بورڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1715: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی PIDA میں کتنے واٹر بورڈ تشکیل دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ PIDA میں واٹر بورڈ تمام کے تمام کام کر رہے ہیں؟

(ج) PIDA نے پانی چوری روکنے کے لئے کیا انتظام کیا ہے؟

(د) PIDA نے پنجاب میں پانی کی بہتر فراہمی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) PIDA کے زیر انتظام چلنے والے نہری نظام میں کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) PIDA میں پانچ ایریا واٹر بورڈز بنائے جا چکے ہیں۔

جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- ایل سی سی(ایسٹ)آپریشنل
2- ایل سی سی(ویسٹ)64کسان تنظیمیں بنائی جاچکی ہیں جب کہ ایریاواٹر بورڈ کاالیکشن ہونا باقی ہے۔
3- بہاولنگر میں52کسان تنظیمیں بنائی جاچکی ہیں۔
4- ڈیرہ جات کینال سرکل میں85کسان تنظیمیں بنائی جاچکی ہیں۔
5- لوئر باری دوآب کینال سرکل میں3کسان تنظیمیں بنائی جاچکی ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا تفصیل سے عیاں ہے کہ ہر لحاظ سے ابھی تک صرف2ہی ایریاواٹر بورڈآپریشنل ہے جس کاالیکشن ہو چکاہے اور بورڈ دفتری انتظام وانصرام سنبھالے ہوئے ہے۔

(ج) راجباہ ہائے کاانتظام وانصرام الیکشن کے ذریعے بنی ہوئی کسان تنظیموں کے ذمہ ہے اور وہ ہی پانی چوری کاتدارک کرنے کی ذمہ دار ہیں۔البتہ کسان تنظیم کی مدد ایریاواٹر بورڈ اور PIDA ہیڈآفس سے بھی کی جاتی ہے۔مزید برآں محکمہ انہار/حکومت پنجاب کے دیگر محکمہ جات یعنی پولیس بھی اس عمل میں معاونت کرتی ہے۔

(د) پانی کی بہتر فراہمی کے لئے کسان تنظیم مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کرنے کی ذمہ دار ہے۔

-1

(الف) موگوں کی درستی

(ب) گیج اور ڈسچارج کا صحیح مشاہدہ

-2

(الف) کسان تنظیم کی کارکردگی کاایریاواٹر بورڈاورPIDAمیں موازنہ

(ب) ناقص کارکردگی دکھانے والی تنظیموں کے خلاف اقدامات

(ہ) PIDAکے تحت مکمل کئے جانے والے کام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

ایریاواٹر بورڈ	کسان تنظیمیں
(i)ایل سی سی(ایسٹ)سرکل(آپریشنل)	84راجباہ ہائے کے انتظام وانصرام تفویض کئے جاچکے ہیں۔
(ii)ایل سی سی(ویسٹ)سرکل(نان آپریشنل)	64کے الیکشن ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کو اختیارات منتقل نہیں ہوئے۔
(iii)بہاولنگر کینال سرکل۔ایضا	52 ۔ایضا۔
(iv)ڈیرہ جات کینال سرکل۔ایضا	85 ۔ایضا۔
(v)لوئر باری دوآب کینال سرکل۔ایضا	3 ۔ایضا۔
(vi)دیگرانہارNIL	10راجباہ ہائے کاانتظام وانصرام دیا جاچکا ہے۔

مندرجہ بالا جدول سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ ابھی تک PIDA کا نظام ابتدائی مراحل میں ہے اور ابھی تک 33 فیصد کام کی تکمیل ممکن ہو سکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی جب یہ محکمہ موجود تھا تو PIDA بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور کیا اریگیشن کا محکمہ اپنے طور پر کام صحیح نہیں کر رہا تھا کہ PIDA کو یہ وجود میں لائے۔ ایک دفعہ پھر قوم کا نقصان کیا ہے اور قوم کے بجٹ پر نیا پریشر ڈال دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ PIDA بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ سوال بڑا صحیح ہے۔ یہ جو PIDA ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ یہ پیسے لینے کے لئے بنایا گیا ہے اور کیونکہ حکومت کے اتنے وسائل نہیں ہیں پچھلی حکومت کے دور میں بنا ہے اور اب بھی میں مانتا ہوں کہ حکومت کے اتنے وسائل نہیں کہ وہ نہروں کے مسائل کو اپنے فنڈز سے پورے کر سکے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے اس پر اعتراض ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق یہ PIDA ایکٹ 1997 میں آیا ہے اور اس وقت میاں محمد شہباز شریف چیف منسٹر تھے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ یہ پچھلے دور میں بھی implement رہا ہے اور اس کو بنانے کا مقصد کیا ہے، میں یہ بات کر رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کیونکہ فنڈز کی ضرورت ہے اور حکومت کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں جتنے required ہیں۔ محترمہ نے یہ پوچھا ہے کہ یہ کیوں بنایا گیا ہے تو میں نے اس کا simple سا جواب دیا ہے کہ یہ ورلڈ بنک کے فنڈز لینے کے لئے بنایا گیا تھا، ان کی ہی ضرورت تھی کہ کسان کو اس میں شامل کریں، کسان کو F.O بنائیں، تنظیمیں بنائیں، کسان کو نمائندگی دیں اس لئے اس PIDA کو بنایا گیا اور اس کا بنیادی مقصد فنڈ لینا اور کسان کی اس پانی میں نمائندگی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: No supplementary.اب Question hour ختم ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر تو دے دیں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر آپ کو مل گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!لکھے ہوئے دونوں سوالوں کے جواب میں جو تضاد ہے اس پر Privilege Motion acceptable ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چلیں!وہ آپ کی مرضی ہے۔میں آپ کو منع نہیں کرتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ نے پہلے بھی میری Privilege Motions روک کر رکھی ہوئی ہیں۔یہ محکمے کے خلاف ہے،وزیر کے خلاف نہیں ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع رحیم یار خان میں بھرتی کی تفصیلات

*1762: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2006 سے آج تک محکمہ انہار ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام،ولدیت،عہدہ،گریڈ،تعلیمی قابلیت،ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام،گریڈ،عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع rules میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار، ضلع رحیم یار خان میں یکم جنوری2006 سے آج تک کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔ البتہ Appointment and Conditions of Service, Rules–1974 کے sub rules 17(A) کے تحت اگر حاضر سروس سرکاری ملازم وفات پا جائے یا medically unfit ہو جائے تو اس کے ایک بیٹے یا بیٹی کو سکیل نمبر 5-1 میں بھرتی کیا جا سکتا ہے جس کے لئے اخبار میں اشتہار دینے، میرٹ بنانے یا کسی قسم کی کمیٹی بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) ۔ایضاً۔

محکمہ انہار میں قواعد کے برعکس پروموشنز و دیگر تفصیلات

*1765: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار میں کوٹا سے کم انجینئرز رکھے گئے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ انہار فریش ریکروٹمنٹ آف انجینئرز کر رہا ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) گریڈ17 اور اس رکتنے فیصد اسامیاں بذریعہ ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ، کتنے فیصد بذریعہ روٹین پروموشن اور کتنے فیصد Added qualification کی بنیاد پر پر کی جاتی ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کتنے فیصد اسامیاں بذریعہ پبلک سروس کمیشن اور کتنے فیصد بذریعہ پُر موشن پر کی جاتی ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے بلکہ محکمہ انہار میں انجینئرز کوٹا کے مطابق ہیں۔

(ب) محکمہ فریش ریکروٹمنٹ آف انجینئرز کا ارادہ رکھتا ہے مگر بھرتی کا عمل ہائی کورٹ میں جاری رٹ کی وجہ سے رُکا ہوا ہے۔

(ج) گریڈ17 کی اسامیوں کے لئے قواعد کے تحت ذیل کوٹا متعین ہے۔

(الف)	ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ	65فیصد
(ب)	پر موشن بذریعہ ہائر کوالیفیکیشن	15فیصد
(ج)	پر موشن بذریعہ ڈیپارٹمنٹ	20فیصد

تاحال صرف 20 فیصد کوٹا کی 18 اسامیاں خالی ہیں جن کی پر موشن کا کیس آئندہ غور کے لئے ڈی پی سی میں رکھا جائے گا۔

(د) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع قصور، پانی چوری کے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1947: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ آبپاشی کے سال 2007 اور 2008 کے دوران کتنے پانی چوری کے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع قصور میں پانی چوری کرنے والے افراد میں سرکاری اہلکار بھی ملوث پائے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع قصور میں پانی چوری کرنے والے افراد کو محکمہ آبپاشی نے کوئی کارروائی کئے بغیر چھوڑ دیا؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع قصور میں سال 2007 میں 245 مقدمات اور سال 2008 میں 846 مقدمات درج کروائے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔تاہم اگر کسی بھی اہلکار کے ملوث ہونے کے شواہد ملیں تو اس کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔تمام ملوث افراد کے خلاف تاوان کی کارروائی زیر کار ہے اور ان کے فیصلہ جات مقررہ مدت میں ہو رہے ہیں۔

سرگودھا پی پی۔32 میں بارشوں سے فصلوں کے نقصانات کی تفصیلات

*1970: **چودھری عامر سلطان چیمہ**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا حلقہ پی پی۔32 میں 2007 میں بارشوں کے دوران سیم و تھور کی وجہ سے باغات اور فصلوں کو کافی نقصان پہنچا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نقصان کے پیش نظر اور متاثرین کو ریلیف دینے کے لئے تجویز کیا گیا تھا کہ او اینڈ ایم سے ان ڈرینز کی صفائی کی جائے گی اور ڈی نوٹیفائیڈ، گیارہ ٹیوب ویلز کو دوبارہ چلانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں گے ؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ماہرین کی جز(ب) میں بیان کردہ تجویز کو ابھی تک عملی جامہ نہیں پہنایا گیا جس کے باعث متاثرین میں تشویش پائی جاتی ہے ؟

(د) حکومت کب تک ماہرین کی تجویز پر عملدرآمد کرتے ہوئے ڈرینز کی صفائی کا اہتمام کرے گی اور ڈی نوٹیفائیڈ ٹیوب ویلز کو دوبارہ چلائے گی ؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2008 جون، جولائی، اگست، ستمبر میں بارشوں کی وجہ سے یہ علاقہ دوبارہ متاثر ہوا ہے اور کافی نقصان ہوا ہے ؟

(و) کیا حکومت جز(ب) میں مذکورہ سکیموں کو آئندہ اے ڈی پی میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ز) جن اہلکاران اور افسران نے غفلت کی ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل بتائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ڈرینز کی صفائی او اینڈ ایم (O & M) کے تحت مالی سال 2008-09 میں کروادی گئی ہے جس کی تفصیل لف ہے۔جہاں تک ڈی نوٹیفائیڈ 11 ٹیوب ویلز کو دوبارہ چلانے کا تعلق ہے۔اس مقصد کے لئے محکمہ نے مبلغ 28لاکھ روپے واپڈا کو ٹرانسفارمر لگانے کے لئے دے دیئے ہیں جس میں سے تین عدد ٹرانسفارمر لگ چکے ہیں اور بقایا ٹرانسفارمر لگانے کا کام جاری ہے۔

نمبر شمار	نام (ڈرین)
-1	بیڈ کلیرنس 4آر/3ایل ایف ایس ڈرین
-2	بیڈ کلیرنس 5اے ایل ایف ایس ڈرین
-3	آسیاں والا ڈرین
-4	1آر/6ایل ایف ایس ڈرین
-5	1آر/7ایل ایف ایس ڈرین
-6	2آر/7ایل ایف ایس ڈرین
-7	3ایل ایف ایس ڈرین
-8	7ایل ایف ایس ڈرین
-9	چک نمبر 105/7ایل ایف ایس ڈرین
-10	1آر ہڈاڈرین برجی 0تا34 اور ہڈاڈرین برجی 34تا51

(ج) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

(د) وضاحت جز (ب) میں کر دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔کیونکہ ڈرینز کی بروقت کھدائی کر دی گئی تھی اور ڈرینز کی کارکردگی بہتر رہی ہے جس کی وجہ سے نقصان بہت کم ہوا۔

(و) اس علاقہ کے زمینداروں سے نئی سکیمیں اے ڈی پی کے تحت شروع کرنے کے لئے جب رابطہ کیا گیا تو متعلقہ زمینداروں نے نئی ڈرینز کی کھدائی کے لئے تحریری طور پر زمین دینے سے انکار کیا ہے۔

(ز) کوئی اہلکار/افسر غفلت کا مرتکب نہ پایا گیا اور کوئی کارروائی نہ کی گئی۔

راولپنڈی، پھالینہ ڈیم میں آنے والی قیمتی زمین کے مالکان کو ادائیگی کا مسئلہ

*2073:انجینیر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی کے گاؤں پھالینہ میں پھالینہ ڈیم میں آنے والی قیمتی زمین کے مالکان کو ابھی تک کوئی ادائیگی نہیں ہوئی اور مزید یہ کہ ان مالکان کو ادائیگی کرنے میں کتنا وقت درکار ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس ڈیم کی بدولت پھالینہ دیہہ کی زرعی زمین کے مالکان کو اپنی زمین تک رسائی ناممکن ہو چکی ہے، جس کے لئے ایک پل کی ضرورت ہے تاکہ کسان اپنی زمینوں تک آسانی سے پہنچ سکیں؟

(ج) اس اشد ضروری پل کی تعمیر کب تک شروع ہو گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جو زمین ڈیم میں آئی ہے اس کی قیمت محکمہ مال کو جمع کرادی گئی ہے۔

(ب) جھیل میں آنے والی ایک لوکل سڑک کو اس کا متبادل راستہ ڈیم کے اوپر سے دے دیا گیا ہے تاکہ لوکل آبادیوں کی آمدورفت متاثر نہ ہو۔

(ج) ڈیم ہی پل کے طور پر استعمال ہو گا اور اس کے علاوہ اگر کسی قسم کے پل کی تعمیر ہونی ہے تو وہ محکمہ کے متعلق نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں انہار، مائنر، راجباہ جات کے نام و دیگر تفصیلات

*2170: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کون کون سی انہار، مائنر اور راجباہ جات ہیں ان کے نام کیا ہیں، ان کا منظور شدہ پانی کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(ب) ہر نہر، راجباہ اور مائنر سے کتنے ایکڑ اراضی سیراب ہوتی ہے؟

(ج) کن کن نہر، راجباہ اور مائنر میں ان کے منظور شدہ پانی سے کم پانی کس بناء پر فراہم کیا جارہا ہے؟

(د) ان انہار، مائنر اور راجباہ جات کی سال 07-2006 سے آج تک سالانہ مرمت اور بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان کی نگرانی پر کتنے ملازمین مامور ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں انہار، مائنر اور راجباہ جات ان کا منظور شدہ پانی اور آبپاش رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا کی حدود میں نہر، مائنر اور راجباہ جات کو اپنے منظور شدہ حق سے کم پانی فراہم نہ کیا جاتا ہے۔

(د) سالانہ اخراجات کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

مد	مالی سال07-2006	2007-08	2008-09	کل خرچہ (ملین روپے)
سالانہ مرمت	30.765	23.337	8.538	62.64
بھل صفائی	7.807	8.290	6.340	22.437

(ہ) نگرانی پر مامور ملازمین کی تعداد ڈویژن وار درج ذیل ہے:۔

سرگودھا	کڑانہ	شاہر	رسول	ٹوٹل
288	559	117	82	1046

نہر اپر جہلم پر پلوں کے حفاظتی جنگلے از سر نو لگانے کا مسئلہ

***2171: محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم سرائے عالمگیر سے موضع چنگس (گجرات) تک عوام الناس کے گزرنے کے لئے 9 پل بنے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پلوں خصوصاً گھوہار کے پل کے حفاظتی جنگلے ٹوٹ چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان حفاظتی جنگلوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے کافی افراد نہر میں گر کر ہلاک ہو چکے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان پلوں کے جنگلے از سر نو لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ان پلوں کی سالانہ مرمت سال07۔2006، 08۔2007 اور09۔2008 میں کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے چونکہ یہاں سے بہت زیادہ تعداد میں ٹریکٹر، ٹرالی وغیرہ گزرتی ہیں اس لئے جنگلے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 14-12-2008 کو ایک آدمی نہر میں گر کر ہلاک ہو گیا تھا مگر نہر میں گرنے کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

(د) مالی سال 07-2006، 08-2007 میں ان پلوں کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی البتہ اس مالی سال 09-2008 کو مندرجہ ذیل تین پلوں کی مرمت کے لئے -/682233 روپے مختص کئے گئے ہیں اور ان پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

1- پل برجی 250 +165 (نزد موضع کھبی)
2- پل برجی 010+199 (نزد موضع کھوہار)
3- پل برجی 075+216 (پوران)

ٹھٹھہ محمد شاہ جھنگ کے دیہات میں آلودہ پانی کی وجہ سے وبائی امراض مزید پھیلنے کا خدشہ

*2193: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

الف) کیا یہ درست ہے کہ سیم نہر جو کہ فیصل آباد سے نکل کر ٹھٹھہ محمد شاہ جھنگ کے مقام پر دریائے چناب میں گرتی ہے، میں فیصل آباد کی سینکڑوں فیکٹریوں کا زہر آلودہ اور کیمیکل ملا پانی گر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سیم نہر میں ان فیکٹریوں کے زہر آلودہ اور کیمیکل ملے پانی کی وجہ سے جھنگ کے 30/25 دیہات کے ہزاروں افراد اور مویشی متاثر ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان 30/25 دیہات میں 90 فیصد تک لوگ ہیپاٹائٹس اور ڈینگی بخار میں مبتلا ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی 34 فیکٹریاں آلودہ/گندہ پانی سیم نالہ میں ڈال رہی ہیں۔ محکمہ کی طرف سے بارہا نوٹس کے باوجود ان میں سے کسی نے بھی ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں

لگایا۔ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات فیصل آباد کو آلودہ پانی ڈالنے والی فیکٹریوں کی لسٹ مہیا کر دی گئی ہے اور ان کے خلاف کارروائی کی درخواست بھی کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کے پاس اس قسم کی کوئی درخواست نہیں ہے۔

(ج) محکمہ سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) محکمانہ کارروائی کے علاوہ اس ضمن میں کمشنر فیصل آباد اور محکمہ ماحولیات سے بھی ان فیکٹری مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔

آر کیو لنک کینال (منڈی بہاؤالدین) کی برجیوں کی تعمیر

*2256: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر کیو لنک کینال (منڈی بہاؤالدین) کی آخری 50 برجیوں کے دوران اطراف کے کنارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کناروں کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے اس نہر کا کافی پانی ضائع ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نہر کے کناروں کی مرمت اور تعمیر کے لئے موجودہ مالی سال میں کوئی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ آر کیو لنک کینال کی برجی نمبر 95 تا نمبر 145 میں فری بورڈ پورا نہیں ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ فری بورڈ کم ہونے کی وجہ سے پانی کا ضیاع نہیں ہوتا البتہ نہر کی حفاظت (Safety) کے لئے فری بورڈ کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(ج) آر کیو لنک کینال 19 ہزار کیوسک گنجائش کی ایک بہت بڑی نہر ہے اس کے کناروں کی مرمت کے لئے جسلم ڈویژن یوجے سے اپنے سالانہ اوا اینڈ ایم بجٹ 10-2009 سے تقریباً 4 ملین روپے خرچ کرے گی مگر (او اینڈ ایم) بجٹ سے تمام ٹوٹ پھوٹ والی جگہوں کی مرمت کروانا ممکن نہیں اس لئے ضروری مرمت کروانے کے لئے محکمہ پی سی-1 تیار کر رہا ہے۔اس کی منظوری کے بعد مطلوبہ فنڈز دستیاب ہونے پر مرمت کا کام کروایا جائے گا۔

آر کیو لنک کینال (منڈی بہاؤالدین) کی تفصیلات

*2259:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آر کیو لنک کینال (منڈی بہاؤالدین) کی تعمیر کے وقت اس کی چوڑائی اور گہرائی کتنی تھی اور اب پانی کے کٹاؤ کی وجہ سے اس کی چوڑائی میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس نہر میں پانی کی موجودہ گنجائش 19ہزار کیوسک ہے،اس وقت اس نہر میں کتنا پانی چل رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نہر میں پانی کی گنجائش میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنا اضافہ کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) آر کیو لنک کینال (R . Q Link) کی آر ڈی 0 (RD) سے آر ڈی (RD) 10 تک نہر کی چوڑائی تعمیر سے اب تک 330 فٹ اور گہرائی 14 فٹ ہے کیونکہ اس Reach میں سٹون پیچنگ لگائی گئی ہے اس لئے اس کی گہرائی اور چوڑائی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، باقی تمام نہر آر ڈی 10 تا ٹیل (Tail) کچی ہے جس کی تعمیر کے وقت چوڑائی 500 فٹ اور گہرائی 14 فٹ تھی اب پانی کے بہاؤ کی وجہ سے اس کی چوڑائی تقریباً 600 فٹ اور گہرائی تقریباً 16 فٹ ہو گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ آر کیو لنک کا ڈیزائن ڈسچارج 19ہزار کیوسک ہے اور یہ اپنے ڈیزائن کے مطابق ہی چلتی ہے۔

(ج) نہر چونکہ ڈیزائن ڈسچارج کے مطابق چلنے کی استعداد رکھتی ہے اس لئے اس کی گنجائش میں اضافہ کا جواز نہ ہے۔

اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ سے متعلقہ تفصیلات

*2275:میاں محمد نوید انجم:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس ورکشاپ کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ج) اس ورکشاپ میں اس وقت کون کون سی مشینری کھڑی ہے،اس میں کتنی چالواور کتنی خراب حالت میں ہے؟

(د) اس ورکشاپ کی سال 07-2006اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) اس ورکشاپ میں گریڈ17اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈاور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(و) اس ورکشاپ کی کتنی زمین پر عمارت یاورکشاپ کے شیڈ ہیں اور کتنی زمین خالی پڑی ہے؟

(ز) اس ورکشاپ کی کتنی زمین پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے،ان کے نام وپتا جات بتائیں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) مغلپورہ ورکشاپ 1944 کو قائم ہوئی اور اس کا رقبہ 6.67 ایکڑ ہے۔

(ب) مغلپورہ ورکشاپ میں بیراجوں، ہیڈ ورکس، ریگولیٹرز وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان سے متعلقہ مشینری نئے سرے سے بنائے جانے اور موجودہ سسٹم کی درستی کے لئے مرمت کا کام سرانجام دینا ہے۔

(ج) کل مشینری (چالواور ناکارہ) کی تعداد اور دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	تفصیل مشینری	تعداد	کیفیت
1	پک اپ	3عدد	ناکارہ
2	جیپ	7عدد	3عدد ناکارہ،4عدد چالو حالت
3	ٹرک	8عدد	2عدد ناکارہ،6عدد چالو حالت
4	ٹریکٹر ٹرالر	5عدد	2عدد ناکارہ،3عدد چالو حالت

(د) مالی سال 07-2006اور 08-2007 کے دوران مذکورہ مغل پورہ ورکشاپ کے آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	آمدن (روپے) (جتنی رقم کا کام کیا گیا)	اخراجات (روپے) (ملازمین کو تنخواہ وغیرہ)
2006-07	1370307/-	45529712/-
2007-08	23286273/-	50364312/-

(ہ)

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعلیمی قابلیت
1-	رانا آصف محمود	ایگزیکٹو انجینئر	گریڈ18بی ایس سی انجینئر
2-	ریاض الحق	اسسٹنٹ انجینئر	گریڈ17- AMIE Mech:
3-	مظفر احمد	اسسٹنٹ انجینئر	گریڈ17ڈپلومہ انجینئر

(و) مغلپورہ ورکشاپ کے 2.27 ایکڑ رقبہ پر مختلف شاپس اور دفاتر قائم ہیں اور 4.40 ایکڑ رقبہ خالی تھا جواب شالامار انٹرچینج میں آگیا ہے۔

(ز) ناجائز قابضین کی نشاندہی ٹیپا کے حالیہ سروے برائے شالامار انٹرچینج کے سلسلے میں پیمائش کے دوران کی گئی اور موقع پر ان کو گرادیا گیا ہے۔

محکمہ آبپاشی میں گریڈ بیس کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*2280: میاں محمد نوید انجم: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی میں گریڈ20 کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں ان اسامیوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، ولدیت، ڈومی سائل، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان میں سے کتنے آفیسرز مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ گریڈ کے حامل ہیں، کون کون سے ان ریکوائرمنٹ پر پورا نہیں اترتے؟

(ہ) کیا حکومت متعلقہ تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کے حامل افراد کی تعیناتی ان اسامیوں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ آبپاشی گریڈ20 کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 11 ہے۔دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اسامیوں پر بنیادی تعلیم بی ایس سی سول/مکینیکل انجینئرنگ ہے جبکہ چیف انجنیئر پاور کے لئے بی ایس سی الیکٹریکل انجینئرنگ ہے۔ان اسامیوں پر ترقی سنیارٹی اور اہلیت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

(ج) تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام آفیسرز مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ہیں۔

(ہ) گریڈ20 کی ایک اسامی خالی ہے جس کا کیس زیر کار ہے۔

بی ایس لنک سے نہر نکالنے کی تفصیلات

*2526:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ انہار بی ایس لنک سے نہر نکالنے کا منصوبہ بنا رہا ہے؟

(ب) مجوزہ منصوبہ سے کتنا رقبہ کہاں کہاں سیراب کیا جائیگا؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ مجوزہ منصوبہ سے جنوبی پنجاب خصوصاً ضلع پاکپتن، وہاڑی، بہاولنگر اور ضلع بہاولپور شدید متاثر ہونگے،ان کا کتنا رقبہ متاثر ہوگا؟

(د) کیا جنوبی پنجاب خصوصاً، پاکپتن، وہاڑی، بہاولنگر اور بہاول پور کے اضلاع پانی کی شدید کمی کا شکار ہیں،اس کمی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجوزہ منصوبہ جنوبی پنجاب کی زراعت کو تباہ کرنے اور لاکھوں کسانوں کا معاشی قتل ہے،اگر نہیں تو کیسے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مجوزہ منصوبہ سے ضلع قصور اور ضلع اوکاڑہ کی 12 نہروں کی ٹیلوں پر واقع 96ہزار 8 سو ایکڑ رقبہ کو پانی کی بہم رسانی کی جائے گی۔

(ج) مجوزہ منصوبہ کے لئے پانی اضافی طور پر بذریعہ بلو کی سلیمانکی نہر(B.S.LINK) سے دیا جائے گا اور سلیمانکی ہیڈورکس پر موجودہ پانی کی مقدار میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اس لئے ضلع پاکپتن، وہاڑی، بہاولنگر اور ضلع بہاولپور کے متاثر ہونے کا کوئی امکان نہ ہے۔

(د) پانی کی مجموعی کمی کی وجہ سے تمام نہری نظام متاثر ہو رہا ہے تاہم اس کمی کو تناسب سے تقسیم کیا جا رہا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے اس منصوبہ میں پانی کی کمی بیشی نہ کی گئی ہے بلکہ موجودہ پانی کو راوی سائفن کی بجائے بلو کی ہیڈورکس کے ذریعے متاثرہ علاقے کو مہیا کیا جائے گا۔

بہاولنگر، کاٹ حکیم امیر الدین بہادر واہ ٹیل پر پانی کی کمی کا مسئلہ

*2530: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کاٹ حکیم امیر الدین تحصیل و ضلع بہاولنگر میں بہادر واہ ٹیل کا پانی رقبہ کے لحاظ سے کم ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیل کا سروے کروا کر اراضی کے لحاظ سے پانی فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے۔2000 سے 2008 تک بہادر واہ نہر فارمر آرگنائزیشن سراج واہ کے زیر انتظام چلتی رہی ہے۔اب یکم جنوری2009 سے سب ڈویژنل کینال آفیسر ملک سب ڈویژن بطور ایڈمنسٹریٹر، سراج واہ کنٹرول سنبھالنے کے بعد چلا رہے ہیں اور ٹیل بہادر واہ پر پانی کی قطعاً کمی نہ ہے بلکہ یہ اپنے منظور شدہ ڈیزائن اور حق کے مطابق چل رہی ہے۔

(ب) جواب جز بالا میں دیا جا چکا ہے۔

گوجرانوالہ۔نہر اپر چناب کی لائننگ و دیگر کاموں کی تفصیلات

*2596: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر چناب گوجرانوالہ شہر کی Brick Lining اور دیگر کاموں پر سال 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران کچھ گرانٹ خرچ کی گئی ہے، اگر ہاں تو سالانہ کتنی گرانٹ کس کس کام پر کتنی کتنی خرچ ہوئی؟

(ب) یہ کام کس کس ٹھیکیدار سے کروایا گیا ہے اور محکمہ کے کن کن ملازمین کی نگرانی میں کام مکمل ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو ترقیاتی کام اس نہر کے سرانجام دیئے گئے ہیں، وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناقص کاموں کی تحقیقات محکمہ کے علاوہ دیگر کسی ایجنسی سے کروانے اور متعلقہ ذمہ داران سے خورد برد کردہ رقم واپس لینے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) مالی سال2006-07میں نہر اپر چناب پر برک لائنگ(Brick Lining)کا کوئی کام نہ ہوااور نہ ہی اس مد میں کوئی خرچہ ہوا۔البتہ حکومت پنجاب نے بحالی "مین لائین "اپر چناب کینال،از بر جی00+0تا100+283منظور کیااور مالی سال2007-08میں اس پراجیکٹ پر331.69ملین روپے خرچ ہوئے،جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- پلوں اور نہروں کے کناروں پر پتھر لگانے کا کام 281.65ملین روپے

2- کیٹل گھاٹ بنانے کا کام 14.57ملین روپے

3- کشادہ پلوں کی تعمیر اور موجودہ پلوں کی مرمت 35.47ملین روپے

(ب) اپر چناب کینال کی بحالی کا کام ٹھیکیدار میسرز حسن سرور کو الاٹ شدہ ہے جو کہ ابھی زیر تعمیر ہے اور تکمیل شدہ کام مہتمم محمد عباس شاہد چیمہ،ایس ڈی او ذیشان علی اور سب انجینئر امداد علی شاہ،اطہر علی قمر،محمد آصف مغل اور محمد رمضان کی نگرانی میں ہوا۔

(ج) بحالی اپر چناب کینال کا منصوبہ ابھی تعمیر کے مراحل میں ہے تاہم دوران تعمیر کسی بھی نقص کی درستی ٹھیکیدار کی ذمہ داری ہے۔

(د) اس پراجیکٹ کی نگرانی کے لئے محکمہ نے میسرز(NESPAK)نیسپاک کو کنسلٹنٹ (Consultant)مقرر کیاہوا ہے جو کہ اس منصوبے کی مکمل نگرانی اور مانیٹرنگ کرتا ہے تمام ادائیگیاں نیسپاک کی منظوری کے بعد کی جاتی ہیں۔اس طرح فنڈ میں خُورد بُرد ہونے کا کوئی امکان نہ ہے اس لئے کسی افسر یا اہلکار کے خلاف کارروائی بلاجواز ہے۔

پنجاب میں کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کی تفصیلات

*2633: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کوئلے سے چلنے والے پلانٹس لگانے کا منصوبہ بنارہی ہے جس سے بجلی پیدا کی جائے گی اگر ہاں تواس منصوبہ کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور کب تک یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا؟

(ب) مذکورہ پلانٹس کے لئے کن جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے اور جگہوں کا انتخاب کرتے وقت کون سا معیار ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے کن ملکوں اور ماہرین کے ساتھ معاہدے کئے گئے ہیں اور کن شرائط پر، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے کوئلے سے بجلی پیدا کرنے والے پلانٹس لگانے کے لئے پرائیویٹ انویسٹرز سے اظہار دلچسپی طلب کی ہے۔مذکورہ منصوبہ جات تخمینہ لاگت پرائیویٹ انویسٹرز کے مجوزہ پلانٹ اور منصوبہ پر منحصر ہو گی جو کہ تقریباً ایک ملین ڈالر فی میگاواٹ ہو گی اور منصوبے تقریباً2013تک پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔

(ب) منصوبہ جات مندرجہ ذیل جگہوں پر لگانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

1- سندر انڈسٹریل اسٹیٹ 50 میگاواٹ
2- کھرڑیانوالہ انڈسٹریل اسٹیٹ 50 میگاواٹ
3- 3مزید 50،50 میگاواٹ پاور پلانٹ نزد انڈسٹریل اسٹیٹس
4- ضلع خوشاب یا چکوال پر مائنز کے نزدیک 100،300 میگاواٹ

مندرجہ بالا جگہوں کا انتخاب بجلی کی ضرورت کوئلے کی دستیابی اور متعلقہ ضلع میں استعمال پر ہے۔

(ج) منصوبہ جات کے لئے چائنہ کی کمپنیز گولڈن سنکارڈ، ہولڈنگ لمیٹڈ (چائنا) چائنا نیشنل کیمیکل انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ (چائنا) اور صوبہ خراسان ایران کے ساتھ میمورنڈم آف انڈرسٹینڈنگ کئے گئے ہیں جو کہ اپنی اہلیت ثابت کرنے پر منصوبہ میں شامل ہو سکیں گے۔

محکمہ آبپاشی کے ٹیوب ویل آپریٹرز کی تنخواہوں کا مسئلہ

*2684: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے آبپاشی کے لئے مختلف اضلاع میں ٹیوب ویل نصب کئے تھے جواب بند ہو چکے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویلز کو چلانے کے لئے ٹیوب ویل آپریٹرز بھرتی کئے گئے تھے جن کو ماہ اکتوبر2006تاحال تنخواہ نہ دی گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ٹیوب ویلز آپریٹروں کو ان کی تنخواہ کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ نے آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل نصب کئے تھے جن کو اب حکومتی پالیسی کے تحت بند کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل چلانے کے لئے ٹیوب ویل آپریٹر بھرتی کئے گئے مگر یہ درست نہ ہے کہ ماہ اکتوبر2006 سے تاحال تنخواہ نہ ادا کی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ٹیوب ویل آپریٹرز کو تنخواہ ادا نہیں کی جارہی بلکہ ٹیوب ویل آپریٹرز کی تنخواہ رکی ہی نہیں ہے۔

تحصیل جڑانوالہ، فیصل آباد میں نہری درختوں کی نیلامی کی تفصیلات

*2722: **رائے اعجاز حسین:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2005تا2007 کے دوران تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد میں کتنے نہری درخت نیلام کئے گئے ان سے کتنی آمدنی ہوئی اور کتنی محکمہ کو جمع کروائی گئی؟

(ب) نیلام کرنے والے آفیسران واہلکاران کے نام، عہدہ اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ جو درخت نیلام کئے گئے یا کٹوائے گئے اس کی اجازت اعلیٰ حکام سے نہ لی گئی تھی اگر لی گئی تھی تو اس اتھارٹی کا نام وعہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) سال2005تا2007 کے دوران تحصیل جڑانوالہ محکمہ انہار کی جانب سے کوئی درخت نیلام نہ کئے گئے نہروں پر درخت محکمہ جنگلات کی تحویل میں ہیں لہذا جواب محکمہ جنگلات ہی دے سکتا ہے۔

(ب) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

(ج) ۔ایضا۔

قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان،آبپاش رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2859: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں آب پاش رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ علاقہ میں اراضی کو پانی کی سہولت مہیا کرنے کے لئے حکومت کوئی منصوبہ تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب اس علاقہ کے بنجر و غیر آباد رقبہ کو آباد کرنے کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام بنا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ڈیرہ غازی خان میں 4لاکھ 85ہزار ایکڑ رقبہ زیر آبپاش ہے۔

(ب) ہاں ڈیرہ غازی خان میں پانی کی بہتر سہولت میسر کرنے کے لئے US AID پروگرام کے تحت محکمہ انہار منصوبہ جات تیار کر رہا ہے۔

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

سرگودھا میں قائم نہری نظام سے متعلقہ تفصیلات

*2865: مسز شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا میں کون کون سی نہریں اور مائنرز / راجباہ جات ہیں؟

(ب) ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے تفصیل نہر اور مائنرز راجباہ وار علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان نہروں اور راجباہ / مائنرز کا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2007 سے آج تک کن کن راجباہ، مائنرز اور نہروں کو کتنی دفعہ منظور شدہ پانی سے کم چھوڑا کیا اور ہر دفعہ کم پانی چھوڑنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لوئر جہلم کینال سرکل میں کسی نہر یا راجباہ اور مائنرز کو اپنے منظور شدہ پانی سے کم فراہم نہ کیا جاتا ہے۔البتہ بارشوں کے موسم میں ڈیمانڈ کم ہونے کی وجہ سے ضرورت کے مطابق پانی کی سپلائی کم کی جاتی ہے۔

ضلع اٹک میں بنائے جانے والے ڈیمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2907:جناب شیر علی خان:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اٹک میں اس وقت کتنے سمال ڈیمز بنائے جا رہے ہیں؟

(ب) ان ڈیمز کا تخمینہ لاگت کتنا ہے؟

(ج) ان ڈیمز پر کتنی رقم اب تک خرچ ہوئی کتنا کام موقع پر ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(د) ان ڈیمز کی فزیبلٹی رپورٹ کب مکمل ہوئی،ان میں کس کس ڈیم کی سائیٹ تبدیل کی گئی ہے اور سائیٹ تبدیل کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان ڈیمز کے نقشہ جات کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(و) یہ ڈیمز کن کن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہو رہے ہیں؟

(ز) یہ ڈیمز کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع اٹک میں چار ڈیمز زیر تعمیر ہیں۔

(ب) زیر تعمیر ڈیمز کا تخمینہ لاگت 597 ملین روپے ہے۔

(ج) ان ڈیمز پر اب تک 316 ملین روپے خرچ ہو چکے ہی۔55 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور 45 فیصد باقی ہے۔

(د) ان ڈیمز کی فزیبلٹی سال 2006 میں مکمل ہوئی کسی بھی ڈیم کی سائٹ تبدیل نہیں کی گئی ہے البتہ سدریال اور تاجا بار اڈیمز کے سپل وے (Site) جیالوجیکل سٹریٹا کی وجہ سے تبدیل ہوئے ہیں۔

(ہ) مطلوبہ نقشہ جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(و) یہ ڈیمز چیف انجینئر ڈویلپمنٹ لاہور پی ڈی سمال ڈیمز آرگنائزیشن اسلام آباد اور ایکسیئن سمال ڈیم ڈویژن اسلام آباد کی زیر نگرانی تعمیر کئے جارہے ہیں۔

(ز) ان ڈیمز کی تکمیل 2010 تجویز شدہ ہے۔

ضلع اٹک اور چکوال کے ڈیمز کی تفصیلات

*2908: جناب شیر علی خان: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اٹک اور ضلع چکوال کے سمال ڈیمز میں پانی کی سٹوریج کیپسٹی کتنی ہے؟

(ب) ان ڈیمز سے کتنے ایکڑ زمین کو سالانہ پانی فراہم کیا جاتا ہے، کیا ان ڈیمز سے متعلقہ اضلاع کے علاوہ دیگر اضلاع کو بھی پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) یہ ڈیمز کب کتنی لاگت سے تعمیر کئے گئے؟

(د) ان ڈیمز کی سالانہ دیکھ بھال پر 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ہ) ان ڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع اٹک اور چکوال میں واقع سمال ڈیمز کی سٹوریج کیپسٹی بالترتیب 48194 اور 39716 ایکڑ فٹ ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:-

	ضلع	زیر کاشت رقبہ (ایکڑ)
1-	اٹک	26121
2-	چکوال	14538

ان ڈیمز سے کسی اور ضلع کو پانی نہیں دیا جاتا۔

(ج)

1- ضلع اٹک میں سمال ڈیم 1962 سے 2007 کے درمیان تعمیر کئے گئے اور ان پر 745 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

2- ضلع چکوال میں سمال ڈیم 1962 سے 2007 کے درمیان تعمیر کئے گئے اور ان پر 687 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

(د) ان ڈیمز کی سالانہ دیکھ بھال پر جو رقم خرچ کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع		مالی سال	خرچہ (ملین روپے)
1-	اٹک	2007-08	5.049
		2008-09	3.729
2-	چکوال	2007-08	4.839
		2008-09	5.209

(ہ) تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- ضلع اٹک کے سال ڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے اس وقت کل 52 ملازمین کام کر رہے ہیں جن میں 27 مستقل ملازمین ہیں جبکہ 25 ملازمین ورک چارج بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔

2- ضلع چکوال میں سال ڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے 56 ملازمین کام کر رہے ہیں جن میں سے 12 مستقل ملازم ہیں جبکہ 44 ملازمین ورک چارج بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔

تحصیل خانپور، آب حیات نہر کے ساتھ سیم نالے کی تعمیر کا مسئلہ

*2935: **محترمہ زیب جعفر:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خان پور میں آب حیات نہر کے آس پاس سیم نالہ نہ ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کی زمینیں بڑی تیزی سے سیم و تھور کی زد میں آ کر بنجر ہوتی جا رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس علاقہ کی زمینوں کو بنجر ہونے سے بچانے کے لئے آب حیات نہر کے ساتھ ساتھ سیم نالہ بنانے اور ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانی نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کا ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے کہ ان زمینوں کو بنجر ہونے سے بچایا جا سکے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے۔سال 2008 میں مون سون کے سیزن میں آب حیات نہر کے آس پاس زیر زمین پانی کی سطح کچھ اوپر آ گئی تھی جو کہ اب زمین سے سات تا دس فٹ نیچے چلی گئی ہے۔

(ب) چونکہ زیر بحث علاقہ میں پانی کی سطح سات فٹ سے دس فٹ نیچے ہے اور آب حیات نہر کے ساتھ سیم نالہ کی ضرورت نہ ہے۔اس لئے ڈرینج کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے مزید برآں ٹیوب ویل کی سکارپ (VI) سکیم پالیسی کے تحت بند کر دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کے تحت دیا جا چکا ہے۔

رحیم یار خان، سیم نالوں اور ٹیوب ویلوں کی تعداد و تفصیل

*2936: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اس وقت زمینوں کی سیم و تھور روکنے کے لئے کتنے سیم نالے ہیں ان کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان سیم نالوں پر کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں، ٹیوب ویلوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خان پور اور لیاقت پور کے سیم نالوں پر لگائے گئے اکثر ٹیوب ویل خراب ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان علاقوں کی زمینیں بہت تیزی سے سیم و تھور کی زد میں آکر بنجر ہو رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت ان زمینوں کو بنجر ہونے سے بچانے کے لئے ان ٹیوب ویلوں کو درست کر کے جلد از جلد چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اس وقت زمینوں کی سیم و تھور روکنے کے لئے دو عدد سسٹم کام کر رہے ہیں جن میں کئی چھوٹی بڑی ڈرینز (Tributaries) شامل ہیں۔ایک سسٹم (سیم نالہ) کا نام 123 ترکڑی ڈرین ہے۔جو چنی گوٹھ سے شروع ہوتی ہے اس کی لمبائی تقریباً 151 کلو میٹر بنتی ہے اور دوسرے سیم نالے کا نام مختلف ناموں سے لیا جاتا ہے اور یہ سیم نالہ جہاں جہاں سے گزرتا ہے اسی نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے جیسا کہ مین آب حیات ڈرین، خان پور مین ڈرین، پریم نالہ فیروزہ، خانپور، باغو بہار، گلمرگ، کوٹ سابہ، ترنڈہ سوائے خان، پٹن مینارہ، رحیم یار خان، صادق آباد، منٹھار ٹلو سے ہوتے ہوئے ریگستان میں ختم ہو جاتا ہے۔اس کی لمبائی 242 کلو میٹر بنتی ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:-

(1) ترکڑی ڈرین سسٹم

کل ٹیوب ویل 123

	چالو حالت	120
	بور خراب	03
(2)	خانپور ڈرین سسٹم	
	کل ٹیوب ویل	391
	چالو حالت	391

(ج) درست نہ ہے بلکہ ان سیم نالوں پر لگائے گئے ٹیوب ویل بالکل ٹھیک کام کر رہے ہیں ان علاقوں کی زمین سیم و تھور سے کافی محفوظ ہے۔مزید برآں یہ ٹیوب ویل پاک آرمی کے کنٹرول میں کام کر رہے ہیں۔

(د) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع بہاولپور کی اراضی کو سیراب کرنے کی تفصیلات

*2952: ڈاکٹر محمد افضل: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع کا کل قابل کاشت رقبہ کتنا ہے کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے اور کتنے کیوسک فراہم کیا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نہری پانی ضلع کی مطلوبہ ضرورت کے مطابق کم فراہم کیا جارہا ہے اگر ہاں تو حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولپور کے علاقہ کو سیراب کرنے والی نہروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ان نہروں سے 9.15 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور کا کل قابل کاشت رقبہ 11.15 لاکھ ایکڑ اور سی سی اے 9.15 لاکھ ایکڑ ہے جس کے لئے 6022 کیوسک پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع بہاولپور کی صرف لوئر بہاول کینال کو ضرورت سے کم پانی مل رہا ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایس ایم بی لنک کینال کی ری ماڈلنگ کی جارہی ہے اور دریائے ستلج پر میلسی سیفن میں ایک بیرل (Barrel) کے اضافہ کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

شیخوپورہ، بھل صفائی مہم سے متعلقہ تفصیلات

*3023: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نہروں کی بھل صفائی کے آئندہ سیزن میں بھل صفائی پروگرام میں ضلع شیخوپورہ کی کون کون سی راجباہ اور نہریں شامل ہیں؟

(ب) موجودہ سیزن میں حلقہ پی پی۔165 کی کونسی نہریں اور راجباہ بھل صفائی مہم میں شامل تھے اور ان کے لئے کتنا کتنا فنڈ مختص کیا گیا تھا یہ منصوبے اور سکیمز کب تک مکمل ہونگے، نامکمل منصوبوں کے ذمہ داران کون ہیں اور حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سال میں حلقہ پی پی۔165 میں واقع نہروں اور راجباہوں میں اس مہم کے لئے کتنا فنڈ استعمال ہوا اور کون کون سی نہروں اور راجباہوں کی کن سالوں میں صفائی کی گئی اور اب ان کی کیا صورتحال ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) نہروں کی بھل صفائی کے آئندہ سیزن، بھل صفائی پروگرام میں ضلع شیخوپورہ کی درج ذیل نہریں شامل ہیں۔

1. Noushera Disty
2. Kuthali Minor
3. Mukta Minor
4. Warn Minor
5. Sikkhanwala Feeder
6. Sheikhupura Disty Lower & Upper
7. Chichokimallian Disty
8. Bahrianwala Minor
9. Ayya Minor
10. Rasala Disty

(ب) موجودہ سیزن 09-2008 کے دوران حلقہ پی پی۔165 کے دائرہ اختیار میں جن نہروں کی بھل صفائی کی گئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔نہروں کی بھل صفائی اپنے مقررہ وقت میں مکمل کر لی گئی:۔

NAME OF CANAL	COST RS (LAC)
1. Sikhanwala Disty	1.594
2. Faiz Pur Minor	0.085
3. Ahmad wala Minor	0.130
4. Mehmood Kot Minor	0.108
5. Shahdara Disty	9.818
Total	11.735

(ج) حلقہ پی پی۔165 کی انہار پر گزشتہ پانچ سالوں میں کل 16.604 لاکھ روپے خرچ کئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جن انہار پر بھی بھل صفائی کی گئی تھی ان کی حالت درست ہے۔

پنجاب میں بھل صفائی کی تفصیلات

*3032: سید زعیم حسین قادری: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر سال صوبہ پنجاب کی نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے اگر درست ہے تو بھل صفائی کس مہینے میں کی جاتی ہے؟

(ب) لاہور کی نہر کے لئے سال 09۔2008 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) 08۔2007 میں لاہور نہر کی بھل صفائی پر کتنا خرچ آیا تھا؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر سال ماہ دسمبر اور جنوری میں نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے۔

(ب) لاہور کی نہر کے لئے سال 09۔2008 میں 3.431 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ج) 08۔2007 میں لاہور نہر کی بھل صفائی پر 4.28 ملین روپے لاگت آئی۔

PIDA کا ہیڈ آفس، رقبہ و دیگر تفصیلات

*3048: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی آئی ڈی اے (PIDA) کا ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہے نیز اس کا دفتر کتنے رقبے پر مشتمل ہے؟

(ب) PIDA کے ممبران کی کل تعداد کتنی ہے اور اس کی تعداد میں کمی بیشی کی کون سی اتھارٹی منظوری دیتی ہے؟

(ج) PIDA کا سال 08۔2007 کا کل کتنا بجٹ تھا نیز یہ بجٹ کن کن مقاصد کے لئے اور کہاں کہاں استعمال کیا گیا، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پی آئی ڈی اے (PIDA) کا ہیڈ آفس اریگیشن اینڈ پاور سیکرٹریٹ پرانی انار کلی لاہور کے احاطے میں واقع ہے اور اس کے دفتر کا رقبہ 4500 مربع فٹ ایریا پر مشتمل ہے۔

(ب) PIDA کے ممبران کی موجودہ تعداد 16 ہے جس میں 10 کسان ممبران ہیں اور 5 غیر کسان ممبران بحیثیت عہدہ ہیں جن کی کمی بیشی کا اختیار حکومت پنجاب کو ہے اور وزیر آبپاشی اس کا چیئرمین ہوتا ہے۔

(ج) PIDA کا مالی سال 08۔2007 کا کل بجٹ 1209 ملین روپے تھا جس میں سے 78 ملین روپے PIDA ہیڈ آفس اور ادارہ جاتی اصلاحات کیلئے خرچ کئے گئے جبکہ 1131 ملین روپے لوئر چناب کینال سسٹم فیصل آباد کی بحالی کے ترقیاتی پراجیکٹ کے لئے خرچ کئے گئے؟

محکمہ آبپاشی ضلع سیالکوٹ کو گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3127: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 08-2007 اور 09-2008 محکمہ آبپاشی ضلع سیالکوٹ کو کتنی گرانٹ سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے ان سالوں کے دوران حفاظتی بند کس کس جگہ کتنی لاگت سے بنائے گئے؟

(د) ان بند کے نام، تخمینہ لاگت اور یہ کس کس نہر / دریا پر بنائے گئے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں گرانٹ کی فراہمی کی تفصیل۔

خرچہ	مالی سال
2007-08	32.474ملین روپے
2008-09	55.994ملین روپے

(ب) ضلع سیالکوٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی تفصیل۔

خرچہ	مالی سال
2007-08	57.459ملین روپے
2008۔09	60.063ملین روپے

(ج) ضلع سیالکوٹ کی پسرور لنک ڈویژن میں مالی سال 08۔2007 میں ایک بند "ڈیقس بند سے ظفروال کنگرہ روڈ تا ڈیک نالہ کی دائیں طرف "تعمیر ہوا جس کی لاگت 56.0 ملین روپے تھی جبکہ 09۔2008 میں کوئی بند تعمیر نہ ہوا ہے۔

(د) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پیڈا کی مد میں ورلڈ بنک اور جاپان بنک کی امداد و دیگر تفصیلات

22: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پیڈا کی مد میں ورلڈ بنک اور جاپان بنک نے 1997 کے بعد کتنے ارب ڈالر کی امداد کی ہے؟

(ب) اس امداد میں سے صوبہ پنجاب اور خصوصاً ضلع فیصل آباد کے زمینداروں کی بہتری کے لئے کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(ج) اس امداد میں سے کتنی رقم پیڈا کے تمام افسران بشمول تمام ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کی گئی ہے اور اب کتنی رقم بقایا ہے؟

(د) کیا ایل سی سی ایسٹ سرکل فیصل آباد میں ایف او ایس کا کبھی آڈٹ ہوا ہے؟

(ہ) کیا آبیانے کی ریکوری100 فیصد ہو رہی ہے اور ریکوری کا کوئی حساب کتاب ہے، تو اس کی تفصیل بتائی جائے، یہ ریکوری کی تفصیل ایل سی سی ایسٹ سرکل فیصل آباد کے بارے میں ہے؟

(و) کیا اتنے ٹیکنیکل اور حساس ادارے کو چلانے کے لئے پیڈا کے چیئرمین اور ممبران کے انتخاب کے لئے تعلیم کی شرط مقرر ہے، اگر نہیں تو وجہ بتائیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف)

(i) حکومت پاکستان کے منصوبہ نیشنل ڈرینج پروگرام 1197 تا دسمبر 2004 کے تحت ورلڈ بنک اور جاپان بنک کی طرف سے صوبہ پنجاب میں نہروں اور سیم نالوں کی بہتری و ادارہ جاتی اصلاحات کے لئے حکومت پنجاب کو 5162.691 ملین روپے قرضہ ملا جس میں ادارہ جاتی اصطلاحات کی مد میں قرضہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ورلڈ بنک	115.83 ملین روپے
جاپان بنک	2.271 ملین روپے

(ii) پنجاب گورنمنٹ پیڈا کے نہروں کی بحالی برائے ایل سی سی پارٹ (بی) منصوبے کے لئے جاپانی ین 12,253 ملین کے فنڈز جاپان بینک کے ساتھ قرضے کے معاہدے کے تحت خرچ کر رہی ہے اور یہ رقم 30۔جون 2006 سے دسمبر 2011 تک خرچ کی جائے گی۔

(ب) نیشنل ڈرینج پروگرام منصوبہ کے تحت پنجاب میں نہروں اور سیم نالوں کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئی ہیں۔

صوبہ پنجاب	5056.85 ملین روپے
ضلع فیصل آباد	124.98 ملین روپے

(ج) 1997 تا 31۔دسمبر 2004 پیڈا سٹاف کو تقریباً 34 ملین روپے تنخواہ ادا کی گئی ہے ان میں سے تقریباً 23 ملین روپے حکومت پنجاب کے فنڈز سے اور تقریباً 11 ملین روپے ورلڈ بنک کے فنڈز سے حکومت پنجاب نے ادا کئے۔

(د) ایف او کا انٹرنل آڈٹ پیڈا کے اپنے سٹاف نے کیا ہے اور چارٹرڈ اکاؤنٹ فرم سے ایف او کا ایکسٹرنل آڈٹ شروع ہو چکا ہے اور یہ آڈٹ نہری نظام کے انتظام انصرام کی کسانوں کو سپردگی کی تاریخ سے لے کر 30-06-2008,30-06-2008,30-06-2007 اور 30-06-2009 تک ہو گا۔

(ہ) کسان تنظیموں کے تحت ہر فصل کی آبیانہ کی وصولی بہتر انداز میں ہو رہی ہے۔جس کی تفصیل فصل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) پیڈا ایکٹ 1997 میں چیئرمین پیڈا اور کسان ممبران کے لئے کوئی تعلیمی معیار مقرر نہیں ہے۔

صوبہ پنجاب میں نہری پانی کے منظور شدہ کوٹا کی تفصیلات

29: **میاں محمد رفیق:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبہ پنجاب کے نہری نظام آبپاشی میں صوبہ بھر کی تمام نہروں پر آبپاشی کے نہری پانی کا منظور شدہ / عطا کردہ نہری پانی کا کوٹا (واٹر الاؤنس) فی ہزار ایکڑ کتنا کتنا مقرر ہے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

صوبہ پنجاب کے نہری نظام آبپاشی میں صوبہ بھر کی تمام نہروں کے لئے منظور شدہ کوٹا (واٹر الاؤنس) فی ایکڑ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام نہر	واٹر الاؤنس (فی ہزار ایکڑ) (سالانہ)	(ششماہی)
1	اپر جہلم	3.03	3.25
2	لوئر جہلم	2.84	4.36
3	اپر چناب	2.73	2.93
4	لوئر چناب	3.17	4.30
5	لوئر باری دوآب	3.00	3.30
6	سینٹرل باری دوآب	3.22	–
7	حویلی سندھنائی	3.00	4.80
8	رنگ پور	–	4.80
9	دیپالپور	–	5.50
10	پاکپتن	3.60	5.50
11	فورڈواہ	3.60	5.50
12	صادقیہ	3.60	4.50
13	میلسی	-	5.50

14	قائم پور	-	5.50
15	بہاول	2.50سے4.0	5.50
16	پنجند	4.20	5.50
17	عباسیہ	4.25	5.50
18	تھل	3.18	–
19	مظفر گڑھ	–	8.57
20	ڈی جی خان	-	6.36

رحیم یار خان،05-2004اور06-2005میں فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

97:جناب محمد اعجاز شفیع:کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی ضلع رحیم یار خان کو05-2004اور06-2005میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم سرینڈر کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین /افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری افسران کو ٹی اے /ڈی اے کے سلسلے میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکای گاڑیوں کی مرمت /پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ آبپاشی ضلع رحیم یار خان کو فراہم کردہ فنڈز

مالی سال05-2004	مالی سال06-2005
-/271711623روپے	-/333216079روپے

(ب)

خرچہ	-/269749403	-/336841715
سرینڈر	-/5679885	-/324024

(ج) تنخواہوں کی مد میں اخراجات

	164822959/-	168577206/-
(د) ٹی اے / ڈی اے کی مد میں اخراجات		
	945852/-	1136955/-
(ہ) گاڑیوں کی خریداری پر اخراجات		
	0	0
(و) گاڑیوں کی مرمت / تیل کی مد میں اخراجات		
	3020587/-	2985175/-
(ز) یوٹیلٹی بلز کی مد میں اخراجات		
	2356610/-	2075458/-
(ح) ترقیاتی منصوبوں پر اخراجات		
	96323706/-	123403064/-

پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا فارمولہ و دیگر تفصیلات

98: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا کیا فارمولا ہے؟

(ب) کیا لوئر چناب جو کہ مختلف اضلاع کو سیراب کرتی ہوئی جھنگ پہنچتی ہے اس کے پانی کی تقسیم اس فارمولے کے تحت ہوتی ہے یا افسران کی مرضی سے؟

(ج) اگر مذکورہ نہر میں پانی کی تقسیم فارمولے کے تحت نہیں ہو رہی تو حکومت کب تک جھنگ کے غریب کسانوں کو منصفانہ طور پر پانی کی فراہمی کو یقینی بنائے گی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم واٹر اکارڈ 1991 کے مطابق تربیلا اور منگلا ڈیم میں موجودہ ذخائر پر منحصر ہوتی ہے۔

(ب) لوئر چناب کینال میں پانی ڈائریکٹر ریگولیشن کے جاری کردہ پروگرام کے مطابق چلایا جاتا ہے اور اپر چناب کینال کی ذیلی انہار بلا امتیاز منظور شدہ وارہ بندی پروگرام کے تحت چلائی

جاتی ہیں۔وارہ بندی پروگرام کی نقول تمام کھال کمیٹی کے ممبران، ناظمین اور نمبرداروں کو فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) لوئر چناب کینال کی ذیلی انہار میں پانی کی تقسیم منصفانہ طور پر منظور شدہ وارہ بندی پروگرام کے مطابق کی جارہی ہے اور اس کی تقسیم میں کسی نہر یا ضلع کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جارہا ہے۔

پانی چوری کی روک تھام کے لئے قوانین میں ترمیم کا مسئلہ

101:جناب طاہر احمد سندھو:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمیندار کینال ایریگیشن واٹر بشمول مینڈرز میں چوری نقب لگا کر پانی کا رخ اپنی طرف موڑ لیتے ہیں جس سے عام پبلک کا بڑا نقصان ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانی چوری کی روک تھام سے متعلق موجودہ قوانین پر مناسب طریقے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے، جس سے کسانوں کو واٹر سپلائی میں قلت کا سامنا ہے؟

(ج) کیا پانی چوری کے تعزیری قوانین میں ترامیم کی ضرورت ہے تاکہ اس جرم کی روک تھام کے لئے اس کے مرتکب افراد کی سزا میں اضافہ کیا جاسکے؟

(د) کیا حکومت عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر مندرجہ بالا صورتحال سے نمٹنے کے لئے مزید اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ پانی کچھ زمیندار ان چوری کرتے ہیں اور ان کے اس عمل سے نچلے حصے کے زمیندار ان کی حق تلفی ہوتی ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔پانی چوری کے متعلقہ قوانین پر عمل درآمد جاری ہے جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی پہنچانے میں مدد ملتی ہے پانی چوری کے تعزیری قوانین دو طرح کے ہیں۔ایک دفعہ 430 تعزیرات پاکستان اور دوسرا دفعہ 70 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ میں سال2006 میں ترمیم ہوئی ہے جس میں پانی چوری کی سزا بڑھادی گئی ہے اور جرمانہ 200 سے بڑھا کر15000روپے کر دیا گیا ہے۔

(ج) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

(د) بالا وضاحت کی روشنی میں حکومت پنجاب مزید ترمیم کا ارادہ نہیں رکھتی۔

مظفر گڑھ کینال کی بھل صفائی و دیگر تفصیلات

112: **ملک احمد کریم قصور لنگڑیال:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مظفر گڑھ کینال کی بھل صفائی اور کناروں کی پختگی کا کتنا کام ہو گیا ہے اس پر کتنا خرچہ ہو گیا ہے، بقیہ کتنا ہونا ہے اور اب تک کام مکمل کیوں نہیں ہوا ہے؟

(ب) مظفر گڑھ میں بہشتی ڈسٹری بیوٹری کا کتنا کام مکمل ہوا ہے، کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، عرصہ ایک سال سے ڈسٹری بیوٹری دوبارہ پانی نہیں لے رہی وجہ بیان فرمائیں، عوام الناس کی خطیر رقم کیوں ضائع کی گئی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) منظور شدہ تخمینہ میں مظفر گڑھ کینال کی بھل صفائی کا کام شامل نہ ہے البتہ مظفر گڑھ کینال کے کناروں کی مضبوطی اور پختگی کا 181.00 ملین روپے (20 فیصد) کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ جس میں سے 115.00 ملین روپے کی ٹھیکیداران کو ادائیگی ہو چکی ہے اور بقیہ 66.00 ملین روپے بوجہ عدم دستیابی فنڈز ادائیگی پینڈنگ ہے۔بقایا 80 فیصد کام پر 774.14 ملین روپے لاگت آئے گی کام مکمل نہ ہونے کی وجہ فنڈز کی عدم دستیابی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز جاری ہونے پر کام دوبارہ شروع ہو جائے گا۔

(ب) مظفر گڑھ میں بہشتی ڈسٹری بیوٹری کا کام مکمل ہو چکا ہے اس منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت 15.00 ملین روپے تھی جبکہ خرچہ 11.00 ملین روپے ہوا۔نہر گنجائش کے مطابق پانی لے رہی ہے اور عوام الناس کی خطیر رقم ضائع نہیں کی گئی۔

محکمہ انہار ضلع حافظ آباد میں بیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

125: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار ضلع حافظ آباد میں کل کتنے بیلدار ہیں اور وہ کس کس جگہ تعینات ہیں؟

(ب) کیا محکمہ انہار ضلع حافظ آباد میں بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں اگر ہاں تو کتنی اور حکومت کب تک ان خالی اسامیاں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار ضلع حافظ آباد میں بیلداروں کی منظور شدہ اسامیاں 307 ہے اور ان میں سے 194 اسامیوں پر اہلکار کام کر رہے ہیں:-

1- (ایل سی سی ویسٹ سرکل)	I-مین لائین سیکشن	04
	Ii- سکھیکی سیکشن	04
	III-نانوآنہ سیکشن	09
	IV-بھوبڑا سیکشن	05
	V-ہندوآنہ سیکشن	05
	ٹوٹل	27
2- (ایل سی سی ایسٹ سرکل)	I-اپر گوگیرا برانچ + میانوالی	07
	II-راجباہ جوریاں	01
	III-راجباہ کسوکی	01
	IV-جلال آنہ	01
	V-شمیر	01
	VI-وچھوکی	01
	VII-میلوانہ	01
	VIII-کوٹ نکہ + مینلائن	25
	ٹوٹل	38
3- (کیوبی لنک سرکل)	I-ایل سی سی فیڈر	27
	II-کیوبی لنک کینال	13
	III-رسول نگر ڈرینج سیکشن	10
	IV-کیوبی لنک کینال	06
	V-کالونی سیکشن	12
	VI-فلڈ بند پنڈی بھٹیاں	07
	ٹوٹل	75
4- (سیم نالہ جات سرکل)	I-حافظ آباد ڈرینج سیکشن	23
	II-علی پور ڈرینج سیکشن	12
	III-کسوکی ڈرینج سیکشن	09

IV-خانقاں ڈوگراں سیکشن	10
ٹوٹل	54

(ب) محکمہ انہار ضلع حافظ آباد میں بیلداروں کی کل 113 اسامیاں خالی ہیں حکومت کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق بھرتیاں کی جائیں گی۔

پنجاب اریگیشن اتھارٹی کے اغراض و مقاصد

138: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب اریگیشن اتھارٹی کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اتھارٹی مذکورہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

(ج) اتھارٹی مذکورہ کے قیام سے اب تک اصلاح آبپاشی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب اریگیشن اور ڈرینج اتھارٹی کا قیام پنجاب اسمبلی کے منظور شدہ ایکٹ 1997 کے تحت معرض وجود میں آیا۔اس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں۔

1- آبپاشی و نکاسی آب کے طریق کار اور موجودہ نظم نسق کے ڈھانچے کو زیادہ موثر اور شفاف بنانا۔

2- صوبے کے نظام آبپاشی، نکاسی آب اور نظام انسداد سیلاب کی باکفالت اور موثر دیکھ بھال اور عمل درآمد کا انتظام کرنا۔

3- موجودہ آبپاشی و نکاسی آب کے نظام کو دیرپا بنیادوں پر پائیدار بنانا۔

4- نظام آبپاشی سے فائدہ حاصل کرنے والوں کو اس نظام کی دیکھ بھال اور عمل کاری میں شریک کرنا۔

(ب) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کا انتظامی ڈھانچہ مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	حیثیت	تعداد	تشریح
1	وزیر آبپاشی و برقیات	چیئرمین	1	بحیثیت عہدہ
2	کسان نمائندگان	ممبر	10	کسان
3	چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ	ممبر	1	بحیثیت عہدہ
4	سیکرٹری آبپاشی و برقیات	ممبر	1	بحیثیت عہدہ
5	سیکرٹری خزانہ	ممبر	1	بحیثیت عہدہ

6	سیکرٹری زراعت	ممبر	1	بحیثیت عہدہ
7	مینجنگ ڈائریکٹر پیڈا	ممبر	1	بحیثیت عہدہ

(ج) پنجاب کے نہری نظام میں پیڈا کے تحت ادارہ جاتی اصلاحات کا پروگرام زیر تکمیل ہے۔ جس کے تحت راجباہ کی سطح پر کسان تنظیموں کی تشکیل اور بڑی نہروں کی سطح پر ایریاواٹر بورڈ کا قیام عمل میں لایا جارہاہے تاکہ لوگوں کے مسائل ان کی دہلیز پر حل ہو سکیں اور انہیں دور دراز کے سفر کی مشکلات سے بچایا جا سکے۔اب تک ایریاواٹر بورڈ کی تشکیل اور کسان تنظیموں کو نہری نظام تفویض کرنے کے متعلق پوزیشن حسب ذیل ہے:۔

ایریاواٹر بورڈ	فارمر آگنائزیشن
ایل سی سی (ایسٹ ایریاواٹر بورڈ 2007 سے کام کر رہاہے	تمام راجباہ ہائے پر 84 کسان تنظیمیں کام کر رہی تھیں جو مورخہ 31-12-2008 کو اپنی توسیع مدت پوری ہونے پر ان کی جگہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اگلی ان کسان تنظیموں کے الیکشن ہونا باقی ہیں۔
ایل سی سی (ایسٹ) ایریاواٹر بورڈ نوٹیفائی ہوا ہے اور الیکشن ہونا باقی ہے	64 کسان تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔
بہاولنگر ایریاواٹر بورڈ نوٹیفائی ہو چکا ہے	52 کسان تنظیموں کا الیکشن ہو چکا ہے لیکن ابھی فعال نہیں ہے البتہ اس سرکل میں تین کسان تنظیمیں 2000 سے کام کر رہی تھیں جو کہ مورخہ 31-12-200 کو اپنی توسیع مدت پوری ہونے پر ان کی جگہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اگلی مدت کے لئے ان تین تنظیموں کے الیکشن ہونا باقی ہیں۔
ڈیرہ جات ایریاواٹر بورڈ نوٹیفائی	85 کسان تنظیموں کا الیکشن ہو چکا ہے لیکن فعال نہیں ہے البتہ اس سرکل میں چشمہ رائٹ بنک کینال کے حصہ میں تیس کسان تنظیمیں فعال ہیں۔
لوئر باری دوآب ایریاواٹر بورڈ نوٹیفائی ہو چکا ہے	3 کسان تنظیمیں بنائی جا چکی ہیں باقی پر ابھی الیکشن نہیں ہوا

مذکورہ کسان تنظیمیں جو خالصتاً کسانوں پر مشتمل ہیں اور علاقے کے کسانوں کے ووٹوں کے ذریعے ہی منتخب ہوتی ہیں تشکیل دے کر نہروں کے نظام نصرام، آبیانہ کی تشخیص وصولی، پانی کی منصفانہ تقسیم، وارہ بندی، چک بندی اور دیگر تنازعات کا حل، انتظامی ومالی امور ان کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ خیر تو ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو بتاؤں گی۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس کی توجہ ایک بہت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے چودھری صاحب سے یہ پوچھ لیں کہ Call Attention Notice ضروری ہوتا ہے یا پوائنٹ آف آرڈر؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Call Attention Notice بھی بہت ضروری ہوتا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر بھی بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر میں ہم کوئی irrelevant بات نہیں کرتے ہیں۔ اس وقت صوبے میں جو بھی کچھ ہو رہا ہے ہم اسی کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب بحث ہو گی۔ آپ تب بحث کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بحث کل بھی ہوئی تھی، بحث آج بھی ہوئی۔ اس بحث کے ہونے کا کیا فائدہ کہ اس میں بھی وہی irregularities ہو رہی ہیں، وہی حرکتیں ہو رہی ہیں، وہی لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے۔ پلیز! آپ مجھے اجازت دے دیں۔ دو دن پہلے کا واقعہ ہے جب آپ کی اسمبلی in session تھی۔ چیف سیکرٹری صاحب کی تیز رفتار گاڑی نے ایک کرنل صاحب کو کچل کے شدید زخمی کر دیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ چیف سیکرٹری صاحب پہلے خود ہی اتنے تیز رفتار ہیں کہ انہوں نے صوبے کے کروڑوں روپے اپنے دفتر پر خرچ کئے ہیں، اس کو ایک لاڈ صاحب کا دفتر بنایا ہے۔ لوگوں کے گھروں کو مسمار کیا ہے پھر وہ خادم اعلیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسی تیز رفتاری سے، اسی برق رفتاری سے لوگوں کی معطلیاں کرتے ہیں، ان کو بھرتی کرتے ہیں۔ میں Hon'able Law Minister سے پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ میرے knowledge کے مطابق لاء منسٹر صوبے میں قانون کا رکھوالا ہوتا ہے اور جب وہی لاء منسٹر barrier توڑ کر قانون توڑتا ہے اور جو چیف سیکرٹری ہے وہ آرڈر پر عملدرآمد کرنے کا پابند سمجھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں!بس کریں۔اب بات ختم کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ اس وقت بہت serious issue بنا ہوا ہے۔آپ پلیز! میری بات مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: اس کو باقاعدہ لکھ پڑھ کر لائیں پھر بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!. I am already on point of order

جناب سپیکر: ٹھہریں، ٹھہریں۔ابھی ان کا پوائنٹ آف آرڈر ختم ہو جانے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جب صوبے میں حکومت کا کام لوگوں کی خرید و فروخت ہو گا، جب ایک پرائیویٹ ہسپتال میں کسی بچی کا انتقال ہوتا ہے تو وہ ہسپتال seal کر دیا جاتا ہے۔پہلی دفعہ میں نے یہ سُنا ہے کہ اس ہسپتال کے مالک کے خلاف 302 کا مقدمہ درج ہوتا ہے۔اُسی صوبے میں مجھے لاء منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ اس چیف سیکرٹری کے خلاف کیوں مقدمہ نہیں درج ہوا؟ اگر میرا ڈرائیور میری گاڑی میں بیٹھا ہے اور specially کینٹ کے علاقے میں جہاں ہر سڑک پر رفتار لکھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔بس شکریہ۔آپ کی بات ہو گئی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!انہوں نے ایک بندہ مارا ہے۔

جناب سپیکر: چیف سیکرٹری گاڑی چلا رہے تھے؟ مجھے یہ بتائیں کہ چیف سیکرٹری گاڑی چلا رہے تھے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!جی،چیف سیکرٹری خود گاڑی چلا رہے تھے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات کا جواب دینے لگے ہیں۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ محترم قائد حزب اختلاف کو اس بات کی بھی ذمہ داری لینی چاہئے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): بات کرنے کے بعد پھر اس کا جواب بھی سُننا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کی یہ ذمہ داری ہے اور یہ صوبہ نوکر وڑ افراد کا صوبہ ہے [**********]

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ انہوں نے عورتوں کا استحقاق مجروح کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اب آپ بات تو سُنیں نا۔ بات سُن لیں پھر اس کے بعد جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سُننے کی بھی ہمت رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کی گاڑی کو جو حادثہ پیش آیا۔ (قطع کلامیاں)

اب ان کا حال دیکھیں، یہ ان کا حال ہے۔ جب خود یہ بات کرتی ہیں تو اس وقت ان کو مکمل طور پر سنا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب کی بات سُن لیں۔ لغاری صاحب اگر کھڑے ہیں تو ان کی بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب کو بُولنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی یہ جس طرح کی زبان ہے کہ [***] یہ کوئی اخلاق کے دائرے میں آتی ہے؟ آپ مہربانی کریں۔ وہ ضرور بات کریں جو مرضی بات کریں لیکن اس طرح کے طعنے دینا یہ کوئی صحیح بات نہیں ہے۔ مہربانی کر کے مذکورہ پوائنٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر: جو الفاظ شائستہ نہیں ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: لاء منسٹر سے کہیں کہ وہ اخلاق کے دائرے میں رہ کر بات کریں یہ کراؤن تھیٹر نہیں ہے پنجاب اسمبلی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، وہ بات کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں کہ وہاں کیا واقعہ ہوا تھا۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جب یہ accident ہوا اور خُدا نہ کرے کہ جب accident ہو جائے تو یہ کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے، لوٹے کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب اگر انہوں نے لوٹے کے بارے میں کچھ کہا تو میں ان کو ایسا جواب دوں گا کہ یہ یاد کریں گے۔ ان کو واقعی لوٹوں کا بڑا دُکھ ہے کیونکہ اب ان کے پاس صرف ٹشو پیپر زرہ گئے ہیں۔ واقعی جو کام لوٹے کر سکتے ہیں یہ وہ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!.thank you۔ جناب سپیکر! ایک ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور ایکسیڈنٹ کے اندر حالت یہ ہوئی ہے کہ چیف سیکرٹری نے قانونی طور پر اپنی گاڑی وہیں چھوڑ دی، ڈرائیور کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ڈرائیور مفرور ہے۔

شیخ علاؤالدین: خود پولیس کی گاڑی میں، اسکواڈ کی گاڑی میں بیٹھ کر گیا۔ اس سے بڑا چیف سیکرٹری کیا ہو سکتا ہے اور ان کو اور کیا چاہئے؟ کیسا قانون دان، کیا چاہئے اور جن کے پاس صرف ٹشو پیپر زرہ گئے ہیں ان کو خدا کے لئے دو چار لوٹے واپس کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے، لوٹے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، Call Attention Notices.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا لاء منسٹر کا جواب آنا ضروری نہیں ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر کا جواب آپ سُنتے ہی نہیں ہیں تو پھر میں کیا کروں؟

محترمہ سیمل کامران: ان کو کہیں کہ پہلے اپنی زبان درست کریں پھر جواب دیں۔

جناب سپیکر: آپ سُنیں وہ جواب دے رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!ان کا غیر قانونی پلازہ اٹھایا جائے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ Order please, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو محترم چیف سیکرٹری کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا اس سے متعلق جو میں عرض کرنا چاہتا تھا وہ واقعہ محترم شیخ صاحب نے بیان کیا ہے۔جس طرح سے بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔میں بھی یہی بات on record لانا چاہتا تھا اور دوسرا یہ کہ وہ گاڑی چیف منسٹر کی نہیں تھی بلکہ وہ Toyota company کی تھی۔(قہقہہ)

محترمہ سیمل کامران: وہ Toyota نہیں،لوٹا گاڑی تھی۔لوٹا گاڑی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ ڈرائیور چلا رہا تھا اور باقی رہی بات ڈیڑھ کی اور ساڑھے تین کی تو میں اپنے الفاظ پر قائم ہوں،اگر یہ کہیں گے تو میں ثابت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی،اب کرم داد واہلہ صاحب کا Call Attention Notice ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اچھا جی،آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!مجھے ایک دو منٹ بات کرنے دیجئے گا۔میں نے اس ہاؤس سے متعلق بہت اہم بات کرنی ہے۔کل ایک ٹی وی چینل نے جس طرح ہم سب سیاستدانوں کا تمسخر اُڑایا وہ تو اپنی جگہ پر تھا۔اس کو مذاق میں بھی لیا گیا اور serious بھی لیا گیا۔اسی چینل پر کسی شخص کا انٹرویو چل رہا تھا جس کو میں نہیں جانتی۔اس سے اینکر نے سوال پوچھا کہ آپ فلم بنائیں گے ؟جناب!میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا!اینکر نے اس شخص سے سوال کیا کہ آپ فلم بنائیں گے جس کا نام "غنڈی رن" ہو گا تو آپ اس میں ہیروئن کس کو لیں گے ؟اس شخص نے جواب دیا کہ یہ جو ساری ایم پی ایز اور ایم این ایز ہیں میں ان کو ہیروئن لوں گا۔

معزز خواتین اراکین: شیم، شیم۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا!ہم ساری خواتین، یہ ایک معزز ہاؤس ہے اور اس میں جتنی بھی خواتین بیٹھی ہوئی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت معزز ترین خواتین ہیں۔ جس چینل سے اس قسم کی گفتگو کی گئی ہے، میں اس شخص کو تو نہیں جانتی لیکن جو چینل کے ذمہ داران ہیں ان سے یہ بات پوچھی جائے کہ اگر کسی نے اس طرح کی گھٹیا بات کی ہے تو کیا اس کو چلانا ضروری تھا اور کیا ہم سب خواتین کو وہ یہ سمجھتے ہیں، جب یہی پولیٹیکل ورکرز اور ان کی فیملز families suffer کر رہی ہوتی ہیں، جب جیلیں کاٹ رہی ہوتی ہیں، ڈنڈے کھا رہی ہوتی ہیں اور اس ملک میں جمہوریت لانے کی خاطر جانیں قربان کر رہی ہوتی ہیں تو اس وقت وہ کہاں ہوتے ہیں اور اس وقت یہ سب کچھ کیوں نہیں چلاتے، صرف politicians کو focus کیوں کرتے ہیں؟ اس کے خلاف ہم ساری خواتین احتجاج کرتی ہیں، ہم اس اسمبلی میں اس ہاؤس میں تحریک استحقاق بھی پیش کریں گی۔ آپ نے ان کو بلانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تحریک لائیں اور تحریری طور پر لے کر آئیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جی بالکل۔ آپ ان سے پوچھیں اور یہ yellow journalism ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آئندہ اگر کوئی ایسا کام کریں گے تو ہم بہت سختی سے اس کا نوٹس لیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!ہم اپوزیشن کی خواتین بھی اس کو support کرتی ہیں اور میں یہ گزارش بھی کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جب تحریک استحقاق آئے گی پھر اس کی support کریں اس سے پہلے اس کا کیا فائدہ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں بھی اس پر بات کرنے دی جائے۔ بات یہ ہے کہ یہ خواتین کی تضحیک والی بات ہے، ان کی insult والی بات ہے اور جتنی بھی یہاں پر خواتین ہیں چاہے وہ جس پارٹی سے بھی belong کرتی ہیں وہ عزت دار گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں اس شخص کا نام بھی جانتی ہوں۔ اس کا نام خاور ریاض ہے اور وہ ایک غلط آدمی ہے جس نے ہماری خواتین ایم پی ایز کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ اس کو قرار واقعی سزا ہونی چاہئے اور اس کے خلاف مشترکہ قرارداد آنی چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری بہن غزالہ صاحبہ نے جو بات کی ہے ہم سب خواتین ان کے ساتھ ہیں انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے کہ ہر وقت خواتین کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔رانا صاحب نے بھی تھوڑی دیر پہلے tissue paper کا لفظ استعمال کیا ہے۔ Sweep before your own door ہمیں اپنے آپ کو بھی دیکھنا چاہئے اور پھر باقی لوگوں کو کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!اب میں اپنے point پر آتی ہوں۔ٹیلی ویژن پر تو کل سے یہ بھی چل رہا ہے کہ ہمارے قانون کے رکھوالے جو ہیں ان کا غیر قانونی طور پر جو پلازہ بنایا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پوچھ رہی ہوں کہ آخر ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب کے لئے جو کہا گیا ہے کہ انہوں نے فین روڈ پر واقع ایک رہائشی پلاٹ پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے طریق کار تلاش کریں۔ایسے بات کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی، sorry آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!ان کو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ان کے پلازہ کو مسمار کیوں نہیں کرتے؟(قطع کلامیاں)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب والا!آپ کے توسط سے چودھری ظہیر الدین صاحب اور جناب محسن لغاری صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تو آتے ہیں اور آپ کے پاس بھی آتے ہیں۔اس اسمبلی کو چلانے کا ایک سسٹم ہے۔خدارا!میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک پورا لیکچر دیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ کس کو،اپنی خواتین کو لیکچر دیں ان کو یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ قوانین کیا ہیں۔وہ بی بی چیف سیکرٹری کے خلاف پرچہ کروانے چلی ہے۔اسے یہ بھی نہیں پتا کہ پرچہ اگر ہونا ہے تو وہ صرف اور صرف ڈرائیور پر ہونا ہے اس لئے میری آپ کے توسط سے استدعا

ہے کہ یہ ایوان انتہائی قیمتی ایوان ہے۔یہاں اس پر بہت خرچہ ہوتا ہے میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر کام کی بات ہونی چاہئےpotentialبات ہونی چاہئے اور یہاں potential debateہونی چاہئے۔ پچھلے دو سال سے ان کی چار پانچ خواتین نے ہاؤس کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا!انہیں کہیں کہ یہ خدارا! مہربانی کریں۔اگر یہ ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!آپ کی بات سن لی ہے،اس بات کو چھوڑیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جب رانا صاحب بات کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے اخلاقیات کا لیکچر کیوں نہیں دیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!ملک محمد وارث کلو صاحب نے جو اخلاقیات کا لیکچر دیا ہے یہ تھوڑی دیر پہلے رانا ثناء اللہ خان جب بات کر رہے تھے تو اس وقت کیوں نہیں دیا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب!یہ[******]ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: ڈرائیور جو ایک غریب آدمی ہے اس کے خلاف کہتے ہیں کہ پرچہ درج کروایا جائے اور چیف سیکرٹری کے متعلق کچھ نہ کہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس معزز ہاؤس کے تمام اراکین سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ خدارا!یہ آپ کی بہنیں ہیں،یہ آپ کی بیٹیاں ہیں،ان کا احترام آپ سب پر واجب ہے ایک دوسرے کے متعلق غلط الفاظ کبھی بھی استعمال نہ کئے جائیں جس کسی نے کوئی غلط لفظ استعمال کیا ہے تو اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اب میں Call Attention Notice کی طرف جارہا ہوں۔ جناب کرم داد واہلہ صاحب!

خانیوال میں اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کی تفصیلات

جناب کرم داد واہلہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر08/25 بجرم 302 ت پ، تھانہ جہانیاں، مقدمہ نمبری803/08 بجرم302 ت پ تھانہ جہانیاں اور مقدمہ نمبری09/53 بجرم 109/506 تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد (خانیوال) میں ملزم اعجاز عرف ججی سمیت تمام نامزد ملزمان اشتہاری ہیں جنہیں مقامی پولیس تاحال گرفتار کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 28۔اگست2008 کو سنگین نوعیت کے درج مقدمات مذکورہ میں اشتہاری ملزم اعجاز عرف ججی کو مقامی لوگوں نے پکڑ کر حوالاپولیس کیا مگر انسپکٹر قلب سجادS.H.O تھانہ جہانیاں نے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے 8 گھنٹے حوالات میں رکھنے کے بعد چھوڑ دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 14۔اکتوبر2009 کو مقدمات مذکور کی پیروی کرنے والے شہزاد علی رندھاوا کے گھر داخل ہو کر اشتہاری مذکوران نے اندھا دھند فائرنگ کی اور جوابی فائرنگ کے نتیجے میں ایک عورت سمیت دو افراد ہلاک ہو گئے جس کا مقدمہ نمبری 189/09 بجرم302 ت پ تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد (خانیوال) درج ہوا جس میں شہزاد علی رندھاوا کے علاوہ دو بیگناہ افراد مسمیان ذوالفقار علی رندھاوا اور عباس علی رندھاوا کو مقامی پولیس کی ملی بھگت سے نامزد کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جز(الف) میں درج مقدمات میں اشتہاری ملزمان کی فوری گرفتاری عمل میں لا کر انہیں قرار واقعی سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نیز جز(ج) میں درج مقدمہ نمبری189/09 کی تفتیش خالصتاً میرٹ پر

کرتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے کرنیکاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ کہ مقدمہ نمبر 2008/25 بجرم 302، 324، 149/148 ت پ تھانہ جہانیاں میں چھ کس ملزمان نامزد ہیں جبکہ دو ملزمان نامعلوم ہیں۔نامزد چھ ملزمان میں سے تین کس ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیااور ان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کر دیا گیابقیہ تین کس ملزمان باخوف گرفتاری روپوش ہیں۔ جن کو اشتہاری قرار دیا گیا ہے جبکہ دو نامعلوم ملزمان کو ابھی تک مدعی نے نامزد نہ کیا ہے۔ مقدمہ نمبر 803/2008 بجرم 302، 149/148 ت پ تھانہ جہانیاں میں چھ کس ملزمان نامزد ایف آئی آر تھے جن میں سے چار کس ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔مقامی پولیس نے دوران تفتیش انہیں بے گناہ قرار دیا مقدمہ کی تفتیش RIB ملتان تبدیل ہوئی اور RIB ملتان نے بھی مقامی پولیس سے اتفاق کیا۔ مذکورہ ملزمان کا نام رپورٹ زیر دفعہ 173 ض ف کے خانہ نمبر 2 میں درج کر کے چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے جبکہ بقیہ دو ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی گئی جو کہ باخوف گرفتاری روپوش ہو گئے جنہیں اشتہاری قرار دیا گیا ہے۔مقدمہ نمبر 53/2009 بجرم 506-B/109 ت پ تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد میں ایک ملزم کو گرفتار کیا گیا جسے عدالت نے ڈسچارج کر دیا۔دوران تفتیش واقعات، مقدمہ غلط اور بے بنیاد پائے گئے لہذا مقدمہ ہذا میں مورخہ 30-7-2009 کو اخراج رپورٹ مرتب کی گئی۔مذکورہ مقدمہ میں بقیہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

(ب) مورخہ 28-8-2008 کو ملزم اعجاز عرف جبی کو S I محمد افضل تھانہ جہانیاں نے گرفتار کیا جس نے وکیل کا تحریر کردہ سرٹیفکیٹ پیش کیا کہ اس کی درخواست ضمانت قبل از گرفتاری ہائی کورٹ میں دائر ہو چکی ہے جس کی وجہ سے اسے فارغ کر دیا گیا۔

(ج) مقدمہ نمبر 189/2009 بجرم 302، 324/34 ت پ تھانہ ٹھٹھہ صادق آباد کا وقوعہ چک کے چوک میں ہوا۔ مدعی نے اپنے بیان میں تین کس ملزمان مسمیان شہزاد علی، ذوالفقار احمد اور محمد عباس کو نامزد کیا کہ انہوں نے چک کے چوک پر مقتولان پر فائرنگ کی۔ مقدمہ ہذا کے ملزمان تاحال مفرور ہیں مذکورہ ملزمان شامل تفتیش ہوئے اور نہ ہی انہوں

نے اپنی بے گناہی کے بارے میں پولیس کو کوئی دلیل پیش کی۔ملزمان کی گرفتاری پر مقدمہ کی تفتیش حقائق پر یکسو کی جائے گی ان مقدمات میں اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے جنہیں گرفتار کرنے کے بعد تفتیش خالصتاً میرٹ پر انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اصل حقائق پر یکسو کی جائے گی۔

جناب سپیکر!جب اس Call Attention Notice کا جواب موصول ہوا تو DPO خانیوال کامران جو کہ ایک بڑے upright officer ہیں وہ بھی اس سلسلے میں یہاں پر موجود تھے اور میں نے محرک کرم داد واہلہ صاحب کی ان کے ساتھ sitting کروائی ہے۔ اس sitting کے نتیجے میں یہ واضح ہوا ہے کہ اس کے جز(ب)میں واقعی یہ بات ثابت ہوئی کہ ملزم اعجاز عرف جمی جو کہ قتل کے دو مقدموں میں اشتہاری تھا اسے پولیس نے گرفتار کیا لیکن وکیل کے simple سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر اس کی ضمانت دائر کر دی گئی ہے ہوئی نہیں اسے چھوڑ دیا گیا۔یہ بالکل اپنے فرائض میں غفلت اور بد دیانتی بنتی ہے۔اس پر یہ اتفاق ہوا ہے کہ آئی جی صاحب ایک ہفتے کے اندر اس معاملے کی انکوائری کر کے ذمہ داران آفیسران کے خلاف action لیں گے اور اگر یہ سرٹیفکیٹ جعلی ہے اور کسی وکیل نے پیش کیا ہے تو ان کے خلاف بھی قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

(د) مقدمہ 189/2009 کے متعلق یہ طے پایا ہے کہ ایس پی انوسٹی گیشن خانیوال کی supervision میں اس کی تفیش ایک مہینے میں مکمل ہو گی اور ایس پی انوسٹی گیشن میرٹ پر verify کریں گے۔اس پر محرک کرم داد واہلہ صاحب نے بھی اعتماد کا اظہار کیا ہے۔اسی طرح انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ دو واقعات کے ملزمان کے گھر لوٹ لئے گئے اس پر بھی ڈی پی او صاحب کو کہا گیا ہے کہ ان چیزوں کو verify کریں اور اگر یہ verify ہوں تو پھر قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔اس میں ایک ہفتے کا ٹائم دیا گیا ہے لہذا میں چاہوں گا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے next week کے لئے pending فرمادیں اور اگر محرک اس پر satisfied ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ within one week ان تینوں چیزوں پر عمل ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ Call Attention Notice for one week pending کیا جاتا ہے۔

جناب کرم داد واہلہ: جی، بالکل ٹھیک ہے۔میں لاء منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی اچھی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا Call Attention Notice چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنا Call Attention Notice پڑھنے سے پہلے ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔میں نے ایک دن پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اگر Call Attention Notice کا جواب دینے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں تو اس سے ایوان کی عزت افزائی ہو گی اور انھیں یہاں آکر اسمبلی کے معاملات دیکھنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر: وہ بات سب نے سن لی ہے۔اب آپ Call Attention Notice پڑھیں چونکہ ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہماری خواہش ہے کہ جیسے وزیر اعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی صاحب وہاں اسمبلی کے اجلاس میں روزانہ جاتے ہیں۔گو ہم ان کی opponent party ہیں لیکن انھوں نے ایک اچھی مثال قائم کی ہے اگر وہ روایت trickle down کرتے کرتے یہاں آجائے تو بہتر ہے چونکہ یہاں سے نیچے لوکل گورنمنٹ تک تو کوئی چیز نہیں جائے گی۔میں نے مزید استدعا کرنی تھی لیکن چونکہ آپ نے منع فرمایا ہے اس لئے میں آگے بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا Call Attention Notice پڑھیں۔

لاہور میں علامہ اقبال ایئرپورٹ پر فائرنگ کی تفصیلات

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ کے نمائندے لاء منسٹر صاحب فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور علامہ اقبال ایئرپورٹ لاؤنج میں پولیس کی وردیاں پہنے افراد نے فائرنگ کر کے ٹیپو ٹرکاں والا کو شدید زخمی کر دیا۔جس میں ایک راہ گیر عبدالجبار بھی زخمی ہوا۔ایئرپورٹ پر بھگدڑ مچ گئی اور لوگوں نے بھاگ کر جانیں بچائیں؟

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سکیورٹی کے باوجود ملزمان لاہور علامہ اقبال ائیرپورٹ پر اسلحہ لے جانے میں کس طرح کامیاب ہوئے اور متذکرہ واردات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ واقعہ میں سکیورٹیlapse کاعنصر واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔یہ بھی بتایا جائے کہ آیاملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں بھی قائد حزب اختلاف کی طرح جواب دینے سے پہلے ایک چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں اس وقت اپوزیشن تشریف فرما ہے کبھی ہم بھی ان chairs پر بیٹھتے تھے جہاں چودھری صاحب تشریف فرما ہیں یہاں اپوزیشن لیڈر بیٹھا کرتے تھے۔ہم پانچ سال تک اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ یہ چیزtrickle down ہو کر نیچے آجائے اور اس وقت کے ان کے وزیر اعلیٰ یہاں ایوان میں کسی Call Attention Notice کا جواب دینے کے لئے آجائیں لیکن پانچ سال میں وہ خواب پورا نہ ہو سکااور نہ ہی یہ پورا کروا سکے لیکن میں نےlast session day پر ان سے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب ایک دنCall Attention Notice کا جواب دینے کے لئے ضرور آئیں گے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔رانا صاحب کی بات سنی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!بندے کو اپنا ماضی اتنا جلدی نہیں بھول جانا چاہئے۔کچھ تھوڑا بہت یاد رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اب آپrelevant ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ پرویز الٰہی صاحب کی تقلید کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔ You are not allowed.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ ہم اس معاملے میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کی تقلید کر رہے ہیں یہ بڑی خوش آئند بات ہے لیکن میں ایک بات یاد کرانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انھوں نے تقلید کی بات نہیں کی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): لاء منسٹر صاحب نے انہی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنی تقریر میں تجویز دی تھی کہ پانچ مرلہ تک کے گھروں کا ٹیکس معاف کیا جائے جس پر ایکسائز منسٹر مخالفت کر رہے تھے لیکن رانا صاحب کے طلب فرمانے پر وزیر اعلیٰ صاحب خود ایوان میں تشریف لائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جلدی کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اور پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس معاف کیا۔

جناب سپیکر: اذان ہو رہی ہے اس کے بعد بات کرتے ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست نہ ہے کہ علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لاؤنج میں پولیس کی وردیوں میں ملزمان نے فائرنگ کر کے ٹیپو ٹرکاں والا اور ایک راہ گیر عبدالجبار کو زخمی کیا۔ دراصل ٹیپو ٹرکاں والا پارکنگ کے اندر کھڑی ہوئی اپنی کار میں جب بیٹھنے لگا تو ملزم خرم اعجاز نے سابق مقدمہ قتل کی رنجش کی وجہ سے اس پر فائرنگ کر دی جس سے وہ زخمی ہوا۔ تاہم ملزم کی فائرنگ سے پارکنگ میں عبدالجبار نامی راہ گیر بھی معمولی زخمی ہوا۔ ملزمان پولیس کی وردیوں میں نہ تھے۔

(ب) بقول ملزم خرم اعجاز، وہ بذریعہ ٹیکسی پسٹل چھپا کر ایئرپورٹ پارکنگ کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہوا۔ جس نے فائرنگ کر کے ٹیپو ٹرکاں والا کو مضروب کیا جو بعد میں زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گیا۔

(ج) علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے اندر security سے متعلق تمام انتظامات A.S.F کے ذمے ہوتے ہیں جو security سے متعلق بہتر طور پر وضاحت کر سکتے ہیں۔ ملزم خرم

اعجاز کو موقع پر گرفتار کر لیا گیا تھا جس کے خلاف مقدمہ نمبر10/4 مورخہ 20-01-2010 بجرم ATA/7 اور148,149/302,324 تعزیرات پاکستان، تھانہ سرور روڈ میں درج کر لیا گیا ہے۔اس مقدمہ میں ملزم ریمانڈ جسمانی پر ہے اور اس سے تفتیش جاری ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تو پڑھے لکھے ہیں، سارا کچھ پڑھ لیتے ہیں، آپ کو ساری بات کا پتا ہونا چاہئے۔تشریف رکھیں۔Call Attention Notice کا وقت ختم ہوا۔اب نماز کے لئے 30 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی 30 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 5 منٹ پر
جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو پہلے کوئی اور بات کر لیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا فرما رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: آپ مجھے اجازت دے دیں کیونکہ آپ مجھے بولنے کی اجازت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں تو ہمیشہ اجازت دیتا ہوں۔ تحریک استحقاق میاں طارق محمود کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب ابھی آ رہے ہیں وہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقفہ کے بعد میرے کئی بھائی اور بہنیں ابھی تک نہیں آئیں لہذا میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک تحریک استحقاق کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری ایک تحریک استحقاق بہت دنوں سے pending ہے جس کا ثبوت بھی میں بار بار جمع کرواتا ہوں اور اس پر ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا لیکن شاید حکومت کی پالیسی کچھ ایسی ہے کہ وزراء کو protect کرنا ہے۔ پرانے سپیکروں کی ruling بھی موجود ہے، چودھری انور بھنڈر صاحب کی 1964 کی اور منظور وٹو صاحب کی 1986 کی دو rulings اس بات پر موجود ہیں کہ اگر جان بوجھ کر غلط بیانی کی جائے تو وہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔وزیر موصوف یہ کہہ دیں کہ اُن سے غلطی سے یہ بات ہو گئی ہے تو ہم تحریک واپس لے لیں گے۔یہ بات جون سے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر:ابھی وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب یہ تحریک ہاؤس میں آئی تھی تو اُس وقت آپ نے اس کو pending کیا تھا پھر مجھے بتایا کہ وہ pending نہیں بلکہ dispose of ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر:لغاری صاحب!آپ میرے دفتر میں آئیں، ہم بیٹھ کر اس کو دیکھتے ہیں کہ اس پر کیا بنتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اس کا حل یہ ہے کہ وہ کہہ دیں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے تو ہم واپس لے لیں گے۔

جناب سپیکر:ابھی یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس تحریک پر کیا ہوا ہے؟آپ میرے دفتر میں آئیں، میں اس کا سارا ریکارڈ منگواتا ہوں پھر دیکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے اُس کے ساتھ سارے ریکارڈ کی فوٹو کاپیاں لگائی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ نے کاپیاں لگائی ہوئی ہیں تو میں بھی انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ابھی کتاب منگوالیں، میں ہی اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں کیونکہ میں بھی وہاں پر موجود تھا اور یہ بھی تھے۔اس میں لفظ intentional ہے اور محسن صاحب تو انتہائی قابل آدمی ہیں۔

جناب سپیکر:جی، میں خود بات کروں گا۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!شیخ صاحب کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ تھوڑا سا خیال کیا کریں۔دیکھیں! آپ کو پتا بھی ہے جو استحقاق ان کو حاصل ہے۔پھر بار بار آپ ایسی بات کر دیتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ پہلے بھی ہاؤس میں لوگوں نے کہا ہے کہ اس پر ضمنی سوال نہیں بنتا، فلاں چیز نہیں ہوتی۔آپ مہربانی کر کے ruling خود

ہی دیا کریں، ممبران کو یہ حق نہ دیں کہ وہ ہاؤس کی rulings خود دیتے رہیں۔ شیخ صاحب یا دوسرے ممبران بھائی اس سے ذرا اجتناب کیا کریں۔

جناب سپیکر: یقیناً ruling تو سپیکر کی ہوتی ہے لیکن اگر کسی نے کوئی ایسی بات کر دی ہے تو اُس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

جناب محمد یار ہراج: جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اُس کمیٹی کا ممبر ہوں اور وہاں یہ discuss ہوا ہے۔ میں نکال دیتا ہوں جو وہاں پر کہا گیا ہے۔ اگر میں غلط ہوں تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں۔ جب وقت آئے گا تو پھر آپ سے پوچھ لیں گے۔ تحریک استحقاق نمبر 54 چودھری ظہیر الدین صاحب کی ہے، یہ move ہو چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! چودھری صاحب اُس دن آپ سے پوچھ رہے تھے تو آپ نے کہا تھا کہ اس کو next week پر رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری صاحب تو اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب چودھری صاحب اس کو take up کرنا چاہیں۔

جناب سپیکر: کل تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جی، کل تک pending کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر صاحب اس کا ابھی جواب دیں۔ یہ تحریک بیت المال کے متعلق ہے اور میں نے بھی پڑھی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ تو کہہ رہی ہیں کہ اس کا ابھی جواب دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ last time بھی جب وزیر قانون صاحب نے اس کو pending کیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ نہیں اس کو pending نہیں کرنا

اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔آپ نے کہا تھا کہ یہ last time pending ہو رہی ہے اس کے بعد pending نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: میں ریکارڈ دیکھتا ہوں۔اگر انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہے تو دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو pending آپ نے کیا تھا۔میں pending کر سکتا ہوں اور نہ ہی میں نے pending کیا تھا۔یہ آپ کی رولنگ تھی اور اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے کہہ دیا ہے لہذا اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلہ کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: دیکھیں!اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بعد میں بات کر لیں تو مناسب رہے گا۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!ٹھیک ہے بعد میں کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اب اگلی تحریک میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔اس پر بھی آپ نے آج کے لئے وقت لیا تھا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے move کر دی تھی۔جواب آنا ہے۔جی،رانا صاحب!میاں طارق محمود کی تحریک استحقاق نمبر 57 ہے کیا اس کی رپورٹ آ گئی ہے؟

ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک میاں طارق محمود نے پیش کی تھی۔اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اور یہ کافی لمبا جواب ہے اس کے تقریباً پانچ صفحات ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے۔اگر آپ حکم فرمائیں تو میں میاں طارق محمود صاحب کو اس کی کاپی دے دیتا ہوں وہ اس کو پڑھ لیں۔اگر وہ مطمئن ہوں تو معاملہ resolve ہو جائے گا اور اگر وہ اس کے بعد کچھ فرمانا چاہیں یا اس کو press کرنا چاہیں تو پھر اس کے مطابق اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اکثر پارلیمنٹیرینز اس دفتر میں جاتے ہیں اور جو طریق کار ہوتا ہے ان سب کے علم میں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس قسم کا کیس ہے جو ہم نے کبھی تاریخ میں نہیں دیکھا۔اس میں ایک آدمی محمد لطیف نامی 3/6/09 کو ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ کے پاس درخواست دیتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے پڑھ دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! تھوڑا سا بریف کر رہا ہوں۔ یہ ضروری ہے اور میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہو کیا رہا ہے، مجھے دو تین منٹ دے دیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ آدمی ڈائریکٹر انٹی کرپشن کے دفتر میں درخواست دیتا ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف نے مجھ سے دس ہزار روپیہ لے کر رزلٹ دیا۔اس کے ساتھ کوئی لڑائی جھگڑا ہوا، ڈاکٹر کے پاس پہنچا اور اس نے اس سے دس ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی۔ دس ہزار روپیہ اس نے اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو پکڑایا اور اس نے گن کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور ان کو MLC دے دی۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اس نے انٹی کرپشن میں درخواست دی اور درخواست کے بعد 18/6/09 کو اس کے اوپر رپورٹ طلب کی گئی۔ رپورٹ طلب کرنے کے بعد انٹی کرپشن گجرات کے دفتر میں اس کی انکوائری لگ گئی۔انٹی کرپشن نے اس کے خلاف سفارش کی کہ اس کے خلاف مقدمہ درج ہونا چاہئے۔ پھر وہ گوجرانوالہ میں آئی، گوجرانوالہ میں دو ڈپٹی ڈائریکٹر کی سطح کے لوگوں نے اس کی انکوائری کی۔اس کے بعد ڈائریکٹر نے اس پر حکم دیا کہ اس کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے۔ایف آئی آر درج ہو گئی۔ایف آئی آر درج ہونے کے بعد پہلے سی او نے گجرات میں تفتیش کی، پھر دو ڈپٹی ڈائریکٹر کی سطح کے آفیسران نے اس کی تفتیش

کی۔ تفتیش میں یہ ثابت ہو گیا کہ واقعی اس کے خلاف ایف آئی آر بھی ٹھیک ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ اس ڈاکٹر نے دس ہزار روپے رشوت لی ہے۔ اس کے بعد اس نے ڈائریکٹر جنرل کو approach کیا اور ڈائریکٹر جنرل نے 12/9/09 کو یہ تفتیش لاہور میں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ناصر جمیل ریجنل ڈائریکٹر کو دی۔ اس نے اس تفتیش سے پہلی تفتیش کے ساتھ اتفاق کیا اور ڈائریکٹر جنرل نے اسے اپنے دفتر میں بلا کر کہا کہ اس انکوائری کو drop کریں اس نے کہا کہ جناب! یہ انکوائری drop نہیں ہو سکتی۔ پھر انہوں نے فون پر گوجرانوالہ ڈائریکٹر کو یہ فائل واپس بھیجی۔ یہ انٹی کرپشن کا حال ہے اور ڈائریکٹر جنرل کے آفس کا حال ہے۔ وہاں سے دو آدمیوں سی او گوجرانوالہ اور ڈپٹی ڈائریکٹر گوجرانوالہ ریجن کو بٹھا کر ان سے ایک بریفنگ لکھوائی گئی اور انہوں نے کہا کہ کچھ معزز لوگ آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ ڈاکٹر بے گناہ ہے۔ اس پر جو ڈائریکٹر صاحب یہاں سے فون کرتے ہیں اور آگے ڈائریکٹر جو اس پر الفاظ لکھتے ہیں کہ:

> As the Director General has also examined the matter and has directed to drop the case.

آج تک کسی آئی جی یا کسی ڈی جی نے ایسا فون کیا ہے کہ اس کیس کو drop کر دو۔ تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ ہے۔ اس کے آگے

> Drop the case for complaint being a black mailing and tenders and counter blots accordingly the matter was re-investigated the FRO preused and approved and dropped.

جناب والا! بات یہ ہے کہ اگر ڈی جی نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر یہ کیس drop کر دینے ہیں اور جب اس بات کا مجھے علم ہوا اور اسی دوران 30/10/09 کو وہ مدعی ہائی کورٹ میں جا کر writ دائر کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ جناب میرا کیس ثابت ہو چکا ہے اور ڈاکٹر کی approach مجھ سے زیادہ ہے اور مجھے انصاف دلایا جائے اور ہائی کورٹ اس پر ڈائریکٹ کرتی ہے اور اپنی ڈائریکشن پاس کرتی ہے کہ اس کو جوڈیشل کیا جائے لیکن اس کے باوجود ایسا نہیں ہوا۔ آپ بتائیں کہ آج تک کوئی آئی جی یا کوئی ڈی جی فون پر کہہ سکتا ہے کہ کیس drop کر دو تو پھر investigation کرانے کی کیا ضرورت ہے جس کی مرضی اس کو چھوڑ دیں، جس کی مرضی اس کو پکڑ لیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے وہ بات نہیں سنی جو راناصاحب نے کہی ہے کہ یہ جواب پانچ صفحات پر مشتمل ہے اگر آپ پڑھ کر مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے؟

میاں طارق محمود: اس پر میں نے کیا مطمئن ہونا ہے۔آپ کسی کے پاس انکوائری لگائیں۔ چیف سیکرٹری کے پاس انکوائری لگائیں یا ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے پاس لگائیں۔ یہ کیس بڑا serious ہے۔ اگر اسی طرح رشوت خور اور بااثر لوگ آکر ڈی جی سے کیس drop کروا جائیں تو پھر چھوٹے چھوٹے لوگوں کو پکڑنا ہے، پٹواریوں اور منشیوں کو پکڑنا ہے۔ اس میں دیکھا جائے اور حقیقت سامنے آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں طارق محمود صاحب نے بات کی ہے تو جواب میں لکھا تو ایسے ہی ہے کہ ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن نے straight away direction دے دی ہے کہ case کو drop کر دیا جائے حالانکہ investigation professional لوگ کرتے ہیں اور Investigating Officer ہی کی رائے حتمی ہوتی ہے لیکن اس میں انہوں نے اپنا موقف اور جواب دیا ہے تو محترم طارق صاحب اسے پڑھ لیں۔ بغیر پڑھے غیر مطمئن نہ ہوں اگر پڑھ کر غیر مطمئن ہوں گے تو پھر چیف سیکرٹری صاحب یا ACS صاحب سے اس معاملے کو ہم چیک کروا لیتے ہیں۔ آپ اسے اگلے ہفتے کے لئے pending فرمادیں۔ میں انہیں اس جواب کی کاپی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 58 چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آنا ہے۔

نیشنل فنانس کمیٹی کی سفارشات کا بروقت ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! موصول ہونے والا جواب اس طرح سے ہے کہ ساتویں قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ پر تمام stake holder کے دستخط ہو چکے ہیں۔ کمیشن کی رپورٹ بمع وضاحتی میمورنڈم وفاقی حکومت تیار کر رہی ہے۔ جیسے ہی یہ رپورٹ صوبائی حکومت کو موصول ہو گی تو اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ یہ ابھی recent ہوا ہے تو اس میں تھوڑا ٹائم لگتا ہے

اور یہ in process ہے تو جیسے ہی صوبائی حکومت کو رپورٹ موصول ہو گی تو ہم ایوان میں پیش کر دیں گے اور اس میں قطعاً ایک دن کی بھی تاخیر نہیں ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ دستخط ہو چکے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ ساتویں قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ پر تمام stake holder کے دستخط ہو چکے ہیں۔ کمیشن کی رپورٹ بمع وضاحتی میمورنڈم وفاقی حکومت تیار کر رہی ہے۔ جیسے ہی یہ رپورٹ صوبائی حکومت کو موصول ہو گی تو اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ میں نے اس بارے میں زبانی بھی معلوم کیا ہے اور غالباً اس پر صدر صاحب کے بھی دستخط ہونے ہوتے ہیں اور یہ اس مرحلے میں ہے جونہی دستخط ہو کر وہاں سے کاپی ہمارے پاس آتی ہے تو اسے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اسے کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ dispose of کی جاتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کب تک آ جائے گی؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جونہی انہیں رپورٹ موصول ہو گی تو اسے ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔ چودھری محمد ارشد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 59 ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔

معزز اراکین: جناب سپیکر! pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کی طرف سے کوئی تحریر بھی نہیں آئی اور انہوں نے مجھے بھی نہیں کہا تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک استحقاق دو دن کے لئے pending کی تھی۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے لیکن اس وقت محترمہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے کل کے لئے pending کر دیں تاکہ وہ جواب بھی سن سکیں۔

جناب سپیکر: یہ کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے جو مجھے کہہ گئے تھے کہ اسے پانچ دن کے لئے pending کیا جائے۔اگلی تحریک سید رفیع الدین بخاری صاحب کی دو دن کے لئے pending ہوئی تھی۔جی،راناصاحب!

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! موصول ہونے والا جواب میں پڑھ دیتا ہوں اور معزز ممبر بھی دیکھ لیں کہ یہ تحریک استحقاق سیکرٹری بلدیات حسن ناصر جامی کے خلاف پیش ہوئی تھی جس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحریک استحقاق نمبر 1/2010 پیش کردہ فاضل ممبر صوبائی اسمبلی سید محمد رفیع الدین بخاری کا بغور ملاحظہ کیا ہے۔ تحریک میں بیان کردہ واقعہ کو میں اپنی یادداشت میں محفوظ نہیں پاتا۔ غالباً معزز ممبر صاحب نے اپنا تعارف نہیں کروایا یا کمرے میں موجود دیگر اصحاب سے گفتگو کو انہوں نے اپنے ساتھ منسوب کر لیا جس کے مکالمے تحریک میں درج ہیں۔ وہ میری عام بات چیت کا بھی حصہ نہیں ہیں چہ جائیکہ میں ایک معزز ممبر صوبائی اسمبلی سے اس انداز میں خطاب کروں۔ میں تہہ دل سے ایوان کے نمائندگان کی عزت کرتا ہوں اور ان کی کسی قسم کی توہین کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر نادانستہ طور پر میرا رویہ یا طرز تخاطب ممبر صاحب سے مناسب محسوس نہیں کیا گیا تو میں پورے خلوص سے ان سے معذرت خواہ ہوں۔ آگے پیر رفیع الدین صاحب سے پوچھ لیں کہ وہ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

سید رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں چار پانچ مرتبہ ان کے پاس گیا ہوں۔ میں نے 12 تاریخ کو اتنی سخت سردی میں آدھا گھنٹہ باہر کھڑے ہو کر ان کا انتظار کیا اور جب میں اندر گیا تو ان کا رویہ بالکل ہتک آمیز تھا اور غیر شائستہ انداز میں میرے ساتھ پیش آئے۔ میں نے اس تحریک میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا۔ انہوں نے مجھے جو الفاظ فرمائے وہی میں نے اس میں بیان کئے اور اس میں اپنی طرف سے میں نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے اگر محترم ممبر مطمئن نہیں ہیں تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے لیکن ایوان کی رائے بھی تو لے لیں۔

معزز اراکین: بالکل یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے حوالے کی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، علی حیدر نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جس کا نمبر 2 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

سیکرٹری سوشل ویلفیئر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! واقعہ یہ ہے کہ میں آج سے بیس دن پہلے سیکرٹری سوشل ویلفیئر مسٹر طارق فیروز کے پاس میانوالی کے دارالامان کی انچارج کے مسئلے کے بارے میں گیا۔ اس سے کہا کہ (EDO(CD اور ایک اور افسر ناجائز طور پر ہراساں کر رہے ہیں۔ اسے ناجائز طور پر تنگ نہ کیا جائے تو سیکرٹری مذکور نے مجھے کہا کہ اسے کہو کہ وہ ان افراد کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیئے اور انہیں مطمئن کرے پھر میں آپ کی بات سنوں گا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ افسران اس عورت کو ہراساں کرتے ہیں، آپ انہیں سمجھائیں لیکن انہوں نے میری بات سننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ افسران کو مطمئن کروائیں۔ اس سلسلے میں، میں اپنے افسران کے مطمئن ہونے کے بعد بات مانوں گا۔ آج بھی جب میں اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی ہال آیا تو آفیسر مذکور سے میں نے ٹیلی فون پر بات کرنے کی کوشش کی اس نے میرے ساتھ فون پر بدتمیزی کی اور اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا کہ خاتون افسر جب تک اپنے افسران کی خواہشات پوری نہیں کرے گی تب تک میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ ایم پی اے صاحبان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور آپ نے میرے خلاف جو کچھ کرنا ہے، کر لیں۔ سیکرٹری سوشل ویلفیئر طارق فیروز کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!جب میں سیکرٹری صاحب سے بات کر رہا تھاتو میرے بہت سے بھائی جن میں آجاسم شریف صاحب بھی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اوران کی غلیظ گفتگو کی آواز موبائل فون سے بھی باہر سنائی دے رہی تھی۔ عرض یہ ہے کہ میرے ضلع کے اندر ایک نہایت شریف خاتون دارالامان کی انچارج لگی ہوئی تھیں تو(EDO(CD وہاں نئے تعینات ہوئے جنہوں نے ان سے کہا کہ آپ چائے پینے کے لئے میرے پاس میرے دفتر میں تشریف لے کرآئیں میں نے آپ سے کچھ معاملات طے کرنے ہیں۔اس عورت نے کہا میں شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں میں آپ کے پاس چائے پینے نہیں آسکتی۔ پھر اس EDO نے کہا کہ پھر آپ suspend ہیں۔اس خاتون نے کہا کہ میں Provincial Government کے نیچے آتی ہوں آپ مجھے suspend نہیں کر سکتے۔ اتنی دیر میں وہاں کی بچیاں سڑکوں پر آگئیں،انہوں نے جلوس نکالنا شروع کر دیااور وہاں کی پریس اکٹھی ہو گئی۔ سیکرٹری صاحب نے فوراً مداخلت کی اور اس خاتون کو اپنے پاس بلایا۔ چونکہ سیکرٹری صاحب وہاں کے افسران کے دوست ہیں اس دارالامان کے انچارج کو اپنے پاس بلا کر کہتے ہیں کہ آپ EDO کے پاس جائیں، جاکر ان کے ساتھ چائے پئیں اور اپنے معاملات طے کریں۔اس کے بعد ہم آپ کی وہیں posting کر دیں گے ورنہ اتنی دیر تک اپنے آپ کو suspend سمجھیں۔اس خاتون نے انکار کیاتو اسے یہ سزادی گئی کہ اس کو چند دن پہلے لیہ post کر دیا گیااور اسے پیغام بھجوایا گیا کہ آپ جاکر اس افسر کو خوش کریں۔

جناب سپیکر!میں نے آج سیکرٹری سے یہی کہا کہ طارق فیروز صاحب!آپ سیکرٹری سوشل ویلفیئر ہیں۔آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، میں وہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا جو انہوں نے کئے وہ اس شخص کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے ملک کی،اس صوبے کی بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کا مسئلہ ہے۔اس طرح کے [***] سیکرٹری جو [***] ہیں وہ اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر ہماری بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کی عزتوں کے اس طرح سے سودے کریں کہ اگر کوئی جاکر انہیں مطمئن نہیں کر سکتا تو اسے transfer کر دیا جائے۔اگر کوئی خاتون [***] سے انکار کرے تو اسے لیہ post کر دیا جائے۔

معزز اراکین: شیم، شیم، شیم۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!آپ فوراًاس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور اس کی انکوائری بھی کروائی جائے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس طرح کے [***]لوگوں کے خلاف فوراًایکشن لے کیونکہ یہ اس صوبے کی بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کا مسئلہ ہے۔ ہم اس سیکرٹری کے خلاف سڑکوں پر نکلیں گے،اس کا گھیراؤ کریں گے اور اس افسر کا بھی گھراؤ کریں گے جو ہمارے ضلع کی بیٹیوں اور ماؤں کے بارے میں یہ سوچتے ہیں کہ وہ جاکر ان کے بستر گرم کریں۔

معزز اراکین اسمبلی: شیم، شیم، شیم۔۔۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ابھی جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے انہوں نے ایک مسئلے کی نشاندہی کی لیکن وہ کسی conclusion پر کسی مناسب انکوائری کے بغیر ہی پہنچ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی نامناسب بات ہے۔ کسی افسر کے بارے میں بلکہ کسی عام شخص کے بارے میں بھی بغیر کسی تحقیق کے اسے [***] کہنا اور اس نتیجے پر پہنچ جانا کہ [***] ہو گئی ہے، میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور اس کی مذمت کرتا ہوں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ہمارے ایم پی اے صاحبان پر بھی یہ بڑی reflection ہے۔آپ اس کی انکوائری کا حکم دیں اس کے بعد اگر کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات کرنے کی گنجائش ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک کسی کے بارے میں آپ کے پاس مکمل ثبوت نہ ہوں کہ یہ شخص [***] ہے تو کسی کو [***] کہنا مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ باقی معاملے کو دیکھ لیتے ہیں۔ جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ اس کو آپ نے آج out of turn take up کیا ہے اور اس کی کاپی بھی مجھے آج ہی موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے اس میں بڑا serious allegation لگایا ہے اس لئے یہ مناسب رہے گا کہ اس طرف سے کم از کم اس کا جواب آنا چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR SPEAKER: None should be condemned unheard.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی بالکل، اس کے بعد جو فیصلہ ہوگا اور آپ جو فرمائیں گے۔۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کے لئے آپ کم از کم دو دن دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
ٹی وی چینلز پر وزیر قانون کی عمارت کے متعلق نشر ہونے والی خبر کی وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاید میرے اندر یہ کمی ہے کہ میں زور سے بات نہیں کر سکتا اور شور نہیں مچا سکتا، آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ایک بہت اہم issue ہے کہ کل سے ہمارے various TV channels ہمارے وزیر قانون صاحب کی کسی عمارت کے بارے میں بار بار رپورٹ telecast کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بجائے اس پر شور شرابا کیا جائے اور کوئی بدتمیزی کی زبان استعمال کی جائے بہتر ہے کہ اگر ہم وزیر قانون کو کہیں کہ اس پر وہ اپنا مؤقف بیان کر دیں تاکہ ہمیں سمجھ آ جائے اور بات کا پتا لگ جائے۔ بجائے اس کے کہ اس پر کوئی شور مچائے، پریس والے اس بات کو اچھالیں جب مؤقف سامنے آ جائے گا تو۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے کہا کہ میں اس کی وضاحت کر دوں۔ یہ معاملہ جو ہے ایک خالد عبدالرحمٰن صاحب آرکیٹیکٹ ہیں، وہ اس وقت "پلازہ بچاؤ تحریک" کے بانی بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس تحریک کے نام پر تقریباً کوئی آٹھ دس کروڑ روپے لوگوں سے اکٹھا کیا ہے۔ ہمارے پاس اس بات کے ثبوت ہیں کہ

انہوں نے وکیلوں کی فیسوں کی مد میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی ادائیگی کی ہے۔یعنی اس آدمی نے اس طرح سے لاہور شہر میں black mailing شروع کی ہوئی ہے۔اس کے خلاف جو بھی کارروائی ہو گی وہ ایک علیٰحدہ ہے لیکن اس نے ایک چینل کے ساتھ اور جو اس چینل کے مالک کے ساتھ ان کے ذاتی مراسم ہیں ان کے ساتھ مل کر انہوں نے یہ رپورٹ کل ایک مرتبہ چلائی۔جب وہ رپورٹ چلی تو میں نے اسی وقت اس کا جواب دیا اور میں اس چینل پر on line آیا۔میں نے انہیں کہا کہ یہ آپ جو پلازہ، پلازہ فرما رہے ہیں آپ کو یہ نہیں معلوم کہ وہ ٹوٹل جگہ 6 مرلے ہے۔اس بلڈنگ کے ایک portion میں میری رہائش ہے اور میرا چیمبر بھی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اس کا نقشہ 2000 میں جب کہ ہم زیر عتاب تھے، جیلوں اور حوالاتوں میں تھے اس وقت پاس ہوا تھا۔انہوں نے کہا کہ نہیں، وہ residential ہے اور اس میں commercial activities ہو رہی ہیں۔میں نے کہا کہ آپ جا کر وہاں دیکھ سکتے ہیں وہاں پر کوئی دکان نہیں ہے، کوئی سٹور نہیں ہے اور کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔پھر انہوں نے کل اس رپورٹ کو بند کر دیا اور آج اس رپورٹ کو دوبارہ، یعنی اس سے بھی ان کی mala fide اور بدنیتی ثابت ہوتی ہے۔انہوں نے ایک رپورٹ دس پندرہ دن کی کوشش سے تیار کی اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ پیرا 4 میں یہ لکھا ہے، 3 میں یہ لکھا ہے، 2 میں یہ لکھا ہے اور سارا کچھ کہا ہے۔اس کے بعد میں نے ان کو جواب دے دیا۔آج پھر دوبارہ وہ اس رپورٹ کو لے کر آئے، آج دوپہر کے وقت میں نے ان کو بھرپور اور سیر حاصل جواب دیا۔میں نے ان سے کہا کہ جو اس وقت لاہور میں پلازے demolish کرنے کی مہم چل رہی ہے وہ ان بلڈنگوں سے متعلق ہے جن کے نام کیانی کمیشن رپورٹ میں ہیں۔724 عمارتیں ایل ڈی اے کے علاقے میں ہیں اور 474 عمارتیں سٹی ڈسٹرکٹ کے علاقے میں ہیں۔ان buildings 1198 میں اس بلڈنگ کا نام نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ان buildings 1198 میں بھی صرف 20 بلڈنگ کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔باقی بلڈنگ سے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی ریٹائرڈ جسٹس رضا صاحب کی سربراہی میں بنائی ہے کہ وہ کیانی کمیشن رپورٹ میں درج بلڈنگ کا نئے سرے سے جائزہ لے لیں۔پھر میں نے آخری بات اسے یہ بھی بتائی کہ اگر پلازہ مافیا کے ساتھ ساز باز کر کے آپ اس بات کو اس طرح سے پیش کرنے جا رہے ہیں کہ آپ موجودہ حکومت اور میاں شہباز شریف کی rule of law سے commitment پر حرف لانا چاہتے ہیں تو پھر یہ بات on record رکھ لیں کہ میاں شہباز شریف

کی rule of law سے جو commitment ہے اس پر میں اس قسم کی ایک ہزار بلڈنگیں قربان کر سکتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بس لغاری صاحب!اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جب بات ہو رہی ہے تو براہ مہربانی اس کو clarify ہونے دیں اس طرح سے جب آپ bulldoze کریں گے تو ہمارے ساتھیوں کے ذہنوں میں کئی باتیں آئیں گی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے جو بات کی ہے اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سے آگے follow up بات بھی ہے۔ جو اخبار میں اور چینل پر آیا ہے میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ بقول ان خبروں کے کہ نقشے سے جو منظور ہے اس سے زیادہ وہاں پر construction ہوئی ہے، وہاں پر دو منزلوں کی بجائے تین منزلیں بنی ہیں، وہاں پر کوئی 5 فٹ کی boundary چھوڑنی تھی اور کوئی open space بھی چھوڑنی تھی، میں رانا صاحب کے جذبے کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ law implement کرنے کے لئے اگر ان کو اپنی buildings گرانا پڑے یا قربانی دینی پڑے گی تو وہ ضرور دیں گے لیکن اگر یہ ساری باتیں صاف ہو جائیں گی تو کوئی بھی ہمارے لاء منسٹر صاحب پر انگلی نہیں اٹھائے گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ نہیں اٹھائے گا اور ایسا موقع بھی نہیں آئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!مجھے انتہائی افسوس ہے کہ لغاری صاحب جیسے senior and seasoned آدمی نے میری بات کو clear کرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ اس بات کو ایک personal level پر اٹھانے کی کوشش کی ہے اور میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ اللہ کے فضل سے ہر چیز قانون اور قاعدہ کے مطابق ہے اور اس کا منظور شدہ نقشہ میرے پاس ہے، باقی بات یہ رہی کہ اگر اس طرح سے personal scoring کی گئی تو کس کے دادا نے کس کے وڈکے نے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، راناصاحب!اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): کس کے وڈکے نے کس طرح سے جاگیریں لیں اور کون کون یہاں پر ناجائز ٹرانسپورٹ چلا رہا ہے پھر یہ ساری باتیں آئیں گی۔آپ اس بات میں نہ پڑیں اور ان باتوں پر نہ جائیں ورنہ پھر آپ کے لئے مشکل ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب!میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا،آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پھر راناصاحب بدتمیزی والی بات کر رہے ہیں اور آپ انہیں بولنے دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کسی بات کی اجازت نہیں دی اور آپ کو بھی نہیں دوں گا،آپ تشریف رکھیں۔یہ تحریک التوائے کار۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!کیا ہمیں بولنے کی اجازت نہیں ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، لغاری صاحب!آپ کو میں نے floor دیا،آپ نے بات کی اور اس کا انہوں نے جواب دیا اس کے بعد میں آپ کو اور ان کو بھی اس قسم کی باتیں کرنے کے لئے allow نہیں کرتا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!وہ باپ دادا والی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، باپ دادا کی بات کے آگے تو انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جو باپ دادا کے متعلق کہا، تو کیا وہ باتیں مہذب ہیں اور وہ تہذیب کے دائرے میں ہیں؟میں نے تو ان سے یہ پوچھا ہے کہ کیا وہ یہ commitment کر رہے ہیں کہ وہ بالکل قانون کے مطابق ہے انہیں صرف یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ہاں! یہ بالکل میری عمارت قانون کے مطابق ہے اور اس چیز کی میں assurance دیتا ہوں تو بات ختم ہو جاتی۔یہ ذاتی attack کرنا کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!انہوں نے غیر شائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کوئی غیر شائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو اس کا منصف بناتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا کہہ دیا ہے؟

جناب سپیکر: غیر شائستہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں ہو سکتے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے غیر شائستہ الفاظ استعمال کرنے پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے حق کو میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ کوئی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس نے بدتمیزی کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ میں نے ساری بات withdraw کر دی ہے اور اب اس بات کو آپ چھوڑیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب زعیم حسین قادری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں سب سے پہلے اس لاء منسٹر صاحب کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو چھ مرلے میں رہتا ہے۔یہ بہت بڑا credit ہے، چھ مرلے میں رہنے والا لاء منسٹر کس طرح بدعنوانی کر سکتا ہے اور جو بات ہوئی ہے میرے خیال میں اس کا جواب درجواب اس ہاؤس کے شایان شان نہیں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

رانا محمد ارشد خان: جناب سپیکر! وہ باہر کھڑے ہیں اور باہر جاتے ہوئے کورم کی نشاندہی نہیں ہو سکتی، اس طرح ہاؤس نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ ان کا حق ہے۔گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، اب شہریار ریاض صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ راناصاحب! اس تحریک کا نمبر کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا نمبر 633 ہے

جناب سپیکر: جی، سا کا نمبر 633 ہے۔ یہ آپ نے pending کروائی تھی کافی دِنوں سے چلی آ رہی ہے۔ شہریار صاحب تو نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اگر آپ کہیں تو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: محرک نہیں ہیں تو پھر اس کو pending کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اس کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم بھٹی صاحب بھی یہاں نہیں ہیں وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس کو next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! تشریف فرما ہیں؟ ذرا مجھے ان کا پوائنٹ آف آرڈر سُننے دیں یہ بڑی دیر سے کھڑی ہیں۔ جی، آپ فرمالیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر مجھے اختصار سے یہ گزارش کرنی ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے میں جتنی ذمہ داری حزب اقتدار کی ہوتی ہے اُتنی ہی ذمہ داری حزب اختلاف کی بھی

ہوتی ہے ۔آج ایجنڈے کے مطابق pre budget debates شروع ہونی تھیں جو کہ اس ایجنڈے سے ہٹ کر بے معنی گفتگو کی نذر ہو گئیں اور یہ ایک دن کے اندر دوسری مرتبہ ہے جہاں پر اپوزیشن کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اپوزیشن ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں ذمہ داری کا ثبوت دے رہی ہے اور نہ ہی یہ کسی productive discussion کا حصہ بننا چاہتی ہے اس عمل پر جو اپوزیشن کا رویہ سامنے آیا ہے اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اور اب آپ غور کیجئے کہ یہ point out کرنے کے بعد خود باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چھوڑیں۔ وہ ان کا حق ہے آپ ان کو کس طرح منع کر سکتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: میں آپ سے یہ استدعا ضرور کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں پلیز! جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ آپ کس طرح اجلاس کی کارروائی آگے بڑھا سکتے ہیں؟

لاہور کی سبزی اور پھل منڈیوں میں زرعی اجناس لانے والوں پر ٹیکسوں کی بھرمار

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 752 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں اہم ترین سبزی اور پھل منڈیاں جن میں سبزی منڈی باغبانپورہ، کھاڑک ملتان روڈ اور بادامی باغ ہیں۔ ان منڈیوں میں لاہور کے گردونواح سے زرعی اجناس کے علاوہ پھل، سبزیاں اور دیگر سامان لے کر آتے ہیں لیکن منڈی میں داخل ہوتے ہیں ان زرعی اجناس لانے والوں کو مختلف قسم کے ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی زرعی اجناس کو انتہائی کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں پتا ہے کہ جب تک وہ ٹیکس ادا نہیں کریں گے انہیں منڈی کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے گا جس کا خمیازہ ان کو آئے دن بھگتنا پڑتا ہے دیکھنے میں یہ بھی آیا ہے کہ منڈی کے گردونواح میں لگی ہوئی ریڑھیاں جو منڈی کے اندر موجود ایجنٹوں نے لگوائی ہوئی ہیں ان پر کسی بھی قسم کا ٹیکس نہیں لیا جاتا اور انہیں کھلے عام اپنی مرضی سے پھل سبزی بیچنے کی کھلی آزادی ہے جبکہ سبزی منڈی میں لائی جانے

والی مختلف قسم کی زرعی اجناس پر بلاوجہ ٹیکس وصول کیا جارہا ہے اور ان منڈیوں میں ڈی سی او اور مجسٹریٹ حضرات چیکنگ کرتے دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی ان کے ماتحت عملہ کی جانب سے ان بے جا ٹیکس لینے والوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس سے لوگوں کو ریلیف مل سکے۔زرعی اجناس لانے والے لوگوں کو کبھی بوری کی شکل میں اور کبھی تھیلے کی شکل میں ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اور فی تھیلہ یا بوری کی قیمت -/10روپے سے -/15روپے مقرر کر رکھی ہے اور ان منڈیوں میں موجود آڑھتی اپنی من مرضی کی سبزیوں اور پھلوں کے ریٹ مقرر کر کے آگے دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔اس طرح یہی دکاندار پھر اپنی مرضی کے ریٹ لگا کر انہیں اپنے علاقوں میں مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں اور بے جا منافع کمانے کا باعث بن رہے ہیں۔اس طرح پھل اور سبزیاں غریب آدمی کی پہنچ سے دور ہوتی جارہی ہیں اور ان سبزیوں اور پھلوں کے ریٹ مقرر کرنے میں پانڈی بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جواب جو موصول ہوا ہے وہ اس طرح ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کا کام منڈیوں میں زرعی اجناس لانے والے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔منڈی میں کاشتکار کو سہولیات فراہم کرنا اور اسے اس کی جنس کا جائز معاوضہ دلانا ہوتا ہے۔جو بھی کاشت کار اپنی جنس منڈی میں لاتا ہے اسے فروخت کرنے کے لئے کمیشن ایجنٹ آڑھتی کی خدمات درکار ہوتی ہیں۔آڑھتی کاشتکار کی جنس کو نیلامی کے ذریعے فروخت کرواتا ہے اور زمیندار سے پیداواری منڈیوں کے قانون 1978 کے قاعدہ 66 کے مطابق ذیل شرح سے کمیشن وصول کرتا ہے۔گندم اور دیگر خوردنی اجناس پر 1.50 فیصد 2 پھلوں پر 2.50 فیصد،3 سبزیوں پر 3.12 فیصد اس کے علاوہ اگر کاشت کار دلال، کنڈہ، پلے دار، مال اُتروائی، تُلوائی کی خدمات حاصل کرے تو ان سب کی خدمات کا معاوضہ مل کر زرعی پیداوار کی کل قیمت کا تقریباً 1.50 فیصد بنتا ہے،ادا کرتا ہے۔ان معمولی کٹوتیوں کے علاوہ کاشتکار پر کوئی ٹیکس لاگو نہیں ہوتا۔منڈی کے گرد و نواح میں لگی ہوئی ریڑھیاں ناجائز تجاوزات ہوتی ہیں جن کو ہٹانا ضلعی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔منڈی میں سبزیوں اور پھلوں کی باقاعدہ نیلامی ہوتی ہے۔مارکیٹ کمیٹی کا عملہ نیلامی کی قیمت کو نوٹ کرتا ہے اور اس نیلامی کی بنیاد پر تھوک و پرچون نرخ نامہ مرتب کیا جاتا ہے۔اس نرخ نامہ کی تیاری میں کسی

آڑھتی، دکاندار یا پانڈی کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔اس نرخ نامہ پر عملدرآمد کروانا ضلعی انتظامیہ کا کام ہے۔ناجائز ٹیکس لینے والوں کے خلاف مارکیٹ کمیٹی کے عملہ کو جب کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو قانون کے مطابق اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ڈی سی او اور اس کے ماتحت عملہ کا منڈی میں کارروائی نہ کرنے کی وضاحت ضلعی انتظامیہ کے ذمہ ہے۔ محترمہ نے جو تحریک پیش کی ہے اس کا یہ جواب مارکیٹ کمیٹی کی طرف سے موصول ہوا ہے باقی متعلقہ ڈی سی او کو اس کی کاپی بھیجی گئی ہے اور جن چیزوں کی نشاندہی انہوں نے کی ہے ان سے کہا گیا ہے کہ اس بارے میں خصوصی طور پر توجہ دیں اور ان قباحتوں کا ازالہ کریں تاکہ کاشتکار اور دیگر لوگوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میرے خیال میں اب آپ اس بات سے مطمئن ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جو ریٹ لاء منسٹر صاحب نے بتائے ہیں۔اول تو اس شرح سے ٹیکس وصول نہیں کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ بھی ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں اور اگر یہ ذمہ داری ضلعی انتظامیہ کی ہے اور ضلعی انتظامیہ اس پر عملدرآمد نہیں کرواتی تو پھر اس پر کیسے عملدرآمد ہو گا اور کون کروائے گا؟

جناب سپیکر: جی،انہوں نے کہا کہ ڈی سی او کی ذمہ داری ہے وہ کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،آجائیں،آپ بھی آجائیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! رانا صاحب نے اس جواب میں جن ریٹس کا ذکر کیا ہے کہ آڑھتی 1.5 فیصد کے حساب سے ٹیکس لیتے ہیں۔آج کل پنجاب میں کوئی آڑھتی اتنا کم کمیشن نہیں لیتا۔محکمے نے جو figures دیئے ہیں انہوں نے وہ پڑھ کر بتا دیئے ہیں کیا عملی طور پر ایسا ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟آپ چھوڑیں،contradiction نہ کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آڑھتی جو رسیدیں دیتے ہیں ان پر اس سے زیادہ چارج کیا ہوتا ہے یہ آڑھتیوں کا بھی اور صارفین کا بھی استحصال کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت اس فرسودہ نظام کو بدلنے کے سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی،اس کوتبدیل کرنے کے لئے آپ تجاویزدیں یاکچھ لکھ کر دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری انتی سی گزارش ہے کہ محکمہ طریق کار کے حساب سے جواب دیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن اس تحریک کو press نہیں کرتے۔اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں میں شاملات دیہہ کی اراضی محکمہ کی ملی بھگت سے اونے پونے داموں فروخت کو روکنے کا مطالبہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں کھیوٹ نمبر1017 اور کھتونی نمبر2765تا10/2906 کے تحت کل رقبہ 2423 کنال 1 مرلہ رجسٹر حقداران زمین سال 20-1919 کے تحت خانہ ملکیت میں شاملات دیہہ چراگاہ کا اندراج ہے مگر اس کا status تبدیل کر کے اسے آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا گیا ہے۔اس کی بندر بانٹ شروع کر دی گئی اور اونے پونے داموں مختلف لوگوں کو یہ زمین محکمہ مال کے پٹواری، تحصیل دار، ڈی۔ڈی۔او(آر)، ڈی او(آر) اور ای ڈی او(آر) گجرات کی ملی بھگت سے الاٹمنٹ شروع کر دی گئی ہے۔اس خلاف ضابطہ الاٹمنٹ پر اہلیان دیہہ ڈنگہ نے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب کو درخواست دی اور انہوں نے اس خلاف ضابطہ زمین کی الاٹمنٹ کینسل کرنے کا حکم صادر فرمایا جس کی تعمیل میں ای۔ڈی۔او(آر) گجرات نے 12/10/09 کو خلاف ضابطہ الاٹ کردہ زمین کی الاٹمنٹ کینسل کر دی۔ بعد ازاں آرڈر نمبر1176 مورخہ 22/10/09 کو کسی پریشر اور مالی لالچ میں آکر اسی آفیسر نے اپنے آرڈر واپس لے لئے اور جو غیر قانونی زمین الاٹ کی گئی تھی اس کی الاٹمنٹ بحال کر دی جبکہ یہ زمین مین روڈ پر واقع ہے اس کی مارکیٹ ویلیو ایک لاکھ روپے فی مرلہ سے بھی زیادہ ہے۔یہ اربوں کی زمین ہے جس کی اونے پونے داموں الاٹمنٹ شروع کر دی گئی جس کی وجہ سے نہ صرف میرے حلقہ بلکہ پورے صوبہ کی عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو آپ pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: کب تک کے لئے pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کم از کم دو دن کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے ہفتے پر لے جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب کی جو تحریک ہے جواب تو اس کا بھی موصول نہیں ہوا لیکن اگر وہ پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ دیں۔ next day پھر اس کو take up کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا!وزیر قانون صاحب جو کچھ فرما رہے وہ بالکل ٹھیک ہے میں ان سے agree کرتا ہوں۔ میری ایک تحریک 774 ہے اس کا جواب ان کے پاس آگیا ہوگا لیکن مجھے آپ کی اجازت چاہئے کیونکہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 13/2010 ہے۔ اس کو میں صرف پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کون سی ہے؟

شیخ علاؤالدین: اس کا نمبر ہے 13/2010۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 774 اگلے ہفتہ پر جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جیسے وزیر قانون صاحب کہتے ہیں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے اپنی تحریک صرف پڑھ لینے دیں اس میں خواتین کی employment کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا نمبر بولیں، کون سی ہے؟

شیخ علاؤالدین: اس کا نمبر 13/2010 ہے۔

جناب سپیکر: یہ پھر out of turn کیسے ہو جائے گی؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ میں 774 کا substitute لے رہا ہوں اور یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میں اس کا جواب بھی نہیں مانگ رہا کیونکہ جو کچھ وزیر قانون نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اسے صرف پڑھ لینے دیں کیونکہ اس پر ایوان کی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایسی تمام خواتین جن کی کسی بھی مجبوری، خاندانی مسائل، ذات پات کے معاملات یا جہیز کی لعنت کی بناء پر شادی نہ ہو سکی ایسی ہی خواتین کے لئے شاید محترم ساغر صدیقی نے کہا تھا:

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

ایک اندازے کے مطابق ہمارے معاشرے میں ایسی خواتین کا تناسب 17 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ وہ خاندان جو دیہاتوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کر گئے اور ان کا برادری اور رشتہ داروں میں مالی، علمی اور معاشرتی عدم توازن پیدا ہو گیا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے غیر شادی شدہ خواتین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ 30 سال یا اس سے اوپر کی خواتین کو عموماً ہمارے معاشرے میں marriageable pool سے ہی باہر نکال دیا جاتا ہے جو بڑی زیادتی ہے۔ ایسی غیر شادی شدہ خواتین تمام زندگی بیواؤں سے بھی زیادہ بدتر زندگی گزارتی ہیں کیونکہ بیواؤں کے لئے تو مرحوم شوہر کی املاک اور اکثر اوقات اولاد سہارا بن جاتی ہے جبکہ ہمارے آج کے معاشرے میں بھی بیواؤں کو کچھ نہ کچھ احترام بھی میسر ہے لیکن دوسری طرف غیر شادی شدہ خواتین ماں باپ کے انتقال، بہن بھائیوں کی دوری یا عدم توجہی کی وجہ سے زندگی ایک عذاب کی طرح گزارتی ہیں اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی خواتین کے جنازے میں بھی مشکل سے چند لوگ ہی ہوتے ہیں۔ حکومتی ادارے بیوگان کے لئے نوکریوں وغیرہ میں کچھ نہ کچھ حصہ دیتے ہیں لیکن غیر شادی شدہ خواتین کو کوئی کوٹا نہیں ملتا۔ ایسی تمام غیر شادی شدہ خواتین کے معاملات کو باریک بینی سے دیکھنے اور

حل کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ جس کے لئے اس معزز ایوان کے ہر رکن کو ایسی خواتین کی بہتری کے لئے بحث میں حصہ لے کر تجاویز دینی چاہئیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب! میں اس میں چھوٹی سی short statement دوں گا۔

جناب سپیکر: اس میں short statement ہوتی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: میں آپ کی رولنگ کو چیلنج نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ بے شک میری رولنگ کو چیلنج کر دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب!

جناب سپیکر: اس میں short statement نہیں ہوتی۔

شیخ علاؤالدین: ویسے آپ کہتے ہیں تو میں۔۔

جناب سپیکر: اس میں short statement نہیں ہوتی حضرت۔

شیخ علاؤالدین: میں صرف یہ کہوں گا کہ آپ کا اور میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو، میں اپنا تجربہ کہہ دیتا ہوں کیونکہ آپ کی مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ آپ کا نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی خاتون کو نرس کی نوکری مل جائے، لیڈی کانسٹیبل بن جائے تو اس کی شادی ہو جاتی ہے۔ میری صرف گزارش اس میں یہ ہے کہ اس کی جو age limit ہے اس کو اس طریقہ سے بڑھایا جائے کہ یہ عورتیں جو ہیں معاشرے میں main streamline میں آ جائیں کیونکہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! بتائیں اس کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا تو اس کو بھی آپ pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی شیخ صاحب نے بات کی ہے کہ خواتین کی عمریں بڑھادیں تو میں بڑا ممنون ہوں گا۔ میری گزارش ہے کہ خواتین تو خود اپنی عمر بڑھانے سے گھبراتی ہیں لیکن شیخ صاحب ہمیشہ خواتین کے خلاف بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسی بات مت کریں۔ سب بہنوں بیٹیوں والے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔ جناب والا!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ credit بھی مجھے دیا جائے کہ میں ان کی بات کا جواب نہیں دے رہا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم سرکاری کارروائی کی طرف چلتے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں پھر بولیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی توجہ کل کنٹونمنٹ بورڈ میں ہونے والے ایک اندوہناک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker! Please give me attention

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: اس واقعہ کے بعد جب وزیر اعلیٰ صاحب وہاں تشریف لے گئے اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب بھی افسوس کے لئے اس بچی کے گھر والوں کے پاس گئے تو اس سے مجھے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کی طرف سے ایک بڑا serious concern نظر آیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ اس پر ایک بل لایا جائے گا اور ہاؤس کی طرف سے اس پر قانون سازی کر کے گھروں میں کام کرنے والے بچوں کی کم سے کم عمر کا تعین کیا جائے گا۔ لہذا میں اس ہاؤس کی وساطت

سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ جلد از جلد یہ Fundamental Rights Bill لایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات اپنی پارٹی میٹنگ میں کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں یہ بات اس ہاؤس میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب یہ معاملہ ہاؤس میں آئے گا تو اس وقت بحث کر لینا۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی بھی کوئی ذمہ داری ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جب کوئی چیز ہاؤس میں آئے گی تب اس کی ذمہ داری بنتی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: میں لاء منسٹر سے درخواست کروں گا کہ یہ بل ہاؤس میں لایا جائے اور اس میں کم از کم 15 سال عمر متعین کی جائے اور اس سے کم عمر کے بچوں کو گھروں میں کام کرنے سے روکا جائے۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ 11-2010 کے لئے اراکین اسمبلی سے پیشگی بجٹ کی تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔ آج کے ایجنڈے پر سالانہ بجٹ 11-2010 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ فرمائیں گے۔ اس کے بعد جو اراکین بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان میں سے چار پانچ نام میرے پاس آئے ہیں باقی اراکین بھی اپنے نام بھیج دیں۔ ہم نے اس کے لئے ماسوائے منگل کے چار دن مقرر کئے ہیں چونکہ منگل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے۔ لہذا میں پھر معزز ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ جو جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اور تاریخ بتا دیں اور یہ first come first serve کے لحاظ سے ہو گا اس میں کسی کو کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! pre budget discussion کی مثبت روایت موجودہ حکومت نے شروع کی ہے۔ پچھلے سال پہلی دفعہ pre budget discussion

ہوئی اور اس میں زیادہ تر ممبران نے مثبت حصہ لیا اور اپنی آرا دیں- Pro-poor and social sector پر ان کی جتنی بھی تجاویز تھیں ان تمام پر ڈیپارٹمنٹ نے غور کیا اور وسائل کے مطابق جتنی practical تجاویز تھیں انہیں بجٹ میں شامل کیا گیا-اس سال بھی اس روایت کو قائم رکھتے ہوئے اور اسے آگے بڑھاتے ہوئے اس بحث میں جو ممبران حصہ لیں گے انشاء اللہ ہم ان کی تجاویز کو آئندہ بجٹ میں incorporate کریں گے اور جو تجاویز پچھلی دفعہ incorporate نہیں ہو سکیں، ہم وہ اس دفعہ بجٹ میں شامل کریں گے-

جناب سپیکر! میں اس موقع پر این ایف سی ایوارڈ کا ذکر کرنا چاہوں گا اور ساتویں این ایف سی ایوارڈ پر ہاؤس اور صوبہ پنجاب کی عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں- یہ ایوارڈ عوام اور جمہوریت کی فتح ہے-یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جب سیاسی قوتیں یکسوئی اور افہام و تفہیم سے کوئی بھی معاملہ حل کرنا چاہیں تو وہ کسی بھی رکاوٹ کو دور کر کے مسئلے کا حل نکال سکتی ہیں-موجودہ این ایف سی ایوارڈ پہلے ایوارڈ سے کافی مختلف ہے اور ہم اس دفعہ multi criteria میں چلے گئے پہلے population based ایک single criterion ہوا کرتا تھا جو کہ سوائے پاکستان کے کسی اور ملک میں نہیں ہے لیکن اس دفعہ ہم نے مضبوط بنیادوں پر آئندہ آنے والے این ایف سی ایوارڈ کی بنیاد رکھی اور ہم نے اس میں آبادی کے علاوہ تین criteria شامل کئے، poverty کو ایک criterion بنایا گیا یہ سرحد حکومت اور سرحد کی عوام کا مطالبہ تھا اس کے علاوہ revenue جو کہ سندھ کا ایک دیرینہ مطالبہ رہا اسے بھی شامل کیا گیا، اس کے علاوہ بلوچستان جس کی ہمیشہ area based demand رہی کہ ہمارا ایریا زیادہ ہے اور آبادی کم ہے اس کے لئے IPTs کو شامل کیا گیا-اس طرح اس multi criteria سے پورے پاکستان کی عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی گئی-ہمیشہ پنجاب کے متعلق یہ کہا جاتا تھا اور دوسرے صوبوں کی عوام یہ محسوس کرتے تھے کہ پنجاب ہماری حق تلفی کر گیا اور ہمارا حق مار گیا چونکہ اس کی آبادی زیادہ ہے اس لئے ہمارے وسائل پنجاب کی طرف divert کر دیئے جاتے ہیں لیکن اس این ایف سی کے بعد ہمارے بہن بھائی ایم پی ایز جس صوبے میں بھی جائیں گے تو وہ یہ محسوس کریں گے کہ ان صوبوں کی عوام کے جو تحفظات تھے وہ آج نہیں ہیں اور سب کی آج پنجاب کے بارے میں ایک مثبت سوچ ہے-

جناب سپیکر! میں این ایف سی ایوارڈ پر سارے صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں انھوں نے ایک pivotal role ادا کیا ہے اور

تمام وزرائے اعلیٰ میں اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کی اور اتفاق رائے پیدا ہوا۔صوبوں میں وسائل کی تقسیم کو بڑی ہم آہنگی اور خوش آئند طریقے سے بروئے کار لایا گیا اور کامیابی سے طے پایا۔ میں این ایف سی کے چیئرمین / وفاقی وزیر خزانہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وفاق نے اپنی جیب کاٹ کر صوبوں کو زیادہ وسائل دیئے۔اس سے پہلے صوبوں کو 48 فیصد وسائل دیئے جاتے تھے لیکن اب وہ 57.5 فیصد ہیں۔یہ پہلے سے کافی زیادہ بڑھے۔صوبہ پنجاب کو بھی اگلے سال سے پہلے سے 57۔ارب روپیہ زیادہ ملے گا۔یہ 57۔ارب روپیہ وزیر اعلیٰ اور اس ایوان کی guideline کے مطابق ترقیاتی منصوبوں میں استعمال کیا جائے گا اور کسی بھی current expenditure پر خرچ نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے این ایف سی کے ساتھ ساتھ Net Hydal Profit کا مسئلہ حل کرایا ہے۔1996 کے بعد صوبہ پنجاب کو Net Hydal profit نہیں مل رہا تھا جو کہ ہمارے صوبے کا ایک آئینی حق تھا۔آئین کے مطابق Net Hydal Profit تمام صوبوں کا حق ہے لیکن پنجاب کو اس سے محروم رکھا گیا۔اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے اپنا آئینی حق واپس لیا ہے اور اب طے پا گیا ہے کہ اس آئینی Net Hydal Profit میں سے 28۔ارب روپے صوبہ پنجاب کو اگلے چار سالوں میں ملیں گے۔ہمیں 5۔ارب روپے موصول ہو گئے ہیں۔یہ ہمارے صوبہ پنجاب کی ایک اور کامیابی ہے کہ ہم نے اپنا آئینی حق واپس لیا ہے۔

جناب سپیکر! پورا ہاؤس جانتا ہے کہ world economic recession چل رہی ہے لیکن اس recession کے باوجود حکومت پنجاب نے کوشش کی ہے کہ economic activities کم نہ ہوں۔ہم نے اپنے ترقیاتی بجٹ کو کم نہیں کیا بلکہ ترقیاتی بجٹ کی activities کو بڑھایا ہے تاکہ معاشی سرگرمیوں میں کمی نہ آئے اور غریبوں کے لئے جتنا بھی social sector میں پیسا ہے وہ صحیح طریقے سے ان تک پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے اور دہشت گردی کا سامنا کرنے کے لئے ہم نے funds اس طرف divert کئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نے ایک Monitoring Committee بنائی ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر خزانہ یعنی مجھے یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہمارے جتنے بھی non-development expenditures ہیں ان کو کم کیا جائے۔مثلاً نئی گاڑیوں کی خرید وفروخت بند کر دی گئی ہے اس کے علاوہ سامان تعیش پر پابندی لگا دی

گئی ہے۔ہماری حتی الامکان کوشش ہے کہ ترقیاتی کاموں میں کمی نہ ہونے پائے بلکہ ہم اپنے current expenditures کو کم سے کم کریں۔

جناب سپیکر!اس سال ہمارے revenues میں پچھلے سال کے مقابلے میں 17 فیصد اضافہ ہوا ہے۔حکومت کی طرف سے resources mobilization کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے کہ حکومت کے وسائل کس طریقے سے بڑھائے جائیں۔ایک طرف تو ہمیں این۔ایف۔سی ایوارڈ کی وجہ سے پہلے کی نسبت زیادہ وسائل ملیں گے دوسری طرف وہ taxes جو کہ ہم نے خود collect کرنے ہوتے ہیں ان کی collection کو مؤثر بنانے کے لئے بھی یہ کمیٹی کام کر رہی ہے۔ہماری کوشش ہے کہ collection system کو بہتر کیا جائے اور اپنے resources کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر!جب ہم Annual Development Programme بناتے ہیں تو اس میں ان بنیادی اصولوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے کہ جامع ترقی ہو،غربت میں کمی لائی جائے اور سماجی شعبہ جات کو ترجیح دی جائے جن میں تعلیم،صحت،پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے علاوہ بہت سے دوسرے منصوبے بھی شامل ہیں۔اسی طرح infrastructure کو بہتر بنانے کے لئے اور موجودہ infrastructure کو بہتر کرنے اور اس کی بحالی کے لئے بھی کام کیا جاتا ہے۔صنعتی اور زرعی شعبے کی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے۔اس دفعہ ہماری پنجاب حکومت کی کوشش ہے کہ public and private sector کو ساتھ ملائیں اور مل کر ایسے projects تیار کریں جو کہ عوام اور حکومت کے لئے بہتر ہوں۔

جناب سپیکر!آئندہ بجٹ کے حوالے سے ابھی جو بحث ہو گی،میں اس بارے میں چند گزارشات کروں گا یا guidelines دوں گا اور گزارش کروں گا کہ ہمارے معزز ممبران اپنی تجاویز میں ان کو ضرور شامل کریں۔پہلی گزارش یہ ہے کہ صوبہ کے وسائل میں اضافہ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟خرچ کرنا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن صوبے کے وسائل کیسے بڑھائے جائیں،اگر وسائل بڑھیں گے،پیسا زیادہ آئے گا تو ہم زیادہ رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ کر سکیں گے۔دوسرا صوبے کے غیر ترقیاتی اخراجات میں کس طرح سے کمی لائی جا سکتی ہے۔تیسرا صوبے کے ترقیاتی کاموں کو کس طرح زیادہ سے زیادہ فلاحی اور pro-poor بنایا جائے؟چوتھا point یہ ہے کہ صوبے میں معاشی خوشحالی کی رفتار کو کس طرح سے تیز کیا جا سکتا ہے؟

میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی پیش کردہ تجاویز کو قلمبند کرنے کے لئے متعلقہ محکموں کو ہدایات دی جا چکی ہیں۔میں امید کرتا ہوں کہ فاضل ممبران pre-budget discussion میں بھرپور حصہ لیں گے اور اپنی مفید تجاویز دیں گے۔ہم ان کی تجاویز کو بجٹ 2010-11 میں شامل کریں گے تاکہ آنے والا بجٹ ایک متوازن اور عوامی بجٹ بنایا جا سکے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: Very good میں چاہتا تھا کہ قائد حزب اختلاف کو تقریر کرنے کے لئے سب سے پہلے وقت دیا جائے لیکن وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ نے بڑی سیر حاصل اور guiding opening statement دی ہے۔جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ اس مرتبہ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کی زیر صدارت دو تین باتیں طے ہوئی تھیں۔وہاں پر یہ طے پایا تھا کہ وقفہ سوالات، تحاریک التوائے کار، تحاریک استحقاق اور عام بحث کے دوران کورم point out نہیں کیا جائے گا۔دوسرا یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ اس معزز ہاؤس کے تمام ممبران، جس میں اپوزیشن بھی شامل تھی، سب کا یہ ایک بہت ہی دیرینہ مطالبہ تھا کہ اس مرتبہ بجٹ پر پہلے بحث کی جائے تاکہ حکومت کو guidance مل سکے اور معزز ممبران کی آراء سامنے آ سکیں۔یہ ہفتہ یعنی آج سے onward چار دن باقاعدہ قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھ دو مزید معزز ممبران تشریف فرما تھے جن کی مرضی، مشورے اور اجازت سے مقرر ہوئے تھے لیکن انتہائی باعث افسوس ہے، آج انہیں معلوم تھا کہ pre-budget discussion ہونی ہے۔انہوں نے آتے ہی پہلے تو وقفہ سوالات میں کورم point out کیا۔اس کے بعد انہوں نے walkout کیا اور walkout کے لئے باہر بھاگتے بھاگتے پھر دروازے سے اندر آ گئے اور اپنا walkout خود ہی ختم کر کے واپس اپنی سیٹ پر آ کر انہوں نے کورم point out کر دیا اور اس کے بعد جب کورم پورا ہو گیا تو پھر اب ان کے پاس اس راہ فرار کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں تھی۔انہیں چاہئے تھا کہ آج وہ باتیں کرتے جو ان کا لیڈر اکثر کرتا ہے۔وہ وزیر اعلیٰ کم اور چیف پراپرٹی ڈیلر زیادہ رہا ہے۔وہ ہر تیسرے دن بیٹھ کر کوئی نہ کوئی document لے کر جھوٹ بولتا ہے اور غلط قسم کی الزام تراشی کرتا ہے۔آج اپوزیشن کے ساتھی یہاں پر آتے اور اپنے اس لیڈر کے غلط موقف کو ایوان کے سامنے رکھتے اور ہم سے اس کا جواب لیتے۔آج چونکہ ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا اس لئے انھوں نے راہ فرار اختیار کی ہے۔میں سمجھتا ہوں

کہ یہ اپوزیشن کا انتہائی قابل مذمت رویہ ہے۔آپ نے ہمیشہ ان کے ساتھ بہت ہی اچھااور بہتری کا سلوک کیاہےاور میں سمجھتاہوں کہ آپ کے منصب کاتقاضابھی یہی ہے لیکن وہ معاملات جن پر بات کرنانہ صرف ان کا حق ہے بلکہ اس صوبے کے عوام کی طرف سے ان کے اوپر فرض ہے۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ قبضہ مافیا کے لئے توآپ پریس کانفرنس کرتے پھریں،قبضہ مافیاکے لئے توآپ ہر قسم کی بات کرتے پھریں،پلازامافیا کے لئے توآپ کومروڑاٹھیں اورجب آپ کو صوبے کے لوگوں کی بھلائی کے لئے بات کرنے کی دعوت دی جائے تو اس وقت آپ یہ رویہ اختیار کریں اور راہ فرار اختیار کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ کواس بات کانوٹس لینا چاہئے اورآئندہ جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو،بلکہ کل ہی آپ اس کی میٹنگ کورکھیں اوران سے اس بات کا جواب لیں کہ جب یہ دن آپ کے مشورے سے طے ہوئے ہیں تو پھرآپ نےwalkoutکیوں کیا؟حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ میں یہ چاہتا تھاکہ اس ہفتےمیں ہم قانون سازی کریں لیکن جب انھوں نے کہاکہ نہیں ہم نے اسی ہفتےمیںpre-budget discussionکرنی ہے توپھر ہم اس بات پرمان گئے۔وزیر خزانہ صاحب کی ایک اپنیcommitmentتھی،یہ انہی دنوں میں اسلام آباد جاناچاہتے تھے لیکن ہم نے آپ کے حکم پران کے مطالبے کو تسلیم کیالیکن ان کارویہ آج آپ کے سامنے ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:میرا خیال ہے کہ نجف عباس سیال صاحب اس بارے میں کچھ بتاسکیں گے کہ وہ کیوں موجود نہیں ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!ان کوfineکیاجائے۔

جناب سپیکر:مجھےfineکرنے کی ضرورت نہیں ہے۔جرمانہ وہ لوگ کریں گے جن انتخابی حلقوں سے یہ تشریف لائے ہیں۔مجھے ان کوfineکرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال:جناب سپیکر!میرا ایک اپنا ذہن ہے کہ جب کوئی معزز ممبر ہاؤس میں کھڑا ہو کر اپنی بات کا جواب دیتا ہےاوراپنے facts & figures کوbriefکرتا ہے تو ہمیں یہ مان لیناچاہئے کہ وہ حقائق پر بات کر رہاہے۔جب رانا صاحب نے بات کی توانہوں نے اپناسارا مؤقف بیان کیاہے۔تو میرے جو ساتھیwalkoutکر گئے ہیں مجھے ان کا نظریہ پسند نہیں آیا۔میں کہتا ہوں کہ honourable member Houseمیں جو بات کہے وہ سچ پر مبنی ہو۔ہمیں ضد برائے ضد میں نہیں پڑنا چاہئے اگر وزیر قانون نے اپنے پلازے کے بارے میںstatementدے کر واضح کیا ہے جس پر ہمیں مطمئن ہو جاناچاہئے اس لئے میں نےwalkoutنہیں کیا۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی 3 معزز خواتین ممبران
ہاؤس میں واپس تشریف لے آئیں)

MR. SPEAKER: Well come.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کی بات پر آپ کے سامنے یہ بات واضح کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے کورم کی بات کی کہ ہم لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے یہ ہمارا right ہے۔ لاء منسٹر صاحب ہمیشہ اس طرح کی بدزبانی کرتے ہیں اور انہوں نے بعد میں موقع کا فائدہ اٹھا کر جو فضول باتیں کی ہیں میں ان کا جواب دینے یہاں پر آئی ہوں۔ لاء منسٹر آج اس لئے گرم ہیں کیونکہ ان کے اپنے پول کھلے ہیں اسی لئے وہ آج صبح سے لڑنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ لوگ اپنی بات کریں۔ Pre budget discussion ہو رہی ہے اس میں اگر آپ حصہ لینا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے اپوزیشن لیڈر کو آنا چاہئے تھا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لاء منسٹر کو اس وجہ سے غصہ ہے کہ ان کے پلازے کی بات کھلی ہے جس کا جواب ٹی وی چینل پر آ کر بھی یہ نہیں دے سکے۔ میں point of order پر بات کرنا چاہتی ہوں لہذا مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ point of order نہیں ہے۔ آپ بحث میں حصہ لینا چاہتی ہیں تو اپنا نام دیں۔ (قطع کلامیاں)

No point of order. No point of order. **محترمہ آمنہ الفت!** آپ نے Pre budget discussion کے لئے اپنا نام دیا ہے آپ اس پر بحث کرنا چاہتی ہیں یا نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے بحث کرنی ہے لیکن میں پرسوں کروں گی کیونکہ آج رانا ثناء اللہ نے جو دھمکیاں دی ہیں اور یہ جس طریقے سے تضحیک آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں اور انہوں نے یہاں پر جو انداز اختیار کیا ہوا ہے اس کی وجہ سے ہم نے بائیکاٹ بھی کیا ہوا ہے لیکن ہم ان کی بدزبانی سن کر ہاؤس میں واپس آئے ہیں۔ یہ جس social welfare کا درس دے کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں مفاد عامہ کے لئے بات کرنے کی ضرورت ہے تو ہم لوگ اسمبلی میں نہیں ہیں۔ ان کو اگر مفاد عامہ کا اتنا زیادہ شوق ہے تو ان سے پوچھیں کہ ان کی پارٹی کے لوگ کہاں ہیں اور کورم کتنا ہے۔ یہ دوسروں سے بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں تو جھانک کر دیکھیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپrelevantہو جائیں۔آپ اپنی بحث شروع کریں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں نے آج کے لئے اپنانام نہیں دیاہوا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!آپ لاء منسٹر کو بدزبانی کرنے کی کیوں اجازت دیتے ہیں؟

جناب سپیکر:میں نے کبھی کسی کو بدزبانی کی اجازت نہیں دی۔(قطع کلامیاں)

جی، نہیں۔آپ موقع پر ہوتے تو ان کی بات کا جواب دیتے۔اگر آپ نے بات نہیں کرنی تو میں اگلا نام پکارتا ہوں۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! بات نہیں کرنا چاہتیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! بات نہیں کرنا چاہتیں۔رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب!پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں اور پھر بحث کا آغاز کریں۔(قطع کلامیاں)

دیکھیں،آپ یہ زیادتی کرتے ہیں۔نہیں،ہاؤس کو چلنے نہیں دیتے آپ۔یہ مناسب نہیں ہے۔مجھے پتا ہے آپ جس انداز سے آ رہے ہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ شروع کریں جی، کھرل صاحب!(قطع کلامیاں)

رائے محمد اسلم خان کھرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا، چیف منسٹر پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اسمبلی کو پہلی دفعہ یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ یہاں pre budget discussionکا آغاز کیا گیا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ایوان میں کورم نہیں ہے، میں کورمpoint outکرتی ہوں۔

جناب سپیکر:کھرل صاحب!آپ ذرا تشریف رکھیں۔انہوں نے کورمpoint outکیا ہے۔جی، وہ بائیکاٹ پر نہیں ہیں آپ زبردستی انہیں بائیکاٹ پر بھیجنا چاہتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ!آپ آرام سے بات کریں، آپ آرام سے بات کریں۔ میں ابھی کسی کو floor نہیں دوں گا۔(قطع کلامیاں)

کورم آپ نےpoint outکیا ہے یا میں نے کیا ہے؟جی، گنتی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات on record آ گئی ہے کہ اپوزیشن نے pre-budget بحث پر کورم point out کیا ہے تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس اجلاس کو کل کے لئے adjourn کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں گنتی کرواتا ہوں۔ جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے لہذا 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور خصوصی طور پر آپ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اپوزیشن کے کہنے پر پری بجٹ پر بحث کے لئے 4 دن رکھے تھے۔ آج کورم کی نشاندہی بھی آپ نے کی ہے، یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس کا جواب آپ کو عوام کے سامنے دینا پڑے گا۔

اب میں ہاؤس کی کارروائی کو کل بروز منگل 26۔جنوری2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

401

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔جنوری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زراعت)

1۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. **THE PUNJAB PUBLIC SERVICE COMMISSION (AMENDMENT) BILL 2010** (Bill No. I of 2010)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Mrs Khadija Umar:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Imbsat Hamid:
Mrs Ayesha Javed:

to move that leave be granted to introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2010.

40

Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Dr Faiza Asghar:
Ms Amna Jehangir:
Mrs Seemal Kamran:
Engineer Shahzad Elahi:

2. THE PUNJAB PUBLIC SERVICE COMMISSION (AMENDMENT) BILL 2010

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Mrs Khadija Umar:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Imbsat Hamid:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:

to introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2010.

THE PUNJAB OFFICE OF THE OMBUDSMAN (AMENDMENT) BILL 2010 (Bill No. 2 of 2010)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Mrs Khadija Umar:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Imbsat Hamid:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:

to move that leave be granted to introduce the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2010.

40 3 **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:**
Mrs Qamar Aamir Ch:
Dr Faiza Asghar:
Ms Amna Jehangir:
Mrs Seemal Kamran:
Engineer Shahzad Elahi:

to introduce the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2010.

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Mrs Khadija Umar:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Imbsat Hamid:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Dr Faiza Asghar:
Ms Amna Jehangir:
Mrs Seemal Kamran:
Engineer Shahzad Elahi:

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. جناب محمد یار ہراج: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غربا میں بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔

2. حاجی ذوالفقار علی: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ پر پھلدار پودے لگائے جائیں تاکہ محکمہ جنگلات کی آمدن میں اضافہ ہو سکے اور صوبہ میں پھل زیادہ سے زیادہ پیدا ہو

سکیں۔

3. محترمہ نسیم لودھی: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حالات و واقعات کے پیش نظر سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں طلباء کے لئے NCC کی ٹریننگ فوری طور پر شروع کرنے کے اقدامات کرے۔

4. چودھری مونس الہیٰ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت مستحق طلباء وطالبات کے لئے کم از کم بی۔اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کرے۔

5. چودھری محمد اسداللہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان ٹیوشن فیس کا تعین از خود کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو چیک کرنے اور بلاجواز ٹیوشن فیس میں اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب حکومت رجسٹریشن قوانین پر نظر ثانی کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

405

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

منگل،26۔جنوری2010

(یوم الثلاثہ،10۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر20منٹ پر

زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

ءَأَنتُمۡ أَشَدُّ خَلۡقًا أَمِ ٱلسَّمَآءُۚ بَنَىٰهَاo رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوَّىٰهَاo وَأَغۡطَشَ لَيۡلَهَا وَأَخۡرَجَ ضُحَىٰهَاo وَٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ ذَٰلِكَ دَحَىٰهَآo أَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعَىٰهَاo وَٱلۡجِبَالَ أَرۡسَىٰهَاo مَتَـٰعًا لَّكُمۡ وَلِأَنۡعَـٰمِكُمۡo فَإِذَا جَآءَتِ ٱلطَّآمَّةُ ٱلۡكُبۡرَىٰo يَوۡمَ يَتَذَكَّرُ ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا سَعَىٰo وَبُرِّزَتِ ٱلۡجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰo فَأَمَّا مَن طَغَىٰo وَءَاثَرَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَاo فَإِنَّ ٱلۡجَحِيمَ هِىَ ٱلۡمَأۡوَىٰo وَأَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ وَنَهَى ٱلنَّفۡسَ عَنِ ٱلۡهَوَىٰo فَإِنَّ ٱلۡجَنَّةَ هِىَ ٱلۡمَأۡوَىٰo

سُوْرَۃُ النَّازعَات آیات 27تا 41

بھلا تمہارا بنانا آسان ہے یا آسمان کا؟ اسی نے اس کو بنایاo اس کی چھت کو اونچا کیا اور پھر اسے برابر کر دیا o اور اسی نے رات کو تاریک بنایا اور (دن کو) دھوپ نکالیo اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیاo اسی نے اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اگایاo اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیاo یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے فائدے کے لئے (کیا)o تو جب بڑی آفت آئے گیo اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گاo اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی o تو جس نے

سرکشی کیoاور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھاoاس کا ٹھکانہ دوزخ ہےoاور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہاoاس کا ٹھکانہ بہشت ہےo

وماعلینا الالبلاغ

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اُس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہردا
رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اِک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا میرا
رحمت د مینہ پا خدایا باغ سکھا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کر دے میوے بھریا
جے ویکھاں میں عملاں ولے کجھ نئیں میرے پلے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے بلے بلے بلے
لکھ واری پاویں عطر گلابوں دھوئیے نِت زباناں
نام اوہناں دے لائق ناہی کیہہ قلمے دا کاناں
او محبوب حبیب ربانہ حامی روز حشر دا
آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے تے تردا
خس خس جناں قدر نہ میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سائیاں

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔اس سے پیشتر کہ سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کیا جائے، میں تمام ہاؤس کے معزز ارکان سے ملتمس ہوں کہ کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے جس میں حکومت کی طرف سے لاء منسٹر صاحب، سینئر منسٹر صاحب، دوسری پارٹیوں کے لیڈر مخدوم احمد محمود صاحب، علی نور نیازی صاحب اور قائد حزب اختلاف بھی شامل تھے کہ کوئی بھی معزز رکن کسی کی قیادت پر کسی قسم کے نازیبا الفاظ استعمال نہیں کریں گے۔ دوران سوالات کم از کم کوئی بھی شخص آپ ارکان میں سے کورم کے بارے میں point out نہیں کرے گا۔ باقی معاملات میں ایک دوسرے پر آوازیں کسنے والی بات انتہائی شرمندگی کا باعث بنتی ہے لہذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایسی چیزوں سے پرہیز کیا جائے اور خصوصی طور پر خواتین کے بارے میں کوئی ایسا لفظ جس سے تضحیک ہوتی ہو یہاں استعمال نہ کیا جائے۔ باقی باتیں اور بھی ہیں جو میں بعد میں وقت آئے گا تو آپ سے کروں گا۔ بہت شکریہ

اب میں سوالات کا سلسلہ شروع کرتا ہوں۔پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر پکاریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 131۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع جھنگ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران کی تفصیل

*131: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع جھنگ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کے ناموں کی تفصیل مارکیٹ کمیٹی وار فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع جھنگ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام آخری چیئرمین	پیریڈ	نام ممبران	نام آخری غیر سرکاری ایڈمنسٹریٹر	موجودہ پوزیشن
-1	جھنگ صدر	میاں محمد اقبال موہل	01-02-2002تا 19-05-2005	1-خواجہ معین الدین 2-حاجی منیر احمد 3-سید مروت شاہ 4-ظاہر عباس سیال 5-اللہ دتہ نول 6-میاں شوکت عباس 7-سردار بخش تانگا 8-حاکم خان سیال 9-تصور احمد 10-ملک محمد اشرف 11-سرور پہلوان 12-غلام نبی 13-رانا عبدالسلام 14-ملک نور محمد 15-صوفی محمد اشرف 16- EDO Agri سرکاری ممبر	سلطان محمود حسنانہ 23-05-05تا 25-04-08	ای اے ڈی اے (ای اینڈ ایم) از مورخہ 26-04-08
-2	چنیوٹ	سید افضل شاہ	01-02-2002تا 19-5-2005	1-چودھری اظہر اقبال 2-سردار عاصم ضمیر 3-چودھری کالے خان 4-سرفراز بچہ 5-ریاض حسین 6-اشرف محمود 7-فاروق احمد 8-جاوید اقبال 9-ڈی ڈی او(ایکسٹینشن)	طارق صغیر 20-09-05تا 30-04-08	ڈی ڈی او(ایکسٹینشن) چنیوٹ از مورخہ 1-5-08
-3	شورکوٹ	مہر جہانگیر حیدر بھروانہ	01-02-2002تا 19-05-2005	1-مظہر عباس 2-عمر دراز سرگانہ 3-مظفر عباس 4-لیاقت علی 5-نظر علی 6-محمد صدیق 7-ابوبکر صدیق 8-غلام عباس 9-ڈی ڈی او(ایکسٹینشن)	مہر ضمیم عباس 23-05-05تا 25-04-08	اے او(ای اینڈ ایم) جھنگ از 26-04-08
-4	شاہ جیونہ	سید حیدر علی شاہ	01-02-2002تا 19-05-2005	1-غلام محمد 2-ناصر عباس 3-محمد اقبال خان 4-امیر حمزہ 5-قلب عباس شاہ 6-ملک شاہ نواز	افتخار احمد بسلانہ 23-05-05تا 19-02-08	ڈی ڈی او (ایکسٹینشن) جھنگ از 26-4-08

				7-ملک شیر محمد 8-حاجی محمد رمضان 9-زراعت آفیسر (ایکسٹینشن)	
5-	لالیاں	مہر سکندر حیات لالی	1-02-2002تا 19-05-05	1-خضر حیات لالی 2-خضر حیات 3-محمد فاروق 4- شہباز خان ریحان 5-شیخ محمد حنیف 6-شیخ نذیر احمد 7-مسٹر احمد 8-صفدر علی گل 9-اے او (ایکسٹینشن)	لیاقت علی لالی 19-10-07تا 25-04-08	اے او (ایکسٹینشن) لالیاں از26-04-08

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین کی تقرری کا طریق کار کیا ہے، مارکیٹ کمیٹی کی آمدن کے ذرائع کیا ہیں، جو کمیٹی اور چیئرمین بنایا جاتا ہے ان کے اخراجات کیا ہیں اور اُن کے فرائض کیا ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے سوال سے پہلے میں ایک سوال دونوں طرف سے کر لوں کیونکہ حکومت کی طرف سے لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور قائد حزب اختلاف بھی موجود ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اِن کی طرف سے بھی assuranceآ جائے جو بات میں نے شروع میں کی ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے طلب فرمایا تھا جس پر میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے شروع میں جو ارشاد فرمایا میں اُس سے بالکل متفق ہوں اور یہ تمام باتیں alreadyہو بھی چکی ہیں لیکن اُدھر یہ بات بھی ہوئی تھی کہ ذاتیات پر personal attacks بھی نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے، یہ بات بھی ہماری ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے اور اپنے معزز ممبران کی طرف سے اور میں نے معزز ممبران کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کیونکہ ہم خاتون اور مرد ممبر ہونے میں تخصیص نہیں کرتے اور ہم انہیں پورے ممبران کے طور پر لیتے ہیں اس لئے میں اپنے ممبران کی طرف سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ قیادت پر کوئی بات نہیں کی جائے گی جو میں آپ کو اپنی طرف سے یقین دلاتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ ذاتیات پر نہیں آیا جائے گا، اگر کوئی آیا تو اُس وقت تک ہم اس کی نشاندہی کریں گے جب تک اُس کو واپس نہ لیا جائے۔ اگر ہماری طرف سے کوئی جذباتی یا heat up the affairs میں بات ہو جائے گی اور جس کی نشاندہی کر دی جائے گی تو ہم بھی اُس کے بارے میں ویسا ہی respond کریں گے جس طرح دوسری طرف سے ہوتا ہے۔ میں آپ کے احکامات کی تعمیل کے لئے اس بات کو second کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کو چلانے کے لئے بہت اچھے طریقے سے ہماری بات سنتے ہیں اور اس کی پذیرائی کرتے ہیں۔ میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ issues کے اوپر جب ہمارے ممبران بات کرنا چاہتے ہوں تو میں آپ کی طرف سے بھی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وقت دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، issues پر بات ضرور ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، بالکل issues پر ہو گی۔ ہم آپ سے اس بارے میں بالکل متفق ہیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک اقبال احمد لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! جو باتیں آپ نے میٹنگ کے حوالے سے کی ہیں جس کی قائد حزب اختلاف نے تائید بھی کی ہے لیکن کورم point out کرنا حزب اختلاف کا حق ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ وقفہ سوالات میں نہیں ہو گا۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: یہ بات نہیں ہے۔ میرا ایک valid point ہے کہ اگر آپ حزب اختلاف سے یہ بھی حق چھین لیتے ہیں تو پھر اگر یہاں ہاؤس میں کوئی ممبر بھی نہیں ہو گا تو ہاؤس چلاتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! بے شک آپ کی میٹنگ ہوئی ہے لیکن کم از کم میں اس سے متفق نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ نے جو فرمایا اور اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے جس طرح سے تائید کی ہے یقیناً یہ بات درست ہے کہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر تمام پارٹیوں کے معزز پارلیمانی لیڈران کے درمیان یہ طے ہوا ہے جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے۔ ساتھ آپ کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس کی violation کرے تو آپ اُس کو روکیں اور اس سلسلے میں ہماری طرف سے بھی اور دوسری طرف سے بھی آپ کے ساتھ پورا co-operate کیا جائے گا۔ میں اپنی طرف سے بھی اور اپنے حکومتی بنچوں کے ممبران کی طرف سے بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہاؤس کو بہتر طور پر چلانے، اس ہاؤس کی عزت کے لئے اور democratic system کو مزید بہتر انداز سے آگے بڑھانے کے لئے ہماری طرف سے آپ کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے گا۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ دونوں حضرات کا بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی وضاحت نہایت ادب کے ساتھ جناب کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بہت ہی معزز اور سینئر ساتھی لنگڑیال صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں تھوڑی سی غلط فہمی ہو گئی تھی۔ کورم point out کرنا صرف سوالات کی حد تک ہے۔ چونکہ سوالات میں سب کا اور زیادہ تر حزب اختلاف کا حصہ ہوتا ہے لہذا وقفہ سوالات میں کوئی بھی کورم point out نہیں کرے گا۔ اس کے بعد کورم point out کرنا ہمارا حق ہے اور اس پر ہمارا کوئی compromise نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وہ تو آپ کا حق ہے۔ منسٹر صاحب! شاہ صاحب کا آپ نے ضمنی سوال سن لیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اتنی دیر ہو گئی ہے، اب شاید وہ بھول گئے ہوں۔ میں سوال دوبارہ کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے کہا ہے کہ چیئرمین کس طرح بنایا جاتا ہے اور اس کا criteria کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بنایا نہیں جاتا۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ اُس کو منتخب کرنے کا طریق کار کیا ہے؟ بنانا تو اللہ نے ہوتا ہے اور سب کو پتا ہے کہ کیسے بنتا ہے، میں نے نامزد کرنے کا طریق کار پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو وہی بتا رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس Market Committees Ordinance 1978 ہے اس کے 12 rule میں provision ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں۔

Election of Chairman and Vice Chairman:

Every Market Committee shall elect from amongst its member its Chairman and vice Chairman. Provided that a member who is not a grower shall not be eligible for election as Chairman.

یہ چیئرمین کے الیکشن کا طریق کار ہے جو میں نے پڑھ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب اردو میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے پڑھ تو لیا ہے لیکن آپ انہیں اردو میں بتا دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہ جانتے ہیں اور سمجھ گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ (قہقہے)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چیئرمین کے انتخاب کا طریق کار 12 rule میں ہے جس کے مطابق ممبران میں سے چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب ہوتے ہیں اور شرط یہ ہے کہ چیئرمین grower ممبر ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ انہیں نامزد کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نامزد نہیں کرتے بلکہ الیکشن ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی ایک پینل تشکیل دیتا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو میں شاید سمجھا نہیں سکا اور میری عرض کرنے کا مقصد ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ انتخاب ہوتا ہے تو اس کا ریٹرننگ آفیسر کون ہوتا ہے، کس کے پاس کاغذات نامزدگی فائل ہوتے ہیں، اس کی اہلیت کیا ہوتی ہے اور اس پر حکومت کا خرچ کتنا ہوتا ہے، حکومت جنہیں facilitate کروانا چاہتی ہے تو وہ کس حد تک facilitate ہوتے ہیں، آج 09-2008 میں کتنے چیئرمینوں کی فہرست مجھے فراہم کی گئی ہے اور انہوں نے کیا کیا کام کئے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا سوال لمبا ہوتا جا رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال لمبا نہیں بلکہ میں انہیں سمجھانے کے لئے مثال دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس سوال کا جواب پہلے آ لینے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شاہ صاحب کا سوال ہے کہ ضلع جھنگ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کے ناموں کی تفصیل بیان کریں۔ ابھی چیئرمین ہی نہیں کیونکہ پہلے والے ختم ہو گئے اور اب ایڈمنسٹریٹرز مقرر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ الیکشن کے طریق کار کے متعلق پوچھ رہے ہیں، کون انہیں preside کرتا ہے اور Presiding Officer کون ہوتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع کونسل ان کا انتخاب کرتی ہے اور پینل کی تعداد میں دُگنا ہوتے ہیں اور اے کلاس مارکیٹ کمیٹی۔۔۔

جناب سپیکر: پینل دیتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، ضلع کونسل پینل دیتی ہے اور اے کلاس کی مارکیٹ کمیٹی کے 17 ممبر ہوتے ہیں جن میں سے ایک چیئرمین منتخب ہوتا ہے اور بی کلاس مارکیٹ کمیٹی کے 9 ممبران ہوتے ہیں جن میں سے ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ یہ ان کی composition ہے اور ضلع کونسل انہیں منتخب کرتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے نام پوچھے ہیں تو میں نے ان سے کوئی اعداد و شمار نہیں پوچھے بلکہ یہ تو بڑا سادہ سا سوال ہے اور وہ وزیر ہیں تو محکمہ نے انہیں اتنی بریفنگ دی ہو گی تو چلیں یہ چیئرمین کے فرائض ہی بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹی کے ذمہ rule میں یہ provision ہے کہ وہ کون کون سے ٹیکس عائد کرتے ہیں اور کس طرح سے collection ہوتی ہے جس کے مطابق اخراجات ہوتے ہیں اور ڈویلپمنٹ کرتے ہیں جس میں سیوریج، سٹریٹ لائٹس اور سولنگ وغیرہ ہے یعنی جب مارکیٹ کمیٹی establish ہو جاتی ہے تو چیئرمین اس کا انچارج ہوتا ہے اور سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اس کا بجٹ بناتا ہے اور بجٹ کے مطابق اخراجات ہوتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چیئرمین ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ ان سے پوچھ لیں کہ وہ کر سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چیئرمین کے پاس اخراجات کرنے کا اختیار موجود ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چیئرمین کو محکمہ گاڑی بھی دیتا ہے، دفتر بھی دیتا ہے۔ جہاں اے سی بھی لگا ہوتا ہے، آٹھ دس ملازم بھی دے دیتا ہے، سبزیاں اور پھل بھی وہ مفت کھاتا ہے اور نکھٹو ترین بندہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی ہوتا ہے۔ اگر اس نے ایک روپیہ بھی sanction کروانا ہے اور اپنے دفتر میں ایک گلاس بھی خریدنا ہے تو اس نے سیکرٹری کو لکھنا ہے اور سیکرٹری صاحب اگر اجازت دیں گے تو اس نے وہ خریدنا ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری سے آپ کی مراد کیا ہے یعنی کون سے سیکرٹری، سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ سیکرٹری بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کون سے سیکرٹری کیونکہ ایک تو مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری ہوتے ہیں اور دوسرے محکمہ کے سیکرٹری تو آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان سیکرٹریوں کی بات کر رہا ہوں جو اپنی ایمانداری کا صلہ عوام سے وصول کرتے ہیں کہ ہم ایماندار ہیں اور ہماری اطاعت کرنا اور ہمارے حکموں پر چلنا تمہارا فرض ہے۔ جن کے بچوں کے لئے علیٰحدہ گاڑیاں ہوتی ہیں، جن کی میم صاحب کے لئے علیٰحدہ گاڑی ہوتی ہے اور صاحب کے لئے علیٰحدہ گاڑی ہوتی ہے۔ میں اس سیکرٹری کی بات کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا یہ بات اسی طرح ہے جیسے شاہ صاحب فرما رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے پاس ثبوت پڑے ہیں جو میں لا کر دیتا ہوں۔ میری مارکیٹ کمیٹی سے خط و کتابت ہوتی رہی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں مارکیٹ کمیٹیاں موجود ہیں اور وہاں پر کاروبار جاری ہے۔ پہلے کاشتکاروں کی پیداوار کو کوئی تحفظ نہیں تھا اور اب باقاعدہ open auction ہوتی ہے اور وہاں مارکیٹ میں کاشتکار اپنی سبزی اور فروٹ لاتے ہیں۔ یہ مارکیٹ کمیٹیاں کاشتکاروں کو protect کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور وہاں ایک طریق کار کے مطابق ایک روپیہ فی کوئنٹل مارکیٹ فیس مقرر ہے اور آڑھتیوں کے لئے لائسنس فیس پانچ سو روپے مقرر ہے۔ یہ collection ہوتی ہے اور اس کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: آپ collection کی بات چھوڑیں۔ وہ جو بات پوچھ رہے ہیں وہ آپ بھی نہیں بتا رہے کیونکہ وہ پوچھ رہے ہیں کہ چیئرمین مارکیٹ کمیٹی پنجاب کے سیکرٹریوں کی مرضی کے بغیر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ کیا یہ درست ہے یا غلط؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ غلط ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر موصوف مان لیں کیونکہ میں نے کچھ کر لینا ہے، پچھلے دو سالوں کے دوران میں نے کسی وزیر کو کچھ کہا ہے اور میں نے کوئی explanation call کر لینی ہے؟ یہ مان لیں کہ چیئرمین کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی بات درست نہیں ہے، جو آپ کہہ رہے ہیں کہ سیکرٹری کی مرضی کی بغیر وہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نہیں کر سکتے اور میں وہ خط و کتابت ایوان میں پیش کر دیتا ہوں جس پر انہوں نے اجازت مانگی ہے کہ ہم یہ چیز خریدنا چاہتے ہیں اگر آپ حکم دیں تو خرید لیں۔ ہم یہ کرسی خریدنا چاہتے ہیں اور ہم منڈیوں میں اپنی اجناس لانے والے کاشتکاروں کے لئے واٹر کولر خریدنا چاہتے ہیں۔ اگر میں یہ خط و کتابت ثابت کر دوں تو پھر وزیر صاحب اس بات پر مان جائیں گے؟ یہ ویسے ہی مان جائیں کہ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر اب وزیروں کے اختیار نہیں ہیں تو چیئرمین کی تو اوقات ہی کوئی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کون کہتا ہے اور آپ نے یہ بات کیسے کہہ دی؟۔وزیروں کو اپنے اپنے محکموں کے مکمل اختیارات ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیاں خود مختار ہوتی ہیں اور ان کا الگ الگ چیئرمین ہوتا ہے جو اخراجات کر سکتے ہیں لیکن پچھلے دور میں جب کرپشن عام ہو گئی تھی اور وہاں پر بڑی بدعنوانی تھی تو چیئرمینوں کو ختم کر کے سول ایڈمنسٹریٹرز تعینات کئے گئے تھے اور اب انہیں ہٹا کر سرکاری ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ اس پر ban ہے تاکہ ضروری اخراجات کے پیسے missuse نہ ہوں۔جب چیئرمین منتخب ہو کر آئیں گے تو پھر وہ اپنا بجٹ خرچ کر سکیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے میں بہت سے اہم سوالات ہیں۔اس سوال میں صرف ناموں کا پوچھا گیا تھا تو ضمنی سوال یہ بنتا تھا کہ ان کی ولدیت بھی بتا دیں تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر پوچھنا چاہتا ہے وہ جز بتائے کہ کس جز کے متعلق سوال پوچھ رہا ہے کیونکہ ہمارے بھی سوال اس میں شامل ہیں تو اس طرح ان کی باری نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کی بات بالکل درست ہے۔

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال: شکریہ۔جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ممبران اور چیئرمین کا انتخاب کب کروائیں گے یا ایسے ہی کام چلتا رہے گا کیونکہ ابھی تو وہاں پر ایڈمنسٹریٹر تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: لنگڑیال صاحب! اس سوال کے ساتھ آپ کی بات کی relevancy بنتی ہے؟

ملک محمد اقبال خان لنگڑیال: یقیناً بنتی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کے بعد باقاعدہ چیئرمین منتخب کئے جائیں گے کیونکہ ابھی لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہونے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہونے ہیں اس لئے اس کے بعد یہ ہوں گے۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر133 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2005 پنجاب سیڈ کارپوریشن میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیل

*133: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب سیڈ کارپوریشن میں کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں، نیز یکم جنوری 2005 سے آج تک کل کتنی اسامیوں پر کن کن افراد کو کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ان کے نام تعلیمی قابلیت عہدہ اور تاریخ بھرتی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

پنجاب سیڈ کارپوریشن میں اس وقت جو اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز یکم جنوری 2005 سے لے کر پنجاب سیڈ کارپوریشن میں اب تک جن افراد کی کنٹریکٹ پر بھرتی کی گئی ہے ان کی تعداد 82 ہے جن کے نام، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور تاریخ بھرتی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! contract پر بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا یہ بھرتیوں سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا، اگر نہیں دیا گیا تھا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بھرتیوں کے لئے باقاعدہ اشتہار دیا گیا تھا اور جو contract policy تھی اس کے مطابق بھرتیاں کی گئی ہیں۔یہ بھرتیاں میرٹ پر کی گئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، بولیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ان سے پوچھا تھا کہ اخبار میں اشتہار آیا تھا، یہ اخبار کب کا تھا، کس تاریخ کا تھا، یہ کون سا اخبار تھا اور یہ بھی بتادیں کہ پچھلے دس سالوں کے دوران سیڈ کارپوریشن نے کون کون سا نیا بیج متعارف کروایا ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: چلیں، رہنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چلیں، رہنے دیں۔ میں محترمہ کے جواب سے مطمئن ہو گیا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 19۔فروری2006 کا روزنامہ "خبریں" اخبار ہے جس میں یہ اشتہار چھپا ہے۔اس کے مطابق advertise کر کے میرٹ پر بھرتیاں کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ میں مطمئن ہو گیا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ویسے تو میں مطمئن ہو گیا ہوں لیکن یہ بھرتیاں 2005 میں کی گئیں اور اشتہار 2006 میں دیا گیا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2005 کے بعد 2006 ہی آتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سیڈ کارپوریشن میں جو خالی اسامیاں ہیں اس کی لسٹ دی گئی ہے۔ چند اسامیوں کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ یہ کب سے خالی ہیں، ان کے آگے لکھا ہے کہ since long۔ یہ اسسٹنٹ مکینک، کارپنٹر کے آگے since long لکھا ہوا ہے۔ یہ بتادیں کہ since long کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے عرصہ دراز سے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ لسٹ دیکھ رہا ہوں، جو اسامیاں fill کی گئی ہیں مجھے اس کے اندر کچھ irregularities نظر آ رہی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایم بی اے

والے کو اکاؤنٹنٹ کی جگہ کیوں لگا دیا گیا ہے جب کہ qualification ایم کام کی موجود ہے، کسی جگہ اکاؤنٹنگ میں ایم کام کے لوگوں کو لگا دیا گیا ہے، کسی جگہ اسی اسامی کو fill کرنے کے لئے ایم بی اے (فنانس) کو لگا دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے ان irregularities کا نوٹس کب تک لینا ہے اور ان کی اس پر کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس میرٹ کی پوری فہرست موجود ہے اجلاس کے بعد میں ان کو دکھا دوں گا اور ان کو satisfy بھی کر دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے بھرتیاں کی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بھرتیاں 2006 میں ہم سے پہلے کی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بھرتیاں آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور جو اس میں irregularities ہوئی ہیں کیا اس پر آپ ایکشن لیں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انہوں نے پچھلے دو سالوں میں کیا ایکشن لیا ہے اور یہ کب ایکشن لیں گے، میں تو صرف ان سے یہ جواب پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا دو سالوں میں کوئی irregularities نہیں ہوئیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے میرٹ لسٹ دیکھی نہیں ہے۔ میرے پاس detail موجود ہے اس میں 20 نمبر انٹرویو کے ہیں اور 80 نمبر qualification کے ہیں۔ میرے پاس لسٹ موجود ہے اس میں ان کی qualification موجود ہے وہ یہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ میرٹ پر بھرتیاں ہوئی ہیں میں ان کو اجلاس کے بعد چیک کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ جو 2006 میں بھرتیاں ہوئی ہیں ان میں کوئی irregularities نہیں ہوئیں اس لئے انہوں نے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے یہ بات نہیں کی۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر876 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی و دیگر تفصیلات

*876: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی کیا ہے، کب اور کس نے بنائی، اس کی ترجیحات اور اہداف کیا ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب کی فصلات گندم، کپاس، گنا، چاول، آلو، مکئی کے لئے کیا اہداف مقرر کئے گئے ہیں، ان اہداف کو مقرر کرنے کے لئے کیا طریق کار ہے اور ان کے حصول میں کون کون سے عوامل اور محکمہ زراعت کا کردار کیا ہے۔ان کی پیداوار، لاگت اور فروخت کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، اس میں اسمبلی ممبران کی مشاورت کہاں کہاں تک حاصل کی گئی ہے، کیا زرعی پالیسی اور دیگر معاملات اسمبلی میں پیش کئے جائیں گے؟

(ج) صوبہ پنجاب میں سبزیوں اور دالوں کی پیداوار اور ایکسپورٹ کے لئے کیا پالیسی بنائی گئی ہے اور کب اور کس نے بنائی ہے، اس کے اہداف اور آئندہ کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سبزیوں، پھلوں اور پھولوں کی پیداوار کے لئے حکومتی سطح پر کوئی پالیسی یا منصوبہ سازی نہ ہے اور انہیں ایکسپورٹ کرنے کے لئے حکومتی سطح پر انتظامات یا سہولیات مہیا نہ کی جا رہی ہیں، اگر فنڈز یا سہولیات مہیا کی گئی ہیں، اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی زراعت دوست پالیسی ہے حکومت کی کوشش ہے کہ کسان کو کم لاگت پر زیادہ پیداوار حاصل ہو تاکہ نہ صرف صوبہ کی اپنی خوراک کی ضروریات پوری ہوں بلکہ وہ دوسرے صوبوں کی ضروریات کا بھی کفیل بنے اور ملکی ضروریات کے علاوہ زرعی اجناس دوسرے ملکوں کو برآمد کرنے کے قابل ہو جائے۔اس سے نہ صرف کسان خوشحال ہو گا بلکہ پورا ملک معاشی استحصال سے باہر نکل آئے گا اور اپنی

خوراک کی ضروریات پوری کر کے ہی ہم دنیا میں عزت و آبرو والا مقام حاصل کر سکیں گے۔ پنجاب محاور "جیندے گھر دانے اوہندے کملے وی سیانے" پنجاب حکومت کی زرعی پالیسی "اپنا اگاؤ اپنا کھاؤ" کی پالیسی ہے اور اس کی ترجیحات میں زراعت کو بنیاد بنا کر تمام میدانوں میں ترقی کرنا ہے اور عوام خصوصاً کسان کا معیاری زندگی بلند کرنا ہے۔ وفاقی حکومت کی فیڈرل کمیٹی آف ایگریکلچر ہر سال نئی پالیسی وضع کرتی ہے اور صوبوں کو فصلوں کی کاشت اور پیداوار کے اہداف تفویض کرتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی فصلات گندم، کپاس، گنا، چاول، آلو اور مکئی کے رقبہ و پیداوار کے اہداف برائے 09-2008 مندرجہ ذیل ہیں:

اہداف برائے 09-2008

نمبر شمار	نام فصل	رقبہ (ہزار ایکڑ)	پیداوار (ہزار ٹن / گانٹھ)	پیداوار فی ایکڑ (من)
1۔	گندم (08-2007)	15896	18500	31.2
2۔	کپاس	6227	11000	24.15 پھٹی
3۔	گنا	1730	37940	588.00
4۔	چاول	4309	3288.80	34.00 دھان
5۔	آلو (08-2007)	298.85	2317.8	207.7
6۔	مکئی	1309.7	2539.0	52 من

وفاقی کمیٹی برائے زراعت ہر سال اپنی پالیسی مرتب کرتی ہے اور صوبوں کو رقبہ اور پیداوار کے اہداف تفویض کرتی ہے۔ ان اہداف کو مقرر کرتے وقت گزشتہ سال کی فصل کی نوعیت، پانی کی کمی بیشی اور ملکی برآمدی اور آمدی ضروریات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ان اہداف کے حصول کے لئے ان کو ضلع، تحصیل، مرکز اور یونین کونسل سطح پر تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر ضلعی آفیسر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان اہداف کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت کا عملہ پوری تندہی سے کام کر رہا ہوتا ہے اور کاشتکاروں کو جن امور کی ضروریات ہوتی ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً دستیاب نہری پانی کو فصلوں کے اہداف کے لحاظ سے علاقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پانی کم ہونے کی صورت میں صرف انتہائی ضرورت کے اوقات میں مہیا کیا جاتا ہے باقی زرعی مداخل مثلاً معیاری بیج، پنجاب سیڈ کارپوریشن اور پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں کے توسط سے کسانوں کو مہیا کیا جاتا ہے جبکہ کاشتکاروں کا اپنا رکھا ہوا بیج گریڈز بھی گریڈ کرنے کے لئے

مرکز کی سطح پر سیڈ گریڈ مہیا کئے گئے ہیں۔ کھادوں اور زرعی زہروں کی خالص حالت میں کاشتکاروں تک رسائی کے لئے محکمہ زراعت نے مانیٹرنگ کا طریقہ اپنایا ہوا ہے۔ کاشتکاروں کو زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے جدید ٹیکنالوجی پر مشتمل عملی و عملی تربیت کا اہتمام ان کے گھر کی دہلیز پر ہی مہیا کیا جاتا ہے۔ کاشتکاروں کی پیداواری لاگت کم کرنے کے لئے حکومت نے کئی اقدامات کئے ہیں مثلاً تمام زرعی مداخل پر جی ایس ٹی میں چھوٹ دے دی گئی ہے حکومت نے فاسفورسی کھادوں کی قیمت میں 1000 روپے فی بوری سبسڈی کا اعلان کیا ہے جبکہ دوسری کھادوں کی قیمتوں کو بھی کنٹرول کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اس سے پیداواری لاگت کم ہو گی۔ حکومت نے گندم کی خرید کے لئے وسیع بندوبست کر رکھا ہے جبکہ دوسری فصلات مثلاً کپاس، چاول اور دوسری بڑی فصلات کی بہتر قیمتوں کی وجہ سے ان کی فروخت کا فی الوقت کوئی مسئلہ نہیں۔ حکومت نے زرعی پالیسی کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے عوامی نمائندگان کا ایک ورکنگ گروپ بنایا ہوا ہے جس میں کل 15 ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب موجود ہیں اور تمام منصوبے سکیمیں اور دیگر کام ان کی مہاورت سے چل رہے ہیں۔ زرعی پالیسی اور دیگر معاملات حسب ضرورت اسمبلی میں پیش کئے جاتے ہیں اور آئندہ بھی پیش کئے جائیں گے۔

(ج) حکومت نے سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک منصوبہ "سبزیوں کی پیداوار کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کا فروغ" چلایا ہے۔ جس پر 550.87 ملین روپے لاگت آئے گی۔ یہ منصوبہ پورے پنجاب میں شروع کیا گیا ہے اور اس میں کاشتکاروں کو معمول کے وقت سے پہلے / سبزیوں کی برداشت اور مارکیٹ میں ان کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ٹنل فراہم کئے جائیں گے اور ہینڈ سپرئیر بھی دیئے جائیں گے۔ سبزیوں اور پھلوں کے بروقت برآمد کے لئے علامہ اقبال ائیرپورٹ پر سپیشل کارگو سروس مہیا کی جا رہی ہے جس سے سبزیوں اور پھلوں کی برآمد میں آسانی ہو جائے گی۔ اسی طرح بارانی علاقہ جات یعنی راولپنڈی، اٹک، جہلم اور چکوال میں 5 ملین روپے لاگت سے مسور کی کاشت کے فروغ کے لئے منصوبہ شروع کیا گیا ہے تاہم اس سے

بارانی علاقوں میں مسور کی کاشت کو بڑھایا جائے گا۔دالوں اور سبزیات کی فروغ کے لئے محکمہ زراعت نے ایک ٹاسک فورس بھی تشکیل دی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ سبزیوں، پھلوں اور پھولوں کے لئے حکومت کے پاس کوئی پالیسی یا منصوبہ نہ ہے۔ حکومت نے پہلے ہی پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کا منصوبہ ''پھلوں اور سبزیوں کی ترویج کا ترقیاتی منصوبہ شروع کر رکھا ہے جبکہ سبزیوں کی کاشت کو مزید فروغ دینے کے لئے ایک علیٰحدہ منصوبہ ''سبزیوں کی پیداوار کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کا فروغ''بھی شروع کیا جا رہا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کی بین الااقومی تجارت کے لئے حکومت کی طرف سے ائیرپورٹس کارگو سروس مہیا کی جا رہی ہے جس سے سبزیوں اور پھلوں کی برآمد آسان ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال تھا کہ ''حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی کیا ہے، کب اور کس نے بنائی اس کی ترجیحات اور اہداف کیا ہیں؟''۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چودھری جاوید احمد صاحب جو سوال پڑھ رہے ہیں اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جواب موصول ہو چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جواب موصول ہو چکا ہے، پیچھے لکھا ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تو پھر ان کاپیوں پر کیوں نہیں لکھا ہوا ہے؟ یہی تو میرا پوائنٹ ہے۔

جناب سپیکر: جواب آ چکا ہے۔اس کا پی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔آپ پڑھ لیں۔جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کو detract کیا جا رہا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی کیا ہے، کب اور کس نے بنائی، اس کی ترجیحات اور اہداف کیا

ہیں،اس کے جواب میں صرف ایک پنجابی کا محاورہ لکھ دیا ہے کہ "جہدے گھر دانے اوہدے کملے وی سیانے۔"کیایہ میرے سوال کا جواب ہے،اس میں بتایا جارہا ہے کہ Federal Committee on Agriculture پالیسی بناتی ہے،اس کی constituents کون سی ہیں اور میں نے حکومت پنجاب کی پالیسی پوچھی ہے اگر ان کے پاس حکومت پنجاب کی زرعی پالیسی نہیں ہے تو بتائیں،اگر ہے تو کب بنائی، کس نے بنائی، اس کے اہداف و ترجیحات کیا ہیں اور اس کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟ میرے سوال (الف)کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس میں وضاحت سے جواب دیا گیا ہے۔گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! پہلے تو آپ میری بات غور سے سن لیں۔آپ کے محکمے کے جو افراد in time جواب نہیں بھیجتے ان کا آپ پوری طرح سے action لیں۔مجھے پتا ہے کہ اس میں ہماری ساری رات لگی ہے، میرا سارا دفتر ساری رات بیٹھا رہا ہے۔افسوس کی بات ہے کہ 48 hours before اس کو پہنچنا چاہئے تھا ایسا کیوں نہیں ہوا؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!یہ جو دو سوال ہیں اس کی omission ہوئی ہے۔ فائل پر لکھا ہوا تھا کہ یہ withdraw ہو گئے ہیں۔جب میں نے یہاں فہرست دیکھی تو میں نے فوری طور پر بلا کر جوابات تیار کروائے اور یہاں جوابات submit کروائے۔اب omission ہو گئی ہے اور میں اب جواب طلبی کر رہا ہوں، جو متعلقہ آدمی ہوگا اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ان کے سوال کا جواب یہ ہے کہ ایک Federal Committee on Agriculture بنی ہوئی ہے وہ وفاقی سطح پر پالیسی بناتی ہے،اہداف دیتی ہے اور صوبے اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔جہاں تک میرے بھائی نے صوبے کا کہا کہ صوبے کی زرعی پالیسی کیا ہے؟ابھی چیف منسٹر کے الیکشن نہیں ہوئے تھے اس وقت competent authority نے کمیٹی بنائی اور اسے working group کا نام دیا۔ میں working group کا چیئرمین تھا اس میں میرے پاس ایم پی اے صاحبان کی فہرست موجود ہے۔ اس میں یہی TORs تھے اور اس میں ٹاؤن ناظمین رکھنے تھے کہ زرعی پالیسی کیا ہونی چاہئے؟اس میں ایم پی اے صاحبان باقاعدہ شریک ہوتے رہے ان میں میاں محمد رفیق،ایم پی اے ٹوبہ ٹیک سنگھ،

میاں غلام رسول، ایم پی اے گوجرانوالہ، رانا طارق، ایم پی اے سیالکوٹ، جناب اویس قاسم خان، ایم پی اے نارووال۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب والا!میں نے جز(الف)میں پوچھا ہے کہ وہ پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر:اولکھ صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ پالیسی کیا ہے؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے ایک بات شروع کی ہے وہ مکمل ہونے دیں، میں وہی جواب دے رہا ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے agriculture پر ایک working group بنایا جس کا نام تھا Working Group Agriculture۔ میں ان کی composition بتا رہا ہوں کہ اس میں ایم پی اے صاحبان زرعی پالیسی بنانے کے لئے اس کے ممبران تھے، میں اسی کی تفصیل بتا رہا ہوں۔ان ایم پی اے صاحبان میں میاں محمد رفیق، ایم پی اے، ٹوبہ ٹیک سنگھ، میاں غلام رسول، ایم پی اے، گوجرانوالہ، رانا طارق، ایم پی اے، سیالکوٹ، جناب اویس قاسم خان، ایم پی اے، نارووال، جناب محمد آجاسم شریف، ایم پی اے لاہور، سردار شیر علی خان گورچانی، ایم پی اے، سید حسن مرتضیٰ، ایم پی اے، محترمہ شمیلہ اسلم ایم پی اے اور میاں محمد شفیق ایم پی اے لودھراں، اس میں ماہرین بھی تھے اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی، اس کمیٹی نے لگاتار متعدد meetings کیں، meetings کے بعد ایک line of action تیار کی اور وہ submit کی گئی۔اس کے مطابق یہ اہداف تھے کہ ایگریکلچر کو مشینی کاشت پر لایا جائے، پہلے بلڈوزر کا کرایہ -/1600 روپے فی گھنٹہ تھا، اس کے مطابق چیف منسٹر پنجاب نے -/560 روپے فی گھنٹہ کیا اور زمینوں کو ہموار کرنے کے لئے ایک ارب روپے کی subsidy دی گئی اور اس طرح بلڈوزر کے کم کرائے کی وجہ سے 30 ہزار ایکڑ زمین نئی نکلی ہے۔دوسرا اس میں زراعت کو مشینی کاشت پر لانے کے لئے۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی، ان کا مائیک کھولیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ جو باتیں کر رہے ہیں وہ پراجیکٹ کی باتیں کر رہے ہیں اور میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو اربوں روپیہ پنجاب کا استعمال ہو رہا ہے، ہر سال جو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ ہے وہ کس مقصد کے لئے ہے؟ کہنے کو تو یہ ہے کہ ہم زراعت کی ترقی چاہتے ہیں

لیکن زراعت کی ترقی کے لئے جو لائحہ عمل ہے وہ ہمیں clear ہونا چاہئے، ہمارے ہاؤس میں ہر وہ چیز آنی چاہئے اور یہاں سے پالیسی بنے کہ ہم کیا achieve کرنا چاہتے ہیں اور پنجاب کو کہاں پر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہمارے ہاں محکمانہ طور پر کمی بیشی ہے تو یہ ہاؤس اس کو correct کر سکتا ہے تو اس بارے میں جب تک ہمیں ان لائنز اور لائحہ عمل کا پتا نہیں ہو گا تو ہم کیسے کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی، وہ بتا تو رہے ہیں، آپ ان کی بات سنیں اور ابھی تو ان کی بات مکمل نہیں ہوئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وہ جو جواب دے رہے ہیں کچھ اور دے رہے ہیں اور یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں پالیسی پوچھ رہا ہوں اور وہ نام بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: Try to listen جی، پالیسی میں وہ نام آ گئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات ذرا ہو لینے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی الکھ): جناب سپیکر! جب آپ زرعی پالیسی کہیں گے تو وہ ایک فقرے میں مکمل نہیں ہو سکتی اور مجھے اس پر بات کرنے دی جائے تو تب میں بتاؤں گا کہ زرعی پالیسی کیا بنائی ہوئی ہے، اگر میرے بھائی کہتے ہیں کہ میں وہ دو فقروں میں مکمل کر دوں تو زرعی پالیسی دو فقروں میں مکمل نہیں ہوتی۔ میں تفصیل بتا رہا ہوں اور وہ بار بار interrupt کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، interruption نہیں ہو گی، آپ پالیسی بتا دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتا رہا ہوں کہ ہمارے اہداف یہ تھے کہ ہم نے فی ایکڑ پیداوار بڑھانی ہے، ہم نے ایگریکلچر کو نئے خطوط پر لانے کے لئے ٹیکنالوجی کو لا کر اس کو ترقی دینی ہے اس کے لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو دو سالوں میں گرین ٹریکٹر سکیم پر 4۔ارب روپے کی subsidy دی گئی ہے یہ اتنی substantial ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنی بڑی subsidy چھوٹے کاشتکاروں کو کبھی نہیں دی گئی۔ اس سے جو زراعت پر impact بنتا ہے آپ دیکھیں گندم ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن ہوئی ہے، پاکستان کی تاریخ میں اتنی بڑی گندم پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئی اور اسی طرح سے جو چاول کی پیداوار 37 لاکھ ٹن ہوئی ہے اور پاکستان کی تاریخ میں پنجاب میں اتنا چاول کبھی نہیں ہوا تو اس میں جو intervention ہے، ایک ارب روپے کے زرعی آلات دیئے ہیں۔ یہ پالیسی ہے کہ زراعت کو مشینی کاشت پر لایا جائے، جدید ٹیکنالوجی کو یہاں پر لایا جائے اور جو

ہمارے پھل، سبزیاں یعنی fruit and vegetable project پر 64 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں وہ ہم نے export کے لئے ایک پالیسی بنائی ہے، اس کے لئے گورنمنٹ کولڈ سٹوریج بنا رہی ہے اور export کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ یہ زراعت long term ہے، short term نہیں ہے۔ ایک ارب روپے ریسرچ پر دیئے گئے ہیں اور 64 کروڑ روپے کے پراجیکٹ ریسرچ کے لئے الاٹ ہو گئے ہیں تو یہ کیونکہ long term ہے اس پر ٹائم لگے گا اور اس کا impact آنا شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب میں زرعی معیشت کا حجم کیا ہے؟ آخر اس کا حجم 2، 4۔ ارب روپے ہے تو جس کے لئے 64 کروڑ روپے دے کر پنجاب میں کسانوں پر احسان کر رہے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتنا بڑا ہے لیکن اگر اس کا حجم 100۔ ارب روپے سے زیادہ ہے بلکہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے، وہ پنجاب کی زراعت ہے اور پنجاب کی زراعت کے لئے ہم جتنا بھی پیسا خرچ کریں وہ کم ہے لیکن پیسا خرچ کرنے کا لائحہ عمل بننا چاہئے کہ کس کس مد میں، کس کس طریقے سے اس کے لئے یہاں پر thrash out ہونا چاہئے۔ یہ کون سے آفیسرز ہیں اور ممبرز ہیں جن کے ساتھ یہ ترجیحات بنا رہے ہیں اور ان کے ٹارگٹ کیا ہیں Did they achieve those targets?

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی جس طرح بات کر رہے ہیں اس طرح بات نہیں ہے ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی بات ہے کہ زراعت short term نہیں ہے، لانگ ٹرم ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک framework بنایا ہے۔ میں انہیں بتا رہا ہوں اور اس میں یہی ہے کہ ہم نے vertical growth کرنی ہے horizontal نہیں کرنی۔ ہم نے تھوڑی زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اس کے لئے جو ٹیکنالوجی باہر سے لانی ہے وہ بائیو ٹیکنالوجی ہے، بائیو ٹیکنالوجی کے ذریعے بی ٹی کاٹن پر جتنا کام ان دو سالوں میں ہو چکا ہے اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر ہم بائیو ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں، یہاں پر ہم نئے سیڈ تیار کر رہے ہیں اور اس میں جو پیشرفت ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی

substantial ہے اور یہی ہماری زرعی پالیسی ہے۔اس میں ہم export کے لئے بھی کام کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے پاس جو پھل اور سبزیاں ہیں یہ perishable crop ہے ان کی shelf life تھوڑی ہوتی ہے اور جلدی خراب ہو جاتی ہیں۔اب یہاں لاہور میں ایک کولڈ سٹوریج لگا ہے ،ایک کولڈ سٹوریج ملتان میں لگ رہا ہے، ایک کولڈ سٹوریج رحیم یار خان میں لگ رہا ہے اور ایک کولڈ سٹوریج بھلوال میں لگ رہا ہے۔Citrus اور آم کو باہر ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔اس سال پہلی دفعہ آم جرمنی کو refer container اور CL storage کے ذریعے ایکسپورٹ کیا اور پہلی دفعہ ہم اپنے پھلوں کو international price market میں لے جا رہے ہیں اس کے لئے ہارٹیکلچر پالیسی بنائی،اس کے لئے fruits and vegetables project بنایا ہے اور اس کے لئے 64 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اس کے بڑے اچھے رزلٹ ہیں اور میرے پاس ڈان اخبار پڑا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے اور میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف آخری گزارش یہ ہے کہ ہماری زرعی پالیسی کے پنجاب کے لئے ٹارگٹ کیا ہیں اور ان کو achieve کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں اور آپ سنتے نہیں تو پھر میں کیا کروں؟ اولکھ صاحب! وہ آپ سے ٹارگٹ کو achieve کرنے کا طریق کار پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے جواب میں تفصیل لکھی ہوئی ہے اور میں نے بتائی بھی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ گزشتہ سال جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی اور بڑی مشکل سے ہم نے کاشتکار پر دباؤ ڈال کر گندم 25 لاکھ ٹن procure کی لیکن اس سال ہم نے جو گندم procure کی وہ 60 لاکھ ٹن ہے۔ ہمارے ٹارگٹ خود کفالت ،اپنی اجناس اور لائیوسٹاک کو باہر ایکسپورٹ کرنا،زر مبادلہ کمانا اور اس کے لئے ہم نے 2.5۔ارب روپیہ کا ٹارگٹ رکھا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کو satisfy ہونا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف صاحب سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ سوال کیا گیا تھا کہ "حکومت کی زرعی پالیسی کیا ہے" اور اس کے جواب میں لکھا ہے کہ "وفاقی حکومت کی فیڈرل

کمیٹی آف ایگریکلچر ہر سال نئی زرعی پالیسی وضع کرتی ہے۔،،اگر پالیسی وفاقی حکومت نے بنانی ہے اور سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ پالیسی وفاقی حکومت بناتی ہے تو ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ابھی انہوں نے لمبی تفصیل دی ہے کہ پالیسی یہ ہے، یہ نہیں ہے پھر یا تو یہ جواب یہاں غلط لکھا ہے یا ان کے محکمہ کے وجود کا کوئی جواز نہیں ہے اس پر مہربانی کر کے clarification دیجئے۔

جناب سپیکر: جی،اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!انہوں نے پورا جواب نہیں پڑھا۔وفاقی سطح پر پالیسی فیڈرل گورنمنٹ بناتی ہے اور صوبائی سطح پر صوبے بناتے ہیں۔ایگریکلچر provincial subject ہے لیکن فیڈرل سطح پر بھی وفاقی حکومت پالیسی بناتی ہے اور اس میں وفاقی حکومت crops کے ٹارگٹ دیتی ہے۔ہم ہر چھ ماہ بعد فیڈرل سطح پر meetings کرتے ہیں،وہ crops کے targets دیتے ہیں اور صوبے اس targets کو achieve کرتے ہیں۔اس کے آگے یہاں لکھا ہوا ہے کہ Provincial Government جو صوبائی حکومت پنجاب ہے اس نے کیا کیا ہے اور ان کے کیا اہداف ہیں تو میں نے وہ بتایا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے کمیٹی بنائی ہے اور انہوں نے T.O.R بنا دیئے ہیں اس کے مطابق ہم نے priorities بنائی ہیں اور اس کے مطابق عملدرآمد ہو رہا ہے۔اسی طرح مشینی کاشت پر زراعت کو لانا ہے اور باہر سے بائیوٹیکنالوجی لانی ہے، بی ٹی کاٹن اور بیماری کے خلاف diseases free nurseries تیار کرنی ہیں اور سب کچھ تفصیل میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی،ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اس سوال کا جواب پوری طرح نہیں پڑھا تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔لکھا ہے کہ "وفاقی حکومت کی فیڈرل کمیٹی آف ایگریکلچر ہر سال نئی زرعی پالیسی وضع کرتی ہے اور صوبوں کو فصلوں کی کاشت اور پیداوار کے اہداف تفویض کرتی ہے۔" میں منسٹر صاحب سے یہی گزارش کر رہا تھا کہ اگر پالیسی وفاقی حکومت بناتی ہے اور ان کو targets دیتی ہے تو یہ خود کیا کرتے ہیں؟ یہ جو کہہ رہے تھے کہ ہمارے targets ہیں وہ پھر کہاں سے آ گئے،ان کا محکمہ کیوں exist کرتا ہے؟ اگر پالیسی انہوں نے نہیں بنانی ، انہوں نے صرف وفاقی حکومت کی guidelines پر کام کرنا ہے تو ان کا محکمہ اور اس کی policy making framework کے exist کرنے کا جواز کیا ہے؟ شکریہ

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر !میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کو منع نہیں کر سکتے کہ وہ اس پر پالیسی نہ بنائیں۔وہ وفاق ہے،وہcrops کے اہداف مقرر کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ان کو بھی پتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں نے بتایا ہے کہ چیف منسٹر پنجاب نے ایک ورکنگ گروپ بنایا ہے اس میں ہمارے کل پندرہ ایم پی ایز تھے۔انہوں نے بیٹھ کر ایک پالیسی بنائی اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے،اس کے تین مقاصد تھے فی ایکڑ پیداوار بڑھانا، خود کفالت اور نئی ٹیکنالوجی کو یہاں پر متعارف کروانا۔ چیف منسٹر پنجاب نے Turkey جا کر دو بڑے معاہدے کئے ہیں ایک hybrid seeds پر معاہدہ کیا ہے اور دوسرا معاہدہ انہوں نے Pressurize Irrigation پر کیا ہے۔ چائنا میں بھی Silver Land Company کے ساتھ BT cotton اور energy پر معاہدہ کیا ہے ۔ ہم زراعت کو promote کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے کبھی پنجاب کی تاریخ میں ایگریکلچر کے لئے اتنا کام نہیں ہوا جتنا ان دو سالوں میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی،شاباش۔

DR SAMIA AMJAD: Mr. Speaker! Supplementary question.

MR. SPEAKER: No supplementary. No supplementary on this question. Next Question.

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر !جز(ب) کو پڑھا نہیں گیا۔ جز(ب) میں دیئے گئے جواب سے I'm not satisfied.

جناب سپیکر: جز(ب) میں کیا نہیں پڑھا گیا؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر !ایک تو ڈیڑھ سال کے بعد مجھے جواب دیا جا رہا ہے۔ جز(ب) کے جواب میں یہ 2008-09 کے اہداف بتا رہے ہیں۔ اب 2009-10 کی بھی فصلیں مکمل ہو گئی ہیں۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ جو پالیسی بناتی ہے کیا اس میں صوبائی مشاورت شامل ہے۔ کس سطح کی ہے، کیا اس میں elected representatives ہوتے ہیں یا آفیسرز ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ جو پالیسی بناتی ہے اس میں پنجاب کو کون represent کرتا ہے، کیا آپ کرتے ہیں، منسٹر کرتے ہیں یا آپ کے سیکرٹری کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!Rules of business میں لکھا ہوا ہے کہ

"Secretary will assist the minister in policy matter."

پالیسی حکومت بنا رہی ہے سیکرٹری صاحب ان کو assist کرتے ہیں اور implement کرتے ہیں۔ پالیسی جو موجودہ گورنمنٹ نے بنانی ہے جو political government ہے اس نے بنانی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! اس میں ایک اور خطرناک بات لکھی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ "کپاس، چاول اور گنا یا دوسری فصلات کی بہتر قیمتوں کی وجہ سے۔" جبکہ اس سال جب کپاس شروع ہوئی تو اس کی قیمتیں بھی اچھی نہ تھیں، چاول کا بھی جو حشر ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں پلان کرنے کی ضرورت ہے۔ محکمہ زراعت کو گندم پر پلان کرنا چاہئے۔ پنجاب کے غریب کاشتکاروں کے ساتھ یہ ظلم ہے اس سلسلے میں اپنا لائحہ عمل بتائیں۔

جناب سپیکر:جب ایگریکلچر پر بحث ہو تب آپ اس میں حصہ لیں اور اپنی تجاویز پیش کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرے سوالوں کے جواب تو آنے دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! یہ سوالات نہیں کر رہے بلکہ speech کر رہے ہیں۔ وہ میرے ساتھ بیٹھیں تجاویز دیں۔ ہم ان کو شامل کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! جز(د) میں ایکسپورٹ کے سلسلے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم یہ بھی کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہے ہیں یہ ڈیڑھ سال پہلے کا سوال ہے۔ اب تک انہوں نے کتنی ایکسپورٹس کر لی ہیں، وہاں سے جو cargo facility ہے یہ ائیر پورٹس پر مہیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب جز(د) کا جواب دیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے کتنی ایکسپورٹس کی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! یہ کل کا "Dawn" اخبار ہے۔

جناب سپیکر:آپ جز(د) کا جواب دیں۔ اخبار کو چھوڑ دیں پلیز!۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اسی بات کا جواب دے رہا ہوں۔اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ:

> However, awareness at growers and exporters level has phenomenally increased, resulting in aggressive yet sensible and fruitful strategies, to handle and deal with their markets as well as the government to provide them favourable infrastructure and mould its policies.

جناب سپیکر:اس کو نہ پڑھیں۔آپ جز(د)کا جواب دیں۔سیدھی بات کریں۔اخبار پر depend نہ کریں۔جو آپ کا محکمہ ہے اس کے مطابق مجھے بتائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری سالانہ ایکسپورٹ 9۔ارب روپے کے قریب ہے۔پھل اور سبزیوں میں ایک کوارٹر کی ایکسپورٹ 2.5۔ارب روپے ہے۔اب چار ماہ میں 5۔ارب ساٹھ کروڑ کی ایکسپورٹ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ 5۔ارب ساٹھ کروڑ کی ایکسپورٹ ہوئی ہے۔پھل اور سبزیاں ایکسپورٹ ہوئی ہیں جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔یہ ہارٹیکلچر پالیسی میں ہے کہ اس کوارٹر میں اتنی ایکسپورٹ ہوئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پنجاب میں سبزیوں اور پھلوں کے ایکسپورٹ سنٹرز کہاں کہاں بنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر:اب چھوڑیں جی،اگلے سوال پر آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میرا supplementary question سُن لیں۔بے شک جواب نہ دیں،سُن تو لیں۔

جناب سپیکر:جی،بتائیں ایکسپورٹ سنٹر کہاں پر بنا رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اگلے سوال میں جواب دوں گا۔اس کا جواب اگلے سوال میں آ رہا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اپوزیشن کا بھی کوئی حق ہے۔

جناب سپیکر:جی،کیالفظ غلط ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جز(الف)میں یہ لکھا ہے کہ پنجاب کی زرعی پالیسی "اپنا اگاؤ،اپنا کھاؤ"کی پالیسی ہے۔1956میں یہ انڈیا کی پالیسی تھی۔اُدھر بہت احتجاج ہوا تھا۔اس میں صرف ایک لفظ غلط ہے۔اس کی جگہ یہ ہونا چاہئے کہ "اپنا اگاؤ،سب کو کھلاؤ"

جناب سپیکر:جی،آپ کی بات ٹھیک ہے۔I agreed اس کوamend کر لینا چاہئے۔شاباش۔

DR. SAMIA AMJAD: Thank you Sir,

جناب سپیکر:جی،چودھری صاحب!آپ کا اگلا سوال ہے۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں تو پہلے سے مطمئن نہیں ہوا۔آپ اگلے کا نام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ ہو گیا،مکمل ہو گیا۔آپ سوال نمبر بولیں۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!سوال نمبر877ہے۔اس کو پڑھا جائے۔

جناب سپیکر:جی،کیا کیا جائے؟

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس کا جواب پڑھا دیں۔

جناب سپیکر:پڑھانا چاہتے ہیں؟دیکھیں،ٹائم بھی کم ہے۔سوالات میں مناسب نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! I don't want to humiliate anyone. میرے لئے سب انتہائی قابل احترام ہیں۔بات صرف اتنی ہے کہ میں اس ہاؤس کی بھی اور ان آفیسرز کی بھی توجہ مبذول کروانا چاہ رہا ہوں کہ ہماری یہ اسمبلی نہ صرف پالیسیز بنا سکتی ہے بلکہ ان کو مانیٹر بھی کر سکتی ہے۔اس سے ہماری ورکنگ میں بہتری آئے گی،ہمارے ڈیپارٹمنٹس میں بھی اور ہماری اسمبلی کی بھی نیک نامی ہو گی۔

جناب سپیکر:جی،اب اس کا جواب پڑھیں۔

محترمہ سیمل کامران:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:ایک بات جو ہو جائے گی وہ withdraw نہیں ہو گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حکومت پنجاب کی مارکیٹنگ پالیسی و دیگر تفصیلات

*877: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب کی مارکیٹنگ پالیسی کیا ہے، کب بنائی گئی ہے اور کس نے بنائی ہے اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) صوبہ پنجاب کی مارکیٹ کمیٹوں کا کیا کردار ہے، کیا مارکیٹ کمیٹیاں اپنا کردار صحیح ادا کر رہی ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات اور تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں زرعی فصلات سبزیوں، دالوں، پھلوں اور پھولوں کے لئے مارکیٹنگ کا ناقص نظام ہونے کی وجہ سے ہماری زراعت ترقی نہ کر رہی ہے، بلکہ کسانوں کا معاشی استحصال ہو رہا ہے، اس کی وجوہات اور آئندہ کے لئے منصوبہ بندی سے آگاہ فرمائیں، اس کے سدباب کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(د) صوبہ پنجاب کی شہری و دیہی آبادی کو مارکیٹنگ کا نظام صحیح اور جدید بنا کر مہنگائی پر قابو پایا جا سکتا ہے، اگر ہاں تو اس کے لئے منصوبہ بندی سے آگاہ فرمائیں، اگر نہیں تو وجوہات اور تفصلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے مارکیٹنگ پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے زرعی پیداوار کا قانون مجریہ 1939 اور اس میں بہتر ترامیم کرنے کے لئے 1978 کا آرڈیننس و قوانین کے نظام کو وضع کرنا علاوہ ازیں وقت کے تقاضوں کے تحت ان میں مزید بہتری لانے کے لئے قانون میں مزید ترامیم زیر غور ہیں۔ حکومت پنجاب کی مارکیٹنگ کی پالیسی درج ذیل ہے۔

1۔ کاشتکار کا فلاح و بہبود کے لئے منڈیوں کا قیام۔

2۔ کاشتکار کی جنس کی مناسب قیمت دلوانا۔

3۔ آڑھتیوں کی ناجائز کٹوتیوں اور دوسرے غیر قانونی حربوں سے نجات دلانا۔

4۔ کاشتکار اور آڑھتی کے درمیان تنازعہ کی صورت میں مصالحتی بورڈ کا قیام۔
5۔ منڈیوں میں کاشتکار کے لئے سہولیات (پانی، شیلٹر اور ریسٹ ہاؤس وغیرہ)
6۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے نظام کو قانون کے مطابق چلانا۔

(ب) صوبہ پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں کا کردار درج ذیل ہے۔

1۔ زرعی اجناس کی خرید و فروخت میں بہتری پیدا کرنا۔
2۔ کاشتکار کی فلاح و بہبود کے لئے منڈیوں کا قیام۔
3۔ کاشتکاروں کی جنس کی مناسب قیمت دلوانا۔
4۔ آڑھتیوں کی ناجائز کٹوتیوں اور دوسرے غیر قانونی حربوں سے نجات دلانا۔
5۔ کاشتکار اور آڑھتی کے درمیان تنازعہ کی صورت میں مصالحتی بورڈ کا قیام
6۔ منڈیوں میں کاشتکار کے لئے سہولیات (پانی، شیلٹر اور ریسٹ ہاؤس وغیرہ)
7۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے نظام کو قانون کے مطابق چلانا۔

مارکیٹ کمیٹیاں قانون کے مطابق اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کر رہی ہیں۔اس کو مزید بہتر بنانے کے لئے موجودہ حکومت نے منڈیوں میں صفائی کا نظام بہتر بنانے اور زمینداروں کو مزید سہولیات دینے کے لئے متعدد اقدامات کر رہی ہے نیز موجودہ منڈیوں کو جدید بنانے کے لئے ترقیاتی فنڈز بھی مہیا کر رہیں ہیں۔

(ج) موجودہ مارکیٹ کے نظام میں نقص نہ ہے بلکہ زراعت کی ترقی نہ ہونے کی وجہ پیداوار میں کمی ہے۔جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ ان پٹس کا مہنگا ہونا۔
2۔ پٹرول کی قیمت میں مسلسل اضافہ۔
3۔ پانی کی قلت
4۔ بجلی کی قلت اور اس کے ریٹ میں مسلسل اضافہ۔
5۔ زمیندارہ کی جدید طریقوں سے لاعلمی
6۔ موجود وراثتی نظام کی تقسیم در تقسیم

حکومت پنجاب زرعی مارکیٹنگ نے کاشتکار کو جدید طریقوں سے آگاہ کرنے اور جنس کی قیمت کی بروقت آگاہی کے لئے ایک منصوبہ ایگریکلچرل مارکیٹنگ انفارمیشن سروس، پھلوں کی پیداوار میں اضافہ کے لئے ایک منصوبہ فروٹ اینڈ ویجٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا۔ جس سے کسان کو اس کی جنس کا صحیح معاوضہ ملے گا، پھلوں اور سبزیوں کی

بعد از برداشت نقصان کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح کاشتکار اور متعلقہ افراد کی صلاحیت کو بڑھانے کے لئے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف ایگری کلچر مارکیٹنگ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔

(د) صوبہ پنجاب کی شہری اور دیہی ترقی کے لئے مارکیٹنگ کے نظام کو جدید بنانے کے لئے جدید منڈیوں کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ سیکٹر میں منڈیوں کے قیام کے لئے حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ جہاں مہنگائی کا تعلق ہے اس کی بنیاد طلب اور رسد پر منحصر ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب ضمنی سوال سنئے گا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، سُن رہا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال مارکیٹنگ کے بارے میں ہے۔ یہاں مارکیٹ کمیٹی کا پہلے بھی ذکر ہو رہا تھا کسی اور حوالے سے تو میں نے مارکیٹنگ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہمارے ہاں مارکیٹنگ کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ ہم ایک قانون کو سسٹم کا نام دے رہے ہیں ۔ مارکیٹ کمیٹیز کا وجود تب آیا تھا جب یہاں پر کوئی un-organized sector تھا، ایگریکلچر کو کوئی organize کرنے والا نہیں تھا ان کے لئے یہ مارکیٹس بنا کر ایک مارکیٹ کمیٹی کا سسٹم بنا دیا گیا جبکہ آج کے جدید دور کے جدید تقاضوں کے مطابق ہمارا مارکیٹنگ سسٹم کام نہیں کر رہا ہم اسی میں بہتری لانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس فرسودہ نظام کو بدلنے کے لئے ہمارے محکمہ ایگریکلچر نے یا مارکیٹنگ نے کیا نیا سسٹم جدید طور پر وضع کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے ان کا ضمنی سوال سن لیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ فرسودہ نظام کو بدلنے کے لئے آپ نے کوئی نیا کام شروع کیا ہے یا شروع کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! موجودہ مارکیٹ کمیٹی کا سسٹم 1978 میں بنایا گیا تھا اور بڑی کامیابی سے پورے پنجاب میں غلہ منڈیاں اور سبزی منڈیاں کام کر رہی ہیں۔ غلطیاں اور خرابیاں بھی ہر جگہ ہوتی ہیں اب اس کو improve کرنے کے لئے ہم ایک نیا قانون بنا رہے ہیں۔ میرے پاس اس کا ڈرافٹ موجود ہے اور اب ہم اس میں ترمیم لا رہے ہیں تاکہ کاشت کاروں کو مزید سہولت دی

جائے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ اقدامات کئے گئے ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہماریperishable cropsجلدی خراب ہوتی ہیں جیسے آم، کنو اور مالٹا ہے۔اس کے علاوہ پھل اور سبزیاں جن کو ہم exportکر رہے ہیں اس کے لئے کچھ اقدامات کئے گئے ہیں۔ ایک P.A.M.C.Oادارہ بنایا گیا ہے اس سے پہلے اس قسم کا کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا تھا۔یہ Agriculture Marketingکا شعبہ ہے جس کا نام ہےPunjab Agriculture Marketing Companyاس کیChairmanshipوزیر اعلیٰ پنجاب نے خود قبول کی۔ یہ ان کی ذاتی دلچسپی ہے تاکہ زراعت کی produceکو بہتر مواقع مل سکیں۔یہاں لاہور میں ایک500 ٹن کاcold storageبن گیا ہے جس پر ساڑھے 12 کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے جو آم، سبزیاں اور پھل ہیں ان کیself life بڑھا کر اس کوexportکر سکیں گے۔اس طرح نئی اور جدید ٹیکنالوجی کوintroduceکیا جا رہا ہے جیسےcontrol atmosphere technologyہے اس کے علاوہreefer containerکے ذریعے اس مرتبہ آٹھ ٹن تجربہ کے طور پر آم جرمنیexportکیا گیا ہے اور آم کی جوself life کم ہوتی ہے وہ جلدی خراب ہو جاتا ہے۔اس سے آم کی 45 دنself life بڑھائی گئی ہے۔اس کی وجہ سے جرمنی اورinternational marketمیں ہم آم، کنو اور حلال گوشتexportکر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مارکیٹنگ کے سلسلے میں ایک نئی تبدیلی ہے۔اس کے علاوہ مارکیٹ کمیٹیوں کے نظام کو درست کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور یہ ترامیم محکمہ قانون کے پاس پہنچ چکی ہیں اور اس پر جلدimplementationہو گی۔

MR. SPEAKER: Order please, order please.

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں ایک جگہ پر کاشتکار کو اس کی مناسب قیمتوں کا بھی ذکر ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟ آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کاشتکار کو اس کی اجناس کی مناسب قیمت دلوانا بھی اس محکمہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے جبکہ قیمت کا تعین اس کی پیداواری لاگت اور دیگر عوامل کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے، صوبائی حکومت نہیں کرتی تو پھر مارکیٹ کمیٹی کیسے مناسب قیمت دلواتی ہے یا اس نے اس سلسلے میں آج تک کیاrole playکیا ہے؟ وہ تو صارفین کا تحفظ بھی نہیں کر رہی ہے۔اگر سبزی منڈی میں دو روپے کلو آلو بک رہا ہو تو بازار میں وہ بیس روپے کلو ہوتا

ہے۔کسان کو بھی اس کی صحیح قیمت نہیں ملتی تو پھر یہ نظام کیسے صحیح ہو گیا؟ میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا مارکیٹنگ کا فرسودہ نظام ہے جب تک ہم اس کو نہیں بدلیں گے صارفین کا بھی استحصال ہو گا، کسان کو بھی کچھ نہیں ملے گا، نہ ہی ہم export کر سکیں گے اور نہ ہی ہمارا صوبہ ترقی کر سکے گا۔ اس نظام کو بدلنے سے ہم نہ صرف عوام کو سستی اشیاء فراہم کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں۔ یہ ساری بات جب زراعت پر عام بحث ہو گی تو اس وقت مہربانی فرما کر کر لیں۔ اس پر کوئی ضمنی سوال کریں، آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہم نے ڈیڑھ دو سال پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر میں مائیک بند کروا دوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ سوال ڈیڑھ دو سال پہلے اسی لئے دیا تھا کہ ہماری حکومت نئی نئی آئی تھی تاکہ وہ ان چیزوں پر توجہ دے سکے اگر یہ دو سالوں میں اپنی پالیسیاں بنا کر عمل شروع کر دیتے تو اب اس کے result آنا شروع ہو جاتے۔ آج بھی ہم اس چکر میں ہیں کہ اس پر بحث و مباحثہ کر لیں۔ میں نے یہ سوال آج سے پونے دو سال پہلے جمع کروایا ہے کوئی آج نہیں کروایا اس حوالے سے مجھے result بتائیں؟

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ مارکیٹ کمیٹی کا سسٹم کمزور ہے اس کو درست کرنے کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے تو افسوس ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو سوچنا چاہئے کہ یہ کیا بات ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جو اقدامات کئے گئے ہیں پہلے ان کو غور سے سنیں اور پھر آپ فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: فرمائیں اور میں بڑے غور سے آپ کو سن رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کو ابھی بمشکل ڈیڑھ پونے دو سال ملے ہیں اس کے اندر جو اقدامات کئے گئے ہیں آپ دیکھیں گے کہ یہ اقدامات اتنے کم نہیں ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ پہلے جو مارکیٹ کمیٹی تھی اس پر مکمل طور پر حکومت کا کنٹرول تھا۔ اب free economy ہے اس میں قیمتوں کا تعین market

forces کرتی ہیں۔اس میں ہم نے یہ کیا ہے کہ پہلے مارکیٹ کمیٹی سرکاری اختیار میں تھی اب ہر آدمی کو یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ اپنی پرائیویٹ مارکیٹ کمیٹی بنا سکتا ہے،اس میں غلہ منڈی، سبزی منڈی کوئی بھی پرائیویٹ آدمی بنا سکتا ہے۔ پہلے اس طرح سے نہیں تھا اب موجودہ حکومت نے اوکاڑہ، ساہیوال، سیالکوٹ میں پرائیویٹ مارکیٹ بنانے کا اختیار دے دیا ہے۔ جہاں تک یہ کہا جا رہا ہے کہ پیداوار میں بہتری نہیں آ رہی تو میرا اس سے اختلاف ہے گندم ہماری ریکارڈ پیدا ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سیالکوٹ میں کوئی فروٹ نہیں ہوتا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! سبزیاں، گندم اور چاول ہوتا ہے۔9۔ارب روپے کی پھلوں اور پھولوں کی export ہوئی ہے۔33 ملین ڈالر کے ہم نے پھول export کئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں۔ محترمہ! آپ کا ضمنی سوال تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! چودھری جاوید احمد صاحب کا سوال بہت valid ہے۔ میں انہیں appreciate بھی کرتی ہوں اور وزیر موصوف کی تیاری بھی بہت بہتر ہے۔ وہ سوالوں کا جواب proper طریقے سے دے رہے ہیں۔اس وقت ان کے سوال میں بھی جو main problem ہے وہ یہ ہے کہ جو صارفین ہیں انہیں مناسب قیمت پر سبزیاں میسر ہوں۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ منڈی کے ریٹ تو fix ہوتے ہیں۔ منڈی سے جب دکاندار کے پاس سبزی آتی ہے تو اس سبزی یا فروٹ کی قیمت پر مناسب percentage سے منافع لیا جائے۔ان کی پالیسی میں یہ چیز شامل ہے کہ ایک مناسب percentage fix کی جائے تاکہ لوگوں کو مناسب قیمت پر پھل اور سبزیاں مل سکیں۔ کیا انہوں نے کوئی maximum percentage fix کی ہوئی ہے جس حساب سے دکاندار قیمت وصول کر سکے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس وقت relevant بات ہی یہی ہو رہی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: چلو، انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب سعید اکبر خان :جناب والا! جز(الف)میں گورنمنٹ نے admitکیا ہے کہ "مارکیٹنگ پالیسی یا جو نظام اس وقت چل رہا ہے وہ ناقص ہے اور ہم اس کوimproveکرنے کے لئے ترامیم پر غور فرمارہے ہیں۔"میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جس قانون میں یہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور بہتری لانا چاہتے ہیں کیونکہ جز(الف)میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اس پر غور فرمارہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک انہوں نے کیا غور فرمایا ہے اور کیا ترامیم تجویز کی ہیں کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ مارکیٹنگ پالیسی میں ہم ترمیم کرنا چاہتے ہیں، یہ فرمادیں اس وقت انہوں نے مارکیٹنگ پالیسی کی کن کن شقوں پر ترمیم کرنے کی تجویز پیش کی ہے؟

جناب سپیکر:آپ اس میں کیا ترمیم کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس سے پہلے یہ تھا کہ مارکیٹ کمیٹی صرف پبلک سیکٹر میں بنتی تھی یعنی حکومت بناتی تھی اور اسے کنٹرول کرتی تھی۔اب اس ترمیم کے مطابق پرائیویٹ لوگوں کو بھی اس بات کی اجازت ہو گی کہ وہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ "تھبہ"جو ہے اس کو آپ نیچے رکھ دیں اور پھر آرام سے بات کریں،اطمینان سے بات کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!ہم تمام مارکیٹوں کو ویب سائٹ پر لانا چاہتے ہیں اور اس میں سے پچاس کے قریب ویب سائٹ پر آ گئی ہیں۔اس کے علاوہ ہم ماڈل مارکیٹ بنانا چاہتے ہیں۔ پہلے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر مارکیٹ نہیں ہے وہاں پر بھی مارکیٹیں بنیں گی۔ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی اس بات کی اجازت ہو گی اور اگر کوئی پرائیویٹ آدمی اس قسم کی مارکیٹ بنانا چاہتا ہے تو اس کو بھی قانونی طور پر اجازت دی جائے گی، اس سے پہلے یہ اجازت نہیں تھی۔اس طریقے سے ایک صحت مندانہ مقابلہ ہو گا اور کاشتکاروں کو زیادہsupportملے گی اور اس سے انہیں تحفظ ملے گا اور اس کی پیداوار بہتر قیمت پر فروخت ہو گی۔اس کے علاوہ انفارمیشن کے شعبے میں ایگریکلچر مارکیٹنگ میںSMSکے ذریعے روزانہ منڈی کے ریٹس پہنچائے جارہے ہیں اور یہ عام کاشتکار کیaccessمیں ہیں۔ آڑھتی کے کردار کو کم کیا جارہا ہے،اب جو مارکیٹ کمیٹی تشکیل دی جارہی ہے اس میںproducersاور

exporters کو بھی ممبر بنایا جارہا ہے۔ انشاء اللہ ایک سال کے اندر بہتر شکل میں یہ نیا ایکٹ آ جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، شاباش۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑے ضروری سوالات ہیں اس لئے وقفہ سوالات بڑھایا جائے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! وقفہ سوالات بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں بڑھایا جا سکتا۔ حضرت! نہیں بڑھایا جا سکتا۔ جب زراعت پر بحث ہو گی اس وقت آپ کھل کر بات کر لینا۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے لیکن آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گوجرانوالہ میں جدید کاشتکاری کے سلسلہ میں سہولیات کی فراہمی

*943: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں جدید کاشتکاری کے سلسلے میں محکمہ زراعت کاشتکاروں کو کیا سہولتیں پہنچا رہا ہے؟

(ب) محکمہ زراعت کا عملہ (فیلڈ سٹاف) کتنے عرصہ بعد کاشتکاروں کو صلاح مشورہ دینے کے لئے کاشتکاروں کے پاس جاتا ہے، اس کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

* کاشتکاروں کو جدید کاشت کے لئے گاؤں گاؤں تربیت۔
* کاشتکاروں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت دولاکھ روپے سبسڈی پر ٹریکٹر کی فراہمی۔
* کاشتکاروں کو مقابلہ جات کے لئے ٹریکٹر اور دوسرے زرعی آلات کی فراہمی جس میں گوجرانوالہ کے کاشتکار نے پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے 75 ہارس پاور کا ٹریکٹر حاصل کیا۔
* کاشتکاروں کو آلات زرعی کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔
* کاشتکاروں کو سبزیوں کی پیداوار میں اضافہ کے لئے تربیت بذریعہ فارمر فیلڈ سکول۔
* کاشتکاروں کو سبزیوں کی بے موسمی کاشت کی ترغیب کے لئے واک ان ٹنل اور پست ٹنل کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔

(ب) محکمہ زراعت کا فیلڈ سٹاف ضلع گوجرانوالہ میں کاشتکاروں کو فصلات کے بارے میں صلاح مشورہ دینے کے لئے ہفتہ بھر دستیاب ہوتا ہے۔فیلڈ سٹاف کا کام ہی فیلڈ میں رہ کر کسانوں کو درپیش مشکلات کا ازالہ کرنا ہے۔ محکمہ زراعت (توسیع) کا مقصد موزوں ترین قابل عمل مستحکم اور منافع بخش زرعی ٹیکنالوجی کو فروغ دینا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف کو زراعت سے وابستہ کسان برادری سے مسلسل رابطہ رکھنے کے لئے ہر گاؤں میں ایگریکلچرل ہب قائم کی گئی ہے۔اس کے تحت ہر فیلڈ اسسٹنٹ اپنی یونین کونسل کے ہر گاؤں سے ایک ترقی پسند کسان منتخب کرے گا۔ منتخب کسان کے فارم کو گرد و نواح کے کسانوں کی رہنمائی کے لئے نمائشی سنٹر کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔جہاں فیلڈ اسسٹنٹ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہفتہ میں ایک دن دیگر کسانوں کو اکٹھا کر کے منظور شدہ فنی امور پر تربیت دے رہا ہے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت کسانوں کو سبسڈی دینے کی ادائیگی

*944: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے پہلے دور حکومت میں کسانوں کے لئے ٹریکٹروں پر سبسڈی دے رکھی تھی؟

(ب) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت کسانوں کو سبسڈی کن نرخوں پر اور کب سے دی جارہی ہے،اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت اپنے پہلے دور حکومت میں کسانوں کے لئے 5000 ٹریکٹروں پر ایک لاکھ فی ٹریکٹر سبسڈی صوبائی حکومت کی طرف سے اور ایک لاکھ روپے وفاقی حکومت کی طرف سے 1998 میں دے چکی ہے۔

(ب) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت کسانوں کو 10 ہزار ٹریکٹرز 2 لاکھ روپے سبسڈی پر پچھلے سال دیئے گئے۔اس سال بھی 10 ہزار ٹریکٹرز کاشتکار بھائیوں کو دیئے جارہے ہیں۔ جس سے پنجاب میں مشینی کاشت کو فروغ حاصل ہو گا۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے درخواست فارم اور دیگر شرائط کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی ایچ اے کی موجودگی میں ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر کا جواز

*1179: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر کے قیام کے اغراض ومقاصد بیان کریں؟

(ب) مذکورہ ڈائریکٹوریٹ کے کتنے ریسرچ سٹیشن کس کس جگہ قائم ہیں اور ان میں کس قسم کی ریسرچ کی جاتی ہے؟

(ج) اس کے کتنے ذیلی ادارہ جات ہیں،ان میں کس کس قسم کے کورسز کروائے جاتے ہیں،یہ کورسز کتنی مدت کے ہیں اور ان کورسز کی افادیت بیان کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ڈائریکٹوریٹ کی افادیت ختم ہو چکی ہے کیونکہ اس کا مقصد بڑے شہروں میں پھول،پودے لگانے اور ان کی نئی اقسام پیدا کرنا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ہر بڑے شہر میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی بن چکی ہے،ان اتھارٹیز نے پھولوں/پودوں پر ریسرچ کرنے کے اپنے ادارے اور اپنی نرسریز قائم کر لی ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں پی ایچ اے بن چکی ہے جس کا بنیادی مقصد ہی پھولوں/پودوں کی ریسرچ ہے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اتھارٹیز کے قائم ہونے سے ڈائریکٹوریٹ آف فلوری کلچر کی افادیت بالکل ختم ہو چکی ہے اور یہ ڈایکٹوریٹ ایک سفید ہاتھی کی ماند ہے؟

(ح) کیا حکومت اس ڈائریکٹوریٹ کو ختم کرنے اور اس کے ملازمین کو کسی اور جگہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نظامت گلبانی و چمن آرائی (تربیت و تحقیق) پنجاب لاہور پاکستان کا واحد ادارہ ہے جو کہ پنجاب بھر میں تربیت و تحقیق کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔اس نظامت کے ذیلی شعبہ جات کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:۔

اغراض و مقاصد

- فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ ٹریننگ سنٹر، لاہور

ملک بھر سے آنے والے محکموں کے کارکنوں کو گلبانی و چمن آرائی کی تربیت فراہم کرنا

- تحقیق

اعلیٰ معیار کے پھولوں کی پیداوار کے لئے مناسب اور قابل ثبوت (قائم رہنے والی) ٹیکنالوجی مہیا کرنا۔

- گرین بیلٹ پراجیکٹ

اس پراجیکٹ کے تحت پنجاب بھر میں گھریلو پیمانے پر سبزیوں کی کاشت کروائی جاتی ہے اور سبزیات کے بیج مہیا کئے جاتے ہیں مزید برآں عوام کو سبزیات کے بارے لٹریچر اور ایڈوائزری خدمات کے لئے بھی عملہ شب و روز مصروف عمل رہتا ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ (تربیت و تحقیق) پنجاب لاہور کے مندرجہ ذیل ریسرچ سٹیشن ہیں۔

1) ہارٹیکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، راولپنڈی
2) ہارٹیکلچر ریسرچ سب سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، فیصل آباد
3) ہارٹیکلچر ریسرچ سب سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، ملتان
4) اسسٹنٹ ہارٹیکلچریسٹ فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، مری
5) کٹ فلاور پراجیکٹ، راولپنڈی

ان ریسرچ سٹیشنز پر ہونے والی تحقیق درج ذیل ہے:۔

1) پھولدار اور پیازدار پھولوں پر کھادوں کی تحقیق
2) بیرون ممالک کے پھولوں اور پودوں کو اکٹھا کر کے ان کے تعداد بڑھانے پر تحقیق

3) کٹ فلاورز کے معیار کو قائم رکھنے پر تحقیق
4) کلیڈیم پر کھادوں کے اثرات

(ج) نظامت گلبانی و چمن آرائی (تربیت و تحقیق) پنجاب، لاہور کے تحت درج ذیل ادارہ جات ہیں۔

1) فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور
2) تربیت مالی کلاسز دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر باغ جناح، لاہور

1) فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، لاہور

ان کورسز کی مدت:	ایک سال میں کورسز کی تعداد
ایک سال (ڈپلومہ)	ایک
سہ ماہی	دو
چھ ہفتے	ایک
دو ہفتے (لیڈیز)	دو

سلیبس:

موسمی پھولوں کی کاشت زیبائشی پھولوں کی کاشت سدابہار پھولدار پودے گھر کے اندر اور باہر رکھے جانے والے زیبائشی پودے زیبائشی درخت، جھاڑیاں اور بیلیں، چمن آرائی (لینڈ سکیپنگ ہارڈ اینڈ سافٹ) پودوں کی افزائش نسل کرنا اور لان وغیرہ تیار کرنا آرائش گل (فریش وڈرائی)

2) دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر باغ جناح لاہور

مالی کلاسز	چار ماہ	دو

افادیت:

نظامت گلبانی و چمن آرائی (تربیت و تحقیق) پنجاب، لاہور 2649 شرکاء کو تربیت مکمل کروا چکا ہے۔ یہ تربیت یافتگان ملک میں پھولوں سے متعلق انڈسٹری کی ترویج و ترقی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ جس کی مثال دن بدن بڑھنے والی نرسریوں اور پھولوں کی دکانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہے۔ پرائیویٹ پبلک سیکٹر کے شرکاً کے علاوہ مختلف محکمہ جات کے ملازمین جن میں آرمی کے جوان، پولیس کے اہلکاران، محکمہ تعلیم، محکمہ جنگلات، پنجاب کارپوریشن، پی آئی اے، مختلف ڈویلپمنٹ اتھارٹیز، گورنر ہاؤس، پنجاب کے ملازمین، دیگر صوبہ جات اور پی ایچ اے سے بھی ملازمین تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے محکموں میں خدمات سرانجام دے رہے ہی۔ Gladiolus کے بارے میں اس ادارہ کے قیام سے

قبل کوئی تعارف نہ تھا۔آج کٹ فلاورز (گلائل، ڈے للی، گلاب، ٹیوب روز) عوام کی بنیادی ضروریات میں شامل ہو چکے ہیں۔

باغ جناح میں 300 سے زائد اقسام کے درخت، جھاڑیاں، بیلیں، ہربز، کریپرز اور پھولوں نے اسے باٹنی کے طلباء سائنسدانوں اور تحقیق کرنے والوں کے لئے ایک منفرد باغ کا درجہ دیا ہوا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ باقی صوبوں میں بھی اس طرز کے ادارے کھولے جائیں۔

اس ادارہ کی کاوشوں سے ہی ملک سے پھولوں کی برآمد شروع ہوئی، یہ ادارہ ایک فیکٹری ہے جو کورسز مکمل کروا کر ملک بھر میں ماہرین پیدا کر رہا ہے لینڈ سکیپنگ کی تربیت کے بعد یہاں کے تربیت یافتگان عوام میں لینڈ سکیپنگ کی اہمیت کا شعور اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوئے ہیں۔لانز، فوارے لگانے اور آبشاروں کی تیاری کے لئے ادارہ کی طرف سے فری ایڈوائزری سروسز فراہم کی جاتی ہیں اور اب ہر گھر پارک ادارہ لینڈ سکیپنگ کو اپنے لئے لازم وملزوم سمجھتا ہے۔

(د) نظامت گلبانی و چمن آرائی (تربیت و تحقیق) پنجاب، لاہور 1987 میں حکومت نے ملکی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کیا۔قیام کے بعد یہ ادارہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے شب و روز محنت کرتے ہوئے آج ملک کو اس نہج پر لے آیا ہے کہ پھول اور پتے اس ملک سے برآمد ہو رہے ہیں۔یہ واحد ادارہ ہے جو فلوریکلچر اور لینڈ سکیپنگ میں پنجاب بھر بلکہ پاکستان سے آنے والے مرد و خواتین کو تربیت فراہم کر رہا ہے اور تربیت حاصل کرنے کے بعد یہ تربیت یافتگان نہ صرف ملک بھر میں پھولوں، آرائشی پودوں اور لینڈ سکیپنگ سے منسلک ہو کر اپنا روزگار اور کاروبار شروع کرتے ہیں بلکہ ملک سے باہر جا کر بھی اپنی خدمات کے عوض حاصل ہونے والے معاوضے سے ملکی معیشت کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔اس جرات مندانہ کارکردگی کا اعزاز باغ جناح اور مرکز گلبانی و چمن آرائی کو جاتا ہے۔اس ادارہ کا کام شہروں میں پھول پودے لگانا نہیں ہے بلکہ عوام کو پھول اور پودے لگانے کا طریقہ سکھانا ہے گو کہ ان پھولوں اور پودوں کی نئی اقسام پیدا کرنا ہے لیکن دنیا میں دن بدن نئے پھول اور پودے متعارف ہو رہے ہیں۔اس لئے ہمارے ریسرچ

ہر لمحہ نئی تحقیقی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔اس نظامت کی نمایاں کارکردگی سے اس کی افادیت و مقبولیت ختم نہیں بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہے۔

(ہ) ڈائریکٹوریٹ آف فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ پنجاب، لاہور پھولوں، پودوں اور لینڈ سکیپنگ انڈسٹری کے لئے parent department کا درجہ رکھتا ہے۔یہ بات خوش آئند ہے کہ اس ادارہ کے تربیت یافتگان یا یہاں کا عملہ ان ڈویلپمنٹ اتھارٹیز میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔یہ نظامت اس انڈسٹری کے لئے مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور اس کو وسعت و ترقی دینے میں اس کا نمایاں کردار ہے۔

(و) نظامت گلبانی و چمن آرائی (تربیت و تحقیق) پنجاب، لاہور حکومت پنجاب کا واحد بنیادی ادارہ ہے۔جس کے اغراض و مقاصد میں فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ میں پنجاب کے عوام کے لئے تربیت اور اس انڈسٹری کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے تحقیق شامل ہے جبکہ پی ایچ اے کے اغراض و مقاصد میں لاہور کو خوبصورت بنانا ہے اور پی ایچ اے میں ریسرچ نام کی کوئی چیز نہ ہے۔

(ز) ان اتھارٹیز کے اغراض و مقاصد ڈائریکٹریٹ آف فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ (تربیت و تحقیق) پنجاب لاہور سے مختلف ہیں یہ ڈائریکٹوریٹ حکومت پنجاب کی طرف سے تفویض کردہ اغراض و مقاصد کے مطابق تربیت و تحقیق کے میدان سرگرم عمل ہے تربیت حاصل کرنے کے لئے عوام جوق در جوق ادارہ کی ٹریننگز میں شامل ہوتے ہیں۔لہذا نظامت کی کارکردگی ختم نہیں ہوئی ہے اور اس ڈائریکٹوریٹ کے ہزاروں کی تعداد میں تربیت یافتگان ملک بھر میں فلوریکلچر کی ترویج و ترقی کے لئے نئی نرسریاں اور فلاور شاپس بنا کر اور اپنے فارموں پر پھول اور پودے کاشت کر کے ملکی معیشیت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔اس ادارہ سے تربیت حاصل کرنے والے شرکا بیرونی ممالک میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور وہاں ان کی کارکردگی کو سراہا جاتا ہے جو کہ اس ادارہ کی ملک و قوم کے لئے افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(ح) یہ دنیا اب ایک Global Village بن چکی ہے۔عوام میڈیا سے بہت زیادہ منسلک ہو چکے ہیں اور وہ اپنی بہتر زندگی کے لئے خوب سے خوب ترقی تلاش میں ہیں۔پھول پودے ان کی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ بن چکے ہیں اور اب وہ اپنے استعمال کے لئے یہ پھول پودے

خود لگانا چاہتے ہیں یا اسے کاروبار کے طور پر اپنانا چاہتے ہیں۔ڈائریکٹوریٹ میں فراہم کی جانے والی تربیتی سہولتیں عوام کی ان ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔گرین بیلٹ سبزیات کے بیجوں کی تیاری و فراہمی، کچن گارڈن سے عوام کو سستے داموں تازہ سبزیاں مہیا کرنے میں سرگرداں عمل ہیں۔ہالینڈ میں اسی تربیت و تحقیق کے نتیجہ میں فلوریکلچر انڈسٹری پوری دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ہالینڈ کی طرز پر عمل کرتے ہوئے اس ادارہ کو مزید فعال بنایا جائے اور ملک کے باقی صوبوں میں بھی اسی طرز کے نئے ادارے بنائے جائیں تاکہ پاکستان بھی اپنے ملک سے پھول پودے سبزیاں برآمد کر کے معیشت کو مضبوط کرے اور عوام ان پھولوں اور پودوں کے خوشگوار ماحول سے اپنی زندگیوں کو خوشحال و معطر بنا سکیں۔

باغ جناح صرف تفریحی مقاصد کے لئے نہیں بلکہ یہ باغ باٹنی کے طلباء ماہرین، ریسرچرز کے لئے صوبہ پنجاب کے تمام علاقوں اور پاکستان بھر سے آنے والوں کے لئے مثالی درسگاہ کی طرز کا باغ ہے۔یہ ڈائریکٹوریٹ اس باغ کے معیار کو قائم رکھنے کے لئے ہر لمحہ کوشاں رہتا ہے۔کیونکہ اس ڈائریکٹوریٹ میں تعینات ملازمین ماہرین ہیں اور فلوریکلچر پر ان کی کمانڈ ہے اور اسی شعبہ کے لئے ان کی کارکردگی دیگر شعبہ جات کی نسبت اچھے نتائج کی حامل ہے۔

پنجاب میں2005میں باسمتی چاول کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*1274: میاں شفیع محمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی اور اس میں سے کتنا چاول برآمد کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو دیا گیا؟

(ب) پنجاب بھر میں مونجی چھڑنے کی کتنی(Rice Mills) سرکاری و نجی شعبہ میں موجود ہیں، کتنی چل رہی ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں جو بند پڑی ہیں ان کے دوبارہ پیداوار شروع کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ج) چاول کی بین الاقوامی معیار کی پیکنگ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں نیز exporters کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا مراعات وفاقی حکومت سے حاصل کی جا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور exporters پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کو تیار ہے جو مذکورہ مسائل کو حل کرنے کے لئے غور وخوض کر کے اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرے اور بعدازاں یہ رپورٹ اسمبلی میں زیر بحث لائی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 06-2005 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی پیداوار 26لاکھ 42ہزار ٹن ہوئی۔چاول کی برآمد محکمہ زراعت کے متعلقہ نہیں ہے۔

(ب) محکمہ صنعت سے متعلقہ ہے۔

(ج) کسی بھی فصل کو برآمد/درآمد کرنا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔(محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے)

(د) برآمد/درآمد کے معاملات وفاقی حکومت کے ہیں نہ کہ صوبائی حکومت کے۔(محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے)

گندم کے بیج اور کھاد کی سپلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*1509: میاں شفیع محمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت نے بیج کی سپلائی برائے فصل گندم پنجاب سیڈ کارپوریشن کو خصوصی ہدایات جاری کی ہیں تاکہ بیج کی سپلائی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو،ان ہدایات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کیا حکومت نے کھاد کی سپلائی برائے فصل گندم خصوصی اقدامات اٹھانے کے لئے ہدایات جاری کی ہیں،اگر ہاں تو اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) حکومت نے کھاد و بیج کے ہورڈنگ مافیا کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اب تک جو اقدامات اٹھائے ہیں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن جو کہ محکمہ زراعت پنجاب کے زیر انتظام نیم خود مختار کارپوریٹ ادارہ ہے، نے اپنے فیلڈ سٹاف کو یہ ہدایات دے رکھی ہیں کہ کسانوں کو گندم کے بیج کی سپلائی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اور اس سلسلہ میں ادارے کی طرف سے باقاعدہ مانیٹرنگ

بھی کی جارہی ہے اس لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن نے اس سال کاشتکاروں کو59650 ٹن ترقی دادہ اقسام کا بیج مہیا کیا ہے جب کہ پچھلے سال یہ مقدار 44576 ٹن تھی اس طرح اس سال10-2009 میں33.8 فیصد زیادہ بیج مہیا کیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے09۔2008 کے کھاد کے حالات کو دیکھتے ہوئے بروقت وفاقی حکومت سے یوریا کھاد کی امپورٹ کے لئے رابطہ کیا اور انہیں 6لاکھ ٹن یوریا کی درآمد پر راضی کیا اس لئے پنجاب میں یوریا کھاد کا کوئی بحران اس سال ربیع کے موسم میں پیدا نہیں ہوا۔

(ج) ربیع 10-2009 میں پنجاب میں طلب کے مقابلے میں یوریا کھاد کی رسد بہتر تھی اس لئے ہورڈنگ اور گراں فروشی کی شکایات بہت کم موصول ہوئیں۔ پھر بھی اب تک 22 افراد کے خلاف کھادوں کی گراں فروشی کے ضمن میں FIR اور 1,50,000 روپے جرمانہ کیا جا چکا ہے۔

کھاد کی قیمتوں کے بارے میں تفصیلات

*1604: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھاد کی قیمتیں کسانوں کی پہنچ سے دور ہو گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھاد گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ سے کہیں زیادہ بلیک میں فروخت ہو رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت کسانوں کو کھاد گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ پر دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھادوں کی قیمتیں عالمی مارکیٹ سے منسلک ہیں، اس لئے پچھلے سال ڈی اے پی کھاد کی قیمت ربیع کے موسم میں-/3200 روپے فی بوری تھی جو اس سال-/2300 روپے فی بوری ہے۔ اسی طرح یوریا کی قیمت-/770 روپے فی بوری ہے اس قیمت کو قائم رکھنے کے لئے حکومت پاکستان کھاد کے کارخانوں کو خطیر رقم گیس کی مد میں سبسڈی پر دے رہی ہے۔ کھادوں کی قیمتوں میں اضافہ سے چونکہ کاشتکار کی لاگت کار بڑھ گئی ہے اس لئے

گندم کی قیمت خرید-/950روپے فی من مقرر کی گئی تاکہ کاشتکاروں کے لئے زراعت کو نفع بخش پیشہ بنایا جاسکے۔

(ب) یہ صورتحال گزشتہ برس کھادوں کی شدید کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی اس لئے حکومت پنجاب نے سخت کارروائی کرتے ہوئے 1700 سے زائد افراد کے خلاف مقدمات درج کروائے لیکن اس سال صورتحال واضح طور پر تسلی بخش ہے اور ضرورت کے مطابق کھاد کی دستیابی سے اس کی قیمتیں بھی مناسب سطح پر ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کسانوں کو کھادیں مقررہ ریٹ پر فراہم کرنے کے لئے بھرپور اقدامات کر رہی ہے اور کسی بھی قسم کی گراں فروشی اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف قانون کے تحت فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

حکومت نے درآمدی یوریا کی ذمہ داری نیشنل فرٹیلائزر مارکیٹنگ لمیٹڈ کے سپرد کر دی ہے جو اپنے گوداموں کے ذریعے یوریا براہ راست کسانوں کو-/770روپے فی بوری فراہم کر رہی ہے۔اسی طرح حکومتی ادارے کے متوازی چلنے سے مارکیٹ میں قیمتوں کا استحکام پیدا ہو رہا ہے۔کافی مقدار میں کھاد درآمد کر کے اس کی کمی کو پورا کیا جارہا ہے اور مقررہ ریٹ پر کاشتکاروں کو کھاد کی فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔

زرعی ادویات اور بیج میں ملاوٹ کے تدارک کے لئے اقدامات

*1633:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی ادویات اور بیج میں ملاوٹ کی وجہ سے کسانوں کو مالی نقصانات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی کوششوں کے باوجود زرعی ادویات میں ملاوٹ اور ناقص بیج پر مکمل طور پر قابو نہیں پایا جاسکا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالص زرعی ادویات اور معیاری بیج فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ہر تحصیل میں معیاری بیج اور زرعی ادویات کے لئے ڈپو بنانے کو تیار ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جعلی زرعی ادویات اور بیجوں میں ملاوٹ سے فصلوں کو یقیناً نقصان پہنچتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ زراعت کی مؤثر کاوشوں سے زرعی ادویات کی ملاوٹ میں نمایاں کمی آئی ہے۔ معاشرے میں عمومی برائیوں کی وجہ سے ہی دیگر شعبوں کی طرح زرعی ادویات میں ملاوٹ کا رجحان گزشتہ ایک عرصہ سے بڑھ گیا تھا اس لئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی سخت اقدامات کئے جس کی وجہ سے زرعی ادویات میں ملاوٹ میں واضح اور نمایاں کمی آئی ہے تاہم حکومت اسے صفر فیصد تک لانے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔اب تک 30 کروڑ روپے کی جعلی ملاوٹ شدہ ادویات یا غیر رجسٹرڈ شدہ ادویات برآمد کی جاچکی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔

(ج) درست ہے۔اس پر کوئی دو رائے نہیں ہیں۔

(د) فی الحال ڈپو بنانے کی ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

پنجاب حکومت کے زرعی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1637: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب حکومت کی ملکیت کتنے بڑے سرکاری زرعی فارمز ہیں یہ کہاں کہاں واقع اور کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان فارمز کو کب آباد کیا گیا تھا اب یہ فارمز کن کو کتنے عرصہ کے پٹہ پر دیئے گئے ہیں اور کتنی رقم بطور پٹہ داری سالانہ وصول کی جاتی ہے گزشتہ سال میں ان تمام فارمز سے حکومت پنجاب کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کیا حکومت کس مرحلہ پر ان فارمز کو آباد کرنے والے کاشتکاروں کو ملکیت منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور کن شرائط پر اور اگر جواب نہیں میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے دو شعبہ جات (شعبہ توسیع اور شعبہ ریسرچ) کے سرکاری زرعی فارمز کی کل تعداد 52 ہے اور ان کا کل رقبہ 16200 ایکڑ ہے۔دونوں شعبہ جات کے جائے وقوع اور رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان فارمز کو مختلف ادوار میں درپیش ضرورت کے تحت آباد کیا گیا۔یہ فارمز 1914 سے 1947 تک مختلف سالوں میں محکمہ زراعت کے پاس آئے۔یہ فارمز مزارعین کو سالانہ پٹہ نامہ کی شرائط کی مطابق دیئے جاتے ہیں اور پٹہ نامہ کی تجدید ہر سال کی جاتی ہے۔ان پٹہ داروں کی مد میں کوئی رقم وصول نہیں کی جاتی۔ان فارمز سے حکومت پنجاب کو گزشتہ سال 08-2007 کل 9 کروڑ 12 لاکھ 46 ہزار 400 روپے کی آمدنی ہوئی جس کی شعبہ وار تفصیل درج ہے:

نام شعبہ	آمدنی (روپوں میں)
شعبہ توسیع	76707387/-
شعبہ ریسرچ	14539013/-
میزان	91246400/-

(ج) حکومت ان فارمز کی ملکیت پٹہ داران کو منتقل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ یہ فارمز کاشتکاروں کے فوائد ہی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ان سے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو گندم، کپاس، دھان اور دیگر اجناس کا بیج پیدا کر کے مہیا کیا جاتا ہے۔جو علاقہ کے کاشتکاروں کو انتہائی مناسب قیمت پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ان فارموں پر کئی ایک زرعی تجربات بھی چل رہے ہیں۔جہاں پیداواری ٹیکنالوجی کو کاشتکاروں کی نمائش کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں سبزی وغلہ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1638: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں تحصیل وار سبزی اور غلہ منڈیوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) ہر سبزی اور غلہ منڈی کا رقبہ اور دکانوں کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کی جائے؟

(ج) گزشتہ دو سالوں کے دوران ان دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدنی اور ان منڈیوں کے اخراجات کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) ان منڈیوں میں دکانات لیز یا کرایہ پر حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں تحصیل وار سبزی وغلہ منڈیوں کی تعداد اور نام کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	تحصیل	نام مارکیٹ کمیٹی	نام سبزی وغلہ منڈی
1-	سرگودھا	مارکیٹ کمیٹی سرگودھا	1- نئی سبزی وفروٹ منڈی، سرگودھا
			2-غلہ منڈی، سرگودھا
			(1) فیڈرمارکیٹ 46اڈہ، سرگودھا
			(2) فیڈرمارکیٹ بھاگٹانوالہ

(ب،ج) مارکیٹ کمیٹی جب بھی کوئی دکان کرایہ پر دینا چاہتی ہے تو اس کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیتی ہے اور نیلامی کی شرائط کے مطابق درخواست دہندہ اپنی درخواست مارکیٹ کمیٹی کو جمع کرواتا ہے۔مارکیٹ کمیٹی یہ درخواست آکشن کمیٹی کو دیتی ہے۔یہ آکشن کمیٹی جو کہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت کی منظور شدہ ہے قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔

ضلع لاہور میں واقع سبزی منڈیوں
اور غلہ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1671: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں واقع سبزی منڈیوں اور غلہ منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور ان کا رقبہ کتنا ہے، ان میں دکانات کی تعداد اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل کیا ہے نیز دکان حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) مارکیٹ کمیٹی کا لائسنس جاری کرنے کا طریق کار اور لائسنس کی فیس کیا ہے نیز لاہور میں واقع منڈیوں میں لائسنس ہولڈر کتنے ہیں اور بغیر لائسنس کتنے لوگ کاروبار کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں کل چھ بڑی منڈیاں جب کہ تین غلہ منڈی واقع ہیں۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات	تعداد دکانات ملکیتی مارکیٹ کمیٹی
1-سبزی وفروٹ منڈی راوی لنک روڈ	205کنال	211	
2-سبزی وفروٹ منڈی کوٹ لکھپت	100کنال	227	2

3-سبزی وفروٹ منڈی ملتان روڈ	294کنال	239	
4-سبزی وفروٹ منڈی سنگھ پورہ	44کنال7مرلہ	86	13
5-سبزی وفروٹ منڈی جلو موڑ	23کنال12مرلہ	43	
6-سبزی وفروٹ منڈی رائیونڈ	16کنال	15	
نام غلہ منڈی			
1-غلہ منڈی،اکبری	97کنال	564	
2-غلہ منڈی، برکی	7کنال12مرلہ	49	15
3-غلہ منڈی کاہنہ نو	13کنال	44	11
	میزان	1478	41

ضلع لاہور کی منڈیوں میں موجود مارکیٹ کمیٹیز کی ملکیتی کل 41دکانات ہیں۔جن میں سے 26 دکانات کرایہ پر ہیں جن سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی مبلغ -/75942 روپے ہے اوران دکانات پر گزشتہ پانچ برسوں کے دوران مرمت وغیرہ پر کوئی اخراجات نہ آئے ہیں۔

منڈیوں کی دکانات کو پنجاب ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹس (جنرل)رولز1979 کے مجوزہ قاعدہ67 کے تحت الاٹ یانیلام کیاجاتاہے۔جس میں70 فیصد دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والے آڑھتی حضرات کو اور30 فیصد دکانات بذریعہ نیلام عام دی جاتی ہیں۔اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت نے ایک ایک نیلام کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جس کے کنوینئر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ممبران میں ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت، ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت (ای اینڈ ایم)اور متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر وسیکرٹری مارکیٹ کمیٹی شامل ہیں۔مارکیٹ کمیٹی کی ملکیتی تمام دکانات کو بذریعہ نیلام عام کرایہ داری کے لئے دیاجاتاہے۔

(ب) زرعی اجناس کے کاروبار کرنے کا خواہش مند فرد متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کو لائسنس کے لئے تحریری درخواست فارم (اے) پر جمع کرواتاہے اور لائسنس کی فیس -/1000 روپے ادا کرتاہے۔جس پر عملہ مارکیٹ کمیٹی موقع ملاحظہ کر کے رپورٹ کرتاہے اور رپورٹ پیش ہونے کے بعد بمطابق پنجاب ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹس آرڈیننس1979 کی سیکشن6 کے تحت مارکیٹ کمیٹی لائسنس کااجراکرتی ہے۔

ضلع لاہور میں لائسنس ہولڈر کی کل تعداد1745 ہے۔

ضلع لاہور کی منڈیوں میں بغیر لائسنس کے کوئی آڑھتی کاروبار نہ کر رہا ہے اور تمام آڑھتی حضرات متعلقہ مارکیٹ کمیٹیز کے لائسنس ہولڈرز ہیں۔

ہارٹیکلچرل ریسرچ سٹیشن سون ویلی ریسرچ سنٹر کی تفصیلات

*1677: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سون ویلی ریسرچ سنٹر محکمہ زراعت نے کب بنایا؟

(ب) اس سنٹر سے عوام کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں اور کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ وادی غیر موسمی سبزیوں کی پیداوار کے لئے ایک موزوں علاقہ ہے؟

(ج) اس سنٹر کے انچارج کون ہیں اور وہ کب سے اس سنٹر میں تعینات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

(i) ہارٹیکلچرل ریسرچ سٹیشن سون ویلی 83-1982 سے علاقہ میں کام کر رہا ہے۔مذکورہ سٹیشن کے پاس سرکاری زمین نہ ہونے کی وجہ سے وادی سون میں مختلف جگہوں پر لیز ایریا پر ریسرچ کا کام ہوتا رہا ہے۔

(ii) سال2002 میں سٹیشن ہذا کے لئے گورنمنٹ نے اپنی زمین لے کر پانچ ایکڑ پر ریسرچ سنٹر قائم کیا۔

(ب) پچیس سالہ تحقیق کے نتیجہ میں سٹیشن ہذا نے پھلوں کی درج ذیل اقسام متعارف کرائیں جن کے ہر سال دس تا پندرہ مصدقہ پودے نرسری میں تیار کر کے علاقہ ہذا کے باغبان حضرات کو رعایتی نرخوں پر مہیا کئے جاتے ہیں۔اس کے نتیجہ میں وادی سون اور پوٹھوہار کے ملحقہ علاقہ جات میں باغات کے رقبہ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔اس وقت وادی سون میں آڑو، سیب، بادام، خوبانی، نیکٹرین اور زیتون وغیرہ کے کثیر تعداد میں باغات لگ چکے ہیں جنہوں نے ابتدائی پیداوار دے کر کسانوں کی آمدن میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔

نمبر شمار	نام پھل	متعارفہ اقسام	منظور شدہ اقسام
1	آڑو	17	06
2	انگور	18	05
3	خوبانی	07	04
4	آلو بخارہ	09	05
5	سیب	07	03

6	بادام	08	04
7	زیتون	11	04
8	نیکٹرین	03	03

وادی سون میں غیر موسمی سبزیوں کی کاشت محکمہ زراعت شعبہ ریسرچ نے1960 کے عشرے میں متعارف کروائی،اس وقت وادی سون میں مقبول عام غیر موسمی سبزیوں میں ٹماٹر، گوبھی، دھنیہ، شملہ مرچ اور آلو کی کاشت انتہائی منافع بخش زراعت کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور سبزیوں کے بیج کے کاروبار سے لے کر سبزیوں کی کاشت اور مارکیٹنگ کے عوامل میں مصروف لوگ خاطر خواہ اقتصادی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور فی ایکڑ آمدن 60 ہزار تا ایک لاکھ روپے ہو چکی ہے۔اس وقت وادی سون میں دس تا پندرہ ٹرک روزانہ سبزیوں کی مال برداری میں مصروف ہیں۔اس طرح موسم گرما میں (مئی تا نومبر) مال برداری اور اقتصادی سرگرمیوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔علاوہ ازیں وادی سون میں سبزیوں کی کاشت کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی بھی متعارف کرائی جا چکی ہے۔سبزیوں کے کاشتکار حضرات کو پوری پروڈکشن ٹیکنالوجی سے آگاہی بھی دی جاتی ہے تاکہ علاقہ میں غربت کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

(ج) ہارٹیکلچرل ریسرچ سٹیشن کا انچارج ہارٹیکلچرسٹ ہوتا ہے۔مذکورہ پوسٹ پر تعینات آفیسر (اللہ بخش)2007-02-24(ایک سال آٹھ ماہ) سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

غریب کسانوں کو زرعی آلات آسان اقساط پر دینے کا مسئلہ

*1737: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کسانوں کو آسان اقساط پر ٹریکٹر دینے کے لئے شرائط رکھی ہوئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت غریب کسانوں کو آسان اقساط پر دیئے جانے والے زرعی آلات میں ریلیف دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 09-2008 صوبہ پنجاب میں کاشتکاروں کو10 ہزار ٹریکٹرز 2۔ارب روپے سبسڈی پر فراہم کئے گئے ہیں۔یہ سکیم اس سال بھی جاری ہے۔جس کے لئے خوش قسمت کاشتکاروں

کو انتہائی شفاف طریقہ سے ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے حصول کے لئے درخواست فارم اور جملہ تفصیلات برائے 10-2009 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) 09-2008 میں حکومت پنجاب نے مشینی کاشت کے فروغ کے لئے صوبہ بھر میں گرین ٹریکٹروں کے علاوہ بے شمار زرعی آلات بھی کاشتکاروں میں تقسیم کئے۔ جن پر 50 فیصد سبسڈی کی سہولت مہیا کی گئی، چونکہ حکومت پنجاب کا پیغام صوبہ میں مشینی کاشت کا فروغ ہے اس لئے اس سال بھی ایک ارب روپے سے زیادہ لاگت سے کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر زرعی مشینری وآلات فراہم کئے جارہے ہیں۔

ضلع قصور میں زراعت کی بہتر پیداوار کی حکمت عملی ودیگر تفصیلات

*1802: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے ضلع قصور میں زراعت کی بہتر پیداوار کے لئے کیا حکمت عملی تیار کی ہوئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں حکومت کسانوں کو بہتر سہولیات دینے کے لئے ٹریکٹروں کو آسان اقساط پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب ضلع قصور میں زراعت کی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:-

1- ٹریکٹر کی فراہمی

گرین ٹریکٹر سبسڈی سکیم 09-2008 کے تحت ضلع قصور میں 271 خوش نصیب کسانوں کے نام قرعہ اندازی میں نکلے ہیں۔ان سب کو ٹریکٹرز کی الاٹمنٹ کے لیٹرز جاری کر دیئے گئے ہیں۔جن پر فی ٹریکٹر 2 لاکھ کی سبسڈی دی جارہی ہے۔ 15۔ مئی 2009 تک 100 فیصد ٹریکٹروں کی ڈلیوری ہو چکی ہے۔

-2 ٹنلز کی فراہمی:

سبزیات کی فروغ کے لئے 50 فیصد سبسڈی پر حکومت پنجاب نے واک ان ٹنل اور پست ٹنل کے لئے ضلع قصور کے کسانوں کے لئے –/13500000 روپے کی ٹنلز کے فنڈز مختص کئے جن کی الاٹمنٹ کے لیٹر جاری کئے جا چکے ہیں۔

-3 زرعی آلات کی فراہمی:

زراعت کی ترقی کے لئے حکومت پنجاب مختلف زرعی آلات پر 50 فیصد سبسڈی دے رہی ہے۔ ضلع قصور میں ربیع ڈرل 9 عدد، بینڈ پلیسمنٹ ڈرل 20 عدد، سیڈ گریڈر 5 عدد اور سپرے مشین 642 عدد دینے کا پروگرام ہے۔ جس کی قرعہ اندازی ہو گئی ہے جن پر حکومت پنجاب ضلع قصور کے کسانوں کو –/2123900 روپے بطور سبسڈی دے رہی ہے۔

-4 ڈیمانسٹریشن پلاٹس کے لئے زرعی مداخل کی فراہمی:

گندم کی بہتر پیداوار کے حصول کے لئے ضلع بھر میں مختلف زمینداروں کے پاس 82 ایکڑ پر ڈیمانسٹرین پلاٹس کی کاشت کے لئے تمام پیداواری اخراجات بشمول نئی اقسام کا بیج، کھاد اور زرعی ادویات کی فراہمی جاری ہے۔ جس پر حکومت پنجاب کے –/820000 روپے خرچ ہوں گے۔

-5 محکمانہ سیڈ گریڈرز کی فراہمی:

حکومت پنجاب نے ضلع قصور میں نو عدد سیڈ گریڈر فراہم کئے ہوئے ہیں جن سے زمینداروں کی سہولت کے لئے گندم کے بیج کو صاف کیا جاتا ہے۔ جس سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ زمیندار حضرات سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔ قصور میں اس سال 36 ہزار 196 من گندم کا بیج گریڈ کیا گیا۔

-6 فارمر ٹریننگ و زرعی لٹریچر کی فراہمی:

ضلع قصور میں کسانوں کو پیداواری ٹیکنالوجی سے روشناس کرنے کے لئے موسم خریف میں کماد، چاول، مکئی اور سورج مکھی اور موسم ربیع میں گندم کی فارمر ٹریننگ میٹنگ کا اہتمام اور مختلف فصلات کا زرعی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ گندم کی پیداواری ٹیکنالوجی پر مشتمل مواد کی 17100، چاول کی 5 ہزار، گنے کی 3 ہزار، سورج مکھی اور مکئی کی 1750 کاپیاں کاشتکاروں میں تقسیم کی گئیں۔

-7 ون ونڈو آپریشن کے قرضہ جات کی فراہمی:

صوبہ پنجاب میں ہر ضلع کی طرح ضلع قصور میں بھی فصلات پر چھوٹے کسانوں کو کھاد، بیج اور زرعی ادویات کے لئے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ ہر سوموار کے دن محکمہ مال، زرعی ترقیاتی

بنک اور محکمہ زراعت کے آفیسرز ایک ہی جگہ بیٹھ کر کسانوں کو فوری قرضے کا حصول یقینی بناتے ہیں۔ ضلع قصور میں ربیع 09-2008 میں 250 زمینداروں کو 3 کروڑ 61 لاکھ روپے سے زیادہ کا قرضہ جاری کیا گیا۔

(ب) حکومت پنجاب نے سال 09-2008 میں 271 ٹریکٹرز بذریعہ قرعہ اندازی دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی کے ساتھ ضلع قصور کے محنت کش کسانوں کو فراہم کرنے کا پروگرام بنایا جس کے تحت 15۔ مئی 2009 تک 100 فیصد ٹریکٹروں کی ڈلیوری ہو چکی ہے۔علاوہ ازیں زرعی ترقیاتی بنک، پنجاب بنک اور دیگر بنک بھی قسطوں پر ٹریکٹر فراہم کر رہے ہیں۔

ضلع قصور میں کم زمین رکھنے والے کسانوں کو قرضہ معاف کرنے کا مسئلہ

*1803: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع قصور میں کسانوں کو آسان اقساط پر ٹریکٹر دینے کے لئے شرائط رکھی ہوئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ضلع قصور میں غریب اور کم زمین رکھنے والے کسانوں کا قرضہ معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں کاشتکاروں کو رعایتی قیمت پر گرین ٹریکٹر فراہم کئے ہیں۔اس سلسلہ میں 2۔ ارب روپے کی گرانٹ فراہم کی گئی اور کاشتکاروں کو 10000 ٹریکٹر بحساب 2 لاکھ روپے سبسڈی فی ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔ان میں سے 271 ٹریکٹر صرف ضلع قصور میں فراہم کئے گئے اور 30۔ ستمبر 2009 تک تمام ٹریکٹر ڈلیور ہو چکے ہیں۔(گرین ٹریکٹر کے حصول کے لئے درخواست فارم میں درج جملہ شرائط ہیں۔فارم ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

اس کے علاوہ مختلف بنکوں مثلاً زرعی ترقیاتی بنکوں لمیٹڈ، بنک آف پنجاب، نیشنل بنک آف پاکستان اور دیگر بنکوں کی طرف سے آسان قرضوں کے ذریعے ٹریکٹروں کی الاٹمنٹ کے پروگرام علیٰحدہ چل رہے ہیں۔

(ب) تمام بنک زرعی قرضے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے مروجہ قوانین کے تحت دیتے ہیں جس میں تبدیلی یا قرضے معاف کرنا حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی تفصیلات

*1961: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد نے 2007 میں چاول کی کتنی نئی اقسام دریافت کیں؟

(ب) متذکرہ ادارے کو سال 08-2007 میں کتنا فنڈ تحقیقی شعبہ کے لئے دیا گیا؟

(ج) متذکرہ ادارے میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے ذیلی ادارہ کالاشاہ کاکو سے 2007 کے دوران دھان کی کوئی قسم ایجاد نہیں ہوئی تاہم 1960 سے اب تک گیارہ اقسام کی گئیں۔ آخری قسم KSK۔133، 2006 میں دریافت کی گئی جس کی پیداواری صلاحیت 105 من فی ایکڑ ہے اس کا چاول قسم IR۔6 کی نسبت زیادہ لمبا ہے اور یہ IR۔6 سے جلدی پکتی ہے اور منڈی میں اس کی قیمت زیادہ ملتی ہے۔

(ب) بجٹ برائے تنخواہ مع الاؤنسز= مبلغ۔/16016000 روپے
اپریشنل بجٹ= مبلغ۔/5498000 روپے
کل بجٹ سال 08۔2007=۔/21514000 روپے

(ج) تحقیقاتی ادارہ دھان کالاشاہ کاکو میں سٹاف کی تعداد 115 ہے۔
سائنسدان=41 غیر سائنسدان= 74
سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعداد=19
غیر سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعدد= 16

پنجاب میں فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات

*2143: جناب محمد اعجاز شفیع: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں زراعت کی فصلوں کو بہتر کرنے کے لئے زرعی تحقیقاتی اداروں نے گندم، چاول، گنا اور کپاس کی کون سی نئی اقسام کسانوں کو انٹرڈیوس کروائی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ گندم، چاول، گنااور کپاس کی نئی ورائٹی نہ ہونے کے باعث یہ فصلیں اپنی اوسط پیداوار کم کر رہی ہیں؟

(ج) سال2004تا2007کون سی ورائٹیز چاول، گندم، کپاس اور گنا کی تیار کی گئی ہیں موجودہ فصلوں کو بیماریوں سے بچاؤاور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کا کیا طریق کار متعارف کروایا ہے، تفصیلاً بیان کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں زراعت کی فصلوں کو بہتر کرنے کے لئے زرعی اداروں نے گندم، چاول، گنا اور کپاس کی جو نئی اقسام متعارف کروائی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

گندم: سحر-06، شفق-06، فرید-06، لاثانی-08، فیصل آباد-08، معراج-08اور چکوال-50

چاول: سپر باسمتی، باسمتی2000اور کے ایس کے133

گنا: سی پی ایف237، ایس پی ایف213، سی او جے 84، ایس پی ایف 234، ایچ ایس ایف240، ایس پی ایف245، ایچ ایس ایف242، سی پی ایف243

کپاس: ایم این ایچ-786، بی ایچ160، ایف ایچ1000، ایف ایچ900، ایف ایچ01، ایم این ایچ554، ایم این ایچ 552، بی ایچ118، ایف وی ایچ-53، ایم این ایچ329، ایف ایچ-634، آر ایچ-112، ایس-14، ایس ایل ایس-1، ایم این ایچ-147، بی ایچ-36، گوہر-87، آر ایچ-1، ایف ڈی ایچ228

(ب) گندم:

گندم کی پیداوار نئی اقسام کے نہ بونے کی وجہ سے کم نہیں ہو رہی بلکہ پانی کی کمی، کھاد کی بروقت عدم دستیابی، ڈیزل اور بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور مطلوبہ زرعی آلات کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

چاول:

چاول کی نئی اقسام کی پیداواری صلاحیت کم نہیں ہوئی، مجموعی طور پر دھان کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔سال02-2001میں پیداوار تقریباً26 من ایکڑ تھی جو کہ سال08-2007میں بڑھ کر تقریباً 32 من فی ایکڑ ہو گئی ہے۔

گنا:

گنے کی پیداوار نئی اقسام کے نہ بونے کی وجہ سے کم نہیں ہو رہی کیونکہ پچھلے 6 سالوں میں گنے کی 8 نئی اقسام متعارف کروائی گئی ہیں جو کاشت کی جا رہی ہیں۔پیداوار میں کمی کی بنیادی وجہ پانی کی کمی، کھاد کی بروقت عدم دستیابی، ڈیزل اور بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، پیداواری ٹیکنالوجی کا استعمال نہ ہونا اور مطلوبہ زرعی آلات کی کمی ہے۔

کپاس:

کپاس کی زیر تجربہ اقسام کی پنجاب سیڈ کارپوریشن کے فارم پر پیداواری صلاحیت سال 09-2008 میں درج ذیل اقسام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کپاس کی پیداواری صلاحیت کافی ہے۔

CIM-496 (پیداوار 35.4 من فی ایکڑ)، FH-941 (پیداوار 46.3 من فی ایکڑ)، CRSM-2007 (پیداوار 44.2 من فی ایکڑ)، FH-2015 (پیداوار 48.6 من فی ایکڑ)، FH-113 (پیداوار 44.7 من فی ایکڑ)

(ج) گندم:

2004-07 کے دوران گندم کی اقسام سحر۔06، شفق-06، فرید-06، متعارف کروائی گئیں جن کی زیادہ پیداوار کے حصول کے لئے جو سفارشات مرتب کے گئی ہیں۔ان کے مطابق بہترین وقت کاشت یکم تا 20۔نومبر ہے اور بیج کی مقدار فی ایکڑ 40 تا 50 کلوگرام ہے۔

55(N)-46(P)-25(K) کھاد 50 کلوگرام فی ایکڑ اور 3 سے 4 آبپاشیاں سفارش کی گئی ہیں۔

چاول:

سال 2006 میں چاول کی نئی قسم KSK-133 تیار کی گئی ہے جس کی پیداواری صلاحیت 100 من سے زیادہ ہے اور اس کے دانے کی لمبائی بھی پرانی اقسام KS282 اور IR-6 سے زیادہ ہے۔جس کی وجہ سے مارکیٹ میں اس کی بہتر قیمت ملے گی۔چاول کی فصل میں کیڑے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اسے آسانی سے کنٹرول کر لیا جاتا ہے۔البتہ بیماریوں میں BLB کا مسئلہ ہے اور اگر صحیح وقت پر صحیح دوائی کا سپرے کر دیا جائے تو یہ کنٹرول ہو جاتی ہے۔06-2005 میں تجربات کی روشنی میں ایک نئی دوائی بورڈیکس مکسچر منظور کی گئی ہے جو زمیندار گھر میں خود تیار کر سکتا ہے۔جس سے اس کی کوالٹی کی بھی ضمانت ہو گی اور بیماری کو کنٹرول کرنے میں زیادہ موثر ہو گی۔اس کے علاوہ تحقیقاتی ادارہ کالا شاہ کاکو نے باسمتی چاول کی نئی قسم باسمتی 00515 تیار کی ہے اور اس کا مسودہ منظوری کے لئے بھیجا گیا ہے۔

گنا:

2004 سے 2007 تک کماد کی تین نئی اقسام مثلاً ایس پی ایف 245، ایچ ایس ایف 242 اور سی پی ایف 243 تیار کی گئی اور عام کاشت کے لئے منظور کروائی گئیں۔اس کے علاوہ گنے کی پندرہ نئی اقسام تیار کی گئی ہیں۔جن میں سے ایک قسم سی پی ایف 246 منظوری کے مراحل سے گزر رہی ہے اور

دوسری قسم سی پی ایف 247 منظوری کے لئے پیش کی جانے والی ہے جب کہ باقی 13 نئی اقسام تحقیقاتی عمل کے آخری مراحل میں ہیں جن میں سے دو اقسام سی پی ایف 248 اور سی پی ایف 249 اگلے سال منظوری کے لئے پیش کی جائیں گی۔11 اقسام مثلاً ایس 2002 یو ایس 133، ایس 2003 یو ایس 694، ایس 2003 یو ایس 127، ایس 2003 یو ایس 165، ایس 2003 یو ایس 247، ایس 2003، یو ایس 394 ،ایس 2003 یو ایس 704 ،ایس 2003 یو ایس 718 ، ایس 2003 یو ایس 778 ایس 2000 یو ایس 50 اور ایس 2001 ایس پی 104 پر تحقیقاتی کام جاری ہے۔یہ تمام اقسام بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہیں۔ نیز فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے گنے کی چار فٹ کے فاصلہ پر گہری کھیلیوں میں کاشت کی نئی پیداواری ٹیکنالوجی متعارف کرائی گئی ہے۔جس سے پانی کی تقریباً 50 فیصد بچت کے ساتھ ساتھ گنے کے نہ گرنے کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور چینی کی پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

کپاس:

2004 تا 2007 تک کپاس کی اقسام MNH-786،BH-160 متعارف کرائی گئی ہیں۔ نئی زیر تجربہ کپاس کی اقسام وائرس کے خلاف CIM-496 کی نسبت زیادہ مدافعت رکھتی ہیں۔سال 2004 تا 2007 کپاس کے رس چوس کیڑوں کے خلاف 12، چتکبری سنڈی کے خلاف 21، امریکن سنڈی کے خلاف 14، گلابی سنڈی کے خلاف 12، بناتاتی جوؤں کے خلاف 3، ملی بگ کے خلاف 7 اور لشکری سنڈی کے خلاف 13 کیڑے مار زہروں پر تحقیق کی گئی اور کپاس کے کیڑوں کے خلاف کیمیائی طریقہ تدارک موثر پایا گیا۔

زراعت پر 18 فیصد ٹیکس لگانے کا معاملہ

*2205: **مسز شہزادی عمر زادی ٹوانہ**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے آئی ایم ایف کے دباؤ پر زراعت پر 18 فیصد کی شرح سے ٹیکس لگانے کے لئے صوبائی حکومت کو کہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غریب کسانوں کی بہتری کے لئے یہ ٹیکس نہ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے

قومی اسمبلی کے دسواں اجلاس مورخہ 2009۔01۔25 کو وفاقی وزیر خوراک نے ایوان بالا کو اپنے مؤقف سے آگاہ کیا کہ حکومت پر آئی ایم ایف کا زرعی ٹیکس لگانے کے لئے کوئی دباؤ نہیں ہے حکومت کسی قسم کا زرعی ٹیکس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) حکومت غریب کسانوں کی بہتری کے لئے زرعی ٹیکس لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

بائیو گیس کا پلانٹ لگانے کا معاملہ

*2242: **رانا محمد افضل خان**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا محکمہ زراعت نے پنجاب میں کہیں بھی بائیو گیس کا پلانٹ تجرباتی یا تحقیقاتی مقاصد کے لئے بنوا کر چلایا ہے، جس سے ہمارے زمینداروں کو موقع ملے کہ وہ اسے دیکھ کر اپنے اپنے علاقہ میں ایسے پلانٹ بنوا سکیں؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو ایسا پلانٹ کس جگہ لگایا گیا ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ایسا پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا اس کا ڈیزائن محکمہ زمینداروں کو مہیا کر سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت انجینئرنگ ونگ کے زیر انتظام زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد 1987 سے اس ٹیکنالوجی پر کام کر رہا ہے ۔ اور اس مقصد کے لئے چار عدد بائیو گیس پلانٹس مشینری ڈیمانسٹریشن فارم پر اپنے پٹہ داروں کے ڈیروں پر لگا رکھے ہیں۔ تمام بائیو گیس پلانٹس چالو حالت میں ہیں اور تحقیقاتی مقاصد کے لئے ہر روز مختلف پیرامیٹر کا ڈیٹا لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے زمیندار یہاں آکر ان کو چالو حالت میں دیکھ کر ان سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارا ادارہ زمینداروں کے فارمز پر بائیو گیس لگانے کے سلسلہ میں مشاورتی اور تکنیکی خدمات فراہم کر رہا ہے اور بہت سے زمینداروں نے ہمارے تعاون سے اپنے فارمز پر بائیو گیس پلانٹس لگا رکھے ہیں۔

(ب) یہ پلانٹ فیصل آباد زرعی انجینئرنگ ریسرچ (ایمری) کے مشینری ڈیمانسٹریشن فارم پر پٹہ داروں کے فارم ہاؤسز پر لگائے گئے ہیں۔ جو زمیندار بائیو گیس پلانٹ لگانے کے خواہش مند ہوتے ہیں وہ زرعی انجینئر (ریسرچ) جھنگ روڈ، فیصل آباد ٹیلیفون نمبر 041۔2652902 پر رابطہ کر کے ڈایزائن سمیت ہر قسم کا تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔

محکمہ زراعت ڈی جی اور ڈائریکٹرز کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*2281:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت میں ڈائریکٹر جنرل اور ڈائریکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈاور شعبہ جات کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ، تعلیمی قابلیت اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات آفیسرز کے نام، ولدیت، ڈومی سائل، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان میں سے کتنے آفیسرز مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل ہیں اور کون کون سے ان ریکوائرمنٹ پر پورا نہیں اترتے؟

(ہ) کیا حکومت متعلقہ تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کے حامل افراد کی تعیناتی ان اسامیوں پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت کے 8شعبہ جات میں 5عدد ڈائریکٹر جنرل (بی ایس 20)اور 37عدد ڈائریکٹرز(بی ایس19) کی اسامیاں ہیں جن کی شعبہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اسامیوں کے تجربہ اور تعلیمی قابلیت کے بارے میں شعبہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ڈائریکٹر جنرل اور ڈائریکٹرز کے نام،ولدیت،ڈومی سائل، گریڈ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی شعبہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) موجودہ سروس رولزاور تجویزکردہ سروس رولز کے مطابق سبھی آفیسران ریگولر ترقی کے اہل ہیں اوران میں کوئی آفیسر ایسانہ ہے جو مطلوبہ معیار پر پورانہ اترتاہو۔

(ہ) کیونکہ ان تمام اسامیوں پر بذریعہ پروموشن / ترقی ہونامقصود ہے لہذاان اسامیوں پر باہر سے کسی اور فرد کو تعینات نہیں کیاجاسکتا۔تاہم پہلے ہی ان اسامیوں پر اہل افراد سنیارٹی کے اعتبار سے عارضی / مستقل طور پر تعینات ہیں اور سروس رولز میں تبدیلی کے بعد سنیارٹی کے اعتبار سے انہی کو پہلے ترجیح دی جائے گی۔

ضلع میانوالی میں قدرتی آفات کی وجہ سے کسانوں کو ریلیف دینے کی تفصیلات

*2449: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں سال2008 کے دوران چنے کی کتنی پیداوار حاصل کی گئی؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ضلع میانوالی میں سال2007 کے دوران قدرتی آفات کی وجہ سے کسانوں کی چنے کی فصل تباہ ہونے کی وجہ سے شدید مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے قرضہ جات میں کچھ عرصہ کے لئے چھوٹ دی تھی؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے متذکرہ کسانوں کو آبیانہ بھی معاف کر دیا تھا؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے متاثرہ کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے جو رقم خرچ کی تھی وہ ابھی تک کسانوں کو نہ مل سکی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال09۔2007 کے دوران ضلع میانوالی میں چنے کی فصل90300ایکڑ پر کاشت کی گئی اوراس سے18300 ٹن پیداوار حاصل ہوئی جو کہ 5.07 من فی ایکڑ تھی۔

(ب) سال07۔2006 کے دوران ضلع میانوالی میں چنے کی فصل98300ایکڑ رقبے پر کاشت ہوئی اوراس کی پیداوار33600 ٹن تھی جو کہ 8.55 من فی ایکڑ تھی۔07۔2006 میں چنے کی فصل قدرتی آفات سے تباہ نہیں ہوئی۔

(ج) نہیں۔

(د) نہیں۔

(ہ) جز(ب) میں مفصل جواب دیا گیاہے کہ قدرتی آفات سے فصل تباہ نہیں ہوئی اس لئے ریلیف دینے کا سوال غیر متعلقہ ہے۔

اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفاتر میں ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد ملازمت دینے کی تفصیلات

*2572: جناب محمد اعجاز شفیع: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں کتنے ملازمین ہیں جنہیں ریٹائرمنٹ کے بعد ملازمت دی گئی ہے۔ان کی تفصیل بتائی جائے نیز بھرتی کرنے کا طریق کار بھی بتایا جائے؟

(ب) اگر محکمہ ریٹائرڈ اہلکاران وافسران کے ساتھ وقتاً فوقتاً مشاورت کرتا ہے تو معاوضہ کیا دیا جاتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں کوئی بھی ریٹائرڈ ملازم کام نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی کسی ریٹائرڈ ملازم کو دوبارہ ملازمت پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) کسی بھی ریٹائرڈ ملازم /اہلکار کو کسی بھی پراجیکٹ یا دیگر معاملات کے صلاح ومشورے کے لئے نہیں بلایا جاتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے۔

ہب فارمر کا قیام ودیگر تفصیلات

*2792: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کسانوں کو بہتر معلومات فراہم کرنے کے لئے ہب فارمر کا قیام عمل میں لایا ہے؟

(ب) ہب فارمر کے قیام کی منظوری کس اتھارٹی نے کب دی؟

(ج) متذکرہ فارمر کو قابل عمل بنانے کے لئے سال2008-09 کے دوران کتنی رقم رکھی گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہب فارمر پروگرام مئی2008 میں شروع کیا گیا ہے۔اس کا مقصد گاؤں میں ایک ترقی پسند زمیندار کے فارم کا انتخاب کرنا۔اس کو اور گاؤں کے دوسرے زمینداروں کو جدید ٹیکنالوجی فراہم کرنا اور اس کاشتکار کے ذریعے گاؤں میں اس ٹیکنالوجی کی نمائش کرنا ہے تاکہ گاؤں کے دوسرے کاشتکار اس کو دیکھ کر تقلید کریں۔اس ہب فارمر کے پاس کاشتکار اکٹھے ہوتے ہیں اور فیلڈ اسسٹنٹ اس جگہ اپنے دیئے گئے پروگرام کے مطابق جاتا ہے۔یہ ہب فارمر ہر سال تبدیل کر دیا جائے گا۔

(ب) ہب فارمر پروگرام کی منظوری سیکرٹری زراعت پنجاب نے دی۔

(ج) محکمہ ہذا نے ہب فارمر پروگرام کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔ یہ صرف کاشتکار اور توسیعی کارکن کے درمیان زیادہ بہتر روابط قائم کرنے کی ایک سعی ہے۔

اصلاح آبپاشی کی تفصیلات

*2904: رانا آصف محمود: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں آب پاشی کی اصلاح کے لئے حکومت کہاں کہاں کھالہ جات کو پختہ کر رہی ہے؟

(ب) کھالہ جات تعمیر کرنے کے لئے علاقے کے انتخاب کا کیا معیار ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ کے 29 اضلاع جن میں نہری کھالا جات موجود ہیں، پختہ کیا جارہا ہے۔

(ب) پنجاب کے تمام نہری علاقے جو کہ 29 اضلاع پر مشتمل ہیں، میں کھالہ جات کی تعمیر کے پروگرام میں شامل ہیں۔

پنجاب میں کھاد کی بروقت دستیابی کے لئے حکومتی اقدامات

*3006: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ فصل ربیع میں کھاد کی کمی پیش آئی حکومت اس قسم کی صورتحال سے بچنے کے لئے کیا اقدامات کب تک اٹھانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) آئندہ فصل خریف میں پنجاب میں کتنے رقبہ پر دھان کی کاشت کا اندازہ ہے، نیز اس سلسلے میں کھاد کی مختلف اقسام کی کتنی کتنی مقدار درکار ہو گی اور حکومت نے اس کی بروقت دستیابی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) کھاد کی دستیابی میں حکومت پنجاب کا اختیار کس حد تک ہے اور حکومت اس کمی کے ذمہ داران کے خلاف کیا اقدامات کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ربیع 09۔2008 کے دوران فصل گندم کے کاشتہ رقبے میں اضافے کے باعث یوریا کھاد کی مانگ میں بھی اضافہ ہوا۔ یوریا کے حاضر سٹاک کی کم یابی اور درآمد میں تاخیر کے باعث دسمبر 2008 اور جنوری 2009 میں یوریا کی کمی کا سامنا کرنا پڑا لیکن ربیع کی فصل پر یوریا کھاد کا استعمال 20 لاکھ 71 ہزار ٹن ریکارڈ کیا گیا جو کہ پچھلے سال کے 20 لاکھ 86 ہزار کے مقابلہ میں بہت ہی کم فرق ہے۔ لیکن یہ کھاد چونکہ تاخیر سے پہنچی۔ اس لئے کاشتکار بھائیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے سال 2008 کے دوران کھاد کے گراں فروشوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھرپور مہم چلائی۔ اس مہم کے دوران 1808 چھاپے مار کر 139 ملزمان کو حراست میں لیا گیا۔ 1481 ایف آئی آر درج کروائی گئیں، اور 15 کروڑ 51 لاکھ 54 ہزار روپے کی ذخیرہ کردہ کھادیں قبضے میں لے لی گئیں۔ زیادہ قیمتیں وصول کرنے کے کے خلاف 41 لاکھ 25 ہزار روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ لہذا حکومت پنجاب نے سابقہ صورتحال سے بچنے کے لئے وفاقی حکومت کو بروقت مطلع کیا ہے کہ یوریا کھاد کی ملکی پیداوار خریف 2009 کی فصلات کے لئے ناکافی ہے لہذا بروقت درآمدات کو یقینی بنایا جائے تاکہ پنجاب کو 1845 ہزار ٹن یوریا کھاد فراہم کی جاسکے۔ علاوہ ازیں کھاد کے گراں فروشوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف مہم کو مزید شدت کے ساتھ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ درآمدی یوریا کی تیز اور بروقت تقسیم کے لئے این ایف سی کی کھادیں ڈیلرز کے ذریعے فروخت کی جائیں تاکہ کسان بھائیوں کو گھر کے نزدیک صحیح نرخوں پر آسانی سے کھاد مہیا ہو سکے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں آئندہ فصل خریف میں تقریباً 43 لاکھ ایکڑ رقبہ پر دھان کی کاشت متوقع ہے۔ صوبہ پنجاب میں فصلات خریف کے لئے مجموعی طور پر 18 لاکھ 45 ہزار ٹن یوریا اور 4 لاکھ 7 ہزار ٹن ڈی اے پی کھاد درکار ہو گی۔ حکومت پنجاب نے فصلات خریف کے لئے کھادوں کی بروقت دستیابی کے لئے نتیجہ خیز منصوبہ بندی کی ہے جس کے تحت تمام اضلاع کو اہداف ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ ان اہداف کے مطابق متعلقہ ضلع میں کھاد کی دستیابی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات پر عملدرآمد کیا جائے گا:۔

1۔ کھاد بنانے والی کمپنیوں کی جانب سے تمام اضلاع کو روزانہ مہیا کی جانے والی کھاد کی متعلقہ ضلع کو فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا اور تمام اضلاع کے متعلقہ آفیسر بھی کھاد کی دستیابی کا مکمل ریکارڈ رکھیں گے۔

2۔ صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو کھادوں کی غیر قانونی ترسیل روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے جارہے ہیں۔

3۔ وزیر زراعت پنجاب کے حکم پر محمد آصف خان (پراجیکٹ ڈائریکٹر فروٹ اینڈ ویجیٹیبل) خالد محمود (ای ڈی او، رحیم یار خان) کو ذاتی طور پر گوادر بھیجا گیا تاکہ پورٹ سے کھاد کی ڈلیوری اور ملک کے دوسرے حصوں میں ترسیل کی ذاتی طور پر نگرانی کر سکیں اور حکومت کو روزانہ کی بنیاد پر کھاد کی ترسیل سے متعلق رپورٹ دیں۔

4۔ TCP (ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان) کے ذریعے باہر کے ملکوں سے درآمد شدہ کھاد کو NFML (نیشنل فرٹیلائزمارکیٹنگ لمیٹڈ) کے 600 مقررہ کردہ ڈیلروں کے ذریعے صوبہ بھر کے کاشتکاروں کو حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر کھاد کی فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب فرٹیلائزکنٹرول آرڈر 1973 کے تحت کھادوں کو ترتیب (Regulate) کرتی ہے اور اسی کے تحت ہی کھادوں کی ذخیرہ اندوزی اور گراں فروشی کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اسی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے محکمہ زراعت نے سال 2008 میں 1481 اور سال 2009 میں 30۔اپریل (اختتام ربیع 09۔2008) تک 243 ایف آئی آر درج کروائیں اور اگر دوبارہ ایسی صورتحال پیدا ہوئی تو مزید سخت اقدامات کئے جائیں گے۔

ڈی ڈی او زراعت چک جھمرہ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و تفصیل

*3013: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ڈی او زراعت چک جھمرہ (فیصل آباد) کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر اور ماڈل بتائیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کس کس کے استعمال میں ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان گاڑیوں کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے مرمت اور پٹرول/ڈیزل کے اخراجات بتائیں؟

(د) گاڑی نمبر ایل ایچ آر 7549 جس کے زیر استعمال ہے اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ڈی ڈی او زراعت (توسیع) چک جھمرہ (فیصل آباد) کے پاس ایک گاڑی ہے۔ گاڑی نمبر LHR۔7549 سوزوکی جیپ ماڈل 1987

(ب) یہ گاڑی ڈی ڈی او زراعت (توسیع) چک جھمرہ کے عہدہ کے ساتھ منسلک ہے اس کا استعمال بھی ڈی ڈی او زراعت چک جھمرہ ہی کرتا ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
محمد افضل ولد دین محمد	ڈی ڈی او زراعت (توسیع) چک جھمرہ (فیصل آباد)	18

(ج) گاڑی نمبر LHR۔7549 کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے مرمت اور پٹرول کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں:

	سال 08۔2007	سال 09۔2008
مرمت	64900/- روپے	24387/- روپے
پٹرول	137818/- روپے	126935/- روپے

(د) گاڑی نمبر LHR۔7549 ڈی ڈی او زراعت (توسیع) چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کے زیر استعمال ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
محمد افضل ولد دین محمد	ڈی ڈی او زراعت (توسیع) چک جھمرہ (فیصل آباد)	18

ڈی ڈی او زراعت چک جھمرہ، ملازمین کی تعداد و تفصیل

*3014: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت چک جھمرہ (فیصل آباد) کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس آفس میں گریڈ 11 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں، ان پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ج) اس آفس میں کتنے ملازم مستقل ہیں اور کتنے ملازم ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں؟

(د) ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، اور گریڈ علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت چک جھمرہ (فیصل آباد) کے دفتر میں کل سات ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس آفس میں گریڈ 11 اور اوپر کی اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام بمعہ ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1	محمد افضل ولد دین محمد	ڈی ڈی او زراعت	17	ایم ایس سی آنرز زراعت
2	ساجد محمود قاسم ولد محمد حبیب	زراعت آفیسر	17	ایم ایس سی آنرز زراعت
3	محمد ظفر اقبال ولد محمد یعقوب	زراعت آفیسر	17	پی ایچ ڈی (ایگری توسیع)
4	ذوالفقار علی ولد نظام الدین	زراعت آفیسر	12	ایم ایس سی آنرز زراعت
5	محمد شفیق ولد بشیر احمد	زراعت انسپکٹر	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
6	زاہد شفیق ولد محمد شفیق احمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
7	محمد افضل ولد محمد صدیق	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
8	علی احمد ولد ظفر اقبال	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
9	صدیق مسیح ولد شاہنا مسیح	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
10	طارق مصطفیٰ ولد حکم دین	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
11	محمد شفیق ولد عبدالعزیز	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
12	منور حسین ولد فضل احمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
13	طارق سلیم ولد حمید احمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
14	شاہد حسین ولد نور محمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
15	بہادر علی ولد مقبول احمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
16	محمد ایوب ولد سیف الملوک	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
17	رفاقت اعلیٰ ولد عبدالغنی	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے
18	مقصود احمد ولد ہوش محمد	فیلڈ اسسٹنٹ	11	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ایف اے

(ج) اس آفس میں تمام ملازمین مستقل ہیں اور ڈیپوٹیشن پر کوئی ملازم کام نہیں کر رہا ہے۔

(د) ڈیپوٹیشن پر کوئی ملازم کام نہیں کر رہا لہذا نام، عہدہ اور گریڈ علیحدہ علیحدہ کی ضرورت نہ ہے۔

کاٹن ریسرچ سٹیشن پر انا شجاع آباد روڈ ملتان کا قیام و دیگر تفصیلات

*3405: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کاٹن ریسرچ سٹیشن پر انا شجاع آباد روڈ ملتان کب قائم کیا گیا تھا اس کے مقاصد بتائیں؟

(ب) یہ کتنے رقبہ پر قائم ہے؟

(ج) اس میں کس کس فصل پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(د) اس ریسرچ سٹیشن سے اگر کسی فصل کا کوئی نیا بیج پیدا کیا گیا تو اس بیج اور فصل کا نام بتائیں؟

(ہ) یہ ریسرچ سٹیشن کس حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا ہے؟

(و) اس ریسرچ سٹیشن کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 1935 میں کپاس پر تحقیقی نتائج کی ٹیسٹنگ کے لئے ملتان میں کاٹن ریسرچ سب سٹیشن قائم ہوا جس کو بعد ازاں ترقی دیکر کاٹن ریسرچ سٹیشن بنا دیا گیا۔

کاٹن ریسرچ سٹیشن کے مقاصد:

کاٹن ریسرچ سٹیشن کے مقاصد میں کپاس کی ایسی اقسام تیار کرنا ہے جو مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل ہوں:

1۔ فی ایکڑ زیادہ پیداوار ہو

2۔ کوالٹی کے لحاظ سے لمبا ریشہ، مناسب نفاست اور مضبوط دھاگہ بنانے کی حامل ہوں۔

3۔ بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت، خصوصاً بتامر وڑوائرس کے خلاف قوت مزاحمت

4۔ اگیتی اور جلد پکنے کی صلاحیت موجود ہو

5۔ گرمی کے خلاف قوت برداشت رکھتی ہوں

6۔ پانی کی ضروریات کم رکھتی ہوں

7۔ ضرر رساں کیڑے خاص طور پر امریکن سنڈی، گلابی سنڈی اور چتکبری سنڈی کے خلاف مزاحمت رکھتی ہوں

8۔ کپاس کے کاشتکاروں کی رہنمائی کے لئے کپاس کی نئی اقسام کی جدید ٹیکنالوجی تیار کرنا۔

9۔ کپاس کے کاشتکاروں کو مفت زرعی مشاورتی سہولت مہیا رکھنا

10۔ کپاس کی ترقی کے لئے جرم پلازم کو بڑھانا

(ب) کاٹن ریسرچ سٹیشن ملتان کے تحت کل رقبہ 79 ایکڑ ہے جو مندرجہ ذیل دو حصوں میں منقسم ہے۔

براہ راست کاشت کا رقبہ = 30 ایکڑ

مزارعین کے زیر کاشت = 49 ایکڑ

(ج) کاٹن ریسرچ سٹیشن، ملتان کپاس کی ترقی و تحقیق کے لئے تخصیص رکھتا ہے۔

(د) اس کاٹن ریسرچ سٹیشن، ملتان پر اب تک 15 کپاس کی نئی اقسام تیار کی جاچکی ہیں جو کہ حکومت پنجاب نے عام کاشت کے لئے منظور کی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ریسرچ سٹیشن نے پنجاب میں اور بالخصوص جنوبی پنجاب میں کپاس کی تحقیق اور ترویج کے لئے کلیدی کردار ادا کیا ہے اور اب تک کپاس کی 15 نئی اقسام تیار ہو چکی ہیں جن میں سے ایم این ایچ93 بہت اہم قسم ہے جو کہ اپنی پیداوار اور بہتر کوالٹی کی وجہ سے مشہور ہے۔ 92۔1991 کے سال میں جب پاکستان نے ریکارڈ پیداوار حاصل کی تھی۔ اس وقت اس ادارہ کی مشہور قسم ایس 12 چالیس فیصد رقبہ پر کاشت تھی۔ ایم این ایچ352 پہلی قسم تھی جس میں گرمی کے خلاف قوت مدافعت تھی۔ پتامروڑ وائرس کے آنے کے بعد کاٹن ریسرچ سٹیشن کی بدولت کپاس کی قسم ایم این ایچ786 تیار ہوئی جو کہ عام کاشت کے لئے 2006 میں منظور کی گئی۔ سی آر ایس ایم 38 حال ہی میں ایکسپرٹ سب کمیٹی نے عام کاشت کے لئے ایک نئی قسم کے طور پر منظور کی ہے۔ جس میں وائرس کے خلاف مزاحمت رکھتی ہے اور اس قسم نے پتامروڑ وائرس کے شدید متاثرہ علاقوں میں بھی بہتر پیداوار دی ہے۔ یہ جلد پک کر تیار ہونے والی قسم ہے۔ یہ قسم گندم۔ کپاس۔ گندم کی کاشت کی ترتیب میں بہت مفید ہے۔ اس کی اگیتی پکنے کی صلاحیت کی وجہ سے گندم کی اگیتی کاشت کر کے گندم سے بھی فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔

سی آر ایس ایم2007 نئی آنے والی قسم ہے۔ جس میں گرمی کو برداشت کرنے کی بہت صلاحیت ہے۔ گزشتہ سال2008 میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے فارم پر اس قسم کی فی ایکڑ پیداوار کا موازنہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بی ٹی کاٹن کی تیاری / ضرر رساں کیڑے، امریکن، گلابی و چتکبری سنڈی کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کا تیار کرنا۔ کسان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بی ٹی کاٹن کی اقسام کی تیاری کا کام جاری ہے۔ ایم این ایچ 786 کو بی ٹی کاٹن میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جبکہ سی آر ایس ایم 38 کو بی ٹی کاٹن میں تبدیل کرنے کا کام جاری ہے۔ جاری تحقیق کے نتائج ذیل کے گوشوارہ میں درج ہیں۔

قسم	پودے کا قد (سینٹی میٹر)	گانٹھیں فی پودا	پتامروڑوائرس کا حملہ فیصد	کن (فیصد)	ریشہ کی لمبائی (فیصد)	ریشہ کی نفاست (مائیکرو گرام فی انچ)
ایم این ایچ786	120	45	35	39.5	27.8	4.7
سی آر ایس38	133	50	12	39.0	28.5	4.6
ایم این ایچ837	143	41.2	7.9	43.7	27.7	4.8
ایم این ایچ554	150	66	15.5	41.1	28.0	4.8

اس کے علاوہ ہائبرڈ کاٹن تیار کرنے کے لئے بہتر Combiner تیار کر لئے گئے۔ جن سے آنے والے سالوں میں بہتر ہائبرڈ کاٹن سیڈ تیار کیا جاسکے گا۔ جس میں بہتر پیداوار اور اچھی کوالٹی کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے۔ سی 27 ایسا ہائبرڈ ہے جو کہ کم پانی والے علاقوں کے لئے انتہائی موزوں ہے۔

قسم	پودے کا قد (سینٹی میٹر)	گانٹھیں (سینٹی میٹر)	ٹینڈے فی پودا	پتامروڑوائرس کا حملہ فیصد	کن (فیصد)	ریشہ کی لمبائی (فیصد)	ریشہ کی نفاست
سی26	144	33.4	45	12.0	38.5	27.7	4.8
سی27	151	34.5	50	10	39.0	28.5	4.6
سی آئی ایم496	65.5	25	15.3	88	40.1	28.5	5.2

پتامروڑوائرس پر نئی تحقیق

مقصد:

پتامروڑ وائرس کے خلاف مزاحمت رکھنے والے جین / جینز کا دیسی اور جنگلی اقسام سے امریکن اقسام میں منتقلی کیونکہ امریکن کپاس میں پتامروڑ وائرس کے خلاف قوت مزاحمت نہیں ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ تقریباً 12 ہزار لائنیں (ملکی و غیر ملکی) اس بیماری کے خلاف ٹیسٹ کی گئیں لیکن کوئی بھی قسم مزاحمت ثابت نہ کر سکی اس لئے حکومت پنجاب نے خصوصی طور پر اس انٹر سپیسفک ہائبرڈ (Hybrid Inter specific) پر تحقیقاتی کام شروع کیا ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس ادارے کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کی آمدن اور اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

سال	اخراجات	آمدن
08۔2007	10091364/-	991000/-
09۔2008	12259786/-	1210000/-

پنجاب کے کھالہ جات کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*3476:جناب خالد جاوید اصغر گھرال:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب میں بیشتر کھالہ جات کوابھی تک پختہ نہیں کیا گیا؟

(ب) قومی منصوبہ برائے اصلاح کھالہ جات میں اس وقت کتنے فنڈز مختص ہیں؟

(ج) مذکورہ منصوبہ کب تک پایہ تکمیل تک پہنچنے کاامکان ہے کہ تمام کھالہ جات پختہ ہو جائیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

پنجاب میں کل پختہ اور ناپختہ کھالہ جات کی تعداد کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پنجاب کے کل کھالہ جات کی تعداد:	58110
پختہ کئے گئے کھالہ جات کی تعداد :	38000(1977 سے جون2009تک)
ناپختہ کھالہ جات کی بقیہ تعداد :	20110

(ب) رواں مالی سال (10۔2009)میں وفاقی حکومت نے قومی پروگرام برائے "اصلاح کھالہ جات "کے تحت صوبہ پنجاب کے لئے وفاقی ترقیاتی پروگرام(PSDP)میں 4۔ارب روپے مختص کئے ہیں جن میں ابھی تک صرف 9کروڑ روپے موصول ہوئے ہیں۔

(ج) قومی منصوبہ برائے "اصلاح کھالہ جات" کااصل دورانیہ جولائی 2004 سے 30۔جون 2008تک تھا لیکن مقررہ بقایا فنڈز جاری نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ میں دوسال کی توسیع کی گئی ہے اب یہ منصوبہ 30۔جون2010کو پایہ تکمیل کو پہنچنے کا امکان ہے جو فنڈز کی فراہمی سے مشروط ہے تاہم تمام کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے مزید کافی فنڈز درکار ہوں گے۔

پی پی۔233میں پانی کے کھالوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3542:سردار خالد سلیم بھٹی:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔233بورے والا میں پانی کے کھالوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں پختہ اور ناپختہ کھالوں کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

(ج) ناپختہ کھالوں کو کیا حکومت پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔233 بورے والہ میں کل کھالہ جات کی تعداد 114 ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں پختہ کھالا جات کی تعداد 77 ہے جبکہ ناپختہ کھالا جات کی تعداد 37 ہے۔

(ج) جی ہاں !حکومت ناپختہ کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حلقہ پی پی۔233 میں اس سال دستیاب فنڈز سے 12 کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے۔ مزید فنڈز جاری ہوتے ہی بقایا کھالہ جات کو پختہ کر دیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سپر باسمتی چاول کا نیا بیج متعارف کروانے کا مسئلہ

41: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو شیخوپورہ میں 1985 میں باسمتی چاول کا بیج گرین میڈیم 385 کے نام سے متعارف کرایا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً بیس سال پرانا بیج ہونے کی وجہ سے اس کی قوت مدافعت اور پیداوار بھی کم ہو گئی ہے اور اس فصل کا اسکے بعد کوئی نیا بیج بھی مارکیٹ میں نہیں آیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1990 میں چاول کا نیا بیج سپر باسمتی 1990 کے نام سے مارکیٹ میں متعارف کرایا گیا تھا لیکن تقریباً 17 سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اس فصل کا نیا بیج بھی مارکیٹ میں نہیں لایا گیا ہے، کیا اس سپر باسمتی بیج پر ریسرچ کی جارہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے تقریباً پندرہ سال سے اس ادارے کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے؟

(ہ) حکومت اس ادارے کی کارکردگی بہتر بنانے اور کاشتکاروں کو نئے بیج فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ باسمتی385 کی پیداواری صلاحیت میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ ہی اس کی قوت مدافعت میں کوئی کمی آئی ہے۔جہاں تک پیداواری صلاحیت کا تعلق ہے۔ پنجاب کی92-1991 میں باسمتی کی فی ایکڑ پیداوار 20 من فی ایکڑ سے بڑھ کر 08-2007 میں 30 من فی ایکڑ ہو گئی ہے۔اس کے بعد 1996 میں سپر باسمتی متعارف کرائی گئی۔اس کا چاول 385 سے زیادہ لمبا اور باریک ہے جس کی وجہ سے عالمی منڈی میں اس کی قیمت 385 سے زیادہ ملتی ہے اور اسی بناء پر زمیندار سپر باسمتی کی کاشت کو 385 پر ترجیح دیتے ہیں۔

(ج) سپر باسمتی 1990 کی بجائے 1996 میں عام کاشت کے لئے منظور کی گئی۔یہ قسم زمینداروں میں بہت مقبول ہے کیونکہ یہ ایکسٹرا لانگ گرین خصوصیات کی حامل ہے اور عالمی منڈی میں اس کی قیمت تمام مروجہ اقسام سے زیادہ ملتی ہے۔یہ قسم نہ صرف پاکستان بلکہ انڈیا میں بھی کاشت کی جا رہی ہے۔اس کی بہتر خصوصیات کی وجہ سے انڈیا نے اسے 2006 میں سپر باسمتی ہی کے نام سے کاشتکاروں کے لئے منظور کر لیا ہے۔چاول کی ایکسٹرا لانگ اقسام پر تحقیق جاری ہے۔اس کے نتیجہ میں 2000 میں باسمتی 2000 کے نام سے ایک نئی قسم منظور کی گئی۔مزید برآں ایک نئی قسم منظوری کے لئے آخری مراحل میں ہے۔اس قسم کا نام 00515 ہے اس کی پیداواری صلاحیت اور چاول کی کوالٹی سپر باسمتی سے بہتر ہے اس کے تمام ٹیسٹ مکمل ہو چکے ہیں،آئندہ سال عام کاشت کے لئے منظور ہو جائے گی۔

(د) یہ قطعی درست نہیں ہے۔بلکہ ادارہ ہذا کے سائنسدان بڑی محنت سے تحقیقاتی کاموں میں مشغول ہیں۔اس کے نتیجہ میں نئی پیداواری ٹیکنالوجی جس میں فی ایکڑ پودوں کی تعداد کا پورا کیا جانا دریافت کیا گیا جو کہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کے لئے بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے باسمتی کی برآمد پانچ لاکھ ٹن سے بڑھ کر بارہ لاکھ ٹن سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔ حال ہی میں اسی تحقیق کے نتیجہ میں ادارہ ہذا نے KS-133 چاول کی نئی قسم 2006 میں عام کاشت کے لئے منظور کروائی ہے جس کی پیداوار صلاحیت سو من فی ایکڑ سے زیادہ ہے اور KSK-282 کی نسبت چاول کی کوالٹی بھی بہتر ہے۔

(ہ)

(i) حکومت پنجاب ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد کے سائنسدانوں کے تنظیمی ڈھانچہ کو بہتر بنانے(Service Re-Structuring) کے لئے کوشاں ہے۔امید واثق ہے کہ اس پر عمل درآمد کے نتیجہ میں زرعی تحقیق کے شعبہ میں مثبت انقلابی تبدیلیاں لائی جا سکیں گی اور ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد کے بہترین صلاحیت کے حامل سائنس دانوں کا اخراج(Brain Drain) کم کیا جا سکے گا۔جس کے نتیجہ میں ادارہ کی کارکردگی بڑھائی جا سکے گی۔

(ii) حال ہی میں حکومت پنجاب نے ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے تحت فاؤنڈیشن سیڈ سیل کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔جس کے نتیجہ میں مختلف فصلوں کی نئی دریافت شدہ ترقی دادہ اقسام کا بیج کسانوں تک پہنچانے کا دیرینہ مسئلہ کافی حد تک حل کرنے میں مدد مل سکے گی۔

صوبہ میں زرعی ریسرچ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

42: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تحت صوبہ میں کتنے زرعی ریسرچ سنٹر کس کس مقام پر کام کر رہے ہیں اور یہ کس فصل پر ریسرچ کرتے ہیں نیز گندم کی فصل پر ریسرچ کے کتنے ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں 1991 میں گندم کا بیج انقلاب 1991 کے نام سے متعارف کرایا تھا اور اس کے بعد آج تک مارکیٹ میں گندم کا نیا بیج نہیں آیا؟

(ج) 2002 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ریسرچ ونگ پر کتنا بجٹ خرچ ہوا اور اس خرچ کردہ بجٹ کے عوض اس ونگ نے کون کون سے نئے بیج متعارف کرائے؟

(د) اس ادارے کے ریسرچ ونگ میں اس وقت کتنے scientist اور افسران کام کر رہے ہیں ان کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے سلسلے میں حکومت نے 2002 سے آج تک کتنی رقم سال وار خرچ کی ہے؟

(ہ) 2002 سے آج تک ریسرچ ونگ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور ریسرچ کے دوسرے اداروں میں کون کون سے اور کس کس فصل کے بیج بازار میں پیش کئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے بجائے پنجاب میں ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد زرعی تحقیق کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔اس ادارہ کے ماتحت کل 22 نظامتیں اور 8 شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

نظامتیں

1- ادارہ تحقیقات برائے گندم، فیصل آباد
2- ادارہ تحقیقات برائے کپاس، فیصل آباد
3- ادارہ تحقیقات برائے نیشکر، فیصل آباد
4- ادارہ تحقیقات برائے سبزیات، فیصل آباد
5- ادارہ تحقیقات برائے روغندار اجناس، فیصل آباد
6- ادارہ تحقیقات برائے دالیں، فیصل آباد
7- ادارہ تحقیقات برائے اثمار، فیصل آباد
8- ادارہ تحقیقات مرکز برائے پوسٹ ہارویسٹ، فیصل آباد
9- ادراہ تحقیقات برائے تحفظ نباتات، فیصل آباد
10- ادارہ تحقیقات برائے فلاحت، فیصل آباد
11- ادارہ تحقیقات برائے حشریات، فیصل آباد
12- ادارہ تحقیقات برائے بائیوٹیکنالوجی، فیصل آباد
13- بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال
14- ادارہ برائے تحفظ آب واراضی، چکوال
15- ادارہ تحقیقات برائے دھان، کالاشاہ کاکو
16- ادارہ تحقیقات برائے مکئی جوار باجرہ، یوسف والہ، ساہیوال
17- ادارہ تحقیقات برائے چارہ جات، سرگودھا
18- ادارہ تحقیقات برائے سٹرس، سرگودھا
19- علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاول پور
20- ایرڈزون تحقیقاتی ادارہ، بھکر
21- ریپڈ سائل فرٹیلٹی اینڈ سائل ٹیسٹنگ ادارہ، لاہور
22- ادارہ تحقیقات برائے شورزدہ اراضیات، پنڈی بھٹیاں

شعبہ جات:۔

23- شعبہ سائل کیمسٹری، فیصل آباد
24- شعبہ امراض نباتات، فیصل آباد
25- شعبہ وائرسی امراض (آلو) فیصل آباد
26- شعبہ جراثیمی اراضی، فیصل آباد
27- شعبہ بائیو کیمسٹری، فیصل آباد
28- شعبہ شماریات، فیصل آباد
29- شعبہ زرعی معاشیات، فیصل آباد
30- شعبہ تحقیقات برائے گس بانی وحشریات، راولپنڈی

اس وقت پنجاب میں گندم پر تحقیق کے لئے بنیادی طور پر ایک ہی ادارہ فیصل آباد میں کام کر رہا ہے۔البتہ بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال، علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور اور ایرڈزون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر کے تحقیقاتی پروگرام میں بھی گندم پر تحقیق شامل ہوتی ہے۔

(ب) گندم کی قسم انقلاب91 ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد کے ذیلی شعبہ گندم زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد نے 1991 میں متعارف کروائی تھی جو کہ اب تک زمیندار کاشت کر رہے ہیں۔اس کے بعد شعبہ گندم نے مندرجہ ذیل اقسام متعارف کروائی ہیں۔

I-	پرواز-94	II-	شاہکار- 95
III-	پنجاب-96	IV-	ایم ایچ97
V-	عقاب2000	VI-	چناب2000
VII-	اقبال2000	VIII-	ایس ایچ2002
IX-	اے ایس2002	X-	سحر2006
XI-	شفق2006	XII-	فیصل آباد2008
XIII-	لاثانی2008		

اس کے علاوہ بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال نے2008 میں چکوال 50 جبکہ علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور نے معراج2008اور ایرڈزون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر نے بھکر2002 کے نام سے گندم کی نئی اقسام دریافت کی ہیں۔

(ج) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد نے سائنس دانوں اور دیگر مددگار سٹاف پر 2001-02 سے 2007-08 تک یہ رقم خرچ کی۔

سال	کل رقم(روپے)
2001-02	331500939/-
2002-03	417230202/-
2003-04	471337227/-
2004-05	496078475/-
2005-06	564187074/-
2006-07	609502448/-
2007-08	652620206/-

اس ادارے سے اس دوران مختلف فصلات کی درج ذیل اقسام کاشت کے لئے زمینداروں کو دی گئیں۔

1۔گندم:

جی اے2002،ایس ایچ2002،اے ایس2002، بھکر2002،افق2002، سحر-2006، شفق2006، فیصل آباد2008،لاثانی2008، معراج2008، چکوال50

2۔کپاس:

ایف ڈی ایچ228،ایف ایچ1000،بی ایچ160،ایم این ایچ786

3۔سبزیات:

ان میں آلو کی قسم ایس ایچ5، گاجر کی ٹی29، شلجم کی گولڈن، کدو کی فیصل آباد "راؤنڈ" (Faisalabad Round)، کریلے کی فیصل آباد "لونگ" (Faisalabad Long) جبکہ مٹروں میں "میٹیور" (Meteor)

4- کماد:

ایچ ایس ایف240،ایس پی ایف234،ایس پی ایف245

اور سی پی ایف243

5- چارہ جات:

سرگودھا لوسرن، جی ایس2000، چکوال جوار

6- دھان:

کے ایس کے-133

7- مونگ پھلی:

گولڈن چکوال

8- روغندار اجناس:

چکوال سرسوں

9- دالیں:

ماش: چکوال ماش

چنا: تھل2006 پنجاب2008، ونہار

مونگ: ازری2006، چکوال مونگ2006

(د) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں اس وقت 596 سائنسدان کام کر رہے ہیں۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کو سائنس دانوں اور دیگر مددگار سٹاف کے لئے جو بجٹ ملا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	رقم تنخواہ روپے	ٹی اے/ ڈی اے	کل رقم
2001-02	88700424/-	5604750/-	94305174/-
2002-03	119391909/-	5401075/-	124792984/-
2003-04	124233426/-	5476955/-	129710381/-
2004-05	126182728/-	5176728/-	131359456/-
2005-06	136731610/-	6621580/-	143353190/-
2006-07	132348432/-	7460618/-	139809050/-
2007-08	143941512/-	6961244/-	150902756/-

(ہ) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد نے 2002 سے لے کر آج تک مختلف فصلوں کی یہ نئی اقسام کاشت کے لئے متعارف کروائی ہیں:۔

1- گندم:

جی اے2002، ایس ای-2002، اے ایس-2002، بھکر2002، افق2002، سحر-2006، شفق2006، فیصل آباد2008، لاثانی2008، معراج2008، چکوال50

2- کپاس:

ایف ڈی ایچ228، ایف ایچ1000، بی ایچ160، ایم این ایچ786

3- سبزیات:

ان میں آلو کی قسم ایس ایچ5، گاجر کی ٹی 29، شلجم کی گولڈن، کدو کی فیصل آباد "راؤنڈ" (Faisalabad Round) کریلے کی فیصل آباد "لانگ" (Faisalabad Long) جبکہ مٹروں میں "میٹیور" (Meteor)

4- کماد:۔

ایچ ایف ایف240،ایس پی ایف234،ایس پی ایف245اور سی پی ایف243

5- چارہ جات:

سرگودھالوسرن،جائی ایس2000،چکوال جوار

6- دھان:

کے ایس کے-133

7- مونگ پھلی: گولڈن چکوال

8- روغندار اجناس: چکوال سرسوں

9- دالیں:

ماش: چکوال ماش

چنا: تھل2006،ونہار،پنجاب2008

مونگ: ازری2006اور چکوال مونگ2006

پنجاب سیڈ کارپوریشن میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

43:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن میں اس وقت گریڈ18اور اس سے اوپر کے جو ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ،گریڈاور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ملازمین کو سال2003سے آج تک کتنی تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے حکومت کی طرف سے فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) ان ملازمین کے لئے کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ گاڑیاں کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں؟

(د) سال2003سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن میں اس قت گریڈ18اور اس سے اوپر کے جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام،عہدہ،گریڈاور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ18 اور اس پر کے ملازمین کو سال2003 سے آج تک تنخواہ اور ٹی اے/ ڈی اے کی مد میں حکومت کی طرف سے 10 کروڑ 91 لاکھ 84 ہزار 201 روپے کی رقم خرچ کی گئی۔اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے
2002-03	14994782/-	869043/-
2003-04	11980395/-	555733/-
2004-05	16535535/-	872839/-
2005-06	17725676/-	1015529/-
2006-07	19520712/-	1165528/-
2007-08	22362516/-	1585913/-
میزان	103119616/-	6064585/-

(ج) گاڑیوں کی کل تعداد 61 ہے جبکہ کوئی بھی گاڑی کسی بھی آفیسر کو اس کے نام پر مختص نہیں کی جاتی۔ہر سٹیشن پر متعلقہ گاڑیاں پول میں موجود ہوتی ہیں۔ضرورت پڑنے پر کسی بھی آفیسر کو سرکاری کام کے لئے گاڑی دی جاتی ہے۔

(د) سال2003 سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر 2 کروڑ 88 لاکھ 76 ہزار 479 روپے کی رقم خرچ کی گئی جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	خرچ پٹرول	خرچ مرمت
2002-03	2857264/-	1265596/-
2003-04	2186842/-	964730/-
2004-05	3734642/-	1324201/-
2005-06	4656774/-	1365116/-
2006-07	4260267/-	1030996/-
2007-08	4606816/-	641235/-
میزان	22302605/-	6573874/-

کرم کش جعلی ادویات کی تفصیلات

102:جناب طاہر احمد سندھو:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں موجود کرم کش ادویات غیر معیاری، ملاوٹ شدہ اور ناقص ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ کرم کش ادویات کے ڈیلرز ادویات کے معیار کو ملحوظ خاطر نہیں رکھ رہے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ادویات کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی مناسب اور مؤثر چیک نہیں ہے؟

(د) کیا اجزاء کے تجزیے / معیار کی جانچ کے لئے بنائی گئی لیبارٹریاں مستند اور قابل بھروسہ ہیں؟

(ہ) کیا مفاد عامہ کے پیش نظر گورنمنٹ پالیسی کے مؤثر اطلاق اور نفاذ کے لئے سزاؤں میں اضافہ کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب کی کوششوں سے زرعی ادویات کی ملاوٹ میں کمی آئی ہے۔1998 سے قبل 18 فیصد تک ملاوٹ تھی جو کہ اب کم ہو کر 8.5 فیصد تک رہ گئی ہے۔اب بھی زرعی ادویات کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لئے زرعی ادویات کے انسپکٹر جن کی صوبہ بھر میں تعداد 260 ہے اپنے اپنے حلقے میں تندہی سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) زرعی ادویات کے ڈیلرز کی کم از کم تعلیمی قابلیت میٹرک رکھی گئی ہے۔ان کو محکمہ زراعت سے کیڑے، بیماریوں، جڑی بوٹیوں کی پہچان اور کنٹرول کرنے کے طریقوں کے علاوہ زرعی ادویات کی سٹوریج اور سیل کے متعلق قواعد وضوابط کی باقاعدہ ٹریننگ لینا پڑتی ہے۔مقررہ دنوں کی ٹریننگ کے بعد باقاعدہ تحریری طور پر ایک امتحان دینا پڑتا ہے۔صرف امتحان سے پاس ہونے والے ڈیلرز کو حلفیہ بیان جمع کروانے کے بعد زرعی ادویات کی فروخت کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے اور محکمہ زراعت کے مقرر کردہ انسپکٹر مسلسل ان کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ ادویات کے معیار کو ملحوظ رکھا جاسکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب ادویات کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے دن رات کوشاں ہے اور اس سلسلے میں بہت سے اقدامات کئے جارہے ہیں۔موجودہ دور میں حکومت پنجاب نے غیر معیاری ادویات پر قابو پانے کے لئے ایک جامع ایکشن پلان بنایا جس کے تحت ایک ٹاسک فورس جناب کرنل (ر) شجاع خانزادہ ایم پی اے کی سربراہی میں تشکیل دی گئی ہے

جو صوبہ بھر میں اس کاروبار میں ملوث افراد کا قانون کے مطابق مانٹیرنگ کرتی ہے یہ ٹاسک فورس مندرجہ ذیل امور سرانجام دیتی ہے۔

* قانون کے مطابق پیسٹی سائیڈز اور کھادوں کے کاروبار کو باقاعدہ بنانا۔
* پیسٹی سائیڈز انسپکٹرز اور زرعی ادویات کی لیبارٹریز کی کارکردگی کو مانٹیر کرنا۔

اور اسی طرح ضلعی سطح پر جعلی زرعی ادویات اور کھادوں کے کاروبار کو روکنے کے لئے حکومت نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) کی سربراہی میں جو Sub-committee تشکیل دی ہے وہ درج ذیل امور سرانجام دیتی ہے۔

- ڈی سی او / چیئرمین ہفتہ وار کمیٹی کا اجلاس بلانا اور جس میں آپریشنل پلان کے مطابق کمیٹی کو تجویز شدہ ٹارگٹ اور امور کے حصول کا جائزہ لینا۔
- ضلعی پولیس آفیسر کا ملزمان کے خلاف ایف آئی آر کی رجسٹریشن اور گرفتاری اور عدالتوں میں چالان بروقت پیش کرنے کو یقینی بنانا۔
- ای ڈی او، زراعت کا ڈی سی او، زراعت اور دوسرے ممبران کمیٹی کے درمیان رابطہ قائم کروانا۔
- ضلعی آفیسر (توسیع) / سیکرٹری اپنے متعلقہ ضلع میں بذات خود اور تمام ڈی ڈی او زراعت (توسیع) کے ذریعے پیسٹی سائیڈز اور کھاد کے نمونے حاصل کرنے اور ریڈ کرانے کا ذمہ دار ہونا۔
- اسسٹنٹ ڈائریکٹرز زراعت، پیسٹ وارننگ خود اور اپنے زراعت آفیسر کے ذریعے فارمولیشن پلانٹ، ریفلنگ پلانٹس، کمپنی کے گودام اور ڈیلرز کی دکان سے پیسٹی سائیڈز نمونہ جات حاصل کرنا اور جعلی ادویات کے کاروبار کا کھوج لگانا۔
- ڈسٹرکٹ پراسیکیوشن آفیسر کا مجرمانہ کیس کی عدالتوں میں وکالت کرنا اور اس بات کی یقین دہانی کرنا کہ عدالتوں میں چالان بروقت جمع ہو گئے ہیں جہاں ضروری ہو وہاں ماتحت عدالت کے فیصلوں کے خلاف سیشن کورٹس اور ہائی کورٹس میں اپیل دائر کرانا۔
- کاشتکاروں کے نمائندے کا پیسٹی سائیڈز انسپکٹرز کی جعلی / ملاوٹ شدہ ادویات اور کھادوں کی تیاری / گوداموں / تجارت کی نشاندہی میں مدد کرنا۔

- پیسٹی سائیڈز ڈسٹری بیوٹر/ڈیلرز کے نمائندے کا مؤثر اور منصفانہ کارروائی میں سب کمیٹی کی رہنمائی کرنا۔

(د) جی ہاں! زرعی ادویات کے تجزیہ کے معیار کی جانچ کے لئے بنائی گئی لیبارٹریاں مستند اور قابل بھروسہ ہیں۔سال2008 میں 6459 سمپل لئے گئے جس میں 554 غیر معیاری پائے گئے۔

(ہ) وفاقی حکومت نے مفاد عامہ کے پیش نظر گورنمنٹ پالیسی کے مؤثر نفاذ کے لئے سزائیں مقرر کر رکھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

	پہلی دفعہ		پہلی دفعہ کے بعد	
جرم	جرمانہ	قید	جرمانہ	قید
ملاوٹ	3لاکھ تک	2سے3سال	5سے10لاکھ	کم از کم3سال
غیر معیاری	5لاکھ تک	6ماہ سے2سال	کم از کم5لاکھ یا پہلی دفعہ سے زیادہ (دونوں سزائیں بیک وقت بھی ہو سکتی ہیں)	کم از کم3سال

تاہم سزاؤں کو بڑھانا یا کم کرنا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

ترش پھلوں کے امراض کی تفصیلات

103: جناب طاہر احمد سندھو: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترش پھل جیسا کہ کنوں، سنگترہ، ریڈ بلڈ وغیرہ وائرس اور دیگر امراض کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت کے پاس مفاد عامہ اور ملک کے مفاد میں ترشاوہ پھلوں کو محفوظ کرنے کا کوئی منصوبہ موجود ہے کیونکہ ترشاوہ پھل آج کل غیر ملکی زرمبادلہ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت کے پاس ان امراض کی تشخیص اور ان کے علاج کے لئے کیا ایکشن پلان موجود ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ترشاوہ باغات مثلاً کنو، سنگترہ، ریڈ بلڈ وغیرہ وائرس اور دیگر امراض کا شکار ہو رہے ہیں جو کہ قدرتی عمل ہے کہ جہاں باغات وفصلات ہوں وہاں پر

کیڑے اور بیماریاں حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔جن کا علاج بھی ممکن ہے اور کاشت کار محکمہ زراعت کی رہنمائی میں ان بیماریوں کا سدباب کر رہے ہیں۔

(ب) جی ہاں!حکومت کے پاس مفاد عامہ اور ملک کے مفاد میں ترشاوہ پھلوں کو محفوظ کرنے کا جامع منصوبہ موجود ہے جس پر محکمہ زراعت عمل درآمد کر رہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ترشاوہ پھل غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

(ج) جہاں تک امراض کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے ایکشن پلان کا تعلق ہے محکمہ زراعت کے تحقیقی اور توسیعی شعبے مختلف امراض کی تشخیص اور ان کی سفارشات کو کسانوں تک پہنچانے کے لئے شب و روز کوششیں کر رہے ہیں حکومت پنجاب نے سرگودھا میں ایک ادارہ اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم کیا ہوا ہے جو فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ جس کے تحت پنجاب میں مختلف جگہوں پر صحیح النسل اور بیماریوں سے پاک پودہ جات کے لئے جرم پلازم یونٹ(GPU) بنانے کے عمل میں مصروف ہے جہاں بیماریوں سے پاک اور صحیح النسل پودے تیار کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے ترشاوہ پھلوں کی بہتری کے لئے ایک اور منصوبہ "فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ پنجاب" کا اجزء 06-2005 میں کیا اور یہ منصوبہ جون 2010 تک چلے گا اس منصوبہ کے تحت ترشاوہ باغات کے مشورا اضلاع سرگودھا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کام ہو رہا ہے۔جس کے تحت کسانوں کو ترشاوہ باغات کی دیکھ بھال کی تربیت کے لئے فارمر فیلڈ سکول قائم کئے ہوئے ہیں ان سکولوں میں کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی اپنا کر پیداوار بڑھانے، اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے اور خاص طور پر ترشاوہ پھلوں کی برآمد کے لئے تربیت دی جارہی ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں فروٹ و سبزی منڈی کی تعمیر میں تاخیر کا جواز

109: محترمہ فریحہ نایاب:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ میں سرکاری سبزی و فروٹ منڈی جس کی منظوری کا نوٹیفکیشن نمبر پی ڈی/ایکس-14/81-111 مورخہ 10-03-2003 کو سیکرٹری ایگریکلچر پنجاب کی جانب سے جاری ہوا، لیکن تعمیر کا کام آج ساڑھے پانچ سال گزر جانے کے باوجود شروع نہ ہونے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منصوبہ کی تعمیر کے لئے 82 کنال رقبہ رول 67 پنجاب ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹس جنرل رولز 1979 کے مطابق 164000 روپے کے عوض جس کی فی مرلہ قیمت صرف۔/100 روپے بنتی ہے ساڑھے پانچ سال پہلے مقامی زمیندار سے حاصل کیا جا چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نقشہ کے مطابق 228 پلاٹ بنائے گئے ہیں، جس کی منظوری مجاز اتھارٹی کی جانب سے دی جا چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 228 پلاٹوں کی نیلامی اور الاٹمنٹ کے لئے سات رکنی کمیٹی 23-04-07 کو ڈی سی او شیخوپورہ کی سربراہی میں تشکیل دی جا چکی ہے، ڈیڑھ سال گزر جانے کے باوجود پلاٹوں کی نیلامی اور الاٹمنٹ کا کام آج تک مکمل نہ ہو سکا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ 228 پلاٹوں کی نیلامی اور الاٹمنٹ سے حاصل ہونے والی رقم کا تخمینہ تقریباً 15 کروڑ روپے بنتا ہے۔اس طرح تعمیراتی کام جس کا تخمینہ 8 کروڑ روپے لگایا گیا ہے، جسے مکمل کروانے کے بعد گورنمنٹ کو کروڑوں روپے کی بچت متوقع ہے اور اس منصوبہ کی تکمیل کی تاریخ سے آگاہ کیا جائے؟

(و) کیا حکومت عوامی فلاح کے اس سیلف فنانس منصوبہ کی جلد تعمیر کے لئے کوئی ڈیڈ لائن دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ شیخوپورہ میں سبزی و فروٹ منڈی کی منظوری پنجاب زرعی پیداوار اور منڈیاں (جنرل) رولز 1979 کے زیر قاعدہ 67 بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر PD/XV-81/4 مورخہ 10-03-2003 ہوئی۔آڑھتیوں کے ایک گروپ نے اس منڈی کی منظوری کے خلاف لاہور ہائی کورٹ لاہور میں رٹ نمبر 6299/03 دائر کی جس کی وجہ سے کام رکا رہا اور رٹ کا فیصلہ 15-12-05 کو ہوا۔اس کے بعد محکمہ زراعت (زرعی مارکیٹنگ) نے بذریعہ نمبر III-81/4-X/PD مورخہ 17-04-2006 سبزی و پھل منڈی کے سائٹ پلان کی منظوری دی اور مورخہ 23-04-2007 کو محکمہ نے منڈی کے پلاٹوں کی ریزرو پرائس مبلغ-/509015 روپے فی پلاٹ مقرر کی اور پلاٹوں کی الاٹمنٹ/نیلامی کے لئے جناب ڈی سی او شیخوپورہ کی زیر صدارت کمیٹی تشکیل دی۔الاٹمنٹ/آکشن کمیٹی نے اپنی

میٹنگ مورخہ 07-07-17 کو جناب ای ڈی او(آر) شیخوپورہ کی سربراہی میں ایک سب کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی نے کل کمرشل پلاٹوں کا 70 فیصد جو کہ 159 پلاٹ بنتے ہیں ورکنگ کمیشن ایجنٹس کو الاٹ کرنے کے لئے بذریعہ اخبار اشتہار درخواستیں طلب کیں اس ضمن میں 165 درخواستیں مارکیٹ کمیٹی شیخوپورہ کو موصول ہوئیں جن کی جانچ پڑتال کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) شیخوپورہ کی سربراہی میں ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔سب کمیٹی کو آڑھتیوں کی درخواستوں کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں مارکیٹ کمیٹی کا ریکارڈ جو کہ دوران سال2003 میں گم ہو جانے کی وجہ سے دشواری کا سامنا تھا۔محکمہ زراعت (زرعی مارکیٹنگ) نے اس سلسلہ میں رہنمائی کی اور فروری2002 میں تیار کردہ سبزی وفروٹ منڈی کے آڑھتیوں کی لسٹ اس ہدایت کے ساتھ فراہم کی کہ اس پر عام پبلک /آڑھتیوں کے اعتراضات وصول کر کے پہلے سے کام کرنے والے آڑھتیوں کی لسٹ بنائی جائے جناب ڈی او(آر) نے اس لسٹ پر مارکیٹ کمیٹی کو اعتراضات طلب کرنے کا حکم دیا مارکیٹ کمیٹی نے اس پر اعتراضات طلب کئے تو اسے آخری تاریخ مورخہ 08-10-25 تک 24 اعتراضات موصول ہوئے۔ان اعتراضات کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے جناب ڈی او(آر) نے مورخہ 08-11-26 کو سب کمیٹی کی میٹنگ طلب کی تھی۔نئے ڈی او (آر) /کنوینر سب کمیٹی برائے الاٹمنٹ پلاٹ نے چارج سنبھالا تو انہوں نے 2009-01-13 کو سب کمیٹی کی میٹنگ طلب کی اور اس میں فیصلہ کیا کہ آڑھتیوں کی verification کے لئے ایک proforma مرتب کیا جائے۔ مارکیٹ کمیٹی نے proforma پر کر کے کنوینر سب کمیٹی کو پیش کیا اور ان سے درخواست کی کہ آڑھتیوں کی لسٹ کو فائنل کرنے کے لئے سب کمیٹی کی میٹنگ بلائی جائے۔میٹنگ ابھی بلائی نہیں گئی تھی کہ جناب سپیشل سیکرٹری زرعی مارکیٹنگ نے 2009-04-08 کو شیخوپورہ کا دورہ کیا اور ڈی سی او صاحب نے منڈی کے جلد شفٹنگ کے لئے ایک میٹنگ کی اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آڑھتیوں کی جس لسٹ پر اعتراضات طلب کئے گئے تھے اس کو دوبارہ اخبار میں اشتہار کے ذریعے مشتہر کیا جائے اور اس پر اعتراضات طلب کئے جائیں یہ لسٹ مارکیٹ کمیٹی نے اخبار میں اشتہار کے لئے ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹی فنڈ بورڈ کو روانہ کی ہے۔

چونکہ منڈی میں تعمیراتی اخراجات منڈی کے کمرشل پلاٹ سے حاصل ہونے والی آمدن سے کئے جاتے ہیں اس لئے جیسے ہی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا مرحلہ مکمل ہوتا ہے تعمیراتی کام شروع کروادیئے جائیں گے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) یہ بھی درست ہے کہ 228 پلاٹوں کی الاٹمنٹ / نیلامی کے لئے جناب ڈی سی او شیخوپورہ کی سربراہی میں الاٹمنٹ / نیلام کمیٹی مورخہ 07-04-23 کو تشکیل دی جاچکی ہے اس کمیٹی نے آڑھتیوں کے حصہ کے 70 فیصد پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے وصول درخواستوں کی جانچ پڑتال کے لئے جناب ڈی او(آر) شیخوپورہ کی سربراہی میں ایک سب کمیٹی تشکیل دی ہے۔جو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے دی گئی درخواستوں کی جانچ پڑتال کر رہی ہے۔

(ہ) پلاٹوں کی الاٹمنٹ / نیلامی سے حاصل ہونے والی آمدن کا اندازہ پلاٹوں کی نیلامی شروع ہونے کے بعد ہی ہو گا۔البتہ تعمیراتی کام کی لاگت کا تخمینہ جو کہ سال 2007 میں لگایا گیا تھا 11 کروڑ 60 لاکھ 55 ہزار 495 روپے ہے۔جس میں تعمیراتی سامان کی قیمتیں بڑھنے کے بعد اضافہ کی توقع ہے۔

(و) حکومت سبزی و فروٹ منڈی شیخوپورہ کے منصوبہ کو جلد از جلد مکمل کرنے کی خواہاں ہے اس سلسلے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے سپیشل سیکرٹری زرعی مارکیٹنگ حکومت پنجاب نے متعدد بار شیخوپورہ کا دورہ کیا اور ڈی سی او شیخوپورہ / کنوینر الاٹمنٹ / آکشن کمیٹی سبزی و فروٹ منڈی شیخوپورہ اور دیگر سے معاملے کو ڈسکس کیا اور ضروری ہدایات دیں۔مزید برآں ڈائریکٹر، زراعت (معاشیات و تجارت) نے بھی اس بارے میں ڈی سی او شیخوپورہ کو مورخہ 30-05-2009 کی چٹھی کے تحت اہل کمیشن ایجنٹس کی فہرست کو حتمی شکل دے کر منڈی میں الاٹمنٹ کے عمل کو جلد از جلد مکمل کرنے کی سفارش کی ہے۔

کھاد کی کمی کی تفصیلات

135: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یہ درست ہے کہ کیا کھاد اور بالخصوص یوریا ڈی کنٹرولڈ آئٹم ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کھاد کی کمی کے حالات میں منصفانہ تقسیم کی غرض سے اسے کنٹرولڈ آئٹم کیوں نہیں بنایا جاتا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نائٹروجنی کھادوں کی تقسیم اور قیمتوں پر حکومتی کنٹرول 1986 میں ختم کر دیا گیا جبکہ فاسفورسی کھادوں کی تجارت اور قیمتوں کو1993 میں ڈی ریگولیٹ کر دیا گیا۔ ضمیمہ (الف) اور (ب) پر موصولہ نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سنٹر اسلام آباد کی رپورٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

تاہم پنجاب فرٹیلائزر (کنٹرول) آرڈر 1973 اور پنجاب ایسنشل آرٹیکل (کنٹرول) ایکٹ 1973 کے تحت حکومت پنجاب صوبہ میں کھادوں کی ترسیل، تقسیم اور قیمتوں کی نگرانی کرتی ہے۔

(ب) کھاد کی کمی کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ملکی پیداوار میں مناسب اضافہ کیا جائے تاکہ درآمدات پر انحصار کم سے کم کیا جائے۔مزید یہ کہ کھادوں بالخصوص یوریا کی بیرون ملک سمگلنگ پر قابو پایا جائے۔کنٹرولڈ آئٹم قرار دینے سے مسئلہ حل نہ ہو گا۔صرف رسد کو بڑھا کر ان کی قیمتوں میں توازن پیدا کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی طرف سے وزیر زراعت کو appreciate کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی طرف سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر نوید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ دونوں بولیں گے؟

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ہم دونوں تھوڑا تھوڑا بولیں گے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!آج سے پانچ چھ دن پہلے لاہور میں شازیہ دختر بشیر مسیح کا جو ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ جو ایک ایسا انسانیت سوز واقعہ تھا کہ اسے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے condemn کیا۔ میں آج اس ہاؤس کی وساطت سے اس سانحہ کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور میں ان تمام سیاسی قیادتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے ان نازک لمحات میں اس شہید بچی کے خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا اور میں خصوصاً اپنی قیادت میاں محمد نواز شریف اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جو ان نازک لمحات میں اس خاندان کے ساتھ ہمدردی کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ میں میڈیا کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جن کے مثبت کردار کی وجہ سے یہ واقعہ highlight ہوا۔ میں وفاقی اور صوبائی حکومت کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے بہت short time میں عملاً اقدامات اٹھائے جن کے نتیجے میں اس واقعہ میں ملوث تمام ملزمان گرفتار ہیں۔ بہت شکریہ

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!ہم اس ضمن میں ایک متفقہ قرارداد لا رہے ہیں۔ اس قرارداد میں حکومتی اقدامات کی بھی appreciation کریں گے اور مذکورہ واقعہ کے متعلق بھی مزاحمتی قرارداد ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب بات تو ہو گئی ہے۔

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر!میں اسی سلسلے میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ شازیہ جو پاکستان کی بیٹی تھی اس کے کیس نے پوری سوسائٹی کو جھنجوڑا ہے یہاں تک کہ رات کو ٹیلی ویژن پر اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین بھی کہہ رہے تھے کہ آج شازیہ کی وجہ سے پوری سوسائٹی کے ضمیر کو جھنجوڑا گیا۔ میں اس ضمن میں اتنا کہوں گا کہ child labour کے قوانین پر سختی سے عملدرآمد ہونا چاہئے۔ قومی اسمبلی میں شازیہ کے لئے ایک متفقہ قرارداد پاس ہوئی ہے اور ہمارے منسٹر صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم یہاں پر بھی قرارداد لے کر آ رہے ہیں۔ چونکہ یہ لاہور اور پنجاب کا واقعہ ہے اس لئے اس کے خاندان سے ہمدردی کے لئے اس ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ آمنہ الفت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی۔

محترمہ آمنہ الفت:شکریہ۔جناب سپیکر!شازیہ کیس پر سب نے بات کی ہے۔جو بھی ہوا بہر حال یہ ایک بہت بُرا واقعہ ہے اور ان واقعات کو روکنے کی ضرورت ہے۔لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ child rights پر۔۔۔

جناب سپیکر:جب قرارداد آئے گی تو پھر اس وقت بات کرنا۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں نے آپ سے اجازت لی ہے۔پلیز!مجھے بات کرنے دیجئے۔ہم نے اپوزیشن کی طرف سے child rights کے حوالے سے ایک بہت جامع بل اسمبلی میں جمع کروایا ہوا ہے۔بچوں کے حقوق پر اقوام متحدہ کے کنونشن،آئین پاکستان،اسلامی تعلیمات میں بھی خصوصی اور واضح ہدایات موجود ہیں۔اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کی نگہداشت کے لئے اقدامات کرے تاکہ شازیہ کیس کی طرح کوئی اور کیس دوبارہ وقوع پذیر نہ ہو۔لہذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ child rights کے حوالے سے ہماری طرف سے جمع کردہ بل کو حکومت اپنا بل بنالے۔یہ سب کا مشترکہ معاملہ ہے اور بچے سب کے سانجھے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،شکریہ

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔

جناب طاہر نوید چودھری:جناب سپیکر!میں نے ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی کے لئے استدعا کی تھی۔

جناب سپیکر:معزز ممبر فرمارہے ہیں کہ ان کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ کی بات سنی گئی ہے۔آپ اور کیا کہنا چاہتی ہیں؟جب قرارداد آئے گی تو اس میں آپ شامل ہوں گے اور وہ قرارداد متفقہ ہو گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ کی طرف سے جواب نہیں آیا۔اس بل میں پاکستانی عوام، بچوں اور عورتوں کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔اس میں کوئی ایساmatter نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے وہ ادھر بھی سنی گئی ہے اور میں نے بھی سنی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ کی طرف سے کوئی comments آنے چاہیئں۔آپ تو میری بات پر صرف شکریہ کہہ کر مجھے درمیان میں ہی روک دیتے ہیں۔پلیز اس طرح نہ کیا کریں۔یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ہم سب کا سانجھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ سب کا سانجھا مسئلہ ہے اور یہ پیش ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے آپ کی طرف سے شاباش چاہئے کہ ہم نے اتنا اچھا کام کیا ہے اور آپ حکومت سے کہیں کہ وہ اسے اپنا بل بنائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔میں اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے پنجاب میں جنگلات کی percentage بہت کم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جب جنگلات کا ٹائم آئے گا تو پھر اس وقت بات کر لینا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں بہت اہم مسئلے کی طرف آنا چاہتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!اس میں لاکھوں ایکڑ رقبہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا تقریر شروع کر رہے ہیں؟ I will not allow تشریف رکھیں۔محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں۔میرے خیال میں وہ اس

میں دلچسپی نہیں لینا چاہتیں اس لئے یہ تحریک استحقاق of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق علی نور نیازی صاحب کی طرف سے ہے۔یہ کل پڑھی گئی تھی۔رانا صاحب!آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!دیبامرزا صاحبہ کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے اس لئے یہ تحریک استحقاق of dispose نہ کریں۔وہ ابھی یہاں بیٹھی تھیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو دیکھا ہے لیکن وہ موجود نہیں تھیں۔وہ مجھے کہہ کر جاتیں یا پھر آپ بتاتیں۔اب of dispose کا آرڈر ہو چکا ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

سیکرٹری سوشل ویلفیئر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!محترم علی نور نیازی صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے،واقعی یہ جس قسم کے allegations لگائے گئے ہیں It demands inquiry تو آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہاں پر یہ معاملہ thrash out ہو سکے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے۔علی نور نیازی صاحب کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ دیبامرزا: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں صبح سے انتظار کر رہی تھی،ابھی تھوڑی دیر کے لئے میں باہر گئی تو آپ نے میری تحریک of dispose کر دی ہے۔یہ بہت اہم مسئلہ ہے،میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے لہذا مہربانی کر کے مجھے اپنی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نے آپ کا نام کل بھی پکارا تھا لیکن آپ کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔آج بھی جب میں نے آپ کا نام پکارا ہے تو آپ موجود نہیں تھیں۔چونکہ میں اس تحریک کو of dispose کر چکا ہوں تو اب سوائے sorry کے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

محترمہ دیبامرزا: جناب سپیکر!میرے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے لہذا میری اس تحریک کو take up کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا مناسب حل یہ ہے کہ محترمہ اپنی اس تحریک کو دوبارہ لے آئیں اور ہم اسے out of turn take up کر لیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے۔ محترمہ!آپ اپنی یہ تحریک آج ہی دوبارہ دے دیں تو ہم اسے کل take up کر لیں گے۔اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر633 جناب شہر یار ریاض صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر778/09 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ!کیاآپ اپنی اس تحریک کو پڑھ چکی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، نہیں۔ مجھے تو ابھی تک اس کی کاپی بھی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: محترمہ کو کاپی مہیا کی جائے۔ جی،آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

جان بچانے والی ادویات کی قیمتوں میں بے جا اضافہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق فارماسیوٹیکل کمپنیاں جو جان بچانے والی ادویات بناتی ہیں انہوں نے باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت،اپنے کاروبار کو عروج دینے اور انسانی جانوں سے کھیلنے کے لئے جان بچانے والی ادویات بنانا بند کر دی ہیں جس کے نتیجے میں دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جن میڈیکل سٹورز یا دیگر ذرائع کے پاس جان بچانے والی ادویات ہیں وہ منہ مانگے داموں فروخت کر رہے ہیں۔لواحقین اور متاثرین اپنے مریضوں کی جان بچانے کے لئے ان مہنگی ادویات کو خریدنے پر مجبور، بے بس اور لاچار دکھائی دینے لگے ہیں۔ان کمپنیوں نے نہ تو انسانی جانوں کا خیال رکھا اور نہ ہی حکومت پنجاب کے کسی rules اور قانون کو مدنظر رکھ کر ایسا کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ان کی دسترس بہت دور تک ہے۔ حکومت ان کے مطالبات ماننے پر مجبور ہو جائے گی اور وہ اپنی من مرضی سے کسی بھی دوائی کی قیمت جب چاہیں، جس طرح چاہیں بڑھا سکتے ہیں اور کوئی بھی ان کو گرفت میں نہیں لے سکتا۔ دوسری طرف ان سنگین حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کمپنیوں نے جان بچانے والی ادویات کو مہنگی بنا کر فروخت کرنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے میڈیکل سٹور، مریضوں کے لواحقین اور متاثرین منہ مانگے داموں یہی ادویات خریدنے پر مجبور دکھائی دے رہے ہیں۔ کمپنیاں راتوں رات امیر بننے میں لگی ہوئی ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ حکومت

پنجاب نے پچھلے چند سالوں سے ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کے لئے ان کے اس مطالبے کو مسترد اور رد کر دیا تھا کہ ادویات کی قیمتوں میں مہنگائی کے تناسب سے اضافہ کیا جائے۔ حکومت نے ایسا کرنے سے معذرت کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فارماسیوٹیکل کمپنیوں نے اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے ایسی راہ اختیار کی کہ جس کے باعث حکومت ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کرنے پر مجبور ہو جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ محترمہ کی اس تحریک کو pending فرما لیا جائے۔ محترمہ کی اس سے آگے بھی دو تحاریک التوائے کار ہیں۔ ان کی بھی ایسی ہی صورتحال ہے اس لئے محترمہ کی یہ تینوں تحاریک التوائے کار pending فرما دیں اور اگلی تحریک التوائے کار نمبر 808، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب موصول ہو گیا ہے لہذا اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ کی تحاریک کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی تحاریک کو next week تک pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ محترمہ کی تینوں تحاریک 778,796 اور 798 کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 775 کو آپ نے skip کیا ہے یا اسے pending کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تحریک next week کے لئے pending ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے کیا وہ تشریف رکھتی ہیں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ رانا صاحب! کیا اس کو pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: تو محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی اس تحریک کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 810 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔

کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل لاہور کے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور مزید پھیلنے کا خدشہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ کیمپ جیل لاہور اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں بالترتیب 190 اور 208 قیدی ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہیں اور ان سے یہ موذی بیماری آگے پھیلنے کا خدشہ ہے جس بناء پر ان جیلوں میں سزا کاٹنے والے قیدی، ان کے عزیز و اقارب میں بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔حکومت گنے چُنے افراد کو طبی سہولیات فراہم نہیں کر سکتی تو ان قیدیوں کو بعد از سزا کاٹنے کے کیسے بہتر اور کارآمد شہری بنا سکتی ہے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: کیا اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس تحریک کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 811 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں ناقص طبی انتظامات کی وجہ سے بچوں میں پولیو جیسی مہلک بیماری میں اضافہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "لاہور میں پولیو کے مزید دو کیسز سامنے آ گئے" تفصیل کچھ یوں ہے کہ

محکمہ صحت کے ناکافی انتظامات کی وجہ سے ایک بار پھر بچوں میں پولیو کا خطرہ منڈلانے لگا ہے۔ پاکستان میں2007 میں32 کیسز، 2008 میں117 جبکہ 2009 تک62 کیسز پائے گئے۔ 20۔اکتوبر 2008 تک پنجاب میں31 کیسز سامنے آئے۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر ہیلتھ ڈاکٹر اظہر مسعود بھٹی کی رپورٹ کے مطابق 20۔اکتوبر 2009 تک صرف پنجاب کے 11 کیسز سامنے آئے ہیں۔ یہ کیسز راجن پور میں 1، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 1، لاہور میں 2، ملتان میں 3 اور دیگر شہروں میں بھی سامنے آئے ہیں۔ یہ تمام معلومات سرکاری ہسپتالوں کے ریکارڈ کے مطابق ہیں مگر محکمہ ہیلتھ کی رپورٹ کے مطابق 65 فیصد افراد پرائیویٹ سیکٹر سے علاج کرواتے ہیں اور صرف 35 فیصد سرکاری ہسپتالوں سے، اگر ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں آنے والے کیسز کا data اکٹھا کیا جائے تو یہ تعداد ڈبل ہو سکتی ہے اور اس طرح مجموعی طور پر سال 2008 اور 2009 میں ان بچوں میں پولیو کا وائرس پایا گیا ہے اور ماہرین کا خیال ہے کہ اگر پولیو کی خوراک موثر اور کارگر ثابت نہ ہوئی تو مزید کیسز سامنے آ سکتے ہیں۔ حکومت کو اس اہم مسئلہ پر فوری توجہ دینی چاہئے تاکہ آنے والی نسلوں کو اپاہج ہونے سے بچایا جا سکے اور پولیو مہم کے دوران تمام ٹیموں کو خصوصی تربیت دی جائے۔ ان ٹیموں کو monitor کیا جائے اور پولیو کی خوراک کو موثر بنانے کے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پولیو مہم کے دوران ٹیمیں گھر گھر جا کر اور ہر بچے کو ویکسینیشن کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ جو رپورٹ مرتب کی جائے وہ نہ صرف سرکاری ہسپتالوں سے data لے کر بنے بلکہ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق جو data اس Adjournment Motion میں درج ہے وہ بالکل درست ہے اور محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے انتہائی اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس میں انہوں نے جو تجاویز دی ہیں ان تجاویز پر پہلے سے بھی عمل ہو رہا ہے۔ اس موذی مرض سے پوری سوسائٹی ایک دفعہ تو پوری immune ہو گئی تھی لیکن دوبارہ یہ cases report ہوئے ہیں تو اب اس میں Health Department خصوصی طور پر اس پر efforts کر رہا ہے اور محترمہ نے جو تجاویز دی ہیں انہیں بھی

اس مہم کا حصہ بنایا جائے گا۔ میں اس پر معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس انتہائی اہمیت کے حامل معاملے کے اوپر محکمہ پوری توجہ دے رہا ہے اور اس کو مزید مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ اب آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔انہوں نے آپ کی تجویز سے اتفاق کیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ اگر اس تحریک کو ہاؤس میں بحث کے لئے پیش کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سے پھر آپ کو فائدہ نہیں ہو گا۔آپ کی بات ہو گئی ہے آپ کے لئے فائدہ مند یہی ہے۔Not pressed. Disposed of.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔اسمبلی کے باہر ایپکا کے کلرک کافی تعداد میں اکٹھے ہوئے ہیں، وہاں پر کافی وقت سے Traffic Blocked ہے اور نعرے بازی ہو رہی ہے۔ میں وہیں سے ہو کر آیا ہوں اور میں نے ان سے استدعا کی ہے کہ ان کے جائز مطالبات پر ہماری طرف سے سیاسی مدد کی جائے گی اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے گورنمنٹ سے request بھی کی جائے گی۔ میری استدعا ہے کہ حکومت کی طرف سے وہاں کوئی نمائندہ چلا جائے یا میں نے انہیں second option یہ کہی ہے کہ آپ کوئی وفد تشکیل دیں اگر لاء منسٹر مناسب سمجھتے ہیں تو ان کو ٹائم دے دیں، ان کی بات سن لیں تاکہ وہاں سے ٹریفک رواں دواں ہو۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم Leader of the Opposition نے جو بات کی ہے میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں اگر یہ مناسب ہے کہ یہاں ہاؤس سے کوئی وفد جس میں Treasury Benches اور اپوزیشن سے بھی لوگ شامل ہوں، جا کر ان سے اگر بات کریں تو یہ تجویز بھی مناسب ہے اور اگر مناسب سمجھیں تو وہاں جانے کی بجائے ان کے پانچ، سات، دس نمائندوں کو اگر یہاں پر بلا لیا جائے تو بہتر ماحول میں ان کی بات سنی جا سکے گی اور میں Leader of the Opposition کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مطالبات سنیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جو ممکن ہوا اس پر عملدرآمد بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش بھی کرنا چاہتا ہوں کہ صبح سے اگر Leader of the Opposition موجود تھے تو محسن لغاری صاحب نہیں تھے، اگر محسن لغاری صاحب آئے تو Leader of the Opposition موجود نہیں تھے۔آپ کے چیمبر میں صبح جو بات ہوئی اس کی بالکل پوری پابندی ہم پر لازم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اتنا کہہ دیں کہ کوئی الفاظ جو ایسے بولے گئے ہیں ہم ان کو واپس لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ پونے دو سال بھی اور اس سے پہلے 5 سال بھی، میں یہ بات debate کرنے کو تیار ہوں کہ میرے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی غلط نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں، بھئی! جو اچھا معنی ہے میرے ذہن میں تو وہ ہے اس لئے میں اس بات کو contest کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن بہر حال آپ کے چیمبر میں جو بات ہوئی میں اس کا مکمل احترام کرتا ہوں لیکن کل چونکہ Leader of the Opposition اور محسن لغاری صاحب نے بھی میری بلڈنگ سے متعلق جو معاملہ اٹھایا تھا اور اس میں انہوں نے ایک انکوائری کمیٹی کا مطالبہ کیا تھا تو وزیر اعلیٰ پنجاب محترم شہباز شریف صاحب سے کل بھی میری بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے request کی تھی کہ rule of law and commitment with rule of law کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپوزیشن کے اس مطالبے کو منظور کریں اور کمیٹی تشکیل دیں وہ کمیٹی اس علاقے میں تعمیرات کو چیک کرے اور اس کے مطابق اگر میرے ذمے کوئی penalty نکلے، کوئی rectification نکلے، کوئی removal نکلے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ written request کی ہے اور میں اس کی ایک کاپی Leader of the Opposition کی خدمت میں اور محسن لغاری صاحب کی خدمت میں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ان کو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے۔چھوڑیں اس بات کو، رہنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے کل مطالبہ کیا تھا۔ میں نے یہ application وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھیج دی ہے اور اس پر کمیٹی تشکیل ہو گی۔ میں کوئی مذاق سے بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنے طور پر اگر یہ بات کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن وہ یہ مطالبہ نہیں کر رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): مطالبہ تو انہوں نے کل کیا تھا ناں۔

جناب سپیکر: وہ انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر انہوں نے withdraw کر لیا ہے تو ان کی مرضی ہے۔ میں نے اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو کمیٹی تشکیل دینے کی application ایوان کی میز پر رکھ دی گئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میں نے پہلے جو بات کی تھی وہ مناسب ہے۔ چودھری صاحب! آپ بھی بھائی کو بتادیں۔ جی، اب آپ نے ان کے لئے کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہاں سے وہاں دوست گئے کیونکہ وہاں کم از کم پانچ، سات سو آدمی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کی قطع کلامی کر رہا ہوں، کسی کی بھی بات کی قطع کلامی کرنا مناسب نہیں۔ انہوں نے پہلے بھی بات کی ہے جو کہ اب repeat کر رہے ہیں۔ میں یہی چیز مدنظر رکھتے ہوئے انہیں دو options دے کر آیا ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ آپ اپنا 4 رکنی وفد تیار کر لیں، لاء منسٹر اپنا کوئی ذمہ دار آدمی بھیجیں گے جو اس وفد کو لے آئے گا۔ وہ مان گئے ہیں کہ ہم آنے کے لئے تیار ہیں آپ ان کو بلا لیجئے گا اور اپنی سطح پر وہاں بیٹھ کر ان کی اشک شوئی کر دیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ سکیورٹی کے عملے میں سے کسی کی ڈیوٹی لگا دیں وہ جا کر ان کو لے آئیں گے، بجائے اس کے کہ آپ معزز ممبران کو بھیجیں۔ یہاں پر آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں ہم بیٹھ کر ان کی بات سن لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف، رانا محمد افضل خان، محمد محسن خان لغاری اور حاجی محمد اسحٰق، یہ چار آدمیوں کی کمیٹی ہے۔ آپ ان کو اندر بلا کر ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں اور انہیں assurance کروائیں کہ ان کے جو جائز مطالبات ہوں گے وہ مانے جائیں گے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 814 سردار سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ چودھری ظہیر الدین اور دیگر حضرات کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 819 ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کروں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 813 پہلے ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو یہ تحریک اس وجہ سے نہیں لی جا سکتی۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

پنجاب میں پانی کے ذخائر کی قلت کی وجہ سے پاکستان کی سلامتی کو مستقبل میں خطرہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق پانی کی قلت ملک کی سلامتی کے لئے مستقبل قریب میں سب سے بڑا خطرہ بن سکتی ہے۔ پنجاب میں پانی کے ذخائر تیزی سے کم ہو رہے ہیں اور زیر زمین پانی کی سطح بھی تشویشناک حد تک کم ہو گئی ہے جس سے پانی کا شدید بحران پیدا ہونے والا ہے۔ پنجاب میں پانی کے استعمال کی فی کس شرح 3 ہزار کیوسک میٹر تھی جو کم ہو کر ایک ہزار کیوسک میٹر پر آ گئی ہے جبکہ آنے والے دس سالوں میں یہ سطح انتہائی کم ہو جائے گی۔ اس انتہائی اہم معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے جو جواب موصول ہوا ہے اس میں ماہرین کے تجزیے کے مطابق دنیا بھر میں پانی کی فراہمی میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ پاکستان میں بھی بڑھتی ہوئی آبادی اور موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے پانی کی قلت ہوتی جا رہی ہے۔ مزید برآں موجودہ آبی ذخائر کی گنجائش میں 26 فیصد تک کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس کمی کو نئے ڈیم بنا کر اور آبپاشی کے بہتر طریقہ استعمال سے کسی حد تک پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ زیر زمین

پانی کے ذخائر میں کمی بیشی بارشوں، نہری پانی اور دیگر موسمی اثرات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پنجاب میں زیر زمین پانی کی کوالٹی اور سطح مختلف علاقوں میں مختلف ہے۔ ماہرین کے اندازے کے مطابق پنجاب میں 8لاکھ سے زائد ٹیوب ویل زیر زمین پانی کو pump کر کے زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح میٹھے پانی کے علاقوں میں گرتی جارہی ہے۔ اگر زیر زمین پانی کی کوالٹی ایک دفعہ خراب ہو جائے تو یہ دوبارہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے تمام stake holders کے تعاون سے جامع منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ جس کے تحت پہلے مرحلے میں زیر زمین پانی کی سطح اور کوالٹی کی monitoring کی جارہی ہے تاکہ مسئلہ کی نوعیت کے مطابق مختلف علاقوں میں کسانوں کی آگاہی اور شرکت سے زیر زمین پانی کے دیرپا استعمال کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اس ضمن میں یہ ضروری ہو گا کہ نئے ڈیم بنائے جائیں تاکہ ٹیوب ویلوں پر انحصار کم کر کے زیر زمین پانی کی سطح کو برقرار رکھا جائے۔

جناب سپیکر! یہ تو محکمے کا جواب ہے جو میں نے پڑھ دیا ہے لیکن اپوزیشن کے ان دوستوں نے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے پہلے غالباً شیخ علاؤالدین صاحب اور دو تین اراکین نے میرے ساتھ اس مسئلے پر بات کی ہے کہ اس مسئلے پر بحث ہونی چاہئے۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو منظور کر کے کسی دن قائد حزب اختلاف اور متعلقہ منسٹر راجہ ریاض صاحب سے مشورہ کر کے دن مقرر کر لیں۔

جناب سپیکر: ہم اس پر اگلے ہفتے میں کوئی دن بحث کے لئے رکھ لیتے ہیں کیونکہ اگر آج اس کو منظور کر لیں تو پھر ہمیں دو دن میں اس پر بحث کرنا ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے پر بحث ہونی چاہئے۔ آپ اس کو عام بحث میں رکھ لیں یا اس تحریک التوائے کار کو admit کر کے کر لیں۔ میں اس بات کی اہمیت کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ اس پر ہاؤس میں بحث ہو تاکہ جو بات محکمہ کہہ رہا ہے کہ وہ جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے تو اس میں اراکین اسمبلی کی input بھی آنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں وزیر قانون کی بات سے متفق ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر آبپاشی کے ساتھ ساتھ وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کو بھی شامل کریں جو WASA اور پینے کے پانی کو deal کرتے ہیں۔ اس میں بہت زیادہ تجاویز اور ٹیکنیکل گفتگو کی ضرورت ہے۔ پاکستان اور پنجاب کی تقریباً

recharging ختم ہو چکی ہے کیونکہ ساری دنیا میں recharging کے دو ہی ذرائع ہیں جو بارش اور سیلابی پانی ہیں۔ بارش اللہ کی طرف سے ہم سے روٹھی ہوئی ہے اور سیلابی پانی اوپر سے روک لیا گیا ہے، جو تھوڑا بہت پانی آتا ہے اسی کو ہم نے سمیٹنا ہے۔اس کے لئے catchments areas کے بغیر کیسے reservoirs بنے ہیں اس پر سیر حاصل گفتگو کی ضرورت ہے اس لئے آپ کوئی تاریخ رکھ دیں تو ہم بہت مشکور ہوں گے۔آپ جو بھی وقت مقرر کریں گے اس کے لئے اپوزیشن تیار ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی رائے سے ہم آبپاشی پر بحث کے لئے اگلے ہفتے میں کسی دن کو مقرر کر لیں گے۔ آپ کی یہ تحریک ویسے تو منظور ہے لیکن قانونی طور پر اگر ہم اس کو admit کریں گے تو پھر وقت پر کام مکمل نہیں ہو گا۔اس طرح کوئی lacuna رہ جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 813 لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اس کو اگلے ہفتے تک pending کرتے ہیں۔اب چودھری محمد اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو اگلے ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد رانا بابر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے یہ بھی اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی رانا بابر صاحب کی ہے،اس سے آگے بھی رانا بابر صاحب کی ہیں۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے یہ اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2010

جناب سپیکر:اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

The Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 1 of 2010). Ch. Zahir-ud-Din Khan

may move the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 2010.

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر! میںmoveکروں گی۔

جناب سپیکر: جی،کریں۔

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move:-

"That leave be granted to introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 2010."

MR SPEAKER: The motion moved:-

"That leave be granted to introduce the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر:رانا صاحب نے اسےopposeکیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ اگر یہ Chairکی rulingکو opposeکر رہے ہیں تو مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے کیونکہ اُس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب موجود تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ amendmentلانے کی ضرورت ہے۔اس کا مطلب ہے کہ لاء منسٹر صاحب آج ڈپٹی سپیکر صاحب کی rulingکو opposeکر رہے ہیں۔اس amendmentکی ضرورت صرف اس لئے پیش آئی تھی کہ گزشتہ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو کم از کم پانچ یا سات تحاریک استحقاق اسی topic پر آئی تھیں کہ گورنمنٹ کی کارکردگی کی جو رپورٹیں ہاؤس میں layہونی ہوتی ہیں اس میں delayہوتی ہے اور اس میں delayاس لئے ہوتی ہے کہ اس میں ایک مبہم سا clause as early as possible ہے اور اس حوالے سے ہاؤس میں رانا صاحب سے میری بات بھی ہوئی تھی کہ as early as possibleکا کیا مطلب ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں خوش ہوں کہ آپ اللہ کی طرف سے خود ہی یہاں تشریف لے آئے ہیں اور موقع بھی ایسا تھا کہ آپ کی ضرورت تھی۔ ہم Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 2010. کی بات کر رہے ہیں جس میں آپ نے ruling دی تھی کہ اس قسم کی amendment کی واقعی ضرورت ہے۔آج لاء منسٹر صاحب نے اٹھ کر اسے oppose کیا ہے۔اس کا مطلب تو یہی ہے کہ انہوں نے آپ کی ruling کو oppose کیا ہے۔ مجھے کہنا صرف یہ ہے کہ اگر آپ نے انتہائی زیرک اور ایمانداری سے اپنی Chair کی اتھارٹی کو استعمال کرنے کے بعد حزب اختلاف کی طرف سے بار بار لائی گئی تحریک استحقاق کا نوٹس لیتے ہوئے ایک کام کیا تھا تو پھر لاء منسٹر صاحب کے اس attitude پر مجھے نہایت افسوس ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ کئی مرتبہ یہ بحث ہوئی کہ as early as possible کا کیا مطلب ہے؟ تین تین سال تک محکموں کی کارروائیاں floor پر پیش نہیں کی جاتیں جس کی وجہ سے محکمے بالکل ہی بے لگام ہو گئے ہیں۔ مثلاً اگر صحت کے حوالے سے ایک میڈیکل کالج کی رپورٹ یہاں پیش ہوئی تو کہا گیا کہ دو سال کے بعد 2006 کی رپورٹ اب آئی ہے۔اس کے بعد اگر ہم نے بیت المال کی رپورٹ کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ گورنر صاحب کے پاس گئی ہے اُن کو ہم چٹھی لکھ دیں گے، کبھی کچھ، کبھی کچھ کہہ دیا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ کام نہیں ہوتا لیکن اگر ہم اس کو time bar کریں یا ہم اس میں یہ amendment لائیں کہ فلاں تاریخ تک یہ رپورٹیں ایوان میں lay کر دی جائیں تو تب ہی اس صوبے کا کچھ نہ کچھ بھلا ہو جائے گا۔اگر ایک سوال یہاں پوچھا جاتا ہے یا ایک rule بنایا جاتا ہے کہ فلاں محکمہ اس چیز کا پابند ہے کہ وہ سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے پھر اس میں ایک چھوٹا سا lacuna as soon as possible جو کہ ایک vague term ہے اُس کو تبدیل کرنے کے لئے بار بار تحاریک استحقاق لانے کے نتیجے میں Chair یعنی آپ نے خود یہ ruling دی کہ یہ ہونا چاہئے تو پھر آج آپ ہی کے لاء منسٹر صاحب کی اِس "ناں" کا کیا مطلب ہے؟ میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ آپ اس کو accept کریں کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے۔یہاں پر کسی بات کا کوئی حساب کتاب ہی نہیں ہے۔ محکمہ بیت المال، محتسب، پبلک سروس کمیشن، صحت یا کوئی بھی محکمہ جب تک اپنے آپ کو اِس ہاؤس کے جوابدہ نہیں ہونے دے گا تو ان باتوں کو "ناں" کرنے سے ہماری کمزوری میں مزید اضافہ ہو گا۔ یہ rules کوئی حرفِ آخر نہیں ہوتے، وقت کے ساتھ ساتھ ان کی amendment کرنا ہی وقت کی ضرورت ہے۔ اب اگر اتنی بڑی اسمبلی اور اتنے بڑے محکمے ہوتے ہوئے بھی یہ رپورٹیں اسمبلی تک نہ آئیں، ممبران اُس

پر سحر انگیز گفتگو کر کے اس پر غور و خوض نہ کریں، صرف بجٹ جاتا رہے اور جواب کوئی نہ آئے، کارکردگی کا پتا نہ چل سکے اور اُس پر بار بار اپوزیشن یا دیگر ممبران کی طرف سے تحاریک استحقاق آتی رہیں اور Chair اُس کو recognize کرے تو پھر لاء منسٹر صاحب کی بات کا کیا جواز ہے کہ وہ اس بات پر کھڑے ہو کر oppose کر رہے ہیں، کیا وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ کوئی بھی bill حزب اختلاف کی طرف سے نہ آئے اور کوئی بھی ایسی creditable چیز ہماری طرف سے نہ آئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر آپ نے اپنا point رجسٹر کروالیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میں اس بات کی پہلے ہی وضاحت کر دیتا تو شاید محترمہ کو اتنی زیادہ لمبی بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اس amendment سے مجھے کوئی انکار نہیں ہے لیکن ان کی یہ amendment قانون کے مطابق decision of the Cabinet is required as per sub rule 2 of rule 32 of Punjab Government Rules of Business 1974. یعنی اس میں کابینہ کی approval کی ضرورت ہے۔ اگر محترمہ اس کو اپنے طور پر کابینہ کی منظوری کے لئے move کریں تو پھر بھی consider ہو سکتا ہے یا متعلقہ محکمہ کر سکتا ہے لیکن until and unless that approval اس amendment کو accept نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کابینہ کے لئے اس کو اپنے نام سے move کر دیتی ہوں لیکن اس کی approval ضرور کریں۔ بے شک یہ قانون ہے لیکن قانون میں amendment کی ہی بات کی گئی ہے اور یہ public interest میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ نے بڑی اہم amendment move کی ہے اور اس پر ہمیں ان محکموں کو بالکل ایک specific time دینا چاہئے جس پر وہ اسمبلی کو جوابدہ ہوں۔ چونکہ یہ آپ کی طرف سے آئی ہے لہذا آپ بالکل کابینہ کو move کریں اور جب آپ move کریں گی تو ہم لاء منسٹر صاحب سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ اس کو فوراً کابینہ کی میٹنگ میں رکھیں تاکہ یہ enactment ہو سکے۔ اب اس پر میرے خیال میں ووٹنگ کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اس کو فوراً move کر دیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر legal requirement یہ ہے کہ چونکہ اب یہ amendment پیش ہوئی ہے اس لئے ہاؤس کے سامنے present کرنا بھی لازمی ہے۔ اگر یہ lost بھی ہوتی ہے تو then you can move a new one

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس assurance پر یہ withdraw بھی کر سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس کو اس assurance کے ساتھ withdraw کر لیں کہ آپ اس کو کابینہ کے لئے move کر دیں گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنے والا تھا کہ یہ lost ہونے کی صورت میں محترمہ نئی amendment کابینہ کو پیش کر دیں گی اور ہم اس کو اس بات پر withdraw کر لیتے ہیں کہ ہماری آپ کے ساتھ اس پر discussion ہوئی ہے اور آپ کے حکم اور ruling کے مطابق اس پر عمل ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! آپ اسے withdraw کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی ruling کے پیش نظر ہم اس کو withdraw کرتے ہیں کہ آپ کی ruling کو obey کیا جائے اور کابینہ میں پیش کیا جائے۔ یہ بھی assurance دی جائے کہ کابینہ کی میٹنگ جلد ہو گی اور اگر یہ کابینہ کی آئندہ میٹنگ میں ہی اسے پیش کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اللہ کے فضل و کرم سے اس Chair کی ruling چلے گی، آپ بے فکر رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی amendment کو بھی اُسی spirit پر withdraw کر لیا جائے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی بھی same position ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے بھی withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اس کے بعد مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

(اذان ظہر)

پوائنٹ آف آرڈر

پی پی۔181(قصور)میں تیزاب سے جلنے والی خاتون کا حکومتی وعدہ کے مطابق علاج کروانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ کو یاد ہوگا کہ میرے حلقے کی ایک لڑکی نسیم بی بی جس کا چہرہ تیزاب سے جلایا گیا تھا۔جب وہ معاملہ میں ایوان کے علم میں لایا تو وزیر قانون نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اس بچی کا علاج حکومت کرائے گی۔اب معاملہ یہ ہے کہ وہ بچی جس طرح میں اس کو وہاں سے یہاں منگوا تا رہا وہ ایک pathetic story ہے لیکن میں جو آج آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔یہ ایک غریب بچی کا معاملہ ہے بلکہ پنجاب کی ان بے شمار بچیوں کا معاملہ ہے جن کو پلاسٹک سرجنز اور Dermatologist جنہوں نے تباہی مچائی ہوئی ہے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میو ہسپتال میں پروفیسر فرید احمد نے اس بچی کو چھ مہینے چکر لگوائے۔جب میں نے ان سے بات کی اور میں نے اپنے ایک مینجر کو بھیجا کہ جا کر ان سے بات کرو تو پروفیسر فرید احمد نے کہا کہ اس کو جناح ہسپتال لے جاؤ۔اب اس بچی کا حال یہ ہے کہ اس کے چہرے کی جلد اس کے کندھوں سے ملی ہوئی ہے۔اس کا اتنا بُرا حال ہے۔اس طرح کی بے شمار نوجوان بچیوں کے cases ہیں۔میری آپ سے استدعا ہے کہ وزیر قانون سے کہیں کہ اس پروفیسر فرید احمد کو یہاں پر بلائیں اور یہاں پر کمیٹی مقرر کریں۔میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ چھ ماہ چکر لگوانے کے بعد اگر وہ بچی اس قابل ہوتی کہ وہ ان کو pay کر سکتی اور میں نے ان سے پوچھا۔میں ہاؤس کے سامنے یہ بات کہہ رہا ہوں اور میں اس کی گارنٹی دوں گا جب وہ آئیں گے۔میں نے کہا کہ آپ نے جتنے پیسے لینے ہیں لے لیں لیکن اس کا علاج کر دیں۔جب اس کو پتا چلا کہ اس کے علاقے کا،اس کے حلقہ کا ایم پی اے اس میں involve ہے اور وہ اپنے بندوں کو بھیج کر ساتھ اس کو گاڑی میں بھیجتا ہے تو اس آدمی نے،اس پروفیسر نے،میں اس کو پروفیسر تو کیا کچھ اور کہوں اس نے اس case سے جان چھڑائی اور اس کو جناح ہسپتال میں بھجوا۔تمام ہسپتالوں میں یہی حال ہے

جب ان پروفیسروں کو پتا چلتا ہے کہ ان کو کوئی watch کر رہا ہے یا کوئی monitoring authorityان کے پیچھے دیکھ رہی ہے تو وہ مریضوں سے جان چھڑاتے ہیں۔ پرائیویٹ کلینکوں میں ان کوwelcome کیا جاتا ہے اور پرائیویٹ کلینکوں میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کے علم میں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس پروفیسر فرید احمد کو ایک test caseبنایا جائے۔اس کو یہاں بلایا جائے تاکہ میں اس سے بات کر سکوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ بڑی دل ہلا دینے والی بات کی ہے۔ میں اپنی طرف سے offer کرتا ہوں کہ اس پر بحث کرنے کی بجائے یا کوئی اور بات کرنے کی بجائے پروفیسر فرید احمد اس کا علاج کریں۔ وہ پروفیشنل ڈاکٹر ہیں اور قابل احترام بھی ہیں۔ اس کے علاج پر جو بھی اخراجات ہوں گے وہ میں اپنی ذاتی جیب سے دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔

شیخ علاؤالدین: جناب! میری عرض سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض تو سنیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! میری عرض سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری عرض سن لیں ناں! میری معزز ممبران سے اتنی گزارش ہے کہ جب چیئر بول رہی ہو تو کم از کم سن لیا کریں اس کے بعد وقت سب کو ملے گا۔ آپ نے جو یہ بات کی ہے آپ نے اس وقت بھی on the floor of the House کی تھی اور اس پر وزیر قانون صاحب نے باقاعدہ طور پر کہا تھا کہ ہم اس بچی کا علاج کروائیں گے۔ اس پر وزیر قانون صاحب اگر وہ بچی آئی ہے اور اس کا علاج اگر نہیں ہوا تو on the floor of the House یہ بات ہوئی، on the floor of the House یہ commitment ہوئی تو اس پر میرا خیال ہے کہ یا تو شیخ صاحب نے اس کے بعد

آپ کو apprise نہیں کیا کہ وہ بچی آ رہی ہے اور آپ کو اس مسئلے کا پتا نہیں ہے۔آپ اس بارے میں بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس دن کے بعد یہ پہلی مرتبہ ہے کہ شیخ صاحب نے یہ بات کی ہے اور میں نے سنی ہے۔اگر اس سے پہلے میرے نوٹس میں لاتے تو میں اس کے متعلق update حاصل کر لیتا لیکن اب بھی اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو بالکل حکومت بھی اس کا علاج کروانے کے لئے تیار ہے اور ویسے محترم شیخ صاحب کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ اس قسم کے معاملات اور اپنے حلقے میں یہ لوگوں کی بہت مدد کرتے ہیں۔اس میں دیکھ لیں گے کہ حکومت کا جو حصہ ہے وہ بھی ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور اس کا علاج بھی مجھے identify کروادیں تو جس طرح سے یہ فرمارہے ہیں انشاء اللہ اسی طرح سے ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں political point scoring نہیں ہونی چاہئے۔ایک بچی کی زندگی کا مسئلہ ہے اس میں حکومت پنجاب جو کر سکتی ہے،اگر اپوزیشن کی طرف سے بھی آتا ہے تو بے شک شیخ صاحب اپنے حلقے میں جو کچھ کرتے ہیں تو مل ملا کر یہ مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ شیخ صاحب!آپ وزیر قانون صاحب کو اس پر پورا apprise کریں اور اس کے بعد کل وزیر قانون صاحب ہاؤس کو بتادیں گے کیونکہ یہ بات ہاؤس میں ہوئی تھی۔ابھی ان کے پاس چونکہ تفصیل نہیں ہے تو Let him get the details وہ کل اس بارے میں ہاؤس کو apprise کر دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس معاملے کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل اس معاملے کو کل تک کے لئے pending ہی کیا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو وقت دے دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس بات سےrelatedکوئی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل اس سےrelatedکوئی بات نہ ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!کیوں،کیوں نہ ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق تو فیصلہ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں صرف ایک۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ اس میں کوئی political point scoring نہیں ہے اور اس میں قائد حزب اختلاف نےalreadyاپناversionدیا ہے۔ چلیں،آپ ایک بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب کو یہ غلطی لگ رہی ہے کہ یہ politically scoringہو گی۔ جو کریڈٹ ہے انہی کا ہو گا۔ میں لکھ دیتی ہوں،خون سے لکھ دیتی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر انہوں نے ڈاکٹروں کوdefendکرنا ہے تو پھر بات نہ کریں۔ مجھے پتا ہے کہ انہوں نے پروفیسر کوdefendکرنا ہے تو پھر اس کے بعد میں بات کروں گا۔ جب آپ نے ایک بات کوpendingکر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بات کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!میرے خیال میں آپ بیٹھ جائیں۔ یہ بات ہو گئی ہے۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

دوران اجلاس جی پی او سے گورنر ہاؤس تک جلسے جلوس پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں پورے ہاؤس سے معذرت چاہتی ہوں کہ میں تھوڑی دیر سے آئی ہوں۔ اس تاخیر کی وجہ آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ جو یہاں باہر جلوس نکلا ہوا ہے اور جو protestہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر موجود ہیں،kindly ان تک میں یہ بات پہنچاؤں گی کیونکہ ہم یہاں پر بیٹھ کر آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے سے باہر جلوس کی وجہ سے ٹریفک کے معاملے میں افراتفری مچی ہوئی ہے کہ

لوگ جو ایمرجنسی میں ہیں، جو بیمار ہیں وہ گزر نہیں سکتے۔لوگ پولیس کو، حکومت وقت کو بددعائیں دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بتا دوں کہ اس حوالے سے delegation آیا ہوا ہے۔ انتظامیہ ان کے ساتھ بیٹھی ہے۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میری بات کو ختم ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ کچھ ماہ پہلے بھی جب امن وامان کے حوالے سے بات ہوئی تھی اور میری تجویز تھی اور شاید اس پر اس وجہ سے توجہ نہیں دی گئی کہ میرا تعلق اپوزیشن سے تھا۔(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk. Let him talk.

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ ایک area جو کہ پنجاب اسمبلی سے پہلے شروع ہوتا ہے جسے آپ جی پی او سے لے لیں اور اسے گورنر ہاؤس تک لے جاتے ہیں تو اس میں protest کرنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ یہ ہماری main entery ہے اور یہاں سے بہت اہم آفیسرز نکلتے ہیں، پوری زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔آپ دفتروں میں کام کے لئے آ سکتے ہیں اور نہ ہی واپس جا سکتے ہیں۔یہاں پر سکول، کالج ہیں، یونیورسٹیاں ہیں اور سب پر بہت بُرا اثر ہوتا ہے لہذا براہ مہربانی اس کو دیکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔آپ آرام سے اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتائیں اور انہوں نے بات کی ہے۔اب آپ بتائیں کہ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

پارٹی کی مختص نشستوں کے علاوہ پارٹی ممبر کا دوسری نشست سے بات کرنے پر رولنگ کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر ہم دروازے سے باہر جائیں تو آپ کی طرف سے ایک چارٹ بنایا گیا ہے جس میں seating کی بات ہے۔ میں نے آپ سے یہ رولنگ لینی ہے کہ کیا ایک پارٹی کا شخص دوسرے کی سیٹ پر کھڑے ہو کر representation یا بات کر سکتا ہے؟ یہ ناجائز تجاوزات، یہ ایک پلازی جو وہاں کھڑی ہے، آپ پھر کہیں گے کہ ذاتی بات نہ کریں۔ میں پالیسی کی بات کر رہی ہوں۔ آپ مجھے رولنگ دیں کہ کیا ایک ناجائز سیٹ پر، ناجائز تجاوزات کی یہ جو پلازیاں بنی ہیں یہ وہاں سے بول سکتی ہیں؟ مجھے اس بارے میں رولنگ دیں۔ وہ اپنی سیٹ سے بات کریں، اپنی representation سے بات کریں۔ آپ اس بارے میں رولنگ دیں ورنہ باہر والا seating plan پھاڑ دیں۔ کل میں بھی اس طرف بیٹھوں یا جہاں مرضی بیٹھوں۔ جب seats allocated ہیں تو اگر کوئی ممبر اپنے استحقاق سے ادھر سے ادھر جو کچھ بھی، بھلے میں وہ الفاظ نہیں بولوں گی۔ آپ اس بارے میں ruling دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے تو اس پر cross talk نہ کی جائے بلکہ اس سے relevant Law دیکھ کر ابھی تھوڑی دیر بعد میں اپنی ruling بھی دوں گا اور ہم اس ایوان کو قانون کے مطابق چلائیں گے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بھی کل سے وزیر قانون کی سیٹ پر بیٹھنا ہے۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج سپیکر صاحب کے چیمبر میں ہونے والی میٹنگ میں قائد حزب اختلاف بھی موجود تھے تو ان کا بھی اور آپ کا بھی مجھ سے تقاضا تھا تو اب دیکھیں انہوں نے بات کی ہے اور اسی طرح سے بات شروع ہوتی ہے اور میری طرف سے کبھی شروع نہیں ہوئی لیکن میں جواب نہیں دے رہا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(۔۔۔جاری)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: پہلے میری بات سنیں اور تشریف رکھیں۔ آج صبح جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی، آپ قائد حزب اختلاف سے بات کر لیں وہ آپ کو apprise بھی کر دیں گے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں ایوان کو اچھے طریقے سے چلانے دیں۔ بہت شکریہ۔ اب ہم پہلی قرارداد لیتے ہیں اور آج کے ایجنڈے کی پہلی قرارداد جناب محمد یار ہراج کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

مستحقین / غرباء کو بلا معاوضہ پانچ مرلہ کا پلاٹ دینے اور گھر بنانے کے لئے بلا سود قرضہ کی سہولت کا مطالبہ

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء میں بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء میں بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس انتہائی مفاد عامہ کی قرارداد کو oppose نہیں کرنا چاہتا چونکہ تین مرلہ سکیم بھی اس وقت کافی زیادہ popular ہو رہی ہے اور comparatively سستی بھی ہے تو اس میں پانچ مرلہ اور تین مرلہ اگر شامل کر لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ مفاد عامہ کی بات ہے تو ایسے کر لینا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس طرح ہو گیا کہ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں تین مرلہ اور پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء میں بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔"

کیوں جی، لا منسٹر صاحب! آپ اس طرح کہہ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اور consensus ہو گیا ہے تو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں تین مرلہ اور پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء میں بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری قرارداد حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ہے۔ جی۔

سرکاری و غیر سرکاری سکولوں میں N.C.C کی ٹریننگ شروع کرنے کا مطالبہ

محترمہ نسیم لودھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حالات و واقعات کے پیش نظر سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں N.C.C کی ٹریننگ فوری طور پر شروع کرنے کے اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حالات و واقعات کے پیش نظر سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں N.C.C کی ٹریننگ فوری طور پر شروع کرنے کے اقدامات کرے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت نے پہلے ہی وفاقی حکومت سے رابطہ کیا ہوا ہے کیونکہ این سی سی کی ٹریننگ Ministry of Defence کے تحت پہلے جاری تھی جو بعد میں تعطل کا شکار ہو گئی۔ اگر محترمہ صوبائی کی جگہ وفاقی کا لفظ کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بات تو ٹھیک ہے کیونکہ ہم اس کی وفاقی حکومت سے ہی سفارش کریں گے تو اگر صوبائی کی جگہ وفاقی حکومت کا لفظ تبدیل کر لیں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پھر اس طرح بن گئی کہ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حالات و واقعات کے پیش نظر سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں N.C.C کی ٹریننگ فوری طور پر شروع کرنے کے اقدامات کرے۔"

کیونکہ اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حالات و واقعات کے پیش نظر سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں N.C.C کی ٹریننگ فوری طور پر شروع کرنے کے اقدامات کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ ایک اچھی spirit ہے کہ اسمبلی کے اندر سارا کام اچھے ماحول میں ہو رہا ہے۔ یہ قرارداد چودھری مونس الہیٰ صاحب کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے تحریری طور پر کہا ہے کہ اسے لغاری صاحب پیش کر دیں گے لیکن وہ بھی ایک میٹنگ کے سلسلے میں گئے ہیں تو اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریری طور پر محسن لغاری صاحب کا نام ہے۔ آپ اسے نہیں پڑھ سکتے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ ہم اسے دوبارہ پیش کر لیں گے۔ آپ اسے dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ dispose of کی جاتی ہے۔ پانچویں قرارداد چودھری محمد اسد اللہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تو dispose of کی جاتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کی ایک تحریک آئی ہے تو انہوں نے اس سلسلے میں آپ سے discuss کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل discuss کیا ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو یہ پیش کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے اس کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو دے دی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، اس کی کاپی انہیں دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندوستان کو واہگہ سے طور خم تجارتی راہداری دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندوستان کو واہگہ سے طور خم تجارتی راہداری دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندوستان کو واہگہ سے طور خم تجارتی راہداری دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

چونکہ لاء منسٹر صاحب نے اس پر پہلے ہی اپنی consent دے دی ہے اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندوستان کو واہگہ سے طور خم تجارتی راہداری دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ اپنا course of process جاری رکھیں میں نے صرف ایک گزارش کرنی تھی کہ واہگہ اور طور خم 60 سال سے بھی پرانی چلی آ رہی ہے۔ ایمرجنسی میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ practice آئندہ جو genuinely ادھر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان پر بھی درخور اعتنا سمجھی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ abruptly اٹھنے والا قصہ نہیں ہے کہ صبح ہو اور اس کے لئے تحریک پیش کرنی ہے۔ ہم نے صرف اپنی معروضات آپ کے حضور پیش کرنی ہوتی ہیں۔ ہمارا کسی سے تنازع مقصد نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ جب قرارداد آتی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ کسی منسٹر نے ہی objection کرنا ہے اس میں کوئی بھی رکن اسمبلی کر سکتا ہے۔ آپ کی بات بالکل رجسٹرڈ ہو گئی ہے۔ اب ہم ووٹنگ کرتے ہیں۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! اس قرارداد کا پس منظر یہ ہے اور میں صرف دو فقروں میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ نے اسے پڑھنا ہے اور دوسری بات میں اپنے لئے پوچھ رہا ہوں کہ "تورخم" کے spelling کیا اس میں صحیح ہیں، کیا یہ "ط" سے نہیں ہوتا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!"تورخم "اردو میں لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ "ط" سے ہوتا ہے۔ چلیں، اس کو ٹھیک کر لیں گے۔آپ پڑھیں۔

قرارداد

کشمیر میں حق رائے دہی دینے اور پانی کا مسئلہ حل ہونے تک ہندوستان کو تجارتی راہداری نہ دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کو تجارتی راہ داری دینے پر کسی بھی قسم کا کوئی معاہدہ یا مفاہمت اس وقت تک نہ کرے جب تک ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں حق رائے دہی دینے کا اعلان نہ کرے، دریاؤں کے پانی کا گھمبیر مسئلہ حل نہ کرے۔ فوری طور پر تمام ہندوستانی چینلز کو بند کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام ہندوستانی مصنوعات جو بلواسطہ یا بلا واسطہ ملک میں درآمد کی جارہی ہیں پر پابندی لگائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کو تجارتی راہ داری دینے پر کسی بھی قسم کا کوئی معاہدہ یا مفاہمت اس وقت تک نہ کرے جب تک ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں حق رائے دہی دینے کا اعلان نہ کرے، دریاؤں کے پانی کا گھمبیر مسئلہ حل نہ کرے۔ فوری طور پر تمام ہندوستانی چینلز کو بند کیا

جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام ہندوستانی مصنوعات جو بلواسطہ یا بلا واسطہ ملک میں درآمد کی جارہی ہیں پر پابندی لگائی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو اس کی مخالفت کی ہے بہر حال وہ ان کا حق ہے لیکن میں اس معزز ایوان کے سامنے صرف دو تین باتیں کروں گا۔ اس کے بعد ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ دیکھ لے کہ ہمارے ضمیر کیا کہتے ہیں۔ پچھلے دنوں جب امریکی وزیر خارجہ یہاں آئیں اور میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، انہوں نے یہاں پاکستان میں پریس کانفرنس میں یہ کہا کہ ہم نے حکومت پاکستان سے بات کر لی ہے۔ بہت جلد حکومت پاکستان بھارت کو تمام commercial activities کے لئے افغانستان تک اور Central Asian States تک transit facility دے گی۔ میں یہ دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ حکومت پاکستان transit facility دے گی۔ میں یہاں تاریخی بات کروں گا۔ میں اس کو repeat بھی نہیں کروں گا لیکن میں اس کا نام نہیں لے رہا ہوں کہ جب محمد علی جناح نے پاکستان بننے کے بعد ہندوستان سے یہ استدعا کی تھی کہ آپ ہمیں مشرقی پاکستان تک ریلوے track دے دیں تو مجھے آج بھی اس بات پر اتنی تکلیف ہوتی ہے جب میں اسے یاد کرتا ہوں۔[*******] مگر آج ہم ان کو یہ facility دے رہے ہیں۔ میں یہ بات اس لئے اپنی پنجاب اسمبلی سے پاس کروانا چاہتا ہوں تاکہ یہ پتا لگے کہ پاکستان کے جو حالات ہیں اس کے پیش نظر الحمدللہ ابھی ہم اتنے کمزور نہیں ہیں کہ ان کو transit facility دیں۔ وہ کروڑوں اربوں روپے کا بزنس کرے اور پاکستان کے ساتھ دشمنی کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دریائے چناب میں اس وقت 6 ہزار کیوسک پانی رہ گیا ہے اور یہ بات internationally مان لی گئی ہے کہ جموں کے علاقے میں گورنمنٹ خود پانی چوری کروا رہی ہے۔ جو پاکستان کے حالات ہیں Government of Pakistan نے خود accept کر لیا کہ 34 فیصد پانی کم کر دیا گیا ہے۔ یہاں کیا حال ہو گا اگر ہمیں آج بھی احساس نہ ہوا۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ اس ایوان میں بہت سے خواتین و حضرات موجود ہیں جن کو پتا ہے کہ ہندوستان سے جتنی تجارت ہو

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رہی ہے وہ direct بھی ہو رہی ہے اور through دبئی بھی ہو رہی ہے۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے اندر سامان تعیش آ رہا ہے، میک اپ آ رہا ہے، جیولری آئٹمیں آ رہی ہیں، تبلے سرنگی آ رہی ہیں، گوشت آ رہا ہے اور 4۔ارب روپے کے ٹماٹر آئے ہیں۔جب تک ہم ان چیزوں کے بغیر زندہ رہنا نہیں سیکھیں گے پاکستان کا جو اصل مقصد تھا، جو میرے اور آپ کے بزرگوں نے لیا تھا اس کے لئے 10 لاکھ لوگوں نے شہادت قبول کی تھی وہ حل نہیں ہو گا۔اس کے channels، آج میں on the floor of the House بات کر رہا ہوں کہ ہندوستان کے channels کے ساتھ PEMRA ملا ہوا ہے۔جتنے camera operators ہیں وہ illegally دکھا رہے ہیں۔میرے پاس ثبوت موجود ہیں PEMRA بالکل ان سے پیسے لے رہا ہے۔حالات یہ ہیں کہ قوم کو Indian commodities، انڈین چیزوں کا ایک طرح سے غلام بنایا جا رہا ہے۔یہ بات ثابت کی جا رہی ہے جو آج سے دو سال پہلے سونیا نے کہا تھا۔میں یہ بات خدانخواستہ کر کے کہہ رہا ہوں۔اس نے کہا تھا کہ ہمارا میڈیا اتنا strong ہے کہ بہت جلد پاکستان میں ٹی وی کی شکل میں ہر وقت ایک بھگوان ہو گا۔آج ہمیں سوچنا چاہئے اور آپ کو بھی شاید تجربہ ہو کہ جب کوئی ڈرامہ انڈین چینل سے چلایا جاتا ہے اگلے دن اس ڈرامے میں جو dresses ہوتے ہیں، جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں اور جو کچھ ہوتا ہے ہم ان کی تقلید میں آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ہندوستان ہمارا بدترین دشمن ہے، میرے علم میں ہے کہ transit facility کا مسئلہ بہت advance stage پر جا چکا ہے۔ہمیں آج پورے دل سے اس قرارداد کو پاس کرنا چاہئے اور ہندوستان کو بتانا چاہئے کہ ہم اس کے عزائم کو جانتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان قیامت تک قائم رہے گا۔ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان کو وہ سبق سکھائیں گے کہ وہ یاد کرے گا۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! ممبر موصوف نے جو یہ قرارداد پیش کی ہے اگر اس میں صرف یہ کہتے کہ ہندوستان کے ساتھ ہم اپنی trade بند کر دیں تو میں اس کی مخالفت نہ کرتا۔میری مخالفت کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ طورخم افغانستان سے جو چیزیں آتی ہیں اس میں دو ممالک involve ہو جاتے ہیں۔افغانستان ہمارا ایک برادر اسلامی ملک ہے اور اس کے ساتھ ہمارے معاملات جیسے بھی رہے، ہم نے ان کے 80 لاکھ مہاجرین رکھے حالانکہ ان کی حکومت بعض اوقات ہمارے خلاف ووٹ بھی دیتی رہی ہے لیکن ہم نے کبھی آس امید نہیں توڑی، diplomatically ہم نے اسلامی برادر ممالک کے ساتھ کبھی بھی دروازے بند نہیں کئے۔اس

قرارداد کے پاس ہونے سے مجھے خدشہ ہے کہ یہ قرارداد افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب سے خراب تر ہونے میں معاون ہوگی۔ ہم یہ کبھی نہیں چاہتے کہ یہ معزز ایوان جو 9 کروڑ عوام کا ہاؤس ہے جو 60 فیصد پاکستانیوں کی نمائندگی کرتا ہے وہاں سے ایسی قرارداد جائے جو نام تو صرف طور خم واہگہ کا ہو لیکن افغانستان کی trade کا اور ان کی مصنوعات کا گلہ دبایا جا رہا ہو۔ ہم افغانیوں کی trade پر پابندی لگا رہے ہوں۔ یہ ملفوف طریقے کی قرارداد کو amend کر کے ہم اپنی trade جس پر میں متفق ہوں کہ ہمیں انڈیا سے گوشت، ٹماٹر، سامان تعیش اور فلمیں آتی ہیں ان کو وہاں سے بند کریں کیونکہ وہ ہماری طرف سے تو کچھ لیتے ہی نہیں ہیں۔ طور خم سے واہگہ کا لفظ جو اس کے اندر ہے میں اور میری پارٹی اپنی policy matter سمجھتے ہوئے کہ ہم ہندوستان کے ساتھ تو at daggers drawn ہیں اور اس لئے ہم نے ان کو ٹریڈ نہیں دی کیونکہ انہوں نے صرف Pakistan East کا کہا ہے جب دکن جونا گڑھ کے لئے بھی ہم نے ایک ہزار میل کا corridor مانگا تھا وہ بھی ہمیں نہیں دیا گیا تھا اور ساٹھ سال کی ایک بڑی کربناک تاریخ ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے diplomatic corps نے کبھی کوئی ایسا coarse of action اختیار نہیں کیا جس سے ہمارے diplomatic بات کرنے کے دروازے بھی بند ہو جائیں خواہ کشمیر کی بات ہو یا پانی کی بات ہو، جب دروازے بند کر دیئے جائیں لیکن اس پر بھی میں کہتا ہوں کہ صرف ہندوستان کے ساتھ پاکستان کی ٹریڈ بند کرنے کی قرارداد ہو تو ہم اس کے حق میں ووٹ دیں گے لیکن اگر اس میں افغانستان کا نام آئے گا تو ہم افغانستان کے ساتھ کسی قسم کی ٹریڈ یا جو ہم افغانستان کی مدد کر سکتے ہیں اس پر اگر قدغن لگے گا تو میں افغانستان پر کسی قسم کی بھی قدغن لگانے والی قرارداد چاہے وہ کسی طرف سے بھی آئے حمایت نہیں کریں گے۔ ہم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں، ان نظروں کو بھانپ رہے ہیں جو ہمیں افغانستان کے ساتھ لڑانا اور head on کرنا چاہتے ہیں لیکن افغانستان کی جو بھی facility ہوگی وہ خواہ پاکستان میں آئے یا پاکستان کے through ہو ہم افغانستان کے against بالکل نہیں جائیں گے اور یہ میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میری oppose کرنے کی صرف یہی ایک وجہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شاید ہمارے اپوزیشن لیڈر کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ افغانستان میں کوئی مصنوعات نہیں بنتیں، وہ trade country ہے اور وہاں پر ہر چیز باہر سے جاتی ہے۔ افغانستان کی کوئی بھی مصنوعات انڈیا اور پاکستان میں نہیں آتیں اور اب اگر

انہوں نے بحث برائے بحث کرنی ہے تو کئے جائیں۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہم نے انڈیا کو ہر حال میں condemn کرنا ہے جو شیخ علاؤالدین صاحب کی بات کرنے کی روح تھی وہ یہ تھی۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا ہے میں اس کا مختصر جواب دوں گا۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں، میں ذرا آپ کو بات بتاؤں کہ قواعد کے اندر بڑا واضح ہے کہ آپ کو ٹائم دیا گیا جس میں آپ نے اپنی بات کرنی ہے اس پر باقی جو معزز ممبران ہیں بات کر سکتے ہیں آپ کی قرارداد ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک فقرہ کہنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو trade transit کا پتا ہی نہیں ہے 80۔ارب روپے کا نقصان صرف چائے پر پاکستان میں ہو رہا ہے اور میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہندوستان Central State and Afghanistan کی سرزمین استعمال نہ کرے اور وہ transit trade پر میرے ساتھ بات کر لیں اور کوئی شرط لگا لیں میں چھوٹا سا تھا جب سے transit trade کو سمجھتا ہوں۔ What is transit? اس transit نے میرے ملک کو تباہ کر دیا ہے۔ ہم مجبوری میں دے رہے ہیں صرف پانچ سیکٹر ہیں، چائے، چھالیہ اور کتھے میں، پوری دنیا ہمارے خلاف ہوتی ہے اور ہم خود بھی اپنے خلاف ہیں اور میں transit کو نہیں سمجھوں گا؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے گزارش ہے کہ عقل کل ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے اور یہاں پر بیٹھے تمام معزز ممبران سب کچھ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں اس طرح جذباتی ہونے سے اور غلط رنگ دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہوں نے کسی کو misquote کیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں انڈین نے کچھ کہا تھا تو ریفرنس کے ساتھ اگر کسی سے بات کرتے تو بہتر تھا۔ اس طرح سے قائداعظم کے متعلق ایک sweeping

statement دے دینا میرے خیال میں غیر مہذب اور غیر مناسب ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کو کارروائی سے حذف کر دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جو remarks تھے بے شک کسی کی طرف سے تھے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے قائد ہیں اور وہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو حذف کرنے کا اختیار ہے لیکن میں نے ایک تاریخی بات کی ہے اور لاء منسٹر صاحب کو بھی یاد ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے ہمیں belt تک نہیں دی اور چودھری ظہیر صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہاں انہوں نے ہمیں راستہ نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میری معزز ممبران سے بار بار یہ گزارش ہوتی ہے کہ جب Chair بات کر رہی ہو تو سن لیا کریں اور اس کے اندر میں صرف یہ کہتا ہوں کہ ہمیں بھی معلوم ہے لیکن ہم کیوں ایسی چیز کو اپنی اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بنائیں، ہم ان کی عقیدت میں بالکل اس کو expunge کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے بہت اچھا کیا اور آج یاد دلا دیا کہ rules کے مطابق ایک دفعہ ہی بات کرنی ہوتی ہے اس پر kindly عملدرآمد کیجئے گا۔ باقی شیخ صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب میں چھوٹا سا تھا اور اب ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ بڑے ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس قرارداد پر کسی کو اعتراض کرنے والی بات نہیں ہے لیکن اس میں صرف ایک چیز جو چودھری صاحب نے کہی ہے اس کو حزب اختلاف کی سمجھ کر رد نہ کیا جائے بلکہ اس پر تھوڑا سا سوچا جائے۔ یہ قرارداد جو اسمبلی میں آئی ہے کہ انڈیا اور افغانستان سے تجارتی تعلقات ختم کر دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے افغانستان کا لفظ نکال دیا جائے تاکہ میڈیا میں افغانستان سے تعلقات ختم کرنے کی سرخیاں نہ لگیں کیونکہ ہمارے افغانستان سے تعلقات اچھے ہیں۔ وہاں کوئی چیز پیدا ہوتی ہے یا نہیں ہوتی اگر نہیں بھی ہوتی تو ضرور اس میں افغانستان کو شامل کرنا ہے اور پھر انڈیا تک رہنے دیں کیونکہ تمام چیزیں انڈیا سے آتی ہیں۔ میری درخواست ہے

کہ افغانستان کو شامل نہ کریں۔ میڈیاوالے صبح اتنی سرخیاں لگائیں گے کہ پھر ہمارے سفارتی تعلقات پر اثر پڑے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر ایک بات کہوں گا کہ جو اس کے قرار داد کے اندر شیخ صاحب نے دریاؤں کے پانی کی بات کی ہے میرے خیال میں آج یہ ہماری پاکستانی قوم کی criminal negligence ہے کہ ہم اپنے حق کے لئے بول نہیں رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو ایک بڑی نرم قرار داد ہے ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ "بغل میں چھری منہ میں رام رام" آج اس کا ثبوت بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے دریاؤں کا پانی بند کیا جارہا ہے۔ ہمارے ہی ساتھ ظلم کیا جارہا ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ ان کو concession دی جائیں۔ آج ہم نے زندہ قوم ہونے کا ثبوت دینا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بہترین forum ہے۔ میں کسی سیاست سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں کہ آج ہمیں یہ پیغام دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد پر جتنی بات ہو گئی ہے کافی ہے اب ہم اس پر voting کروالیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ جو قرار داد پیش کی گئی ہے میں اس حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک پاکستان جیسا ملک جس کے اپنے معاشی اور سماجی مسائل آپ کے سامنے ہیں اور اس طرح کی قرار داد جس میں یقیناً ہمارے معاشی مسائل بھی ہیں ان کو جذبات کی رو میں اس طرح سے پاس کرنا یا comments دینا مناسب نہیں اور ایسی تجارت جو ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے فائدے میں ہو اس کو بالکل مدنظر رکھنا چاہئے۔ ابھی یہاں پر آپ نے بات کی کہ ہم نے زندہ قوم ہونے کا پیغام دینا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بار بار بات انڈین چینلز کی ہوئی ہے تو یہاں کوئی انڈین یا کوئی ایسی ایجنسی یا فورس نہیں جو پاکستانیوں کے گھروں میں اس چیز پر اصرار کرے کہ انڈین چینلز چلائے جائیں۔

جناب والا! اگر یہ قوم امریکہ سے ڈیڑھ ارب ڈالر لے کر یا یورپ سے اربوں ڈالر کی بھیک مانگ سکتی ہے تو تجارت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی قرار داد کو پاس کرنے سے پہلے عقل سے بھی کام لینا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ پاکستان کے جو معاشی مسائل ہیں کیا اس طرح کی قرار داد سے حل ہو سکتے ہیں؟ اس لئے اس کو پاس کرنے سے پہلے اس چیز کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے اور اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو جو حکومت بھی آئی ہے اس نے ہمیشہ اس بات

پر زور دیا ہے کہ ہمیں اپنے ہمسایہ ممالک سے وہ تجارت جو پاکستان کے فائدے میں ہے اس کو ضرور کرنا چاہئے رہی بات جو آپ نے ہماری negligence کی ہے تو ہمیں ضرور اس پر سوچنا چاہئے کہ ہماری negligence جہاں جہاں پر ہوئی اس کو دور کیا جائے نہ کہ direct تجارت بند کرنے کی بات کی جائے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس بحث سے متعلقہ نہیں ہے کہ لاء منسٹر صاحب کی اس میں opinion لے لی جائے یا پھر ایسے کیا جائے کہ اس کو اگر well worded کرنے کے لئے جس میں کچھ خدشات ہیں اور ایک دوست ملک کے بارے میں کچھ خدشات ہیں، میں نہیں سمجھتا اور ہو سکتا ہے کہ مجھے کچھ سمجھ نہ ہو یا We are open to the reasons. ہم سیکھنے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن اس کی اگر ترتیب و تزئین کر کے قرارداد کو بہتر کر لیا جائے تو پھر آپ ہاؤس سے رائے لے لیں تو شاید ہم اپنی رائے تبدیل کر سکیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر بولوں گا اور آپ مہربانی کر کے مجھے اجازت دیں۔ اس کو بلاوجہ controversial بنایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ شیخ صاحب! Let me hear out. میں آپ کی بات بالکل سمجھتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں اس پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بڑے ہی ہوش و حواس کے ساتھ ایک ایک لفظ نپا تُلا بولنا چاہئے اور قرارداد میں کوئی بھی ایسی چیز شامل نہیں ہونی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس سے ہمارے برادر اسلامی ملک کے ساتھ معاملات خراب ہونے کا ذرا سا بھی کوئی شک وشُبہ ہو۔ جہاں تک سوال ہے انڈیا کے ساتھ تعلقات یا اس کے ساتھ ٹریڈ بند کرنے کے حوالے سے تو میں اس کی پُرزور تائید بھی کروں گی اور میں یہ بھی کہوں گی کہ:

خُدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

یہاں پر میڈیا کے ذریعے ہم پر انڈیا کے کلچر کی یلغار ہو رہی ہے اور جو یہ ایک ٹریڈ کا راستہ کھلا ہوا ہے اس کی بھی میں پُرزور مذمت کرتی ہوں یہاں پر چینلز میں "امن کی آشا" آشا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اُردو زبان کا لفظ نہیں ہے یہاں پر ہندی زبان کی یلغار ہو چکی ہے۔ہم ان چیزوں کو condemn کرتے ہیں اور اس سلسلے میں تمام پاکستانیوں کی زبان ایک ہی ہے لیکن کوئی بھی ایسا لفظ جو ذرا سا بھی ٹکراؤ پیدا کرتا ہو ہمیں اسے بھی ختم کر دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری محترم شیخ صاحب سے بات ہوئی ہے جس طرح سے لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے اپوزیشن ممبران نے concern show کیا ہے تو وہ اس بات پر agree ہیں کہ اس قرارداد کو اس طرح کر لیں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کو تجارتی راہداری یعنی یہ واہگہ سے طورخم کا لفظ جو ہے اس کو exclude کر دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ تمام معزز ممبران تشریف رکھیں کیونکہ اب ہاؤس کا consensus develop ہو گیا ہے تو اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اب مجھے اس کو ووٹنگ میں لانے دیں۔آپ کا بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پھر ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جہاں پر پاکستان کے مفادات کے تحفظ کی بات ہو رہی ہے، انڈیا کے غیر اخلاقی، غیر قانونی اور پاکستان سے دشمنانہ کارروائی کو condemn کرنے کی بات ہو رہی ہے وہاں پر اس قسم کی قرارداد میں یہ spirit بھی ہے کہ جب ہم اپنے ملک کے اندر already جو practices ہیں اور جب آپ transit کی بات کرتے ہیں تو یہ انڈیا سے افغانستان کے پاس transit کا ایک راستہ کراچی سے طورخم موجود ہے۔ واہگہ سے طورخم کی جو بات کی گئی ہے تو already اس پر ایک

access موجود ہے۔اس پر تو یہ Hon'able House کوئی objection نہیں کر رہا ایک second transit exit پر objection کر رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو اعتماد میں لانا چاہوں گا کہ آپ اس بات پر بھی غور کیجئے کہ کیا پہلے ہی ایک اور transit موجود نہیں ہے ؟ کراچی سے طور خم transit تو موجود ہے۔اب ایک زمینی راستہ واہگہ سے طور خم ہے اس پر ہم اعتراض کر رہے ہیں ہمیں ایک جامع پالیسی کی طرف بڑھنا چاہئے۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر ہمارے پیر جماعت علی شاہ اخباری بیانات کے ساتھ پاکستان کے پانی کا تحفظ کرنے چلے ہیں جو نہیں ہو گا۔ ورلڈ بنک نے dispute کی صورت میں جو اصول طے کیا ہے وہ راستہ adopt کرنے پر ہو گا۔ ہمیں قومی سطح پر یہ یقین کر لینا چاہئے کہ ہم نے اپنے پانی کے تحفظ کے لئے اپنے مقدمے کو بہتر انداز میں لڑا ہے اور نہ لڑنے جا رہے ہیں۔ وہ پانی بند کرتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اعتماد میں لو، ہمیں اس کی وضاحت دو۔ اس میں بھی دو رائے نہیں ہیں کہ کلچرل یلغار ہے لیکن transit کے معاملے میں اگر آپ نے اصل حقائق سے ہٹ کر آج پنجاب اسمبلی میں کوئی قرارداد پاس کی تو اس طرح ہماری کم علمی اور issues پر کمزور گرفت کا reflection سامنے آئے گا۔ لاء منسٹر صاحب نے جو ترمیم کی ہے میں اس ترمیم کے باوجود یہ گزارش کرتا ہوں کہ transit کو deal کرنے کا اختیار پاکستان کی وفاقی حکومت کا issue ہے اس پر ہم ایک رائے دے سکتے ہیں اور رائے دیتے وقت اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ کراچی سے طور خم کا زمینی راستہ انڈیا کے پاس پہلے سے ہی موجود ہے جس پر ہم سب خاموش ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں اس غلطی کی نشاندہی کرنا چاہ رہا ہوں کہ United Nations Charter کے تحت land lock countries کو حق ہے کہ وہ کسی بھی nearest port کے through اپنے لئے مال منگوا سکتی ہیں۔ افغانستان ایک land lock country ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ہمارے کسی زمیندار کے کھیت کسی سڑک پر واقع نہ ہوں تو اپنے کھیتوں تک پہنچنا اس کا right ہے۔ اگر ہم قرارداد میں یہ تبدیلی لانا چاہتے ہیں کہ کراچی کے ذریعے بھی وہ مال نہیں منگوا سکتے، وہ لاہور کے ذریعے بھی مال نہیں منگوا سکتے ہیں تو یہ implementable نہیں ہے، یہ implement ہو ہی نہیں سکے گا کیونکہ ہم United Nations Charter کے signatories ہیں اور land lock countries کے حقوق ہیں۔ اب رہی بات کہ کیا واہگہ سے طور خم بھی ان کو ایک اور land route دینا ہے تو اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

دوسری چیز جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ چینلز کو بند کر دیا جائے۔ جو چیز بند ہو ہی نہیں سکتی اس پر قرارداد بے سود ہو گی۔آج satellite کا دور ہے، satellite beaming ہوتی ہے اور نہ صرف پاکستان میں انڈین چینلز آتے ہیں، دنیا بھر میں انڈین چینلز چل رہے ہیں۔اگر ان چینلز کو آپ نے بند کرنا ہے تو آپ کو electronic equipment نصب کرنا ہو گا کہ آپ Indian beams کو واپس بھیج دیں یا ان کو یہاں پر وصول نہ ہونے دیں یا آپ further distribution کو منع کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم انڈین چینلز کو بند نہیں کر سکتے اس لئے یہ قرارداد لے کر آنا ہمارے لئے ایک مذاق بنے گا اور ہم کچھ نہیں سکیں گے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! شیخ صاحب جو قرارداد لے کر آئے ہیں اس میں amendments کی تو گنجائش ہے کہ اس کو تھوڑا سا amend کر لیا جائے لیکن مجھے اپنے دونوں دوستوں کے arguments سن کر حیرانی ہوئی۔ بات یہ ہے کہ کسی بھی قبیلے، شخص یا ملک کے تعلقات certain اصولوں پر مبنی ہونے چاہئیں اور اس میں انصاف بنیادی چیز ہوتی ہے۔ میں اس ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ سب سے پہلے ریڈکلف ایوارڈ کے بعد ہمارا dispute شروع ہوا، 1948 کی جنگ کے بعد اس وقت UNO نے step in کیا، بھاگ کر انڈیا گیا اور اس وقت تین چار قراردادیں آئیں جن پر آج تک استصواب رائے نہیں ہو سکا جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔اس وجہ سے اب تک ہمارے ستر، پچھتر لاکھ کشمیری بھائی شہید ہو چکے ہیں اور آج تک اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں تو یہ ہمارے انڈیا کے ساتھ تعلقات ہیں۔اس کے بعد میں اپنے بھائیوں کو یاد کراؤں گا کہ 1960 میں اسی UNO کے کہنے پر جو world consortium تھا جس نے Water and Indus basin treaty بھی بنائی apportionment of water accord بھی بنا۔اس accord کے تحت پاکستان کے تین دریا surrender کر دیئے گئے۔اسی قسم کے خیر سگالی کے جو خیالات تھے جو آج میرے بھائی خیر سگالی کے جذبات میں بھرپور اور مخمور ہیں ان خیالات کے تحت یہ تین دریا انڈیا کے سُپرد کر دیئے گئے اور اس خیر سگالی کے عوض World Bank consortium نے کہا کہ ہم آپ کی کمی پوری کر دیں گے۔ ہم منگلا ڈیم بنائیں گے، ہم چشمہ بیراج بنائیں گے، ہم تربیلا ڈیم بنائیں گے اور انڈیا جو ہے ہمیں uninterrupted دریائے جہلم اور سندھ کا پانی دے گا، uninterrupted کا لفظ اس accord میں لکھا ہوا ہے لیکن حالت آج یہ ہے کہ بے شمار ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ دریائے چناب اور جہلم پر تو

ان کا کچھ حصہ بنتا تھا لیکن آج وہ ہمارے دریائے سندھ کے اوپر بھی ڈیم بنا رہا ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے صرف یہ عرض کروں گا کہ خدارا! یہ جو محبت اور پیار کی باتیں ہو رہی ہیں، انڈیا ہمارا دشمن ہے جب تک ہمارے dispute اس کے ساتھ settle down نہیں ہو جاتے اس وقت تک یہ محبت، یہ پیار اور مزید یہ کہ ان کو اپنے سروں پر سے گزارنے کے لئے راستے مت دیں۔ ہماری یہ قرارداد ایک valid قرارداد ہے اس کو منظور کیا جائے۔ ٹھیک ہے جو on air چیز ہے اس کو آپ نکال دیں، اس کو ہم خود کر سکتے ہیں۔ آپ ان کے چینلز نہ دیکھیں لیکن جب تک ہمارا Kashmir issue resolve نہیں ہوتا، جب تک ہمارا water issue resolve نہیں ہوتا اس وقت تک انڈیا کو مزید کسی بھی قسم کی facility دینا وہ اسی طرح ہے جس طرح آپ خود کشی کر رہے ہیں۔ میری تمام دوستوں اور پورے پاکستان کی عوام سے یہ استدعا ہے کہ وہ جب تک پوری طرح تیار نہیں ہوں گے، یہ جنگیں تعداد کے ساتھ نہیں لڑی جاتیں، یہ جنگیں قوت ایمانی سے لڑی جاتی ہیں اور جب تک قوت ایمانی آپ نہیں لائیں گے اس وقت تک انڈیا آپ کو dominate کرے گا اور اگر آپ نے انڈیا کی dominance تسلیم کرنی ہے تو پھر اس قسم کی تقاریر فرمائیں! شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تو میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں سب کو ٹائم دوں گا۔ جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہو تو اس کو interrupt نہ کریں۔ مجھے بتائیں میں آپ سب کو ٹائم دوں گا۔ جناب معین وٹو صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ملک محمد وارث کلو صاحب یہ وضاحت کریں گے کہ یہ معاہدہ 1960 میں کس نے کیا تھا؟

ملک محمد وارث کلو: پاکستان کے ڈکٹیٹر ایوب خان اس وقت صدر تھے اور ورلڈ بنک نے یو این او کے pressure کے نیچے اس وقت یہ accord کروایا تھا۔ اس وقت دو accord ہوئے تھے ایک apportionment of Water Treaty accord تھا اور دوسرا یہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد شیخ صاحب نے پیش کی ہے وہ ایک انتہائی اہم قرارداد ہے اور جس معاملے کی طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے اس کی آج کے دور میں فوری طور پر ضرورت بھی ہے کیونکہ جس طرح سے ہندوستان کو facilitate کیا جا رہا ہے یقیناً اس

facilitation سے جوان کو ایک تجارتی راہداری دی جارہی ہے اگر ہمارے ملک کو اس سے نقصان ہے، ہماری تجارت کو اس سے نقصان ہے اور ہم وہ غیر مشروط طور پر، اگر تو وہ کسی شرط کے تحت ہے تو وہ پھر ایک علیٰحدہ معاملہ ہے غیر مشروط طور پر اپنے ملک کو نقصان پہنچا کر اگر ہم ان کو تجارتی راہداری کی اجازت دے رہے ہیں تو یہ جو شیخ صاحب کی قرار داد ہے اس پر مزید کسی بحث کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس میں ضروری ترمیم بھی کر دی ہے۔اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد صرف اس لئے ہے کہ ہم اپنے جذبات کے طور پر اور بطور نمائندہ کے طور پر پنجاب اسمبلی میں جتنے ممبران بیٹھے ہیں ہم اپنے خیالات سے، اپنے جذبات سے اس قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت کو یہ realize کروائیں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر take up کیا جانا چاہئے۔ جیسا کہ کلو صاحب نے یہ فرمایا کہ پانی کا جو مسئلہ ہے جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے اس کو بھی فوری طور پر اٹھایا جانا چاہئے اور اس قرارداد کو پاس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ جو ترمیم تھی وہ ہم نے کر لی ہے اب اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ طیبہ ضمیر صاحبہ! ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ ہاؤس کی رائے سامنے آچکی ہے۔اب میں ووٹنگ کروانا چاہتا ہوں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ آپ بات نہ کریں لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ مختصر کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: آپ نے دو منٹ لے لئے ہیں، مجھے ایک منٹ دے دیجئے۔آج کی جو قرارداد ہے شیخ علاؤالدین صاحب نے پیش کی ہے یہ ایک انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس میں ترمیم ہونی چاہئے جو کہ ضروری ہے۔ثقافتی حالات کو دیکھتے ہوئے میں ایک بات عرض کروں گی کہ ہم نے نصابوں میں پڑھا تھا کہ قائداعظم کو کہا جاتا تھا کہ پاکستان بننا ایک دیوانے کا خواب ہے لیکن قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان کو جو ناممکن تھا ممکن کیسے بنایا؟ ہم برصغیر میں دو قومیں ہیں اور اس برصغیر میں ہمارا وجود علیٰحدہ ہے، ہمارا اسلامی تشخص، ہمارا تمدن اور ہمارا کلچر بھی ان سے علیٰحدہ ہے۔آج ہمارے 75 فیصد جو مسائل ہیں جو اندھیر نگری اور چوپٹ راج ہو چکا ہے اس میں انڈین کلچر کی یلغار بھی شامل ہے۔یقیناً ہم تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ ایڈین چینلز، انڈین فلمیں، انڈین ڈرامے اور کلچر ہماری زبان کو بھی تبدیل کر رہے ہیں۔ مثلاً آج کل عام بولا جاتا ہے آشیر باد حاصل ہے، اشنان کرنا ہے۔اس قسم کے جو الفاظ ہیں آئندہ ہماری نئی نسل کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ جب ہمارا کلچر ہی مسخ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! میں دوسری بات یہ عرض کروں گی کہ ہم انڈیا سے آلو، پیاز اور ٹماٹر بھی منگواتے ہیں، ہمارا مقابلہ انڈیا کے ساتھ ہے۔ ہم بھی ایٹمی طاقت ہیں جب ہم ان سے آلو پیاز ٹماٹر خریدتے ہیں یا جو جیولری وہاں سے آتی ہے یا اس قسم کی اور چیزیں وہاں سے آتی ہیں تو ہمارا image کیا بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پھر ایک منٹ بات کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ ہندوستان ہمارا بہت بڑا دشمن ہے لیکن میرے خیال میں ہم جذبات میں یہ بھول رہے ہیں کہ آج آپ میڈیا پر بند نہیں باندھ سکتے۔ اگر آپ چینلز کو بند کر دیں گے تو انٹرنیٹ پر بھی ہر چینل موجود ہے، ہم اپنے کلچر کو elevate نہیں کر سکتے، ہم اپنی بجلی نہیں بنا سکتے اور ہم اپنا trade اوپر نہیں کر سکتے تو انڈیا کی trade بند کر کے ہم کوئی فائدہ نہیں لیں گے۔ ہمیں اپنے آپ کو اوپر اٹھانا چاہئے، ہم سنٹرل گورنمنٹ کو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بجلی بنائیں، trade بنائیں۔ ایک طرف تو آپ انڈیا کو گیس پائپ لائن دے رہے ہیں جو کہ ایران سے انڈیا تک جائے گی تو دوسری طرف اس طرح کی قرار داد لا رہے ہیں۔ اس طرح تو ہم ایک طرح سے ایک شرمندگی کا سامنا کریں گے۔ ہمیں گورنمنٹ کو کہنا چاہئے کہ ہم اوپر آئیں ہمارا culture develop ہو اور ہماری trade develop ہو۔ آج آپ دیکھیں فرانس کی انگلینڈ سے دشمنی ہے لیکن تمام trade فرانس کے راستے سے جاتی ہے، کبھی وہاں تو ایسی قرار داد نہیں آئی کہ یہ trade بند کر دیں۔ میرے خیال میں یہ بالکل depressive attitude ہے اس طرح کی قرار داد کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ آپ اس پر یہ قرار داد بنائیں کہ سنٹرل گورنمنٹ ہندوستان کے ساتھ پانی کا مسئلہ حل کرے، سنٹرل گورنمنٹ بجلی بنائے اور سنٹرل گورنمنٹ اپنے مسائل حل کرے۔ آپ کس طرح کی قرار داد کی بات کر رہے ہیں، آج کونسا زمانہ ہے کہ آپ میڈیا کو بند کر لیں گے؟ انٹرنیٹ کھولیں ہر چینل موجود ہے آپ ہر تیسرے دن کہہ دیتے ہیں کہ انڈین چینلز بند کریں۔ جب آپ کے لوگ دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کس طرح بند کر سکتے ہیں؟ جب آپ کے لوگوں کو وہ ڈرامے پسند ہیں، فلمیں پسند ہیں

تو آپ اپنے لوگوں کے حقوق کو کیسے بند کر سکتے ہیں یہ بالکل غیر مناسب بات ہے کہ آپ کہیں کہ چینلز کو بند کر دیں۔آپ اپنے آپ کو اوپر کیوں نہیں لے کر آتے،اپنی ڈویلپمنٹ کیوں نہیں کرتے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر دوبارہ بات نہیں ہو سکتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!میں نے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب!یہ بالکل آخری بات ہے اس کے بعد میں اس پر ووٹنگ کروانے لگا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میں اس قرارداد کا محرک ہوں۔مجھے یہ بتایا جائے کہ جو میرے بھائی نے ابھی کہا ہے۔کیا فرانس اور انگلینڈ کا آپس میں کوئی جھگڑا ہے؟ مجھے کوئی ایک آدمی بتائے جس کے اندر کوئی تھوڑی سی بھی قومی حس ہو،یہ بڑی زیادتی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب والا!مجھے آپ یہ بتائیں کہ کیا انڈیا میں کوئی ایک پاکستانی ٹی وی چینل چل رہا ہے؟ جیو نے اتنی کوشش کی ہے لیکن ابھی تک نہیں چل سکا۔بات یہ ہے کہ یہ اس قوم کے لئے شرمندگی کا باعث ہے جو میرے ایک بھائی نے ابھی ایک فقرہ بولا ہے کہ ہماری قوم انڈین چینلز دیکھنا چاہتی ہے۔میں کہتا ہوں نہیں چاہتی۔ابھی ہمارے انتہائی معزز جرنلسٹ انڈیا گئے ان کو دہلی میں جس طرح سے ذلیل و خوار کیا گیا،ہماری پاکستانی ٹیم کے ساتھ intentionally زیادتی کی گئی اور پھر بھی ہم انڈیا انڈیا کرتے ہیں۔[*******](قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے amended قرارداد put کر دی جائے۔ویسے میں اپنی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ میرے گھر میں انڈین چینل بالکل نہیں دیکھتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو ان کے متعلق الفاظ کہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کہا ہے تو میں وہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے کہا ہے کہ جو انڈیا کی favour کرتے ہیں وہ غدار ہیں۔

جناب شیر علی خان: یہ غداری کا سرٹیفکیٹ دینے والے کون ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ شیر علی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ جو قرارداد سامنے آئی ہے میں اس پر صرف اتنی بات کروں گا کہ "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کو تجارتی راہداری دینے پر کسی بھی قسم کا کوئی معاہدہ یا مفاہمت اس وقت تک نہ کرے جب تک ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں حق رائے دہی دینے کا اعلان نہ کرے، دریاؤں کے پانی کا گھمبیر مسئلہ حل نہ کرے، فوری طور پر تمام ہندوستانی چینلز کو بند کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام ہندوستانی مصنوعات جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ملک میں درآمد کی جارہی ہیں پر پابندی لگائی جائے۔"
>
> (قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کامران مائیکل صاحب صوبائی وزیر اقلیتی امور، خلیل طاہر سندھو صاحب، جوئیل عامر سہوترا صاحب، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ، رانا آصف محمود صاحب اور طاہر نوید چودھری کی طرف سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شازیہ کیس کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شازیہ کیس کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شازیہ کیس کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرے خیال میں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شازیہ کیس کے حوالے سے مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور میں شازیہ مسیح کے پُرتشدد قتل کی مذمت اور لواحقین سے اظہار ہمدردی

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان معصوم شازیہ دختر بشیر مسیح کے پرتشدد قتل کی پرزور مذمت کرتا ہے اور شازیہ کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور ہمدردی رکھتا ہے اور یہ سفارش کرتا ہے کہ شازیہ کے قتل کے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی

جائے تاکہ معصوم بچوں کو قتل کرنے والے ایسے درندہ صفت افراد کے خلاف سخت عبرت ناک سزا عمل میں لائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو پاکستان کی بیٹی کے ساتھ تشدد اور ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو۔یہ ایوان شازیہ قتل کیس کا فوری نوٹس لینے پر شازیہ کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کی مالی معاونت کرنے پر صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے بر وقت قانونی کارروائی عمل میں لا کر مجرمان کو گرفتار کرنے اور خود شازیہ کے گھر جا کر اس کے لواحقین کو تسلی دینے اور انصاف فراہم کرنے کا وعدہ اور ہم خادم اعلیٰ پنجاب اور قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں نواز شریف کے ان اقدامات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ نیز یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ باہمنی والا، سمبڑیال، کوریاں اور سانحہ گوجرہ کے ملزمان کو فوری گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور سانحہ گوجرہ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں جن سرکاری حکام کے خلاف کارروائی کی سفارش کمیشن کی طرف سے کی گئی ہے فوری کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ان افسران کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان معصوم شازیہ دختر بشیر مسیح کے پر تشدد قتل کی پرزور مذمت کرتا ہے اور شازیہ کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور ہمدردی رکھتا ہے اور یہ سفارش کرتا ہے کہ شازیہ کے قتل کے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ معصوم بچوں کو قتل کرنے والے ایسے درندہ صفت افراد کے خلاف سخت عبرت ناک سزا عمل میں لائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو پاکستان کی بیٹی کے ساتھ تشدد اور ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو۔یہ ایوان شازیہ قتل کیس کا فوری نوٹس لینے پر شازیہ کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کی مالی معاونت کرنے پر صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے بر وقت قانونی کارروائی عمل میں لا کر مجرمان کو گرفتار کرنے اور خود شازیہ کے گھر جا کر اس کے لواحقین کو تسلی دینے

اور انصاف فراہم کرنے کا وعدہ اور ہم خادم اعلیٰ پنجاب اور قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں نواز شریف کے ان اقدامات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ نیز یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ باہمنی والا، سمبڑیال، کوریاں اور سانحہ گوجرہ کے ملزمان کو فوری گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور سانحہ گوجرہ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں جن سرکاری حکام کے خلاف کارروائی کی سفارش کمیشن کی طرف سے کی گئی ہے فوری کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ان افسران کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

MS. SEEMAL KAMRAN: I oppose it, sir.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I oppose the wording of the spirit.

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اسے oppose کیا گیا ہے اس لئے پہلے اس پر قرارداد کے محرک بات کر لیں اس کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر اس پر دونوں اطراف سے تقاریر ہوئیں تو اس کا کوئی اچھا impression نہیں ہو گا۔ محترم محسن لغاری صاحب کو جس wording پر اعتراض ہے وہ فرمادیں تو اسے دیکھ کر قرارداد amend کر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ اسے oppose کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس طرح اسے word کیا گیا ہے اس سے یہ ایک minorities کا issue بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ بد قسمتی سے ایسے واقعات ہر مذہب اور لاہور کے علاوہ بھی ہو رہے ہیں لیکن اس میں سمبڑیال، گوجرہ اور کوریاں کو tie up کر کے باقاعدہ اسے minorities issue کا voice دیا گیا ہے جو کہ یہ نہیں ہے۔ میں اس لئے اسے oppose کر رہا تھا۔ وہ بھی ایک genuine issue ہے اس کے لئے کوئی اور چیز لاتے ہیں لیکن ان دو issues کو آپس میں merge کرنے پر مجھے اعتراض ہے۔ دوسرا مجھے اس کی wording پر اعتراض ہے کہ یہ واقعہ میڈیا کی وجہ سے حکومت کے notice میں آیا لیکن اس سے governance کے سسٹم کا failure

expose ہوا ہے۔ یہ تو میڈیا نے highlight کیا اور یہ چیزیں وہاں سے آئیں۔ یہ بڑا genuine issue ہے and I really supported the issue اور اس خاندان کے ساتھ میری ہمدردیاں ہیں لیکن بد قسمتی سے شازیہ کا کیس ایک واحد کیس نہیں ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسے واقعات ہو رہے ہیں لیکن وہ میڈیا پر highlight نہیں ہو رہے اور یہ واقعہ میڈیا پر highlight ہو گیا لہذا governance کی failure پر کسی کو appreciate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم ان کے ساتھ اظہار ہمدردی ضرور کریں۔مجھے اسے minorities کا issue بنانے اور کسی کو خراج تحسین پیش کرنے پر اعتراض ہے چونکہ This is failure of the governance اور failure of the governance پر کسی کو بھی خراج تحسین پیش نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا مہربانی کر کے اسے سیاسی issue نہ بنائیں۔یہ ہمدردانہ ہے اور اسے ہمدردانہ ہی رہنے دیں۔میری یہی گزارش تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے جو اعتراض کیا ہے میں اس ضمن میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو minority issue نہیں بنایا گیا بلکہ اس میں جو wording use کی گئی ہے اس کے مطابق شازیہ کو پاکستان کی بیٹی کہا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ان ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ یہ عبرت کا نشان بنیں اور آئندہ پاکستان کی بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا mishap دوبارہ نہ ہو۔اس میں پاکستان کی بیٹی کا لفظ استعمال کیا گیا وہ سب کے لئے ہے۔ اس میں minority word use نہیں کیا گیا۔جو سانحہ گوجرہ کی بات کی گئی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جب یہ incident ہوا تو اس وقت وہاں جتنے لوگ تھے ان کی طرف سے یہ بات آئی تھی اور کسی نے یہ تاثر دیا تھا لیکن ہم نے فوری اسے condemn کیا اور ہم نے اس چیز کی عکاسی کی کہ یہ انسانیت کے خلاف سازش ہے اور یہ انسانیت سوز سلوک کیا گیا ہے۔یہ کسی مسیح کی بیٹی نہیں بلکہ پاکستان کی بیٹی تھی اور آج پوری قوم چاہے وہ کسی بھی مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتی ہے سب اس پُر سوز واقعہ کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ لغاری صاحب نے جو governance کی بات کی ہے ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں بہت سارے واقعات ہوتے ہیں لیکن بروقت قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی اور جو 24 گھنٹوں کا ultimatum دیا گیا تھا اس کے اندر اندر ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ ہم نے پورے media کو بھی سراہا ہے، media کے اس عملی اقدام کو بھی سراہا ہے۔جب میڈیا کسی چیز کو

highlight کرتا ہے اور اس پر فوری عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ good governance کی نشانی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرار داد کے اندر بالکل پاکستان کی بیٹی لکھا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بحث کی بجائے ہاؤس کی sense لے لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بولنے کا موقع تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ اب دوبارہ آپ نہیں بول سکتے۔ اگر آپ کی طرف سے کوئی اور بولنا چاہتا ہے تو وہ بات کرے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قرار داد کی کاپی تو ہمیں ابھی ملی ہے۔ اب اسے دیکھ کر ہی میں نے بات کرنی تھی۔ پہلے تو صرف سنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا اب آپ اسے دیکھ کر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس قرار داد کا جو پہلا پیرا گراف ہے اس کو وہیں تک رکھا جائے اور باقی حصوں کو چھوڑ دیا جائے۔ سمبڑیال اور گوجرہ کے واقعے کا جو issue ہے اور آخر میں مبارک باد اور خراج تحسین پیش کیا گیا ہے ان حصوں کو رہنے دیا جائے۔ اگر خراج تحسین پیش کرنا ہے تو پھر media والوں کو پیش کریں جنہوں نے اس معاملے کو highlight کیا اور ہم سب کے سامنے لائے ہیں۔ میرے خیال میں دوسرے والے دو پیرا گراف خواہ مخواہ اس کے ساتھ add کئے گئے ہیں۔ صرف پہلے والے پیرا گراف تک رہیں تو بہتر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہن کی طرف سے اپنائے جانے والے رویہ سے پریشان ہوں۔ I could not understand, what is the mysterious mystery? میں سمجھ نہیں سکا کہ آج اس قرار داد کو کیوں oppose کیا گیا ہے؟ ہم نے تمام channels پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ ابھی میں ایک جگہ پر انٹرویو دے کر آ رہا ہوں ادھر بھی میں نے یہی کہا ہے کہ یہ پاکستان کی بیٹی ہے۔ انھوں نے مجھ سے بڑا گھما پھرا کر پوچھا اور اس کو monitory issue بنانے کی کوشش کی لیکن ہم نے کہا کہ نہیں، اگر شازیہ کی جگہ کوئی دوسری بچی ہوتی تو پھر بھی ہمارا یہی رویہ ہوتا۔ وہ ایک درندہ صفت آدمی ہے۔ ہم پاکستانی ہیں، ہمارا یہاں پر پورا حق ہے اور شازیہ پاکستان کی بیٹی

ہے۔ باقی جہاں تک دوسرے پے در پے واقعات ہوئے ہیں ہم ان کی بھی مذمت کر رہے ہیں۔ جہاں تک خراج تحسین پیش کرنے کا تعلق ہے تو اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ جب ایسے واقعات ہوتے تھے تو ان پر بہت جلدی کوئی action نہیں ہوتا تھا، بہت ساری شازیہ مر جاتی تھیں لیکن کبھی اس طرح تیزی سے action نہیں ہوا۔ Media جو کہ ہماری آنکھیں، چہرہ اور ہاتھ ہیں ہم نے ان کو ہر جگہ پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ صدر پاکستان، وزیر اعظم صاحب، وزیر اعلیٰ صاحب اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب نے وہاں پر اس خاندان کی مالی معاونت کی ہے۔ ان کو گھر لے کر دیا ہے اور دوسرے بہت سارے کام بھی کئے ہیں تو اس لئے ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات میں ان کو خراج تحسین ضرور پیش کرنا چاہئے۔ اس میں کوئی عار نہیں ہے تو میں اپنی بہنوں اور بھائی محسن لغاری صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں، جو کہ بڑے human rights activists ہیں کہ اس قرارداد کو as it is پاس ہونے دیں۔ میں نے اپنی (ق) لیگ کی بہنوں کو وہاں پر جا کر افسوس کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے اس معاملے کو بحث میں نہ ڈالا جائے۔ میری ان سب سے گزارش ہو گی کہ اس کو unanimously pass کیا جائے تاکہ ہم بین الاقوامی طور پر ایک صحت مند message دے سکیں۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کو oppose کیا تھا اس لئے مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ شازیہ حوا کی بیٹی ہے۔ وہ صرف ان کی نہیں بلکہ ہماری بھی بیٹی ہے۔ میں نے اس قرارداد کو اس لئے oppose کیا ہے کہ صرف اسی طریقے سے ہی میں اس بارے میں اپنی reservations کو بیان کر سکتی ہوں۔ Sir, I need your kind attention please.

جناب سپیکر! جیسا کہ میرے بھائی نے ابھی ذکر کیا ہے کہ ہم لوگ خود وہاں پر گئے تھے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ صرف specific incident نہیں ہے اور دوسرا یہ credit media کو جاتا ہے۔ چونکہ یہ media میں report ہو گیا اس لئے وہاں پر ہر بندہ point scoring کرنے کے لئے چلا گیا۔ میں سب سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ آج پہلی دفعہ اگر کسی male

member کی طرف سے ایک بچی کے لئے، ایک خاتون کے لئے بات ہوئی ہے تو مہربانی کر کے اس معاملے کو point scoring یا اپنی سیاست کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! جس وقت اپوزیشن بات کرتی ہے تو شاید یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان میں عقل نہیں ہے اور یہ ایسے ہی بات کرتے ہیں۔ شازیہ کا یہ واقعہ تو اب ہوا۔ ہم نے اسی issue کے حوالے سے بہت عرصہ پہلے in house working Women Protection Bill یہاں اسی اسمبلی میں جمع کروایا تھا جو کہ انہی workers کو protection دینے کے لئے تھا۔ میں نے متعدد مرتبہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو درخواست کی، وزیر قانون صاحب کو بھی ذاتی طور پر جا کر ملی کہ اس bill کو ہاؤس میں لایا جائے۔ مجھے اس پر کوئی Gold Medal نہیں لینا تھا۔ میں بحیثیت عورت اس اسمبلی کا حصہ بنی ہوں اور اگر میں محروم طبقے کے لئے کچھ کر سکتی ہوں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہی میری contribution ہو گی۔ آج ہم یہاں پر قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ یہ نوبت ہی کیوں پیش آتی ہے؟ ہم issues کو پہلے ہی کیوں address نہیں کرتے، ان کو پہلے resolve کیوں نہیں کرتے؟ یہ صرف ایک شازیہ نہیں ہے۔ بہت ساری ایسی بچیاں ہیں کہ جہاں پر وہ ملازمت کرتی ہیں وہاں پر نہ صرف وہ تشدد کا شکار ہوتی ہیں بلکہ انھیں ان کی مناسب اجرت بھی نہیں ملتی۔ جب وہ نوکری چھوڑنے کی بات کرتی ہیں تو within no time ان پر چوری کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ ہم اس specific incident کو مثال بنائیں۔ میں اپنے بھائی کامران مائیکل صاحب سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ اگر وہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کرانا چاہتے ہیں تو شازیہ کو پاکستان کی بیٹی، حوا کی بیٹی اور ہم سب کی بیٹی بنا کر پیش کریں۔ اس پر اپوزیشن کا بھی consensus لینا چاہئے کیونکہ اس issue پر ہم ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ ہماری طرف سے بھی یہی بات ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جس طرح کہ میرے ساتھیوں نے پہلے کہا ہے کہ ہمیں اس کی spirit سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں اس کی wordings پر اعتراض ہے۔ ایک بہت clear technical issue ہے۔ آپ Rules of Procedure کا rule-116 دیکھیں۔ قرارداد جو ہوتی ہے وہ one issue پر ہوتی ہے۔ One clear definite issue ہونا چاہئے۔ آپ rule-116 کا sub section(4) دیکھیں، میں اسے quote کرتا ہوں کہ:

116(4) It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantially one definite issue.

جبکہ اس میں مجھے تین قرار دادیں نظر آ رہی ہیں، تین issue نظر آ رہے ہیں۔ایک قرارداد ہمدردی ہے،دوسری قرارداد خوشامد ہے اور تیسری قرار داد سمبڑیال کے واقعے کے بارے میں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ان کو تین قراردادوں کے طور پر پیش کیا جائے۔اگر رولز کے مطابق ان تینوں issues کو تین قراردادوں کے مطابق پیش کیا جاتا ہے تو پھر ہم اپنی voting اس کے مطابق کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس میں الفاظ کے بارے میں میری reservation یہ ہے کہ لفظ "پاکستانی لڑکی" نہ لکھا جائے کیونکہ جب آپ "پاکستانی لڑکی" لکھتے ہیں تو بین الاقوامی طور پر اس سے exploitation کا image جاتا ہے کہ "پاکستان کی بچی" کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بچی کا ہمارے پاکستان سے ہی تعلق ہے اور وہ ایک مظلوم بچی ہے۔اس میں مظلوم لڑکی لکھ لیں، ایک مظلوم بچی یا اس علاقے کی بچی کر لیں۔ہزاروں ایسی بچیاں ہیں جو کہ عزت سے کام کرتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، وہ پاکستانی بچی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب نے جو point اٹھایا ہے میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ rule-116 کے اندر جو form and contents of resolution ہے اس میں بڑا clear ہے کہ:

116. Form and contents of resolution.(1) A resolution may be in the form of a declaration of opinion or a recommendation, or convey a message, or commend, urge or request an action, or call attention to a matter or situation for

consideration by the Government, or in such other form as the Speaker may consider appropriate.

Now this is the total ambit of the Speaker.

اوراب میں آپ کو بتاؤں کہ اس وقت consent of the House لینی ہے اور جو voting ہوتی ہے وہ consent of the House ہی ہوتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک بات on record لانا چاہتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کے حق میں ہیں۔ یہ بالکل clear بات ہے۔ شازیہ بچی کا جو واقعہ ہوا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری پوری سوسائٹی کے اوپر ایک question mark ہے۔ اس طرح کے اندوہناک واقعے کے ساتھ اگر کسی کی خراج تحسین یا مدح سرائی کو club کیا جائے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ اس قرارداد کے ساتھ کسی ایک ایسے act کو club کیا جائے جو کہ ان کی duty بنتی ہے، فرائض ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے۔ لہذا میں یہی کہوں گا کہ اس خراج تحسین کو اس کے ساتھ club نہ کیا جائے۔ ان کے خراج تحسین کے لئے آپ کوئی علیٰحدہ قرارداد لے آئیں۔ یہ اچھا نہیں لگتا کہ ایک بہت ہی اندوہناک واقعے کے ساتھ خراج تحسین چل رہا ہو۔ ہمارا اتنا ہی اعتراض ہے ورنہ ہم اس قرارداد کے حق میں ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم consent of the House لیتے ہیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان معصوم شازیہ دختر بشیر مسیح کے پُرتشدد قتل کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شازیہ کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور ہمدردی رکھتا ہے اور یہ سفارش کرتا ہے کہ شازیہ کے قتل کے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ معصوم بچوں کو قتل کرنے والے ایسے درندہ صفت افراد کے خلاف سخت عبرت ناک سزا عمل میں لائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو پاکستان کی بیٹی کے ساتھ تشدد اور ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو۔

یہ ایوان شازیہ قتل کیس کا فوری نوٹس لینے، شازیہ کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کی مالی معاونت کرنے پر صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان بالخصوص وزیراعلیٰ پنجاب، میاں شہباز شریف صاحب کی طرف سے

بروقت قانونی کارروائی عمل میں لاکر مجرمان کو گرفتار کرنے اور خود شازیہ کے گھر جاکر اس کے لواحقین کو تسلی دینے اور انصاف فراہم کرنے کا وعدہ کرنے پر ہم خادم اعلیٰ پنجاب اور قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں نواز شریف صاحب کے ان اقدامات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

نیز یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ باہمنی والا سمبڑیال، کوریاں اور سانحہ گوجرہ کے ملزمان کو فوری گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور سانحہ گوجرہ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں جن سرکاری احکام کے خلاف کارروائی کی سفارش کمیشن کی طرف سے کی گئی ہے، فوری کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ان افسران کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظوری ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مورخہ 22-01-2010 کو بروز جمعۃ المبارک کے اجلاس میں امن عامہ پر بحث کا دن مقرر تھا۔ جناب وزیر قانون نے امن عامہ کے متعلق بحث کا آغاز کر دیا تھا۔ چودھری ظہیر الدین، Leader of the Opposition اور محترمہ آمنہ الفت نے بحث میں حصہ لیا لیکن وقت کی قلت کی بنا پر تمام معزز ممبران بحث میں حصہ نہ لے سکے۔ وزیر قانون اور Leader of the Opposition کے درمیان طے پایا تھا کہ جن اراکین کے نام بحث میں حصہ لینے کے لئے جناب سپیکر کے پاس پہنچ چکے تھے وہ اراکین منگل مورخہ 26-01-2010 کے اجلاس میں غیر سرکاری ارکان کی کارروائی مکمل ہو جانے کے بعد امن عامہ پر بحث میں حصہ لے سکیں گے۔ اس حوالے سے لسٹ آچکی ہوئی ہے تو سب سے پہلے میں جناب محمد محسن خان لغاری سے کہوں گا کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔ لغاری صاحب! ایک منٹ، میں پہلے لاء منسٹر کی بات سن لوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تشریف فرما ہیں یہ points note کر لیں گے، باہر جو احتجاج ہو رہا تھا ان کا وفد جناب سپیکر کے چیمبر میں بیٹھا ہوا ہے، اگر مجھے اجازت دیں تو میں ان سے بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ مجتبیٰ صاحب note کرتے جائیں اور اس دوران آپ جاکر ان سے بات کر لیں۔

تعزیت

اسمبلی فوٹو گرافر آغا رب نواز (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے آغا جی کے بارے میں بات کرنی ہے۔ آغا جی ہمارے فوٹو گرافر تھے جنہوں نے اس اسمبلی میں سالہا سال فوٹو گرافری کی اور اس ہاؤس کی official coverage دیتے رہے۔ پانچ، چھ دن پہلے وہ وفات پا گئے لیکن کسی کی نظر نہ پڑی کہ ایک اتنے اہم اور ہم میں چلنے پھرنے والے ایک پیارے اور معصوم سے آغا جی چلے گئے اس ہاؤس کے اراکین اور servants ایک family ہیں لہذا میں پورے ہاؤس سے استدعا کروں گی کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہاں پر آغا صاحب کا بڑا لمبا period گزرا ہے تو ہاؤس سے گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں۔

(اس مرحلہ پر آغا رب نواز (مرحوم) فوٹو گرافر کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اس وقت تھوڑا سا اس لئے confuse ہوں کہ نہ Officers Gallery میں مجھے Home Department کا کوئی نمائندہ نظر آ رہا ہے اور نہ ہی پولیس کا کوئی نمائندہ نظر آ رہا ہے۔ لاء منسٹر بھی کسی ضروری کام کا بہانہ بنا کر یہاں سے چلے گئے ہیں تو یہ ساری بات کرنے کا کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں گورنمنٹ کی نمائندگی موجود ہے، منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ notes بھی لیں گے اور یہاں اسی floor پر بات ہوئی تھی، دیکھیں ministers یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ خود اس کو handle کر سکتے ہیں تو انہوں نے تو اپنی سہولت کے لئے انہیں بلانا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تو مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اپنی پانچ وزارتوں کے علاوہ اس چھٹی وزارت کے بھی ماہر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے، آپ بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں تو مان لیتے ہیں۔ میں پھر ان سے اپنے علاقے کے law and order کے حوالے سے سوال پوچھ لیتا ہوں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی لغاری صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ law and order پر بحث کریں، یہاں پر ایسی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر نے بے شک ہمارے Honourable Minister کی ذمہ داری لگادی ہے لیکن اس House کی sanctity یہ ہے کہ جس issue پر بحث ہو، اس matter سے related officers یہاں پر موجود ہونے چاہیئں۔ منسٹر صاحب! آپ ذرا یہ فرمادیں، میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بحث ان کی غیر موجودگی میں نہیں کرنی چاہئے، جس دن وہ یہاں موجود ہوں تو اس کے اوپر وہ دن رکھ لیا جائے۔

وزیر تعلیم /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس پر بہتر بات کر سکتے تھے مگر چونکہ یہ آپ کی discretion ہے اگر آج ہی ہم نے law and order پر بات کرنی ہے تو میرا ابھی خیال ہے کہ یہاں پر آئی جی اور Home Secretary کو ہونا چاہئے اگر آج نہیں ہو سکتا تو اس بحث کو کل پر رکھ لیجئے۔

(اس مرحلہ پر سیکرٹری ٹو چیف منسٹر اور آئی جی پنجاب
Officers Gallery میں تشریف لے آئے)

عام بحث

امن وامان پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! دیکھیں وہ آگئے ہیں آپ بحث کا آغاز کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں efficiency of the system سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ ہم نے ابھی یہ بات کی اور ابھی وہ آگئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اس کو good governance کہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اللہ کرے یہ good governance باقی جگہوں پر بھی نظر آئے۔ آج ہمارا موضوع law and order کی situation پر debate کرنے کا تھا۔ میں law and order کی situation پر بہت محدود حد تک بات کروں گا اور اپنے ڈیرہ غازی خان کے علاقے کے بارے میں بات کروں گا تاکہ میں جو بات کروں وہ مصدقہ ہو اور first hand

knowledgeکے ساتھ بات کی جاسکے۔ہمارا ضلع ڈیرہ غازی خان پنجاب کا بارڈر ہے،وہ gateway to Punjabہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!آج کی بحث میں حصہ لینے والے معزز ممبران کے نام کی لسٹ پڑھ دیں گے توdisturbanceنہیں ہو گی اور سب کو اپنی اپنی باری کا پتا چل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس دن جو نام مانگے گئے تھے اس لسٹ کے مطابق محسن خان لغاری، شیر علی خان، رانا محمد افضل خان، رائے محمد شاہجہاں خان کھرل، سید حسن مرتضیٰ،یہاں تک چلیں اس کے بعد باقی لسٹ دیکھ لیں گے۔اس دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس دن جو نام ممبران دے دیں گے وہی نام ہوں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اس دن آمنہ الفت کی speechہو گئی تھی لیکن سیمل کامران کی باریstartکرنے کے بعد اس کوdiscontinueکر دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اگر سیمل کامران discontinue ہوئی تھیں تو اس کے اندر ان کو adjustکر دیں گے باقی پہلے والی لسٹ ہی چلے گی، جو نام آئے ہوئے ہیں انہی ناموں کو followکیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): خواجہ صاحب!آپ کو یہاں پر سپیکر بننے کی مبارکباد ہو۔

جناب چیئرمین: جی،لغاری صاحب!آپ اپنی بحث کا آغاز کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!میں آپ کو یہ کرسی سنبھالنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور انشاءاللہ ہم آپ کے ساتھ بہت تعاون کریں گے اور کوئی چیزout of orderنہیں کریں گے۔

جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر ممبران کے ساتھ آئی جی صاحب کا interactionکرنے کی اجازت نہیں۔آپ اس کا مہربانی کر کے noticeلیں۔

جناب چیئرمین: جناب اعجاز خان صاحب!آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔آج کاissueبہت اہم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر شروع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اب کوئی disturbance نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کو صرف اپنے چھوٹے سے ڈیرہ غازی خان کے علاقے کے ساتھ restrict کرتے ہوئے آپ کے توسط سے ہوم سیکرٹری اور آئی جی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا ضلع ڈیرہ غازی خان gateway to Punjab ہے۔ ہمارے ضلع کے ساتھ NWFP اور بلوچستان کے ساتھ بارڈر ملتے ہیں اور 80 فیصد inter provincial تجارت اسی ضلع سے ہوتی ہے اس لئے آج ہمارے ملک اور صوبے کے اندر جو دہشتگردی کی بدقسمتی سے وباء پھیلی ہوئی ہے اس کو counter کرنے کے لئے بھی ہمیں ضلع ڈیرہ غازی خان اور border areas کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح ہم اپنے گھر کے دفاع کے لئے اپنے گھر کے gate پر چوکیدار بٹھاتے ہیں اور اپنے گھر کی دیواروں کو اونچا کرتے ہیں نہ کہ ہر کمرے کے آگے چوکیدار بٹھاتے ہیں۔ اسی طرح پنجاب کا دروازہ ضلع ڈیرہ غازی خان ہے۔ ہمیں وہاں پر Law Enforcement Agencies کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ہماری front line forces بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی ہیں۔ ان میں آدھے سے زیادہ اسامیاں خالی ہیں۔ میں پچھلے ایک سال سے یہ بات حکومت کے notice میں لا رہا ہوں اور ان پر بھرتی کے لئے اشتہار بھی چھپ گیا ہے لیکن ابھی تک بھرتیاں نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر جو ترقیاں ہو رہی ہیں وہ بھی میرٹ پر نہیں ہو رہیں اور صاحب اقتدار لوگوں کی مرضی سے جونیئر لوگوں کو ترقی دے کر اوپر لایا جا رہا ہے اور بدقسمتی سے بھرتیوں کے لئے بھی مارکیٹ کے اندر ایک قیمت announce کر دی گئی ہے کہ اتنے پیسوں سے یہ والی سیٹ ملے گی اور اتنے پیسوں سے یہ والی سیٹ ملے گی۔ میں آپ کے توسط سے ہوم سیکرٹری صاحب کے notice میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔۔۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! یہ لابی میں بیٹھے ہوئے کسی آفیسر کو مخاطب نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے بھٹی صاحب سے اس معاملے میں تھوڑا سا زیادہ پتا ہے۔ میں نے آپ کے توسط سے ان کے notice میں لانے کی بات کی ہے۔ بھٹی صاحب شاید یہ چیز بھول گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! لغاری صاحب کا valid point ہے۔ انھیں بات کرنے دیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری بارڈر ملٹری فورس اور بلوچ لیوی کی فورسز کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔ان کو جدید سہولیات فراہم کی جائیں،ان کو سواریاں دی جائیں،ان کو اسلحہ دیا جائے اور ان کی ٹریننگ کی جائے۔ان کی بھرتیوں کو مکمل کیا جائے اور میں اس ایوان سے یہ مطالبہ بھی کروں گا کہ یہ فورس جو کہ تقریباً ایک سو سال سے پہلے بنی تھی اب اس کی نفری کو بڑھایا جائے کیونکہ جس حساب سے آبادی بڑھ رہی ہے اس حساب سے فورس میں بھی اضافہ ہونا چاہئے۔ ہماری یہ فورس تین ساڑھے تین سو کلومیٹر بارڈر کو patroling کرتی ہے اور یہ ہماری پہلی front line force ہے جو بلوچستان اور NWFP سے آنے والوں کے لئے ہے۔ ہم بار بار دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر بارود پکڑا جارہا ہے،وہاں پر detonators پکڑے جارہے ہیں،وہاں پر دہشت گرد پکڑے جارہے ہیں تو اپنے محدود وسائل کے ساتھ ایک فورس کام کر رہی ہے۔ان کی تنخواہ بھی بہت کم تھی اور میرے بار بار یہ issue raise کرنے سے ان کی تنخواہ بڑھ گئی۔اس پر میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔وہاں پر دس روپے گھوڑا الاؤنس آج تک ملتا ہے۔آپ مجھے بتائیں کہ دس روپے میں آج کوئی کیسے گھوڑا رکھ سکتا ہے اور اس پہاڑی علاقے کی کس طرح patrolling کی جا سکتی ہے اس لئے میں نے آپ کے توسط سے اس ایوان سے،ہوم سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی جو کہ پنجاب کی front line forces ہیں ان کو مضبوط کیا جائے۔ ہم سن رہے ہیں کہ scanners آرہے ہیں جو اسلام آباد میں لگائے جائیں گے،راوی کے پل پر لگیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ان کو بارڈرز پر لگائیں،ترمن چیک پوسٹ سے جو ٹریفک آ رہی ہے وہاں پر scanners لگائیں۔ لاہور کا دفاع بہت ضروری ہے لیکن لاہور کا دفاع وہاں سے ہی شروع ہوگا۔اگر کسی چیز کو شروع سے ہی پکڑ لیں گے تو یہاں لاہور تک نہیں آئے گی جس سے لاہور بھی محفوظ رہے گا۔ ہمیں پورے صوبے کی فکر کرنی ہے۔اگر لاہور کے دفاع کے لئے ہم لاہور کے اندر ہی scanners لگائیں گے تو کیا ملتان ہمارے لئے اہم نہیں ہے،کیا اٹک ہمارے لئے اہم نہیں ہے،کیا ہم نے اس کا دفاع نہیں کرنا اور کیا ہم نے بہاولپور کا دفاع نہیں کرنا؟ اس لئے پنجاب کے اندر داخلے کے مقامات پر scanners لگائے جائیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ دوسری بات جو مجھے بہت زیادہ کھٹکتی ہے اور میں جس سے بہت irritate ہوتا ہوں وہ یہ بات ہے کہ ہم جہاں پر بھی جاتے ہیں تو ہمارے وزراء صاحبان اور جو VIPs ہیں ان کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ ، گھنٹہ گھنٹہ ٹریفک بند کر کے پچاس پچاس گاڑیوں کے

cavalcade میں آتے ہیں جس سے سب لوگوں کے لئے انتہائی دشواری ہوتی ہے اور ان میں سے زیادہ لوگ ان dignitaries کے لئے کچھ اچھے الفاظ استعمال نہیں کرتے جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم دس گاڑیوں کے convoy کے ساتھ جا رہے ہیں تو ہمارا رعب پڑتا ہے یا آج ہمارے ساتھ بارہ، پندرہ گاڑیاں ہیں۔

جناب چیئرمین! ایک دن اخبار میں ایک فہرست چھپی کہ ایلیٹ فورس کی گاڑیاں کس کس کو ملی ہوئی ہیں تو مہربانی کر کے اسے ختم کیا جائے۔ میرے خیال میں 90 فیصد ایلیٹ فورس VIP ڈیوٹی کے لئے لگی ہوئی ہے۔ آپ VIP ڈیوٹی کے لئے کوئی سپیشل فورس بنا دیں اور ایلیٹ فورس کو اپنا کام کرنے دیا جائے۔

جناب چیئرمین! ہم کس قسم کے culture کی طرف جا رہے ہیں کہ جہاں پر عوام اور حکمران کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے تھے تو یہاں مال روڈ کے دونوں طرف کھڑے ہو کر ہم جھنڈیاں لہراتے تھے اور نعرے لگاتے تھے کہ پاک چین دوستی زندہ باد۔ میں ایوب خان اور انڈیا کے وزیر اعظم کی ایک پرانی تصویر دیکھ رہا تھا کہ وہ open convertable کے اندر اسی لاہور کی سڑکوں سے گزر رہے ہوتے تھے۔ اس وقت عوام اور حکمران کے درمیان رابطہ تھا۔ اب بد قسمتی سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ عوام کو حکمرانوں سے دھکے دے کر دور کیا جا رہا ہے اور انہیں قریب ہی نہیں آنے دیا جا رہا۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! آپ کے points وزیر صاحب note کر رہے ہیں۔ آپ نے بڑی relevant باتیں کی ہیں۔ اب آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، میں اپنی بات کو wind up کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میری چھوٹی سی گزارش ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے اضلاع میں front line forces پر خصوصی توجہ دی جائے۔ یہ دہشتگردی کے خلاف مہم میں سب سے آگے ہیں۔ ان لوگوں کی تنخواہیں بہتر کی جائیں، ان کو ٹریننگ دی جائے اور ان کو اسلحہ دیا جائے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، گورچانی صاحب!

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! میرے بڑے بھائی قابل احترام سردار محسن خان لغاری صاحب نے بارڈر ملٹری پولیس کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔

جناب چیئرمین: گورچانی صاحب! آپ لغاری صاحب کو بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! شیر علی خان میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ میں ان کو قواعد کا تھوڑا سا بتادوں کہ انھوں نے میری بات کا جواب نہیں دینا۔ میری بات کا جواب متعلقہ وزیر نے دینا ہے۔ مجھے interrupt کر کے، میری بات کو روک کر جواب دینا طریق کار اور روایات کے مطابق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں بھائی ہیں، باقی ہاؤس بھی چاہتا ہے کہ آپ ان کو بھی اپنا بھائی بنالیں۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب چیئرمین! میں سردار صاحب کی معلومات کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بارڈر ملٹری پولیس کے حوالے سے بنائی ہے۔ میرا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے، انھیں بہتر پتا ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پنجاب گورنمنٹ کی کوئی بات تو اچھی مانی ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس 1904 میں بنی تھی۔ پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان لوگوں کی تنخواہیں double کی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ میں دوسری گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے گورچانی قبائل میں ایک ایک تھانے کے لئے 80/80 اکھ روپے کی وزیر اعلیٰ صاحب نے approval دی ہے۔ وہاں پر کام شروع ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ باقی بات اپنے وقت پر کر لیجئے گا۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے ہمیں جو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا کاغذ دیا گیا تھا اُس میں لکھا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چونکہ ہاؤس کا وقت پورا ہو چکا ہے لہذا ہاؤس کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں جتنے بھی مقرر ہیں اُن سے درخواست ہے کہ وہ تین تین منٹ کے لئے بات کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! کم از کم پانچ منٹ تو دیں۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی ہے، تین منٹ میں کیسے ہو پائے گی؟

جناب چیئرمین: جی، بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! غیر سرکاری کارروائی کا جو کاغذ دیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ امن وامان پر بحث جبکہ انگریزی والی سائیڈ پر لکھا ہوا ہے کہ general discussion of law and order تو میرے ناقص علم کے مطابق lawکا مطلب قانون ہوتا ہے اور orderکا مطلب حکم ہوتا ہے، اسی طرح امن کا مطلب انگریزی میں peace ہوتا ہے اور امان کا مطلب protection ہوتا ہے، ان کا آپس میں تو کوئی connection بنتا نہیں ہے لہذا میں لاء اینڈ آرڈر کی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ پنجاب میں lawبنانے کا سب سے بڑا ادارہ پنجاب اسمبلی ہے اور پنجاب اسمبلی ہی پنجاب کی حکومت بناتی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ قوانین میں جو جرمانے انگریز نے اپنے زمانے میں بنائے تھے، کیا اس پنجاب اسمبلی نے اُن کو rationalize کیا؟ میں دو چار تجاویز دوں گا اور irrelevant چیزوں کی نشاندہی نہیں کروں گا۔ میری اس میں تجویز یہ ہے کہ جرمانوں کو سونے کی price یا CPI index جو حکومت ہر سال جاری کرتی ہے اُس سے منسلک کر دیا جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں with inflation خود ہی بڑھتے رہیں۔ جب قانون بن جاتا ہے تو وہ قانون جتنا بھی بُرا ہو اس پر عمل کرنا حکومت وقت کا کام ہے۔ جو بھی قانون نافذ ہوتا ہے اس کے تحت اگر کوئی جرم سرزد ہو جائے تو Judiciary کا کام ہے کہ سزا دے۔ اس تمام process میں اگر قانون بنانے میں، حکومت کے عمل کرنے میں اور Judiciary اس کے تحت فیصلے کرنے میں ناکام رہے تو میرے خیال میں اس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ موجودہ تقاضوں اور 21st century کی requirement کے مطابق قوانین میں ترامیم کی جائیں اور نئے قوانین کی اگر ضرورت ہو تو وہ قوانین بنائے جائیں۔ ہم قانون سازی میں بہت زیادہ lack کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگ قانون کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں ہیں کہ کوئی بات نہیں پانچ سو روپے دے دیں گے اور جان چھوٹ جائے گی۔ لہذا یہ رویہ تب ہی ٹھیک ہو سکتا ہے جب قوانین صحیح اور سخت ہوں۔

قانون پر عمل کرنے کے لئے ہم سب سے زیادہ انحصار پولیس پر کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پولیس کو اپنا رویہ بدلنا ہو گا۔ اگر پولیس کو عوام کی حمایت کی ضرورت ہے تو پرانا تھانہ کلچر بدلنا ہو گا، یہ نہ ہو کہ آدمی تھانے ڈرتے ہوئے جائے۔ اگر عوام کا تعاون پولیس کو حاصل نہ ہوا تو اس موجودہ صورتحال پر پولیس قابو نہیں پا سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اُس پولیس والے کی حالت زار پر بھی نظر رکھی جائے کہ جب آپ اور میں سُکھ کی نیند سو رہے ہوتے ہیں تو پولیس والا جو رات کو گشت کر رہا ہوتا ہے اُسی کو آپ صبح کسی عدالت کے برآمدے میں پائیں گے

کہ وہ ملزمان کا چالان یا ریمانڈ لینے گیا ہو گا۔ وہی پولیس والا وہاں سے واپس آ کر دوپہر کو نئے crimes کی reporting کرتا ہے، شام کو تفتیش کرتا ہے اور پھر رات کو دوبارہ گشت شروع کر دیتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جس طرح پٹرولنگ پولیس اور موٹروے پولیس والوں کے working hours مقرر کئے گئے ہیں اسی طرح پنجاب پولیس کے بھی working hours مقرر کئے جائیں اور ان کے لئے مناسب رہائش کا بھی بندوبست کیا جائے۔ ہم پنجاب کے آخری bordering area ضلع اٹک سے تعلق رکھتے ہیں وہاں پر تھانوں میں جب ایس ایچ او کی posting ہوتی ہے تو وہ سب سے پہلے رہائش ڈھونڈنا شروع کر دیتا ہے۔

جناب چیئرمین: شیر علی صاحب! Please wind up کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میں صرف ایک point گوش گزار کر کے ختم کروں گا کہ جب تک ان کو مناسب رہائش، میڈیکل کی سہولیات اور باقی تمام سہولیات نہیں دی جاتیں تب تک ان سے مناسب توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ پولیس والوں کے رویوں کو تبدیل کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ حکومت کی طرف سے جو پولیس کی shortfalls ہیں وہ بھی پوری کرنی چاہئیں۔ ہمارے نئے تھانے بنا دیئے جاتے ہیں جیسے نیو اسلام آباد ایئرپورٹ تھانہ بنا ہے جو ضلع اٹک میں آتا ہے، اس کی کوئی بلڈنگ ہی نہیں ہے اور میں نے کسی سے مانگ کر انہیں بلڈنگ لے کر دی ہے۔ پچھلے سال بھی میں نے امن وامان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک تھانے کی بلڈنگ ہی نہیں ہے اور ان بے چاروں کو پتا ہی نہیں ہے کہ ہم نے کہاں جانا ہے؟ اُس تھانے کے تحت تین دیہات ڈال دیئے گئے ہیں اور لوگوں کو تین تھانوں میں سے گزر کر اُس تھانہ میں جانا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ رانا محمد افضل خان!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب چیئرمین! جس دن یہ سلسلہ discontinue ہوا تھا اُس دن لسٹ میں شیر علی خان صاحب کے بعد میرا نمبر تھا جس کا مجھے بتایا بھی گیا تھا۔ آج میرے خیال میں print ہونے میں کہیں میرا نام بدل گیا ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے جوprintedلسٹ ملی ہے میں اس کوانشاءاللہ پورافollowکروں گا۔جی،رانا افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین!میں آپ کواس کرسی پر تشریف آوری پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ وقت کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں صرف ایک موضوع منشیات پر بات کرنا چاہوں گا۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ پولیس آرڈر2010کے لئے بھرپور محنت کی گئی ہے، جس کمیٹی میں مجھے بھی شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ میں وہاں اس موضوع پر شاید پورااثرانداز نہیں ہو سکا۔امن و امان پر تقریر کاافتتاح کرتے ہوئے لاء منسٹر صاحب نے کہاکہ 2000کے قریب قتل کے مقدمات درج ہوئے۔ میں بتاتاہوں کہ میرے ایک حلقے میں2000سے زیادہ لوگ منشیات کے عادی ہو گئے ہیں۔ قتل اور دوسرے جرائم سے کہیں زیادہ اہم جرم منشیات کا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب،آئی جی پنجاب اور ہوم سیکرٹری پنجاب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس معاملے پر پولیس نے ہاتھ کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ پہلے تو چھوٹے ملازمین کہا کرتے تھے کہ ہم ان کو کہاں رکھیں،ان کو جیب سے روٹی کھلانی پڑتی ہے،ان کے اڈوں پر ہم جاتے ہیں تو سیاسی پریشر پڑ جاتا ہے، ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے اوراب بڑے افسران نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔اب یہ free for all ہو گیا ہے۔ میرے دل پر یہ بوجھ رہے گا کہ میں اس طرح کے ایک واقعہ کا ذکر نہ کروں اور اس موقع پر مجھے بڑی خوشی ہوتی کہ آج سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب یہاں تشریف فرما ہوتے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا ایک کزن جو سب انسپکٹر پولیس تھا،44سال اُس کی عمر تھی،اُس کوcallآئی کہ منشیات کے اڈے پر فائرنگ ہو رہی ہے۔وہcallپر جب وہاں پہنچاتو وہاں شہید ہو گیا۔جب اُس کی dead body کو ہسپتال شفٹ کیا گیاتو اُس کی جیب کاٹ لی گئی اور اس کے بعد اُس کے قاتلوں نے راجہ ریاض صاحب کے پاس پناہ لے لی اور مجھے پولیس کے افسران نے بتایاکہ وہ پیش کروانا چاہتے ہیں۔ پھر اس قاتل،اس ملزم،اس منشیات کے اڈے کو چلانے والے کو تھانہ غلام محمد آباد میں پیش کیا گیااور پولیس کے حوالے کیا گیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اتنے طاقتور ہو چکے ہیں کہ یہ ہماری صفوں میں داخل ہو چکے ہیں اور اس حوالے سے میں تجویز دینا چاہوں گا کہ ہمیں چھوٹاسا سیل بنانا پڑے گا۔ایک ایس پی سول کپڑوں میں ہو،دو تین ٹیم کے ممبران ہوں جو کہ خفیہ طریقے سے تحقیقات کرتے رہیں اور موجودہ تھانوں کو ہی استعمال کریں۔ ہمیں قانون میں تبدیلی بھی لانی ہو گی۔ جب سے خواتین کی گرفتاری کے قانون میں نرمی لائی گئی ہے آج اس کام میں فرنٹ ویمن ہیں اور پولیس ان کو ہاتھ نہیں ڈالتی۔اس معاملے میں

جن گھرانوں کے بچے منشیات کے عادی ہو چکے ہیں، یہاں پر دکھ کے ساتھ اگر میں یہ نہ بتاؤں تو میرا بوجھ ہلکا نہیں ہو گا اور آپ بھی جانتے ہیں کہ میرے بہت بڑے کاروباری دوست کا بچہ منشیات کا عادی ہو گیا۔ میں نے اس شخص کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا کہ یا اللہ یا مجھے اٹھا لے یا میرے بچے کو اٹھا لے۔ آج وہ دونوں فوت ہو گئے ہیں۔ یہ جو زہر قاتل ہمارے معاشرے میں پھیلتی جا رہی ہے۔ ہیپاٹائٹس سے کم لوگ مر رہے ہیں، ہارٹ اٹیک سے کم لوگ مر رہے ہیں، روڈ ایکسیڈنٹ سے کم لوگ مر رہے ہیں، منشیات کے ذریعے گھروں کے گھر تباہ ہو رہے ہیں اور اس پر کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب! میں نے آپ سے ایک ہی پوائنٹ کا ذکر کیا تھا اور اسی پر میں اپنی تجویز کو مکمل کرتا ہوں۔ جہاں میں نے کہا کہ ایک چھوٹا سا سیل بنا دیا جائے اور اس کے ساتھ یہ supply and demand کا issue ہے۔ سپلائی سائیڈ کی طرف انٹی نارکوٹکس فورس جو کہ مرکزی حکومت کی ہے ان کا اور پنجاب پولیس کا کوئی کوآرڈینیشن نہیں ہے۔ آپ نے خود نوٹس لیا ہو گا کہ فیصل آباد موٹروے کا جہاں گیٹ کھلتا ہے وہاں انٹی نارکوٹکس فورس کے تین چار سپاہی سوائے بھتا اکٹھا کرنے کے آپ کے شہر فیصل آباد میں کچھ نہیں کرتے۔ منشیات آج گلی گلی فروخت ہو رہی ہے، میں حلقے میں جایا کرتا تھا تو لوگ مجھ سے development کی بات کرتے تھے، لوگ مجھ سے کسی اور معاملے پر بات کرتے تھے، آج وہ ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ہماری ہر گلی کے موڑ پر منشیات فروخت ہو رہی ہے جناب ایم پی اے صاحب! آپ کچھ کریں۔ اس بات کو ختم کرتے ہوئے ایک آخری بات اسمبلی کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آج سے ڈیڑھ سال پہلے ایک سوال دیا جس کے جواب میں کہا گیا کہ میرے حلقے میں کوئی narcotic den نہیں ہے کیونکہ اگر فیصل آباد کا آر پی او یہ جواب دے کہ وہاں narcotic dens ہیں تو پھر سوال یہ اٹھتا ہے کہ ان کے لئے آپ نے کیا کیا؟ اس کا یہ جواب آیا کہ وہاں narcotic dens ہی نہیں ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کئی برسوں تک لوگ کہتے تھے کہ دنیا میں چین ہی نہیں ہے اور آج دنیا میں چین، فورس بن کر سامنے آ گیا۔ آج نارکوٹکس ہمارے ملک کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: رائے محمد شاہجہان۔ میں حسن مرتضیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ جو کہ واک آؤٹ کر گئی ہیں ان کو منا کر لائیں۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین!امن وامان کے حوالے سے آج ہم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں پوری قوم کو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی پولیس فورس کے نوجوانوں کو خراج تحسین بھی پیش کریں،ان کا حوصلہ بھی بڑھائیں۔ مسائل اپنی جگہ ہیں، مشکلات اپنی جگہ ہیں بہر حال ہمارے جوانوں نے بہت بڑی جنگ لڑی ہے اور اپنی جانوں کا نذرانہ دیا ہے۔آج ہم جتنے محفوظ ہیں اس میں بے شک ہمارے صوبہ کی پولیس کا بڑا عمل دخل ہے۔ بہت ساری گزارشات ہمارے بھائیوں نے کی ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اپنی پولیس کو uplift کرنا چاہئے۔ ان کے تھانے اچھے بننے چاہئیں، ان کی رہائشیں اچھی ہونی چاہئیں، ان کے لئے ہاؤسنگ کالونیاں بننی چاہئیں اور ان کے risk allowance میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔

جناب والا! میرے علاقہ تھانہ لنڈیاں والا کا یہ حال ہے کہ وہاں پر رہنے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں ہے، سپاہیوں کے رہنے کے لئے، ان کی رات بسر کرنے کے لئے جو کوارٹرز ہیں وہاں پر چوہے دوڑ رہے ہیں۔ تھانہ صدر جڑانوالہ کی عمارت تو نئی بن گئی ہے مگر وہاں پر چوکیاں موجود ہیں اور نہ ہی کوئی عملہ لگایا گیا ہے۔ ہمارے ڈی ایس پی صاحب نے ہمیں اسلحے کی کمی کا بھی کہا ہے کہ وہاں پر اسلحہ کی بہت کمی ہے۔

جناب والا! جڑانوالہ میں سب سے زیادہ عذاب جو ہم بھگت رہے ہیں وہ یہ ہے کہ House robberies میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے اور اس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ پولیس کے افسران کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی سے ایس ایچ اوز تعینات کریں، وہ اپنی مرضی سے انوسٹی گیشن کا عملہ تعینات کریں۔ مگر آج ہم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، دہشت گردوں کا مقصد ہماری affiliations اور governance کم کرنا اور ان پر عدم اعتماد کے اظہار کو بڑھانا ہے۔ یہی کام اس آڑ میں ہو رہا ہے کہ جتنے آفیسرز تعینات کئے جاتے ہیں ان میں ایم پی اے صاحبان، عوامی نمائندوں کی رائے نہیں لی جاتی جس کے نتیجے میں تھانہ کلچر develop ہو رہا ہے اور جس کا انحصار toutism پر ہے۔ جب ہم اپنے متعلقہ افسران سے پوچھتے ہیں تو اتنا گوارا بھی نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر جڑانوالہ میں دن دہاڑے ڈکیتی ہوئی اور دو آدمی مارے گئے، عوام الناس کا ایک mob باہر نکلا اور انہوں نے ہسپتال میں توڑ پھوڑ کی۔ پولیس اس وقت عاجز تھی کہ اس mob کو کنٹرول کرے۔ وہاں کے عوامی نمائندے جن میں ہمارے ایم این اے صاحبان اور متعلقہ ایم پی اے صاحبان وہاں پر گئے اور ہم نے اس mob کو settle کیا۔ اس بچے کا پوسٹ مارٹم ہوا اور ابھی تک اس کے پورے ملزمان

گرفتار نہیں ہو سکے۔ ہم پر یہ جو مصیبت اتر آئی ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر گھس کر جو house robberies شروع ہو گئی ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ امن وامان کی بحث کے دوران بھی یہ کہا تھا کہ یہ اوڈ گینگز ہیں جنہوں نے نہ صرف ہمارے علاقوں کے اندر بلکہ پورے پنجاب کے اندر گینگ بنایا ہوا ہے اور انہوں نے بہت شریف آدمیوں کو لوٹا ہے اور جڑانوالہ میں بھی ایسی واردات ہوئی ہے۔ ہمارے ارد گرد کے تھانوں میں بھی میں نے دیکھی ہے۔

جناب چیئرمین: رائے صاحب! اپنی بات کو wind up کریں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب والا! میں ایک منٹ میں conclude کر رہا ہوں۔ یہ بڑے organized gangs ہیں۔ آپ کے توسط سے میں آئی جی پنجاب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے پیچھے جو بڑے افسران ہیں، جو قبضہ مافیا کی پشت پناہی کرتے ہیں، جو پولیس افسران ذاتی دشمنی میں ملوث ہیں وہ ان کو back up کرتے ہیں ایسے افسران کو screen out کیا جائے، جڑانوالہ اور پنجاب میں بھی اس بلا سے نجات دلائی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب سید حسن مرتضیٰ کی باری ہے لیکن میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ وقت اپنی بہن محترمہ ڈار صاحبہ کو دے دیں۔ جی، محترمہ ڈار صاحبہ! (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے حسن مرتضیٰ کی شکر گزار ہوں کہ یہ آڑے وقت میں کام آئے۔ (قہقہے)

آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کو خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں کیونکہ بڑی دیر کے بعد فیصل آباد آپ کی صورت میں یہاں چیئر پر جلوہ افروز ہوا۔ میں اپنا رونا تو رو سکتی ہوں اور عوام کے لئے تو آپ لوگوں نے ہماری زبان بند کروادی ہے۔ ہم جو بولنا چاہتے ہیں، ہمیں پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا جاتا، ہمیں یہاں پر بات نہیں کرنے دی جاتی، عوام کی عکاسی نہیں کرنے دی جاتی۔ میں آج اپنی بات ہاؤس کے سامنے رکھتی ہوں اور میرے ساتھ پورا انصاف کیا جائے۔ ایک ماہ پہلے میرے بیٹے کی دکان پر ڈکیتی ہوئی، ایس ایچ او، ڈی ایس پی اور ڈی آئی جی نے مجھ سے فون پر بات کی اور کہا کہ trace کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے ایک سال پہلے بھی ڈکیتی ہوئی اور کہنے لگے کہ کوشش کریں گے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کس قسم کی کوشش ہے جو سالہا سال ہی چلتی رہتی ہے۔ کوشش کا لفظ ان کی زبان سے بالکل ختم کروادیا جائے۔ یہ تو جھوٹے دلاسے دینے والی بات ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ میں

کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں؟ یہ پولیس والے کیا ہر ایم پی اے کو سمگلر سمجھتے ہیں کہ ہماری بات ہی نہیں سنی جاتی۔ ڈکیتی پر ڈکیتی ہو رہی ہے انہوں نے ہمیں بالکل کنگال کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آئی جی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ آپ کی بات کا نوٹس لیں گے۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میری بات ابھی تک ختم نہیں ہوئی، ابھی میری ایک بات رہتی ہے سوائے آپ کے، سوائے اس ایوان کے، سوائے جناب سپیکر کے، سوائے وزیر اعلیٰ اور سوائے سینئر وزیر کے میرا حال سنا تو میرے ساتھ یہ گلیاں رو پڑیں۔ آپ نے کیا ہمارا حال سننا ہے، آپ نے ہمیں بٹھا دیا ہے تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری بہن رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ ابھی کہہ رہی تھیں کہ ان کے ہاں ڈکیتی ہوئی اور میں کہاں جاؤں اور میرا کون پرسان حال ہے تو میں ان کی نذر ایک شعر کرتا ہوں کہ:

میں کس کے ہاتھوں پہ اپنا لہو تلاش کروں
سارے شہر نے پہن رکھے ہیں دستانے

جناب چیئرمین! آج جس موضوع پر مجھے بات کرنے کا موقع ملا ہے وہ نہایت اہم موضوع ہے اور میں یہاں سب سے پہلے پنجاب پولیس کے ان جوانوں اور افسروں کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے امن کو بچانے اور ہمارے بچوں کے مستقبل کو محفوظ بنانے کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں یہاں پر ان اچھے افسران کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے ہمارے مسائل کے حل کے لئے وقت بھی دیا اور گرمیوں کی تپتی دوپہر ہو یا سردیوں کے یخ بستہ دن وہ اپنے دفاتر کے باہر برآمدوں میں کھڑے عوام کے مسائل سن رہے ہوتے ہیں، وہ بھی قابل تعریف ہیں۔ میں ان کالی بھیڑوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے ہمارے اس معاشرے کو بری طرح لوٹا ہے اور ہمارے مسائل میں کمی کی بجائے ایک مظلوم کی دادرسی نہ کر کے ان کے مسائل میں اضافہ کیا ہے۔

جناب چیئر مین!امن و امان کا مسئلہ پولیس کی ذمہ داری ضرور ہے لیکن حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کیونکہ کوئی بھی آدمی ماں کی گود سے بُرا پیدا نہیں ہوتا۔اسی معاشرے میں اور انہی حالات میں رہ کر ان کے اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں تو وہ برائی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ہماری حکومت یا ہم سے پہلی حکومت نے امن وامان کو بہتر بنانے کے لئے پولیس کی نفری میں اضافہ ضرور کیا،پولیس کو جدید اسلحہ بھی دیا ہوگا،انہیں گاڑیاں بھی دی ہوں گی اور ہر قسم کے وسائل سے انہیں لیس کیا ہوگا لیکن یہاں ضرورت ایجوکیشن کی تھی کیونکہ آپ ہماری شرح خواندگی دیکھیں کہ وہ کیا ہے ؟اگر ہمارے معاشرے میں ایجوکیشن آ جاتی تو شاید لوگ برائی کی طرف مائل نہ ہوتے۔آج پڑھائی سے فارغ ہو کر نوجوان نسل منشیات اور ڈکیتیوں کی طرف جارہی ہے تو اگر ان کے پاس ٹیکنیکل ایجوکیشن ہوتی اور کوئی ہنر ہوتا تو وہ اپنی دکان چلا سکتے، کوئی کارخانہ چلا سکتے یا کہیں مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال سکتے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے طبقاتی نظام تعلیم کے حامل یہ کالج اور سکول شاید بیوروکریٹ پیدا کرنے کے لئے بنے ہیں۔یہ titaniumہماری طرح ہیں جنہوں نے ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھنا ہے ان کا طبقہ اور ہے جس سے محرومیاں پیدا ہوتی ہیں۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب!آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین!ٹھیک ہے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئر مین: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔جناب سپیکر!مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آج امن وامان کی صورتحال پر بھی کچھ یہاں اظہار خیال کروں۔ جب سے ہمارے محنتی، ایماندار، قابل آئی جی پنجاب طارق سلیم ڈوگر پنجاب میں تعینات کئے گئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ معاشرے میں بہت سدھار آئی ہے۔ میرا علاقہ ضلع جھنگ جو کہ دہشت گردی اور جرائم میں سب سے آگے تھا۔طارق سلیم ڈوگر صاحب نے آئی جی کا عہدہ سنبھالتے ہی انہیں ایسی نکیل ڈال دی جیسے جانور کو پکڑ کر سیدھے راستے پر چلایا جاتا ہے۔ میں مشکور ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کی کہ انہوں نے ایک ایسے ایماندار شخص کو آئی جی پنجاب بنایا جسے پورا صوبہ مانتا اور تسلیم کرتا ہے کہ واقعی ایک صحیح شخص کو ایک صحیح عہدے پر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب چیئر مین!دہشت گردی، چوریاں اور ڈاکے جب سے انسان پیدا ہوا ہے اور جب سے آدم اور حوا علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے یہ قتل وغارت ہو رہی ہے اور ایک اکیلا آئی جی یا اکیلی پولیس کچھ نہیں کر سکتی بلکہ ہمیں مل کر اس معاشرے کو سدھارنا ہے پھر ہی یہ معاشرہ اچھا ثابت ہو

سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے اور میں آئی جی صاحب کی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی 1122 کی سہولت ہمارے ضلع جھنگ کو بھی دی جس سے وہاں پر دن رات پولیس پھرتی ہے تاکہ کوئی جرائم پیشہ طبقہ اور گینگ اس علاقے میں واردات نہ کر سکے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک جرائم کا تعلق ہے تو عوام کو اگر ہم صحیح شعور اور تعلیم نہیں دیں گے تو یہ معاشرہ کبھی نہیں سدھر سکتا۔ جب تک اس معاشرے میں امیر اور غریب کا فرق قائم رہے گا یہاں چوریاں بھی ہوں گی، ڈاکے بھی پڑیں گے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم ہوگا۔ شیخ سعدیؒ کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی علاقے، ملک یا کسی خطے پر مہربان ہوتا ہے تو اسے ایک اچھا حکمران دے دیتا ہے تو ہم خوش نصیب ہیں کہ پنجاب میں ہمیں ایک اچھے حکمران نے ایک اچھا آئی جی پنجاب دیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک دو لفظوں میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب چیئرمین! میں یہی کہنا چاہتی تھی کہ یہاں ہمارے امن و امان کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ظفر اقبال ناگرہ صاحب!

چودھری ظفر اقبال ناگرہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آج اس ایوان میں آئی جی صاحب کی موجودگی میں فیصل آباد کے مسئلہ پر چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام افسران CPO فیصل آباد، پہلے RPO فیصل آباد تھے، تمام ایس پی صاحبان کہتے ہیں کہ ہم میرٹ پر کام کرتے ہیں اور میرا حلقہ پی پی۔64 فیصل آباد، جس طرح محترم رانا افضل صاحب نے بتایا ہے کہ چک نمبر 217 اُچکیرہ اور چک نمبر 100 کراڑی والا میں چوبیس گھنٹے کھلے عام منشیات فروخت ہوتی ہے۔ میں نے اس بارے میں CPO صاحب اور RPO صاحب سے بھی کہا لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اس لئے آئی جی صاحب اس حوالے سے ابھی کمیٹی بنا کر بھیج دیں تاکہ وہ دیکھ سکے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے حلقہ میں بستی عیسائیاں کی بھی نشاندہی کرتا ہوں کہ جہاں پر سر عام منشیات فروخت ہوتی ہے اور پتا نہیں کہ آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ نہیں؟ ہوتی ہے کہ نہیں؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ منشیات فروخت ہوتی ہے اور میڈیکل سٹوروں پر ہوتی ہے۔ ایک نشے کا syrup ہے جو تمام میڈیکل سٹوروں پر سر عام فروخت ہو رہا ہے۔ ہمارے labours وہاں جا کر شیشی لیتے ہیں، ان کو وہیں پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ اس کو پی کر اپنے کاروبار پر آ جاتے ہیں۔ یہ کیسے

میرٹ پر افسر ہیں جو کنٹرول نہیں کرتے؟ میرے حلقے میں آئی جی صاحب نے ایک ڈی ایس پی قیصر مشتاق کوshoulder promotion دے کر لگایا ہے۔ جب ہم سی پی او صاحب کو جا کر کہتے ہیں کہ یہ اچھا افسر ہے اس کو میرٹ پر لگا دیں تو کہتے ہیں کہ نہیں۔ ڈی ایس پی صاحب نے اس کو کنٹرول کرنا ہے، ان کی proposal آئی ہے کہ اس چوکی پر یہ انچارج لگے گا۔ میں نے کہا کہ آپ جس مرضی کو میرٹ پر لگائیں لیکن منشیات تو بند کروائیں۔ میں آئی جی صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ افسران کے ماتحتوں کا نام صیغہ راز میں رکھیں تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ہر افسر چوکی انچارج سے 20ہزار روپے ماہانہ لیتا ہے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں آئی جی صاحب سے اکیلے میں میٹنگ کر لیں اور آج اگر لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنی ہے تو ضرور کریں۔

جناب ظفر اقبال ناگرہ: جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی آپ نے دیکھا ہے کہ فیصل آباد میں سر عام ڈکیتی ہو رہی ہے اور کوئی افسر موقع پر نہیں پہنچتا۔ میری یہ درخواست ہے کہ سی پی او فیصل آباد کو ہدایت کریں کہ میرے علاقے میں خاص طور پر آپ کے علاقے میں جو منشیات سر عام فروخت ہو رہی ہے خدارا! اس کو بند کروایا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب رانا تنویر احمد ناصر!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! کسی بھی صوبہ میں امن وامان کی صورتحال اگر بہتر ہو گی تو پھر وہ صوبہ ترقی کرے گا اور پنجاب کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اس میں امن وامان کی صورتحال اگرچہ عاجل نہیں ہے لیکن عاجل کے قریب تر ہے۔ ہم کسی بھی سوسائٹی کو crime free society نہیں کہہ سکتے لیکن ہمارا ملک جو under developing country ہے اس میں تو یہ صورتحال پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر crime کم ہو جائے یا اس میں کچھ حد تک کمی ہو جائے تو یقیناً وہ صورتحال آئیڈیل ہو گی۔ میں پنجاب کی بات کر رہا ہوں کہ یہاں صورتحال بہت بہتر ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ہمارے چیف منسٹر صاحب دورہ ترکی پر گئے تو وہاں سے پنجاب میں سرمایہ کاری کے لئے انہوں نے بہت زیادہ معاہدہ جات کئے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پنجاب کی صورتحال بہتر ہے۔ ایک بات ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ تبدیلی اوپر سے آنی چاہئے پھر لوگ follow کرتے ہیں۔ میں چیف منسٹر صاحب کو یقیناً اس کا credit دیتا ہوں کہ انہوں نے جو اپنی ٹیم select کی ہے اس میں آئی جی پنجاب اور چیف سیکرٹری پنجاب شامل ہیں وہ تبدیلی لے کر آ رہے ہیں۔ جن کا ثبوت ان کے

offices، سیکرٹریٹ اور باقی DPOs, DCOs ہیں جن کی میرٹ پر تعیناتی کی جا رہی ہے۔ احتساب کا کلچر promote ہو رہا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ملٹری ڈکٹیٹر جن کو بڑا لمبا عرصہ ملتا ہے وہ اور ان کے حواری اتنا گند ڈال جاتے ہیں کہ سول گورنمنٹ کو وہ گند صاف کرتے کرتے ان کا پورا tenure گزر جاتا ہے اس لئے اگر کسی بھی سول حکومت کو پورا tenure مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ملٹری ڈکٹیٹر اور ان کے حواریوں کا گند صاف کر دیں گے۔ ہمارے اس دور حکومت میں جس طرح میرٹ پر پولیس کانسٹیبل کی بھرتیاں ہو رہی ہیں وہ یقیناً ایک plus point ہے۔ سابق دور حکومت میں پولیس کانسٹیبلوں کو جتنے بھی لولے، لنگڑے، کانے پیلے تھے ان کو بھرتی کر دیا گیا تھا جو یقیناً میرٹ کی خلاف ورزی تھی۔ میں ایک بات آئی جی صاحب کو ضرور کہنا چاہوں گا کہ جب corrupt پولیس اہلکاران کو سزا ہو جاتی ہے تو وہ کسی نہ کسی سٹیج پر manage کر کے بحال ہو جاتے ہیں اس process پر کڑی نظر رکھی جانی چاہئے۔ کسی زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ دفعہ 302 کا مقدمہ جب چالان ہو جاتا تھا تو اس کی پیروی متعلقہ ایس ایچ او یا آئی او کرتا تھا لیکن اب یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر اس کو بھی دوبارہ review کیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ منشیات کے مقدمہ میں بڑے بڑے مگرمچھوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے لوگوں پر 200,100 گرام منشیات ڈال دی جاتی ہے اس کلچر کا بھی قلع قمع ہونا چاہئے۔ ایک بات جو بطور وکیل میرے knowledge میں بھی ہے کہ پولیس آفیسر جب مسل تیار کرتے ہیں تو ان کو prescribed form نہیں ملتا اور جب بھی انہیں وقت ملتا ہے جس طرف سے بھی زیادہ کریشن ملتی ہے تو وہ اس ضمنی کو نکال دیتے ہیں اور نئی ضمنیاں لگا دیتے ہیں۔ بہت پہلے یہ رواج تھا کہ چوبیس گھنٹوں میں ضمنی ایس پی آفس میں پہنچنا ہوتی تھی لیکن اب یہ practice نہ رہی ہے۔ پولیس آفیسر اور متعلقہ DPOs کو پابند کیا جائے کہ وہ ماتحتوں کو کہیں کہ prescribed form پر ضمنیاں لکھیں اور چوبیس گھنٹوں میں اس کی کاپی پہنچنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ معاملات پر آئی جی صاحب کو review کرنا چاہئے جن میں اعلیٰ پولیس افسران کی اپنی ہوم ڈسٹرکٹ میں تعیناتیاں ہیں جس میں گوجرانوالہ اور لاہور کے بارے میں کافی شکایات ہیں۔ لاہور کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے، کچھ میرے عزیز بھی ہیں کہ یہاں کے اعلیٰ افسران اپنے ناظم بھائی کی support کرنے کے لئے جھوٹے مقدمات کرواتے ہیں اور بعد میں صلح کروا لیتے ہیں تو اس کا قلع قمع ہونا چاہئے۔ ہمارے جیل منسٹر کو بھی یہی شکایات ہیں۔ جیسا کہ ہمارے خطہ میں دہشت گردی کا سلسلہ چل پڑا ہے اور ہمارا ہمسایہ

ملک جو ہمارے ملک کو تسلیم بھی نہیں کر رہا ہے اور ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے۔اس کے باوجود صورتحال بہتر ہے تو اس کا credit میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب چیئرمین! میں conclude اس بات پر کروں گا کہ جس طرح دہشت گردی میں پولیس جوان جس عزم سے جدوجہد کر رہے ہیں اور جس طرح انہوں نے شہادتیں دی ہیں میں ان کو اور ان کے افسران کو salute پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک جلال دین ڈھکو!

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج امن عامہ پر بحث کا جو موضوع ہے یہ اہم ترین موضوع ہے اور اس موضوع پر ہمیشہ اس ایوان میں بحثیں ہوتی رہی ہیں۔ آج آپ کو اس پر کھلا ٹائم دینا چاہئے تھا لیکن آپ نے ٹائم کم مقرر کیا ہے۔اس کے لئے پورا ایک دن ہونا چاہئے تھا لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ جہاں تک امن عامہ کا مسئلہ ہے تو ہر حکومت کا اولین فرض ہے کہ اپنے صوبہ اور اپنے ملک میں امن قائم کرے کیونکہ جس ملک میں، جس صوبہ میں اور جس گھر میں امن نہیں ہوگا وہ قطعی طور پر نہیں چل سکے گا۔اس ضمن میں چونکہ ٹائم کی کمی کے پیش نظر مجھے دو تین گزارشات ضرور پیش کرنی ہیں۔ یہ مسئلہ ایسا ہے میں تو پنجاب کے بارے میں ہی بات کر سکتا ہوں۔یہاں پر میرے بعض دوستوں نے بڑی باتیں کی ہیں لیکن میرے ذہن میں دو باتیں ہیں۔ایک پولیس کا مسئلہ اور دوسرا انصاف کا مسئلہ ہے۔ جس ملک میں انصاف نہیں ہوگا، جس ملک میں بلا امتیاز انصاف نہیں ملے گا اور جس ملک میں انصاف دیر سے ملے گا وہ بھی ناانصافی کے مترادف ہے، وہاں پر امن نہیں رہ سکے گا۔ میں پولیس کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ صوبہ پنجاب میں، میں 1985 سے اس اسمبلی میں آ رہا ہوں مجھے اس کا تلخ تجربہ ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ 1994 میں میرے حلقے میں ایک واقعہ ہوا۔ایک صوبیدار فوج میں تھا وہ گھر سے دور کوئٹہ میں تعینات تھا اس کا بیٹا قتل ہو گیا۔ جب وہ گھر واپس آیا تو قتل کا پرچہ درج نہ ہوا، ڈاکٹر نے بھی اسے اتفاقیہ موت قرار دے دیا اور پولیس نے بھی پرچہ درج نہ کیا۔ وہ بے چارہ بڑا دوڑا، بڑا بھاگا، وہ ایس پی صاحب کے پاس، ڈی ایس پی صاحب کے پاس اور ایس ایچ او صاحب کے پاس گیا لیکن اس کا مقدمہ درج نہ ہوا تو اس نے خود انصاف حاصل کیا، خود بدلہ لیا بندوق اٹھائی اور ایک گھنٹے میں اس نے دوسرے گھر کے بارہ آدمی جو قاتل تھے ان بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا تو یہ بھی ایک وقت تھا، میں 1994 کی بات کر رہا ہوں لیکن

آج میری یہ ذاتی رائے اور تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس سے کہیں بہتر ماحول ہے،آج بتدریج چیف منسٹر پنجاب اور آئی جی پنجاب کی کوششوں سے کرپشن میں کمی آئی ہے میرا یہ اپنا خیال ہے جہاں پر ڈکیتی اور وارداتیں ہوتی تھیں یا پھر ملزم دندناتے پھرتے تھے آج وہ وقت بھی نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے پنجاب کے جو سربراہ ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈھکو صاحب! میرے پاس لسٹ بہت لمبی ہے۔آپ اپنی بات کو مہربانی کر کے wind up کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب چیئرمین !میں نے تو پہلے ہی بات کی تھی کہ یہ امن عامہ کا جو مسئلہ ہے آپ نے اس کو چھیڑنا نہیں تھا یا اگر چھیڑا ہے تو پھر بات مکمل کرنے دیں۔یہ دو منٹ میں حل نہیں ہوگا یا پھر کھل کر باتیں سن لیں یا پھر بات کرنے ہی نہ دیں۔میں تو لمبی بات کرنا چاہتا تھا لیکن حالات کے پیش نظر اور وقت کی کمی کی وجہ سے خود کم کر رہا ہوں۔میں نے یہ دو باتیں کھل کر ضرور کرنی ہیں اور آپ کے سامنے رکھنی ہیں کہ عدالتیں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان وقتوں سے بہت بہتر ہیں جب میں پچھلے ادوار سے ان کا موازنہ کرتا ہوں تو آج جو پنجاب میں سربراہ میاں محمد شہباز شریف ہیں ان کے دل میں بھی درد ہے اور جتنا وہ سوچ رہے ہیں کہ کرپشن کس طرح ختم کی جائے،پنجاب کے اندر کس طرح امن قائم کیا جائے،پنجاب کے اندر ڈکیتیوں، چوریوں اور بدمعاشی کو کس طرح روکا جائے۔یہ وہ تجویزیں بنا رہے ہیں،ان پر کام کر رہے ہیں،رات کو ساری رات بیٹھتے ہیں،meetings کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ،اللہ کے فضل وکرم سے جب ایک ملک اور صوبے کا سربراہ اور اس کے ساتھ آئی جی پنجاب جو نہایت honest آدمی ہے ان کے ساتھ بیٹھ کر فیصلے ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ بتدریج آپ کے صوبے سے یہ مسائل آہستہ آہستہ کم ہو جائیں اور اس کے لئے وقت چاہئے کیونکہ الہ دین کا چراغ نہیں کہ راتوں رات سب کچھ ختم ہو جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اللہ کے فضل وکرم سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور میں ایک بات انصاف کے بارے میں کرنا چاہتا ہوں۔جب عدالتیں آپ کے ملک کے اندر اور صوبے کے اندر بلاامتیاز انصاف دیں گی،کرپشن ختم ہو گی اور سب سے پہلے کرپشن ختم ہونی چاہئے جو کہ محکمہ پولیس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان معاملات میں قدرے کمی آئی ہے،جب عدالتوں سے بلاامتیاز،

بغیر سفارش اور بغیر پیسے کے امیر اور غریب کو انصاف میسر ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں امن قائم ہو گا۔آپ نے بات تو کرنے نہیں دینی اس لئے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین!میں بحیثیت اپوزیشن ممبر کے جناب طارق سلیم ڈوگر صاحب کی یہ تعریف کرنا چاہوں گی اس لئے نہیں کہ یہ اس وقت یہاں پر بیٹھے ہیں تو اس میں یہ بات نہیں ہو گی لیکن جو appreciate کرنے کا معاملہ ہے تو اس میں یہ جس مقام پر پہنچے ہیں تو صحیح بندے کو صحیح مقام پر بٹھایا گیا ہے۔ لہذا میں بطور اپوزیشن ممبر اس بات کی تائید کرتی ہوں اور اس کو appreciate کرتی ہوں اور دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہر جگہ پر اپوزیشن کی بات کو مخالفت برائے مخالفت نہیں کہیں گے اور یہ تعریف نہیں اگر میرا ممبر بھائی یہ سمجھے گا کہ یہ تعریف ہے تو میں اس کو بھی define کر سکتی ہوں۔ بے شک میں اپوزیشن میں ہوں لیکن صحیح بندے کو صحیح جگہ پر لگایا گیا ہے اور میں تہہ دل سے پنجاب حکومت کو appreciate کرتی ہوں کہ اچھے بندے کو اچھی جگہ بٹھایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب چیئرمین!آج law and order پر بات ہو رہی ہے تو میں آپ سے expect کرتی ہوں کہ چونکہ آپ نے جلال دین صاحب کو اتنا زیادہ ٹائم دیا ہے اگر مجھے پہلے ہی پتا ہوتا کہ بزرگی کا اتنا زیادہ advantage ہے تو میں اپنے بال سفید کر کے آجاتی لیکن آج میں آپ سے expect کروں گی کہ آپ مجھے میرا پورا ٹائم دیں گے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں!اس کے لئے آپ کو عمر گزارنی پڑے گی اور یہ آپ کے لئے ممکن نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین! مجھے court call تھی، I went to court اور میں وہاں سے واپس آیا ہوں۔ میں نے سپیکر صاحب سے یہ کہا کہ میری turn ذرا آرڈر میں اوپر لے جائیں تاکہ میں یہ کام بھی کر سکوں جو کہ ایک بنیادی ذمہ داری ہے اس کے علاوہ میں court کو بھی دیکھ لوں لیکن انہوں نے کہا کہ جو لسٹ کا آرڈر ہے .That should be followed محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے درمیان میں۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! آپ ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین! اونچا بولنے سے موقف میں strength نہیں آتی اور ان کو آخر میں چاہے بیس منٹ دے دیں ہم سنیں گے لیکن in between کریں گے تو discrimination ہو گی اس کے لئے ہم سارے ممبران غم وغصہ کا اظہار بھی کریں گے اور ہم floor پر اپنا protest ریکارڈ بھی کروائیں گے۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! جو میرے پاس لسٹ چھپی ہوئی ہے ان کا نام اس میں تیرھویں نمبر اور آپ کا نام چوبیسویں نمبر پر ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! آپ نے ایک honourable member کو پوائنٹ آف آرڈر پر floor دیا اور میں آپ کی Chair کے احترام میں بیٹھ گئی تھی اور اگر اس Chair کا احترام کرنا غلط ہے تو پھر میں اپنے بھائی سے کہوں گی کہ واک آؤٹ کر جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر پر آج بحث ہو رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے اس پر اگر لاء منسٹر صاحب یہاں تشریف رکھتے تو بہت ہی اچھا ہوتا لیکن ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔

جناب والا! law and order جو ہے یہ pre-requisite ہے اس بات سے کہ جب تک امن قائم نہیں ہو گا تو وہ معاشرہ مہذب ہو سکتا ہے جس کا یہ ثبوت ہم دیکھتے ہیں، اس میں امن قائم ہو سکتا ہے، تعلیم کا نظام بہتر ہو سکتا ہے اور نہ ہی روزگار کے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ امن وامان یعنی لاء اینڈ آرڈر اور جو ہمارے صوبے میں situation develop ہوئی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ جو law

کا پاسبان ہے یعنی ہمارےhonourable Law Minister وہ قانون کی دھجیاں بکھیرتے اور بیریئر توڑ دیتے ہیں لیکن وہ شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ اس بیریئر کی زد میں کوئی معصوم جان بھی آسکتی ہے یاان کی اپنی جان جو ہمارے لئے بھی بہت قیمتی ہے وہ بھی اس میں جا سکتی ہے۔آرڈر کی پاسداری کرنا جس کی ذمہ داری ہے اس کا اپنا یہ حال ہے کہ وہ اپنی تیز رفتار گاڑی کی زد میں ایک نہتے شہری (ر)کرنل اکرم صاحب کو شدید زخمی کر دیتے ہیں اور وہ ان کوattend کئے بغیر،ان کو ہسپتال تک پہنچائے بغیر جو ایک مسلمان اور بطور انسان کی پہلی ذمہ داری ہے وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے (ر)کرنل اکرم صاحب خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین!ہم نے یہی سنا ہے اور قانون کی کتاب میں پڑھا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس معزز ایوان کو جواب دہ ہوتے ہیں مگر یہاں پر حال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے آپ کو خود صوبہ بدر کر دیتے ہیں جب صدر پاکستان یہاں پر تشریف لاتے ہیں اور وہ کبھی گوارا نہیں کرتے ہیں کہ اس معزز ایوان کی زینت بنیں۔ابھی یہاں پر بہت سی باتیں ہو رہی ہیں اور میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہوں گی کہ یہ وہ صوبہ ہے جس کا یہclaim کر رہے ہیں کہ All is well. تو All is not well. شیخوپورہ میںRuling Party ایک ریلی نکالتی ہے جس میں3-G ٹائپ کے ممنوعہ اسلحے کی نمائش کی جاتی ہے۔وہ ریلی بندوقوں کی چھاؤں میں اس طرح سے آگے بڑھتی ہے کہ جیسے یہ کوئی سیاسی ریلی نہیں ہے بلکہ شیخوپورہ کو فتح کرنے کے لئے کوئی لشکر جا رہا ہے۔اسی گورنمنٹ کی ناک کے نیچے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نام پر جعلی اسلحہ لائسنسissue ہو رہے ہیں۔کیا یہ good governance کے دعوے دار ہیں،ان کے پاس اتنا ٹائم ہے کہ یہ اس کوdig out کریں کہ آیا محکمہ کا کوئی عملہ اس میںinvolve ہے یا کوئی ایسا گروہ ہے جو اس کام میں ملوث ہے؟

جناب سپیکر!بحیثیت ایک عورت میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر ابھی شازیہ کے لئے قرارداد لائی گئی تو کیا ہم قراردادوں پر ہی چلتے رہیں گے،ہم عملی اقدامات نہیں کر سکتے؟اپوزیشن نے جب اس اسمبلی میں گھریلو ملازمین کے تحفظ کے لئے ایک بِل جمع کروایا تو اس کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔آج بھی عورت نہ صرف اس معزز ایوان میں بلکہ اس ایوان سے باہر بھی ظلم اور بے بسی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔کبھی عزت کے نام پر تیزاب پھینک کر اور کبھی غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔کبھی وہ ایک شوہر کے جبر اور ظلم کا شکار ہو جاتی ہے،اس حوّا کی بیٹی کو انصاف کب ملے گا؟اگر ہم اس Legislative Assembly میں بیٹھے ہیں اس معزز ہاؤس کے ممبر ہو کر یہاں سے due

respect نہیں لے سکتے تو باہر کی وہ عورت جو ظلم کا شکار ہو رہی ہے اس کے تحفظ کے لئے کیا بات کریں گے ؟کل چودھری ظہیر الدین صاحب نے ٹیپو ٹرکاں والا کا ایک Call Attention Notice move کیا تھا۔اس میں آپ یہ دیکھ لیں کہ ہماری حکومت اتنی بے بس ہے کہ ائیر پورٹ جو کہ صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں واقع ہے اس کی security کو ensure کرنا صرف Airport Security Forces کی responsibility نہیں ہے۔اگر کوئی بھی اسلحہ لے کر وہاں پر فائرنگ کر سکتا ہے تو وہاں پر کوئی بہت بڑا حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ہماری بے بسی کا آپ یہ اندازہ لگا لیجئے کہ جہاں پر بڑی good governance ہے اور انصاف کی فراہمی ہو رہی ہے وہاں اپوزیشن لیڈر کے business premises میں ان کے بزنس مینجر کا murder ہوتا ہے۔لاء منسٹر صاحب on the floor of the House یہ assure کرتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر اندر وہ مجرم پکڑا جائے گا لیکن وہ کہاں پکڑا گیا، وہ کہاں ہے ؟وہ وہیں دندناتا پھر رہا ہے۔مجھ سے دن دہاڑے میرا پرس snatch کر لیا جاتا ہے۔تھانے میں اس کی رپٹ لکھوائی جاتی ہے اس کے باوجود کیا ہوا آج تک ؟کچھ بھی نہیں ہوا۔اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ہم اگر یہ claim کریں کہ لاء اینڈ آرڈر بہت بہتر ہو گیا ہے تو بالکل نہیں ہوا کیونکہ اس وقت یہ گورنمنٹ کی priority ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ پولیس فورس کو اس کا کام کر لینے دیا جائے۔یہاں پر بد قسمتی یہ ہے کہ ہماری پوری کی پوری فورس وزراء، خادم اعلیٰ، ان کے سلطان اعلیٰ اور خادم ادنیٰ ان سب کے پروٹوکول پر ڈیوٹیاں دے رہی ہے۔اگر وہ چند خاندانوں کے پروٹوکول پر ڈیوٹیاں کرے گی تو پنجاب کے کروڑوں عوام کی حفاظت کون کرے گا؟ Prosecution Department اس لئے بنایا گیا تھا کہ وہ عدالتوں کو strengthen کرے لیکن انہوں نے صرف اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کے چکر میں آکر اس ڈیپارٹمنٹ کو ختم کر دیا اور عدالتوں کو نہتا کر دیا۔اگر یہی کچھ چلتا رہا اور لاء اینڈ آرڈر پر توجہ نہ دی گئی تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ان کی حکومت رہے گی اور نہ ہی یہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکیں گے۔

MR. CHAIRMAN: Thank you so much.

MS. SEEMAL KAMRAN: Thank you.

جناب چیئرمین: رانا منور غوث صاحب!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔ میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب محمد یار ہراج صاحب!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا دن لاء اینڈ آرڈر کی بحث کے لئے رکھا گیا ہے۔ جس ممبر نے بھی بحث کرنی ہے مہربانی فرما کر ان کو یہ کہہ دیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی بحث سے متعلق اگر کوئی بات ہے تو وہ کریں۔ یہ نہیں کہ کبھی وزیر قانون صاحب پر کیچڑ اُچھالا جا رہا ہے، کبھی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ صدرِ پاکستان آئے ہیں اور وہ صوبہ بدر ہو گئے ہیں اس کا لاء اینڈ آرڈر کی situation کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ خود تو پہلے start کر لیتے ہیں، یہ پہلے خود ہماری طرف پتھر پھینکتے ہیں اور بعد میں ہم سے توقع کرتے ہیں کہ ہم ان کی طرف پھول پھینکیں۔ ماحول یہ پہلے خود خراب کرتے ہیں پھر اس کی ذمہ داری ہم پر ڈال دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میری فاضل ممبران سے یہ گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر relevant بات کریں۔ اِدھر اُدھر کی بات کوئی نہ کرے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ متعین وقت کا بھی خیال رکھا جائے۔ جی، جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اس میٹنگ میں موجود تھا جس میں قائد پنجاب نے پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا اور اس پر تجاویز سُنیں۔ ہمارا وژن یہ تھا کہ ان تنخواہوں کے بڑھنے کے بعد پولیس کی کارکردگی میں بہتری آئے گی مگر میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم نے جس وژن کے تحت تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا اس کا رزلٹ ہمیں نہیں مل سکا۔ میں بالکل میرٹ پر بات کروں گا کہ تھانوں میں ابھی بھی کرپشن اسی طرح ہی قائم ہے، تھانوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، تھانہ کلچر میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ پولیس آج بھی لوگوں کی جیبوں سے پیسے نکالنے کے چکر میں ہے۔ اس کے لئے ہمیں کوئی بہتر لائحہ عمل بنانا ہو گا اور پولیس کے تمام تھانے داروں کو اکٹھا کر کے ان کو دو تین دن کا

پروگرام دیں۔ان کو بتائیں کہ عوام کی خدمت کے لئے،اس صوبے کی،ملک کی بہتری کے لئے آپ کیا کر سکتے ہیں۔ میں اپنے سرگودھا شہر کی بات کرتا ہوں کہ آج بھی ہمارے شہر میں وہ لوگ موجود ہیں جو بندوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا بھتہ پہنچ جانا چاہئے اور وہ مل رہا ہے۔آج بھی وہ لوگ موجود ہیں۔ جس طرح بھینسیں چوری ہوتی ہیں اور اس کے بعد بیس بیس، تیس تیس ہزار روپے دے کر واپس ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات تنقید کے لئے نہیں بلکہ ہماری بہتری کے لئے ہے۔ ہم نے سچ کو کہنا ہے، ہم نے حقیقت کو کہنا ہے۔یہ بات میں آپ کے سامنے کیسے کہوں؟ مجھے شرم آ رہی ہے کہ جس گھر میں، میں رہتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کو یاد ہے کہ آپ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، مجھے یاد ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کس سے لوں، کس سے پوچھوں؟ کس سے جواب طلب کروں کہ جس گھر میں، میں رہ رہا ہوں اس روڈ پر تقریباً بیس،پچیس ڈکیتیاں ہو چکی ہیں اور street crimes ہو رہے ہیں؟ تین دن پہلے میرے ذاتی ملازم کو مار کر، بے ہوش کر کے پھینک دیا گیا اور اس کا موبائل چھین لیا گیا۔ میں ان چیزوں کا جواب کس سے لوں؟ یہ بات نہیں ہے کہ میں ذمہ دار بندہ ہوں یا میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں لیکن اپنوں میں کم از کم یہ باتیں ضرور پہنچانی چاہئیں۔ ہمیں اپنے معاشرے کو ٹھیک کرنے کے لئے کچھ کرنا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ پہلے سے بہتری ہے۔

جناب چیئرمین: آپ wind up کریں پلیز!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں، یہ حکومت ہیں، یہ کس سے، ظہیر الدین سے شکایت کر رہے ہیں کہ ہمارے مسئلے حل کرو اور یہ کس کو blame کر رہے ہیں؟ انہوں نے خود ٹھیک کرنا ہے۔یہ خود ٹھیک کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ سچ بول رہے ہیں۔ حکومت کا حصہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سچ کا ساتھ نہ دیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): ٹھیک ہے۔آپ نے مجھے یہ یاد دلایا ہے کہ میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں تو میں باقی بات کرنے سے بھی گریز کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد رضوان گل صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر !آپ نے معزز ممبر جو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کا ٹائم ختم ہونے پر اُن کو بٹھایا ہے یا پارلیمانی سیکرٹری ہونے پر بٹھایا ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں، ٹائم ختم ہونے پر بٹھایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر !rules میں لکھا ہوا ہے کہ Government means Chief Minister, Minister and Parliamentary Secretary.ایک انہوں نے ایک نئی کھڑکی کھولی ہے، تازہ جھونکا بنے ہیں اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہا ہے۔لوگ سمجھ رہے ہیں کہ یہ بارش کا پہلا قطرہ بنے ہیں۔اب منسٹرز بھی بات کریں گے کہ ہمارا کوئی کام نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں !چودھری صاحب بیس سال سے آپ بھی ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں تو وہ بھی سبھی کہہ رہے ہیں۔یہ میں بھی جانتا ہوں اور ماشاء اللہ آپ بھی جانتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر !چودھری ظہیر الدین صاحب کی خواہش پر ایک شعر ہی کہا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

(اذان عصر)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اذان ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی،آپ ٹھہریں اذان ہو رہی ہے چونکہ لسٹ لمبی ہے ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین!چودھری صاحب جو فرما رہے تھے کہ آج بارش کا پہلا قطرہ برسا ہے تو اس پر میں یہ عرض کروں گا کہ:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

جناب چیئرمین: خان صاحب!تشریف رکھیں۔جناب محمد رضوان گل صاحب!

جناب محمد رضوان: جناب والا!میں ایک دو points پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ میری یہ خواہش بھی تھی کہ اگر آئی جی صاحب بھی موجود ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔

معزز اراکین: نماز پڑھنے گئے ہیں۔

جناب محمد رضوان: جناب سپیکر!آج جو حالات ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس امر کی ضرورت ہے کہ ہر شخص کو اپنی اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ تمام اداروں میں اچھے لوگ بھی ہیں اور کالی بھیڑیں بھی موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی ملازمت آسان نہیں ہے، بڑی مشکل job ہے، جس طرح سے political figures ایم پی ایز،ایم این ایز کو چوبیس گھنٹے public service دینا ہوتی ہے اسی طرح پولیس کی بھی چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے۔ میں میاں صاحب کے اس اقدام کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ یہ بہت ضروری تھا کہ جو ملازمین چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کی مناسب تنخواہ بھی ہونی چاہئے تھی،ان کی تنخواہ میں اضافہ بھی ہونا چاہئے تھا۔ یہ نہیں ہے کہ آج پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں ہے۔ آپ دیکھیں محرم میں الحمد للہ پنجاب میں کافی حد تک امن و امان کی صورتحال بہتر رہی۔ پولیس ملازمین نے اس موقع پر بہتر ڈیوٹی سرانجام دی۔ ہمیں تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ ڈھلوں صاحب نے بھی اگر یہاں پر بات کی ہے تو کوئی غلط بات نہیں کی۔ ہوتا یہ ہے کہ اپوزیشن نے تو تنقید ہی کرنا ہوتی ہے۔ کوئی بات اگر درست ہے تو چاہے وہ اپوزیشن کا ممبر ہو یا حکومتی پارٹی سے تعلق ہو اس کو اس کی نشاندہی کرنی چاہئے۔ تقریباً دو سال ہو گئے ہیں جب سے میں دیکھ رہا ہوں اپوزیشن والوں کو تو سوائے تنقید کے کچھ مثبت نظر نہیں آتا۔

جناب چیئرمین: آپ پلیز! موضوع پر بات کریں۔

جناب محمد رضوان: جناب والا! میں پولیس رولز پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔ روزانہ ہزاروں لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، ان کو ناانصافی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ تحفہ بھی ہمیں سابق حکومت کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ (ق) لیگ والوں کا عوام کو دیا ہوا وہ تحفہ ہے جو 2002 کا پولیس آرڈیننس ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں اپنی بات wind up کریں۔

جناب محمد رضوان: جناب والا! یہ بڑی ضروری بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! نالائق لیگ کی بھی بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد رضوان: میں (ق) لیگ کی بھی بات نہیں کرتا۔ میں اس سے ہٹ جاتا ہوں۔ میں صرف قانون کی بات کرتا ہوں جو آج ہو رہا ہے میں اس کی بات کرتا ہوں۔ پچھلی دفعہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی تھی تو ان کے چیمہ صاحب کہنے لگے کہ ان کو اپنے اپنے حلقوں میں اے ایس پی لگوانے چاہئیں اور جب ان کی اپنی حکومت تھی تو انہوں نے اپنے تمام تھانوں میں۔۔۔

جناب چیئرمین: اپنا موبائل بند کر دیں۔

جناب محمد رضوان: اپوزیشن لیڈیز ممبران کی مثال بھی پولیس سے دی جا سکتی ہے کہ اگر۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف نے احتجاج کیا)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز!۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد رضوان: جناب والا! بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں ایک دو نکات پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: ان کو بات کرنے دیں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔

جناب محمد رضوان: یہ ٹیئں ٹیئں میری بات کے بعد کر لیں۔

جناب چیئرمین: پلیز آپ انہیں interrupt نہ کریں۔

جناب محمد رضوان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی میرے بڑے بھائی لغاری صاحب یہاں پر کہہ رہے تھے کہ Elite Force کی گاڑیاں VIPs کو دی گئی ہیں، گورنمنٹ کے وزیروں کے پاس

ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب بھی 20 گاڑیاں Elite Force کی چودھری صاحبان کے پاس ہیں وہ ہی مہربانی فرما کر واپس کروادیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ موضوع پر بات کریں۔ یہ بات غلط ہے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد رضوان: جناب والا! میں اب to the point بات کرتا ہوں۔ اب یہ مجھے بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔ آئی جی صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ پولیس آرڈیننس 2002 میں ترمیم کرنا بہت ضروری ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ پلیز انہیں بات کرنے دیں۔ وہ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر رہے ہیں۔ آپ انہیں بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ان کا ایک منٹ مکمل ہی نہیں ہو رہا۔

جناب محمد رضوان: جناب چیئرمین! میں ان issues پر بات کر رہا ہوں جو ان کے بھی فائدے میں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تین لفظوں میں اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ سیمل کامران: ان کے تین لفظ۔ میاں محمد شہباز شریف!

جناب محمد رضوان: جناب درست ہے لیکن میں نے اپنی بات بھی complete کرنی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو investigation کا rule ہے اس کو تبدیل ہونا چاہئے۔ ایک غریب آدمی کو، مظلوم کو investigation change کروانے کے لئے دو دفعہ موقع ملنا چاہئے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ ایک بندہ کیس رجسٹرڈ کرواتا ہے۔ ایک اے ایس آئی کا اگر دل کرے تو وہ اس پرچے کو خارج کر کے ضمنی لکھ کر اپنی من مانی کر کے اگلے کا بیڑہ غرق کر سکتا ہے اور اس کو انصاف مہیا نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: آئی جی صاحب کو آپ کی بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ رانا محمد ارشد خان۔

جناب محمد رضوان: جناب والا! میری دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا محمد ارشد خان!

جناب محمد رضوان: جناب والا! میرے ایک دو points رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بعد میں آئی جی صاحب سے مل لیں۔ رانا محمد ارشد خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، رائے محمد اسلم خان کھرل!

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب والا! ہمارے معزز رکن جو law and order پر relevant نہیں ہوتے مہربانی فرما کر ان کو آپ زیادہ وقت نہ دیں تاکہ وہ لسٹ مکمل ہو سکے اور جو relevant ہوں ان کو موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: رائے محمد اسلم خان کھرل!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ جو لوگ law and order پر relevant بات نہیں کرتے انہیں زیادہ ٹائم نہ دیں اور جو relevant بات کرتے ہیں انہیں ٹائم دیں تاکہ مقررین کی لسٹ مکمل ہو سکے۔

جناب چیئرمین (خواجہ محمد اسلام): رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان کھرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب چیئرمین! آج ہم لاء اینڈ آرڈر جیسے اہم موضوع پر بحث کر رہے ہیں لیکن ایوان میں جو ممبران کی تعداد ہے اس سے ہی پتا چلتا ہے کہ ان عوامی نمائندوں کی پنجاب میں امن وامان کے بارے میں کتنی دلچسپی ہے؟ آج ہمیں پنجاب میں ایسی قیادت میسر ہے جن کے بارے میں بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ خادم اعلیٰ سب سے بہترین ایڈمنسٹریٹر ہیں اور ان کی نگاہ حقیقت شناس نے آئی جی کے عہدہ کے لئے جس شخص کو منتخب کیا میں انھیں SDPO سے لے کر ذاتی طور پر جانتا ہوں۔جب وہ ASP تھے تو بلاشبہ وہ بطور ASP بھی اپنے فرائض نہایت احسن طریقے اور ایمانداری سے سرانجام دیتے تھے اور وہ آج آئی جی پنجاب کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض نہایت دیانتداری اور احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔جناب خادم پنجاب نے DPOs اور DCOs کے انٹرویوز کر کے انہیں اضلاع میں تعینات کیا۔پھر کیا وجہ ہے کہ آج اس دور میں امن وامان کے ایسے حالات نظر نہیں آتے؟ یہ بات تو اپنی جگہ پر بجا ہے کہ پولیس کے جوان اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور ہمیں تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔میں ان شہیدوں کی عظمت کو سلام کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔جیسے میرے بھائی ڈھلوں صاحب فرما

رہے تھے کہ آج بھی کرپشن کا بازار گرم ہے۔ آپ کے ہی ضلع سے میرے ایک دوست ممبر صوبائی اسمبلی ایک دن یہاں ایک بات سنا رہے تھے کہ وہ اپنے CPO کے پاس گئے اور CPO نے ان سے پوچھا کہ آپ کے تھانے کے کیا حالات ہیں، آپ کے علاقے کے کیا حالات ہیں، وہاں آپ کے کام ہو رہے ہیں تو اس نے بتایا کہ حالات بہت اچھے ہیں، بہت اچھے طریقے سے ہمارے کام ہو رہے ہیں۔اگر ایف آئی آر درج نہ ہو تو ایس ایچ او کو صرف پانچ ہزار روپیہ دینا پڑتا ہے تو ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ اگر وہاں بھی بات نہ بنے تو پھر وہ رقم دگنی کر کے ڈی ایس پی کے پاس چلے جاتے ہیں۔ جب امن وامان کی بات ہو رہی ہے، جب اتنے اچھے ایڈمنسٹریٹر موجود ہیں، وہ شب و روز کوششیں کر رہے ہیں، ان کی اتنی اچھی ٹیم ہے تو پھر رزلٹس بھی ویسے ہی ہونے چاہئیں۔ ہمیں اس بات پر نظر رکھنا ہو گی، ہمیں وہ کالی بھیڑیں تلاش کرنا ہوں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رائے محمد اسلم خان کھرل: ہمیں وہ elements تلاش کرنے ہوں گے جو یہاں ملک میں افراتفری پھیلا رہے ہیں، جن کا یہ ایجنڈا ہے اور وہ تمام اداروں میں موجود ہیں، وہ سیاست دانوں میں بھی ہوں گے، بیوروکریٹس میں بھی ہوں گے۔

جناب چیئرمین:: شکریہ ۔میاں محمد شفیق صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں اس بات سے شروع کروں گا کہ law and order کی situation سب اچھے والی بات نہیں ہے۔اس میں کوئی شک نہیں اور اس پر دوسری کوئی رائے بھی نہیں ہے کہ اضلاع اور صوبے میں higher ranks پر اچھے لوگوں کی تعیناتی ہوئی ہے لیکن DPO سے نیچے کے جو حالات ہیں وہ آج بھی اسی طرح ہیں جیسے آج سے پچاس سال پہلے تھے۔ان میں کہیں تبدیلی نظر نہیں آ رہی۔وہاں اسی طرح رشوت کا بازار گرم ہے، آپ تھانوں میں چلے جائیں جس طرح لوگوں کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے، جس طرح لوگوں کے ساتھ سلوک ہوتا ہے میں آپ کو سچی بات کہہ رہا ہوں کہ جس دن مجھے کوئی تھانے کے کام کے لئے کہہ دے تو مجھے 24 گھنٹے بخار رہتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے تھانوں کے حالات بالکل تبدیل نہیں ہو رہے۔ہمیں اس کلچر کو تبدیل کرنا ہے۔آپ جتنی مرضی تنخواہیں بڑھا لیں، آپ جتنا مرضی ان کو اسلحہ دے لیں لیکن اس وقت تک لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہیں ہو سکتی جب تک عوام اور پولیس کا اچھا liaison نہیں ہو گا اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھا تعلق نہیں ہو گا۔ عوام ہی ہیں جو حالات کی بہتر نشاندہی کر

سکتے ہیں لیکن بد قسمتی ہے کہ پبلک میں سے کوئی آدمی تھانے جانے کے لئے تیار نہیں تو مجھے بتائیں کہ حالات کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں؟ میں نے تھانے کے سٹاف اور DSP کے بارے میں آئی جی صاحب سے بات کی کہ خدارا! ہمیں کوئی ASP دے دیں تو آئی جی صاحب کہتے ہیں کہ ASP آپ لوگوں کے لئے نہیں ہیں۔ہمارے پاس تو پہلے ہی لاہور اور فیصل آباد کے لئے کم ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

میاں محمد شفیق آرائیں: جی، میں ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ تھانے والے سٹاف اور کلچر میں تبدیلی لانی چاہئے، عوام کے لئے friendly ہونا چاہئے اور لوگوں کو عزت ملنی چاہئے۔ میں ایک اور نشاندہی کروں گا کہ ہمارے حلقے یا اپنی تحصیل کے لوگ اپنے تھانوں میں سپاہی لگے ہوئے ہیں وہ صبح سے شام تک تو ہمارے پیچھے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں محمد شفیق آرائیں: پلیز، ایک منٹ۔ میں آئی جی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ انھیں وہاں locally نہ لگایا جائے اور ایک ایسا آرڈر پاس کیا جائے کہ وہ ساتھ والے ضلع میں لگیں تاکہ ہمارے لئے بھی problem نہ ہو اور وہاں کے لوگوں کو بھی شکایات ہوتی ہیں کہ چونکہ وہ locally لوگ ہوتے ہیں اور پولیس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔اسی کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب محمد وارث کلو صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! کسی کو بھی 3 منٹ سے زیادہ بات نہیں کرنے دی گئی لیکن معزز ممبر نے 3 منٹ 58 سیکنڈ بات کی ہے تو میں with due apology اپنا protest record کرانا چاہتی ہوں اور آپ سے استدعا کرتی ہوں کہ اس کرسی کا تقاضا یہ ہے کہ Chair کو neutral ہونا چاہئے، biased نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جناب وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! شکریہ۔سب سے پہلے تو میں یہ بات کروں گا کہ جو ایک فلاحی ریاست کا تصور ہے یہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے مسجد نبوی سے شروع کیا تھا اور اس کے بعد خلفائے راشدین نے اس کی مثالیں قائم کیں۔اگر اس تناظر میں ہم صحیح معنوں میں آج اپنے ملک میں دیکھیں حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ایک فلاحی ریاست کی سب

سے پہلی ذمہ داری لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا ہوتی ہے لیکن آج آپ کوئی بھی صوبہ دیکھ لیں، کہیں پر بھی جان ومال کی حفاظت والی ذمہ داری پوری نہیں ہو رہی ہے۔ کوشش ہو رہی ہے لیکن ہم اسے مثالی صورتحال نہیں کہہ سکتے۔اس حوالے سے عوامل کو دیکھا جائے کہ اس کے عوامل کیا ہیں؟پولیس کی آپ اس سے زیادہ چار گنا تنخواہیں کر دیں،اس سے بہتر جدید اسلحہ دے دیں، جو مرضی کر لیں لیکن یہ حالات ٹھیک نہیں ہوں گے کیونکہ جب تک root causes ختم نہیں ہوں گی اس وقت تک آپ کی پولیس کچھ نہیں کر سکے گی۔یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ آپ کینسر کے پھوڑے کو antibiotics سے treat کر رہے ہوں یا pain killer سے اس کو subside کر رہے ہوں۔ اس کی root causes کہیں اور ہیں۔ کسی بھی ریاست کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ امن وامان اور انصاف مہیا کرے۔انصاف کے بغیر امن وامان قائم ہو ہی نہیں سکتا۔کہا گیا ہے کہ "ظلم بھی ہو اور امن بھی ہو،آپ ہی بتاؤ کہ یہ ممکن ہے؟" یہ ممکن ہو ہی نہیں سکتا۔عرصہ دراز سے ہمارے ملک میں انصاف کا نام نہیں ہے۔امن وامان تب ہو گا جب آپ انصاف مہیا کریں گے۔انصاف بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک معاشرتی انصاف اور دوسرا معاشی انصاف ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!آپ تھانہ کلچر کو دیکھیں، عرصہ دراز سے ہم blame game کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پہلے والے ہم پر blame دیتے رہے اور ہم ان پر blame کرتے ہیں لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ آج تک تھانہ کلچر تبدیل ہوا ہے اور نہ ہی ابھی اس کے تبدیل ہونے کے کوئی آثار نظر آ رہے ہیں۔اس کے لئے ہمیں re-structuring کرنی پڑے گی۔ ہمیں پورے ایک نظام کو مکمل طور پر تلپٹ کرنا پڑے گا تب جا کر کہیں ہم معاشرتی انصاف دے سکیں گے۔ ہمارے رویے pronged ہیں۔ ہمارے ہاں غریب کے لئے انصاف اور ہے جبکہ امیر کے لئے انصاف اور ہے۔

جناب سپیکر!اب میں معاشی انصاف کے حوالے سے عرض کرتا ہوں۔ معاشی انصاف کی یہ حالت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ دو فیصد اشرافیہ ہے، یقین مانیں کہ اب دو فیصد اشرافیہ نہیں رہی بلکہ اب one percent اشرافیہ ہے۔ غیر مساویانہ تقسیم دولت،ارتکاز دولت کا یہ حال ہے کہ ایک فیصد لوگ سارے ملک کے وسائل،ملک کی پوری دولت پر عیاشی کر رہے ہیں اور 99 فیصد لوگ دھکے کھا رہے ہیں۔ ہماری آج کی سوسائٹی کو میں insane society کہتا ہوں۔ جس میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔جب تک آپ اس معاشرے میں انصاف رائج نہیں کریں گے اس وقت تک حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ایک غریب آدمی کو چار، پانچ یا چھ ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے اور دوسری طرف

14,14 لاکھ روپے لینے والے بیٹھے ہیں،لوگ دولت کو لوٹ رہے ہیں۔یہ سارا کچھ کیسے ہوتا ہے؟میں یہ بھی آپ کو بتادوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ان کے مقدر میں یہ سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔اصل میں ہمارے ہاں ایسا نظام وضع کیا گیا ہے کہ اس میں طاقتور لوگ مختلف طریقے اپنا کر پورے ملک کی دولت چھین لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب!آپ wind up کرلیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین!اپوزیشن کے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ مجھے چھ منٹ دیئے جائیں۔لہذا مہربانی کر کے مجھے چھ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین!ہمارے ہاں جو دہشت گردی ہو رہی ہے یہ ہمارا کوئی internal مسئلہ نہیں ہے۔آج سے آٹھ،دس سال پہلے ہمارے ہاں ایک نظام وضع کیا گیا تھا اور ہم نے افغان جنگ میں اپنے آپ کو امریکہ کا اتحادی قرار دیا تھا۔اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری international policy کو بھی revise کرنے کی ضرورت ہے۔آج ہماری یہ حالت ہو چکی ہے کہ ہر جگہ بم گر رہے ہیں،ہر جگہ ڈرون حملے ہو رہے ہیں،آج مسلمان دوسرے مسلمان سے لڑ رہا ہے اور پاکستانی دوسرے پاکستانی سے لڑ رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ مکمل امن وامان اس وقت تک ممکن نہیں ہے اور جب تک کہ آپ اپنی اس foreign policy کو نہیں بدلتے اور جب تک آپ اپنی اس پالیسی کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک یہ دہشت گردی بھی ختم نہیں ہو سکے گی۔اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ اس foreign policy کو revise کیا جائے۔

جناب چیئرمین!دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اندرونی طور پر ہمارے ہاں مکمل re-structuring کی ضرورت ہے،re-organization کی ضرورت ہے اور انصاف کی ضرورت ہے۔جب تک آپ غریب کو انصاف نہیں دیں گے اس وقت تک غریب آپ اور میرے گریبان کو پکڑتا رہے گا،یہ پولیس ہمیں کب تک بچائے گی۔پولیس اپنی سطح پر پوری کوشش کر رہی ہے لیکن اس سلسلے میں نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔جب تک آپ نظام کو تبدیل نہیں کریں گے،طاقتور کو سزا نہیں ملے گی اور صرف غریب کے گلے میں پھندا fit ہوتا رہے گا تو آپ اس معاشرے اور ملک میں امن وامان قائم نہیں کر سکتے۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد بلوچ صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین!میں نہایت ادب کے ساتھ اور آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ہمارے آئی۔جی پنجاب نہایت شریف آدمی ہیں۔ان کا سابق ریکارڈ سب کو معلوم ہے مگر پولیس کے بارے میں جو unsatisfactory حالات ہیں وہ بھی سب جانتے ہیں۔اس پولیس کو ڈی۔ایس۔پی کی سطح تک آج تک کوئی ٹھیک نہیں کر سکا۔A.S.P سے اوپر کے level پر تعینات لوگوں پر کچھ اعتماد ہے کیونکہ یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور اچھے طریقے سے manage کر لیتے ہیں۔مجھے ذاتی طور پر ایک شکایت تھی جسے میں آئی۔جی صاحب کے نوٹس میں لایا کہ آپ نے میرے علاقے پی پی۔69 فیصل آباد میں ایک ایسے DSP کو appoint کیا ہے کہ جس کو شہر میں highest post پر تعینات بندہ بھی تبدیل نہیں کر سکا۔اُس وقت وہ factory area رانا صاحب کے حلقے میں تعینات تھا۔ان لوگوں کے نام میں اس لئے ریکارڈ پر نہیں لانا چاہتا کیونکہ ان کے نام میں نے آئی۔جی صاحب کو خود لکھ کر دیئے ہیں۔وہ آدمی murderer تھا اور آپ کے حلقے کا رہنے والا تھا، جس کی conversation اس کے پاس پکڑی گئی ہے۔اشتیاق کتی اس کا نام تھا۔آپ کو معلوم ہے کہ اس نے کچہری بازار میں قتل کئے ہیں۔وہ ٹیلیفون کر کے لوگوں سے لاکھوں روپے ransom لیتا تھا۔میاں محمد اکمل D.S.P سے اس کی conversation ریکارڈ ہوئی ہے۔ higher agencies نے اس کو نوٹ کیا،یہ بات on record ہے۔اگر یہ بات ثابت نہ ہو تو میں as an M.P.A, as a member of parliament استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: یہ بات آئی۔جی صاحب نے نوٹ کر لی ہو گی۔آپ آگے چلیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا!میں آخری بات کرنے لگا ہوں۔میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس وقت اس آدمی کی جو شخص سفارش کرتا تھا میں اس کا نام بھی آئی۔جی صاحب کو بتا سکتا ہوں۔ادھر ایوان میں نام نہیں لوں گا کیونکہ میں کسی سے personal نہیں ہونا چاہتا مگر کم از کم جو بات ہمارے پنجاب کے آئی۔جی صاحب کے نوٹس میں لائی گئی اور آئی۔جی صاحب نے مجھے یہ بات کہی کہ انشاءاللہ.I shall give you the feed back میں نے جس وقت DSP's کو promote کیا ہے تو ان سے خطاب کیا ہے کہ آپ DSP's promote ہوئے ہیں،خدا کے لئے آپ اچھے کام کریں اور ان سے دو دو choices لئے ہیں اور ایک choice کے اوپر انہیں لگا دیا ہے۔ میری صرف یہی بات ہے کہ اگر ایسے لوگ لگتے رہے تو یہ کام چلنے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میاں طارق محمود!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئرمین! یہ بڑا خاص دن ہے کہ law and order پر گفتگو کا موقع مل رہا ہے اور بڑی امید ہے کہ اپوزیشن اپنی باتیں چھوڑ کر ہماری اس گفتگو میں حصہ لے گی۔

جناب چیئرمین! آج کل کے حالات میں پولیس کا کام کافی strand ہے، اس میں day to day crime ہے لیکن اس میں اس وقت سب سے زیادہ عمل دخل عالمی دہشت گردی کا ہے جو پچھلے ڈکٹیٹر نے پاکستان مسلم لیگ (ق) کے تعاون سے ہمیں تحفہ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا مسئلہ پولیس کی طرف سے ہم لوگوں پر ظلم inflected ہے۔ آج آئی جی صاحب کی اتنی تعریف ہوئی ہے مجھے تو زیادہ تعارف نہیں تھا اب میں بھی اس رو میں کہہ دیتا ہوں کہ ان سے بہتر شخص میں نے زندگی میں نہیں دیکھا لیکن اگر وہ اتنے اچھے ہیں تو ہم ان سے توقع بھی کریں گے کہ وہ deliver بھی کریں کیونکہ post تو آنی جانی ہوتی ہے، یہ تو امانت ہوتی ہے، دو چار سال کے بعد انشاء اللہ یہ بھی retire ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں politician as پولیس سے جتنا سامنا ہوتا ہے اور جتنی پولیس سے ہماری تضحیک ہوتی ہے شاید کسی اور شعبے سے نہیں ہوتی۔ میرا تعلق گوجرانوالہ سے ہے میں جب کبھی وہاں پولیس کے دفتروں میں گیا ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ politicians کو rivals سمجھتے ہیں اور یہ ان کی powers میں شاید interfere کرتے ہیں جب کہ ہمارا کام لوگوں کے مسائل کو لے کر ان کو convey کرنا ہوتا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی تھی جس میں ایم پی اے اور local SP's کو کہا گیا تھا کہ وہ مل کر کام کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بھی force آرمی ہو یا پولیس جب تک عوام اور عوامی نمائندوں کا تعاون لے کر ایک ساتھ نہیں چلے گی وہ crime پر کبھی کنٹرول نہیں کر سکتی اور ہم پچیس، تیس ہزار لوگوں کے ووٹ لے کر منتخب ہوئے ہوتے ہیں تو اگر وہ لوگ ہمیں اپنا نمائندہ تسلیم کرتے ہیں تو پولیس ہمیں کیوں اپنا مخالف سمجھتی ہے اور جس شخص کے خلاف پرچہ کروانا ہو تو ایم پی اے اس کی سفارش کر دے تو انشاء اللہ وہ کام ضرور ہو جائے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک پولیس اور عوامی نمائندے مل کر کام نہیں کریں گے تب تک law and order کا یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ civilized world میں پولیس کا ایک role ہے، پولیس کے پاس بے انتہا powers ہوتی ہیں لیکن پولیس کی powers curb کرنے اور پولیس کی powers control میں رکھنے کے لئے وہ powers غلط استعمال نہ ہوں، accountability cells ہوتے ہیں۔ یہاں پر سخت ضرورت ہے کہ پنجاب میں Police

Accountability Commission قائم کیا جائے تاکہ پولیس کے مظالم اور ناانصافیوں کا بھی حساب ہو اور اس کی ذمہ داری عوامی نمائندگان کے پاس ہو اور اس کمیٹی کی recommendations کو seriously لیا جائے تاکہ ان کی accountability کا بھی حساب کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہم crimes پر اتنا کنٹرول نہ کر سکیں لیکن ہم یہ Commission قائم کر کے پولیس کے ظلم کو روک سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: چودھری محمد شفیق!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب طاہر محمود ہندلی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے law and order پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس موضوع پر بحث کے لئے ٹائم تو بہت چاہئے لیکن جس رفتار سے آپ چل رہے ہیں اس پر میں تو ویسے ہی خوف زدہ ہوا بیٹھا ہوں کہ یہاں بات کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ میں نے بہت باتیں کرنی تھیں بلکہ رانا صاحب سے request بھی میں نے کی تھی کہ اس پر بحث کے لئے ٹائم بڑھایا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی پوری کوشش ہے کہ پنجاب کا ہر شہری امن اور سکون سے زندگی گزارے اور وہ رات دن اسی کوشش میں ہیں۔ انہوں نے پولیس کی تنخواہیں بھی بڑھائیں، انہوں نے جدید ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی اور جدید اسلحہ بھی مہیا کیا لیکن اخلاق اور محبت خرید کرنے والی چیز نہیں تھی ورنہ وزیر اعلیٰ صاحب وہ بھی خرید کر کے پولیس والوں کو دے دیتے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ پولیس والے کچھ نہیں کر رہے، پولیس والے اس وقت جو قربانیاں دے رہے ہیں اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ آج دہشت گردی ہو رہی ہے وہ شہریوں کی جان کی حفاظت کے لئے خود گولی کھا کر شہید ہو رہے ہیں، DPO شہید ہو رہے ہیں، DIG شہید ہو رہے ہیں، DSP شہید ہو رہے ہیں اس وقت ان کو خراج تحسین نہ دینا یہ بھی ایک کنجوسی ہو گی۔ ہر محکمے میں اچھے برے انسان ہوتے ہیں اس میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس محکمے کو بدنام کیا ہوا ہے اور وہ جب ڈکیتی کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں، جب تھانے میں مظلوم عورتیں آتی ہیں ان کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں، کرپشن کے قصے جب سامنے آتے ہیں تو افسوس ضرور ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس میں شاہی پولیس کا ایک لفظ لگا ہوا ہے جو انگریزوں کا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ تو خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں لیکن شاہی پولیس کا لفظ کتابوں اور dictionaries میں ہے مہربانی کر کے ان کے

ذہن سے نکالیں کہ شاہی پولیس نہیں بلکہ آپ خادم اور محافظ ہیں۔ راناثناء اللہ صاحب بیٹھے ہیں میں سب سے زیادہ اس چیز پر زور دوں گا کہ جب سے مشرف کا2002 کا پولیس ایکٹ آیا ہے اس دن سے غریبوں کو انصاف ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

غریب آدمی ان rules سے اتنا پریشان ہے اس میں investigation کے ایک ASI کو اتنا طاقتور بنا دیا گیا ہے کہ جب DPO کے پاس تبدیلی تفتیش کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، DIG کے اختیار میں نہیں ہے، تفتیش تبدیل کروانی ہے تو لاہور جا کر ایڈیشنل آئی جی سے ملیں۔ آپ ذرا سوچیں کہ راجن پور، لیہ، رحیم یار خان سے چل کر لوگ ایڈیشنل آئی جی کے پاس صرف اس لئے آتے ہیں کہ ہماری تفتیش تبدیل کر دو لیکن وہ بھی نہیں کر سکتا، افسوس یہ ہے کہ وہ بھی واپس ضلع کے DPO کے پاس بھیجتا ہے وہاں ایک کمیٹی ہوتی ہے اور اس سارے process پر کم از کم تین مہینے لگتے ہیں لیکن ASI جو corrupt ہوتا ہے وہ اپنا کام دکھا چکا ہوتا ہے اگر وہ ناجائز طور پر چالان کرنا چاہتا ہے یا انہیں چھوڑنا چاہتا ہے تو وہ پیسے لے کر ایسا کر چکا ہوتا ہے لیکن یہ تفتیش تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے رانا صاحب اور IG صاحب سے یہ request کروں گا کہ اس rule کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے بلکہ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب موجود ہیں انہوں نے پہلے ہی اجلاس میں ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اس سال کے end میں Police rule تبدیل کر دیا جائے گا، میری request ہے کہ اس کو فوری طور پر House میں لایا جائے اور اس rule سے غریب لوگوں کی جان چھڑائی جائے اس کی وجہ سے غریبوں کو انصاف ملنا ناممکن ہو گیا ہے۔ DPO اپنے ضلع میں تفتیش تبدیل نہیں کر سکتا، DIG اپنے under range crime میں کسی غریب اور شریف آدمی کی تفتیش range crime تک نہیں دے سکتا، مہربانی کریں جتنا جلدی ہو سکے اس rule سے جان چھڑائیں۔

جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ تھوڑی سی مہربانی کر کے تین چیزوں پر عمل کر دیں۔ مقامی انسپکٹر پر اس کی ضلع میں تعیناتی پر پابندی لگا دیں، ASI کو مقامی تحصیل میں نہ لگنے دیں اور کانسٹیبل کو مقامی تھانے میں نہ لگنے دیں کیونکہ ان کو بھائیوں اور رشتہ داروں کی مجبوری آ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ صحیح طریقے سے ڈیوٹی ادا نہیں کر سکتے۔ ایک سابق قانون ہوتا تھا کہ تین سال کے بعد ہر ڈسٹرکٹ سے پولیس افسر تبدیل کر دیئے جاتے تھے آج دس دس سال ہو گئے ہیں پولیس افسر وہاں

سے تبدیل نہیں ہوتا۔ان کے تعلقات،ان کی دوستیاں اور ان کے پیسوں کے لئے ٹاؤٹ اتنے ہو جاتے ہیں کہ وہ غریبوں کو انصاف مہیا نہیں کرتے اس لئے مہربانی کر کے تین سال کے بعد shifting والے rule کو لاگو کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے آنے سے پہلے ہاؤس میں 3 منٹ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ میرے خیال میں 3 منٹ کم ہیں۔5 منٹ ٹھیک ہیں۔آپ اب wind up کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا!ایک گزارش ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہماری ماؤں بہنوں اور خواتین کے لئے soft corner رکھتے ہیں اور یہ ہونا بھی چاہئے۔انھوں نے کہا ہے کہ ان کے ساتھ کسی مقام پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ان کو اتنی رعایت دے دی گئی ہے کہ اب وہ ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں۔اب وہ شریف لوگوں پر rape کے کیس بنوا دیتی ہیں اور لوگ اپنی دشمنیاں نبھانے کے لئے بعض اوقات غلط کیس کروا دیتے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ صحیح بھی ہوتے ہیں اور وہ غلط بھی ہوتے ہیں ان کے لئے DNA test ضروری قرار دے دیں۔اگر کوئی ملزم کہتا ہے کہ ہم بے گناہ ہیں تو اس کا DNA test کروایا جائے۔اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو رانا صاحب سے میں کہوں گا کہ اسے قانون کے ذریعے صحیح کیا جائے تاکہ صحیح ملزموں کا چالان ہو سکے اور بے گناہ آدمی جیسے ہمارے اللہ رکھا ایم پی اے یا دوسرے صاحبان پر ایسے کیس کر دیتے ہیں جو کہ ظلم کی انتہا ہے۔اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقدمات میں ملزم اور مدعی آپس میں رشتہ دار ہوتے ہیں اور وہ بخش دیتے ہیں لیکن پولیس والے کہتے ہیں کہ ہمارا راضی نامہ نہیں ہوا۔جب راضی نامے ہو جاتے ہیں تو انھیں وہاں سے خارج کر دینا چاہئے تاکہ لوگ ناجائز دو دو، تین تین سال پیشیاں نہ بھگتتے رہیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کروں گی کیونکہ آئی جی صاحب بھی موجود ہیں اور وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاہور میں ایک بہت بڑا گروہ گھروں میں کام کرنے والی خواتین اور مردوں کا پکڑا گیا ہے۔اس گروہ سے بے تحاشا سینکڑوں کے حساب سے چوریاں برآمد ہوئی ہیں۔ وہ گروہ ابھی بھی پکڑا ہوا ہے اور اسی گروہ کی دو

عورتوں کو میں نے شناخت کیا ہے۔ میں نے 2007 میں ایف آئی آر درج کروائی تھی۔ یہ بات وزیر قانون صاحب کے بھی علم میں ہے، جناب سپیکر نے بھی مجھ سے اس ایف آئی آر کی کاپی لی تھی اور direct بات کی تھی لیکن مجھے تھانے کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے کہ محترمہ ہم ان سے recovery نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو بہت ہی چھوٹا offence ہے۔ وہ ضمانتیں کروا کر واپس بھاگ جاتی ہیں۔ انھیں بیلف آکر لے جاتے ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب والا! یہ میری زندگی بھر کی کمائی تھی اور میرا سارا زیور وہ دو عورتیں لے گئیں۔ ان کے پیچھے چار جیولرز ہیں جن کو پکڑا ہی نہیں گیا۔ ان کے پاس وہ 35 سال سے تمام چوریاں کر کے لے جاتی تھیں، وہ اس کے عوض دس ہزار روپے پر ان کے پاس ملازم تھیں اور انھیں 30 تولہ سونے پر 2 تولہ سونا انعام دیا جاتا تھا۔ یہ ساری کی ساری چیزیں ریکارڈ پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس چیز کو دیکھ لیں۔ محترمہ! آپ اس ایف آئی آر کی ایک کاپی وزیر قانون صاحب کو بھی دے دیں۔ یہ ابھی اس کے اوپر آپ کو بتاتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں نے کاپی دے دی ہے۔ اس پر عملدرآمد ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں نے کہہ دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ابھی نماز پڑھ کر آ رہا تھا تو تحصیل لالیاں کے کچھ لوگ سڑک پر احتجاج کر رہے تھے۔ (تصویر دکھاتے ہوئے) یہ ان کا 18 سال کا بچہ ہے اس کو زندہ آگ لگا کر جلا دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق اخبارات میں خبریں لگی ہوئی ہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ تین مہینے ہو گئے ہیں اور ابھی تک اصل ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ اس لڑکے کے دوستوں کو پکڑ کر تشدد کر کے مجبور کیا جا رہا ہے کہ تم اقرار جرم کر لو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مجرم نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسمبلی میں یہ بات پہنچ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ ابھی وزیر قانون صاحب سے مل لیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے اور جس طرح کی آپ نے تصویر دکھائی ہے اس پر بالکل کارروائی ہونی چاہئے۔ اگلے مقرر جناب اعجاز احمد خان صاحب ہیں۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ریاستوں کی ترقی اور خوشحالی کے اندر لیڈرشپ کا ہمیشہ کلیدی کردار رہا ہے۔ لیڈرشپ اگر dynamic ہو تو ریاستیں آگے بڑھتی ہیں اور مسائل جتنے بھی بڑے ہوں ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ وہ ریاستیں ختم ہو گئیں، وہ وسائل کی وجہ سے ختم نہیں ہوئیں، وہ صرف اور صرف لیڈرشپ کے فقدان کی وجہ سے ختم ہوئیں جیسا کہ Russia آپ کے سامنے ٹوٹ گیا۔ اقوام عالم میں اور بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ 18۔فروری 2008 کو پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جو حکومت بنی اس کی بنیادی ترجیحات میں صوبے کے اندر امن وامان کے حالات بہتر کرنے کے لئے ایک میرٹ پالیسی کی بنیاد رکھی گئی اور نہ صرف پولیس کے محکمے میں بلکہ تمام صوبائی محکموں کے اندر میرٹ کی بنیاد پر اہلکاران اور ملازمین کی تعیناتی کر کے ایک پیغام دیا گیا کہ ہم صوبے کے اندر انقلاب لانا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! اگر ہم جو ڈیشری کی تنخواہوں کے اندر تین گنا اضافے کو دیکھیں، پولیس کی تنخواہوں کو دیکھیں تو اس کے پیچھے aims or objectives موجود ہیں کہ غریب آدمی کو بے لاگ انصاف اس کی دہلیز پر ملنا چاہئے۔ پولیس کی capacity بہتر ہو اور جو دہشتگردی کی صورت میں بڑا چیلنج ہمارے سامنے ہے اس میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کا High moral ہو۔ دہشتگردی کی روک تھام کے لئے یا اس سے نمٹنے کے لئے صوبہ بھر کی پولیس کا سب سے زیادہ focus اسی بات پر ہے۔

جناب چیئرمین! کیا ہم نے اور اپوزیشن نے کبھی غور کیا ہے کہ کیا یہ دہشتگردی کن لوگوں کی پیداکردہ ہے؟ پنجاب پولیس کے سارے وسائل دہشتگردی کے خلاف مہم میں جھونکے ہوئے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا جواب میں ان پر چھوڑتا ہوں کیونکہ تاریخ لکھی جاتی ہے اور میں کوئی contrary بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ساری قوم کو پتا ہے کہ 9/11 کے بعد ایک defecto آمر نے اپنے اقتدار کی طوالت کے لئے کس کے کہنے کے اوپر پاکستان کو اس میں جھونکا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ انھیں بات کرنے دیں۔ اعجاز صاحب! آپ بھی wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین! ایسی لعنت جو ذاتی مفاد کے لئے یہاں پیدا کی گئی اور پاکستان کو اس میں جھونکا گیا۔ اس کا خمیازہ صوبہ بھر کی عوام face کر رہی ہے۔ دہشتگردی کے واقعات کے دوران Law Enforcing Agencies نے جو کام کیا ہے اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں

اور جس طرح انھوں نے اپنے آپ کو عوام کے دفاع کے لئے پیش کیا اور بعض واقعات میں ان کے لاشے گرے۔ ہمیں ان کو سراہنا بھی چاہئے کیونکہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ بعدازاں دہشتگردی کے واقعات کے اوپر جس محنت اور تندہی کے ساتھ انھوں نے investigation کی اور کس طرح سے ملزموں تک پہنچے ہمیں اس کو سراہنا چاہئے اور ان کے moral کو up کرنے کے لئے ہمیں اپنی آواز اس میں شامل کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین!میں تجاویز دینا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین!دہشتگردی کی بدترین صورتحال جو bomber suicide کی صورت میں ہمارے سامنے آئی ہے اس کی روک تھام کے لئے روایتی طریقہ یعنی ناکوں وغیرہ کے علاوہ شہروں کے اندر آنے والی شاہراہوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین!.This is no way اگر آپ نے چھ ماہ کے بعد پہلی دفعہ اس issue پر open speech کی ہے تو اپوزیشن کو بات بھی سننا گوارا نہیں ہے۔وہ interference کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں!آپ نے چار منٹ بات کر لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!ان کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب چیئرمین!اس پر ہاؤس کو تین منٹ کے لئے اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میری تجاویز آگے پہنچا دی جائیں۔ اپوزیشن والے خواہ مخواہ interference کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تجاویز لاء منسٹر صاحب کو دے دیں۔جی،حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب چیئرمین!میں آج پھر مختار مقصود صاحب کے اُن الفاظ سے شروع کرتا ہوں کہ "میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا گم شدہ صدیوں کا ماتم کر رہا تھا کہ اتنے میں مسجد کے مینار نے جُھک کر میرے کان میں بڑے راز کی بات کہہ دی کہ

جب حق کی جگہ حقائق، جہاد کی جگہ جمود، ملک کی جگہ مفاد اور ملت کی جگہ مسلک عزیز ہو اور جب مسلمانوں کو زندگی سے پیار اور موت سے خوف آنے لگے تو صدیاں یوں ہی گم ہو جاتی ہیں۔"

جناب چیئرمین! آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے تو ہمارے اس ملک میں اگر پچھلے ادوار کو دیکھا جائے تو اس وقت crime کی ratio بہت حد تک بڑھ چکی ہے۔ کرپشن بنیاد ہے اور اگر تمام محکموں میں کرپشن کا خاتمہ کر دیا جائے تو میرے خیال میں crime میں کافی حد تک کمی آ سکتی ہے۔ میں زیادہ دیر اپنی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن چند تجاویز ضرور دینا چاہوں گا کہ جس طرح ہمارے جدید دور میں crime advance ہو چکا ہے اسی طرح ہمارے محکمہ پولیس میں ریسرچ ڈویژن ہونا چاہئے جو latest crimes پر تحقیق کرے۔ ان کے اوپر محکمہ بننا چاہئے اور جدید دور میں جدید crime پر قابو پانے کے لئے اسے تمام ساز و سامان مہیا کیا جانا چاہئے۔ ہمارے اوپر جب آفت آ جاتی ہے اور ایسے serious crimes رونما ہو جاتے ہیں تو ہمارے پاس اُس کو trace out کرنے کے لئے کوئی لوازمات موجود نہیں ہوتے۔ ہاؤس کے تمام ممبران اس وقت بیٹھے ہیں لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ پولیس میں ریسرچ ڈویژن کو active طریقے سے participate کرنا چاہئے اور جدید crime کو کنٹرول کرنے کے لئے ریسرچ ڈویژن ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میری یہ بھی گزارش ہے کہ پچھلے دنوں چیچہ وطنی میں ایک واقعہ یہ رونما ہوا کہ بخشی خانہ میں ایک ملزم جس کو چھڑوانے کے لئے اُس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا جس میں ایک کانسٹیبل اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے شہید ہو گیا۔ چار ایسے کانسٹیبل جس میں ایک C-2 کے حوالدار کو فائر لگا جو اب بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! Please اپنی بات کو wind up کریں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنے فرائض کو انجام دیتے ہوئے شہید ہوا تھا۔ اگر وہ اپنے فرائض میں کوتاہی برتتا تو شاید پھر بھی اُس کو گھر بھیج دیا جاتا لیکن اُس کو شہادت مل گئی اور وہ اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے شہید ہوا۔ میری گزارش ہے کہ اُس کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے بھی کچھ آنسو پونچھے جائیں۔ اگر بڑے شہروں میں یہ واقعات رونما ہوتے تو شاید آج تمام حکومت کی مشینری اُس کے گھر موجود ہوتی اور اُن کے اہل خانہ کے آنسو پونچھنے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج امن وامان پر بحث ہو رہی ہے تو جس طرح بے تحاشا ظلم ہو رہے ہیں لیکن میں سب سے پہلے ایک سنگین واقعہ جو میرے اپنے گجرات شہر میں ہوا ہے کے بارے میں بتانا چاہوں گی۔ایک بچی جو گجرات شہر کے علاقہ کالوپورہ کی رہنے والی ہے۔ 18۔جنوری کو وہ اغواء ہو گئی تھی، چھ دن کے بعد 22/23 کی شب وہ بے ہوشی کی حالت میں رات کو سڑک پر پائی گئی۔ صبح اُس کو عزیز بھٹی ہسپتال میں لے جایا گیا۔وہاں پر ایک نجی چینل نے اُس بچی سے پوچھنے کی کوشش کی جس پر اُس نے ملزم کی نشاندہی کی اور وہاں پر پانچ چھ لوگ تھے جنہوں نے اُس بچی کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی۔افسوسناک بات یہ ہے کہ دو دن تک گجرات شہر میں وہ خبر میڈیا پر آتی رہی لیکن کسی نے اس پر کوئی action نہیں لیا۔ پھر اُسی چینل نے جا کر بچی سے انٹرویو کیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ تھانہ گڑھی احمد آباد لاری اڈہ کی پولیس اُس بچی کے پاس گئی ہے اور اس کے گھر والوں کو ہسپتال سے باہر نکال کر بچی کو force کیا کہ وہ اپنا بیان change کرے،اس کے علاوہ بیان نہ بدلنے پر اس بچی کو مارنے اور قتل کرنے کی دھمکی بھی دی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال یہ ہے کہ اُس بچی کو کسی نے بھی جا کر پوچھا تک نہیں اور الٹا بیان بدلنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔اس بچی کا غریب باپ رکشا چلاتا ہے۔یہاں پر بے تحاشا ہلاکتیں ہو رہی ہیں، لاہور جیسے شہر جہاں پر جگہ جگہ ناکے لگے ہوئے ہیں وہاں پر ابھی جو تعداد بتائی گئی تھی کہ 1000 سے 1300 تک ڈکیتیاں ہوئی ہیں تو اس حوالے سے آپ دیکھیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہے۔ افسوس سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہماری پولیس اور اس سے متعلقہ لوگ اپنا ریکارڈ درست کرنے کے لئے بجائے اس کے کہ وہ اُن ملزمان کو پکڑیں،اُن کی پشت پناہی کرتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے جس کا ایک بہت بڑا ثبوت ہمارے چیف جسٹس ہائی کورٹ خواجہ شریف صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا تھا کہ جیلوں کے اندر تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ لوگ بے گناہ ہیں۔ اگر میں جنوبی پنجاب کا ذکر کروں تو مویشی چوریوں کا جو حال ہے اور اس کے لئے چار task forces قائم کی گئی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین!ابھی تو میں نے بات شروع کی ہے اور دو منٹ بھی نہیں ہوئے۔

جناب چیئرمین: ٹائم دیکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! مجھے پورا موقع ملنا چاہئے۔اس محکمہ کے لئے چار task forces قائم کی گئی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ 35 فیصد اُس کے جرائم میں اضافہ ہو چکا ہے۔ جب FIR کٹوانے کی باری آتی ہے تو وہ بھی سفارش کے بغیر نہیں کاٹی جاتی۔ شولڈر پر موشن کے حوالے سے کہا گیا تھا کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں۔ جب ہمارے حزب اختلاف کی طرف سے اس کو point out کیا گیا اور شور مچایا گیا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو withdraw کر لیا لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ کچھ دن پہلے آئی جی صاحب نے دوبارہ شولڈر پر موشن دے دی یعنی وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! میں نے سید ابرار شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔

حاجی ناصر محمود: جناب چیئرمین! گجرات کی بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

حاجی ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ واقعہ جو ابھی سنایا گیا ہے کہ 18 تاریخ کا ہے۔ لڑکی کا نام حنا کنول ہے جس کی عمر تقریباً 13 سال ہے۔ یہ 18 تاریخ کا وقوعہ ہے اور 19 تاریخ کو اُس کے گھر والوں نے تھانہ لاری اڈہ میں اس کی رپورٹ کی اور 19 تاریخ کو ہی FIR کاٹی گئی۔ انہوں نے جو ملزم نامزد کیا وہ ایک تھا جس کا نام عمران عرف مانی تھا۔ اُس کو فوری طور پر گرفتار بھی کیا گیا اور ابھی تک وہ تھانے میں موجود ہے۔ جہاں تک گینگ ریپ کا تعلق ہے تو اُس بچی کا اپنا ذاتی معاملہ تھا اور بچی ابھی تک حقائق نہیں بتا رہی۔ اس کا DNA ٹیسٹ بھیج دیا گیا ہے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! ان کا یہ کوئی ذاتی معاملہ ہے؟

حاجی ناصر محمود: میرا ذاتی معاملہ نہیں ہے کیونکہ یہ میرے حلقے کی بات ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ باتیں میرے ساتھ کر رہی تھیں اور اسی لئے میں چاہتا تھا کہ یہ ہاؤس میں لائیں تو پھر میں ان کو بتاؤں کہ ان کے دور میں کیا ہوتا رہا ہے۔ میری معزز بہن اس وقت کہاں تھی جب تیس

چالیس گنوں والے حاجی ناصر کے اوپر بندوق تان کر کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ پولنگ چھوڑ دو۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: چلیں، حاجی صاحب!آپ کا موقف سمجھ آگیا ہے۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب! ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

حاجی ناصر محمود: جناب چیئرمین! میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! جیسا کہ بات ہوئی تھی کہ کسی کی ذات کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی جائے گی مگر یہ بات کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ انہیں بات تو کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! وہ ہماری معزز ممبر کی بات کا جواب دے رہے ہیں جبکہ یہ اختیار صرف وزیر کو ہے۔ ہم اس طرح نہیں چلنے دیں گے۔ ہم بالکل ہاؤس کو اس طرح نہیں چلنے دیں گے۔

جناب چیئرمین: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کیا ہاؤس in order ہے، کیا کورم پورا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے کورم point out کیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا۔ حاجی صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔ لغاری صاحب! آپ اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور انہیں بات مکمل کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں۔ جناب! ان کو بات مکمل کرنے کا موقع ہی نہیں ملنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ خواہ مخواہ ہی بات کو لمبا کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات کرنے کا طریقہ اور اصول ہوتا ہے۔ ہم اس طرح ہاؤس نہیں چلنے دیں گے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں کہ یہاں پر اتنی تقاریر ہوئی ہیں اور واقعہ جات point out کئے

گئے ہیں لیکن کسی نے اٹھ کر بعد میں بطور تفتیشی کے گفتگو کی اور نہ ہی ملزموں کی پشت پناہی والی بات کی ہے۔ جب باری آئے گی اور windup کریں گے اور جو موقع پر اطلاعات موجود ہوں گی تو وزیر قانون صاحب کہہ دیں گے کہ پتا کر کے بتادوں گا۔ میرے خیال میں وزیر قانون کا جو role ہے وہ کسی ممبر کو acquire نہیں کرنا چاہئے۔اس چیز کی اجازت نہ دیجئے ورنہ واقعی ہاؤس out of order ہو جاتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کو آگے چلایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: اب میں اپوزیشن لیڈر سے یہ sense لینا چاہتا ہوں کہ کیونکہ انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اس سلسلہ میں آپ کی طرف سے consent درکار ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہاؤس واقعی out of order تھا لیکن ہم اپنی consent دیتے ہیں کہ ہاؤس کو جاری رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سید ابرار حسین شاہ!

سید ابرار حسین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: شکریہ۔جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں معزز ہاؤس میں جو بحث چل رہی ہے اس میں، میں اپنی طرف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لئے سب سے اہم اور ضروری بات انتظامیہ اور عوام کا ایک دوسرے کے ساتھ اچھا تعلق اور اچھے روابط ہونا بہت ضروری ہوتا ہے جس کے لئے انتظامیہ کو چاہئے حتّٰی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب!اگر آپ محسوس نہ کریں تو صرف تجاویز دیں کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں مختصر تجاویز دے رہا ہوں۔ میری طرف سے معزز ایوان کو یہ مشورہ ہے کہ تھانہ کی حد تک ایس ایچ او کی ذمہ داری ہو کہ وہ اپنے تھانہ کے علاقے سے معزز شرفاء کے ساتھ میٹنگ کرے۔ جس کے تحت وہ اپنے علاقہ میں ہونے والے جرائم اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کرے اور اس کے تدارک کا حل بھی سوچا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو اچھے طریقے سے کنٹرول کرنے کے لئے سب سے ضروری بات ہے کہ معاشرے میں انصاف ہونا چاہئے۔

جناب والا!ہمارے اس نظام میں انصاف دلانے کی ذمہ داری عدالتوں پر ہے لیکن اس سے پہلے ایک مرحلہ جو کہ تھانہ میں آتا ہے وہ بھی بے حد ضروری ہے۔اس میں بھی انتظامیہ کو پوری توجہ

دینی چاہئے کہ اس پہلے مرحلے میں جب کوئی غریب یا کوئی مجبور تھانے میں اپنی فریاد لے کر آتا ہے تو اس کی صحیح حصول انصاف پر مبنی حق رسی کی جائے تاکہ جرائم میں کمی ہو اور حصول انصاف کا احساس پیدا ہو۔ انصاف ایک ایسی چیز ہے کہ بحیثیت مسلمان حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ معاشرے کفر کی بناء پر تو چل سکتے ہیں لیکن ناانصافی کی بناء پر نہیں چل سکتے۔ ایک چھوٹی سی عرض یہ ہے کہ ہمارے ملک میں، ہمارے اس معاشرے میں تفتیش کا جو سسٹم ہے اس پر توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ جو غریب اپنی فریاد لے کر جاتا ہے اس پر کوئی اے ایس آئی صاحب یا ایس ایچ او صاحب اپنا فیصلہ دے دیتے ہیں تو اس پر کوئی اپیل ہی نہیں ہے کہ اس کو نظر ثانی کیا جائے یا اس کو کسی فورم پر دیکھا جائے کہ کیا اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا حق رسی ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ملک عامر ڈوگر!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے امن و امان کے اس اہم موضوع پر بات کرنے کی دعوت دی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے حالات غیر معمولی ہیں۔ ہم اور ہمارا ملک دہشت گردی کی شدید لپیٹ میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے جس طرح سے دہشت گردی کو کنٹرول کیا ہوا ہے اور امن و امان کو کنٹرول کیا ہوا ہے وہ ایک مثالی ہے۔ ماضی کے مقابلے میں آج ہمارے صوبے کے امن و امان کے وہ حالات نہیں ہیں جو ماضی میں تھے۔ بالخصوص میں یہاں پر آئی جی پنجاب پولیس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جو ایک فرض شناس اور ایماندار افسر ہیں، ہوم سیکرٹری، وزیر اعلیٰ صاحب کو اور گزشتہ دنوں محرم الحرام میں جس طرح سے پورے پنجاب میں انہوں نے مثالی طور پر انتظامات کئے میں اس پر بھی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں پر ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آج کل ہماری پولیس جو اضافی ڈیوٹی دے رہی ہے جس میں پروٹوکول کی ڈیوٹی ہے، سکیورٹی کی ڈیوٹی ہے یا وی آئی پی صاحبان کے روٹس ہیں، ہماری جو تھانہ پولیس ہے وہ اصل کام سے تو دور چلی گئی ہے۔ ایس ایچ او کا کام ہے جرائم پر کنٹرول کرنا، انوسٹی گیشن کا کام انوسٹی گیشن کرنا ہے لیکن ہماری پولیس جو اضافی ڈیوٹی دے رہی ہے اس حوالے سے میری تجویز ہے کہ الگ سے ایک سپیشل فورس کا قیام عمل میں لایا جائے جو وی آئی پیز اور دیگر ڈیوٹیاں کرے۔

میری آخری تجویز یہ ہے کہ جناب 55 ڈی ایس پی صاحبان کو close کر کے یہاں سی پی او میں رکھا گیا ہے کیونکہ وہ کرپٹ ہیں۔ ریونیو افسران کو بھی اسی طرح close کیا گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ریونیو افسران پولیس سے زیادہ کرپٹ ہوتے ہیں۔ ہر معاشرے میں برائی ہے۔ ان

ڈی ایس پی صاحبان کو بے شک field کی ڈیوٹی نہ دیں، بے شک ان کو ایس ڈی پی او نہ لگائیں لیکن ان سے extra کام لیں تاکہ وہ جو گھر بیٹھے تنخواہ لے رہے ہیں ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

جناب چیئرمین: آج کے آخری مقرر میاں نصیر احمد ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر اور پولیس فورس کے حوالے سے صرف تجاویز دینا چاہوں گا۔ پچھلے دنوں صوبہ میں پولیس کی تنخواہیں almost double کی گئیں جو کہ بڑا اچھا اقدام کیا گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں پولیس کے روایتی نظام میں بنیادی طور پر تبدیلیاں لانے کی سخت ضرورت ہے اور اس حوالے سے سب سے پہلے تھانہ کلچر ہے کہ آج بھی ہمارے تھانہ کلچر میں promotion کی بنیاد ان کی ٹریننگ، تعلیم اور ان کی قابلیت نہیں ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آج بھی تھانوں کے اندر کوئی پہلوان ہے، کوئی باکسر ہے، کوئی فٹ بالر ہے اور کوئی encounter specialist ہے اور ان کے ناموں کے ساتھ یہ لکھا جاتا ہے اور وہ آج بھی تھانوں کے SHOs ہیں۔ سب سے پہلے اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ promotion کسی encounter پر، باکسنگ یا کسی پہلوانی کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تھانے میں اگر کوئی SHO کرپشن کرتا ہوا پکڑا جاتا ہے تو اس سے وہ تھانہ سزا کے طور پر چھین لیا جاتا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جو آفیسر بھی کرپشن میں ملوث ہو اور اس پر ثابت ہو تو اسے دوبارہ وہاں نوکری پر نہیں آنا چاہئے۔ ان کا زیادہ سے زیادہ ٹائم ایک مہینہ کا ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ دوبارہ کسی نہ کسی تھانے میں کسی نہ کسی شکل میں نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری ایک اور اہم تجویز یہ ہے کہ تھانوں میں SHOs کی تعیناتی کی جاتی ہے تو وہاں ان کا کردار facilitator کا ہے۔ وہاں ہونا تو یہ چاہئے کہ جب کوئی سائل شکایت لے کر جاتا ہے تو انہیں facilitator کی feeling ہونی چاہئے نہ کہ یہ تھانے اکھاڑے کا منظر پیش کریں اور وہاں ایسے ایسے افسران بیٹھے ہیں جو physically اور ذہنی طور پر fit نہ ہیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس نظام کو بدلنے کے لئے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ تعینات ہونے والے SHOs کا fitness test کیا جائے کیونکہ آج بھی پچاس پچاس انچ ان کی waist ہے اور یہ زیادہ وزن کے روایتی آفیسر وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں فوری طور پر تبدیل کرنا بڑا ضروری ہے۔

میں یہ تجویز بھی یہاں پر رکھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جس طرح آج ایک انسٹیٹیوشن میں ان کے بچوں کی، ان کی صحت کی اور دوسری تعلیمی سہولتیں مفت ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایماندار افسر جس شہر میں جاتے ہیں تو وہاں کے اچھے سکولوں میں کم از کم ان کے دو بچوں کی تعلیم اور داخلے وغیرہ مفت ہونے چاہئیں تاکہ انہیں بھی یہ سہولت میسر ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین!سب سے اہم بات یہ ہے کہ آج بھی پنجاب پولیس کے پاس موبائل فون پر ہونے والے crime کو trace کرنے کا اپنا نظام نہیں ہے اور یہ کسی اور ادارے کے پاس پہلے نمبر بھیجتے ہیں اور اس کے بعد اگر crime کسی بہت VVIP کے ساتھ ہوا ہو تو 24 گھنٹے میں جواب ملتا ہے اور اگر عام آدمی کے ساتھ crime کیا گیا ہو تو دس، دس دن اس call کا ریکارڈ نہیں ملتا۔ میں یہاں پر گزارش کروں گا کہ پنجاب پولیس کو call trace system لے کر دیا جائے۔ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جو نیا نظام آ رہا ہے اس میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں بن رہی ہیں جس کے ex officio سیکرٹری اس کے ڈی سی او ہیں اور باقی اس کے ساتھ ضلعی ناظم یا چیئر مین آ رہے ہیں جو ان کے ساتھ chair کریں گے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کمیٹیوں میں پولیس کا بھی کوئی نہ کوئی نمائندہ موجود ہو جو باقی حالات کے ساتھ اس سے انہیں co-ordinate کرے۔

جناب چیئر مین: اب میں لاء منسٹر صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اس بحث کو wind up کریں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں معزز ممبران نے حصہ لے کر بڑی مثبت تجاویز دی ہیں جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں اپنی طرف سے on behalf of ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس اور پنجاب حکومت اور ان تمام ممبران کا جنہوں نے انتہائی مدلل یہاں پر گفتگو کرتے ہوئے انتہائی قیمتی تجاویز دی ہیں مجھے ان تمام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں یہ یقین دلانا ہے کہ انہوں نے جو مخصوص افراد کی incidents کا ذکر کیا ہے وہ تمام کے تمام گیلری میں بھی دونوں صاحبان نے note کئے ہیں اور میرے پاس بھی وہ note ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نہ صرف انصاف کو یقینی بنائیں گے بلکہ ان کی رپورٹ بھی معزز ممبران کو پیش کریں گے۔

جناب چیئر مین!جو تجاویز یہاں پر آئی ہیں اور جو بات ہوئی ہے تو مجھے کسی بات کو contradict نہیں کرنا بلکہ مجھے یقین دلانا ہے کہ ان تمام باتوں سے ہم رہنمائی لے کر پولیس

ڈیپارٹمنٹ جو اس صوبے کے عوام کی جان، مال، کاروبار، عزت کا محافظ ہے اور اسے بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ یہاں اس ادارے کے دونوں سربراہان پر اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے اور اس معزز ایوان کا اعتماد ہی وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کے لئے ایک بہت بڑے ستائش کی بات ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو منتخب کر کے اس انتہائی اہم فریضے پر مامور کیا ہے کہ جن کا کردار اس ایوان کی نظر میں انتہائی بہتر ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! میں اس بات کو بھی سراہتا ہوں کہ جیسے یہاں پر نہ صرف حکومتی بنچوں بلکہ اپوزیشن بنچوں کے معزز اراکین نے بھی بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ ڈی پی او اور ایس پی کی سطح کے لوگ اچھے ہیں، بہتر کام کر رہے ہیں اور انصاف دے رہے ہیں لیکن اس سے نیچے بہت سے دوستوں نے بلکہ consensus سے کہا کہ پولیس انسپکٹر یا تھانیدار تک کے لوگ کرپشن میں مبتلا ہیں۔ مجھے اس بات کو بالکل contradict نہیں کرنا بلکہ صرف یہ عرض کرنی ہے کہ یقیناً پولیس میں نچلے درجے میں کرپشن ہے لیکن اگر پولیس انسپکٹر کرپٹ ہے تو ایکسائز انسپکٹر بھی کرپٹ ہے، انکم ٹیکس انسپکٹر بھی کرپٹ ہے، فوڈ انسپکٹر بھی کرپٹ ہے اور پٹواری تو سب سے بڑھ کر آگے ہے لیکن ہم سب نے اس نظام کو مل کر تبدیل کرنا ہے اور مجھے یہ بھی عرض کرنی ہے کہ یہ لوگ یا اس سطح کی کرپشن 18۔فروری2008 کے بعد نہیں آئی بلکہ اس سے پہلے بھی یہی حال تھا اور اس سے پانچ سال پہلے بھی یہی حال تھا لیکن ہمیں ایک دوسرے کو اس بات کا احساس دلانے کی بجائے ہمیں اس احساس کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے کہ ہم نے مل کر اس صورتحال کو درست کرنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کا مسئلہ اتنی ہی اہمیت اپوزیشن کے لئے رکھتا ہے جتنی اہمیت حکومتی بنچوں یا حکومت کے لئے رکھتا ہے۔

میں اس سلسلے میں ایک ایسا پیج جو پاکستان میں ہی موجود ہے اور پاکستان کے ہر شہری کو اس کا احساس ہے کہ یہاں پر جب موٹروے پولیس بنائی گئی تو اس میں چونکہ براہ راست لوگوں کو اتنی جلدی لے کر trained کرنا ممکن نہیں تھا تو پولیس سے لوگوں کو لیا گیا اور جب پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کہا گیا کہ آپ اپنے میں سے کچھ لوگوں کو recommend کریں کہ جو لوگ موٹروے میں جا کر ملازمت اختیار کریں یا سروس دیں تو پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اپنے میں سے lower grade لوگوں کو recommend کیا کہ چلیں انہیں ادھر بھیج دیتے ہیں اور محکمہ کی ان سے جان بھی چھوٹ جائے گی لیکن وہاں پر جا کر انہی لوگوں نے ایسا کام کیا کہ آج کوئی آدمی یہ نہیں کہتا کہ موٹروے پولیس فرض میں کوتاہی کرتی ہے، کوئی آدمی یہ نہیں کہتا کہ موٹروے پولیس بدتمیزی کرتی ہے یا رشوت لیتی ہے

چونکہ وہاں پر ایک ایسانظام ہے کہ جس میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ لوگ کرپشن کر سکیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک افراد کا تعلق ہے تو اگر افراد کی کارکردگی پر جائیں اور اگر آئی جی پولیس اپنے انسپکٹر کو صحیح نہیں کر سکا تو سیکرٹری صحت کہاں اپنے فوڈ انسپکٹر کو صحیح کر سکا ہے اور سیکرٹری بلدیات کہاں اپنے اوورسیئر کو صحیح کر سکا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر ادارے میں ایک نظام لانے کی ضرورت ہے اور ہمارے ادارے، ادارے نہیں بن سکے، یہ کیوں نہیں بن سکے؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ان اداروں کو کام نہیں کرنے دیا گیا کیونکہ ہم نے زیادہ تر عرصہ آمریت کے سائے تلے گزارا ہے اس لئے ہمارا کوئی بھی ادارہ build نہیں ہو سکا۔ ہمیں ان اداروں کو build کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ادارے کو ایک نظام دینا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم اس مرحلے پر کھڑے ہیں کہ پولیس کو بھی ہم ایک نظام دینے جا رہے ہیں۔ پولیس آرڈر 2002 کو ہم 2010 سے replace کرنے جا رہے ہیں۔ جس دن میں نے امن و امان پر بحث کا آغاز کیا تھا تو اس دن سب دوستوں کے ساتھ پوری تفصیل کے ساتھ share کیا تھا تو اس کا وہ ڈرافٹ ہم کیبنٹ میں، ہاؤس میں، میڈیا میں اور لوگوں میں ہر طرح سے debate کر کے کیونکہ ہم ایسا سسٹم چاہتے ہیں جو کسی فرد واحد یا کسی ایک کمیٹی کی ownership نہ ہو بلکہ اسے پورے معزز ہاؤس اور اس معزز ہاؤس کے ذریعے 9 کروڑ عوام کی ownership ہو۔ وہ ایک ایسا سسٹم ہو جو پولیس کو as service بہتر force بنا دے۔ وہ ایک ایسا سسٹم ہو جس کو ہمارے تینوں صوبے adopt کریں۔ اس کے لئے کام ہو رہا ہے اور آنے والے چند دنوں اور ہفتوں میں وہ چیز انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کے سامنے ہو گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اور یہ معزز ہاؤس اسی طرح سے جس طرح سے آج دوستوں نے دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ میں خاص طور پر اپوزیشن کے معزز ممبران اور خصوصی طور پر قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ آج انہوں نے واقعی بہت ٹائم دیا اور اس وقت تک وہ یہاں موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے امید ہے کہ یہ تمام دوست اور یہ پورا معزز ہاؤس اسی دلچسپی سے اس سسٹم کو بنانے میں موجودہ حکومت کی مدد کرے گا اور مجھے پوری امید ہے کہ جب ہم ایک بہتر سسٹم بنائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح سے موٹروے پر ایک بہتری کی صورت نظر آئی ہے اسی طرح سے ممکن ہے اور اللہ کرے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ بھی تمام ڈیپارٹمنٹ سے lead لے اس بہتری کے سفر کی طرف جس بہتری کے سفر کے ہونے کے بغیر شاید ہم اپنی منزل کو نہیں پا سکتے۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں ایک بات صرف آپ کے اور معزز ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کافی عمدہ تجاویز بھی آئی ہیں جن

میں پولیس کو ٹیلیفون tracing system لے کر دینے کی بات ہوئی۔ میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ کافی progressive stage پر ہے اور بہت جلد ہم پولیس کو equipment کے اس سسٹم سے بہرہ مند کر دیں گے۔ اسی طرح سے یہاں پر بات ہوئی کہ rape کے cases غلط درج ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات صحیح ملزمان بھی پکڑے نہیں جاتے۔ اس میں DNA test کی بات ہوئی۔ ان چیزوں کا احساس کرتے ہوئے اور اس سسٹم کو جو ہم لانا چاہتے ہیں جس میں کسی کے پاس رشوت لینے کی گنجائش نہ رہے۔ کسی کے پاس یہ گنجائش نہ رہے کہ وہ اپنی ضمنیوں کو ادھر ادھر گھما کر کسی کو بے گناہ کر کے پیسے لے لے یا کسی بے گناہ کو گنہگار کر کے پیسے لے لے۔ اس کے لئے Forensic Laboratory کے advance system کو ہم بہت جلد لا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ستمبر تک یہ سسٹم اڑھائی ارب روپے کی لاگت سے complete ہو گا۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس سسٹم کو بہتر انداز سے آگے بڑھانے کا موقع ملے گا۔ میں انہی گزارشات کے ساتھ معزز ممبران اور آپ کا بہت مشکور ہوں، بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: میں آخر میں تمام ممبران کا جنہوں نے بڑی مدلل اور مثبت تجاویز دیں۔ بہت مشکور ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی بحث کی اصل روح صرف ایک ہی بات تھی کہ اس ملک کے لئے، اس وطن کے لئے:

میری زمیں ہی میرا آخری حوالہ ہے
میں رہوں یا نہ رہوں اس کو باور کردے۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 27۔جنوری 2010 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ3، جمعرات4، جمعتہ المبارک5، سوموار8، منگل9۔ فروری2010)

(یوم الاربعاء18، یوم الخمیس19، یوم الجمع20، یوم الاثنین، 23، یوم الثلاثہ، 24۔صفر المظفر1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: سولہواں اجلاس

جلد16(سوئم): شمارہ جات 11 تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولہواں اجلاس

بدھ،3۔فروری2010

جلد 16: شمارہ 11

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

1۔	ایجنڈا	1251
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1253
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1254
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1255
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1284
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1309

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
7۔	مسودات قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر17,15 مصدرہ2008 اور نمبر26 مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1314
8۔	تحریک التوائے کار نمبر308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1318
9۔	نشان زدہ سوال نمبر334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1319
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	انٹی کرپشن میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو کے عملہ کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے کے سکواڈ پر تشدد	1322
11۔	وزیر اعلیٰ کا خطاب	1326

جمعرات، 4۔فروری2010

جلد 16: شمارہ12

12۔	ایجنڈا	1353
13۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1355
14۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1356
	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
15۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1357
16۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1394
	توجہ دلاؤ نوٹس	
17۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بیس سالہ لڑکی کا اغواء، زیادتی اور قتل	1429

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	فیصل آباد میں چار سالہ بچی کا اغواء، زیادتی اور قتل کی تفصیلات	1434
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
19۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1436
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
20۔	مسودہ قانون نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ2007 میں ترمیم کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1436
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1437
	تحاریک التوائے کار	

22۔	حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ لاہور کی کشادگی سے متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادا نہ کرنا ----------	1441
23۔	قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری (۔۔۔جاری) ----------	1442
24۔	موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں میں شاملات دیہہ کی اراضی محکمہ کی ملی بھگت سے اونے پونے داموں فروخت کو روکنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)----------	1445
25۔	حکومت کا جنڈیالی بنگلہ تحصیل میاں چنوں میں مرکز صحت قائم کرنے سے انکار ----------	1447
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
26۔	مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010 ----------	1453
27۔	کورم کی نشاندہی ----------	1507

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
28۔	مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010(۔۔۔جاری)----------	1508
29۔	مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009----------	1567
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
30۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010 ----------	1570
31۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010 ----------	1570
	جمعتہ المبارک،5۔فروری2010	
	جلد 16: شمارہ13	
32۔	ایجنڈا ----------	1571

33۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1573
34۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1574
	پوائنٹ آف آرڈر	
35۔	پنجاب بنک کی انعامی سکیم میں کروڑوں روپے کی کرپشن پر انکوائری کروانے کا مطالبہ	1575
36۔	سرگودھا میں کرشنگ پر پابندی سے پتھر کی انڈسٹری سے متعلقہ لاکھوں لوگوں کو پریشانی کا سامنا	1576
	تحاریک استحقاق	
37۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1586
	پوائنٹ آف آرڈر	
38۔	حکومت کی جانب سے پبلک ہیلتھ کی سکیموں کے فنڈز روکنے پر عوام کو پریشانی کا سامنا	1587
	سرکاری کارروائی	
39۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1591
	قرارداد	
40۔	نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کو قربانی کی لازوال مثال قائم کرنے پر خراج عقیدت کا پیش کیا جانا	1591
41۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1593
	قرارداد	
42۔	لاہور میں حضرت بی بی پاک دامن کے مزار کی توسیع اور تزئین و آرائش کا مطالبہ	1594

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

43۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1599
	قرارداد	
44۔	کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت اور ان سے سیاسی، اخلاقی اور سفارتی تعاون جاری رکھنے کا اعادہ	1600
45۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1602
	قرارداد	
46۔	ڈاکٹر عافیہ صدیقی، ان کے خاندان سے اظہار یکجہتی اور ان سے قانونی وسفارتی سطح پر تعاون جاری رکھنے کا مطالبہ	1603
	سوموار، 8۔فروری2010	
	جلد 16: شمارہ14	
47۔	ایجنڈا	1629
48۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1631
49۔	حمد باری تعالیٰ	1632
	تعزیت	
50۔	گجرات میں فائرنگ سے ہلاکت اور کراچی میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	1633

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ اوقاف)	
51۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1635
52۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1668
53۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1697
	توجہ دلاؤ نوٹس	

54۔	تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں نشہ کی برآمدگی اور ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کا مسئلہ	1703
55۔	سرگودھا میں تاجر کا اپنے ملازم سے غیر انسانی و غیر اخلاقی سلوک کی تفصیل تحاریک استحقاق	1705
56۔	خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ تحاریک التوائے کار	1708
57۔	حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1718
58۔	ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر لینڈ مافیا کا ناجائز قبضہ رپورٹ (جو پیش ہوئی)	1722
59۔	مسودہ قانون پنجاب پرائیویٹ بورڈ مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا پوائنٹ آف آرڈر	1727
60۔	گورنر کی طرف سے واپس کئے گئے مسودہ قانون کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ	1728
61۔	کورم کی نشاندہی پوائنٹ آف آرڈر	1734
62۔	راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ	1735

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	کورم کی نشاندہی	1739

منگل،9۔فروری2010

جلد 16:شمارہ15

64۔	ایجنڈا	1741
65۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1743
66۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1744
	سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)	
67۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1745
68۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1781
	پوائنٹ آف آرڈر	
69۔	چکوال کے علاقہ آڑابشارت میں گرلز کالج کا افتتاح متعلقہ	
	خاتون رکن اسمبلی کی بجائے ایم پی اے اور ایم این اے کا کرنا	1815
70۔	چشمہ جہلم لنک کینال سے متعلق سندھ اسمبلی کے بیانات پر حکومت	
	سے وضاحت کا مطالبہ	1821
71۔	راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ (۔۔۔جاری)	1831
	تحاریک استحقاق	
72۔	ڈی پی او قصور کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار	1838
73۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150	
	کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا	1842
	تحاریک التوائے کار	
74۔	لکھوڈیر لاہور میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں ٹائر جلانے سے علاقے	
	میں موذی امراض پھیلنے کا خدشہ	1847
75۔	کورم کی نشاندہی	1868
76۔	انڈکس	

1251

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،3۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)

1۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ **مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010** (مسودہ قانون نمبر6 بابت2010)

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ **مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009**

(مسودہ قانون نمبر17 بابت2009)

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مائنز اینڈ منرلز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009منظور کیا جائے۔

1252

3۔ **قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 61 کے تحت قرارداد**

میاں نصیر احمد محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے نشان زدہ سوال نمبر 1619 کے جواب کے تناظر میں پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے حامل معاملہ پر بحث کا آغاز کریں گے۔

1253

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

بدھ،3۔فروری2010

(یوم الاربعاء،18۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر32 منٹ

پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ
لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۙ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

سُوْرَۃُ سَبَاآیات 1 تا 4

سب تعریف اللہ ہی کو(سزاوار) ہے(جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی)وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا(اور) خبر دار ہے(1) جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اُس پر چڑھتا ہے سب اُس کو معلوم ہے اور وہ مہربان(اور) بخشنے والا ہے(2) اور کافر کہتے ہیں کہ(قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں(آئے گی)میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی(وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا(ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں(نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین

میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے(3)اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے ۔یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے(4)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی تسکین نہ ملی اور نہ دوا کام آئی
ہر کڑے وقت میں آقا ﷺ کی ثناء کام آئی
اُٹھے طوفان کئی بار سفینے ڈولے
رُخ بدلنے کو مدینے کی ہوا کام آئی
سب طبیبوں کی جہاں چارہ گری ختم ہوئی
ان کے قدموں کی وہاں خاک شفا کام آئی
روز محشر نہ ظہوری تھا کوئی زادِ عمل
سرورِ دین کے تبسم کی ادا کام آئی

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات وتعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو آپ interrupt کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔پلیز پہلے مجھے بات کرنے دیں اس کے بعد آپ بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پھر آپ نے کہنا ہے کہ اب وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میرا مسئلہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے پورے پنجاب کے منتخب نمائندوں کی جانب سے ایک انتہائی اہم مسئلہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ بھکر کے اندر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے پرائیویٹ اداروں سے لاکھوں روپے لے کر پیپر out کر دیئے ہیں جن کی coverage آج کے روزنامہ "ابر" بھکر، "پاسبان تھل" بھکر اور لیہ میں آئی ہے اور اسلامیات کا پیپر میرے ہاتھ میں ہے۔یہ پیپر آج دو بجے ہونا ہے لیکن ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے پرائیویٹ اداروں کو facilitate کرنے کے لئے ان سے لاکھوں روپیہ لے کر out کر دیا ہے۔ ثبوت کے طور پر یہ پیپر میرے پاس ہے لہذا اس پر quick action ہونا چاہئے اور بھکر کا پورا ایجوکیشن

ڈیپارٹمنٹsuspendہونا چاہئے.and should be taken to pass immediately یہ تو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی good governanceاور transparency پر ایک بہت بڑا دھبا ہے۔مجھے بتایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کی بات noteہو گئی ہے۔منسٹر صاحب آئیں گے تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔جی،رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں کل ایک میٹنگ کے سلسلے میں C&Wڈیپارٹمنٹ گیا تو وہاں اس کے ملازمین احتجاج کر رہے تھے اور انھوں نے کافی زیادہ بینر لگائے ہوئے تھے اور اس احتجاج کی وجہ ایک ایف آئی آر ہے جو 29 تاریخ کو خوشاب میں کاٹی گئی۔ ڈی سی او کے کہنے پر انٹی کرپشن نے ایک ایکسیئن،ایک ایس ڈی او اور ایک اوور سیئر کے خلاف ایف آئی آر کاٹی۔ایف آئی آرز کٹتی رہتی ہیں لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ انٹی کرپشن نے قانونی لوازمات پورے کئے بغیر ڈی سی او کے کہنے پر ایف آئی آر کاٹی،ان افسران کو بجائے انٹی کرپشن کی تحویل میں رکھنے کے عام پولیس کی تحویل میں اور عام تھانے کی حوالات میں بند کیا گیا لیکن سب سے بڑھ کر غیر قانونی بات یہ ہے کہ ڈی پی او خوشاب وہاں روزانہ رات کو آتے ہیں اور ان افسران کو نکال کر ذاتی طور پر punishکرتے ہیں۔مجھے وجہ کا تو پتا نہیں لیکن میں چاہوں گا کہ متعلقہ وزیر موصوف اس چیز کا پتا کر کے ایوان میں بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا جواب بعد میں دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی یہ ایک واقعہ تھا۔اب میں دوسرے واقعہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم یہاں سے واپس فیصل آباد جا رہے تھے تو صاحبزادہ فضل کریم ایم این اے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں،ان کی سیاسی،مذہبی اور خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف ان کی servicesپوری قوم کے لئے قابل تعریف ہیں۔ان کے ساتھ پولیس کا ایک سکواڈ تھا۔کل چھ اور سات بجے کے درمیان فیروز وٹواں کے ٹول پلازہ پر ان کو روکا گیا، ان کے ساتھ سکواڈ کی تین گاڑیاں تھیں ایک تھانہ مانانوالہ، ایک تھانہ بھکی اور ایک ایلیٹ فورس کی

گاڑی تھی انہیں روک کر پولیس کی پٹائی کی گئی۔میں بھی وہاں پر موجود تھا چونکہ بہت زیادہ ٹریفک رُکی ہوئی تھی اور میری گاڑی بھی رک گئی۔مجھے وہاں پر خطرہ تھا کہ یہ آدمی جو high security risk ہے اور قیمتی جان، وہ قیمتی انسان ہے، پوری پولیس اور LEFCO کا پورا عملہ لڑائی میں مصروف تھا اور LEFCO کے عملے نے پولیس کے عملے سے رائفلیں چھینیں، پولیس کی وردیاں پھاڑیں، پولیس کی گاڑی کو نقصان پہنچایا اور صاحبزادہ فضل کریم کی گاڑی کو بھی نقصان پہنچایا۔میں پچھلے ڈیڑھ سال سے اس چیز کی طرف حکومت کی توجہ دلا رہا ہوں لیکن مجھے نہیں پتا کہ حکومت ان کے خلاف action کیوں نہیں لیتی؟ یہ آج حادثہ ہوا ہے۔میں آج سے ڈیڑھ سال پہلے بھی یہ کہتا رہا ہوں کہ اس سے بڑا بھی کوئی حادثہ ہو گا کیونکہ لوگ بہت اشتعال میں ہیں۔یہ ایک واقعہ نہیں ہے پہلے بھی پولیس کی لڑائیاں ہوتی رہی ہیں وہاں ایس ایچ اوز کی پٹائی ہوتی رہی، ایک ڈی ایس پی کی پٹائی ہوئی، ایک ایم این اے کے بیٹے کی پٹائی ہوئی ، آدمیوں کو اغواء کیا جاتا ہے اور ان کے دفاتر میں انہیں حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ سلسلہ کب ختم ہو گا؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر خصوصی notice لے کر اس حادثے سے متعلق ہاؤس کو تفصیلات سے آگاہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ in writing بھی لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھ پر بھی نظر کرم فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میں معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے پھر یہ ٹائم گزر جائے گا۔یہاں جو بتایا گیا کہ C&W ڈیپارٹمنٹ میں ایک حادثہ ہوا جس میں ایکسیئن اور ایس ڈی او کو ڈی پی او نے personally مارا۔اس سلسلے میں C&W میں تین دن سے ہڑتال جاری ہے اور آج جلوس بھی نکل رہا ہے۔میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ ایک اہم issue ہے اس پر ابھی ہاؤس سے مختصر سی کمیٹی بن جائے اور آج ہی متعلقہ لوگوں کو بلا کر یہ مسئلہ resolve کیا جائے چونکہ یہ واقعی بہت اہم ہے۔صاحبزادہ فضل کریم صاحب کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے

اس کے لئے بھی وہی کمیٹی فوری طور پر دیکھے اور اس میں اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہوں چونکہ یہ مسئلہ فوری resolve ہونے والا ہے۔میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ جو پرچہ out ہوا ہے اس بارے میں آپ سے استدعا ہے کہ یہ بہت بڑا اہم مسئلہ ہے اس لئے آپ فوری طور پر وزیر تعلیم کو بلوالیں تاکہ اس پر بھی فوری طور پر کوئی کارروائی کی جاسکے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ معاملہ فوری notice لینے والا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کو آنے دیں، ان کے آنے کے بعد پھر بات کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ یہ جو دونوں باتیں ہوئی ہیں اگر لاء منسٹر ہوتے تو وہ law and order کی situation پر ہونے والی بات کا جواب دے دیتے اور اگر وزیر تعلیم اس ہاؤس میں موجود ہوتے تو وہ ثناءاللہ خان مستی خیل صاحب کی پرچے والی بات کا جواب دے دیتے۔ان متعلقہ منسٹرز کے بغیر ابھی یہ بات کرنا بنتی نہیں تھی۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج کے ایجنڈے کے اوپر ہم نے ایک ایسا قانون پاس کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے جو کہ آئین کی روح کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی تشریف رکھیں، جب وہ موقع آئے گا تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔مجھے کیا اعتراض ہے، یہ وقفہ سوالات آپ کا ہے۔اگر آپ ان سوالات کے جوابات نہیں لینا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔اصولاً جب وہ وقت آتا، Bill پیش ہوتا تو پھر آپ یہ بات کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔اس پارلیمنٹ کے اندر احتجاج registered کرانے کا ایک طریق کار ہے۔دنیا بھر کی parliaments کے اندر ایک tradition ہے کہ جب کسی چیز کو disapprove کیا جاتا ہے، کسی چیز کو نامنظور کرنے کے لئے جب اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے تو walkout کیا جاتا ہے۔ہم اپوزیشن والے اس کالے قانون کے ایجنڈے پر آنے کی وجہ سے 10 منٹ کا ایک علامتی walkout کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو وہ discuss نہیں ہو رہا تو پھر آپ کیوں walkout کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Bill آج کے ایجنڈا پر آیا ہوا ہے اس لئے ہم اس پر علامتی walkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، تو یہ ایجنڈے پر walkout ہو رہا ہے۔ دیکھیں، اپوزیشن نے کتنی اچھی بات کی ہے کہ ایجنڈے پر walkout کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ walkout کر گئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محکمہ اوقاف کے لوگ باہر سڑک پر لیٹ کر احتجاج کر رہے ہیں۔ آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو باہر جا کر ان کی بات سن لے اور وہ آپ تک پہنچ جائے تا کہ ان کا مسئلہ حل ہو سکے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مہربانی کریں اور ان تینوں معاملات پر تین کمیٹیاں بنا دیں۔ آپ جو فرمائیں گے اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے ان تینوں معاملات کے لئے ایک ہی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ تین کمیٹیاں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب کا جو واقعہ ہوا ہے اس حوالے سے پہلے بھی چار تحاریک استحقاق آ چکی ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ کیا فضل کریم صاحب خود ایک ایم این اے نہیں ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جی، ہاں وہ ایم این اے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر ان سے کہیں کہ وہ اس حوالے سے اپنی تحریک استحقاق اسمبلی میں لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ایم این اے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے عام شہری بھی ہیں۔ میرا اور اس ہاؤس کا بھی فرض بنتا ہے، جمہوریت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کسی کے

ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اس معاملے کو کوئی بھی معزز رکن اٹھا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف خود ہی اس معاملے کو اٹھائیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے اس point کو raise کرنا ہے تو کسی قانون اور قاعدے کے تحت لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ادھر کون سا قانون اور قاعدہ چاہئے؟

جناب سپیکر: آپ کو معلوم ہے کہ ابھی یہاں ہاؤس میں وزیر قانون صاحب بھی نہیں بیٹھے، اس کے باوجود آپ زور لگا رہے ہیں۔ ابھی وزیر قانون صاحب آجاتے ہیں تو پھر بات کریں گے، آپ کی بات سنیں گے۔ یہ فضل کریم صاحب کا استحقاق ہے اور انہیں خود بھی اس معاملے کو قومی اسمبلی میں point out کرنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کا بھی استحقاق ہے، ہر شہری کا استحقاق ہے۔ میں کمیٹی کے حوالے سے بات کر رہا تھا آپ سن تو لیجئے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایسی کمیٹیاں پہلے بھی بنی ہوئی ہیں اور ہم اس کے اندر affective ہیں، اگر آج پھر ایک کمیٹی بن جائے گی تو پتا نہیں وہ کب تک چلے گی؟

جناب سپیکر: آپ کی تحریک تو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے پاس ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی ہاں! اگر اس تحریک استحقاق پر کوئی فیصلہ ہو گیا ہوتا، اگر رانا تنویر ناصر کی تحریک استحقاق پر کوئی فیصلہ ہوا ہوتا تو آج یہ وقوعہ نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: اس استحقاق کمیٹی میں آپ کے معزز ممبران ہیں، انھیں بیٹھ کر پہلے فیصلہ تو کرنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! فیصلہ کرنے میں کتنی دیر لگے گی، کیا فیصلہ اس وقت آئے گا جب ہم نہ ہوں گے؟

جناب سپیکر: میں نہیں بتا سکتا، اس کا فیصلہ تو استحقاق کمیٹی نے کرنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ حکم جاری کر سکتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی یہ تحریک استحقاق جلد نمٹائیں۔اس کمیٹی کو اشرف سوہنا صاحب head کریں گے۔مہر اشتیاق احمد، الحاج محمد الیاس چنیوٹی اور شاہ صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔آپ نے سب کے ساتھ بات کرنی ہے، تینوں معاملات پر اسی کمیٹی نے بات کرنی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! شاہ تو ادھر کافی ہیں۔آپ نام لے کر بتا دیں تاکہ clear ہو جائے۔

جناب سپیکر: سب کو پتا ہے، آپ کو کون نہیں جانتا؟

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ہر روز کوئی نہ کوئی گروپ باہر آ کر سڑک block کرتا ہے۔کیوں نہ اسمبلی کی ایک permanent Disputes Resolving Committee بنا دی جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ وہ باہر جا کر ایسے معاملات کو دیکھے؟

جناب سپیکر: نہیں، قانون میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ ایک permanent committee بنا دی جائے، یہ سپیکر کی discretion ہوتی ہے، کیا آپ سپیکر کے اختیارات چھیننا چاہتے ہیں؟میرے خیال میں اب سوالات کی طرف آئیں۔حضرات! دس منٹ ہو گئے ہیں، اب تشریف لے آئیں۔اپوزیشن والے میرے بھائی، جو باہر بیٹھے ہیں وہ میری بات سن رہے ہوں گے۔آپ کے دس منٹ مکمل ہو چکے ہیں اب آپ واپس تشریف لے آئیں۔ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں ادھر کمیٹی کے ساتھ جا رہا ہوں تو پھر میرے جو سوالات ہیں وہ تھوڑی دیر بعد take up کر لئے جائیں۔میرے واپس آنے پر ان کو take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! ایسے تو نہیں ہو گا۔کیا آپ کی جگہ پر کسی اور کو بھیج دیں؟ بہتر یہی تھا کہ آپ جاتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب میں آؤں گا تو میرے یہ سوال اس وقت take up ہو جائیں گے۔ مجھے دونوں مزے لے لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگر آپ وقفہ سوالات کے دوران آ گئے تو پھر آپ کے سوالات take up کر لیں گے۔ اپوزیشن کے ساتھی ابھی تک تشریف نہیں لائے حالانکہ وہ خود کہہ گئے تھے کہ ہم دس منٹ بعد آ جائیں گے لیکن لگتا ایسے ہے کہ وہ کچھ لیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ چلیں، ہم سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا سوال ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر474، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم پی ایز کے لئے رہائش گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*474: **راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں اس وقت ایم پی ایز کے لئے کل کتنی رہائش گاہیں / ایم پی ایز ہوسٹلز ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ممبران اسمبلی کی تعداد کے لحاظ سے کمرے / رہائش گاہیں بہت کم ہیں، اگر ہاں تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں کل کتنے نئے کمرے / رہائش گاہیں بنائی گئی ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں اس وقت ایم پی ایز کے دو ہوسٹلز ہیں۔

I- پیپل ہاؤس نزد پنجاب سیکرٹریٹ لاہور جس میں 40 کمرے ہیں۔

II- ایم پی ایز ہوسٹل نزد پنجاب اسمبلی بلڈنگ لاہور جس میں 36 کمرے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ ممبران اسمبلی کی کل تعداد 371 کے لحاظ سے کمرے و رہائش گاہیں بہت کم ہیں۔ حکومت ایک نیا ایم پی اے ہوسٹل نزد پنجاب اسمبلی متصل موجودہ ایم پی اے ہوسٹل بنانے جارہی ہے جس میں 102 ایم پی اے حضرات کے لئے کمرے / رہائش گاہیں ہوں گی ۔ بلڈنگ ڈیزائن سپیکر صاحب کی زیر صدارت ایک میٹنگ میں منظور ہوچکا ہے۔ اس مجوزہ ہوسٹل کا کل تخمینہ 2102 ملین روپے(2۔ارب 10 کروڑ20لاکھ روپے) برائے منظوری سیکرٹری اسمبلی نے مورخہ 2010۔01۔25 کو محکمہ P&D کو بھجوادیا ہے۔ یہ سکیم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں کوئی نئی رہائش گاہ / کمرے برائے ایم پی ایز نہیں بنے۔ ایم پی ایز کے لئے سکیم پچھلے سال ADP میں موجود تھی، ڈیزائن فائنل نہ ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "لاہور میں اس وقت ایم پی اے کے دو ہوسٹلز ہیں" پہلے نمبر پر پیپلز ہاؤس اور دوسرے نمبر پر ایم پی اے ہوسٹل ہے۔ ایم پی اے ہوسٹل اور پیپلز ہاؤس دونوں کے درمیان کمروں کا فرق ہے۔ پیپلز ہاؤس میں تین چار کمرے ہیں جبکہ ایم پی اے ہوسٹل میں صرف ایک کمرہ ہے۔ بعض ایم پی اے حضرات ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ گن مین اور ڈرائیور بھی ہوتے ہیں لیکن ایم پی اے ہوسٹل میں ان کے سونے کے لئے جگہ نہیں ہے جبکہ پیسے ایک جیسے کاٹے جاتے ہیں حالانکہ یہاں پر ایک کمرہ ہے اور وہاں پیپلز ہاؤس میں تین چار کمرے ہیں ایسا کیوں ہے / دوسرا وزیر صاحب یہ بھی بتادیں کہ جو نیا ہوسٹل بن رہا ہے وہ کیسا بن رہا ہے؟

جناب سپیکر: جو آپ نے پیسوں کا پوچھا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس کا جواب نہیں دے پائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے بات کی ہے کہ پیسے کاٹے جارہے ہیں اور اس میں فرق ہے تو ہمارے ساتھ یہ relevant نہیں ہے کہ کتنے پیسے کاٹے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں بتا دیتا ہوں۔ MPA Hostel کا -/150 روپے ہے اور Pipals House کا -/250 روپے ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! چونکہ میں ایم این اے رہا ہوں، مجھے پتا ہے کہ اسلام آباد پارلیمنٹ لاجز کا کرایہ 4 ہزار روپے monthly deduct کرتے ہیں۔ میری information کے مطابق یہاں پر -/1000 روپے daily deduct کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ justified نہیں ہے، kindly اس کو justified کیا جائے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم 10 ایم پی ایز نے تقریباً دو تین ہفتے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر request کی تھی کہ آپ ہمارے کمروں کی monthly deduction fix کر دیں کیونکہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے وہاں پر مشکل سے دو بندے سوتے ہیں تو سیشن کے دوران اس کا -/1000 روپیہ کیوں کاٹا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ اس question سے relevant نہیں ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم دو سال سے شور ڈال رہے ہیں، kindly آپ اس کا فیصلہ کر دیں۔ آپ نے کرنا ہے تو مہربانی فرما دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بات کا پتا ہے کہ میں اکیلا اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ہم انشاء اللہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے اس کا فیصلہ کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! نیا ہوسٹل بن رہا ہے اس کے بارے میں بتا دیں کہ وہ کس standard کا ہے؟

جناب سپیکر: جو نیا ہوسٹل بنے گا وہ 102 کمرہ جات پر مشتمل ہو گا، اس میں ہمارے 102 معزز ممبران رہ سکیں گے، وہ سات منزلہ ہو گا اور اس میں وہ تمام facilities ہوں گی جو جائز حد تک ہیں یعنی وہ suit ہوں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم جائز ہی facilities مانگتے ہیں، ناجائز نہیں مانگیں گے۔ یہ تھوڑا سا جائز کر دیں کہ کمرے کا -/1000 روپیہ daily کیوں کاٹتے ہیں، وہ جائز نہیں ہے kindly اس کا بھی کچھ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا بھی کچھ کریں گے لیکن اس طرح نہیں، کمیٹی میں اس کا فیصلہ ہو گا۔ محترمہ ڈار صاحبہ supplementary question پر ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان دو ہوسٹلوں میں اس وقت کتنی lady MPA's رہائش پذیر ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان ہوسٹلوں میں کمروں کی allocation اسمبلی سیکرٹریٹ سے ہوتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ سات منزلہ نئے ہوسٹل کے بارے میں بتا رہے ہیں، آپ یہ بھی بتا دیں کہ ladies کے لئے بھی کوئی special hostel ہو گا یا نہیں یا وہ ایسے ہی دربدر دھکے کھاتی رہیں گی؟

جناب سپیکر: Ladies کے لئے special hostel کوئی نہیں ہے، MPAs کے لئے hostel ہے اس میں ladies کی بات ہے نہ gents کی صرف MPAs کی بات ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! MPAs کے لئے ہے تو یہاں lady MPAs بھی بیٹھی ہوئی ہیں وہ MPA کے بغیر تو نہیں ہیں تو میں پوچھ رہی ہوں کہ اب تک کتنی lady MPAs کو کمرے allot کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تین خواتین کے پاس کمرے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ذرا بتائیں کہ کس Lady MPAs کے پاس کمرہ ہے؟ ابھی پتا چل جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے پیچھے فاروقی صاحبہ کھڑی ہیں، وہ بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!میں یہ supplementary question کر رہی ہوں کہ وزیر صاحب بتائیں کہ کمرے دینے کا کیا طریق کار ہے کیونکہ میں نے کمرہ لینے کے لئے سب سے پہلے نمبر 1 پر apply کیا تھا لیکن آج تک مجھے کمرہ نہیں ملا۔ یہ حال ہے کہ میں اسمبلی کا اجلاس attend کرنے آتی ہوں تو میرے گھر والوں کو ایک مرد اور ایک عورت نوکر میرے ساتھ بھیجنے پڑتے ہیں۔ اگر میں جلدی آجاؤں اور ٹھہرنے کی جگہ نہ ہو تو میں کبھی داتا صاحب جا کر نفل پڑھنے بیٹھ جاتی ہوں یا بی بی پاک دامن جا کر دعائیں مانگنے بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ!نہیں۔ میں آپ کی یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوں، جب بھی آپ نے حکم دیا کہ مجھے کمرہ چاہئے میں نے ہمیشہ آپ کو accommodate کرنے کے لئے اپنے اسٹیٹ افسر کو خصوصی ہدایت کی ہے کہ ہماری کسی lady MPAs یا کسی دوسرے صاحبان کو کہیں ہوٹل میں کمرے کی ضرورت ہے ہم ان کے لئے accommodation رکھتے ہیں جس کسی کو ہمارے کسی specified hotel میں رہنا ہو تو ہم ان کے مطابق انتظام رکھتے ہیں۔ ہم کسی کو یہ جواب نہیں دیتے کہ آپ داتا صاحب چلے جائیں، وہ آپ کی اپنی صوابدید ہے۔ محترمہ!"First come first serve" basis پر یہ کمرے allot کئے گئے تھے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!میں نے سب سے پہلے نمبر 1 پر apply کیا تھا کہ مجھے کمرہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے نہیں لگتا کہ ایسی بات ہو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں معزز اراکین اسمبلی سے request کروں گا کہ سوال و جواب کا یہ جو معاملہ چل رہا ہے یہ C&W سے related ہے اور C&W کے ذمے کسی کو کمرہ دینا یا لینا نہیں ہے یا کسی کی رہائش کا بندوبست کرنا، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم construct کر کے دے سکتے ہیں۔ میں نے construction کے حوالے سے اس پر detailed already جواب دے دیا ہے اور آپ نے بھی بڑے اچھے طریقے سے اس پر مزید وضاحت کر دی ہے کہ مزید 102 کمرے بن رہے ہیں تو اگر اس سے related بات کی جائے تو ہم اس کا جواب دیں گے اور کمروں کی

allotment سیکرٹری اسمبلی اور آپ کے تعاون سے ہوتی ہے اس کا C&W کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح کہا، آپ بالکل accommodate کرتے ہیں لیکن جن MPAs کو واقعی کمرے نہیں ملتے اور خاص طور پر خواتین نے کئی دفعہ یہ بات یہاں اٹھائی ہے میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں اگر آپ آج حکومت کو کہیں تو میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ خواتین MPAs کے کمروں کا مسئلہ چھ ماہ میں حل ہو سکتا ہے۔ آج آپ حکم دے دیں میں منسٹر صاحب کو ابھی ایک رائے دیتا ہوں۔ یہاں بالکل اسمبلی کے ساتھ ایک hostel nursing and lady doctors ہے اس میں lady MPAs کے لئے کمرے بھی ہیں اس پر ایک floor ڈال کر ان کو کمرے دے دیں ان کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا لیکن کوئی کرے تو سہی۔ میری عرض سن لیں، C&W اربوں روپیہ مانگ رہا ہے اور میں on the floor of the House یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اربوں روپیہ دینے کے بعد بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا، آپ اس کے اندر interfere کریں، ہماری اسمبلی کے بالکل پیچھے ایک بہترین ہوسٹل ہے اس پر ایک floor ڈال دیں مجھے اجازت دیں، میں چھ مہینے میں lady MPAs کے لئے 50 کمرے بنوا دیتا ہوں، یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ اس کے بعد میرے ساتھ ایک میٹنگ کریں گے۔ جی، منڈا صاحب supplementary question پر ہیں۔ منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) کا جواب دیا ہے کہ اس کا کل تخمینہ 2۔ارب 10 کروڑ روپے کی منظوری کے لئے P&D کو بھجوایا ہوا ہے اور یہ سکیم current year کی ADP میں شامل ہے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس رواں مالی سال کے سات ماہ گزر گئے ہیں اور development کرنے کے لئے باقی صرف چار پانچ ماہ رہ گئے ہیں، ہمیں یہ بتا دیں گے کہ یہ سکیم کب تک شروع ہو جائے گی، کوئی exact date دے دیں گے کہ کام ground پر کب تک شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے ادھورا جواب پڑھا ہے۔ اگر یہ ساتھ تاریخ بھی پڑھ لیتے کہ 25۔ جنوری2010 کو سیکرٹری اسمبلی سے منظوری کے بعد یہ P&D ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی گئی ہے۔ آج صرف آٹھ دن ہوئے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ADP کی بات کی ہے تو اس میں بالکل یہ clear بات ہے کہ اس کو رکھا گیا ہے لیکن جب تک اس کی منظوری نہیں ہونی تھی اس وقت تک اس پر کام ہونا ہے اور نہ ہی اس کے لئے، فنڈز مختص کئے جانے ہیں لہذا اس کی منظوری ہو چکی ہے لیکن Its still so far unfunded لہذا جیسے ہی P&D سے final approval آئے گی تو اس کے بعد اس کی allocation ہو جائے گی اور اس کے بعد ٹینڈر call کئے جاتے ہیں تب جا کر اس کی تاریخ specify کی جاتی ہے کہ کب یہ مکمل ہو گی، اس سے پہلے کوئی تاریخ نہیں دی جا سکتی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی tentative date دے دیں۔ یہ formalities اور approval میں سال گزر جائے گا۔ پچھلے سال کی طرح پھر یہ سکیم drop ہو جائے گی۔ کیا اس مالی سال کے دوران یہ سکیم شروع ہو گی یا نہیں ہو گی؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ شروع ہو گی۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اگر آپ 102 بندوں کے لئے estimate لگائیں، آپ 2۔ارب روپے اس سکیم کے لئے C&W کو دے رہے ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ دو دو کروڑ کی ان کو ڈیفنس میں کوٹھیاں خرید کر دے دیں۔ آپ حساب لگا لیں تو دو کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ آپ کو جو estimate C&W نے دیا ہے اس کے مطابق 102 ممبران کے لئے آپ رہائش گاہیں بنانے جا رہے ہیں تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ دو دو کروڑ کی کوٹھیاں ان کو ابھی ڈیفنس میں لے کر دے دیں۔ اس طرح کام ختم ہو جائے گا۔ کیا یہ بجٹ C&W کے لئے رکھا گیا ہے؟ ابھی کل تیل کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں، کبھی بجلی کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور عوام پر ٹیکس لگ رہے ہیں، یہ عوام پر indirect tax لگ رہے ہیں۔ یہ اس لئے لگ رہے ہیں کہ یہ سارے پیسے اکٹھے کر کے C&W کو دے دیں یا health کو دے دیں۔ اس میں میرا

سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب 102 ممبران کے لئے جو رہائش گاہیں بنا رہے ہیں اس میں ایک ایم پی اے کا تخمینہ کتنے کروڑ بنتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جو بات ابھی کی ہے، اس سوال سے اس لحاظ سے relevant نہیں ہے کہ جب منصوبہ بنایا جاتا ہے تو وہ C&W نہیں بناتا۔ ان کو سب پتا ہے یہ ماشاء اللہ بڑی دیر سے ایم پی اے ہیں۔ یہ بڑے اچھے طریقے سے اپنے حلقے کو چلا رہے ہیں اور دیگر معاملات میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس کو بناتا ہے اور اس کے بعد C&W کے پاس بھجوایا جاتا ہے کیونکہ اس نے یہ تعمیر کرنی ہوتی ہے۔ اس سے پیشتر جس ڈیپارٹمنٹ کی requirement ہوتی ہے وہ اس پر اپنی آراء دیتا ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو یہاں پر سپیکر صاحب اور اسمبلی کے level پر طے ہونا ہے کہ آیا اس بلڈنگ کو بنانا ہے یا نہیں بنانا۔ اس کے علاوہ جیسے انھوں نے تجویز دی ہے کہ اسے drop کر دیا جائے اور اس کے بعد ممبران کے لئے گھر خرید لئے جائیں۔ اگر سپیکر اسمبلی چاہتے ہیں کہ ایسا ہو جائے تو C&W کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ فیصلہ سپیکر صاحب نے کرنا ہے۔ جب فیصلہ ہو جائے گا تو مجھے اور میرے محکمے کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہاؤس جو approve کرے گا ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو دیکھیں گے۔ اگر کلو صاحب کی بات میں ہمیں فائدہ نظر آیا تو ضرور اس کو کریں گے لیکن ہم اس کو study کریں گے۔ اگلے دو سوال سید حسن مرتضیٰ کے ہیں، وہ مجھے کہہ کر گئے ہیں اس لئے ان کے آنے تک pending ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 686 ہے۔

وحدت کالونی کوارٹروں کی چھتوں کی مرمت

*686: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں تقریباً تمام کوارٹرز کی لینٹر والی چھتوں کو مرمت کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صحیح چھتوں کو صرف کمیشن کی غرض سے مرمت کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مکمل انکوائری کے بعد متعلقہ اہلکاران وافسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے وحدت کالونی میں کل 1938 کوارٹرز ہیں جس میں سے 169 کوارٹرز کی چھتیں خستہ حال اور لیک کرتی تھیں۔ ان چھتوں کی تبدیلی کا تخمینہ لاگت 23.187 ملین روپے (2 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے) تھا۔ 121 خستہ حال چھتوں کو جون 2009 تک تبدیل کر دیا گیا جس پر 12.260 ملین روپے (1 کروڑ 22 لاکھ 60 ہزار روپے) خرچہ ہوا باقی چھتیں الاٹیز کے کمرے / کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جاسکیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ صرف خستہ حال چھتوں کی مرمت کی گئی ہے۔

(ج) جز بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے تمام کام اتھارٹی سے منظوری لے کر کرائے جاتے ہیں لہذا کسی اہلکار یا آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں اس سوال کے حوالے سے بتانا چاہتی ہوں کہ ٹھیکیدار اتنے طاقتور ہیں کہ وہ سرکاری رہائش گاہوں میں صرف چھتیں ہی نہیں بلکہ دوسرے کام بھی خود estimate بنوا کر کرتے ہیں۔ اس بنیاد پر دوسرے عملے کے ساتھ ایس ڈی او اور اوور سیئر بھی کمیشن لیتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ وحدت کالونی کے بہت سے گھروں میں سالانہ مرمت نہیں کی جاتی اور جو الاٹی طاقتور ہوتا ہے وہ فنڈز جاری کروالیتا ہے۔ اس بناء پر بہت سے گھروں میں کئی کئی سال تک کام نہیں ہوتا اور کئی گھروں میں ہر سال کام ہوتا ہے۔ اس ناانصافی کا وزیر صاحب کیا سدباب کریں گے اور کیا کوئی رپورٹ مرتب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: کیا آپ ضمنی سوال کر رہی ہیں؟ ہمیں تو سمجھ نہیں آرہی۔ آپ آرام سے بات کریں تاکہ مجھے بھی سمجھ آئے اور میں ان سے پوچھنے والا بنوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں سوال پڑھ دوں تاکہ آپ کے لئے آسان ہو جائے۔ سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں تقریباً تمام کوارٹروں کی لینٹر والی چھتوں کو مرمت کیا جارہا ہے؟" اس کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے وحدت کالونی میں کل 1938 کوارٹرز ہیں جن میں سے 169 کوارٹروں کی چھتیں خستہ حال اور leak کرتی تھیں ۔ ان چھتوں کی تبدیلی کا تخمینہ لاگت 23.187 ملین روپے (2 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے) تھا ۔121 خستہ حال چھتوں کو جون 2009 تک تبدیل کر دیا گیا جس پر 12.260 ملین روپے (1 کروڑ 22 لاکھ 60 ہزار روپے) خرچہ ہوا باقی چھتیں الاٹیوں کے کمرے / کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اس سوال کے ضمن میں عرض ہے کہ جب ٹھیکیدار ٹھیکہ لینے کے لئے آتے ہیں تو وہاں اتنی کرپشن ہوتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں اور کئی گھر ایسے ہیں کہ جن کی دس دس سال سے مرمت نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ وہاں پر جو ناانصافی ہو رہی ہے کہ کسی گھر کی مرمت ہوتی ہے اور کسی گھر کی مرمت نہیں ہوتی اس کے لئے یہ کوئی رپورٹ مرتب کرانے، چیک کرانے اور کسی قسم کی inspection کا ارادہ رکھتے ہیں، وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جتنا ان کا سوال تھا اس سے زیادہ ان کو جواب بتا دیا گیا تھا لیکن یہ مزید اس کی تفصیل میں جانا چاہتی ہیں۔ یہاں پر بالکل سادہ سی بات ہے کہ 1938 کوارٹر ہیں۔ ان کا جب سروے کیا گیا یا وہاں پر جو شکایات آئیں تو صرف 169 آئیں۔ جب یہ 169 شکایات آئیں تو اُس کے لئے تخمینہ لگا دیا گیا اور وہ تخمینہ 2 کروڑ 31 لاکھ روپے لگا۔ اس کے بعد 169 میں سے 121 لوگوں کے کوارٹروں کی چھتیں اور دوسری problems solve کر دی گئیں۔ باقی کام اس لئے رہ گیا تھا کیونکہ جن لوگوں

نے کروانا تھا انہوں نے خود ہی کہا کہ ہم نے اپنے کوارٹر کا کام نہیں کروانا، ایسے ہی ٹھیک ہے۔ حالانکہ محکمہ تمام کوارٹروں کا کام کروانے کے لئے تیار تھا جس کے لئے پیسے بھی موجود تھے لیکن جب لوگ خود ہی نہیں کروانا چاہتے تو اس میں problems آتے ہیں۔ ابھی محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہاں پر ٹھیکیدار ناجائز پیسا لیتے ہیں اور خود ہی معاملات کو بگاڑتے ہیں تو میں انہیں بتاؤں کہ ایسی صورتحال کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف یہ کوارٹروں کا مسئلہ ہے بلکہ پوری construction کا مسئلہ ہے جس میں سڑکیں اور دیگر بلڈنگ کے محکمے آتے ہیں۔ ٹھیکیدار خود estimate نہیں کرتا بلکہ محکمہ estimate کرتا ہے۔ البتہ اگر یہ چاہتی ہیں کہ وہاں پر کوئی انکوائری کروائی جائے تو یہ نشاندہی کر دیں کہ کس چیز کی انکوائری کروانی ہے تو وہ بھی ہم کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جس طرح منسٹر صاحب فرما رہے ہیں تو آپ کسی سپیشل کیس کی نشاندہی کریں جس کا وہ notice لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان سے صرف یہ کہوں گی کہ وہاں پر inspection کروا لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کریں اور پڑھیں۔ آپ کے پاس اتنے لفافے بھی ہوتے ہیں، اسی سے ہی آپ پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے پاس کون سا لفافہ ہے؟ اگر اُن کو سمجھ نہیں آ رہی تو میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے۔ دس سال سے کس کس گھر میں سفیدی ہوئی ہے اور کس کس گھر میں نہیں ہوئی اس کی انکوائری کروا لیں، سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ ہر سال ہر کوارٹر میں سفیدیاں کروانے کے لئے پیسے لئے جاتے ہیں جبکہ آدھے سے زیادہ گھروں میں سفیدیاں نہیں ہوتیں۔ میں یہی بات کر رہی ہوں کہ جو آدمی powerful ہوتا ہے، جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں وہ اپنا کام کروا لیتا ہے اور جس کی نہیں چلتی اُس کے کام نہیں ہوتے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی ایک سوال G.O.R-III کے حوالے سے دیا تھا کہ وہاں پر P&D کے شامی نام کے آدمی کے گھر سرونٹ کوارٹر موجود تھا لیکن اس کے باوجود اُس نے ایک سرونٹ کوارٹر extra بنوالیا جبکہ وہیں پر ایک پروفیسر جس کے گھر

کی دیوار آج تک گری پڑی ہے لیکن کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ بڑےcriticalمعاملات ہیں کیونکہ خرچہ تو ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں آپ میری بات سمجھ رہی ہیں اور نہ ہی منسٹر صاحب کی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ انکوائری کروالیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے پُرزور گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کوئی specific caseبتادیں تو ہم انکوائری کروالیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اس سوال کو کمیٹی کوrefer کر دیں کیونکہ ایک گھر ہو تو میں بتاؤں۔

جناب سپیکر: کون سی کمیٹی کوrefer کروں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نام، کوارٹر نمبر اور گھروں کی ساری لسٹ ان کے سامنے لادوں گی۔ کوئی ایک گھر ہو تو میں اُس کی نشاندہی کروں۔ وہاں پر سینکڑوں گھر ایسے ہیں جہاں پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ آپ کمیٹی کو یہ سوالrefer کر دیں، کمیٹی آپ کو رپورٹ مرتب کر دے گی تو آپ کے سامنے سارے حقائق آجائیں گے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب تو اس کا جواب دے رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت ہے تو بتائیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیں تو میں ایک نہیں100 ثبوت دوں گی۔

جناب سپیکر: تو آپ ثبوت دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ حکم کریں اور کمیٹی بنائیں تو میں خود ساتھ چلتی ہوں اور inspection team بھی ساتھ جائے۔

جناب سپیکر: بات سنیں۔ آپ منسٹر صاحب کو100 میں سے صرف پانچ گھر بتادیں تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیسے کام نہیں ہوتا؟

محترمہ آمنہ الفت: ٹھیک ہے۔ میں ان کو ابھی تھوڑی دیر میں تحریری طور پر دے دیتی ہوں اور یہ اس پر promise کریں کہ وہ فوری کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ ان کو لکھ کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بالکل relevant بات کی ہے۔ یہاں پر ایسے ہی بیٹھ کر کسی پر الزام لگا دینا اور غلط بیانی کرنا بڑی غلط بات ہے۔ میں ان سے request کروں گا کہ ان کے علم میں اگر کوئی بات ہے تو ہمیں specifically بتائیں کہ یہاں پر ایسے معاملات ہوئے ہیں تو محکمہ اس چیز کی پوری ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر واقعی ایسا ہوا ہو گا تو ہم اُس کو sort out بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: سختی سے notice لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اس کے علاوہ جو problems ہیں وہ بھی انشاء اللہ resolve کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں مکمل رپورٹ پوری تفصیل کے ساتھ اسی ہاؤس میں پیش کروں گی۔ اب آپ نے وعدہ کیا ہے اور آپ کی ruling آ گئی ہے کہ اس پر سختی سے notice لیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ ہاؤس میں پیش نہیں کریں گی بلکہ پہلے ہمیں دیں گی اور اگر اُس کا جواب satisfied نہ ہوا تو پھر یہ ہاؤس میں ضرور پیش کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، ٹھیک ہے۔ میں ساری تفصیل ان کو ہی دے دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کیا آپ کا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بولیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمے نے جز (الف) کا آخری لائن پر جواب دیا ہے کہ باقی چھتیس الاٹیوں کے کمرے/کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جا سکی ہیں۔ میں سوال یہ کروں گا کہ کوارٹروں کی چھتیں expire ہونے کے بعد کیا محکمے نے اُن لوگوں کو کوئی notice وغیرہ دیا ہے اور میرا دوسرا سوال اسی سے متعلقہ ہے؟

جناب سپیکر: پہلے ایک کا جواب آ لینے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی سے connected ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! کیا آپ نے ایسے لوگوں کو کوئی notice دیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ شکایات کی تھیں کہ ہمارے گھروں میں فلاں فلاں مسائل ہیں تو جب اُن کے لئے پیسے allocate کر دیئے گئے اور پھر کام بھی شروع ہو گیا تو پھر ان کو متعدد بار request کی گئی کہ اگر آپ نے کام کروانا ہے تو کروالیں لیکن کئی لوگوں نے کہا کہ ہم satisfied ہیں اور ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ unnecessary تو حکومت کا پیسا پھینکا نہیں جا سکتا۔ رہائشی کو اس کی سہولت کے لئے گھر دیا گیا ہے اگر وہ مطمئن ہے تو ہمیں اس کو بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے البتہ اگر وہ demand کر رہے ہوتے اور محکمہ انکار کر دیتا کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا تو پھر واقعی action بنتا تھا کہ محکمے نے انکار کیوں کیا اور ان رہائشیوں کو facilitate کیوں نہیں کیا گیا لہذا اُن میں سے جو باقی رہ گئے ہیں اور کوئی شخص شکایت کرتا ہے کہ محکمے نے میرے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے تو ہم اس کا جواب لینے کے لئے تیار ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پہلے یہی عرض کی تھی کہ میرا سوال اسی سے connected تھا، اگر وہ آ جاتا تو شاید وزیر موصوف صاحب اس کا پورا جواب دیتے۔ میں پھر سے شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، اسے اب چھوڑ دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو چھتیں expire ہو چکی ہیں اس میں محکمے نے اپنے طور پر کیا کوئی coercive measures اختیار کی ہیں۔ اگر کوئی coercive measures اختیار نہیں کیں تو کل کوئی چھت بارش سے، expire ہونے یا زائد المیعاد ہونے کی وجہ سے گر جاتی ہے تو پھر اُس سے کوئی جانی نقصان ہوا تو اُس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے معزز ممبر نے واقعی بڑی relevant بات کی ہے۔ ہم اسے اس طرح amend کر سکتے ہیں کہ جو چھتیں رہ گئی ہیں اور جو خستہ حال declare کی گئی تھیں ان کے لئے ہم الاٹیوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح رکھنا چاہتے ہیں تو ان کی responsibility بنے گی۔ اگر وہ چھتیں بدلوانا چاہتے ہیں تو پھر وہ جگہ vacate کر کے ہم مرمت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں بالکل اپنے فاضل ممبر کی بات سے agree کرتا ہوں اور اس پر انشاءاللہ فوراً action ہو جائے گا۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آج لنگڑیال صاحب بڑی مشکل سے ضمنی سوال پر آئے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مرمت کی رقم رکھی گئی ہے کیا اس کے کوئی tender بھی ہوئے تھے، اگر tender ہوئے تھے تو اس میں کن کن لوگوں نے حصہ لیا تھا اور اتنی بڑی رقم کس طریقے سے خرچ کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا کوئی tender رکھا گیا تھا یا آپ نے اپنی جیب سے فٹافٹ نکال کر دے دیئے تھے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے خیال میں ہر معزز ممبر کو پتا ہے کہ محکمے کے اوپر جو پیسا لگتا ہے وہ بغیر tender کے ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں باقی لوگوں کو تو اس بات کا پتا ہو گا لیکن شاید ساہیوال والوں کو نہ پتا ہو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، ایسے ہی لگتا ہے کہ چیچہ وطنی والوں کو نہیں پتا۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ انہیں بتادیں ناں!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! یہ ذرا اس کی تفصیل بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ آپ سے tender کی تفصیل پوچھ رہے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! tender تو اخبار میں آتے ہیں اور پتا ہوتا ہے کہ اس میں competition کیا ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ چونکہ کافی پرانی بات ہے۔ اگر انہوں نے وہ tender نہیں پڑھا تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ جب یہ tender کیا گیا تھا تو definitely اخبار میں آیا تھا۔ اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو میں اُس tender کی کاپی ان کے گھر چیچہ وطنی بھجوا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 1797۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رنگ روڈ لاہور کے لئے خرید کی گئی مشینری و گاڑیوں کی تفصیلات

*1797: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کے لئے حکومت نے کوئی مشینری یا گاڑیاں خرید کی ہیں اگر ہاں تو کس کس قسم کی مشینری کمپنی سے کتنی کتنی مالیت میں خرید کی گئی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی مشینری / گاڑیاں چالو حالت میں ہیں اور کتنی خراب ہو چکی ہیں؟

(ج) اس مشینری کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(د) کیا کوئی گاڑی سرکاری ملازمین کے زیر استعمال ہے تو اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کی تعمیر کے لئے کوئی مشینری پی ایم یو لاہور رنگ روڈ پراجیکٹ کی طرف سے نہیں خریدی گئی۔ البتہ مندرجہ ذیل گاڑیاں Toyota (XLI) 7 عدد، Suzuki Cultus 20 عدد، Suzuki Jimny 5 عدد، Land Rover ایک عدد، جن کی کل مالیت -/24,464,527 روپے پر پراجیکٹ کے لئے خریدی گئیں۔

(ب) تمام گاڑیاں چالو حالت میں ہیں (جن میں سے 5 عدد Suzuki Cultus (C&W Deptt) کے پاس ہے۔

(ج) -/773178 روپے 2007-08 (مرمت)

-/1291701 روپے 2008-09 (مرمت)

(د) تمام گاڑیاں پراجیکٹ کے کاموں کی نگرانی کے لئے اور اس سے متعلقہ کام کے لئے سرکاری ملازمین کے زیر استعمال ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ میرا اگلا سوال نمبر 1798 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

رنگ روڈ لاہور پر لائٹنگ کے اخراجات و دیگر تفصیلات

*1798: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رنگ روڈ لاہور پر آج تک لائٹنگ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) لائٹ کس کس فرم کی لگائی گئی ہے؟

(ج) اس پر کس کمپنی کے بلب یا ٹیوب لگائے گئے ہیں؟

(د) اس کے منصوبہ کی منظوری کے وقت کس کمپنی/فرم کی لائٹنگ لگانے کی منظوری یا approvalہوئی تھی؟

(ہ) کیا جس فرم/کمپنی کی لائٹنگ کی approval منصوبہ کی منظوری کے وقت ہوئی تھی اس فرم/کمپنی کی لائٹنگ لگائی گئی ہے یا کسی دیگر کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ پر سٹریٹ لائٹ کی مد میں آج تک تقریباً 7 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) رنگ روڈ پر کنسلٹینٹ (M/s Nespak) کی منظور شدہ Indalux کمپنی کی لائٹس نصب کی گئی ہیں۔

(ج) رنگ روڈ پر کنسلٹینٹ(M/s Nespak) کی منظور شدہ کمپنی کے بلب/ٹیوب نصب کی گئی ہیں۔

(د) رنگ روڈ منصوبہ کی منظوری کے وقت Indalux، Philips اور Schreder کمپنی کی لائٹنگ لگانے کی منظوری دی گئی تھی۔

(ہ) رنگ روڈ پر منظور شدہ کمپنیIndaluxکی لائٹس نصب کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے 7 ملین روپے رنگ روڈ پر لائٹوں پر خرچ کئے ہیں جس کا میرے پاس ریکارڈ ہے کہ جب انہوں نے یہ tender کیا تھا تو بقول ان کے کہ تین کمپنیاں جو منظور شدہ تھیں انہوں نے لائٹیں لگانے کے لئے اس tender میں حصہ لیا۔

جناب سپیکر: کون سی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

جناب محمد نوید انجم: ایک کمپنی Philips, Indalux اور ایک Schreder کمپنی ہے جن سے انہوں نے کام کروایا ہے۔ رنگ روڈ پر جو لائٹیں لگوائی گئی ہیں تو انہوں نے 26 ہزار روپے کی ایک لائٹ دی ہے جبکہ یہ biddingہوئی ہے اور ٹینڈر میں ڈالا گیا ہے تو Philipsوالوں نے 2005 میں لائٹیں لگانے کے لئے 16 ہزار روپے ٹینڈر میں ڈالے۔ SE منور بشیر نے ساز باز کر کے 2005 میں

Indalux کمپنی جس کا نام آج تک ہاؤس میں کسی شخص نے نہیں سنا ہے انہیں26 ہزار روپے میں دیا گیا۔ انہوں نے دس ہزار روپے فی لائٹ قومی خزانے کو نقصان پہنچایا ہے۔ میرے پاس یہ اس کا ریکارڈ ہے کیا ہمارے وزیر صاحب اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا اس کا مکمل جواب دے دیا گیا۔ پہلے سوال کا بھی ان کو مکمل جواب مل گیا ہے اور یہ مطمئن ہیں۔ میں ان کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! لائٹس لگانے کے لئے تین کمپنیوں کا ہی فیصلہ ہوا تھا کہ ان تین کمپنیوں میں سے کسی کی بھی لگائی جا سکتی ہیں۔ اب definitely ان کی بات بڑی relevant ہے کہ جس کی قیمت کم تھی اور اس کی کوالٹی دوسروں کے مقابلے میں برابر تھی تو پھر تو اس کو لگایا جا سکتا ہے اگر قیمت کم ہو اور کوالٹی اس سٹینڈرڈ کی نہ ہو جس سٹینڈرڈ کی ہماری requirement ہو تو definitely وہ نہیں لگتیں لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ جو لگائی گئی ہیں اس سٹینڈرڈ کی کم پرائس پر مل سکتی ہیں یا available تھیں تو اگر اس میں محکمے کا کوئی قصور ہے تو We are ready to take any action اور اس میں یہ ہمیں بتائیں کہ جس کی بات یہ کر رہے ہیں کہ آیا وہ اس معیار کی ہے جس معیار کی لگی ہوئی ہیں تو پھر ان کی بات میں وزن ہے اور جس طرح یہ کہیں گے اس پر ہم انکوائری بھی کریں گے اور ان کو satisfied بھی کریں گے اور ہاؤس کو satisfied بھی کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! Indalux کمپنی نے جو لائٹس لگائی ہیں اس کی کوالٹی کے بارے میں، میں ایک مثال دے دیتا ہوں کہ اسی کمپنی نے مال روڈ پر جو انڈر پاس بنا ہے اس پر لائٹیں لگائی ہیں، اسی کمپنی نے دھرم پورہ انڈر پاس پر لائٹیں لگائی ہیں، جو تین تین ماہ نہیں چلی ہیں ان کی یہ کوالٹی ہے۔ یہ تو انجینئرز بتا سکتے ہیں جنہوں نے اس کو منظور کیا ہے کہ Philips والوں سے کیوں نہیں لگوائی گئیں؟ اگر یہ سٹینڈرڈ کی نہیں تھیں تو پھر انہیں bids میں شامل کیوں ہونے دیا گیا ہے اور اگر

quality کی تھیں تو دس ہزار روپے جو وہ سستی لائٹ دے رہے تھے وہ کیوں نہیں لگائی گئی ہیں؟ جن کی لگائی گئی ہیں ان کی کوالٹی کا معیار اور ان کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں۔ لاہور مال روڈ اور دھرم پورہ انڈر پاس پر Indalux کمپنی کی لگائی گئی ہیں یہ تو تین تین ماہ نہیں چلی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس میں ان کو بڑا واضح جواب مل چکا ہے۔ اگر یہ میرے ساتھ دیکھتے جائیں اس سارے معاملے کو کہ جز(الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''رنگ روڈ لاہور پر آج تک لائٹنگ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟'' وہ ان کو بتا دیا گیا ہے کہ ''70 لاکھ خرچ ہوئی۔'' اس کے بعد ان کا جز(ب) ہے کہ ''لائٹس کس کس فرم کی لگائی گئی ہیں؟'' جس کمپنی کی لگائی گئی تھیں اس کا نام mention کر دیا گیا۔ اس کے بعد جز(ج) ہے کہ اس پر کس کمپنی کے بلب یا ٹیوب لگائے گئے ہیں وہ بھی نام لکھ دیا گیا اور اس کے بعد انہوں نے جو main سوال کیا تھا کہ کیا جس فرم / کمپنی کی لائٹنگ کی approval منصوبہ کی منظوری کے وقت ہوئی تھی اس فرم / کمپنی کی لائٹنگ لگائی گئی ہیں یا کسی دیگر کی؟ ان تینوں کی approval ہوئی تھی اور تینوں میں سے ایک کی لگائی گئی ہیں۔ اگر اس کے علاوہ ان کے سوال کا کوئی اور جز ہے اور نہ ہی اس کا کوئی جواب بنتا ہے۔ اگر انہوں نے مزید کوئی چیز inquire کرنی ہے یا اس میں کوئی دیکھ رہے ہیں کہ اس میں کوئی malafide intension سے کوئی کام کیا گیا ہے تو اس کے لئے یا تو کوئی fresh question کریں یا انہیں detail فراہم کر دیں تا کہ ہم اس کا proper جواب دیں۔ اس سوال کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اگر اس میں محکمہ کا کوئی فائدہ ہوتا ہے، قوم کا فائدہ ہوتا ہے اور آپ کو وہ کوئی نشاندہی اچھی کر سکتے ہیں اور اگر Indalux کمپنی کی لگائی گئی ہیں جس کی وہ آپ کو نشاندہی کریں گے تو پھر آپ کو ضرور نوٹس لینا چاہئے۔ نوید صاحب! آپ ان سے رابطہ کیجئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ انہوں نے کس برانڈ کی لائٹیں لگائی تھیں۔ یہ کہاں کی بنی ہوئی تھیں، مجھے اس کا بتائیں تا کہ میں باقی ریکارڈ پیش کر دوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے made کے حوالے سے بات کی ہے۔ انہوں نے اس سوال میں اس بارے میں نہیں پوچھا ہے اس لئے یہ fresh question بنتا ہے۔ آپ اس کی تفصیل مجھے دے دیں یا جو پوچھنا ہے تو پھر fresh question کر لیں اگر نہیں تو براہ مہربانی میں نے تو پہلے کہا ہے کہ اس کی کوالٹی اور جو لگی ہوئی ہے اس کی کوالٹی میں فرق ہے، آپ اس کو mention کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: اس پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہاں پر کمیٹی کا مسئلہ نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ direct سوال نہ کریں مجھ سے سوال کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس میں fresh question کہاں پر بنتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ایک کمپنی اس سے سستے ریٹ پر دے رہی تھی تو منور بشیر ایس ای صاحب کی interference پر یہ کیوں لگائی گئی ہیں۔ میرا تو یہ سوال ہے کہ اس میں بے ضابطگی کی گئی ہے اور یہ شخص خزانے کے اوپر بوجھ بنا ہے اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو انکوائری کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ثبوت کے ساتھ اس کو سزا دی جا سکے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ثبوت دے دیتا ہوں ۔ آپ اس کو Standing Committee کو refer کریں تاکہ یہ سارا معاملہ inquire ہو سکے اور اگر کسی نے بے ضابطگی کی ہے تو اس کے خلاف انکوائری کریں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان سے ایک میٹنگ کر کے اپنی بات تو مکمل طور پر بتائیں۔ اگر میں محسوس کروں گا کہ وہ معاملہ کسی کمیٹی میں جانا چاہئے تو یقیناً اس کو کمیٹی میں بھیج دیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ معاملہ 2005 کا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس طرح کیسے پتا چل سکتا ہے۔ آپ ابھی وقفہ سوال کے بعد ان سے مل لیں اور اگر یہ آپ کو satisfied نہ کر پائیں تو مجھے بتائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی اب آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے اپنے سوالوں پر محنت کی ہے ان کو بھی وقت دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ نے پچھلے سوال کا ضمنی سوال لیا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کا؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پچھلے سوال کا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ اگلا سوال لے لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان کا اگلا سوال لیں مگر اس پر تو میرا ایک ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت بولتے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا آپ نے دیکھا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں دیکھا ہو گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ مجھے اس پر ضمنی سوال پوچھنے دیں۔

جناب سپیکر: اب وہ سوال ختم ہو گیا ہے۔جی، اگلا سوال محترمہ زمرد یا سمین صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 1973 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چونیاں سے حجرہ شاہ مقیم براستہ عبداللہ شوگر ملز روڈ کی از سر نو تعمیر

*1973: ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چونیاں سے حجرہ شاہ مقیم براستہ عبداللہ شوگر ملز یہ ایک اہم سڑک ہے اور یہ حجرہ شاہ مقیم، دیپالپور، پاکپتن، حویلی لکھا اور بہاولنگر جانے کے لئے لاہور سے شارٹ کٹ راستہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے اور اس سڑک کے لنک نہر کے پل بھی خطرناک صورتحال اختیار کر چکے ہیں جو کسی بھی وقت بڑے حادثے کا سبب بن سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو فوری از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضمن ہذا درست ہے۔

(ب) سڑک کی مرمت کا کام patch work کی حد تک شروع ہے اور تار کول (resurfacing) کا کام موسم سرما کے گزرنے کے بعد شیڈول میں شروع کر دیا جائے گا۔جو کہ 15۔مارچ کے بعد مناسب ہو گا۔تاہم پل کے اوپر ٹریفک کی آسانی کے لئے ضروری مرمت کر دی گئی ہے اور احتیاطی تدابیر کے بورڈ لگا دیئے گئے ہیں۔

(ج) محکمہ مواصلات و تعمیرات سڑک کی از سر نو تعمیر کا منصوبہ حکومت پنجاب کے پاس وسائل کو مد نظر رکھ کر ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے تجویز کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز(ج) میں انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ ہاؤس کو واضح طور پر یقین دہانی کرا دیں کہ کب تک یہ کام شروع ہو جائے گا اور آئندہ بجٹ میں اس کو شامل کیا جائے گا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا یہ ایک سڑک کے بارے میں ہے جو حجرہ شاہ مقیم اور چونیاں کی طرف جاتی ہے اور اس میں انہوں نے جز(ج) میں پوچھا ہے کہ اس پر کام کب تک شروع ہو جائے گا۔اس سلسلے میں بڑا واضح جواب لکھا گیا ہے کہ اس وقت حکومت کے پاس جو فنڈز ان کے مطابق ابھی گنجائش نہیں ہے کہ اس پر کوئی کام کیا

جائے۔ اگر محترمہ اس کے لئے خود pursue کریں، اگر ان کا حلقہ ہے یا علاقہ ہے تو اس کے لئے pursue کریں تو definitely اگر یہ initiate کریں گی تو محکمہ ان کو support کرے گا لیکن ابھی تک ہمارا اس پر کام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ میرا اور آپ کا حلقہ ہے۔

جناب سپیکر: بڑا اچھا کیا اور آپ کا فائدہ کر دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بات ہی ایسی کر دی کہ یہ ان کا حلقہ ہے اس لئے اب تو میں چپ نہیں رہ سکتا یا تو آپ بولیں یا میں بولوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہاں پر واقعی بہت بُرا حال ہے۔ یہ سڑکیں بننی چاہئیں، یہاں پر یہ کہہ دینا کہ اگر آپ pursue کریں گے۔ آپ نے مہربانی کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو اپنی طرف سے اختیار دیتا ہوں کہ آپ pursue کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ تو آپ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو pursue کریں تو جلد ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان سے کہلوائیں کہ یہ جو میرے اور آپ کے حلقہ میں سڑکیں ہیں ان کا کام جلد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب یہ سوال میرے سامنے آیا تھا تو میں نے اس کی نزاکت کا اندازہ کر لیا تھا اور محسوس کیا کہ جب محکمہ خود کہہ رہا ہے کہ یہاں پر اس کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور اس کو بننا چاہئے اور پنجاب حکومت کے پاس اس کی گنجائش بھی

نہیں ہے تو میرا خیال ہے اور میں نے already لکھا ہوا ہے کہ اگر آپ direction from the Assembly جاری کریں تو definitely اس پر کام بھی جلدی ہو سکتا ہے، اس کے لئے فنڈز بھی مختص ہو سکتے ہیں۔ میں نے already لکھا ہوا ہے کہ direction from the Assembly چلی جائے تو یقیناً بہت سے علاقہ کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ لکھ دیں، directive ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اس لئے لکھا تھا کہ مجھے خود یہ محسوس ہو رہا تھا کہ یہاں پر محکمہ مان رہا ہے کہ سڑک بھی ٹوٹی ہوئی ہے، پل بھی ٹھیک نہیں ہے اور اس کے لئے ہم نے پیسے بھی نہیں رکھے تو میں نے یہ خود محسوس کیا تھا کہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جسے ہم خود مان رہے ہیں اور لوگ disturb ہو رہے ہیں تو definitely اسے فوری طور پر ہونا چاہئے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ یہاں سے direction جاری کریں تو ہم اس پر فوری طور پر عملدرآمد کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ یہ direction تو جاری کریں اور ہر معزز رکن یہ جانتا ہے کہ patch work سے بڑا فراڈ بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ patch work میں پنجاب میں لئے جانے والے کروڑوں روپے بند کریں اور آپ کے حلقے کی سڑکوں کا جو بیڑہ غرق ہوا ہے انہیں بنانے کے لئے آپ direction دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے سن لیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے اور میرے حلقے میں سڑکوں کا جتنا برا حال ہے اتنا کسی کا نہیں ہے اس لئے میں آپ کو direction نہیں دے سکتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ سے direction نہیں مانگ رہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ direction دے سکتے ہیں اور ضرور دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہماری دونوں کی گزارش ہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ آپ تو با اختیار ہیں اور انہوں نے خود کہا ہے کہ آپ direction دیں۔ اگر ہم اپنے حلقے کے لئے نہیں کر سکتے تو پھر کوئی اور کیا کرے گا؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے نہیں ہو سکتا۔ اگلا سوال محترم سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں سوال نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کسی اور کو موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*553: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کو ون وے تعمیر کرنے کے لئے حکومت نے کب منصوبہ بنایا تھا، یہ منصوبہ کتنی لاگت کا تھا؟

(ب) اس روڈ کو ون وے اور از سر نو تعمیر کرنے کا ٹینڈر کب دیا گیا تھا؟

(ج) اس کی تعمیر کے لئے کن کن فرموں نے ٹینڈر داخل کئے؟

(د) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کمپنی کو کتنی لاگت میں دیا گیا ہے؟

(ہ) موقع پر اس سڑک کی تعمیر شروع ہو چکی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) سال 2005 سے آج تک جو ٹھیکیدار اس روڈ کی تعمیر کر رہا ہے، اس کو کتنے سرکاری منصوبے الاٹ ہوئے ہیں؟

(ز) ان میں کتنے منصوبے مقررہ مدت میں مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے مقررہ مدت میں یہ کمپنی مکمل نہ کر سکی؟

(ح) کیا حکومت اس کمپنی کو مقررہ مدت میں سرکاری منصوبے مکمل نہ کرنے پر بلیک لسٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی کل لمبائی 36 کلومیٹر ہے جس میں سے چنیوٹ تا کمالپور لمبائی 22 کلومیٹر اور کمالپور تا فیصل آباد سڑک کی لمبائی 14 کلومیٹر ہے، چنیوٹ تا کمالپور لمبائی 22 کلومیٹر اور چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں سڑک لمبائی 37 کلومیٹر کی دوبارہ تعمیر، اصلاح کشادگی کا منصوبہ حکومت نے جون 2006 میں منظور کیا۔ جس میں سے سڑک کو ون وے کرنا شامل نہ ہے۔ بلکہ موجودہ سڑک کی تعمیر نو، بہتری اور کشادگی 20 فٹ سے 30 فٹ شامل ہے۔ اس منصوبے کی کل مالیت 1,35,94,402 ملین روپے تھی جس میں سے چنیوٹ تا کمالپور حصے کا تخمینہ لاگت 502 ملین روپے تھا۔

(ب) چنیوٹ تا فیصل آباد روڈ بشمول چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی از سر نو تعمیر و کشادگی و بہتری کا ٹینڈر ماہ جون 2006 میں کھولا گیا تھا۔ اصل منصوبے میں سڑک کو ون وے کرنا شامل نہ تھا۔ بلکہ کشادگی و بہتری 20 سے 30 فٹ کرنا تھا۔

(ج) مندرجہ بالا سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں ہونے والے ٹینڈروں میں مندرجہ ذیل فرموں نے حصہ لیا۔

1- میسرز الحان کنسٹرکشن کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ
2- این ایل سی
3- میسرز چائنا انٹرنیشنل واٹر اینڈ الیکٹرک کارپوریشن

(د) کل سڑک از پنڈی بھٹیاں تا کمالپور براستہ چنیوٹ لمبائی 59.542 کلومیٹر کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز الحان کنسٹرکشن کمپنی کو مبلغ -/1,35,94,402 ملین روپے میں دیا گیا تھا۔ جس میں

چنیوٹ فیصل آباد حصے کا تخمینہ لاگت 50 کروڑ 20 لاکھ روپے تھا۔ یہ ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا اور تاریخ تکمیل 2008۔05۔06 تھی۔

(ہ) مقررہ مدت میں ٹھیکیدار صرف 14 فیصد کام کر پایا جبکہ چنیوٹ کمالپور سیکشن میں اس نے کوئی کام نہ کیا چنانچہ ٹھیکیدار کا ایگریمنٹ منسوخ کرنے کے لئے اسے 13-01-2009 کو نوٹس دیا گیا جس کے خلاف ٹھیکیدار ہائی کورٹ / سول کورٹ میں چلا گیا۔ بعد ازاں وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر معاملے کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کے لئے وزیر قانون کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی جس نے تمام حقائق کو مد نظر رکھ کر ٹھیکیدار میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو 2010۔03۔14 تک کام مکمل کرنے کی اجازت دی۔ اب موقع پر سڑک چنیوٹ تا کمالپور کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔

(و) میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی اس منصوبے کے علاوہ محکمہ شاہرات و تعمیرات میں کوئی کام نہ کر رہا ہے۔

(ز) میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پراجیکٹ انجینئرنگ سیل میں صرف مذکورہ سڑک کا کام الاٹ ہوا۔ جو یہ وقت مقررہ میں مکمل نہ کر سکا۔

(ح) اگر میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی نے مورخہ 14-03-2010 تک مذکورہ منصوبے کو مکمل نہ کیا تو یقینی طور پر اس کے خلاف ہر قسم کی تادیبی کارروائی کی جائے گا۔

پی پی۔74 چنیوٹ میں پراونشل ہائی وے کے تحت تعمیر ہونے والی سڑکوں کی صورتحال

*617: **سید حسن مرتضٰی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ میں پراونشل ہائی وے کی کون کون سی سڑکیں ہیں ان کی لمبائی سڑک وار بتائیں؟

(ب) سال 2002 سے آج تک ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ان کی مرمت / از سر نو تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔74 میں پراونشل ہائے وے کی مندرجہ ذیل سڑکات ہیں۔

(i) چنیوٹ چک جھمرہ روڈ از کلومیٹر نمبر 0.00 تا 13.98 = لمبائی 13.98 کلومیٹر

(ii) جھنگ چنیوٹ روڈ از کلومیٹر نمبر 38.00 تا 86.30 = لمبائی 48.30 کلومیٹر

(iii) فیصل آباد چنیوٹ روڈ از کلومیٹر نمبر 19.98 تا 36.00 = لمبائی 16.02 کلومیٹر

(ب) سال 2002 سے آج تک ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر درج ذیل خرچ ہوا۔

(i) چنیوٹ چک جھمرہ شاہ کوٹ روڈ:

تفصیل خرچ برائے تعمیر و کشادگی و بہتری کل لمبائی 51.98 کلومیٹر ہے۔

2002-03	------ روپے
2003-04	20.00 ملین (دو کروڑ)
2004-05	102.662 ملین (10 کروڑ 26 لاکھ 62 ہزار)
2005-06	22.008 ملین (2 کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار)
2006-07	22.412 ملین (2 کروڑ 24 لاکھ 12 ہزار)
2007-08	22.383 ملین (2 کروڑ 23 لاکھ 83 ہزار)
2008-09	50.037 ملین (5 کروڑ 37 ہزار)
2009-10	NIL
ٹوٹل	239.482 ملین روپے (23 کروڑ 94 لاکھ 82 ہزار)

ii) جھنگ چنیوٹ روڈ:۔ تفصیل خرچ برائے مرمت کل لمبائی 86.30 کلومیٹر

2002-03	0.290 ملین (2 لاکھ 90 ہزار)
2003-04	0.310 ملین (3 لاکھ 10 ہزار)
2004-05	1.355 ملین روپے (13 لاکھ 55 ہزار)
2005-06	0.728 ملین (7 لاکھ 28 ہزار)
2006-07	0.255 ملین (2 لاکھ 55 ہزار)
2007-08	3.283 ملین (32 لاکھ 83 ہزار)
2008-09	2.056 ملین (20 لاکھ 56 ہزار)
2009-10	--------

ٹوٹل 8.328ملین (83لاکھ28ہزار)

(iii-A) فیصل آباد چنیوٹ روڈ: کل لمبائی پر اونشل ہائی وے سڑک22کلو میٹر ہے

تفصیل خرچہ مرمت

2002-03	0.350ملین (3لاکھ50ہزار)
2003-04	0.375ملین (3لاکھ75ہزار)
2004-05	0.692ملین (6لاکھ92ہزار)
2005-06	6.140ملین (61لاکھ40ہزار)
2006-07	0.347ملین (3لاکھ47ہزار)
2007-08	0.298ملین (2لاکھ98ہزار)
2008-09	----------
2009-10	--------
ٹوٹل	8.202ملین (82لاکھ2ہزار)

(iii-B) فیصل آباد چنیوٹ روڈ سیکشن چنیوٹ تا کمالپور لمبائی 22کلو میٹر تفصیل خرچہ تعمیر نو کشادگی وبہتری۔

2002-03	Nil
2003-04	Nil
2004-05	Nil
2005-06	Nil
2006-07	Nil
2007-08	Nil
2008-09	Nil
2009-10	1.560ملین(15لاکھ60ہزار)
ٹوٹل	1.560ملین(15لاکھ60ہزار)

(ج)

(i) چنیوٹ تا شاہکوٹ روڈ براستہ چک جھمرہ: سڑک ہذا کی کل لمبائی51.98 کلو میٹر ہے۔جس میں سے13.98 کلو میٹر سیکشن چنیوٹ تا چک جھمرہ پی پی۔74 میں واقع ہے۔سڑک کی کشادگی و اصلاح کا کام 2003-04 میں شروع کیا گیا تھا۔جس کا تخمینہ لاگت237.223 ملین تھااور اس میں سے اب تک کل خرچہ239.482 ملین روپے ہو چکا

ہے۔ماسوائے پلMC Drain کے ساتھ متصل800فٹ سڑک کے تمام کام مکمل ہے۔یہ بقایاکام تارکول کاسیزن شروع ہونے پر جوماہ اپریل میں ہوتا ہے مکمل کر دیاجائے گا۔

(ii) جھنگ چنیوٹ روڈ سڑک ہذا کی لمبائی 86 کلومیٹر ہے۔پی پی۔74 میں اس کی لمبائی کا حصہ 48.30 کلومیٹر ہے۔اس وقت سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

(iii) فیصل آباد چنیوٹ سرگودھاروڈ کل لمبائی 36 کلومیٹر ہے۔پی پی۔74 میں لمبائی 16 کلومیٹر ہے چنیوٹ تاکمالپور سڑک کی لمبائی 22 کلومیٹر کی تعمیر کاکام جاری ہے۔

سٹیpackage سرگودھا کے تحت منظور کی گئی سڑکوں کی تفصیلات

*2001: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سٹی package سرگودھا کے تحت تعمیر کارپٹ روڈدورویہ سرگودھاخوشاب روڈنوری گیٹ تااسلام پورہ اوور ہیڈ بریج ملانے مین قبرستان براستہ کارخانہ بازار محمدی، بازار شربت چوک، پرانی فروٹ وسبزی منڈی، پائلٹ سکول، کباڑی بازار اسلام پورہ بشمول کارپٹ روڈ از سلطان روڈ تاواٹر سپلائی روڈ بشمول گرلز ڈگری کالج اور کباڑی بازار لنک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال (کباڑی روڈ) تا فیکٹری ایریا چوک موہنی روڈ منظوری کی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی ایڈمنسٹریٹو منظوری مجاز اتھارٹی نے دے دی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم 08-2007 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے سیریل نمبر 1949 اور ترقیاتی پروگرام 09-2008 کے سیریل نمبر 1634 پر درج ہے اور اس سڑک کے لئے تین کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود محکمہ پراونشل ہائی ویز سرگودھانے اس سڑک کے ٹینڈر طلب نہیں کئے، اس کی وجوہات کیاہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس عوامی فلاح و بہبود کے منصوبہ کو مکمل کرے گی تو یہ کب تک ہو گا اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ کل تخمینہ لاگت بمطابق ایڈم administrative approval 91.849 ملین (9کروڑ 18لاکھ 49ہزار)روپےاور بتاریخ2006۔10۔13 نظر ثانی شدہ administrative approval 160.915 ملین روپے (16کروڑ 9لاکھ 15ہزار روپے بتاریخ07۔01۔27ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے بشمول سال09-2008 3 کروڑ 54لاکھ روپے جبکہ خرچہ 3کروڑ29لاکھ روپے تھا۔

(د) مذکورہ سکیم کے ٹینڈر بمطابق original administrative approval مورخہ 06-12-07 کو طلب کئے گئے اور ایگزیکٹو انجینئر پراونشل ہائی وے ڈویژن سرگودھا کی چٹھی نمبری C/158 مورخہ 07-01-12 کو میسرز فنکو کنسٹرکشن کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹر -468 K ماڈل ٹاؤن لاہور کو کام الاٹ کیا گیا جس کی تکمیل میعاد12 ماہ تھی یعنی 08۔01۔12 تک تھی جو بعد میں09۔09۔30 تک بڑھادی گئی۔ کام زیر تعمیر ہے کام میں تاخیر کی وجہ بجلی کے پول و دیگر یوٹیلٹی سروسز، تجاوزات ہیں۔ محکمہ واپڈا کو بجلی کے پول شفٹ کرنے کی ادائیگی کر دی گئی ہے لیکن تاحال بجلی کے پول ابھی تک شفٹ نہ ہوئے ہیں۔

(ہ) محکمہ اس سکیم کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اصل تخمینہ لاگت کے مطابق 3.5 کلومیٹر سڑک مکمل ہوچکی ہے باقی کام جون 2010 تک مکمل کر دیا جائے گا۔ دسمبر2009 تک سڑک ہذا کے کل فنڈز 4کروڑ 42لاکھ دیئے گئے جبکہ خرچہ 3کروڑ 55لاکھ روپے رہا۔ باقی ماندہ کام میں تعمیر ڈرینز شامل ہیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ (سرگودھا) کی تعمیر کی تفصیلات

*2077: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ (سرگودھا) کو اپ گریڈ کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو عمارت کی تعمیر کو کب تک مکمل کرنے کا ٹارگٹ تھا؟

(ج) مذکورہ منصوبہ کی مالیت کا تخمینہ کیا تھا؟

(د) مذکورہ عمارت کی تکمیل کب تک مکمل ہونے کا امکان ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) 18۔جنوری2006تک عمارت کی تعمیر مکمل ہونا تھی لیکن اس تاریخ تک پورے فنڈز مہیانہ کئے گئے۔فنڈز کی فراہمی 08-2007تک جاری رہی۔

Year	Funds	Expenditure
2004-05	7.500	7.208
2005-06	7.500	7.425
2006-07	1.479	1.410
2007-08	0.500	0.348
ٹوٹل	16.914	16.391

(ج) منصوبہ کی مالیت کا تخمینہ 15.992 ملین ایک کروڑ59لاکھ92ہزار روپے تھا۔

(د) ہسپتال کی مرکزی عمارت مع ایک عدد رہائش برائے گریڈ17-16 اور چار عدد کوارٹرز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور یہ مورخہ 09-05-07 کو محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئی ہیں۔بقیہ کام بوجہ عدم دستیابی فنڈز مکمل نہیں ہو سکا، کیونکہ مذکورہ سکیم سال09-2008سے unfundedہے۔ اب اس کی تکمیل کے لئے نظر ثانی شدہ technical sanction سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل بلڈنگز سرکل سرگودھا نے 19-01-2010 کو جاری کر کے بقیہ فنڈز مبلغ-/1,171,000روپے کے حصول کے لئے چٹھی بتاریخ21-01-2010 جاری کر دی ہے۔فنڈز مختص ہونے کے دوماہ کے اندر بقیہ کام مکمل کر کے محکمہ صحت کے حوالے کر دیا جائے گا۔

حافظ آباد / گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*2423: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد تا گوجرانوالہ روڈ کی لمبائی تقریباً 53 کلومیٹر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ کی پچھلے تقریباً 30 سال میں مکمل تعمیر نہیں ہوئی جس سے ٹریفک کو گزرنے میں بہت دشواری پیش آرہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روڈ نئے سرے سے مکمل تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ تا حافظ آباد روڈ کی لمبائی 53 کلومیٹر ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک مکمل طور پر تعمیر نہیں کی گئی بلکہ گوجرانوالہ تا قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک تقریباً 2003 تک مکمل کر دی گئی تھی۔

(ج) بوجہ کمی وسائل مکمل تعمیر کا منصوبہ اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ ہائی ویز کا بجٹ اور استعمال

*3007: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ضلع سیالکوٹ محکمہ پنجاب ہائی وے کو کتنی رقم سالانہ دی گئی؟

(ب) سال وار کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) سال وار کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / ڈیزل / پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوئی، تفصیل منصوبہ جات مع لاگت بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) بابت سال08۔2007میں749.67ملین روپے اور سال09-2008 میں 650.92 ملین روپے پر اونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ کو فنڈز جاری کئے گئے۔

(ب) سال08-2007 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر14.283 ملین روپے اور 09-2008 میں14.819 ملین روپے اور ٹی اے /ڈی اے پر بتدریج0.345 ملین روپے 0.451 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) گاڑیوں کی مرمت /پٹرول اور ڈیزل پر سال08-2007 میں0.500 ملین روپے اور مالی سال09-2008 میں0.173 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(د) ترقیاتی منصوبہ جات پر سال08-2007میں674.95 ملین روپے اور سال09-2008 میں308.95 ملین روپے خرچ ہوئے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ اور استعمال

*3008: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال08-2007اور09-2008 کے دوران ضلع سیالکوٹ محکمہ پنجاب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو کتنی رقم سالانہ دی گئی؟

(ب) سال وار کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) سال وار کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت /ڈیزل /پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوئی، تفصیل منصوبہ جات مع لاگت بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں ایکسیئن پر اونشل بلڈنگ ڈویژن کا دفتر01-07-2008 کو معرض وجود میں آیا اور سال09-2008 میں434.209 ملین رقم فراہم کی گئی۔

(ب) سال09-2008 کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر4.500 ملین روپے اور ٹرانسفر ٹی اے پر0.095 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ج) سال09-2008 کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی اور پٹرول پر0.428 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) سال09-2008 کے دوران ترقیاتی منصوبہ جات پر کل310.916 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سمن آباد چوک لاہور پر انڈر پاس کی تعمیر

*3045: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت چوبرجی تا چوک یتیم خانہ (ملتان روڈ) کی توسیع کرنے نیز سمن آباد چوک پر انڈر پاس بنانے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

یہ درست ہے کہ حکومت چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ (ملتان روڈ) کی بہتری وبحالی کے منصوبہ پر عملدرآمد کر رہی ہے۔ سمن آباد چوک انڈر پاس یا فلائی اوور پل جو ڈیزائن بھی فنی اور مالی اعتبار سے موزوں ہوا بنایا جائے گا۔ کنسلٹنٹ نیسپاک (NESPAK) اس پر تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ دیگر ضابطہ کی کارروائی (codal formalities) کی تکمیل کے ساتھ ہی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

گوجرہ تا مریدوالہ، سڑک کی تعمیر نو

*3313: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ سے مریدوالہ سنگل رویہ سڑک کب بنائی گئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ سڑک کی کتنی مرتبہ مرمت کروائی گئی اور اس پر کتنا خرچہ آیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ سڑک ضلع کونسل فیصل آباد نے مالی سال79-1978 میں تعمیر کی تھی جو مختلف حصوں میں تعمیر ہوئی۔لاگت کا صحیح اندازہ نہ ہے کیونکہ پراونشل ہائی وے پنجاب کے پاس ریکارڈ دستیاب نہ ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کی مرمت و دیکھ بھال (devolution plan 2001) کے بعد سے اب تک ضلعی حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ذمہ داری رہی ہے لہذا مرمت و خرچہ کا ریکارڈ ضلعی حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس ہے۔

(ج) درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔

(د) مذکورہ سڑک کی کل لمبائی تقریباً28 کلو میٹر ہے۔جس میں سے حاجی محمد اسحاق ایم پی اے پی پی۔85 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سفارش پر جناب چیف منسٹر پنجاب نے16.50 کلو میٹر از گوجرہ (چک نمبر370 گ ب) سے لے کر چک نمبر248 گ ب تک کی کشادگی اور مضبوطی12 فٹ سے24 فٹ کی منظوری فرمائی ہے۔ جس پر کام مورخہ 09-06-23 سے جاری ہے۔اس کا تخمینہ 125.480 ملین روپے ہے۔مالی سال09-2008 میں گورنمنٹ نے 30.000 ملین فنڈ مہیا کئے تھے جن میں سے 27.700 ملین خرچ ہوئے ہیں اور مالی سال10-2009 میں 40.000 ملین فنڈز رکھے گئے ہیں۔بقیہ فنڈز 57.780 ملین اگر مالی سال10-2009 میں مل جائیں تو اس سڑک کا کام 30-06-2010 تک مکمل ہو جائے گا۔بقیہ حصہ سڑک از کلو میٹر 16.50 تا مرید والہ لمبائی 11 کلو میٹر کے لئے نظر ثانی شدہ تخمینہ لاگت بشمول 16.50 کلو میٹر سڑک مبلغ 225.887 ملین بحوالہ C.M directive محکمہ P&D کو مورخہ 07-01-2010 کو بھیجا جا چکا ہے۔منظوری منصوبہ اور فنڈز ملنے پر بقیہ حصہ میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

علی پور چٹھہ سے گوجرانوالہ تک سڑک کی ٹوٹ پھوٹ کی تفصیلات

*3363: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ علی پور چٹھہ سے گوجرانوالہ تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) متذکرہ سڑک کب بنائی گئی تھی نیز اس کے بنانے پر کل کتنا فنڈز خرچ ہوا تھا، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیاحکومت مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے اس وقت مذکورہ سڑک پر توسیع کا کام جاری ہے بہر حال محکمہ ہائی وے کی جانب سے کوشش ہے کہ ٹریفک میں کوئی خلل نہ آنے پائے۔

(ب) قبل ازیں مذکورہ سڑک سال89-1988 کے دوران10 فٹ سے 20 فٹ توسیع اور مضبوط کی گئی جس پر تخمینہ لاگت تقریباً ساڑھے سات کروڑ روپے ہوا تھا۔

(ج) مذکورہ سڑک کی توسیع20 فٹ سے 24 فٹ کا کام مالی سال06-2005 سے جاری ہے۔کل لمبائی47.50 کلو میٹر میں سے32 کلو میٹر (قادر آباد تا کلاسکے) پر کام مکمل ہو چکا ہے۔بقیہ حصہ پر کام تیزی سے جاری ہے انشاءاللہ کام رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

جی ٹی روڈ لاہور تا راولپنڈی پر ٹول پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3378: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جی ٹی روڈ پر لاہور تا راولپنڈی کتنے ٹول پلازے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام شہروں میں جہاں جہاں پر ٹول پلازے قائم ہیں ان کی ٹول فیس مختلف ہے؟

(ج) کیاحکومت تمام مقامات پر یکساں فیس لاگو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ٹی روڈ پر لگائے جانے والے ٹول پلازہ کا تعلق نیشنل ہائی وے سے ہے اس کا تعلق پراونشل ہائی وے ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے نہ ہے۔

(ب) پنجاب میں لگائے جانیوالے تمام شہروں میں پلوں پر ٹول فیس یکساں ہے تاہم سڑکات پر لگائے جانے والے ٹول ٹیکس کی فیس سڑک کی لمبائی اور کیفیت کو مد نظر رکھ کر لگائی جاتی ہے جو کہ یکساں نہ ہے۔

(ج) تمام پلوں پر ٹول پلازہ پر یکسانیت ہے۔ تاہم مری میں لگائے جانے والے ٹول پلازہ کی نوعیت مختلف ہے۔

تعمیراتی ٹھیکہ جات میں کمیشن کلچر کے فروغ کی تفصیلات

*3489:جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان :کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ تعمیراتی ٹھیکہ جات میں ٹھیکیدار اور متعلقہ اہلکاروں کے درمیان مختلف مراحل میں مختلف ناموں سے سرکاری اہلکاروں کی کمیشن ایک ناگزیر حقیقت بن چکی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ کرپٹ کمیشن کلچر ناقص تعمیرات کا سبب بن رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت حقیقی معنوں میں کمیشن کلچر کے خاتمے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اس امر کا کوئی واضح ثبوت ریکارڈ پر نہ ہے۔

(ب) عمومی طور پر کام معیاری ہوتا ہے۔اس ضمن میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت برداشت نہیں کی جاتی اور کوئی بات سامنے آئے تو ضابطہ کے تحت سخت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) جز(الف)اور(ب)کی روشنی میں بے معنی ہے۔

رنگ روڈ کے متاثرین کے بقایاجات کی تفصیلات

*3498: **محترمہ آمنہ الفت:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ رنگ روڈ کے پہلے فیز کے 47 کلومیٹر کی تعمیر کے لئے مختلف علاقوں میں لوگوں کی ایکوائر کی پر جانے والی زمین کے بقایاجات کی ادائیگی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی اگرہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیاجائے؟

(ب) پہلے فیز کے 17 پیکجز کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کیامذکورہ رقم خرچ ہوچکی ہے اگر نہیں تواس کی وجہ کیاہے؟

(ج) کب تک تمام متاثرین کو مکمل ادائیگی ہوجائے گی اور اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچنے میں کیامشکلات درپیش ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ کے پہلے فیز کے 47 کلومیٹر کے لئے ماسوائے 14 package جس کا ایوارڈ ہفتہ رواں میں سنادیاجائے گا۔باقی پیکج ہائے میں ایوارڈسناکر ادائیگی معاوضہ جاری ہے۔

(ب) پہلے فیز کے 17 package کے لئے کل 32.42 بلین روپے موصول ہوئے تھے جس میں سے 5.91 بلین روپے بذریعہ چھٹی نمبری PMU/LRRP/FN-08/7482 مورخہ 3-12-2008 ایکوائرنگ ڈیپارٹمنٹ نے واپس لے لئے باقی ماندہ 26.52 بلین روپے میں سے 16.75 بلین روپے کے ایوارڈسنائے جاچکے ہیں۔جس میں سے 13.38 بلین روپے کی ادائیگی معاوضہ ہوچکی ہے اور باقی متاثرین کو اپنے تصدیقی ریکارڈ مہیاکرنے پر ادائیگی معاوضہ جاری ہے۔یعنی بقایا 9.77 بلین روپے کی رقم موجود ہے۔جس میں سے 14 package کا مکمل اورپیکج ہائے 15,11,9,4 اور 17 کی اضافی زمین کے ایوارڈسنائے جانے باقی ہیں۔

(ج) حتمی طور پر یہ نہ کہاجاسکتاہے کہ سب متاثرین کو کب تک ادائیگی معاوضہ ہوجائے گی، کیونکہ اس میں کچھ غیر حاضر مالکان اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو بیرون ملک مقیم ہیں ان لوگوں نے کب وصولی معاوضہ کے لئے آناہے معلوم نہ ہے۔گورنمنٹ کی طرف سے ادائیگی معاوضہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

لاہور قصور روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*3525: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور قصور روڈ2006 میں شروع کی گئی تھی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس روڈ کی تعمیر پر اربوں روپے کی لاگت آچکی ہے مگر تاحال تعمیر مکمل نہ ہو سکی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کو مکمل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو مرتبہ ڈیڈلائن دی تھی مگر پھر بھی سڑک مکمل نہ ہو سکی کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور قصور روڈ مئی2005 میں شروع کی گئی تھی۔

(ب) اس سڑک پر اب تک971.788 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) درست ہے جبکہ ٹھیکیدار کی طرف سے بروقت منصوبہ مکمل نہ کرنے پر اس کا ایگریمنٹ منسوخ کر دیا گیا ہے جبکہ اسی ٹھیکیدار کے تخمینہ لاگت پر کام کروانے کی منصوبہ بندی جاری ہے۔

حلقہ پی پی۔236 میلسی کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*3530: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔236 تحصیل میلسی میں کتنی پختہ اور کتنی کچی سڑکیں ہیں ان کے نام اور لمبائی کتنی ہے؟

(ب) کیا کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت آئندہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف)حلقہ پی پی۔236 تحصیل میلسی میں نہ ہے۔یہ حلقہ تحصیل وہاڑی میں ہے۔

1۔ حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں محکمہ پراونشل ہائی وے کے پاس farm to market road (FMR) روڈز کی کل لمبائی6.26 کلومیٹر ہے۔تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

(i) از اڈا پیپل تا چک نمبرWB/38، لمبائی3.00 کلومیٹر

(ii) از وہاڑی میاں چنوں روڈ تا چک نمبرEB/224، لمبائی ایک کلومیٹر

(iii) از چک نمبرEB/200 تا چک نمبرEB/190 براستہ کل سپراں، لمبائی1.50 کلومیٹر

(iv) از چک نمبرEB/196 (گرلز پرائمری سکول)، لمبائی0.76 کلومیٹر۔

2۔ تمام رابطہ کچی سڑکیں پختہ ہو چکی ہیں۔تاہم بقیہ کچی سڑکات کا ریکارڈ پراونشل ہائی وے سب ڈویژن وہاڑی میں موجود نہ ہے۔

(ب) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں آئندہ بجٹ سال2010-11 میں سردست اس حلقہ پی پی۔236 میں کسی بھی سڑک کو پختہ کرنے کی تجویز اور رقم زیر غور نہ ہے۔

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے ملازمین کے سکیل ریوائز کرنا

*3621: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے مورخہ10-09-2007 کو سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین کے گریڈ ریوائز کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈسٹرکٹ راولپنڈی اور اٹک کے مکینیکل سیکشن میں کام کرنے والے سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین اور ضلعی حکومت کے ماتحت ملازمین کے سکیل ریوائز کر دیئے گئے ہیں اور ان کو ادائیگی بھی ہو رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اضلاع میں محکمہ مواصلات وتعمیرات پروانشل ہائی وے اور پروانشل بلڈنگ ڈویژن میں کام کرنے والے ملازمین کے سکیل ریوائز نہیں کئے گئے؟

(د) حکومت کے احکامات پر عملدرآمد کرتے ہوئے کب تک ان حقدار ملازمین کے سکیل ریوائز کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے مورخہ 10-09-2007 کو سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین کے گریڈ ریوائز کئے تھے۔

(ب) درست ہے کہ سکیل ایک تا5 کے ملازمین مکینیکل سیکشن کے ریوائز سکیل ہو گئے ہیں اور انہیں ادائیگی بھی ہو رہی ہے۔

(ج) پراونشل ہائی وے ڈویژن راولپنڈی اور پراونشل بلڈنگ ڈویژن اٹک کے تمام ملازمین کے سکیل ریوائز کر دیئے گئے ہیں۔

(د) حکومت کے احکامات پر مکمل عملدرآمد کرتے ہوئے مواصلات و تعمیرات میں حقدار ملازمین کے سکیل ریوائز کر دیئے گئے ہیں۔

چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی دورویہ تعمیر

*3732: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کب تعمیر ہوئی اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک پر ٹریفک کا دباؤ ہونے کی بناء پر سڑک کو دورویہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو چنیوٹ سے سرگودھا تک بھی دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی اصلاح و کشادگی سال1975 اور سال82-1981 میں کی گئی۔اس پر لاگت28.327 ملین روپے آئی۔ سڑک کا فیصل آباد تا کمالپور حصہ FDAنے

سال99-1998 میں دو رویہ کر دیا جبکہ10-2009 میں اس حصہ میں FDA نے 3 لین دو رویہ سڑک کا کام کیا۔

(ب) سڑک مذکورہ کو دورویہ تعمیر کرنے کا سردست کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

(ج) چنیوٹ سرگودھا روڈ کو دورویہ تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

سیال موڑ پھالیہ روڈ کی ناقص تعمیر

*3735:**چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ:** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیال موڑ پھالیہ روڈ ضلع سرگودھا کی تعمیر کتنی لاگت سے کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک مذکورہ میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سیال موڑ، پھالیہ روڈ کی تعمیر پر اب تک 1090.215 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔مزید یہ کہ پھالیہ سے احمد نگر تک اس سڑک کی کل لمبائی101.10 کلو میٹر ہے اور یہ سات packagesپر مشتمل ہے جس میں سے چھ پر کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ ایکpackages (بجانب سیال موڑ، احمد نگر) ٹھیکیدار کی نااہلی کی وجہ سے نامکمل ہے تاہم پرانے ٹھیکیدار کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے بعد پیکج ایک دوسرے ٹھیکیدار کو الاٹ کر دیا گیا ہے جس نے موقع پر کام کا آغاز کر دیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔کیونکہ سڑک مذکورہ کی تعمیرsupervisory consultant کی زیر نگرانی کروائی گئی ہے اور ان کی تصدیق کے مطابق تمام میٹریل مقرر کردہ تصریحات کے مطابق استعمال ہوا ہے اور کہیں کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہے اس لئے یہ سڑک ہر طرح کی ٹریفک کے لئے کامیابی سے زیر استعمال ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

سال10-2009، ساؤتھ اور نارتھ زونز کے لئے رقم مختص کرنے کے تناسب کی تفصیلات

*3780:**جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال10۔2009 میں محکمہ مواصلات میں فنڈز کی تقسیمSouth اورNorthزون کے لئے رقم مختص کرنے کا تناسب کیا ہے؟

(ب) South زون کے لئے مالی سال10۔2009 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس زون میں فیصل آباد کے لئے کتنی رقم مختص ہے اور باقی اضلاع کے لئے کتنی رقم مختص ہے؟

(ج) کیا حکومتSouthزون کے باقی اضلاع کے لئے مزید کتنی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

ساؤتھ زون

(الف) مالی سال10-2009 میں کل بجٹ38623.948 ملین روپے تھا جبکہ ساؤتھ زون کو اس کا 37.61 فیصد اور نارتھ زون کو62.39 فیصد دیا گیا۔

(ب) South زون کے لئے مالی سال10-2009 میں 7435.511 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ فیصل آباد سول ڈویژن کے لئے1638.809 ملین رقم مختص کی گئی ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

-1	ضلع فیصل آباد	927.892ملین روپے
-2	ضلع جھنگ	458.187ملین روپے
-3	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	194.919ملین روپے
-4	ضلع چنیوٹ:	57.810ملین روپے
	میزان:	1638.808ملین روپے

(ج) صوبائی حکومت South زون کے باقی اضلاع کو مزید رقم وفاقی حکومت سے بجٹ ملنے پر دے گی۔

بائی پاس بہاولنگر، تعمیر کی لاگت

*3782: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بائی پاس بہاولنگر کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ بائی پاس اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس مد میں تحریر ہے کہ بہاولنگر بائی پاس روڈ جون2008 میں مکمل ہوئی تھی، اس کی تعمیر پر بشمول رقم حصول اراضی مبلغ 298.131 ملین روپے خرچ ہوئی تھی۔

(ب) تعمیر کے بعد بائی پاس میں کچھ نقائص پیدا ہوئے جو متعلقہ ٹھیکیداران نے اپنے خرچہ پر درست کر دیئے اس وقت یہ سڑک زیر استعمال ہے اور اس پر ٹریفک رواں دواں ہے اور کسی بھی قسم کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔

(ج) یہ سڑک مکمل طور پر قابل استعمال ہے اور از سر نو تعمیر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ روڈ کی از سر نو تعمیر

*3800: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ روڈ انتہائی خستہ حالی کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو جلد از جلد تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ کے 47 کلومیٹر (کلومیٹر 66.00 تا کلومیٹر 113.00) ضلع خانیوال میں واقع ہے سڑک ہذا کا ٹکڑا از کلومیٹر نمبر 72.50 تا کلومیٹر 78.50 (لمبائی 5 کلومیٹر) اور 111.00 تا 113.000 (لمبائی 2.00 کلومیٹر) خستہ حالت میں ہے جبکہ بقیہ سڑک بہتر ہے۔ جس کی مناسب مرمت و دیکھ بھال کی جارہی ہے اور مسافروں کو اس حصہ میں کوئی تکلیف نہ ہے۔

(ب) سڑک ہذا کے خراب حصہ کی از سر نو تعمیر پراجیکٹ انجینئرنگ سیل لاہور کے زیر نگرانی شروع ہے جو کہ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

قصور، لاہور، فیروزپور روڈ کی لاگت کا تخمینہ و دیگر تفصیلات

*3808: **محترمہ شگفتہ شیخ:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قصور لاہور فیروزپور روڈ کی لاگت کا تخمینہ کیا تھا اور کب تک اس سڑک کو مکمل کرنا تھا؟

(ب) اس سڑک پر گزشتہ کئی ماہ سے کام بند ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا ٹھیکیدار وقت مقررہ پر کام کرنے کا پابند نہیں، اگر اس نے وقت مقررہ پر سڑک مکمل نہیں کی تو محکمہ نے اس کے خلاف کیا قدم اٹھایا ہے؟

(د) قصور دیپالپور روڈ کا تخمینہ کیا تھا اور کب تک اس کو مکمل کرنا تھا؟

(ہ) کیا قصور رائیونڈ روڈ کی توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) قصور لاہور فیروز پور روڈ کا کام تین گروپوں میں شروع ہوا۔ گروپ نمبر2(کلومیٹر نمبر55.00تا 26.65کاہنہ قصور)تخمینہ لاگت 2102.889ملین روپے تکمیل مدت 6ماہ (05/2006)گروپ نمبر 3(کلومیٹر نمبر68.10تا 55.00قصور تا گنڈا سنگھ والا)تخمینہ لاگت:545.274ملین تکمیل مدت6ماہ(06/2006)

(ب) ٹھیکیدار (گروپ نمبر2کام مذکورہ مدت میں مکمل نہ کر سکا اور چند وجوہات کی بناء پر مدت تکمیل(09/2008)تک بڑھادی گئی لیکن پھر بھی کام مکمل نہ ہوا تو محکمہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی مگر پھر بھی کام مکمل نہ ہوا تو محکمہ نے ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی مگر ٹھیکیدار لاہور ہائی کورٹ میں محکمہ کے خلاف کیس کر دیا جس کی وجہ سے کام بند رہا جبکہ گروپ نمبر3کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔

(ج) معاہدہ کے مطابق ٹھیکیدار وقت مقررہ پر کام مکمل کرنے کا پابند ہے تاہم وجوہات جو جز(ب)میں واضح کی گئیں اس کے تحت کام بند رہا جو کہ دوبارہ پنجاب حکومت کے حکم پر ستمبر2009کو اسی ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا اور نئے معاہدہ کے مطابق مذکورہ کام موقع پر زیر تکمیل ہے جو کہ مستقبل قریب میں مکمل ہو گا۔

(د) قصور دیپالپور روڈ کا تخمینہ لاگت 3861.575ملین روپے ہے اور ضلع قصور میں کلومیٹر نمبر 0.00تا60.10تک کام الاٹ کیا گیا جس کو ستمبر2010تک مکمل ہونا ہے جبکہ ضلع اوکاڑہ میں کلومیٹر نمبر60.10تا101.30تک کا کام فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث ابھی الاٹ نہ ہوا ہے جو فنڈز موصول ہونے پر18ماہ میں مکمل ہو گا۔

(ہ) قصور رائیونڈ روڈ کی توسیع کا کوئی منصوبہ تاحال زیر غور نہ ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں صاف پانی کی فراہمی

*3817:چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور سرکاری ملازمین کی کالونی میں رنگدار اور گدلا پانی فراہم کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف خطرناک بیماریاں جنم لے رہی ہیں، اگر ہاں تو حکومت کب تک اس مسئلے کو حل کرنے کو تیار ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالونی میں نئی ٹینکی کو تعمیر کئے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کو چالو نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور یہ کب تک چالو کر دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور سرکاری ملازمین کی کالونی میں رنگدار اور گدلا پانی فراہم کیا جارہا ہے بلکہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور میں سرکاری کالونی میں صاف پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ فراہم کردہ پانی کی لیبارٹری کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ نئی ٹینکی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور اس سے کالونی کو صاف پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

لاہور چنیوٹ روڈ اور چنیوٹ تا کمالپور روڈ کی تعمیر کو مکمل نہ کرنے کی تفصیلات

*3820: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں روڈ (لاہور چنیوٹ روڈ) لمبائی 38 کلو میٹر اور چنیوٹ تا کمالپور روڈ لمبائی 22 کلو میٹر کی تعمیر کا ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا تو کس کمپنی کو اور کس تخمینہ پر؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا تھا اس نے آگے دوسری کنسٹرکشن کمپنی کو مذکورہ روڈ کی تعمیر کا کام دے دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار نے مقررہ مدت کے اندر پنڈی بھٹیاں روڈ صرف 15 کلو میٹر پر کام کیا اور بقیہ روڈ ادھورا چھوڑ دیا اور دوسری سڑک کی تعمیر شروع ہی نہ کی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے مذکورہ سڑک کو مکمل نہ کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب مذکورہ سڑکوں کی تعمیر کا ٹھیکہ کسی دوسری کمپنی کو تین گنا اضافی لاگت پر دے دیا گیا جس سے محکمہ کے ذمہ داران افسران کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑکوں پر اضافی آنے والی لاگت کے ذمہ داران سے اضافی رقم وصول کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ روڈ کی لمبائی تقریباً 38 کلومیٹر اور چنیوٹ تا کمالپور کی لمبائی تقریباً 22 کلومیٹر کا ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا۔ ٹھیکیدار کا نام میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی ہے اور اس نے کام کا آغاز 6۔نومبر 2006 کو موقع پر کر دیا تھا۔

(ب) سرکاری ریکارڈ کے مطابق الخان کنسٹرکشن کمپنی نے کسی دوسری کمپنی کو تعمیر کا کام نہیں دیا ۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ بلکہ ٹھیکیدار کی سست روی پر ایکشن لیتے ہوئے محکمہ کے مجاز افسران نے اکتوبر 2008 میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب کو سفارش بھجوائی تھی کہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا جائے لیکن قانونی معاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے ٹھیکیدار نے چیف منسٹر صاحب سے درخواست کی کہ اس کو کام مکمل کرنے کا موقع دیا جائے اور اصل معاہدہ کی شق نمبر 67.2 اوزروے amicable settlement ٹھیکہ کو مکمل کرنے کی میعاد بڑھائی جائے۔ اس ضمن میں قانونی نقاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے ٹھیکیدار سے ایک نیا معاہدہ کیا۔ جس کے مطابق ٹھیکیدار کو مورخہ 2009-09-10 سے کام دوبارہ شروع کرنے کی اجازت دے دی۔

(ہ) درست نہ ہے کیونکہ یہ منصوبہ اس وقت بھی الخان کنسٹرکشن کمپنی اصل تخمینہ لاگت میں ہی مکمل کروارہی ہے۔

(و) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے کیونکہ پرانا ٹھیکیدار اصل تخمینہ لاگت پر ہی کام کررہا ہے۔

نونانوالی تالالہ موسیٰ براستہ برنالی ضلع گجرات سڑک کی تعمیر و مرمت

*3834: **میاں طارق محمود:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ نونانوالی تالالہ موسیٰ براستہ برنالی (ضلع گجرات) سڑک کی از سر نو تعمیر اور کشادگی کا کام جاری ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کتنی رقم کا ہے اور اس سڑک کے کتنے حصہ کی کشادگی اور از سر نو تعمیر کا کام ہونا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کا وہ حصہ جو پی پی۔112 میں واقع ہے پر کام ہورہا ہے جبکہ اس سڑک کا وہ حصہ جو پی پی۔113 میں واقع ہے اس پر کام بالکل نہیں ہوا جبکہ اس سڑک پر کام کے آغاز افتتاحی تختی دونوں اطراف نصب شدہ ہے؟

(د) کیا حکومت اس سڑک پر آج تک خرچ کردہ رقم کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کے ٹیکنیکل ونگ سے کروانے اور خورد برد کردہ رقم متعلقہ افسران و اہلکاران سے برآمد کروانے اور موقع پر کام کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں جی! یہ درست ہے۔

(ب) اس منصوبہ پر مبلغ 159.708 ملین روپے خرچ ہوں گے اور 19.73 کلومیٹر لمبائی میں اس سڑک کو کشادہ اور از سر نو تعمیر کی جائے گی جس میں دینہ چک لنک بھی شامل ہے۔

(ج) یہ سکیم دو حلقوں یعنی پی پی۔112 اور پی پی۔113 میں واقع ہے۔اس سڑک کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ کلومیٹر 0.00 تا 6.8 تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور

دوسرا حصہ کلومیٹر 6.8 تا 14.80 میں بھی کام جاری ہے جبکہ تیسرا حصہ کلومیٹر 14.80 تا 19.73 ابھی الاٹ نہیں ہوا۔

(د) کوئی خُوردبُرد نہیں ہوئی ہے۔

اوور ہیڈ برج، ٹھوکر نیاز بیگ، غیر معیاری تعمیر

*3927: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر میں غیر ضروری عجلت کے باعث تیار شدہ ٹھوکر نیاز بیگ اوور ہیڈ برج ناقص مٹیریل اور غیر معیاری تعمیر کی وجہ سے جگہ جگہ سے غیر متوازن لیول کا منظر پیش کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پل ہذا پر گاڑیاں کافی جمپ لیتی ہیں جس کی وجہ سے الٹنے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پل ہذا کے نیچے کے تمام راستے بند ہیں۔رائیونڈ روڈ سے ملتان چونگی جانے والی ٹریفک کو نہر کے ساتھ ساتھ موہلن وال کی طرف جا کر سات آٹھ کلومیٹر کا سفر زیادہ طے کرنا پڑتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موہلن وال سے نہر کے ساتھ بننے والی سڑک کی تعمیر بھی دو ماہ سے ادھوری پڑی ہے؟

(ہ) کیا اس پل کی ناقص تعمیر، غیر معیاری مٹیریل کی باز پرس کی گئی ہے، اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر جواب طلبی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) نیسپاک کنسلٹنٹ کے تیار کردہ / منظور شدہ ڈیزائن اور زیر نگرانی بہترین تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) ٹریفک کے بہترین بہاؤ اور حادثات سے بچاؤ کے مد نظر تمام انتظامات درست ہیں۔

(د) ٹھیکیدار کی سست روی کی وجہ سے ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے دوبارہ ٹھیکہ دینے کی بابت کام جاری ہے۔

(ہ) مٹیریل درست استعمال کیا گیا ہے لہذا باز پُرس کی ضرورت نہ ہے۔

سرگودھا میں پھاٹک تا کوٹ مومن روڈ کی تعمیر

*4005: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا روڈ پھاٹک تا کوٹ مومن بشمول کوٹ مومن بائی پاس سڑک کی تعمیر کی گئی ہے، اگر ہاں تو کب؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی غیر معیاری تعمیر پر کسی کو انکوائری کرنے کے لئے نامزد کیا گیا، اگر ہاں تو کس کو اور کب، آیا انکوائری ٹیسٹنگ ٹیم کی رپورٹ موصول ہو گئی ہے، اگر ہاں تو کب اور اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے۔تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن جس کی لمبائی 32.60 کلومیٹر بشمول کوٹ مومن بائی پاس ہے۔ یہ سڑک جون 2006 میں مکمل ہوئی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کا 4 کلومیٹر حصہ جو کوٹ مومن بائی پاس کہلاتا ہے اس کی تعمیر ہجن مائنز کے ساتھ ساتھ ہوئی ہے اس مائنز کی پختگی اور لائننگ سڑک بننے کے بعد کی گئی اور پانی کی diversion سڑک کے ساتھ بنائی گئی اس طرح کچھ جگہ سے پانی سڑک میں

داخل ہونے کی وجہ سے کچھ جگہوں پر سڑک ٹوٹ گئی تھی تاہم سڑک کو درست کرالیا گیا تھا۔

(ج) ڈائریکٹر روڈ ریسرچ اینڈ مٹیریل ٹیسٹنگ انسٹیٹیوٹ لاہور کو ستمبر2008میں پروب آفیسر مقرر کیا گیا اور اس کی رپورٹ2008۔10۔10 کو موصول ہوئی جس کی روشنی میں سڑک کی دوبارہ مرمت کا کام کیا جارہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ریلوے کراسنگ منکیالہ راولپنڈی پر اوور ہیڈ پل کی تعمیر

10:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریلوے کراسنگ منکیالہ ضلع راولپنڈی پر اوور ہیڈ پل تعمیر کیا جارہا ہے؟

(ب) اس اوور ہیڈ پل پر کل کتنی لاگت آئے گی؟

(ج) اس کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا تھا اور اس نے اس پل کی تعمیر کتنی مدت میں مکمل کرنی تھی؟

(د) اب اس کی تعمیر کب تک مکمل کرلی جائے گی، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ریلوے کراسنگ منکیالہ ضلع راولپنڈی پر اوور ہیڈ پل کی تعمیر کا کام جون2009میں مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) منکیالہ اوور ہیڈ پل پر کل195.062 ملین روپے کی لاگت آئی۔

(ج) اس پل کا ٹھیکہ "سرور اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ" کو07-03-26 کو دیا گیا۔ شیڈول کے مطابق یہ کام08-03-25 کو مکمل ہونا تھا لیکن کئی ایک ناگزیر وجوہات کی بناء پر پراجیکٹ کی تکمیل میں تاخیر ہوئی اور بالآخر یہ پراجیکٹ جون2009میں مکمل کر دیا گیا۔

(د) جیسے پہلے بتایا جاچکا ہے کہ یہ منصوبہ جون2009میں مکمل کیا جاچکا ہے۔

مانانوالہ سے ننکانہ صاحب روڈ کی تعمیر

52: **جناب شاہجہاں احمد بھٹی:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مانانوالہ سے ننکانہ صاحب روڈ پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) اس سڑک کا ڈیزائن کس نے تیار کیا، اور اس کی آرائش وزیبائش اور پودوں پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) یہ سڑک کس ٹھیکیدار کے ذریعے تعمیر کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مانانوالہ سے ننکانہ صاحب سڑک کی تعمیر پر 351.390 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) اس سڑک کا ڈیزائن محکمہ کے ذیلی ادارے روڈ ریسرچ اور پل کا ڈیزائن برج ڈائریکٹوریٹ نے تیار کیا۔اس کی آزائش وزیبائش اور پودوں پر کوئی رقم محکمہ نے خرچ نہیں کی۔

(ج) سڑک میسرز حسنین کو ٹیکس لمیٹڈ اور پل میسرز غلام رسول اینڈ کمپنی نے مکمل کیا۔

پی پی۔286 رحیم یار خان کی سڑکوں کی تفصیلات

66: **قاضی احمد سعید:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔286 رحیم یار خان میں سال 2003 تا 2007 سڑکوں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی، سال وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مختص کی گئی رقم کن ٹھیکیداروں کے ذریعے خرچ کی گئی تھی، ہر ایک منصوبہ کی الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) حلقہ پی پی۔286 ضلع رحیم یار خان کی حدود پر اونشل ہائی وے ڈویژن رحیم یار خان کے لئے سال 2003 تا 2007 کے دوران میں کل -/31300000 روپے مختص کئے گئے۔سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال 06-2005 کے دوران -/13700000 روپے

مالی سال07-2006کے دوران -/17683000روپے

(ب) سال وار مختص کی گئی رقم جن ٹھیکیداروں کے ذریعے خرچ کی گئی تھی، ہر ایک منصوبہ کی الگ الگ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال وار تفصیل

نام سڑک	نام ٹھیکیدار	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07
تعمیر روڈ الہ آباد خان بیلہ روڈ کلومیٹر نمبر KLP-13روڈ ڈیرہ جٹاں براستہ بستی سیال بستی غلام محمد ارائیں لمبائی 5.40کلومیٹر	الیاس شاہد، رحیم یار خان	--	--	52لاکھ روپے	88لاکھ24 ہزار روپے
تعمیر سڑک پل ڈفلی کبیر خان تا RD-50پنجند کینال ساتھ ساتھ L/4مائنر لمبائی 4.40کلومیٹر	ایسوسی ایٹس انجینئر کنسٹرکشن کمپنی، رحیم یار خان	--	--	60لاکھ روپے	88لاکھ59 ہزار روپے
تعمیر سڑک منچن برانچ تا حبیب آباد تاموری رنداں لمبائی ایک کلومیٹر	عرفان یسلین، رحیم یار خان	--	--	25لاکھ روپے	--
	ٹوٹل:-	--	--	ایک کروڑ37لاکھ	ایک کروڑ76لاکھ 83ہزار روپے

شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کی تعمیر و مرمت

189:جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کا منصوبہ کب شروع ہوااور کس ٹھیکیدار کے ذریعے شروع ہوا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ شاہکوٹ سے چک نمبر17گ،ب کا حصہ ابھی تک نامکمل ہے اورانتہائی خستہ حال ہے؟

(ج) یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا،اس کی تاخیر کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کا منصوبہ دو مختلف گروپوں میں درجہ ذیل تاریخوں اور ٹھیکیداروں کے ذریعے شروع ہوا:۔

گروپ نمبر1: کلومیٹر نمبر0.00تا15.42، لمبائی15.42کلومیٹر

تاریخ اجراء: 30.11.2004 ٹھیکیدار: ایم ایس رائل کنسٹرکشن کمپنی

گروپ نمبر:2 کلومیٹر نمبر15.42تا27.96، لمبائی12.54کلومیٹر

تاریخ اجراء: 30-12-2004، ٹھیکیدار: ایم ایس کنسٹرکشن کمپنی

(ب) یہ درست ہے کہ شاہ کوٹ سے چک نمبر17گ، ب کا کچھ حصہ نامکمل ہے اور اس کی حالت بھی اچھی نہ ہے۔

(ج) یہ منصوبہ سال09-2008 سے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے التواء میں پڑا ہوا ہے۔40لاکھ روپے فنڈز مہیا کر دیئے جائیں تو یہ منصوبہ 30۔جون تک مکمل ہو جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر2077بڑا اہم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ next آئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چونکہ اب یہ dispose of ہو گیا ہے اس لئے دوبارہ نہیں آ سکے گا تو میری یہ درخواست ہے کہ اس اہم سوال میں خاصی رقم حکومت کی خرچ ہو چکی ہے اور عمارت نامکمل چھوڑ دی گئی ہے۔منسٹر صاحب اسے ذرا دیکھ لیں تو مہربانی ہو گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی موضوع سے متعلقہ ایک اہم معاملہ ہے تو میں آپ کی توجہ اس order کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ چیف انجینئر پنجاب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی تفصیل؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اسی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ایک order ہے جس کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اور سب انجینئر شہزاد وحدت روڈ پچھلے دو سال سے اپنے پاس رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے آ کر مل لیں اور ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور آج پونے بارہ بجے یہ شروع ہوا تھا اور ابھی بھی ایک منٹ باقی ہے لیکن آپ نے یہ ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ اپنی گھڑی کو ٹھیک کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری گھڑی ٹھیک ہے آپ اپنی گھڑی ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر: میری گھڑی ٹھیک ہے اور مجھے پتا ہے جب میں نے وقفہ سوالات شروع کیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ کی عینک کا نمبر تبدیل ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ اپنے والی مجھے لا دیں میں وہ لے لیتا ہوں۔

معزز اراکین: جناب سپیکر! انہیں آپ سے اس انداز سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: آپ ایسی باتوں سے اجتناب کریں۔ اب جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر15، 17 مصدرہ2008 اور نمبر26 مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-3-2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2010-3-15 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17

of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2010-3-15 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! گھڑی دیکھ لیں پھر کہیں گے کہ آپ کی گھڑی صحیح نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ بزرگ ہیں اس لئے میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن براہ مہربانی آپ اپنی عینک کا نمبر ڈاکٹر سے ضرور چیک کروایئے گا۔

جناب سپیکر: اچھا۔ اگر میں نے بات کی تو پھر خرابی ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا سپیکر کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنی عینک ٹھیک کر لیں؟

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، کیوں کوئی بات نہیں؟

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی عامر سلطان چیمہ صاحب سے request کروں گا کہ انہوں نے جو الفاظ آپ کے متعلق بولے ہیں وہ واپس لیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ یہ بات چھوڑ دیں، کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں محکمہ خوراک سے متعلق ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل محکمہ خوراک کی طرف سے مختلف ملوں کو گندم کی سپلائی دی جا رہی ہے جبکہ مجھے پتا چلا ہے کہ رحیم یار خان میں discrimination ہو رہی ہے crisis during the عمر فلور مل نے حکومت کو آٹا مہیا کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کسی اور موقع پر ایسی بات کریں کیونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ اپنے کمرے میں سن لیں گے۔ عمر فلور مل پچھلے آٹھ دس مہینوں سے حکومت کو آٹا سپلائی کرتی رہی ہے جب کوئی دوسری مل حکومت کو سپلائی دینے کے لئے تیار نہیں تھی کیونکہ اسے خسارہ پڑتا تھا اب جبکہ سیزن شروع ہوا ہے تو اس مل سے اس کا وہ حق لے کر کسی اور کو سیاسی بنیادوں پر یا کسی اور وجہ سے دے دیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ کوٹے کی تقسیم پنجاب میں ضلع رحیم یار خان میں discrimination کی بنیاد پر نہیں بلکہ برابری کی بنیاد پر ہونی چاہئے اور مجھے پورا یقین ہے کہ حکومت اس کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی rectification کرے گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں پہاڑوں کو توڑ کر پورے پنجاب میں پتھر سپلائی کیا جاتا ہے۔ مملکت پاکستان کو دہشت گردی کے موجودہ حالات کے پیش نظر وہاں پر استعمال ہونے والا explosive بالکل بند کر دیا گیا ہے لیکن وہاں کی مارکیٹ کے crushers مزدوروں اور تمام crusher owners اور lease holders نے کوشش کر کے اپنی کتابیں تیار کر کے وہاں پہاڑیوں میں explosive استعمال کرنے کے لئے provide کیا جاتا تھا لیکن پچھلے تین

ہفتوں سے وہاں پر تمام ڈائنامائیڈ وغیرہ بند کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس وقت پہاڑیوں کو توڑنے کا کاروبار مکمل طور پر بند ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر اور خاص طور پر سرکاری عمارتوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے crushing اور روڑہ، بجری کی سپلائی آج سے سرگودھا میں مکمل بند ہو گئی ہے۔ میں حکومت پنجاب کی اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس وقت وہاں پر لاکھوں مزدور، پہاڑیوں کے مالکان، گاڑیوں کے ڈرائیور اور ٹرک مالکان بے روزگار ہو گئے ہیں۔ میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی طرف فوری طور پر action لے اور آپ بھی ruling pass فرمائیں تاکہ یہ لوگ بے روزگاری سے بچ سکیں اور ان کا کاروبار جاری رہ سکے اور پنجاب حکومت کی سرکاری سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر کے حوالے سے تمام معاملات بھی چلتے رہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: حافظ میاں نعمان مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حافظ میاں محمد نعمان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران ہوں، چاہے اقتدار کے معزز ممبران ہوں ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ آپ کی عزت کا خیال رکھیں کیونکہ آپ ہمارے Custodian ہیں۔ جب ہم آپ کی عزت کا خیال نہیں رکھیں گے تو آپ ہماری عزت اور ہمارے حقوق کے Custodian کیسے بن سکتے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ عامر چیمہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں وہ نہیں کہنے چاہئیں تھے۔ اگر آپ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے تو یہ آپ کی greatness ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو کم از کم کارروائی سے حذف کروادیں کیونکہ آپ کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں۔ ہم آپ کی عزت کریں گے تو آپ ہماری عزت کروا سکیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میری عزت ہو اور میں آپ کی عزت ہوں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری خواتین ایم پی ایز کے ہوسٹل کا مسئلہ واقعی بہت زیادہ گھمبیر ہے۔ اس سلسلے میں آپ بارہا شفقت بھی فرماتے رہتے ہیں اور ممبران کی طرف سے پرزور شکایت بھی کی جاتی رہی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہمارے معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے اس سلسلے میں جو تجویز دی ہے وہ یقینی طور پر قابل عمل ہے۔ نرسنگ ہوسٹل اس کے بالکل قریب ہے اور یہاں conveyance کا مسئلہ بھی اتنا زیادہ نہیں رہے گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے ان کو ٹائم دیا ہے، میں ان سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے اس طرح خواتین کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ میں 1988 سے پہلے بھی اس ہاؤس کی ممبر رہی ہوں۔ شادمان کے قریب ایک سرکٹ ہاؤس تھا اس میں سارے ایم پی ایز ٹھہرتے تھے لیکن اب وہ سرکٹ ہاؤس بھی اٹھا کر کسی ہوٹل کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ وزیر صاحب اس کو بھی واپس لیں تا کہ خواتین کے ساتھ ساتھ male ممبران کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے میری بہن نے ابھی کہا ہے کہ نرسنگ ہوسٹل میں ایک floor ایم پی اے خواتین کے لئے مختص کیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر بات ہے۔ میرے پاس بھی کوئی کمرہ نہیں ہے اور میرے خیال میں کسی خاتون کے پاس بھی کوئی کمرہ نہیں ہے۔ اگر وزیر صاحب اس کو مختص کر دیں تو خواتین کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں گے کیونکہ اب تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو بات ابھی ہاؤس میں کی گئی ہے آپ مہربانی فرما کر کوئی ٹائم مقرر کر لیں۔ اس سلسلے میں شیخ علاؤالدین کو بھی بلا لیں اور ہم بھی حاضر ہو جائیں گے۔ یہ جتنی جلدی ہو جائے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس پر workout کر لیں۔ انہوں نے بڑی اچھی offer کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کل 2:00 بجے بیٹھیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،عبدالرحمٰن راناصاحب!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں نے صبح دو وقوعے بتائے تھے ایک خوشاب اور دوسرا LEFCO والا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ جب لاء منسٹر صاحب آجائیں گے پھر بات کرنا۔ اب لاء منسٹر صاحب آگئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اب اس پر بات ہو جائے۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں طارق محمود صاحب!لاء منسٹر صاحب کو ذرابات کرنے دیں۔لاء منسٹر صاحب!رانا صاحب کی بات سنیں۔جی،راناصاحب!

انٹی کرپشن میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو کے عملہ کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے کے سکواڈ پر تشدد

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں آپ سے دو وقوعے کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ایک واقع جو ضلع خوشاب میں ہوا۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اقتدار ایوان میں تشریف لائے
تو معزز ممبران نے شیر،شیر کے الفاظ کہہ کر ان کا استقبال کیا)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ضلع خوشاب میں ایک وقوعہ پیش آیا جہاں پر ایک ایکسیئن، ایک ایس ڈی او اور ایک او آر سی آر کے خلاف انٹی کرپشن میں پرچہ ہوا اس کے اندر تین چیزیں غور طلب ہیں نمبر1 کہ پرچہ بغیر تحقیقات کے ہوا، نمبر2 ان افسروں کو انٹی کرپشن تھانے کی بجائے ایک عام تھانے کی حوالات میں رکھا گیا اور سب سے دکھ والی بات یہ ہے کہ ڈی پی او خوشاب رات کو آکر ان افسروں کو باہر نکال کر اور ان کو برہنہ کر کے اس نے ذاتی طور پر ان کے اوپر تشدد کیا تو میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس وقوعہ کا نوٹس لیں اور تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی دوسرا وقوعہ جو بہت زیادہ اہم ہے وہ کل صاحبزادہ فضل کریم کے ساتھ پیش آیا۔ ان کے ساتھ تین پولیس کی escort گاڑیاں تھیں جب وہ ٹول پلازہ سے گزرنے لگے، پولیس کی گاڑی گزر گئی تو اس آدمی نے بیریئر کا ڈنڈا پھینک دیا اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب کی گاڑی حادثہ سے بال بال بچی اور پیچھے سے escort گاڑی آکر لگی۔ ایک سپاہی نے اتر کر اس پلازہ والے کو کہا کہ تم نے غلط کیا تو ساتھ والے پلازہ پر میں بھی رکا ہوا تھا تو اس عملے نے پولیس والوں کو گالیاں دینا شروع کیں، نتیجہ یہ نکلا کہ پولیس اور اس عملے کی لڑائی شروع ہوئی، اس عملے نے پولیس کے ہتھیار چھینے، اس عملے نے پولیس کی وردیاں پھاڑیں، اس عملے نے پولیس کی گاڑی اور صاحبزادہ فضل کریم کی گاڑی کو نقصان پہنچایا اور وہاں پر ٹریفک میلوں میل رُک گئی۔ ہمارے چھڑانے کے باوجود وہ عملہ نہیں سنبھالا گیا کیونکہ وہ 34 اور 35 آدمی تھے، یہ وقوعہ اکیلا نہیں ایسے ہزاروں وقوعے ہوتے ہیں جہاں پر عام آدمیوں کی پٹائی ہوتی ہے اور ان کو اٹھا کر اپنے دفتروں میں حبس بیجا میں رکھا جاتا ہے۔ ایک آدمی کو 36 گھنٹے حبس بیجا میں رکھا گیا، ایک اور چھابڑی والے کی پٹائی ہو رہی تھی اور اس کو کھینچ کر دفتر میں لے گئے اور ہماری ایم پی اے محترمہ انجم صفدر نے عوام کے کہنے پر اگلے دن اس کو جا کر چھڑایا۔ یہ میرے سامنے وقوعے ہوئے اور روز ہوتے ہیں جب تک اس کا serious notice نہیں لیا جائے گا ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔

صاحبزادہ فضل کریم صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،ان کی مذہبی اور سیاسی خدمات جو ہیں اور خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف ان کی جو خدمات ہیں اور وہ جو high security risk ہے اگر کل ان کو اس حادثہ کے اندر کچھ ہو جاتا تو آپ دیکھیں کہ کتنا نقصان ہوتا،ایک یہ نہیں جتنے بھی ایم پی ایز آتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہ بحث تکرار ہوتی ہے اور یہ وقوعے ہر روز ہو رہے ہیں، ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور فوراً کوئی نہ کوئی کارروائی کی جائے تا کہ پولیس والوں کے ساتھ زیادتی جو عوام نے دیکھی ہے تو کیسے writ of the government قائم ہو گی جب پولیس والوں کے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر:.جی،شکریہ۔لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا نے جو دو واقعات سے متعلق بات کی ہے تو جس وقوعہ کا پہلے انہوں نے ذکر کیا جو کہ ہمارے محترم صاحبزادہ فضل کریم صاحب ایم این اے بھی ہیں ان کے ساتھ پیش آیا ہے تو اس وقوعہ سے متعلق میں اپنے محترم بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے متعلق جو بھی لوگ ذمہ دار پائے گئے جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے ان کے خلاف قانون کے مطابق بھرپور کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!انہیں قانون کے مطابق اس جرم کی سزا دلوائی جائے گی اور جو انہوں نے دوسرا وقوعہ خوشاب سے متعلق کہا ہے ویسے تو انٹی کرپشن کا ڈیپارٹمنٹ علیحدہ ہے اور DPO کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ وہ جائے اور وہاں پر جا کر investigation کرے لیکن اگر ایسا ہوا ہے اور اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ان دونوں واقعات سے متعلق رپورٹ حاصل کر کے کل ہی اس معزز ایوان میں پیش کروں گا اور اگر کوئی اہلکار بھی اس کا ذمہ دار پایا گیا تو اس کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر:صرف اہلکار یا کوئی سینئر افسر بھی اگر ملوث پایا گیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سینئر اور جونیئر سبھی اسی میں آجاتے ہیں اور میں on behalf of the Punjab Government اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے واقعات میں ملوث پائے جانے والے کوئی سینئر آفیسر ہو یا جونیئر آفیسر ہو کبھی بھی کسی کو معاف نہیں کیا گیا اور جو واقعہ بھی حکومت کے نوٹس میں آتا ہے اس کے خلاف بھرپور کارروائی کی جاتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں بحیثیت ورکر پاکستان پیپلز پارٹی یہاں آپ کے سامنے کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں کہ جب میرے قائد صدر پاکستان، شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی جناب آصف علی زرداری پنجاب تشریف لائے تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اس وقت میرے قائد کا استقبال نہیں کیا۔ آج چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس کے بعد پہلی مرتبہ اسمبلی تشریف لائے ہیں لہذا میں احتجاجاً ان کا استقبال نہیں کرتی اور علامتی واک آؤٹ کرتی ہوں کیونکہ میرے جذبات مجروح ہوئے ہیں لہذا جو میرے قائد کا استقبال نہیں کر سکتا میں اس کا استقبال نہیں کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: میری بہن آپ ایسے نہ کریں یہ آپ کی بات مناسب نہیں ہے اور ہر ایک کو پتا ہے کہ وہ تو ملک سے ویسے ہی باہر تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ ان کو لے کر آئیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے ہماری طرف سے بھی کامران مائیکل صاحب سے گزارش ہے کہ یہ بھی تشریف لے جائیں اور انہیں واپس ایوان میں لے آئیں۔ ہماری اس بہن نے جو اپنا احتجاج رجسٹرڈ کروایا ہے اس کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ

وزیر اعلیٰ پنجاب 9 تاریخ کو اپنے غیر ملکی دورے پر گئے تھے جس کے متعلق پروگرام بہت پہلے بن چکا تھا۔

جناب سپیکر: یہ سب جانتے ہیں اور ہر ایک کو پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ ان کا استقبال کرنا مقصود نہیں تھا۔ صدر پاکستان ہیں اور اس حیثیت میں پنجاب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب ان کا احترام کرتے ہیں اور اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی واپسی پر اس بات کو واضح بھی کر دیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے تو Airport پر آتے ہی یہ بات کہہ دی تھی کہ وہ صدر پاکستان ہیں اور جب آئیں گے تو میں ان کا استقبال کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے معزز ممبران جو یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر وہ قطعی طور پر کوئی بات نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈار صاحبہ! میں نے پہلے آپ کو دو دفعہ پوائنٹ آف آرڈر دیا۔ اب میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ زمرد صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہم قابل احترام چیف منسٹر کے ساتھ coalition میں بھی ہیں لیکن ایک ورکر کے جذبات تھے اور آج چیف منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ان کی وجوہات سرکاری تھیں یا وہ کیسے گئے اور وہ کہتی ہیں کہ میں نے پیپلز پارٹی کے ورکر ہونے کے ناتے

سے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور میں بطور چیف منسٹر صاحب ان کا احترام کرتی ہوں اور میں واپس آگئی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر اعلیٰ کا خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے میں اپنی معزز بہن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جو اپنا point of view پیش کیا وہ ان کا حق ہے اور ہر لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ان کے point of view کو انتہائی انہماک کے ساتھ سنیں۔ آپ نے بڑی مہربانی کی اور آپ نے ہاؤس کی یاد تازہ فرمادی لیکن کاش! میری بہن نے پاکستان ائر پورٹ واپسی پر میرا بیان سُنا ہوتا۔ جس میں، میں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا ترکی کا پروگرام کئی مہینوں سے طے ہو چکا تھا، تاریخ طے ہو چکی تھی اور جب میں پاکستان سے 9 تاریخ کو پہلے قطر گیا اور پھر میں ترکی گیا تو اس وقت تک جناب صدر کا کوئی written پروگرام میرے پاس آیا اور نہ باضابطہ in writing اس کی کوئی اطلاع موصول ہوئی۔ صدر پاکستان کو بھی اور وزیر اعظم پاکستان کو بھی اس بات کا پوری طرح علم تھا۔ ترکی کی حکومت اور Foreign Office کے ذریعے تمام پروگرام کی تفصیلات طے کی گئیں اور انقرہ میں جو پاکستان کا سفارتخانہ ہے ان کی پوری مشاورت کے ساتھ یہ پروگرام طے ہوا اور 11۔ جنوری جو کہ ہمارے پروگرام کے آغاز کا دن تھا، وہ دن کم از کم ایک ماہ پہلے یہ سارا پروگرام طے ہو چکا تھا۔ میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قطعاً اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ صدر پاکستان جب لاہور تشریف لائیں تو پنجابی میں کہتے ہیں کہ "جی آیاں نوں"۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں ان کو خود receive کروں گا اور پھر آپ اس بات سے اندازہ کیجئے گا کہ جب ہمارا وفد پاکستان واپس لوٹا اور میرا آگے برطانیہ جانے کا پروگرام تھا تو میں نے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ جو ہمارے سینئر ایڈوائزر ہیں آج یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ رحیم یار خان کے دورے پر گئے ہیں، میں نے ان کے ذمے یہ لگایا کہ جب President صاحب جائیں تو میں اگر پاکستان میں نہ ہوا تو آپ اور ہمارے باقی

وزراء ان کو وہاں پر see off کریں۔ میرے خیال میں اس وضاحت کے بعد جس کی شاید ضرورت تو نہیں تھی لیکن چونکہ میری بہن نے بڑے جذباتی انداز میں اپنا مؤقف پیش کیا تو مجھے اُمید ہے کہ اب ان کی confusion دور ہو چکی ہو گی اور اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ صدر پاکستان وفاق کی علامت ہوتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صدر پاکستان آئین میں وفاق کی علامت ہیں اور کوئی بھی صدر ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومتوں کا، وزیر اعظم کا سب کا فرض ہے کہ وہ ان کے شایان شان ان کا استقبال کرے۔ پاکستان کی تریسٹھ سالہ تاریخ میں یہاں پر کئی صدر منتخب ہوئے۔ چار بازورِ بندوق آئے۔ وہ بندوق کے ذریعے اپنا احترام کروانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے تو جمہوریت کی تو خوبصورتی یہی ہے کہ اس جمہوریت کو آگے promote کیا جائے اور اس روایت کو آگے بڑھایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس وضاحت کے بعد اپنی اگلی بات آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ حالیہ ہفتوں میں پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت بڑا واقعہ رُونما ہوا ہے جس نے ٹوٹے ہوئے دِلوں کو، میں ٹوٹے ہوئے دلوں کا لفظ استعمال نہیں کروں گا۔ خاصے دل برداشتہ دِلوں کو، بوجھل دِلوں کو جس نے جوڑا، اکٹھا کیا اور وہ آوازیں جو پاکستان سے باہر ہمارے دشمن یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ پاکستان خدانخواستہ ایک failed state کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ پاکستان خدانخواستہ آپس میں بھائی چارے، دوستی اور محبت کے ساتھ مل کر بیٹھنے کا سلیقہ اور قرینہ نہیں رکھتا، وہ آپس میں اپنے وسائل کو مل بیٹھ کر تقسیم کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتا، وہ روٹی کو مل بیٹھ کر کھانے کا سلیقہ وہ اپنی خوشیوں اور غم کو بانٹنے کا سلیقہ وہ آپس کے دُکھوں اور آپس کے گلے شکووں کو دور کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتا، این ایف سی ایوارڈ کے متفقہ اعلان نے ان تمام دشمنانِ پاکستان پر ایک زوردار طمانچہ دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میرے سامنے میرے بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں جن کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اور ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ پانچ سال یا پھر سات، آٹھ سال ایک آمر آیا جس کا نام پرویز مشرف تھا اور اس نے کہا کہ میں سچی جمہوریت لے کر آیا ہوں اور میں ٹھوس جمہوریت لے کر آیا ہوں۔ ماضی میں تمام جمہوریت کے ادوار جعلی تھے اور میں نے جعلسازی کو ختم کر دیا اور میں اصلی جمہوریت پاکستان کے

اندر لے کر آیا ہوں اور اس کی سب سے بڑی نشانی دیکھئے کہ پارلیمنٹ نے پانچ سال مکمل کئے۔ اس کی سب سے بڑی مثال دیکھئے کہ میری سوٹی کے اشارے پر سب ناچتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی مثال دیکھئے کہ میں نے پورے ملک کے اندر اپنا راج ڈنڈے کے زور پر قائم رکھا اور جمہوری قوتوں کو ذرا حوصلہ نہیں پڑا کہ میرے کسی فیصلے کے خلاف وہ آواز اٹھا سکیں، چاہے وہ عدلیہ ہو، وہ اس کے ہاتھوں تار تار ہوئی، عدلیہ کے دروازوں کو مقفل کیا گیا، ججوں کے کوٹ پھاڑے گئے، ان کو ایک سکھا شاہی کے آرڈر کے ذریعے گھروں کو بھجوایا گیا۔ چاہے وہ ستر ہویں ترمیم تھی، چاہے وہ لال مسجد کا ایک انتہائی دردناک واقعہ تھا اس آمر کے خلاف کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آواز اٹھائے کہ آپ اس ملک کی قسمت کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور یہ وہی آمر تھا کہ بالآخر اس کے بنائے ہوئے جمہوری نظام نے دم توڑا اور دم توڑنے سے پہلے چونکہ چاروں صوبے خواہ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں جس کو وہ دن رات کہتا تھکتا نہیں تھا کہ یہ اصلی جمہوریت ہے اور یہ اصلی جمہوری صوبائی حکومتیں ہیں اور وفاقی حکومت ہے وہ آپس میں نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ دے نہیں سکے۔ وہ آپس میں بیٹھے ہوں گے، انہوں نے کوشش بھی کی ہو گی میں اس سے اختلاف نہیں کرتا بالآخر اس آمر کے حوالے این ایف سی ایوارڈ کی قسمت اس کے ہاتھ میں دے دی کہ آپ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ بتایئے کیا یہ جمہوریت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ نہیں تھا کہ ایک آمر مشرف نے وردی میں اپنے آپ کو بزورِ شمشیر elect کروایا اس کے بارے میں یہ کہا گیا کہ ہم اس کو دس بار وردی میں کامیاب کروائیں گے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اس حوالے سے این ایف سی ایوارڈ کا جو فیصلہ تھا اس کے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔ یہ ہے وہ جمہوریت جس کی کوکھ سے آمریت نے جنم لیا اور اگر پاکستان کے سترہ کروڑ عوام، اگر پاکستان کی political parties ان کے ورکرز، کالے کوٹ والے، ڈاکٹرز، انجینئرز، خواتین، مرد، بوڑھے، جوان، کالج کے سٹوڈنٹس، سکولوں کے سٹوڈنٹس، مزدور اور کسان اگر شکر دوپہر عدلیہ کو بحال کرنے کے لئے نہ نکلتے، کوڑے نہ کھاتے، سر نہ پھٹواتے، جیلوں میں نہ جاتے اور میڈیا بہادری کے ساتھ اس جنگ میں شریک نہ ہوتا، مالی، نقصانات سے بالا تر

ہو کرparties political اور سول سوسائٹی اپنے اختلافات کو ایک طرف کر کے اس مارچ میں شریک نہ ہوتے تو آج خدانخواستہ پاکستان آمریت کے سائے میں چل رہا ہوتا، اس کی کیا قسمت ہوتی یہ تاریخ طے کرتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سلام پیش کرتا ہوں تمام جمہوری قوتوں کو، میں سلام پیش کرتا ہوں تمام پولیٹیکل پارٹیز کی لیڈر شپ کو، میں سلام پیش کرتا ہوں کالے کوٹ والوں کو، میں سلام پیش کرتا ہوں میڈیا کو اور میں سلام پیش کرتا ہوں پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کو کہ جنہوں نے جمہوریت کے اس پودے کو تناور کرنے کے لئے عدلیہ کو بحال کروایا اور پھر آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور معجزہ کیا کہ چاروں صوبوں کی قیادت پہلے پشاور میں اکٹھی ہوئی، پھر کوئٹہ میں اکٹھی ہوئی، پھر کراچی میں اکٹھی ہوئی، پھر ہمیں پنجاب کو میزبانی کا شرف بخشا گیا اور پھر ہم نے اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اور میں شکر گزار ہوں پیپلز پارٹی کی قیادت کا، میں شکر گزار ہوں مسلم لیگ کی قیادت کا، جنہوں نے مل کر اس میزبانی کے فرائض ادا کئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تین دن، دن رات ہم نے بیٹھ کر این ایف سی ایوارڈ کے لئے مشکل ترین مراحل طے کئے اور میں اگلی بات کرنے سے پہلے اس معزز ایوان کی یاد دہانی کے لئے یہ کہوں گا کہ تریسٹھ سالہ تاریخ میں پنجاب سے کچھ غلطیاں بھی ہوئیں اس میں کوئی دو رائے نہیں۔تریسٹھ سالہ تاریخ میں پنجاب سے بہت اچھے کام بھی ہوئے ہمیں آج تک یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ پنجاب نے ہمیشہ آمریت کوsupport کیا۔ایوب خان پنجابی تھا، یحیٰ خان پنجابی تھا؟ دونوں کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اور ضیاء الحق؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): میری گزارش سن لیجئے میری بہن۔ آپ فرمالیں میں بیٹھ جاتا ہوں۔میری بہن! آپ اپنا نکتہ بیان فرمالیں۔

جناب سپیکر! جنرل ضیاء الحق کا domicile بھی پشاور کا تھا۔ یہ میں آپ کو facts بتا رہا ہوں اور جنرل مشرف کا تعلق کراچی سے تھا۔ایک بھی آمر جس کا تعلق خالصتاً پنجاب سے نہیں تھا اس کے باوجود بھی پنجاب کو گالی پڑی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کے باوجود ہمیں بڑے حوصلے کے ساتھ اور فراخدلی کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ واقعی پنجاب نے کچھ غلطیاں کی ہوں گی لیکن بعض الزامات ہمارے کھاتے میں ڈال دیئے گئے جس کے بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا لیکن اس بحث میں جائے بغیر میں نے صرف تذکرۃً اس کا ذکر کیا میں واپس اپنی بات کو لوٹتا ہوں کہ چھوٹے صوبوں کو پنجاب سے گلہ تھا، چھوٹے صوبوں کو پنجاب سے رنجشیں تھیں کہ چونکہ وہ بڑا بھائی ہے اور اکثریت رکھنے والا صوبہ ہے لہذا ان کے حقوق چاہے مالی ہوں، سیاسی ہوں یا آئینی ہوں وہ ان کو نہیں ملے اور پنجاب اس میں حصہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی پنجاب نے چاہے اچھی بات بھی کی تو چھوٹے صوبوں نے دل کھول کر پنجاب کو داد نہیں دی بلکہ الٹا پنجاب کے اوپر انگلیاں اٹھائی گئیں۔ آپ تریسٹھ سالہ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب بھی پنجاب کی طرف سے کوئی اچھا کام بھی ہوا، وفاق میں اگر وزیر اعظم پنجابی تھا اور انہوں نے اگر اچھا کام بھی کیا اس کے باوجود بھی پنجاب کو دشنام طرازی کا سامنا کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کے ذریعے سے پورے پنجاب اور پاکستان کے عوام کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب پنجاب نے این ایف سی کے بارے میں میزبانی کے فرائض ادا کئے تو سچے دل کے ساتھ ہماری coalition government نے اپنا دل کھول کر سامنے رکھا اور کہا کہ پاکستان سے بڑھ کر ہمیں کوئی عزیز نہیں ہے اور بغیر ہچکچاہٹ کے ان سے کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ چھوٹے صوبوں کے ساتھ مالی تقسیم کے حوالے سے زیادتیاں ہوئی ہیں اور خاص طور پر صوبہ بلوچستان جو جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے مگر آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جب آبادی کو سوں میل دور پھیلی ہو اور راستے میں سنگلاخ پہاڑوں کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ظاہر ہے کہ آپ کو اخراجات کے حوالے سے دقت ہو گی۔ آپ فیصل آباد کو لے لیں، لاہور کو لے لیں، کراچی کو لے لیں جہاں پر آبادی گنجان ہے تو وہاں پر اگر آپ 5 کروڑ روپے کا ایک کالج بناتے ہیں تو اس کالج میں پڑھنے کے لئے پوری آبادی یا پورے شہر کا ایک حصہ اس سے منسلک ہو جاتا ہے۔ بلوچستان میں جہاں پر کوسوں میل دور راستے میں ماسوائے

بیابان اور پتھر نما پہاڑ ہوں اور آبادی سینکڑوں میل دور ہو وہاں پر ظاہر ہے کہ وسائل کو زیادہ جھونکنا ہو گا تا کہ آپ ان کو اِسی برابری کے levelپر لے آئیں جو کہ پاکستان کے دوسرے صوبے ہیں تو یہ ان کا بڑا جائز گلہ تھا لہذا اگر میں یہ کہوں کہ اس این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے اگر پنجاب نے قربانی دی ہے تو میں اس کو ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ یہ کوئی قربانی نہیں، یہ ایثار اور صادق جذبوں، محبت اور باہمی دلوں کو جوڑنے والا معاملہ ہے اور یہ پاکستان کی وحدت کو مضبوط کرنے کا معاملہ ہے۔ قومی یکجہتی، خدانخواستہ اس میں آنچ آ رہی تھی اس دھاڑ کو جوڑنے کا معاملہ ہے اور آپ نے دیکھا کہ ماضی کے حوالے سے جب کبھی پنجاب نے کوئی اچھا کام بھی کیا تھا تو چھوٹے صوبوں نے اس کو نہ مانا مگر اس این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے آپ نے دیکھا کہ بلوچستان کے دور افتادہ علاقوں سے گوادر سے، کوئٹہ سے، پشین سے ہر جگہ سے پنجاب کے حوالے سے ایک اچھی بات، اچھی آواز سننے میں ملی۔ آپ نے دیکھا کہ بلوچستان اور سرحد کی حکومت نے دل کھول کر پنجاب کے اس role کو بھرپور طور پر قبول کیا اور اس کی بھرپور طور پر ستائش کی میں اس کے لئے اس معزز ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، میں اس کے لئے اپنی government coalition کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) کے وزراء کو اور تمام ممبران کو اور پورے پنجاب کے نو کروڑ عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک تاریخی role ادا کیا ہے اور ناراض دلوں کو بھی جوڑا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بتایئے تو سہی کہ وہ کون سا دن تھا اور وہ کون سا مہینہ تھا اور وہ کون سا سال تھا جب چاروں منتخب وزراء اعلیٰ آمریت کی چھتری کے نیچے نہیں، ڈنڈے کے زور پر نہیں بلکہ عوامی تائید اور عوامی ووٹ کے ذریعے چاروں صوبوں کی قیادت منتخب ہو کر آئے اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مینار پاکستان کے سائے تلے پاکستان کی قومی یکجہتی، اتحاد اور محبت کا اعلان کرے تو کیا یہ دشمنان پاکستان کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ نہیں ہے، کیا یہ پاکستان کی وحدت کی ایک بہت بڑی نشانی نہیں ہے، کیا یہ بلوچستان کے بلوچ اور پشتون عوام کی پاکستان کے ساتھ والہانہ محبت کی نشانی نہیں ہے، کیا یہ سندھ کے کراچی، حیدر آباد اور مہران کی وادیوں کے رہنے والے سندھیوں کی پاکستان سے محبت کی نشانی نہیں ہے، کیا یہ سرحد کے برف پوش پہاڑوں میں رہنے والے خوبصورت جوان اور بہنوں کی پاکستان

کے ساتھ والہانہ محبت اور پاکستان کی قومی یکجہتی کے ساتھ ان کے اعتماد کی نشانی نہیں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر پاکستان کی اور کوئی خدمت ہو ہی نہیں سکتی کہ آپ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کیوں کر ممکن ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وفاقی حکومت کی بہت اہم ترین contribution ہے، صدر پاکستان کی ہے، وزیر اعظم پاکستان کی ہے، وزیر خزانہ کی ہے۔ وفاقی محاصل میں سے جو تقسیم صوبوں کو جاتی ہے جسے ہم horizontal کہتے ہیں جب تک اس کا حصہ نہ بنایا جاتا تو جو روٹی صوبوں کو ملتی ہے صوبے آپس میں بیٹھ کر اسے محبت، باہمی اتفاق، خوش دلی اور اللہ کی رضا رکھتے ہوئے تقسیم نہ کر پاتے۔ جب وفاق نے صوبوں کا حصہ بڑھا دیا تو vertical تقسیم صوبوں نے خود کرنی ہوتی ہے لیکن وہ ڈنڈے والا 9 سال لینے کے باوجود بھی نہ کرا سکا۔ مگر ہم نے ڈنڈے کے بغیر محبت کے دلوں سے وہ کروالیا۔ اسے کہتے ہیں کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کہا گیا کہ پنجاب نے این ایف سی میں اپنا کیس پیش نہیں کیا تو پھر یہ الف لیلیٰ کی کہانی ہے یا پھر کسی مجنوں کی کہانی ہے؟ اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ این ایف سی نے پاکستان کے دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ وہ لازوال رشتے جن میں تھوڑی سی تُرشی آ گئی تھی وہ تُرشی ختم ہو چکی۔اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ پنجاب نے اپنا حقیر حصہ ڈالا ہے اور وہ قربانی دی ہے جسے میں قربانی نہیں کہتا بلکہ یہ ایثار اور محبتوں کی کہانی ہے، یہ اخوت اور صادق جذبوں کی کہانی ہے جو کہ پنجاب کے نو کروڑ عوام نے اپنے بلوچ بھائیوں

اور بہنوں اور سندھ کے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے دل کھول کر رکھا ہے۔ اس کے بعد جو شخص کہے کہ پنجاب نے اپنا کیس پیش نہیں کیا میرے خیال میں اسے دوبارہ پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بڑی عاجزی کے ساتھ اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ این ایف سی ایوارڈ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔یہ این ایف سی ایوارڈ دکھی دلوں کو جوڑنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ روکھی سوکھی مل بیٹھ کر بانٹنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ مسائل زدہ عوام کے زخموں پر مرہم رکھنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ پاکستان کو وہ مقام دلوانے کا نام ہے جس کے لئے دس سال آمریت ڈنڈا چلاتی رہی لیکن پاکستان کو کمزور کیا یہ اس کمزوری کو دور کرنے کا نام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: نماز کا وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: جنھوں نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھیں ہم انھیں کب روکتے ہیں؟ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ظہر کی اذان کے بعد کم از کم دس منٹ کا وقفہ نماز کے لئے دینا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز اراکین: جماعت بھی کروائیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): اگر آپ نے میری امامت میں نماز پڑھی تو پھر آپ کو دوبارہ نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ اپنی بات جلدی ختم کروں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! ہمیں تو جلدی نہیں اگر آپ کو جلدی ہے تو علیحدہ بات ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: ہم تو کہتے ہیں کہ آپ ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور آیا کریں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): بہت مہربانی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: ان کا مطلب ہے کہ "بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے" (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شاہ صاحب! میرے بھائی ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ:

نہ رکوع کی مجھ کو خبر ہوئی نہ سجدہ مجھ سے ادا ہوا
مجھے اتنا مست بنا گئی تیری یاد آ کے نماز میں

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شاہ صاحب میرے بھائی ہیں اور بڑے بزرگ ہیں۔ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان کے حوالے سے جنرل مشرف نے کہا تھا کہ یہ چند سرداروں کی شرارت ہے جبکہ بلوچ عوام میرے ساتھ ہیں اور میں بلوچ عوام کی وہ خدمت کروں گا کہ تاریخ اس کو سنہرے حروف میں یاد رکھے گی۔ آپ نے دیکھا کہ جن چند سرداروں کی وہ بات کرتا تھا ان میں ایک سردار کا نام اکبر بگٹی تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ وفاق کا حامی تھا، جو ایک زمانے میں پاکستان کا State Minister for Interior رہا۔ جس نے بلوچستان کی پاکستان میں شمولیت کے وقت بلوچستان کے باقی تمام سرداروں اور پشتون قوم کے ساتھ پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ وہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اور گورنر بلوچستان رہا۔ اب ایسے شخص کو کہ جس کو آپ نے recognized کیا ہو اور انہوں نے منتخب ہو کر پاکستان کے اعلیٰ ترین عہدوں پر اپنے صوبے اور وفاق کی نمائندگی کی ہو، اگر ان کو آپ یہ کہیں کہ یہ traitor ہیں اور میں ان کا یہ حشر کروں گا کہ ان کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ کہاں سے آ کر میزائل نے ان کو hit کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر ظلم اور زیادتی کی بات کیا ہو سکتی ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!اگر میری تلخ نوائی گوارا کی جائے تو میں یہ کہوں گا کہ آج بلوچ عوام کا مطالبہ مالی وسائل کا بھی ضرور ہے۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چاروں صوبوں کی ذہانت،باہمی مشاورت، جذبہ ایثار و قربانی کے ذریعے،وفاق کی مہربانی کے ذریعے،وزیر خزانہ اور وزیر اعظم کی فراخدلی کے ذریعے بلوچستان کے مالی وسائل اگلے سال یعنی جو نیا سال شروع ہو گا اس میں43۔ارب روپے سے بڑھ کر83۔ارب روپے ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس میں پنجاب نے خالص اپنے وسائل میں سے 11۔ارب روپے کی حقیر contribution کی ہے اور اس کے بدلے میں ہم نے وفاق سے کچھ نہیں مانگا اسی لئے میں نے خالص کا لفظ استعمال کیا ہے،یعنی خالص گھی کی طرح ہم نے ان کی حقیر سی خدمت کی ہے۔اس کے بدلے میں ہم نے direct or indirect کسی مالی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد اوران کی حکومت،وزیر اعلیٰ سندھ اور صوبہ سندھ کی حکومت کی باکمال ذہانت اور مہربانیوں سے یہ رشتہ جُڑا اور بلوچستان کے مالی وسائل میں 100 فیصدی اضافہ کر دیا گیا۔آپ کو علم ہے کہ وفاقی حکومت نے بھی بلوچستان package کا اعلان کیا ہوا ہے۔اس کے باوجود بلوچ عوام یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے حقوق ہیں۔آپ اگر یہ کر رہے ہیں تو ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں،appreciate بھی کرتے ہیں لیکن آپ نے ہمارے ایک بزرگ سیاست دان کو مار دیا۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ مشرف پنجابی نہیں ہے،وہ کراچی کا رہنے والا ہے اور کراچی کے عوام ہمارے بھائی ہیں۔جن لوگوں نے یہ زہریلا پراپیگنڈا کیا ہے اور پنجاب کے کھاتے میں ناکردہ گناہ بھی ڈالے ہیں میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔وگرنہ ہم یہاں on the floor of the House نہ تو parochial tense میں بات کرتے ہیں اور نہ ہی ہم languages کے حوالے سے یقین رکھتے ہیں۔ہم ایک پاکستان،ایک خدا،ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے ہیں۔ چونکہ پنجاب کو گالی دی جاتی ہے اور کہا گیا کہ اس بلوچ سردار کو پنجابی نے مروا دیا۔حالانکہ اس وقت پاکستان کا صدر ڈکٹیٹر مشرف تھا۔اسے صدر پاکستان کہنا بھی صدر کے عہدے کی ہر لحاظ سے شدید توہین ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! باقی آمر بھی آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نے پاکستان کو توڑنے کا ایک ایسا جرم کیا ہے کہ اگر اس کو قبر میں بھی کوڑے لگائے جائیں تو پھر بھی یہ سزا کم ہو گی۔ میں سیاسی سوچ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میں یہ عندیہ بالکل نہیں دے رہا کہ جا کر قبر کھود کر اس کو کوڑے لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! Oliver Cromwell کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ سترھویں صدی میں اس نے برطانیہ میں اقتدار پر قبضہ کیا اور پارلیمنٹ کو محبوس کیا۔ اس کے آدمی دارالعوام کے اندر گھس گئے اور سپیکر میز کے نیچے چھپ گیا تھا۔ یہ حقیقت ہے آپ تو ماشاءاللہ، الحمدللہ یہاں براجمان ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو تو ڈر ہو گا لیکن اللہ کا فضل ہے کہ مجھے کسی کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): ماشاءاللہ، میں آپ کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں، مگر یہ اس ایوان کی مدد اور جمہوریت کی وجہ سے ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ Oliver Cromwell پارلیمنٹ کے اندر گھس گیا اور سپیکر میز کے نیچے چھپ گیا۔ ممبران میں سے کوئی باہر بھاگا اور کوئی شراب کے ڈرم میں گھس گیا۔ اس طرح اس نے ایوان اور اقتدار پر قبضہ کر لیا اور کئی سال تک اس نے برطانیہ میں اقتدار کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آیا، اس کے بیٹے کا اقتدار بہت جلدی ختم ہو گیا اور جب وہاں پر جمہوریت نے انگڑائی لی، جس طرح جمہوریت نے اس ملک کے اندر انگڑائی لی ہے اور پچھلے سال 16۔ مارچ کو آزاد عدلیہ نے انگڑائی لی ہے، اسی طرح جب وہاں پر جمہوریت نے انگڑائی لی تو Oliver Cromwell کی لاش کو قبر سے نکال کر انہوں نے lamp post پر ٹانگا اور وہ برطانیہ کی تاریخ میں ایک مقام عبرت بن گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "مشرف کو پھانسی دو" کے نعرے لگائے گئے)

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

خاموشی اختیار کریں، بات کرنے دیں۔ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر! یحییٰ خان کا جو جرم ہے اسے یہ قوم رہتی دنیا تک معاف نہیں کر سکتی۔ جس نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کر دیا۔نشے کی حالت میں وہ کبھی کسی کو دھمکی لگاتا تھا، کبھی کسی کو دھمکاتا تھااور پھر آپ نے دیکھا کہ کس طریقے سے پلٹن میدان میں جنرل نیازی نے ہتھیار ڈالے، کس طریقے سے قائد کے پاکستان کو دولخت کیااور کس طریقے سے 90 ہزار ہمارے فوجی بھائی اور civilian officers نے وہاں پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہمیں آج اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ جمہوریت دوبارہ عوام کی دعاؤں اور ووٹوں سے واپس آ چکی ہے۔میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ مسائل ہیں،مشکلات ہیں،مہنگائی اور terrorism کا معاملہ ہے۔اس میں کوئی دورائے نہیں لیکن کیا ایک حکومت، ایک نظام کو، جس کی عمر صرف پونے دوسال ہے صرف اس لئے پھانسی گھاٹ لگا دیا جائے کہ پونے دوسال میں مشکلات حل نہیں ہو سکیں۔

جناب!مشکلات کو حل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے،پوری کوشش ہو رہی ہے اور ایک ایسا 10 سالہ نظام جس میں بھاشاڈیم نہ بن سکا اور یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ایک میگاواٹ کیا ایک کلوواٹ بجلی کا اضافہ نہ کیا جاسکا۔(شیم، شیم)

آج یہی وجہ ہے کہ پاکستان زراعت، صنعت و حرفت، تعلیم اور علاج معالجے کے میدانوں میں اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔بھاشاڈیم 6 سالہ مدت میں بن سکتا تھا اگر وہ بن گیا ہوتا تو آج پاکستان کی صنعت و حرفت اور زراعت کو یہ نقصان نہ پہنچتا۔ آج فیصل آباد، ملتان، کراچی، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں ہڑتالیں نہ ہوتیں۔یہ تب ممکن تھا کہ وردی وردی کے ورد کو ایک طرف رکھا جاتااور بھاشاڈیم،بھاشاڈیم کا ورد کیا جاتااور سرمایہ واپس لایا جاتا۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk. No cross talk.

دیکھیں پھر مناسب نہیں ہو گا۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!میں واپس اپنی بات پر آتا ہوں کیونکہ بات نکلی تو بہت دور تلک جائے گی۔میں بلوچستان کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ سیاسی انصاف نہ ہوااور جنرل مشرف کہتا تھا کہ اکبر بگٹی پاکستان کا دشمن ہے آج وہ بلوچ عوام کا ہیرو بن چکا ہے۔میں بلوچ عوام،پختون عوام،بلوچستان کی حکومت اور اپنے بھائی نواب اسلم رئیسانی وزیر اعلیٰ

بلوچستان کا مشکور ہوں کہ وہ آج پاکستان کے بارے میں اچھی باتیں کر رہے ہیں اور علامہ اقبال کے مزار پر جا کر visitors' book میں بڑے اچھے کلمات لکھ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے۔شکریہ، آپ بیٹھیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ اکبر بگٹی اور اس کے ساتھیوں کی میں نے آپ کو background گزارش کر دی ہے، مشرف نے اکبر بگٹی کو پاکستان کا غدار قرار دیا اور آج بلوچ عوام اس کی روح کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمیں سیاسی انصاف نہیں ملے گا ہم پاکستان کے وسیع تر مفاد میں کلمہ ء خیر نہیں کہیں گے۔اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر مجھے بتایئے میں اس معزز ایوان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کا حق نہیں ہے کہ ان کو سیاسی انصاف ملے؟ یہ ہے وہ مرکزی نکتہ کہ جب تک ہم ان مشکل فیصلوں کو بڑے دل کے ساتھ قبول نہیں کریں گے پاکستان کی وحدت اور پاکستان کی قومی یک جہتی جو الحمدللہ این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے آگے بڑھی ہے اسے وہ استحکام اور مضبوطی نہیں ملے گی جب تک ہم ان چبھتے ہوئے کانٹوں کا علاج نہیں کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب میں این ایف سی ایوارڈ سے آگے بڑھتا ہوں اور آگے بڑھنے سے پہلے میں اس معزز ایوان میں موجود تمام political parties اور ان کی leadership سے درد دل کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ہم سیاست ضرور کریں، ہم ایک دوسرے کے ساتھ scoring point ضرور کریں لیکن پاکستان کے ساتھ کوئی point scoring نہیں ہو سکتی، پاکستان کے ساتھ کوئی سیاست نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کی مضبوطی اور خوشحالی کے علاوہ ہمارا کوئی کیس نہیں ہے پاکستان مضبوط ہو گا، پاکستان خوشحال ہو گا، پاکستان ترقی کرے گا تو پنجاب ترقی کرے گا، بلوچستان ترقی کرے گا، سرحد ترقی کرے گا، سندھ ترقی کرے گا اور آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دشمنان پاکستان کے پیٹ میں درد ہے کہ وفاق اور چاروں صوبوں نے مل کر این ایف سی ایوارڈ receive کر کے بلوچستان کے اندر ان کے مذموم عزائم کو اللہ کے فضل و کرم سے ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا اور وہ دشمن پاکستان، پاکستان سے باہر بیٹھ کر جناح پور جیسی مذموم سکیموں کا اپنی آنکھوں میں خواب دیکھ رہے تھے اور آج ان کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے ہیں لہذا میں آج اس نکتے کے اوپر conclude کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ عرض

کروں گا کہ آپ این ایف سی ایوارڈ کے اوپر ضرور بات کریں لیکن سب سے پہلے پاکستان کے بارے میں سوچیں گے تو یقین کیجئے گا کہ آپ کے تمام سوالوں کا جواب شافی اور کافی مل جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آج کی اس نشست میں آخری بات کرنے لگا ہوں اور اس کے بعد میں دوسرے موضوعات پر اپنی گزارشات کروں گا۔ابھی ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے ہم نے سپریم کورٹ کے حکم کے تحت اور جسٹس کیانی کی رپورٹ کی روشنی میں یہاں کے illegal پلازوں کے خلاف کارروائی کی۔میں موٹے موٹے figures آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تقریباً1200 پلازے اس رپورٹ کی نظر میں آئے اور وہ رپورٹ پچھلی حکومت کے دور میں بنی شروع ہوئی۔سپریم کورٹ نے جسٹس کیانی کو حکم دیا کہ آپ لاہور میں ان تمام پلازوں کا جائزہ لیں اور ایک رپورٹ پیش کریں۔ وہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد اس حکومت نے اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں کی، میں آپ کو یہ facts عرض کر رہا ہوں۔نہ جرمانہ کیا گیا جس کے بارے میں مجھے کئی قیمتی مشورے ملے کہ بیش بہا قیمتی رقوم وصول ہوں گی آپ جرمانہ کر دیں۔پچھلی حکومت میں جرمانہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی اور کارروائی کی گئی،جب ہماری حکومت آئی تو مجھے مہینہ یاد نہیں 2008 میں جب میرے بھائی سردار دوست محمد کھوسہ چیف منسٹر تھے ہم نے اس کے اوپر فوراً ایکشن لینا چاہا اور جونہی ایکشن لینا چاہا اس وقت کی PCO Judiciary نے اس پر stay order دے دیا یعنی اپنے ہی سپریم کورٹ کے فیصلے پر PCO Judiciaryنے stay order دے دیا اور پھر آگے اندھیری رات تھی، تاوقتیکہ یہاں پورے ملک میں آزاد عدلیہ کی شعائیں پھوٹیں اور16۔مارچ کو عدلیہ دوبارہ اپنی جگہ واپس آگئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!پھر ہم وہ کیس لے کر سپریم کورٹ کے پاس گئے کہ آپ ہی کے برادر ججوں نے فیصلہ دیا تھا کہ ان پلازوں کے خلاف کارروائی کی جائے، اس دور میں تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی، جرمانہ ہوا اور نہ ہی کوئی domination، اس کے بعد جب ہم نے ان پر کارروائی کرنی چاہی تو آپ کے ہی پی سی او زدہ ججوں نے اس پر stay order دے دیا، اب آپ حکم فرمائیں کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے اوپر انہوں نے واضح آرڈر دیا کہ جسٹس کیانی کی رپورٹ کے اوپر من و عن عمل کیا

جائے لہذا ہم نے اس پر فوراً بیٹھ کر غور وخوض کیا اور اس کو دو حصوں میں بانٹا، ایک low end plazas اور ایک high end plazas، میری مراد یہ ہے کہ ایک وہ جو مہنگے ترین علاقوں میں ہیں، جن کے اوپر کروڑوں اربوں روپے لگے ہوئے ہیں اور ایک انتہائی پسماندہ علاقوں میں ہیں جن پر ایک دو کروڑ یا 4 کروڑ روپے لگے ہوں گے تو اس کے اوپر ہم نے ان کی تقسیم کی اور میں نے ریٹائرڈ جسٹس عامر رضا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی اور اس کے ذمہ یہ کیا کہ پسماندہ غریب علاقوں میں جو پلازے ہیں ان کو اگر ہم demolish کریں گے یا ان کے خلاف جو بھی اقدامات کریں گے تو وہاں پر جو پلازے اس وقت occupied اور وہ غریب غرباء جس نے اپنی ساری عمر کی جمع پونجی ایک لاکھ روپے وہاں پر لگا دیئے یا دو لاکھ روپے لگا دیئے اور دکان لے لی وہاں پر ہم نے تادیبی کارروائی کی یا demolish کیا تو ان بیچاروں کی تو عمر بھر کی پونجی لٹ جائے گی۔ جس طرح کسی راہزن کے ہاتھوں کسی حلال کمائی کمانے والے مسلمان پاکستانی کی کمائی لٹ جاتی ہے۔ میں نے ان کے ذمہ لگایا آپ ہمیں راستہ بتائیں کہ ہم کیا راستہ نکالیں کہ ان کو چھیڑنا بہت مشکل کام ہے۔ It's a very very big challenge وہ کمیٹی میں نے ان کے حوالے کر دی۔ اس کی رپورٹ بن گئی ہے اور انشاء اللہ وہ اس وقت زیر غور ہے۔ دوسرا جو high end plazas ہیں اور وہ پوش علاقے جہاں پر اربوں روپے کی سرمایہ کاری ہوئی ہے وہاں پر بھی ہم نے وہ پلازے چنے جو occupied نہیں ہیں یا جہاں پر چند لوگ occupied ہیں وہ تقریباً خالی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ بہت قریب سے یہ بات سمجھ جائیں۔ میں اسلام آباد میں تھا کہ "ایکسپریس" اخبار کے اندر کے صفحے پر ایک اشتہار آیا کہ جناب چیف جسٹس آف پاکستان، جناب وزیر اعظم پاکستان، جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو اپیل کی تھی کہ میں ایک ٹرسٹ بنا رہا ہوں اور میرا ٹرسٹ گرایا جا رہا ہے جو کہ بڑا ظلم ہے۔ میں نے جب یہ پڑھا تو سچی بات ہے کہ میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ میں نے فوری طور پر اپنے ڈپٹی سیکرٹری کو کہا کہ اس کے متعلق فوراً پتا لگائیں۔ میں رات کو لاہور ائرپورٹ پہنچوں گا تو مجھے ائرپورٹ پر آکر رپورٹ دیں۔ میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم point ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ غور سے سنیں، دو منٹ آپ میری یہ بات سمجھ لیں گے۔ مجھے اسلام آباد سے واپسی پر رات کے 11 بج گئے۔ میں نے اپنے عملے کو کہا کہ اب نہ آئیں میں

صبح ملوں گا اور آپ سے بات کروں گا۔ مجھے اس آفیسر نے پیغام دیا کہ یہ بہت ضروری بات ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ائرپورٹ پر ملنا ہے۔ وہ آ گئے، مجھے ملے اور کہا کہ یہ بہت جائز معاملہ ہے، وہ ٹرسٹ ہسپتال بنا رہا تھا اس کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ کو انھیں فوراً ملنا چاہئے۔ صبح اتوار تھی میں نے کہا کہ آپ انھیں صبح گھر بلا لیں۔ میرے سیکرٹری وہاں پر موجود تھے، انھوں نے کہا کہ آپ کو تو نہیں ملنا چاہئے۔ آپ اگر اس میں خود involve ہو جائیں گے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کہ بھئی ایک شخص کی پونجی خدانخواستہ جا رہی ہے اور ہم سے کوئی زیادتی ہو رہی ہے یا کیانی کمیشن سے کوئی بھول چوک انجانے میں ہو گئی ہے تو میرا فرض ہے کہ اس کی شنوائی ہو اور اسے انصاف ملے۔ چنانچہ اگلے دن وہ میرے پاس گھر پر آ گئے۔ میرا سارا سٹاف موجود تھا اور ایک دو سیاستدان بھی وہاں پر موجود تھے وہ باریش آدمی تھے۔ میں نے بڑی تفصیل سے ان کی بات سنی۔ انھوں نے کہا کہ میں برطانیہ میں 50 سال سے رہتا ہوں۔ میں نے فیروزپور روڈ پر چلڈرن ہسپتال کے ساتھ زمین خریدی ہے، میں ہر تین مہینے کے بعد آتا ہوں۔ یہاں میرے کارندے ہیں جو سارا کام کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی ہے کہ آپ عمارت کو گرا رہے ہیں، ہم نے تو مشینری کا بھی آرڈر دے دیا ہے، عمارت بھی مکمل ہو گئی ہے، میرا 40 کروڑ روپیہ اس پر لگ گیا ہے، یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کیانی کمیشن کے سامنے پیش نہیں ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ پیش ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا ہوا؟ اس پر اس نے کہا کہ میں نے انھیں بتایا کہ میں ٹرسٹ ہسپتال بنا رہا ہوں۔ میرے یہاں پر کارندے ہیں ان کو پتا ہو گا کہ اجازت لی ہے یا نہیں لی ہے، یہاں کچی آبادی میں زمین لے لی خریدی اور کیا کیا اور کیا نہیں کیا۔ میں نے پھر کہا کہ کیانی کمیشن نے کیا کیا؟ اس پر اس نے کہا کہ کیانی کمیشن نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ہم آج بھی آپ کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ آپ یہ ٹرسٹ بنا لیں تو میں نے کہا کہ پھر آپ نے ہاں کر دی۔ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے اس باریش شخص سے کہا کہ بزرگوار کیوں؟ اس پر اس نے کہا کہ مجھے اس زمانے کے نظام پر، میں افراد کی بات نہیں کرتا، میں کسی بہن یا بھائی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں نظام کا استعمال کرتا ہوں کہ مجھے اس نظام پر اعتماد ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ میں ان کے ہاتھ دے دیتا تو وہ اس کو لوٹ لیتے۔ میں نے کہا بزرگوار آپ تو ایک راستہ بتا رہے تھے اور کسی

کو کہتے تھے کہ ہمارا آدمی چیئر مین ہو گا تو میں نے کہا کہ اگر آپ کی حلال کمائی جس پر میں یقین کرتا ہوں اگر وہ لٹ رہی ہے تو آپ کہتے مائی باپ میری بڑی حلال کی کمائی ہے۔ آپ اچھا چیئر مین لگا دیں تو میں اللہ کے ہاں سرخرو ہو جاؤں گا کہ جس نیک کام کے لئے میں نے یہ کام کیا ہے وہ برباد تو نہیں ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ان پر trust نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایوان کو خطاب کر رہا ہوں۔ I took with the pinch of salt کہ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ کمیشن ان کو ایک راستہ دے رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں راستہ لینے کو تیار نہیں ہوں۔ وہ کہہ دیتے کہ میں فلاں کو چیئر مین بنواؤں گا، وہ کوئی راستہ بتا دیتے۔ میں نے کہا کہ بزرگوار یہ بات چھوڑ دیں۔ میں آپ سے آج وعدہ کرتا ہوں کیونکہ یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کرنا ہے میں آپ کا کیس سپریم کورٹ کے پاس لے جاتا ہوں۔ آپ مجھے لکھ کر دے دیں، میں آپ کی تحریر سپریم کورٹ کے پاس بجھوا دوں گا کہ آپ ٹرسٹ بنانا چاہتے ہیں، فیصلہ انھوں نے کرنا ہے، میں ایمانداری سے آپ کی مدد کروں گا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ انھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ آدمی فوری طور پر کہتا ہے کہ میری تو پونجی جا رہی ہے۔ وہاں پر تو demolishing شروع ہو چکی تھی۔ میں نے ان سے بڑا پوچھنے کی کوشش کی تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کو کل بتا دوں گا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ کل بتا دیں، کل پوچھا تو انھوں نے جواب نہیں دیا۔ پرسوں پوچھا تو انھوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر کہا کہ اس طرح کریں کہ پنجاب حکومت اس کو اپنی تحویل میں لے لے اور وہ خود اس کو چلا لے۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب حکومت اسے لے لے اور خود سپریم کورٹ میں چلے جائیں کہ میری پراپرٹی پر قبضہ ہو گیا ہے اور پھر اس کو litigation میں ڈال دیں اور اللہ اللہ خیر سلا۔ میں نے کہا کہ اس گناہ میں ہم شریک نہیں ہوں گے۔ ہم اس کو بالکل takeover نہیں کریں گے۔ اگر یہ ٹرسٹ بناتے ہیں تو ٹھیک ہے وگرنہ ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! قصہ کوتاہ کہ وہ زمین کچی آبادی کی تھی، اس کی title، transfer deed سب جعلی تھے اور محکمے نے ان کے کارندوں سے مل کر غبن کیا تھا۔ جب پتا چلایا کہ مشینری کہاں ہے تو کوئی مشینری نہیں آئی تھی۔ میں نے جب خود بلڈنگ دیکھی جس کو وہ 40 کروڑ روپے کا کہہ رہے تھے۔ آپ بہت کھینچ کر آسمان تک بھی اس کی قیمت لے جائیں تو وہ حد 5/4 یا 6 کروڑ روپے تک کی ہو گی۔

آپ مجھے اب بتائیں کہ جہاں کوئی مشینری آئی، وہ ٹرسٹ تھا اور نہ ہی وہ ہسپتال تھا وہ کچی آبادی کے مکینوں کی زمین تھی جو جعلسازی سے ہتھیائی گئی اور اس پر کاروبار کیا جارہا تھا۔ جس کا کوئی title تھا، کوئی sanction تھی اور نہ ہی اس کے پیچھے کوئی اجازت تھی۔ مجھے بتایئے کہ میں اس کو پھر demolish نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔ ہم کوئی فرشتے نہیں ہیں، اگر غلطیاں نہ ہوں تو پھر ہم فرشتے کہلائیں اور ہمیں ایک دوسرے سے یہاں تکرار کی ضرورت پڑے، کوئی logic اور نہ ہی کوئی argument دینے کی ضرورت پڑے لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مدد اور پناہ مانگنی چاہئے۔ میں آپ کو یہ عرض کررہا ہوں کہ 19 پلازے گرائے گئے جن پر politically بہت شور اٹھانے کی کوشش کی گئی کہ یہ دکاندار ہیں۔ آپ مجھے بتایئے کہ مہنگے ترین علاقوں میں جہاں پلازوں پر اربوں روپے لگے ہوئے ہیں وہاں جو دکاندار آئے گا اس نے 50 لاکھ یا کروڑ روپے کی دکان تو خریدی ہو گی لیکن ہم نے ان میں سے بھی وہ پلازے چنے جو تقریباً empty تھے۔ اس کے باوجود بھی میں نے اشتہار دلوایا کہ اگر کوئی دکاندار ہے تو ہمیں بتائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے جو بھی genuine grievances ہیں ان کو adjust کریں گے اور مالکوں سے پیسا لے کر ان کو دلوائیں گے۔ میں نے یہ اشتہار دلوایا تھا اور درخواستیں منگوائیں۔ میں آج اس ایوان میں آپ کی خدمت میں عرض کررہا ہوں کہ ان 19 پلازوں میں سے صرف ایک درخواست آئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں کہ اگر ان پلازوں کو جرمانے کر دیئے جاتے جو کہ اربوں پتی ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ جنھوں نے ماضی میں بھی اور آج بھی اگر وہ چاہیں تو وہ وزیر اعلیٰ کو خرید سکتے ہیں، وزیر اعظم کو خرید سکتے ہیں، صدر کو خرید سکتے ہیں اور جو ڈیشری کو خرید سکتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت ہے کوئی اپنے آپ کو پیش نہ ہونے دے تو یہ اس کی اعلیٰ ظرفی ہے اور اس کا کریکٹر ہے لیکن ان میں اتنی سکت ہے۔ اگر 1200 پلازے ہیں تو تقریباً 700 ایل ڈی اے کے پاس اور تقریباً 400 سٹی گورنمنٹ کے پاس ہیں اور یہ پلازے آج نہیں بنے بلکہ ماضی کے ہیں۔ میں دشنام طرازی کے حوالے سے یہ بات نہیں کررہا کیونکہ ممکن ہے کہ بعض 20/25 سال یا 5/10 سال پہلے کے بنے ہوئے ہوں۔ میں اُس بحث میں جائے بغیر صرف آپ کی خدمت میں اتنی گزارش کروں گا کہ اگر

1200 میں سے 19 پلازے across the board جو خالی ہیں میں ان پر partial یا ٹوٹل demolition کا یہ حق کیانی کمیشن کی recommendation کی روشنی میں نہ کرتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ قتل کر دیں، جرمانہ دے دیں اور آپ بالکل فارغ ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی غلط روایت پڑتی۔ ہاں! جو plazas low end میں ہیں جیسے اُردو بازار، چنگڑ محلہ، فین روڈ اور کاچھو پورہ میں چھوٹے پلازے ہیں وہ سارے occupied ہیں۔ وہ سارے غریب لوگوں کے ہیں اُن کے حوالے سے ہم نے جسٹس عامر رضا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی آج کی ان معروضات کے آخری point پر آتا ہوں۔ میرے انتہائی فاضل رکن اسمبلی اور قابل لاء منسٹر اور پارٹی کے روح رواں رانا ثناء اللہ صاحب کے بارے میں بتایا گیا اور ٹیلی ویژن چینل پر بڑے دھوم دھام کے ساتھ ایک کاغذ لہرایا گیا کہ ماضی میں ان کا residential پلازہ تھا جو انہوں نے بغیر اجازت کے کمرشل کر دیا اور ساتھ وہاں پر کوئی تجاوزات بھی ہیں، اس کے بارے میں کاغذ کافی لہرایا گیا۔ ماضی قریب میں کئی اور بھی جعلی کاغذ لہرائے گئے جس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ وہ کاغذ لہرائے گئے اور اُن کی ساری جعلسازی سامنے آ گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے اُس کا فوراً notice لیتے ہوئے ایک ٹیکنیکل کمیٹی بنائی اور وہ ٹیکنیکل کمیٹی کام کر رہی تھی جس نے اگلے ایک آدھ دن میں مجھے باقاعدہ رپورٹ دینی تھی۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کے پلازے کی زمین میرے خیال میں چھ مرلے ہے جو اندرون شہر فین روڈ پر ہے اور وہ پورا علاقہ commercialized ہے۔ رانا صاحب نے کب یہ پلازہ بنایا اور کب نہیں بنایا تو یہ سارے facts سامنے آ جائیں گے۔ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہمارے، آپ کے اور ہم سب کے پہلے معزز رکن ہیں پھر یہ coalition گورنمنٹ کے لاء منسٹر ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ رانا ثناء اللہ جیسے ساتھی ہمارے ساتھ اُس زمانے میں کھڑے رہے جنہوں نے اپنی پارٹی کی خاطر کوڑے کھائے ہیں، جنہوں نے ہر طرح کی سزا بھگتی لیکن آمریت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ قانون کی حکمرانی رہے گی اور قانون سب کے لئے یکساں ہو گا اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا ہے تو ہم ان کے

اجازت نامے دیکھیں گے۔ اب اس ہاؤس نے پانچ رکنی کمیٹی بنادی ہے جو میں نے کل اخبار میں پڑھا ہے۔ وہ ٹیکنیکل کمیٹی جو میں نے بنائی تھی اُس کی رپورٹ آنے والی تھی اور اُس کی روشنی میں ہم مشاورت کے ساتھ جو بھی قانونی کارروائی بنتی کرتے لیکن اب آپ کے فیصلے کی مرہون منت ایک کمیٹی بن چکی ہے جو پانچ رکنی ہے۔ چونکہ معزز ایوان کا فیصلہ ہے اس لئے میں اِس کو من و عن تسلیم کرتا ہوں اور اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں وہ ٹیکنیکل کمیٹی اس ہاؤس کی کمیٹی کی سپردداری میں دیتا ہوں۔ ہاؤس کی کمیٹی کا جو فیصلہ ہو گا میں اس کو انشاءاللہ تعالیٰ قبول کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سید ناظم شاہ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، 20 سال سے میری ان سے رقابت بھی ہے اور ان کے ساتھ میرا بڑی محبت کا رشتہ ہے۔ پورے ایوان کے بزرگ بھائی اور بہنوں کی میرے دل میں بے پناہ قدر ہے۔ میں نے ہاؤس کا بہت وقت لیا ہے، موضوع اور بھی تھے جن کے اوپر میں نے روشنی ڈالنی تھی۔ میں آج اس بات کا بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہاؤس میں پھر آؤں گا اور آپ کی شاندار تجاویز انشاءاللہ ضرور سنوں گا۔ میں نے پچھلے کوئی 40/45 منٹ سمع خراشی کی ہے تو آپ سے اجازت لینے سے پہلے میں ان اشعار پر اپنی بات ختم کروں گا کہ:

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خُو کر لے
نہیں ہے شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیب گُلو کر لے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک نوشیر لنگڑیال صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کھڑے ہوئے ہیں انہیں آپ کو پہلے ٹائم دینا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے قائد حزب اختلاف صاحب کو بولنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھا۔ I am sorry because I could not see. جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ہمیں دیکھ تو لیجئے۔

جناب سپیکر: صبح سے آپ کو ہی دیکھ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے ہماری ایک ساتھی نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اُس کے بدلے میں میاں محمد شہباز شریف نے اظہار خیال کیا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے floor قائد حزب اختلاف کو دے دیا ہے۔ چودھری صاحب! دیکھ لیں نماز کا بھی ٹائم ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں 15 منٹ کا وقفہ لے لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس کو in order کر لیا جائے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہاں پر تشریف آوری اور اُن کے یہاں تشریف رکھنے پر موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنی چند معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔ میں اپنے معزز ساتھیوں سے کہوں گا کہ وہ اپنے ٹرانسفر اور دوسرے مسائل کے بارے میں اُن سے بعد میں بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس in order کروائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، kindly آپ ہاؤس کو in order کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں، please ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب کی بات سنی جائے۔

MR. SPEAKER: Order please, Order Please, Order in the House

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس میں etiquettes ہونے چاہئیں اور کیا ایسا طریقہ adopt کرنا چاہئے جس طرح ممبران ابھی کر رہے ہیں؟

MR. SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!pleaseہاؤس in order کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ بول لیں یا پھر مجھے بولنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر ہاؤس in order نہیں ہو گا تو اپوزیشن لیڈر کی بات کیسے سنی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، میں ہاؤس in order کرا رہا ہوں۔ منڈا صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آپ نے ہاؤس کو in order کیا جس کے لئے بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!دیکھیں، تمام ممبران اُدھر جا رہے ہیں۔ ہاؤس ابھی بھی in order نہیں ہوا۔ یہ غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں کروا رہا ہوں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں تمام ممبران سنیں۔No cross talk please

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے چند کلمات کہنے کی اجازت دی۔ مجھے بات کرنے کا اُس وقت موقع مل رہا ہے جبکہ منتخب وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ چونکہ ان کا شعروں کا ذوق بہت اچھا ہے اسی لئے میں اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

آتش بر آں ہے ہر کوئی سرکار دیکھنا
الاؤ دے اٹھے نہ طرہ طرار دیکھنا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج ڈیڑھ سال کے بعد جب وزیر اعلیٰ یہاں تشریف لائے تو ظاہر ہے کہ اُن کی اپنی پارٹی اور اُن کے ساتھ coalition پارٹی جو کبھی coalition ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی تو انہیں ان کے آنے پر خوشی تھی لیکن ہمیں بھی اس بات کی خوشی تھی کہ آج اگر وہ تشریف لائے ہیں

توسب سے پہلے وہ عوامی مسائل پر اپنی ترجیحات کے مطابق بات کریں گے۔حالانکہ پچھلے ڈیڑھ سال کے اندر چینی کی لائنوں پر جو کچھ بیت گیا اُس کی کچھ وجوہات تھیں اور اُن وجوہات کو بھی ہم سیاسی تناظر میں دیکھتے۔اُس کے ساتھ ساتھ دوسری باتیں یہ ہیں کہ مال روڈ ایک کاروباری سڑک ہے لیکن وہاں پر ہڑتال کے لئے ہر وقت کلرکوں کا قبضہ رہتا ہے، ڈاکٹر ریلی میں رہتے ہیں، انجینئرز ریلی میں رہتے ہیں، مزدور ریلی میں رہتے ہیں، پیرامیڈکس اور سب لوگ ریلی میں رہتے ہیں جس کا ہم سمجھتے تھے کہ وزیراعلیٰ صاحب آج اس کی وجوہات بتائیں گے۔یقیناًوہ اس کے لئے کچھ کر بھی رہے ہوں گے اس بارے میں بھی کچھ ارشاد فرماتے لیکن انہوں نے صرف دو تین چیزوں پر focus کیا ہے۔میرے خیال میں چونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ باقی معاملات پر آئندہ ارشاد فرمائیں گے اس پر میں کوئی منفی بات نہیں کرتا کیونکہ یہ ہماری سیاسی ٹریننگ اور ہمارے مزاج کے خلاف ہے کہ ہم زیادہ منفی بات کریں لیکن میں یہ بات شروع سے جہاں سے انہوں نے شروع کی میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو تین بڑے الیکشن ہوئے ہیں وہ تینوں آمروں نے کروائے ہیں۔وہ الیکشن جو تین آمروں نے کروائے ہیں تو جب اس الیکشن میں حصہ لیتے ہیں تو وہ political لوگ ہوتے ہیں اور مختلف پارٹیوں کے لوگ ہوتے ہیں ان میں سے کچھ پارٹیاں جیت جاتی ہیں اور کچھ ہار جاتی ہیں۔جیتنے والی rule کرتی ہیں اور ہارنے والی اپوزیشن کرتی ہیں جیسے کہ ایک آمر کے دوسرے الیکشن کرانے کے بعد ہم ہار گئے اور آپ جیت گئے۔ہم اپوزیشن کر رہے ہیں۔پہلے ہم جیت گئے تھے آپ ہار گئے تھے اور یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب بڑے اچھے طریقے سے اپوزیشن کرتے رہے ہیں۔میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان نے بھی بڑے عجیب دن دیکھے ہیں کہ یہاں پر اس ایوان میں آنے سے ایک ایسا وزیراعلیٰ جو منتخب ہو کر آیا لیکن سب سے پہلا وزیر خزانہ جو کہ ایک آمر کا نامزد وزیر خزانہ تھا وہ بعد میں جب یہ چیز اس کے حصے میں آگئی کہ ایک آمر کی نامزدگی جب فنانس منسٹر کی ہونی تھی لیکن عوام نے پھر بھی اس پر اعتماد کا اظہار کیا اور وہ چیف منسٹر ہو گئے اور منتخب چیف منسٹر کے طور پر 1985 میں یہاں پر آئے لیکن ایک دوسری غلطی یہاں پر ہو گئی کہ اسی آمر کو پھر یہاں پر جہاں آپ تشریف فرما ہیں یہاں پر آکر بیٹھنے کی اجازت دی گئی اور یہاں سے اس نے آکر خطاب بھی کیا۔(شیم، شیم)

یہ المیے ہیں اور ان المیوں سے جس طرح کہ مسلم لیگ(ن) کی second line قیادت کے اکثر لوگ ٹی وی پر آ کر معافی مانگ چکے ہیں اسی طرح اپنی غلطیاں جو کہ کسی پریشر میں یا کسی رو میں یا کسی کلچر کے ذریعے سے ہوتی ہیں اور ان سے معافی مانگ لی جاتی ہے تو قوم ان سے پیچھا چھڑوا لیتی ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس وقت کہ موقع جا رہا ہے۔ ایک بات کی گئی کہ این ایف سی ایوارڈ واقعی یہ ایک قابل ستائش بات ہے کہ بہت دیر کے بعد این ایف سی ایوارڈ ہوا ہے۔ جو بات کرنے والی ہے میں بالکل کہوں گا خواہ وہ politically میرے خلاف چند ایک الفاظ لکھے بھی جائیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجوہات تھیں کہ پچھلے دور میں جب دو دفعہ این ایف سی ایوارڈ کے لئے لوگ اکٹھے ہوئے، چونکہ اس پر کچھ کٹ لگانا چاہتے تھے اور پنجاب کی اس وقت کی قیادت نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا کہ این ایف سی ایوارڈ آتا ہے آئے، نہیں آتا نہ آئے لیکن پنجاب کے عوام کے حقوق پر کچھ surrender کرنے کے لئے black and white میں ہم کچھ نہیں دیں گے اور انہوں نے کچھ نہیں دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں بالکل وزیر اعلیٰ کے ان الفاظ سے اتفاق کرتا ہوں کہ پنجاب ایک بڑے بھائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وسائل سے مالا مال ہے اور وسائل کو مسائل کے ساتھ couple کرنے کے لئے چیلنج ہمارے سامنے ہے۔ ہم سب کچھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ آج سے چار سال پہلے ایک دفعہ پانی بھی دیا گیا تھا اور بتا کر دیا گیا تھا لیکن اس کو black and white میں نہیں لایا گیا تھا۔ اب بھی دیں، جو مرضی کریں ہم اب بھی دینے کے لئے تیار ہیں، ہم اپنے puts and privileges لیکن کچھ ایسی چیزیں ہیں جو black and white میں نہیں لکھی جانی چاہئیں تھیں جس سے کہ below poverty line رہنے والے چار کروڑ سے زیادہ پنجاب کے عوام غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ اب وہ لکیر اوپر کو جائے گی یہ اس این ایف سی ایوارڈ کے بعد نیچے کو نہیں آئے گی۔ ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ دوسرے بھائیوں نے اگر اس وقت کے این ایف سی ایوارڈ کو appreciate کرتے ہوئے پنجاب کو مطعون کرنا کم کر دیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ پنجابی وہ ہے جس نے مادھو پور ہیڈ بنانے سے لے کر آسٹریلیا آباد کرنے تک، پورے افریقہ کی ریلوے لائن بچھانے تک اور انڈیا کا wild belt آباد کرنے تک ہے لیکن واقعی ہمیشہ گالی پنجابی کو دی

جاتی

ہے لیکن پنجابی کا سینہ واقعی اتنا بڑا ہے کہ وہ گالیاں کھا کے بھی اوزاں نہیں ہوتے پھر بھی وہ کام کرتے ہیں۔ مملکت کے لئے کام کرتے ہیں اور سارے صوبے کے علاوہ پاکستان کے لئے کام کرتے ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ پر دستخط کرتے ہوئے اگر ایک بات کر لی جاتی اور وہ چاہے نہ مانی جاتی اور ریکارڈ پر آجاتی، پریس میں آجاتی کہ ہمارے بھائیوں!ہم لوگ آپ کے لئے دستخط کرنے لگے ہیں، ہم اپنا انگوٹھا کاٹ کر آپ کو دے رہے ہیں کہ آپ اس کے اوپر لگا لیں۔ ایک چھوٹا سا پراجیکٹ ہے جو کہ پنجاب کے premises کے اندر بن رہا ہے لیکن وہ پراجیکٹ پورے پاکستان کا ہے کہ وہ پراجیکٹ کالا باغ ڈیم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کالا باغ ڈیم کے اوپر بات کر لیتے، نہ مانتا، کوئی نہ مانتا پھر بھی آپ اس پر دستخط کر دیتے لیکن آج ہماری زبان سے یہ بات نکلتی اور وہ ٹھنڈے سینے سے بات نکلتی کہ ہماری بات کی گئی ہے اور ہمارا مقدمہ لڑا گیا ہے۔ صوبہ سرحد نے وہاں پر کہا کہ ہمارا10۔ارب روپیہ جب تک میز پر نہیں آئے گا ہم اس میں نہیں آئیں گے۔انہوں نے10۔ارب روپیہ بجلی کی رائلٹی کے حوالے سے لینا تھا۔وہ گیا،اخباروں میں آیا،ٹی وی پر آیا کہ ہمیں چیک وصول ہو گیا ہے اور cash ہو گیا ہے اس لئے ہم آرہے ہیں۔ہمارا بھی غازی بروتھا کا کچھ حصہ تھا اور وہ24۔ارب روپیہ تھا اگر ہم اتنا کہہ لیتے کہ بھائی!آپ ہمیں ٹائم فریم دے دیں، ٹائم فریم کے اندر کر لیں اور اس وقت کچھ ہمیں مل جاتا تو ہمارے مسائل اتنے کم ہوتے کہ ہمارا اوور ڈرافٹ loan میں convert نہ ہوتا۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرم ہوتا ہے کہ مجھے آج بھی ہاری ہوئی جماعت میں ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کرسی میسر کی کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں۔

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

ابھی وزیر قانون صاحب آپ سے کچھ فرما رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں چلا رہا ہوں یا آپ چلا رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے over draft کے بارے میں کچھ باتیں آ رہی تھیں اس بارے میں بھی کچھ ارشاد فرما دیتے کہ ہمارے over draft بڑھ گئے ہیں۔ ہمارا صوبہ surplus صوبہ ہے اور اب بھی surplus ہے۔ یہ وسائل سے مالا مال ہے۔ آج آپ اتنی دیر کے بعد تشریف لائے ہیں، جتنے issues آئے ہوئے تھے اگر ان issues پر بات آتی تو سارا House سنتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!وہ آتے رہیں گے اور آپ کو بتاتے رہیں گے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میں انہوں نے کسی جگہ پہنچنا ہے اس لئے آپ short کر لیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے آپ سے بھی عرض کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے داتا دربار پہنچنا ہے۔ آپ نے کسی جگہ کا کہا ہے تو کسی جگہ سے انہیں کافی الجھن ہوئی ہے اس لئے میں نے کہا کہ آپ ان کو بتا دیں۔

معزز ممبران: وہاں پر تو بعد میں بھی جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں پر لوگ اکٹھے ہوئے ہیں اور چادر چڑھانی ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، جناب سپیکر!میں اپنی بات کو مختصر کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں ابھی عرض کرتا ہوں ۔ یہ چونکہ tradition رہی ہے اس کے بعد ادھر سے بھی باتیں ہونی ہیں اور ہماری طرف سے بھی باتیں ہونی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آتے رہیں گے۔ آپ باتیں کرتے رہنا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر کچھ معزز ممبران اپنی نشستوں سے اٹھ کر
جناب وزیر اعلیٰ کے پاس بات چیت کرنے کے لئے گئے)
(قطع کلامیاں)

معزز ممبران قائد حزب اختلاف: یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ادھر آنا چاہتے ہیں تو آجائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میرے خیال میں میرے بھائیوں کو بعد میں وقت نہیں ملتا اس لئے وہ وہاں جا کر مل رہے ہیں اور آج انہوں نے غنیمت جانا ہے کہ وزیر اعلیٰ سے آج ہی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! رانا منور غوث صاحب! (قطع کلامیاں)
آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے سفارش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب ان کو بعد میں وقت دے دیجئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہاں پر بلوچستان کی بات کی گئی۔ یہ واقعی بلوچستان ہمارا، جیسے کشمیر کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ ہماری شہہ رگ ہے بالکل اسی طرح بلوچستان کے ساتھ بھی ہماری سانسیں بندھی ہوئی ہیں اور بلوچستان کے ایک ایک بلوچ کے ساتھ ہمارا دل دھڑکتا ہے۔ یہ پنجاب کو ہی شرف حاصل ہے کہ بلوچستان کی آبادی سے زیادہ بلوچ پنجاب میں بستے ہیں اور بمالک بستے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کے پاس ڈاکٹر خالد بلوچ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی بلوچ ہیں۔ میں اپنی constituency کی بات کرتا ہوں کہ میری constituency میں میرے گاؤں کے ساتھ والے گاؤں تین ہیں اور تینوں کے تینوں بلوچوں کے ہیں۔ ہم ان کے پانی کی رکھوالی کرتے ہیں، ہم ان کی فصلوں کی رکھوالی

فش کرتے ہیں، ہم ان کو رسہ گیری سے بچانے کے لئے ان کے ڈھور ڈنگر کی رکھوالی کرتے ہیں۔ آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ صاحب سے میری استدعا ہے کہ جب اگلی دفعہ بلوچستان میں جائیں تو یہ بات ضرور کریں کہ وہاں پر حجام ، بڑھئی ، لوہار چھوٹے چھوٹے پنجابی جو چالیس چالیس ، پچاس پچاس، ، سو سو سال سے ہیں ان کی target killing کو بند کیا جائے، یہ ضرور بات کریں پنجابیوں کی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہاں جنہیں ہاتھ باندھ کر گولیاں ماری جارہی ہیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کی مشرف کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں تھی۔ اگر پھانسی دینی ہے تو تمام آمروں کو پھانسی دے دیں لیکن جب وہ بلوچستان کی سرحد پر جائیں اور کوئی ہسپتال ہو تو انہیں بتائیں کہ جن پنجابیوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے ان سے target killing کی بات کیجئے گا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ جانا چاہتے ہیں اور آپ خود بھی ارشاد فرمارہے ہیں تو میں اپنی معروضات ان حقوق کے ساتھ یہیں پر بند کرتا ہوں کہ میں باقی باتیں آپ کی موجودگی میں کسی وقت کرنا چاہوں گا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اگر بلوچستان کے بلوچوں کا حق صرف پنجاب میں بیٹھ کر دیکھا جارہا ہے تو خدا کے لئے یہاں کے بلوچوں اور جنوبی پنجاب کے عوام کی بھی آواز سنیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو بلوچستان کے بلوچوں کے لئے یہاں پر بیٹھ کر درد ہو رہا ہے تو خدا کے لئے پہلے نظر جھکا کر یہاں بھی دیکھ لیں کہ جنوبی پنجاب میں بھی بلوچ بس رہے ہیں جن کے لئے پچھلے سال 09-2008 میں 3۔ ارب روپے کا اعلان کیا

گیا تھا اور ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ میں میڈیا والوں سے بھی اپیل کروں گا کہ جنہیں جھوٹے وعدے کرنے کا شوق ہے، خدا کے لئے کامران صاحب، حامد میر صاحب اور شاہد مسعود صاحب یہاں پر آ کر دیکھیں کہ یہاں پر بھی جھوٹے وعدے کئے جا رہے ہیں اور وہ بھی ایک آدمی سے نہیں بلکہ ساڑھے تین کروڑ عوام سے جھوٹے وعدے کئے جا رہے ہیں کہ آپ کو پیسے ملیں گے۔ اگلے سال پھر بجٹ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ 5۔ارب روپے آئیں گے، کہاں ہیں وہ 5۔ارب روپے؟ ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو اکبر بگٹی کے قتل کا درد ہو رہا ہے، اگر مار کے ہی پیسے ملنے ہیں تو آئیں میری جان لے لیں۔ اپنے علاقے کے لئے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب چلے گئے ہیں تو مہربانی کر کے انہیں سب مل کر یہ بھی عرض کریں کہ ایوان میں آئیں اور اپنے ممبران کی باتیں اور ان کے مسائل سنیں۔ ہم یہاں پر ووٹ لے کر آئے ہیں، ایسے ہی منہ اٹھا کے ہمیں کسی نے نہیں آنا دیا۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ آپ انہیں کہیں کہ ایوان میں آیا کریں اور اپوزیشن اور اپنے coalition partner کی آواز بھی سنیں۔ بہت شکریہ

محترمہ شمسہ گوہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بہت اہم issue پر دلانا چاہتی ہوں اور اس پر آپ کی ruling بھی چاہوں گی کہ کیا کسی بھی علاقے کا کوئی SHO اپنا personal torture cell بنا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر سیالکوٹ کے حاجی پورہ کے SHO کا ریکارڈ منگوایا جائے۔ میں اس ایوان میں اس لئے یہ بات کر رہی ہوں کہ میں نے متعدد بار ڈی پی او سیالکوٹ سے کہا کہ میرے گھر کے سامنے منشیات فروشی ہو رہی ہے اور لوگ وہاں پر ڈرگ بھی لیتے ہیں تو ڈی پی او صاحب نے مجھے کہا کہ انشاء اللہ میں اس کا action لیتا ہوں اور اس مسئلے کو حل کرواؤں گا لیکن آج تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ وہاں پر تمام چیزیں اسی طرح جاری و ساری ہیں اور وہاں کے لوگ اس قدر تنگ ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! دیہی SHO عدالت میں admit کر چکا ہے کہ میں نے جعلی پولیس مقابلوں میں کئی بندے مارے ہیں اور He admitted in records تو کیا ایسے بندے کو SHO لگایا جا سکتا ہے؟ دوسرا اس SHO کا حاجی پورہ میں تعیناتی کا تمام ریکارڈ منگوایا جائے کہ اس دوران kidnapping کے کتنے مقدمے درج کئے ہیں اور آیا کئی مقدمے ایک عورت کے کہنے پر درج کئے گئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو میں آپ سے request کروں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ ماشاءاللہ آپ خود lawyer ہیں تو اس کے اوپر باقاعدہ ایک طریقہ کو اختیار کریں اور باضابطہ لائیں تو ہم اسے out of turn لے لیں گے۔ چونکہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب بڑے relaxing موڈ میں بیٹھے ہیں اس لئے اب اجلاس جمعرات مورخہ 4۔ فروری2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1353

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010 (مسودہ قانون نمبر6 بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009 (مسودہ قانون نمبر17 بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مائنز اینڈ منرلز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009 منظور کیا جائے۔

1354

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010 (مسودہ قانون نمبر9 بابت2010)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010 (مسودہ قانون نمبر10 بابت2010)

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

1355

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعرات،4۔فروری2010

(یوم الخمیس،19۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَ
يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ‌ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ
وَٱلرَّسُولَ‌ۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡكَـٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَةُ آل عِمرَان آیات31 تا 32

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے(31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بڑی امید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے
کرم کی جب نظر ہو گی مدینے ہم بھی جائیں گے
اگر جانا مدینے میں ہوا ہم غم کے ماروں کا
مکین گنبد خضرا کو حال دل سنائیں گے
قسم اللہ کی ہوگا وہ منظر دید کے قابل
قیامت میں رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائیں گے
قیامت تک جگائیں گے نہ پھر منکر نکیر اس کو
لحد میں وہ جسے اپنا رُخ زیبا دکھائیں گے
غم عشق نبی ﷺ میں ہوگا جب معمور دل نیر
تیرے ظلمت کدے بھی ستارے جگمگائیں گے

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے اور آج کے ایجنڈے کے مطابق محکمہ مال وکالونیز سے متعلق سوالات کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ندیم خادم: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی کے حوالے سے امریکی جیوری کے فیصلے سے پوری قوم مایوس ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ بالکل غیر متوقع اور یکطرفہ تھا جسے پوری قوم نےcondemn کیا ہے اور میں اس ایوان کے توسط سے اپنی آواز امریکہ اور پوری پاکستانی قوم تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہم تمام پاکستانی عافیہ صدیقی کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن میرے بھائی نے بات کر دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ایک طریق کار ہے آپ وہ طریق کار اختیار کیجئے اور اس کے مطابق آیئے پھر ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر!اس حوالے سے فرداً فرداً بات کرنے کی بجائے ایک متفقہ قرارداد حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کی طرف سے مناسب لفاظی کے ساتھ تیار کر لی جائے تو یہ بہتر رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔شاہ صاحب!ان پر آپ کو اعتماد نہیں ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: نہیں جناب!

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کے بعد کسی کو اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!عافیہ صدیقی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہاں پر اس ماں کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں جسے رات میں نے میڈیا پر دیکھا کہ وہ اس جیوری کے فیصلے کے بعد اتنی مطمئن تھی کہ اس معاشرے میں اس کی مثال نہیں ملتی اور میں on the floor of the House یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک اور معاشرے میں ایسی مائیں رہیں تو خدا کی قسم ہمارے ملک اور ہماری قوم کو کوئی شخص توڑ نہیں سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ، انشاءاللہ۔

سید حسن مرتضیٰ: میں یہاں پر ان سامراجی قوتوں کو بھی یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر تم اس دنیا میں اپنی بقا اور اپنا وجود چاہتے ہو تو تمہیں انصاف کرنا ہو گا۔ تم نے عافیہ صدیقی کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور میں یہاں پر اس فیصلے کو مسترد کرتا ہوں اور اپنی حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ عافیہ صدیقی کا کیس handle کرے اور اسے خود جا کر وہاں پر face کرے۔ وہاں پر Lawyer کرے اور اسے لڑے۔ میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ ایک delegation بنائیں جو عافیہ صدیقی کے گھر جائے اور اس کی ماں اور بہن سے اظہار یکجہتی کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہمارا پنجاب بلوچستان میں کارڈیالوجی سنٹر بنا سکتا ہے تو ایک ماں اور بہن کی آواز پر لبیک بھی کہہ سکتا ہے اور ان کے ساتھ جا کر اظہار ہمدردی بھی کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!میں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے سلسلے میں ایک قرارداد submit کروادی ہےkindlyوہ لے لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں نے گزارش کی ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک متفقہ طور پر قرارداد لائی جائے تاکہ اس پر سب کی بات ہو جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس پر متفقہ قرارداد آجائے۔یہ سوال محترمہ ساجدہ میر کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!آپ نوٹ فرمالیں Question Hour اب شروع ہوا ہے اور اس وقت ٹائم 11 بج کر10 منٹ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔Question Hourانشاءاللہ تعالیٰ12 بج کر10 منٹ پر ختم کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!کل آپ نے وقفہ سوالات جلدی ختم کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میری گواہی آگئی ہے۔

جناب سپیکر: جو گواہی دیتے ہیں میں ان کے بارے میں بھی جانتا ہوں کہ اصل بات کیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر95 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب میں 68 ہزار ایکڑ زمین پر فوج کا قبضہ و دیگر تفصیلات

*95: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اس وقت 68 ہزار ایکڑ زمین فوج کے زیر انتظام ہے جو اس پر فصل کاشت کرتی ہے اس میں 18 ہزار ایکڑ اوکاڑہ میں، تیرہ ہزار ایکڑ بھنگالی لاہور

میں، دیپالپور روڈ پر پروبن آباد اور خانیوال میں تیرہ تیرہ ہزار ایکڑ، رینالہ خورد میں چھ ہزار ایکڑ اور سرگودھا، پاکپتن میں دو دو ہزار ایکڑ زمین فوج اور اس کے مختلف اداروں کے قبضے میں ہے؟

(ب) کیا یہ تمام اراضی حکومت پنجاب کی ملکیت ہے، حکومت پنجاب اس اراضی کو فوجی اداروں سے واپس لے کر اسے بہتر استعمال میں لانے کی منصوبہ بندی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) فوج کے زیر انتظام رقبہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1	ملٹری فارم اوکاڑہ	17013ایکڑ
2	رینالہ اسٹیٹ اوکاڑہ	3195ایکڑ
3	ملٹری فارم لاہور	2345ایکڑ
4	ملٹری فارم بھنگالی لاہور	4341ایکڑ
5	آرمی سٹڈ فارم پروبن آباد	10433ایکڑ (یہ زمین 2045-1-04تک پٹا پر ہے)
6	ریمونٹ ڈپو سرگودھا	12119ایکڑ (یہ زمین وفاقی حکومت کی ملکیت ہے)
7	آرمی سٹڈ فارم پاکپتن	5022ایکڑ
	مذکورہ بالا اراضی کا کل رقبہ	50127ایکڑ ہے۔

(ب) ریمونٹ ڈپو سرگودھا کے علاوہ تمام زمینیں حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اور یہ زمینیں فوجی ضروریات کے لئے استعمال ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں جو حکومت نے جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ فوج کو تقریباً 70 ہزار ایکڑ جگہ دی گئی ہے جو پنجاب حکومت کی ملکیت ہے اور کچھ زمین Federal Government کی ملکیت ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس سے نقد آور فصل کی آمدن حکومت پنجاب کو ملتی ہے، اگر ملتی ہے تو اس کی کتنی آمدن ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جو زمین ملٹری فارم کو اتنے اتنے ایکڑ دی گئی ہے کیا وہاں پر قابل کاشت زمین پر کاشتکاری کی جاتی ہے؟ وہ مزارعین جو وہاں پر کام کرتے ہیں کیا

ان کو اس کے محصولات ملتے ہیں، کیاوزیر موصوف بتائیں گے کہ اس سے حکومت پنجاب کو کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میری فاضل بہن نے سوال کیا کہ اس زمین سے حکومت پنجاب کو کیا آمدن ہوتی ہے؟ یہ زمین 1939 سے الاٹ شدہ ہے اور اس کی extension پٹا پر pre partition سے دی گئی ہے اس پٹا پر وہ چل رہی ہے۔ بعض رقبوں کی 245 extension تک پٹا پر دی گئی ہے۔ جہاں تک آمدن کا سوال ہے وفاقی اداروں کے ذمہ ہمارے 53۔ارب روپے ہیں جس کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک کروڑ سے زیادہ جو بیکار زمینیں ہیں اور وہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اس سوال میں 68 ہزار ایکڑ لکھا ہے جو میں نے ہی لکھا ہے جو خالص فوج کے پاس ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ ان کو پٹے پر کس لئے دی جاتی تھی، کیا یہ ضروری ہے کہ فوج کو ہی پٹے پر یہ جاگیریں دی جائیں گی؟ وہاں پر جو مزارعین کام کرتے ہیں کیا ان کے لئے اس پر کوئی حق نہیں ہے کہ ان کو یہ زمینیں دیں یا خواتین کسانوں کو یہ زمینیں دیں؟ پچھلے دنوں میں نے اخبار میں پڑھا کہ پنجاب گورنمنٹ کی زمین ہے چیف منسٹر نے کہا ہے کہ ہم نے youth کو دینی ہے، youth تو farming نہیں کرتا تو میں حکومت پنجاب اور منسٹر صاحب سے بھی مطالبہ کرتی ہوں کہ جو قابل کاشت زمین ہے اگر آپ 12 ایکڑ زمین فی خاندان کے حساب سے ان کاشتکاروں کو دے دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے نقد آور فصل سے پیسے حکومت پنجاب کو ملیں گے اور فوج سے اس کا قبضہ چھڑوایا جائے۔ کیا یہ فوج کو دینا ضروری ہے؟ یہ فوج کی جاگیریں نہیں ہیں، فوج کو بڑی زمینیں ملتی ہیں، انہیں بڑے مربع ملتے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد کے بھی مربع ہوتے ہیں۔ یہ خالصتاً پنجاب حکومت کی زمین ہے یہ ان مزارعوں کو دی جائے، ان کسان خواتین میں تقسیم کی جائے یہ ایک بہتر طریق کار ہو گا، کیا حکومت نے ایسی کوئی پالیسی بنائی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ اس سے related سوال ہے۔ میں اس سلسلہ میں وضاحت کروں کہ جو رقبہ انہوں نے لکھا ہوا تھا وہ رقبہ اس کے مطابق نہیں ہے بلکہ وزارت دفاع کے پاس اس سے بھی زائد رقبہ ہے۔ جس سوال سے متعلق انہوں نے پوچھا ہے، انہوں نے ان فارموں کے متعلق پوچھا ہے تو اس میں بعض رقبہ سنٹرل گورنمنٹ کا آتا ہے اور بعض رقبہ صوبائی حکومت کا آتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! Federal Government کا رقبہ صرف سرگودھا میں ہے باقی ٹوٹل پنجاب گورنمنٹ کا رقبہ ہے۔ ریمونٹ ڈپو سنٹرل گورنمنٹ کا رقبہ ہے باقی خانیوال، پگاں، اوکاڑہ، رینالہ خورد اور دوسرے علاقے خالص پنجاب حکومت کی زمین ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ اس میں کیوں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور غریب مزارعوں میں یا غریب خواتین کسانوں میں 12 ایکڑ کے حساب سے کیوں نہیں دینا چاہتے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ تجویز گورنمنٹ کو ضرور دیں۔ شاید آپ کی تجویز گورنمنٹ کو پسند آجائے لیکن آپ اس زمین کے بارے میں کوئی ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جو Federal Government کا رقبہ ہے وہ سرگودھا میں ہے اور باقی ساری پنجاب گورنمنٹ کی زمین ہے۔ پہلے کبھی آپ کو پتا ہے کہ خچر پالنے کے لئے فوج کو پٹے پر زمینیں دی جاتی تھیں اب وہ دور نہیں ہے، اب تو میزائل کا دور ہے، اب تو جہاز ہیں، اب تو بڑی بڑی گاڑیاں چلتی ہیں اور فوج کے زیر استعمال اس زمین کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کے باوجود بھی ان کی ضرورت رہتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: کیوں رہتی ہے، یہ ملک جرنیلوں کے باپ کی جاگیر ہے، ان کو کیوں ضرورت ہے؟ یہ جرنیلوں کے باپ کی جاگیر نہیں ہے، یہاں پاکستان کے ہر شہری کا حق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کے ملک کی ضرورت کے مطابق وہ کہہ رہے ہیں، ایسی تو بات نہیں ہے اگر اس کی ضرورت ہے تو پھر وہ رہنی چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کو اتنے اتنے تمغے ملتے ہیں، اتنے مربع ملتے ہیں اور پھر بھی وہ اس زمین پر قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں، بتایا جائے کہ اس قبضے کو کب چھڑوایا جائے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں صرف ضمنی سوالات پوچھے جائیں اگر کوئی پالیسی discuss کرنی ہے تو اس کے لئے ایک دن رکھ لیا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت پنجاب اس قبضے کو چھڑوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! 12۔دسمبر 2009 کو چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بنادی ہے وہ کمیٹی اس قبضے کو واگزار کرائے گی اور مطالبات زر جو لگان کی صورت میں ہے اسے حاصل کرے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ بتادیا جائے کہ کتنا عرصہ لگے گا، اس کے لئے منسٹر صاحب کوئی ٹائم دے دیں، کوئی تاریخ دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! انشاءاللہ تعالیٰ اسی سال اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کوئی مہینہ ہو، دو مہینے ہوں یا تین مہینے ہوں، یہ سال تو بڑا عرصہ ہے اس میں 365 دن ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میٹنگیں ہوتی ہیں، وہ فیصلہ کر کے آپ کو بتادیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ date بہت لمبی ہے۔

جناب سپیکر: یہ انہوں نے نہیں کرنا، انہوں نے اکیلے نہیں کرنا یہ چیف منسٹر صاحب سے بھی متعلقہ ہے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! جتنی بھی land آرمی کے حوالے ہے اس میں وہ تین categories رکھتے ہیں۔ A,B اور C۔ آیا یہ category پنجاب حکومت سے approve کرواتے ہیں یا اپنی مرضی سے رکھتے ہیں کیونکہ میں نے سیالکوٹ میں یہ دیکھا ہے کہ جو maximum اچھی agricultural land ہے اس کو وہ کبھی A category میں لے جاتے ہیں، کبھی B category میں رکھ لیتے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ criteria پنجاب حکومت بناتی ہے یا وہ through GHQ بناتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! فاضل رکن نے زمین کی category کا پوچھا ہے۔ یہ زمین pre partition سے الاٹ ہے، یہ A category میں آتی ہے۔ آگے وہ تقسیم کرنے کے لئے اپنی کوئی categories بنالیتے ہوں گے تو وہ وزارت دفاع کے under ہوں گی۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اب سوہل صاحب کا ضمنی سوال ہے۔ جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یسیٰن سوہل: میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ مواضع بھنگالی ڈی ایچ اے میں آچکا ہے اور اس کی جتنی بھی زمین فوج کو دی گئی اب ڈی ایچ اے والے اس پر اپنی سکیم اور کوٹھیاں بنا رہے ہیں اور وہ کاشت کے لئے دی تھی تو اس زمین کی جو price ہے کیا فوج والوں نے ایسے ہی ڈی ایچ اے کو دے دی ہے، اس کی کوئی قیمت وصول کی ہے یا گورنمنٹ آف پنجاب نے اس کی اگر کوئی قیمت وصول کی ہے تو وزیر مال بتائیں کہ جب اس پر گھر بن جائیں گے، بڑے بڑے بنگلے بن جائیں گے تو کیا یہ وہاں سے کوئی قیمت وصول کر سکیں گے؟ پہلے بھی پورے ڈی ایچ اے میں جتنی بھی سرکاری زمین ہے، جتنی بھی حکومت پاکستان کی زمین ہے، جتنی حکومت پنجاب کی زمین ہے، جتنی بھی نہریں اور

کھال ہیں سارے کے سارے ڈی ایچ اے والے لے گئے ہیں اور یہ ساری موضع بھنگالی کی زمین بھی ڈی ایچ اے والے لے جائیں گے اور وہاں سے ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ یہ بات میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر ڈی ایچ اے والوں سے ہم اپنی ہی زمین کی قیمت وصول کرلیں تو پورا پنجاب developed ہو سکتا ہے۔ کیوں نہیں اس طرف توجہ دی جاتی ۔ اب ہمارے پنجاب کے اندر جمہوریت ہے۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! ضمنی سوال پر آئیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہی ہے، یہ چار ہزار ایکڑ زمین جو ڈی ایچ اے میں چلی گئی ہے یہ مجھے وزیر مال صاحب بتائیں کہ کیا انہوں نے اس کی کوئی قیمت وصول کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن نے بھنگالی فارم کا ذکر کیا ہے اور یہ 1936 سے فوج کے حوالے کیا گیا ہے، انہیں الاٹ کیا گیا ہے اور انہیں پٹا پر دیا گیا۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر قبضہ یا بلڈنگز تعمیر ہے جو چیز فوج کے تسلسل میں چلی جاتی ہے میرے نزدیک واپس کیسے آئے گی؟ لیکن میں اس بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ نیا سوال کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ضمنی سوال پر ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ریمونٹ ڈپو سرگودھا کے علاوہ اور تمام زمینیں حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اور یہ زمینیں فوجی ضروریات کے لئے استعمال ہو رہی ہیں تو میرا ضمنی سوال جز(ب) کے بارے میں منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ کیا فوجی ضروریات کے لئے ان کا بجٹ کافی نہیں ہے اور یہ کون سی ضروریات ہیں جو ان زمینوں سے وہ پوری کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے اور میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو اس بارے میں کیا بتایا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اس بارے میں میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بتائیں۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق)جناب سپیکر!جہاں تک فوجی ضروریات کی بات ہے تو وہاں پر انہوں نے مزارعین کو زمین کاشت کے لئے،ان کے راشن اور Dairy Farming کے لئے دی ہوئی ہے۔

راؤکاشف رحیم خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر:یہ کوئی چھٹا ضمنی سوال ہے۔جی،راؤکاشف!

راؤکاشف رحیم خان:جناب سپیکر!جو ملٹری فارم بھنگالی لاہور ہے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لیز پر کس ریٹ پر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!ان کو لیز کا ریٹ بتائیں؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق)جناب سپیکر!اس زمانے میں ایک پیسا فی ایکڑ دی گئی تھی۔

راؤکاشف رحیم خان:جناب سپیکر!جو پرانی لیز کی مدت ختم ہو چکی ہے۔اگر کوئی نیا agreement ہوا ہے تو اب اس کا کیا ریٹ ہے؟

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہے ہیں کہ نئے agreement میں اب کیا ریٹ ہے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق)جناب سپیکر!نئے agreement کے بارے میں مجھے پتا نہیں،یہ fresh question دیں کہ کس وقت یہ agreement ہوا تھا تو وہ ایوان میں پیش کر دیں گے۔

پیر محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آٹھواں ضمنی سوال ہے۔

پیر محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!میرا آٹھواں سوال اسی اراضی کے مسئلہ پر ہے کہ یہ 1936 میں ایگریکلچر کے لئے دی گئی تھی اور ریونیو ایکٹ میں یہ ہے کہ جو زمین کاشت کے لئے دی جائے یا کسی فارم کے لئے دی جائے اس کو آپ کالونیز میں یا مکانات بنانے کے لئے اربن میں change نہیں کر سکتے اگر اس کو change کریں گے تو آپ کو جو changes میں ریٹ ہیں اسے گورنمنٹ پنجاب کو دینے

پڑھیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے فوج وہ کام کرے، جو ڈیشری وہ کام کرے اور سیاست دان وہ کام کریں اور جرنلز وہ کام کریں وہ illegal ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر جو سارے لوگ بحث کر رہے ہیں تو اس میں بڑی اچھی بات ہے اور اس پر ایک دن مقرر کر لیا جائے اور ویسے بھی خادم اعلیٰ ہر چیز کو واگزار کرانے میں ماہر ہیں اور اس سلسلے میں اپنا نام اور مقام رکھتے ہیں تو کیوں نہیں یہ پنجاب حکومت کی زمین کو ان کے مطالبہ پر واگزار کرا لیتے؟

جناب سپیکر: اب ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ next question میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 502 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں نشتر ٹاؤن و عزیز بھٹی ٹاؤن میں رجسٹریوں، سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کے معاملات

*502: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الفِ) کیا یہ درست ہے کہ نشتر ٹاؤن اور عزیز بھٹی ٹاؤن میں 2005 سے رجسٹریوں، سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں گھپلا کر کے حکومت پنجاب کو بھاری مالی نقصان پہنچایا گیا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کو نقصان پہنچانے والے کرپٹ عناصر کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے، اس بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا نشتر ٹاؤن اور عزیز بھٹی ٹاؤن کی 2005 سے اب تک سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں کوئی آڈٹ رپورٹ تیار کی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو رپورٹس کی کاپیاں

ایوان میں فراہم کی جائیں، اگر نہیں تو کب تک آڈٹ کی رپورٹس مرتب ہو جائیں گی، اگر آڈٹ ہی نہیں کیا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اصل قیمت خرید و فروخت سے کم مالیت کی رجسٹریاں تیار کی جاتی رہی ہیں اگر اس سوال کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کا اس سلسلہ میں کیا چیک اینڈ بیلنس کا طریق کار ہے، ایوان کو تفصیل سے وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ نشتر ٹاؤن اور عزیز بھٹی ٹاؤن میں 2005 سے سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں گھپلا کیا گیا ہے۔ان دو ٹاؤنز میں آڈٹ کے دوران سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی مد میں جو کمی نوٹ کی گئی ہے اس کی تفصیل نمبر شمار (ب) کے مقابل درج ہے۔اگر معزز و محترم ممبر صوبائی اسمبلی کے علم میں کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ اس کی نشاندہی فرمائیں تا کہ ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی جا سکے اور متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور سب رجسٹرار کمی سٹیمپ ڈیوٹی و رجسٹریشن فیس متعلقہ افراد سے وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کروائیں۔

(ب) نشتر ٹاؤن اور عزیز بھٹی ٹاؤن کا سال 2005 سے اب تک آڈٹ کیا گیا ہے۔آڈٹ رپورٹس کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔مذکورہ بالا ٹاؤنز کی آڈٹ رپورٹس کا خلاصہ بمطابق پڑتال انسپکٹر آف سٹیمپس درج ذیل ہے:۔

عزیز بھٹی ٹاؤن

سال 2005 تا 2007

I۔کل کمی سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس	0972,652-00
II۔کم شدہ رقم سے ریکور شدہ رقم جو کہ خزانہ سرکار میں جمع ہو چکی ہے۔	0917,752-00
III۔بقایا رقم جس کے لئے متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو اور سب رجسٹرار ریکوری کے لئے کوشاں ہیں۔	54,900-00

نشتر ٹاؤن

I-کل کمی اسٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس	4,944,957-00
II-کم شدہ رقم سے ریکور شدہ رقم جو کہ خزانہ سرکار میں جمع ہو چکی ہے۔	02,750-00
III-بقایا رقم جس کی وصولی ہونی ہے۔	4,942,207-00

(ج) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پنجاب میں ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو/کلکٹر پنجاب سٹیمپ valuation table برائے شہری جائیداد) رولز1999 کے تحت valuation ٹیبل جاری کرتا ہے۔جن کے مطابق تمام رجسٹریاں کی جاتی ہیں۔رجسٹریوں میں سٹیمپ ڈیوٹی و رجسٹریشن فیس کی کمی بیشی کو چیک کرنے کے لئے محکمہ مال پنجاب نے انسپکٹر آف سٹیمپس مقرر کئے ہیں۔جن کی audit reports پر متعلقہ دفتر سے جواب منگوایا جاتا ہے۔ متعلقہ دفتر کے annotated replies کے بعد جو بھی سٹیمپ اور رجسٹریشن فیس میں کمی بیشی پائی جائے تو ریکوری کے لئے کارروائی کی جاتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں بتایا گیا ہے کہ 2005 سے 2007 تک نشتر ٹاؤن کے اندر کوئی پچاس لاکھ روپے کی سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی مد میں کمی واقع ہوئی تھی اور 2008 کو اس کا جواب موصول ہوا ہے اور ابھی تک بظاہر دو ہزار روپے کی recovery ہوئی ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کوئی خاص وجہ ہے کہ یہ recovery ہم ابھی تک نہیں کروا سکے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!جہاں تک ان کے سوال کا تعلق ہے تو انہوں نے عزیز بھٹی ٹاؤن کی recovery کا، سٹیمپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی کمی کا پوچھا ہے تو جہاں تک عزیز بھٹی ٹاؤن کی recovery کا تعلق ہے تو وہاں پر تقریباً 95 فیصد سے زیادہ recovery ہو چکی ہے اور جہاں تک نیشنل ٹاؤن کا تعلق ہے تو وہاں پر جو valuation table ہوئی ہیں تو وہ زرعی رقبہ کی وجہ سے ہوئی تھیں سٹیمپ ڈیوٹی کا تعین کیا جا رہا ہے اور اس بات کو یقینی قرار دیتے ہیں کہ جو ہمارا board of system and audit کا moderate system ہے وہ بلکہ صحیح ہے اسے

چیک کر کے اگر کوئی بندہ ذمہ دار ہو گا تو اس کا تعین کر دیا جائے گا لیکن یہ valuation table کے مطابق انہوں نے اس کی recovery بنائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے valuation table کے مطابق بنائی ہے۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ رجسٹرار کی مرضی کے بغیر رجسٹری میں جو کمی فیس ہوتی ہے اس کے مرضی کے بغیر پاس نہیں ہو سکتی تو 2005 سے لے کر 2010 تک پچاس لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے اور وہی افسران کی recovery پر لگائیے جاتے ہیں، recovery بھی نہیں ہوتی اور افسروں کے خلاف action بھی نہیں ہوتا تو پھر کیا ہوتا ہے جب یہ پیسے نہیں ملتے؟

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ آپ کا جو رجسٹرار ہے اس کی مرضی کے بغیر نہ کمی ہوتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ recovery کیوں نہیں ہوتی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! معزز رکن اور لاہور کے اکثر لوگ اسی کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ رجسٹریوں میں کمی بیشی رجسٹرار کی مرضی سے ہوتی ہے لیکن جو اوسط بیج اور مارکیٹ ویلیو ہوتی ہے اس کا تعین ہر بندے کی نظر میں علیحدہ ہوتا ہے لیکن یہاں پر جو سوال سے متعلق معاملہ ہے وہ یہ ہے کہ valuation table کے مطابق ان کے بقایاجات سٹیمپ ڈیوٹی میں کمی ہے اس کی ذمہ داری کا تعین کر دیا جائے گا اور انشاءاللہ وصول کر لئے جائیں گے، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھے میرا کاروبار یاد کرایا ہے لیکن میری گزارش پھر وہی پر ہے کہ یہ پچاس لاکھ روپے کی جو کمی ہے یہ افسر کی consent کے بغیر نہیں ہوتی، پانچ سال گزر جانے کے باوجود recovery بھی نہیں ہوئی اور آفیسر کے خلاف action بھی نہیں ہوا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر یہاں پر ہوتا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ 2007 کا واقعہ بتا رہے ہیں اور میں نے تو کل questions دیکھے ہیں اگر یہ questions آئے ہیں تو ان مطابق ہم نے meetings کی ہیں اور ہم نے انہیں کہا ہے کہ within one week اس کا تعین کر کے سٹیمپ ڈیوٹی کو ختم کیا جائے یا ذمہ دار بندوں سے وصولی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بتائیں کہ وصولی کیوں نہیں ہوئی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! وصولی ہو گی اور انشاءاللہ تعالیٰ ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں پچھلے سال کے بجٹ میں حکومت پنجاب نے ڈیڑھ ارب روپیہ اسی computerization کے لئے رکھا تھا۔ اس سے پہلے بھی 4۔ارب روپیہ رکھا تھا land computerization کے لئے رجسٹری وہ پہلا بنیادی عمل ہے۔ جس سے کسی بھی فرد کی ملکیت بذریعہ سٹیمپ پیپرز تبدیل ہوتی ہے۔ میں جناب منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے نو ٹاؤن یا اس سے ہٹ کر کسی شہر میں دو سالوں میں ہم نے تقریباً 5۔ارب روپیہ رکھا ہے تو ابھی تک کسی ٹاؤن کے اندر اس رجسٹریشن کے عمل میں کمپیوٹرائزیشن شروع ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک کمپیوٹرائزیشن کا سوال ہے وہ آگے آیا ہوا ہے اگر یہ اس میں جواب پوچھ لیں تو بہتر ہے اور اگر یہ ابھی پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ایک پراجیکٹ تھا جو پچھلے دو تین سال سے ختم ہو چکا ہے اور اس میں کوئی نئی improvement نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں اس پر ایک سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ بھی سپلیمنٹری پوچھ لیں ویسے تو دو ہی ہوتے ہیں لیکن آپ آٹھ آٹھ، دس دس کر رہے ہیں، آپ کی مرضی ہے مجھے کیا اعتراض ہے یہ ایجنڈا آپ کا ہے۔ آپ کے questions رہ جائیں گے؟

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ میں منسٹر موصوف سے دو حصوں میں سوال کرنا چاہوں گا۔ ایک تو میرا سوال یہ ہے کہ ڈی ڈی او (آر) کی موجودگی میں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے یہ تو منسٹرز کی سیٹ ہے۔

جناب شاہان ملک: خالی جگہ تھی، میں نے کہا کہ سپیکر صاحب کے قریب بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: آئندہ سے احتیاط کیجئے۔ جو بھی صاحب ہوں میں سب کو کہہ رہا ہوں۔ میں بار بار اس طرح کہتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔

جناب شاہان ملک: جی، آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ جاری رکھیں۔

جناب شاہان ملک: میرا پہلا جز یہ ہے کہ کیا ڈی او (آر)، ڈی ڈی او (آر) کی موجودگی میں بغیر کسی عذر کے، بغیر کسی refusal کے، بغیر کسی denial کے direct رجسٹری کرنے کا مجاز ہے؟

جناب سپیکر: اس سے متعلقہ سوال کریں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے اور بہت ضروری سوال ہے۔ یہاں پر منسٹر صاحب نے اپنے جواب جز (ب) میں فرمایا کہ معزز ممبر صوبائی اسمبلی کے علم میں اگر ایسی کوئی شکایت ہے تو وہ اس کی نشاندہی کریں تو کیا مجھے بھی اجازت ہے میں کوئی ایسا issue بمع ثبوت آپ کے سامنے منسٹر صاحب کو پیش کر سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس ایک ثبوت موجود ہے جس کے اندر 2 کروڑ 40 لاکھ روپے کی ایک رجسٹری کی گئی اور یہ رجسٹری 31-07-2006 کو 2 کروڑ 40 لاکھ روپے کی ہوئی۔ اس کے اوپر پٹرول پمپ تعمیر ہے جس کی تصاویر بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اسی پٹرول پمپ کی دوبارہ رجسٹری 18-09-2009 کو صرف 80 لاکھ روپے کے اندر کی گئی۔ پٹرول پمپ وہیں پر موجود

ہے۔کاغذوں میں یہ show کر کے کہ وہplain land ہے تو کیا اس طرح محکمہ مال اور حکومت پنجاب کے خزانے کو نقصان نہیں پہنچایا گیا؟ ان سے کہیں کہ پہلے جز کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ question سے متعلقہ تو نہیں ہے یہ انکوائری طلب مسئلہ ہے۔میرے خیال میں جس بات کی نشاندہی کی گئی ہے اس کی انکوائری کروائیں۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر !ڈی ڈی او (آر) کی موجودگی میں ڈی او(آر) رجسٹری کر سکتا ہے۔پورے ڈسٹرکٹ کی رجسٹریاں کوئی بھی کر سکتا ہے لیکن اگر اس رجسٹری کو ڈی ڈی او(آر)reject کرے تو اسے اپنی وجوہات بیان کرنی پڑتی ہیں کہ وہ سیکشن لکھے کہ میں کن وجوہات کی بناء پر اسے نہیں کر رہا۔ اگر کوئی direct جا کر ڈی او(آر) سے کروائے تو وہ کروا سکتا ہے۔جہاں تک ان کے معاملے کا تعلق ہے اگر رجسٹری غلط ہوئی ہے یا اگر سٹیمپ ڈیوٹی کم ہوئی ہے تو متعلقہ کمیشنر سے انکوائری کروا کر اس ڈی ڈی او(آر) کے خلاف بالکل کارروائی کی جائے گی۔پرچہ کروایا جائے گا،اندر کیا جائے گا اور اس سے وصولی کی جائے گی انشاءاللہ۔

جناب شاہان ملک: بہت مہربانی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رجسٹریشن ایکٹ 1908 پارٹ 12 سیکشن 71,72,73 میرے پاس ہے جس کے سیکشن 71 میں بہت clearly لکھا ہوا ہے کہ reasons for refusal to register to be recorded. اگر ڈی ڈی او(آر) رجسٹری نہیں کرتا تو reasons to be recorded. اس کے بعد ایک procedure ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ بتا دیا ہے،explain کر دیا ہے۔

جناب شاہان ملک: انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ کر سکتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جہاں تک انہوں نے پوچھا ہے کہ ان کی موجودگی میں کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہے کہ موجودگی میں کر سکتے ہیں اگر وہ اسے reject کریں گے تو اس کی وجوہات لکھیں گے اگر وہ reject نہیں کریں گے تو ان کی موجودگی میں دوسرا بندہ کر سکتا ہے۔رجسٹریشن ایکٹ یہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،میاں نصیر صاحب! آپ کا دوسرا سوال ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! بس۔ میرے خیال میں کافی ہو چکا ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: مختصر سپلیمنٹری سوال کیجئے گا۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! مختصر ہو گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب رجسٹری پاس ہوتی ہے تو Sub-Registrar دو سو روپے mutation fee وصول کرتا ہے۔ ہر رجسٹری کے پیچھے آپ دیکھ لیں وہ دو سو روپے mutation fee وصول کرتا ہے لیکن وہ رجسٹری کی mutation نہیں کروا کے دیتا۔ ہم پٹواری کے پیچھے رجسٹری لے کر جاتے ہیں، پٹواری اس کے انتقال کے ہم سے علیحدہ پیسے مانگتا ہے تو وہ دو سو روپیہ جو ہم Sub-Registrar کو دیتے ہیں وہ کہاں جاتا ہے اس کا ہمیں بتا دیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! شاید موصوف کو نئی فیس کا نہیں پتا، اب فیس بڑھ گئی ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! دو سو روپے ہی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): اب بات تو سُن لیں۔ دو سو روپے خزانہ سرکار میں جمع کرواتے ہیں۔ وہاں پر رجسٹری محرر بیٹھا ہوتا ہے اس کے پاس یہ ٹیکس جمع کروایا جاتا ہے اور وہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرواتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، next میاں نصیر صاحب! آپ کا سوال نمبر کیا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 503 ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک نکتہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پلیز!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! باہر ایک جلوس آیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: Minister for Law and Parliamentary Affairs ابھی آجاتے ہیں پھر اس کے بعد آپ کی بات سُنتے ہیں۔جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 503 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بعض وکلاء کا پارٹیوں کے ساتھ مل کر انڈر ویلیو پاور آف اٹارنی تیار کروانے کے معاملات

*503: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال وکالو نیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بعض وکلا پارٹیوں کے ساتھ مل کر under value Power of Attorney تیار کرواتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کو بعض وکلا under value Power of Attorney تیار کروا کر بھاری مالی نقصان پہنچا رہے ہیں نیز پچھلے تین سال میں کتنے کیس حکومت کے سامنے آئے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کو under value Power of Attorney تیار کروا کر بھاری مالی نقصان پہنچانے والے وکلاء کے خلاف قواعد وضوابط کے مطابق تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے، اگر ہو سکتی ہے تو قواعد وضوابط کے مطابق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز پچھلے تین سال میں کتنے وکلاء کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مال وکالو نیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست نہیں۔power of attorney سیکشن 2 سب سیکشن 21 سٹیمپ ایکٹ 1899 کے تحت تحریر ہوتی ہے۔جس میں ویلیو کا ذکر نہ ہوتا ہے نہ ہی ہونا ضروری ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کیونکہ power of attorney پر valuation ٹیبل کا اطلاق نہیں ہوتا تاہم power of attorney کے ذریعے بعد ازاں جو رجسٹریاں کی جاتی ہیں مثلاً بیع، ہبہ اور تبادلہ

پر سیکشن27-A سٹیمپ ایکٹ1899 کے تحت اربن پراپرٹی valuation ٹیبل کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) چونکہ power of attorney پر valuation ٹیبل کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں قیمت لکھنا ضروری ہے اس لئے اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

جناب سپیکر: اس پر سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جی، میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ کیا فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے پاور آف اٹارنیز پر 4 percent CVT وصول کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): یہ فیڈرل کا ٹیکس ہے۔ کمرشل ایریاز چاہے ان کی پیمائش ایک فٹ ہو اور urban residential area جو ایک کنال ہو اس پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر !میرے سوال کے جز(ب)اور (ج)میں مجھے دو دفعہ یہاں پر mention کیا گیا ہے یقیناً یہ پرنٹنگ کی mistake بھی نہیں ہو سکتی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ power of attorney پر کسی قسم کے valuation table کا اطلاق نہیں ہوتا، اسی طرح جز(ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے power of attorney پر valuation table کا اطلاق ہوتا ہے، قیمت درج ہوتی ہے اور نہ ہی valuation لگائی جاتی ہے تو پھر یہ 4 فیصد کس amount کا وصول کرتے ہیں جبکہ اس پر کسی قسم کے valuation table کا اطلاق ہی نہیں ہوتا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر !میاں نصیر صاحب نے power of attorney پر valuation table کے اطلاق کے بارے میں پوچھا ہے۔ power of attorney پر اگر کسی بندے نے کوئی value لکھی ہو تو اس کے مطابق اس سے ٹیکس لیا جائے گا۔ اگر table valuation میں اس کی ملکیت اور اس کی market value کی کوئی نشاندہی بھی نہ ہو تو آج تک میں نے کبھی نہیں سُنا کہ مختار نامہ ملتا ہو اور اس پر کوئی اضافی ٹیکس لگتا ہو۔ مختار نامہ کی جس وقت ہبہ ہو گی، رجسٹری ہو گی، بیع ہو گی، دست برداری ہو گی، ڈگری ہو گی، کوئی ایک چیز ہو گی تو اس پر ٹیکس لگے گا، valuation table کا اطلاق ہو گا اور یہ سنٹرل گورنمنٹ کا ٹیکس ہے جو Government Provincial وصول کرتی ہے۔

میاں نصیر احمد: میں منسٹر صاحب کو شاید اپنی بات سمجھا نہیں پایا۔ میری گزارش یہ ہے کہ مجھے اس جواب میں دو دفعہ یہ mention کیا گیا ہے کہ پاور آف اٹارنی پر کسی قسم کے valuation table کا اطلاق نہیں ہوتا تو جب اس پر valuation table کا اطلاق ہی نہیں ہوتا تو پھر یہ 4 فیصد ٹیکس کس طرح وصول کرتے ہیں یا تو کوئی مخصوص قیمت لگائی گئی ہو کہ اتنی اس کی مالیت ہے۔ جب مالیت کا اس پر اطلاق ہی نہیں ہے تو ٹیکس کس طرح وصول کرتے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! وزیر صاحب کو تو سمجھ نہیں آ رہی۔ شاید ممبر حضرات کو سمجھ آ رہی ہو۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ valuation اس پر لکھی ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): وہ یہ بتائیں کہ آج تک پاور آف اٹارنی پر کون سا ٹیکس لگا ہے؟ مجھے بھی بتا دیں، میں بھی اس ملک کا باشندہ ہوں۔

میاں نصیر احمد: نہیں، نہیں۔ یہ ایک general بات ہے، اس طرح نہیں۔ اس پر دو دفعہ انہوں نے۔۔۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): میں بحث نہیں کرتا، میں نے تو انہیں اپنا جواب دے دیا ہے جو لکھا ہوا ہے۔

میاں نصیر احمد: میری اس میں گزارش یہ ہے کہ سوال کے جواب میں دو دفعہ لکھا گیا ہے کہ valuation table کا اطلاق نہیں ہوتا تو جب اس کی کوئی valuation ہی نہیں لگتی تو یہ 4 فیصد ٹیکس کیسے وصول کرتے ہیں، کس رقم کا 4 فیصد وصول کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں آپ بات اُلجھا رہے ہیں یا آپ جان بوجھ کر اس بات کو نہیں سمجھ رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ Power of Attorney پر اگر کوئی رقم لکھی ہو گی تو اس کا جو ٹیکس ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کو دیا جائے گا۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): سٹیمپ ڈیوٹی کی صورت میں لیا جائے گا capital value tax تو لیا ہی نہیں جا سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ اگر کسی سوال کے جواب میں بحث ہو تو اس کے لئے Wednesday کا دن رکھا جاسکتا ہے۔ میاں نصیر صاحب سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کے لئےmotion move کریں، آپ اجازت دے دیں Wednesday کو ہم اس پر بحث کر لیتے ہیں۔ اب آگے چلیں۔ پینتالیس منٹ ہو گئے ہیں اور ابھی تک ہم تیسرے سوال پر ہی پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک ہی سوال کے اوپر ہم بحث کر رہے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ نوید انجم صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ مقامی حکومت سے متعلق سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا، پلیز تشریف رکھیں۔ اس سوال پر بے شمار سوالات ہو گئے ہیں۔ اب میں اگلے سوال پر آ گیا ہوں۔ محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 1990۔ اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔145 لاہور میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*1990: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں حکومت کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی اراضی پر فصلیں کاشت ہو رہی ہیں؟

(ج) کتنی اراضی کن کن افراد کو لیز / پٹا / ٹھیکہ پر دی گئی ہے، اس اراضی کی تفصیل اور جن کو دی گئی ہے ان کے نام و پتاجات بیان کریں؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(و) قابضین سے سرکاری اراضی کیوں واگزار نہیں کروائی جا رہی ہے، حکومت کب تک سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور کینٹ میں صوبائی حکومت کی جگہ 167 کنال اور 2 مرلہ ہے اور موضع کوٹلی گھاسی سرکل میں صوبائی حکومت کا رقبہ نہ ہے۔

حلقہ پی پی۔145 پی پی میں سنٹرل گورنمنٹ کی اراضی 2661-K ہے پنڈ ہر بنس پورہ سے موچی پورہ ڈیال ہاؤس تک ہے۔

(ب) پی پی۔145 موضع مومن پورہ لاہور صوبائی حکومت کی کوئی جگہ خالی نہ ہے اور مومن پورہ حلقہ کی مزید تفصیل یوں ہے:۔

1 133 کنال، 11 مرلے غیر ممکن سڑک
2 28 کنال، 06 مرلے غیر ممکن راجباہ
3 05 کنال، 05 مرلے غیر ممکن آبادی

ٹوٹل سرکاری اراضی 167 کنال 2 مرلے ہے۔

اس رقبہ پر کوئی فصل کاشت نہ ہے بلکہ بصورت مکان تعمیر ہو کر آبادی ہو چکی ہے۔

(ج) کل رقبہ 2661-K میں سے رقبہ تعدادی 1-M 460-k کچی آبادی قلندر پورہ کا انتقال بحق ایل ڈی اے ہو چکا ہے۔ جس پر آبادی قلندر پورہ آبادی ہر بنس پورہ بنی ہیں۔ رقبہ تعدادی 15-M, 893-K صحافی کالونی کے نام انتقال ہو چکا ہے۔ رقبہ تعدادی 140K, 14-M پر آبادی نواب پورہ، موچی پورہ رقبہ تعدادی 35-K پر آبادی رسول پورہ ہے۔ رقبہ تعدادی 29-K پر ڈیال ہاؤس تعمیر ہے جس پر چودھری عاشق ڈیال کا قبضہ ہے۔

پی پی۔145 موضع مومن پورہ میں دو کنال دو مرلے خسرہ نمبر 331/4 پٹا مسماۃ سیدہ شائستہ خاتون زوجہ سید مظفر حسین شاہ قوم سید ساکن دیہہ کوپٹا 1973 میں ہوا تھا۔ جس کا کرایہ مبلغ -/4,396 از سال 1988 تا 1991 جمع شدہ ہے۔

(د) پی پی۔145 موضع پورہ میں 3 کنال، 7 مرلے پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1 خسرہ نمبر423/426رقبہ تعدادی 3مرلے، محمد اشفاق ولد احمد دین قابض ہے۔
2 خسرہ نمبر1/331رقبہ تعدادی 12مرلے
اللہ دتہ ولد عبدالرحیم قابض ہے۔
3 خسرہ نمبر2/331رقبہ تعدادی ایک کنال،2مرلے
کرامت علی ولد اللہ دین قابض ہے۔
4 خسرہ نمبر3/331رقبہ تعدادی 17مرلے، سردار محمد ولد نور محمد قابض ہے۔
5 خسرہ نمبر5/331رقبہ تعدادی 6مرلہ
محمد شریف ولد فضل دین قابض ہے۔
6 خسرہ نمبر6/331رقبہ تعدادی 7مرلے
ایم سی پرائمری گرلز سکول ناجائز قابض ہیں۔

(ہ) حکومت کو کوئی آمدن نہ ہو رہی ہے۔

(و) تین مرلہ، بارہ مرلہ، چھ مرلہ کی صورت میں موقع پر مکان بنے ہوئے ہیں اور پالیسی کے مطابق ان کا تعین کیا جا رہا ہے۔اگر قابضین کا استحقاق نہ ہوا تو قانون کے مطابق تفصیلی رپورٹ برائے رقبہ خالی کروانے منگوائی جا رہی ہے۔مزید ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو لاہور کو ہدایت کی جا چکی ہے کہ پالیسی کے مطابق استحقاق قابضین کو مد نظر رکھ کر بورڈ آف ریونیو کو اپنی سفارشات پیش کرے اگر پالیسی کے مطابق استحقاق نہ بنتا ہو تو ان سے قبضہ واگزار کروائے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی اراضی پر فصلیں کاشت ہو رہی ہیں ؟اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ 133 کنال پر سڑکیں ہیں 28 کنال پر راجباہ ہے اور 5 کنال 5 مرلے پر آبادی ہے۔ٹوٹل 167 کنال انہوں نے لکھا ہے۔میں ڈیڑھ دو سال سے دیکھ رہا ہوں کہ ہاؤس کو غلط جوابات دیئے جاتے ہیں۔یہ میرے ہاتھ میں فرد ہے یہ 5 کنال 12 مرلے کی ہے۔یہ صوبائی حکومت کے نام پر جگہ ہے جو اس سوال کے جواب میں مومن پورہ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: 5 کنال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! یہ آبادی کی جگہ نہیں ہے اور یہ خالی پڑی ہے۔ یہ آبادی سڑکیں اور راجباہ کے علاوہ ہے۔ یہاں سوال میں یہ سب کچھ mention ہے لیکن یہ زمین خالی پڑی ہوئی ہے جو کہ سرکار کی ہے اور لوگوں کے قبضے کے لئے چھوڑ دی گئی ہے۔ اس کو ریکارڈ میں mention نہیں کیا گیا۔ وزیر صاحب اس پر فرمائیں کہ غلط جواب دینا کب بند ہوں گے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! اگر تو جواب غلط آیا ہے تو پھر ہی ذمہ دار ہوں گے۔

جناب سپیکر: پھر تو اس پر action ہونا چاہئے۔ اگر جواب صحیح ہے اور پھر اگر محرک کوئی ایسی بات کرتا ہے تو اس کا نوٹس بھی لیا جا سکتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): محرک پر تو شاید قدغن نہ ہو، جواب دینے والے پر تو ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر: مطلب یہ ہے کہ وہ یہ بات کر رہے ہیں، authentic بات کر رہے ہیں کہ میرے پاس یہ فرد موجود ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): وہ بجا فرما رہے ہوں گے لیکن میں جس وقت تک ان کے انتقال کی کاپی یا جمع بندی، موقع ملاحظہ کی گرداوری کی جو رپورٹ ہے وہ نہ دیکھ لوں اس وقت تک میں جواب کو غلط نہیں کہہ سکتا۔ اگر انہوں نے غیر ممکن آبادی 5 کنال 7 مرلے کی لکھی ہوئی ہے۔ ان کے پاس جمع بندی پرانی ہو گی، اس کے بعد شاید کوئی ناجائز قبضہ ہو گیا ہو۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کب کی جمع بندی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! یہ 5 کنال 12 مرلے کی موضع محمد پورہ کی فرد ہے ۔ میں یہ وزیر صاحب کو دے دیتا ہوں۔ یہ جواب کے اندر نہیں ہے۔ یہ منشی ہیں جنہیں پٹواری کہا جاتا ہے یہ جان بوجھ کر اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور بے تحاشا زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کہیں انہوں نے اپنے لئے تو اس کو نہیں چھپا لیا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! وہ صوبائی حکومت کا رقبہ ہے، وہ تقریباً167 کنال ہے۔ باقی جو2661 کنال کا رقبہ ہے وہ سنٹرل گورنمنٹ کا ہے۔ ہر بنس پورہ کے متعلق لاہور کے ہر بندے کو پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں اپنی بات پھر وہیں سے شروع کرتا ہوں جواب میں لکھا گیا ہے کہ 133 کنال 11 مرلے رقبے پر سڑکیں ہیں جو کہ صوبائی حکومت کے سرکاری رقبے پر ہیں۔ پھر اس کے بعد 28 کنال 6 مرلے پر راجباہ ہے۔ پھر تیسرے نمبر پر لکھا ہے کہ 5 کنال 5 مرلے پر آبادی ہے۔ میرے پاس جو فرد ہے یہ راجباہ کی ہے، یہ سڑک کی ہے اور نہ ہی یہ آبادی کی ہے۔ یہ خالی زمین پڑی ہوئی ہے اور یہ سرکار کی زمین ہے، صوبائی حکومت کی زمین ہے اور اس فرد کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ اس طرح کی ادھر میرے علاقے میں اور بہت زیادہ زمینیں پڑی ہوئی ہیں جو کہ لوگوں کے قبضے کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ ملی بھگت کے ساتھ قبضے کروائے جاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ اس پر عمارتیں اور پلازے بنا دیئے جاتے ہیں اور کالونیز بھی develop ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن آپ کو اس بات کی تصدیق کروا رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ اس پر کیا عمل کریں گے اور اس پر کیا action لیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! اگر خالی جگہ ہے تو سرکار اسے بحق سرکار اپنی possession میں لے لے گی اس سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ فرد ان کو دکھائیں، جس نے غلط رپورٹ دی ہے اس کا کیا کریں گے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! غلط جواب نہیں ہے اگر ممکنہ آبادی ہے اور انہوں نے یہاں پر بھی صوبائی حکومت لکھی ہوئی ہے۔ فرد میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ ڈسٹرکٹ کونسل۔

جناب محمد نوید انجم: پھر بھی یہ سرکار کی ہوئی۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): یہ ڈسٹرکٹ کونسل کی ہے، سرکار کی کیسے ہو گئی؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میری ان سے یہ گزارش ہے کہ جس نے بھی غلط جواب دیا ہے اس کے خلاف action کب تک لیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): لیکن صوبائی حکومت کا رقبہ جو ہے وہ ضلع کونسل کے لئے مخصوص کیا گیا ہے یا پھر وہاں پر possession ضلع کونسل کا ہو گا جو یہاں پر فرد کے متعلق لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! بات اتنی سی ہے کہ آپ اسے خود چیک کر لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! میں خود چیک کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کسی کی ڈیوٹی لگا دیں اگر انہوں نے آپ کو غلط جواب دیا ہے تو پھر اس کے خلاف آپ خود نوٹس لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): غلط جواب دینے والے کے خلاف تو کارروائی ہو گی۔ نوید انجم صاحب مہربانی کریں، میرے ساتھ کسی دن پروگرام بنالیں، میں وہاں پر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہاں آپ نہ جائیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): ٹھیک ہے جناب!

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب اور آپ یہاں پر آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! جس شخص نے اس معزز ایوان کو غلط اطلاع دی ہے اس کے خلاف کب تک کارروائی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، آپ اس کے خلاف کارروائی کریں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): انشاءاللہ۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کب تک اس کے خلاف کارروائی ہو گی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! یہ فرد کے مطابق بتا رہے ہیں۔ فرد اس آبادی سے related نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو فرد انہوں نے مجھے دکھائی ہے وہ اس آبادی سے related نہیں ہے، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کو آپ ایسے کیوں لے رہے ہیں؟ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! صوبائی گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں فرق ہے۔ اس کی possession ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ اداروں کے پاس، سکولوں کے پاس ہو گی تو حکومت کے پاس ہے۔ میں فرد کے مطابق بتا رہا ہوں اور انہیں پتا نہیں کیوں سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! جن کے پاس وہ زمین ہے وہ اس کا possession چھوڑنے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن یہ محکمہ مال والے پھر بھی اسے protection دے رہے ہیں۔ یہ اس سے possession vacate کروا کر گورنمنٹ کی custody میں کیوں نہیں لے رہے؟

جناب سپیکر: اس مسئلے پر آپ دونوں صاحبان بیٹھ کر دیکھ لیں۔ وہ آپ کو سمجھائیں گے اور آپ بھی اس کو سمجھیں اور اگر زیادتی ہو رہی ہے تو پھر آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے، اس میں کون سی ایسی بات ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! سوال کی وضاحت ہر بندے کی اپنی ہوتی ہے، جہاں تک فرد کی بات ہے اس میں خالی رقبہ نہیں لکھا ہوا۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو ساری بات بھی بتا دی ہے پھر بھی آپ اس پر مصر کیوں ہیں؟ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید صاحب! ضمنی سوال کریں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! 5 کنال زمین کے تحفظ کے لئے ہم نے اس پر کتنے منٹ لگا دیئے ہیں اور جو بات میں کرنا چاہ رہا تھا وہ پنجاب کے اربوں روپے کے حقوق کی بات تھی؟ فیڈرل گورنمنٹ کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ C.V.T immovable property پر صوبوں سے charge کر سکے اور ہمارا پنجاب کا حق فیڈرل گورنمنٹ لے کر جا رہی ہے۔ ہم نے یہاں پر پنجاب کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے اور ہمیں یہاں پر بات کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ immovable

property پر صرف اور صرف صوبائی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس پر taxation کر سکے۔ ہمارا C.V.T کا پیسا فیڈرل گورنمنٹ اکٹھا کر کے لے جا رہی ہے۔ ہم 5 کنال زمین کا تو تحفظ کرنے کے لئے کتنی دیر سے بحث کر رہے ہیں۔ وہ فنڈز ہمارے فیڈرل گورنمنٹ لے کر جا رہی ہے جہاں سے divisible pool میں آ کر share ملتا ہے۔ میری اس میں یہ گزارش ہے کہ ہمارا محکمہ مال اس سلسلے میں یہ جو violation ہو رہی ہے اس کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کرنا چاہتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے ان کی بات سمجھی ہے یا نہیں کہ آپ کچھ پڑھ رہے تھے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): نہیں جناب! پڑھ تو کچھ نہیں رہا تھا۔ اگلا سوال ہی دیکھ رہا تھا لیکن یہ معاملہ مجھ سے related نہیں ہے۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے اور وہ یہ ٹیکس لگاتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): مرکزی حکومت کے اختیارات کی جو تقسیم ہو چکی ہوئی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کون سی taxation کر سکتی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کون سی taxation کر سکتی ہے۔ immovable property پر فیڈرل گورنمنٹ کو کوئی اختیار نہیں ہے، آئین میں نہیں ہے، قانون میں نہیں ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): ہم نے تو یہ ٹیکس نہیں لگایا، فیڈرل گورنمنٹ نے لگایا ہے اور وہ عرصہ دراز سے وصول کر رہی ہے یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اگر ہم یہاں پر اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر کون کرے گا؟ ہم ہر بات کو کورٹس پر چھوڑ دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پہلی بات کا جواب تو آنے دیں۔ ان کی بات کا جواب دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ فنانس بل کا حصہ ہے اور C.V.T سنٹرل گورنمنٹ کا ٹیکس ہے، اس سے related ہے پنجاب گورنمنٹ سے related نہیں ہے۔ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ فنانس بل کا حصہ ہے اور وفاقی حکومت کا ٹیکس ہے۔یہ بورڈ آف ریونیو پنجاب سے related نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بقول ان کے immovable property میں وفاقی حکومت کا حصہ نہیں ہوتا۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! پھر اس کا جواب وزیر خزانہ ہی بتائیں گے، میرے پاس تو نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ فیڈرل فنانس بل کا حصہ ہے۔جو C.V.T وصول کیا جارہا ہے اگر اس پر کوئی ruling ہے۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کس حیثیت میں جواب دے رہے ہیں؟ وفاقی اور صوبائی حکومت دونوں قانون اور ضابطے کے تحت چلتی ہیں۔ان کے جو حقوق ہیں یا ان کے جو فرائض ہیں انہوں نے ہی ادا کرنے ہیں اور ہمارے جو حقوق و فرائض ہیں وہ ہم نے ادا کرنے ہیں۔ یہاں پر وفاقی حکومت پچھلے چار سال سے violation کر رہی ہے لہذا میں آپ کے توسط سے اپنی حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیں۔ہم آپ کو کیا کہہ رہے ہیں اور آپ نے کیا رام کہانی شروع کی ہے؟ پلیز آپ بات سننے کی کوشش کیا کریں۔آپ کی یہ بات یہاں کرنے کی نہیں بلکہ آپ کو یہ بات اپنی پارٹی میں کرنی چاہئے یا پھر اس کے لئے قرار داد لے کر آئیں۔اس طرح تو آپ دوسروں کا ٹائم بھی ضائع کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز(ہ) میں پوچھا گیا تھا کہ حکومت کو اس اراضی سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت کو کوئی آمدن نہ ہو رہی ہے۔ لہذا میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جبکہ پنجاب حکومت مالی بحران کا بھی شکار ہے تو کیا

حکومت اس پالیسی کو review کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جو lease money یا جن زمینوں پر قبضہ ہو چکا ہے تا کہ حکومت کو آمدن ہو سکے اور اپنی مالی مشکلات حل کر سکے ؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اس سوال سے related پانچ کنال اور پانچ مرلہ رقبہ ہے جس پر غیر ممکنہ آبادی ہے جس کا نوید انجم صاحب نے اصرار کیا ہے۔وہاں آبادی ہے اور قابضین ہیں چاہے جائز ہیں یا ناجائز۔اس سے آمدن کا سوال نہیں ہو سکتا۔انھوں نے دوسرا سوال لیز کے بارے میں پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت نے اس کی پالیسی بنالی ہے وہ notify بھی ہو چکی ہے اور آمدن کے لئے یہ تمام رقبہ جات لوگوں کو نیلامی کے ذریعے دیئے جائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پڑھتی نہیں لیکن منسٹر صاحب دیکھ لیں کہ جز (ج) کی آخری دو لائنوں میں اس رقبے کا بتایا ہوا ہے کہ دو کنال دو مرلے خسرہ نمبر 331/4 یہ پٹا مسماۃ سیدہ شائستہ خاتون کو دیا گیا تھا جس کا کرایہ مبلغ -/4396 روپے از سال 1988 تا 1991 جمع شدہ ہے۔میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ 1991 کے بعد کیا ہوا، کیا یہ پٹا منسوخ کر دیا گیا اور جز (ہ) میں میری ایک reservation ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ایک کا جواب آ لینے دیں۔پھر دوسری بات کرنا۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! 2004 سے اس پر ban لگا ہوا ہے وہ اس سے پہلے کا جمع ہوا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (د) کے نمبر 6 میں خسرہ نمبر 331/6 رقبہ سات مرلے ہے اس پر ایم سی پرائمری گرلز سکول ناجائز قابض ہے۔یہ بچیوں کا سکول ہے جس میں ہماری قوم کی بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہوتی ہیں لیکن اسے قبضہ مافیا کے طور پر پیش کرنا انتہائی زیادتی ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت یہ سات مرلے مذکورہ سکول کو transfer کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر کر دیں تو یہ بہت اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اگر وہ وہاں پر قابض ہیں تو باقی رقبے پر سکول ہو گا اور سات مرلے پر پرائمری سکول تو نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ملحقہ رقبہ ہے تو اسے transfer کر دیا جائے گا ، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ہاؤس میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے انہیں یہ رقبہ دے دیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال بھی قبضہ سے related ہے اگر میرے اگلے سوال کو ساتھ پڑھ لیا جائے تو وہ زیادہ clear ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کون سا نمبر ہے؟

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2490 ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں ہو گا۔ جب اس کی باری آئے گی تب لینا۔ آپ کا حق یہاں تک رہ گیا۔ اگلا حق جن کا ہے ان تک جانے دیں۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2448 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں گھوڑی پال سکیم کی تفصیلات

*2448: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں گھوڑی پال سکیم کن کن اضلاع میں ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) گھوڑی پال سکیم کے لئے کن کن چیزوں اور کتنی اراضی کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے؟

(ج) سال 2007 کے دوران کتنے لوگوں کو گھوڑی پال سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال2007میں جن جن لوگوں کو گھوڑی پال سکیم میں شامل کیا گیا، ان کے نام وپتا جات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) گھوڑی پال سکیم کے تحت ضلع سرگودھا، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اوکاڑہ، ساہیوال اور خانیوال میں رقبے مختص کئے گئے، ضلع وار تفصیل (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گھوڑی پال سکیم کے الاٹی کا انتخاب محکمہ دفاع کرتا ہے شرائط درج ذیل ہیں:۔

1- الاٹی کا اس موضع / چک کا مستقل رہائشی ہونا ضروری ہے جہاں پر رقبہ گھوڑی پال سکیم الاٹ کروانا چاہتا ہے۔

2- الاٹی کا مالک اراضی ہونا ضروری ہے۔

3- الاٹی عدم ریکارڈ / عدم سزا یافتہ اور باکردار ہو۔اچھی شہرت کا حامل ہو۔چال چلن درست ہو۔

4- الاٹی گورنمنٹ کی دیگر شرائط پوری کرنے کا اہل ہو۔

گھوڑی پال سکیم کے تحت ایک گھوڑی پالنے کے لئے دو مربع سرکاری اراضی الاٹ کی جاتی ہے۔

(ج) سال2007میں جن اشخاص کو رقبہ الاٹ کیا گیا ان کی تفصیل ضلع وار تفصیل (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال2007میں مختلف اضلاع کے الاٹیاں گھوڑی پال سکیم کی تفصیل (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ سکیم برطانوی دور حکومت میں وطن دشمن عناصر کو نوازنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔یہ زمین جن خاندانوں کو دی گئی تھی ان کے نام بتادیں اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں ان کی کوئی میعاد مقرر کی گئی ہے یا ہمیشہ کے لئے دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! انھوں نے گھوڑی پال سکیم کے بارے میں 2007 تک پوچھا تھا۔ ہمارے پاس 68 الاٹی موجود ہیں جن کے نام اور پتاجات موجود ہیں، وہ ایوان کی میز پر ہیں اور میرے پاس رجسٹر میں بھی موجود ہیں، جس وقت مرضی دیکھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے ایک اور سوال بھی کیا تھا کہ جو یہ زمینیں الاٹ کی گئی تھیں ان کی کوئی میعاد مقرر تھی یا ہمیشہ کے لئے دے دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو اس کی renewal ہوتی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! آرمی stud farm کے طور پر الاٹ کرتی ہے اور ان کی A and B category ہے۔ پہلی category میں اپنے ریٹائرڈ ملازمین کو دس اور پندرہ سال کے لئے الاٹ کرتی ہے اور اگر دوسرے وارثان کو extension بھی کرنی ہو تو وہ بھی آرمی خود کرتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔ جن کا سوال ہے انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ جو اضلاع لکھے گئے ہیں کیا ان کے علاوہ بھی کسی ضلع میں یہ سکیم شروع کی گئی ہے یا حکومت یہ سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جن اضلاع کا آپ نے ذکر کیا ہے کیا ان کے علاوہ بھی کسی اور ضلع میں ہے یا آپ کا ارادہ ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question بنتا ہے لیکن اس کے لئے ابھی حکومت پنجاب کا کوئی ارادہ ہے اور نہ کبھی بن سکتا ہے چونکہ اس کے لئے آرمی والے دیتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا ضلع شیخوپورہ میں بھی گھوڑی پال سکیم کا کوئی رقبہ موجود ہے، اگر ہے تو کیا ریٹائرڈ فوجیوں کے علاوہ کسی دیگر ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو بھی اس سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا جا سکتا ہے یا صرف ریٹائرڈ فوجیوں کے لئے ہی ہے؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! ضلع شیخوپورہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میرے علم میں نہیں ہے کہ شیخوپورہ میں کوئی رقبہ ہے۔ سوال سے متعلقہ جو اضلاع پوچھے تھے وہ ہم نے بتا دیئے ہیں سرگودھا، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اوکاڑہ، ساہیوال اور خانیوال میں یہ رقبہ موجود ہے اور وہیں پر الاٹ ہوتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن میرا humble مشورہ ہے کہ یہ ٹائم لے لیں اور check کر لیں چونکہ ضلع شیخوپورہ میں بھی ایسا رقبہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ کو نہیں مل سکتا۔ بیٹھ جائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): مجھے نہیں چاہئے۔ مجھ پر اللہ کا فضل ہے، اللہ نے میرا دال پانی چلایا ہوا ہے۔ میں نے دوسرا یہ پوچھا تھا کہ کیا دیگر ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو بھی اس سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا جا سکتا ہے یا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ضمنی سوال کے جواب میں عرض کیا ہے کہ حکومت پنجاب کا کوئی ایسا ارادہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی پالیسی زیر غور ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ضلع شیخوپورہ میں کوئی رقبہ نہیں ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): میں نے صحیح بات کی ہے کہ مجھے شیخوپورہ کے رقبے کے بارے میں علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کو confirm نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):منسٹر صاحب صرف یہ بتائیں کہ شیخوپورہ میں گھوڑی پال رقبہ ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر:انھوں نے کہا ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! This is not a complete answer, this is an incomplete answer. مجھے Yes or No میں جواب دیں،اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میں fresh question کا بھی کہہ سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کہا۔بات حقائق پر مبنی ہونی چاہئے،پنجاب کے جن اضلاع میں یہ رقبہ ہے ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔اگر شیخوپورہ میں گھوڑی پال رقبہ ہے تو معزز رکن اس کی نشاندہی کر دیں۔معزز ممبر اپنا کردار اور ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اس بارے میں بورڈ آف ریونیو کو آگاہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے وہ نامکمل ہے۔ضلع شیخوپورہ میں بھی لوگوں کے پاس گھوڑی پال سکیم کے تحت رقبہ موجود ہے۔

وزیر مال و کالونیز(حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!میرے علم میں نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اگر آپ اس سوال کو pending کر دیں تو next date پر میں اس کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!اس کے جواب میں لکھا ہے کہ "گھوڑی پال سکیم کے الاٹی کا انتخاب محکمہ دفاع کرتا ہے"میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ الاٹی کا انتخاب محکمہ مال کیوں نہیں کرتا؟محکمہ دفاع تو وفاقی حکومت کا ایک محکمہ ہے۔آگے نمبر3 پر لکھا ہے کہ "الاٹی عدم ریکارڈ/عدم سزا یافتہ و باکردار ہو اور اچھی شہرت کا حامل ہو۔چال چلن درست ہو"تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ چال چلن کون determine کرتا ہے؟

جناب سپیکر:میرے خیال میں وہ متعلقہ تھانہ جات سے verify کرواتے ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جہاں تک چال چلن کا تعلق ہے تو فارم fill کر کے ہی ہر بندہ ممبر بنتا ہے اور فوج میں بھرتی ہوتا ہے۔ اگر چال چلن درست ہو تو پھر ہی یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بعد میں اگر کسی کا چال چلن خراب ہو جائے تو اس کا تعین بھی فوج نے ہی کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اس رقبے کو allot کرنے کا اختیار محکمہ دفاع کی بجائے محکمہ مال کے پاس ہونا چاہئے، اس بارے میں بتا دیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جسے رقبہ الاٹ کرنے کا اختیار ہے اسی نے ہی چال چلن کو چیک کرنا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ محکمہ دفاع کیوں یہ determine کرتا ہے کہ یہ رقبہ کس کو دینا ہے، یہ کام محکمہ مال کیوں نہیں کرتا، وفاقی حکومت کا ایک ادارہ یہ determine کیوں کرتا ہے اور پنجاب کا محکمہ مال یہ کیوں نہیں کرتا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! حکومت پنجاب یا وفاقی حکومت نے یہ رقبہ وزارت دفاع کو دیا ہوا ہے اس لئے وہی الاٹ کریں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ "گھوڑی پال سکیم کے تحت ایک گھوڑی پالنے کے لئے دو مربع سرکاری اراضی الاٹ کی جاتی ہے" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی الاٹی چار گھوڑیاں پال لے تو کیا اسے آٹھ مربعے الاٹ ہوں گے؟

جناب سپیکر: بلوچ صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ ایک آدمی کتنی گھوڑیاں پال سکتا ہے اور کتنے مربعے رکھ سکتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ایک گھوڑی کے اوپر ایک مربع دیا جاتا ہے اور اگر دو سے زائد ہوں تو پھر دو مربعے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں جواب میں لکھا ہے کہ "ایک گھوڑی پالنے پر دو مربعے سرکاری اراضی الاٹ کی جاتی ہے" اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ printing کی غلطی ہو سکتی ہے۔ میرے پاس جواب میں یہ ہے کہ "دو مربع تک سرکاری اراضی الاٹ کی جا سکتی ہے" یعنی ایک مربع اور دو مربعے تک زمین الاٹ ہو سکتی ہے اس سے زیادہ اراضی الاٹ نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اگر کتابت کی غلطی ہے تو اس پر میں کیا کہہ سکتا ہوں لیکن آپ کا جواب یہ ہے کہ "ایک گھوڑی پر دو مربع سرکاری اراضی الاٹ کی جاتی ہے" آپ کے محکمہ کی طرف سے ہمارے پاس جو جواب آیا ہے اس میں یہی لکھا ہوا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اس میں "دو مربعے تک" ہونا چاہئے تھا۔ یعنی دو مربعے تک زمین الاٹ ہو سکتی ہے اس سے زیادہ الاٹ نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! جو گھوڑی پالتا ہے اسے ایک مربع زمین الاٹ ہوتی ہے، اگر کوئی گھوڑا پالے گا تو اس کو کتنے مربعے ملیں گے؟ شریعت محمدی کہتی ہے کہ مرد کے مقابلے میں عورت کو آدھی جائیداد ملے گی، کیا پھر گھوڑا پالنے والے کو زیادہ زمین الاٹ ہو گی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! خچر کے لئے کم زمین الاٹ ہوتی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی تک میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ ایک آدمی کو زیادہ سے زیادہ کتنے مربعے الاٹ ہو سکتے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ایک مربع بھی الاٹ ہوتا ہے اور دو مربعے بھی الاٹ کئے جاتے ہیں، یعنی دو مربعے تک جواب درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ ایک گھوڑی پر دو مربعے تک اراضی الاٹ ہو سکتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! جی، ہاں۔ دو مربعے تک زمین الاٹ ہو سکتی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "گھوڑی پال سکیم کے لئے کن کن چیزوں اور کتنی اراضی کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے؟" اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "الاٹی کا مالک اراضی ہونا ضروری ہے" لیکن اس کی تفصیل نہیں دی گئی۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر

دیں۔میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان شرائط کی violation کرتا ہے تو کیا اس کی allotment منسوخ ہو سکتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ allotment منسوخ بھی محکمہ دفاع نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ معزز ممبران جواب پڑھتے نہیں اور ویسے ہی سوال کر دیتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے کہ محکمہ دفاع کا جواب محکمہ مال دے رہا ہے۔ حکومت پنجاب کا محکمہ مال اس کو allot کیوں نہیں کرتا، اگر انہوں نے یہ زمین الاٹ نہیں کرنی تو پھر جواب میں اتنی تفصیل دینے کی کیا ضرورت تھی، صرف اتنا جواب دے دیتے کہ ہم نے یہ مربعے یا زمین فوج کو دے دی ہے، ہاؤس کو خواہ مخواہ ایک confusion میں ڈال دیا گیا ہے، ہر سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ محکمہ دفاع دے گا۔ میں یہ کہوں گا کہ محکمہ دفاع کا جواب محکمہ مال نہیں دے سکتا اور محکمہ مال کو صرف یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہم نے یہ زمین محکمہ دفاع کو دے دی ہے۔ اس ہاؤس کو کیوں confusion میں ڈالا جا رہا ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس زمین کا ریکارڈ محکمہ ریونیو کے پاس ہے لیکن یہ Federal subject ہے اور اس کی allotment بھی وہی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ثناء اللہ مستی خیل صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ منسٹر خود جواب دے لیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! حکومت نے یہ گھوڑی پال سکیم کیوں شروع کی تھی، حکومت نے کیوں یہ ضرورت محسوس کی کہ گھوڑی پال سکیم شروع کی جائے، دوسرا یہ صرف گھوڑی پال ہی کیوں ہے، گھوڑا پال کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ وہ ابھی آپ کو بتاتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔ شاہ صاحب نے جو کہا ہے اس کا جواب بڑے آرام سے دیں تاکہ ان کو سمجھ آ جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سکیم صرف گھوڑی پال کیوں ہے، گھوڑا پال کیوں نہیں ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کیونکہ میرا Stud Farm ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب یہ سکیم شروع کی گئی تھی تو کیا نیت تھی، کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ گھوڑی پال سکیم شروع کی جائے، اور سرکاری اراضی الاٹ کی جائے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں یا میں آپ کو بتاؤں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے انہی سے پوچھ رہا ہوں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اگر یہ مجھ سے ہی پوچھنا چاہتے ہیں تو Stud Farm میں گھوڑے بھی ہوتے ہیں اور گھوڑیاں بھی ہوتی ہیں اور ان سے نسل آگے چلتی ہے۔ آرمی والے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہاں سے لے کر جاتے ہیں اس لئے Stud Farm کے لئے رقبے allot کئے گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر موصوف میرا سوال سمجھ گئے ہیں، پتا نہیں جان بوجھ کر جواب نہیں دے رہے۔ میں نے عرض کی ہے کہ یہ سکیم کیوں شروع کی گئی تھی، حکومت وقت کو کیا ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ گھوڑی پال سکیم شروع کی جائے اور میں نے Stud Farm کا نہیں بلکہ میں نے عرض کیا ہے کہ گھوڑی کیوں، گھوڑا کیوں نہیں؟ گھوڑی کی نسبت گھوڑا زیادہ طاقت ور جانور ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ ہمارے معصوم وزیر کو ہراساں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ہراساں ہونے والے نہیں ہیں، آپ نہ گھبرائیں۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق نسل انسانی کی بقاء کے لئے جیسے مونث کا ہونا ضروری ہے ایسے ہی گھوڑے کے لئے گھوڑی کا ہونا ضروری ہے اس لئے گھوڑی پال سکیم ہے تاکہ اس کی نسل چل سکے۔

جناب سپیکر: بمطابق گھڑی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ یہ کہنا اس لئے ضروری ہے کہ پچھلے سوالات تین دفعہ سے اس ہاؤس میں آ رہے ہیں۔ بعض سوالات ایسے ہیں جو فروری 2009 کو آئے ہیں اب وہ دوبارہ آ گئے ہیں۔ میرے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایوان کی table پر رکھے ہیں اگر کوئی دوست دیکھنا چاہے تو یہ حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا۔اشٹام فروشوں کی تفصیلات

*2453: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے اشٹام فروش ہیں؟

(ب) ضلع سرگودھا میں کتنے غیر رجسٹرڈ شدہ اشٹام فروش ہیں ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ج) حکومت نے سال 2007 کے دوران کتنے غیر رجسٹرڈ شدہ لوگوں کے خلاف کارروائی کی؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حسب آمدہ رپورٹ منجانب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) سرگودھا بذریعہ چٹھی نمبری 306/HC(G) مورخہ 09-02-09 ضلع سرگودھا میں کل 281 اشٹام فروش ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا میں کوئی غیر رجسٹرڈ اشٹام فروش نہ ہے۔

(ج) سال 2007 میں کسی غیر رجسٹرڈ اشٹام فروش کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

پی پی۔145 لاہور ہربنس پورہ میں راجہ صاحب کی ملکیتی اراضی کی تفصیلات

*2490: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے قبل پی پی۔145لاہور ہربنس پورہ میں راجہ صاحب کے نام سے موسوم سرکاری اراضی کتنی تھی؟

(ب) یکم جنوری2007 سے آج تک مذکورہ اراضی کن کن سرکاری اداروں اور لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے۔ان اداروں اور لوگوں کے نام، پتا جات اور اراضی کی تفصیل نیز ان کو اراضی کس مقصد کے لئے الاٹ کی گئی ہے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی اراضی پر قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ان قبضہ گروپوں کے نام اور اراضی کی تفصیل بیان کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ2008 عیدالاضحیٰ سے دو/ تین دن قبل ایک قبضہ گروپ نے200 سے300 کنال مذکورہ اراضی پر قبضہ کر کے اس کے گرد چار دیواری تعمیر کر دی؟

(ہ) کیا حکومت اربوں روپے کی سرکاری اراضی اس قبضہ گروپ سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو (لاہور) موضع ہربنس پورہ کا کل رقبہ 2738 ایکڑ بمطابق مثل حقیت سال40-1939 ملکیتی رانی چھاولی بیوہ راجہ کیرتی سنگھ، بلیشور سنگھ، سرندر سنگھ، پسران کنور ہرجرن سنگھ ہیں۔جو مابعد بروئے انتقال نمبر330 تبدیل ملکیت بروئے نمبر392 مورخہ 12-08-1959 بحق سنٹرل گورنمنٹ ہو چکا ہے۔

(ب) یکم جنوری2007 کے بعد سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو رقبہ تعدادی50 کنال بحکم جناب ڈاکٹر نذیر سعید چیف سیٹلمنٹ کمیشنر پنجاب مورخہ 13-07-2009 برائے قبرستان الاٹ کی گئی ہے۔ جس کا انتقال نمبر26404 درج رجسٹر ہو کر مورخہ 15-07-2009 کو منظور ہو چکا ہے۔

(ج) موضع ہربنس پورہ کا کل رقبہ2738 ایکڑ جو بمطابق مثل حقیت سال40-1939 ملکیتی رانی چھاولی بیوہ راجہ کیرتی سنگھ، بلیشور سنگھ، سرندر سنگھ، پسران کنور ہرجرن سنگھ ہے جو مابعد بروئے انتقال نمبر330 تبدیل ملکیت بروئے چھٹی نمبر392 مورخہ 12-08-1959 بحق

سنٹرل گورنمنٹ ہو گیا تھا۔مابعد مختلف اوقات میں رقبہ مختلف لوگوں کے نام الاٹ ہوا اور اس رقبہ پر مختلف لوگوں نے مختلف ہاؤسنگ سکیمیں بنا کر لوگوں کو 10/5 مرلے کے پلاٹس کی شکل میں فروخت کر دیں اور لوگوں نے اس پر مکانات تعمیر کر لئے۔مابعد آمدہ حکم جناب ڈی او(آر)صاحب کلکٹر ضلع بروئے چھٹی نمبری HV®1069مورخہ 04-11-04 کو تمام انتقالات خارج ہو کر رقبہ مذکورہ واپسی ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہو چکا ہے۔اب رقبہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے اور مختلف لوگ مکانات کی صورت میں قابض ہیں۔

نام سکیمز	نام سکیم
میاں محمد رمضان	نذیر گارڈن
میاں پرویز امین	تاج باغ
ملک کرامت الٰہی وغیرہ	کینال پارک
میاں محمد راشد وغیرہ	جناح پارک
میاں امتیاز علی	عاصم ٹاؤن
حاجی محمد اعجاز	ہجویری ٹاؤن
شیر محمد باجوہ	افضال پارک

(د) یہ درست نہ ہے کہ 2008 عیدالاضحیٰ سے دو تین دن قبل ایک قبضہ گروپ نے 200 سے 300 کنال مذکورہ اراضی پر قبضہ کر کے اس کے گرد چار دیواری تعمیر کر دی بلکہ حالات وواقعات کچھ اس طرح سے ہیں:۔

بروئے انتقال نمبر6596 تبدیلی ملکیت بنام وارثان شہزادی امرؤ بخت نواب افضل محمد خان، نواب معین الدین خان بحصہ برابر رقبہ تعدادی 202-K 1-M کا انتقال درج رجسٹر ہو کر مورخہ 18-03-1989 کو منظور ہوا ما بعد بروئے انتقال نمبر8626 بیع دستاویز نمبر1451 مورخہ 06-06-1991 منجانب نواب معین الدین خان بحق اتفاق کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی لمٹیڈ شبستان سنیما ایبٹ روڈ لاہور بذریعہ (1) شیخ روحیل اصغر ولد شیخ محمد اصغر، (2) مقصود اقبال ولد شیخ عنایت علی (3) محمد ارشد ہیرا ولد عبدالحمید رقبہ تعدادی 101 K O کا انتقال درج رجسٹر ہو کر مورخہ 09-06-1991 کو منظور ہوا۔

مابعد آمدہ حکم جناب DO(R) صاحب کلکٹر ضلع بروئے چھٹی نمبری HV(R)1069 مورخہ 04-11-2004 انتقال نمبر6596 خارج ہو چکا ہے۔رقبہ مذکورہ واپسی ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہو چکا ہے۔رقبہ کا مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی رٹ پٹیشن نمبر 67-R-08 ہے موقع پر شیخ روحیل اصغر وغیرہ کی رقبہ تعدادی 0 k 50 پر چار دیواری ہے۔

(ہ) بالکل حکومت قبضہ گروپوں سے سرکاری ارضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور چار مرتبہ اپریشن کر کے تقریباً 0 K 64 اراضی واگزار کروائی گئی ہے اور باقی رقبہ واگزار کروانے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

پنجاب میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3108: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے کتنے اضلاع میں محکمہ مال نے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر لیا ہے؟

(ب) 2006 میں ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے لئے پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کی زیر نگرانی سافٹ ویئر کی تیاری کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا،وہ اب کن مراحل میں ہے؟

(ج) سافٹ ویئر کی تیاری کے لئے کتنا عرصہ مزید درکار ہے،اس میں اتنی تاخیر کیوں کی جارہی ہے،وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) اس وقت تک کسی بھی ضلع کا ریکارڈ کمپوٹرائزڈ نہیں کیا گیا ہے رحیم یار خان اور گجرات میں کمپیوٹرائزیشن کا کام تجرباتی بنیادوں پر شروع کیا گیا تھا جو کہ نامکمل رہا۔

(ب) تین کمپنیاں سافٹ ویئر تیار کر چکی ہیں جو کہ اضلاع میں کام کے لئے استعمال ہو گا۔ان تین کمپنیوں میں سے کسی ایک کے تیار کردہ سافٹ ویئر کو منتخب کرنے کا عمل جاری ہے۔

(ج) سافٹ ویئر کی تیاری مکمل ہو چکی ہے۔البتہ تین میں سے ایک سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل جاری ہے یہ طے کیا گیا ہے کہ سافٹ ویئر کی تکنیکی جانچ پڑتال کسی غیر جانبدار منصف سے کرائی جائے۔

اس کے بعد ورلڈ بنک کے طریق کار کے مطابق سافٹ ویئر کمپنی کے ساتھ معاہدہ پر دستخط کئے جائیں گے توقع ہے کہ نومبر2009 تک غیر جانبدار منصف سے جانچ پڑتال کے بعد سافٹ ویئر کی بابت کام مکمل ہو جائے گا۔

ضلع بہاولنگر میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزنہ کرنے کی تفصیلات

*3109: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر کی کتنی تحصیلوں میں محکمہ مال نے ریکارڈ کمپیوٹرائز کر لیا ہے اگر ابھی تک نہیں کیا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ مال کا ریکارڈ کب تک کمپیوٹرائز کر لیا جائے گا؟

(ج) محکمہ مال ضلع بہاولنگر کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزنہ کرنے اور تاخیر کے ذمہ داران کون ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع بہاولنگر کی تحصیلوں کے ریکارڈ کو ابھی تک کمپیوٹرائزڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) حکومت پنجاب تمام اضلاع بشمول بہاولنگر میں کمپیوٹرائزیشن کا کام سال2012 کے آغاز تک مکمل کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر اور دیگر تمام اضلاع میں ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل سال2012 کے آغاز میں شروع ہو گا۔اس سلسلے میں کوئی تاخیر درپیش نہ ہے۔

موضع بھنگالی لاہور کینٹ کی سرکاری اراضی پر قابضین کی تفصیلات

*3223: **جناب محمد اجمل:** کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع بھنگالی لاہور کینٹ میں کتنی سرکاری اراضی2002 میں تھی، اب کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی کن کن افراد کو الاٹ کی گئی، ان کے نام، ولدیت، پتاجات نیز ان کو یہ اراضی کس بناء پر الاٹ کی گئی؟

(ج) ان الاٹیز سے حکومت نے فی کنال کتنی رقم وصول کی، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(د) کتنی اراضی کن کن سرکاری اداروں کو الاٹ کی گئی ان اداروں کو سرکاری اراضی الاٹ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے، ان ناجائز قابضین کے نام اور پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(و) اگر محکمہ مال نے اس اراضی پر قبضہ کے خلاف کوئی ایکشن لیا تو اس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) جناب عالی موضع بھنگالی میں بمطابق رجسٹر حقداران زمین سال 96-1995 میں رقبہ (416K-13M) سال2002 سے صوبائی حکومت کی ملکیت ہے جواب تک بدستور قائم ہے۔

(ب) کسی بھی شخص کو سال2002 تاحال کوئی اراضی الاٹ نہ ہوئی ہے۔

(ج) کسی بھی شخص کو کوئی اراضی الاٹ نہ ہوئی ہے۔لہذا رقم کی وصولی کا جواز نہ بنتا ہے۔

(د) کسی ادارے کو کوئی سرکاری اراضی الاٹ نہ ہوئی ہے تاہم صوبائی رقبہ کی تفصیل جو محکمہ جات کے تصرف میں ہے درج ذیل ہے:۔

مقبوضہ محکمہ تعلیم	محکمہ ہائی وے
08-01	19-9

(ہ) رجسٹر حقداران زمین سال96-1995 زیر کار میں کسی ناجائز قابض کا اندراج موجود نہ ہے تاہم 251 کنال 12 مرلے پر DHA ناجائز قابض ہے۔ جبکہ ریونیو ریکارڈ میں بطور مزارع تابع مرضی درج ذیل موجود ہیں:۔

نام مع نوعیت اندراج	نمبر خسرہ	رقبہ
1-رحمت ولد کیماں قوم تیلی مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	1360/18	0-2
2-بسا ولد خیر دین قوم تیلی مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	1104	0-10
3-رشید ولد گلاب قوم اعوان مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	151	0-01

4-سراج دین ولد فتو قوم تیلی مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	403	0-01
5-محمد جمیل ولد محمد اشرف قوم اعوان مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر رقبہ خود کاشتہ ناجائز)	308	3-0
6-یوسف ولد عمر دین قوم اعوان مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	1073	0-01
7-حسو ولد کرم دین قمر مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر رقبہ خود رہائش پذیر ہے)	1540/2	0-9
8-غلام رسول ولد خواجہ مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	1258	0-3
9-سردار ولد اللہ دین قوم تیلی مزارع تابع مرضی:(موقعہ پر DHA ناجائز قابض)	804	0-2
10-مطابق موقع DHA ناجائز قابض ہے۔		251-12

(و) کمیشنر لاہور ڈویژن اس معاملہ کے حل کے لئے DHA سے رابطہ میں ہیں۔

ضلع حافظ آباد میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*3325: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ کی ملکیتی اراضی کتنی کس کس موضع میں اور اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

(ب) پچھلے آٹھ سالوں میں سرکاری اراضی کتنے افراد کو الاٹ / لیز یا فروخت کے ذریعے دی گئی ہے، ان افراد کے نام مع اراضی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) حافظ آباد ضلع حافظ آباد میں کل 12707 کنال 16 مرلے سرکاری اراضی پائی جاتی ہے۔

اراضی مقبوضہ محکمہ جات کی موضع وار تفصیل علیٰحدہ شامل ہے۔ بمطابق رپورٹ عملہ فیلڈ تمام تر رقبہ محکمہ جات کے تصرف میں ہے ماسوائے خستہ حال ریسٹ ہاؤس ہائے جو کہ مقبوضہ محکمہ انہار صوبائی حکومت پنجاب ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں پچھلے آٹھ سالوں میں کسی قسم کی کوئی سرکاری اراضی الاٹ / لیز یا فروخت کے ذریعہ نہ دی گئی ہے۔

حکومت پنجاب کے کرائسز ریلیف کے محکمہ جات سے متعلقہ تفصیل

*3326:چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں قدرتی آفات میں ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لئے پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف)ایکٹ1958 کے تحت محکمہ ریلیف اینڈ کرائسسز مینجمنٹ ضروری اقدامات اور متاثرین کومالی امداد فراہم کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ آرڈیننس2006 کے تحت پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی و کمیشن کا قیام بھی عمل لایا گیاہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ محکمہ جات سے علیٰحدہ علیٰحدہ کیاکام لیا جارہا ہے، نیز 09-2008 میں ان محکمہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور اب تک کتنی خرچ کی گئی ہے؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں قدرتی آفات سے ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لئے محکمہ ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ،پنجاب نیشنل کلیمٹیز(پریوینشن اینڈ ریلیف)ایکٹ 1958 کے تحت ضروری اقدامات ومتاثرین کو امداد فراہم کرتا ہے۔

لینڈ ایڈمنسٹریشن مینول کے مطابق کسی موضع/ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف)ایکٹ1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ مال و انہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔آفت زدہ علاقہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل سرکاری واجبات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1- زرعی انکم ٹیکس

2- آبیانہ

3- ترقیاتی محاصل

4- لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

(ب) سابقہ حکومت نے ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ کا ایک علیٰحدہ محکمہ بنایا تھا جو کہ مؤثر طریقہ سے کام نہیں کر سکا اس لئے موجودہ حکومت نے رولز آف بزنس میں ضروری ترامیم کرنے کے بعد ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو دوبارہ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں ضم کر دیا ہے جو کہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو / ریلیف کمیشنر پنجاب کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔بہر حال وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ1958، پنجاب ایمرجنسی سروسز ایکٹ2006 کا جائزہ لے کر ڈیزاسٹر مینجمنٹ کی موجودہ ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان قوانین کو جدید خطوط پر لانے کے لئے ضروری ترامیم تجویز کرے گی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ علیٰحدہ علیٰحدہ محکمہ جات کی ضرورت نہ تھی لہذا ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ، پنجاب اپنے پرانے طرز پر سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب کے ماتحت نہایت مؤثر و احسن انداز میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ محکمہ کو گزشتہ سالوں کی طرح بجٹ کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ ایمرجنسی میں ضرورت اور ڈیمانڈ کے مطابق ضلعی حکومتوں کو متاثرین کی امداد و بحالی کے لئے رقوم فراہم کی جاتی ہے۔بہر حال بجٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لمبر دار کی تقرری فرائض اور معاوضہ کی تفصیل

*3449: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں لمبر دار کی تقرری کے طریق کار سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) لمبر دار کے فرائض سے متعلق ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) فرائض کی ادائیگی پر لمبر دار کو کیا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ1967 کے تحت وضع شدہ قواعد لینڈ ریونیو1968 کے مطابق لمبر دار کا تقرر کلکٹر ضلع کرتا ہے۔لینڈ ریونیو ایکٹ کی دفعہ 36 تا38 کی فوٹو کاپی برائے ملاحظہ فلیگ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فرائض لمبر دار قواعد لینڈ ریونیو 1968 میں تفصیلاً درج ہیں۔لینڈ ریونیو رولز1968 کے رولز نمبر15 تا29 کی فوٹو کاپی برائے ملاحظہ فلیگ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لمبر دار کی معرفت جو واجبات سرکار وصول کئے جاتے ہیں۔اس کے عوض اس کو درج ذیل فیس ادا کی جاتی ہے۔

(1) معاملہ اراضی کی وصولی پر پانچ فیصد (پنجوترہ)

(2) آبیانہ کی وصول کردہ رقم کا چھ فیصد

(3) رقم پٹا عارضی کاشت اور لگان نقدی پر وصول کردہ وصولی کا تین فیصد

(4) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے لئے اگر کوئی زمیندار اگر ٹیکس کی رقم لمبر دار کے ذریعہ جمع کروائے تو وہ لمبر دار کو 5 فیصد ادا کرے گا۔

مزید بر آں کالونی چکوک میں لمبر دار کو دستیاب سرکاری اراضی12½ ایکڑ پٹا پر برائے کاشت دی جاتی ہے۔

عرصہ دو سال سے زائد ایک جگہ تعینات محکمہ مال کے اہلکاران کی ٹرانسفر

*3451: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف اوقات میں پٹواریوں کے تبادلوں پر پابندی لگا دی جاتی ہے اگر ہاں تو اس کے پیچھے پٹواریوں کی بدعنوانی ہے یا علاقے کے بااثر افراد ایسا کرواتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پٹواری یا کوئی اور محکمہ مال کا اہلکار ایک اسامی پر دو سال سے زائد عرصہ تک تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بیشتر پٹواری اور دوسرے اہلکار دو سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ دو سال سے زائد عرصہ ایک جگہ پر تعینات رہنے والے پٹواریوں اور دوسرے اہلکاروں کو تبدیل کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) درست ہے کہ حکومت پنجاب مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے پٹواریان کے تبادلہ جات پر پابندی لگانے کا اختیار رکھتی ہے البتہ پابندی لگانے کے پیچھے پٹواریان کی بدعنوانی یا علاقہ کے بااثر افراد کا کوئی تعلق نہ ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ٹرانسفر پالیسی کی رو سے کسی بھی سرکاری ملازم کا ایک جگہ تعیناتی کا عرصہ تین سال ہے جبکہ پچھلی حکومت کی کابینہ کے فیصلہ کے مطابق normal tenure ایک سال کر دیا گیا تھا البتہ یہ ضروری نہ ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کو مطلوبہ مدت پورا ہونے پر ضرور تبدیل کیا جائے گا۔ مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی پٹواری کسی ایک جگہ پر عام عرصہ سے زیادہ تعینات رہ سکتا ہے۔

(ج) محکمہ مال وقتاً فوقتاً پٹواریان و دیگر اہلکاران کے تبادلہ جات مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتا رہتا ہے۔

(د) صورتحال مندرجہ بالا پیراجات میں واضح کر دی گئی ہے۔

صوبہ پنجاب میں لمبردار کے تقرر کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*3550: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں لمبردار کے تقرر کا طریق کار کیا ہے کیا کسی قانون میں اس کا ذکر ہے۔ اگر ہاں تو آگاہ کیا جائے نیز لمبردار کے تقرر کے لئے کیا criteria مقرر ہے؟

(ب) لمبر دار کی ذمہ داریاں، اختیارات اور فرائض کیا ہوتے ہیں اور کیا لمبر دار کسی کو جوابدہ ہوتا ہے، اگر ہاں تو کس کو؟

(ج) اپنے فرائض کی انجام دہی کے عوض لمبر دار کو کتنا اعزازیہ /ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے نیز اس کے علاوہ کیا مراعات حاصل ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ1967 کے تحت وضع شدہ قواعد لینڈ ریونیو 1968 کے مطابق لمبر دار کا تقرر کلکٹر ضلع کرتا ہے۔ لینڈ ریونیو ایکٹ1967 کی دفعہ 36 تا38 کی فوٹو کاپی برائے ملاحظہ فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فرائض لمبر دار قواعد لینڈ ریونیو1968 میں تفصیلاً درج ہیں۔

لینڈ ریونیو رولز1968 کے رولز15 تا29 کی فوٹو کاپی برائے ملاحظہ فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لمبر دار کی معرفت جو واجبات سرکار وصول کئے جاتے ہیں اس کے عوض اس کو درج ذیل فیس ادا کی جاتی ہے۔

(1) معاملہ اراضی کی وصولی پر پانچ فیصد (پنجوترہ)

(2) آبیانہ کی وصول کردہ رقم کا چھ فیصد

(3) رقم پٹا عارضی کاشت اور لگان نقدی پر وصول کردہ وصولی کا تین فیصد

(4) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے لئے اگر کوئی زمیندار اگر ٹیکس کی رقم لمبر دار کے ذریعہ جمع کروائے تو وہ لمبر دار کو 5 فیصد ادا کرے گا۔

مزید بر آں کالونی چکوک میں لمبر دار کو دستیاب سرکاری اراضی12½ ایکڑ پٹا پر برائے کاشت دی جاتی ہے۔

سال09-2008 لینڈ ریونیو کی مد مقررہ ہدف پورا نہ کرنے کی وجوہات

*3557: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 09-2008 میں لینڈ ریونیو کی مد میں وصولی کا ہدف 4۔ارب 60 کروڑروپے مقرر کیا گیا تھا مگرمالی سال کے پہلے10ماہ میں صرف 2۔ارب 25 کروڑ 40لاکھ کی وصولی کی گئی کیابقیہ دوماہ میں بقایار قم وصول ہو جائے گی اگرہاں توکیسے ؟

(ب) اتنی بڑی رقم کی عدم وصولی اور غفلت کے مرتکب اور ہدف پورانہ کرنے والے افراد کے خلاف کیاکارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیاجائے ؟

وزیرمال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ سال09-2008 میں لینڈ ریونیو کی مد میں 4۔ارب 60 کروڑ روپے ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ محکمہ فنانس گورنمنٹ آف پنجاب نے ٹارگٹ میں کمی کر کے revised target 4۔ارب10 کروڑروپے کر دیا جس میں سے مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے مبلغ 3۔ارب 41 کروڑ52 لاکھ روپے وصول کر کے سرکاری خزانہ میں جمع کروائے گئے۔جو کہ ٹارگٹ کی وصولی کا83 فیصد بنتا ہے کیونکہ ہمارے ریونیو افسران زیادہ تر گندم کی خریداری، سستی روٹی سکیم، کھالہ جات کی مرمت اور دوسریextra انتظامی ڈیوٹیوں میں مصروف رہے جس کی وجہ سے ٹارگٹ کی وصولی میں کمی رہی لیکن سال09-2008 کے اختتام تک 4۔ارب 53 کروڑ 7 لاکھ روپے وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروائے گئے جو کہ ٹارگٹ کی وصولی کا111 فیصد بنتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Recovery Position of Government Dues for the Current Financial Year 2008-2009 (Up to June, 2009).

Head of Account	Budget Estimate	Revised Budget Estimate	Actual Collection up to June,2009	% of Recovery on Revised Budget Estimate
Land Revenue Govt. Receipt (Mutation Fee etc.)	4,600	4,100	4,537	111%

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے صوبے کے تمام کمیشنر صاحبان و دیگر افسران کو وصولی100 فیصد کرنے کے لئے بار بار یاددہانی کروائی گئی تھی۔

ریونیو ٹیکس میں زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*3559: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکس ریونیو میں مالی سال09-2008 میں زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کا ہدف ایک ارب مقرر کیا گیا تھا مگر رواں مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں صرف 54 کروڑ کی وصولی کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اتنی بڑی رقم کی وصولی نہ کرنے کے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ مالی سال09-2008 میں زرعی انکم ٹیکس کی مد میں ایک ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔یہ ہدف کافی زیادہ تھا اور گزشتہ سالوں کی وصولی کے حساب سے محکمہ خزانہ نے اس کو کم کر کے اس کو ضمنی بجٹ میں 60 کروڑ کر دیا۔اس میں سے رواں مالی سال کے مطابق پہلے 10 ماہ کے دوران 47 کروڑ روپے وصول کر کے سرکاری خزانہ میں جمع کروائے گئے جو کہ ٹارگٹ کی وصولی کا 78 فیصد بنتا ہے چونکہ ریونیو افسران زیادہ تر دوسرے اہم انتظامی امور میں مصروف رہے اس لئے ہدف کی وصولی میں کمی رہی لیکن سال09-2008 کے اختتام تک 78 کروڑ90 لاکھ روپے وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروائے گئے جو کہ ٹارگٹ کی وصولی کا 132 فیصد بنتا ہے۔

(ب) چونکہ وصولی ہدف سے زیادہ ہے لہذا کسی انضباطی کارروائی کی ضرورت نہ ہے تاہم سال کے دوران بوجہ کم وصولی پر صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع کے 160 ریونیو افسران کی جواب طلبی کی گئی۔ایک افسر کی ریونیو پاورز بھی سلب کی گئیں۔

تحصیل احمد پور شرقیہ کو ضلع کا درجہ دینے کا مسئلہ

*3567: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کسی تحصیل کو ضلع کا درجہ دینے کا کیا criteria ہے؟

(ب) تحصیل احمد پور شرقیہ کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس تحصیل سے سالانہ کتنا مالیہ حکومت کو حاصل ہوتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس تحصیل کی فلاح و بہبود کے لئے اس کو ضلع کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) کسی بھی تحصیل کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے اس کے معاشی، جغرافیائی، انتظامی اور معاشرتی پہلوؤں کا جائزہ لیا جانا ہوتا ہے۔

(ب) تحصیل احمد پور شرقیہ کا کل 343676 ایکڑ اور اس تحصیل سے سالانہ -/78314200 روپے مالیہ حکومت کو حاصل ہوتا ہے۔

(ج) فی الوقت تحصیل احمد پور شرقیہ کو ضلع کا درجہ دینے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب، محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔

تحصیل میلسی کی ملکیتی اراضی کی تفصیلات

*3609: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کی ملکیتی اراضی کس کس کو کتنے ٹھیکے پر دی گئی ہے۔تفصیل بیان کریں؟

(ب) کتنی اراضی حکومت پنجاب کے پاس بقایا پڑی ہے۔کیا حکومت اس اراضی کو ٹھیکے پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) وہاڑی کی رپورٹ کے مطابق تحصیل میلسی میں 49 ایکڑ سرکاری اراضی 10 افراد کو پٹا پر دی گئی تھی۔ناموں اور رقبہ کی تفصیل جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل میلسی میں 227 ایکڑ سرکاری اراضی موجود ہے۔ حکومت پنجاب نے توسیع پر اور پٹاداری پر سے پابندی مورخہ 13۔ جنوری2010 سے ہٹالی ہے اور اب بے زمین کاشتکاروں اور 4 ایکڑ سے کم مالکوں کو پٹاداری پر زمین دی جارہی ہے۔

بائی پاس بہاولنگر شہر کی تعمیر کی تفصیلات

*3781: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بائی پاس بہاولنگر شہر کی تعمیر کے لئے کتنی اراضی کن کن افراد سے حاصل کی گئی ان کے نام اور اراضی کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) آج تک کن کن مالکان کو زمین کی رقم ادا کی گئی ہے؟

(ج) کن کن افراد کو زمین کی ادائیگی بقایا ہے؟

(د) جب یہ بائی پاس تعمیر ہوا، اس وقت اس علاقہ میں اراضی کی مارکیٹ ویلیو کتنی تھی اور اب کتنی ہے؟

(ہ) کیا حکومت جن مالکان زمین کو ادائیگی نہ ہوئی ہے ان کو موجودہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولنگر اعتراضات قبل از وقت ہیں کیونکہ نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4(1) تعدادی رقبہ 106-07-11 گورنمنٹ گزٹ میں مورخہ 29-05-2006 کو شائع کرایا گیا۔ مزید کارروائی حصول اراضی عدم فراہمی فنڈز زیر التواء رہی۔ محکمہ ہائی وے نے رقم مبلغ 7834400 روپے + 32165200 روپے = 39999600 روپے فراہم کئے جو کہ خزانہ سرکار (ریونیو ڈیپازٹ) میں جمع کروائے گئے۔ نوٹیفکیشن زیر دفعہ 6&17(4) لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 برائے رقبہ 105 ایکڑ، 07 کنال اور 11 مرلے 15-09-2009 کو شائع ہوا ہے۔ کارروائی حصول اراضی کی تکمیل سے قبل متاثرین کو

معاوضہ ادائیگی ممکن نہ ہے اور تفصیل متاثرین بعد از ایوارڈ بمطابق ثبوت ملکیت / ریونیو ریکارڈ کو مد نظر رکھتے ہوئے مرتب کی جائے گی۔

(ب) بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبرS.II-40/09-2218مورخہ 06-1-2010 قیمت منظوری زیر تحت رول(III)12 پنجاب لینڈ ایکوزیشن رولز 1983 جاری کی ہے۔مزید بر آں ڈسٹرکٹ آفیسر بہاولنگر کو بذریعہ چھٹی مورخہ 15-01-2010 ہدایت جاری کی ہے کہ اسے منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔مزید بر آں لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو برائے جاری کرنے ایوارڈ ہدایت کی گئی ہے۔

(ج) جواب پیر(ب)میں تفصیلاً تحریر ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر سال2005 میں شروع ہو گئی اور ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی نے زیر حصول رقبہ کی قیمت درج ذیل مقرر کی۔

نمبر شمار	نام موضع	قیمت فی ایکڑ
1	حافظ والا، قمرالدین ہانس	-/250000روپے
2	اسلام پورہ، محمد نواز پورہ	-/350000روپے
3	رب نواز پورہ	-/300000روپے

چونکہ نوٹیفکیشن زیر دفعہ (1)4 حصول اراضی ایکٹ1894 کی تاریخ اشاعت سے گزشتہ بارہ ماہ کی اوسط / مارکیٹ پرائس مد نظر رکھتے ہوئے زیر حصول رقبہ کی فی ایکڑ قیمت مقرر کی جا چکی ہے اس لئے موجودہ مارکیٹ قیمت لاگو نہ ہو گی۔

(ہ) زیر حصول رقبہ کی قیمت فی ایکڑ تشخیص ہونے کے بعد متاثرین کو موجودہ مارکیٹ کی قیمت کے حساب سے معاوضہ اراضی ادا نہ کیا جا سکتا ہے۔البتہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ سیکشن34 کے تحت متاثرین8 فیصد سود مرکب از تاریخ قبضہ سے معاوضہ کی ادائیگی تک کے حقدار ہیں لیکن ضروری ہے کہ محکمہ ہائی وے سود مرکب کی ادائیگی کے لئے رقم جمع کرائے۔

ضلع قصور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبے کی تفصیلات

*3807: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں چند سال قبل لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا جس کا باقاعدہ افتتاح بھی ہوا، اس پر آج تک کتنی لاگت آئی ہے اور یہ منصوبہ کن مراحل میں ہے؟

(ب) ضلع قصور کے کل کتنے گاؤں ہیں اور اب تک کتنے گاؤں کا لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اگر نہیں کیا جا سکا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) حکومت پنجاب نے ضلع قصور میں 1992 میں تجرباتی بنیادوں پر ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبہ پر کام شروع کیا تھا اس منصوبہ پر کل لاگت-/16916887 روپے آئی، سافٹ ویئر کے ناکام ہونے اور دیگر تکنیکی وجوہات سے حکومت نے 2003 میں یہ منصوبہ ترک کر دیا۔

(ب) ضلع قصور میں 641 مواضعات ہیں۔ مذکورہ منصوبے کے تحت 601 مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا گیا تھا۔ تاہم یہ ریکارڈ سافٹ ویئر کے مسائل کی بنیاد پر قابل استعمال نہیں پایا گیا۔

کھیوٹ نمبر 1017 موضع ڈنگہ ضلع گجرات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3833: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کھیوٹ نمبر 1017 موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا کتنا رقبہ ہے اور یہ کس کی ملکیت ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رجسٹر حقداران سال 02-2001 کے تحت یہ رقبہ خانہ ملکیت میں آسائش دیہہ چراگاہ اور خانہ کاشت میں حصہ داران و مشتریان کا اندراج ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ کا قبل ازیں خانہ ملکیت میں شاملات دیہہ چراگاہ کا اندراج تھا اور خانہ کاشت میں مختلف مالکان کا اندراج تھا بعد ازاں اس رقبہ کو شاملات دیہہ چراگاہ کی بجائے آسائش دیہہ چراگاہ کا اندراج کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں ضلع گجرات محکمہ مال کے افسران کے پاس اس بابت انکوائری چل رہی ہے اس سلسلہ میں متعلقہ افسران نے جو اقدامات اٹھائے ہیں، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بموجب رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر گجرات

(الف) رجسٹر حقداران زمین ڈنگہ برائے سال 01-2000 کے کھیوٹ نمبر 1017 کھتونی نمبر 2765 تا 2910-2906 کا رقبہ K-1-M, 2423 ہے۔خانہ ملکیت میں آسائش دیہہ چراگاہ اور خانہ کاشت میں مقبوضہ مالکان اور لاتعداد مشتریان کا اندراج ہے۔

(ب) رجسٹر حقداران زمین سال 02-2000 کے کھیوٹ نمبر 1017 کے خانہ ملکیت میں آسائش دیہہ چراگاہ اور خانہ کاشت میں مقبوضہ مالکان و لاتعداد مشتریان کا اندراج ہے۔ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے ایک نوٹ پڑتال مورخہ 10-08-2006 تحریر فرمایا۔ اس نوٹ پڑتال کے بعد ایک رپورٹ نائب مہتمم بندوبست کھاریاں کی طرف سے برائے درستی اندراج وصول ہوئی، جو اس وقت کے مہتمم بندوبست/ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کو ارسال ہوئی، جنہوں نے درستی اندراج کا حکم مورخہ 18-10-2006 کو فرمایا جس کے تحت انتقال نمبر 12582 صحت اندراج درج کیا جا کر مورخہ 13-11-2006 کو منظور ہو چکا ہے۔اس انتقال کے حوالے سے خانہ ملکیت کا اندراج آسائش دیہہ چراگاہ سے درست ہو کر شاملات دیہہ کیا جا چکا ہے۔

(ج) درست ہے کہ سال 12-1911 سے خانہ ملکیت کا اندراج شاملات دیہہ چراگاہ تا رجسٹر حقداران زمین 61-1960 محکمہ مال کے کاغذات میں رہا جبکہ سال 65-1964 میں بدوں حکم اس وقت کے پٹواری نے ناجائز طور پر آسائش دیہہ چراگاہ کر دیا جو کہ بحکم کلکٹر ضلع گجرات مورخہ 18-10-2006 دوبارہ درست ہو کر بذریعہ انتقال نمبر 12582 مورخہ 13-11-2006 شاملات دیہہ درج ہو چکا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے مورخہ 29-04-2009 کو بحوالہ حکم نمبر861/HC (R) منشی عبدالغفور پٹواری اور ذوالفقار علی پٹواری کو معطل کر دیا تھا اور ان کے خلاف محکمانہ انکوائری نائب مہتمم بندوبست، گجرات کے پاس چل رہی ہے۔متعلقہ انکوائری آفیسر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ انکوائری کی کارروائی مکمل کر کے رپورٹ ارسال کریں۔

ضلع سرگودھامیں کرپٹ پٹواریوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*3960: **محترمہ سیمل کامران:** کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

جنوری2007 سے اب تک ضلع سرگودھامیں کتنے پٹواریوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے نیز اس کارروائی کے نتیجے میں کتنے پٹواریوں کو سزادی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایاجائے؟

وزیرمال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بموجب رپورٹ ای ڈی او (آر) سرگودھا جنوری2007 تا حال تین پٹواریان کے خلاف کارروائی ہوئی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- محمد اسرار پٹواری حلقہ کوٹ کمبوہ تحصیل شاہ پور کو سرکاری رقم خورد برد کرنے کے الزام میں مورخہ 07-02-2009 کو جبری ریٹائر کر دیا گیا۔

2- حبیب اللہ حلقہ پٹواری چک نمبر17/SB (ٹانگوانی) تحصیل سرگودھا کو جعلی زرعی پاس بکس تیار کرنے کے الزام میں ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

3- منشی محمد اعجاز پٹواری حلقہ چک سیدا تحصیل بھلوال کو غلط فرد بنانے کے الزام میں سپیشل جج انٹی کرپشن سرگودھا کی عدالت سے ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا، جس پر ڈی ڈی او (آر) / اتھارٹی بھلوال مورخہ 29-01-2008 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا بعد ازاں عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ لاہور نے مورخہ 02-04-2008 سزا معطل فرما دی، اس حکم کی تعمیل میں منشی محمد اعجاز پٹواری کو ملازمت پر بحال کر دیا گیا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، ڈسٹرکٹ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے

ایکوائر کردہ زمین کی تفصیلات

*3975:**جناب طارق محمود ساہی** :کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں 1993 سے آج تک کتنے نئے اضلاع قائم ہوئے،ان کے نام بتائیں؟

(ب) حافظ آباد، چکوال، اوکاڑہ، خانیوال، لودھراں، منڈی بہاؤالدین اور ننکانہ صاحب کو کب اضلاع کادرجہ دیا گیا؟

(ج) ضلع منڈی بہاؤالدین میں ڈسٹرکٹ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے آج تک کتنی زمین ایکوائر کی گئی ہے اور کتنی مالیت اس زمین کے مالکان کو فی ایکڑ ادائیگی کی گئی ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ مالک وار بتائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس کمپلیکس کے لئے مزید اراضی ایکوائر کی جارہی ہے جبکہ پہلے سے ایکوائر کردہ کئی ایکڑ اراضی خالی پڑی ہے اگر ہاں تو مزید اراضی ایکوائر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرمال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) صوبہ پنجاب میں 1993 سے آج تک مندرجہ ذیل(5)اضلاع قائم کئے گئے ہیں:-

1	حافظ آباد	(01-07-1993)
2	منڈی بہاؤالدین	(01-07-1993)
3	نارووال	(01-07-1993)
4	ننکانہ صاحب	(01-07-2005)
5	چنیوٹ	(01-07-2009)

(ب) ان اضلاع کو مندرجہ ذیل تواریخ پر اضلاع کادرجہ دیا گیا۔

حافظ آباد	(01-07-1993)
چکوال	(01-07-1985)
اوکاڑہ	(01-07-1982)
خانیوال	(01-07-1985)
لودھراں	(01-07-1991)

منڈی بہاؤالدین (01-07-1993)

ننکانہ صاحب (01-07-2005)

(ج) ڈسٹرکٹ کمپلیکس/جوڈیشل کمپلیکس وغیرہ کے لئے ایک ہزار کنال اور سات مرلے زمین سال1994 میں ایکوائر کی گئی، تفصیل ادائیگی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نہیں۔ جہاں تک خالی زمین کا تعلق ہے، چیف آرکیٹیکٹ پنجاب کے پاس شدہ پلان کے مطابق کوئی زمین خالی نہ ہے۔باقاعدہ تمام محکمہ جات کو الاٹ شدہ ہے۔

موضع سکندر پور تحصیل چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں سرکاری اراضی و دیگر تفصیلات

*4036:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع سکندر پور تحصیل چک جھمرہ فیصل آباد میں کتنی سرکاری اراضی ہے۔اس اراضی کا کھیوٹ نمبر، مربع نمبر اور کلہ نمبر بتائیں؟

(ب) کتنی سرکاری اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر کب اور کن کن افراد کو سالانہ رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ج) کتنی سرکاری اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر کے فصلیں کاشت کر رکھی ہیں ان ناجائز قابضین کے نام، پتاجات، ولدیت نیز زیر قبضہ رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ناجائز قابضین کو حکومتی اہلکاروں کی سرپرستی ہے؟

(ہ) کیا حکومت سرکاری اراضی واگزار کروانے اور جب سے وہ ناجائز قابضین ہیں ان سے تاوان حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ DOR فیصل آباد چک نمبر162/RB سکندر پور میں2457 کنال 18 مرلے سرکاری زمین ہے جس کا کھیوٹ نمبر94 ہے مربع نمبران 5/8،6/9،33/32،41، 42،49/43،52،55،57 اور کلہ نمبران20 تا 24 2/16/1،16/11،12،17 تا25،19، تا 23،1، تا10،12،13،19، تا18،11،2/13،5،6 ہیں۔

(ب) مطابق ریکارڈ چک ہذا میں 2003 کے بعد کوئی رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت لیز / پٹا / ٹھیکہ پر نہ دیا ہے۔ البتہ اس سے پہلے دیئے گئے سرکاری رقبہ کی تفصیل ذیل ہے۔

1۔ غلام مصطفےٰ ولد فضل کریم 89K۔10M گائے پال سکیم / لمبر داری گرانٹ

2۔ ناظر حسین ولد سعید محمد 98K۔18M گائے پال سکیم / لمبر داری گرانٹ

3۔ احمد ولد سوہنا 52K۔19M نیلام گرہندہ

4۔ حیات ولد کبیر 56 K۔11M نیلام گرہندہ

5۔ پہلوان ولد فتح محمد 88K۔5M نیلام گرہندہ

6۔ محمد حسین ولد تاجا 112 K۔15M نیلام گرہندہ

(ج) بمطابق رپورٹ چک ہذا میں سرکاری رقبہ پر کسی شخص نے ناجائز کاشت نہ کر رکھی ہے۔

(د) کسی ناجائز قابض کو کسی حکومتی اہلکار کی سرپرستی حاصل نہ ہے۔ تاہم اگر حکومت کے علم میں یہ بات آئی تو اس اہلکار کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

(ہ) حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے اور ناجائز کاشت کرنے کی صورت میں تاوان وصول کرنے کا حق رکھتی ہے جونہی حکومت کے علم میں ناجائز کاشت کے بارے میں اطلاع موصول ہوتی ہے تو کالونائزیشن ایکٹ 1912 کی دفعات 32/34 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

موضع کوٹلہ افغاناں تحصیل شکر گڑھ کے قبرستان آرائیاں پر قبضہ کی تفصیلات

*4124: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق موضع کوٹلہ افغاناں تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال کے قبرستان آرائیاں کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قبرستان سے ملحقہ مالکان اراضی نے چاروں طرف سے قبرستان کی اراضی پر قبضہ کر لیا ہے؟

(ج) قبرستان کی اراضی پر ناجائز قابضین کے نام اور رقبہ کی فرداً فرداً تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ قبرستان کی اراضی کی ریکارڈ کے مطابق نشاندہی کر کے قبضہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) مطابق ریکارڈ رجسٹر حقداران زمین سال07-2006موضع کوٹلہ افغاناں نمبر خسرہ 211رقبہ تعدادی18 کنال6مرلہ غیر ممکن قبرستان ہے۔

(ب) قبرستان مذکور پر اعجاز خان ولد زکریا ذات پٹھان ساکن دیہہ نے رقبہ تعدادی 9مرلہ پر ناجائز قبضہ کر کے اپنے ملکیتی نمبران خسرہ 191-190کاشتہ مونجی میں شامل کر کے پیٹرا انجن نصب کر رکھا تھا۔

(ج) جواب جز(ب)میں دے دیا گیا ہے۔

(د) نشاندہی کر دی گئی ہے۔ تجاوز شدہ رقبہ پر مونجی کی فصل کے علاوہ پیٹرا انجن بھی نصب تھا۔ جس کے خلاف زیر دفعہ 175 لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے۔ رقبہ واگزار کر کے شامل قبرستان کر دیا گیا ہے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ مال کے رقبہ کی تفصیلات

*4165: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ مال کا زرعی و دیگر رقبہ کس کس موضع میں کتنا کتنا ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد اور کتنا بنجر ہے؟

(ج) یہ رقبہ کب اور کس حساب سے پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دیا گیا تھا اس سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہوتی ہے؟

(د) اس رقبہ کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار نیز یہ کن کی زیر نگرانی دیا جاتا ہے؟

(ہ) کتنا رقبہ کس کس جگہ پر کن لوگوں کے زیر قبضہ ہے ان قابضین کے نام، پتا جات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، وہاڑی

(الف) ضلع میں محکمہ مال کا کل رقبہ 7227 ایکڑ 5 کنال 16 مرلے ہے، رقبہ اور موضع کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2581 ایکڑ ایک کنال ایک مرلہ آباد ہے۔4646 ایکڑ 4 کنال 15 مرلہ غیر آباد ہے۔

(ج) یہ رقبہ جات سال 1999 سے پہلے عارضی کاشت کی سکیموں کے تحت پٹا پر دیئے گئے تھے اور سال 2003 کے بعد توسیع پر پابندی عائد کر دی گئی تھی رقبہ نیلام عام کے ذریعے ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے سال 2003 میں حکومت کو 1752726 روپے کی آمدن ہوئی تھی، جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رقبہ لیز / پٹا / ٹھیکہ پر دینے کے لئے زمین کی لاٹ بندی کی جاتی ہے۔اس کے بعد بے زمین کاشتکاروں کی درخواستیں طلب کی جاتی ہیں اور جلسہ عام میں نیلامی کی جاتی ہے اور سب سے زیادہ بولی دہندہ کو زمین لیز / ٹھیکہ پر دے دی جاتی ہے۔زمین کی الاٹمنٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کی زیر نگرانی سرانجام پاتا ہے اور حتمی منظوری کلکٹر ضلع دیتا ہے۔

(ہ) تفصیل قابضین جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بورے والہ میں محکمہ مال کا زرعی رقبہ و دیگر تفصیلات

*4168: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والہ میں محکمہ مال کا زرعی رقبہ کس کس چک موضع میں کتنا کتنا ہے؟

(ب) اس سرکاری رقبہ سے سالانہ حکومت کو کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(ج) کتنا رقبہ کن کن لوگوں کے ناجائز قبضہ میں ہے، ان کے نام، پتا جات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے میں کیا کیا رکاوٹیں حائل ہیں؟

(ہ) اس رقبہ کو کب تک حکومت ان سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو وہاڑی تحصیل بورے والہ میں محکمہ مال کا کل رقبہ 1085 ایکڑ 1 کنال اور 10 مرلے ہے چکوک کی تفصیل جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پٹا پر دیئے گئے رقبہ سے سال 2003 میں مبلغ -/205787 روپے آمدن ہوئی تھی، تفصیل جھنڈی (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل بورے والہ میں 849 ایکڑ 3 کنال اور 16 مرلے 282 افراد کے ناجائز قبضہ میں ہے۔ نام، پتاجات اور رقبہ کی تفصیل جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کی راہ میں بڑی رکاوٹ عدالتوں کی طرف سے دیا گیا حکم امتناعی ہے۔ جس کے اخراج کے بعد رقبہ واگزار کرایا جاتا ہے، پختہ تعمیرات کو گرانے کے لئے ہیوی مشینری کی عدم موجودگی بعض اوقات تاخیر کا باعث بنتی ہے اب تک 85 ایکڑ 4 کنال 13 مرلہ رقبہ واگزار کرایا گیا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے ناجائز قابضین کے خلاف سرکاری رقبہ کی واگزاری کے لئے خصوصی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ تحصیل بورے والہ میں 85 ایکڑ 4 کنال 13 مرلے سرکاری اراضی واگزار کروالی ہے۔

گجرات کو ڈویژن کا درجہ دینے کا جواز

*4189: **جناب خالد جاوید اصغر گھرال:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ضلع چکوال، جہلم اور منڈی بہاؤالدین کو شامل کر کے ڈویژن کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے گجرات ایک بڑا ضلع ہے۔ جہلم کی آبادی46 یو سی پر مشتمل ہے جبکہ گجرات کی آبادی117 یو سی پر محیط ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جہلم کی بجائے گجرات کو ڈویژن کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں مزید انتظامی ڈویژن بنانے کی تجویز زیر غور رہی ہے۔ اس تجویز کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں عوامی نمائندے، اعلیٰ سرکاری عہدیداران اور متعلقہ علاقوں کے معززین شامل تھے۔ اس کمیٹی کے اکثریتی اراکین، خصوصاً عوامی نمائندگان کی مخالفت کی بناء پر یہ تجویز مؤخر کر دی گئی لہذا اس وقت پنجاب میں کسی بھی نئے انتظامی ڈویژن کی تشکیل کی کوئی بھی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے گجرات ایک بڑا ضلع ہے اور یہ 117 یو سی پر محیط ہے لیکن ضلع جہلم 54 یو سی پر محیط ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب سے یہ واضح ہے کہ مزید انتظامی ڈویژن بنانے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے اس وقت زیر غور نہ ہے اس لئے اس سلسلہ میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*4349: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر بنس پورہ لاہور میں جلو پارک ریلوے ٹریک کے ساتھ ساتھ واقع کئی ایکڑ سرکاری اراضی پر قبضہ مافیا نے قبضہ کیا ہوا ہے کیا حکومت اس اراضی کو قبضہ مافیا سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ زمین پر قبضہ کرنے والے افراد کے ناموں سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) لاہور۔

(الف) یہ درست ہے کہ جلو پارک ریلوے ٹریک کے ساتھ ساتھ رقبہ تعدادی 677-K-8M ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے جو کہ بروئے انتقال نمبر6238 محفوظگی رقبہ بحق پنجاب ریونیو اکیڈمی لاہور بحکم جناب ڈپٹی کمیشنر صاحب لاہور نمبری10547 مورخہ 11-06-1986 خانہ ملکیت سنٹر گورنمنٹ خانہ کاشت ریونیو اکیڈمی پنجاب لاہور کے نام انتقال درج رجسٹر ہو کر مورخہ 13-08-1986 کو منظور ہوا۔ رقبہ مذکورہ پر لوگ قیام پاکستان سے پہلے کے قابض ہیں تاہم تقریباً 31 کنال 4 مرلہ رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروایا گیا ہے اور باقی رقبہ بھی حکومت واگزار کروانے کی کوشش کر رہی ہے۔

(ب) بمطابق رجسٹر حقداران زمین 86-1985 زیر کار رقبہ مذکورہ پر درج ذیل ناجائز قابضین ہیں۔

1۔ محمد طفیل، محمد بشیر پسران اللہ دتہ 11-K-2M

2۔ ارشاد احمد ولد غلام محمد 22-K-14M

3۔ یونس سرور پسران فیروز دین 13-K-6M

4۔ بشیر احمد، نذیر احمد، محمد سلیم، محمد حنیف پسران عطا محمد 91-K-13M

5۔ غلام رسول ولد ناظر دین 35-K

6۔ محمد بشیر ولد احمد دین 23-K-12M

7۔ محمد اسماعیل ولد محمد حسین 113-K-19M

8۔ ابراہیم ولد محمد حسین 45-K-19 M

9۔ محبوب علی ولد نور الٰہی83۔K

10۔ محمد یعقوب ولد نور الٰہی4M۔K۔77

11۔ محمد یعقوب، محبوب علی پسران نور الٰہی16M۔ K۔70

12۔ سرور ولد فیروز دین2M۔K۔14

13۔ یونس ولد مہر دین9M۔K۔12

14۔ سرور ولد چراغ دین18M۔K۔34

15۔ رشید ولد بشیر10M۔K۔36

رقبہ ملکیتی سرکار پر قبضہ کرنے کی کوشش یا قبضہ کرنے والوں کے خلاف FIR درج کروائی جاتی ہے اب تک جملہ 23 عدد FIRs مختلف قبضہ گروپوں کے خلاف درج کروائی گئی ہیں۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*4382: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی اراضی کتنی کس کس گاؤں، موضع اور شہر میں ہے؟

(ب) اس اراضی کی سالانہ آمدن کتنی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(د) پٹا/لیز/ٹھیکہ پر اراضی دینے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کب سے کیا ہوا ہے؟

(و) ناجائز قابضین سے کب تک قبضہ واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) فیصل آباد:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مال کی اراضی 26443 ایکڑ ہے گاؤں، موضع اور شہر کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال2003میں پٹا/لیز/ٹھیکہ کی توسیع میعاد پٹا کے ذریعہ مبلغ-/9549338روپے آمدن ہوئی، اسی سال بذریعہ نوٹیفکیشن بورڈ آف ریونیو نمبری 3223/2003-3744 مورخہ 10-12-2003 سے مزید توسیع میعاد پٹا پر پابندی عائد کر دی تھی اس لئے اس کے بعد اس مد میں کوئی آمدن نہ ہوئی۔

(ج) 2643ایکڑ رقبہ پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دیا گیا ہے۔

(د) بورڈ آف ریونیو پنجاب کے نئے نوٹیفکیشن مورخہ 13-01-2010 کے مطابق یہ اختیارات ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کے پاس ہیں اور اس کی حتمی منظوری ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو/ضلعی کلکٹر کے پاس ہے۔

(ہ) رقبہ تعدادی3720ایکڑ پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے، تفصیل جھنڈی(الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) نئی لیز پالیسی بورڈ آف ریونیو کے تحت ناجائز قبضہ رقبہ زرعی بذریعہ نیلام عام آئندہ چند ماہ میں پٹا/ٹھیکہ زیر سکیم ٹینڈر عارضی کاشت پر دیا جائے گا۔اس طرح زیر ناجائز قبضہ رقبہ جلد واگزار یاregularize کر دیا جائے گا۔

احمد پور شرقیہ میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*4386: **ملک جہانزیب وارن:** کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جون 2002 تا 31۔اکتوبر2009 احمد پور شرقیہ تحصیل (ضلع بہاولپور)میں کتنے افراد کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے زمین الاٹ کی گئی ان افراد کے نام، پتاجات، ولدیت اور موضع کا نام جس جگہ زمین الاٹ کی گئی نیز ان کو کتنے ایکڑ زمین الاٹ کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثر لوگوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ سے بھی زیادہ زمین الاٹ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر لوگوں نے محکمہ کے افسران اور اہلکاران کی ملی بھگت سے ایسی زمین بھی الاٹ کروالی ہے جن پر40/30 سال سے لوگ رہائش پذیر ہیں یا قبرستان بنے ہوئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ لوگ ان رہائشی آبادیوں اور قبرستان پر بلڈوزر چلا رہے ہیں جس کی وجہ سے عوام شدید پریشان ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ایسی الاٹمنٹ منسوخ کرنے اور ایک سے زائد الاٹیں ایک ہی فرد کو الاٹ کرنے کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولپور:۔

(الف) جون2002 تا31۔اکتوبر2009، 191 اشخاص کو2022 ایکڑ5 کنال اور6 مرلہ رقبہ زیر وزیر اعلیٰ سکیم الاٹ کیا گیا ہے، تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ تحصیل احمد پور شرقیہ میں ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ رقبہ کی الاٹمنٹ کی گئی ہے۔الاٹمنٹ زیر وزیر اعلیٰ سکیم تابع ہدایات 40 کنال سے 100 کنال تک کی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے آبادی یا قبرستان کے رقبہ کی الاٹمنٹ نہ کی گئی ہے۔اگر کہیں سہواً کوئی غلطی ہوئی ہے تو اسے ضلعی سپروائزری کمیٹی نے الاٹمنٹ سے خارج کر دیا ہے۔کوئی الاٹمنٹ افسران یا اہلکاران کی مرضی سے نہ ہوئی ہے، بلکہ حکومت کی تشکیل شدہ الاٹمنٹ کمیٹی نے موقع پر بذریعہ قرعہ اندازی کی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔کسی فرد کو ایک سے زائد لاٹ الاٹ نہ کی گئی ہے۔تمام تر الاٹمنٹ تحصیل سکروٹنی کمیٹی کی جانچ پڑتال کے بعد کی گئی ہے۔

ضلع بہاولنگر، لینڈ کمیشن کی زمین کی تفصیلات

*4441: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر لوگ ناجائز قابضین ہیں؟

(ج) اس اراضی کا status کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ2002 تا 2007 اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعلسازی سے اس ضلع کے علاوہ دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے ایسے کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے جو 50/60 سال سے اس اراضی پر قابضین ہیں۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) ضلع بہاولنگر میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی24378 کنال16 مرلہ بشمول قابل الاٹمنٹ /زیر لٹیگیشن بقایا ہے جس کی موضع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل بہاولنگر	مرلہ۔کنال
کمال محمد	16-16
فقیر شاہ	40-04
کھوبر	08-04
محمد امیر چشتی	01-10
حسن رائے گا	124-11 عدالت دیوانی میں زیر سماعت ہے
اراضی قائم کا	17-05
بیگ کا نور پور	43-10 عدالت دیوانی میں زیر سماعت ہے
راجے کا	14-16
علی شیر	08-00
کھنا راجے کا	10-11
عاکو کا ہٹھاڑ	54-19
رمضان شاہ	98-13 عدالت دیوانی میں زیر سماعت ہے
گجیانہ	14-04
بکھو شاہ	13-16
ماتراں	31-10
ٹوبہ قلندر شاہ	2587-11 فیصلہ فیڈرل لینڈ کمیشن ہو چکا ہے اور رٹ پٹیشن دائر کی جاری ہے۔
ماڑی میاں صاحب ہٹھاڑ	244-16 عدالت دیوانی و عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔
بلاڑہ نبی بخش	47-00 الاٹ شدہ ہے بوجہ لٹیگیشن ریکارڈ میں عمل نہ ہوا ہے۔
غوث پور	817-06 عدالت دیوانی و عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
نور جہانیاں	538-01 عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
محمود پور	54-00

گورکھ سنگھ	08۔00
جالوالہ	10۔818عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
ٹکڑانمبر1	03۔246 00۔74کنال کے پٹا کے عملدرآمد کی درخواست زیر کارروائی ہے
کوٹ امین خان	06۔417عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
حسین آباد شرقی	04۔17عدالت دیوانی، فیڈرل لینڈ کمیشن اور عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
چک زمان	00۔40
شرف دین	00۔88
پیر سکندر اوتاڑ	00۔84رقبہ زیر لٹیگیشن ہے۔

تحصیل منچن آباد

احمد گدھوکا	01۔06
بہرام سر	05۔134
اللہ بخش لادیکا	07۔1625فیڈرل لینڈ کمیشن وعدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
مونی ڈھائی	15۔10
فدائی شاہ	08۔1958عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے
وزیرہ گدھوکا	00۔1125عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے
سید علی	00۔1285عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے
لالہ امر سنگھ	02۔1277فیڈرل لینڈ کمیشن وعدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
بھیڈوالا	04۔4314قبل ازیں فیصلہ فیڈرل لینڈ کمیشن ہوچکا ہے لیکن تاحال زیر کارروائی ہے
بابل والا	19۔32
روڑی والا	00۔08
رحمونکا	00۔33
بھائی خان کھرل	11۔20
کاکوانی	06۔1682عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے
اسماعیل پور رتیکا	14۔1468زیر مقدمات ہے
احمد پور میکلوڈگنج	15۔509عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے
میاں والا	08۔489فیڈرل لینڈ کمیشن وعدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
سید علی	17۔21عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے

تحصیل چشتیاں

شہر فرید	15۔32
پرانی چشتیاں	18۔30
رحمان شاہ	05۔87فیڈرل لینڈ کمیشن میں زیر سماعت ہے
تگہ بلوچاں	05۔57

شعلی غربی	06-379عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے
3گجیانی	09-1283فیصلہ فیڈرل لینڈ کمیشن میں زیر سماعت ہے اور فیصلہ ریزو ہے

(ب)

بہاولنگر	5230کنال10مرلے قابضین،1316کنال خالی
منچن آباد	1655ایکڑز مقدمات قابضین اور345ایکڑ خالی
چشتیاں	586کنال19مرلے قابضین اور1283کنال19مرلے خالی

(ج)

بہاولنگر	80فیصد قابل کاشت اور20فیصد غیر آباد
منچن آباد	80فیصد قابل کاشت اور20فیصد غیر آباد
چشتیاں	55فیصد قابل کاشت اور45فیصد غیر آباد

(د) 2002 تا2007 میں کسی دیگر اضلاع کے لوگوں کو ضلع ہذا میں زرعی اصلاحات کی زمین کی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔

(ہ) مطابق قانون / پالیسی مستحقین کو رقبہ بقایا قابل الاٹمنٹ زرعی اصلاحات جو کہ مقدمات سے پاک وصاف ہو گا مطابق احکامات حکومت الاٹ کیا جاسکتا ہے

موضع لدھڑ، سیالکوٹ میں200ایکڑ اراضی خریدنے کی تفصیلات

*4447:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر مال و کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ موضع لدھڑ تحصیل سیالکوٹ میں200ایکڑ اراضی خرید کی گئی تھی؟

(ب) اس اراضی کے خریدنے کا مقصد کیا تھا جس مقصد کے لئے خریدی گئی تھی کیاوہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیاہے اگر نہیں تو کیا حکومت یہ اراضی کسانوں کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) جب اراضی خریدی گئی تھی تو اس وقت فی ایکڑ کیا ریٹ تھا اور اب کتنا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر مال وکالونیز(حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، سیالکوٹ یہ درست ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے موضع لدھڑ اور موضع گھٹوروڈا میں200ایکڑ اراضی برائے تعمیر انجینئرنگ یونیورسٹی ایکوائر کی تھی۔

(ب) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، سیالکوٹ اس اراضی کے ایکوائر کرنے کا مقصد انجینئرنگ یونیورسٹی تعمیر کرنا تھا۔ جو ابھی تک تعمیر نہ ہوئی ہے۔ تاہم اس بارے میں ہائر ایجوکیشن کمیشن ہی بہتر وضاحت کر سکتا ہے۔

(ج) بمطابق ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، سیالکوٹ جب اراضی ایکوائر کی گئی تھی اس وقت موضع لدھڑ میں زمین کی قیمت مبلغ۔/309920روپے فی ایکڑ اور موضع گھٹوروڈا میں مبلغ۔/476000روپے فی ایکڑ تھی ۔ اب موجودہ اوسط بیع فی ایکڑ موضع لدھڑ مبلغ ۔/1195040روپے اور موضع گھٹوروڈا میں۔/1286400روپے ہے۔

تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں اشتمال کے پٹواریوں کی تفصیلات

*4452: **جناب شہزاد رسول خان:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں اشتمال کے کتنے پٹواری تعینات ہیں، ان کے نام، ڈومیسائل، پتاجات اور کوالیفکیشن بتائیں؟

(ب) ان پٹواریوں میں سے کتنے پٹواریوں کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروائی گئی ہے اور کن کن پٹواریوں کی اسناد جعلی پائی گئی ہیں، ان کے نام کیا ہیں اور جعلی اسناد پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق):

(الف) بمطابق رپورٹ ای ڈی او(آر)مظفر گڑھ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں اشتمال کے دس پٹواری تعینات ہیں، ان کے نام، ڈومیسائل، پتاجات اور کوالیفکیشن درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام پٹواری	ڈومیسائل	تعلیم	مستقل پتا
1	شاہد محمود	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	وارڈ10 علی پور سٹی
2	سجاد حسین	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع بیٹ وارڈیانوالہ تحصیل علی پور
3	عبدالجبار	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع کوہر فقیراں تحصیل علی پور
4	محمد اصغر	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع مڈسونہاراشاہ تحصیل علی پور
5	جاوید اقبال	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	وارڈنمبر5 خیر پور سادات تحصیل علی پور
6	محمد اقبال	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع بیٹ وارڈنوالہ تحصیل علی پور
7	محمد عمر فاروق	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	جتوئی روڈ ٹیچر کالونی تحصیل علی پور

8	محمد سلیم بھٹہ	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	ٹیچر کالونی عید گاہ روڈ تحصیل علی پور
9	عبدالغفار	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع گھلواں تحصیل علی پور
10	نذر حسین	ضلع مظفر گڑھ	میٹرک	موضع خانی سیت پور تحصیل علی پور

(ب) بمطابق رپورٹ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) مظفر گڑھ تعلیمی اسناد کی تصدیق کا تعلق ہے پٹواریان کی تقرری کا اختیار متعلقہ تحصیل کے ڈی ڈی او (آر) کو حاصل ہے جو کہ بوقت تقرری تعلیمی اسناد کی تصدیق کروانے کے مجاز ہیں۔ نیز محمد اصغر نامی ایک پٹواری کے خلاف ایک درخواست بابت جعلی سند میٹرک ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اشتمال) مظفر گڑھ کو موصول ہوئی تھی اس کی سند کو بورڈ آف انٹر میڈیٹ ملتان میں بغرض تصدیق بھیجا گیا تھا۔ بورڈ آف انٹر میڈیٹ نے اس کی سند کو جعلی قرار دیا تھا۔ جس کا ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اشتمال) مظفر گڑھ نے کیس بنا کر متعلقہ ڈی ڈی او (آر) علی پور کو بھیج دیا تھا جس کے خلاف محمد اصغر پٹواری نے عدالت عالیہ ہائیکورٹ ملتان بنچ ملتان میں رجوع کیا اور عدالت عالیہ نے حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں معزز ارکان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ کل مورخہ 5۔فروری کو انشاء اللہ حسب سابق اجلاس ہو گا تاہم بمطابق قواعد انضباط کار وقفہ سوالات نہیں ہو گا اور 8۔فروری کو محکمہ اوقاف کے سوالات اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! Revenue Department نے پنجاب کے پورے districts میں ایک direction جاری کی ہے کہ زمیندار یا کاشتکار اپنی فردِ ملکیت پٹواری کی بجائے تحصیل ہیڈ کوارٹر پر جا کر لے گا۔ پہلے بھی بے چاری عوام بڑی مشکلات اور بڑے کرب میں ہے، انہوں نے یہ جو directions جاری کر دی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی، پہلے ہی مہنگائی نے بے چارے کاشتکار کی کمر توڑ دی ہے، چولہے ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ وہ direction واپس لی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر مال بتائیں کہ اگر کسی کاشتکار کو اپنی جمع بندی کی نقل لینا ہو تو ڈسٹرکٹ یا تحصیل Headquarter پر جا کر لے گا، ایسا کیوں ہو گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے، پہلی چار تاریخوں کے لئے پٹواریوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ تحصیل میں حاضری دیں اس وجہ سے اس دوران کسی کو تحصیل جانا ہو گا ورنہ پٹواری کے دفتر سے ہی فرد ملے گی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی ایسا آرڈر جاری ہوا ہے، اگر ہوا ہے تو وہ آرڈر کس نے کیا ہے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ سسٹم بڑا پرانا چل رہا ہے کہ مہینے کے پہلے چار روز پٹواری تحصیل میں جا کر بیٹھتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں نے question raise کیا ہے کہ SMBR Office سے direction گئی ہے کہ وہ آئندہ فرد ملکیت پٹواری سے نہیں لیں گے بلکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر سے جا کر لیں گے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! اخبار میں بھی یہ خبر آئی ہے کہ تحصیل office فرد ملکیت جاری کرے گا اس سے معاملات بہت زیادہ خراب ہوں گے۔

جناب سپیکر: وزیر مال! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو یہ زیادتی ہو گی لہذا آپ اس کا notice لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! فرد پٹواری کے دفتر سے جاری کی جاتی ہے لیکن بعض فردات پر تصدیق کی غرض سے، valuation table کے لئے اور رجسٹری کی stamp duty کے لئے مقامی طور پر تحصیلدار کے دستخط کو ضروری قرار دیا ہو گا۔ ایسی کوئی بات نہیں پٹواری نے اصل کے مطابق نقل جاری کرنی ہوتی ہے اور وہ کر رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس ہاؤس کو بتائیں کہ اگر اس قسم کا کوئی آرڈر جاری کیا گیا ہے تو پنجاب حکومت اس کو واپس لیتی ہے اور پرانا طریق کار ہو گا اس کو بے شک پرسوں تک pending کر دیں منسٹر صاحب پوچھ کر یہاں ہاؤس میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کے بارے میں ہمیں کل بتائیں گے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! آپ کوئی ایسی ruling دیں تا کہ انہیں علم ہو کہ میرے محکمے میں کیا ہو رہا ہے۔ سیکرٹری کچھ کر رہے ہوتے ہیں اور وزراء کو علم تک نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے تو وہ یہاں اسمبلی میں کیا جواب دیں، kindly ایسی ruling دیں کہ وزراء با اختیار ہوں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے.I disagree with you جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے آخر کار آج مجھے اپنی بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کو remind کرانا چاہتی ہوں کہ پچھلے جمعہ کو آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا اور لاء منسٹر نے بھی میرے ساتھ commitment کی تھی۔ جمعہ کے روز میں نے National Highway Authority سے متعلق ایک سوال پوچھا تھا اور لاء منسٹر نے مجھے یہ کہا تھا کہ آپ ایک Resolution پیش کریں اور ہم آپ کی resolution کو out of turn آنے دیں گے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آج جمعرات ہے، سات دن گزر چکے ہیں لیکن آپ نے مجھے turn out of اجازت نہیں دی، کل بھی آپ نے مجھے بولنے نہیں دیا۔ آپ یہ فرمادیں کہ آپ مجھے کب تک اس سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: میں اس کے بارے میں پہلے آپ کو بتاچکا ہوں کہ ہم منگل کے روز آپ کا Resolution ضرور لیں گے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! آپ نے سوموار کے دن کا وعدہ فرمایا تھا جو گزر گیا ہے، یہ منگل کے روز balloting میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ ہم اس کو منگل کے روز out of turn لے لیں گے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! آپ یہ بتادیں کہ ہماری باری کب آئے گی؟ آپ لوگ جنوبی پنجاب کے حقوق کی بات نہیں سننا چاہتے تو میں walkout کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بلاوجہ ہی walkout کر رہی ہیں۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں منگل کو اسے out of turn لے لوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! آپ روزانہ میرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر آپ اپنا وعدہ پورا نہیں فرماتے۔

جناب سپیکر: میں نے ایسی بات نہیں کی، آپ اپنے الفاظ واپس لیں، کس طرح کی بات کرتی ہیں آپ؟

(اس مرحلہ پر سیدہ بشریٰ نواز گردیزی walkout کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر: یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: میں تو ہر لحاظ سے بڑا احترام کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ان کی طرف سے آپ سے معذرت کرتی ہوں۔ وہ بھی آپ کا بہت احترام کرتی ہیں۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیشہ شفقت فرمائی ہے۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ نے emphasize کرنے کے لئے بات کی ہے۔ اس میں بات یہ ہے کہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا اور ہم expect کر رہے تھے۔ میں انھیں منا کر لے آتی ہوں۔ ہم جب پانی کی تقسیم پر جنوبی پنجاب کا مسئلہ اٹھا رہے ہیں تو آپ نے شفقت فرمائی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے Monday کا کہہ دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ انھیں جا کر واپس لے آئیں۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا Call Attention Notice ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو Monday تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کا Call Attention Notice ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بیس سالہ لڑکی کا اغواء، زیادتی اور قتل

شیخ علاؤالدین: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار مورخہ 10-1-27 کی خبر کے مطابق بستی GB/87 بستی اوڑھاں، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بیس سالہ لڑکی کو اغواء کیا گیا اور زیادتی کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا مذکورہ اندوہناک واقعہ کی ایف آئی آر کا اندراج ہو چکا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ واقعہ کے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اگر ہاں تو متعلقہ پولیس نے آج تک جو کارروائی کی اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر! میں نے اس بچی کے متعلق لکھا ہے جس کا چار دن تک پوسٹمارٹم بھی نہیں ہوا تھا کیونکہ کوئی لیڈی ڈاکٹر available نہیں تھی اور اس بچی کی نعش اِدھر سے اُدھر گھومتی رہی۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے۔ بمطابق بیان جعفر علی مدعی مقدمہ بر خلاف ملزمان سلیمان وغیرہ تین کیس درج رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے۔

(ب) جعفر علی والد مقتولہ مسماۃ فرزانہ کے بیان پر ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 41 مورخہ 2010-1-28 بجرم 376/302 ت پ تھانہ رجانہ درج کیا جا چکا ہے۔

(ج) مقامی پولیس نے مقدمہ ہذا کے تینوں ملزمان نامزد ایف آئی آر کو گرفتار کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور chemical examination کرانے والے معاملات کو لیبارٹری بھجوایا جا چکا ہے۔ ان کا result موصول ہونے کے بعد تفتیش مکمل کر کے چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں اصل issue یہ ہے کہ اس مظلوم لڑکی کی نعش کی بے حرمتی ہوئی۔ میں نے لکھ کر دیا تھا۔ میں صرف وزیر قانون سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ admit کر لیں کہ اس کی

نعش تین چار دن اِدھر اُدھر گھومتی رہی ہے۔ رجانہ میں کوئی لیڈی ڈاکٹر available نہیں تھی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی نہیں تھی کہ اس کا پوسٹمارٹم ہو سکتا۔ اس میں بات یہ ہے کہ لیڈی ڈاکٹر کام نہیں کرتیں۔ آپ لیڈی ڈاکٹروں کے لئے کوئی ruling دے دیں کہ یہ کوئی کام کریں۔ میں یہ چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انھوں نے لیڈی ڈاکٹروں کی بات کی ہے تو یہ اپنے پرائیویٹ ٹیکس کے بارے میں بھی بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو کوئی مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مسئلہ انھیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہوں گا کہ ان کو یہ جو مسئلہ ہے۔ سوا سال پہلے آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بعد میں بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں جناب!

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: ان کو اگر یہ مسئلہ درپیش ہے تو میں پہلے وہ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بعد میں بات کریں۔ ابھی کوئی بات نہیں ہو گی۔ آپ کی بڑی مہربانی، مجھے کام کرنے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کی dead bodies پڑی رہتی ہیں۔ ہمارا medico legal کا as such ایسا کوئی نظام نہیں ہے اس کے لئے آپ کوئی ایسا طریق کار بنائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ injuries change ہو جاتی ہیں، پانچ دن میں تو زخم بدل جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ medico legal یونین کونسل اور تحصیل کی سطح پر کیا جائے۔ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ dead bodies اسی طرح خراب ہوتی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں اور انھوں نے

relevant بات کی ہے اور پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہے کہ عورتوں کی مرنے کے بعد بھی اس طرح تذلیل نہ کی جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ قانون کے خلاف بات ہے۔ اس سلسلے میں judgement موجود ہے۔ ان کا خیال تو ہو سکتا ہے، یہ facts کو study کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو آدمی آپ کو یہ کہتا ہے کہ میں واک آؤٹ کرتا ہوں تو آپ اس کی بات سنتے ہیں۔ ہمارا مائیک تک بند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے اب بات کا جواب دینا ہے۔ الحمدللہ میں بچپن سے ٹیکس گزار ہوں اور میں نے انگریزوں سے کچھ نہیں لیا۔ میرے بزرگوں نے انگریزوں کے بوٹ پالش کر کے کچھ نہیں لیا۔ خدا کی قسم کچھ نہیں لیا اور جن لوگوں نے انگریزوں کے بوٹ پالش کر کے اپنی زمینیں بنائیں، آج اس floor پر وہی میرے مخالف ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ سوا سال پہلے جب میں نے تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ آج میں بتاتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: Have patience, have patience آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ اپنے آپ میں ترمیم پیدا کریں۔ (قطع کلامیاں)

انھوں نے نام نہیں لیا، انھوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انھوں نے زمینداروں کی تذلیل کی ہے۔ یہ زمینداروں کا مخالف ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں، یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: یہ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں، ان کو شرم آنی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے جواب دے لینے دیں۔ یہاں پر خواتین لوٹا لوٹا کرتی ہیں۔ ان کے پاس اب ٹشو پیپر نہیں رہے اس لئے یہ لوٹا لوٹا کرتی ہیں۔ آپ ان کو بند کریں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا

ہوں کہ ان سے ڈاکٹری تو ہوئی نہیں اور یہاں آ کر یہ politician بن گئی ہیں۔ ان کا کیا background ہے۔ ان کو کوئی موچی تک ووٹ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ میدان میں آئیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کا background کیا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ یہ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات سنیں۔ آپ relevant ہو جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے سنیں گے یا میں کہیں اور چلا جاؤں، آپ کیا چاہتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ اس طرح بات مت کریں۔ آپ کیسے رعب ڈال رہے ہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ کس سے بات کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہ چیئر پر رعب کیوں ڈال رہے ہیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Please have your seat میں اس کا notice لے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ انھیں باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ معزز ممبر ہیں، ایسی بات نہیں ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ Chair کو threat کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ چور ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ اپنے پراپرٹی ٹیکس کا بھی حساب دیں۔ یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: جی، بیٹھیں۔ پلیز تمام ممبران بیٹھ جائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اِس کو بٹھا دیں، ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ نے ابھی کوئی بات نہیں کرنی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا حکم مانتا ہوں، یہ بھی مانیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کو بٹھا دیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کا Chair کے بارے میں کیسا رویہ ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ مجھے نہیں کہہ رہے تھے، میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Chair کے ساتھ ان کا threatening attitude ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ Chair سے نہیں کر رہے تھے۔ آپ کو نہیں پتا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

جناب شیر علی خان: پہلے اِس کو بٹھا دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کا حساب ہونا چاہئے۔ ابھی اُس نے Chair کے بارے میں غلط رویہ اپنایا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بات سن لی ہے۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ please تشریف رکھیں۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم آپ کی محبت کو سلام پیش کرتے ہیں کیونکہ آپ بڑے اچھے طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کون؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ ماشاء اللہ بڑے اچھے طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں اس لئے ہم آپ کی اس محبت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس آپ چلا رہے ہیں، میں نہیں چلا رہا۔ آپ کی مہربانی ہے۔ جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

فیصل آباد میں چار سالہ بچی کا اغواء، زیادتی اور قتل کی تفصیلات

خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم فروری 2010 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق فیصل آباد تھانہ کھرڑیانوالہ کے نواحی گاؤں چک نمبر205 موہل والا کے رہائشی غلام حسین کی چار سالہ بچی نبیہہ بازار میں کھیل رہی تھی کہ اسے دو ملزمان زبردستی اٹھا کر کھیت میں لے گئے اور زیادتی کے بعد قتل کر دیا؟

(ب) اس سلسلہ میں اب تک کیا اقدامات پولیس نے اٹھائے ہیں؟

(ج) اس واقعہ کا مقدمہ کن دفعات کے تحت کن کن کے خلاف درج ہوا ہے؟

(د) کتنے اور کون کون سے ملزمان گرفتار کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب اس طرح سے ہے کہ جس طرح سوال میں بتایا گیا ہے کہ مدعی کا جو version تھا اُس پر مقدمہ نمبر70 مورخہ 31-1-2010 بجرم302/34 تھانہ کھرڑیانوالہ درج رجسٹر کر کے تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دو ملزمان اس میں نامزد ہیں، ایک ملزم رحمان گرفتار ہو چکا ہے اور دوسرے ملزم تنویر حسین کی گرفتاری کے لئے باقاعدہ طور پر دو ٹیمیں بنائی گئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ within a week اس ملزم کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ باقی جن لوگوں نے اس ملزم کو بھاگنے میں کوئی مدد کی ہے اُن کے خلاف علیحدہ سے ایک مقدمہ 73/2010 بجرم 212 ت پ درج کر لیا گیا ہے اور اُن لوگوں کو بھی round up کیا ہے تاکہ اُن سے اس کے whereabouts کا پتا کر کے اس ملزم کو گرفتار کیا جائے۔ اس کے علاوہ جو اُس ملزم کے

پاس فون تھا اس حوالے سے بھی ایجنسیوں کو کہا گیا ہے کہ فون کے ذریعے اسے trace کرنے کی کوششیں کی جائیں۔ بہرحال میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے تمام کوششیں بروئے کار لائی جارہی ہیں اور انشاءاللہ اس ملزم کو گرفتار کرلیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! چار سالہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس لئے پورا گاؤں اور باقی ارد گرد کے سب لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہیں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے بچے بچیوں کو سکول میں بھیجنا چھوڑ دیا ہے لہٰذا میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ یہ assurance دیں کہ دوسرا ملزم کب تک گرفتار ہو جائے گا تاکہ اُس کے بعد جب ان لوگوں کو یہ پتا چل جائے گا کہ اب ملزم گرفتار ہو چکا ہے تو وہاں پر سکون ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں وہ کوششیں کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے پورے علاقے میں خوف و ہراس کے حوالے سے بالکل ٹھیک بات کی ہے کیونکہ یہ بچی بالکل معصوم تھی اور صرف ساڑھے تین سال اس کی عمر تھی۔ اس واقعہ سے نہ صرف اُس علاقے میں بلکہ جہاں جہاں بھی کسی نے خبر پڑھی ہو گی، خوف و ہراس یقیناً پھیلا ہو گا۔ میں تفتیشی افسر اور متعلقہ RPO صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اس پہلو کا جائزہ لیں کہ اگر اس میں 7ATA کا اطلاق بھی ہو سکتا ہو تو وہ بھی کریں گے۔ باقی ملزم کے حوالے سے میں نے کہا ہے کہ انشاءاللہ ایک ہفتے کے اندر اندر گرفتار کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری جاوید احمد مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹر آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Punjab Daanish Schools and Centers of Excellence Authority Bill 2009 Bill No. 30 of 2009

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: محترم جناب محمد محسن خان لغاری صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ2007 میں ترمیم کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: شکریہ۔ خواجہ عمران نذیر صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ راناصاحب! خدا کے لئے کچھ کام کرنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: میں نے صرف ایک منٹ لینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو باتیں کی تھیں اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ آج تفصیل سے آگاہ کریں گے۔ لاء منسٹر صاحب اس وقت موجود ہیں تو میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ اُن دونوں وقوعوں کے بارے میں بتا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو تو یہ فارغ ہی نہیں کریں گے۔ خواجہ محمد اسلام صاحب! آپ پلیز اپنی سیٹ پر جائیے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو دہراتا ہوں کیونکہ اُس وقت لاء منسٹر صاحب مصروف تھے۔ کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو وقوعوں کا ذکر کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: اگر ہم legislation کے بعد اس کو کر لیں تو یہ بہتر رہے گا۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جیسے آپ کی مرضی ہے لیکن وزیر قانون صاحب اس بارے میں بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں ان سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے اس اجلاس میں The prebudget session رکھا گیا تھا اس میں اراکین نے بجٹ کے لئے اپنی تجاویز دینی تھیں اور وہ ابھی تک conclude نہیں ہوا تھا وزیر خزانہ صاحب ان دنوں شہر سے باہر چلے گئے تھے اس لئے وہ conclude ہونے سے رہ گیا تھا۔ آج وزیر خزانہ صاحب واپس آئے ہوئے ہیں میں درخواست کروں گا کہ prebudget session کا جو process ہے اس کو مکمل کر لیں کیونکہ یہ اجلاس خاص طور پر اسی لئے بلایا گیا تھا۔ مہربانی کر کے اس کو conclude کر لیں کیونکہ جس چیز کے لئے یہ اجلاس بلایا گیا تھا اس کی روح، اس کا مقصد۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب ہم جب دوبارہ ملیں گے کل کے علاوہ کیونکہ کل تو کچھ نہیں ہونا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو آپ پابند کریں کہ وہ prebudget پر conclude کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو پابند کریں گے اور پابند کر کے پھر آپ کو تاریخ دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے Wednesday کا دن رکھا تھا، اس دن ان کو کسی ضروری کام سے اسلام آباد جانا پڑ گیا۔ اب اگر آپ کوئی دن رکھیں تو ان کو پھر کہیں جانا پڑ جائے ۔ آج جب وہ اس اسمبلی میں موجود ہیں تو اس موقع کا فائدہ اٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے اسی لئے دن مخصوص کئے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اس کو فائنل کریں اور اس کو conclude کروائیں تا کہ بجٹ تجاویز incooperate ہو سکیں۔ اس سے کیوں avoid کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پورا وقت دیں گے Don't worry about that

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج اس کو کروالیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آج نہیں ہو سکے گا۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر محترمہ صباء صادق صاحبہ کے بھتیجے کا ایک حادثے میں انتقال ہو گیا ہے آج وہ آئی ہوئی ہیں اس لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب اس بارے میں کچھ فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! وہ چاہتے ہیں کہ اس پر مکمل بحث ہو۔ آپ بھی سنیں اور اس کا جواب بھی دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! موقع کا فائدہ اٹھا کر آج ہی کروالیں۔

جناب سپیکر: آج نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ لغاری صاحب! sorry I am for that آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے prebudget پر تقاریر کی ہیں اور تجاویز دی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ ان تجاویز کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے لیکن ہم نے جو دن مقرر کئے تھے ان کے مطابق ہم نے عمل کیا اور مزید بھی کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو ضرور کہا جائے گا کہ آپ اس دن یہاں حاضر رہیں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ وزیر خزانہ صاحب کا موقف تو سن لیں وہ بتانے لگے تھے مگر آپ نے انہیں منع کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اور آپ نے کل وعدہ کیا تھا کہ اس کو کل out of turn لے لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لے لیں۔

حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ لاہور کی کشادگی سے متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادا نہ کرنا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ملتان روڈ کی کشادگی کے پروگرام پر عمل کیا جارہا ہے۔ اس ضمن میں ملتان روڈ کے دونوں اطراف کی عمارات جن میں دکانیں، شوروم اور دوسرے کاروباری مراکز ہیں ان میں سالہا سال سے لوگ اپنا روزگار کمارہے ہیں، ان عمارات کی بدولت مزید ہزاروں خاندان بھی برسرروزگار ہیں۔ حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ کو کشادہ کرنے کے لئے تمام تعمیرات ختم کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے زمین کی قیمت ادا کی جانی ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ زمین کی قیمت حکومت بورڈ آف ریونیو کی جانب سے تعین کردہ ریٹ کے مطابق ادا کرنا چاہتی ہے جو کہ سالہاسال سے اپنے کاروبار اور جگہ کی ساکھ بنانے والوں کے ساتھ ظلم ہے۔ اس کے علاوہ انجمن حمایت اسلام کی بھی چوک یتیم خانہ میں ایک سو سے زائد دکانیں ہیں جن کے کرائے سے بے شمار یتیم اور لاچار بچے بھی معاشرے میں فعال زندگی گزارنے کے قابل ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ سندھ اسمبلی نے بھی اپنے حالیہ اجلاس کے دوران کوئی قرارداد یا کوئی تحریک منظور کی ہے کہ صوبہ سندھ میں اگر حکومت زمین acquire کرے گی تو مارکیٹ ویلیو کے مطابق مالک کو قیمت ادا کرے گی۔ اسی طرح پنجاب میں بھی حکومت مالکان سے زمین acquire کرے تو مارکیٹ ویلیو کے مطابق قیمت ادا کرے۔ اس معاملہ کی سنگینی کے باعث صوبہ بھر کے عوام میں بالعموم ملتان روڈ پر کاروبار کرنے والے افراد اور ان کے زیر سایہ روزگار حاصل کرنے والوں میں بالخصوص اضطراب، بے چینی، خوف اور غم وغصہ پایا جاتا ہے جس بناء پر کسی بڑے جھگڑے کا بھی امکان ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس کو out of turn لیا ہے۔ براہ مہربانی اس کی کاپی مجھے دے دی جائے تو میں اس کا جواب منگوالوں گا۔ مہربانی فرما کر اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میری بھی ایک تحریک تھی۔

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون صاحب!تحریک التوائے کار نمبر612 پیر ولایت شاہ کھگہ کی ہے۔

قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ pending تھی اور اس پر جو ایکشن ہونا تھا میرے خیال میں اس کے متعلق پیر صاحب کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے تھوڑی سی، مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب وزیر قانون میرے بھائی ہیں اور قابل احترام ہیں۔ میں ان سے صرف یہی گزارش کروں گا کہ تین چار ماہ سے یہ تحریک pending چلی آ رہی ہے اور وہاں سے جو جانور غائب ہوئے ہیں وہ آج تک recover نہیں ہوئے۔ وزیر صاحب!مجھے ensure کروائیں کہ وہ کب تک recover ہو جائیں گے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آج تک اس سلسلے میں کوئی efforts نہیں ہوئیں۔ کیا ہماری Law Enforcing Agency ناکام ہو گئی ہے کہ وہ چار ماہ سے جانوروں کو recover نہیں کر سکی یا اس کی آج تک کوشش ہی نہیں کی گئی۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کو ensure کریں اور مجھے بتائیں کہ کتنے دنوں میں یہ recover ہو جائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اور میں ذاتی طور پر پیر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملہ کو highlight کیا۔ دراصل وزیر زراعت کے ذمے میں نے لگایا تھا اور ان کی feedback کے مطابق کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ پیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ہم اس معاملے کو investigate کروا رہے ہیں اور اس میں صحیح progress ہو رہی ہے۔ اب آج وہ موجود نہیں ہیں اور اگر اس میں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہے تو میں آج خود ان دونوں بھائیوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور اگر اس میں کوئی lapse ہے یا کوئی کمی بیشی ہے تو اس کو پورا کروا دیتے ہیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ:جناب سپیکر!:ٹھیک ہے۔ جیسے وزیر قانون کہہ رہے ہیں اس کو مزید pending کرلیاجائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کروادیں اور اس میں ایک ہفتہ کا وقت رکھیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:دو سال تک ہماری اسمبلی کے معزز ممبر رہنے والے گجرات کے حاجی ناصر صاحب آج اتنی بڑی خبر کے ساتھ اخبار کی زینت بنے ہوئے ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ وہ دو سال تک ہم سے معزز ممبر کا label لگوائے بیٹھے رہے ہیں تو ان سے دو سال کی تنخواہیں واپس لی جائیں۔۔۔

جناب سپیکر:اس حوالے سے تحریری طور پر لائیں پھر اس پر action لیں گے اور ایسے ہی بات نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری:شکریہ۔جناب سپیکر!میری آپ سے استدعا اور گزارش ہے کہ اس قسم کے واقعات میں ہمارے ممبران کی ڈگریاں جعلی نکل آتی ہیں اور ایک مخصوص پارٹی کے ہی بار بار سکینڈل آتے ہیں جن سے عوام کے اندر یہ impression آتا ہے کہ تمام سیاست دان غلط قسم کے لوگ ہیں۔اس سے زیادہ ہماری اسمبلی کا استحقاق اور کیا مجروح ہو سکتا ہے کہ اس اسمبلی کے منتخب ہو کر آنے والے لوگ ایسے کام کریں جن سے یہ اسمبلی اور تمام institution of politics بدنام ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:یہ عدالتی فیصلے ہیں اور ان پر No comments(قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی یہ معاملہ ہائی کورٹ میں جانا ہے اور اس کے بعد سپریم کورٹ میں جانا ہے اور اگر بات چلے گی تو پھر باجوڑ کے مدرسوں کے مقتولین کا بھی حساب لیں گے اور اگر بات شروع ہو گی تو لال مسجد کے قاتلوں کا بھی ہم حساب مانگیں گے۔اگر بات چلے گی تو دس سال وردی، وردی، وردی اور وردی کی رٹ لگانے والوں کا آرٹیکل 6 کے تحت احتساب بھی کیا جائے گا۔اگر بات ہو گی تو پھر لاہور میں غیر قانونی چلنے والی ٹرانسپورٹ کا بھی حساب لیا جائے گا کیونکہ یہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے سیاسی اثر و رسوخ استعمال کیا گیا اور اس بارے میں میرے پاس ریکارڈ موجود ہے تو پھر اس بارے میں بھی حساب لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا وقت ہے اس لئے آپ اسے شروع کروا لیں۔

(اس مرحلہ پر بہت سے ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔لغاری صاحب! میں اس حوالے سے آپ کے رویے پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم بھی افسوس ہی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ ممبر آپ کی پارٹی کے ہیں، میرے تو نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سے پوری اسمبلی بدنام ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! cases عدالت میں ہیں وہاں سے آئیں گے تو پھر دیکھیں گے۔آپ جو چاہتے ہیں وہ لکھ کر لائیں ایسے نہیں ہو گا بلکہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہی ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جعلی ڈگری والے اسمبلی کو بدنام کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ جو بھی جعلی ڈگری لے کر آئے گا اس کا یہی حال ہو گا اور اس پر جو action ہوا ہے وہ آپ کو پتا ہے۔ اب تو میرے خیال میں بی اے کی پابندی نہیں ہے۔ اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ میاں طارق محمود صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 773 پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!

موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں میں شاملات دیہہ کی اراضی محکمہ کی ملی بھگت سے اونے پونے داموں فروخت کو روکنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! موصول ہونے والے جواب کے مطابق رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں سے حاصل کی گئی ہے اور بمطابق رپورٹ رجسٹر حق داران زمین سال 01-2000 کے کھیوٹ نمبر 1017 کھتونی نمبر 2965 تا 2906 اسائس دیہہ چراگاہ کا اندراج تھا۔ مورخہ 08-8-10 کو ایک پڑتال منجانب EDO(R) گجرات کی گئی جو کہ رقبہ ہذا کی بابت انہوں نے نوٹ پڑتال میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں کو معاملہ ہذا کا جائزہ لینے اور قصور واران کے خلاف انضباطی کارروائی کے لئے تحریر کیا۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کھاریاں نے اپنی رپورٹ مورخہ 06-10-16 میں تحریر کیا کہ سال 12-1911 کی بندوبست کے مطابق اندراج خانہ ملکیت شاملات دیہہ ہے جبکہ رجسٹر حق داران زمین سال 01-2000 میں اسائس دیہہ چراگاہ کا اندراج ہے لہذا بمطابق بندوبست ریکارڈ کی درستی کی اجازت دی جانی مناسب ہے۔ رپورٹ EDO(R) گجرات کو ارسال ہوئی جنہوں نے مورخہ 06-10-17 کو اسے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کو ارسال کر دیا۔ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے مورخہ 06-10-18 کو درستی اندراج کی اجازت دی جس کے بعد انتقال نمبر 12582 درج ہو کر مورخہ 06-11-13 کو منظور ہوا۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات نے اس بابت مزید رہنمائی کے لئے مراسلہ such & such dated 4-12-06 کو سیکرٹری ریونیو بورڈ آف پنجاب، لاہور تحریر کیا۔ ازاں بعد میاں طارق محمود صاحب ایم پی اے

کے برادر حقیقی میاں امجد محمود نے ایک درخواست بخدمت جناب EDO(R) گجرات پیش کی کہ متذکرہ بالا رقبہ کی بابت انتقالات منسوخ فرمائے جائیں۔اس پر دوبارہ EDO(R) گجرات نے پڑتال کی اور انتقالات کو review کرنے کا حکم دیا۔ ازاں بعد کچھ لوگوں نے عدالت دیوانی میں دعویٰ ہائے دائر کئے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب اس معاملے کا تفصیلی جائزہ لے رہا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس میں بہت بڑا گھپلا ہے۔ جو کچھ 2006 میں ای ڈی او (آر) نے محکمہ کو لکھا وہ اگر رانا صاحب خود پڑھیں تو اس پر ہونے والی کارروائی بڑی عجیب قسم کی داستان ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اربوں روپے کی پراپرٹی میں بہت بڑا گھپلا ہو رہا ہے۔ اگر وہ خود دیکھیں تو میرے خیال میں ساری بات ان کے سامنے آ جائے گی۔ EDO(R) نے کچھ کہا ہے اور آگے سے اس کا الٹ کیا گیا ہے۔ اس پر کام رُکا نہیں ہے بلکہ انتقالات ہو رہے ہیں اور لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ سرکاری زمین ہے اس کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اربوں روپے کی پراپرٹی ہے جس کے غلط انتقالات ہو رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اس کا کافی تفصیلی جواب ہے جو میں نے پڑھا ہے۔ میں یہ جواب میاں طارق محمود صاحب کو دے دیتا ہوں وہ اس کو دیکھ لیں۔ ان کو جس جس حصے پر اعتراضات ہیں میں متعلقہ authorities کو بُلا لیتا ہوں اور میاں صاحب کو ان کے ساتھ بٹھا کر جو بھی proper حل نکلتا ہو گا وہ نکال دیں گے۔ اگر فراڈ ہوا ہے تو بالکل government functionaries پر اس کو روکنے کے لئے اور اس اراضی کو واپس حاصل کرنے کی ذمہ داری ہے۔ اس میں جو ایکشن required ہو وہ انشاء اللہ تعالیٰ کروائیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں اور اس کو press نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔ وہ انڈیا گئے ہیں اور مجھے کہہ کر گئے تھے ان کی تحریک اگلے اجلاس کے لئے pending کی جاتی ہے۔ چوہان

صاحب کی تحریک کا جواب آگیا ہے، وہ بھی چلے گئے ہیں۔ یہ بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ رانا بابر صاحب! یہ بھی next week تک pending کی جاتی ہے۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! میں ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا بابر حسین صاحب! ایک تحریک تو آپ کی next week پر چلی گئی ہے اور اگلی 824 بقایا ہے۔ کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! یہ ابھی تک نہیں پڑھی گئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 627، pending چلی آ رہی ہے اور آج اس کا جواب بھی آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: اسے بعد میں دیکھتے ہیں، میں نے floor رانا بابر حسین کو دے دیا ہے۔ جی، بابر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 823 اگلے اجلاس پر چلی گئی اور 824 آپ پڑھ لیں۔ ٹائم بھی تھوڑا ہے اس کا بھی خیال کیجئے گا۔

حکومت کا جنڈیالی بنگلہ تحصیل میاں چنوں میں مرکز صحت قائم کرنے سے انکار

رانا بابر حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنڈیالی بنگلہ تحصیل میاں چنوں میں ہیلتھ سنٹر بنانے کی تجویز حکومت کو دی گئی تھی یہ تجویز حکومت کی طرف سے feasibility کے طور پر مسترد کر دی گئی ہے۔ جنڈیالی بنگلہ ایسا point ہے جہاں پر تین اضلاع خانیوال، ساہیوال اور وہاڑی ملتے ہیں۔ اس point کے چاروں اطراف 15 سے 20 دیہات ہیں وہاں پر کوئی بھی سرکاری طور پر ہیلتھ سنٹر نہ بنایا گیا ہے۔ ان دیہات کے لوگوں کو مجبوراً بیماری کی صورت میں 22 سے 25 کلومیٹر سفر طے کر کے میاں چنوں شہر علاج معالجہ کے لئے آنا پڑتا ہے۔ اکثر اوقات مناسب ٹرانسپورٹ کا بندوبست نہ ہونے کی بناء پر مریض راستہ میں وفات پا

جاتے ہیں۔ روزانہ ایک آدھاواقعہ ایسارونما ہوتا ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ پڑھ لی ہے اب جواب کا انتظار کیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس ہے اس کا نمبر 824 ہے۔ اس کا جواب محکمہ کی جانب سے یہ موصول ہوا ہے کہ جنڈیالی بنگلہ کے مقام پر گرلز اور بوائز کالج کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کالجز کو محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے ہدایات جاری کی جاچکی ہیں کہ وہ اس کی feasibility report تیار کرے۔ نیز بورڈ آف ریونیو کو درخواست کی گئی ہے کہ وہ جنڈیالی بنگلہ کے مقام پر زمین مہیا کرے، زمین کی دستیابی کی صورت میں کالج کے قیام کے لئے مزید اقدامات کا آغاز کر دیا جائے گا۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار نمبر 825 پڑھی ہے جو کہ ہیلتھ سنٹر کے بارے میں RHC بنانے کے لئے ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ 824 کا دیا ہے۔ بہر حال اس میں یہ ہے کہ وہاں already جگہ ہے۔ جو تحریک پڑھی گئی ہے وہ 825 ہے مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا پہلی کو dispose of کر دیں؟

رانا بابر حسین: نہیں، نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کہاں سے مشورے لے رہے ہیں، کیا کرتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں تحریکیں جنڈیالی بنگلا تحصیل میاں چنوں سے متعلق ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 825 کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ:

> رانا بابر حسین، ایم پی اے نے جنڈیالی بنگلہ میں RHC بنانے کی تجویز دی تھی جس کی feasibility کو پوری جانچ پڑتال کے بعد مسترد کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ

Rural Health Centre بنانے کے لئے اس پالیسی کے مطابق پوری دیہہ کی آبادی ہونی چاہئے جبکہ جنڈیالی بنگلا چک نمبر L 59/15 کی آبادی صرف3563 پر مشتمل ہے جبکہ تین BHUs جنڈیالی بنگلہ کے نزدیک موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چک نمبر L 92/15۔ دوسرے چک کا نمبر بھی ہے اور ان کا فاصلہ بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ already وہاں پر موجود ہیں۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! بنیادی مرکز صحت میں اور چھوٹے ہسپتال میں بہت زیادہ فرق ہے۔ وہاں پر لوگ تھوڑی بہت پٹی کروانے کے لئے یا بخار وغیرہ ہو تو جاسکتے ہیں لیکن اگر کوئی proper بیماری ہے، کوئی تشخیص کروانی ہے اور کوئی serious معاملہ ہے تو اس کے لئے انہیں ہسپتال جانا پڑتا ہے۔ جس طرح میں نے اپنی تحریک میں پڑھ کر سنایا کہ 22 سے 25 کلو میٹر کا لوگوں کو سفر کر کے جانا پڑتا ہے۔ اگر وہاں RHC بنے گا تو ان لوگوں کو اتنا سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ جہاں تک آٹھ ہزار آبادی کا تعلق ہے تو وہاں پر قریب قریب کوئی بھی آٹھ ہزار کی آبادی کا گاؤں نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حلقے کے لوگوں کو neglect کیا جارہا ہے کہ اگر کہیں بھی مرکز صحت بنتا ہے تو میاں چنوں کے عوام کی خاص طور پر جو اس area میں رہتے ہیں ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہاں لگتا تو یہ ہے کہ لوگوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ کیا وہاں یونین کونسل کا آفس ہے؟

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! وہ گاؤں نمبر 57 ہے۔

جناب سپیکر: غالباً وزیر صحت بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ یہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے آپ ان سے ذرا رابطہ کرلیں، یہ آپ کو پوری طرح سے بتا سکیں گے۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! میں نے بڑی کوشش کی ہے اس وجہ سے میں نے تحریک جمع کروائی تھی کیونکہ میری کہیں بھی شنوائی نہیں ہو رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی شنوائی ہو رہی ہے۔

رانابابر حسین: جناب سپیکر! یہ پنجاب کے عوام کے لئے ہے، یہ میرے لئے نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو طے شدہ standard ہے اس کے مطابق جواب دیا گیا ہے کہ وہاں پر آبادی تین ہزار کے قریب ہے جبکہ RHC کے لئے آٹھ ہزار کی آبادی کی requirement ہے۔ اگر وہاں پر requirement پوری نہیں ہوتی تو پھر یا تو اس standard کو یہ revise کروالیں۔ شنوائی نہ ہونے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کہیں یہ BHU کا تو نہیں کہہ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں RHC کی بات کر رہا ہوں کہ RHC جس گاؤں میں محترم رکن فرما رہے ہیں اس کی آبادی 3563 ہے جبکہ اس کی requirement زیادہ ہے اور وہ آٹھ ہزار کی آبادی ہونی چاہئے۔ اس علاقے میں تین BHUs already موجود ہیں۔ محکمے کا جو طے شدہ standard ہے یہ یا تو اس کو revise کروالیں ورنہ پھر آٹھ ہزار کی آبادی کی بجائے آپ تین ہزار والی آبادی میں RHC بنائیں گے تو دوسروں کی حق تلفی ہو گی۔

رانابابر حسین: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو مرنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو کوئی standard نہیں ہے جو standard پورے ملک اور پورے صوبے کے لئے ہے وہی میاں چنوں کے لئے ہو گا۔

جناب سپیکر: جو ایک standard بنایا ہوا ہے وہ سارے پنجاب کے لئے بنایا ہوا ہے اس کے مطابق اگر نہیں ہے تو پھر آپ آکر منسٹر صاحب کو بتائیں، وہ آپ کی بات ضرور سنیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی بات کو سمجھا نہیں پا رہے کہ ہر مرکز پر ایک Health Centre ہوتا ہے اور رانا صاحب شاید یہ فرما رہے ہیں کہ اس مرکز کی آبادی تین ہزار پوری نہیں ہے۔ اس میں آبادی کی تو relaxation ہو جاتی ہے اگر اس کے ہیڈ کوارٹر پر Basic Health Centre ہونا چاہئے اور دوسری میری گزارش ہے کہ ایک تو ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ concerned

Minister یا جس کے پاس کسی ڈیپارٹمنٹ کا ایڈیشنل چارج ہوتا ہے وہی جواب دیتا ہے۔ رانا ثناءاللہ صاحب ہر مرض کی دوا بن گئے ہیں ان کو چاہئے کہ تحریک التوائے کار ہمیشہ جو منسٹر اس ڈیپارٹمنٹ کا ہوتا ہے یا جس کے پاس ایڈیشنل چارج ہوتا ہے وہ ان تحریکوں کے جواب کا ذمہ دار ہے۔ لاء منسٹر صاحب definitely گورنمنٹ کی طرف سے اس ہاؤس کے انچارج ہیں لیکن جس منسٹر کے پاس وہ ڈیپارٹمنٹ ہے وہ جواب دے تاکہ وہ بہتر انداز سے اس کو sort out کر سکیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو rules ہیں وہ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جو گورنمنٹ سے سوال یا تحریک ہو تو اس کا کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ جواب ڈیپارٹمنٹ نے دینا ہے اور منسٹر نے یہاں پر on behalf of the department اس کو پڑھنا ہے اور اس سے اگر کوئی satisfaction نہیں ہے، کوئی inquiry ہے تو اس کا بھی جواب دینے کے لئے ہم تیار ہیں۔ اس میں اگر یہ کوئی بات ڈیپارٹمنٹ سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی سننے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ان کی بات متعلقہ منسٹر صاحب سے کرائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو تحریک ہے اس کا میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے بڑا definite جواب دیا ہے اور اس میں تو کوئی further discussion والی بات نہیں ہے باقی یہ ٹھیک ہے میں رانا بابر صاحب کی سیکرٹری ہیلتھ سے meeting کروا دیتا ہوں اور جو بھی وہاں پر ممکن ہوا انشاءاللہ تعالیٰ وہ ضرور کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کے اختیارات ہیں اور میں اس کو چیلنج نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی، ان پر آپ پابندی نہیں لگا سکتے، مہربانی کر کے اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ایک out of turn تحریک التوائے کار لی، میرے اور آپ کے حلقے کا مسئلہ ہے، شانگامانگا bridge کا مسئلہ ہے، escalation کا مسئلہ ہے اور یہ چھ ماہ سے pending چلی آرہی ہے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب اور میں نے کام کیا ہے اور اس کے علاوہ جو foreigner کو زمین دی جارہی ہے، مجھے اس پر اعتراض نہیں کہ آپ نے کہہ دیا کہ ٹائم ختم ہو گیا تو ٹھیک ہے ٹائم ختم ہو گیا لیکن یہ دیکھ لیجئے کہ یہ انتہائی burning issues ہیں جو pending ہوتے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کے بعد آجائے گا، ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ نے میرے ساتھ ایک تحریک out of turn لینے کی commitment کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، No out of turn commitment آپ تشریف رکھیں۔

(اذان ظہر)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر نوید چودھری (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں نے commitment دونوں کے ساتھ کی ہے لیکن ایک ایک منٹ سے زیادہ نہیں کیونکہ legislation ہونی ہے۔ پہلے رانا صاحب اور اس کے بعد آپ۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تو زیادہ وقت نہیں لوں گا مجھے ان واقعات کی تفصیل کے بارے میں پوچھنا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ اس ہاؤس میں پیش کریں گے اور جو اقدامات کل سے ابھی تک ہوئے ہیں ان کی تفصیل بتادیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کل جو دو معاملات آئے تھے ان کے بارے میں ذرا بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں واقعات کی میں نے رپورٹ منگوائی ہوئی ہے تو ابھی ہاؤس سے فارغ ہو کر میجر صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں تو وہ ساری صورتحال ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرمارہے ہیں کہ اجلاس سے فارغ ہو کر میں اور میجر صاحب کو اکٹھے بیٹھتے ہیں اس معاملے پر میجر صاحب کی تسلی کرواتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں مل لوں گا لیکن یہ کوئی میرا ذاتی معاملہ نہیں ہے تو میرا خیال تھا کہ اگر ہاؤس میں کچھ بتا دیتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا دیں گے پھر آپ ہاؤس میں بتا دینا۔ جی، طاہر نوید صاحب!

جناب طاہر نوید چودھری (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ جو ناجائز قبضے ہو رہے ہیں، خادم اعلیٰ پنجاب نے ایک ٹاسک فورس قائم کی ہے اور بہت سے قبضے واپس بھی ہوئے ہیں تو اسی سلسلے میں، میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ میں چرچ کی پراپرٹی پر قبضہ ہوا ہے اور اس بابت جو مقدمہ درج ہوا ہے، سیالکوٹ سے ہمارے ایک اقلیتی رکن قومی اسمبلی بھی اس پرچے میں involve ہیں اور اسی سلسلے میں اس رکن اسمبلی پر ایک مقدمہ 2006 کو تھانہ صدر وزیر آباد میں بھی درج ہوا۔

جناب سپیکر! چرچ پراپرٹی کی فروخت پر آرڈیننس بھی موجود ہے، یہ فروخت نہیں ہو سکتی اور میری یہ حکومت پنجاب سے استدعا ہے کہ ایسے واقعات کو روکا جائے اور اس معاملے کی بھی چھان بین کرائی جائے تاکہ اگر اس رکن قومی اسمبلی کو غلط طور پر ملوث کیا گیا ہے تو اس پرچہ کو خارج فرمایا جائے اور اگر وہ ملوث ہیں تو ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میرے خیال میں انہوں نے یہ notice لے لیا۔

Now, the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 6 of 2010). First reading starts. Now, we take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once.''

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move now?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural

Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر !ہم نے اس میں جو amendment دی ہے ہم نے کہا ہے کہ اس میں public opinion کو solicit کیا جائے۔ یہ جو تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حکومت نے اس بل کے لئے مختلف وقتوں پر مختلف لوگوں کے ساتھ suggestions لینے کی بات کی ہے لیکن وہ general discussions ہوئی ہیں اور یہ جو specific اس میں amendments لائی جا رہی ہیں ان کے اوپر کہیں نہیں ہوا۔ یہ ان کا جو statement of objects and reasons ہے اسی کے اندر انہوں نے لکھا ہے کہ:

The Provincial Government, the process of consultation with the stakeholders and incorporation of the view of the people representatives may take time.

اس کا مطلب ہے کہ یہ ابھی تک نہیں کیا گیا۔ یہ ایک اتنا اہم issue ہے۔ صوبے کے نو کروڑ عوام کی جو ایڈمنسٹریشن کا طریقہ ہے اس کو ہم تبدیل کر رہے ہیں اور اس میں ان سارے stakeholders کو جیسے کہ یہ خود ان کا statement of objective. مان رہا ہے کہ stakeholders کو on board لینا ہے اور ان سے consultation کرنی ہے۔ یہ اس کی جو statement of objective and reasons ہے۔ اگر ہم اس کو شروع سے دیکھیں یہ اب ہم اس بل کا پہلا جواز مانگ رہے ہیں کہ ہم یہ بل لا کیوں رہے ہیں تو ہم اس میں کہتے ہیں کہ The tenure of the Local Government has come to an end in

October 2009. یہ ایسے حقیقت پر مبنی نہیں ہے، اگر ہم قانون دیکھیں تو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا سیکشن 159-A کہتا ہے کہ:

> The term of the office of the Local Government in a district shall be 4 years commencing from the date of notification of assumption of office by the respective councils.

یہاں تک تو یہ بات درست ہے کہ اکتوبر میں ان کا tenure ختم ہو گیا ہے لیکن اگر ہم اس کا اگلا جملہ دیکھیں جو اس کا proviso ہے وہ کہتا ہے کہ:

> Provided that a Local Government not withstanding the expiry of its term of office shall continue to hold until the successor government assumes office.

تو ابھی ان کا tenure ختم نہیں ہوا اس بل کے اندر پہلا پہلا جو جواز بنایا گیا ہے وہ ہی out of order ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ آج اس وقت حکومت پنجاب کا جو بل موجود ہے اس کے مطابق ان لوکل گورنمنٹس کی میعاد اس وقت تک ہے جب تک نئی گورنمنٹ نہیں آجاتی۔ اس کے بعد ہم آگے چلتے ہیں وہ کہتا ہے کہ:

> To ensure transparency and impartiality of the forthcoming local government elections

کیا ہم الیکشن کمیشن کے اوپر یہ الیکشن اتھارٹی بنا کر عدم اعتماد کر رہے ہیں؟ الیکشن کمیشن کی جو ویب سائٹ ہے، جو الیکشن کمیشن کے functions بتاتی ہے وہ صاف صاف کہتی ہے کہ

> The Election Commission of Pakistan is an independent, autonomous, constitutional body charged with a function of conducting transparent, free, fair, impartial elections to the National Assembly, Provincial Assemblies, the holding of the elections of the President and the Senate are however the functions of the Chief Election Commissioner under the existing laws, the conduct of the Local Government elections is

also the responsibility of the Chief Election Commissioner.

تو آج اس وقت ملک کے اندر جو قانون ہے اس کے تحت الیکشن کروانا الیکشن کمیشن کا کام ہے۔ ہم اس میں forthcoming elections کو transparent بنانے کے لئے اس پر عدم اعتماد کر رہے ہیں، ہم اس چیز سے بھی disagree کرتے ہیں۔ وہاں پر ہی بڑا واضح کر کے لکھا ہوا ہے کہ اس الیکشن کمیشن کا کام کیا ہے؟ اس الیکشن کمیشن کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کا کام ہے۔

Demarcation of constituencies, preparation of electoral roles, recognition of political parties, scrutiny of nomination papers, conduct of the poles, scrutiny of election expenses of candidates, notification of the results.

یہ ساری چیزیں پاکستان کا قانون، پاکستان کا آئین الیکشن کمیشن کے سُپرد کرتا ہے اور ہم ان تجاویز اور ان ترامیم کے اندر ایک نئی باڈی قائم کر رہے ہیں جو کہ الیکشن اتھارٹی کے نام سے ہو گی۔ اس کے بعد آگے کہتے ہیں کہ اس کو dissolve کرنا اور ایڈمنسٹریٹرز کا appoint کرنا جو ہے اگر ہم آئین کو دیکھیں تو آئین پاکستان Chapter 2: Principles of Policy کا سیکشن 32 کہتا ہے کہ:

The state shall encourage Local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned.

جناب والا! appointed نہیں elected representatives of the area. ہے اور اس کے بعد اس نے کہا ہے کہ special representation دی جائے گی۔ peasant, worker and women کو جو یہ administrators appoint کئے جا رہے ہیں ان میں کوئی ورکر ہو گا، کوئی وومن ہو گی اور نہ کوئی peasant ہو گا یہ آپ مجھ سے لکھوا لیں۔ یہ میں آپ سے on the floor of the House commitment کرتا ہوں کہ ان گروپس کو discourage کیا جائے گا اس کے بعد اسی آئین پاکستان سے جس کے تحت یہ ملک چلتا ہے اس کا chapter 3: Provincial Governments سیکشن-140 A، provincial government کو جو responsibilities دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ:

Each Province shall by law establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local government.

یہاں پر پھر یہ بات واضح کی جا رہی ہے کہ devolve کرنا ہے political, administrative or financial responsibility or authority جو ہے وہ elected لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ آئین کی رُو کے خلاف ہے اور ہم نے لوگوں کو یہ باور کروانا ہے کہ یہ جو قانون آرہا ہے یہ کس طرح آئین کی خلاف ورزی ہے؟ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ یہ جو دونوں ہماری major political parties ہیں اس وقت ان دونوں نے ایک document پر sign کیا تھا اور بار بار ایک دوسرے کو اس کی implementation کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ(ن) بار بار پیپلز پارٹی کو یہ طعنہ دیتی ہے کہ چارٹر آف ڈیموکریسی پر عمل نہیں ہو رہا۔ مہربانی کر کے یہ interrupt نہ کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ legislation کی بات کریں۔ وہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ جو چارٹر آف ڈیموکریسی ہے آج جس کو ہم قرآنی صحیفے کے طور پر سمجھ کر اس کی اہمیت اس کے اندر کیا لکھا ہے کہ:

The local bodies will be held on party basis through Provincial Election Commission.

اس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے۔ کسی الیکشن اتھارٹی کی بات نہیں کی گئی۔ ایک parallel body جو کہ ایک آئینی باڈی کے parallel بنا رہے ہیں اس کی بات نہیں کی گئی اور اس کے ساتھ آتا ہے۔

And constitutional protection will be given to the local bodies to make them autonomous and answerable to respective Assemblies as well as to the people through the regular course of law.

جناب والا! یہ جو آپ ایڈمنسٹریٹرز لگا رہے ہیں وہ answerable نہیں ہوں گے، ان کو آپ آزاد کر رہے ہیں۔ اس کے آگے charter of democracy کی شق 27 کے اندر لکھا ہوا ہے جو free and fair election کی بات کرتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

There shall be an independence autonomous and impartial Election Commission

میں پھر سے repeat کرتا ہوں میرے بھائیوں کو اگر یہ بات سمجھ نہ آئی ہو۔

There shall be an independence autonomous and impartial Election Commission, the Prime Minister shall in consultation with the Leader of the Opposition, put forward up to three names of each position of Chief Election Commissioner, members of the Election Commission and Secretary to Joint Parliamentary Committee constituted on the same pattern as for the appointment of the Judges in superior judiciary through transparent, public hearing in case no consensus between the Prime Minister and the Leader of the Opposition. They shall forward separate list to the Joint Parliamentary Committee for consideration.

اور جناب یہ تو فیڈرل کا ہو گیا۔

Provincial Election Commission shall be appointed on the same pattern by the Committees of respective Provincial Assemblies.

جناب والا! Charter of democracy کے تحت ان اسمبلیوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے اور اس کے اندر ایک بہترین suggestion دی گئی ہے اور یہ دونوں بڑی پارٹیوں کی طرف سے دی گئی ہے اور اس وقت یہ پنجاب کی coalition partners ہیں۔ ان دونوں نے اس چیز پر agree کیا ہے اور اب یہ الیکشن اتھارٹی بنا کر آگے چل رہے ہیں۔ اس کے بعد آگے چلتے ہیں

The Bill proposes the Local Government whose tenure is already stands expired.

جو کہ میں نے پہلے آپ پر واضح کیا ہے اور اس پر سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور مختلف کورٹس کا decision ہے کہ کسی کا tenure curtail نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر قانون صاحب بے شک بہت قابل وکیل ہیں civil law cases 90 to 94 page 1244 پر جسٹس امیر ملک صاحب کا ایک فیصلہ ہے Mian Abdul Majeed versus Punjab Government جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی term کو curtail نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے اندر یہ چیز واضح طور پر لکھی گئی ہے۔ اس کے اندر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے مزید فیصلے بھی موجود ہیں، اگر میں تفصیل میں گیا تو بہت لمبی لسٹ بن جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ ہم real track سے deviate نہ کریں، relevant باتیں یہاں پر ہوں تاکہ ہم آگے چل سکیں۔ اگر میرے بڑے بھائی کو لوکل گورنمنٹ پر debate کرنے کا شوق ہے تو میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ کسی بھی forum پر آ کر یہ میرے ساتھ debate کر لیں۔ اگر جمہوری قانون۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پنجاب اسمبلی سے بہتر forum کون سا ہے؟ اس سے بہتر forum سردار دوست محمد خان مجھے بتا دیں اور اگر یہاں پر بحث نہیں کر سکتے تو پھر کہاں پر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: سردار صاحب! میری بات سنیں، ان کا حق ہے، انہوں نے اسے oppose کیا ہے، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!ہم سارے ہر وقت جمہوریت کی تو بات کرتے رہتے ہیں اور ہم جمہوریت کے بڑے دعویدار بھی ہیں۔ جمہوریت کا ایک نہایت خوبصورت اور basic element جو ہے وہ ہے اپوزیشن کو برداشت کرنا اور فیصلے consultation کے ساتھ کرنا۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں.I Could have your attention please (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد محسن خان لغاری: صرف الیکشن کروانے کا نام جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت وہ ذہنیت ہے جو کہ مشاورت کے ساتھ چلتی ہے۔ الیکشن تو اس منزل کی طرف ایک قدم ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید الیکشن ہونے سے جمہوریت آ گئی ہے۔ فیصلے مشاورت کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ کہیں پر بھی مشاورت کے ساتھ فیصلے نہیں ہو رہے۔ ہماری کابینہ بھی اکثر فیصلوں میں شامل نہیں ہوتی اور کابینہ کے اجلاس تک نہیں ہوتے۔ میری گزارش یہ تھی کہ اپوزیشن کی بات سن لیا کریں یہی تو ایک forum ہے جہاں پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے بولنے کا بھی حق چھین لیا جائے گا تو کون سی جمہوریت آئے گی؟

جناب سپیکر: کون چھین رہا ہے آپ کے حق کو؟ آپ بول رہے ہیں لیکن آپ دوسروں کا بھی خیال رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میں نے جو بات irrelevant کی ہو وہ آپ بتا دیں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے بعد ہم آگے چلتے ہیں۔ اس کے اندر آگے لکھا ہے کہ

> It is necessary to make provision for providing Constitution of the Election Authority and other incidental matters.

جناب والا!اگر ہم الیکشن آرڈر 2002 جو کہ سترھویں ترمیم کے بعد آئین کا حصہ ہے۔ وہ بڑا واضح کہتا ہے کہ:

Conduct of the local election by the Chief Election Commissioner. The Chief Election Commissioner is hereby empowered to conduct the Local Government Elections for the Province. For the purpose, Chief Election Commissioner shall have the power and authority to make all such steps and measures including preparation of list.

لسٹ میں سارا کچھ ہے۔ آج کے قانون کے مطابق جو پاکستان میں نافذ العمل ہے اس کے تحت یہ الیکشن کمیشن کا کام ہے۔ اگر ہم آگے چلیں تو مجھے آگے بہت ہی عجیب چیز نظر آتی ہے۔ اس کے اندر ہم کہہ رہے ہیں کہ الیکشن اتھارٹی جو بنے گی اس دوران ہم ایک cushion period مانگ رہے ہیں، چھ مہینے یعنی 180 دن کا ایک cushion period مانگ رہے ہیں جو کہ الیکشن کروانے کے لئے نہیں ہے بلکہ تاریخ دینے کے لئے ہے کہ چھ مہینے کے بعد تو ہم تاریخ دیں گے۔ درمیان میں اتنا لمبا چھ مہینے کا عرصہ اور پھر پتا نہیں کب کی تاریخ آتی ہے؟ اس دوران لوکل گورنمنٹ کے جو نمائندے ہیں، جو عوام کا بنیادی حق ہے اس سے آپ ان کو محروم کر رہے ہیں جو کہ آئین کے آرٹیکل کی بھی خلاف ورزی ہے اور موجودہ قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ یہ ہم کس قسم کا قانون پاس کرنے جا رہے ہیں؟ اس پر ہم سوچیں میری اپنی سب بہنوں اور بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم صرف اس بات پر vote نہ دیں کہ یہ بل حکومت کی طرف سے آیا ہے اور ہم چونکہ حکومتی ممبر ہیں تو ہم نے اس کو ووٹ دینا ہے۔ اگر آپ اس کے خلاف ووٹ دیں گے تو آپ پر defection clause نہیں لگتی، defection کی clause جن چیزوں پر لگتی ہے ان میں یہ شامل نہیں ہے۔ براہ کرم! اس کو سوچ کر analyze logically کر کے اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دیں۔

جناب والا! میں یہاں پر ایک رابرٹ بولٹ کی quotation پڑھنا چاہوں گا، وہ کہتا ہے کہ :

When statesmen for the sake of their conscience, for the sake of public duty, they lead their nation by a short route to care.

جناب والا!جب ہم اپنے ضمیر کے خلاف فیصلے کرتے ہیں، اپنے اندر کی آواز کو نہیں سنتے، اجتماعی طور پر ہم اپنیNationکو کس طرف لے کر جاتے ہیں، بد قسمتی سے ایسی چیزیں بار بار ہوتی ہیں اور آج ہم دیکھیں کہ ہمارا ملک کس دھانے پر کھڑا ہے اور ہماری ایڈمنسٹریشن کا کیا حال ہے؟

میری آپ سب سے گزارش یہ ہے کہ ایک ایک کلاز کو غور سے سمجھیں، سنیں اور اس کے مطابق ووٹ کریں۔ اس پر لوگوں کا مشورہ لینے کے لئے، ان کیinputکے لئے ان ترامیم پر عوام سے، لوگوں سے جو مختلفstakeholdersہیں، جو سول سوسائٹی کے گروپس ہیں، لوکل گورنمنٹ کے جو کونسلرز ہیں، اس کے علاوہ عورتیں ہیں اور ورکرز ہیں جو بھی سوسائٹی کےsegmentsہیں ان سے مشورہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے کل بھی آپ سے بات کی تھی کہsupremacy of parliamentپر آپ یقین نہیں رکھتے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آئین جو بنایا ہوا ہے وہ کس نے بنایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو معلوم ہے.They are the Legislators

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!آئین کے خلافlegislationکر سکتے ہیں؟میری آپ سے ایک اور بھی گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر پارٹی نہ بنا کریں۔ آپ ہمارےcase pleadہونے دیا کریں۔ آپ پارٹی بن جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں پارٹی نہیں ہوں لیکنLegislatorsکا حصہ ضرور ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ خود بتائیں کہ پنجاب اسمبلی آئین کی رو کے خلاف قانون پاس کر سکتی ہے، مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہئے۔

سنیئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سنیئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرسوں ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہوئی تھی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سنیئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اس میٹنگ میں ہمارے یہ تمام ممبران شامل تھے اور ہمارے ممبران کو اس بل کے بارے میں کافی تحفظات تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ بل جو ہے جمہوریت اور عوام کی جو demand ہے اس کے مطابق نہیں ہے۔ اس پر کافی دوستوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور پھر کل صدر صاحب نے ایوان صدر میں ایک میٹنگ طلب کی اور اس میٹنگ میں ممبران کے جو تحفظات تھے وہ ان کے گوش گزار کئے۔ ہمارے ممبران کو پچھلا دو سال کا جو عرصہ گزرا ہے اس میں جن مشکلات سے گزرنا پڑا، جو ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئیں، جس طرح سے ہمارے ممبران کو فنڈز نہیں دیئے گئے اور 5۔ارب روپے کا ایک package آیا اس میں بھی ہمیں فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ نوکریاں آپ کو نہیں ملیں گی کیونکہ آپ وفاق میں ہمیں نوکریاں نہیں دے رہے لیکن آپ دیکھیں کہ صوبے میں ہم ہر مشکل وقت میں حکومت کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کو ووٹ دیتے ہیں، ووٹ تو یہ ہم سے لیتے ہیں لیکن جب نوکریاں دینے کا وقت آتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ نوکریاں آپ کو نہیں دینی۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح فنڈز میں بھی ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوتا، اسی طرح اب جو ایڈمنسٹریٹر لگیں گے وہ حکومت پنجاب کے ملازم ہوں گے لیکن وہ ہمارا کہنا نہیں مانیں گے، وہ حکومت پنجاب کا کہنا مانیں گے اور ہم حکومت پنجاب نہیں ہیں اس کے بعد جو اتھارٹی بنے گی وہ بھی پنجاب حکومت کے ماتحت ہو گی لیکن میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان جنھوں نے مشکل ترین وقت میں پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا تھا۔ انھوں نے آج اس ملک میں جمہوریت کو بچانے کے لئے، جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے، ان ممبران کے اتنے تحفظات کے باوجود اس بل کی حمایت کی ہے۔ جمہوریت کی خاطر، اس ملک میں جموریت کو مضبوط کرنے کے لئے اگر کسی نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی نے دی ہیں اور محترمہ نے تو اپنی جان کی قربانی دی ہے۔میں یہاں اعلان کرتا ہوں کہ ہم اس جمہوریت کو derail نہیں ہونے دیں گے بلکہ ہم اس جمہوریت کو چلائیں گے چاہے ہمیں

جتنی بھی قربانیاں دینا پڑیں۔ آج ہم صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کے فیصلے کے مطابق اس بل کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں لیکن اس کے بعد انہیں یہ ضرور کہیں گے کہ جو ایڈمنسٹریٹرز لگائے جائیں وہ انصاف کریں، جو الیکشن اتھارٹی بنائی جائے وہ انصاف کرے اور اس صوبے اور قوم کو free and fair الیکشن دیئے جائیں۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم حکومت میں ہوتے ہوئے بے شمار مسائل سے گزر رہے ہیں لیکن صدر پاکستان نے آج یہاں پر جو سنہری کارنامہ سرانجام دیا ہے اور پاکستان کھپے کے بعد اس صوبے میں اس coalition حکومت کو بچالیا ہے اس پر میں پورے پنجاب کی عوام کی طرف سے صدر پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اس ترمیم پر۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک ایسا سسٹم ہے جس کا ہمیں پتا ہے کہ میرے جیسے غریب آدمی کو سیاست سے نکالا جارہا ہے لیکن پھر بھی ہم یہ زہر پینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں پہلے بھی یہ بات کرنا چاہ رہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔پلیز آپ تشریف رکھیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔آپ کس طرح سے بول رہے ہیں؟ راناصاحب Carry on

جناب طاہر اقبال چودھری: پیپلز پارٹی جس طرح کراچی میں ایم کیو ایم کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہے اسی طرح یہاں پنجاب میں مسلم لیگ(ن)والوں کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے اجازت دی ہے؟ آپ کو اجازت نہیں ہے۔پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں وہ بات کرتے رہیں۔اس سے پہلے کہ میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے اور اس پر

انھوں نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں میں ان کا جواب دوں۔میں سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب کی طرف سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جن تحفظات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے جو بات کی ہے کہ جمہوریت کی خاطر، سسٹم کی خاطر اور اس صوبے کے وسیع تر مفاد کی خاطر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔میں اس پر پیپلز پارٹی کی قیادت کے اس مدبرانہ فیصلے کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں(نعرہ ہائے تحسین)

میرے بھائی راجہ ریاض صاحب کی طرف سے جو گلے ہیں میں ان سے متعلق انہیں بھرپور یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہمارے آپس کے معاملات ہیں۔ہم کسی شرارت کرنے والے کی شرارت میں نہیں آئیں گے اور ہم کسی بدخواہ کی بدخواہی کا شکار نہیں ہوں گے۔ یہ روزمرہ کے معاملات سے متعلق ہیں، یہ اس سے پہلے بھی اٹھتے رہے ہیں۔ہم نے ان کے متعلق ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔میں یہ تو نہیں کہتا کہ 100 فیصد لیکن more than 60 percent بیٹھ کر ان معاملات کو افہام و تفہیم سے حل کرتے ہیں۔اب بھی اس سے متعلقہ جو معاملات ہیں چاہے ان میں ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی ہو یا کوئی ڈویلپمنٹ فنڈز ہوں بیٹھ کر انشاء اللہ جمہوریت کے طریق کار کے مطابق حل کریں گے اور اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی موقع نہیں دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف کو یہ معلوم ہونا چاہئے۔میں قائد حزب اختلاف کو rules کے متعلق بتاؤں کہ جب floor میرے پاس ہے اور میں بات کر رہا ہوں تو بات کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدقسمتی ہو گی۔آپ تشریف رکھیں میری بات مکمل ہونے دیں پھر آپ ٹائم لیں اور بات کریں لیکن یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔لاء منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔چودھری صاحب! میری بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں rules کی بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب amendment پیش ہونے کے بعد ستائش باہمی کی تقاریر ہو سکتی ہیں تو پھر کسی اور کی بھی بات ہو سکتی ہے۔ میں نے یہی point out کرنا تھا کہ جب قانون سازی چل رہی ہے اور اس پر suggestions آچکی ہیں تو لاء منسٹر صاحب نے ان کا جواب دینا تھا۔اگر سینئر وزیر صاحب نے اپنا رونا رونا تھا تو وہاں رو لیتے ہمیں اس کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انھوں نے جو یقین دلایا ہے کہ ہم 60 فیصد طے کر لیتے ہیں۔اگر اب ان کو 60 فیصد ایڈمنسٹریٹرز مل گئے ہیں تو ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ کم از کم وہ 60 فیصد بہتر دے دیں گے۔یہ رونا دھونا بعد کی بات ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ floor کو بندر بانٹ کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔نوکریاں لینے، ایڈمنسٹریٹرز لگوانے، پٹواری لگوانے اور فنڈز لینے کی بندر بانٹ کا ذریعہ floor کو نہ بنایا جائے۔آپ نے جو اپنا کمیشن اور اپنا کرپشن سسٹم طے کرنا ہوتا ہے وہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں کیا کریں، یہ rules کے مطابق یہاں نہیں ہو سکتے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔یہ تو لوٹے ہیں اور مشرف کے ساتھی ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم شیم۔

جناب سپیکر: No, no آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا اور میں بھی یہ سامنے دیکھ رہا ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ جس قسم کے اشارے کر رہی ہیں۔یہ دو دن پہلے روتی ہوئی میرے پاس آئی تھیں کہ مجھے غلط قسم کے اشارے کئے گئے ہیں اور غالباً وہ افتخار بلوچ صاحب کے ذمے لگا رہی تھیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں کیوں روؤں؟ یہ روئیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House. I say order in the House.

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تمام صاحبان تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ان کا حق ہے اور ہم ان کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ بات کریں اور سارا ہاؤس ان کی بات سنے لہذا انہیں چاہئے کہ یہ بھی اپنے ممبرز کو یہ سلیقہ سکھائیں۔بات ترمیم کی ہوئی ہے اور میں ترمیم پر ہی بات کرنے والا تھا لیکن اگر درمیان میں باہمی شرارت کی بات ہو سکتی ہے تو باہمی ستائش کی بات بھی ہو سکتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو Amendment پیش کی ہے اس میں قطعی طور پر Administrators کا کوئی ذکر ہے، الیکشن اتھارٹی کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی Constitution کی violence کا کوئی ذکر ہے۔جب آگے Administrators اور الیکشن اتھارٹی سے متعلق ترامیم آئیں گی تو اُس وقت یہ ساری باتیں کر لیں، اُس وقت یہ باتیں relevant ہوں گی اور میں ان کا جواب بھی دوں گا۔سر دست انھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ اسے مشتہر کیا جائے اور لوگوں سے رائے لی جائے۔

جناب سپیکر! یہ ہاؤس لوگوں کا نمائندہ ہے اور اس نمائندے کے ہوتے ہوئے لوگوں کی رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس amendment کے بارے میں question put فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے مجھے وزیر قانون صاحب کی بات کا جواب دینے دیں۔اس statement of objects میں کہا گیا ہے کہ رائے نہیں لی گئی اس لئے رائے لینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب آپ بات نہیں کر سکتے۔آگے آپ کی دوسری ترمیم آئے گی تو پھر دیکھیں گے۔

The Amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March,2010."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now we take up 2nd Amendment that is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 25th March 2010."

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz,

Malik Khuram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 25th March 2010.

Mr Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khuram Ali Khan, Mr Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms Fouzia Behram, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بہت محترم سپیکر صاحب اور میرے بہت ہی محترم و معزز ممبران۔۔۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہ کر بات کریں گی اگر آپ نے ایک بات بھی irrelevant کی تو I will disallow it.

ڈاکٹر سامیہ امجد: انشاءاللہ relevant ہی رہوں گی۔میرا خیال ہے کہ اس ایوان اور اس کے ہر ممبر کو محترم کہنا انتہائی relevant اور سچی بات ہے،اس میں کوئی شرارت نہیں ہے۔مجھے یہ کہنا ہے کہ جب بھی کسی چیز کی روح یا اس کی basis کو ہی غلط سمجھا جائے تو اس بارے میں دوبارہ سوچ لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! معاف کرنا، ذرا تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب! باہر کوئی جلوس آیا ہوا ہے۔ ہمارے منسٹر اشرف سوہنا صاحب، ملک ندیم کامران، وزیر خوراک اور خلیل طاہر سندھو صاحب آپ ذرا جائیں اور اس جلوس کے نمائندوں سے بات کر کے آئیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Local Government system کو اس ملک میں رائج کرنے کی تاریخ 1835 سے چلی آ رہی ہے۔ لوکل سطح پر councils کو بنانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ 1835 سے یہ تاریخ اس علاقے میں چلی آتی ہے۔ پاکستان میں جب یہ قانون بنا تو یہ public representation کی base بنی۔ ایسے لوگ جو کہ عوام میں سے ہی تھے وہ گھر گھر گئے اور انھوں نے local level اور لوکل سطح پر بیٹھ کر لوگوں کے مسائل کو سنا، حل کیا اور احسن طریقے سے لوگوں کو represent کیا۔ جب اس Local Government system کی روح اور basis کو اس طرح سے amend کیا جائے گا تو اس پر دوبارہ سوچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جو Amendments لائی گئی ہیں اس حوالے سے محسن لغاری صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے، میں اس میں صرف اتنا اضافہ کروں گی کہ Constitution کے Article-140(A) کی یہ صریحاً خلاف ورزی ہے۔ جب بھی Local Government کی authority کو pass on کیا جاتا ہے تو وہ elected representatives of the Local Government تک جاتی ہے، یہ اختیارات بیوروکریسی کو نہیں دیئے جاتے اور elected لوگوں سے elected لوگوں تک جانے کے سلسلے میں جو ایک interim government آتی ہے اس میں Administrators کو لانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اس میں caretaker ناظم کا concept آ سکتا ہے۔ اس چیز کو سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ پچھلے ہی دنوں جب گورنر راج لگا تھا تو اسی صوبے کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے بڑے احسن طریقے سے اس بارے میں آواز اٹھائی تھی کہ نہیں، گورنر راج غلط ہے اور elected راج صحیح ہے۔ جو بات میاں محمد شہباز شریف کے لئے کل صحیح تھی آج وہ ناظمین کے لئے کیسے غلط ہو گئی؟ آج پھر یہ Administrators کیوں لگائے جا رہے ہیں؟ اُس وقت میاں محمد شہباز شریف اور اس August House نے بالکل صحیح stance لیا تھا لیکن آج پھر یہ coalition partners کیوں

ایکAdministrator System کولانے کی کوشش کر رہے ہیں؟میں کہتی ہوں کہ اس پر ٹھنڈے دل سے دوبارہ غور کریں۔سندھ کے حالات دیکھیں۔اسی فیصلے سے وہاں پر آج کیا ہو گیا ہے؟یہاں پر بھی اس کو destabilize کرنے کا یہ cause بنے گا یہ غلط ہے آپ اس میں ہماریamendments کو consider کریں اور یہ ضروری نہیں کہ آپbureaucracy کو یہ ساریauthorities دیں، آپ نے اگر لانا ہے تو ایکcaretaker system لائیں اور جس طرحconstitution میں90 دن میں الیکشن کی ایک بات ہے اس کو دوبارہ سوچیں، سمجھیں۔یہ غلط ہو رہا ہے۔میں آج بہت ادب سے بغیر کسیbase کے کہنا چاہتی ہوں کہ جب بھی کوئی غلط فیصلہ ہوا تو پھرdemocracy political process and نےsuffer کیا ہے۔اگر ایکcoalition government اپنی اتھارٹیbureaucracy کو دے رہی ہے اور elected members کو پس پشت ڈال رہی ہے اور ناظمین کا وہ جم غفیر آپ کے لئے ایک مسئلہ ہو گا۔جب وہ پچھلے پیر جائیں گے تو ان کی جست اس سے اونچی ہو گی اس لئے آپ ان کا ساتھ دیں۔میں آپ سے پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ آپ سبھی لوگelection process سے گزر کر یہاں آئے ہیں۔خدارا اس کو روک لیں اور اسے Select Committee میں دوبارہ بھیجیں، اس پر دوبارہ سوچیں، یہ غلط ہو رہا ہے کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں elected members کو پس پشت ڈالناhistory کی وہ غلطی ہو گی جسے وقت معاف نہیں کرے گا۔میرا protest کرنے صرف اور صرف یہی مقصد ہے کہ ذاتی مفادات، کرسی، نام اور وقت کو بچانے کے لئے یہ مفاہمت مت کریں۔اس میں ہم بہادر ہیں، ہمارے پاسauthority ہے، ہمیں کیا ڈر ہے اور ہمیں اپنے حقوق کو خود سنبھالنا ہے۔میں یہاں صرف اور صرفelected representation and democracy کے نام کو اوپر لانے کی کوشش کر رہی ہوں، مجھےbureaucratic or administrative سے کوئی گلہ نہیں ہے وہ اپنا کام کریں۔خدارا اس کوSelect Committee میں دوبارہ بھیجیں اور اس وقت کو مت گنوائیں۔جو consequencesسندھ اورNWFP میں ہیں جس کے لئے آج اتنا سوچنا پڑا۔ میں اپنے بھائی اور آصف زرداری کی ہر بات کو سر آنکھوں پر رکھتی ہوں اور میں ذاتی طور پر چاہے جتنا مرضی اس مفاہمت کی باتوں کے خلاف ہوں میرا خیال ہے کہ آپ لوگ اتنے بہادر اور اتنیstrong coalition ہیں کہ elected democratic forces کو پیچھے مت کریں،Committee Select قائم کریں اور دوبارہ سوچ لیں،

کوئی راستہ اور ضرور ہو گا، یہ نہ کریں وقت اور تاریخ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور ہار ہم elected members کا مقدر ہو گی۔ ہمیں بھی دیکھیں ہم نے بھی شاید غلط base کیا اور آج یہاں آئے، آج آپ غلط base کر رہے ہیں میں اپنی ہر بات سے، ہر آواز سے اور ہر gesture سے یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ میرے اس gesture کا صرف اور صرف یہ مقصد تھا کہ آپ نے elected representatives کو down کیا ہے۔ میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ میں کسی کو گالی دوں، میں یہ اس لئے explain کر رہی ہوں کہ رانا صاحب نے میری بات غلط سمجھی اور عوام نے غلط کہی۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں اس August House میں کوئی شخص یہ disagree نہیں کر سکتا کہ صرف اور صرف political لوگوں کو حق ہے کہ وہ یہاں راج کریں کسی اور کو کوئی حق نہیں اور اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا تو آپ political لوگوں کو نیچے لے کر جائیں گے۔ میرے اشارے کا یہ مطلب تھا اور میں دوبارہ on record یہ بات کہتی ہوں کہ Committee Select دوبارہ قائم کریں اور اس کو دوبارہ consider کریں۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لاء منسٹر بات کر رہے ہیں آپ بیٹھیں۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ نے اس Amendment پر جو arguments دیئے ہیں ان سے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہم ایک آمر اور ایک ریٹائرڈ جنرل کے دیئے ہوئے نظام کو revise کر کے protect کرنا چاہتے ہیں، جو کبھی کسی گاؤں میں گیا کسی یونین کونسل میں گیا اور نہ ہی اس نے ساری زندگی کوئی الیکشن لڑا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اس کو amend کرنا چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس معزز ایوان میں 9 کروڑ عوام کے جو نمائندے بیٹھے ہیں جنہیں آئین اور اس ملک کے عوام نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ Local Body Act بنائیں ہم ان کے ذریعے ایک ایسا Local Body System لانا چاہتے ہیں جو اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے کام کر سکے۔ ہم قطعی طور پر عوامی نمائندوں کو پیچھے کر کے Administrators نہیں لا رہے بلکہ یہ انتظام transit period کے لئے ہے، ہم اس دوران اس معزز ہاؤس کو یہ موقع دیں گے کہ جس draft کی کاپی اپوزیشن کو بھی دی جا چکی ہے، پبلک میں بھی debate ہو رہی ہے اور اس ہاؤس میں بھی debate ہو گی اور اس ایوان کی منظوری کے بعد اس صوبے

میں perfect Local Body System کا نفاذ ہو گا۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات فرمائی ہے کہ ان کو رہنے دیتے۔ کاش!2005 میں آپ نے انہیں رہنے دیا ہوتا۔ آپ کو اتنا یاد نہیں کہ 2005 میں جب آپ نےLocal Body Election کرائے تھے تو آپ نے بھیelected نمائندوں کا چار سالہ دور ختم ہونے کے بعد انہیں ہٹا دیا تھا۔ آپ ایکamendment specially one time لے کر آئے تھے، ان کو ہٹا کر پھر آپ نےcaretaker Administrators لگائے تھے اور اس کے بعد پھر بلدیاتی الیکشن ہوا تھا اور اس کے بعد پھر نئی قیادت آئی تھی۔ انہوں نے جوamendment دی ہے ان کا فرمانا یہ ہے کہ انہوں نے 10 معزز ممبران کا نام لیا ہے ان کو یہ بل بھیجا جائے تاکہ اس پر دوبارہ غور کریں۔ ایک طریق کار ہے اس ہاؤس کے rules ہیں، Procedure Rules of کے مطابق Standing Committees ہیں، لوکل گورنمنٹ کیCommittee Standing میں بھی اسی طرح دس معزز ممبران ہیں انہوں نے اسamended bill کو اچھی طرح سے پورے ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے ایوان میں بھیجا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دوبارہ کسیfurther committee کو بھیجنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: اسamendments پر 18 ممبران حزب اختلاف نے بات کر لی ہے، مجھے بھی اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ amendments دے سکتے ہیں، وہ 32 بول سکتے ہیں، آپ 18 کی بات کرتے ہیں۔ آپ کیسے بول سکتے ہیں؟ No آپ کو قانون کا پتا ہی نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

دیکھیں، میری بات سنیں، آپ کو اس بات کا نہیں پتا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں اس بات پر notice لے رہا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! mover کے طور پر مجھے بھی اس پر بولنے کا حق ہے۔ یہ کسی جنرل نے نہیں بنایا، فلاں نے نہیں بنایا، فلاں نے نہیں بنایا، فلاں نے نہیں بنایا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ جن دس بندوں کا نام دیا گیا ہے وہ بھی اسی معزز ایوان کے ممبر ہیں اور جب یہ کمیٹی

کے اندر گیا تو آدھے گھنٹے کے اندر اتنے اہم بل کو بلڈوز کر کے نکال دیا گیا۔ آدھے اور ایک گھنٹے کی sitting کے اندر اتنے بڑے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ اس پر مزید سوچنے کی ضرورت ہے ہم اس کو کہیں نہیں لے کر جا رہے ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عوام، یہ منتخب نمائندے، یہ دیہات میں رہنے والے، یہ شہروں میں رہنے والے اور یہ کچی گلیوں میں پھرنے والے سارے مل کر اس پر غور وخوض کریں، اس کام کے لئے آدھ گھنٹہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اس کو کوئی اور آکر بنائے، ہم ہی بنائیں۔ یہ ترامیم ہم اسمبلی کے ممبران نے دی ہیں، باہر سے کسی نے نہیں دیں مہربانی کر کے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یہ میری گزارش تھی۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے فرمایا ہے کہ ایک ریٹائر جنرل نے یہ قانون بنایا اور وہ کسی دیہات میں کبھی نہیں گیا تھا۔ گزارش ہے کہ یہ بھی اُسی طرح کا کام تو نہ کریں جس طرح جنرل صاحب نے کیا تھا۔ اس ملک میں جتنے بھی بلدیات کے سسٹم آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ جنرل بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ اس طرح کا کام نہ کریں۔ یہ جنرل نہیں ہیں تو یہ جنرل کی طرح act بھی مت کریں They should not act like Generals They should not act like dictators میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر وہ غلط تھے تو یہ بھی غلط ہو رہا ہے۔ بلدیات کے جتنے بھی سسٹم آئے ہیں، وہ تمام کسی جنرل نے دیئے ہیں۔ BD سسٹم جنرل ایوب خان جس نے بعد میں اپنے آپ کو فیلڈ مارشل بنایا اور 1979 کا بلدیاتی نظام جس میں ہم نے خود بہت عرصہ حصہ لیا اور (ن) لیگ اس کو پذیرائی دیتی رہی۔ وہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے بنایا اور کہا جاتا ہے کہ یہ والا بلدیاتی نظام جنرل پرویز مشرف نے بنایا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس طرح کی باتیں کر کے اس کی اہمیت کو ختم نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم کے بارے میں بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں ترمیم کے بارے میں بات کر رہا ہوں، اگر وزیر قانون صاحب باتیں کریں گے تو اس کا جواب بھی ان کو سننا پڑے گا۔

جناب سپیکر: ان کا جواب آ گیا ہے۔ اب ترمیم کے بارے میں بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں پہلے ان کی باتوں کا جواب دوں گا یا انھیں بھی منع کریں کہ وہ یہ باتیں مت کریں۔

جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ یہ transitory period کے لئے بنایا گیا اور کہا کہ 2005 میں پچھلی حکومت نے one time amendment کے ذریعے ایڈمنسٹریٹرز مقرر کئے۔ یہ بالکل درست ہے کہ 2005 میں caretakers مقرر کئے گئے تھے لیکن ایڈمنسٹریٹر مقرر نہیں کئے گئے تھے اور وہ الیکشن شیڈول آنے کے بعد مقرر کئے گئے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ آج الیکشن شیڈول announce کریں اور اس کے بعد بیشک ایڈمنسٹریٹر لگا دیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ 180 دن میں یہ تاریخ دیں گے اور اس وقت تک ایڈمنسٹریٹر رہیں گے۔ یہ منتخب لوگوں کو گھر بھیج کر اس بیوروکریسی پر اعتبار کرتے ہیں۔ ہم سیاستدان خود یہ ثابت کرتے ہیں کہ بیوروکریسی جو بہت زیادہ کرپٹ ہے۔ سیاستدان بدنام ضرور ہے لیکن کرپٹ نہیں ہے۔ بیوروکریسی سیاستدان سے کہیں زیادہ کرپٹ ہے، اس بیوروکریسی پر آپ اعتبار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بغیر ثبوت کے کسی کو condemn نہیں کرنا چاہئے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کسی کا specific نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: آپ ماشاءاللہ اس ایوان کے معزز ممبر ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں as an institution بات کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ سیاستدانوں میں اگر کوئی کرپٹ ہے تو تمام بیوروکریسی کے اندر اس سے بہت زیادہ لوگ کرپٹ ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ناظم کرپٹ تھے اس لئے ہم ان سے جان چھڑانا چاہتے ہیں یہ غلط دلیل ہے۔ اگر آپ بیوروکریسی کے ہاتھ میں 180 دن کے لئے انتظام دینے جا رہے ہیں اور 180 دن کے بعد آپ کہتے ہیں کہ ہم تاریخ دیں گے کہ الیکشن کب ہوں گے یہ بالکل غلط ترمیم ہے۔ اس پر

دوبارہ غور کے لئے اس کمیٹی میں ضرور اس کو جانا چاہئے اور وہ کمیٹی اس معزز ایوان کے ممبران پر مشتمل ہے۔ ہم نے کسی اور کا نام تجویز نہیں کیا۔ اسی ایوان کے نمائندگان کی کمیٹی کی تجویز دی ہے کہ وہ اس پر دوبارہ deliberate کریں اور جس standing committee کا ذکر وزیر قانون نے کیا ہے کہ اس میں اس بل پر deliberate ہوا تھا تو آپ اس کی کارروائی اٹھا کر دیکھیں جو note dissenting لکھا گیا وہ تو آپ نے اس کے ساتھ نتھی کر دیا اور وہاں پر جو اعتراضات کئے گئے اس کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ جمہوری رویہ ہے تو یہ قطعاً جمہوری رویہ نہیں ہے۔ آپ کو اس پر دوبارہ سوچنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں اور یہ بتائیں کہ کیا جمہوریت ہے یا نہیں؟ آپ مجھے تو اس طرح الزام نہ لگائیں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے ابھی ایک کمیٹی ہاؤس میں بنائی تھی کہ باہر ایک جلوس آیا ہوا ہے ان سے معلوم کریں کہ کیا معاملہ ہے تو وہ Management Board Water کے لوگ ہیں جو احتجاج کر رہے تھے کہ دیگر محکمہ جات کے ملازمین کو permanent کر دیا گیا ہے تو ہمیں بھی permanent کیا جائے۔ اس سلسلے میں اشرف سوہنا صاحب، سندھو صاحب اور میں نے ان سے بات کی ہے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ آپ مظاہرہ ختم کریں، ان کے پانچ لوگ یہاں پر آ رہے ہیں اور اس پر آپ جو کہیں گے اس کے مطابق ان کے ساتھ بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہیں سے بات کو شروع کرنا چاہتی ہوں کہ میں اس سسٹم کا حصہ رہی ہوں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! آپ بادشاہ ہیں۔ مجھے بھی دو منٹ چاہئیں۔

جناب سپیکر: میں بادشاہ نہیں ہوں۔ یہاں بادشاہی نہیں ہے۔ یہاں جمہوریت ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے پوچھا تھا کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے؟ جمہوریت کی بات ہو رہی ہے تو جمہوریت کا مطلب ہے Government of the people, by the people and for the people اس میں افسر شاہی کہیں نہیں آتی۔

جناب سپیکر! ایک آمر نے، ایک dictator نے تینوں دفعہ، جس طرح میرے بھائی نے وضاحت کی ہے کہ ہر آمر اور ہر dictator ہی لوکل گورنمنٹ کا سسٹم لاتا رہا ہے۔ اس میں کسی بھی سیاستدان کا کوئی بھی role نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس amendment پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں amendment پر ہی بات کر رہی ہوں۔ ہم کیوں یہ بل کمیٹی کے سپرد نہ کریں، یہ 9 کروڑ عوام کے مستقبل سے وابستہ ہے۔ ہمیں اس بل کو آدھ گھنٹے میں پاس کرنے والی سٹینڈنگ کمیٹی پر trust ہے لیکن وہ لوگ جو اسی معزز ایوان کے معزز ممبرز ہیں ان پر ہم trust کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہم اپنے منتخب نمائندوں پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ہم بیوروکریسی پر اعتماد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح ابھی ہر بات میں ایک dictator کی بات کی جاتی ہے تو میں on the floor of the House اس بات کو admit کرتی ہوں کہ اگر لوکل گورنمنٹ سسٹم جیسا کہ تین دفعہ dictator ہی لے کر آیا تو میں اس dictator کو سلام پیش کرتی ہوں جس نے عوام کے اختیارات کو، جس نے اقتدار کو۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کرنا۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ انھوں نے اپنی طرف سے اپنا سلام پیش کیا ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر!ہمیں اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس میں خاموشی اختیار کریں۔جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے اپنی بات کی ہے۔میرا اپناschool of thought ہے۔ اگر کسی کو میری بات اچھی نہیں لگتی وہ یہاں سے واک آؤٹ کر سکتا ہے۔ He(s) or she(s) most welcome.اگر اقتدار کو نچلی سطح پر منتقل کرنا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا حق ہے لیکن یہ اچھی بات نہیں ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں اس amendment کی mover ہوں اور یہ میرا حق ہے کہ مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دی جائے۔ اگر وہ آمر اس لئے ہے کہ اس نے اختیارات کو نچلی سطح تک ایک غریب آدمی اور غریب عورت تک منتقل کیا اور یہ اس کا قصور ہے تو میں اس کے اس قصور کے لئے اس کو سلام پیش کرتی ہوں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: ان کو اپنی بات کرنے دیں۔وہ اپنے طور پر سلام پیش کرتی ہیں تو کرنے دیں۔وہ آپ کو کیا کہہ رہی ہیں؟(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔Be careful.جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: ان کے Dady نے ایک BD سسٹم introduce کروایا اور یہ اس dady کا گناہ تھا تو میں اس گناہ کے لئے اس کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ایک dictator جس کا نام جنرل ضیاء الحق تھا اس نے اگر بلدیاتی نظام introduce کروایا تو میں اس کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں تو صرف اس کو خراج تحسین پیش کر رہی ہوں۔ آپ دیکھیں کہ "بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے" کہ وہی لوگ آج مجھ پر شیم کر رہے ہیں کہ جنھوں نے اس کو آپ کی کرسی پر بٹھا دیا تھا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: وہ میری کرسی پر نہیں بیٹھے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!"بات جو نکلی ہے تو بہت دور تلک جائے گی"اور میں زیادہ دور نہیں جانا چاہتی۔ میرے خیال میں ہمیں دُور اور ماضی کی باتوں کو چھوڑ دینا چاہئے اور آج کی بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپrelevantہو جائیں تو میں سنوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ عجلت میں کئے جانے والے فیصلے کو ہم reject کرتے ہیں۔ یہ صوبہ پنجاب کے لوگوں کا مستقبل ہے جس کو آدھ گھنٹے کی نذر کر دیا گیا۔ کیا یہ civil dictatorship نہیں ہے؟ آج ہمیں اس ہاؤس میں اس پر بات کرنے نہیں دی جا رہی جو کہ ہمارا حق ہے۔ ہمیں یہاں پر قوانین بتائے جا رہے ہیں لیکن ہم سب قانون پڑھ کر آتے ہیں کیونکہ ہم Legislators ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ عجلت میں کئے گئے فیصلوں کو آپ مسترد کر دیں۔ آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں لہذا میری آپ سے request ہے کہ اس میں پورے پنجاب کے لوگوں کا مستقبل چُھپا ہے۔ یہ devolution کا نظام تھا جو بے شک ایک آمر نے بنایا لیکن آپ اور ہم سب لوگ اس نظام سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ہمارے اس ملک اور specially ہمارے صوبے میں اس نظام کے تحت جو مصالحتی کونسلیں بنائی گئیں، آج بھی اچھے، مہذب اور باعزت شہری اپنی بہو بیٹیوں کو عدالتوں میں طلاقوں کے لئے دھکے کھاتے برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ نظام ایک آمر نے دیا اور اُس نظام میں مصالحتی کونسل کی بدولت طلاق کی ratio میں 75 فیصد تک کمی آئی ہے جو on record ہے، کیا یہ گناہ ہے جو اُس آمر نے کیا ہے؟

جناب سپیکر!یہاں پر دانش سکولوں کی بات کی جاتی ہے تو جس وقت ہماری وہ منتخب بہنیں جو یونین کونسل کی سطح پر ووٹ لے کر کامیاب ہوتی ہیں، ہماری طرح نہیں کہ جیسے ہم لوگ اِن سے طعنے سنتے ہیں کہ ہم tissue paper ہیں اور خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں۔ وہ منتخب بہنیں جب انہی مردوں کے مدمقابل ووٹ لے کر آتی ہیں تو انہیں یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ وہاں سکول کونسل کی

چیئرپرسن بنیں۔ وہ وہاں پر سکولوں میں جا کر بچیوں کے مسائل حل کرتی ہیں، کیا یہ گناہ ہے؟ یہاں اس ملک کا culture رہا ہے کہ ہر بیوروکریٹ، ہر زمیندار اور ہر جاگیر دار اِن اسمبلیوں میں آ کر بیٹھ جاتا ہے۔ کیا غریب کا ان اسمبلیوں پر کوئی حق نہیں، کیا غریب صرف انہیں ووٹ دینے کے لئے پیدا ہوا ہے، کیا غریب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان اسمبلیوں میں آ کر اپنے حقوق کے لئے بات کرے، پھر یہ نظام غلط کیسے ہوا اور پھر اس نظام پر debate کیوں نہیں کی جا سکتی اور کس طرح سے یہ دو چار لوگ بیٹھ کر صرف ایک فردِ واحد کو خوش کرنے کے لئے اس نظام کی دھجیاں بکھیرنے پر لگے ہوئے ہیں؟ یہ آج کس منہ سے باتیں کرتے ہیں کہ یہ ایک آمر کا نظام ہے۔ سیاستدان نے آج تک اس سسٹم کے لئے کیا سوچا ہے، سیاستدان نے آج تک اس سسٹم کو بچانے کے لئے کیا deliver کیا ہے؟ یہ سیاستدان جب بھی اقتدار میں آیا اِس نے لوکل گورنمنٹ کو wind up کیا اور اس نے اس سسٹم کو wrap up کیا لیکن اس کی بہتری کے لئے کبھی کچھ نہیں کیا۔ یہ on record بات ہے کہ جونیجو صاحب نے five point development programme کے نام پر سیاستدان کو ٹھیکیداری کی جو لت لگائی یہی اس نظام کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ Legislature کا کام سڑکیں بنانا، نالیاں بنانا اور کھالے بنانا نہیں ہے بلکہ Legislature کا کام قانون سازی کرنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! Legislature کو کیوں یہ غم ہے کہ اُس نے سڑکیں بنانی ہیں۔ جب مقامی حکومتیں موجود ہیں تو اُن کو ان کا کام کیوں نہیں کر لینے دیا گیا؟ اُس لوکل گورنمنٹ کا حصہ یہاں پر میرے بہت سارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر ان معزز ممبران اور اُن پاکستانی شہریوں کی ڈیڑھ ڈیڑھ صفحے کا اشتہار دے کر تضحیک اور تذلیل کی گئی اور تضحیک بھی انہی لاء منسٹر صاحب کی طرف سے کی گئی کہ یہ چور ہیں۔ اگر وہ چور ہیں تو یہاں پر بیٹھا ہوا رانا مبشر اقبال، رمضان صدیق بھٹی اور تمام وہ لوگ جو پہلے ناظم رہ چکے ہیں وہ بھی چور ہیں کیونکہ وہ اس سسٹم کا حصہ رہ چکے ہیں۔ ہم جب بات کرتے ہیں تو ہمیں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے اور ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم کسی پر الزام تراشی کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پیپلز پارٹی کی ساجدہ میر صاحبہ جو ایک political worker ہیں ان کو سلام پیش کرتی ہوں اور appreciate کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے دل کی

بات اس ہاؤس میں کی ہے۔ سیاسی مجبوریاں اپنی جگہ پر لیکن جب قوم لٹنے پر لگی ہوئی ہے تو اُس کو کون بچائے گا؟

جناب سپیکر! ہم یہ کہتے ہیں کہ بیوروکریٹ آیا تو اس نے ہماری بات نہیں سنی، پھر ہم کہتے ہیں کہ ایک پولیس والے نے ہمیں انکار کر دیا۔ ہم ہی اس قابل نہیں ہیں کہ پولیس والے ہماری بات سنیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مائی باپ ہیں، یہ ہم سے زیادہ افضل ہیں، بیوروکریسی ہمارے لئے آسمان سے نازل ہوا صحیفہ ہے۔ اس culture کو جب تک سیاستدان نہیں چھوڑیں گے، صرف پچھلی حکومتوں کو نیچا دکھانے کے لئے اور اُن کے نظام کو غلط کرنے کے لئے جب تک سیاستدان اپنے آپ کو improve نہیں کریں گے تب تک ہمارے ساتھ یہ بیوروکریٹ ایسے ہی کریں گے۔ یہ پاکستان کسی کی میراث یا کسی کے باپ دادا کی جاگیر نہیں ہے اور یہ کوئی سیاسی لیبارٹری نہیں ہے جس کو ہر نیا سائنسدان آکر یہ کہتا ہے کہ پچھلے سائنسدان کے منصوبوں کو ختم کر دو اور نئے نئے منصوبے بناؤ۔ انہوں نے پاکستان اور پنجاب کو کیا سمجھا ہے؟ کبھی یہ پنجاب کے حقوق یوں ہی صدقے میں نیلام کر دیتے ہیں اور آکر بے شرموں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ جس کو سمجھ نہیں آتی وہ پرائمری سکول میں چلا جائے۔ اِن کو کون سمجھائے گا، میں وہ دانش کہاں سے لاؤں جو آکر انہیں سمجھائے، ان کا اپنا حال یہ ہے کہ:

انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور
چلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

لہٰذا جس حکومت کا یہ حال ہو تو وہ کسی کے بارے میں کیا سوچے گی؟(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دس سالوں میں انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، اُن کا right ہے، ان کو بولنے دیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

Now the amendment moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee, consisting of the following

members with instructions to report by 25th March 2010:

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khuram Ali Khan, Mr Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms Fouzia Behram, Mrs Amna Ulfat, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari.

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. SPEKAER: Now we take up the Bill clause by clause. Now clause 2 of the Bill is under consideration. There are 11 amendments in it. The First amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Ch. Zahir-ud-Din Khan or any mover may move it.

MR SHER ALI KHAN: Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (1), the following be substituted:-

(1) "The Government shall, in consultation with the Provincial Election Commission and the Leader of the Opposition, appoint an Election Authority for conducting Elections of Local Governments for a term of four years. The members of the Election Authority shall hold tenure posts."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (1), the following be substituted:

(1) "The Government shall, in consultation with the Provincial Election Commission and the Leader of the Opposition, appoint an Election Authority for conducting Elections of Local Governments for a term of four years. The members of the Election Authority shall hold tenure posts."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو amendments انہوں نے دی ہیں ان میں سب سے پہلے جو الیکشن اتھارٹی propose کی گئی ہے اس میں tenure posts نہیں ہیں اور at will حکومت جس کو چاہے رکھ لے اور جس وقت دل کرے ان کو نکال دے اور اس اتھارٹی کا چیئرمین جو

propose کیا گیا ہے اس کے لئے بھی کہا گیا ہے کہ ہائی کورٹ کا جج ہو گا یا He will be either Judge کہ وہ جج بننے کے اہل ہو گا۔ گزارش ہے کہ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں الیکشن اتھارٹی بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ہم نے الیکشن کمیشن پر عدم اعتماد کیا ہے۔ الیکشن کمیشن کے لئے Article 137 of the Constitution of 1956 میں ہے کہ:

> The Election Commission of Pakistan was created on 23rd March 1956 under article 137 of the Constitution of 1956 with Chief Election Commissioner as its head.
>
> The first Chief Election Commissioner was appointed on 25th June 1956. The Election Commissioner of Pakistan is an independent and autonomous constitutional body charged with conducting, transparent, free, fair and impartial elections to the National Assembly and the Provincial Assemblies beholding of election to the office of President, Senate and however the functions of the Chief Election Commissioner under the existing laws.

موجودہ قوانین کے تحت the conduct of the Local Government election is also the responsibility of the Chief Election Commissioner تو الیکشن آرڈر 2002 میں بھی Chief Election Commissioner کے preview میں دیا گیا۔ اس پر عدم اعتماد ہے اور ہم ایک الیکشن اتھارٹی بنانے جا رہے ہیں اور اس میں جو appointments ہیں ان کا tenure fix نہیں کیا گیا۔ ہماری proposal یہ ہے کہ اگر آپ نے الیکشن اتھارٹی بنانی ہی ہے تو کم از کم وہ صاحبان جو وہاں پر ممبران ہوں گے ان کا tenure fix کر دیا جائے اور Charter of Democracy میں ہے کہ:

> The Local Bodies election will be held on party basis through Provincial Election Commissions not through the Authority. In respective Provinces constitutional protection will be given to the Local Bodies to make

them autonomous and answerable to their respective Assemblies as well as to the people through regular courts of law.

وہ اسمبلی کوanswerableہوں گی۔ independence of the Election Commissionپر سپریم کورٹ کی جو حالیہjudgementآئی ہے کہ:

Earlier in May last year, when the Punjab Government successfully secured the Lahore High Court order postponing by election to the National and Provincial Assemblies, the people generally did not abide the arguments that the prevailing law and order situation did not permit an electoral exercise. While setting aside the Lahore High Court order, the Supreme Court observed that the Election Commission of Pakistan is an independent constitutional body and not subservient to any executive authority which is bound to assist the Commission in holding elections.

جناب سپیکر!الیکشن اتھارٹی پنجاب حکومت کی subservient ہو گی جبکہ الیکشن کمیشن independentہے۔اس الیکشن کمیشن نے ہی الیکشنconductکروائے ہیں جس کے نتیجے میں ہم آج پنجاب اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن اتھارٹی in the first placeہونی ہی نہیں چاہئے اور اگر یہ بنانی ہے تو قائد حزب اختلاف کی مشاورت کے ساتھ اس کے tenure posts آپ کو بنانے چاہئیں نہ کہ آپ اپنی willپر کہ جبChief Executive جس کو چاہے گھر بھیج دے اور جوcriteriaدیا گیا ہے اس میں تو کسی کو بھی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جمہوریت کے اصولوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!جمہوریت کے اصول یہ ہیں کہ ہمیںConstitutionکو followکرنا چاہئے اور یہ چیزیںConstitutionمیں لکھی ہوئی ہیں:

Independence of the Election Commission of Pakistan is an important as that of the Judiciary.

جناب سپیکر! یہ recent judgement میں لکھا ہوا ہے۔ جس طرح Judiciary independent ہے اسی طرح الیکشن کمیشن کا independent ہونا بہت ضروری ہے اور وہی الیکشن کمیشن ensure کرے گا کہ free and fair election ہوں، اگر پنجاب حکومت کا مقصد ان ترامیم کے ذریعے ان elections کو maneuver کرنا ہے تو پھر آپ کی بات بجا ہے کہ جمہوریت کو ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی سی correction کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جی۔ جناب والا!

جناب سپیکر: ملحوظ کے ساتھ خاطر نہیں آتا۔

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! I am not very good at Urdu Local Government Order کہتا ہے جو کہ 17 amendment کے تحت آئین کا حصہ ہے وہ کہتا ہے کہ:

Conduct of Local Government Elections by the Chief Election Commissioner: The Chief Election Commissioner is hereby empowered to conduct Local Government elections for the Province and for that Province; the Chief Election Commissioner shall have the power and authority to take all such steps and measures including preparation of electoral roles and delimitation of wards and to adopt such procedure, do such acts, pass such orders, issue such directions and take all such ancillary incidental and consequential steps as he may deem necessary for effectively carrying out the saved elections.

(On this time, Mr Deputy Speaker Chaired in)

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Sher Ali Khan continue to speech.

MR. SHER ALI KHAN: The Chief Election Commissioner may subject to such conditions as he may deem fit, require or any member of the Election Commission appointed under the Election Commission Order, 2002, (Chief Executive Order No.1 of 2002) to exercise and perform all or any other powers or functions of the Chief Election Commissioner under his order. No court shall question legality or any other action taken in good faith by or under the authority of the Chief Election Commissioner, Returning Officer, Presiding Officer or an Assistant Presiding Officer or any of them or any other officer of the authority appointed under this order or rules. No suit, prosecution or other legal proceeding shall be against the Chief Election Commissioner or any officer or other person and in respect of any thing which is in good faith done or intended to be done under or in pursuance of this order or any other rule for order made or any direction given there under.

> Power to make rules: The Chief Election Commissioner may with the approval of the President make rules for carrying out the purpose of this order.

یہ order constitution کا حصہ ہے جس کے ہوتے ہوئے authority بنانا میری نظر میں is in itself and unconstitutional act جو پنجاب اسمبلی کرنے جارہی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ الیکشن کمیشن پر بھروسہ کریں اور اسی کو الیکشن کروانے کی اجازت دیں۔ اگر الیکشن اتھارٹی بنا کر اور اس کو maneuver کر کے بلدیات کا یہ نظام ہائی جیک کرنے کا پروگرام ہے اور بیوروکریٹس کو ایڈمنسٹریٹرز لگا کر ان کے ذریعے accumulated funds استعمال کرنے کا پنجاب حکومت کا ارادہ ہے تو الیکشن شیڈول کا اعلان کریں اور ان کے میثاق جمہوریت کے مطابق 90 دن کے اندر بلدیاتی الیکشن کروائیں گے تو یہ اس پر عمل کریں اور الیکشن کی تاریخ دیں کیونکہ ہم سیاسی لوگ ہیں اور الیکشن کے

لئے ہر وقت تیار ہیں۔ جب ان کا دل کرے بلدیاتی الیکشن کرائیں لیکن اس طرح کی حرکتیں کر کے بلدیاتی الیکشن سے بھاگنے کی کوشش مت کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! they will announce a date 180 days انہیں الیکشن کرانے کی تاریخ دینی چاہئے اور الیکشن اتھارٹی ہر گز نہیں بنانی چاہئے بلکہ الیکشن کمیشن پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک آئینی body ہے جس کے دفاتر ہر ضلع میں موجود ہیں اور اس کا نیٹ ورک پورے پاکستان میں پھیلا ہوا ہے تو جب ایک already existing constitutional body ہے تو اس کے parallel ایک اور body قائم کرنا اور وہ بھی اس وقت جب پنجاب ایک بہت بڑے مالی بحران میں مبتلا ہے تو اس پر بہت سے اخراجات ہوں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میری ایک عرض سن لیں کہ شیر علی خان صاحب بھی یہی بات فرما رہے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: No sir ہم سب اس ایوان کے سامنے ایک چیز plead کر رہے ہیں کیونکہ اس میں بہت ساری چیزیں ہیں تو کوئی argument شیر علی صاحب کی طرف سے آئیں گے اور کوئی سیمل بی بی کی طرف سے آئیں گے اور کچھ میری طرف سے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! argument آپ کا حق ہے اور آپ نے جو amendment move کی ہے اس میں movers کو بولنے کا حق ہے لیکن repetition نہیں ہونی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیر علی خان صاحب نے ضلعی سطح کے دفاتر کی کوئی بات نہیں کی۔ میں الیکشن اتھارٹی کی reach کی بات کر رہا ہوں۔ اس الیکشن اتھارٹی جسے ہم propose کر رہے ہیں تو اس میں اس کے دفاتر کی کوئی بات نہیں کی گئی ہے۔ اس میں propose کیا گیا ہے اس

بارے میں آگے بات ہو جائے گی تو میں صرف اس کی composition اور establishment پر بات کر رہا ہوں۔ اسے establish کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جیسا میں نے پہلے عرض کیا کہ repetition ہو جائے گی تو پہلے ایک body existing ہے اور پھر ہم نے اس میں تبدیلی کی تجویز یہ دی ہے کہ الیکشن اتھارٹی کا چیئرمین بنائیں گے تو The Government shall ہم نے اس میں کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف اور صوبائی الیکشن کمیشن کو اس میں in cooperate کیا جائے۔ اول تو بنانی نہیں چاہئے اور اگر الیکشن کروانے کے لئے بنانی ہے تو جمہوریت کی روح کو آگے بڑھاتے ہوئے قائد حزب اختلاف کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہ ہماری تجویز ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ظہیر صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ میں movers میں بھی ہوں اور آپ کے فرمان کے مطابق چند لمحوں میں relevant بات بھی آجائے گی۔ ہم یہی گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ایک body کے موجود ہوتے ہوئے ایک unconstitutional جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے ساتھ ساتھ آئین اور ان کے اپنے میثاق جمہوریت سے بھی متصادم ہے تو اس body کو نہ بنایا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ repeat نہ کیا جائے اور repetition نہ ہو تو ان ساری amendments میں ایک repetition تو ہو گی جسے برداشت کیجئے گا اور وہ repetition یہ ہے کہ جو مرضی نظام بنایئے گا مگر ایڈمنسٹریٹرز کو چارج نہ دیں بلکہ اپنے منتخب لوگوں کو چارج منتخب لوگوں سے دلائیں۔ یہ بات بار بار ہو گی کیونکہ amendments ہی اسی پر ہیں اور حکومتی بنچوں کے ممبران زیادہ روتے ہیں کہ بیوروکریٹس ہماری سنتے نہیں ہیں اور وہ ان کے خلاف تحاریک استحقاق لے آتے ہیں اور وہ ان کے لئے source of pain بنے ہوئے ہیں تو اب آپ خود اپنا گریبان ان کے ہاتھوں میں by legislation دینے کے لئے جا رہے ہیں تو یہ repetition ہو گی اور یہ بات بار بار ہو گی۔ یہی میری معروضات ہیں جو میں نے mover ہونے کی حیثیت سے گوش گزار کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر مزید تو کسی نے بات نہیں کرنی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اور کوئی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ پہلی ترمیم الیکشن اتھارٹی سے متعلق ہے اس لئے میں اپوزیشن کے بھائیوں سے تفصیل سے اسی ترمیم کے اوپر ان کی خدمت میں گزارشات کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد پھر باقی انہوں نے take up کرنی ہیں یا نہیں، یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور آئین کے خلاف کام ہو رہا ہے تو میرے پاس آئین کی کتاب ہے اور اس میں آرٹیکل 219 کا موضوع

Duties of the Commissioner:

(a) The commissioner shall be charged with the duty of a preparing electoral rolls for election to the National Assembly and to the Provincial Assemblies, and revising such rolls annually;

(b) organizing and conducting elections to the Senate or to fill casual vacancies in the House or a Provincial Assembly and appointing Election Tribunals.

یہ آرٹیکل 219 جو الیکشن کمیشن کو اس کی ڈیوٹی سے متعلق بتاتا ہے۔ اس آئین کی پوری کتاب میں آپ مجھے کسی جگہ پر آئینی طور پر درج ہوا الیکشن کمیشن کے دائرہ کار میں local bodies کا الیکشن کروانا mention کر دیں کہ کسی جگہ پر یہ لکھا ہے یا الیکشن کمیشن کی ڈیوٹی میں لکھا ہے۔ اب اس کے بعد یہ کیسے آیا، یہ الیکشن کمیشن کی ڈیوٹی میں کیسے آیا؟ یہ آیا پہلی مرتبہ، میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سے پہلے جتنے local body کے الیکشن ہوئے ہیں وہ ہر صوبہ نے اپنے انتظام اور اپنے الیکشن کمیشن کے تحت اپنی اتھارٹی کے ذریعے کروائے ہیں۔ چونکہ ایک ڈکٹیٹر حکمران جو کہ ایک جگہ پر بیٹھ کر پورے ملک کو چلاتا تھا تو اس نے صوبوں کو بالکل کوئی حقوق نہیں دیئے تھے تو پہلی مرتبہ یہ حق صوبوں سے چھینا گیا اور کیسے چھینا گیا؟ Punjab local Government

Ordinance, 2001 کے ذریعے صوبوں سے یہ حق چھینا گیا اور یہ حق مرکز میں لے گئے۔ اب یہ دیکھیں کہ اس وقت صورتحال کیا تھی؟

جناب سپیکر! میں یہ ایک متعلقہ portion پڑھ دیتا ہوں کہ:

> and where as the Provincial Assembly of Punjab is dissolved, the Governor is satisfied that the circumstances exist which render it necessary to take immediate action

یعنی یہ Local Government Act, 2001 کو ایک گورنر نے اگر یہ قومی subject ہوتا، national subject ہوتا تو پھر اس آرڈیننس کو صدر promulgate کرتا۔ اس کا اس وقت انہیں بھی پتا تھا کہ یہ صوبائی subject ہے اس لئے اس آرڈیننس کو گورنر نے promulgate کیا اور کیوں کیا؟ اس لئے کیا کہ پنجاب اسمبلی کا اس وقت وجود نہیں تھا اور اس Act میں انہوں نے لکھا کہ انتخابات الیکشن کمیشن کروائے گا کیونکہ وہ صوبوں کو یہ اختیار نہیں دینا چاہتے تھے اس لئے یہ اختیار وہ اٹھا کر مرکز میں لے گئے۔ صوبائی اسمبلی کیونکہ dissolve نہیں ہے، موجود ہے اور یہ provincial subject ہے، یہ provincial subject ہے، یہ national subject نہیں ہے۔ لوکل باڈی الیکشن صوبے میں ہوتا ہے، پورے ملک میں نہیں ہوتا۔ صوبہ اپنی مرضی سے لوکل گورنمنٹ ایکٹ بنا سکتا ہے۔ اس میں کہیں ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہو گا اور وہی پورے ملک میں نافذ ہو گا۔ اس طرح سے یہ خالصتاً ایک صوبائی subject ہے اور یہ صوبائی خود مختاری کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ ہم اپنے حق اور اپنے اختیارات کو اپنے پاس لا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے الیکشن اتھارٹی بنا رہے ہیں اور اس کا standard ہم نے وہی رکھا ہے جو الیکشن کمیشن کا ہے۔ جیسے وہ tenure post ہے یہ بھی tenure post ہے۔ میرے خیال میں شاید یہ میرے بھائیوں کی نظر سے نہیں گزرا میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ:

> The government shall appoint an Election Authority for conducting election of Local Government for a term of 4 years.

یہ tenure post ہو گی اور چار سال کے لئے اس کا تعین کیا جائے گا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ اس سے آگے جو لوگ ہیں ان کو بھی tenure post دیں۔ الیکشن کمیشن میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں پر بھی چیف الیکشن کمیشنر ہے جس کو گورنمنٹ appoint کرتی ہے۔ اس کے بعد پھر وہ الیکشن کمیشن ہے یا الیکشن اتھارٹی ہے یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے آگے offices کو tenure post بنا دیں یا ان کو اپنی مرضی سے لگائے لیکن unity of command کے لئے اور independence of Authority Election کے لئے یہ بڑا ضروری ہے کہ tenure post آپ الیکشن اتھارٹی کو دیں۔ اس کے بعد جو بھی لوگ وہاں پر مقرر ہوں گے یہ الیکشن اتھارٹی کی مرضی پر ہو گا۔ الیکشن اتھارٹی صرف ایک چیئرمین پر ہی مشتمل نہیں ہو گی بلکہ اس میں دوسرے ممبران بھی ہوں گے، ان کی qualification دے دی گئی ہے۔ وہ ہائی کورٹ کا جج ہونا چاہئے یا اس qualification کا ہونا چاہئے یا ریٹائرڈ جج ہونا چاہئے۔ یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ کہا جاتا ہے کہ جی نہیں، ہائی کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہی ہونا چاہئے۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ اگر ایک آدمی qualified ہے اس کے اندر اتنی capability ہے کہ اس کو آپ ہائی کورٹ کا جج لگا سکیں، وہ جج لگنے کے بعد دس سال تک ہائی کورٹ کا جج بھی رہ سکتا ہے، ترقی ہونے کی صورت میں یا elevation ہونے کی صورت میں سپریم کورٹ کا جج بھی بن سکتا ہے، وہ چیف جسٹس بھی بن سکتا ہے تو پھر اسی qualification اور capacity رکھنے والے آدمی کو آپ ایک الیکشن اتھارٹی کا چیئرمین کیوں مقرر نہیں کر سکتے اس لئے ہم نے اس بات کو بھی پیش نظر رکھا ہے کہ صرف ریٹائرڈ لوگوں سے ہی نہیں اگر کوئی competent اور honest آدمی درکار ہو تو آخری مقرر تو گورنمنٹ نے ہی کرنا ہے۔ چیف الیکشن کمیشنر کو بھی گورنمنٹ ہی مقرر کرتی ہے اور الیکشن کمیشن کو بھی گورنمنٹ ہی مقرر کرتی ہے۔ انہوں نے جو amendment دی ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

The Government shall in consultation with the Provincial Election Authority

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میری پوری بات تو سن لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے اپنی پوری بات کرلی ہے اب ان کی بات سنیں، ان کے پاس reply کا پورا right ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Provincial Election Commission کے نام کی کوئی آئینی پوزیشن نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ amendment بالکل vague ہے اور اس میں الیکشن اتھارٹی مقرر کرنا صوبے کا حق ہے، یہ ہمارا اختیار ہے اور صوبائی خود مختاری کے مطابق ہم اس اختیار کو جو ایک وقت میں ہم سے چھین لیا گیا تھا واپس لا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ہاؤس competent ہے کہ اپنے اس اختیار کو واپس لائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس amendment کو مسترد کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! دیکھیں، جب آپ rules and procedure کی بات کرتے ہیں تو turn list میں باقاعدہ enshrined ہے کہ جب آپ نے اپنی بات کرنی ہے تو turn by turn کرنی ہے اور اس کے بعد لاء منسٹر کے پاس reply کا right ہے۔ یہ کوئی cross discussion نہیں ہے That is now the sense of the House as to be taken شکریہ لغاری صاحب! اب یہ نہیں ہو سکتا، اگلی amendment پر بات کر لیجئے گا۔

The amendment moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (1), the following be substituted:

"(1) The Government shall, in consultation with the Provincial Election Commission and the Leader of the Opposition, appoint an Election Authority for conducting Elections of Local Governments for a term of four years. The

members of the Election Authority shall hold tenure posts."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 2nd amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover can move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance:

for sub-section (2), the following be substituted:

"(2) The Election Authority shall consist of a Chairman, a Vice Chairman and lot less than two or not more than five other members:

Provided that the Chairman shall be appointed by the Government in consultation with the Leader of the Opposition and shall hold a tenure post:

Provided further that the Vice Chairman shall be elected by the majority of the members of the Election Authority present and voting."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance:

for sub-section (2), the following be substituted:-

"(2) The Election Authority shall consist of a Chairman, a Vice Chairman and lot less than two or not more than five other members:

Provided that the Chairman shall be appointed by the Government in consultation with the Leader of the Opposition and shall hold a tenure post:

Provided further that the Vice Chairman shall be elected by the majority of the members of the Election Authority present and voting."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan) Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! الیکشن اتھارٹی میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کا concept ہے اس میں رائے گورنمنٹ کے لئے رکھی گئی ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے present کیا ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ تمام پارٹیاں اور تمام سیاسی قوتیں چاہے وہ coalition میں ہیں یا نہیں ہیں ان کے پاس ایک سیٹ ہے یا چار سیٹیں ہیں، یہاں پر ایم ایم اے بھی بیٹھی ہے، یہاں پاکستان مسلم لیگ بھی بیٹھی ہے تو اس طرح ایک چیئرمین کو صرف گورنمنٹ کی whim پر appoint کر دینا اس میں biased ہونے کا احتمال ہے۔ شک پڑتا ہے کہ اس میں کوئی malafide نہ ہو جائے۔ وہ چیئرمین اس سیاسی جماعت اور اس کے coalition partner کو صرف watch out کرے جو اس کی گورنمنٹ اس وقت

hold کر رہی ہے۔ یہ بہت بڑا concern ہے اور یہاں پر جتنا بھی ناظموں کا protest اور ان پر جو کرپشن کے الزامات تھے اس کے بعد ہی ہمیں یہ discomfort feel ہوا کہ جب آپ نے پاکستان مسلم لیگ ہمارے زمانے کے ناظموں پر بھی کرپشن کے اتنے زیادہ الزامات لگے اور جو prove بھی نہ ہو سکے تو اس وقت ہی یہ unrest شروع ہو چکا تھا۔ یہاں پر democracy کا بار بار درس دینا عجیب سا لگتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جس وقت بھی democracy کی بات ہوتی ہے تو سب کے rights کے حوالے سے برابری کی سطح پر بات ہوتی ہے۔ آج آپ ایک الیکشن اتھارٹی کے چیئرمین کو appoint کرنے چلے ہیں۔ ایسا چیئرمین کہ جس کی حیثیت questionable نہ ہو۔ اگر حکومت اس کو consultation اور کسی سے پوچھے بغیر appoint کرے گی تو اس سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم قائد حزب اختلاف اور دوسری پارٹیوں کے پارلیمانی heads کا consensus لینا ناگزیر ہے۔ چیئرمین کی تقرری کے لئے صرف اور صرف حکومت کو authority دے دینا مناسب نہیں ہے۔ اس bill میں کہیں پر بھی اس شخص کی qualification نہیں لکھی ہوئی ہے اور نہ مشاورت کا کوئی طریق کار درج کیا گیا ہے۔ جمہوریت کا basic pillar مشاورت ہی ہے اور جب آپ مشاورت ہی نہیں کریں گے تو پھر اس کو جمہوری انداز کیسے کہہ سکتے ہیں؟ جب آپ law by لکھ دیں گے کہ ہماری پنجاب حکومت ایک law promulgate کر رہی ہے اور اس حوالے سے کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم نے جو کر دیا سو کر دیا۔ یہاں پر ایک law کی promulgation ہو رہی ہے۔ آج آپ حکومت میں ہیں کل ہو سکتا ہے کہ نہ ہوں تو اُس وقت آپ کو پھر یہ law amend کرنا پڑے گا۔ کیوں نہ اس کو پہلے ہی آپ ٹھیک سے لکھ دیں؟ جب بھی چیئرمین کا تقرر کرنا ہو تو اس حوالے سے سب پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہان سے پوچھا جائے۔ اس وقت آپ کی حکومت ہے اور آپ نے چیئرمین کی appointment کے حوالے سے rules and regulations کو طے نہیں کیا، اس میں ابہام رہنے دیا ہے کیونکہ آپ نے پہلے ہی decide کیا ہوا ہے کہ کس شخص کو اس عہدے پر تعینات کرنا ہے۔ یہ ایک انتہائی pinching

point ہے۔اس سے بہتر تھا کہ آپ اس شخص کا نام ہی لکھ دیتے۔یہ چیزیں democracy کے خلاف ہیں۔میں آپ کی وساطت سے راناصاحب سے کہوں گی کہ ان کو صرف آنسو ہی نظر آتے ہیں ذراتوجہ سے میری بات بھی سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر صاحب!صرف آنسو ہی نہ دیکھا کریں بلکہ بات بھی سنا کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جب شہباز شریف نے آکر ان کو اور فین روڈ کو غریب کہا تھا تو اس پر مجھے بھی حیرانی ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!This is irrelevant

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!irrelevant انہوں نے بھی کہا تھا اور اگر یہ میری بات سننا ہی نہیں چاہتے تو پھر نہ بیٹھیں اور لابی میں چلے جائیں۔

جناب سپیکر!اسی طرح جب وائس چیئرمین کی بات آتی ہے اور الیکشن اتھارٹی میں آپ صرف دو لوگوں کو رکھتے ہیں تو اس میں right of vote نہیں ہوتا۔الیکشن اتھارٹی میں ہمیشہ odd numbers میں لوگ رکھے جاتے ہیں لہذا ہم نے پانچ لوگوں کی سفارش کی ہے۔اگر الیکشن اتھارٹی بن جاتی ہے تو اس کے اندر، within the committee بھی جمہوریت کا role بہت ضروری ہے۔ اس وقت بھی اگر کسی کا نام تجویز کیا جائے، کوئی rule flout کیا جائے یا وائس چیئرمین کو elect کرنا مقصود ہو تو اس کی voting کے لئے ممبران کا odd number میں ہونا ضروری ہے اور دوسری صورت میں کسی کے پاس power of veto ہونی چاہئے۔اگر الیکشن اتھارٹی کے ممبران کی تعداد پوری نہ کی جائے تو اس میں بھی malafide کا ایک عنصر سامنے آسکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس میں again criticism یہ ہے کہ چیئرمین کا کہیں بھی tenure نہیں لکھا گیا کہ وہ آخر کتنی دیر تک چیئرمین رہے گا؟چونکہ انہوں نے الیکشن کا ٹائم نہیں دیا اس لئے انہوں نے یہ ضرورت بھی محسوس نہیں کی اور اس کو omit کر دیا گیا ہے۔ایسا جان بوجھ کر کیا گیا ہے یا پھر غلطی سے ہو گیا ہے اس کی وضاحت تو یہ خود ہی کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ tenure والا معاملہ آپ کی amendment کا حصہ نہیں ہے

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!tenureکاذکر موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں نے جو پڑھا ہے اس کے اندرtenureکاذکر کہیں پر بھی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!second paragraphمیں اس کاذکر ہے۔یہاں پر لکھا گیا ہے کہ
"That it shall hold a tenure post"

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!تیسراpointہی یہی ہے۔میرا خیال ہے کہ مدت کوdefineکئے بغیر کسی بھی شخص کوappointنہیں کیا جاتا۔ریٹائرمنٹ کی ایکageمقرر ہے،کالج میں داخلے کے لئے عمر کی ایک حد متعین ہے،آپ کی اسمبلی میں elect ہونے کی بھی ایک عمر مقرر ہے اور electorate میں آنے کے لئے بھی ایک age fixed ہے تو پھر اس میں tenure کیوں specifyنہیں کیا گیا؟اس کی وجہ جو ہمیں سمجھ آتی ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جب انہوں نے الیکشن کی تاریخ نہیں دی اور لکھا ہے کہ 180 days میں الیکشن کی تاریخannounceکی جائے گی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی نیت میں کچھ خرابی ہے۔یہ کوئی ایسی عجیب بات نہیں،پہلے بھی دس سال لوکل گورنمنٹ کے ادارے موجود نہ تھے اور ابھی بھی جوreadہو رہا ہے وہ یہی ہے کہ اس لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو پہلے پیار سے rollbackکریں گے اور پھر یکسر ختم کر دیئے جائیں گے۔اس لئے یہflaws and lacunaeاس میں موجود ہیں۔الیکشن اتھارٹی آخر کب تک قائم ہو گی؟کیا یہ چیئرمین ہمیشہ کے لئے چیئرمین بن جائے گا؟الیکشن اتھارٹی کے ممبران کاtenure کیوں specifyنہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر!آپ یہ کیسا قانون بنا رہے ہیں؟نہ تو آپ نے چیئرمین کے حوالے سے کوئیrulesوضع کئے ہیں،نہ اتھارٹی بنانے کے آپ مجاز ہے،آئین کوbypassکیا جا رہا ہے۔نہ اس میںtenureکاذکر ہے اور نہ وائس چیئرمین کوelectکرنے کی بابت لکھا گیا ہے۔بس یہی لکھا ہے کہ الیکشن کا ہم بتائیں گے ہو گا یا نہیں گا۔

جناب سپیکر!یہ جمہوریت کےrulesکے خلاف ہے اور میں بار بار یہ کہہ دوں کہ جب بھی electedلوگوں نے بیوروکریسی کو راستہ دیا ہے پھر غیر منتخب لوگ آجاتے ہیں۔وہ ادارے جن کا

کوئی حق نہیں، جن کے خلاف تمام سیاسی لوگ نعرے لگاتے ہیں وہ آجاتے ہیں۔ آج بوٹوں والوں کے خلاف بات ہوئی، بیوروکریسی کے خلاف بات ہوئی اور پھر جوjudiciary کے خلاف بھی باتیں کی گئیں ہیں۔ یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے اس الیکشن کو اس طرحbulldoze نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!ذرا میری ایک بات سنیں۔ میں معزز ممبران سے صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا کہ amendments لے کر آنا آپ کا حق ہے۔رولز آف پروسیجر کا section 203بڑاclear ہے جس کے اندرirrelevance or repetition کے حوالے سے وضاحت کر دی گئی ہے۔ آپ نے جوamendment دی ہے اپنے آپ کو اس کی حد تک محدود کریں اس سے ہاؤس کا وقت بچے گا اور آپ کیspeech کیsense بھی باقی رہے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس میں کوئی باتirrelevant ہے یا کچھ repeat ہوا ہے تو آپ بے شک اس کو نکال دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری ذرا بات سن لیں کیونکہ آگے باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے اگر اسی طرح irrelevancy آتی رہی تو باقی لوگ بات کرنے سے رہ جائیں گے۔رولز آف پروسیجر کا section 206 کہتا ہے کہ آپon debate limitations کر سکتے ہیں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں کہ میں اسlimitation کی طرف آجاؤں۔اس لئے ذرا بالکلrelevant رہ کر بات کریں۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!ٹھیک ہے.I respect your caution میں اپنیamendment تک محدود رہتے ہوئے یہ درخواست کروں گی کہ اسamendment کو سارا ہاؤسreconsider کرے کیونکہ اس کے اندر جمہوریت کی روح باقی رہنی چاہئے ۔ within the election authority, within the election, within the action اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ جب ہماری یہ اسمبلی کوئی چیز promulgate کرتی ہے تو پھر جمہوریت کے تمام تقاضوں کو ضرور پورا کرنا چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب میں نے Ordinance کے حوالے سے بات کرنا چاہی تھی تو اس وقت مجھے بولنے نہیں دیا گیا تھا۔ اُس وقت گورنر نے Ordinance اس لئے دیا تھا کہ شاید اس وقت اسمبلی in session نہیں تھی لیکن یہاں پر تو ہماری اسمبلی کے ہوتے ہوئے بھی ایک Ordinance کے تحت کمیشنر appoint کر دیئے گئے تھے جو کہ اس نمائندہ ایوان کی بے حرمتی ہے، اگر اور کچھ نہیں تو مہذب الفاظ میں یہ کہوں گا کہ بے حرمتی ہے۔ now coming to this اس کے اندر ہم نے جو چیئرمین کو appoint کرنے کے لئے کہا ہے کہ یہ and Charter of Democracy Spirit of Democracy کے عین مطابق ہے جس پر دونوں بڑی پارٹیوں نے agree کیا ہے کہ Provincial Election Commission الیکشن کروائے گا۔ اگر یہ اتھارٹی کے through کروا رہے ہیں تو اس میں بھی وہی principle لاگو ہونا چاہئے جس کے تحت Provincial Election Commission نے الیکشن کروانے تھے۔ اگر Charter of Democracy پر implement ہو گیا ہوتا تو وہ قائد حزب اختلاف کی consultation کے ساتھ بننا تھا تو اس میں ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ Provincial Election Commission کے through نہیں کر رہے تو جو body setup آپ کر رہے ہیں اس پر بھی Leader of the Oppositions کو on board لے لیں۔ ہم یہ ایک اچھی روایت قائم کریں گے۔ Charter of Democracy پر دونوں signatories ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اس میں ایک دوسری چھوٹی سی بات کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ دو ممبران ہوں گے تو ہم نے کہا ہے کہ کم از کم دو اور زیادہ زیادہ سے پانچ ممبران تک ہوں۔ اس میں وائس چیئرمین کا الیکشن ہوتا کہ یہ جو الیکشن اتھارٹی بنائی جا رہی ہے جس نے الیکشن کروانے ہیں اس کے اپنے اندر بھی الیکشن ہو، اس میں بھی جمہوریت کی روح آئے۔ میرے خیال میں یہ ہماری بہت ہی logical and reasonable demands اور amendments ہیں۔ ان پر ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور صرف اس لئے مخالفت نہ کی جائے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے سارے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش کروں گا کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچیں اور اگر ہماری یہ تجویز ان کو جائز لگے تو ہمارے ساتھ ووٹ کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس میں چند گزارشات add کرنا چاہتی ہوں جیسے محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے بھی فرمایا کہ جو ہم نے یہ amendment propose کی تھی اور اس پر Vice Chairman یا ہم نے تعداد کو بڑھانے کے لئے amendment دی ہے تو اس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم تھا اس کا participation concept community تھا۔ یہاں پر صرف Leader of the Opposition PML(Q) کے نہیں ہیں یہاں پر اور بھی جمہوری پارٹیز ہیں ان کے بھی پارلیمانی لیڈران کو اس issue پر on board لیا جانا چاہئے کیونکہ یہ صوبے کے 9 کروڑ عوام سے related ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے تو میں اس سے بالکل disagree کرتی ہوں اگر تو یہ ایک Provincial issue ہے تو دو سال کے بعد amendments کیوں لائی جارہی ہیں؟ دو سال پہلے جب صوبائی حکومت نے اپنا tenure شروع کیا تھا یہ اس وقت amendments کیوں نہیں لائے ان کو سنٹر کی طرف نظریں کیوں دوڑانی پڑیں؟ جس وقت چیئرمین گورنمنٹ کے under کام کرے گا، جس وقت چیئرمین گورنمنٹ کا employee ہو گا اور اس پر کوئی check and balance نہیں ہو گا، کوئی دوسرا ایسا بندہ نہیں ہو گا جو اس کا احتساب کر سکے تو وہ بندہ گورنمنٹ کی مرضی کے بغیر سانس بھی نہیں لے سکتا۔ اس situation میں ہم کیسے expect کر سکتے ہیں کہ ایک fair اور غیر جانبدار الیکشن ہو گا اور گورنمنٹ اس چیئرمین کو influence نہیں کرے گی۔ مجھے اس میں کوئی بات logical نہیں لگتی۔ آج ہم یہاں پر قانون سازی کرنے کے لئے جارہے ہیں تو جس طرح سے آدھے گھنٹے میں اس بل کو decide کر لیا گیا اور لوگوں کا future decide کر لیا گیا۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسی بات ہے جس پر گورنمنٹ کو دوبارہ سے سوچنا چاہئے اور یہ آپ تمام پارٹیز کو on board لے کر چلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات جو ہے It is against this amendment اور یہ بات بھی ہو چکی ہے آپ اس amendment پر رہتے ہوئے بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ممبران کو جب بڑھانے کی بات ہو رہی ہے تو I suggest اس میں نہ صرف ہمارے Leader of the Opposition سے مشاورت کی جائے بلکہ یہاں پر جتنی بھی پارٹیز ہیں ان سب کے پارلیمانی لیڈران کو بھی on board لیا جائے اور پھر انہوں نے جو ممبران specify کئے ہوئے ہیں کہ .minimum two and more than five میں سمجھتی ہوں کہ چونکہ اس سسٹم کا حصہ خواتین بھی ہیں تو ان میں خواتین ممبران کو بھی شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment پر معزز اپوزیشن ممبران نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید انہیں اس بارے میں تھوڑا سا confusion ہے۔ ایک تو انہوں نے بار بار یہ بات کی ہے کہ دو نہیں پانچ ہونے چاہئیں تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ ذرا اس بل کو پڑھ لیں، یہ جو سیکشن 150 ہے:۔

> The Government shall appoint an election authority for conducting elections of Local Governments for a term of four years.

یہ four years term جو ہے یہ الیکشن اتھارٹی کی ہو گی، اس اتھارٹی میں چیئرمین بھی ہے اور اس اتھارٹی میں ممبرز بھی ہیں۔ کوئی یہ نہیں ہے کہ چیئرمین کی چار سال tenure post ہو گی اور ممبرز کی نہیں ہو گی اور پھر جو کہہ رہے ہیں کہ دو نہیں پانچ ہونے چاہئیں۔

> The election authority shall consist of a Chairman and not less than two members.

یہ not less than tow members ہے۔ چیئرمین کو ہم tenure post بھی دے رہے ہیں، اس کو ہر طرح کی autonomy دے رہے ہیں اور اس کو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ اس کے دو ممبرز رکھیں، تین رکھیں یا پانچ رکھیں۔ یہ ہم ان کو اختیار دے رہے ہیں تاکہ وہ آدمی جب independent ہو گا، اس کی tenure post ہو گی اس پر کوئی گورنمنٹ کا کنٹرول نہیں ہو گا اور اگر وہ اپنے کام کو کرنے کے لئے یہ مناسب سمجھے کہ مجھے پانچ ممبرز چاہئیں تو وہ پانچ رکھ لے اگر وہ سمجھتا ہے کہ چھ چاہئیں تو وہ چھ رکھ لے اگر دو سے کام چل سکتا ہے تو پھر تیسرا نہیں رکھنا چاہئے۔ پھر یہ معاملہ ہے کہ اس میں جس

خدشے کا انہوں نے اظہار کیا ہے وہ اس میں موجود نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ دو سال کیوں نہیں ایسا کیا تو میری ان کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ وہ ڈکٹیٹر صاحب جاتے جاتے یہ کام بھی کر گئے تھے کہ اس معزز ہاؤس کو 31۔دسمبر 2009 تک اس اختیار سے بھی روک گئے تھے کہ جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہے اس کو amend کر سکیں یا اس پر کوئی نیا Law لا سکیں اور اس یعنی جو انہوں نے بات کی ہے کہ 180 دن کی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: وہ آگے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ بس انہی گزارشات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس پر question put کریں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-
>
> for sub-section (2), the following be substituted:-
>
> "(2) The Election Authority shall consist of a Chairman, a Vice Chairman and not less than two or not more than five other members:
>
> Provided that the Chairman shall be appointed by the Government in consultation with the Leader of the Opposition and shall hold a tenure post:
>
> Provided further that the Vice Chairman shall be elected by the majority of the members of the Election Authority present and voting."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 3rd amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq

Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance:

That for sub-section (3), the following be substituted:-

"(3) No person shall be appointed as the Chairman unless he has been a Judge of the High Court and his age does not exceed seventy years and that he had not taken oath under any PCO in the past.

Explanation: While appointing the Chairman, regard shall be had that he fulfils all the requirements prescribed for a member of parliament under Article 62 of the Constitution."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (3), the following be substituted:-

"(3) No person shall be appointed as the Chairman unless he has been a Judge of the High Court and his age does not exceed seventy years and that he had not taken oath under any PCO in the past.

Explanation: While appointing the Chairman, regard shall be had that he fulfils all the requirements prescribed for a member of parliament under Article 62 of the Constitution."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر !بات یہ ہے کہ جب ایک فیصلہ آپ لوگوں نے، ظاہر ہے آپ اکثریت میں ہیں، ماشاء اللہ جو جی چاہے کریں، شیر جنگل کا بادشاہ ہے جو مرضی کر سکتا ہے، اس میں چیئرمین لگانے کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے اس پر ہم نے یہ amendment دی ہے۔ اس میں صرف مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا چیئرمین appoint کیا جائے جو کہ اخلاقیات، کردار اور اپنے پیشے کے حوالے سے وہ ان تمام چیزوں کو fulfill کرتا ہو۔ اس کے لئے ہم نے یہ suggest کیا ہے کہ وہ ریٹائرڈ جج ہو اور اس کی عمر ستر سال سے زیادہ نہ ہو اور وہ پی سی او زدہ نہ ہو۔ آرٹیکل 62 کے مطابق جو requirements ایک ممبر کی ہوتی ہیں وہ اُنہیں fulfill کرتا ہو۔ یہ جو amendment دی گئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ عوام کے ذہن میں اس حوالے سے بہت سارے تحفظات اُبھر رہے ہیں ان کو cover کرنے کے لئے یہ amendment دی گئی تھی۔ اگر ایک شخص کو وزیر اعلیٰ اپنا دست شفقت رکھتے ہوئے بطور چیئرمین appoint کر دیتے ہیں تو وہ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی فیصلہ ان کی مرضی کے بغیر نہیں کرے گا۔ یہ کچھ تحفظات لوگوں کے ذہنوں میں ہیں اسی لئے ہم نے چیئرمین کے لئے یہ amendments دی ہیں ۔ اس اتھارٹی کے قیام میں اگر ایسے لوگ آ جائیں، ان کو appoint کیا جائے تو وہ جو تحفظات ذہن میں اُٹھ رہے ہیں کہ کہیں اس اتھارٹی کی وجہ سے pre pole rigging شروع نہ ہو جائے، یہی معاملات ہیں یہی ذہن میں اٹھنے والے سوالات ہیں جن کی وجہ سے یہ ترامیم ہم نے دی ہیں جبکہ اس میں ایسا نظر آنا چاہئے کہ وزیر اعلیٰ نے کسی شخص کو

جیسا کہ اس بل میں لکھا ہوا ہے کہ جج ہونے کی اہلیت رکھنے والا کوئی بھی شخص مقرر ہو سکتا ہے۔وہ تو کوئی سینئر وکیل بھی ہو سکتا ہے وہ تو کوئی بھی انسان ہو سکتا ہے پھر وہ کیا کرے گا جس نے اسے appoint کیا ہے اسی کی تابعداری کرے گا۔پھر اپنی مرضی کے آئندہ نتائج حاصل کرنے کے لئے ایک راستہ کھل سکتا ہے۔یہ وہ تحفظات ہیں جو ہر ایک کے ذہن میں اٹھ رہے ہیں اور جس انداز سے اس بل کو آدھ گھنٹے کے اندر اندر لا کر تھوپنے کی کوشش کی جارہی ہے یہ سراسر ناانصافی ہے۔میں یہ کہوں گی کہ ایک ایک کلاز کو، ایک ایک شق کو بغور دیکھا جائے کیونکہ اس وقت ہم ایک جمہوری عمل میں بیٹھے ہوئے ہیں اور موجودہ حکمران پارٹی کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ جمہوریت کی علمبردار ہے۔جمہوری سسٹم کو قائم و دائم رکھنا بھی موجودہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔اس پر جب کوئی انگلی اٹھے گی تو وہ درحقیقت موجودہ حکمرانوں کے اوپر اٹھے گی اس سے بچنے کی ضرورت ہے اس لئے کچھ نہ کچھ اس کے دائرے کو سمیٹنے کے لئے، اس کو ٹھیک کرنے کے لئے ہم نے یہ ترامیم دی ہیں۔اس کی ایک ایک شق کو بخدا غور سے دیکھا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی ترمیم تک محدود رہیں، اس میں repetition ہو رہی ہے۔آپ نے جو بات کی ہے اب اس کے علاوہ آپ کا کوئی point ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں relevant بات ہی کر رہی ہوں۔اس سے پہلے بھی جن ممبران نے بات کی ہے ان کو آپ نے موقع دیا ہے۔جو ترمیم ہم نے دی ہے اس کی وجوہات میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔اس ایوان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ ترامیم ہم نے کیوں دی ہیں۔اگر آج میرے بھائی راجہ ریاض نے یہاں پر اٹھ کر یہ بات کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، آپ ترمیم پر بات کر رہی ہیں Law is very clear on this thing. Rules are very clear. آپ اس سے متعلق بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! سب بات کر سکتے ہیں اور آپ مجھے ہی روک رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔میں کسی کو نہیں روک رہا اور سب کے لئے یہ بات ہے۔ Law is very much clear. Please proceed..

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ چاہتی ہوں کہ ایسا قانون نہ تھوپ دیا جائے ایک ایسا قانون نہ بنادیا جائے، جو عوام کو ناقابل قبول ہو اور اس میں کچھ ایسے فیصلے سرزد ہوں اور مجھے تو یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ الیکشن کمیشن کے اندر کیا خرابی درپیش آگئی تھی کہ اب ایک الیکشن اتھارٹی بنانے کی ضرورت پڑ گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس ترمیم کا purview نہیں ہے۔ آپ اپنی ترمیم تک محدود رہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اسی کی وجہ سے یہ ترمیم دی گئی ہے کہ چیئرمین کو کس قسم کا ہونا چاہئے، اس کے اندر کیا qualities ہونی چاہئیں؟ یہ چھوٹی سی بات ہے اگر آپ اس کو مان لیں گے اگر وزیر قانون صاحب اس پر نظر ثانی کر لیں گے اور اس کو allow کر دیں گے تو کون سی قیامت آ جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ بُری بات نہیں ہے۔ یہ سسٹم کو ٹھیک کرنے والی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: بہتر لوگوں کو لانے کی بات ہے۔ اس میں لوگوں کا بھلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جمہوریت کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں مجھے time limit کرنا پڑے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس میں ہم نے ایک ترمیم دی ہے۔ باقی باتیں تو میری بہن نے کر لیں، اس میں ہم نے ترمیم دی ہے کہ اس نے PCO کے تحت حلف نہ اٹھایا ہو۔ یہ جو کمزوری ہمارے judicial system میں آئی ہے ہم PCO کے تحت حلف نہ لینے والے جج صاحبان کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو اس اونچے مقام پر لائیں اور ان پر اپنا confidence repose کریں۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھی شق ہے۔ میری گزارش یہ ہے

کہ ہماری باتیں شاید ساری اچھی نہ ہوں لیکن جو اچھی بات ہے اس کو تو adopt کر لیا جائے۔ وزیر قانون اور دوسرے ممبران سے میری یہی گزارش ہے کہ جو ہماری اس قسم کی باتیں ہوں ان کو ضرور منظور کر لیا جائے۔ جہاں تک آئین کے آرٹیکل 62 کا تعلق ہے اس میں بہت سی اچھی باتیں لکھی گئی ہیں۔ ہم اس اہم عہدے پر ایک ایسا شخص لائیں جو ان چیزوں کو پورا کرتا ہو۔ اس کا کردار اچھا ہو میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اس سے وقت ضائع ہو گا۔ اس کے کردار کے بارے میں جس قسم کی باتیں کی گئی ہیں وہ اس آدمی کے اندر ہوں جو اتنے اہم عہدے پر بیٹھا ہوا ہے۔ جس نے صوبے کے 9 کروڑ عوام کو third tier of government دیکھنا ہے اس نے اپیلیں سننی ہیں، اس نے فیصلے کرنے ہیں تو پھر آدمی بھی اسی قسم کا ہو۔ یہ میری ایک گزارش تھی کہ اس کو مہربانی کر کے غور سے سنا جائے مخالفت برائے مخالفت سمجھ کر ہماری بات کو رد نہ کر دیا جائے۔ اس پر مہربانی فرما کر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس میں ایک چھوٹی سی بات add کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جب میں یہ ترامیم پڑھ رہی تھی تو جو اس میں qualifications متعین کی گئی ہیں کہ اس کو پی سی او زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں آپ دیکھیں تمام جو authorities ہیں وہ سیکرٹری الیکشن کمیشن کے اندر آتی ہیں۔ اب یہ یہاں پر vague ہے اور مجھے اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ اتھارٹی کس کے under کام کرے گی؟ ہائی کورٹ کا جو جج ہے وہ سپریم کورٹ کا جج بھی بن سکتا ہے لیکن اس کے پاس وہ professional expertise نہیں ہوتیں۔ ان کے پاس بجٹ کہاں سے آئے گا یہ جو پی سی او زدہ جج نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس کا purview نہیں ہے، یہ ترمیم تو بڑی clear ہے کہ اس کی qualification کیا ہونی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور مختصراً اس میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو ترمیم propose کی گئی ہے، جس طرح رانا ثناء اللہ خان نے یہاں پر فرمایا کہ ضروری نہیں ہے کہ جج ہی ہوں۔ جو ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہے اس پر بھی trust repose کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس اتھارٹی کا چیئرمین ہو۔ یہ ترمیم اس لئے propose کی گئی ہے کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں رانا ثناء اللہ خان صاحب کو ہی اس کا چیئرمین نہ بنا دیا جائے کیونکہ وہ بھی ہائی کورٹ کا جج بننے کے اہل ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ یہ اہل والا کام جو ہے اس کو درمیان میں سے نکال دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ معزز ممبران نے جو اس ترمیم پر بات کی ہے انہوں نے دو relevant چیزیں اس میں اٹھائی ہیں۔ میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو age limit ہے وہ 70 سال سے accede نہ کرے۔ یہ ایسے ہے کہ competence of fitness کے تحت ہوتا ہے اور ایک آدمی جب پارلیمنٹ کا ممبر بن سکتا ہے اور وہاں پر بھی کوئی age limit نہیں ہے تو یہاں پر بھی age limit اس لئے بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج تقریباً 62 سال اور 65 سال کی عمر میں ریٹائرڈ ہوتے ہیں۔ اگر ہم صرف پانچ سال کے gap کو ہی cover کریں گے تو اس میں پھر choice کی limit ہو جائے گی اسی لئے ہم نے اس بات کو بھی open رکھا ہے کہ اگر ایک آدمی ریٹائرڈ نہیں ہے تو کم از کم وہ ایسا کرنے کا یا ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہے تو اسے بھی consider کیا جا سکے اگر اس میں competency ہے اور fitness ہے۔ باقی جہاں تک انہوں نے پی سی او کی بات کی ہے تو اس کے اوپر تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ سبحان اللہ اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں ان کا کوئی اعتراض نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو میں سمجھتا ہوں اس میں یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کہتے ہیں اگر تو ہائی کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہوتا تو پھر پی سی او آتا۔ جب آپ کہتے ہیں کہ جج بننے کا اہل ہو گا تو ضروری نہیں ہے پھر تو کوئی بھی ہو سکتا ہے اور اس نے پھر oath تو نہیں لیا ہوا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر اس کو اس طرح کر لیتے ہیں اگر وہ جج ہو تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

The amendment moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (3), the following be substituted:

"(3) No person shall be appointed as the Chairman unless he has been a Judge of the High Court and his age does not exceed seventy years and that he had not taken oath under any PCO in the past.

Explanation: While appointing the Chairman, regard shall be had that he fulfils all the requirements prescribed for a member of parliament under Article 62 of the Constitution."

(The motion was lost)

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اتنی اہم کارروائی کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے لہذا میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی ہے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اتنا اہم کام ہو رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: counting ہو رہی ہے. You can't talk . Please sit down کورم پورا ہے لہذا کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔

مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 4th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں نے آ کر تالیاں بجائیں کہ کورم پورا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جب اتنا اہم کام ہو رہا ہے تو یہ لابیز میں بیٹھنے اور چائے پینے کی بجائے ہمارے ساتھ بیٹھیں اور اس کے اندر participate کریں اور سمجھیں کہ ہو کیا رہا ہے اور ان کا اصل کام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! آپ نے بات کر لی ہے۔ جب ہم قانون سازی کر رہے ہوں تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنی amendment move کریں۔

MS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

after sub-section (3), the following be added as sub-section (3-A):-

"(3-A) The Chairman shall not be removed from office during the terms of his office except in the manner hereinafter provided:-

(a) if, the Governor is of the opinion that a Chairman-

(i) may have been guilty of misconduct; or

(ii) may be incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity.

(b) he Governor shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(c) if, after inquiring into the matter the Judge reports to the Governor that he is of the opinion that the Chairman has been guilty of misconduct or is incapable of performing the duties of his office, the Governor may remove the Chairman from office."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

after sub-section (3), the following be added as sub-section (3-A):-

"(3-A) The Chairman shall not be removed from office during the terms of his office except in the manner hereinafter provided:-

(a) if, the Governor is of the opinion that a Chairman-

(iii) may have been guilty of misconduct; or

(iv) may be incapable of properly performing the duties of his office by

reason of physical or mental incapacity.

(b) The Governor shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(c) If, after inquiring into the matter the Judge reports to the Governor that he is of the opinion that the Chairman has been guilty of misconduct or is incapable of performing the duties of his office, the Governor may remove the Chairman from office."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح حکومت نے اس چیئرمین کو منتخب کرنے کے ہولی سولی اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں۔جب تک وہ بندہ ان کی مرضی اور منشا کے مطابق کام کرتا رہے گا تب تک وہ ٹھیک رہے گا اور جب وہ کسی چیز پر نہ کرے گا تو میں اس خدشے کا اظہار کر رہی ہوں کہ اسے without any reason نوکری سے remove کر دیا جائے گا۔چونکہ دونوں جماعتیں coalition میں ہیں اور گورنر صاحب بھی اس حکومت کا حصہ ہیں اور وفاق کی علامت ہیں، ہم نے یہ ترمیم اس لئے propose کی ہے کہ ان کو بھی اس میں participate کروایا جائے۔ٹھیک ہے hire کرنے کا اختیار حکومت کے پاس ہے لیکن اس کی removal کا اختیار گورنر صاحب کے پاس چلا جائے۔ اگر گورنر صاحب کے خیال میں وہ چیئرمین اپنی کسی بھی in competency, code of conduct یا اپنے misconduct کی وجہ سے وہاں کام کرنے کا اہل نہیں ہے تو صرف گورنر کے اختیار میں ہو کہ وہ ان کو remove کریں تاکہ transparency کا process چل سکے اور اگر کسی کے ذہن میں بھی کوئی ایسی بات آتی ہے کہ چونکہ یہ بندہ ہاں میں ہاں ملا تا رہا ہے تو لگا رہا اور آج جب اس نے ہاں میں ہاں ملانا بند کر دی ہے تو اسے بھی OSD لوگوں کی طرح کھڈے لائن لگا دیا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے کسی کلاز میں amendment نہیں کی بلکہ یہ کلاز add کی ہے چونکہ اس process میں حکومت کی طرف سے اسے appoint کرنے کی جو ترامیم آئی تھیں ان میں appoint کرنے کا طریق کار تو بتایا گیا تھا لیکن اسے ہٹانے کا کوئی طریق کار نہیں بتایا گیا، اگر وہ will of Government پر ہوتا تو اس کے ساتھ یہی ہوتا کہ ایک الیکشن کے بعد اور دوسرے الیکشن سے پہلے جب چار سال کے لئے نئی الیکشن اتھارٹی آنی ہے چونکہ ابھی یہ بنے گا اور پتا نہیں الیکشن کب ہوتے ہیں، ابھی تو بعد میں دن آنے ہیں تو ہر الیکشن سے پہلے ایک نئی اتھارٹی آگئی ہو گی تو ہم نے اس کے لئے رکھا تھا کہ اس کو ہٹانے کے لئے process ہو اور یہ وہ process ہے جو کہ باقی autonomous bodies میں جیسے پبلک سروس کمیشن اور محتسب وغیرہ کو ہٹانے کا طریق کار ہے ہم نے بھی اسی طرح کار کھا ہے تا کہ at will نہ ہٹایا جا سکے۔ میرے خیال میں یہ ہماری ایک بہت ہی معقول تجویز ہے اور آپ سے گزارش ہے کہ اسے consider کریں اور اگر آپ کو لگے کہ اس میں کوئی کمی، کوتاہی ہے تو اس کی اصلاح کر دیں لیکن removal کا کوئی طریقہ ضرور define ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: any other member۔۔۔ کوئی نہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ tenure post ہے اس میں باقاعدہ طور پر بتایا گیا ہے اور اس قانون کی منشا ہے کہ جو آدمی الیکشن اتھارٹی کا ممبر یا چیئرمین ہو گا اس کا اتنا tenure ہو گا اور اس tenure میں اسے نہیں ہٹایا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا سسٹم involve کرنے سے اس اتھارٹی کے کام کرنے کی صلاحیت اور اس کی independency متاثر ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اس کو کوئی physical یا mental incapability آ جاتی ہے تو پھر اس کا کیا طریق کار ہو گا؟ ہم چاہتے ہیں کہ اسے define کر دیں، ہم تو اس کی کمی کو point out کر رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس میں کوئی کمی ہو جائے تو پھر کیا کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کا خدشہ ہے۔ اب اس پر ہاؤس کی sense لے لیتے ہیں۔

The amendment moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

after sub-section (3), the following be added as sub-section (3-A):-

"(3-A) The Chairman shall not be removed from office during the terms of his office except in the manner hereinafter provided:-

(a) if, the Governor is of he opinion that a Chairman-

(iii) may have been guilty of misconduct; or

(iv) may be incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity.

(b) The Governor shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(c) If, after inquiring into the matter the Judge reports to the Governor that he is of the opinion that the Chairman has been guilty of misconduct or is incapable of performing the duties of his office, the Governor may remove the Chairman from office."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 5th Amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi

Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Amy mover may move it.

MS SEEMAL KAMRAN Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (4), the following be substituted:-

"(4) A member of the Election Authority shall be a person who has been in the service of Pakistan in BS-20 or above.

(4-A) No person shall be appointed a member of Election Authority unless be undergoes scrutiny by the concerned parliamentary committee of the Assembly regarding his reputation, honesty, integrity and Political party affiliations."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (4), the following be substituted:-

"(4) A member of the Election Authority shall be a person who has been in the service of Pakistan in BS-20 or above.

(4-A) No person shall be appointed a member of Election Authority unless be undergoes scrutiny by the concerned parliamentary committee of the Assembly regarding his reputation, honesty, integrity and Political party affiliations."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No point of order at this time.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے اس لئے مجھے اجازت فرمائیں!

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یہ ختم کر لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! مجھے ایک بات کافی دیر سے پریشان کر رہی تھی، اگر ایک منٹ اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فائزہ ملک صاحبہ! قانون سازی کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جب ہم ہاؤس کی اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو precedents کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ابھی کچھ معزز ممبران کی طرف سے مجھے کہا جا رہا تھا کہ وزیر قانون کے علاوہ وہ بھی بولنا چاہتے ہیں تو میں اس پر clear کر دوں کہ جب ہم proprietary of the motion کی بات کرتے ہیں تو motion has been moved by the minister اور جو منسٹر ہیں صرف وہی بات کر سکتے ہیں۔ جس طرح کہ یہاں پر amendment کے جو movers ہوتے ہیں صرف وہی بات کر سکتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کر سکتا تو ہم نے اس ہاؤس کی روایات کا خیال رکھنا ہے۔ آپ کا point بے شک بہت important ہو گا لیکن rules permit نہیں کرتے۔ شکریہ۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس amendment میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ add کیا گیا ہے کہ الیکشن اتھارٹی میں وہ بندہ appoint کیا جائے گا جو کہ in service ہو گا اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہاں پر بھی کسی ایسے من پسند بندے کو deputation پر لگایا جائے گا جو کہ ان کی مرضی اور منشا کے مطابق کام کرتا رہے گا اور اس کی کوئی privilege service نہیں ہو گی۔وہ محض ان کی مستعار خدمت ہی کرے گا۔اگر کوئی ان کا کہنا نہیں مانے گا تو اس سے معذرت کر لی جائے گی اور اسے واپس اپنے محکمے میں بھیج دیا جائے گا تو جہاں پر total job insecurity ہو وہاں پر ہم free and fair election کس طرح expect کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر!جب تک کسی بھی شخص کو اس کی job security نہیں دی جاتی تو اس سے آپ ایمانداری، غیر جانبداری یا قانون کے مطابق کام کرنے کی توقع کیسے کر سکتے ہیں ؟ یہ صرف ایک خواب ہے real life میں ایسا نہیں ہوتا۔چونکہ یہ majority میں ہیں،اگر انھوں نے still یہ کام کرنا ہی ہے تو اس کے لئے ہم نے یہ amendment دی ہے کہ اسی ہاؤس کے منتخب لوگوں کی، honourable members کی ایک پارلیمانی کمیٹی بنا دی جائے جو اس چیز کا تعین کرے کہ اس کی integrity undoubted ہے اور اس کی کسی سیاسی پارٹی سے کوئی affiliation نہیں ہے۔وہ یہ تعین کرے کہ آیا یہ بندہ یہاں پر لگائے جانے کا اہل بھی ہے یا نہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!یہ بہت ضروری ہے کہ اس کی political party سے کوئی affiliation نہیں ہونی چاہئے۔اگر ایسا بندہ appoint کیا جائے کہ جس کی scrutiny میں ساری چیزیں کھل کر سامنے آ رہی ہوں کہ اس کی کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ affiliation ہے تو اس صورت میں ہماری یہ بات بڑی valid ہے۔میں اس پر ضرور insist کروں گی۔وزیر قانون صاحب ہمارے اس point کو اہمیت دیں۔میرا خیال ہے کہ اگر کوئی اچھی بات کی جا رہی ہے تو اسے مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔میں سمجھتی ہو کہ یہ اخلاقیات کے زمرے میں بھی آتا ہے۔اس کا جو منصب ہے، جس منصب پر بیٹھ کر اس نے perform کرنا ہے اس کی افادیت کو قائم رکھنے کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ہمارے ہاں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ affiliation کی وجہ سے بہت سارے کام خراب ہو جاتے

ہیں،automatically اقرباء پروری کا الزام لگ جاتا ہے۔ جہاں پرaffiliation آجائے گی وہاں پر اگر آپ صحیح بھی ہیں تو پھر بھی لوگ ضرور انگلیاں اٹھائیں گے تو میں یہ کہتی ہوں کہ مہربانی کر کے اس پر ضرور غور کیا جائے اور ایسے لوگوں کو appoint کیا جائے جو ان تمام چیزوں کو fulfill کرتے ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہاںBill کی(4)150-clause میں لکھا ہے کہ:

(4) A member of the Election Authority shall be a person who is or has been in the service of Pakistan in BS-20 or above.

اب basic pay scale 20 or above میں تو DMG group کے بیوروکریٹس اور secretaries آتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ انھوں نے اس میں یہ کیسے لکھ دیا ہے؟ میرا نہیں خیال کے یہ basic pay scale 20 or above کے لوگ trained ہوں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ایک منٹ کے لئے میری بات سنیں۔ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔ آپ نے جو amendment propose کی ہے ذرا وہ تو پڑھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ لوگوں نے لکھا ہے کہ who is or has been جبکہ ہم کہتے ہیں کہ is نہ ہو،وہ شخص حاضر سروس نہ ہو۔has been ٹھیک ہے،ریٹائرڈ لوگ ہوں لیکن حاضر سروس لوگ نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات تو already سیمل کامران صاحبہ کر چکی ہیں۔ This is a repetition now. اس لئے مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ Any other member?

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں basic بات یہی ہے کہ جو qualifications اس کے اندر دی گئی ہیں ہم نے اسے مزید شفاف بنانے کے لئے یہ suggestion دی ہے کیونکہ ہمیں اس بات کا خدشہ ہے کہ ایسے لوگ جو کہ non-political party activists ہوں گے اور جو لوگ ایک خاص پارٹی کے ہوں گے ان کو رکھا جائے گا۔ جس نے یہ پورا الیکشن کروانا ہے اس authority کے اندر

ایک political party کا اثر ہونا process of election کے لئے بڑا خطرناک ہے۔میرے خیال میں یہ ہماری ایک بہت ہی جائز گزارش ہے، اگر ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے تو سب لوگ agree کریں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔کوئی اور ممبر؟۔۔۔کوئی نہیں۔جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز اراکین نے جو بات کی ہے میں اس سے متعلق generally comments کرنا چاہتا ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی آفیسر کسی بھی political party کا رکن نہیں ہو سکتا۔وہ ووٹ کا حق استعمال کرتا ہے، اس کی ایک سوچ ہو سکتی ہے، وہ کسی کو اچھا اور کسی کو بُرا سمجھ سکتا ہے لیکن یہ کہنا اور ہر وقت یہ کہتے ہی رہنا کہ کیونکہ political affiliation ہو گی تو اس لئے وہ غلط کام کرے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے اور ہمیں اس بات کا احساس ہو جانا چاہئے کہ political affiliation کا ہونا یہ اس بات کی قطعاً دلیل نہیں ہے کہ وہ آدمی صحیح کام نہیں کرے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ political affiliation اور سوچ رکھنے والے لوگ ہی صحیح کام کرتے ہیں، دوسرے لوگ نہیں کرتے۔میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ بیوروکریسی میں کوئی آدمی political party کا ممبر نہیں ہو سکتا۔Chief Executive of a Province اور ملک کا وزیر اعظم، جو کہ ایک سیاسی پارٹی سے ہوتا ہے اور ایک سیاسی آدمی ہی ہوتا ہے جب اس سے یہ توقع کی جاتی ہے، کی جانی چاہئے کہ وہ سب کے ساتھ انصاف کرے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ political affiliation یا سیاسی سوچ کو اس طرح سے condemn کرنا یہ بھی دور آمریت کی ایک phrase ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اسے اب ختم کر دینا چاہئے۔جب اس ملک میں independent Judiciary ہے، جب اس ملک میں proactive media ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی آدمی اس طرح کی authority میں بیٹھ کر اس قسم کی ناجوازی کر سکتا ہے۔شکریہ

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

for sub-section (4), the following be substituted:-

"(4) A member of the Election Authority shall be a person who has been in the service of Pakistan in BS-20 or above.

(4-A) No person shall be appointed a member of Election Authority unless be undergoes scrutiny by the concerned parliamentary committee of the Assembly regarding his reputation, honesty, integrity and Political party affiliations."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 6th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو move کرنے سے پہلے اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ہماری ایک محترم ممبر ہیں ان کو میں نے point of order پر بات کرنے سے روکا ہے تو وہ ایک غلط precedent ہو جائے گا، kindly آپ اسی پر رہیں، جب آپ کی باری آئے تو اس وقت بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

I will not allow it. Thank دیکھیں، پھر اس طرح وہ بات غلط ہو جائے گی No, no, please.

you. آپplease اپنی یہ والیamendment پیش کریں Thank you.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

That in sub-section (5), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the terms and conditions of service of the Chairman and members shall be placed before the Assembly in terms of Article 130 (4) of the Constitution."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

in sub-section (5), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the terms and conditions of service of the Chairman and members shall be placed before the Assembly in terms of Article 130 (4) of the Constitution."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس کے اندر جو ایکproviso add کیا ہے وہ اس لئے کیا ہے کہ:

Under Article 130 Sub Clause 4 of the Constitution, The Parliament or the Government is responsible to this Assembly.

جس وقت اس اسمبلی کے اندر ہم ان کی terms and conditions کہہ رہے ہیں ہم اس میں صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو کن terms and condition of service پر رکھا جا رہا ہے وہ ہماری اس اسمبلی میں پیش کی جائیں اتنی چھوٹی سی ایک گزارش ہے۔ جہاں تک ایک political آدمی کا پارٹی میں appointment کا تعلق ہے ہمارے president جب ایک political party کے head ہیں تو اس پر اعتراض ہے کہ وہ کیوں ہیں؟ اس کو neutral ہونا چاہئے اور اس الیکشن کروانے والی authority کے اندر ہم کہہ رہے ہیں کہ political affiliations والے لوگ ہوں اور ہم نے پچھلی clause میں parliament scrutiny کی بات کی ہے کہ یہ ہاؤس اس کی scrutiny کرے کیونکہ ان اداروں کو با اختیار کرنا ہے۔ یہ Article 130(4) اسی لئے ہے کہ جو بھی حکومت ہے، جو بھی کیبنٹ ہے وہ بالآخر اس ہاؤس کو جواب دہ ہے، ہم لوگوں کو ان کی terms and conditions کے بارے میں اس ہاؤس کے سامنے جواب دہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کن شرائط کے اوپر نوکری کر رہے ہیں ہم نے اس ہاؤس کی supremacy کے لئے یہ add کیا ہے اگر مہربانی کر کے اس کو carry کر لیا جائے تو بہت اچھی روایت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ Any other member? نہیں جی۔ لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صرف ایک exception ہو گی، کسی اور قانون میں اس قسم کی کوئی exception ہے اور نہ ہی ایسا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

In sub-section (5), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the terms and conditions of service of the Chairman and members shall be placed before the Assembly in terms of Article 130 (4) of the Constitution."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 7th, 8th & 9th amendments are from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Since these three amendments are identical to the amendments which has just been lost therefore the same are inadmissible under rule 106 sub-clause B and 198 sub-clause 4 and it is ruled out of order.

MR. DEPUTY SPEAKER: The 10th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi

Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے درمیان والی amendment اڑا دی ہے میں تو پانی پینے گیا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ دراصل آپ کے پانی پینے میں اُڑ گئی۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, sorry for ask you to repeat but I missed out.

جناب ڈپٹی سپیکر: جو amendments already move ہوئی تھیں وہ اس لئے lost ہو گئی ہیں کہ یہ inadmissible under rules تھیں کیونکہ آپ نے جو پہلے amendments دی تھیں یہ ان سے identical ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ مختلف چیزیں ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: It has to be decided by the Secretariat and it has been as a Chair…

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: It has been placed on the record of the House.

جناب ڈپٹی سپیکر: No, please. اس کے اندر بالکل placed ہے، اس کے اندر آئی ہیں، ان کو دیکھا گیا ہے اور وہ identical پائی گئی ہیں اس لئے ان کو rules کے مطابق رد کر دیا گیا ہے۔ اب آپ 10th پر آجائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو آپ نے ابھی propose کیا ہوا ہے۔

It shall be the duty of all Executive Authorities in the Province.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ اپنیamendmentپڑھیں،proposalتوہاؤس کے پاس جائے گی۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

in sub-section (9), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:

"Provided that any officer of any executive authority or local authority may refuse to obey any illegal order of the government."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

in sub-section (9), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that any officer of any executive authority or local authority may refuse to obey any illegal order of the government. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ابھی جوproposeکیا گیا ہے، جو ابھیsigningcommitteeسے واپس آیا ہے۔

It shall be the duty of all Executive Authorities in the Province and all local authorities under the

administrative control of the Government to assist Election Authority in the performance of its functions.

ہم نے اس میں ایک یہ proviso دیا ہے کہ جو حکم دیا جائے وہ غیر قانونی نہ ہو، کوئی ایسا حکم نہ ہو جو کہیں پر قانون کے ساتھ متصادم ہو تا کہ officer کو refuse کرنے کا ایک جواز ہو۔ ہمارے صوبے کے اندر ہی ہماری اس وقت کی صاحب اقتدار پارٹی کے قائد ہمارے sitting Chief Minister صاحب نے افسران کو Governor Rule کے دوران حکم نہ ماننے کا کہا تھا ہم نے وہیں سے یہ سبق سیکھا کہ حکومت کے غیر قانونی احکام کو نہیں ماننا چاہئے اور افسران کو اس بات پر stand لینا چاہئے تو ان کی اس بات کو کہ انہیں stand لینا چاہئے ہم ان کو ایک legal cover دینا چاہتے تھے کہ قانون کے مطابق وہ اس پر stand لے سکیں۔ یہ ہماری amendment ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ Any other member?

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس کو تھوڑا سا آگے بڑھانے کے لئے صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ کوئی بھی غیر قانونی حکم جیسا کہ ہمارے ہاں خدشات پائے جاتے ہیں کہ کسی بھی authority کو گورنمنٹ غلط طریقے سے use کر سکتی ہے اسی وجہ سے affiliations کی بھی بات کی گئی تھی اسی لئے یہ ساری کی ساری تمہید باندھی گئی اور یہ amendments دی گئی ہیں کہ کوئی بھی بندہ غلط طور پر use نہ ہو سکے تو براہ مہربانی یہ چھوٹی چھوٹی سی چیزیں ہیں اگر ان کو شامل کر لیا جائے گا تو اس کی مزید ethnicity قائم ہو گی تو میری استدعا یہی ہے کہ براہ مہربانی ان کو رد مت کیا جائے، کسی نہ کسی چیز کو ضرور اس کا حصہ بنا لیا جائے کہ یہ credit آپ کی ہی حکومت کو جائے گا، اس میں آپ ہی کی نیک نامی ہو گی تو اس چیز کو please دیکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بھی مجاز اتھارٹی آرڈر issue کرتی ہے وہ اس بات کی ذمہ دار ہوتی ہے کہ وہ آرڈر law کے مطابق ہو۔ یہ اختیار اس کے بعد عدلیہ کو دیا گیا ہے یا دیا جا سکتا ہے کہ وہ اس چیز کو دیکھے کہ مجاز اتھارٹی نے اپنا اختیار accordance with

lawاستعمال کیا ہے یا نہیں۔اگر اس طرح individualsکو اختیار دیا جائے یا اس قسم کی legislation ہو تو اس سے انار کی پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے اور اس قسم کی legislationکی ہی نہیں جا سکتی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 150 of the Principal Ordinance-

in sub-section (9), for the full stop occurring at the end, a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that any officer of any executive authority or local authority may refuse to obey any illegal order of the government."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 11th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi., Mr. Aamir Sultan Cheema.

Any mover may move it.

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔جی، چیمہ صاحب!

MR. AAMIR SULTAN CHEEMA: Sir, I move:

That in the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, after sub-clause (9), the following new sub-clause (10) be added:-

"(10) The election authority shall consult the stakeholders and obtain their views before the date of election of local governments as announced, and if some views of the stakeholders are required to be incorporated in the proposed law, the election authority shall inform the government accordingly for necessary action."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, after sub-clause (9), the following new sub-clause (10) be added:-

"(10) The election authority shall consult the stakeholders and obtain their views before the date of election of local governments as announced, and if some views of the stakeholders are required to be incorporated in the proposed law, the election authority shall inform the government accordingly for necessary action."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے statement of objects and reasons میں کہا ہے کہ ہم stakeholders کی رائے عامہ کو ہموار کریں گے اور ان کی نمائندگی کو بھی دیکھیں گے۔ اس میں ہم نے یہی propose کیا ہے کہ آپ اس بل کو bulldoze نہ کریں۔ اس کے اصل stakeholders کی رائے کو افضل سمجھیں اور لے آئیں۔ میں خود اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر بھی ہوں۔ ہم نے اس کمیٹی میں جو رائے دی تھی، اسے بھی اس میں نہیں رکھا گیا۔ ہم نے ایک ایک کلاز پر بات کی تھی اسے بھی bulldoze کیا گیا تھا، ایک گھنٹے کے اندر اس کو پاس کر دیا گیا تھا اور ہمیں سنا نہیں گیا تھا اس لئے ایسا قانون اور ایسی چیز کو واضح نہ کیا جائے جو ریکارڈ پر نہیں لائی جا سکتی اور اس کے stakeholders کو سنے بغیر ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔ آج ہم جمہوریت کی بات کرنے والے کل کو یہ کہیں کہ ہم نے ہی اس جمہوریت کی بیل کاٹ دی ہے اور اسے پٹڑی سے اتار دیا ہے۔ میری اس میں یہی درخواست ہے کہ stakeholders کے views کو سنا جائے۔ ہم آج ایک ایسا قانون بنانے جا رہے ہیں جو کہ کالا قانون نہ ہو اور کہا جائے کہ ان منتخب نمائندوں نے اس قانون کو اپنی جان لڑا کر بنایا ہے، 9 کروڑ عوام کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے تاکہ اس لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں ان کی نمائندگی بھی صحیح طریقے سے ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب سے یہ ترمیمی بل آیا ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ stakeholders آج سڑکوں پر بھی کھڑے ہوئے ہیں، وہ میڈیا میں بھی جا کر اپنے تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں۔ آج پنجاب کے بچے بچے کو اس بلدیاتی نظام کی سمجھ آ گئی تھی۔ یہ سسٹم ایسا تھا کہ ایک لمبی exercise کے بعد لوگ اسے سمجھنا شروع ہو گئے تھے۔ اب اس سسٹم کے فائدے لینے کا وقت آ گیا ہے، مزید اچھا کرنے کا وقت آ گیا ہے اور اب حالت یہ ہے کہ stakeholders سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ آج ان کی ضرور شنوائی ہونی چاہئے اور انھیں دیکھنا چاہئے۔ آپ ان کا احتجاج دیکھیں۔ اگر اس بل میں کوئی اچھی بات ہوتی، اس میں کوئی قابل ستائش بات ہوتی تو وہ لوگ کبھی بھی سڑکوں پر نہ

آتے اور وہ کبھی بھی میڈیا پر جا کر اپنا رونا نہ رو رہے ہوتے۔ اسی حوالے سے ہم نے کہا ہے کہ stakeholders کی رائے کو اہمیت دی جائے اور ان کی بات کو سنا جائے۔ انھوں نے کس کی طرف دیکھنا ہے، انھوں نے تو حکومت کی طرف دیکھنا ہے۔ آج یہ آپ کے اختیار میں ہے، آج آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے کہ اس سسٹم کو بچایا جائے، آنے والے وقت میں آپ اللہ کے آگے بھی جواب دہ ہوں گے اور عوام کے سامنے بھی جواب دہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! ہم stakeholders اور عوام کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ترامیم لائے ہیں۔ اس طرح سے ساری چیزوں کو bulldoze نہ کیا جائے اور کسی ایک چیز کو تو اس قابل سمجھا جائے کہ اسے شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس amendment میں stakeholders کو involve کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ جو بندہ جس چیز میں سے go through ہوا ہوتا ہے اور جس مرحلے میں سے گزرا ہوتا ہے تو اس کی اچھائیاں اور برائیاں اس سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا اس لئے وہ لوگ جو اس نظام کا حصہ رہے ہیں، جنھوں نے اس نظام میں deliver کیا ہے اگر ان کا بھی consensus لے لیا جاتا۔ ان کو بھی اس کالے قانون میں حصہ دار بنا لیا جاتا تو شاید بہت سی اچھی باتیں سامنے آ جاتیں۔ آج جو legislation ہونے جا رہی ہے تو وہ بھی اس کا حصہ بن سکتی تھی لیکن چونکہ یہ آدھے گھنٹے میں پاس ہوا جو civil dictatorship کا سب سے بڑا نمونہ ہے، جو اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے اور جس میں کسی سے کوئی بھی مشاورت کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی اس لئے میری دوبارہ یہی request ہے کہ please اس میں عجلت کا فیصلہ نہ کیا جائے۔ اس پر تمام stakeholders کا consensus develop کیا جائے تاکہ کوئی اچھی چیزیں وہ dictator کر گیا ہے اور عوامی فلاح کی چیزیں اس کے ہاتھوں ہو گئی ہیں تو ان کو بھی اس کا حصہ بنایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس کےstatement of objects and reasons میں بھی یہ کہا گیاہے کہstakeholders کوconsult کرناہے۔اس میں یہ بات خود مانی گئی ہے کہ stakeholders کو consult کرنا باقی ہے۔ اگر یہ خود مان رہے ہیں تو اس کو بھیincorporate کرلیں۔ یہ تو ان کی مانی ہوئی بات ہے۔یہی میری گزارش تھی جو بڑیlogical اور simple ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میری اپوزیشن کے معزز اراکین سے یہ عرض ہے کہ وہ ایک طرف تو الیکشن اتھارٹی کی خود مختاری سے متعلق بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس ترمیم کے ذریعے سے جو اس کیinternal working of functioning ہے اس کوbound کر رہے ہیں کہ وہ کس کو سنے گا، کس وقت سنے گا، کس طرح سے سنے گا، کہاں بیٹھے گا، کہاں جائے گا اور کہاں سے آئے گا تو اس طرحinternal working of functioning کو محدود کرنے کے بعد اُس کیindependence to work as an Election Authority متاثر ہو گی اس لئے اس قسم کی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں اس میںcorrection کرناچاہتاہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!الیکشن اتھارٹی پچھلیamendment میں تھی۔اب ہم clause 3 کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!یہclause 3 کے اندرstakeholders کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی،ہمstakeholders کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو ترمیم انہوں نے پیش کی ہے مجھے اس میں کوئی غلط فہمی نہیں ہو رہی۔اس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ The Election Authority shall consult the stakeholders.

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!اس میں الیکشن اتھارٹی کو ہی کہا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ الیکشن اتھارٹی کس کو کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے بارے میں قانون۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اب آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ آپ نے الیکشن اتھارٹی کو خود mention کیا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، وہاں پر انہوں نے خود mention کیا ہوا ہے کہ .The Election Authority shall consult the stakeholders تو بالکل الیکشن اتھارٹی stakeholders کو consult کرے گی بلکہ کرنا چاہئے لیکن اگر اُس کی internal working پر اس قسم کی قدغن لگا دیں گے کہ وہ consult کرے پھر گورنمنٹ کو inform بھی کرے اور گورنمنٹ اس بات کو access and judge کرے کہ اُس نے consult صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے تو پھر اس طرح سے اس کی اپنی independence متاثر ہو گی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, after sub-clause (9), the following new sub-clause (10) be added:-
>
> "(10) The election authority shall consult the stake-holders and obtain their views before the date of election of Local Government as announced, and if some views of the stakeholders are required to be incorporated in the proposed law, the election authority

shall inform the government accordingly for necessary action."

(The motion was lost)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

That in clause 4 of the Bill, as recommendation by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed section 164 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"164.- Notification of Results etc.- The Election Authority shall transmit the results of every election to the Provincial Election Commission for notification of results of every election, by election and resignation, removal or recall of the member, Nazim and Naib Nazim etc."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed section 164 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"164.- Notification of Results etc.- The Election Authority shall transmit the results of every election to the Provincial Election Commission for notification of results of every election, by-election and resignation, removal or recall of the member, Nazim and Naib Nazim etc."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! الیکشن کمیشن موجود ہے، اُس کے پاس اتھارٹی ہے اور وہ ایک غیر جانبدار ادارہ ہے تو ہمیں چاہئے کہ بجائے ہم اسے الیکشن اتھارٹی کے حوالے کریں، ہم الیکشن کمیشن پر اعتماد کیوں نہیں کر رہے، ہم کس بات پر الیکشن کمیشن پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں؟ ہمیں

چاہئے کہ الیکشن کمیشن کے notification اور جو بھی وہ results دیں، اُن کو مانیں، نہ کہ ہم کسی فرد واحد یا اتھارٹی کے سپرد کر دیں۔ یہ اتھارٹی کس کے under کام کرے گی، obviously پنجاب حکومت کے under آئے گی تو پھر وہی غیر منصفانہ رویہ اختیار کیا جائے گا۔ ہم شفاف الیکشن اور شفاف notification لینے کی بجائے پھر اُسی طرح کے لڑائی جھگڑوں میں پڑ جائیں گے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر! اس amendment میں ہم نے یہ propose کیا ہے کہ الیکشن کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے لہذا جتنے بھی الیکشن کے results ہیں وہ الیکشن کمیشن کے حوالے کئے جائیں اور الیکشن کمیشن ہی اس کو notify کرے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم یہ amendment اس لئے چاہ رہے ہیں کہ تمام results الیکشن کمیشن کے ذریعے notify ہوں۔ جب چیئرمین اور اُس کے ممبران کا گورنمنٹ نے ہی decide کرنا ہے تو definitely وہ لوگ influence ہوں گے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ جب کسی نے نوکری کرنی ہوتی ہے تو اُس نے اپنی نوکری بچانی بھی ہوتی ہے۔ جس طرح میری بہن نے بتایا کہ الیکشن کمیشن ایک غیر جانبدار اور خود مختار ادارہ ہے۔ ٹھیک ہے کہ ان چیئرمینوں، وائس چیئرمینوں اور ممبران کے پاس qualification موجود ہے، 20ویں یا اس سے زیادہ گریڈ کا افسر ہو سکتا ہے لیکن اُس کے پاس professional expertise نہیں ہیں، اُن کے پاس ایک electoral roll نہیں ہے جس کے تحت وہ election conduct کرائیں گے۔ اتھارٹی نے صرف الیکشن ہی نہیں کرانا ہوتا بلکہ الیکشن کے بعد بھی بہت ساری problems آتی ہیں۔ سب سے پہلے pre poll rigging and poll rigging ہے، اُس کے بعد جس طرح ابھی حاجی ناصر محمود صاحب کا کیس سامنے آیا ہے تو اس صورتحال میں ہم کیا کریں گے؟ جو قدغن اُس آمر نے لگائی تھی کہ گریجویٹ اسمبلی ہونی چاہئے اِسی طرح ناظمین کے لئے بھی qualification کی شرط ہے کہ

وہ بھی کم از کم میٹرک ہونے چاہئیں۔ اگر re-counting اور re-polling کی بات آتی ہے تو جب تک ایک بندہ professionally trained ہی نہیں ہے تو وہ کس طرح سے result کو influence نہیں کرے گا۔ اگر کہیں پر 204 ووٹ ملے ہیں تو اُس کو 22004 ووٹ بنانا مسئلہ نہیں ہے یہ تو پھر اُسی الیکشن اتھارٹی کے ہی ہاتھ میں ہے۔ یہ کام الیکشن کمیشن کے لوگ بھی at times کر جاتے ہیں۔ جب ایک بندہ ہے ہی شاہی ملازم تو وہ بے چارہ نوکری بچائے گا یا اپنے اصولوں پر ڈٹا رہے گا۔ یہ بڑا ضروری ہے کہ تمام results الیکشن کمیشن کے ذریعے ہی notify کئے جائیں کیونکہ اُن کے پاس autonomous, expertise, electoral roll اور تمام سہولیات موجود ہیں۔ سب سے بڑھ کر اُن کے پاس ballot box موجود ہیں۔ یہ تمام سہولیات الیکشن کمیشن کے پاس ہیں۔ جب یہ surplus صوبہ تھا تو اُس وقت یہ سوچتے تو اور بات تھی لیکن آج overdraft پر چلنے والا صوبہ یہ خرچے کہاں سے برداشت کرے گا؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! الیکشن اتھارٹی اور الیکشن کمیشن کی بات ہو رہی ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ الیکشن اتھارٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہماری coalition government کو اپنے پچھلے دو سال کی working پر بہت زیادہ اعتماد ہے کہ انہوں نے دو سال میں عوام کی خدمت کی ہے۔ میرا نہیں خیال کہ ہم الیکشن اتھارٹی سے کوئی اچھے results حاصل کر پائیں گے۔ ان کو چاہئے کہ الیکشن کمیشن کے ذریعے فوری الیکشن کروا کر ناظمین کو hand over کریں یا ان کو جو بھی نام دینا چاہیں لیکن مہربانی کر کے الیکشن اتھارٹی بنا کر آپ ایسے results نہ دیں جو کہ پھر ایک بہت بڑا issue بن جائے کہ الیکشن fair نہیں ہوئے اور پھر ہمیشہ ہمارا ملک اسی چکر میں رہتا ہے کہ الیکشن fair نہیں ہوئے، اس نے rigging کی ہے۔ مہربانی کر کے اس قسم کی چیزیں نہ لے کر آئیں جس سے پھر سے انکشافات ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے جو amendment دی ہے اس میں الیکشن کمیشن کو ہم نے recommend کیا ہے کہ الیکشن کمیشن کے پاس authorities ہیں کہ کس کو رکھنا ہے، کس کا removal ہے، کس کا resignation ہے یا کسی بھی قسم کا، کسی ممبر کے نوٹیفکیشن کی منسوخی کا

معاملہ ہے تو یہ سارے اختیارات الیکشن کمیشن کے پاس ہیں اس لئے الیکشن کمیشن کو ہی authorize کیا جائے تا کہ اس کی supremacy قائم رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ جو آپ amendment لے کر آرہے ہیں آپ اسی پر ہی بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!میں وہی بات کر رہی ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ any resignation , removal or recall of the member یہ اس میں لکھا ہوا ہے۔ ہم یہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی resignation ہے یا کسی کا removal ہے وہ اتھارٹی بھی الیکشن کمیشن کے پاس ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس میں ہماری چھوٹی سی گزارش تھی کہ اگر کسی وجہ سے الیکشن اتھارٹی ناگزیر بھی ہے تو ہماری ایک آئینی باڈی جو اس وقت موجود ہے اس کو بھی اس کے اندر involve کر دیا جائے اور اس کے تحت نوٹیفکیشن ہوں۔ اگر حکومت نے الیکشن، الیکشن اتھارٹی کے تحت کروانے ہیں، انہی سے ہی نئے electoral roll بنوانے ہیں، انہی سے ہی حلقہ بندیاں کروانی ہیں اور جو کچھ بھی کرنا ہے اس نے اپنی حکومت سے کروالینا ہے۔ کم از کم نوٹیفکیشن کے لئے تو الیکشن کمیشن کو اس میں شامل کیا جائے کیونکہ دسمبر کے بعد اب یہ صوبائی معاملہ بن گیا ہے تو جو صوبائی الیکشن کمیشن ہے وہ اس کا نوٹیفکیشن کرے تو اس سے یہ ہو گا کہ ہم ایک آئینی باڈی کو اس سارے process میں شامل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون صاحب!آپ کی بات شروع کرنے سے پہلے مجھے ممبران کی طرف سے بہت زیادہ چٹیں آرہی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی آنتیں قل ھواللہ پڑھ رہی ہیں۔(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!ہم کھانے کا انتظام کر رہے ہیں، تھوڑی دیر تک پہنچ جاتا ہے تو ہم سب کو serve کروادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اپوزیشن ممبران نے جو بات کی ہے تو الیکشن اتھارٹی کے علاوہ تو کسی صوبائی الیکشن کمیشن کی ضرورت ہے، نہ وہ قانون میں موجود ہے، نہ وہ بنایا جا رہا ہے۔ جب ایک الیکشن اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور یہ Provincial subject ہے تو ان کا جو argument ہے وہ تو پھر اس طرف جاتا ہے کہ شاید صوبہ جو ہے وہ اپنے طور پر کوئی بہتر کام کرنے کی یا صوبائی ادارے بہتر کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ الیکشن اتھارٹی انشاء اللہ تعالیٰ independently ان معاملات کو manage کرے گی اور اس کے notification کے لئے کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the proposed section 164 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-

"164.- Notification of Results etc.- The Election Authority shall transmit the results of every election to the Provincial Election Commission for notification of results of every election, by-election and resignation, removal or recall of the member, Nazim and Naib Nazim etc."

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:-

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now clause 5 of the Bill is under consideration. There are five amendments in clause 5 of the Bill. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr.

Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (2), the following be substitute:-

"(2) For purposes of holding next elections of the Local Governments, all Zila Councils, Tehsil Councils, Town Councils and Union Councils shall stand dissolved with immediate effect:

Provided that one months notice shall be given to all the above Councils and they shall be provided an opportunity of being heard before the dissolution process starts."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (2), the following be substituted:-

"(2) For purposes of holding next elections of the Local Governments, all Zila Councils, Tehsil Councils, Town Councils and Union Councils shall stand dissolved with immediate effect:

Provided that one months notice shall be given to all the above Councils and they shall be provided an opportunity of being heard before the dissolution process starts."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

ڈاکٹر سامیہ امجد:

بڑا مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے
(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران: نشر مکرر، نشر مکرر

ڈاکٹر سامیہ امجد:

بڑا مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

سید ناظم حسین شاہ:

قتل کرنا ہے تو نے بھی تو ہاتھوں سے کرو
الفت بھی رہے خون کی ہولی بھی ہو
(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا
(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ:

وہ انتظار تھا ہم خود چراغ بن کر جلے
نہ آئے آپ تو جلتے دیئے بجھا ڈالے
پھر آپ کی اب اور کیا کریں تفسیر
جتنے اشک تھے آنکھ میں ہم نے سب لٹا ڈالے
(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:

خزاں کی دھوپ سے شکوہ فضول ہے محسن
میں آخر پھول تھا یوں ہی مجھے بکھرنا تھا
(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ:

کبھی گریباں کے تار گنتے کبھی صلیبوں پہ جان دیتے
گزر گئی زندگی ہماری سدا یہی امتحان دیتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ بہت اچھی شعر و شاعری ہے لیکن اس کے لئے ہم کبھی اور دن رکھیں گے، ابھی ہم جو کام کر رہے ہیں وہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سردار صاحب کابل پاس ہو جائے تو پھر یہ سبجی کی پورے ہاؤس کو دعوت دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے سنا تو تھا کہ اچھا شعر خالی پیٹ آتا ہے وہ آج ثابت بھی ہو گیا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان شعروں کو پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ سننے کا شکوہ کرنے کا، بات کرنے کا حق شاعری میں بہت واضح ہے کہ چاہے حشر کا دن ہو یا کوئی شکوے کی بات ہو، پنجاب اسمبلی کا session ہو یا لوکل گورنمنٹ کی بات ہو تو وہاں پر بھی سننے کا جو حق ہے وہ انتہائی اہم ہے۔ یہ شعر entertainment کے لئے بھی اچھے ہیں لیکن ان کا فلسفہ وہی ہے جو قانونی زبان میں جسے تمام وکیل Audi Alteram Partum کہتے ہیں۔ آج اس ترمیم کی بنیاد بھی یہی ہے کہ سننے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے۔ شکوہ کرنے اور بات کو ماننے، صفائی دینے کا حق ہر ایک کو ہے مگر افسوس کہ آپ لوگوں نے اپنی clause میں کہا ہے کہ This will be dissolved at once بغیر کسی کے کہے سنے ہماری یہ اپیل ہے کہ جب تک آپ نے ایک ماہ کا نوٹس انہیں نہ دیا، جب تک آپ نے ان کی مشکلات اور ان کی بات نہ سنی تو یہ کہیں کا بھی انصاف نہیں ہے کہ آپ اس کو پاس کریں۔ چاہے وہ شاعری، فلسفہ یا قانون۔ میرے ہاتھ میں اس وقت سپریم کورٹ کی 117 monthly review کا ایک reference بھی ہے جو سپریم کورٹ آف پاکستان میں مہر ذوالفقار بابو and others نے عدالت میں ایک case دائر کیا تھا جسے سننے والوں میں سجاد علی شاہ، چیف جسٹس فضل الہیٰ خان اور راجہ افراسیاب خان تھے۔ یہ بھی لوکل گورنمنٹ کے fresh الیکشن کی بات تھی جو کہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ میں اس تفصیل کو چھوڑتے ہوئے صرف اور صرف اس کے سنائے گئے فیصلے کو پڑھوں گی کہ Punjab Local Government Ordinance کے لئے انہوں نے کہا کہ:

> Audi Alteram Partum Principle of the Local Governments were dissolved by the Government without providing them opportunity of hearing. Right of hearing has been affected to the Council etc

یہ تو ایک فیصلہ ہے اور میرے پاس ایسے پانچ چھ فیصلے ہیں جنہیں میں پڑھنا شروع کر دوں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ چاہے لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ، dissolving یا ناظم کا مسئلہ ہے تو قانون، سپریم کورٹ، شاعری اور عقل کا یہ تقاضا ہے کہ انہیں hearing کا حق دیا جائے۔ یہ کس قسم کا خطرہ موجودہ مخلوط

حکومت کو پڑ گیا ہے کہ فوری طور پر اس لوکل گورنمنٹ کو تہس نہس اور نیست و نابود کر کے انہیں سننے کا موقع بھی نہ دیا جائے۔ کل آپ نے دیکھا اور آج بھی پنجاب اسمبلی کے سامنے چیئرنگ کراس میں ہزاروں کی تعداد میں اسی لوکل گورنمنٹ سے متعلق بات کرنے اور اپنی بات سنانے کے لئے ناظم موجود تھے۔ جگہ جگہ این جی اوز اور دوسرے لوگ اس چیز کو لانا چاہ رہے ہیں کہ خدارا ایک دفعہ سنیں تو سہی کہ آپ لوگوں سے بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ governance کا یہ طریق کار نہیں ہے کہ آپ بیوروکریسی کے ہاتھ میں یہ قسمت دے دیں، ان کی بات سن لیجئے جو کہ ان کا حق ہے۔ میں اپیل کروں گی کہ اس ترمیم پر غور کریں۔ آج اگر آپ ان کی نہیں سن رہے تو یہ نہ ہو کہ کل آپ کی بھی نہ سنی جائے۔ ایسا rule اور ایسا law یہ پنجاب promulgate کرے کہ جس میں یہ انصاف موجود ہے اور جو ہر چیز کا standard ہے اور ایک بہت اونچا مقام رکھتا ہے۔ یہ جج کی کرسی اور یہ سارا کچھ کہ please right of hearing یا Audi Alteram Partum کے rule کو آگے لایا جائے، اس ترمیم کو منظور کریں اور in the good sense of Justice جس جسٹس کا آج بار بار نام لیا جا رہا ہے، جس کی پاکستان کو ضرورت ہے وہ اسی ترمیم کے ذریعے اس لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں آ سکتی ہے لہذا میں اس ایوان سے اپیل کروں گی کہ وہ in the good sense اسے قبول کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے mover سے پہلے میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جب ترامیم پر آپ کھڑے ہوتے ہیں تو He has to be very articulate اور مطلب یہ کہ to the point ہونا چاہئے کیونکہ میں بار بار بات وہی کر رہا ہوں کہ section 206 کی یہاں پر limitation والی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آمنہ الفت تو بڑی articulate ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میں ان کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں overall بات کر رہا ہوں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں سوچ رہی ہوں کہ اپنی بات کو زیادہ نہ پھیلاؤں بلکہ میں بھی اس کو اسی طریقے سے sum up کرتی ہوں کہ:

شہر سنگ ہے یاں تو ٹوٹیں گے آئینے
اب سوچتے ہیں بیٹھ کے آئینہ ساز کیا
(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک شعر سنانے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: شکریہ جناب سپیکر!۔۔۔

سچ تو یہ ہے کہ مجھے جھوٹ کی عادت ہوتی
تجھے مجھ سے مجھے تجھ سے نہ شکایت ہوتی
(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران:

میں سچ بولوں گی پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے
گا
(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):

کس کس کی زباں روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ جلدی سے کچھ بندوبست کر دیں کیونکہ House قابو سے باہر ہو رہا ہے۔ (قہقہے)

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا:

ہم کریں بات دلیلوں سے تو رد ہوتی ہے
ان کے ہونٹوں کی خاموشی بھی سند ہوتی ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! آپ بھی کسی شعر میں ہی sum up کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس شعر و شاعری کے ماحول میں صرف اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں سے یہی کہوں گا کہ آپ کا سٹاف جو ترامیم draft کرتا ہے تو اس کے لکھے پر ذرا غور ہی کر لیا کریں "ہم اگر عرض کریں گے تو پھر شکایت ہو گی" (نعرہ ہائے تحسین) ان کی پیش کی گئیں ترامیم میں ایک جگہ فرما رہے ہیں کہ ضلع کونسل، تحصیل کونسل، ٹاؤن کونسل، یونین کونسل shall stand dissolved with immediate effect اور دوسری ترمیم میں کہہ رہے ہیں کہ:

> Provided that one month notice shall be given to all the above councils and they shall be provided an opportunity.

جناب سپیکر! شنوائی کی جو بات کر رہے ہیں تو یہ دراصل ان لوگوں کی بات کر رہے ہیں جن کا 16-10-09 tenure کو ختم ہو چکا ہے۔ بھئی! اب انہیں کس سلسلے میں سنا جائے؟ انہیں 2005 میں اس صوبے کے عوام نے ووٹ دے کر صرف چار سال کے لئے منتخب کیا تھا جو کہ 16-10-09 کو پورا ہو چکا ہے۔ اب اگر وہ شور ڈال رہے ہیں اور روتے پھر رہے ہیں تو ان کے رونے کی وجوہات اور ہیں اور ان کے رونے کی وجوہات کا اس سلسلے سے کوئی تعلق ہے، وہ اس وقت competent ہیں اور نہ ہی ان کا mandate ہے کہ وہ اس قسم کا رونا رو سکیں۔ وہ اگر رو رہے ہیں تو اپنے کئے پر رو رہے ہیں اور اس کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم از خود itself contradictory ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

That in clause 5 of Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (2), the following be substituted:-

"(2) for purposes of holding next election of the Local Governments, all Zila Councils, Tehsil Councils, Town Councils and Union Councils shall stand dissolved with immediate effect:

Provided that one month notice shall be given to all the above Councils and they shall be provided an opportunity of being heard before the dissolution process starts.''

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 2nd amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi., Mr. Aamir Sultan Cheema.

Any mover may move it.

MS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

For sub-section (4), the following be substituted:-

"(4) The Government, in consultation with the Provincial Election Commission and Leader of the Opposition, shall appoint a person as caretaker Nazim for a local government to perform the functions and exercise powers of the Nazim.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (4), the following be substituted:-

"(4) The Government, in consultation with the Provincial Election Commission and Leader of the Opposition, shall appoint a person as caretaker Nazim for a local government to perform the functions and exercise powers of the Nazim.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات اس طرح سے شروع کرنا چاہوں گی کیونکہ شعر وشاعری کا موسم ہے۔

کج اُنج ویں راہواں اوکھیاں سن
کج گل وچ غماں دا طوق وی سی

کج شہر دے لاء منسٹر صاحب وی ظالم سن
کج سانوں مرن دا شوق وی سی

جناب سپیکر! جیسا انہوں نے اس بل میں کہا ہے کہ Administrator کو کونسل اور ناظم کی تمام responsibilities اور تمام اختیارات دے دیئے جائیں۔ یہ ایک caretaker setup ہے یہ کوئی permanent setup ہونے نہیں جا رہا ہے۔ اگر ان کی ایسی hidden خواہشات ہیں تو وہ بھی بتانی چاہئیں لیکن چونکہ یہ ایک عارضی نظام ہو گا اور تب تک کے لئے ہو گا جب تک کہ نیا الیکشن نہ ہو جائے۔ میں نہیں سمجھتی کہ کسی بھی Administrator کے پاس یہ اختیار ہو کہ وہ ناظم اور کونسل کی power کو use کر سکے، وہ نئے projects بنا سکے اور وہ کوئی بھی ایسے اقدامات کر سکے جو وہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ یہاں پر کوئی آگ نہیں لگی ہوئی ہے۔ جن ناظمین کے دو سال سے اختیارات سلب کئے گئے ہیں پھر بھی لوگ زندہ ہیں اور پھر بھی system چل رہا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ یہاں پر کوئی ایسی urgency ہے کہ اس Administrator کو بقول ان کے کہ وہ صرف چھ مہینے کے لئے آیا ہے اور جب یہ نئے الیکشن کی تاریخ announce کریں گے اس کو کوئی اختیار دینا، اس کو powers دینا، اس کو کونسل کے اختیار دینا اور نائب ناظم کے اختیارات دینا بالکل غلط ہے۔ اس کو چیک کرنے کے لئے تو وہاں پر کوئی موجود ہی نہیں ہے۔ جب ناظم اور نائب ناظم کو چیک کرنے کے لئے 13 ممبران کا ہاؤس تھا اس کے باوجود وہ چور تھے تو اس کو تو یہاں چیک کرنے والا، پوچھنے والا کوئی نہیں ہے تو پھر یہ چوری نہیں کرے گا یا ڈاکو نہیں بنے گا تو پھر کیا بنے گا؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ایک طرف تو ہم جمہوریت کے نعرے لگاتے ہیں اور دوسری طرف ہم کہتے ہیں کہ dictatorship غلط ہے، خراب ہے اور بُری چیز ہے۔ اس کو مانا کہ یہ بہت گندہ قانون ہے لیکن ایک طرف ایک Administrator کو سارے اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے dictator تو وہی ہے جو سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوبارہ سے پنجاب حکومت ایک Administrator کے حوالے یونین کونسل کر رہی ہے۔ ایک

یونین کونسل جس میں 13 ممبران ہیں، جس میں ناظم ہے، نائب ناظم ہے ان تمام کے اختیارات Administrator اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہ رہا ہے۔ یہ تو پھر آپ خود dictatorship کو فروغ دے رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اتنے اچھے اچھے یہاں پر شعر پڑھے گئے اس موقع پر مجھے بھی فیض کی وہ دعا یاد آرہی ہے کہ "آیئے ہاتھ اٹھائیں ہم جنہیں رسم دعا یاد نہیں۔" وہ اس میں بڑی پیاری بات کرتا ہے میں سب بھائیوں اور بہنوں کے نوٹس میں لاؤں گا۔ وہ کہتا ہے کہ:

ہمت کفر ملے جرات تحقیق ملے

میں اپنے بھائیوں کو کہوں گا کہ وہ ہمت کریں اور تحقیق کریں کہ یہ کر کیا رہے ہیں؟ ہماری جو بڑی ہی logical suggestions ہیں ان کو اس میں incorporate کیا جائے۔ جو حکومت نے propose کیا اور جو سٹینڈنگ کمیٹی کا proposed Bill ہے کہ:

> The Government shall appoint a person as Administrator for the Local Government to perform the functions and exercise powers of the Nazim, Naib Nazim and Council under the Ordinance or any other law.

جناب والا! ساری powers ایک آدمی کے ہاتھ میں دی جا رہی ہیں اور ہم نے جو propose کیا ہے، ہم نے اس کو caretaker Nazim کہا ہے۔ جس وقت دو حکومتوں کے درمیان interim period آتا ہے تو اس وقت یہ نہیں ہوتا کہ چیف سیکرٹری کو چیف منسٹر لگا دیا جائے، یہ نہیں ہوتا کہ محکمے کے سیکرٹری کو منسٹر لگا دیا جائے بلکہ caretakers آتے ہیں۔ اگر انہیں ناظم کے لفظ سے چڑ ہے تو اس کے لئے کوئی اور لفظ استعمال کر لیں لیکن اس طرح سے Administrator appoint کرنا اور بغیر کسی وجہ کے سارے اختیارات اس کے ہاتھ میں دے دینا یہ جمہوریت کی spirit کی نفی ہے۔ وہ Administrator کسی کو تو جوابدہ ہو، وہ کسی کو بھی جوابدہ

نہیں ہو گا۔ ہاؤس کو ناظم جوابدہ ہوتا ہے اور ہم ہاؤس کی power بھی اسی کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اس چیز پر غور کریں اور ہماری اس amendment کو carry کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اس پر تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ غلط طریقہ ہے یہ personal comments ہیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے جو amend کیا ہے کہ ایک Administrator کی بجائے ایک ایسے شخص کو لگا دیا جائے جو اس سلسلے کو چلائے۔ مجھے یاد ہے کہ 1997 اور 1999 کی جو حکومت تھی اس میں میاں محمد نواز شریف صاحب Prime Minister تھے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب Chief Minister تھے۔ یہ ہر ادارے میں فوج کو لے آئے، یہ واپڈا میں فوج کو لے آئے، سکولوں میں فوج کو لے آئے اور ہر جگہ فوج ہی فوج کو لے آئے۔ جب ہر جگہ فوج لے آئے تو پھر ہوا کیا؟ ہوا یہ کہ 12۔اکتوبر 1999 کو اصل فوج آ گئی اور ان کو فارغ کر دیا۔ خدارا اب دوبارہ ایسا کام نہ کریں، یہ اب بھی ویسا ہی کام کر رہے ہیں اور پھر اسی مثال کو دوبارہ قائم کر رہے ہیں جو انہوں نے 1997 سے لے کر 1999 تک قائم کی۔ میں کہوں گا کہ اس میں سیاسی Administrator مقرر کریں۔ یہ اپنی جماعت کے بندے مقرر کر لیں ہم اس کی تائید کریں گے۔ میری یہی گزارش ہے کہ یہ scrutiny کے بعد بے شک اپنے سیاسی کارکنوں کو adjust کر لیں۔ ایسا سلسلہ نہ اپنائیں جس سے وہ روایت دوبارہ آئے اور 12۔اکتوبر 1999 کی تاریخ دہرائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میری تو استدعا یہی ہے کہ براہ مہربانی caretaker ناظم کو ہونا چاہئے، ایک عوامی نمائندے کو ہونا چاہئے اور پلیز یہ one man show والا سلسلہ جو چل رہا ہے اسے ختم کیا جائے۔ انہی رویوں کا نام جمہوریت ہے، وردی پہننے اتارنے سے کوئی dictator نہیں بن جاتا۔ لاء منسٹر اس پر ذرا غور کریں اور caretaker ناظم کو لگایا جائے جو عوامی ہے۔ شکریہ

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!جو باتیں ہوئی ہیں میں انہیں repeat نہیں کروں گا میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس میں جو لکھا ہے کہ:

> The Government shall appoint a person as Administrator for the Local Government to perform the functions and exercise powers of the Nazim, Naib Nazim and Council under the ordinance or any other law.

جناب والا!ڈسٹرکٹ ناظم اور تحصیل ناظم کو تو ایک شخص replace کرے گا جو یونین کونسل کے ناظمین ہیں، This is very vague یہاں پر یہ نہیں لکھا کہ یونین کونسل کے ناظموں کو کون replace کرے گا؟ جو اخباروں میں خبریں آرہی ہیں اس میں لکھا ہے کہ تحصیل میں جو TOI ہے وہ تمام یونین کونسلوں کے ناظمین اور نائب ناظمین کی جگہ perform کرے گا۔ ایسی بھی تحصیلیں ہیں جہاں پر 65,70 یونین کونسلیں ہیں۔ 65,70 یونین کونسلوں کے ناظموں، نائب ناظموں اور کونسلروں کا function کیا ایک شخص perform کر سکتا ہے؟ ہر ناظم کی جگہ اگر انہوں نے caretaker ہی لگانے ہیں تو پھر ہر یونین کونسل میں ایک caretaker لگائیں اور سیاسی آدمی لگائیں۔ انہیں چاہئے کہ یہ bureaucrats پر انحصار مت کریں اور اپنے سیاسی بھائیوں کو اس طرح

سے بدنام کرنا اور صرف یہ کہہ دینا کہ یہ corrupt ہیں، کل یہی الزام ان پر بھی لگے گا۔ جتنے بھی bureaucrats ہیں وہ سیاست دانوں سے زیادہ corrupt ہیں۔ میں آج دوبارہ یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم Administrator لگا رہے ہیں، dictator نہیں لگا رہے ہیں اس لئے انہیں اتنا فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لوگ ہر ڈسٹرکٹ میں under the control, direction and guidance of elected members کام کریں گے۔ وہاں پر ہمارے ایم پی ایز ہیں، ہمارے ایم این ایز ہیں ان کی guidance میں کام کریں گے۔ باقی ایک بات چیمہ صاحب نے کی ہے تو اس حوالے سے میں ان کی یادداشت کو emphasis کرتے ہوئے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ جب یہ فیصلہ ہوا تھا تو on the floor of the House جہاں پر سید ناظم حسین شاہ صاحب بیٹھتے ہیں میں بھی یہاں پر اس وقت بیٹھا تھا۔ میں نے on the floor of the House یہ کہا تھا کہ جناب! یہ فیصلہ درست نہیں ہے، ہمیں فوج کو اس طرح civil works میں involve نہیں کرنا چاہئے۔ اس وقت جو اس اسمبلی کے سپیکر تھے، میں ان کا نام نہیں لیتا یہ خود معلوم کر لیں گے انہوں نے مجھے اجلاس ختم ہونے کے بعد بلایا اور کہا کہ رانا صاحب! آپ نے یہ کیا بات کی ہے؟ میں نے کہا کہ جو بات میرے ضمیر نے درست سمجھی میں نے وہ کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے میاں صاحب کے فیصلے کے خلاف بات کر دی ہے، میں نے کہا کہ میں نے جو بات درست سمجھی ہے میں نے وہ کی ہے۔ اس میں میاں صاحب کی مخالفت کا یا حمایت کا سوال نہیں ہے۔ میں تو ایک ممبر تھا چیمہ صاحب اس وقت کابینہ میں تھے اور یہاں بیٹھتے تھے ان کو بھی چاہئے تھا کہ اس وقت کابینہ سے resign کرتے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ کابینہ کے کس دور کی بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے 1997 کی کابینہ کی بات کر رہے ہیں اور اب اس کے بعد 2002 کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں1997 کی کابینہ میں نہیں تھا، ان کی یادداشت صحیح نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ2002 کی کابینہ کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! 2002 میں تو فوج کو ہم نے یوں کوئی دعوت نہیں دی تھی اس وقت تو پہلے ہی فوج تھی اور اس وقت فوج نے ہی الیکشن کروایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ 1997 کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 1997 میں تو آپ کی بات ہے اور 2002 کی کابینہ میں یہ تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی یہ وہیں تھے جہاں پر یہ فیصلہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، اس سے پہلے بھی یہ وہیں تھے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کا جو پلازے والا مسئلہ چینل پر آ رہا ہے وہ ان کے دماغ پر سوار ہے اور ان کے بھی دماغی توازن کو ٹھیک کرانے کی ضرورت ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No, this is wrong.

میں personal comments کی بالکل اجازت نہیں دوں گا۔ Order in the House.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی یادداشت کمزور ہے۔ میں 1997 میں کابینہ میں نہیں تھا۔ انہوں نے یہ ذاتی بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پھر یہ بتائیں کہ اس وقت یہ کہاں تھے اور کس جماعت میں تھے، گورنمنٹ میں تھے یا کہاں تھے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ میں تھا لیکن کابینہ میں نہیں تھا۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! پھر اس وقت میں نے تو بات کی تھی۔ آپ نے بات کی؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نے کابینہ کی بات کی ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ان کے والد صاحب قومی اسمبلی میں تھے، انہوں نے وہاں پر بات کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت اس کو یہاں پر ختم کر دیں۔ چیمہ صاحب! اس وقت یہاں پر پالیسی اور amendments discuss ہو رہی ہیں۔ جی، مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (4), the following be substituted:

"(4) The Government, in consultation with the Provincial Election Commission and Leader of the Opposition, shall appoint a person as Caretaker Nazim for a Local Government to perform the functions and exercise powers of the Nazim."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 3rd amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi, MR. Aamir Sultan Cheema.

Any mover may move it.

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (5) the following be substituted:

(5) The Government may, in consultation with the Provincial Election Commission, issue general or special directions to the Caretaker Nazim in the performance of his functions or exercise of powers under sub-section (4) ensuring that such directions shall not influence the forthcoming elections."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (5) the following be substituted:

(5) The Government may, in consultation with the Provincial Election Commission, issue general or special directions to the Caretaker Nazim in the performance of his functions or exercise of powers under sub-section (4) ensuring that such directions shall not influence the forthcoming elections."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو گورنمنٹ کی طرف سے directions ایڈمنسٹریٹر کو آئیں گی تو اس پر ہمیں بہت بڑا اعتراض ہے کیونکہ جو special directions ہوتی ہیں وہ بعض دفعہ بڑی خطرناک ثابت ہو جاتی ہیں اور اس سے پورے کا پورا الیکشن رزلٹ بدلا جاسکتا ہے اور یہ special direction اور وہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے آئیں گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کی جو گورنمنٹ ہو گی، جو اس کو direction feed کرے گی تو وہ اس کو آگے چلائے گا کیونکہ وہ تو اس کے ماتحت ہو گا تو یہ بڑی غلط situation ہے ان سے ہماری ایک درخواست ہے کہ ایک Caretaker Naib Nazim ہو اور اس کے پاس temporary اختیارات ہوں اور ایسے اختیارات نہ ہوں جسے وہ misuse کر سکے اور اس کا جو affect ہے آنے والے elected bodies الیکشن پر ہو۔ ہماری جو suggestions ہیں وہ یہ ہیں کہ یہاں پر جو بل کا لب لباب اور خاص طور پر اس amendment کے حوالے سے بھی ایسے لگتا ہے کہ ایک بادشاہ سلامت ہے جس نے آرڈرز کئے ہیں اور اس کی بادشاہت ہے اور وہ جو کہہ رہا ہے سب کچھ ہو گا اور ایک one man show ہو رہا ہے۔ صوبے میں بھی one man show، ہاؤس میں بھی one man show اور پھر wards میں آگے جا کر one man show کر رہے ہیں تو kindly یہ one man show ختم کریں، سب کو لے کر، مل کر چلیں اور ''ہم'' کا لفظ لکھ لیں اور اس ''میں'' نے پہلے بھی ہمیں مروایا ہے اور مزید آگے بھی مروائے گی۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جو خدشات ہیں وہ یہی ہیں کہ کہیں ایسی special instruction نہ ہوں جو کہ الیکشن کے results کو influence کریں۔ میں ایک دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور دیہات میں تو اسی طرح ہے، شہر کا پتا نہیں ہے اور یہ میرے

شہری بھائی ہیں ان کو زیادہ پتا ہو گا کہ الیکشن کے موقع پر بہت زیادہ تیزی سے ترقیاتی کام ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کسی کی نالی بننے لگ جاتی ہے اور کسی کی سولنگ بننے لگ جاتی ہے، تبادلے ہونے لگ جاتے ہیں کہ فلاں من پسند افسران یہاں پر آجائیں، استاد کا وہاں پر تبادلہ کر دو تو اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ الیکشن کمیشن اس چیز کو ensure کرے کہ اس قسم کی کوئی چیزیں نہ ہوں۔ یہ special directions ایسی نہ ہوں کہ جن کے عملدرآمد سے الیکشن کے process کی neutrality اور اس کا شفاف ہونا doubtful ہو جائے اور جو جمہوریت کی روح کے خلاف ہو۔ مہربانی کر کے ہماری اس بڑی logical اور بڑی جائز demand کو incooperate کر لیا جائے۔ ٹھنڈے دل سے سوچتے ہوئے کہ اس میں نیک نیتی شامل ہے اور ہمارا ایک نیک نیتی سے حکومت کو مشورہ ہے اور اسے صرف اس لئے نہ oppose کیا جائے کہ یہ ہاؤس کے دوسری طرف سے آئی ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Definitely میری جو reservations ہیں یہ words special instructions کی طرف ہیں۔

جناب سپیکر! 4 clause کا بھی اس میں reference دیا گیا ہے اور again وہی چیزیں میں کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لئے تمام اختیارات، تمام instructions، تمام directions فوری طور پر صرف چھ ماہ کے لئے ان کو دینا ضروری ہے۔ یہ ایک temporary setup ہے اور اس کو ناظم کے برابر کے اختیارات دے دینا میں سمجھتی ہوں کہ یہ جمہوریت کا قتل ہے اور یہ جمہوریت کی نفی ہے بلکہ شاید وہ special instructions گورنمنٹ ناظمین کو بھی نہیں دیتی۔ جب ہم آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں، جب ہم قانون کی عملداری کی بات کرتے ہیں اور rule of law کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ان تمام چیزوں کو دیکھ لینا چاہئے جو ناظمین ہیں وہ بھی عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو سکتا ہے لیکن یہ جو ہمارے یہاں پر فرد واحد کا concept چل گیا ہے کہ سنٹر میں فرد واحد، صوبے میں فرد واحد، پنجاب اسمبلی میں فرد واحد اور اب ہر وارڈز میں بھی اس فرد واحد کو تمام لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر اختیارات اس کو دے

دیئے جائیں گے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کو تمام directions دینا اور اس کو اختیارات دینا یہ ایک غیر جمہوری رویہ ہے اگر لاء منسٹر صاحب still اپنے موقف پر قائم رہیں گے تو میں سمجھتی ہوں اور میری اپنی ذاتی capacity میں یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک Provincial Election Authority ہوگی۔ کوئی بھی صوبائی ڈیپارٹمنٹ کسی اور جگہ سے directions and special directions وصول کرتا ہے اور نہ ہی ڈیپارٹمنٹ اس طرح سے چلائے جاسکتے ہیں اگر special directions لی بھی جائیں تو ان کو implement کرنے کا پھر کیا طریق کار ہوگا اور جو صوبائی الیکشن کمیشن کے حوالے سے انہوں نے اپنی amendment میں دیا ہے صوبائی الیکشن کمیشن کا کوئی آئین اور قانون میں اس کا وجود نہیں ہے اور وہ صرف الیکشن کمیشن کا ایک ذیلی دفتر ہے جو کہ ایک national institutions ہے اور اس کا صوبے کی working اور functioning سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس لئے اس قسم کی مداخلت legislate کرنا وہ صوبائی خود مختاری کے concept کے خلاف ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-
>
> for sub-section (5), the following be substituted:-
>
> "(5) The Government may, in consultation with the Provincial Election Commission, issue general or special directions to the Caretaker Nazim in the performance of his functions or exercise of powers under sun-section (4) ensuring that such directions shall not influence the forthcoming elections."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 4th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Aamir Sultan Cheema.

Any mover may move it.

DR. FAIZA ASGHAR: I move:

That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (6), the following be substituted:-

"(6)(i) The Government shall complete the process of Elections of the Local Governments within ninety days of the dissolution of the council or occurring of any vacancy.

(ii) The Caretaker Nazim or any of his kith and kin shall not be eligible to contest the coming elections.

(iii) The Caretaker Nazim shall perform only the essential administrative functions and shall not initiate any new development project."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (6), the following be substituted:-

"(6)(i) The Government shall complete the process of Elections of the Local Governments within ninety days of the dissolution of the council or occurring of any vacancy.

(ii) The Caretaker Nazim or any of his kith and kin shall not be eligible to contest the coming elections.

(iii) The Caretaker Nazim shall perform only the essential administrative functions and shall not initiate any new development project."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ ابھی تک جتنے بھی الیکشن ہوتے رہے ہیں اور جیسا کہ ہمارے آئین میں ہے کہ ہر الیکشن تین مہینے کے اندر ہو گا۔ اس میں جو الیکشن اتھارٹی recommend کر رہی ہے وہ ہے 180 دن یعنی کہ چھ مہینے کا وقفہ ہے۔ یہ چھ ماہ کا جو وقفہ دیا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چھ ماہ کے بعد الیکشن ہو جائیں گے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ چھ ماہ کے بعد کوئی ایسی date دی جائے گی جو future میں آئے گی جب الیکشن ہوں گے۔ اس date کے متعلق کوئی detail نہیں ہے۔ کیا یہ چھ مہینے کے بعد ہو گی یا سال کے بعد یا تب ہو گی جب اگلے الیکشن full government کے لئے آئیں گے اس وقت ہو گی؟ یا اس کا مقصد یہ ہے کہ پورے tenure میں الیکشن کروانے کا ارادہ ہی نہیں ہے اسی لئے تو یہ ایڈمنسٹریٹرز تعینات کئے جا رہے ہیں۔ ایڈمنسٹریٹرز کا نہ کوئی

check and balance ہے وہ ایک individual ہے اور کیونکہ گورنمنٹ اس کو appoint کرے گی تو وہ گورنمنٹ کا ہر مقصد پورا کرتا رہے گا اسی لئے elections کی date announce کرنے کے لئے چھ ماہ کا وقفہ کیا گیا ہے۔ ابھی تو ہمارے لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ پچھلے اکتوبر سے ہمارے ناظموں کا ٹائم over ہو گیا ہوا ہے تو میں یہ سوچوں گی کہ اس کے تحت وہ چاہیں گے کہ الیکشن جلد از جلد ہوں بجائے اس کے وہ صرف date دینے کے لئے چھ مہینے اور مانگ رہے ہیں اور اس کے بعد کہیں اس کے الیکشن کی date دی جائے گی جس کا کوئی تعین ہی نہیں کہ وہ کس سال میں ہو گی یا کب ہو گی؟ ابھی یہ دیکھیں کہ ان کا جو چارٹر آف ڈیموکریسی ہے جس کی بہت بات کی جاتی ہے اس میں بھی تین مہینے کے اندر الیکشن کروانے کی بات ہے تو اس طرح یہ خود اپنی چیز سے differ کر رہے ہیں، اسی طرح پہلے بھی تین دفعہ یہ ہوا ہے کہ 1970 میں اور 1988,1993 میں پیپلز پارٹی نے بھی ایڈمنسٹریٹرز تعینات کئے تھے۔ اگر آپ یاد کریں تو الیکشن پھر کبھی بھی نہیں ہوئے تھے وہ ایڈمنسٹریٹرز ہی رہ گئے تھے۔ یہاں پر جب اس تاریخ کو اتنا بڑھایا جا رہا ہے تو اس میں اس چیز کا شُبہ ہو رہا ہے کہ کیا یہ صحیح دیانتداری سے آیا الیکشن کروانا چاہ بھی رہے ہیں یا نہیں؟ اور یہی چاہ رہے ہیں کہ یہ معاملہ اس تاریخ، آگے الیکشن کی تاریخ اور اس سے آگے کی تاریخ دے کر اسی میں اڑا رہے ہیں تاکہ الیکشن نہ ہوں اور ایڈمنسٹریٹر ہی کام کرتا رہے۔ آپ کا یہ جو set clause ہے لوکل باڈی آرڈیننس 2001 کا سیکشن 159 اس میں یہ ہے کہ جب ایک ناظم یا اس کی جو term ہے وہ ختم ہوتی ہے تو وہ تب تک کسی اور کو handover نہیں کریں گے جب تک کہ اگلا ناظم elect نہیں ہو جائے گا۔ ناظم اس کو اور نائب ناظم اگلوں کو handover کر کے پھر جائیں گے لیکن یہاں پر ہم نے اتنے مہینوں کا اتنا لمبا gap ڈال دیا ہے جہاں پر ناظموں کی کوئی continuity نہیں چلے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب چھ مہینے کا الیکشن کی تاریخ میں ہی وقفہ رہ جائے گا تو پھر وہ پوزیشنز جو elected لوگوں کے ہاتھ آنی چاہئیں وہاں ناظم کی جگہ ڈی سی او کو لگا دیا جائے گا اور نائب ناظم کی جگہ ٹی ایم اوز آ جائیں گے۔ ہر وقت یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ جو بیوروکریٹس ہیں ان سے سب تنگ ہیں تو پھر عوامی نمائندوں کو ہٹا کر دوبارہ بیوروکریٹس کو ان جگہوں پر فائز کیا جا رہا ہے، جب اپنی مرضی سے ہم بیوروکریٹس لگا رہے ہیں تو پھر یہ ڈیموکریسی کیسی ہوئی؟ اسی لئے یہ recommendation ہے کہ caretaker ناظم دیا جائے اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ ایک caretaker

position ہے یہ ہمیشہ کی ایڈمنسٹریٹر ایک ڈکٹیٹر کی پوزیشن نہیں ہے اور یہ بھی کہا جائے کہ وہ ایسے کچھ developmental projects نہ کرے کیونکہ جب وہ developmental projects کرتے ہیں تو پھر اس کا احسان دوسرے لوگوں پر ہو جاتا ہے اور اگلے الیکشن میں اپنے kith and kin کو بھی اس میں شامل کر سکتے ہیں۔ جس کا ہم نے منع کیا ہے کہ اس میں وہ نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ ۔ میرا خیال ہے کہ اب اس میں کسی اور ممبر کی ضرورت رہ نہیں جاتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر سب شعر سُنا رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ کوئی شعر سُنا کر ماحول کو زعفران بنا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ابھی نہیں۔ پلیز!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بھی اسی پر بات کرنی ہے؟ kindly repetition نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ بالکل آخری amendments رہ گئی ہیں یہ تو جمہوری عمل کے تابوت میں آخری ہچکیاں ہیں۔ اس میں جو 180 days کی بات کی گئی ہے میرا اس پر شدید احتجاج بھی ہے کہ یہ ظلم نہ کریں کہ ایک طویل عرصے کے لئے ایڈمنسٹریٹرز کو بٹھا دیا جائے اور کچھ نہیں پتا کہ کب انہوں نے الیکشن کی date announce کرنی ہے، کب الیکشن ہونے ہیں؟ شاید الیکشن والے دن سے دو دن پہلے پتا چلے کہ الیکشن ہونے والے ہیں۔ اس قسم کے جو دل میں تحفظات ہیں ان کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی جائے۔ یہ بہت اہم بات ہے اور کم از کم اس کو تو مان لیں۔ باقی تو کسی چیز کو بھی آپ نے نہیں مانا۔ وزیر قانون صاحب نے ہر چیز کو اُٹھا کر ختم کر دیا۔ میں تو تابوت میں یہ آخری کیل لگا رہی ہوں۔ اس پر بات کرتے ہوئے میں یہی کہوں گی کہ:

اے میرے دوست ذرا دیکھ میں ہارا تو نہیں
میرا سر بھی پڑا ہے میری دستار کے ساتھ
وقت خود ہی بتائے گا کہ میں زندہ ہوں

کب مرتا ہے وہ جو زندہ رہے کردار کے ساتھ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہاں شعر و شاعری بہت ہوئی۔ مجھے تو شعر اتنے آتے ہی نہیں ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ خود ہی 'شیر' ہیں۔

جناب شیر علی خان: (قہقہہ) جناب سپیکر! یہ legislation serious business ہے اور اچھا ہے کہ اس میں تھوڑا سا light weight بھی ہونا چاہئے۔ یہاں پر سندھو صاحب نے ایک شعر پڑھا۔ میں اس کے مقابلے میں شعر تو کہہ نہیں سکتا۔ انہوں نے تباہی کا کوئی ذکر کیا ہے کہ کسی کی تباہی میں کسی کا ہاتھ ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کم از کم لوکل گورنمنٹ کی تباہی میں ان کا ہاتھ ہے، ہمارا ہاتھ نہیں ہے۔ (قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order please. تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے personally ان کا ذکر نہیں کیا۔ میں Legislation کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ یہ انوکھا قانون ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک اتنا vague law ہے۔ جب بھی Legislators اپنی legislation میں اس قسم کا ابہام چھوڑ دیتے ہیں اور عدالتیں جب اس کی تشریح کرتی ہیں تو اس پر ہم شور مچاتے ہیں کہ عدالت نے یہ کیوں کہہ دیا۔ اگر ہم یہ ابہام نہ چھوڑیں تو شاید اس کی تشریح کرنے کے لئے اتنی تگ و دو نہ کرنی پڑے۔ اس سے پہلے کسی قانون میں 180 دن کا ذکر نہیں ہے میں رانا صاحب کو داد دوں گا کیونکہ ہم 90 دن کا ذکر تو سنتے رہے ہیں، جنرل ضیاء الحق کی 90 دن والی بات تو بہت مشہور ہوئی اور آج تک بھی اس کو quote کیا جاتا ہے۔ اب یہ 180 days تو رانا صاحب کی اختراع ہے، یہ بھی تاریخ میں یاد رہے گی کہ انہوں نے 180 دن کی ایک نئی اختراع نکال دی اور یہ 180 دن بھی تاریخ طے کرنے کے لئے ہیں۔ آپ ایڈمنسٹریٹر تو مقرر کر دیں

گے، میں گزارش کروں گا کہ جب آپ ایڈمنسٹریٹر مقرر کریں اس معزز ایوان کے ممبران کو ہی ان ناظموں کی جگہ پر لگا دیں خدارا ان بیوروکریٹس کو ہمارے سر پر نہ بٹھائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اب جبکہ یہ بات بہت واضح ہے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ system bureaucratic یا افسر شاہی کے سسٹم کی طرف جانا ایک backward قدم ہے، ہم واپسی کی طرف جا رہے ہیں، آگے کی طرف نہیں بڑھ رہے اور بار بار باور کروانے کے باوجود بھی لوکل گورنمنٹ بل کے حق میں جس نے بھی اس ایوان میں ووٹ دیا ہے اس کے لئے میں صرف یہ کہوں گی کہ:

سنتے نہیں ہیں شیخ نئی روشنی کی بات
انجن کی ان کے کان میں اب بھاپ دیجئے

جناب والا! یہ کیسی بات ہے کہ اتنا آپ کو سمجھایا ہے لیکن آپ سمجھ نہیں رہے، یہ آپ کی ہار ہو گی۔ اگلا الیکشن آپ نہیں جیت سکیں گے اس لئے اسے منظور نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی فرما کر ترمیم تک محدود رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میری ترمیم یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اب میں ان کی عقل پر کیا کہوں، اگر میں ماتم کا لفظ استعمال کروں گا پھر ان کو گلہ ہو گا۔ یعنی جو ترامیم ان کو سٹاف نے ڈرافٹ کر کے دی ہیں انہوں نے ان کو دیکھا تک نہیں اور حالت یہ ہے کہ اس ترمیم پر بات کرتے ہوئے سب نے یہ کہا کہ 180 دن کا وقفہ دے دیا گیا ہے، چھ ماہ بعد یہ تاریخ دیں گے، چھ ماہ کا انہوں نے ٹائم لے لیا ہے اور 180 دن انہوں نے لکھ دیئے ہیں۔ اب جس سیکشن میں یہ ترمیم کر رہے ہیں اس کو انہوں نے ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھا۔ اس میں لکھا ہے کہ as soon as may اس کا مطلب جلد از جلد ہی ہے as soon as may be (قطع کلامیاں)

اس کا مطلب یہی ہے but not later than اب not later than کی ان کو سمجھ نہیں ہے یعنی یہ وہی بات کرتے جارہے ہیں کہ وقفہ دے دیا۔ہاں یہ بات درست ہے کہ ہم اس لوکل باڈیز نظام جو کہ ایک ڈکٹیٹر نے اس ملک کو اپنے rule کے under رکھنے کے لئے یہ سپیشل نظام دیا تھا،اوپر وہ ڈکٹیٹر خود بیٹھا ہوا تھا۔ باقی ہر ڈسٹرکٹ میں ایک چھوٹا ڈکٹیٹر بیٹھا درمیان میں صوبائی اسمبلیاں گھومتی رہیں، درمیان میں ہی قومی اسمبلی گھومتی رہی اور درمیان میں ہی حکومتیں گھومتی رہیں۔اس نے یہ جو نظام ترتیب دیا تھا اس نظام کی جگہ پر ہم نے ایک ایسا نظام لانا ہے جس کو public debate کے بعد اس ہاؤس میں لانا ہے اس ہاؤس کی debate کے بعد پھر دوبارہ بل کی صورت میں ایک ایک شق پر جس طرح سے آج بات ہو رہی ہے اسی طرح سے بات ہو گی اور اس کے بعد لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2010 وجود میں آئے گا اور اس کے بعد الیکشن ہوں گے۔ٹھیک ہے یہ کام بہت ہے لیکن ہم انشاءاللہ تعالیٰ جلد از جلد as soon as may be کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔یہ جو آپ وقفے والی بات کر رہے ہیں کہ چھ ماہ کا وقفہ ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دو باتیں عرض کر دوں۔چونکہ ہم sacred اسمبلی کا حصہ ہیں اور پھر جب ہم بات کرتے ہیں decorum of the House کا خیال رکھا جائے۔میں جب آپ کے لئے بات کرتا ہوں یا ادھر کے لئے بھی بات کرتا ہوں تو میں پورے ہاؤس کی بات کرتا ہوں۔جب ایک معزز رکن بول رہا ہو تو ہمارا جو سیکشن 223 ہے اس کے اندر اگر آپ سب کلاز (سی) کو دیکھیں تو اس میں لکھا ہے کہ:

> Shall not interrupt any member while speaking by disorderly expression or noises or any other disorderly manner and then shall maintain silence when not speaking in the Assembly.

تو میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ آپ نمائندگی کرتے ہیں پنجاب کی، آپ نمائندگی کرتے ہیں 9 کروڑ عوام کی تو ہم نے یہاں پر rules and procedure کو follow کرنا ہے۔جب کوئی بھی رکن بات کر رہا ہو تو ہمیں وہ بات سننی ہے اور اس کے بعد اپنی باری پر بات کرنی ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے قانون سازی ہو جائے پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ I have all the respect for all the members لیکن I have to follow the rules

The amendment moved and the question is:

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government, in the proposed section 179-A of the Principal Ordinance-

for sub-section (6), the following be substituted:-

"(6)(i) The government shall complete the process of Elections of Local Governments within ninety days of the dissolution of the council or occurring of any vacancy.

(ii) The Caretaker Nazim or any of his kith and kin shall not be eligible to contest the coming elections.

(iii) The Caretaker Nazim shall perform only the essential administrative functions and shall not initiate any new development project."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The 5th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi

Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Any mover may move it.

MS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in the said Bill, the word "Administrator" where occur, shall be substituted by the words "Caretaker Nazim."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in the said Bill, the word "Administrator" where occur, shall be substituted by the words "Caretaker Nazim."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وہ ایڈمنسٹریٹر اگر گورنر rule میں غلط تھا تو آج بھی غلط ہے۔ اگر گورنر rule میں صوبے کے ایڈمنسٹریٹر گورنر صاحب تھے آج جیسا کہ میرے معزز وزیر قانون صاحب جن کی میں follower ہوں۔ میں on the floor of the House ان کی بات کا یہ جواب دینا چاہتی ہوں کہ جس وقت آمر صوبے میں rule کر رہا تھا، جس وقت ایک آمر اسمبلی میں گھوم رہا تھا آج یہ اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ ہر وارڈ میں ایک ایک آمر بٹھا رہے ہیں۔ میں عامر سلطان چیمہ صاحب کی بات نہیں کر رہی۔ (قہقہے)

میں اس کالے قانون کی، میں اس لفظ ایڈمنسٹریٹر کی بات کر رہی ہوں جو ہر وارڈ میں بٹھا دیا جائے گا۔ ہمیشہ ترقی یافتہ قومیں آگے کی طرف جاتی ہیں، یہ کیسے ترقی یافتہ لوگ ہیں، یہ کیسے جمہوری لوگ ہیں جو ہمیں تنزلی کی طرف لے جا رہے ہیں اور میں جناب سپیکر! آپ کے توسط سے اپنا احتجاج۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ابھی جو رولز پڑھے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ kindly اپنے discipline کا خیال رکھیں۔ پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتی ہوں کہ اس اتنے اہم بل پر جس پر پورے صوبہ پنجاب کے کروڑوں عوام کا مستقبل depend کر رہا ہے اس پر نہ صرف ممبران کا non serious attitude رہا بلکہ میرے معزز وزیر قانون سے اگر گندم کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب چنے کا آیا جس پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ?Any other member انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور آجاسم شریف صاحب اور خواتین کی طرف سے عارفہ خالد پرویز صاحبہ جا کر ان کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز وزیر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، معزز ممبر جناب آجاسم شریف
اور معزز خاتون ممبر محترمہ عارفہ خالد پرویز ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹرز اور Caretaker ناظم کے بارے میں تو کافی بات ہو چکی ہے لیکن مجھے ان کے واک آؤٹ کا اس لئے افسوس ہے کہ انہوں نے اسی ترمیم پر بات کرتے ہوئے خود کو میرا follower بھی کہا اور پھر واک آؤٹ بھی کر لیا۔ ہم نے اس میں جو ٹائم رکھا ہے اس پر اپوزیشن ایک طرف تو کہتی ہے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ٹائم دیا جائے تاکہ ہم اس پر بہتر طریقے سے بات کر سکیں اور دوسری طرف کہا جا رہا ہے کہ یہ بہت زیادہ ٹائم ہے۔ ایڈمنسٹریٹر اور Caretaker پر کافی بات ہو چکی اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ اس عرصے کے دوران ڈویلپمنٹ سے متعلقہ کچھ financial powers استعمال کریں گے اس لئے ہم ان کے لئے مخصوص

Caretaker کا لفظ استعمال نہیں کر رہے لیکن وہ تمام powers ضلع کی سطح پر ہمارے منتخب عوامی نمائندوں کی guidance اور direction میں کریں گے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in the said Bill, the word" Administrator'' wherever occur shall be substituted by the words" Caretaker Nazim''

(The motion was lost)

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں محترمہ کو ایوان میں واپس آنے پر welcome کرتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم ذاتیات پر بات کرنے یا criticism کے لئے یہاں نہیں بیٹھے۔ پچھلے پانچ سالوں میں جو ہوا، میں پچھلے پانچ سالوں کی اسمبلی کی کتابیں بڑے شوق سے پڑھتی ہوں جس طرح سپیکر کے ڈائس کا گھیراؤ کیا جاتا تھا جس طرح سپیکر کو یہ کہا جاتا تھا کہ:

> Sir, if you are the honourable Speaker of the House then I am the honourable member of the House

ہم نے یہ جملے کبھی نہیں کہے۔ ہم Chair کا بہت احترام کرتے ہیں، ہم تمام وزراء کا بہت احترام کرتے ہیں لیکن آپ دیکھ رہے تھے کہ یہاں منسٹر صاحبان continuously گپیں مارنے میں مصروف تھے۔ اتنے important issue پر بات ہو رہی ہے لیکن یہاں پر منسٹرز سوئے ہوئے تھے، لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اسے کس طرح سے justify کریں گے؟ (شور وغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب میں نے اس ہاؤس میں oath لیا تھا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہوں نے غیر پارلیمانی لفظ بولا ہے وہ کارروائی سے حذف کرایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز۔

محترمہ سیمل کامران:غیر پارلیمانی بات آپ نے کی ہے۔آپ اس وقت غلط جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بسراء صاحب!This is wrong محترمہ! آپ بھیChair کو مخاطب کریں۔ No cross talk

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!ہم نے as Opposition جو بھی ترامیم دیں وہ ہمارا right تھا اگر کوئی اس پر ہمیں criticise کرے کہ ہم نے یہ ترامیم دیں لیکن ہم نےcomma نہیں دیکھا full-stop نہیں دیکھا We are Legislators. They have got no right. We are not clerks.

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ سیمل کامران صاحبہ!اب آپ میری بات سنیں۔

محترمہ سیمل کامران:جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ!آپ نے واک آؤٹ کیا تھا تو میں نے صرف اس لئے آپ کو موقع دیا ہے۔ اب یہ قانون سازی ہو جائے اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران:جی،شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!لیٹنے والے لفظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

Now, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہماری اتنی ساری جائز ترامیم میں سے کسی ایک کو بھی carry نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو یہ لگ رہا ہے کہ ہم نے یہاں پر اپنا وقت ضائع کیا ہے۔اپوزیشن کو constantly بری طرح treat کیا گیا ہے۔آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں ٹائم دیا ہم نے اپنی باتیں کیں اور ہمیں سنا گیا لیکن ہماری ہر بات کو bulldoze کر دیا گیا اس لئے ہم اگلی ترامیم کو read کریں گے اور نہ ہی move کریں گے۔اب ہم اسمبلی سے باہر جا رہے ہیں کیونکہ ہماری ساری محنت رائیگاں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے مشرف کے ساتھیوں کو ایک دھکا اور دو کے نعرے)

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Please this is very wrong.

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: جناب سپیکر!rules میں یہ نہیں ہے کہ ہاؤس ہر amendment پاس کرے۔اگر تعداد کے اعتبار سے ہاؤس کی اکثریت کسی ترمیم کو پاس نہیں کرتی تو اس بنیاد پر ہاؤس سے بائیکاٹ کر کے باہر جانے والے لوگ اپنے اس mandate کی توہین کرتے ہیں جو عوام نے انہیں دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب!This is very wrong آپ ماشاء اللہ seasoned Parliamentarianہیں،This is no way پلیز بیٹھیں، تشریف رکھیں۔چونکہ اپوزیشن نے اپنی ساری ترامیم withdraw کر لی ہیں تو There are no amendments in it اور جو amendments moveہوئی تھیں انھوں نے وہ ساری withdraw کر لی ہیں۔

Therefore, now the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010 be passed.''

As there is no opposition from any side therefore, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill, 2010 be passed.''

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون(ترمیم)منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 17 of 2009). Minister for Law!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! آج کے اس تاریخی موقع پر میں آپ کے توسط سے ایوان کے تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج ایک ایسے نظام کے خلاف اپنی رائے دی ہے جس نظام کی وجہ سے ہمارے صوبے میں بالخصوص اور سارے پاکستان میں جمہوریت کی دھجیاں اڑائی گئیں اور ایک ڈکٹیٹر نے اپنا راج قائم کرنے کے لئے وہ نظام قائم کیا تھا۔الحمدللہ آج اس ایوان نے اس کے خاتمے کی شروعات کی منظوری دے دی ہے۔میں اس کے ساتھ ہی اپنے بھائی کے جذبات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہوں گا کہ مک گیا تیرا شو مشرف، گو مشرف، گو مشرف۔(نعرہ ہائے تحسین)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Mines and Minerals, be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Mines and Minerals, be taken into consideration at once."

There are two amendments proposed by the Opposition but as they are not present and they have withdrawn all the amendments. Therefore,

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Mines and Minerals, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion is carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"The Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Land Revenue(Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 9 of 2010). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Land Revenue(Amendment) Bill, 2010.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the

Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue for report up to 15th March 2010.

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Privatization Board Bill, 2010 (Bill No. 10 of 2010). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Privatization Board Bill, 2010.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Privatization Board Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Colonies for report up to 15th March 2010.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 5۔فروری2010 صبح9:00تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1571

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

قرارداد

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under Rule 234 of the Rules *ibid*, for moving of the Resolution in respect of the *Chehlum* of Hazrat Imam Hussain (RA).

A MINISTER to move the following Resolution:-

قرارداد

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔یہ ایوان حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق وصداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا،اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنااور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔

1572

A MINISTER to move that the requirement of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under Rule 234 of the Rules *ibid*, for moving of the Resolution in respect of Kashmir Day.

A MINISTER to move the following Resolution:-

قرارداد

صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں وکشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خودارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

1573

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،5۔فروری2010

(یوم الجمع،20۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَلَا تَقۡرَبُوا مَالَ
الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ ۚ
وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ‌ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ۚ
وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى‌ ۚ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا‌ ؕ
ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ
مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ‌ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ
عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝

سُوۡرَةُ الأنعَام آیات 152 تا 153

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ اسے بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی

نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو(152) ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم نصحیت کرو اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو(153)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلہ بیٹا تیرا

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو کل میں نے یہاں بتایا تھا کہ آج وقفہ سوالات نہیں ہو گا تو اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے دو صاحبان نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر کا کہا ہے۔ جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں اس اسمبلی کی توجہ آپ کے توسط سے کل جو ایک واقعہ لاہور شہر میں ہوا اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ایک معصوم بڑا چھوٹا سا اور پیارا سا بچہ ایک کھلے manhole میں گر کر اپنی زندگی سے چلا گیا اور اس کی ماں اسے لپٹ کر رو رہی تھی اور پکار رہی تھی۔ میری اس اسمبلی کے توسط سے آپ سے درخواست ہے کہ ایم ڈی اور ڈی ایم ڈی واسا کو یہاں طلب کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ چیف منسٹر صاحب کی واضح ہدایات موجود ہیں اور اس معاملے میں انہوں نے اتنی سختی کی ہے کہ پورے پنجاب اور خاص طور پر لاہور میں کوئی بھی ایسا گٹر نہیں ہونا چاہئے جس کا manhole نہ ہو تو جو انہوں نے مجرمانہ غفلت کی ہے اس کا ان سے حساب لیا جائے اور اس پر سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ صرف لاہور کے لئے کیوں، دوسرے شہروں کے لئے کیوں نہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! تمام شہروں میں لیکن especially لاہور میں کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری عبدالوحید!

پوائنٹ آف آرڈر
پنجاب بنک کی انعامی سکیم میں کروڑوں روپے کی کرپشن
پر انکوائری کروانے کا مطالبہ

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی اور آپ کی توجہ چاہوں گا کہ پرسوں کے اخبار میں ایک خبر چھپی ہے جس کو پڑھ کر کافی افسوس بھی ہوا کہ کروڑپتی انعامی سکیم

کے نام پر9 کروڑ روپے کے اشتہارات کیdouble payment کی گئی ہے پنجاب بنک میں جو پچھلی گورنمنٹ نے شروع کی تھی،-/25روپے کے ریفل ٹکٹ کے نام پر اور کرپشن کی ساری داستان اس میں چھپی ہے۔اس میں غریبوں کو بڑی بے دردی اور بڑے سہانے خواب دکھا کر لوٹا گیا ہے۔میں آپ کی وساطت سے منسٹر فنانس سے گزارش کروں گا کہ اس میں بہت بڑی کرپشن کا انکشاف ہوا ہے۔یہ پرسوں کے اوصاف اخبار کےfront Page کی خبر ہے۔اس پر نوٹس لیا جائے اور اس کی تحقیقات کر کے ایوان میں پیش کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر !جیسا کہHon' able ممبر میرےnotice میں لائے ہیں تو ہم پنجاب بنک سے اس کی تحقیقات کروائیں گے۔اس کی انکوائری پہلے بھی ہو چکی ہو گی لیکن جو انکوائری ہوئی ہے وہ انشاءاللہ سامنے لے کر آئیں گے اور جو اس کے ذمہ داران ہیں ان کو ہم سزا دلوائیں گے۔

جناب سپیکر: جی،شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک،دو، تین۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ ایک اہمissue کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: Minister for Industries!

سرگودھا میں کرشنگ پر پابندی سے پتھر کی انڈسٹری سے متعلقہ لاکھوں لوگوں کو پریشانی کا سامنا

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ منسٹر مائینز اور لاء منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ سرگودھا میں پچھلے چار دِنوں سے پتھر کی پوری انڈسٹری بند ہو چکی ہے وہاں پر کرشنگ بالکل بند ہو گئی ہے۔ ٹرک جو وہاں سے material carriage کر کے پورے پنجاب میں سپلائی کرتے تھے وہ بھی بند ہو گئے ہیں۔ پہاڑیاں ساری بند ہو گئی ہیں۔ مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ لاکھوں لوگوں کا روزگار بند ہو گیا ہے کیونکہ وہاں پر blasting کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے جہاں سے گورنمنٹ آف دی پنجاب کو ایک ارب روپیہ سالانہ انکم ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ جو غریب لوگوں کے چولہے جل رہے تھے، علاقے کے لوگوں کو فائدہ ہو رہا تھا اور پورے پنجاب کا جو construction work ہے سڑکوں کا یا بلڈنگ کا وہ سارا سرگودھا کی کرشنگ انڈسٹری پر depend کرتا ہے۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر ایکشن لیں یا فوری طور پر پارلیمانی پارٹی کی کمیٹی بنا کر بھیجی جائے جو سارے مسائل کا جائزہ لے کر اس مسئلہ کو حل کرے یا افسروں کی ٹیم بنا کر بھیجی جائے یہ مسئلہ توجہ طلب ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں off hand تو میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ یہ محترم میرے ساتھ ابھی جب ہم یہاں سے فارغ ہوتے ہیں بیٹھ جائیں اور اس سے متعلقہ جو بھی صورتحال ہے اس سے آگاہی حاصل کر کے جو بھی مناسب اقدام اٹھانا ضروری ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے ایک سال پہلے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں Adjournment Motion دی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی تو منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: چلیں !کوئی بات نہیں۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں اس پر یہاں بحث ہوئی، آپ نے مہربانی فرمائی تھی وہ کمیٹی کو چلی گئی۔ کمیٹی کا آج تک ایک اجلاس ہو سکا اور اس میں بھی وہ ریکارڈ لے کر نہیں آئے۔ آپ کو علم ہو گا کہ میں آپ کے پاس جولائی میں آیا تھا اور میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ آج بھی کروڑوں روپے کی شراب انہی ہوٹلوں میں، انہی کمروں میں رکھی گئی ہے کیونکہ 30 تاریخ کی رات کو12 بجے shops wine بند ہو جاتی ہیں اور وہ بزنس دبا کر ہو رہا ہے اور میں نے آپ کو باقاعدہ detail and cuttings دی تھیں تو ان باتوں سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو ارباب اقتدار ہیں جہاں پر کروڑوں نہیں اربوں روپے کی کرپشن ہے ان کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ میری ایک پراپرٹی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں نے default کیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں اور ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرا منیجر اور اس محکمے کا ایک ای ٹی او باقاعدہ payment لے کر اس اکرم اکبر گوندل کے پاس گیا تھا کہ یہ پیسے لے لو اور اس اپیل کا فیصلہ کرو کیونکہ تم نے یہ پانچ سو گنا ٹیکس لگایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری ایک اور بلڈنگ بھی ہے اسی انارکلی میں اس کا ٹیکس ریگولر ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ انہوں نے ابھی 14 کروڑ روپیہ Royal Park کے علاقہ میں remission دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کمیٹی کو کہیں کہ ایک تو اس معاملے کی تحقیق کر کے آپ کے علم میں لائے اور جو میری Adjournment Motion کے اوپر مسئلہ نہیں چل رہا منسٹر صاحب نہیں آتے اس کے اندر قوم کا اربوں روپے کا مسئلہ ہے اصل معاملہ وہ ہے۔ میرے پاس نام تک موجود ہیں کہ کہاں، کتنی کون شراب بیچتا ہے، کس کے گھر میں کہاں شراب جاتی ہے، میرے پاس ہر چیز موجود ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری، اس کی تمام کی تمام انکوائری کروائی جائے اور میری جتنی لاہور میں properties ہیں الحمدللہ !declared ہیں۔ کوئی بے نامی پراپرٹی نہیں ہے on the floor of the House کہتا ہوں۔ میں نے آج تک بے نامی ایک کتا بھی نہیں رکھا۔ میرے پاس ہر چیز declared ہے۔ یہ کام کر دیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

جناب سپیکر: اس کتے کا نام کیا رکھا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر !ابھی نہیں رکھا، رکھوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ اخباری خبر تھی کہ پچھلے سال فیڈرل حکومت نے تقریباً 29ہزار prohibited bore کے license issue کئے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر prohibited bore ہے تو یہ پورے پاکستان کے عوام کے لئے ہے۔ کیا یہ جائز ہے کہ وہ license صرف privilege class کو ملیں؟ میری اس ہاؤس سے اپیل ہے کہ اس میں majority of weapons جو ہیں وہ 847 کلاشنکوف ہیں۔ کلاشنکوف killer weapon ہے اس نے اب تک تقریباً کوئی بیس لاکھ افراد کو قتل کیا ہے اور وہ ہمارے معاشرے میں ایک prestigious weapon بن گیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ اس کے لئے دھڑا دھڑ license issue کر رہی ہے۔ پہلی میری درخواست یہ ہے کہ اگر prohibited weapon ہے تو وہ سب کے لئے prohibited ہے، چاہے وہ privilege class ہے، چاہے وہ مڈل کلاس ہے، چاہے وہ class lower ہے۔ ہر ایک کے لئے وہ ban ہونا چاہئے کوئی اس قسم کا license نہیں ملنا چاہئے۔ عام غریب آدمی جو license بناتا ہے اس کا procedure اتنا لمبا ہے اور جب وہ ڈی سی او کے پاس جاتا ہے تو وہاں پر رُک جاتا ہے۔ کل پرسوں میری اپنے ڈی سی او اٹک سے بات ہوئی تھی۔ میں نے کچھ license recommend کئے ہیں جو کہ necessity لوگوں کے لئے ہیں۔ ہمارا بارڈر N.W.F.P کے ساتھ لگتا ہے ہمارے اٹک میں تقریباً ہر ایک گھر میں weapon ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں اس کے لئے license بناؤں لیکن procedures اتنے لمبے ہیں اور جب وہ procedure complete ہو کر ڈی سی او کے پاس آتا ہے تو ڈی سی او اس پر لکھتا ہے کہ این ٹی این نمبر چاہئے۔ اب غریب آدمی کے پاس این ٹی این نمبر کہاں سے آئے گا؟ میری یہاں آپ سے لاء منسٹر سے درخواست ہے کہ ان procedures کو ذرا short cut کر دیں اور ڈی سی او کو empower کر دیں کہ اگر کوئی license recommend ہوتا ہے by the member of the parliament چاہے وہ ایم این اے ہے، ایم پی اے ہے، common man کے لئے، غریب آدمی کے لئے اس کو فوراً وہ license مل جانے چاہئیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو این ٹی این کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایک منٹ ذرا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order.ایک منٹ پلیز۔ میاں محمد رفیق صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا۔جی، ٹی ٹی سنگھ۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر !آپ نے مجھ پر بھی نظر کرم پھینکی ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: حضرت !ہم تو ہمیشہ ہی آپ کا خیال رکھتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر !مجھ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر میرے معزز رکن اسمبلی نے گٹر کے بارے میں بات کی تھی اور ایک معصوم بچے کی ہلاکت کا ذکر کیا تھا جس سے مجھے بھی دلی دُکھ پہنچا ہے۔ میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک معاملہ واسا والوں کی کوتاہی کا ہے وہاں پر آپ اس طرف بھی توجہ لے کر آئیں کہ یہ جو جہاز لوگ ہیں یہ ان جہازوں کی کارروائی ہے۔

MR SPEAKER: What do you mean by "Jahaz"?

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر !ڈرگ مافیا کے لوگ !ان کو جہاز بولتے ہیں۔ یہ گٹروں کے ڈھکن رہنے نہیں دیتے وہ بیچ کر اپنا نشہ پورا کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ایوان کے اندر جو دولت کی تقسیم کے بارے میں بات کی تھی کہ یہ غیر مساوی ہے۔اب سوال یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں چور اُچکے، ڈکیتیاں اس طرح کے چھوٹے چھوٹے جو معاملات ہیں ان میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا بھی دخل ہے جو لوگ بے روزگار ہیں وہ یا تو نشہ کریں گے یا چوریاں ڈکیتیاں کریں گے اس لئے 95 فیصد آبادی کے پاس ملک کی دولت کا صرف 5 فیصد حصہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے تو لمبی تقریر شروع کر دی۔

میاں محمد رفیق: اور 5 فیصد لوگوں کے پاس ملک کا 95 فیصد حصہ ہے اس لئے میں آپ کے توسط یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تک دولت کی مساوی، منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی اس طرح کے معاملات کو قابو نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم یہاں سے دو منصف بناتے ہیں۔ پہلے تو میری اور آپ کی تقسیم ہونی چاہئے کہ آپ کے پاس اس وقت کیا ہے اور میرے پاس کیا ہے، آپ کو یہ بات قبول ہے؟

میاں محمد رفیق: مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر: آئیں پھر ادھر۔ آج یہ بات بھی سب کے سامنے ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟ چلیں پھر کر لیں گے۔ بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ اپنی سیٹ سے بات کریں منسٹرز کی سیٹ سے بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: دیکھیں point out ہو گیا ہے آپ اپنی سیٹ پر جائیں اور پھر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! پچھلے اجلاس میں یہ رولنگ آئی تھی کیونکہ ہمیشہ ہر ممبر کو اپنی سیٹ الاٹ ہوتی ہے اس ہاؤس کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا آپ نے سنا نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں نے سمجھ لیا ہے اور میں اسی پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: کوئی سیٹ کسی کے لئے reserve نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ماسوائے منسٹرز کے۔ front seats ministers کے لئے reserved ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! منسٹرز کے لئے بھی definitely ہیں لیکن آپ کی رولنگ ہے کہ سیٹ نمبر الاٹ نہیں ہو سکتے، کوئی بھی ممبر کسی بھی سیٹ سے بول سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے یہ کہا تھا کہ ماسوائے۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ آپ کی رولنگ نہیں ہے پچھلے سپیکر کی ruling ہے۔ کیونکہ ہمارے یہ rules ہیں کہ ہر آدمی کو سیٹ نمبر الاٹ ہو گا جب بھی وہ ہاؤس میں بولے گا اپنی سیٹ سے بولے گا۔ اگر دوسری سیٹ سے بولے گا تو اس کی گفتگو ریکارڈ کا حصہ نہیں بنے گی۔ اسی بنیاد پر کہ ممبران کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ہاؤس کی سیٹیں کم پڑ گئیں۔ پچھلے tenure میں سپیکر نے اس rule کو amend کر کے یہ direction دی کہ کوئی بھی معزز ممبر کسی بھی سیٹ سے بول سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی رولنگ نہیں دی۔ آپ میری بات سنیں۔ جتنے بھی وزراء صاحبان ہیں ان کی سیٹیں allotted ہوتی ہیں۔ میں آپ کو اس سلسلے میں correct کر دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! آپ نے بجا فرمایا۔ نوانی صاحب جو ارشاد فرما رہے ہیں دو قسم کی سیٹیں ہیں ایک تو designated seats ہیں جو وزراء کی ہیں۔ وہاں پر بیٹھنے کو تو کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے لیکن بات کرنے کے لئے وہ پچھلی سیٹوں پر چلا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو پارٹیوں کو blocks allocate ہوئے ہیں اس پارٹی کے ٹکٹ پر elect ہونے والے جو لوگ ہیں وہ بھی بیٹھیں جہاں مرضی لیکن انہوں نے جب بات کرنی ہے تو اپنے allocated blocks کے اندر آ کر بات کریں گے۔ یہ بڑی simple اور سیدھی سی بات ہے۔ اسی طرح جو designated ministers کی سیٹیں ہیں ان کے پاس بیٹھیں اور ان سے sign کروائیں ان سے تبادلے کروائیں لیکن جب انہوں نے ارشاد فرمانا ہے تو وہ پھر پچھلی کسی بھی سیٹ پر چلے جائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج اس ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: Floor تو میں نے ان کو دیا ہے۔ پہلے آپ ان کی بات سن لیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! وہ سینئر ہیں انہیں بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: سب سے پہلے تو میں اس ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ججوں کی appointments کے بارے میں گزارش کی تھی کہ ہمارے علاقوں میں لوگوں کو بہت بڑی تکلیف ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اور اس ہاؤس کے concern ہیں اور جو ہم نے feel کیا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے میں ان افراد کا مشکور ہوں جنہوں نے ہماری request کو وزن دیا اور ججوں کی summary کو initiate کر دیا اور وہ move ہو گئی۔ میں تمام ان افراد کو جو اس میں شامل ہیں اور اس ہاؤس کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کم از کم اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھا اور ایوان کی sanctity کو مقدم رکھا۔ عام آدمی کی تکلیف کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے وہ summary move ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ ججوں کی کمی کا جو problem ہے وہ آئندہ چند روز میں یا کچھ دنوں میں solve ہو جائے گا۔ عام آدمی کو جو تکلیف تھی ان کے جو cases pending اور left over ہوتے تھے ان کی اب سماعت ہو گی اور قانون کے مطابق فیصلے ہوں گے اور عوام کو اس سے سہولت ہو گی۔

جناب والا! میری اس میں ایک اور بھی گزارش ہے۔ میں حیران ہوا ہوں شیخ صاحب کی بات سن کر کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں جو concern لوگ ہیں وہ آتے نہیں ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کو آپ direction دیں کہ آئندہ جو انہوں نے time extend کروایا ہے، آئندہ ان کی جو بھی judgement ہے، ان کی جو بھی انکوائری ہے وہ اس کو complete کر کے اس ہاؤس کے سامنے پیش کرے۔

تیسری میرے بھائی خانزادہ صاحب نے گزارش کی ہے اور یہاں پر اسلحہ لائسنس کے متعلق فرمایا ہے۔ یہ میرے تمام دوست public related لوگ ہیں، یہ تمام عوامی لوگ ہیں اور عوام سے ان کا واسطہ ہے۔ کبھی بھی لائسنس والے لوگ دہشت گردی کرتے ہیں، وہ دہشت گردی میں involve ہوتے ہیں اور نہ ہی کبھی لائسنس والا اسلحہ ناجائز طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی آج

کل prohibited bore کا لائسنس لیتا ہے یا اسلحہ کا لائسنس لیتا ہے جب اس پر attack ہوتا ہے تو کوئی چھوٹے اسلحے سے ہوتا ہے؟ میں نے جو سنا ہے اور جو مجھے بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس بات کی انکوائری کروا رہی ہے کہ کوئی ان کے کلرک تھے یا سیکشن آفیسر تھے انہوں نے اس کو misuse کیا ہے۔ وہ اس بات کی انکوائری کر رہے ہیں کہ انہوں نے اگر کوئی غلط لوگوں کو لائسنس دیئے ہیں تو ان کا پتا کریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ لائسنس دینا اور لائسنس رکھنا ہر شہری کا حق ہے۔ کسی علاقے میں بھی اور کسی گھر میں بھی کسی بھی غلط آدمی کو پتا ہو کہ اس گھر میں اسلحہ ہے تو definitely وہ reluctant ہوتا ہے اور اس کو خوف ہوتا ہے کہ اس گھر میں اگر میں گیا تو مجھے بھی اسی طرح کا مقابلہ یا اسلحہ face کرنا پڑے گا۔ جس طرح خانزادہ صاحب نے پہلے criticize کیا پھر اس کو appreciate کیا کہ لائسنس دینے چاہئیں اور اس کا طریق کار سہل ہونا چاہئے۔ تحقیق ضروری ہے لیکن اسلحہ ملنا چاہئے۔ لائسنس ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی نشاندہی کا شکریہ۔ ججز صاحبان کے بارے میں آپ نے summary کی جو بات کی ہے میرے خیال میں یہ آپ کی طرف سے اچھی پیشرفت ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: پیر و مرشد میں نے floor بسراء صاحب کو دیا تھا اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ عافیہ صدیقی ہماری قوم کی بیٹی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس بارے میں Resolution آ رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک منٹ میری گزارش سن لیں۔ اسی کے متعلق میں نے بات کرنی تھی کہ ہمیں متفقہ قرارداد پاس کرنی چاہئے۔ تمام دوستوں کی طرف سے یہ پیغام جائے کہ وہ ہماری قوم کی بیٹی ہیں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: آپ کی بات valid ہے لیکن ہم اس کو لے آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراءایڈووکیٹ): جناب والا! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس مکمل نام موجود ہیں اگر ان کے پاس موجود ہیں تو اگلی جرأت یہ بھی کریں کہ وہ لسٹ ایوان میں فراہم کریں تاکہ ہم لوگ اس پر مکمل طور پر ان لوگوں کا محاسبہ کر سکیں۔ یہ ایک ہمارے لئے بہت بڑی assistance ہو گی۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے وہ بات کر لی ہے اور میں نے وہ سن لی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ذرا دیر سے پہنچا ہوں۔ میں اسلحہ کے متعلق جناب سعید اکبر نوانی صاحب کی بات سن رہا تھا۔ میں پہلے بھی بارہا ہاؤس میں یہ point raise کر چکا ہوں کہ اسلحہ چاہے ممنوعہ بور کا ہے یا جو بھی، ہر مسلمان پر مذہبی پابندی ہے کہ وہ اپنے پاس اسلحہ رکھے، اس میں کسی فقہ کا جھگڑا نہیں۔ جیسے ہر مسلمان پر حج، روزہ اور زکوٰۃ فرض ہے اسی طریقے سے وہ شریعتاً پابند ہے کہ اسے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہونا چاہئے اور اس پر اسلحہ رکھنا فرض ہے۔ سنت کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنا گناہ نہیں ہے لیکن فرض کا نہ کرنا گناہ ہے۔ اصل میں جب 1857 میں مسلمانوں کو جن بھی حالات میں شکست ہوئی چونکہ اس وقت انگریزوں نے یہ ملک مسلمانوں سے لیا تھا اور جو مسلمان کی فلاسفی ہے وہ کسی اور قوم کی نہیں ہے۔ حالانکہ توریت میں یہی بات ہے، زبور میں بھی یہی ہے، انجیل میں بھی یہی ہے اور قرآن پاک میں بھی یہی ہے کہ tooth for tooth and eye for eye گھوڑے پر شرط لگانا جائز ہے، تیر اندازی پر بھی جائز ہے۔ فلاسفی یہ تھی کہ مسلمان کو حریت کا سبق دیا جاتا تھا اور ہر مسلمان اپنے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوتا تھا اس وقت تلوار کا زمانہ تھا اور ہر مسلمان تلوار سے لیس ہوتا تھا۔ انگریزوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اس وقت تک کنٹرول نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کو نہتا نہ کیا جائے لہذا ان سے اسلحہ لیا جائے۔ 1877 میں لارڈ کک نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کو نہتا کرنے کے لئے اس طریقے سے قانون بنائیں کہ کوئی آدمی حکومت کی اجازت کے بغیر اسلحہ نہیں رکھ سکتا اور وہاں سے لائسنس کی پالیسی کی ابتدا ہوئی۔ میں سعید اکبر نوانی صاحب کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ آپ قبائلی علاقوں میں دیکھیں وہاں چوری چکاری اور جرائم نہیں ہوتے

وہ کیوں نہیں ہوتے اس لئے کہ وہاں اسلحہ ہے۔آپ اپنی فورس کو بھی مسلح کرتے ہیں۔چور اور ڈاکوؤں کو کون پکڑتے ہیں؟ اسلحہ والے پکڑتے ہیں۔ان کے پاس تو latest weapons ہوں، راکٹ بھی ان کے پاس ہو، کلاشنکوف بھی ان کے پاس ہو اور ایک اسمبلی کے ممبر یا عام شہری کے پاس نہ ہو۔ مجھے بتائیں کہ یورپ میں، امریکہ میں ہر آدمی کا right ہے کہ وہ بغیر کسی لائسنس کے اسلحہ لے سکتا ہے؟ یہ مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے لہذا میں چاہوں گا کہ یہ اسمبلی اس میں قرار داد پاس کرے بلکہ یہ قانون بنائے کہ کسی کو لائسنس کی ضرورت نہیں اور یہ پنجاب حکومت کو اختیار ہے۔ہاں تحقیق کریں لیکن ہر بندہ اسلحہ رکھے۔ اس سے مسلمانوں میں جذبہ حریت بھی پیدا ہو گا اور جیسے ہمیں نہتا ان لوگوں کے رحم و کرم پر ڈال دیا جاتا ہے جن کے پاس ہر قسم کا اسلحہ ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہو گا لہذا میری گزارش ہے کہ ممنوعہ بور کا اسلحہ ملنا چاہئے اور جدید ترین اسلحہ رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جو فرض کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب ہم Resolutions کی طرف چلتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں ایک منٹ لوں گا۔یہ بڑا اہم مسئلہ ہے انہوں نے بڑی صحیح بات کہی ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے بات سن لی ہے۔پلیز!اب اس کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کا جو زمیندار پانچ لاکھ روپے بھی زرعی ٹیکس دے رہا ہے جب تک اس کے پاس NTN نمبر نہ ہو وہ تین لاکھ روپے کی مہران نہیں لے سکتا۔یہ زمیندار لوگوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ زمینداروں کو NTN سے exempt کیا جائے اور آپ کلب کی انکم پر کوئی رولنگ دیں یا کوئی قرار داد لائیں۔یہ بڑی صحیح بات ہے کہ زمینداروں کو NTN نہیں لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ قرار داد نہیں بلکہ قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا کہ کمیٹی کی میٹنگ کب ہو گی؟

معزز اراکین: کورے آسکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: وہ بھی نہیں آسکتی۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔احسن خان صاحب کی تحریک استحقاق تھی اسے Mondayتک کے لئے pending کرتے ہیں۔سب کو pending کر دیں۔میرے خیال میں آج کے دن تحاریک التوائے کار بھی رہنے دیں۔ قبل اس کے کہ تحاریک التوائے کار آئیں لاء منسٹر صاحب کی طرف سے قرارداد آئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: اسے pending کر دیں۔آج کے دن مناسب نہیں ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: چلیں۔آپ کبھی کبھی بات کرتے ہیں لیکن سیٹ کا بھی خیال رکھیں کہ آپ کی کون سی سیٹ ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہ مخدوموں کی سیٹ ہے۔

جناب سپیکر: وہ اور مخدوم ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر بحث کرنی ہے یا اصل بات پر آؤں۔

جناب سپیکر: اگر آپ پچھلی سیٹ پر چلے جائیں تو کیا حرج ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔میں پیچھے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر نزدیک ہی رہیں لیکن مخصوص سیٹ پر نہ جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے اب اس کو چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے چونکہ اس پر کافی arguments ہو چکے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ ایک important issue تھا اس پر چار ممبر بولے ہیں لہذا میں لاء منسٹر سے استدعا کروں گا کہ وہ بھی اس پر کوئی advice کریں۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔جی، مخدوم صاحب! پلیز جلدی جلدی بات کریں۔

حکومت کی جانب سے پبلک ہیلتھ کی سکیموں کے فنڈز روکنے پر عوام کو پریشانی کا سامنا

مخدوم محمد ارتضیٰ: سائیں تاں جو حکم کھپے۔شکریہ۔ یہ گپ شپ کا سلسلہ چل ہی پڑا ہے تو میں ایک عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ 28 تاریخ کو prebudget پر بحث کے دوران گفتگو ہوتی رہی اس وقت آپ اور رانا صاحب جیسی دو عظیم ہستیاں ہاؤس میں موجود نہیں تھیں اور وزیر خزانہ بھی موجود نہیں تھے۔میں صرف ایک نکتہ کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ recently ہم ممبران کی جتنی بھی پبلک ہیلتھ سے related schemes ہیں انہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ policy set کر کے block کر دیا گیا ہے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہم نے دیہی علاقوں میں کوئی سیوریج نہیں دینی۔ مجھے اس پالیسی کے پیچھے کوئی logic نظر نہیں آتی۔کیا دیہی علاقوں میں لوگ نہیں رہتے یا گندگی اور proper sanitation نہ ہونے سے بیماری نہیں پھیلتی؟ خصوصی طور پر آپ یہ دیکھیں کہ ہم نے چھ چھ مہینے پہلے یہ سکیمیں جمع کرائی ہیں ان کے ٹینڈرز اخباروں میں چھپ چکے ہیں ہم لوگوں کو ان کا بتا چکے ہیں لیکن اب اسے block کرنا ہم لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ kindly آپ ذرا ان کے ساتھ اس issue کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا شکار سارے کے سارے ہی ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو ابھی تجویز دی ہے یا میری غیر موجودگی میں دی ہے وہ ساری تجاویز noted ہیں اور میری wind up speech میں ان کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ ٹھیک ہے لیکن انہوں نے جو بات کی ہے کہ ہمارے فنڈز روک لئے گئے ہیں آپ اس بارے میں فرمائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! فنڈز روکے نہیں گئے بلکہ ایک guideline دی گئی ہے کہ واٹر سپلائی کی سکیموں اور گلی نالی کی سکیموں میں substitution کے لئے کہا گیا ہے کہ واٹر سپلائی کی سکیم کی مد میں ہمارے پاس پیسا ہے اس سلسلے میں معزز ممبران سے کہا گیا ہے کہ وہاں پر خرچ کیا جائے لیکن اسے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں review کیا جا رہا ہے چونکہ تمام معزز ممبران کو یہ problem آ رہا ہے۔اسے مد نظر رکھتے ہوئے review کیا جا رہا ہے۔ہم مخدوم صاحب اور باقی معزز ممبران کو بھی بتا دیں گے کہ ہم اس کا کوئی alternate حل تلاش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایم پی اے صاحبان کو اپنے اپنے حلقے سے پوری طرح واقفیت ہوتی ہے کہ کس چیز کی کس جگہ پر ضرورت ہے؟ آپ کو اسے اہمیت دینی چاہئے۔ آپ کی پالیسی کیا ہے یا مرضی کیا ہے وہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن ذرا ان چیزوں کا خیال رکھیں۔جہاں سڑک کی ضرورت ہی نہیں آپ کہتے ہیں کہ یہاں سڑک ضرور بنانی چاہئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹرز بنانے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ گستاخی ہے چونکہ آپ بزنس شروع کرنے لگے ہیں۔اتنے سارے ساتھی بات کر چکے ہیں مجھے ہر ایک کی رائے کا احترام ہے کوئی اس سے اختلاف کرے لیکن میں اس میں تھوڑی سی اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔میری گزراش ہے

کہ This is high time for this کہ کل ایک آرڈیننس پاس ہوا ہے اور of authority government ایک نئی شکل دینے کے لئے ہے۔ساری دنیا میں گلی نالی سولنگ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ Legislators کو قانون سازی تک رکھا جائے اور ان کو اس عذاب سے نکال لیا جائے کہ وہ جا کر گلیاں ناپتے پھریں اور سولنگ لگاتے پھریں۔ان کے ہاتھ سے development لے لی جائے۔Legislators کا کوئی کام نہیں ہے کہ وہ گلیاں، سولنگ اور نالیاں بنائیں۔میں نے یہی گزارش کرنی تھی۔شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: Mr Manda! We are starting agenda. (قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اپنی بات صرف ایک منٹ میں مکمل کر لوں گا۔میں قائد حزب اختلاف کو بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ بالآخر ان کو چھ سال بعد یہ خیال آ گیا کہ ایم پی اے صاحبان کا کام legislation کرنا ہوتا ہے۔میں کہتا ہوں کہ ایم پی اے کا کام اس علاقے کی محرومیوں کو دور کرنا بھی ہوتا ہے۔میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ جو عوامی نمائندے ہوتے ہیں، قانون سازی کے ساتھ ساتھ علاقے کے جو منصوبہ جات اور مسائل ہوتے ہیں ان کی نشاندہی کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی Water Treatment Plants کی identification کے حوالے سے ایک سکیم چل رہی تھی۔وہ ابھی تک شروع نہیں ہوئی،اگر کہیں شروع ہے تو ہمیں پتا نہیں ہے کہ وہ سکیم کدھر اور کہاں پر ہے، کون اس کو launch کر رہا ہے؟اس بارے میں ایم پی اے صاحبان کی کوئی coordination ہے اور نہ ہی ہم سے کوئی نشاندہی لی جا رہی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔منڈا صاحب!بیٹھ کر بات کر رہے ہیں جبکہ ہاؤس میں بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب! منڈا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ انہیں پہلے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ No point of order.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): چلیں، میں اپنی بات چھوڑتا ہوں۔ آپ ایجنڈا شروع کر دیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منڈا صاحب شاید یہ کہہ رہے ہیں کہ نالی، گلی اور سولنگ بنانا ایم پی اے کا کام ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری ذمہ داریاں کافی بڑی ہیں۔ میری سمجھ کے مطابق ہماری چار ذمہ داریاں ہیں۔ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہاں پر آ کر قانون سازی کرنا ہے۔ ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ non-legislative business of the Assembly کے اندر participate کرنا ہوتا ہے۔ تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ policy making پر یہاں پر debate کرنا ہوتی ہے۔ ہماری چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جو کام ہو رہے ہیں ان کی oversight کرنا، یہ پارلیمنٹ oversight کا کام کرتی ہے۔ ہم نالی، گلی اور سولنگ بنانے کے اندر ہی پھنسے رہ جاتے ہیں۔ جب نالی سے باہر نکلیں گے تو کوئی بڑا کام کریں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ قواعد کی معطلی کی ایک تحریک وزیر قانون، رانا ثناءاللہ صاحب پیش کریں گے۔ ہمارے اس ہاؤس کی اپوزیشن بھی اس میں شامل ہے۔ آج ہم جو قرارداد ہائے پاس کریں گے اس میں تمام سیاسی پارٹیاں شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تھوڑی سی ترتیب بدل لیں۔ ویسے تو یہ تینوں قرار دادیں بہت اہم ہیں لیکن تقدس اور احترام کے پیش نظر میں یہ چاہوں گا کہ جو قرارداد چہلم امام حسین کے بارے میں ہے اسے پہلے take up کر لیں اور اس کے بعد دوسری دونوں قراردادیں take up کر لی جائیں۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ انشاءاللہ اسی طرح کریں گے۔ رانا ثناءاللہ خان، وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر

متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کرے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرے خیال میں اس کے خلاف کسی نے کوئی بات کرنی ہے اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے تو یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کو قربانی کی لازوال مثال قائم کرنے پر خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس قرار داد کی پہلی لائن میں جہاں پر حضرت امام حسین کا ذکر ہے وہاں پر ان کے خانوادہ کے دوسرے افراد جو کہ کربلا میں شہید ہوئے ان کا ذکر بھی کیا جائے۔ چونکہ شہدائے کربلا کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ان سب کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، جس طرح فاضل رکن کہہ رہے ہیں اس میں یہ الفاظ بھی شامل کر لیں۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کے چہلم کے موقع پر اسلام کے اس سب سے عظیم شہید کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان حضرت امام حسین کی شہادت سے ملنے والے پیغام حق و صداقت کو عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ تصور کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا، اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا اور قربانی کی لازوال مثال قائم کرنا حسینیت کا وہ خوبصورت درس ہے جو تا قیامت تمام مسلمانوں کے لئے ایک قابل تقلید راہ عمل کا سبب بنتا رہے گا۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ایک اور تحریک رانا ثناء اللہ کی طرف سے ہے میں نے پہلے جو بات کر دی ہے یہ تحریک گورنمنٹ، اپوزیشن اور دیگر تمام parties کی طرف سے ہوگی۔ رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون و پارلیمانی امور، راجہ ریاض احمد، سینئر وزیر، چودھری ظہیر الدین خان، قائد حزب اختلاف، جناب علی حیدر نور خان نیازی، ایم پی اے، ڈاکٹر اسما ممدوٹ، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن کے مزارِ اقدس کی بہتری کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور میں حضرت بی بی پاک دامن کے مزار کی توسیع اور تزئین و آرائش کا مطالبہ

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حضرت رقیہ حضرت علی کے بھائی کی بیٹی ہیں ان کی بیٹی محترمہ زینب ہیں اس کو درست کر لیا جائے، ہم اس قرارداد کے حق میں ہیں۔

ڈاکٹر اسما ممدوٹ: جناب سپیکر! حضرت رقیہ بنت علی، حضرت علی کی ہی بیٹی ہیں اور زوجہ حضرت مسلم بن عقیل ہیں، یہ اسلامی تاریخ کی تمام کتابوں سے ثابت ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہوں گا کہ میری بہن ساجدہ میر نے اس کے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ بڑی مشہور روایات ہیں اور زیادہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت رقیہ بنت علی جناب عباس کی سگی ہمشیرہ ہیں اور حضرت علی کی ہی بیٹی ہیں اور اِدھر ہی آ کر دفن ہیں۔ اس تحریک کے حوالے سے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خود اس بات کا تجربہ ہوا ہے۔ مجھے بھی اکثر اوقات سلام کرنے کی غرض سے ادھر جانے کا موقع ملا ہے تو واقعی دربار کی جو حالت زار ہے اس طرف جناب کی اور حکومت وقت کی توجہ ہونا بہت ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہم سب کو اس چیز کا اجر بھی ملے گا۔ میں نے وہاں پر نوٹ کیا ہے کہ تمام مسلمان اور تقریباً ہر مکتبہ فکر کے لوگ وہاں عورتوں اور بچوں سمیت تشریف لاتے ہیں اور بلا امتیاز جاتے ہیں۔ اس قرارداد میں جہاں یہ point ہے کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے مسلمان ممالک میں بھی اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ دینی جگہیں یا اس طرح کے عبادت کے جو بھی points ہیں ان کی تعمیر و توسیع اور ان کی تزئین و آرائش کے لئے حکومت توجہ دیتی ہے تو میں اس میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت اس طرف تھوڑی نہیں بلکہ بہت زیادہ توجہ فرمائے۔ میں نے وہاں ایک چیز نوٹ کی ہے کہ وہاں پر یہ پوزیشن ہے کہ احاطہ بالکل تنگ ہے، عورتوں بچوں اور مردوں میں کوئی تمیز نہیں ہے کہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ بیٹھ سکیں اس طرح بڑی بے حرمتی ہوتی ہے لہذا وہاں جانے کے لئے راستے اور دربار کی تعمیر کے لئے خصوصی توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔

میرا خیال ہے اس کے لئے مستحق کا لفظ ٹھیک نہیں ہو گا اس کا لفظ تھوڑا change کرنا پڑے گا، اس کی جگہ متقاضی کا لفظ کر دیں۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نواسی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ بنت علی المعروف بی بی پاک دامن جن کے حضور حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین چشتی، جلال الدین اوچوی بخاری، شہباز قلندر اور دوسرے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں، کے مزار کی حالت زار حکومت وقت کی فوری توجہ کی متقاضی ہے۔

یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس طرح عالم اسلام میں شام، ایران، عراق میں مقام مقدسہ کی تزئین و آرائش اور توسیع کی جاتی ہے اور جس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین ذکریا، بابا فرید

گنج شکر کے مزار مقدسہ کی تعمیر و توسیع سارا سال جاری رہتی ہے، اسی طرح حضرت بی بی پاک دامن کا مزار مقدسہ بھی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

یہ ایوان حکومت سے نہ صرف تعمیر و توسیع کی سفارش کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی سفارش کرتا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس مزار مقدس کے لئے مختص 72 کنال رقبہ کو ناجائز قابضین سے واگزار کر کے میگا پراجیکٹ کے طور پر حضرت بی بی پاک دامن کے شایان شان نہ صرف مقبرہ تعمیر کیا جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے زائرین کی سہولت کے لئے باعزت سہولیات میسر کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے ذہن میں ایک نکتہ ہے کہ 72 کنال اراضی کا قبضہ لینا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ اس کے اوپر کام کرے اور رقبہ واگزار کرائے اور اس کو صرف قرارداد تک محدود نہ رکھیں، عملی مظاہرہ بھی کریں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تائید کرتی ہوں کہ اس قرارداد کو اوقاف کی کمیٹی کو بھیجا جائے۔ یہ صرف قرارداد ہی نہ رہ جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہماری اوقاف کی کمیٹی موجود ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس معاملے کو اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی میں thrash out کرنے کے لئے بھیج دیا جائے تاکہ اس پر positive کام بھی ہو سکے اور یہ خالی قرارداد نہ رہے۔

جناب سپیکر: ہماری یہ قرارداد رولز کے مطابق گورنمنٹ کو جائے گی۔ گورنمنٹ نے تین مہینے کے اندر اس کا جواب دینا ہے۔ اگر اس کا جواب خدانخواستہ منفی الفاظ میں ہوا تو ہم آپ کے notice میں

بھی لائیں گے اور جو ہماری اوقاف کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس میں ہم اس کو پیش کریں گے اور جس طرح قرارداد پاس ہوئی ہے انشاءاللہ اس پر عملدرآمد بھی ہو گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے فرمادیا ہے کہ تین مہینے میں آپ رپورٹ لیں گے۔ ہمیں یہی چاہئے تھا۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کا محرک ہوں، مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ گوش گزار کرنا چاہ رہا تھا کہ اس قرارداد سے پہلے میں نے اپنے وزیر اوقاف سے کئی بار عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں، وہاں تشریف لے جائیں۔ وہاں کئی چیزیں ایسی ہیں جو فوراً حل ہونے والی ہیں۔ وزیر صاحب نے دو تین دفعہ وقت بھی دیا لیکن شاید ان کی مصروفیت کی وجہ سے وہ تشریف نہ لے جاسکے۔ اس وقت وہاں پر مافیا کا قبضہ ہے، وہاں پر منشیات کا دھندہ چل رہا ہے، وہاں gambling ہو رہی ہے، وہاں پر دکانیں ہیں، وہاں دربار کے اندر ہی پولیس چوکی ہے جہاں پر ہر قسم کے ملزم اور مجرم کو وہ deal کرتے ہیں۔ میں خود تقریباً ہر ہفتے حاضری دینے جاتا ہوں اور کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ شراب کے نشے میں دھت لوگ اندر پھر رہے ہوتے ہیں اور اتنی بے ہودہ حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ قرارداد تو ڈویلپمنٹ اور تعمیر و توسیع کے حوالے سے ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وزیر صاحب وقت نکالیں اور خود جا کر وہاں visit کریں تو ان لوگوں کو تو روکا جاسکتا ہے کہ پولیس چوکی آپ کہیں باہر shift کریں۔ وہاں پر اس قسم کے لوگ زائرین کو تنگ کرتے ہیں، جواء کرواتے ہیں، ہر بُرا اور دو نمبر کام ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے عقائد کا معاملہ ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور انھیں کہیں کہ فی الفور اس مسئلے کو حل کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب نے جو بات کی ہے تو حاجی صاحب آپ کب visit کریں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! شاہ صاحب نے جس طرح فرمایا ہے۔ میں visit کے لئے تیار ہوں۔ اگر یہ آج ہی کہتے ہیں تو اجلاس کے فوراً بعد میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے قرارداد کے حق میں تو ووٹ دیا ہے، ہمیں پورا پورا اور بھرپور احترام ہے لیکن ایک تاریخی حوالے سے اپنی کم مائیگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اپنی معلومات میں اضافہ چاہتا ہوں کہ بی بی پاک دامن کا مزار علامتی ہے یا اصلی ہے کیونکہ ان دنوں یہاں پر traveling کیسے ممکن تھی؟ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔ محکمہ اوقاف کے ذمہ یہ بات بھی لگائی جائے کہ اس تاریخی واقعہ کی جانچ پڑتال ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کتابوں میں پڑھ لیں۔ یہاں اس سوال کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب اور تمام حضرات کی طرف سے ایک اور قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم کشمیر کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت اور ان سے سیاسی، اخلاقی اور سفارتی تعاون جاری رکھنے کا اعادہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں و کشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ

پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

جناب سپیکر! میں اس مرحلے پر آپ سے یہ بھی request کروں گا کہ ایک اور قرارداد ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے متعلق ہے تو ان قراردادوں کے پاس ہونے کے بعد اگر ہاؤس کی sense ہو تو آج کے business کی بجائے ان تینوں انتہائی اہمیت کے حامل معاملوں کے اوپر اگر اراکین اسمبلی اس پر اپنا اظہار خیال اور اپنے جذبات کا اظہار کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مناسب عمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں تمام صاحبان کو ضرور ٹائم دوں گا جو اس پر بولنا چاہیں گے لیکن پہلے اس قرارداد کو منظور کروائیں پھر اُس کے بعد بات کریں گے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں و کشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 5۔فروری کو یوم کشمیر کے حوالے سے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی

بھرپور حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ کی 13۔اگست 1948 اور 5۔ جنوری 1949 کی قراردادوں پر فی الفور عملدرآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ ایوان یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان قراردادوں کی روشنی میں ریاست جموں وکشمیر میں فوری طور پر استصواب رائے کرایا جائے، پوری ریاست سے فوجوں کا انخلا کیا جائے اور کشمیری عوام پر جاری مظالم کو بند کیا جائے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیریوں کی بھرپور سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرے۔ یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم حق خود ارادیت کے حصول تک ان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ پیغام اُن تک جانا چاہئے جن کے لئے کشمیری آج تک قربانیاں دے رہے ہیں لہذا اُن تک آپ کا اور اس قوم کا یہ پیغام پہنچنا چاہئے۔ اب وزیر قانون و پارلیمانی امور، رانا ثناء اللہ خان، سینئر وزیر، راجہ ریاض احمد، قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان، علی حیدر نور خان نیازی، ایم پی اے اور مخدوم سید احمد محمود، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

بھئی! یہاں پر آپ نے صرف ڈاکٹر عافیہ صدیقی لکھ دیا ہے اسے ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ لکھا جائے اور پڑھا بھی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ڈاکٹر عافیہ صدیقی، ان کے خاندان سے اظہار یکجہتی اور ان سے قانونی و سفارتی سطح پر تعاون جاری رکھنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون

فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اُن کے خاندان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے کیس میں انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز اور بلا تفریق پورا کیا جائے گا۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سفارتی سطح پر اس معاملے کو پاکستانی عوام کے جذبات اور احساسات کے مطابق حل کرنے کی کوشش کرے اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کو ہر ممکن قانونی اور سفارتی تعاون فراہم کرے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ انسانی حقوق اور انصاف کے نام نہاد دعویدار ملک امریکہ میں اس کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سب سے بڑے اتحادی ملک پاکستان کی بیٹی کے ساتھ بھی انصاف ہو گا۔" (انشاءاللہ)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں آپ ہاؤس کی sense لے لیں۔ یہ تینوں معاملات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور کشمیر کے حوالے سے بھی اگر ہاؤس کی sense ہو تو اس پر آپ معزز اراکین کو یہ موقع دیں کہ وہ اس پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جو تینوں باتیں ہوئی ہیں وہ آپ تمام نے سن لی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق جناب سپیکر! میں اپنے اظہار کو پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ پہلے قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج تحاریک پیش کی گئی ہیں ہمیں کل دو تحاریک serve ہوئی تھیں اور دو آج یہاں پر پیش ہوئی ہیں۔ ان ساری تحاریک کا تعلق قربانیوں، ایثار، فرائض اور ذمہ داریوں سے ہے۔ یہ ہمیں ان چیزوں کی یاد دلاتا ہے کہ ہمارے آباء، ہمارے اسلاف نے جو اصول چھوڑے اس پر کس حد تک ہم کاربند ہیں۔ اگر ہم نے ان سے صرف نظر کیا ہے تو کن مشکلات کا شکار ہیں۔ ساری چیزیں اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے جب یہ تحاریک پیش کی گئیں تو میرے ذہن میں آ رہی تھیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی جو ہے اس سے سر داد نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین اسی چیز کی پیروی کرتے ہوئے جگہ جگہ پر جن اصولوں پر وہ کھڑے تھے کہ انہوں ان اصولوں پر compromise نہیں کیا۔ اپنے اپنے قبیلے کی، اپنے پیاروں کی قربانی دے دی اور اسی سنت کو نبھاتے ہوئے کشمیر کے اندر بھی یہی ہو رہا ہے کہ کشمیریوں نے اصولوں کے ساتھ compromise نہیں کیا ہے۔ اس کا عرصہ ہم ساٹھ سال کہتے ہیں لیکن یہ اس سے بھی بڑے لمبے عرصے پر محیط ہے۔ ڈوگرہ راج، گورے کا راج اور پھر ہندو راج، یہ سامراج اور رام راج جو ہیں ان میں مظالم بالکل ایک جیسے ہیں لیکن انہوں نے

سامراج کے اندر compromise کیا، ڈوگرہ راج کے اندر کیا اور نہ ہی وہ اس وقت رام راج میں compromise کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے جو قربانیاں کشمیریوں نے دی ہیں اس پر ہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنا stance تبدیل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے اور ایک ایک چیز لکھی ہوئی ہے جو چیز آج سے تیس سال پہلے لکھی جاتی ہے یا ساٹھ سال بعد لکھی جاتی ہے تو اس کو زیر زبر کرنے سے، چھوٹی چھوٹی چیزوں کو تبدیل کرنے سے اس کی قربانیوں میں اور اس کے مطالبے میں فرق آجاتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پچھلے بیس سالوں کے اندر 94 ہزار کشمیریوں نے جام شہادت نوش فرمایا اور ایک ماہ کے اندر 594 کشمیریوں کو شہید کیا گیا۔ یہ recorded ہے اور اس کو international agencies نے confirm کیا کہ شہید کئے گئے۔ یہ جو قربانیاں ہیں پچھلے دنوں یہاں کی ایک ذمہ دار شخصیت نے اسلام، آباد میں کہا ہے کہ کشمیر کا جھگڑا دراصل پانی کا جھگڑا ہے۔ میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ یہ ان کی قربانیوں کے ساتھ زیادتی قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ جھگڑا United Nations کے مان لینے کے بعد جو international forum ہے کہ ان کو حق خودارادیت دیا جائے گا اس کو نہ دیئے جانے کا ایک جھگڑا ہے۔ یہ پاکستان کی آج تک کی تمام حکومتوں اور تمام عالم اسلام کے diplomatic floor کا مسئلہ ہے میں اس کو کہوں گا کہ یہ عالم اسلام کا diplomatic floor ہے جو کشمیر کو آج تک حق خود ارادیت نہیں لے کر دے سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پانی کا مسئلہ تو Indus Water Treaty کے تحت اس پر تو چیک کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر تو نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو جو غلط ملط کیا جا رہا ہے اس پر میں احتجاج کرتا ہوں۔ کشمیریوں کے ساتھ ہماری commitment ہے کہ وہ اپنا حق خودارادیت استعمال کریں گے اور شروع میں جو UNO میں کہا گیا کہ اس میں تینوں پارٹیاں ہوں گی اور رائے کشمیریوں کی ہو گی۔ وہ دونوں مملکتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جانا چاہتے ہیں یا وہ ایک مملکت کے طور پر independent رہنا چاہتے ہیں یہ ان کی صوابدید ہے۔ وہ صوابدیدی اختیار ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔میں آج آپ کی صدارت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں اور ہم حکومت کو بھی یقین دلانا چاہتے ہیں اور اقوام

عالم کو اور ہندوستان کو بھی کہ ہم پوری طرح کشمیر کے ساتھ کھڑے ہیں اور اسی جذبے کے ساتھ کھڑے ہیں[**********] اسی جذبے کے ساتھ کھڑے ہیں جس جذبے کے ساتھ ہمارے ماں باپ قربان نواسہ رسول کے اوپر جنہوں نے اپنی جان قربان کی۔اسی جذبے کے ساتھ آج بھی ہم کشمیریوں کے ساتھ اسی عہد کے ساتھ کھڑے ہیں جو قرار دادیں آج پیش کی گئی ہیں۔ آج واضح ہو جانا چاہئے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو آپ مجھے interrupt کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔کوئی interrupt نہیں کرے گا آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں آج واضح کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

پارلیمانی سیکرٹری(ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی[******] اس بات کی تصحیح ہونی چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے خیال میں بس الفاظ میں ایسا ہو گیا ہے۔وہ ادھر نہیں گئی ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔میرے خیال میں یہ الفاظ ریکارڈ پر نہیں آنا چاہئیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آپ ان الفاظ کو حذف کریں۔ یہ جوش خطابت میں پتا نہیں کیا کہہ گئے؟ چودھری صاحب!وہ ایک معصوم لڑکی ہے۔وہ قطعاً افغانستان میں لڑنے نہیں گئی تھی اور نہ اس کا لڑنے میں کوئی رول ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں اس کی تصحیح کرتا ہوں۔ میں اخباری رپورٹوں کے مطابق اور ان کا ساتھ دینے کے لئے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ بھی ان پر ہوا اور جو بھی

کہا گیا اس کو زیادتی سمجھتے ہوئے یہاں سے لے کر امریکہ تک کا ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا سفر اور اس حوالے سے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ اور ان کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے میں نے گزارش کی ہے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے حوالے سے آج آپ کی صدارت میں یہ واضح کیا جانا چاہئے ہم نے ایٹمی ٹیکنالوجی کی جو صلاحیت حاصل کی ہے وہ ہم نے شب بارات یا شادیوں میں چلانے کے لئے حاصل نہیں کی۔ اگر موقع پڑا تو کشمیر کی آزادی اور کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلانے کے لئے اٹیم بم سمیت کوئی بھی چیز استعمال کرنے سے نہیں چوکیں گے۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لگی لپٹی کوئی بھی ہو، کچھ لوگ چاہیں گے کہ شاید یہ بات نہ کہی جائے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج کوئی بھی پریشر اور کوئی بھی آپس کا تضاد پاکستانیوں کو کشمیر کے معاملے میں confuse کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ کشمیریوں کو حق خود ارادیت کے لئے مکمل طور پر اپنے پارٹی difference اور تمام چیزوں کو چھوڑ کر ہم ایک قوم کے طور پر متحد ہیں اور میں اس قرارداد کی اپنی پارٹی کی طرف سے حمایت کرتے ہوئے جناب سے انہی الفاظ پر اجازت چاہوں گا کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی تو اس کے لئے آپ کو حق ہے کہ آپ اس کی تصحیح فرما دیں۔ میرا جذبہ اور میری باتیں ان تمام قراردادوں کے لئے نیک دلی کے ساتھ تھیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہلم ہے۔ میں اس بارے میں کچھ بولنا چاہتی ہوں کہ یہ نبی کریم ﷺ کے نواسے تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنی جان اور اپنے خاندان کو قربان کر دیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو وہ ایک مالدار خاتون تھیں اور شادی کے بعد انہوں نے اپنی ساری دولت اسلام کے نام پر قربان کر دی۔ ان کی بیٹی حضرت فاطمتہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی خاتون اول نے اپنی اولاد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اپنا سارا خاندان اسلام کی راہ پر قربان کر دیا۔ یہ شہیدوں کی شان ہے اور شہادت انہی سے شروع ہوئی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اسلام کے مخالفین کے آگے ڈٹے رہے

اور انہوں نے یزیدیت کو جھٹلا دیا اور باطل کی بیعت نہیں کی کیونکہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" میں نبی کریم ﷺ کی عقیدت میں ایک شعر پڑھوں گی:

تیری نسل پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا
تو عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس کے بعد میں کشمیریوں کی طرف آتی ہوں کہ ان پر کیوں ظلم ڈھائے جاتے ہیں، انہیں حق خود ارادیت کیوں نہیں دیا جاتا؟ امریکہ خود کو انسانی حقوق کا علمبردار سمجھتا ہے اور نیٹو کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ ثالثی کا کردار ادا کیوں نہیں کرتے اور کشمیریوں کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ ہم پاکستانی پوری طرح سے کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری پاکستانی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی برسوں سے امریکی قید میں ہے تو بتایا جائے کہ اس کا جرم کیا ہے؟ اسے اتنی بڑی جیل میں بچوں سمیت رکھا گیا ہے جو کہ آج اتنے بڑے بڑے ہو گئے ہیں۔ یہ ظلم کی داستان اب ختم ہونی چاہئے اور اقوام متحدہ کو اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس بیٹی کو چھڑانا چاہئے اور پاکستانی قوم کی بیٹیوں کو زندہ باد کہنا چاہئے۔ پاکستان زندہ باد، حسینیت زندہ باد، یزیدیت مردہ آباد۔ شکریہ

جناب سپیکر: منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہلم کے موقع پر پوری قوم ان کی اس قربانی کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور ہم اس موقع پر اعادہ کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطل کے خلاف حق کا علم بلند کیا اور یزیدیت کے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جس کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی اس یزیدیت کے پیروکار میری مراد جنرل پرویز مشرف ہے اور اس کے وہ ساتھی جنہوں نے لال مسجد کے اندر ہماری ان معصوم بیٹیوں اور بیٹوں کا قتل عام کیا۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ راستہ نہ بھٹکیں بلکہ آج کے حوالے سے بات کریں اور سیاست میں نہ جائیں۔ میں قطعاً اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آج بھی اسی حسینیت اور یزیدیت کی بات کر رہا تھا کہ آج بھی حسینیت کے پیروکار، یزیدیت کے پیروکاروں کے خلاف بر سر پیکار ہیں تو ہم اس موقع پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعادہ اور ارادہ کرتے ہیں کہ یزیدیت کے خاتمے اور حسینیت کی سربلندی اور فتح تک ہماری جدوجہد اور جہاد انشاءاللہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا اور ہم حسینیت کے پیروکار اور عاشق رسول میری مراد قائد انقلاب، قائد اسلام میاں محمد نواز شریف اور ان کے ساتھی یزیدیت کے خلاف جنگ اور جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر!میں اس موقع پر کشمیری عوام کی جدوجہد کو بھی سلام پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام اور بالخصوص آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے 9 کروڑ عوام کے نمائندے کشمیری قوم کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرا بھی نام لکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی نام پتا نہیں کہاں کہاں لکھا ہوا ہے کیونکہ میں اکیلا تو نہیں لکھ سکتا۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!چند دن پہلے اس معزز ایوان نے ایک قرارداد پاس کی تھی اور اس قرارداد میں ہم نے بھارت کو بڑے واضح الفاظ میں کچھ پیغام بھیجا تھا۔ میں سب سے پہلے اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں، پھر میڈیا کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے کچھ Indian journals دیکھے یا کچھ لوگ Indian news papers پڑھتے ہیں۔ الحمدللہ ہماری وہ قرارداد بڑی دور تک گئی اور مجھے کچھ زیادہ امید تو نہیں ہے لیکن اچانک ہندوستان مذاکرات پر آمادہ ہو گیا۔ اگر یہ 9 کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان اپنی ذمہ داریاں پہچانتے ہوئے facts اور تھوڑی سی تاریخی background پر بات کرے تو آج انتہائی سنجیدہ بات چیت ہو رہی ہے جو پاکستان کے مستقبل کے ساتھ ساتھ ایک بہت عظیم قوم کشمیریوں کے مستقبل کا حصہ بھی ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک ایمان افروز قصے سے بات کا آغاز کروں گا کہ 1946 میں مولانا حسرت موہانی اور پیر علی محمد راشدی مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ٹرین میں بمبئی جارہے تھے۔ پیر علی محمد راشدی بھی بہت بڑی شخصیت ہیں اور مولانا حسرت موہانی تو ہم سب کے ideal ہیں تو پیر علی محمد راشدی نے مولانا سے اس واسطے یہ بات پوچھی کہ اس زمانے میں ایک عام سے آدمی نے 11 حج کئے اور ان کی آمدنی کوئی اتنی زیادہ نہیں تھی اور وہ زبردست قسم کی شخصیت کے مالک تھے، انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ کیا پاکستان بن جائے گا؟

جناب سپیکر!میں سن رہا ہوں میرے کان آپ کی طرف ہیں، آنکھیں ادھر دیکھ رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب!دونوں چاہئیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: شیخ ایک آدھ پر راضی تو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!مولانا حسرت موہانی سے پیر علی محمد راشدی صاحب نے پوچھا کہ کیا واقعی پاکستان بن جائے گا کیونکہ یہ اس وقت بھی چانس تھا۔ مولانا صاحب نے ایک زبردست ایمان افروز بات فرمائی، انہوں نے کہا کہ مجھے حضور نبی اکرم ﷺ کی بشارت ہوئی ہے پاکستان بن جائے گا۔ اس کے بعد اللہ پاک نے ہمیں پاکستان دے دیا۔ یہ تھی اس ملک کی background اور اب میں عوام کی طاقت کو مختصراً بتاتا ہوں۔ جب 1947 میں مہاراجہ ہری سنگھ نے کنسارا سنگھ کو گلگت بلتستان کا گورنر مقرر کیا اور اس وقت کشمیری اپنی آزادی کی جنگ خون سے لڑ رہے تھے۔ عوام نے کنسارا سنگھ کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ عوام نے ہری سنگھ کی forces، ڈوگرا forces کو شکست دی اور رئیس محمد خان نے گلگت بلتستان میں ایک آزاد اسلامی ریاست قائم کی۔ رئیس محمد خان وہ شخص تھا جس نے پاکستان سے الحاق کیا، آج ہم ان کو salute کرتے ہیں۔ انہوں نے نامساعد حالات میں اس وقت پاکستان کے ساتھ اتحاد کیا جب پاکستان کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کیا ہونا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تھوڑا short کر لیں، مہربانی کریں کیونکہ جمعہ بھی ہے اور سب دوستوں نے بات کرنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، میں بہت short کر دیتا ہوں لیکن ایک چھوٹی سی بات میں اس معزز ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ماؤنٹ بیٹن اس وقت شملہ میں تنجن کھا رہا تھا اور چھٹیاں منا رہا تھا۔ پنڈت نہرو اس کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارے ہاتھ سے پورا کشمیر نکل جائے گا اگر آپ نے ان قبائلیوں کو بمباری سے نہ روکا۔ اس وقت جو Royal Air Force ہندوستان میں back up کی stage پر تھی جو Second World War میں واپس انگلینڈ جا رہی تھی۔ ماؤنٹ بیٹن نے تاریخی طور پر پاکستان کے ساتھ ظلم کیا اور royal air force کو کہا کہ تم قبائلیوں پر بمباری کرو جس کی وجہ سے کشمیر پر پاکستان کا پورا قبضہ نہیں ہو اور نہ اسی وقت ہی قبضہ ہو جانا تھا۔ میں on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ بھارت سے کبھی نہیں کہے گا کہ وہ کشمیر پر ہمارا حق تسلیم کرے۔ بھارت کے سابقہ چیف آف آرمی سٹاف نے ابھی چند مہینے پہلے یہ بات کہی ہے کہ پاکستان کو ہم پانی کی مار مار کر ختم کر دیں گے، خدانخواستہ۔ یہ بات ہمیں ذہن میں رکھنی چاہئے اور اس کو ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ واقعی بھارت کشمیر کی جنگ کو پانی کی جنگ میں بدل رہا ہے۔ ہمیں وہ ایک طرف یہ کہتا ہے کہ گیس کے لئے آپ فلاں گارنٹی دیں، فلاں دیں جو کہ وہ نہیں لینا چاہتا کیونکہ اس میں پاکستان کا فائدہ ہے۔ دوسری طرف وہ ہم سے راہداری مانگتا ہے یہ اس کی اصل نیت ہے۔ جب جنرل مشرف نے امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو اس وقت انہوں نے کشمیر پر بات کی اور نہ قرضوں پر بات کی۔ آج حالات یہ ہیں کہ بھارت نے کشمیر میں اچانک پانچ ڈیم شروع کر دیئے ہیں۔ کشن گنگا ڈیم پر دوبارہ کام شروع کر دیا ہے اور روزانہ کشمیریوں کی ہلاکتیں ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ڈیم ہیں میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں امریکہ کہتا ہے کہ آپ تھرمل پاور استعمال کریں تاکہ ہم کروڈ آئل اور ڈیزل کے محتاج رہیں اور بھارت کو 212۔ارب ڈالر ان ڈیموں کے لئے دیا ہے۔ اس نے ناروے اور جرمنی کی کمپنیوں سے contract بھی لے کر دیا ہے۔ یہ سوچنے والی بات ہے۔

میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ نے مجھے کہا ہے کہ short کریں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟ ہمیں سب سے پہلے بھارتی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ اس وقت اربوں روپے کی بھارتی مصنوعات import ہو رہی ہیں directly اور indirectly۔ ہمارا باسمتی چاول انڈیا نے اپنے نام سے ایک patent register کروالیا ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ پٹیل نے جناح کو کہا تھا کہ آپ حیدرآباد کو چھوڑ دو اور کشمیر ہمیں دے دو۔ جس پر لیاقت علی خان صاحب نے یہ کہا تھا جو میرے اور آپ کے بھی بڑے تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں حیدرآباد کو کیسے چھوڑ دوں؟ آج ہمارے پاس حیدرآباد ہے، ہمارے پاس کشمیر ہے اور نہ جونا گڑھ ہے۔ قوم کو سب سے پہلے سادگی کی طرف جانا چاہئے اور انڈین آرٹیکل چاہے کسی بھی شکل میں ہو میں اس کا نام نہیں لے رہا ہوں میرے پاس ساری لسٹ ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہندوستانی تمام مصنوعات چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہوں۔ چاہے وہ کھانے پینے کی شکل میں ہوں، چاہے وہ لگژری آئٹم کی شکل میں ہوں ہمیں فوری طور پر انہیں بند کرنا چاہئے۔ ہندوستان سے تب تک کوئی روابط نہ رکھے جائیں جب تک وہ ہم سے کشمیر پر بات نہیں کرتا اور ہمارا پانی پر حق نہیں مانتا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دریائے جہلم اور دریائے چناب میں اس وقت پانی بالکل ایک پتلی سی نالی کی طرح بہہ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک المیہ ہے اور پتا نہیں کہ اس قوم کا کیا بننے والا ہے ؟ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ہندوستان کا بھرپور جواب دینے کی طاقت دے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چار قراردادوں میں جو بات ہو رہی ہے وہ جذبوں کی ہے۔ جب جذبے سچے ہوں اور انتہا سے آگے گزر جائیں تو اس وقت آنکھوں میں آنسوں آتے ہیں۔

دعا یہ ہوتی ہے کہ آنسوؤں سے نظر دھندلی نہ ہو بلکہ آنسوؤں سے نظر دھل جائے اور بصارت صاف ہو جائے۔

جناب عالی!ان چاروں قراردادوں کی روشنی اور اس کے جذبوں میں، میں اپنی ایک نظم جو انگریزی میں لکھی ہے اس کو پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

A MAGIC TEAR DROP

When silence falls within my soul
I conjure up dreams again
Life forms?... No statues
Weird and haunting
Encroach my still domain
It is I……., mummified….!
Filled with cowardice
Afraid to start again
I burdened with life
Continuous strife
Am a thistle in the main
Parched of courage
My inward strength
Sapped of humanity
I cannot…will not…
Raise my voice
Against all treachery
I blind and deaf

To corrupt morrows
Stare silently to pain
My heart is still…..
Almost stand still
Trying in beat in vain
In desperation
And my life breath breathed
My soul reached out to God
My stony throat let out cry
Eiree….bleeding
Miserably weeping
A long drawn woe….!

YA ARHAMAR RAHEMEEN(یاارحم الرحمین)

Let your blessing flow…!
God heard
God blessed
He alone bestows
Lo and behold
The blessing of life
'TWas but
A magic tear drop…..!

جناب سپیکر!جب آپ پتھر کے بن گئے ہوں،جب آپ کا حلق سوکھ گیاہو،جب آپ ظلم کو دیکھ کر آواز نہ اٹھائیں،جب آپ کرب میں ایک بت بن جائیں،جب آپ ہر کرخت صبح کا مقابلہ نہ کر سکیں تو پھر صرف اور صرف جائے نماز پر بیٹھ کر دعا کرلیں تو ایک آنسو ہی آپ کے اس دل کو پگھلائے گا۔ آپ جب تک آواز نہ اٹھائیں گے، آپ جب تک بولیں گے نہیں، آپ جب تک ظلم کے

جذبوں کے خلاف روئیں گے نہیں کوئی مسئلہ حل نہیں ہونے والا۔ چاہے وہ امام حسین کا مسئلہ ہو، چاہے وہ کشمیر کا مسئلہ ہو یا آج ہماری بہن میری colleague ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مسئلہ ہو۔ میں نے آج صرف اپنے آنسو ہی ان ساری قراردادوں کی نذر کرنے ہیں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد اشکبار ہو گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کی یہ چاروں قراردادیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں دیکھ رہا ہوں کہ سب سے پہلے ہمارے پیارے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہلم ہے۔ یہ عجیب امتزاج ہے کہ اسی کے ساتھ آج یہاں 5۔فروری کے حوالے سے یوم کشمیر کی قرارداد بھی put کی گئی ہے ہم نے یکجہتی منانی ہے اور اس کے بعد اتنا دلسوز اور دلگیر وہ issue آج رکھا گیا ہے اور وہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا ہے۔ اس کو کل ہی سزا ہوئی اور ایک غیر قانونی طریقہ سے قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ یہ آج عجیب امتزاج ہے کہ ایک طرف نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے 72 خاندان کے افراد کے ساتھ اتنی بڑی قربانی دی اور اس قربانی نے صرف ایک نکتہ ثابت کیا اور وہ نکتہ یہ تھا کہ حق اور سچ کی خاطر جان کیسے دی جاتی ہے اور کہیں منافقت اور مفاد پرستی کا انھوں نے شائبہ تک نہیں آنے دیا۔ انھوں نے یہ سبق دیا کہ باطل کے آگے سر نہیں جھکانا۔ یہ ہمارے لئے سبق تھا ورنہ کتنے لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور اس کے بعد وہ جہاں مرضی چلے جائیں لیکن انھوں نے کہا کہ نہیں، میں نے اپنے نانا کے دین کے خلاف نہیں جانا، افسوس صد افسوس، مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آج ہم نے اسی کے ساتھ، آج ہم نے وہ دو قرار دادیں رکھ لیں جو ہم اشک شوئی کر رہے ہیں اور یہ کئی سالوں سے روایتی قسم کی قرار دادیں ہم لاتے ہیں، ہم 5۔ فروری کو ہر دفعہ یوم یکجہتی کشمیر مناتے ہیں، ایک قرار داد آتی ہے اور وہ پتا نہیں کہاں چلی جاتی ہے؟ آج انڈیا نے جو کچھ ہمارے ساتھ کر لیا ہے، ہمارے پانی سارے چھین لئے ہیں، تین دریا ہم نے پہلے International Treaty میں دے دیئے تھے باقی ساروں پر انھوں نے ڈیم بنا لئے ہیں اور ہمیں بنجر کر دیا ہے۔ ہم آج تک اپنے ساتھ ایک دوسرے سے لڑائی لڑ

رہے ہیں۔ دوسری طرف کشمیری بھائی اپنی جنگ نہیں لڑ رہے، آپ کو پتا ہو گا کہ وہ بے چارے جنگ تو پاکستان کی لڑ رہے ہیں اور آج 63 برس ہو گئے ہیں وہ یہ جنگ لڑ رہے ہیں لیکن ہم جو ہیں پہلے آگے چلتے ہیں پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں، دو قدم آگے چلتے ہیں، چار قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ آج ہم نے دیکھنا ہے کہ اس میں کمی کس بات کی ہے؟ کمی ہے اس مصمم ارادے کی، کمی ہے ہمارے اندر اس حق و صداقت کی قوت کی، ہم مفاد پرستی کا شکار ہو گئے ہیں اور ہم باطل قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا بھول گئے ہیں۔

اب میں عافیہ صدیقی کی طرف آتا ہوں۔ ظلم کی انتہا ہے کہ ایک ہماری بیٹی، میری بیٹی، کئی لوگوں کی بہن آج یہاں کراچی سے اٹھائی جاتی ہے، اس کے تین بچوں کو اٹھایا جاتا ہے تو آج ایک آنکھ بھی نم نہیں ہوتی اور ہم ادھر قرار دادیں پاس کرتے ہیں۔ اس ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے دو بچے، ایک بچہ جو آیا وہ اس حالت میں واپس کیا گیا کہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان سکتا اور دو بچوں کا آج پتا تک نہیں ہے کہ وہ بچے کہاں ہیں؟ کراچی سے یہ اٹھائی گئی، وہ کون سا قانون ہے جو یہ اجازت دیتا ہے کہ اس بدمعاش امریکہ کو کہ وہ یہاں سے ہماری بیٹی اٹھا کر لے جائے، اغواء کر کے لے جائے اور وہاں جا کر اپنی ایک تھرڈ کلاس کی جیوری بنا کر وہاں فیصلے سناتا پھرے؟ انٹرنیشنل کورٹ آف لاء ہے، انٹرنیشنل قوانین ہیں، ہر چیز کی اس نے دھجیاں اڑا دی ہیں اور آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ہم فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ شرم آنی چاہئے، شرم آنی چاہئے پاکستان کے جتنے اکابرین ہیں کہ آج ہم فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں، آج ڈرون حملے ہو رہے ہیں، ہماری بیٹی کو اغواء کر کے وہ اپنے پاس رکھے بیٹھے ہیں اور ہم میں یہ جرأت نہیں، ہم یہ قرار داد، یہ قرار داد، یہ قرار داد اڑا رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کی طرف سے قرار داد کو پھاڑ کر ہوا میں اڑا دیا گیا)

جناب چیئرمین: کلو صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! مجھے آج سن لیجئے۔ مجھے سن لیجئے۔ میں یہ سارا کچھ گراؤں گا جو روز ہم کرتے ہیں، کبھی اس اسمبلی میں ہوتا ہے، کبھی اس اسمبلی میں ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ ایک نحیف آدمی ہوں لیکن میں اتنا ضرور کر سکتا ہوں کہ خدارا اس بدمعاش کے سامنے آ جائیں، آج اس کا ناطقہ بند کر دیں، نیٹو فورسز کی سپلائی بند کر دیں، انہیں کہیں کہ ہم سارے مریں گے، ایک عافیہ نہیں مرے گی، ہم سارے مریں گے، ایک ڈاکٹر عافیہ

نہیں مرے گی۔ اگر ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچے مریں گے تو ہم بھی مریں گے، یہ ہے اصل جذبہ لیکن ہم ان قراردادوں کے ذریعے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ”ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔“شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بات سیدھی سی ہے کہ آج جمعہ ہے اور ٹائم بھی short ہو رہا ہے تو میرے آنے والے جتنے بھی مقررین اراکین ہیں ان سے گزارش ہے کہ آپ تین سے چار منٹ کا ٹائم لیں تبھی سب کی باری آئے گی۔ اب میں اپنی بہن آمنہ الفت صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! شکریہ

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جناب چیئرمین! 72 لوگوں پر مبنی وہ قافلہ کربلا کے میدان میں، اصولوں کی خاطر، نظریات کی خاطر، حق اور سچ کی خاطر کفر کے بڑے قافلے کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔ وہ تو نہیں ڈرے، وہ تو نہیں جھکے، انھوں نے تو نہیں سوچا کہ اگر ہم نہیں رہیں گے تو ہمارا نام کیسے رہے گا؟ آج ہم اصولوں پر سودے بازی کرتے ہیں، آج ہم مصلحتوں کی خاطر، نظریات کو، اصولوں کو، حق و سچ کو قربان کرتے ہیں۔ نواسہ رسول ﷺ نے اپنی قربانی، اپنی جان کا نذرانہ دے کر مسلمانوں کے لئے جو راستہ متعین کیا تھا آج اس سے ہم ہٹ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! کشمیر میں آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ ظلم رہے اور امن کی آشا بھی ہو، یہ ہم کیسے ممکن کریں گے؟ یہ ہم ممکن نہیں کر سکتے اور کب تک ہم دوسروں کی جنگ لڑیں گے۔ اپنے گھر کو تو ہم سدھار لیں۔ اپنا گھر تو ہم سدھار لیں، اپنا پانی تو پورا کر لیں۔ کشمیریوں کو حق خود ارادیت تو دلوا دیں، کشمیریوں کی عزت و حرمت بھارت کے حوالے کر کے ہم کیا کمال کر رہے ہیں، اپنے پیارے رو رہے ہیں تو کس طرح ہنس سکتے ہیں ہم؟ میں آج اس جگہ کھڑے ہو کر ان بھارتی واسیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ ایہہ بھارتی واسیو! دریا پر بند باندھ سکتے ہو تم، پانی روک سکتے ہو تم لیکن بہنے والا لہو

کیسے روکو گے تم؟ بھارتی واسیو! آخر کب تک ظلم کرو گے تم؟ ظلم سہیں گے ہم، لڑیں گے ہم، لڑیں گے ہم اور آخر کب تک روکو گے تم؟ ہم نہ تھکیں گے، ہم سہتے رہیں گے، ہم لڑیں گے، ہم لڑیں گے، کشمیر ہمارا ہے، ہمارا ہے، ہمارا ہے، کشمیر لے کر رہیں گے ہم۔

جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ کتنی ڈاکٹر عافیہ تم مارو گے؟

ہزاروں مارو گے لاکھوں کھڑی کریں گے ہم
اس ظلم وستم کے آگے ڈٹے رہیں گے ہم

جناب چیئرمین! جو درس، جو lesson، جو سبق نواسہ رسول ﷺ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر ہمیں دیا ہے۔ اگر وہ اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اصولوں پر سودہ بازی کر لیتے تو پھر آج اسلام کا نام بھی زندہ نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ آج نواسہ رسول ﷺ کے نام لیوا کروڑوں میں، اربوں میں پہنچ چکے ہیں اور آج اگر کوئی خوفزدہ ہے تو اسلام کے نام لیواؤں سے خوفزدہ ہے۔ وہ شیطانی قوتیں خوفزدہ ہیں جو آج اپنے بڑے بڑے lesson دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انٹرنیٹ پر جا کر دیکھیں وہ اپنی قوموں کو باقاعدہ خوفزدہ کر رہی ہیں۔ انہیں بتا رہی ہیں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ کے متوالوں کی تعداد 8.6 فیصد کے حساب سے بڑھتی جا رہی ہے اور ان کی تعداد 1.3 فیصد کے حساب سے decrease ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وہ خوفزدہ ہیں کہ صرف 27 سال میں دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے۔ جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آج یہ معزز ایوان مبارکباد کا مستحق ہے کہ چاروں قراردادیں اپنی نوعیت کی تاریخی قراردادیں ہیں جن کے ذریعے انہوں نے متحرک اور قومی issues پر بھرپور input دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ معزز ایوان ہر اس issue پر concern رکھتا ہے جو قومی سطح کا بھی

ہو، جو بین الاقوامی سطح کا بھی ہو، جو ہمارے دینی اقدار سے بھی منسلک ہو۔ امام عالی مقام نے حق و باطل کے اس معرکے میں ایک ایسی تاریخ لکھی جو آج بھی ہمارے سر کو جھکنے نہیں دیتی، جو آج بھی ہر مسلمان کے لئے ایک عظیم ورثہ ہے۔ الحمدللہ ہمیں اپنے issues پر جو بھی ہمارے سامنے ہوں حل کرنے کے لئے اور اس پر فیصلے کرنے کے لئے ایک شمع کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ قراردادیں معزز ایوانوں میں پاس ہوتی رہیں گی اور ہوتی رہی ہیں لیکن اگر قراردادوں پر عملدرآمد کرنے کے لئے اداروں میں سکت موجود نہ ہو تو ایسی قراردادیں بے معنی ہوتی ہیں۔ قرارداد تو 1948,1949 میں UNO میں بھی پاس ہوئی تھی کہ کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دیا جائے تو کیا UNO نے آج تک Security Council کے ذریعے سے ان قراردادوں پر عملدرآمد کروایا؟ جواب نفی میں ہے کیونکہ UNO اقوام عالم کے مفادات کا تحفظ کرنے میں ایک ادارے کے طور پر ناکام ہو چکا ہے اور بہت سارے موقعوں پر UNO نے ایک biased ادارے کے طور پر اپنے کردار کو آگے بڑھایا ہے۔ اسلامی ممالک کے خلاف وہ ادارہ فوج کشی تو کروا سکتا ہے لیکن اسلامی قوموں کے حقوق کے تحفظ کے لئے UNO سے اُمید کرنا بلاشُبہ ایک فضول خواہش ہے۔ ایسے حالات میں جب UNO کشمیریوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکا تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا پاکستان نے۔۔۔

جناب چیئرمین: حضرت پلیز! اپنی speech wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہیں close کر دوں؟

MR CHAIRMAN: Thank you

MR IJAZ AHMED KHAN: Thank you

جناب چیئرمین: جی، احسان الحق احسن نولاٹیا!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ایک خاتون ہونے کے ناتے مجھے پہلے اجازت دے دی جائے۔

جناب چیئرمین: ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر !میں دو باتیں کر کے اپنی بات کو ختم کروں گا۔ حضرت امام حسین عالی مقام کو ہم کیا خراج تحسین پیش کریں گے، تاریخ نے انہیں اتنا بڑا خراج تحسین پیش کیا ہے کہ واقعہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام کے خاندان سے ایک فرد اور دشمن کا ایک لاکھ کا مجمع تھا جہاں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک فرد بچ گیا اور دوسری طرف ایک لاکھ مجمع بچ گیا۔ آج پوری دنیا کے کونے کونے میں سادات بیٹھے ہوئے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم واقعہ کربلا میں سے بچنے والے اس فرد کی اولاد ہیں جبکہ ایک لاکھ فرد جو کہ اس وقت کے وقتی طور پر فاتح تھے کسی فرد نے آج تک یہ نہیں کہا کہ اس یزیدی لشکر کے کسی فرد کی اولاد میں سے ہم ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کے بعد ہماری طرف سے ان کو خراج تحسین پیش کرنا اس سے بڑا تاریخ میں اور کوئی خراج تحسین نہیں ہے کہ وقتی طور پر واقعہ کربلا کے جو فاتح تھے آج چودہ، پندرہ سو سال بعد تاریخ نے ان کو فاتح نہیں لکھا۔ اس طرح کے غاصبانہ سیاسی فیصلے کبھی بھی تاریخ کے اندر پذیرائی حاصل نہیں کرتے بلکہ یہ واقعات تاریخ کے اندر کوڑا کرکٹ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آج ہمارا ملک، ہماری قوم امت مسلمہ جن مسائل سے دوچار ہے اس کی بنیاد بھی یہی ہے کہ ہم نے اس جذبہ حسینی، اپنے مؤقف کی مضبوطی اور اپنے مؤقف کے لئے مر جانے کے جذبہ کو چھوڑا ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس غارت گری کا شکار ہیں۔ حسینیت کی تعلیم، اس کو پڑھنے پڑھانے اور یہاں پر تقریریں کرنے کا جو بنیادی مقصد ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم اس درس کو سیکھیں، نئی آنے والی قوم کو سکھائیں اور اپنی زندگی میں اس کو حصہ بنائیں۔

ایک اور بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ ہمارے سیاسی قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی کتاب 'Myth of Independence' میں لکھا ہے کہ ایک صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ فوج سے مذاکرات کیوں نہیں کرتے کہ وہ پاکستانی ہیں، کوئی انڈین تو نہیں ہیں۔ میرے قائد کا جواب یہ تھا کہ میں جارحیت جو کہ اندرونی ہے، اندرونی جارحیت کو قبول کر کے اپنی قوم کے اعصاب اتنے کمزور نہیں کرنا چاہتا کہ آنے والے وقتوں میں ہماری قوم بیرونی جارحیت کے سامنے surrender کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ بہت، بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں آج کا دن رسول پاک ﷺ اور ان کے خاندان پر درود شریف بھیج کر شروع کرنا چاہتی ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی
ال محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید

مجھے زیادہ لمبی بات نہیں کرنی ہے۔ میں نے صرف یہ کہنا ہے کہ آج اس وقت جس جگہ مسلمان قوم کھڑی ہے ہم سارے مسلمان اگر اس وقت اکٹھے نہیں ہوں گے، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مسلمان اس وقت جہاں پر کھڑے ہیں یہ ٹائم آگیا ہے کہ ہم سب اکٹھے ہو کر اپنا تحفظ کریں۔ دنیا اس وقت negotiations کے دور سے گزر رہی ہے۔ ساری دنیا میں جو جنگیں ہیں وہ peaceful through negotiations حل کی جا رہی ہیں۔ جہاں پر nuclear powers کی تکلیف ہے وہاں پر ان کا کچھ فائدہ بھی ہے ۔ فائدہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی ایٹم بم کو استعمال کرنے سے بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ negotiations کریں۔ پاکستان اگر ایک nuclear country ہے تو یہ ہمارے لئے ایک بہت اچھی بات ہے کہ اس وقت ہمیں انڈیا نے بھی ایک دعوت دی ہے کہ ہم ان سے negotiations کریں اور بات چیت کریں، جس وقت بھی negotiations ہوں گی اس وقت naturally کشمیر کا ذکر ضرور آئے گا، چاہے وہ کرنا چاہیں یا نہ کرنا چاہیں کیونکہ جب تک متنازعہ بات کو clear نہیں کیا جاتا تو کبھی بھی آپ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ مجھے افسوس ہے کہ انڈیا میں پچھلے دس سالوں میں 52 ڈیم بنائے گئے اور ان کے فیصلے دبئی میں ہوتے رہے اور ہماری حکومتیں اس پر خاموش رہیں۔ I think this is the time اور جب یہ Negotiations شروع ہو گی تو کچھ پانی کے مسئلے بھی حل ہوں گے اور کچھ انڈیا کی گیس پائپ لائن کے مسئلے حل ہوں گے۔ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ان کے مسائل حل نہ ہوں لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے مسائل بڑھ جائیں۔ اس وجہ سے یہ جو negotiations ہوتی ہیں یہ کسی بھی قوم کے پڑھے لکھے ہونے کا ثبوت ہوتی ہیں۔ کسی سے ہاتھا پائی کرنا، جنگ و جدل کرنا اور گالی گلوچ

کرنا سب سے آسان حربہ ہے۔Negotiations کے لئے آپ کو اپنے دماغ استعمال کرنے پڑتے ہیں، اپنا ظرف دکھانا پڑتا ہے اور آج کی دنیا کا جو وقت آ گیا ہے وہ negotiations کا ٹائم ہے اور اس کو ہمیں strongly encourage کرنا چاہئے۔ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے معاملے میں بھی میں یہ کہوں گی کہ کوئی بھی قوم جب کہ اب ہم نیوکلیئر دور سے گزر رہے ہیں، کوئی بھی قوم یہ حیثیت نہیں رکھتی کہ وہ اس قسم کا ایک فیصلہ جس پر پوری دنیا کی نظریں ہوں وہ ذاتی طور پر کر سکے۔I think ہر ایک کو اس وقت religious جنگوں سے باہر نکل کر انسانیت کی بات کرنی چاہئے۔اگر آج ہم Christianity کو Judaism کو اور اسلام کو blame کرتے رہیں گے تو ہم ہزاروں سال پیچھے چلے جائیں گے۔This is to the time کہ آپ اپنے مذہب کی حفاظت اپنے اخلاق سے کریں، اپنے ظرف سے کریں، اپنی تمیز سے کریں اور انسانیت کی خاطر جو چیزیں ضروری ہیں ان کے اوپر بات چیت کریں کیونکہ یہ زمانہ بات چیت کا ہے۔بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: آپ کے انصاف کو ہم بہت appreciate کرتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! خاتون ممبر صوبائی اسمبلی نے آپ کے انصاف کے بارے میں بات کی۔ میں اس سلسلے میں آپ سے رولنگ لینا چاہتا ہوں کہ واقعی آپ کا انصاف اسی طرح ہے جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ابھی جناب چیئرمین نے فرمایا تھا کہ دو آدمیوں کی باری آئی ہے اور اب دو خواتین کی باری ہو گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اب وہ اپنی تقریر کر رہی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو اپنے تمام ساتھیوں سے یہ request کروں گی کہ جمعہ کا دن ہے اور ہم خواتین نے گھروں میں ہی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ آپ لوگوں نے جمعہ مسجد میں پڑھنا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے اگر ہم چار منٹ میں اپنی بات کر کے اس کو wind up کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کے دو منٹ رہ گئے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب! ابھی میرا ٹائم تو شروع ہی نہیں ہوا۔ اب شروع ہو گا۔ سب سے پہلے میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گی کہ یہ جو قرار دادیں پیش کی جاتی ہیں یقیناً ان پر ہم اپنا احتجاج تو ریکارڈ کروا لیتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ صرف قرار دادیں پیش کرنے سے اتنے بڑے مسئلے ہیں جیسے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا یا کشمیر کا مسئلہ یہ اس طرح سے حل نہیں ہو گا۔ جس طرح شہداء کربلا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ آج کشمیر میں بھی وہی حالات ہیں اور مسلمان اسلام کی سربلندی کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ بات کہوں گی کہ عالم اسلام کو متحد ہونا چاہئے اور ایک بات جو مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ propaganda کیا جا رہا ہے، سوات میں اگر ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کا منظر سامنے آ جاتا ہے تو پوری دنیا دہشت گردی کے نام پر چیخ اٹھتی ہے۔ اقوام متحدہ ڈاکٹر عافیہ کے مسئلے کو سامنے کیوں نہیں رکھتی، ڈاکٹر عافیہ کے لئے کیوں نہیں چیختی اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کی بیٹی ہے اس لئے کہ اس کا تعلق ایک مسلمان ملک سے ہے۔ اگر وہ لوگ اتنا تضاد رکھتے ہیں تو مسلمان کیوں خاموش ہیں؟ کم از کم مسلمانوں کو تو متحد ہو کر آواز اٹھانی چاہئے اور اتنی پُرزور آواز ہونی چاہئے کہ ان لوگوں کو پتا چلے مسلمان بھی ہیں اور کم از کم پاکستانی ایک زندہ قوم ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو مل کر ایک ایسی قرار داد لانی چاہئے کہ ہم امریکہ کے نمبر ون اتحادی ہونے کے باوجود ہم اپنی ایک بیٹی، ایک بہن کو آزادی نہیں دلوا سکے۔ ہمیں یقیناً امریکہ اور انڈیا کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، کشمیر کے مسئلے پر انڈیا کو ہمیں باقاعدہ طور پر ایک سخت مؤقف اپنانا چاہئے۔ جس طرح یہاں پہلے ایک قرار داد پیش ہوئی اور اس کا کچھ رزلٹ یہ سامنے آیا کہ انڈیا مذاکرات پر آ گیا۔ میں یہ کہوں گی کہ ہم سب کو مل کر

ایک پرزور احتجاج کرنا چاہئے اس میں عوام کی شمولیت بھی ہونی چاہئے اور میڈیا نے جو role اب تک ادا کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ میڈیا کو عوام میں بھی یہ role play کرنا چاہئے اور عوام میں بھی یہ awareness پیدا کرنی چاہئے صرف قراردادیں پیش کرنے سے یا تقریریں کرنے سے کشمیر آزاد نہیں ہو گا یا ڈاکٹر عافیہ آزاد نہیں ہو گی، ہمیں عملی طور پر بھی کچھ کرنا ہو گا اور تب ہی یہ مسئلے حل ہوں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ملک عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ جناب سپیکر!

شاہ است حسین
پادشاہ است حسین
سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

جناب والا! آج کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آج جہاں ہم نواسہ رسول کا چہلم منا رہے ہیں وہیں آج 5۔فروری کو یوم کشمیر بھی ہے اور ہم کشمیریوں کے ساتھ ہمیشہ کی طرح آج یوم یکجہتی منا رہے ہیں۔ آج کے دن کے حوالے سے شہدائے کربلا نے اور حضرت امام حسین نے جو ہمیں درس دیا کہ سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانا اور اصولوں پر سمجھوتا نہ کرنا۔ آج اسی راستے پر اسی حسینیت کے پیروکار کشمیری بھائی اپنی حق خود ارادیت کے لئے ایک عرصہ دراز سے جنگ لڑ رہے ہیں اور آج کے دن کے حوالے سے ہی ہماری بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو تنگ نظر اور متعصب ججوں نے تنگ نظری سے جو سزا سنائی ہے ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے
کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

ہم مطالبہ کرتے ہیں اس ایوان کی وساطت سے کہ حکومت پاکستان International Court of Justice میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مسئلہ اٹھائے اور ان کی جلد رہائی عمل میں لائی جائے۔

وہ عالم اسلام کی بیٹی ہیں حق اور اصولوں کی خاطر ان کو victimize کیا جارہا ہے جس کی ہم پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ اسی طرح آج کے دن کے حوالے سے جو قرار دادیں اقوام متحدہ میں 1948 میں اور 5۔ جنوری 1949 میں پیش ہوئیں، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان قرار دادوں پر فوراً عمل کیا جائے اور کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت دیا جائے۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور ہم کشمیری بھائیوں کو ہمیشہ کی طرح آج کے دن کے حوالے سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ پوری پاکستانی قوم ان کی اس حق خود ارادیت کے لئے ان کے ساتھ شانہ بشانہ چلے گی۔ کشمیری بھائی بھی آج اسی راستے پر چل رہے ہیں جو راستہ چودہ سو سال پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا وہ حق کا راستہ تھا اور باطل کے سامنے ڈٹنے کا راستہ تھا۔ آج ہمیں بھی وقت کے یزید امریکہ اور تمام سامراجی قوتوں کے سامنے ڈٹ جانے کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک درس ہے، ہم کشمیری بھائیوں کو بھی سلام پیش کرتے ہیں کہ 90 ہزار سے زیادہ کشمیری شہید ہوئے لیکن ان کا خون ہمیں امید ہے کہ رنگ لائے گا اور انشاءاللہ ایک دن کشمیر ضرور آزاد ہو گا اور کشمیر پاکستان کا حصہ بنے گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب زعیم حسین قادری!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے دو منٹ عطا فرمائے میرے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج ایک بہت پرانا کہنہ مشق سیاسی کارکن چیئرمین کی حیثیت سے میرے سامنے ہے اور میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ایک سیاسی کارکن کے آگے کھڑے ہو کر بات کرنے کا اپنا ہی مزہ ہوا کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ایک بار پھر اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے آج کشمیر ڈے پر ایک قرار داد منظور کر کے یہ ثابت کیا کہ پاکستانی قوم آج بھی قائد کے اس فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ یہ بات قائد محترم قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے نہیں کہہ دی تھی، اس بات کے پیچھے بہت سے عوامل پنہاں تھے۔ آج ہندوستان نے دریاؤں کا پانی بند کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعی کشمیر پاکستان کی شہہ رگ ہے اور پانی کی بندش کے بعد جو معاملات پنجاب اور بالخصوص پاکستان میں ہونے جارہے ہیں ان کا compound affect اگلے پانچ سے دس برس میں ہمیں محسوس ہو گا۔ اگر پچھلے دس برس میں اس آمریت کے دور میں ظالم قوتوں کے کہنے پر جدوجہد ختم نہ کر دی جاتی اور ایک باڑ لگوا کر indigenous

movement political جو خطے میں رہنے والے پاکستانیت کی سوچ سے سرشار لوگوں کے دلوں میں دھڑکتی تھی بند نہ کر دی جاتی تو آج ہمیں اپنے ایک ہمسایہ ملک سے پندرہ قونصل خانوں کے زمرے میں اربوں روپے کی investment کے ذریعے کی جانے والی دہشت گردی کو روکنے میں بہت آسانی پیش آتی۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ، وہ شہداء جو اپنی قوم اور اپنے ملک کے لئے جانیں قربان کرتے ہیں یقیناً ہر شخص تحریکوں کا سرخیل نہیں ہوا کرتا۔جب عزت کے مینار بنائے جاتے ہیں تو اس پر کسی ایک شخص کا نام درج نہیں ہوتا۔یہی حال اس ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ان کارکنوں کے لئے اعزاز ہے جن کے نام ہمارے سوا بہت سے لوگ نہیں جانتے لیکن جب وہ مینار کھڑے کئے جاتے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے کہ یہ غائبانہ شہداء کے نام ہیں میرے اور آپ جیسے لوگوں کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے کہ ہم ان گمنام شہیدوں میں، ان گمنام غازیوں میں اپنے نام تلاش کرتے ہیں۔آج کشمیر میں جس طرح ہندو فسطائیت نے پوری کشمیری قوم کو یرغمال بنا رکھا ہے پچھلے دس برس میں پاکستانی قوم نے جس طرح ان کی مدد، میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی فوجی کمک یا financial aid ہی ضروری ہوتی ہے جس طرح پچھلے دس برس میں ان کی دل سے بات کرنے سے نظریں چرائی گئیں میں اس پر شرمندہ ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ وہ indigenous movement جو اتنی تقویت پکڑ چکی تھی کہ ہندوستان کو پانچ ڈویژن فوج وہاں لگانی پڑی آج وہ movement پھر ٹیئر گیس، غلیل اور پتھروں پر آ گئی ہے یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ہم نے آمریت کے پچھلے دس برس میں اس movement کو تیس سال پیچھے دھکیل دیا ہے اور آج اس کا تدارک کوئی آسان بات نہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی قرار داد یقیناً ان جانثاروں اور شہداء کے لئے ایک حوصلہ افزا بات ہو گی جو کشمیر میں اپنی cause کے لئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اور بھی بہت کچھ کرنا ہے۔میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ عالم اسلام کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر آج ظلم و جبر کی وہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے جو ہمیشہ امریکہ پاکستان سے لے جائے گئے مظلوموں کے ساتھ روا رکھتا ہے۔میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ پاکستانی حکومت اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر اس بیٹی کو، اس مظلوم کو پاکستان واپس لانے کی پوری کوشش کرے گی۔بہت مہربانی، بہت شکریہ میں صرف

اس لئے آیا کہ آپ Chair پر تشریف فرما تھے اور میرا دل تھا کہ میں آپ کے سامنے بات کر کے اپنا قد بڑا کروں۔مہربانی شکریہ

جناب چیئرمین: قادری صاحب!میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک کہنہ مشق ورکر کی حیثیت سے جانا اور یہ آپ کی محبت ہے، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں سیاسی ورکر ہوں۔ اب میں میاں محمد رفیق صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔چونکہ نماز کا ٹائم ہونے والا ہے لہذا میں دوسرے بھائیوں سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر سارے مہربانی فرمائیں تو چودھری صاحب کی بات کے بعد اجلاس ختم کر دیا جائے۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں کچھ وکھری گل کرناں چاہنا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جناب چیئرمین!حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول کریم ﷺ پیغام حق و صداقت، اصولوں، قربانی یا خراج عقیدت سے مشروط نہیں ہیں،اس کے پیچھے ایک تاریخ ہے۔اسلام میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر، نبی پاک ﷺ نے سیاسی نظام اور نہ ہی معاشی نظام کی نشاندہی کی۔Fundamentals دیئے، قرآن پاک میں صرف ایک آیت ہے کہ اپنے معاملات مشاورت سے طے کرو، حل کرو۔ یہ جو جمہوریت کی ماں ہے۔میں آپ کے توسط سے ایوان میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کی رحلت کے بعد انھوں نے کسی کو نامزد نہیں کیا بلکہ اتفاق رائے سے چناؤ شروع ہوا، یہاں سے جمہوریت جنم لے رہی ہے۔پہلے خلیفہ کا انتخاب پھر دوسرے خلیفہ کا اس سے بہتر انتخاب پھر تیسرے خلیفہ کا اس سے اور بہتر انتخاب، کمیٹیاں بنتی چلی گئیں، چوتھے خلیفہ کا انتخاب اور بڑی کمیٹی بن گئی۔ جس جمہوریت کو مولوی طعنہ دیتا ہے۔یونان میں بھی اسی طرح جموریت پیدا ہوئی تھی جسے آج مولوی مغربی جمہوریت کا طعنہ دیتا ہے۔ اگر چوتھے خلیفہ کے بعد ارتقاء اور اجتہاد جاری رہتا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پیش آتی اور نہ ہی انہیں قربانی دینا

پڑتی بلکہ آج عین اسلامی جمہوریت رائج ہوتی۔جب یہ تسلسل توڑا گیا، ارتقاء اور اجتہاد کا راستہ چھوڑا گیا اور میری نظر میں جس کسی گروہ نے، جس کسی قوم نے ارتقاء اور اجتہاد کا راستہ چھوڑا وہی اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں اور یہیں سے اسلامی جمہوریت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قربانی دی ہے وہ سسٹم کے لئے، نظام کے ارتقاء کے لئے، اسلامی جمہوریت کے ارتقاء کے لئے انہوں نے ایک یزید کے سامنے، ایک ڈکٹیٹر کے سامنے، اس نے وقت کے ڈکٹیٹر کے سامنے اس وقت کے ضیاء الحق کے سامنے، اس نے اس وقت کے پرویز مشرف کے سامنے، اس نے اس وقت کے ایوب خان کے سامنے سر کو بلند رکھا اور اپنا سر کٹا کر اسلامی جمہوریت کی سربلندی کو قائم رکھا اس لئے میں انہیں صرف نواسہ رسول ﷺ کی حیثیت سے نہیں بلکہ انہوں نے جو اسلامی جمہوریت قائم رکھنے کے لئے، ایک نظام کے لئے قربانی دی اس پر میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اگر اجازت دیں تو کچھ بات کشمیر پر بھی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اس طرح تو بہت ساری باتیں تشنہ رہ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کشمیر کا issue بھی بہت اہم ہے۔ہماری خواہش ہے کہ کشمیر بنے گا پاکستان۔ہم نے تو کشمیر اس دن کھو دیا تھا جس دن ریڈ کلف کو boundary line کی تقسیم کے لئے کمیشن مقرر کیا تھا۔اس کی بد دیانتی سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔اگر وہ بد دیانتی نہ کرتا، demarcation میں بد دیانتی نہ کرتا تو کشمیر جاتا اور نہ ہی لاکھوں بیٹیوں، بہنوں اور انسانوں کو قربانیاں دینی پڑتیں۔

جناب چیئرمین! پہلے جنرل ایوب خان نے تین دریا بیچ دیئے۔جب کشمیر کا مسئلہ حل ہونے والا تھا تو دوسرے جرنیل نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر چڑھا دیا۔جب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم تھے تو اس وقت واجپائی لاہور آیا اور مینار پاکستان گیا اس وقت بھی کشمیر کا مسئلہ طے ہونے والا تھا لیکن پرویز مشرف آ گیا اور اس نے آ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

جناب چیئرمین!اب میں ایک ڈرامائی بات عرض کرنے لگا ہوں۔حبیب الرحمٰن ایک بہت سینئر صحافی اور کالم نگار ہے بہت سال پہلے اس نے ایک رپورٹ شائع کی تھی۔بہت سارے دوستوں نے یہ رپورٹ پڑھی ہو گی۔اس نے یہ کہا تھا کہ ہندوستان کا ایک وزیر اعظم،ڈیسائی جب اپنے وزرائے اعلیٰ کو لے کر کشمیر کے ایک دہانہ ہندوستان سے نکلا تو گنگا اور جمنا کے پانی کے کین بھر کر وہ وہاں پر اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے دریائے سندھ کے اس دہانے میں انڈیل دیئے جہاں سے یہ دریا ہندوستان سے نکلتا ہے۔اس نے وہ پانی دریائے سندھ میں انڈیلا اور یہ اعلان کیا،یہ statement جاری کی کہ یہ سندھو پانی پاکستان کے ساتھ ہماری صلح کروائے گا۔جب پرویز مشرف آیا اسی وقت ہندوستان نے بگلہار ڈیم اور دوسرے تین دریاؤں پر بھی اپنے dams بنا کر ہمارا پانی روک لیا۔کشمیر ہماری شہ رگ ہے کیونکہ اگر کشمیر نہیں ملتا تو ہم لوگ اس دریائی پانی سے محروم ہو جائیں گے جس پر ہندوستان نے قبضہ کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے پاکستان صحرا میں تبدیل ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!ایک آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔یہ تاریخی ریکارڈ کی بات ہے۔ہم بی بی پاک دامن کے مزار کے حوالے سے عقیدت رکھتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔یہاں بی بی پاک دامن کے مزار کے حوالے سے ایک قرار داد آئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ہمارے ساتھ چلیں کیونکہ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!میں اس کو محل نظر سمجھتا ہوں۔اس پر تحقیق ہونی چاہئے کیونکہ اس وقت traveling ممکن ہی نہ تھی،کیا یہ علامتی دربار ہے یا اصل ہے؟

جناب چیئرمین: یہ عقائد کے مسائل ہیں،آپ مہربانی کر کے ان کو رہنے دیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اجلاس بروز سوموار مورخہ 8۔فروری 2010 سہ پہر 3-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1629

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور حمد باری تعالیٰ

سوالات (محکمہ اوقاف)

1۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008 کے بارے میں گورنر کے پیغام کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ لفظ ''چانسلر''مسودہ قانون میں جہاں کہیں بھی وارد ہو کی بجائے لفظ ''پیٹرن'' ثبت کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008، جیسا کہ اس میں ترمیم کی گئی ہے، منظور کیا جائے۔

2۔ مقامی حکومت کے نظام پر عام بحث

1631

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

سوموار،8۔فروری2010

(یوم الاثنین،23۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر3منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات30 تا 32

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اُس پر مضبوطی سے قائم ہو گئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا(30)ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے وہاں ہر وہ نعمت ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ تمام چیزیں(حاضر)ہیں

جو تم طلب کرو(31) یہ بڑے بخشنے والے، بہت رحم فرمانے والے (رب)کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وماعلینا الالبلاغo

حمد باری تعالیٰ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

حمد باری تعالیٰ

کعبہ کی رونق کعبہ کا منظر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
حیرت سے خود کو کبھی دیکھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کبھی میں حرم کو
لایا کہاں مجھ کو میرا مقدر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
تیرے حرم کی کیا بات مولا تیرے کرم کی کیا بات مولا
تاعمر کر دے آنا مقدر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
یاد آ گئی جب اپنی خطائیں اَشکوں میں ڈُھلنے لگیں التجائیں
رویا غلافِ کعبہ پکڑ کر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج محکمہ اوقاف کے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

گجرات میں فائرنگ سے ہلاکت اور کراچی میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! گجرات میں ایک بڑا دل ہلا دینے والا واقعہ ہوا ہے۔ یہاں پر 15 افراد کو قتل کر دیا گیا ہے اور دو تین آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ پہلے تو میں ان سب مرنے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی درخواست کروں گا اور اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر تو بات نہیں ہو سکے گی۔ آپ مہربانی فرمائیں اور جو طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں اس پر تحریک التوائے کار بھی لے کر آؤں گا لیکن آج اس پر بات کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: میرے خیال میں جو آپ نے دعا کے لئے بات کی ہے تو ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے Call Attention Notice دینا چاہتا ہوں اور میری درخواست ہے کہ آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: آپ دیں گے تو اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کریں؟ جی، دعا کروائیں۔

(اس مرحلہ پر گجرات میں قتل ہونے والے افراد اور کراچی میں بم دھماکوں
میں شہید ہونے والے افراد کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی کراچی میں جو افراد بم دھماکوں میں شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ہے۔ کراچی کا جو المناک واقعہ ہوا ہے، ہمارے اہل تشیع جو اس وقت مصیبت کی گھڑی میں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کے لوگ ان کے ساتھ ہیں اور اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے متعلق پورے House میں ایک قرار داد پاس ہوئی ہے اور ہم نے وہ قرار داد بھی بھیجی ہے۔ اس مصیبت کی گھڑی میں میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ پورے پنجاب کے Custodian ہیں۔ آپ پنجاب اسمبلی کے رہنما ہیں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ House کی طرف سے ایک وفد تشکیل دیا جائے جو تمام جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو وہ کراچی میں جا کر اس مصیبت کی گھڑی میں اس اندوہناک واقعہ میں ان کے ساتھ پنجاب کے Parliamentarians کی طرف سے اظہار ہمدردی کرے اور اس بات کا یقین دلائے کہ پنجاب کے عوام، پنجاب کے Parliamentarians اس مصیبت کی گھڑی میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے گھر میں بھی چونکہ وہ بنیادی طور پر ان کا تعلق سرحد سے ہے تو پنجاب کی طرف سے بڑا بھائی ہونے کے ناتے وہاں پر ہمارے Parliamentarians کو جانا چاہئے اور اس کا message چونکہ پاکستان میں جو اب حالات ہیں، دہشت گرد جس فضا کو خراب کرنا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم Parliamentarians کی طرف سے، بے شک پہلے جماعتوں کے وفود تو جاتے ہیں لیکن آج پنجاب اسمبلی کا وفد جب آپ کے behalf پر کراچی جائے گا اور ہمارے وزیر اوقاف بھی یہاں پر بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! اگر وہ جانا چاہتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ایک وفد تشکیل دے دیاجائے جو پنجاب اسمبلی کی طرف سے وہاں پر جائے۔

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں سوال کرنے سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ عرض کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں عرض کرنا چاہتاہوں کہ ہم ہر روز یہاں پر کسی نہ کسی کی فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد بھول جاتے ہیں۔ ہمیں مل بیٹھ کر اس قوم کے لئے سوچنا چاہئے کہ ہم کسی طبعی موت مرنے والے کے لئے فاتحہ خوانی تو کریں لیکن یہاں پر ہر روز بندے شہید ہو رہے ہیں اور ساری قوم تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے تو کیاہماری صرف یہی ڈیوٹی ہے کہ ہر روز آئیں اور دعائے مغفرت کر کے انہیں بھول جائیں؟میری یہی گزارش تھی۔

جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر174 ہے اور جواب پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھاہوا تصور کیاجاتاہے۔

پچھلے آٹھ سالوں میں داتادربار کی تعمیر پر اخراجات کی تفصیلات

*174: **سید حسن مرتضیٰ:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں داتا دربار پر پچھلے آٹھ سالوں میں تعمیر کے لئے کتنے ترقیاتی فنڈز خرچ ہوئے؟

(ب) مذکورہ دربار کی مذہبی امور کمیٹی کے ممبران کی تعداد کیا ہے، نام اور عہدے بتائے جائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) داتا دربار لاہور پر پچھلے آٹھ سالوں میں ترقیاتی کاموں کی مد میں خرچ ہونے والی رقم مبلغ 3 کروڑ 33 لاکھ 90 ہزار روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حضرت داتا گنج بخش لاہور کے مزار کی امور مذہبہ کمیٹی کے ارکان کی تعداد 15 ہے جس کے چیئرمین جناب اسحاق ڈار ممبر سینیٹ آف پاکستان ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ درباروں پر خرچ ہونے والے پیسوں کا کیا طریق کار ہے کیونکہ کسی دربار پر تو ساڑھے تین کروڑ روپے خرچ ہو جاتا ہے اور پنجاب میں کئی دربار ایسے ہیں جن پر کبھی کوئی پیسا خرچ نہیں ہوا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): شکریہ۔ جناب سپیکر! کئی درباروں پر واقعی پیسے خرچ نہیں ہوتے کیونکہ وہاں پر مخیر حضرات اپنی گرہ سے کام کروا دیتے ہیں اس لئے وہاں پر شاید ہم پیسے خرچ نہیں کر پاتے۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہوں گی کہ پچھلے سال 2009 کی انکوائری رپورٹ کا جواب میں کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں ممبران کی تعداد اور ناموں کی تفصیل پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کمیٹی کے نام بتا دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے نام ایوان کی میز پر نہیں رکھے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت داتا دربار کی مذہبی امور کمیٹی کے ارکان میں چیئرمین سینیٹر جناب اسحاق ڈار اور ممبران میں سہیل ضیاء بٹ، میاں محمد طارق شفیع، حاجی محمد شفیع، ملک محمد پرویز صاحب، جناب محمد افضل جنجوعہ، جناب بلال یاسین، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، حاجی محمد یعقوب، حاجی عزیز الرحمٰن چن، حاجی منیر احمد، شیخ شفیق ریاض، جناب محمد شریف، میاں محمد سعید، جناب ہمایوں بٹ، میاں امجد، حاجی محمد اعظم، راجہ محمد یوسف قادری، ملک محمد اکرم، پیر سید ناظم حسین شاہ، جناب ناصر خان ناصری، جناب عتیق الرحمٰن، ملک اعجاز اشرف اور ایڈمنسٹریٹر داتا دربار اس کے سیکرٹری ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمہ نے ان کی تعداد 15 بتائی ہے اور انہوں نے اس سے زیادہ کے نام بتا دیئے ہیں اور ان کی تعیناتی کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! تعیناتی کا طریقہ بتائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جب جواب بھیجا گیا تھا تو اس وقت تعداد 15 تھی اب اس کی تعداد 24 ہو چکی ہے اور اس کی تعیناتی کا طریق کار یہ ہے کہ مخیر لوگ ہوں تو بڑی بات ہے مگر جو لوگ دربار سے اچھے جذبات، عقیدت، پیار اور محبت رکھیں اور جن کی دربار سے affiliation ہو اور ان میں کام کرنے کا جذبہ بھی ہو تو ہم انہیں ممبر بناتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ 10 لوگوں کو ممبر بنایا جاتا ہے لیکن اس میں محکمہ نے 24 ممبران کے نام دیئے ہیں جبکہ جواب میں 15 کے نام ہیں جن میں سہیل ضیاء اور پرویز ملک صاحب بڑے بڑے سیاسی رہنما ہیں۔ ٹھیک ہے مخیر ہیں تو ان کے order کس نے کئے ہیں، ایڈمنسٹریٹر صاحب کو بلایا جائے اور پوچھا جائے کہ ان کا طریق کار کیا تھا؟

جناب سپیکر: جواب تو منسٹر صاحب نے دینا ہے اور ایڈمنسٹریٹر نے تو آ کر جواب نہیں دینا۔ جی، منسٹر صاحب! طریق کار بتائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! طریق کار تو میں نے بتایا ہے کہ اس دربار سے جذبات اور مذہبی تعلق کے ساتھ ساتھ محبت کا اظہار اور عقیدت رکھنے والے لوگوں کو اس کمیٹی کا ممبر بنا لیتے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ دربار داتا صاحب کی سالانہ آمدن کتنی ہوتی ہے اور یہاں پر خرچ ہوتی ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر موصوف پہلے میرے سوال کا جواب بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے انہیں طریق کار بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ انہیں تیسری بار بتا دیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): میں نے بتایا ہے کہ اس دربار میں ان لوگوں کو ممبر بناتے ہیں جن کا اس دربار سے روحانی اور مذہبی تعلق ہو۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں بہت سی خواتین ممبران اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ممبران کی تعیناتی کا criteria بتائیں؟ ہم لاہور کے باسی ہیں اور بچپن سے لے کر آج تک ہم بھی اس مزار پر حاضری دیتے رہے ہیں اور اس لسٹ میں سہیل ضیاء بٹ

صاحب، میاں شفیع صاحب کا تعلق کون کون سے خاندانوں سے ہے اور کس طریقے سے انہیں ممبر بنایا گیا مجھے اس بارے میں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہاں خاندانوں کی بات ہے اور نہ کسی سیاسی جماعت کی بات ہے، میں نے عرض کیا ہے جو داتا دربار کے ساتھ عقیدت، ان سے محبت اور کام کا جذبہ بھی رکھتے ہوں تو ہم انہیں ممبر بناتے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی خواہش مند ہے اور ہم یہ سمجھ لیں کہ وہ خدمت کر سکتا ہے تو ہم اسے بھی شامل کر لیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کی عقیدت مانی جاتی ہے تو ہماری کیوں نہیں؟ مجھے اس بارے میں بتائیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب وزیر موصوف بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ داتا دربار کی آمدن کا پوچھ رہے ہیں۔ (شور وغل)

محترمہ! ان کو جواب دینے دیں، آپ تشریف رکھیں۔ ذوالفقار علی صاحب! آپ نے کیا پوچھا ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! داتا صاحب کی سالانہ آمدنی کتنی ہے اور وہ کہاں خرچ ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس سوال میں آمدنی کا پوچھا ہی نہیں گیا لیکن میں پھر بھی بتا رہا ہوں کہ 09-2008 کی داتا دربار کی سالانہ آمدنی 19 کروڑ 17 روپے ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! محکمہ وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 کے تحت کام کر رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 کے تحت اس کمیٹی کے دس سے زیادہ ممبران نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے جو 24 ممبران بنائے ہیں یہ کس قانون کے تحت اور کس کے کہنے پر بنائے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جہاں پر آمدن دس لاکھ روپے سے زیادہ ہو وہاں ممبران کی تعداد دس ہے۔ داتا دربار ایک وسیع دربار ہے اور یہ ایشیاء کا بڑا دربار ہے۔ اس میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر سے زائرین آتے ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ یہ ان کے اپنے دور میں بھی ہوا تھا اور اب بھی ہوا کہ وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز 2002 کی شق 6 کے مطابق ایسے مزار کی آمدنی جو سالانہ دس لاکھ روپے ہو اس کے ممبران کی تعداد دس ہو گی۔ ہم نے اس میں ترمیم کروالی ہے اور جناب چیف منسٹر سے اجازت لی ہے کہ اس کے انتظام میں یہ تعداد کم ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی ہے جس کی وجہ سے ہم نے تعداد بڑھادی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو دس رکنی کمیٹی کو 24 رکنی کمیٹی بنانے کا حکم جاری کیا ہے، اس کے پیچھے کیا مقاصد ہیں اور کس قانون کے تحت 24 رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ قانون یہ نہیں بتا پائیں گے، یہ کیسے قانون بتائیں گے؟ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی authority کے تحت کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال مکمل کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک تو میں نے یہ بات کرنی تھی کہ وہاں پر راؤ فضل الرحمٰن ایڈمنسٹریٹر داتا دربار کا دفتر موجود ہے۔ اس کے علاوہ وہاں محترم وزیر کا دفتر بھی موجود ہے تو پھر کیا وجہ

ہے کہ ایک دفتر حاجی فضل کریم، ایم این اے کا بنایا گیا ہے اور ایک دفتر افتخار بلوچ پارلیمانی سیکرٹری کا بنایا گیا ہے؟ وہاں پر وی آئی پی کمرے بنائے جا رہے ہیں، وہاں ان کو اخراجات اور سٹاف بھی دیا گیا ہے۔ کیا یہ بہت زیادہ اخراجات کا load نہیں ہے؟ ایک طرف تو حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم اخراجات کو کم کرنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف وی وی آئی پی کمرے ہیں جہاں پر لوگ آتے ہیں اور رات کو بھی ٹھہرتے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ سارے کا سارا ردوبدل اور اخراجات کس لئے کئے جا رہیں ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس کے ساتھ اور بھی کچھ پوچھ لیں جو پوچھنا چاہتی ہیں۔ (قہقہہ)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر یہ relevant نہیں ہے تو آپ مجھے جو مرضی سزا دیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! جو پوچھا ہے وہ بتائیں!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ صحیح ہے کہ وہاں پر میرا کمرہ ہے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں پر میرے کمرے اور میرے سٹاف کے لئے ایک پیسا بھی خرچ نہیں ہوتا۔ ہم صرف ضرورت کے وقت وہاں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا اسی سوال پر ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4639 آگے ہے اور یقیناً اس کی باری نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ پہلے کس طرح پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ گزارش کرنی ہے کہ یہ جواب غلط آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب میں وہاں پہنچوں گا تو پھر آپ بات کریں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ میرا سوال نمبر282 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی اراضی و دیگر تفصیلات

*282: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی اراضی مختلف لوگوں کو الاٹ یا لیز پر دی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے محکمے میں ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ/ونگ موجود ہے، 2002 سے 2007 تک اس ڈیپارٹمنٹ/ونگ میں کام کرنے والے افسران و اہلکاران کے ناموں اور عہدوں کی تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں پر محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے ناجائز قبضے کروائے جاتے رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران و اہلکاران زمینوں کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث ہیں، 2002 سے 2007 تک الاٹ یا لیز ہونے والی زمینوں کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ کہاں کہاں ناجائز قبضے ہوئے ہیں نیز کیا محکمہ ان زمینوں کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اگر جز(ہ)کا جواب اثبات میں ہے تو محکمے کو نقصان پہنچانے والے افسران واہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے نیز بدعنوان عناصر سے متعلق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور میں مختلف مقامات پر محکمہ اوقاف کی اراضی سے متعلق مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقات کے زیر تحویل وقف اراضیات برائے کاشت بعد از مشتہری و منادی بذریعہ نیلام عام سالانہ پٹا پر دی جاتی ہیں جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بھی اراضی بعد از وسیع مشتہری بذریعہ اخبار گڈول سکیم کے تحت لیز / کرایہ پر دی جاتی ہے۔ جس کے کرایہ میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ ہوتا ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے ضلعی سطح پر منیجرز اوقاف تعینات ہیں۔ زونل سطح پر زونل ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں جبکہ صدر دفتر میں ایک شعبہ اسٹیٹ موجود ہے جو جملہ وقف اراضیات کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے۔ شعبہ اسٹیٹ میں سال 2002 سے 2007 تک کام کرنے والے افسران / اہلکاران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اگر کسی اراضی پر لینڈ مافیا ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فوری طور پر ضلعی انتظامیہ / پولیس کی مدد سے ناجائز قبضہ ختم کروایا جاتا ہے۔ حال ہی میں ضلعی انتظامیہ / پولیس کے تعاون سے موضع بھوبتیاں رائیونڈ روڈ اور موضع ہنجروال ملتان روڈ میں ناجائز قبضے ختم کروائے گئے ہیں۔

(ہ) محکمہ اوقاف کا کوئی افسر یا اہلکار اراضیات کی الاٹمنٹ یا لیز پر دینے کے کاروبار میں ملوث نہ ہے۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق وقف اراضیات بعد از وسیع مشتہری و منادی محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی سالانہ پٹا پر دی جاتی ہے جبکہ کمرشل مقاصد کے لئے بعد از وسیع تر مشتہری و منادی بذریعہ اخبار محکمانہ نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی گڈول سکیم کے تحت پٹا

/کرایہ پر دی جاتی ہیں جن کے کرایہ میں ہر تین سال بعد 25فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تفصیل برنشان(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) محکمہ کا کوئی افسر/اہلکار ناجائز قبضے کروانے میں ملوث نہ ہے۔

(ز) اس کا جواب جز(ہ)میں دیا جاچکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں جز(ج)کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے ضلعی سطح پر مینجرز اوقاف تعینات ہیں۔زونل سطح پر زونل ایڈمنسٹریٹر تعینات ہیں جبکہ صدر دفتر میں ایک شعبہ اسٹیٹ ہے جس میں جملہ وقف اراضیات کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے اس میں میرا سوال یہ ہے کہ یہ یقیناً ایک شعبہ اراضیات ہے اور اراضی کی دیکھ بھال کے لئے ریونیو کے آفیسر بھی لگائے گئے ہیں۔ مجھے جو جواب دیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، کاہنہ اور موضع اٹاری میں ان تمام جگہوں پر انڈسٹریل اسٹیٹ آچکی ہے۔کاہنہ میں کمرشل دکانیں بن گئی ہیں، اٹاری سروبا میں ایک پرائیویٹ بنک ہے اس کے ساتھ ساری جگہ پارکنگ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اسی طرح بتایا گیا ہے کہ ڈیرہ چال ڈیفنس میں آچکی ہے اور وہاں پر لوگوں نے گھر بنا لئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ان کی مرضی سے ساری سکیم کی جگہ کمرشل اور رہائشی استعمال میں آرہی ہے؟ اگر ان کی مرضی سے ہوا تو انہوں نے اس کے عوض کیا پیسے وصول کئے ہیں اور کس حساب سے کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!کیا آپ نے ضمنی سوال سن لیا ہے جو انہوں نے جز(ج)کے بارے میں پوچھا ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!وہ پوچھ رہے ہیں کہ وہاں پر جگہیں کیسے بن گئیں اور کیا اس کا ریکارڈ ہے؟ جو جگہ ہم کسی کو دیتے ہیں وہ auction اور lease پر دیتے ہیں۔ اگر وہ جگہ

auction اور lease پر دی گئی ہے تو وہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہے اور اگر نہیں ہے تو وہ encroachers ہیں ان کے خلاف ہم کارروائی شروع کرنے لگے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف اگر غور سے پڑھیں تو موضع ڈیرہ چال کے آگے bracket میں ڈیفنس لکھ دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر ڈیفنس کے گھر بن چکے ہیں اور وہ جگہ موقع پر بھی موجود نہیں ہے۔ میں ان سے یہی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ وہاں پر 2006 سے گھر بنے ہوئے ہیں اور چار سال ہو چکے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں خود ہی mention کیا ہوا ہے کہ سندر اسٹیٹ کو جگہ جا چکی ہے۔ اگر انہوں نے جواب دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ محکمے کو پتا ہے کہ یہ ان کی جگہ ہے؟ میں ان سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ lease یا auction پر دی جانے والی جگہ کبھی بھی industrial یا residential کے طور پر پر استعمال نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے چار سال پہلے 2005 اور 2006 میں mention کیا ہے جو دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں محترم نصیر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری بہت ساری جگہیں ایسی ہیں جو encroached ہیں، وہاں پر بلڈنگیں بھی بنی ہیں اور سب کچھ ہوا ہے۔ اب ٹاسک فورس بن چکی ہے اور چیف منسٹر صاحب نے حکم دے دیا ہے، جہاں جہاں ہماری جگہیں موجود ہیں اور لوگ قابض ہیں ہم ان کو وہاں سے اٹھانے کا کام کر رہے ہیں اور بذریعہ کمیشنر، ڈی سی او اور ایک ہمارے محکمہ کا آدمی اس میں شامل ہو گا اور اگر وہ ہماری اجازت کے بغیر ہیں تو ہم ان سے انشاءاللہ فارغ کروائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی میاں نصیر احمد صاحب ضمنی سوال کر رہے ہیں اور اس کے بعد پھر آپ کر لینا۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں یقیناً جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ پانچ سال پہلے تھا۔ حالانکہ اس میں جواب یہی آنا چاہئے تھا کہ اس جگہ پر encroachment ہے اور اس پر تجاوزات ہیں لیکن

خیر،اس میں لاہور کے اندر محکمہ اوقاف کی جتنی بھی جگہ ہے تقریباً اس میں سے 60 سے 70 فیصد جگہ بالکل شہر کے اندر ہے لیکن آج بھی یہ جگہیں کاشتکاری کے لئے دی جاتی ہیں اور ان سے جو پیسے charge کئے جاتے ہیں وہ کاشتکاری کے لئے جاتے ہیں جو چند ہزاروں میں ہوتے ہیں اس کی مثال میں کاہنہ کی دوں گا جو مین فیروز پور روڈ پر جگہ ہے اور ساری کمرشل دکانیں بن چکی ہیں، اٹاری سروبا کی 802 کنال جگہ ہے جو پوری سائیڈوں پر سوسائٹی سے گھری ہوئی ہے اور مین فیروز پور روڈ پر وہاں بنک اور پارکنگ بنی ہوئی ہے۔ میری ان سے گزارش یہ ہے اور ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کے اندر زمینوں کی ہر سال یا دو سال کے بعد ان کے موجودہ statutes کو review کرنے کے لئے کہ آیا وہ جگہ کاشتکاری کے قابل ہے یا آج وہاں پر commercial activities ہو رہی ہیں اس کے لئے کوئی سروے کرواتے ہیں یا ان کے پاس کوئی plan ہوتا ہے کہ جس میں شہروں میں موجود جگہوں کا سروے کروایا جائے اور اس سے جو maximum revenue اکٹھا ہو سکتا ہے وہ ہو تاکہ اس سے ڈیپارٹمنٹ کا فائدہ ہو سکے، کیا اس طرح کا کام کبھی کیا ہے، اگر کوئی سروے کیا ہے تو last time کب کیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! پچھلا تو مجھے نہیں پتا لیکن جب سے میں نے اس ڈیپارٹمنٹ کا charge لیا ہے ہم یہ کام کر رہے ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے کہ جہاں پر ہمیں یہ شکایت موصول ہوئی ہم اس پر کوئی کارروائی کریں۔ اگر میرے بھائی کو یہ چیزیں معلوم ہیں تو میں ان کا بھائی ہوں یہ میرے ساتھ بیٹھ کر بات کریں تو میں ان کے سامنے کہوں گا کہ اس کو ایسا کرو تو اس میں کوئی ایسی ابہام والی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ان کی باری ہے اور خان صاحب مائیک لے رہے ہیں تو ان کے بعد پھر آپ لے لیں۔ جی، خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو سوال کے جواب میں تفصیل دی گئی ہے اس میں بہت سارے دربار ہیں جو اس لسٹ میں شامل ہیں جہاں پر نیلامی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ یہ جو پہلی لسٹ ہے جس میں اس کا رقبہ لکھا گیا ہے اس میں یہ شامل ہی نہیں ہے اور ان کا رقبہ نہیں بتایا گیا۔ مثال کے طور پر میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہ وقف غلام مصطفیٰ، وقف مولوی نذیر احمد اور وقف اراضی سید محمود شاہ مواضع ڈھائی ایوان والا، ان کا رقبہ ادھر mention نہیں ہے اور دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو نیلامی بہت سارے درباروں کی نہیں ہوئی، یہاں لکھا ہے کہ نیلامی نہ ہوئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ان کی نیلامی نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پہلے تو یہ بتائیں کہ جو دربار باقی بچ گئے ہیں ان کی نیلامی کیوں نہیں ہوئی؟ دوسری بات جو انہوں نے پہلے آپ سے کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ درباروں کی نہیں بلکہ اراضیات کی نیلامی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ دربار کی نہیں بلکہ دربار سے ملحقہ جو اراضی ہے یا جو بھی آپ کرتے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اراضی maximum نیلام ہوتی ہے جو نہیں ہوئی تو شاید کوئی جگہیں ایسی ہیں جو رقبوں کے درمیان آ گئی ہیں اور کوئی راستہ نہیں ہے یا وہاں کوئی ایسا کیس ہے جو عدالتوں میں چل رہا ہے اور اس قسم کی اگر بات ہو تو پھر نیلامی نہیں ہوتی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! رقبہ mention نہیں ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال خان صاحب کے بعد آئے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو بہت سارے دربار آپ نے اس فہرست میں mention کئے ہیں جس میں آپ نے نیلامی کا ذکر کیا ہے لیکن آپ کے رقبہ جات کی جو فہرست ہے اس میں وہ شامل نہیں تو کیا ان کے ساتھ کوئی رقبہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میرے خیال میں جو رقبے نیلام نہیں ہوئے ہیں وہ شامل کئے گئے اور فہرست میں موجود ہیں اور جو نیلام نہیں ہوئے میں ان کی تفصیل پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!یہ نامکمل جواب ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میرا ابھی اس پر ضمنی سوال ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ضمنی سوال ان کو کرنے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!شکریہ۔پہلے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پچھلے سوال میں جز(ب)کا جواب غلط ہے اور میں پہلے بھی آپ سے اجازت مانگتی رہی لیکن نہیں ملی۔یہ جواب اس کا غلط ہے۔اب میں اپنا ضمنی سوال کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جز(ب)کا جواب غلط ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!جز(د)کا جواب غلط ہے۔اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کافی قبضے ہم نے خالی کرا لئے ہیں لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ گرین ٹاؤن میں جو اراضی باگڑیاں میں بو علی قلندر کے نام پر وقف ہے اس کا کتنا رقبہ اس وقت قبضے میں ہے،کتنا رقبہ آپ خالی کرا چکے ہیں اور کتنا آپ تیس سال کے لئے lease پر دے چکے ہیں،اس کا کیا criteria ہے اور کن شرائط پر lease پر دیا ہے؟

جناب سپیکر: دربار کا نام انہیں بتا دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہ دربار نہیں وہ بو علی قلندر کے نام پر گرین ٹاؤن باگڑیاں میں وقف زمین ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!بہت سارے رقبے ہیں جو ہم نے خالی کروالئے ہیں اور جو یہ فرمارہی ہیں جو ہم خالی نہیں کرواسکے تو اس پر انشاءاللہ ہم عملدرآمد کرنے والے ہیں کیونکہ ہم نے بذریعہ کمیشنر صاحب ریونیو بورڈ کو لکھ دیا ہے اورانشاءاللہ جو کمیٹی بنے گی وہ ان کو واگزار کرائے گی اور جو رقبے ہم خالی کرواچکے ہیں اگر آپ کہیں تو میں ان کی تفصیل پڑھ دیتاہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!میں نے ان سے پوچھاہے جو رقبہ تیس سال کے لئےleaseپر دیاہے اس کا کیاcriteriaبنایاہے اور کن شرائط پر دیاہے،کتنے پیسے لئے ہیں اور کن لوگوں کو دیاہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!تیس سال کے لئے واقعی رقبے دیئے گئے ہیں،وہ کسی پٹرول پمپ کے لئے دیئے گئے ہیں یا کسی کمرشل استعمال کے لئے دیئے گئے ہیں۔اس کا criteria یہ ہے کہ ایک کمیٹی ہے جو اس جگہ کے کرائے کوassess کرتی ہے اور اس پر پھر goodwill بھی assess کرتی ہے اور اس کے مطابق اس کو auction کرکے ان کو دے دیئے جاتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!میں باگڑیاں کے بارے میں پوچھ رہی ہوں کہ جو باگڑیاں کا رقبہ leaseپر دیاہے اس کو کس ریٹ پر دیاہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!اس کے لئے نیا سوال دے دیں کیونکہ اس سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!یہ بالکل اس کےrelated questionہے اور یہ منسٹر صاحب ہیں،ان کو پتاہونا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،محترمہ!آپ کا fresh questionہو گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ اس سلسلے میں کچھ کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بتائیں کہ میں کیا کروں اور آپ کی ساتھیquestions پوچھنا چاہ رہی ہیں؟ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب فہرست کی شکل میں میز پر رکھنے کا کہا گیا ہے۔ وہ فہرست نامکمل ہے اس میں بہت ساری جگہوں کے نام نہیں ہیں اور یہ جواب غلط آیا ہوا ہے۔ اس کی تحقیق ہونی چاہئے اور دوسری بات یہ کہGOR-I میں حضرت شاہ شمس قاری کے نام کا رقبہ وقف تھا وہ محکمہ نے چار سو پچاس روپے فی مرلے کے حساب سے اکتوبر میں بیچ دیا ہے اور میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ وہ کس کے کہنے پر بیچا گیا ہے اور کیوں بیچا گیا ہے؟ دوسری بات میری بہن نے جو باگڑیاں سے متعلق کی ہے وہ ہمارےknowledge کے مطابق ہماری بہن صبا صادق صاحبہ لینا چاہتی ہیں چار روپے فی مرلے کے حساب سے تیس سالہ lease پر لینا چاہتی ہیں میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیوں بیچا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کاfresh question دیں تاکہ اس کا تفصیل سے جواب آجائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! فہرست غلط ہے اور فہرست میں بہت سارے نام نہیں ہیں، محکمہ کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے، اس میں حضرت شاہ شمس قاری کی زمین کا ذکر بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ باجی بڑا کہہ رہی ہیں اور میں اس کو بتا رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق وہ کچی آبادیdeclare ہو چکی تھی اس کو اس وجہ سے پھر دینا پڑا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! GOR-I میں اتنی expensive زمین کو چار سو پچاس روپے مرلے کے حساب سے دیا گیا ہے۔ چلیں، یہ اپنے منہ سے بتا دیں کہ اس کو کس قیمت پر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، خان صاحب! ایسی بات نہیں ہے، انہوں نے آپ کی بات کا جواب دیا ہے لیکن آپ اس سے مطمئن نہیں ہوئے، یہ کہنا کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا، بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھا ہوا ہے، اس میں چالیس درباروں کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس میں چالیس درباروں کا ذکر ہے۔ جہاں پر انہوں نے نیلامی کی بات کی ہے اور یہ جو لِسٹ ہے اس میں 28 درباروں کا رقبہ لکھا ہوا ہے۔ یہ فرق آپ خود نکال لیں کہ 40 دربار تو یہ خود admit کر رہے ہیں کہ موجود ہیں۔ یہ فرما دیں کہ 28 کے علاوہ باقی جو دربار ہیں ان کے ساتھ کوئی رقبہ نہیں ہے تو I'll be satisfied اور اگر وہ غلط ہوا then I'll bring a Privilege Motion against this.

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بھی نیا سوال بنتا ہے۔ اس سوال سے related جو جواب تھے وہ ان کو دیئے گئے ہیں ۔ اب اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو مجھے پھر یہ question دے دیں یا میرے پاس چیمبر میں تشریف لے آئیں میں ان کی تسلی کر دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ آپ نے 40 درباروں کا ذکر کیا ہے جس میں آپ نے 28 کی لسٹ دی ہے۔

جناب شیر علی خان: باقی درباروں کے ساتھ کوئی رقبہ نہیں ہے۔ یہ کہہ دیں کہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے کیسے وہ کہہ دیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں یہ کیسے کہہ دوں کہ نہیں ہے۔ یہ سوال پھر کر لیں میں اس کی پوری detail آپ کو دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ پوری تفصیل آپ کو بتا دیں گے۔ جی، محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ کمیٹی کو refer کر دیں۔ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔ جی!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1384 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ انجم صفدر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین پر قبضہ کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1384: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول سے ملحقہ اوقاف کی زمین لیز یا ٹھیکے پر دی گئی ہے اگر ہاں تو کسے کتنے سالہ لیز پر کتنے کرایہ/پٹا پر اور کن شرائط کے مطابق دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اوقاف کی زمین کے علاوہ بھی پٹاداروں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پٹاداروں سے ناجائز قبضہ واگزار کروانے اور ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہیں ہے۔

(ب) ایضًا

(ج) ایضًا

(د) ایضًا

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب شروع سے ہی غلط ہے۔ جز (الف) غلط ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جز (ب) کو جوڑ دیا ہے جو کہ بالکل ہی غلط ہے اور اس کے جز (ج) اور (د) بھی سرے سے غلط ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ جامعہ چشتیہ ہائی سکول سرگودھا روڈ فیصل آباد سے ملحقہ محکمہ اوقاف (مسلم) پنجاب کے زیر تحویل کوئی رقبہ نہیں ہے، آپ کا کیا مؤقف ہے؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ محکمہ اوقاف کا کوئی رقبہ سکول کے ساتھ نہیں ہے لیکن جامعہ چشتیہ ہائی سکول کے بالکل ساتھ گھگھی شاہ صاحب کا دربار ہے اور یہ دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اور میرے پاس اس کا ایک نقشہ ہے اور یہ دربار ڈیڑھ مرلے پر مشتمل ہے۔ محکمہ اوقاف نے -/40 روپے ماہانہ کرائے پر یہ جگہ دی ہوئی ہے۔ وزیر موصوف کو ان کے محکمہ نے جواب غلط دیا ہے اور اس بارے میں پورا ریکارڈ اور نقشہ میں لے کر آئی ہوں اور آج اس محکمے کی غفلت کی وجہ سے اس سکول کی جگہ 16 کنال تھی اور یہ ڈیڑھ مرلہ زمین محکمہ اوقاف نے -/40 روپے ماہانہ کرائے پر دی ہے تو اس دربار کے مجاوروں نے 13 کنال رقبے میں سے چھ کنال سے زائد رقبے پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ سکول کے کمرے، برآمدے صحن، لیٹرین اور گیٹ حتیٰ کہ یہاں کے مجاور کی اہلیہ کو انتقال کے بعد سکول کے صحن میں دفن کر کے باقاعدہ ایک دربار بنا دیا ہے اور جب ان کا انتقال ہوا اس کے متولیوں نے اس کی قبر بھی سکول کے صحن میں بنا دی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب سکولوں کے لئے اتنا کام کر رہے ہیں تو آپ دیکھیں کہ انہوں نے کہا کہ وہاں پر کوئی ناجائز قابضین نہیں ہیں۔ یہ مزاروں پر قبضہ مافیا نے گروپ بنا رکھے ہیں اور محکمہ اوقاف ان کی سرپرستی کر رہا ہے تو اس سوال کا جواب محکمہ نے کیوں غلط دیا ہے،

میں وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گی کہ میرے سوال کا جواب مکمل طور پر غلط ہے، اس کا صحیح جواب لیا جائے؟

جناب سپیکر: دربار کا نام کیا بتایا ہے؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! دربار گھگھی شاہ۔ اگر آپ کہیں تو میں اس معاملے کی مکمل اور پوری فائل آپ کی میز پر رکھ دیتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس نام کا 'سید' نہیں ہو سکتا۔ یہ انتہائی مذاق ہے۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر: جنہوں نے نام رکھا ہے ان سے جا کر پوچھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کے پاس اس نام کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محترمہ! کیا نام لیا ہے؟

محترمہ انجم صفدر: گھگھی شاہ! جناب سپیکر! زمین پر ناجائز قابضین نے سکول پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں مزار کی آڑ میں منشیات کا کاروبار شروع کر رکھا ہے اور مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنا پڑ رہی ہے کہ وہاں پر نشے کا بہت زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے، وہاں کی انتظامیہ اور پولیس کی shelter میں یہ کام ہو رہا ہے۔ آپ اس چیز کا نوٹس لیں اور میری request ہے اس بارے میں ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! پہلے میری بات سنیں کہ انہوں نے categorically آپ سے یہ سوال کیا ہے اور اس میں کسی ابہام کی بات نہیں ہے کہ اس سکول سے ملحقہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ زمین موجود ہے اور اس پر دربار بنا ہوا ہے جبکہ آپ نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر محکمہ کی زمین ہے ہی نہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے ریکارڈ کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ محکمہ کے پاس زمین ہے ہی نہیں اور جس دربار گھگھی شاہ کے بارے میں بی بی فرماتی ہیں تو وہ دربار بھی ہماری تحویل میں نہیں ہے۔ اگر پھر بھی یہ مصر ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ آپ ہی کا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو جہاں آپ کہیں ہم زمین acquire کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی

ریکارڈ ہے تو یہ ہمیں دکھائیں اگر وہ زمین ہماری بنتی ہے تب بھی اور اگر یہ چاہتی ہیں کہ ہم زبردستی لے لیں تو پھر بھی ہم لے لیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ریکارڈ میں یہ دربار شامل نہیں ہے۔ ہمیں کبھی یہ دربار hand over ہوا ہی نہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں اور منسٹر صاحب بھی مگر ان کا محکمہ میرے لئے قابل احترام نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے وزیر کو misguide کیا ہے اور اس پورے ایوان کو misguide کیا ہے۔ میرے پاس پورا ریکارڈ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس بات کی تحقیق کریں اور اگر ان کی بات سچی ہے اور انہوں نے جانتے ہوئے کہ یہ محکمہ اوقاف کی اراضی ہے اور اس کا گول مول جواب دیا ہے تو پھر متعلقہ محکمہ کا جواب دہندہ افسر یا جو بھی ہے اس کے خلاف آپ کو سختی سے کارروائی کرنی چاہئے اور اس بارے میں آپ اس ایوان کو بھی بتائیں گے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں اور اگر ایسا ہوا ہے تو آپ کو یہ بتا دیا جائے گا کہ ہم نے اس کے خلاف کیا action لیا ہے؟

جناب سپیکر: مجھے نہ بتائیں بلکہ اس House کو بتائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اس House کو بتایا جائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس مزار کے متولی اور قبضہ مافیا نے محکمہ کی سرپرستی میں سکول کی عمارت پر قبضہ کیا ہوا ہے تو اسے ان کے قبضے سے خالی کروایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور ثبوت وغیرہ انہیں فراہم کر دیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں تمام ثبوت اور دیگر چیزیں ساتھ لے کر آئی ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!منسٹر صاحب کو خود visit کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ سپلیمنٹری پر آئیں۔بہت مہربانی۔جی، محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!.On her behalf(معزز رکن نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1632 دریافت کیا)

جناب سپیکر: اللہُ اکبر۔پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس وقت صرف یہ کہنے کی کوشش کر رہی تھی کہ سید حسن مرتضیٰ صاحب کے سوال نمبر 174 کے جز(ب) کا جواب غلط ہے۔محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔اس سوال کا نمبر1632 ہے،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع ملتان،اوقاف کے زیر انتظام مساجد / دربار اور پراپرٹی کی تفصیل

*1632: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کون کون سے دربار اور مساجد ہیں؟

(ب) محکمہ اوقاف کی کس کس جگہ زرعی اور سکنی اراضی کتنی ہے؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ کی کتنی دکانیں کس کس جگہ ہیں؟

(د) اگر محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال07-2006 اور08-2007 کی تفصیل مع اخراجات بیان کریں؟

(ہ) ضلع ہذا میں کتنی زرعی اراضی ٹھیکہ پر دی گئی ہے کس کس کو دی گئی ہے اس سے سالانہ آمدن کتنی ہوتی ہے؟

(و) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 29 دربار اور مساجد ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے زیر تصرف کل اراضی 1587 ایکڑ 4 کنال 19 مرلے ہے اور 756 کچے پکے مکانات، 13 فلیٹ، 9 کوارٹر ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ملتان میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کل 679 دکانیں، 5 کھوکھے، 6 ٹھیلا جات ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ اوقاف کی ضلع ہذا کی آمدن مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	خرچ
07-2006	31,163,424/-روپے	25,931,252/-روپے
08-2007	32,766,038/-روپے	26,554,576/-روپے

(ہ) محکمہ اوقاف ملتان زون کا کل رقبہ جو ٹھیکہ پر ہے 969 ایکڑ 3 کنال کل سالانہ آمدن 4,168,400/-روپے ہے۔

(و) ضلع ملتان محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کل 1007 کنال 19 مرلے وقف زرعی اراضی پر ناجائز قابضین قابض ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: اس سوال کے جز (و) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "ضلع ملتان محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کل 1007 کنال 19 مرلے وقف زرعی اراضی پر ناجائز قابضین قابض ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" ابھی تھوڑی دیر پہلے Hon' able Minister نے یہ فرمایا تھا کہ اگر کسی اراضی پر لینڈ مافیا یا ناجائز قبضہ ہوتا ہے تو اسے فوری طور پر ضلعی انتظامیہ اور پولیس کی مدد سے ختم کروایا جاتا ہے تو مجھے پلیز! یہ بتا دیا جائے کہ یہ قبضہ کب سے ہے اور اب تک اسے پولیس اور ضلعی انتظامیہ کی مدد سے ختم کیوں نہیں کروایا گیا؟ اس کے بعد میں اپنا دوسرا ضمنی سوال کروں گی۔ شکریہ

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میری بہن نے جو کہا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ پہلے جو قبضے تھے وہ جلد چھڑائے نہ جا سکے لیکن اب چونکہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے حکم دے دیا ہے اور یہ جو ناجائز قبضے ہیں ہم نے اس کے لئے ایک طریق کار بنا لیا ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اب اس کے تحت ہم ناجائز قبضے ختم کروائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آج اپنا اس بات پر احتجاج ریکارڈ کرواتی ہوں کہ سوال گندم پوچھو تو جواب چنا آتا ہے۔ میں نے simply یہ پوچھا ہے کہ یہ کب سے قبضے میں ہے اور اب تک کیوں نہیں واگزار کروایا گیا؟ یہ غلط روایت ہے کہ آپ کو جب کسی سوال کا جواب نہ آئے تو اس طرح کی بات کرتے ہیں۔ اب کیا وزیر اعلیٰ کی یہ ڈیوٹی بھی لگا دیں گے کہ وہ مزاروں پر جا کر اوقاف کے کام بھی کریں گے۔ وزیر موصوف خود بھی تو کچھ کر لیں۔ مجھے صرف اس بات کا جواب چاہئے کہ یہ قبضہ کب سے ہے، دو سال ہو گئے ہیں اور یہ آج تک واگزار نہیں کروایا گیا اب تو وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی انہیں کہہ دیا ہے تو یہ کیوں اپنے قائد کا حکم نہیں مان رہے، اگر انہیں وزیر اعلیٰ نے کہا ہے تو وہ آرڈر کب کئے گئے تھے اور یہ اس پر implementation کب تک کریں گے، اس کا مجھے یہ time frame دے دیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! maximum قبضے تو اس وقت سے ہیں جب یہ property acquire کی گئی تھی اور یہ بات آج ہی میرے سامنے کیوں آئی ہے اس سے پہلے بھی تو یہ بات آسکتی تھی اور پچھلے tenure میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! وزیر موصوف confuse ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ بوٹی سسٹم کو میں strongly condemn کرتی ہوں۔ وزیر موصوف کے سوالات بڑے دنوں کے بعد آئے ہیں ان کو اپنے محکمے کی تیاری کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اب آپ کا محکمہ اس کے لئے کیا کارروائی کر رہا ہے آپ وہ بتا دیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ چونکہ میرے قائد وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے حکم دے دیا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں ناجائز قبضے ہیں وہاں سے یہ قبضے چھڑوائیں اور کمیشنر، ڈی سی اوز اور بورڈ آف ریونیو کو لیٹر بھی جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے ریونیو بورڈ اور ڈی سی اوز صاحبان کو لیٹر جا چکے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ کی بہت مہربانی۔ وزیر موصوف نے مجھے یہ بتادیا ہے کہ یہ لیٹر ڈی سی او صاحبان کو جا چکے ہیں تو پھر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ محکمہ بھی ڈی سی اوز کے حوالے کر دیا جائے، اگر سب کچھ ڈی سی او صاحبان نے کرنا ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 679 دکانیں، 5 کھوکھے اور 6 ٹھیلا جات ہیں۔ معزز وزیر صاحب مجھے یہ بتادیں کہ ان دکانوں، کھوکھوں اور ٹھیلا جات سے ماہانہ کتنا کرایہ وصول کیا جاتا ہے اور اسے کہاں پر خرچ کیا جاتا ہے؟ شکریہ

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ جو کھوکھے دکانیں ہیں ان کی جو ماہانہ آمدنی ہے اس کو ہم باقاعدگی سے وصول کر رہے ہیں اور ابھی تک کسی نے default نہیں کیا ہے اگر کسی نے default کیا ہے تو اس کے خلاف بھی ہم کارروائی کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے صرف یہ گزارش کی تھی کہ ان کھوکھوں، دکانوں اور ٹھیلا جات کا یہ کتنا کرایہ وصول کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کتنا کرایہ آپ کو آتا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر یہ نیا سوال کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا اور میں ان کو تازہ ترین اعداد و شمار دے دوں گا۔

جناب سپیکر: میرے بھائی سوال انہوں نے آپ سے پوچھا ہوا ہے، جواب ذرا سوچ کر دیں۔ آپ خود دیکھا کریں کسی کے کہنے پر نہ چل پڑا کریں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! کرایہ جو 07-2006 اور 08-2007 میں وصول ہوا ہے وہ 59 لاکھ 61 ہزار 704 روپے ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسی طرح جز(ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "13 فلیٹ بھی ہیں۔" یہ فلیٹ کا کرایہ کتنا وصول کرتے ہیں؟ مہربانی فرما کر وزیر موصوف سے کہہ دیں کہ وہ اپنے کاغذ پڑھ لیں پھر یہ کہیں گے کہ اس پر بھی نیا سوال کریں۔ حالانکہ جواب ان کے پاس موجود ہے اس لئے

میری یہ گزارش ہو گی کہ فلیٹوں کا کرایہ بتا دیں اور میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ یہ اس رقم کو کہاں پر خرچ کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے ٹوٹل کرایہ ان کو بتایا ہے اس میں فلیٹ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اس کو پڑھا نہیں ہے اور اب اگر یہ غیر قانونی طور پر سوال کریں تو مناسب نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر اس میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں۔ مہربانی

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے دکانوں کا پوچھا ہے تو پھر بھی وہی جواب ہے اور اگر فلیٹوں کا پوچھ رہی ہوں تو تب بھی وہی جواب ہے یہ کیسے possible ہے؟ یہ بات زمینی حقائق کے against ہے۔

جناب سپیکر: دکانوں اور فلیٹوں کے کرایہ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! اس کو مجتمع کر کے میں نے بتایا ہے۔ اس میں فلیٹوں کا کرایہ بھی شامل ہے اور دکانوں کا کرایہ بھی شامل ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! فلیٹ کا علیحدہ پوچھا گیا ہے اور دکانوں کا جز (ج) میں پوچھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اکٹھا جواب دے دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ تو غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! میرا بھی اس پر ایک ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر: وہ اب ختم ہو گیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ کبھی آپ خود بھی تکلیف کر لیا کریں۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 1853۔ میرے سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی۔

لاہور منیجر اوقاف میاں میر سرکل کی تفصیلات

*1853: **جناب محمد نوید انجم:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) منیجر اوقاف میاں میر سرکل کو سال2006-07 اور2007-08 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی، یہ رقم کن کن مدات پر خرچ ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم مذکورہ سرکل کے مزارات کی تعمیر ومرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم مذکورہ سرکل کی مساجد کی تعمیر ومرمت پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت، پٹرول اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) منیجر اوقاف سرکل دربار حضرت میاں میر کو سال2006-07 اور سال2007-08 کے دوران حکومت کی طرف سے کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ب) اخراجات تعمیر ومرمت کی فہرست لف ہے۔

(ج) ایضًا

(د) اخراجات تنخواہ 2006-07 -/52,76,774روپے

اخراجات تنخواہ 2007-08 -/52,32,771روپے

DA/TA کی مد میں کوئی خرچ نہیں ہوا۔

(ہ) سرکل میاں میر میں کوئی سرکاری گاڑی فراہم نہ کی گئی ہے۔ البتہ ایک عدد ہنڈا125 موٹر سائیکل فراہم کی گئی ہے جس کے لئے پٹرول کی مد میں -/10,000روپے سالانہ مختص ہیں۔

(و) سال2006-07 -/10,47,284 روپے

سال2007-08 -/12,77,016روپے

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں سوال کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں اس لئے میرا اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر1854۔

لاہور محکمہ اوقاف میاں میر سرکل کی اراضی و دیگر تفصیلات

*1854: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف میاں میر سرکل میں کتنی اراضی محکمہ کی کس کس جگہ اور کتنی ہیں؟

(ب) اس سرکل میں کتنی اور کس کس جگہ دکانیں ہیں؟

(ج) اس سرکل میں اراضی اور دکانوں کی آمدن سال2006-07-اور 2007-08 کی تفصیل بیان کریں؟

(د) کتنی اراضی اور دکانوں پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور کب سے؟

(ہ) جب لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا تھا تو محکمہ کے متعلقہ ملازمین نے قبضہ واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے تھے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میاں میر سرکل میں وقف اراضیات کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وقف اراضی اور دکانوں کی آمدن کی تفصیل منسلکہ (الف) و(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حق نواز ٹرسٹ سے ملحقہ 44 کنال 9 مرلہ اراضی برائے کاشت لیز پر دی جاتی تھی۔ سابقا پٹادار کی جانب سے عدالتی چارہ جوئی پر معاملہ تقریباً 10 سال تک زیر کارروائی عدالت رہا۔ اس دوران لوگوں نے اراضی کے کچھ حصہ پر مکانات تعمیر کر لئے۔ اس طرح ان لوگوں کے زیر قبضہ رقبہ 8 کنال 6 مرلہ 138 مربع فٹ ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

1۔	محمد نذیر	2۔	دلدار احمد خان
3۔	محمد اعجاز ولد مختار شاہ	4۔	محمد عباس ولد محمد اسحاق
5۔	شریف مسیح	6۔	پرویز مسیح ولد دتہ مسیح
7۔	رشید مسیح ولد خورشید مسیح	8۔	برکت مسیح ولد مٹھو
9۔	صدیق مسیح ولد حاکم مسیح	10۔	صدیق مسیح ولد رحمت مسیح
11۔	لیاقت مسیح ولد فقیر مسیح	12۔	حنیف بی بی
13۔	ملک محمد شفیع ولد ہیرا		

علاوہ ازیں دکانات پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ہ) عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف کارروائی متعلقہ ملازمین عمل میں نہ لا سکے۔ البتہ انہیں بے دخلی کے نوٹس زونل دفتر سے جاری کئے گئے۔ جملہ ناجائز قابضین میں سے اس وقت بھی محمد نذیر احمد ولد سردار نے عدالت عالیہ میں رٹ دائر کرتے ہوئے حکم امتناعی کی درخواست گزاری ہے اور معاملہ عدالت میں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں اس کے جواب سے بھی پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 1899۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔دربار حضرت شاہ جمال کی تفصیلات

*1899: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں واقع دربار حضرت شاہ جمال کے مزار کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) سال2007اور2008میں اس دربار سے کتنی رقم اکٹھی کی گئی، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ اس دربار سے حاصل ہونیوالی رقم سے غریب اور مستحق افراد کو زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ اس مزار کی دیکھ بھال کے لئے عملہ سرکاری ہے دربار پر کام کرنے والے افراد کی تفصیل مع نام، اور گریڈ فراہم کیا جائے؟

(ہ) سال2007اور2008میں دربار کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مسجد /مزار شاہ جمال کو محکمہ اوقاف نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر(32)3اوقاف/06 مورخہ60۔12۔27کو محکمانہ تحویل میں لیا۔مسجد /مزار شاہ جمال کا کل رقبہ 08کنال 10مرلے ہے۔

(ب) دربار شریف سے سال08۔2007اور یکم جولائی2008تا31۔اکتوبر2008کے دوران حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال08۔2007	یکم جولائی08تا31۔اکتوبر08
کرایہ-/81,930روپے	کرایہ-/76,450روپے
کیش بکس-/1,737,426روپے	کیش بکس-/1,749,068روپے
حفاظت پاپوش-/375,200روپے	حفاظت پاپوش-/412,800روپے
گلفروشی-/190,100روپے	گلفروشی-/209,000روپے
متفرق-/15,000روپے	متفرق-/15,000روپے
کل آمدن-/2,399,656روپے	کل آمدن-/2,426,318روپے

(ج) محکمہ اوقاف پنجاب کی طرف سے کسی فرد کو زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی جاتی اس کے لئے علیحدہ محکمہ زکوٰۃ ہے تاہم محکمہ اوقاف پورے پنجاب سے حاصل ہونے والی آمدن فلاحی کاموں پر بھی خرچ کرتا ہے۔ مزار شاہ جمال کے ساتھ ایک فری سکول اور ایک فری ڈسپنسری چل رہی ہے۔ سکول میں تین سو سے زائد بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ دربار ہذا پر دیکھ بھال کے لئے سرکاری عملہ تعینات ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام اہلکار	عہدہ	سکیل	عرصہ تعیناتی
محمد ضیاءاللہ	خطیب/امام	یومیہ اجرت	2.5سال
محمد اعجاز حسین شاہ	موذن	5	ایک ماہ
محمد زاہد بھٹی	نگران	1	ڈیڑھ ماہ
سلیم احمد	چوکیدار	1	ڈیڑھ سال

(ہ) سال 08۔2007 میں دربار حضرت شاہ جمال سے ملحقہ 11 عدد نئی دکانات تعمیر کی گئیں جن پر مبلغ۔/2035500 روپے خرچ آئے۔ تاہم دربار شریف کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر تزئین و آرائش پر مبلغ۔/100000 روپے اور مسجد پر۔/41500 روپے خرچ ہوئے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں اور میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میری treasury کے تمام ممبران سے یہ گزارش ہے کہ اگر یہ اپنے جواب سے satisfied ہیں تو اپوزیشن کو تو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کے سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں ان کے behalf پر take up کر رہی ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرے behalf پر یہ کیسے take up کر سکتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ اس دربار سے حاصل ہونے والی رقم سے غریب اور مستحق افراد کو زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: کس سوال پر آپ ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! محترمہ راحیلہ خادم حسین کا سوال نمبر 1899 ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! یہ میرے behalf پر نہ کریں۔ میں نے تو پہلے کہہ دیا ہے کہ I am satisfied

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں، آپ مجھ سے بات کریں۔ No cross talk. یہ سوال اب House کی property ہے، آپ کی نہیں ہے۔ وہ ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اس سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا اس دربار سے حاصل ہونے والی جو آمدن ہے اس سے غریب اور مستحق افراد کو زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ آیا ہے کہ اس سے کسی فرد کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی بلکہ اس کے لئے ایک علیحدہ محکمہ ہے جو کہ محکمہ زکوٰۃ ہے۔ تاہم محکمہ اوقاف پورے پنجاب سے حاصل ہونے والی آمدن فلاحی کاموں پر بھی خرچ کرتا ہے۔ مزار شاہ جمال کے ساتھ ایک فری سکول اور فری ڈسپنسری چل رہی ہے۔ سکول میں تین سو سے زائد بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ جب محکمہ زکوٰۃ کام نہیں کر رہا۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح اس سوال کے جواب سے پتا چلتا ہے کہ محکمہ زکوٰۃ یا زکوٰۃ کے head میں سے لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی تو میرا ایک سوال بھی ہے اور ایک suggestion بھی ہے کہ جب مزاروں کی آمدن میں سے باقی فلاحی کام ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال کر سکتی ہیں، suggestion نہیں دی جا سکتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! چلیں، آپ میرا سوال ہی سمجھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: ایک فری سکول بھی چل رہا ہے اور ایک فری ڈسپنسری بھی چل رہی ہے۔ اس ڈسپنسری میں کس حد تک لوگوں کو accommodate کیا جاتا ہے، کس حد تک لوگوں کے علاج کئے جاتے ہیں اور اس سکول سے کس جماعت تک طلباء وطالبات تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ تو انہوں نے مان لیا کہ ہم یہاں سے زکوۃ دے ہی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! یہ تو انہوں نے خود مان لیا ہے کہ ہم نے جو جواب دیا ہے اس سے مطمئن ہیں کہ ہم زکوۃ نہیں دے سکتے۔ اب یہاں ایک سکول اور فری ڈسپنسری چل رہی ہے اس کی ادویات اس کے عملے کی تنخواہ اور اسی طرح سکول میں جو اساتذہ ہیں ان تمام کی تنخواہیں بھی ہم ادھر سے ہی دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کون سی کلاس تک آپ کا سکول چل رہا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! یہ میرے خیال میں پرائمری سکول ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! وزیر موصوف کو پتا ہونا چاہئے ان کا جواب صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی بتاتے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پرائمری سکول ہے، پرائمری جماعت تک ہے۔

جناب سپیکر: جی، پرائمری سکول ہے اور پانچویں جماعت تک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ confirm ہیں؟

جناب سپیکر: ان کے بقول۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): آپ دیکھ لیں، میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! آپ کا دوسرا سوال ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا سوال نمبر1900۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 دربار حضرت ایشاں کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1900: **محترمہ راحیلہ خادم حسین** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) حلقہ پی پی۔144 میں واقع دربار حضرت ایشاں کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس دربار سے ملحقہ زمین میں لوگوں نے ناجائز طور پر قبضہ کر کے مکانات تعمیر کر لئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مزار محکمہ اوقاف کی ملکیت میں نہ ہے بلکہ اس پر کچھ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مزار کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور ارد گرد کے رہائشیوں نے گزر گاہ بنالی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس دربار کو سرکاری تحویل میں لے کر اس کے تحفظ اور اس کی دیکھ بھال کے لئے سرکاری سٹاف مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت ایشاں صاحب کا کل رقبہ تعدادی 6 کنال 7 مرلہ ہے۔

(ب) دربار سے ملحقہ وقف رقبہ پر سروالا گنبد رقبہ تعدادی 6 کنال 7 مرلہ ملازمین اوقاف کو رہائشی مقاصد کے لئے 99 سالہ لیز پر پلاٹ الاٹ کئے گئے۔ ملازمین اوقاف نے الاٹ شدہ پلاٹ sublet کر دیئے تو سال 90۔1989 میں پرائیویٹ لوگوں نے رقبہ پر ناجائز گھر تعمیر کر لئے۔

(ج) دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

(د) بطرف قبرستان دیوار شکستہ تھی جو کہ اب تعمیر ہو چکی ہے۔

(ہ) دربار شریف محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اس کے تحفظ و نگہداشت کے لئے دربار شریف اور مسجد میں محکمہ اوقاف کا عملہ تعینات ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مزار محکمہ اوقاف کی ملکیت میں نہ ہے۔" اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ "دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔" اس کی latest position یہ ہے کہ دربار نہایت خستہ حال ہے اور کہنے کے باوجود کافی عرصے سے محکمہ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ جواب کے جز (ہ) میں لکھا گیا ہے کہ "دربار شریف اور مسجد میں محکمہ اوقاف کا عملہ تعینات ہے۔" اس پر میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ جو لوگ محکمہ اوقاف کے ملازم ہیں اور وہاں تعینات کئے گئے ہیں انہوں نے ان کی رہائش کے لئے کیا بندوبست کیا ہے جبکہ وہاں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کا امام سات یا آٹھ مرتبہ تبدیل ہو چکا ہے کیونکہ وہاں اس کے قیام کا کوئی مناسب بندوبست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تجاویز دے رہی ہیں یا ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال پوچھا ہے کہ انہوں نے ان کی رہائش کے لئے کیا بندوبست کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اس کی repair بھی کرتے ہیں لیکن اگر میری بہن سمجھتی ہیں کہ وہاں کچھ زیادہ کام ہونے والا ہے، یہ بتائیں تو ہم وہ کام کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔جتنا بھی کام ہو اہم اس کی maintenance کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز، محترمہ کا ضمنی سوال سنیں۔جی، محترمہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔مجھے بھی بات کی سمجھ آنے دیں۔اگر وہ سوال کریں گی تو میں آگے ان سے کیا جواب لوں گا۔آپ مہربانی فرمائیں۔آپ کے فائدے کے لئے بات ہو رہی ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے" اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "وہاں پر کسی نے پرائیویٹ دیوار بنائی ہے" اور جو سڑک آپ لوگوں نے بنائی ہے وہ حضرت ایشاںؒ کے مزار کے سامنے آتی ہے اور میجر سرور(شہید) جو 1965 کی جنگ کے ہیرو ہیں جن کو تمغہ جرات اور تمغہ حرب مل چکا ہے آپ نے ان کے دربار کے آگے سڑک تعمیر نہیں کی اور ساتھ ہی میری بڑی بہن بیگم ریحانہ سرور(شہید) بھی دفن ہیں ان کا بھی مزار ہے، جن کو بے نظیر بھٹو(شہید) نے اپنے دور حکومت میں وفاقی وزیر برائے women development بنایا تھا۔یہ شہیدوں کا مزار کہلاتا ہے لیکن وہاں پر راستہ بالکل بند ہے۔میجر سرور(شہید) Paratrooper and commando تھے،6۔ستمبر کو Wreath Paratroopers and commandos Lay Flower کرتے ہیں اور سلامی پیش کرتے ہیں لیکن آپ نے وہاں پر کوئی راستہ نہیں چھوڑا اور سارا بند کر دیا اور آپ نے سڑک بھی تعمیر نہیں کی۔میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سڑک کب تک تعمیر کی جائے گی؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میری بہن نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ میجر سرور(شہید) اس قوم کے ہیرو ہیں لیکن وہ سڑک ہمارے محکمے نے نہیں بنائی۔وہ سڑک شاید ایم پی اے فنڈ سے بنی ہے یا کسی اور محکمے نے

بنائی ہے۔میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ سڑک ان شہداء کے مزار تک جانی چاہئے، اگر نہیں گئی تو میں پتا کروں گا کہ یہ کس محکمے نے بنائی ہے اور ان سے درخواست کریں گے کہ وہ وہاں تک سڑک تعمیر کر دیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جی، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

حضرت میاں میر دربار کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1964: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حضرت میاں میر دربار کے مزار کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) حضرت میاں میر کے دربار سے ملحقہ قبرستان کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ج) متذکرہ دربار کے کتنے رقبے پر قبریں بنی ہوئی ہیں نیز کتنی جگہ ابھی خالی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ قبرستان کی جگہ پر متعدد لوگ قابض ہیں؟

(ہ) قبرستان پر ناجائز قابضین سے جگہ خالی کروانے کے لے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میاں میر لاہور کا کل رقبہ 25 کنال ایک مرلہ 198 مربع فٹ ہے۔

(ب) دربار شریف کی باؤنڈری کے اندر قبرستان تقریباً 2 کنال 10 مرلہ رقبہ پر محیط ہے۔

(ج) قبرستان میں اب مزید قبروں کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی کوئی جگہ خالی ہے۔

(د) قبرستان کی جگہ پر کوئی قابض نہ ہے۔

(ہ) قبرستان کی جگہ پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

شور کوٹ۔محکمہ او قاف کی اراضی اور درختوں کی تعداد و تفصیل

*2292: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر او قاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ او قاف شور کوٹ سرکل میں محکمہ او قاف کی کتنی اراضی ہے اور اس پر کتنے درخت تھے ان میں سے کتنے چوری ہو چکے؟

(ب) محکمہ کی پراپرٹی کی ذمہ داری کن کن افسران کی ہے شور کوٹ سرکل سے جتنے درخت چوری ہوئے ہیں، کیا اس بارے میں محکمہ نے کوئی انکوائری کروائی ہے، اگر نہیں تو کیوں، کیا ذمہ دار افسران کے خلاف محکمہ نے کوئی کارروائی کی ہے؟

وزیر او قاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ او قاف شور کوٹ سرکل کی کل وقف املاک 12 عدد ہیں ان سے ملحقہ وقف اراضی 6682 ایکڑ 1 کنال 11 مرلے پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک وقف پراپرٹی دربار حضرت شاہ صادق نہنگ تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ ہے، جس سے ملحقہ رقبہ تحصیل شور کوٹ کے 14 مواضعات میں واقع ہے جو کہ 6316 ایکڑ 3 کنال 16 مرلے ہے اس دربار اور اس سے ملحقہ اراضی کو محکمہ نے 1960 میں اپنی تحویل میں لیا مگر محکمہ کو اس اراضی کا دخل قبضہ حاصل نہ ہو سکا۔ جو کہ بلآخر بعد از طویل مقدمہ بازی سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کی روشنی میں دسمبر 1998 میں حاصل ہوا۔ محکمہ نے وہ لوگ جو اس وقت اس اراضی کو کاشت کر رہے تھے ان کو محکمہ کا پٹادار بنا لیا۔ انہوں نے ہائی کورٹ لاہور میں مقدمہ دائر کیا اور مؤقف اختیار کیا کہ زرعی اصلاحات کی روشنی میں یہ رقبہ ان کا ملکیتی ہے اور عدالت عالیہ لاہور نے مورخہ 2000-10-10 ان کے حق میں فیصلہ دے دیا جس کے خلاف محکمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی اور سپریم کورٹ نے محکمہ کو ہائی کورٹ کے فیصلہ

کے خلاف عارضی حکم امتناعی دے دیا جس پر سماعت جاری رہی اور مورخہ 05۔06۔01 کو سپریم کورٹ نے محکمہ کی اپیل خارج کر دی۔ اس پر ان لوگوں نے ان اراضیات پر قبضہ کر لیا اور محکمہ کو پٹا ادا کرنا بند کر دیا۔ اس وقت ان 14 مواضعات کی اراضی پر 16916 درخت موجود تھے اس فیصلہ کی وجہ سے چونکہ اس اراضی پر محکمہ کا کنٹرول نہ رہا لہذا ان میں سے درخت چوری ہونا شروع ہو گئے۔ اس دوران محکمہ اس مقدمہ کے سلسلہ میں سپریم کورٹ ڈبل بنچ میں گیا اور سپریم کورٹ ڈبل بنچ نے سپریم کورٹ سنگل بنچ کا مورخہ 05۔06۔01 کا فیصلہ کالعدم قرار دیتے ہوئے مورخہ 06۔04۔26 یہ مقدمہ ہائی کورٹ کو ریمانڈ کر دیا۔ جو کہ ابھی تک ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اس وقف اراضی سے جو درخت چوری کاٹے گئے وہ مورخہ 05۔06۔01 تا 06۔04۔26 کے دوران کاٹے گئے۔ کاٹے جانے والے درختوں کا پتا چلانے کے لئے درختوں کی گنتی شروع کی گئی کل رقبہ میں سے 1475 ایکڑ رقبہ کے درخت گنے گئے اس 1475 ایکڑ رقبہ میں سے 851 درخت چوری ہو چکے ہیں باقی رقبہ 4841 ایکڑ 3 کنال 16 مرلے میں محکمہ کے 15065 درخت موجود ہونا تھے۔ چونکہ بوجہ مقدمہ زیر سماعت ہائی کورٹ لاہور ناجائز قابضین محکمہ کو اس اراضی میں داخل نہیں ہونے دیتے بدیں وجہ اس اراضی میں سے چوری ہونے والے درختوں کا پتا نہیں چل رہا جونہی ہائی کورٹ سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گا تو ان درختان کی از سر نو گنتی کی جائے گی۔

(ب) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف املاک کا کسٹوڈین مینجر اوقاف ہوتا ہے شور کوٹ سرکل سے چوری ہونے والے درختوں کی ابتدائی انکوائری زونل ناظم اوقاف فیصل آباد نے کی اور انکوائری رپورٹ بذریعہ مراسلہ نمبر 1867 مورخہ 06۔10۔17 صدر دفتر ارسال کی اور اس ابتدائی انکوائری میں رانا محمد سرور مینجر اوقاف شور کوٹ کو ان درختوں کی چوری کا ذمہ دار قرار دیا۔ صدر دفتر نے محمد سرور مینجر اوقاف شور کوٹ کے خلاف PEEDA ایکٹ 2006 کے تحت انکوائری کا آغاز کیا اور مسٹر محمد رضوان شریف ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اوقاف پنجاب کو مورخہ 08۔05۔24 انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے مورخہ یکم

جولائی 2008 مسٹر محمد سرور کو چارج شیٹ کیا اور یہ انکوائری زیر کارروائی ہے اور گواہان کے بیانات قلم بند کئے جارہے ہیں۔

چنیوٹ میں۔وقف اراضی سے درختوں کی چوری کی تفصیل

*2293: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وقف اراضی ملحقہ فضل الہیٰ ہسپتال چنیوٹ پر محکمہ اوقاف کی ملکیت کتنے درخت تھے، ان میں سے کتنے درخت نیلام کئے جاچکے ہیں اور کتنے درخت چوری ہوچکے ہیں کیا اس بارے میں محکمہ کے ریکارڈ میں کوئی ایسی اطلاع ہے؟

(ب) چوری شدہ درختوں کی مالیت کیا تھی اور کیا چوری کرنے والے یا کروانے والے شخص کی نشاندہی ہوچکی، اگر ہوچکی ہے تو محکمہ نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) وقف اراضی ملحقہ فضل الٰہی ٹرسٹ چنیوٹ پر کل 18 عدد درخت از قسم شیشم 16 عدد ایک برگد اور ایک برناں تھے ان میں سے محکمہ اوقاف نے کوئی درخت بذریعہ نیلام عام فروخت نہ کیا ہے مسمی شیخ خورشید اسلم ولد میاں محمد اسلم کرایہ دار نے یہ درخت مورخہ 06-12-15 کو کاٹ لئے تھے۔

(ب) 12 عدد درخت از قسم شیشم مورخہ 06-12-15 کو کاٹے گئے تھے ان درختوں کا تخمینہ محکمہ جنگلات جھنگ سے مورخہ 07-06-29 کو لگوایا گیا جو مبلغ۔/153000 روپے ہے۔6 عدد درختوں کا تخمینہ محکمہ جنگلات نے لگوانے کے لئے مراسلہ مورخہ 08-12-17 کو جاری کیا گیا ہے لیکن تاحال تخمینہ موصول نہ ہوا ہے۔یہ تمام درخت مسمی شیخ خورشید اسلم ولد میاں محمد اسلم کرایہ دار نے بالترتیب مورخہ 06-12-15 اور 08-09-01 کو کاٹے ہیں۔ محکمہ نے مسمی شیخ خورشید اسلم کے خلاف 06-12-18 کو پرچہ درج کروانے کے لئے ایس ایچ او تھانہ سٹی چنیوٹ، اے ایس پی چنیوٹ پولیس اور، ڈی پی او جھنگ اور ڈی آئی جی فیصل آباد کو تحریر کیا۔ آخری مراسلہ اے ایس پی چنیوٹ کو برائے اندراج ایف آئی آر تحریر کیا جو

مورخہ 08۔09۔04 کو تحریر کیا گیا لیکن آج تک پرچہ درج نہ ہوا۔ ناظم اوقاف سرگودھا زون نے بذریعہ حکم نمبری اے ایس زیڈ ۔1(7)77/ایل آر /6737مورخہ 08۔12۔04 کو کرایہ داری منسوخ کردی ۔ مزید لیز پر دیتے وقت ۔/154500روپے بذریعہ رسید نمبری174736/1748 مورخہ 1991۔03۔02 پیشگی زرضمانت وصولی کی گئی تھی جو آج تک اسے ادانہ کی گئی ہے۔ بحق محکمہ اوقاف ضبط کرلی گئی ہے جس کے خلاف شیخ خورشید اسلم نے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کے پاس اپیل دائر کررکھی ہے جس کی سماعت کی تاریخ 09۔01۔10 مقرر تھی۔ ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب نے کرایہ دار کامؤقف سننے کے لئے آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 09۔02۔04 مقرر کی ہے۔

قصور میں بابا بلھے شاہ کے مزار پر پارکنگ ٹھیکہ کی تفصیلات

*2503: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں بابا بلھے شاہ کے مزار پر پارکنگ کے ٹھیکیدار اور کمپنی کا نام بتایا جائے؟

(ب) پارکنگ کا ٹھیکہ کن کن شرائط پر دیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پارکنگ فیس کس کیٹیگری کے حساب سے وصول کی جارہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں بابا بلھے شاہ کے مزار پر پارکنگ کے ٹھیکیدار کا نام اشفاق حسین ولد برکت علی ہے۔ ٹھیکیدار کی کوئی کمپنی نہ ہے۔

(ب) کارپارکنگ کے ٹھیکہ کی شرائط برفلیگ (الف (درج ذیل ہیں:-

پرچم (الف)

شرائط نیلام ٹھیکہ کارسٹینڈ

1- نیلام میں حصہ لینے کے خواہشمند حضرات کو بولی دینے سے قبل مبلغ-/75000 روپے بطور زرضمانت افسر نیلام کنندہ کے پاس پیشگی جمع کرانا ہوں گے جو بعد از اختتام بولی ناکام بولی دہندگان کو واپس کر دیئے جائیں گے-

2- آفیسر نیلام کنندہ کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ بغیر کوئی وجہ بتائے بولی کو مسترد کر دے یا کارروائی نیلام آئندہ تاریخ تک ملتوی کر دے-

3- محکمہ اوقاف کے ملازم یا باقیداران اوقاف نیلام میں حصہ لینے کے اہل نہ ہوں گے-

4- بولی کی سالم رقم کامیاب بولی دہندہ کو موقع پر جمع کرانا ہو گی اگر وہ سالم رقم ٹھیکہ جمع کرانے میں ناکام رہا تو اس کی زرضمانت بحق محکمہ اوقاف ضبط کر لی جائے گی اور بولی کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر آنے والے بولی دہندہ کو اپنی آخری بولی کے مطابق رقم جمع کرانے کو کہا جائے گا اگر وہ بھی سالم رقم جمع نہ کرا سکا تو اس کی بھی زرضمانت بحق محکمہ اوقاف ضبط کر لی جائے گی-

5- آخری بولی تابع منظوری افسر مجاز ہو گی-

6- ٹھیکہ کی مدت یکم جولائی2008 تا30 جون2009 ہو گی-بعد از اختتام مدت ٹھیکیدار خود بخود بیدخل تصور ہو گا اور اسے کسی قسم کا کوئی نوٹس دینے کی ضرورت نہ ہو گی-

7- ٹھیکیدار سائیکل کے لئے مبلغ-/2 روپے، موٹر سائیکل کے لئے مبلغ-/5 روپے اور کار کے لئے مبلغ-/10 روپے اجرت وصول کرے گا اور اس سے زائد ہرگز نہ لے گا-

8- بولی میں حصہ لینے والے اشخاص کو اپنا شناختی کارڈ ہمراہ لانا ہو گا-

9- دوران مدت ٹھیکہ محکمہ انتظامی امور کے تحت ٹھیکیدار کی مقررہ جگہ تبدیل کر کے اسے متبادل جگہ فراہم کر سکتا ہے جس پر ٹھیکیدار کو کوئی اعتراض نہ ہو گا-

10- ٹھیکیدار کسی دوسرے شخص کو ٹھیکہ منتقل کرنے کا مجاز نہ ہو گا-

11- بولی کی رقم نقدی کی صورت میں وصول کی جائے گی چیک یا بنک ڈرافٹ قابل قبول نہ ہو گا-

12- ٹھیکیدار اور اس کے کارندے دربار کے تقدس کو ہر حال میں مقدم رکھنے کے پابند ہوں گے اور زائرین سے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں گے-

13- ٹھیکیدار کو محکمہ کی بجلی استعمال کرنے کی قطعی اجازت نہ ہو گی البتہ وہ سب میٹر کے لئے محکمہ سے رجوع کر سکتا ہے اور استعمال شدہ بجلی کل بل ادا کرنے کا پابند ہو گا-

14- محکمہ اوقاف و دیگر سرکاری گاڑیاں اجرت نہ دیں گی-

(ج) پارکنگ فیس درج ذیل کیٹیگری کے حساب سے وصول کی جا رہی ہے:-

1-کار -/10 روپے

2۔موٹر سائیکل -/5روپے
3۔بائیسکل -/2روپے

داتا دربار کمپلیکس لاہور میں ڈیلی ویجز ملازمین کے مسائل

*2821: **خواجہ عمران نذیر:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داتا دربار کمپلیکس لاہور میں کتنے ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان ملازمین کو4500روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم رکھا گیاہے؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان ملازمین کو 2000/1800 روپے ماہانہ تنخواہ دی جارہی ہے؟

(د) کیاحکومت اس کی تحقیقات کروانے اور ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین کو پوری تنخواہ کی ادائیگی کروانے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) داتا دربار زون میں 76 ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں جن کے نام اور پتا جات کی تفصیل منسلکہ دو صفحات پر درج ہے۔دو صفحات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ دربار شریف میں ڈیلی ویجز ملازمین کو حکومت / محکمانہ طور پر منظور شدہ شرح کے مطابق سکیورٹی گارڈ کو تقریباً مبلغ-/5425روپے جبکہ سکیورٹی سپروائزر کو تقریباً مبلغ-/7905روپے ادائیگی کی جاتی ہے۔

(ج) ملازمین(ڈیلی ویجز،کنٹریکٹ یار یگولر)کو دی جانے والی تنخواہوں کا باقاعدہ ریکارڈ مرتب کیا جاتاہے جبکہ تمام ملازمین کی تنخواہوں کے لئے رقم باقاعدہ طور پر بجٹ میں مختص شدہ ہوتی ہے۔جس کے مطابق کی گئی ادائیگیوں کا باقاعدہ آڈٹ کیا جاتاہے۔

(د) زونل دفتر اوقاف،داتادربار لاہور میں ہر ملازم کو حسب ضابطہ پوری تنخواہ دی جاتی ہے۔

تحصیل صادق آباد میں محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2830: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کتنی اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے۔ان قابضین کے نام اراضی اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے اور یہ اراضی کب تک واگزار کروائی جائے گی آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل اراضی 265 ایکڑ 6 کنال 17 مرلے ہے جو کہ موضع ولہار، گوٹھ عالو، صمدانی، آدم صحابہ اور چک نمبر -147 P میں واقع ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کتنی اور کہاں کہاں واقع ہے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وقف	موضع	تحصیل	ٹوٹل رقبہ بمطابق نوٹیفکیشن
				A -K - M
1	جامع مسجد ولہار	ولہار	صادق آباد	15- 1-16
2	جامع مسجد گوٹھ عالو	گوٹھ عالو	ایضًا	48-6-17
3	عبدالقادر جیلانی	آدم صحابہ	ایضًا	7-1-17
4	وقف گیلانی	صمدانی	ایضًا	49-4-0
5	امور مذہبہ	آدم صحابہ	ایضًا	121-3-0
6	مولوی احمد یار والی	چک نمبر147/P	ایضًا	23-5-17
			کل میزان	265-6-17

(ب) تحصیل صادق آباد میں کسی وقف اراضی پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

پی پی۔288 میں محکمہ اوقاف کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2833: **میاں شفیع محمد:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنی زمین پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے، قابضین کے نام، اراضی اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے اور یہ کب تک واگزار کروالی جائے گی، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کی 4404 ایکڑ 10 مرلے وقف اراضی ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ناجائز قابضین کے نام اور ان کے زیر قبضہ زمین کی فہرست برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔موضع تتار چاچڑ میں 5 کنال رقبہ پر امام بارگاہ، مسجد، مدرسہ اور عید گاہ تعمیر ہیں۔جس کو گرائے جانے سے مذہبی انتشار پیدا ہونے کا خدشہ ہے اور موضع ظاہر پیر، محمد خان میں 1973 کے سیلاب کے بعد لوگوں نے بستیاں تعمیر کر لیں جنہیں بے دخلی کے نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔مزید برآں یہ کہ موضع ظاہر پیر میں وقف اراضی کا دعویٰ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو زیر کارروائی ہے۔فیصلہ ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع سیالکوٹ میں مزارات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2873: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان مزارات کی سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) ان مزارات کی مرمت اور تعمیر پر ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) کتنے مزارات کی عمارات خستہ حال ہیں نیز حکومت ان عمارات کی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 14 مزارات ہیں جن کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات کی سال2007-08 اور 2008-09 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل برفلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دو سالوں کے دوران ان مزارات کی مرمت اور تعمیر پر۔/1318000روپے خرچ کئے گئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2007-08 -/1118000روپے

سال2008-09 -/200000روپے

(د) ضلع سیالکوٹ میں کوئی مزار خستہ حالت میں نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2981: **جناب جاوید حسن گجر:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی و سکنی اراضی و دیگر پراپرٹی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ زمین / پراپرٹی کولیز / ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) محکمہ کی کتنی زمین پر کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، وہ کتنے سال سے ناجائز قابض ہیں کیا حکومت یہ اراضی / پراپرٹی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل14244 ایکڑ14 مرلے وقف اراضی ہے اور157 کمرشل یونٹس ہیں جبکہ 35 رہائشی یونٹس ملحقہ جامع مسجد نظامت ہیں۔تفصیل برنشان(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ وقف اراضیات بعد از وسیع مشتہری منادی بذریعہ اخبار / اشتہار ہر سال بذریعہ نیلام عام پٹا پر دی جاتیں ہیں اور نیلام عام آفیسران اوقاف / محکمہ مال کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔

(ج) وقف اراضی پر کل 790 افراد ناجائز قابض ہیں جبکہ ان کے زیر قبضہ 86 ایکڑ اراضی ہے۔ اراضی پر1960 سے اور1973 سے لوگ بوجہ سیلاب قابض آرہے ہیں۔ناجائز قابضین کو نوٹس جاری کئے جاچکے ہیں۔تفصیل برنشان(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

موضع کڑک محمدی اور لونانوالا تحصیل چنیوٹ میں محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*3131: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع کڑک محمدی اور لونانوالا تحصیل چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے، کتنی نہری اور کتنی چاہی ہے، تفصیل موضع وار بتائیں؟

(ب) یہ اراضی کن کن افراد کو پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دی گئی ہے ان کے نام وپتا جات بتائیں؟

(ج) یہ اراضی کتنے عرصہ کے لئے لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(د) کیا اس کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دینے سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان کی نقل فراہم کریں؟

(ہ) 2005 سے آج تک اس اراضی سے کتنی آمدن سالانہ ہوئی ہے اور فی ایکڑ کتنی رقم سالانہ بنتی ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ یہ اراضی اس علاقہ کی مارکیٹ ریٹ سے کافی کم قیمت پر پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) موضع کڑک محمدی شریف چنیوٹ میں 2769 کنال 18 مرلے زرعی اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے جو کہ نل چاہی ہے۔لونانوالہ میں محکمہ اوقاف مسلم کی کوئی اراضی نہ ہے۔

(ب) رقبہ تعدادی 2769 کنال 18 مرلے از خریف 2006 تا ربیع 2013 تک ٹیوب ویل سکیم پر عرصہ سات سال کے لئے مولانا محمد رحمت اللہ ولد مولانا محمد ذاکر سکنہ جامع مسجد محمدی شریف کو نیلام عام میں دی گئی ہے۔

(ج) یہ اراضی ٹیوب ویل سکیم پر محکمانہ پالیسی کے مطابق از خریف 2006 تا ربیع 2013 تک نیلام عام میں دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ اس رقبہ کو ٹھیکہ مستاجری پر دینے سے قبل اخبار روزنامہ "دن" میں اشتہار شائع کرایا گیا تھا جو برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) عرصہ 2005 سے اس رقبہ سے حاصل ہونے والی آمدن مندرجہ ذیل ہے:-

سال	آمدن
از خریف 2005 تا ربیع 2006	-/849150 روپے
از خریف 2006 تا ربیع 2007	-/1052000 روپے
از خریف 2007 تا ربیع 2008	-/1157200 روپے
از خریف 2008 تا ربیع 2009	-/1272920 روپے
از خریف 2009 تا ربیع 2010	-/1400212 روپے
میزان	-/5731482 روپے

(و) درست نہ ہے۔ اراضی زیر بحث کا علاقہ ریٹ مصدقہ تحصیلدار محکمہ مال چنیوٹ مبلغ -/2200 روپے فی ایکڑ سالانہ ہے جبکہ اراضی سے حاصل ہونے والے زرپٹا کی شرح اوسط مبلغ -/3040 روپے فی ایکڑ بنتی ہے۔ جو علاقائی ریٹ سے زائد ہے۔ علاقائی ریٹ مصدقہ تحصیلدار محکمہ مال برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کمرشل اراضی کی تفصیلات

*3224: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی دکانیں اور کمرشل اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) یہ دکانیں اور کمرشل اراضی کن کن کو ٹھیکہ /لیز /پٹا پر دی گئی ہے اور ان سے سالانہ کتنی رقم وصول ہوتی ہے؟

(ج) یہ دکانیں اور کمرشل اراضی کس طریق کار کے تحت لیز /پٹا پر دی جاتی ہے اور اس کا مجاز افسر کون ہے؟

(د) کتنی دکانیں /کمرشل اراضی پر کن کن لوگوں نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) یہ دکانیں /کمرشل اراضی ناجائز قابضین سے کب تک واگزار کروائی جائے گی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں407 دکانات ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور کمرشل اراضی نہ ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کل407 دکانات ہیں جو ماہوار کرایہ پر دی گئی ہیں۔محکمہ اوقاف کو ان دکانات سے سالانہ مبلغ۔/73037330روپے آمدن ہوتی ہے جن کی تفصیل بر فلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ ضلع فیصل آباد میں کوئی کمرشل اراضی نہ ہے۔

(ج) تفصیل بر فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد میں کسی دکان /کمرشل اراضی پر کسی شخص نے کوئی ناجائز قبضہ کر رکھا۔

(ہ) چونکہ ضلع فیصل آباد میں کسی دکان /کمرشل اراضی پر کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے اس لئے کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

محکمہ اوقاف فیصل آباد کو سالانہ گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3226:**جناب محمد اجمل:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف فیصل آباد کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی سالانہ رقم فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم مساجد اور درباروں کی مرمت، تعمیر پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں /ٹی اے،ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پٹرول /ڈیزل اور مرمت پر خرچ ہوئی، ان گاڑیوں کے نمبرز اور ماڈل بتائیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف)

2007۔08	2008۔09
۔/23400000روپے	۔/27600000روپے

(ب)

۔/13950000روپے ۔/2097000روپے

(ج)

تنخواہ۔/18575568روپے ۔/16881341روپے
ٹی اے/ڈی اے۔/577085روپے ۔/397829روپے

(د)

پٹرول/ڈیزل۔/96021روپے ۔/71520روپے
مرمت گاڑی۔/10777روپے ۔/7305روپے
گاڑی نمبرLOR7792

ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی زرعی زمین کی تفصیلات

*3456:**چودھری ظہیر الدین خان:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع فیصل آباد میں کس کس جگہ زرعی زمین ہے؟

(ب) کتنی زمین بنجر غیر آباد ہے اور کتنی قابل کاشت ہے؟

(ج) کتنی زمین ٹھیکہ،لیز/پٹا پر دی گئی ہے اس سے کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ناجائز قابضین سے اراضی واگزار نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں کل زرعی اراضی437ایکڑ1کنال13مرلے ہے جس کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں کل زرعی اراضی437ایکڑ1کنال13مرلے ہے جو کہ تمام پٹا پر دی جاتی ہے درج ذیل رقبہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت لیز پر دیا گیا ہے یہ رقبہ بھی قابل کاشت بن چکا ہے۔اس وقت کوئی وقف اراضی بنجر یا غیر آباد نہ ہے۔

نمبر شمار	نام وقف اراضی	رقبہ
1۔	وقف اراضی مسجد چک نمبر273رائے چک فیصل آباد	108کنال1مرلہ

2۔	وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھوشاہ شیر ازی تاندلیانوالہ	777کنال 11مرلے
3۔	(الف)موضع مہر شاہانہ فیصل آباد	513کنال 7مرلے
	(ب)موضع شیر ازہ ضلع فصل آباد	264کنال 4مرلے

(ج) ضلع فیصل آباد میں کل زرعی اراضی 437ایکڑ 1کنال 13مرلے ہے جو تمام پٹا پر دی جاتی ہے سال10-2009کے لئے اس اراضی سے محکمہ کو مبلغ-/39,58,642روپے آمدن ہوئی۔

ضلع فیصل آباد میں وقف اراضی پر کسی شخص کا ناجائز قبضہ نہ ہے اس لئے کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی لیز پر اراضی کی تفصیلات

*3460:**جناب طاہر اقبال چودھری:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین کس کس موضع اور کن کن لوگوں کے پاس لیز پر ہے؟

(ب) حکومت کو سال2006سے آج تک اس زمین سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) محکمہ کی کتنی زمین پر کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ کتنے سال سے ناجائز قابض ہیں کیا حکومت یہ اراضی واگزار کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں کل اراضی 437ایکڑ 01کنال 13مرلے ہے جس کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کو سال07-2006تا09-2008کے دوران مبلغ-/10690603روپے کی آمدن ہوئی جس کی سال وار تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کسی وقف اراضی پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

ضلع وہاڑی میں مسلم اوقاف کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*3481:جناب طاہر اقبال چودھری: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ مسلم اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے گزشتہ پانچ سالوں کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ مسلم اوقاف کا کل رقبہ 69ایکڑ7کنال9مرلے ہے۔جو ہر سال پٹا پر نیلام عام کیاجاتا ہے۔

(ب) رقبہ مذکورہ بالا سے محکمہ کو امسال10۔2009کے لئے مبلغ۔/837600روپے کی آمدن زرپٹا کی صورت میں حاصل ہوئی۔تاہم گزشتہ پانچ سالوں کے زرپٹا کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	رقم زرپٹا
2004۔05	374040۔00روپے
2005۔06	514899۔00روپے
2006۔07	620379۔00روپے
2007۔08	716972۔00روپے
2008۔09	706220۔00روپے

قرآن پاک اور اسلامیات کی لازمی تعلیم کے حصول کے لئے حکومتی اقدامات

*3691:جناب محمد محسن خان لغاری: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل31(2)(اے)میںprovidedہے کہ:-
"The State shall make the teaching of the Holy Quran and Islamic Compulsory".

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پچھلے تین سالوں میں حکومت نے پنجاب کی سطح پر مذکورہ objectivesکو حاصل کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس سوال کا تعلق محکمہ ہذا سے براہ راست نہ ہے۔ دینی مدارس میں طلباء کے لئے قرآن وسنت کی تعلیم لازمی جز ہے۔ تاہم محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے زیر اہتمام سکولوں میں قرآن مجید اور اسلامیات لازمی پڑھائے جانے کے بارے میں اٹھائے گئے اقدامات کے سلسلہ میں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب سے معلوم کیا جانا زیادہ مناسب ہو گا۔

ضلع حافظ آباد محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*3724: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں اوقاف کے مزارات اور مساجد کی کتنی زمین ہے؟

(ب) یہ زمین کس کس کو الاٹ یا ٹھیکہ پر دی گئی، الاٹ یا ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار کیا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع حافظ آباد میں مزارات / مساجد سے ملحقہ اراضی تعدادی 418 ایکڑ 1 کنال 4 مرلے ہے۔

(ب) وقف اراضی جن افراد کو لیز پر دی گئی ہے ان کی فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے محکمانہ پالیسی کی روشنی میں وقف اراضی کو لیز پر دینے کے طریق کار کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تکیہ سادھواں مسجد لاہور کی خستہ حالی کی تفصیلات

*3844: **محترمہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی عدم توجہ سے 160 سالہ پرانی مسجد تکیہ سادھواں لاہور کی دیواروں اور چھتوں میں دراڑیں آنے کی وجہ سے تاریخ مٹنے لگی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسجد کی لائبریری بھی خستہ حال ہو گئی اور بالآخر چھت مرمت نہ ہونے کے باعث زمین بوس ہو گئی جس سے وہاں پڑی نادر کتب اور قرآن پاک کے نسخے بھی ضائع ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند روز قبل مین ہال میں چھت کا ایک حصہ بوسیدہ ہونے کے باعث نیچے آگرا اور linter کے سریے صاف نظر آنے لگے اور نماز کا وقت نہ ہونے کے باعث نمازیوں کی جان بچ گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اہم اور تاریخی مسجد کی مرمت وغیرہ میں غفلت کے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ مسجد تکیہ سادھواں جو 160 سالہ پرانی ہے اس کی دیواروں چھتوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مسجد سے ملحقہ کوئی لائبریری ہے اور نہ ہی وہاں نادر کتب اور قرآن پاک کے نسخے تھے۔

(ج) درست ہے کہ مسجد تکیہ سادھواں جو کہ بہت پرانی مسجد ہے کا ایک حصہ متاثر ہوا تھا۔

(د) مسجد خستہ حال ہونے کی وجہ سے اس کی تعمیر و مرمت کے لئے رواں مالی سال 10 ۔2009 کے بجٹ میں 1.25 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تعمیر نو کا کام بجٹ کی منظوری کے فوراً بعد شروع کر دیا جائے گا۔ بوجہ مالی وسائل بروقت کام نہ ہونے پر محکمہ معذرت خواہ ہے۔

سال 09-2008، تحصیل شور کوٹ اور جھنگ کی زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*4121: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 میں تحصیل شور کوٹ اور تحصیل جھنگ میں کون کون سے زرعی رقبہ کی کس کس کو کس ریٹ پر الاٹمنٹ کی گئی ہے۔الاٹی کا نام، پیشہ اور مکمل پتا کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) محکمہ اوقاف کے قواعد وضوابط کے تحت مذکورہ رقبے الاٹ کرنے کی شرائط کیاہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موضع کوٹ دیوان میں اصل ریٹ سے انتہائی کم ریٹ پر رقبہ الاٹ کیا گیاہے، کوئی نیلامی کروائی گئی ہے اور نہ ہی قواعد وضوابط کی شرائط کی پابندی کی گئی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس بے ضابطگی کے مرتکب افراد، اہلکاروں اور افسران کے خلاف کیاکارروائی کی گئی ہے۔مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف زرعی اراضی کو بذریعہ نیلام عام سالانہ پٹا پر دیتاہے الاٹمنٹ نہیں ہوتی سال 2008-09 کے لئے تحصیل شور کوٹ اور تحصیل جھنگ کی زرعی اراضیات جن جن افراد کو جس جس ریٹ پر بذریعہ نیلام عام پٹا پر دی گئی ہیں ان کی مکمل تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف اپنے زیر تحویل وقف اراضیات کو بعد از تشہیر بذریعہ قومی اخبارات اور مقامی طور پر مشتری منادی کروانے کے بعد بذریعہ نیلام عام سالانہ پٹا پر دیتاہے۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق پٹا اراضی نیلام عام میں حاصل کرنے کے بعد پٹادار اسی سال (سال رواں) میں ہی موجودہ پٹا پر ماہ دسمبر میں بذریعہ درخواست استدعا کرتے ہوئے 20 فیصد اضافہ پر زرپٹا بااخذ رسید ادا کرکے پٹا حاصل کر سکتاہے اور اسی طرح اگر وہ تیسرے سال کے لئے بھی رقبہ اپنے پاس رکھنا چاہتاہے تو حسب سابق 20 فیصد اضافہ زرپٹا جمع کروا کر پٹا اراضی حاصل کر سکتاہے علاوہ ازیں اگر وہ مزید چوتھے سال اور پانچویں سال کے لئے اراضی مذکور کو پٹا پر حاصل کرناچاہتاہو تو حسب سابق ماہ دسمبر میں جناب ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب

کی خدمت میں استدعا کرتے ہوئے اور منظوری حاصل کرتے ہوئے10 فیصد سالانہ اضافہ پر اراضی پٹا حاصل کر سکتا ہے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے موضع کوٹ دیوان میں وقف اراضی 385 ایکڑ 04 کنال ،02 مرلے پر محیط ہے جو دربار حضرت شاہ صادق نہنگ تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ سے ملحقہ ہے سال 09۔2008 کیلے اس رقبہ میں سے 235 ایکڑ 2 کنال 6 مرلے بذریعہ نیلام عام پٹا پر دیا گیا جس سے مبلغ ۔/527450 روپے وصول ہوئے ۔ سال 08۔2007 میں زرپٹا مبلغ 475600 روپے وصول ہوا۔ اس طرح سال 08۔2007 کی نسبت سال09۔2008 میں مبلغ ۔/51850 روپے اضافہ ہوا جبکہ بقیہ رقبہ 150 ایکڑ 1 کنال 16 مرلے جو کہ 4 لاٹوں پر مشتمل ہے یہ چاروں لاٹیس09۔2008 میں ناجائز کاشت ہوئیں ان میں لاٹ نمبر3۔2 بر رقبہ 67 ایکڑ 7 کنال 15 مرلے ناجائز کاشتہ محمود عالم ولد محمد الیاس ساکن مکان نمبر12 گلی نمبر2 گوبند پورہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے مبلغ۔ /105502 روپے سال 09۔2008 کی وصول ہو چکی ہے اور باقی رقبہ تعداد ی 82 ایکڑ 2 کنال 1 مرلہ کے ناجائز کاشتہ محمد اسحاق ولد احمد خان ساکن موضع کوٹ دیوان تحصیل شور کوٹ ، حاجی سلطان ولد محمد بخش ساکن موضع میرک ، تحصیل شور کوٹ اور محمد اکبر علی ولد احمد علی ساکن تحصیل و ضلع چنیوٹ کے خلاف مبلغ۔ /190700 روپے کی وصولی کے لئے ڈیمانڈ کی منظوری کا معاملہ مورخہ 2009۔06۔15 کو ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو جھنگ کو تحریر کیا گیا تھا جو تاحال زیر کارروائی ہے۔ مینجر اوقاف شور کوٹ نے یکم جنوری2010 اور7۔ جنوری2010 دفتر ڈسٹرکٹ ریونیو جھنگ سے رابطہ کیا ہے لیکن تاحال ڈیمانڈ قائم نہ ہوئی ہے۔ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو جھنگ کی طرف سے ڈیمانڈ قائم ہونے کے بعد وصولی عمل میں لائی جائے گی۔ تاہم ایسے افراد جنہوں نے تین سے زائد لاٹیں لیں ان کی نیلامی کی شفافیت کا جائزہ لینے کے لئے ناظم اعلیٰ اوقاف نے تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ ایسے افراد کی تحقیقات ایک ماہ کے اندر مکمل کرالی جائیں گی۔ تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تحقیقات مکمل ہونے پر جو افراد بے ضابطگی کے مرتکب پائے گئے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل درباروں اور مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4163: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل دربار اور مساجد کتنی ہیں اور کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان مساجد / درباروں کے نام اور ان سے ملحقہ کتنی اراضی / دکانیں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ج) ان درباروں کی سالانہ آمدن اور اخراجات سال08۔2007 اور09۔2008 کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دو سالوں کے دوران ان درباروں اور مساجد کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تفصیل دربار اور مسجد وار بتائیں؟

(ہ) کتنی مساجد کی حالت خطرناک ہے اور ان کی از سر نو کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل 17 مزارات اور 7 مساجد ہیں جن میں سے 3 مزارات کیساتھ ملحقہ ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ دربار حضرت چاولی مشائخ و ملحقہ جامع مسجد چک نمبر EB/317 تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی

2۔ دربار حضرت سید شاہ شکور چک نمبر EB/317 بوریوالہ

3۔ دربار حضرت سلطان فلک شیر چک نمبر EB/333 بوریوالہ

4۔ دربار حضرت ابو بکر وراق موضع دہلو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

5۔ دربار حضرت عنایت شاہ ولی چک نمبر517/EB بوریوالہ
6۔ دربار حضرت محمود شاہ بخاری موضع ملکو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
7۔ دربار حضرت داناابرہیم چک نمبر553/EB تحصیل وضلع وہاڑی
8۔ کنواں حضرت بابافریدالدین گنج شکر واقع چک نمبر317/EB بوریوالہ
9۔ دربار حضرت فتح شاہ بخاری وملحقہ جامع مسجد چک نمبر47KB بوریوالہ
10۔ دربار حضرت گودڑامام موضع گوٹ ہرو تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
11۔ دربار حضرت کریم شاہ موضع تجوانہ تحصیل وضلع وہاڑی
12۔ دربار حضرت مخدوم زکریاسلطان موضع پیرشاہ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
13۔ دربار حضرت شیخ محمد فاضل وملحقہ جامع مسجد چک نمبر98/EB بوریوالہ
14۔ دربار حضرت نادرولی موضع لکھا تحصیل وضلع وہاڑی
15۔ دربار حضرت شیرن شیر المعروف کھائی پیر تحصیل میلسی
16۔ دربار حضرت سخی احمد یارالمعروف میاں بکھی چک نمبر176/EB تحصیل وضلع وہاڑی
17۔ دربار حضرت نورشاہ غازی المعروف ٹلاں والی سرکار چک128/EB بوریوالہ

مساجد:

1۔ جامع مسجد غلہ منڈی بوریوالہ شہر
2۔ جامع مسجد ڈی بلاک بوریوالہ شہر
3۔ جامع مسجد گگو منڈی مین بازار تحصیل بوریوالہ
4۔ جامع مسجد غلہ منڈی تحصیل ضلع وہاڑی۔

(ب)

نام دربار	رقبہ	دکانات
1۔دربار حضرت چاولی مشائخ وملحقہ جامع مسجد	کوئی زرعی رقبہ نہ ہے	31
2۔دربار حضرت سید شاہ شکور	ایضًا	-
3۔دربار حضرت سلطان فلک شیر	ایضًا	-
4۔دربار حضرت ابو بکر وراق	ایضًا	-
5۔دربار حضرت عنایت شاہ ولی	2ایکڑ4کنال	-
6۔دربار حضرت محمود شاہ بخاری	کوئی زرعی رقبہ نہ ہے	-
7۔دربار حضرت داناابرہیم	ایضًا	-
8۔کنواں حضرت بابافریدالدین گنج شکر	ایضًا	-

9۔دربار حضرت فتح شاہ بخاری وملحقہ جامع مسجد	ایضًا	13
10۔دربار حضرت گودڑامام	ایضًا	2
11۔دربار حضرت کریم شاہ	ایضًا	-
12۔دربار حضرت مخدوم زکریاسلطان	ایضًا	-
13۔دربار حضرت شیخ محمد فاضل وملحقہ جامع مسجد	ایضًا	-
14۔دربار حضرت نادرولی	ایضًا	-
15۔دربار حضرت شیرن شیر	ایضًا	-
16دربار حضرت سخی احمد یار	ایضًا	-
17۔دربار حضرت نور شاہ غازی	ایضًا	-

مساجد:

1۔جامع مسجد غلہ منڈی بوریوالہ	ایضًا	10
2۔جامع مسجد ڈی بلاک بوریوالہ	ایضًا	15رہائشی14کمرشل
3۔جامع مسجد گگومنڈی	ایضًا	26
4۔جامع مسجد غلہ منڈی وہاڑی	ایضًا	28
میزان	2ایکڑ4کنال	139

(ج)

نام مزار	آمدن	خرچ	آمدن	خرچ
	2007-08	2007-08	2008-09	2008-09
1۔دربار حضرت چاولی مشائخ	5187181	1298443	4908959	1454789
2۔دربار حضرت سید شاہ شکور	163984	82707	187064	96636
3۔دربار حضرت سلطان فلک شیر	428792	127209	505745	139966
4۔دربار حضرت ابو بکر وراق	303696	67827	370989	89165
5۔دربار حضرت عنایت شاہ ولی	153000		184000	
6۔دربار حضرت محمود شاہ بخاری	25001		31010	
7۔دربار حضرت دانا ابر ہیم	314993	108009	373922	126973
8۔کنواں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر	221333	82202	258504	106011
9۔دربار حضرت فتح شاہ بخاری	342215	225328	483275	252106
10۔دربار حضرت گودڑامام	113820		126820	
11۔دربار حضرت کریم شاہ	210000		243600	

12۔دربار حضرت مخدوم زکریاسلطان	247029	111421	292864	132926
13۔دربار حضرت شیخ محمد فاضل	357263	394690	425654	385626
14۔دربار حضرت نادرولی	180500		198600	
15۔دربار حضرت شیرن شیر	232791	88671	264776	103746
16دربار حضرت سخی احمد یار	139604	102358	168518	98732
17۔دربار حضرت نور شاہ غازی	130126	101889	155747	96061
میزان	8751328	2790754	9180047	3082737

(د)

نام مزار / مسجد	اخراجات 08۔2007	09۔2008
1۔دربار حضرت چاولی مشائخ وملحقہ جامع مسجد	1459400	3716000
2۔دربار حضرت سید شاہ شکور	67000	
3۔دربار حضرت سلطان فلک شیر	76700	56300
4۔دربار حضرت ابو بکر وراق		
5۔دربار حضرت عنایت شاہ ولی		
6۔دربار حضرت محمود شاہ بخاری		
7۔دربار حضرت داناابر ہیم		
8۔کنواں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر		
9۔دربار حضرت فتح شاہ بخاری وملحقہ جامع مسجد		
10۔دربار حضرت گودڑامام		
11۔دربار حضرت کریم شاہ		
12۔دربار حضرت مخدوم زکریا		
13۔دربار حضرت شیخ محمد فاضل وملحقہ جامع مسجد	4436000	9552700
14۔دربار حضرت نادرولی		
15۔دربار حضرت شیرن شیر	61500	83800
16دربار حضرت سخی احمد یار		
17۔دربار حضرت نور شاہ غازی		
میزان	6100600	13408800

(ہ)

نام مساجد	کیفیت
1۔جامع مسجد غلہ منڈی بوریوالہ	مسجد ہذا کی حالت تسلی بخش ہے
2۔جامع مسجد ڈی بلاک بوریوالہ	مسجد ہذا کی مجموعی حالت تسلی بخش ہے البتہ مسجد کے ہال کی چھت

	میں دراڑ پڑی ہے اور مین گیٹ کی مرمت ہونا باقی ہے۔
3۔جامع مسجد گلومنڈی	مسجد ہذا کی حالت تسلی بخش ہے
4۔جامع مسجد غلہ منڈی وہاڑی	مسجد ہذا کی حالت تسلی بخش ہے
5۔جامع مسجد دربار حضرت دیوان چاولی مشائخ	مسجد ہذا زیر تعمیر اور زیر مقدمہ ہے
6۔جامع مسجد دربار حضرت فتح شاہ بخاری	مسجد ہذا کی حالت تسلی بخش ہے۔البتہ وضو خانہ کا کام ہونا باقی ہے
7۔جامع مسجد دربار حضرت شیخ فاضل	مسجد ہذا کی حالت تسلی بخش ہے

مرمت کا کام سال10۔2009 میں کرایا جائے گا۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کے زرعی رقبہ کی تفصیلات

*4167: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کا زرعی رقبہ کتنا اور کس کس جگہ واقع ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد اور کتنا بنجر پڑا ہے؟

(ج) کتنا زرعی رقبہ ٹھیکہ /لیز /پٹا پر دیا گیا ہے، اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) لیز /پٹا /ٹھیکہ پر یہ زرعی رقبہ دینے کا طریق کار کیا ہے اور یہ کس کی نگرانی میں دیا جاتا ہے؟

(ہ) کتنے رقبہ پر کن کن افراد نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے، قابضین کے نام، پتا جات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف)

نام وقف اراضی	محل وقوع	رقبہ تعدادی مرلہ۔کنال۔ایکڑ
1۔وقف اراضی درس گاہ سروریہ اسلامیہ	چک محمد شاہ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	40-04-00
2۔وقف اراضی موضع آرے پور	موضع آرے پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	16-01-06
3۔وقف اراضی جمیل	موضع جمیل تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	03-02-16
4۔وقف اراضی 62/KB	چک 62/KB تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	02-00-00
5۔وقف اراضی ملک وائن	موضع ملک وائن تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	01-01-11
6۔وقف اراضی 40/KB	چک 40/KB تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی	03-01-06

7۔وقف اراضی دربار حضرت عنایت شاہ ولی	چک517/EB تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی	00۔04۔02
8۔وقف اراضی آرے وائن	موضع آرے وائن تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	00۔02۔01
میزان:		19۔02۔68

(ب) سارازرعی رقبہ آباد ہے۔

(ج) سال 10۔2009 کے لئے پٹا پر دیئے گئے وقف زرعی رقبہ اور سالانہ آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام وقف املاک	رقبہ تعدادی مرلہ۔کنال۔ایکڑ	زرپٹاسال10۔2009
1۔وقف اراضی درس گاہ سروریہ اسلامیہ	00۔04۔40	506300/۔
2۔وقف اراضی موضع آرے پور	06۔01۔16	240000/۔
3۔وقف اراضی جیسل	16۔02۔03	35300/۔
4۔وقف اراضی62/KB	00۔00۔02	7600/۔
5۔وقف اراضی ملک وائن	11۔01۔01	17000/۔
6۔وقف اراضی40/KB	06۔01۔03	19400/۔
7۔وقف اراضی دربار حضرت عنایت شاہ ولی	00۔04۔02	12000/۔
8۔وقف اراضی آرے وائن	00۔02۔01	نیلام نہیں ہوئی خالی ہے
میزان	19۔06۔68	837600/۔

(د) وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز2002 کے سیکشن7 کے تحت وقف زرعی رقبہ کو نیلام عام کے لئے ماہ جنوری میں قومی اخبارات میں اشتہار شائع کروا کر اور مقامی طور پر وسیع تر مشتری منادی کے بعد ماہ فروری میں زیر نگرانی ڈسٹرکٹ مینجر اوقاف، ڈسٹرکٹ خطیب نمائندہ صدر دفتر لاہور، نمائندہ زونل دفتر اور ضلع / تحصیل انتظامیہ نیلام کیا جاتا ہے۔بعد از نیلام سابقاسال سے لیز کی رقم میں20 فیصد اضافہ ہونے کی صورت میں منظوری دینے کا اختیار زونل ناظم اوقاف کو حاصل ہے۔10 فیصد سے زائد اور 20 فیصد سے کم اگر اضافہ ہو تو لیز کی منظوری دینے کا اختیار ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب کو حاصل ہے جبکہ 10 فیصد سے کم کی منظوری دینے کا اختیار جناب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کو ہے۔

(ہ) مذکورہ وقف رقبہ پر کسی بھی فرد نے ناجائز قبضہ نہ کر رکھا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی و دیگر تفصیلات

*4628:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی اور شہری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی ہے؟

(ب) اس اراضی سے سالانہ کتنی آمدن ہورہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پٹا/لیز/ٹھیکہ پر ہے؟

(د) کتنی اراضی بنجر کس کس موضع میں پڑی ہوئی ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کی549ایکڑ04کنال14مرلے زرعی اور3کنال 14مرلے شہری اراضی ہے تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس اراضی سے سالانہ مبلغ۔/4557896روپے آمدن ہورہی ہے

(ج) محکمہ کی511ایکڑ03کنال اراضی لیز/ٹھیکہ پر ہے۔

(د) ضلع گوجرانوالہ میں کوئی وقف اراضی بنجر کے زمرہ میں نہ آتی ہے۔

(ہ) دربار حضرت حسین شاہ موضع گھنیاں سے ملحقہ 57کنال 10مرلے پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں دربار اور مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4629:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ محکمہ اوقاف کے دربار اور مساجد کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال08-2007اور09-2008کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان درباروں اور مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان درباروں اور مساجد سے ملحقہ کتنی دکانیں ہیں؟

(ہ) ان درباروں سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 13عدد دربار اور 10عدد مساجد ہیں تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 08۔2007 میں آمدن۔/4680159روپے اخراجات 2534887۔روپے اور جبکہ سال 09۔2008 میں آمدن۔/5890117روپے اور اخراجات مبلغ۔/3132200روپے ہیں تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان درباروں اور مساجد کی مرمت وغیرہ پر سال 08۔2007 میں مبلغ۔/113000 روپے جبکہ سال 09۔2008 میں مبلغ۔/1098950روپے خرچ ہوئے تفصیل (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان درباروں اور مساجد سے ملحقہ 74عدد دکانات ہیں۔

(ہ) ان درباروں سے ملحقہ 430ایکڑ 5کنال 4مرلے زرعی اراضی ہے۔

لاہور میں دربار حضرت داتا گنج بخش کے فنڈز سے غریبوں کو دی جانے والی امداد کی تفصیلات

*4638: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی آمدن میں سے جہیز فنڈ کی مد میں غریب لوگوں کو رقم فراہم کی جاتی ہے؟

(ب) 2008سے لے کر آج تک اس فنڈ میں سے کتنے گھرانوں کو جہیز کے لئے رقم دی گئی؟

(ج) اس فنڈ سے جہیز حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے نیز کن شرائط کے تحت یہ فنڈ دیا جاتا ہے؟

(د) جہیز فنڈ کے علاوہ دربار کی آمدن سے کس کس مد میں غریبوں کی امداد کی جاتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں!

(ب) 2008 سے اب تک 510 مستحق بچیوں میں جہیز فنڈ تقسیم کیا گیا ہے۔

(ج) جہیز کمیٹی کے متفقہ فیصلے کے مطابق جہیز فنڈ کے حصول کو انتہائی آسان بنایا گیا ہے۔ کمیٹی کی طرف سے جاری شدہ ایک فارم پر مطلوبہ کوائف درج کر کے جمع کروانے سے مستحقین جہیز فنڈ کے لئے اپلائی کر سکتے ہیں۔ ہر ماہ کے پہلے پیر کو دفتری اوقات کار میں درخواستیں وصول کی جاتی ہیں جو معزز ممبران جہیز کمیٹی برائے انکوائری آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور بعد از انکوائری منظور شدہ درخواست دہندگان کو جہیز کمیٹی کی میٹنگ کے دوران جہیز فنڈ کی ادائیگی بذریعہ چیک کر دی جاتی ہے۔ جہیز فنڈ کے حصول کے لئے فارم منسلک ہے جس کی پشت پر جملہ شرائط بھی درج ہیں۔

(د) جہیز فنڈ کے علاوہ دربار کی آمدن سے امداد کے لئے صرف بیوگان سجادہ نشینان داتا دربار کو ماہانہ بنیاد پر وظیفہ دیا جاتا ہے کوئی اور مد مختص شدہ نہ ہے۔

حضرت داتا گنج بخش کی دربار کمیٹی کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4639: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی دربار کمیٹی کے ممبران کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان ممبران میں کتنے پرائیویٹ اور کتنے سرکاری ملازم ہیں؟

(ج) 2008 سے آج تک دربار کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران دربار کمیٹی کی معرفت اس دربار کے کون کون سے کام مکمل ہوئے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) امور مذہبیہ کمیٹی داتادربار کے ممبران کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1	جناب سینیٹر محمد اسحاق ڈار	چیئرمین
2	جناب سہیل ضیاء بٹ	ممبر
3	میاں محمد طارق شفیع	ممبر
4	حاجی محمد شفیع	ممبر
5	ملک محمد پرویز	ممبر
6	جناب محمد افضل جنجوعہ	ممبر
7	جناب بلال یٰسین	ممبر
8	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	ممبر
9	حاجی محمد یعقوب	ممبر
10	جناب عزیز الرحمٰن چن	ممبر
11	حاجی منیر احمد	ممبر
12	شیخ شفیق ریاض	ممبر
13	جناب محمد شریف	ممبر
14	میاں محمد سعید	ممبر
15	جناب ہمایوں بٹ	ممبر
16	میاں امجد مجید	ممبر
17	حاجی محمد اعظم	ممبر
18	راجہ محمد یوسف قادری	ممبر
19	ملک محمد اکرم	ممبر
20	پیر سید ناظم حسین شاہ	ممبر
21	جناب ناصر خان ناصری	ممبر
22	جناب عتیق الرحمٰن	ممبر
23	ملک اعجاز اشرف	ممبر
24	راؤ فضل الرحمٰن	ایڈمنسٹریٹر / ممبر / سیکرٹری

(ب) ان ممبران میں سے صرف ایک ممبر / سیکرٹری سرکاری ملازم ہے جبکہ دیگر تمام ممبران پرائیویٹ ہیں۔

(ج) 2008 سے آج تک دربار کی سالانہ آمدن واخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

یکم جنوری تا31۔دسمبر2008:

آمدن: -/183,572,385روپے

اخراجات: -/32,109,681روپے

یکم جنوری تا30۔نومبر2009:

آمدن: -/166,658,724روپے

اخراجات: -/477,063,338روپے

یکم جنوری2008تا30۔نومبر2009 مجموعی آمدن:

مبلغ -/350,231,109روپے

یکم جنوری2008تا30۔نومبر2009 مجموعی اخراجات:

مبلغ -/79,816,019روپے

(د) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں تعمیر ومرمت کے جملہ امور کے لئے باقاعدہ شعبہ انجینئرنگ قائم شدہ ہے جو ایس ڈی او کی زیر نگرانی اور ایڈمنسٹریٹر اوقاف داتا دربار کے ماتحت کام کرتا ہے جبکہ محکمہ اوقاف پنجاب کا ایک ڈائریکٹوریٹ شعبہ انجینئرنگ سے متعلقہ امور کی فنی جانچ اور پرکھ کے علاوہ آرکیٹیکچر،ڈیزائن، تخمینہ جات اور دیگر ضروری امور کی دیکھ بھال کرتا ہے امور مذہبیہ کمیٹی داتا دربار کا ان معاملات میں صرف مشاورت کی حد تک عمل دخل ہوتا ہے۔

دربار شریف میں عرصہ 2008 تا حال انجام پانے والے تعمیر ومرمت کے مندرجہ ذیل امور ہیں:

سال09۔2008

1۔ مرمت AC پلانٹ

2۔ مرمت AC پلاٹ

3۔ خصوصی مرمت سماع ہال

4۔ مرمت آرکیڈ لیڈیز سائیڈ

5۔ خصوصی مرمت آرکیڈ مسجد

6۔ سالانہ مرمت یونٹ نمبر1 ملحقہ داتا دربار

7۔ خصوصی مرمت HKW داتا دربار

8۔ خصوصی مرمت داتا دربار
9۔ خصوصی مرمت داتا دربار (باؤنڈری وال پلستر وغیرہ)
10۔ خصوصی مرمت داتا دربار (تہہ خانہ مسجد غربی ہال)
11۔ خصوصی مرمت داتا دربار (تبدیلی ٹیوب لائٹس)
12۔ خصوصی مرمت داتا دربار (مرمت غلام گردش)
13۔ خصوصی مرمت داتا دربار (سالانہ مرمت رنگ وروغن)

سال10۔2009

1۔ خصوصی مرمت کام بجلی
2۔ خصوصی مرمت رہائش گاہ خطیب داتا دربار
3۔ مرمت سلور پائپ
4۔ پائپ واٹر سپلائی
5۔ خصوصی مرمت تنور
6۔ خصوصی مرمت ٹائلٹ
7۔ خصوصی مرمت ٹربائن
8۔ خصوصی مرمت رہائش گاہ امام داتا دربار
9۔ سپلائی سوئی گیس ومرمت جامعہ ہجویریہ داتا دربار

لاہور دربار حضرت مادھولال حسین کا رقبہ و آمدن کی تفصیلات

*4679: **محترمہ نسیم لودھی:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

دربار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے نیز اس دربار سے سال 2008 کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور یہ آمدنی دربار کے کن کن کاموں پر خرچ ہوتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

دربار حضرت مادھولال حسین کا کل وقف رقبہ 35 کنال 17 مرلے اور 17 مربع فٹ ہے۔ سال 09۔2008 کے دوران دربار شریف اور ملحقہ مسجد سے آمدن و اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

آمدن۔ /2368769روپے

اخراجات

1۔ تنخواہ عملہ دربار و مسجد (خطیب/امام، مدرس، موذن/ خادم، نگران مالی، سکیورٹی گارڈ اور خاکروب)	-/433,716روپے
2۔ سالانہ عرس مبارک	-/200,000روپے
3۔ خرید صف و ختم القرآن	-/276,203روپے
4۔ خرچہ عملہ ڈسپنسری وادویات وغیرہ	-/511,948روپے
5۔ ادائیگی بل بجلی	-/565,107روپے
میزان	-/1,986,974روپے

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پی پی۔66 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

128: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔66 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی (زرعی۔سکنی) و دیگر پراپرٹی ہے اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) یہ اراضی کس کس کے قبضہ میں ہے یا کرایہ داری پر دی گئی ہے اور اس کی شرح کرایہ داری کیا ہے اور کتنی مدت کے لئے دی گئی ہے؟

(ج) کتنی جائیداد ناجائز قابضین کے زمرہ میں آتی ہے اس کی تفصیل دی جائے اور ایسے اشخاص کے خلاف کیا کارروائی کی جارہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔66 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی زرعی و سکنی اراضی نہ ہے جبکہ دیگر پراپرٹی میں قبرستان دربار حضرت نور شاہ ولی اور جامع مسجد نور طارق آباد محکمانہ تحویل میں ہیں۔

(ب) اس حلقہ میں چونکہ کوئی زرعی و سکنی اراضی محکمانہ تحویل میں نہ ہے اور نہ محکمہ کی کسی اراضی پر جو کہ اس حلقہ میں کسی کا قبضہ ہے۔ دیگر پراپرٹی میں قبرستان و دربار حضرت نور شاہ ولی فیصل آباد سے ملحق کوئی زرعی اراضی اور نہ ہی کوئی کرایہ داری یونٹ ہے جبکہ جامع

مسجد نور طارق آباد سے ملحقہ 7عدد کرایہ داری یونٹس(دکانات)ہیں جن سے مبلغ10012 روپے ماہوار کرایہ محکمہ وصول کرتا ہے۔ان کرایہ داری یونٹس کے ماہوار کرایہ کی شرح اور کرایہ داران کی تفصیل درج ذیل ہے:

یونٹ نمبر	نام کرایہ دار	ماہوار کرایہ
1۔	اشفاق احمد ولد محمد دین	-/2950روپے
2۔	بابر علی ولد عباس علی	-/2000روپے
3۔	محمد عبداللہ ولد شکر دین	-/969روپے
4۔	سعید احمد ولد عبداللطیف	-/1188روپے
5۔	محمد شفیق ولد عبدالقیوم	-/1188روپے
6۔	برکت علی ولد چراغ دین	-/1188روپے
7۔	محمد اسلم(عرف ایم بادشاہ)ولد تاج دین	-/529روپے

(ج) حلقہ پی پی۔66 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کسی وقف پراپرٹی پر کسی شخص کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

129:**ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کس کس موضع میں واقع ہے یہ کن کن کو لیز پر دی گئی ہے؟

(ب) زمین کی بولی کتنے عرصہ کے بعد ہوتی ہے اور طریق کار کیا ہے؟

(ج) حکومت کو گزشتہ مالی سال میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی511 ایکڑ3 کنال زرعی اراضی ہے جن کے مواضعات اور جن لوگوں کو پٹا پر دی گئی ہے اس کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کاشتہ اراضیات بذریعہ نیلام عام بعد وسیع تر مشتہری منادی سالانہ لیز پر دی جاتی ہیں تاہم پالیسی کے مطابق پٹادار آئندہ دو سال تک20 فیصد اور مزید

دوسال 10 فیصد اضافہ پر توسیع حاصل کر سکتا ہے۔ بنجر وقف اراضیات ٹیوب ویل سکیم کے تحت سات سال کے عرصہ کے لئے نیلام کی جاتی ہیں۔

(ج) گزشتہ سال ضلع گوجرانوالہ میں واقع وقف اراضیات میں محکمہ کو مبلغ-/45,57,896 روپے کی آمدن بطور زرپٹا وصول ہوئی۔

گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی طرف سے ہسپتال چلانے کا معاملہ

130: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف گوجرانوالہ میں کوئی ہسپتال چلا رہا ہے، اگر نہیں تو کیا محکمہ اس شہر میں کوئی ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

محکمہ اوقاف گوجرانوالہ کے زیر انتظام کوئی ہسپتال ہے اور نہ ہی آرگنائزیشن کا بجٹ اس بات کا متحمل ہے کہ گوجرانوالہ میں اوقاف کے زیر انتظام ہسپتال قائم کیا جاسکے۔

ضلع گوجرانوالہ میں مساجد و مزارات کی تعداد و دیگر تفصیلات

133: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی مساجد اور مزار ہیں جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) پچھلے مالی سال میں ان مساجد اور مزارات سے آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں اوقاف کے زیر انتظام مساجد اور مزارات پر کتنا عملہ تعنیات ہے؟

(د) محکمہ کی زمین پر کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور کتنے سالوں سے ناجائز قابض ہیں کیا حکومت اس زمین کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس پر کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد اور مزارات کی تفصیل(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد اور مزارات سے پچھلے سال ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں واقع مساجد اور مزارات زیر تحویل محکمہ اوقاف میں تعینات عملہ کی تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دربار حضرت شاہ واقع موضع گھنیاں تحصیل کامونکی کے وقف رقبہ پر ایک عدد مکان سال 1978 سے تین عدد مکانات سال 1990 سے تعمیر شدہ ہیں جبکہ سال 1990 سے محکمہ صحت کی جانب سے پانی کی ٹینکی اور محکمہ تعلیم کی جانب سے گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بغیر اجازت محکمہ اوقاف تعمیر شدہ ہیں اور محکمہ بلدیہ کامونکی کی جانب سے سال 2004 سے ایک عدد لیڈیز پارک اور ایک عدد کھیل کا گراؤنڈ تعمیر شدہ ہیں۔ مکانات، سکولز اور پانی کی ٹینکی کے کرایہ جات کی وصولی کے لئے متعلقین کو نوٹسز جاری کئے گئے ہیں تاحال وصولی کرایہ جات نہ ہو سکی ہے وصولی کے لئے کوشش جاری ہے۔

موضع کھیالی گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

134: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں موضع کھیالی میں اوقاف کی پانچ ایکڑ زمین ایک جگہ اکٹھی موجود ہے؟

(ب) گوجرانوالہ میں اس وقت انتظامیہ ایک ہسپتال اور لڑکیوں کے کالج کے لئے زمین ڈھونڈ رہی ہے کیا محکمہ اس سلسلہ میں انتظامیہ کے ساتھ تعاون کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کس طرح امداد کر سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ زمین ملی بھگت سے ہر دفعہ ایک ہی پارٹی مزید مدت کے لئے الاٹ کرواسکتی ہے؟

(د) کیا محکمہ کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ لیز کو کسی وقت بھی ختم کر سکے؟

(ہ) کیا محکمہ مفاد عامہ کے تحت اس زمین کو مزید لیز پر نہ دینے کا فیصلہ کر سکتا ہے؟

(و) کیا محکمہ موجود لیز ختم ہونے پر یہ زمین محکمہ ہیلتھ کو ٹرانسفر کر سکتا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست نہ ہے۔ موضع کھیالی گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی وقف اراضی نہ ہے البتہ موضع کھیالی سے ملحقہ منڈیالہ میر شکاراں تحصیل وضلع گوجرانوالہ ملحقہ خانقاہ دیہہ میں 41 کنال 19 مرلے واقع ہے۔

(ب) گوجرانوالہ میں اس وقت محکمہ کے رقبہ پر پہلے ہی موضع ایمن آباد میں ہائر سیکنڈری سکول برائے گرلز اور موضع نظام آباد تحصیل وزیر آباد میں دربار حضرت شاہو شاہ سے ملحقہ رقبہ پر ڈگری کالج برائے خواتین اور سیکنڈری سکول برائے طلباء قائم ہیں ۔ علاوہ ازیں گوجرانوالہ میں موضع گاگے والی نندی پور سیالکوٹ روڈ پر کینسر ہسپتال / اٹامک انرجی سنٹر کے لئے بھی رقبہ لیز پر دیا گیا ہے۔ اس وقت گوجرانوالہ میں ایسا کوئی وقفہ رقبہ خالی نہ ہے جو کہ ہسپتال اور کالج کے لئے دیا جاسکتا ہو۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف اراضیات سالانہ لیز پر نیلام کی جاتی ہیں۔ تاہم محکمانہ پالیسی کے مطابق پٹادار آئندہ دوسال تک 20 فیصد سالانہ اور مزید دوسال 10 فیصد سالانہ اضافہ پر توسیع حاصل کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔ پانچ سال گرز جانے کے بعد وقف اراضی ہر صورت میں نیلام ہوتی ہے۔

(د) اگر کسی لیز کا جاری رہنا وقف پراپرٹی کے مفاد میں نہ ہو تو وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز کے تحت ضابطے کی کارروائی مکمل کر کے لیز منسوخ کی جاسکتی ہے۔

(ہ) موضع کھیالی گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی وقف اراضی نہ ہے۔

(و) موضع کھیالی گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی وقف اراضی نہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے پر گورنمنٹ کے بزنس میں Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 Bill |No. 12 of 2008) include کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ابھی اس پر بات نہیں کر سکتے۔جب وہ آئے گا پھر بات کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے اسے آج کے ایجنڈے میں شامل کیا ہوا ہے اس کا ایجنڈے میں ہونا غلط ہے۔

جناب سپیکر: جب ایجنڈے کی یہ item آئے گی تو پھر بات کرنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب یہ ایجنڈے میں ہونا غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسے ٹھیک بات نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ آئٹم ایجنڈے میں شامل نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: یہ ایجنڈے میں شامل کر دی گئی ہے، جب ٹائم آئے گا تو پھر آپ بات کر لینا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیوں شامل کر دی گئی ہے؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اسے ایجنڈے میں شامل نہیں کر سکتے چونکہ اس میں شرائط پوری نہیں ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرما کر مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پوری بات کریں۔ میں آپ کو کب روکتا ہوں لیکن ابھی Call Attention Notices کی باری ہے۔پلیز! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔جب وہ ٹائم آئے گا تو اس وقت بات کرنا اور میں سنوں گا۔ I tell you that I will listen

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ کی اجازت کے بغیر نہ بولوں لیکن جب سب لوگ بولتے ہیں تو پھر میرا بھی دل کرتا ہے کہ میں بھی بولنا شروع کر دوں۔

جناب سپیکر: ذرا اپنے مائیک کا خیال رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ویسے بھی میرا لاؤڈ سپیکر کافی اونچا ہے۔

جناب سپیکر: پھر میں بھی بند کر دیتا ہوں اور آپ بھی بند کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ کم از کم میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہم حکومت کی good governance یا لاء اینڈ آرڈر کے اندر خدمت کر سکیں اور انہیں notice دلا سکیں لیکن اسمبلی میں جب بھی کوئی point اٹھایا جاتا ہے تو اس پر خاطر خواہ response نہیں ملتا۔میں نے جمعرات کو دو واقعات بیان کئے تھے لیکن ابھی تک ان پر کچھ بھی نہیں ہوا حتیٰ کہ اپنی جگہ پر دونوں points بڑے serious ہیں۔ایک جگہ پر پنجاب پولیس کی پٹائی ہوئی۔۔

جناب سپیکر: میری ایک گزارش سنیں کہ Call Attention Notices کے لئے پندرہ منٹ کا ٹائم ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: یہ ابھی شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ملتمس ہوں کہ Call Attention Notices اور تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو ضرور دو منٹ دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: امید ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب کو پابند کریں گے کہ وہ اس وقت تک یہیں رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! ادھر ہی تشریف فرما ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: یہ اس وقت تک یہاں پر رہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، وہ یہیں رہیں گے۔ شیر علی خان صاحب اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں نعش کی برآمدگی اور ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کا مسئلہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈرائیور اعجاز احمد ولد عبدالحمید سکنہ ٹھٹھی گجراں تحصیل و ضلع اٹک کی مسخ شدہ نعش چار دن قبل تھانہ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی علاقہ ہکلہ گاؤں سے برآمد ہوئی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ملزمان گرفتار نہ ہو سکے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ چند بااثر افراد ملزم کی حمایت کر رہے ہیں؟

(ب) کیا نعش ملنے سے قبل مقتول کی تھانہ ٹیکسلا میں اغواء کی رپورٹ درج کرائی گئی تھی اگر ہاں تو اس پر پولیس نے کیا کارروائی کی۔

(ج) کیا ورثاء نے جن ملزمان کو نامزد کیا ہے ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اس دلخراش واقعہ پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ کے پاس اس کی کاپی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ محمد اعجاز ڈرائیور ولد عبدالحمید کی نعش مورخہ 2010-1-27 کو باحد رقبہ ہکلہ علاقہ تھانہ ٹیکسلا سے برآمد ہوئی ہے۔انھوں نے جو کہا کہ کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا اس کے متعلق ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ اب تک دو کس ملزمان محمد ندیم ولد طورے خان اور راشد عزیز ولد عبدالعزیز ساکن ہائے ڈھوک حمید کو گرفتار کر کے ریمانڈ جسمانی حاصل کیا گیا ہے۔بقیہ ایک کس ملزم خضر حیات خان ولد محمد اکرم خان سکنہ ہکلہ تھانہ ٹیکسلا کی گرفتاری بقایا ہے جس کی گرفتاری کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں۔یہ بھی غلط ہے کہ کوئی بااثر شخصیت کسی ملزم کی حمایت کر رہی ہے۔

(ب) اس میں ابتدائی طور پر خضر حیات جو کہ بعد میں ملزم ثابت ہوا ہے وہ مقتول محمد اعجاز کا ساتھی ڈرائیور تھا تو اس نے ہی اس کی گمشدگی کی ایک رپٹ درج کروائی تھی اور اس رپٹ میں اس نے یہ کہا تھا کہ "استدعا ہے کہ رپورٹ درج کی جائے، گاڑی اور ڈرائیور کی تلاش میں مدد کی جائے۔ڈرائیور کے ساتھ رابطہ ہونے کی صورت میں جو بھی حالات سامنے آئے اس کے مطابق پولیس سے قانونی کارروائی کے لئے رابطہ کروں گا۔"چونکہ یہ خود ملزم تھا اور اس کا رپٹ درج کروانے کا مقصد یہی تھا کہ معاملہ الجھ جائے لیکن بعد میں جب حالات سامنے آئے تو اس کے مطابق پھر مورخہ 2010-01-28 کو مقتول محمد اعجاز کے حقیقی بھائی اخلاق احمد نے ایس ایچ او تھانہ ٹیکسلا کو تحریری درخواست دیتے ہوئے اول رپورٹ کنندہ خضر حیات خان ولد محمد اکرم خان سکنہ ہکلہ تھانہ ٹیکسلا، محمد ندیم ولد طورے خان اور راشد عزیز ولد عبدالعزیز سکنہ ڈھوک حمید تھانہ ویسٹرن راولپنڈی پر اپنے بھائی محمد اعجاز کے قتل کا قوی شبہ تحریر کیا۔پولیس نے اس درخواست کو بشکل بیان زیر دفعہ 161 ض۔ف تحریر کر کے دو ملزمان محمد ندیم اور راشد عزیز کو گرفتار کر کے ریمانڈ جسمانی حاصل کر لیا ہے جبکہ تیسرے ملزم خضر حیات کی تلاش جاری ہے۔اس کو جلد از جلد گرفتار کر کے چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ دو ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک اصل ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ دوسرا جو حشر اس نعش کا ہوا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ میرے پاس اس کے فوٹو گراف ہیں۔ آپ اگر دیکھیں گے تو پریشان ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے ایوان میں فوٹو گراف دکھائے)

جناب سپیکر! ملزمان اس نعش کے اوپر تیزاب ڈالتے رہے ہیں اور دو مہینے تک اس نعش کو غائب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پولیس لیت و لعل سے کام لے رہی ہے۔ پولیس نے اس کو بالکل seriously نہیں لیا۔ Call Attention Notice دینے کے بعد کل پولیس والوں نے مدعی کو بلا کر یہ کہا ہے کہ آپ یہ معاملہ اسمبلی میں لے کر نہ جائیں۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے، پہلے انہوں نے اغواء کا ڈرامہ رچایا اور فون کرتے رہے کہ اتنے پیسے لے کر آئیں۔ میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ وہ مرکزی ملزم کو گرفتار کرنے کی یقین دہانی کروادیں۔ مجھے بتادیں کہ وہ کتنے عرصے میں مرکزی ملزم کو گرفتار کرلیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس Call Attention Notice کا جواب دینے کے لئے آج اس معزز ایوان میں R.P.O راولپنڈی خود تشریف لائے ہیں، وہ بڑے upright آفیسر ہیں۔ اس حوالے سے میری ان کے ساتھ تفصیلی discussion ہوئی ہے۔ ان چیزیں کو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے لیکن ان کے پاس ایسے evidences and clues موجود ہیں کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دو تین دنوں میں مرکزی ملزم کو بھی گرفتار کرلیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا Call Attention Notice محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سرگودھا میں تاجر کا اپنے ملازم سے غیر انسانی و غیر اخلاقی سلوک کی تفصیل

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا کے قصبہ کوٹ مومن میں ایک تاجر شیخ حسنین نے تین روز قبل اپنے ملازم محمد بلال کے سر پر پیالہ رکھ کر گولی چلادی جو کہ محمد بلال کے سر میں لگی اور وہ جنرل ہسپتال میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ملزم گرفتار نہ ہو سکا جس کی وجہ یہ ہے کہ چند بااثر افراد ملزم کی حمایت کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تاجر کے خلاف 7/ATA کے تحت چالان مرتب کر کے فوری کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا کے قصبہ کوٹ مومن میں مورخہ 27-01-2010 کو شیخ حسنین احمد ولد محمد ارشد قوم شیخ سکنہ کوٹ مومن نے محمد بلال کے سر پر پیالہ رکھ کر گولی چلادی جو کہ محمد بلال کے سر پر لگی اور وہ مضروب ہو کر جنرل ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر57مورخہ 30-01-2010بجرم 324,148,149 ت۔پ تھانہ کوٹ مومن درج ہو چکا ہے۔ملزمان عدنان سمیع، محمد فرحان، محبوب اور عطاءاللہ کو گرفتار کر کے مورخہ 6-2-2010 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے جبکہ حسنین احمد مورخہ 9-2-2010تک عبوری ضمانت پر ہے۔ملزم انصر بھی گرفتار ہو چکا ہے۔صرف ایک ملزم عرفان عرف فانی کی گرفتاری بقایا ہے، جس کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ مضروب محمد بلال کے بھائی سکندر حیات کو ملزم حسنین احمد نے مقدمہ کی پیروی سے روکنے کے لئے قتل کی دھمکیاں دیں جس پر مقدمہ نمبر74مورخہ 5-2-2010بجرم506 ت۔پ تھانہ کوٹ مومن درج ہوا۔اس مقدمہ میں ملزم حسنین احمد گرفتار ہو کر برائے برآمدگی پسٹل 30بور ریمانڈ جسمانی پر ہے۔

(ج) وقوعہ کے حالات و واقعات کے تحت،درست دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ATA کا اطلاق نہ پایا جاتا ہے۔مقدمہ کی تفتیش اندر میعاد مکمل کر کے چالان عدالت بھجوایا جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کیس میں کسی بااثر شخصیت کی حمایت یا عمل دخل کا عنصر موجود نہیں ہے۔یہ ملزمان آپس میں دوست تھے۔تقریباً تینوں ایک ہی طرح کی class سے تعلق رکھتے ہیں۔کوئی ان میں سے زمیندار نہیں ہے،کوئی ان میں سے بہت بڑا آدمی نہیں ہے،کوئی چھوٹا نہیں ہے۔یہ بالکل ایک status کے لوگ ہیں۔یہ وہاں پر بیٹھے تھے اور ان میں سے ایک نے نشانہ دکھانے کی غرض سے کہا کہ آپ پیالہ سر پر رکھیں اور میں اس کا نشانہ لیتا ہوں جس کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے۔ان ملزمان کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ان کا مقدمہ بالکل merit کے اوپر تفتیش کے بعد عدالت میں پیش کیا جائے گا۔اس میں کسی بااثر شخصیت کا قطعی طور پر کوئی عمل دخل نہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب کے جواب سے تو مطمئن ہوں۔میں خود جا کر کئی مرتبہ اس فیملی سے مل کر آئی ہوں۔یہ شیخ حسنین ایک تاجر ہے اور محمد بلال اس کا ملازم تھا۔آپ بھی ماشاءاللہ دیہی background سے belong کرتے ہیں اور میں بھی دیہی علاقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ہمارے علاقوں میں کبھی بھی مالک کا نوکر یا مزارع سے کوئی ہنسی مذاق یا friendship نہیں ہوتی۔اس معاملے کو معزز House میں لانے کا میرا مقصد صرف یہی ہے کہ یہ ایک غلط کام ہوا ہے۔وزیر قانون صاحب نے اپنے بیان میں خود بھی بتایا ہے کہ ملزمان اس کے بھائی کو قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں تو اس family کو واقعی pressurize کیا جا رہا ہے۔یہ بچہ جنرل ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔یہ اس وقت قومے میں پڑا ہوا ہے تو میری جناب سے صرف یہی گزارش ہے کہ اس کی family کو بھی protection دی جائے اور اس طرح کے arrangements کئے جائیں کہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!یہ میرا علاقہ ہے،میں اس حلقے سے ایم پی اے ہوں۔اگر اجازت دیں تو میں بھی اس حوالے سے کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں بھی اس case کے ساتھ in touch رہا ہوں، اس کے facts سے میں بھی آگاہ ہوں۔ پولیس نے جو investigation کی ہے وہ بالکل merit پر کی ہے۔ وہاں کا ایس۔ ایچ۔ او بڑا honest آدمی ہے۔ آر۔ پی۔ او نے اپنی نگرانی میں یہ ساری investigation کروائی ہے۔ اس میں کسی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوئی ہے۔ یہ بالکل fact ہے، I am ready to testify. بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ شوکت عزیز بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ ان کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اس کو pending کر دیں تو اس تحریک کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک زمرد یا سمین رانا صاحبہ کی ہے۔ ان کا معاملہ dispose of ہو چکا ہے۔ اگلی تحریک احسن رضا صاحب کی ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک کو کل تک کے لئے pending کرنے کو کہا ہے تو اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کل مورخہ 2۔ فروری 2010 بوقت دوپہر 2 بج کر 10 منٹ پر ڈی ڈی او (ایجوکیشن) چشتیاں (بہاولنگر) میڈم بشریٰ اسحاق کو اسمبلی آفس سے ان کے آفس فون نمبر 063-2507340 پر فون کیا تو ان کے آپریٹر جس نے اپنا نام نہ بتایا۔ ٹال مٹول کرنے لگا کہ میڈم مصروف ہیں بعد میں فون کر لینا۔ اس کے بعد میں نے تھوڑا سا زور دے کر آپریٹر سے کہا کہ بہت ضروری مسئلہ پر بات کرنی ہے لہذا آپ میڈم سے فوراً بات کروائیں تو آپریٹر نے فون میڈم کو ملا دیا۔

میں نے جونہی اپنا مدعا بیان کرنے کی کوشش کی تو آفیسر مذکور نے میری ایک نہ سنی اور اپنی بات شروع کر دی اور کہنے لگیں ایسے ہی آئے روز ایم پی اے جب چاہیں تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کام ہے لکھ کر بھیجیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی میں آپ کا فون سننے کی پابند ہوں، آئندہ مجھے فون نہ کرنا اور غصے میں فون بند کر دیا۔ چونکہ مذکورہ آفیسر نے میری بات تو سنی ہی نہ تھی اس لئے میں نے دوبارہ فون ملانے کے لئے اسمبلی آپریٹر سے کہا۔ آپریٹر نے دوبارہ فون ملایا مگر مذکورہ آفیسر کی ہدایت پر اس کے آپریٹر نے فون attend نہ کیا۔ جب مذکورہ آفیسر کا آفس فون attend نہ ہوا تو ایک بار پھر میں نے اسمبلی آپریٹر سے کہا کہ آفیسر مذکورہ کا موبائل فون نمبر 0307-7540447 ڈائل کریں مگر پھر بھی آفیسر مذکورہ نے فون جان بوجھ کر attend نہ کیا۔ عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میرے فرائض میں شامل ہے کہ میں عوامی مفاد اور عوام الناس کی مشکلات میں ان کے حل کی تدبیر کروں اس لئے مجھے آئے روز سرکاری افسران سے رابطہ کرنا پڑتا ہے مگر سرکاری آفیسر تو اپنے آپ کو state کے ملازم نہیں بلکہ عوام کے حاکم تصور کرتے ہیں جو خلاف قانون اور اختیارات سے تجاوز ہے۔ مذکورہ آفیسر کے منفی رویہ، فون جان بوجھ کر بند کرنا اور بعد ازاں فون attend نہ کرنے سے صرف میرا ہی نہیں بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی short statement میں اس میڈم کے رویے کے بارے میں بتا دوں کہ ظفر نامی شخص درجہ چہارم کا ملازم ہے جو چھ ماہ سے سعودی عرب گیا ہوا ہے وہ چونکہ contract ملازم تھا اس لئے محکمہ کی طرف سے اسے رخصت نہ ملی اس کی تنخواہ یہ آفیسر مذکورہ receive کر رہی ہیں۔ اس کی ہمت اور اس کا حوصلہ دیکھیں کہ اسے کسی بات کا کوئی ڈر یا خوف نہیں ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ آپ ایک اور واقعہ دیکھیں کہ عظمیٰ حنا SESE ٹیچر 30-گجیانی میں تھیں اس کے بعد ان کی اسلام آباد میں بھرتی ہو گئی۔ ستمبر 2009 سے یہ آفیسر مذکورہ اس ٹیچر کی تنخواہ خزانے سے اس وقت بھی وصول کر رہی ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اس کو check کرنے والا کوئی نہیں ہے؟ اس ٹیچر کی اسلام آباد میں بھرتی ہو گئی ہے تو یہ اس کی تنخواہ لینے کی حق دار ہیں اور ظفر نامی ملازم درجہ چہارم چھ ماہ سے سعودی عرب میں ہے تو یہ اس کی تنخواہ کیسے وصول کر سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ درجہ چہارم کے ملازم ظفر اور ایک ٹیچر کی تنخواہ وہ وصول کر رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ابھی تک اس تحریک استحقاق کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اسے جمعرات تک دو دن کے لئے pending فرما دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جن دو واقعات کا ذکر کیا ہے اس کی inquiry کروائی جائے کہ عظمیٰ حنا اور ظفر کی تنخواہ یہ کس قانون کے تحت وصول کر رہی ہیں؟ آپ please اس کے لئے کل کا time دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب Thursday کو آئے گا، انشاء اللہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اس سے پہلے میں نے کہا تھا کہ میں راناصاحب کو دو منٹ دوں گا۔ جی، راناصاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنے فرائض کی بات کر رہا تھا کہ ہم اس floor پر عوامی مسائل پیش کرتے ہیں اور کئی دفعہ ہم formalities کو ختم کر کے point of order پر بات لاتے ہیں کیونکہ ان کی اہمیت کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کے اوپر فوری response ہونا چاہئے لیکن تجربہ یہ ہے کہ ہمیں فوری response نہیں ملتا جس کا میں حالیہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جمعرات والے دن اس floor پر دو واقعات پیش کئے ان پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور میری نظر میں دونوں واقعات اتنے serious ہیں کہ ایک جگہ پر پنجاب پولیس کے سپاہیوں کی پٹائی ہوئی، وردیاں پھٹیں اور ان کی گاڑیوں کو نقصان ہوا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ تشریف رکھیں، ہم لاء منسٹر سے پوچھتے ہیں کہ ان واقعات کے بارے میں ان کے پاس کیا جواب آیا ہے؟ جی، راناصاحب! صاحبزادہ صاحب اور پنجاب پولیس کے کچھ ملازمین کے ساتھ بھی وہاں پر ایک واقعہ ہوا، آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کا notice لیتا ہوں اور میں House میں اس کا جواب دوں گا۔ وہ اس کا جواب مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس میں حکم فرمایا تھا کہ میجر رانا عبدالرحمٰن میرے پاس آفس آئیں گے تو اس معاملے کو take up کر کے local administration سے ان کو جواب لے کر دیں گے تو میں ان کا انتظار ہی کرتا رہا ہوں، یہ میرے پاس آئے ہی نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تو آج بھی اجلاس سے پہلے انہیں ڈھونڈتا رہا، یہ میٹنگ میں مصروف تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب آج تشریف لے آئیں یا مجھے تحریراً لکھ کر دے دیں۔ House میں معاملہ اٹھانے کا ایک طریق کار ہے اگر وہ طریق کار نہیں اپنانا تو کم از کم مجھے تحریر کر کے chit دے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں بھی آپ کا حصہ ہوں آپ بھی میرا حصہ ہیں تو House کے اندر جو بات ہوئی تھی اس کا جواب دینا آپ کے ذمے بنتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر صاحب! تھوڑا انتظار کریں میں آج کی بجائے کل اس کا جواب آپ کو لے کر دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل درست ہے۔ میں جواب دینے سے بالکل گریزاں نہیں ہوں لیکن آپ اپنے حکم پر عملدرآمد کروائیں، ان کو میرے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر: میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی آپ سے مل لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے وہ طریقہ بھی آج سے دو سال پہلے اپنایا جو کمیٹیوں کی نذر ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی نہیں، کسی کی نذر نہیں ہوتا آپ فکر نہ کریں، اطمینان رکھیں۔ جی، نوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ مجھے تحریری دیں یا یہ اس کا طریق کار ہے۔ جب بھی کوئی معزز ممبر یہاں پر کوئی بات point out کرتا ہے اس کو valid قرار دیں اور کسی بھی منسٹر کو direction دیں تو وہ معاملہ House کی property بن جاتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پنچایت کی بات ہو رہی ہے اس کو چھوڑ کر اگر انہوں نے اس معاملے پر کوئی action لیا ہے تو وہ

اس House کے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ یہ کسی کے گھر یا کسی کی ذات کا معاملہ نہیں ہے۔ جب ایک بات اس House میں آئی ہے تو اس House کو inform کرنا چاہئے کیونکہ تمام ممبران اس میں حصہ دار ہیں اور اس پر on merit جو بھی بات ہو وہ before the House آنی چاہئے۔ یہ نہیں ہے کہ ان کو میرے پاس چٹھی دے کر بھیج دیں اور وہاں میں انہیں آپس میں settle کرادوں، یہ بات نہیں ہے، بات یہ ہے کہ House میں ایک بات point out ہوئی ہے، ہر ایم پی اے نے اس سے concern feel کیا ہے، اس کو House کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے تاکہ یہ House مطمئن ہو کہ جو action ہوئے ہیں وہ proper ہیں۔

جناب قیصر اقبال سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب قیصر اقبال سندھو: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم نوعیت کے مسئلہ کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ گوجرانوالہ سے لاہور جی ٹی روڈ NHA بنا رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ Minister C&W تو یہاں تشریف نہیں رکھتے، بہتر ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں یہ بات کرلیں، اس طرح سے آپ کو فائدہ رہے گا۔

جناب قیصر اقبال سندھو: جی، ٹھیک ہے، ان کا انتظار کرلیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پیر ولایت شاہ کھگہ کی تحریک ابھی تک dispose of نہیں ہوئی؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 612 آپ نے pending کی تھی تو میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو دو تین ماہ ہو چکے ہیں وہاں سے گورنمنٹ کی property غائب ہوئی تھی وہ آج تک recover نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر میں اور آپ دونوں بیٹھ کر اس کا کوئی notice لیتے ہیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے اس کو pending کر لیں کیونکہ گورنمنٹ کے اتنے قیمتی جانور وہاں سے چوری ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کی اس تحریک کو Thursday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ میں ایک بے ضابطگی کو point out کروں۔

جناب سپیکر: ابھی اجازت نہیں ہے۔ اگلی تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس کا جواب رانا صاحب نے دینا ہے، وہ موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی دو منٹ کے لئے توجہ چاہوں گا کہ حقیقتاً کیا ہو رہا ہے۔ آپ جب مہربانی فرماتے ہیں اور بہت ہی کم مہربانی فرماتے ہیں کہ کسی تحریک التوائے کار کو کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے کئی دفعہ خود بھی گزارش کی اور floor پر بھی کی ہے۔ میں آپ کو صرف چار تحاریک التوائے کار کی قسمت کا حال بتاؤں گا کہ C&W، Private Money Lending پر ہم نے بہت محنت کی تھی، یہاں پر محسن لغاری صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ آپ یہاں سے کسی کام کے لئے مہربانی کرتے ہیں اور کمیٹی کو معاملہ بھیج دیتے ہیں لیکن اس پر کچھ نہیں ہوتا۔ میں آپ سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ یہ کام کرتے ہیں اور آرڈر دیتے ہیں تو اس کے لئے کوئی limit time بھی ہونی چاہئے کہ اتنے دن کے اندر محکمے سے یہ کام کروالیا جائے۔ اس میں ہوا کیا کہ آپ نے مہربانی کی اور ہم نے محنت کی لیکن کل پھر ایک آدمی کو قتل کر دیا گیا۔ اس غریب کا یہی قصور تھا کہ اس نے ایک سود خور سے پیسا لیا تھا، وہ پیسے واپس نہیں کر سکا، وہ بندہ کھلونے بناتا تھا یہ اسمبلی اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آپ مہربانی کرتے ہیں کہ سو میں سے پانچ تحاریک التوائے کار کے بارے میں کہتے ہیں کہ کمیٹی میں جاؤ۔ آپ وہاں کوئی ایسا کام کریں اور limit لگا دیں۔ اب یہ ہو رہا ہے کہ Taxila Estate پر بھی آپ نے مہربانی کی تھی، اول تو وزراء صاحبان آتے نہیں ہیں، بالکل نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو یقین کیجئے کہ وہ ایسے ہی سمجھتے ہیں کہ جیسے سسرال سے کوئی رشتہ دار آ گیا ہے، وقت کو نکالو اور ضائع کرو۔ ان حالات میں کیا کام کیا جا سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک

ایک سال میں کمیٹی نے فیصلہ نہیں کیا تو پھر ہم نے یہاں پر کیا کرنا ہے؟ مجھے اتنی شرمندگی ہے کہ آپ اخبار ''ڈان'' منگوالیں اور دیکھیں کہ اس بندے کی موت کیسے ہوئی اور کس طرح سود خوروں نے اسے مارا ہے کہ وہ سود ادا نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ ایک وزیر آ گئے ہیں، امید ہے کہ دوسرے بھی جلدی آ جائیں گے۔ اگر وہ میری آواز سن رہے ہیں تو پھر ان کو یہ بات سن کر خود بخود ہی سوچنا چاہئے کہ House میں کیا ہو رہا ہے اور کیوں تشریف نہیں لا رہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں سوتے ہوئے بھی آپ کی آواز سنتا ہوں اور آپ کو پتا ہے کہ میں سنتا ہوں۔ کیا یہ نہیں سنتے، مجھے آپ سوتے ہوئے بھی اٹھا لیتے ہیں تو ان کو کیوں نہیں اٹھاتے؟

جناب سپیکر! باغ جناح میں کلب کے معاملے میں آپ نے مہربانی کی تھی۔ اس پر کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تو آپ کی اور معزز House کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ 14 لاکھ روپے کا محکمے نے estimate بنا کر دے دیا کہ ایک دیوار اور weight رکھنے کا ایک ہال بنے گا۔ میں آپ کی وساطت سے House اور صحافی بھائیوں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ میں نے انھیں کہا کہ یہ تو 40 ہزار روپے میں بن جائے گی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ دیکھ لیں کہ اس میں 10 منٹ جا چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب تک وزیر قانون نہیں آئیں گے تو میں اس پر بات کیا کروں گا؟ آپ میری بات تو سن لیں۔ میں آپ کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں کہ جب محکمے نے 40 ہزار روپے کا مان لیا، ریکارڈ پر موجود ہے، سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں وہ نکلوا لیں۔ اس کے بعد کہا کہ ہم 40 ہزار روپے میں بنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد موت آ گئی۔ وہ 40 ہزار روپے میں نہیں بنا سکتے ہیں لیکن میں بنا سکتا ہوں۔ یہ حالات ہیں کہ کمیٹی کے سامنے محکمے کا سیکرٹری یا ڈائریکٹر آ کر کوئی بات مان بھی لے تو ہماری اسمبلی کو یہ وزن دیا جاتا ہے۔ اس بندے کو پھر کیا کہا گیا کہ دیکھ لیں گے جب اسمبلی بلائے گی۔ انھیں 14 لاکھ روپے میں وہ دیوار اور weighting room بنانا منظور تھا جب شیخ علاؤالدین نے کہہ دیا ہے کہ میں 40 ہزار روپے میں بنا دیتا ہوں تو موت پڑ گئی۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اسی سلسلے میں میری ایک گزارش ہے کہ ہماری اسمبلی کے rules اتنے constricting ہیں کہ اگر آپ نے اجازت دی ہے کہ اس مہینے میں میٹنگ ہو جائے تو اس مہینے میں ایک یا دو میٹنگز ہو سکتی ہیں۔ اگر ان میں بات conclude نہیں ہوتی تو اسمبلی کے اگلے اجلاس تک انتظار کرنا پڑتا ہے کہ House سے اجازت ملے اور میٹنگ ہو سکے۔

میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ میں نے بہت ساری rules کی amendments دی ہوئی ہیں۔ آپ Law and Parliamentary Affairs Committee کو بلائیں اور ان rules میں جو ترامیم کرنی ہیں تو اس پر implement کروائیں۔

جناب سپیکر! شیخ صاحب نے ابھی جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے مجھے اس کا convener بنایا گیا تھا اور ہم تین چار دفعہ ملے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک میٹنگ کے بعد دوسری میٹنگ کے دوران چار مہینے کا وقفہ آ گیا کیونکہ چار مہینے اسمبلی نے meet نہیں کیا اور ہم اس کی date extend نہیں کروا سکے اس لئے lacunas پر بہتر working کے لئے rules کو amend کرنے کی طرف ضرور توجہ دیں۔ میری آپ سے یہ دست بستہ گزارش ہے کہ بہت ساری چیزیں اسمبلی کی کمیٹیاں کر سکتی ہیں اور ان rules کی وجہ سے وہ پھنسی ہوئی ہیں کہ نہیں کر رہیں۔ میری طرف سے، میجر صاحب کی طرف سے اور بہت سے ممبران کی طرف سے rules میں ترامیم پیش ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی میٹنگز میں کیا rules حائل ہو رہے ہیں؟

(اذان مغرب)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!مجھے time out دے دیجئے گا کیونکہ 5 منٹ بات کی ہے۔ نماز کے بعد کہیں یہ ہی نہ کہہ دیں کہ وقفہ تحاریک التوائے کار ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!25 منٹ کی تو مہربانی کر دیجئے گا۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ کس طرح آپ 25 منٹ مانگ رہے ہیں، اس کے لئے تو صرف 30 منٹ ہوتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: 30منٹ اور آدھ گھنٹے میں فرق بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب! اس میں سے 5منٹ نکال دیں تو25منٹ ہی رہتے ہیں۔ میں نے تو ایک منٹ بھی extra نہیں مانگا۔

جناب سپیکر: آپ کا time اس وقت شروع ہوا تھا، جب ادھر سے ہم نے ختم کیا۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! اس وقت تو میجر صاحب بات کر رہے تھے۔ وہ میرے کھاتے میں تو نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب کی بات اس میں شامل نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! 15منٹ تو دیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وقفہ نماز کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ نماز کے لئے 15منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے 15منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر دوبارہ 6:15 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ہوا طریقہ کہ آپ نے میرا نام پکارا اور میں بھاگتے ہوئے حاضر ہو گیا ہوں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمان جاری ہو۔ (قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہماری یہ روایت بنتی جا رہی ہے کہ جس چیز کو خطرناک سمجھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اسے بند کر دو۔ جس طرح پنجاب کی ثقافت کی عکاسی

کرنے والے ہمارے بے شمار تہواروں کو آہستہ آہستہ غیر ضروری اور خطرناک کہہ کر بند کیا جارہا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ اسمبلی میں بیٹھ کر ان چیزوں کو ختم کرتے جائیں بلکہ ہمارا کام یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جس سے نقصان ہوتا ہو اسے بند کرنا ضروری ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، جی۔ اس میں موجود نقائص کو دور کر کے عوام کو تفریح مہیا ہونی چاہئے۔ ہمارے پنجاب کی ثقافت گھڑ دوڑ، نیزہ بازی، گھڑ ناچ اور dog fighting وغیرہ کے events کو کبھی دہشت گردی کے نام پر اور کبھی law & order کے مسئلے کے حوالے سے بالکل ختم کیا جارہا ہے اور بسنت لاہور کا ایک بڑا اہم تہوار تھا جسے خطرناک کہہ کر بند کر دیا گیا کہ اس میں لوگوں کی گردنیں بھی کٹیں اور ان کی ہلاکتیں بھی ہوئیں لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ اس تہوار کو ہی ختم کر دیا جائے۔ خطرناک اور دھاتی ڈوروں کا اکثر ذکر کر کے اس تہوار کو ban کیا جاتا ہے تو ان دھاتی ڈوروں پر پابندی ہونی چاہئے کہ یہ نہ بنائیں۔ چونکہ موسم بہار آرہا ہے تو اس تہوار کو ختم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے کروڑوں اربوں روپے حکومتی خزانے میں آتے تھے اور لوگوں کو ایک بڑی سستی تفریح مہیا ہوتی تھی۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ایک آدھ دن کی بات ہوتی ہے تو اس کے لئے اگر کوئی بہتر اقدامات کئے جائیں تو وہ ضروری ہیں کیونکہ یہ میلے ٹھیلے اور یہ تہوار ہمارے پنجاب کی ثقافت اور روایت ہیں جن سے لوگوں کو تفریح میسر آتی ہے۔

معزز ممبران: یہ ہندوؤں کا تہوار ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے کہ یہ تہوار آپ کا نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اسے ہندوؤں کا تہوار کہہ کر بند کر دیا جاتا ہے۔ یہی ہماری بہنیں سٹار پلس دیکھ لیتی ہیں اور بسنت کو ہندوؤں کا تہوار کہہ کر بند کرا دیتی ہیں۔ یہ چین سے شروع ہوئی تھی اور اسے ہندوستان سے تو ویسے ہی منسلک کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چین تو ایسے فضول کام کرتا ہی نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ تاریخ پڑھ کر دیکھیں۔ تاریخ فضول نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اسی بابت بات کرنا چاہتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے جیسے فرمایا کہ تیز دھار ڈور پر پابندی عائد کی جائے تو اس پر باقاعدہ پابندی عائد کی جا چکی ہے لیکن پھر بھی لوگ اس تیز دھار ڈور کا استعمال کرتے ہیں جس سے پچھلی دفعہ بھی معصوم قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا تو پھر حکومت پنجاب نے اس کا سختی سے نوٹس لیا اور پھر اس پر پابندی عائد کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا کھیل یا کوئی میلہ یا تہوار جو بہت سی معصوم جانوں کے ضیاع کا باعث بنے، معصوم جانوں سے کھیلنے کا باعث بنے ہمیں اسے condemn کرنا چاہئے۔ ہم یہاں پر قوم کے محافظ ہونے کی حیثیت سے بیٹھے ہیں، یہاں پر عوام کو facilitate کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، ہم یہاں قوم کو کوئی مشکلات دینے کے لئے نہیں بیٹھے۔ ہم ایسی پالیسیاں مرتب کرنے کے لئے بیٹھے ہیں جو اُن کو تحفظ فراہم کرنے کے حوالے سے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت پنجاب نے جو پابندی عائد کی ہے ہم بالکل اس پر عمل پیرا ہیں۔ ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ کسی معصوم بچے یا کسی معصوم زندگی کا کسی تہوار کے نام پر گھراؤ کرے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ اس کا حل ہو۔ میں نے صبح بھی آپ سے گزارش کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کا وقت شروع ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں، یہاں پر تحاریک استحقاق کے لئے بھی وقت ہوتا ہے، مجھے بات کر لینے دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں پر جانوں کے ضیاع کی اجازت نہیں دیں گے۔۔

جناب سپیکر: جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو پھر اس وقت آپ اس پر بات کر لینا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس session میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو اب چھوڑ دیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہے۔ شاہ صاحب! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے صرف ایک فقرہ بولنے کی اجازت لوں گا۔ میرے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب نے اس کو پنجاب کا تہوار کہا ہے حالانکہ وہ ایک شاتم رسول کی پھانسی کے اوپر ہندوؤں نے مغل گورنر ذکریا کے حکم سے شروع کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ بھی اس کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار نمبر627 ہے یہ pending چلی آ رہی ہے۔ اس میں میرے اور آپ کے حلقے کا بھی مسئلہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کر دوں یا پھر لاء منسٹر صاحب کو آنے دیں کیونکہ کچھ حقائق اس House کے سامنے آنے ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو کل لے لیں گے، اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو کل لے لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری ایک اور تحریک التوائے کار نمبر 13، تیس سال سے زیادہ عمر کی خواتین کی نوکریوں کے بارے میں ہے۔ اس کا بھی جواب نہیں آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر627 کا جواب موصول ہو چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب تحریک التوائے کار نمبر627 پر بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو کل تک pending کر چکے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کل تک کے لئے pending ہو گئی ہے۔ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری اور بھی تحاریک ہیں لیکن جو پڑھی جا چکی ہے وہ تحریک التوائے کار نمبر 13 ہے۔

جناب سپیکر: وہ میں بعد میں دیکھوں گا۔ اب شہریار ریاض صاحب کی تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر633 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!شاہ صاحب مجھ سے شکوہ کر رہے ہیں۔ آپ بسنت کی بھی اجازت دے دیں اور زہریلی شراب سے جو لوگ مر رہے ہیں شراب پینے کی بھی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! چلیں چھوڑیں۔ منسٹر صاحب! آپ تحریک التوائے کار کا جواب دیں گے؟

حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ محکمہ تحریک التوائے کار میں اٹھائے گئے مسئلہ سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہے۔ ایسی خواتین جن کی کئی وجوہات کی بناء پر شادی نہیں ہو سکی ان کے بنیادی طور پر دو بڑے مسائل ہوتے ہیں۔ جن میں سر فہرست ان کو معاشی استحکام فراہم کرنا اور دوسرا ان کو معاشرے میں اہمیت دلوانا ہے۔ ایسی خواتین کو معاشی استحکام فراہم کرنے کے لئے ان کی مستقل بنیادوں پر مالی امداد کرنا موجودہ حالات میں ممکن نہ ہے تاہم ایسی خواتین کو تربیت کے مواقع فراہم کر کے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ حکومت پنجاب کے کئی محکمہ جات جن میں محکمہ سماجی بہبود بھی شامل ہے خواتین کو تربیت دینے کے پروگرام چلا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تمام محکمہ جات کو ہدایت کی جائے کہ وہ ایسی خواتین جو غیر شادی شدہ ہوں اور ان کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو ان کے لئے اپنے تربیتی اداروں میں کوٹا مختص کریں یا پھر ان کو داخلے کے وقت اہمیت دی جائے تاکہ وہ تربیت حاصل کر کے خود انحصاری حاصل کر سکیں اور معاشرے میں ایک مفید شہری کا کردار ادا کر سکیں۔ مزید برآں محکمہ سماجی بہبود نے عمر رسیدہ خواتین کے لئے old age homes قائم کئے ہوئے ہیں جن میں ایسی خواتین کو بھی داخلہ دیا جاتا ہے۔ فی الحال تین old age homes ضلع لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں اور عنقریب ضلع ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی old age homes کام کرنا شروع کر دیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ایسی سہولیات

میں مستقل اضافہ کیا جائے۔ مزید برآں محکمہ کو اس سلسلے میں ایوان کی طرف سے اگر تجاویز بھیجی جائیں گی تو وہ ان پر عمل پیرا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ میری تحریک کا جو gist ہے اور جو essence ہے وہ یہ ہے کہ 31 سال یا اس سے اوپر کی جو خواتین ہیں ان کو 17,18 فیصد ملازمتوں میں حصہ اس لئے دیا جائے کہ جن کی شادیاں نہیں ہوتیں اگر ان کو ملازمتوں میں حصہ دے دیا جائے تو میرے تجربے کے مطابق چھوٹی چھوٹی نوکریوں کی وجہ سے ان کی شادیاں ہو جاتی ہیں۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ چالیس سال and above کے لئے بھی کوئی بات نہیں ہو رہی ہے کہ ہاں ہم نے لازمی تمام محکموں کو یہ کہہ دینا ہے کہ یہ کوٹا 17,18 فیصد ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کی اجازت دیں اور 17,18 فیصد کوٹا ان خواتین کو دے دیں جن کے حالات بہت خراب ہیں۔ یہ خیرات نہیں لینا چاہتیں، جیسا انہوں نے کہا ہے کہ ان کی کوئی مالی مدد کی جائے تو ایسی بات نہیں ہے۔ ان کو باقاعدہ معاشرے کی main stream میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے 17 یا 18 فیصد کوٹا fix کیا جائے تاکہ یہ ساری عمر اپنے بھائیوں کے بچے نہ پالتی رہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محکمہ سوشل ویلفیئر سے منسلک محکمہ بہبود آبادی ہے اس کے حوالے سے اس پر کام ہو رہا ہے اور ان کی تربیت کا کام ہو رہا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تمام محکموں کو دینا چاہئے تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس میں 10 فیصد کوٹا خواتین کا already علیحدہ سے مختص ہے۔ شیخ صاحب تیس سال سے above اور چالیس سال کی درمیانی عمر کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے لئے میں بات کر رہا ہوں کہ یہاں پر ایوان جو

discuss کرتا ہے اس کی روشنی میں اور جو Chair یہاں پر فیصلہ کرے گی اس پر ہم یہاں عمل پیرا ہوں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ آپ اس کو منظور کرلیں، اس میں خواتین کو بھی بولنا چاہئے۔ خواتین کو بھی پتا ہے کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ یہ خواتین بے چاری ساری عمر گھر کے سودے لانے یا بھائیوں کے بچے پالنے میں لگی رہتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کو آپ منظور کرلیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے، اب آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نوٹس سے کچھ نہیں ہو گا، یہ آپ بھی جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ جو بھی کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر تمام محکموں کو آپ ruling دے دیں کہ سب محکمے اس کو دیکھیں یہ سوشل ویلفیئر کچھ نہیں کرے گا۔ سوشل ویلفیئر تو ان کی اپنی ویلفیئر ہے۔ آپ کی بہت مہربانی، آپ اس کو سب محکموں کے لئے کر دیں۔ آج آپ کا موڈ اچھا ہے، سب خواتین کے لئے مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ چونکہ پنجاب کی خواتین کا مسئلہ ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کی اس قرارداد کی روشنی میں اگر آپ implementation کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دے دیں اور یہ معاملہ اس کمیٹی کے سپرد کر دیں تو بہتر ہے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ جن سفارشات پر یہاں House میں discussion ہو کمیٹی اس House کی سفارشات کی روشنی میں عمل پیرا ہو سکے۔

جناب سپیکر: یا تو پھر اس پر دو گھنٹے کی discussion ہو سکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو کسی بھی کمیٹی کو دے دیں اور منسٹر صاحب بات صحیح کہہ رہے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگلے session میں کوئی دو گھنٹے کی اس پر بحث رکھ لی جائے، خواتین کے اس مسئلہ کو اجاگر کیا جائے اور اس پر کوئی سیر حاصل گفتگو ہو جائے تاکہ اس پر implement کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو ہم بحث کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے اس پر بڑی مہربانی کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس میں رائے لینی پڑے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں بولنا چاہتی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کی رائے سن لیں ورنہ مجھے کچھ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ ادھر میرے پاس آئیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری ہر بات کو حسن مرتضیٰ مذاق میں ڈال دیتا ہے۔ یہ عورتوں کا معاملہ ہے اور عورت کے معنی پاک صاف اور پاکیزہ کے ہیں اور یہ عورتوں کے معاملے کو ٹھنڈا کیوں ہونے دیتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اعجاز احمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بات ابھی شیخ صاحب فرما رہے تھے یہ ایک بنیادی نوعیت کا issue ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!کیونکہ آپ نے اس کو pending کر دیا ہے تو میں اسی subjectپر بات کرنا چاہ رہا تھا،اب جب یہ دوبارہtake upہو گا تو میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔nextسیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی تحریک تھی یہ پڑھی گئی تھی؟

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!یہ پڑھی گئی تھی اور میں نے moveکی تھی لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ بات کرتی ہوں کہ یہ تین دفعہ already pendingہو چکی ہے اور آج انشاءاللہ چوتھی دفعہ ہو گی کیونکہ منسٹر صاحب آج بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!کل کے لئےpendingکر دیں۔

جناب سپیکر:جی،کل کے لئے pendingکرتے ہیں۔nextرانا بابر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔وہ نہیں ہیں، یہ next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور nextتحریک التوائے کار بھی رانا بابر صاحب کی ہے اور یہ بھی next weekتک کے لئے pending کی جاتی ہے۔nextمحترم نوید انجم صاحب کی ہے۔

ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر لینڈ مافیا کا ناجائز قبضہ

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔145لاہور کی آبادی ہربنس پورہ میں"راجہ صاحب"کی سینکڑوں کنال اراضی تھی جو بحق سرکار حکومت پنجاب کی ملکیت تھی۔اب یہ اراضی چند کنال باقی رہ گئی ہے۔اکثر اراضی قبضہ گروپوں نے قبضہ کر کے جعلی کاغذات بنا کر اپنے نام کروائی اور پھر چند دنوں کے اندر اس اراضی کے پلاٹ بنا کر فروخت کر دی گئی۔چند روز قبل ایک قبضہ گروپ نے 200سے 300کنال"راجہ صاحب"کی اراضی پر قبضہ کیا اور یہ اراضی پلاٹوں کی صورت میں فروخت کیا جارہا

ہے۔اس علاقہ کے لوگوں نے محکمہ مال اور دیگر متعلقہ اداروں کو اس قبضہ کے بارے میں درخواستیں بھی دیں اور خود جاکر بھی متعلقہ افسران کو مطلع کیا مگر اس قبضہ گروپ کے خلاف کارروائی نہیں کی جارہی ہے کیونکہ اس قبضہ گروپ میں علاقہ کی اعلیٰ سیاسی شخصیت ملوث ہے جو قبضہ کرنے والوں میں خود شامل ہے حکومت کا کوئی بھی محکمہ اس اربوں روپے کی سرکاری اراضی کو ان سے واگزار کروانے کے لئے اقدامات نہیں کررہا ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر827/09 کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ڈی او(آر)لاہور کی رپورٹ کے مطابق موضع ہربنس کا کل رقبہ2738 ایکڑ بمطابق مسل حقیت سال40-1939 ملکیتی رانی چھاؤلی بیوہ راجہ کیرتی سنگھ،بلیشور سنگھ، سرندر سنگھ پسران کنور ہرچرن سنگھ ہے۔ جومابعد بروئے انتقال نمبر330 تبدیل ملکیت بروئے چٹھی نمبر392 مورخہ 12-08-1959 بحق سنٹرل گورنمنٹ ہو گیا تھا۔اس کے بعد مختلف اوقات میں رقبہ مختلف لوگوں کے نام پر الاٹ ہوا اور اس رقبہ پر مختلف لوگوں نے مختلف ہاؤسنگ سکیمیں بنا کر لوگوں کو پانچ اور دس مرلہ کے پلاٹ کی شکل میں فروخت کر دیں اور لوگوں نے اس پر مکانات تعمیر کر لئے۔ مابعد آمدہ حکم جناب ڈی او(آر)صاحب کلکٹر ضلع بروئے چٹھی نمبری HV®1069 مورخہ 04-11-04 کو تمام انتقالات خارج ہو کر رقبہ مذکورہ واپسی ملکیتی سنٹر گورنمنٹ ہو چکا ہے۔یہ درست نہ ہے کہ چند روز قبل ایک قبضہ گروپ نے 200 سے 300 کنال مذکورہ اراضی پر قبضہ کر کے اس کے ارد گرد چار دیواری کی ہے بلکہ حالات واقعات کچھ اس طرح سے ہیں بروئے انتقال نمبر6596 تبدیل ملکیت بنام وارثان شہزادی امر و بخت، نواب افضل، محمد خان، نواب معین الدین خان بحصہ برابر رقبہ تعدادی 202 کنال ایک مرلہ کا انتقال درج رجسٹر ہو کر مورخہ 18-03-1989 کو منظور ہوا۔ مابعد بروئے انتقال نمبری 8626 بیع دستاویز نمبر1451 مورخہ 06-06-1991 منجانب نواب معین الدین خان بحق اتفاق کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹڈ شبستان سنیما ایبٹ روڈ لاہور بذریعہ شیخ روحیل اصغر ولد شیخ محمد اصغر (2) مقصود اقبال ولد شیخ

عنایت علی(3) محمد ارشد ہیرا ولد عبدالحمید رقبہ تعدادی 101 کنال کا انتقال درج ہو کر مورخہ 09-06-1991 کو منظور ہوا۔مابعد آمدہ حکم جناب ڈی او(آر)صاحب کلکٹر ضلع بروئے چھٹی نمبر1069 ®HV مورخہ 04-11-04 انتقال نمبر6596 خارج ہو چکا ہے۔رقبہ مذکورہ واپسی ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہو چکا ہے۔رقبہ کا مقدمہ عدالت عالیہ جناب جسٹس اصغر حیدر کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی رٹ پٹیشن نمبر 67R/08 ہے۔موقع پر شیخ روحیل اصغر وغیرہ کی رقبہ تعدادی پچاس کنال پر چار دیواری کی ہے۔بالکل حکومت قبضہ گروپوں سے سرکاری اراضی واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور چار مرتبہ آپریشن کر کے تقریباً64 کنال اراضی واگزار کرائی جاچکی ہے اور باقی رقبہ واگزار کرانے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں اگر کوئی ناجائز طور پر رقبہ سرکار پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف بروقت کارروائی کر کے قبضہ واگزار کرایا جاتا ہے اور اس کے خلاف متعلقہ تھانے میں FIR درج کرائی جاتی ہے۔میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بالکل اس بات پر حکومت نے نوٹس لیا ہے اور تقریباً چونسٹھ کنال کے قریب جو اراضی ہے وہ واگزار کرائی جاچکی ہے۔باقی جن کی بابت معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے اگر وہ اس مد میں آتے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی عمل میں آئے گی لیکن جو رپورٹ کی روشنی میں بتایا گیا ہے وہ صرف ان لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے جن کی بالکل process کے ساتھ اور محکمانہ طور پر الاٹمنٹ بنتی تھی اور اس کے بعد ان کا انتقال منظور ہو چکا ہے۔شکریہ

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!انہوں نے جو بات کہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!اب اس پر بحث تو ہو نہیں سکتی۔

جناب محمد نوید انجم: Last time بھی اسمبلی میں بات ہوئی تھی۔منشی جنہیں عرف عام میں پٹواری کہا جاتا ہے یہ ہمارے وزراء صاحبان کو misguide کرتے ہیں اور House on the floor of the انہیں face کرنا پڑتا ہے۔اس وقت 202 کنال اراضی پر قبضہ ہوا ہے، write petition انہوں نے خود پڑھی ہے جو کہ ہائی کورٹ میں pending ہے۔2008 میں یہ ہائی کورٹ کے اندر stay ہوا ہے، stay کی موجودگی میں اس کی possession لی گئی ہے، اس کی چار دیواری بنائی گئی ہے، اس کے اندر سڑکیں بنائی گئی ہیں، اس کے اندر سیوریج سسٹم بچھایا گیا ہے اور اس کے

اندرelectricity poles کھڑے کئے گئے ہیں۔ یہ سارا کام جِنات نے نہیں کیا، انسانوں نے کیا ہے اور یہ سب ایک سال میں ہوا ہے۔ میں نے ایک سال پہلے یہ تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی۔ ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اور انہوں نے یہ خود admit کیا ہے کہ یہ ہائی کورٹ میں stay ہے، یہ stay order کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے اور اس وقت وہ جگہ گورنمنٹ کالج کے نام پر یونیورسٹی بنانے کے لئے انتقال شدہ ہے، اگر یہ کہیں تو میں ملکیت فرد کی کاپی انہیں دے دیتا ہوں۔ یہاں پر قبضہ گروپوں کو پروٹیکشن دی جارہی ہے اور اس میں ریونیو سے متعلقہ حکومتی لوگ involve ہیں۔

جناب سپیکر: حکومتی لوگ ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ جو ڈی ڈی او (آر) یا پٹواری لگائے جاتے ہیں، انتظامیہ کے جو لوگ ہیں یہ سارے اس میں involve ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! نوید صاحب کی طرف سے illegal encroachment کی بات آئی ہے۔ میں یہاں پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی matter جو عدالت میں pending ہو یا عدالت میں زیر سماعت ہو، میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے اگر یہ بات کر رہے ہیں کہ stay کی violation ہوئی اور وہاں پر چار دیواری بنائی گئی تو اس کا نوٹس عدالت نے لینا ہے اور جو چیزیں عدالت میں چلی جاتی ہیں تو جب تک ان کا فیصلہ نہیں آجاتا سچ اور جھوٹ کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا موقف یہ ہے کہ stay پٹواری کے پاس درج ہے، اسے پٹواری نے روکنا ہے، انتظامیہ نے روکنا ہے یا میں نے جا کر روکنا ہے؟ stay کی موجودگی میں وہاں سارا قبضہ کیا گیا ہے، وہاں plotting کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ بات بھی سُنیں ناں!

جناب محمد نوید انجم: Plotting declare کر کے پھر وہ مظلوم بن جائیں گے۔ پھر انہیں کچی آبادیوں سے مالکانہ حقوق دلوائے جائیں گے۔ میرے خیال میں یہ آدھی سرکاری اراضی تو۔۔۔

جناب سپیکر: Subjudice mater کو ہم یہاں discuss نہیں کر سکتے۔ آپ کی مہربانی، آپ کی بات ان کے نوٹس میں آگئی ہے، وہ اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ابھی نہیں بنا سکتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ بہت serious matter ہے۔ یہ سرکار کی اراضی ہے جس کا کالج بنانے کے لئے انتقال ہوا ہے اور اس پر plotting کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان سے رابطہ کرلیں، وہ آپ کو اس بارے میں صحیح guide کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ کس بات پر ہیں؟ حضرت! آپ سُنائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر اس subject پر ہے کہ یہاں پر اس بات کو confuse کیا جارہا ہے۔ جہاں پر state کی land کے اوپر قبضہ ہو رہا ہو چاہے وہ case کسی بھی درجے کی عدالت میں pending ہو اور اس کے اوپر اگر انتظامی افسر قانونی ذمہ داری پوری نہ کرے، اپنی آنکھوں کو شعوری طور پر بند کرلے اور وہاں پر عدالت میں جاکر بھی اس قسم کے قبضے کو معزز عدالت کے علم میں نہ لائے تو اس معزز House کے اندر یہ معاملہ agitate بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ماشاءاللہ بہت بڑے وکیل ہیں، مجھے پتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اس پر مزید بحث نہیں ہو سکے گی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ دو سو کنال اراضی کا معاملہ ہے۔ یہ سرکاری اراضی ہے۔ اسے یا تو اگلے session تک pending کر دیں یا کمیٹی کے سُپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کے مسئلے کو حل کروائیں گے انشاءاللہ۔ جس کسی نے بھی اس میں غلط کیا ہو گا وہ خود اس کا حساب لیں گے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: No۔ اب اس کا ٹائم ختم ہو گیا۔ ملک خرم علی خان مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ جی، ملک خرم علی خان صاحب!

مسودہ قانون پنجاب پرائیویٹ بورڈ مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک خرم علی خان: جناب سپیکر! میں

The Punjab Privatization Board Bill 2010 (Bill No.10 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں

۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کی گئی۔ اب legislation کا کام شروع ہوتا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ابھی ابھی وقوع پذیر ہونے والے ایک افسوسناک واقعہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ شیخ رشید صاحب جو کہ راولپنڈی سے candidate تھے ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ ان کے دفتر میں چار آدمی مارے گئے اور وہ خود بھی زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ کسی بھی پارٹی کا کوئی بھی candidate ہو اس کی جان بہت قیمتی ہے۔ بہر حال سب سے پہلے وہ پاکستانی ہے اور وہ اس ملک اور قوم کے لئے، کام کرنے کے لئے سیاست میں آتے ہیں۔ اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ اس پر سب ہی کے دلوں میں تحفظات ہیں کہ ایک الیکشن ہونے جا رہا تھا اور اس کے candidate پر اس طریقے سے قاتلانہ حملہ ہونا باعث افسوس ہے۔

جناب سپیکر: اب legislation کا وقت شروع ہوتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب! آپ فرمائیں! ارشاد جاری کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

گورنر کی طرف سے واپس کئے گئے مسودہ قانون کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں Rules of Procedure کی کتاب میں سے Rule 113 پڑھوں گا جس کے تحت یہ بل ابھی آیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:۔

> When a Bill passed by the Assembly is returned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specific provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered, the Secretary shall circulate the message to the members and shall also send an

intimation to that effect to the Minister for Law and Parliamentary Affairs to the Minister-in-charge.

جناب سپیکر!اس کو یہاں پرcirculateہونے کی ضرورت تھی۔

جناب سپیکر: جی،میرے خیال میں آپ ذرا اپنی یادداشت قائم کریں۔ میری اطلاع کے مطابق 09-12-2009. کو اسمبلی سیکرٹریٹ کے سیکرٹری کی طرف سے آپ کو یہ messageجاری ہو چکا ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس وقت یہ بل واپس اسمبلی کوreferہوا گورنر صاحب نے اس پر اعتراض لگا کر اس کو واپس بھیجا اس کے اندر جو بھی تبدیلی کہی گئی تھی میں گورنر صاحب کا خط جو ابھیcirculateہو کر ہمیں ملا ہے اسی کے اندر سے پڑھ کر سناتا ہوں۔اس کا جو(iv)point ہے جو یہPrincipal Secretary to the Governorنے لکھ کر بھیجا ہے احمد نواز سکھیرا صاحب نے01-12-2009 کو انہوں نے کہا ہے کہ:

Since the Bill has been passed by the Provincial Assembly, it will, therefore, be appropriate if it is again placed before the Provincial Assembly for reconsideration in the light of his above observations read with Paras 5 and 6 ante, in terms of Article116(2) (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ اپنی سیٹ پر جایئے پلیز !لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے، بہت ضروری بات ہو رہی ہے۔جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!جب یہ بل گورنر صاحب نے اس اسمبلی کو واپس بھیجا ہے تو ہماری اسمبلی کا ایک طریق کار ہے کہ بلHouse کی کمیٹی کے اندرconsiderہوتے ہیں اور پہلے بھی یہ بل کسی کمی کوتاہی کے ساتھ پاس ہو کر چلا گیا ہے اس لئے بہتر تھا کہ لاءڈیپارٹمنٹ اس بل کو دوبارہ vetکرے اور پھر بھی اگر کوئی ایسی قباحت ہے تو ایڈووکیٹ جنرل پنجاب یہاں پر آ کر اس بل پر ہمیں

اپنی رائے دے سکتے ہیں کہ اس بل کے اندر یہ کام ہو رہا ہے۔ اس کے بعد جو میری سمجھ ہے اور اگر میری سمجھ میں کہیں غلطی ہے تو مجھے مہربانی فرما کر ضرور بتا دیں۔ یہ بل کمیٹی کے اندر پیش ہونا چاہئے کمیٹی کو ہی اسے consider کرنا چاہئے اور پھر یہ بل House کے اندر reintroduce ہونا چاہئے۔

MR. SPEAKER: Have you ever been a student of law?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: No sir, I have not been a student of law.

مہربانی فرما کر میری بات تو سن لیں۔ مجھے بات کرنے کی تو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: اس بل کو House کی کمیٹی کے پاس جانا چاہئے تھا اور House کی کمیٹی کے متعلق میں بار بار یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم House کی کمیٹی کو empower کریں اور اگر ہم اپنی House کمیٹی کو empower کریں گے تو یہ اسمبلی اپنی House کمیٹی سے derive power کرے گی اور یہ floor طاقتور ہو گا۔ اس کو House کی کمیٹی کے اندر جانا چاہئے تھا وہاں سے یہ بل تبدیلیوں کے ساتھ House میں reintroduce ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد جو اسمبلی کا اپنا three clear days والا procedure ہے وہ ہونا چاہئے تھا اور اس کی copies circulate ہونی چاہئے تھیں۔ اگر اپوزیشن نے اس میں کوئی ترمیم دینی ہے تو ہمیں بھی اس میں participate کرنے کا ایک chance ملنا چاہئے تھا۔ اس سارے process کو ہم نے bypass کیا ہے، اس میں ہم نے short cut لگایا ہے اس لئے میرے خیال میں میرا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے اور میں نے وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا کیونکہ ہمارا آپس میں یہ طے ہو چکا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا جائے گا اس لئے میں نے انتظار کیا۔ وقفہ سوالات کے بعد بھی میں نے کوشش کی تو آپ نے فرمایا کہ جس وقت یہ قانون آئے اس وقت point out کریں۔ آپ House کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی بلا کر اس میں یہ معاملہ discuss کر لیتے وہاں پر بھی یہ discuss نہیں ہوا اور یہ بیچ میں گھسیڑ دیا گیا ہے اس لئے میں نے یہ raise point of order کیا تھا۔ پہلے بھی میں یہی کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا آپ نے

کہا انتظار کرو، میں نے انتظار کیا۔ اب بھی appropriate وقت ہے لہذا اس کا مہربانی کر کے اگر جواب دے دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: میں ان سے جواب لے رہا ہوں، وہ آپ کو اس کا جواب دیں گے، رانا صاحب! جو بات انہوں نے کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو 113 rule ہے اس کو غالباً محسن لغاری صاحب نے پڑھا ہو گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے پڑھ لیا ہو گا لیکن آپ قانونی طریقہ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر آپ کا حکم ہے تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں کسی جگہ پر یہ بتا دیں کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کیا جائے گا۔ 1 rule ہے کہ:

> "When a Bill passed by the Assembly is retuned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered, the Secretary shall circulate…"

جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ circulate ہو چکا ہے۔

> The message to the members and shall also send an intimation to that effect to the Minister for Law and Parliamentary Affairs and to the Minister-in-charge.

MR SPEAKER: "shall"-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب اس کے اوپر پوری طرح سے عملدرآمد ہو چکا ہے۔ آپ نے جو intimation مجھے بھیجی وہ مل گئی جو آپ نے circulate کیا ہے وہ message سب کو circulate ہو گیا ہے اور message بھی صرف اتنا ہے کہ Chancellor کی جگہ پر Patron کا لفظ لکھا

جائے۔یعنی اس میں کوئی لمبی چوڑی amendment ہے اور نہ ہی principal کو discuss کیا گیا ہے اور نمبر2 میں ہے کہ:

> The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill.

اب reconsideration of the Bill کے لئے تو House میں ہی لانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: reconsideration کے لئے آپ کے پاس آرہا ہے، اب آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس بل میں ترمیم لائی جاتی ہے جو بل پاس ہوا ہوتا ہے اور جو بل بن چکا ہوتا ہے بل اس وقت بنتا ہے جب گورنر اس پر sign کرتا ہے۔ اس کو گورنر نے sign نہیں کیا۔ میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ ہم یہاں سے عجلت میں جو بل کو نکال لیتے ہیں اور ابھی ہم نے ایک اور بل بھی عجلت میں پاس کیا ہے شاید اس پر بھی گورنر صاحب sign نہ کریں کیونکہ وہ بھی آئین کے بالکل متصادم ہے، آئین کی spirit کے بھی خلاف ہے اور گورنر صاحب نے جو ہدایات دی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ:

> Any changes in Bill is felt necessary can only be effected through an amendment, be passed by the Provincial Assembly.

صوبائی اسمبلی میں کسی بل کو لانے کے لئے کمیٹی کی stage میں سے ہو کر آنا ضروری ہے چاہے ایک comma بھی تبدیل کرنا ہو۔ وہ House کی کمیٹی کی jurisdiction ہے اور House کی کمیٹی کا یہ کام ہے کہ اس کو consider کرے۔ ہاؤس کی کمیٹیاں اس لئے ہیں، اگر گورنر صاحب نے کہا ہے کہ اس کو تبدیل کرو تو لاء ڈیپارٹمنٹ والے تبدیل کر کے اس کو vet کریں۔ میری تو یہ بھی گزارش ہے کہ اس مسئلے پر ایڈووکیٹ جنرل کو بلائیں وہ ہمیں آکر اس مسئلے پر brief کریں کیونکہ یہ ان کا کام ہے، ان کو آئین قانون اور رولز اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی بل پر اگر کوئی clarification چاہئے تو ہم ان کو بلا کر پوچھ سکتے ہیں کہ مہربانی کر کے ہمیں یہ سمجھائیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کے through آپ کے پاس آنا چاہئے تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں نے ابھی جو rule پڑھا ہے اس کے جو سب سیکشن رہ گئے تھے میں وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ سب سیکشن نمبر (1) میں نے پہلے پڑھ دیا ہے۔ نمبر 2 میں لکھا ہے کہ:

> The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill or any provision thereof or any amendments suggested therein on the basis of the message.

اب اس میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ نوٹس جو ہے وہ سیکرٹری کو دینا ہے اور message سے متعلق دینا ہے۔ اس کے بعد نمبر 3 ہے۔

> The Secretary shall, as soon as may be, include the item of consideration or reconsideration as the case may be, in the List of Business.

اب اس میں کمیٹی کہاں سے آ گئی اور کہاں سے یہ فرما رہے ہیں کہ گورنر صاحب آئیں؟

جناب سپیکر: پتا ان کو بھی چل گیا ہے لیکن وہ بس۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں نے ایڈووکیٹ جنرل کا کہا ہے۔ کوئی بھی ترمیم لانے کا طریقہ through committee ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں کہ کمیٹی کو bypass کر کے آئے گا۔ آپ بالکل اس کے مجاز ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کمیٹی کو bypass کر کے ترامیم لانی ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ادھر نہیں جا سکتا۔ کمیٹی نے اس کو پاس کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ترمیم دینے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی پہلے ہی اس بل کو پاس کر چکی ہے، یہ House پاس کر چکا ہے، House نے صرف اس message کو consider کرنا ہے، اس میں ترمیم دینے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ایک سٹینڈنگ کمیٹی نے پاس کیا ہے، گورنر نے اس کو مسترد کر دیا ہے اس طرح سے مجھے لگتا ہے کہ ابھی ہم نے جو لوکل گورنمنٹ والا ایکٹ پاس کیا ہے کہیں وہ بھی مسترد نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا اعتراض ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ان چیزوں کو ہمیں debate کرنا چاہئے اور ان چیزوں کو ہمیں House کی کمیٹی کے اندر زیر غور لانا چاہئے۔ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں پر بلا کر ان کی presentation لینے میں کیا بُرائی ہے؟

جناب سپیکر: اس نے کمیٹی کی بجائے House میں پیش ہونا ہے لہذا میں اس کو پڑھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں بُرائی کیا ہے؟

جناب سپیکر: اس کی کوئی justification نہیں ہے۔ No justification.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں کیا برائی ہے؟

جناب سپیکر: ہم delay نہیں کرنا چاہتے۔ اب آپ میری بات سنیں۔

Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 (Bill No.12 of 2008)….

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

تمام معزز ممبران سے التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب منسٹر صاحب کی سیٹ پر بیٹھے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی ہاؤس in order نہیں ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کے مطابق کورم مکمل ہے۔

محترمہ سیمل کامران: میں گنتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ گن لیں۔ آپ سمیت پورے ہو گئے ہیں۔ اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس طرح محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے پہلے بات کی ہے کہ شیخ رشید صاحب جو کہ حلقہ 55 راولپنڈی سے ہمارے candidate ہیں ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں ان کے تین ساتھی شہید ہو گئے ہیں۔ وہ ہماری پارٹی کے بھی candidate ہیں کیونکہ ہماری پارٹی انہیں support کر رہی ہے۔ کسی بھی شخص کی جان و مال کا تحفظ provide کرنا state کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ سوات اور مانسہرہ کے الیکشن میں ناکامی کے بعد ان کا وہی حال ہوا ہے کہ جس طرح سے یہ جاتی امراء کی seat ہار جائیں۔ یہ اپنے داماد کی seat ہار گئے ہیں اور بوکھلاہٹ میں اس طرح کے کام کر رہے ہیں۔ اس ظلم کے خلاف ہم تمام اپوزیشن والے بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں کرتے۔ اگر آپ کی بات صحیح ہو گی تو اس کا نوٹس لیں گے۔ اب ہم "The Ali Institute of Education Lahore Bill, 2008 (Bill No. 12 of 2008)" کو take up کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے ہماری بات تو سن لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!شیخ رشید کو حکومت سے relief نہ مل سکا اور جب اس شخص کو عدالت سے relief ملا تو اس کو اب اس طریقے سے الیکشن سے باہر کیا جارہا ہے۔حکومت مکمل طور پر fail ہو چکی ہے۔ہم اس پر تھوڑی دیر کے لئے token کے طور پر protest کرتے ہوئے walkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ ایسا نہ کریں،اچھا نہیں لگے گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): جناب سپیکر!یہاں تو ہماری بات بھی سنی نہیں جا رہی۔مجھے اپنی بات بھی مکمل نہیں کرنے دی جارہی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!پہلے حقائق کو سامنے آنے دیں،پھر اس کے بعد آپ ضرور بات کیجئے گا۔اس بات پر walkout کرنا مناسب نہیں ہے۔آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔جی،ذرا چودھری صاحب کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حلقہ 55 اور 123 کے الیکشن کے حوالے سے پچھلے دو سالوں سے ایک میوزک چل رہا ہے۔یہ کہا جاتا رہا ہے کہ law and order کی وجہ سے یہاں پر الیکشن نہیں ہو سکتے۔اگر House میری پوری معروضات سنے گا تو میں بہت مشکور ہوں گا۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please! Order in the House.

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): جناب سپیکر!اس حلقے کا ایک امیدوار عدالت میں چلا گیا۔ایک عدالت کے بعد پھر وہ دوسری عدالت میں گیا اور جب عدالت نے اس حلقے میں الیکشن کے لئے تاریخ fix کر دی اور کہا کہ پنجاب یا وفاقی حکومت کا یہ right نہیں ہے کہ وہ الیکشن کمیشن کے کام میں مداخلت کرے۔جس پارٹی نے یہ الیکشن رکوایا ہوا تھا اس کے چیف جو کہ پہلے وہاں سے امیدوار تھے انہوں نے خود الیکشن نہیں لڑا۔اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ الیکشن سے فرار چاہتے

تھے۔ Law and order کی situation خراب نہیں تھی۔جب یہ اعتراض media پر آیا کہ اصل میں امن وامان کا مسئلہ نہیں تھا تو اس کو ثابت کرنے کے لئے وہاں پر شیخ رشید احمد پر حملہ کروادیا گیا ہے، وہاں پر لوگ فوت ہو گئے ہیں۔اس صورتحال میں اگر شیخ رشید احمد الیکشن نہیں لڑ سکتا تو پھر کون لڑے گا؟جب twin cities کے اندر، راولپنڈی کے اندر یہ صورتحال ہے تو پھر وہاں پر الیکشن کون لڑے گا؟ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ میڈیا کے ذریعے اپنے تحفظات کا اظہار کرنے کے لئے ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم as a protest ٹوکن کے طور پر walkout کر کے House سے باہر جائیں تاکہ میڈیا کے ذریعے حکومت کی یہ ناکامی عیاں ہو سکے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!اس کے لئے آپ باقاعدہ Call Attention Notice دیں۔ آپ کو اس کا جواب دیا جائے گا۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔چودھری صاحب!walkout نہ کریں۔مان جائیں۔واپس آجائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ہاؤس سے علامتی walkout کر گئے)

سید حسن مرتضیٰ، کامران مائیکل صاحب اور ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور اپوزیشن کے ساتھیوں کو منا کر واپس لائیں۔مہربانی کر کے آپ تینوں حضرات جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!راولپنڈی کے حلقہ 55 سے ایک امیدوار محترم شیخ رشید صاحب کے انتخابی دفتر پر حملہ ہوا ہے۔اب تک کی اطلاع کے مطابق چار افراد کی ہلاکت ہوئی ہے اور کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں، یہ انتہائی قابل مذمت واقعہ ہے۔ ہمیں اس پر انتہائی افسوس ہے اور مجھے اس بات پر بھی افسوس ہے کہ اپوزیشن نے اس واقعہ کو point scoring کے لئے استعمال کیا ہے۔اگر وہ اس واقعہ سے اس حد تک منسلک تھے یا دکھی تھے تو وہ آتے ہی پہلے اس مسئلے کو اٹھاتے اور اس کے اوپر بات کرتے۔پہلے انہوں نے rule-113 کی violation کی بات کی، جب وہ بات نہیں بنی تو پھر انہوں نے کورم point out کر دیا اور جب کورم بھی پورا ہو گیا تو پھر انہوں نے اس معاملے کو اٹھایا اور walkout کر گئے ہیں۔اس واقعے سے متعلق ابتدائی تحقیقات جاری ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف علامتی واک آؤٹ
ختم کر کے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں اپوزیشن کا شکریہ ادا کر لوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، کر لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ رانا صاحب اسی واقعہ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ ذرا ان کی بات سنیں۔ یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں clarify کر دوں کہ آپ نے جو کمیٹی بھیجی تھی ان میں سے ایک ممبر نے آ کر یہ بات کہی کہ آپ کا House میں آنا بنتا تو نہیں ہے لیکن چونکہ سپیکر صاحب کہہ رہے ہیں اس لئے آپ اندر آ جائیں تو ہم آپ کے حکم پر واپس آئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، آپ کا شکریہ

(اذان عشاء)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ راولپنڈی میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ اس وقت ابتدائی تحقیقات ہو رہی ہیں اور میں اس سلسلے میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جس سے اس واقعے کی نوعیت کے متعلق کوئی ابہام پیدا ہو لیکن یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک دہشت گردی کا واقعہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اس ملک کو destabilize کرنا چاہتے ہیں، جو اس ملک کو دہشت گردی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ معصوم شہریوں کے دشمن ہیں۔ انہوں نے کراچی سے لے کر لاہور اور لاہور سے لے کر راولپنڈی تک اس سے پہلے بھی متعدد اس قسم کے واقعات کئے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح سے دہشت گردی کا ہی ایک واقعہ ہے۔ ان کی غالباً یہی کوشش ہو گی کہ ایسا کر کے الیکشن کو روکا جائے۔ ملک میں ایک ایسا ماحول اور کشیدگی پیدا کی جائے جو کہ سیاسی ہم آہنگی کے خلاف ہو اور اس سے حالات بگڑیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس موقع پر اس واقعہ کی مذمت کرنی چاہئے اور اس بات پر زور دینا چاہئے کہ اس

واقعہ کی independent اور thorough investigations ہونی چاہئیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہوں گی۔ اس حوالے سے جو facts ہوں گے، جو حقائق ہونگے وہ میں انشاءاللہ تعالیٰ کل کے اجلاس میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔اُس وقت تک اپنے سے کوئی ایسی بات کرنا جو کہ point scoring کے زمرے میں آتی ہو یا ایک دوسرے کے اوپر allegations کے زمرے میں آتی ہو، مناسب نہیں ہے۔میری قائد حزب اختلاف سے بھی یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، حقائق کو نہ چھپایا جائے۔حقائق جو بھی ہوں انھیں سامنے لایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف سے بھی میری یہی گزارش ہے کہ اگر آپ کے اپنے sources ہیں تو ان کے ذریعے بھی آپ اس واقعہ اور اس سے متعلقہ چیزوں کو verify کریں، گورنمنٹ کے پاس جو sources ہیں ان تمام سے verification کے بعد جو بالکل حقیقت ہے وہ انشاءاللہ تعالیٰ اس ایوان کے سامنے بھی رکھیں گے، اس صوبے اور اس ملک کے 17 کروڑ عوام کے سامنے بھی رکھیں گے اور حقیقت سامنے آنے کے بعد اگر آپ کسی جگہ پر گورنمنٹ کو مورد الزام ٹھہرائیں گے یا آپ ہمارے کسی lapses کی بات کریں گے تو ہم اس کا جواب دیں گے۔ دہشت گردی کا یہ واقعہ کوئی پہلا نہیں ہوا اس سے پہلے بھی واقعات ہو رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس انتہائی دردناک اور افسوسناک واقعہ کی نوعیت کی تحقیقات سامنے نہیں آتیں اس وقت تک اس واقعہ کے حوالے سے اس قسم کی گفتگو مناسب نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون نے کافی assurance کروادی ہے۔جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات کی ہے جو کہ ایک filling to the product بات ہوتی ہے، ریکارڈ گواہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہوئے کہ صوبے کے اندر جو بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے اس کی ذمہ دار حکومت ہوتی ہے اس کے باوجود ہم نے بلاوجہ کبھی کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے بات کی ہے کہ جب تک کوئی inquiry سامنے نہیں آتی اس وقت تک یہاں دیئے گئے بیانات سے کوئی ابہام پیدا نہ ہو، اس کے بعد ہم اس پر بات نہیں کرتے لیکن اس سے پہلے انہوں نے جو بات کی تھی کہ ہم quorum پورا ہو جانے کے بعد out ہوئے میں گزارش کرتا ہوں کہ quorum

اس وقت بھی پورا نہیں تھا لیکن آج آپ سے میں ایک ruling چاہتا ہوں اس پر وزیر قانون بے شک اپنی opinion دے دیں۔ Quorum point out کرنا ہر ایک کا حق ہے، اگر سیکرٹری اسمبلی count کر کے declare کرتے ہیں کہ quorum پورا ہے اور quorum point out کرنے والا اگر rules کے مطابق آئندہ اس کو challenge کرے تو یہ بھی rules کے مطابق ہی ہے تو آئندہ کے لئے دروازے بند کر کے counting کر لی جائے۔ ہمیں اس بات کی شکایت ہے اور آج بھی ایوان میں quorum پورا نہیں تھا اور اگر ہم نکل جائیں تو quorum اس وقت بھی پورا نہیں ہے لیکن ہم ایوان کے ماحول کو اچھا رکھنے کے لئے خاموش ہو گئے۔

جناب سپیکر: ابھی آپ بیٹھے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، ہم بیٹھے ہیں، ہمارے سمیت quorum پورا ہے ورنہ پورا نہیں ہے اور اس وقت بھی پورا نہیں تھا۔ Kindly مستقبل کے لئے یہ حکم صادر فرما دیں کیونکہ challenge کرنا ہمارا right ہے جب ہم challenge کریں گے تو اس کے بعد دروازے بند کر دیئے جائیں اور اس کے بعد اندر کوئی نہیں آنا چاہئے آپ سے یہ میری استدعا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک technical بات کر رہا تھا اور quorum تو اس وقت بھی نہیں ہے، اس وقت بھی quorum نہیں ہے، آپ quorum پورا کریں۔ (قطع کلامیاں)

جب کورم ہی پورا نہیں ہے تو آپ بات کیسے کریں گے؟ جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

ایوان میں quorum نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 9۔فروری 2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1741

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات(محکمہ آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

Motion Under Rule 75

CONSIDERATION OF REPORTS OF THE PRIVILEGES COMMITTEE.

Malik Muhammad Waris Kallu: To move that the reports of the Committee on Privileges regarding Privilege Motion No. 15/2008 moved by Rai Muhammad Shahjahan Khan, MPA (PP-54) and Privilege Motion No. 3/2009 moved by Chaudhry Tariq Mehmood Bajwa, MPA (PP-170) may be taken into consideration at once.

Malik Muhammad Waris Kallu: to move that the Assembly may agree with the recommendations of the Committee on Privileges as contained in the said reports.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ راحیلہ خادم حسین: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ریس کورس روڈ لاہور لیڈیز پولیس سٹیشن کی طرز پر صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشن کے قیام کا فوری بندوبست کرے۔

2. محترمہ آمنہ اُلفت: This House resolves that the Government of Punjab should take immediate steps to upgrade Nishtar Medical College to the status of Medical University.

3. ڈاکٹر اسد اشرف: یہ ایوان حکومت سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ تمام ممبرانِ پنجاب اسمبلی کو فوراً جم خانہ کلب کی ممبر شپ دینے کے لئے اپنا اثرورسوخ استعمال کرے۔

1742

4. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

5. محترمہ قمر عامر چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25 ایکڑ تک زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔

1743

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

منگل،9۔فروری2010

(یوم الثلاثہ،24۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ
عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ
وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ
الرَّحِيۡمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ
السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ
سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۳﴾

سُوۡرَةُ الحَشر آیات21 تا 23

اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں(21) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے(22) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ حقیقی

بادشاہ پاک ذات ہر عیب سے سالم امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا، اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے(22)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

زمیں مَیلی نہیں ہوتی زمن مَیلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن مَیلا نہیں ہوتا
محبت کملی والے سے جو رکھتا ہے سنو لوگو!
یہ جس من میں سما جائے وہ من مَیلا نہیں ہوتا
جو نامِ مصطفیٰ چُومیں نہیں دُکھتی کبھی آنکھیں
پہن لے پیار جو اُن کا بدن مَیلا نہیں ہوتا
نبی کے پاک لنگر سے جو پلتے ہیں کبھی اُن کی
زباں مَیلی نہیں ہوتی سُخن مَیلا نہیں ہوتا
نبی کا دامن رحمت پکڑ لو اے جہاں والو!
رہے جب تک یہ ہاتھوں میں چلن مَیلا نہیں ہوتا

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پلیز مجھے بات کرنے دیں اُس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف دو تین منٹ چاہئیں کیونکہ میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں روزنامہ "دن" مورخہ 9۔فروری آج کے اخبار میں شیخ رشید پر شائع ہونے والے واقعہ کی پُرزور مذمت کرتی ہوں لیکن اخبار میں ہمارے قائدین پر جو الزام لگایا گیا ہے کہ "غیر جمہوری رویہ اور اوچھے ہتھکنڈے" تو میں یہ کہتی ہوں کہ اس طرح کی الزام تراشی نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب نے اس پر تفصیلی بات کرنی ہے۔ جب وہ آئیں گے تو اس پر بات کریں گے۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! اس طرح کی الزام تراشی، اوچھے ہتھکنڈے اور سستی شہرت والی خبر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، غلط الزام ٹھیک نہیں ہوتا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کل محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہسپتال راولپنڈی میں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!اب آپ بتائیں کیونکہ آپ وقفہ سوالات کا ذکر کر رہے تھے تو کیا ابھی پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہئے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں وقفہ سوالات کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرلوں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔شاہ صاحب!سوال نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 77۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے سے متعلقہ تفصیلات

*77: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے کب ہوا، سروے کرنے والے ونگ میں کتنے ایسے افراد ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں، اُن کا عہدہ و گریڈ اور سروے کے طریق کار کے متعلق تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

تحصیل چنیوٹ میں چنیوٹ رٹینگ ایریا کا سروے سال 07-2006 میں ہوا۔ جھنگ میں جھنگ 1 رٹینگ ایریا کا سروے سال 08-2007 میں ہوا۔

جھنگ میں سروے کے تین سال سے زائد درج ذیل اہلکاران کام کر رہے ہیں۔

جھنگ۔1

1۔	مہر فضل کریم انسپکٹر	BPS-14
	ایزد رضا جونیئر کلرک	BPS-7

2۔	خالقداد انسپکٹر	BPS-14
	زوار حسین جونیئر کلرک	BPS-7
	حبیب الرحمٰن جونیئر کلرک	BPS-7
	غلام فرید ہیڈ کانسٹیبل	BPS-3

سروے کی تفصیل

متعلقہ علاقہ کا انسپکٹر اپنے عملہ کے ہمراہ سرکل میں جاتا ہے اور ہر پراپرٹی یونٹ پر پراپرٹی نمبر لگاتا ہے اور اس کے کوائف متعلقہ سروے رجسٹر میں درج کئے جاتے ہیں۔ بعد ازاں حکومت کے دیئے گئے فارمولہ کے مطابق سالانہ تشخیص کی جاتی ہے۔ سروے فارم کے کوائف مکمل ہیں تاہم حکومت کی طرف سے فارمولہ موصول نہ ہونے کی بناء پر تشخیص کے کالم نامکمل ہیں جس کی بناء پر موجودہ ویلیوایشن لسٹ کی عمر 30۔جون 2008 تک بڑھائی جاچکی ہے اور ٹیکس کی وصولی2002 کے سروے کے مطابق ہی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میرا سوال تھا کہ تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں پراپرٹی ٹیکس سروے کب ہوا جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں چنیوٹ ریٹنگ ایریا کا سروے سال07-2006 میں ہوا۔ جھنگ میں جھنگ 1 ریٹنگ ایریا کا سروے سال08-2007 میں ہوا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سروے سال07-2006 میں ہوا ہے اور آج تک یہ وصولی سال2002 کے سروے کے مطابق کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی فارمولہ ملنا ہوتا ہے جس پر ہم نے وصولی کرنی ہوتی ہے، حکومت تو یہ خود ہیں تو انہیں گورنمنٹ سے یہ فارمولہ کس نے لا کر دینا ہے؟ یہ 2002 کے سروے کے مطابق جو وصولی کر رہے ہیں اسے update کریں اور نئے فارمولے کے تحت وصولی کریں۔ دوسرا میں نے پوچھا تھا کہ چنیوٹ میں جو اہلکاران تین سال سے زائد عرصہ سروے میں ہی گزار چکے ہیں اُن کے نام اور اُن کی performance کیا ہے؟ یہ بھی ذرا بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو بتانا چاہوں گا کہ یہ سروے 2002 میں ہوئے تھے اور ہم جو اس وقت ٹیکس وصول کر رہے ہیں وہ 2002 میں جو پراپرٹی ٹیکس لاگو کیا گیا تھا اس کے مطابق ہی کر رہے ہیں۔ یہ سروے ہم نے 07-2006 میں کروائے تھے کیونکہ پانچ سال کا اس کا پیریڈ ہوتا ہے اس کے بعد ہم نے پراپرٹی ٹیکس کا نیا فارمولہ لے کر آنا ہوتا ہے اور اس میں re-evaluation کرنا ہوتی ہے۔ اس کی دوبارہ سے enhancement کرنا ہوتی ہے جو ٹیکس بڑھانا ہوتا ہے یہ ایک فارمولہ چلا آ رہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پانچ سال گزرنے کے بعد اب آٹھ سال ہو گئے ہیں کہ اس وقت ہم 2002 کا ٹیکس ہی وصول کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کی جو پہلے permission لی تھی وہ یہاں پر ان کے سوال میں ، چونکہ ان کا سوال پرانا ہے تو میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر یہ valuation list کی میعاد لکھا ہوا ہے کہ 30۔جون 2008 تک بڑھائی جا چکی ہے۔ یہ اصل میں اس وقت جو existing position ہے اس میں 30۔جون 2010 تک بڑھا دی گئی ہے کیونکہ سوال کا جواب جب یہاں پر اسمبلی میں بھیجا گیا تھا تو اس وقت یہ سوال ان کا پرانا ہے تو اس وقت یہ 2008 تک تھی اب یہ یکم جولائی 2010 سے ہمارا نیا فارمولہ ہے۔ ہم اس میں سروے کر رہے ہیں اور پورے پنجاب میں rating areas میں سروے ہو رہے ہیں۔ یکم جولائی 2010 سے ہمارا جو نیا فارمولہ آئے گا اس کے مطابق ہم ٹیکس ریٹ کی وصولی کریں گے۔ میں تھوڑا سا اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ ہم جو نیا فارمولہ جس پر آپ کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب کام کر رہا ہے اس میں ہماری کوشش یہ ہے کہ جو ہمارے rating areas ہوتے ہیں جو کہ A,B,C,D,E اور F تک ہوتے ہیں، جو elite class ہے، جو امراء، جو اشرافیہ اور جو A,B class میں آتے ہیں، ہم ٹیکس کا جو نیا فارمولہ دیں اس میں ان پر ٹیکس کی ratio بڑھنی چاہئے کیونکہ وہ بڑے بڑے گھروں میں رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ افراد کو لگاتے ہیں یا پراپرٹی پر لگاتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پراپرٹی پر لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو کہہ رہے ہیں کہ امراءاور اشرافیہ۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے جو rating areas ہوتے ہیں جو کہ A,B,C,D,E,F تک ہوتے ہیں اس میں جو A rating میں آتے ہیں وہ امراءاور اشرافیہ میں شمار ہوتے ہیں، یہ لوگ چار چار، چھ چھ کنال کے گھروں میں رہتے ہیں، ان کے لئے ٹیکس دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ان پر ٹیکس کی شرح کو بڑھایا جائے اور جو غریب لوگ ہیں جو دس دس مرلہ میں یا ایک کنال سے کم پر رہ رہے ہیں اور low rating area میں ہیں تو ان کی ٹیکس کی شرح کو کم کیا جائے۔ ہم انشاءاللہ یہ نیا فارمولہ دیں گے۔

جناب سپیکر: ابھی ان کے ضمنی سوال کا ایک حصہ باقی رہ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے لیکن میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب نہیں دیا۔ ان کا جواب تو خاصا تفصیل سے آ گیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی تھی کہ پراپرٹی ٹیکس 2002 کے سروے کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے؟ اب 2010 آ گیا ہے۔ انہوں نے اس کا سروے بھی 07-2006 میں کروالیا تھا۔ حکومت نے صرف فارمولہ دینا تھا کہ اس فارمولہ کے تحت آپ یہ وصولی کریں اب یہ اس لسٹ کی عمر بڑھا رہے ہیں کبھی 2008 کر دیتے ہیں اور کبھی 2010 کر دیتے ہیں۔ فارمولہ نہ دینے کی کیا وجہ ہے اور جو 2002 کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ آج 2010 میں ان کی evaluation کے مطابق حکومت کو کتنا نقصان ہوا ہے؟ میں یہ پوچھ رہا ہوں جبکہ وہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو نقصان کے حوالے سے بات کر رہے ہیں یہ ان کا fresh question بنتا ہے کیونکہ ان کی exact figures ہوتی ہیں اور اگر figures دینے ہیں تو اس کے لئے ان کو fresh question کرنا پڑے گا۔ جہاں تک انہوں نے 07-2006 میں شروع ہونے والے سروے کی بات کی ہے تو اس کے بعد جیسا کہ آپ کو معلوم

ہے کہ 2008 میں حکومت تبدیل ہو گئی اور اس کے بعد سروے وہیں پر رُک گئے۔ ہماری حکومت جب آئی تو اس وقت ملکی حالات ایسے تھے کہ ہم نے نیا فارمولہ اس میں نہیں لگایا کیونکہ لوگوں پر already financial burden کافی زیادہ ہے ورنہ tax rate کافی increase ہو جانا تھا اس لئے ہم نے اس فارمولہ کے درمیان میں جو کہ ہم نے پانچ سال کے بعد ہر صورت میں کرنا ہوتا ہے 2002 کے بعد 2007 میں یہ کرنا تھا لیکن نئی حکومت کے آنے کی وجہ سے میں نے تفصیلی انہیں بتایا ہے۔ اب یکم جولائی 2010 کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ جو نیا فارمولہ بنا رہے ہیں اس کے مطابق لاگو کر دیں گے۔ ان کا جو دوسرا سوال تھا کیونکہ ان کا جواب کافی دیر کا آیا ہوا ہے اس میں بھی میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ اس میں جو افسران کا لکھا ہوا ہے جن کو تین سال سے زائد ہو گئے ہیں اس میں اس وقت جو position existing ہے وہ جو یہاں جواب میں ہے اس سے مختلف ہے کیونکہ جواب ہم نے چھ سات ماہ پہلے آپ کے پاس بھیجا تھا تو اس وقت وہاں پر جو پوزیشن ہے اس میں محمد جاوید AETO جو 23۔اگست 2006 سے ہیں ، فضل کریم ایکسائز انسپکٹر جو 2001 سے ہیں ، حبیب احمد ETO جو 2005 سے ہیں، ریاض احمد 2006 سے ہیں، سجاد احمد 1997 سے ہیں، عرفان شمس 2006 سے ہیں اور حسن موسیٰ 2006 سے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو وہاں پر نئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ۔۔۔ حسن مرتضیٰ ایم پی اے تو نہیں؟ (قہقہے)

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے حسن موسیٰ کہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! باہر مال روڈ پر T.E.V.T.A کے اساتذہ نے احتجاج کر رکھا ہے اور تمام روڈ بلاک کر رکھا ہے۔ ہمارے ہاں ایک روایت بن گئی ہے کہ جو وہاں آتا ہے ان سے بات چیت کے لئے ایک کمیٹی بھیجی جاتی ہے۔ براہ مہربانی یہاں سے وزیر صنعت جو کہ ان کے وزیر ہیں ، پارلیمانی سیکرٹری اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین اور جو انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو deal کرنے والے لوگ ہیں وہ ان سے بات کریں تاکہ باہر جو لوگ آئے ہوئے ہیں ان کا مؤقف سنا جا سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر صنعت اسی بارے میں میٹنگ لے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جو لوگ باہر کھڑے ہیں۔ حکومتی اراکین میں سے کوئی جا کر ان کو اس چیز کی یقین دہانی کرائے کہ ان کے مسائل پر غور ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں سوال کر لوں۔T.E.V.T.A کو وقفہ سوالات کے بعد میں کر لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب نے جو بات کی ہے انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔ ان کی بات سن لینے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسی بات نہ ہو بلکہ ان معاملات کو بطریق احسن نمٹایا جائے۔ اس کے لئے ایک تین رکنی کمیٹی بنائی جاتی ہے جس میں عبدالرزاق ڈھلوں صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور محمد محسن لغاری صاحب تینوں حضرات وہاں پر جائیں گے اور ان سے بات کریں گے اور آ کر ہاؤس کو رپورٹ دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ ڈھلوں کو بھیج دیں۔ کمیٹیاں ڈھلی نہیں ہونی چاہئیں، انہیں آپ powerful کریں گے تو کام بہتر ہو گا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: کمیٹیاں powerful ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ پہلے میں نے ضمنی سوال کا کہا ہے مگر آپ نے ان کو وقت دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔ میں نے پہلے ان کو دیکھ لیا تھا۔ اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، حاجی صاحب!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو گریڈ ہے اے گریڈ،بی گریڈ کتنے مرلے سے شروع ہو گا اور جو نیا سروے ہو گا اس میں غریب لوگوں کے لئے کتنے مرلے کی چھوٹ ہو گی؟

جناب سپیکر: جی،وزیر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہ گریڈ نہیں ہیں، یہ ہماری categories ہیں جو کہ A,B,C,D,E,F تک جاتی ہیں۔اس میں پانچ مرلے تک ٹیکس کی چھوٹ ہو گی۔اس کا جو نیا فارمولہ بنایا جا رہا ہے اس میں، میں نے پہلے عرض کی ہے کہ ایک کنال اور اس سے اوپر کے جو لوگ رہائشی ہیں وہ بھی اے اور بی کیٹیگری میں آتے ہیں۔ان کے لئے ہم اس طرح کا فارمولہ بنائیں گے کہ ان سے ٹیکس زیادہ وصول کیا جائے کیونکہ وہ ٹیکس آسانی سے ادا کر سکتے ہیں اور جو غریب لوگ ہیں ان کے اوپر ٹیکس کا burden نہ پڑے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ categories کو ذرا define کر دیں کہ A تا F تک جو categories ہیں ان میں کتنے کتنے مرلے کی limit ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں ایک بار پھر بتا دیتا ہوں۔ میرے بھائی بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور وزیر بھی رہے ہیں اور میرا خیال تھا کہ انہیں پتا ہو گا تو A,B,C,D,E,F categories areas کے حساب سے ہوتی ہیں جیسے گلبرگ میں مین بلیوارڈ "A" کیٹیگری میں آتی ہے اور اگر آپ اسی طرح پیچھے چلتے چلے جائیں تو اس کی پچھلی سائیڈ "B" کیٹیگری میں چلی جائے گی جہاں پر land کی rental value اور اس کی prices کم ہیں اسی طرح اس سے پیچھے جائیں تو وہ "C" کیٹیگری میں چلی جائے گی۔اس طرح اسے مختلف categories میں تقسیم کیا جاتا ہے۔لاہور میں "D" کیٹیگری سے نیچے نہیں ہے۔پنجاب کے باقی شہروں میں "E" اور "F" کیٹیگری بھی ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے ایک تو یہ گزارش کرنی ہے کہ A,B,C,D کی rating کون کرتا ہے؟ دوسرا یہ کہ ایک ہی طرح کی پراپرٹی میں discretionary powers کے تحت پرانی assessment سے پانچ سو گنا فرق ہے تو منسٹر صاحب بتائیں کیا یہ صحیح ہے یا غلط کہ PT.1 سامنے رکھ لیں اور میں ثابت کر دوں گا کہ فلاں فلاں پراپرٹی کا ٹیکس کم ہے اور فلاں کا زیادہ ہے۔ ان کے محکمے کے لوگوں کے پاس اتنے اختیار ہیں کہ وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ بلڈنگ 1910 میں بنی تھی اور یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ عمارت 1990 میں بنی تھی۔ یہ discretionary powers کس کے پاس ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب! میرے بڑے بھائی ہیں اور میرے لئے بڑے محترم ہیں تو اگر ان کے پاس ایسا ریکارڈ یا proof ہے تو ہم ضرور اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور ہم محکمہ کے اندر بھی کارروائی کرتے ہیں۔ ہمارے طریق کار کے مطابق ETO assessing authority بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی کا PT.1 غلط جاری ہوا ہے تو ETO کے پاس appeal کر سکتے ہیں اور اگر اس کے پاس فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر ڈائریکٹر کے پاس اور اگر ڈائریکٹر کے پاس نہیں ہوتا تو پھر EDO(R) کو بھی devolution plan میں اختیار دیا گیا تھا اور ڈی جی ایکسائز

جناب سپیکر: احسان الدین قریشی صاحب! آپ بھی ان کے ساتھ جائیں جنہیں ہم بھیج رہے ہیں کہ باہر سڑک بند کر رکھی ہے۔ آپ بھی ان کے ساتھ جائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ نے ruling دی تھی کہ ضمنی سوال دو ہوا کریں گے تو اس پر پانچ ضمنی سوال اب تک ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی ایک رہتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک serious matter ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک بات سن لیں کہ انہوں نے آپ کو categorically کہا ہے کہ آپ کے پاس جو بھی cases ہیں، مجھے بتائیں میں ان کے خلاف action لوں گا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کوئی action نہیں لینا۔

جناب سپیکر: اگر نہیں لیں گے تو پھر House میں آئے گا۔ اگر یہ action نہیں لیں گے تو آپ مجھے بتانا اور پھر یہ House میں آئے گا اور یہاں سے پھر انہیں specially کہا جائے گا کہ یہ action لے کر ہمیں یہاں بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کرتے ہوئے ایکسائز سے متعلق میری تحریک التوائے کار کمیٹی کے حوالے کی جس کی میٹنگ میں آج تک منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے اور ان کو بتائیں کہ PT.1 رجسٹر ہوتا ہے PT.1 کو تو میں بھی change کر سکتا ہوں، لاؤ مجھے دو ابھی change کر دیتا ہوں۔ PT.1 رجسٹر ہوتا ہے جس کے اندر یہ سارا کچھ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! نوٹ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ ایکسائز کی کسی میٹنگ میں آئے ہیں؟ مجھے یہ بڑا مانتے ہیں، پتا نہیں کہ میں انہیں تعویذ دیتا ہوں یا کیا کرتا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کبھی ایکسائز کی کسی میٹنگ میں آئے ہیں؟ کبھی انہوں نے آکر خود دیکھا ہے کہ محکمے کے حوالے سے میں نے کتنی دفعہ باتیں بتائی ہیں کہ یہ ہو رہا ہے اور ان کا محکمہ ٹیکس دینے والے کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور جو نہیں دیتا اسے کچھ نہیں کہتے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ آپ کی بات لگتی ہے کہ کچھ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion ہے کہ آپ ایک سوال پر جتنے مرضی ضمنی سوال لیں۔ منسٹر صاحب میرے لئے بھی بڑے محترم ہیں لیکن اگر آپ نے منسٹر صاحب کے لئے full back کا کردار ادا کیا تو پھر اس House کو کچھ نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آرہا کہ PT-1 رجسٹر کے اندر ہوتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ discretionary powers ختم کی جائیں۔ اب انہوں نے سروے کی بات کی ہے تو میں آپ کے اور ایوان کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سروے بھی انہی کے عملہ نے کرنا ہے اور میں اس ایوان میں پچھلے tenure میں بھی بار بار کہتا رہا ہوں کہ ان کے محکمہ کے لوگوں کو out of department transfer کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے سوال کیا کہ تین سال۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بیس بیس سال سے لوگ وہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پولیس میں کیسے بھیج دیں گے؟

شیخ علاؤالدین: کن کو؟

جناب سپیکر: اپنے محکمے کے بندوں کو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اختیار دیں تو میں ابھی انہیں خوراک میں، پولیس میں بھیجتا ہوں۔ جہاں کہتے ہیں بھیجتا ہوں اور پھر کام بھی انشاء اللہ تعالیٰ لیتا ہوں۔ کام لینے والا بننا چاہئے اور کام لینے والا ہو اور کام آتا ہو۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہوتا یہ گڑبڑ ختم نہیں ہو سکتی اور دسمبر 2008 میں پچھلا سروے ختم ہو چکا ہے۔ تین extensions ہو چکی ہیں اور ابھی پھر extension ہے۔ منسٹر صاحب! بتائیں کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں کہ غلط ہے؟ ہم تو عوامی مفاد کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی کہہ رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ House سفارش کرے کہ انہیں کوئی نہ کوئی محکمہ دے ہی دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چیمہ صاحب کو اپنی تکلیف ہے کہ میں شامل ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ ماحول کو خراب نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب ماحول کیسے ٹھیک رہ سکتا ہے، یہ کون ہوتے ہیں کہ میرے لئے سفارش کریں؟

جناب سپیکر: وہ آپ سے ہمدردی کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: انہیں یہ حق کس نے دیا ہے اور اگر میں نے اگلا فقرہ بول دیا تو پھر آگ لگ جائے گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ruling دیں کہ کوئی بھی شخص ایک پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آیا ہو وہ کسی دوسری پارٹی کی نشست پر کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتا تو شیخ صاحب اُدھر سے بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرا کام ہے آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ کی بات میں نہیں سنوں گا۔

I say no. Again I say no. Please take your seat

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہیں میرے بچھڑنے کا دکھ ہے تو یہ مجھے حکم کریں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میں نے انہیں بات کرنے کی اجازت دی ہے آپ نے نہیں دی۔ آپ کیسے روک سکتی ہیں اور آپ کو کیا اختیار ہے؟ I say No, I say No,

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے آپ سے ruling مانگی ہے۔

MR. SPEAKER: This is not your work, this is not your job.

آپ کی مہربانی اور تشریف رکھیں۔ Order in the House

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ وہ بڑے گھروں پر جس میں امراء اور اشرافیہ رہتے ہیں انہیں زیادہ ٹیکس لگاتے ہیں۔ امراء کی تو سمجھ آئی کہ یہ امیر لوگ ہیں لیکن میں ان سے اشرافیہ کا مطلب پوچھتی ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ غیر متعلقہ ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! PT-1 کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ domestic رہ رہے ہوتے ہیں اور بعد میں اسے کمرشل کر لیتے ہیں تو جب وہ کمرشل کر لیتے ہیں تو پھر وہ کون سی category میں آتے ہیں؟ A,B,C,D وہ کون سی category میں آتے ہیں؟ جب وہ ایک مارکیٹ یا پلازہ بنا لیتے ہیں تو اس میں کیا طریق کار اپنایا جاتا ہے جس پر ایکسائز والے ٹیکس لگاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے وہ جو کمرشل پراپرٹی ہوتی ہے اس کا tax rate different ہوتا ہے، اس کی ratio different ہوتی ہے اور اس ratio سے اس کے اوپر tax لگایا جاتا ہے۔ میرے محترم شیخ صاحب نے ایک بات کی تھی میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے PT-1 کی کاپی کا پوچھا تھا۔ عام فہم زبان میں PT-1 رجسٹر کو PT-1

کی کاپی ہی کہا جاتا ہے۔ وہاں سے لوگ اس کی کاپی لیتے ہیں، اس میں سارا اندراج ہوا ہوتا ہے اگر PT-1 میں کوئی غلط ہوا ہو تو اس کی اپیل کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو بات ہو گئی، آپ محترمہ کی بات کا جواب دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! assessment پانچ مرلے کی ہوتی ہے جب وہ کمرشل پلازہ بن جاتا ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے؟ یہ A,B or C,D category میں آتا ہے؟ جب آپ نے گلبرگ کی بات کی ہے تو انارکلی B کیٹیگری میں ہے یا C کیٹیگری میں ہے؟ یہ مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری کمرشل پراپرٹیز میں بھی اسی طرح A,B,C,D categories ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق جو main roads پر پلازے ہیں اور بڑی سڑکوں پر اگر کوئی پلازہ ہے تو اس کو A-category میں لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کچی آبادی میں یا کسی چھوٹے علاقے میں جہاں پر پراپرٹی کا ریٹ کم ہوتا ہے اگر وہاں پر کوئی پلازہ بنا ہوا ہے تو وہ C-category یا D-category میں آئے گا۔ دوسرا میں انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے پانچ مرلے کے حوالے سے بات کی ہے۔ پانچ مرلے تک residential properties پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور اگر اس پانچ مرلے میں کوئی commercial activities ہو گی تو اس پر ہم ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شاہ صاحب کا ہے وہ باہر گئے ہوئے ہیں جب تک وہ آنہ جائیں اس وقت تک کے لئے pending کیا جاتا ہے کیونکہ میں نے خود انہیں باہر بھیجا ہے۔ جب وہ آجائیں گے پھر اس سوال کو لیا جائے گا۔ اس سے اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 692 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں موجود بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*692: میاں نصیر احمد: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں موجود بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مقرر ہوتا ہے، اگر ہاں تو لاہور کے ہوٹلوں کے نام اور ان کے کوٹا کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں serve کی جانے والی شراب کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کیا جاسکتا ہے، اگر ہاں تو کس لیبارٹری میں کیا جاسکتا ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں لوکل شراب کوٹا کے مطابق آتی ہے اور امپورٹڈ شراب غیر قانونی طریقے سے آتی ہے اور حکومت پنجاب کو ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جارہا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو امپورٹڈ شراب کی غیر قانونی درآمد کو کس طرح روکا جاتا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اگر نہیں روکا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ہوٹلوں میں شراب کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ لاہور میں لائسنس یافتہ ہوٹلوں کے نام جہاں شراب فروخت ہوتی ہے درج ذیل ہیں:-

1- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور
2- آواری ہوٹل لاہور
3- ہولیڈے ان ہوٹل لاہور
4- ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور

(ب) Brewery/Distillery/ جہاں یہ شراب تیار ہوتی ہے وہاں پر موجود لیبارٹری میں اس کا ٹیسٹ ہوتا ہے۔ ہوٹل پر اگر شراب کی بوتل میں کوئی قابل اعتراض مواد نظر آئے یا کوئی شکایت موصول ہو تو اس کا لیبارٹری ٹیسٹ چیف کیمیکل ایگزامینر لاہور سے کروایا جاتا ہے۔

(ج) جن ہوٹلوں کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس L-2 ہوتا ہے ان میں پاکستان میں تیار شدہ غیر ملکی شراب (Pakistan Made Foreign Formula Liquor) فروخت کی جاتی

ہے۔امپورٹڈ شراب کسی لائسنس یافتہ ہوٹل میں فروخت نہ کی جاتی ہے اور نہ ہی فروخت کی اجازت ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ امپورٹڈ شراب لائسنس یافتہ ہوٹلوں میں فروخت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز (الف)میں تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے موجودہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مخصوص ہے، اگر ہاں تو لاہور کے ان ہوٹلوں کا نام بتایا جائے؟ اس میں ہوٹلوں کے نام بھی بتا دیئے گئے ہیں، یہ تین چار ہوٹل ہیں۔ بنیادی طور پر ان ہوٹلوں میں متعلقہ محکمے نے اپنے AETOs لگائے ہوتے ہیں۔ اس میں انہوں نے non- PR-1 Muslim کے لئے جو کوٹا لائسنس جاری کیا ہوتا ہے اور اس میں یہ کھلی حقیقت ہے کہ ہر weekend پر دو سے اڑھائی کروڑ کی شراب لاہور میں آتی ہے۔ اس میں سے شاید ایک فیصد بھی non-Muslims کے لئے نہیں جاتی یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے۔ جتنے بھی AETOs ہیں یہ ان non- PR-1 Muslims کا جو کوٹا ہوتا ہے یہ ان کے ساتھ مل کر شراب کی فروخت کرتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ AETOs جو انہوں نے ہوٹلوں میں لگائے ہوتے ہیں، ان کے لئے ہوٹلوں میں کمرے بھی book ہوتے ہیں اور ان کے لئے اور بھی عیاشی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کی اس corruption کو روکنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!معزز رکن نے جو سوال کیا ہے انہوں نے لاہور کے ہوٹلوں کے حوالے سے بات کی ہے۔ لاہور میں چار ہوٹل ہیں ان میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل، آواری ہوٹل، ہالیڈے ان ہوٹل اور ایمبیسیڈر ہوٹل ہیں، ان ہوٹلوں میں ہمارے چار AETOs ہیں۔ ان کی کرپشن کو روکنے کے لئے ہم ہر دو مہینے کے بعد ان کو rotate کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو تقریباً ڈیڑھ سال ہوا ہو گا، ان کو ہر دو مہینے بعد rotate کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی جگہ پر کسی کی اجارہ داری نہ ہو۔ دوسرا جو انہوں نے سوال کیا PR-1 جو ہمارے لوکل non Muslims

ہوتے ہیں ان کوallow کیا جاتا ہے،liquor کی permission جو یہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لیتے ہیں۔ اسی طرح for foreigner non Muslims کے لئے PR-2 ہوتا ہے اور لوکل non Muslims کے لئے PR-1 ہوتا ہے ۔ ہمارا عملہ کسی شراب کی فروخت میں involve نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کو لائسنس ملے ہوتے ہیں اگر وہ جا کر دکانوں پر اپنے کوٹے کے مطابق لیتے ہیں، اگر وہ جا کر آگے بیچتے ہیں تو یہ ایک دوسری بحث ہے۔ اگر ہم اس بحث میں جائیں گے تو چونکہ وہnon-Muslims ہوتے ہیں وہ خود بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہمارےknowledge میں ہے کہ وہ آگے لوگوں کو بیچتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو برائی کی اجازت دیتا ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میںpersonal explanation پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ غیر مسلموں کو شراب کا کوٹا دیا جاتا ہے۔ یہ آپ کی عظمت ہے کہ آپ نے خود اس پر بات کی ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ کافی دفعہ بات ہوئی ہے اور ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ کسی بھی مذہب میں، قرآن پاک میں، بائبل مقدس میں کسی بھی جگہ پر شراب کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ یہ ممنوع بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ ضیاء الحق نے 1979 میں ایک سازش کے تحت یہ کہا کہ غیر مسلموں کوpermit دے دیئے جائیں حالانکہ ہمارا یہ مطالبہ کبھی بھی نہیں رہا ہے۔ میں اس سے متعلقہ ایک اہم بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر شراب سارے مذاہب میں حرام ہے اور سب ہی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حرام کا ایک قطرہ حلال میں شامل ہو جائے تو وہ سارے کا سارا حرام ہو جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ شراب کا ٹیکس جو بجٹ میں شامل ہوتا ہے وہ کس کس جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بڑا پرانا چلا آ رہا ہے اس کی -/50 روپے ماہانہ فیس ہے جو ایک شخص کے لئے ہے۔ چونکہ یہ کسی نے سوال نہیں کیا کہ کل کتنے

لوگ ہیں میرے پاس اس کی detail بھی ہے کہ کتنے لوگوں نے کوٹا لیا ہوا ہے۔ جن لوگوں نے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو دینا ہوتا ہے ان میں کئی لوگ مہینے کا لیتے ہیں۔ جہاں جہاں شراب کی shops بنی ہوتی ہیں وہاں سے خرید رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی سال کا اکٹھا بنوا لیتا ہے تو -/600 روپے سالانہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو آپ نے وہ جگہ کبھی دیکھی نہیں ہوگی جہاں سے وہ شراب لیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ جگہ ہمارے ان ہوٹلوں کے اندر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ جب شراب سارے مذاہب میں حرام ہے تو وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ کیا اس کا ٹیکس بجٹ میں شامل ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ فتویٰ دیا جانا مشکل ہے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل شامل ہوتا ہے۔ جو ٹیکس ہم ایکسائز کی مد میں اکٹھا کرتے ہیں اس میں یہ ٹیکس شامل ہوتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان چار ہوٹلوں میں ان officers کو وہ rotate کرتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کو rotate کرنے کا انہوں نے یہ بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔ انہوں نے ان کو rotate کرنے کا اقدام کیا ہے اور ان چاروں آفیسروں نے آپس میں pool کیا ہے وہ ایک ہوٹل سے دوسرے ہوٹل میں جاتے ہیں اور انہیں یہ پتا ہے کہ چار ماہ بعد اسی ہوٹل میں انہی کی پھر باری آنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان کو پتا ہے کہ یہ چار ہوٹل ہیں اور ان چار ہوٹلوں میں ہی ہم نے rotate ہونا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ان کو ان چار ہوٹلوں میں ہی لگانے کی بجائے وہاں سے فارغ کیا جائے اور کوئی نئے بندے لگائے جائیں؟ ابھی انہوں نے بات کی کہ -/600روپیہ سالانہ لیا جاتا ہے۔ مری brewery جو اس کی production کرتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ لاہور میں weekend پر دو کروڑ کی شراب بکتی ہے تو یہ -/600 روپے سالانہ لیتے ہیں۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو چاروں آفیسر انہوں نے لگائے ہیں ان کا pool ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس بات کو چھوڑ دیں، حرام چیز کی بات بڑی دیر سے آپ چلا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، You are a Parliamentary Secretary, no supplementary for this from you.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ابھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ عرض یہ ہے کہ مجھے منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا ہے اور میں آپ کی اجازت سے specific یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ان کے لوگ اس میں involve نہیں ہیں اگر یہ بلڈنگ اتنی مضبوط نہ ہوتی تو گر جاتی اور یہ اتنا بڑا۔ میں آگے نہیں بولتا کہ کیا ہے؟ لیکن جو اصل بات ہے اس پر میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ صرف breakage میں یعنی توڑ پھوڑ from Murree brewery to Lahore کتنے فیصد شراب پی جا رہی ہے اور بچی

جارہی ہے،وہ منسٹر صاحب بتائیں کہ کتنے فیصد؟ of the total delivery from Murree brewery to Lahore?

جناب سپیکر:اس کے لئے نیاسوال کریں، پھر یہ توبات نہ ہوئی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ بڑاsimpleہے کہ توڑ پھوڑ میں کتنی شراب علیحدہ کی جارہی ہے؟

جناب سپیکر:وہ اندازے سے بھی نہیں بتاسکتے۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!چلیں،اندازے سے بتائیں کہ کتنی شراب توڑ پھوڑ میںclaim کی جارہی ہے جس پر نہ ٹیکس دیاجارہاہے۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ fresh questionبالکل نہیں بنتا۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ fresh questionبنتاہے اور یہ نہیں کہ شیخ صاحب شور مچائیں اور کہہ دیں کہ fresh question نہیں بنتا۔

جناب سپیکر:نہیں، شیخ صاحب!یہ بالکل نیاسوال بنتاہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!اب آپ بیٹھ جائیں، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ کی بات سر تسلیم خم ہے، آپ مجھے ان سے صرف یہ پوچھ دیں کہ جب جون میں permit ختم ہوئے تو کتنے کروڑ روپے کی شراب 30۔جون کو12بجے سے اٹھاکر اسی ہوٹل اور انہی کمروں میں رکھ دی گئی؟

جناب سپیکر:یہ پھر نیاسوال بنتاہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہfresh question نہیں بنتا،اس میں ساری باتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو میں نے فیصلہ کرنا ہے، آپ ایسے نہ کریں ، آپ بیٹھیں،please آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے اس سوال پر دن رات محنت کی ہے ان کو موقع دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محنت انہوں نے بھی کی ہے اور محنت ہم نے بھی کی ہے کہ آپ کے علم میں لائے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کلو صاحب! please آپ تشریف رکھیں۔جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں جز(ب) ہے اور جز(ب) میں میرا سوال تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹل میں serve کیا جانے والا یہ liquid, laboratories میں test بھی کیا جاتا ہے اور اس کی کوالٹی کو بھی چیک کیا جاتا ہے، میرا ان سے سوال یہ ہے جہاں سے اس کی production ہوتی ہے وہاں پر چار سو کے قریب ملازمین ہیں اور ان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے؟

جناب سپیکر: چار سو کے قریب کون ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! چار سو کے قریب ملازمین ہیں اور جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور اس کے جو کوالٹی کنٹرول منیجر ہیں جو اس کی کوالٹی کو چیک کرتے ہیں،taste بھی کرتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں کہ ٹھیک جارہی ہے کہ نہیں، وہ ایک مسلمان خاتون ہے۔ میں ان سے سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر کوالٹی منیجر، Production Manager باقی ملازمین ہیں ان کے لئے کیا یہ کوئی خصوصی لائسنس جاری کرتے ہیں یا انہیں کوالٹی چیک کرنا اور produce کرنے کی permission ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کوالٹی چیک کرنے کے لئے ان کی laboratories ہیں اور جو distilleries ہیں اور brewery ہیں وہاں پر ان کی اپنی laboratories ہوتی ہیں، وہاں پر چیک کرتے ہیں اور میرا یہ خیال ہے کہ ان کو چیک کرنے کے لئے

ضروری نہیں کہ وہ اس کو taste کریں۔ اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے اس کے مطابق ہی وہ چیک کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں، ان کا مائیک بند کریں۔ جی، وسیم قادر صاحب! اپنا سوال نمبر بولئے گا؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 2035 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور پی پی۔144 میں فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2035: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں ان سٹیل فیکٹری / ملوں کی تعداد کتنی ہے جو ٹیکس ادا کر رہی ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 لاہور میں لوہے کی بہت سے ملیں ہیں جو ٹیکس ادا نہیں کرتیں وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکس ادا نہ کرنے والی ملوں کے مالکان کے ساتھ ایکسائز کا عملہ ملا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ایکسائز ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو فیکٹری مالکان کے ساتھ مل کر حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔144 لاہور کا جو علاقہ زون نمبر1 میں ہے اس میں کل66 سٹیل ملیں / فرنس ہیں جن کے ذمہ مبلغ-/589847 روپے پراپرٹی ٹیکس واجب الادا ہے۔جس کی تفصیل مندرج ذیل ہے:-

30-06-2008 تک بقایاجات	=	-/249204 روپے
ٹیکس برائے سال 2008-09	=	-/339943 روپے
کل واجب الادا ٹیکس	=	-/589847 روپے
31-12-2008 تک اداشدہ	=	-/160169 روپے
بقایاواجب الوصول	=	-/429678 روپے

(متذکرہ 66 سٹیل ملوں کی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) پی پی۔144 لاہور کا جو علاقہ زون نمبر1 میں ہے اس میں کل66 سٹیل ملیں ہیں جن میں سے 19 ملیں جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں جو مبلغ-/249904 روپے بنتا ہے اور متذکرہ سٹیل ملوں کے خلاف لینڈ ریونیو ایکٹ1967 اور پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کے تحت کارروائی برائے وصولی پراپرٹی ٹیکس زیر تکمیل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ عملہ ایکسائز بمطابق قانون متذکرہ ملوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے اور جو نادہندہ ہیں ان کے خلاف لینڈ ریونیو ایکٹ اور پراپرٹی ٹیکس ایکٹ کے تحت کارروائی جاری ہے جس کی بناء پر کسی بھی وقت ریکوری ٹیکس متوقع ہے۔

(د) چونکہ محکمہ ایکسائز کا عملہ مستعدی اور جانفشانی سے بمطابق قانون کام کر رہا ہے اس لئے اہلکاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔ریکارڈ کے مطابق نادہندہ فیکٹری مالکان سے محکمہ کا مطالبہ برائے وصولی ٹیکس جاری ہے۔دسمبر2008 تک 47 ملوں سے ریکوری ہو چکی ہے اور جون تک باقی ماندہ19 ملوں سے بھی وصولی کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پی پی۔145 لکھا ہوا تھا اور بعد میں اسے کاٹ کر پی پی۔144 کیا گیا، کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ اس کے علاوہ اس میں کوئی اور غلطی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے پی پی۔145 لکھا ہوا تھا اور بعد میں پی پی۔144 لکھا گیا ہے تو چلیں یہ تو غلطی مان لی تو کیا اس کے علاوہ اور بھی کوئی غلطی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں کوئی غلطی نہیں ہے اور یہ جو پی پی۔145 لکھا گیا تھا اس کو ہم نے کاٹ کر صحیح کر دیا ہے اور پچھلی دفعہ بھی printing میں غلطی ہو گئی تھی اور یہ میں نے چیک کیا تھا جو ہمیں اسمبلی کی طرف سے سوال بھیجا گیا تھا وہاں پر پی پی۔145 کو پی پی۔144 کیا گیا تھا تو وہ ہم نے اس دفعہ پہلے ہی چیک کر لیا ہے اور یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ آپ کی اس اسمبلی کی printing error ہے، ویسے جواب پی پی۔144 کے حوالے سے جو انہوں نے پوچھا تھا بالکل اسی حوالے سے ہی معزز رکن کو جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (الف) میں آجائیں کہ ان کا جواب پی پی۔144 کا علاقہ جو زون نمبر ایک میں ہے اس میں کل 66 ملیں/فرنس ہیں جن کے ذمہ -/589847 روپے پراپرٹی ٹیکس واجب الادا ہے۔ چلیں ٹھیک ہے اور آگے آجائیں جو بقایاجات ہیں اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ -/249204 روپے ٹیکس برائے سال 2008-09، -/339,943 روپے اور جو انہوں نے میزان کیا ہے وہ -/589,847 روپے ہے تو یہ بات بنتی نہیں کیونکہ اس میں -/700 روپے کا فرق آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سوال بھی پرانا تھا تو اس وقت جو ہماری موجودہ پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ٹیکس collection بہتر کی ہوئی ہے۔ یہ جو اس کا آخری جز ہے اس کو دیکھ لیجئے گا کہ 31-01-2010 تک جو ادا شدہ ٹیکس ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میری بات کو یہ سمجھ نہیں پائے کہ یہ جو دو figures انہوں نے دیئے ہیں ایک بقایاجات ہیں اور دوسرا ٹیکس برائے 2008-09 ہے ان کو اگر جمع کیا جائے تو یہ رقم -/589,147 روپے بنتی ہے جبکہ انہوں نے -/589,847 روپے لکھا ہے۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ یہ printing کی غلطی ان کی طرف سے ہو گئی ہو یا میرے دفتر کی طرف سے ہو گئی ہو۔ یہ ہم پر ڈال دیں پہلے بھی ہم نے قبول کیا اور اب بھی کر لیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ printing میں غلطی ہو گئی ہے مگر میں ان کو exact figure دینا چاہ رہا ہوں کہ اس وقت جو آپ کے سوال میں جواب دیا گیا تھا کہ ہمارے بقایاجات -/429,678 روپے جو واجب الوصول ہیں تو آپ کے سوال کا جواب دینے کے بعد جو ہم نے اب تک recovery کی ہے اس کے بعد -/99,770 روپے بقایاجات رہ گئے ہیں جو اس وقت موجودہ پوزیشن ہے کیونکہ جس وقت جواب بھیجا گیا اس وقت -/429,678 روپے بقایاجات تھے ۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو تو پہلے کر لینے دیں۔ ان کا سوال ہے، ان کے بعد آپ کر لیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کیوں؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! ایک سال بعد 31- جنوری 2009 کو اس کا جواب موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد بھی ان کی figures غلط ہیں تو اس کو pending کر کے دوبارہ لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کر کے ہم اس ہاؤس کا ٹائم ضائع نہیں کریں گے۔ آپ کی مہربانی اگر آپ کا اس پر کوئی سپلیمنٹری سوال ہے تو ضرور کیجئے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر !میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ 19 ملین جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں اس پر کیا کارروائی کی گئی ہے کیونکہ اس پر ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !اس وقت جو present situation ہے وہ میں نے آپ کو بیان کی تھی تا کہ ہاؤس کا ٹائم بچے کیونکہ جب سوال یہاں بھیجا گیا تو تب figures اور تھیں۔ اب ہمارا ان کی طرف 95 ہزار 770 روپے بنتا ہے اور جو ملیں ہیں۔ ان کے خلاف Land Revenue Act, 1967 اور Property Tax Act, 1958 کے تحت کارروائی برائے وصولی پراپرٹی ٹیکس زیر تکمیل ہے۔

جناب سپیکر: زیر تکمیل ہے۔جی، سیمل کامران صاحبہ سپلیمنٹری سوال پر ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر !جز(د) کے جواب میں لکھا ہے کہ چونکہ محکمہ ایکسائز کا عملہ مستعدی اور جانفشانی سے بمطابق قانون کام کر رہا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ عملہ اگر اتنا مستعدی ہے اور جانفشانی سے کام کر رہا ہے تو 19 ملین جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں۔ دوسری بات ہر جگہ پر، ہر جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ بات بھی زیر تکمیل ہے، ٹیکس لینا وہ بھی زیر تکمیل ہے تو یہ تکمیل کا مرحلہ کب سے چل رہا ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا پلیز !اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: 30۔جون تک مکمل ہو گا؟جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !30۔جون تک مکمل ہو گا۔ یہ شاید سُن نہیں رہی تھیں جب میں نے بات کی تھی اور وسیم قادر صاحب کو بتایا کہ 19 ملیں جزوی طور پر ٹیکس دینے سے گریزاں ہیں۔ ہم نے ایک چیز لکھی تھی کہ 2 لاکھ 49 ہزار 904 روپے ان کی طرف بنتے تھے۔ جب انہوں نے یہاں سے سوال بھیجا تھا، تب سے اب تک ہم نے recovery کی ہے، اب صرف 95 ہزار روپے بقایا جات رہ گئے ہیں باقی recoveries ہم کرتے چلے جا رہے ہیں اور ہمارا عملہ بالکل وہاں پر کام کر رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر !میں نے کچھ اور پوچھا تھا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ خود یہ وضاحت کر رہا ہے کہ ماشاءاللہ ان کا عملہ بہت efficient ہے اس کے باوجود انہوں نے ابھی تک جتنی بھی recoveries کی ہیں میں ان کو appreciate بھی کرتی ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن پر کوئی ایک مل یا انیس ملیں اب شاید وہ کم ہو کر چار رہ گئی ہوں وہ کیا ایسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر لوگ ٹیکس نہیں دیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر ! ٹیکس پر ہم ایک awareness campaign شروع کر رہے ہیں تاکہ لوگوں میں ایک کلچر develop کیا جائے کہ وہ proper time پر ٹیکس pay کریں تاکہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس وقت انیس 19 ملوں میں سے چھ ملیں رہ گئی ہیں۔ باقیوں سے ہم نے ٹیکس recover کر لیا ہے اور چھ ملوں کے خلاف اس وقت بہت تیزی سے آپریشن چل رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے ان کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2037 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب وسیم قادر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پانچ مرلہ مکان پر پراپرٹی ٹیکس کی تفصیلات

*2037: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے لاہور کے مختلف علاقوں میں پانچ مرلہ پر ٹیکس معاف کر دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض علاقوں میں پانچ مرلہ کے مکان سے اب بھی ٹیکس وصول کیا جارہا ہے، وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ مرلہ مکان کا کچھ حصہ اگر کرایہ پر دے دیا جائے تو اس مکان پر ٹیکس لاگو ہو جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسائز افسران پانچ مرلہ کے مکان مالکان کو نوٹس بھیج کر ڈراتے ہیں اور ان سے رشوت لے کر نوٹس ختم کر دیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پانچ مرلہ تک کے رہائشی مکان کو زیر دفعہ 4(1) پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کے تحت ادائیگی پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جا چکا ہے۔

(ب) سابقا حکومت نے 01-07-2004 سے پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس ختم کیا تھا۔اگر کسی کا ٹیکس 01-07-2004 سے پہلے کا بقایا ہے تو صرف اس سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) پانچ مرلہ تک کا رہائشی مکان اگر کلی یا جزوی طور پر کرایہ پر ہو تو بھی پراپرٹی ٹیکس لاگو نہ ہوتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔صرف ان پانچ مرلہ کے مالکان کو نوٹس بھیجا جاتا ہے جن کی طرف 01-07-2004 سے پہلے کا ٹیکس واجب الادا ہے۔

جناب وسیم قادر: یہ جز(د) میں لکھتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔صرف ان پانچ مرلہ کے مالکان کو نوٹس بھیجا جاتا ہے جن کی طرف 01-07-2004 سے پہلے کا ٹیکس واجب الادا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ اس سے confusion پیدا ہوتی ہے اور ان کا عملہ لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں اور پیسے لے کر آجاتے ہیں اور ٹیکس ادا نہیں ہوتا۔میری ہاؤس اور آپ کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ اگر اس کو معاف کر دیا جائے تو اس سے بہت سے لوگوں کو relief ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ پانچ مرلے پر ٹیکس کو معاف ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے رہائشی مکانوں کو 01-07-2004 سے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اس سے پہلے کے لوگوں کے جو arrears ہیں وہ ہمارے ریکارڈ میں ابھی تک آرہے ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اس پر ابھی تک ہم کوئی فیصلہ

نہیں کر پا رہے یہ کوئی 73 کروڑ روپے بقایا جات ہیں جو پانچ مرلے کے لوگوں کے 2004 سے پہلے کے ہیں۔ اس مد میں ہماری کوشش ہے جس طرح میرے معزز رکن نے فرمایا کہ ہمارے لوگ شاید ان لوگوں کو تنگ بھی کرتے ہوں مگر recovery کر رہے ہیں اور اس میں تقریباً 2 لاکھ 30 ہزار لوگ involve ہیں جن سے ہم نے 73 کروڑ روپے کی recovery کرنی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہ وہ لوگ ہیں جو انتہائی غریب ہیں جن کے پاس چار پانچ مرلے کے مکانات ہیں۔ اگر پنجاب گورنمنٹ مہربانی کرے اور ان کے واجبات معاف کر دیئے جائیں۔ یہاں اس ملک میں تو ہر ایک آدمی کھربوں روپے لئے بیٹھا ہے تو وہاں جہاں ان لاکھوں لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے تو ان پر مہربانی کی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ اس چیز کو consider کرتا ہے یہ سوال پچھلے session میں بھی آیا تھا اور میں نے جناب سے یہ کہا تھا کہ حکومت پنجاب بالکل اس چیز کو consider کر رہی ہے کیونکہ پانچ مرلہ اور اس سے کم area میں رہائش پذیر جو غریب لوگ ہیں ان کو بالکل relief ملنا چاہئے۔ اس سلسلے میں ہم اس کا ایک پورا فارمولہ ترتیب دے رہے ہیں جو پہلے تو overall تھا لیکن اب ہم چاہیں گے کہ اس میں Category-A جس میں پانچ مرلہ کے مکان جو گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن وغیرہ میں ہیں ان سے ہمیں ٹیکس recover کرنا چاہئے۔ جو Low rating areas ہیں جو low category میں آتے ہیں، ان کو محکمہ consider کر رہا ہے کہ ان کے ٹیکس اور پرانے arrears معاف کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جب پانچ مرلے کا ٹیکس معاف کیا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ غریب لوگوں کو اس کا فائدہ ہو۔ آج پانچ مرلہ یا اس سے بھی کم فلیٹ جو Main Boulevard و دیگر پوش علاقوں میں ہیں ان کی قیمتیں کروڑوں روپے میں ہیں تو کیا ان کو جو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے یہ ایک صحیح فیصلہ ہے، کیا حکومت اس پر نظر ثانی کر رہی ہے کہ امیر لوگ جن کا تین تین، چار چار کروڑ روپے کا فلیٹ یا پانچ مرلے کا گھر گلبرگ کے امیر علاقے میں

موجود ہے ان کو بھی ٹیکس کی چھوٹ دے دی گئی ہے، کیا یہ صحیح ہے اور کیا حکومت اس پر غور کر رہی ہے کہ ان پر ٹیکس نہ لگے کیونکہ یہ ٹیکس علاقوں کی صفائی، علاقوں کے سیوریج سسٹم اور علاقوں کی بہتری کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اس طرح کے امیر لوگوں کو بھی ٹیکس کے اندر چھوٹ دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فیصلہ ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب جو کہ ہمارے معزز رکن ہیں انہوں نے جو بات کی ہے وہ logically بہت ٹھیک بات ہے کہ گلبرگ، اسی طرح ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن اور جو ہمارے پوش علاقے ہیں وہاں پر واقعی دو دو، تین تین مرلے کے فلیٹ کی قیمت ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے اور اگر وہاں پر پانچ مرلے کا کوئی اپارٹمنٹ ہے تو شاید اس کی قیمت گلبرگ میں دو کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہو لیکن جس وقت یہ ٹیکس پانچ مرلہ اور اس سے کم کا جو رہائشی علاقہ تھا اس پر ختم کیا گیا تو یہ Category-A میں آتے تھے۔ ہماری اس وقت جو new tax proposals بن رہی ہیں ان میں ہم اس چیز کو بالکل دیکھ رہے ہیں کہ جو Category-A میں آتے ہیں وہ لوگ easily tax pay کر سکتے ہیں ان کو ہم دوبارہ سے اس net میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب! سوال نمبر بولئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2488۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*2488: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) سب سے زیادہ رقم کس ٹاؤن میں اس مد میں وصول ہوئی؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹر، اے۔ای۔ٹی۔او اور ای۔ٹی۔او فرائض لاہور میں سرانجام دے رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعیناتی کی جگہ اور ڈومی سائل کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جارہی ہے؟

(ہ) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(و) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد ملازمین کو لاہور شہر سے باہر ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

01-01-2007 تا 30-06-2007	277.622	ملین روپے
01-07-2007 تا 30-06-2008	1001.063	ملین روپے
01-07-2008 تا 31-03-2009	839.709	ملین روپے
کل میزان	2118.394	ملین روپے

(ب) داتا گنج بخش ٹاؤن

(ج) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سات اہلکاران کے خلاف بوجہ غیر حاضری، رشوت، ٹیکس میں خورد برد اور غیر تسلی بخش کارکردگی کی بنیاد پر محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

(ہ) 28 اہلکاران ہیں۔

(و) حکومت پنجاب کی جانب سے ٹرانسفر پوسٹنگ پر پابندی لگی ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2489۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ میں ای ٹی او کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2489: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات میں ای ٹی او کی اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پُر اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے ای ٹی او عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں کس کس جگہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت لاہور میں تین سال سے زائد تعینات ای ٹی او کو یہاں سے کسی دوسرے شہر میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات میں 48 اسامیاں ای ٹی او کی ہیں۔

(ب) اس وقت 44 اسامیاں پُر ہیں جبکہ چار اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- ننکانہ صاحب 2- پروفیشنل ٹیکس، لاہور

3- راجن پور 4- لودھراں

(ج) مندرجہ ذیل چھ ای ٹی او عرصہ تین سال سے زائد لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں:-

1- مس فضا شاہ، زون6

2- میاں خالد محمود، زون8

3- قمر فاروق، ایکسائز

4- شیخ امتیاز علی، موٹرز

5- چودھری ظفراللہ، موٹرز

(د) حکومت پنجاب نے پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ہاں اگر کسی افسر کو انتظامی وجوہات کی بناء پر ٹرانسفر کرنا مقصود ہو تو اس کی باقاعدہ منظوری وزیر اعلیٰ سے لی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میں اس کے جواب سے بھی پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: very good آپ کو مبارک ہو۔جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2491 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گاڑیوں کی رجسٹریشن کی تفصیلات

* 2491: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ کی ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کے پاس جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس آئی ٹی کے دور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ فوری طور پر یعنی سنگل کلک سے پنجاب پولیس کے ریکارڈ کا حصہ نہیں بن سکتا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ، ایم ٹی آئی ایس کے ذریعے کریمینل ریکارڈ آفس پنجاب پولیس اور چند دیگر سرکاری اداروں کے ساتھ منسلک ہے۔ جس میں ایم ٹی آئی ایس پراجیکٹ کے ذریعے کمپیوٹر پر رجسٹر شدہ گاڑیوں کا ریکارڈ update ہوتا ہے اور یہ ریکارڈ پنجاب portal کی ویب سائٹ (http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر دستیاب ہے جو

کہ صرف سنگل کلک پر ہر شخص کی دسترس میں ہے۔جن اضلاع میں ابھی کمپیوٹرائز رجسٹریشن کا نظام شروع نہیں کیا گیا وہاں سے رجسٹرڈ شدہ گاڑیوں کا ریکارڈ ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کو مہیا نہیں کیا جاتا بلکہ جب ان کو کسی گاڑی کے بارے میں کوئی انفارمیشن درکار ہو تو ان کو مہیا کر دی جاتی ہے۔

(ب) اس کا جواب جز(الف) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!جز (الف)میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ ماہانہ بنیادوں پر پنجاب پولیس کے پاس جاتا ہے۔ اس کے جواب میں مجھے بتایا گیا ہے کہ single click پر یہ ریکارڈ پنجاب portal کی ویب سائٹ (http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر موجود ہے ۔ یہاں پر بھی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ آج بھی لاہور کے اندر اگر کوئی گاڑی چوری ہوتی ہے تو اس کی رجسٹریشن کے ریکارڈ کے لئے اگر پولیس سٹیشن جائیں تو وہ ایک ہفتے کا ٹائم مانگتے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد وہ سرکاری ریکارڈ حاصل کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ یہ گاڑی رجسٹرڈ تھی یا نہیں تھی؟ اگر portal پر جاتے ہیں تو وہاں پر یہ بتایا گیا ہے کہ گاڑی کی رجسٹریشن ہونے کے ایک مہینہ بعد تک اس کا ریکارڈ اس کی ویب سائٹ پر جس کا ایڈریس دیا گیا ہے نہیں آتا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک مہینے کے بعد بھی اس کی رجسٹریشن کا ریکارڈ اگر پولیس کو available نہیں ہو گا تو کیا ایک مہینے کے لئے ان تمام نئی گاڑیوں کو چوری ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!اس سوال کے جواب میں ہم نے اپنی ویب سائٹ دی ہے(http://mtmis/Punjab.gov.pk) پر availability ہے۔پولیس اس کو دیکھ لیتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جس وقت ہماری گورنمنٹ آئی تو پنجاب میں 16 اضلاع ایسے تھے جہاں پر computerized registration ہوتی تھی، اب اس وقت 33 اضلاع میں computerized registration ہو رہی ہے ۔ اب بھی تین اضلاع ایسے ہیں جہاں پر computerization ہونی ہے۔لاہور شہر کے متعلق میں نے جو ویب سائٹ بتائی ہے میرے بھائی اس بات کا proof دیں، کیونکہ جہاں تک ہمارے ریکارڈ اور knowledge میں ہے پولیس فوری طور

پر اس ویب سائٹ پر جا کر لاہور شہر کا تمام ریکارڈ جوcomputerized registration کے متعلق ہے وہ اس ویب سائٹ پر available ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! کسی اور ضلع کی کار اگر لاہور میں چوری ہوتی ہے تو اس کے لئے پولیس آج بھی اس متعلقہ ضلع سے confirmation لیتی ہے نہ کہ ان کی دی ہوئی ویب سائٹ سے یہ صرف میرے کہنے کی بات نہیں ہے لاہور میں آج بھی وہportal ویب سائٹ کے ریکارڈ پر یقین نہیں رکھتے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ لاہور سے ہٹ کر بھی جوcomputerized ریکارڈ ہے اس کو وہ مستند نہیں مانتے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ لاہور سے ہٹ کر بھی جتنے اضلاع ہیں ان کے ریکارڈ کو مستند ماننے کے لئے کیا طریق کار ہے تا کہ پولیس کو بھیconvince کیا جا سکے کہ اس کی written verification ضروری نہیں ہے اسportal پر دیا جانے والا ریکارڈ ہی مستند ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے چاہے ہمارا ریکارڈcomputerized ہے یا نہیں ہے مگر جیسے ہی کسی کی گاڑی چوری ہوتی ہے اور وہ اس کی FIR lodge کرتے ہیں اور پولیس جیسے ہی ہم سے record demand کرتی ہے محکمہ ایکسائز فوری طور پر ان کو ریکارڈ مہیا کر دیتا ہے۔ جہاں تک ویب سائٹ کی بات ہے میرا محکمہ پولیس سے متعلق نہیں ہے اگر رانا ثناء اللہ خان صاحب بیٹھے ہوتے تو وہ شاید اس پر کچھ فرما سکتے کہ پولیس کے لوگ اتنے trained ہیں کہ وہ اس ویب سائٹ کو دیکھ سکتے ہیں یا نہیں دیکھ سکتے۔ Otherwise manually جب کبھی وہ ہمارے محکمے سے پوچھتے ہیں تو ہم فوری طور پر ان کو اس کا ریکارڈ پیش کر دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میرا سوال تھا اگر جواب ''ہاں'' میں ہے تو I.T کے دور میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا ریکارڈ فوری طور پر جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ available ہو گا۔ پچھلے اجلاس میں بھی یہ طے ہوا تھا کہ وہ پبلک ٹرانسپورٹ جو دس سال پرانی ہو اور جس کی رجسٹریشن یہاں پر ہوئی ہے تو اس میں ایک پروگرام یہ بھی شامل کیا جانا تھا کہ automatically دس سال کے بعد وہ گاڑی پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے نہیں چلے گی کیونکہ ایک تو اس کے انجن میں اتنی طاقت نہیں رہتی کہ وہproperly road پر چل سکے دوسرا وہ ماحول کی خرابی کا سبب بھی بنتی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان

کا جوcomputerization accordہو رہا ہے دس سال کے بعد automaticallyاس گاڑی کی رجسٹریشنcancel تصور کی جائے کیا ان کےaccordمیں یہ چیز شامل ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے پبلک ٹرانسپورٹ کے حوالے سے بات کی ہے، پبلک ٹرانسپورٹ کے حوالے سے لاہور شہر کے لئے ہماری لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی(L.T.C)بنی ہے وہ اس پر اپنا ایکcriteria مرتب کر رہے ہیں اور اگلے چند ماہ میں وہ اس پر پوری طرحworking کر لیں گے۔ جہاں تک دس سال اور اس سے پرانی گاڑیاں جو یہاں پر چل رہی ہیں، ویسے یہrelatedتو ٹرانسپورٹ کے محکمے سے تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹرانسپورٹ کے محکمے میں ٹیکنیکل لوگ ہی نہیں ہیں جو کہ اس کو چیک کر سکیں کیونکہ دس سال پرانی گاڑی کیconditionبھی اتنی اچھی ہو سکتی ہے کہ روڈ پر چل سکے کئی دفعہ دس سال سے کم پرانی گاڑی کی حالت بھی اتنی اچھی نہیں ہوتی کہ وہ روڈ پر چل سکے اس سلسلے میںcriteriaبنایا جا رہا ہے اس کے علاوہI T systemکو بھی ہمimproveکر رہے ہیں، ویب سائٹ کو بھیimproveکر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے چند ماہ میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اور ایکسائز ڈیپارٹمنٹ بہت بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر:سید حسن مرتضیٰ صاحب!آپ کا ایک سوال رہ گیا تھا میں نے اس کو آپ کے آنے تک pendingکیا تھا۔اس کے علاوہ رپورٹ بھی پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:سوال نمبر78۔جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور موٹر رجسٹریشن برانچ و پراپرٹی برانچ فرید کوٹ میں تین سال سے زائد افسران و اہلکاران کی تفصیل

*78:سید حسن مرتضیٰ:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موٹر رجسٹریشن برانچ اور پراپرٹی ٹیکس برانچ فرید کوٹ ہاؤس لاہور میں گزشتہ تین سال سے زائد تعینات افسران واہلکاران کے نام وعہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ برانچوں میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات افسران، اہلکاران کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس برانچ فرید کوٹ ہاؤس (زون 3) میں عرصہ تین سال سے زائد افسران / اہلکاران کی تعیناتی کی مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام افسر / اہلکار	عہدہ	گریڈ
-1	محمد اکرم اشرف	ڈائریکٹر ایکس ریجن اے	19
2	مسعود الحق	ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن	18
3	محمد عاشق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر ریجن (سی)	14
4	نجم الدین	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
5	میاں محمد صادق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
6	عنصر غزالی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
7	سید ریاض حسین شاہ	جونیئر کلرک	7
8	جاوید زمان	جونیئر کلرک	7
9	ممتاز علی	جونئیر کلرک	7
10	افسر علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
11	شوکت اقبال	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
12	اورنگزیب	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
13	محمد شفیق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
14	محمد تنویر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
15	محمد ریاض باجوہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
16	محمد اشرف	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
17	عامر عباس	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5

موٹر برانچ فرید کوٹ ہاؤس میں عرصہ تین سال سے زائد افسران / اہلکاران کی تعیناتی درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام افسر / اہلکار	عہدہ	گریڈ
1	مقبول احمد	جونیئر کلرک	7
2	محمد جہانگیر	جونیئر کلرک	7
3	عنصر معین	جونیئر کلرک	7
4	محمد عون	جونیئر کلرک	7
5	محمد ریاض	جونیئر کلرک	7
6	عبدالرشید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
7	محمد جاوید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
8	علی نواز شاہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
9	محمد یعقوب	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
10	رحمت علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
11	محمد سرور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
12	انجم شہزاد	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
13	محمد رشید	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
14	محمد رفیق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
15	محمد طارق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
16	رانا طارق	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
17	عبدالشکور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5
18	عابد علی	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	5

(ب) ذیلی سٹاف کی تعیناتی میں حکومتی پالیسی اور ریونیو ترجیحات کو مد نظر رکھا جاتا ہے تا کہ حکومتی اہداف کو ہر ممکن یقینی بنایا جا سکے۔ تاہم مالی سال کے اختتام پر تعیناتی میں تبدیلی روبہ عمل ہوتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔اب آپ اگلی بات کریں۔(قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر: یہ قیامت کی نشانی ہے۔

جناب سپیکر: اب ان کو رپورٹ پیش کرنے دیں۔مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے باہر بھیجا تھا کچھ لوگ احتجاج کر رہے تھے۔ آپ نے محسن لغاری صاحب کو بھی ہمارے ساتھ حکم دیا تھا لیکن وہ ہمارے ساتھ تشریف نہیں لے گئے۔

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہماری کوئی سنتا تو ہے نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔...Order from the Chair, respectable Member مجھے یہ سن کر دکھ ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم جب بولتے ہیں تو ہماری تو کوئی بات سنتا نہیں ہے۔ جب ہماری بات سنی ہی نہیں جاتی تو میں ان کو کیا یقین دہانی کروا سکتا تھا؟

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ وہاں اکٹھے ہوتے، ان کو پتا ہوتا کہ سب دوست آئے ہیں اور ان کا جائز جو مطالبہ ہو گا وہ مانا جائے گا۔ آپ جس کمیٹی میں بھی گئے ہیں، کبھی کسی کمیٹی کے افراد کے ساتھ باہر گئے ہوں تو آپ سے کسی نے کوئی اختلاف کیا ہو؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر میں آپ کی بات کو سمجھا نہیں۔ میں نے سمجھا ہے کہ ان سے negotiate کرنا ہے اس لئے میں نے کہا کہ ہمارے پاس negotiation کی power تو نہیں ہے تو ہم negotiate کیا کریں گے۔ میری کوتاہی ہے کہ میں بات کو سمجھ نہیں پایا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو معاف کر دیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں بات کو سمجھ نہیں پایا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آگے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ہم نے ان سے بات کی ہے، ان کا مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی میں ہے۔ وہ احتجاج کر رہے تھے کہ T.E.V.T.A Ordinance کو ایکٹ کی شکل دی جا رہی ہے تو وہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہی پرانا نظام تعلیم جو پہلے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا تھا وہی رہے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ماتحت انہیں کیا جائے۔ انہوں نے کافی لمبی چوڑی اپنی گزارشات کیں۔ ان سے ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم سپیکر صاحب کو اور ہاؤس کو request کریں گے کہ آپ کا مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی میں already ہے۔ آج میرے خیال میں سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بھی ہو رہی ہے۔ اگر ان کے دو نمائندے بھی سٹینڈنگ کمیٹی میں اپنے تحفظات پیش کریں اور ان کو اگر دور کر دیا جائے تو وہ لوگ پر امن طور پر گھر جانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: مہربانی فرما کر اگر آپ حکم فرما دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: میں نے یہ بات سن لی ہے اس بارے میں خود متعلقہ وزیر سے بات کروں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات کر لوں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال 2008 (جولائی تا دسمبر) ٹیکسز کی مد میں وصول ہونے والی رقم کی تفصیلات

*2649: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ ایکسائز نے سال2008(جولائی تا دسمبر)چھ ماہ کے دوران موٹر برانچ، پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ٹیکس، ایکسائزڈیوٹی، افیون، لگژری گاڑیوں کی مد میں کتنے ملین روپے وصول کئے؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز نے سال2008(جولائی تا دسمبر)چھ ماہ کے دوران موٹر برانچ، پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، افیون، لگژری گاڑیوں کی مد میں کل -/4,121,966,500 روپے وصول کئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

موٹر ٹیکس	-/2,055,567,000روپے
پراپرٹی ٹیکس	-/1,539,763,000روپے
تفریحی ٹیکس	-/26,947,000روپے
ایکسائزڈیوٹی	-/449,297,000روپے
افیون	-/2,781,000روپے
لگژری گاڑیوں کا ٹیکس	-/4,121,966,500روپے
ٹوٹل	-/4,121,966,500روپے

لاہور۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا و دیگر تفصیلات

*2662: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبکاری و محصولات لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال2007 کے دوران جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو اوپن میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن نمبری 1-35/93(S&GAD)SOR.III بتاریخ 17-04-2002 جاری کردہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن گورنمنٹ آف پنجاب) حکومت کے مجوزہ بھرتی کے طریق کار اور حکومت کے ضابطے کے مطابق بلحاظ کل تعداد اسامی خواتین کا پانچ فیصد کوٹا مختص کیا گیا ہے مذکورہ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2007 کے دوران جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کی مطلوبہ تفصیل حسب ذیل ہے:-

سیریل نمبر	نام ولدیت	گریڈ	سال
-1	صبا اکرم ولد محمد اکرم	11	2007
-2	بشریٰ سلیم ولد محمد سلیم ملک	11	2007
-3	حمیرا ناز ولد محمد حنیف	11	2007

(ج) بمطابق نوٹیفکیشن نمبری 1-35/93(S&GAD)SO R-III بتاریخ 17-04-2002 کے پیرا 2(a) میں مذکور ہے کہ وہ اسامیاں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے زیر انتظام مقابلہ کے امتحان کی بنیاد پر پُر کی جاتی ہیں ان اسامیوں پر پانچ فیصد خواتین کے کوٹا کا اطلاق نہیں ہوتا۔ابھی تک محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب میں ایک خاتون کی تقرری بطور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر بذریعہ پبلک سروس کمیشن ہوئی ہے۔

(د) یہ بالکل درست نہ ہے۔ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو اوپن میرٹ کی بنیاد پر حکومت کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق رکھا گیا۔

فیصل آباد میں ایکسائز کے دفتر میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2706: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایکسائز کے دفتر میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سر انجام دے رہا ہے، کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہیں، یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ب) سال2007-08میں صوبائی حکومت نے ضلع فیصل آباد میں ایکسائز کے دفاتر کے لئے کتنا فنڈ فراہم کیا اور وہ کس کس مد میں خرچ کیا گیا؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں محکمہ کو کتنی انکم ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایکسائز دفتر کے سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سلسلہ نمبر	پوسٹ	منظور شدہ اسامیاں	جو کام کر رہے ہیں	جو خالی ہیں	بھرتی کا طریقہ
1	ڈائریکٹر ایکسائز	1	1	-	-
2	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	3	3	-	-
3	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	12	12	-	
4	سپرنٹنڈنٹ	3	2	1	بذریعہ پروموشن
5	انسپکٹر	63	52	11	پبلک سروس کمیشن
6	اسسٹنٹ	3	2	1	بذریعہ پروموشن
7	سٹینو گرافر	3	1	2	پبلک سروس کمیشن
8	سینئر کلرک	11	6	5	بذریعہ پروموشن
9	جونیئر کلرک	47	47	-	
10	پٹواری	1	1	-	
11	ڈرائیور	3	3	-	
12	ہیڈ کانسٹیبل	6	-	6	بذریعہ پروموشن
13	کانسٹیبل	66	57	9	ڈائریکٹ بھرتی
14	جمعدار ایکسائز	1	-	1	بذریعہ پروموشن
15	چوکیدار	2	2	-	
16	وائرلیس	1	1	-	

17	خاکروب	3	2	1	ڈائریکٹ بھرتی
18	مالی	1	1	-	

کل تعداد اسامیاں 230

خالی اسامیاں 37 (بذریعہ پروموشن 14، بذریعہ ڈائریکٹ بھرتی 23)

ڈائریکٹ سے متعلق بھرتی پر پابندی اٹھ جانے کے بعد پُر کی جائیں گی جبکہ پروموشن کی اسامیاں پُر کرنے کے لئے کارروائی جاری ہے۔

(ب) سال 08-2007 میں حکومت کی جانب سے جو فنڈ مہیا کئے گئے اور جس مد میں خرچ کئے گئے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں جو وصولیاں کیں اور جو اخراجات ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے:۔

وصولی	اخراجات	فیصد
698,889,376/-روپے	28,210,667/-روپے	4فیصد

فیصل آباد میں کرپشن کے کیسز و دیگر تفصیلات

*2707: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2007 اور 2008 فیصل آباد میں محکمہ کے کتنے اہلکاروں کے خلاف کرپشن کے کیسز بنے اور ان میں کتنے اہلکاروں کو سزائیں ہوئیں؟

(ب) 2008 میں مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوئی اور کتنی رجسٹریشن کے بغیر گاڑیوں کے مالکان کے خلاف کارروائی کی گئی، آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں سال 2007 اور 2008 میں محکمہ کے مندرجہ ذیل اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کیسز بنے اور انہیں جو سزائیں ہوئیں ان کی تفصیل:

نمبر شمار	نام اہلکار	جو سزا دی گئی
1	مہر ایوب، نوید شہزاد جونیئر کلرک	ایک ایک سالانہ ترقی کی بندش
2	محمد صہیب، جونیئر کلرک	ایک سالانہ ترقی کی بندش
3	1-اسماعیل چیمہ،	Censure-1
	2-افتخار حسین بھٹی، انسپکٹرز	2-ایک سالانہ ترقی کی بندش

4	غلام محمد انسپکٹر	Censure
5	عاصم یوسف،Ex M.T.C	Dismissal from Govt. service

(ب) سال2008میں ضلع میں جتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن ہوئی:۔

56511موٹر وہیکل آرڈیننس1965 کے تحت کوئی گاڑی بغیر رجسٹریشن کے نہیں چلائی جاسکتی البتہ اس دفعہ کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کا اختیار محکمہ پولیس کو حاصل ہے تاہم محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن رول19 بمطابق موٹر وہیکل ٹیکسیشن رولز1959 کے تحت ٹوکن ٹیکس ڈیفالٹر کی گاڑی کو بند کرنے کا مجاز ہے محکمہ ہذا نے ایک نوٹیفکیشن مورخہ 14-02-2009 کے تحت گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر 25 فیصد تا100 فیصد اضافی رجسٹریشن فیس کا اطلاق مورخہ 16-03-2009 سے کر دیا ہے۔

محکمہ ایکسائز کی مدوار آمدن

*2791: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ ایکسائز نے سال2008 کے دوران کتنا ریونیو اکٹھا کیا، تمام مدوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ ریونیو کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز نے سال2007-08 کے دوران 8710.896 ملین ریونیو اکٹھا کیا جس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	مدکانام	ریونیو2007-08 (in million)
-1	کاٹن فیس	374.725
-2	انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی	40.063
-3	ایکسائزڈیوٹی	942.088
-4	ہوٹل ٹیکس	265.315
-5	افیون کی گولیاں	112.226
-6	موٹروہیکل ٹیکس	4383.425

-7	پروفیشنل ٹیکس	241.311
-8	پراپرٹی ٹیکس	2351.743
	کل میزان	8710.896

2005 سے آج تک ننکانہ صاحب میں نمبرز کی نیلامی کی تفصیلات

*3222: **جناب شاہجہان احمد بھٹی:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی2005 سے آج تک ضلع ننکانہ صاحب میں کتنے پر کشش نمبر بذریعہ نیلام عام الاٹ کئے گئے ہیں جن کو الاٹ کئے ہیں ان کے نام اور رقم کی تفصیل بتائیں اور یہ کن افسران کی نگرانی میں الاٹ ہوئے؟

(ب) نیلام عام میں جن نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے اس کی تفصیل بتائیں نیز یہ کس طریق کار کے تحت نیلام ہوتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جولائی2005 سے آج تک ضلع ننکانہ صاحب میں جو پر کشش نمبر الاٹ کئے گئے ہیں جن کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام اور رقم کی تفصیل اور جن افسران کی نگرانی میں الاٹ ہوئے ہیں ان کی تفصیل Annexure "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نیلام عام میں جن نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے ان کی تفصیل اور طریق کار Annexure "B" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

لاہور 2008 محکمہ کی طرف سے منشیات پکڑنے کی تفصیلات

*3367: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور نے سال2008 کے دوران کتنی مالیت کی منشیات دوران سمگل پکڑیں؟

(ب) متذکرہ محکمہ نے اس عرصہ میں کتنے ملزمان کو گرفتار کیا؟

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بیرون ملک سمگل ہونے والی منشیات کو پکڑنا محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دائرہ کار میں آتا ہے اور نہ ہی اس کی مالیت کا تخمینہ لگایا جاسکتا ہے۔تاہم سال2008 کے دوران مختلف افراد سے درج ذیل مقدار میں منشیات برآمد ہوئیں:۔

ہیروئن	:	5.547کلوگرام
چرس	:	9.669کلوگرام
افیون	:	3.905کلوگرام
شراب	:	648لیٹر
نشہ آور انجکشن	:	723عدد
نشہ آور گولیاں	:	197عدد
افیون ملا شربت	:	590عدد چھوٹی بوتل
بھنگ	:	12.134کلوگرام
افیون والے کیپسول	:	120عدد

(ب) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ضلع لاہور نے یکم جنوری2008 تا 31۔دسمبر2008 تک منشیات رکھنے و فروخت کرنے کے الزام میں190 افراد کو گرفتار کیا۔

پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی کی تفصیلات

*3558: جناب محمد یار ہراج: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی مد میں 09-2008 میں وصولی کا ہدف 9۔ ارب 50 کروڑ روپے مقرر کیا گیا تھا مگر رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں صرف 2۔ارب 25 لاکھ 50 ہزار روپے کی وصولی کی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اتنی بڑی رقم کی کم وصولی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال 09-2008 میں وصولی کا ہدف 6۔ارب روپے مقرر کیا تھا۔ رواں مالی سال کے پہلے دس ماہ میں صرف 2۔ارب 25 کروڑ 23 لاکھ 96 ہزار 4 سو 32 روپے کی وصولی کی گئی ہے۔

(ب) کم وصولی کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ خزانہ نے سال 08-2007 کی وصولی سے 65 فیصد زیادہ کا ہدف سال 09-2008 کے لئے درج ذیل اصلاحات کی بنیاد پر مقرر کیا تھا جو اس سال پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیں:۔

(الف) 116 رٹینگ ایریاز میں سروے کا انعقاد۔

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیداد ہائے سے متعلق نکات بابت ویلیوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر مشتخصہ ایریاجات۔

د) ٹیکس سے معافی کے دائرکار میں مزید لچک / چھوٹ۔

سال 09-2008، موٹر رجسٹریشن ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*3560: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 09۔2008 کے لئے موٹر رجسٹریشن ٹیکس کا ریکوری ٹارگٹ 6.5۔ارب روپے مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک صرف 3۔ارب 70 کروڑ روپے کی وصولی (ریکوری) ہوئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا2۔ارب 80 کروڑ کی بقایا وصولی (ریکوری)بقیہ دو ماہ میں ممکن ہے اگر ہاں تو کیسے اگر نہیں تو ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال09-2008 کے لئے موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں ریکوری کا ٹارگٹ6۔ارب 51 کروڑ58لاکھ19ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا۔

(ب) اب تک یعنی پہلے دس ماہ تک صرف 3۔ارب 33 کروڑ30لاکھ6ہزار2سو59روپے کی وصولی ہوئی ہے۔

(ج) بقایا وصولی بقیہ دو ماہ میں ممکن نہیں ہے کم وصولی کے ذمہ دار افراد نہیں بلکہ درج ذیل اصلاحات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر وڈہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا
2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ
3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی
4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ
5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر پینلٹی کا نفاذ
9) گاڑیوں کی تبدیلی ملکیت کے معاملات میں مالک اور خریدار کی حاضری کو قانون لازماً قرار دیا جانا۔

ضلع وہاڑی، پراپرٹی ٹیکس کی تفصیلات

*3659:جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال08-2007 سے اب تک محکمہ ہذا نے ضلع وہاڑی کے مکانات، دکانات اور رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ٹیکس وصول کیا؟

(ب) تحصیل میلسی میں اگر محکمہ ہذا کے نادہندہ موجود ہیں تو ان کے نام مع مکمل کوائف اور نادہندگی کی وجوہات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال2007-08 سے اب تک محکمہ ہذا نے ضلع وہاڑی کے مکانات، دکانات اور رہائشی آبادیوں سے پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو ٹیکس وصول کیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	2007-08	25423156
-2	2008-09	28455575
	ٹوٹل	53878731

(ب) تحصیل میلسی کے ٹیکس نادہندہ کی تفصیل ہمراہ رپورٹ برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور شہر میں پراپرٹی ٹیکس سروے و دیگر تفصیلات

*3660: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار کب کیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ شہر میں پراپرٹی ٹیکس کے جو ریٹ اس وقت لاگو ہیں وہ بتائے جائیں؟

(ج) بہاولپور میں اس وقت محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا کل کتنا عملہ ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بہاولپور شہر کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار2004-05 میں کیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ شہر میں پراپرٹی ٹیکس کے جو ریٹ اس وقت لاگو ہیں وہ کیٹیگری (بی) تا (جی) کے لگائے گئے ہیں۔جس کا کمرشل پراپرٹی پر زیادہ سے زیادہ ریٹ8 روپے اور کم سے کم2.50 روپے فی مربع فٹ بنتا ہے اور رہائشی پراپرٹی پر زیادہ سے زیادہ ریٹ 2.60 روپے اور کم سے کم0.80 روپے فی مربع فٹ بنتا ہے۔

(ج) بہاولپور میں اس وقت محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے عملہ کی کل تعداد 57 ہے۔

رحیم یار خان، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*3662: **میاں شفیع محمد:** کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 08-2007 اور 09-2008 کا ٹارگٹ کیا مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال	ٹارگٹ
2007-08	Rs. 51,500,000
2008-09	Rs.61,718,270

(ب)

سال	وصولی
2007-08	Rs. 34,343,624
2008-09	Rs. 35,099,254

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوال سے متعلقہ مدت کے دوران کسی اہلکار کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط تشخیص کی کوئی شکایت یا معاملہ سامنے نہ آیا۔ اگر کوئی معاملہ سامنے آتا تو قاصران کے خلاف ضروری قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی۔

خانیوال میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*3663:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خانیوال میں 08-2007 سے 09-2008 تک جتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا اس کی تفصیل تحصیل وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس اس ضلع سے اکٹھا کرنے کا ٹارگٹ تھا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ مع عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع خانیوال کی چار تحصلیوں میں درج ذیل پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا۔

سال	2007-08	2008-09
تحصیل خانیوال	Rs 95,36,742/-	Rs 1,02,68,442/-
تحصیل میاں چنوں	Rs 40,36,647/-	Rs 46,79,178/-
تحصیل کبیر والا	Rs 23,50,918/-	Rs 28,28,626/-
تحصیل جہانیاں	Rs 25,30,905/-	Rs 27,36,323/-
میزان ضلع خانیوال	Rs 1,84,55,269/-	Rs 2,05,12,569/-

(ب) ٹارگٹ بالترتیب سال 3,44,62,860 اور 3,45,87,919 روپے تھا۔

(ج) تفصیل ملازمین نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی جگہ فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پنجاب میں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرنے والی فیکٹریوں کی پیداوار کی تفصیلات

*3798:میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنی فیکٹریاں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرتی ہیں اور ہر ایک کی سالانہ پیداوار کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان فیکٹریوں میں سالانہ 30 کروڑ لیٹر ایتھائل الکوحل تیار ہوتا ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے ان فیکٹریوں پر کتنا ٹیکس عائد کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب میں 12 فیکٹریاں مصفی سپرٹ ایتھائل الکوحل تیار کرتی ہیں اور ہر ایک کی سالانہ پیداوار کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Sr. No.	Name of Factory	Annual Production (Litters)
1	Crescent Sugar Mills Ltd. Faisalabad	2,71,557
2	Tandlian Wala Sugar Mills Ltd. Kanjawani	5,244,042
3	Shakar Gunj Mills Ltd. Toba Road Jhang	32,611,000
4	Shakar Gunj Mills Ltd. Sargodha Road Jhang	5,632,500
5	Noon Sugar Mills Ltd. Bhalwal	11,467,017
6	Crystline Chemical Industries Lahore Road Sargodha	27,857,500
7	Abdullah Sugar Mills Nankana	13,308,478
8	Premier Industrial Chemical Manufacturing Co. Sheikhupura	23,480,367
9	United Ethinol Factory Rahim Yar Khan	37,651,844
10	Colony Sugar Mills Ltd Karmawalla Tehsil Phalia	22,995,961
11	Murree Brewery Distillery. National Park Rawalpindi	1,669,500
12	Ravi Chemical Complex Kala Shah Kaku Sheikhupura	Production under the Control of Atomic Energy Commissions.
	Total	181,889,766

(ب) جی نہیں۔درست یہ ہے کہ ان فیکٹریوں میں سالانہ 18 کروڑ 18 لاکھ 89 ہزار 766 لٹر ایتھائل الکوحل تیار ہوتا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ان فیکٹریوں پر مندرجہ ذیل ٹیکس عائد کئے ہیں:-

1)پراپرٹی ٹیکس Rs.1,515,027/-

2)پروفیشنل ٹیکس Rs.1,075,000/-

3)تجدید فیس Rs.5,50,000/-

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو فراہم کردہ بجٹ اور استعمال

*3852:**خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کس کس مد میں خرچ ہوئی؟

(ج) ڈائریکٹر مذکورہ کی ان سالوں کی آمدن کتنی رہی اور یہ آمدن کس کس سلسلہ (مد) سے حاصل ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کیا ان سالوں کے دوران فراہم کردہ رقم کا آڈٹ ہوا تو کتنی رقم کے خُوردبُرد کا انکشاف ہوا نیز خُوردبُرد کے ذمہ داران کون کون سے افراد تھے اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) دفتر ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران جو گرانٹ حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جو گرانٹ فراہم کی گئی
2007-08	14,26,783/-
2008-09	14,79,978/-

(ب) ان سالوں کے دوران جس جس مد میں رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 2007-08	رقم
تنخواہیں	885,772/-
لنٹیجنسی	338,118/-

سال 2007-08	رقم
تنخواہیں	842,960/-
لنٹیجنسی	384,113/-

(ج) مذکورہ ان سالوں کی آمدن جس (مد) سے حاصل ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مدسال08۔2007

مد	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	کل
1۔پراپرٹی ٹیکس	281,475,910/-	27,634,159/-	20,520,008/-	329,630,077/-
2۔موٹر ٹیکس	304,355,240/-	48,425,557/-	36,263,947/-	3,890,447,744/-
3۔ایکسائیزڈیوٹی	60,799,454/-	10,815,146/-	1,174,558/-	72,789,159/-
4۔پروفیشنل ٹیکس	25,573,890/-	4,229,422/-	2,395,871/-	32,189,183/-
5۔کاٹن ٹیکس	4,964,346/-	7,877,402/-	11,437,841/-	24,279,589/-
6۔تفریحی ٹیکس	9,109,197/-	94,961/-	75,529/-	9,279,687/-
7۔ہوٹل ٹیکس	12,254,289/-	50,721/-	7,620/-	12,312,630/-

مدسال09۔2008

مد	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	کل
1۔پراپرٹی ٹیکس	309,170,968/-	28,073,167/-	21,562,889/-	358,807,624/-
2۔موٹر ٹیکس	286,741,052/-	49,820,034/-	42,871,168/-	379,432,254/-
3۔ایکسائیزڈیوٹی	63,564,269/-	2,229,799/-	1,039,710/-	66,833,778/-
4۔پروفیشنل ٹیکس	31,893,273/-	3,983,367/-	2,408,624/-	38,285,264/-
5۔کاٹن ٹیکس	4,945,717/-	6,911,909/-	14,432,646/-	26,290,272/-
6۔تفریحی ٹیکس	6,792,126/-	60,519/-	47,710/-	6,900,355/-
7۔ہوٹل ٹیکس	12,993,264/-	60,320/-	10,743/-	13,064,327/-

(د) ان سالوں کے دوران جتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2007۔08

	رقم
تنخواہیں	885,772/-
ٹی اے/ڈی اے	47,071/-

سال 2008۔09 رقم

تنخواہیں 842,960/-
ٹی اے/ڈی اے 13,464/-

(ہ) سال08-2007 میں ضلع فیصل آباد کے دفاتر کا سپیشل آڈٹ برائے ضلعی حکومت ہوا کیونکہ اخراجات کی گرانٹ ضلعی حکومت سے ملتی ہے اس سال کسی قسم کی رقم کی خُوردبُرد نوٹ نہ کی گئی۔ سال09-2008 حال ہی میں اختتام پذیر ہوا ہے اس کا ابھی آڈٹ نہ ہوا ہے۔

ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد میں رجسٹریشن فیس کی تفصیل

*3862:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد کو سال08-2007 اور09-2008 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ڈائریکٹر ہذا کے تحت موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ج) سال08-2007 اور09-2008 کے دوران گاڑیوں کے پر کشش نمبروں کی نیلامی سے کتنی رقم موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن پر کشش نمبروں کی نیلامی ہوئی نیز یہ نیلامی کن کن مجاز افسران کی زیر نگرانی ہوئی؟

(ہ) اگر ان دو سالوں کے دوران مذکورہ موٹر رجسٹریشن کے دفاتر میں کوئی بے قاعدگی پکڑی گئی تو اس کی تفصیل فراہم کریں نیز اس بے قاعدگی کے ذمہ داران کے نام اور عہدہ بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کے ماتحت دفاتر واقع فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مالی سال08-2007 اور09-2008 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
2007-08	92,202,649/-	10,206,836/-	10,621,078/-
2008-09	67,871,957/-	12,154,460/-	13,174,311/-

(ب) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کے ماتحت واقع فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ اضلاع میں موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے جتنی رقم موصول ہوئی اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	فیصل آباد	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
2007-08	556,700/-	223,500/-	171,100/-
2008-09	685,500/-	75,000/-	51,100/-

(د) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران جن نمبروں کی نیلامی ہوئی اور جن افسران کی زیر نگرانی ہوئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران فیصل آباد ڈویژن کے ضلعی رجسٹریشن آفس میں کوئی بے قاعدگی نہ پائی گئی۔

سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن وٹرانسفر کی مد میں وصول ہونے والے ریونیو کی تفصیلات

*3950: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں لاہور موٹر برانچ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا؟

(ب) کیا محکمے نے ریونیو میں خاطر خواہ اضافے کے لئے کوئی حکمت عملی مرتب کی تھی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حکمت عملی کے نتیجے میں کتنا اضافی ریونیو اکٹھا کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں لاہور موٹر برانچ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کی مد میں درج ذیل وصولی ہوئی۔

2007۔08

رجسٹریشن فیس -/1,113,359,263روپے

ٹرانسفر فیس -/273,556,157روپے

کل ریونیو -/1,386,915,420روپے

2008۔09

رجسٹریشن فیس -/783,563,059روپے

ٹرانسفر فیس -/211,768,803روپے

کل ریونیو -/995,331,862روپے

(ب) جی ہاں! درج ذیل حکمت عملی ترتیب دی گئی تھی

(i) موٹر برانچ لاہور میں مالی سال کے آخری دنوں میں ایونگ شفٹ متعارف کروائی گئی تھی۔

(ii) ایم ٹی ایم آئی ایس پراجیکٹ کے تحت صوبہ کے 25 اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا نظام متعارف کروایا گیا ہے۔

(iii) ٹوکن ٹیکس کے نادہندگان کے خلاف جنرل ہولڈ اپ کے ذریعے خصوصی مہم چلائی گئی۔

(iv) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن کے لئے اضافی رجسٹریشن فیس عائد کرنیکا نظام بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SO(Excise)(E&T)1۔22/08 مورخہ 14۔فروری 2009 نافذ کیا گیا۔

(v) اخبارات میں ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کے بابت اشتہارات کے ذریعے خصوصی مہم چلائی گئی۔

(ج) اگرچہ مندرجہ بالا حکمت عملی اختیار کی گئی تاہم گاڑیوں کی تیاری اور درآمدات میں واضح کمی کے سبب مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔

سال 2008-09، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*3959: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال09۔2008 میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا کیا ٹارگٹ مقرر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مذکورہ سال میں اپنے ٹارگٹ کو achieve نہیں کر سکا، پراپرٹی ٹیکس مکمل طور پر وصول نہ ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال09۔2008 میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ 6۔ارب روپے مقرر کیا تھا:۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ مذکورہ سال میں اپنے ٹارگٹ کو achieve نہیں کر سکا۔ پراپرٹی ٹیکس مکمل طور پر وصول نہ ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے پچھلے مالی سال سے زائد ٹارگٹ مالی سال09۔2008 کے لئے مقرر کر دیا:۔

2۔ 116 ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد نہ ہو سکا اور نہ ہی ویلیو ایشن ٹیبل میں ترامیم کی گئی۔

3۔ تاہم محکمہ کے عملہ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے گزشتہ سال سے 446524316 روپے زائد وصول کیا گیا۔

ڈیرہ غازی خان-09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3983: جناب محمد محسن خان لغاری: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال09-2008 میں 40 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 22 کروڑ 5 لاکھ روپے وصول کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے ذمہ دار اہلکاروں وافسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو مالی سال09۔2008 میں وصولی کا ہدف -/401,989,540 روپے دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ وصولی کے ہدف میں سے۔/261781630 روپے وصول کئے گئے ہیں۔

(ج) ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ کاٹن فیس ہدف کی وصولی میں کمی زیادہ تر کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کپاس کا ٹارگٹ 11 کروڑ روپے دیا گیا تھا جبکہ کپاس کی ڈیمانڈ 5 کروڑ 76 لاکھ روپے بنتی ہے جس کو وصول کر لیا گیا ہے۔

2۔ پراپرٹی ٹیکس مالی سال09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

3۔موٹر وہیکل ٹیکس:۔

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر دو ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

(2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

(3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

(4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

(5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
(6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
(7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
(8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد
2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔
3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا۔
4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

فیصل آباد ریجن، 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3984: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09-2008 میں ایک ارب 80 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 80 کروڑ روپے وصول کئے گئے؟
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں ایک ارب 81 کروڑ 20 لاکھ 56 ہزار روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) اس ہدف میں سے فیصل آباد ریجن /ڈویژن کی کیش وصولی 88 کروڑ 98 لاکھ 78 ہزار 874 روپے ہوئی۔

(ج) فیصل آباد ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں کیش وصولی 88 کروڑ 98 لاکھ 78 ہزار 874 روپے ہوئی جبکہ سابقہ سال 08۔2007 میں یہ وصولی 86 کروڑ 95 لاکھ 35 ہزار 68 روپے تھی اس طرح اس سال وصولی 2 کروڑ 3 لاکھ 43 ہزار 806 روپے زائد ہوئی۔

گوجرانوالہ ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3985: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ریجن کو مالی سال 09-2008 میں ایک ارب 14 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 69 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال 09۔2008 میں گوجرانوالہ ریجن کا ہدف 1148972430 روپے تھا۔

(ب) مالی سال 09۔2008 میں گوجرانوالہ ریجن کی وصولی 766948000 روپے ہے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن میں ہدف سے کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1- گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

2- سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3- گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4- گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5- مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

6- گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

7- لگژری ٹیکس کا نفاذ

8- گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

ملتان ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3986: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ریجن کو مالی سال 09-2008 ایک ارب 54 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 82 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ملتان ریجن کا سال 09۔2008 کا قابل وصول ٹارگٹ ایک ارب 54 کروڑ 20 لاکھ روپے تھا۔

(ب) مندرجہ بالا ٹارگٹ میں سے وصولی برائے سال 09۔2008 ستانوے کروڑ گیارہ لاکھ اکہتر ہزار روپے تھی۔

(ج) ملتان ڈویژن میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:۔

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا

2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد
2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔
3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا
4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

سرگودھا ریجن-09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3987: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ریجن کو مالی سال09-2008 میں34 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف26 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سرگودھا ریجن کو مالی سال09۔2008 میں-/377,994,270 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔
(ب) مذکورہ رقم میں سے مبلغ-/299,626,462 روپے کا ہدف حاصل کیا گیا۔
(ج) سرگودھا ریجن میں ہدف سے کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) رٹینگ ایریا میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

(2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

(3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

(4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

(5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

(6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

(7) لگژری ٹیکس کا نفاذ

(8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ رٹینگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

لاہور ریجن(بی)09-2008میں وصولی کی تفصیلات

*3988: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیاوزیر آبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (بی) کو مالی سال09-2008 میں ایک ارب 28 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف80 کروڑروپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریجن(بی) کو مالی سال09۔2008 میں-/1,281,955,860روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) مالی سال09۔2008 میں مذکورہ رقم میں سے-/853,606,444روپے کا ہدف حاصل کیا گیا تھا۔

(ج) لاہور ریجن(بی) میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:۔

مالی سال09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(ج) توسیع ٹیکس دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

بہاولپور ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3989: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09-2008 میں 67 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف 43 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں 67 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) عرض ہے کہ بہاولپور ریجن کو مالی سال 09۔2008 میں مبلغ -/479,046,020 روپے وصول کئے گئے۔

(ج) ریجن بہاولپور میں کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ پراپرٹی ٹیکس:

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیدادہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا۔

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔
2) سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ
3) گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی
4) گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ
5) مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا
6) گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ
7) لگژری ٹیکس کا نفاذ
8) گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد
2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔
3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا۔
4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

راولپنڈی ریجن 09-2008 میں وصولی کی تفصیلات

*3991: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی ریجن کو مالی سال 09-2008 میں 2۔ارب 72 کروڑ روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف ایک ارب 12 کروڑ روپے کا ہدف حاصل کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی ریجن کو مالی سال 09-2008 میں -/2,721,353,480 روپے وصولی کا ہدف دیا گیا تھا۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے مالی سال 09-2008 میں -/1,277,213,936 روپے کا ہدف حاصل کیا گیا۔

(ج) راولپنڈی ریجن میں ہدف سے کم وصولی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1-پراپرٹی ٹیکس

مالی سال 09-2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(الف) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(ب) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیداد ہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم۔

(ج) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا۔

(د) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

2۔ موٹر وہیکل ٹیکس:

موٹر وہیکل ٹیکس کی مد میں تجویز شدہ ٹارگٹ سے کم وصولی کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1- گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کا لگایا جانا۔

2- سالانہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی پر ایڈوانس انکم ٹیکس میں اضافہ

3- گاڑیوں کی لیزنگ اور فنانسنگ پالیسی میں سختی

4- گاڑیوں کی امپورٹ پر تین سال سے زیادہ پرانی گاڑی کی شرط کا نفاذ

5- مزید کھپت کی گنجائش کا نہ ہونا

6- گاڑیوں کی قیمت میں اضافہ

7- لگژری ٹیکس کا نفاذ

8- گاڑیوں کی لیٹ رجسٹریشن پر اضافی رجسٹریشن فیس کا نفاذ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا

3۔ ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے لئے (جنرل ہولڈاپ) روڈ چیکنگ کرنا

4۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام

لاہور ریجن (اے) میں وصولی کی تفصیلات

*3992: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریجن (اے) کو گزشتہ مالی سال میں ایک ارب 78 کروڑ وصولی کا ہدف دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم میں سے صرف ایک ارب 9 کروڑ روپے وصول کئے جا سکے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہدف سے کم وصولی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے ذمہ دار اہلکاران و افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت ہدف کی مکمل وصولی کے لئے آئندہ کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریجن اے کا سال 09-2008 کا ٹارگٹ 1777.426 ملین روپے تھا۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے کل 1,206.664 ملین روپے وصول ہوئے لاہور ریجن اے میں پروفیشنل ٹیکس، ایکسائز اور پراپرٹی ٹیکس سے متعلقہ امور سرانجام دیئے جاتے ہیں جن کے اہداف اور وصولی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی مالی سال 08۔2007 کے مقابلے میں 71.794 ملین روپے زیادہ ہے لیکن پھر بھی 38 انسپکٹران کی وصولی کم تھی ان کے خلاف PEEDA کے تحت ایکشن لیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے چونکہ ہدف میں قابل وصول بقایاجات بھی شامل ہیں اس لئے مختلف تادیبی کارروائی کے لئے ضروری اقدامات بھی کئے جارہے ہیں۔ مزید برآں کم وصولی کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

مالی سال 09۔2008 کا ہدف مندرجہ ذیل اصلاحات پر دیا گیا جو پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

(1) ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

(2) ذاتی استعمال اور کرایہ پر دی گئی جائیداد ہائے سے متعلق نکات بابت ویلوایشن ٹیبل میں ترامیم

(3) توسیع ٹیکس کا دائرہ کار بابت غیر تشخیص شدہ ایریا

(4) ٹیکس سے معافی کے دائرہ کار میں مزید لچک / چھوٹ

اقدامات:۔

ہدف کی مکمل وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ ریٹنگ ایریاز میں سروے کا انعقاد

2۔ اشتہارات کے ذریعے عوام کو پراپرٹی ٹیکس اور ٹوکن ٹیکس کی بروقت ادائیگی کی طرف راغب کرنا۔

3۔ پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے ٹیکس سکواڈ کا قیام۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ مہربانی فرما کر کوئی ایسا حکم دے دیں تا کہ انہیں یقین دہانی کروا کر گھر بھیج دیا جائے۔ وہ ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارا کوئی مسئلہ حل ہو۔ اگر آپ یہ آرڈر کر دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ متعلقہ وزیر صاحب یا وزیر قانون کو اس پر کوئی اعتراض ہو گا۔ ان کے تحفظات انہوں نے سننے ہیں اور اگر وہ اس قابل ہوئے تو۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا جو جائز مطالبہ ہے اس کو پورا ہونا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ان کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ہمیں وہاں سنا جائے، ہمارے تحفظات دور کئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اسمبلی کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی ہوتی ہے جس وقت وہ کسی بل کو deliberate کر رہی ہے تو ان کا کام ہے کہ وہ hearing کریں اور stakeholders کی بات سنیں اور ان کو بلائیں لہذا آپ کمیٹی کے چیئرمین کو کہیں کہ انہیں بلا کر ان کا مؤقف سن لیں۔ یہ بالکل جائز بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے اور آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ میرے خیال میں ادھر ان کے نمائندے موجود ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ڈار صاحبہ! آرام سے بات کریں اور ماحول میں کوئی خرابی کی بات نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں ماحول خراب نہیں کروں گی بلکہ جو ماحول خراب کرتے ہیں ان کی نشاندہی تو کر سکتی ہوں۔ (قہقہے)

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے تھے۔

جناب سپیکر:جی،میں نے آپ کی بات سن لی تھی۔جی،محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!کورم کی نشاندہی کرنااپوزیشن کااولین حق ہے۔

معزز ممبران:انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میں نے کہاہے کہ کورم کی نشاندہی کرنااپوزیشن کااولین حق ہے مگر جب اذان ہو یاوقفہ نماز ہو اس وقت کورم کی نشاندہی کرنا غیر شرعی ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!دیکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میں تسلی سے بول رہی ہوں۔

جناب سپیکر:اچھاجی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس وقت ہمارا کورم پورا نہیں ہوا اور نمازی نیچے باجماعت نماز ادا کر رہے تھے تو یہ اپوزیشن کی جیت نہیں تھی بلکہ اصل میں نمازیوں کی جیت ہوئی ہے لہذاان کو اس پر sorry کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر:یہ کیاfeeding ہو رہی ہے؟

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!محترمہ غلط کہہ رہی ہیں،میں نے بعد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!انہوں نے شرعی غلطی کی ہے لہذا اس پر انہیں sorry کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اگر اس معاملے کو اللہ اور ان کے درمیان چھوڑ دیا جائے تو بہتر نہیں ہے؟

محترمہ سیمل کامران:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔میں عرض کرناچاہتی ہوں کہ آپ پندرہ منٹ کے لئے وقفہ نماز مقرر کریں اور اس وقت ہاؤس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے اور اپنے سامنے لکھ کر رکھیں کہ وقفہ نماز ہے اس لئے وقفہ سوالات نہیں ہو گا No question, no answer and no quorum

جناب سپیکر:شاہ صاحب!آپ ان کے دو نمائندگان کو یہاں بلالیں۔میرے خیال میں وہ آ گئے ہیں، آپ ذراچیک کرلیں۔

سید حسن مرتضیٰ:وہ آپ کے دفتر میں ہیں۔

جناب سپیکر:ان کو کہیں کہ وہ باقیوں کوdisperse کریں۔

محترمہ سیمل کامران:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!محترمہ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں میرے خیال میںRules of Business میں amendment لائی جائے اور یہ اکثریت میں ہیں لہذا rules amend کئے جائیں۔اگر آپ ہاؤس کوin order کر دیں تو میں نے بڑی ضروری بات کرنی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!یہ آئندہ سے محتاط رہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ محتاط رہیں گے لہذا اب آپ بھی مہربانی کریں اور جانے دیں۔پلیز!اب اس بات کو چھوڑ دیں۔محترمہ آپ کیا کر رہی ہیں؟پلیز!میری بات سنیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب!آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن میں ایک بات کرناچاہتی ہوں کہ اگر یہ اسی طرح کرتے رہے اور نماز میں مداخلت کرتے رہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!اب بس کریں اور بیٹھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:یہ اس پرsorry کریں ورنہ میں واک آؤٹ کر کے ایوان سے جارہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈارواک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب سپیکر: پیر صاحب اور سندھو صاحب جائیں بی بی کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر پیر محمد اشرف رسول اور خلیل طاہر سندھو محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! محترمہ غلط کہہ رہی ہیں کہ جماعت ہو رہی تھی اور غلط impression دے رہی ہیں۔میں نے خود جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔جماعت بعد میں ہوئی ہے لیکن جماعت جس وقت بھی ہو رہی ہو اس کا ہاؤس کے چلنے سے کیا تعلق ہے؟ اگر نماز کا وقفہ ہو تو پھر اور بات ہے۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت کچھ معزز اراکین نماز پڑھنے گئے تھے۔

جناب شیر علی خان: وہ کہہ رہی ہیں کہ ہمیں excuse کرنا چاہئے۔میں نے خود جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔جماعت بعد میں ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرے بھائی نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کو floor نہیں دیا آپ کیسے بول رہے ہیں؟ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم issue کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے میڈیا کے بھائی جو آج role play کر رہے ہیں اور ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں میں سب سے پہلے ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آج وہ نہج آگئی ہے کہ جب کسی کو انصاف کی تلاش ہوتی ہے، جب کہیں کچھ غلط ہو رہا ہوتا ہے تو یہ ہمارے وہ بھائی ہیں جو اس چیز کو identify کرتے ہیں۔حکومت جہاں اچھے کام کرتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جو اس کو praise کرتے ہیں اور اسے appreciate کرتے ہیں۔

پرسوں محترمہ بے نظیر شہید ہسپتال راولپنڈی میں ایک بہت سینئر جنرلسٹ کے ساتھ واقعہ پیش آیا کہ وہاں پر expire اور جعلی ادویات supply کی جارہی تھیں اور مریضوں کو دی جارہی تھیں۔جب وہ اپنی ٹیم کے ساتھ اپنے crew کے ہمراہ اسے coverage کرنے کے لئے گئے تو انہیں حبس بے جا میں رکھا گیا اور ان پر تشدد کیا گیا۔جیسے میں نے کل Call Attention Notice پیش کیا تھا تو اس کی coverage کے لئے جب دنیا کی ٹیم جنرل ہسپتال میں گئی تو ان کو coverage سے روکا گیا اور اس پر تشدد کیا گیا۔میں اس کو strongly condemn کرتی ہوں اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس قسم کے Rules of Business ہیں، کس قسم کا rule of law ہے کہ ریاست کا اتنا important pillar بھی اس حکومت کے شر سے محفوظ نہیں ہے تو عام آدمی کی شنوائی کون کرے گا؟لہذا میں اپنا احتجاج رجسٹرڈ کراتے ہوئے ٹوکن واک آؤٹ کرتی ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔بیٹھیں تشریف رکھیں۔جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران واک آؤٹ کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!یہ میرا ذاتی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے، ٹھیک ہے آپ واک آؤٹ کریں، آپ کی مرضی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چکوال کے علاقہ آڑا بشارت میں گرلز کالج کا افتتاح متعلقہ خاتون رکن اسمبلی کی بجائے ایم پی اے اور ایم این اے کا کرنا

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!آج میں آپ سے ہی بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں آپ کے والد مرحوم کے ساتھ بھی دو دفعہ colleague رہی ہوں۔میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ نے میرے کہنے

پر علاقہ آڑابشارت میں ایک کالج قائم کیا کیونکہ وہ بہت دور دراز علاقہ ہے اور وہاں پر لڑکیوں کی تعلیم نہ تھی لیکن (ن) لیگ کے ایم پی اے تنویر اسلم اور ایاز امیر ایم این اے نے وہاں تختی لگادی جس وجہ سے علاقے میں بہت زیادہ tension ہے۔جب میں نے ان سے بات کی کہ آپ کو یہ create tension نہیں کرنی چاہئے چونکہ آپ کے افتتاح سے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ورکروں میں یہ tension کھڑی ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ پیسے پنجاب حکومت نے دیئے تھے اس لئے ہم نے یہ افتتاح کیا ہے۔ ان کے اس افتتاح کو کسی اخبار نے note نہیں کیا، جب ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور اس حکومت کا حصہ ہیں تو اگر حکومت کسی جائز بات پر پیسے خرچ کرتی ہے تو اس پر حکومت کی ہی uplifting ہوتی ہے، حکومت کی ہی بہتری ہوتی ہے۔انہوں نے مجھے اتنی tension میں ڈالا ہے کہ میں نے اس علاقے میں دو بدو لڑائی روکی ہوئی ہے لیکن میں یہ کب تک روکوں گی؟ لہذا آج آپ ہمیں یہ hearing دیں اس پر نیشنل اسمبلی میں بھی hearing ہوئی ہے کہ جو ایم این اے کام کے لئے درخواست دیتا ہے وہی اس کی opening کرے گا لہذا یہ میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔میاں محمد شہباز شریف مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔میں پہلے ان کی پارٹی میں تھی انہوں نے میری بات پر وہاں فوراً کالج بنوایا اور وہ خود افتتاح کرنا چاہتے تھے اگر وہ کر لیتے تو اچھا ہوتا لیکن جو انہوں نے افتتاح کیا ہے یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات note کر رہے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: وہاں بھی سارے ایم این ایز پیسے لیتے ہیں اور چکوال میں بیسیوں جگہوں پر بجلی اور گیس کی ایاز امیر صاحب opening کرتے ہیں اور میں نے کبھی بھی اس میں دخل نہیں دیا تو یہ جو انہوں نے opening کی ہے یہ بہت غلط کی ہے۔ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے، جو ایم پی اے کام کرتا ہے یہ اس کا حق ہے۔اگر وہ حکومت کو مناتا ہے تو اس کی بہادری ہے یہ نہیں ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ! ہاؤس میں واپس آنے کا شکریہ۔جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ اپوزیشن نے اس وقت media کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے walkout کیا ہوا ہے۔اس ہاؤس کی norms بھی یہ ہیں کہ اگر اپوزیشن کسی بات پر walkout کرے تو اسے منانے کے لئے کسی کو بھیجنا چاہئے۔دوسری بات یہ ہے کہ media کے لوگوں پر یہ تشدد کے جو پے در پے واقعات ہو رہے ہیں اس سے یقیناً پنجاب حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان آتا ہے۔مجھے تو حیرت ہے کہ معاشرے کے اندر اس وقت تشدد کے elements یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ڈاکٹروں نے بھی ہاتھ میں ڈنڈا اٹھالیا ہے جبکہ وکلاء کے ہاتھ میں تو پہلے سے ہی ڈنڈا ہے۔اگر اسی طرح سے ہی تمام معاملات چوک اور دوسری جگہوں پر حل ہونے ہیں تو پھر اس سے حکومت پنجاب کی کارکردگی پر سوالیہ نشان آتا ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ رانا مبشر ایک سینئر صحافی ہیں، نیوز۔I کی ٹیم کے اوپر پرسوں راولپنڈی کے ہسپتال کے اندر یہ تشدد ہوا ہے۔اس بارے میں آپ کی observation چاہئے۔ آپ اس بارے میں کوئی کمیٹی بنائیں یا وزیر قانون صاحب کو direct کریں کہ اس بارے میں کارروائی کی جائے۔دوسرا اپوزیشن کو منانے کے لئے بھی کسی کو بھجوایا جائے تاکہ ان کو ہاؤس میں واپس لایا جاسکے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کے ساتھیوں نے ٹوکن walkout کیا ہے وہ خود ہی تشریف لے آئیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ بڑے ہیں لہذا آپ کی طرف سے ایک اچھا gesture چلا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! انھوں نے اپنے حساب سے اچھا کیا ہے۔ان کا ٹوکن walkout ہے، وہ خود ہی آجائیں گے۔یہ بات وہ کہہ کر گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تو صرف آپ سے گزارش کی ہے، آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آپ کو بھیج دیتے ہیں۔ آپ جائیں اور ان کو واپس لے کر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان(محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):جناب سپیکر! میرے جانے کی بات نہیں ہے، میں تو جا کر لے ہی آؤں گی۔

جناب سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب! آپ اور عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ اصولی طور پر تو یہ ٹھیک نہیں ہے بہر حال آپ چلے جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ درکار ہے۔ میں اپنی معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ government highest official level پر اس چیز کا notice لے لیا گیا ہے اور جو لوگ اس میں involve ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! ہمارا یہاں پر سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے شہر کے مسائل کی نشاندہی کی جائے۔ اس اجلاس میں میرے کوئی دس، بارہ سوالات آئے ہیں لیکن ان کی باری ہی نہیں آ سکی۔ میری درخواست ہے کہ وقفہ سوالات کا وقت بڑھایا جائے یا پھر سوالات کی فہرست کو short رکھا جائے تا کہ سارے سوالات take up ہو سکیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ اس کے لئے جتنا مرضی وقت رکھ لیں لیکن یہ معاملہ اس وقت تک حل نہیں ہو گا جب تک آپ سوالات کے حوالے سے کسی اصول پر نہیں ٹھہریں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ ضمنی سوالات کم کرنے دیا کریں تو پھر بھی کچھ بہتری آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو کہا ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ کیا کریں لیکن آپ حضرات ہی اس پر اتفاق نہیں کرتے تو میں کیا کروں؟ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے ایک نہایت اہم معاملہ اجاگر کرنا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ ٹیکسوں کی وصولی سے متعلقہ قوانین کے متوازی ایک unofficial قانون "مک مکا" بھی چل رہا ہے۔ کیا حکومت اس unofficial قانون "مک مکا" کا سروے کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! question hour تو ختم ہو گیا ہے۔ اسے ختم ہوئے تو 20 منٹ ہو چکے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! Is there any "Muk Muka" law? Is there any such law?

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): Sir, I don't think there is any "Muk Muka" law.، ایسا کوئی قانون exist نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترم احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار جمع ہے، اسے out of turn take up کیا جائے۔ یہ تحریک کاشتکار طبقے یعنی 75 فیصد آبادی سے متعلق ہے۔ کاشتکار طبقہ ہمیشہ ملکی ترقی میں کردار ادا کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ پانی اس کے پاس نہیں ہے، بجلی اس کے پاس نہیں ہے، ڈیزل اس کے پاس نہیں ہے اور اب ڈیزل کو مزید مہنگا بھی کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ایک بجلی اور گرا دی گئی ہے کہ ڈی اے پی کھاد بھی ساڑھے چھ سو روپے فی بوری مہنگی کر دی گئی ہے۔ اس وقت لاکھوں ایکڑ گنا، سورج مکھی، مکئی اور گندم کاشت ہے۔ یہ کاشتکار طبقہ کہاں جائے؟ اس کے پاس نہروں میں پانی ہے اور نہ ٹیوب ویل کے لئے بجلی ہے کیونکہ لوڈشیڈنگ ہے۔ ڈیزل کی قیمت بھی بڑھا دی گئی ہے۔ باقی صرف کھاد بچتی تھی اب وہ بھی مہنگی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب ابھی وہ time نہیں ہے، جب وہ وقت آئے گا تو پھر آپ کی تحریک کو out of turn take up کرنے کے لئے ہاؤس کی sense لے لی جائے گی۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے دس سال سے موڑ بلوچاں سیم نہر چکوک تحصیل جھمرہ کی بھل صفائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے 30 سے زیادہ دیہات کی زرعی زمین بنجر ہو چکی ہے اور پانی زمین کے برابر آ گیا ہے۔ یہ خالصتاً زرعی علاقہ ہے جو کہ سیم زدہ ہو چکا ہے۔ ان دیہاتیوں کی آمدن کا واحد ذریعہ زراعت ہے جو کہ ختم ہو چکی ہے۔ بار بار حکام کو اس بارے میں بتایا گیا ہے اور یاد دہانی کروائی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اس علاقے کے لوگوں نے مجھے باقاعدہ لکھ کر بھجوایا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ سپیکر صاحب کے نوٹس میں یہ معاملہ لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے، اسی کے مطابق آپ کو اس معاملے کو لانا چاہئے تھا۔ بہر حال آپ یہ کاغذ ادھر بھیج دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! آپ بے شک اس کا visit کر کے دیکھ لیں کہ وہاں پر کیا حال ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، دیکھتے ہیں، تشریف رکھیں۔ ثناءاللہ خان مستی خیل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت مرحمت فرمایا۔ میں آپ کی توجہ انتہائی اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میرے ضلع بھکر میں چند ماہ قبل محکمہ صحت میں recruitments ہوئی ہیں ان میں ڈریسر، لیڈی ہیلتھ ورکرز اور ایل۔ ایچ۔ وی کی اسامیاں تھیں۔ ای ڈی او ہیلتھ کی طرف سے جو اشتہار دیا گیا اس میں دو ٹوک اور واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ نوکری کے لئے یہ criteria ہو گا اور جو لوگ بھکر کے Domicile

holders ہوں گے ان کو بھرتی کیا جائے گا۔ کل میں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا، تو وہاں کافی لوگ میرے پاس آ گئے اور انھوں نے میرے سامنے احتجاج کیا کہ جھنگ کے لڑکوں کو بھی بھرتی کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! بات یہ ہے کہ اس وقت ہاؤس میں متعلقہ منسٹر صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگر آپ ان کی موجودگی میں یہ بات کرتے تو آپ کو کوئی فائدہ بھی پہنچتا۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! تمام منسٹرز collectively responsible ہوتے ہیں۔ یہاں پر معزز ممبر اگر کوئی question raise کرے تو کوئی بھی وزیر اس کا جواب دے سکتا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اس وقت ہاؤس میں وزیر صحت تشریف فرما نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ پنجاب میں منسٹرز کا قحط الرجال ہے لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس بھرتی کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب کی vision, transparency and good governance کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ وہاں پر جھنگ کے بچوں کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی constituency میرے ساتھ ہے وہاں پر جھنگ کے بچوں کو بھرتی کر دیا گیا ہے۔ جھنگ کے لوگ بھی میرے بھائی ہیں لیکن قانون اور ضابطے کے تحت جھنگ کے لوگ ضلع جھنگ میں بھرتی ہوں گے، ضلع بھکر میں بھرتی نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بات سنی گئی ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اس کا notice لیں، اس بارے میں کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: کاہے کی کمیٹی؟ already کمیٹیاں موجود ہیں۔ آپ اس حوالے سے کوئی قرار داد لائیں یا تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پرائیویٹ ممبرز ڈے کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی بات point out کر سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ لے کر تو آئیں، کوئی تحریک التوائے کار بنا کر لائیں۔ آپ تو blank آ گئے ہیں۔ آپ کچھ لکھ کر لائیں تا کہ ہاؤس میں اس پر بات ہو سکے اور اگر ہاؤس کی sense بنتی ہو تو اسے پاس کیا جائے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

چشمہ جہلم لنک کینال سے متعلق سندھ اسمبلی کے بیانات پر حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے پچھلے Tuesday کو اس اسمبلی میں ایک Resolution پاس کی تھی جس میں ہم نے حکومت پنجاب سے گزارش کی تھی کہ سندھ اسمبلی کے اندر سے Chashma Jhelum Link Canal کے بارے میں جو بیانات آ رہے ہیں اس کے اوپر ان کے concerns کو address کیا جائے اور ان کو اس بات پر مطمئن کیا جائے کہ ہم کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے۔

جناب والا! سندھ اسمبلی link canals کے حوالے سے واویلا کرتی ہے کہ یہ canals flood ہیں میں ان کی وضاحت کے لئے آپ کے اور اپنے ان بہن اور بھائیوں کے سامنے Indus Water Treaty کے آرٹیکل۔4 کو quote کرتا ہوں وہ اس کے اندر کہتا ہے کہ:

> **Article-IV:** Provisions regarding Eastern Rivers and Western Rivers: (1) Pakistan shall use its best endeavors to construct and bring into operation, with due regard to expedition and economy, that part of a system of works which accomplish the replacement, from the Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which, on 15th August of 1947, were dependent on water supplies from the Eastern Rivers.

تو یہ link canals جنوبی پنجاب خصوصاً ریاست بہاولپور کے علاقے جو کہ دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی سے پانی پیتے تھے ان کے لئے یہ بنی ہیں۔ میں نے اس کو جب research کیا تو میں یہ پڑھ کر حیران ہوا، جو میں آپ سے معذرت کے ساتھ share کرتا ہوں۔ اس کی financial arrangement کے اندر لکھتا ہے جو Article-5 ہے:

> **Article-V:** In consideration of fact that the purpose of part of the system of works referred to in Article-IV (1) is the replacement from the Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which, on 15th August 1947, were dependent on water supplies from the Eastern Rivers, India agrees to make a fixed contribution of Pounds Sterling 62 millions.

جناب سپیکر! یہ 62 millions انڈیا نے دیئے تا کہ یہ نظام بنایا جائے جس کے ذریعے یہ link canals بنا کر جو علاقے دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی پر dependents تھے ان کے ذریعے western rivers میں سے ان کے لئے پانی لایا جائے۔ اسی سلسلے میں تربیلا اور چشمہ کے reservoir بنے تھے، بجلی بنانا بعد کی بات ہے، وہ ایک by product ہے۔ چشمہ کے reservoir سے کوئی بجلی نہیں بنتی وہ اس لئے بنایا گیا تھا کہ وہاں پر پانی store کر کے canals link کے ذریعے جنوبی پنجاب اور خصوصاً بہاولپور کی ریاست کے علاقے جہاں پر دریائے ستلج اور دریائے بیاس میں سے پانی آیا کرتا تھا تو یہ ان علاقوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ چشمہ میں سے Jhelum Link Canal Chashma نکلتا ہے اور وہ پھر تریموں بیراج اور سندھنائی بیراج سے ٹوبہ ٹیک سنگھ، کبیر والہ، خانیوال، لیہ، مظفر گڑھ، ملتان، وہاڑی، لودھراں، بہاولپور کے fertile areas کو پانی دیتا ہے۔ دوسری main link canal تونسہ پنجند لنک کینال سے نکلتی ہے جو ڈیرہ غازی خان تونسہ بیراج سے نکلتی ہے وہ بہاولپور اور رحیم یار خان کے اضلاع کو پانی دیتی ہے۔ میرے خیال میں یہ علاقے ہمارے ملک کے زرخیز ترین علاقے ہیں۔

پنجاب پانی کی کم مقدار لے کر زیادہ پیداوار دیتا ہے ہمیں اپنے محدود وسائل کا بہتر استعمال کرنا ہے۔ میری تھوڑی سی research کے مطابق پنجاب پاکستان کی 80 فیصد گندم، 85 فیصد کے قریب cotton پیدا کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر Irrigation پر کوئی بحث ہو رہی ہے تو ہم بھی اپنے نام دے دیتے ہیں، مجھے صرف اتنی وضاحت چاہئے کہ point of order کے اوپر اتنی لمبی تقریر ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے میرے سے point of order لیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں educate کر رہا ہوں کہ link canals کا background کیا ہے کیونکہ ہم اس چیز کے اوپر ہمیشہ خاموش رہتے ہیں اور سندھ اسمبلی اس کو flood canals کہتی ہے جن لوگوں نے اس کا نام Chashma Jhelum Link Canal رکھا تھا وہ اس کو Chashma Sub Canal بھی کہہ سکتے تھے، یہ flood canals نہیں ہیں، یہ نہریں اس علاقے کے لئے بنائی گئی ہیں جہاں کا پانی Eastern river سے آیا کرتا تھا۔

MR MUHAMMAD SANA ULLAH KHAN MASTI KHEL: Mr. Speaker! Point of order.

جناب سپیکر: حضرت! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! Chashma Jhelum Link Canal میرے گاؤں کے بالکل ساتھ جا رہی ہے وہ purely flood canal ہے اس کے ساتھ کوئی موگہ نہیں لگا ہوا، اگر محسن لغاری صاحب ثابت کر دیں کہ وہاں کوئی outlet لگا ہوا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اپوزیشن ہمیشہ House کو rules and regulations پر چلانے کی بات کرتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب بدتمیزی کر رہے ہیں، ایسے Parliamentarian کو اسمبلی سے نکالا جائے۔

MR. SPEAKER: Order please. Order please. No cross talk. No cross talk.(قطع کلامیاں)

بڑے افسوس کی بات ہے۔ جی، آپ دونوں تشریف رکھیں، مجھے بات سننے دیں۔ مستی خیل صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب نے اخلاق سے گری ہوئی بات کی ہے آپ اس کا نوٹس لیں، وہ اس ایوان میں یہ بدتمیزیاں نہ کیا کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں ناں, Order please, order please. I say, order please. I say, order please. میں سب کے لئے کہہ رہا ہوں۔ آپ کسی کی بات سننا چاہتے ہیں یا نہیں سننا چاہتے؟ (قطع کلامیاں)

جی، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! I am on personal clarification میری honourable MPA صاحبہ ناراض ہو گئی ہیں میں نے اخلاق سے گری ہوئی، خلاف تہذیب یا Parliament کی tradition کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کی بات کی وجہ سے محترمہ کی دلآزاری ہوئی ہے آپ ان سے معذرت کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے بات نہیں کی، میری زبان سے کوئی بات نکلی نہیں ہے۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ یہاں Leader of the Opposition تشریف فرما ہیں میں

نے یہ کہا کہ میں سردار محسن خان لغاری کی بات کوcontradict کرتا ہوں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ contradict کہنا غیر پارلیمانی الفاظ ہیں تو میری بہن تشریف فرما ہیں میں نے کسی معزز خاتون کے بارے میں یا کسی کے بھی بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مستی خیل صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں نے یہ کہا کہ میرے گاؤں اور کلو صاحب کے گاؤں کے ساتھ Chashma Jhelum Link Canal نکلتی ہے وہflood water canal ہے۔ میری بہن نے پیچھے منہ کر کے کہا کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا، بی بی! اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو میں محسن خان کی بات کوchallenge کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ دیکھیں، میری بات سنیں اس میں سب کو بولنے کا حق ہے۔ پہلے مستی خیل صاحب بول لیں، پھر ثمینہ خاور حیات بول لیں۔ لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں، اس کے بعد میں آپ کو بھیfloor دیتا ہوں۔ محترمہ! مستی خیال صاحب کی باتcomplete ہو لینے دیں پھر میں آپ کوfloor دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایکsenior Parliamentarian ہوں، یہ میری بہن مجھے نہیں جانتیں۔ محسن خان اور چودھری صاحب مجھے جانتے ہیں، میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو میری کسی معزز بہن یا میرے کسی بھائی کے بارے میں ہو یا House کے decorum کے against ہو، سردار محسن خان لغاری ایک اچھے Parliamentarian ہیں، شریف آدمی ہیں انہوں نےpoint out کیا ہے تو میں نے صرف یہ بات کی ہے کہ میں ان کی اس بات کوcontradict کرتا ہوں۔ میں نے ان کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی۔ جی، ثمینہ صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر میرے بھائی نے اس بات کوadmit کیا ہے کہ انھوں نے غلط الفاظ نہیں بولے جو کہ بولے تھے۔ اگر یہ اس بات پر کہہ رہے ہیں "بکواس" کا لفظ

میرے سارے پارلیمنٹیرین جتنے بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے سنا ہے۔ ٹھیک ہے اگر میرے بھائی اس پر insist کرتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں ایک responsible Parliamentarian ہوں۔ انھوں نے ابھی بات کی ہے کہ میں ایک سینئر ممبر ہوں۔ یہاں پر سینئر اور جونئیر کی بات نہیں ہے۔ ہم سب پارلیمنٹیرین ہیں۔ اگر میں جونیئر ہوں، میں عمر میں ان سے چھوٹی ہوں تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ میں ایک ایم پی اے ہوں اور اگر یہ بدتمیزی کے الفاظ کہہ رہے ہیں کہ میں نے نہیں بولے، اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بدتمیزی نہیں کی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے حالانکہ جب محسن لغاری سینئر بندہ بات کر رہا ہے تو یہ مسلسل پیچھے سے بدتمیزی کر رہے تھے۔ اگر یہ اس بات پر آتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کی، یہ apologize کر رہے ہیں، مجھے بہن کہہ رہے ہیں تو یہ بھی میرے بھائی ہیں۔ میں ان کی apology منظور کرتی ہوں، قبول کرتی ہوں اور آئندہ سے ہم Parliamentarians ہیں۔ ہم بے شک اپوزیشن ہیں۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم ہر وقت all the time لڑتے رہیں، ایک دوسرے کو criticize کریں جبکہ انھوں نے جو بے ہودہ الفاظ بولے تھے اگر یہ اس پر apologize کر رہے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انھیں apologize کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! ابھی میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایوان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے اور ہر منٹ جو یہاں گزرتا ہے اُس کے لئے قوم پیسے خرچ کر رہی ہے۔ ہمارا مقصد یہاں آ کر serious issues پر بات کرنا ہے اور آج میرا سر شرم سے جھک گیا جب میں نے اپنی ایک خاتون پارلیمنٹیرین کو ایک سینئر ایم پی اے جو کہ ووٹ لے کر اپنے حلقے کی نمائندگی کر رہا ہے اور ایک serious issue پر بات کی جا رہی ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارا بھی سر شرم سے جھکتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، ایک منٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ غلط بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: تمام ایم پی ایز برابر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let her talk اُس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! انہوں نے ایک سینئر پارلیمنٹیرین کو بد تمیز کہا جو کہ ایک serious issue پر چاہے مخالف point of view دے رہے تھے۔ ان کا خاتون ہونے کے ناتے کھڑے ہو کر بد تمیز کہنا کوئی حق نہیں ہے۔ اس اسمبلی میں reserved seats پر آئی ہوئی جتنی خواتین ہیں وہ میری بہنیں عزت کے لائق ہیں اور میں نے ہمیشہ اُن کے حق میں آواز بلند کی ہے لیکن آج میں یہ کہنا چاہتی ہوں کیونکہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے۔ خدارا آپ کی constituencies نہیں ہیں، آپ ایک اور دنیا سے belong کرتی ہیں، آپ اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں اور آپ مہربانی کر کے آپ جس پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں تو آپ کا ایک elected ممبر کو بد تمیز کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ چیئر کو بات کرنے دیں۔ پہلے تو یہ بات ہے کہ اس ہاؤس میں چیئر کی رولنگ ہے کہ تمام معزز ممبران جو ان نشستوں پر بیٹھے ہیں سب برابر ہیں۔ اس پر کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ ہمارے لئے سب قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔ جہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ بات کر دی کہ انھوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی ہے تو اس کے بعد آپ نے اس کو in good sense admit کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بات میں اور بھی کر دوں کہ یہاں پر سینئر، جونیئر کی بات نہیں ہے، یہاں پر decorum of the House کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس پر ہم نے عملدرآمد بھی کروانا ہے۔ مستی خیل صاحب کے حوالے سے بات شروع ہوئی تھی۔ مستی خیل صاحب! آپ نے اس کو wind up کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو اہم بات چل رہی تھی، وہ درمیان میں رہ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد لغاری صاحب میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ چیئر پر بیٹھ کر مجھے سب نظر آ رہا ہے کہ کون کون بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں سب کو floor دوں گا۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں بڑی ذمہ داری کے ساتھ، بڑے confidence کے ساتھ کہ میری بہن نے یہ لفظ کہا ہے کہ "بدتمیز"۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order please. Order please.

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! پورے ہاؤس کے لوگ ساتھ بیٹھے ہیں۔ عامر سلطان چیمہ صاحب بیٹھے ہیں اور شیخ صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے منہ سے لفظ نہیں نکالا۔ اگر میری بہن تیاری کر کے آئی ہیں تو میری بہن کسی اور سے لڑیں، مجھ سے نہ لڑیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بس بات ختم ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بات کو ختم کر رہا ہوں۔ جب on the floor of the House ایک معزز ممبر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کی اور وہ ممبر جن کے بارے میں بات ہو رہی ہے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے بات ختم کر دی ہے اب اس پر مزید کوئی بات نہیں ہو گی اور جو basic issue چل رہا تھا میں اس کی طرف آتا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی سمجھا رہا تھا۔ مجھے درمیان میں interrupt کر کے مستی خیل صاحب نے کہا کہ وہ flood canal ہے، وہ flood canal نہیں ہے۔ انھوں نے پھر خود ہی یہ چیز admit کی کہ اس کے اندر کوئی موگہ نہیں ہے اس لئے موگہ نہیں ہے کہ وہ canal چشمہ reservoir سے پانی دریائے جہلم کے اندر لاتی ہے اور دریائے جہلم سے وہ پانی نیچے تریموں بیراج اور اس کے ساتھ آگے distribute کرتا ہے۔ میرا point وہی ہے کہ یہ جو نہریں بنی ہیں یہ نہریں Indus Water Treaty کے تحت ان علاقوں کو جن کا پانی دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی سے آیا کرتا تھا۔ بہاولپور کی ریاست اتنی خوشحال ریاست تھی کہ جب پاکستان بنا تھا تو امیر بہاولپور نے حکومت پاکستان کو چلانے کے لئے پیسے دیئے تھے۔ وہ ایک زرخیز زمین تھی اور زرخیز

علاقہ تھا۔ آج جب دریائے ستلج 1960 کے معاہدے کے تحت انڈیا کو دے دیا ہے تو اس علاقے کے اندر water table بہت نیچے چلا گیا ہے۔ میرے بہاولپور کے بھائی اس بات کے گواہ ہیں۔ اس سے زمینیں بنجر ہو رہی ہیں اور ایک زرخیز علاقہ بنجر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ link canal اس کے لئے بنی ہے۔ ہم اپنا یہ مؤقف مضبوطی کے ساتھ دنیا کے سامنے لائیں کہ جو link canals ہیں وہ canals flood نہیں ہیں۔ چشمہ reservoir مرغابی کے شکار کے لئے نہیں بنا تھا۔ تربیلا ڈیم کی بجلی اس کی by product ہے، منگلا ڈیم کی بجلی by product ہے۔ اصل میں یہ reservoirs پانی کو store کرنے کے لئے بنے تھے اور ان علاقوں کو پانی دینے کے لئے بنے تھے کہ جن کا پانی انڈیا کے پاس چلا گیا تھا۔ پچھلے ہفتے اس ایوان میں، میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ ہماری حکومت پنجاب سندھ کے ان concerns کو redress کرے۔ ہفتہ ہونے کو ہے کہ سندھ اسمبلی سے مستقل اس بارے میں باتیں آ رہی ہیں۔ پنجاب کے خلاف بڑی سخت باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم پنجاب والوں نے بڑے دل کے ساتھ NFC Award میں بھی ایک قدم پیچھے لے لیا کہ ہمارے بھائیوں کو گلہ ہوتا ہے۔ ہم اپنے وسائل بھی دے رہے ہیں اور گالی بھی پنجاب کھا رہا ہے۔ حکومت پنجاب کو مہربانی کر کے اپنے اس مؤقف کو واضح طور پر سامنے لانا چاہئے۔ کاش! ہمارے وزیر آبپاشی یہاں ہوتے اور بات کرتے۔ وہ سیاسی قسم کا بیان تو دے دیتے ہیں کہ ایک کیوسک پانی کم ہو گا تو میں استعفیٰ دے دوں گا لیکن عملاً بھی کچھ ہوتا ہوا ہمیں نظر آئے۔ ہمیں عملاً کچھ ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا اور پنجاب بار بار گالی کھا رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہفتہ گزر گیا ہے۔ پنجاب حکومت مہربانی کرے اور ہمارے پنجاب کا نام clear کرے۔ وہ ہمارے بارے میں سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ہم پانی چور نہیں ہیں۔ ہم اپنے حصے کا پانی لیتے ہیں اور وہ پانی لیتے ہیں جو کہ ہمارا ہے۔ ہمیں کسی کے ایک بوند پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ جن اصولوں پر ہم نے agree کیا ہے، اس پر سندھ والوں کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں 1991 کے Accord Water کے مطابق پانی چاہئے۔

جناب والا! 1991 کے Water Accord کے اندر دریائے سندھ کے اوپر مزید reservoirs بنانے کی بات ہوئی تھی۔ میں آپ کو quote کرتا ہوں اس کا پوائنٹ 6 ہے کہ:

The need for storage wherever feasible on the Indus River and other rivers was admitted and

recognized by the participants for planned future agricultural development.

تو جب ہم وہ store کر لیتے ہیں اگر ہم پچھلے 50 سال کی اوسط دیکھیں تو 104 ملین ایکٹر فٹ پانی ہمارے western rivers میں ہوتا ہے جو انڈیا کے ساتھ divide ہونے کے بعد ہے۔ اس کے بعد ہم نے 10 ملین ایکٹر فٹ کا reservoir بنانا تھا پھر اس کو ہم نے 114 ملین ایکٹر فٹ کو بانٹنا تھا۔ سندھ والوں کا مؤقف یہ ہے کہ 114 کے حساب سے ہمارا جو حصہ بنتا ہے وہ تو ہمیں دے دو۔ جب 114 ہے ہی نہیں لیکن وہ 1991 کے Water Accord کی ہر وقت بات کرتے ہیں، اس کی یہ شق تھی کہ 10 ملین ایکٹر فٹ کا reservoir ہمیں اور بنانا پڑے گا۔ جہاں تک ہماری چشمہ جہلم canal link پر power project بنانے کا تعلق ہے تو ہم اپنے پانی کو استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہاں سے ہم مزید پانی نہیں نکال رہے، ہم صرف اُس پر ایک پاور پراجیکٹ لگا رہے ہیں۔ جیسا کہ غازی بروتھا سے پانی گزار کر ہم تربیلا سے بجلی بنا رہے ہیں تو وہاں سے ہم پنجاب والے کوئی اضافی پانی نہیں لے رہے، ہم تو پانی کے flow میں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح چشمہ جہلم لنک کینال کے اوپر بھی بجلی پیدا کرنے کے لئے اُس پانی کو استعمال کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہم مزید اضافی پانی نہیں مانگ رہے۔ ہمارا 1991 کا appropriation accord یہی کہتا ہے کہ:

There would be no restrictions on the Provinces to undertake new projects within their agreed share.

ہم اپنے agreed share میں سے بجلی نکالنا چاہتے ہیں۔ پنجاب حکومت مہربانی کر کے اس چیز پر مضبوطی سے اپنا مؤقف بیان کرے۔ اگر اسے کہیں Council of Common Interest میں لے کر جانا ہے تو وہاں لے کر جائیں، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کے سامنے اپنا کیس plead کرنا ہے تو ہم اپنا کیس وہاں پر plead کریں۔ میری بس یہ چھوٹی سی گزارش ہے۔ شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ذرا منسٹر صاحب بات کر لیں پھر میں بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، منسٹر صاحب کھڑے ہیں اور انہوں نے گورنمنٹ کا point of view دینا ہے پہلے اُن کی بات سنیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں اور اس کے بعد اس issue پر گورنمنٹ کا اکٹھا ہی point of view آجاتا تو بہتر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ پہلے بھی اسمبلی میں رہے ہیں تو ہاؤس کا ایک decorum ہوتا ہے۔ منسٹر صاحب کھڑے ہیں انہیں بات کرنے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑا اہم issue لغاری صاحب نے اٹھایا ہے اور اِن کی بات بالکل درست ہے کہ سندھ اسمبلی میں بات کی گئی پھر ان کے وزیر آبپاشی نے بھی کل پریس کانفرنس کی اور اپنا مؤقف بیان کیا۔ اس پر آج پنجاب حکومت کی طرف سے سینئر ایڈوائزر ذوالفقار کھوسہ صاحب پریس کانفرنس کر رہے ہیں، اِس کے بعد بھی اگر کوئی سوال رہ جاتا ہے تو کل متعلقہ وزیر آبپاشی یہاں موجود ہوں گے تو وہ آپ کے سوال کا جواب اور اپنا مؤقف بتائیں گے۔ لغاری صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ یہ ایک serious issue ہے اور اس پر پنجاب حکومت نے notice لیا ہے جس پر ہم اپنا مؤقف بیان کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر مزید بات کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ

(۔۔۔جاری)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر یہاں پر اٹھایا جس کا وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے جواب آیا اور کل اس پر دوبارہ بات کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے بعد میں ایک بہت ہی اہم issue پر بات کرنا چاہوں گا کیونکہ لاء منسٹر

صاحب آ گئے ہیں اور انہی کا انتظار تھا۔ کل ایک ناخوشگوار واقعہ راولپنڈی میں ہوا ہے جس کے بارے میں ہم نے کل بھی ہاؤس میں نشاندہی کی تھی اور کہا گیا تھا کہ اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب ابتدائی تحقیقات کے بعد یہاں پر ایوان کو مطلع کریں گے اور جو بھی صورتحال ہے بتائیں گے۔ اس واقعہ کے بارے میں پوری قوم متفق بھی ہے کیونکہ یہ بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ اب وہاں پر مختلف قسم کے pressure on ہیں تو حکومت کی طرف سے یہاں point of view آنے سے وہ صورتحال clear ہو سکتی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب اپنے وعدے کے مطابق اگر اس بارے میں کوئی تفصیلات ہیں تو بیان فرمائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کا اور محترم قائد حزب اختلاف کا شکریہ کہ انہوں نے اس واقعہ کے بارے میں جو کل بات ہوئی تھی کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے موقع دیا ہے۔ اس سلسلے میں رات بھی اور آج صبح بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے high level security officials کی meetings hold کی ہیں اور اس انتہائی افسوسناک اور انتہائی قابل مذمت واقعہ پر حکومت اپنی تمام تر efforts کر رہی ہے کہ ان دہشت گردوں کو تلاش کیا جائے جنہوں نے یہ باعث مذمت act کیا ہے۔ اب تک کی ابتدائی تحقیقات کے مطابق یہ ایک target killing کا واقعہ تھا اور محترم شیخ رشید احمد کو target کیا گیا تھا۔ شیخ رشید احمد ایک منجھے ہوئے اور پرانے سیاستدان ہیں، ہمارا اُن کے ساتھ الیکشن میں ایک حریف امیدوار کے طور پر مقابلہ تو ہو سکتا ہے لیکن یہ جمہوریت کی روح کے عین مطابق ہے اور جمہوری سسٹم ہی اس بات کی اجازت اور مواقع فراہم کرتا ہے کہ لوگ قانون اور ضابطے کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں اور اُس مقابلے میں عوام کے فیصلے کو تسلیم کریں۔ ہمیں اس واقعہ کا انتہائی افسوس بھی ہے اور اس واقعہ کی ہم انتہائی مذمت بھی کرتے ہیں۔ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بھی ہیں کہ شیخ رشید احمد اس واقعہ میں محفوظ رہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں سکیورٹی سے متعلق جو انتظامات کئے گئے ہیں تو حکومت پنجاب کا اس سلسلے میں یہ مؤقف ہے کہ اس مرحلے پر جب شیخ رشید احمد صاحب کو صدمہ ہوا کہ اُن کے بہت

ہی پیارے کارکن شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ وہاں پر سکیورٹی پوری تھی، جیسے انہوں نے کہا ہم نے کر دیا اور وہاں پر کوئی lapses نہیں تھے تو اِس طرح کی بحث میں ہم نہیں پڑنا چاہتے لیکن اس کے برعکس ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر بھی کوئی lapses ہوئے ہیں تو RPO راولپنڈی کو already یہ احکامات دے دیئے گئے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو اپنے طور پر inquire بھی کرے اور شیخ رشید احمد سے بھی پوری input لیں۔ اگر کوئی ذمہ دار آفیسر اس سلسلے میں قصوروار پایا گیا کہ اُس نے کسی جگہ پر کوئی lapse کیا ہے تو اُس کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی جائے گی اور آئندہ کے لئے اس بات کو ensure کیا جائے گا کہ اُن کی سکیورٹی میں کسی قسم کی غفلت نہ برتی جائے۔

جناب سپیکر! اس واقعہ سے متعلق مقدمہ نمبر 62 تھانہ پیر ودھائی ضلع راولپنڈی بربیان محترم شیخ رشید احمد ولد شیخ احمد سکنہ لال حویلی راولپنڈی بجرم 7ATA, 302,324/34 درج رجسٹر کر لیا گیا ہے اور اس میں application شیخ صاحب نے خود لکھ کر اپنے دستخط اور تحریر سے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں وہ چار لائنیں پڑھ دوں تو اس معزز ایوان کو اس بارے میں کافی زیادہ بہتر knowledge ہو جائے گا کہ اس واقعہ کی نوعیت کیا ہے:

"ایس ایچ او پیر ودھائی راولپنڈی۔ میں شیخ رشید احمد ولد شیخ احمد اپنے حلقہ 55 کے ضمنی الیکشن کے سلسلہ میں تقریباً 6 بجے شام اپنے خیابان کے دفتر سے انوارالحق، شہزاد عرف شادا، محمد احسن، محمد جاوید اور دیگر کئی ساتھیوں کے ہمراہ اپنے دفتر خیابان سے انتخابی مہم کے لئے نکلا۔ ابھی باہر سڑک کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے جو مسلح کلاشنکوف تھے انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے انوارالحق، شہزاد عرف شادا اور محمد جاوید موقع پر ہی فوت ہو گئے جبکہ محمد احسن، الیاس عباسی زخمی ہو گئے۔ میں نے دفتر میں واپس جا کر جان بچائی اور کافی دیر وہ کلاشنکوف سے فائرنگ کرتے رہے اور دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین قتل اور دو افراد کو زخمی کیا۔ میں ہسپتال پہنچ کر یہ FIR لکھ کر ایس ایچ او کو دے رہا ہوں۔ دستخط انگریزی شیخ رشید احمد، مورخہ 8-2-2010"

جناب سپیکر! محترم شیخ رشید احمد کا stated اور written مؤقف ہے۔ باقی سیاسی طور پر بعض باتیں تھوڑا بہت آگے پیچھے ہوتی رہتی ہیں اور جذبات میں آکر بھی کوئی بات ہو جاتی ہے۔ شیخ رشید احمد کا بھی یہی version ہے کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ ہے تو ان لائنوں پر ایک joint investigation team بنا دی گئی ہے جس میں پولیس کے علاوہ ISI اور IB کے high officials کو رکھا گیا ہے۔ ابتدائی تفتیش کے مطابق یہ confirm ہوتا ہے کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ تھا اور target killing تھا اور اس کے تین aspects سامنے آرہے ہیں۔ میں فائنل بات نہیں کر رہا کیونکہ جب investigation فائنل ہو گی تو مزید بات ہو گی۔ اس کے علاوہ لال مسجد والا جو واقعہ تھا، اُس کی طرف بھی کچھ leads مل رہی ہیں لیکن جونہی further investigate کرنے کے بعد کوئی بات سامنے آئے گی تو اس کے متعلق مزید بات بڑھائی جائے گی۔ زخمی محمد الیاس عباسی اور محمد احسن کو بھی bullet injuries آئی ہیں اور انہوں نے جن لوگوں کے خاکے وغیرہ بتائے ہیں اُس سے بھی کافی مدد ملی ہے۔ شیخ رشید احمد کے بائیں گھٹنے پر نیل گو ضربات پائی گئی ہیں یعنی اُن کو bullet injury نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں on behalf of the Punjab Government اور اس معزز ایوان کے محترم شیخ رشید احمد سے اظہار افسوس بھی کرتا ہوں، اس واقعہ کی مذمت بھی کرتا ہوں اور انہیں اس بات کا یقین بھی دلاتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے انتہائی محترم ہیں، وہ ہمارے محب وطن پاکستانی شہری ہیں، وہ ایک سیاست دان ہیں، وہ اسی کلاس سے تعلق رکھتے ہیں جس کلاس سے ہم سارے تعلق رکھتے ہیں اور یہ واقعہ جو ہوا ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی میں ان ملزموں تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے اور ان کی سکیورٹی سے متعلقہ جو بھی arrangements ہیں وہ نہ صرف افسران کو یا جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹس ہیں ان کو کہا گیا ہے بلکہ میں خود بھی خصوصی طور پر اس بات کا اہتمام رکھوں گا کہ اس سلسلے میں ان کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔ اس کے علاوہ باقی جتنے بھی حلقوں میں ضمنی الیکشن ہو رہے ہیں ان میں این اے 123 ہو یا دوسرے حلقے ہوں تو وہاں پر بھی تمام امیدواران کو ملک کے مخصوص حالات کی وجہ سے ان کی سکیورٹی کے لئے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا ٹھہر جائیں، جو بات چل رہی ہے اس کو مکمل ہونے دیں۔جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!جناب وزیر قانون نے کافی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔میں یہاں اس واقعہ کے حوالے سے چونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل واقعہ ہے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے تجاویز دینا اور نشاندہی کرنے کا مقصد کسی کے نقائص نکالنا نہیں ہوتا بلکہ بہتری کے لئے ہوتا ہے اور چونکہ ابھی تفتیش بھی ہونی ہے اور ضمنی الیکشن جو ہو رہے ہیں یہ کوئی آخری الیکشن نہیں ہیں۔جمہوریت نے یہاں پر چلنا ہے، پنپنا ہے اور اس کے بعد ہمیشہ، الیکشن جو ایک نئی روش اختیار کر رہے ہیں اس حوالے سے میں ایک گزارش کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے بار بار لکھنے کے باوجود، RPO کو بھی میں نے کہا، چیف سیکرٹری کو بھی کہا اور ہوم سیکرٹری کو بھی کہا۔مجھے سکیورٹی نہیں دی گئی اور اب جبکہ وزیر قانون نے کہا ہے کہ آئندہ ان کو سکیورٹی دی جائے گی میں مطمئن ہوں۔شیخ رشید احمد کا خود کہنا ہے کہ میرے پاس اس وقت کوئی سکیورٹی نہیں تھی جبکہ میں ان کو بار بار لکھتا رہا ہوں، یہ ایک بہت بڑا security collapse تھا اور یہ الیکشن بہت کھینچ کر یہاں تک آیا تھا۔اس کے بعد ایک صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر جو اس وقت تفتیشی ہے، ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ کے جو ناظمین تھے، الیکشن میں ہوتا ہے کہ جس کا بھی پریشر ہوتا ہے اس کو اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ شمولیت کرنا لیکن incentives کے ساتھ شمولیت کرنے کے لئے تو پھر دھیان کسی اور طرف جاتا ہے۔جہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے ہمارے ایک ناظم جس کا نام شاہد ہے شامل کرنے کے بعد اس کے بھائی کو چار پانچ دن پہلے وہاں پر ایس ایچ او لگایا گیا اور اس ایس ایچ او کی موجودگی میں ہماری پارٹی کے اور ہمیں جو وہاں سے اطلاعات ملی ہیں میں جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی موجودگی میں وہاں پر یہ واقعہ ہونا اور بعد میں اس کا تفتیش کیا جانا، ہمیں اس کی تفتیش سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔یہ political تبدیلیاں جو ابھی کی گئی ہیں ان کو بدلا گیا۔میں یہاں پر ایک بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صوبوں میں بعض اوقات ہوتا ہے جیسا کہ سندھ میں ہوا ہے کہ ان کا پولیس infrastructure collapse کر گیا تو انہوں نے وہاں پر رینجرز کو بلایا، یہ constitutional بات ہوتی ہے، یہ عوام کی فلاح کے لئے

ہوتی ہے اس میں کوئی شر مساری والی بات نہیں ہوتی۔ جب لوگوں کے سر کٹ رہے ہوں، جب کوئی گولیاں لگ رہی ہوں، خون بہہ رہا ہو تو ان کی سکیورٹی کے لئے یہ ایجنسیاں رینجرز اور اس کے بعد آرمی وہیں پر موجود ہوتی ہیں۔ اگر سول انتظامیہ فیل ہو جائے اور گھوسٹ سکولوں کے لئے آرمی کو بلایا جا سکتا ہے، میٹر ریڈنگ کے لئے آرمی کو بلایا جا سکتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس وقت اس الیکشن کے لئے میری تجویز ہے کہ وہاں پر رینجرز یا آرمی کو بلا لیا جائے ورنہ وہاں پر اور بھی جانیں ضائع ہونے کا خدشہ ہے اور یہ الیکشن وہاں پر انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرے گا۔ وہاں پر شیخ رشید صاحب کو جو گلہ ہے کہ جہلم سے لے کر راولپنڈی تک اس وقت کے وہاں کے اپوزیشن لیڈر کی تبادلوں اور تقرریوں پر پوری command ہے، اسی کے ذریعے وہ سیاست کو pin down کر رہے ہیں، سیاسی لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے، سیاسی لوگوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کا جو رول ہے، چونکہ صوبے میں ان کی حکومت ہے لیکن حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان کی حکومت میں جو نہیں ہیں جہاں تک بھی ہو سکے ان کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ آج وزیر قانون نے جو کہا ہے میں توقع رکھتا ہوں چونکہ انہوں نے یقین دلایا ہے کہ ان کو سکیورٹی بھی فراہم کی جائے گی اور الیکشن کروانے کے لئے بہتر infrastructure مہیا کیا جائے گا۔ میں نے یہی گزارش کرنی تھی اور اسی بات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو رینجرز کے حوالے سے بات کی ہے تو الیکشن کو free and fair کروانا اور اس کو manage کرنا بنیادی طور پر ذمہ داری سب کی ہے۔ میں اس ذمہ داری سے انکار نہیں کرتا، ذمہ داری صوبائی حکومت کی بھی ہے، تمام اداروں کی ہے، وفاقی حکومت کی ہے لیکن بنیادی ذمہ داری الیکشن کمیشن کی ہے۔ اگر وہاں سے تمام امیدوار یا کوئی امیدوار الیکشن کمیشن کو apply کرے کہ ہمیں وہاں پر اس قسم کے arrangements چاہئیں یا فلاں ادارے کو involve کیا جانا چاہئے تو اس میں، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حکومت کا قطعی طور پر وہاں پر کوئی rigid مؤقف نہیں ہو گا لیکن اب تک کی صورتحال میں کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔ دوسرا انہوں نے جو کہا کہ وہاں پر کوئی اس قسم کی

posting transfers ہو رہی ہیں جو کہ politically کسی کو damage یا فائدہ پہنچا سکتی ہیں تو اس کے لئے بھی میں دوبارہ ان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ یہ بات باقاعدہ الیکشن رولز میں درج ہے کہ جب کسی بھی سیٹ پر یا اگر جنرل الیکشن ہو رہا ہے اور جب شیڈول کا اعلان ہو جائے تو اس کے بعد ایسی transfer posting نہیں ہو سکتیں اور اگر ایسی transfer postings ہوں تو الیکشن کمیشن براہ راست اس کا نوٹس لینے کا ذمہ دار ہے بلکہ اختیار بھی رکھتا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی reservation ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کمیشن جس کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے اس کو بھی approach کیا جانا چاہئے اور اگر مناسب سمجھیں تو اس کے بعد in writing جس امیدوار کو بھی یہ گلہ ہے کہ فلاں آدمی کو فلاں جگہ پر لگا دیا گیا ہے تو وہ پنجاب حکومت کے بھی نوٹس میں لائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس بات کو پوری طرح ensure کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں اور اس کے لئے بھرپور کام کریں گے کہ وہاں پر الیکشن free and fair ہوں کیونکہ یہی جمہوریت کی بنیاد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

(اذان ظہر)

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! آپ کی کیا بات ہے؟

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے تمام منتخب ممبران ہمارے لئے یقینی طور پر قابل احترام ہیں لیکن میں ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہم خواتین جو مخصوص نشستوں پر آئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no point of order جب Chair کی ruling آگئی ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب بات ختم ہو گئی۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں اور تحریک استحقاق نمبر 7 جناب احسن رضا خان صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بزنس چلانے دیں۔ جناب احسن رضا خان صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کے بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔ ذرا تحریک استحقاق پیش ہو جائے۔ میں نے اب ان کو floor دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انتہائی اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! انہیں تحریک استحقاق پیش کرنے دیں میں اس کے بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔ تحریک استحقاق لیتے ہیں، یہ تحریک جناب احسن رضا خان صاحب کی ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئیں)

ڈی پی او قصور کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

جناب احسن رضا خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی

کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 13۔دسمبر2009 کو رات 8:30 بجے گاؤں قاضی والا میں جلسہ میں شرکت کے لئے جارہا تھا کہ تھانہ کنگن پور نے مجھے راستہ میں سکیورٹی کے لئے باوردی پولیس کی ایک گاڑی بھیجی لیکن وہ سکیورٹی کی گاڑی تھوڑی ہی دور جا کر اچانک غائب ہو گئی۔ میں نے اسی وقت تھانہ کنگن پور فون کیا کہ میرے لئے جو سکیورٹی کی گاڑی بھیجی گئی تھی وہ کہاں چلی گئی ہے؟ اسی وقت تھانہ کے نائب محرر نے مجھے بتایا کہ وہ گاڑی جناب DPO قصور کے حکم پر واپس منگوالی گئی ہے۔ میں نے فوری طور پر DPO کو فون کیا۔DPO کا موبائل اس کے گن مین نے attend کیا۔ جب موبائل گن میں نے attend کیا تھا اس وقت DPO گاڑی میں موجود تھا اور اس کی گاڑی تھانہ کنگن پور کے area میں travel کر رہی تھی۔DPO نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں میں نے دو مرتبہ DPO کو فون کیا اس نے میرا فون سننا گوارہ نہ کیا۔ یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ DPO نے تھانہ کنگن پور اور الہ آباد کو پابند کر دیا ہے کہ آئندہ پارلیمانی سیکرٹری کو کوئی سکیورٹی مہیانہ کی جائے۔ میرا حلقہ انتہائی خطرناک ہے اور بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری مجھے سکیورٹی لینے کا حق حاصل ہے۔ انہوں نے مجھے میرے آئینی اور قانونی حق سے محروم رکھنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔ پولیس کی گاڑی واپس منگوا کر اور میرا فون نہ سن کر DPO موصوف نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا مجھے اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی دو صورتیں ہیں کہ اگر محرک چاہیں تو ڈی پی او کو بلا کر اس کی کوتاہی کا نوٹس اور جو وہ چاہتے ہیں اس کے مطابق اس مسئلے کو حل کر دیا جائے اور اگر یہ چاہیں تو اسے دو دن کے لئے pending کر دیں اور اگر وہ بضد ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب ہم supremacy of Parliament اور اپنے معزز اراکین کے استحقاق کی بات کرتے ہیں تو ایک سرکاری ملازم وہاں پر جائے تو اس کے لئے یہ سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جبکہ ایک معزز ممبر جس کا یہ استحقاق ہے اور اس کے استحقاق کو مجروح کیا جاتا ہے تو

میرا خیال ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جانا مناسب ہے اور اس پر action لیا جانا چاہئے۔ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان میں آنے والے ایک اہم ترین issue پر اپنی چند معروضات پیش کروں گا کہ پچھلے ایک ہفتے سے سندھ اسمبلی میں پنجاب کے خلاف سیر حاصل بحث ہو رہی ہے اور پنجاب کو پانی چور کہا جا رہا ہے۔ پنجاب کو کہا جا رہا ہے کہ links canal غیر قانونی لگا رکھی ہیں اور سندھ کے وزیر آبپاشی نے بڑی لمبی چوڑی پریس کانفرنس کی ہے، جلوس نکالے گئے ہیں اور میں اسے جس پیرائے سے دیکھ رہا ہوں اسے اس اسمبلی میں بیان کروں گا کہ آج سے بیس پچیس سال پہلے کالا باغ ڈیم کے فنڈز release ہو گئے اور میں اس ڈیم کو میانوالی جا کر دیکھ کر آیا ہوں۔ اس کا سارا infrastructure lay ہو گیا تھا اور pillar بن گئے تھے تو اس وقت سندھ نے pressure built کیا اور آج کالا باغ ڈیم پر کسی کی جرأت نہیں کہ وہ اس ڈیم کا نام لے سکے۔ جب اس میں انہیں کامیابی ہو گئی تو آج ایک قدم آگے اٹھایا جا رہا ہے کہ آج links canal کی بات کر رہے ہیں۔ جیسے لغاری صاحب نے یہاں پر point out کیا ہے۔ Links canal چاہے چشمہ جہلم لنک یا تونسہ لنک ہو جس طرح انہوں نے Indus present treaty کی clauses بتائی ہیں اس کے تحت یہ پانی جو ہے حالانکہ ہم تو اس پر نالاں ہیں کہ تینوں مشرقی دریا انڈیا کے سپرد کئے گئے اور انڈیا نے اس ورلڈ بنک کے بننے والے consortium میں سب سے زیادہ payment کی تھی اور ورلڈ بنک نے بھی کی تھی جس میں تربیلا، منگلا، چشمہ اور تونسہ وغیرہ سب بنے تھے۔ اس وقت یہ بات طے تھی کہ یہ links بنیں گے اور چشمہ جہلم لنک کینال throughout تقریباً میرے سینے پر بنی ہیں۔ گو اس نے مجھے تباہ کاریاں دی ہیں لیکن میں خوش ہوں کہ اس سے جنوبی پنجاب آباد ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج وہ دس قدم آگے بڑھ گئے ہیں اور وہاں آج بات ہو رہی ہے کہ یہ links canals ختم کئے جائیں اور اسی Indus present treaty میں میری گریٹر تھل کینال بھی اسی منصوبے میں تھی۔ آدھی کوٹ پر اس کا main channel رکھا گیا تھا جسے flood canal کہا گیا۔ اب flood

canal اور links canal perennial میں انہوں نے full-fledged پانی دینا تھا لیکن آج وہاں پوری planning اور ایک منصوبے کے ساتھ 1991 کے Water Accord کو لا رہے ہیں جو ارسا نے کیا تھا اس accord میں ہمارے resources available کی distribution تھی links canals پر آج تک کبھی نہیں ہوا کہ کوئی اعتراض 1960 since سے ہو تو اس میں لغاری صاحب نے point out کیا ہے تو پنجاب حکومت اپنی پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ face کرے گی لیکن یہ تب ہو گا کہ ہم اس اسمبلی کے forum سے unanimous قرارداد لائیں اور انہیں پیغام دیں جب یہ نیا issue جو وہ چھیڑنا چاہ رہے ہیں یہ کسی قیمت پر بھی acceptable نہیں ہے۔ ہم very mentally انہیں oppose کریں، flood canal گریٹر تھل ہے، گریٹر تھل کینال کے لئے ابھی ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا اور وہ بھی ان سندھ والوں کے pressure میں نہیں رکھا گیا۔ اب گریٹر تھل کینال میں خوشاب، بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ کے اضلاع بنجر پڑے ہیں، میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر گریٹر تھل بن جائے تو پورے پاکستان کی غذائی قلت اکیلی گریٹر تھل کینال پوری کر سکتی ہے تو میں کائرہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ یہاں پر 70 فیصد لوگ زمیندار بیٹھے ہیں، انہیں کہیں کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ آئیں اور ایک دن رکھ کر بھرپور طریقے سے اس پر بحث کریں اور اس حوالے سے ایک قرارداد لائیں اور انہیں message دیں اور اس میں کوئی کمی نہ کرنا ورنہ خدا کی قسم میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جب پنجاب بنجر ہو گا تو پاکستان ختم ہو جائے گا۔ پنجاب ہی پاکستان کو feed کرتا ہے اور پنجاب کو جب تک زرعی طور پر مضبوط نہیں کریں گے تو اس وقت تک پاکستان نہیں بچ سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میری ایک منٹ بات سن لیں۔ مجھے چونکہ معلوم نہیں تھا کہ انہوں نے بات کیا کرنی ہے؟ جس طرح فنانس منسٹر صاحب نے ہاؤس کو بتایا ہے کہ آج سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے پریس کانفرنس کر رہے ہیں۔ پہلے گورنمنٹ کا point of view سامنے آجائے اس کے بعد اگر آپ اس ہاؤس میں بات کرنا چاہیں گے تو بات کر لینا اس وقت لاء منسٹر بھی موجود ہوں گے۔ بے شک اس پر ایک دن رکھوالیں اس پر بات ہونی چاہئے۔ صوبوں میں پانی کے حوالے سے جو misunderstandings ہیں اور پنجاب جتنی قربانی دے رہا ہے، پانی کے حوالے سے بھی اور باقی issues کے حوالے سے بھی وہ قربانی سامنے آنی چاہئے۔ کل جب ہم Business

Advisory Committee کی میٹنگ کریں گے تو اس کے لئے ہم time fix کروالیں گے۔ مستی خیل صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب بھی کھڑے ہیں میرے پاس ابھی کافی business ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نیشنل اسمبلی میں سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر رہا ہوں، ظفر علی شاہ صاحب بھی پیپلز پارٹی کے ڈپٹی سپیکر تھے وہ آج کل ایم این اے ہیں۔ خورشید احمد شاہ اور ڈاکٹر فاروق ستار ممبر تھے۔ اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی تھی اور بڑی بحث ہوئی تھی۔ یہ بات طے ہے اور انہوں نے یہ بات خود بتائی تھی اور Water and Power Minister کی اس بارے میں پوری briefings ہیں کہ پنجاب قربانی دے رہا ہے اور یہ بڑے بھائی کا ثبوت دے رہا ہے۔ چشمہ جہلم لنک کینال جو ہے جیسا کہ ہمارے بھائی ملک وارث کلو صاحب اور لغاری صاحب نے کہا ہے کہ اس سے پہلے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے دماغ اس سٹینڈنگ کمیٹی میں شامل تھے اور اس پر سیر حاصل گفتگو ہوئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور سمجھ گیا ہوں۔ ابھی بہت زیادہ business پڑا ہے مجھے کارروائی کرنے دیں۔ آج ان کی پریس کانفرنس ہو جائے اس کے بعد بات کریں گے۔ بسراء صاحب! میرے پاس business بہت زیادہ ہے پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! میں تھوڑی دیر بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میرے پاس بہت زیادہ business ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ابھی خواتین کی reserved seats کے بارے میں comments دیئے گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اوپر comments کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس پر Chair کی ruling آ چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون مجالس قائمہ میں ترامیم کی تحریک پیش کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین حزب اقتدار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقا ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقا ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو

مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقا ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقا ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے رانا اعجاز احمد نون، ایم پی اے پی پی۔204 کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی بجائے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف، جناب احمد خان بلوچ، ایم پی اے پی پی۔211 کو مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی بجائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 مرحومہ غزالہ فرحت سابقا ایم پی اے کی وفات سے مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سیمل کامران، ایم پی اے ڈبلیو۔362 اور محترمہ شمائلہ رانا سابقا ایم پی اے کے استعفیٰ سے مجلس قائمہ برائے مذہبی امور و اوقاف کی خالی ہونے والی نشست پر سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250 کو منتخب رکن قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ذرا ٹھہر جائیں۔ مجھے تحریک التوائے کار لینے دیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو خواتین reserved seats پر ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر اب کوئی بات نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ابھی خواتین نے واک آؤٹ کیا ہے ۔ یہ مسئلہ ایک منٹ میں حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!خواتین نے اس لئے واک آؤٹ کیا ہے کہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے ایک فقرہ ایسا کہا ہے جس سے خواتین کی دلآزاری ہوئی ہے اور وہ فقرہ یہ بولا ہے کہ "یہ جس دنیا سے آئی ہیں" اگر یہ حذف کر دیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔جب آپ تشریف نہیں رکھتے تھے تو اس وقت محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے کہا کہ یہ خواتین، جو ہماری معزز رکن ہیں "یہ جس دنیا سے آئی ہیں۔" وہ فقرہ واقعی غلط ہے وہ آپ حذف کر دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شیخ صاحب غلط بات کر رہے ہیں، انہیں کچھ نہیں پتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اگر آپ نے بات کرنی ہے تو یہاں آکر کریں، اس طرح کھڑے ہو کر آپ نہیں بول سکتیں۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ ان کے حق میں بات کی جا رہی ہے اور ان کو یہی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ان کا جو جھگڑا تھا یا معزز رکن نے ان کے بارے میں جو بات کی ہے وہ نہیں کہنی چاہئے تھی، وہ الفاظ آپ حذف کر دیں۔بے شک آپ آمنہ الفت صاحبہ سے پوچھ لیں یہی بات ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!آپ بتائیں کہ مسئلہ کیا ہوا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ۔۔۔

معزز ممبران: ان کو مسئلے کا نہیں پتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کو بھی نہیں پتا کیونکہ میرے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ آپ کو نہیں پتا۔ چودھری غفور صاحب اور گھر کی صاحب!آپ دونوں جائیں اور پوچھ کر آئیں کہ خواتین نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف بھی واک آؤٹ کر گئیں)

تحاریک التوائے کار

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اب آپ مجھے اجازت دے دیں جو میں آپ سے دومنٹ مانگ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میں نے ابھی تحاریک التوائے کار شروع کرنی ہیں، ابھی کافی business پڑا ہے، کافی motions ہیں اور قراردادیں بھی کافی ہیں۔ میں آپ کو تحاریک التوائے کار کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 63 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور pending ہوئی تھی۔ ابھی منسٹر صاحب بات کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آچکا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 2-2-2010 کو move ہوئی تھی ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کی کیا وجہ ہے ابھی تک اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا، یہ کس محکمے سے جواب آنا ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر!یہ جواب دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!آپ اسے دو دن کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دو دن کے لئے pending نہیں ہو گی یہ پہلے ہی 2-2-2010 کو move ہوئی تھی ۔ یہ صبح تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ منسٹر صاحب! آپ نے اس کا جواب لے کر آنا ہے۔ اگر جواب نہ آیا تو پھر محکمے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی کیونکہ یہ اسمبلی کا business ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ میری اس بارے میں باقاعدہ ruling ہے اگر کل تک اس کا جواب نہ آیا تو پھر آپ نے بتانا ہے کہ آپ نے محکمے سے متعلقہ لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو تحریک پیش کی تھی اس میں میرا مطلب بھی یہی تھا کہ سول ہسپتال ساہیوال میں اتنی کرپشن

اور لا قانونیت ہے۔ وہاں ایم ایس بیٹھا ہے جس کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ میں نے یہ تحریک out of turn اس لئے لی تھی کہ وہاں پر ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں، وہاں پر وکیلوں اور ڈاکٹروں کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹروں نے وکیلوں کے ساتھ بدتمیزی کی ہے اور اس پر کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ جیسے آج یہاں پر مسئلہ سامنے آیا ہے تو وہ جواب دینے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں۔ وہاں پر سارا ماحول non-serious ہے اس لئے مہربانی کریں، اس کا جواب بھی آنا چاہئے نیز میری گزارش ہے کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو دیکھے کہ وہاں پر کتنی کرپشن ہو رہی ہے، وہاں پر کتنے لوگ suffer کر رہے ہیں اور وہاں پر انتظامیہ کا کوئی کنٹرول نہیں ہے تو میری آپ سے گزارش ہے اس کا جواب بھی آ جائے لیکن اس پر ایک Special Committee ہو جو اس معاملے thrash out کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھگہ صاحب! میری بات سنیں کہ اب ہم نے آگے تو rules کے مطابق چلنا ہے۔ Let the reply come. اور اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ کل تک اس کو pending کرتے ہیں۔ جی، اس کے بعد اگلی تحریک نمبر 627/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے یہ بھی pending ہوئی تھی اس کا جواب آ چکا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب آ بھی چکا ہے اور جو میں floor پر بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں، لاء منسٹر صاحب اور سیکرٹری C&W نے اس پر میٹنگ کی تھی اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو لاء منسٹر صاحب کے سامنے یہ بات ہونی چاہئے کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے اس کے اندر escalations کا مسئلہ ہے اور overhead bridge کا مسئلہ ہے اور اس کے اندر جو بات چیت ان کے ساتھ ہوئی ہے تو منسٹر صاحب کے سامنے ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پھر اس کو کل کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک 13/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہ والا issue ہے جس میں خواتین کو میں نے کہا ہے کہ جو 30 سال سے اوپر کی خواتین ہیں ان کو 17 فیصد کے قریب نوکریوں میں حصہ دیا جائے۔ کل اس پر بات ہوئی

تھی اور سپیکر صاحب نے ruling دے دی تھی کہ کل اس پر ہم open discussion کریں گے اور خواتین کی بھی رائے لیں گے۔ یہ ان خواتین کا معاملہ ہے جو کسی وجہ سے جن کی شادی ہو سکتی ہے اور نہ ان کو نوکریاں ملتی ہیں تو ساری عمر ان کو پریشانی لاتی رہتی ہے، یہ ایک burning issue ہے اس پر آپ آج اجازت دے دیں تاکہ اس پر عام بحث ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بہت burning issue ہے لیکن اس کو صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں رکھ لیتے ہیں اور اس میں discussion کر کے اس پر بحث کے لئے دن مقرر کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ مناسب سمجھیں لیکن کل انہوں نے یہ کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سپیکر صاحب نے اس پر کوئی ruling نہیں دی ہوئی، چونکہ آپ نے کہا کہ سپیکر صاحب نے ruling دی ہوئی ہے تو میں اس حساب سے بات کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ سپیکر صاحب نے کہہ دیا تھا اور پھر سیکرٹری صاحب نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ پورے ممبران نہیں ہیں، جتنے ممبران ضروری ہیں یا نہیں ہیں تو اس پر ہم کل فیصلہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے اگر آپ rules کو دیکھیں تو 62 ممبران کم از کم چاہئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی وہی عرض کر رہا ہوں تو پھر کل کے لئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے یہ بھی pending چلی آ رہی ہے اور پڑھی جا چکی ہے۔ یہ بھی کل تک کے لئے pending چلی آ رہی ہے اور اس کے بعد نوید انجم صاحب کی تحریک نمبر 828/09 ہے۔

لکھوڈیر لاہور میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں ٹائر جلانے سے علاقے میں موذی امراض پھیلنے کا خدشہ

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لاہور کی آبادیوں لکھو ڈیر شادی پورہ، داروغہ والا کے علاقے میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکڑیاں اور کارخانے ہیں ان میں لوہے کو melt کیا جاتا ہے اور رنگ وروغن پرانی گاڑیوں کو کیا جاتا ہے۔ ان فیکڑیوں میں پرانا لوہا حاصل کرنے کے لئے پرانے ٹائر جلائے جاتے ہیں، ٹائروں کے جلنے کی وجہ سے ان علاقوں میں ہر وقت دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ان فیکڑیوں کا مضر صحت پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اس وجہ سے اس علاقے میں دمہ، کھانسی اور گلے و دیگر موذی امراض پھیل رہے ہیں۔ اس بارے میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے متعلقہ افسران اور اہلکاران کو مطلع کیا گیا اور ساری صورتحال کا موقع ملاحظہ کروایا گیا مگر ان فیکٹریوں اور کارخانوں اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا اس وجہ سے میرے حلقے کے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف! اس پر کوئی جواب آیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور میں جواب ایوان میں پڑھ دیتا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔145 لکھو ڈیر، شادی پورہ و داروغہ والا اور پاکستان منٹ کے ارد گرد کے رہائشی علاقوں میں سینکڑوں کی تعداد میں فیکٹریاں اور کارخانے موجود ہیں جن میں زیادہ تر سٹیل ملز ہیں اور بقیہ کئی قسم کے کارخانے بطور industry cotton قائم ہیں۔ سٹیل ملز میں اکثر چوری چھپے بالخصوص سردیوں میں پرانے ٹائر بطور ایندھن استعمال ہوتے ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث بنتے ہیں۔ پرانے ٹائر ربڑ اور آئرن سکریپ کو استعمال کرنے والی ایسی 71 فیکٹریوں اور کارخانوں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحول ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی گئی اور 36 فیکٹریوں کے cases ماحولیاتی عدالت میں بھیجے گئے ہیں جن میں چھ یونٹوں کو عدالت نے جرمانہ کیا ہے اور بقیہ cases ابھی زیر سماعت ہیں۔ اسی طرح ضلعی افسر

تحفظ ماحولیات نے بھی آٹھ سٹیل ملز کے خلاف Pakistan Penal Code اورPunjab Local Government Ordinance, 2001 کے تحت سات یونٹوں کو seal کر دیا ہے اور ایک کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی گئی ہے۔ مذکورہ علاقوں میں زیادہ آبادیاں اور فیکٹریاں بغیر کسی منصوبہ بندی کے خود بخود وجود میں آئی ہیں اس لئے ان علاقوں میں بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے۔ ناقص سیوریج کی وجہ سے فیکٹریوں اور گھروں کا گندہ پانی گلیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور گندے پانی کی مناسب نکاسی مقامی حکومت کا کام ہے تا کہ ان علاقوں میں مضر صحت بیماریاں نہ پھیلیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سٹیل ملز میں پانیpre-rolling bodies کو ٹھنڈا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور استعمال شدہ پانی میں کوئی خاص آلودگی نہیں ہوتی، مسئلہ صرف مناسب نکاسی کا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کے انسپکٹر ان علاقوں کا وقتاً فوقتاً دورہ کرتے رہتے ہیں تا کہ مزید کارخانوں، سٹیل ملز جو ٹائر استعمال کرتے ہیں ان کا کھوج لگا کر ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس علاقے میں لوہے کو melt کرنے کے لئے ٹائرز کو جلایا جاتا ہے اور ایک ٹائر اگر روڈ پر جلا دیا جائے تو سارے گزرنے والوں کا سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ جس آبادی میں بلاناغہ 14 ملز اس جرم میں شریک ہیں جو بلاناغہ ٹائر استعمال کرتی ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے محکمے جن کا وزیر صاحب نے نام لیا ہے کہ یہ انہوں نے کارروائی کی ہے اور انہیں جرمانے کئے ہیں یہ ان کی صحت کا متبادل ہو سکتا ہے اور جن لوگوں کی صحت بلاناغہ گر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! جب تحریک التوائے کار دیتے ہیں تو اس پر after short statement or argument جو گورنمنٹ کی طرف سے reply آئی ہے وہ ہو نہیں سکتی، صرف آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کی طرف سے جو reply آئی ہے اس پر آپ مطمئن ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو فیکٹریاں ٹائر جلاتی ہیں ان کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی ہے اور کارروائی ان کے خلاف ہوئی ہے جن کی وجہ سے گھروں میں شور مچتا ہے، شور کی وجہ سے seal کر دی

گئی ہیں یا ان کے کوئی ہمسایوں کے ساتھ problems ہیں اور وہ کیسز ٹربیونل تک گئے ہیں مگر جن ملز نے ٹائر جلائے ہیں وہ 14 کی 14 اب بھی جلاتی ہیں اور بلاناغہ جلاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ اس کو دیکھیں، یہ environmental hazard ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل تحفظ ماحولیات کے حوالے سے بڑا ہی hot issue ہے لیکن اس حوالے سے جہاں جہاں بھی ان کا کھوج لگایا گیا ہے ان کو spare نہیں کیا گیا اور بالکل ڈی او تحفظ ماحولیات کی زیر نگرانی ایک ٹیم بنائی گئی ہے اور ڈی سی او concerning بھی اس معاملے میں ان کے ساتھ attach ہیں۔ ان کو جرمانے بھی کئے گئے ہیں اور میں اس چیز کو on the floor of the House ensure کرتا ہوں اگر اس قسم کی فیکٹریاں یا ملز ہیں جو ابھی تک ٹائرز استعمال کر رہی ہیں اور جن پر ابھی تک grip نہیں کی گئی یہ identify کریں ہم بالکل اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے میری ایک ذمہ داری لگائی تھی اور آج ہماری ایک معزز رکن نے on the floor جو باتیں کی ہیں اور باقی تمام خواتین جن کا تعلق اپوزیشن سے بھی اور حکومتی جماعت سے بھی تھا انہوں نے اس پر walkout کیا ہے اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسان کا جسم ایک دکان کی مانند ہے اور زبان اس کا تالا ہے جب تالا کھلتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہ دکان سونے کی ہے یا کوئلے کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہم یہ سب کچھ afford نہیں کر سکتے جو کچھ ہو رہا ہے اور ہم کوئی اس طرح کی language afford نہیں کر سکتے اور جس معزز ممبر نے یہ بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ on the floor یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ الفاظ کیا تھے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبد الغفور): جناب سپیکر !میں وہی عرض کر رہا ہوں۔انہوں نے discrimination کی جو بات کی ہے کہ میں elect ہو کر آئی ہوں اور یہ special seats پر آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر on the floor ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔یہاں سب ممبران برابر ہیں، کسی ممبر کو یہ بات نہیں کرنی چاہئے کہ میں الیکشن لڑ کر آیا ہوں۔ تمام ممبران کے حقوق بالکل برابر ہیں as a member سب اس پر بات کر سکتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ on the floor یہاں آکر معذرت کریں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!وہ میں دیکھتا ہوں۔پلیز!آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں!بات صرف اتنی سی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب جب اس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی یہاں پر بیٹھا ہوں۔ایک دو incidents اس طرح کے ہوئے ہیں تو جب Chair کی ruling آچکی ہے کہ تمام معزز ممبران برابر ہیں تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی دوسری بات رہ نہیں جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کیا آپ اپنا احتجاج ختم کر کے اندر آئی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، سپیکر صاحب نے جو بات کی ہے میں وہ بتانے آئی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر !ابھی میٹنگ میں تمام خواتین سپیکر صاحب کے چیمبر میں گئی تھیں۔ سپیکر صاحب سے انہوں نے اپنے دل کی پوری بات کی اور اسے تفصیلاً discuss کیا گیا ہے۔چودھری غفور صاحب وہاں موجود تھے۔ سپیکر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ floor پر apologize کریں گی ورنہ وہ اُس وقت تک floor پر نہیں آسکتیں اور ہر وہ ممبر جو اس معاملے کو discrimination میں لے کر جائے گا اس کے لئے بھی یہی سزا ہے لہذا سپیکر صاحب نے یہ بات کہی ہے اور وہ میں نے آپ کو convey کر دی ہے۔چونکہ چودھری غفور صاحب نے convey نہیں کی

تھی ہم سُن رہے تھے اس لئے میں نے سپیکر صاحب کی بات convey کی ہے۔ سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں یہ بات کی ہے کہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ floor پر apologize کریں گی ورنہ وہ floor پر اس وقت تک نہیں آئیں گی جب تک وہ apologize نہیں کرتیں۔ میرا فرض تھا کہ میں سپیکر صاحب کی بات آپ تک پہنچادوں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر جا کر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی سیٹ پر آجائیں ناں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس کے اوپر یہاں پر اتنا زیادہ issue create کیا جارہا ہے۔ مجھے آج تک یہ چیز سمجھ نہیں آسکی کہ اس ہاؤس میں اس صوبے کے مسائل کی بات ہو رہی ہوتی ہے اُس وقت بھی چشمہ کینال کی بات ہو رہی تھی۔ ہم بات کر رہے تھے اس صوبے کے پانی کی، ہم بات کر رہے تھے اس صوبے کے حقوق کی۔ ایک بار نہیں بارہا یہ بات یہاں کہی جا چکی ہے اور سپیکر کی ruling بھی آچکی ہے۔ جس طرح میں ایک ایم پی اے ہوں، میرا ایک ووٹ ہے۔ ہماری جو معزز بہنیں ہیں وہ بھی معزز ایم پی ایز ہیں they are Hon' able MPAs میرا اس ہاؤس کے اندر جو privilege ہے وہی privilege اس ہاؤس کے اندر میری ان بہنوں کا ہے۔ مجھے اس complex کی سمجھ نہیں آرہی کہ بار بار ہر روز یہ تماشا اس ایوان کے اندر لگایا جاتا ہے اور گھنٹوں وقت ضائع کر دیا جاتا ہے اس complex کے اندر جو ایک status complex ہے مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ یہ کیا بات کی جارہی ہے؟ جہاں تک شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کی بات ہے انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کے اوپر اتنا بڑا تماشا create کیا جائے اور یہ حق کسی ممبر کو نہیں دے سکتے کہ وہ یہاں آکر یہ کہے کہ فلاں on the floor of the House نہیں آسکتا۔ اُنہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ ہم اس بات پر بھرپور احتجاج کریں گے اگر ان کے ساتھ اس طرح کی کوئی

discrimination کی گئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ لوگوں کے ووٹوں سے elect ہو کر آئی ہیں اور یہ خواتین بھی special seats سے elect ہو کر آئی ہیں لیکن دونوں ایم پی ایز ہیں۔ خدارا اس status complex کو ختم کریں اور اس صوبے کی بات کریں اور ہم کسی کو یہ حق نہیں دے سکتے کہ کسی ممبر کو کوئی یہ کہے کہ وہ on the floor of the House نہیں آسکتا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! دیکھیں، بات بڑی سیدھی سی ہے۔ میری بات سُنیں۔ اگر آپ اپنا احتجاج ختم کر کے اندر آئی ہیں تو بات کر سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں علی نور نیازی صاحب کی بات کی بالکل تائید کرتی ہوں کہ یہاں پر بات ہو رہی تھی پانی کی، صوبے کے حق کی، جو سندھ اسمبلی میں پنجاب کے خلاف باتیں ہوتی ہیں، پنجاب کو چور کہا جاتا ہے۔ آپ مجھے بتا دیں، میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ اس بات کا reserve seats سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کر لیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, please let me finish.

یہاں پر یہ روایت ہی ڈال دی گئی ہے شاید یہ ہمیں کہہ تو دیتے ہیں کہ ہم ان کی بہنیں ہیں ہم ان کے ساتھ ممبرز ہیں، سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پھر یہ چاہتے کیا ہیں؟

MRS SEEMAL KAMRAN: Mr. Speaker! Excuse me, let me finish. We are not here to make relationships.

ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں، براہ کرم ہمیں ممبر رہنے دیا جائے۔ پانی کی بات ہوتی ہے، گیس کی بات ہوتی ہے اور بجلی کی بات ہوتی ہے ہر issue پر ہمیں یہ کہہ کر چپ کروا دیا جاتا ہے کہ یہ reserved seats پر آئی ہیں اور آج جو discrimination کی بات کی جا رہی ہے محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ جن کا میں بہت احترام کرتی ہوں پچھلی مرتبہ میری پارٹی کی reserved seat پر ایم این اے تھیں وہ فنڈز میری پارٹی سے لیتی رہیں reserved seats پر as an

MNAپنجاب سے فنڈ لیتی رہیں۔ آج وہ as an MPA انہیreserved seats کے فنڈز کی وجہ سے electہو کر آئی ہیں۔ ہمیں بھی فنڈز دیں ہم بھی لڑ کر آسکتے ہیں۔ ہر بات پر، کوئی بات ہوتی ہے کسی تحریک التوائے کار پر تو یہ کہہ دینا کہ یہ ٹشو پیپرز ہیں، جبPrivilege Motion کی بات ہو رہی ہو تو یہ کہہ دینا کہ یہ خیراتی سیٹیں ہیں۔ آپ majorityمیں ہیں ان خیراتی سیٹوں کو ختم کر دیں۔ آپ کیوں نہیںamendments لے کر آتے ؟ ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں، ہم آئین اور قانون کے مطابق بیٹھے ہیں۔ آپ اس ہاؤس میں بیٹھ کر، majorityمیں آکر اسی آئین اور اسی قانون کے مطابق ہمیں اُٹھا کر باہر پھینک دیں لیکن خُدارا ہماری اس طرح تذلیل کرنا بند کریں۔ ہم کس طرح عوام کی بات کریں گے، ہم کس طرح issuesپر بات کریں گی، جب ہر بات پر ہمیں ٹشو پیپر کہہ دیا جاتا ہے کیا یہ discrimination نہیں ہے، خیراتی سیٹیں کیا ہوتی ہیں، minorityوالے بھی خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں، ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا اس لئے کہ ہم عورتیں ہیں اور یہ کس قسم کا انصاف ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی؟

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی اپناwalkout ختم کر کے اندر آکر بات کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): نہیں، جو issue چل رہا ہے میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ، پھر میرا خیال ہے کہwalkout ختم کریں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ میںwalkout ختم کر کے آئی ہوں اس لئے انہوں نے بات کی ہے کیونکہ جو بات سپیکر چیمبر میں چل رہی ہے پہلے اس کو ختم تو کر لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں وہی بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ہم ابھی جب سپیکر صاحب کے چیمبر میں تھے چودھری غفور صاحب ہمیں باہر بُلانے آئے ہم ان کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں اور سپیکر صاحب نے یہ assurance دی کہ آپ اپنا بائیکاٹ ختم کریں اور جیسے ابھی ڈاکٹر سامیہ امجد نے آپ کو بتایا کہ سپیکر صاحب نے جب یہ کہہ دیا کہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ واپس آئیں اور واپس آ کر معذرت کریں اور اگر وہ معذرت نہیں کرتیں تو ان کو rules کے تحت سزا دی جائے گی کہ وہ ایک دن کے لئے ہاؤس میں نہیں آئیں گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آج کے بعد سپیکر صاحب کے آرڈرز کے باوجود اگر کوئی اس issue کو دوبارہ اُٹھاتا ہے، کوئی بھی reserved seats کے متعلق اس issue کو اسمبلی میں دوبارہ اٹھاتا ہے تو اُس کو بھی اُسی طرح کی punishment دی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کے بعد یہاں جو ابھی نور خان نیازی صاحب نے بات کی ہے مجھے بہت افسوس ہوا انہوں نے کہا کہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی تو میرا خیال ہے کہ یہ complexes ان مردوں کو ہیں جو ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی خواتین ہیں وہ ان سے زیادہ perform کر رہی ہیں۔ آج جس خاتون ممبر نے یہاں پر reserved seats کا یہ سوال اٹھایا ہے ان کی اپنی کارکردگی ان دو سالوں کے اندر کیا ہے؟ وہ خود تو ایک دن یا پندرہ منٹ کے لئے اسمبلی میں آتی ہیں اور وہ یہاں پر بیٹھی ہوئی تمام خواتین کا استحقاق مجروح کر کے پانچ منٹ میں مائیک آن کرواتی ہیں، بات کرتی ہیں اور چلی جاتی ہیں یہ ان کی جنرل سیٹ کی کارکردگی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی باتیں کر کے reserved seats کی خواتین کی تضحیک نہ کریں۔ یہ تمام ان مردوں کے complexes ہیں ۔ یہ اپنے complexes کو باہر نکالنے کے لئے خواتین کو issue بناتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب سپیکر صاحب نے ruling دے دی ہے تو اس کے بعد اس چیز کو اس ایوان میں دوبارہ discuss نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! ruling جو ہے ناں! ایک منٹ ذرا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): یا تو آپ اس issue پر بات کرنے کے لئے ٹائم نہ دیا کریں، اگر کوئی خواتین کے حوالے سے بات کرتا ہے تو اس کا مائیک بند کر دیا کریں یا تو یہ سب کے ساتھ برابری ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اوپر میں اپنا decision دیتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر ابھی نور خان نیازی صاحب reserved seats پر بڑی دھواں دار تقریر فرما رہے تھے تو اس پر میں صرف دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں اگر بات سُن لی جائے تو یہ جو 1973 کا Constitution ہے جس کو ہم سب متفقہ طور پر کہتے ہیں۔ Constitution of Pakistan, Article 51 and 106 which is mandatory اور اس میں لکھا ہے کہ:

> Each Provincial Assembly shall consist of general seats and seats reserved for women, and non-Muslims as specified here in below;

میری humble submission ہے اپنے بھائیوں سے اور خاص طور اپنے محترم بھائی سے جنہوں نے اس کو بڑا mind کیا، اگر اس کو ختم کرنا ہے تو یا تو ہم اس کو فیڈرل میں بھیجیں کہ یہ مخصوص نشستیں ختم کر دی جائیں۔ آئین کا آرٹیکل 51 اور 106 mandatory طور پر اس بات کی اجازت دیتا ہے تو پھر بار بار یہ بات کہنا کہ یہ خیراتی سیٹیں ہیں اور یہ مانگ کر لی گئی ہیں میں ان سب باتوں کی بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں اس سارے واقعہ کا eye witness ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ سارا کچھ غلط فہمی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ریکارڈ موجود ہے، ادھر لکھنے والے بیٹھے ہیں اور آپ ریکارڈ منگوا سکتے ہیں کہ لغاری صاحب جب تقریر کر رہے تھے مستی خیل صاحب نے قطعاً ان کو کوئی abusive لفظ نہیں کہا تھا۔ آپ وہ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں۔ اگر decision کرنا ہے تو under pressure مت کریں۔ سپیکر صاحب اپنے چیمبر میں بھی بیٹھ کر under pressure decision نہ لیں۔ سب سے پہلے انہوں نے لفظ بولا ہے کہ یہ contradiction ہے، حقائق یہ نہیں ہیں لغاری صاحب کو انہوں نے contradictory لفظ بولنے کا کہا۔ اس وقت ثمینہ میری بیٹی کی جگہ ہے میری چھوٹی بہن ہے وہ جذباتی ہو گئیں اور انہوں نے اس کو بدتمیز کہا وہ سارے loudly اور ان کو shout کیا اور انہوں نے کہا کہ بدتمیز تم، انہوں نے دو تین چار لفظ کہہ دیئے وہ بھی آپ ریکارڈ پر دیکھ لیں۔ میں نہیں کہتا آپ ریکارڈ سے دیکھ لیں۔ اس کے بعد یہاں شور مچ گیا، جب شور مچا تو وہ دونوں آپس میں لگے ہوئے تھے۔ اس پر شہزادی عمر زادی اٹھی اور ان کی بھی ساری گفتگو ریکارڈ پر موجود ہے۔ انہوں نے قطعاً خیراتی سیٹیں نہیں کہا، انہوں نے قطعاً ان کو کوئی طعنہ نہیں دیا، انہوں نے یہ کہا کہ میں حالانکہ direct seat پر elect ہو کر آئی ہوں اور میں ہمیشہ اپنی ان بہنوں کی سپیشل سیٹ والوں کا ساتھ دیتی ہوں اور اس نے کہا کہ ثمینہ جو ہے وہ غلط کہہ رہی ہے۔ سنیں، اب بات یہ ہے کہ یہ ساری بات مستی خیل کی تقریر بھی ریکارڈ پر موجود ہے، ثمینہ خاور حیات کی بھی ریکارڈ پر موجود ہے اور شہزادی عمر زادی کی تقریر بھی ریکارڈ پر موجود ہے۔ آپ اس وقت سپیکر ہیں آپ سارا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں، وہ چیک کریں کہ اس میں کس نے الفاظ غلط استعمال کئے اور اس پر اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مستی خیل نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں تو آپ مستی خیل کو warn کریں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میری عزیزہ نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں آپ ان کو warn کریں۔ اگر شہزادی عمر زادی نے کوئی objectionable الفاظ استعمال کئے ہیں، ہاں یہ خود اخذ کر لینا کہ شہزادی عمر زادی کا مقصد یہ تھا کیونکہ اس نے ایک لفظ کہہ دیا ہے یہ کہا ہے کہ میں direct election لڑ کر آئی ہوں اور اپنی بہنوں کا ساتھ دیتی ہوں۔ اس سے یہ اخذ کرنا کہ جو وہ ہمیں خیراتی کا طعنہ دے رہی تھی یہ بالکل غلط ہے۔ ریکارڈ آپ منگوا لیں، ریکارڈ آپ کے سامنے موجود ہے اس کے بعد ہی

decisionکریں لیکن
at once under pressure سپیکر صاحب ادھر بیٹھے ہوئے یہ فیصلہ صادر فرمادیں کہ شہزادی عمر زادی ہاؤس میں نہیں آئے گی تو یہunjustifiedہے غلط ہے، بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ سب تشریف رکھیں۔ حسن مرتضیٰ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کی اب ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں، رولز کی، جب ہم بات کرتے ہیں اس ہاؤس کیsanctity کی، جب ہم بات کرتے ہیں اس ہاؤس کے decorum کی اور جب ہم بات کرتے ہیں اس Chair کی تو Chair کی ruling آچکی ہے اور Chair کی ruling without facts اور without rules اور میں سمجھتا ہوں جس طرح خلیل طاہر سندھو صاحب نے فرمایا ہے آئین کے اندر enshrined ہے کہ جو direct seats پر بھی الیکشن لڑ کر آئے ہیں وہ بھی اور جو reserved seats پر آئے ہیں They are equal. اب یہاں پر بات صرف اتنی سی ہے کہ اس پر اگر کوئی معزز رکن اپنی ذاتی رائے رکھتا ہے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو کس حد تک affect کرتا ہے اور یہ Chair کا کام ہے کہ وہ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر اس کے اوپر ruling دے اور وہ ruling جو ممبرز کے conduct کے متعلق ہے اس بارے میں بھی ہمارے جو Rules of Procedure ہیں وہ بڑے clear ہیں۔ اس پوری کارروائی کو ہم بالکل دیکھیں گے اس کارروائی کو study کریں گے اس کے مطابق جس کا جو role بنتا ہو گا اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔ اب میں اس پر مزید کوئی بات نہیں ہونے دوں گا۔ چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس بات کے بعد وہ خواتین کے پاس جائیں ان کو بتائیں کہ اس Chair کی ruling کی بھی ایک value ہے۔ Chair کی جو ruling ہے اس کو follow کریں ہاؤس کے اندر آئیں۔ ہم نے کمیٹی بنا کر بھیجی تھی آپ ان کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ہی سارا معاملہ wind up ہوا۔ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی، اس وقت جس وقت یہ issue چھڑا ہوا تھا۔ میرے بھائی کلو صاحب نے ابھی جو بات کی ہے، بات تو مستی خیل صاحب اور میرے درمیان تھی شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ ادھر سے کھڑی ہوئی ہیں جب مستی خیل صاحب نے مجھ سے معذرت کر لی تو بات ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے بھی بات کو ختم کر دیا تھا۔ یہاں پر شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کی بات پر issue بنا ہے۔ یہاں پر reserved seat کی بات شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کر کے گئی ہیں اس پر جو آپ نے ابھی حکم دیا ہے کہ میں خواتین میں جا کر بات کروں اور واپس آ کر ان کا پیغام بتاؤں۔ میں آپ کے حکم کی پیروی کرتی ہوں لیکن اس مسئلے کو ختم کر دیا جائے کہ مستی خیل صاحب نے جو مجھ سے کہا اور جو میں نے ان سے کہا۔ اب جیسا کہ کلو صاحب نے کہا ہے کہ ریکارڈ کو نکلوالیں مستی خیل صاحب نے جو بدتمیزی کے الفاظ کہے تھے انہوں نے مجھ سے معافی مانگی ہے تو پھر شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کا جواز ہی نہیں تھا کہ وہ کھڑی ہو کر دوبارہ بات کرتیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو میں بات کر رہا ہوں، جس طرح میں نے پہلے بات کی ہے کہ ہم سارے اس transcript کو دیکھیں گے اور خاص طور پر آپ کی اور مستی خیل صاحب کی جو گفتگو ہے اس کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بھی اس کو دیکھ کر سپیکر صاحب کو رپورٹ پیش کرے۔ اس میں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، خواجہ اسلام صاحب اور علی حیدر نور نیازی صاحب شامل ہیں۔ یہ آپ کی اور ان کی گفتگو کو بھی دیکھیں گے اور سپیکر صاحب کو اس بارے میں inform کریں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! علی حیدر نور خان نیازی پارٹی ہیں۔ ان کا نام شامل نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! دور کنی کمیٹی اس کو دیکھ لے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ہی ٹھیک ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب! آپ چودھری عبدالغفور کے ساتھ جائیں۔ گھر کی صاحب کہاں گئے ہیں؟ جو خواتین باہر گئی ہیں ان کے ساتھ ذرا بات کر کے ان کو واپس ہاؤس میں لے کر آئیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب والا!اب آپ نے اس کی scrutiny کے لئے ایک کمیٹی بنادی ہے اور آپ نے فرمایاہے کہ میں سب کا conduct دیکھوں گا۔سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ کہ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہئے تھا لیکن میں آپ کی تھوڑی سی اور مہربانی چاہوں گا۔آپ اس میں یہ بھی دیکھیں کہ آخر یہ ماحول کن کی وجہ سے خراب ہوتا ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ کچھ ایسی reserved seats کی خواتین ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو واقعی بہت کام کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جو واقعی ہی بہت کام کر رہی ہیں لیکن میں اس بات کو repeat نہیں کرنا چاہتا آج یہاں پر language بولی گئی ہے کیونکہ اب مسئلہ چلا گیاہے کمیٹی کے پاس۔میں یہ چاہوں گا کہ اس کا once for all کوئی معاملہ طے کر دیں اور ان کو اگر ہم respect دینا چاہتے ہیں جو کہ ہمیں دینی چاہئے ان کو بھی بتایا جائے کہ آپ تھوڑا سا معاملات کو نہ الجھائیں کیونکہ میں نام نہیں لوں گا کہ کچھ خواتین واقعی معاملات کو الجھادیتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو اس angle سے دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل دیکھوں گا۔میری بات سنیں، آج ہی میں صبح نیشنل اسمبلی کی ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا جس کے اندر وہ ممبران جو کارروائی میں حصہ لیتے رہے ہیں، جو ہاؤس میں اپنا حصہ ڈالتے رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ حصہ ان ممبران نے ڈالا ہے جو reserved seats پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور آپ اگر اپنے ہاؤس کی بھی کارروائی دیکھیں تو جو ہمارے ساتھی جنرل سیٹوں پر جیتے ہوئے ہیں۔اگر آپ دیکھیں تو 50 فیصد بھی وہ نہیں ہیں جو اس ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوں

اگر آپ اس طرح کی باتوں میں پڑیں گے تو شیخ صاحب! میں نے جو بات کرنی ہے وہ مجھے کر لینے دیں۔ بہت شکریہ

اب آج کے ایجنڈے کا اگلاitem ملک محمد وارث کلو ایم پی اے چیئرمین برائے استحقاق کمیٹی کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 15 of 2008 اور No 3 of 2009 کے حوالے سے رپورٹ پیش کریں گے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ سے صرف دو باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات کرنے سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کی خواتین آپ کے ساتھ نہیں تھیں؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: وہ ہمارے ساتھ ہیں اور آ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! یہاں ایوان میں ہر روز یا ایک دو روز چھوڑ کر اسی قسم کے elected and non elected والے معاملات پیش آتے ہیں - یہاں پر ہمارے male elected ممبران تقریباً تین سو، تین سو پندرہ کے قریب ہیں جو elected seats پر آئے ہوئے ہیں۔ میرا اپنے ان سب محترم معزز بھائیوں کو یہ مشورہ ہے کہ وہ ایک ایسا قانون لائیں کہ reserved seats ختم کر دی جائیں۔ پھر جو خواتین سیاست کرنا چاہیں گی وہ elect ہو کر اس ایوان میں آئیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین نے سب مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے میں یہ بات یقین سے کہتی ہوں کہ اگر خواتین منتخب ہو کر آئیں گی تو اس وقت ایوان میں جتنے مرد بیٹھے ہیں یہاں عورتیں بیٹھی ہوئی ہوں گی اس لئے یہ جو روز روز کی elected and non elected مرد اور خواتین کی بحث ہے اس کو ختم کیا جائے۔ دیکھیں! پہلے خاموشی سے بات سن لیں۔ ہم سب لوگ جس مقصد کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں پلیز! اسے seriously لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk, no cross talk پہلے انہیں بات کرنے دیں پھر آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جب آپ حضرات بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہم سب خواتین خاموشی سے بیٹھ کر آپ کی بات سنتی ہیں۔جب خواتین بات کر رہی ہوں تو آپ لوگوں کو بھی چاہئے کہ خاموشی سے سنیں اور اس نوعیت کو اتنا گھمبیر نہ بنائیں کہ یہاں پر خواتین کا آنا بھی ممنوع ہو جائے۔ آپ سب کا بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کریں گی پھر آمنہ الفت صاحبہ!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اگر یہ خاتون ہیں تو پہلے ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔اگر آپ کو میری بات بری لگے تو میں معذرت خواہوں لیکن مجھے آپ کے رویے پر بھی تھوڑا سا شکوہ ہے۔ آپ ہمیشہ controversial issues کو encourage کرتے ہیں اور مائیک کھول کر مکمل ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر کراتے ہیں اس کے بعد جب ہم بات کرنے کے لئے موقع مانگیں تو ہمیں ڈانٹ کر بٹھا دیا جاتا ہے۔جو خواتین reserved seats پر آئی ہیں اگر ان کا کسی جاگیر دار خاندان سے

تعلق نہیں ہے، اگر وہ ٹوانہ اور مزاری نہیں تو ہمارا سیاست کرنے پر کوئی حق نہیں ہے، میں جاننا چاہتی ہوں کہ کیا صرف جاگیرداروں کی بیٹیوں کو سیاست کرنے کا حق ہے، مجھ جیسی middle class کی عورت کو سیاست کرنے کا حق نہیں ہے، میں ان کی بات کی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ reserved seats بھی elective reserved ہیں آئین پاکستان میں ان کے لئے الیکشن کا طریق کار دیا گیا ہے اور وہ اس کے مطابق elect ہو کر ہاؤس میں آئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں، مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ پاکستان میں چار صوبائی اسمبلیاں ہیں ایک نیشنل اسمبلی اور ایک سینیٹ ہے ہر جگہ پر reserved seats موجود ہیں لیکن آج تک کسی اور ہاؤس میں یہ بحث نہیں ہوتی لیکن پنجاب اسمبلی میں یہ بحث ہر روز ہوتی ہے میں جاننا چاہتی ہوں کہ کیا یہ حکومت کی پالیسی ہے یا پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پالیسی ہے کہ reserved seats کے خلاف بات کی جائے؟ جیسے غزالہ بھابی نے کہا کہ reserved seats ختم کر دی جائیں۔ اگر reserved seats ختم کرنا مطلوب ہیں تو سامنے آئیں اور سامنے آ کر seats reserved کی مخالفت کریں اور کہیں کہ ہم reserved seats نہیں چاہتے اور اس پر پابندی لگا دیں اس کے بعد اگر ہم میں اتنے guts ہوں گے اور ہم کسی جاگیر دار خاندان سے تعلق رکھتی ہوں گی تو وہ خواتین یہاں آ جائیں گی۔ وہ خواتین تو تین مہینے میں ایک دفعہ آئیں اور آ کر کسی نہ کسی issue controversial پر بات کر کے اپنی شکل دکھائیں۔ جو خواتین direct seats پر آئی ہیں میں ان کی بڑی عزت کرتی ہوں مجھے یہ بتائیں کہ ان میں سے کتنی خواتین ہاؤس میں بزنس دیتی ہیں، ہاؤس کی کارروائی میں کتنی خواتین کا بزنس ہوتا ہے اور اس ہاؤس میں ان کی کتنی attendance ہے؟ معاف کیجئے گا آپ کا ہاؤس 80 فیصد خواتین چلا رہی ہیں جو seats reserved پر آئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے باوجود روزانہ ہماری کارکردگی کو challenge کیا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے اور میں یہ بات نہیں کہنا چاہتی لیکن میں آج اتنی hurt ہوں کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جب ایک ڈکٹیٹر کی حکومت تھی، جب یہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ق) کی حکومت تھی تب بھی اتنا کچھ نہیں ہوا جو آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور پیپلز پارٹی کی coalition حکومت میں خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے،

معاف کیجئے گا یہ قابل برداشت نہیں ہے اور میں کہنا چاہوں گی کہ نیازی صاحب جو ایک ممبر پر پارلیمانی لیڈر ہیں انہیں تقریر کرنے کا بڑا شوق ہے وہ کبھی گورنر صاحب پر پہنچ جاتے ہیں اور کبھی صدر پر پہنچ جاتے ہیں۔پہلے اپنی standing تو دکھائیں کہ وہ خود کیا ہیں؟ اگر تقریر کا مقابلہ کرنا ہے تو وہ کر کے دیکھ لیں۔اگر عورت کے ساتھ تقریر کا مقابلہ کرنا ہے تو وہ کر کے دیکھ لیں لیکن ہم اس طرح اپنی توہین ہونے دیں گے اور نہ ہی یہ ہو گی۔ سپیکر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور میں آپ کو بھی یہ بتانا چاہتی ہوں کہ سپیکر صاحب نے categorically یہ احکامات جاری کئے ہیں کہ آئندہ اگر اس ہاؤس میں اس قسم کی بات ہو گی اور جو ممبر یہ بات کرے گا اس کو ہاؤس سے باہر نکال دیا جائے گا اور شہزادی عمر زادی ٹوانہ جاگیر دار صاحبہ تب تک ہاؤس میں نہیں آ سکتیں جب تک وہ معذرت نہیں کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یا تو پنجاب اسمبلی کو جاگیر داروں کی اسمبلی کہہ دیں تو ہم سب مڈل کلاس کی عورتیں یہاں سے چلی جاتی ہیں۔مجھے یہ تکلیف ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے حقوق نہیں دے سکے، ہم اپنی identity ثابت نہیں کر سکتے تو ہم پنجاب کی عورتوں کے لئے کیا کریں گے ؟میں بڑی معذرت اور ادب کے ساتھ گزارش کرتی ہوں کہ خدارا اس مرد عورت کی جنگ کو یہاں روک دیجئے ورنہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔اگر یہ بات بار بار ہاؤس میں کی گئی تو یہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے میڈیا میں اور عوام میں کوئی اچھا message نہیں جا رہا کہ آخر پنجاب اسمبلی میں ہی reserved seats اور خواتین question کیوں ہیں؟ آپ خواتین کی کارکردگی نکالئے اور مجھ سے بحث کیجئے میں بحث کے لئے تیار ہوں کہ آپ پچھلے دو سالوں کی کارکردگی نکالیں کہ خواتین کی کیا کارکردگی ہے اور معذرت کے ساتھ بہت سارے ایسے ممبران ہیں جن کی آج تک لب کشائی بھی نہیں ہوئی جنہوں نے آج تک اپنے حلقے کا نام بھی نہیں بتایا کہ وہ کس حلقے سے آئے ہیں ؟

جناب سپیکر! ہماری کسی کے ساتھ جنگ نہیں، کسی کے ساتھ ہمارا کوئی conflict نہیں ہے لیکن جب عورت اپنا حق مانگے تو اسے جنگ نہ بنا دیا جائے۔میں دوبارہ آپ سے گزارش کروں گی کہ اگر آپ کو controversial issues پر بحث کرانے کا بہت شوق ہے تو پھر ہمیں بھی موقع دیا کریں کہ ہم

بھی اپنی بات کر سکیں۔براہ مہربانی اس معاملے کو ختم کیجئے ہاؤس کا ٹائم waste ہو رہا ہے، صوبے کے لوگوں کا ٹائم waste ہو رہا ہے اور اس بحث میں ہمیں کچھ نہیں ملے گا بلکہ صرف نقصان ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آمنہ الفت صاحبہ بات کریں گی اور ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور بار بار reserved seats کے حوالے سے خواتین کی تضحیک کی جاتی ہے۔افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ پہلے ہمیں مردوں سے گلا تھا اور آج ایک ایسی خاتون ممبر نے یہ بات کی ہے جو سابقہ دور میں خود بھی ایک reserved seat پر elect ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔ آج وہ reserved seats کو کس طریقے سے تضحیک کی نظر سے دیکھ سکتی ہے؟ یہ ساری بحث و تکرار، یہ سارے معاملات جیسے آج میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحبہ نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ !ذرا ایک منٹ ۔بات اتنی سی ہے کہ ایک issue آیا۔ پہلے میری بات سن لیں پھر میں دوبارہ آپ کو floor دیتا ہوں۔ جس طرح عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بھی فرمایا۔ میں جب rules کی بات کرتا ہوں تو میں اللہ کے فضل سے پڑھ کر یہاں آتا ہوں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس کو in order رکھوں اور rules کے مطابق بھی چلاؤں۔یہاں پر مجھے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں یہاں پر کوئی غلط بحث کراتا ہوں یا کوئی اس طرح کی بات کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر جو بات شروع ہوئی ہے میں اس پر بار بار ایک بات کہہ رہا ہوں کہ اس Chair کی sanctity اس ہاؤس نے برقرار رکھنی ہے جس طرح اس Chair نے ہاؤس کی عزت برقرار رکھنی ہے۔یہ آپس میں ایک mutual رشتہ ہے۔جب Chair کی ruling آچکی ہے اور وہ ruling کسی ذاتی وجہ سے نہیں آئی بلکہ وہ according to Constitution and according to rules آئی ہے کہ تمام ممبران برابر ہیں ۔جب یہاں پر خواتین ممبران موجود نہیں تھیں تو میں نے یہاں پر باقاعدہ یہ بات کی ہے کہ میں یہ سارا transcript نکلواؤں گا اور جیسے آپ سب نے آکر سپیکر صاحب کے حوالے سے بھی بتایا۔ہم وہ transcript دیکھیں گے اور میں نے اس پر ایک کمیٹی بھی بنادی ہے اور وہ کمیٹی دیکھ کر ہمیں بتائے گی

کہ اس میں کس ممبر کا کتنا role ہے اور اس کے مطابق آئندہ کا فیصلہ کیا جائے گا تا کہ ہم اس ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلا سکیں۔اب اگر ہم اس پر بحث کرنا چاہیں تو سارا دن کر سکتے ہیں اگر ہم اس پر کوئی تعمیری بات کر لیں تو وہ زیادہ اچھی ہے۔اب آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔نیازی صاحب! ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ اور ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایسا ماحول ہی نہیں بننا چاہئے اور کسی کو یہ right ہی نہیں ہونا چاہئے۔کوئی بھی ایسی بات نہ کرے کہ جس سے ماحول خراب ہو اور ایوان کا وقت ضائع ہو۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔آپ نے ہمیشہ بڑے درست فیصلے دیئے ہیں، آپ کی rulings بھی بڑی صحیح آئی ہیں۔ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔بات یہ ہے کہ آپ کو پتا ہی نہیں تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے اس وقت سپیکر صاحب تشریف فرما تھے۔مستی خیل صاحب اور ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا معاملہ up wind ہو چکا تھا۔ہمارا احتجاج صرف محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ کے خلاف ہے۔دیکھیں، ان معاملات کے نتیجے میں آج میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحبہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ یہ reserved seats ختم کر دیں۔یہ ایک بہت بڑی controversy شروع ہونے جا رہی ہے اس چیز کو یہیں پر بند کریں۔آپ اس کے خلاف ایک بڑی strong ruling لے کر آئیں۔کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ قوتیں جو خواتین کی seats ختم کروانا چاہتی ہیں وہ آج ایک معزز ممبر کے منہ سے یہ نکلوانے میں کامیاب ہو گئی ہیں کہ خواتین کی seats ختم کر دی جائیں۔یہ جتنی بھی خواتین بیٹھی ہیں سب تندہی سے کام کرتی ہیں، تن، من اور دھن کے ساتھ کام کرتی ہیں، دن رات ایک کرتی ہیں اور آج یہ کہنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ خواتین کی seats ختم کر دی جائیں اس چیز کو روکا جائے۔میں نشاندہی کرتی ہوں کہ یہ سلسلہ خواتین کی seats کو ختم کرنے کی طرف جا رہا ہے لہذا اس کو روکنے کی کوشش کریں اور اس حوالے سے آپ کی بہت strong قسم کی ruling آنی چاہئے۔ہمارا احتجاج اسی حوالے سے ہے کہ یہ بحث کس سمت جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب فوزیہ بہرام صاحبہ بات کریں گی اور ان کے بعد میں کسی اور کو اس حوالے سے بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں کتنی دیر سے کھڑی ہوں،مجھے ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:دیکھیں،اب اس بحث کو ختم کریں۔ چلیں،فوزیہ بہرام صاحبہ کے بعد میں آپ دونوں کوfloor دیتا ہوں۔غزالہ سعد رفیق صاحبہ!میں آپ کو بھیtime دیتا ہوں۔ابھی تشریف رکھیں۔جی،فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کی وساطت سے میں ہاؤس کے تمام ممبران کو یہ message دیتی ہوں،معزز ممبران جو بیٹھے ہیں اور جو نہیں بیٹھے میں سب کو یہ messageدیتی ہوں کہ1990 میں پورے پاکستان سے صرف ایک عورت یعنی میں منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آئی تھی۔1987 کےgeneral election میں بھی پورے پاکستان کے اندر صرف میں اکیلی خاتون ممبر تھی تو اس وقت کون سا مردوں نے مجھے ہار پہنا دیا تھا یا کوئیawardدے دیا تھا؟جب internationally طور پر یہ بات کہی گئی کہ مجھے ایوارڈ دیا جائے تو اس پر بھی تمام مرد ممبران نے کوئی اثر نہ لیا۔1988 میں دوسری خواتین ممبران بھی تھیں، نجمہ حمید جیسی سینئر ممبر بھی تھیں لیکن کبھی اس قسم کا توہین آمیز رویہ میں نے اسمبلی کے اندر نہیں دیکھا جو کہ میں اب دیکھتی ہوں۔مرد تو مرد رہ گئے،شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ بھی خواتین کیreserved seatsپر معترض ہیں حالانکہ وہ خود پچھلی دفعہgeneral election کی بجائے(ق)لیگ کی reserved seatپر ممبر بنی تھی۔آج وہ الیکشن جیتی ہیں تو انہیں reserved seats پر اعتراض ہو رہا ہے۔میں نے اس دفعہ national election lose کیا۔میرے پاس ایکforum تھا جسے بطور عورت استعمال کر کے میں اس ہاؤس میں آئی ہوں۔میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی عزت و وقار کو کسی صورت بھی مجروح نہیں کیا جا سکتا۔میں نے آئین پڑھا ہوا ہے،بہت سے مرد ممبران سے بھی میں سینئر ہوں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ خواتین کی عزت و وقار کبھی اس ہاؤس میں رد نہیں ہوا۔سپیکر صاحب کے والد صاحب بھی میرے ساتھ ممبر تھے۔وہ اسمبلی گریجویٹ اسمبلی بھی نہ تھی اس کے باوجود میں نے جو عزت و وقار اس وقت دیکھا وہ آج نہیں ہے۔میاں محمد نواز شریف صاحب اس وقت وزیر اعلیٰ تھے ان کے دور میں خواتین کی جو عزت میں نے دیکھی وہ اب نہیں ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی

ہے۔کوئی راہ چلتا آدمی ہمیں کچھ کہے تو وہ اور بات ہے لیکن اگر ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے مرد حضرات اس طرح کا رویہ اپنائیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔آج سپیکر صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ آئندہ جو ایسی بات کرے گا وہ اس ہاؤس میں نہیں بیٹھے گا۔شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ جب پچھلی دفعہ خود reserved seat پر آئی تھی تو اس وقت یہ reserved seats باعزت تھیں۔آج اگر وہ جنرل الیکشن میں کامیاب ہو گئی ہیں تو انہوں نے پورے ہاؤس کی عورتوں کی انتہائی توہین کر دی ہے۔میں یہ کہوں گی کہ ہاؤس کی کارروائی سے ان کے یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔آپ علی حیدر نور نیازی صاحب کو بھی وارننگ دیں کیونکہ یہ جب اٹھتے ہیں "آؤ دیکھانہ تاؤ" خواتین کے خلاف باتیں شروع کر دیتے ہیں۔کیا یہ اپنی ماں کو بھول جاتے ہیں، کیا یہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو بھول جاتے ہیں؟ یہ انتہائی سخت رویہ ہے، اس سے حکومت پر بھی حرف آسکتا ہے۔پنجاب اسمبلی کے اندر ہی ایسی باتیں کیوں ہوتی ہیں؟ آپ مہربانی کر کے اس چیز کا تدارک کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران کی طرف سے No, No کی آوازیں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ سب خواتین تشریف رکھیں۔نیازی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔نیازی صاحب! میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کو floor دیتا ہوں۔آپ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔گزارش یہ ہے کہ آج ساتواں یا آٹھواں موقع ہے کہ ہمارے ہاؤس کا قیمتی وقت ایسی باتوں پر ضائع کیا جا رہا ہے۔خلیل طاہر سندھو صاحب نے بڑی important

بات کہی ہے کہ جب یہ بات آئین میں موجود ہے تو پھر اس پر ہمارے ہاؤس کا قیمتی وقت کیوں ضائع کیا جارہاہے؟

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! آپ نے ان کو کیوں floor دیا ہے؟ ہمیں تو آپ بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، بسراء صاحب کو میں نے floor دیا ہوا ہے، پہلے انہیں اپنی بات مکمل کرلینے دیں ان کے بعد میں آپ کو بھی floor دوں گا، آپ بات کرلیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں یہ عرض کررہا تھا کہ آج کم از کم دو گھنٹے ہوگئے ہیں کہ ہمارے ہاؤس کا وقت ضائع ہورہاہے حالانکہ اس ہاؤس کا ایک ایک لمحہ انتہائی قیمتی ہے۔ آج یہ ساتواں یا آٹھواں موقع ہے کہ ایک ایسی بات پر ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے جو کہ آئین میں طے ہے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! بہت شکریہ۔ اس حوالے سے سپیکر صاحب کی ruling آچکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ پلیز، بیٹھ جائیں۔ بسراء صاحب! میں آپ سے گزارش کررہاہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں sum up کررہا ہوں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آج کے بعد ایسے ہی کسی topic پر کسی ممبر کی تضحیک یا تذلیل کی جائے تو اس کو scrutinize کرکے اس کے منطقی انجام تک پہنچائیں تاکہ آج کے بعد ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اس حوالے سے سپیکر صاحب نے باقاعدہ کمیٹی بنادی ہے۔ وہ اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! میں اتنی دیر سے کھڑی ہوں، آپ ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب چیئرمین: اب وہ بات کر رہی ہیں، آپ کی خاتون ہیں، آپ خود جتنا احترام خواتین کا کرتی ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔اب میں نے انھیں floor دیا ہے،بات تو کرنے دیں۔ آپ kindly تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انھوں نے پہلے بھی بات کی ہے،اب پھر وہ ایک گھنٹہ بات کریں گی۔

جناب چیئرمین: اب وہ ایک گھنٹہ نہیں بلکہ relevant بات کریں گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین!میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کیوں اجازت نہیں دے رہے؟(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران کی طرف سے No Niazi no کی آوازیں)

جناب چیئرمین: نیازی صاحب!یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ ایک سیکنڈ بیٹھ جائیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین!اگر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میں کورم point out کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔یہ آپ کا privilege ہے۔کورم point out ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: نیازی صاحب نے کورم point out کر دیا ہے۔گنتی ہو لینے دیں، پھر آپ گزارش کیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! آپ نے عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو پہلے floor دیا ہے، بعد میں نیازی صاحب نے کورم point out کیا ہے لہذا عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر گنتی کروائی جائے کیونکہ نیازی صاحب بعد میں آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: بعد میں بھی آئے ہیں لیکن کورم point out ہو گیا ہے اس لئے اب کارروائی نہیں ہو سکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین! آپ نے مجھے پہلے floor دے دیا تھا، یہ بعد میں آئے ہیں اور انھوں نے آکر کورم point out کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے floor آپ کو دیا تھا لیکن اب انھوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 10۔فروری2010 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ10، جمعرات،11، جمعتہ المبارک12، سوموار15، منگل،16۔ فروری2010)

(یوم الاربعاء25، یوم الخمیس26، یوم الجمع27، یوم الاثنین30۔ صفر المظفر، یوم الثلاثہ، یکم ربیع الاول1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: سولہواں اجلاس

جلد16(چہارم): شمارہ جات 16 تا20

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منددرجات

سولہواں اجلاس

بدھ،10۔فروری2010

جلد 16: شمارہ 16

نمبر شمار منددرجات صفحہ نمبر

1۔	ایجنڈا	1869
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1871
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1872
	تعزیت	
4۔	اے این پی کے سینئر لیڈر جناب اجمل خٹک، سرحد اسمبلی کے رکن اسمبلی جناب لطیف اللہ خان علیزئی اور شیخ رشید احمد کے انتخابی جلسہ پر حملہ میں وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت	1873

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
5۔	سرگودھا، خوشاب، اٹک اور راولپنڈی کی پہاڑیوں میں explosion پر پابندی سے لاکھوں مزدوروں کو بے روزگاری کا سامنا	1874
6۔	ضلع بہاولنگر میں نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کا مطالبہ	1876
7۔	معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر پر نوکرانی کی چوری کی واردات	1881
	سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1883
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1902
10۔	کورم کی نشاندہی	1936
	تحاریک التوائے کار	
11۔	سرکاری ہسپتالوں کی ادویات مارکیٹ میں فروخت اور مستحق مریض محروم (۔۔۔جاری)	1938
12۔	محکمہ سی اینڈ ڈبلیو اور اریگیشن کے تحت مکمل اور نامکمل منصوبہ جات میں ٹھیکیداروں کا افسران کی ملی بھگت اور جعلسازی کے ذریعہ	

	مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرنا(۔۔۔جاری)	1940
13۔	حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	1941
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
14۔	مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008	1942
	مسودہ قانون(جو متعارف ہوا)	
15۔	مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2010	1956

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
16۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009	1957
17۔	کورم کی نشاندہی	1972
18۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1973
19۔	کورم کی نشاندہی	1984
20۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1986
21۔	کورم کی نشاندہی	1992
22۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1993

23۔	کورم کی نشاندہی	1999
24۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1999
25۔	کورم کی نشاندہی	2005
26۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2006
27۔	کورم کی نشاندہی	2027
28۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2028

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعرات،11۔فروری2010

جلد 16:شمارہ17

29۔	ایجنڈا	2031
30۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2033
31۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2034
	سوالات(محکمہ خوراک)	
32۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2035
33۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2074
	پوائنٹ آف آرڈر	

34۔	انٹی کرپشن میں محکمہ C&W کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو(LEFCO) کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے کو بلاجواز روکنا اور ان کے اسکواڈ پر تشدد(۔۔۔جاری)	2102
	توجہ دلاؤ نوٹس	
35۔	گجرات میں اشتہاری ملزمان کی فائرنگ سے پندرہ افراد کی ہلاکت	2109
36۔	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	2115
37۔	کورم کی نشاندہی	2117
38۔	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت(۔۔۔جاری)	2117
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
39۔	مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	2124
	تحاریک استحقاق	
40۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	2124

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
41۔	قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری(۔۔۔جاری)	2127
42۔	کیمپ اور سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور مزید پھیلنے کا خدشہ(۔۔۔جاری)	2130
43۔	ضلعی حکومت لاہور کی جعلی اور عطائی ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کرنے میں ناکامی(۔۔۔جاری)	2131

44۔	جنرل ہسپتال لاہور میں پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی کی وجہ سے نیوروسرجری کے مریضوں کو آپریشن میں مشکلات کا سامنا	2134
45۔	کورم کی نشاندہی	2136
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
46۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2137
47۔	کورم کی نشاندہی	2152
48۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2152
49۔	کورم کی نشاندہی	2191
50۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2191
51۔	کورم کی نشاندہی	2203
52۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2203
53۔	کورم کی نشاندہی	2213

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
54۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2214
55۔	کورم کی نشاندہی	2221
56۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2222

57۔	کورم کی نشاندہی	2240
58۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	2241
59۔	قاعدہ75 کے تحت تحاریک استحقاقات کی رپورٹوں کو زیر غور لانے کی تحریک	2242
60۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	2243
	قرارداد	
61۔	ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیر نگرانی کیوبا میں جانے والے میڈیکل کے طلباء وطالبات کو مشکلات کا سامنا	2244
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
62۔	ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا	2245
63۔	ہربنس پورہ لاہور کی سینکڑوں کنال اراضی پر عملہ کی ملی بھگت سے لینڈ مافیا کا قبضہ اور فروخت	2246
	تحاریک استحقاق(۔۔۔جاری)	
64۔	ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	2248

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعتہ المبارک،12۔فروری2010	
	جلد 16:شمارہ18	
65۔	ایجنڈا	2257

66۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2259
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2260
	سوالات (محکمہ جات محنت، انسانی وسائل وسیاحت)	
68۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2261
	پوائنٹ آف آرڈر	
69۔	ایوان میں صرف حضور ﷺ کی شان اور ذکر پر مشتمل نعت پڑھنے کا مطالبہ	2263
70۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)	2264
71۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2290
	پوائنٹ آف آرڈر	
72۔	پنجاب کے نہری پانی میں کمی کی وجہ سے اراضی مزید بنجر ہونے کا خدشہ	2324
	تحاریک استحقاق	
73۔	لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی	
	کے ساتھ نامناسب رویہ	2328
	تحاریک التوائے کار	
74۔	حکومت کی جانب سے پنجاب کے تعلیمی بورڈز کی خود مختاری	
	ختم کرنے سے ملازمین کو پریشانی کا سامنا	2334
75۔	چین سے منگوائی جانے والی سی این جی بسیں غیر معیاری	
	ہونے کی وجہ سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا	2336
76۔	ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ میں تاخیر کی وجوہات	2338
77۔	کورم کی نشاندہی	2344

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	

78۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا	----------	2344
79۔	کورم کی نشاندہی	----------	2345
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)		
80۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا	----------	2349
	پوائنٹ آف آرڈر		
81۔	ون فائیو کی سروسز کا سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے لاہور کی عوام کو پریشانی کا سامنا	----------	2357

سوموار،15۔فروری2010

جلد 16:شمارہ19

82۔	ایجنڈا	----------	2363
83۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	2365
84۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	2366
	پوائنٹ آف آرڈر		
85۔	ججوں کی ترقی سے متعلق جناب صدر کا آئینی فیصلہ	----------	2369
	سوالات(محکمہ جات سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال)		
86۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	2372
87۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	2401
	توجہ دلاؤ نوٹس		
88۔	لاہور میں نوجوان لڑکی کے اغواء و قتل کی تفصیلات	----------	2422
89۔	لاہور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر ایک شخص کی ہلاکت	----------	2424

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
90۔	ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں وکیل	
	اور ڈاکٹر کی لڑائی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	2429
91۔	پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل سٹاف کا اشتہار کے بغیر	
	بڑی پوسٹوں کی بھرتی پر انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج	2432
92۔	حکومت کی جانب سے امتحانی فیس ختم کرنے پر تعلیمی بورڈز	
	دیوالیہ ہونے کا خدشہ	2435
	تحاریک استحقاق	
93۔	خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی	
	کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	2438
94۔	چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی	
	کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ	2442
95۔	ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف	
	نازیبا الفاظ کا استعمال (۔۔۔جاری)	2444
	تحاریک التوائے کار	
96۔	قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری (۔۔۔جاری)	2445
97۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں زیادہ مشقت	
	اور ناقص کھانا ملنے پر قیدیوں کی بھوک ہڑتال	2446
98۔	"پڑھا لکھا پنجاب" مہم پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود	
	حکومت غریب اور نادار بچوں کو سکول لانے میں ناکام	2448
99۔	غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں	
	کو پریشانی کا سامنا	2450

100۔	لاہور میں غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں میں میڈیکل ٹیسٹوں کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	2452

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
101۔	پی آر ایس پی کے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر نہ کرنے پر سٹاف کا احتجاج	2454
102۔	عدالتی مقدمات میں جعلی اشٹام پیپرز کی وجہ سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان	2455
	پوائنٹ آف آرڈر	
103۔	گجرات پولیس کے تھانیدار کا ریلوے پولیس چوکی پر حملہ	2459
104۔	کورم کی نشاندہی	2466
	منگل،16۔فروری2010	
	جلد 16: شمارہ20	
105۔	ایجنڈا	2467
106۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2469
107۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2470
	پوائنٹ آف آرڈر	
108۔	صوبہ پنجاب میں نہری پانی کی کمی کے مسئلہ پر بحث کا مطالبہ	2471
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
109۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2475
110۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2506
	تحاریک استحقاق	
111۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	2538

	پوائنٹ آف آرڈر	
112۔	پتنگ بازی کی روک تھام کے بارے میں ضلعی ناظمین کے بعد موجودہ سسٹم کے سلسلہ میں حکومت سے وضاحت کا مطالبہ	2539

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
113۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	2552
114۔	صوبہ کی جیلوں میں طبی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس اور ایڈز جیسی موذی بیماریوں میں اضافہ	2554
115۔	صوبہ کی ناقابل کاشت اراضی کو آپریٹو فارمنگ کی بنیاد پر چھوٹے کاشتکاروں کو الاٹ کرنے کا مطالبہ	2556
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
116۔	25ایکڑ زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا	2562
117۔	چوک یتیم خانہ لاہور میں اوور ہیڈ بریج یا انڈر پاس کی تعمیر	2564
118۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	2565
119۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	2566
	قرارداد	
120۔	لاہور ہائی کورٹ کا نام پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کا مطالبہ	2568
121۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	2569
	قرارداد	

122۔	نیوکلیئر پاور پلانٹ سے بجلی حاصل کرنے کا مطالبہ	2570 ----------
123۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	2573 ----------
	قرارداد	
124۔	شہر اقبال سیالکوٹ میں حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ	
	کے روضہ مبارک سے ملحقہ میدان کو پبلک پارک بنانے کا مطالبہ	2574 ----------
125۔	انڈکس	

1869

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2008(مسودہ قانون نمبر12بابت2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2008کے بارے میں گورنر کے پیغام کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ لفظ ''چانسلر''مسودہ قانون میں جہاں کہیں بھی وارد ہو، کی بجائے لفظ ''پیٹرن''ثبت کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور2008 ،جیسا کہ اس میں ترمیم کی گئی ہے، منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010(مسودہ قانون نمبر11بابت2010)

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی2009(مسودہ قانون نمبر30بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی2009، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ایجوکیشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی 2009منظور کیا جائے۔

1870

قاعدہ75 کے تحت استحقاقات کمیٹی کی رپورٹوں پر غور وخوض کی تحریک

ملک محمد وارث کلو یہ تحریک پیش کریں گے کہ رائے محمد شاہجہاں خان،ایم پی اے(پی پی۔54)کی تحریک استحقاق نمبر15 بابت2008اور چودھری طارق محمود باجوہ،ایم پی اے(پی پی۔170)کی تحریک استحقاق نمبر3 بابت2009کے حوالے سے استحقاقات کمیٹی کی رپورٹوں کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ملک محمد وارث کلو یہ تحریک پیش کریں گے کہ اسمبلی مذکورہ بالا رپورٹوں کے بارے میں استحقاقات کمیٹی کی سفارشات سے اتفاق کرے۔

قاعدہ61 کے تحت نشان زدہ سوال نمبر2958 کے جواب سے پیدا ہونے والے مفاد عامہ کے معاملے پر بحث کی تحریک

چودھری عامر سلطان چیمہ: محکمہ داخلہ سے متعلق نشان زدہ سوال نمبر2958 کے جواب سے پیدا ہونے والے مفاد عامہ کے معاملے پر بحث کا آغاز کریں گے۔

1871

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

بدھ،10۔فروری2010

(یوم الاربعاء،25۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12 بج کر10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

لَآ أُقۡسِمُ بِيَوۡمِ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلنَّفۡسِ ٱللَّوَّامَةِ ۝٢
أَيَحۡسَبُ ٱلۡإِنسَـٰنُ أَلَّن نَّجۡمَعَ عِظَامَهُۥ ۝٣ بَلَىٰ قَـٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ۝٤ بَلۡ يُرِيدُ ٱلۡإِنسَـٰنُ لِيَفۡجُرَ أَمَامَهُۥ ۝٥ يَسۡـَٔلُ
أَيَّانَ يَوۡمُ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ ٱلۡبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ ٱلۡقَمَرُ ۝٨
وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذٍ أَيۡنَ ٱلۡمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا
لَا وَزَرَ ۝١١ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوۡمَئِذٍ ٱلۡمُسۡتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُاْ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذِۭ
بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ ٱلۡإِنسَـٰنُ عَلَىٰ نَفۡسِهِۦ بَصِيرَةٞ ۝١٤ وَلَوۡ أَلۡقَىٰ مَعَاذِيرَهُۥ ۝١٥

سُوْرَۃُ القِیَامَۃ آیات 1 تا 15

ہم کو روز قیامت کی قسم(1) اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر) کھڑے کئے جائیں گے(2) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(3) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں(4) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے(5) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا؟(6) جب آنکھیں چندھیا جائیں(7) اور چاند گہنا جائے(8) اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں(9) اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟(10) بے شک کہیں پناہ نہیں(11) اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے

(12) اس دن انسان کو جو (عمل) اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے (13) بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے(14) اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے(15)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک حضور آپ ﷺ کے در سے
اس ٹھاٹھ سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بِک جایئے بازار نبی میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے
یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر زکوٰۃ وعشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! اگر اجازت ہو تو؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

اے این پی کے سینئر لیڈر جناب اجمل خٹک، سرحد اسمبلی کے رکن اسمبلی جناب لطیف اللہ خان علیزئی اور شیخ رشید احمد کے انتخابی جلسہ پر حملہ میں وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اجمل خان خٹک اے این پی کے سینئر لیڈر تھے جو چند روز پہلے وفات پا چکے ہیں اور لطیف اللہ خان علیزئی صاحب ایم پی اے صوبہ سرحد بھی وفات پا چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! راولپنڈی میں شیخ رشید احمد صاحب کے حلقے میں جو تین افراد شہید ہوئے ہیں ان کی دعائے مغفرت بھی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے محترم کھڑے ہوئے تھے، آپ دور بھی بہت چلے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب والا!میں آگے آجاتاہوں۔

جناب سپیکر:آپ پہلے یہ بھی دیکھیں کہ آپ کا عہدہ کیا ہے؟سوچ سمجھ کر بات کیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:آپ کو پتا ہے؟You are a Parliamentary Secretary

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ میں نے پچھلے ہفتہ رواں اجلاس میں دو دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی ہے۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

سرگودھا،خوشاب،اٹک اور راولپنڈی کی پہاڑیوں میں explosion پر پابندی سے لاکھوں مزدوروں کو بے روزگاری کا سامنا

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:اس وقت پورے پنجاب میں سرگودھا،خوشاب، اٹک اور راولپنڈی میں بلکہ پورے پاکستان میں پہاڑیوں کا کاروبار مکمل طور پر بند ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سڑکوں کی construction کا کام پورے پاکستان میں بند ہونے کا خدشہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:وزیر معدنیات متوجہ ہوں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب والا!گزارش یہ ہے کہ پاکستان کے لاکھوں مزدور بے چارے کاروبار سے محروم ہو گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ explosive کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے جس سے پہاڑیوں میں،کانوں اور کانکنی کے کام میں جو blasting ہوتی تھی،اس سے سارا raw material بنتا تھا اور اس سے raw material کی ترسیل ہوتی تھی۔۔۔

جناب سپیکر:یہ ٹیلیفون ان سے لے لیں۔No telephone calls.لابی میں جائیں۔جس کسی کو ٹیلیفون سننا ہو وہ لابی میں چلا جائے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا!Ministry of Defence Production نے پنجاب میں اور صوبہ سرحد میں جتنی جگہ پرexplosive پہاڑیوں میں استعمال ہو رہا تھا اس پر مکمل طور پر پابندی لگا دی ہے۔ میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سرگودھا اور خوشاب میں جہاں پر بھی پہاڑیوں کا کاروبار ہو رہا تھا کہیں سے بھی آج تک کسی مزدور کی یہ شکایت موصول نہیں ہوئی کہ کسی نے کسی ایسے کام میں حصہ لیا ہو یا یہ explosive کہیں ناجائز طور پر استعمال ہوا ہو لیکن جائز ذریعہ سے یہ میگزینوں میں استعمال ہوتا تھا،magazine holders جن کو Defence Ministry نےpermit جاری کئے تھے ان کو یہ بارود جاری ہوتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات سنیں، آپ نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔ اب آپ نے تقریر کرنا شروع کر دی ہے اس کا جو طریق کار ہے اس کے مطابق یہ مسئلہ اٹھائیں۔ مہربانی

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میری بس اتنی سی گزارش ہے کہ ان لاکھوں مزدوروں کو۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، جتنی بات آپ نے کی ہے وہ اس کا تھوڑا سا جواب دے دیں گے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آئندہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔ راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے اس سے پہلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ صوبہ پنجاب اور پاکستان میں پانی کی شدید قلت تھی اور ہمارے لئے بہت مشکل تھا کہ گندم کی فصل کے لئے پانی دے سکیں لیکن اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں بلکہ میں نے تو آپ سے یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور مزید بارشوں کے لئے بھی دعا کی جائے کہ اللہ نے مہربانی کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رحمت کی بارش کے لئے دعا کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): رحمت کی بارش ہو۔ وہ کمی اب کافی حد تک پوری ہو گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ گندم کی فصل کے لئے اس بارش کی وجہ سے اس پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ ہم پانی دے سکیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری جو بات انہوں نے کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ملک حالت جنگ میں ہے اور دہشت گردی کے خلاف ہماری پاک فوج جس جرأت اور دلیری کے ساتھ آپریشن کر رہی ہے ان حالات میں اس طرح کے مواد پر وقتی طور پر جب تک ہم حالت جنگ میں ہیں منسٹری نے پابندی لگائی ہے۔ جیسے ہی حالات بہتر ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ یہ پابندی اٹھالی جائے گی۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کو بھی یہ اندازہ ہے کہ یہ وہاں مزدوروں کی ضرورت ہے لیکن جو ملک کے حالات ہیں وہ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم جو یہ جنگ لڑ رہے ہیں اور جو آپریشن کر رہے ہیں جیسے ہی یہ حالات بہتر ہوں گے اس کی اجازت دے دی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ضلع بہاولنگر میں نہری پانی کی کمی کو پورا کرنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں۔ میرا ایک بڑا valid point ہے، میرا point بھی اسی سے ہی related ہے۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ پاکستان میں اس وقت پانی کی بڑی shortage ہے۔ ڈسٹرکٹ بہاولنگر جو کہ ہمارا علاقہ ہے یہ انڈسٹریل علاقہ نہیں ہے یہ ایک زرعی علاقہ ہے اور ہمارا source of income صرف اور صرف agriculture کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ ہمارے ضلع بہاولنگر کے ساتھ اتنی زیادتی ہو رہی ہے، ہمارا water allowance already کم ہے اور sandy area ہے وہ معاملہ تو حکومت نے علیٰحدہ take up کرنا ہے جو at the moment ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے کہ پانی کی ہیڈ بلو کی پر اور ہیڈ سلیمانکی پر منصفانہ طور پر تقسیم ہونی چاہئے تھی اس کی منصفانہ تقسیم نہیں ہو رہی۔ ہمارے ساتھ یعنی ضلع بہاولنگر کے ساتھ انتہائی سوتیلے لوگوں والا سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہمارا ضلع پہلے ہی backward ہے، یقین مانیے وزیر آبپاشی بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں remodeling کے نام پر---

جناب سپیکر: نہیں، اس طرح سے نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب والا!ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:بسراء صاحب!آپ خود گورنمنٹ میں ہیں، آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب والا!جب ہمارے بچے بھوکے مریں گے، جب ہمیں وہاں پر پانی بھی نہیں ملے گا تو میرا گورنمنٹ میں ہونے کا کیا فائدہ؟ مجھے تو لوگ حلقہ میں داخل بھی نہیں ہونے دیں گے۔remodeling کے نام پر۔۔۔

جناب سپیکر:سن لی ہے، حضرت!انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:استعفیٰ دے دیں۔

جناب سپیکر:لغاری صاحب فرما رہے ہیں کہ پہلےParliamentary Secretary ship سے استعفیٰ دے دیں، پھر یہاں پر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!وہ اس وقت پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور وہ حکومت کا حصہ ہیں۔ حکومت کی باتیں حکومت کے ساتھ کریں۔

جناب سپیکر:اچھی بات تو یہی تھی کہ کوئی اور صاحب یہ بات کرتے۔ چلیں، آپ کی مرضی ہے آپ نے بات کر لی ہے اب میں آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں؟راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):ابھی میرے بھائی معزز رکن میرے پاس چیمبر میں آئے تھے اور انہوں نے مجھے ایک چارٹ دکھایا اور بتایا کہ دس تاریخ سے ہمارا پانی پورا ہو گیا ہے۔ پہلے پانی کم تھا تو ہر طرف ہی کم تھا اب بارش ہو گئی ہے پانی آ گیا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ میں کوشش کروں گا کہ گندم کے لئے زیادہ سے زیادہ پانی دیا جائے۔

جناب سپیکر:شکریہ

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب!میری ایک منٹ کی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر آبپاشی تشریف لائے ہیں اور جو issues یہاں پر arise ہو رہے تھے، ٹیکنیکل باتیں ہو رہی تھیں، پنجاب کے حقوق کی باتیں پانی کے حوالے سے ہو رہی تھیں وزیر موصوف نے ان پر بات کرنے کی بجائے بارش کا ذکر کیا۔ یہ ارسا کے کسی پنجابی نمائندہ کی وجہ سے بارش نہیں ہوئی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا ہے۔ آپ سے جو باتیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ 1991 کا جو Water Accord ہے اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ یہ ریکارڈ گواہ ہے اور میں کل اس کا print out بھی لے کر آؤں گا۔ میں نے اپنی تقریر میں آج سے آٹھ ماہ پہلے یہ کہا تھا کہ ارسا کے پانچ نمائندے ہیں جو traditionally یا تو ایک مرکز سے ہوتا ہے یا کشمیر سے اور چار صوبوں سے equally نمائندے لئے جاتے ہیں، اگر پنجاب سے دو لئے جائیں گے تو اس کا weight پنجاب کی طرف ہو جائے گا۔اس دفعہ پورے tenure میں سندھ سے دو نمائندے ہیں۔میں نے اس پر احتجاج کیا تھا کہ حکومت بھی یہ احتجاج کرے لیکن آٹھ نو ماہ بعد کل ہمارے سینئر ایڈوائزر نے کانفرنس کی ہے۔حکومتوں کا کام کانفرنسیں کرنا نہیں بلکہ انہوں نے مطالبہ کرنا ہے۔انہوں نے اپنے مطالبات منوانے ہیں اور انہوں نے وہاں اپنے صوبہ کی representation کرنی ہے۔یہ پریس کانفرنس کر کے کس کو کہہ رہے ہیں؟ یہ مناسب forum پر جائیں۔وزیر موصوف کا تو یہ حال ہے کہ شاید انہیں اس بات کا علم ہی نہیں ہے۔ارسا کے حوالے سے بات ہو رہی ہے کہ IRSA perform نہیں کر رہی اور پنجاب کا بہت بُرا حال ہو رہا ہے۔ ہمیں جو یہ نوید دے رہے ہیں یہ تو جماعت علی شاہ بھی دے دیتے ہیں کہ 12 تاریخ کو پھر بارشوں کا ایک سسٹم آ رہا ہے۔منسٹر صاحب ٹیکنیکل بات کریں اور اپنی ذمہ داریوں کی بات کریں۔ان کی ذمہ داری تو کل سینئر ایڈوائزر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے نبھائی ہے حالانکہ وہ ان کو نبھانی چاہئے تھی۔

جناب والا! یہ اپنے اپنے portfolios کا خیال نہیں رکھتے۔پنجاب اس وقت بہت بُری حالت میں ہے اس کا حصہ بار بار جا رہا ہے۔میں اس حد تک تو مشکور ہوں کہ کل پریس کانفرنس کر دی گئی

لیکن میں اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بات کو مناسب forum پر اٹھایا جائے اور فوری طور پر چند ایک باتیں کی جائیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ سندھ سے IRSA کا دوسرا نمائندہ ختم کیا جائے۔وہ کشمیر سے لیا جائے یا traditionally مرکز سے لیا جائے۔دوسری بات یہ ہے کہ اس کی جانبداری ختم کرنے کے بعد 1991 کے Water Accord کے مطابق عملدر آمد کروایا جائے۔پانی کی بات کو seriously لیا جائے۔اپنے بنچوں پر بیٹھ کر بات ہنسی میں اڑا دینا پنجاب کے کسانوں کے ساتھ ایک مذاق کے مترادف ہے۔منسٹر صاحب کا قہقہہ اور ان کی ہنسی ان کے زخموں پر نمک چھڑک رہی ہے لہذا میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس بات کو سنجیدگی سے لیا جائے چونکہ پانی کا معاملہ بہت سنجیدہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!میں اس بارے میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے اس پر بحث کرنے کے لئے سوموار کا دن مقرر کیا ہے۔آپ اس دن اس پر کھل کر بحث کریں اور اس کا جواب بھی لیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میری عرض سنئے۔انہوں نے جو بات کی کہ کل میں نے جواب نہیں دیا اور سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب نے دیا ہے۔یہاں پر coalition حکومت ہے۔میری بات سن لیں یہ coalition حکومت ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب coalition حکومت کی بات کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ہم حکومت میں ہیں۔کل میری فیملی میں death ہو گئی تھی اگر کوئی آدمی death پر چلا جائے تو اسے یہ کہنا کہ اس نے جواب کیوں نہیں دیا؟ یہ ان کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے میں اس پر کچھ نہیں کہوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہم تو 8 ماہ سے کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ جب سوموار کو اس پر بحث ہو گی تو آپ اسے wind up کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس لئے آپ سے اجازت چاہ رہا تھا کہ آج خوش قسمتی سے ہمارے سینئر منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں اور میں اس ایوان کی توجہ اس معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں یہ بالکل نہیں چاہتا کہ اس کے اندر کسی ایم پی اے کو کوئی favour دی جائے۔میں صرف ایک بات پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ سینئر وزیر صاحب نے floor پر یہ کہا تھا کہ اگر کسی ایم این اے یا سینیٹرز کو کوئی پلاٹ دیا گیا تو ایم پی ایز کو بھی دیں گے۔میں نہیں کہتا کہ کسی کو دیں کیونکہ اس پر میرے نام سے آرٹیکل اور آڈیٹوریل لکھے گئے۔ میں بالکل نہیں چاہتا کہ کسی ایم پی اے کو کوئی پلاٹ دیں لیکن میں اس ایوان کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔باقیوں کی نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر اعظم نے 442 پلاٹ، 342 پلاٹ ایم این ایز اور 100 پلاٹ سینیٹرز کو دیئے ہیں ان کے ثبوت میری جیب میں ہیں۔منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر ان کو دیئے گئے ہیں تو پھر ان کو بھی دیں گے۔میں کہتا ہوں کہ ان کو بالکل نہ دیں لیکن پھر ان کو بھی نہ دیں ان سے تو developed areas میں option لی جا رہی ہے اور ایم پی ایز کو کاہنہ میں بھی نہیں دیئے جا رہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایم پی ایز کو لاہور سے دو سو میل دور بھی نہ دیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو دیں کیونکہ یہ سب کے سب تو اس قابل ہیں بھی نہیں۔ہم مانتے ہیں کہ ان کو نہ دیں لیکن یہ بتائیں کہ ان سے تو option پوچھی جا رہی ہے کہ تم سیکٹر 1، سیکٹر 2، سیکٹر 3، سیکٹر 7 اور سیکٹر 8 کے اندر پلاٹ لیں۔خدا کی قسم مجھے اپنے لئے نہیں چاہئے لیکن ہمارے ایم پی ایز کو تو گلو خورد میں بھی پلاٹ نہیں دیا جا رہا تاکہ یہ کلر اور شور میں دفن ہو جائیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پلاٹوں کی کیا بات کرتے ہیں؟ یہ میڈیا میں جائے گی اور اچھلے گی لہذا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ وفاقی حکومت کا issue ہے۔

شیخ علاؤالدین: انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کو نہیں دیں گے۔نہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: No please وقفہ سوالات ہے۔جی، محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحت اجمل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ کیا کیا جائے، مجھے بتائیں کہ یہ سوالات کیسے آئیں گے ؟ آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کے ساتھ بہت بُرا واقعہ ہوا ہے لہذا مجھے موقع دیجئے کہ میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! ہماری ایم پی اے دیبا مرزا صاحبہ کے ساتھ کل ایک واقعہ پیش آیا ہے ؟

جناب سپیکر: کس کے ساتھ ؟

محترمہ راحت اجمل: دیبا مرزا صاحبہ ایم پی اے کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے کہ کل جب وہ گھر سے نکلیں۔

جناب سپیکر: دیبا مرزا صاحبہ تو اس معزز ہاؤس کی ممبر ہیں اور وہ تشریف فرما ہیں۔

محترمہ راحت اجمل: لیکن آج ان کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ سنبھل نہیں پا رہی اور صحیح طریقے سے بات بھی نہیں کر پا رہیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔وہ بات کر لیں گی۔جی، دیبا مرزا صاحبہ آپ بات کرنا چاہیں گی یا آپ کی جگہ وہ بات کریں گی ؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں باہر بیٹھی تھی اور انہوں نے بات شروع کی ہے۔اب میں بات کر لیتی ہوں۔میں روٹین کے مطابق کل صبح تیار ہو کر گھر سے نکلنے لگی تو چائے کے کپ ڈائننگ ٹیبل پر پڑے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: No cross talk, no cross talk. Be careful وہ آپ کی بہن ہیں۔ وہ اپنی بات کر رہی ہیں۔آپ سنیں۔جی، محترمہ!

معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر پر نوکرانی کی چوری کی واردات

محترمہ دیبا مرزا:گھر میں دو نوکرانیاں کام کرتی ہیں انہوں نے اس چائے میں کوئی نشہ آور چیز ڈال دی۔میں ناشتہ کر کے چائے پی کر گاڑی لے کر باہر آ گئی۔چھوٹی بہن اور چھوٹا بیٹا گھر پر تھے۔میں راحت اجمل صاحبہ کو pick کرتی تھی انہیں pick کیا اور ادھر آنے سے پہلے سروسز ہسپتال گئی چونکہ میں نے وہاں سے اپنی mother کی دوائی لینی تھی۔جب میں وہاں سے دوائی لے کر باہر نکلی اور روڈ پر آئی تو میرے ہوش بالکل کام نہیں کر رہے تھے۔پھر مجھے کچھ پتا نہیں چلا اور ایک موٹر سائیکل کے ساتھ ایکسیڈنٹ بھی ہوا اور گاڑی وہیں پر رُکی رہی۔پھر پتا نہیں کہ راحت نے کہیں سے کوئی ڈرائیور manage کیا اور وہ ہمیں اسمبلی لے کر آیا اور پھر مجھے میرے گھر پہنچایا۔جب میں گھر گئی تو میری بہن بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔پھر ہم لوگ شام تک شیخ زید ہسپتال رہے اور ہمارا علاج ہوتا رہا اور تقریباً ساڑھے بارہ بجے ہسپتال والوں نے ہمیں فارغ کیا۔گھر آئے تب پتا چلا کہ سارے گھر کی صفائی ہو چکی ہے تمام سونا، پیسے اور جو کچھ بھی تھا وہ سب صاف تھا اور یہ ایک نوکرانی کی کارروائی ہے۔پچھلے دنوں سے ایک بڑا کیس چل رہا ہے اور ابھی تک نعیم ایڈووکیٹ صاحب کا میڈیا پر trail ہو رہا ہے کہ اس نے یہ کر دیا وہ کر دیا اور یہ نوکر صاحبان گھروں میں کچھ کرتے ہیں۔ ہمیں بروقت طبی امداد مل گئی تھی اس لئے ہماری جان بچ گئی ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا؟

جناب سپیکر: آپ نے کارروائی کے لئے کوئی تحرک کیا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا:جناب سپیکر! میں تھانے میں درخواست دے رہی ہوں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر! ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے اس پر یقیناً سارے ہاؤس کو افسوس ہے۔میں ابھی ان سے ساری معلومات حاصل کر لیتا ہوں اور جس نوکرانی نے یہ حرکت کی ہے آج ہی اس کی تلاش شروع ہو جائے گی۔اگر ان کے پاس ان کا پتا، شناختی کارڈ یا کوئی حوالہ موجود ہے تو انشاءاللہ ایک دو دن میں اس کی گرفتاری عمل میں آ جائے گی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ گپ شپ کے لئے آپ کے پاس لابی ہے، سردار صاحب محترمہ کی بات کا جواب دے رہے ہیں، ان کی بات تو سنیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): تو میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اگر محترمہ کے پاس اس نوکرانی کا کوئی شناختی کارڈ یا حوالہ موجود ہے کہ اس کا گھر کہاں ہے، کہاں کی رہنے والی ہے تو وہ ہمیں دیں۔ اگر یہ ہمیں اس کا کچھ حوالہ دے سکیں گی تو انشاءاللہ تعالیٰ ایک آدھ دن میں اس کی گرفتاری عمل میں لا کر معزز ممبر کی حق رسی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ ذرا سردار صاحب سے رابطہ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری بہن نے جو بات کی ہے میں اسی حوالے سے کہنا چاہتی ہوں کہ آج سے اڑھائی سال پہلے میں بھی اسی قسم کے واقعہ کا شکار ہوئی تھی۔ یہاں اسمبلی میں کھڑے ہو کر میں نے وزیر قانون صاحب کو اپنی ایف آئی آر دی تھی، آپ سے بھی بات ہوئی تھی اور میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ گھروں میں کام کرنے والی چور عورتوں کا ایک گروپ پکڑا گیا ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ پرسوں کے "نوائے وقت" میں بھی یہ آیا ہے اور پولیس والے بھی یہ کہتے ہیں کہ جب ہم اس قسم کی عورتوں کے گروہ کو پکڑتے ہیں، گھروں میں کام کرنے والی چور عورتوں کو پکڑتے ہیں تو وہ اپنی ضمانت کروا لیتی ہیں اور پھر ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ یہاں تو پولیس بھی اپنی بے بسی کا اظہار کر رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب مجھ سے یہاں ہاؤس میں وعدہ کرتے ہیں لیکن پھر میری اس ایف آئی آر کا کوئی جواب نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انھوں نے ان چوروں کو خود ہی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ جب امن و امان کی صورتحال یہ ہو گی، پولیس خود بے بسی کا اظہار کرے گی اور وزیر قانون بھی بے بس ہوں گے تو پھر عوام کیا کریں گے؟ اب ایک اور ایم پی اے کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہو گیا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کا کوئی تدارک کیا جائے۔

سوالات

(محکمہ زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جب وزیر قانون صاحب آئیں گے تو اس بارے میں بات کریں گے۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔ آج سب سے پہلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔ کیا وہ تشریف فرما ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر1575،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز رکن نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1575 دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*1575: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2007 سے 30۔جون2008 تک کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں ضلع ملتان کے ہسپتالوں کو فراہم کی گئی ان ہسپتالوں کے نام اور زکوٰۃ کی رقم کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) یہ رقم ان ہسپتالوں کو کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) کیا یہ رقم ہسپتال خرچ کر کے محکمہ ہذا کو اس کی تفصیل فراہم کرنے کے پابند ہیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم ملتان کے کون کون سے ہسپتال میں خورد برد کرنے کا انکشاف ہوا،اس کے ذمہ داران کون کون تھے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جنوری2007 تا30 جون2008 تک ضلع زکوٰۃ کمیٹی ملتان نے درج ذیل ہسپتالوں کو ضلع زکوٰۃ فنڈ سے امداد فراہم کی۔

1۔ چلڈرن کمپلیکس ہسپتال ملتان -/3285000روپے

2۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ملتان -/222650روپے

3۔ دیہی ہیلتھ سنٹر/بنیادی ہیلتھ سنٹر -/2552394روپے

(ان اداروں کی تعداد 78 ہے فی ادارہ مبلغ -/32723 روپے جاری کئے گئے ہیں)

میزان -/6060044روپے

مذکورہ طبی اداروں کے علاوہ نشتر ہسپتال ملتان جو کہ قومی سطح کا ادارہ ہے کو وزارت زکوۃ وعشر، اسلام آباد کی جانب سے فنڈز کا اجراء کیا جاتا ہے جس کو اس عرصہ کے دوران -/12150000روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) یہ رقم ان ہسپتالوں میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹیوں کو مستحق مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! ہسپتال اور ہیلتھ سنٹرز خرچ کی گئی رقم کی تفصیل محکمہ زکوۃ کو فراہم کرنے کے پابند ہیں۔

(د) اس عرصہ کے دوران ابھی تک کسی بھی ہسپتال سے رقم کی خُوردبُرد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "یہ رقم ان ہسپتالوں کو کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "یہ رقم ان ہسپتالوں میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹیوں کو مستحق مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے فراہم کی جاتی ہے" تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اب تک کتنے مریضوں کا اس رقم سے علاج کروایا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جواب دیں کہ آپ نے اس رقم سے اب تک کتنے مریضوں کا علاج کروایا ہے؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ضلعی زکوۃ کمیٹی کے ذریعے ڈسٹرکٹ ہسپتال ملتان میں 135 مریضوں کا علاج ہوا ہے۔ اسی طرح چلڈرن کمپلیکس ہسپتال ملتان میں 4407 مریضوں کا علاج ہوا ہے، جبکہ ملتان کے R.H.Cs and B.H.Us میں 1647 مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر کے جو لوگ ہسپتالوں میں بیٹھتے ہیں ان کو محکمہ زکوۃ کی طرف سے باقاعدہ ادویات کے لئے چیک دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد سوشل ویلفیئر والے کہتے ہیں

کہ آپ اپنے علاقے کی زکوٰۃ و عشر کمیٹی سے لکھوا کر لائیں۔جب زکوٰۃ کمیٹیاں موجود ہی نہیں ہیں تو پھر ان مریضوں کا علاج کس طریقے سے ہوا ہے؟منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!واقعی زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں ہیں لیکن علاج اور تعلیم کے لئے پیسے ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہی ہیں کہ اگر زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں ہیں تو پھر یہ پیسے کون دیتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!یہ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی دیتی ہے اور یہ رقم ہسپتالوں میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹیوں کو فراہم کی جاتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!میرے علم کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹی مستحق مریض کو لکھ کر دیتی ہے کہ یہ مریض deserve کرتا ہے لہذا اس کے علاج کے لئے پیسے دیئے جائیں۔اب جبکہ زکوٰۃ کمیٹیاں موجود نہیں ہیں تو یہ پیسا کہاں پر خرچ ہوا ہے،مجھے یہ بتایا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر(حاجی احسان الدین قریشی):جناب سپیکر!اس کا جواب تو میں پہلے دے چکا ہوں۔مریض ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی کو درخواست دیتے ہیں۔پہلے یہ درخواست مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو دی جاتی تھی۔چونکہ اب مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں کام نہیں کر رہیں اس لئے اب یہ direct ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو درخواست دی جاتی ہے۔چونکہ ضلعی زکوٰۃ کمیٹیاں کام نہیں کر رہی ہیں۔وہ اس کی verification کسی ایم پی اے یا ضلعی ناظم سے کروالیتے ہیں اور یہ پیسے ان کو چیک کی صورت میں نہیں دیتے بلکہ ادویات کی صورت میں دیئے جاتے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:جناب سپیکر!جب تک مقامی زکوٰۃ کمیٹی recommend نہ کرے اس وقت تک یہ پیسے issue نہیں ہوسکتے،یہ قانون ہی نہیں ہے تو پھر یہ پیسے کیسے دیتے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!زکوٰۃ کے قانون میں کسی ناظم کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی ایم پی اے کا ذکر ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!وزیر صاحب اس بات کو admit کر رہے ہیں کہ یہ irregularity کرتے ہیں۔اگر وزیر صاحب on the floor of the House یہ admit کر رہے ہیں کہ یہ

irregularity کر رہے ہیں، یہ اس زکوٰۃ کو دو سالوں سے بانٹ رہے ہیں تو پھر جواب دیں کہ ان کو یہ authority کس نے دی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! بات سنیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی مریض ایسا ہو کہ جس کو امداد کی ضرورت ہے اور یہ اس کی امداد کر رہے ہیں تو اس کو irregularity کہنا مناسب نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں ہیں تو پھر ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی وہی کام کرے گی جو کہ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! حکومت نے تمام ہسپتالوں میں علاج مفت کر دیا ہے۔ جب مفت علاج کر دیا گیا ہے تو پھر یہ پیسے کس مد میں اور کس طرح خرچ کر رہے ہیں؟ علاج تو ویسے ہی free ہے اور حکومت دوسری مد سے اس میں funding کر رہی ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے لیکن ہم بھی یہ کام کرتے ہیں۔ جس نے ہمیں درخواست دی ہے اگر ہم اس کو امداد نہیں دیتے تو پھر یہ ہماری negligence شمار ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دو سے زیادہ ضمنی سوالات کی اجازت نہ دیں۔ اگر ایسا ہوتا رہا تو سارا وقت اسی سوال پر پورا ہو جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب دیں کہ جب حکومت نے علاج مفت کر دیا ہے تو پھر یہ زکوٰۃ کن کو بانٹ رہے ہیں، کیا یہ بندر بانٹ ہو رہی ہے، کیا صرف اپنے چہیتوں کو یہ funds بانٹے جا رہے ہیں اور کیا یہ زکوٰۃ Fund کے ساتھ ظلم نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: بندروں کے علاج کے لئے تو محکمہ wildlife موجود ہے۔ یہ تو بندوں کے علاج کے لئے پیسے دیتے ہیں۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1654، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر زکوٰۃ میں کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کا معاملہ

*1654:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کام کرنے والی زکوٰۃ کمیٹیاں1979 میں تشکیل دی گئی تھیں اور اس وقت لاہور کی آبادی35لاکھ تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب جبکہ لاہور کی آبادی70لاکھ نفوس پر مشتمل ہے زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد پرانی ہی ہے؟

(ج) کیا حکومت لاہور شہر کی موجودہ آبادی کے مطابق زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں کام کرنے والی مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 1979 میں تشکیل دی گئیں اس وقت مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد1029 تھی تاہم سال1989 میں اس کو بڑھا کر 1282 کر دیا گیا تھا۔ چونکہ سابقہ دور میں یہ کمیٹیاں سیاسی بنیادوں پر بنائی گئیں اور انہوں نے زکوٰۃ کی تقسیم بھی منصفانہ طرز سے نہ کی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔ اس دفعہ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ انتہائی نیک اور غیر سیاسی افراد کو ان میں شامل کیا جائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد1989 والی ہی ہے لیکن ضلع لاہور کو فنڈز کا اجراء1998 کی مردم شماری کے مطابق6318745 نفوس کے لئے کیا جاتا ہے۔

(ج) صوبائی زکوٰۃ کونسل پنجاب میں مقامی زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تشکیل تین ہزار کی آبادی کے تناسب سے کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ ضلع لاہور میں نئی کمیٹیوں کی حلقہ بندی و تشکیل کا کام ماضی میں سیاسی دباؤ پر التواء کا شکار رہا۔ اب ان کمیٹیوں کی حلقہ بندی و تشکیل کے بعد صوبائی زکوٰۃ کونسل کی حتمی منظوری حاصل کرلی جائے گی اور موجودہ حکومت کی پالیسی کے مطابق غیر سیاسی اور پاکباز افراد کو ان کمیٹیوں میں شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "مقامی زکوۃ کمیٹیاں 1979 میں پہلی دفعہ بنائی گئی تھیں۔ "اس وقت لاہور کی آبادی 35 لاکھ کے قریب تھی۔ آج لاہور کی آبادی 70 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ محکمہ نے آگے جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ "زکوۃ کی تقسیم منصفانہ طرز سے نہ کی گئی، یہ کمیٹیاں سیاسی بنیادوں پر بنائی گئیں تھیں اور اصل مستحقین تک یہ زکوۃ نہیں پہنچتی رہی۔ "اس حکومت کو بنے ہوئے بھی ایک ہفتہ کم دو سال ہو چکے ہیں لہذا نئی کمیٹیاں بنانے کے لئے انہیں مزید کتنا وقت چاہئے؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کمیٹیاں 1979 میں بنیں اور ان کو زکوۃ فنڈ 1998 کی آبادی کی بنیاد پر دیا جا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کمیٹیاں کم ہیں اب کمیٹیاں آبادی کی بنیاد پر بنیں گی 3 ہزار کی آبادی پر ایک کمیٹی بنے گی اور لاہور کی کمیٹیوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ یہ کمیٹیاں اور ان کے چیئرمین سیاسی بنیادوں پر بنے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ ان ساری کمیٹیوں میں زیادہ تر انتہائیcorruptلوگ سیاسی بنیادوں پر لگائے گئے جنہوں نے اربوں روپیہ لوٹ لیا اگر یہ اس کے ثبوت مانگتے ہیں تو میں وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کمیٹیاں بننے میں کتنا عرصہ لگے گا؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کمیٹیاں تھوڑے عرصے میں بن جائیں گی یہ دیر اس لئے ہوئی ہے کہ اس میں بے انتہاcorruptionاور بے شمار بے ضابطگیاں تھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ میرے بھائی اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہو جائیں۔ جب تک وفاقی حکومت قومی اسمبلی میں اس بارے میں ترمیم نہیں لائے گی ہم ان کمیٹیوں کو تبدیل نہیں کر سکتے اور یہ وہ لوگ ہیں جو (ق) لیگ کے دور میں سیاسی بنیادوں پر لگے تھے۔ جیسے ہی وفاقی حکومت سے اجازت ملے گی ہم نئے الیکشن

کرائیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسے لوگوں کو لائیں جو ایمانداری کے ساتھ یہ فنڈز غریبوں تک پہنچا سکیں۔

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی مزید وضاحت کی ضرورت ہے کہ اگر یہ چاہیں گے تو میں ان کو ثبوت دوں گا کہ ضلعی زکوۃ کمیٹیوں میں تمام لوگ سفارشی لگے ہوئے ہیں جن کی کسی وزیر نے، کسی سیکرٹری نے یا کسی سیاسی رہنما نے سفارش کی ہے۔

جناب سپیکر: وہ issue دوسرا ہے آپ اس کو چھوڑ دیں۔ میں ان کے سوال کا جواب لے رہا ہوں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ corrupt لوگ ہیں اگر یہ corrupt ہیں تو ان کی list شائع کر دی جائے۔ میرا سوال یہ تھا کہ دو سال تو گزر گئے ہیں انہیں زکوۃ کمیٹیاں بنانے کے لئے مزید کتنے سال چاہیئں؟

جناب سپیکر: سینئر منسٹر نے آپ کو جو بات بتائی ہے وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آئی تو پھر میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سینئر منسٹر نے جو ارشاد فرمایا ہے میں اس سلسلے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ دو سال سے غرباء کو زکوۃ نہیں ملی، کمیٹیاں نہیں بنیں اور آگے گول مول کہہ دیا گیا ہے، پتا نہیں اس گورنمنٹ میں یہ کمیٹیاں بنتی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ بات سنیں ناں! ان کے اختیار میں جو ہے آپ وہ بات کریں، یہ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 50 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ آپ کے اختیار کی بات ہے۔ پلیز! ایک بندہ بات کرے آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! اس کا تعلق وفاقی حکومت سے نہیں بلکہ صوبائی حکومت سے ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا مختصر سوال ہے کہ یہ زکوٰۃ کمیٹیاں کب تک تشکیل دے دی جائیں گی؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں. No cross talk. This is not good. ایک منٹ ذرا، ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے بالکل متفق ہوں یہ دو سال میں corrupt لوگ نہیں پکڑ سکے ہیں تو انہیں پکڑنے کے لئے اور کتنا ٹائم چاہئے؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی اور رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ آپ یہ تحریک استحقاق واپس لے لیں آئندہ جب اجلاس ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق کس بارے میں تھی؟

جناب طاہر اقبال چودھری: میں نے کہا تھا کہ پنجاب کے اندر زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا رہیں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں، آپ یہ بات بعد میں کریں۔ ابھی نہیں، یہ Question Hour ہے۔ یہ Question Hour ہے بھائی! کیا کرتے ہو؟ آپ کو میں اجازت نہیں دے رہا، please آپ بیٹھ جائیں۔ محترم مولانا صاحب! آپ اپنی بات پوری کریں اور ان سے جلدی جواب لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان سے جواب تو آپ نے لے کر دینا ہے۔ میں نے تو پوچھا ہے کہ یہ corrupt لوگ اگر دو سال میں نہیں پکڑے گئے تو یہ کب تک پکڑے جائیں گے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انہیں بہت جلد پکڑ لیں گے۔

جناب سپیکر: بہت جلد سے کیا مراد ہے، مہینے میں دو مہینے میں یا ڈیڑھ سال میں پکڑ لیں گے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! مہینے، ڈیڑھ مہینے کے اندر اندر ان کو پکڑ لیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ:

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بھول ہم سے نہیں ہوئی یہ پہلے ہو چکی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی بیان دیا ہے کہ Federal Government یہ قانون بنائے گی جبکہ ان کے محکمے کی طرف سے تمام اضلاع میں یہ direction جا چکی ہے کہ نئی کمیٹیوں کے elections کے لئے کام شروع کیا جائے اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے وہ چٹھی پھر کس قانون کے تحت بھیجی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! بتائیں، وہ کیا مسئلہ ہے اس بارے میں بہت شور شرابا ہے۔ Order please, order please. Order in the House. چیمہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ district level پر آپ کی طرف سے کوئی ہدایات جاری ہوئی ہیں کہ elections کروائے جائیں یا nominations کی جائیں تو House کو اعتماد میں لینے کے لئے ہمیں بتایئے کہ آپ کی طرف سے district level پر جو directions گئی ہیں وہ کیا ہیں؟ (قطع کلامیاں)

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو directions گئی ہیں ان پر home work ہو رہا ہے، جب یہ مکمل ہو جائے گا تب ہم معاملات کو آگے بڑھائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ان کی بات غور سے سنیں پھر جواب دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی کہا تھا کہ ہم Federal Government کی direction کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی ترمیم کرنی ہے۔ سینئر منسٹر صاحب نے یہ بات کی تو منسٹر صاحب نے ان کی بات کی تائید کی اور ابھی نوید انجم کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ ابھی ہم process کر کے جلد یہ کمیٹیاں بنا دیں گے اس سے پہلے میں نے point out کیا ہے کہ انہوں نے ضلعی ایڈمنسٹریٹرز کو چٹھیاں issue کر دی ہوئی ہیں اور انہوں

نے یہ کام شروع کر دیا ہوا ہے۔ یہ ایک جگہ کہتے ہیں کہ Federal Government نے ابھی قانون بنانا ہے اور دوسری طرف انہوں نے آج کل نئے elections کا process شروع کر دیا ہوا ہے اور کئی جگہ یہ کمیٹیاں بن گئی ہیں تو ان کے بیان میں یہ کیسا تضاد ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ وہ کمیٹیاں کس اتھارٹی کے حکم سے بن رہی ہیں۔ آپ ابھی زکوۃ وعشر کمیٹیوں کے الیکشن نہیں کروا رہے تو ان کے پاس ہدایات کہاں سے گئی ہیں اور آپ اس کا کیا تدارک کر سکتے ہیں؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ابھی process شروع کروایا ہے، ابھی کمیٹیوں کا مرحلہ نہیں آیا انشاءاللہ جلد ہی ہم کمیٹیاں بنوالیں گے لیکن ہمیں انتظار ہے کہ Federal سے ہمیں جو حکم آئے گا۔

جناب سپیکر: یہ کہاں سے بن رہی ہیں، آپ یہ کیوں نہیں بتا رہے کہ ڈسٹرکٹ لیول پر لوگ بنا رہے ہیں، وہ کیا طریقہ ہے آپ یہ بتائیں؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ایسا ہے تو وہ بند کروادیں گے۔ وہ کام نہیں ہو گا جب تک ہدایت نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: آپ اسے بند کروائیں جب تک الیکشن نہیں ہو جاتے۔

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر کوئی معاملہ شروع ہوا ہے تو ہم بند کروادیں گے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اس ہاؤس کے ساتھ commitment ہے۔ آپ اس کا مکمل طور پر محکمے سے جواب لیں اگر آپ نے کوئی چیئرمین بنائے ہوئے ہیں، وہ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں تو اس کا مکمل طور پر جواب آپ کل اس ہاؤس میں دیں گے۔

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں جواب دے دوں گا لیکن ابھی وہ بے ایمان چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے یہ کام کیسے کروالیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ آپ اپنے طور پر جو مرضی کہیں لیکن اس ہاؤس کے کسی ممبر کو آپ اس طرح کے الفاظ سے نہ پکاریں۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا۔(قطع کلامیاں) آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ اس ہاؤس کے ممبر رہ چکے ہیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جو بے ایمانوں کو تحفظ دے رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود بے ایمان ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ No, no, Mr. Cheema! I will not allow.(قطع کلامیاں)

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ میرے پاس ہے۔ اس کی ایک دو رپورٹیں میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ میں ان کو بے ایمان نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اپنے معزز اپوزیشن کے ممبران سے گزارش ہے کہ یہ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ جو لوگ تھے ہم ان کو کچھ نہیں کہتے۔ وہ ابھی تک اپنی سیٹوں پر موجود ہیں۔ جب تک وہ اپنی سیٹوں پر موجود ہیں، نئے الیکشن نہیں ہو سکتے اور وہ وہاں پر بیٹھ کر کوئی working کر رہے ہیں جس طرح میرے معزز ممبران کہہ رہے ہیں تو ان کی اس working کو ہم نہیں مانتے۔ میں وزیر صاحب کو کہوں گا کہ اس کو ختم کیا جائے اور جب وہ اپنے عہدوں سے ہٹیں گے تو اس کے بعد ایک working ہو گی جو free and fair ہو گی اور ایسے لوگوں کو لایا جائے گا جو حقداروں تک زکوٰۃ پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا یہ Government کی طرف سے nominated ہوتے ہیں یا elected ہوتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے ایک الیکشن کروا کر ان کو وہاں پر لگایا تھا۔ جب ہماری حکومت آئی تو قانونی طور پر ہم ان کو نہیں ہٹا سکتے تھے اور اختیار وفاق سے ملنا ہے۔ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کے پاس ان کو ہٹانے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ جو

working کر رہے ہیں تو میں نے وزیر صاحب سے کہا ہے کہ اس working کو روک دیا جائے اور جب وہ ہٹیں گے تو free and fair election کرائیں گے اور اس کے ذریعے ایسے لوگوں کو لائیں گے جو حقدار لوگوں تک زکوٰۃ پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں کیونکہ جو ڈسٹرکٹ کے چیئرمین بنتے ہیں ان میں ہائیکورٹ کے ایک جج ہوتے ہیں اور خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹیں ہوتی ہیں، اس پر ڈسٹرکٹ چیئرمین بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو یہ کہہ رہے ہیں ان کی خاص مدت ہوتی ہے۔ ان کے الیکشن ہوئے تھے، الیکشن کے ذریعے مقامی کمیٹیاں بنی تھیں وہ ختم کر دی گئی ہیں کیونکہ ان کی مدت پوری ہو چکی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی کام نہیں ہو رہا تو منسٹری کی طرف سے ہر ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کو letter گیا ہے کہ جلد از جلد ان کمیٹیوں کو بنایا جائے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا جو باقاعدہ طریق کار ہے، جو قانون ہے اس کے تحت بنائی جائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ابھی تک کوئی کمیٹی نہیں بنی۔ میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ کوئی کمیٹی نہیں بنی اور جو کام شروع ہو چکا ہے میں آپ کو کل جواب دوں گا۔ ہم اس کو بند کروا دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! یہ منسٹر ہو کر غلط جواب دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! میں بھی آپ کو بار بار بتا رہا ہوں اور اس طرف سے بھی یہ بات آ رہی ہے کہ بقول ان کے ضلع کے چیئرمین صاحبان کوئی کمیٹیاں بنا رہے ہیں۔ اس بات میں کس حد تک صداقت ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ایسا ہو رہا ہے تو میں نے عرض کی ہے کہ میں آج روک دوں گا اور کل آپ کو رپورٹ پیش ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: صبح آ کر ہاؤس میں بتائیں گے۔ اب ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا سوال نمبر1769 ہے۔

لاہور2008زکوٰۃ کی مد میں موصول ہونے والی رقم و دیگر تفصیلات

*1769: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال2008 میں کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس فنڈ سے کتنی زکوٰۃ غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) مذکورہ سال میں کتنی رقم میں خُورد برد کا انکشاف ہوا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور میں مالی سال08۔2007 میں کل مبلغ۔/243717768روپے کی رقم زکوٰۃ کی مد میں موصول ہوئی۔ جس کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے۔

زکوٰۃ کی مد	موصول ہونے والی رقم
ریگولر مدات	
گزارا الاؤنس	105,169,814/-
تعلیمی وظائف	31,550,944/-
دینی مدارس	14,352,264/-
طبی ادارہ جات	10,516,982/-
تعلیمی وظائف(فنی)	50,214,869/-
سوشل ویلفیئر / بحالی	7,011,264/-
شادی گرانٹ	7,011,264/-
عید گرانٹ	6,410,000/-
دیگر مدات	
تنخواہ آڈٹ سٹاف	153,767/-
تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	6,331,000/-
چیئرمین الاؤنس	3,846,000/-
سٹیشنری	641,000/-
پرنٹنگ	384,600/-
غیر انتظامی اخراجات	144,000/-
میزان	243,717,768/-

(ب) اس فنڈ سے مبلغ ۔/211364712روپے غرباء میں تقسیم کئے گئے ہیں جس کی مد وار تفصیل درج ذیل ہے۔

زکوٰۃ کی مد	موصول ہونے والی رقم
گزارالاؤنس	105,169,814/-
تعلیمی وظائف	31,550,944/-
دینی مدارس	14,352,264/-
طبی ادارہ جات	10,516,982/-
تعلیمی وظائف(فنی)	50,214,869/-
سوشل ویلفیئر / بحالی	7,011,264/-
شادی گرانٹ	7,011,264/-
عید گرانٹ	6,410,000/-
میزان	21,364,712/-

چونکہ یہ رقم سابق حکومت کے منتخب کردہ چیئر مینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) حکومت آڈٹ رپورٹس کا بغور جائزہ لے رہی ہے اور جو چیئر مین اس میں ملوث پائے گئے ان کے خلاف ضابطے کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ وقفہ سوالات میں اِدھر اُدھر کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ آج چوتھا دن ہے کہ میرے سوال کی باری آئی ہے اور گزشتہ تین دن سے باری آتے آتے وقفہ سوالات ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کہاں سے موصول ہوتی ہے کیا بنکوں سے زکوٰۃ لی جاتی ہے یا مرکزی حکومت سے فنڈز ملتے ہیں۔ اس کے جز(ج) میں جواب ہے کہ حکومت آڈٹ رپورٹس کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ میں نے اپنا سوال 13۔ ستمبر 2008 میں دیا تھا،

آج تقریباً ڈیڑھ سال بعد اس کا جواب آیا ہے۔ کیا ابھی تک حکومت صرف جائزہ ہی لے رہی ہے اور کتنے چیئرمین بے ضابطگی کے زمرے میں آئے ہیں اور کتنے چیئرمینوں کا پتا چلا ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، قریشی صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ محترمہ نے پوچھا ہے کہ رقم کیسے ترسیل ہوتی ہے۔ جو زکوٰۃ بنکوں سے کٹتی ہے وہ مرکزی زکوٰۃ کونسل کے فنڈ میں جمع ہوتی ہے پھر وہ آبادی کے حساب سے صوبوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے جو رقم آتی ہے تو ہمارا یہ محکمہ اضلاع میں آبادی کے لحاظ سے ضلعی چیئرمینوں کو بھجوا دیتا ہے۔ اسی طرح پھر آگے sub-committee کو چلا جاتا ہے اور پھر آگے جمع اور تقسیم کا طریق کار ہے۔ میں تو آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ بے شمار بے ضابطگیاں ہیں اور چیئرمینوں کو تلاش کرتے ہوئے بڑا ٹائم لگ گیا ہے۔ ابھی بہت ساری بے ضابطگیاں پکڑی گئی ہیں اور کئی چیزوں کو highlight کر لیا ہے انشاءاللہ اِن کو بہت جلد یہ خوشخبری ملے گی کہ ہم نے اتنے چیئرمینوں کے خلاف action کر لیا ہے۔ میں آڈٹ رپورٹ کے حوالے سے بتا رہا تھا کہ میں دو اضلاع ضلع لاہور اور ضلع ملتان کی آڈٹ رپورٹ میں یہاں لایا ہوں لہٰذا آپ اسے پڑھ بھی لیں۔ اس میں ٹائم تو بہر حال لگنا تھا لیکن انشاء اللہ بہت جلد action ہو گا۔

جناب سپیکر: جلد action شروع ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! No supplementary question. جی، نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ 2007-08 میں زکوٰۃ کی جو رقم موصول ہوئی ہے یہ کہاں سے موصول ہوئی ہے کیا بنکوں سے لی گئی ہے یا مرکزی حکومت نے دی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ بنک یہ زکوٰۃ مرکزی زکوٰۃ کونسل کو دیتے ہیں اور جو زکوٰۃ ضلع قصور یا لاہور کو دی گئی ہے وہ صوبائی زکوٰۃ کونسل نے دی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ حکومت آڈٹ رپورٹوں کا جائزہ لے رہی ہے اور جو چیئرمین اس میں ملوث پائے گئے ہیں اُن کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ ان سے سوال ہے کہ انہوں نے دو سال کے دوران اس جائزہ رپورٹ کے معائنے کے بعد چیئرمینوں کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں کتنے پرچے کرائے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر یہ پوچھتے ہیں تو میں اس کی تفصیل پیش کر دیتا ہوں۔ بہت سارے چیئرمین ایسے ہیں جن کے خلاف ثبوت اکٹھے ہو چکے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ ان کے خلاف ہم نے ابھی ثبوت اکٹھے کئے ہیں اور جلد ہی یہ خوشخبری بھی سنیں گے کہ ان کے خلاف پرچے بھی ہو جائیں گے۔ ابھی میں نے چیئرمین کا نام لیا تو کس طرح انہوں نے شور مچایا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب کو آئے پانچ ماہ ہو گئے ہیں اور اس ڈیڑھ سالہ دور میں ابھی تک ان سے ثبوت اکٹھے نہیں ہو رہے۔ گزارش یہ ہے کہ ان کو محکمہ انٹی کرپشن میں پرچے کروانے چاہئیں تھے اور جنہوں نے اتنا غلط کام کیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے تھی۔ میری پھر وہی بات آجائے گی اور آپ ناراض ہو جائیں گے کہ جو تحفظ دیتا ہے وہ کون ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسی بات نہیں ہو گی۔ منسٹر صاحب! آپ نے جو ابھی تک action کیا ہے وہ بھی نہیں بتا رہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم صحیح طور پر action شروع کرنے والے ہیں، ابھی کسی کے خلاف action ہوا ہی نہیں تو پھر کیا کریں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جواب کو آئے ہوئے بھی پانچ ماہ ہو گئے ہیں لیکن ابھی بھی کہہ رہے ہیں کہ action کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا بڑا clear cut سوال تھا کہ کتنے لوگوں کے خلاف ان آڈٹ رپورٹوں کی بناء پر action لیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ہم جلد کریں گے۔ یہ بتا دیں کہ یہ آڈٹ رپورٹ کب مرتب ہوئی تھی اور کب اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آڈٹ رپورٹ کب مرتب ہوئی تھی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! لاہور میں اب تک 13 کیس سامنے آ چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا مجھے سردار صاحب سے بات کرنے دیں۔ سردار صاحب! اسمبلی کے باہر تقریباً کوئی 1500 سے زیادہ افراد آئے ہوئے ہیں جن کا کوئی murder ہوا ہے اور وہ اس کے لئے احتجاج کر رہے ہیں لہذا کوئی طریق کار اپنا کر اُن سے بات کر لی جائے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کے مطابق ہم اُن کا ایک وفد یہاں بلا لیتے ہیں اور ہمارا ایک وزیر اُن کے ساتھ جا کر مل لے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ضلع لاہور میں تقریباً 13 کیس سامنے آ چکے ہیں جن کو محکمہ کی اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا گیا ہے۔ 8 کے آڈٹ پیرا جاری ہو چکے ہیں اور 5 کو مرکزی زکوٰۃ کونسل میں بھجوا دیا گیا ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ سنگین کیس تھے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آڈٹ رپورٹ کب مرتب کی گئی تھی میں تو صرف تاریخ پوچھ رہا ہوں۔ اگر منسٹر صاحب کی تیاری ہے تو بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا رہے ہیں اور تیاری بھی ہے، وہ اور کیا کریں، اُن کو کوئی الہام تو نہیں تھا کہ ابھی آپ نے یہ پوچھنا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ آڈٹ محکمہ نے کیا ہے نہ کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں صرف تاریخ پوچھ رہا ہوں کہ یہ آڈٹ رپورٹ کب مرتب کی گئی تھی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میرے پاس جو آڈٹ رپورٹ آئی ہے وہ 2007-08 کی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر آڈٹ رپورٹ 2007 میں مرتب کی گئی ہے تو اس وقت تو ان کی حکومت ہی نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے آڈٹ کروایا ہی نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ابھی پہلے جتنے بھی بیانات on the floor of the House دیئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ آپ سپیکر ہیں، آپ اس کے منصف بنیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے رپورٹ کے بارے میں بتایا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہی بات ہو رہی ہے کہ اگر 2007 میں آڈٹ ہوا ہے تو پھر اس کی رپورٹ یہاں آئی ہے لیکن انہوں نے دو سال میں کون سا آڈٹ کروایا ہے، جو آڈٹ انہوں نے کروایا ہے جن کے خلاف انہوں نے action لینا ہے اور جنہوں نے زکوٰۃ کھائی ہے وہ سب کہاں گئے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ابھی اس میں آپ کچھ add بھی کر رہے ہیں یا 2007 والی رپورٹ پر ہی چلیں گے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ آڈٹ 2007-08 کا ہے اور ہم 2008-09 کا آڈٹ کر رہے ہیں اور میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ اس

آڈٹ کروانے کا بھی سارا process جاری ہے تو اس میں انشاء اللہ بہت جلد ان کو خوشخبریاں ملیں گی کہ کتنے آدمیوں کے خلاف پرچے ہوئے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جواب کا جز(ج) پڑھیں تو اس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ حکومت آڈٹ رپورٹ کا جائزہ لے رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آڈٹ ہو چکا ہے جس کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے ان کا آڈٹ کروایا ہے۔ اگر آپ ریکارڈ نگ on کریں اور منسٹر صاحب کے سوالات کے جوابات دیکھیں تو ہر سوال کا جواب علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔

میاں نصیر احمد: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کب سے ضمنی سوال کرنے کے لئے کھڑی ہوں لیکن آپ مجھے اجازت ہی نہیں دے رہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ دو جگہوں پر جز(ب) اور (ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ صوبائی حکومت جو اقدامات کرنا چاہ رہی ہے اُس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک تو سابق چیئرمینوں کی آڈٹ رپورٹوں میں بے شمار بے ضابطگیوں کا معاملہ ہے۔ اس کے بعد جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت آڈٹ رپورٹوں کا بھی بغور جائزہ لے رہی ہے۔ سینئر منسٹر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں جنہوں نے چند لمحے پہلے یہ فرمایا تھا کہ ان تمام مسائل میں سب سے بڑی hurdle یہ ہے کہ وفاقی حکومت جب تک آئینی ترمیم کی اجازت نہیں دیتی ان چیئرمینوں کو نہیں ہٹایا جا سکتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کی وضاحت کر دی جائے کہ کیا یہ معاملہ اُس وقت تک pending رہے گا جب تک وفاقی حکومت اس میں کوئی قانونی ترمیم لے کر نہیں آتی، اب کیا یہ وفاق نے کرنا ہے یا صوبائی حکومت نے کرنا ہے، وضاحت کر دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ یہ وفاق نے کرنا ہے اس لئے اُس وقت تک یہ pending رہے گا۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب تک وفاقی حکومت اس میں amendment نہیں لائے گی تب تک یہ کام نہیں چل سکے گا۔ اس کے علاوہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے وزیر اعظم پاکستان کو اسی سلسلے میں خط لکھا ہے کہ آپ اس کا جلدی فیصلہ کریں تاکہ ان چیئرمینوں کو ہٹائیں اور یہ معاملات آگے ٹھیک طریقے سے چل سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال سن لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کب سے ضمنی سوال کے لئے کھڑی ہوں لیکن آپ باقیوں کو اجازت دیتے جارہے ہیں یہ کیا بات ہوئی؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ سے متعلقہ قانون Federal Statute ہے۔ انہوں نے جز (ب) میں یہ کہا ہے کہ بہت سارے چیئرمینوں کے خلاف بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں اور ان کا duration تین سال کا ہے۔ کیا intervening time کے لئے جب کسی بھی چیئرمین کی بے ضابطگیاں سامنے آجائیں تو اُس کے اوپر اس قانون میں ان کی removal کا کوئی ضابطہ دیا گیا ہے یا نہیں؟ ہم کیوں اس تین سال کے completion time کا انتظار کر رہے ہیں؟ منسٹر صاحب بتائیں کہ ان کی removal کا for the intervening period کوئی طریق کار قانون میں دیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو قانونی بات ہے وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ جب تک وفاقی حکومت کی طرف سے ہمیں مزید ہدایات نہیں آتیں تب تک ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں نے کئی دفعہ آپ سے ٹائم مانگا ہے لیکن آپ نے ضمنی سوال نہیں کرنے دیا۔

جناب سپیکر: میں طریقہ آپ سے پوچھ کر کوئی بات کروں گا، آپ کیا کرتی ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور، حلقہ پی پی۔147 میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1770: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔147 لاہور میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ زکوٰۃ کمیٹیوں نے سال 2008 میں کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی؟

(ج) پی پی۔147 کی کتنی یونین کونسلوں کو زکوٰۃ فنڈ کی رقم سال 2008 میں دی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی۔147 لاہور میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 60 ہے۔

(ب) مذکورہ زکوٰۃ کمیٹیوں نے سال 2008 میں کل مبلغ -/5,600,000روپے کی رقم تقسیم کی۔ چونکہ یہ رقم سابقا حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) پی پی۔147 کی دس یونین کونسلیں ہیں جن میں موجود مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں / ادارہ جات کو سال 08۔2007 میں کل مبلغ -/6,967,376روپے جاری کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ چونکہ یہ رقم سابقا حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

ضلع قصور میں تقسیم زکوٰۃ سے متعلقہ تفصیلات

*1930: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں کتنے افراد کو سال 08-2007 میں زکوٰۃ کی مد میں رقم تقسیم کی گئی؟

(ب) قصور میں زکوٰۃ کی تقسیم کا کیا طریق کار ہے نیز زکوٰۃ کی تقسیم کے لئے کن شرائط کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال 08۔2007 کے دوران ضلع قصور میں زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ -/81,381,252روپے کی رقم 22616 مستحقین کو ادا کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مد	جاری کردہ رقم	تعداد مستحقین
گزارا الاؤنس و عید الاؤنس	-/43,860,000	10907
جہیز فنڈ	-/2,510,000	251

بحالی	2,620,000/-	524
دینی مدارس	58,225,492/-	1536
تعلیمی وظائف	10,257,160/-	8495
تعلیمی وظائف(فنی)	1,386,600/-	903
صحت کے ادارہ جات	2,442,000/-	
میزان	81,3812,52/-	22616

چونکہ یہ رقم سابقا حکومت کے منتخب کردہ چیئر مینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ب) زکوٰۃ کی تقسیم، زکوٰۃ وعشر آرڈیننس مجریہ 1980 اور مرکزی زکوٰۃ کونسل کے منظور کردہ تقسیم زکوٰۃ کے قواعد (zakat disbursement procedure) کے تحت کی جاتی ہے تاہم آڈٹ رپورٹس کے مطابق سابقا حکومت کے منتخب کردہ سیاسی چیئر مینوں نے disbursement procedure zakat کو پس پشت ڈالتے ہوئے زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔ حالانکہ زکوٰۃ کی تقسیم کے لئے ہر مستحق کے استحقاق کا تعین اس کے رہائشی علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے ہونا لازمی ہے۔ استحقاق کے تعین کے بعد وہ زکوٰۃ کی مذکورہ مدات میں مجوزہ قواعد کے مطابق مالی امداد حاصل کرنے کا حقدار ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی تقسیم کے قواعد کی مختصر تفصیل بطور تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بریسٹ کینسر میں مبتلا خواتین کے علاج کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیلات

*1999: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گنگارام ہسپتال لاہور میں بریسٹ کینسر میں مبتلا کتنی مریض خواتین کا علاج زکوٰۃ کی مد سے کیا جاتا ہے، پچھلے پانچ سال کے حوالے سے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا گنگارام ہسپتال میں بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کے لئے زکوٰۃ کی مد میں سے علیٰحدہ کوئی رقم مختص کی جاتی ہے، اگر ہاں تو گنگارام ہسپتال کے لئے کل کتنی رقم مختص کی جاتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بریسٹ کینسر کی مریض خواتین میں سے 90 فیصد گنگارام ہسپتال میں علاج کروانے کو ترجیح دیتی ہیں؟

(د) بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کے علاج کے لئے جو کورس کروائے جاتے ہیں ایک کورس پر کتنا خرچ آتا ہے؟

(ہ) کیا محکمہ زکوٰۃ و عشر گنگارام ہسپتال کے لئے گرانٹ ڈگنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) گنگارام ہسپتال لاہور میں پچھلے پانچ سالوں میں بریسٹ کینسر میں مبتلا مریض خواتین کو زکوٰۃ فنڈ سے علاج کی سہولت فراہم کی گئی ان کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	تعداد استفادہ کنندگان
1	2003-04	68
2	2004-05	76
3	2005-06	100
4	2006-07	72
5	2007-08	105

(ب) گنگارام ہسپتال میں بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کے علاج کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے کوئی علیٰحدہ رقم مختص نہیں کی جاتی۔ وزارت مذہبی امور اور زکوٰۃ و عشر اسلام آباد سالانہ 35 لاکھ روپے مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے جاری کرتی ہے اس سے تمام مستحق مریض بشمول بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کا علاج کیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب میں یہ واحد ادارہ ہے جہاں پر خواتین کے امراض خصوصاً بریسٹ کینسر اور خواتین کی surgery کی سہولتیں موجود ہیں اس لئے زیادہ تر خواتین اسی ہسپتال سے آپریشن کروانے کو ترجیح دیتی ہے۔

(د) بریسٹ کینسر کی مریض خواتین کے علاج کے لئے جو کورس کروائے جاتے ہیں ان کے اخراجات کا تعین بیماری کی نوعیت / شدت کے پیش نظر ہوتا ہے۔ کم شدت کی صورت میں اخراجات 5 سے 10 ہزار روپے ماہانہ اور زیادہ شدت کی صورت میں 40 سے 50 ہزار روپے ماہانہ ہوتے ہیں۔

(ہ) گنگا رام ہسپتال تدریسی ہسپتال کا درجہ رکھتا ہے اور اس سطح کے تمام ہسپتال براہ راست مرکزی زکوٰۃ کونسل سے امداد حاصل کر رہے ہیں۔ البتہ گنگارام ہسپتال کی انتظامیہ / ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی اگر امداد میں اضافہ چاہتی ہے تو وہ ہسپتال کا کیس تیار کر کے برائے منظوری صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو ارسال کرے۔ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ ہسپتال کی سالانہ گرانٹ میں اضافہ کی درخواست صوبائی زکوٰۃ کونسل کی سفارشات کے ساتھ مرکزی زکوٰۃ کونسل کو ارسال کرے گی۔

ضلعی زکوٰۃ کمیٹی سیالکوٹ کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2084: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلعی زکوٰۃ کمیٹی سیالکوٹ میں خواتین اور مرد ممبرز کی تعداد کتنی ہے اور ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ضلع کی چار تحصیلوں کی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے، ہر تحصیل کی الگ تعداد اور تحصیل سیالکوٹ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین صاحبان کے ناموں کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

(ج) ایک یونین کونسل میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں، ایک مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے خواتین اور مرد ممبرز کی تعداد کتنی ہے؟

(د) کیا مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں زکوٰۃ فنڈز سے بیواؤں کو گزارا الاؤنس دیتی ہیں، ایک مقامی زکوٰۃ کمیٹی کتنے غریب یا بیواؤں کو گزارا الاؤنس دینے کی مجاز ہے اور یہ کتنے عرصے کے لئے دیا جاتا ہے؟

(ہ) گزارا الاؤنس جو کہ ماہانہ-/500روپے دیا جاتا ہے کیا حکومت اس الاؤنس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی سیالکوٹ میں ممبران کی تعداد 9(7مرد اور 2خواتین) ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	چیئرمین
1	رانا محمد جمیل	مرد ممبر
2	حاجی محمد اشرف ساہی	ایضًا
3	عارف حسین	ایضًا
4	مقصود احمد باجوہ	ایضًا
5	خالی ہے	ایضًا
6	محترمہ عائشہ بی بی	خاتون ممبر
7	محترمہ منظور بشارت	ایضًا
8	ضلع زکوٰۃ آفیسر	ممبر/سیکرٹری

(ب) ضلع سیالکوٹ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 850 ہے جن کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل	تعداد
سیالکوٹ	306
ڈسکہ	202
پسرور	256
سمبڑیال	86

تحصیل سیالکوٹ کے چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی ہائے کے ناموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر یونین کونسل کی سطح پر آبادی میں کمی وبیشی کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد ایک جیسی نہ ہے البتہ تحصیل سیالکوٹ میں یونین کونسل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی فہرست بطور تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ایک مقامی زکوٰۃ کمیٹی سات مرد اور دوخواتین ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔

(د) جی ہاں! مقامی زکوۃ کمیٹیاں زکوۃ فنڈ سے بیواؤں کو گزارا الاؤنس دیتی ہیں ایک مقامی کمیٹی 10 مستحقین کے لئے گزارا الاؤنس جاری کرتی ہے۔

(ہ) حکومت گزارا الاؤنس کی موجودہ شرح جو فی الحال -/500روپے ہے میں اضافہ کرنا چاہتی ہے جس کو بڑھانے کا اختیار مرکزی زکوۃ کونسل کے دائرہ اختیار میں ہے۔

ضلع فیصل آباد، 2006 میں زکوۃ کی فراہمی و تقسیم کی تفصیلات

*2110: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر زکوۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جون2006 سے آج تک صوبائی زکوۃ کونسل کی طرف سے ضلع فیصل آباد کو کتنی رقم زکوۃ کے سلسلہ میں ادا کی گئی، تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

(ب) اس میں سے کتنی رقم غرباء میں بطور زکوۃ تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم انتظامی امور پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی اور کتنی خُورد بُرد ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر زکوۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جون2006 سے آج تک صوبائی زکوۃ کونسل کی طرف سے فیصل آباد کو مبلغ -/475,548,900روپے مختلف مدات میں موصول ہوئے جن کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ موصولہ زکوۃ فنڈ میں سے مبلغ -/443,411,183روپے تقسیم کئے گئے جن کی سال اور مدوار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے چونکہ یہ رقم سابقا حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں

کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اوراصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔

(ج) یکم جون 2006 تا دسمبر2008 انتظامی امور پر مبلغ -/20,034,693روپے کے اخراجات ہوئے جن کی سال وار تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) زکوٰۃ پیڈ سٹاف کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے کی ادائیگی زکوٰۃ فنڈ سے کی جاتی ہے اور یہ سٹاف غیر سرکاری ہوتا ہے۔جو کہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر تین سال کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے ان کو تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے کی مد میں بالترتیب مبلغ-/15,772,708روپے اور -/29150روپے جاری کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یکم جون 2006 تا دسمبر2008تک سرکاری گاڑیوں پر مرمت /ڈیزل /پٹرول پر زکوٰۃ فنڈ سے مبلغ۔/86914روپے خرچ ہوئے جن کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	مرمت	پٹرول/ڈیزل
2005-06	Nil	-/314,428 روپے
2006-07	Nil	-/21,500 روپے
2007-08	Nil	-/33,986 روپے
2008-09	Nil	Nil
میزان		-/86,914 روپے

(ہ) سال 06-2005 میں صرف ۔/2581روپے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔

قصور۔شادی گرانٹ کی مد میں رقم کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*2344:**ملک اختر حسین نول:** کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور کو شادی گرانٹ کی مد میں سال2002 سے آج تک کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) مذکورہ گرانٹ کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور کتنے افراد کی امداد کی گئی، سال2008میں حلقہ پی پی۔176 کے لئے شادی گرانٹ کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو سال2002سے آج تک مبلغ -/1,080,000روپے کی شادی گرانٹ مستحقین زکوٰۃ کو جاری کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گرانٹ کے لئے سال2002سے آج تک 199درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں سے108افراد کو شادی گرانٹ جاری کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	کل موصول شدہ درخواستیں	تعداد استفادہ کنندگان	جاری کردہ رقم
2002-03	37	16	160,000/-
2003-04	32	18	180,000/-
2004-05	36	21	210,000/-
2005-06	38	24	240,000/-
2006-07	29	18	180,000/-
2007-08	19	11	110,000/-
2008-09	08		---
میزان	199	108	1,080,000/-

چونکہ یہ رقم سابقا حکومت کے منتخب کردہ چیئرمینوں نے تقسیم کی تھی لہذا آڈٹ رپورٹس میں بے شمار بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے نہیں کی گئی اور اصل مستحقین کی بجائے اپنے سیاسی کارکنوں کو نوازا گیا۔ ضلع زکوٰۃ کمیٹی قصور کو اس مد میں سالانہ مبلغ -/2636364روپے دو اقساط میں موصول ہوتے ہیں ضلع میں کل 961مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں اور شادی گرانٹ کی مد میں کثیر تعداد میں درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد اور درخواستوں کی وصولی کے تناسب سے آمد و بجٹ نہایت قلیل ہے مزید برآں ضلع کو حلقہ کی بنیاد پر فنڈز جاری نہیں کئے جاتے اس لئے حلقہ پی پی۔176 مقامی زکوٰۃ

کمیٹیوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ فنڈز مختص نہیں کئے جاسکتے۔ جہاں تک مالی سال 09۔2008 کا تعلق ہے وزارت زکوٰۃ وعشر اسلام آباد نے ابھی تک فنڈز کا اجراء نہ کیا ہے۔

محکمہ زکوٰۃ وعشر کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں داخلہ کا میرٹ

*2415: **جناب جوئیل عامر سہوترا:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زکوٰۃ وعشر کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کی کل تعداد کتنی ہے، مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) مذکورہ اداروں میں کن طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اداروں میں غیر مسلم طلباء کو داخل نہیں کیا جاسکتا، اگر ہاں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) صوبہ پنجاب میں 145 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس ہیں ہر ضلع میں کم از کم ایک ادارہ موجود ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ اداروں میں زکوٰۃ کے مستحق طلباوطالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء وطالبات متعلقہ ادارے سے داخلہ فارم حاصل کرتے ہیں اس کو مکمل کرنے کے بعد مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق کا تعین کروایا جاتا ہے۔ ضلع زکوٰۃ کمیٹی کی امور اسکالر شپ کمیٹی ان مستحق زکوٰۃ امیدواران میں سے منظور شدہ سیٹوں کو مد نظر رکھتے ہوئے طلباء وطالبات کو داخلے کے لئے منتخب کرتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس میں غیر مسلم طلباء کو داخل نہیں کیا جاتا کیونکہ زکوٰۃ کی کٹوتی وادائیگی کا قانون صرف مسلمان شہریوں پر ہی لاگو ہوتا ہے تاہم منتخب شدہ ادارہ جات میں Education National Vocational & Technical

Commission (NAVTEC) کے تعاون سے شام کی کلاسز کا اجراء کیا گیا ہے اور غیر مسلم طلباء وطالبات ان کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

پنجاب ووکیشنل کونسل کے اداروں میں غیر مسلم افراد کو داخلہ دینے کا معاملہ

*2872:رانا آصف محمود: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پنجاب ووکیشنل کونسل کے تحت شہروں میں ٹیکنیکل ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اداروں میں غیر مسلم افراد کو داخلہ نہیں مل سکتا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان اداروں میں اقلیتوں کے لئے سیٹیں مختص کرنے اور ان کی فیس اور دیگر اخراجات کی ادائیگی بیت المال پنجاب سے لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تحت مختلف شہروں میں ووکیشنل تربیت کے ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے تاہم اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے قانون زکوٰۃ کے تحت زکوٰۃ کی رقم صرف مسلمان مستحقین پر ہی خرچ کی جاسکتی ہے ۔ چونکہ پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے تمام طلباء زکوٰۃ کے خرچ پر تعلیم حاصل کرتے ہیں لہذا فی الحال ان اداروں میں غیر مسلم طلباء کو داخلہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت ان اداروں میں غیر مسلم طلباء کو داخلہ دینے کی پالیسی پر غور کر رہی ہے اور بیت المال یا کسی اور فنڈ سے ان غیر مسلم طلباء کے تعلیمی اخراجات ادا

کرنے پر بھی غور کیا جارہا ہے۔ حکومت نے جناب کامران مائیکل وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی ہے جو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرے گی اور پھر اس کمیٹی کی سفارشات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت ان اداروں میں غیر مسلم طلباء کے لئے نہ صرف داخلہ کا انتظام کرے گی بلکہ اسلامی فلاحی ریاست کے سنہری فلسفہ کے تحت مستحق اور نادار غیر مسلم طلباء کو بیت المال یا کسی اور حکومتی گرانٹ سے اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لئے مالی امداد بھی دے گی۔

ضلع گجرات کے سکولز میں طلباء کو زکوٰۃ کی رقم کی فراہمی کا مسئلہ

*3064: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کے سکولوں کے مستحق طلباء کے لئے کتنی رقم زکوٰۃ فنڈز میں فراہم کی گئی؟

(ب) 09۔2008 میں مذکورہ بالا ضلع کے کتنے سکولوں کے مستحق طلباء میں رقم تقسیم کی گئی۔ سکولوں کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال09۔2008 میں مستحق طلباء کے لئے ضلع زکوٰۃ فنڈ گجرات کو کوئی رقم جاری نہ کی گئی ہے ہاں البتہ سال08۔2007 میں-/10,225,174 روپے موصول ہوئے تھے جس میں سے مبلغ-/7,989,980 روپے تعلیمی ادارہ جات کو جاری کئے گئے۔

(ب) سال09۔2008 میں مستحق طلباء کے لئے ضلع زکوٰۃ فنڈ گجرات کو کوئی رقم جاری نہ کی گئی ہے ہاں البتہ سال08۔2007 میں ضلع کے 160 تعلیمی ادارہ جات کے مستحق طلباء میں

مبلغ-/7,989,980روپے کی رقم تقسیم کی گئی ان ادارہ جات کی فہرست بطور تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گجرات شہر میں سال09-2008میں شادی گرانٹ کی فراہمی کا مسئلہ

*3065: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گجرات شہر میں09۔2008کو شادی گرانٹ کی مد میں کتنی رقم دی گئی کیا یہ رقم مستحقین میں مساوی تقسیم کی گئی اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

سال09-2008میں ضلعی زکوٰۃ کمیٹی گجرات کو شادی گرانٹ کی مد میں کوئی فنڈ جاری نہ کئے گئے ہیں۔دراصل وفاقی حکومت نے شادی گرانٹ کے لئے زکوٰۃ فنڈ جاری نہ کئے ہیں لہذا اس رقم کی مساوی یا عدم مساوی تقسیم کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

تحصیل کینٹ لاہور میں گزارا الاؤنس، شادی گرانٹ فراہم کرنے کی تفصیلات

*3075: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال09۔2008میں تحصیل کینٹ لاہور کے لوگوں کو گزارا الاؤنس اور شادی گرانٹ میں کتنی کتنی زکوٰۃ کی رقم فراہم کی گئی، یوسی وار رقم کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور زکوٰۃ فنڈز کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے مالی سال 09-2008میں تحصیل کینٹ لاہور کے مستحقین کے لئے گزارا الاؤنس اور شادی گرانٹ کی مد میں کوئی رقم جاری نہ کی گئی ہے۔تحصیل کینٹ لاہور 41یونین کونسلز اور کنٹونمنٹ بورڈ پر مشتمل ہے۔یونین کونسلز کی حدود میں مجموعی طور پر299مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں کام کر رہی ہیں جبکہ کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود میں10وارڈز ہیں جن میں56کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔

تحصیل کینٹ،ڈیفنس لاہور میں زکوٰۃ کی تقسیم کی تفصیلات

*3076: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل کینٹ، ڈیفنس لاہور میں کتنے لوگوں کو مستقل بنیادوں پر زکوٰۃ باقاعدگی سے دی جا رہی ہے اور کتنی کتنی آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

تحصیل کینٹ ڈیفنس لاہور میں مالی سال 09-2008 کے دوران زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور فنڈز کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے مستحقین کو ماہانہ مستقل بنیادوں پر زکوٰۃ ادانہ کی گئی ہے۔ دراصل سابقا حکومت نے قانون زکوٰۃ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں میں چیئرمین اور ممبران کے عہدے سیاسی عناصر سے پر کر دیئے تھے جس کی وجہ سے ایسے سیاسی عناصر کے زیر سایہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی منصفانہ اور شفاف تشکیل ممکن نہ تھی لہذا حکومت نے یہ مسئلہ اعلیٰ سطح پر وفاقی حکومت کے ساتھ اٹھایا ہے اور وزیر اعظم پاکستان نے گزشتہ ماہ بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں متعلقہ وفاقی محکمہ کو صوبائی حکومت سے رابطہ کر کے مناسب کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔امید ہے کہ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے گا اور صوبہ میں زکوٰۃ کی تقسیم نئی تشکیل کردہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے نہ صرف تحصیل کینٹ لاہور میں بلکہ پورے پنجاب میں جلد شروع ہو جائے گی۔

ضلع اوکاڑہ، 09-2008 میں غریب مستحقین میں زکوٰۃ کی فراہمی کی تفصیلات

*3257: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

09۔2008 میں حویلی لکھا، دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے لوگوں کو گزارا الاؤنس، مستقل بحالی الاؤنس، شادی گرانٹ اور غریب مستحقین کو زکوٰۃ فنڈز سے کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی اگر اس کا آڈٹ کروایا گیا تو اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

سال09-2008میں حویلی لکھا، دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے مستحقین زکوٰۃ کو گزارا الاؤنس، مستقل بحالی الاؤنس، شادی گرانٹ میں ضلع زکوٰۃ فنڈ سے کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے چونکہ اس عرصہ کے دوران مذکورہ بالا مدات میں ضلع زکوٰۃ فنڈ اوکاڑہ کو کوئی رقم وصول ہوئی ہے اور نہ ہی تقسیم کی گئی اس لئے آڈٹ بھی نہیں کروایا گیا۔

ضلع اوکاڑہ و بہاولنگر کے سکولوں میں مستحق طلباء کو دی جانے والی زکوٰۃ کی تفصیلات

*3258: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2007-08 اور 2008-09 میں ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر کے سکولوں کے مستحق طلباء کو دینے کے لئے زکوٰۃ فنڈز میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) مذکورہ بالا اضلاع میں مستحق طلباء کو دی جانے والی زکوٰۃ کا محکمہ نے آڈٹ کروایا کیا وہ تمام رقم مستحق طلباء کو ہی فراہم کی گئی یا کسی دوسرے استعمال میں لائی گئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال2007-08 میں ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر کے سکولوں کے مستحق طلباء کو دینے کے لئے بالترتیب-/11,149,842روپے اور-/10,293,278روپے ان اضلاع کے ضلع زکوٰۃ فنڈوں میں منتقل کئے گئے ان دو اضلاع نے سکولوں کے مستحق طلباء کو مذکورہ سال میں جو رقم جاری کی اس کی تفصیل حسب ضلع ہے:-

ضلع	سال	تعداد طلباء	رقم
اوکاڑہ	2007-08	8920	11,148,552/-
بہاولنگر	2007-08	5566	10,293,168/-

جہاں تک سال09-2008 کا تعلق ہے اس سال تعلیمی وظائف (ریگولر) کی مد میں کوئی بجٹ / رقم موصول نہ ہوئی ہے لہذا اس سال کے دوران مستحق طلباء کو کوئی رقم موصول نہ ہوئی ہے لہذا اس سال کے دوران مستحق طلباً کو کوئی رقم جاری نہ کی گئی۔

(ب) سال08-2007 میں ضلع اوکاڑہ میں مستحق طلباً کو دی جانے والی زکوٰۃ کا تاحال external آڈٹ نہ ہوا ہے جبکہ ضلع بہاولنگر میں سال08-2007 میں مستحق طلباء کو دی جانے والی زکوٰۃ کا آڈٹ باقاعدگی سے کروایا جارہا ہے مزید یہ کہ 08-2007 میں جاری شدہ تمام رقم مستحق طلباء کو ہی فراہم کی گئی ہے کسی دوسرے استعمال میں نہیں لائی گئی۔ماسوائے ضلع اوکاڑہ کے ایک سکول (گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول رینالہ خورد) کے ہیڈ ماسٹر نے مستحق طلباء کو رقم تقسیم کرنے کی بجائے خُوردبُرد کرلی تھی اس کے خلاف انکوائری کے بعد انٹی کرپشن میں ایف آئی آر نمبر 28/2009 مورخہ 11-05-2009 کے تحت کیس رجسٹر کروایا گیا ہے۔

سال09-2008 میں ضلع بہاولنگر کو زکوٰۃ فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3778: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال09۔2008 کے دوران ضلع بہاولنگر کو زکوٰۃ و عشر کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جہیز فنڈ کے تحت تقسیم کی گئی؟

(د) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم lapse ہوئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال09-2008 کے دوران ضلع بہاولنگر کو زکوٰۃ و عشر کی ریگولر مدات (گزارا الاؤنس، دینی مدارس، صحت کے اداراہ جات، جہیز فنڈ و بحالی) کی مد میں کوئی رقم موصول نہ ہوئی

ہے۔البتہ مذکورہ سال کے دوران تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)اور انتظامی اخراجات کی مد میں مبلغ-/41,386,611روپے کی رقم موصول ہوئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

تعلیمی وظائف(ٹیکنیکل)	-/30,261,811روپے
انتظامی اخراجات	
تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	-/6,945,000روپے
چیئرمین الاؤنس	-/3,228,000روپے
پرنٹنگ	-/322,800روپے
سٹیشنری	-/538,000روپے
مرمت ٹرانسپورٹ	-/15,000روپے
مرمت فرنیچر	-/5,000روپے
پٹرول	-/39,000روپے
ٹیلیفون	-/20,000روپے
دیگر و متفرق	-/10,000روپے
میزان	-/11,122,800روپے
کل رقم	-/41,384,611روپے

(ب) سال 09۔2008 کے دوران مبلغ ۔/30,261,000روپے کی رقم فنی تربیتی اداروں کے مستحق طلباء کے لئے فراہم کی گئی جبکہ انتظامی اخراجات کی مد میں مبلغ ۔/7,028,580روپے خرچ کئے گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	۔/6,940,000روپے
مرمت ٹرانسپورٹ	۔/14,699روپے
مرمت فرنیچر	۔/4,950روپے
پی او ایل	۔/38,978روپے
ٹیلیفون	۔/20,000روپے
دیگر و متفرق	۔/9,953روپے

(ج) مالی سال 2008 کے دوران فنڈ فراہم نہ کئے جانے کی وجہ سے جہیز فنڈ کے تحت کوئی رقم تقسیم نہ کی گئی ہے۔

(د) مالی سال 09۔2008 کے دوران فنڈز موصول نہ ہونے کی وجہ سے کسی ہسپتال کو رقم فراہم نہ کی گئی۔

(ہ) زکوٰۃ فنڈز کی رقم lapse نہیں ہوتی۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل کے منظور کردہ طریق کار کے تحت مالی سال کے اختتام کے بعد غیر مستعمل رقم مرکزی زکوٰۃ فنڈ کو واپس منتقل کر دی جاتی ہے ۔مالی سال09۔2008میں ضلع زکوٰۃ فنڈ بہاولنگر کی غیر مستعمل رقم مبلغ 4,095,031/۔روپے مرکزی زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کئے گئے جس کی مد وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	منتقل کردہ رقم
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	811/۔روپے
تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	5,000/۔روپے
چیئرمین الاؤنس	3,228,000/۔روپے
پرنٹنگ	322,800/۔روپے
سٹیشنری	538,000/۔روپے
مرمت ٹرانسپورٹ	301/۔روپے
مرمت فرنیچر	50/۔روپے
پی او ایل	22/۔روپے
دیگر اخراجات	47/۔روپے

سال2007-08میں ضلع قصور میں زکوٰۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*3806: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2007-08میں ضلع قصور کو زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی تقسیم کی گئی؟

(ب) اس رقم میں سے کتنے سرکاری اخراجات کئے گئے اور کتنی رقم مستحقین میں تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے خلاف خورد برد کے مقدمات درج کرائے گئے اور کتنے سرکاری اہلکاروں کے خلاف مقدمات درج کرائے گئے؟

(د) کیا زکوٰۃ تقسیم کرنے کی بجائے حکومت اس رقم سے کوئی عوامی فلاح کا ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ لوگوں کو ان اداروں میں ملازمتیں دے کر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر کے ان کے معاشی حالات کو بہتر بنایا جاسکے؟

(ہ) ضلع قصور کے کتنے سماجی اداروں اور ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد دی جاتی ہے؟

(و) ضلع قصور میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ز) ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی کی تشکیل کب تک متوقع ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) سال2007-08 میں زکوٰۃ کی مد میں ضلع قصور کو زکوٰۃ فنڈ کی مد میں مبلغ-/93758203 روپے کی رقم فراہم کی گئی جس میں سے مبلغ-/88925926 روپے کی رقم تقسیم کی گئی جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے:-

مد	موصول شدہ رقم	خرچ کردہ رقم
گزارا الاؤنس	39,544,298/-	39,055,000/-
عید گرانٹ	4,805,000/-	4,805,000/-
تعلیمی وظائف (جنرل)	11,863,290/-	10,257,160/-
دینی مدارس	5,825,498/-	5,825,492/-
صحت کے ادارہ جات	3,954,430/-	2,442,000/-
سوشل ویلفیئر / چھوٹی بحالی	2,636,264/-	2,620,000/-
جہیز فنڈ	2,636,264/-	251,000/-
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	14,003,109/-	13,866,600/-

انتظامی اخراجات

تنخواہ زکوٰۃ پیڈ سٹاف	4,788,250/-	4,710,968/-
چیئرمین الاؤنس	2,883,000/-	2,784,000/-
پرنٹنگ	288,300/-	NIL
سٹیشنری	480,500/-	NIL
مرمت ٹرانسپورٹ	15,000/-	15,000/-
مرمت مشینری	5,000/-	4,900/-
پٹرول اینڈ سی این جی	15,000/-	14,812/-
دیگر و متفرق اخراجات	15,000/-	14,994/-
میزان	93,758,203/-	88,925,926/-

(ب) اس رقم سے سرکاری اخراجات پر مبلغ۔/7544674روپے خرچ کئے گئے جبکہ مستحقین پر مبلغ۔/81381252روپے خرچ کئے گئے جس کی مد وار تفصیل جز(الف) میں دی جا چکی ہے۔

(ج) کسی چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی اور سرکاری اہلکار کے خلاف زکوٰۃ کی رقم خُوردبُرد کے سلسلہ میں کوئی مقدمہ درج نہ کرایا گیا ہے۔

(د) قواعد زکوٰۃ کے تحت زکوٰۃ کی رقم سے کوئی ادارہ قائم نہیں کیا جا سکتا البتہ حکومت نے مستحقین زکوٰۃ کی فنی تربیت کے لئے (پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل(PVTC) کے تحت) ہر ضلع میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس(VTIs) قائم کئے ہوئے ہیں۔یہ ادارے زکوٰۃ کے مستحق ایسے افراد جو فنی تربیت حاصل کر سکیں کو مختلف فنی ہنر سکھا رہے ہیں۔ہر مستحق طالب عالم کو مبلغ۔/500روپے ماہانہ وظیفہ کے علاوہ کورس سے متعلق کتب اور تربیتی مٹیریل کے لئے مبلغ۔/1700 روپے اور کورس کی کامیاب تکمیل پر یکمشت -/5,000روپے برائے ٹول گرانٹ دیئے جا رہے ہیں تا کہ یہ مستحقین ہنر سیکھ کر اپنا روزگار خود حاصل کر کے معاشرے کے باعزت شہری کے طور پر اپنی زندگی گزار سکیں۔

(ہ) ضلع زکوٰۃ کمیٹی قصور کو کسی بھی سماجی ادارہ کی طرف سے زکوٰۃ فنڈ کے حصول کے لئے درخواست موصول نہ ہوئی تھی اور نہ ہی کسی ادارے کو کوئی رقم جاری کی گئی۔ہاں البتہ ضلع میں واقع ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کو امداد مہیا کی جاتی ہے۔

(و) ضلع قصور میں 961 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں واقع ہیں یہ کمیٹیاں اپنی مدت کار 30۔جون 2008 کو ختم ہو جانے کے بعد تاحال غیر فعال ہیں۔

(ز) ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی میعاد کار تین سال ہے۔موجودہ ضلعی کمیٹیوں کی تشکیل مورخہ یکم نومبر 2007 کو ہوئی تھی اور یہ 31۔اکتوبر 2010 تک کام کریں گی۔

سال 09-2008 میں زکوٰۃ فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہات

*3858: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں مستحق افراد کی مالی سال09-2008میں زکوٰۃ فنڈ سے امداد نہ کی گئی ہے اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو امداد نہ دینے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال09-2008 میں مستحق افراد نے زکوٰۃ فنڈ سے امداد کے لئے درخواستیں محکمہ کو جمع کروائی ہوئی ہیں، اگر جواب اثبات میں ہے تو ان درخواستوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) زکوٰۃ فنڈ سے مستحق افراد کی کب سے امداد شروع کر دی جائے گی اگر شروع کی گئی ہے تو09-2008 میں درخواستیں جمع کروانے والوں کو بھی امداد دی جائے گی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں مستحق افراد کو مالی سال09-2008میں تعلیم وظائف (فنی) کے علاوہ زکوٰۃ کی دیگر مدات میں امداد مہیانہ کی گئی۔اس کی وجوہات اس طرح ہیں کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں جو اپنی مدت 30۔جون2008 کو پوری کر چکی ہیں دوبارہ تشکیل نہ کی گئیں۔معزز ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کے تحفظات کے پیش نظر موجودہ ضلعی و مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کا انتخاب میرٹ سے ہٹ کر ذاتی پسند و سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے اور اس طرح سے زکوٰۃ کی تقسیم میں اصل مستحقین کی حق تلفی ہوئی ہے۔حکومت نے زکوٰۃ کے نظام کا از سر نو جائزہ اور اس میں بہتری کے لئے مرکزی اور صوبائی سطح پر چار وزراء پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی ہے اور صوبائی سیکرٹریز کی مرتب کردہ سفارشات مرکزی حکومت کی قائم کردہ کمیٹی کے زیر غور ہیں اور یہ کمیٹی نظام زکوٰۃ اور اس کی تقسیم کا جدید تقاضوں کی روشنی میں جائزہ لے رہی ہے۔موجودہ نظام میں تبدیلی کے بعد از سر نو لوکل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی اور مستحقین کو زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مالی سال09-2008 میں براہ راست اور مختلف ذرائع جیسے صدر پاکستان، وزیر اعظم، وزارت زکوٰۃ و عشر اسلام آباد، وزیر اعلیٰ اور چیف سیکرٹری کی وساطت سے محکمہ کو درخواستیں وصول ہوئی ہیں جن کی تعداد2382 ہے۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں میں درخواستوں کی تعداد1755 ہے۔

(ج) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے فعال ہونے اور نظام زکوٰۃ میں ضروری اصلاح کے بعد مستحق افراد کو امداد کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔ گزشتہ سال کے درخواست دہندگان موجودہ سال درخواست دینے کے اہل ہوں گے اگر ان کا استحقاق بنتا ہے تو مقامی کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد فنڈ کی دستیابی پر امداد انہیں دی جائے گی۔

وفاقی حکومت سے ملنے والی زکوٰۃ کی رقم کی تفصیلات

*4272: **جناب عبدالوحید چودھری:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال06-2005 سے آج تک وفاقی حکومت سے زکوٰۃ کی مد میں سالانہ کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران ملتان اور خانیوال کو کتنی رقم ملی، سال وار تفصیل بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران مذکورہ اضلاع کے کس کس ہسپتال کو کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں ادا کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان اضلاع کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو فراہم کی گئی؟

(ہ) ان اضلاع میں کتنی رقم خُوردبُرد کرنے کا انکشاف ہوا، تفصیل ضلع اور سال وار بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مالی سال06-2005 سے آج تک مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مبلغ -/10732122000 روپے کی رقم موصول ہوئی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال06-2005 سے آج تک ضلع زکوٰۃ کمیٹی ملتان اور خانیوال کو جو رقم ملی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ضلع ملتان		ضلع خانیوال	
سال	موصولہ رقم	سال	موصولہ رقم
2005-06	113,184,210/-	2005-06	81,651,217/-
2006-07	119,354,927/-	2006-07	85,070,667/-
2007-08	101,630,016/-	2007-08	73,205,276/-
2008-09	16,053,672/-	2008-09	18,603,202/-
2009-10	5,367,385/-	2009-10	5,099,000/-
کل میزان	355,590,210/-		263,629,362/-

(ج) ان سالوں کے دوران ضلع خانیوال کے صحت کے ادارہ جات کو مبلغ-/7309900روپے کی رقم فراہم کی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام ادارہ	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09	کل رقم
ڈی ایچ کیو ہسپتال خانیوال	1,372,500/-	905,000/-	905,000/-	0	3,182,500/-
ٹی ایچ کیو کبیر والا	493,500/-	325,800/-	325,800/-	0	1,145,100/-
ٹی ایچ کیو میاں چنوں	493,500/-	325,800/-	325,800/-	0	1,145,100/-
ٹی ایچ کیو جہانیاں	0	108,600/-	108,600/-	0	217,200/-
BHUs/ RHCs	70,000/-	50,000/-	1,500,000/-	0	1,620,000/-
میزان	2,429,500/-	1,715,200/-	3,165,200/-	0	7,309,900/-

جبکہ ضلع ملتان کے صحت کے اداروں کو مبلغ-/13450706روپے جاری کئے گئے جس کی تفصیل اس طرح ہے:-

نام ادارہ	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09	کل رقم
چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان	547,500/-	2,190,000/-	2,190,000/-	0	4,927,500/-
سول ہسپتال ملتان	445,300/-	222,650/-	222,650/-	0	890,600/-
ٹی ایچ کیو شجاع آباد	328,500/-	0	0	0	328,500/-
B.H.Us/R.H.Cs ملتان	3,475,632/-	1,276,080/-	2,552,394/-	0	7,307,106/-
میزان	4,796,932/-	3,688,730/-	4,965,044/-	0	13,450,706/-

(د) مذکورہ مالی سالوں کے دوران ضلع خانیوال کے VTIs کو مبلغ-/47367000روپے فراہم کئے گئے جس کی ادارہ اور سال وار تفصیل اس طرح ہے:-

نام ادارہ	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09	کل رقم
VTI خانیوال	9,330,700/-	6,999,800/-	4,404,400/-	7,605,400/-	28,340,300/-
VTI عبدالحکیم	3,910,700/-	3,452,800/-	1,977,000/-	3,572,200/-	12,912,700/-
TEVTA	2,926,000/-	2,448,000/-	580,000/-	160,000/-	6,114,000/-

میزان	16,167,400/-	12,900,600/-	6,961,400/-	11,337,600/-	4,736,700/-

نوٹ: TEVTA کے ادارہ جات کو جاری کردہ گرانٹ -/6114000 روپے کی ادارہ وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ ضلع زکوٰۃ ملتان کے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کو جاری کردہ رقم مبلغ -/56618200 روپے کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام ادارہ	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09	کل رقم
VTI ملتان	8426000/-	7231400/-	7376600/-	7488600/-	30522600/-
VTI شجاع آباد	504000/-	3671800/-	4307600/-	4974200/-	18037600/-
VTI (زنانہ)	0	0	4232800/-	3825200/-	8058000/-
کل میزان	13510000/-	10903200/-	15917000/-	16288000/-	56618200/-

(ہ) مالی سال2007-08 میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خانیوال میں مبلغ -/487263 روپے کی خُوردبُرد کی گئی جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کے علاوہ ضلع خانیوال میں سال2005-06 سے آج تک دیگر کسی ہسپتال میں کوئی خوردبرد نہ ہوئی ہے۔تفصیل حسب ذیل ہے:-

مد	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09
گزارا الاؤنس	NIL	NIL	NIL	NIL
تعلیمی وظائف	NIL	NIL	NIL	NIL
دینی مدارس	NIL	NIL	NIL	NIL
شادی گرانٹ	NIL	NIL	NIL	NIL
چھوٹی بحالی	NIL	NIL	NIL	NIL
صحت	NIL	NIL	487263	NIL

جبکہ ملتان میں ان سالوں کے دوران کسی قسم کی خوردبرد نہ ہوئی ہے۔

مد	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09
گزارا الاؤنس	NIL	NIL	NIL	NIL
تعلیمی وظائف	NIL	NIL	NIL	NIL
دینی مدارس	NIL	NIL	NIL	NIL
شادی گرانٹ	NIL	NIL	NIL	NIL
چھوٹی بحالی	NIL	NIL	NIL	NIL
صحت	NIL	NIL	NIL	NIL

لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کو زکوٰۃ کی مد میں دی جانیوالی رقم کی تفصیلات

*4273: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک زکوٰۃ سے کتنی رقم ضلع لاہور کے کس کس ووکیشنل ٹریننگ سنٹر کو دی گئی ان کے نام مع رقم کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ب) ان اداروں سے سالانہ کتنے بچے ٹریننگ حاصل کرتے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس skill میں تعلیم ٹریننگ دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس وصول کی جاتی ہے اگر ہاں تو کورس وار فیس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک ضلع لاہور کے 9 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کو ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور نے مبلغ-/98754800روپے کی رقم جاری کی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) ان اداروں سے سالانہ2496 بچے ٹریننگ حاصل کرتے ہیں جس کی ادارہ وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) ان اداروں میں اس وقت جن شعبہ جات میں تعلیم دی جا رہی ہے ان کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس وصول کی جاتی ہے لیکن اس فیس کی ادائیگی زکوٰۃ فنڈ سے ہوتی ہے- ہر کورس کی فیس-/1700روپے ماہانہ ہے جو متعلقہ ادارے کو ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ادا کرتی ہے- علاوہ ازیں -/500 روپے ماہانہ دیگر تعلیمی اخراجات کے لئے طالب علم کو دیئے جاتے ہیں-اس طرح ضلعی زکوٰۃ کمیٹی لاہور کی جانب

سے مبلغ-/2200روپے ماہوار فی طالب علم کے حساب سے متعلقہ ادارہ جات کو فنڈز جاری کئے جاتے ہیں-کورس وار تفصیل تتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

سال2007،فیصل آباد زکوٰۃ فنڈز کی تفصیلات

*4286:خواجہ محمد اسلام:کیاوزیرزکوٰۃ وعشرازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007سے آج تک ضلع فیصل آباد کو حکومت کی طرف سے سالانہ کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں ادا کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم انتظامی اخراجات پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی ان کے نام اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں کو یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی تھی؟

وزیرزکوٰۃ وعشر(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک فیصل آباد کو مبلغ-/430866942 روپے زکوٰۃ فنڈ موصول ہوا جس کی سال اور مدوار تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) یکم جنوری2007سے آج تک فیصل آباد کے غرباء میں مبلغ-/357705313 روپے خرچ ہوئے جس کی سال اور مدوار تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ انتظامی اخراجات پر مبلغ -/22684839 روپے خرچ ہوئے جس کی سال اور مد وار تفصیل تتمہ (ب-1)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-یہاں پر اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ انتظامی اخراجات کی مد میں مختص کئے گئے زکوٰۃ فنڈ سے مستحقین زکوٰۃ کی مالی امداد نہیں کی جاتی-

(ج) ان سالوں کے دوران تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سمندری اور جڑانوالہ کو مبلغ -/1002800 روپے فراہم کئے گئے جن کی سال وار تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) یہ رقم مستحق زکوٰۃ مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے فراہم کی گئی تھی ایسے مستحق مریض جو اپنے علاج معالجہ کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہوں اور مقامی زکوٰۃ کمیٹی نے ان کو مستحق زکوٰۃ کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہو۔

نوٹ: ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کو قومی سطح کا درجہ حاصل ہے اس لئے ان ہسپتالوں کو مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے براہ راست رقم کا اجرأ ہوتا ہے لہذا ضلعی زکوٰۃ کمیٹی فیصل آباد ان ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈز جاری نہیں کرتی۔

فیصل آباد، ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4287: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنے ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کس کس skill سکیل میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان اداروں میں کتنے طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن واخراجات بتائیں؟

(ہ) ان اداروں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتاجات مع ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد میں اس وقت 9 ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس چل رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں اس وقت 22 شعبہ جات میں تعلیم دی جارہی ہے جس کی ادارہ وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت اداروں میں 1359 طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کی ادارہ وار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں کی سال2007-08 اور 2008-09 کی کل آمدن مبلغ -/87097148 روپے ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

نام ادارہ	2007-08	2008-09	کل آمدن
1 VTIفیصل آباد(مین)	8,705,548/-	8,778,600/-	17,484,148/-
2 VTIدھوبی گھاٹ فیصل آباد	5,925,200/-	4,864,200/-	10,789,400/-
3 VTIستارہ کالونی	4,236,400/-	3,491,000/-	7,727,000/-
4 VTIپیپلز کالونی ڈی گراؤنڈ	4,524,400/-	3,064,600/-	7,589,000/-
5 VTIجڑانوالہ	12,287,000/-	9,589,200/-	21,876,200/-
6 VTIستیانہ	4,249,400/-	5,621,800/-	9,871,200/-
7 VTIمامون کانجن	6,129,000/-	4,318,600/-	10,447,600/-
8 VTIچک نمبر76گ۔ب	1,312,6000/-	NIL	1,312,600/-
9 VTIکھرڑیانوالہ			
کل آمدن	47,369,148/-	39,728,000/-	87,097,148/-

نوٹ: (VTI چک نمبر76 گ ب، VTI ستیانہ کا سٹیلائیٹ کیمپس بنا دیا گیا ہے اس لئے VTI چک نمبر76 گ ب کی رقم برائے سال2008-09 VTI ستیانہ کو جاری کی گئی ہے جبکہVTI کھرڑیانوالہ VTI جڑانوالہ کا سٹیلائیٹ کیمپس ہے لہذا اس VTI کی گرانٹVTI جڑانوالہ کو جاری شدہ گرانٹ میں شامل ہے)

سال2007-08 اور 2008-09 کے دوران ان اداروں کے کل اخراجات مبلغ -/83634233روپے ہیں جس کی تفصیل اس طرح ہے:۔

نام ادارہ	2007-08	2008-09	کل اخراجات
1 VTIفیصل آباد(مین)	8,705,548/-	7,572,200/-	16,278,748/-
2 VTIدھوبی گھاٹ فیصل آباد	5,925,200/-	4,635,400/-	10,560,600/-
3 VTIستارہ کالونی	4,236,400/-	3,491,000/-	7,727,000/-
4 VTIپیپلز کالونی ڈی گراؤنڈ	4,524,400/-	2,773,800/-	7,298,200/-
5 VTIجڑانوالہ	11,465,597/-	9,589,200/-	21,054,797/-
6 VTIستیانہ	3,555,288/-	5,621,800/-	9,177,088/-
7 VTIمامون کانجن	5,906,600/-	4,318,600/-	1,025,200/-
8 VTIچک نمبر76گ۔ب	1,312,6000/-	NIL	1,312,600/-
9 VTIکھرڑیانوالہ			
کل اخراجات	45,631,233/-	38,003,000/-	32,634,233/-

نوٹ: (VTI چک نمبر76گ۔ب،VTI ستیانہ کا سٹیلائیٹ کیمپس بنا دیا گیا ہے اس لئے VTI چک نمبر76گ۔ب کے اخراجات برائے سال2008-09VTI ستیانہ کے اخراجات کی رقم میں شامل ہیں جبکہVTI کھرڑیانوالہ VTI جڑانوالہ کا سٹیلائیٹ کیمپس ہے اس کے اخراجات کی رقمVTI جڑانوالہ کے اخراجات کی رقم میں شامل ہے)

(ہ) ان اداروں کے سربراہوں کے کوائف تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سرگودھا ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں کو زکوۃ کی مد میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیلات

*4655: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زکوۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا اور ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال کو سال09-2008 کے دوران زکوۃ کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی؟

(ب) یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس رقم سے کن کن مریضوں کا فری علاج کیا گیا؟

(د) اس رقم سے علاج کے لئے مریضوں کا چناؤ کس طریق کار کے تحت کیا جاتا ہے؟

(ہ) اس رقم کے خرچ کا آڈٹ ہوتا ہے تو کون سا ادارہ آڈٹ کرتا ہے؟

(و) ان ہسپتالوں کو فراہم کردہ کتنی رقم آڈٹ کے دوران خورد برد کرنے کا انکشاف ہوا ہے؟

وزیر زکوۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مرکزی زکوۃ انتظامیہ نے مالی سال09-2008 کے دوران صوبائی زکوۃ انتظامیہ کو مقامی زکوۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر تمام مدات بشمول صحت (ماسوائے تعلیمی وظائف فنی) زکوۃ فنڈز مہیا نہیں کئے تھے جس کی بناء پر DHQ ہسپتال سرگودھا اور THQ ہسپتال بھلوال کو دوران09-2008 زکوۃ فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔

موجودہ صوبائی حکومت نے مقامی زکوۃ کمیٹیوں کی تشکیل سے پہلے قوانین زکوۃ اور اس کی تقسیم کار کے سلسلہ میں چند اہم ترامیم تجویز کی تھیں۔وفاقی حکومت نے اس سلسلہ میں وفاقی کابینہ کی ایک ذیلی کمیٹی بھی تشکیل دی تاکہ مجوزہ ترامیم کو زیر بحث لا کر فیصلہ کیا جا

سکے۔وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ بھی وفاقی کابینہ کی ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ بھی وفاقی کابینہ کی ذیلی کمیٹی کے ذمہ لگایا۔

وفاقی حکومت کے عدم تعاون کی وجہ سے صوبہ میں لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل نہ دی جا سکیں اور نہ ہی مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے سال09-2008 میں زکوٰۃ فنڈز فراہم کئے۔ان تمام واجبات کی بناء پر صوبہ کے تمام ہسپتالوں بشمول متذکرہ ہسپتالوں کو دوران سال 09-2008زکوٰۃ کی مد میں کوئی رقم فراہم نہ کی گئی۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے کہ مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے زکوٰۃ فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے زکوٰۃ کی کسی بھی مد یا مقصد (ماسوائے تعلیمی وظائف فنی) کے لئے رقم فراہم نہ کی جا سکی۔

(ج) چونکہ مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو09-2008 کے دوران زکوٰۃ فنڈز فراہم نہ کئے تھے جس کی وجہ سے نہ تو متذکرہ ہسپتالوں کو دوران سال09-2008زکوٰۃ فنڈز فراہم کئے جا سکے اور نہ ہی مستحق مریضوں کا فری علاج کیا گیا۔

(د) زکوٰۃ کے فنڈز سے علاج کے لئے مریضوں کے چناؤ کا طریقہ حسب ذیل ہے:۔

"مستحق مریض اپنے علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق فارم کی تصدیق کرواتا ہے اور بعد از تصدیق وہ فارم متعلقہ ہسپتال میں قائم ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی میں جمع کرواتا ہے اور کمیٹی تمام ضروری کارروائی کرنے کے بعد زکوٰۃ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں مریض کو زکوٰۃ فنڈز سے علاج کی سہولت باہم پہنچاتی ہے۔"

(ہ) اس رقم کے خرچ کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے اور یہ آڈٹ اسلام آباد کے زیر انتظام آڈٹ ٹیمیں کرتی ہیں۔

(و) چونکہ سال09-2008 میں کوئی رقم فراہم نہ کی گئی لہذا ان کا آڈٹ ممکن نہیں تھا۔ہاں! البتہ ان ہسپتالوں کو گزشتہ 3 سالوں میں درج ذیل رقم فراہم کی گئی۔

سال	DHQ سرگودھا	THQ بھلوال
2006-07	32,18,400/-	3,24,000/-
2007-08	32,18,400/-	3,11,441/-
2008-09	Nil	Nil

محکمہ آڈٹ نے سال07-2006 اور 08-2007 کے آڈٹ کے دوران نشاندہی کی ہے کہ DHQ ہسپتال سرگودھا نے07-2006 اور08-2007کے دوران بالترتیب -/800214 روپے اور-/1066867 روپے اپنے منظور شدہ بجٹ سے زائد خرچ کئے۔ اس کی تحقیق کے لئے صوبائی زکوٰۃ کونسل میں رپورٹ پیش کرنے کے بعد باقاعدہ محکمانہ کارروائی شروع کی جائے گی۔THQ ہسپتال بھلوال کا محکمہ آڈٹ نے ان سالوں کا آڈٹ نہیں کیا۔

زکوٰۃ فنڈز سے طلباء کو وظیفہ و غریب بچیوں کو جہیز دینے کی تفصیلات

*4656: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت زکوٰۃ فنڈز سے مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور غریب بچیوں کو جہیز کے لئے رقم فراہم کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے غریب و مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور غریب بچیوں کو جہیز کے لئے رقم دینا بند کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ فنڈز سے مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور مستحق بچیوں کو جہیز کے لئے رقم فراہم کرتی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے غریب و مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور غریب بچیوں کو جہیز کے لئے رقم فراہم نہیں کی جارہی کیوں کہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت 2008-6-30 کو ختم ہونے کے بعد وفاقی حکومت نے فنڈ کا اجراء روک دیا۔ تاہم ووکیشنل ٹریننگ حاصل کرنے والے غریب طلباء اور طالبات کو زکوٰۃ سے وظائف کی ادائیگی کا سلسلہ جاری ہے۔ نئی مقامی زکوٰۃ کے قوانین اور تقسیم کے قواعد کا جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ موجودہ قوانین کو قابل عمل بنانے، زکوٰۃ کی شفاف تقسیم

،بدعنوانیوں سے پاک اور جزا، سزا کا عمل شامل کرنے کے لئے ،ترامیم ناگزیر ہیں۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت کو قابل عمل ترامیم بھیجی گئیں۔ وفاقی حکومت نے اس سلسلہ میں وفاقی کابینہ کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی جس کو یہ اختیار دیا گیا کہ موجودہ نظام زکوٰۃ میں ترامیم اور لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی از سر نو تشکیل کے معاملات طے کرے۔ حکومت پنجاب کی بارہا یاد دہانی کے باوجود نہ تو ذیلی کمیٹی کا کوئی اجلاس منعقد ہوا اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی پیشرفت ہو سکی ہے۔ وفاقی حکومت کے اس عدم تعاون کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل میں تاخیر ہوئی تاہم حکومت پنجاب نے مستحقین زکوٰۃ کے وسیع تر مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں باقاعدہ پروگرام بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل کے فوراً بعد مستحقین زکوٰۃ بشمول غریب اور مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور غریب بچیوں کو جہیز کی رقم کی فراہمی کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) موجودہ حکومت غریب و مستحق طالب علموں کو وظیفہ اور غریب بچیوں کو زکوٰۃ سے جہیز کی رقم کی ادائیگی اپنا مشن اور مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔ نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے قیام کے فوراً بعد زکوٰۃ کی فراہمی کا سلسلہ تمام مستحق افراد کے لئے بحال کر دیا جائے گا۔

سال2009، سلانوالی ضلع سرگودھا میں زکوٰۃ کی تقسیم کی تفصیلات

*4666: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک سلانوالی ضلع سرگودھا کو کتنی رقم زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے وہاں کے چیئرمین کو دی گئی؟

(ب) جن لوگوں کو زکوٰۃ دی گئی ان کے نام، ولدیت اور رقم کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) مذکورہ زکوٰۃ و عشر کمیٹی کو اس عرصہ میں کتنی دراخواستیں وصول ہوئیں، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک سلانوالی ضلع سرگودھا کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو زکوٰۃ کی کوئی بھی رقم جاری نہیں کی گئی کیوں کہ صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون2008 سے ختم ہو چکی ہے۔ نئی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل سے پہلے موجودہ حکومت نے قوانین زکوٰۃ اور تقسیم کے طریق کار کو شفاف اور قابل عمل بنانے کے لئے وفاقی حکومت کو ترامیم بھیجی تھیں۔وفاقی حکومت کی طرف سے تاحال ترامیم کے سلسلے میں کوئی مثبت جواب موصول نہیں ہوا۔صوبائی حکومت نے مزید تاخیر کئے بغیر نئی لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا کام شروع کر دیا ہے۔ان کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے کہ سلانوالی کے کسی چیئرمین لوکل زکوٰۃ کمیٹی کو زکوٰۃ کی مد میں رقم جاری نہیں کی گئی اور نہ ہی کسی فرد کو زکوٰۃ تقسیم ہوئی۔

(ج) چونکہ صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون2008 سے غیر فعال ہیں لہذا یکم جنوری2009 سے آج تک کوئی درخواست وصول نہیں ہوئی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جی، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں ایک شعر آپ کی نذر کروں۔

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو
مجھ سے میر شہر کا ہو گا نہ احترام
میری زباں کے واسطے تالے خرید لو

جناب سپیکر! آج محکمہ زکوٰۃ و عشر سے متعلق سوالات پر محکمے نے جو جوابات دیئے ہیں، میں بڑے افسوس کے ساتھ منسٹر صاحب کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خدارا! اپنا سیکرٹری change کر لیں۔

آپ پلیز اسے کبھی فرصت میں پڑھ لیجئے گا کہ جب 2007 کا آڈٹ تھا تو آج تک آپ کچھ ثابت ہی نہیں کر سکے۔ اگر کہیں پوچھا گیا ہے کہ فلاں جگہ پر کتنے مستحقین کو فنڈ دیا تھا؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس طرح اب بات نہیں ہو سکتی، پلیز اب چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنے لوگوں کو فنڈ دیا ہے تو محکمے نے جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ نے میری بات کو بھی رد کیا ہے۔ منسٹر صاحب کے سیکرٹری نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس کو چھوڑیں، اچھا نہیں لگتا۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے لیکن انہوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: براہ مہربانی، بات سنیں۔ جس سوال کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ سوال آگے دور تھا۔ میں کیا کر سکتا ہوں کہ جب وہ سوال ہی نہ آئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے سارے جواب غلط دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ سارے جواب غلط نہیں۔ I disagree with you آپ تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں گزارش کر لوں ورنہ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب میں آپ کو کیسے کہوں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!اصل میں یہاں پر جو ساری بات تکرار کے ساتھ ہو رہی تھی وہ صرف ایک بات تھی کہ ایک فقرہ تمام سوالوں کے اندر تھا یا تو یہ کتابت کی غلطی ہے یا پھر نااہلی ہے اور دو وزراء ایک محکمے کے سوالات کا جواب دے رہے تھے اصل میں انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب!ذرابات سنیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): وزیر صاحب ایوان کی میز پر سوالات پھینک کر گئے ہیں رکھ کر نہیں گئے اور فوری طور پر یہاں سے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے سامنے گزارشات کرنی ہوتی ہیں اور ہاؤس میں ہی بات کرنی ہوتی ہے۔ہاؤس میں کی ہوئی بات کو ہی میڈیا میں پذیرائی ملتی ہے۔ آج ایک ہی جواب دیا گیا کہ جب تک مرکز amendment نہیں کرتا ہم اس محکمے میں کچھ نہیں کر سکتے۔دو سال سے زکوۃ کا اربوں روپیہ تقسیم نہ کرنے کی ساری ذمہ داری آج پیپلز پارٹی اور(ن) لیگ کے دونوں وزراء نے مرکز پر ڈالی ہے کہ ہمارا کوئی قصور نہیں۔ پنجاب کے لوگ جو مستحقین ہیں اور جنہوں نے بھوک برداشت کی ہے، جنہوں نے راتوں کو اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہیں اور سینئر منسٹر نے اس بات کو own کیا ہے کہ اس کی وجہ مرکز ہے، اس کی وجہ ان کے صدر ہیں، اس کی وجہ ان کے وزیر اعظم ہیں، یہ ٹھیک ہے لیکن جو لوگ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے دو سال تک اس محکمے میں کچھ بھی نہیں کیا ان کی کارکردگی زیرو ہے۔ اگر ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور حکومت نے وہاں پر رہتے ہوئے بھی اور ایک coalition government کے ہوتے ہوئے وہ یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں وہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابھی کل ہی سینئر منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم حکومت میں نہیں ہیں۔ صدر صاحب کے حکم پر ہم لوکل باڈیز کا ووٹ دے رہے ہیں۔ حکومت میں نہ ہونے کے باوجود آج انہوں نے own کر لیا ہے۔ ہم تو یہ چاہ رہے تھے کہ مسلم لیگ(ن) کو گردانیں کہ انہوں نے دو سال گزرنے کے باوجود مستحقین کے لئے ایک پیسا بھی خرچ نہیں کیا لیکن انہوں نے سارا الزام مرکز پر لگایا اور سینئر منسٹر نے اس بات کو own کر لیا کہ ہاں یہ سارا قصور ہمارا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے مرکز پر الزام نہیں لگایا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ضمنی سوالات کرنا تو ان کا استحقاق تھا جو کہ نہیں سنا گیا۔ اگر آئندہ سنا جائے تو ہم مشکور ہوں گے۔ شکریہ

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور مجھے انتہائی دکھ ہے چودھری ظہیر صاحب ہمارے اپوزیشن لیڈر رہیں یہ خود پیپلز پارٹی میں رہے ہیں، پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ایم پی اے بھی رہے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے جو چیئرمین بنے تھے یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ مسلم لیگ (ق) کی حکومت میں بنے تھے اور ہماری حکومت آنے کے بعد ہم انہیں نہیں ہٹا سکے اور اس کے لئے قومی اسمبلی میں ترمیم ہونی ہے اور اس ترمیم کے بعد ہمیں اختیار ملے گا اور پھر اس اختیار کے تحت ہم انہیں ہٹائیں گے، اس میں صدر صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے، ہم تو پہلے ہی کہہ رہے ہیں کہ یہ چیئرمین مسلم لیگ (ق) نے بنائے تھے اور یہ سارے کے سارے پاکستان کے کرپٹ ترین لوگ ہیں جن کی یہ سرپرستی کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں احتساب کرنے دیں انشاء اللہ تعالیٰ ان میں سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا اور یہ سارے جیلوں میں جائیں گے۔ یہ سارے کرپٹ ترین لوگ ہیں۔ چودھری ظہیر صاحب پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ایم پی اے رہے ہیں اور آج اگر یہ وفاقی حکومت کی بات کرتے ہیں تو 70۔ ارب روپیہ محترمہ بے نظیر بھٹو انکم سپورٹس پروگرام سے غریبوں کے گھروں تک پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ کالے کرتوت کی بات کرتے ہیں، ان کے کالے کرتوت تو پوری قوم نے دیکھے، پوری قوم نے ان کو reject کیا اور پوری قوم نے ان کو ووٹ نہیں دیا۔ یہ [***] ہیں، انہوں نے پرویز مشرف کا ساتھ دیا ہے، یہ چودھری ظہیر اسی سیٹ پر کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ میں اس کو دس بار وردی میں منتخب کراؤں گا۔ ان کو شرم آنی چاہئے۔ (شیم شیم) (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: [***]ان الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔ راجہ صاحب !انہوں نے کسی پر الزام نہیں لگایا۔ انہوں نے تو صرف نشاندہی کی ہے کہ ان کو کتنی جلدی پکڑنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں کی ہے لیکن ایک دوسرے سے دلآزاری کی بات نہیں کرنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں کوئی متنازعہ بات نہیں کروں گا۔ سینئر منسٹر صاحب دو سال سے یہ ایک دو فقرے بار بار گردان کرتے ہیں تو میں اس پر بات نہیں کرتا۔ ہم اپنا mandate لے کر یہاں آئے ہیں اوراپوزیشن میں بیٹھے ہیں تو یہ بات کرتے رہیں گے۔ میری گزارشات کی آپ نے بھی تائید کی ہے۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!یہ اس بات کو تسلیم کریں کہ یہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ایم پی اے رہے ہیں اور ٹکٹ لینے کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو کے[***](شوروغل)

جناب سپیکر: یہ نازیبا الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!ان کے استعمال کئے گئے الفاظ آپ نے حذف کروادیئے تو ان کا اخلاق اور ان کی سیاسی training جو۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!وہ اچھے اخلاق والے ہیں لیکن کبھی کبھی وہ ایسا کر جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں ان کی training کی بات نہیں کرتا بلکہ انہیں زبان ہی یہی آتی ہے۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!یہ وٹو کے ساتھ گئے، یہ نواز شریف کے ساتھ گئے اور یہ چودھری پرویز الہیٰ کے ساتھ گئے۔ انہوں نے کوئی سیاسی جماعت نہیں

چھوڑی جس میں نہ گئے ہوں۔ انہوں نے وٹو کو حلف دیا کہ میں پارٹی کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد یہ نواز شریف کے پاس گئے اور پھر یہ پرویز الہیٰ کے ساتھ گئے اور اب میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ پرویز الہیٰ کو چھوڑ کر (ن) لیگ میں جا رہے تھے لیکن پرویز الہیٰ نے انہیں مجبوری کے تحت اپوزیشن لیڈر بنایا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: یہ الزامات غلط ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر یہاں پر مجھے بات نہیں کرنے دی جائے گی تو پھر اور بھی کوئی بات نہیں کر سکے گا۔ میں پہلے سینئر منسٹر کے طور پر ان کے متعلق بات کر رہا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ یہ شخص جو زبان استعمال کر رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! نہیں، نہیں ایسا نہ کریں۔ میں نے ان کے الفاظ بھی حذف کروائے ہیں۔ مجھے یہ الفاظ مناسب نہیں لگے اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آئین کے مطابق بات ہو رہی ہے اور آج یہاں اس issue اور subject پر بات ہو رہی تھی کہ دو وزراء نے مل کر یہاں سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔ ایک نے یہ کہا کہ ہم اس لئے کام نہیں کر سکتے کہ مرکز کی طرف سے ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور دوسرے نے own کیا۔ دوسری بات یہ جو کہتے ہیں کہ میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو تا رہا ہوں تو اب میں مسلم لیگ کی ٹکٹ پر منتخب ہوں۔ اس وقت میں وہاں کھڑا تھا اور آج یہاں پر کھڑا ہوں جسے میں own کرتا ہوں لیکن میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ یہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہونے کے بعد [******] پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ووٹ لے کر۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم

جناب سپیکر: یہ نازیبا الفاظ بھی کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ چودھری صاحب! آپ کے نازیبا الفاظ کو کارروائی سے حذف کروا رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!ان کے الفاظ بھی کارروائی سے حذف کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، دونوں طرف سے ایسے نازیبا الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آئندہ کے لئے یہ اپنی زبان پر قابو رکھیں ورنہ میں یہاں پر بھی اور باہر بھی اس کا جو حال کروں گا وہ دنیا دیکھے گی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔No personal attack

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آئندہ اسمبلی میں یہ نظر نہیں آئے گا اور یہ اپنی زندگی کا آخری الیکشن جیت چکا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!ہم جمہوری لوگ ہیں اور اپنے لیڈروں کے جوتے اٹھاتے اور کھاتے رہیں گے جو کہ ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: غیر مہذب زبان استعمال کرنے سے تمام ارکان گریز کریں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!تشریف رکھیں کیونکہ انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے اور کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں اور یہ تحریک پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی ہے جس کا آج منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے ruling دی تھی کہ کوئی ممبر کسی دوسرے پر personal attack نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی نہیں کرے گا اور جو کرتا ہے وہ غلط کرتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ٹائم نوٹ فرمالیں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت اب شروع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں شیخ صاحب! 1:20 پر یہ شروع ہوا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہاں پر جو بھی مسئلہ ہوتا ہے وہ عین تحریک التوائے کار پر ہوتا ہے اور یہ میرا ابھی پارلیمانی تجربہ ہے کہ آج تک دو تحاریک التوائے کار پر بھی معاملہ حل نہیں ہو سکا اور میں اپنے تمام بھائیوں سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے مجھے تھوڑا سا کام کرنے دیں اور سن لیں کہ کتنے اہم مسائل ہیں۔ یہ PCS والا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں ابھی آپ کا نمبر نہیں آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ ٹائم نوٹ فرمالیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ٹائم تو noted ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: آپ کے 20 منٹ ضائع ہو گئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو ٹائم ضائع ہوا وہ تحاریک التوائے کار میں نہیں تھا اور۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے پکارا تھا کہ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر میں کل سے stopwatch لے کر آؤں اور آپ کے آگے رکھوں۔ میں فوراً time out لیا کروں؟

جناب سپیکر: چلیں! پھر اب سے شروع کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترم پیر صاحب! آپ کی تحریک پڑھی گئی ہے۔

سرکاری ہسپتالوں کی ادویات مارکیٹ میں فروخت اور مستحق مریض محروم

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے لیکن میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے میری وزیر صحت صاحب سے بھی میٹنگ ہوئی ہے جس میں انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ واقعی ایم ایس کا وہاں پر کوئی انتظام نہیں ہے، وہ corrupt ہے اور وہاں پر اس نے معاملات کو الجھایا ہوا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو بتانا چاہتا ہوں۔ یہ اس میٹنگ میں بھی شامل رہے ہیں کہ اس وقت آج بھی ڈاکٹرز ہڑتال پر ہیں اور مریضوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور یہ اس کی بدانتظامی کی ایک مثال ہے جس پر وزیر موصوف نے بھی agree کیا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہاں پر اس کی کرپشن کے بارے میں اخبار کے تراشے بھی لے کر آیا ہوں کہ اس سے پہلے یہاں پر کرپشن ہوتی رہی ہے اور یہ خبر جنگ "اخبار" میں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پیر صاحب! اسے چھوڑیں کیونکہ وزیر صاحب نے آپ کی بات کا جواب دینا ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ انہوں نے جواب دینا ہے لیکن میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسے رہنے دیں اور وزیر صاحب آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب کل نہیں آیا تھا اور آج یہ موصول ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے آج صبح ہی میں نے ان کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور اس کے بعد ایم ایس سے بھی رابطہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بالکل حقائق پر مبنی ہیں۔ میں نے ان کو آج surety دی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ان کا مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر پورا suffer department کر رہا ہے، پورا علاقہ suffer کر رہا ہے تو میں نے انہیں یقین دہانی کروادی ہے اور مزید ہاؤس کو بھی کروا رہا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے اور انہوں نے ایک ہفتے کا ٹائم لیا ہے کہ ہم اس کو solve کر دیں گے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: بہت مہربانی لیکن میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ مجھے قبول ہے کہ وہاں پر اس کی مکمل انکوائری ہونی چاہئے لیکن انکوائری سے پہلے اس ایم ایس کو suspend یا وہاں سے remove کیا جائے۔ آپ مہربانی کر کے اس کی direction دے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے ان کی بات سنی ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جی، سنی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ابھی کیا کہا ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں ان کی بات سے مطمئن ہوں اور یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔ (قہقہہ)

انہوں نےsuspension کا کہا ہے تو suspension کی ابھی ضرورت نہیں ہے۔ میری ان سے بات ہو چکی ہے ایم ایس کو تبدیل کروادیا جائے گا۔ آج ان سے بات بھی ہوئی ہے اور میں نے پیر صاحب کی ٹیلیفون پر بات کروانے کی کوشش کی انہوں نے کہا کہ میں نے بات نہیں کرنی ہے۔ چونکہ یہ معاملہ طے ہو چکا ہے اور یہ agree بھی کر چکے ہیں suspension کی ضرورت نہیں ہے۔ within 8 days یہ معاملہ طے ہو جائے گا اور اس کو تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک 627 ہے۔ حضرت صاحب! کیا اس کو چھوڑ دیا جائے، pending کر دیا جائے یا کیا کر دیا جائے؟

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو اور اریگیشن کے تحت مکمل اور نامکمل منصوبہ جات میں ٹھیکیداروں کا افسران کی ملی بھگت اور جعلسازی کے ذریعہ مقررہ رقم سے زیادہ وصول کرنا

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! اس کو pending نہ کیا جائے۔ آج لاء منسٹر صاحب موجود ہیں اس پر میٹنگ ہو چکی ہے اور میں صرف آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اور میں نے سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو سے میٹنگ کی تھی۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک سال تک محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ریلوے سے چھانگا مانگا flyover کا NOC نہیں لے سکا اور ایک معصوم سا ایم پی اے وہاں سے دس دن میں NOC لے آیا۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔

شیخ علاؤالدین: سی اینڈ ڈبلیو جو پورا ایک محکمہ ہے وہ ایک سال میں NOC نہیں لے سکا جس کی وجہ سے یہ پراجیکٹ delay ہوا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس پر یہ surety دے دیں، اب تو وہ کہہ کر گئے ہیں کہ مئی تک۔ آپ کو بھی سن کر خوشی ہو گی کہ یہ پراجیکٹ مئی تک مکمل کر دیں گے اور دوسرا میں یہ surety چاہتا ہوں کہ اس پر ٹھیکیدار کو کوئی escalation amount نہیں دی

جائے گی اور جتنی escalation ان contractor companies کو دی جارہی ہے وہ اس کے بارے میں ایوان کو بتایا جائے گا۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کو بتایا ہے کہ ان contractor companies کو escalation کی مد میں اربوں روپے دیا جارہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ایوان کو بتایا جائے کہ کیوں دیا جارہا ہے؟ منسٹر صاحب جو مئی تک کا کہہ کر گئے ہیں یہ کہہ دیں کہ ہاں جی ٹھیک ہے مئی تک بن جائے گا اور یہ NOC ہو چکا ہے۔ پھر میں آگے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! مئی تک۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کو appreciate بھی کرنا چاہوں گا اور admit بھی کرنا چاہوں گا کہ شیخ صاحب کی اس تحریک التوائے کار کے ذریعے ڈیپارٹمنٹ کا کافی work ہوا ہے۔ اس کا کافی تفصیلی جواب آیا جو اس وقت میرے پاس ہے اور اس سے کافی چیزیں سامنے آئی ہیں۔ میں شیخ صاحب سے کہوں گا کہ اس جواب کی کاپی میں ابھی ان کے حوالے کر دوں گا وہ اس کو further probe کریں۔ اس میں دیکھیں کہ جو غلط قسم کی practice چل رہی ہے اس کو کس طرح سے، کس انداز سے اور کہاں کہاں روکا جاسکتا ہے یا ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کے لئے کیا guidance ہو سکتی ہے؟ باقی جو انہوں نے فرمایا ہے کہ مئی تک complete کر دیں گے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے اور اس کے سیکرٹری صاحب نے میری موجودگی میں ان سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ اس کو مئی تک مکمل کر دیا جائے گا اس لئے on behalf of the department میں ان کو assurance دیتا ہوں کہ مئی تک overhead bridge مکمل ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے ٹریفک کی وجہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں divider لگوادوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ سارا کچھ کر لیں گے آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس کے بعد اگلی تحریک نمبر2010 of 13 وہی خواتین کے مسئلے والی ہے۔ اس پر بھی جناب نے اجازت دے دی تھی تو آپ اس کو بحث کے لئے منظور کر لیں تاکہ تمام اراکین اپنی رائے کا اظہار کریں اور اس کے لئے آپ جو بھی دن رکھنا چاہیں رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کیا next Thursday رکھ لیں؟

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ میری طرف سے آپ جب چاہیں رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس کو تین دن کے اندر اندر بحث کے لئے رکھنا پڑے گا۔ کیا اس کو next Thursday کے لئے رکھ لیا جائے؟

معزز اراکین: رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو بحث کے لئے رکھا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،---No, no

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!صرف میری اتنی گزارش ہے کہ PCS والے معاملے کو کل لے لیا جائے کیونکہ اس میں لوگوں کے بہت برے حالات ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو کل لے لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ، بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2008

جناب سپیکر: اب باری آگئی ہے legislation کی۔

Now, we take up the Ali Institute of Education Lahore Bill 2008 (Bill No. 12 of 2008).

Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFIARS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Ali Institute of Education Lahore Bill 2008 be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Ali Institute of Education Lahore Bill 2008 be taken into consideration at once."

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب پہلے یہ آیا تھا اس دن بھی میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ اگر Rules of Procedure کو دیکھا جائے تو اس میں بڑا واضح ہے۔ Rule 113 کے تحت جو بل گورنر return کرے گا ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے پڑھتا ہوں:۔

113: BILLS RETURNED BY GOVERNOR:

(1) When a Bill passed by the Assembly is returned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered, the Secretary shall circulate the message to the members and shall also send an

intimation to that effect to the Minister for Law and Parliamentary Affairs and to the Minister-in-charge.

(2) The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill or any provision thereof or any amendments suggested therein on the basis of the message.

(3) The Secretary shall, as soon as may be, include the item of reconsideration or consideration, as the case may be, in the List of Business.

(4) On the day on which such a motion is fixed, the Minister-in-charge or the member concerned shall move that the message may be taken into consideration at once.

(5) When after reconsideration or consideration, as the case may be, the Bill is again passed by the Assembly, it shall be dealt with in accordance with rule 111.

جناب والا! اب میں rule 111 پڑھتا ہوں۔

111. **ASSENT BY GOVERNOR:** When a Bill is passed by the Assembly, an authenticated copy thereof signed by the Speaker and, in the case of a Money Bill, along with a certificate signed by him under clause (5) of Article 115 of the Constitution, shall be transmitted to the Governor by the Secretary for action under Article 116 of the Constitution.

جناب سپیکر: یہ کون سا بل ہے جس کے بارے میں آپ پڑھ رہے ہیں؟ ذرا یہ rules دوبارہ پڑھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ rules میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔

111. **ASSENT BY GOVERNOR:** When a Bill is passed by the Assembly, an authenticated copy thereof signed by the Speaker and, in the case of a Money Bill, along with a certificate signed by him under clause(5) of Article 115 of the Constitution, shall be transmitted to the Governor by the Secretary for action under Article 116 of the Constitution.

جناب سپیکر! اب میں Article 116 of the Constitution آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: Article 116 of the Constitution کہتا ہے کہ:

GOVERNOR ASSENT TO BILL:

(1) When a Bill has been passed by the Provincial Assembly, it shall be presented to the Governor for assent.

(2) When a Bill is presented to the Governor for assent, the Governor shall, within thirty days.

(a) Assent to the Bill; or

(b) In the case of a Bill other than a Money Bill, return the Bill to the Provincial Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered and that any amendment

specified in the message be considered.

(3) When the Governor has returned a Bill to the Provincial Assembly, it shall be reconsidered by the Provincial Assembly and, if it is again passed, with or without amendment, by the Provincial Assembly, by the votes of the majority of the members…

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ بہت اچھا پڑھ رہے ہیں لیکن یہ دیکھیں کہ آپ پڑھ کیا رہے ہیں؟

You are reading about the Money Bill.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! No sir, I am not وہ کہتا ہے کہ پھر Bill Money کے لئے دوسرا سرٹیفکیٹ ساتھ دینا ہے کوئی بھی بل۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے Rule 115 پڑھا ہے، کیا پڑھا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو پھر سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں، میری انگریزی بہت کمزور ہے یا پھر میں سمجھا نہیں سکا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں آپ کی انگریزی کی تو بات نہیں کرتا۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! In case of Bill other than the Money Bill, return the Bill to the Provincial Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered and that any amendment specified in the message be considered.

وہ واپس بھیج سکتا ہے اور اس کے بعد

(3) When the Governor has returned a Bill to the Provincial Assembly, it shall be reconsidered by the Provincial Assembly and, if it is again passed, with or without amendment

اس کیamendments آپ نے ماننی ہیں یا نہیں ماننی لیکن پھر سے اسمبلی کو پاس کرنا ہے۔

By the Provincial Assembly, by the votes of the majority of the members of the Provincial Assembly present and voting, it shall be again presented to the Governor and the Governor shall not withhold assent there from.

(4) When the Governor has assented to a Bill, it shall become law and be called an Act of Provincial Assembly.

میری یہ عرض تھی کہ جب گورنر صاحب نے یہ بل واپس بھیجا ہے تو اس کوreconsider ہونا ہے،اس کو دوبارہ ہاؤس سے پاس ہونا ہے اوراس کو پاس ہونے کے لئے جو کہ کسی بھیBill کو پاس ہونے کی جو شرائط ہیں ان شرائط کو پورا ہونا ہے، یہ بات بالکل بڑی واضح ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں Bill کو پاس کرنے کا طریقہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں لیکن اتنی لمبی ساریreading کرنے کا میرا جو مقصد ہے اور میری جو گزارش ہے وہ یہ ہے کہ اس کا وہ پورا process follow کیا جائے۔ اگر اس کا process follow کریں گے اور اس کو اسمبلی کی کمیٹی کے پاس بھیجیں گے اس میں سے ہو کر آئے گا۔ ویسے تو آپ اسمبلی کی کمیٹی میں سے پانچ منٹ میں پاس کروالیتے ہو تو اس طرح پانچ منٹ وہاں کا پھیرا لگا کر آجائے اور اس کے بعد ہو تو اس میں constitutional اور rules کی violations نہیں ہو گی۔ Ali Institute کو تین دن کے اندر کوئی فرق نہیں پڑے گا تو میری گزارش ہے کہ اس کو اس طرح کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، وہ کمیٹی کس نے بنائی ہے؟ اس معزز ہاؤس نے بنائی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تو اگر اس کوincorporate نہیں کیا جارہا تو یہ اس کمیٹی کا breach of privilege ہے۔ میرا آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے ایک اور سوال بھی ہے کہ پہلے کتنی دفعہ یہ ہوا ہے کہ گورنر نےBills واپس بھیجے ہوں اور جب گورنر نےBills بھیجے ہیں تو ان کو کس طرح پاس کروایا گیا؟

MR.SPEAKER: This is not question hour.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے اس میں تھوڑی سی میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے اس میں تھوڑی سی ریسرچ کی ہے کہ:

1. The Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989.
2. University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989.
3. UET Lahore (Amendment) Bill, 1989.
4. Baha-Ud-Din Zakaria University (Amendment) Bill, 1989.
5. University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill, 1989.

یہ اسمبلی نے 28۔جون1989 کو پاس کئے اور یہ گورنر نے 24۔جولائی1989 کو واپس بھیج دیئے تھے۔ اس وقت کیاprocedure adopt کیا گیا تھا؟ہم غلطprecedent نہset کریں۔اس کو اسمبلی کی کمیٹی میں سے پاس ہو کر آنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں!precedent آپ غلط پیش کر رہے ہیں یا وہ غلط پیش کر رہے ہیں۔ Precedent آپ میں سے کون غلط پیش کرنا چاہتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں لاءمنسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ Billsواپس آئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ شاید محترم لغاری صاحب کو یہ بات clear نہیں ہو پارہی ۔ اس میں دیکھیں کہ جو Bill جس message کے ساتھ گورنرrefer back کرتا ہے اس نے(113)under rule کے تحتdeal ہونا ہے اور اس میں باقاعدہ طور پر یہ درج ہے کہ:

"Be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered. "

آگے پورا طریق کار دیا ہے کہ the Secretary shall یہاں پر shall کا لفظ ہے۔

"The Secretary shall circulate the message to the members and shall also send intimation to that effect to the Minister for Law and Parliamentary Affaires.

اب اس Bill کا جو message ہے وہ آگیا اس کے بعد سب سے پہلے یہ ہونا ہے کہ سیکرٹری نے تمام ممبران کو اور لاء منسٹر کو intimate کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ 12/09 کو بھیج دیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ intimation ہو چکی ہے اور اس کے بعد

2. The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill or any provision thereof or any amendments suggested therein

اب یہ ہاؤس میں ہونا ہے۔ جو منسٹر انچارج نے in writing نوٹس دینا ہے وہ ہو چکا ہے۔ اب اس کے بعد

The Secretary shall, as soon as may be, include the item of reconsideration or consideration, as the case may be, in the List of Business.

اب List of Business, Standing Committee کا business نہیں ہے اور List of Business کبھی بھی Standing Committee کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے بلکہ ہاؤس کے لئے تیار ہوتا ہے یہ بھی ہو چکا ہے اور اس کے بعد آج motion move ہوئی ہے اس لئے اس کا ان rules کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ independence rules ہیں اور اس میں تمام تر طریق کار درج ہے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس motion کا question put کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کوئی وکیل نہیں ہوں لیکن رانا صاحب وکیل ہیں شاید وہ۔۔۔

جناب سپیکر: shall اور may، میں بہت فرق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! reconsider کا مجھے مطلب بتا دیں کہ Bill کس طرح reconsider ہوتا ہے؟ اسمبلی کی committees کیا کرتی ہیں، کیا وہ اس Bill کو اپنی کمیٹی کے اندر consider کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ آپ بھی مکمل طور پر سمجھ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں، میں نہیں سمجھ رہا مجھے سمجھا دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے سمجھا دیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہ precedent set کر رہے ہیں۔

MR.SPEAKER: No.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ جو پرانے Bills اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے آئے تھے ان کے ساتھ کیا گیا تھا، کیا انہیں اسی طرح ایک دن اسمبلی میں رکھ کر اسی وقت پاس کیا تھا؟

جناب سپیکر: وہ Bill اسمبلی میں آیا نہیں تھا اور Bill پاس ہی نہیں ہوا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Bills پاس ہوئے ہیں اور 28-06-1989 کو اسمبلی میں پاس ہوئے ہیں اور گورنر نے یہ 24۔جولائی کو واپس بھیجے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب آپ نے کافی بات کر لی ہے I disagree with you, gentleman!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بلز 28-06-1989 کو پاس نہیں ہوئے اور گورنر سے 24۔جولائی 1989 کو واپس نہیں آئے؟

جناب سپیکر: یہ مجھے بتایا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ پاس ہوکر واپس آئے ہیں یا تو پھر آپ categorically کہہ دیں کہBillsپاس ہوکر واپس نہیں آئے۔

جناب سپیکر:دوبارہ ادھر نہیں آئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میری تحقیق کے مطابق گورنر نے 24۔جولائی کو واپس کئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی تحقیق کا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ Bills گورنر سے واپس نہیں آئے۔

جناب سپیکر:آپ لاء منسٹر کی بات سنیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!جو نقطہ نظر محسن لغاری صاحب نے پیش کیا ہے اس کو پورے ہاؤس نے سنا ہے اور جواباًجو میں نے عرض کیا ہے کہ Rule 113 کے تحت جو بھی procedure updated ہونا ہے وہ اس میں درج ہے تو اس لئے آپ questions put کریں اور ہاؤس کی رائے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آپ یہ ruling دے دیں کہ گورنر سے Billsواپس آئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کو پتا نہیں ہے کہ اسمبلی dissolved ہوئی تھی جس وقت کی آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جب گورنر نے یہ Bills واپس کئے تھے تو کیا اس وقت 24۔جولائی کو اسمبلی dissolved ہوئی تھی؟

جناب سپیکر:جی،بس جو بات 113 rule میں لکھی ہوئی ہے وہ آپkindly پڑھ لیں وہ ہمیں یہاں تک ہی رکھتا ہے کہ یہ ہاؤس میں پاس ہو گا جس طرح سے message آیا ہے اس کو سیکرٹری نے convey کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:اسBill کو بھیreconsider کرنا ہے۔

جناب سپیکر:No, no سیکرٹری نے آپ سب کو 113 rule کے تحت اس کی اطلاع 09-12-09 کو دے دی تھی اس کے بعد اب منسٹر صاحب نے اس کو پیش کرنا ہے اور وہ پیش کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ ایسے پاس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر:جی،113 rule کے تحت آپ کو اطلاع دے دی گئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہاؤس میں بل کو دوبارہ پاس ہونا ہے۔

جناب سپیکر:جی، نہیں ہو سکتا ہاؤس میں وہ بات آ رہی ہے ناں!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بل کو پاس ہونا ہے اور اس کا ایک طریق کار ہے۔

جناب سپیکر:ہاؤس میںmatter آ رہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بل ہاؤس میںclause by clause reconsider ہو گا۔

جناب سپیکر:جی، اگر آپ اس میں کوئیobjection لاتے تو ہم ضرور دیکھتے۔ No, no, this is not right. You have lost the time.

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!جس پر کوئیamendment نہیں آتی اس کو بھی clause by clause consider کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:جی،ہم اس کوclause by clause لیتے ہیں۔ اب ہم اس کو clause clause by لے چکے۔اس میں صرف ایکword کی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:چاہے ایکcomma کی بات ہو اس کو دوبارہ آنا ہو گا۔

جناب سپیکر:ہم اس میں ہاؤس کی مرضی کے مطابق ترمیم کریں گے۔وہ ہاؤس کی مرضی سے ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہاؤس کی مرضی سے نہیں rules کے مطابق ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، ابھی میں اس پر question put کرتا ہوں۔ آپ ذرا غور سے سُنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم آپ کے اس رویے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرا رویہ آپ سے کبھی غلط ہوا ہے نہ ہو گا۔ آپ نے ویسے اپنی مرضی کرنی ہے تو آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس بل کو bulldoze کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ، there are rules اور میں rules کے مطابق چل رہا ہوں۔ I am doing according to the rules my dear. I am fulfilling this.

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: No, no آپ تشریف رکھیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! This is the constitution and these are the relevant rules.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم آپ سے request کر رہے ہیں کہ اس بل کو bulldoze کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات بڑے آرام سے سُنی ہے اور اب اگر آپ کے مؤقف میں مضبوطی نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اسے ہاؤس میں put کریں۔

جناب سپیکر: میں ہاؤس میں put کروں گا، آپ بیٹھیں۔ پھر ذرا face دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ قانون اور آئین کے مطابق نہیں ہے بلکہ قانون کے خلاف بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں قانون اور آئین کے مطابق جا رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس سے مطمئن ہوں۔ چودھری صاحب! ان کو بٹھائیں یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ غلط ہے میں اس کو نہیں مانتا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں۔ معزز و محترم لغاری صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تین دن اس کا انتظار کر کے ایک غلط precedent کو follow کر لیا جائے تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ میں غلط precedent follow نہیں کر رہا۔ یہ precedent اسی طرح ہے جس طرح سے میں کر رہا ہوں۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد محسن خان لغاری احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

The motion moved and the question is:

"That the message of the Governor in respect of the Ali Institute of Education, Lahore Bill, 2008, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Minister for Law may move the motion for amendment in the Bill.

میرے خیال میں اتنی دیر میں ان کو بلوا لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، یہ کوئی رویہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بس بات ہو گئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی رویہ نہیں ہے کہ آپ rules کے مطابق اپنی بات کریں اور جب دوسری طرف سے اس کا جواب آ جائے تو پھر بھی وہ اس

بات پر بضد ہوں کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے اور پورے ہاؤس کو مجبور کیا جائے کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کو تسلیم کیا جائے یہ کوئی رویہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پھر بھی ہمیں ان کو منانا ہو گا۔ اولکھ صاحب! آپ ان کو منا کر لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ آپ بالکل منائیں۔ پارلیمانی روایات ہیں اس کے مطابق آپ دوستوں کی ڈیوٹی لگائیں ان کو بھیجیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی motion پڑھیں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That for the word "Chancellor", wherever occurs in the Bill, the word "Patron" shall be substituted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That for the word "Chancellor", wherever occurs in the Bill, the word "Patron" shall be substituted."
>
> Now, the motion moved and the question is:
>
> "That for the word "Chancellor", wherever occurs in the Bill, the word "Patron" shall be substituted."
>
> (The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پورا بل after consideration، پاس ہونے کے بعد گورنر صاحب کو submit کیا گیا۔ اس میں صرف اتنی بات تھی کہ کیونکہ اس Institution کے Executive and Administrative Head کا نام Vice-Chancellor کی بجائے Rector تھا تو اس لئے وہاں سے یہ اعتراض ہوا اور یہ message آیا کہ Rector کے ساتھ Patron tally نہیں کرتا تو Chancellor کے لفظ کو Patron سے تبدیل کر دیا جائے۔ اتنی بات کے اوپر سارے بل کو reconsider کرنا یہ کہاں کا اصول تھا؟

(اس مرحلہ پر جناب محمد محسن خان لغاری اپنا احتجاج ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کے تشریف لانے پر ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Ali Institute of Education, Lahore…

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھی نے جو point out کیا تھا وہ ٹھیک تھا۔ آپ کے پاس اختیار ہے اور لاء منسٹر صاحب بھی اس پر suggestion دے سکتے ہیں۔ Rules suspend کرنے کا اختیار آپ کے پاس ہے اور پہلے بھی rules suspend کئے جاتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم نے rules suspend نہیں کئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اگر آج rules suspend کر کے اسے take up کر لیتے تو زیادہ اچھا تھا ورنہ ان کا objection valid تھا۔ میں نے یہی گزارش کرنی تھی کہ اگر suspend rules کر کے پاس کروا لیتے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اب rules کو درخور اعتنا بھی نہیں سمجھا گیا rules suspend بھی نہیں کئے گئے۔ ہم نے اتنی استدعا کرنی تھی باقی آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: .I did according to rules جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ یہ تمام معاملہ according to rules ہے اس لئے rules suspend کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

Sir, I move:

"That the Ali Institute of Education, Lahore Bill, 2008, as amended be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ali Institute of Education, Lahore Bill, 2008, as amended be passed."

Now, the motion moved and the question is:

"That the Ali Institute of Education, Lahore Bill, 2008, as amended be passed."

(The motion was carried)

(The Bill as amended is passed)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2010

MR. SPEAKER: Now, we take up another Bill No. 11 of 2010. Minister for Law to introduce the King Edward Medical University (Amendment) Bill, 2010.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move to introduce the King Edward Medical University (Amendment) Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The King Edward Medical University(Amendment) Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report up to 15th March 2010.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ سے ایک قرارداد out of turn پڑھنے کے لئے request کی تھی وزیر قانون صاحب نے بھی اس کی اجازت دے دی ہے۔ اگر آپ بھی اجازت دے دیں تو میں آپ کی بڑی شکر گزار ہوں گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ! بات یہ ہے کہ اب اس کا ٹائم نہیں ہے۔ اگر ٹائم ہوتا تو میں یقیناً آپ کو موقع دیتا۔ آپ اگر اس وقت مجھے point out کرتیں تو میں یقیناً آپ کو اس کے لئے اجازت دیتا۔ صبح آپ اسے لے آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! یہ out of turn ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کے لئے تو rules suspend کرنے پڑتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! قاعدہ 115 کے تحت میں آپ سے request کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: اب اس کا موقع کل آئے گا۔ اب تو وہ ٹائم نہیں ہے۔ کل آپ پیش کر لیں اس کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اگر آپ اجازت دے دیں تو پھر میں کل اسے پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اسے کل کر لیا جائے۔ اسی قسم کا ایک اور مسئلہ بھی تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! وہ میری ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ 2009

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی نہیں ہے وہ اور ہے اور ان سے میں committed ہوں۔ Let me start now. اب legislation ہو رہی ہے۔

Now take up the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009 (Bill No. 30 of 2009).

Minister for law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009, as recommended by

the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2010."

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! آپ اسے پہلے پڑھیں گے۔

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس ہاؤس کے سامنے ہماری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ہم ایک اتنا خرچہ کرنے جا رہے ہیں، ایک چیز پر اتنے پیسے خرچ کر رہے ہیں جو کہ شاید پنجاب کی تعلیم کا جو باقی بجٹ ہے اس سے بھی کہیں زیادہ اس پر خرچ کر رہے ہیں۔ ہم ہر تحصیل لیول پر اس کو introduce کر رہے ہیں اور claim یہی کر رہے ہیں کہ ایچی سن کالج بنا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اس قسم کے سکول ہر جگہ قائم کر سکیں لیکن پیسے کا اتنا زیادہ استعمال اور وہ بھی participation public کے بغیر، لوگوں کی input لئے بغیر کر رہے ہیں۔ اس وقت ہماری تعلیم کا جو حال ہے وہ آپ کو معلوم ہے اور جہاں تک دانش سکول کا تعلق ہے یہ محدود لوگوں کو تعلیم دے گا اور یہ مخصوص لوگوں کے لئے بنے گا۔ اس میں بہت اچھی اچھی باتیں کی گئی ہیں کہ غریب نادار لوگوں کو اس سے تعلیم دی جائے گی۔ کیا سارے غریبوں کو تعلیم دی جا سکے گی، کیا سارے نادار لوگوں کو اس سے تعلیم دی جا سکے گی؟ اس وقت ہمارے education system کا جو حال ہے ہم کم از کم ان لوگوں سے پوچھیں تو سہی کہ تم نے دانش سکول بنانے ہیں یا تمہارے پرائمری سکول کے اندر جو استاد نہیں ہیں، تمہارے پرائمری سکول کے اندر بیٹھنے کے لئے فرنیچر نہیں ہے، بلیک بورڈ نہیں ہے، کتابیں نہیں ہیں اور وہ چاہئیں۔ غرضیکہ جو کمیاں کوتاہیاں ہیں اس سسٹم کو ہم نے overall ٹھیک کرنا ہے یا آپ نے اتنے سارے پیسے اس ترجیحات پر لگانے ہیں۔ ہر تحصیل کے اندر دانش سکول بنانے کے لئے اربوں روپے چاہئیں جو کہ ایک محدود تعداد کے بچوں کو تعلیم دے سکیں گے اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ اس کو circulate کر کے لوگوں کی اس پر opinion لے لی جائے تاکہ لوگوں کو ایک sense of

participationہو کہ ہم بھی اس حکومت کے فیصلہ سازی کے عمل میں شریک ہیں۔ اتنی سی ہماری گزارش ہے اور میرے خیال میں یہ بڑی جائز ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! کوئی صاحب اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ایک ایک کر کے بات کرتے ہیں تا کہ اس پر زیادہ وقت ضائع نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! محسن لغاری صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے اس بل کو پڑھا اور اس پر اظہار خیال کیا ہے اور اس پر بہت اچھی باتیں کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ صرف ارادہ ہی نہیں بلکہ ہم ان چیزوں کو implement کریں گے اور quality education صرف امیروں کا حق نہیں ہے یا صرف ان لوگوں کا حق نہیں ہے جو بڑے سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کروا سکیں۔ یہ ان لوگوں کا بھی حق ہے جن کے پاس بڑی فیس ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور یہ دانش سکول ہم تحصیل اور ڈسٹرکٹ لیول پر شروع کر رہے ہیں۔ یہ درست بات ہے کہ ہم first phase میں ہم ہر تحصیل میں دانش سکول قائم نہیں کر سکیں گے لیکن second and third phase میں انشاءاللہ تعالیٰ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ہم ہر تحصیل میں پہنچیں گے اور ہر جگہ پر ان بچوں کو جو quality education لینے کی اہلیت رکھتے ہیں، جن کا میرٹ بنتا ہے لیکن اس وجہ سے ان بڑے سکولوں میں داخل نہیں ہو سکتے کہ ان کے ماں باپ کے پاس اتنی فیس بھرنے کے پیسے نہیں ہیں۔ ان بچوں کے لئے یہ ایک اچھا منصوبہ شروع ہونے جا رہا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اور اس کے بعد پھر پاکستان میں کیونکہ جو لوگ پنجاب سے پڑھ لکھ کر آگے بڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ ملک کی خدمت بھی کریں گے۔ یہ منصوبہ تعلیم کے میدان میں ایک بنیادی تبدیلی کا حامل ثابت ہو گا۔

اس میں جہاں تک ان کا یہ معاملہ ہے کہ public opinion کے لئے بھیجا جائے۔ یہ ہاؤس public opinion ہی ہے اور اس کا بھی ایک طریق کار ہے، سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہاں پر جس opinion کا اظہار کیا گیا ہے، جس رائے کا اظہار کیا گیا ہے وہ بالکل public opinion ہے، آئین اور قانون کے مطابق اس

معزز ہاؤس اور اس سے آگے جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ بالکل ایک competent institution ہے جو کہ public opinion کو اس کے ذریعے سے reflect ہونا ہوتا ہے۔اس پر بالکل consideration ہوئی ہے اور اب اس میں further public opinion کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2010."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That the Punjab Danish Schools of Centres of Excellence Authority Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to a Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 28th March 2010.

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khuram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Danish Schools of Centres of Excellence Authority Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to a Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 28th March 2010.
>
> Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khuram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: **Opposed.**

ڈاکٹر سامیہ امجد: محترم سپیکر صاحب!اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بھی کوئی حکومت آتی ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ایجوکیشن اور ہیلتھ کو improve کرنے کے لئے سوچے، سمجھے اور اقدامات اٹھائے۔ یہاں پر بھی حکومت کی نیک نیتی تو شامل ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس سیکٹر میں جس میں بچوں کی ایجوکیشن ہے اس کو approach کرے۔صرف اتنی بات کرنے والی ہے کہ پچھلی حکومت نے دسویں جماعت تک ساری تعلیم مفت کی تھی۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ لوگ بی اے تک مفت تعلیم کرتے، جتنا پیسا اس source پر خرچ کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ سکولز کے standard کو uplift کیا جائے، گورنمنٹ سکولز کے بچوں کو سہولیات دی جائیں، استادوں کو پورا کیا جائے، مفت کتب دی جائیں، وظائف دیئے جائیں اور اس حکومت کی اس effort کو پوری دنیا میں quote کیا جاتا ہے کہ وہ ایک amendable effort تھی اور اسے internationally ہر forum پر quote کیا جاتا تھا۔یہ جو

ایک اتنی بڑی رقم سے ایک parallel system سوچنے کی دانشمندی یا کسی دانشمند نے اسے شروع کیا ہے۔اس کی بجائے جو already پیسا خرچ کیا جا چکا ہے اسی کو strengthen کیا جاتا، infrastructure اور لڑکیوں کو وظائف دیئے گئے does and don't وظائف دیئے گئے، مفت کتب دی گئیں وہ اس میں شامل کی گئیں اس میں addition خوراک اور meals کی گئی ہے کہ ان بچوں کو داخل کیا جائے گا اور ان کو خوراک بھی دی جائے گی۔فرق صرف اتنا ہے کہ دانش سکول نے ابھی شروع ہونا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ایکڑوں کے حساب سے زمینیں allocate ہونی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا build infrastructure کرنے کے لئے کروڑوں اور اربوں روپیہ خرچ ہونا ہے، فرق یہ بھی ہے کہ اس parallel system پر نئے سرے سے خرچ کرنے کی کیا دانشمندی ہے؟ میرے خیال میں اسے اس طرح سے دوبارہ consider نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ بل ایک سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور اس فلسفے کو revise کیا جائے کیونکہ ان کی statement of objects and reason میں یہ واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> There is to improve the standards of the existing schools and to update the infrastructure and human resource in order to build a strong foundation for the national buildings.

اس کا مطلب ہے کہ اس حکومت کو احساس ہے کہ already infrastructure جو کروڑوں اربوں کے 62 years کے بجٹ پر based ہے اس سے اتنی ناامیدی کیوں اور ان کا ان سے اس طرح trust کیوں اٹھ گیا ہے، وہ استانیاں جو پڑھا رہی ہیں کیا آپ نے ان سب کو فیل کر دیا ہے کہ وہ Centres of Excellence نہیں بن سکتے؟ کیا یہ failure کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم ان سکولوں کو ٹھیک ہی نہیں کر سکتے؟ حالانکہ یہ واضح ہے اور internationally renowned تھا کہ جو efforts ہماری حکومت نے کیں اس سے نہ صرف بچوں کی enrollment زیادہ ہوئی، نہ صرف استانیاں زیادہ ہوئیں بلکہ یہ claim جو اس document میں، یہ خواہش جو اس document میں یہ حکومت کر رہی ہے اسے پورا کیا گیا۔UNO سے لے کر ہر اس ادارے نے جس نے اس کے لئے رقم دی، جتنا بھی انٹرنیشل ادھار آیا، وہ اس گورنمنٹ سکول سسٹم کو strengthen کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔اقرار بھی کیا

ہے کہ اسی infrastructure کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس حکومت نے ایک نئے سسٹم کے بارے میں کیا سوچا ہے اور اس میں کیا دانشمندی ہے کہ یہ سسٹم ایک بھاری رقم سے بنایا جائے گا اس کی کیا ضرورت تھی ؟ پھر ایک جملے میں اس چیز کو negate کر دیا گیا اور پرائیویٹ سکولوں کی بہت زیادہ تعریف کر دی گئی ہے کہ پرائیویٹ سکول سسٹم excellence ہے۔ ایک اور semi private ڈی سی اوز کے under جو کچھ بھی شرائط لکھی ہیں مفت تعلیم، غریب کے بچے یہ اس میں ڈال کر انہیں excellence کہہ دیں گے۔یہ ایک انتہائی مہنگی اور انتہائی imperceptible چیز ہے۔کتنے اضلاع ہیں جن میں آپ پرائیویٹ سکولوں کو pilot کر کے شروع کر لیں گے، already حکومت کے پاس کتنی زمین موجود ہے جس میں یہ دوبارہ infrastructure بنالیں گے اور اس میں کیا دانشمندی ہے ؟ یہ باتیں reconsider کرنے کے لئے میں ہاؤس سے اپیل کروں گی کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹی نے اس ہاؤس کی sense لی ہے سر آنکھوں پر لیکن وہاں پر بھی جو ووٹ دینے اور representation کا مختلف سیاسی جماعتوں کی percentage ہے اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں positive criticism incorporate ہو گئی۔اسی طرح لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں چار ساڑھے چار گھنٹے کی بحث کے بعد بھی اس ایوان اور سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی logical باتوں کو نہیں مانا گیا تھا اور اس میں بھی کوئی خاص امید نہیں، یہ تو سیاست کی بات ہی نہیں بلکہ یہ تو بچوں کے مستقبل کی بات ہے۔بچوں کو excellence میں لے جانا اور اپنے existing schools کو آگے تک لے جانا ہی عقلمندی ہے۔کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ ہم کہتے کہ ہاں اس گورنمنٹ نے challenge meet کئے ہیں اگر ہم میٹرک تک تعلیم مفت کر سکتے تھے اور اسے چلا سکتے تھے اور international repute لے سکتے تھے تو یہ حکومت اپنے سٹوڈنٹس کو higher یا بی اے تک تعلیم مفت کرتی اور انہیں facilitate کر کے internationally compete کراتی لہذا میں اس ہاؤس سے استدعا کروں گی کہ in the good sense and for the sake future of their children of the پنجاب کے اس ٹیچنگ سسٹم کو یہ سزا نہ دیں۔جب پوری دنیا نے مانا کہ یہ سسٹم بہتر ہوا ہے تو آج اس دانش سسٹم کو establish کر کے ایک practical جواب دے رہے ہیں کہ آپ میں existing government system کو improve کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے بلکہ ان سے compete کرنے کے لئے ایک دانش سکول سسٹم introduce کرایا جا رہا ہے اس طرح اپنے

ہی گھر میں دوclasses بن رہی ہیں۔ آپ جس چیز کوdiscourage کرنے کاclaim کر رہے ہیں آپ اسے اپنے عمل سے negate کر رہے ہیں۔اگر آپ سوچیں تو کہیں بھی دانشمندی نہیں ہے۔ایک سکول میں بھی نہیں تھا کہO level اور میٹرک رکھا جائے تمام چیزوں کو ایک سطح پر رکھا جائے لیکن آپ تو پورا سکول سسٹم قائم کرنے چل پڑے۔ یہ کس قسم کی دانشمندی ہے پھر انگلیاں اٹھیں گی کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے انہیں یہ مشورے دیئے۔وہand national study international اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے جو فلسفےestablish کئے ان کوfailure کی طرف دھکیلنے میں یہ ایک بہت بڑا قدم ہو گا۔ گورنمنٹ سکولوں کو اس طرح اندھیروں میں دھکیلنے میں کوئی بھی عقلمندی اور دانشمندی نظر نہیں آتی۔ تمام والدین جو اپنے بچوں کی تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں اور غریبوں کے بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں،جو مساوات کی بات کرتے ہیں،جو equality of education کی بات کرتے ہیں اور جو یہ بات کرتے ہیں کہ پنگھوڑے اور تعلیمی اداروں میں classification نہیں ہونی چاہئے۔یہ Bill لا کر ان سب کی نفی کی گئی ہے۔یہ دانش سکولز اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ حکومت ایک نئےand class system school system کو establish کرنے چلی ہے۔اسBill کے حق میں جو بھی ووٹ پڑے گا وہ اسی چیز کے اوپر پڑے گا کہ انہوں نےclass within a class create کر دی ہے۔ یہ ان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہclass within a class create کریں لہذا میں اس ایوان سےappeal کروں گی کہ اس Billکوreconsider کرنے کے لئےSelect Committee میں بھیج دیں۔یہی وہ وقت ہے کہ جس میںbrain storming کی جائے،یہی وہ وقت ہے کہ جس میں بات کی جائے،یہی وہ وقت ہے کہ جس میں نئےhorizons کھولے جائیں اور یہی وہ وقت ہے کہ جس میں class within a class کی فلاسفی کوnegate کیا جائے۔اگر یہschool system قائم ہو گیا تو پھر یہ حکومت کا ہی قدم ہو گا کہ وہ اپنےexisting system پر اعتماد نہیں کرتی اور ایک نئی چیز کوcreate کر رہی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اسBill کوSelect Committee کے سپرد کیا جائے کیونکہ اس پر تھوڑی سی مزید سمع خراشی کرنے کی ضرورت ہے۔اس میں ایک بہت important matter بھی چھپا ہوا ہے جو کہ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے

کہ Centres of Excellence بنانے کے لئے already جو سکول exist کرتے ہیں ان کو کیوں upgrade نہیں کیا جاتا، ان میں missing facilities کو کیوں پورا نہیں کیا جاتا اوران میں second shift شروع کروا کر تعلیم سے محروم رہ جانے والے بچوں کو موقع کیوں فراہم نہیں کیا جاتا؟اس وقت دانش سکول کے لئے جو غیر دانش مندانہ اقدامات کئے گئے ہیں، اس کی ذرا حالت زار ملاحظہ فرمائیں کہ اس پراجیکٹ میں 350 ملین روپے فی سکول کا تخمینہ لگایا گیا ہے اوراس کے اوپر ہر سال 65 ملین روپے خرچ آئیں گے۔ایک طرف حالت یہ ہے کہ این ایف سی ایوارڈ کی وجہ سے ہم 175۔ارب روپے میں سے صرف 120۔ارب روپے لے رہے ہیں۔ہمارا صوبہ پہلے ہی 75۔ ارب روپے overdraft میں جارہا ہے اوراس رقم کو loan میں convert کیا گیا ہے۔اس کے باوجود ابھی 21۔ارب روپے کا overdraft باقی ہے جبکہ 27۔ارب روپے ہمارے پاس آخری limit ہے۔ذرا سوچئے کہ ہمارے پاس صرف 27۔ارب روپے کی آخری limit ہے اور اس limit میں سے ہم اتنے مہنگے projects لگانے جارہے ہیں۔یہ projects صرف limited area کو cover کر سکیں گے۔کیا اس سے مطلوبہ نتائج حاصل ہو سکیں گے، کیا ہر بچہ اس کے اندر fall کر سکے گا اور کیا تمام area کے لوگوں کو یہ سکول cater کر سکے گا؟اس ایک دانش سکول پر 350 ملین روپے خرچ آئیں گے اور 65 ملین روپے اس کے سالانہ اخراجات ہوں گے۔صوبہ اس وقت خسارے میں جا رہا ہے، overdraft لینا پڑ رہا ہے اور اس overdraft کو loan میں convert کرایا جارہا ہے تو ایسی صورتحال میں یہ کیسے ممکن ہے کہ اس project کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے گا، اتنی بڑی بڑی رقوم کہاں سے آئیں گی؟پہلے سے موجود سکول خالی پڑے ہوئے ہیں، ان میں استاد موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے بچے تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں۔اگر پہلے سے موجود سکولوں کو تھوڑا سا بہتر کر لیا جاتا، یہ اخراجات ان سکولوں پر کر لئے جاتے تو زیادہ بہتر نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔لہذا میرا یہی خیال ہے کہ اتنے heavy اخراجات کرنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس Bill کو Select Committee کے سپرد کرنے کی بات ہو رہی ہے تو اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ دانش سکولوں کے قیام سے اگر حکومت یکساں تعلیمی نظام رائج کرنا چاہتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا نام اس amendment کے movers میں نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا نام movers میں ہے۔ یقین کریں کہ جب آپ بات کرتے ہیں تو میں بڑے غور سے سنتی ہوں۔ آپ نے خود میرا نام پکارا تھا اور میں نے سنا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، میں معذرت چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عرض کر رہی تھی کہ اگر دانش سکول کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ صوبے میں ایک یکساں تعلیمی نظام رائج کیا جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ دانش سکول نہیں بلکہ یہ ایجی سن revival programme ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایک طرف تو ہم دانش سکول کی بات کر کے دانش اور عقل والی باتیں کرتے ہیں لیکن جنہوں نے ہماری یہ گزارشات سننی ہیں، یعنی وزیر تعلیم صاحب، وہ یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں۔ تو پھر یہ کس قسم کی عقل و دانش کی باتیں کی جا رہی ہیں؟ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس دانش سکول سسٹم کا بھی وہی حشر ہو جو کہ سستی روٹی کا ہوا ہے تو پھر ہم کیا کہہ سکتے۔ اگر ہم واقعی seriously یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آنے والی نسلوں کے لئے کچھ بہتر کام کرنا ہے ان کو ایک تعلیم یافتہ اور مہذب معاشرے میں convert کرنا ہے تو پھر ہم حکومت کے ہر اس اقدام کو appreciate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے اپنے پچھلے tenure میں ایک third party evaluation کروا کر گھوسٹ سکولوں کو identify کروایا تھا، missing facilities کو پورا کروایا تھا۔ ہم حکومت کے ان اقدام کو appreciate کرتے ہیں لیکن اس دانش سکول سسٹم کی باگ ڈور پھر اسی بیوروکریسی کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے، پھر مجھے سفارش کے لئے بیوروکریٹ کے پاس جانا پڑے گا، پھر مجھے اپنے بچے کو داخل کروانے کے لئے ڈی سی او کے دفتر میں جا کر لمبی قطار میں لگنا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ براہ مہربانی آپ میرے بچے کا یہاں پر admission کر دیں۔ یہ کس طرح سے یکساں تعلیم کا نظام رائج ہو گا؟ وہ سرکاری سکول جو کہ کئی سالوں سے exist کر رہے ہیں، وہاں پر بچے آج بھی زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں، جہاں پر bathrooms کی سہولت نہیں ہے، جہاں پر اساتذہ نہیں ہیں، بچیوں کے ایسے سکول بھی ہیں کہ جہاں پر ریاضی اور

سائنس پڑھانے کے لئے استاد موجود نہیں ہیں۔ قوم کے ان نونہالوں کا کیا قصور ہے؟میں on the floor of the House یہ بات کہنا چاہتی ہوں اور یہ history کی بات ہے کہ ہمیشہ وہی بچہ یا بچی اول، دوم یا سوئم آئی ہے کہ جس نے سرکاری سکول میں تعلیم حاصل کی ہوتی ہے۔جب یہ بچے پہلی ،دوسری یا تیسری پوزیشن میں آتے ہیں تو ان کو دو، تین یا پانچ لاکھ روپے مل جاتے ہیں لیکن باقی بچوں کا کیا قصور ہے، ان کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ حکومت پہلے ان existing سکولوں میں facilities missing کو پورا کرتی، پہلے ان سکولوں کو upgrade کیا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ان سکولوں اور ہمارے بچوں کے مستقبل کو تو انہوں نے این جی اوز کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔این جی اوز زکوۃ کی مد سے یا ادھر اُدھر، بین الاقوامی طور پر ہمارے بچے دکھا کر امداد کی صورت میں پیسے حاصل کر رہی ہیں۔ کیا ہمارے بچے ان سرکاری سکولوں میں اس زکوۃ یا امداد والی کمائی سے پڑھیں گے، کیا حکومت کوئی ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ ان تمام سرکاری سکولوں کے بچوں کو ان دانش سکولوں میں convert کر دیا جائے گا؟ میں جانتی ہوں کہ ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔اگر انہوں نے کوئی عقل و دانش کی بات کرنی تھی، اگر دانش نام اتنا ہی پیارا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈیہر صاحب! یہ بتائیں کہ بی بی نے کیا بات کی ہے؟

جناب احمد حسن ڈیہر: جناب سپیکر! جو اچھا کام کرتا ہے اس کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے یہ نہیں کہا very sad بڑا افسوس ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں عرض کرتی ہوں کہ:

طعنے میں ان کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جناب سپیکر! یہ اپنی خُو نہ بدلیں گے میں اپنی وضع کیوں چھوڑوں؟ اگر "دانش" نام رکھ دینے سے دانش مندی، عقل اور فہم آجاتی ہے تو حکومت سرکاری سکولوں کے نام بدل کر دانش سکول رکھ دیتی، جو کہ بہت سالوں سے exist کر رہے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ایک نیا ڈرامہ

create کر کے،ایک سیاسی شعبدہ بازی کر کے تنور لگا کر آپ حق دار کو اس کے حق سے محروم کر رہے ہیں یہ کس قسم کی عقل و دانش کی بات ہے؟آپ دیکھیں کہ اس میں beneficiaries کتنے percent ہیں اور جو طبقہ اس سے محروم ہو رہا ہے ان کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔انہوں نے پچھلے سال جب بجٹ میں فنڈز رکھا تھا تو یہ انہی کی رپورٹ ہے کہ یہ اس کا صرف utilize ٪27 کر سکے ہیں اس دانش سکول کے فنڈز میں محض 27 فیصد پیشرفت ہوئی ہے باقی سارا فنڈ unutilized رہا تو جب آپ کے پاس vision ہی نہیں ہے، ایک thought ہی نہیں ہے، ایک plan ہی نہیں ہے تو یہ بل لا کر اس کو 10 منٹ میں پاس کروائیں یا اس کو دو سال میں پاس کروائیں اس کا کیا فائدہ ہے؟ہم قوم کو اس طرح کی باتوں سے تعلیم یافتہ نہیں کر سکتے۔یہ اسمبلی ہے اس کا ایک تقدس ہے یہاں پر بیٹھا ہر معزز ممبر چاہے وہ elected ہے یا وہ reserve seats پر آیا ہے وہ لوگوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔ہم ہر بات پر دیکھتے ہیں کہ امریکہ میں کیا ہو رہا ہے، یورپ میں کیا ہو رہا ہے ہم نے ان کی اچھی باتیں کبھی adopt نہیں کیں وہاں پر اگر کوئی legislation ہوتی ہے اس پر 4/4 سال لگتے ہیں۔وہاں پر scoring point نہیں ہے کہ 2 سال میری حکومت رہی اور میں نے 50 بل پاس کئے، 3 سال اس کی حکومت رہی وہ ہار گیا کیونکہ اس نے 29 بل پاس کئے۔یہ قوم کا مستقبل ہے جو آج یہاں پر decide ہونا ہے تو کیا یہی ہو گا کہ سستی روٹی اور کچی آبادی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اس بارے میں بات کریں جو اس وقت زیر بحث ہے، آپ اس amendment پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں اسی بارے میں بات کر رہی ہوں اس کو کمیٹی میں کیوں نہ دیں؟

جناب سپیکر: میں اجازت نہیں دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ جنگل کے بادشاہ ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو نہیں ٹوکا، جب تک آپ relevant رہیں گی میں نہیں ٹوکوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ ذرا ہاؤس کو in order کریں کیونکہ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: Order, order. حضرت! آپ مجھ سے بات کریں۔ آپ بیٹھیں، بیٹھیں۔جی، بیٹھیں No, no. please آپ کی بڑی مہربانی۔No. No point of order (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہی ہوں کہ اس بل کو دوبارہ Select Committee کے سپرد کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس دن اس House میں کچی آبادی کا بل اسی طرح سے پاس ہو گیا تھا ہمارے honourable Parliamentary Secretary "سماء" ٹی وی کے ایک پروگرام میں بیٹھے تھے اور مہر بخاری ان سے کچی آبادی کے اس بل کے بارے میں پوچھ رہی تھی تو He was black.

جناب سپیکر: آپ relevant رہیں ورنہ میں مائیک بند کرتا ہوں آپ دانش سکول کے بارے میں بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں دانش سکول کے بارے میں ہی بات کر رہی ہوں۔ اس کو اتنی جلدی decide نہ کریں اس کو کمیٹی میں لے جائیں جو لوگ اس شعبہ سے متعلقہ ہیں ان کو on board لیا جائے، اس honourable House میں تمام متعلقہ political parties کو on board لیا جائے۔ یہ کوئی چھوٹا سا issue نہیں ہے یہ ہماری قوم کا مستقبل ہے جو یہاں decide ہونے جا رہا ہے۔ جب تک ہمارے بچے زیور تعلیم سے آراستہ نہیں ہوں گے اس وقت تک ہماری قوم کس طرح سے ترقی کرے گی اور ہمیں اچھے اور بُرے کی تمیز کا کس طرح سے پتا چلے گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! آپ نے بھی مہربانی کر کے دانش سکول کی حد تک ہی رہنا ہے کسی اور طرف نہ نکلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسی حد تک رہوں گا کیونکہ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ یہ کافی لمبا بل ہے اور ہم نے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی پاس کرنا ہے۔ میں اپوزیشن کے معزز بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ ہم existing

system کے parallel کوئی نظام نہیں لا رہے انہوں نے existing system کی جو حالت بتائی ہے میں اس کو contradict نہیں کرتا بلکہ میں اس کو welcome کرتا ہوں اور appreciate کرتا ہوں کہ چلئے ہمیں تو دو سال پہلے پتا چل گیا تھا کہ یہ حالت ہے لیکن آج انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ existing system کی یہ حالت ہے اس لئے یہ اب ان لوگوں سے پوچھنے والے بنیں گے جو لوگ یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم نے existing system کو بہت improve کر لیا ہے۔ Existing system جس طرح کا ہے جس طرح سے انہوں نے بیان کیا ہے ہم اس کو compete یا replace کرنے نہیں جا رہے، ہم اسی کو رکھیں گے اور improve کریں گے وہی آگے چل کر لوگوں کے معاملات کو بہتر کرے گا۔ ہمارے دینی مدارس میں اس وقت thousands hundred بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس کے متعلق consensus ہے کہ وہاں پر جس قسم کا mind set باہر آ رہا ہے اس میں تھوڑی سی softness، دنیا اور عصر حاضر کے تقاضوں کی آمیزش بڑی ضروری ہے اس کے لئے ہم دو طرح سے کام کر رہے ہیں۔ ایک تو ہم نے یہ کیا ہے کہ دینی مدارس کے منتظمین سے رابطہ کیا ہے، ان کا ایک علیٰحدہ بورڈ بنا رہے ہیں اور انہیں اس طرف لا رہے ہیں کہ آپ ان مدارس میں کمپیوٹر، سائنس اور باقی جدید تعلیم بھی دیں تا کہ وہاں پر پڑھنے والا بچہ صرف امام مسجد یا کوئی مولوی نہ بنے بلکہ وہ کلرک بھی بن سکے، آفیسر بھی بن سکے، وہ فوج میں بھی جا سکے، وہ انجینئر بھی بن سکے اور وہ میڈیکل کالج میں بھی داخلہ لے سکے۔ اس کے ساتھ ہی ہم priority first کے طور پر ان غریب علاقوں میں جہاں ماں باپ اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ اپنے بچے کو عام سکول میں بھیجنے کی بجائے مدرسے چھوڑ آتے ہیں کیونکہ وہاں پر اس کی روٹی، پانی، خرچہ اور ہر چیز مفت ہوتی ہے وہ چونکہ برداشت نہیں کر سکتے اس لئے وہ بچے کو وہاں بھیج دیتے ہیں ان کو ایک متبادل فراہم کرنے کے لئے یہ سسٹم launch کیا جا رہا ہے اور nationally اور internationally بھی اس کی بڑی ضرورت سمجھی گئی ہے اور یہ سسٹم ان غریبوں کے بچوں کے لئے ہے جو اپنے بچوں کی تعلیم کا خرچہ برداشت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں ان کو وہاں پر ایک متبادل سسٹم فراہم کیا جائے گا جہاں پر ان کے بچے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم بھی حاصل کر سکیں گے اور وہاں پر ان کا کھانا، پینا، پہننا، فیس، ہر چیز گورنمنٹ کے ذمے ہو گی۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کہ اتنا بڑا خرچہ، میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت جس مشکل میں ہیں اور جن حالات سے

دوچار ہیں اس کی کوئی بھی قیمت ادا کی جا سکتی ہے۔ ہمیں ان غریب علاقوں میں ایک parallel system لانا ہو گا اور اس کے لئے جو بھی قیمت ادا کرنی پڑے ہمیں ادا کرنی ہو گی اور ان لوگوں کو ایک متبادل سسٹم فراہم کرنا ہو گا تا کہ وہ اپنے بچوں کو اِس جگہ پر پڑھائیں یا اُس جگہ پر پڑھائیں اور ان کی یہ مجبوری ہے کہ وہ ان کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے۔ انہیں کپڑا دے سکتے، ان کی فیس دے سکتے اور نہ ہی انہیں کھانا دے سکتے ہیں تو یہ چیز انہیں ایک مخصوص طرف جانے پر مجبور نہ کرے اس لئے یہ سسٹم existing system کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ ایک دوسری طرح کا سسٹم ہے جسے ہم بہتر کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک متبادل فراہم کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

Now, the amendment moved and the question is:

"That the Punjab Danish Schools of Centres of Excellence Authority Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to a Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 28th March 2010.

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz, Malik Khuram Ali Khan, Mr. Shahan Malik, Qazi Ahmed Saeed, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری آواز اونچی تھی۔

جناب سپیکر: آواز کی بات نہیں اکثریت کی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری آواز اونچی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی آواز ماشاءاللہ بڑی سریلی ہے۔

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

Now, clause 3 of the Bill is under consideration. There are four amendments in this motion. The first amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

کورم کی نشاندہی

MR SHER ALI KHAN: Mr. Speaker! Before I move this amendment, legislation is a serious business

اور ہمارا primary reason to be here is legislation. میرے خیال میں یہاں کورم ہی نہیں ہے۔ یہاں پر لوگ serious ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: میں اپنے ساتھیوں کا شکر گزار ہوں کہ وہ seriously legislation میں حصہ لے رہے ہیں۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی۔

MR SHER ALI KHAN: Sir, I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (4), for Para (b), the following be substituted:-

"(b) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab…"Members" of which two shall be nominated by the Government, two by the Speaker and one by the Leader of the Opposition.

Explanation: While nominating members of the Assembly, due representation shall be given to the women members."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (4), for Para (b), the following be substituted:-

(b) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab…"Members" of which two shall be

nominated by the Government, two by the Speaker and one by the Leader of the Opposition.

Explanation: While nominating members of the Assembly, due representation shall be given to the women members. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose it.ً

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!جوoriginal Bill پیش کیا گیا تھا۔اس میںpropose تھا کہ اتھارٹی میں چیف منسٹر پنجاب، چیف سیکرٹری پنجاب، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، سیکرٹری ایجوکیشن، سیکرٹری فنانس اور پینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔اس میں کمیٹی نے جوrecommend کیا ہے کہ:

Chief Minister of the Punjab, three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Speaker of the Assembly, Chief Secretary Punjab, Senior Member of the Board of Revenue, Punjab, Secretary to the Government, Education Department, Secretary to the Government, Finance Department, Managing Director.

جناب سپیکر!میں نے جو amendment propose کی ہے اس میں صوبائی اسمبلی کے پانچ اراکین اس لئےpropose کئے ہیں کہ بل میں چار وزیر اعلیٰ سمیت اراکین ہیں اور پانچ بیوروکریٹ ہیں۔میرے خیال میں جس طرح ہم نے لوکل گورنمنٹ میں بھی بیوروکریٹس کو ہر چیز دے دی ہے تو کم از کم ان سکولوں کی جو اتھارٹی ہم بنانے جا رہے ہیں اس میں زیادہ تعداد Legislators کی ہونی چاہئے۔اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے ایک نمائندہ اور دو سپیکر صاحب کے نامزد اور دو حکومت کی طرف سے ہونے چاہئیں اور اس میں خواتین کی نمائندگی کو بھی لازم کیا گیا ہے۔اگر یہ ترمیم لائی جائے گی تو ہمsupremacy of the Parliament کو ensure کریں گے۔ہم جبlegislation کر رہے ہیں تو ہم اس کے لئے بیوروکریسی کے dependent ہیں۔ ہمیں یہ روش ختم کرنی چاہئے کہ بیوروکریسی ہی ہر چیز کر سکتی ہے۔میرے خیال میں ہمLegislators جو قانون بنا سکتے ہیں وہ اس پر عمل بھی بہتر طریقے سے کرا سکتے ہیں۔اس بل میں پہلے لکھا ہے کہ:

Town or Tehsil means a Town or Tehsil as defined in the Punjab Local Government Ordinance, 2001.

اس میں یہ عرض ہے کہ Local Government Ordinance, 2001 بھی repeal ہونے جارہا ہے۔ آپ اس میں پھر amendments لائیں گے۔ This legislation is bad legislation ہمارا اس ترمیم کو لانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اس اتھارٹی میں وزیر اعلیٰ سمیت اسمبلی کے 6 نمائندے ہوں اور 5 Government functionaries ہوں اور Legislators کو dominate کرنا چاہئے۔ اس کے نیچے لکھا ہے کہ:

(5) The Chairperson may co-opt any Government servant or any person from the private sector with experience in the field of business, education, literature, academia, fine arts, public service, social work or development sector, as member of the authority for a meeting or for a specified period.

جناب سپیکر! جب چیئرپرسن کو آپ اتنا اختیار دے رہے ہیں کہ وہ کسی کو co-opt کرلے تو بہتر نہیں ہے کہ Legislator کو ہی co-opt کر لیا جائے اور ہم پہلے ہی Legislators کو اس اتھارٹی میں ڈال دیں۔ جہاں تک رانا صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم parallel system نہیں بنانے جا رہے تو parallel system کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جب کوئی existing system کے ساتھ ایک نیا سسٹم رائج کیا جائے تو وہی parallel system ہوتا ہے۔ انہوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مدرسوں کے حوالے سے فرمایا ہے تو ہم modern قسم کے مدرسے بنانے جارہے ہیں جس کا نام تو انہوں نے دانش سکول رکھا ہے اور متبادل یہ مدرسوں کا بنا رہے ہیں۔ یہ ایک confusing statement ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ دانش سکول propose کر رہے ہیں کیونکہ backward areas میں چونکہ غریب لوگ ہوتے ہیں جو مدرسوں میں چلے جاتے ہیں اور ان کے والدین ایجوکیشن afford نہیں کر سکتے اس لئے یہ اُن کے لئے

بنائے جا رہے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایچی سن کالج کی طرز پر یہ سکول بنائے جائیں گے۔ ایچی سن کالج تو انگریز نے مال روڈ پر بنایا تھا لیکن یہ دانش سکول جہاں پر بنا رہے ہیں وہاں پر تو مفرور رہتے ہیں۔ ان کے Consultant نے اسے unfeasible کر دیا ہے لیکن یہ پھر بھی جنگل کے اندر بنائے جا رہے ہیں حالانکہ میلوں میل وہاں پر بجلی ہے نہ پانی ہے۔ آپ جا کر وہ جگہ visit کریں تو آپ حیران پریشان ہوں گے کہ یہاں کون آئے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ سکول مدرسوں کے متبادل لا رہے ہیں۔ مدرسے بھی main roads پر بنے ہوئے ہیں اور ایچی سن کالج بھی مال روڈ پر بنا ہوا ہے جس کو یہ replace کر رہے ہیں تو جنگل اور بیابان میں کوئی سکول نہیں چلتا۔ جس طرح آرمی کو بلا کر انہوں نے گھوسٹ سکول identify کرائے تھے تو ultimately اب یہ نئے گھوسٹ سکول بنانے جا رہے ہیں جو صرف پیسا ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتا کیونکہ ان کا ارادہ اچھا ہو گا لیکن اُس کی کم از کم situation تو ایسی بنا دیں جہاں پر لوگ اپنے بچوں کو بھیجنے کو تیار ہوں۔ لوگ جنگل میں اپنے بچے کیسے بھیجیں گے؟ جہاں پر بھی انہوں نے یہ دانش سکول propose کئے ہیں،

کم از کم ہمارے ضلع میں جہاں یہ بننے جا رہے ہیں وہ جگہ کسی لحاظ سے بھی رہائش کے قابل یا تعلیم کے حصول کے لئے موزوں نہیں ہے۔ یہ اتھارٹی جو آپ بنا رہے ہیں اس میں اگر آپ Legislators کو زیادہ نمائندگی دیں گے تو وہ اپنے علاقوں کی بہتر نمائندگی کر سکتے ہیں۔ ہر علاقے سے اگر ایک نمائندہ ہو گا تو وہ اس علاقے کو بہتر طور پر identify کر کے بتا سکتا ہے کہ کس جگہ پر یہ دانش سکول ہونے چاہئیں؟ اگر اس طرح اسے بیوروکریسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ خود ہی identify کریں، خود ہی پیسے لگائیں، خود ہی سکول بنائیں اور خود ہی سکول چلائیں تو میرے خیال میں ہم اسمبلی کی طرف سے بہت بُرا قانون پاس کرنے جا رہے ہیں۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں ختم کروں گا اور پھر سے کہوں گا کہ اس اتھارٹی میں ہمارے Legislators کی زیادہ نمائندگی ہونی چاہئے اور خواتین Legislators کی بھی نمائندگی ہونی چاہئے۔ کم از کم ایک خاتون ممبر اس اتھارٹی کی ممبر ضرور ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ میں سے کوئی اور بولے گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! شیر علی صاحب نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے کہ ایسی جگہ پر سکول بنائے جا رہے ہیں جہاں بجلی، نہ پانی ہے اور نہ کوئی approach ہے تو آپ اس چیز کا تھوڑا سا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو فرمایا ہے جس کی آپ نے بھی نشاندہی کی ہے تو بات یہ ہے کہ جب وہ سکول بنے گا تو وہاں پر بجلی، پانی اور ہر سہولت مہیا ہو گی۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح کی چیز صرف شہروں کے ارد گرد اور چند شہروں میں بنائی جائے اور backward areas میں کوئی چیز نہ بنے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Daanish Schools and Centres of Excellence بالکل اسی طرح دُوردراز اور backward علاقوں میں بننے چاہئیں۔ ان کو تو اس بات کی تعریف کرنی چاہئے نہ کہ یہ کہنا کہ یہ دُور دراز اور backward علاقوں میں کیوں بنائے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر ممبرز کی تعداد تین کی بجائے پانچ کر دی جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس طرح کی جو مختلف authorities ہوتی ہیں اُن کے 15/20/25 اور 30/30 تک ممبرز ہوتے ہیں اور یقیناً وہاں پر تین یا پانچ کی تعداد میں اس ہاؤس کے معزز ممبران کی presence رکھی جاتی ہے۔ اس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ کم سے کم تعداد رکھی جائے اور اس وقت ٹوٹل چھ لوگ propose کئے گئے ہیں جو ممبر ہیں، ان میں وزیر اعلیٰ صاحب، چیف سیکرٹری، سیکرٹری ایجوکیشن، سیکرٹری فنانس یعنی یہ بالکل محکمے سے متعلقہ لوگ ہیں اور اگر متعلقہ محکموں کے علاوہ کوئی دوسرے ممبر ہیں تو وہ اس ہاؤس کے معزز ممبران ہیں جن کی تعداد تین رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی ایسا آدمی جس کا کسی بھی field میں تجربہ ہو اور اس سے استفادہ کیا جا سکے تو پھر اس اتھارٹی کو empower کیا گیا ہے کہ اُس آدمی کو کچھ عرصے یا کچھ میٹنگوں کے لئے opt کر لیا جائے تا کہ اُس کی صلاحیتوں سے رہنمائی اور استفادہ حاصل کیا جا سکے۔ باقی ہم نے اس میں تخصیص نہیں کی کہ مرد کتنے ہوں گے اور عورتیں کتنی ہوں گی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ہاؤس میں بیٹھا ہر ممبر چاہے وہ male ہے یا female تمام

معزز ممبران ہیں۔اُس میں تین معزز خاتون ممبران بھی ہو سکتی ہیں، یہ نہیں کہ صرف ایک عورت کو شامل کیا جائے۔اُس اتھارٹی میں تینوں ممبر عورتیں بھی ہو سکتی ہیں اور تینوں مرد بھی ہو سکتے ہیں، اس کے علاوہ ایک دو کا difference بھی ہو سکتا ہے۔جو ممبر بہتر طور پر وہاں پر serve کر سکے گا اسے حکومت اس اتھارٹی کا ممبر نامزد کرے گی۔شکریہ

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (4), for Para (b), the following be substituted:-

"(b) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab Members" of which two shall be nominated by the Government, two members by the Speaker and one by the Leader of the Opposition.

Explanation: While nominating members of the Assembly, due representation shall be given to the women members."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the sub-clause (4), the following be substituted:-

" (4) The Authority shall consist of-

(a)	Chief Minister of the Punjab;	Chairperson
(b)	Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Government;	
(c)	Chief Secretary of the Government;	Member
(d)	Senior Member, Board of Revenue	Member

	of the Government;	
(e)	Secretary to the Government Education Department	Member
(f)	Secretary to the Government Finance Department	Member
(g)	Managing Director.	Member"

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the sub-clause (4), the following be substituted:-

"(4) The Authority shall consist of-

(a)	Chief Minister of the Punjab;	Chairperson
(b)	Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Government;	
(c)	Chief Secretary of the Government;	Member
(d)	Senior Member, Board of Revenue of the Government;	Member
(e)	Secretary to the Government Education Department	Member
(f)	Secretary to the Government Finance Department	Member
(g)	Managing Director.	Member"

MR SHER ALI KHAN: Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، اگر آپ oppose کر رہے ہیں تو بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے کہ وہ اس کو کیوں لانا چاہ رہے ہیں؟ پھر ہم اُس پر بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم جو یہ amendment کرنی چاہتے ہیں اس کے متعلق جو پہلی ترامیم ہیں ان میں کافی بحث ہو گئی ہے۔ اب یہ جو بات یا پوائنٹ اٹھایا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ پنجاب کا لفظ ہونا چاہئے۔ میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ definition clause میں گورنمنٹ کی definition دی گئی ہے۔ اس بل میں جہاں بھی گورنمنٹ کا لفظ استعمال ہو گا اس کا meaning Government of the Punjab ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ جو amendment انہوں نے لائی ہے اس سے پہلے میں نے گزارش کی تھی کہ تین ممبران کی جگہ پانچ ممبران ہونے چاہئیں۔ رانا صاحب نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ تینوں خواتین ہو سکتی ہیں، جس طرح خواتین کو یونین کونسل سے لے کر نیشنل اسمبلی، سینیٹ تک اور صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی دی گئی ہے اسی طرح اگر یہ اس phenomena اور اس concept کے خلاف ہیں تو وہ ایک الگ بات ہے مگر جس طرح ان کو ہر جگہ نمائندگی دی گئی ہے میں نے اس context میں یہ کہا تھا اور اس کی explanation بھی ہم نے اس لئے لکھی تھی کہ ان پانچ ممبران میں at least ایک خاتون ممبر ہو اور جس طرح یہ propose کر رہے ہیں کہ تین ممبران ہوں ان میں بھی اگر ایک خاتون ممبر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ یہ سکول ہم دور افتادہ علاقوں میں بنا رہے ہیں اور ان کو شکر گزار ہونا چاہئے تو میں رانا صاحب کا شکر گزار ہوں، وزیر تعلیم تو تشریف نہیں رکھتے کہ وہاں پر جہاں مفرور رہتے ہیں وہاں پر انہوں نے سکول اور بچوں کی رہائش گاہیں بنانی شروع کر دی ہیں۔ ان کے لئے بڑی اچھی جگہیں ہوں گی جہاں پر رہیں گے اور وہاں پر کسی اور کو آنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ رانا صاحب! وزیر قانون ہیں کم از کم یہ اس جگہ کا visit ہی کر لیں تو ان کو پتا چل جائے گا کہ وہاں پر law and order کی کیا صورتحال ہے۔ یہ کہہ دینا تو بہت آسان ہے میں نے اسی لئے یہ مثال دی تھی کہ یہاں پر جو بھی educational institution جس کی مثال دی جائے گی کہیں بھی دنیا میں کوئی ایسا educational institution بتا دیں جو جنگل میں بنا ہوا ہے اور اس کی تعریف ساری دنیا کرتی ہو۔ کم از کم میرے علم میں تو ایسا کوئی institution نہیں ہے۔ رانا صاحب اگر میرے علم میں اضافہ کر دیں گے تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔ یہاں پر یہ کہہ دینا کہ دور افتادہ جناب میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ اس تحصیل سے ہی باہر لے جائیں اس تحصیل میں ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں پر یہ institute بنایا جا سکتا ہے جو آبادی سے قریب ہے اور جہاں پر لوگوں کی access آسان ہے۔ اگر مدارس مین روڈ پر بنائے جا سکتے ہیں، اسلام آباد کے سب سے اچھے سیکٹرز میں مدارس بنے ہوئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہ جو دانش صاحب ہیں یہ جنگل میں جا کر تعلیم دینا بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی درویش تو نہیں ہیں کہ یہ جنگل میں رہیں گے۔ یہ دانش صاحب ہیں ان کو چاہئے کہ شہر کے قریب رہیں۔

جناب سپیکر: زیادہ بستیاں اور زیادہ شہر بنانا اچھی بات ہے بری بات نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! شہر بنائیں، درویشوں کو جنگلوں میں نہ بھیجیں اور ہمارے بچوں کو درویش نہ بنائیں۔ دانش صاحب کو دانا کام کرنے چاہئیں، میں نے یہ گزارش کی تھی مگر رانا صاحب اس کو کسی اور طرف لے گئے۔

جناب والا! consultants نے کہا ہے کہ This is unfeasible اس کے باوجود وہ بن رہا ہے۔ آپ اس کی رپورٹ منگوا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس بل کو کس لئے oppose کیا تھا؟ میں نے اس بل کو اس لئے oppose کیا تھا کہ جس وقت یہ بل ہماری Standing Committee میں بھیجا گیا تھا تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ جو ممبرز ہوں گے:

> Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Speaker of the Assembly.

جناب والا! اگر یہ as it is ہوتا تو میں اس کو کبھی بھی oppose نہ کرتی کیونکہ آپ کا office neutral ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس پر کسی کو بھی اعتراض نہ ہوتا۔ انہوں نے اس کو بھی تبدیل کر کے کہہ دیا کہ نہیں ان تین ممبران کو حکومت ہی nominate کرے گی تو جناب کس چیز کی insecurity ہے؟ آپ جتنے ہمارے سپیکر ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ان سے زیادہ حق آپ پر میرا ہے۔ میں اپوزیشن میں ہوں۔ اگر میرا حق ہے تو ان کا بھی آپ پر اتنا ہی حق ہے۔ ہم اس Chair پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ کس قسم کی amendment دی ہے کیا انہیں اپنی کمیٹی پر بھروسہ نہیں ہے یا اس Chair پر ان کو بھروسہ نہیں ہے؟ میں اس کو condemn کرتی ہوں اور میں اس پر احتجاج بھی کرتی ہوں اور میں اس کو اس وقت تک oppose کرتی ہوں اور میں اس کو oppose کرتی رہوں گی جب تک یہ اپنی amendment change نہیں کریں گے۔ یہ اس Chair کی توہین ہے، یہ اس ہاؤس کی توہین ہے، یہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر معزز ممبر کی توہین ہے
۔

جناب والا! آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں، ہم ہر فیصلے کے لئے، ہر انصاف کے لئے ، ہر بات کے لئے اس Chair کی طرف دیکھتے ہیں۔ جب اس Chair کو ہی تبدیل کر دیا جائے گا تو پھر ہمیں انصاف کہاں سے ملے گا۔ یہ کس قسم کی amendment ہے کیا اس کمیٹی کی کوئی worth نہیں ہے کہ کمیٹی کے فیصلے کو overrule کر دیا جاتا ہے۔ اگر ہر فیصلہ فرد واحد نے ہی کرنا ہے یا ایک فرد واحد کو خوش کرنے کے لئے ہر فیصلہ کرنا ہے، ہر جگہ پر آٹا بیچے گی تو حکومت بیچے گی، گھی بیچے گی تو حکومت بیچے گی، کمیٹی کوئی فیصلہ کرے گی تو حکومت تبدیل کر دے گی، Chair کے فیصلے کو حکومت تبدیل کر دے گی تو پھر ان سیاسی شعبدہ بازیوں کی کیا ضرورت ہے، اس ہاؤس کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے یہاں بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ پھر ہمارے بیٹھنے کا مقصد بھی ہمیں بتا دیں کہ اگر Chair کی رولنگ اور اس کمیٹی کے فیصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو پھر میری، ان کی اور یہاں پر جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں تو ہماری کون سنے گا؟ ہم اپنی بات کرنے کے لئے کس کے پاس جائیں گے ؟ اس کو انہیں تبدیل کرنا چاہئے کیونکہ اس میں کوئی سیاست نہیں ہے، یہ ایک اصول کی بات ہے، اس پارلیمنٹ کی supremacy کی بات ہے۔ وزیر قانون صاحب کو اپنی اس ترمیم کو پھر amend کرنا چاہئے اور یہ اس کو دوبارہ لے کر آئیں تو I swear کہ میں اس amendment کو دوبارہ کبھی oppose نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک محاورہ ہے کہ اندھا بانٹے ریوڑیاں اپنوں اپنوں کو دے۔

جناب سپیکر: یہ ایسے نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! ایسے ہی ہے۔

جناب سپیکر: اپنوں اپنوں کو دے نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہاوں نڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسے نہیں مڑ مڑ گھر دیاں نوں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو بنایا گیا ہے اس میں دیکھئے کہ:

Three Members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Government.

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ House کا time تو آپ extend کر رہے ہیں تو بھوک کا ٹائم بھی extend کر دیں۔ کم سے کم اتنا تکلف تو ہونا چاہئے کہ حکومت اتنی بھی گئی گزری نہیں تو آپ light refreshment کا کچھ کر دیں۔ میرا مطلب ہے کہ کم از کم یہ تو ممبران کے لئے ہونی چاہئے۔ اب آپ ٹائم دیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آئندہ جب ایسا ہو یعنی قانون سازی میں دیر ہو گئی تو پھر ہم اس کا انتظام کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن چیمبر میں کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے جو ممبران کھانا چاہیں وہ تشریف لے آئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تمام معزز ممبران بشمول اپوزیشن کے لئے کھانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ جسے اپوزیشن سمجھتے ہیں تو اس کا کھانا آپ سپیکر چیمبر میں بھجوا دیں۔ ٹھیک ہے لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے پہلے دعوت دی ہے اور آپ ہمارے پاس آئیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور بتائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!

کبھی گریبان کے تار گنتے کبھی صلیبوں پہ جان دیتے
گزر گئی زندگی ہماری سدا یہی امتحان دیتے

جناب سپیکر! انتظام کیا جارہا ہے تو یہ کب ہو گا؟ میں اب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی ہو رہا ہے، ابھی ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

جناب سپیکر! یقیناً کبھی نہ کبھی تو ہماری پرواز ضرور ہو گی۔ میں یہ بتاتی چلوں کہ محترم وزیر قانون صاحب نے ریوڑیاں بانٹنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس میں اگر یہ کام ہمارے دور حکومت میں ہوتا تو اس لئے جائز تھا کہ ہمارا صوبہ اس وقت سرپلس تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ادھر کی بات نہ چھیڑیں بلکہ ترمیم کے حوالے سے بات کریں کیونکہ پھر ادھر سے بھی بات شروع ہو جائے گی اور میرے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے بات کر رہی ہوں۔ یہ صوبہ surplus نہیں ہے بلکہ یہ صوبہ defaulter ہے اور ایسے میں۔۔۔۔

معزز اراکین: جناب سپیکر! کھانے کا وقفہ کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سب کو بھوک لگی ہوئی ہے اور ان کا احتجاج بھوک کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے کھانا ہے وہ کھا آئیں۔ میں انہیں نہیں روکتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس میں یہ mention کر دیا جاتا کہ دو ممبر گورنمنٹ کے ہوں گے تو ایک آدھا اپوزیشن کے بارے میں بھی لفظ بیچ میں ڈال دیا جاتا تو میں سمجھتی کہ حکومت نے واقعی کوئی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے لیکن اس میں categorically ہر جگہ صرف گورنمنٹ کے نمائندے، وزیر اعلیٰ کے نمائندے اور وزیر اعلیٰ کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، کہیں پر بھی اپوزیشن کے لوگوں یا ممبران کو عزت دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر!یہ کیا خوف اور ڈر ہے کہ اگر کمیٹی بنا بھی رہے ہیں تو درمیان میں اگر تناسب کے حساب سے اپوزیشن کے لوگوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا اور اس میں انہیں ڈال دیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ بڑی ہرزہ سرائی ہوتی لیکن ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر قانون جب بھی بات کرتے ہیں تو بہت ہی کنجوسی سے کرتے ہیں۔ کوئی ترمیم بھی لاتے ہیں تو اس میں بھی کسی فراخ دلی کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ استحقاق ہے کہ اپوزیشن کو بھی تسلیم کیا جائے اور ہمارے نام کو بھی بیچ میں شامل کیا جائے۔ یہ اپوزیشن ہی ہے جو یہاں پر عوام کا ایک سے ایک نیا مسئلہ نکال کر آپ کے گوش گزار کرتی ہے۔

جناب سپیکر!ہم لگا تار ان چیزوں اور عوام کے مسائل کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ اپوزیشن ہی جمہوریت کا اصل حسن ہوتی ہے اگر آپ اسے ہی بالکل دل سے نکال کر پھینک دیں گے، کتابوں سے نکال کر پھینک دیں گے اور اپنے تمام تر documents میں سے اس لفظ کو minus کر دیں گے تو پھر اس سے کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں رہے گا، کوئی بات کرنے والا نہیں رہے گا، کوئی issues کو raise کرنے والا نہیں رہے گا اور پھر one man show ہو گا اور پھر وہی ہو گا کہ ایک ڈکٹیٹر ہے جس نے وردی پہنی ہوئی ہے یا نہیں لیکن وہ ڈکٹیٹر ہی ہے۔ ڈکٹیٹر اور آمرانہ بات صرف سوچ کی ہے اور رویوں کی ہے۔ یونیفارم پہننے اور اتارنے یا نہ پہننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے تو گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے اور کارروائی شروع کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! دروازے بند کئے جائیں اور پھر گنتی کی جائے کیونکہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ قواعد وضوابط پڑھیں، آپ اسے چیلنج کر بھی نہیں سکتے اور دروازے بند کرنے کی بات بھی آپ نہیں کر سکتے ماسوائے اس دن کے جس دن آپ کا کوئی الیکشن ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کورم کو تو چیلنج کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کر سکتے اور میں آپ کو ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اب اس بات کو جانے دیں۔ میرا اور اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب اور اپوزیشن کے معزز ممبران کی خدمت میں دو چیزیں گوش گزار کرنی ہیں کہ ایک تو میرے خیال میں آج چھٹی یا ساتویں دفعہ کورم کی نشاندہی کی ہے اگرچہ ان کا حق ہے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مان گئے ہیں تو پھر کیا بات کرنی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں کہ میں آگے کیا بات کرنے لگا ہوں کہ ان کا حق ہے لیکن انہیں بار بار شکست ہونے پر تھوڑی سی شرمندگی بھی محسوس کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: وہ اپنی cause کے لئے fight کر رہے ہیں۔ آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور میری بات سنیں کہ آپ نے کورم کی نشاندہی کی تو Chair نے گنتی کروائی۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! نہیں کروائی۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ میں نے گنتی کروائی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گنتی صحیح نہیں ہوئی اور میں دوبارہ کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کورم پورا ہے اور ہاؤس میں اس وقت 111 ممبران موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the clause 3 of the Bill as amended by the Standing Committee on Education, for sub-clause (4), the following be substituted:

"The Authority shall consist---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کلاز 3 کی سب کلاز 6 ابھی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے مجھے پتا چل گیا ہے۔

"(4) The Authority shall consist of-

(a)	Chief Minister of the Punjab;	Chairperson
(b)	Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the Government;	
(c)	Chief Secretary of the Government;	Member
(d)	Senior Member, Board of Revenue of the Government;	Member
(e)	Secretary to the Government Education Department	Member
(f)	Secretary to the Government Finance Department	Member

(g) Managing Director. Member”

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the third amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

اس کو کون move کرے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کا خادم حاضر ہوں۔

Sir, I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (6), the words “all or”, appearing in line 1, be deleted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (6), the words “all or”, appearing in line 1, be deleted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: Oppose. Now, you start your speech my dear.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو بل کمیٹی کو گیا تھا وہ یہ گیا تھا کہ:

The Chairperson may delegate all or any of the functions to Vice Chairperson of the Authority.

میں کمیٹی والوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بل پر بہت محنت کی ہے۔ انہوں نے اس میں ایک تبدیلی کر کے بھیجی ہے کہ:

The Chairperson may delegate all or any of the functions to any of the members of the Authority.

انہوں نے وائس چیئرمین کی بجائے any of the members کر دیا۔ اس سے یہ ہوا کہ اسمبلی کے اراکین کے پاس بھی یہ اتھارٹی آسکتی ہے۔ بہتر انگلش کا structure یہی ہو گا

The Chairperson may delegate any of his functions to any of the members of the Authority.

اس طرح انگریزی بہتر ہو جائے گی۔ all or any of انگریزی الفاظ سمو دیئے ہیں۔ اس بل کے اندر کافی ساری انگریزی کی structural غلطیاں ہیں۔ بجائے اس کے کہ گورنر صاحب انگریزی درست کرنے کے لئے یہاں بھیج دیں ہم اس کو بہتر کر لیں۔ میری گزارش ہے کہ ہماری چھوٹی سی amendment کو قبول کرنے سے اس کے مطلب، متن اور functions میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب یہ کہہ دیتے ہیں کہ:

The Chairperson may delegate all or any of his functions

اگر Chairperson نے اپنے تمام اختیارات اسی طرح سے کسی نہ کسی کے سپرد ہی کرنے ہیں تو بہتر ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران یہ تماشا نہ بنائیں، ذرا خیال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب ہم دوبارہ سے کورم point out کریں گے تو سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب ہمیں اخلاقیات کا لیکچر سنائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کا حق ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں، آپ بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر!اگر کوئی ہمیں "شیم" کہے گا تو جب کورم point out ہوتا ہے تو یہ شیم گورنمنٹ کے لئے ہوتی ہے اپوزیشن کے لئے نہیں ہوتی، کیونکہ کورم پورا کرنا ان کا کام ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس amendment میں جب یہ کہا جارہا ہے کہ چیئرپرسن اپنے تمام اختیارات یا کچھ اختیارات کسی بھی ممبر کو سونپ دے گا۔ اس کا بھی پھر وہی حال ہو گا جو باقی چیزوں کا ہو رہا ہے کہ ہر جگہ پر one man show چلا دیا جائے گا۔ اس پر یہ provision دی جارہی ہے کہ چونکہ اتھارٹی چیئرپرسن کے پاس ہے اور وہ جسے چاہیں گے اختیار دے کر فارغ ہو جائیں گے کیونکہ اس میں یہ موجود ہے کہ "تمام یا کوئی" بھی اختیار دیا جاسکتا ہے۔ اگر چیئرپرسن نے خود کام نہیں کرنا اور وہ capable نہیں ہے تو بہتر ہے کہ جو انہوں نے چیئرپرسن کی definition دی ہوئی ہے یہ اس کو change کر دیں۔ یہ اختیارات کو تقسیم کیوں نہیں کرتے، لوگوں کو کیوں participate نہیں کراتے اور کیوں اختیارات کا منبع ایک ہی شخص کو بنا دیا جاتا ہے؟ پھر وہ overburden ہو جاتا ہے اور کام نہیں کر پاتا۔ آخر وہ ایک انسان ہے اس لئے اس کے حال پر رحم کرتے ہوئے انہیں اس کو change کرنا چاہئے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر تمام اختیارات کسی کو دے دیئے جائیں تو پھر یہی ہو گا جیسے یہاں ایک بندہ چار چار منسٹریاں لے کر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے حوالے ایک اور دانش سکول کر دیا جائے گا۔ یہ تعلیم، پڑھائی اور لکھائی کا مسئلہ ہے۔ میں یہاں آپ کے توسط سے ایک بات تمام ممبران کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ میرے جیسا کوئی شخص امتحان دینے کے لئے بیٹھا اور آمنہ آپا سے request کی کہ پلیز، آپ مجھے بوٹی بنا کر دے دیجئے گا۔ آمنہ آپا نے جلدی سے ایک میڈیکل کی prescription کی back پر میرے سوال کا جواب بنا دیا۔ میں چونکہ عام بندہ تھا میں نے اپنے سوال کا پی کرنے کے بعد تمام دوائیاں اور قیمتیں بھی کاپی کر لیں لہذا خدارا اس کا وہ حال نہ کیا جائے۔ پلیز، اس کے اختیارات کو distribute کیا جائے۔ ایک بندے کو اختیار دے کر پھر وہی one man show جس one man show نے صوبے کا بیڑا غرق کر دیا ہے، اب کیا اس ایجوکیشن میں بھی تباہی لانی ہو گی؟ میری گزارش ہے کہ براہ مہربانی اس amendment کو consider کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس ترمیم کے ذریعے سے اپوزیشن ممبران نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے اس کو ہم نےnext amendmentمیں take care کرلیا ہے۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب آگے چلنا چاہئے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (6), the words "all or", appearing in line 1, be deleted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the forth amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the sub-clause (6), the following be substituted:-

"(6) The Government may nominate one of the members as Vice Chairperson of the Authority and Chairperson may delegate any of his powers or functions to the Vice Chairperson."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the sub-clause (6), the following be substituted:-

"(6) The Government may nominate one of the members as Vice Chairperson of the Authority and Chairperson may delegate any of his powers or functions to the Vice Chairperson."

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تھوڑا سا الفاظ میں یعنی ممبران اور وائس چیئرمین کا تھوڑا سا فرق ہے اور بنیادی طور پر وہی بات ہے جو ابھی vote out amendment ہوئی ہے۔ اس میں اپوزیشن ممبران نے جو بات کی ہے ہم نے اسے amendment کے ذریعے اس Bill کا حصہ بنایا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ clause تو لے آئے ہیں اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ The Government may nominate one of the members بات بار بار جو گزشتہ دو سال سے کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ somehow یہ political will اور political body کی جو supremacy ہے اس کو چھوڑ کر the Government کا نام بار بار رکھا جا رہا ہے۔ یہ چیز ہر جگہ پر ہے کہ کوئی بھی اتھارٹی ہو، پانچ بندوں کی ہو یا چار بندوں کی ہو اس کو ایک democracy internal دینے کے لئے ووٹ کیا جاتا ہے۔ چیئرمین بھی ووٹ کیا جاتا ہے، وائس چیئرمین بھی ووٹ کیا جاتا ہے، لیکن یہ اتنا lack of confidence اس گورنمنٹ نے show کیا ہے کہ ہر جگہ گورنمنٹ انہیں بتائے گی کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟ اور جب یہ بیوروکریسی کی supremacy کے لئے ہی ہر قدم اسی طرح اٹھاتے رہیں گے تو مجھے افسوس ہے کہ یہ جو اس گورنمنٹ نے political کمزوری کی کمر باندھی ہوئی ہے کہ سیاست دانوں کو پیچھے کرو، جمہوریت کو دور کرو اس سے ان کو اتنا نقصان ہو رہا ہے جو کہ یہ قدم قدم پر mistake کر رہے ہیں۔ ایک institution کی بنیاد رکھی جا رہی ہے اور وہ بھی گورنمنٹ سے پوچھ کر، ایک institution کو autonomy دی جا رہی ہے اور اس میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ

institution اپنا چیئرمین اور وائس چیئرمین بنانے کے قابل ہی نہیں ہے اور opinion دینے کے قابل نہیں ہے یہ کمزوری اس موجودہ گورنمنٹ کی ہے اور کل کو اس سے باہر ہو کر کہیں گے کہ جی بوٹوں والوں اور فلاں، فلاں نے takeover کر لیا۔ اسی کمزوری کی طرف جاتی ہوئی اور تیزی سے گرتی ہوئی گورنمنٹ کا یہ ایک اور نمونہ ہے۔ ایک منٹ پہلے اس ہاؤس نے ناں کی کہ ہم ان all powers and any power کو اور اس چیز کو delete کر رہے ہیں اور ساتھ ہی لاء منسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نے اس میں جو amendment لائی ہے .We have taken care of it کیا آپ لوگوں میں اتنی بھی بردباری نہیں ؟ کہ اپوزیشن کی ایک لفظ کی جو amendment ہے اس کو delete کر کے فوراً ہی لاء منسٹر صاحب کی طرف سے ایک نئی amendment وہی والی آ گئی ہے۔ اب اسی پر یہی اسمبلی اسی منہ سے ہاں کرے گی، اس قول و فعل اور اتنی چیچہ گیری اور اتنا مک مکا یہ تو اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں اس چیز کو voice کر رہی ہوں کہ ابھی ایک لمحہ پہلے اپوزیشن کی لائی ہوئی اس بات کو اس اسمبلی نے بہت اونچے ناں یا no کیا ہے۔ اب وہ کس منہ سے اسی amendment کو ہاں کہیں گے اور yes کہیں گے ؟ یہ آپ کا رویہ self destructive ہے، یہ suicidal ہے۔ آپ لوگ کس طرف جا رہے ہیں اور یہ کیا روایت قائم کر رہے ہیں؟ ایک تو بیوروکریسی کی supremacy اور اس کے بعد ایک ادھر سے آواز جو ہے وہ ادھر نہیں، میں شکر گزار ہوں کہ راجہ ریاض صاحب اندر آ رہے ہیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد باہر جاتے ہیں پھر پتا نہیں وہاں پر اور پھر اندر آ کر کیا ہوتا ہے ساروں کو چار پانچ سنا دیتے ہیں۔ امید ہے کہ ذرا سکون سے آئے ہوں گے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن اب میں کیا کہوں کہ پھر آپ کہتے ہیں کہ کورم کی بات نہ کیا کرو ادھر پھر کورم نہیں ہے؟

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے چیمبر میں کھانے کا بندوبست ہے اور میں معزز اپوزیشن کے ارکان کو دعوت دیتا ہوں کہ میرے ساتھ چلیں اور ادھر کھانا کھائیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! ایک میری عرض سن لیں، یہاں پر legislation میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا genuine ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس موقع پر پوائنٹ آف آرڈر جتنا مرضی genuine ہو legislation کے اندر نہیں ہو سکتا۔ بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بات اس amendment کی ہو رہی تھی، اب پھر خواتین باہر تشریف لے جا رہی ہیں اور ووٹ کرتے وقت وہ مکھی پر مکھی ماریں گی اور یہاں پر کچھ نہیں کریں گی۔ مجھے اتنا افسوس ہے کہ یہاں ان کی کوئی ذمہ داری ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No, this is again wrong. جب آپ amendments پر بات کرتی ہیں You have to be very precise. Try to be articulate.

ڈاکٹر سامیہ امجد: fine Sir ٹھیک ہے۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ ابھی پچھلی ہی amendment میں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نماز کا آرڈر تو ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں ابھی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ آرڈر کر دیں میں چلی جاؤں گی۔

DR SAMIA AMJAD: Mr. Speaker! The House is not in order.

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House جی، آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات یہی ہو رہی تھی کہ چند لمحے پہلے ایک amendment پر جو پوائنٹ اپوزیشن نے دیا اس پوائنٹ کو اس پورے ہاؤس نے بغیر سُنے باہر لابی سے اندر سے آکر 'نہ' کر دی۔ اب وہی amendment لاء منسٹر صاحب ایک سانس کے بعد لا رہے ہیں تو اسی منہ سے یہ سارے بغیر سُنے شاید اس پر 'ہاں' کر دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ہاں، ہاں کی نعرہ بازی)

یہ دہرا معیار اور ڈھٹائی زیب نہیں دیتی یہ کسی بھی پارلیمانی رواج کے مترادف نہیں۔ یہ بیوروکریسی کو supremacy دینے کا رواج کہ ایک internally Vice Chairman وغیرہ کو elect کرنے کا یا process کو overrule کرنے کا کہا گیا ہے کہ The Government will nominate گورنمنٹ کیا کیا کرے گی؟ گورنمنٹ ان کے لئے سب کچھ کرے گی یہ لوگ کچھ نہیں کریں گے نہ اس میں انہوں نے members ڈالنے دیئے اور اپنی ہی اتھارٹی کو overwrite کیا، یہ historical ہے کہ اس اسمبلی نے ہر قدم پر، اس گورنمنٹ نے ہر قدم پر اپنے ہی پیر پر کلہاڑی مارنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ میں شدید الفاظ میں اس amendment کی مخالفت کرتی ہوں اور میں sense in a good ہر شخص کو کہتی ہوں کہ آپ لوگ اس چیز کو سوچیں کہ آپ اس ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں؟ پھر سب سے پہلے آپ کا نعرہ لگتا ہے کہ ہمیں فلاں ڈکٹیٹر نہیں چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ہاں، ہاں کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! Cross talk سے منع کریں۔

MR. DEPUTY SPEKAER:No, this is wrong. No cross talk. Order in the House.

جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !جیسا کہ ہماری محترم ممبر ڈاکٹر سامیہ صاحبہ بات کر رہی تھیں یہی انگریزی کےsentence کی درستی ہم نے اس سے پہلے دی تھی لیکن اس کو نہ کر دیا گیا۔ میں تو صرف یہی کہوں گا یہ فیض کا ایک شعر ہے۔

وہ جن کا دیں پیروی کرب و ریا ہے
ان کو ہمت کفر ملے جرأت تحقیق ملے

انہیں چاہئے کہ سوچ سمجھ کر ووٹ کریں صرف ہاتھ دیکھ کر ووٹ نہ کریں کہ کہاں لاء منسٹر صاحب نے 'ہاں' کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور کہاں لاء منسٹر صاحب نے 'نہ' کے لئے ہاتھ اٹھایا۔

جناب سپیکر !legislation ایکserious business ہے۔ آپ میری اس بات پر agree کریں گے کہ جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہمارےLegislators توجہ نہیں دیتے اور ہم بہت ساری چیزوں میں جہاں ہماری کمیاں ہیں،legislation میںseriousness ہونے میں بھی ہماری کمیاں ہیں۔ پچھلیterm میں جس وقت میں حکومت کےbenches پر بیٹھا کرتا تھا تو جبlegislation ہوتی تھی اپوزیشن کی طرف سے کبھی اتنیserious effort ہم نے نہیں دیکھی کہ انہوں نے Law کو باقاعدہ پڑھا ہو۔ اس دفعہ ہم اپوزیشن میں کوشش کر رہے ہیں ابھی بھی ہماری بہت کمیاں، کوتاہیاں ہو ں گی، کہیں ہماریdrafting کی غلطی بھی ہو گی لیکن ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہLaw کو اچھی طرح سے پڑھیں اور اس کے اندرconstructive amendments لائیں۔ ہمارے ممبران کو مہربانی کر کے یہ چیز باور کرا دیں میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہماری کوئی بات مناسب ہے تو اسے مان لینے میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ اس طرح اب پرcrossing floor کی شق بھی نہیں ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، مناسب نہیں ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !اس ہاؤس کے اندر ایک اچھی روایت قائم ہو گی کہ اپوزیشن کی طرف سے کوئی مثبتsuggestion آئی تو اس کوincorporate کر لیا گیا شاید یہ پہلے کبھی نہ

ہوا ہو لیکن ایک اچھی روایت قائم کرنے اور اچھے قدم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کسی بھی وقت پہلا قدم لے لیا جائے تو وہ قابل تعریف ہے۔ میری ان سے یہی گزارش ہے کہ ووٹنگ کرتے ہوئے مہربانی کر کے یہ پڑھ لیں کہ کیا کہا گیا تھا اور اسمبلی کی طرف سے کمیٹی کو کیا refer ہوا تھا؟ اور اس particular case میں اگر میں ایجوکیشن کمیٹی کو خراج تحسین نہ پیش کروں تو I will be failing in my duty. They have thoroughly looked into the Bill. انہوں نے اس کو بہت اچھی طرح debate کیا اور بہت ساری changes لائے ہیں لیکن ہماری جو تجاویز آ رہی ہیں جیسے یہ انگریزی کی درستی کی بات تھی اس قسم کی چیزوں کو incorporate کرنے سے پالیسی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی میری آپ سے گزارش تھی۔ بہت، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آخر میں چند الفاظ میں بھی کہنا چاہوں گی کہ:

کفر ٹوٹا خُدا خُدا کر کے

جناب وزیر قانون نے کسی بات کو اس طریقے سے مانا کہ:

میں مانتا بھی ہوں لیکن نہیں مانتا

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): مٹی پاؤ، مٹی پاؤ۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

> "That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the sub-clause (6), the following be substituted:-
>
> (6) The Government may nominate one of the members as Vice Chairperson of the Authority

and Chairperson may delegate any of his powers or functions to the Vice Chairperson."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

"That clause 3 of the bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. There are five amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in Para (e), after the word "inspect" appearing at the beginning, the words "at least after at interval of three months'' be added.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in Para (e), after the word "inspect" appearing at the beginning, the words "at least after at interval of three months'' be added.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہ sentence ہی تھا کہ اتھارٹی Daanish Schools and Centres of Excellence کو inspect کرے گی۔ اب یہاں inspection کے بارے میں تو لکھا ہوا ہے لیکن کوئی مدت نہیں بیان کی گئی کہ inspection کب ہو گی؟ جس طرح لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کے لئے بھی کوئی ٹائم نہیں دیا تھا کہ مقررہ تاریخ کے کتنے عرصے بعد الیکشن ہوں گے اسی طرح یہاں بھی inspection کے لئے کوئی date نہیں ہے کہ inspection کب ہو گی، اب یہ schools کے شروع ہونے کے دس سال بعد بھی ہو سکتی ہے یا اس کے اور بھی بعد ہو سکتی ہے؟ اور یہ جو اتھارٹی ہے اس پر کسی قسم کا check and balance نہیں ہے کہ ان لوگوں نے schools کی inspection کی ہے یا نہیں کی۔ ہم یہ تو کہنے جا رہے ہیں کہ یہ Centres of Excellence ہیں لیکن جب ہم ان پر check and balance ہی نہیں رکھیں گے ان کی inspection ہی نہیں کروائیں گے کوئی مدت یا ٹائم مقرر نہیں کریں گے، سب کچھ ہم اتھارٹی پر چھوڑ دیں گے کہ جب ان کو فرصت ملے گی وہ inspection کر لیں گے اور اگر وہ نہیں چاہیں گے تو سالہا سال کسی سکول کی inspection ہو گی اور نہ کوئی پوچھنے والا ہو گا تو پھر اس Excellence کا جو مقصد ہے اس کو attain کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ اگر واقعی یہ spirit ہے کہ یہ Schools and Centres of Excellence ہوں تو پھر inspection ایک مقررہ مدت کے اندر ہونی چاہئے۔ یہی میری گزارش ہے اور دوسری بات میں صرف یہی کہنا چاہوں گی کہ جیسا کہ پہلے بھی treasury benches کی عادت ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی بھی suggestion آئے چاہے وہ کتنی بھی اچھی ہو چاہے وہ ان کے دماغ اور دل کو بھاتی ہو کہ ہاں یہ چیز صحیح ہے لیکن وہ صرف مخالفت برائے مخالفت کرنے

کے لئے، اس کوoppose کرنے کے لئے وہ ہمیشہ اس کو نہ کر دیتے ہیں۔ ابھی ہمارے ایک سینئر وزیر صاحب نے کہا کہ اپوزیشن کو اپنی شکست ماننی چاہئے کہ جب ان کی ہار ہوتی ہے تو ایک اچھی بات پر ہار نہ ماننا یہ ہار اپوزیشن کی نہیں بلکہ یہ treasury benches کی ہار ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! Centre of Excellence کو proper طریقے سے بنانے کے لئے ترمیم دی گئی ہے۔ جب inspection نہیں ہو گی میں نے نہیں دیکھا کہ آج تک کوئی institution یا کوئی سکول اس وقت تک اپنے مقاصد حاصل کر سکے اور ترقی کی منازل طے کر سکے اور اپنے آپ کو مستند ثابت کر سکے جب تک کہ وہاں پر check and balance نہ ہو۔ اس بات کو ماننے میں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس میں مضائقہ نہیں ہے کہ اسے ایک اچھا ادارہ بنانے کے لئے اس کی inspection ضروری ہے۔ Check and balance تو ہر ادارے کے لئے ضروری ہے اور تعلیم تو کسی بچے کو اچھا انسان بنانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اگر تعلیم جیسے ادارے پر check and balance نہیں ہو گا اس پر inspection نہیں ہو گی تو ہم مطلوبہ نتائج کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ اس طرح اس سے مطلوبہ نتائج نہیں نکل سکتے جب تک کہ اس پر inspection نہیں ہو گی۔ اس سلسلے میں میری درخواست یہی ہے کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے اور اس کو مان لینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ یہ ایک اچھی suggestion ہے اور صرف اس لئے کہ ہم نے اسے نہیں ماننا تو اس لئے اس کو شامل نہ کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر کفر ٹوٹا ہی تھا اور کوئی بات ماننی ہی گئی تھی تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی مان لینے میں کوئی حرج نہیں اس سے اداروں کے مستحکم ہونے کے بہت زیادہ chances ہیں اور ان کے results بھی اچھے نکلنے کے chances ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب کوئی ممبر نہیں؟ ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے چیمہ صاحب!

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے پہلے کورم کو پورا کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی ہے گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔کارروائی جاری رکھی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز اراکین حزب اقتدار: شیم، شیم۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اس میں کوئی shame والی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک اچھی بات ہے چونکہ اس وقت legislation ہو رہی ہے اور قانون سازی تمام ممبران کا حق ہے۔اسی لئے ممبران عوام سے ووٹ لے کر ان اسمبلیوں میں آئے ہیں۔کھانا کھانے کے لئے اسمبلیوں میں نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جس طرح پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں ہو سکتا اسی طرح legislation پر بھی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا!میں بھی اسی پر بات کر رہا ہوں۔ The authority shall inspect the Danish School اب اس میں یہ ترمیم لائے ہیں کہ Shall inspect the Danish School یعنی کوئی اتھارٹی کس وقت دانش سکولوں کی انسپکشن کرے گی۔یعنی ان کو اس ترمیم کے ذریعے اتنا بے لگام کیا جا رہا ہے کہ ان کا جو بورڈ آف گورنر ہو گا ان کی جو اتھارٹی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب!آپ ماشاءاللہ seasoned Parliamentarian ہیں Rule 203 اور 206 کو پڑھ لیں already یہی پوائنٹ لغاری صاحب اور ڈاکٹر صاحبہ نے بھی اٹھایا ہے۔ No cross talk. اگر آپ کوئی نئی بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں اس پر نئی بات ہی کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! بات کرنے سے پہلے کچھ تمہید باندھی جاتی ہے۔ ابھی تو میں اسی فقرے پر ہوں۔ ابھی تو میں چلا ہی ہوں، شروع ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Rule 203 کو پڑھیں تو...You have to be مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر irrelevancy نہیں ہو سکتی، just amendment ہے اس پر آپ بات کریں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں اس میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ دانش سکولوں کا ہم نے ایک سلسلہ بنایا ہے۔ اب دانش سکولوں کو بھی کسی کے تحت ہی بنایا گیا تھا، کوئی ذہن میں رکھ کر بنایا گیا تھا یہ ذہن میں رکھ کر کہ یہ دانش سکول ایسے علاقوں میں بنائے جائیں گے جہاں پر غریب غرباء کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: sorry اب دیکھیں ناں۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں۔ جناب! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھ سے زیادہ آپ سمجھتے ہیں۔ آپ اس کی بات کریں کہ اس پر آپ کا کیا پوائنٹ ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس میں میرا point of view یہ ہے کہ اس میں ایک period کا تعین کر دیا جائے اور ہم نے یہ کہا ہے کہ تین ماہ کے اندر ان کی inspection کی جائے تو میری گزارش یہ تھی کہ تین ماہ بعد یہ inspection کریں تا کہ ان سکولوں کی کارکردگی بہتر ہو اور اسی کارکردگی کی بناء پر efficiency بڑھے اور سکولوں کا ایک اچھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب والا! ہاؤس کو in order کیا جائے یہ تو کوئی تک نہیں بنتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آفیسر گیلری کی طرف کون صاحب ہیں؟ ادھر آپ تشریف رکھیں۔ This is no way.(قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا!میری آپ کو اب سمجھ آئی ہے تو میرا مقصد یہ ہے کہ اس سے کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ آپ چیک کر لیں کارکردگی کے حوالے سے کسی نے اس طرح بات نہیں کی۔کارکردگی سکولوں کی بہتر ہو گی تو naturally حکومت کی کارکردگی بہتر ہو گی۔ کیونکہ موجودہ گورنمنٹ کا ایک baby ہے جس کو شہباز شریف صاحب لائے ہیں اس لئے لائے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب!amendment پر جب بات ہوتی ہے تو you have to be very specific.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: رانا صاحب جب بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! آپ ہمیں تو بار بار ٹوکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔This is no the way.

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں۔جناب!.This is the way.

MR DEPUTY SPEAKER: What is this way?

آپ کیا بات کرتے ہیں؟(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حکومتی اراکین چودھری عامر سلطان چیمہ کے رویہ پر احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

Chair کے ساتھ آپ ایسے بات نہیں کر سکتے۔میں rules کی بات کر رہا ہوں۔

This is no way. This is no way.Cheema Sahib this is no way Order in the House. Order in the House.

اگر ہاؤس کے decorum کا آپ خیال نہیں رکھنا چاہتے تو میں آپ کو اس بات کی بالکل اجازت نہیں دوں گا۔Chair دیکھ رہی ہے اس کو، آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔جو specific بات ہے آپ وہ کریں۔(قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب!میں specific بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ specific بات نہیں کر رہے، already یہ بات ہو چکی ہے اور آپ اس کو repeat کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: repeat کہاں کر رہا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اور آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ وہاں پر دیکھیں میں نے کیسے repeat کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی اپنی importance یہ ہے کہ کارکردگی کو بڑھایا جائے۔ آپ خواہ مخواہ bias ہو رہے ہیں۔ جب رانا صاحب بات کرتے ہیں اس وقت تو آپ ان کو کچھ نہیں کہتے۔ آپ کو تو نہیں ڈانٹتے ہمیں آپ سمجھتے ہیں کہ ہم پانچ چھ آدمی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ irrelevant بات کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ہم relevant بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ نے اس پر بات کرنی ہے تو کریں نہیں تو میں آپ کا time cut کر رہا ہوں

۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ میری بات کیوں کاٹیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل میرے پاس right ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ کے پاس کوئی right نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں نہیں بیٹھوں گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (e), after the word "inspect" appearing at the

beginning, the words "at least after an interval of three months" be added.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (e), after the word "excellence" appearing at the end, the words "and prepare a report of its visit for record" be added."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (e), after the word "excellence" appearing at the end, the words "and prepare a report of its visit for record" be added."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں ایک بات بتادوں Kindly rules 203 and 206 کو پڑھ لیں۔Chair پر اس طرح biasکا الزام لگانا .It's most unfortunate ہمیشہ ٹائم بھی دیا جاتا ہے اور سارا کچھ کیا جاتا ہے .But now I have to follow the rules

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بات کر لینا۔جب ہم کسی منسٹر کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہم بات نہ کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سے relevant بات کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر لیں یا وہ کر لیں لیکن باری باری بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم ہمیشہ Chair کا احترام کرتے ہیں، ہم ہمیشہ rules follow کرتے ہیں لیکن ہماری یہی گزارش ہوتی ہے کہ جب ہمارے منہ پر تالے لگائے جاتے ہیں، جب ہمیں بات نہیں کرنے دی جاتی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے کبھی سینئر وزیر صاحب آ کر کچھ کہہ جاتے ہیں اور کبھی کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: decorum of the House آپ کے لئے بھی ہے اور ان کے لئے بھی ہے اور Chair کا کام ہے کہ اس decorum کو maintain رکھے۔پلیز میری بات سنیں۔آپ amendment پر کھڑی ہیں آپ کی جو بھی بات ہے وہ کریں لیکن اس کی relevancy دیکھنا Chair کا کام ہے۔اگر relevant بات نہیں ہو گی تو پھر Chair کے پاس یہ right ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آج ہم قانون سازی کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: پھر Chair کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اگر ایک ممبر کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہے۔ چونکہ میں اپوزیشن میں ہوں اور یہ میرا حق ہے۔میں حکومت میں نہیں ہوں کہ لوگوں کو لا کر یہاں بٹھانا اور کورم پورا کرنا میرا کام ہے۔ہمارے لئے جو شیم شیم کی آوازیں لگائی جاتی ہیں پھر Chair اس کو monitor کیوں نہیں کرتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Chair بالکل دیکھتی ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہوتا۔صرف آپ کو یہ بتانے کے لئے میں ابھی دوبارہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہوں۔جب آپ دوبارہ لوگوں کی پلیٹیں چھڑوا کر انہیں لا کر یہاں بٹھائیں گے تو پھر دیکھیں کہ یہ شیم کریں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: میں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

اس وقت ایوان میں 196 ممبران تشریف فرما ہیں لہذا کورم پورا ہے۔کارروائی جاری رکھیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ شور شرابہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ میں صحیح تھی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ چیز آپ کے knowledge میں لانے کے لئے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ ہمیں ٹائم نہیں دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت مائیک کس کے پاس ہے؟ مائیک ان کے پاس نہیں ہے بلکہ آپ کے پاس ہے۔ان کی بات کارروائی کا حصہ بن رہی ہے ان کی نہیں بن رہی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے کسی کو embarrass نہیں کرنا چاہتے لیکن میں آپ کے knowledge میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا ہے۔اس amendment کے متعلق جو بات ہے اب آپ وہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ House in order نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب اس طرح سے ہلڑ بازی ہو گی تو پھر یہاں پر قانون سازی نہیں ہو سکتی۔تیسری بات یہ ہے کہ آپ جس tone میں مجھ سے بات کر رہے ہیں You are most welcome لیکن اگر آپ وہاں بھی اسی tone سے بات کریں تو پھر مجھے کیا میرے ساتھیوں کو بھی یہ بات کرنے کی نوبت نہ آئے۔ Sir, this is wrong. قانون سب کے لئے برابر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو قانون کے مطابق بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جب وہ قانون کے مطابق بات نہیں کرتے تو پھر ان کے لئے آپ کیوں نہیں کہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ خاموش بیٹھے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: وہ اس وقت خاموش ہیں چونکہ میں چیخ رہی ہوں۔جس وقت میں بات کرتی ہوں یا ہمارے دوسرے ممبران بات کرتے ہیں۔ابھی دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House

محترمہ! پلیز اب آپ amendment پر بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): مٹی پاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ غلط بات ہے No cross talk. جی محترمہ!

(۔۔۔جاری)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ہم نے اس amendment میں یہ propose کیا ہے کہ:

"and prepare a report of its visit for record" be added."

جب کسی بھی چیز کو، کسی بھی کام یا کسی بھی محکمے کو بغیر دیکھے بغیر identify کئے اس پر check and balance رکھے بغیر چھوڑا جائے گا تو definitely ہم اس سے expect نہیں کر سکتے کہ وہ اچھا perform کرے، نہ ہی اس میں بہتر یا changes کی کوئی گنجائش ہو سکتی ہے۔جب اس پر قانون سازی ہو رہی ہے اور اس پر اتنی محنت کی جا رہی ہے۔ہمارے بچوں کا، صوبہ پنجاب کی عوام اور ہم سب کا future اس پر depend کر رہا ہے تو پھر اس اتھارٹی اور تمام چیزوں پر ایک check and balance کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ہم رپورٹ بنانے کی request اس لئے کر رہے ہیں کہ جب تک یہ رپورٹ نہیں بنے گی تب تک کسی بھی کارکردگی کا جائزہ نہیں لیا جائے گا۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House.

جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جب تک کوئی رپورٹ نہیں بنائی جائے گی، کہیں پر یہ write down نہیں کیا جائے گا اس کو کارروائی کا حصہ نہیں بنایا جائے گا تب تک کوئی بھی کسی کو answerable نہیں ہو سکتا۔جہاں کہیں کوئی غلطی ہو رہی ہو گی، کوئی کمی کوتاہی ہو رہی ہو گی اسے identify نہیں کیا جا سکتا۔جہاں پر improvement کی گنجائش ہے وہاں اسے بہتر نہیں کیا جا سکتا۔چونکہ کوئی بندہ آپ کو answerable نہیں ہے اور آپ کسی کو پوچھ نہیں سکتے۔ان چیزوں سے ہی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں، انہی چیزوں سے ہی ایسی create misunderstandings ہوتی ہیں کہ وہ ایک پورے کا پورا شعبہ، پورے کا پورا بل جسے ہم قانون بنا رہے ہیں وہ خود doubtful ہو جاتا ہے لہذا ان تمام چیزوں کو transparent کرنے اور شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے تمام points پر، ہر جگہ جہاں کہیں کوئی confusion create ہو سکتی ہے وہاں پر ایک اور check and balance لا کر بٹھانا چاہئے۔جب تک اس کی رپورٹ نہیں بنے گی یا یہ کارروائی کا حصہ نہیں بنے گی تو اس میں کوئی بہتری نہیں کی جا سکتی اور جو چیز اس پورے سسٹم کو harm کر رہی ہے۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: مسلمانوں نماز کے لئے تیار ہو جاؤ قیامت آنے والی ہے زمین میں دفن ہو جانا ہے، مٹی میں سو جانا ہے وہاں بھائی کام آئے گا نہ باپ۔مسلمانوں نماز قائم کرو۔نماز زندہ باد۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں نماز کے وقفہ کے لئے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید آپ بھی نماز کے لئے جانا چاہ رہی ہیں۔جو نماز پڑھنا چاہتے ہیں وہ پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نماز کے لئے وقفہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم کارروائی کو چلا رہے ہیں آپ بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نماز کے لئے ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ باری باری نماز پڑھ آئیں۔ لغاری صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ابھی ٹائم ہے اور دوست نماز پڑھ لیں گے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ اپنی بات جاری رکھیں۔Order in the House جی، پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہی تھی کہ ہر چیز پر balance check and ہونا چاہئے۔ اس میں بھی میری یہی گزارش ہے کہ اس visit کی ایک رپورٹ بنائی جائے کیونکہ جب تک وہ رپورٹ نہیں بنے گی تو آپ یہ judge نہیں کر سکتے کہ کہاں پر کیا flaws ہیں اور کس چیز میں improvement کی گنجائش ہے؟ Let us suppose جیسے ہمارے سرکاری سکولوں میں ہو تا رہا ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں میں سائنس اور ریاضی پڑھانے کے لئے ٹیچرز بھی available نہیں ہوتے۔ یہ بات بہت دفعہ ہوتی ہے، لوگ اور طالب علم احتجاج بھی کرتے ہیں لیکن چونکہ monitoring کا کوئی ایسا system موجود نہیں ہے، کوئی check and balance نہیں ہے جس کی وجہ سے کبھی بھی یہ چیزیں in time rectify نہیں ہوتیں اور resultantly یہی ہوتا ہے کہ وہاں پر بچیاں جاتی ہیں، اپنا وقت ضائع کرتی ہیں اور واپس آ جاتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی چیز میں اگر ہم یہ کہیں کہ ٹھیک ہے، یہ اب نہیں تو پھر کبھی ہو جائے گا لیکن اس میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ وہ چیزیں

ہیں کہ جن کو ہمیں urgently اور ایک positive نظر کے ساتھ دیکھنا ہے کہ جہاں پر کوئی ایسی چیز ہے جو کہ واقعی harm کر رہی ہے، جو واقعی effect کر رہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو admit کر لینا ایک بڑا پن ہو گا کیونکہ ہم سب یہاں پر بچوں والے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم یہاں پر اپنے لوگوں کو represent کر رہے ہیں۔ آج جس حوالے سے ہم debate کر رہے ہیں یہ ہمارے ہی بچوں کا future ہے اس لئے کسی اچھی چیز کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ آج at least اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر تعلیم کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ بحیثیت مسلمان جو پہلا لفظ کہا گیا وہ "اقراء" تھا یعنی پڑھ۔ کہا گیا ہے کہ "ماں کی گود سے لے کر قبر تک تعلیم حاصل کرو" آج ہم اسی نظام تعلیم پر debate کر رہے ہیں۔ آج ہم اس کے لئے ایک نیا نظام نافذ کرنے جا رہے ہیں تو اس نظام کے حوالے سے ہماری طرف سے اگر کوئی اچھی تجاویز دی گئی ہیں جو کہ واقعی effective ہیں تو میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور اس ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ ان کو ضرور consider کیا جائے۔ ان کو محض اپوزیشن سمجھ کر ignore نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری نہایت مختصر سی گزارش ہے کہ یہ جو رپورٹ بنانے کے لئے کہا جا رہا ہے یہ اس لئے کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک ریکارڈ بن جائے گا، وہ reference ہو گا اور پھر اسے monitor کیا جا سکے گا کہ اس میں یہ کمی، کوتاہی سامنے آئی تھی اور اس کو کس طرح درست کیا گیا تھا۔ ساری دنیا میں یہ ایک standard procedure ہے کہ ہر visit کی report بنائی جاتی ہے اور اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے تاکہ ان پر عمل کیا جا سکے اور اگر کہیں پر کوئی اچھی practice ہے، اگر کوئی good practice کہیں پر نظر آتی ہے تو اس کو دوسری جگہ replicate کیا جا سکے۔ میرے خیال میں ہماری ایک نہایت ہی مناسب سی amendment ہے اگر اس کو carry کر لیں تو آپ لوگوں کی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! دانش سکولوں کا اتنا بڑا پراجیکٹ ہے کہ ہر ایک سکول پر 350 ملین روپے کی لاگت آئے گی اور اس کا سالانہ expenditure بھی 65 ملین روپے سے زیادہ ہو گا۔ اگر

اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے اور پھر اس کی رپورٹ بھی نہ بنے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟میں سمجھتی ہوں کہ اس رپورٹ کو properly اسمبلی میں پیش ہونا چاہئے تاکہ اداروں کو مزید مستحکم کرنے کے لئے تجاویز دی جا سکیں۔ان reports پر ہی انحصار کیا جاتا ہے، یہ رپورٹ check and balance رکھنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔اس سے اداروں پر ایک pressure رہتا ہے کہ ہم نے زیادہ سے زیادہ بہتر کارکردگی show کرنی ہے اور اپنے معیار کو بہتر رکھنا ہے کیونکہ ہمیں اس کی باقاعدہ رپورٹ پیش کرنی ہو گی تو اس معیار کو بہتر کرنے کے لئے یہ رپورٹ پیش کی جانی بہت ضروری ہے۔ان projects پر کثیر رقم خرچ کی جا رہی ہے لہذا بہت ضروری ہے کہ اس کی inspection ہو اور اس کی باقاعدہ ایک رپورٹ مرتب کی جائے اور پھر یہ رپورٹ اسمبلی میں آئے تاکہ دانش سکولوں میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ ہو سکے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ "and prepare a report of its visit for record" اس حوالے سے میں محسن لغاری صاحب کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ اپوزیشن کو ایک staff کی ضرورت ہوتی ہے۔ہم نے بھی یہ کام سالہا سال کیا ہے۔جب ان کا staff اس طرح کی ترامیم اکٹھی کر کے لائے تو آپ خود بھی ذرا ان کو پورے غور سے دیکھ لیا کریں۔یہ معاملہ legislation سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ rules سے متعلقہ ہے۔اس سے پہلے آپ نے یہ کہا کہ جو visit ہے وہ "at least after an interval of three months" بھئی!وہ authority ہے اس کے لئے three months کی پابندی کیوں وہ ایک ماہ بعد کیوں نہیں، ایک ہفتے بعد کیوں نہیں؟اور اس visit کی رپورٹ for record نہیں ہو گی بلکہ for implementation ہو گی تو یہ ساری چیزیں rules میں بنتی ہیں یہ legislation کا حصہ نہیں ہیں۔آپ اپنے staff سے کہیں کہ جب وہ ترامیم یہاں پر جمع کروائیں تو اس سے پہلے وہ آپ کو دکھایا کریں، آپ ان کو اچھی طرح سے دیکھا کریں اور جو ترامیم matter کرتی ہوں ان کو آپ ہاؤس میں لایا کریں۔شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!وزیر قانون کا اس طرح کا رویہ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس کا بُرا بھی نہ منایا کریں چونکہ یہ rules کے اندر لکھا ہے۔ آپ کو اپنی ترمیم پر بات کرنے کا پورا right ہے اور اس کے بعد reply کا right متعلقہ وزیر کے پاس ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم پر personal attack کیا جائے گا تو کیا ہمیں اس کا جواب دینے کا right نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی ترمیم پر بات کی اور وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دیا ہے۔ اب اس پر ہاؤس کی sense لے لیتے ہیں۔ جب اگلی amendment آئے گی تو اس پر آپ اپنی بات کر لیجئے گا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (e), after word "excellence" appearing at the end, the words "and prepare a report of its visit for record" be added."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab

Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (n), the following new para (nn) be added:-
>
> > "(nn) examine existing strength of teachers and staff and reasons for non-completion of vacancies in various school and colleges and to make a report to the government for necessary action."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (n), the following new para (nn) be added:-
>
> > "(nn) examine existing strength of teachers and staff and reasons for non-completion of vacancies in various school and colleges and to make a report to the government for necessary action."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس amendment میں ہم نے یہ propose کیا ہے کہ staff and teachers کی تعیناتی، ان پر check and balance رکھنے اور ان کی monitoring کرنے کے لئے ایک اتھارٹی بنائی جائے۔ جنگل کا قانون نہیں ہونا چاہئے کہ اپنی مرضی سے جس کو چاہیں رکھ لیں یا نکال دیں۔ ایک ایسی authority ہو جو کہ ان ساری چیزوں کو monitor کر سکے اور make sure کر سکے کہ کوئی ایسا قانون یا rules نہ بنائے جائیں کہ جن کی وجہ

سے ان کی مرضی یا من مانی چل سکے کہ ہم اس کو رکھتے ہیں یا اس کو نکالتے ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گی کہ تعیناتی کا ایک طریق کار طے کر کے اس کی رپورٹ بنا کر گورنمنٹ کے حوالے کی جائے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! again وہی بات آ رہی ہے اور پھر یہی ہو جائے گا کہ یہ clerical mistake ہے لیکن ہر چیز پر ایک check and balance ہونا بہت ضروری ہے۔ ہمارے سرکاری سکولوں کا جو احوال ہے، honourable وزیر قانون نے خود agree کیا ہے، یہ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ اس صوبے میں آج بھی بہت سے ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر English and Mathematics کے استاد ہی available نہیں ہیں۔ تو کیا وہ بچے suffer نہیں کر رہے؟ ہمارے وزیر تعلیم صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں، although وہ باتوں میں مصروف ہیں لیکن وہ بھی یہ جانتے ہیں کہ بہت سی کوتاہیاں، کمیاں اور flaws ہمارے تعلیمی نظام کا حصہ ہیں۔ کیا کوئی بھی حکومت ان کو overcome کر سکی ہے؟ نہیں کر سکی، جہاں کہیں پر کوئی missing facilities ہیں وہ اسی طرح موجود ہیں اور وہ آج تک remove نہیں ہوئیں۔ بہت کم ایسے cases ہیں کہ جہاں پر upgradation کی گئی ہے یا ان facilities کو cover کیا گیا ہے۔ کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی چلتے رہیں گے، کیا ہم آگے ترقی کی طرف نہیں جائیں گے اور کیا ہم صرف تنزلی کے راستے پر ہی چلتے جائیں گے؟ ہم تنزلی کے راستے پر چلتے ہوئے اپنے پرانے یا نئے نظام کو مزید تباہی اور بربادی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم اس honourable House میں on the floor of the House کوئی بھی بات کرتے ہیں تو وہ ریکارڈ ہوتی ہے، وہ proceeding کا حصہ بنتی ہے لیکن still جب وہ ایسی بات کر جائیں جو قوانین، rules یا ایک ایسی بات ہو جو اس شعبے کے متعلق غلط جواب ہو تو ہم اسی کارروائی کا سہارا لیتے ہیں اور اس honourable Minister کے خلاف Motion Privilege move کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس کارروائی کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہو تو ہم بے بس ہیں ہم سچے ہو کر جھوٹے ہوتے ہیں اس لئے میں پھر وہی کہوں گی کہ آپ جب بیٹھتے ہیں تو مجھے یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

میں سچ کو سچ بھی کہوں گی پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

مجھے وہ ریکارڈ لا جواب بناتا ہے جو رکھا جاتا ہے اور دنیا میں ہر جگہ پر یہی ہوتا ہے۔ یہ کوئی اچنبے والی بات نہیں ہے کہ اگر یہ کہا جارہا ہے کہ ہر چیز کا record feed کیا جائے تو یہ کوئی unusual سی چیز نہیں ہے۔ تمام سکول بے شک وہ دانش سکول ہیں ان کی record keeping کی جائے کہ کہاں پر کون سے ٹیچر تعینات ہیں، نہیں ہیں، کون سے ٹیچر کہاں سے salary draw کر رہے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سیکرٹری صاحب کی ملی بھگت سے اساتذہ 2/2 سال کی leave پر چلے جاتے ہیں اور وہ وہاں سے salary بھی draw کر رہے ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کا حل یہی ہے otherwise ہم بعد میں اسی floor پر کھڑے ہو کر کہیں گے کہ آپ نے ایک غلط قانون بنایا ہے تو آج وہ وقت ہے کہ ہم مل بیٹھ کر یہ decide کریں کہ ہاں! یہ چیز غلط ہے، reports کی اہمیت ہے ہم اس کو مانیں اور اس پر عملدرآمد کریں۔ شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس پر مختصر سی بات کروں گا ہم یہ amendment لا رہے ہیں کہ teachers and staff کی efficiency and administration کے حوالے سے posts create کی جائیں تو اس میں ہماری amendment کا مقصد یہی ہے کہ دانش سکولوں میں teachers تعینات کر دیئے جائیں گے اور پھر وہاں پر جو خالی vacancies رہ جائیں گی ان کے حوالے سے assure کیا جائے کہ ان خالی اسامیوں کو بروقت پُر کیا جائے تاکہ ان کی efficiency بڑھ سکے تو مختصر عرض یہی ہے کہ اس amendment کو add کر لیا جائے کیونکہ اس سے دانش سکولوں کی کارکردگی بہتر ہو سکے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ مختصر بات کرتے کتنے اچھے لگتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے مجھے سکھایا تھا کہ یہ غلط ہے، میں ابھی legislation سیکھ رہا ہوں وہ بہت زیادہ تجربہ کار ہیں ان کے پاس پورا Law Department ہے اور لاء منسٹر صاحب جس کی بات کر رہے تھے وہ بندہ ہمیں صرف type کر کے دیتا ہے کیونکہ ہمیں انگریزی یا اردو type نہیں آتی اس لئے وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ ہم اپنی عقل اور اپنے فہم کے مطابق یہ چیزیں کرتے ہیں شاید میری سمجھ میں کچھ کمی ہو گی کیونکہ باقی ساری چیزیں بھی rules کے اندر جا سکتی تھیں یہ legislation میں کیوں آئی ہیں یا تو مجھے legislation and rules کے درمیان کا فرق بتا دیں، ابھی

نہیں کسی اور وقت مجھے یہ سمجھا دیں کہ legislation اور rules بنانے کے درمیان کیا فرق ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ تھی کہ جس طرح یہ باقی چیزیں لکھی گئیں کہ control discipline of the Supervise in students. یہ rules میں نہیں آ سکتا، اس میں لکھا گیا ہے Promote extra curriculum activities. یہ rules میں نہیں آ سکتا؟ Rules کیا ہیں اور legislation کیا ہے یہ تو ایک بڑی thin line ہے اگر کوئی ہے جس کو میں نہیں سمجھتا تو ہم نے جو باتیں کی تھیں وہ بھی rules میں نہیں آتیں وہ بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح website بناؤ اور اس کو weekly update کرو اگر web site کو weekly update کرنا ہے تو reports بنا کر کیوں نہیں رکھی جا سکتیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کافی بات ہو گئی ہے اب آپ اس amendment کی طرف آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس amendment کے بارے میں ہمارے ساتھیوں نے بات کر لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کرنا چاہوں گی جس طرح محسن صاحب نے بات کی ہے کہ اگر ہم کسی چیز کو اپنے قانون میں شامل کر لیں گے کہ رپورٹ بنے گی تو اس کے اندر rules and regulations بعد میں متعین کئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف اتنی سی بات ہے کہ جب ہم amendment کی بات کرتے ہیں تو We have to be very specific and relevant. اگر آپ نے اس amendment کے بارے میں کوئی بات کرنی ہے تو وہ آپ ضرور کریں لیکن اگر آپ نے overall بات کرنی ہے تو پھر آپ کے پاس سارا ٹائم ہے لیکن آپ اس میں overall بات نہیں کر سکتیں۔ جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس بل میں clause ہے کہ teachers کے لئے نئی create jobs کی جائیں گی اور ابھی ہمارے وزیر قانون نے کہا کہ ہم سکولوں کا ایک parallel system نہیں کر رہے، ہم existing system کو improve کرنا چاہ رہے ہیں اور ان کو بھی excellence کے level پر لانا چاہ رہے ہیں تو ابھی اس وقت آپ دیکھیں کہ posts of teachers خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان کی recruitment پر ban ہے تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ شاید فنڈز نہیں ہیں جس وجہ سے against

existing vacant seats teachers recruit نہیں ہو سکتے تو اگر یہ parallel system نہیں ہے تو سب سے پہلے present schools میں fill vacant seats کی جائیں کیونکہ اگر اتنا بڑا خرچہ new created jobs پر use کیا جارہا ہے تو کیا سب سے پہلے یہ نہیں ہونا چاہئے کہ existing vacancies fill کی جائیں اور اس پر کچھ خرچہ کیا جائے بجائے اس کے کہ new jobs create کریں ان کو پُر کریں اور یہ خالی رہ جائیں۔ پھر ہر جگہ تضاد ہے کہ دانش سکولوں کو level of excellence پر لایا جارہا ہے اور باقی سکولوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم اس amendment میں بار بار جو point emphasize کرنا چاہ رہے ہیں میں اس کو بڑا specify کر کے کہنا چاہ رہی ہوں کہ non completion of vacancies make a complete non جب ایک چیز report or necessary action. ہے اور اس کی رپورٹ نہیں لکھی جاتی تو کہیں بھی research, examination and revisit کرنے کے لئے اگر ایک written report موجود نہ ہو گی تو یہ mode of mouth پر اتنا بڑا school of excellence چلنا ہے جس کو انہوں نے shatter کر کے کرنا ہے اس کو emphasize کیا گیا ہے کہ making of a report، باقی یہ بات رہ گئی کہ لاء منسٹر صاحب بہت تجربہ کار ہیں اور انہوں نے ہمیں ایک guideline دی ہے کہ آپ لوگ کلرکوں سے لکھوا کر اسے رَٹ کر یہاں House میں نہ سنائیں میں ان سے اسی زمرے میں درخواست کروں گی کہ صبح زکوٰۃ کے 12 سوالات پر دو لائنیں بار بار repeat کر کے لکھی گئی تھیں تو کیا اس وقت لاء منسٹر سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے زکوٰۃ کے 25 سوالوں میں سے 12 سوالوں میں وہی جواب جب ان کے کلرکوں نے لکھا ہے اس وقت انہوں نے نہیں پڑھا تھا یہ submit کریں اس پر action بھی لیں اور ان کو میری طرف سے یہ جواب تحفے میں دیں کیونکہ میں نے اس کو میڈیا پر بھی دکھانا ہے کہ یہ تو ہم پر الزام لگا رہے ہیں اور میں یہ ثبوت کے ساتھ پیش کر رہی ہوں کہ یہ کلرکوں سے لکھواتے ہیں اور ان کے تمام کے تمام بیت المال کے department نے صبح یہ حرکت کی ہے کہ آدھا نام پچھلی حکومت کا اور باقی آنے والی حکومت کا، یہ جواب تھا اور یہ ثبوت تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ amendment پر بھی کوئی بات کریں گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں amendment پر آ رہی ہوں۔ میں الزام کا جواب ثبوت کے ساتھ دے رہی ہوں اور ہم amendment کلرکوں سے نہیں لکھوائیں گے اور یہ بھی اس چیز کو ختم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً لغاری صاحب تو باہر چلے گئے ہیں میں اس پر مختصراً یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بڑا simple principle ہے کہ functions law میں دیئے جاتے ہیں اور وہ functions کس طرح سے انجام دیئے جائیں گے وہ rules میں دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس amendment میں (n) کے بعد (nn) کا کیا ہے، (n) create posts of teachers and efficient management سے متعلق ہے، (o) disciplinary action سے متعلق ہے اور (p) Prescribed code of conducts سے متعلق ہے تو اس میں وہ تمام باتیں cover ہوتی ہیں جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے اور ان کے لئے جو rules بنیں گے تو جس طرح انہوں نے contribute کیا ان میں اسی تفصیل کے ساتھ یہ ساری چیزیں rules میں شامل ہوں گی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (n), the following new para (nn) be added:-
>
> "(nn) examine existing strength of teachers and staff and reasons for non-completion of vacancies in various school and colleges and to make a report to the government for necessary action."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The fourth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para(q), after the word "Authority'', appearing at the end, the words "and to monitor and evaluate teachers training programmes periodically and submit assessment report to the government for improvement of the system'' be added.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (q), after the word "Authority'', appearing at the end, the words "and to monitor and evaluate teachers training programmes periodically and submit assessment report to the government for improvement of the system'' be added.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!ایک شعر ہے کہ:

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کر بچے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

یہ وہ شعر ہے جس کا فلسفہ اس میں projected ہے یعنی students اس وقت تک اساتذہ کی عزت کریں گے جب تک training programmes اور کتابیں اس کے مطابق نہ ہوں گی تو بچے آپ کو یقیناً خبطی ہی سمجھنا شروع ہو جائیں گے۔ جب آپ نے اس سکول میں training teachers programme کی value کو acknowledge کر ہی لیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس پر خرچ بھی ہو گا اس لئے آپ lumpsum funds بھی رکھیں گے۔جب آپ ایک network بنا رہے ہیں، Daanish Schools and Centres of Excellence یعنی بہت standard کے سکول بنانے جا رہے ہیں تو وہاں کے teachers کی periodic training پر بھی اتنی ہی رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب یہ ساری چیزوں کی assessment reports submit نہ ہوں گی تو اس سارے training programmes کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ ان میں نہ صرف teachers کی کارکردگی، ان کے پڑھانے کا طریقہ اور ان کی updating of knowledge ہے۔ اگر ہم اس کو monitor ہی نہیں کریں گے تو آپ اس میں بہتری کس طریقے سے کریں گے لہذا اگر آپ اس کلاز میں یہ پوری شق شامل کر دیں تو آپ نے جو پیسا اس پر خرچ کرنا ہے، teachers کو evaluate کر کے international standard یا جو بھی standard set کریں گے اس پر لانا ہے۔ یہ سارا کچھ ہم اس وقت ہی حاصل کر سکتے ہیں جب اس کی monitoring کے لئے regular assessment reports submit ہوں گی ورنہ سکول ایک دفعہ تو بن جائے گا لیکن جب بھی سوال پوچھا جاتا ہے تو sustainability and improvement کی بات ہوتی ہے۔ کسی چیز کو بنانے میں بے شک ساری effort لگ جاتی ہے لیکن اس کے بعد اس کی on improvement and sustainability reports

documentation کے مطابق ہی آگے چل سکتی ہیں لہذا اگر یہ چند الفاظ اس کلاز(q) میں add کر دیئے جائیں تو اس سے اس programme training کی progress بہتر ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس میں اتنی گھبراہٹ کی بات نہیں ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ اس شق کو شامل کر لیا جائے۔ اگر آپ ایک training programme کروا رہے ہیں تو اس کی assessment نہ کروانے کی وجہ کیا ہے، کیا یہ گھبراتے ہیں کہ جو training کرائی گئی ہے وہ up to mark نہیں ہو گی یا اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہو گا یا وہ seriously نہیں ہو رہی۔ اگر وہ واقعی seriously ہو رہی اور اس کا مقصد واقعی teachers کی improvement ہے تو پھر ان کی assessment کرانے میں کیا قباحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے کہ ایک check ہر چیز پر ہونا چاہئے۔ آپ جب training دیں گے تو لازمی طور پر حکومت پنجاب کے خزانے پر بوجھ بڑھے گا۔ اس وقت surplus صوبہ OD پر چل رہا ہے۔ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ اساتذہ کو training ملنی چاہئے، یہ ان کا حق ہے لیکن جب teacher trained ہو رہا ہے اور وہ accordingly deliver نہیں کر رہا تو اس کو کس طرح سے monitor کیا جائے گا۔ یہ teachers training programme ایک دفعہ ہو کر ختم نہیں ہونا بلکہ یہ چلتا رہے گا۔ یہ ongoing process ہے۔ اس پر بھی ایک check کی ضرورت ہے کہ جیسے کسی سکول میں چار بچوں کو داخل کروایا جاتا ہے تو بچے اس سسٹم کو فوری adopt کر لیتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ استاد بھی فوری طور پر بچوں کی طرح نئے سسٹم کو adopt کر لے گا۔ Daanish Schools of Excellence کے متعلق میں یہ کہتی ہوں کہ جب میں چھوٹی تھی تو مجھے میرے گھر والے یا میری teacher اس وقت مجھے excellent کہتے تھے کہ جب میں بہت زبردست کام کرتی تھی۔ یہ بہت زبردست کام ہونے کے لئے جا رہا ہے تو پھر کیوں ان چھوٹے چھوٹے flaws کو consider نہیں کیا جا رہا؟ بعد میں جب کوئی مسئلہ پیدا ہو گا تو پھر یہ کوئی ترمیم لے کر آ جائیں گے۔ میں یہاں یہ کہتی ہوں کہ آج ہم یہاں سوچنے کے لئے بیٹھے ہیں، آج ہم یہاں لوگوں کو بھوکا رکھ کے بیٹھے ہوئے ہیں اور

بار بار کورم کی بھی نشاندہی کر رہے ہیں کہ براہ مہربانی آئیں اور ہماری دی ہوئی ترمیم کو consider کریں۔ ان باتوں کا آج فیصلہ ہونا چاہئے۔ ہماری کمیٹی نے جو فیصلے کئے تھے انھیں تو overrule کیا جارہا ہے۔ آج ہاؤس میں جو بات ہو رہی ہے، اسے بھی دیکھنا چاہئے اور اسے consider کرنا چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اس کو کمیٹی کے پاس بھیج دیں کہ یہاں پر جو تجاویز آرہی ہیں انھیں دوبارہ دیکھے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ لائی ہے کہ:

The Authority shall conduct pre-service and in service training of teachers and other employees of authority.

میرے خیال میں اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس کی اس لئے ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ بھی rules میں آسکتا تھا۔ وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ سب کچھ rules میں آسکتا ہے تو اتنی زیادہ ترمیم لانے کی ضرورت ہی نہیں تھی تو یہ بھی rules میں آسکتا تھا۔ ہاؤس کا وقت تو وزیر قانون صاحب ضائع کر رہے ہیں اسی لئے آج بار بار کورم ٹوٹ رہا ہے اور بار بار problem بھی ہو رہی ہے۔ ممبران شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم لوگ problem create کر رہے ہیں لیکن ہم نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے ایسا ہے۔ اگر یہ ترمیم لانی ہی ہے تو ہم نے یہ request کی ہے کہ teachers کی training اور بہتر monitoring کے لئے ایک رپورٹ مرتب کی جائے تاکہ ایک اچھا ماحول بن سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو باتیں ہوئی ہیں میں وہ repeat نہیں کروں گا بلکہ صرف یہ کہوں گا کہ اس میں teachers کے علاوہ employees کا بھی ذکر ہے۔ حکومت کی طرف سے جو proposed ہے کہ:

Conduct pre service and in service training of teachers and other employees of the authority.

توteachersکی توسب نے بات کی ہے لیکن میںother employeesکی بات کروں گا۔

جناب سپیکر!میری گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو اس اتھارٹی کے اساتذہ کے علاوہ دوسرے ملازمین ہوں گے ان کیassessmentضرور ہونی چاہئے۔جب ایک نیا سسٹم آرہا ہے تو یہ آتے ہی جس طرحexcellenceکہا گیا ہے یہexcellentنہیں ہو جائے گا۔اس کوexcellentہونے میں بہت وقت لگے گا اور اس کی evaluation کے لئے یہ propose کیا گیا ہے کہ اس کی assessment reports بنائی جائیں اور اس پر وہperiodically reportsدیں تاکہ حکومت اُس پر improvementلاسکے اور اساتذہ کے ساتھ جو سٹاف ہو گا اُس حوالے سے بھی کچھ کر سکے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اپنی وہی بات دہراؤں گا کہ یہ clause (q)بڑیcomprehensiveہے اور ٹریننگ سے متعلق تمامfunctionsکوnarrateکرتی ہے باقی انہوں نے جو دوسری بات کی ہے وہruleہے کہ:

> Conduct pre service and in service training of teachers and other employees of the authority.

اس میں ٹریننگ کا functionدے دیا گیا ہے۔اب اس کو کس طرح سے materializeیا بہتر انداز میں کرنا ہے تو وہ سبrulesکا معاملہ ہے اس میں ان چیزوں کو رکھا جائے گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), in para (q), after the word “Authority”, appearing at the end, the words “and to monitor and evaluate teachers training programmes periodically and submit assessment report to the government for improvement of the system” be added."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the fifth amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR FAIZA ASGHAR: I move:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (r), the following new paras (rr) and (rrr) be added:-

"(rr) examine the government policy of shifting management of government schools and colleges to the control of NGOs and analyze their role and make positive suggestions to the government;

(rrr) take concrete steps and evolve workable strategy to eliminate ghost schools/colleges in the Province and suggest remedial measures therefore."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (r), the following new paras (rr) and (rrr) be added:-

"(rr) examine the government policy of shifting management of government schools and colleges to the control of NGOs and analyze their role and make positive suggestions to the government;

(rrr) take concrete steps and evolve workable strategy to eliminate ghost schools/colleges in the Province and suggest remedial measures therefore."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! جب اتنا زیادہ خرچہ اور یہ websites according to the clause develop ہو رہی ہیں تو اُس میں یہ بھی ہے کہ بہت سارے سکول ایسے بھی ہیں جو حکومت نے NGOs کو دیئے ہوئے ہیں اور وہی اُن کو چلا رہی ہیں کیونکہ حکومت ان کو نہیں چلا سکتی لہذا ان NGOs کو دیئے گئے سکولوں کی بھی monitoring ہونی چاہئے۔ میں پھر وہی چیز repeat کروں گی کہ کہا گیا ہے کہ یہ ایک parallel school system نہیں ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کے سارے سکول evaluate ہوں گے اور تمام سکولوں کی improvement ہو گی۔ بتایا جائے کہ ہم نے جو سکول NGOs کے حوالے کئے ہوئے ہیں اُن کی evaluation کون کرتا ہے؟ میری یہ تجویز ہے کہ ان سکولوں کی بھی evaluation ہونی چاہئے تاکہ پتا چلے کہ وہ NGOs ان سکولوں کے ساتھ کیا کر رہی ہیں اور کیا ان سکولوں کی education ایک excellence کے level پر چل رہی ہے اگر نہیں چل رہی تو پھر یہی اتھارٹی حکومت کو suggestions دے کہ یہ

NGOs کیا صحیح کام کر رہی ہیں یا نہیں تا کہ اگر ہماری نیت نیک ہے کہ ہم نے سکولوں کو improve کرنا ہے تو پھر اس طرح کی suggestions دی جائیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ بہت سارے گھوسٹ سکول بھی اس طرح درمیان میں آ جاتے ہیں لہذا گورنمنٹ ایسی اتھارٹی بنائے کہ آئندہ کوئی بھی گھوسٹ سکول existence میں نہ ہو۔ اگر اس طرح کے کوئی گھوسٹ سکول ہیں تو اُن کو مکمل طور پر eliminate کیا جائے یا پھر proper سکولوں کی شکل دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ NGOs اپنا بہت زیادہ interest show کرتی ہیں کہ وہ مختلف سکولوں کو higher کرنا چاہتی ہیں۔ NGOs چلتے ہوئے سکولوں کو لینے میں تو interested ہوتی ہیں لیکن اُن سکولوں کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتیں جو دُور دراز علاقوں میں ہوتے ہیں یعنی جو گھوسٹ سکول ہوتے ہیں۔ اگر اُن کی sympathies اور کام کرنے کے جذبے کو ہم monitor کرنا چاہتے ہیں تو دُور دراز کے گھوسٹ سکول ان کے حوالے کرنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ جن سکولوں میں علاقے کی آبادی کے حوالے سے capacity نہیں ہے کہ جہاں پر بچوں کو proper پڑھایا جا سکے تو وہاں پر second and third shift کا اجراء کر کے ان NGOs کے حوالے کئے جائیں تا کہ انہیں آزمایا بھی جا سکے۔ اس کے علاوہ ان پر کوئی check and balance اور کسی قسم کی monitoring بھی نہیں ہے۔ اسی طرح دانش سکولوں کی کارکردگی میں اضافہ کرنے اور بہتر کرنے کے لئے اُن پر ہر طریقے کی monitoring اور check and balance ہونا چاہئے اور اُسی طرز پر وہ سکول جنہیں NGOs نے higher کیا ہوا ہے اُن پر بھی check ہونا چاہئے۔ خاص طور پر تعلیم ایک ایسی چیز ہے جس سے اس ملک اور اس ملک کے تمام بچوں کا مستقبل وابستہ ہے اس لئے اس کو زیادہ authentic بنانے کے لئے ضروری ہے کہ check and balance ہو۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ کوئی اور ممبر بولنا چاہے گا؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! proposed law یہ کہتا ہے کہ:

> Establish and maintain a website containing information about its functions and update it at least on weekly basis;

یہاں پر تو weekly basis کا ذکر کیا گیا ہے اور رانا صاحب پہلے کہہ رہے تھے کہ record keeping کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا definite time نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اچھی بات ہے کہ یہ weekly basis پر اُس کو update کریں گے لیکن ہم نے جو proposed amendment دی ہے اس میں باقی باتیں تو فاضل ممبران نے کر دی ہیں لیکن میں صرف یہ بات کروں گا کہ:

> Workable strategy to eliminate ghost schools and colleges in the Province.

میں specifically دانش سکولوں کے حوالے سے یہ کہوں گا جس طرح میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمارے اضلاع میں گورنمنٹ جو سکول بنانے جا رہی ہے تو میں ابھی سے identify کر دیتا ہوں کہ یہ ghost سکول ہوں گے اور رانا صاحب اسے note کر لیں۔ I am placing this on record کہ یہ گھوسٹ سکول ہی بنایا جا رہا ہے یا ہماری تجاویز کے مطابق یہ بن جائے تو اچھی بات ہے ورنہ پھر گھوسٹ سکول تو بن ہی جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اس کا بالکل کوئی احتمال نہیں ہے۔ یہ سکول جس طرز پر بنائے جا رہے ہیں ان کے گھوسٹ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہاں پر logging, boarding اور ہر چیز کی سہولت میسر ہو گی۔ جن چیزوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ NGOs اور evaluation for that purpose an analyzes تو فی الحال گورنمنٹ کا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اگر کبھی in future ایسی ضرورت محسوس کی گئی تو پھر اُس کے لئے علیٰحدہ سے amendment ہو سکتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thanks. The amendment moved and the question is:

"That in clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (2), after para (r), the following new paras (rr) and (rrr) be added:-

"(rr) examine the government policy of shifting management of government schools and colleges to the control of NGOs and analyze their role and make positive suggestions to the government;

(rrr) take concrete steps and evolve workable strategy to eliminate ghost schools/colleges in the Province and suggest remedial measures therefore."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda

Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

> "That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (4), be delated and subsequent sub-clause be remembered accordingly.

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی اور ہماریcommitment ساڑھے چار بجے تک تھی ۔اب پانچ بج گئے ہیں لیکن کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

115 ممبران بیٹھے ہیں لہذا کارروائی شروع کی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Order in the House , Order in the Houseبات سنیں کہ یہ ان کاright ہے آپ بالکل ایسے نہیں کر سکتے۔ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ہم نے amendment move کی تھی ہم نے اس میں demand کیا ہے کہ کلاز۔5 کی سب کلاز-4 کوdelete کر دیا جائے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! راولپنڈی میں جو الیکشن ہو رہا ہے اس میں کسی جگہ ہمارے معزز صحافی بھائیوں کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور ان کے کیمرے وغیرہ چھین لئے گئے ہیں۔ یہاں پر بھی صحافیوں نے احتجاج کیا ہوا ہے اور وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کو منانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ راجہ صاحب آپ چلے جائیں ساتھ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، خواجہ عمران نذیر اور محسن لغاری صاحب چلے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

معزز اراکین حزب اختلاف: حکومتی بنچوں سے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ ہمیں سب کو اکٹھے ہو کر جانا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب کو اکٹھے ہو کر ضرور جانا چاہئے لیکن کل بھی ہم نے اس بات پر احتجاجاً واک آوٹ کیا اور آج پھر وہی بات ہو گئی۔ میڈیا ریاست کا ایک بہت اہم ستون ہے۔ سینئر وزیر صاحب should go to perform his duty۔۔۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ 2009

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں انہوں نے صرف point out کیا۔ اب آپ اس amendment پر بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! سینئر وزیر صاحب جب بار بار اخلاقیات کی دہائیاں دیتے ہیں تو مجھے ان کے منہ سے اچھی نہیں لگتیں۔ I am so sorry I cannot help him،

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی اپنی amendment پر آجائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ کلاز۔5 کی سب کلاز۔4 کو delete کر دیا جائے۔ اس کی جو وجہ ہے وہ بھی میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ:

The Government may remove the Managing Director during the tenure of his office for reasons to be recorded in writing

جناب سپیکر!جب بھی کوئی سسٹم لایا جاتا ہے یا کوئی بھی ادارہ قائم کیا جاتا ہے اس میں اگر کسی کو higher کرنے کی ایک اتھارٹی، اس کا ایک طریق کار اور اس کا ایک way out بتایا جاتا ہے کہ کس طرح سے کون سا بندہ کہاں پر لا کر بٹھایا جائے گا۔ اسی طرح سے جب کسی بندے کو remove کرنا ہے تو اس کے لئے بھی proper ایک طریق کار ہونا چاہئے۔

جناب والا!ہاؤس in order نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, Order in the House.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر رہی تھی کہ جب کسی کو یہ کہنا ہے کہ You are no more required تو اس کے لئے بھی ایک طریق کار ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آج کوئی میری مرضی کے مطابق، میری منشاء کے مطابق کام کر رہا ہے تو وہ کام کرتا رہے گا۔ کل کو اگر مجھے اس کی کوئی چھوٹی سی بات پسند نہ آئے تو میں اس کو کہہ دوں کہ آپ فارغ ہیں تو یہ طریقہ غلط ہے۔ ہم نے اس کو کیوں کہا کہ delete کر دیں کیونکہ انہوں نے اس کا طریقہ نہیں بتایا کہ وہ کون سا طریقہ ہے، وہ کون سی اتھارٹی ہے؟ وہ چیئرمین ہے، وہ وائس چیئرمین ہے، وہ ممبران کی ٹیم ہے کون evaluate کرے گا، کون written report دے گا جس کے کہنے پر وہ بندہ remove ہو گا۔ Managing Director کی ایک اہم پوسٹ ہے جس پر اس بندے کو تعینات کیا جا رہا ہے لیکن کیا اس کو اتنا بے بس کر کے بٹھا دیا جائے گا کہ کوئی ایسا طریقہ یا way out نہیں نکالا جائے گا کہ یہ basis ہوں گی تو جن وجوہات کی بناء پر آپ نوکری سے فارغ ہیں otherwise تو ہر بندہ اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے جو شاہ کہے گا وہ اس کا حکم مانتا چلا جائے گا جب یہ صورتحال ہو گی کہ نوکری کا سوال ہو گا اور روزی روٹی کا سوال ہو گا تو پھر کبھی بھی کوئی بندہ independent mind اور ایک آزادانہ سوچ کے ساتھ perform نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس میں انہوں نے کوئی وضاحت اور کوئی طریقہ نہیں بتایا تو انہیں آگے next clause میں ہم بتائیں گے اس لئے میں یہ گزارش کرتی ہوں کہ چونکہ ان کے پاس رکھنے کا طریقہ ہے اور نکالنے کا نہیں ہے۔ وہ یہ طریقہ اپوزیشن سے پوچھ لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس clause کو ختم کرنے سے تو پھر حکومت کوئی وجہ بتائے بغیر مینجنگ ڈائریکٹر کو فارغ کر سکتی ہے جبکہ اس clause کے تحت اگر اسے فارغ کرنا ہو تو by reasons and by speaking order گورنمنٹ کو pass کرنا پڑے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم اس حوالے سے انہیں clause بتائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں انہوں نے اب بات کر دی ہے جب آپ کی طرف سے کوئی چیز آئے گی تو اسے دیکھ لیں گے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, sub-clause (4) be deleted and subsequent sub-clauses be renumbered accordingly."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج میں دو چیزوں کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ ابھی کافی amendments پڑی ہیں۔ آج اپوزیشن نے کورم کی نشاندہی کر کے اپنا role play کیا کہ ممبران اس میں حصہ لیں اور اسی طرح میں حکومتی بنچوں کو بھی شاباش دوں گا کہ آج انہوں نے 10 بار کورم point out ہونے پر اس legislation میں positive حصہ لیا چونکہ آپ نے اس کارروائی میں بھرپور حصہ لیا ہے تو اس لئے ہم اس کارروائی کو یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ چونکہ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 11۔فروری2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

2031

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مورخہ 10۔فروری2010 کی فہرست کارروائی میں سے باقی ماندہ کارروائی، اگر کوئی ہو۔

2۔ پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

2033

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعرات،11۔فروری2010

(یوم الخمیس،26۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر34 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ(30)ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں)۔اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی)اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)(31) (یہ)بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے((32)

وماعلیناالالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سد لو ہن سرکار مدینے
آوے اوگن ہار مدینے
جے رب سُن لے میریاں عرضاں
دیواں عمر گزار مدینے
دنیا دے سب شہراں نالوں
رب دی عجب بہار مدینے
ہر ویلے قدماں وچ رہندے
سوہنے دے دو یار مدینے

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے کے مطابق محکمہ خوراک سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ اگلا سوال بھی چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 529۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 529 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم پالیسی و کسانوں کو دی جانے والی سہولیات و دیگر تفصیلات

*529: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت کی گندم پالیسی کیا ہے، ٹارگٹ کیسے مقرر کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کسانوں کو کھاد، پانی، بجلی و بیج کے ساتھ تیل و زرعی ادویات وغیرہ اپنے مقررہ نرخوں پر مہیا کرتی ہے اور کسانوں سے فصلات خصوصاً گندم بھی مقررہ نرخوں پر خریدتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کا مقررہ نرخ گندم اوپن مارکیٹ سے کہیں کم تھا اور حکومت زبردستی کسانوں، تاجروں سے کم نرخ پر گندم خریدتی رہی ہے کیا یہ کسانوں کا معاشی استحصال نہیں ہے؟

(د) گندم خریداری کے ٹارگٹ کو کہاں تک حاصل کیا گیا ہے اس میں ناکامی کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) محکمہ خوراک کون کون سی فصلات و اجناس کی خریداری کرتا ہے اور دیگر اجناس کی خریداری اور فراہمی کے لئے حکومتی پالیسی کیا ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت ہر سال کسانوں /کاشتکاروں سے مقررہ امدادی قیمت خرید پر ان کی ذاتی ضرورت سے زاید گندم خرید کرتا ہے تاکہ ان کو اس کا معقول معاوضہ وقت پر مل جائے ہدف خریداری ہر ضلع کا کاشت کردہ رقبہ اوراوسط پیداوار فی ایکڑ اور پہلے سالوں میں خرید شدہ گندم کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ محکمہ خوراک سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے حکومت نے گندم کا خریداری نرخ گزشتہ سال کے مقررہ نرخ سے کہیں زاید مقرر کیا تھا جو کہ انتہائی مناسب تھا۔ اور اس مقررہ نرخ (-/625روپے فی40کلو گرام مع-/7روپے فی بوری ڈلیوری چارجز اور-/25روپے فی بوری بار برداری چارجز پر کسانوں نے اپنی فالتو گندم، بخوشی محکمہ کو فروخت کی ہے۔ کسانوں /کاشتکاروں سے حکومت پنجاب نے زبردستی ہرگز گندم خرید نہ کی ہے۔

(د) گندم کا ٹارگٹ خرید 30لاکھ میٹرک ٹن تھا جبکہ محکمہ نے25لاکھ57 ہزار میٹرک ٹن (85.23فیصد) گندم خرید کی ہے۔ امسال صوبہ پنجاب میں گزشتہ سال کی نسبت کم رقبہ پر گندم کاشت کی گئی تھی اور اوسط پیداوار فی ایکڑ بھی کم رہی۔

(ہ) محکمہ خوراک صرف گندم کی خریداری کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! سوال کے جز(الف) کے اندر پوچھا یہ گیا تھا کہ گندم کا target مقرر کرنے کے لئے کون کون سے measures لئے جاتے ہیں۔ تین باتوں کا یہاں پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ہدف خریداری ہر ضلع کا کاشت کردہ رقبہ، اوسط پیداوار فی ایکڑ اور پہلے سالوں میں خرید شدہ گندم کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب

گندم کی قیمت خرید کے اندر امدادی قیمت کے اندر بہت زیادہ اضافہ ہو جائے تو جنوبی پنجاب جہاں پر زمینیں بہت وسیع مقدار میں ہیں وہاں پر اچھے ریٹ کی وجہ سے گندم کی کاشت کئی گنا بڑھ جاتی ہے جبکہ upper Punjab میں ایسا نہیں ہوتا۔ اچھے ریٹ کی وجہ سے جنوبی پنجاب کے کئی اضلاع میں چار گنا کاشت بڑھ گئی ہے تو کیا وزیر موصوف اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہاں کا target مقرر کرنے کے لئے چوتھا factor یہ بھی شامل کیا جائے ، کیونکہ انہوں نے سوال کے جواب میں تین factors بتائے ہیں۔ کیا چوتھا factor بھی حکومت شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جنوبی پنجاب میں زمینیں وسیع ہونے کی وجہ سے اور اچھے ریٹ کی وجہ سے کاشت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اب جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں 75 ہزار ایکڑ گزشتہ سال میں کاشت ہوئی اور اس دفعہ دو لاکھ ایکڑ سے بھی زاید گندم کاشت ہو گئی ہے۔ کیا حکومت وہاں کے target بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ شکریہ

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب والا! جو سوال تھا اس کا جواب تو آ گیا ہے انہوں اب اضافی ایک بات کی ہے۔ اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ جو طریق کار ہے وہ بڑا clear ہے کہ ہدف جو ہے وہ ہر ضلع کا کاشت کردہ رقبہ اوسط پیداوار فی ایکڑ اور پہلے سالوں میں خرید شدہ گندم کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ جو بات کر رہے ہیں کہ زیادہ قیمت کی وجہ سے یا اچھی فصل ہونے کی وجہ سے مزید اس کو بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ ان کے سوال کا جواب بھی اسی کے جواب میں ہی آ جاتا ہے کہ ہم نے یہی رکھا ہے کہ ہر ضلع میں اگر وہاں پر کاشت بڑھ گئی ہے تو definitely ہم اس کو increase کر دیں گے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! محکمہ زراعت والے سابق figures دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اگر سابق سال میں کسی جگہ گندم کی کاشت 75 ہزار ایکڑ تھی تو اس دفعہ 80 ہزار ایکڑ ہو گئی ہو گی۔

جناب سپیکر: ان کا جو متعلقہ سوال تھا اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ اب میرے خیال میں اب اس پر اتنی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ متعلقہ چیز ہے کہ وہاں کے target کو بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں۔ آپ نے سنا نہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر گندم زیادہ ہو گی تو ہم اس کا target بھی بڑھا دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میری اس میں استدعا یہ ہے کہ وزیر موصوف کہتے ہیں کہ محکمہ زراعت والے sowing کی جو رپورٹ دیں گے اس کی بنیاد پر ہم بڑھائیں گے ۔ وہ رپورٹ عملی طور پر غلط ہے۔ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ زراعت نے جو رپورٹ دی ہے وہ حقائق کے برعکس ہے۔

جناب سپیکر: اس کو دوبارہ چیک کروالیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں یہ کہتا ہوں کہ وہ حقائق کے مطابق نہیں ہے۔ جہاں گزشتہ سال 75 ہزار ایکڑ گندم کاشت تھی اس دفعہ وہاں پر گندم 2 لاکھ ایکڑ سے بھی زیادہ sowing ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں دوبارہ چیک کروالیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: متعلقہ محکمہ کو کہیں کہ دوبارہ چیک کر لے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں یہی بتانا چاہتا ہوں کہ figures ہمیں محکمہ زراعت ہی دیتا ہے۔ ان کے ذہن میں اگر یہ بات ہے کہ وہ یہ figures صحیح نہیں دیتا۔ جس ضلع کی یہ بات کر رہے ہیں ان کی دوبارہ feedback لے لی جائے گی۔ ہم نے چونکہ ہر ضلع کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! تحصیل کوٹ ادو کی گندم کی sowing کی بات کر رہا ہوں اس کا سروے دوبارہ کروالیا جائے اور اس کا target۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے بھی کہہ دیا ہے انہوں نے بھی سن لیا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: الحمد للہ پورے پنجاب میں فصل بہت اچھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: تقریر نہیں، آپ اس پر ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں ۔ کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔ ابھی آپ کے سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ آپ خود سوچیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میرے خیال میں اس کو ابھی رہنے دیں آپ کا سوال آپ ہی کی وجہ سے رہ گیا ہے۔ محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر855اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے
گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*855: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں ہیں اور ہر ایک میں کتنی گندم ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہے؟

(ب) یکم جنوری2006 سے مارچ2008 تک کتنی گندم ضائع یا چوری ہوئی، اس بارے میں کتنے ملازمین کے خلاف خُورد بُرد کرنے کے الزام میں مقدمات درج ہوئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، علیٰحدہ علیٰحدہ سال وار گندم کی چوری اور اہلکاران کے خلاف کارروائی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ خوراک پنجاب کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 1768 ہاؤس ٹائپ، 21 سائلوز، 4437 بنز اور 216 بنی شیلز اس طرح کل 6442 گودام ہیں جن کی معیاری قابل استعمال گنجائش ذخیرہ کاری 21.760 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2006 سے مارچ 2008 تک راولپنڈی، گوجرانوالہ، فیصل آباد، لاہور اور بہاولپور کے ڈویژنوں میں کوئی گندم ضائع یا خُوردبُرد نہ ہوئی ہے لہذا ان ڈویژنوں میں کسی بھی ملازم کے خلاف خُوردبُرد کرنے کے الزام میں کوئی مقدمہ درج ہوا ہے اور نہ ہی کسی ملازم کے خلاف اس سلسلہ میں کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

ملتان سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ضائع یا خُوردبُرد گندم اور عملہ کے خلاف مقدمات /کارروائی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ضلع سرگودھا (سال 2006)

1- عارضی سنٹر چک جودھ: سنٹر ہذا پر 236.000 میٹرک ٹن گندم ناکارہ/کمی ہوئی، جس میں سے 100.800 میٹرک ٹن کمی اور 135.200 میٹرک ٹن گندم ناکارہ ہوئی۔ اس کے علاوہ 1078 بوری باردانہ اے کلاس بھی ضائع ہوا۔ جس پر اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی اور اتھارٹی نے ناکارہ گندم کی ذمہ داری سے اہلکار کو بری الذمہ قرار دے کر کمی گندم وزنی 100.800 میٹرک ٹن اور باردانہ کی ریکوری مبلغ -/1,272,169 روپے متعلقہ اہلکار (جاوید اختر FGI) پر عائد کر دی، نقصان کی ریکوری کے لئے DFC سرگودھا کو ہدایات کر دی گئی ہیں۔

2- عارضی سنٹر ساہیوال: سنٹر ہذا پر 125.460 میٹرک ٹن کی کمی اور 197.840 میٹرک ٹن گندم ناکارہ ہوئی، متعلقہ اہلکاران میسرز محمد افضل، ہیڈ اینالسٹ اور غلام مرتضٰی، FGI کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی اور اتھارٹی نے 5.460 میٹرک ٹن کمی گندم کی ریکوری مبلغ -/15,16,310 روپے عائد کر کے ناکارہ گندم وزنی 177.840 میٹرک ٹن سے بری الذمہ قرار دے دیا۔ نقصان کی ریکوری کے لئے DFC کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

3- **عارضی مرکز کوٹ مومن:** سنٹر ہذا پر 42.680 میٹرک ٹن گندم کی کمی اور 302.220 میٹرک ٹن گندم ناکارہ ہوئی۔ متعلقہ اہلکار مسٹر شوکت علی خان FGI کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی اور اتھارٹی نے 42.680 میٹرک ٹن گندم کی ریکوری مبلغ -/515830 روپے عائد کر کے ناکارہ گندم وزنی 302.220 میٹرک ٹن سے بری الذمہ قرار دے دیا۔نقصان کی ریکوری کے لئے DFC سرگودھا کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(سال 2007) **عارضی فلیگ سنٹر بھابڑہ:** اس مرکز پر اہلکار مسٹر محمد اختر بیگ FGS تعینات تھا جس نے سنٹر پر 10000 میٹرک ٹن گندم خرید کر کے ذخیرہ کی جو کہ مورخہ 2007-10-11 کو وفات پا گیا۔ ذخیرہ شدہ سٹاک گندم کی نکاسی کے لئے ٹیم تشکیل دی گئی، نکاسی گندم مکمل ہونے پر 427.188 میٹرک ٹن گندم کی کمی واقع ہوئی۔اہلکاران بشمول چودھری منیر DFC سرگودھا، عبدالحمید AFC، محمد اسلم اور محمد وکیل FGI پر بروئے FIR نمبری 11 مورخہ 2007-06-20 انٹی کرپشن سرگودھا میں مقدمہ درج ہوا جس پر ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جو کہ بعد ازاں ضمانت پر رہا ہوئے۔مزید برآں محکمانہ کارروائی کے لئے نظامت خوراک، لاہور کو برائے مراسلہ نمبری 364 مورخہ 29-01-2008 تحریر کیا گیا ہے جبکہ محکمانہ کارروائی میں مزید دو اہلکاران امیر عمر حیات اور محمد ابراہیم فوڈ انسپکٹرز بھی شامل ہیں۔نظامت خوراک نے محکمہ انٹی کرپشن کے فیصلے کی روشنی میں ڈپٹی ڈائریکٹر سرگودھا کو عبدالحمید (AFC)، محمد وکیل(FGI)، محمد اسلم (FGI) اور امیر عمر حیات (FGI) کے خلاف PEEDA ACT, 2006 کے تحت کارروائی کی ہدایت کی ہے۔

ڈیرہ غازی خان ڈویژن: دوران سال 2006 اس ڈویژن میں کوئی سرکاری گندم ضائع یا چوری نہ ہوئی تھی، تاہم دوران سال 2007 درج ذیل مراکز پر سرکاری گندم خُورد بُرد ہوئی۔

نمبر شمار	نام مرکز مع ضلع	مقدار گندم (میٹرک ٹن)	سکیم
1	ڈیرہ غازی خان سنٹر	1071.500	2005-06
2	ڈیرہ غازی خان سنٹر	1551.000	2006-07
3	کوٹ چھٹہ (ڈیرہ غازی خان)	293.748	2006-07
4	مظفر گڑھ سنٹر-II	220.200	2006-07
5	شاہ جمال (مظفر گڑھ)	722.700	2006-07
6	محمد پور (راجن پور)	350.000	2006-07

ڈیرہ غازی خان اور کوٹ چھٹہ مراکز: سکیم 06-2005 اور سکیم 07-2006 کے کیس مسمیان ملک فدا حسین(AFC)، افتخار(FGI) اور انجم بابر(FGI) کا کیس محکمہ انٹی کرپشن کے پاس زیر تفتیش ہے اور PEEDA ACT,2006 کے تحت عملہ کے خلاف کارروائی جاری ہے۔

مظفر گڑھ اور شاہ جمال مراکز: متعلقہ اہلکاران مسمیان محمد آصف(FGI) اور جام حق نواز کی محکمانہ کارروائی کرنے کے لئے ڈپٹی ڈائریکٹر ملتان کو مجاز اتھارٹی مقرر کرنے کے لئے سیکرٹریٹ کو نظامت خوراک نے درخواست کی ہے۔

محمد پور(راجن پور) متعلقہ اہلکاران مسمیان عبدالحمید گورچانی (FGI) اور امجد علی (FGI) کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے 19.06.08 کی تاریخ مقرر کی گئی لیکن وہ انکوائری آفیسر کے سامنے پیش نہ ہوئے۔ان کا کیس محکمہ انٹی کرپشن کے پاس زیر التوا ہے۔

ملتان ڈویژن: اس ڈویژن میں یکم جنوری2006 تا مارچ2008 تک درج ذیل مقدار میں سرکاری گندم ضائع یا چوری ہوئی۔

ضلع ملتان

1- **مرکز خرید گندم لطف پور:** اہلکار مسٹر ناصر علی شاہ، فوڈ گرین انسپکٹر مرکز خرید لطف پور ضلع ملتان سال06-2005 میں تعینات تھا۔اس اہلکار نے 159.592 میٹرک ٹن گندم خُورد بُرد کی۔ اہلکار کے خلاف انٹی کرپشن ملتان میں مقدمہ نمبر2006/17 مورخہ 04-08-2006 کو درج کرایا۔ بذریعہ چٹھی نمبری ایف ای پی ایف ایف جی آئی /1115 مورخہ 13-07-2006 کو محکمانہ تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

2- **مرکز خرید مخدوم رشید:** اہلکاران عبدالجبار اور فرخ تنویر فوڈ گرین سپروائزر مرکز خرید مخدوم رشید ضلع ملتان سال06-2005 تعینات تھے۔ان اہلکاران نے 186.571 میٹرک ٹن گندم و باردانہ اور پولی تھین شیٹ خُورد بُرد کی۔ ان اہلکاران کے خلاف انٹی کرپشن ملتان میں مقدمہ نمبری 12/2007 مورخہ 07-09-06 کو درج کرایا۔بذریعہ چٹھی نمبری پی آر ایس /16 مورخہ 24-01-2007 کو محکمانہ تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

ضلع ساہیوال:

3- **مراکز خرید اکانوالہ:** اہلکار رانا اختیار علی، فوڈ انسپکٹر مرکز خرید اکانوالہ ضلع ساہیوال سال06-2005 تعینات تھا۔اس اہلکار نے 2484 بھری ہوئی گندم کی بوریاں خُورد بُرد

کیں۔ اہلکار کے خلاف انٹی کرپشن ساہیوال میں مقدمہ نمبری2006/32مورخہ 30-10-2006 کو درج کرایا۔بذریعہ چٹھی نمبری ایف ای پی ایف ایف۔جی آئی/2030مورخہ 02-12-2006 کو محکمانہ تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب والا!میرے سوال نمبر855 کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع سرگودھا کے عارضی سنٹر چک جودھ،عارضی سنٹر ساہیوال اور عارضی مرکز کوٹ مومن میں 2006 میں گندم ناکارہ ظاہر ہوئی اور مذکورہ سنٹروں میں کمی کی recovery کے لئے DFC سرگودھا کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے۔اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مذکورہ سنٹروں میں گندم کی خُوردبُرد کس تاریخ کو ظاہر ہوئی اور اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ گندم کی خُوردبُرد ہوئی یا ضائع کی گئی۔جز(الف) کا تھوڑا سا حوالہ دے کر میں ان کو جواب دیتا ہوں۔اس میں بڑا simple سا جواب تھا کہ ہمیں جو سروے کی رپورٹ موصول ہوئی ہے اس میں راولپنڈی، گوجرانوالہ،فیصل آباد،لاہور اور بہاولپور ڈویژن میں کوئی گندم ضائع ہوئی،نہ ہی خُوردبُرد ہوئی۔ان ڈویژن کے علاوہ ملتان،سرگودھا اور ڈیرہ غازی ڈویژن میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ضائع یا خُوردبُرد گندم اور عملے کے خلاف کارروائی کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔جس میں عارضی سنٹر چک جودھ جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس سلسلے میں سنٹر ہذا دوران سکیم 06-2005 کل 236 میٹرک ٹن گندم ناکارہ / کمی دکھائی گئی جس میں سے 100.8 میٹرک ٹن کم اور 135.2 میٹرک ٹن ناکارہ ظاہر کی گئی۔علاوہ ازیں 1078 بوری jute اے کلاس بھی ضائع ہوئی سنٹر انچارج مسٹر جاوید اختر فوڈ گرین انسپکٹر کے خلاف محکمانہ تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔اتھارٹی نے ناکارہ گندم وزنی 135.2 میٹرک ٹن کی ذمہ داری سے مذکورہ اہلکار کو بری کر دیا جبکہ کمی گندم 100.8 میٹرک ٹن اور مذکورہ باردانہ کی مجموعی recovery-/12,72,168 روپے اہلکار پر عائد کر دی۔محکمہ خوراک کی اتھارٹی کا فیصلہ تحقیقی نقائص کی بنا پر کالعدم کر کے از سر نو تحقیقات کا حکم دیا جس کی تعمیل میں ڈپٹی ڈائریکٹر خوراک راولپنڈی ڈویژن راولپنڈی کے پاس کیس ہذا زیر التواء ہے۔ملزمان برخاست ہو چکے ہیں اور زیادہ تر ریٹائر ہو چکے ہیں جس وجہ سے یہ انکوائری مکمل کرنے میں دشواری کا سامنا ہے۔بہرحال جب پرسوں

یہ سوال ہمارے سامنے آیا تو ہم نے ہدایت جاری کر دی کہ ایک ماہ کے اندر اندر یہ انکوائری مکمل کر لی جائے اور یہ اسی طرح عارضی سنٹر ساہیوال کے بارے میں بھی relevant ہے اگر یہ کہتی ہیں تو میں اس کی مزید تفصیل دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔اسی طرح عارضی سنٹر کوٹ مومن کی مکمل تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔اگر یہ کہتی ہیں تو میں وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ کوٹ مومن کا ہی خصوصی طور پر پوچھ رہی ہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! عارضی سنٹر کوٹ مومن پر مسٹر شوکت علی گرین انسپکٹر بطور سنٹر انچارج تعینات تھا جس نے 42.68 میٹرک ٹن گندم کی کمی اور 302.22 میٹرک ٹن گندم ناکارہ ظاہر کی۔ محکمانہ کارروائی کے نتیجے میں اتھارٹی نے 42.68 میٹرک ٹن کی recovery مبلغ 5لاکھ 15 ہزار 830 روپے اہلکار پر عائد کرتے ہوئے ناکارہ گندم 302.22 میٹرک ٹن کی ذمہ داری سے بری الذمہ کر دیا۔ محکمہ خوراک پنجاب نے اتھارٹی کے فیصلے سے عدم اتفاق کرتے ہوئے از سر نو تحقیقات کا حکم دیا اور ڈپٹی ڈائریکٹر خوراک راولپنڈی کو اتھارٹی مقرر کیا جو معاملے کی دوبارہ انکوائری کر رہے ہیں۔ملزمان برخاست ہو چکے ہیں اور گواہان زیادہ تر ریٹائر ہو چکے ہیں جس بنا پر انکوائری مکمل کرنے میں دشواری کا سامنا ہے لیکن میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ ہم سب کو دوبارہ take up کر رہے ہیں ہے اور انشاءاللہ ایک مہینے کے اندر اندر یہ انکوائری مکمل ہو جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی فرمائیں اور جن کا سوال ہے پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز(ب) میں ہے کہ ضلع ملتان کے مرکز خرید گندم لطف پور اور مرکز خرید مخدوم رشید میں سال 06-2005 میں تعینات اہلکاروں کے خلاف انکوائری گندم خُوردبُرد کی اور ان کے خلاف محکمہ تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی اس بارے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جو تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل بتائیے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے ملتان ڈویژن سے متعلق پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے مرکز خرید گندم لطف پور میں اہلکار ناصر علی شاہ STI دوران انکوائری وفات پا گئے

جس وجہ سے محکمانہ انکوائری کی تکمیل نہ ہو سکی۔اب کیس مزید کارروائی بابت فیصلہ گورنمنٹ نقصانات اتھارٹی کے پاس زیر غور ہے۔مزید بر آں criminal case جناب سپیشل جج انٹی کرپشن لاہور کے پاس زیر التواء ہے اور ابھی تک فیصلہ نہ ہوا ہے۔مرکز خرید گندم مخدوم رشید کے بارے میں عرض ہے کہ محکمانہ انکوائری کا فیصلہ سناتے ہوئے مجاز اتھارٹی نائب ناظم خوراک ملتان نے عبدالجبار فوڈ گرین سپروائزر کو مورخہ 20-12-2008 کو ملازمت سے برخاست کر دیا اور مبلغ 14 لاکھ 33 ہزار 270 روپے 46 پیسے کی recovery عائد کر دی جبکہ فرخ تنویر فوڈ گرین سپر وائزر کو ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا اور مبلغ 9 لاکھ 55 ہزار 513 روپے کی recovery عائد کر دی۔دونوں سابقا اہلکاران نے تا حال کوئی recovery جمع نہ کرائی۔ دونوں سابقا اہلکاران کی اپیلیں جناب ڈائریکٹر فوڈ پنجاب لاہور کے پاس زیر سماعت ہیں۔مزید بر آں فرخ تنویر فوڈ گرین سپروائزر ریٹائرڈ نے PST لاہور میں اپنی اپیل دائر کی ہوئی ہے جس کی تاریخ سماعت مورخہ 11-03-2010 مقرر ہوئی ہے جبکہ criminal case ابھی تک انٹی کرپشن ملتان کے پاس زیر تفتیش ہے۔اس کے بعد انہوں نے مرکز خرید گندم اکانوالہ کے بارے میں پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ محکمانہ انکوائری کا فیصلہ مورخہ 11-03-2009 کو مجاز اتھارٹی نائب ناظم خوراک ملتان نے اہلکار رانا امتیاز علی فوڈ گرین انسپکٹر کو ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا اور مبلغ 2 لاکھ 57 ہزار 342 روپے کی recovery بھی عائد کی گئی۔کیس PST لاہور سے مورخہ 17-11-09 کو remand ہوا ہے اور PST نے نائب ناظم خوراک کے آرڈرز مورخہ 11-03-2009 کو set-aside کر دیئے ہیں۔اب کیس مورخہ 02-02-10 کو فوڈ ڈائریکٹر پنجاب لاہور کو برائے advice ارسال کیا گیا ہے کہ آیا PST کے احکامات پر عمل کیا جائے؟ مزید بر آں سپیشل جج انٹی کرپشن ملتان نے مورخہ 12-01-2009 کو کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے اہلکار کو الزام سے بری کر دیا اور گورنمنٹ نقصان کی رقم گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کی ہدایت کی۔ سپیشل جج انٹی کرپشن ملتان کے فیصلے کے خلاف محکمہ نے مزید بذریعہ فوڈ ڈائریکٹوریٹ پنجاب لاہور CPSLA اپیل دائر کرنے کے لئے کیس ڈائریکٹر اپیلز کو اپریل 2009 میں ارسال کیا ہے۔اس ضمن میں تا حال advice موصول نہ ہوئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ:

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیاجناب سپیکر!میں بھی ضمنی سوال کرناچاہتاہوں۔

جناب سپیکر:جی،رانا صاحب!ضمنی سوال کرناچاہتے ہیں۔اس پر ایک ہی ضمنی سوال ہو گا اس لئے آپ دونوں صاحبان فیصلہ کرلیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا:میں ایک ہی سوال کروں گا۔

جناب سپیکر:نہیں۔آپ سے پہلے میجر صاحب کھڑے ہوئے تھے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!سوال کے جز(الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ معیاری، قابل استعمال گنجائش ذخیرہ کاری 21.760 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔اتنی گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے جبکہ پہلے سوال کے جواب میں ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ گورنمنٹ کا target تقریباً30 لاکھ میٹرک میٹرک ٹن سے زیادہ ہوتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس 9 لاکھ میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے ذرائع موجود نہیں ہیں تو کیاوزیر موصوف بتاناچاہیں گے کہ ہم کوئی ایسے اقدامات اٹھارہے ہیں جس سے گوداموں کی تعداد بڑھے اور گندم ذخیرہ کرنے کی استطاعت بڑھے تاکہ گندم کم ضائع ہو؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!جو یہ سوال آیا تھا جس کا ہم نے جواب بھی دے دیا وہ اسی حد تک relevant تھا بہر حال میں ان کی اور House کی information کے لئے عرض کرناچاہتا ہوں کہ یہ اس سال کی بات کر رہے ہیں ابھی تو ہمارا target بڑا different ہے۔میں پہلے یہ بتاناچاہتا ہوں کہ ہر سال مختلف target ہوتا ہے۔جس سال کی بات کی گئی ہے اس سال 30 لاکھ میٹرک ٹن کا target تھا جس میں ہم نے بتایا کہ ہمارے پاس godown capacity 21 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب ہے۔اس حساب سے definitely 9 لاکھ میٹرک ٹن گندم باہر ہی لگنی تھی یہ target بڑھ کر پچھلے سال 60 لاکھ میٹرک ٹن پر چلا گیا لیکن godown کی position وہیں پر stand کر رہی ہے اور آج بھی 21 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ available نہیں ہے لیکن اس سلسلے میں ہماری وفاقی حکومت کے ساتھ بات ہوئی ہے۔پاکستان کی 63 سالہ تاریخ میں 25 سے 30 لاکھ میٹرک ٹن کے درمیان ہی گندم کی procurement ہوتی رہی ہے لیکن پچھلے سال پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑی procurement ہوئی جو کہ پنجاب

حکومت نے58لاکھ میٹرک ٹن کی اورstock carry forward بھی2لاکھ میٹرک ٹن سےaboveتھا۔ اس لحاظ سے ہم نے پچھلے سال60لاکھ میٹرک ٹن گندمprocureکی اور جیسے گنجیوں کا ایک طریق کار چلتا آرہاہے انہی میں گندم سٹور کی گئی۔چونکہ ہم پہلی بار60لاکھ میٹرک ٹن تک پہنچے اس سے پہلے 26 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ کبھی بھی گندم کی خریداری نہیں ہوئی تھی۔اس لحاظ سے جب25اور26لاکھ میٹرک ٹن کاtargetتھاتو اس وقت 22/21لاکھ میٹرک ٹن کی بڑیcapacity سمجھی جاتی تھی اور یہ بڑی مناسبcapacity تھی۔اگر تین یا چار لاکھ میٹرک ٹن گندم باہر بھی رہ جاتی تھی تو جیسے ہی releaseشروع ہوتی وہ ایک دم سے نکل جاتی اور محفوظ ہاتھوں میں رہتی تھی۔میں آج کے دن کی پوزیشن بتانا چاہتاہوں کہ یہ فصل بڑھ بھی سکتی ہے لہذا ہم نے اپنےgodownsبڑھانے ہیں اس کے لئے ایک کمپنی کوhireکیا گیاہے جس نے دوماہ کی رپورٹ پیش کر دی ہے جس میں کنکریٹ کے silos recommendکئے گئے ہیں جن کے لئے اربوں روپیہ چاہئے۔ہم اس کاPC-1تیار کروارہے ہیں، ابھی اس میں فوری طور پر سات لاکھ میٹرک ٹن مزید اضافہ کرنے کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ۔Next questionبھی محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!سوال نمبر857،Answer to be taken as read.

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب حکومت کی طرف سے صوبہ سرحد،بلوچستان کو سرکاری سطح پر گندم فراہم کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*857: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب حکومت،صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کو سرکاری سطح پر گندم فراہم کرتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ دونوں صوبوں کو سال2006اور2007 میں کس مقدار اور کتنی قیمت پر گندم فراہم کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب سے گندم افغانستان اور دیگر ممالک کو بر آمد کرنے کے لئے فراہم کی جارہی ہے، اگر ہاں تو سال2006اور2007میں کتنی گندم صوبہ پنجاب سے بیرون ممالک کو فراہم کی گئی، گندم کی مقدار اور قیمت مع بر آمد کرنے والے ممالک کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! حکومت پنجاب صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کو سرکاری سطح پر گندم فراہم کرتی ہے۔

(ب) صرف سال2006میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کو سرکاری طور پر گندم فراہم کی گئی، جبکہ سال2007میں ان صوبوں کو کوئی گندم فراہم نہ کی گئی، تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	صوبہ	مقدار گندم میٹرک ٹن	قیمت فی میٹرک ٹن(روپے)	کل قیمت(روپے)
2006	سرحد	120000	12010	1,441,200,000/-
	بلوچستان	86776.332	12010	1042183747.32
2007	سرحد	0	0	0
	بلوچستان	0	0	0
	میزان	206776.332		2483383747.32

(ج) سال2006میں گندم افغانستان یا کسی بھی دیگر ملک کو بر آمد نہیں کی گئی البتہ 2007میں مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق پنجاب سے برائے export دو فرموں کو گندم جاری کی گئی۔

سال	فرم	جاری کردہ مقدار گندم(میٹرک ٹن)	کل وصول کردہ قیمت(روپے)
2007	نیشنل فلور اینڈ جنرل ملز شیخوپورہ	99,333.20	1,165,070,984/-
	میسرز گلوبل کراچی	25,000	288,000.000/-
	میزان	1,24,333.200	1,453,070,984/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "پنجاب سے برائے export دو فرموں کو گندم جاری کی گئی "اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال2007میں

نیشنل فلور اینڈ جنرل ملز شیخوپورہ اور میسرز گلوبل کراچی کو جاری کی گئی گندم کن ممالک کو export کی گئی؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ export کے لئے پنجاب حکومت authority نہیں ہے۔ ہمیشہ export کے لئے وفاقی حکومت authority ہوتی ہے کیونکہ Import and export ان کے ذمے ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے ہمیں request بھیجی تھی کہ آپ ہمیں اتنی گندم release کر دیں کیونکہ ہم گندم export کرنا چاہتے ہیں۔ معزز ممبر کو وفاقی حکومت سے یہ details لے کر مہیا کی جا سکتی ہیں کہ یہ گندم کس ملک کو بھجوائی گئی ہے۔ پنجاب حکومت کا اس سے زیادہ سروکار نہیں ہے۔ پنجاب حکومت کے ساتھ جتنا concern تھا اتنا جواب ہم نے دے دیا ہے کہ اتنی گندم ہم نے وفاقی حکومت کے سپرد کی تھی۔ اب یہ گندم کہاں پر گئی ہے اور کس ملک میں گئی ہے؟ تو یہ تفصیل وفاقی حکومت سے حاصل کر کے معزز رکن کو فراہم کر دی جائے گی۔

محترمہ طلعت یعقوب: جی، بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1679، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب میں کماد کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*1679: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس سال ضلع خوشاب میں کتنا کماد ہوا، اس میں سے جوہر آباد شوگر مل نے کتنا کماد خریدا اور اس کا ریٹ کیا لگایا گیا؟

(ب) کیا غریب کسانوں کو بیج مل والوں نے خود دیا، کماد پر کتنے فیصد کٹوتی کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مل والوں نے اپنے ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں جو کسانوں کو موقع پر کم قیمت ادا کر کے نقد پے منٹ کرتے ہیں؟

(د) کیا حکومت ناجائز کٹوتی کی رقم غریب کسانوں کو مل مالکان سے واپس لے کر دینے اور ایجنٹوں کی وجہ سے ابھی تک جو پے منٹ نہیں ہوئی، کیا وہ رقم بھی جلد ادا کرنے پر مل مالکان کو پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) جوہر آباد شوگر ملز کے نام کی کوئی شوگر ملز پنجاب میں نہ ہے۔ جوہر آباد ضلع خوشاب میں صرف ایک شوگر مل واقع ہے جس کا نام کوہ نور شوگر ملز ہے۔ ضلع خوشاب میں سال 08۔2007 میں کل 21000ایکڑ رقبہ پر گنے کی فصل کاشت کی گئی جس سے 1,566,000 من گنے کی پیداوار حاصل ہوئی۔ اس میں سے14,976,828 من گنا کوہ نور شوگر ملز ضلع خوشاب نے خرید کیا۔ اس گنے کی کم از کم مقرر کردہ قیمت خرید -/60 روپے فی من تھی اس حساب سے تو کل قیمت مبلغ -/898,609,680روپے بنتی ہے۔

(ب) کسانوں کو بیج فراہم کرنا یا کٹوتی لگانا کین کمشنر سے متعلق نہ ہے۔ ایسا صرف کسانوں اور ملز انتظامیہ کی باہمی افہام و تفہیم سے ہوتا ہے جس کا کین کمشنر پنجاب سے تعلق نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ہر سال مڈل مین کے رول کو ختم کرنے کے لئے سخت اقدامات کرتی ہے اور شکایت موصول ہونے پر متعلقہ افراد کے خلاف قانونی کارروائی بھی کرتی ہے۔ سال 08۔2007 میں ضلع خوشاب کے متعلق ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) سال 08۔2007 کے دوران کوہ نور شوگر ملز نے کل -/8,986,964روپے کا گنا خریدا جس میں سے -/894,922,276روپے کسانوں کو ادا کر دیئے گئے ہیں اور صرف -/3,687,371روپے شوگر ملز کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ کماد کی قیمت بروقت ادائیگی نہ کرنے پر ایڈیشنل کین کمشنر (ڈی سی۔او) کی ہدایت پر مذکورہ ملز کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ سال 08۔2007 کے دوران عدم ادائیگی کی شکایت موصول ہونے پر پورے پنجاب میں سخت ایکشن لیا گیا اور ادائیگی کو یقینی بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یکم اپریل2008 کو واجب الادا رقم -/6,503,769,728روپے

تھی جو کم ہو کر اب صرف-/112,573,024روپے رہ گئی ہے جس کے لئے حکومت ملز مالکان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب بالکل غلط ہے۔سب سے پہلے تو یہ figure ہی غلط ہے۔جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ ضلع خوشاب سے سال 08-2007 میں 1566000 من گنے کی پیداوار حاصل ہوئی اور اس میں سے-/14,976,828 من گنا کوہ نور شوگر ملز ضلع خوشاب نے خرید کیا۔ ضلع خوشاب میں گنے کی پیداوار تو لاکھوں میں دکھائی گئی ہے جبکہ یہ کوہ نور شوگر ملز کی خرید کروڑوں من میں بتا رہے ہیں مجھے اس کی سمجھ نہیں آ سکی؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس جواب کے figures میں ایک ہندسہ misprint ہے جس کی وجہ سے معزز ممبر کو یہ confusion ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں،مان گئے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر!سوال کے جز(ب)میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کتنے فیصد کٹوتی کی گئی؟"اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "کٹوتی لگانا کین کمشنر سے متعلق نہ ہے"جبکہ میں نے تو اپنے سوال میں کین کمشنر کا ذکر ہی نہیں کیا۔میں نے پوچھا تھا کہ اس میں سے کتنے فیصد کٹوتی کی گئی ہے؟میں خود زمیندار ہوں۔ملز والوں نے بیج خود دیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے زمینداروں سے 20 فیصد سے لے کر 70 فیصد تک کٹوتی کی ہے جو کہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں اپنے بھائی سے یہ تو نہیں کہوں گا کہ انہوں نے سوال ہی غلط کیا ہے البتہ اس کے جواب میں ایک figure misprint ہے۔میں تھوڑا سا تفصیل میں بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اپنے سوال کے جز(الف)میں پوچھا ہے کہ "اس سال ضلع خوشاب میں کتنا کماد ہوا،اس میں سے جوہر آباد شوگر مل نے کتنا کماد خریدا اور اس کا ریٹ کیا لگایا گیا؟"مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جوہر آباد شوگر ملز کے نام سے کوئی شوگر ملز پنجاب میں نہیں ہے یعنی اس کا وجود ہی کوئی نہیں ہے۔اس لحاظ سے ان کا سوال ہی غلط ہے۔جوہر آباد میں جو شوگر ملز واقع ہے

اس کا نام "کوہ نور شوگر ملز" ہے۔ میں معزز ممبر سے کہتا ہوں کہ یہ اس کی درستی کر لیں آئندہ کبھی سوال کریں تو "کوہ نور شوگر ملز" کا ذکر کریں کیونکہ جوہر آباد شوگر ملز کے نام سے کوئی شوگر ملز موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں اپنے معزز رکن کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ کین کمشنر وہ اتھارٹی ہوتی ہے جو شوگر کین سے متعلقہ سارے معاملات اور شوگر ملوں کو deal کرتی ہے۔ جیسے سیکرٹری خوراک اور ڈائریکٹر فوڈ ہوتا ہے اسی طرح گنے یا شوگر ملز کو deal کرنے والے شعبے کے سربراہ کو کین کمشنر کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ سوال کیا ہے کہ "کیا غریب کسانوں کو بیج مل والوں نے خود دیا، کماد پر کتنے فیصد کٹوتی کی گئی؟" تو اس کا بڑا simple سا جواب ہے کہ یہ معاملہ زمیندار اور ملز مالکان کے مابین طے ہوتا ہے۔ اس میں پنجاب حکومت کا نہ تو کوئی عمل دخل ہوتا ہے، وہ percentage طے کرتی ہے اور نہ ہی ان کے معاملات خود بیٹھ کر طے کراتی ہے۔ ہاں! البتہ ان کا کوئی کسی قسم کا جھگڑا ہو، کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو پھر دونوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہمیں appeal کریں یا ہم سے request کریں تو اس کی ثالثی یا ان کا آپس میں patch up کروانے کے لئے ہم involve ہوتے ہیں۔ کتنے percent یہ دیتے ہیں یا ملز مالکان لیتے ہیں، یہ زمیندار اور ملز مالکان کا personal issue ہے۔ ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں سوال کا جز(ب) پڑھ کر بتاتا ہوں، میں نے پوچھا ہے کہ "کیا غریب کسانوں کو بیج مل والوں نے خود دیا، کماد پر کتنے فیصد کٹوتی کی گئی"؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "کسانوں کو بیج فراہم کرنا یا کٹوتی لگانا کین کمشنر سے متعلق نہ ہے۔ ایسا صرف کسانوں اور ملز انتظامیہ کی باہمی افہام و تفہیم سے ہوتا ہے جس کا کین کمشنر پنجاب سے تعلق نہ ہے۔" میں نے تو اپنے سوال میں کین کمشنر کا ذکر ہی نہیں کیا، میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ کتنے فیصد کٹوتی کی گئی ہے اس کا جواب ہی نہیں دیا گیا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہر چیز کو deal کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آفیسر مقرر ہوتا ہے۔ گنے اور شوگر ملز کے معاملات کو deal کرنے والا جو

سربراہ ادارے میں بیٹھا ہوا ہے اسے ہم کین کمشنر کہتے ہیں۔ کین کمشنر محکمہ خوراک، حکومت پنجاب کا آفیسر ہوتا ہے اسی لئے جواب میں کین کمشنر کا ذکر کیا گیا ہے۔Otherwise اس کو اس طرح سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ محکمہ خوراک کا اس معاملے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسانوں کو بیج فراہم کرنا یا کٹوتی لگانا کین کمشنر سے متعلقہ نہ ہے۔ جواب میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ "کسانوں کو بیج فراہم کرنا یا کٹوتی لگانا کین کمشنر سے متعلق نہ ہے۔ ایسا صرف کسانوں اور ملز انتظامیہ کی باہمی افہام و تفہیم سے ہوتا ہے۔ "تو بات بڑی clear ہے کہ ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کین کمشنر کا اس میں کوئی role ہے اور نہ ہی وہ کوئی role ادا کرتا ہے۔ یہ زمیندار اور ملز مالکان کا آپس میں سمجھوتا ہوتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اصل میں یہ جز(ب) اور (د) میں ایک ہی سوال کو repeat کیا گیا ہے اور محکمہ نے دونوں سوالوں کا جواب نہیں دیا۔ جز(د) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا حکومت ناجائز کٹوتی کی رقم غریب کسانوں کو مل مالکان سے واپس لے کر دینے کے لئے تیار ہے؟ اس میں ہوتا یہ ہے کہ مارکیٹ میں جب گنے کی بہتات ہوتی ہے اور کاشتکار گنا لے کر ملز میں آتے ہیں تو ملز والے یہ کہتے ہیں کہ جی، اس میں 10,20 یا 30 فیصد کاٹ لگا دی جائے، کیونکہ یہ صاف نہیں ہے، اس کی variety ٹھیک نہیں ہے اور اس میں سے شوگر کی ratio کم ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ صفائی نہ ہونے کے نام پر پنجاب کے مظلوم کاشتکاروں سے 15,20 یا 40 فیصد جو کٹوتی کی جاتی ہے اس کی remedy کے لئے محکمہ نے کیا action لیا ہے اس بات کا جواب تحریری طور پر نہیں دیا گیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر: یہ بھی بتائیں کہ آیا ان کے لئے remedy موجود ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز رکن نے اب اپنے ضمنی سوال میں جز(ب) کے ساتھ جز(د) کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ جز(د) کا جواب پوری طرح پڑھ لیتے تو انھیں اپنے سوال کا جواب مل جانا تھا۔ پہلی چیز میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا ایک باہمی لین دین کا طریقہ ہے جس میں حکومت پنجاب involve ہوتی ہے اور نہ ہمیں کوئی ایسا mandate ملا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،اگر ملز مالکان کاشتکاروں سے زیادتی کرتے ہیں تو حکومت پنجاب پھر کیا کرتی ہے،یہ بتائیں؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!یہ ان کا باہمی تعلق ہے لیکن in case ان کا کوئی اختلاف ہو جائے تو اس کے لئے ہمارے پاس باقاعدہ شکایت بھیجی جاتی ہے،جب ہمارے پاس شکایت آتی ہے تو اس میں صرف کٹوتی کا معاملہ نہیں ہوتا،اس میں بہت سے پیسے بھی involve ہوتے ہیں اسی لئے یہاں پر انہوں نے بھی جز(د) کا ذکر کیا۔میں اس کا جواب پڑھ کر ان کو سنانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے جب ہماری حکومت آئی تو یکم اپریل 2008 کو واجب الادا رقم 6۔ارب 50 کروڑ 33لاکھ 69ہزار 728روپے تھی جس کی طرف کسی کی توجہ نہیں تھی اور یہ practice پیچھے سے چلتی آ رہی تھی۔الحمدللہ ہماری حکومت نے زمیندار کو recovery کروائی ہے اور اب صرف 5 کروڑ 40لاکھ روپے کی رقم رہ گئی ہے۔اس میں بڑی simple سی بات ہے اگر کوئی شکایت آتی ہے تو محکمہ پورا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے،پرچے درج کروانے کے لئے تیار ہے اگر کوئی ناجائز کٹوتی ہوئی ہے تو محکمہ سخت action لے کر اس کے خلاف remedy کے لئے تیار ہے اگر کوئی شکایت ہی نہ کرے تو پھر اس کے لئے ہم interfere نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!کین کمشنر کے آفس میں 07-2006 کی ہزاروں انکوائریاں pending ہیں۔منسٹر صاحب اس سال کا تذکرہ کر رہے ہیں لیکن ہم اس سال کا تذکرہ نہیں کرتے کیونکہ اس سال فصل کم تھی اس سال تو وہ کھیتوں میں جا کر ہم سے گنا لے رہے ہیں۔ہمارا سوال یہ نہیں ہے فیض احمد فیض کا شعر ہے:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری ہے

ہم یہ کہتے ہیں کہ 08-2006 کے اندر کٹوتی سے متعلقہ جو انکوائریاں کین کمشنر کے دفتر میں pending ہیں ان کے بارے میں منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب!pending انکوائریوں کو جلد از جلد تکمیل تک پہنچایا جائے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو ختم کریں ناں،please۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں انہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ اگر ایک انکوائری بھی pending ہے یہاں on the floor of the House کہنا بہت آسان ہے میں ان کو challenge کرتا ہوں کہ یہ مجھے prove کر کے دیں کہ اتنی انکوائریاں pending ہیں تو میں اس کا جواب فوری طور پر دینے کو تیار ہوں۔ یہاں پر یہ بات کہنا کہ ہزاروں انکوائریاں pending پڑی ہیں میں challenge کرتا ہوں کہ ہزاروں ہوں گی تو آپ جو جرم ڈالیں گے ہم اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پاس جو complaint آئے ہم اس کی فوری remedy کر کے اس کے خلاف فوری پرچے درج کراتے ہیں ہمارے پاس پرچوں کی list موجود ہے یہ بات نہ کریں کہ ہزاروں انکوائریاں pending ہیں یہ اتنی بات کریں جتنی relevant ہے، irrelevant بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے challenge کیا ہے تو میں ان کا challenge accept کرتا ہوں۔ منسٹر صاحب اس بات پر بیان دیں کہ انہوں نے گنے کی جو 10,20,25,30 فیصد گنے کی کٹوتیاں کیں اور کاشتکاروں اور کسان تنظیموں نے جو اپیلیں دائر کیں تو کیا 2007-08 میں 40/40 فیصد تک کٹوتیاں نہیں ہوئیں؟ منسٹر صاحب دوسری بات بتائیں کہ ان کٹوتیوں میں سے کسی ایک کیس پر کٹوتی کی وجہ سے انہوں نے کوئی ایک روپیہ بھی واپس کیا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے کسی ایک کیس پر بھی کٹوتیوں کا پیسا واپس نہیں کیا تو گویا محکمہ یہ کہہ رہا ہے کہ صوبہ پنجاب میں 2007-08 کے اندر سرے سے کٹوتی ہوئی ہی نہیں ہے۔ اگر ان کا مؤقف یہ ہے کہ ایک بھی کٹوتی نہیں ہوئی تو میں پھر Privilege Motion لاؤں گا کہ پورے پنجاب کے اندر اربوں روپے کے حساب سے کاشتکاروں سے کٹوتی کے نام سے پیسے کاٹے گئے ہیں اور میں یہ دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے کماد کی کٹوتی کے حوالے سے ایک روپیہ واپس نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی انکوائری اور ان کی رپورٹ یہ ہے کہ کٹوتیاں نہیں ہوئیں۔ منسٹر موصوف میری ان تین باتوں پر یہاں statement دیں اور میں پھر اس پر ثابت کر کے Privilege Motion لاؤں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بات بڑی simple سی ہے لیکن یہ الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر کٹوتی ہوتی ہے تو اس سلسلے میں پنجاب حکومت کیا کر سکتی ہے۔ میں نے ان سے یہ عرض کیا ہے کہ اس سلسلے میں باقاعدہ ایک طریق کار ہے اگر ہمارے پاس complaint آتی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس کو ہم دیکھیں اور اگر وہ جائز ہے تو ان کے مسئلے کو حل کرانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے یہ جو بات کی ہے کہ میں challenge accept کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو ہزاروں کی بات کر رہے ہیں میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ہزاروں والی بات نہیں ہے ان کے علم میں اگر کوئی ایسا کیس ہے جس میں واقعی ناجائز ہوا ہے اور وہ کیس pending چلا آ رہا ہے یہ مجھے اس کی detail دیں میں دو دن میں clear کر کے ساری بات ان کے سامنے رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ particular cases کی بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کٹوتیوں کے سلسلے میں کاشتکاروں کے لئے تین forums ہیں۔ کاشتکار through EDO (Agri) DCO concerned کو inform کریں گے، دوسرا forum Food Department کا ہے اور تیسرا forum ہے کہ کین کمشنر سے direct اس بارے میں بات کریں گے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں کا لفظ بھی چھوٹا ہے، 36 اضلاع میں سے شاید لاکھ سے زیادہ شکایات بڑھ جائیں گی اور ان کا record آج بھی موجود ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ انہوں نے کٹوتیوں کی مد میں آج تک ایک روپیہ بھی واپس نہیں کیا وہ ساری applications محکمے کے record میں موجود ہیں۔ منسٹر صاحب صرف ایک بات بتا دیں کہ واقعتاً کٹوتیاں ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں؟ اگر کہتے ہیں کہ کٹوتیاں ہوئی ہیں تو پھر انہوں نے پیسے واپس نہیں کئے یا پھر کہہ دیں کہ کٹوتیاں نہیں ہوئیں، ان دونوں میں سے ایک بات یہاں House کے اندر کہہ دیں۔

جناب سپیکر: جب تک ان کے پاس ثبوت نہ ہوں گے تو وہ کیسے کہہ سکیں گے، وہ آپ کو اس طرح تو نہیں بتا سکتے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا سوال نیا بنتا ہے۔ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ آپ کے پاس کٹوتی کی کتنی شکایات آئی ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں بات کو اس طرح ختم کرتے ہیں کہ آپ بھی آئندہ اپنے محکمے کو ہدایت کیجئے کہ جس کاشتکار کے ساتھ زیادتی ہو اس کا فوری notice لے کر آپ کو مطلع کرے اور یہ معاملات 15 دن کے اندر اندر ختم ہونے چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، Leader of the Opposition.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے ایک ضمنی سوال کرنا تھا وہ تو نولا ٹیا صاحب نے کر دیا۔ میں آپ کی وساطت سے Honourable Minister سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کین کمشنر کا sugar mills defined monitoring role regarding farmers and ہے تو کیا ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! Is it a supplementary on this question?

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں لکھا ہے کہ کین کمشنر پنجاب کا تعلق نہ ہے۔ اگر کٹوتی طے کروانا کین کمشنر کا کام نہیں ہے تو پھر میں اس طرح بات کرتا ہوں کہ پھر کٹوتی طے کروانا کس کا کام ہے؟

جناب سپیکر: parties کو طے کرنا چاہئے ناں، اگر وہاں سے کوئی complaint آئے تو پھر وہ notice لے سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! mill owners نے تو complaint کرنی نہیں ہوتی اور individuals کبھی کرتے نہیں ہیں کیونکہ کسانوں کی کوئی باڈی نہیں ہے۔ کین کمشنر ہی جا کر establish کرتا ہے جیسے FPSG 29 ہے اس پر اتنی کٹوتی ہو گی اور FPSG 26 پر کٹوتی اتنی ہو گی، یہ کام کین کمشنر کرتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کین کمشنر کسی بھی کین کے

معاملے سے لا تعلق نہ ہے، چلیں میں اس کو اس طرح عرض کر دیتا ہوں کہ کیا ہر کسان individuallyطے کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے جو بھی بات کی ہے وہrelevant نہیں ہے۔ اس سارے سلسلے میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کی کیا اتھارٹی ہے اور یہ کس طرحworkکرتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سب آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کسان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں یا نہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر کوئی مل مالک یاCane Commissioner ان کا جلد فیصلہ نہ کرے تو پھر کسان کدھر جائے گا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے وہ بالکل بجا کی ہے لیکن اگر آپ اعداد و شمار دیکھ لیں تو سمجھ جائیں گے۔ اس سے زیادہ ہم کیا کر سکتے ہیں کہ جب ہمارے پاس حکومت آئی تو6۔ارب50 کروڑ روپیہ واجب الادا تھا۔

جناب سپیکر: ہم سب اس کی شاباش دیتے ہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں سے ہم نے recovery کروائی اوراب صرف 5 کروڑ رہ گیا ہے۔ یہ زمیندار سے ہمدردی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس مل مالک نے کوئی کوتاہی کی ہے یا زمیندار کے پیسے رکھے ہیں تو میرے پاس ریکارڈ ہے کہ ہم نے بڑی بڑی ملوں کے خلاف اور بڑے بڑے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی ہیں۔ ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ یہ آج تک نہیں ہوا تھا کہ کسی شوگر ملز کے مالک کے خلاف پرچے ہوں۔ یہ پہلی حکومت ہے کہ جس نے ان کے خلاف پرچے کاٹے ہیں۔ میں ایوان میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ زمیندار سے اس سے زیادہ اور کیا محبت کی جا سکتی ہے کہ گندم کے حوالے سے دیکھیں کہ پہلے کبھی اتنیprocurement نہیں ہوئی تھی جتنی اس مرتبہ ہوئی ہے۔ یہ زمیندار کوsupport کرنے کے لئے کیا گیا ہے، اب زمیندار ہی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس وقت گنے کا ریٹ ایک سو روپیہ فی من ہے

لیکن زمیندار -/200روپیہ فی من بیچ رہا ہے۔ ہم اس پر پابندی نہیں لگا رہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ زمیندار کا حق ہے اس کو ملنا چاہئے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہاں بار بار یہ بات آ رہی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر زمیندار کی طرف سے کوئی شکایت آئے گی یا آچکی ہے تو ہم آپ کے حکم کے مطابق 15 دن میں resolve کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب اس پر کوئی سوال نہیں ہو گا۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، جناب محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1793 ہے۔

لاہور شہر میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1793: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنی فلور ملز ہیں ان کے مالکان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو ماہانہ کتنی گندم حکومت فراہم کرتی ہے، تفصیل مل وار بیان کریں؟

(ج) حکومت اور فلور ملز کتنا آٹا روزانہ لاہور شہر کے بازار میں فراہم کرتی ہیں؟

(د) موجودہ آٹے کے بحران پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع لاہور میں 41 فلور ملز واقع ہیں ان میں سے 38 فلور ملز فنکشنل ہیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان فلور ملز کو جتنی گندم حکومت ماہانہ فراہم کرتی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں حکومت کے تعاون سے تقریباً 105000 تھیلا آٹا 20 کلو روزانہ فراہم کیا جاتا ہے۔

(د) ضلع لاہور میں آٹے کا کوئی بحران نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں اس سوال کے جواب سے تو پوری طرح مطمئن ہوں لیکن میری ایک ضمنی بات یہ ہے کہ ہم ملوں کو جتنی بوریوں کا کوٹا فراہم کرتے ہیں، مجھے فہرست مل گئی ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسا mechanism ہے کہ جو اس بات کو check کرتا ہے کہ یہ ملیں گندم کی ساری بوریاں پیستی ہیں اور انھیں اتنا بل آتا ہے کیا یہ بل چوری تو نہیں کرتیں؟

جناب سپیکر: کیا نہیں کرتیں، اس کی وضاحت فرمائیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!مثال کے طور پر حکومت ایک مل کو 17570 بوری گندم ماہانہ فراہم کرتی ہے تو اس گندم کو جب grind کیا جاتا ہے تو اس پر بجلی صرف ہوتی ہے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا کوئی ایسا نظام ہے کہ جس سے یہ معلوم کیا جاسکے کہ اس مل نے 17,570 بوریاں grind کی ہیں تو اس کو اتنا بل آنا چاہئے اور یہ حکومت کو کتنا بل دے رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!ہمارے محکمے کی ڈیوٹی ہے اور ہم اس کو چیک بھی کرتے ہیں اور اسی طریقے سے چیک کرتے ہیں کہ بجلی کا میٹر جتنے units show کرتا ہے۔ اسی کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ اس مل نے اتنی بوریوں کی grinding کی ہے یا بوریوں کو آگے بیچ دیا ہے۔ ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ ہم باقاعدہ اس طریق کار کے مطابق ملوں کو چیک کرتے ہیں۔ جب کسی مل کے خلاف شکایت موصول ہوتی ہے تو بجلی کے بل کو بنیاد بنا کر ہم کارروائی کرتے ہیں اگر کوئی defaulter ہو تو مل کو seal بھی کر دیا جاتا ہے اور recovery بھی کروائی جاتی ہے اور یہ practice جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ضلع لاہور میں 41 فلور ملیں ہیں۔ میرے علم کے مطابق 200 فیصد ضرورت سے زاید ملیں لگ چکی ہیں اور مزید لگتی جارہی ہیں جس کی وجہ سے کرپشن بھی بڑھ رہی ہے اور investment پاکستان کا قومی سرمایہ ایک ایسے sector میں لگ

رہا ہے جہاں ضرورت نہیں ہے۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ کیا حکومت مزید فلور ملوں کے لگائے جانے پر پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ فلور ملیں ہماری ضرورت سے زیادہ ہیں لیکن کسی کو اجازت دینا یا روکنا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے۔ جیسے سی این جی سٹیشن کی بات ہے کہ لاہور سے ملتان تک پہلے 4 یا 10 ہوتے تھے لیکن اب 200 سے 250 کے قریب ہیں جس وجہ سے سب لوگ پریشان ہیں اس لئے investor کو خود خیال ہونا چاہئے یا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے guideline لے کہ آیا اس کی ضرورت ہے یا نہیں ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ overcapacity ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ مزید ملیں لگانا چاہتے ہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ ابھی نہ لگائیں کیونکہ یہ پہلے ہی بہت زیادہ لگ چکی ہیں جو ہماری ضرورت کے مطابق sufficient ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو تفصیل دی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ 41 فلور ملیں ہیں جن میں سے 38 کی تفصیل انھوں نے دی ہے باقی 3 ملوں کی تفصیل نہیں دی گئی گو کہ وہ functional نہیں ہیں لیکن ان کی تفصیل تو دینی چاہئے تھی۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ سیریل نمبر 12 پر مدینہ فلور مل شیرا کوٹ بند روڈ لاہور کی ہے، اس کے آگے لکھا ہے کہ محمد نوید less اور سیریل نمبر 15 پر صفدر کٹار بند روڈ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور گوہر علی less تو میرا سوال یہ ہے کہ less سے کیا مراد ہے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کس حساب سے ملوں کو گندم فراہم کی جاتی ہے کہ کسی کو ماہانہ 27 ہزار، کسی کو 12 ہزار اور کسی کو 4 ہزار بوری کا کوٹا ملا ہے اس میں ایک مل کو صفر بوری ملی ہے اس مل نے کیا گناہ کیا تھا کہ اسے ایک بوری بھی نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ less کے متعلق انھوں نے پوچھا ہے تو یہ lessee ہے یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ ان

کی یہ بات relevant ہے کہ کچھ ملوں کو زیادہ کوٹا دیا جارہا ہے اور کچھ کو کم دیا جارہا ہے تو اس میں طریق کار یہ ہوتا ہے کہ ہر مل کی bodies ہوتی ہیں، کسی میں 4 ہیں، کسی میں 6 ہیں، کسی میں 8 ہیں اور کسی میں 12 ہیں۔ ہم جب کوٹا مقرر کرتے ہیں تو per body کے حساب سے مقرر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے جس کی زیادہ bodies ہوں گی اس کو زیادہ کوٹا جائے گا اور جس کی کم ہوں گی اس کو کم کوٹا جائے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی کا صفر بھی لکھا ہوا ہے تو کوئی مل اس بات کی پابند نہیں ہے کہ وہ ہمارا کوٹا اٹھائے۔ ان کے لئے لازم نہیں ہے بلکہ یہ ان کی simple choice ہے کہ اگر وہ لینا چاہیں تو وہ bodies کی شرح کے مطابق ہم سے لے سکتے ہیں۔ اگر کوئی نہیں لیتا تو اس میں کوئی زبردستی نہیں ہے کہ آپ یہ اٹھالیں اور نہ کوئی زبردستی لینے کے لئے تیار ہے اس لئے اس کا صفر لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب اس پر بہت ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: میرا بہت اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حکومت پنجاب اِن کو گندم بھی دیتی ہے لیکن پھر بھی ہمیں ان سے گندم خرید کر سستی روٹی دینی پڑتی ہے۔ حکومت پنجاب کیا ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ یہ mills جو بڑھتی جا رہی ہیں، حکومت ان کو سرکاری تحویل میں لے کر خود چلانے کے لئے ان ملز کے مالکان سے بات کرے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہترین حل ہے تو کیا منسٹر صاحب اس بات کا جواب دینا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اُن کا ایسا کوئی ارادہ ہے اور نہ کوئی اِن کو کرنے دے گا۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جس طرح بزنس flourish کر رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے اُن سے کہہ دیا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جی، ٹھیک ہے اور میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں ہے کہ ان کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: ان کے ایماء پر سوال نمبر1847۔(معزز ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1847 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب شیر علی خان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گندم اور زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1847۔ **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کے پاس گندم اور دیگر زرعی اجناس وغیرہ ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے، تفصیل ضلع وار دی جائے؟

(ب) کیا صوبائی ضروریات کے مطابق ذخیرہ کرنے کی گنجائش مکمل ہے یا مزید گودام بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو مزید کتنے اور کون کون سے منصوبے کہاں کہاں شروع کئے جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب کے پاس اس وقت قابل استعمال گوداموں میں21,71,515 میٹرک ٹن ذخیرہ کاری کی گنجائش موجود ہے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے پاس ذخیرہ کاری کے لئے موجود اور مزید گوداموں کی ضرورت کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1	قابل استعمال گودام موجود	2.17 ملین ٹن
2	شہری آبادی بشمول دیہی آبادی راولپنڈی اسلام آباد	36 ملین نفوس
3	ضرورت گندم گودام بحساب 124 کلو گرام فی فرد فی سال	4.464 ملین ٹن
4	ضرورت گودام برائے 8 ماہ	2.976 ملین ٹن

5 مزید ضرورت گودام(1-4) 0.806ملین ٹن

حکومت ذخیرہ کاری کی کمی پورا کرنے کے لئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ابتدائی طور پر ایک تفصیلی جائزہ (detailed study) کروائی جارہی ہے۔ جو ہمارے موسم وغیرہ کے مطابق بہترین ذخیرہ کرنے کے لئے گودام یاsilos یا کوئی اور مناسب طریقہ تجویز کرے گی اور اس کا ڈیزائن اور ڈرائنگ وغیرہ بھی مہیا کرے گی۔ اس کے لئے اس سال ADP میں 2.0 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے نتائج آنے کے بعد ذخیرہ کرنے کے لئے گودام یاsilos تعمیر کئے جائیں گے تا کہ 0.806 ملین ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ detailed study کروائی جارہی ہے جو بہترین ذخیرہ کرنے کے لئے مزید ان کو گودام، silos یا کوئی اور مناسب طریقہ چاہئے۔ ان کو یہ study کرنے کے لئے کتنا ٹائم درکار ہے کیونکہ دو سال میں ابھی تک یہ determine نہیں کر سکے کہ ان کو silos یا پرانے طریقوں والے گودام چاہئیں۔ اگر کوئی اور طریقہ وزیر صاحب بیان فرمادیں تو مہربانی ہوگی؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ دیر سے آئے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان کو دوبارہ بتادیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ شہری آبادی بشمول دیہی آبادی۔۔۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب دے لینے دیں۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! پہلے کا جواب تو لے لیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سے پیشتر بات ہوگئی تھی۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے بات ہوگئی تھی لیکن یہ اُس وقت House میں موجود نہیں تھے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): چلیں، میں ان کے علم کے لئے repeat کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں اور اب وہ نئی بات پوچھنا چاہیں گے کیونکہ اس کا جواب آچکا ہے لہذا آگے بات کریں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کو مختصر سا بتا دیتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس سے پیشتر یہ storage بڑھانے کے لئے ہمیں ضرورت نہیں تھی۔ پچھلے سال جب ہم نے 60لاکھ میٹرک ٹن گندم procure کی تو تب اس بات کا احساس ہوا کہ storage کو بڑھانے کی ضرورت ہے کیونکہ پچھلے تمام سالوں میں سوائے ایک سال کو چھوڑ کر گندم کی خرید 20,25اور 28 میٹرک ٹن کے درمیان رہی ہے اور اس سے زیادہ procurement کبھی نہیں ہوئی۔ اب جبکہ پچھلے سال 60لاکھ میٹرک ٹن گندم procure ہوئی ہے تب اس بات کی اہمیت اجاگر ہوئی کہ ہم اس capacity کو بڑھائیں۔ اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے already ہم نے working کر لی ہے، study مکمل ہو چکی ہے، ڈیزائن بھی فائنل ہو چکا ہے اور اس کا کام C&W کو سونپ دیا گیا ہے اور تمام متعلقہ لوگ PC-I کنکریٹ silos پر متفق ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ PC-I تیار ہو رہا ہے اور محکمہ منصوبہ بندی نے 100 ملین روپے مختص بھی کر دیئے ہیں لہذا اس میں progress ہو رہی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے کافی detail بتائی ہے جس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے دو ملین روپے کے خرچ سے جو detailed study کی ہے اس میں کچھ silos کے نئے ڈیزائن بنوائے ہوں گے اور میرے خیال میں پوری دنیا میں silos کا ایک ہی ڈیزائن رائج ہے۔ جواب کے جز (ب) میں شہری آبادی بشمول دیہی آبادی راولپنڈی اسلام آباد 36 ملین نفوس کا لکھا ہوا ہے تو کیا اسلام آباد میں بھی پنجاب حکومت کے ذخیرہ کاری کے گودام ہیں، میرے خیال میں یہ Federal territory ہے تو کیا اُس کو بھی پنجاب گورنمنٹ ہی cater کرتی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کو بتا دیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کو پنجاب حکومت ہی cater کرتی ہے۔ میں ان کے علم میں اضافہ کرنے کے لئے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ silos تو ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں لیکن اُس میں دو چیزیں مختلف ہوتی ہیں، ایک سٹیل کے اور ایک کنکریٹ کے silos ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اگلا سوال take up کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ہماری بات سنتے نہیں ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے ایک سوال پر دو ہی ضمنی سوال کیا کریں۔ یہ آپ ہی کے سوال ہیں اس طرح ہم آخر تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے کہا ہوا ہے کہ ایک سوال پر دو ضمنی سوال ہو سکتے ہیں لہذا یہ میرا دوسرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جناب! اُدھر سے دو سوال ہو گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ایک ہی سوال کے دو جز تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں ہے۔ چلیں، میں آپ کو ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن ضمنی سوال relevant ہونا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! بالکل relevant ہو گا۔ سوال کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "قابل استعمال گوداموں میں 21,715,515 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کاری کی گنجائش موجود ہے۔" اسی طرح کا ایک سوال نمبر 855 تھا جس کے جواب میں محکمہ یہ کہتا ہے کہ "معیاری، قابل استعمال گنجائش ذخیرہ کاری 21.760 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔"

جناب سپیکر: کیا اسی کا سوال نمبر 55 ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، اسی سوال کا ہے۔

جناب سپیکر: جب ہم وہاں پر پہنچیں گے تو پھر آپ کر لینا۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!جس کے متعلق میں سوال کر رہا ہوں وہ پیچھے گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،اب آپ اس سوال کی بات کریں۔اُس کو چھوڑ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میری عرض تو سن لیں۔ صرف ایک منٹ کا سوال ہے۔ میں تو ایک clarification مانگ رہا ہوں جس کا منسٹر صاحب جواب دے دیں۔ کہا گیا ہے کہ "قابل استعمال گنجائش ذخیرہ کاری 21.760 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔" مجھے وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ ان دونوں سوالوں میں سے کون سا جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: ابھی تو آپ اِس کو نوٹ کریں۔ جب آپ اُس سوال پر پہنچیں گے تو پھر ہم ان سے اس کا جواب لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!وہ سوال تو گزر گیا ہے۔ شاید میری آواز آپ تک نہیں پہنچ رہی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ سوال پیچھے گزر گیا ہے۔ آگے آنے کا سوال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر اُس وقت آپ نے کیوں نہیں دیکھا؟

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جب اگلا سوال آیا تو پھر میں نے آپ کے حکم کے مطابق سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر تو آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب!اس کا جواب دیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے اور اس میں minor سا difference ہے۔ میں نے دیکھ لیا ہے اِس میں سے جو صحیح ہو گا وہ میں ان کو ابھی بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!یہ جو آپ کے بندے جمع تفریق کرتے ہیں، اب میں ان کو کیا کہوں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس سوال میں 2,171,515 میٹرک ٹن گندم کا ذکر ہے اور پچھلے سوال میں 21.760 لاکھ میٹرک ٹن گندم کا ذکر ہے، صرف پانچ ہزار میٹرک ٹن گندم کا فرق ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!پانچ لاکھ میٹرک ٹن کا فرق کوئی معمولی نہیں ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!پانچ لاکھ میٹرک ٹن کا فرق نہیں ہے۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ یہ خود ہی پڑھنا نہیں جانتے۔ یہ پانچ لاکھ میٹرک ٹن کی بات کر رہے ہیں تو اگر پانچ لاکھ کا فرق ہو تو آپ جو کہیں گے ہم سزا دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر یہ صحیح figure پڑھ سکتے ہوں تو ایک دفعہ پڑھ لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں اپنی غلطی قبول کرتا ہوں اور یہ اپنی غلطی قبول کر لیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں نے تو کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!انہوں نے تو پہلے کہہ دیا ہے کہ اس میں misprint ہو گیا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!صرف printing mistake ہے۔ یہ پانچ لاکھ کے فرق کی بات کر رہے ہیں جبکہ صرف پانچ ہزار میٹرک ٹن کا فرق ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: اُن کے ایماء پر سوال نمبر 1851۔ (معزز خاتون ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1851 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے زیر انتظام بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*1851۔ سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے زیر انتظام یکم جنوری2005 سے آج تک جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات، ولدیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، ڈومیسائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈائریکٹر فوڈ لاہور کے زیر انتظام یکم جنوری2005 سے آج تک جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی گورنمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے میرٹ بنانے کا طریق کار پالیسی میں دی گئی ہدایت کے مطابق اختیار کیا گیا جو کہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ مجاز اتھارٹی کی طرف سے مقرر کردہ ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کی زیر نگرانی میرٹ لسٹیں مرتب کی گئیں کمیٹیوں کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھرتی کے لئے جو ریکروٹمنٹ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ان کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کوئی بھی فرد بغیر میرٹ بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ یکم جنوری2005 سے آج تک جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے کیا اُن کی تعیناتی میرٹ پر ہوئی ہے جس کا محکمے نے جواب یہ دیا ہے کہ جن کو بھرتی کیا گیا تھا اُن کی تعیناتی میرٹ پر ہوئی ہے۔ اس کا مطلب

ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں جو بھی کام ہوتے تھے وہ میرٹ کی بنیاد پر ہوتے تھے لیکن اسی سوال کے جز(ب) میں ہی یہ پوچھا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں، پچھلی اور اگلی حکومتوں کی بات نہ کریں۔ پھر آپ ماحول کو خراب کریں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ اگلے جز میں contradict کر رہے ہیں۔ Please let me finish

جناب سپیکر: جی، بولیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں دوبارہ یہ پوچھا گیا ہے کہ میرٹ بنانے کا طریق کار کیا ہے جس کا جواب یہ آیا ہے کہ بھرتی گورنمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر ہی کی گئی ہے اور میرٹ بنانے کا طریق کار پالیسی میں دی گئی ہدایات کے مطابق اختیار کیا گیا جو کہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو بھرتی گورنمنٹ پالیسی بنانے پر میرٹ پر کی گئی ہے وہ میرٹ کیا تھا؟ اس کے بعد میں اگلا ضمنی سوال کروں گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! اگر انہوں نے ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے تو پھر آپ کو پڑھنا پڑے گا اور آپ اس کا جواب ان سے مت پوچھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہی تھی جو آپ نے خود ہی ارشاد فرمادی ہے کہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ ضمیمہ سے پڑھ لیتیں۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): بہر حال میں ان کو بتانا بھی چاہتا ہوں۔ اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ جو post خالی ہوتی ہے اس کے مطابق ایجوکیشن کی شرط لازمی قرار دی جاتی ہے، پھر age factor دیکھا جاتا ہے اور medically check کیا جاتا ہے تو پھر اس لحاظ سے یہ میرٹ پالیسی بنتی ہے اور اُس کے مطابق اس میں تھوڑا سا difference آجاتا ہے کہ اگر کوئی میٹرک پاس ہے تو اسی post کے لئے کسی ایف۔اے یا بی۔اے والے نے apply کر دیا ہے تو اُس کو اضافی پانچ نمبر دے

دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ کسی کی ایجوکیشن ہے تو مزید اضافی نمبر دے دیئے جاتے ہیں۔ آخر میں انٹرویو کے لئے minimum نمبر رکھے جاتے ہیں۔ جس طریقے سے یہ پالیسی بنتی ہے اسی کے مطابق ہی یہ بھرتی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ نے سن لیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے گزارش صرف اس لئے کی تھی کہ ہر چیز کے حوالے سے یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسے صرف میں پڑھ سکتی ہوں لیکن تمام معزز ممبران کو بھی اس کا پتا چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا گیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ بھرتی کے لئے جو recruitment کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ان کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں نے ان کمیٹیوں کی تفصیل تو دیکھ لی ہے لیکن یہ کمیٹیاں کس نے بنائیں، کب بنائیں اور کب سے چل رہی ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر یہ دیکھ لیتے تو ان کو پتا چل جاتا۔

جناب سپیکر: پتا ان کو بھی ہے لیکن انہوں نے پوچھا ہے تو آپ ان کو بتا دیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ گریڈ16 تک کے لئے محکمہ خود ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہے جس میں مختلف افسران ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ انہیں کچھ نہ کہیں۔ انہوں نے کہہ دیا ہے اور ان کا حق بنتا ہے۔ ہم ان کو روک نہیں سکتے لیکن ان کو پتا چلنا چاہئے کہ ایوان کی میز پر اگر آ جائے تو پھر اس کے بارے میں اس طرح پوچھا نہیں جاتا۔ جی۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ گریڈ16 تک بھرتی کے لئے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کو اختیار دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے افسران تعینات کئے جاتے ہیں اور ان کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے انٹرویو کریں یا میرٹ بنائیں اور ان کو بھرتی کریں اور اس سے اوپر جب

چلے جاتے ہیں تو پھر ایس اینڈ جی اے ڈی اور دیگر محکموں کو involve کر کے اور پبلک سروس کمیشن کی طرف سے بھی direct آتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ یہاں پر بیٹھے ممبران کو یہ پتا چل جائے کہ پچھلے دور کے حوالے سے کل جو یہاں پر بیان بازی کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر وہی بات کر رہی ہیں۔میں نہیں سنتا۔اگلا سوال سردار فتح محمد بزدار کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!On his behalf(معزز رکن نے سردار فتح محمد خان بزدار کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2220دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ تو بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: لیکن وہ ابھی تو موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!سوال نمبر2220ہے۔

قبائلی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی عوام پر آٹا اور گندم خریدنے کی پابندی

*2220: **سردار فتح محمد خان بزدار:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب میں واقع ہے مگر اس علاقے کے عوام کو آٹا اور گندم خریدنے اور گھر لے جانے پر پابندی لگائی گئی ہے، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سمگلنگ روکنے کے لئے قبائلی عوام کے نزدیکی منڈیوں سے آٹا اور غلہ خریدنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے قبائلی علاقہ کی حدود کے اندر سمگلنگ نہیں ہو سکتی، یہ

انتہائی ظالمانہ اقدام ہے اور ان کو بھوکا مارنے کے لئے ایسا کیا جارہا ہے کیونکہ بلوچستان کی حدود منڈیوں سے 80 کلو میٹر دور ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب میں واقع ہے تاہم اس علاقے کے عوام پر آٹا، گندم خریدنے اور گھر لے جانے پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ قبائلی علاقے کے عوام کو آٹا اور گندم خریدنے کے لئے نزدیکی منڈیوں تک رسائی حاصل ہے۔ سخی سرور چیک پوسٹ فلٹر چیک پوسٹ کے طور پر کام کرتی ہے تاکہ آٹے اور اس کی مصنوعات کی ترسیل کو مانیٹر کیا جائے۔ قبائلی علاقہ جات میں دو یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں آٹے کی ترسیل بواٹا بین الصوبائی چیک پوسٹ سے گزر کر جاتا ہے اور ان ہر دو یونین کونسلوں کے صارفین کے لئے بیس کلو گرام کے 650 تھیلے پرمٹ سپلائی کئے جاتے ہیں تاکہ ان یونین کونسلوں کے صارفین کو کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔ اگر اس علاقے میں کسی قسم کی آٹے کی شکایت موصول ہو گی تو ترسیل میں حسب ضرورت اضافہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب میں واقع ہے مگر اس علاقے کے عوام کو آٹا اور گندم خریدنے اور گھر لے جانے پر پابندی لگائی گئی ہے۔ وجوہات بیان کی جائیں۔ اس کا جواب آیا ہے کہ یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ تاہم اس علاقے کے عوام پر آٹا، گندم خریدنے اور گھر لے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط ہے۔ یہ جواب 7۔ فروری 2009 کو آیا ہے اور وزیر صاحب کو اگر یاد ہو، یہ وہاں پر 2008 میں دورے پر آئے تھے اور اس وقت میں نے ان کے سامنے یہ کیس پیش کیا تھا۔ آئی جی اور ہوم سیکرٹری بھی تھے، آئی جی صاحب نے کہا تھا کہ وہ وہاں پر بلوچ لیوی کے کمانڈنٹ رہ چکے ہیں اور وہاں پر سخی سرور چیک پوسٹ پر ہائی وے پٹرولنگ کے ساتھ ناکہ

لگایا ہوا تھا اور اس علاقے میں لوگوں کو آٹا نہیں لے جانے دیا جاتا تھا ان کو پکڑ لیتے تھے۔ پہاڑ کے غریب لوگ میدان میں آکر گندم کی فصل پر اپنی مزدوری کرتے ہیں اور پھر وہ اپنے حصے کی بٹائی لے کر واپس جا رہے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو تھانے میں بند کر دیا جاتا تھا اور اسی سال 2008 میں ہی ایک بچی تھانے میں بھوک، پیاس اور گرمی سے مر گئی تھی۔ یہ جواب غلط آیا ہے اس غلط جواب پر وزیر صاحب اپنے محکمے کے خلاف کیا اقدامات اٹھائیں گے کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے۔ سردار دوست محمد خان بھی اسی علاقے کے ہیں۔ اس زمانے میں یہ وزیر اعلیٰ تھے اور میں نے ان کو بھی درخواست کی تھی کہ پہاڑ کے علاقے کے لوگوں کو گندم لے کر جانا مصیبت بنی ہوئی ہے۔ یہ جواب غلط ہے اس سلسلے میں وزیر صاحب کیا اقدام لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! وقت بہت کم ہے جلدی بتائیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی اور جس میٹنگ کا یہ حوالہ دے رہے ہیں میں بھی وہاں پر گیا تھا اور ہم نے وہاں پر tour بھی کیا۔ اس جگہ کی صورتحال یہ ہے کہ یہ ایسی جگہ پر located ہے جہاں سے دیگر صوبوں کو سمگلنگ کے لئے راستہ ملتا ہے وہاں سے صوبوں پر تو پابندی نہیں لگائی جا سکتی لیکن اس راستے سے آگے افغانستان اور دیگر ملکوں کے لئے وہ راستہ اپنایا جاتا تھا وہاں پر کچھ پابندی رہی ہے۔ ان کی بات سے میں agree کرتا ہوں کہ مکمل جواب تو نہیں لیکن اس کا کچھ حصہ یقیناً غلط ہے اس پر میں بالکل ایکشن لوں گا وہاں پر بوا ٹا ایک سرحدی چیک پوسٹ ہے وہاں سے پچھلے سال جب آٹے اور گندم کی پورے ملک اور پنجاب میں بہت سی کمی تھی تو اس لحاظ سے ایک طریقے سے ہم نے کوشش کی کہ ہم minimize کر سکیں کہ آٹا اور گندم صوبہ پنجاب سے دیگر ملکوں کی طرف سمگل نہ ہو سکے اس لئے کچھ پابندی لگائی بھی گئی تھی۔ لیکن آج میں on the record بتانا چاہتا ہوں کہ اب کوئی پابندی نہیں ہے، کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور free and fair trade چل رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب کے علم میں اضافہ کر دوں۔

جناب سپیکر: جلدی کریں۔ وقت دیکھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں وزیر صاحب کے علم میں اضافہ کر دوں کہ بواٹا بلوچستان اور پنجاب کی سرحد پر ہے۔ یہ جو آٹا اور گندم روکی جاتی ہے وہ سخی سرور ہے وہ تقریبا35/40 کلو میٹر پنجاب کے اندر ہے۔ یہ جو قبائلی علاقے کی belt آتی ہے وہ پورا پنجاب کا حصہ ہے اس قبائلی علاقے کو پنجاب سے نکال دیں یا اس کو آٹا لے جانے کی اجازت دیں۔ میں ان کے علم میں اضافہ کر دوں کہ چیک پوسٹ بواٹا نہیں بلکہ سخی سرور پر آپ لوگ روک رہے تھے بواٹا پر نہیں روک رہے تھے۔ اس کے بعد اس کا جز(ب) ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سمگلنگ روکنے کے لئے قبائلی عوام کے نزدیکی منڈیوں سے آٹا اور غلہ خریدنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ قبائلی علاقے کی حدود کے اندر سمگلنگ نہیں ہو سکتی۔ یہ انتہائی ظالمانہ اقدام ہے۔ ان کو بھوکا مارنے کے لئے کیا ایسا کیا جا رہا ہے کیونکہ بلوچستان کی حدود منڈیوں سے 80 کلو میٹر دور ہیں۔ جناب اس کا جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ قبائلی علاقے کے عوام کو آٹا اور گندم خریدنے کے لئے نزدیکی منڈیوں تک رسائی حاصل ہے۔ سخی سرور چیک پوسٹ فلٹر چیک پوسٹ کے طور پر کام کرتی ہے تاکہ آٹے اور اس کی مصنوعات کی مانیٹرنگ کی جائے۔ قبائلی علاقہ جات میں دو یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں آٹے کی ترسیل بواٹا میں بین الصوبائی چیک پوسٹ سے گزر کر جاتا ہے اور ان ہر دو یونین کونسلوں کے صارفین کے لئے بیس کلو گرام کے 650 تھیلے پرمٹ سپلائی کئے جاتے ہیں تاکہ ان یونین کونسلوں کے صارفین کو کسی مشکل کا سامنا نہ ہو اگر اس علاقے میں کسی قسم کی آٹے کی شکایت موصول ہوئی تو حسب ضرورت اضافہ کر دیا جائے گا۔

جناب والا!ایک تو اس سوال میں خود ہی مانا گیا ہے کہ دو یونین کونسلیں ایسی ہیں جن کو بلوچستان سے گزر کر آٹا سپلائی کیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر سڑک کا راستہ نہیں ہے۔ جن یونین کونسلوں کی یہ بات کر رہے ہیں میر ا اور بزدار صاحب کا یہ حلقہ ہے۔ ہم اسی علاقے کے ایم پی اے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ جواب پھر سے غلط آیا ہے۔ کیونکہ اس میں پھر یہ کہا گیا ہے کہ سخی سرور کی منڈی سے لیا جا سکتا ہے لیکن جو سخی سرور پر ہی روک دیا جاتا ہے اور ان کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ بڑا serious issue ہے۔ پچھلے سال تو گندم کی فراوانی تھی اس لئے اتنا مسئلہ نہیں ہوا لیکن یہ مسئلہ ہر سال ہوتا ہے اس لئے اس کے بارے میں کوئی واضح پالیسی بنا دی جائے۔ اگر روکنا بھی

مقصود ہے تو بلوچستان اور پنجاب کے درمیان بواٹا کی بین الصوبائی چیک پوسٹ پر روکا جائے۔ سخی سرور چیک پوسٹ پر اس کو روکنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے بارے میں وزیر صاحب ایک واضح پالیسی اور واضح بیان دیں کہ سخی سرور پر آٹا نہیں روکا جائے گا۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کیونکہ ہماری آپس میں بھی اس معاملے پر بہت بحث ہوئی ہے اور پھر ہم وہاں پر بھی گئے تھے، ان سے بھی discussion ہوئی۔ یہ سارے معاملات چلتے رہے جب crunch یا خوراک کے معاملے میں کمی آتی ہے تو یقینی طور پر پنجاب حکومت کوشش کرتی ہے کہ پنجاب کے عوام جن کا پہلا حق بنتا ہے ان کو support کرے اور ان کو وہ اجناس جو یہاں پر پیدا ہوتی ہیں ان کا پہلا حق سمجھتے ہوئے ان کو دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو انہوں نے سخی سرور کی بات کی ہے تو بواٹا ایک فلٹر چیک پوسٹ ہے اس کے آگے جا کر سخی سرور پر یہ چیکنگ کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ الٹا بتا رہے ہیں۔ پہلے سخی سرور آتا ہے اور پھر بواٹا آتا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر دو یونین کونسلیں ہیں اور وہ پنجاب کا حصہ ہیں اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے جواب میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ اصل معاملہ یہ آتا ہے کہ جب یہ دو یونین کونسلوں میں داخل ہوتا ہے تو وہاں سے اتنے راستے ہیں جو سمگلنگ کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں لہذا فلٹر چیک اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہاں پر دو یونین کونسلوں کی ضرورت کے مطابق ہے وہ ان کو ملتا رہے اور سمگلنگ یا سٹاک کے ارادے سے جو لوگ لے جانا چاہتے ہیں ان کے لئے تھوڑی سی پابندی لگائی جاتی ہے لیکن الحمدللہ اب یہ issue ختم ہو چکا ہے اب وہاں پر کوئی پابندی نہیں ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ یہ پابندی نہیں رہے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! "Dawn" اخبار نے ہماری گندم کی procurement پر ایک analysis کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ بنکوں کا 123 بلین روپے کا قرضہ جو ہم نے مارچ سے پہلے لیا ہوا تھا اور جس پر 1.2 بلین روپے ہر مہینے interest دے رہے ہیں ہم وہ واپس نہیں کریں

گے تو ہمیں گندم کی procurement کے لئے نہیں ملیں گے۔ وزیر صاحب سے میری گزارش ہے کہ یہی پنجاب کے قبائلی علاقوں کے لوگوں کا مسئلہ ہے جب یہ اگلے سال گندم کی procurement نہیں کر سکیں گے تو پھر یہ مسئلہ ہو گا۔ مہربانی کر کے اس پر یہ statement دیں کہ کیا آنے والی فصل کے لئے گندم کی procurement کریں گے اور کتنی کریں گے۔ کیونکہ ابھی پچھلا 123۔ارب روپیہ بھی واپس نہیں ہوا۔ جب ہم نے پہلے ہی پیسے واپس نہیں کئے تو بنک اور کیسے دیں گے۔ میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ بنکوں نے مزید پیسے دینے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ نومبر میں ہم نے اپنی قسط کے اوپر default کیا ہے۔ گندم کی procurement کی صورتحال بھی بتا دیں کیونکہ اس کے ساتھ یہ directly related ہے۔ ہمارے علاقے میں گندم بند کر دی جاتی ہے جس وقت گندم کی کمی ہوتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان کی اُگائی ہوئی گندم بھی ہم اپنے ضلع میں نہیں دے سکتے۔ جو لوگ محنت مزدوری کر کے کٹائی سے اپنا حصہ لے کر جاتے ہیں اور جس بچی کا میں نے ذکر کیا تھا وہ ایک خاندان ایک ڈالے کے اوپر اپنا سارا گھر بار اور تنبو وغیرہ اور دو تھیلے گندم کے لے کر جا رہے تھے ان کو تھانے میں بند کر دیا گیا تھا اور ان کی چھوٹی بچی بھوک اور پیاس سے تھانے میں مر گئی تھی۔ ان کا جرم یہ تھا کہ ان کو جو اپنی محنت کا حصہ ملا تھا وہ اس گندم کو پہاڑ میں لے کر جا رہے تھے جہاں کے وہ رہنے والے تھے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے کہاں سے بات شروع کی کہ 120۔ارب روپے اور یہ سارے معاملات انہوں نے کئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پیسے موجود نہیں ہیں یا کیا بنے گا؟ اس کو اٹھا کر دوسری طرف چلے گئے تو یہ ایک relevant بات کریں۔ ویسے تو یہ ایک fresh question بنتا ہے لیکن میں آپ کے علم کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال گندم کو procure کریں گے یا نہیں تو یہ پنجاب حکومت اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا مسئلہ ہے کہ وہ پیسے کیسے arrange کرتا ہے اور پالیسی میں کتنی میٹرک ٹن گندم لاتے ہیں۔ اس حوالے سے آج ہماری final میٹنگ ہو رہی ہے تو میں of the record بات کروں گا کہ حکومت پاکستان نے حکومت پنجاب سے کہا ہے کہ آپ 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم اس سال procure کریں لیکن پچھلے سال انہوں نے ہمیں 35 لاکھ میٹرک ٹن کا کہا تھا جسے پنجاب حکومت نے بڑھا کر 40 لاکھ میٹرک ٹن کیا اور پھر اس کے بعد جب حالات

دیکھے گئے کہ ابھی بہت زیادہ گندم ہے تو پھر اسے 40لاکھ کی بجائے 60لاکھ میٹرک ٹن گندم کر دیا گیا تاکہ زمینداروں کو کوئی problem نہ ہو اور ہم نے finance arrange کیا ہے اور الحمد للہ کاشتکاروں سے گندم procure کی ہے۔اب اس وقت 40لاکھ میٹرک ٹن کا figure مرکزی حکومت نے ہمیں دیا ہے لیکن پنجاب حکومت اپنی سطح پر اسے workout کر رہی ہے اور ہم 40لاکھ میٹرک ٹن کا تو ensure کر رہے ہیں اور اس معاملے میں اس اجلاس کے بعد ایک میٹنگ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ اس سے above جانا ہے یا مرکزی حکومت کے کہنے کے مطابق کرنا ہے۔میں اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ ساری گندم procure بھی ہو گی اور پیسے بھی arrange کر لئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

حکومتی سطح پر گندم خریدنے کی پالیسی پر تحفظات

*528: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 16۔اپریل2008 کو گندم کی پالیسی کا اعلان کیا ہے اس اعلان سے قبل کے خریداروں سے زبردستی گندم حکومت نے کم نرخوں پر خریدی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عمر فلور ملز رحیم یار خان نے 16۔اپریل2008 سے قبل گندم خرید کی اور اس کی باقاعدہ اطلاع محکمہ خوراک و دیگر حکومتی اداروں کو دی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خوراک نے عمر فلور ملز رحیم یار خان کا لائسنس کینسل کر دیا ہے اور پالیسی سے قبل کی خرید کی گئی گندم کو زبردستی کم نرخوں پر اٹھا کر لائسنس بحال کیا اس سے تاجروں اور مل مالکان کو ہراساں کرتے ہوئے کسانوں کو اپنی گندم کھلی منڈی میں فروخت سے خوف زدہ کر دیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا اقدامات سے عوام میں قحط کا خوف اور کسانوں کا معاشی استحصال، تاجروں و مل مالکان سے مخاصمت سے حکومت کو ناکام بنانے کے لئے بیوروکریسی کی سازش ہے اس کا سدباب اور ان حالات کا ذمہ دار ٹھہرانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تا کہ مستقبل میں ایسے حالات پیدا نہ ہوں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) 16۔اپریل 2008 کو گندم کی خریداری پالیسی دی گئی اور مورخہ 2008۔04۔19 کو ضلع رحیم یار خان میں گندم کی خریداری کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل کسی سے گندم کی خریداری حکومت کے مقرر کردہ نرخ سے کم پر نہ کی گئی ہے۔

(ب) مل مذکورہ کی رپورٹ مورخہ 16۔اپریل 2008 کے مطابق مل پر 28,458 بوری ذخیرہ شدہ تھی جو کہ مل کی 72 گھنٹے کی grinding capacity سے زاید تھی۔

(ج) عمر فلور ملز اپنی 72 گھنٹے کی grinding capacity کے مطابق 4,800 بوری سٹور کرنے کی مجاز تھی جبکہ مورخہ 2008۔04۔24 کو مل میں 27,790 بوری ذخیرہ شدہ تھی۔ اس طرح 22,990 بوری گندم grinding capacity سے زاید ذخیرہ شدہ تھی لہذا حکومتی احکام کی خلاف ورزی پر مل کا فوڈ گرین لائسنس کینسل کیا گیا بعد ازاں مل انتظامیہ نے اپنی رضا مندی سے تحریر دی کہ جتنی بوری گندم 72 گھنٹے کی استعداد پسائی سے زاید مل میں سٹور ہے وہ محکمہ خوراک کو حکومت کے مقررہ نرخ پر دینے کو تیار ہے، جس پر مل کا فوڈ گرین لائسنس بحال کر دیا گیا اور مذکورہ گندم مل سے سرکاری نرخ پر خرید کر لی گئی۔ چونکہ یہ عمل باہمی رضامندی سے ہوا تھا لہذا اس سے تاجروں یا مل مالکان کو ہراساں کرنے کا کوئی مقصد نہ تھا اور نہ ہی کسانوں کو اپنی گندم کھلی منڈی میں فروخت کرنے سے روکنا تھا۔

(د) درست نہ ہے۔ گندم خریداری رضاکارانہ طور پر محکمہ کے مقرر کردہ نرخ پر کی گئی اور خلاف قانون کوئی ایسی کارروائی نہ کی گئی جس سے کسانوں کا معاشی استحصال ہو یا کسی قسم کا خوف وہراس پیدا ہو۔

فوڈ آفیسرز کی مدت تعیناتی

*2304: رائے محمد شاہجہاں خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا فوڈ افسران کی ایک ہی مقام پر تعیناتی کی کوئی مدت مخصوص ہے؟

(ب) ضلعی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں افسران بالا کی مدت تعیناتی کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ بالا افسران کی تعیناتی محکمہ ہذا کی پالیسی کے مطابق ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) فوڈ افسران کی ایک ہی مقام پر تعیناتی کی کوئی خاص مدت محکمہ نے علیٰحدہ سے مرتب نہ کی ہے البتہ ٹرانسفر پالیسی کے تحت ہی کی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبری ایس او (سی۔او۔او۔آر۔ڈی)79/13-1 بتاریخ 16۔مارچ1980 میں درج ٹرانسفر پالیسی کے تحت عام طور پر کسی افسر کو تین سال سے زیادہ ایک ہی جگہ پر تعینات نہیں کیا جا سکتا البتہ اسی پالیسی کے تحت افسر اپنی ریٹائرمنٹ میں دو سال کے اندر اپنی مرضی کے مقام پر تعیناتی حاصل کر سکتا ہے۔

(ب) ضلعی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد یعنی ضلعی مختار خوراک فیصل آباد کی پوسٹ پر رانا خداداد خان مورخہ 16۔ اپریل2008 یعنی گزشتہ 9ماہ سے تعینات ہے البتہ رانا سعید احمد خان ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ فیصل آباد ڈویژن مورخہ 1996-12-16 یعنی گزشتہ بارہ سال سے تعینات ہے جو کہ مورخہ 2009-03-31 کو ریٹائر ہو رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا آفیسر یعنی رانا سعید احمد خان ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ کو مورخہ 1996-12-16 کو ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ فیصل آباد ڈویژن تعینات کیا گیا تھا۔ اس افسر کے معاملہ میں پچھلے ادوار میں ٹرانسفر پالیسی کا خیال نہیں رکھا گیا۔ تاہم یہ افسر 2009-03-31 کو ریٹائر ہو رہا ہے اور

چونکہ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبری ایس او (سی-او-او-آر-ڈی)79/13-1 بتاریخ 16۔مارچ1980 کے تحت ریٹائر ہونیوالے افسر کو آخری دو سال میں ٹرانسفر نہیں کیا جاسکتا اس لئے اس کو31-03-2007 سے فیصل آباد سے ٹرانسفر نہیں کیا گیا ہے۔

ضلع حافظ آباد۔گندم ذخیرہ کرنے کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2469: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں، ہر ایک گودام میں کتنی گندم ذخیرہ کی جاسکتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ تین سالوں میں مذکورہ گوداموں سے گندم خُوردبُرد کی گئی اگر ہاں تو کتنے ملازمین کے خلاف مقدمات قائم کئے گئے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع حافظ آباد میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے محکمہ خوراک کے پاس 12 عدد گودام اور 28 عدد بنز موجود ہیں جن میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش حسب ذیل ہے:-

نام مرکز	تعداد گودام	گنجائش معیاری ذخیرہ کاری
حافظ آباد	5عدد	500 میٹرک ٹن فی گودام
حافظ آباد سنٹرل گودام	2عدد	250 میٹرک ٹن فی گودام
حافظ آباد	ایک عدد	1,000 میٹرک ٹن فی گودام
حافظ آباد	28عدد بنز	24 بنوں کی معیاری ذخیرہ گنجائش 35 میٹرک ٹن فی بن ہے جبکہ 4 بنوں کی معیاری گندم ذخیرہ کاری گنجائش 40 میٹرک ٹن گندم فی بن ہے۔
کالیکی	ایک عدد	1,000 میٹرک ٹن فی گودام
سکھیکی	3عدد	1,000 میٹرک ٹن فی گودام

(ب) گزشتہ تین سالوں میں ضلع حافظ آباد میں گندم خُوردبُرد نہ ہوئی ہے لہذا کسی کے خلاف کوئی مقدمہ قائم نہ کیا گیا ہے۔

حافظ آباد میں گندم ذخیرہ کرنے کے حکومتی اقدامات

*2603: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع حافظ آباد میں گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں اور یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں، خاص طور پر پنڈی بھٹیاں میں حکومت گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

ضلع حافظ آباد میں 12 عدد گودام اور 28 عدد بنز ہیں۔یہ گودام حافظ آباد کالیکی اور سکھیکی میں واقع ہیں۔

ضلع حافظ آباد میں خریداری گندم پاسکو کرتا ہے۔حافظ آباد شہر کی آبادی کو آٹے کی ضروریات پورا کرنے کے لئے گودام ضرورت کے مطابق موجود ہیں لہذا ضلع حافظ آباد میں گوداموں کی مزید ضرورت نہ ہے جبکہ کالیکی اور سکھیکی کے گودام بھی بوقت ضرورت استعمال ہو سکتے ہیں لہذا حکومت پنجاب کا پنڈی بھٹیاں میں مزید گودام بنانے کا ارادہ نہ ہے۔

ضلع خوشاب میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2844: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب میں کل کتنی فلور ملز ہیں؟

(ب) کیا ضلع خوشاب کی فلور ملز کو گندم اسی ضلع سے فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) اگر اس ضلع کی فلور ملز کو گندم دیگر اضلاع سے فراہم کی جاتی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا ضلع خوشاب میں ڈی ایف سی کی اسامی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خوشاب میں کل دو فلور ملیں ہیں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) عموماً ضلع کی فلور ملوں کو ضلع خوشاب سے ہی گندم فراہم کی جاتی ہے تاہم اگر ضلع میں گندم کی کمی ہو تو ضلع سرگودھا سے نزدیک ترین سنٹر سے گندم فراہم کی جاتی ہے۔

(د) ضلع خوشاب میں DFC کی اسامی نہ ہے۔ضلع میں صرف دو فلور ملیں ہیں۔علاوہ ازیں ضلع کا زیادہ تر رقبہ بارانی ہونے کی بناء پر گندم کی خریداری بھی بہت ہی کم ہوتی ہے جس بناء پر انتظامی امور DFC سرگودھا سرانجام دیتا ہے۔

باردانہ برائے خریداری گندم کی تقسیم کا طریق کار

*2876: **سردار عاطف حسین مزاری:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ضلع کو باردانہ برائے خریداری گندم تحصیل کوٹا پر دیا جاتا ہے اگر نہیں تو کس بنیاد پر فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر تحصیل کی بنیاد پر باردانہ برائے خریداری گندم دیا جاتا ہے تو تحصیل روجھان کا کتنا کوٹا ہے؟

(ج) باردانہ برائے خریداری گندم کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے تفصیلاً بیان کیا جائے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل روجھان کو باردانہ کا پورا پورا کوٹا دینے کو تیار ہے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ہر ضلع میں باردانہ کا کوٹا محکمہ زراعت کے اعداد و شمار بابت زیر کاشت رقبہ پیداوار اور گزشتہ سال کی خرید گندم کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے۔ہر ضلع میں خریداری مراکز قائم کئے جاتے ہیں۔ہر خریداری مرکز کا ہدف گردونواح کا ایریا اور اس کی پیداوار کے تخمینے اور گزشتہ سال کی خرید گندم کو مد نظر رکھ کر مقرر کیا جاتا ہے اسی ہدف کے مطابق باردانہ جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) تحصیل کی بنیاد پر باردانہ برائے خریداری گندم جاری نہیں کیا جاتا بلکہ ہر خریداری مرکز کے ہدف کو مد نظر رکھ کر باردانہ فراہم کیا جاتا ہے۔جہاں تک تحصیل روجھان کا تعلق ہے اس تحصیل میں دو خریداری مراکز گزشتہ کئی سالوں سے قائم کئے جاتے ہیں۔امسال ان

مراکز کا خریداری ہدف23,2000.000اور12,000.000 میٹرک ٹن مقرر تھا جو اب بڑھا کر حسب ذیل مختص کیا گیا ہے۔

1- مٹواہ ہدف26,000 میٹرک ٹن

2- عمرکوٹ ہدف16,000 میٹرک ٹن

(ج) محکمہ خوراک حکومت پنجاب کی ترجیحی پالیسی ہے کہ چھوٹے کاشتکاران و زمینداران اپنی گندم بآسانی قائم کردہ خریداری مراکز پر فروخت کر سکیں۔

طریق کار برائے تقسیم باردانہ حسب ذیل ہے:۔

1- پہلے ہر مرکز خرید پر 100 بوری خالی بعوض شخصی ضمانت جاری کی جاتی رہی ہے اور 100 بوری سے زاید جاری کرنے کے لئے زر ضمانت بصورت کال ڈیپازٹ (قابل واپسی)لی جاتی تھی لیکن دوران خریداری کسانوں کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ 200 بوری تک کال ڈیپازٹ کی ضرورت نہ ہے اور کسانوں کو شخصی ضمانت پر 200 بوری تک باردانہ جاری کیا جاسکتا ہے۔

2- اگر کسی کاشتکار یا زمیندار کی گندم 200 بوری سے زاید ہو تو اس کے لئے 500 بوری تک بعوض کال ڈیپازٹ متعلقہ DFC باردانہ کے اجرأ کے متعلق انچارج خریداری مرکز کو حکم جاری کرتا ہے۔

(د) تحصیل روجھان میں امسال 35,000 میٹرک ٹن کا ہدف مقرر کیا گیا تھا جو اب بڑھا کر 42,000 میٹرک ٹن مقرر کر دیا گیا ہے۔ متذکرہ بالا خریداری مراکز پر 3,64,300 بوری باردانہ مہیا کر دیا گیا ہے۔علاوہ ازیں زمیندار ان اپنے باردانہ میں بھی گندم لا سکتے ہیں تا کہ زمیندار اپنی پیدا کردہ فصل بروقت فروخت کر سکیں۔ایسی صورتحال میں جیوٹ بوری اور پولی پراپلین کے تھیلوں کی قیمت بالترتیب -/50 روپے اور -/15 روپے محکمہ خوراک زمیندار ان کو گندم کی قیمت کے ساتھ ادا کرے گا۔اس طرح اس سہولت کے تحت علاقہ کے زمیندار ان 50,582 بوری میں اپنی گندم بھر کر محکمہ خوراک کو فروخت کر چکے ہیں جس کی قیمت گندم کے ساتھ ادا کر دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3196:جناب محمد اجمل: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنی فلور ملز ہیں؟

(ب) ان ملز کے نام اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ج) ان ملز کو ماہانہ کتنی گندم فراہم کی جاتی ہے؟

(د) ہر مل سے حکومت کو سالانہ کتنی رقم کس کس سلسلہ میں ملتی ہے؟

وزیر خوراک(ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت 38 رجسٹرڈ فلور ملز کام کر رہی ہیں۔

(ب) فیصل آباد ضلع میں کام کرنے والی فلور ملز اور ان کے مالکان کی تفصیل "Annexure A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فلور ملز کو گورنمنٹ ذخائر سے گندم حکومتی پالیسی کے مطابق جاری کی جاتی ہے دوران سکیم 09-2008 میں فلور ملز کو جو گندم جاری کی گئی اس کی ماہانہ وار تفصیل "Annexure B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فلور ملز حکومت کے مقرر کردہ ریٹ کے مطابق گندم اور باردانہ کی قیمت سرکاری خزانہ میں جمع کرواتی ہیں جو کہ مقررہ(Head of Accounts) میں جمع ہوتی ہے۔مزید برآں ہر فلور ملز سالانہ فوڈ گرین لائسنس کی تجدید فیس بھی جمع کرواتی ہیں اور فوڈ گرین لائسنس کی تجدید فیس حکومت نے سالانہ -/500 روپے فی لائسنس مقرر کی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3197:جناب محمد اجمل: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں گندم کے گودام کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان گوداموں میں کتنی مقدار میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ان گوداموں میں اس وقت کتنی گندم سٹور ہے؟

(د) مزید کس کس جگہ حکومت گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف)	(ب)	(ج)	(د)
ضلع فیصل آباد میں 16 عدد سنٹر ہائے ذخیرہ گندم ہیں جن کی تفصیل نیچے درج کی گئی ہے:-	فیصل آباد میں موجودہ گوداموں کی سنٹروار ذخیرہ گنجائش کی تفصیل نیچے درج کی گئی ہے۔	فیصل آباد میں مورخہ 6-07-09 کی ذخیرہ پوزیشن حسب ذیل ہے:-	ضلع فیصل آباد میں حکومت کی طرف سے مزید گودام بنانے کا کوئی منصوبہ تاحال زیر غور نہ ہے۔
1-سیٹ نمبر 1 فیکٹری ایریا فیصل آباد	3,000.000	5380	
2-سیٹ نمبر 2 فیکٹری ایریا فیصل آباد	4,000.000	8237	
3-سیٹ نمبر 3 نزد ارشد مارکیٹ راجباہ روڈ فیصل آباد	12,000.000	16456	
4-سیٹ نمبر 4 بالمقابل امریکن ہسپتال راجباہ روڈ	1,000.00	1741	
5-سیٹ نمبر 5 نزد ناولٹی پل فیصل آباد	5500.00	6921	
6-سیٹ نمبر 6 ارشد مارکیٹ راجباہ روڈ فیصل آباد	52500.000	34227	
7-سرشمیر روڈ نزد ریلوے سٹیشن سرشمیر روڈ	2000.000	3166	
8-دارلاحسان نزد ریلوے سٹیشن دارلاحسان	2000.000	3429	
9-جڑانوالہ نزد ریلوے سٹیشن جڑانوالہ	12000.000	19130	
10-پیجیانہ نزد ریلوے سٹیشن پیجیانہ	4000.000	6425	
11-روڈالہ روڈ نزد ریلوے سٹیشن روڈالہ روڈ	2000.000	2681	
12-جھوک دتہ نزد ریلوے سٹیشن جھوک دتہ	4000.000	6091	
13-سمندری نزد غلہ منڈی سمندری	5000.000	8729	
14-تاندلیاں والا نزد بس سٹینڈ غلہ منڈی تاندلیاں والا	5500.000	10732	
15-کنجوانی نزد ریلوے سٹیشن کنجوانی	5000.000	7397	
16-ماموں کانجن نزد ریلوے سٹیشن ماموں کانجن	65000.000	60435	
میزان	184500.000	201177	

ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3477: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ خوراک کے کتنے گودام ہیں کس کس جگہ واقع ہیں اور ان میں سٹور کرنے کی کتنی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے اور کھلے آسمان تلے پڑی گندم ہر وقت خراب ہونے کا خدشہ رہتا ہے؟

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع فیصل آباد میں نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 117 گودام اور 16 سائیلوز ہیں جن کی معیاری ذخیرہ کاری گندم گنجائش1,84,500 میٹرک ٹن ہے۔ان گوداموں کی جگہ اور مقدار ذخیرہ کاری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں گندم کے گوداموں کی تعداد ذخیرہ کاری گنجائش

نام سنٹر	تعداد گودام	معیاری ذخیرہ کاری گنجائش
1-سیٹ نمبر1 فیکٹری ایریا فیصل آباد	05	3000.000
2-سیٹ نمبر2 فیکٹری ایریا فیصل آباد	08	4000.000
3-سیٹ نمبر3 نزد ارشد مارکیٹ راجباہ روڈ فیصل آباد	14	12000.000
4-سیٹ نمبر4 بالمقابل امریکن ہسپتال راجباہ روڈ	01	1000.00
5-سیٹ نمبر5 نزد ناولٹی پل فیصل آباد	05	5500.00
6-سیٹ نمبر6 ارشد مارکیٹ راجباہ روڈ فیصل آباد	01+15(Silos)=16	52500.000
7-سرشمیر روڈ نزد ریلوے سٹیشن سرشمیر روڈ	02	2000.000
8-دارلاحسان نزد ریلوے سٹیشن دارلاحسان	04	2000.000
9-جڑانوالہ نزد ریلوے سٹیشن جڑانوالہ	17	12000.000
10-پیچیانہ نزد ریلوے سٹیشن پیچیانہ	08	4000.000
11-روڈالہ روڈ نزد ریلوے سٹیشن روڈالہ روڈ	02	2000.000

12-جھوک دتہ نزد ریلوے سٹیشن جھوک دتہ	08	4000.000
13-سمندری نزد غلہ منڈی سمندری	05	5000.000
14-تاندلیاں والا نزد بس سٹینڈ غلہ منڈی تاندلیاں والا	10	5500.000
15-کنجوانی نزد ریلوے سٹیشن فیصل آباد	10	5000.000
16-ساموں کا نجن نزد ریلوے سٹیشن ساموں کا نجن	17	65000.00
میزان	133	184500,000

(ب) فیصل آباد میں کئی سالوں سے گندم کی خریداری یعنی01-2000 تا 10-2009 تک 45,038 میٹرک ٹن سے2,28,594 میٹرک ٹن کی گئی۔اس خرید گندم کے مقابلے میں 1,84,500 میٹرک ٹن کے گودام موجود ہیں۔جن کی ذخیرہ کاری گنجائش میں¼ اضافہ ہو سکتا ہے لہذا فیصل آباد میں گندم کھلے آسمان تلے رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) فیصل آباد میں سالانہ گندم کا اجراء گزشتہ کئی سالوں سے59,297 تا2,17,150 میٹرک ٹن رہا لہذا دستیاب گودام ضرورت کے مطابق ہیں۔فی الحال فیصل آباد میں مزید گودام تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

سال09-2008 میں گندم خریدنے کا ہدف

*3529: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے09۔2008 کے لئے87 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب گندم خریدنے کا ہدف مقرر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں گندم -/950 روپے کے حساب سے کاشتکاروں سے خریدی گئی؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ خوراک نے2008 میں 87 لاکھ میٹرک ٹن گندم کا ہدف مقرر کیا۔ درحقیقت حکومت پنجاب نے09-2008 میں 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم کا ہدف مقرر کیا۔ اس مقرر کردہ ہدف کے مقابلہ میں حکومت نے09-2008 میں 25,57,401 میٹرک ٹن گندم خرید کی۔

(ب) 2008-09 میں گندم کی امدادی قیمت-/625روپے فی 40 کلو گرام وفاقی حکومت نے مقرر کی-حکومت نے 2009-10 میں گندم کی امدادی قیمت-/950روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی-امسال دوران سکیم 2009-10 میں 57,81,424 میٹرک ٹن گندم کاشتکاروں سے خرید کی گئی-

پسرور شوگر ملز پسرور کے شوگر سیس کی تفصیلات

*3568: **حاجی ذوالفقار علی:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پسرور شوگر ملز پسرور (موجودہ جی بی شوگر ملز) کے ذمہ کتنا شوگر سیس کس کس سال کا بقایا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس شوگر سیس کی وصولی جلد از جلد کروانے اور اس رقم کو عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) بمطابق رپورٹ ارسال کردہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ورکس اینڈ سروسز)/سیکرٹری ڈسٹرکٹ شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس کمیٹی سیالکوٹ، پسرور شوگر ملز پسرور (موجودہ جی بی شوگر ملز پسرور) کے ریکارڈ اور ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) کے ریکارڈ کے مطابق اب تک یعنی اگست 2009 تک پچھلے کسی بھی سال کا شوگر سیس فنڈ شوگر ملز پسرور کے ذمہ بقایا نہ ہے-

(ب) چونکہ پسرور شوگر ملز کے ذمہ کوئی سیس فنڈ بقایا نہ ہے-بدیں وجہ سوال ہذا کے جواب کی ضرورت نہ ہے نیز ملز عرصہ دراز سے بند ہے-

پسرور شوگر ملز کی انتظامیہ کی جانب سے کسانوں کو ادائیگیاں نہ کرنے کی تفصیلات

*3569: **حاجی ذوالفقار علی:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال1998 سے آج تک پسرور شوگر ملز پسرور (موجودہ جی بی شوگر ملز) نے کتنا گنا خرید کیا؟

(ب) اس وقت اس شوگر ملز نے کتنی رقم کسانوں کو ادا کرنا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جب اس شوگر ملز کو موجودہ انتظامیہ نے خرید کیا تو اس ملز کے ذمہ کسانوں کی جو رقم تھی وہ دینے کاagreementہوا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ انتظامیہ ملز ہذا ان کسانوں کو رقم کی ادائیگی نہ کر رہی ہے؟

(ہ) اس وقت ڈی سی او سیالکوٹ کے پاس کتنی درخواستیں برائے ادائیگی رقم ملز ہذا کی زیر التواء ہیں؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ اس مل کی موجودہ انتظامیہ بھی اس کو فروخت کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہی ہے، جبکہ اس کے ذمہ کسانوں کے اربوں کے واجبات ہیں؟

(ز) کیا حکومت کسانوں کی بہتری کے لئے اس ملز کو اپنی تحویل میں لینے اور اس کے اثاثہ جات کو فروخت کر کے کسانوں کی واجب الادا رقم ان کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) پسرور شوگر ملز سیالکوٹ 1998 سے امسال 10-2009 تک بند رہی ہے۔ماسوائے درمیانی عرصہ 04-2003 جبکہ نئی ملز انتظامیہ نے ملز کو چلایا اور صرف 2164.935 میٹرک ٹن گنے کی خرید کی جس کی عدم ادائیگی کے حوالے سے حکومت کے پاس کوئی بھی کیس / درخواست دائر نہ کی گئی ہے۔

(ب) 2002 سے پہلے پسرور شوگر ملز یونائیٹڈ شوگر ملز کے نام سے کام کرتی رہی ہے۔ 2002 میں یہ ملز نئی انتظامیہ GB پرائیویٹ لمیٹڈ نے خرید لی،agreement کی شق h(b) کے مطابق انتظامیہ نے گنے کی خرید کی مد میں 4 کروڑ 38 لاکھ 66 ہزار 514 روپے کی ادائیگی کا ذمہ لیا تھا۔ پسرور شوگر ملز (موجودہ جی بی شوگر ملز) پسرور نے بعد از خرید صرف ایک سال 04-2003 میں شوگر ملز کو چلایا جس کے لئے انہوں نے 2164.935 میٹرک ٹن گنے

کی خرید کی جس کی عدم ادائیگی کے حوالے سے حکومت کے پاس کوئی کیس / درخواست موجود نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ موجودہ انتظامیہ نے شوگر ملز خریدتے وقت کسانوں کی واجب الادار قم کی ادائیگی کا ذمہ لیا تھا۔

(د) یہ درست ہے کہ ملز ہذا کی موجودہ انتظامیہ نے کسانوں کو گنے کی واجب الادار قم کی ادائیگی نہ کی ہے۔شوگر فیکٹری رولز1950 کی شق(2)14 کے تحت ملز انتظامیہ خرید کردہ گنے کی ادائیگی 15 دن میں کرنے کی پابند ہے۔گنے کی رقم عدم ادائیگی کی صورت میں ملز انتظامیہ 11 فیصد سالانہ کے حساب سے واجب الادار قم پر interest دینے کی بھی پابند ہے۔عدم ادائیگی کی صورت میں شوگر فیکٹری کنٹرول ایکٹ 1950 سیکشن 22 کے تحت کسانوں کی درخواست پر متعلقہ ملز کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔اس حوالے سے حکومت کے پاس اب تک صرف ایک درخواست آئی تھی، جس کا2007 میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اس کے بعد حکومت کے پاس اس ضمن میں کوئی بھی درخواست دائر نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ڈی سی او سیالکوٹ کے جواب کے مطابق اس وقت اس کے دفتر میں کوئی ایسی درخواست برائے عدم ادائیگی گنے کی قیمت التوا میں نہیں ہے۔

(و) ملز ہذا کی فروخت کے حوالے سے حکومت کے پاس کوئی بھی اطلاع نہیں ہے۔حکومت کی اطلاع کے مطابق ملز ہذا عرصہ سات سال سے بند پڑی ہے۔

(ز) شوگر ملز کے قوانین کے مطابق حکومت پنجاب کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے جس کی بنیاد پر وہ نادہندہ ملز کو فروخت کر کے کسانوں کی واجب الادار قم کی ادائیگی کروانے کی پابند ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس فنڈ و دیگر تفصیلات

*3594: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2006 سے آج تک ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس فنڈ سے جو ترقیاتی کام کروائے گئے ان کے نام و تخمینہ لاگت، مدت تکمیل اور ٹھیکیداروں کے نام کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبہ جات مکمل اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(ج) یہ منصوبہ جات کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے منظور کئے گئے۔اس وقت اس ضلع میں کتنا شوگر سیس فنڈ کس بنک میں کس کے نام جمع ہے؟

(د) ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی وڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ سیس کمیٹی کے ممبران کے نام بتائے جائیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) وضاحت کے سلسلہ میں تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سترہ عدد منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور تئیس عدد منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

(ج) یہ منصوبہ جات پراونشل شوگر سیس کمیٹی کی اجازت سے منظور کئے گئے ہیں جن کا فنڈ جناب ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر کے پی ایل اے میں-/33,71,88,000روپے موجود ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی وڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ سیس کمیٹی دونوں ایک ہی کمیٹی کے نام ہیں جو کہ ڈسٹرکٹ شوگر سیس ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے۔ کمیٹی کے ممبران کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب حکومت کی کسانوں سے براہ راست گندم خریدنے کی تفصیلات

*3595: **جناب خالد جاوید اصغر گھرال:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے گزشتہ دو سال میں کل کتنی مقدار میں کسانوں سے براہ راست گندم خریدی ہے۔ ہر سال کی ٹوٹل مقدار الگ الگ بیان کریں؟

(ب) اس گندم کی خریداری کے لئے حکومت کی کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ رقم کن ذرائع سے حاصل کی گئی۔اگر بنک سے حاصل کی گئی تو کس بنک سے حاصل کی اور کیا شرح سود ادا کیا گیا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں درج ذیل گندم خرید کی۔

سال	خرید کردہ گندم (میٹرک ٹن)
2007-08	2568947
2008-09	2557438
2009-10	5783553

(ب) حکومت پنجاب نے گزشتہ تین سالوں میں جن بنکوں سے مختلف شرح سود پر رقم بابت گندم خرید کرنے کے لئے حاصل کی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی میں خریداری مراکز پر گندم کی حفاظت کے انتظامات و دیگر تفصیلات

*3603: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں خریداری مراکز پر گندم کی حفاظت کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) گندم کی حفاظت کے لئے جدید تحقیق کی روشنی میں سپرے کے کیا انتظامات کئے جاتے ہیں کیا محکمہ نے اس بارے میں ماہرین کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ، تعلیم، مہارت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع وہاڑی میں گندم گوداموں اور کھلے آسمان تلے تھڑاجات پر ذخیرہ شدہ ہے۔کھلے آسمان تلے پڑی گندم کی حفاظت کے لئے اسے ترپالوں سے ڈھانپا گیا ہے۔گندم کو حشرات الارض سے بچاؤ کے لئے پولی تھین کے کیپ بنا کر زہر آلود دھونی کا عمل کیا جارہا ہے۔اسی طرح

گوداموں میں بھی یہی عمل کیا جارہا ہے۔مزید بر آں خریداری سٹاف کے علاوہ چوکیدار بھی تعینات ہیں۔جو ہمہ وقت سنٹروں پر موجود رہتے ہیں تا کہ گندم کو ترپالوں سے ڈھانپ کر رکھیں اسے موسمی اثرات اور چوری وغیرہ سے بچائیں۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب نے سائنسی بنیادوں پر گندم کی حفاظت کے لئے حشرات الارض سے بچاؤ کے لئے ایک ماہر ہر ڈویژن میں (اسسٹنٹ کنٹرولر آف انسپیکشن) تعینات کیا ہوا ہے جس کی قابلیت / تعلیمی معیار M Sc.(Hons.)Entomology ہے جو گندم کی حفاظت سائنسی بنیادوں پر کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کر کے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے مذکورہ بالا آفیسرز 1995 سے اس ڈیوٹی کو احسن طریقے سے انجام دے رہے ہیں۔علاوہ ازیں 25 فیصد سٹور ریج آفیسر کا کوٹا براہ راست بھرتی کے لئے مختص ہے۔جن کا تعلیمی معیار B.Sc ایگریکلچر کے مختلف شعبہ جات یعنی فوڈ ٹیکنالوجی / انٹومالوجی ہے۔ جو آفیسرز محکمہ میں گندم محفوظ رکھنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کی تفصیل تجربہ اور تعلیمی قابلیت گوشوارے میں درج ہے۔یہ افسران گندم کی حفاظت کے لئے دیگر تدابیر کے علاوہ زہر آلود دھونی کیڑوں سے بچاؤ کے لئے دینے کے ذمہ دار ہیں۔

گندم و دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*3606: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب کے پاس گندم اور دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) پنجاب بھر میں کتنے نجی گودام محکمہ خوراک نے کرایہ پر حاصل کئے ہوئے ہیں اور گزشتہ دو سالوں میں ان گوداموں کا کتنا کرایہ ادا کیا گیا؟

(ج) سائلوز بنانے کا منصوبہ جو حکومت پنجاب نے شروع کیا تھا وہ کس مرحلہ پر ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب کے پاس گندم و دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کے لئے 21.70 لاکھ میٹرک ٹن کے معیاری گنجائش ذخیرہ کاری کے گودام ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے امسال286 گودام جن کی ذخیرہ کاری6لاکھ میٹرک ٹن ہے گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کرایہ پر لئے ہوئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، گزشتہ دوسالوں میں محکمہ خوراک نے پنجاب بھر میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 85 گودام کرایہ پر لئے ان گوداموں کا کرایہ-/1,27,12,703روپے ادا کیا گیا۔

(ج) حکومت پنجاب نے سائیلوز بنانے کا جو منصوبہ شروع کیا تھا اس کے تحت30,000 میٹرک ٹن کے سائیلوز اسلام آباد۔III میں تعمیر ہو چکے ہیں۔

صوبہ میں گندم سٹور کرنے کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*3619: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں گندم سٹور کرنے کی کل کتنی گنجائش ہے؟

(ب) موجودہ گندم سیزن میں حکومت پنجاب نے کتنی گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ مقرر کر رکھا ہے؟

(ج) مورخہ 31۔مئی2009تک کتنی گندم خرید کی گئی ہے؟

(د) کتنی گندم store capacity سے زیادہ خرید کی گئی؟

(ہ) اس وقت کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری گوداموں کی معیاری ذخیرہ کاری کی گنجائش 2.17 ملین میٹرک ٹن کی ہے۔

(ب) موجودہ گندم سیزن یا سکیم 10۔2009 میں حکومت پنجاب نے گندم خریداری کا ابتدائی ہدف30لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا تھا جو بڑھا کر60لاکھ میٹرک ٹن کر دیا گیا۔

(ج) 31۔مئی2009تک 5,724,655 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

(د) معیاری ذخیرہ کاری گنجائش سے زاید3.664 ملین خرید کی گئی۔

(ہ) اس وقت 28,29,041 میٹرک ٹن گندم کھلے آسمان تلے گنجیوں کی صورت میں ترپالوں سے ڈھانپ کر محفوظ کر دی گئی ہے۔

گندم خریدنے کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*3620: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب کے پاس صوبہ میں گندم سٹوریج کی کل capacity 18 لاکھ میٹرک ٹن ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے امسال گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ 60 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کر رکھا ہے؟

(ج) حکومت پنجاب storage capacity سے 42 لاکھ میٹرک ٹن زاید گندم خرید کر رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا موجودہ حکومت گندم کو سٹور و محفوظ کرنے کے لئے مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ کے پاس قابل استعمال معیاری ذخیرہ کاری گندم کی گنجائش 21.7 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔ جس میں ¼ حصہ تک اضافہ دھانکیں بڑھا کر کیا جا سکتا ہے۔

(ب) ابتدائی طور پر ہدف خرید گندم 30 لاکھ میٹرک ٹن تھا جو بڑھا کر 60 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا گیا۔

(ج) حکومت نے معیاری ذخیرہ کاری گنجائش سے زاید 36.19 لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید کی ہے۔ گندم کا زاید خرید نادراصل زمینداروں کو ان کی پیداوار کا معقول معاوضہ دلانا، دوئم آٹے کی شہری آبادی کی ضروریات کو پورا کرنا اور آٹے کی قیمت کو معقول سطح پر رکھنا ہوتا ہے۔

(د) حکومت مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کے لئے حکومت نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی ہے جو اپنی سفارشات مرتب کر کے حکومت کو پیش کرے گی۔ دوئم P&D محکمہ موزوں گودام جو ہمارے حالات کے مطابق ہوں پر مطالعہ کروا رہا ہے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں نئے گوداموں کی تعمیر میں پیشرفت ہو گی۔

سال2007، یوسف شوگر ملز شاہ پور ضلع سرگودھا کی طرف سے کسانوں کی ادائیگیوں کی تفصیلات

*3623: مسز شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یوسف شوگر ملز شاہ پور ضلع سرگودھا نے2007 سے آج تک سالانہ کتنا گنا خرید کیا ہے؟

(ب) آج تک کتنی رقم کسانوں کو ادا کی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس شوگر ملز نے کسانوں کو کروڑوں روپے کی رقم کی ادائیگی بسلسلہ خرید گنا کرنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس شوگر ملز کے خلاف متعلقہ اتھارٹی کے پاس کافی درخواستیں برائے ادائیگی رقم pending ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ملز کا کنٹرول سنبھال کر کسانوں کو ان کی رقم مع مارک اپ ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یوسف شوگر ملز شاہ پور ضلع سرگودھا نے 2007 سے آج تک4,22,226 میٹرک ٹن گنا خرید کیا ہے۔

(ب) 2007 سے آج تک کسانوں کو-/77,84,29,993 روپے میں سے -/75,62,18,392 روپے بابت قیمت ادائیگی گنا ادا کر دیئے گئے ہیں اور-/2,22,11,601 روپے مل کے ذمہ باقی ہیں۔

(ج) کسانوں کے بقایاجات اور ادائیگی قیمت گنا کی تفصیل جز(ب) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) کین کمشنر پنجاب کو موجودہ کرشنگ سیزن کے حوالے سے اب تک ملز مذکورہ کے خلاف 24 درخواستیں بابت ادائیگی قیمت گنا موصول ہوئی تھیں۔ جن پر فوری طور پر قانون کے مطابق ایکشن لیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ملز مذکورہ کے خلاف انڈر سیکشن403,406 P.P.C کے تحت FIR دائر ہو چکی ہے اور ڈسٹرکٹ سیشن جج متعلقہ کو استغاثہ دائر کرنے کی درخواست دی جا چکی ہے۔ نقل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب حکومت کسی بھی ملز کا کنٹرول سنبھالنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ کسی بھی ملز کو سرکاری تحویل میں لینا یا فروخت کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ضلع قصور میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3809: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنی فلور ملز ہیں ان کے نام اور مالکان کے نام سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) حکومت کی طرف سے ان ملوں کو ماہانہ کتنی گندم سپلائی کی جاتی ہے اور سال 2007-08 میں ان ملوں کو کتنا کوٹا گندم دیا گیا؟

(ج) سستی روٹی سکیم کے تحت ان ملوں کو حکومت کی طرف سے کتنی سبسڈی دی گئی؟

(د) ضلع قصور میں اس سال سرکاری سطح پر گندم خرید کا کیا ٹارگٹ تھا اور کیا وہ ٹارگٹ پورا کیا گیا؟

(ہ) آٹے کی قلت کو ختم کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(و) ضلع قصور میں کتنی شوگر ملیں ہیں اور کہاں کہاں اور ہر ملز کی سالانہ کتنی پیداوار ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) نام فلور ملز و نام مالک

1۔ نیشنل فلور ملز قصور، حاجی دین محمد ولد حاجی اسلام دین، قصور
2۔ مستری فلور ملز قصور، محمد یونس بھٹی ولد میاں خیر دین بھٹی۔
3۔ باباکمال چشتی فلور ملز قصور، نورالٰہی شاکر ولد اسلام دین قصور۔
4۔ اتفاق فلور ملز قصور۔ حافظ محمد یعقوب ولد حاجی محمد شریف قصور۔
5۔ فیروز خان فلور ملز قصور، فہیم فیروز خان ولد فیروز خان قصور۔
6۔ الفیاض فلور ملز پھول نگر ،رانا محمد اقبال خان ولد رانا پھول محمد خان ، رانا محمد اسحاق خان ولد رانا نثار خان، لمبے جاگیر، ضلع قصور۔
7۔ الوہاب فلور ملز پھولنگر، رانا سرفراز خان، رانا شکیل محمد خان، رانا تعیم ریاض خان، رانا حسن فیاض خان ،رانا حماد ممتاز خان، رانا اکبر امتیاز خان، لمبے جاگیر، پھولنگر۔
8۔ غزنوی فلور ملز، جمبر کلاں، محمد سلیم غزنوی ولد عبدالرحیم۔
9۔ یونائیٹڈ فلور ملز، پتوکی، میاں محمد اقبال ولد محمد حنیف۔
10۔ چودھری فلور ملز، پتوکی، اصغر علی، لیاقت علی پسران چودھری غلام محمد۔
11۔ حاجی بشیر فلور ملز پتوکی، میاں نشاط احمد ولد حاجی بشیر احمد۔
12۔ طارق نواز فلور ملز پھولنگر، محمد طاہر نواز، محمد عمران نواز پسران محمد نواز۔
13۔ کراچی فلور ملز حبیب آباد، شیخ ریاض، شیخ نیاز احمد۔
14۔ سپیشل فلور ملز حبیب آباد، محمد صدیق ولد محمد اسحاق۔
15۔ پھلر فلور ملز، مصطفےٰ آباد، چودھری محمد عالمگیر ولد چودھری سکندر علی بھلر۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے فلور ملوں کو گندم کا اجراء دستیاب گندم ،شہری آبادی کی ضروریات اور فلور ملوں کی پسائی کی گنجائش کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ہر سال گندم کا اجراء کرنے سے پہلے اجراء پالیسی ذخائر کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں بنائی جاتی ہے۔ گندم کا اجراء ماہانہ نہیں بلکہ روزانہ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ گندم کا اجراء ہر ہفتہ کے چھ دنوں میں کیا جاتا ہے ۔ سال 2007 میں گندم کا کوٹا ضلع قصور کا 280.000 میٹرک ٹن اور 2008 میں 437.100 میٹرک ٹن روزانہ کی بنیاد پر مقرر کیا گیا۔ ماہانہ کوٹا بالترتیب 2007 اور 2008 میں 7280.000 اور 11367.000 میٹرک ٹن بنتا ہے۔ 2007-08 میں جتنی گندم فلور ملوں کو ضلع بھر میں جاری کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مقدار (میٹرک ٹن)
2007	43990.000
2008	72794.000

(ج) ضلع قصور میں فلور ملوں کو سستی روٹی سکیم کے تحت 30۔جون2009تک -/40736610روپے کی سبسڈی ادا کی جاچکی ہے۔

(د) ضلع قصور میں گندم کا ابتدائی ہدف50,000.000میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا جو بعد میں بڑھاکر1,55,000.000میٹرک ٹن کردیا گیا اس ہدف کے عوض ضلع قصور میں 1,54,449.000میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

(ہ) ضلع قصور میں آٹے کی قلت نہ ہے۔ آٹاوافر مقدار میں مارکیٹ میں دستیاب ہے آٹے کی قیمت بڑھنے کی صورت / دستیابی کم ہونے کی صورت میں حکومت گندم کا اجراء سرکاری گوداموں سے فلور ملوں کو شروع کردیتی ہے تاکہ مارکیٹ میں آٹے کی دستیابی ارزاں نرخوں پر ہمہ وقت جاری رہے اور عوام کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنانہ کرناپڑے۔

(و) ضلع قصور میں تین شوگر ملز ہیں۔ سالانہ پیداوار کے حوالے سے عرض ہے کہ ہر مل کی سالانہ پیداوار گنا کی فصل پر اور پھر گنے کے مہیاہونے پر منحصر ہے۔ تاہم پچھلے دو سالوں میں مذکورہ ملز کی پیداوار حسب ذیل ہے۔

نام شوگر ملز	پیداوار چینی(08۔2007)	پیداوار چینی(09۔2008)
پتوکی شوگر مل،پتوکی ضلع قصور	68,386میٹرک ٹن	55,255میٹرک ٹن
برادر شوگر مل،چونیاں ضلع قصور	75,364میٹرک ٹن	26,277میٹرک ٹن
مکہ شوگر مل،چک نمبر65 ضلع قصور	68,386میٹرک ٹن	55,255میٹرک ٹن

فیصل آباد میں قائم محکمہ کے گوداموں سے متعلقہ تفصیلات

*3851:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ خوراک کے کتنے گودام ہیں، کس کس جگہ واقع ہیں اور ان میں سٹور کرنے کی کتنی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) اس وقت کتنی گندم سٹورز میں محفوظ ہے اور کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے اور کھلے آسمان تلے پڑی گندم ہر وقت خراب ہونے کا خدشہ رہتا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 117 گودام اور 16 سائیلوز ہیں جن کی معیاری ذخیرہ کاری گندم کی گنجائش 1,84,500 میٹرک ٹن ہے۔ ان گوداموں کی جگہ اور مقدار معیاری ذخیرہ کاری کی تفصیل گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد میں دوران سال 10۔2009 گندم خرید و ذخیرہ کاری کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Open	11169.400M.ton
Govt. Godowns	208975.963M.ton
Private Godowns	20605.050M.ton
Total	240750.413M.ton

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گوداموں کی کمی ہے تاہم فیصل آباد میں صورتحال درست نہ ہے۔ ضلع فیصل آباد میں موجودہ سال خرید کردہ گندم کو اگر شامل نہ کیا جائے تو گندم کی خرید گزشتہ کئی سالوں سے 59297 تا 69134 میٹرک ٹن رہی جبکہ فیصل آباد میں معیاری ذخیرہ کاری گندم کے گودام 1,84,500 میٹرک ٹن کے ہیں جن کی ذخیرہ کاری گنجائش میں ¼ حصہ اضافہ مزید دھانکیں بڑھا کر کیا جاسکتا ہے جو کہ full time فیصل آباد کی گندم کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کھلے آسمان تلے ذخیرہ کردہ گندم کی حفاظت کے لئے ہر ممکنہ انتظامات کئے ہوئے ہیں جس کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

1۔ خرید کردہ گندم کو تھڑا جات پر سٹور کیا جاتا ہے۔ جہاں بارش کے پانی کی نکاسی کا معقول انتظام ہو۔ سیلاب اور زیریں جگہوں میں گندم ہرگز ذخیرہ نہیں کی جاتی۔

2۔ گنجیوں میں سٹور کردہ گندم کو ترپالوں سے ڈھانپ کر رکھا جاتا ہے۔

3۔ گنجیوں میں سٹور کردہ گندم کو کیڑوں وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے پولیتھین کیپ کے نیچے زہر آلود دھونی بھی کی جاتی ہے تاکہ گندم ہر قسم کے موسمی اثرات سے محفوظ رہے۔

(د) حکومت پنجاب ضلع فیصل آباد میں مزید گودام تعمیر کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

گندم ذخیرہ کرنے کے لئے سٹیل سائلوز کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*3899: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں 8 کروڑ روپے سے تعمیر کردہ سٹیل کا جدید گودام پرائیویٹ سیکٹر کو کرایہ پر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ steel silos میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش 30ہزار میٹرک ٹن تھی لیکن گزشتہ تین سال سے اس میں گندم ذخیرہ نہیں کی جارہی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد اور لاہور میں بھی steel silos کی تعمیر کا کام روک دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ steel silos میں کرپشن کا چانس نہیں ہوتا اور ان میں رکھی جانے والی گندم کی مقدار میں ہیرا پھیری نہیں کی جاسکتی جس کے باعث محکمہ کے ملازمین نے ان کو منصوبہ کے تحت ناکام بنایا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر سے گودام نہ ملنے کے باعث بڑی مقدار میں گندم سرکاری سکولوں میں سٹاک کی گئی ہے جبکہ مون سون شروع ہونے کی وجہ سے اس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر ضلع میں سٹیل کے جدید silos تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پی آر سنٹر اسلام آباد۔III steel silos تعمیر کئے ہیں ان silos کی تعمیر 08۔2007 میں مکمل ہوئی۔ ان کا کرایہ پر دینے کا کوئی فیصلہ نہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ حکومت کے پاس پہلے ہی گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان silos میں گندم کی ذخیرہ کاری گنجائش 30ہزار میٹرک ٹن ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ silos ذخیرہ کاری کے لئے استعمال میں نہیں لائے جاسکے کیونکہ تعمیر کے بعد فرم نے silos محکمہ کے حوالے کرنا تھے۔ حوالگی کے دوران ان silos میں کچھ نقائص پائے گئے۔ فرم کو نقائص دور کرنے کے لئے بار بار کہا گیا لیکن نقائص ابھی تک مکمل طور پر دور نہیں ہوئے ہیں۔ اس بناء پر فرم کو-/1,25,00,000روپے کی ادائیگی ابھی تک نہ کی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ فیصل آباد اور لاہور میں حکومت کی طرف سے کوئی سکیم برائے تعمیر steel silos منظور شدہ نہ ہے لہذا ان شہروں میں تعمیر روکنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ (کھلی) گندم کی مقدار کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے جبکہ بوریوں میں ذخیرہ کردہ گندم کی مقدار کا تعین گنتی کرکے با آسانی کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ محکمہ کے ملازمین اس منصوبے کو ناکام بنا رہے ہیں۔ حقیقت میں steel silos جو اسلام آباد میں تعمیر کئے گئے ہیں ان میں فنی نقائص کی بناء پر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ گوداموں کی تعمیر consultancy services کے بعد ہی کی جائے گی کہ کونسے گودام ہمارے موسمی تغیرات کے تحت محفوظ ذخیرہ کاری کے لئے موزوں ہیں مزید اس بات کا خیال بھی رکھا جائے گا کہ یہ گودام کم لاگت سے تیار ہوں اور ان میں گندم کو handle کرنے کا عمل تیز رفتار ہو۔ اس بناء پر P&D محکمہ موزوں گوداموں کا مطالعہ کروا رہا ہے consultant کی سفارشات کی روشنی میں نئے گودام تعمیر کئے جائیں گے۔

(ہ) یہ درست ہے۔ محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گودام کم ہیں اس لئے پرائیویٹ گودام 6لاکھ میٹرک ٹن گنجائش کے کرایہ پر حاصل کئے گئے ہیں اس کے باوجود تقریباً 28لاکھ میٹرک ٹن گندم کھلے آسمان تلے ذخیرہ شدہ ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے

آسمان تلے گندم تھڑا جات پر ذخیرہ کی گئی ہے جس کو ترپالوں سے ڈھانپا ہوا ہے۔ اس گندم کو موسمی اثرات اور حشرات الارض سے محفوظ کرنے کے تمام انتظامات کئے گئے ہیں لہذا گندم کے خراب ہونے کا بفضل خدا کوئی امکان نہ ہے۔

(و) اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک اعلیٰ سطحی ذیلی کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو گوداموں کی تعمیر کے متعلق علاقہ کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر سفارشات مرتب کرے گی۔

ضلع وہاڑی میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4197: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کتنی فلور ملز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فلور ملز کا گندم کا کوٹا کتنا ہے۔تفصیل مل وار بتائیں؟

(ج) سال 08-2007 اور 2009 کے دوران ان فلور ملز کو حکومت کی طرف سے کتنی گندم فراہم کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کون کون سی ملز کے خلاف کس کس بناء پر قانونی اور محکمانہ کارروائی کی گئی؟

(ہ) اس ضلع میں مزید کتنی فلور ملز لگانے کی ضرورت ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع میں فلور ملیں جہاں جہاں واقع ہیں ان کی تفصیل گوشوارہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملوں کا کوٹا ہر سال دستیاب ذخائر اور ضلع کی شہری آبادی کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ان ملوں کی 24 گھنٹے پسائی کی گنجائش ملوں کے حساب سے گوشوارہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان فلور ملز کو گزشتہ دو سالوں بشمول موجودہ سال یعنی 2009 میں جو گندم ملوں کو فراہم کی گئی ان کی تفصیل گوشوارہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گزشتہ تین سالوں میں جن ملوں کے خلاف کارروائی کی گئی ان کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب گندم کی مصنوعات کی فراہمی شہری آبادی کی حد تک کرتی ہے اس وقت ضلع وہاڑی کی شہری آبادی 4,21,452 نفوس پر مشتمل ہے۔ جس کی روزانہ گندم کی ضرورت 143.18 میٹرک ٹن ہے جبکہ ضلع میں واقع فلور ملوں کی پسائی کی گنجائش ضرورت سے کہیں زیادہ ہے لہذا ضلع میں مزید فلور ملوں کی ضرورت نہ ہے تاہم محکمہ خوراک کی طرف سے مزید فلور ملز لگانے پر کوئی پابندی نہ ہے۔

سال 09-2008، ضلع وہاڑی میں گندم خرید کی تفصیلات

*4198: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سال 2008 اور 2009 میں کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ب) اس ضلع میں کس کس جگہ مرکز خرید گندم بنائے گئے تھے؟

(ج) اس ضلع میں ان سالوں کے دوران کتنی رقم برائے خرید گندم فراہم کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں کتنا باردانہ کسانوں کو فراہم کیا گیا؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنا باردانہ خُورد بُرد کر لیا گیا اور کتنی رقم خُورد بُرد ہوئی، اس کی تفصیل اور اس کے ذمہ داران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع وہاڑی میں سال2008 اور2009 میں بالترتیب91,038اور 2,22,861میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

(ب) ان سالوں میں مرکز خرید گندم، پی آر وہاڑی، بنی شیل وہاڑی، اڈا غلام حسین، پپلی، میاں پکھی، کچی پکھی، WB/65، EB/481، ماچھیاں والا، پل48، مصطفیٰ آباد اور لڈن میں بنائے گئے تھے۔

(ج) سال2008اور2009بالترتیب1,44,10,12,225.50روپے اور5,31,19,94,916.50 روپے خرید گندم کے لئے فراہم کی گئی۔

(د) ان سالوں میں مندرجہ ذیل باردانہ (100کلو گرام فی بوری) فراہم کیا گیا۔

سال	جیوٹ بیگ	پی پی تھیلا	کل باردانہ
2008	611,683	298,699	910,382
2009	13,612,238	866,472	2,228,611

(ہ) ان سالوں میں باردانہ خُوردبُرد نہ ہوا ہے اور نہ ہی کوئی رقم خُوردبُرد کی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہر لحاظ سے احتیاط برتی جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے رہا ہوں لیکن کوئی ایسی بات ہوئی تو میں مائیک بند کر دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے conditional point of order دیا ہے تو میں مزید محتاط ہو جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی آپ کی۔

شیخ علاؤالدین: لیکن کل ایوان میں، میں نے جو بات کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے بھی وہ بات بتا دیں کیونکہ کوئی ایک بات ہو تو مجھے یاد بھی رہے اور آپ تو ماشاءاللہ بہت سی باتیں کرتے ہیں ناں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ تھی کہ میں نے یہ کہا تھا کہ وزیر اعظم نے وہاں 442 پلاٹ دیئے ہیں۔ آج سے چند ماہ پہلے بھی میں نے یہی بات کی تھی کہ ہمیں پلاٹ نہیں چاہئیں اور میں

اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ میں نے اگر پلاٹ مانگا ہو تو مجھے بتا دیا جائے تو میں ابھی اور آج ہی استعفیٰ دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے تو categorically کہا ہے کہ مجھے پلاٹ نہیں چاہئے پھر اگر کسی نے اس کی غلط رپورٹنگ کی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہی تو بات ہے اور میں اخبار کا نام جان بوجھ کر نہیں لے رہا لیکن misreporting کی گئی اور میں آج آپ کو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں پریس والوں کو کہہ رہا ہوں کہ آئندہ ایسی باتوں سے احتیاط کیا کیجئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے یہ order کیا ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ abandoned سکیموں کو ڈویلپرز چھوڑ کر بھاگ گئے اور میں نے ان کے بارے میں کہا تھا، جب اس وقت انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت نہیں دے رہی۔ اب یہ معاملہ طے ہو گیا کہ وہ اپنے سینیٹرز اور ایم این ایز کو دے رہے ہیں، چلیں ایم پی ایز کو نہ دیا جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میں یہ بات کہتا ہی نہیں ہوں اور میں صرف یہ کہتا ہوں کہ عوام کو اور ضرورت مندوں کو پلاٹ دیئے جائیں تو پریس کو وہ کہنا چاہئے۔ اب میں آپ کو ایک اور بڑی اہم بات بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ہفتے ایل ڈی اے نے developed, سکیموں میں 920 پلاٹس دیئے ہیں اور I repeat my developed schemes word Mr. Speaker! میں 920 پلاٹس دیئے ہیں اور یہ دو لاکھ 70 ہزار روپے میں 10 مرلے کا پلاٹ دیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایم پی ایز کو دیئے جائیں کیونکہ میں نے جب خواتین ایم پی ایز کے لئے ہوسٹل کی بات کی تھی تو اس کو بھی پریس نے مہربانی کر کے یہ نہیں کہہ دیا کہ اس میں بھی مجھے کوئی کمرہ چاہئے۔

معاملہ یہ ہے کہ جب میں کوئی بات کرتا ہوں تو اسے misreport کیوں کیا جاتا ہے؟ میں نے یہ بات بار بار کہی ہے کہ مجھے کوئی پلاٹ نہیں چاہئے لیکن لوگوں کو تو پلاٹ چاہئیں اور جن لوگوں کو پلاٹ دیئے جا رہے ہیں انہیں کیوں دیئے گئے ہیں؟ یہ جو پچھلے ہفتے بھی دیئے جا رہے ہیں یا اسلام آباد میں جو پلاٹ دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک اور بات کہ ایک ایک سال میں دو، دو پلاٹ دیئے جارہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ایم پی ایز کو پلاٹ دیں اور میں بالکل نہیں کہتا۔ لیڈر شپ نے فیصلہ کر دیا تھا کہ بھئی ہمیں نہیں چاہئے۔ نہ چاہو لیکن پھر یہ پلاٹ کیوں دیئے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کسی پر پابندی نہ لگائیں اور اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ بات نہیں ہے۔ پھر یہ بات کیوں کہی جا رہی ہے؟ ہمیں کیوں condemn کیا جاتا ہے اور میرا نام لے کر کیوں کہا جاتا ہے یا تو ثابت کریں کہ میں نے پلاٹ مانگا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ نے پلاٹ نہیں مانگا۔ میں یہ کہتا ہوں اور categorically کہتا ہوں کہ آپ نے پلاٹ نہیں مانگا۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب کا پلاٹوں والی بات یہاں اٹھانے اور کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اب اس ملک میں پلاٹوں والی سیاست ختم ہونی چاہئے۔ یہی شیخ صاحب کا مقصد ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ مہربانی آپ کی اور اب آگے بات مت بڑھائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

انٹی کرپشن میں محکمہ C&W کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو(LEFCO) کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے

کو بلاجواز روکنا اور ان کے اسکواڈ پر تشدد

(۔۔۔جاری)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چند دن پہلے اس ایوان میں ذکر ہونے والے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خوشاب میں ہونے والے واقعہ کے بارے میں آپ نے مہربانی کرتے ہوئے کمیٹی مقرر کی۔ میں نے تین issues raise کئے تھے نمبر ایک کہ ڈی پی او خوشاب نے ذاتی طور پر ایکسیئن پر تشدد کیا۔ دوسرے نمبر پر ایکسیئن، ایس ڈی او جو انٹی کرپشن کا ملزم تھا جسے خوشاب تھانے کی حوالات میں بند کیا گیا تو اسے کن وجوہات کی بناء پر بند کیا گیا۔ تیسرے نمبر پر یہ کہ اس پر انٹی کرپشن کا پرچہ ہی غلط درج ہوا تھا۔

جناب سپیکر! کمیٹی صرف ایک issue کو probe کر رہی ہے جبکہ دو issues کو وہ ignore کر رہی ہے تو میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ کمیٹی کو سارے case کو دیکھنا چاہئے تبھی اس میں سے کچھ حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایک question پر ہی اڑے ہوئے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے اس کمیٹی میں شامل ہی نہیں کیا گیا اور مجھے بلایا ہی نہیں گیا تو اسی لئے یہ issue یہاں پر لانا پڑا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ فیروز وٹواں کے قریب پولیس کے سپاہیوں کی ایک ٹھیکیدار کی کمپنی کے ملازمین نے پٹائی کی، گاڑی کو توڑا، اسلحہ چھینا اور ان کی وردی پھاڑی۔ میرے پاس ایف آئی آر بھی ہے جس کا نمبر 59 ہے جس میں پولیس پر حملہ کرنے والے لوگوں پر بجرم 186,427,342,379,141 اور 149 درج ہیں۔ ماشاءاللہ آج تک ایک بھی گرفتاری نہیں ہوئی اور کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس ملک میں پولیس محفوظ نہیں جس کی طرف میں دیکھتا ہوں کہ یہ میری حفاظت کرے گی۔ واقعہ یہی نہیں بلکہ اس سے پہلے اسی طرح کا ایک پرچہ فیکٹری ایریا میں

ہوا جس میں ایک ایس ایچ او اغواء کیا گیا اور اس کی پٹائی کی گئی اور اسے حبس بے جا میں رکھا گیا جس کا پرچہ 09-12-15 کو اسی پارٹی کے خلاف درج ہوا جنہوں نے یہ وقوعہ کیا۔

جناب سپیکر! یہ دو وقوعے ہیں جن کا ابھی تک کچھ نہیں ہوا ماسوائے پرچہ درج ہونے کے اور اس طرح کے کئی ایسے واقعات ہیں جو میری طرح کے عام آدمیوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن کا تو ذکر بھی نہیں ہوتا اور وہ ریکارڈ پر بھی نہیں آتے۔ میں چاہوں گا کہ پولیس کیا کر رہی ہے؟ مجھے پولیس کی کارکردگی کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ اخبار میں ہے کہ cell became victim in secret torture ایک طرف مظلوم ہے اور دوسری طرف ظالم ہے اور کہیں پر ناانصافی ہے، ان کا قبلہ کب اور کیسے درست ہو گا؟ ان کے اوپر جو یہ زیادتیاں کر رہے ہیں، یہ torture cell کے متعلق ابھی تک کوئی بھی تفتیش شروع نہیں ہوئی کہ کیوں اس ایس ایچ او نے torture cell کھولا ہوا تھا اگر ان تینوں چیزوں پر لاء منسٹر صاحب روشنی ڈال دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ذرا روشنی ڈالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب ایک specific واقعہ جس میں باقاعدہ دونوں فریق شامل ہوں اور مقدمے کے اندراج کا حوالہ ہو تو اس میں زیادہ مناسب یہ ہے کہ مروجہ طریقے کے مطابق تحریراً دیں تو اس کا جواب منگوانے اور respond کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ میجر عبدالرحمٰن صاحب نے جو بات کی ہے اس بارے میں انہوں نے پہلی بات خوشاب سے متعلق کی ہے۔ یہ واقعہ بھی انہوں نے غالباً پوائنٹ آف آرڈر پر raise کیا تھا اور اس پر دو تین معزز اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے بیٹھ کر سارے معاملے کو سنا اور کمیٹی کی prima facie observation یہ تھی کہ اس میں کچھ تجاوز پایا جاتا ہے جو مؤقف complainant فریق کا تھا اس کو 100 percent درست قرار نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ تشدد کا جو element شامل کیا ہے یہ درست نہیں ہے لیکن ڈی پی او کا وہاں رات تین چار بجے تھانے میں جانا ثابت ہوا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ کیونکہ وہاں پر انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ کی حوالات نہیں ہے اس لئے انہوں نے تھانے کی حوالات میں بند رکھا۔ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر جب prima facie یہ بات پائی گئی کہ اس میں further inquiry کی ضرورت ہے تو میں اس معاملے کو سی ایم صاحب کے نوٹس میں لایا اور

ہم نے اس خوشاب والے واقعہ پر جوڈیشل انکوائری کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔اس کی انکوائری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج level کا آدمی کرے گا۔ جو اس کی رپورٹ آئے گی وہ رپورٹ اس ایوان میں بھی پیش کر دی جائے گی،اس معزز کمیٹی کو بھی پیش کر دی جائے گی اور اس پر جو بھی action required ہو گا وہ ہم کریں گے۔ دوسرا انہوں نے پولیس کے ملازمین کے حوالے سے دو واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جب ان پر ایف آئی آر درج ہو گئی ہے ، ایف آئی آر درج ہونے کا یہ مقصد بالکل نہیں ہے کہ جس کے خلاف ایف آئی آر درج ہو جائے تو وہ مجرم ہے اور اس کو فوری طور پر arrest کر لیا جائے۔ وہ ایک First Information Report ہے اس پر جو بھی تفتیشی ہے وہ اگر اس چیز کو conclude کرے گا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں تو وہ گرفتار کرلے گا۔ اگر وہ یہ کہے کہ یہ گنہگار نہیں ہیں اور یہ واقعہ اس طرح سے نہیں ہوا تو پھر اسے force کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا یہ منصب ہے کہ ہم کہیں کہ فلاں مقدمہ میں ملزمان کو تفتیش مکمل ہونے یا رزلٹ آنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے۔ میں نے ان دونوں معاملات کے بارے میں متعلقہ آر پی او سے بات کی ہے اس میں investigation ہو رہی ہے۔ اس میں انہوں نے جن صاحب کا ذکر کیا تھا کہ فلاں صاحب تھے، ان کے وہ گارڈز تھے اور ان کو انہوں نے زدوکوب کیا ہے۔ میری ان سے بھی بات ہوئی ہے وہ تو اس بات کو آگے بڑھانا ہی نہیں چاہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس ٹھیک ہے ایک واقعہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہو گیا ہے تو آپ اس معاملے کو اس طرح سے آگے نہ بڑھائیں۔ اب اگر کل کو ان کا آپس میں compromise ہو جاتا ہے وہ اپنی evidence تفتیشی کو پیش نہیں کرتے تو پھر ہم زبردستی تو کسی کو arrest کروانے سے رہے۔ باقی ان دونوں مقدمات کی ایف آئی آر درج ہے اور اس میں جو بھی تفتیش کا رزلٹ ہو گا اس سے میں محترم میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب کو اور اس معزز ایوان کو بھی آگاہ کر دوں گا۔ اس میں میری یہ گزارش ضرور ہے کہ جب کسی ڈیپارٹمنٹ سے کوئی جواب لینا ہو اس میں اگر معزز ممبران مروجہ طریق کار کے مطابق لے کر آئیں تو پھر authenticity رہتی ہے۔ جس میں questions ہیں، Adjournment Motion ہے اس کے مطابق لے آئیں تو پھر ایک چیز black and white میں آجاتی ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب!انہوں نے تفصیل سے بتادیاہے کہ اس میں judicial inquiry کروارہے ہیں اور دوسری بات بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں،اس کے لئے اب آپ کو کوئی ٹائم نہیں ملے گا۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں صرف یہ بات کرناچاہتاہوں کہ House کی اطلاع کے لئے تمام حقائق سامنے لاناضروری ہیں اس لئے آپ مجھے اجازت دے دیجئے کیونکہ میں آپ کی اجازت کے بغیر نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: یہ پھر آپ زبردستی اجازت لے رہے ہیں، آپ بات کریں پھر۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!جو وزیر موصوف نے کہا کہ خوشاب کے اندر حوالات میں اس لئے بند کیا گیا کہ وہاں انٹی کرپشن کی حوالات نہیں ہے۔انٹی کرپشن کا عملہ سرگودھا سے جارہاہے اور ایکسیئن کو بھی سرگودھاسے بلایا گیا تھا۔سرگودھامیں انٹی کرپشن کی حوالات موجود ہے اس لئے یہ جواز نہیں بنتا۔ابھی جوڈیشل انکوائری ہورہی ہے اب وہاں پر سارادودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔دوسری بات انہوں نے کہی ہے کہ تفتیش ہو رہی ہے۔میں نے کل متعلقہ تھانے سے پتا کیاہے وہ تفتیش نہیں کر رہا کیونکہ ان کو خوف ہے کہ جو پہلا پرچہ کورٹ عبدالمالک میں ہوا تھا اس میں ایس ایچ او ذاتی طور پر involve تھا جس کو کار میں سے نکال کر پٹائی کی گئی تھی اور اس کو حبس بے جامیں رکھا گیا تھا۔اس کے بعد یہ پرچہ خارج ہوااور اس آدمی کے خلاف اس پارٹی نے پرچہ کروادیا۔وہ ایس ایچ او کہتاہے کہ ہمیں بتائیں ہم اس کے اندر کیا کرسکتے ہیں؟کیونکہ جو اصل واقعات ہیں،اصل حقائق ہیں جس آدمی کے وہ گارڈ تھے اس کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ یہ مقدمہ پولیس کا ہے۔پولیس کی protection کی ضرورت ہے اور یہ پولیس کے moral کی بات ہے۔ہم پولیس کو کیا تحفظ دے رہے ہیں جب ان کے ساتھ اس طرح کی زیادتی ہوتی ہے؟اس کو وہاں لے کر جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے،کیوں نہ ہم اس کیس کو یہاں پر pursue کریں۔پولیس ایک ادارہ ہے،پنجاب کا ادارہ ہے،ہمارے ملک کا ادارہ ہے اور وہ anti terrorism war میں اپنی جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں۔اگر ہم ان کو protection نہیں دیں گے تو کون دے گا،کیوں نہ ہم یہاں pursue کریں،

مجھے یہ بتا دیا جائے کہ ہمیں کیوں منع کیا جا رہا ہے؟ دوسری لکھنے کی بات ہے تو یہ alreadyہاؤس میں آچکی ہے اور ریکارڈ پر ہے۔ اس پر آپ کی طرف سے اجازت تھی اس لئے یہ اعتراض کرنا کہ اس کو لکھ کر دیا جائے، آئندہ سے میں لکھ کر دوں گا لیکن چونکہ یہ معاملہ اتنیimmediate natureکا تھا اس لئے میں نے آپ سے زبانی پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی تھی۔ آپ نے مہربانی کی اس لئے یہ اس کا تسلسل ہے۔ میں کہوں گا کہ اس کیس کو seriously لیا جائے اس طرح کے اور کیسوں کو بھی seriouslyلے کر ہم ایک دفعہ اس کا حل نکال لیں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: اس کا اچھا حل نکلے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ملتان میں ایک ڈاکٹر شاہد رسول کی نعش بلوچستان سے آئی۔ یہ اس فیملی کی پانچویں نعش ہے اور ملتان میں پچھلے دو سالوں سے یہ تیرھویں نعش ہے۔ میں آپ کی توسط سے بلوچستان حکومت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اپنے محترم وزیر قانون سے بھیrequest کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کو تو کوئی فارغ ہی نہیں ہونے دے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ ملتان کا وہ ڈاکٹر شاہد رسول جو پورے بلوچستان میںHeart Specialistکا واحد ڈاکٹر تھا، جو وہاں ان کی زندگیوں کو بچانے کے لئے کام کر رہا تھا، اس کو دھمکیاں بھی دی گئیں۔ بلوچستان کے لوگ ہمارے بھائی ہیں، وہ محب وطن ہیں اور پنجاب بھی ان سے پیار کرتا ہے۔ ابھی میاں صاحب نے بھی10۔ ارب روپے دیئے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ نے تقریر شروع کر دی ہے۔ آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ آخر اس ایوان کو چلانے کا کوئی طریق کار ہے۔ اس ایوان میں اپنے مسائل لانے کا کوئی طریق کار ہے تحریک التوائے کار دینے کا اور کوئی طریقہ ہے یہاں پرCall Attention Notice دینے کا۔ آپ کسی طریقے سے تو آئیں۔ آپ کی بڑی مہربانی آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!مجھے اجازت دیں،میں ابھی تحریک التوائے کار پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کیابات ہوئی، آپ لائیں گے تو آفس میں آئے گی اور اس کے بعد House میں پیش ہو گی۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں اور اچھے طریقے سے لائیں۔جی، مستی خیل صاحب!تقریر میں نہیں سنوں گا اور ٹیلی فون سننے کی اجازت بھی نہیں دوں گا۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں during proceeding نہ ٹیلی فون سنتا ہوں اور الحمدللہ نہ آپ کو شکایت کا موقع دوں گا۔جیسا کہ Honourable Minister صاحب نے categorically terms میں بات کر دی ہے کہ جوڈیشل انکوائری کر دی ہے لیکن اللہ اور اللہ کا حبیب فرماتا ہے کہ جہاں پر حق کی بات ہو اگر آپ نے کہیں دیکھا ہو تو آپ ضرور بتائیں تو میں بھی اپنا فرض سمجھتے ہوئے ابو بکر خدا بخش DPO خوشاب کو میں عرصہ دس سال سے جانتا ہوں انتہائی دیانتدار، one of the renowned honest persons of the Punjab.

جناب سپیکر:جی،ہم آپ سے نہیں پوچھ رہے،وہ جب آئیں تو ادھر پیش ہوں اور وہاں جا کر بتائیں؟

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کر رہا ہوں اور ان کی transparency ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس معزز ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں، حضرت!آپ Parliamentarian ہیں اور کچھ خیال کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی،جوڈیشل انکوائری ہو گی اس میں سب پتا چل جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! معذرت کے ساتھ آپ ٹائم دیکھیں کہ ہمیں اس پر آدھا گھنٹہ ہو گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! آپ سب کو چھ چھ دفعہ بولنے کا ٹائم دیتے ہیں اور میں صرف ایک جنرل پوائنٹ پر بات کرنا چاہ رہی تھی تو آپ نے کہا کہ اس کا ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بولیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہوں گی کہ ڈاکٹر فائزہ صاحبہ Child Protection کی چیئرپرسن ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ پچھلے پانچ سال سے بھی تھیں اور اب بھی ہیں تو مجھے ابھی آتے ہوئے راستے میں غازی روڈ پر جو بچے لائن میں کھڑے ہو کر مانگ رہے ہوتے ہیں ان میں سے ایک بچہ سڑک پر مانگ رہا تھا اس نے ایک گاڑی کا ہینڈل پکڑا ہوا تھا اور گاڑی والے نے شاید اسے دیکھا نہیں تو اس نے گاڑی تیز چلا دی تو وہ بچہ بہت شدید زخمی ہوا ہے میں تو اس وقت وہاں سے آ گئی تھی لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہوا ہے ایک ادارہ جو بنا ہے جس کا کام ہے جو بچے بھیک مانگتے ہیں ان کو تحفظ دینا یا ان کا خیال رکھنا مطلب یہ ہے اس ادارے کی چیئرپرسن اور ان کے پورے ادارہ کو ایک بھاری رقم تنخواہ کی مد میں دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشرے میں ان بچوں کے لئے جو سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں، ان کو اس ادارے میں لے جا کر کوئی بہتری لائی جا سکے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بڑی مہربانی آپ کی بات سن لی گئی، ان کا مائیک بند کریں۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں نے ایک بات پوچھی ہے اور آپ نے میری بات کا جواب دیئے بغیر۔۔۔

جناب سپیکر:جی، آپ سوال کس کوput کر رہی ہیں۔جی،اس طرح نہیں ہو گا، آپ نے مجھے کہا ہے کہ مجھےfloor دیں کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کی جائے اس کو سنا جاتا ہے وہ ریکارڈ ہوتا ہے،اس کا جواب آپ کو دینے کے اس طرح پابند نہیں ہو سکتے یا relevantچیز لائیں جس کا جواب ہم آپ کو ادھر سے لے کر دیں۔آپ کوئی Call Attention Noticeدیں۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی، نہیں۔.Now, we take up Call Attention Noticesجناب ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کا Call Attention Notice No. 351ہے میرے خیال میں وہ تشریف نہیں رکھتے اس کوdispose of کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!جی،اس میں جس بات کی نشاندہی کی گئی تھی اس کو میں نے approve کر دیا ہے اس کی تفتیش صحیح خطوط پر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،dispose of کیا جاتا ہے،جی،nextچودھری عرفان الدین احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

گجرات میں اشتہاری ملزمان کی فائرنگ سے پندرہ افراد کی ہلاکت

چودھری عرفان الدین احمد(ایڈووکیٹ):شکریہ۔جناب سپیکر!یہ توجہ دلاؤ نوٹس حال ہی میں گجرات میں دہشت گردی کے واقعہ کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر:جی، پیش کریں۔

370:چودھری عرفان الدین احمد(ایڈووکیٹ):کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6۔فروری 2010 کو شام کے وقت ضلع گجرات تھانہ ککرالی کے موضع سریعہ میں اشتہاری ملزمان کے ایک گروہ نے آتشیں اسلحہ سے فائرنگ کر کے پندرہ افراد کو ہلاک اور شدید زخمی کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ملزمان قبل ازیں بھی اسی تھانہ کی حدود میں پچھلے دو ماہ کے دوران کافی افراد کو ایسے ہی ہلاک کر چکے ہیں مگر ان کو گرفتار نہیں کیا جارہا اور یہ ضلع گجرات کے علاقے میں دہشت کی علامت بن چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ میں ملوث ملزمان کو ضلع ہذا کے بااثر لوگوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ان ملزمان کو متعلقہ پولیس بروقت گرفتار کر لیتی تو یہ اندوہناک واقعہ رونما نہ ہوتا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ میں ہلاک ہونے والے آٹھ افراد کے قتل کا مقدمہ تھانہ ککرالی میں درج ہو چکا ہے، جبکہ سات ہلاک ہونے والے افراد کے لواحقین نے پولیس پر عدم اعتماد کرتے ہوئے مقدمہ درج کروانے سے انکار کر دیا ہے؟

(و) اس مقدمہ میں کتنے ملزمان کو نامزد کیا گیا ہے؟

(ز) کیا اس واقعہ میں ملوث ملزمان یا ان کی پشت پناہی کرنے والے بااثر لوگوں کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر ہاں تو ان کے نام اور پتاجات بتائیں نیز کتنے ملزمان ابھی مفرور ہیں؟

(ح) کیا حکومت اس واقعہ کی انکوائری پولیس کے اعلیٰ افسران سے کروانے، مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے، اور ان کے خلاف دہشت گردی عدالت میں مقدمہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں اس پر short statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! Call Attention Notice پر short statement نہیں ہوتی تو اس Call Attention Notice کا جواب دینے سے پہلے میرے خیال میں ثناءاللہ خان مستی خیل، احمد خان بلوچ اور میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب بات کرنا چاہتے تھے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انتہائی اہمیت کے حامل واقعات جو ہیں ان کے لئے Notice Adjournment Motion or Call Attention کا طریق کار ہمارے rules میں دیا گیا ہے۔ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کوئی واقعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہو اور آپ نے اسے out of turn لینے سے انکار کیا ہو اور نہ میں نے کبھی resist کیا ہے اور دوسرا اس میں Call Attention Notice ہوتا ہے۔ اب دیکھیں حالت یہ ہے کہ ایک دن کی کارروائی میں اگر کوئی Call Attention Notice pending ہے تو اس کے علاوہ دو لینے ہوتے ہیں تو آج جمعرات ہے تو آج کے لئے صرف ایک Call Attention Notice تھا۔ اگر کوئی واقعہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہو اور اسے آپ Call Attention Notice کی صورت میں لائیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک طریق کار جو دیا گیا ہے اگر اس کو استعمال میں نہ لایا جائے اور دوسری طرح سے اسے بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے تو اس میں کوئی نہ کوئی اور کسی نہ کسی level پر کمی رہ جاتی ہے تو میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی ممبرز کسی بھی انتہائی اہمیت کے حامل معاملے کو House میں لائیں تو اس میں کسی قسم کی کمی نہیں رہنی چاہئے۔ اب میں Call Attention Notice کا جواب پڑھتا ہوں۔

(الف) درست ہے۔

(ب) گزشتہ دو ماہ کے دوران واقعہ ہذا سے قبل موضع کوٹلہ میں ہونے والے ایک واقعہ جس میں تین افراد جاں بحق ہوئے جس کا مقدمہ بر خلاف نامعلوم ملزمان درج ہے۔ پولیس ملزمان کو trace کرنے کے لئے پوری تندہی سے سرگرم عمل ہے۔ نامعلوم ملزمان کو جلد trace کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) گزشتہ ایک ماہ کے دوران ہونے والے دو واقعات کے دوران ملزمان کو پیش کرنے کے لئے پولیس کوشش کر رہی ہے اور سارے مسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور ان واقعات کے ملزمان کو انشاء اللہ جلد پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ گاؤں بالکل بارڈر کے اوپر ہے اور آگے پھر آزاد کشمیر کی حدود شروع ہوتی ہیں۔ یہ وہاں پر پولیس نے difficulty کا اظہار کیا ہے کہ ملزمان اسی وقت بارڈر cross کر کے دوسرے علاقے میں چلے جاتے ہیں تو اس مرتبہ آئی جی آزاد کشمیر سے مقامی پولیس کے آر پی او نے رابطہ کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں آزاد کشمیر کے اندر بھی ایک بڑا آپریشن ان ملزمان کی گرفتاری کے لئے کیا جائے گا۔

(ہ) یہ غلط ہے۔ ہلاک ہونے والے سات افراد کے لواحقین نے پولیس پر عدم اعتماد نہ کیا بلکہ وہ دراصل ان سات افراد کے لواحقین کا خیال تھا کہ وہ کسی بھی متحرک گروپ سے منسلک نہ ہونا چاہتے ہیں۔ مقدمہ پندرہ افراد کے قتل کے نتیجے میں درج ہوا ہے جس میں مدعی نے قتل ہونے والے تمام لوگوں کی مدعیت کرتے ہوئے پرچہ درج کروایا ہے۔

(و) مقدمہ ہذا میں بیس نامزد دو ایماء اور دس کس نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ز) مقدمہ ہذا میں تین نامزد ملزمان پکڑے جا چکے ہیں جبکہ انیس ملزمان کی گرفتاری کے لئے چار ٹیمیں تشکیل دے کر raids کئے جا رہے ہیں۔ جلد از جلد بقایا ملزمان گرفتار کئے جائیں گے۔ ان کی بیرون ملک فرار کو روکنے کے لئے باقاعدہ طور پر ایف آئی اے اور وفاقی وزارت داخلہ کو لیٹر لکھا گیا ہے اور اس بات کو ensure کیا گیا ہے کہ وہ کسی ائرپورٹ سے بیرون ملک فرار نہ ہو سکیں۔

(ح) مقدمہ ہذا میں ملزمان کے خلاف زیر دفع 6,7 انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت دیگر دفعات کے علاوہ مقدمہ درج کیا گیا ہے اور مقدمہ ہذا کی سماعت با تکمیل تفتیش خصوصی انسداد دہشت گردی عدالت میں ہی بھجوائی جائے گی۔

جناب سپیکر! آج وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی پروگرام ہے کہ وہ آج وہاں پر جائیں گے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کا ایک مفصل اور progressive جواب جو کہ ان ملزمان کی گرفتاری اور دیگر حوالے سے جامع ہو وہ اس معزز ایوان میں آنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ یہ بہت بڑا واقعہ ہے اور ویسے بھی گجرات میں اشتہاریوں کا راج ہے اور اس پر پوری طرح سے اس صورتحال کو تبدیل کرنے اور ان ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے planning ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر سخت ترین کارروائی کی جائے گی اس لئے اگر آپ اس کو Thursday next تک pending فرمادیں تو اس میں مزید مفصل جواب اس معزز ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ اتنا اہم واقعہ ہوا ہے اور کل رانا ثناء اللہ صاحب نے آپ کے چیمبر میں فرمایا تھا کہ کل وزیر اعلیٰ پنجاب خود اسمبلی میں آئیں گے اور اس کا جواب بھی دیں گے لیکن آج مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے کہ گجرات کے concerned ڈی پی او اور نہ آر پی او اِدھر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم نے اس کو pending کر دیا ہے۔ فوری ختم نہیں کیا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! لیکن میں اس پر تھوڑی سی مزید بات کرنا چاہوں گا کہ تھانہ ککرالی اس گاؤں سے زیادہ سے زیادہ سات کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور ڈی ایس پی کھاریاں کا آفس سے اس گاؤں تک پہنچنے کے لئے پچیس منٹ کی drive ہے۔ ڈی پی او گجرات بھی چالیس منٹ تک اس گاؤں میں پہنچ سکتا تھا۔ تھانے میں اطلاع ہونے کے باوجود اگر ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد پولیس وہاں پہنچتی ہے تو وہاں پر انہوں نے ان اشتہاریوں کو پورا پروٹوکول دیا ہے کہ وہ باخیریت اپنی ساری کارروائی کر کے اور اتنے murder کر کے آرام سے اپنے گھر کو جا سکیں۔ جس واقعے کا وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے۔ بھرے بازار میں تین افراد قتل ہوئے تھے وہ سُنیارے تھے۔ آج تک اس کا کچھ بھی نہیں بن سکا یعنی ایک بھی ملزم گرفتار نہیں ہو سکا اور یہ فرمارہے ہیں کہ گجرات میں اشتہاریوں کا راج

ہے، آپ دو سال سے یہاں کیا کر رہے ہیں، آپ دو سال میں ان اشتہاریوں کو پکڑ بھی نہیں سکے اور کیا اشتہاری اتنے بااثر ہیں کہ وہ آپ کے وزیر اعلیٰ پنجاب کے اور آئی جی کے اختیار سے باہر ہیں؟ اسی دور میں دو murders ہوئے تھے تقریباً ایک سال پہلے جس کی وجہ سے یہ سارا سلسلہ شروع ہوا تھا ان کے ملزم نہیں پکڑے جا سکے۔ یہ علاقہ غیر ہے یا وانا ہے کہ پولیس اس جگہ پر پہنچ نہیں سکتی جہاں سے سات کلو میٹر پر یہ تھانہ موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہا ہے کہ ہم پوری کوشش کرتے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری بات ذرا سُن لیں۔ یہ ایوان اسی لئے ہے کہ بات کی جا سکے اور حکومت پنجاب کے کان تک یہ بات پہنچ سکے۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود یہ اتنے کمزور ہیں کہ یہ اشتہاریوں کو پکڑ نہیں سکتے؟ اس گاؤں میں اس سے پہلے ایک واقعہ ہوا ہے کہ چار خواتین اور ایک مرد کو تقریباً چھ سات ماہ پہلے قتل کیا گیا لیکن کسی کیس میں بھی پولیس کی کوئی کارکردگی سامنے آئی ہو؟ آج انہیں یاد آ گیا ہے کہ گجرات میں اشتہاری ہیں۔

جناب والا! پولیس بندہ پکڑ کے، قتل کر کے اپنے کھاتے میں ڈال لیتی ہے لیکن اس کی کارروائی اس طرف کبھی نہیں ہوئی کہ اس نے مقابلہ کیا ہو۔ مقابلہ جب ہوتا ہے تو دو پولیس کے مرتے ہیں، دو اشتہاری مرتے ہیں۔ کل انہوں نے تھانہ ککرالی میں ایک بندہ پکڑ کر مار دیا ہے۔ بے شک وہ جس طرح کا بھی تھا لیکن کارکردگی تب تھی کہ اس کو show کرتے کہ ہم نے پکڑا ہے اس کا trial کرتے۔ پولیس نے تقریباً دو ہفتے پہلے تین murders کئے۔ تھانہ صدر لالہ موسیٰ کا رہنے والا شوکت نامی criminal تھا اس کو گھر سے پکڑا، اس کا ایک بھائی سرکاری ملازم تھا اور اس کے سولہ سترہ سال کے بیٹے کو بھی پکڑا اور گجرات میں اس کے گاؤں کے پاس لا کر اس کو قتل کر دیا گیا ہے کیا یہ کارکردگی ہے پولیس کی؟ رانا ثناء اللہ صاحب مجھے جواب دیں کہ اگر اس طرح ہی آپ نے مارنا ہے تو غربت انشاء اللہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس پر سپلیمنٹری سوال کیا جا سکتا ہے لیکن قانون کے مطابق اس پر تقریر کرنا مناسب نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس فرد کا انہوں نے نام لیا ہے وہ کوئی غریب آدمی نہیں تھا وہ اشتہاری تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ اشتہاری اس طرح سے ضرور ختم ہوں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: ہمیں پتا ہے کہ آپ وہاں پر کیا کر رہے ہیں، آپ اشتہاریوں کو پکڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں، اب آپ بیٹھیں۔ میں نے آپ کی بات بڑے آرام اور غور سے سُنی ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ اس طرح سے نہیں کر سکتے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: ہمیں پتا ہے کہ آپ اس علاقے میں کیا کر رہے ہیں؟ آپ قتل وغارت کر رہے ہیں اور اسے علاقہ غیر بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر اشتہاریوں کا راج ہے۔ آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ وہاں پر اشتہاریوں کا راج کروایا کس نے ہے؟

جناب سپیکر: جی، رہنے دیں، بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ ان اشتہاریوں کو پناہ دینے والے کون لوگ تھے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: آپ extra judicial killing کروا رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آرڈر پلیز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اور پندرہ بیس سالوں سے ان اشتہاریوں کو کون لوگ پناہ دے رہے ہیں۔ میں یہ بات آن ریکارڈ لانا چاہتا ہوں کہ ان اشتہاریوں کے خلاف موجودہ حکومت نے باقاعدہ پہلے بھی ایکشن شروع کیا تھا لیکن بُرا ہو ان پی سی او ججز کا جنہوں نے باقاعدہ اس ساری proceedings کو stay کر دیا اور کہا کہ ان کے خلاف جتنے مقدمات درج کئے ہیں ان کی تمام

ایف آئی آر اور تمام مسلیں یہاں لاؤ اور وہ تمام مسلیں لا کر اپنے درازوں میں رکھیں ابھی تک وہ مسلیں ہائی کورٹ میں پڑی ہیں یعنی اس حد تک وہ لوگ گئے اور ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہونے دیا اب ہم کورٹ میں بھی اس معاملے کو contest کر رہے ہیں۔ وہاں سے اجازت لینے کے بعد، ان مقدمات کو اور ان مسلوں کو ریلیز کروانے کے بعد ان اشتہاریوں کے خلاف انشاءاللہ تعالیٰ جو کارروائی ہو گی وہ آپ کے سامنے ہو گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ الزام تراشی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ دونوں تشریف رکھیں۔

چودھری عرفان الدین احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پولیس نے آج تک اس معاملے سے متعلق کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ pending ہو گئی ہے اب میں اس پر کوئی بات نہیں سُننا چاہتا۔ بہت مہربانی۔ اس کا جواب آئے گا وہ گرفتاری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو چھوڑیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! House میں سوئی گیس کا پائپ leak کرتا ہے اور آج Bill بھی پاس ہونا ہے یہ نہ ہو کہ سارے بے ہوش ہو جائیں۔ ذرا چیک کروالیں۔

جناب سپیکر: جی، چیک کروائیں بھئی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! حقائق پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ کیسے بول رہے ہیں؟ Please have a seat.

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: رخصت کی درخواستیں ہیں اس کے لئے میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وقت بچائیں اور ویسے ہی رخصت منظور کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے کل 16 درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ یہ درخواست محترمہ روبینہ شاہین وٹو، پی پی۔188 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"With due regard, it is stated that I came to Lahore to attend the Assembly Session but due to illness, I could not attend session on 3 to 6, 9 to 13 & 17 to 19 February 2009 for which leave may kindly be approved."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

معزز ممبران: وقت بچائیں ایسے ہی منظور کر لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ڈبلیو۔333 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ 15۔جون2009 کو بجٹ کا اجلاس متوقع ہے۔ جس میں طبعیت کی ناسازی کی وجہ سے میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ ڈاکٹر نے مکمل طور پر آرام کا مشورہ دیا ہے۔ براہ مہربانی میری اس سیشن کی رخصت منظور فرمائی جائے اور اجلاس میں میری صحت کی دُعا فرمائیں۔"شکریہ

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان، پی پی۔66 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Due to a family engagement I will not be able to attend the session on Thursday 25th June and Friday 26th June, Saturday and Sunday being holidays I will inshallah be back on Monday 29th June. Kindly allow leave. Thank you. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

کورم کی نشاندہی

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ چلو انہوں نے اچھا کیا۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

(۔۔۔جاری)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف، پی پی۔123 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Due to some emergency at home, I am unable to attend today's session. (20th June 2009). Regards."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد رضوان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد رضوان، پی پی۔128 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am to state that I could not attend the Assembly Session on 30th June and 1st July 2009, because of personal engagements.

Kindly consider these two days as leave sanctioned in my favour.Truly yours. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عطا محمد خان مانیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عطا محمد خان مانیکا، پی پی۔227 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am leaving for my medical checking on 15th October 2009. You are requested to grant leave from 15th October 2009, to the end of current session. Yours faithfully. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب طاہر احمد سندھو

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب طاہر احمد سندھو، پی پی۔30 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is submitted that I would not be able to attend the current session for two days 13th to 14th October 2009.
I may very graciously be allowed two days leave and oblige. Best Regards."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری سرفراز افضل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری سرفراز افضل، پی پی۔6 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I leave to go my hometown Rawalpindi for my personal work. Sir I would like to ask you a grant of leave for two days i. e 15th & 16th October 2009, (Thursday and Friday). Regards."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ فرح دیبا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فرح دیبا، ڈبلیو۔303 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"With due respect, it is submitted that due to some important personal visit, I have to travel for Dubai Due to urgency, I could not intimate about my departure in time.

Therefore, it is requested that I may please be granted leave with effect from 12th to 31st October 2009 and oblige.

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف، پی پی۔123 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں نجی مصروفیات کی وجہ سے پنجاب اسمبلی کے جاری سیشن میں مورخہ 19۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر2009 حاضر نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف، پی پی۔123 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کاروباری مصروفیات کے سلسلے میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے جاری اسمبلی سیشن میں2 تا4۔نومبر2009 میری موجودگی ناپید ہے۔مذکورہ بالا ایام کی رخصت منظور کی جائے۔"شکریہ

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ فرح دیبا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فرح دیبا،ڈبلیو۔303 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"With due respect, it is submitted that due to some important personal visit, I have to travel for Dubai. Due to urgency, I could not intimate about my departure in time.

Therefore, it is requested that I may please be granted leave with effect from 2nd to 20th November 2009 and oblige."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق،پی پی۔90 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Regretting not to attend the Assembly Session on the days cited in the subject, because of sad demise of a friend of mine Mahar Nabi Bukh Hiraj, Advocate T.T. Singh and daughter of my brother in law at Mirpur Azad Kashmir.

Kindly grant me leave for two days cited in the subject during my absence from the Assembly Session. Thanking you. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام،ڈبلیو۔333 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے مورخہ 20 تا 23۔ جنوری 2010 تک اجلاس میں شریک نہ ہو سکی۔ براہ مہربانی میری ان دنوں کی رخصت منظور کی جائے۔"شکریہ

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان، پی پی۔66 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"You are requested to kindly allow leave for 5th February 2010 as I will not be able to attend the session due to an important engagement. Thanking you. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر فائزہ اصغر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر فائزہ اصغر،ڈبلیو۔351 ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Due to family responsibilities I have to go to U.S.A. to be with my children.

Please grant me recesses of leave for the October Session 12th, 21st October 2009, and 2nd November to 6th November 2009. Thanks You. "

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد شبیر اعوان صاحب مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب

مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ

کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں

The Punjab Public Private Partnership for the Infrastructure Bill, 2009 (Bill No. 29 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اجازت ہو تو میں اپنی تحریک التوائے کار پڑھنا شروع کروں۔

جناب سپیکر: کون سی والی؟

شیخ علاؤالدین: PCS افسران والی تحریک التوائے کار۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔کل آپ نے اسے آج لانے کے لئے حکم دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ ابھی کیا کارروائی چل رہی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ نے آج کے لئے کہا تھا اس لئے میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: میں آج کا کہہ رہا تھا لیکن یہ تو دیکھیں کہ ابھی تحاریک استحقاق آ رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order بعد میں لیں گے۔محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ (ایڈووکیٹ) کی تحریک استحقاق ہے لیکن ان کی طرف سے اسے pending کرنے کے لئے درخواست آگئی ہے۔اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

رانا بابر حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!خبر آئی تھی کہ ایک سابق وزیر کے پاس دو non custom paid گاڑیاں تھیں اور وہ پکڑی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی اس بات کو چھوڑیں۔اس کا جو طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: ولایت شاہ کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔شیخ صاحب!ایسے نہ کر لیا جائے کہ جتنے بھی out of turn معاملات ہیں ان سب کو اکٹھا کر کے قانون سازی کے بعد لے لیں گے ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!نہیں۔میں صرف پانچ منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پھر تو سب ہی یہی کہیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ PCS افسران کا معاملہ ہے۔آپ نے کل مجھے آج کے لئے کہا تھا۔میں صرف پانچ منٹ لوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کس بارے میں ہے، کیا تحاریک التوائے کار کے بارے میں کوئی بات ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی ایک رپورٹ پیش کی گئی ہے۔کل جناب نے ایک رولنگ فرمائی تھی کہ معزز وزیر صاحب ان کے چیئرمین کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ اس وقت منسٹر صاحب ایوان میں تشریف رکھتے ہیں اور انہوں نے آج کے لئے یہ کہا تھا کہ جو نئی

کمیٹیاں بن رہی ہیں ان کے بارے میں اور چیئرمینوں کے بارے میں information collect کر کے ایوان میں بتائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ تحاریک التوائے کار کے بعد پوچھیں گے۔حضرت! آپ کل جو بات کر کے گئے تھے آج اس کا جواب دینا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: بہت شکریہ۔جناب! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔۔۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ نے floor تو مجھے دیا تھا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے کہا ہے کہ جب قانون سازی مکمل ہو جائے گی تو اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔اس طرح تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔قانون سازی مکمل ہونے کے بعد میں آپ تینوں کو out of turn لینے کے لئے علیحدہ ٹائم دوں گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو، بلوچ صاحب اور شیخ صاحب کو بھی ٹائم دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: میں بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر ہوں کہ جتنے بھی قومی اخبارات ہیں انہوں نے کل۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! کل کے تمام قومی اخبارات میں پرسوں اسمبلی میں ہونے والا واقعہ quote ہوا ہے اس میں مجھ سے یہ منسوب کیا گیا ہے کہ میں نے کوئی اس طرح کی بات کی ہے کہ reserved seats پر ہماری جو ساتھی خواتین اراکین ہیں ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کی ہے کہ یہ ٹائم waste کرتی ہیں۔اسمبلی کے اندر جو میری تقریر تھی اس کا ریکارڈ نکلوایا گیا ہے۔میں

پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے صحافی بھائیوں کے لئے آپ کے توسط سے اور معزز خواتین کے لئے چونکہ جب میں نے تقریر کی تھی اس وقت کوئی خاتون رکن اسمبلی میں موجود نہیں تھی اس لئے میں صرف وہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ میری تقریر یہ تھی کہ جناب ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس پر یہاں اتنا زیادہ issue create کیا جا رہا ہے۔مجھے آج تک یہ چیز سمجھ نہیں آ سکی کہ اس House میں اس صوبے کے مسائل کی بات ہو رہی ہوتی ہے اور اس وقت بھی چشمہ کینال کی بات ہو رہی تھی۔ہم اس صوبے کے پانی کی بات کر رہے تھے، ہم بات کر رہے تھے اس صوبے کے حقوق کی ایک بار نہیں بلکہ بارہا یہ بات کی جا چکی ہے اور آپ کی ruling آ چکی ہے کہ جس طرح میں ایم پی اے ہوں، میرا ایک ووٹ ہے، ہماری۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ہماری معزز بہنیں بھی معزز ایم پی ایز ہیں They are honourable اس House کے اندر جو میرا privilege ہے وہی میری ان بہنوں کا privilege ہے۔ مجھے اس complex کی سمجھ نہیں آ رہی کہ بار بار ہر روز یہ تماشا ایوان کے اندر لگایا جاتا ہے اور گھنٹوں وقت ضائع کر دیا جاتا ہے جو ایک status complex ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا بات ہو رہی ہے؟ جہاں تک شہزادی ٹوانہ صاحبہ کی بات ہے انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ بھی انہی کی favour کی بات ہے۔مجھے کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ چھوڑیں۔میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ غلط بات کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ کوئی اور بات کر رہے ہیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ نور نیازی بدتمیزی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ بدتمیزی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈار صاحبہ! انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ۔ پلیز آپ تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔جی، پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب!

قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔گزارش ہے کہ میری تحریک التوائے کار تین چار ماہ سے چل رہی ہے لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی فیصلہ سامنے نہیں آیا کہ گورنمنٹ کی پراپرٹی کا جو اتنا بڑا نقصان ہوا ہے اس کا کیا بنا ہے ؟لہذا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو انجام تک پہنچائیں۔اس معاملے میں ایجنسیاں اور ساری پولیس فیل ہو چکی ہے تو پھر اس معاملے کو House کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ گورنمنٹ کی پراپرٹی کا جو نقصان ہوا ہے وہ تو recover ہو سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر612 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ اولکھ صاحب کے ذمہ لگا تھا لہذا میں ان سے کہوں گا وہ بتائیں کہ انہوں نے اس میں کیا کیا ہے ؟

جناب سپیکر: اولکھ صاحب!فارم سے کوئی جانور چوری ہوئے تھے اس بارے میں تحریک التوائے کار تھی اس سلسلے میں کیا ہوا ہے ؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر !مجھے پتا نہیں تھا کہ آج یہ تحریک التوائے کار پیش ہونی ہے لیکن وہاں کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر شاہد کو معطل کر دیا گیا ہے اور کیس بھی رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ میں نے کل بھی RPO ساہیوال سے بات کی ہے کہ جس کے پاس بھی جانور ہیں وہ فوری طور پر recover کئے جائیں لہذا میں امید کرتا ہوں کہ ہم جانور ضرور recover کرائیں گے۔ نیچے والا سٹاف بھی معطل کر دیا گیا ہے۔انشاء اللہ جلدی اس کا نتیجہ نکلے گا۔

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں چاہتا تھا کہ حکومت کا جو اتنا نقصان ہوا ہے اس کی recovery کے لئے کیا ہوا ہے؟ یہ درست ہے کہ جس ملازم کی کوتاہی تھی اسے معطل کر دیا، وہ تبدیل ہو گیا یا ریٹائرڈ ہو گیا ہے لیکن recovery نہیں ہوئی۔ کیا پولیس دلچسپی نہیں لے رہی یا وہ totally ناکام ہو چکی ہے؟ میں نے جو معاملہ آپ کے سامنے put کیا ہے اس میں حکومت کی پراپرٹی کا تخمینہ 19 لاکھ روپے لگایا گیا ہے لہذا جو گائیں غائب ہوئی ہیں وہ recover ہونی چاہئیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آج تک اس بارے میں کوئی effort نہیں ہوئی، وہاں پر کوئی بندہ نہیں پکڑا گیا۔ میں لائیو سٹاک منسٹر کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا لیکن میں لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوری طرح notice لے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے RPO صاحب سے بھی کہہ دیا ہے کہ فوری طور پر ان کی recovery کی جائے اور متعلقہ اہلکار کے خلاف بھی مکمل طور پر کارروائی کر رہے ہیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کی recovery کے لئے ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر اب لمبی بحث تو نہیں ہو سکے گی، میں House کا وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ آپ دونوں آپس میں مل بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب نے جو بات کی ہے، واقعی یہ بڑا concerning اور اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ وہاں سے اتنے قیمتی جانور چوری ہوئے ہیں۔ اس کے بعد صرف ایک آدمی کو suspend کیا گیا ہے جبکہ ابھی تک وہ ملزمان گرفتار ہوئے اور نہ ہی جانور recover ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ اس House میں discuss ہوا اور اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ معاملہ اسی طرح unattended ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کا serious نوٹس لینا چاہئے۔ آپ اس کو pending فرمائیں۔ میں آج ہی ان دونوں صاحبان کے ساتھ بیٹھتا ہوں اور اس بات کو ensure کرتے ہیں کہ وہ لوگ گرفتار ہوں۔

جناب سپیکر: یہ دونوں نہیں بلکہ ہم چاروں ہوں گے، میں بھی اس میں شامل ہوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): چلیں، ٹھیک ہے۔ Most welcome.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ولایت شاہ کھگہ صاحب کی اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب مجھے بھی اجازت دے دیں۔ آپ نے چند جانوروں کے لئے اتنا زیادہ وقت دیا ہے جبکہ جو مسئلہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہزاروں پی۔ سی۔ ایس افسران کا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ شیخ صاحب! میں آپ سے بات کر چکا ہوں۔ میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ out of turn take up کرنے والی بات ہم legislation کے بعد کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ میرے خیال میں وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ تو پھر کیا اس کو dispose of کیا جاتا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میں نے move کی تھی اور اس دن pending ہو گئی تھی۔ ماشاءاللہ اب تک یہ چار دفعہ pending ہو چکی ہے۔ آج منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں لیکن پھر بھی مجھے لگتا ہے کہ یہ pending ہی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔ کیا یہ تحریک التوائے کار نمبر 810 ہے؟

جناب سپیکر: جی ہاں! یہ تحریک التوائے کار نمبر 810 ہے۔

کیمپ اور سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور مزید پھیلنے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ کیمپ جیل لاہور اور سنٹرل جیل لاہور کوٹ لکھپت میں مقید تمام حوالاتیوں اور قیدیوں کے ہیپاٹائٹس (بی) اور ہیپاٹائٹس (سی) کے tests کروائے گئے ہیں۔ ان میں

سے ہیپاٹائٹس (بی) کے 301 اور ہیپاٹائٹس(سی) کے 1079لوگوں کے results مثبت آئے ہیں۔ان کے مزید testsوغیرہ پی سی آرجناح ہسپتال لاہور سے کروائے جارہے ہیں۔جن اسیر ان کے results test منفی آئے ہیں۔ان تمام کی ہیپاٹائٹس(بی) کی ویکسین کروا دی گئی ہے۔جن اسیر ان کے test results مثبت آئے ہیں ان کا free علاج پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام،ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب لاہور،پی سی آر ٹیسٹ کی رپورٹس آنے کے بعد شروع کرے گا۔ان کے پاس ہیپاٹائٹس کے علاج کی وافر مقدار میں ادویات موجود ہیں۔ان بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے تمام حفاظتی اقدامات کئے جارہے ہیں۔نیز یہ کہ پنجاب کی جیلوں میں قید تمام اسیر ان کے ہیپاٹائٹس(بی) اور ہیپاٹائٹس(سی)،ایچ آئی وی اور ٹی بی کے tests کروائے گئے ہیں۔جن کے testsمثبت آئے ہیں ان کے علاج کا پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام،ٹی۔بی کنٹرول پروگرام اور ایڈز کنٹرول پروگرام انتظام کر رہا ہے۔جن اسیر ان کے ٹیسٹ منفی آئے ہیں ان تمام کی ہیپاٹائٹس(بی) کی ویکسین کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!چونکہ یہ رزلٹ بڑےalarming تھے اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ ایک دفعہ ان کوre-verify کر لیا جائے اورre-verification کے بعد ان کے علاج کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ان اسیر ان کو علاج و معالجہ کی سہولت مفت فراہم کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی،شکریہ۔Not pressed, so disposed of.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!رانا ثناءاللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ دو تین دن میں میری تحریک التوائے کار کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ!کس تحریک التوائے کار کا جواب؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں اس کی کاپی آپ کو بھیج دیتی ہوں۔رانا ثناءاللہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ اس کا جواب دو تین دن میں دے دیں گے، مہربانی کر کے اس کو بھی consider کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تحریک کا نمبر بتائیں۔ آپ پہلے اپنی تحریک کو نمبر لگوائیں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔ اگلی تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ ان کی تحریک کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک 835/09 ہے۔ یہ چودھری ظہیر الدین صاحب، جناب محمد یار ہراج اور دوسرے معزز ممبران کی طرف سے ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے یہ تحریک پڑھی تھی۔

ضلعی حکومت لاہور کی جعلی اور عطائی ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کرنے میں ناکامی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ اس ضمن میں جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محکمہ صحت پنجاب نے جعلی ڈاکٹروں، عطائیوں اور جعلی ادویات بیچنے والوں کے خلاف نومبر 2008 سے بھرپور مہم شروع کر رکھی ہے جس کے تحت گزشتہ ایک سال کے دوران 3020 جعلی ڈاکٹروں اور عطائیوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ ان کے کلینک سربمہر کر کے ان کے خلاف چالان متعلقہ عدالتوں میں بھجوائے گئے۔ اس عرصہ کے دوران جعلی ادویات کے 122 مقدمات قائم کئے گئے اور قانون کے مطابق مزید کارروائی کی جا رہی ہے۔ غیر قانونی اشتہار بازی میں ملوث 134 جعلی ڈاکٹروں، حکیموں وغیرہ کے خلاف Drugs Act,1976 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

علاوہ ازیں محکمہ صحت کی طرف سے ڈائریکٹر جنرل تعلقات عامہ پنجاب اور پی۔ای۔ایم۔آر کو letters لکھے گئے ہیں جن میں ان سے درخواست کی گئی ہے کہ Print اور Media Electronic میں غیر قانونی اشتہار بازی رکوانے میں وہ اپنا کردار ادا کریں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو قانون ہے اس میں تھوڑے lapses, weaknesses ہیں جن کی وجہ سے یہ معاملات آج تک پوری توجہ کے باوجود حل نہیں ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے احکامات کی روشنی میں اس بارے میں پچھلے سات آٹھ ماہ کی

محنت سے ایک Health Care Bill بنایا گیا ہے۔اس کے بعد پھر جو stakeholders ہیں ،ڈاکٹر صاحبان یا دوسری تنظیموں کے ساتھ negotiations ہو رہی ہیں۔اس کمیٹی کی سربراہی میں خود کر رہا ہوں۔ہم ایک ایسا Health Care Bill لے کر آئیں گے کہ جس پر ان تمام لوگوں کا consensus ہو گا کہ جنھوں نے اس کے تحت regulate ہونا ہے۔تو اس میں ان عطائی ڈاکٹروں اور اس قسم کی اشتہار بازی کی روک تھام کے لئے بڑا مؤثر اور جامع طریق کار وضع کیا گیا ہے۔اس میں موجودہ law کے مقابلے میں سزائیں بھی بڑھائی گئیں ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہے کہ اگلے مارچ میں ہونے والے اجلاس میں اس Health Care Bill کو پاس کروا کر لاگو کیا جائے۔ جب یہ Bill لاگو ہو گا تو اس قسم کی شکایات کا مؤثر طریقے سے انشاءاللہ ازالہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اگر اجازت دیں تو میں اس حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: کیا اس پر بحث ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بحث تو نہیں ہو سکتی لیکن اگر آپ اجازت دیں تو ایک چھوٹی سی input ہے۔

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔یہ Health Care Bill جس کا ذکر ابھی رانا ثناءاللہ صاحب نے کیا ہے۔یہ بے شک regulation and licensing کے بارے میں ہے لیکن اس میں major concern ایک ہی ہے کہ دو سال تک یہ Bill محکمہ میں رہا اور اب یہ Standing Committee کا possession ہے۔اس کے بارے میں اِدھر اُدھر جو meetings کی جا رہی ہیں اور مشاورت کا جو سلسلہ شروع ہے وہ legal نہ ہے۔میری صرف یہ درخواست ہے کہ تمام stakeholders کو اسمبلی کی کمیٹی میں لائیں۔اس حوالے سے میں ایک تحریک استحقاق بھی دے چکی ہوں اور بار بار کہہ رہی ہوں کہ اگر آپ واقعی اس cause کے لئے sincere ہیں تو پہلے ان لوگوں کو Standing Committee میں بلائیں۔یہ ایک ایسا Bill اگلے اجلاس تک کیسے لے آئیں گے کہ جس کی clause-46 میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ اس قانون سے مستثنیٰ ہوں گے۔پنجاب اسمبلی

نے جب ایک قانون بنانا ہے تو وہ سب کے لئے بنانا ہے اس میں بہت ساری باتیں ہیں لاء منسٹر اس کو bulldoze نہ کریں، میری درخواست ہے supremacy of Parliament and right of Parliament کو subjudice نہ کریں۔ اس میں میری تحریک استحقاق ہے ورنہ میں آپ سے out of turn request کروں گی کہ اس کو Standing Committee میں لایا جائے، stakeholders وہاں آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے جیسے لوگوں کے لئے قانون کچھ اور ہے اور ان لوگوں کے لئے کچھ اور ہے وہ اپنی بات پر بات کر لیتے ہیں آپ مجھے میرا due share بھی نہیں دیتے اور ان کو out of the turn share دیتے ہیں یہ بہت زیادتی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے میں تو کسی اور وجہ سے آپ کی باتیں برداشت کرتا ہوں لیکن آپ ان کو اتنا زیادہ relief دے رہے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مہربانی، بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں No, I don't want to waste the time, please. No, no. No cross talk. جی، لاء منسٹر! (Interruptions)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر سامیہ امجد نے جو بات کی ہے میں اس کے متعلق respond کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں، ہم نے House میں جو bill lay کیا ہے وہ اس وقت Standing Committee کے پاس ہے۔ Standing Committee کو گورنمنٹ، کوئی ادارہ، کوئی اتھارٹی روک نہیں سکتی وہ اس پر meetings کریں، اس میں amendments pass کریں لیکن simultaneously گورنمنٹ کا بل ہے، گورنمنٹ کو further improve کرنے، perfect کرنے سے بھی نہیں روکا جا سکتا۔ ہم اس بنیاد پر تمام stakeholders سے بات کر رہے ہیں اور اگر ان کے اور ہمارے درمیان کوئی بات طے ہوئی تو ہم Standing Committee کے سامنے گورنمنٹ کا مؤقف لے کر آئیں گے اور بالآخر Standing Committee اس بل کو vet کرنے کے بعد House میں لے کر آئے گی اور House میں اس پر کارروائی ہو کر بل پاس ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کو graciously accept کیا ہے کہ Standing Committee کا یہ right ہے کہ اس کے پاس جو بھی

businessجائے اس businessکو وہی dealکرے گی۔ ہم گورنمنٹ کو کسی طور پر مشاورت سے نہیں روک رہے لیکن ان کی یہ declarationکہ جی اگلی اسمبلی میں بل آ جائے گا، یہ declarationکہ یہ Standing Committeeکر لے گی یہ غیر ضروری ہے اس قسم کی کمیٹی سے ہی mala fideکی خوشبو آتی ہے۔Standing Committeeکے 13 ممبر اس ایوان کے معزز ممبر ہیں اور ان کو پورا rightہے کہ وہ جسے چاہیں اس کو بلائیں۔ انہوں نے دو انگریزوں کو بلا کر ایک بل تیار کیا صرف اس لئے کہ انہیںAsian Development Bankسے ایک loan چاہئے، یہ loan بھی لیں، یہ سب کچھ کریں لیکن جو بھی business Standing Committee کا ہے صرف اور صرف Standing Committeeکو اپنی رپورٹ پیش کر لینے دیں اس کے بعد حکومت اس کوreconsiderکرے یا نہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر بہت بات ہو گئی ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر847 ہے۔

جنرل ہسپتال لاہور میں پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی کی وجہ سے نیوروسرجری کے مریضوں کو آپریشن میں مشکلات کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق دماغی بیماریوں سے متعلق علاج کے مشہور جنرل ہسپتال میںventilators, beds & wardsکی تعداد کم اور پیرامیڈیکل سٹاف کی قلت ہے۔ لواحقین مریضوں کو خودwheel chairsپرoperation theatersاور مختلفwardsمیں لے جانے پر مجبور ہیں۔ تفصیل کے مطابق جنرل ہستال800بستر والے ہسپتال میں روزانہ 1500 مریض آتے ہیں، ہسپتال میںventilators 70 کی جگہ صرف 18ہیں۔ Neuro Surgeryکے beds 380ہیں جبکہ100 سے زیادہ مریضوں کوbedsدستیاب نہیں ہیں۔ مریضوں کو تین ماہ کے بعد operationکا وقت دیا جاتا ہے۔ اس صورتحال سے عوام میں سخت بے چینی اور مریضوں میں تشویش

پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاہور جنرل ہسپتال لاہور 706 beds پر مشتمل ہے جس میں 110 beds emergency کے ہیں۔ Neuro Surgery کے متعلق عرض ہے کہ جنرل ہسپتال میں 2 units Neuro Surgery کے ہیں اور 20 beds پر مشتمل ایک Neuro Emergency ward ہے جن میں 176 مریضوں کے داخلہ کی گنجائش ہے جبکہ ہمارے پاس Neoro Surgery کے 300 مریض داخل ہیں۔ Neuro Surgery Ward 20 beds پر مشتمل ہے جبکہ داخل مریضوں کی تعداد 50 کے قریب ہے۔ Emergency میں روزانہ تقریباً 1500 مریض آتے ہیں جن میں سے 200 مریض and head injuries road traffic accidents کے ہوتے ہیں۔ Neuro Surgery کے زیادہ مریض ہونے کی وجہ سے بھرپور کوشش کے باوجود operations اکثر لیٹ ہو جاتے ہیں۔ جنرل ہسپتال میں wheel chairs and stratures beds, کی انتہائی کمی ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مخیر حضرات سے عطیہ پر لاتعداد stratures, wheel chairs, beds, electric water coolers, ECG machines حاصل کی ہیں جبکہ مریضوں کے لواحقین کے بیٹھنے کے لئے جگہ کم تھی جس کے لئے ایک visitors shed بھی تعمیر کروادیا ہے اور دوسرا زیر تعمیر ہے۔ اس وقت جنرل ہسپتال میں 100٪ bed occupancy rate بڑھ گیا ہے۔ یہ واحد ہسپتال ہے جہاں پر تمام tests خاص طور پر MRI & CT Scan مفت ہوتے ہیں۔ اس وقت جنرل ہسپتال میں صرف 16 ventilators ہیں جس کے لئے 30 ventilators کی ایک سکیم محکمہ صحت میں زیر غور ہے۔ مفت ادویات اور مفت test کرنے کی وجہ سے بڑھتی ہوئی آبادی، ٹریفک حادثات و ملک کے حالات کے پیش نظر مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت پنجاب نے Institute of Neurology بنانے کی منظوری دی ہوئی ہے جس کا PC-1 بننے کے مراحل میں ہے۔ بڑھتی ہوئی مریضوں کی تعداد کے پیش نظر پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے جس کو پورا کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں department کا مؤقف ہے کہ shortcomings تو ہیں بلکہ باقی ہسپتالوں میں بھی صورتحال اس سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہے لیکن اس سلسلے میں گورنمنٹ اقدامات لے رہی ہے اور کوشش ہے کہ انشاءاللہ ان چیزوں کو جلد سے جلد update کیا جائے اور مریضوں کی تعداد جس ہسپتال میں جس قدر ہوتی ہے اس کے مطابق چیزوں کو بڑھایا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!انہوں نے خود مانا ہے کہ shortcomings ہیں تو اس پر کیا اقدامات کئے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو بتا تو رہے ہیں آپ سنتے ہی نہیں ہیں، ادھر سے سن رہے ہیں اور ادھر سے نکال رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں اسی پر توجہ دے رہی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں،اس پر debate نہیں ہوسکتی،بڑی مہربانی۔ نہیں، نہیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس تحریک کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: Health پر کمیٹی موجود ہے وہ اپنا کام کرے گی۔ محترمہ!جس طرح آپ فرمارہی ہیں اس کو اس طرح نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی بڑی مہربانی،بہت شکریہ۔یہ feeding خراب کرتی ہے۔جی، تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا اب ہم legislation لیتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ تین دن پہلے راولپنڈی کے اندر شیخ رشید صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور ان کے تین ساتھی جاں بحق ہوئے ہیں اس حوالے سے وہاں کے جو حالات ہیں۔انھوں نے direct حکومت پنجاب پر focus کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی پوری۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو allow نہیں کیا۔ آپ تشریف رکھیں۔بڑی مہربانی، آپ House کا وقت ضائع نہ کریں۔اب ہم legislation لیتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل سے میڈیا پر یہ خبریں چل رہی ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے spokesman گورنر صاحب کو ہتھکڑیاں لگانے کی بات کر رہے ہیں۔ ہمارے صوبے کے constitutional head کے بارے میں ایسی زبان استعمال کرنے سے باز آئیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ legislation میں شامل ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور وقت ضائع نہ کریں۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے legislation کے لئے وقت مختص کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد جو بھی پوائنٹ آف آرڈر یا معاملات ہوں گے ان کا جواب دے دیں گے۔ آپ اس وقت legislation کو لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

ADDITION OF NEW CLAUSE 5-A

MR. SPEAKER: Now, Addition of new Clause 5-A**:** The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR SHER ALI KHAN: Sir, I move:

"That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 5-A be added:-

"**5-A REMOVAL OF MANAGING DIRECTOR.**

(1) The Managing Director shall not be removed from office during the term of his office except in the manner hereinafter provided.

(2) If, the Patron is of the opinion that a Managing Director-

(a) may have been guilty of misconduct; or

(b) may be incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity;

the Patron shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(3) If, after inquiring into the matter, the Judge reports to the Patron that he is of the opinion that the Managing Director has been guilty of misconduct or is incapable or performing the duties of his office, the Patron may remove the Managing Director from office."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 5-A be added:-

"**5-A REMOVAL OF MANAGING DIRECTOR.**

(1) The Managing Director shall not be removed from office during the term of his office except in the manner hereinafter provided.

(2) If, the Patron is of the opinion that a Managing Director-

(a) may have been guilty of misconduct; or

(b) may be incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity;

the Patron shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(3) If, after inquiring into the matter, the Judge reports to the Patron that he is of the opinion that the Managing Director has been guilty of misconduct or is incapable or performing the duties of his office, the Patron may remove the Managing Director from office."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر:جی،oppose کی گئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!proposed law کی5 clause کے3 sub-section میں لکھا ہے کہ:

> The Government may remove the Managing Director, during the tenure of his office, for reasons to be recorded in writing.

یہ بڑا vague ہے کہ اُس Managing Director کو at will remove کیا جا سکتا ہے اس لئے5-A add کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ اُس کی removal کا طریقہ ہونا چاہئے جس کے لئے ہائی کورٹ کا جج appoint کیا جائے جو یہ determine کرے کہ اُس نے کوئی misconduct کیا ہے، وہ incapacitate ہو گیا ہے کہ اپنی ڈیوٹی perform نہیں کر سکتا یا کوئی اور وجہ ہے جس بنیاد پر اس کو remove کرنا لازم ہو گیا ہے۔Arbitrarily کسی کو remove کر دینا میرے خیال میں This is bad-lock اس کی وجہ سے political government بدلنے پر جو لوگ victimize ہوتے ہیں وہ courts میں چلے جاتے ہیں اور سالہا سال litigation میں پڑے رہتے ہیں۔ اگر یہ determine کر دیا جائے کہ اُس کو remove کرنے کا طریقہ کیا ہے تو میرے خیال میں وہ بہتر ہو گا لہذا یہ amendment اسی وجہ سے ہی propose کی گئی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر:جی، کوئی اور بولے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم اس پر سارے ہی بول سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے کب روکا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں نے سمجھا شاید question put کرنے لگے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، میں یہی دیکھ رہا تھا کہ ابھی پڑھنا چاہئے کہ نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے جیسے ابھی شیر علی خان صاحب نے کہا کہ جس وقت ہم قانون سازی کرتے ہیں تو بہتر قانون سازی وہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں تو ایک ایک لفظ بڑا آہستہ آہستہ بولتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ جس وقت ہم vague قانون سازی کرتے ہیں تو اُس کے ساتھ کوئی اچھی قانون سازی نہیں ہوتی۔ ہم نے بارہا یہ دیکھا ہے کہ ہم نے ایسی قانون سازی عجلت میں کی ہے جس کو بعد میں implement کرنے میں مشکل ہوئی ہے۔ کل یہ بات ہوئی تھی کہ rules میں یہ بات define کر دی جائے گی تو میں اس میں تھوڑی سی تجربے کی بات کرتا ہوں کہ 2007 میں ہم نے کوشش کی تھی کیونکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقے میں ہماری بارڈر ملٹری پولیس ہے تو اس کے لئے ہم نے قانون سازی update کروائی تھی۔ اُس کے rules and regulations بننے میں تین سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک وہاں پر بھرتیاں نہیں ہو سکیں۔ صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کے بارڈر پر ہمارے صوبہ میں اس وقت جو front line forces ہیں اُن میں آدھی سے زیادہ اسامیاں خالی ہیں لیکن ابھی تک rules نہیں بنے اور سب کو معلوم ہے کہ حالات اس وقت کیسے ہیں؟ ویسے بھی rules بنانے میں ہم بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے کل ہماری اکثر باتوں پر یہ جواب دیا کہ یہ چیزیں rules میں بن جائیں گی۔ جس وقت ہم قانون سازی کر رہے ہیں تو اسی وقت ہم بہتر قانون سازی کریں تاکہ ہمیں ان چیزوں میں بعد میں مسئلے پیش نہ آئیں۔ ایک Managing Director جس کو اتنا معتبر عہدہ اور اتنی بڑی ذمہ داری سونپ رہے ہیں تو اُس پر ہر وقت اس بات کی تلوار نہ لٹکی رہے کہ جب حکومت تبدیل ہو گی تو اُس کی نوکری ہو گی یا نہیں ہو گی۔ بجائے اس کے کہ وہ حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کام کرے وہ ان pressures سے free ہو کر کام کر سکے اس لئے ہم نے اُس کو ہٹانے کے لئے ایک طریق کار دیا ہے جو شفاف اور صاف ستھرا ہے کہ ایک جج اُس کی investigation کرے کہ اُس نے کوئی misconduct کیا ہے یا physically, mentally یا کسی اور وجہ سے اُس میں capacity نہیں رہی تو جب اس کی واضح وجوہات سامنے آئیں تو پھر ہی اس کو ہٹایا جا سکے۔ میرے خیال میں ہم نے نہایت ہی موزوں ترمیم پیش کی ہے۔ House کے میرے بھائیوں اور بہنوں سے یہ گزارش ہے کہ ٹھنڈے دل سے اس پر سوچیں، صرف اس لئے نہیں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی

ہے تو اِس ترمیم کو reject کرنا ہے۔ اگر آپ کو اس میں کوئی وزن نظر آئے تو مہربانی کر کے اس کو accept کیا جائے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں ٹھنڈا کرتا ہوں اور دیکھتے ہیں۔ جی، آپ میں سے کوئی اور بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں یا ایسے ہی آگے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے سوچا کہ اگر کسی اور صاحب نے بات کرنی ہے تو وہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ میں سے کسی اور نے بولنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں جناب!

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہی عرض کروں گا کہ اپوزیشن نے اپنے طور پر تو بہت اچھی تجویز دی ہے اور ہمیں یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نہ کرے کہ کوئی ایسا وقت آئے کہ یہ House اس قسم کی قانون سازی کرے کہ misconduct اور performance کی inquiries بھی ہائی کورٹ کے جج سے کروایا کریں۔ Managing Director کا ایک executive function ہے تو اُس نے کوئی judicial function سرانجام نہیں دینا۔ اُس نے under and with the pleasure of the Government کام کرنا ہے۔ پنجاب حکومت اس House کو جوابدہ ہے لیکن Managing Director اس House کو جوابدہ نہیں ہے۔ اُس کی کارکردگی کی تمام تر ذمہ داری پنجاب حکومت پر ہے اس لئے یہ ایک ایسی ترمیم ہے جو قابل عمل ہو ہی نہیں سکتی۔ کس کس ایکٹ

میں ہم ترمیم کریں گے کہ M.D یا D.G اگر misconduct کرے اور اپنی performance میں کمی کرے تو اُس کی انکوائری ہائیکورٹ کے جج سے کروائی جائے؟ ویسے بھی House اس سے پہلے

clause-5 منظور کر چکا ہے جس میں یہ طریق کار دیا جا چکا ہے اس لئے یہ ترمیم clause-5 پر House کی طرف سے آنے والے فیصلے سے متصادم ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 5-A be added:-

"**5-A REMOVAL OF MANAGING DIRECTOR.**

(1) The Managing Director shall not be removed from office during the term of his office except in the manner hereinafter provided.

(2) If, the Patron is of the opinion that a Managing Director-

(a) may have been guilty of misconduct; or

(b) may be incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity;

the Patron shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

(3) If, after inquiring into the matter, the Judge reports to the Patron that he is of the opinion that the Managing Director has been guilty of misconduct or is incapable or performing the duties of his office, the Patron may remove the Managing Director from office."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That in clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for sub-clause (3), the following be substituted:-

"(3) The governing body shall consist of five or more members who, in the opinion of the Authority, possess sound moral and financial integrity, enjoy an unquestioned and non-controversial reputation and do not have any conflict of interest with the aims and objects of the school."

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: I oppose it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it too.

MRS. SEEMAL KAMRAN: I oppose it too.

DR. SAMIA AMJAD: I oppose it too.

MR. SHER ALI KHAN: I oppose it too.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دانش سکولز کی لوکل ایڈمنسٹریشن میں ایسے لوگوں کو لایا جائے کہ ان لوگوں کا اس سکول کے معاملات سے یا اس سکول کا جس میں اس قسم کی ایجوکیشن اس علاقے میں دے رہا ہے اس سے اپنا interest clash نہ کرے۔ اگر ہم کسی بھی کلاز کو focus کر دیں خواہ وہ کوئی elected لوگ ہوں یا unelected لوگ ہوں۔ اگر ہم اس کلاز specific کریں گے تو It may be possible کہ کچھ ایسے لوگ جن کو وہاں پر رکھنا لازم ہو جائے جن کا interest سکول کے interest کے خلاف ہو اس لئے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کو open رکھا گیا ہے اور اس میں ان تمام چیزوں کو take care کیا گیا ہے کہ اس آدمی کی sound, moral and financial integrity ہو، ایک اچھی اور unquestioned reputation ہو، non-controversial ہو اور وہ صرف اور صرف تعلیم کے میدان میں بہتر services دینے کے قابل ہے اس لئے اس کو open اور پوری سوسائٹی پر focus کیا گیا ہے۔ پوری سوسائٹی سے یعنی جس walk of life سے بھی بہتر آدمی ملے ان کو اس میں رکھا جائے تاکہ یہ سکول بہتر انداز میں لوگوں کی خدمت اور قوم کے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر قانون نے اس انتہائی دلچسپ ترمیم پر اپنا اظہار خیال کیا ہے اس میں، میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گی کہ انہوں نے جس governing body کا ذکر کیا ہے جس کے ممبران کے متعلق انہوں نے انگریزی میں بڑے اچھے ریمارکس دیئے ہیں ان ریمارکس کو میں اردو میں آپ کی اجازت سے بتاتی ہوں کہ جن کا کردار مستحکم ہو، امیر کبیر انسان ہو، ان کے conduct پر، ان کی reputation پر کوئی اعتراض نہ ہو اور ان پر کوئی انگلی نہ اٹھائے۔ انہوں نے یہ انگریزی میں کہا ہے اور میں آپ کو اردو میں بتا رہی ہوں کہ ایسے افراد ہونے چاہئیں۔ ان کے خلاف کوئی conduct نہ ہو اور وہ دانش سکول کے حق میں ہوں۔ ایسا دانش سکول جس کا نام ہی سابق چیف سیکرٹری کے پوتے کے نام پر رکھا گیا ہے، "دانش"۔

جناب سپیکر: اس کا amendment سے کیا تعلق ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے دانش کے دادا کا کردار دیکھا جو سڑک پر ایک مرتے ہوئے انسان کو چھوڑ کر چلا گیا، کیا ان کے کردار کو اس چیز میں notice نہیں کیا گیا، کیا دانش کا نام ان کے پوتے پر نہیں رکھا گیا؟

جناب سپیکر: آپ relevant ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ relevant بات ہے کہ کیا پانچ چھ افراد کے جو نام دیئے جا رہے ہیں ان میں ان کا conduct دیکھا جا رہا ہے، کیا ان کا کردار ٹھیک ہے، کیا یہ اس کردار پر پورے اترتے ہیں؟ یہ پورے نہیں اترتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ derail ہو رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں relevant بات کر رہی تھی کہ دانش سکول کا جو نام ہے وہ چیف سیکرٹری کے پوتے کے نام پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اس کو ترمیم اس لئے oppose کیا ہے کہ اس کو existing committee نے واپس بھیجا ہے۔ میں بار بار کہوں گا کہ ہم کمیٹی والوں کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کریں کم ہے کیونکہ ان لوگوں نے واقعی اس بل پر محنت کی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ کمیٹی والے بھی محنت کر سکتے ہیں، ہمیں کام تو دو۔ یہ نہ ہو کہ ہمیں ایک بل دو اور کہوں کہ آدھے گھنٹے میں پاس کر دو جیسا کہ ہم نے لوکل گورنمنٹ کے ساتھ کیا ہے۔ ہم نے بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ اس کمیٹی نے ایک بہترین تجویز دی تھی انہوں نے کہا تھا کہ:

> The governing body shall consist of not less than 5 members out of whom at least 3 members shall be the Members of the Provincial Assembly of the Punjab belonging to the area in which the school is situated.

اس House کمیٹی نے اس House کو empower کیا تھا۔ انہوں نے اس House کو طاقت دی تھی اور میرے خیال میں جو معیار اس میں لکھا ہے کہ financial integrity ہو، ان کا

کردار اچھا ہو،reputationاچھی ہو، انہوں نے اس اسمبلی کے لوگوں پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کام کیا اورoriginallyجب حکومت نے یہproposeکیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ:

> The governing body shall comprise of the commissioner and DCO who shall withheld the governing body and ex-officio members from amongst public servants in the division or districts and private persons of sound moral and financial integrity enjoying unquestioned and non-controversial reputation and not having any conflict with the interest and aims of the school.

پہلے حکومت نے اس دانش سکول کے سارے معاملات ڈی سی اوز اور کمشنرز کے ہاتھ میں دیئے تھے۔Have solved to the Committeeانہوں نے کہا کہ نہیں، ہم ان اسمبلی کے لوگوں کو اس کے اندرinvolveکرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے یہ ترمیم پیش کی کہ اسمبلی کے لوگوں کو اس میں شامل کرو لیکن حکومت کو شاید اسمبلی کے لوگوں اور ایم پی ایز پر اعتماد نہیں ہے اور انہوں نے فوراً اسے اٹھا کر باہر پھینکتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے من پسند لوگ لگائیں گے۔ میری اپنے سب بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ اپنی عزت کی خاطر، آپ کہیں کہ ہم بھی اس معیار پر پورا اترتے ہیں اور جیسا کہ کمیٹی نے اسمبلی ہی کے ممبرز کوrecommendکر کے بھیجا ہے تو اس کے لئے ووٹ کریں۔ لاء منسٹر صاحب کی طرف نہ دیکھیں، مہربانی کر کے اپنے ذہن سے سوچیں اور بتائیں کہ کیا کمیٹی کا فیصلہ غلط ہے کہ اس اسمبلی کے لوگ اس کے ساتھ حصہ دار ہوں؟ کمیٹی نے ڈی سی اوز اور کمشنرز کو نکال کر اسمبلی کے ممبر لگائے اور لاء منسٹر صاحب نے پھر اسمبلی کے ممبران کو باہر نکال دیا۔ میری یہ چھوٹی چھوٹی گزارشات ہیں کہ اپنے دل سے سوچیں اور اگر آپ کو یہ بات صحیح لگے تو مہربانی اور ہمت کر کے اس کے خلاف ووٹ دیں۔

جناب سپیکر: جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی یہ بات ہو رہی ہے کہ:

They all are working for the pleasure of the Government. Since they are working for the pleasure of the Government

ہم ان سے کس طرح یہ expect کر سکتے ہیں کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے ضمیر کی آواز کو سن کر کوئی بھی کام کریں گے۔

جناب سپیکر! کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، انہیں فعال بنایا جاتا ہے لیکن جب ان کمیٹیوں کے ہر فیصلے کو overrule کر دیا جائے گا تو وہ کمیٹی جتنا مرضی اچھا کام کر لے، جتنی مرضی محنت کر لے، جو بھی inputs دے دے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اگر ہر چیز ایک ہی فرد واحد نے decide کرنی ہے تو پھر ان بے چاری کمیٹیوں کا کیا فائدہ؟ اگر کسی کو اعتراض نہ ہو اور لوگوں کی selection کو Chair nominate کرے تو ان کو Chair پر اعتماد ہے، نہ کمیٹی پر۔انہیں صرف اپنی ذات پر اعتماد ہے تو جسے Chair پر اعتماد نہیں ہے مجھے اس کی ذات پر اعتماد نہیں ہے۔ یہ جو پانچ لوگوں کو نامزد کیا جا رہا ہے یہ کسے pleasure دینے کے لئے کیا جا رہا ہے، یہ کس طرح سے ہو گا اور اگر اس معزز ایوان کے معزز اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ competent نہیں ہیں تو پھر وہ کون سا ڈی سی او اور بیوروکریٹ ہے جو ان سے زیادہ مقدس اور اہم ہے؟

جناب سپیکر! اس ترمیم پر ایک دفعہ غور کر لینا بہت ضروری ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ سیاستدان اس وقت ضرور واویلا مچاتا ہے جب کوئی بیوروکریٹ یا ایس پی اسے ملنے سے انکار کرتا ہے اور اس کی بات نہیں مانتا لیکن آج یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز اراکین کو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ supremacy of the Parliament اس چیز میں نہیں کہ ہم سیاستدان کے ہاتھ کاٹ کر سب کچھ بیوروکریٹ کے حوالے کر دیں، ہم اس Chair پر اعتماد نہ کریں، ہم اس کمیٹی پر اعتماد نہ کریں اور ان کے decision کو overrule کر دیں۔ یہ کس قسم کی جمہوریت ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی طرف سے لائی گئی اس ترمیم میں لکھا ہے کہ:

Possesses sound moral and financial integrity enjoy and unquestioned and non-controversial reputation and do not have any conflict of interest with the aims and objects of the school.

اب اس میں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ان 5/6 فرشتہ سیرت لوگوں کی certification کون کرے گا اور کون judgement کرے گا اور یہ اتھارٹی وہ فرشتے کہاں سے لائے گی؟ اس سے تو بہتر تھا کہ ان لوگوں کے نام لکھ دیئے جاتے کہ یہ پانچ لوگ ہیں جن کے بارے میں ہمیں سارا کچھ پتا ہے کہ یہ نام unquestionable ہیں جن پر دنیا کا کوئی بندہ سوال ہی نہیں اٹھا سکتا۔ یہ کس قسم کی in security ہے کہ جس کا اظہار اس سکول کو بنانے سے پہلے اس ترمیم میں کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پھر اس کے بعد ایک high cost سکول کے ایجنڈے ، کورس ، اس کی existing کے خلاف اور اس کے interest کے خلاف بڑا کچھ ہو گا۔ یہ presuppose کرتے ہوئے اسے قانون میں لکھ دیا گیا ہے کہ We will not have people کہ:

They have any conflict with the interest an aims of objective of the school

جناب سپیکر! کون سے aims and objectives ایسے ہیں کہ جن کے لئے انہیں ابھی سے ڈر پڑ گیا ہے اور اس کے اوپر قانون ہی لگا دیا ہے۔ پہلے بھی فرشتوں کو کہہ رہے ہیں کہ اللہ میاں ہر سکول اور ہر برانچ کی طرف فرشتے بھیجے۔ یہ اتنا high cost سکول ہے اور ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ انہیں کوئی جج نہ پوچھے۔ اچھا اگر ججوں نے بھی نہیں پوچھنا، کمشنروں نے بھی نہیں پوچھنا، ڈی سی اوز نے بھی نہیں پوچھنا اور ایم پی ایز نے بھی بیچ میں نہیں آنا تو اس پر check & balance کیا ہو گا؟ اس کا کہیں پر کوئی ذکر نہیں ہے، autonomy, autonomy, autonomy کی بات ہو رہی ہے۔ آخر وہ کون ایسے دانشمند ہیں، ان کی کتنی strength ہے، وہ کون ہیں insecure لوگ، کون ہیں وہ فرشتے جن کا ذکر اس clause میں لاء منسٹر نے amendment after thought کے طور پر ڈالی ہے۔ یہ ترمیم اس stage پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی بعد میں یہ ترمیم آ رہی ہے اور اسے اس وقت لانے کا

مطلب یہ ہے کہ ان فرشتوں کے نام نکال کر پہلے یہ بل تیار کیا گیا اور عین ٹائم پر ان فرشتوں کو بیچ میں ڈالنے اور انہیں secure کرنے کے لئے legislation تیار کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! دنیا میں کوئی بھی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جس میں check & balance کی فلاسفی نہ ہو۔ Democracy میں یہ کہا گیا ہے کہ:

Do not trust one man's absolute power, He cannot be interested in it.

آپ اس کو absolute power دے رہے ہیں لیکن اس پر کوئی check & balance نہیں دے رہے، اسے unquestionable بنا رہے ہیں اور اسے non-controversial بنا رہے ہیں۔ اسے فرشتہ سیرت کہنے کی demand کر کے ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ دانش سکول کے خلاف سوچنے کی وہ ہمت نہ کر سکے۔ میں کہتی ہوں کہ اس قسم کی بات سے یہ mala fide, malafide, malafide ہے اور جو بھی اسے یہاں پر pass کریں گے وہ اس چیز کے جواب دہ ہوں گے کہ کروڑوں، اربوں روپے کے بنائے ہوئے اس دانش سکول کی جواب دہی ایک ایک شخص کرے گا اس لئے کہ مجھے نہیں پتا کہ آج تک وہ کون unquestionable authority ہو گی جو کہے گی کہ یہ پانچ اشخاص اس علاقے کے unquestionably نیک لوگ ہیں اور یہ دانش سکول کو مٹانے کی جرأت نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جن شرفاء پر مبنی یہ authority بنائی جائے گی اور ان کی qualities ہونی چاہئیں تو ان پر تمام ممبران اسمبلی بھی پورے اترتے ہیں۔ یہ authority ان شرفاء پر مبنی بنا دی جائے گی جو enrollment 450 کرنے اور اتنے بڑے Centres of Excellence چلانے کے بعد اپنا تمام تر اثر ورسوخ اور پسند و ناپسند نبھانے کے بعد بورڈ آف گورنرز کو اپنے اختیارات منتقل کرے گی۔ اب اس بورڈ آف گورنرز کا بھی یہاں اس بل میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا سوائے اس کے کہ یہ authority پہلے 450 enrollment کر لے گی اور پھر اس کے بعد یہ authority اپنے اختیارات deliver کرے گی اور پھر یہ بھی نہیں پتا کہ

authority کے ممبران کو کسی طور پر تسلیم نہیں کیا جا رہا کہ اس میں کوئی ممبر پارلیمنٹ بھی اس categoryپر پورا اترتا ہے اس کا بھی شرفاء میں شمار ہوتا ہے کہ نہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اتنے بڑے قانون ساز ادارے کے معزز ممبران کی اس سے بڑی تضحیک اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان پر قطعاً اعتماد نہیں کیا جا رہا اور انہیں اس authority میں ڈالنے کے قابل ہی نہیں سمجھا جا رہا۔ یہ اس جمہوری دور میں اور معزز ممبران پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں amendment کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میرے بھائی legislation ہو رہی ہے اور اس میں آپ کا کام نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں بھی ایجوکیشن کمیٹی میں ممبر ہوں اور اس میں تھوڑی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! clause-7 کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب بیٹھ جائیں تو بہتر ہے اور مجھے پڑھنے دیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے خود اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے سمجھا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اس بل کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے پہلے بات کرتے، اب اس پر بات نہیں ہو سکتی اور آپ کا نام oppose کرنے والوں میں میرے پاس نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر: کمیٹی ممبر کے طور پر آپ ادھر بات کریں یا پہلے کہتے کہ میں نے اسے oppose کرنا ہے،اب نہیں۔

The amendment moved and the question is:

That in clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for sub-clause, the following be substituted:-

"(3) The governing body shall consist of five or more members who, in the opinion of the Authority, possess sound moral and financial integrity, enjoy an unquestioned and non-controversial reputation and do not have any conflict of interest with the aims and objects of the school."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That clause 7 of the Bill as amended do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 8-A

MR. SPEAKER: The addition of new clause 8-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr.

Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اب دیکھ لیں آپ کے سامنے ہے کہ یہ legislation ہو رہی ہے اور آپ کورم دیکھ لیں۔ ہمارے قانون دان اور ہمارے حکومتی بنچوں کے قابل احترام ممبران باہر بیٹھے کافی پی رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ دونوں میں سے کوئی ایک کام کریں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!"دانش"کا نام چل رہا ہے اور وہ باہر بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں اپنے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ یہ واپس آئے ہیں۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب آپamendment کے بارے میںrelevantہو جائیں۔

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

"That after clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 8-A be added:- "

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپinterruptنہ کریں اس وقتlegislationہو رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! دل میں چاہت ہوتی ہے اور اس میں رہنا حسن کی عادت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! خوشامد سے کام نہیں بنے گا۔ ان کوlegislationکے وقت Houseمیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: Carry on آپ جاری رکھیں، وہ پوچھنا میرا کام ہے۔

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT:

"8-A. Principal.- The Principal shall be an eminent scholar of national repute and an educationalist of distinction. The Search Committee shall select the Principal out of a panel of at least four persons who present themselves for this slot."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

That after clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 8-A be added:-

"8-A. Principal.- The Principal shall be an eminent scholar of national repute and an educationalist of distinction. The Search Committee shall select the

Principal out of a panel of at least four persons who present themselves for this slot."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) **:** Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: Now, it has been opposed.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بات تو بڑی important ہے اور اس سے پہلے رانا صاحب نے یہی بات کی تھی، conduct کی بات کی تھی، عزت دار کی بات کی تھی، مشہور کی بات کی تھی اور میں بھی یہی چاہ رہی تھی۔ اس amendment میں ہماری proposal یہی تھی کہ پرنسپل ایک عزت دار، ایک مشہور اور اپنے شعبہ میں مہارت رکھنے والا ہو۔ ہم تو یہی چاہتے تھے کہ وہ مایہ ناز ہو۔ ہم یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ دل پسند یا اپنی مرضی سے رکھا ہوا پرنسپل ہو یا کسی کا چہیتا ہو۔ اتنے بڑے سکول کو run کرنا ہے اور پرنسپل کے ہاتھ میں پورے سکول کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہم یہی چاہ رہے تھے کہ وہ ایسا پرنسپل ہو جو ماہر ہو، جو شعبہ تعلیم کا ماہر ہو اور چار افراد کی کمیٹی ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر select کرے۔ ہماری طرف سے proposal دینے کا مقصد تو یہی تھا کہ وہ عزت دار، اچھا اور تعلیم میں ماہر ہونا چاہئے۔ یہ دانش سکول کا اتنا بڑا پرنسپل بنایا جا رہا ہے ہماری نسلوں کا دار و مدار اس پر ہو گا۔ وہ پرنسپل اسی طرح کا ہونا چاہئے جس پر ایک ذمہ داری عائد کی جا رہی ہے اور وہ ذمہ داری بھرپور طریقے سے نبھا سکے۔ اس amendment میں ہماری proposal کا یہی مقصد تھا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے پورے بل کو بڑے غور سے پڑھا ہے لیکن کہیں پر بھی لفظ "پرنسپل" ماسوائے کلاز۔7 کی سب کلاز۔4 کے اور کہیں نہیں لکھا گیا۔ اس میں پرنسپل کو appoint کرنے کا کسی قسم کا کوئی procedure موجود نہ ہے۔ صرف ایک کلاز۔7 کی سب کلاز۔4 پر لکھا ہوا ہے کہ:

The Principal of school shall be the Secretary of the governing body of the school.

وہ پرنسپل آئے گا کہاں سے، یہ کہیں پر بھی نہیں لکھا کہ اس پرنسپل کو appoint کیسے کریں گے، وہ کون ہو گا، اس کی qualification کیا ہو گی اور وہ کن شرائط پر پورا اترے گا؟ لہذا جو انہوں نے یہ omission کی ہے اس کی وجہ سے ہم نے یہ amendment introduce کرائی ہے۔ اس پرنسپل کو ڈھونڈنے اور appoint کرنے کے لئے بھی ایک Search Committee کی سفارش کی گئی ہے۔ Search Committee اس کو compose کرے، وہ چار پانچ بندوں کا انٹرویو لے۔ یہ بتایا جائے کہ وہ پرنسپل آئے گا کہاں سے؟ اس سوال کا اس پورے بل میں کہیں بھی جواب نہیں دیا گیا۔ باقی بڑی باتیں کی گئی ہیں اور پرنسپل جس نے اس سکول کو چلانا ہے اس کو appoint کرنے کی، اس کو ڈھونڈنے کی اور اس کی qualification کی کوئی بھی specification اس بل میں موجود نہ ہے لہذا اس بل میں یہ ایک بہت بڑا lacuna ہے کہ جب گورننگ باڈی، انچارج، ٹیچنگ ٹریننگ پروگرام ہر چیز کی تو بڑی فکر کی گئی ہے لیکن وہ جو غریب بے چارہ head ہے، جس نے اونچی کرسی پر بیٹھنا ہے، جو اس پورے سکول کا انچارج ہو گا، اس کو appoint کرنے، search کرنے، اس سکالر کی کہیں پر بھی کوئی definition نہیں دی گئی۔ اب پتا نہیں کہ شاید جیب میں اس فرشتہ سیرت کا بھی نام ان لوگوں نے پہلے سے ہی رکھا ہوا ہے لہذا اپوزیشن کی طرف سے یہ amendment لائی گئی ہے کہ چار یا پانچ اشخاص کو search کیا جائے، اس کی eminent scholar اس کی qualification، اس کی ڈگریاں اور اس کا knowledge ہے کیونکہ جب آپ نے excellence لانی ہے تو آپ کو وہاں پر knowledgeable لوگ اور eminent scholars جن کی education کی national repute ہو، distinction والے educationists ہوں، ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ:

"The wrong people do the wrong thing."

آپ لوگ اپنے وہ کام غلط لوگوں سے کرواتے ہیں لہذا یہ قانون set down ہونا چاہئے کہ تعلیم کے ادارے ان پی ایچ ڈی اور سکالرز سے run کروائے جائیں، جن کی national repute ہو، جن کو تعلیم میں کوئی دلچسپی ہو، جنہوں نے کتابیں لکھی ہوں، جنہوں نے تعلیم میں فلسفے کئے ہوں لیکن یہاں پر ایک پرنسپل کو appoint کرنے کے لئے bother ہی نہیں کیا گیا کہ یہ پرنسپل آئے گا کہاں سے اور اسے کون ڈھونڈے گا؟ اس کو رکھنے والی اتھارٹی بھی ایک Search Committee ہونی

چاہئے اور اس کی national repute ہونی چاہئے تب یہ مانیں گے کہ اس بل کی نیت یہ ہے کہ نہ صرف سکول بنیں بلکہ وہ ایک excellent قیادت کے under چلیں جس میں استاد، جس میں وہ سارے students جو ساری زندگی صرف اور صرف student اگر کسی شخص کو اپنا بڑا مانتا ہے تو وہ پرنسپل کو idealize کرتا ہے۔ وہ شخص role model ہوتا ہے لیکن اس کو appoint کرنے کا کوئی طریقہ اس میں کیوں وضع نہیں کیا گیا؟ اس میں بے چارے پرنسپل کو پہلے ہی ایک clause یا sub-clause میں ایک دفعہ اس کا نام لکھ کر نکرے لگا دیا ہے۔ یہ نکرے لگانے والی اس پرنسپل کی جو فلاسفی ہے یہ main cause ہے کہ آج تک جو institutions کی downfall ہوئی ہے یا sustainability نہیں ہوئی ہے وہ efficient پرنسپل کے نہ ہونے پر ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ جو ممبرز ادھر بیٹھے ہیں وہ آپس میں ہی باتیں کر رہے ہیں۔ ادھر وزراء کی side پر دیکھ لیں، سعید الٰہی کو دیکھ لیں، ان کو دیکھ لیں کہ ان کو اس legislation کی یہ فکر ہے اور سینئر ممبرز کی طرف سے ابھی بھی وہاں پر ایک لمبی گفتگو چل رہی ہے۔ یہ ان کا ان سکولوں میں، ان پرنسپلوں میں، اس ایجوکیشن میں interest ہے، انہوں نے excellence کیا ہونا ہے؟ انہوں نے تو بس تھاپے پر ہاں، ہاں کر دینی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: میں محترمہ سے ایک گزارش کروں گا کہ آپ اس طرح کے comments نہ دیا کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باقی جگہ پر آپ remind کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: No، وہ میرا کام ہے، میں کس لئے یہاں بیٹھا ہوں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی point out کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ آپ کی توجہ اپنی طرف دلانا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز، شاہ صاحب! No، آپ کی مہربانی۔ (قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!.Back to serious business now اس میں ہم نے جو پرنسپل کے لئے کہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب!.I will not allow شاہ صاحب! آپ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!.Coming back to serious business اس میں ہم نے پرنسپل کے لئے اس لئے یہ چیز واضح کی ہے کہ اس بل کی کلاز (2) کے اندر ہر چیز کو define کیا گیا ہے، بتایا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریشن ہو گی، means a Principal of a school assisted by a head teacher and other staff اس کے بعد اتھارٹی بتائی گئی ہے کہ:

The Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority.

Centres of Excellence کو define کیا گیا ہے، Commissioner کو define کیا گیا ہے، جن چیزوں کا پہلے پتا ہے ان کو بھی define کیا گیا ہے، اگر اس پر یہ plea لی جائے کہ پرنسپل کا سب کو پتا ہے کہ کون ہوتا ہے تو اچھا قانون وہ ہوتا ہے جو define کرے۔ اس میں ہم نے Commissioner کا define کیا ہے کہ وہ کون ہے۔ اس میں ہم نے define کیا ہے کہ دانش سکول کیا ہے، ڈی سی او کیا ہے، ہم نے اس میں یہ کہا ہے کہ تحصیل کیا ہے، اس میں ہم نے کہا ہے کہ disable کس طرح ہے، ڈسٹرکٹ کیا ہے، governing body define کی ہے، یہاں تک کہ ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ گورنمنٹ کی مراد ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب۔ مطلب ہے کہ ہر چیز اس میں بتائی گئی ہے، ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ سکول کیا ہے تو پرنسپل کو کہیں بھی define نہیں کیا گیا تھا تو ہم نے اس لئے درمیان میں یہ چیز ڈالی ہے کہ یہ چیز واضح ہو کر آئے کہ پرنسپل کون ہو گا اور پرنسپل کو منتخب کرنے کا طریقہ کیا ہو گا؟ اس میں ہم نے کہا ہے کہ وہ جو سلیکٹ کمیٹی ہو گی بجائے اس کے کہ کسی کو بھی appoint کر دیا جائے، سلیکٹ کمیٹی چار ناموں میں سے اس کے سامنے جو present ہوں گے ان چار میں سے سلیکٹ کرے گی کیونکہ جو مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ ان دانش سکولوں کے ساتھ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ان سکولوں میں سے ہمارے future leaders نکلیں

تو ان لیڈرز کو groom کرنے کے لئے، ان کو guidance دینے کے لئے، ان کے کردار بنانے کے لئے جو آدمی ہم نے appoint کرنا ہے اس کا کیا معیار ہو اور کس طریقے کے ساتھ آئے تو قانون کے اندر ہمیں جو ایک کمی نظر آئی تھی ان بہت ساری کمیوں میں سے ایک کمی کی ہم نے اس طرح نشاندہی کی ہے۔ یہ ہماری ایک نہایت موزوں تجویز ہے اور میری آپ کے توسط سے اپنے بہن بھائیوں سے گزارش ہو گی کہ اس پر ہمارا ساتھ دیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اتنا بڑا ایک پراجیکٹ، سنٹر آف ایکسیلنس جس کو ہم ایچی سن کے مقابلے پر تیار کر رہے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑا تیار کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے تو اس کی 450 enrollments ہو گی، پھر تقریباً 350 ملین روپے سے یہ ادارہ قائم ہو گا، پھر 65 ملین روپے سالانہ اس کا خرچ ہو گا۔ اتنی huge investment اور اس کے بعد کم از کم پرنسپل کے ماتحت بچوں کے علاوہ ڈیڑھ سو سے دو سو تک عملہ بھی ہو گا۔ اس شخص کو تو بہت ہی یونیک اور سپیشل ہونا چاہئے۔ اس کے اندر administrative power and qualities ہونی چاہئیں، اسے proper decision maker ہونا چاہئے، اس کو تو ایک لاجواب قسم کا انسان ہونا چاہئے جس نے فرسٹ ٹائم ایک ادارے کی بنیاد رکھ کر اس کو چلانا ہے اور پھر اس کو بہت اونچائی تک لے کر جانا ہے۔ یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے کہ اس کے اندر سے بس آپ یہ چن لیں کہ بس، اس کے اندر یہ، یہ، یہ اچھائیاں ہوں اور برائیاں نہ ہوں، That's it اس کے علاوہ بھی جو administrative qualities ہوتی ہیں ان کا ہونا بہت ضروری ہے، اس سسٹم کو چلانے اور سنبھالنے کے لئے جب تک یہ qualities special نہ ہوں گی اس وقت تک وہ بندہ کس طریقے سے اتنے بڑے پراجیکٹ کو چلا سکے گا؟ میرا سوال یہی ہے کہ جو ایک سلیکٹ کمیٹی ہے، جو proper merit پر اترنے والے شخص کی choice کرے، اس کو ڈھونڈا جائے، اس کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ ایک لمبی exercise کی ضرورت ہے اور اس کا کہیں بھی اس بل میں ذکر نہیں ہے، اس بل میں، اس پورے پراجیکٹ میں سب سے جو اہم شخص ہے وہ پرنسپل ہے جس پر اس سارے کے سارے پراجیکٹ کا انحصار ہے۔ اس کی qualities کے لئے یہاں پر کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہماری تو صرف آپ سے یہ استدعا ہے کہ براہ مہربانی اتنی اہم چیز کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہرحال وزیر قانون صاحب

کے ہاتھ میں قلم بھی ہے اور ان کے پاس اختیارات بھی ہیں، وہ چاہیں تو جس چیز کو مرضی جس طریقے سے کر دیں لیکن اس پر ہم سب کی ایک humble request ہے کہ خاص طور پر پرنسپل کو اچھے طریقے سے یہاں پر define ہونا چاہئے تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! پرنسپل کی description جو دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ governing board کا سیکرٹری ہو گا تو میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ

جناب سپیکر: جی، یہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ہے، آپ نے اگر amendment پر بات کرنی ہے تو کریں اور صرف amendments پر بات کریں جو آپ لانا چاہ رہی ہیں۔ یہ questions hour نہیں ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں اس بات کی amendments لانا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر یہ ہے کہ پرنسپل governing board کا سیکرٹری ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پرنسپل کا کام نہیں کرے گا اور وہ کاغذ اور پنسلیں لے کر governing board کے پیچھے ادھر ادھر پھرتا رہے گا۔ پبلک سکول کا failure اس لئے ہوا تھا کہ پرنسپلز DCOs کے پیچھے بطور سیکرٹری پھرتے رہتے تھے اس لئے اس کی کوئی بھی definition نہیں دی گئی کہ یہ کتنا educated ہو گا کیونکہ اس کو ایک سیکرٹری بنانا ہے اس کو ایک پرنسپل بنانے کا تو کوئی ارادہ ہے ہی نہیں، اگر نیک نیتی سے پرنسپل بنانے کا ارادہ ہو پھر آپ دیکھتے ہیں کہ سب سے بہتر educationist کون ہے اور اس کو صحیح طریقہ سے کمیٹی choose کرتی ہے کہ ایک پرنسپل نے پورے سکول کو بنانا اور چلانا ہے اور یہ بالکل criminal چیز ہے کہ آپ ایک پرنسپل کو سیکرٹری کا درجہ دے رہے ہیں وہ صرف سیکرٹری کا کام کرے گا اور باقی سارا سکول اللہ کے حوالے ہو گا اور وہ خود ہی چلے گا۔ پرنسپل کی کوئی description، کوئی اس کی ایجوکیشن ، کوئی اس کی qualification نہیں دی گئی۔ کبھی یہ اپنے بچوں کو ایسے سکول میں بھیجیں گے جس کا پرنسپل ایک سیکرٹری بن کر پھر رہا ہے اور جس کی qualification ہی نہیں ہے۔ اپنے بچوں کو بھیجتے ہوئے تو ہم سب دیکھتے ہیں کہ اس کا پرنسپل کون ہے، اس کی کیا qualification ہے، کہاں سے پڑھ کر

آیا ہے، اس نے کیا کیا ہے اور وہ select کس طریقے سے ہوا ہے؟ تو یہ جو Schools of Excellence ہے کیونکہ یہاں پر بے چارے غریب کے بچے ہوں گے اس لئے ان کے پرنسپل پر کوئی نظر ثانی ہی نہیں ہے کہ کس قسم کا پرنسپل ہے؟ Provincial Assembly کو یہ legislation نہیں کرنی چاہئے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دانش سکول کی دانشمندانہ بات ہو رہی ہے تو پرنسپل تمام administrative issues، اس سکول کے تمام انتظامات جو ایجوکیشن سے related ہوتے ہیں ان کو look after کرے گا۔ پرنسپل نے کوئی time keeper کا کام نہیں کرنا ہے کہ کسی بھی پرنسپل کو سیکرٹری بنا کر لگا دیا جائے۔ سیکرٹری کا لفظ body Secretary of the governing اس سے مجھے تو یہ impression ملتا ہے کہ پرنسپل کے روپ میں، مزید ایک شاہی غلام بھرتی کر لیا جائے گا، جس کو چوبیس گھنٹے اپنی نوکری بچانے کی فکر لگی رہے گی۔ جب پیٹ کا سوال ہوتا ہے تو پھر انسان سب کچھ کرتا ہے۔ یہ پرنسپل ایک well defined Principal ہونا چاہئے جو اس سے related field کا ہو۔ آپ جب right person کو right جگہ پر depute نہیں کریں گے تو اس سے کس طرح کے results expect کئے جا سکتے ہیں؟ کل کو پرنسپل کی جگہ پر کسی ایسے بندے کو لگا دیا جائے گا جو میری طرح کا ہو گا اور وہ ایک prescription کو پڑھ کر decision اپنی فائل میں لکھ دے گا تو اس طرح ہم دانش سکول کھول کر جو excellence کا معیار قائم کرنا چاہ رہے ہیں جس کے لئے آج یہاں پر legislation ہو رہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ خود ہی گورنمنٹ اپنی چیزوں سے contradict کر رہی ہے کہیں پر Managing Director کو نکالنے کا طریقہ نہیں دیا ہوا، کہیں پر پرنسپل کو رکھنے کا طریقہ نہیں دیا ہوا کہ وہ کون ہو گا، وہ گوہر نایاب کہاں سے آئے گا جو یہاں پر پرنسپل بن کر بیٹھے گا، اس کو کون choose کرے گا اور وہ کون سی اتھارٹی ہے جو اس کو پرنسپل کے عہدے پر فائز کرے گی کیا وہ اتھارٹی محض ایک فرد واحد ہے؟

جناب سپیکر! چار یا پانچ لوگ جب کسی بندے کو scrutinize کرتے ہیں، کچھ لوگوں میں سے منتخب کرتے ہیں تو definitely اس میں کچھ qualities ہوتی ہیں، اس میں کچھ abilities ہوتی ہیں لیکن جب اس طرح کے lacunas رکھ دیئے جائیں گے اور تمام چیزیں hidden رکھ دی جائیں گی کہ جو

پرنسپل آئے گا میری طرح کے بندے کو جو، ان کی خوشنودی کے لئے کام کرے گا اس کو بٹھا دیا جائے گا تو پھر یہ دانش سکول نہیں چلے گا اس کا وہی حال ہو گا جس طرح باقی سرکاری سکولوں کا حشر ہو رہا ہے۔ وہاں پر بھی یہ دانش سکول اسی طرح سے deliver کرے گا اور دانش سکول کھولنا ہے تو دانشمندانہ طریقے سے کھولا جائے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں جو اپوزیشن point out کر رہی ہے یہ اس بل کی قانون سازی میں lacunas ہیں کل کو یہ چیزیں بہت بڑی تباہی کا باعث بنیں گی یہ سسٹم بھی collapse کر جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ہو گا۔ This is what which is going to be happen. اگر ہم ہر چیز کو یہ سوچ کر ignore کر دیں گے۔ Managing Director آپ نے رکھ لیا اس کو نکالنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے تو یہ کس قسم کی قانون سازی ہے؟ پرنسپل بنا دیا، کون بنائے گا، کس طرح منتخب ہو گا، کیا criteria ہو گا؟ No body knows یہ کس قسم کی قانون سازی ہے یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام Hon' able members ایک proper طریق کار کے مطابق منتخب ہو کر ان اسمبلیوں میں آتے ہیں۔ ڈاکٹر اپنی field سے related ایجوکیشن حاصل کرتا ہے، expertise لیتا ہے پھر جا کر کسی کا آپریشن کرتا ہے۔ ایک educationlist کو پتا ہے کہ اس نے سکول کا نظام کس طرح سے چلانا ہے ایک ڈاکٹر کو اگر یہاں پر پرنسپل کے طور پر بٹھا دیا جائے گا، ایک گریڈ 22 کے آفیسر کو اگر یہاں پر پرنسپل بنا کر بٹھا دیا جائے گا تو اس کو تو صرف نوکری کرنی آتی ہے، اس کو صرف چاپلوسی کرنی آتی ہے، اس کو سکول چلانا نہیں آتا تو یہ Centres of Excellence Daanish Schools and کو excellent نہیں بنا سکتا تو اس کو ضرور consider کریں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر کل کو یہ نظام collapse کرے گا تو اس کے ذمہ دار صرف Hon'able Law Minister صاحب نہیں ہوں گے یہاں treasury benches پر بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی، (ن) لیگ تمام جماعتوں کے Hon' able members اس کے responsible ہیں کیونکہ آج صرف وہ Hon' able Law Minister صاحب کی آواز کو لبیک کہنے کے لئے "Ayes" or "Noes" کر رہے ہیں، کوئی نہیں سن رہا کہ اس پر کیا بات ہو رہی ہے، جو interest ہے وہ آپ کے سامنے ہے لیکن کیا ہم اسی طرح سے قانون سازی کریں گے؟ یہ

اسمبلی کس قسم کے set precedents کر رہی ہے کہ ہر Bill کو bulldoze کر دیا جاتا ہے لہذا اس میں concentration کی ضرورت ہے۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز اراکین بھائیوں اور بہنوں تقریباً سب ہی نے اس amendment پر بات کی ہے لیکن میں قطعی طور پر یہ سمجھ سکتا ہوں اور نہ سوچ سکتا ہوں کہ یہ اتنی عام فہم سی بات کو سمجھ نہیں پا رہے۔ کسی یونیورسٹی کے ایکٹ میں کسی جگہ پر بھی پروفیسر زیا ان کے heads کی qualification لکھی نہیں گئی۔ باقاعدہ service rules بنتے ہیں اور اس میں یہ ساری چیزیں درج ہوتی ہیں۔ جہاں تک یہ کمیٹی کی بات کر رہے ہیں تو وہ پانچ یا اس سے زیادہ آدمی جن کی amendment ہم نے پہلے دی ہے اور جب ان کے متعلق ہم نے کہا کہ ان کی integrity اور ان کی unquestioned reputation ہو گی تو اس پر انہوں نے اعتراض کیا کہ یہ آپ کہاں سے لائیں گے، کیسے لائیں گے اور کدھر سے لائیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری بات ان کی سمجھ میں ہے صرف معاملہ وہی ہے جیسے ایک بات ہے کہ کوئی دو آدمی سفر کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی، میں لاہور میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا آپ کہاں رہتے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں بھی لاہور میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کس محلے میں رہتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں گلبرگ میں رہتا ہوں۔ دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ کہاں رہتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں بھی گلبرگ میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ جی، آپ کے مکان کا نمبر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے مکان کا نمبر 51 ہے۔ اس نے کہا میرے بھی مکان کا نمبر 51 ہے تو جو آدمی ساتھ بیٹھا تھا اس نے کہا کہ بھئی آپ ایک ہی مکان، ایک ہی محلے، ایک ہی شہر میں رہتے ہیں تو آپ ایک دوسرے کو کیوں پوچھ رہے تھے؟ اس نے کہا کہ جی، ہم تو وقت گزار رہے تھے تاکہ سفر صحیح طریقے سے کٹ جائے تو میرے بھائی بھی یہی کر رہے ہیں باقی ہر چیز کی ان کو سمجھ ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی۔

DR. SAMIA AMJAD: Sir, it is very disappointing.

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

The amendment moved and the question is:

That after clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 8-A be added:-

"**8-A. PRINCIPAL.** The Principal shall be an eminent scholar of national repute and an educationalist of distinction. The Search Committee shall select the Principal out of a panel of at least four persons who present themselves for this slot. "

(The motion was lost)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 9-A

MR. SPEAKER: Now, the addition of new Clause 9-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat,

Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That after clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 9-A be added:-
>
> **"9-A.- DAANISH SCHOOLS OF EXCELLENCE OPEN TO ALL PERSONS.-** No person shall be denied admission or privileges of the Daanish Schools and Centre of Excellence on the basis of sex, caste, colour, creed, class, race, religion or status as provided in the Constitution.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That after clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 9-A be added:-
>
> **"9-A.- DAANISH SCHOOLS OF EXCELLENCE OPEN TO ALL PERSONS.** No person shall be denied admission or privileges of the Daanish Schools and Centres of Excellence on the basis of sex, caste, colour, creed, class, race, religion or status as provided in the Constitution.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

جناب سپیکر: سٹارٹ کون لیں گے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ بہت ہی important clause ہے اور اس کو شامل کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ جن بچوں نے اس Centres of Excellence سے مستفید ہونا ہے ان کے

لئے بلا امتیازadmissionہونا چاہئے، رنگ و نسل سے بالا تر ہو کر سوچنا چاہئے، قوم یا مذہب کی بنیاد پر داخلہ نہیں ہونا چاہئے اور تمام لوگوں کو برابر موقع ملنا چاہئے۔پاکستان کا آئین جو کہتا ہے اس کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: یہاں آپ یہ لفظ بھی لکھ دیتے تو بہتر ہوتا۔ آپ نے اس میں پاکستان کا لفظ لکھا نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آئین پورے پاکستان کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس میں لکھنا چاہئے تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آئین لکھا ہوا ہے۔ آئین کا مطلب ہے پاکستان کا آئین۔

جناب سپیکر: چلیں آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس میں ایک ایسی کلاز کا ذکر کیا گیا ہے جس میں غریب بچوں کی بات کی گئی ہے میں آپ کو وہ کلاز پڑھ دیتی ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

> The governing body of Daanish School shall admit students on ten percent seats who shall pay the fee and other expense as may be determined by the governing body.

جناب والا! اس میں بھی یہ شق شامل کر دی گئی ہے کہelite classپیسے دے کر بھی تعلیم حاصل کر سکتی ہے اس کے لئے تو ایچی سن بھی موجود ہے اور اس قسم کے بے تحاشا سکول موجود ہیں۔ ان کے ایڈمشن کے لئے تو آپ نے کہہ دیا کہ90فیصد ان بچوں کو داخلہ ملے گا جو فیس ادا نہیں کر سکتے۔ پھر بھی یہاں پر لکھ دیا گیا ہے کہ 10فیصد ایسے بچوں کو داخلہ دیں گے جو پیسے دے کر اپنے اخراجات

ادا کرنے کے قابل ہوں گے تو اس سے ایک بہت بڑی تفریق شروع ہو جائے گی۔ ہر وہ شخص اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے گا جو پیسے دینے کے قابل ہو گا وہ یہ کوشش کرے گا کہ اس کا بچہ deserve کرتا ہے یا نہیں کرتا، میرٹ پر پورا اترتا ہے یا نہیں اترتا۔ اس کی کوشش ہو گی کہ اس شق کا فائدہ

اٹھاتے ہوئے وہ اپنے بچوں کو ان دس فیصد کے اندر کسی طریقے سے داخل کر دے۔ اس سے اس نظریہ اور سوچ کی نفی نہیں ہو رہی، مقصد کیا ہے؟ اتناhugeخرچہ جو کیا جارہا ہے، جن بچوں کے لئے خرچہ کیا جارہا ہے، جس کلاس کے لئے خرچہ کیا جارہا ہے کیا اس سے اس کلاس کو اس کا حق مل جائے گا۔ یہ جو دس فیصد کی شق بیچ میں شامل کی گئی ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایک بہت بڑی ناانصافی ہو گی۔ جو لوگafford کر سکتے ہیں وہ ایچی سن میں بھی جارہے ہیں، وہ گرائمر سکول میں بھی جارہے ہیں اور وہ امریکن سکول میں بھی جارہے ہیں۔ یہ ایک لمبی لائن ہے ان کے لئے کہیں پر بھی راستے بند نہیں ہیں، وہ لوگ ملک سے باہر بھی جا کر پڑھ رہے ہیں، ملک کے اندر بھی پڑھ رہے ہیں اور ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جس کلاس کو یہاںtarget کیا گیا تھا اور یہ جو دس فیصد کی یہاں پر شرط لگا دی گئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ اس سے کلاس کے خلاف بہت زیادہ راستے کھل جائیں گے۔ کل کو کہا جائے گا کہ دس فیصد کو بڑھا دیا جائے کیونکہ اتنا بڑاhuge projectہے اس کے لئے 350 ملین روپے ہم نے نکالے ہیں اور 65 ملین روپے ہمیں سالانہ اور چاہئیں۔ چونکہ اتنے پیسے گورنمنٹ کے پاس نہیں ہیں تو کل کو ایکpandora box کھل جائے گا، کل کو اس میںamendment لے آئیں گے کہ چونکہ یہ بچے پیسے دے سکتے ہیں اس کو پندرہ فیصد کر دیں اب ان بچوں کی تعداد بیس فیصد کر دیں۔ اس سے پھر یہ ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا اور یہ سلسلہ 90 فیصد تک جا سکتا ہے۔ جب ان کی یہ تعداد 90 فیصد تک پوری ہو جائے گی اور جو نہیںpay کر سکتے ہوں گے ان کا حق مارا جائے گا۔ ان بچوں کا حق ایک اور طریقے سے بھی مارا جائے گا کہ ان کے گھر والوں کی خواہش ہو گی کہ یہ سکول ان کیrangeمیں بھی ہے اور میرا بچہ جا بھی سکتا ہے تو پھر وہ خواہ اپنا زیور بیچے یا کپڑا بیچے کچھ بھی کرے ان کی کوشش ہو گی کہ ہمارا بچہ بھی یہاں پرpay کر کے داخل تو ہو جائے۔ اگر ایسا ہی کرنا تھا توfinance self کا سلسلہ پھر کیوںcondemn کیا گیا تھا اس کو بھی پھر ہر طرف جاری و ساری کریں۔

جناب والا! سب سے اہم بات بچوں کے داخلے سے متعلق ہے اور اس پر جو10 فیصد کی قدغن لگائی گئی ہے میں پُر زور احتجاج بھی کرتی ہوں اور آپ سے التماس بھی کرتی ہوں کہ خدارا اس شق کو ختم کر دیں کیونکہ یہ ایک بیچ میں لڑائی کا باعث بن جائے گی اور ان علاقوں میں ایک نئی جنگ چھڑ جائے گی جہاں یہ سکول بنائے جائیں گے۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ

چیتے کا جگر چاہئے شاہین کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنی دانش و فرہنگ

جناب سپیکر: جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ جو کلاز۔9 ہے۔admission to Daanish School میں نے اس سلسلے میں ڈکشنری کا بڑا مطالعہ کیا صبح سے میں ڈھونڈ رہا تھا کہ مجھے کہیں دانش مل جائے، کیونکہ انگریزی میں legislation ہے تو I thought کہ It would be proper کہ میں دانش کا ان کو پہلے مطلب بتادوں۔ وزیر قانون صاحب مجھ سے بہتر انگریزی سمجھتے ہوں گے۔ ڈبل اے سے تو دانش مجھے ملا نہیں سنگل اے سے بھی شاید اس کو دانش پڑھا جائے اور اس کا مطلب ہے۔

relating to Denmark and its people and language .

Scandinavian language spoken in Denmark.

جناب! مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ یہ لکھا ہوا کیا ہے؟ اس کے آگے لکھا ہے کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اگر آپ کو سمجھ ہی نہیں آئی تو amendment کیا کریں گے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں اس کے اندر لکھا ہے کہ Daanish blue میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پڑھی نہیں جاتی۔. This is no way

MR. SHER ALI KHAN: There are only three words in this dictionary.

جناب سپیکر: نہیں، نہیں اور کوئی word؟

MR. SHER ALI KHAN: There are only three words in this dictionary that are similar.

جناب! یہ آکسفورڈ کی ڈکشنری ہے اور یہ میں نے نہیں لکھی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ان کو پڑھنے دیں میں سن رہا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! انگریزی کے تین الفاظ اس ڈکشنری میں مجھے similar ملے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں نے اس سے relevant بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نہیں بول سکتے۔کیا کر رہے ہیں آپ؟

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ جو تیسرا لفظ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ فرمائیں! چودھری صاحب! آپ relevant ہو جائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! کیا یہاں پر دانش لکھا ہوا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، دانش لکھا ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! اس ترمیم میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ دانش کس کو کہتے ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ دانش کسے کہتے ہیں؟ انگلش کی ڈکشنری میں مجھے "دانش" کا لفظ دکھا دیں۔جو یہاں پر دانش ہے وہ میں نے تین بتا دیئے ہیں تیسرا ہے pastry Daanish

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ان کو اردو کی ڈکشنری دی جائے۔

جناب شیر علی خان: یہ قانون سازی انگریزی میں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں بتاتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔میں ڈکشنری سے پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں اس میں لکھا ہے کہ:

Daanish pastry a cake…

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! اس طرح تو House کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا ہی ٹائم ہے۔

MR SHER ALI KHAN: Daanish pastry, a cake of sweetened yeast pastry.

اس کا مطلب ہے کہ رانا صاحب جو سکول propose کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ:

cake of sweetened yeast pastry with poppings and filling of icing fruits and nuts.

یہ ڈکشنری میں لکھا ہے۔

جناب سپیکر: شیر خان صاحب! یہ پڑھ آپ رہے ہیں لیکن یقین جانئے شرم مجھے آ رہی ہے۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے۔یہ آپ کے House کا ٹائم ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس طرح اس سکول کا پرنسپل define نہیں کیا گیا۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہمارے سکول کے پرنسپل آپ ہیں۔ گزارش ہے کہ آپ کو شرم نہیں آنی چاہئے بلکہ جس نے یہ legislation لکھی ہے شرم اسے آنی چاہئے کہ اس نے اردو کا لفظ انگریزی کی legislation میں لکھ دیا۔ مجھے انگریزی کی ڈکشنری میں یہ لفظ ڈھونڈ دیں تو ہم یہ amendment لاتے ہی نہ۔

جناب سپیکر: انہوں نے انگریزی کے حساب سے نہیں لکھا۔

جناب شیر علی خان: یہ انگلش کی legislation ہے۔

جناب سپیکر: آپ انگلش میں اپنے نام کو کیا لکھیں گے؟

جناب شیر علی خان: جس کا جو نام ہے انگلش میں بھی وہی ہو گا۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ دانش کسی کا نام ہے، یہ کسی شخص کا نام ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please order in the House.

دیکھیں میری بات سنیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ نے جو بات کی ہے میں اس سے agree کرتا ہوں کہ میرے نام کو انگریزی میں بھی شیر علی خان لکھا جائے گا۔تو کیا یہ کسی شخص کا نام ہے؟ اگر دانش کسی شخص کا نام ہے تو پھر ثمینہ نے جو بات کی تھی وہ سچ ہے۔یہ سچ ہے کہ یہ کسی کے نام پر رکھا گیا ہے۔یہ وہ دانش نہیں ہے جو دانشوروں کی بات کی جاتی ہے۔میں یہی تو prove کر رہا تھا اور آپ نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ یہ کسی کے نام پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پلیز مجھے بات کرنے دیں۔میں بتاتا ہوں۔محترمہ آپ تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ جو اردو کہہ رہے ہیں اصل میں وہ لفظ اردو کا بھی نہیں ہے۔دانستًا جاننا دانش مضارع۔پلیز آپ اپنی amendment پر بات کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔آپ نے جو بات کی ہے میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی

جناب شیر علی خان: میں نے جو point prove کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت اچھا، بہت اچھا۔شاباش۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے جو amendment دی ہے اس میں ہے کہ:

> No person shall be denied admission or privileges of the Daanish School and Centres of Excellence on the basis of sex, caste, colour and creed. People know more English than me I am sorry but caste, race religion or status as provided in the Constitution.

جب آئین discrimination کی اجازت نہیں دیتا تو اس کے admission میں بھی کوئی discrimination نہیں ہونی چاہئے۔

MR. SPEAKER: Good.

جناب شیر علی خان: ہم نے اس میں صرف یہیamendment propose کی ہے۔ میں سارا سیکشن نہیں پڑھتا چونکہ اس سے بہت زیادہ ٹائمwaste ہو گا اس لئے میںrelevant رہوں گا۔

> The governing body of Daanish School shall admit students on ten percent seats who shall pay the fee and other expenses as may be determined by the governing body.

جناب سپیکر: یہ بات ہو چکی ہے۔اب repetitionہو جائے گی۔

جناب شیر علی خان: میں اور بات کرنا چاہتا ہوں یہ تو صرف میں نے پڑھا ہے۔ میں نے یہ پڑھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ governing body فیسdetermine کرے گی اور 10 فیصد سٹوڈنٹس وہ فیس دیں گے۔ یہdiscrimination ہے اور آئین میںcaste, creed کی discrimination ختم کی گئی ہے۔ میری ترمیم کا مقصد بھی یہی ہے کہ جس کو بھی داخلہ ملے اس میں کوئیdiscrimination نہیں ہونی چاہئے۔انہوں نےgoverning body کو اتنا اختیار دے دیا ہے کہ وہ جس کا چاہیں گے داخلہ کریں گے ۔اس میں لکھا ہے کہ:

> Most deprived and marginalized students if total combined loss income of the members of the household of the students does not exceed six thousand rupees per month and any other amount as may be notified by the authority and the students in order of precedent falls in either of the following categories.

پھر اس کیdefinition کی گئی ہے میں وہ ساریdefinition نہیں پڑھتا۔ میری گزارش ہے کہ discrimination نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ basically ہمارے آئین پاکستان کی روح کے خلاف ہے۔ داخلہ دیتے ہوئے ان چیزوں کوdetermine نہیں کرنا چاہئےEverybody should be given admission. چاہے وہ کسیclass/creed سے تعلق رکھتا ہو۔اس میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ یہ فیس دے سکتا ہے یا نہیں۔کل رانا صاحب نے ادھرon the floor of the House یہ بات کی تھی کہ اس کے پیچھے ہمارا فلسفہ یہ ہے کہ جس طرح مدارس میں لوگوں کوfree education ملتی ہے ہم اس کا

alternate لانا چاہ رہے ہیں۔اگر وہ اس کا alternate لا رہے ہیں تو میرے خیال میں مدارس میں بچوں سے کوئی فیس نہیں لی جاتی بلکہ مفت تعلیم دی جاتی ہے اور boarding lodging بھی free ہوتی ہے۔اگر اس concept کے تحت یہ سسٹم لانا چاہ رہے ہیں پھر یہ فیس discrimination ہے۔اگر یہ اس کا alternate لا رہے ہیں تو پھر انہیں اس کے اندر یہ تفرقہ ختم کر دینا چاہئے۔شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آئین پاکستان یہ بتاتا ہے کہ کسی کے ساتھ بھی discrimination نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سینئر کو پہلے موقع ملنا چاہئے اور ان کا نام بھی آپ سے پہلے ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، میرا نام پہلے ہے لیکن کوئی بات نہیں ہے وہ پہلے بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ دونوں twin ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چلیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کسی کے ساتھ بھی discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ یہ آئین بھی کہتا ہے اور قانون بھی یہی ہونا چاہئے کہ سب کے لئے ایک جیسے rules ہونے چاہئیں لیکن آج یہاں پر ایک important issue discuss ہو رہا ہے اتنی اہم بات ہو رہی ہے لیکن کل کی اس سیر حاصل گفتگو کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ہمارے آئین پاکستان، اسلامی جمہوریہ پاکستان، قوانین پاکستان سب کو hutch pouch کر کے رکھ دیا گیا ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اگر آپ international standard کے مطابق دیکھیں تو language international انگریزی ہے لیکن آج مجھے پتا چلا ہے کہ یہ قانون سازی فارسی میں ہو رہی ہے۔یہ کس قسم کا قانون ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے قواعد وضوابط کے مطابق ہو رہی ہے لہذا اس میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی جناب نے ہماری correction فرمائی تھی کہ انگلش میں تو دیکھ لیا کہ دانش نہیں ہے۔ جب بھی کوئی قانون سازی کرتا ہے definitely ہم international standard کو بھی check کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے قواعد وضوابط میں اسی طرح ہے جیسے وہ لا رہے ہیں اس میں اور کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: بے شک قواعد وضوابط میں اسی طرح ہے جیسے وہ لا رہے ہیں چونکہ وہ جو کرتے ہیں وہ حرف اول اور حرف آخر ہوتا ہے۔ میں اس سے agree کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ انہوں نے نہیں بنایا بلکہ پہلے کا بنا ہوا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ پہلے کس نے بنایا تھا کہ جس کو یہ بھی پتا نہیں ہے کہ قانون سازی اردو میں کرنی ہے یا کہ انگریزی میں کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بُرا بھلا نہ کہیں۔ وہ ہمارے بڑے تھے، آپ کے بھی بڑے تھے اور انھوں نے یہ بنایا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن ہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہم اپنے گھر اور بچوں کو ignore کر کے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب اسے کوئی internationally website پر دیکھے گا تو ضرور کہے گا کہ یہ کس قسم کے قوانین بن رہے ہیں؟ اگر ہم اس طرح کے قوانین بنائیں گے تو پھر امریکہ میں بیٹھا ہوا بندہ جب یہ پڑھے گا کہ "Sasti Roti" تو اس کو کیا سمجھ آئے گی؟

جناب سپیکر: آپ اس amendment پر آئیں۔ اگر آپ اس کے علاوہ کوئی بات کریں گی تو پھر میں نہیں سنوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لفظ "Daanish" اس amendment کا حصہ ہے کیونکہ آج دانش ہی کی بات ہو رہی ہے، دانش سکولز کی بات ہو رہی ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی کے ساتھ

discrimination کسی بھی بنیاد پر نہیں ہونی چاہئے۔ جیسا کہ ان سکولوں میں 10 فیصد کی قدغن لگا دی گئی ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس نے فارسی سیکھنی ہے وہ آ سکتا ہے باقی سب کے لئے no admission۔اس طرح سے تو یہ discrimination ہو گی۔ آج جو چیز point out ہوئی ہے یہ بہت اہم ہے۔ شاید اس سے پہلے اس طرف کسی نے توجہ ہی نہیں دی۔ قوانین بنانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اس کی روح کو مکمل طور پر check کریں۔اس Bill میں ہماری سوسائٹی کے ایک اہم segment خواجہ سراؤں کو بالکل ignore کیا گیا ہے جبکہ سپریم کورٹ یہ کہتی ہے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی discrimination نہیں کی جائے گی۔ ان کو بھی وہی حقوق دیئے جائیں گے جو کہ as a human being سب کو ملتے ہیں تو اس Bill میں ان کے بارے میں کوئی وضاحت موجود نہیں ہے کہ ان کا کیا ہو گا اور کیا وہ لوگ کبھی تعلیم یافتہ ہو سکیں گے؟

جناب سپیکر: کیا یہ خواجہ سرا اس amendment میں شامل ہیں۔ آپ کی طرف سے جو ترمیم دی گئی ہے کیا یہ اس میں شامل ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جی، بالکل۔ میں یہ بات on record لانا چاہتی ہوں کہ وہ بھی segment of the society ہیں۔ ہماری سوسائٹی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ سپریم کورٹ ان کے بارے میں اپنا فیصلہ دے چکی ہے کہ ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی کوئی discrimination نہیں کی جائے گی تو میرا یہاں پر بات کرنے کا مقصد یہی ہے کہ میں جناب کی وساطت سے یہ بات on record لانا چاہتی ہوں کہ قوانین کو بناتے وقت تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا جائے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ابھی میری بہن سیمل کامران نے خواجہ سراؤں کے حوالے سے بات کی ہے۔ ہماری اس ترمیم میں ان کا نام لے کر ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس میں لکھا ہے کہ:

> "No person shall be denied admission or privileges of the Daanish Schools and Centres of Excellence on the basis of sex, caste, colour, creed…

اس کا مطلب یہی ہوا کہ اس amendment میں ہم یہ تجویز دے رہے ہیں کہ اگر وہاں پر کوئی خواجہ سرا آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو اس دانش سکول میں داخل کیا جائے جو سکول چیف سیکرٹری صاحب کے بیٹے کے نام سے ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خواجہ سراؤں کے تو بچے نہیں ہوتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ خواجہ سرا کے بچے نہیں ہوتے لیکن سپریم کورٹ نے ان کو تمام حقوق دینے کا فیصلہ دیا ہے، اگر وہ اپنے ساتھ بچے لے کر آتے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ جب میں House میں یہ بات کروں گی تو یہی سوال اٹھایا جائے گا۔ جتنا ان کو معلوم ہے، مجھے بھی معلوم ہے کہ خواجہ سراؤں کے بچے نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہ کسی کا بچہ لے کر adopt کر لیتے ہیں اور وہ اسے داخل کروانے کے لئے آجاتے ہیں تو پھر؟ سپریم کورٹ نے ان کو تمام حقوق دے دیئے ہیں۔ تو اگر وہ اپنے ساتھ adopted بچے لے کر آتے ہیں تو پھر ان کو بھی اتنی اہمیت دیں جتنی کہ کسی امیر کبیر یا غریب ترین خاندان کے بچے کو دی جاتی ہے تاکہ سپریم کورٹ نے خواجہ سراؤں کے حقوق کے لئے جو فیصلہ دیا ہے وہ پامال نہ ہونے پائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں چند جملوں میں یہ بتانا چاہوں گی کہ جس طرح ایک والد اپنی اولاد کے لئے شفیق ہوتا ہے اسی طرح حکومتوں کا کردار بھی شفیق باپ جیسا ہوتا ہے۔ حکومت کا سلوک سب کے ساتھ ایک جیسا ہونا چاہئے۔ حکومت کے لئے عوام کے تمام بچے ایک جیسے ہیں۔ خدارا اس طرح کی discrimination نہ کی جائے کہ کچھ لوگوں کے بچے ٹوٹاٹ میں بیٹھ کر پڑھیں اور کچھ لوگوں کے بچے ایئر کنڈیشنڈ سکولوں میں پڑھیں۔ ہمارے معاشرے میں already طبقاتی کشمکش بہت زیادہ ہے اس کو مزید نہ بڑھایا جائے۔ سابقہ دور حکومت میں تمام سکولوں کے بچوں کے لئے کتابیں مفت مہیا کی گئی تھیں۔ کسی ایک سکول کے لئے ایسا نہیں کیا گیا۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب کو میں آج خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس discrimination system کو ختم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ !کیا یہ باتیں آپ کی amendment سے related ہیں؟ Please be relevant.

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!اُس وقت جب اس صوبے کے اندر"پڑھا لکھا پنجاب"کا system قائم کیا گیا تو کسی ایک بندے یا سکول کے لئے کتابیں مفت نہیں دی گئی تھیں بلکہ صوبے کے تمام سکولوں اور تمام بچوں کے لئے مفت کتابیں مہیا کی گئی تھیں۔جب اساتذہ کی مراعات کی بات آئی تو تمام اساتذہ کی مراعات پر غور کیا گیا۔یہ مناسب نہیں کہ دانش سکول کے اساتذہ کی مراعات کچھ اور ہوں اور ایک سرکاری سکول کے اساتذہ یا ملازمین کی مراعات کچھ اور ہوں تو یہ کس قسم کا system لے کر آرہے ہیں؟ہماری اس سوسائٹی کے اندر تو already بہت سے differences ہیں جس کی وجہ سے لوگ احساس محرومی کا شکار ہیں اور اب یہ موجودہ حکومت اس احساس محرومی میں مزید اضافے کا باعث بن رہی ہے۔اسی احساس محرومی کی وجہ سے لوگ مجرم اور ڈاکو بن رہے ہیں کیونکہ لوگوں میں احساس کمتری بڑھتا جارہا ہے اور اس کا موجب ہماری حکومت ہے۔میری ان سے گزارش ہے کہ مہربانی کریں اور اس طرح کا system لے کر نہ آئیں کہ جس کی وجہ سے لوگوں میں complexes پیدا ہوں اور معاشرے میں احساس محرومی کی وجہ سے لوگ مجرم بننا شروع کر دیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بہت مختصر سی بات ہے۔آئین پاکستان یہ بات واضح کرتا ہے کہ کسی کے ساتھ کسی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہو سکتی۔ہم نے صرف یہ کہا ہے کہ اس کے اندر یہ clause رکھ کر constitutional requirement کو پورا کیا جائے اور کسی بھی قسم کی discrimination کو ختم کیا جائے۔ہماری صرف مختصر سی بات ہے اور یہ بالکل آئین اور قانون کی روح کے مطابق ہے۔اس کو incorporate کر لینے سے بہتر قانون سازی ہو سکے گی۔شکریہ

جناب سپیکر: چلیں،House سے پوچھ لیتے ہیں،سب سے پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جی،بالکل پوچھیں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر:جناب سپیکر!اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس Bill کی clause-9(3) کی sub-clauses (a),(b),(c)and(d) کے بارے میں تھوڑا سا point out کرنا چاہتی ہوں۔

ہماری طرف سے یہ amendment دی گئی ہے کہ discrimination نہ رکھی جائے۔اب یہاں clause-9(3) کی sub-clause(b) میں کہا گیا ہے کہ "he is orphan and living with his mother". یعنی اس کو تو ہم admission دے دیں گے لیکن اگر اس کا باپ زندہ ہے اور ماں مر گئی ہے تو اس کو ہم admission نہیں دیں گے۔آگے اسی clause کی sub-clause(c) میں لکھا ہوا ہے کہ "his parents are illiterate" تو پھر اس کو admission ملے گا لیکن اگر والدین میں سے کوئی ایک الف،ب اور،پ جانتا ہے تو اس کو ہم داخلہ نہیں دیں گے۔پھر آگے لکھا ہوا ہے کہ اگر وہ سکول کا dropout ہے اور اس کے دونوں parents illiterate ہیں تو اس کو داخلہ ملے گا لیکن اگر والدین میں سے ایک الف،ب اور پ لکھنا جانتا ہے تو اس کو ہم admission نہیں دیں گے۔اتنی severe discrimination کو detail میں جا کر،ایک ایک point کو یہاں پر لکھنا حیرت انگیز ہے۔پھر اگلے point(c) میں آرہا ہے کہ اگر اس کے دونوں parents illiterate ہوں،parents کے پاس کوئی بھی immovable property نہ ہو اور ان کی fix job نہ ہو تو اس کو admission دیں گے اور اگر ان میں سے ایک parent literate ہو تو اس کو admission نہیں دیں گے۔مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ ساری clauses یہاں پر ڈالنے کا کیا مقصد ہے،کیا یہ بتانے کے لئے کہ ہم ڈٹ کر discrimination کریں گے؟ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ discrimination نہ کی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: کوئی اور معزز ممبر بات کرنا چاہتا ہے،چیمہ صاحب!آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جی،نہیں۔

جناب سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس طرح سے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اپوزیشن کے دوستوں نے اپنا ٹائم لیا ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آئین میں جن چیزوں کی discrimination deny کی

گئی ہے اور جو چیزیںgranted کی گئی ہیں ان کا کسی اور legislation میں لانا قطعی طور پر اس لئے ضروری نہیں ہے کہ Constitution ہر جگہ پر قابل عمل ہے اورlegislation کی کوئی بھی clause Constitution کیin violation ہے تووہvoid ہے اس لئے یہ جسdiscrimination کی بات کر رہے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ تمام حقوق آئین کے تحتgranted ہیں اور جہاں تک شیر علی خان نے بات کی ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہdictionary میں سے ''SHER'' کے بھی معنی ڈھونڈ لیں اور پھر کسی روز بتائیں کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ محروم طبقوں کو زیادہ سے زیادہaccommodate کیا جائے تا کہ وہ محروم نہ رہیں اور یہاں پر پھر ایسے لوگوں کا غلبہ نہ ہو جائے کہ جو لوگ ہر چیز کو خرید سکتے ہیں، جو علاج خرید سکتے ہیں اور تعلیم خرید سکتے ہیں اس لئے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ محروم طبقوں کیsafety ہو سکے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That after clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 9-A be added:-

"9-A.- Daanish Schools of Excellence open to all persons.- No person shall be denied admission or privileges of the Daanish Schools and Centres of Excellence on the basis of sex, caste, colour, creed, class, race, religion or status as provided in the Constitution.''

(The motion was lost)

ADDITION OF NEW CLAUSE 9-AA

MR. SPEAKER: Now, the addition of new clause 9-AA. The amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr.

Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That in clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, after new clause 9-A, the following new clause 9-AA be added:-
>
> "9-AA.- Except otherwise provided, no officer, official or other employee of the authority holding a permanent post shall be dismissed or removed from service, reduced in rank or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken against him.
>
> Provided that nothing in this section shall apply to a case where any such officer, official or other employee is convicted of an offence involving moral turpitude or where, in the opinion of the Competent Authority, is not reasonably practicable to give him such an opportunity of showing cause."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, after new clause 9-A, the following new clause 9-AA be added:-

"9-AA.- Except otherwise provided, no officer, official or other employee of the authority holding a permanent post shall be dismissed or removed from service, reduced in rank or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken against him.

Provided that nothing in this section shall apply to a case where any such officer, official or other employee is convicted of an offence involving moral turpitude or where, in the opinion of the Competent Authority, is not reasonably practicable to give him such an opportunity of showing cause."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: Who will start it?

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں ایک بہت important factor ہے جس کو انہوں نے ignore کیا ہے اس میں یہ ہے کہ کسی بھی سسٹم میں چاہے وہ ملازم ہو، آفیسر ہو یا authority or management سے متعلقہ کوئی بھی بندہ ہو اس کو ایک مناسب ٹائم کے notice کے بغیر برطرف نہ کیا جائے اگر اس کو ایک مناسب ٹائم پر notice نہیں دیا جائے گا تو اس کو اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ ایک سب سے بڑی چیز کہ اس سے وقت کا بہت ضیاع ہو گا کیونکہ جب یہ cases ہو جاتے ہیں، لوگ litigation میں چلے جاتے ہیں تو حکومت کے وسائل کا ضیاع ہو گا تو ہماری suggestion یہ ہے کہ جب کسی کو برطرف کیا جائے تو اس کو مناسب ٹائم پر notice دیا جائے تاکہ وہ اپنا مؤقف بیان کر کے اپنا دفاع کر سکے کیونکہ جمہوری رویوں میں یک طرفہ سزاؤں کا تصور بالکل نہیں ہے اور یہاں یہ چیز بہت important ہے کہ اگر اس کو یہ موقع نہ دیا گیا تو یہ آئین، انصاف، جمہوریت اور بنیادی انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے اس لئے یہ بہت ضروری amendment ہے اس کو اس

میں ڈال دیا جائے تا کہ اس کو بروقت مناسب ٹائم کے لئےnotice دیا جائے تا کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ کہہ سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔Next

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم نے اسamendment کو اس لئے بیچ میں ڈالا ہے کہsometime یہ دیکھا گیا ہے کہ اداروں کے اندر کئی دفعہ دانستہ یا غیر دانستہ غلط فہمیاں بھیcreate کر دی جاتی ہیں تو اس صورت میں اسperson کو اپنے آپ کوjustify کرنے کے لئے ایکtime limit ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھیamendment 9-AA کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اس میں میری بہن نے جوamendment move کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ اس کے مطابق اس شخص کو وقت دیا جائے کہ وہ اپنا مناسب دفاع کر سکے اور اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا دفاع کر سکے۔ اس طرح اسے صحیح طریقے سے انصاف فراہم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اہم چیز ہے کہ غلط فہمیاں دانستہ طور پر بھیcreate کر دی جاتی ہیں اور غیر دانستہ طور پر بھی یہ غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اگر ایک شخص کو الزام تراشی کی وجہ سےremove کیا جا رہا ہے تو اسے اپنا مؤقف بیان کرنے کے لئے ایکspecific time چاہئے۔ ہم اس ترمیم کے ذریعے یہی چاہتے ہیں کہ جس شخص پر الزام لگایا گیا ہے اسے اپنے دفاع کے لئے مناسب وقت دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسAct میں یہprovide کیا گیا ہے۔ اس میں(o)4-clause میں ہے کہ:

Take disciplinary action against its employees in the prescribed manner or in accordance with the law.

جب rules بنیں گے تو معزز ممبران جو فرما رہے ہیں کہ reasonable opportunity دی جائے تو یہ ایک general rule ہے جس میں سب کچھ apply ہو گا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, after new clause 9-A, the following new clause 9-AA be added:-

"9-AA.- Except otherwise provided, no officer, official or other employee of the authority holding a permanent post shall be dismissed or removed from service, reduced in rank or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken against him:

Provided that nothing in this section shall apply to a case where any such officer, official or other employee is convicted of an offence involving moral turpitude or where, in the opinion of the Competent Authority, is not reasonably practicable to give him such an opportunity of showing cause."

(The motion was lost)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That in clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "pro bono'' appearing in the lines 1-2, the words "free of charge'' be substituted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "pro bono" appearing in the lines 1-2, the words "free of charge" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Clause-10 یہ کہتی ہے کہ:

> **MEMBERS TO ACT PRO BONO:** A member of a governing body shall act pro bono and shall not

receive any remuneration for any service rendered as the member of the governing body.

جناب سپیکر! میرا legal background نہیں ہے اس لئے میں نے dictionary سے مدد لی ہے۔ میرے خیال میں یہاں پر اکثر بھائیوں کو pro bono لفظ کا مطلب سمجھ نہ آئے۔ Legislation ایسی زبان میں ہونی چاہئے جو کہ عام فہم ہو تا کہ سمجھ میں بھی آئے۔ ہمارے بھائی اور بہنیں جو اس پر ووٹ دیں گے تو ان کو پتا بھی ہو کہ وہ کس چیز پر ووٹ کر رہے ہیں۔ یہاں پر تھوڑی دیر پہلے ایک بحث دانش پر چلی تھی تو کہا گیا تھا کہ فارسی کا لفظ ہے اس لئے ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ ہمیں انگریزی میں تو وہ لفظ نہیں ملا پھر treasury benches کے زور کے ساتھ ہم سے منوالیا گیا۔ اب مجھے یہ انگریزی کا لفظ نظر آیا تو میں نے اسے dictionary میں دیکھا تو publico pro bono لفظ نظر آیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ pro bono for the public good usually اور پھر اس کے بعد the charge specifically for a client on low noting legal work under taken without income تو governing body نے تو governance کرنی ہے اور اس نے legal کوئی کام نہیں کرنا۔ اس کے بعد میں نے اس لفظ کا origin دیکھا یہ اتنا مشکل ہے کہ مجھے تو پڑھنا بھی نہیں آرہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Latin idioms میں سے pro bono publico لیا گیا ہے۔ یہ لفظ legal side پر بالکل use ہو تا ہے اور وہ services جو free of charge دی جاتی ہیں لیکن جب آپ خالی pro bono کرتے ہیں تو اس کا مطلب بھی وہی ہے جو آپ نے free of charge لکھا ہوا ہے۔ یہ بات اسی طرح ہے چاہے اس طرح کر لیں یا دوسری طرح کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا نہیں خیال کہ یہاں پر سارے law graduates بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں یہاں پر 80/70 فیصد ایسے لوگ ہوں گے جو ہماری طرح بے چارے زمیندار ہیں وہ کاشتکاری کرتے ہیں، ہل چلاتے ہیں، بیج ڈالتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کیونکہ پانی تو حکومت دے نہیں سکتی اور اگر مالک بارش کر دے تو فصل ہو جاتی ہے۔ ہمیں اس بات کا نہیں پتا کہ ہم کیا قانون پاس کر رہے ہیں تو میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سمجھانے کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد dictionary میں ہے کہ mammal which comprises of elephants and extinct

relatives سے یہ لفظ نکلا ہے۔ اس مشکل لفظ کو یہاں ڈالنے کی بجائے اگر ہم اس کو free of charge سیدھا سیدھا لکھ دیں تو اس میں کیا برائی ہے اور کیا قباحت ہے۔ میرے بہن اور بھائی جو اس پر ووٹ کریں گے انھیں اس بات کی سمجھ تو ہو کہ انھوں نے کس بات پر ووٹ کیا ہے۔ انھوں نے صرف وزیر قانون کا ہاتھ دیکھ کر ووٹ کیا ہے یا کچھ سوچ سمجھ کر ووٹ کیا ہے اس لئے اس زبان کو عام فہم اور سہل بنایا جائے تا کہ لوگوں کو سمجھ آئے کہ وہ کیا ہے اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی تھی میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے کیونکہ اس سے نہ اس کے مطلب میں فرق پڑتا ہے اور نہ اس کے functions میں فرق پڑتا ہے۔ اس ترمیم کو منظور کرنے سے ہم ایک ایسی زبان میں قانون پاس کریں گے کہ جس کے متعلق ہمیں پتا ہو کہ ہم نے کیا کیا ہے اس لئے مہربانی کر کے ہمیں اس پر support کریں اور یہ ایک change کروالیں اور ایک tradition بنا دیں اور یہ گندی tradition توڑ دیں کہ اپوزیشن کی ہر بات کو oppose کرنا ہے۔ اس بات پر ہمارے ساتھ ہو جائیں اور نئی تاریخ رقم کریں۔ اس تبدیلی سے اس قانون کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اگر آپ ہماری بات مان لیں گے تو آپ کے جمہوری claims کو تقویت ملے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں محسن بھائی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہوں گی کہ ایک جگہ پر انھوں نے کہا کہ مجھے یہ لفظ dictionary کی language میں مشکل لگ رہا ہے کیونکہ وہ botanical ہے بلکہ zoology کا وہ لفظ ہے جس کا مطلب انھوں نے ہاتھی وغیرہ بتایا ہے لیکن اصل میں اس کا مقصد ایسا جانور ہے جس کی سونڈ ہو تو pro bono بغیر publico اور legal governing body کے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اشخاص ایسی حرکتیں کریں گے جیسے ہاتھی یا سونڈ والے aunt-eaters یا درخت اٹھانے والے کرتے ہیں۔ لہذا اس کو جانوروں اور mammals کی دنیا میں اگر ہم لے جائیں تو یہ بڑی دلچسپ چیز بن جاتی ہے کہ اس کی heading ہی law میں یہ لکھی ہے کہ mammals to act pro bono یعنی members اس قسم کی حرکتیں کریں گے کہ جو pro bono لفظ کے باپ داد proboscis والے یا سونڈ والے جانور کرتے تھے۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر اس کو بڑے آسان لفظوں میں لکھ دیا جائے کہ یہ voluntarily work کریں گے یا without any charges کام کریں گے یا free

of charge لفظ substitute کر دیا جائے تو یہ عام فہم بھی ہو گا۔ بعد میں انہی لفظوں پر lacunas نکلتے ہیں۔ ہم یہ law لکھ رہے ہیں۔ جب ہم law لکھ رہے ہیں تو کوئی یہ کہہ دے کہ pro bono publico کو legally زبان میں لکھا گیا ہے یا botanical زبان میں لکھا گیا ہے تو یہ اس میں ایک سقم ہے اور اس کے meanings کو understand کرنے میں یہ صرف ایک literature کی غلطی نہیں کہ جس کو ہم یہاں نکال رہے ہیں۔ اس پر بعد میں complications legal آئیں گی یعنی کہ آپ اگر اس پر litigate کرنے چلیں کہ فلاں governing member کیوں بغیر چارجز کے کام کرے تو وہ پھر ایک suit civil ہو سکتا ہے جو کہ عام طور پر 25 سال اور وکیلوں کی بہت ساری فیس کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسی چیز، اسی سقم اور اسی گرہ کو کھولنے کی بے شک ضرورت ہے کیونکہ آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ legal language میں pro bono پبلک کو کہتے ہیں اور zoological language میں اس کو proboscis والے جانور کہتے ہیں۔ اگر اسی point پر کبھی بھی کسی شخص نے Daanish Schools and Centres of Excellence کو litigate کر دیا تو پھر اس طرح legal complications بننے کے chances ہیں۔ بے شک یہ لاء منسٹر صاحب کو تو بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آ جائے گا اور بقول محسن لغاری صاحب کے کہ لاء منسٹر صاحب ہاتھ دکھا کر ہاں کر رہے ہیں، اس سے بھی میں agree کرتی ہوں لیکن میں تمام ممبران سے یہ کہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب جو بار بار ہاتھ دکھا رہے ہیں تو آپ سب اس پر ووٹ نہ کریں اور اس پر کچھ سوچ بھی لیں کہ اس میں legal complications literary کے علاوہ تو ہے جو بات بحث برائے بحث ہے لیکن اس میں ایک legal status questionable ضرور ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی تھوڑی سی بات کرنے کی جسارت کروں گی۔ بات یہ ہے کہ مانا کہ ہماری آج کی اسمبلی گریجویٹ اسمبلی ہے لیکن اس کے باوجود میرے خیال میں آدھے سے زیادہ ممبران کو pro bono کے معنی نہیں آتے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک عرض سن لیں اُس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ ہمیں presumptions پر نہیں چلنا چاہئے۔ آپ ایک amendment لائے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ

pro bono نام کو change کر لیں۔ آپ نے اس کی logic دینی ہے لیکن یہ نہیں کہنا کہ ان کو معلوم ہے یا نہیں۔ Logic and relevancy has to be there.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گریجویٹ لوگ بھی اس کو نہیں سمجھ رہے تو It is part of the logic میں logic کے ساتھ ہی بات کر رہی ہوں اور اگلی اسمبلی تو گریجویٹ بھی نہیں ہو گی۔ اتنی مشکل زبان استعمال نہ کی جائے جو سَر پر سے گزر جائے۔ عام فہم زبان تو free of charge ہے۔ ہماری تو چھوٹی سی گزارش ہے اگر آپ اس کو بھی نہ مانیں گے تو پھر کیا کریں گے کہ:

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! pro bono پر بہت ساری باتیں ہو گئی ہیں۔ جس طرح محترمہ نے ابھی کہا ہے کہ ہماری چھوٹی سی amendment ہے اور اس میں تھوڑا simplify کرنے کی ضرورت ہے۔ محسن لغاری صاحب نے جو پڑھا ہے انہوں نے اس کا origin نہیں پڑھا۔ کیونکہ یہاں پر آپ نے لکھا ہے کہ Members to act pro bono تو یہ pro bono آیا کہاں سے ہے؟ یہ proboscis سے آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ:

The nose of a mammal especially mobile light trunk of an elephant.

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی صاحب! یہ بات already ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کر بیٹھی ہیں اور اُن کی ساری بحث ہی اسی پر تھی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! نہیں، اس پر نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!میری اگلی بات تو سن لیں۔اگر یہ بات کسی نے پہلے کی ہو گی تو پھر میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے بتائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!اسے ذرا غور سے سنئے گا کہ an elongated sucking organ or mouth part دیکھیں کہ اس قسم کی language سے جو چیز derive ہوئی ہے میرے خیال میں اُس کو تو اس قانون سازی میں ہونا ہی نہیں چاہئے۔اس کا meaning میں نہ ہی پڑھوں تو اچھا ہے کیونکہ اس کا مطلب تتلیوں کا نہیں بلکہ monkeys ہے۔میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس کو simplify کر دیا جائے اور اگر اس میں "free of charge" word لکھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!معزز ممبران کا بہت شکریہ۔اب میرے خیال میں یہ کسی کی سمجھ سے باہر نہیں رہااور سب کو سمجھ آگئی ہے۔اگر 10 clause یہ خود ہی ساری پڑھ لیتے تو اُن کو پہلے ہی سمجھ آجاتی اور اتناوقت ان کو ضائع نہ کرنا پڑتا۔Pro bono لفظ کے آگے لکھا ہے کہ:

> and shall not receive any remuneration for any service rendered as the member of the governing body.

یعنی انہوں نے یہ فقرہ پڑھا نہیں اور خواہ مخواہ اتناوقت ضائع کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "pro bono" appearing in the lines 1-2, the words "free of charge" be substituted. "

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 10-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, addition of new clause 10-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:-

"That after clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clauses 10-A be added:-

"10-A. (1).The Authority shall recommend same uniform for all private and public colleges of boys and girls keeping in view seasonal, cultural and religious background of our country.

(2) The Authority may co-opt experts and specialists in the field to achieve the objectives outlined in sub-clause (1).

(3) The Authority shall formulate its recommendations and forward to the government for approval and implementation."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That after clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clauses 10-A be added:-

"10-A.- (1) The Authority shall recommend same uniform for all private and public colleges of boys and girls keeping in view seasonal, cultural and religious background of our country.

(2) The Authority may co-opt experts and specialists in the field to achieve the objectives outlined in sub-clause (1).

(3) The Authority shall formulate its recommendations and forward to the government for approval and implementation."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose:-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح سے پاکستان کا آئین بھی یہ کہتا ہے کہ کسی کے ساتھ بھی discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ ابھی ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ نے بھی discriminations کی ایک لمبی فہرست بتائی ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہی ہوں کیونکہ یہ Daanish Schools System of Excellence کو ہمارے علم کے مطابق بارہویں جماعت تک لے کر جائیں گے تو definitely تمام چیزیں ایک ہی فارمولا اور format کے تحت ہونی چاہئیں۔ یہ نہ ہو کہ جس طرح انہوں نے categorically بتایا ہے کہ وہ بچے داخلہ نہیں لے سکتے

جن کے والدین literate ہوں گے اور جن کے والدین illiterate ہوں گے صرف ان کے بچوں کو داخلہ ملے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جو orphan ہو گا then he is lost both of his parents پھر یہ کہتے ہیں کہ:

> He has been a school dropout and his both parents are illiterate, the parents do not own any immovable property.

اس میں واقعی discriminations ہیں اس کے باوجود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آئین کے مطابق قانون سازی کر رہے ہیں۔ اسی طرح جو 10 فیصد بچے school fee pay کر کے آئیں گے تو obviously وہ بچے فیس afford کر سکتے ہوں گے تو آئیں گے۔ کوئی بچہ branded blazer پہن کر آ سکتا ہے لیکن وہ بچہ جو بے چارا deserving ہے تو حقیقتاً اس طرح سے ایک احساس کمتری اور احساس محرومی create ہو گی اسی لئے جو بھی انہوں نے uniform set کرنا ہے تو اس کے لئے ایک specialists کی ٹیم ہونی چاہئے جو ان تمام چیزوں کو write down کرے اور recommendations بنا کر گورنمنٹ تک لے کر آئے کہ کس طرح کا uniform ہونا چاہئے، سکول کی timing کیا ہونی چاہئے، کون سے laws اس میں apply ہونے چاہئیں اور لڑکوں اور لڑکیوں کا سکول ہمارے کلچر اور موسم کے حساب سے کس طرح ہونا چاہئے لہذا ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ہی چیز سب کے لئے ہونی چاہئے۔ پھر وہی بات ہوتی ہے، کہ ایک ہی صف میں تمام محمود و ایاز کو کھڑا ہونا چاہئے۔ جس طرح اس پوری قانون سازی میں کوئی check and balance نظر نہیں آ رہا۔ ویسے ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے تو اس میں تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا جاتا ہے اس لئے یہ بھی بہت اہم چیز ہے جس کو مد نظر رکھا جائے۔ آپ سرکاری سکول، پرائیویٹ سکول یا کوئی بھی سکول دیکھ لیں تو کسی سکول کا بھی uniform same نہیں ہے۔ لڑکیوں کے لئے سردیوں کا علیحدہ uniform ہوتا ہے اور گرمیوں کا علیحدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح لڑکوں کے لئے سردیوں اور گرمیوں کا علیحدہ uniform ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی چیئرمین جس کا پتا نہیں کہ کون اُس کو رکھے گا اور کہاں سے وہ آئے گا۔ Managing Director کا بھی کسی بندے کو نہیں پتا کہ وہ کہاں سے آئے گا اور کون ہو گا؟ اسی لئے اُن کا پہلے پتا کر لینا بہتر ہے۔ ایک اتھارٹی پہلے اس کو define کرے اور

experts کو پتا ہو کہ کیا کرنا ہے ایسا نہ ہو کہ میرے جیسا کوئی بندہ آئے وہ decide کر لے کہ نہیں آج یونیفارم کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ آج blue blazer اور white shirt ہے۔ دس دن کے بعد اس کو کوئی اور contractor approach کرتا ہے تو وہ آناً فاناً اپنا فیصلہ overrule کر لے اور وہ ایک نئے چکر میں پڑ جائے کہ نہیں لال قمیض اور نیلی شرٹ پہننی ہے اور اس طرح سے ہم چلیں گے۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پہلے سے recommendations لے۔ ہم بالکل یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ اپوزیشن سے recommendations لے لیکن کسی سے تو لے۔ وہ بندہ ایکسپرٹ تو ہے اور ایک چیز define تو ہو۔ اس طرح تو مزید complications ہوں گی۔ آج میں اس سیٹ پر بیٹھی ہوں۔ میں کسی کو oblige کرنے کے لئے اس کے پاس سے یونیفارم لینا شروع کر دوں گی۔ کل کو کوئی اور بیٹھے گا وہ اپنے کسی کو oblige کرے گا اور ایک نئی فارم یونیفارم سامنے آجائے گی۔ ویسے ہی ٹینڈر رہو جائیں گے اور اس طرح بچوں اور والدین کو suffer کرنا پڑے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری بہن نے جو تجاویز دی ہیں ان میں تھوڑی addition کرنا چاہوں گی کہ ہماری تہذیب کو بھی مد نظر رکھ کر اس proposal کو جو ہم نے آپ کو پیش کی ہے چیک کیا جائے کہ آیا دانش سکول اٹک اور باقی دیہی علاقوں اور پنجاب کے دوسرے حصوں میں جو بنا رہے ہیں اس میں حکومت کو اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ یونیفارم کا میٹریل صرف ایک کپڑے کا ہو۔ خواہ امیر کا بچہ ہو، خواہ غریب کا بچہ ہو، یونیفارم کا میٹریل same ہونا چاہئے۔ تہذیب کا لفظ اس لئے کہہ رہی ہوں کہ آج کل جیسے سکولز میں بچیاں سٹائلز بناتی ہیں تو اٹک اور ڈیرہ غازی خان جیسے دیہی علاقوں کے سکولوں کے لئے میں خصوصی طور پر کہوں گی کہ ایسا سٹائل بنایا جائے جو ہمیں سر ڈھانپنے کی تہذیب سکھاتا ہے۔ نہ صرف گلے میں ایک پٹی لگا کر بچیوں کو سٹائل دے کر یہ کہہ دینا کہ یہ سکول یونیفارم ہے۔ میں آپ کو یہ proposal دینا چاہوں گی کہ یونیفارم کا ایسا میٹریل بنایا جائے کہ جس میں ایسا ڈوپٹہ ہو جو بچیوں کا سر ڈھانپے یہ نہیں کہ اگر گرمیاں آئی ہیں تو سکرٹ والا یونیفارم پہنا دیا اور لڑکوں کو نیکریں پہنا دی گئی ہیں۔ وہاں پر پینٹ اور شلوار قمیض کا concept ہونا چاہئے۔ اس amendment میں یہ proposal بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ amendment لانے کا مقصد اس کے پیچھے بہت بڑی logic ہے۔ in future چونکہ یہ سکول اپچی سن level کے سکول ہوں گے اور ان سکولوں میں پڑھنے والے وہ غریب بچے جن کے گھر میں شاید ایک وقت کی روٹی بھی نہیں پکتی ہو گی ۔ جب وہ اتنی lavish life گزاریں گے مجھے تو نہیں لگتا کہ in future یہ بچے اپنے گھر بھی جائیں گے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ایک بہت بڑے فساد کی ابتداء کو روکنے کے لئے بھی حفظ ماتقدم کے طور پر کچھ ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ کل کو وہ بچے بجائے اس کے کہ اتنی luxury life ہوسٹل میں گزاریں گے اور اتنا اچھا کھانا پینا کھائیں گے اور ہائی فائی standard کی life گزاریں گے اور وہ 10 فیصد بچے جو اس میں زبردستی داخل کئے جا رہے ہیں وہ ان بچوں کا ہائی فائی پہناوا دیکھیں گے اور ان کی گاڑیاں دیکھیں گے اور ان کا پروٹوکول دیکھیں گے تو اس کے بعد جو ایک احساس کمتری اور in future جو ایک فساد کھڑا ہو گا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات کی گئی ہے کہ ایک جیسی یونیفارم اور ایک جیسا پہناوا ہونا چاہئے۔ ہمارے موسم، ہمارے کلچر، ہماری تہذیب، ہمارے مذہب، ہماری تمام تہذیبی اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے ایک سا پہناوا اور ایک سا یونیفارم سب میں کر دینا چاہئے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گی کہ یہ بچے جو کل کو اپنی فیملی کو ہی except نہ کر سکیں اس صورت میں ان کی families کو بھی کوئی دانش projects دیئے جائیں جس میں وہ اپنا standard of living اور حالت زار کو بہتر کر سکیں۔

جناب والا! مجھے اس میں بہت بڑا تضاد نظر آ رہا ہے۔ اس تضاد سے بچنے کے لئے ہی ہم نے یہ ترامیم شامل کی تھیں جس میں یہ کہا گیا کہ 10 فیصد بچوں کے لئے already سکولز موجود ہیں۔ وہ 10 فیصد جو afford کر سکتے ہیں، جو branded کپڑے پہن کر آتے ہیں، جو بڑی بڑی لگژری گاڑیوں میں آتے ہیں ان کے لئے already سکول موجود ہیں۔ یہ بچے جو غریب گھرانوں کے بچے ہیں جن کے ماں باپ بھی پڑھے لکھے نہیں ہیں، جن کے پاس گھر بھی نہیں ہے جو ایک جھگی میں سے آ رہے ہیں ان کو اتنی زیادہ lavish life دیں گے تو وہ بچہ اپنے گھر میں چھٹیاں گزارنے کیسے جائے گا۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی۔ اس سے بہتر تو یہ تھا کہ slowly and gradually سب کا ہائی فائی standard کیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ نے بات کر لی ہے۔ پھر آپ کہتی ہیں کہ میں بات نہیں کرنے دیتا۔ دیکھیں!بات صرف اتنی سی ہے کہ اگر آپ تینوں خواتین اپنی تقریریں نکال لیں اور جو بات یہاں ہوئی ہے۔ آپ سب کا بنیادی پوائنٹ ایک ہی ہے اور lawsبڑے clearہیں کہ irrelevancy and repetition نہیں ہونی چاہئے اب اگر آپ کی کوئی علیحدہ بات ہے تو وہ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میری تو کوشش ہے کہ یہ جو ترامیم دی گئی ہیں اس کے پیچھے جو روح ہے، جو معاملہ فہمی کو اختیار کرنے کے لئے ہمیں کہا گیا ہے۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ان ترامیم کو قبول کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے کارروائی جاری رکھی جائے۔جی، شیر علی خان صاحب!

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر!اس میں مجھے تھوڑی سی irrelevantبات کرنے کی اجازت دیں کہ راناصاحب نے اس سے پہلی ترمیم میں میرے متعلق یہ کہا کہ یہ بھی اپنے نام sherکا مطلب دیکھ لیں تو میں نے ڈکشنری میں بڑا ڈھونڈا اور کوشش کی لیکن مجھے اسی کا نہیں بلکہ ثناء اللہ کا مطلب بھی نہیں ملا تو پوائنٹ یہ ہے کہ میں نے اس ڈکشنری میں سے پڑھ کر دانش کا سوال کیا تھا تو دانش کا

سپیکر صاحب نے بتایا کہ یہ فارسی کا لفظ ہے جو کہ میرے علم میں نہیں تھا۔ دانش مجھے کسی شخص کا نام لگتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں ایک تو اس ترمیم کے متعلق رہیں اور آپ اس موقع پر یہ بات نہیں کر سکتے۔دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انہوں نے specifically میرا نام لیا ہے اور میں کسی کی بات نہیں کر رہا۔آپ اس حوالے سے ruling دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی خان صاحب!بات ختم ہو گئی ہے اور اب آگے چلیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!میری گزارش صرف اتنی ہے کہ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ میں نے کبھی ایسی باتیں نہیں کیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں ذاتی طور پر کہوں کہ دانش کے متعلق جتنی بات کی تو کسی نے کبھی یہ پوچھا کہ Harward نام کہاں سے آیا، Stainford کہاں سے آیا مطلب یہ کہ جہاں پر لوگ پڑھتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!اگر ان کے legislators بہت پڑھے لکھے ہیں اور انہیں Harward and Stainford کے مطلب آتے ہیں تو مجھے دانش کا مطلب نہیں آتا تھا اس لئے میں نے ڈکشنری دیکھی لیکن انگریزی کا یہ کوئی word نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اس ترمیم میں یونیفارم کے حوالے سے کہا گیا کہ اس کا standard اور کپڑا بھی ایک ہونا چاہئے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ وہ کپڑا بھی ایک ہی مل کا ہونا چاہئے لیکن وہ مل سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے کسی ممبر کی نہیں ہونی چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!ایک تو میں اس نکتے کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کے معزز ممبران نے کہا کہ بعض جگہوں پر ہم نے لکھا ہے کہ کون لوگ یہاں پر داخلہ لینے کے entitle ہوں گے یا کن کو تھوڑا سا facilitate کیا جائے گا اور کہا کہ یہ بھی

discrimination ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 22 کے sub article(4) میں بڑا واضح طور پر لکھا ہے کہ:

> Nothing in this article shall prevent any public authority from making provision for the advancement of any socially or educationally back ward class of citizens.

اس آئین کی روح کے مطابق back ward classes کو facilitate کرنے کے لئے اس بل میں یہ clauses رکھی ہیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ discrimination ہے۔ باقی انہوں نے اس پر جو بات کی ہے تو جو بات بنتی نہیں ہے اسے بنانے کی کوشش کر کے خواہ مخواہ اپنے آپ پر ظلم نہ کریں۔ میں اس حوالے سے انہیں کہہ سکتا ہوں کہ کل انہوں نے دس دفعہ کورم کی نشاندہی کی تھی تو آج یہ 30 دفعہ بھی کورم پوائنٹ آؤٹ کریں گے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ کورم پورا رہے گا اور بل پاس ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That after clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 10-A be added:-
>
> "10-A.- (1) The Authority shall recommended same uniform for all private and public colleges of boys and girls keeping in view seasonal, cultural and religious background of our country.
>
> (2) The Authority may co-opt experts and specialists in the field to achieve the objectives outlined in sub-clause (1).
>
> (3) The Authority shall formulate its recommendations and forward to the government for approval and implementation."

(The motion was lost)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 18-A

MR. DEPUTY SPEAKER: The addition of new clause 18-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia

Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Since the amendment is identical to the amendment which has been just lost therefore the same is inadmissible under rule 106(b) and 198 (4) and it ruled out of order.

دیکھیں، میں آپ کو simple سمجھاؤں گا۔ آپ AA-9 کو دیکھیں۔

"9-AA.- Except otherwise provided, no officer, official or other employee of the authority holding a permanent post shall be dismissed or removed from service, reduced in rank or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken against him.

Provided that nothing in this section shall apply to a case where any such officer, official or other employee is convicted of an offence involving moral turpitude or where, in the opinion of the Competent Authority, is not reasonably practicable to give him such an opportunity of showing cause."

جو لکھا ہوا ہے A-18 یہ دانش سکول کے لئے ہے۔

"18-A.- Except as otherwise provided, no officer, teacher or other employee of the Daanish Schools and Centres of Excellence holding a permanent post shall be dismissed or removed from service, reduced in rank or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken against him;

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ آپ اس کو پڑھیں اس میں لکھا ہے کہ no officer official اس کی جگہ ٹیچر لکھا ہوا ہے of the Authority یہ اتھارٹی کو rule کر رہی ہے اور یہ school کو کر رہی ہے۔ ہم کلاز 18 میں سکول کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے دونوں اس لئے پڑھے ہیں کہ یہ Chair کی نظر میں identical ہیں This is ruled out شکریہ

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the bill is under consideration. Since there is no amendment in it, question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGHARI: Sir, I move:

That clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clauses (2) and (3) be added:-

"(2) The Rules shall be made within three months of the publication of the notification of this Act and shall be laid before the Assembly.

(3) The Rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provision of this Act."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clauses (2) and (3) be added:-

"(2) The Rules shall be made within three months of the publication of the notification of this Act and shall be laid before the Assembly.

(3) The Rules may be amended or repealed by a Resolution of the Assembly if inconsistent with the provision of this Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے انگریزی بہت اچھی سکھائی ہے کہ اتھارٹی اور سکول کا مطلب ایک ہی ہے۔ میرے علم میں اضافے کے لئے آپ کی بہت مہربانی۔ آگے ہم اس رولز کی طرف آتے ہیں۔ کلاز۔20 میں وہ کہتا ہے کہ:

The Government may, by notification, make rules for carrying out the purposes of this Act.

میں پہلے بھی کئی دفعہ یہ چیز کہہ چکا ہوں کہ یہ ایکٹ پاس ہونے کے بعد اس کے rules بننے میں بہت ٹائم لگ جاتا ہے۔ میں اس کی بار بار مثال دیتا ہوں کیونکہ بارڈر ملٹری پولیس میرے علاقے کی ہے اور بہت اہم issue ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیوی کا ایکٹ جو ہم نے 2007 میں پاس کیا تھا اس کے rules بنانے میں ہماری طرف سے تاخیر ہوئی۔ اس طرف سے تاخیر کی وجہ سے لوگوں کی promotions نہیں ہوئیں، اس فورس میں بھرتیاں نہیں ہوئیں اور اتنی important force آج بھی آدھے سے زیادہ بلکہ ایک تہائی manpower پر مشتمل ہے۔ ہماری طرف چونکہ لوگ داڑھی رکھتے ہیں تو وہاں کا افسر مجھے کہتا ہے کہ اگر کوئی خضاب نہ لگائے تو میری فورس میں کالی داڑھی والا کوئی نہیں ہے سب سفید داڑھی والے ہیں۔ میری بوڑھی فورس ہے میں کسی سے کیا مقابلہ کروں گا؟

جناب والا! rules نہیں بنائے جاتے اور ہم bureaucracy پر یہ بات کھلی چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ rules بناتے رہنا۔ اس amendment کے ذریعے ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ پارلیمنٹ bureaucracy کو مجبور کرے اور ان پر binding کرے کہ وہ اس کے rules تین مہینے کے اندر بنائیں اور اس معزز ایوان میں پیش بھی کریں تاکہ معزز ایوان کا اس اتھارٹی کے کام کرنے میں عمل دخل رہے۔ ہم نے تو کہا ہے کہ ایم پی اے کو اتھارٹی کا ممبر بنادو۔ سٹینڈنگ کمیٹی والوں کا اللہ بھلا کرے ان کو بھی یہ بات سمجھ آئی کہ اس ایوان کو ہم نے مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے بھی ایم پی اے کو اس میں ممبر بنایا لیکن لاء ڈیپارٹمنٹ والوں نے لاء منسٹر صاحب سے کہہ کر نکلوا دیئے کہ ایم پی اے صاحبان شاید کسی کام کے نہیں ہیں اور وہ کام نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے ہمیں وہاں سے نکلوا دیا۔ اسی طرح ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے کام کرنے والے قابل لوگوں نے rules بنانے ہیں تو وہ اپنی قابلیت کا مظاہرہ کریں اور تین مہینے میں rules بنا کر اس اسمبلی میں پیش کر دیں۔ اس اسمبلی کو پتا تو ہو کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔

جناب والا! یہ ہماری بڑی جائز demand ہے یہ نہ ہو کہ یہ بھی بلوچ لیوی اور بارڈر ملٹری پولیس کی طرح تاخیر کا شکار ہو جائے جبکہ وہ fighting forces ہیں اس میں recruitment اور ترقیاں

نہیں ہو رہی ہیں اس لئے وہ کام نہیں کرتے۔ ہم اس amendment کے ذریعے ان کو کام کروانے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے مہربانی کر کے ہمارے اوپر bureaucracy کو سوار نہ کریں اور ہمیں bureaucracy کو تھوڑی سی directions دینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اٹھ کر جا رہے ہیں جبکہ یہ ان سے متعلق بل ہے۔ ایجوکیشن منسٹر کو تو ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ دانش سکول ایجوکیشن سے related ہے اور آپ اٹھ کر جا رہے ہیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسمبلی کی supremacy کو سمجھا جائے اور اسے برقرار رکھا جائے۔ Rules بھی amend ہو سکیں، regulations میں بھی changing آ سکے لیکن یہ سب کچھ اسمبلی کی approval سے ہو۔ اسمبلی سب سے بڑا قانون ساز ادارہ ہے اس لئے ہمیں اس کی اہمیت کو مد نظر ضرور رکھنا ہو گا۔ ہم تو ایک ایک چیز آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں اور اس بل کے اندر اگر کوئی خامی ہے تو ہمیں اسے hundred percent perfect بنانا چاہئے۔ ہم اپنی عقل و دانش سے اس دانش سکول پر سماں خراشی کئے جا رہے ہیں اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ

اک تغیر تو ضروری ہے کسی سمت بھی ہو
کچھ منافع جو نہیں ہے تو خسارہ ہی سہی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں rules جو ہیں وہ for the purposes to carry out the legislation بنتے بھی رہتے ہیں اور انہیں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل بھی کیا جاتا ہے۔ جس طرح سے یہ amendment چاہتے ہیں اس طرح سے تو پھر Legislation

کے علاوہ rules کو بنانا بھی اسمبلی کے business میں شامل ہو جائے گا جو کہ قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That clause 20 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clauses (2) and (3) be added:-

"(2) The Rules shall be made within three months of the publication of the notification of this Act and shall be laid before the Assembly.

(3) The Rules may be amended or repealed by a resolution of the Assembly if inconsistent with the provision of this Act."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Minister for Law. He may move it. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That in clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee, for the word"Board'' appearing in line 1, the word "Authority'' be substituted.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee, for the word "Board'' appearing in line 1, the word "Authority'' be substituted.''

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں صرف پانچ منٹ سمجھنے کے لئے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایجوکیشن کمیٹی میں آپ کے اپوزیشن ممبران بھی ہوتے ہیں اور یہ وہاں سے پاس ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اس کے بعد ہوا ہے ابھی تو circulate کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چلیں! اگر آپ نے اس پر کچھ فرمانا ہے تو فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بل کل تو پیش کیا گیا ہے، ہمیں سمجھنے کے لئے پانچ منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اتھارٹی اور بورڈ کو substitute کرنا ہے، اس میں آپ نے اور کیا سمجھنا ہے ؟ یہ آپ کے اپنے سامنے رکھے ہوئے ہیں اس میں سے Clause-21 کو سامنے رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں پڑھنے کے لئے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں، یہ کل سے آپ کے پاس تھی اور ساری رات آپ کے پاس تھی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ ہمیں نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ باقاعدہ circulate ہوئی ہے۔

Subject to rules, the mode may by notification, frame regulations to give effect to the provisions of this Act.

اب یہ ہے simple as that. یہ کل کا آیا ہوا ہے اور یہ already circulate ہوا ہے اور آپ کے پاس 24 گھنٹے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ کیا یہ محترم اولکھ صاحب کے پاس ہے، کائرہ صاحب کے پاس ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے پاس ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو ابھی circulate کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو سارا House آپ کو دکھا رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ان کو سوچنے کے لئے ٹائم دے دیں کیونکہ اب تک انہوں نے جتنی باتیں کی ہیں بغیر سوچے کی ہیں اس لئے آپ ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تین منٹ ہو گئے ہیں اور دو منٹ آپ کے پاس اور ہیں اس کے بعد پھر بات کریں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہے کہ یہ کل رات کا circulate کیا ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! رات کو یہ اسمبلی نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ تصحیح کر رہا ہوں کہ یہ کل صبح سے House میں دیا ہوا ہے۔ جی، اب آپ بات کریں۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی جاری رکھی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،رانا صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!ویسے تو میرے محترم اپوزیشن کے ممبران کو آپ نے دو منٹ کی بجائے پانچ منٹ سوچنے کے لئے دے دیئے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ویسے وہ خواہ مخواہ نہ سوچتے رہیں کہBoard کا لفظ اس پورےBill میں ہے ہی نہیں ۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بورڈ کا لفظ ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں،یہ اتھارٹی کا لفظ تھا جو کہclerical or typical mistake ہے جس کو ہم نے درست کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جبboard کا لفظ ہے ہی نہیں تو اس پر آپ نے کیا بحث کرنی ہے؟

The motion moved and the question is:

"That in clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee, for the word "Board" appearing in line 1, the word "Authority" be substituted."

(The motion was unanimously carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr.

Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> That clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added:-
>
> "(2)If any regulation made under this Act is repugnant to or inconsistent with any rule framed under this Act, then the regulation shall to the extent of repugnancy or inconsistency be void and the rule shall prevail."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added:-
>
> "(2) If any regulation made under this Act is repugnant to or inconsistent with any rule framed under this Act, then the regulation shall to the extent of repugnancy or inconsistency be void and the rule shall prevail."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!شکریہ۔اس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر اس طرح ہوتا ہے کہ جب rules and regulations کی framing ہو جاتی ہے تو اس میں کئی دفعہ کچھ ایسی شکایات سامنے آتی ہیں جو rules or regulations میں ایک دوسرے سے clash کرتی ہیں اس میں پھر یہ decision لینا کہ دونوں میں سے prevail کون سا کرے گا یہ define کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ ہوتا پھر یہی ہے کہ اگر کوئی complaint ہے یا جو affected بندہ ہے جو اس complaint کے under آتا ہے اس پر rules بھی apply ہو رہے ہوں اور regulations بھی apply ہو رہے ہوں اور وہ double سزا کا مرتکب ہو۔ اس میں یہ ایک انتہائی technical بات ہے اور اس کو لکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ کئی مرتبہ اس طرح ہوا ہے کہ ایک شخص جو بُری طرح suffer کرتا ہے اور اس کو پتا ہی نہیں چلتا ہے کہ اس کو کہاں رکھنا ہے ویسے کہیں پر بھی اگر آپ Constitution کو بھی study کریں تو کوئی بھی law draft جب بھی ہو اور وہ کسی law existence سے repugnant ہو، چاہے Provincial Assembly کا Law اگر ہم بنا رہے ہیں اور existence Federal Law already کرتا ہے اور وہ repugnant ہو تو Federal prevail کرتا ہے۔یہ چیز لکھی بھی گئی اور اس کو specific کیا بھی گیا ہے۔اسی طرح جب rules and regulations پوری اتھارٹی یا ایک پورے سکول کو running کرنے کے لئے قانون بنائے جائیں گے۔اب بار بار یہ کہا گیا ہے کہ اس قانون کے under یا rules and regulations کے under پرنسپل بھی آجائے گا، اس کی appointment بھی آجائے گی اور اس کی اتھارٹی بھی آجائے گی،سکول کی ٹیچروں کی qualifications،ان کی تنخوائیں ،گریجویٹی ،پنشن ،سکول کے servants،سکول کی running بھی آجائیں گی اور میرا خیال ہے کہ سیکرٹری صاحب نے غلطی سے ہماری ایک cancel amendment کروادی ہے جو کہ سکول کی authority کے بارے میں تھی کہ اتھارٹی پورے پنجاب کو prevail کر رہی ہے۔سکول ایک ہے یہ تو وہ والا فلسفہ تھا کہ او ایس ڈی کو جس طرح سپیشل ڈیوٹی پر بھیج دیا جاتا ہے،اس طرح سکول absorb کر لے گا۔ان چیزوں کو define clearly کرنا بہت ضروری ہے۔یہی وجہ تھی کہ ہم یہ clause لائے تھے کہ اتھارٹی اور سکول میں فرق ہو یعنی سکول کے employees کو وہ ادھر نہ لے جا سکیں۔اسی طرح یہاں پر بھی overlap ہو سکتا ہے کہ ایک ہی problem پر دو چیزوں کے دو

اختیارات ،جب ایک میان میں دو تلواروں کو ڈالا جائے تو اس کا ہمیشہ نقصان ہی ہو تا ہے۔ یہاں پر یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ جب بھی inconsistency repugnancy or ہو گی تو ,What will prevail upper hand? upper hand rules کا ہو گا اور اس کو ادھر define کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ کوئی چھوٹا سا سیٹ اپ نہیں بنایا جارہا، یہ کسی چھوٹے سے سکول کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ ہزاروں اور لاکھوں روپے سے بنائے گئے ایک chain of schools کی بات ہو رہی ہے۔ اس Law کا ایک حرف بھی اس پوری chain کو effect کرے گا۔ اگر پچاس سکول بنیں گے تو پچاس پرنسپل اور ان کے تمام سٹاف کے transport regulations, fees, parent-teacher association, rules and جو کچھ بھی ان rules and regulation کے under آتا ہے، سپورٹس آتی ہیں، آنا جانا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ جب آپ school of excellence کی بات کر رہے ہیں، جب آپ سب سے بہترین سکول کی بات کر رہے ہیں تو اس وقت سزائیں بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہیں اور individuals اپنی غلطیوں یا اپنی کوتاہیوں سے اتنا ہی suffer کرتے ہیں۔ It is not fair. دوسری بات یہ ہے کہ regulations rules and اگر کسی ایک ہی complainant پر apply کریں تو یہ ایک بہت ہی بڑا flaw ہو گا لہذا اس amendment کو consider کیا جائے اس کو اس بل کے اندر لایا جائے اور یہ define clearly کیا جائے کہ جہاں پر بھی repugnancy or inconsistency ہو گی وہاں پر The regulation shall become void and prevail. Thank you. the rule shall

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !seriously آج کا دن میرے لئے بڑا learning day ہے۔ ہمیں یہ پتا لگا ہے کہ دانش کا لفظ انگریزی میں نہیں ہے۔ Pro bono پر تو آج اچھی خاصی debate ہو گئی جس سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ پھر پچھلی amendment میں جو بحث ہوئی پھر آپ نے بتایا کہ بورڈ اور سکول ایک ہی کچھ ہیں۔ پھر ابھی پتا لگا کہ اتھارٹی اور سکول ایک ہی کچھ ہیں۔ آج تو ہمارا بہت learning experience ہے۔ اسی کے ساتھ میں آگے چلتے ہوئے یہ کہوں گا کہ بار بار ہم Parliament کی supremacy پر بات کر رہے ہیں کہ parliament سپریم ہو گی اور جو بھی یہ rules and regulations بنے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:Houseکا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:انشاءاللہ مغرب پڑھ کر گھر چلیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!اسمبلی کے 70 minimum daysہیں اگر زیادہ عرصہ چلتا رہے تو کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:House آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر دیکھنا چاہتا ہے ۔ تشریف رکھیں۔(قہقہہ)

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!زیادہ دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے Houseکا ٹائم بڑھا دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں!اس کو بھی دیکھتے ہیں فی الحال تو ہم اپنا بزنس مکمل کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!ہمارا بھی کچھ خیال کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ بس دو amendmentsرہ گئی ہیں اس کے بعد میں آپ کی بات سُن لوں گا۔شاہ صاحب!آپ ماشاءاللہ سینئر ممبر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ:آپ ہماری بھی سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:شاہ صاحب!آپ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں یہاں پر جب legislationہو رہی ہو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔جیسے ہی یہ بزنس ختم ہوتا ہے میں آپ کی بات سُنتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!.yes, I know that مگر بات یہ ہے کہ حقوق بھی اسی کے ہوتے ہیں جو حقوق کا تحفظ کرنا جانتا ہو ورنہ بزدل آدمی کبھی اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتا۔یہ بھی ہمارے ممبران کا استحقاق ہے۔اگر کوئی ایمرجنسی ہے تو ٹھیک ہے آپ آج ہی بل کو پاس کرائیں۔اگر یہ دو دن کی بجائے تین دن میں ہو جائے گا تو اس میں ہرج کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:دیکھیں!کل بھی میں نے اس کو آج کے لئے pendingکیا تھا۔اب بالکل endہے اب ختم ہو رہا ہے اگر زیادہ ہوتا تو کل کے لئے کر لیتے صرف دو clausesاور رہ گئی ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر !.You are well learned person اگر ایک بل پر دو دن کی بجائے ایک ہفتہ debate ہو جائے گی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .You are absolutely right اگر اس میں ہوتا تو میں بالکل کر لیتا۔ اب چونکہ ختم ہونے والا ہے اس لئے extend نہیں کیا جا سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: کل بھی آپ نے extend کر دیا، آج بھی extend کر دیں۔ کل جمعہ کی نماز آپ یہیں پڑھوا دیں، امامت بھی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: (قہقہہ) جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !شاہ صاحب کی بات سے مجھے خیال آیا کہ کیا یہاں پر restriction ہے کہ بل کو ضرور ایک دن میں پاس کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل بل ایک دن میں پاس نہیں ہو رہا آج دوسرا دن ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہی اگر آج دوسرے دن پر آ گیا ہے تو اس کا مطلب as an achievement لیا جا رہا ہے کہ بھئی ہمارے طرے میں مزید ایک feather add ہو رہا ہے۔ Legislation پر تو کئی کئی دن، مہینوں debate ہوتی ہے، ایک ایک clause پر debate ہوتی ہے۔ Unfortunately ہم لوگ چونکہ Legislation کو serious لے نہیں رہے۔ جس وقت کورم کی نشاندہی ہوتی ہے۔ باہر لوگ cafeteria میں بیٹھے چائے پی رہے ہوتے ہیں تو بھاگے بھاگے آ جاتے ہیں اور 103,104,105 کا نعرہ لگاتے ہیں۔ 371 میں سے آدھے بندے بھی یہاں پر نہیں ہوتے اس لئے کہ ہم legislation کو seriously نہیں لیتے۔ Legislation پر debate کرنے کے لئے ہم لوگوں کو encourage ہی نہیں کرتے، treasury benches میں سے کسی آدمی کو اس میں دلچسپی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ amendment پر آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: دیکھیں پھر آپ مجھے short cut کر رہے ہیں کیونکہ ٹائم نہیں ہے۔ یہی تو میرا رونا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ جب یہ ختم ہو جائے تو آپ جتنی مرضی بات کریں،Legislation میں اس طرحirrelevantبات نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!شاہ صاحب کو آپ نے بولنے کی اجازت دی اس بات میں سے بات نکلی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں!اس بات سے جو بات نکلی اس کو ختم کر دیں اور amendment پر آجائیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم نے یہ جوamendmentدی ہے اس کو دوبارہ پڑھنے میں تو اسمبلی کا وقت استعمال ہو گا سب نے پڑھی ہوئی ہے۔اس میں بنیادی بات ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جوrulesبنائے جائیں ان پر پھر سے اس parliamentکی supremacyہو یعنی parliamentاس کو دیکھے۔ہم parliamentکے roleکو اس نظام کے اندر فعال بنانا چاہتے ہیں۔ہماری خواہش اور کوشش یہ ہے کہ یہ پارلیمنٹ law makingکے اند ر بھی اور باقی محکموں کی مانیٹرنگ کے اندر بھیinvolvedہو کیونکہ اس parliamentکے functionsمیں سے ایک بہت اہمsight of function the parliamentہے کہیں پر اگر آپ پڑھیں تو democracy Parliamentaryکا ایک بہت اہم جز parliamentary oversightہے۔oversight Parliamentaryکا وہ حصہ جو ہماری ذمہ داری ہے اس کو ہم اس میںincorporateکرنے کے لئے لا رہے ہیں اور میں ویسے جتنی بھی تعریف کروں اپنی سٹینڈنگ کمیٹی والوں کی اس نے اس پر بار بار پارلیمنٹ کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے،ایم پی ایز کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر وہ ہمارے public servants کہوں، bureaucrats کہوں ، بابو کہوں ، افسر شاہی کہوں جو بھی مناسب لفظ آپ سمجھیں میری تو vocabularyبہت محدود ہے۔وہ لوگ یہ چیز پسند نہیں کرتے اور وہ ہمیں نکال کر باہر کر دیتے ہیں۔ اس کیس میں بھی ہماری یہ recommendation تھی اس کو شاید اسی لئے باہر پھینک دیا گیا ہے۔میں ایک دفعہ پھر اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے ہم لوگactiveہوں

اور فعال ہوں۔ ہم اس parliament کو مضبوط کریں۔ مہربانی کر کے اس کے حق میں ووٹ دے دیں
۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! دیکھئے اسمبلی نے تو یہ ایکٹ بنانا ہے۔ ایکٹ بن گیا، اس کے بعد سیکرٹریز اس پر rules بنا دیں گے اس کے بعد اس پر اتھارٹی regulation کرتی ہے۔ اگر کہیں پر کوئی flaws رہ جاتے ہیں پوری دنیا کا دستور ہے جو ترقی یافتہ ممالک ہیں سو سالہ پالیسیز سامنے رکھ کر ان کے negative, positives سامنے رکھ کر پالیسیز بنائی جاتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب ایک ایکٹ بننے جا رہا ہے تو اسے بڑی باریک بینی سے چیک کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کی negative, positive چیزیں سامنے رکھ کر کہ in future ایسا کرنے سے کیا ہو سکتا ہے، ویسا کرنے سے کیا ہو سکتا ہے؟ جب ہم ان if's and but's میں پڑتے ہیں اور اس کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر سمجھ میں آتا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی نظریہ کے تحت اسی کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے کہا ہے کہ rules کا ایک frame ہونا چاہئے۔ اس frame کے اندر رہتے ہوئے اگر regulations rules and کے لئے کام کیا جائے اور اس point کو سمجھا جائے۔ یہ amendment اسی مقصد کے لئے ہے تو میں یہ کہوں گی کہ یہ کوئی اتنی زیادہ مشکل بات بھی نہیں ہے آج اتنا بڑا کام کرنے جا رہے ہیں تو اس کے اندر اگر چھوٹی چھوٹی چیزوں کو جس سے in future کوئی مسائل نہ درپیش آئیں، کسی چھوٹی بات کی وجہ سے کوئی hurdle نہ create ہو ان رکاوٹوں کو دور کرنا مقصد ہے۔ ہماری تو humble request ہے کہ جہاں اتنا بڑا کام ہونے جا رہا ہے تو ہماری گزارشات کو بھی اگر آپ شامل کر لیں گے تو اس سے زیادہ بہتری آئے گی اس میں میرا نہیں خیال کہ کسی انا پرستی کی بھی کوئی بات ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترم معزز اپوزیشن ممبران نے جو فرمایا ہے کہ رولز کے خلاف نہیں ہونا چاہئے rules کی violation نہیں ہونی چاہئے اور

inconsistent نہیں ہونا چاہئے تو میری ان سے گزارش ہے کہ اگر یہ اس کو پڑھ لیتے کہ یہ جو subject to the rules لکھا ہوا ہے اس کا یہی مطلب ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That clause 21 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education be renumbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added:-

"(2) If any regulation made under this Act is repugnant to or inconsistent with any rule framed under this Act, then the regulation shall to the extent of repugnancy or inconsistency be void and the rule shall prevail."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 21 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab

Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

> "That in clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the full-stop a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-
>
> "Provided that no society shall be dissolved unless a notice of one month is given to he persons to be affected thereby, and they are provided an opportunity of being heard."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the full-stop a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-
>
> "Provided that no society shall be dissolved unless a notice of one month is given to he persons to be affected thereby, and they are provided an opportunity of being heard."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

ڈاکٹر فائزہ اصغر: ہم لوگ جو اس میں amendment لے کر آرہے ہیں اس میں آپ کو میں ایک یاد دہانی کروا دوں کہ legal term ہے جس کو کہتے ہیں audi alteram partum اس کا مطلب ہے. every one has this right to being heard تو یہ جو سوسائٹیز ہیں ان کو کیا heard ہونے کا کوئی right نہیں ہے۔ ایک سوسائٹی کو اگر آپ dissolve کر کے اس کے جو سارے assets ہیں اور وہ سارا کچھ دانش سکول سسٹم کو hand-over کریں اور ان کی اتھارٹی کو

hand-over کریں۔ کیا ان کو hearing کا یا اپنا مؤقف پیش کرنے کا یا اپنی طرف سے کوئی دلائل پیش کرنے کا حق نہیں ہے کیوں ان کو dissolve کیا جارہا ہے، کیا ان کو کوئی time limit نہیں دینا چاہئے؟ کم از کم ایک مہینے کا ٹائم تو ان کو دیا جائے کہ وہ اپنا point of view پیش کر سکیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو societies یہاں پر mentioned ہیں یہ pre-existing societies ہیں جو مختلف سکولوں کی ہیں جو پرائیویٹ کسی نے بنائی ہوئی ہیں یا پھر NGOs ہیں جو سکول run کر رہی ہیں اور ان کو یہ convert کرنا چاہ رہے ہیں۔ دانش سکول میں اور جب ان کی مرضی ہو تو اپنی مرضی سے کسی بھی سوسائٹی کو پکڑ کر اسے کہیں کہ یہ جی اب notified ہے اور اس کے جتنے بھی assets ہیں ہم ان کو اپنے دانش سکول سسٹم میں لے جائیں تو یہ تو بہت ہی ناانصافی کی بات ہے۔ اگر دانش سکول نے اپنی یہ societies form کر لی ہوئی ہیں اور ان کو اس میں لانا چاہ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ:

> Pre existing already before even the Act is come .The societies have already been formed, which are already running the school.

ان کے جو اس وقت فنڈز ہیں پھر وہ کہاں سے آرہے ہیں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب شیر علی خان: جناب والا! میری گزارش ہے کہ نماز کا وقفہ کر دیا جائے۔ اگر وقفہ نہیں کرنا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کو جاری رکھیں جنہوں نے نماز پڑھنی ہو گی وہ پڑھ لیں گے۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: جناب والا! پھر کورم بھی تو نہیں ہے وہ پورا کروادیں۔ تب تک ہم نماز پڑھ آتے ہیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس amendment میں انتہائی serious نوعیت کی submission ہے ۔ہم نے اس بل کی clause 22 کی study کر کے یہ ترمیم دی ہے۔اگر آپ مجھے clause 22 read کرنے کی اجازت دے دیں تو

DISSOLUTION AND SAVINGS.

(1). The Authority may dissolve a Society by issuing a notification for dissolution of the Society.

(2). an asset or liability of a Society, dissolved by the Authority, stands transferred to the Authority.

(3). The Authority shall transfer the assets of the Society to governing body in accordance with the provisions of this Act.

(4) A decision or action taken by any public functionary or a Society, before the commencement of this Act, shall be deemed to have been taken in good faith for the purposes of the Act.

(5) In this section, "Society" means a society registered.

جناب سپیکر! دانش سکول کا claim تو بہت بڑا ہے لیکن اس clause میں اس plot کی پوری نیت سامنے آ گئی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا plan بنایا گیا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے سکولز کیسے takeover کر کے ان پر اپنے نام کا ٹھپہ لگانا ہے؟ سالہا سال سے NGOs کے ذریعے چلائے ہوئے سکولز خریدنے کا، گھسیٹنے کا اور رولنے کا ایک پروگرام ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ اگر دانش سکول والے اپنے excellence پر اتنے confident ہیں تو انہیں یہ clause لا کر اپنے آپ کو expose کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ایک سکول کی تمام تر شناخت، اس کی fairings، اس کی efforts کو، یہ اس میں claim کر رہے ہیں کہ ہم at on notice یہ لے جائیں گے۔ اس میں سب سے بڑی خوفناک حد تک جو plot اور بربریت ہے کہ authority at on notice of the، اتھارٹی کی جیسے مرضی سر پر بندوق رکھیں، good faith میں کریں یا خریدیں وہ کسی بھی سکول کو یا کسی بھی سوسائٹی کے تحت چلتے ہوئے سکول کو ضم کریں گے اور اس کے بعد پرائیویٹ سیکٹر کے خلاف یہ ایک سازش ہے اور اسے سننے کی کوئی بھی provision نہیں رکھی گئی۔ ہم نے یہ amendment دی ہے کہ فرض کیا کہ good faith میں ایک پرائیویٹ سیکٹر کا یا حکومت کا کوئی چلتا ہوا سکول دانش سکول سسٹم میں گھسیٹیں گے اور وہ good faith میں خود آ رہے ہیں تو پھر اس میں ایک سیکنڈ میں notice دینے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب والا! کہیں پر بھی، International Law بلکہ جوڈیشری کا کوئی بھی level ہے سپریم کورٹ، ہائی کورٹ کسی بھی جگہ پر at a single notice کبھی بھی کوئی چیز dissolve نہیں ہوتی۔ یہ تو اس کے assets کی بات ہو رہی ہے، اس کی saving کی بات ہو رہی ہے، اس کی repute کی بات ہو رہی ہے جو دانش سکول میں ضم ہو جائے گی۔ ابھی ایک قیاس آرائی یہ بھی ہوئی کہ شاید یہ دانش سکول کسی چیف سیکرٹری کے پوتے کے نام پر ہے تو کیا یہ اس حکومت کی ایک سازش نہیں ہے؟ کیا لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ آپ لوگوں نے تو اس میں ان کو سننے کی بھی گنجائش نہیں رکھی جیسے آپ نے ناظموں کو سننے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی تھی اور کہا تھا کہ یک دم لوکل گورنمنٹ کو ختم کر دو۔ اسی طرح آپ نے کہا کہ یک دم وہ تمام پرائیویٹ سکولز ضم کر لو، ان کی savings لے لو، ان کی پراپرٹی without

being heard لے لو۔یہاں جتنے بھی lawyers بیٹھے ہیں میرا ان کو چیلنج ہے کہ یہ مجھے قانون میں سے کہیں پر بھی دکھادیں کہ انہوں نے سکولز سے سننے کا حق لے نہ لیا ہو۔ہماری ترمیم میں یہی بات کی گئی ہے کہ چلو ہم اپنی ساری باتیں غلط کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے یہ goodwill میں کیا ہے آپ اسے regulate کرنا چاہتے ہیں۔آپ ایک جیسی excellence لانا چاہتے ہیں، آپ پرائیویٹ سیکٹرز کی تعلیمی کوششیں جو کہ ایک بہت بڑی demand رہی ہے اس کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ انہیں سننے کو تیار کیوں نہیں ہیں؟ پبلک سکولز کی failure کی یہی وجہ تھی۔ آج اتنی بھاری رقم سے یہ سکول سسٹم قائم کیا جارہا ہے اس پر کوئی بھی شخص انگلی اٹھا سکتا ہے اور یہ اس سکول کی سب سے بڑی کمزوری رہے گی کہ جب litigation پر litigation ہو گی کہ ہمارے ساتھ زبردستی ہو رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ ان کو سننے کے لئے ایک چھوٹی سی کھڑکی رکھ چھوڑیئے تاکہ آپ اپنے آپ کو بچا سکیں ایک شخص جس کے سکول کو، جس کی اتھارٹی کو، جس کی سوسائٹی کو آپ ضم کر رہے ہیں willing or unwilling اسے ایک دفعہ سننے کا موقع ضرور دیا جائے۔میں اپنی بات صرف ٹائم کے لئے لمبی نہیں کر رہی بلکہ ہر شخص سے میری اپیل ہے جو ادھر بیٹھا ہے اور جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علاقوں اور حلقوں میں لوگوں کے مسائل کے حل کے لئے جائے گا۔ہر شخص کے حلقے میں اسی قسم کا دانش سکول ایکڑوں پر کھولنے کا پروگرام ہے اور جہاں پر pre-existing schools ہیں انہیں اس سسٹم میں لانے اور پرائیویٹ سیکٹر کو اپنے قابو میں کرنے کا منصوبہ ہے اس میں جو لوگ under آتے ہیں حکومت ان کے سننے کے right کو نہیں رکھنا چاہتی یہ میں نہیں مانتی۔اس سے پہلے کہ لاء منسٹر ایک بہت practiced اور ایک بہت ہی اچھا جواب دیں اور ان کے جواب کے بعد مجھے جواب دینے کی گنجائش نہ ہو گی۔انہوں نے اس کو oppose کرنا ہے لیکن یہ lawyer ہوتے ہوئے سب سے بڑے قانون کو توڑیں گے۔یہ وزیر قانون ہو کر ایک شخص کے Audi alteram partum کے right کو توڑیں گے اور یہ House اس کو توڑے گا لہذا اس ایک provision کو بیچ میں رکھ کر آپ تمام سوالات کو negative کر دیں اس پنجاب اسمبلی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کا خیال رکھے اور ان تمام قیاس آرائیوں، کہانیوں اور الزامات کو zero کر دے۔ جب آپ یہاں کہتے ہیں کہ بغیر سنے اتھارٹی کی طرف سے ایک notice پر آپ کی تمام زندگی

کی محنت اس اتھارٹی کی ملیکت بن جائے گی، اسی کو ڈکٹیٹر شپ کہتے ہیں۔ چھیننا اسی کو کہتے ہیں اور کس کو کہتے ہیں؟ اگر آپ طاقتور ہیں تو اسلام نے کہا ہے کہ جب بھی آپ زور سے طاقت لینے کی کوشش کریں، ایک power کے ذریعے کوشش کریں تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی بلکہ محبت، اخوت، understanding اور سنہ، بھائی چارہ، صلح، مشاورت space for others سے یہ ممکن ہے آپ نے clause 22 میں کیا space رکھی ہے؟ کچھ نہیں۔بلکہ آپ نے سارے کے سارے سسٹم کو اپنے اندر ضم کرنے کے لئے ایک پروگرام اور ایک legislation بنا دی ہے۔اس amendment کو consider کیا جائے ورنہ تاریخ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ وزیر قانون کو بھی تاریخ معاف نہیں کرے گی اور ان کے اشارے پر ہاں کہنے والوں کو بھی تاریخ بالکل معاف نہیں کرے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ ایک بہت important project ہے۔Rules, regulations اور قوانین ہر جگہ اپنی اہمیت رکھتے ہیں۔ خواہ کسی کو رکھنا ہو یا نکالنا ہو۔ انصاف کے تقاضے تو یہی ہیں کہ صفائی کا موقع دیا جائے۔ ہر مذہب، کلچر اور قانون میں موجود ہے کہ جس انسان پر الزام لگایا جائے، چاہے اس پر کوئی بڑے سے بڑا offence کیوں نہ لگا دیا جائے لیکن پھر بھی صفائی کا حق اس کے پاس رہتا ہے۔ اسلام بھی تین گواہوں کی موجودگی کا کہتا ہے، ان کے بیانات پر depend کرتا ہے۔ اس clause کا مقصد یہ ہے کہ ایک order پر عملدرآمد سے پہلے اسے صفائی کا موقع دیا جائے۔ اس طرح کا order کسی ڈکٹیٹر کا تو ہو سکتا ہے لیکن کسی انصاف پسند آدمی کا نہیں ہو سکتا۔ اس Bill کی روح کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری اس ترمیم کو قبول کیا جائے اور صفائی کا موقع دیا جائے اور کوئی time frame بھی ضرور دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: کوئی اور صاحب بات کرنا چاہیں گے؟ کوئی نہیں۔جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز اراکین نے جو فرمایا ہے اس سے متعلق میری ان سے یہی گزارش ہے کہ اس clause کے purposes کو carry out کرنے کے لئے جو rules بنیں گے ان میں یہ ساری چیزیں notice, hearing وغیرہ درج ہوں گی۔ یہ معاملہ

rulesسے متعلقہ ہے اس لئے وہ اپنی خاطر جمع رکھیں۔بالکلwithout hearing کسی کے خلاف کوئیactionنہیں لیا جائے گا۔شکریہ

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the full-stop a colon be substituted and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that no society shall be dissolved unless a notice of one month is given to the persons to be affected thereby, and they are provided an opportunity of being heard."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 22-A

MR. SPEAKER: Now, another addition of a new Clause 22-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia

Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That after clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 22-A be added:-
>
> "22-A. Removal of Difficulties.- If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may, in consultation with the Authority, give such directions, not inconsistent with the said provision, as it may consider necessary for the removal of such difficulty."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> That after clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 22-A be added:
>
> "22-A. Removal of Difficulties.- If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the Government may, in consultation with the Authority, give such directions, not inconsistent with the said provision, as it may consider necessary for the removal of such difficulty."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بار بار اس قانون کے اندر کمزوریاں سامنے آ رہی ہیں۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ چیزیں بار بار سامنے آ رہی ہیں اور ہم تجاویز دے رہے ہیں جو کہ over out vote ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم اسی Bill کی statement of objects and reasons میں دیکھیں تو اس میں کہا گیا ہے کہ:

> "The Government has launched the scheme titled "Daanish School System" for the purpose of establishing quality educational institutions with free education, boarding, lodging and meals facilities.

یہاں پر انہوں نے free لکھا ہے جبکہ اسی law کے اندر یہ بھی لکھا گیا ہے کہ 10 فیصد لوگوں سے پیسے لے کر داخلہ دیا جائے گا تو یہ ایک inconsistency ہے۔ اس کا مقصد بتایا گیا ہے کہ یہ تعلیم free ہو گی لیکن اسی law کے اندر لکھ دیا گیا ہے کہ ہم 10 فیصد لوگوں سے فیس لے کر داخلہ کریں گے۔ اسی طرح آگے statement of objects and reasons میں اس کا purpose بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "Daanish Schools would be established all over the Punjab with a special focus on the backward and low literacy districts of the Province."

میرے خیال میں پنجاب کے اوپر والے اضلاع میں تو یہ بعد میں ہو گا۔ literacy figures کے مطابق تو راجن پور، بھکر، ڈیرہ غازی خان اور لیہ میں literacy rate سب سے کم ہے لہذا پہلے وہاں پر یہ دانش سکول بنائے جائیں۔ اس کو implement کرنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کے لئے ہم اپنی یہ ترمیم لائے ہیں۔ اسی میں آگے جا کر کہتے ہیں کہ:

> "District Coordination Officer of the concerned district shall be the head of the governing body."

یہ جو ہم نے removal of difficulties کے لئے کہا ہے کہ اس law کو implement کرنے کے لئے جو difficulties آئیں گی، جو inconsistencies ہیں، جو بات اس کے مقاصد میں کہی گئی ہے اور جو اس اجلت میں بنائے گئے قانون کے اندر لکھی ہے ان دونوں کے

درمیان جہاں پر تضاد ہو، جہاں پر ان کا آپس میں conflict ہوتا ہے تو اس کو remove کرنے کا ہم نے طریقہ لکھا ہے، ہم نے اپنی amendment میں کہا ہے کہ:

> "If any difficulty arises in giving effect to any of the provisions of this Act, the Government may, in consultation with the Authority, give such directions, not inconsistent with the said provisions, as it may consider necessary for the removal of such difficulty."

یہ جو مشکلات ہیں، یہ جو آپس میں ان کا تضاد ہے۔اس کے statement of objects and reasons اور اس قانون کا جو یہ تضاد ہے اس کو دور کرنے کے لئے ہم نے اپنی یہ ترمیم دی ہے۔یہ تو مجھے سمجھ آگئی ہے کہ اس کے جو objects and reasons لکھے گئے ہیں یہ ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک policy guideline دی ہو گی کہ بھئی! ہم نے ایسے سکول بنانے ہیں کہ جن میں ہم نے غریب طلباء کو مفت تعلیم دینی ہے، دور دراز علاقوں میں، پسماندہ علاقوں میں یہ سکول بنانے ہیں۔انھوں نے تو یہ ایک broad guideline دے دی۔اس کے بعد جن بیوروکریٹس نے بیٹھ کر اس کی قانون سازی کی ہے، ان سرکاری افسران کے لئے آپ کوئی بہتر لفظ بتا دیں تا کہ میں وہ کہہ دوں۔ان سرکاری افسروں نے بیٹھ کر اس کی قانون سازی کی ہے اس میں ہماری Standing Committee کو overrule کیا گیا۔Standing Committee نے بہت اچھی اچھی تجاویز دیں اور اس اسمبلی کو بیچ میں incorporate کیا کہ اس اسمبلی کے لوگوں کا بھی اس میں کوئی عمل دخل ہو۔جب وہ Bill پھر اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے آیا تو پھر Standing Committee کی باتوں کو overrule کر دیا گیا۔میرے خیال میں تو اس سے پوری Standing Committee کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ان لوگوں نے مل کر، محنت کر کے تجاویز دیں اور اس اسمبلی کو empower کرنے کی کوشش کی لیکن وزیر قانون صاحب نے محکمہ قانون کی guidance کے ساتھ ہم سب پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ہم لوگوں کو تو شاید وہ ویسے ہی کبھی اس کا ممبر نہ بناتے لیکن اپنے حکومتی بنچوں کے بھائیوں اور بہنوں پر بھی انہوں نے عدم اعتماد کا اظہار کیا اور ان کو اس میں سے ہٹا دیا تو یہی میری گزارش ہے کہ اس کو پاس کر لیں تا کہ اس دانش سکول سسٹم پر Chief Minister صاحب کا جو

نقطہ نظر ہے اس کوimplement کرنے کے لئے کوئی difficulties arise ہوں تو اس کو government directionsدے سکے۔مہربانی

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں کورمpoint out کر رہی ہوں اور اس لئے کر رہی ہوں کہ میں بڑی دیر سے دیکھ رہی ہوں کہ ہمارےHonourable Ministers صاحبان لابی میں کرنے والا کام Houseمیں کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترم!آپ مجھ سے بات کریں ان سے بات نہ کریں۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے جوword use کیا ہے وہ صرف آپ ہی ہیں یہاں اور کوئی جناب سپیکر نہیں ہے۔ آپ Houseکے Custodian ہیں ہمارے Principal ہیں اور ہم ہمیشہ آپ سے ہی گزارش کریں گے جب بھی کہیں کوئی اچھی بات ہو رہی ہو گی یا غلط ہو رہی ہو گی۔ میں نے اس لئے کورمpoint out کیا ہے کہ یہاں پر سبattentive ہو جائیں اور یہاں دانش سکول کی قانون سازی ہو رہی ہے تو اس میں سب کوparticipate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: کورمpoint out ہوا ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

Houseمیں کورم پورا ہے لہذا کارروائی جاری رہے۔جی، محترمہ!

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہتی ہوں کہ آپ کیChair کی ہرruling کو overview کیا جاتا ہے آپ نے بھی اور جب یہاں پر جناب ڈپٹی سپیکر تشریف فرما تھے تو انہوں نے بھی یہ کہا تھا کہ کورمpoint out کرنا اپوزیشن یا کسی بھی ممبر کاright ہے لیکن اس پر "شیم" کوئی نہیں کرے گا، کورمpoint out کرنا میرا قانونی حق ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No, no. Order please, order please.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان کے لئے یہ کرسیاں uncomfortable ہیں یا پھر ان پر کانٹے چھانٹے لگے ہوئے ہیں تو یہ کرسیاں بدلوادیں یا پھر ان کو بدلوا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات کریں ناں! کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں اپنی بات اسی صورت میں کروں گی ناں جب House in order ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں، جہاں ایسی بات ہو وہاں point out کریں please, Order order please. محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے point out کیا، میں نے ruling point out کی۔ میں نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔ آپ کا شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ جہاں تک اس amendment کا تعلق ہے یہ difficulties remove کرنے کے لئے گورنمنٹ کو اور اختیار دینا چاہتے ہیں تو وہ اختیار already ہے اس میں مزید اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اب چونکہ آخری ترامیم ہیں اس لئے اب انہوں نے boycott کرنا ہے تو آپ اس بات کا ذرا خیال رکھئے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، جو ان کا legal right ہے وہ exercise کریں۔ میرے خیال میں اب اس بات کو ختم کیا جائے۔

The motion moved and the question is:

That after clause 22 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following new clause 22-A be added:-

"22-A. Removal of Difficulties.- If any difficulty arises in giving effect to any of the provision of this Act, the

Government may, in consultation with the Authority, give such directions, not inconsistent with the said provision, as it may consider necessary for the removal of such difficulty."

(The motion was lost)

CLAUSE-23

MR. SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, and Mr. Khurram Nawab…

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی جتنی بھی amendments تھیں وہ ساری vote out ہو چکی ہے اس لئے definition clause میں under rule 106 sub clause (b) ان کی amendments اب admissible نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، آپ challenge نہ کریں میں خود ان سے پوچھوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا صاحب نے Rule 106 کی کون سی sub clause ارشاد فرمائی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ Clause (a) پڑھیں:

(a) An amendment shall be within the scope of the bill.

اس بل میں آپ کی تمام ترامیم vote out ہو چکی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری ترامیم کسی clause کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں ہم نے definitions کی deficiencies کو point out کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ آپ نہیں کر سکتے ناں۔(قطع کلامیاں) میں نے Chair کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی سننے دیں، مجھے بھی سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ (b) پڑھیں:

(b) An amendment shall not be in consisting with any previous decision of the Assembly.

تو اسمبلی اب جو decision کر چکی ہے اس سے in consisting یہ کیسے اپنی ترامیم پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: Amendment Bill میں دی گئی ہے۔ محسن خان لغاری کا نام آ گیا۔(قطع کلامیاں)

Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں Chair کے فیصلے کو challenge نہیں کرتا لیکن ان تینوں ترامیم کے ذریعے انھوں نے لفظ Assembly اس کے بعد لفظ Search Committee اور لفظ Patron کی ترامیم دی ہیں۔ یہ تینوں لفظ مجھے اس Bill کے اندر سے نکال کر دکھائیں کہ یہ جس پر ترامیم لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس کے اندر جو ترامیم دی ہیں۔ ہم نے ان چیزوں کو define کرنے کے لئے یہ ترامیم دی ہیں جو کہ define نہیں کی گئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب وہ لفظ پورے بل میں ہے ہی نہیں تو پھر وہ definition میں کیوں آئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی ruling کو challenge کیا جارہا ہے۔ یہ فیصلہ آپ کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پورے بل میں بتائیں کہ Search Committee کہاں پر ہے اور Assembly means Punjab Assembly یہ بتائیں کہاں پر ہے؟ یہاں 23 کے قریب clauses پاس ہو چکی ہیں۔ اگر یہ تینوں لفظ بل میں ہیں تو ان کو define کریں ۔

جناب سپیکر! آپ ruling دے چکے ہیں اور میں اس کو challenge نہیں کرتا۔ آپ ان کو ترمیم پیش کرنے دیں لیکن کم از کم پورے بل سے یہ حوالہ دیں کہ Patron کہاں پر ہے، Search Committee کہاں پر ہے اور Assembly کا لفظ کہاں پر ہے جس کو یہ definition میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ یہ relevant بات کریں اور irrelevant بات نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں House میں یہ کہوں گی کہ انھوں نے کہا ہے کہ Provincial Assembly of the Punjab کے الفاظ دکھا دیں تو میں انھیں یہ بل کی کاپی دکھا رہی ہوں کہ اس پر second line میں Provincial Assembly of the Punjab لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بل کا ذکر کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بل کی ہی بات کر رہی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے جو ترمیم دی ہے وہ یہ ہے کہ Assembly means the Provincial Assembly of the Punjab اگر بل کے اوپر لکھا ہوا ہے تو یہ ترمیم کس بات کی لا رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے طریق کار کے مطابق ایک ایک کلاز پر بات کرنی ہے یا پھر بحث برائے بحث کروانی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ نے ruling دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے ruling دے دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب ہماری بہن آمنہ الفت صاحبہ کو amendment پڑھنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ! آپ amendment پڑھیں۔

MRS AMNA ULFAT: Sir! I move:

> "That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, after sub-clause (a), the following new sub-clause (aa) be added:-
>
> "(aa) 'Assembly' means the Provincial Assembly of the Punjab; ".

جناب سپیکر! میں اس کلاز کے حوالے سے عرض کروں گی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے پہلے اس amendment کو دہرانا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اب میں نے اس کو repeat کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 30 ترامیم پیش کرنے اور 40 مرتبہ کورم کی نشاندہی کرنے کے بعد بھی ان کو معلوم نہیں ہوا کہ ترامیم پیش کرنے کا طریق کار کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کو بھی نہیں پتا چلا کیونکہ آپ نے ہی مجھے موقع دیا تھا۔

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, after sub-clause (a), the following new sub-clause (aa) be added:-

"(aa) 'Assembly' means the Provincial Assembly of the Punjab; ".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! آپ اب بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ نے ہی مجھے کہا تھا گویا یہ آپ پر بھی ایک تنقید ہے کہ آپ کو بھی یاد نہیں تھا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس کلاز کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بل میں اتنی خرابیاں ہیں اور وزیر قانون صاحب کی موجودگی میں اتنے بڑے بڑے قانونی سقم موجود ہیں۔ ان سے اب برداشت نہیں ہو رہا لہذا یہ برداشت کریں۔ اس کلاز کے اندر ماسوائے Assembly کے ہر طرح کی terms کو define کیا گیا ہے۔ یہ Assembly جسے انھوں نے بار بار نکال کر پھینکنے کی کوشش کی ہے جس کے اراکین کو اس میں شامل کرنے کے لئے ان کو بہت problem ہے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ یہ سب سے مقدس ایوان ہے، صوبے کا سب سے important part and pillar ہے اور اس حوالے سے بہت اہم ہے کہ اس Assembly میں بیٹھ کر اس بل کو پاس کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس حقیقت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے کہ یہ Assembly سب سے supreme ہے اور یہیں کھڑے ہو کر اور یہیں بحث و مباحثے کے بعد ایک بل پاس ہوتا ہے۔ اس بل

میں Assembly کا ذکر لکھیں یا نہ لکھیں، اس میں سے اس کے اراکین کو بے شک نکال کر باہر پھینک دیں لیکن اس Assembly کے وجود کو یہ منہا نہیں کر سکتے کیونکہ یہیں یہ بل پیش ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے ہر طرح کی terms clause 2 میں define کی ہوئی ہیں۔ انھوں نے administration کو define کیا ہے، انھوں نے authority کو define کیا ہے، انھوں نے Centre of Excellence کے معنی بتائے ہیں، انھوں نے Chairperson کے معنی بھی بتائے ہیں، انھوں نے Daanish School کے بارے میں بھی بتانے کی کوشش کی ہے اور انھوں نے disable کے بارے میں بھی بتانے کی کوشش کی ہے حتٰی کہ انہوں نے Government of Punjab کے بارے میں بھی بتانے کی کوشش کی ہے جس پر ان کا پورا زور ہے کہ ہم گورنمنٹ میں ہیں، ہم ہر چیز کو derail کر سکتے ہیں، اپنی مرضی اور من مانیاں بھی کر سکتے ہیں لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتنی اہم اسمبلی کا ذکر اس definition میں کہیں پر بھی نہیں ہے۔ یہ اسمبلی ہے تو سارا سسٹم ہے، یہ اسمبلی ہے تو جمہوریت ہے، یہ اسمبلی ہے تو ہم تمام ممبران ہیں، قانون سازی ہے اور 9 کروڑ عوام کا مستقبل ہے۔ سب سے زیادہ important جو ہم ہیں اُس کا ذکر اس definition میں کرنا وزیر قانون صاحب نے گوارا ہی نہیں کیا۔ ہماری صرف اس چیز پر دہائی بھی ہے اور التماس بھی ہے کہ خدارا اپنے اندر سے ایک آمرانہ دماغ نکال دیں جو اس اسمبلی کی نفی کر رہا ہے جس کا وزیر قانون صاحب نے بارہا مظاہرہ بھی کیا ہے اور بارہا کہہ بھی دیا ہے کہ اسمبلی کا تو ہم نے Bill میں ذکر ہی نہیں کیا جبکہ اسمبلی کے بغیر یہ Bill پاس ہو سکتا ہے، آ سکتا ہے اور نہ ہی یہ ایکٹ بن سکتا ہے تو انہیں اپنی زبان سے یہ کہنا کیسے زیب دیا کہ ہم نے تو اسمبلی کا نام ہی نہیں دیا۔ Bill پیش کرتے ہوئے Bill کی heading ہی اسمبلی کے نام سے شروع ہوتی ہے تو یہ اسمبلی کو کیسے نکال کر پھینکیں گے، یہ نہیں نکال سکتے۔ اسمبلی سب سے important part اور سب سے مقدس ایوان ہے جس کی اس طریقے سے نفی کر دی جائے کہ اس کو important terms سے بھی نکال دیا جائے۔ آپ ایک ایک شِق اور ایک ایک term کو define کر رہے ہیں لیکن جہاں اسمبلی کی بات آتی ہے تو آپ اُس کو بھول جاتے ہیں۔ آپ اپنی اس غلطی اور اپنی قباحت پر پردہ ڈالنے کے لئے مذاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو اس میں اسمبلی لکھا ہی نہیں ہے۔ آپ اسمبلی کے وجود کو کیسے منہا کریں گے اور اس کے وجود سے

کیسے انکار کریں گے کیونکہ آپ اسی اسمبلی کے forum پر بیٹھے ہوئے ہیں، اسمبلی میں ہی یہ Bill پیش ہو رہا ہے جسے آپ پڑھ رہے ہیں، اسمبلی میں ہی ایکٹ بن رہا ہے اور اسمبلی کے ذریعے ہی پراجیکٹ بننا ہے، اسمبلی کے ذریعے ہی دانش سکول بننے ہیں، اسمبلی کے ذریعے ہی سارا سسٹم چلنا ہے تو پھر کیسے یہ اسمبلی کو minus کر سکتے ہیں اور اتنی بڑی غلطی اس term میں کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں نہیں ہیں بلکہ یہ اُس ذہن کی عکاسی کرتی ہیں جو ذہن اس کے پیچھے کارفرما ہیں۔ یہ اُس ذہن کی عکاسی ہو رہی ہے جو کہ اسمبلی کو ذہنی طور پر ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ خدارا آج ان کو یہ بات سمجھائیے کہ یہ اس اسمبلی کو مانیں، جمہوریت کو مانیں اور اس اسمبلی کے مقدس ایوان پر یقین کریں۔ جب تک یہ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ نہیں چلیں گے، اسمبلی کو دماغ کے گوشوں میں جگہ نہیں دیں گے اُس وقت تک ہم جمہوریت کو بھی آگے لے کر نہیں چل سکیں گے۔ جمہوریت کا خوبصورت ترین part اپوزیشن ہے۔ دنیا کی کوئی اسمبلی یا کوئی جمہوریت دکھا دیں جو اپوزیشن کے بغیر چل سکتی ہو۔ اپوزیشن کو نکال کر تو جمہوریت کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, Order please. No cross talk.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری آپ سے ایک گزارش، استدعا اور humble request ہے کہ ہماری تمام چیزوں کو آپ نے چھوڑ دیا اور شامل نہیں کیا کیونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں اور تعداد میں کم ہیں۔ بے شک آپ اس میں اسے نہ ڈالیں لیکن اسمبلی کے لفظ کو اس لئے ڈال لیں کہ اسمبلی سب سے supreme ہے اور اسمبلی کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسمبلی کا ایک معمولی سا لفظ ڈالنے سے وزیر قانون صاحب کی کوئی توہین نہیں ہو گی، اللہ تعالیٰ اُن کا وقار بلند کرے اُس میں کوئی کمی نہیں آئے گی لیکن صرف اور صرف ایک اسمبلی کا وجود ڈال دیں کیونکہ اسمبلی کے وجود سے ہم بھی ہیں، یہ قوم بھی ہے، یہ جمہوریت بھی ہے، یہ پاکستان اور اُس کی قوم بھی ہے۔ براہ مہربانی اس سوچ اور نظریے کو زندہ رکھنے کے لئے جو جمہوریت کی پیروی کرتا ہے تو اُس سوچ اور نظریے کو زندہ رکھنے کے لئے اسمبلی کا لفظ اس میں ڈلوائیے کیونکہ اسمبلی کا لفظ اس Bill میں ہو گا تو سوچ میں بھی اسمبلی ہو گی۔ اسمبلی means جمہوریت، اسمبلی means آزادئ رائے، اسمبلی means یہاں پر بات کرنے کی آزادی، اسمبلی کا مطلب ہے کہ اسمبلی سے ہی سارا سسٹم چلے گا، قانون سازی بھی اسمبلی سے ہی ہو گی

اور چھوٹی سے لے کر بڑی بات بھی اسمبلی ہی کرے گی۔ آج ہم اس اسمبلی میں کھڑے ہیں تو کل کوئی اور ہوں گے لیکن اس اسمبلی کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے ایک ایک لفظ پر ہمیں سوچنا پڑے گا۔ چونکہ اسمبلی سب سے supreme ہے تو میری آپ سے یہ humble request ہو گی کہ اسمبلی کا لفظ ڈالا جائے۔ میرا تو اب گلا بھی خشک ہو گیا ہے لیکن میں کیا کہوں کہ:

اندازِ بیاں بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

جناب سپیکر: محترمہ! بات اُتر جائے گی۔ جی، شیر علی خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسمبلی کا نام ڈالیں، اسمبلی کا نام ڈالیں۔ لگتا ہے کہ میری بہن پر یہ سکتہ طاری ہو گیا تھا کہ وہ کافی دیر ایک ہی لفظ بولتی رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ رانا صاحب! یہ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری صرف ایک بات سن لیں کہ اس Bill میں اگر اسمبلی کا لفظ کہیں ہے تو اُس کو definition میں ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ پہلے اس Bill کو refer کریں کہ فلاں clause میں یہ لفظ ہے اور اس کی definition نہیں ہے تو پھر اُس پر بات کریں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے irrelevant بات نہ کروائیں۔ مجھے یہ خطرہ تھا کہ میری بہن پر جس طرح سکتہ طاری تھا اگر وہ گر جاتیں تو پھر کوئی اور حادثہ پیش آجاتا لہٰذا آپ اس صورتحال سے ان کو بچائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اِن کے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دوں گی۔ یہ دل کھول کر بات کریں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں Chair کی impartiality کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں اجازت دی۔ میں قانون تو اتنا جانتا نہیں ہوں لیکن رانا ثناء اللہ صاحب نے

کوئی rules پڑھ کر بتائے ہیں۔ یہ ممبران صبح سے بیٹھے ہیں شاید ان کو گھر جانے کی جلدی ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ میں آپ کی impartiality کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ruling کی بات نہیں ہے بلکہ فراخدلی کی بات اُن کی طرف سے بھی اور دوسری طرف سے بھی ہے۔ آپ بس اپنی بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے اُسی کا ذکر کیا ہے۔ جب definition کی بات آتی ہے تو راناصاحب کو بُرا اس لئے لگتا ہے کہ سب سے پہلے میں نے ہی کہا تھا کہ دانش کی definition ہی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات مکمل ہو گئی ہے۔ اب آپ clause 2 کے بارے میں بات کریں اور اس بارے میں جو آپ کی amendments ہیں اس حوالے سے بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو گفتگو ابھی تھوڑی دیر پہلے فرمائی ہے کیا وہ clause-2 سے تعلق رکھتی تھی؟ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ سکتہ طاری ہو گیا ہے تو اسمبلی کا سکتہ کسی پر طاری نہیں ہوا اور اسمبلی پر شاید اِن کا سکتہ طاری ہو گیا ہے جو ابھی تک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، وہ اپنے عوام کے نمائندگان ہیں اور Legislators ہیں اسی لئے وہ یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! بالکل اسی لئے بیٹھے ہیں لیکن میں راناصاحب کے سکتے کی بات کر رہا ہوں، باقیوں کی نہیں کر رہا۔ شاید آپ میری بات نہیں سمجھے۔ راناصاحب نے جو بات کی ہے میں تو اُن کی بات پر بات کر رہا ہوں۔ راناصاحب نے کہا ہے کہ سکتہ طاری ہو گیا ہے، میں تو یہ نہیں کہہ رہا۔ گزارش یہ ہے کہ راناصاحب کو بُردبار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: راناصاحب بھی بہت بُردبار ہیں اور آپ بھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وہ کیوں اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب! پلیز relevant بات کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور آپ کو اس طرح cross talk کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے مختصر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ relevant رہیں تو اس طرح رانا صاحب کو بھی کہہ دیجئے۔

جناب سپیکر: جی، اگر وہ irrelevant ہوں گے تو میں ضرور کہوں گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی اور نوازش۔ اس میں رانا صاحب نے کہا ہے کہ اس پوری قانون سازی میں کہیں بھی اسمبلی کا ذکر نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کہیں کیونکہ رانا صاحب تو آپ بھی ہیں۔

جناب شیر علی خان: جی، میں رانا ثناء اللہ صاحب کہوں گا۔

I am thankful to Shah sahib for my correction.

جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اسمبلی کا لفظ ہی نہیں ہے۔ مگر اس میں کئی دفعہ اسمبلی کا ذکر ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے جو ترامیم کی ہیں ان میں لکھا ہوا ہے کہ:

> Government shall within 90 days of receipt of the report submit notice of laying the Annual Report Provincial Assembly of the Punjab.

اس طرح اور بھی کئی جگہوں پر ذکر ہے، اگر یہ اسمبلی کو define کر دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑ دیں اور کلاز 2 پر آئیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ تو ناراض ہونے لگ جاتے ہیں۔ میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ میں تو اسمبلی کی definition کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ اس میں لکھا ہوا ہے اور رانا صاحب نے کہا ہے کہ اس پورے بل میں اسمبلی دکھا دیں۔ یہ اسمبلی لکھا ہوا ہے میری انگریزی میں تو یہ Assembly ہے۔ اب یہ فرمائیں گے کہ Provincial Assembly پہلے ہی لکھا ہوا ہے تو پھر اس کو define کرنے کی کیا ضرورت ہے تو کہیں پر اگر اسمبلی کا ذکر آ جائے تو It should at least define. اس لئے ہم نے یہ amendment دی تھی۔ ہم نے کوئی ایسی بات تو نہیں کہہ دی اور ہمیں نہیں معلوم کہ رانا صاحب ناراض کس بات پر ہو رہے ہیں، ناراضگی کی تو بات ہی نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپنے ساتھیوں کے جذبات سننے کے بعد میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کا پوائنٹ ٹھیک ہے۔ ہم 23,24 اور 25 کو in the good sense withdraw کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دیر آئے درست آئے۔

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

That in clause 2 of the Bill as recommended by the standing committee on Education, after sub-clause (a), the following new sub-clause (aa) be added:-

"(aa)'Assembly' means the Provincial Assembly of the Punjab".

(The motion was lost)

جناب سپیکر: آپ نے کون سی ترامیم withdraw کی ہیں۔ دونوں طرف کے ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ فراخ دلی کا ثبوت دیا جائے اور کسی پر comments نہ دیئے جائیں۔

Now the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے معزز اراکین کے علم میں یہ بات لانی چاہوں گا کہ مجھے تقریباً 1990 سے اب تک پانچویں دفعہ اس معزز House میں آنے کا موقع ملا ہے۔ آج تک کبھی Preamble اور Long Title میں کسی نے amendment دی ہے اور نہ ہی یہ amendment admissible ہو سکتی ہے۔ ان سے میری گزارش ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ ان کا سٹاف بڑی محنت سے اور بہتر کام کر رہا ہے لیکن یہ کم از کم ان چیزوں کو خود بھی دیکھا کریں اور اس کے بعد وہ اس کو سیکرٹریٹ میں جمع کروایا کریں۔ آج تک اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں نے بیس سالوں میں یہ نہیں دیکھا کہ Preamble اور Long Title میں اس قسم کی amendment admissible ہو۔

جناب سپیکر: Precedent تو یہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر یہ ہمارے سٹاف سے غلطی ہوئی ہے تو اسی طرح اسمبلی سیکرٹریٹ نے بھی تو غلطی کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگر اس کی نشاندہی ہو گئی ہے تو میرے خیال میں آپ کو اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری ایک submission ہے جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے کہ Preamble and Long Title میں اس کا رواج نہیں ہے اور پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میرے خیال میں rules کوئی بھی نہیں ہیں، یہ لائی جا سکتی ہے۔ ہمیں اس کے Title یا نام پر objection ہے۔ اگر rules break نہیں ہوتے تو پھر ہم اس کو لانا چاہیں گے۔ اگر یہ رواج کی بات کرتے ہیں تو پھر آج ہم نیا رواج ڈال لیتے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ رواج سے بھی اسمبلی چلنی چاہئے لیکن اگر اس بارے میں کوئی rules ہیں تو وہ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو inconsistency ہے وہ یہ ہے کہ دانش سکول کا لفظ جہاں جہاں پر بھی اس بل میں استعمال ہوا ہے۔ اس House نے تمام clauses پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ How is it possible? کہ اب اس طرح House یہ فیصلہ کر سکے۔

جناب سپیکر! یہ رولز یا رواج کی بات ہے۔ باقی جہاں تیس پر ووٹنگ ہوئی ہے تو دو پر بھی ہم نہیں بھاگتے۔ اللہ کے حکم سے کورم پورا ہے۔ اگر انہوں نے یہ روایت ڈالنی ہے تو بے شک ڈالیں۔ اس کے علاوہ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اپنے سٹاف کو جو ان کی amendments تیار کرتا ہے اس کو کرسی سے نیچے بٹھائیں۔ اسے یہ چاہئے تھا کہ اس amendment کے ساتھ ساتھ یہ amendment بھی دیتے کہ جب یہ نام تبدیل ہو گا تو اس پورے بل میں جہاں جہاں پر پہلا نام ہے وہاں وہاں پر یہ نام replace ہو گا۔ یہ نہ صرف admissible نہیں بلکہ نامکمل بھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں نے گزارش کی تھی اور آپ نے حکم فرمایا تھا کہ اس قسم کی گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔ رانا صاحب ہمیں کیا سبق دینا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے سٹاف کو کچھ کہیں۔ ہم جو مرضی کریں یہ ہمیں dictate کیوں کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا کیا مطلب ہے۔ ان کو اس طرح کی گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ میں احتجاج کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیر علی صاحب کو میں وضاحت سے بتا دیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ مجھے بات کیوں نہیں کرنے دیتے۔ میں نے کوئی ان کی بات کاٹی ہے۔ جب میں نے ان کی بات نہیں کاٹی تو یہ میری بات کو غور سے سنیں۔ میں نے ان کے متعلق یا ان کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کی۔ میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ہم سٹاف کو کچھ کہیں یا نہ کہیں یہ کون ہوتے ہیں ہمیں ایسی بات کہنے والے۔ ہم نیچے بٹھائیں، ہم کرسی پر بٹھائیں یا کہیں اور بٹھائیں یہ کوئی بات ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ اس amendment کے حوالے سے فرما رہے ہیں کہ یہ

نہیں ہو سکتا تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اگر کسی precedent کو quote کر رہے ہیں یہ ایک علیحدہ بات ہے، rules کو quote کرتے ہیں یہ ایک علیحدہ بات ہے، personal قسم کے اور اس طرح کی taunting کرنا تو ہمیں بھی آتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں کریں گے۔ ایسے نہیں کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں اور میری بات غور سے سن لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ That in the Long Title of the Bill as....

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ہمیں rules بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، پہلے یہ move کر لیں۔

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

''That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs.

Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> That in the Preamble of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "the Daanish Schools and Centres of Excellence" the words "the ideal Schools and State of the Art Study Centres" be substituted.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> That in the Preamble of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "the Daanish Schools and Centres of Excellence" the words "the ideal Schools and State of the Art Study Centres" be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose and I am of the view that this amendment is inadmissible and incomplete.

MR. SPEAKER: Inadmissible and incomplete.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پہلے تو رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ inadmissible ہے تو آپ کے اسمبلی سٹاف نے اسے admit کیا ہے۔ مجھے تو نہیں پتا کہ یہ admit ہو سکتی تھی کہ نہیں۔ اگر اس پر بات کرنے کی اجازت ہے تو میں کروں۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں ناں۔ آپ نے اسے ثابت کرنا ہے کہ یہ admissible ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اسمبلی سٹاف نے اسے accept کیا ہے اگر یہ admissible نہیں تھا تو یہ نہیں آنا چاہئے تھا۔

MR. SPEAKER: Assembly staff is not final authority.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ بتا دیں اگر نہیں ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب لائیں۔onus proof lies upon you آپ نے اسے ترمیم کیا ہے ناں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!admit کرنے والےrule کا مجھے نہیں پتا۔ میں نےamendment دی ہے تو اگر وہadmissible نہیں ہے تو مجھےrelevant rule بتادیں کیونکہ میں نے تو اس میں بحث کرنی نہیں ہے اور میںadmit کرتا ہوں کہ مجھے جب قانون کا نہیں پتا تو مجھے بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیر علی صاحب نے فرمایا ہے تو اس میں ایک تو106 rule کا حوالہ دیا ہے اور اس کے علاوہ 206 rule میں ہے کہ پورے بل کو جو اسمبلی نے ووٹ دے کر پاس کیا ہے تو اس میں ہر جگہ پر متعدد clauses میں Schools Daanish and Centres of Excellence کا لفظ ہے۔ اب اگر اس لفظ کو Preamble میں change کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ تمام ووٹ یا اسمبلی کا فیصلہ کس طرح سے stand کرے گا اور کیا یہ اس اسمبلی کے فیصلے کے خلاف بات نہیں ہو گی؟ دوسرا یہ ہے کہ میں نے جو بات کی کہ یہ incomplete ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ اس کے ساتھ ہی ایک ترمیم لاتے کہ اس پورے بل میں جہاں جہاں Daanish Schools and Centres of Excellence کا لفظ ہے وہاں پر یہ ideal school سے replace کیا جائے یا substitute کیا جائے۔ یہ incomplete بھی ہے اور جو فیصلہ تمام اسمبلی بل کی صورت میں لے چکی ہے، اس سے contradictory بھی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انہوں نے 106 rule کہا ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں۔

CONDITIONS OF ADMISSIBILITY OF AMENDMENTS:

The following conditions shall govern the admissibility of the amendments:-

(a) an amendment shall be within the scope of Bill and relevant to the subject matter of the clause which is relates;

(b) an amendment shall not be inconsistent with any previous decision of the Assembly on the same question;

(c) an amendment shall not be such as to make that clause which it proposes to amend unintelligible or ungrammatical;

(d) if an amendment refers to, or is not intelligible without, a subsequent amendment or schedule, notice of the subsequent amendment or schedule shall be given before the first amendment is moved, so as to make the series of amendments in intelligible as the whole:

Provided that in order to save time and repletion of arguments a single discussion may be allowed to cover a series of interdependent amendments;

(e) the Speaker shall determine the place at which an amendment shall be moved;

(f) the Speaker may refuse to propose an amendment which, in his opinion is frivolous and meaningless; and

(g) an amendment may be moved to an amendment which has already been proposed by the Speaker.

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس میں سب سے relevant مجھے (f) لگا ہے۔

The Speaker may refuse to propose the amendment which in his opinion is frivolous and meaningless.

جناب سپیکر: House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: آپ کہہ دیں یہ frivolous ہے تو ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ کے سٹاف نے اس کو admit کیا ہے میں نے تو نہیں کیا۔ یہ آپ کا decision ہے I don't you thing its frivolous.

.insist to move this جو ان کی argument ہے کہ یہ dictate کریں گے تو یہ نہیں کریں گے بلکہ یہ سپیکر کریں گے اور سپیکر کا role assume نہیں کرنا چاہئے اور یہ آپ کا prerogative ہے آپ کہہ دیں اسی لئے میں نے اس پر بحث نہیں کی کہ مجھے آپ پہلے بتادیں کہ اگر یہ admissible نہیں ہے اور آپ کے سٹاف نے غلطی سے admit کر لی ہے تو آپ فیصلہ کر لیں اور اپنے سٹاف سے آپ خود پوچھ لیجئے گا کہ انہوں نے کیوں admit کی ہے؟

جناب سپیکر: سٹاف نے تو circulate کرنا ہے اور تو کچھ نہیں کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیر علی صاحب نے جس طرح سے فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ observation یا میرا یہ objection ہے کہ یہ inadmissible اور incomplete ہے اس پر آپ ruling محفوظ فرمادیں۔ چونکہ یہ پیش ہو چکی ہے اس پر آپ House کی sense لیں اور اس کے مطابق فیصلہ ہونے دیں اور بعد میں اس پر ruling دے دیں کیونکہ یہ اب move ہو چکی ہے اور اس پر انہوں نے بات بھی کر لی ہے۔ اب اس کو House میں ووٹ کے لئے question put کر دیں۔

جناب سپیکر: اس پر ruling reserve رکھی جاتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب فرما رہے ہیں اگر یہ inconsistent ہے اور صحیح نہیں ہے تو آپ حکم فرمادیں ہم اس کو withdraw کر لیتے ہیں اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو قانون کی بات ہے، اصول کی بات ہے ہم تو اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن پتا نہیں رانا صاحب ہر چیز کو اتنا بڑا issue سمجھتے ہیں جیسے ان پر کوئی ذاتی حملہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم withdraw کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، شیر علی خان صاحب! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ آپ withdraw کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم پر withdraw کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!عرض یہ کرنا ہے کہ:

دنیا ہزار رنگ میں آئی میرے قریب
دانش مگر میں طالب دنیا نہیں ہوا

یہ دنیاوی بات ہے جو "میں" کی کہانی ہے۔ اگر 200 rules پڑھیں تو of Correction patent errors کا بھی لکھا ہے کہ

Where a Bill is passed by the Assembly, the Speaker shall have power to correct patent errors and make such other changes in the Bill as are incidental or consequential upon the amendments accepted by the Assembly.

آپ ہی کی ruling پر ہم in obeyance ہیں اور اگر لاء منسٹر صاحب confuse ہیں اور یہ اگر ایک دفعہ confuse ہو ہی گئے ہیں۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، House کی کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. The amendment has been withdrawn. Now, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009 be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009 be passed.''

None opposed it.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Daanish Schools and Centres of Excellence Authority Bill, 2009 be passed.''

(The Motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب سپیکر: میں گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں جس طرح سے دونوں نے آج ایک دوسرے کو اچھے طریقے سے برداشت کیا۔ ملک محمد وارث کلو صاحب! motion under rule 75 حصہ اول پڑھیں۔

قاعدہ75 کے تحت تحاریک استحقاقات کی رپورٹوں کو زیر غور لانے کی تحریک

MALIK MUHAMMAD WARIS KALLU: Sir, I move:

"That the reports of the Committee on Privileges regarding Privilege Motion No. 15 of 2008 moved by Rai Muhammad Shah Jahan Khan, MPA (PP-54) and Privilege Motion No, 3 of 2009 moved by Chaudhary Tariq Mehmood Bajwa, MPA (PP-170) be taken into consideration at once."

MR.SPEAKER: The motion moved is:

"That the reports of the Committee on Privileges regarding Privilege Motion No. 15 of 2008 moved by Rai Muhammad Shah Jahan Khan, MPA (PP-54) and Privilege Motion No, 3 of 2009 moved by Chaudhary Tariq Mehmood Bajwa, MPA (PP-170) be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the reports of the Committee on Privileges regarding Privilege Motion No. 15 of 2008 moved by Rai Muhammad Shah Jahan Khan, MPA (PP-54) and Privilege Motion No, 3 of 2009 moved by Chaudhary Tariq Mehmood Bajwa, MPA (PP-170) be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried)

MALIK MUHAMMAD WARIS KALLU: Sir, I move:

"That the Assembly may agree with the recommendation of the Committee on Privileges as contained in the above said reports."

MR.SPEAKER: The motion moved is:

"That the Assembly may agree with the recommendation of the Committee on Privileges as contained in the above said reports."

The motion moved and the question is:

"That the Assembly may agree with the recommendation of the Committee on Privileges as contained in the above said reports."

(The motion was unanimously carried)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت چاہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی طلباء وطالبات کو MBBS کی تعلیم کے حصول کے لئے کیوبا میں پیش آنے والی مشکلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ'

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی طلباء وطالبات کو MBBS کی تعلیم کے حصول کے لئے کیوبا میں پیش آنے والی مشکلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

" قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی طلباء وطالبات کو MBBS کی تعلیم کے حصول کے لئے کیوبا میں پیش آنے والی مشکلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ہائر ایجوکیشن کمیشن کے زیر نگرانی کیوبا جانے والے میڈیکل کے طلباء وطالبات کو مشکلات کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے ایک ہزار پاکستانی طلباء وطالبات کو MBBS کی تعلیم کے لئے کیوبا (Cuba) بھیجا تھا، ان طلباء وطالبات کی ابتدائی دو سال کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے۔ اگلے تین سالوں کی تعلیم ٹیچنگ ہسپتال نہ ہونے کے باعث مکمل نہیں ہو رہی ہے، ان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان طلباء وطالبات کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے، انہیں ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے، فوری طور پر مثبت اقدامات کئے جائیں تاکہ طلباء وطالبات بروقت تعلیم مکمل کر سکیں۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے ایک ہزار پاکستانی طلباء وطالبات کو MBBS کی تعلیم کے لئے کیوبا (Cuba) بھیجا تھا، ان طلباء وطالبات کی ابتدائی دو سال کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے۔ اگلے تین سالوں کی تعلیم ٹیچنگ ہسپتال نہ ہونے کے باعث مکمل نہیں ہو رہی ہے، ان کو

شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان طلباءوطالبات کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے، انہیں ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے، فوری طور پر مثبت اقدامات کئے جائیں تا کہ طلباءوطالبات بروقت تعلیم مکمل کر سکیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے ایک ہزار پاکستانی طلباءوطالبات کو MBBS کی تعلیم کے لئے کیوبا(Cuba) بھیجا تھا،ان طلباءوطالبات کی ابتدائی دو سال کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے۔ اگلے تین سالوں کی تعلیم ٹیچنگ ہسپتال نہ ہونے کے باعث مکمل نہیں ہو رہی ہے،ان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان طلباءوطالبات کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے، انہیں ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے، فوری طور پر مثبت اقدامات کئے جائیں تا کہ طلباءوطالبات بروقت تعلیم مکمل کر سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اذان ظہر)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہ گھبرائیں۔ ان کے بعد مولانا کی باری ہے پھر آپ کی باری ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! منسٹر ایجوکیشن نے کیوبا والوں کے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کیا بتانا تھا؟ بات ہو گئی۔ تو قرارداد متفقہ طور پر منظور ہو گئی ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ جی، بلوچ صاحب! ذرا جلدی کریں۔

ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ

سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!"میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کاشتکار طبقہ نے ہمیشہ ملکی ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کیا اور کاشتکار ہمیشہ غربت کی زندگی گزارتا ہے۔ جب بھی بجلی گری کاشتکار پر گری۔ ایک ہفتے میں ڈی اے پی کا ریٹ-/600 روپے بڑھا دیا گیا۔ 2ہزار روپے فی بوری سے-/2600روپے کر دیا گیا جس سے سورج مکھی، گنے، مکئی اور گندم کے کاشتکاروں میں پریشانی پھیل گئی ہے۔ انہیں سمجھ نہیں آتی، نہروں میں پانی نہ آئے وہ پانی کا خرچہ کہاں سے برداشت کریں۔ بجلی اتنی مہنگی ہے اوپر سے لوڈشیڈنگ ہے، ڈیزل اتنا مہنگا ہے اس کا خرچہ کیسے برداشت کریں وہ پہلے پریشان تھے۔ اوپر سے ایک ہفتے کے اندر-/600 روپے فی بوری ڈی اے پی کی قیمت بڑھا دی گئی۔ سورج مکھی، گنے، مکئی، گندم کی کاشت کے لئے ڈی اے پی کی سخت ضرورت ہے اس کے بغیر یہ کاشت نہ ہو سکتی ہے۔ اس کے کاشت نہ ہونے سے یا کم کاشت ہونے سے ملک کی معیشت کو زبردست نقصان کا اندیشہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر! یہ معاملہ بہت اہم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس بارے میں House کی sense لینی پڑے گی۔ اس کا جواب انہوں نے دینا ہے۔ یہ آپ انہیں دیں گے یہ circulate ہو گی پھر آپ کی باری آئے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ pending فرما دیں۔ یہ circulate ہو جائے گی تو اس کا جواب منگوالیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ Monday کو اس کا جواب دیں گے۔ جی، مولانا صاحب!

ہربنس پورہ لاہور کی سینکڑوں کنال اراضی پر عملہ

کی ملی بھگت سے لینڈ مافیا کا قبضہ اور فروخت

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ تحریک نمبر 10/75 ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔145 لاہور میں راجہ صاحب کی زمین جو کہ ہر بنس پورہ موضع میں ہے جس پر ایک با اثر اور علاقہ کی اعلیٰ سیاسی شخصیت ملوث ہے نے قبضہ کر لیا۔ اس نے تقریباً دو سو دو کنال ایک مرلہ پر قبضہ کیا۔ چند دنوں کے اندر اندر اس پر چار دیواری بنائی اور بعد میں اس کی پلاٹنگ کر کے اس کی فروخت شروع کر دی۔ اس قبضہ گروپ کو اس علاقہ کے محکمہ مال اور دیگر متعلقہ اداروں کے افسران و اہلکاران کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس قبضہ کے خلاف شکایات پر اس قبضہ گروپ سے کوئی اراضی واگزار نہ کروائی گئی۔ دو سو دو کنال ایک مرلہ پر قبضہ کروا دیا گیا۔ اس قبضہ گروپ اور محکمہ مال کے افسران و اہلکاران نے حکومت کی اربوں روپے کی سرکاری اراضی جعلسازی سے پلاٹ بنا کر فروخت کے لئے پیش کی جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی circulate کروا دیں اور pending کر دیں اس کا جواب next week میں آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، next week میں اس کا جواب لیں گے۔ اس کا نمبر اچھی طرح لکھوا دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ miss ہو جائے۔ جی سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں treasury benches کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ انہوں نے finally ایک کالا قانون پاس کروالیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو تیرا چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے

جناب سپیکر! کل Chair نے ruling دی تھی اور منسٹر صاحب نے assurance دی تھی کہ آج وہ چیئرمین زکوۃ کمیٹیوں کے بارے میں House میں رپورٹ پیش کریں گے اور صبح جب میں نے درخواست کی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ہی ان کو ٹائم نہیں دے سکا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ وہ آ رہی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ گلگت بلوچستان سے آ رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میرے پاس منسٹر صاحب کا پیغام آیا تھا لیکن میں نے ان کو floor نہیں دیا کیونکہ آج آپ کو پتا ہے کہ قانون سازی ہو رہی تھی۔ صبح آ جائیں گے، صبح جواب لے لیں گے۔جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! آج جو قانون سازی کی گئی ہے اس بارے میں ،Chair کو، آپ کی ہمت کو اور لاء منسٹر صاحب کو میں مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کو بھی دیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کو اور پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔یقیناً اپوزیشن میں بہت سے افراد مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اچھا perform کیا لیکن مجھے دِلی دُکھ ہوا ہے کہ ابھی ایک خاتون نے کھڑے ہو کر کہا کہ کالا قانون پاس کروایا گیا۔

جناب سپیکر: جی، بس چھوڑ دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: میری پوری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مزید بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میرے علاقے سرگودھا کے کینٹ ایریا میں دو دو فٹ پانی کھڑا ہے اور کنٹونمنٹ بورڈ توجہ نہیں دے رہا۔ احتجاج ہو رہے ہیں اور لوگ باہر سڑکوں پر ہیں۔ آپ اپنی یہ سفارشات اسمبلی کے ذریعے سے کنٹونمنٹ بورڈ کو بھجوائیں۔ وہاں پر سیوریج کا انتظام کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے میری درخواست پر پانی کو شفاف کرنے کے لئے 215۔ ارب روپے دیئے ہیں

لیکن جو لیبر وہ استعمال کر رہے ہیں اور وہاں کاExecutive Officer بھی ٹس سے مس نہیں ہوتا، وہاں پر ڈیڑھ لاکھ لوگوں کی آبادی ہے اور سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کے علاوہ میں اس دانش سکول کا جو بل پاس ہوا ہے اس پر وزیر اعلیٰ اور اپنی قوم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، بس بہت ہو گیا۔ مولانا! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چنیوٹ میں کچی آبادی کے سلسلے میں عدالت میں کیس چل رہا تھا۔ جب متاثرین کے حق میں فیصلہ ہو گیا تو ڈی سی او چنیوٹ نے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ ابھی عدالت نے اپیل کا فیصلہ نہیں کیا تھا مگر مذکورہ ڈی سی او نے عدالتی فیصلے کا انتظار کئے بغیر کچی آبادی کو گرا دیا اور متاثرین کو اطلاع تک نہ دی۔ کچی آبادی کو عدالتی فیصلے سے قبل گرانے کے سلسلے میں مورخہ 10-02-2010 کو پنجاب اسمبلی کے کمیٹی روم اے میں میٹنگ تھی جس میں مجھے اور مذکورہ ڈی سی او کو بلایا گیا تھا جب میں نے ڈی سی او کے غیر قانونی اقدام کو، عدالت کے فیصلہ کا انتظار کئے بغیر کچی آبادی کو گرانے کوpoint out کیا تو ڈی سی او موصوف نے بھری میٹنگ میں کہا کہ میں کسی عدالتی فیصلے کا پابند ہوں اور نہ ہی عدالتی فیصلے کے انتظار کی ضرورت ہے اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس مولانا کو میں نے کبھی نہیں چھوڑنا اس کو میں سبق سکھا کر رہوں گا اور مجھے بُرا بھلا کہنے لگا اور مجھے سنگین نتائج کی دھمکی بھی تھی۔ قبل ازیں مسلم لیگ (ن) ضلع چنیوٹ کے پریس سیکرٹری جناب نسیم احمد فخری نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ میرے سامنے بھی مذکورہ ڈی سی او نے مولانا صاحب کے بارے میں سنگین دھمکی دی تھی اور نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ کاپی لف ہے۔ ڈی سی او کا اسمبلی احاطہ میں میٹنگ کے دوران مجھے بُرا بھلا کہنے اور سنگین نتائج کی دھمکی دینے سے نہ صرف میرا بلکہ اس مقدس ایوان کا

استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ مزید یہ کہ جن غریب، بے بس، بے کس لوگوں کے گھروں کو غیر قانونی وعدالتی فیصلے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گرا کر جو ظلم ڈھایا گیا ہے اس کا ازالہ کیا جائے اور ڈی سی او کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا میری اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! معاملہ بہت serious ہے۔

جناب سپیکر: بس آپ تشریف رکھیں۔ ساری بات کا پتا ہے اور سب کو پتا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ویسے تو مولانا کی اور ڈی سی او چنیوٹ کی پیار کی کہانی ہے اور یہ کافی پرانی ہے۔ سات آٹھ ماہ سے یہ سلسلہ چل رہا ہے لیکن کل میٹنگ میں، میں نے observe کیا کہ متعلقہ ڈی سی او کا رویہ مناسب نہیں تھا۔ گورنمنٹ اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لا رہی ہے۔ باقی اگر یہ تحریک استحقاق بھی پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس کو آپ pending فرما دیں۔ اس کا جواب اگلے ہفتے میں آ جائے گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ادھر سے ہے، آپ بڑی دیر بعد کہیں سے آ گئے ہیں۔ تشریف رکھیں اور آگے آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا اور ڈپٹی سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں آج بولنے کا موقع دیا اور اپنا مؤقف پیش کرنے دیا۔ میں اپنے treasury والے بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری بات صبر سے سنی اور رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری بات صبر سے سنی۔ ہمارا مقصد تھا کہ اس قانون میں اپنی عقل کے مطابق کوئی بہتری لائیں۔ ہم نے وہ تجاویز پیش کیں ہمارے House

کے اکثر بھائیوں نے اس سے agree نہیں کیا اور ہماری amendments defeat ہو گئیں۔ تجاویز دینا ہمارا حق تھا ، ہماری تجاویز کو قبول نہ کرنا ان کا حق تھا۔ ہم نے یہاں پر ایک اچھی اور healthy tradition شروع کی ہے۔

جناب سپیکر: اللہ کرے یہ جاری رہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بجائے اس کے کہ ہم چیزوں کو bulldoze کریں ان پر debates ضرور ہوں۔ یہ ایک اچھا قدم ہے جو ہم نے اٹھایا ہے اور اس سلسلے میں، میں حکومت کا شکر گزار ہوں، آپ کے سٹاف کا بھی شکر گزار ہوں، کئی دفعہ اگر ہماری ترامیم late بھی ہو گئی ہیں تو انہوں نے ان کو لے لیا۔ آپ نے بھی بردباری کا ثبوت دیا ہے اور ہماری amendments کو لیا ہے۔ اب میری ایک چھوٹی سی گزارش بھی ہو گی اور ہم سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں۔ ہمیں کل کا نہیں پتا کہ کل کا کیا business ہو گا۔ ہمیں یہاں آ کر پتا چلتا ہے کہ آپ کا business کیا ہے۔ مہربانی فرما کر business کو پہلے circulate کروا دیا کریں۔ پرسوں ہم لوگوں کو کہیں سے پتا چلا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کل کا ایجنڈا ان کو بھیجا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! ہمیں House ختم ہونے سے پہلے اگلے دن کا ایجنڈا دے دیا کریں تا کہ ہم تیاری کر کے آئیں اور بجائے اس کے کہ صبح آئیں اور ہمیں یہ پتا چلے کہ آج کا کیا ایجنڈا ہے۔ اس طرح ہم لوگ بہتر طور پر contribute کر سکیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ نے اس ایوان کا وقت پانچ منٹ بڑھانے کے لئے فرمایا ہے pre-budget بحث ہونا باقی ہے، کیا pre-budget بحث کل تک کے لئے ملتوی ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: آج اس پر بحث نہیں ہو پائے گی۔ آپ دیکھیں میں بھی انسان ہوں اور یہ بھی انسان ہیں آپ تو سیر کر کے پھر آ جاتے ہیں۔ یہ تو یہیں بیٹھے ہیں۔ یہ معاملہ amicably کل تک کے لئے حل ہو گیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب والا!routineکا ایجنڈا وقفہ سوالات، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار ہیں۔باقی جوpre-budget discussionہے اس کو کل ہم concludeکریں گے۔

جناب سپیکر: کل انشاءاللہ کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!اتنابتادیں کہ کل کوئی legislationہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب والا!کل کے لئے کوئی legislationنہیں ہے۔

جناب سپیکر: کلlegislationنہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا!پنجاب یونیورسٹی کے سٹاف کے پچھلے دس سال سے الیکشن نہیں ہوئے تھے۔انہوں نے قاعدہ کی رو سے اپنی جنرل باڈی کا اجلاس callکر کے اپنے نمائندگان کو unanimouslyچن لیا۔رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے انہیں مبارکباد بھی دی لیکن بعد ازاں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب اٹھ کر جارہے ہیں میں نے ان کی موجودگی میں ایک اہم بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب!آپ تشریف رکھیں۔آپ کو پتاہونا چاہئے کہ میں بھی ان کا پرزور سفارشی ہوں۔اجلاس کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بعد ازاں انتظامیہ نے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے انکوائری شروع کروادی اور سینکڑوں کے حساب سے لوگ یہاں آئے ہوئے تھے۔ ہم نے اس لئے مداخلت نہیں کی اور ان کی گزارشات یہاں House میں agitate نہیں کیں کیونکہ یہاں پر legislation ہو رہی تھی اب جبکہ قانون سازی ختم ہو چکی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں House میں ایک کمیٹی بنائی جائے کیونکہ ان کو نوکریوں سے نکالا جارہا ہے، ان کو یہاں سے لاہور بدر کیا جارہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ معاملے کو خود ہی دیکھ لیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! ان سے پوچھ لیا جائے کہ ان کے علم میں یہ ساری بات ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بھی بات سن لیں پھر سارا اکٹھا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ساڑھے دس بجے سے یہاں بیٹھا ہوں۔

معزز ممبران: ہم بھی بیٹھے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): باقی کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جو House سے باہر نہیں گیا۔

جناب سپیکر: واقعی ان کو شاباش دینی چاہئے۔ یہ صبح سے یہاں پر بیٹھے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ معاملات اگر کل پر رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور آپ کی توجہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔وزیر موصوف کو کہہ دیا ہے وہ اس کا نوٹس لیں گے، اس کا جو طریق کار ہو گا اس کے مطابق وہ کارروائی کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب! پھر کریں۔

جناب سپیکر: اب آپ یہ بات چھوڑ دیں ان کو کہہ جو دیا ہے۔ آپ ان سے علیحدہ مل لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: اب بات کیا کرنی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جلدی بات کریں اور وقت کا خیال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج اور کل کا دن بڑا اچھا گزر گیا میں سب کو مبارک باد دیتی ہوں اور اس کے علاوہ وزیر قانون صاحب کو آپ کے توسط سے ایک یاد دہانی کروانا چاہتی ہوں وہ میرے بھائی ہیں ۔ پہلے انہوں نے مجھے "سکتہ "میں قرار دے دیا لیکن میں نے ان کی بات کا بُرا نہیں منایا کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، بہن بھائیوں میں ایسے بات ہو جاتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میرے چھوٹے بھائی ہیں یا بڑے بھائی ہیں بہر حال بھائی ہیں۔بات یہ ہے کہ میں نے اپنی ایک FIR کا ذکر کیا تھا کہ گھروں میں کام کرنے والی عورتوں کا باقاعدہ ایک گروہ پکڑا گیا تھا اور اسی میں سے دو عورتیں میں نے شناخت کر لی تھیں اور اس FIR کی کاپی آپ کو بھی دی تھی اور آپ کے توسط سے رانا صاحب کو بھی میں نے اس FIR کی کاپی پیش کر دی تھی۔اس دن میری بہن نے بھی یہی بات کی تھی اور میرے خیال میں محترمہ دیبا مرزا نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا جن کے گھر میں واردات ہوئی اور انہیں نشہ پلا دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: اخبار میں بھی اس حوالے سے بات آئی تھی۔ یہ ایک fact ہے کہ یہ گروہ اپنی ضمانتیں کروالیتا ہے پھر بھاگ جاتا ہے۔ یقین کریں مجھے خود پولیس نے یہ کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میں بات کرتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ان کا گھریلو سامان چوری ہوا ہے۔ پیسے، نقدی اور زیورات وغیرہ بھی لے گئے ہیں۔ اس کا پرچہ بھی درج ہوا ہے وہ آدمی پکڑے ہوئے ہیں، ان کے سامان کی برآمدگی کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ اور باقی بھی جتنے اپوزیشن کے میرے بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں میرے دل میں ان کا انتہائی احترام ہے اور اس لئے بھی احترام ہے کہ میں نے ان بنچوں پر اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گزارا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر میں نے کوئی بات "سکتے" والی کی وہ صرف اس tense ماحول کو تھوڑا light کرنے کے حوالے سے کی ہے۔

جناب سپیکر: یعنی ulterior motive سے نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): یعنی یہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: یعنی In good faith

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ بہنوں یا بھائیوں کی دلآزاری کے لئے کوئی بات کروں۔ دوسرا ان کے جو مقدمے کی بات ہے یہ درست ہے کہ جب یہ incident ہوا تھا اس وقت سے میرے علم میں ہے کہ پرچہ درج ہو چکا ہے بعد میں اس گروہ نے اور بھی بہت سارے گھروں کو لوٹا ہے۔ اب وہ عورتیں جو یہ واردات کرتی تھیں وہ پکڑی گئی ہیں۔ اب اس میں یہ ہے کہ ان کے پیچھے جو لوگ تھے، ان سے جو یہ کام کرواتے تھے اور اس کے بعد پھر ان کو کوئی حصہ دیتے تھے اب ان میں سے کچھ لوگ پکڑے گئے ہیں، کچھ کے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہے۔ چونکہ ان عورتوں سے تو کوئی چیز ملنی نہیں ہے۔ اب یہ اسی طرح سے ہے کہ پہلے سنار پکڑے جائیں پھر

کوئی دوسرے لوگ پکڑے جائیں۔اس سلسلے میں میری کچھ دن پہلے بھی بات ہوئی تھی میرے خیال میں عمر ورک صاحب اس سارے معاملے کو handle کر رہے ہیں۔ میں کل کوشش کرتا ہوں اور اگر

وہ لاہور میں available ہوئے تو انہیں بُلا لیتا ہوں۔ ان کے سامنے بٹھا کر ان سے کہتے ہیں کہ وہ حتی المقدور کوشش کریں کہ ان کی چوری recover ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میرے خیال میں آج کا ایجنڈا تکمیل تک پہنچا اور اجلاس کل صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جائے۔ انشاءاللہ کل چونکہ جمعہ ہے لہذا 9:00 بجے صبح کل اجلاس start ہونا ہے۔ آپ تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ عین وقت پر تشریف لے آئیں۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ انشاءاللہ۔

2257

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات محنت، انسانی وسائل وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

قاعدہ87 کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر2010/13 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

شیخ علاؤالدین: تحریک پیش کریں گے کہ "اسمبلی اب تحریک التوائے کار لے"

(تحریک التوائے کار نمبر2010/13 کی نقل منسلکہ۔I پر ہے)

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

2259

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،12۔فروری2010

(یوم الجمع،27۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر1 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا ٱلَّذِي لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحۡيِۦ وَيُمِيتُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِيِّ ٱلۡأُمِّيِّ ٱلَّذِي يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ١٥٨

سُوۡرَةُ الأعرَاف آیت 158

(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں۔(وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ(158)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے
خیال یار وچ میں مست رہنداں ہاں دنے راتیں
میرے دل وچ سجن وسدا میرے دیدے ٹھرے رہندے
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
کدے وی لوڑ نہیں پیندی مینوں در در تے جاون دی
میں لج پالاں دا منگتا ہاں میرے پلے بھرے رہندے
نیازی مینوں غم کا ہدا میری نسبت ہے لاثانی
کسے دے رہن جو بن کے قسم رب دی ترے رہندے
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ محنت وانسانی وسائل اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر1477،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1477دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ کے زیر انتظام بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1477: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں و کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟

(ب) ان بسوں کے لئے کتنے اڈے ہیں جو کہ محکمہ کی ملکیت ہیں؟

(ج) ان بسوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے گزشتہ دو سالوں کے دوران ہونے والی آمدن کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) ان بسوں کو چلانے اور دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت محکمہ سیاحت کے ٹرانسپورٹ ونگ کو منافع بخش ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب(TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔ البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کرواتے ہیں۔

(ب) محکمہ کے پاس کوئی بس اور کوچ نہیں ہے اس لئے کوئی اڈا بھی محکمہ کی ملکیت میں نہیں ہے۔

(ج) محکمہ کی بسوں سے کوئی سالانہ آمدنی نہیں ہے۔ایک عدد وین ہے جس کی سابقا دو سال کی آمدن-/21,65,290روپے ہے۔

(د) محکمہ کی بسیں نہ ہونے کی وجہ سے کسی ملازم کو یہ کام تفویض نہیں کیا گیا۔البتہ سٹی ٹورز وین کے لئے ایک ڈرائیور بھرتی کیا گیا ہے۔

(ہ) محکمہ کی ذاتی ٹرانسپورٹ سے آمدن یقینی طور پر بڑھ سکتی ہے لیکن ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی پلاننگ نہیں کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں و کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب(TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔ البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سے سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کرواتے ہیں۔" یہ 9 کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کی حالت یہ ہے کہ صرف ایک Toyota Hiace Van ہے۔ اگر آپ دنیا میں دیکھیں تو ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کہیں پر پانچواں اور کہیں پر چھٹا کمائی والا محکمہ ہے۔ ہمارے ساتھ انڈیا ہے۔ انہوں نے چار کروڑ کی آبادی کا ایک صوبہ بنایا، جس کا ٹورزم ڈیپارٹمنٹ چھٹا پیسے کمانے والا محکمہ ہے جبکہ ہمارے اس محکمہ ٹورزم کے پاس صرف ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعے سے صرف لاہور میں سیاحتی مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس زیادہ vans کیوں نہیں ہیں، کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو صرف ایک وین کی ضرورت ہے، اگر زیادہ vans کی ضرورت تھی تو اس کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں

اوراتنے بڑے صوبے کی ٹورزم ڈویلپمنٹ کو promote کرنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! کیا یہ محکمہ آپ کے پاس ہے؟

ایوان میں صرف حضور ﷺ کی شان اور ذکر پر مشتمل نعت پڑھنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، یہ محکمہ میرے پاس نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری، راناارشد صاحب تشریف فرماہیں اور وہ اس کے جوابات دیں گے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ جو ہم نے نعت کا سلسلہ یہاں House میں شروع کیا ہے اس کی کوئی نہ کوئی regulation ہونی چاہئے۔ آپ اس حوالے سے House کی کمیٹی بنادیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ کے ذمہ لگادیں، وہ دیکھیں کہ نعت کے بول کیسے ہونے چاہئیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ segment ہم نے حضرت محمد ﷺ کی شان بیان کرنے کے لئے شروع کیا ہے تاکہ ان کی شان بیان کرنے سے ہماری پوری کارروائی میں برکت پڑے۔ یہ اس قسم کی جو نعتیں ہیں کہ "میں لجپالاں دے لڑ لگیاں" کے معنی ہر طرف نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ لجپال تقریباً ہر محلے میں موجود ہیں اور ان کے پھر جو لڑ لگتی ہیں وہ لے کر ان کو بھاگ جاتے ہیں اور بعد میں پولیس ان کو ڈھونڈتی رہتی ہے تو اس قسم کے اشعار کے معنی ہر طرف نکالے جاسکتے ہیں۔ میں نے بعض محافل میں دیکھا ہے کہ وہ لجپال صاحب سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ خود کو ہی سب کچھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان چیزوں سے اپنے مریدین کو گمراہ کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرید اپنی کم علمی کی وجہ سے ان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں تو آپ اس بات کا بندوبست کریں کہ وہی نعت یہاں House میں پڑھی جائے کہ جس میں صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہو تاکہ اس سے اس House کی کارروائی میں خیر و برکت ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اسی حوالے سے میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (آپ ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں" اس لئے اگر ہم درود شریف پڑھ لیا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔یہ تمام نعمتوں سے بہت افضل ہے۔اس کی فضیلت بتانے کے لئے میری تو vocabulary ختم ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو issue نہ بنائیں، بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ صرف درود شریف پڑھ لیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے، آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے لیکن اس بات کو جانے دیں۔یہاں پر جو نعت خواں تشریف لائیں گے وہ اپنی نعت کا متن پہلے کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے۔اس حوالے سے میں ایک کمیٹی بناتا ہوں جس میں الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب، محسن لغاری صاحب اور امجد علی میئو صاحب شامل ہوں گے۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اسحاق صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں بھی حاضر ہوں۔چلیں ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیتے ہیں۔ایک اور صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کرنا ہو گا تاکہ پانچ ممبرز ہو جائیں۔چلیں رانا ثناء اللہ صاحب! آپ خود بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں۔یہ کمیٹی نعت کے بول یا متن پہلے پاس کرے گی پھر وہ یہاں House میں پڑھی جائے گی۔ایسے نہ ہو کہ کچھ ایسے الفاظ آ جائیں کہ جس کی وجہ سے کسی کی دلآزاری ہو۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ایک حدیث شریف اور اس کا ترجمہ بھی آ جائے۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں، آپ تشریف رکھیں۔اس بات کو چھوڑیں۔نبی پاک ﷺ کی سیرت میں نعت شریف ہی ہو گی لیکن اس کے الفاظ اور متن کو دیکھا جائے گا۔جی، معزز رکن میاں نصیر صاحب کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑا اچھا سوال کیا ہے لیکن چونکہ ان کا سوال پرانا تھا تو اسی کے مطابق ہمارے محکمہ نے جواب دیا ہے کہ "ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سے سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کراتے ہیں۔"اگر کوئی غیر ملکی سیاح آتے ہیں تو ان کو بھی سیر کروائی جاتی ہے اور اس کا package بڑا minimum ہے۔ہم ان کو لاہور شہر کے تاریخی مقامات پر لے کر جاتے ہیں اور اگر وہ کہیں اور جانا چاہیں تو ہم ان کو وہاں پر بھی لے کر جاتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب کا صوبہ بہت بڑا ہے اور 9 کروڑ عوام کے لئے ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کے پاس زیادہ سہولتیں ہونی چاہئیں۔یہ پرانا جواب ہے۔اس حوالے سے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ جنوری 2009 میں حکومت پنجاب ٹورزم ڈیپارٹمنٹ نے حکومت پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن گلگت کے ساتھ مل کر NETCO بس کو شروع کیا اور لاہور ٹورزم بس سروس کے نام پر ہم نے جنوری 2009 میں اس کو introduce کروایا۔اس میں ہم نے ان کے ساتھ 55 فیصد کی partnership کی ہے۔ان کو ٹرمینل وغیرہ TDCP نے provide کرنے تھے جبکہ بسوں کی مرمت وغیرہ TDCP and NETCO نے مشترکہ طور پر کرنی تھی۔میں اپنے معزز ممبر کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ 31۔جولائی 2009 کو لاہور ٹورزم بس سروس کے نام پر ہم نے بس شروع کی جو کہ لبرٹی سے مینار پاکستان تک جاتی تھی۔اس میں ہم نے یہ سلوگن دیا تھا کہ "ایک دن میں صدیوں کا سفر "جو لوگ باہر سے آتے تھے وہ ان بسوں پر سوار ہو کر سیر و تفریح کرتے تھے لیکن بد قسمتی یہ ہوئی کہ جب دہشت گردی حد سے زیادہ بڑھ گئی، جب سے سکولوں اور کالجوں کو بھی target کیا گیا تو پھر ان بسوں پر سفر کرنے کے لئے سیاح نہیں آ رہے۔یہ بسیں تو ہمارے پاس موجود ہیں۔بعد میں ہم نے ان بسوں کے حوالے سے سکولوں اور کالجوں پر focus کیا۔اب بھی یہ بسیں ہمارے پاس موجود ہیں، ہم نے ان کو renovate

بھی کیا ہے۔ہم سیاحت کو مزید promote کرنا چاہتے ہیں۔معزز ممبران نے جو تجاویز دی ہیں انشاءاللہ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے تو گزارش کی ہے، میں نے ابھی کوئی suggestion نہیں دی۔

جناب سپیکر: انھوں نے ابھی کوئی تجویز تو نہیں دی۔انھوں نے بتایا ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک میں کیا ہوتا ہے۔

میاں نصیر احمد: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی طرف سے جو باتیں بتائی گئی ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک یہ لاہور سے باہر نہیں نکلے۔ہمارا TDCP ابھی تک لاہور سے باہر نہیں نکل سکا۔میں سمجھتا ہوں کہ لاہور سے باہر کسی بھی شہر شیخوپورہ، قصور یا کہیں بھی جائیں تو وہاں ٹورزم کے بڑے اچھے resorts ہیں۔دیکھنے کے لئے بڑی بڑی اچھی جگہیں اور تاریخی عمارات ہیں۔اس آبادی کے باہر بھی بہت سی جگہیں ہیں جنہیں لوگ دیکھنا چاہتے ہیں۔میری ان سے گزارش ہے کہ لاہور کے اندر تو انہوں نے کروڑ روپے سے ایک بس چلا کر بڑا انتظام کر دیا وہ بس پورے شہر میں گھومتی ہے جس کا انہوں نے منافع بھی بتا دیا۔میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ TDCP نے لاہور سے باہر اس کو promote کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ ہماری تجاویز تو بعد میں آئیں گی پچھلے 7 سال سے اس کا بجٹ minus میں جا رہا ہے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کیا ان کے پاس لاہور سے باہر کسی کو دکھانے کے لئے کوئی چیز ہے اگر ہے تو اس کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اپنے honourable Member کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Tourism Department کے پاس اپنی بسیں ہیں اور نہ ہی کوچز، البتہ ہماری یہ struggle ضرور ہے کہ یہ ہونی چاہئیں جس کے لئے planning ہو رہی ہے اور انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ ان کا انتظام کیا جائے فی الحال ایسا کوئی بندوبست نہیں کہ ہم یہ بسیں فوری طور پر چلا سکیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!لاہور میں تو ایک بس ہو گئی، ان کے پاس لاہور سے باہر کے لئے کیا plan ہے تاکہ معزز ممبران کو بھی اس کا پتا چل سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ TDCP کے تحت transport چلتی رہی ہے لیکن جب government transport بند ہوئی تو یہ بسیں بھی بند ہو گئی تھیں وہ گاڑیاں پرائیویٹ لوگوں کی تھیں اور اس وقت اتنا زیادہ loss ہو چکا تھا کہ گورنمنٹ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی لیکن ہم کوشش کریں گے کہ اب وہ سسٹم دوبارہ شروع کیا جائے اور جو لوگ ہمارے ساتھ private ownership پر بسیں چلانا چاہیں گے ہم انشاءاللہ انہیں موقع provide کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!پنجاب میں دو International Air Port ہیں اور باہر سے آنے والے زیادہ tourists ان Airports پر آتے ہیں جہاں پر ٹیکسی تک کے لئے سودا کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ خود بسیں نہیں چلا سکتے تو کیا یہ private tour operators کو license جاری کر سکتے ہیں، کیا ان کا کوئی اس قسم کا منصوبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں اپنے Member honourable کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Allama Iqbal International Air Port Lahore پر ہمارا Information Centre موجود ہے جو بھی ملکی یا غیر ملکی tourists آتے ہیں ان کو مکمل information دے کر facilitate کرتے ہیں۔ ہم نے VIP lounge پر بھی اپنا cabin بنایا ہوا ہے وہاں پر جس قسم کی information مانگی جاتی ہے وہ ہمارے employees دیتے ہیں۔ ہم نے tourism کو promote کیا ہے۔ سب کو پتا ہو گا کہ یہ محکمہ 2004 میں بنا تھا لیکن اب ہم نے اللہ کی رحمت سے regional headquarters پر دفاتر وغیرہ shift کر دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اس میں کافی improvements لائے ہیں اور ہم اس پر مزید کام کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے وہاں ایک ڈیسک رکھا ہو گا، سٹاف بھی وہاں ہو گا آپ کے پاس تو transport ہی نہیں ہے تو پھر آپ کیسے facilitate کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم نے tourists کو guideline مہیا کرنی ہوتی ہے وہ کسی ہوٹل میں جانا چاہیں۔ تو ہم ان کی رہنمائی کرتے ہیں ہماری پہلی ڈیوٹی یہی ہے کہ ہم انہیں guideline provide کر سکیں اور وہ ہم پورے طریقے سے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ لکھ کر لگا دیں کہ مفت مشورہ جات دیئے جاتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا دوسرا حصہ تھا کہ آپ کسی بھی International Air Port پر اترتے ہیں تو وہاں مختلف کمپنیوں کے tourist stalls ہوتے ہیں، وہ licensed کمپنیاں ہوتی ہیں ان کے rates منظور شدہ ہوتے ہیں اگر یہ خود نہیں کر سکتے تو کم از کم operators tour کو اجازت دے دیں اور tourism کی promotion کے لئے آئندہ پانچ سال میں ان کے کیا targets ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! Federal tourism license جاری کرتا ہے کیونکہ وہاں پر ایک پورا setup موجود ہے ہم پنجاب کی سطح پر جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ ہم ان کو باور کرواتے ہیں کہ tourists ہم further facilitate کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں لکھا ہے کہ 21 لاکھ 65 ہزار 290 روپے ایک van کی آمدن ہے میں نہیں مانتا کہ ایک van کی اتنی آمدن ہو، اگر واقعی اتنی آمدن ہے تو یہ مزید بسیں اور vans کیوں نہیں خریدتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے دو سال کی income پوچھی تھی وہ ان کو بتا دی گئی ہے اس میں انہوں نے اخراجات نہیں پوچھے تھے اگر اخراجات شامل ہوں گے تو وہ تقریباً نزدیک نزدیک ہو گا اس میں profit نہیں ہے۔ آپ نے آمدن کا پوچھا تھا وہ ہم نے بتا دیا ہے اگر آپ further profit کا پوچھیں گے تو ہم اس کے لئے information دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا کہ licenseوفاقی حکومت دیتی ہے کیاPunjab Tourism کے tour operators کو licenseدینے کا اختیار ہم نے وفاق کو دیا ہوا ہے اور ہم نے یہ اختیار انہیں کب دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں طریق کار کو تبدیل کیا جا سکتا ہے، اچھیsuggestions آئیں تو ہم ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ مزید میں یہ کہنا چاہوں گا کہ Punjab Tourism کے پاس پانچ institutes ہیں جو ہم نے پرائیویٹ لوگوں کو دیئے تھے تاکہ ان سے ہمیں اچھاreturn ملے۔ اسی طرح ہمیں license دینے پر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے اس پر بھی بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہم اس کے لئے بالکل حاضر ہیں ہمیں یہ اچھیsuggestions دیں تو انشاءاللہ اس پر بات کی جا سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کا سوال تھا کہ tour operators کو licenseدینے کا ان کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟ ابھی تک اس لمبے سارے جواب میں ان کا جواب میری سمجھ میں تو نہیں آیا اس کا مختصر جواب ہاں یا نہ میں دیں اتنی لمبی کہانی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ماشاء اللہ محسن لغاری صاحب کی بڑی اچھی بات ہے لیکن ابھی تک تو یہ اختیارFederal Government کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا تحرک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): دیکھیں! جی، فی الحال تو میں نہیں کر سکتا اور اگر یہ suggestionsدیں گے تو اس پر بات ہو سکتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہو گی کہ جب Tourism Department کوئی کام کر ہی نہیں سکتا ابھی انہوں نے کہا کہ ہم brusher and guidelineدے سکتے ہیں تو brusher کے لئے اتنا بڑا محکمہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ پنجاب پہلے ہی deficit میں جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس محکمے پر اتنے زیادہ اخراجات آ رہے ہیں تو اس محکمے کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو promote کر رہے ہیں اور planning کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ تو دیوانے کا خواب ہے۔ یہ معلوم نہیں کب پورا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ 2004 میں بنایا گیا تھا تو ابھی اس پر کام ہو رہا تھا، ابھی تو اس کی ابتداء تھی کہ پچھلی حکومت ختم ہو گئی لیکن اللہ کی رحمت سے ہم نے یہ کیا ہے کہ اس محکمے کے پاس تو اپنا دفتر ہی نہیں تھا۔ ہم نے جوہر ٹاؤن میں چار کنال جگہ لے لی ہے۔ ہم نے اس کی ادائیگی کر دی ہے۔ انشاء اللہ اب ٹورزم ڈیپارٹمنٹ اپنا آفس بنالے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ کیا محکمہ 2004 کو بنا تھا؟

جناب سپیکر: وہ دفتر کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ 2004 میں بنا ہے۔ یہ محکمہ 2004 میں نہیں بنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے غلط جواب دیا ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے formally information دی ہے۔ یہ آپ کا question نہیں تھا۔ اب یہ fresh question دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے statement دی ہے کہ 2004 میں یہ محکمہ بنا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ محکمہ کب بنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!TDCP 1987 میں بنی تھی اور ٹورزم ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ2004 میں بنا ہے۔ میں نے یہ بات کی ہے اور on record کہہ رہا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اب انھوں نے بات clear کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1629 ہے۔

لاہور / گوجرانوالہ، کم عمر بچوں سے جبری مشقت کے کیسز کی تفصیل

*1629: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008 کے دوران لاہور / گوجرانوالہ میں کم عمر بچوں سے کم اجرت پر جبری مشقت کرانے کے حوالے سے محکمہ کو عوام کی طرف سے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ب) جس فیکٹری، کارخانہ یا فرم کے خلاف درخواستیں موصول ہوئیں ان کے نام، پتا اور کاروبار کی نوعیت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کسی فیکٹری یا کارخانہ میں بچوں سے انتہائی کم اجرت پر جبری مشقت کروانے کے خلاف اگر کوئی تحریری درخواست آئے تو محکمہ کے لوگ ان فیکٹری والوں سے رشوت لے کر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرتے؟

(د) محکمہ اس معاملے میں کیا بہتری لے کر آیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبائی محکمہ محنت کے ضلعی دفاتر برائے لاہور اور گوجرانوالہ سے معلومات حاصل کی گئی ہیں جن کے مطابق لاہور یا گوجرانوالہ میں کم عمر بچوں سے جبری مشقت کروانے کے حوالے سے عوام کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ عوام کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی اس لئے کسی فیکٹری، کارخانہ یا فرم کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) بچوں کی مشقت سے متعلق قومی پالیسی اور حکمت عملی کے تحت 2001 میں وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں سے مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کو فنی تربیت کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ NGOs، ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے بچوں کی مشقت اور جبری مشقت کے خاتمے کے لئے بہت سے اقدام کئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل یہ ہیں۔

(1) فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا ہے جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا ہے۔

(2) پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں ILO۔IPEC کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہوسکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔

(3) تمام جبری مشقت کے شکار کارکنان کو مفت قانونی امداد کے لئے محکمہ محنت وانسانی وسائل حکومت پنجاب نے ایک لیگل ایڈ سروس یونٹ قائم کیا ہے۔ تمام کارکنان اس سلسلے میں فری ہیلپ لائن نمبر 080033888 پر براہ راست شکایت درج کرواسکتے ہیں۔

(4) حکومت پنجاب نے جبری مشقت کے خاتمے کے قانون مجریہ 1992 کے نفاذ کو یقینی بنانے اور اس سلسلے میں متعلقہ اہلکاروں کی استعداد کار بڑھانے کی خاطر اقدامات کئے ہیں۔

(5) صوبہ پنجاب میں بھٹہ جات سے جبری مشقت کے مکمل خاتمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) برائے سال 09۔2008 میں ایک نئی ترقیاتی سکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت لاہور اور قصور میں بھٹہ جات پر جبری مشقت کے مکمل خاتمہ کے لئے اقدامات پیش کئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سوال بچوں سے جبری مشقت کے حوالے سے پوچھا گیا تھا۔ اس پر محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے کہ بچوں سے جبری مشقت کے حوالے سے کبھی بھی کوئی درخواست عوام کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس جواب کی صداقت پر یقین نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے جو جواب دیا ہے اگر اس کے خلاف آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو سامنے لائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں ایک نمبر دیا گیا ہے کہ 080033888 پر براہ راست شکایت درج کروا سکتے ہیں۔ مجھے یہ نمبر پڑھ کر بھی ذہن نشین نہیں ہو رہا، اس نمبر کی کوئی تشہیر نہیں ہوئی اور نہ ہی اسے کوئی جانتا ہے۔ 1122 جس طرح ہر ایک کی زبان پر ہے۔ یہ اتنا اہم محکمہ ہے کہ بچوں سے جبری مشقت کروائی جا رہی ہوتی ہے۔ میں نے ہی 10/8 مہینے پہلے دو بچے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو بھجوائے تھے جنھیں مارا پیٹا جا رہا تھا، سگریٹ سے داغا جا رہا تھا، انھیں قید میں رکھا جا رہا تھا اور ان سے مشقت کروائی جا رہی تھی۔ میں نے اندرون شہر سے کیس پکڑ کر بھیجا تھا۔ میرا تو ایک تعلق تھا جس کے ذریعے میں نے ان متاثرہ بچوں کو چائلڈ پروٹیکشن بیورو بھجوا دیا لیکن اس نمبر کی کوئی تشہیر نہیں ہے۔ میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ اتنا اہم نمبر ہے، اسے اتنا چھپا کر کیوں رکھا ہوا ہے، کیا اس ٹیلیفون نمبر کی تشہیر نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: انھوں نے کتاب میں شائع تو کر دیا ہے۔ انھوں نے چھپا کر نہیں رکھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انھوں نے کتاب کے اندر لکھ کر چپکے سے اسمبلی میں بھیجا ہے۔ اس کی تو مناسب طریقے سے تشہیر ہر اخبار اور ٹی وی چینل پر ہونی چاہئے اس کے علاوہ جگہ جگہ لکھا ہونا چاہئے تاکہ اگر کسی کو ایسا بچہ نظر آتا ہے جس سے جبری مشقت کروائی جا رہی ہے، کوئی بچہ کسی مشکل میں ہے تو فوری طور پر وہ شہری اس کی اطلاع دے سکے۔ ہمیں اس طرح کے نمبر کا اجراء کرنا چاہئے جیسے 1122 کا نمبر ہے۔ اس طرح کے نمبر پر فوری طور پر اطلاع کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو تبصرہ فرمایا ہے وہ اپنے سوال سے بالکل ہٹ گئی ہیں۔ انھوں نے توجہ نہیں کی کہ سوال کیا کیا تھا اور تبصرہ کس بات پر کیا ہے۔ ان کا سوال لاہور اور گوجرانوالہ کے بارے میں ہے اس میں جگہ اور وقت specific ہے کہ ان دو شہروں میں2008 کے دوران کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور ان کے اوپر ہم نے کیا اقدامات کئے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ 2008 کے دوران لاہور اور گوجرانوالہ کے بارے کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں اس کا جواب گوش گزار کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محترمہ نے جو گفتگو کی ہے اس پر میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم خود inspection نہیں کرتے یا کسی شکایت پر ہم کارروائی نہیں کرتے۔ میں آپ کی معلومات کے لئے کچھ اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک بہت متحرک شعبہ Legal Aid Unit کے حوالے سے شروع کیا ہے۔ اس کے اندر ہمیں 164 کے قریب درخواستیں موصول ہوئیں اور 153 کے اوپر ہم نے فیصلے کئے، اس کا ایک پورا طریق کار ہے اور ہم نے اس کے لئے افسران مقرر کئے ہیں۔ ہمارے پاس وکلاء ہیں اور ہیلپ لائن پر ہمیں جو شکایات موصول ہوتی ہیں اس پر ہم فوری رد عمل دیتے ہیں اور فیصلے کرتے ہیں۔ ہماری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ اس شکایت کی صحت کو پہلے جانچ لیں کہ اس کے اندر سچائی کتنی ہے اس کے لئے ہم field work کرتے ہیں۔ میر الیبر افسر خود موقع پر جا کر شکایت کی تفصیلات معلوم کرتا ہے۔ ہم پہلے مرحلہ میں کوشش کرتے ہیں کہ شکایت کنندہ کو موقع پر ریلیف دلا سکیں۔ میں اپنی بہن کی اس سلسلے میں فکر کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی واقعہ بھی جب کہیں، کسی جگہ ہو گا تو آپ کو ایک متحرک لیبر ڈیپارٹمنٹ اس شکایت کنندہ کی مدد کے لئے نظر آئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ اس نمبر کو مشتہر کب سے کریں گے؟

جناب سپیکر: اس کو مشتہر کرنے کی مہم کو تیز کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انھوں نے یہ جواب دیا ہے کہ سیالکوٹ میں بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا طریق کار اپنایا گیا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مزید بچوں کو عام سکولوں میں داخل کروایا گیا ہے۔

جناب والا! یہ صرف سیالکوٹ کی حد تک کیوں محدود ہے، کیا اس پروگرام کو دوسرے شہروں میں لے جانے کا سلسلہ کیا جا رہا ہے کیونکہ پورے پنجاب میں ایسے بچے موجود ہیں جن سے جبری مشقت لی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور یہ جو رہنمائی فرما رہی ہیں میں اس پر ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! چائلڈ لیبر جہالت کی ایک وجہ ہے۔ مجھے ایوان میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ تعلیم کے لئے جو اقدامات لیبر ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے وہ صرف سیالکوٹ تک محدود نہیں ہیں بلکہ پورے پنجاب کے لئے ہیں۔ اس سال جب تعلیمی سال شروع ہو گا تو ہم advertise کر رہے ہیں اور ہم نے اخبارات کے ذریعے بھی ایک مہم چلائی ہے۔ میں خود اور میرے محکمے کے لوگ مزدوروں کے پاس جا رہے ہیں اور ہم ان کے لئے تعلیم کے مواقع پیدا کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے جا رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنی بہن کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ جہاں پر لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سکول موجود نہیں ہیں وہاں ہم نے مزدوروں کے بچوں کو offer کی ہے کہ وہ Educators اور DPS سکولوں میں یا پاکستان میں جتنا بھی مہنگا سکول ہے وہ وہاں پر داخل ہوں ان کی فیسیں، کتابیں، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ لیبر ڈیپارٹمنٹ مہیا کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اس سے آگے جا کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے approve کیا ہے کہ ہم صرف مزدوروں کے بچوں کے لئے ایک specific Medical College لاہور میں اس سال سے شروع کر رہے ہیں جہاں 50 فیصد بچے مزدوروں کے ہوں گے اور 50 فیصد دوسرے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ میں اپنی بہن اور House سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی مزدور کا بچہ پاکستان یا بیرون ملک جہاں بھی تعلیم حاصل کرنا چاہے گا، ہم اسے scholarships دیں گے۔ میں اپنے House کے ممبران سے منتظر رہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس بات پر انہیں شاباش تو دے دیں، اچھی بات تو میرے خیال میں یہی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! آج کے ان سوالات کے وقفے کے سبب میں House سے درخواست گزار ہوں کہ ہم ہر تحصیل اور ضلع میں مزدور بچوں کے لئے سکول بنانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس فنڈز اور وسائل کی کمی نہیں ہے لہذا معزز ممبران ان تحصیلوں اور اضلاع میں جگہ خریدنے یا سرکاری جگہ دینے میں ہماری معاونت کریں، ہم انشاء اللہ ایک سال کے اندر وہاں پر سکول شروع کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے کہا کہ عوام کی طرف سے ایک بھی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے میں جو Inspectors ہیں، کیا اُن کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ جبری مشقت کی چیکنگ کریں اور کیا وہ ان دو شہروں میں ایک کیس بھی نہیں پکڑ سکے، اس کے علاوہ اس محکمہ میں کتنا عملہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Inspectors کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جبری مشقت کے کیس point out کئے جاتے ہیں، حکومت کے پاس شکایت درج کرائی جاتی ہے اور علم میں لایا جاتا ہے جس کے اوپر ہمیں action لینا پڑتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ 164 کیسوں میں سے 153 پر ہم نے

فیصلہ کیا ہے۔ کسی کی شکایت پر، محکمہ کو میسر معلومات پر اور خود inspection کر کے ہم نے اس قسم کے کیسوں کا فیصلہ کیا ہے اور اس میں ہم انشاءاللہ سُستی نہیں کرتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! جن کا سوال ہے انہیں اپنی بات کرنے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وہ تو پانچ چھ ضمنی سوال کرتے ہیں جبکہ میں نے تو صرف ایک سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کوئی پانچ یا چھ سوال نہیں کئے۔ آپ تشریف رکھیں اور اپنے سوال کے لئے خود محنت کیا کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے بھائی محترم وزیر نے بڑے اچھے مستقبل کی planning کے حوالے سے بتایا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے بھائی محترم وزیر نے بڑی اچھی planning مستقبل کے حوالے سے بتائی ہے اور جب اس کے اوپر عملدرآمد ہو جائے گا تو یقیناً ہم ضرور شاباش دیں گے۔ Child rights کے حوالے سے ہم نے بھی ایک Bill جمع کروایا ہوا ہے جس میں ہم ان کی مدد کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتی ہوں کہ child rights کے حوالے سے انہوں نے کوئی قواعد وضوابط بنائے ہیں یا کوئی ایسی definition بنائی ہے کہ جس کو مشتہر کیا جا سکے تاکہ لوگوں کو awareness ہو کہ بچوں کے لئے کیا قواعد وضوابط ہیں اور child rights میں کیا کیا چیز فعال کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس سلسلے میں 1991 کا ایک ایکٹ موجود ہے اور جو بچے صنعتی اداروں کے اندر کام کرتے ہیں تو ہم ان بچوں کے حقوق کی بات 1991 کے ایکٹ کے تحت کرتے ہیں۔ اب 14 سال کی عمر تک کے بچوں پر کسی طرح کی

ملازمت یا کام کرنے پر قانون نے پابندی نافذ کی ہوئی ہے اور جو شخص بھی 14 سال سے کم عمر بچوں سے مشقت لیتا ہے وہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ابھی 14 سال سے لے کر 18 سال کے اندر قانون نے کچھ شعبوں کے اندر نو عمر بچوں کو کام کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے اور اُس میں ایسے شعبے کہ جہاں پر حادثات کے chances زیادہ ہوتے ہیں وہاں پر 14 سال سے 18 سال کے بچوں کے کام کرنے کی بھی پابندی ہے۔ ہم اس پر شکایتیں وصول کرتے رہتے ہیں اوران کے تدارک کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ ہم اکثر جبری مشقت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ اس قسم کے واقعات کافی کم ہوتے ہیں کیونکہ زیادہ تر لوگ غربت کی وجہ سے، اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے، روزگار اور اپنا گھر چلانے کے لئے خود کام کرتے ہیں لیکن میں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ کے اندر I.L.O کے تعاون سے بہت سے سینکڑوں، ہزاروں بچے جو فٹبال بنانے کی صنعت سے منسلک تھے ان بچوں کو ہم نے فیکٹریوں سے نکال کر سکولوں تک پہنچایا ہے اور اُن کے والدین کے لئے scholarships کی صورت میں کچھ رقوم کا بھی انتظام کیا ہے تاکہ والدین اپنے معصوم بچوں کو کام کے لئے ان اداروں میں نہ بھیجیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے قواعد وضوابط کو مشتہر کرنے کے حوالے سے سوال کیا تھا کہ کیا منسٹر صاحب child rights کے حوالے سے کوئی قواعد وضوابط لوگوں کی awareness کے لئے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر لوگوں کو قواعد وضوابط معلوم ہوں گے تو کوئی شخص کسی کے rights کی بات کر سکے گا، inform کر سکے گا اور کوئی شکایت کر سکے گا۔ جب تک rights کے حوالے سے قوم کو کوئی علم ہی نہیں ہو گا تو کیسے ان میں شعور آئے گا؟ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ محکمے کا ان چیزوں کو مشتہر کرنے کا کوئی plan ہے یا کوئی کتابچہ چھاپا ہوا ہے؟ جس طرح ہم نے child rights کے حوالے سے ایک Bill دیا ہے کیا یہ اُس کو اپنا Bill بنانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ ہم skilled لوگ ہیں اس لئے یہ ہماری skills سے فائدہ اٹھائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس سال پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں تین سال کے لئے ایک پراجیکٹ ہم نے شامل کیا ہے جس کے لئے ہر سال کم از کم ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ ہم documentary films بنا رہے ہیں، اخبارات میں

اشتہار دیئے ہیں اور بھی دینا چاہتے ہیں۔ وہ تمام معلومات جس طرح میری بہن کا خیال ہے کہ اس طبقے تک پہنچنی چاہئیں تو ہم نے اس پر ایک master plan تیار کیا ہوا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ ان دنوں ہم documentary films بنا رہے ہیں جو ہم ان اداروں، بازاروں اور وہ مقامات جہاں پر child labour ہے وہاں پر ہم جا کر ان بچوں کو educate کریں گے اور اُن لوگوں کو انشاء اللہ قانون کی گرفت میں لائیں گے جو یہ child labour کا سبب بنتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اسی پر ہی ابھی ضمنی سوال چلے گا؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بڑا relevant ہے۔ وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ کروڑوں بچوں کے لئے صرف ایک کروڑ روپے کا فنڈ رکھا ہے۔ دوسرا ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ لاہور اور قصور میں بھٹہ مزدوروں کے لئے سکول بنائے ہیں تو میں اُن سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جتنا ان کی وزارت کا period ہے تو کیا صرف یہی بنتا تھا کہ لاہور اور قصور کے بھٹہ مزدوروں کو relief دیا جائے لہٰذا بتایا جائے کہ پنجاب کے دوسرے شہروں میں کب تک سکول بنیں گے میرے خیال میں اس طرح تو کوئی 20/25 سال کا پروگرام لگ رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے تین سال کا بتایا ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! قصور اور لاہور میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر دو اضلاع کو ہم نے شامل کیا ہے۔ وہاں ہم نہ صرف ان کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ان کے بھٹے پر سکول کھول رہے ہیں بلکہ 200 کے قریب سکول under process ہیں جن میں سے 60 کے قریب اِس وقت کام کر رہے ہیں اور باقی اس تعلیمی سال سے شروع کریں گے۔ ان بھٹہ جات کے اوپر ہم نہ صرف تعلیم کے لئے انتظامات کر رہے ہیں بلکہ اس وقت وہ سکول چل رہے ہیں جہاں میں خود visit کرتا ہوں۔ اگلے visit پر میں اپنی بہن کو بھی ساتھ لے کر چلوں گا۔ یہ بھی

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے جس میں 12۔کروڑ کے قریب ہمارے پاس پیسے میسر ہیں اور ابھی ہم نے کل ہی وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیجی ہے تو وہاں پر ہم 200 کے قریب اساتذہ تعینات کریں گے۔یہ بھی تذکرہ کیا گیا کہ باقیوں کو کب سہولیات دی جائیں گی تو اگلے مالی سال کے اندر ہم چار مزید اضلاع جہاں پر بھٹہ جات زیادہ ہیں، اُن کو بھی اس پروگرام میں شامل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔میرے خیال میں اگلا سوال لینا چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! اب اس پر کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بڑا اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں اجازت نہیں دیتا۔اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: ان کے ایماء پر سوال نمبر 1478۔(معزز رکن نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1478 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ کے زیر انتظام ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1478: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام کتنے ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز ہیں ہر ایک میں کتنے ٹورسٹ کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے؟

(ب) ان ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز کو چلانے پر سالانہ کتنا خرچ اٹھتا ہے اور کتنی سالانہ آمدن ہوتی ہے؟

(ج) کیاان ریزارٹس میں سہولیات عالمی معیار کے مطابق ہیں، اگر نہیں تو کیاان میں بہتری پیدا کرنے کی گنجائش ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھارہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام ٹورسٹ ریزارٹس کی تعداد چھ ہے۔ پڈیاٹہ سکائی رائیڈ میں کھانے پینے کا انتظام ہے۔ باقی تمام ریزارٹس میں رہائش اور کھانے پینے کا بہترین انتظام ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ریزارٹ	رہائش
1-جلوپارک ریزارٹ لاہور	16عدد ڈبل بیڈ رومز
2-چھانگامانگاریزارٹ قصور	5عدد ڈبل بیڈ رومز
3-لال سوہانرا ریزارٹ بہاولپور	6عدد ڈبل بیڈ رومز
4-کلر کہار ریزارٹ چکوال	12عدد ڈبل بیڈ رومز
5-فورٹ منرو ریزارٹ ڈیرہ غازی خان	5عدد ڈبل بیڈ رومز

(ب) ٹی ڈی سی پی کے ٹورسٹ ریزارٹس کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جولائی2007تاجون2008

نام ریزارٹ	آمدن	اخراجات
پتریاٹہ	74,700,608/-	1,43,84,768/-
کلر کہار	95,72,419/-	6,483,654/-
چھانگامانگا	971,705/-	1,055,820/-
لال سوہانرا	689,001/-	874,301/-
فورٹ منرو	308,576/-	215,596/-

جلوپارک ریزارٹ (بوجہ تزئین و آرائش بند ہے)

(ج) ان ریزارٹس میں سہولیات عالمی معیار کی تو نہیں البتہ معیاری ہیں اور ان میں مزید بہتری کے لئے ادارہ اور حکومت مناسب اقدامات کر رہے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ کلر کہار: کلر کہار ریزارٹ کو اپ گریڈ کیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

سال07-2006 میں تین ڈبل بیڈ رومز اور ریسٹورنٹ کو اپ گریڈ کیا گیا اور سال08-2007 میں بھی تین ڈبل بیڈ رومز کو اپ گریڈ کیا تھا۔ باقی چھ کمروں اور ریزارٹ کو مکمل طور پر اپ گریڈ کرنے کا کام جاری ہے۔

2۔ جلو پارک:

جلو پارک ریزارٹ کو بھی اعلیٰ معیار کے مطابق تیار کیا جارہا ہے اور وہاں رینوویشن کا کام تیزی سے جاری ہے۔

3۔ چھانگا مانگا ریزارٹ:

اس ریزارٹ کو بھی اعلیٰ معیار کے مطابق اپ گریڈ کیا جارہا ہے اور اس کو مکمل طور پر رینوویٹ کیا جارہا ہے نیز حکومت اس سلسلے میں مؤثر اقدامات اٹھا رہی ہے۔ موجودہ ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کی تنصیب، سخی سرور روڈ، ڈی جی خان اور کھجوٹ، مری میں نئے ٹورسٹ سٹاپ اوور کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنے سے پہلے اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہی عرض کروں گا کہ TDCP کی آمدنی 100 فیصد حکومت پنجاب کے پاس جاتی ہے۔ اس میں انہوں نے sides بتائی ہیں تو اس حوالے سے یقیناً تین sides ایسی ہیں جو کہ منافع میں جارہی ہیں۔ International Tourism Agency نے پنجاب کے اندر درجنوں ایسی sides بتائی ہیں جو international tourists کے لئے attractive sides ہیں۔ انہوں نے بارہا اس سوال اور پچھلے سوال میں بھی یہ mention کیا ہے کہ اس کی development اور growth کے لئے کوئی مناسب منصوبہ بندی کی جارہی ہے یقیناً جب TDCP ان پوائنٹس کی، ان tourist spaces کی منصوبہ بندی کرتی ہے تو روزگار کے مواقع بھی ملتے ہیں اور ان کی maintenance بھی ہوتی ہے۔ میری ان سے پھر گزارش ہے کہ انہوں نے اس promotion کے لئے جو پلان بنایا ہے اس کے چند نکات ہی بتادیئے جائیں تاکہ پھر میں ضمنی سوال کرسکوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ insides کی promotion کے لئے اور TDCP کی promotion کے لئے کون سا منصوبہ بنایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب ہم نے دیا ہے۔ میں اس میں یہ بتانا چاہوں گا کہ محکمہ ہذا کے پاس چھ tourist resorts تھے ان میں پتریاٹہ سکائی رائیڈ میں کھانے پینے کا انتظام ہے۔ باقی تمام resorts میں رہائش اور کھانے پینے کے بہترین انتظامات موجود ہیں۔ نمبر 1 جلو پارک۔ اس میں 16 عدد ڈبل بیڈ موجود ہیں جبکہ یہ عرصہ دراز سے بند تھا لیکن اللہ کی رحمت سے خادم اعلیٰ پنجاب نے خصوصی مہربانی کی اور اس کی renovation پر ایک کروڑ تینتالیس لاکھ روپے کے قریب لگائے وہ جو عرصہ دراز سے بند تھا اور اس کا سالانہ کرایہ 17 لاکھ کے قریب تھا اب اللہ کی رحمت سے ہم نے open auction کے ذریعے پارٹی کو بلایا ہے اور اب وہاں پر جو پارٹی آئی ہے اس نے ہمیں پانچ لاکھ ستر ہزار روپے کی monthly bid دی ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ہم نے اس resorts کی upgradation کی ہے اور انشاء اللہ اب revenue بھی generate ہو گا اور جو tourists آئیں گے ہم ان کو اچھے طریقے سے facilitate بھی کر سکیں گے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ چھانگا مانگا ریزارٹ میں پانچ عدد ڈبل بیڈ موجود ہیں لیکن اس کی حالت بھی بڑی خستہ تھی اس کی بھی renovation کی ہے اور اس میں ہم نے پرائیویٹ کمپنی سے 50 percent profit and loss پر partnership کی ہے۔ اب وہاں پر کام ہو رہا ہے اور وہ upgradation position پر بھی ہے۔ اس کے بعد لال سوہانرا میں چھ عدد ڈبل بیڈ ہیں اور ہم وہاں پر تقریباً چھ کمرے مزید بنا رہے ہیں، وہاں پر میٹنگ ہال بنا رہے ہیں، ڈائننگ ہال بنا رہے ہیں اور اس کے لئے تقریباً چار کروڑ 72 لاکھ روپے رکھے ہیں جس سے یہ ریزارٹ upgrade ہو کر ہمیں output دے گا۔ ہماری حکومت پنجاب کا جو vision ہے کہ ہم tourism کو promote کرنا چاہتے ہیں اس پر واقعی ہم عملدرآمد بھی کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں کلر کہار کے resorts کے حوالے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر 12 عدد ڈبل بیڈ رومز موجود ہیں۔ ہم نے تین تین کر کے دو سالوں میں ان کو renovate کیا ہے، وہ upgrade ہو چکے ہیں اور چھ کمرے جو بقایا ہیں ان پر کام ہو رہا ہے۔ ہم نے کلر کہار کے ساتھ جھیل کو بھی upgrade کیا ہے اور جھیل کے گرد و نواح میں ہم نے ایسا موقع دیا ہے کہ جو دور دراز سے tourist آتے ہیں وہ وہاں پر سیر و تفریح کرتے ہیں اور لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے دو سال کے بہت کم

عرصہ میں tourism کو بہت promote کیا ہے۔ فورٹ منرو میں resorts میں پانچ عدد ڈبل بیڈ ہیں وہاں پر کام ہو رہا ہے اور اس کو بھی upgrade کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ جو پڑھ رہے ہیں یہ تو ان کے سامنے ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ انھوں نے جو جواب دے دیا ہے میں نے اس کو پڑھ لیا ہے۔ ان کی یہ مہربانی ہے کہ انہوں نے تین بیڈ کی بجائے چھ بیڈ کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں دوبارہ بتاتا ہوں کہ میرا ضمنی سوال یہ ہے، انہوں نے پچھلے سوال کے جواب میں بھی یہ بتایا ہے کہ ان کا ایک vision ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ تو existing پانچ sights ہیں۔ اگر ویب سائٹس پر جاتے ہیں تو International Tourist Agencies نے درجنوں sights آویزاں کی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس شعبے کی promotion کے لئے جامع حکمت عملی بنالی گئی ہے تو میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ان sights کے بیڈ رومز بنانے کے علاوہ tourism کو promote کرنے کے لئے کیا حکمت عملی بنائی گئی ہے؟ صرف اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ابھی انشاء اللہ آپ کی دعاؤں سے اسی مہینے 20-19 اور 21 تاریخ کو ہم چولستان میں جیپ ریلی کا انعقاد کر رہے ہیں اور یہ ایک ایسا event ہے جو tourism کو promote کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آئی۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال housing resorts کے بارے میں ہے اور ریلی میں کوئی housing resorts تو نہیں بنتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! tourism کو promote کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال resorts کے بارے میں ہے یہ سوال چولستان میں ریلی کرانے سے متعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ TDCP کے بارے میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے پوچھا ہے کہ موجودہ حکومت tourism کو promote کرنے کے لئے کیا کر رہی ہے تو میں نے وہ بتایا ہے کہ جو resorts ہم نے upgrade کروائے ہیں میں نے وہ بات کی ہے۔ اب tourism کی بات ہو رہی ہے تو 2005 میں پتریاٹہ چیئر لفٹ کا چار کروڑ ستر لاکھ روپے rent تھا اور اس کی حالت بڑی بگڑی ہوئی تھی اللہ کی رحمت سے ہم نے اس کو چار کروڑ روپے کی لاگت سے upgrade کیا ہے اور اب پتریاٹہ چیئر لفٹ سے ہمیں آٹھ کروڑ بائیس لاکھ روپے سالانہ rent آ رہا ہے اور اس سے ہم اس کو promote کر رہے ہیں۔ یہ حکومت پنجاب کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم tourism کو کس طرح promote کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایکسپریس وے پر جو روڈ راولپنڈی سے مری جاتا ہے وہاں پر ہم نے کھجوٹ کے مقام پر ایک ریسٹورنٹ بنایا ہے جو tourists سفر کرتے ہیں اور دو کروڑ روپے کے قریب ہم نے وہاں پر خرچ کئے ہیں۔ میں اپنے House کے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہربنس پورہ میں tourism department کی 150 کنال کے قریب جگہ پر مختلف لوگوں نے پچھلے ادوار میں قبضہ کیا ہوا تھا۔ اللہ کی رحمت سے ہم نے ساٹھ کنال جگہ خالی کروالی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہاں پر ہم Excellence Centres بنا رہے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ tourism کو promote ہونا چاہئے۔ جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب کا vision ہے۔ انشاء اللہ ہم اس کو مزید promote کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں کوئی قباحت نہیں، میں کہوں گا کہ پچھلے اداوار میں tourism پر وہ توجہ نہیں دی گئی جو کہ دینی چاہئے تھی لیکن اب اللہ کی رحمت سے ہم نے جو اس کو promote کیا ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ tourism نے ننکانہ میں جو سکھ یاتری آتے تھے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ننکانہ کے قریب سکھ یاتری بھائیوں کے لئے ہم نے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب!بات وہ کریں جو وہ پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں وہ بتا رہا ہوں جو ہم نے نےtourismکوpromoteکیا ہے اور یہی میرے معزز ممبر نے پوچھا ہے۔ ننکانہ کے مقام پر جو ہمارے سکھ یاتری بھائی آتے ہیں ان کو facilitate کرنے کے لئے ہم نے 16 کنال جگہ لی ہے اور16 کنال جگہ لے کر وہاں پر ہم resorts بنانے لگے ہیں اور ہم نے اس کو ADP میں بھی شامل کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی، میاں معین صاحب!آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر!ایک تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو شاباش دیتا ہوں کہ وہ ایک ہی سانس میں اتنالمبا جواب دے دیتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چھانگا مانگا میں resort کو upgrade کیا جا رہا ہے یا کیا جانے والا ہے۔ یہ فرمادیں کہ وہ کب تک upgrade ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ اس کا فکر نہ کریں میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ آپ یہ سوال رہنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) کے جواب کے آخری پیرا گراف میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''نیز حکومت اس سلسلے میں موثر اقدامات اٹھا رہی ہے اور موجودہ resorts

کی upgradation کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں chair lift کی تنصیب، سخی سرور روڈ ڈی جی خان اور کھجوٹ مری میں نئے tourist stopover کا قیام شامل ہے۔''میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ سخی سرور کے پاس یہ جو stopover پچھلے دو سال سے بن کے کھڑا ہے اور اس بارے میں مزید کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ حکومت کے کروڑوں روپے لگ کر ایک stopover بنا ہوا ہے اس کو چالو نہیں کیا گیا اور دوسرا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں یا یہ مجھے بتا دیں کہ فورٹ منرو کی چیئر لفٹ کب بنائیں گے ؟ تین سال گزر گئے ہیں اور اس کا سروے 2007 میں ہو چکا ہے لیکن اس سروے پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ چیئر لفٹ install کرنے کی کوئی definite date دے دیں؟ کہہ دیں کہ 2012 میں ہو گا، 2014 میں ہو گا، 2088 میں ہو گا۔ جب بھی ہو گا اس کی ایک definite date دے دیں۔ لفاظی میں نہ گھمائیں بلکہ اس کا جواب صرف ایک تاریخ میں چاہئے۔ یہ لمبی سی تقریر شروع کر دیتے ہیں وہ نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے اپنے معزز ممبران کو جو کچھ بتایا یہ بتانا میرا فرض تھا۔ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف ٹورازم کو promote کر رہے ہیں تو جو اقدامات ہم کر رہے ہیں وہ میں نے بتائے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے صرف تاریخ پوچھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کب تک اسے مکمل کریں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سب سے پہلے ہم پینے کے پانی کا مسئلہ حل کروائیں گے۔ ہم نے محکمہ آبپاشی اور ہاؤسنگ سے اس کی تجاویز مانگی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا سوال کچھ اور ہے، میں نے پوچھا ہے کہ فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کب تک install ہو گی اور سخیٰ سرور کے تیار resort کو کب تک چالو کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! انہیں cut date بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا وہ گھر ہے لیکن ہم سب سے پہلے وہاں پینے کے پانی کا مسئلہ حل کریں گے۔ہم نے محکمہ آبپاشی اور ہاؤسنگ سے تجاویز مانگی ہیں اور جب وہ ہمیں رپورٹ دیں گے تو فوری طور۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان کے سوال کا جواب دیں یہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ آپ سے فورٹ منرو کی چیئر لفٹ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!اس پر سروے تو ہو تا رہا ہے لیکن ہم انشاء اللہ اسے مکمل کریں گے اور میں ابھی وہ ڈیڈ لائن نہیں دے سکتا لیکن اسے بہت جلد اور ضرور مکمل کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے حتمی تاریخ مانگی ہے۔

جناب سپیکر:لغاری صاحب!وہ آپ کو تاریخ کیسے دیں کیونکہ ابھی تو وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!سخی سرور resort تو دو سال سے بنا ہوا ہے کیا اسے چالو کرنے کی تاریخ بھی نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر:لغاری صاحب!آپ چیئر لفٹ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!چیئر لفٹ کے ساتھ سخی سرور resort کا بھی میں نے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ بہت جلدی بنا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!وہ تو دو سال سے بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ دُور کتنا ہے،کتنا دُور ہے؟(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!آنے والے ٹورسٹ نے سب سے پہلے پانی پینا ہے تو انہیں پینے والا پانی تو ملنا چاہئے اور میں اسی طرف آ رہا ہوں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ٹورزم میں پبلک ہیلتھ کا کیسے ذکر آگیا؟

جناب سپیکر: انہوں نے بھی دیکھنا ہے کہ جہاں ہمارے resorts ہیں وہاں پانی کیوں نہیں پہنچتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت وہاں پر عوام کو سہولتیں دینا چاہتی ہے لیکن وہاں پر آمدورفت دیکھیں کتنے مہینے ہوتی ہے اور وہاں پر کتنے لوگ آتے ہیں اس حوالے سے feasibility report بن رہی ہے اور انشاءاللہ ہم بہت جلد اس پر کام کریں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ اگر نزدیک کا سوال کرتے تو وہ جلدی کا بتادیتے۔ آپ نے سوال ہی بہت دور کا کیا ہے، وہ کافی دُور ہے۔ رانا صاحب!وہ فورٹ منرو کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ چیئر لفٹ کب تک لگ جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!سال میں ڈیڑھ دو ماہ تو وہاں پر آبادی ہوتی ہے اور باقی 10/9 مہینے آمدورفت بہت کم ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت کے فنڈز لگنے ہیں تو انہیں صحیح ضروریات پر لگایا جائے۔ ہم پیسے کو ضائع نہیں کرنا چاہتے اور ہم اس کی feasibility دیکھ رہے ہیں اگر feasible ہوا تو انشاءاللہ یہ منصوبہ ضرور بنے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم feasibility دیکھ رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!انہوں نے اپنے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ شروع کر دیئے گئے ہیں انہیں کہیں کہ وہ اس کا آخری پیرا پڑھ دیں اگر انہیں پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ وہ آخری پیرے کی آخری دو لائنیں پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ شروع کیا گیا ہے اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہfeasible نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا کہfeasible نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انہوں نےHouse کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسی باتیں نہ کریں اور انہیں جواب دینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اگر انہیں پڑھنا نہیں آتا تو آپ پڑھ دیں اور ہم مزید کوئی ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!وہ کہہ رہے ہیں کہ آخری پیرا پڑھ دیں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!میں آخری پیرا پڑھتا ہوں وہ سنیں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں اُردو میں پڑھ سکتا ہوں اور مجھے کوئی ایسیproblem نہیں ہے جو آپfeel کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جبfeasibility report بنی ہے تو اس پر کام شروع ہوا ہے۔ اگر سروے ہوا ہے تو اس پر کام بھی شروع ہوا ہے۔ حکومت کا یہ بڑا پروگرام ہے جس میں حکومت کا اتنا زیادہ پیساinvest ہونا ہے۔ ہم نے وہاں پر feasibility report تیار کی ہے جس پر کافی اخراجات آ چکے ہیں اور یہ 1482.991 ملین روپے کے منصوبے کی P&D ڈیپارٹمنٹ نے منظوری دے دی ہے۔ انشاء اللہ یہ ongoing ہے اور پروگرام پر کام ہو رہا ہے۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہfeasible نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔انہوں نے یہ نہیں کہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا ہے کہ feasibility report بنی ہوئی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ میں یہ باتon ground اورon fact کر رہا ہوں

اور میرے معزز ممبران دیکھیں کہ feasibility report بنی ہے، اس پر کام ہو رہا ہے اور اس پر اخراجات آ رہے ہیں۔ پہلے وہ process complete ہوں گے تو then further process آئے گا ناں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم بلڈنگ بنانی شروع کر دیں اور وہاں پر کام شروع کر دیں؟

جناب سپیکر! وہ ساڑھے آٹھ نو سال میں تو نہیں بن سکا اور ہمارے پاس کوئی الہ دین کا چراغ تو نہیں ہے لیکن انشاءاللہ خادم اعلیٰ کا vision ہے کہ ہم ڈی جی خان کے بھائیوں کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ ڈی جی خان میں ہمارے وہ کارکن ساتھی رہتے ہیں جنہوں نے آمریت کے دور میں ہمارا ساتھ دیا ہے تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ چاہیں گے کہ ان بھائیوں کو support کرتے ہوئے انہیں facilitate کیا جائے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ اس کا آخری پیرا پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے بذریعہ آپ کے آنے والے جواب کا آخری پیرا گراف پڑھ دیں۔ انہوں نے یہ commitment کی ہے کہ ہم ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں موجودہ resorts کی upgradation کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کی تنصیب، سخی سرور روڈ، ڈی جی خان، کھجوٹ اور مری میں نئے tourist stopover کا قیام شامل ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے floor عنایت فرمایا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے tourist resorts کی renovation کا مژدہ تو سنایا ہے۔ کیا ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ ان resorts میں tourists آتے بھی ہیں یا نہیں اگر آتے ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے؟ international tourists کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو resort آپ نے بنایا ہے ان میں tourists آتے بھی یا نہیں؟ ان کی تعداد بتادی جائے۔ حضرت! ویسے یہ سوال آپ کا fresh بنتا ہے۔ آپ اتنا ضرور پوچھ لیں کہ ان میں tourists آتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی تعداد پوچھیں گے تو اس کے لئے آپ کو نیا سوال دینا ہو گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! چلئے اتنا ہی پوچھ لیتے ہیں کہ tourists آتے بھی ہیں یا نہیں، کیا ان میں international tourists بھی شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب نے بالکل ٹھیک سوال پوچھا ہے کہ اب tourists آتے ہیں یا نہیں؟ میں ببانگ دہل یہ کہوں گا کہ آمریت کے دور میں جس طرح دہشت گردی promote ہوئی، جس طرح بجلی اور سوئی گیس مہنگی ہوئی اس وجہ سے tourists نے آنا چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر: اب question hour ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2141: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں گاڑیوں کی تعداد کیا ہے، یہ کتنے سی سی اور کون سے ماڈل کی ہیں یہ کب خریدی گئیں ان کی خرید کے لئے اخبار میں کب اشتہار دیا گیا، اشتہارات کی نقول نیز کن کن فرموں نے ٹینڈر میں حصہ لیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ گاڑیاں کن آفیسرز کے زیر استعمال ہیں اور کس اتھارٹی کے حکم سے ان آرڈرز کی کاپی فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ گاڑیوں کے ماہانہ پٹرول بل کی جولائی2006 سے اب تک ہر گاڑی کی مرمت کے اخراجات کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کی جائے؟

(د) ہیڈ آفس لاہور میں ڈرائیور، نائب قاصد، مالی اور چوکیدار کی تعداد اور گریڈ نیز کہاں کہاں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ہ) ہیڈ آفس میں قائم ریسٹ ہاؤس کے جنوری2006 سے اب تک کی آمدن/اخراجات کی تفصیل اور بکنگ کے اختیارات کس کے پاس ہیں اور اس عرصہ میں کون کس کے حکم کے تحت رہائش پذیر رہا، اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف)

(i) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس میں کل گاڑیوں کی تعداد 46 ہے جس کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ان گاڑیوں کے ماڈل، انجن کی تفصیل اور خریداری کے متعلق تفصیل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) مذکورہ گاڑیوں کے خریدنے کے متعلق اشتہارات اور دیگر متعلقہ دستاویزات بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں اور جس مجاز اتھارٹی نے ان کی الاٹمنٹ کی تھی ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ گاڑیوں کے پٹرول بل جولائی2006 تا حال اور ان کی مرمت کے اخراجات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ہیڈ آفس لاہور میں ڈرائیورز، نائب قاصد، مالی اور چوکیداروں کی تعداد گریڈ اور ان کی تعیناتی سے متعلق تفصیل بطور ضمیمہ (و) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 1996 سے سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس میں کوئی ریسٹ ہاؤس ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی بکنگ یا آمدن ہوتی ہے۔ مزید برآں سابقہ ریسٹ ہاؤس کے کمرے بطور دفتر استعمال ہو رہے ہیں۔

ضلع فیصل آباد میں سیاحت کے فروغ کی تفصیلات

*2709: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع فیصل آباد میں ٹورزم کے فروغ کے لئے 2002 تا 2005 جو اقدامات اٹھائے گئے ان سے آگاہ فرمائیں اور اس عرصہ کے دوران محکمہ کی انکم میں کیا اضافہ ہوا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب لمیٹڈ نے ضلع فیصل آباد میں سیاحت کے فروغ اور ٹورزم اینڈ ہوٹل انڈسٹری کو پروفیشنل اور ہنر مند افرادی قوت مہیا کرنے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کے اشتراک سے جنوری 2004 میں ایک ادارہ "انسٹیٹیوٹ آف ٹورزم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ" کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں ایک سالہ ڈپلومہ "ٹورزم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ" کروایا جاتا ہے۔ یہ کورس اب تک کامیابی سے جاری ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل طلباء اور طالبات اس انڈسٹری میں شمولیت اختیار کر کے اس کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔

جولائی 2004، جون 2005 تک ابتدائی کورس میں 125 طلباء/طالبات نے داخلہ حاصل کیا۔ TDCP کو شراکت کی بنیاد پر اس کورس سے -/395068 روپے کی آمدن ہوئی۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2497: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کا کل کتنا رقبہ ہے اور کتنا پیرامیڈیکل سٹاف ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال کو ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے؟

(ج) متذکرہ ہسپتال کو ٹیچنگ کا درجہ کس سال اور کس نے دیا؟

(د) متذکرہ ہسپتال میں سال2007 کے دوران کتنے مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) موجودہ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد 300 بستروں پر مشتمل ہے جس کا کل رقبہ 48 کنال 3 مرلے ہے۔ جس میں سے 36 کنال رقبہ پر ہسپتال کی عمارت تعمیر کی گئی ہے جبکہ 12 کنال 3 مرلہ رقبہ پر ڈاکٹر حضرات اور دیگر سٹاف کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اس ہسپتال میں تعینات پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد250 ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایون کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کو تاحال ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ نہیں دیا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کو تاحال ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ نہیں دیا گیا ہے۔

(د) سال2007 کے دوران متذکرہ ہسپتال میں 2,29,937 مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا۔

اوکاڑہ میں سیاحتی مرکز کھولنے کا مسئلہ

*3083: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا ضلع اوکاڑہ میں محکمہ سیاحت کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

محکمہ سیاحت اوکاڑہ میں فی الحال کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ ہی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایسی کوئی سکیم شامل ہے۔

گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو چائلڈ لیبر میں شمار کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*2520: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو بھی چائلڈ لیبر کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے حکومت نے کوئی ٹیم تشکیل دی ہے؟

(ج) کیا گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو کام سے ہٹانے کے بعد counseling کی جاتی ہے اور ایسے گھرانے جو ان بچوں کی محنت پر چل رہے ہیں ان کی مالی معاونت کی جاتی ہے اگر ہاں تو اس بارے میں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) گھروں میں کام کرنے والے افراد (Home Based Workers) بشمول بچوں کی گھروں میں ملازمت کے لئے کوئی قانون فی الحال نافذ العمل نہیں ہے۔ بچوں کی ملازمت کے بارے قانون ملازمت اطفال مجریہ 1991 موجود ہے۔ جس کے تحت خطرناک قسم کے پیداواری عوامل میں بچوں کی ملازمت ممنوع ہے جبکہ بے ضرر پیداواری عوامل میں یہ قانون بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بناتا ہے۔ اس قانون میں گھروں میں کام کرنے والے بچوں کی ملازمت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ محنت میں حکومت پنجاب نے ایسی کوئی ٹیم تشکیل نہ دی ہے۔

(ج) گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو کام سے ہٹانے یا ان کے والدین کی مالی معاونت حکومتی سطح پر نہیں کی جاتی ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی پروگرام زیر غور ہے۔

نئے ٹورسٹ ریزارٹس بنانے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3084: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا کتنے نئے ٹورسٹ ریزارٹس بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اور کس کس مقام پر آگاہ کریں؟

(ب) 2008-09 میں محکمہ کا کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا اور اس بجٹ سے tourists کے لئے کیا کیا مزید سہولیات فراہم کی گئیں؟

(ج) 2008-09 میں ٹورزم کی ترقی کے لئے کیا نئے اقدامات اٹھائے گئے ان سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت محکمہ نئے مالی سال 10-2009 میں مندرجہ ذیل منصوبے (پراجیکٹ) بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

1- ماڑی ٹوپ ضلع راجن پور کے مقام پر ٹورسٹ ریزارٹ بنانے کے لئے feasibility study کروائی جائے گی تاکہ سیاحوں کو سہولیات فراہم کی جاسکیں۔

2- ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر کا منصوبہ

3- کھیوڑہ ضلع جہلم میں سیاحوں کی سہولیات کے لئے ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر کا منصوبہ

4- چولستان (دراوڑ فورٹ) میں ٹورسٹ ویلج کی تعمیر اور دیگر سیاحتی سہولیات کی فراہمی کے لئے منصوبہ بندی

(ب) 2008-09 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ ہذا کے لئے 100.00 ملین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

1- کھجوٹ تحصیل مری (17 میل سے گلہرہ گلی) دورویہ سڑک کے کنارے سروس ایریا کی تعمیر کروائی گئی جس میں مندرجہ ذیل سیاحتی سہولیات فراہم کی گئیں۔

1- ریسٹورنٹ
2- کارپارکنگ
3- باربی کیو ایریا
4- واٹر سپلائی
5- فینسنگ
6- دیگر سیاحتی سہولیات وغیرہ

(2) پتریاٹہ چیئر لفٹ / کیبل کار مری کے مقام پر مزید سہولیات کی اپ گریڈیشن

(3) جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹورزم کمپلیکس کی تعمیر کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے جس کے لئے زمین حاصل کی جاچکی ہے اور زمین کی ادائیگی بھی کر دی گئی ہے۔اس کی تعمیر سے سیاحوں کو تمام سہولیات ایک ہی چھت کے نیچے میسر ہوں گی۔

(ج) 2008-09 میں ٹورزم کی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے۔

(1) ستمبر2008 میں پنجاب کے مختلف شہروں میں سیمنار اور مختلف تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ عالمی ادارہ سیاحت نے2008 کے لئے جو موضوع دیا تھا اس کا عنوان تھا Tourism responding to the challenge of climate change۔سیمنار اسی مناسبت سے ترتیب دیئے گئے تھے جس سے لوگوں کو سیاحت کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی۔

(2) اکتوبر2008 لاہور جیپ ریلی کراس، دریائے راوی کے کنارے ریتلے میدان میں منعقد کی گئی۔جس میں پورے ملک سے جیپ ریلی کے شوقین حضرات نے شرکت کی، یہ اپنی نوعیت کی پہلی ریلی تھی اور زندہ دلان لاہور کی ایک کثیر تعداد اس کو دیکھنے آئی۔

(3) اکتوبر2008 میں ہی گجرات میں کومن مین بائیسکل ریس کا انعقاد کیا گیا۔جس میں سائیکل ریس کے شوقین حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

(4) فروری2009 میں والٹن ایئرپورٹ لاہور پر پہلی لاہور ڈریگ ریس کا انعقاد کیا گیا جس میں پورے ملک سے ریس کے شوقین افراد نے حصہ لیااور ہزاروں کی تعداد میں شائقین اس ریس کو دیکھنے آئے۔

(5) مارچ2009 میں صحرائے چولستان میں دراوڑ کے مقام پر جیپ ریلی کا انعقاد کیا گیا۔یہ ریلی ٹی ڈی سی پی پچھلے کئی سالوں سے منعقد کر رہی ہے۔اس دفعہ اس میں ٹریکنگ سسٹم کو متعارف کرایا گیا۔اس کے علاوہ اونٹ ریس بھی کروائی گئی۔اس ریلی سے صحرائے چولستان کو دنیا بھر میں متعارف کرایا گیا۔پورے ملک سے ریلی کے شوقین حضرات نے اس میں حصہ لیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مقامی اور پورے ملک سے لوگ اس ریلی کو دیکھنے آئے۔

(6) مارچ2009 میں فیصل آباد میں گھڑ سواری اور فلاور شو کے مقابلے منعقد کئے گئے۔

(7) مئی2009 میں وادی سون میں پیراگلائڈنگ مقابلوں کا پہلی دفعہ انعقاد کیا گیا جس سے اس علاقہ کی خوبصورتی اور اہمیت کو روشناس کروایا گیا۔

ان تمام اقدامات کا مقصد ہر علاقہ کی سیاحتی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے جس سے ایک طرف تو مختلف نئے کھیلوں میں حصہ لینے والوں کو موقع مل رہا ہے اور دوسری طرف لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان علاقوں کو دیکھنے آئی ہے۔

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2573: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے، شہر وار ان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں جو اساتذہ پڑھاتے ہیں ان کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کے اساتذہ (میل اینڈ فی میل) کو60 سالہ سروس ختم کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ کے وقت نہ تو کوئی پنشن دی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی گریجویٹی اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں جیسا کہ دیگر گورنمنٹ ملازمین کو دی جاتی ہیں؟

(د) اگر ہاں تو کیا حکومت سوشل سکیورٹی کے سکولوں کے اساتذہ و دیگر ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن اور گریجویٹی وغیرہ کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں کی کل تعداد 38 ہے جبکہ دیگر مطلوبہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام (میل اینڈ فی میل) کی کل تعداد 752 ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کرام (میل اینڈ فی میل) کو ان کی ریٹائرمنٹ کے وقت نہ تو پنشن دی جاتی ہے اور نہ ہی گریجویٹی اور دیگر سہولیات گورنمنٹ ملازمین کی طرح دی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کرام کو پنشن، گریجویٹی جیسی سہولیات نہیں دی جارہیں۔اس مد میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ورکرز ویلفیئر سکولز محکمہ سوشل سکیورٹی کے تحت شروع کئے گئے تھے لیکن1999 میں ان سکولوں کو پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کر دیا گیا جو کہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کے زیر اہتمام چلنے والا ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد ایک نان پنشن ایبل محکمہ ہے اس لئے ان سکولوں کے اساتذہ کرام اوردیگر ملازمین کو پنشن نہیں دی جاتی۔

کلر کہار، کھاریاں، چنیوٹ کے ٹورسٹ ریزارٹس کی تفصیلات

*3139: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کلر کہار، کھاریاں، چنیوٹ ٹورسٹ ریزارٹس میں کتنے عرصہ سے تزئین و آرائش نہیں ہوئی کیا محکمہ ان کی تزئین و آرائش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک، آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ریزارٹس سے 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی اور کیا محکمہ ان میں سوئٹس کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ج) مذکورہ ریزارٹس میں سیاحوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اور کیا ان ریزارٹس کی ڈویلپمنٹ کے لئے 10-2009 کے بجٹ میں فنڈز رکھے جارہے ہیں؟

(د) محکمہ جو ریزارٹس مسلسل خسارے میں جارہے ہیں ان کے لئے کیا لائحہ عمل تیار کر رہا ہے، آگاہ کریں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کلر کہار:-

کلر کہار ریزارٹ بارہ کمروں پر مشتمل ہے اس کے چھ کمروں کی مکمل تزئین و آرائش ہو چکی ہے اور بقایا چھ کمروں کی تزئین و آرائش کا کام اگلے مالی سال میں شروع کر دیا جائے گا۔اس کے لئے اگلے سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔اس کی تزئین و آرائش کی منصوبہ بندی شروع کر دی گئی ہے۔

کھاریاں:-

یہ ریزارٹ اکتوبر2002 سے ایک نجی شعبہ کے اشتراک سے چلایا جارہا ہے۔اس ریزارٹ کو مکمل طور پرrenovate کیا ہوا ہے اور اس پر اب بھی کام جاری ہے۔یہ نجی اشتراک 2۔اکتوبر2012 میں ختم ہو گا۔

چنیوٹ:

اس ریزارٹ کیrenovation تقریباً ہو چکی ہے اور اس کی بیرونی landscaping رہتی تھی جو 30۔جون2009 تک مکمل کرلی جائے گی۔

(ب)

کلر کہار:۔

آمدن 2007-08 - Rs. 95,72,419/-

آمدن 2008-09 - Rs. 92,60,777/-

جولائی2008 تا اپریل2009

اس ریزارٹ پر محکمہ نئے سوئٹس تعمیر نہیں کر رہا فی الحال اس کے پہلے بیڈ رومز کی renovation ہو گی۔

کھاریاں:

محکمہ نے ریزارٹ نجی شعبہ کو لیز پر دے رکھا ہے اس سے 08-2007 میں -/7,02,000 روپے آمدنی ہوئی اور 09-2008 میں -/7,58,000 روپے لیز کی محکمہ میں وصول کر چکا ہے۔اس ریزارٹ پر سوئٹس کی سہولت موجود نہیں ہے۔

چنیوٹ:

اس ریزارٹ کی 08-2007 میں سیل -/12,27,855 روپے ہوئی اور 09-2008(جولائی سے اپریل) آمدنی -/6,61,292 روپے ہوئی اس ریزارٹ پر صرف road side restaurant کی سہولت موجود ہے اور فی الحال اس پر سوئٹس بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے کیونکہ نئی منصوبہ سازی کے لئے جگہ ناکافی ہے۔

(ج) مذکورہ ریزارٹس میں سیاحوں کی سہولیات کے لئے ہر ممکنہ بہتر سروس فراہم کی جارہی ہے۔ تجویز پیش کی جارہی ہے کہ مذکورہ resorts کی renovation کے لئے 10-2009 میں فنڈ مختص کئے جائیں۔

کلر کہار ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے لئے10-2009 کے بجٹ میں10.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) موجودہ ملکی صورتحال کی وجہ سے چند ایک ریزارٹس خسارے میں جانے کی وجہ سے management نے بہتر حکمت عملی اورupgradation کے بعد ان ریزارٹس کو فائدہ مند بنانے کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے جس پر جلد ہی عمل شروع ہو جائے گا۔

صنعتی مزدوروں کے انتقال پر بیوی / بچوں کے لئے سہولیات

*2961: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کسی رجسٹرڈ صنعتی ادارہ کے مزدور کی وفات پر اس کی بیوہ یا قانونی ورثاء کو کوئی مالی امداد بطور ڈیتھ گرانٹ دیتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا مذکورہ بورڈ کسی مزدور کی وفات کے بعد اس کے بچوں کو جو زیر تعلیم ہوں ان کو کوئی سہولت فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ج) کیا مذکورہ بورڈ کسی مزدور کی وفات پا جانے پر اس کے بچوں کو ماہانہ وظیفہ بھی دیتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ورکرز ویلفیئر فنڈز میں سے دوران سروس وفات پانے والے صنعتی مزدور کی بیوہ یا قانونی ورثاء کو مبلغ تین لاکھ روپے مالی امداد ڈیتھ گرانٹ کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

(ب) ورکرز ویلفیئر فنڈ کے تحت چلنے والے سکولوں میں داخل شدہ کسی طالب علم کے والد کی دوران سروس وفات کی صورت میں اس تعلیمی ادارے کے لیول تک تعلیم جاری رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مزید برآں اعلیٰ تعلیم کے وظائف کے لئے بھی ایسی صورت میں طالب علم کو متعلقہ ڈگری مکمل ہونے تک وظائف ادا کئے جاتے ہیں۔

(ج) ڈیتھ گرانٹ، میرج گرانٹ اور تعلیمی وظائف کے علاوہ کسی بھی ورکر یا اس کے بچوں کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جاتا۔

جلو پارک، چھانگا مانگا ریزارٹس کی آمدنی و دیگر تفصیلات

*3140: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جلو پارک اور چھانگا مانگا ریزارٹس سے 08-2007 اور 09-2008 میں محکمہ کو کتنی آمدنی ہوئی، کیا یہ آمدنی بتدریج بڑھ رہی ہے اگر کم ہو رہی ہے تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا مذکورہ ریزارٹس کی 09-2008 میں تزئین و آرائش ہوئی اگر ہوئی تو اس پر کتنا خرچ آیا، کیا ان ریزارٹس کی ہر سال تزئین و آرائش کروائی جاتی ہے، اگر ہاں تو پچھلے دو سال میں اس پر کتنا خرچ ہوا؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جلو پارک ریزارٹ:

جلو پارک ریزارٹ 08-2007 اور 09-2008 مکمل طور پر تزئین و آرائش کی وجہ سے بند رہا۔اس کو مکمل طور پر renovate کر کے سیاحوں کے لئے جلد ہی کھول دیا جائے گا۔08-2007 اور 09-2008 میں اس ریزارٹ سے محکمہ کو کوئی آمدن نہ ہوئی ہے۔

چھانگا مانگا ریزارٹ:

2007-08 میں چھانگا مانگا ریزارٹ سے -/Rs.9,71,693 آمدن ہوئی۔ 09-2008 جولائی سے تزئین و آرائش کی وجہ سے بند ہے۔اس ریزارٹ کی renovation کے لئے TDCP اور M/s Synergy کے درمیان اشتراک کی بنیاد پر ایک معاہدہ ہو چکا ہے۔اس منصوبہ پر جلد ہی کام شروع ہو جائے گا۔

(ب) جلو پارک ریزارٹ:۔

2007-08 میں جلو پارک ریزارٹ پر تزئین و آرائش کا کوئی کام نہیں ہوا ہے اور 09-2008 میں ابھی تک جلو پارک کی تزئین و آرائش پر -/1,24,31,576 روپے خرچ آ چکے ہیں اور renovation ابھی تک جاری ہے۔بہت جلد مکمل ہونے کے بعد سیاحوں کی سہولت کے لئے کھول دیا جائے گا۔

چھانگا مانگا ریزارٹ:۔

2007-08 میں چھانگا مانگا ریزارٹ کی renovation پر -/48,690 روپے خرچ ہوئے- 2008-09 میں ابھی M/s Synergy کے ساتھ اشتراک کی بنیاد پر renovation جلد شروع ہو جائے گی-اس کا تخمینہ تقریباً 50 لاکھ لگایا گیا ہے-

صنعتی مزدوروں کو لیبر لاز کے تحت دستیاب سہولیات کی تفصیل

*2962: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور دیگر اہلکاران کو لیبر لاز کے تحت سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سہولیات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سوشل سکیورٹی 1967 سے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مکمل طبی سہولیات کے علاوہ دوسرے مالی فوائد فراہم کر رہا ہے۔

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971 کے تحت وجود میں آیا ہے اور یہ حکومت پاکستان کا کارپوریٹ ادارہ ہے ۔ ورکرز ویلفیئر فنڈ وزارت محنت وافرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیز، اسلام آباد بورڈ ہذا کی فنڈنگ ایجنسی ہے۔

(1) کارکن کی تمام بچیوں کے لئے میرج گرانٹ بحساب ستر ہزار روپے فی کس۔

(2) دوران سروس وفات پاجانے والے کارکنان کے ورثاء کو مالی امداد بحساب تین لاکھ روپے فی کس۔

(3) صنعتی کارکنان / اور ان کے اہل خانہ کے لئے رہائش منصوبے بشمول گھر / فلیٹ پلاٹس کی تکمیل اور الاٹمنٹس۔

(4) کارکنان /کان کنان اور ان کے تمام بچوں کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر درج ذیل درجہ بندی وشرح کے حساب سے وظائف دیئے جاتے ہیں۔

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
درجہ بندی۔i	انٹرمیڈیٹ یا مساوی تعلیم	بحساب 1000 اور 1600 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی۔II	کالج کی سطح پر گریجوایشن و مساوی تعلیم	بحساب 1400 اور 2300 روپے ماہوار

		بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی۔III	کالج کی سطح پر ماسٹرز و مساوی تعلیم	بحساب 1900 اور 2900 روپے ماہوار
		بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی۔IV	میڈیکل، انجینئرنگ اور یونیورسٹی کی سطح	تمام تعلیمی اخراجات بشمول ٹرانسپورٹ،
	پر گریجوایشن یا پوسٹ گریجوایشن تعلیم	ہوسٹل و میس چارجز کے علاوہ بحساب 2300
		اور 3500 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ

(5) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ اس وقت پنجاب بھر کے صنعتی کارکنان کے تمام بچوں کو ورکرز ویلفیئر سکولوں (طلباء و طالبات) جن کی کل تعداد 38 ہے ان میں اس وقت 22996 طلباء و طالبات کو نہ صرف مفت تعلیم فراہم کر رہا ہے بلکہ ان کو گھر سے لانے لے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ، کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور جوتے بھی فراہم کر رہا ہے۔ مزید بر آں پنجاب ورکر ویلفیئر بورڈ ایسے صنعتی کارکنان جو وفات پا چکے ہیں ان کے ورکرز ویلفیئر سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو مذکورہ بالا سہولیات کے علاوہ -/350 روپے ماہانہ وظیفہ بھی دے رہا ہے۔

(6) اب تک پنجاب بھر میں 7 لاکھ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے 42 لاکھ لواحقین بشمول والدین ادارہ ہذا کی مفت طبی سہولیات اور دوسرے مالی فوائد سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ادارہ ہذا کے زیر انتظام 11 بڑے ہسپتال، 5 چھوٹے ہسپتال اور 281 میڈیکل سنٹرز پنجاب بھر میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مکمل مفت طبی سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔ ہر قسم کے پیچیدہ امراض کی تشخیص و علاج کا کام سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں اعلیٰ مہارت سے کیا جا رہا ہے ان طبی سہولیات کے علاوہ درج ذیل مالی فوائد بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔

1۔ بیماری الاؤنس
2۔ زچگی الاؤنس
3۔ عدت الاؤنس
4۔ فوتیدگی الاؤنس
5۔ دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں الاؤنس
6۔ معذوری کی صورت میں گریجویٹی
7۔ جزوی معذوری پینشن
8۔ مکمل معذوری پینشن
9۔ پسماندگان کے لئے پینشن
10۔ مالی معاونت

ملتان، سیاحت کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*4621: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیاحت کے فروغ کے لئے ضلع ملتان میں حکومت کتنے نئے منصوبوں پر عمل کر رہی ہے؟

(ب) ضلع ملتان میں سیاحت کے لئے کتنے مقامات ہیں اور ان سے سال09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) اس آمدنی سے مذکورہ ضلع کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیا کوئی نئے اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(د) ضلع ملتان میں محکمہ کے کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں کیا یہ سیاحت کے فروغ کے لئے اپنی سروسز فراہم کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر نہیں تو وہاں حکومت مزید بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ سیاحت کی طرف سے سیاحت کے فروغ کے لئے Institute of Tourism & Hotel Management قائم کیا گیا ہے۔جس میں مختلف نوعیت کے کورسز (شارٹ ڈپلومہ) کروائے جائیں گے جس سے لوگوں کو آگاہی اور روزگار ملے گا۔اس سلسلے کا پہلا کورس یکم فروری2010 سے شروع کیا جارہا ہے۔

(ب) سیاحوں کو ان کی دلچسپی کے مطابق ملتان کے سیاحتی مقامات دکھائے جاتے ہیں۔جس میں تعمیراتی تاریخی شاہکار مزارات، حضرت شاہ رکن عالم، حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی، شاہ شمس تبریز، حضرت موسیٰ پاک مشہد، حضرت حافظ جمال، شاہ علی محمد شیر شاہ، حضرت علی اکبر، بی بی پاکدامن اور ملتان کے تاریخی قلعہ و تاریخی مساجد، عید گاہ مسجد، مسجد بھول پھٹان، سامی مسجد، مسجد حافظ جمال، تین بادشاہوں کے جائے پیدائش، (بہلول لودھی، احمد شاہ ابدالی، محمد تغلق) نیز دستکاری مصنوعات (بلو پوٹری / ٹائلز) کے مرکز کی سیر کے علاوہ ہینڈی کرافٹ بازار کی سیر کروائی جاتی ہے۔جولائی2008 تا جون2009 کے دوران

ملتان سے مختلف پیکجز کی مجموعی سیل-/1202824روپے اور اخراجات -/1011808 روپے اور آمدنی-/191016روپے تھی۔

(ج) اس آمدن سے ضلع ملتان میں محکمہ سیاحت کی طرف سے طلباًاور طالبات میں سیاحت کا شعور پیدا کرنے کے لئے سکول ٹورزم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تعلیمی اداروں میں بچوں کو سیاحت اور تاریخی مقامات کے حوالہ سے لیکچر دیئے جائیں گے تاکہ نوجوان نسل سیاحتی اور تاریخی مقامات سے آگاہی حاصل کر سکے۔اس سلسلے میں سکول /کالج کے طلبااور طالبات کو مختلف تاریخی مقامات کے ٹورز کروائے جائیں گے۔

(د) ضلع ملتان میں مجموعی طور پر 14 ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔فی الحال یہ ملازمین کام کرتے رہیں گے البتہ اگر ضروت محسوس کی گئی تو بذریعہ اشتہار محکمانہ قواعد وضوابط کے تحت بھرتی کی جائے گی۔

سیالکوٹ، محکمہ محنت کے زیر انتظام سکولوں سے متعلقہ تفصیل

*2992:رانا آصف محمود: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے ضلع سیالکوٹ میں کتنے سکول کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں داخل طالب علموں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان سکولوں میں زیر تعلیم صنعتی کارکنوں کے بچوں سے کم فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ عام پبلک کے بچوں سے بھاری فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا حکومت عوام الناس کے بچوں سے بھی صنعتی کارکنوں کے بچوں کے برابر فیس وصول کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت محکمہ محنت کے زیر سایہ چلنے والے سکولوں (بوائز/گرلز) کی تعداد چار ہے دو سکول پکی کوٹلی ڈسکہ روڈ سیالکوٹ اور دو چونڈہ میں واقع ہیں۔

(ب) ان سکولوں میں داخل ورکرز کے تمام بچوں کو فری تعلیم دی جاتی ہے اور پرائیویٹ طالب علموں سے ماہانہ مبلغ۔/300روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) ہاں۔ان سکولوں میں صنعتی کارکنوں کے بچے بالکل مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں جبکہ عام پبلک سے باقی تمام پرائیویٹ سکولوں کے مقابلے میں انتہائی کم فیس لی جاتی ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام چلنے والے سکولوں میں صنعتی کارکنان کے بچوں کو بلا معاوضہ تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کی طرف سے فراہم کی گئی رقوم سے استفادہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بلا معاوضہ سہولت صرف صنعتی کارکنان کے بچوں کو فراہم کرنے کی اجازت ہے لہٰذا عام پبلک کو دستیاب وسائل سے یہ سہولت فراہم نہیں کی جاسکتی۔

چنیوٹ کے دریا پر ریزارٹ کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*4754:خواجہ محمد اسلام:کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت نے چنیوٹ کے دریا پر ریزارٹ کب بنایا تھا اس کے کتنے کمرے ہیں اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تفریحی پوائنٹ پچھلے چار پانچ سال سے محکمہ خود چلا رہا تھا سال2007تا2009 محکمہ ہذا کو کتنی انکم ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں اس کا سالانہ ٹھیکہ -/65000روپے تھا یہ ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا اور اس ٹھیکیدار نے اپنی مدت پوری کی یا درمیان میں چھوڑ کر بھاگ گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال2009 میں محکمہ ہذا نے مذکورہ پوائنٹ کے لئے پیشکش طلب کیں (ٹینڈر)اس میں کتنی پارٹیوں نے حصہ لیا، ان کے نام، پیشکش کی رقم و پتا جات کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کیا حکومت نے مذکورہ پوائنٹ کا ٹھیکہ میرٹ پر دیا اگر نہیں تو کیا میرٹ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ٹورزم نے چنیوٹ ریزارٹ سال1988 میں مکمل کیا۔اس میں قیام کے لئے کمرے نہیں ہیں اور اس پر کل -/9,30,000 روپے اصل لاگت آئی۔سڑک اور دریائے چناب پر نئے پل کی تعمیر سے ریزارٹ کو کافی نقصان پہنچا جس کی وجہ سے اس کی renovation پر -/40,66,000 روپے خرچ کرنا پڑے اور سٹاف کوارٹرز اور پبلک ٹوائلٹ کی اضافی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

(ب) ٹی ڈی سی پی جون2006 سے چنیوٹ ریزارٹ خود چلا رہی ہے اور اس میں سال جولائی 2007 تا جون2008 میں مجموعی آمدن -/12,27,855 اور اخراجات -/10,69,213 روپے جولائی 2008 تا جون 2009 میں کل آمدن -/8,22,638 روپے اور اخراجات -/7,24,800 روپے ہوئے۔

(ج) ٹی ڈی سی پی نے سال2003 تا2006 میسرز جماعت علی کو تین سال کے لئے ٹھیکہ پر دے رکھا تھا اور اس کی سالانہ فیس تقریباً -/92119 روپے اوسطاً تھی۔مدت پوری کرنے کے بعد ٹی ڈی سی پی نے ریزارٹ خود چلانے کا فیصلہ کیا۔

(د) جی ہاں! یہ کہ ادارہ نے سال2009 میں اس ریزارٹ کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے بذریعہ اشتہارات ٹھیکہ پر دینے کے لئے پیشکشیں طلب کی تھیں اور اس میں تین مندرجہ ذیل پارٹیوں نے حصہ لیا تھا۔

1- میسرز شایان انٹرنیشنل 107 مرغزار کالونی، ملتان روڈ لاہور
سالانہ فیس جو پیشکش کی گئی -/Rs. 6,60,000 + 50٪ پرافٹ شیئر۔

2- میسرز الصادق سویٹ اینڈ بیکرز سرگودھاسالانہ فیس-/Rs. 2,40,000

3- مسٹر عقیل احمد خان سالانہ فیس-/Rs. 1,20,000

سب سے زیادہ آفر/سالانہ فیس (مبلغ-/660000روپے) میسرز شایان انٹرنیشنل نے دی لہذا انہیں یہ ریزارٹ ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔

(ہ) ٹی ڈی سی پی سے مذکورہ پوائنٹ کو تمام محکمانہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد میسرز شایان انٹرنیشنل کو میرٹ پر ٹھیکہ پر دے دیا ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ کے زیر انتظام ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیل

*2993: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ محنت کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو سال08-2007 اور09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(د) کیا ان ڈسپنسریوں / ہسپتالوں میں صنعتی کارکنان کے علاوہ عام لوگ بھی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں ایک ہسپتال، 09 ڈسپنسریاں اور02ایمرجنسی سنٹر قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال

2۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پکا گڑھا سیالکوٹ۔

3۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کریم پورہ سیالکوٹ۔

4۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری ڈسکہ روڈ سیالکوٹ۔

5۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری لیبر کالونی سیالکوٹ۔

6۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری فارورڈ سپورٹس سیالکوٹ۔
7۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سیالکوٹ۔
8۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری ڈسکہ۔
9۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری چونڈہ۔
10۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری اگوکی۔
11۔ سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر پسرور۔
12۔ سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر سمبڑیال۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 50 ہے جن میں سے 24 اسامیاں خالی ہیں جبکہ سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 15 ہے جن میں سے چھ اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ہسپتال اور ڈسپنسریوں کو چلانے کے لئے درج ذیل رقم مختص کی گئی تھی۔

مدات	2007-08	2008-09
ہسپتال	63,44,000	6,1538,000
ڈسپنسریز	4,22,89,000	3,41,66,000

(د) قوانین کے تحت ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام قائم ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے صرف صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین ہی علاج معالجہ کی سہولیات حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔ تاہم ادارہ نے عوام الناس کو ایمرجنسی کی صورت میں اپنے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے علاج معالجہ کی سہولت فراہم کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(ہ) فی الوقت ضلع سیالکوٹ میں ادارہ کا 100 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال اور 11 دیگر طبی مراکز تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو ان کی ضروریات کے مطابق سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ اس علاقے میں مریضوں کی موجودہ تعداد کے پیش نظر مزید ہسپتال یا ڈسپنسریاں قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہے۔

محکمہ سیاحت میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4982: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) مذکورہ وقت اس ادارے میں کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ ادارہ میں جنرل مینجر کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں ان پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے مستقل محکمہ جات کے نام کیا ہیں؟

(د) اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کب سے اور کن وجوہات کی بناء پر گریڈ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تعداد
1	مینجنگ ڈائریکٹر	1
2	جنرل مینجر	3
3	ڈپٹی جنرل مینجر	2
4	مینجر	6
5	ڈپٹی مینجر	16
6	سینئر ٹورزم آفیسر	63
7	ٹورزم آفیسر	36
8	اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر	8
9	اسسٹنٹ / سٹینو ٹائپسٹ	4
10	کلرک / ریکارڈ کیپر	1
11	بوٹ مکینک	1

12	ڈسپیچ رائیڈر	1
13	ہیوی ڈیوٹی ڈرائیور	1
14	لائٹ ڈیوٹی ڈرائیور	1
15	سکیورٹی گارڈ	15
16	چوکیدار	4
17	پینٹر	1
18	بوٹ مین	2
19	ہیلپر	2
20	لائف گارڈ	1
21	مالی	2
22	نائب قاصد	12
23	خاکروب	1
کل		194

(ب)

نمبر شمار	نام	عہدہ، گریڈو تنخواہ
1	میاں وحید الدین	میجنگ ڈائریکٹر (BS-19DMG)
		بنیادی تنخواہ۔/36,170روپے
		ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
2	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس (BS-19) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ
		بنیادی تنخواہ۔/32,200روپے
		ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
3	عائشہ زرین صدیق	جنرل مینجر ایڈمن (BS-19DMG)
		بنیادی تنخواہ۔/19,420روپے
		ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
4	شہباز ملک	مینجر آڈٹ (BS-17) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ
		بنیادی تنخواہ۔/23,910روپے
		ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

13۔دسمبر2009کو ادارے میں مندرجہ ذیل افسران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے تھے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ، گریڈو تنخواہ

1	میاں وحید الدین	مینجنگ ڈائریکٹر(BS۔19DMG) بنیادی تنخواہ۔/36,170روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز کی(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)
2	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس(BS۔19)آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔/32,200روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
3	شازیہ اکرم	جنرل مینجر ایڈمن(BS۔19)کامرس اینڈ ٹریڈ گروپ بنیادی تنخواہ۔/20,650روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
4	محمد ایوب چودھری	جنرل مینجر آپریشن(BS۔19)اسٹیبلشمنٹ گروپ بنیادی تنخواہ۔/26,470روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
5	شہباز ملک	مینجر آڈٹ(BS۔17)آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔/23,910روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ادارہ میں جنرل مینجر کی منظور شدہ تین اسامیاں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ و گریڈ
1	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس(BS۔19)آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ
2	عائشہ زرین صدیق	جنرل مینجر ایڈمن(BS۔19)
3	جاوید اکبر وڑائچ	جنرل مینجر آپریشن،پنجاب ٹورزم کارپوریشن

(د) محکمہ ہذا میں اس وقت صرف اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں۔ ان اسامیوں پر جن افراد کو بھرتی کیا گیا تھا انہوں نے ابھی تک جوائن نہیں کیا۔ اس وجہ سے اخبار میں دوبارہ اشتہار دیا جا چکا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ چھوٹی بڑی انڈسٹری کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4282:خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ چھوٹی اور بڑی انڈسٹری کی تعداد کتنی ہے اور ان میں کل کتنے مزدور کام کرتے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے سکولوں کی تعداد اور نام مع جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(د) اس ضلع میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ لیبر یونین کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) محکمہ کو سالانہ کتنی رقم ان فیکٹریوں اور انڈسٹری سے موصول ہوئی ہے؟

(و) محکمہ محنت ہر سال سالانہ کتنی رقم مزدوروں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) سماجی تحفظ کی سکیم برائے ملازمین ضلع فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ چھوٹی اور بڑی صنعتوں کی کل تعداد 6,867 ہے اور ان میں تقریباً 1,26,380 مزدور کام کرتے ہیں۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ وانسانی وسائل پنجاب کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولوں کی کل تعداد چار ہے جن کی تفصیل درج ہے۔

نمبر شمار	سکول کا نام	جگہ کی تفصیل
1	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طلباء	ملت، جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد
2	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طالبات	ملت، جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد
3	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طلباء	چک نمبر.153R.B فیصل آباد
4	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طالبات	چک نمبر.153R.B فیصل آباد

(ج) ضلع فیصل آباد میں ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین پنجاب کے زیر انتظام تین سو بستروں پر مشتمل ایک بڑا ہسپتال اور دیگر 23 طبی مراکز قائم ہیں جن کے نام اور جگہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سوشل سکیورٹی ہسپتال / سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر / سوشل سکیورٹی ڈسپنسریز اور ایمرجنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال	سوساں روڈ نزد ہاکی سٹیڈیم مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

2	سوشل سکیورٹی مٹی ہسپتال۔ جڑانوالہ	نزد بس سٹینڈ جڑانوالہ
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔ گلستان کالونی فیصل آباد	نزد مسجد گلستان مدینہ گلستان کالونی نمبر2 فیصل آباد
4	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔ جوہر کالونی فیصل آباد	ملت روڈ، گرین ٹاؤن نزد ورکرز ویلفیئر سکول، جوہر کالونی فیصل آباد
5*	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔	کھرڑیانوالہ، جڑانوالہ روڈ کھڑریانوالہ، فیصل آباد
6	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔61/ر۔ب	چک نمبر61/ر۔ب مین شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ چنار شوگر ملز	نمبر407گ۔ب پنڈی شیخ موسیٰ، تحصیل تاندلیانوالہ، فیصل آباد
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ کنجوانی	تاندلیانوالہ شوگر ملز کنجوانی تحصیل تاندلیانوالہ، فیصل آباد
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ گوجرہ سمندری	گوجرہ سمندری شوگر ملز226گ۔ب، ویا گوجرہ فیصل آباد
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ ہنزہ	ہنزہ شوگر ملز جھمرہ شاہ کوٹ روڈ، ضلع فیصل آباد
11	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ مکوآنہ	جڑانوالہ روڈ نزد بجلی گھر فیصل آباد
12	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد	میسرز شوگر ملز، جھمرہ روڈ، فیصل آباد
13	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ مسلم ٹاؤن	نزد کاکا خیل گھی انڈسٹریز سرگودھا روڈ، فیصل آباد
14	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ سٹی۔ فیصل آباد	مدان نمبر پی۔1 گلبرگ نزد ندر بیکری، فیصل آباد
15	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ جھنگ روڈ، فیصل آباد	مدان نمبر161۔اے شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد
16	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ سال انڈسٹریز اسٹیٹ، فیصل آباد	سال انڈسٹریز اسٹیٹ،ہلکہ کوہالہ سرگودھا روڈ، فیصل آباد
17	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔108۔اے	108۔اے پیلہز کالونی، فیصل آباد
18	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ المعصوم ٹاؤن	56۔پی گلی نمبر2، المعصوم ٹاؤن، فیصل آباد
19	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ پل کوریاں	410۔اے سمن آباد، فیصل آباد
20	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ امین ٹاؤن	بلڈنگ نمبر142 امین ٹاؤن، فیصل آباد
21	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔70ر۔ب	چک نمبر70/ر۔ب ڈرماں والا موڑ، مین شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد
22	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر۔ ورکشاپ سٹاپ	ورکشاپ سٹاپ چک نمبر109ر۔ب جڑانوالہ روڈ، فیصل آباد
23	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر۔ چک جھمرہ	چک جھمرہ پی287 محلہ اسلام آباد نزد

بس سٹاپ مین روڈ چک جھمرہ، فیصل آباد

(د) اس ضلع میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ لیبر یونین کی تعداد136 ہے۔

(ہ) ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین ضلع فیصل آباد ڈائریکٹوریٹس کو فیصل آباد مین رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سالانہ تقریباً-/46,32,30,000روپے کی رقم بطور سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن وصول ہوتی ہے۔

(و) ادارہ ہذا نے گزشتہ مالی سال کے دوران رجسٹرڈ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کے علاج معالجے اور دیگر فوائد مہیا کرنے پر-/24,57,75,000روپے سے زائد رقم خرچ کی تھی۔

ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ٹورزم آفیسر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4983: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ سیاحت میں بھرتی کئے گئے ٹورزم آفیسرز میں سے کتنے آفیسرز ڈیپوٹیشن پر دوسرے محکموں میں کب سے کہاں کہاں کام کر رہے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ٹی ڈی سی پی افسران کی فہرست جو ڈیپوٹیشن پر ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ادارہ	تاریخ ڈیپوٹیشن
1	فضل کریم	سینئر ٹورزم آفیسر	پی ایچ اے	26-01-2009
2	سہیل انور	ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	24-05-2003
3	ایس ایم۔راشد قادری	ٹورزم آفیسر	انفارمیشن ٹیکنالوجی	20-02-2004
4	معظم نذیر	ٹورزم آفیسر	پی ایچ اے	02-12-2005
5	اشفاق احمد ڈوگر	ٹورزم آفیسر	ایل ڈی اے	07-11-2008
6	میاں ندیم انور	ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	27-09-2008
7	راجہ سعد اللہ خان	ٹورزم آفیسر	اوقاف ڈیپارٹمنٹ	20-03-2009
8	رفعت عباس پاشا	اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	07-07-2008

لاہور میں علامہ اقبال روڈ پر سی این جی سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4534: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر سی این جی کے کل کتنے سٹیشن موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر کبھی بھی سی این جی سٹیشنز کو شکایت کے باوجود چیک نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت عوام کو کم مقدار میں سپلائی کی جانے والی سی این جی والے مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر سی این جی کے کل 6 سٹیشنز موجود ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ محنت کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر جو کہ تربیب یافتہ ہے وہ سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ کرتا ہے اس کے علاوہ ڈپٹی ڈائریکٹر بھی سپر چیکنگ کرتا ہے اور کسی قسم کی کم مقدار کی شکایت موصول ہونے پر خصوصی چیکنگ بھی کیجاتی ہے۔

(ج) حکومتی اہلکار باقاعدہ ان سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں اور کسی قسم کی شکایت کی صورت میں سپیشل چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔ کم مقدار میں سی این جی دینے والوں کے خلاف قانون اوزان وپیمائش مجریہ 1975 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کی ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4599: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کی کتنی ڈسپنسریاں اور ہسپتال کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں کو سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(ہ) کیا ان ہسپتالوں میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں کے مزدوروں کا علاج مفت کیا جاتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام ضلع گوجرانوالہ میں4میڈیکل سنٹرز،6ڈسپنسریاں، 4ایمرجنسی سنٹرزاورایک بڑاہسپتال قائم ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سوشل سکیورٹی ہسپتال ،میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر،ماڈل ٹاؤن	A/31۔272،ماڈل ٹاؤن،نزد گورنمنٹ گرلز کالج، گوجرانوالہ
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر ،گلشن کالونی، راہوالی	گلشن کالونی،جی ٹی روڈ،گوجرانوالہ
4	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر،وزیر آباد	الہٰ آباد نزد فیصل مسجد والا گالا،وزیر آباد
5	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر،پنڈی بھٹیاں	کریسنٹ باہومان لمیٹڈ،پنڈی بھٹیاں
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری،جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	252۔بی نزد دھوبی گھاٹ،سیٹلائٹ ٹاؤن،گوجرانوالہ
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری،سیالکوٹ روڈ	پیر فضل حسن روڈ،(ہملٹن روڈ) گوجرانوالہ
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، قلعہ چند	جلیل ٹاؤن، قلعہ چند، گوجرانوالہ
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری،کامونکی	نزد تحصیل آفس،جی ٹی روڈ،کامونکی
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری،سٹی	کمہاراں والی گلی،اسلامیہ کالج روڈ،گوجرانوالہ
11	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری،کلائیمیکس آباد	عقب گلشن اقبال پارک،شاہین آباد، گوجرانوالہ
12	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، گکھڑ	میزپروڈکٹس پرائیویٹ لمیٹڈ،جی ٹی روڈ گکھڑ
13	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، علی پور چٹھہ	نزد ریلوے پھاٹک، علی پور چٹھہ
14	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر،حافظ آباد	گوجرانوالہ روڈ،نزد ٹال ٹیکس،حافظ آباد
15	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، خواجہ سپننگ ملز	دیوان شاہ روڈ،ایمن آباد، گوجرانوالہ

(ب) سوشل سکیورٹی ہسپتال، گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں:۔

نمبر شمار	نامی اسامی	تعداد خالی اسامی	خالی ہونی کا دورانیہ
1	کارڈیالوجسٹ	1	01۔07۔2005
2	ٹی۔بی سپیشلسٹ	1	31۔07۔2008
3	انیستھیٹسٹ(Anesthetist)	1	11۔08۔2009
4	میڈیکل آفیسرز	7	ایک اسامی 27۔06۔2003 دو اسامی 09۔03۔2005 ایک اسامی 12۔11۔2009 ایک اسامی 30۔11۔2009 دو اسامی 01۔07۔2009

(ج) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ 100 بستروں پر مشتمل ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال کو برائے سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں فراہم کی جانے والی رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم
1	08۔2007	7,88,47,900
2	09۔2008	96,468,000

(ہ) مذکورہ ہسپتال میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مکمل طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4600: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکول کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ہ) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکولوں کی کل تعداد 4 ہے۔ ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز/گرلز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ ، ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز/گرلز) گلشن کالونی گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	ورکرز	پرائیویٹ	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ	1016	154	1170
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ	868	300	1168
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) گلشن کالونی گوجرانوالہ	531	157	688
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) گلشن کالونی گوجرانوالہ	509	140	649

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کوئی بھی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

(د) ان سکولوں میں تدریسی اور غیر تدریسی خالی اسامیوں کی سکول وار تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	12
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	09
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) گلشن کالونی، گوجرانوالہ	11
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) گلشن کالونی، گوجرانوالہ	09

(ہ) خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکا ہے اور امید ہے کہ عملہ کی تعیناتی کا عمل جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا، محکمہ محنت کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4653: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ لیبر کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں ادارہ کے زیر انتظام 50 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زمین کی حصولی کے لئے مناسب اقدامات کئے جارہے ہیں۔ فی الوقت ضلع سرگودھا سے تعلق رکھنے والے تحفظ یافتہ مریض جن کو ہسپتال کی سطح سے علاج معالجہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ انہیں ادارہ کے زیر انتظام جوہر آباد، فیصل آباد میں قائم ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ تاہم مذکورہ علاقے میں موجود تحفظ یافتہ صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے فی الوقت یہاں پر 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 2 ایمرجنسی سنٹرز قائم کئے گئے ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سوشل سیکورٹی میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سیکورٹی میڈیکل سنٹر	49 ٹیل، سرگودھا
2	سوشل سیکورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال
3	سوشل سیکورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سیکورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز، شاہ پور
5	سوشل سیکورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری، سیال موڑ، سرگودھا
6	سوشل سیکورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز، فروکہ ضلع سرگودھا
7	سوشل سیکورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز، لاہور روڈ سرگودھا
8	سوشل سیکورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ، سرگودھا

(ب) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں قائم طبی مراکز میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری	پتاجات	ڈاکٹرز کی منظور	تعینات ڈاکٹرز

			شدہ اسامیاں	کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	49ٹیل، سرگودھا	2	2
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال	2	2
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا	2	2
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز، شاہ پور	1	1
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری، سیال موڑ، سرگودھا	1	1
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز، فروکہ ضلع سرگودھا	1	-
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز، لاہور روڈ سرگودھا	ڈسپنسر انچارج	ڈسپنسر انچارج
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ، سرگودھا	ڈسپنسر انچارج	ڈسپنسر انچارج

(ج) ادارہ ہذا کے قائم کردہ طبی مراکز میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران بالترتیب 38,72,277/- روپے اور 49,30,587/- روپے خرچ ہوئے۔

(د) ادارہ سوشل سکیورٹی کے تمام ہسپتالوں بشمول میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹرز میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے منسلک تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو علاج معالجہ کی مفت سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ مزید برآں سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں داخل ان مریضوں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4654: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے کتنے سکول کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں صنعتی کارکنوں کے بچوں کے علاوہ عام بچوں سے فیس زیادہ وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) عام بچوں سے زیادہ فیس وصول کرنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت ان بچوں سے بھی کم فیس وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے دو سکول ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء وطالبات) ہیں جو کہ موضع بھاگٹانوالہ میں واقع ہیں۔

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	ورکرز	پرائیویٹ	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز)، بھاگٹانوالہ	66	51	117
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز)، بھاگٹانوالہ	55	44	99

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم صنعتی کارکنان کے بچوں سے کسی بھی قسم کی فیس وصول نہیں کی جاتی جبکہ پرائیویٹ بچوں سے مبلغ -/1000 روپے برائے داخلہ فیس اور -/300 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) درست ہے صنعتی کارکنان کے بچے ورکرز ویلفیئر سکولوں میں داخلے کی صورت میں تمام قسم کی فیسوں سے مستثنیٰ ہیں جبکہ پرائیویٹ / عام بچوں سے مبلغ -/1000 روپے برائے داخلہ فیس اور -/300 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ہ) ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولز چونکہ ورکرز ویلفیئر فنڈ جو کہ صنعتی کارکنان کے اپنے فنڈز سے قائم ہوا ہے سے چلائے جا رہے ہیں اس لئے ان سکولوں میں صنعتی کارکنان کے بچوں کے علاوہ پرائیویٹ یا عام بچوں کو مفت تعلیم دینے کی قانوناً اجازت نہ ہے اس لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ورکرز ویلفیئر سکولوں میں زیر تعلیم پرائیویٹ کو فیس کی معافی یا رعایت کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ محنت کے اداروں کی تفصیلات

*4814:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے کتنے دفاتر، ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان اداروں کا کام کیا ہے؟

(ب) ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ایک ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی،100بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال ،10ڈسپنسریاں اور 2ایمرجنسی سنٹرز قائم ہیں۔ادارہ سوشل سکیورٹی کا بنیادی مقصد سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت صوبہ پنجاب میں قائم رجسٹرڈ صنعتی وتجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات فراہم کرنا، بیماری اور دوران کار زخمی ،زچگی اور فوتیدگی کی صورت میں نقد معاوضہ جات کی ادائیگی ہے۔

(ب) ادارہ ہذا کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ڈائریکٹوریٹ میں 3اسامیاں خالی ہیں۔جبکہ دیگر طبی مراکز میں 18اسامیاں خالی ہیں ۔ اگرچہ سوشل سکیورٹی ہسپتال، سیالکوٹ 100بستروں پر مشتمل ہے تاہم اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد اور ادارہ کے مالی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ہسپتال کے بستروں کی استعداد فی الحال 50رکھی گئی ہے اور اسی چیز کے پیش نظر یہاں فی الحال سٹاف بھی کم مہیا کیا گیا ہے۔مذکورہ ہسپتال میں خالی اسامیوں کی تعداد 69ہے ۔ تمام اسامیوں پر تعیناتی کے لئے ادارہ ہذا ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

فیصل آباد میں قائم لیبر کالونیز سے متعلقہ تفصیلات

*4851: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیبر کالونیوں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور انہیں محنت کشوں کوhandover کرنے کا کیا کرائٹیریا ہے؟

(ب) فیصل آباد میں کتنی لیبر کالونیاں کتنے پلاٹوں پر مشتمل ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں سے کتنی کالونیوں میں ڈویلپمنٹ کا کام مکمل کر کے انہیں محنت کشوں کوhandover کر دیا گیا اور وہاں کتنے فیصد پلاٹوں پر محنت کشوں نے رہائش اختیار کر لی ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی الاٹمنٹ پالیسی2002 کے مطابق لیبر کالونیوں میں پلاٹس کی الاٹمنٹ اور متعلقہ الاٹیز کے حوالے کرنے کا طریق کار درج ذیل ہے:۔

I۔ لیبر کالونی میں الاٹمنٹ کے لئے اہل صنعتی کارکنان سے درخواستیں حاصل کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔

II۔ ضلعی گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ الاٹمنٹ کمیٹی صنعتی کارکنان کی طرف سے وصول شدہ درخواستوں کی چھان بین کرتی ہے۔

III۔ اہل درخواست دہندگان کی درخواستوں میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔

IV۔ الاٹمنٹ کے بعد متعلقہ الاٹی کوintimation letter کے ذریعے ضلعی آفیسر لیبر کے دفتر سے رابطہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تاکہ الاٹ شدہ پلاٹ کا قبضہ حاصل کر سکے۔ رابطہ کرنے پرhanding/taking over certificate متعلقہ الاٹی اور سب انجینئر دستخط کرتے ہیں اور اس سرٹیفکیٹ پر درج شدہlocation کے مطابق نشاندہی کر کے الاٹ شدہ پلاٹ متعلقہ الاٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

(ب) فیصل آباد میں موجود لیبر کالونی کلیم شہید، جوہر لیبر کالونی اور آئی آئی چندر یگڑھ میں ترقیاتی کام مکمل کر کے متعلقہ الاٹیوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالونی کا نام	پلاٹس کی تعداد	کہاں واقع ہے	آباد کاری کی شرح
1	کلیم شہید لیبر کالونی، فیصل آباد	3031	چک نمبر124/ج۔ب نزد والہ روڈ، فیصل آباد	95فیصد
2	حسین شہید لیبر کالونی، فیصل آباد	1797	چک نمبر241/ر۔ب چیچنوالہ جھنگ روڈ، فیصل آباد	غیر آباد

3	جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد	2299	چک نمبر207/ر۔ب شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد	90فیصد
4	محمد بن قاسم لیبر کالونی، فیصل آباد	3285	چک نمبر194/ر۔ب شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد	غیر آباد
5	ٹیپو سلطان لیبر کالونی، فیصل آباد	3134	چک نمبر76ر۔ب رسول پورہ غیر جڑانوالہ روڈ کھڑیانوالہ، فیصل آباد	1فیصد
6	راجہ غضنفر علی خان لیبر کالونی، فیصل آباد	1377	چک نمبر228/ر۔ب مکوانہ، فیصل آباد	غیر آباد
7	آئی آئی چندریگڑھ لیبر کالونی، فیصل آباد	252	جڑانوالہ روڈ نزد حسین شوگر ملز جڑانوالہ، فیصل آباد	95فیصد

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2520 pending فرما دیں۔ یہ بہت ضروری ہے، یہ بچوں کا گھروں میں کام کرنے کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: آپ گھر سے لیٹ آئی ہیں تو میں کیا کروں؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہاں موجود تھی لیکن میری باری نہیں آئی۔

جناب سپیکر: اب نہیں ہو گا، question hour ختم ہو گیا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ پاکستان کی ہونہار بچی نسیم حمید پاکستان کے لئے ایک تمغہ لے کر آئی ہے۔ ہم خواتین وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان کو پنجاب میں آنے کی دعوت دی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے خواتین کا سر فخر سے بلند ہوا ہے۔ آج خواتین کا پاکستان میں day منایا جا رہا ہے۔ میں ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولت مہیا کی جائے کیونکہ working women بے چاری سٹاپوں پر کھڑی رہتی ہیں اور ویگن والے ان کو بٹھاتے نہیں ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ

صاحب سے کہوں گی کہ مہربانی کریں اور خواتین کے لئے کوئی اچھا سا system بنایا جائے تاکہ وہ دفتروں میں آسانی سے جاسکیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! جیسے میری بہن ساجدہ میر نے بتایا کہ پاکستان میں خواتین کا دن منایا جارہاہے۔ میں آج اس معزز ایوان کے توسط سے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہوں کہ پاکستان کی غیور بہادر بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی جس کو ناحق امریکہ نے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کے بارے میں ہم قرارداد پاس کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہماری دو بیٹیاں اور ہیں جو گولڈ میڈل لائی ہیں ان کو بھی بُلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بھی بلایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ آج جمعہ ہے۔ آپ مہربانی فرمادیں کیونکہ پرسوں آپ نے مہربانی کی تھی اور میری پی سی ایس افسران کے بارے میں تحریک التوائے کار کے بارے میں کہا تھا کہ وہ میں کل لے لوں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

معزز ممبران حزب اقتدار: دیکھو دیکھو کون آیا؟ شیر آیا، شیر آیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو ایجنڈے کے مطابق چلایا جائے تا کہ میری Adjournment Motion آج آجائے کیونکہ وہ بہت ضروری ہے۔ آج خوش قسمتی سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف لائے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو take up کر لیں، وہ کل بھی نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کون سی تحریک التوائے کار کی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس کی آپ نے پرسوں اجازت دی تھی اور وہ پی سی ایس افسران کے بارے میں تھی۔ وہ کل نہیں آسکی حالانکہ آپ کا حکم تھا۔

جناب سپیکر: جب Adjournment Motion کا ٹائم آئے گا تو کر لینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اب آپ اس کو لے لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر تو ہوتے رہیں گے پھر جمعہ کا وقت شروع ہو جائے گا، براہ مہربانی اس کو لے لیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ابھی میری بہن ساجدہ میر نے اس لڑکی کے لئے بات کی ہے جس کو لاکھوں روپے انعام کی صورت میں مل چکے ہیں۔ میں House کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کلر کہار چکوال کی لڑکی جو کراٹے میں first آئی ہے اس کے متعلق بھی یہ House سوچے۔ اس کے علاوہ سائرہ افضل کی بھی کچھ نہ کچھ upgradation ہونی چاہئے وہ بھی انتہائی غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور ملک سے محبت رکھتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ پنجاب سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ آج یہاں میاں محمد شہباز شریف موجود ہیں تو اس کے لئے بھی کچھ کام کیا جائے۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے نہری پانی میں کمی کی وجہ سے اراضی مزید بنجر ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں چیف منسٹر صاحب کے یہاں آنے کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چیف منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے پانی کا بہت serious issue ہے۔ سندھ کی حکومت اور سندھ کی اسمبلی بار بار یہ کہتی ہے کہ ہماری canals link کو بند کر دیا جائے اور اکثر جگہ ہماری link canals کو سب سے پہلے بند کر دیا جاتا ہے۔ Indus Water Treaty کے 4(1) clause میں لکھا گیا تھا کہ جنوبی پنجاب کے وہ علاقے جو خصوصاً بہاولپور کی ریاست کے تھے جن کا نہری نظام دریائے ستلج اور دریائے بیاس پر مبنی تھا۔ جب 1960 کی اس Treaty کے ساتھ یہ دریا انڈیا کو دے دیئے گئے تو 4(1)-clause میں یہ لکھا گیا تھا کہ ان علاقوں کے لئے پاکستان alternative sources بنائے گا۔ article-5 میں لکھا ہوا ہے کہ 62 ملین پاؤنڈ سٹرلنگ ان infrastructure بنانے کے لئے انڈیا نے بھی دیئے ہیں۔ یہ canals link اسی Treaty کے تحت ان علاقوں کو compensate کرنے کے لئے اور ان کو اپنا پانی کا حق دینے کے لئے بنائے گئے تھے۔ یہ flood canals نہیں ہیں جس کا بار بار پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس پر ہماری پنجاب حکومت اپنے حق کے لئے مضبوط stand لے۔ بہاولپور سٹیٹ میں نواب بہاولپور نے 1920 میں اپنا network canal بنایا تھا اس وقت سکھر بیراج اور باقی canal network نہیں تھا اور بہاولپور ایک نہایت خوشحال علاقہ تھا۔ جب پاکستان بنا تو بہاولپور کی سٹیٹ نے ہمارے ملک کی مالی امداد کی اور آج ان کے دریا سوکھ گئے ہیں، ان کی نہریں سوکھ گئی ہیں اور ان کی زمینیں بنجر ہو رہی ہیں ان کی لنک کینال کے لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اپنا مؤقف واضح بیان کرنا چاہئے اور ہم اپنے stand کو مضبوطی سے لیں۔ میری آپ سے

گزارش ہے کہ اس پر حکومت پنجاب اپنا مؤقف بیان کرے اور آپ اس پر مضبوطی سے stand لیں۔Thank you.

جناب سپیکر: جی، شکریہ

وزیر کھیل، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیں، آپ منسٹر ہیں۔

وزیر کھیل ،امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! کل وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے وہاں پر ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی تو میاں صاحب جس طرح ان کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے شریک ہوئے اور ان کو حقوق دلانے کا وعدہ کیا۔ میں سیالکوٹ کی عوام کی طرف سے میاں صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔ میں میاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب اس بچی کے گھر گئے، میں DPO سیالکوٹ کو بھی appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بروقت ملزم گرفتار کر لئے اور سارا سیالکوٹ میاں صاحب کا انتہائی مشکور ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ اس House میں پانی کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پانی کے مسئلہ پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! فرمائیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ اس چیز کے گواہ ہیں کہ پانچ دن پہلے اسمبلی کی سیڑھیوں کے سامنے جہاں میڈیا ہمہ وقت جمع رہتا ہے، فنانس منسٹر پنجاب اور میں نے ایک جوائنٹ پریس کانفرنس کی تھی جہاں پر ہم نے اس مسئلہ کو highlight کیا تھا اور وہ national programmes میں چلتا بھی رہا ہے۔ پنجاب کے حصہ کے بارے میں ارسا کی طرف سے جو فیصلہ کیا گیا وہ ہمیں قبول نہیں تھا اور ہم نے وہ issue اٹھایا ہے اور میں نے وہ ساری

تفصیل چیف منسٹر پنجاب کو عرض کی تھی اور وہ وزیر اعظم صاحب سے بات کر چکے ہیں۔ کل اس ایک issue پر وزیر اعظم کے ساتھ ملاقات ہے لیکن سوچنا یہ ہے کہ اس issue پر تو آج House میں شہرت حاصل کرنے کے لئے کچھ دوست بات کر رہے ہیں جب ہم پنجاب کے حقوق کی بات میڈیا کے سامنے کر رہے تھے تب وہ کہاں تھے، تب وہ کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو سکے؟ تاکہ ان کی بھی آواز ہمارے ساتھ شامل رہتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس issue پر سب آپ کے ساتھ شامل ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے House میں بات کرنی ہے، میڈیا میں نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! وہاں تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم یا reservoirs ہیں اگر پانی کی قلت واقعی ہے تو ہم نے صرف یہ کہا ہے اور جناب کا مؤقف آج بھی صرف یہی ہے کہ اس کمی کو ہم برابر سے share کریں گے۔ یہ نہیں کہ پنجاب کے حصہ کو کم کر دیا جائے اور دوسرے صوبے اپنے حصے سے زیادہ لیں اور یہ پرسوں کی بات ہے کہ ارسا کے چیئرمین نے یہ کہا کہ بلوچستان کی ضرورت تو تین ہزار کیوسک ہے ہم اس کو چار ہزار کیوسک دینے کے لئے تیار ہیں لیکن یہاں پنجاب اپنا پانی کا حصہ مانگتا ہے اور یہ معاہدہ میں موجود ہے کہ ہر صوبہ اپنے حصہ سے جس وقت چاہے اور جتنا چاہے وہ release کروا سکتا ہے۔ ہمارے پنجاب کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ جب تک تربیلا سے ہمیں اپنا share نہیں ملے گا تو ہم چشمہ جہلم لنک کنیال نہیں چلا سکتے اور چشمہ جہلم لنک کینال اگر نہیں چلے گی تو ساؤتھ پنجاب کے اضلاع ملتان، رحیم یار خان، بہاولپور، میں پانی نہیں جائے گا اور اس وقت گندم کی فصل بہت عمدہ فصل ہے لیکن پانی کی کمی کی وجہ سے اس کو خطرہ لاحق ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جن دریاؤں کے خشک ہونے کی بات کر رہے ہیں وہ انہی کے لیڈر کی طرح ایک آمر نے پنجاب کے تین دریاؤں کا سودا کیا تھا۔ یہ لوگ ہیں جو آمروں کے پیچھے کھڑے

ہو کر ان کے فیصلوں کو مضبوطی دیتے ہیں، مسلم لیگ نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا اور مسلم لیگ آج بھی اس چیز پر protest کرتی ہے کہ پنجاب کا پانی کیوں بیچا گیا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے بزرگ سیاست دان سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے میرے اوپر ایک اشارہ کیا ہے، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کی کمی پر بات اس سے بہت پہلے ہمارے لیڈر آف اپوزیشن کر چکے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ میرا نکتہ اعتراض ہے میں نے کسی کا نام نہیں لیا اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انہیں ہدایت کریں کہ میرا نام نہ لیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے لیڈر آف اپوزیشن یہ پانی والی بات بہت پہلے ہی کر چکے ہیں اور ان کی بجٹ تقریر کے اندر بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے عرض کی تھی کہ فلڈ کینال اور لنک کینال والا issue ہے اس پر misunderstanding ہے جس سلسلے میں میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا ہے کہ اس پر اپنا مؤقف بیان کریں اور ہمارا پنجاب کا یہ مؤقف ہونا چاہئے کہ تونسہ پنجند لنک کینال اور چشمہ جہلم لنک کینال ہیں نہ کہ یہ فلڈ کینال ہیں جیسا کہ سندھ کی طرف سے کہا جا رہا ہے۔ یہ link canals ہیں اور 1961 کے سندھ طاس معاہدے کے آرٹیکل نمبر 4 کے مطابق مشرقی دریاؤں سے سراب ہونے والے علاقوں کے لئے مغربی دریاؤں سے متبادل انتظام کرنا تھا۔ سندھ طاس معاہدے کے آرٹیکل 5 کے مطابق ان منصوبوں کے لئے بھارت نے بھی مالی شراکت کی تھی اور اسی

کے تحت لنک کینال کا نیٹ ورک بنا تھا جو کہ جنوب مشرقی پنجاب کے دریائے ستلج اور بیاس سے پانی لیتے تھے اور منگلا، چشمہ اور تربیلا ان کے لئے متبال ذرائع ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وہ کل جا رہے ہیں اور سارے معاملہ کو طے کریں گے اور انشاءاللہ اچھے طریقے سے کریں گے۔جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگر آپ کا کوئی relevant point of order ہے تو کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی، بالکل relevant ہے، پانی کے بارے میں مجھے بات کرنی ہے اور ریکارڈ کی درستی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر باقاعدہ بحث ہو گی، آپ اس کو چھوڑ دیں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ماحول کو خراب نہ کیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا عبدالرحمٰن صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پانی پر بیان کچھے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات ریکارڈ پر آ گئی ہے، وہ کل جا رہے ہیں اور اس کے بعد ہی بیان دیں گے۔جی۔

لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی

کے ساتھ نامناسب رویہ

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اجلاس کے بعد لاہور سے فیصل آباد جارہا تھا کہ فیروزوالا کے قریب ٹول پلازہ پر پہنچا تو وہاں پر بوتھ نمبر 1 میں سے گزر رہا تھا۔ میں نے آپریٹر کو اپنا تعارف کروایا تو اس نے بیریئر اٹھادیا۔ اتنی دیر میں ساتھ والے بوتھ میں ایک آپریٹر کا پولیس والوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا آپریٹر نے یک دم بیریئر دوبارہ بند کر دیا اور میری گاڑی اس سے ٹکرا گئی، آپریٹر اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر لڑائی میں شامل ہو گیا اور مجھے مجبوراً وہاں رکنا پڑا۔ ساتھ والے بوتھ میں بھی جھگڑا تقریباً اسی طرح کی حرکت سے شروع ہوا تھا آپریٹر نے پولیس کی ایک گاڑی کو گزرنے دیا اور جس گاڑی کو یہ گاڑیescort کر رہی تھی اس کو روک لیا اس پر پولیس کے ملازم نے آپریٹر کو سمجھانے کی کوشش کی جس پر آپریٹر نے بدتمیزی کی اور ایلیٹ فورس کے جوان سے لڑائی شروع کر دی اور ایک آدمی جس کو کمانڈر کہا جارہا تھا اس نے آواز دی اور ٹول پلازہ کے ملازمین کو اکٹھا کر لیا اور پولیس کے جوانوں سے لڑائی شروع کر دی ٹول پلازہ کے تقریباً25 سے 30 ملازمین تھے انہوں نے پولیس سے ہتھیار چھیننا شروع کر دیئے سرکاری گاڑی کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور سپاہیوں کے یونیفارم پھاڑ دیئے۔ میں نے موقع پر کمانڈر کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ طیش میں تھا اور اپنے ملازمین کو اکساتا رہا اس دوران ٹول پلازہ پر زیادہ ٹریفک جام ہو گئی اور لوگوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا جس سے عوام میں سسٹم کے خلاف جو کہ ٹول پلازہ پر لگایا گیا ہے سخت غصہ پایا جاتا ہے۔ ٹریفک تقریباً آدھ گھنٹہ رُکی رہی اور اس طرح مجھے وہاں پر آدھ گھنٹہ تک ناجائز طریقہ پر روکا گیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا۔ یہ پہلا واقعہ نہیں اس طرح کے واقعات روزانہ یہ جو پانچ ٹول پلازہ لاہور سے فیصل آباد تک ہیں ان پر عوام کو پیش آتے ہیں۔ ان کا کوئی پُرسان حال نہیں اور لوگ بری طرح سے اس سلسلے میں اپنے آپ کو بے یارومددگار محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایلیٹ فورس کے انچارج نے تھانہ بھیکی میں ایف آئی آر درج کروائی جس پر آج دس دن گزرنے کے باوجود کوئی کارروائی نہ ہو سکی اور یہ مزید تشویش کا باعث بن رہی ہے، ان سب حالات کو دیکھتے ہوئے عوام بشمول میرے حلقہ کے لوگ اپنے آپ کو

بہت غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات ضروری ہیں تاکہ عوام کو ریلیف مل سکے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ میں اس پر short statement بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! معزز ممبر اس پر کوئی short statement بھی دینا چاہتے ہیں اور کوئی وضاحتی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں short statement کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس واقعہ پر رانا صاحب نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بتایا ہے اور میں نے نوٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہر روز کا تماشا اچھا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے اس تحریک استحقاق میں جس واقعہ کی طرف نشاندہی کی ہے اور دو دن پہلے انہوں نے اس پر ایوان میں پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کی تھی تو اس کو آپ منگل تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ جس مقدمے کے اندارج کی انہوں نے بات کی ہے تو اس کا بھی ریکارڈ منگوا لیتے ہیں، اس کی investigation میں کیا progress ہوئی ہے وہ بھی منگوا لیتے ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ضرور سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ویسے تو یہ واقعہ breach of privilege کا نہیں بنتا لیکن کیونکہ انہوں نے ایک اہم واقعے کی طرف نشاندہی کی ہے میں اس کو admit کر رہا ہوں آپ اس کو pending فرمادیں۔ جس دن اس کا مفصل جواب آجائے گا پھر اس دن یہ جو بھی فرمانا چاہیں گے وہ سُن لیں گے اور جو دوسری طرف کا مؤقف ہے وہ سامنے رکھ کر جو بھی House فیصلہ کرے گا اس کے مطابق further proceed کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں رہنے دیں House کا وقت قیمتی ہوتا ہے اسے بچایئے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی explanation کرنا چاہوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے جب دوسری طرف کا مؤقف میرے پاس ہے ہی نہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کو prolong کرنا مناسب نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی تحریک ہے، اس کا نمبر 983/09 ہے۔

جناب سپیکر: طریق کار کے مطابق چلنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے اوپر آپ کی ruling ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ruling تو دی تھی۔ آپ کو میں نے ٹائم دیا لیکن پہلے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! House is not in order. وجہ یہ ہے کہ جس پارٹی کو جو سیٹیں allocate ہوئی ہیں ممبران اس طرح سے نہیں بیٹھے۔ House میں جو سیٹیں allocate کی ہوئی ہیں ممبران کو اس حساب سے بیٹھنا چاہئے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی ruling چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، House should be in order. یہ front seats منسٹرز کے لئے reserve ہیں باقی ممبران کے جس طرح گروپس بنائے ہوئے ہیں ان گروپس کے مطابق بیٹھ جائیں۔ انہوں نے نشاندہی کر دی ہے۔ آپ مہربانی کریں، حضرت! آپ کو بھی اب اُدھر جانا پڑے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے کل بھی مجھے ٹائم نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم ضرور دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:[****]

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے اسے سیٹ پر بھیجیں۔ یہ غلط سیٹ پر بیٹھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کیوں اشارہ کرتے ہیں؟ آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں! آج آپ مجھے نہیں روکیں گے۔ اس خاتون کو یہ بات بتادیں کہ پرسوں بھی اس نے یہ بات کی تھی، کل بھی اس نے[****]اور میں نے ہمیشہ House کا ماحول خوشگوار رکھا ہے۔ اس کو بتادیں کل بھی اس نے اس طرح کی بات کی تھی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے سیٹ پر بھیجیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز. please stop

شیخ علاؤالدین: یہ اس کو بتادیں پرسوں بھی اس نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مجھے بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کو کہیئے کہ آرام سے بیٹھے۔[****]

شیخ علاؤالدین:[****]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: آپ نے اس کو کل بھی نہیں روکا۔ اس کا کیا حق بنتا ہے بات کرنے کا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کو کہیں کہ یہ تمیز کرے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ کی ruling آگئی ہے۔ House کو in order کریں۔

جناب سپیکر: میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کی حرکات مناسب نہیں ہیں۔ میں آپ کے الفاظ بھی expunge کروا رہا ہوں اور ان کے الفاظ بھی expunge کروا رہا ہوں اور آئندہ آپ مہربانی کریں کہ یہ آپ جو اس طرح کی personal بات کرتے ہیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے جب آپ سے commitment کی ہے تو آپ تشریف رکھیں جونہی اِن کا ٹائم ختم ہو گا میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اپنی پارٹی کی جو سیٹیں ہیں وہاں پر آ کر ارشاد فرمائیں، وہاں آ کر کھل کر بات کریں۔ House کو in order کرنے کے لئے جو ارشادات آپ کی طرف سے آئے ہیں اس پر عمل کیا جائے۔ اس پر تو آپ کی ruling آ گئی ہے

۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے House چلانا ہے، انہوں نے بار بار کارروائی کو روکنا ہے تو پھر میں باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤ الدین: نہیں، میں باہر چلا جاتا ہوں۔ کیونکہ کل بھی انہوں نے یہ باتیں کہیں۔ آپ نے ان کی باتیں سُنیں اور آپ نے حذف بھی نہیں کروائیں۔ میں ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے خاموش رہا۔ ورنہ مجھے بھی بولنا آتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: تو اس میں ہرج کیا ہے؟

شیخ علاؤ الدین: نہیں، یہ بہت زیادتی ہے اور یہ جس طرح کی زبان بولیں گی ایمان سے میں اس سے ایک ہزار گنا زیادہ ایسی زبان بولوں گا کہ یاد کریں گی۔

جناب سپیکر: جی، ایسی زبان نہ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: اب آپ مجھے بتادیں کہ میں نے کچھ کام کرنا ہے، اگر نہیں تو میں چلا جاتا ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ نہ جائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنی سیٹ پر جا کر بولیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دونوں اطراف سے ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر کیوں نہیں جاتے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا notice میں خود لے سکتا ہوں۔ میں exempt بھی کر سکتا ہوں۔ میرے پاس یہ اختیار ہے۔ جی، آپ کو exempt کیا جاتا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr. Speaker! Thank you.

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سُنیں۔ بھائی! اب مجھے according to rules تو چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے، کیا وہ تشریف رکھتی ہیں۔۔۔؟ تشریف نہیں رکھتیں اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کا نمبر 848 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل نیشنل اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر صاحب جب Chair کر رہے تھے انہوں نے ایک ruling دی ہے کہ جن لوگوں نے پرائم منسٹر صاحب کو ملنا ہے ان کے چیمبر میں جا کر ملیں اور House کو اس کے لئے نہ استعمال کریں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس House میں بھی یہی کچھ کروادیں۔ یہاں پر بھی سارا House out of order ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: I am not bound by them. آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں کہ جن لوگوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر House in order نہیں ہو گا تو میں دیکھ لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی کی طرح آپ بھی ہمت کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں House in order کرنے کے لئے کہہ دوں گا، کوشش کرتے ہیں۔ حضرات محتاط رہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ راجپوت ہیں۔ ہمت کریں، زندہ باد۔ قدم بڑھائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: ان کے پاس بھی راجپوت ہی بیٹھا تھا۔ آپ کو پتا ہے۔(قہقہہ)

جی، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ!۔۔۔ قیصر اقبال سندھو صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، week next کے لئے pending کی جاتی ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب! آپ کی تحریک نمبر860 ہے۔ یہ پڑھی جاچکی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں، ابھی نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے گا۔

حکومت کی جانب سے پنجاب کے تعلیمی بورڈز کی خود مختاری ختم کرنے سے ملازمین کو پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق مورخہ .2009-11-11 کو ایمپلائز فیڈریشن ایجوکیشن بورڈ پنجاب نے تعلیمی بورڈز کی خود مختاری ختم کرنے کے خلاف 25۔ نومبر سے احتجاجی تحریک کا اعلان کر دیا ہے۔ فیصلہ کے مطابق 25۔ نومبر سے دو گھنٹے کی جزوی ہڑتال اور 2۔ دسمبر سے مطالبات کی منظوری تک قلم چھوڑ ہڑتال کی جائے گی۔ ایمپلائز فیڈریشن ایجوکیشن بورڈز پنجاب کے چیئرمین خالد جاوید نیازی نے اپنی صدارت میں ختم ہونے والے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے بورڈوں کی خود مختاری بحال نہ کی تو آئندہ دو برسوں میں چھوٹے اور تین برس تک بڑے بورڈز ختم ہو جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ امتحانی فیسوں کے خاتمہ پر حکومت نے بورڈز کو گرانٹ جاری کرانے کا فیصلہ کیا تھا مگر تین ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک گرانٹ جاری نہیں کی گئی۔ اجلاس میں بورڈز کو گرانٹ جاری کرنے پوزیشن ہولڈرز طلباء کو بورڈز کے فنڈز میں جاری ہونے والے 18 کروڑ روپے کی واگزاری، بورڈز ملازمین کو اضافہ شدہ میڈیکل الاؤنس کی ادائیگی، انٹرویو، ٹرانسفر کا فیصلہ واپس لینے اور گریڈ 16 سے اوپر کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس خبر سے عوام، بورڈز کے ملازمین اور طلباء میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون! تحریک التوائے کار نمبر 860/9

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ بات درست ہے کہ تعلیمی بورڈز خود مختار ادارے ہیں جو اپنے فنڈز خود تخلیق کرتے ہیں اور اپنے تمام مالی معاملات چلانے کے لئے گورنمنٹ آف دی پنجاب سے کسی قسم کی مالی گرانٹ نہیں لیتے۔ حکومت پنجاب جو عوام دوست ہے اور پنجاب میں تعلیمی انقلاب لانے، شرح خواندگی بڑھانے اور عوام الناس کو شعبہ تعلیم میں سہولیات فراہم کرنے کے لئے پر عزم ہے۔ ہونہار طلباء و طالبات کو بلا تخصیص تعلیمی وظائف دینے کے علاوہ امتحانات کے position holders کو بھاری انعامی رقوم دی جارہی ہیں۔ نیز امسال میٹرک کے طلباء وطالبات جن کا تعلق پبلک سیکٹر سے ہے کی ایجوکیشن بورڈ کی امتحانی فیس اور جماعت نہم کی رجسٹریشن سپورٹس فیسیں معاف کر دی ہیں لیکن اس سے پنجاب بورڈ کی خود مختاری پر کوئی حرف نہیں آیا۔ یہ بات درست ہے کہ پنجاب بورڈ ایمپلائز فیڈریشن نے فیسوں کی معافی اور ملازمین کے میڈیکل الاؤنس میں پندرہ فیصد اضافہ کروانے کی غرض سے 25۔نومبر 2009 سے روزانہ دو گھنٹے کی جزوی ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی مجاز اتھارٹی نے بورڈ ایمپلائز فیڈریشن کے نمائندگان کو بلا کر اس امر کی یقین دہانی کروائی کہ حکومت پنجاب تعلیمی بورڈز کو فیسوں کی مد میں ہونے والے خسارے کو ختم کرنے کے لئے فنڈز فراہم کرے گی اور ملازمین کے پندرہ فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کرنے اور دیگر مطالبات پر بھی ہمدردانہ غور کرے گی۔ حکومت پنجاب کی اس یقین دہانی پر پنجاب بورڈز ایمپلائز

فیڈریشن نے ہڑتال موخر کر دی ہے۔ یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے تعلیمی پروگرام 2009 کے تحت ہونے والے مضمون نویسی تقریری اور مباحثہ کے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن ہولڈرز کو دی جانے والی انعامی رقوم اور اس سلسلہ میں تقریبات پر اٹھنے والے جملہ اخراجات سے حکومت پنجاب تمام بورڈز کو پہلے ہی واگزار کر چکی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: کسی کو بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: کسی کو بھی نہیں ہوتی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 861/9 یہ چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اس کو پیش کریں گی۔

چین سے منگوائی جانے والی سی این جی بسیں غیر معیاری ہونے کی وجہ سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''ایکسپریس'' مورخہ 09-11-11 کی خبر کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے لاہور میں نئے ٹرانسپورٹ نظام کے تحت چین سے کم طاقت والی بسیں منگوالی ہیں جو زیادہ مسافر سوار ہونے یا پلوں پر چڑھائی میں ناکام ہو گئی ہیں جبکہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اپنی انفرادی کوششوں میں ناکامی کے بعد ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹیپا سمیت دیگر ضلعی محکموں سے مدد طلب کر لی ہے۔ تفصیل کے مطابق لاہور میں 500 نئی سی این جی بسیں چلانے کا حکومت نے فیصلہ کیا تاکہ شہریوں کو ویگنوں میں اذیت ناک سفر کرنے کے عذاب سے نجات مل جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے نام سے ایک نیم خود مختار ادارہ بھی بنایا اور نجی شعبے کو آن بورڈ کرنے کے لئے نئی بسوں کی درآمد میں ٹرانسپورٹرز کو 25 فیصد سبسڈی دینے کا بھی اعلان کیا، 23 بسوں کی پہلی کھیپ چین سے درآمد کی اور اسے لاہور میں فیروز پور روڈ پر چلانا شروع کیا تو یہ انکشاف ہوا کہ ان بسوں کی ہارس پاور 110 ہے جبکہ لاہور میں کم سے کم 160 ہارس پاور کی بسیں چلانا پڑتی ہیں تاکہ ناہموار راستوں اور

پلوں پر آسانی سے سفر کر سکے۔ چینی بسیں کم طاقت ہونے کی وجہ سے زیادہ سواریاں سوار ہونے پر تیزی سے سفر نہیں کر سکتیں۔ مزید انکشاف ہوا ہے کہ گزشتہ دنوں لاہور ٹرانسپورٹ کے جنرل مینجر کو اسی وجہ سے برخاست کیا گیا تھا کہ اس نے چینی فرم کے ساتھ کم طاقت والی بسوں کو پاس کرنے کے لئے سودے بازی کی کوشش کی تھی۔ مقامی ٹرانسپورٹرز کے مطابق حکومت نے یہ بسیں 38لاکھ روپے فی بس قیمت پر درآمد کی ہیں جبکہ ان بسوں کی قیمت 23لاکھ روپے سے زائد نہیں ہے اور اس طرح کم قیمت کی بسیں مہنگے داموں منگوا کر اور سبسڈی دیکر خزانہ کو بھاری نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب ڈیپارٹمنٹ سے موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ حکومت نے سی این جی بسوں کا اجراء کیا ہے جو کہ چین کی کمپنی "یوما" کے ذریعے درآمد کی جا رہی ہیں، جو بسیں درآمد کی گئی ہیں وہ 170ہارس پاور کی ہیں جو کہ وفاقی حکومت کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق ہیں۔ سی این جی بسوں کی پہلی کھیپ جو کہ 23بسوں پر مشتمل ہے کامیابی سے فیروز پور روڈ پر رواں دواں ہے۔ اس سروس کے خلاف پبلک سیکٹر میں کوئی شکایت نہ ہے بلکہ ایک مخصوص طبقہ جو کہ سی این جی بسوں کے اجراء سے خوش نہ ہے حکومت کے ان اقدامات کے خلاف بات کر رہا ہے اور ان احسن اقدامات کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جہاں تک بسوں کی قیمت کا تعین ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ اس کی قیمت درست ہے جبکہ "ہینو پاک" کمپنی کی اس معیار کی بس کی قیمت 55تا60لاکھ روپے تک ہے۔ سی این جی بسوں کی سروس کے اجراء کا منصوبہ ایک فلاحی منصوبہ ہے جو کہ ہر قسم کی کرپشن سے پاک ہے اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے میں معاون ثابت ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ کرپشن کی شکایت پر صوبائی حکومت کی ہدایت پر محکمہ ٹرانسپورٹ نے ایک سابقا جنرل مینجر کو برخاست کر کے ایک نیا جنرل مینجر تعینات کیا ہے۔ سی این جی بس سروس کا یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت اور شیڈول کے مطابق مکمل ہو گا اور یہ منصوبہ صوبہ پنجاب کے پہلے بڑے پانچ شہروں تک توسیع پذیر ہو گا اور بعد ازاں اسے مزید شہروں تک رسائی ہو گی۔

جناب سپیکر:اس کوdispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں کچھ گزارش کرنے کے لئے کھڑا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں چودھری صاحب! It is not of the recent nature. It is under rule 83(c) آپ اس کو بھی پڑھ لیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب سپیکر!یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو چونکہ House میں بحث کے لئے نہیں رکھ رہے اس لئے اس پر کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔میری گزارش یہ ہو گی یہ چونکہ ایک بہت ہی معتبر روزنامے کی خبر تھی اس کو negate کیا گیا ہے۔پھر بھی وزیر قانون کے کہنے پر اور آپ کے ارشاد پر میں بیٹھ رہا ہوں اور آئندہ بھی یہ practice ہونی چاہئے کہ جو معاملہ House میں بحث کے لئے نہیں رکھا جاتا اس پر سوائے پڑھے جانے کے کوئی qualifying statement، کوئی short statement اور کوئی بحث نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر883 علی حیدر نور نیازی صاحب، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ میں تاخیر کی وجوہات

جناب علی حیدر نور خان نیازی:شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق مورخہ 13/11/09 کے مطابق "محکمہ ٹرانسپورٹ کی عدم توجہی سے8 بلین ڈالرز کا ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا" محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص کارکردگی اور عدم توجہی کے باعث آٹھ بلین ڈالرز کا ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ سرخ فیتہ کی نذر ہو گیا۔تفصیلات کے مطابق لاہور شہر سے ٹریفک کے بے تحاشا دباؤ کو کم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 1997 میں ماس ٹرانزٹ ٹرین کا منصوبہ تیار کروایا۔افسر شاہی کی طرف سے بین الاقوامی معیار کی منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ گزشتہ

2سال سے تاخیر کا شکار ہے۔لاہور میں ماس ٹرانزٹ ٹرین کا منصوبہ 96 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ایک کروڑ 40لاکھ افراد روزانہ مختلف امور کی تکمیل کے لئے سفر کرتے ہیں۔اگر یہ منصوبہ مزید تاخیر کا شکار ہوا تو بے تحاشا ٹریفک کے رش کی وجہ سے عوام شدید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ حکومت پنجاب لاہور ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ پر تیزی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔اس منصوبہ کے تحت ماس ٹرانزٹ ٹرین کا چار روٹس میں 82 کلومیٹر نیٹ ورک ہو گا۔حکومت پنجاب ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک اور چند دوسرے ممالک کے ساتھ مل کر اس منصوبہ پر کام کر رہی ہے۔حکومت پنجاب نے 1991 اور 1997 میں اس منصوبے پر کام شروع کروایا جس کے بعد 2005 سے 2008 تک کے عرصہ میں دوبارہ کام شروع ہوا اور چار روٹس میں سے دو کی گرین اور اورینج لائن کی study feasibility اور گرین لائن کے دوسرے مرحلہ کا ڈیزائن مکمل ہوا۔2008 میں منصوبہ کی جاری کردہ رقوم کے بارے میں کیس نیب میں زیر سماعت ہے۔یہ تقریباً 80 کروڑ کی رقم مختص کی گئی تھی جس میں سے اس وقت 40 کروڑ روپے کا غبن ہو گیا جس وجہ سے یہ کیس نیب کو refer ہوا، اسی وجہ سے منصوبہ تاخیر کا شکار ہو گیا۔اس میں ملوث تمام افراد گرفتار کئے جا چکے ہیں اور نیب اس کی انکوائری کر رہا ہے۔جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر دوبارہ اس منصوبے پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور منصوبہ سے متعلق تمام کام سرانجام دینے کے لئے علیحدہ سے ایک لاہور میٹرو سیل بنا دیا گیا ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور کام تیزی سے جاری ہے۔اس منصوبہ کی تکمیل سے عوام کو بہتر سفری سہولیات میسر آئیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میری دوسری تحریک التوائے کار نمبر 884 بھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی نہیں آئے گی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!بڑی مہربانی۔میرے بھائی نور نیازی صاحب نے یہاں پر جو معاملہ اٹھایاہے اس کالاء منسٹر صاحب نے بڑا مناسب اور comprehensive جواب دیاہے۔ میں صرف ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرناچاہتاہوں کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ ماس ٹرانزٹ کا منصوبہ 1998 میں JICA جو جاپان کاادارہ ہے اس سے میاں محمد نواز شریف کی حکومت میں ہماری ان سے بات چیت چلی اور ایٹمی دھماکوں کے باوجود بھی JICA ہم سے اس منصوبے پر تعاون کے لئے تیار تھا مگر بد قسمتی سے ایک آمر نے دوبارہ شب خون مارااور ہر چیز تہہ وبالا کر دی۔اس کے بعد جو حکومت آئی انہوں نے اس منصوبے پر جو کام کیااس کی بھی مختصر رپورٹ اس جواب میں پیش کر دی گئی ہے۔اس کے سروے کے لئے جو80 کروڑ روپیہ مختص کیا گیاتھااس زمانے میں اس میں سے 40 کروڑ روپیہ ہڑپ کر لیا گیا۔ملزمان پاکستان سے باہر بھاگ گئے ان کو بڑی مشکل سے لایا گیاہے اور انہیں قانونی اداروں کے حوالے کر دیا گیاہے اور یہ40 کروڑ روپیہ جو پچاس فیصدی بنتاہے اس رقم کا جو پچھلی حکومت نے اس منصوبے کے لئے مختص کیا تھااور یہ اعزاز اس منتخب coalition حکومت کو جاتا ہے کہ پچھلے دور میں اس ہڑپ کئے گئے پیسے کی نشاندہی کی اور ملزموں کو گرفتار کروایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب تحریک پڑھ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب second time تشریف لائے اور انہوں نے House کو نوازاہے اور ماس ٹرانزٹ کے حوالے سے بھی بات کی ہے پچھلی حکومت اس کی feasibility بنانے

کے لئے کام شروع کر چکی تھی اور نشاندہی کر چکی تھی۔ میرے خیال میں یہ پہلا پراجیکٹ ہو گا جس کی continuity ہو گی ورنہ کافی projects تو بیچ میں ہی بند کر دیئے گئے ہیں جیسے سیالکوٹ لاہور موٹروے یا مبارک سنٹر ہے لیکن ایک اہم بات جس کی ہمارے ایک معزز ممبر نے نشاندہی فرمائی تھی اور میں وزیر اعلیٰ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ پانی کے مسئلے پر کچھ ضرور ارشاد فرما کر House کو apprise کر کے جائیں گے۔

جناب سپیکر: میں مداخلت کی معافی چاہتا ہوں لیکن میرے خیال میں آپ دیر سے آئے ہیں۔انہوں نے پہلے بتا دیا ہے کہ وہ وزیر اعظم پاکستان سے صرف اور صرف پانی کے مسئلے پر بات کرنے کے لئے کل تشریف لے جا رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کے حکم پر بیٹھ جاتا ہوں لیکن میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جو مؤقف لے کر وہاں جانا ہے اس بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیا جائے کہ مؤقف کیا ہے؟ یہ دور ڈکٹیٹر شپ کا نہیں ہے گو کہ اس وقت ایوان کے اندر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں وہ تین ڈکٹیٹروں ایوب خان، ضیاء الحق اور مشرف کی باقیات ہیں۔یہاں تینوں ڈکٹیٹروں کی باقیات بیٹھی ہیں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایوان کو اعتماد میں لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے یقیناً جو بات محسن لغاری صاحب نے point out کی اس کا جواب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے دیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کل وزیر اعظم صاحب سے اسی معاملے پر بات کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔وہاں اس بات کا جو بھی رزلٹ ہو گا اگلے ہفتے وزیر اعلیٰ پنجاب اس رزلٹ اور اس مسئلے پر ہونے والی بات سے انشاء اللہ House کو آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف)جناب سپیکر!۔۔۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:پلیز، تشریف رکھیں۔میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کوfloor دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ قائد حزب اختلاف ہیں اور برابر کا عہدہ ہے۔

جناب سپیکر:بھائی! میں نے پہلے ان کو floor دیا ہے کوئی اصول تو دیکھیں۔ لغاری صاحب بڑے افسوس کی بات ہے اور آپ بڑی عجیب بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!Chair کی اجازت کے بغیر اور جمہوری روایت سے گر کر کوئی بات نہیں کروں گا اور آپ کی اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں کہوں گا۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ادھر سے بھی اشارہ ہو گیا بہت مہربانی۔میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ پنجاب کےinterest میں نہیں ہے کہ اعتماد میں لیا جائے تو نہ بتایا جائے لیکن اگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو جو مؤقف ہے اس بارے میں ان پیاسے کسانوں اور ان پیاسے مزدوروں کو حوصلہ دیا جائے کہ ہم مضبوطی سے مؤقف لے کر جا رہے ہیں۔میری اتنی سی گزارش ہے اگر وہ بھی بتانا بہتر نہیں ہے تو پھر بھی ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو ان پر ہمیشہ اعتماد ہونا چاہئے۔جی، جناب وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):شکریہ۔جناب سپیکر!انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف نے جو پانی کے حوالے سے نکتہ اٹھایا ہے۔اس حوالے سے میرے بڑے بھائی سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب نے بڑا مدلل جواب دیا ہے اور ابھی رانا صاحب نے بھی اس پر مزید اضافہ فرمایا ہے۔میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کے مسئلے پر اپنے کسان بھائیوں کے لئے، زراعت کے لئے پنجاب اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گا ۔البتہ اپنے مؤقف پر قائم رہتے ہوئے اپنے حق پر جو ہمیں آئین اور معاہدے کے مطابق باقی صوبوں کی طرح ملا ہے اس پر قائم رہتے ہوئے اگر کوئی تنازع ہے ہم اس معاملے کو اچھے انداز میں اور بھائی چارے کے انداز میں طے کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کے بہترین مفاد میں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر !یعنی لٹھ اٹھانا کوئی مشکل کام نہیں لیکن یہ کوئی اچھا اور فوری حل نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے جو rights ہیں، ہمارے جو خدشات ہیں اس کا اظہار میں نے جناب وزیر اعظم کے گوش گزار کر دیا ہے۔انھوں نے اپنے ایک وفاقی وزیر کی ڈیوٹی لگائی، میرے ساتھ انہوں نے بات بھی کی ہے۔میں نے ان سے کہا کہ اب تو اللہ کا شکر ہے کہ تھوڑی بوند اباندی ہوئی ہے اور اس سے کوئی تھوڑی سی respite ملی ہے لیکن اس مسئلے کا ہمیں فوری حل نکالنا ہے۔جناب وزیر اعظم نے مہربانی کی تھی اور مجھے اسلام آباد میں Monday کا time دیا تھا۔ہم نے پوری تیاری کی ہے اور متعلقہ وزراء صاحبان میرے ساتھ جا رہے ہیں۔ہمارے وزیر آبپاشی راجہ ریاض صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ہمارے وہاں پر اور بھی issues ہیں۔ہم وزیر اعظم کے ساتھ بات کر کے یہ بتائیں گے کہ ارسا اس معاملے میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہا۔جس طرح سردار صاحب نے بتایا ہے کہ انھوں نے بلوچستان کو 3 ہزار کے مقابلے میں 4 ہزار کیوسک پانی دے دیا، بڑی فیاضی کی ہے۔ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پنجاب کا جو حق ہے وہ پنجاب کو ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر !میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ ہم پنجاب کے حق کے اوپر پوری طرح مقدمہ لڑیں گے اور ایک inch بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے مگر ہم نے اس کو افہام و تفہیم سے طے کرنا ہے۔یہ ہماری ضرورت ہے، ملک کی یکجہتی اور اتحاد کی ضرورت ہے۔وزیر اعظم صاحب نے کل رات کو مہربانی کی اور مجھے فون کیا۔انھوں نے کہا کہ وزیر خزانہ، شوکت ترین پاکستان سے باہر جا رہے ہیں۔ان کی IMF کے حوالے سے وہاں پر ایک فوری میٹنگ ہے۔تو مجھے انہوں نے فرمایا کہ اگر پیر کی بجائے جمعرات کو میٹنگ رکھ لیں تو اس پر آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟میں نے کہا کہ جی، بالکل ہمارا بڑا فوری مسئلہ ہے تو اب وزیر اعظم کے ساتھ یہ میٹنگ جمعرات کو طے ہو گئی ہے۔اس میٹنگ کا جو بھی نتیجہ نکلے گا میں انشاءاللہ اسے House میں آ کر بیان کروں گا۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بطور خادم پنجاب، اس ایوان کا مجھ پر جو اعتماد ہے میں اس کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی، شیخ صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔No point of order.مجھے ان کی بات تو سننے دیں۔جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ہماری بات بھی سن لیں۔(قطع کلامیاں، شور)

MR. SPEAKER: Carry on. Please, carry on.

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr. Speaker! How can I carry on in this circumstance?

جناب سپیکر: کیا ہو رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ان کو اپنا کام کرنے دیں، وہ آپ کے پابند تو نہیں ہیں۔آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران نے اپنے ساتھ ہونے والے حکومتیdiscriminatory attitudeپر بھرپور احتجاج کیا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!Houseمیں کورم نہیں ہے اس لئے شیخ صاحب اپنی بات جاری نہیں رکھ سکتے۔ہم کورم کی نشاندہی کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پچھلے دنوں ہونے والے ایک اجلاس میں حکومت کی PCS افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اب کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔جی، گنتی کی جائے۔جلدی گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔کارروائی شروع کی جاتی ہے۔جی، شیخ صاحب!

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: حضرت!اس کا کوئی نمبر تو بتادیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس کا نمبر 983/09 ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔شیخ صاحب!جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران نے اپنے ساتھ ہونے والے حکومتی discriminatory attitude پر بھرپور احتجاج کیا ہے۔پچھلے دنوں ہونے والے ایک اجلاس میں حکومت کی PCS افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں تمام پنجاب سے PCS افسران نے شمولیت اختیار کی۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔خاموشی اختیار کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحبان کو کہہ دیں کہ خدا کے لئے یہ ہزاروں PCS افسران کا معاملہ ہے۔ان کو سکھا دیں کہ یہ House کو in order رہنے دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔جی، Carry on.

شیخ علاؤالدین: ہمارا بھی دل کرتا ہے کہ ہم منسٹروں سے جا کر کام کروائیں لیکن یہاں تو انتہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک مکمل کریں۔

شیخ علاؤالدین: جس میں تمام پنجاب سے PCS افسران نے شمولیت اختیار کی۔PCS افسران کا مؤقف یہ ہے کہ گریڈ17 کے GMG افسران کو گریڈ18 کے PCS افسران کے برابر کیا جا رہا ہے جبکہ ایک PCS افسر کو گریڈ 17 سے 18 میں پہنچنے کے لئے 17 سے 19 سال درکار ہوتے ہیں۔ جبکہ DMG افسر کو بغیر کسی تجربہ کے گریڈ 17 ہی میں پرائم پوسٹنگ یعنی Assistant Commissioner وغیرہ لگانے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک بڑی ناانصافی ہو گی کہ اگر ایک فریش DMG افسر کو 17 سے 22 سالہ تجربہ رکھنے والے PCS افسر پر فوقیت دی جائے یا اس کے برابر سمجھا جائے۔ یہ امر بھی حقیقت ہے کہ Devolution Plan کے تحت DMG افسران کی بہت بڑی تعداد کو ترقیاں دی گئیں تو اس وقت بھی PCS افسران کو نظر انداز کیا گیا۔ایک اور تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ PCS افسران کی پروموشن اور ٹریننگ کی nominations بھی DMG افسران ہی کی مرہون منت ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت PCS افسران کے کوٹا کی گریڈ 20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! House میں کورم نہیں ہے۔یہ بات نہیں کر سکتے۔پہلے کورم پورا کیا جائے پھر شیخ صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی پھر نشاندہی ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ یہ ruling دیں کہ جب آپ نے ایک معزز ممبر کو floor دیا ہوا ہے اور وہ اپنی motion پڑھ رہا ہے تو اس دوران interruption کر کے کورم یا کوئی اور چیز point out ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: اصولی طور پر تو نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!آپ کے یہ علم میں ہے کہ Leader of the Opposition میں Business Advisory Committee کی موجودگی میں یہ طے ہوا تھا کہ legislation کے وقت quorum پورا رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور Hour Members Adjournment Motions, Privilege Motions and Question کا ٹائم ہوتا ہے اس لئے جو Member interested ہوتا ہے وہ بیٹھتا ہے اگر دوسرا نہیں بیٹھتا تو ان وقفوں میں quorum point out نہیں کیا جائے گا تو شیر علی صاحب مجھے بتائیں کہ آپ کسی اصول، کسی وعدے یا کسی بات کے پابند ہیں یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک Bill کی passage میں 18 مرتبہ quorum point out ہوا ہم نے پورا کر کے دکھایا اور یہ ثابت کیا کہ Treasury Benches اتنی capability رکھتے ہیں کہ وہ legislation میں quorum maintain رکھ سکتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیر علی صاحب!بات سنیں ناں،اب وہ بول رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!quorum point out ہونے کے بعد اگر وزیر قانون بول سکتے ہیں تو میں بھی بول سکتا ہوں آپ نے ان کو کیوں بولنے دیا۔ یہاں quorum point out ہوا ہے اور یہ یہاں کیوں تقریر کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب ایک معزز ممبر اپنی motion پڑھ رہا ہو تو quorum point out نہیں ہو سکتا، یہ motion پڑھے جانے کے بعد ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب!وزیر قانون صحیح کہہ رہے ہیں، آپ کی بات غلط ہے اب اس بات کو جانے دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!آپ اس بارے میں رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ruling دے دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں، بس۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک کو مکمل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہزارہا PCS افسران کے مستقبل کا معاملہ ہے ان کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اور یہ عوام کش لوگ ہیں ان کو نہیں پتا کہ PCS افسران پر کیا گزر رہی ہے انہوں نے PCS افسران کا بیڑا غرق کر دیا ہے یہ ان میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت PCS افسران کے کوٹا کی گریڈ۔20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ۔21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ۔Advisory Committee میں جو بات طے ہوئی تھی۔ جی نہیں، وہ بات نہیں ہے۔ کوئی principles ہوتے ہیں، commitments ہوتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات rules کے against ہو گی جب question put ہو رہا ہو یا آپ کسی ممبر کو floor دے دیں وہ اپنی motion پڑھ رہا ہو، اس دوران interruption کر کے quorum point out نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی motion مکمل کر لیں اس کے بعد یہ quorum point out کریں آپ counting کریں ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: حالات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت نیپا میں جاری گریڈ-20 کے trainee program کے لئے صرف ایک PCS افسر کو شرکت کا موقع دیا گیا۔ سال 2010 میں گریڈ۔20 کے PCS کے چار آفیسرز retire ہو جائیں گے اور پورے پنجاب میں گریڈ۔20 کا صرف ایک افسر رہ جائے گا۔ PCS افسران کے لئے ہر گریڈ میں قانونی طور پر سالہا سال رہنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ DMG افسران پر ایسی کوئی پابندی نہ ہے۔ ملک کے دوسرے صوبوں میں PCS افسران کے ساتھ بھی ایسی کوئی شرط نہ ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قوم کے لئے PCS افسران کی خدمات بھی کسی صورت DMG افسران سے کم نہ ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں .House is not in order تو آپ ابھی تشریف رکھیں، quorum پورا کرنا ہے تو کر لیں، نہیں کرنا تو آپ کی مرضی، میں ایسے نہیں کروں گا .This I tell you جی، جلدی سے گنتی کریں۔ جی، آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا تاوقتیکہ quorum آپ مکمل نہ کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

House in order نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جائے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .No point of order. No point of order بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر مسلسل احتجاج کرنے لگے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! PCS افسران میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ پائے کے لوگ پائے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والے اس سوتیلے سلوک کا فوری خاتمہ ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جب آپ ruling دیں گے تو پھر اس کے مطابق آئندہ فیصلہ ہو جائے گا لیکن چونکہ آپ نے اپنی ruling pending فرمائی ہے اس لئے اس کا تقریباً ایک تہائی portion ایسا بنتا ہے جو شیخ صاحب نے اس دوران پڑھا جس دوران یہ معاملہ اپوزیشن کے ممبران نے اٹھایا ہوا تھا۔ اس پر آپ کی ruling

pending ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو آپ شیخ صاحب سے کہیں کہ دوبارہ پڑھ دیں تاکہ کم از کم ایہ in order ہو جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اس تحریک کو دوبارہ پڑھیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ P.C.S افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔ جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس میں تمام پنجاب سے P.C.S افسران نے شمولیت اختیار کی۔ P.C.S افسران کا موقف یہ ہے کہ گریڈ 17 کے D.M.G افسران کو گریڈ 18 کے P.C.S افسران کے برابر کیا جارہا ہے جبکہ ایک P.C.S افسر کو گریڈ 17 سے 18 میں پہنچنے کے لئے 17 سے 19 سال درکار ہوتے ہیں جبکہ D.M.G افسر کو بغیر کسی تجربہ کے گریڈ 17 ہی میں پرائم پوسٹنگ یعنی اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ لگانے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ حقیتاً یہ بڑی ناانصافی ہو گی اگر ایک فریش D.M.G افسر کو 22 سالہ تجربہ رکھنے والے P.C.S افر پر فوقیت دی جائے یا اسے برابر سمجھا جائے۔ یہ امر بھی ایک حقیقت ہے کہ جب Devolution Plan کے تحت D.M.G افسران کی بہت بڑی تعداد کو ترقیاں دی گئیں تو اس وقت بھی P.C.S افسران کو نظر انداز کیا گیا۔ ایک اور تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ P.C.S افسران کی پروموشن ٹریننگ کی nominations بھی D.M.G افسران ہی کی مرہون منت ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت P.C.S افسران کے کوٹا کی گریڈ 20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ 21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

حالات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت NIPA میں جاری گریڈ20 کے ٹریننگ پروگرام کے لئے صرف ایک P.C.S افسر کو شرکت کا موقع دیا گیا ہے۔ سال 2010 میں P.C.S کے چار افسر جو کہ گریڈ20 میں ہیں ریٹائر ہو جائیں گے اور پورے پنجاب میں صرف ایک گریڈ20 کا P.C.S افسر رہ جائے گا۔P.C.S افسران کے لئے ہر گریڈ میں قانونی طور پر سالہا سال رہنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ D.M.G افسروں پر ایسی کوئی پابندی نہ ہے۔ ملک کے دوسرے صوبوں میں P.C.S افسران کے ساتھ بھی ایسی کوئی شرط نہ ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قوم کے لئے P.C.S افسران کی خدمات بھی کسی صورت D.M.G افسران سے کم نہ ہیں اور P.C.S افسران میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والے اس سوتیلے سلوک کا فوری خاتمہ ہونا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! P.C.S افسران کے ساتھ جو discrimination کا سلوک پہلے ہوتا رہا ہے جس کے متعلق محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ اس سے پہلے ایک دن وقفہ سوالات میں بھی یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے یہ بات کی تھی اور اب بھی میں حکومت پنجاب کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ PCS افسران سے ہونے والی اس discrimination کو دور کیا جائے گا اور ان کے ساتھ جو کوٹا پہلے سے طے ہے اور ان کو وہ حصہ بھی نہیں مل رہا۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ وہ حصہ ان کو ملے اور P.C.S افسران کی ایسوسی ایشن کے پچھلے دنوں انتخابات ہوئے ہیں۔ ان کے نو منتخب عہدیداران نے باضابطہ طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اپنی حلف برداری کی تقریب میں مدعو کیا ہوا ہے اور ان کی request وزیر اعلیٰ کے دفتر میں پہنچ چکی ہے۔ اس میں بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ جلد ان کو وقت دیں گے اور وہاں پر جو discrimination ہوئی ہے وہ خود اس کے متعلق اعلان فرمائیں گے اور اس کا اعادہ کریں گے کہ یہ discrimination جو ہوتی آ رہی ہے اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ دور کریں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے جو facts and figures کی بات کی ہے تو اس کے متعلق میں

سر دست کچھ نہیں کہتا، اس کا جواب موصول ہونے کے بعد جو actual position ہو گی وہ اس معزز ایوان کے سامنے رکھی جائے گی اس لئے آپ اس تحریک کو اگلے Tuesday تک pending فرمالیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ سے صرف یہ ruling چاہتا ہوں کہ کورم کی نشاندہی کے بعد رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی ہے۔ جس طرح انھوں نے یہ تحریک دوبارہ پڑھوائی ہے کہ یہ اس دوران پڑھی گئی کیا وہ کارروائی کا حصہ ہے، اس کے علاوہ دوسری گزارش یہ ہے کہ گھنٹیاں ابھی بج رہی تھیں کہ گنتی کی گئی، کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے جب بات کی ہے تو میں نے اس وقت تک کوئی ruling نہیں دی تھی۔ میں آپ کو اور رانا صاحب کو یہ بتاتا ہوں۔ ان کو پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ کا اور ہر رکن اسمبلی کا یہ حق ہے کہ وہ کسی وقت بھی کورم کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کمیٹی میں ہماری بات ہوئی تھی، جس کا ذکر انھوں نے بھی کیا ہے اور میں بھی آپ کو بتا چکا ہوں لیکن آپ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔ میں نے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیوں کے بجانے کا کہا، پانچ منٹ کے بعد کورم مکمل ہوتے ہی ہم نے کارروائی شروع کر دی۔ اس میں کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے۔ آپ میری بات نہیں سن رہے تھے۔ آپ کو بات سمجھنی چاہئے کہ میں انتہائی کوشش کرتا ہوں کہ میں آپ کی بات سنوں۔ جہاں تک کورم کا معاملہ ہے تو جب کورم پورا ہو جائے اور اس کے بعد کارروائی شروع ہو جائے تو بار بار interruption انتہائی غیر مناسب ہے۔ سپیکر جب ایک آرڈر کر دے کہ کورم پورا ہے تو آپ کے پاس چیلنج کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میری آپ سے اور اپنے بھائیوں سے بھی گزارش ہے کہissue یہ ہے کہ ہم اراکین پنجاب اسمبلی نے پنجاب اسمبلی کو کس طرح چلانا ہے۔ ہمیں دوراندیشی سے سوچ لینا چاہئے کہ باہر بیٹھے ہوئے لوگ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ میں 1988 میں اس اسمبلی میں آیا تھا تو آج تک اتنی دفعہ کورمpoint out نہیں کیا گیا۔ میری آپ سے اور ان سے بھی گزارش ہو گی کہ ہم ایسی روایات اسمبلی میں چھوڑ کر جائیں جس کی وجہ سے اسمبلی کا وقار بلند ہو۔ اگر اسمبلی کا وقار نیچے آئے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم نے اس قوم کے ساتھ غلط کیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

میاں طارق محمود: چیمہ صاحب کو بھی یہاں آتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے لیکن کیا ہم ممبران اسمبلی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اپوزیشن نے اپنا role ضرور ادا کرنا ہے لیکن role ادا کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم لوگوں کی نظروں میں نیچے گر جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ:I am on personal explanation کیونکہ ابھی انہوں نے کورم کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر:House کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ آج ہم نے pre-budget کے سلسلے میں بحث رکھی ہوئی تھی لیکن متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا ہم اس کو Tuesday پر لے جاتے ہیں کیونکہ میرے خیال میں Monday کو ہم نے پہلے ہی پانی کے issue کم بحث رکھی ہوئی ہے اور آج وقت بہت کم ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ منڈا صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کس کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: سارے ممبران ہی اہم بات بتانا چاہتے ہیں۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً میں نے آپ کو floor دیا ہے لیکن چیمہ صاحب personal explanation پر آ گئے ہیں ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ سپیکر کی دی ہوئی ruling پر ہم سب کو پورا اترنا ہے، اُس کو ہم challenge نہیں کر سکتے اور اس پر کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن جہاں تک ابھی میرے فاضل رکن نے کورم کی نشاندہی کے حوالے سے بات کی ہے تو آپ نے خود ruling دی ہے کہ کورم کی نشاندہی کوئی بھی رکن کر سکتا ہے۔ میرے فاضل ممبر نے کہا کہ ہم ایسی روایات ڈال رہے ہیں تو یقیناً انہوں نے صحیح کہا ہے، ہم ایسی گندی روایات نہیں ڈالنا چاہتے کہ کسی پارٹی کے ٹکٹ پر ہم منتخب ہو کر آئیں اور اُس پارٹی کو دھوکا دے کر دوسری لائن اختیار کر لیں اور حکومتی گیت گانے شروع ہو جائیں۔ یقیناً ہم ان باتوں اور ان روایات کا دھیان رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھی بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ یہاں پر ہم نے جو بھی point اٹھایا ہے مثبت اٹھایا ہے، مثبت اپوزیشن اپنائی ہے اور مثبت سیاست کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk and nobody shall interrupt. جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج House پنجاب کی عوام اور پریس بھی گواہ ہے کہ اس اپوزیشن نے جس طرح مثبت طریقے سے قانون سازی میں حصہ لیا ہے اس سے پہلے یہ مثال نہیں ملتی۔ آج تک اتنی بہترین ترامیم اور اتنی بہترین قانون سازی کسی بھی دورِ اپوزیشن میں نہیں ہوئی۔ یہ چیزیں اخبارات میں بھی آ چکی ہیں اور اگر آج کے اخبارات دیکھیں تو پریس والوں نے اپوزیشن کو appreciate کیا ہے۔ آج اپوزیشن بڑا اچھا کردار ادا کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ بڑی اچھی بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کو بھی چاہئے کہ اپنے دائرہ کار اور حدود میں رہ کر بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، سب کو اپنی اپنی حدود میں رہنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں بالکل relevant بات کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ کل ہم نے دانش سکول والا Bill پاس کیا ہے اس میں اپوزیشن نے جو بھی contribute کیا اُس پر سب نے appreciate کیا ہے اور کل میں نے خود بھی یہاں on the floor of the House appreciate کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بھی اُن کو appreciate کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے 18 مرتبہ اُس دوران کورم point out کیا تو اس روایت کا جواب انہوں نے خود دینا ہے لیکن میں نے خود حکومتی بنچوں کے حوالے سے on the floor of the House یہ بات کی کہ 18 مرتبہ کورم point out ہونے کے باوجود حکومتی بنچوں نے 18 مرتبہ کورم پورا کر کے کم از کم میڈیا اور اس معزز House کو یہ ثابت کیا ہے۔ کبھی یہ بات ہوتی تھی کہ کورم point out ہو جاتا ہے اور حکومتی بنچ

اسے پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تو ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ جب ہم نے قانون سازی کرنی ہو تو ہم کورم کو پورا رکھ سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ معزز اپوزیشن اراکین کی contribution کے متعلق یہ تاثر نہ آتا کہ وہ شاید اس بات کو لمبا اس لئے کر رہے ہیں کہ خدا کرے کورم ٹوٹ جائے۔ اگر یہ تاثر نہ ہو تا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی contribution کو چار چاند لگ جاتے۔ اب وہ ہر دفعہ جب بات کرتے تھے تو بات کرنے کے بعد کورم point out کرتے تھے۔ اس سے تاثر یہ ابھرا کہ شاید یہ ساری contribution اس لئے کر رہے ہیں کہ اس کو لمبا کریں اور جب کورم point out ہو تو کورم پورا نہ رہے۔ اس بات پر ہمیں افسوس ہے باقی ان کی contribution پر ہم انہیں appreciate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں دونوں کو شاباش دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اچھا کام کیا ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پلیز مجھے رانا صاحب کی بات کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، کس بات کا جواب دینا ہے؟

جناب شیر علی خان: انہوں نے جو ابھی بات کی ہے میں اس حوالے سے کوئی غیر مہذب بات نہیں کرنے لگا۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پہلے ہی اس بات کا یقین ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ قانون سازی میں اپوزیشن نے صرف کورم کی وجہ سے حصہ لیا ہے۔ ہر چیز کا negative تاثر کیوں گردانا جاتا ہے؟ میں رانا صاحب کی ذات پر کوئی بات نہیں کر رہا۔ انہوں نے جو بات کی ہے میں صرف اس حوالے سے کہہ

رہاہوں کہ اگر کورمpoint out سات گھنٹوں میں سات دفعہ ہوا ہے تو ہم یہاں سے اُٹھ کر نہیں گئے بلکہ بیٹھے رہے تھے اور کورم اس لئے point out کیا کہ فاضل ممبران House کے اندر بیٹھ کر قانون سازی میں حصہ لیں، نہ کہ کیفے ٹیریا میں بیٹھ کر چائے پیئں اور enjoy کریں۔ اگر وہ یہاں پر آئے ہیں تو قانون سازی کرنے ہی آئے ہیںand quorum is one third

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ آپ کو اس کا بھی نہیں پتا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!total strength اگر یہاں پر ہو تو شاید اوپر والی گیلری بھی بھر جائے گی۔

جناب سپیکر: one third نہیں ہوتا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترم میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ریکارڈ کی درستی کے لئے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شیخ علاؤالدین صاحب کی اس تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور حمایت اس لئے کرتا ہوں کہ یہ پہلی بار پیش نہیں ہوئی بلکہ یہ 1985 کی اسمبلی میں بھی پیش ہوئی تھی اور ہم ہی لوگ تھے جنہوں نے اسdiscrimination کے خلاف اس ایوان کے اندر agitate کیا تھا اور ایک accord تیار ہوا تھا جس کا وزیر قانون صاحب نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اُس وقت سے ہی ایڈیشنل چیف سیکرٹری کا تقرر ایک پی سی ایس افسر کا ہونا شروع ہوا تھا اس لئے میں شیخ صاحب کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب بس کریں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا تحریک پر بحث ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان سب تلخیوں کا جو ذکر ہو رہا ہے اس کو تھوڑا کم کریں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر اور کورم کی نشاندہی والی باتوں کو چھوڑیں۔ ہم لوگ بڑی دُور سے یہاں قانون سازی کے لئے آتے ہیں، اپنے کاموں کے لئے اور پنجاب حکومت کو چلانے کے لئے آپ سے تعاون کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دو دو منٹ پر ہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں جو ٹھیک نہیں ہے۔ دوسری بات اس ماحول کو چھیڑتے ہوئے اپنا ایک point آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ being a doctor پنجاب کے سارے ہسپتالوں کے علاوہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی لیبارٹری سے میں کافی حد تک مطمئن ہوں لیکن اس کے علاوہ پنجاب کے کسی بھی ہسپتال کی لیبارٹری صحیح طور پر کام نہیں کر رہی اور سارے کے سارے ڈاکٹر ٹیسٹ کے لئے پرائیویٹ ڈاکٹروں کو لکھ کر بھیجتے ہیں اور جو غریب لوگ ہیں وہ ٹیسٹ کروا کروا کر مر جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ڈاکٹر حکومت کے ہی employed ڈاکٹرز اور پروفیسرز ہیں جو لکھ کر دیتے ہیں کہ آپ کا ٹیسٹ یہاں سے ٹھیک نہیں ہو گا، وہاں سے ٹھیک نہیں ہو گا، جناح ہسپتال سے ٹھیک نہیں ہو گا، آپ باہر جائیں۔ جناب! یہ پوائنٹ بہت زیادہ ضروری ہے۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ مجھے میرے حلقے سے ایک دوست نے یہ لکھ کر بھیجا ہے۔

> Dr. Khalid Imtiaz Baloch Sb. MPA Punjab Assembly moved Resolution in the Assembly to pass a Bill for the prevention of inherited diseases of blood cancer, Thelasemia, Hemophilia, HIV, AVC, AIDS etc. The test of all these diseases should be carried out in a BHU, RHC etc before any "Nikah" is held from UC, DHQ ect.

میں یہ دو باتیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہا تھا۔ خدارا! جب صحت کے حوالے سے بحث ہو تو اس معاملے کو بھی شامل کریں۔ یہاں پر یہ میرے بھائی محترم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے Iqbalian بھی ہیں۔ مجھ سے ایک سال جونیئر ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا

ہوں کہ آپ کو لوگوں کی صحت کا خیال نہیں ہے۔ یہاں پر سب سے بڑی بیماری ہیپاٹائٹس ہے۔ میں خود بیماری کا شکار ہوں جس کا ذکر میں اس وقت نہیں کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود نوٹس لیا ہے۔ خدارا اہم اپنی تلخیوں کو بھول کر عوام کے مسائل کی طرف توجہ دیں۔ یہ معزز ایوان ہے اور اپوزیشن معزز ایوان کا حصہ ہیں ان کے بغیر معزز ایوان نہیں چلتا۔ مگر یہ اس معزز ایوان کی اکثریت کی ہر وقت بے عزتی کریں اور چیمہ صاحب ہر وقت اٹھ کر جس انداز سے بات کرتے ہیں وہ انداز ٹھیک نہیں ہے۔ چیمہ صاحب ایک بڑے اچھے گھرانے سے ہیں، میں بھی اسی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا اس شہر سے تعلق ہے۔ ان کے شہر میں میری شادی ہوئی ہے۔ یہ اس floor پر کھڑے ہو کر کیسی باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہیں کہ to be respectful to the people شکریہ

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ No point of order. چودھری صاحب! مجھے ان کی بات سن لینے دیں وہ بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
ون فائیو کی سروسز کا سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے
لاہور کی عوام کو پریشانی کا سامنا

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں اور میں بڑے اہم معاملے کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ لاہور میں چند ماہ پہلے ون فائیو پر blast ہوا تھا۔ اس کے بعد ون فائیو کی سروسز جن کا مقصد یہ ہے کہ جو کال بھی کی جائے چند منٹوں میں جہاں بھی کوئی حادثہ یا وقوعہ ہو رہا ہے اس پر پولیس پہنچ جائے لیکن اس کے بعد ون فائیو کی سروسز کا software ختم ہو چکا ہے اور جہاں سے بھی کال کی جاتی ہے وہاں پر پولیس بروقت اس لئے نہیں پہنچتی کیونکہ یہ سارا سسٹم manually handle کیا جا رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ کہ مورخہ 10 تاریخ کو میرے

حلقے میں ڈکیتی کی ایک واردات ہوئی۔ یہ واردات بیس منٹ تک چلتی رہی اور اس واردات کے دوران وہاں پر لوگوں نے ون فائیو پر کال کی۔ اس واردات سے دو تھانے صرف چھ منٹ کی مسافت پر ہیں ایک دو کلو میٹر پر ہے اور دوسرا تین کلو میٹر پر ہے لیکن اس کے باوجود 45 منٹ تک پولیس وہاں پر نہیں پہنچ سکی۔ون فائیو پر جو کال کی گئی اس کا ریکارڈ بھی میرے پاس موجود ہے۔ جب میں نے ایک سینئر افسر سے بات کی تو انہوں نے اس بات پر کہ میں ان کا نام نہیں لوں گا بتایا کہ ون فائیو کا یہ سسٹم پچھلے کئی مہینوں سے جب سے یہ blast ہوا ہے کام نہیں کر رہا۔ وزیر قانون سے میری درخواست ہے کہ اس پر صرف 22 لاکھ روپے کی لاگت آئے گی لاہور شہر کی ایک کروڑ آبادی کے لئے یہ سسٹم تھا جو کہ خراب ہوا پڑا ہے۔ اس کی بہتری کے لئے کوشش کی جائے یہ جو لوگوں کو سروسز دی گئی ہیں اس کا اصل مقصد فوت ہو چکا ہے اس کے لئے آپ ان کو خصوصی ہدایات فرمائیں تاکہ ون فائیو کی اس سہولت کو دوبارہ ٹھیک کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے جو پوائنٹ بتایا ہے یہ بڑا ضروری ہے۔ آپ کو ون فائیو کی سروسز کو چالو کرنا چاہئے اور اس میں اگر کوئی تھوڑی بہت رقم آپ کو خرچ کرنی پڑتی ہے تو عوام کی سہولت کے لئے کر دیجئے۔ یہ بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہی اس بارے میں معلوم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج میں بیس دفعہ کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے وقت نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کھڑے ہوئے ایک دفعہ ضرور دیکھا ہے۔ House کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کوئی ممبر یا وزیر میڈیا پر بات کرتا ہے۔ میرے پاس یہ ایک reference ہے اور محترم رانا ثناء اللہ صاحب کا ایک چھوٹا سا بیان ہے۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے اس کی تصحیح چاہوں گا کہ کل انہوں نے اسمبلی میں Call Attention Notice پر بات کی تھی اور پھر میڈیا میں بھی بیان دیا ہے رانا ثناء اللہ نے کہا ہے کہ: پرویز الہیٰ کے وزارت اعلیٰ کے دور میں گجرات میں اشتہاریوں کی باقاعدہ طور پر وجاہت فورس بنائی گئی۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ نوائے وقت اخبار ہے کوئی چھوٹا موٹا اخبار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ کہا ہے کہ گجرات میں اشتہاری تھے۔ شاہ صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں۔ ان کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔ میں نے آپ کے لئے وقت بڑھایا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: مزید رانا صاحب نے کہا کہ سابقا رکن قومی اسمبلی اور ہمارے دوست چودھری فاروق کو بھی انہی اشتہاریوں نے قتل کیا۔ انہوں نے کہا کہ پی سی او ججز نے اشتہاریوں کے خلاف آپریشن رکوانے کے لئے ان کی فائلیں تھانوں سے منگوا کر اپنی درازوں میں رکھ دیں اب حکومت دوبارہ ہائی کورٹ کے ساتھ رابطے میں ہے۔ وہ وزیر قانون ہیں۔ شاید میں کچھ نہ سمجھ سکا ہوں۔ ایک تو بات دو اشخاص کے متعلق کی ہے جو کہ گجرات کی بڑی اہم شخصیات تھیں۔ سید منظور حسین شاہ صاحب جنہیں چودھری منظور لکھا ہوا ہے اور چودھری فاروق صاحب جو ہمارے وزیر قانون بھی رہ چکے ہیں وہ چودھری ارشد ایم پی اے کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کے بھائی اس کیس کے مدعی ہیں۔ رانا صاحب نے اس کو وجاہت فورس کے اشتہاریوں سے منسوب کیا ہے۔ دوسری طرف سید منظور حسین شاہ جو قتل ہوئے تھے ان کے ملزمان ملک سے باہر ہیں اور ان کے بھائی پاکستان مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو گئے ہیں وہ اچھی طرح سے ان کو بتا سکتے ہیں کہ ہمارے مخالفین کون تھے

اور ہمارے بھائی کو کس نے قتل کیا تھا۔ چودھری ارشد صاحب یہ خود بتائیں گے کہ ان کے بھائی چودھری فاروق صاحب جو شہید ہوئے ہیں وہ کس نے واقعہ کیا تھا اور میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ میڈیا پر جا کر غلط بیانی نہ کیا کریں۔ جہاں تک وجاہت فورس کا تعلق ہے تقریباڈیڑھ سال پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: جن کے متعلق ہے وہ میڈیا میں اس کا جواب دے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ 167 بندوں کے خلاف پرچہ ہوا تھا اس بات کا House کو بھی پتا چلے اور میڈیا کو بھی پتا چلے کہ اس کے اصل حقائق کیا ہیں۔ آپ کے ایڈووکیٹ جنرل خواجہ حارث صاحب نے اس پرچے میں ڈی پی او کو کہا تھا کہ آپ نے غلط بیانی سے کام لیا۔ ڈی پی او اور ایڈووکیٹ جنرل کا جھگڑا ہوا۔ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے حکومت پنجاب کو کہا کہ اگر آپ نے اس ایس ایس پی کو رکھا تو میں استعفیٰ دیتا ہوں۔ اس وجہ سے حکومت کو ڈی پی او گجرات کو تبدیل کرنا پڑا۔ وہ پرچہ عام آدمیوں پر تھا کوئی مل میں کام کرتا ہے، کوئی ریڑھی لگاتا ہے اور کوئی کچھ اور کام کرتا ہے۔ جس طرح لوگ lovers organization بناتے ہیں کوئی Nawaz Sharif lover ہے، کوئی Musharraf lover ہے، یہ بھی اس قسم کی ایک چھوٹی سی تنظیم ہے ۔ جس کا رانا صاحب کو وجاہت فوبیا ہو گیا ہے اور وہ ہر وقت اخباروں میں وجاہت فورس، وجاہت فورس کا الاپ جاپتے ہیں۔ وہ گجرات میں جائیں۔ ہم انہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ ادھر جائیں اور ادھر جا کر دیکھیں، وہاں پر ان کے نمائندے موجود ہیں، ان کی پولیس موجود ہے وہ لوگوں کو دکھائیں کہ کہاں وجاہت فورس ہے اور کون سے اشتہاری انہوں نے پالے ہوئے ہیں؟ اس طرح ہر روز بیان دے دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ایسا الزام ہے تو وہ اس کی بے گناہی ثابت کریں گے۔ جی، شاہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں رہنے دیں۔ مہربانی کریں۔ آپ ان کو کیا بتانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ محترم۔۔۔

جناب سپیکر: جاتے جاتے کوئی الٹی بات نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!نہیں۔بالکل نہیں۔ محترم گھرال صاحب نے جو بات کی ہے، جس بات کی نشاندہی کی ہے وہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے کہاں کی ہے۔ اسHouseمیں جو بات ہو گی اگر وہ بات میں نے کی ہے تو میں اس کا جواب دینے کا پابند ہوں اور اگر ان کی طرف سے ہو گی تو وہ جواب دیں گے کیونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کی موجودگی میں بیٹھ کر کچھ بات طے ہوئی تھی کہ کسی بھی پارٹی کی لیڈرشپ کے حوالے سے آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو میڈیا میں کریں، وہ Houseمیں نہیں کریں گے۔ میں نے تو اس کی پابندی کی ہے ۔ Houseمیں یہ بات نہیں ہوئی میں نے جہاں پر یہ بات کی ہے وہ میرے علم میں ہے اگر ان کے پاس کوئی وضاحت ہے یا اس میں کوئی تصحیح ہے تو یہ وہاں پر کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرا ایک اہم issue تھا وہ تو رہ گیا۔ آپ اس کو Monday کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔Monday کو یہ نہیں آئے گا۔شاہ صاحب!آپ بولنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی،جناب سپیکر!میں بولنا چاہتا ہوں۔ آپ موقع تو دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر آپ کا یہ رویہ ہے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں دفتر کو کہہ رہا ہوں کہ وہ اس کو دیکھے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ اس مسئلہ کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: pending کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا بات ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میاں نصیر صاحب! شیخ صاحب کو واپس لے کر آئیں۔ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا ہے۔جی، شاہ صاحب۔Houseکا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وقت نہ بڑھائیں۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہے میں Mondayکو بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں Mondayکو کر لیں۔جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی Mondayکو بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منڈا آ گیا، Mondayکو منڈا آ گیا۔جی، Mondayکو منڈا صاحب بات کریں گے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین صاحب واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! خواتین کے متعلق بڑا اہم issue ہے جسے آپ چھوڑ رہے ہیں۔ آپ اسے کسی اور دن کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: کون سا بھلا؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شیخ صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا شیخ صاحبہ! وہ ابھی نہیں چھوڑا۔ میں ان کے ساتھ ایسے ہی بات کر رہا تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: آپ اسے کسی اور دن کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اسے Tuesdayکے لئے رکھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے کوئی اور دن دیں۔

جناب سپیکر: اگر ٹائم ملا تو اسے Mondayکو رکھ لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اگر کی بات نہیں ہے بلکہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: پھر Wednesdayکو رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کروڑوں عورتوں کا مسئلہ ہے اور میں اس پر ڈاکٹر ذاکر نائیک کی ایک ruling دوں گا جسے سن کر آپ بہت خوش ہوں گے۔ جمعہ کا ٹائم ہے میں اس کی ruling بھی دوں گا اور عورتوں کے مسائل کے اوپر۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اسے Monday کو رکھ لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ مجھے بتا دینا۔ Monday کو پانی پر بحث ہے اور یہ Wednesday کو رکھ لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15۔فروری 2010 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

2363

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال وترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر10بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب 2010، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نجکاری بورڈ پنجاب2010منظور کیا جائے۔

2۔ پانی کے مسئلے پر عام بحث

2365

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

سوموار،15۔فروری2010

(یوم الاثنین،30۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر ایک منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَلَقَدۡ كَتَبۡنَا فِي ٱلزَّبُورِ
مِنۢ بَعۡدِ ٱلذِّكۡرِ أَنَّ ٱلۡأَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ ٱلصَّٰلِحُونَ ۝١٠٥ إِنَّ فِي
هَٰذَا لَبَلَٰغًا لِّقَوۡمٍ عَٰبِدِينَ ۝١٠٦ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ ۝١٠٧

سُوْرَةُ الأنبيَاء آیات 105تا107

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے(105)عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے(106)اور (اے محمد ﷺ)ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے(107)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دنیا ہے اک دشت تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلع انوار آپ ہیں
مجھ کو کسی سے حاجت چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غم خوار آپ ہیں
ہو لاکھ آفتاب قیامت کی دھوپ تیز
میرے لئے تو سایہ دیوار آپ ہیں
یہ فخر کم نہیں کہ میں ہوں جس کی گرد راہ
اس قافلے کے قافلہ سالار آپ ہیں
دنیا ہے اک دشت تو گلزار آپ ہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غم خوار آپ ہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل کی نعت میں لفظ لجپال پر اعتراض کیا گیا۔ وہ لجپال ہیں اور قیامت کے روز وہی بخشوائیں گے۔ آپ نے اس پر جو کمیٹی بنائی ہے وہ تو پہلے بھی نعت کی مخالفت کرتے تھے۔اگر آپ نے کمیٹی بنانی ہی ہے تو اس میں وہ ممبران شامل کئے جائیں جو حضور پاک ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات نہیں ہے۔سب محبت کرتے ہیں۔کوئی ایسا نہیں جو محبت نہ کرتا ہو۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ کمیٹی تبدیل کریں یا ختم کر دیں۔یہ ہمارے مذہبی جذبات کا معاملہ ہے، اس پر کوئی compromise نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ہندلی صاحب نے جو بات کی ہے اس پر فوری نوٹس لیں، یہ بڑا serious issue ہے۔اس پر جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں ان لوگوں کو نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے نعت پڑھنے کی مخالفت کی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): آپ یہ کمیٹی تبدیل کر دیں یا پھر ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: ختم نہ کرائیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): آپ نے جن کو اس کمیٹی میں شامل کیا ہے وہ تو پہلے بھی مخالفت کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت ادھر House میں نہیں تھے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جب آپ نے یہ کمیٹی بنائی تھی ہم اس وقت House میں نہیں تھے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ نے اس معاملے میں سب سے پہلے 13 بندوں کی ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میں صرف یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ حضرت محمد ﷺ کے نام پر اس بات کے لئے یہاں کمیٹیاں بنتی رہیں کہ یہاں ان کی تعریف کی جائے یا نہ کی جائے۔ میں اس پر شدید احتجاج کروں گا۔ خدارا حضرت محمد ﷺ کے نام کو کسی کمیٹی میں مت کھینچیں۔ یہ کمیٹی ختم کریں اور پہلے جس طرح آپ کی اسمبلی نے فیصلہ کیا ہے اسے impose کریں، یہ کسی اور نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپ کی اسمبلی نے کیا ہے۔ یہ ایک مذہبی بات ہے۔ ہمارے دین کی بات ہے۔ اس کو مت چھیڑیں۔ یہ issue چنگاری ہے اور بہت بڑا بھانبڑ بن جائے گا۔ خدارا اسے مت چھیڑیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: آپ یہ کمیٹی ختم کر دیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! کوئی طریق کار ہوتا ہے۔ میں آپ کو بلاؤں گا اور بیٹھ کر اس پر بات کریں گے پھر جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس بارے میں میری submission بھی لے لیجئے۔

جناب سپیکر: یہ ساری بات تو ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ہندلی صاحب کی بات کو second کروں گی۔

جناب سپیکر: سب نے کیا ہے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں اور کسی کو بھی اس بات پر اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی بلاؤں گا اور ان کو بھی بلاؤں گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ یہ کمیٹی ختم کر دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ججوں کی ترقی سے متعلق جناب صدر کا آئینی فیصلہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ججوں کی ترقی کے معاملے پر صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کے پاس ایک فائل گئی اور انہوں نے اس پر بطور صدر ایک آئینی فیصلہ کیا کہ جو سینئر جج ہے وہ سپریم کورٹ میں جائے۔پہلے پوری قوم یہ مطالبہ کرتی تھی کہ سنیارٹی کو دیکھا جائے تو انہوں نے سنیارٹی کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے میرٹ پر فیصلہ کیا۔اس کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس پر notice لیا اور اب انہوں نے حکومت کو 18۔فروری کو بلایا ہے۔ اس بارے میں سپریم کورٹ کا جو بھی فیصلہ آئے گا حکومت اسے تسلیم کرے گی۔ہم یہ سمجھتے ہیں اور حکومت کی یہ opinion ہے کہ آئینی طور پر اور میرٹ کے حساب سے یہ فیصلہ درست ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہمارا موٴقف سننے کے بعد عدالت جو بھی فیصلہ دے گی ہم اسے قبول کریں گے۔

جناب سپیکر! صدر صاحب کے بڑے بھائی میاں نواز شریف صاحب نے کل ایک پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے کچھ ایسے الفاظ کہے جس وجہ سے کارکنوں میں اشتعال آیا لیکن صدر صاحب نے رات کو سخت ہدایات جاری کیں کہ کوئی کارکن اس بارے میں بات نہ کرے اور یہاں میں اس House میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اداروں میں ٹکراؤ ہو گا نہ ہی اس ملک میں کوئی ایمرجنسی لگے گی۔ہم جمہوریت کے لئے مفاہمت کی سیاست جاری رکھیں گے، ہم اس ملک اور عوام کے لئے مفاہمت کی سیاست، جمہوریت کو کامیاب کرنے کی سیاست، جمہوریت کی مضبوطی کی سیاست اور اس ملک میں جمہوری اداروں کی مضبوطی کی سیاست جاری رکھیں گے، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب میں

مفاہمت کی یہ سیاست ختم ہو جائے تو ان کی خواہش پوری نہیں ہو گی اور انشاءاللہ یہ مفاہمت کی سیاست ختم نہیں ہو گی۔اس ملک میں جمہوریت مضبوط ہو گی اور پھلے پھولے گی۔بہت مہربانی، شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No please اب کسی طرف سے بھی اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔رانا صاحب بول رہے ہیں ان کے بعد کسی کو بھی allow نہیں کروں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر!میں ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: No پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر!میں پھر بائیکاٹ کر کے چلا جاتا ہوں چونکہ میں جب بھی ٹائم مانگتا ہوں آپ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: حضور!آپ معاملے کی پیچیدگی سمجھیں اور تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر!رانا صاحب کی بات کے بعد آپ مجھے ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح راجہ ریاض صاحب یا صدر پاکستان، آصف علی زرداری صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں اس فیصلے کو defend کریں اور اس بات کو establish کرنے یا court کے سامنے پیش کرنے کی اپنی کوشش کریں کہ ان کا فیصلہ merit پر ہے، درست ہے یا آئین کے مطابق ہے اسی طرح سے میاں محمد نواز شریف کو ایک بڑی پارٹی کے قائد ہونے کے ناتے یہ حق حاصل ہے کہ وہ بھی اس بارے میں اپنا version یا اپنا مؤقف پیش کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اندر اتنے جمہوری رویے، جمہوریت سے اتنا لگاؤ اور برداشت کا مادہ ہونا چاہئے کہ جب ہم اپنے آپ کو یہ سمجھیں کہ ہم درست کہہ رہے ہیں تو اسی طرح جب کوئی دوسرا leader یا کوئی دوسرا قائد اپنا مؤقف بیان کرے تو اسے بھی ہمیں اسی حوصلے سے

برداشت کرنا چاہئے۔میں اس بات کو on the floor of the House واضح طور پر کہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی قیادت نے کل کے واقعات کی بنیاد پر ہونے والے احتجاج کے بارے میں پورے ملک اور صوبہ پنجاب میں اپنے لوگوں اور کارکنوں سے request کی ہے کہ وہ تحمل سے رہیں۔جن لوگوں کے دل ان واقعات سے دکھی ہوئے ہیں ہم نے ان سے request کی ہے اور یہ بات حکماً بھی کہی ہے کہ ہم نے قطعی طور پر ایک نامناسب بات کا جواب نامناسب انداز سے نہیں دینا۔(نعرہ ہائے تحسین)

تاہم میں سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پنجاب میں پارلیمانی لیڈر بھی ہیں کی اس بات کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انھوں نے جو یہ کہا کہ 18 تاریخ کو سپریم کورٹ میں اس معاملے کے بارے میں hearing ہو رہی ہے اور سپریم کورٹ جو بھی فیصلہ کرے گی اس فیصلے کو وفاقی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی تسلیم کرے گی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہی عدلیہ کی آزادی اور جمہوریت کی فتح کی بات ہے کہ متعلقہ forum، سپریم کورٹ آئین کی تشریح سے متعلق جو فیصلہ کرے اس کو تسلیم کیا جائے۔اسی کے ساتھ میں اپنی جماعت کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) اور اس کی قیادت آئین کی بالادستی کے لئے، جمہوریت اور اس system کی بقا کے لئے، اس system کی existence کے لئے اپنا بھرپور کردار کرتی رہے گی اور جو coalition partners ہمارے ساتھ ہیں ان کو بالکل ہم ساتھ لے کر چلنے کو تیار ہیں لیکن جمہوری رویوں، آئین میں دی گئی آزادیوں خواہ وہ عدلیہ کی آزادی ہو یا دوسرے معاملات ہوں ان کی قیمت پر نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے جو درخشاں اصول ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اور جو عدلیہ کی آزادی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے تمام coalition partners اور تمام دوسری جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔میں اس موقعے پر یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ معاہدے جو اپوزیشن میں بیٹھ کر پاکستان مسلم لیگ(ن) اور پیپلز پارٹی نے کئے تھے، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے کئے تھے ان پر جتنی جلد عمل ہو گا، جتنی جلد ہم ان چیزوں کو اس ملک کے آئین کا حصہ بنائیں گے اور وہ status quo جو آمریت کے دور میں آٹھ، نو سال چلتا رہا اس کو جتنی جلد ہم ختم کریں گے اتنا ہی ملک و قوم کے لئے بہتر ہو گا۔یہ چھوٹے موٹے معاملات جو کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی طرح سے آگے

آتے رہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک بہتر حل یہی ہے کہ ہم اس طرف قدم بڑھائیں، ان نعروں کو یاد کریں، ان باتوں کو یاد کریں جو ہم پانچ سال تک یہاں پر بیٹھ کر کرتے رہے ہیں، ہم نے ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے اپنی قوم سے وعدہ کیا ہے اور ہمارے منشور میں بھی یہ درج ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان چیزوں کا احترام کرے گی اور اس میں مزید دیر نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اسی حوالے سے بات کریں گے تو وہ سنی نہیں جائے گی کیونکہ آپ کے لیڈر صاحبان نے مکمل طور پر بات کر لی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں بھی الیکشن لڑ کر آیا ہوں۔ مجھے بھی اپنا مؤقف پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے محترم راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ 18 تاریخ کو جو فیصلہ ہو گا اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں لیکن meanwhile یہ Judges کو گالیاں نکالنا اور جو کچھ ان کے ورکرز کر رہے ہیں اس کو بھی بند کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ Judges کی promotion نہیں ہوتی بلکہ ان کی elevation ہوتی ہے۔ آرٹیکل 177 اور آرٹیکل 193 کے تحت ان کی elevation ہوتی ہے جس کے تحت چیف جسٹس پاکستان اور چیف جسٹس concerned ہائی کورٹ کی consultation لازمی ہے۔ جس کو مدنظر نہ رکھ کر انہوں نے صریحاً آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عدلیہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بات میں ذاتی طور پر کہہ رہا ہوں۔ پارٹی کے لحاظ سے نہیں، میں ایک وکیل ہوں اور میں اپنی وکالت کے پیشے کے اعتبار سے سمجھتا ہوں کہ اپنے جذبات کو اس House کی وساطت سے عوام تک پہنچاؤں۔ یہ میرا حق اور فرض ہے۔ یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہم نے ایک آزاد عدلیہ کا خواب دیکھا، جمہوریت، rule of law اور قانون کی حکمرانی کا جو خواب دیکھا تھا وہ ابھی پورا ہونا باقی ہے۔ اصل میں یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کوشش کی جا رہی ہے کہ عدلیہ کو آزاد نہ ہونے دیا جائے۔

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: مہربانی، میرے خیال میں آپ بھی عقل مندی کا ثبوت دیں اور اب تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 487، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 487 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بیت المال سے امداد کے طریق کار کو آسان بنانے کے ضمن میں اٹھائے گئے اقدامات

*487: **راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

بیت المال سے عام لوگوں کی امداد اور مریضوں کو علاج کے لئے امداد دینے کے طریق کار کو آسان بنانے کے ضمن میں موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

1۔ پنجاب بیت المال سے نادار، مستحق لوگوں کی مالی امداد کا طریقہ نہایت آسان ہے۔ عام لوگوں کے لئے مالی امداد پہلے آؤ پہلے پاؤ کے اصول پر دی جاتی ہے درخواست دہندہ مجوزہ فارم پر اپنی درخواست متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو جمع کرواتا ہے۔ ضلعی بیت المال کمیٹی اپنے اجلاس میں ممبر ضلعی بیت المال کمیٹی سے اس کے کوائف کی چھان بین / سفارش کے بعد اس کی امداد کو منظور / نامنظور کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد منظور شدہ درخواست دہندہ کو چیک جاری کر دیتی ہے۔

2۔ ضلعی بیت المال کمیٹی غریب، نادار مریضوں کو گورنمنٹ ہسپتال / فلاحی ادارہ جات کے ہسپتال میں موجود انجمن بہبودی مریضاں کی وساطت سے مالی امداد مہیا کرتی ہے یہ امداد

براہ راست مریض کو دینے کے بجائے انجمن یا ہسپتال کو دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ تشدد کا شکار خواتین کی پلاسٹک سرجری اور گونگے بہرے بچوں کو آلہ سماعت کے لئے اسی مجوزہ طریق کار کے مطابق مالی امداد مہیا کی جاتی ہے۔تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ بیت المال نے غریب، مسکین اور مستحق لوگوں کی مالی امداد کے لئے کیا طریق کار بنایا ہوا ہے؟اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ عام لوگوں کی مالی امداد کے لئے جو طریق کار ہے اس کے مطابق "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی بنیاد پر پیسے دیئے جاتے ہیں۔میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ بیت المال کا تصور یہ ہے کہ غریب لوگوں کی بچیوں کی شادی کے لئے فنڈز دیئے جاتے ہیں یا وہ غریب مریض جو کہ اپنا علاج کروانے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو علاج کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں۔انہوں نے جو یہ بتایا ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کے اصول کے تحت امداد دی جاتی ہے تو کیا یہاں پر کوئی اس طرح کا طریق کار نہیں ہے کہ کون کتنا ضرورت مند ہے تاکہ اسے پہلے امداد دی جائے منسٹر صاحب!ذرا "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!معزز ممبر "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کا طریق کار پوچھ رہے ہیں۔اگر کوئی انتہائی ضرورت مند ہے، جس کی امداد کرنا ناگزیر ہو تو کیا اس کو آپ accommodate کر سکتے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!اصل میں ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے پاس ایک مخصوص فنڈ ہوتا ہے اس لئے اگر درخواستیں زیادہ آجائیں تو پھر "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی درخواست دہندہ کو چیک کرتی ہے، اس کے معاملات کو دیکھتی ہے کہ آیا یہ بندہ deserve کرتا ہے تو پھر اس کی سفارش پر بھی فنڈز دے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔میرے خیال میں اس پر مزید دو ضمنی سوال ہو سکیں گے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ سوالات کافی زیادہ ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!محکمہ کی طرف سے جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "ہسپتالوں میں نادار مریضوں، تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کی مالی امداد کرتے ہیں۔" اس میں انہوں نے بتایا ہے

کہ سفارش بھی کی جاتی ہے، کوائف بھی جمع کئے جاتے ہیں اور چھان بین بھی کی جاتی ہے جبکہ یہاں جواب میں بتایا گیا ہے کہ 09-2008 میں کسی بھی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔ کسی سٹاف کو کوئی تنخواہ نہیں دی گئی تو پھر یہ چھان بین کس طرح کرتے ہیں، یہ کس طرح کوائف کی پڑتال کرتے ہیں جبکہ جواب میں کہہ رہے ہیں کہ کسی گاڑی پر کوئی خرچ آیا اور نہ کوئی تنخواہ دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ابھی آپ کی اس بارے میں تسلی کرواتے ہیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سوال تو ابھی take up ہی نہیں ہوا جس پر میرے محترم بھائی ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔ یہ تو اگلا سوال ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! جب ضلعی بیت المال کی کمیٹی موجود ہی نہیں ہے تو پھر وہ چھان بین کیسے کرتی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ضلعی کمیٹیاں نہیں ہیں تو اس لئے چھان بین بھی نہیں ہو رہی اور فنڈز بھی تقسیم نہیں ہو رہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر پنجاب میں یہ فنڈز نہیں دیئے جا رہے تو غریبوں کو یہ فنڈز دینے کا کب تک پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کب تک فنڈز دینا شروع کر دیں گے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ضلعی بیت المال کمیٹیوں کے پاس فنڈز موجود ہیں لیکن چونکہ وہ functional نہیں ہیں اس لئے وہ فنڈز استعمال نہیں ہو رہے۔

جناب سپیکر: Next Question جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2787۔

ضلع لاہور کو پنجاب بیت المال کی طرف سے رقم کی وصولی کی تفصیلات

*2787: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور کو بیت المال پنجاب کی طرف سے مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ موصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم لاہور میں غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم لاہور کے دفاتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم مذکورہ دفاتر کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سٹاف کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور کی چار کمیٹیوں کو پنجاب بیت المال کی طرف سے سال08-2007 میں مبلغ -/11,341,552روپے اور سال09-2008 کے دوران مبلغ -/16,563,396 روپے کی رقم وصول ہوئی۔ اس طرح دو سالوں کے دوران کل رقم -/27904948روپے وصول ہوئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران -/32,665,800روپے کی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	رضاکار ادارہ جات	مالی امداد	قرضہ	تعلیمی وظائف	شادی امداد	طبی امداد	کل رقم
لاہور سٹی	-	-/4,122,000	-	-/4,21,000	-/361,000	-	-/4,904,000
لاہور ماڈل ٹاؤن	-	-/11,735,000	-	-/478,000	-/520,000	-	-/1,273,300
لاہور صدر	-	-/417,000	-	-/730,800	-/200,000	-/70,000	-/1,417,800
لاہور کینٹ	-	-/10,728,000	-	-/898,000	-/1,985,000	-	-/1,361,1000
کل رقم	-	-/27,002,2000	-	-/2,527,800	-/3,066,000	-/70,000	-/3,266,5800

ان کمیٹیوں کے پاس پہلے سے موجود رقوم بھی ان میں شامل کر کے امداد جاری کی گئی۔ سال09-2008 میں کسی بھی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی کیونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں اس عرصہ میں ابھی تک غیر فعال ہیں۔

(ج) لاہور کے دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

(د) لاہور کے دفاتر کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

(ہ) سٹاف کی تنخواہوں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(ب) کا جواب موصول ہوا ہے کہ بیت المال کی ضلعی کمیٹیاں غیر فعال ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹیاں کب تک غیر فعال رہیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! ان کو بتائیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کمیٹیاں انشاء اللہ عنقریب بنادی جائیں گی جن سے یہ معاملات جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا پنجاب میں بیت المال کے پیسے لینے والے ختم ہو گئے ہیں یعنی پنجاب کے غرباء ختم کر دیئے گئے ہیں اور وزیر صاحب تاریخ بتائیں کہ یہ کب تک کمیٹیاں بنائیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! انہوں نے کمیٹیاں بنائے جانے کی تاریخ پوچھی ہے اور پوچھا ہے کہ کیا بیت المال کے پیسے لینے والے ختم ہو گئے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بیت المال کی امداد لینے والے ابھی موجود ہیں لیکن چونکہ یہ کمیٹیاں فعال نہیں ہیں اور میں نے ان کو عرض کی ہے کہ یہ عنقریب بُن جائیں گی۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے ضلعی آفیسر سوشل ویلفیئر جو ضلعی بیت المال کمیٹی کا سیکرٹری بھی ہوتا ہے اس نے اپنی سفارشات بھیجی ہیں لیکن پنجاب بیت المال کونسل نے ان کی سفارشات کو check کیا تو اس میں کہیں گڑبڑ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ان کی سفارشات کو واپس بھیج دیا ہے اور انہوں نے جو نام بھجوائے تھے وہ scrutinize ہو رہے ہیں جونہی یہ scrutiny ہو جائے گی انشاء اللہ وہ کمیٹیاں جلد بنادی جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز(ہ) میں جواب ہے کہ staff کی تنخواہوں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کمیٹیوں میں موجود staff کس ادارے کا ہوتا ہے اور ان کو تنخواہیں کہاں سے دی جاتی ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سارے کا سارا staff محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے ہوتا ہے اور محکمہ سوشل ویلفیئر ہی اپنے بجٹ سے ان کو تنخواہیں ادا کرتا ہے۔

جناب سپیکر: Next question محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر508۔

لاہور میں دارالامان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*508: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں بے گھر، بے سہارااور ظلم کا شکار ہونے والی خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنے دارالامان کام کر رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کتنی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود دارالامان میں خواتین کی تعداد کیا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ دارالامان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) 2002 سے مئی2008 تک لاہور کے دارالامانوں میں آنے والی اور واپس اپنے گھروں کو جانے والی خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(د) ضلع لاہور کے دارالامانوں میں تعینات عملہ کی تعداد، ان کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام صرف ایک دارالامان کام کر رہا ہے جو کہ شیر اکوٹ نزد یتیم خانہ چوک پر واقع ہے اور اس میں50 خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) لاہور دارالامان میں اس وقت کل 53 خواتین اور 17 بچے موجود ہیں۔

(ج) چونکہ لاہور میں دارالامان مالی سال 05-2004 میں قائم کیا گیا لہذا مئی 2002 سے خواتین کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے تاہم سال 2005 سے مئی 2008 تک لاہور کے دارالامان میں آنے والی خواتین کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور دارالامان میں تعینات عملہ کی تعداد10 ہے۔ ان کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!لاہور کی ایک کروڑ کی آبادی ہے اور دارالامان میں صرف50 خواتین موجود ہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ خواتین وہاں نہیں آ رہیں، اگر وہاں خواتین صرف عدالتی فیصلوں سے آئی ہوئی ہیں تو یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ وہ صرف عدالت کے فیصلے کے تحت ہی آئیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!جیسا کہ میری فاضل ممبر نے یہاں پر بات کی ہے تو اس وقت تقریباً 53 کے قریب خواتین دارالامان لاہور میں موجود ہیں اور میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو خواتین aggrieved ہوتی ہیں وہی یہاں آئیں گی ان کو بڑھانے چڑھانے کی بات نہیں ہے بلکہ اچھی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں بہتری کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!انہوں نے اپنے جواب میں جو statistics دیئے ہیں ان کے مطابق 2009 کے شروع میں کوئی بچہ یا کوئی بھی خاتون دارالامان میں موجود نہیں تھی، اگر وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک کروڑ کی آبادی میں خواتین کے حالات completely پر سکون ہیں تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے اس پر میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!اس کا decision عدالت عالیہ نے دینا ہوتا ہے، عدالت جسے refer کرتی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ اس خاتون کا دارالامان میں رہنا اس کی زندگی کے لئے تحفظ فراہم کرانے کی علامت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عدالت اسے refer کرتی ہے اور ہم اس کی نگہداشت کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ عدالت کی طرف سے کسی کو refer کیا جائے تو محکمے کی طرف سے کبھی اعتراض آیا ہو۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!لاہور دارالامان میں صرف50 خواتین کے رکھنے کی capacity ہے تو ایک کروڑ کی آبادی میں سے اگر زیادہ خواتین آ جائیں تو اس صورت میں محکمہ انہیں کہاں بھیجتا ہے اور کیا ایک کروڑ کی آبادی کو cater کرنے کے لئے یہ دارالامان کافی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بات تو کی ہے جو آپ نے شاید سنی نہیں۔ وزیر صاحب! آپ دوبارہ ان کو بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لاہور میں ہمارے hostels بھی موجود ہیں جو خواتین کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کبھی ایسی ضرورت پیش نہیں آئی اور اگر ایسی ضرورت پیش آئی تو ہمارے پاس اس کا alternate موجود ہے، ہم ان hostels میں ان خواتین کو accommodate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری!

جناب طاہر اقبال چودھری: سوال نمبر 3652۔

ضلع وہاڑی میں بیت المال فنڈز سے لوگوں کی امداد کی تفصیلات

*3652: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے ضلع وہاڑی میں بیت المال کو جنوری 2007 سے اب تک کتنے فنڈز فراہم کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں بیت المال سے کتنے لوگوں کی کن بنیادوں پر امداد کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اکثر مستحق غریب اور بے روزگار ہنر مند افراد کو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ضلع وہاڑی میں بیت المال کو مزید فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حکومت نے ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی کو جنوری 2007 سے اب تک مجموعی طور پر 9,952,698/- روپے کے فنڈز فراہم کئے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی نے جو رقم تقسیم کی ہے، تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تفصیل	تعداد	رقم

مالی امداد	181	1,007,429/۔
جہیز فنڈ	104	397,248/۔
علاج معالجہ	428	550,027/۔
NGO's	22	1,075,000/۔
تعلیمی وظیفہ	92	1,492,360/۔
ٹوٹل		4,522,064/۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر فنڈز مستحق غریب اور بے روز گار و ہنر مند افراد کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تمام مستحقین کو طریق کار کے بارے میں بتادیا جاتا ہے۔ ضلعی بیت المال کمیٹی وہاڑی کے پاس فنڈز موجود ہیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں، میں نے پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ اکثر مستحق، غریب اور بے روز گار ہنر مند افراد کو یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ فنڈز نہیں ہیں۔" تو اس کا جواب آیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے بلکہ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر فنڈز مستحق، غریب اور بے روز گار و ہنر مند افراد کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ تمام مستحقین کو طریق کار کے بارے میں بتادیا جاتا ہے۔ ضلعی بیت المال کمیٹی کے پاس فنڈز بھی موجود ہیں۔" اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر فنڈز بھی موجود ہیں تو پھر وہاں پر لوگوں کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جاتے اور یہ کہہ کر واپس کر دیا جاتا ہے کہ ادارے کے پاس فنڈز نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! معزز ممبر جو بات پوچھ رہے ہیں ان کو دوبارہ بتائیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اکتوبر 2008 سے پہلے جب تک کمیٹیاں فعال تھیں، اس وقت تک فنڈز دیئے گئے۔ اس کے بعد چونکہ کمیٹیاں نہ رہیں اس لئے ان کو کچھ بھی نہیں دیا جارہا۔ جب کمیٹیاں فعال ہوں گی تو فنڈز موجود ہیں ان کو انشاءاللہ دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "حکومت نے ضلع وہاڑی میں بیت المال کو جنوری 2007 سے اب تک کتنے فنڈز فراہم کئے ہیں؟" اس سوال کی تاریخ 29۔اگست

2009 ہے یعنی جواب 29۔اگست 2009 تک کا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع وہاڑی میں فنڈز موجود ہیں اور لوگوں کو دیئے بھی جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے کب کہا ہے کہ دیئے جارہے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کی تفصیل دی ہوئی ہے کہ ضلع وہاڑی میں جو رقم تقسیم کی گئی ہے اس کے متعلق جز(ب) میں تفصیل دی گئی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں تحلیل کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہا ہے کہ فنڈز فراہم کئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مذکورہ عرصہ کے دوران بیت المال کمیٹی وہاڑی نے جو رقم تقسیم کی ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ یہ جز(ب) کا جواب ہے۔ کیا وہاڑی پر کوئی خاص شفقت فرمائی جارہی ہے کہ باقی پورے پنجاب میں اکتوبر کے بعد کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے کیونکہ کمیٹیاں نہیں ہیں؟ وہاڑی کے متعلق اگست 2009 میں جواب آیا ہے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ فنڈز دیئے بھی جارہے ہیں اور اس کی تفصیل بھی بتارہے ہیں کیا یہ جواب غلط ہے یا misprint ہے، براہ مہربانی اس کی وزیر صاحب وضاحت فرمادیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں جس پر میری بہن نے دوبارہ پوچھ لیا ہے۔ یہ فنڈز اکتوبر 2008 تک ہی وہاڑی میں تقسیم ہوئے ہیں۔ یہ مالی سال نہیں ہے اور مالی سال اگلے جون تک جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ آج تک کا پوچھا ہے یعنی جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ میں کیسے assume کرلوں؟

جناب سپیکر: انھوں نے بتادیا ہے کہ اس کے بعد نہیں آئے اور انھوں نے کسی کو نہیں دیئے۔

محترمہ سیمل کامران: اس کا جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ سوال نمبر 487 کے جواب میں لکھا ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی اختیار کی جاتی ہے لیکن اس سوال کے جز(ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔ وزیر صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اپنی بات کی وضاحت کریں گے۔ جی، قریشی صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1202 ہے۔

لاہور شہر میں خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں کی تعداد و تفصیل

*1202: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت لاہور شہر میں خواتین کی فلاح و بہبود کے کتنے ادارے قائم ہیں، نام اور جگہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فلاحی اداروں نے سال 2003 تا 2007 تک فلاح و بہبود پر خرچ ہونے والے اخراجات کا کوئی آڈٹ نہیں کروایا ہے، اگر آڈٹ ہوا ہے تو ان کی رپورٹس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے ان فلاحی اداروں کو مزید بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر اہتمام لاہور میں خواتین کی فلاح و بہبود کے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں۔

1- دارالامان، (مختلف نوعیت کی تکالیف کا شکار خواتین کے لئے پناہ گاہ)شیر اکوٹ چوک یتیم خانہ لاہور

2- صنعت زار (خواتین کو سلائی کڑھائی اور دیگر فنوں میں تربیت دینے کا ادارہ)دبئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

3- کاشانہ (یتیم اور لاوارث بچیوں کا ادارہ)کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

4- وومن ڈویلپمنٹ سنٹر (خواتین کو فنی تعلیم فراہم کرنے کا ادارہ)ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن بالمقابل انٹرنیشنل بیکری لاہور

5- دارالفلاح (بیوہ خواتین کی فلاح و بہبود کا ادارہ)سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر ڈی 1 ٹاؤن شپ لاہور

(ب) یہ درست نہ ہے یہ ادارے چونکہ محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ہیں اس لئے ان کا آڈٹ، آڈیٹر جنرل پنجاب کرتا ہے اور ان تمام اداروں کے سالانہ آڈٹ ہوتے ہیں۔

(ج) محکمہ خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں میں وقتاً فوقتاً توسیع کرتا رہتا ہے۔موجودہ مالی سال کے دوران ضلع سرگودھا، نارووال، گوجرانوالہ اور ڈی جی خان میں یتیم بچیوں اور نادار خواتین کے لئے ادارے قائم کئے جارہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ اگر ان اداروں کا آڈٹ ہوا ہے تو ان کی reports کی تفصیلات دی جائیں۔ انھوں نے یہ تو بتا دیا ہے کہ آڈٹ ہوا ہے لیکن تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ اگر وزیر موصوف کو تفصیلات مہیا ہوئی ہیں تو مہربانی فرما کر وہ بتا دیں۔ اس سوال کا جواب 11۔اکتوبر 2008 کو آیا تھا۔ اس کے علاوہ جز(ج) میں انھوں نے بتایا کہ خواتین کے ادارے قائم کئے جارہے ہیں۔ آج ماشاءاللہ فروری 2010 ہے۔ یہ بتائیں کہ یہ ادارے کس قدر فعال ہو چکے ہیں یا قائم ہو چکے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ نے آڈٹ کی reports کے حوالے سے جو بات کی ہے تو وہ بہت بڑی reports ہیں انھیں اس طرح ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر محترمہ specifically! کسی پیرے کی بات کرتی ہیں تو ہم باقاعدہ اسے ایوان کی میز پر رکھوا دیں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ ادارے اب تک قائم ہو چکے ہیں یا فعال ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ ادارے فعال ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ انھوں نے توسیع کی بات کی ہے تو جیسے ہی ہمارے پاس فنڈز آئیں گے ہم کام کریں گے اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ وقتاً فوقتاً توسیع کے حوالے سے ہم عمل پیرا ہیں۔ جیسے ہی ہمارے پاس فنڈز دستیاب ہوں گے ہم توسیع کو یقینی بنائیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا خواتین کی بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے ان کو قرضے دیئے جاتے ہیں یا کوئی مالی امداد کی جاتی ہے؟ اس کے علاوہ وہ خواتین جو productsبناتی ہیں کیا ان کو فروخت کرنے کے لئے کوئی exhibitionحکومت arrangeکرتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہماری پالیسی میں یہ شامل ہے اور حکومت ایسی exhibition arrange کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ایک criteria بنایا ہے کہ جو خواتین ہمارے اداروں سے ہنر سیکھتی اور مستفید ہوتی ہیں ہم انھیں موقع دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو profit حاصل ہوتا ہے اس کا 90 فیصد اس خاتون کو ملتا ہے اور اس پر یہ پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ وہ ادارے میں بیٹھ کر کام کرے بلکہ وہ اپنے گھر پر بھی یہ کام کر سکتی ہے۔ اس منافع میں سے 90 فیصد اس خاتون کو اور 10 فیصد ادارے کو حاصل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf Question. No. 3671 (معزز رکن نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3671 دریافت کیا)

سال 09-2008 میں بیت المال فنڈز کی تقسیم و دیگر تفصیلات

* 3671: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے مالی سال09-2008 میں 22 کروڑ کا فنڈ محکمہ بیت المال کو جاری کیا تھا، جو مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکا اور بالآخر مذکورہ فنڈ وفاقی حکومت کو refund کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیت المال میں گزشتہ ایک سال کے دوران 12 لاکھ درخواستیں برائے علاج اور مالی امداد کے لئے وصول ہوئیں جبکہ جہیز کے لئے امداد کی 3 لاکھ سے زاید درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 35 ضلعی اور 25 ہزار 267 ذیلی کمیٹیاں بھی تشکیل نہ دی جا سکیں جس کے باعث امداد مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنڈ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، فوڈ سپورٹ سکیم اور سستی روٹی سکیم میں استعمال کر لیا گیا ہے جبکہ قانون اور قواعد کے مطابق زکوٰۃ کی مد میں صوبوں کے حصہ کو دیگر مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت قانون اور قاعدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیت المال کے مستحقین کی مشکلات کا ازالہ کرنے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت کی جانب سے برائے مالی سال09-2008 میں کوئی فنڈز وصول نہ ہوئے ہیں۔ پنجاب بیت المال کو 20 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت سے وصول ہوئی تھی جو ضلعی بیت المال کمیٹیوں کو تقسیم کر دی گئی۔

(ب) پنجاب بیت المال میں علاج معالجہ کے لئے09-2008 میں 425 اور جہیز فنڈ کے لئے 650 درخواستیں موصول ہوئیں ہیں۔ وہ متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو برائے ضروری کارروائی بھجوا دی گئیں۔

(ج) پنجاب بیت المال کی 35 ضلعی بیت المال کمیٹیاں مورخہ 25-10-2008 کو تحلیل ہو چکی ہیں۔ حکومت کی ہدایت کے مطابق ضلعی بیت المال کمیٹیوں کی تشکیل نو کے حوالے سے

نامزد گیاں حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں کمیٹیوں کی تشکیل ہونے کے بعد مستحقین کو امداد کی تقسیم شروع ہو جائے گی۔

(د) یہ غلط ہے۔پنجاب بیت المال کا فنڈ جو صوبائی حکومت سے موصول ہوا تھا وہ بیت المال کے مقاصد کے لئے ہی استعمال کیا گیا اور کوئی رقم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، فوڈ سپورٹ سکیم اور سستی روٹی سکیم میں استعمال نہ کی گئی ہے۔

(ہ) مستحقین کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب بیت المال "پہلے آؤ پہلے پاؤ" پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "وفاقی حکومت نے مالی سال 09-2008 میں 22 کروڑ روپے کا فنڈ محکمہ بیت المال کو جاری کیا جو مستحقین میں تقسیم نہیں ہو سکا اور بالآخر مذکورہ فنڈ وفاقی حکومت کو واپس کر دیا گیا۔" اس چیز کو محکمے نے جواب میں deny کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت کی جانب سے 09-2008 میں کوئی فنڈ وصول نہ ہوا ہے۔ پنجاب بیت المال کو20 کروڑ کی گرانٹ پنجاب حکومت سے وصول ہوئی تھی جو ضلعی کمیٹیوں کو تقسیم کر دیئے گئے۔" یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں The Punjab Baut-ul-Mal Act, 1991 ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ گرانٹ کہاں سے آتی ہے۔

The Government may establish a fund to be known as the Punjab Bait-ul-Mal to which shall be credited…

(a) Grants from the Government, the Federal Government, Local Bodies and International Islamic Agencies; and

(b) Voluntary donations including Sadqaat, Khairat and Atiat.

جناب سپیکر! یہ سوال پچھلے سال بھی پیش ہوا تھا اور اس کا یہی جواب دیا گیا تھا کہ Federal Government پنجاب کو گرانٹ نہیں دیتی۔ ایک بات بڑی واضح ہے کہ پنجاب حکومت کے پاس کوئی

بھی ایسا کنواں نہیں ہے جسے وہ کھودے اور وہاں سے پیسے نکال لے اور بیت المال کو فنڈز دے دے۔ Definitely اتنی بڑی بڑی رقمیں جو ہر سال بیت المال کو دی جاتی ہیں وہ صدقات اور خیرات سے نہیں آسکتیں۔ براہ مہربانی! وزیر صاحب مجھے اس کی وضاحت فرمادیں۔ اس کے بعد میں دوسرا ضمنی سوال کروں گی۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سوال بڑا طویل ہے مگر مختصراً عرض ہے کہ ان کی بات درست ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ وفاقی حکومت سے گرانٹ آسکتی ہے۔ میں ان کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ لکھا ضرور ہے لیکن نہیں آئی۔ پنجاب بیت المال کو وفاقی حکومت نے کوئی گرانٹ نہ دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔ Divisible Pool میں سے تمام صوبوں کو جو گرانٹ ملتی ہے اسی میں سے تعلیم، صحت، زراعت، زکوٰۃ وعشر، بیت المال اور تمام شعبے جو پنجاب حکومت کے under آتے ہیں انھیں Grants divide ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو فنڈز عطیات اور صدقات کی صورت میں ملتے ہیں وہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں اپنا اگلا ضمنی سوال کرتی ہوں کہ جز(ہ) کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ " مستحقین کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب بیت المال " پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی پر عملدرآمد کر رہا ہے۔"اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں فعال نہیں ہیں تو یہ "پہلے آؤ پہلے پاؤ کی "پالیسی کہاں پر عمل پیرا ہو رہی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پالیسی عمل پیرا نہیں ہے۔ جب کمیٹیاں کام ہی نہیں کر رہیں تو یہ پالیسی functional نہیں ہے۔ اکتوبر 2008 تک کمیٹیاں action میں تھیں اور فعال تھیں، اکتوبر 2008 تک "پہلے آؤ پہلے پاؤ" کی پالیسی تھی لیکن اب کمیٹیاں نہیں ہیں اس لئے اس میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے لیکن ہمیں اس طرح سے misguide کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ misguide نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ آرام سے بات کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہی ہیں اور آپ درمیان میں کیسے بول رہی ہیں؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب بھی 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ اگر محکمہ یہ mention کر دیتا کہ اکتوبر 2008 سے پہلے تک "پہلے آؤ پہلے پاؤ" پالیسی تھی تو اب چونکہ کمیٹیاں نہیں ہیں اس لئے بے چارا محکمہ بے بس ہے یہ mention کر دیتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آئندہ mention کرادیا کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اب آمنہ الفت صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا محترم وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ محکمہ بیت المال نے چونکہ دو سال سے پیسے distribute نہیں کئے تو محکمے کے پاس کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں، دوسرا ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ بیت المال سے ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں دوائیوں یا علاج کے لئے پیسے دیئے جا رہے ہیں یا نہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم پیسے نہیں دے رہے تو کیا ہسپتالوں میں بھی نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بالکل درست ہے۔ جب کمیٹیاں ہی نہیں ہیں تو پیسے کہاں سے دیں؟ ہم ہسپتالوں کو بھی اکتوبر 2008 کے بعد بیت المال سے پیسے نہیں دے رہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ محکمے کے پاس کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ کے پاس اب تک کتنے پیسے جمع ہو چکے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ اس کے لئے نیا سوال دے دیں تا کہ ان کو detail جواب دیا جا سکے۔

جناب سپیکر: ویسے سوال تو نیا بنتا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! لیکن ضمنی سوال ہونا چاہئے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہی ہے۔ انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ بیت المال میں علاج معالجہ کے لئے 425 درخواستیں اور جہیز فنڈ کے لئے 650 درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کو برائے ضروری کارروائی بھجوا دی گئیں۔ اس کا جواب 29۔اگست 2009 کو آیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ جو تقریباً ایک سال کا وقت گزر گیا ہے اُس میں اب تک محکمہ نے ان درخواستوں پر کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، جب سے سوالات شروع ہوئے ہیں اُس وقت سے یہ بات بتا رہے ہیں اور آپ پھر اُن کو اسی بات پر لا رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! اُن کو دوبارہ بتائیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا کہ چونکہ اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں نہیں ہیں۔ یہ درخواستیں بعد میں موصول ہوئی ہیں جو ہم نے بھجوا دی ہیں لیکن pending ہیں اور اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: وہ pending ہیں اور اُن پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔

محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: نہیں، اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا سوال ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 1203۔

جناب سپیکر: کیاجواب پڑھاہوا تصور کیاجائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

لاہور۔خواتین کی فلاح و بہبود کے اداروں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*1203: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں خواتین کے فلاحی اداروں میں متعدد اسامیاں خالی پڑی ہیں نیز خالی اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ان اداروں میں خالی اسامیوں کو ابھی تک پُر نہیں کیا گیاہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے متعلقہ سٹاف نہ ہونے کے باعث خواتین کی فلاح کا عمل رک گیاہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں خواتین کی فلاح کے اداروں میں متعدد اسامیاں خالی پڑی ہیں بلکہ صورت احوال یہ ہے کہ لاہور میں خواتین کے اداروں میں صرف دواسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	خالی پوسٹ
1۔	دارالامان	ڈرائیور
2۔	کاشانہ	کرافٹ انسٹرکٹر

(ب) چونکہ پنجاب میں بھرتیوں پر پابندی عائد ہے لہذا اب تک ان دواسامیوں کو پُر نہ کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جیسے ہی حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی کا خاتمہ ہو گا ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، شاباش۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کا ضمنی سوال آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ "جیسے ہی حکومت کی طرف سے بھرتی پر پابندی کا خاتمہ ہو گا ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔" یہ جواب 11۔اکتوبر 2008 کا ہے اور اب سال 2010 جا رہا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھرتیاں کر لی گئی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ یہ سوال 2008 کا تھا لیکن چونکہ اس period کے دوران ہمیں ٹائم مل گیا تھا تو اب recruitment کا عمل تمام تر مکمل ہو چکا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ضمنی سوال ہے تو دل کھول کر سوال کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں نے اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا۔ اگلے سوال پر کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کدھر گئی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ رُوٹھ کر باہر چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، کیوں رُوٹھی ہیں؟ انہیں آپ منا کر لائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ آرڈر کریں اور کوئی اُن کو منا کر لائے۔

جناب سپیکر: اگر ڈاکٹر صاحبہ رُوٹھ گئی ہیں تو انہیں منا کر لائیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ ہی اُن کو لے کر آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ٹھیک ہے۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف آپ سے ہے۔ یہ سوال نمبر1202 سوال نمبر3652 کے بعد کیوں آرہا ہے؟ ہمارے سوال serial number wise کیوں نہیں آتے، بعد کے سوال پہلے لگ جاتے ہیں اور پہلے کے سوال بعد میں لگ جاتے ہیں۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ہم آپ کو ریکارڈ دکھائیں گے۔

چودھری ندیم خادم: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کون سے منسٹر صاحب سے؟

چودھری ندیم خادم: حاجی احسان الدین قریشی صاحب جو بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ کمیٹیاں بہت جلد بن جائیں گی لیکن دو سال ہو گئے ہیں تو اس کے علاوہ اور کتنی جلدی ہو گی، کیا یہ کمیٹیاں بنانے میں تین سال اور لگائیں گے، منسٹر صاحب کمیٹیاں بنانے کے حوالے سے کوئی date fix دے سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ بہت جلدی بن جائیں گی جس کو اب دو سال ہو گئے ہیں اور میرے خیال میں ان کے باقی تقریباً دو اڑھائی سال رہ گئے ہیں تو کیا اس دوران یہ کمیٹیاں بن جائیں گی یا لوگ اسی طرح ہی ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے لیکن یہ سوال تو کامران مائیکل صاحب سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ بیت المال کے حوالے سے ہی پوچھ رہے ہیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ تو میں نے بتا دیا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میں بیت المال کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی kindly یہ mike on کر کے بتا دیں۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال حاجی احسان الدین صاحب کے متعلقہ ہے، آپ کے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لیکن یہ سوال سوشل ویلفیئر سے وابستہ ہے لہذا اُس پر یہ ضمنی سوال کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر انہوں نے information کے لئے پوچھ لیا ہے تو آپ کو اس میں کیوں پریشانی آ گئی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس وقت ضلعی بیت المال کمیٹیوں کے سیکرٹری موجود ہیں، اُن کی طرف سے کچھ سفارشات اور nominations آئی تھیں جن پر پنجاب بیت المال کونسل کو کچھ اعتراضات تھے اس لئے اُن سفارشات کو دوبارہ بھجوا دیا ہے کہ وہ ان کو بغور دیکھیں اور نام صحیح کریں۔ جونہی یہ process مکمل ہوتا ہے تو کمیٹیاں عنقریب بنا دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، یہ in process ہے۔ اگلا سوال محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ان کے ایماء پر سوال نمبر 3779۔ (معزز رکن نے جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3779 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سال09-2008، ضلع بہاولنگر کو بیت المال فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3779: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال09۔2008 کے دوران ضلع بہاولنگر کو بیت المال پنجاب کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جہیز فنڈ کے تحت تقسیم کی گئی؟

(د) کتنی رقم کس کس ہسپتال کو فراہم کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم lapse ہوئی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) مالی سال09-2008 کے دوران ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر کو بیت المال پنجاب کی طرف سے مبلغ-/5914423 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر نے سال09-2008 میں ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور ایڈمنسٹریشن کی مد میں ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر نے سال09-2008 کے دوران مبلغ -/32174 روپے خرچ کئے۔

(ج) جہیز فنڈ کی مد میں ضلعی بیت المال کمیٹی نے کوئی رقم تقسیم نہ کی ہے۔

(د) علاج معالجہ کی مد میں کسی بھی ہسپتال کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ہ) ضلعی بیت المال کمیٹی کی گرانٹ lapse نہیں ہوتی، اس لئے آمدہ گرانٹ ضلعی بیت المال کمیٹی کے اکاؤنٹ میں ہی جمع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی جس کے جواب میں انہوں نے تفصیل میں بتایا ہے کہ مبلغ -/32174روپے سال 2008-09 کے دوران ایڈمنسٹریشن کی مد میں خرچ ہوئے۔ مجھے اس کی تفصیل بتادی جائے۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ خود ہی فرمارہے ہیں کہ ایڈمنسٹریشن کی مد میں فلاں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ اس میں دفتری اخراجات جیسے فوٹو سٹیٹ، ٹیلیفون اور سٹیشنری وغیرہ کے لئے ہوتے ہیں کیونکہ وہاں پر ہمارا سیکرٹری موجود ہے اور لوگ درخواستیں بھی دیتے ہیں لہذا یہ اخراجات کوئی زیادہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ جتنے بھی اخراجات ہیں کیا بیت المال کے فنڈز سے ادا کئے جاتے ہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بیت المال کے فنڈ سے ہی ادا کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اُسی فنڈ سے ہی ادا کرنے ہوتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہوئی جس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ضلعی بیت المال کمیٹی بہاولنگر میں 2008-09 میں ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور اب تو مجھے بھی یہ ازبر ہو گیا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 کو کمیٹیاں تحلیل ہوئی تھیں تو اُس سے پہلے جو نو، ساڑھے نو مہینے بچتے تھے کیا ان میں بھی کوئی امداد تقسیم کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ادھر دھیان دیں کیونکہ آپ نے سوال کا جواب دینا ہوتا ہے۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمے نے یہ اخراجات غالباً 3 فیصد رکھے ہوتے ہیں کیونکہ یہ لازمی اخراجات ہیں ان کو کوئی نہیں روک سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ مجھے بتائیں اُن کو دیکھ کر نہ بتائیں کیونکہ میں نے ہی آپ سے پوچھنا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ اور پوچھا تھا۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ لازمی اخراجات ہوتے ہیں اور پنجاب بیت المال کونسل اس کے لئے 3 فیصد فنڈز رکھتی ہے اور اسی میں یہ اخراجات ہوتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ ضلعی بیت المال کمیٹیوں نے کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی اور کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر خرچ کی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی ایڈمنسٹریشن پر خرچ کی گئی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ ضلع بھر میں کسی بھی مد میں کوئی امداد تقسیم نہیں کی گئی۔ اب میں نے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ مجھے بھی بار بار سن کر زبانی رَٹ گیا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 کو کمیٹیاں تحلیل ہو گئی تھیں تو 24۔اکتوبر 2008 تک definitely انہوں نے مستحقین میں امداد تقسیم کی ہوگی تو محکمے نے یہ غلط جواب کیوں دیا ہے، kindly اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے عرض کرتا ہوں کہ وہی بات ہے کہ کسی غریب کو رقم دی ہی نہیں گئی۔ یہ فنڈز جو خرچ ہوئے ہیں مخصوص ہیں کیونکہ یہ اخراجات روکے نہیں جاسکتے اس لئے اس مخصوص فنڈ سے یہ اخراجات کئے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ بات نہیں پوچھی۔

جناب سپیکر: اب آپ خدیجہ عمر صاحبہ کو بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مطمئن ہونا چاہئے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کچھ دیا ہی نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں نے سوال کچھ اور پوچھا تھا مگر انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ کچھ اخراجات کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے کون سے اخراجات ہیں جو ہونے ہی ہوتے ہیں وزیر صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ٹیلیفون کے بلوں اور درخواستوں کی فوٹو کاپیوں اور سٹیشنری وغیرہ پر اخراجات ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ علاج معالجہ کی مد میں کسی بھی ہسپتال کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔ ہسپتالوں میں غریبوں کا جو مفت علاج ہوتا تھا اور ان کو دوائیں مفت فراہم کی جاتی تھیں کیا دو سال سے اس کا تسلسل رُک گیا ہے یا کس طرح سے غریبوں کا علاج کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے کیا آپ نے سنا نہیں؟ وہ اس کا جواب دے چکے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر 2522 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں NGO's کو چیک کرنے کی تفصیلات

*2522: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے NGO's کو چیک کرنے کے لئے کسی ادارے کو ذمہ داری سونپی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ NGO's گورنمنٹ کے مختلف محکموں یا اداروں کی بنیاد پر اندرون وبیرون ممالک سے فنڈز اکٹھے کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ NGO's کی مالی حسابات کو چیک کرنے کی مجاز ہے یا آڈٹ کرا سکتی ہے، اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود صرف ان NGO's کو چیک کرنے کا مجاز ہے جو کہ Social Voluntary Welfare Agencies Ordinance 1961 کے تحت رجسٹرڈ ہوں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ NGO's گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں مختلف قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ وہ ان محکموں کی رجسٹریشن کی بنیاد پر اندرون یا بیرون ممالک سے فنڈ اکٹھا کر سکتی ہیں لیکن اداروں کی بنیاد پر نہیں۔

(ج) جی ہاں! محکمہ سماجی بہبود کے ساتھ رجسٹرڈ NGO's سے آفیسر جس کو رجسٹریشن اتھارٹی یا کوئی اور رجسٹریشن اتھارٹی نے اپنی بجائے کسی بھی سوشل ویلفیئر آفیسر کو اختیار دیا ہو کہ وہ کسی بھی مناسب وقت پر اپنے محکمہ سے رجسٹرڈ شدہ NGO کے دیگر ریکارڈ جیسا کہ سکیورٹیز، کیش اور دیگر جائیداد جو کہ NGO کے پاس ہے اور دیگر documents جو کہ سوسائٹی ہذا سے متعلق ہیں کے حسابات کی چیکنگ کرنے کی مجاز ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!میرا NGO'sکے حوالے سے سوال ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ رجسٹرڈ NGO'sکو محکمہ چیک کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو NGO'sرجسٹرڈ نہیں ہیں ان کی چیکنگ محکمہ نہیں کر سکتا۔ جو رجسٹرڈ NGO'sنہیں ہیں ان کی چیکنگ کون کرتا ہے؟ ان کا کام تو بہت آسان ہے کیونکہ ان کی تو کوئی چیکنگ ہی نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ یہ NGO'sاداروں کو فنڈز اکٹھا کرنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتیں۔ اگر یہ اداروں کو استعمال نہیں کرتیں تو پھر یہ کس چیز کو استعمال کر کے باہر سے funding کرتی ہیں اس بارے میں ایوان کو بتایا جائے، اسی کے ساتھ ساتھ میں ایک اور سوال کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی NGO'sہیں ان کی اب تک اگر accountabilityہوتی رہی ہے تو کیا ان کے پاس ریکارڈ موجود ہے اور کیا یہ ریکارڈ فراہم کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صاحب!

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!اس وقت اداروں کی جو بات کی گئی ہے تقریبا آٹھ کے قریب ایسے ادارے ہیں جن کے ذریعے NGO'sرجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ سوشل ویلفیئر صرف ایک ادارہ نہیں ہے بلکہ آٹھ ادارے ایسے ہیں جن کے ذریعے رجسٹریشن ہوتی ہے۔ اس میں انڈسٹریز اور کوآپریٹوز وغیرہ ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنی NGO'sکو رجسٹرڈ کرتے ہیں اور وہ اس کے مجاز ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو ادارے Voluntary Social Welfare Agencies Ordinance, 1961 کے تحت ہمارے پاس رجسٹرڈ ہوتے ہیں، ہم مجاز ہوتے ہیں کہ ہم ان کا آڈٹ کریں، ہم ان کے پاس جائیں اور ہمارے جو مجاز افسران ہوتے ہیں وہ تحصیل کی سطح پر بھی اور ضلعی سطح پر بھی ان اداروں میں جا کر ان کا آڈٹ کر سکتے ہیں۔ دوسری بات جو کی گئی ہے میں کہنا چاہتا ہوں کہ صرف Donor Agencies ان NGO'sکو اس بنیاد پر donations دیتی ہیں جن کی رجسٹریشن متعلقہ محکمہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!اس ایوان میں NGO's کے سوال کے حوالے سے بتایا گیا کہ NGO's کو چیک نہیں کیا جاتا۔ یہ ان کے ذاتی فنڈز ہیں۔ اس میں کچھ confusion ہے یہاں پر کہا جاتا ہے کہ ان کو چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے بتا دیجئے کہ کس طریقے سے، کہاں پر چیک نہیں کیا جاتا اور کس جگہ پر ان کی چیکنگ ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر آپ جواب پڑھیں تو اس میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ اس میں Voluntary Social Welfare Agencies Ordinance, 1961 کے تحت چیک کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: مجھے یہ بتا دیں کہ کس rules کے تحت چیک نہیں کیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کن کو چیک کروانا چاہتی ہیں؟(قہقہے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں سب کو چیک کروانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو خود ساختہ NGO's ہیں جن کی رجسٹریشن بھی نہیں ہوتی۔ قانون نے ان کو کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ وہ کوئی بھی NGO بنالیں اور اس نام پر raising fund شروع کر دیں اور ان پر کوئی check نہ ہو میرا سوال ہے کہ کیا ان کے لئے کھلی چھٹی ہے یا قانون میں کوئی provision ہے کہ یہ بنا سکتے ہیں یا نہیں بنا سکتے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! کسی بھی ادارے یا کسی تنظیم کو فلاح و بہبود کے کام سے روکا نہیں جا سکتا۔ یہ ہر شخص کا حق ہے کہ اگر وہ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتا ہے تو اسے لینا چاہئے لیکن اگر کوئی قانون کی زد میں آتا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے یا misuse کرتا ہے تو پھر ہم اس پر کڑی نظر بھی رکھتے ہیں اور اس پر اپنی گرفت بھی رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے اب اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔جی، نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 3951 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2006 تا2009 کے دوران محکمہ بیت المال کو ملنے والے فنڈز کی تفصیلات

*3951: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بیت المال کو 07-2006 تا09۔2008 کوئی فنڈ ملا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو ہر مالی سال میں کتنا فنڈ ملا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران اس فنڈ سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد کیا تھی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جواب ہاں میں ہے۔تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

سال	فنڈز
2006-07	170,000,000/-
2007-08	100,000,000/-
2008-09	200,000,000/-
ٹوٹل	470,000,000/-

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران اس فنڈ سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد 42157 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب میں اس بارے میں پھر سوال کروں گی تو ایک ہی جواب آئے گا جو مجھے زبانی یاد ہو چکا ہے کہ 25۔اکتوبر 2008 سے کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ میں اس پر احتجاج کے طور پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ پچھلے سال جب بیت المال کا محکمہ اس House میں سوالات کے جوابات دے رہا تھا تو اس وقت یہ بتایا گیا تھا کہ جلد ہی کمیٹیاں بن جائیں گی

لیکن آج ہر سوال کے جواب میں rather ہر لائن کے جواب میں یہ کہا جارہا ہے کہ کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور ہم بے بس ہیں ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر محکمہ موجود ہے ان کی چیئر پرسن صاحبہ موجود ہیں ، ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے اس کے باوجود کمیٹیاں نہیں بنتیں تو محکمہ بیت المال کے افسروں کو گھر بھیجیں،ان کو rest دیں۔ان کی تنخواہوں کے لئے over draft پر چلتا ہوا صوبہ متحمل نہیں ہے پھر محکمہ کس کے لئے کام کر رہا ہے۔ جب کرنا ہی کچھ نہیں ہے، غریب آدمی رو رہا ہے۔This is too much

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال پر ضمنی سوال ہو سکتا ہے ۔تقریر نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کی بات بڑی logical ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ضمنی سوال میں، میں احتجاج ہی کر سکتی ہوں وہ میں کر رہی ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب!بیت المال کی کمیٹیاں مکمل کیوں نہیں ہو رہیں؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میں دو تین بار اس کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کر چکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میری بہن سمجھ بھی چکی ہیں اس لئے احتجاجاً سوال کر ہی نہیں رہیں اس لئے میں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جواب یہی دیں گے کہ 2008 سے کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں جو کہ مجھے زبانی یاد ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!انہوں نے جواب میں ان لوگوں کی تعداد بتائی ہے جو لوگ مستفید ہوئے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ دو سال سے تو کمیٹیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ وہ وضاحت کریں کہ اتنی تعداد کیسے اور کب مستفید ہوئی ہے، مستفید ہونے کا کیا سال تھا، مسلم لیگ (ن) کی حکومت آنے سے پہلے مستفید ہوئے یا بعد میں مستفید ہوئے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ان کو پتا ہے اور انہوں نے یہ سوال غیر ضروری طور پر کیا ہے۔ اصل میں یہ تعداد وہ ہے جو اکتوبر 2008 سے پہلے مستفید ہو چکی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ 2008 سے پہلے مستفید ہو چکی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ مستفید ہونے والے لوگوں کی تعداد تقریباً 14 ہزار سالانہ بنتی ہے ان لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہے کہ وہ دو سال تک تو مستفید ہو رہے تھے لیکن اب کیوں مستفید نہیں ہو رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ جو لوگ مستفید ہو رہے تھے وہ اب کیوں نہیں ہو رہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!جب کمیٹیاں بن جائیں گی تو انشاء اللہ مستفید ہوں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹیاں کب تک بنیں گی؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا!پہلے بھی سپیکر کی موجودگی میں یہ بات چار مرتبہ کہی جا چکی ہے۔ میں نے ان کو بتایا ہے کہ ہمارے جو ضلعی سیکرٹری ہیں انہوں نے کچھ نام بھجوائے تھے اور پنجاب بیت المال کو نسل کو ان پر اعتراض تھا اور ان کو شک تھا کہ شاید یہ بھی ٹھیک نہیں ہے اور اب ان ناموں کو واپس کر کے ان کو ٹھیک کروایا جا رہا ہے اور جونہی وہ ٹھیک ہوں گے ہم یہ کمیٹیاں بنا دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ پچھلے tenure میں یہ کمیٹیاں فعال ہوئی تھیں تو کیا جب وہ گورنمنٹ دوبارہ آئے گی تو تب ہی یہ کمیٹیاں فعال ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جینڈر ریفارمز پروگرام کی ابتداء و دیگر تفصیلات

*2537: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جینڈر ریفارمز پروگرام کب شروع کیا گیا، اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران اس پروگرام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ج) مذکورہ کے دوران اس پروگرام کے تحت کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(د) اس پروگرام کے تحت کتنی رقم ان تین سالوں کے دوران غیر ممالک سے کن کن اداروں کی طرف سے موصول ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) پروگرام اپریل2006 میں شروع کیا گیا، اس کے مقاصد (objectives) درج ذیل ہیں:-

گریپ کا مقصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہے:-

- ایک ایسا لائحہ عمل بنانا جس سے صوبائی حکومت ایک متحرک اور فعال تنظیم میں تبدیل ہو کر آزادانہ طریقہ سے کام کرتے ہوئے، صنفی مساوات کو فروغ دے۔
- صوبائی سطح پر تمام عوامی سرگرمیوں میں صنفی مساوات کو فروغ دینا اور صنفی ناہمواریوں کو دور کرنا۔
- صوبائی حکومت میں سیاسی اور اعلیٰ سطح پر خواتین کی ہر ممکن اور مناسب حد تک نمائندگی تاکہ وہ بھرپور طریقہ سے مشاورتی فرائض سرانجام دے سکیں۔

- اس بات کی یقین دہانی کرنا کہ تمام صوبائی سرکاری ملازمین صنفی مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو کر مثبت طور پر خواتین کی قومی دھارے میں شمولیت کے مقصد کو آگے بڑھا سکیں۔
- پاکستانی معاشرہ کی سوچ وفکر میں صنفی رویوں کے حوالہ سے مثبت تبدیلی لانا۔
- خواتین میں سرکاری اداروں میں ملازمت کرنے کے رجحان کو بڑھانا۔

(ب)

سال2006-07 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	14 ملین روپے
سال2007-08 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	40 ملین روپے
سال2008-09 کے دوران مختص کی گئی رقم	:	90 ملین روپے
(ج) سال2006-07 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	60
سال2007-08 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	9
سال2008-09 کے دوران بھرتی کئے گئے افراد	:	9

(د) اس پروگرام کے تحت ان تین سالوں کے دوران غیر ممالک کی طرف سے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی۔

(ہ) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ کی گئی کل رقم -/2,435,500روپے ہے۔

ضلع حافظ آباد میں 08-2007اور09-2008 میں بیت المال فنڈز کی تقسیم کا معاملہ

*4095: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیاوزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ بیت المال کی طرف سے ضلع حافظ آباد کے لئے جولائی2007 سے 30۔جون 2008تک کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے، اگر ہاں تو کتنے؟

(ب) کیامذکورہ عرصہ میں بیت المال کے فنڈز سے کسی کی کوئی مالی امداد کی گئی، اگر ہاں تو ان کے نام مع پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا بیت المال سے امداد حاصل کرنے کا کوئی طریق کار طے شدہ ہے، اگر ہاں تو وہ کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنی امداد کی جاسکتی ہے؟

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ پنجاب بیت المال کی طرف سے ضلعی بیت المال کمیٹی حافظ آباد کے لئے جولائی2007 سے30۔جون2008تک مبلغ-/1255350روپے کے فنڈز مختص کئے گئے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں پنجاب بیت المال فنڈز سے جن مستحق افراد کی مالی امداد کی گئی ان کے نام مع پتاجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب بیت المال سے امداد حاصل کرنے کا طریق کار طے شدہ ہے "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر درخواست وصول کی جاتی ہیں۔درخواست دہندہ کو مجوزہ فارم مہیا کیا جاتا ہے۔ مطلوبہ فارم مکمل کرنے کے بعد سائل ضلعی کمیٹی کے دفتر میں جمع کراتا ہے، کمیٹی مذکورہ میں متعلقہ علاقہ کا ممبر اس کے استحقاق کی تصدیق کرتا ہے مستحق ہونے کی صورت میں ضلعی بیت المال کمیٹی کے اجلاس میں منظوری ہونے کے بعد سائل کو کراس چیک جاری کیا جاتا ہے۔جس کی حد-/10000 مقرر کی گئی ہے۔

جینڈر ریفارمز پروگرام کے تحت گریڈ17 اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2538: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جینڈر ریفارمز پروگرام کے تحت گریڈ17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور تنخواہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں پر سال07۔2006، 08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی مرمت /پٹرول اور ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف)

گریڈ17 کل اسامیاں: 6

گریڈ18 کل اسامیاں: 51

گریڈ19 کل اسامیاں: 1

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور تنخواہ کی تفصیل Annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

ان ملازمین کی تنخواہ پر 2006-07 میں خرچ کی گئی کل رقم :-/Rs. 3,290,000

ان ملازمین کی تنخواہ پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم: -/Rs.20,328,398

ان ملازمین کی تنخواہ پر (July 08 to Feb-09)2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم -/Rs. 20,328,398

(د)

ٹی اے/ڈی اے پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم: -/Rs. 580,297

ٹی اے/ڈی اے پر (July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs.786,225

(ہ)

2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs. 154,485

(July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم:-/Rs. 190,887

(و)

گاڑیوں کی مرمت پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs.172,889

گاڑیوں کی مرمت پر (July-08 to Feb-09) 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs.70,136

پٹرول پر 2007-08 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs. 503,634

پٹرول پر 2008-09 میں خرچ کی گئی کل رقم-/Rs. 766,159

لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر کنٹرول خواتین

کے ادارہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3203: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں خواتین کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول جو ادارہ جات کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مع نام بیان فرمائیں؟

(ب) کیاان اداروں میں خواتین کو کوئی ہنر بھی سکھایا جاتا ہے اور کیاان اداروں کے اپنے ذرائع آمدنی بھی ہیں اگر نہیں تو یہاں پر رہنے والی خواتین کے کھانے پینے کے انتظام کے لئے کون فنڈ فراہم کرتا ہے؟

(ج) 2007-08 سے آج تک کتنی خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے روزگار فراہم کیا گیا؟

(د) کیایہ درست ہے کہ خواتین کو ہنر سکھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ٹاؤن کی سطح پر صنعت زار کا منصوبہ 07-2006 میں شروع کیا گیا تھاوہ کن مراحل میں ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام خواتین کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:-

نام ادارہ	تعداد
صنعت زار:۔(خواتین کو مختلف ہنر کی تعلیم دینااوران کی مالی معاونت کے لئے کام مہیا کرنا)	01
دارالامان:(عدالتوں کی جانب سے بھیجی گئی خواتین کو عارضی اقامت مہیا کرنا)	01
قصر بہبود:(خواتین کو مختلف ہنر کی تربیت دینا)	01
ہاسٹل برائے ملازمت پیشہ خواتین	02
دارالفلاح(بیوہ خواتین کی عارضی رہائش، تربیت کے ذریعے بحالی)	01
کاشانہ:(غریب خواتین / بچوں کو تعلیم وتربیت کے ذریعے بحال کرنا)	01
جیل سوشل سروسز پراجیکٹ:(قیدی خواتین کو قانونی وسماجی بحالی کی خدمات مہیا کرنا)	01

(ب) درج بالا اداروں میں ماسوائے ہاسٹل کے باقی تمام اداروں میں خواتین کو مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔نیز ان اداروں کے اخراجات سالانہ محکمانہ بجٹ سے پورے کئے جاتے ہیں۔

(ج) درج بالا اداروں میں خواتین کو صرف ہنر سکھائے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہو سکیں اور اپنا کاروبار شروع کر سکیں۔

(د) ضلعی انتظامیہ نے ٹاؤن کی سطح پر صنعت زار شروع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن اس پر فی الحال کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے۔

لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے ہاسٹل کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3235: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کس کس جگہ محکمہ کے ہاسٹل ہیں ہر ہاسٹل میں کتنے کمرے ہیں؟

(ب) یہ ہاسٹل کب تعمیر کئے گئے تھے نیز ہر ہاسٹل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) ان ہاسٹل کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان ہاسٹل میں کن کن کو کن شرائط پر رہائش الاٹ کی جاتی ہے اور رہائش الاٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ہ) کیا حکومت لاہور شہر میں مزید ہاسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام دو ہاسٹل کام کر رہے ہیں جن میں سے ایک گلشن راوی اور دوسرا قصر بہبود ماڈل ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔قصر بہبود ماڈل ٹاؤن ہاسٹل میں کل 23 کمرے ہیں۔جن میں سے 22 کمرے رہائش کے طور پر جبکہ ایک کمرہ آفس کے استعمال کے لئے مختص ہے۔گلشن راوی ہاسٹل میں کل 35 کمرے ہیں جن میں سے دو کمرے آفس کے استعمال کے لئے جبکہ 33 کمرے رہائش کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

(ب) گلشن راوی ہاسٹل 1998 جبکہ ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں واقع ہاسٹل 1989 میں تعمیر کئے گئے تھے نیز یہ دونوں ہاسٹل تقریباً 02 کنال رقبے پر واقع ہیں۔

(ج) ماڈل ٹاؤن قصر بہبود ہاسٹل کے 2007-08 کے کل اخراجات-/575,175اور سال 2008-09 کے کل اخراجات-/571349روپے جبکہ گلشن راوی ہاسٹل کے سال2007-08 کے کل اخراجات1320689 جبکہ 2008-09 کے کل اخراجات-/1,853,667روپے ہیں۔

(د) ان ہاسٹلز میں ایسی ملازمت پیشہ خواتین جو کسی سرکاری یا پرائیویٹ ادارے میں کام کر رہی ہوں اور ان کا تعلق لاہور سے نہ ہو کو رہائش دی جاتی ہے۔

(ہ) محکمہ سماجی بہبود لاہور میں مزید ہاسٹل قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن اس کا انحصار زمین کی مناسب جگہ پر فراہمی اور مالی وسائل کی دستیابی پر ہے۔

اوکاڑہ / پاکپتن میں قائم دارالامان سے متعلقہ تفصیلات

*3311: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ اور ضلع پاکپتن شریف میں کتنے دارالامان ہیں اور کس کس تحصیل میں ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے، گریڈ اور نام سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان دارالامان میں کتنی خواتین و بچے قیام پذیر ہیں؟

(د) ان بلڈنگز کا کتنا کرایہ ادا کیا جا رہا ہے اور یہ کتنے کمروں پر مشتمل ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ایک ایک دارالامان کام کر رہا ہے اور وہ تحصیل اوکاڑہ اور پاکپتن میں واقع ہیں۔

(ب) ان اداروں میں کام کرنے والے عملے کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع اوکاڑہ

نام	گریڈ	عہدہ
فرحت حسین	17	سپرنٹنڈنٹ
عبداللہ ارشاد	14	اسسٹنٹ
نسرین لیاقت	12	کمپیوٹر آپریٹر
صائمہ سلیم	08	مذہبی معلمہ
شازیہ سلیم	08	ہینڈی کرافٹ ٹیچر
شوکت علی	02	نائب قاصد

محمد اسلم	02	نائب قاصد
محمد رمضان	02	باورچی
شریف مسیح	01	سویپر/خاکروب
	02	چوکیدار

ضلع پاکپتن

نام	گریڈ	عہدہ
عبدالرحمٰن	17	سپرنٹنڈنٹ
ذاکر حسین	12	کمپیوٹر آپریٹر
شازیہ منیر	08	
جمیلہ اقبال	08	مذہبی معلمہ
اعجاز مسیح	01	سویپر/خاکروب
عبدالرحمٰن	02	چوکیدار
محمد یٰسین	02	نائب قاصد

(ج) ان دارالامانوں میں اس وقت 23 خواتین اور 5 بچے موجود ہیں۔

(د) ضلع اوکاڑہ میں بلڈنگ کا کرایہ -/25000 روپے ماہانہ ہے اور اس میں کل 4 بڑے کمرے مع تین باتھ روم اور کچن موجود ہیں۔

ضلع پاکپتن میں بلڈنگ کا کرایہ -/24000 روپے ماہانہ ہے اور اس میں کل 12 کمرے موجود ہیں۔

ڈی جی سماجی بہبود کو فراہم کردہ فنڈز کی تفصیلات

*3312: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کے تحت جو ترقیاتی کام ہوئے ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کو سال09-2008 کے دوران کل 367.851 ملین روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا جس میں 36.815 ملین روپے غیر ترقیاتی اخراجات اور 331.036 ملین روپے ترقیاتی منصوبوں کے لئے فراہم کئے گئے۔ان رقومات کی مدوار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال09-2008 کے دوران ترقیاتی اخراجات کی مد میں 310.768 ملین روپے خرچ کئے گئے جبکہ غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں 26.489 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 14.339 ملین روپے جبکہ ٹی اے / ڈی اے کی مد میں 0.348 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(د) سال09-2008 کے دوران ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کے تحت کئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں قائم دارالامان اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*3314: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے دارالامان ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں کے لئے06-2005 اور08-2007 میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ج) کیا مذکورہ اداروں میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی منصوبہ شروع کیا گیا تھا اگر ہاں تو کب اور کیا اس منصوبہ پر کام ہوا ہے، اگر ہاں تو پراگریس سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ کو سرخ فیتہ کا شکار کر دیا گیا ہے؟

(ہ) جن اہلکاروں اور افسران کی عدم دلچسپی و غفلت کے باعث مذکورہ منصوبہ التواء کا شکار ہے، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام کل34 دارالامان کام کر رہے ہیں جو کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر ماسوائے ننکانہ صاحب اور چنیوٹ میں واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ اداروں کے لئے سال06-2005 میں کل37.840 ملین روپے اور سال 08-2007 میں کل40.500 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ج) کیونکہ تمام دارالامانوں میں محکمہ صاف پانی مہیا کر رہا ہے لہذا ایسا کوئی علیٰحدہ منصوبہ شروع نہ کیا گیا ہے۔

(د) چونکہ ایسا کوئی منصوبہ شروع ہی نہ ہوا ہے لہذا اس کا سرخ فیتہ کا شکار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) چونکہ ایسا کوئی منصوبہ شروع ہی نہ ہوا ہے لہذا اس کے التواء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لاہور۔ورکنگ وومن ہاسٹلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3343: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بھر میں سوشل ویلفیئر کے تحت کتنے ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں؟

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت بنائے گئے ورکنگ وومن ہاسٹلز کہاں کہاں پر واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت بنائے گئے ورکنگ وومن ہاسٹلز میں کل کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام اس وقت کل10 ہاسٹل کام کر رہے ہیں جو مندرجہ ذیل شہروں میں واقع ہیں۔لاہور، سرگودھا، گوجرانوالہ، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، راولپنڈی، فیصل آباد۔

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام دو ورکنگ وومن ہاسٹلز کام کر رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن قصر بہبود ماڈل ٹاؤن ایکسٹینیشن 12 ایم بلاک لاہور
2۔ ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی سوک سنٹر، لاہور

(ج) ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی میں اس وقت کل 44 خواتین رہائش پذیر ہیں جبکہ ہاسٹل فار ورکنگ وومن ماڈل ٹاؤن ایکسٹینیشن میں اس وقت کل 60 خواتین رہائش پذیر ہیں۔

لاہور میں "دستک" کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3386: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں "دستک" کے کل کتنے ادارے ہیں، نیز یہ ادارے لاہور میں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) لاہور میں یکم جنوری تا یکم مئی2009 اس ادارے میں کتنے بچوں نے پناہ لی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) دستک محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہے۔

(ب) دستک اے جی ایچ ایس لیگل ایڈ سیل کا پراجیکٹ ہے جو کہ سوسائٹی ایکٹ1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

لاہور شہر میں خواتین کو دستکاری کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*3424: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں عورتوں کو دستکاری کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنے سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے دستکاری سکول بند ہیں اور کیوں؟

(ج) حکومت لاہور میں بند دستکاری سکولوں کو فعال بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) ان دستکاری سکولوں کو09-2008 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں کوئی دستکاری سکول کام نہیں کر رہا۔تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ غیر سرکاری فلاحی تنظیموں کے زیر انتظام 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں۔جس میں محکمہ دستکاری سکول کی ٹیچر کو ماہانہ -/500 روپے اعزازیہ دیتا ہے۔

(ب) 10 دستکاری سکول بند ہیں یہ دستکاری سکول بند ہونے کی وجہ دستکاری ٹیچر کا ماہانہ اعزازیہ صرف -/500 روپے ہونا ہے۔

(ج) ان بند دستکاری سکولوں کو دوبارہ فعال بنانے کے لئے محکمہ نے دستکاری ٹیچرز کے اعزازیہ میں اضافہ کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھجوادی ہے جس کی منظوری کی صورت میں امید کی جاتی ہے کہ یہ دستکاری سکول بھی فعال ہو جائیں گے۔

(د) ان دستکاری سکولوں کو 09-2008 میں مبلغ -/237000 روپے دستکاری ٹیچر کے اعزازیہ کی مد میں دیئے گئے۔

پی پی۔63 فیصل آباد محکمہ سماجی بہبود کے قائم کردہ اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3503: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔63 فیصل آباد میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران محکمہ سماجی بہبود نے کتنی رقم کس کس منصوبہ پر خرچ کی؟

(ب) اس حلقہ میں محکمہ کے کتنے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان میں سے کتنے اداروں میں خواتین کو تعلیم دی جا رہی ہے؟

(ہ) ان اداروں میں کتنی خواتین تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

(و) حکومت اس حلقہ میں مزید کتنے ادارے خواتین کی فلاح بہبود کے لئے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران سرکاری طور پر کسی منصوبہ پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے کیونکہ محکمہ کے سرکاری ادارے صرف ضلعی سطح پر قائم ہوتے ہیں۔

(ب) اس حلقہ میں محکمہ سماجی بہبود کا کوئی سرکاری ادارہ نہیں چل رہا۔ تاہم محکمہ کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی دس فلاحی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ کڑھائی سلائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(د) ان میں سے چار اداروں میں خواتین کو تعلیم دی جاتی ہے۔

(ہ) اس وقت 75 خواتین ان اداروں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(و) سر دست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور حکومتی سطح پر کوئی اطلاع نہ ہے تاہم فلاحی تنظیموں کے قیام کی حوصلہ افزائی ضرور کی جائے گی۔

فیصل آباد شہر میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3505: **جناب محمد اجمل:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کس کس جگہ ورکنگ وومن ہاسٹلز ہیں؟

(ب) ان ہاسٹلز کے سال08۔2007اور09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) حکومت اس شہر میں ضرورت کے مطابق کتنے ہاسٹل مزید بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کا ایک ہی ورکنگ وومن ہاسٹل ہے جو کہ D۔508 پیپلز کالونی نمبر 1 سوشل ویلفیئر کمپلیکس فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) سال08۔2007 کا خرچہ -/937984روپے اور برائے سال09۔2008 کا خرچہ -/934565روپے ہے۔

(ج) سر دست ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ تاہم ضرورت کے مطابق مزید ہاسٹلز کی تجویز دی جاسکتی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود میں بھرتی کی تفصیلات

*3828:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2005 سے 30۔جون2009 تک ضلع فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام،ولدیت،عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت،ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) فہرست (ضمیمہ-1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریقہ اور میرٹ لسٹ (ضمیمہ-2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی فہرست (ضمیمہ-3) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئی ان اخبارات کے تراشے (ضمیمہ-4) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے اداروں کی تفصیلات

*3830:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت کون کون سے ادارے قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) سوشل ویلفیئر کے تحت خواتین کے لئے کتنے ادارے قائم کئے گئے ہیں، ان اداروں میں خواتین کی فلاح وبہبود کے لئے کون کون سے پروگرام ہیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ اس ضلع میں خواتین کے لئے موجودہ اداروں کی تعداد بہت کم ہے؟

(د) کیاحکومت اس ضلع میں خواتین کی فلاح وبہبود کے لئے مزید ادارے کھولنے کاارادہ رکھتی ہے، اگرہاں توکب تک، نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں05 سرکاری ادارہ جات کام کررہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ دارالامان 2۔ صنعت زار 3۔ نگہبان سنٹر

4۔ ڈے کیئر سنٹر 5۔ ہاسٹل فارورکنگ وومن

(ب) فیصل آباد میں خواتین کی فلاح وبہبود کے لئے تین ادارے کام کررہے ہیں۔

1۔دارالامان 2۔صنعت زار 3۔ ہاسٹل فارورکنگ وومن

دارالامان:

دارالامان میں ایسی بے سہاراخواتین جو کہ عدالت کے ذریعے اپنی مرضی یاNGO's کے ذریعے آتی ہیں ان کو عارضی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس دوران ان کو رہائش، کھانا پینا اور قانونی معلومات اور صحت کی سہولیات بھی مہیاکی جاتی ہیں۔

صنعت زار:

اس ادارہ میں خواتین کو کڑھائی، سلائی اور کٹنگ، فائبر گلاس میکنک، پینٹنگ بیوٹیشن کورس، فلاور میکنگ، لیدر ورک، ڈریس میکنگ وغیرہ کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ہاسٹل برائے ملازمت پیشہ خواتین:

اس ادارہ میں ملازمت پیشہ خواتین کونہایت مناسب قیمت پر رہائش فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) محکمہ سماجی بہبود آئندہ مالی سال میں تحصیل کی سطح پر خواتین کو تربیت دینے کے لئے صنعت زار قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں منصوبہ آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

Adult Beggary پر بنائی گئی ٹاسک فورس کی تفصیلات

*3939:ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Adult Beggary پر ایک ٹاسک فورس بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹاسک فورس کے ذریعے beggary کی curse کو ختم کرنے کے لئے plan برائے implementation دیا تھا اگر ہاں تو مذکورہ plan کو اب تک implement نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود نے مذکورہ پلان کو implement کرنا شروع کر دیا ہے اور اس سلسلے میں ابتدائی طور پر لاہور میں بیگرز ہوم بنانے کے لئے محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک سکیم شامل کر دی گئی ہے۔ سکیم ہذا کا PC-I منظور ہو چکا ہے اور عنقریب اس کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کام شروع کر دیا جائے گا۔

صوبہ پنجاب میں یتیم خانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3946:ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سیکٹر کے orphanages کے لئے پچھلے مالی سال کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) orphanages پر کتنی رقم فی بچہ فی سال کے حساب سے پچھلے دو سالوں میں خرچ ہوئی؟

(ج) صوبہ پنجاب میں کل کتنے orphanages ہیں اور ہر orphanage میں کل کتنے بچے داخل ہیں؟

(د) ہرorphanage میں سٹاف کی تعداد کتنی ہے ان کے نام، عہدے، گریڈ، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) کیاnon-government orphanages محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس registered ہیں نیزalready registered orphanages کوrenew کرتے وقت کیاcriteria ملحوظ رکھا جاتا ہے، تفصیل سے مطلع کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ ادارے2004 تک The Punjab Supervision and Control of Children Home Act 1976 کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کے کنٹرول میں تھے لیکن2004 کے بعد یہ ایکٹ Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 (Act XVIII of 2004) کے تحت تبدیل ہو گیا ہے اور ان اداروں کا انتظام محکمہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے پاس چلا گیا ہے۔

(ب) 2007-08 میں کل-/912201 اور 2008-09 میں -/1035022 روپے خرچ ہوئے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب میں کل 26 یتیم خانے ہیں تین گورنمنٹ کے ہیں۔جن کے نام یہ ہیں ایک ماڈل چلڈرن ہوم انجمن سلیمانیہ سمن آباد لاہور، دو دارالاطفال (مردانہ) یتیم خانہ بہاولپور تین دارالاطفال (زنانہ) یتیم خانہ بہاولپور اور (23) پرائیویٹ سیکٹر کے ہیں یہ تعداد2004 تک کی ہے۔

(د) گورنمنٹ کے تین ادارے ہیں۔

1۔ انجمن سلیمانیہ سمن آباد لاہور

2۔ دارالاطفال (مردانہ) یتیم خانہ بہاولپور

3 دارالاطفال (زنانہ) یتیم خانہ بہاولپور، سٹاف کے بارے میں معلومات منسلک ہیں۔

(ہ) 2004 تک محکمہ سوشل ویلفیئرNon Govt. Orphanage کو The Punjab Supervision and Control of Children Home Act, 1976 کے تحتRenew کرتا رہا ہے۔اس وقت ان کی

تعداد 23 تھی۔اس کے علاوہ تین ادارے گورنمنٹ کے ہیں لیکن2004 کے بعد یہ ایکٹ Children Act 2004 (Act XVIII of Punjab Destitute and Neglected (2004 کے تحت تبدیل ہو گیا ہے اور ان یتیم خانوں کا انتظام محکمہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے پاس چلا گیا ہے۔

ذہنی معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3953: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں ذہنی معذور بچوں کے لئے کتنے ادارے کن کن شہروں میں کام کر رہے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) ان اداروں میں ذہنی معذور بچوں کی فلاح و بہبود اور تربیت کے لئے حکومت مزید کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال کی جانب سے قائم کردہ صرف ایک ادارہ ذہنی معذور بچوں (لڑکوں) کے لئے لاہور میں چمن کے نام سے قائم ہے۔

(ب) ادارہ چمن میں معذور بچوں کو ڈے کیئر، نفسیاتی علاج/تھراپی، خوراک، تعلیم، کھیل جیسی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ذہنی معذور بچوں کی بہتر نگہداشت اور دیکھ بھال کے نقطہ نظر سے ان کے اہلخانہ/کنبہ کے افراد کی بھی کونسلنگ کی جاتی ہے۔

رجسٹرڈ سماجی بہبود تنظیموں کے آڈٹ کی تفصیلات

*4097: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کو مالی امداد فراہم نہیں کرتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رجسٹرڈ سماجی تنظیمیں ملک کے مختلف اداروں سے براہ راست مالی امداد حاصل کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تنظیموں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر سال اپنا آڈٹ کروائیں اگر وہ قانون کے مطابق آڈٹ نہیں کرواتیں تو ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے کسی بھی رجسٹرڈ سماجی تنظیم کو براہ راست مالی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! آڈٹ نہ کروانے کی صورت میں Voluntary Social Welfare Agencies (R&C) Control Ordinance 1961 کی شق10 کے تحت متعلقہ NGO کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔جس کے تحت NGO کی رجسٹریشن کی تنسیخ کی جاسکتی ہے اور اس کے اثاثہ جات کسی اور NGO کو منتقل کئے جاسکتے ہیں۔

ضلع قصور۔خواتین کی ویلفیئر کے اداروں کی تفصیلات

*4343: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں خواتین کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول جو ادارہ جات کام کر رہے ہیں ان کی تعداد مع نام و مقام بیان کریں اور یہ ادارے خواتین کی ترقی کے لئے کیا کیا فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روز گاری کم کرنے کے لئے10۔2009 کے بجٹ میں کوئی منصوبہ ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام دو ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

1- صنعت زار 2- دارالامان

صنعت زار:

صنعت زار کوٹ رکن دین ضلع قصور میں واقع ہے اور اس میں درج ذیل شعبہ جات میں تربیت فراہم کی جارہی ہے:۔

کڑھائی، سلائی اور کٹنگ، فائبر گلاس میکنگ، پینٹنگ، بیوٹیشن کورس، فلاور میکنگ، لیدر ورک، ڈریس میکنگ۔سال2007-08 کے دوران ان صنعت زاروں سے کل470 خواتین کو تربیت فراہم کی گئی۔

دارالامان:

دارالامان نزد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک تحصیل روڈ ضلع قصور میں واقع ہے۔دارالامان میں ایسی بے سہارا خواتین جو کہ عدالت کے ذریعے اپنی مرضی یا NGO's کے ذریعے آتی ہیں ان کو عارضی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔اس دوران ان کو قانونی معلومات اور صحت کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود خواتین کو تربیت فراہم کر کے ان کی خود انحصاری کے لئے کام کرتا ہے اور اس مقصد کے لئے صنعت زار قائم کئے گئے ہیں۔دوران سال محکمہ سماجی بہبود نے صنعت زار میں navtec کے تعاون سے شام کی کلاسز کا اجرأ کرنے کے لئے پی سی۔I بنالیا ہے جو کہ منظوری کے لئے navtec کو بھجوادیا گیا ہے۔جیسے ہی اس پی سی۔I کی منظوری ہو گی صنعت زار میں شام کی کلاسز کا اجرأ کر دیا جائے گا۔جس سے خواتین کو خود انحصار کرنے میں مدد ملے گی۔

سال2008-09، میں محکمہ سماجی بہبود کے ترقیاتی وغیر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*4344: **شیخ علاؤالدین:** کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال2008-09 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) تحصیل چونیاں میں اس بجٹ سے کتنے منصوبوں پر کام ہوا؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کے زیر کنٹرول جو جو ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل):

(الف) مالی سال09-2008 کے دوران ڈی جی سماجی بہبود کو کل 1038.767 ملین روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) 362.900 ترقیاتی اخراجات کے لئے اور675.867 غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل چونیاں میں اس سال کے دوران کسی منصوبہ پر کام نہیں ہوا۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! زکوٰۃ و عشر کے متعلق سوالات والے دن وزیر موصوف نے یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ جلد ہی کمیٹیوں کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔ Next day بھی جب میں نے یہ سوال raise کیا تو کہا گیا کہ رپورٹ آ رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے معزز وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ رپورٹ گلگت بلتستان سے آ رہی ہے کہ آج چار دن بعد بھی وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش نہیں ہو رہی؟ یہ زیادتی کی انتہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ریکارڈ چیک کریں وہ رپورٹ جمعہ کے دن پیش کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ رپورٹ آ چکی ہے اور کل circulate ہو جائے گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جیسا کہ میرے تمام معزز بھائیوں کے علم میں ہو گا کہ بسنت کے نام پر ایک غیر اسلامی تہوار منانے کی وجہ سے بہت سے معصوم بچے، جوان بھائی اور بزرگ گلے پر دھاتی ڈور پھر جانے کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ چند لوگوں کے لئے یہ amusement تھی لیکن بہت سے لوگ اپنی قیمتی جانیں، بہت سی مائیں اپنے بیٹے، بہت سی بہنیں اپنے جوان بھائی، بہت سے ماں باپ اپنے معصوم بچے گنوا بیٹھتے تھے میں اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس غیر اسلامی تہوار پر پابندی لگائی گئی اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کی طرف سے بھی بسنت کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اس کے منانے پر پابندی لگائی گئی لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک [***] شخص جو اس صوبے کا گورنر بنا بیٹھا ہے اور آج بھی جب میں آ رہا تھا تو دیکھا کہ وہ ایک ٹی وی انٹرویو پر کہہ رہا تھا کہ میں پتنگ اڑاؤں گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اس صوبے کے معصوم بچوں کا قاتل بنوں گا۔ میں اس ایوان کے ذریعے اس [***] شخص کو یہ پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ اگر اسے اس طرح قانون کی دھجیاں بکھیرنے کا بہت شوق ہے تو مہربانی کر کے صوبے سے باہر نکلے اور وہاں پر جا کر جتنی چاہے پتنگیں اڑائے۔ اگر اس نے اس طرح کی بدتمیزیاں جاری رکھیں تو میں اسے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام اس [***] شخص کو ایک پتنگ بنا کر ہوا میں اڑا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر جناب علی حیدر نور خان نیازی ایوان سے باہر چلے گئے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! [*****] جو یہ گورنر کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈار صاحبہ کے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور نیازی صاحب کے[***]کے الفاظ بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نیازی صاحب کو اپنی بات کا جواب بھی اخلاقی طور پر سننا چاہئے تھا اور وہ اپنی بات کہہ کر باہر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی لغاری صاحب! انہیں اس طرح جانا نہیں چاہئے تھا کیونکہ اول تو انہیں اس طرح کی بات کرنی نہیں چاہئے تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ان کے الفاظ حذف کروائے جائیں۔

(اس موقع پر علی حیدر نور خان نیازی ایوان میں واپس آ گئے)

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار علی حیدر نور خان نیازی کی طرف لپکیں تو انہیں محترمہ نگہت ناصر شیخ نے روک لیا)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے already وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔ اس وقت توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 372 حاجی اللہ رکھا صاحب کا ہے۔ جی، حاجی صاحب!

لاہور میں نوجوان لڑکی کے اغواء و قتل کی تفصیلات

جناب اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 372 ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3۔فروری 2010 کو گلشن راوی لاہور کی رہائشی شادی شدہ خاتون ثمرین شہباز کو سسرالی خاندان نے اغواء کیا اور تشدد کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ تھانہ گلشن راوی لاہور میں مقدمہ نمبر 10/81 درج ہوا، یہ مقدمہ کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے ابھی تک نامزد ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جو ملزمان پکڑے ہیں وہ بطور مہمان خاص تھانہ میں رہ رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس واقعہ میں نامزد ملزمان گرفتار کرنے، ان کے خلاف مقدمہ دہشت گردی کی عدالت میں چلانے اور ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) سر دست دوران تفتیش سسرالی خاندان کا ثمرین شہباز کو اغواء اور قتل کرنا سامنے نہ آیا ہے بلکہ بلال الہیٰ ولد منظور الہیٰ ملزم کا مسماۃ ثمرین شہباز کو اغواء کرنا سامنے آیا ہے۔ مغویہ کی آخری location بمطابق موبائل فون ریکارڈ کراچی پائی گئی ہے۔

(ب) خرم شہباز مدعی کی پیش کردہ درخواست پر جرم 346/34 ت، پ کا اطلاق پایا جا کر مقدمہ درج ہوا جو بعد اندراج مقدمہ دوران تفتیش مورخہ 10-2-2010 کو حسب درخواست ملک اعجاز خاوند مغویہ ثمرین شہباز جرم 380,496A ت، پ کا اطلاق پایا گیا۔

(ج) نامزد ملزمان ملک اعجاز علی، شہباز علی، امجد علی مسماۃ کوثر پروین اور مسماۃ افشاں کو شامل تفتیش کیا گیا۔ بے گناہ پائے جانے پر تفتیش سے فارغ کیا گیا۔

(د) اب تک تفتیش مقدمہ عمل میں لائے جانے پر کسی پولیس ملازم کی دونوں فریقین کے ملزمان کی سرپرستی کرنا سامنے نہ آیا ہے۔ مزید برآں حالات تفتیش سے دفعات مقدمہ ہذا انسداد دہشت گردی ایکٹ کے زمرے میں نہ آتی ہیں۔ تفتیش مقدمہ محمد شفیق SI انچارج تھانہ گلشن راوی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ تفتیشی آفیسر کو ہدایت کی گئی ہے کہ مقدمہ ہذا میں ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے مغویہ کو برآمد کر کے اور مقدمہ کو حقائق کی روشنی میں انصاف کے تقاضوں کو پورا رکھتے ہوئے میرٹ پر یکسو کیا جائے۔

جناب سپیکر! بلال الہیٰ کے ساتھ مغویہ اپنی مرضی سے گئی تھی اور ان کی location کے بعد وہاں سے trace out کر لیا گیا ہے اور ایک آدھ دن میں انہیں باضابطہ طور پر یہاں عدالت میں پیش کر کے مقدمہ کو حقائق کے مطابق یکسو کیا جائے گا اور اس میں تشدد اور قتل کرنے کا عنصر بالکل نہیں پایا جاتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں وزراء کے لئے ان کی سیٹیں مخصوص ہیں لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب پچھلی نشستوں پر بیٹھے ہیں تو آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنی نشست پر تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی سیٹ پر آگے تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر آبکاری و محصولات میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن عقبی نشست سے اٹھ کر وزراء کی مخصوص سیٹ پر آ گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 373 جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی۔

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 373 ہے۔

لاہور میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر ایک شخص کی ہلاکت

جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔فروری 2010 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق لال پل لاہور کے رہائشی 30 سالہ عامر کو ڈاکوؤں نے مغلپورہ میں گولی مار دی جو ہسپتال جاتے ہوئے دم توڑ گیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں قتل کے علاوہ ڈکیتی کی دفعات بھی لگائی گئی ہیں؟

(د) اس واقعہ کی تفتیش کن کن پولیس ملازمین نے کی ہے؟

(د) اب تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اگر کوئی گرفتاری نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ مورخہ 9-2-2010 کو مقتول عامر محمود موٹر سائیکل پر سوار ہو کر اپنے گھر واقع گنج بازار مغلپورہ جا رہا تھا کہ شالامار ہسپتال کے ساتھ والی گلی میں دو نامعلوم افراد کے ساتھ بحث و تکرار ہوئی جس پر اس کو فائر لگا اور ہسپتال لے جاتے ہوئے دم توڑ گیا۔

(ب) وقوعہ ہذا کی بابت مقدمہ نمبر 127/2010 مورخہ 9-2-2010 بجرم 302/34 ت پ تھانہ مغلپورہ لاہور رجسٹرڈ ہوا۔

(ج) حالات و واقعات کے مطابق ڈکیتی کا وقوعہ ثابت نہ ہوا ہے۔

(د) مقدمہ کی بابت تفتیش بذریعہ اظہار حسین انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن مغلپورہ ہمراہ شوکت علی سب انسپکٹر لائی جا رہی ہے۔

(ہ) نامعلوم ملزمان کی گرفتاری کے لئے ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد از جلد نامعلوم ملزمان کو trace کر کے گرفتاری عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے اس پر متعلقہ ایس پی کی محرک حاجی نوید انجم صاحب کے ساتھ بٹھا کر بات کروائی ہے اور سارے معاملے کو discuss بھی کیا ہے۔ ان کے پاس کچھ clue ہیں جن کو ابھی open کرنا تفتیش کو damage کر سکتا ہے۔ انشاء اللہ within next two weeks یہ مقدمہ work out ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ جی، شیخ صاحب! آپ کی بات سے پہلے میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ جو منسٹرز صاحبان آپ کے ساتھ بیٹھتے تھے آج سارے علیحدہ ہو کر بیٹھے ہیں۔ خیر تو ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ Valentine Day کا reaction ہے۔(قہقہہ)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ آپ کے علم میں لا رہا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ لاہور کی نئی نئی سڑکوں کو توڑا جا رہا ہے۔ میں صرف ایک واقعہ اس معزز ایوان کے علم میں لا رہا ہوں۔ گلبرگ میں PTCL والوں نے سڑکیں توڑیں، میں نے اس بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کیں تو آپ کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ TMA گلبرگ کا letter مجھے دکھایا گیا۔ جو بات میں کرنے لگا ہوں یہ بہت important ہے اس میں کروڑوں روپے کا مسئلہ ہے۔ مجھے letter دکھایا، پھر Demand Notice دکھایا اور اس کے ساتھ ایک Pay Order کی کاپی بھی لگی ہوئی تھی۔ میں نے کمشنر لاہور ڈویژن سے بات کی انہوں نے concerned TMA Office کو کہا کہ اس کی انکوائری کرو۔ جب موقع پر ایکسیئن آیا تو آپ سن کر حیران ہوں گے کہ اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم نے یہ گیارہ لاکھ روپے کا ان کو Demand Notice دیا تھا لیکن انہوں نے Demand Notice جمع ہی نہیں کروایا اور پورے علاقے کی نئی سڑکیں تباہ کر دیں۔ جب ان کو پتا لگا کہ یہ معاملہ میرے علم میں آ گیا ہے تو انہوں نے راتوں رات ہی اس کو عام مٹی سے بند کر دیا۔ ثبوت موجود ہے، میرے پاس letter بھی ثبوت کے طور پر موجود ہے۔ اسی طرح منٹگمری روڈ کو توڑ دیا ہے۔ حالانکہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے Demand Notice issue کیا جاتا ہے، اس پر ایک Pay Order بنک سے بنوالیا جاتا ہے پھر اس Pay Order کی فوٹو کاپی کر کے موقع پر دکھا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ وہ میں بتاتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ بیس لاکھ روپے کا Demand Notice تھا اور بیس لاکھ کا Pay Order بن گیا۔ عملے کے ساتھ مل کر پانچ لاکھ، چھ لاکھ روپے میں دن رات لگا کر digging کی اور سڑک تباہ کر دی۔ اس کے بعد، patch work تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ practically رقم تو آئی ہی نہیں۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ پھر funding ہوتی ہے، پھر estimation ہوتی ہے اور کروڑوں روپے کی سڑکیں اس طرح توڑی جا رہی ہیں۔ میرے پاس ثبوت موجود ہیں۔ میں آپ سے

کہتا ہوں کہ اس پر ابھی کمیٹی بنائی جائے اور میں ابھی دس منٹ میں ثبوت دیتا ہوں۔ یہ دیکھیں کہ صرف لاہور کی سڑکوں میں کتنا پیسا کھایا گیا اور یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح Demand Notice issue کر کے صرف Pay Order کی بنیاد پر digging کروا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ کافی important issue ہے۔ شیخ صاحب! آپ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے مل لیں چونکہ ان کا تعلق بھی لاہور سے ہے۔ لاء منسٹر صاحب سے بھی آپ بات کر لیں کیونکہ یہ واقعی بہت important مسئلہ ہے۔ آپ کو House میں ہی اس کا جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو local bodies کو deal کرتے ہیں کیونکہ TMAs ان کے نیچے آئیں گے اگر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اس کو دیکھ لیں تو ٹھیک ہے کیونکہ پتا نہیں لگ رہا ہے کہ کون کس کو deal کر رہا ہے۔ آپ بتا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے میں نے ان کے ذمہ لگایا ہے یہ House میں اس کا جواب دیں گے۔ منسٹر صاحب! آپ نے کل تک اس کا جواب positively لے کر دینا ہے کیونکہ یہ بڑا grave issue ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی بھی سڑکیں توڑی جا رہی ہیں اور اسی ڈرامے بازی سے توڑی جا رہی ہیں۔

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تنویر الاسلام صاحب!

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں House میں نہیں تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے فاضل ممبر نے گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر کے بارے میں بات کی ہے میں اس کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ جب last time یہ معاملہ اٹھا تھا تو چیف منسٹر پنجاب نے بھی کہا تھا کہ ہمیں پتنگ بازی پر کوئی objection نہیں ہے لیکن اس کے جو اثرات ہیں، لوگوں کی گردنیں کٹتی ہیں اور اس پر ہائیکورٹ کی پابندی بھی ہے۔ ہم ہائیکورٹ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، ہم ہائیکورٹ کے حکم

کے پابند ہیں لیکن جو زبان اور نازیبا الفاظ گورنر پنجاب کے بارے میں کہے گئے ہیں میں ان کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر کو گورنر پنجاب کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ کہنا زیب نہیں دیتا۔ اس Houseکا ایک تقدس ہے انہیں اس تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے ہی گورنر نہیں ہیں بلکہ صوبہ پنجاب کے گورنر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ الفاظ میں نے alreadyکارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔

(اذان عشاء)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی یہاں پر گورنر صاحب کی بات ہو رہی تھی تو گورنر Constitutional Head of the Province ہے۔ ہم گورنر کے conductکو on the floor of the House discuss نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ہمارے آئین میں موجود ہے۔ بے شک میرا تعلق ایک دوسری جماعت سے ہے لیکن ہمیں آئینی باتوں کو obeyکرنا چاہئے۔ میرے بھائی نے ابھی kite flyingپر ایک بات کی تھی تو The Punjab Prohibition of Kite Flying Ordinance...

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! گیلری میں بیٹھے ہوئے مہمان ہماری فلم بنا رہے ہیں انہیں روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بند کیا جائے یہاں سے کوئی فلم نہیں بنا سکتا۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے آئینی بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آئینی اور قانونی بات ہے وہ یہ ہے کہ جب کارروائی سے الفاظ حذف ہو جائیں تو وہ کارروائی کا حصہ ہی نہیں رہتے۔ جو چیز کارروائی کا حصہ نہیں رہتی اس پر ایوان میں بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ آرٹیکل کی بات ہے میرے بھائی نے غلط بات کی ہے۔ آرٹیکل پر، Constitution پر اگر ناجائز بات ہو گی تو پھر ہم بات کریں گے اگر information نہ ہو تو غلط information pass کرنے کے حق میں یہ ایوان متفق نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو صحیح information دینا چاہتی ہوں۔ The Punjab Prohibition of Kite Flying Ordinance جو کہ پچھلی دفعہ عجلت میں pass کیا گیا۔ آپ نے جلد ی میں وہ Ordinance بل کی صورت میں pass کیا۔ اس کے آرٹیکل نمبر 2 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> The Nazim of the concerned district may, through a notification, allow kite flying and sale of kites for a period not exceeding fifteen days during the spring season in a year.

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ judgements اور اس سے پہلے جو ہائی کورٹ کی judegments تھی اس کو بھی پڑھ لیتیں تو پھر بات بڑی clear ہو جاتی۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں ایک نہایت ہی اہم معاملہ کی طرف آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے ذریعے وزیر زکوٰۃ و عشر، حکومت پنجاب اور PIC, Hospital تک میں یہ پہنچانا چاہتا ہوں کہ فنڈز موجود ہیں اور کمیٹیاں غیر موجود ہیں ان حالات میں کیا کوئی interim بندوبست نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے مریضوں کی جان بچائی جا سکے، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں میرے گاؤں کا عبدالرشید نامی مریض دو ماہ PIC میں داخل رہا اس کا vital valve اور دوسرا valve تبدیل ہونا تھے، غریب نے کچھ مانگ تانگ کر بندوبست بھی کیا وہ بھی خرچ ہو گیا لیکن غریب کے علاج پر PIC نے توجہ دی اور نہ بیت المال نے توجہ دی آخر کار دو ماہ کے بعد مرنے کے لئے ہسپتال والوں نے اسے ہسپتال سے خارج کر دیا کہ بھائی گھر جا کر مر جاؤ۔ جب فنڈز موجود ہیں تو کیا کوئی interim

بندوبست نہیں ہو سکتا ؟کمیٹیاں غیر موجود ہیں اورایسے مستحق مریضوں کے لئے کیا interim بندوبست نہیں ہو سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر:راناصاحب!یہ بھی ایک issue ہے اس کو بھی ذرا آپ دیکھ لیجئے گا۔

پیر ولایت شاہ کھگہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں وکیل

اور ڈاکٹر کی لڑائی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

پیر ولایت شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میں آپ کی اور اس House کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب اور ہیلتھ منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ ضلع ساہیوال میں 17 اور 18 دن ہو گئے ہیں۔DHQ کے سارے ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں اور مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ وہاں مریض بے چارے خوار ہو رہے ہیں اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ پتا نہیں کہ وہاں پر انتظامیہ فیل ہو گئی ہے یا کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی سا مسئلہ تھا جو اخباروں میں بھی آیا اور پنجاب گورنمنٹ کے notice میں بھی لازمی آیا ہو گا لیکن آج تک وہ معاملہ حل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر!وہاں پر اگر کسی قسم کا کوئی fault تھا تو اس کو remove کیا جانا تھا کم از کم جو لوگ وہاں پر suffer کر رہے ہیں یا جو مریض وہاں پر پڑے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں ہو رہا اور ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہاں پر گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے ؟وہ آج اٹھارہ دن سے ہڑتال پر ہیں، کسی اور نے تو نہیں لیکن ہمارے ساہیوال کے جو concerned Minister ہیں مجھے پتا لگا تھا کہ شاید انہوں نے کوشش کی تھی لیکن اس کا کوئی حل ہونا چاہئے تھا۔ وہاں پر جو قصوروار ہے اس کو سزا دی جائے اور کم از کم ہڑتال تو ختم کروائی جائے۔ میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ

یہاں پر لاء منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور وہ بھی مہربانی کریں کہ وہاں پر مریض ڈاکٹروں کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں مہربانی کر کے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالنا چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک و صحت(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے ابھی جو بات کی ہے بڑی صحیح بات کی ہے اور کافی دنوں سے وہ ہڑتال پر ہیں لیکن اگر اس کا پورا background بتادیتے تو تھوڑا سا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آجاتا۔Actually وہاں پر ایک ڈاکٹر اور ایک وکیل کے درمیان ہسپتال کے اندر ذاتی لڑائی ہوئی اور وہ لڑائی جو ایک مریض کے سلسلے میں ہوئی وہ بڑھتی بڑھتی دونوں اداروں کے تصادم میں تبدیل ہو چکی ہے۔اب دونوں ادارے اپنی اپنی جگہ stand کر رہے ہیں،اپنے اپنے مؤقف کو پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اس لئے وہاں کی انتظامیہ اس میں involve ہو چکی ہے اور وہاں کی سول سوسائٹی بھی اس میں involve ہو چکی ہے۔میں بذات خود last weekend وہاں پر تھا۔میں نے تقریباً دو دن دونوں حضرات سے اپیل بھی کی اور دونوں اداروں کے افراد سے ملاقات بھی کی اور کوشش کی کہ یہ معاملہ ختم ہو لیکن اس میں ایک time fix کرنے کے باوجود وہ لوگ نہ آئے جس کی وجہ سے معاملہ حل نہ ہو سکا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دوبارہ یہ بات کی ہے تو یقیناً آج بھی اسی سلسلے میں میٹنگ کی جارہی ہے لیکن آج چونکہ on the floor of the House یہ بات کی گئی تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں انشاءاللہ within a day or two کوشش کروں گا کہ اس کو resolve بھی کروایا جائے اور آپ کو اطلاع بھی دی جائے.Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد شفیق خان:جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب!ایک منٹ میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں لیکن وہ گورنر والی بات ختم ہو گئی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ کی بات کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،خان صاحب!This is no way،اب ہم نے اس کو دوبارہ discuss نہیں کرنا۔ خدیجہ عمر صاحبہ نے کافی دیر سے کہا تھا پہلے یہ بات کر لیں اور پھر میں باری باری floor دوں گا۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر!میری باری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ کی باری ابھی آتی ہے۔ چلیں!پہلے آپ بول لیں۔

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں Minister for Mines and Minerals کی یہاں موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ اس وقت تشریف فرما ہیں۔ میرا چھوٹا سا معاملہ ہے میرے حلقہ مارگلہ ٹیکسلا وادی میں 235 crushers ہیں وہ 30-07-2009 crushers کو بند کر دیئے گئے تھے تو بعد میں دوبارہ ان کی لیز کے لئے تاریخ fix ہوئی تھی وہ 03-02-10 کی تاریخ تھی جب ہم وہاں DG office جہاں بولی ہونی تھی نیلامی کے لئے گئے تو پتا چلا کہ CM office سے فون آیا ہے کہ آج کی نیلامی منسوخ کی جائے تو میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نیلامی کیوں منسوخ کی گئی اور یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئندہ وہ نیلامی کب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر!یہ نیلامی اس دن ہو رہی تھی اس بارے میں شکایت موصول ہوئی تھی کہ وہاں پر لوگوں نے pool کر لیا ہے اور اس pool کی وجہ سے محکمہ کے افسران بھی اس میں شامل تھے اور بہت زیادہ حکومت پنجاب کو نقصان ہونا تھا جس کی وجہ سے اس کو cancel کیا گیا ہے اور ایک foolproof طریقہ بنا رہے ہیں تا کہ pool نہ ہو سکے اور competition ہو اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں جو محکموں کا حال ہیں اس وجہ سے ہم ایک ایسی کمیٹی بنا رہے ہیں تا کہ foolproof طریقہ سے وہاں پر نیلامی ہو اور محکمہ کا فائدہ ہو لوگوں کا فائدہ نہ ہو۔

جناب محمد شفیق خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

جناب محمد شفیق خان:جناب سپیکر!میں خود وہاں پر موجود تھا اوروہاں کوئیpool نہیں ہوا، منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں کہ کچھ سیاسی وجوہات ایسی ہیں لیکن لوگ نیلامی چاہتے تھے۔اگر لوگوں نے وہاں پرpool کر لیاتو یہ اب بتادیں کہ کتنے دنوں یا کتنے ٹائم میں دوبارہ نیلامی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر دوبارہ جلد نیلامی کی تاریخ دیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آڈر۔جناب سپیکر!اب میں گورنر کے بارے میں بات نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں!ٹھیک ہے،خدیجہ عمر کے بعد میں آپ کوfloor دیتاہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر:شکریہ۔جناب سپیکر!یہاں پر ایجوکیشن منسٹر موجود ہیں اور میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں پر درخواست کرناچاہوں گی کہ جن بچوں نے60 فیصد نمبرز حاصل کئے ہیں اب ان کو وظائف دیئے جارہے ہیں جبکہ پہلے پالیسی تھی کہ جنہوں نے50 فیصد نمبرز حاصل کئے تھے ان کو وظائف دیئے گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیونکہ ہمارا مقصد ہے کہ ہم students کو encourage کریں کہ زیادہ سے زیادہ تعلیم کی طرف آئیں تو مہربانی کر کے پرانی پالیسی کو بحال کیا جائے اور میں یہ بھی کہوں گی کہ ایک سے پندرہ سکیل کے ملازمین کے بچوں کے وظائف کی رقم میں بھی اضافہ کیاجائے۔بڑی مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔جی،خان صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل سٹاف کا اشتہار کے بغیر بڑی پوسٹوں کی بھرتی پر انتظامیہ کے خلاف شدید احتجاج

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Last Friday کو پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹو اور ٹیکنیکل سٹاف ایسوسی ایشن نے پنجاب یونیورسٹی میں agitation کی اور اس کے بعد اسمبلی کے باہر بھی سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آئے تھے۔ ان کی شکایت یہ تھی کہ ان کے خلاف انتظامیہ ناجائز طور پر ان کو نوکریوں سے نکالنے کے لئے Show Cause Notice دے رہی ہے جبکہ ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے انتظامیہ کی کرپشن کو بے نقاب کیا تھا، انتظامیہ کی طرف سے 52 لوگوں کو بغیر کسی اشتہار کے بڑی posts پر recruit کیا اور بہت سارے لوگ سرکاری conveyance بھی استعمال کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ allowance بھی لے رہے ہیں اور اس قسم کے لاتعداد میرے پاس allegations بھی ہیں اور وہ matter میں نے اس House میں agitate بھی کیا تو سپیکر صاحب نے مہربانی فرمائی انہوں نے ایجوکیشن منسٹر کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ اس پر ان کو سنیں اور اس کے بعد یہاں House میں رپورٹ پیش کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ سلسلہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے انتظامیہ قانون کو ہاتھ میں لے رہی ہے۔ منسٹر صاحب سے آج میں نے بات کی ہے اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ میرا ان کے ساتھ رابطہ نہیں ہو رہا تو میری گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ جو یونیورسٹی کا معاملہ ہے اس پر وہ کہتے ہیں کہ آپ کی سربراہی میں House نے کمیٹی بنائی تھی اور آپ نے ابھی تک اس کی رپورٹ پیش نہیں کی ہے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی constitute کی تھی اور اس میں میرا خیال ہے کہ خان صاحب تھے اور شاید کچھ اور لوگ بھی تھے تو وائس چانسلر صاحب سے ان کی ابھی بات نہیں ہو سکی۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو اس بارے میں detail سے بتادوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کچھ روز قبل House میں ٹیپو ٹرکاں والے پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کمیٹی کے ہیڈ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب تھے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس حوالے سے انہوں نے مزید کوئی کارروائی کی ہے، کیا ان کے پاس سی سی پی او سے information آئی ہے، کیا انہوں نے ان سے پوچھا تھا اور ویسے ان کی وجہ سے سی سی پی او اس دن active ہوئے ہیں۔ House میں آئے ہیں، اسمبلی میں آئے ہیں اور کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ اس کمیٹی نے مزید کیا implement کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! سی سی پی او صاحب بھی available ہیں کہ نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو میں جناب سے یہ request کروں گا کہ یہ issue جو خان صاحب نے raise کیا ہے اگر آپ اس پر کوئی کمیٹی بنانا چاہیں تو۔۔۔ (قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: کتنی کمیٹیاں رکھنی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ کی کمیٹی ہے اس کی رپورٹ آپ پرسوں تک House کو دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے خیال میں as such کوئی کمیٹی نہیں تھی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ issue وزیر ایجوکیشن کو entrust ہو گیا تھا۔ آج میری یہ استدعا ہو گی کہ formally کمیٹی بنا دی جائے یہ بہت ہی اہمیت عامہ کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایجوکیشن منسٹر ہیں، ان کا محکمہ ہے اور اگر وہ ابھی تک نہیں ہو تو پرسوں تک آپ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ ہے، کیونکہ House کی کمیٹی بنی ہے اس کی رپورٹ آپ نے House میں submit کرنی ہے اور دوسرا جو محترمہ نے پوائنٹ اُٹھایا ہے وہ بھی کمیٹی House میں بنی تھی اس پر بھی آپ House میں پرسوں تک رپورٹ submit کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبکاری و محصولات وایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں، جی، راجہ ریاض صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کو بس clarify کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ ادھر ہی کریں۔ منسٹر صاحب سے مل بھی لیا کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے یا ان کو floor دیا ہے؟ جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اپنے بھائی محسن لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ آج پانی پر بحث کے لئے دن رکھا ہوا ہے اور ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہ آغاز کریں کیونکہ یہ پنجاب کا بہت اہم issue ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is the last point of order.

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا کیونکہ ابھی تحاریک استحقاق کا وقت ہے پہلے House بزنس complete کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے Second last point of order دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پلیز! یہ last point of order ہے۔ لغاری صاحب! آپ بات کریں، اب میں تحاریک استحقاق کے بعد کسی کو ٹائم دوں گا۔

حکومت کی جانب سے امتحانی فیس ختم کرنے پر تعلیمی بورڈز دیوالیہ ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ آج سارا کام منسٹر ایجوکیشن صاحب کے لئے آرہا ہے۔ ہمارا ڈیرہ غازی خان کا بورڈ bankrupt ہو گیا ہے اس کے لئے پیسے

ختم ہو گئے ہیں۔ اس کے پیسے ختم اس طرح ہوئے ہیں کہ اپنے ساتھ والے بورڈز لاہور اور گوجرانوالہ سے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس نے ایک کروڑ روپیہ قرضہ لیا ہے۔ اس بورڈ نے وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم کے مطابق 56 لاکھ روپے پوزیشن ہولڈرز کو دیئے ہیں اور 14½ لاکھ روپے جو speeches and debates چیف منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق کروائی ہیں ان کو دیئے ہیں۔ اس وقت وہ بورڈ 167 لاکھ روپے کی deficit میں ہے۔ جب میں نے بیٹھ کر دیکھا تو میں نے کہا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ پنجاب بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ایکٹ 1976 کے تحت قائم ہوا ہے اور اس کے اندر لکھا گیا ہے کہ:

> A Board shall fund to which it shall be credited all its income including incomes from fees, endowments, grants and contributions.

اسی فنڈ میں سے وہ بورڈ تنخواہیں دیتا ہے، benefits دیتا ہے، اپنے لوگوں کی ریٹائرمنٹ، ان کے Pension Funds and Provident Funds بناتا ہے، اس کے Endowment Fund بناتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک عوامی فیصلہ کرتے ہوئے جو کہ financially اتنا wise نہیں تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ڈیرہ غازی خان کا بورڈ جو جنوبی پنجاب کا ایک بہت بڑا بورڈ ہے وہ اس وقت bankrupt ہو گیا ہے۔ بہاولپور کا بورڈ بھی on the verge of bankruptcy ہے اس کے لئے یا تو یہ پیسے دیئے جائیں۔ بورڈ کے جو چیئرمین ہیں انہوں نے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو خط بھی لکھے ہیں کہ مہربانی کر کے ہمیں پیسے دے دیں تاکہ لوگوں کی تنخواہیں دی جا سکیں۔ اس بورڈ کو چلانے کے لئے پیسے چاہئیں۔ اس نے بجلی کے بل جمع کرانے ہیں اس کے مختلف projects ہیں اور اس بورڈ نے اپنے ہی وسائل سے income generate کر کے وہاں پر بہترین بلڈنگ بنائی ہوئی ہے وہ اور چیزیں بھی کر رہا ہے۔ فیسیں ختم کرنا ایک popular decision تو ہے لیکن decision financially wise نہیں ہے۔ مہربانی کر کے ان کو compensate کر کے کوئی پیسے دلائیں۔ اس بورڈ کے تقریباً ساڑھے چار سو کے قریب employees ہیں ان کی تنخواہیں، benefits اور ان کا مستقبل at stake ہے اس سلسلے میں بھی کوئی کمیٹی بنا دیں۔ دو دن کا ٹائم لے لیں یا چار دن کا ٹائم لے لیں اس پر بھی مہربانی کر کے غور کریں۔ یہ میری گزارش تھی۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجو کیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !لغاری صاحب نے جو بات کی اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے throughout the Punjab میٹرک کے بورڈز کی فیسیں ختم کی ہیں۔ چیف منسٹر پنجاب نے یہ کہا کہ کیونکہ غریب طلباء ہوتے ہیں تو میٹرک کی جو بورڈ کی فیس ہے، پورے پنجاب میں آٹھ بورڈ ہیں تو ان آٹھوں بورڈز کی فیسوں کو ختم کیا گیا ہے۔اس وجہ سے کیونکہ بورڈز کا revenue major میٹرک کے بچوں کی فیس سے اکٹھا کیا جاتا تھا۔پبلک سیکٹر کے جو ہمارے گورنمنٹ سکولز ہیں ان کی فیسیں معاف کی گئی ہیں پرائیویٹ سیکٹر فیس دے رہا ہے۔لغاری صاحب نے بات کی ہے ان کی بات میں کسی حد تک صداقت بھی ہے کیونکہ بورڈز تھوڑا سا financial crunch میں آئے ہیں۔اس سلسلے میں ہم نے چیف منسٹر صاحب کو ایک summery move کی ہے جو نہ صرف ڈیرہ غازی خان بورڈ بلکہ throughout the Punjab ہمارے جو آٹھوں بورڈز ہیں ان کو چیف منسٹر grant دیں گے۔ہم نے چیف منسٹر کو سمری بھجوا دی ہے اور within few days ہمیں وہاں سے grant مل جائے گی اور جہاں تک انہوں نے prizes وغیرہ کی بات کی ہے وہ matters routine ہیں جو انہوں نے position holders وغیرہ کو دینے ہوتے ہیں لیکن جو ان کی اصل بات یہی تھی کہ اس وقت بورڈز financially problems میں آئے ہوئے ہیں تو یہ چند دن کی بات ہے یہ انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گا جب grant مل جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !یہ one time grant ہو گی یا grant recurring ہو گی ؟ کیونکہ ان کے خرچے تو recurring ہوں گے ہر مہینے انہوں نے تنخواہ لینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس کے مطابق ہی ہو گی۔

وزیر آبکاری و محصولات وایجو کیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ہم نے اس کی سالانہ cost calculate کر کے سمری چیف منسٹر صاحب کو بھجوا دی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر !second time اسمبلی میں یہ واقعہ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! موبائل فون سے کوئی میری تصویر کھینچے، میری مووی بنائے میں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ مووی تو آپ کی ویسے بھی بن رہی ہوتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں گیلری میں بیٹھے لوگ تصویریں اُتار رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھا نہیں کیا گیلری سے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے second last point of order دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب آپ اپنی جگہ پر آ کر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے ان سے فون لیا جائے۔ یہ واقعہ دوسری بار ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا! میں سمجھ گیا ہوں آپ ادھر کی بات کر رہی ہیں۔ اس کے اوپر میں ابھی detailed ruling دے دوں گا۔ ویسے یہ غلط بات ہے کیونکہ گیلریز میں بیٹھ کر ریکارڈنگ ہو سکتی ہے اور نہ کچھ اور ہو سکتا ہے اس پر میں rules کو دیکھ کر ابھی detailed ruling دے دیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! موبائل یہاں تک آنا ہی نہیں چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کہہ رہا ہوں ناں! آئندہ کے لئے اس پر rules بنا دیں گے۔ بہت شکریہ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 65 جناب شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔ موجود نہیں ہیں تو پھر یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 8 جو کہ move ہو چکی ہے جواب کے لئے pending ہے۔ جی، وزیر قانون!

خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی

کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (خواتین) ایلیمنٹری تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میڈم بشریٰ اسحاق کا یہ بیان ہے کہ مورخہ 2-2-2010 تقریباً ایک بجے دفتر کے فون پر محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کا فون آیا اور انہوں نے محمد اسماعیل جونیئر کلرک کو اکاؤنٹ برانچ دینے کی بات کی تھی۔ اسی نمبر سے پہلے بھی دو تین مرتبہ کئی لوگوں کے فون آئے کہ اکاؤنٹ برانچ محمد اسماعیل جونیئر کلرک کو دے دیں۔ جب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ نے یہ بات کی تو انہوں نے مذکورہ کلرک کی کرپشن کے بارے میں ان سے تفصیلاً بات کی۔ اسی دوران فون منقطع ہو گیا نماز کا وقت ہو چکا تھا اور وہ نماز پڑھنے کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ بعد ازاں جب محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کا فون آیا تو انہیں معلوم نہ ہو سکا جس کے لئے وہ معذرت خواہ ہیں اور وہ معزز ایوان اور ان کے تمام اراکین کا بہت احترام کرتی ہیں، ان کی شان میں گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ بہر حال محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی دل آزاری پر میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ متعلقہ محترمہ جو ہیں وہ بھی ایک خاتون ہیں تو اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کے ذمہ لگا دیں ان کو بلا کر اس معاملے کو اگر یہ resolve کروا دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری آپ سے request یہ ہے کہ جمعرات والے دن اس بی بی کے ساتھ میں نے compromise کرنے کی کوشش کی شکوہ صرف یہی تھا کہ یہ جو محمد اسماعیل accountant ہیں جن کو یہ چارج نہیں دے رہیں۔ میں نے اس بی بی سے یہ کہا تھا کہ آپ صرف ان کو چارج دے دیں۔ دوسرا محمد اسماعیل کے خلاف جو آپ نے ای ڈی او ایجوکیشن بہاولنگر کو application دی ہے وہ آپ واپس لے لیں۔ اس کے علاوہ محمد اسماعیل کے خلاف جو آپ نے

ایف آئی آر درج کروائی ہے وہ واپس لے لیں تو میں بھی اپنی تحریک واپس لے لوں گی۔ اس بی بی نے یہ compromise کیا کہ میں آج واپس چشتیاں جا رہی ہوں کل میں یہ سب کچھ کر کے آپ کو call back کروں گی لیکن اس کے باوجود اس نے کوئی کال نہیں کی، کوئی compromise کی بات نہیں کی حالانکہ ڈیپارٹمنٹ کے سید تنویر گیلانی صاحب آپ ان کے متعلق بہت بہتر جانتے ہوں گے وہ بھی اس میٹنگ میں بیٹھے ہوئے تھے پھر سیکرٹری تعلیم کے جو انڈر سیکرٹری ہیں وہ بھی وہاں پر موجود تھے اور اسمبلی کا سٹاف بھی وہاں پر موجود تھا۔ اس کے باوجود اس بی بی نے کوئی response نہیں دیا۔ مزید میں یہ معاملہ کسی کمیٹی کے سپرد نہیں کرنا چاہتی اس لئے مہربانی فرما کر آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ متعلقہ DDEO کی corruption کا پتا چلے۔ کیونکہ اس نے جو ایف آئی آر درج کروائی ہے اس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے میں اسے آپ کے پاس بھجوا رہی ہوں۔ اس کے علاوہ اس نے جو ای ڈی او ایجوکیشن کو application اس اہلکار کے خلاف دی ہے اس کی کاپی بھی اس کے ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ محمد اسماعیل کے خلاف جو inquiry start کی گئی ہے اس کا paper بھی اس کے ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ ظفر اقبال جو چھ ماہ سے ملک سے باہر ہیں ان کی salary بھی یہ کھا رہی ہیں اس کی payment کا پیپر بھی ساتھ لف ہے۔ اس کے علاوہ عظمیٰ حنا جو اسلام آباد میں سروس کر رہی ہیں یہاں سے resign کر کے جا چکی ہیں ان کی salary بھی یہ کھا رہی ہیں اس کی کاپی بھی لف ہے۔ پلیز ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے یہ اتنی آسان بات نہیں ہے کہ اس پر صرف compromise ہو جائے بلکہ اس کو suspend کیا جائے اور اس کی انکوائری بھی کروائی جائے۔ یہ جو کرپشن کر رہی ہیں اس دن سپیکر صاحب نے بھی کہا تھا کہ پتا کیا جائے کہ جو بندہ چھ ماہ سے سعودی عرب میں موجود ہے تو اس کی salary یہ کس لحاظ سے لے رہی ہیں ۔ یہ صرف compromise والی بات نہیں ہے میرے بھائی!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو بات سامنے ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک ہے اور ان کو محترمہ اکاؤنٹ برانچ کا چارج دلوانا چاہتی ہیں۔ اس پر کرپشن کے الزامات ہیں اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج ہو چکی ہے یا تو پھر یہ ہے کہ اس ایف آئی آر کی

investigation ہو جائے اور پتا چلے کہ کیا وہ غلط ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے اور اگر اس طرح سے مداخلت ہو گی تو پھر میرے خیال میں آفیسرز کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کو چلانے میں کافی دقت پیش آئے گی اس لئے میری تو یہی گزارش ہے کہ راجہ ریاض صاحب چونکہ ان کی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں یہ بیٹھ کر دیکھ لیں وہ بھی ایک خاتون ہیں۔ میں اس سلسلے میں نہیں چاہتا کہ ہم خواتین کو اس طرح سے بار بارdisturb کریں کیونکہ یہ بھی ایک نازک معاملہ ہے ہماری جو روایات ہیں اس سے یہ match نہیں کرتا۔ راجہ ریاض صاحب اس کو دیکھ لیں اگر ایف آئی آر صحیح درج ہوئی ہے تو پھر محترمہ کو یہ فرمادیں اور اگر اس طرف سے کوئی تجاوز ہو تو پھر یہ جو حکم کریں گے اس کے مطابق میں تو تیار ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا جواب ایجوکیشن منسٹر کی طرف سے آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ایک مناسب بات یہ ہے وہ سینئر منسٹر ہیں ان کو بھی بلالیں گے آپ کو بھی بلالیں گے۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے لئے سینئر وزیر صاحب انتہائی قابل احترام ہیں لیکن میں کہتی ہوں کہ جو قانونی کارروائی ہے جو استحقاق کمیٹی کر سکتی ہے میں نے وہ کروانی ہے۔Compromise میں کر کے دیکھ چکی ہوں اس کا کوئیresponse نہیں آیا۔ جواب آپ کے سامنے ہے، ثبوت آپ کے سامنے ہیں۔ اس کے باوجود یہ compromise والی بات کر رہے ہیں یہ compromise والی بات نہیں ہے۔ آپ کس کس کے ساتھ compromise کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ at the end ہم نے اپنے ممبران کی عزت اور ان کا جو استحقاق ہے اس کیsanctity کا بھی خیال رکھنا ہے لیکن ایک چیز جو دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح دوسری طرف بھی ایک خاتون ہیں اس لئے منسٹر صاحب آپ کو بلا کر دیکھ لیتے ہیں اگر resolve ہوتا تو آپ کے پاس وہoption تو موجود ہے کہ اس کے بعد بھی آپ کی تحریک استحقاق

کمیٹی میں آ سکتی ہے۔ آپ ان کو مل لیں اور پھر یہ سینئر منسٹر صاحب کی ملاقات اب تک pending کر لیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پرسوں تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرسوں تک یہ بتا دیں گے اگر استحقاق بنتا ہوا تو بالکل ہم اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیجیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پرسوں تک اگر کمیٹی نے اس حساب سے فیصلہ نہیں کیا تو میں اپنا استحقاق محفوظ رکھتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک پرسوں تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب! ملک عادل حسین اترا صاحب اور ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے اسے pending کیا گیا تھا۔ چنیوٹی صاحب موجود نہیں ہیں۔ اس کو پھر آگے مزید pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی تحریک استحقاق نمبر 10 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔ 12-2-2010 کو یہ بھی move ہو چکی ہے اور یہ منگل تک کے لئے pending ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: منگل تک کے لئے pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ منگل تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ سینئر منسٹر صاحب اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں اور واپس آ جائیں کیونکہ اعتراض ہو رہا ہے۔ کھوکھر صاحب جو ہمارے سابق ممبر ہیں گیلری میں تشریف رکھتے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب ایک تحریک استحقاق ہے جو میں نے بھی نہیں دیکھی اور محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہ آپ کو بھیجی تھی اس کو وہ out of turn take up کرنا چاہ رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! وہ اس کو پڑھ دیں۔ اس کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: درست ہے۔ آپ اس کو پڑھ دیں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھی دے دیں۔جی، محترمہ فائزہ اصغر!

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

ڈاکٹر فائزہ اصغر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال کی ایمرجنسی میں ایک بچی کے جاں بحق ہونے کے حوالے سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک انکوائری کمیٹی مسٹر نذر محمد چوہان، چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ کی سرپرستی میں بنائی۔ اس کمیٹی کی طرف سے مورخہ 3۔دسمبر شام کو مذکورہ ہسپتال انتظامیہ کو فون موصول ہوا کہ کل 11 بجے صبح آفیسر موصوف کے سامنے پیش ہوں۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر نہ بھی آئیں تو کوئی حرج نہ ہے۔ حالانکہ اس بچی کے treatment سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن میں نے in good faith سوچا کہ Child Specialist ہونے کے ناتے ہسپتال کے Administrator کے ساتھ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر اصل حقائق بتائے جائیں اس لئے میں مورخہ 4۔دسمبر 11 بج کر ایک منٹ پر مسٹر نذر چوہان کے دفتر گئی اور میں نے اپنا وزٹنگ کارڈ ان کو دیا۔ انہوں نے میٹنگ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ بعد شروع کی اور میرے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور کرخت لہجہ میں مجھ سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے انداز میں سخت الفاظ کے ساتھ بات کرتے رہے اور جب میں نے ہسپتال انتظامیہ کا مؤقف پیش کرنے کی کوشش کی تو ہر بات پر مجھ سے طنزیہ انداز میں behave کیا۔

جناب سپیکر! ابھی انکوائری رپورٹ وزیر اعلیٰ کے پاس گئی ہی نہیں تھی کہ اس سے قبل مورخہ 5۔دسمبر TV Channel Dawn News میں آفیسر موصوف نے میرے خلاف خبر دی

اور بعد ازاں مورخہ 7۔دسمبر کو متعدد ٹی وی چینلز جس میں Express News, CNBC, Dawn News وغیرہ شامل ہیں پر پروگرامز میں کہا کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر ایم پی اے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے

آئیں اور مجھے میرے دفتر میں کارڈ دکھا کرpressurize کرنے کی کوشش کی جو سراسر غلط بیانی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر نے جو کارڈ دیا اس پر ایم ڈی درج ہے جس سے مراد ہسپتال کی Managing Director ہے۔چونکہ وہManaging Director ہے اس لئے ڈاکٹر فائزہ اصغر ایم پی اے قصور وار ہیں اور ان کومanslaughter کرنے پرconvict کیا جائے۔ یہ بات انہوں نے بار بار مختلفTV Channels پر کی جو ساری دنیا میں دیکھی گئی۔ مسٹر نذر چوہان کی انتہائی قابل اعتراض گفتگو "یوٹیوب" پر دیکھی اور سنی جا سکتی ہے، میں نے آفیسر موصوف کو بتایا کہ MD سے مراد Doctor of Medicine ہے اور یہ امریکہ کی ڈگری ہے۔ اس کے باوجود آفیسر موصوف نے میرے خلاف من گھڑت کہانیاں بنا کر، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جس سے آفیسر موصوف نے میری ساکھ کو بے انتہا نقصان پہنچایا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ آفیسر موصوف نے اپنی انکوائری رپورٹ میں میرے خلاف جو چارج لگایا وہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ میں معزز رکن اسمبلی ہوں اور پنجاب اسمبلی استحقاقات ایکٹ 1972 کے سیکشن 17 کے تحت اراکین کو VIP ڈیکلیئر کیا گیا ہے اور ایک عوامی نمائندہ کے ساتھ ایک آفیسر کا ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا، طنزیہ انداز سے بات کرنا، میرے خلاف من گھڑت کہانیاں بنا کر، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور میرے خلاف غلط الزامات لگا کر اور جان بوجھ کر اخبارات اور ٹی وی چینلز میں میری شہرت کو نقصان پہنچایا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ ابھی پیش ہوئی ہے تو اسے کب تک کے لئےpending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے جمعرات تک کے لئےpending کر دیں چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔مولانا صاحب! مجھے آپ کی چٹ ملی ہے۔اس وقت آپ باہر تھے اور آپ کی تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کر دی گئی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری تحریک کو آج ہی take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق move ہو چکی ہے کیا اسے آج ہی take up کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو جواب آیا ہے اس کی بنیاد پر مولانا صاحب کی تحریک مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں چاہتا ہوں کہ مجلس استحقاقات میرے اس مسئلے کو دیکھے اور میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہئے اور افسر موصوف نے جو قانون کی خلاف ورزی کی ہے اس پر اس کے خلاف پوری پوری قانونی کارروائی ہونی چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 612/09 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔یہ move ہو چکی ہے لیکن یہ pending ہوئی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا یہ کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پھر آپ نے کہنا ہے کہ قانون سازی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں-تحاریک التوائے کار کے بعد آپ کوfloor دوں گا-

قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(---جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کارpending چلی آ رہی ہے-میری اس سلسلے میں آج بھی رانا صاحب سے میٹنگ ہوئی ہے وہ اس میں کافی کوشش کر رہے ہیں کہ جو گورنمنٹ کا نقصان ہوا ہے اسے پورا کروایا جائے لہذا مہربانی فرما کر اسے مزیدpending فرما دیں چونکہ میں چاہتا ہوں کہ حکومت کا جو نقصان ہوا ہے اسے ہر صورتrecover ہونا چاہئے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پچھلے روز میری ڈی پی او ساہیوال سے بات ہوئی تھی---(شور و غل)

MR. DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پچھلے روز میری ڈی پی او ساہیوال سے بات ہوئی تھی، میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ ذاتی طور پر اس کیinvestigation کریں اور ملزمان کا تعین کر کے انہیں گرفتار کریں - جس کے لئے انہوں نے ایک ہفتے کا ٹائم مانگا ہے لہذا آپ اسے ایک ہفتے کے لئےpending فرما دیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار مزید ایک ہفتے کے لئےpending کی جاتی ہے-اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 09/633 جناب شہریار ریاض صاحب کی طرف سے ہے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے-اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 09/823 رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے، رانا بابر صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی ایک ہفتے کے لئےpending کی جاتی ہے-اگلی تحریک التوائے کار نمبر 09/826 بھی رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی ایک ہفتے کے لئےpending کی جاتی

ہے-اگلی تحریک التوائے کار نمبر 833/09 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے- محترمہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی ایک ہفتے کے لئےpending کی جاتی ہے- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 848/09 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے-جی، محترمہ!

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں زیادہ مشقت اور ناقص کھانا ملنے پر قیدیوں کی بھوک ہڑتال

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ- جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے-مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' کی خبر کے مطابق لاہور سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں مشقت کی زیادتی، تشدد اور ناقص کھانا ملنے پر سینکڑوں قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر دی-قیدیوں نے احتجاجاً جیل کی فیکٹری پر قبضہ کر لیا جو آٹھ گھنٹے تک جاری رہا- معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ صبح سینکڑوں قیدیوں نے بھوک ہڑتال کا اعلان کرتے ہوئے ناشتہ لینے سے انکار کر دیا اور درجنوں قیدیوں نے فیکٹری میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا- اطلاع ملتے ہی سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور دیگر عملے نے ان سے مذاکرات کئے مگر انہوں نے اپنے مطالبات حل ہونے تک بھوک ہڑتال ختم نہ کرنے کا اعلان کر دیا- قیدیوں کا کہنا ہے کہ جیل میں ان سے قانون میں طے شدہ مشقت سے زیادہ مشقت لی جا رہی ہے- اگر کوئی قیدی احتجاج کرے تو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ناصر نواز جیل کی فیکٹری کا چیف اکبر چدھڑ وارڈر ن عباس اور ذاکر شاہ پیسے طلب کرتے ہیں۔ جو قیدی رشوت دیتا ہے اس سے رعایت برتی جاتی ہے اور جو پیسے ادا نہیں کر سکتا اسے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے-علاوہ ازیں کھانے کا معیار انتہائی ناقص ہو چکا ہے بار ہا جیل حکام کو مطلع کیا گیا مگر کھانے کا معیار ٹھیک نہ کیا گیا۔ قیدیوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور فیکٹری انچارج کو فوری تبدیل کیا جائے اس خبر سے عوام میں بالعموم اور قیدیوں میں بالخصوص تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق مورخہ 16-10-2009 کو چند شر پسند قیدیوں کے اکسانے پر فیکٹری سنٹرل جیل لاہور میں کام کرنے والے قیدیوں نے دوپہر کا کھانا لینے سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ فیکٹری جیل میں ملازمین کو تبدیل کر دیا جائے کیونکہ وہ ان سے زیادہ مشقت لیتے ہیں۔جب اس بات کی چھان بین کی گئی تو پتا چلا کہ قیدی کم مشقت اور فیکٹری اوقات میں باہر گھومنے پھرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر فیکٹری انتظامیہ نے انہیں اپنا کام پورا کرنے اور مقررہ اوقات میں کام کرنے کا کہا جس پر چند اسیر ان کے اکسانے پر قیدیوں نے کھانا لینے سے انکار کیا۔ تاہم جیل انتظامیہ اور جناب ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات لاہور ریجن کے سمجھانے پر کھانا کھانے پر آمادہ ہوئے اور دوسرے دن معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو گیا اور اس معاملے میں کسی جیل اہلکار کا قصور نہ پایا گیا تاہم معاملے کی نزاکت کے پیش نظر دو ملازمین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ علی اکبر اور ہیڈ وارڈن غضنفر چدھڑ کو جیل ہذا سے تبدیل کر دیا ہے۔ اب تمام حالات حسب معمول ہیں اور خوش اسلوبی سے کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر بحث تو ہو نہیں سکتی۔اس کا جواب آ گیا ہے اور جن بندوں کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ وہاں سے تبدیل بھی ہو چکے ہیں۔اس پر ایک حد تک کافی کچھ ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: محکمانہ انکوائری ہو چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ یہی بتا رہے ہیں۔اب آپ اسے not pressed کر دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، میں اسے press نہیں کرتی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is not pressed.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار پر no point of order اگلی تحریک التوائے کار نمبر 857/09 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن محترمہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے چونکہ she was sitting here اگلی تحریک التوائے کار نمبر 858/09 جناب قیصر اقبال سندھو اور محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے، دونوں محرکین

موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھیdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر2009/983 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے، یہ PCS افسران کے متعلق ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے اور کل تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ منگل تک کے لئےpending ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2009/883 جناب علی حیدر نور خان نیازی اور محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب!sorry یہ تحریک توdispose of ہو چکی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر884/09، ملک محمد عامر ڈوگر اور جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی ہے۔جی، نیازی صاحب!

"پڑھا لکھا پنجاب" مہم پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود حکومت غریب اور نادار بچوں کو سکول لانے میں ناکام

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 09-11-13 کے مطابق "پڑھا لکھا پنجاب" غریب اور نادار بچوں کو سکول آنے پر راغب نہ کر سکا۔44 کروڑ روپے صرف آگہی پر خرچ کر دیئے گئے اور آج تک کوئی آؤٹ بھی نہ ہو سکا۔تفصیل یہ ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے "پڑھا لکھا پنجاب" مہم پر35 ہزار ملین روپے کی کثیر رقم خرچ ہونے کے باوجود محکمہ ایجوکیشن غریب اور نادار بچوں کو سکول آنے پر راغب نہ کر سکا۔پنجاب حکومت اور عالمی بنک کے مالی تعاون سے 2003 سے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا۔اس پروگرام کا مقصد عالمی بنک کے تعاون

سے شرح خواندگی میں اضافہ، غریب نادار بچوں کو کتابوں کی مفت فراہمی اور ایجوکیشن میں ترقیاتی کام تھے تاکہ بچے اور ان کے والدین سرکاری سکولوں کی طرف راغب ہو سکیں۔2004 تا2008 تک اس سہولت سے استفادہ کرنے والے بچوں کی تعداد 59,859,987 بنتی ہے۔سارے اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے ابھی تک نہ تو مزدوری کرنے والے بچوں پر اس کا کوئی خاص اثر پڑا ہے اور نہ ہی بتائی گئی تعداد کے مطابق بچے اس سے مستفید ہو سکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Houseکا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کافی تفصیلاً جواب موصول ہوا ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز سال2003-04 کو عالمی بنک کے تعاون سے کیا گیا۔World Bankنے International Development Assistance Creditکے تحت چار سال کے لئے 100 ملین ڈالر فراہم کئے۔یہ رقم حکومت پنجاب کو دی جاتی تھی جبکہ حکومت پنجاب دیگر حکومتی شعبوں کی طرح پی۔ای۔ایس۔آر۔پی کے تحت مختلف مدوں کے لئے بجٹ مختص کرتی ہے۔اس رقم میں سے بیشتر رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے ضلعی حکومتوں کو منتقل کی جاتی رہی۔ سال2003-04 تا2007-08 تک کے لئے حکومت نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت کل 35,888.10 ملین روپے مختص کئے تھے۔ان میں سے 22,543.16 ملین ترقیاتی اور 13,344.94روپے غیر ترقیاتی فنڈز کی مد میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں اشتہاری مہم جو کہ اس کا زیادہ قابل اعتراض حصہ ہے اس پر سال 2003-04 سے لے کر2007-08 تک-/44,43,3494روپے خرچ کئے گئے تو یہ اس "پڑھا لکھا پنجاب" کے فراڈ میں جو کچھ پنجاب کے ساتھ اور پنجاب کے فنڈز کے ساتھ ہوا ہے اس پر اگر آپ بحث کے لئے کوئی دن مختص کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس پر بحث کے لئے کوئی دن ضرور مختص کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرے خیال میںBusiness Advisory Committeeکے اندر اس معاملے کوdiscuss کرنے کے بعد ہی کوئی دن مختص کیا جا سکتا ہے۔کل صبحBusiness Advisory Committee میں اس بارے میں کوئی فیصلہ کر لیا جائے۔اصل میں اس میں یہlimitationہے کہwithin three daysاس پر بحثfixکرنی ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!آپ اس طرح کریں کہ اس کو فی الحال pending کر لیں اور جس دن آپ نے اس کے لئے بحث کا دن مقرر کرنا ہو تو اس دن آپ Business Advisory Committee میں بات کر کے یہ دن مقرر کر دیں۔اصولی طور پر یہ طے ہو گیا ہے کہ اس پر علی نور نیازی صاحب بحث کرانا چاہتے ہیں۔آپ ان سے ساری تفصیلات لے لیں،اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔فی الحال آپ اس تحریک کو جمعرات تک کے لئے pending کر لیں۔میرا خیال ہے کہ ہم جمعرات تک قانون سازی اور باقی بحث سے فارغ ہو جائیں گے۔جمعہ یاnextجمعرات کا دن اس پر بحث کے لئےfixہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کے اندر ایکtechnical and legalبات بھی ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ اس کے لئے62 ممبران کی senseچاہئے،جو کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اس کے اوپر بحث کی جائے۔جب وہ کہہ دیں گے تو.That has to be within three days

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں نے تو اسی لئے کہا ہے کہ آپ اس تحریک کو آج pending فرما لیں اور جس دن Houseکی sense ہو جائے گی اس دن اس پر بحثfixکر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:تو ٹھیک ہے،اس تحریک کو بدھ تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان نیازی:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!اس تحریک کوpendingکیوں کر رہے ہیں،ابھیHouseکیsenseلے لی جائے،اس کوpendingکرنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:.Let the reply come thereوہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ابھی باقی جواب دینا ہے۔وہ پرسوں تک دے دیں گے اور اس کے مطابق پھر Houseکی sense لے لیں

گے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 885/09 ہے۔یہ چودھری ظہیرالدین خان،جناب محمد یار ہراج،جناب محمد محسن خان لغاری،چودھری مونس الہیٰ،جناب شیر علی خان،جناب محمد شفیق خان،جناب خرم نواب،ملک اقبال احمد لنگڑیال،جناب خالد جاوید اصغر گھرال،جناب طاہر اقبال چودھری،میاں شفیع محمد،سردار عامر طلال گوپانگ،ڈاکٹر محمد افضل،حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا،ڈاکٹر سامیہ امجد،محترمہ آمنہ الفت،سیدہ بشریٰ نواز گردیزی،محترمہ سیمل کامران،محترمہ خدیجہ عمر،سیدہ ماجدہ زیدی،ڈاکٹر فائزہ اصغر،محترمہ ثمینہ خاور حیات،محترمہ انبساط حامد،محترمہ زوبیہ رباب ملک،محترمہ قمر عامر چودھری،محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔

غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 09-11-13 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور unregistered Testing Laboratories کام کر رہی ہیں۔ان لیبارٹریوں میں ضروری سامان بھی دستیاب نہیں لیکن بااثر افراد نے محکمہ صحت،غیر ذمہ دار ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ملی بھگت سے متعدد مقامات پر اپنی لیبارٹریاں سجا رکھی ہیں۔تفصیل کے مطابق اگر کسی کو Testing Laboratory بنانی ہو،پرائیویٹ ہسپتال یا کلینک کھولنا ہو تو اس کے لئے کسی ادارے سے اجازت لینے کی حاجت نہیں اور اس کے لئے لائسنس لینا بھی ضروری نہیں۔Testing Laboratory کے لئے پتھالوجسٹ کا ہونا لازم ہے۔اسے صاف شفاف ہونا چاہئے اور بعض حساس ادویہ کے لئے فریج بھی ضروری ہے۔علاوہ ازیں مائیکرو سکوپ،مائیکروبیالوجی،الٹراساؤنڈ مشین، ایکسرے مشین وغیرہ بھی ہونی چاہئیں لیکن متعدد نام نہاد لیبارٹریوں نے ایسا کوئی تکلف نہیں کیا۔اکثر پرائیویٹ ہسپتالوں اور کلینک کے ڈاکٹروں کا Testing Laboratories سے خاموش رابطہ ہوتا ہے۔اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر لاہور جیسے بڑے شہر میں جہاں کے شہری نسبتاً بہت سمجھ دار ہیں اور جو لیبارٹری ٹیسٹ کے حوالے سے اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ علاج کا انحصار صحیح تشخیص پر ہوتا

ہے۔اگر وہ اس معاملے میں دھوکا کھا جائیں تو باقی لوگوں کا حال کیا ہو گا۔سازوسامان اور مقررہ اہلیت رکھنے والے سٹاف کے بغیر لیبارٹری چلانا ایک خطرناک جرم ہے،ایسی لیباٹریاں صرف لاہور میں نہیں بلکہ پورے صوبہ میں کام کر رہی ہیں اور انہیں روکنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ کلینکل ٹیسٹ،الٹرا ساؤنڈ،ایکسرے اور دیگر سازوسامان سے محروم نام نہاد لیبارٹریوں کو بلا تاخیر ختم کیا جائے۔جن کے پاس ٹیسٹنگ کا کوئی سامان نہیں وہ لیبارٹریاں بھی جلد بند ہونی چاہیئں۔اس خبر سے عوام اور مریضوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!روزنامہ "پاکستان"مورخہ 13-11-09 کی خبر کے حوالے سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں جو حقائق بیان کئے گئے ہیں کم و بیش ان سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس صورتحال کو درست کرنے کے لئے Health Care Bill پر legislation کے لئے کام شروع ہے اور وہی ایک ایسا organ ہو گا کہ جس کے قیام پذیر ہونے کے بعد ان چیزوں کو ایک مؤثر انداز سے check کیا جا سکے گا۔ یہاں پر جس طرح کی صورتحال بیان کی گئی ہے تو اس کے تدارک کا وہی ایک طریقہ ہے اور اس کے لئے حکومت پنجاب بڑا actively کام کر رہی ہے اور امید ہے کہ اگر رواں session میں نہیں تو انشاء اللہ next session میں Health Care Bill pass ہونے کے بعد field میں نافذ ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا تدارک ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر جواب آ گیا ہے .Disposed of as not pressed اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 886/09 جناب علی حیدر نور خان نیازی اور محترمہ مائزہ حمید!

لاہور میں غیر رجسٹرڈ لیبارٹریوں میں میڈیکل ٹیسٹوں کے غیر معیاری رزلٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 13/11/2009 کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور unregistered Testing Laboratories کام کر رہی ہیں۔ ان Testing Laboratories میں ضروری سامان بھی دستیاب نہیں لیکن با اثر افراد نے محکمہ صحت کے غیر ذمہ دارانہ ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی ملی بھگت سے متعدد مقامات پر اپنی Testing Laboratories سجا رکھی ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی کو Testing Laboratories بنانی ہو، پرائیویٹ ہسپتال یا کلینک کھولنا ہو تو اس کے لئے کسی ادارے سے اجازت لینے کی حاجت نہیں اور اس کے لئے لائسنس لینا بھی ضروری نہیں۔ Testing Laboratories کے لئے Pathologist کا ہونا لازم ہے اسے صاف شفاف ہونا چاہئے اور بعض حساس ادویہ کے لئے فریج بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں Machine Microscope, Microbiology, Ultrasound Machine, X-Ray وغیرہ بھی ہونی چاہئیں لیکن متعدد نام نہاد laboratories نے ایسا کوئی "تکلف" نہیں کیا۔ علاج کا انحصار صحیح تشخیص پر ہوتا ہے۔ سازوسامان اور مقررہ اہلیت رکھنے والے سٹاف کے بغیر Testing Laboratories چلانا ایک خطرناک جرم ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک بھی اخبار کی اسی خبر سے متعلقہ ہے اس میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے کہ وہ دیکھے۔ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ لیجئے میری تحاریک التوائے کار مختلف ناموں سے اس طریقے سے لائی جا رہی ہیں جس سے اسمبلی کا وقت ضائع ہوتا ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب جواب دے چکے ہیں، میں یہ بات record سے ثابت کر سکتا ہوں، میں نے پہلے بھی آپ کو لکھا ہے لیکن جو چیز

floor پر آچکی ہو اور اس کو ہر session میں بار بار لانا، جو لوگ یہ تیاری کر رہے ہیں وہ بھی سن رہے ہوں گے خدارا ہم پر رحم کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں basically یہ ہوتا ہے کہ جب تحاریک identical آتی ہیں تو وہ ساری رکھ دی جاتی ہیں ان میں سے جو تحریک پہلے move ہو جائے اس کو take up کیا جاتا ہے۔ آپ بتا رہے ہیں کہ آپ کی تحریک take up ہو چکی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! یہ کیسے ہوا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ ہر رکن کا بالکل حق ہے کہ وہ floor پر انتہائی اہم issues لائے اور ہر ایک کو لانا چاہئے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں نے اس session کے لئے جو regular Adjournment Motions دی ہیں ان کے نمبر نہیں آ رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے، اس کو دیکھ لیں گے اگر تو یہ same ہے اور پیش ہو چکی ہے تو یہ dispose of ہو جائے گی اور آئندہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس چیز کو دیکھ لے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو کل دیکھنے والی بات نہیں اس سے پہلے میں نے جس تحریک کا جواب دیا ہے یہ تو اس سے identical ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر یہ dispose of کی جاتی ہے اور آئندہ اسمبلی سیکرٹریٹ دھیان رکھے کہ ایک جیسی تحاریک نہ لگائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 09/892 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، تو یہ disposed of ہو گئی، اس کے بعد 09/893 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ بھی disposed of ہو گئی، اس کے بعد 09/902 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ سیمل کامران، محترمہ آمنہ الفت، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب طاہر اقبال چودھری!

پی آر ایس پی کے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر

نہ کرنے پر سٹاف کا احتجاج

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 17-11-2009 کی خبر کے مطابق Punjab Rural Doctors Association کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے PRSP میں کام کرنے والے doctors کو regular نہ کئے جانے پر پنجاب بھر کے PRSP میں کام کرنے والے doctor and para medical staff 23۔نومبر 2009 کو لاہور کی جانب مارچ کریں گے اور اگر حکومت نے انہیں regular نہ کیا تو کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار association کے صدر ڈاکٹر جاوید حیدر جوئیہ کے علاوہ دوسرے رہنماؤں ڈاکٹر اقبال رضا، ڈاکٹر ناصر محمود اور دیگر نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپریل 2009 کو تقریباً 4000 doctors کو مستقل کیا گیا لیکن 6 سال سے دیہی عوام کو نامساعد حالات میں تندہی سے خدمت کرنے والے doctors and para medical staff کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اس خبر سے عوام میں اور doctors میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے Friday تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک Friday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 916/09 جناب محمد نوید انجم کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے disposed of ہو گئی۔ اگلی تحریک 921/09 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہیٰ، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد

افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، انجینئر شہزاد الہیٰ!جی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین صاحب جاتے ہوئے مجھے حکم دے گئے تھے کہ یہ تحریک میں نے خود پڑھنی ہے تو اسے میرے آنے تک pending کروا دینا، میں نے ان کا پیغام آپ کو دینا تھا وہ میں نے دے دیا ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک کون move کریں گے؟

عدالتی مقدمات میں جعلی اشٹام پیپرز کی وجہ سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 18-11-2009 کی خبر کے مطابق لاہور، بعض اشٹام فروشوں، مخصوص وکلاء اور ریونیو حکام کی ملی بھگت سے عدالتی مقدمات میں جعلی اشٹام پیپرز لگانے کے غیر قانونی دھندے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے واضح احکامات کے باوجود اس سلسلے میں ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق ماتحت عدالتوں میں ہونے والی مقدمے بازی میں 30 سے 40 فیصد جعلی اشٹام پیپرز لگائے جاتے ہیں جن میں زیادہ تعداد 10 سے 15 ہزار کی مالیت والے اشٹام پیپرز کی ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں ایوان عدل ضلع کچہری اور سیشن کورٹ سے ایسے اشٹام پیپرز مخصوص وکلاء اور اشٹام فروشوں سے مل جاتے ہیں حالانکہ قانونی طور پر ایک ہزار سے زائد مالیت کا اشٹام پیپر صرف محکمہ خزانہ سے issue

کروایا جا سکتا ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر Treasury Officer, Lahore کی طرف سے ہائی کورٹ کو ایک درخواست بھجوائی گئی جس میں بوگس اور جعلی اشٹام پیپرز اور ٹکٹوں کی فروخت کے بارے میں نشان دہی کرتے ہوئے استدعا کی گئی ہے کہ اس دھندے میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔ درخواست پر عدالت عالیہ کے ڈپٹی رجسٹرار کی طرف سے Officer, Treasury Lahore کو بھجوائے گئے جواب میں کہا گیا تھا کہ اشٹام پیپرز اور ٹکٹوں کی فروخت کے لائسنس متعلقہ ڈی سی او جاری کرتا ہے اور اس بارے check and balance بھی اس کی ذمہ داری ہے لہذا جعلی اشٹام اور ٹکٹیں فروخت کرنے والے عناصر کے خلاف ضروری کارروائی کے لئے ڈی سی او کو action لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ عدالتی مقدمات میں استعمال کے لئے جعلی ٹکٹیں بھی فروخت ہو رہی ہیں۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں حکومت کے خزانہ کو کروڑوں روپے نقصان کے علاوہ عوام کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب میں پچھلے اجلاس میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تحریک التوائے کار پر دے چکا ہوں۔ بہر حال اس ضمن میں بورڈ آف ریونیو نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 2009-10-28 کو ٹریژری آفیسر لاہور کی چٹھی مورخہ 2009-10-19 منسلک کرتے ہوئے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اور تمام ریونیو اتھارٹیز پنجاب کو کہا ہے کہ وہ اس کی روک تھام کریں۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کو نئی Court Fee Stamps اور Papers Stamp کی طباعت کا حکم دے دیا ہے۔ ان نئے Stamp Papers اور Stamps Court Fee میں ایسے جدید security features رکھے گئے ہیں کہ جن سے جعلسازی کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا جاتا اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک 922/09 مہر سلطان سکندر بھروانہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا

ہے۔ مجھے احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے اطلاع آئی تھی کہ ان کی تحریک التوائے کار 62/10 تھی، انھوں نے پیش کر دی تھی اس کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔ آپ اس کا صبح جواب دیجئے گا۔جی، قیصر اقبال سندھو صاحب!

جناب قیصر اقبال سندھو: جناب سپیکر!میرے پاس AlHamra The Lahore Arts Council Cultural Complex Qaddafi Stadium کا ایک آرڈر ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:

Mr. Muhammad Rafique, Driver Cultural Complex will perform his duty as General Duty Officer at Cultural Complex in addition to his own duties.

اس میں ایک ڈرائیور صاحب کو سکیل نمبر17 میں لگا دیا گیا ہے اور چارج دیا گیا ہے۔مجھے تو یہ شک ہے بلکہ یقین ہے کہ یہ ڈرائیور جتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔یہ دو چار ماہ میں سپورٹس اینڈ کلچر کا منسٹر ہی نہ بن جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ اسی محکمے کا دوسرا آرڈر ہے۔اس میں ایک راؤ منظور حسین جونیئر کلرک ہے۔وہ سٹینو گرافر promote ہو گیا ہے حالانکہ جونیئر کلرک ترقی کر کے سینئر کلرک ہوتا ہے، اس شخص کو بھی سٹیج مینجر سکیل نمبر17 کا چارج دے دیا گیا ہے۔میری استدعا ہے کہ House کی کوئی کمیٹی بنائی جائے جس میں متعلقہ منسٹر کو شامل نہ کیا جائے اور کسی دوسرے منسٹر کو شامل کیا جائے تاکہ معاملے کی تہہ تک پہنچا جا سکے کہ ایک ڈرائیور سکیل نمبر17 میں کس طرح کام کر رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!اس کو آپ دیکھ لیں۔اس پر متعلقہ منسٹر صاحب کو بھی بٹھا لیں۔ یہ آپ کو اس کی کاپی دے دیتے ہیں، آپ انھیں دیکھ کر پھر House کو apprise کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!میں نے ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلوانی ہے۔ہمارے ڈاکٹروں کو وزیر اعلیٰ صاحب نے permanent کیا تھا۔اس میں کچھ لوگوں کے clerical mistakes کی وجہ سے آرڈرز جاری نہیں ہو سکے۔اس پر ایک سکروٹنی کمیٹی

بنائی گئی ہے لیکن وہ deliver نہیں کر رہی، ڈاکٹر اپنی ڈیوٹیاں چھوڑ کر اپنے ہسپتالوں سے آتے ہیں اور سیکرٹریٹ کے دھکے کھا کر چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اگر اس House کے توسط سے اسے expedite کروا دیا جائے تو اس سے ان لوگوں کا وقت بچے گا اور ایک proper طریقے سے کام ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی ایک متعلقہ بات ہے کہ کچھ ڈاکٹروں کا rural area کا period count کر کے بڑے شہروں میں ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ میری request یہ ہے کہ ایک uniform policy بنائی جائے کہ جن ڈاکٹروں کا پچھلا 10/5 سال کا period count ہوتا ہے تو وہ بے شک بڑے شہروں میں ٹرانسفر کر دیئے جائیں لیکن uniform policy ہونی چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی کو ٹرانسفر کریں اور کسی کو نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے بڑی صحیح بات کی ہے کہ اگر clerical mistake کی وجہ سے وہ لوگ پریشان ہیں تو یہ مجھے صبح تفصیل فراہم کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو فوری طور پر take up کیا جانا چاہئے تا کہ ڈاکٹروں کی مشکلات ختم ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ڈاکٹر صاحب! آپ وزیر صاحب سے مل لیجئے گا۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا موجودہ اجلاس pre budget session ہے۔ ہماری pre budget proposal کے لئے تیاری بھی ہے اور آج وزیر خزانہ بھی تشریف فرما ہیں۔ میرے خیال میں اپوزیشن سے میں اور ثمینہ خاور حیات باقی تھے اور 15/10 لوگ حکومتی بنچوں کے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ اگر وقت ہے تو ہم بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج پانی کے مسئلے پر بحث ہے اور منسٹر صاحب بیٹھے ہیں جس دن وزیر خزانہ نے wind up کرنا ہے اسی دن آپ بھی بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس اجلاس کا نام pre budget session رکھا گیا تھا لیکن اس میں اتنی ساری legislation bulldoze کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس اجلاس کو ان کی winding up speech پر ہی ختم کریں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے پچھلے دنوں لاء منسٹر صاحب سے بات کی تھی کہ ملازماؤں کے بھیس میں جو جرائم پیشہ چور خواتین گھروں میں وارداتیں کر رہی ہیں جس کا شکار (ن) لیگ کی ایک معزز رکن محترمہ دیبا مرزا بھی ہو چکی ہیں میرا مسئلہ بھی اسی سے متعلقہ تھا اس کے لئے وزیر قانون صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ اس کے لئے کارروائی کریں گے۔ وہ مجھے کئی دفعہ دلاسہ بھی دے چکے ہیں کہ میں متعلقہ محکمے کے لوگوں سے بات کروں گا لیکن ابھی تک جواب ندارد ہے۔ یہ ایک ٹولہ ہے جن کے جرائم میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ میری اس حوالے سے استدعا تھی کہ اس کے اوپر جب تک سنجیدگی سے کام نہیں کیا جائے گا تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دن بدن خراب ہو گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ نے پنجاب اسمبلی کے درجہ چہارم کے ملازمین کے کوارٹروں کے حوالے سے مہربانی فرمائی تھی۔ آپ سے ایک دفعہ پھر یاددہانی کے لئے گزارش ہے کہ پیپلز ہاؤس کے کوارٹرز بڑے خستہ حال ہیں، ان کی حالت زار بہت ہی خراب ہے جس بناء پر کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔ آپ سے گزارش تھی کہ اس کے لئے بھی جلد از جلد کارروائی کے لئے کوئی نہ کوئی ruling دیں کہ اس معاملے کو کتنی دیر میں حل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی میں آپ بھی موجود تھیں اس میں جو کام ہو رہا ہے میرے خیال میں ایک دو دن میں اس کی میٹنگ بلائیں گے۔ مہر اشتیاق صاحب کی سربراہی میں کمیٹی کو بھیج رہے ہیں کہ وہ سب کچھ دیکھ کر رپورٹ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی، جس پر منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اس کا جواب دے دیں گے اس کا نمبر بھی لگ کر آ گیا تھا۔ اس تحریک التوائے کار میں معاملہ یہ اٹھایا گیا تھا کہ ملتان روڈ کو کشادہ کیا جانا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کشادہ نہیں ہو رہی۔ آپ اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے مل لیں۔ اس پر پالیسی change ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر جواب آجاتا تو زیادہ اچھی بات تھی۔ لاء منسٹر بتا دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

گجرات پولیس کے تھانیدار کا ریلوے پولیس چوکی پر حملہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹے سے معاملے پر آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک request کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کی پولیس کچھ زیادہ بے لگام ہو چکی ہے۔ گجرات پولیس کے ایک تھانیدار نے ریلوے پولیس چوکی پر حملہ کر کے ڈکیتی کیس میں گرفتار اپنے بھائی سمیت دو ملزمان چھڑوا لئے۔ ریلوے پولیس چوکی کی گجرات میں زیر حراست ملزمان احسان اللہ اور خلیل یوسف سے تفتیش کی جارہی تھی کہ اچانک ASI سارک بھٹی نے ساتھیوں سمیت ہلہ بول دیا۔ حملہ آوروں نے ریلوے پولیس چوکی کے ملازمین کو زدوکوب کیا اور فائرنگ کی۔ لاء منسٹر صاحب سے request ہے کہ اس طرح کے واقعات کا وہ ازخود notice لیا کریں اور اپنے RPO, SSP اور IG صاحب سے سختی سے جواب لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں گھرال صاحب کا بڑا valid point ہے اور آمنہ الفت صاحبہ بھی آپ سے بڑی دیر سے جواب مانگ رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گھرال صاحب نے بڑا valid point raise کیا ہے اور یہ معاملات گجرات سے متعلقہ ہیں تو میں نے اُس ASI کا سارا ریکارڈ نکلوا لیا ہے کہ اُس کو کس نے رکھا تھا اور کس طرح سے وہ پولیس میں داخل ہوا؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کس طرح کی بات کر رہے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اب وہ پنجاب گورنمنٹ کا ملازم ہے لہٰذا یہ اُس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.No cross talk, no cross talk please گھرال صاحب!انہیں جواب دینے دیں پھر میں آپ کوfloor دیتاہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں نے گھرال صاحب کی بات خاموشی سے سنی ہے۔ یہ جو خبر پڑھ رہے ہیں اس حوالے سے میں اخبار اور اس سے متعلقہ توجہ دلاؤ نوٹس کوentertain کر رہاہوں۔ اُس اے ایس آئی جس نے اپنے ساتھی پولیس کانسٹیبل سمیت حملہ کیا تھا، اُس کا شجرہ نسب نکال لیاہے اور جس ڈاکو کو چھڑوایاہے تو اُس سپاہی کا بھی پورا شجرہ نسب نکال لیاہے لیکن اس کا جواب چونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہواہے اس لئے میں یہاں پر تو نہیں لیکن باہر جواب دے دوں گا۔ آپ کا سوال آگیاہے جس کے بارے میں سب کچھ میں آپ کو بتادوں گا کہ گجرات میں یہ سارا کچھ کیوں ہو رہاہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!میرےpoint کا جواب بھی ابھی تک نہیں آیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!آمنہ الفت صاحبہ نے جو پوچھاہے آپ نے اس حوالے سے نہیں بتایا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اپنی بہنوں آمنہ الفت صاحبہ، خدیجہ عمر صاحبہ اور ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس بات کو دوسرے معنوں میں نہیں لے رہا۔ بات یہ ہے کہ Cr.P.C کی دفعہ 397 کے تحت اگر کسی عورت سے جرم سرزد ہو اور اُس کی سزا دس سال سے کم ہو تو وہ جرم قابل ضمانت ہوتا ہے۔ اب اس میں بڑا مسئلہ یہ

پیش آرہاہے کہ جو خواتین اس قسم کے جرم میں ملوث ہوں کیونکہ آخر یہ چوری کا جرم ہے اور اس کی سزا تین سال ہے تو جس عورت کو گرفتار کیا جاتا ہے اُس کا جسمانی ریمانڈ نہیں لیا جاتا کیونکہ وہ قابل ضمانت ہے۔ باقی ان کی بات بالکل درست ہے کہ یہ خواتین گھریلو ملازمہ کے روپ میں وہاں پر ملازم ہوئیں، پھر وہاں پر چوری کا جرم کیا اور اُس کے بعد وہ بھاگ گئیں اب پولیس نے ان کے پیچھے جا کر ان کو پکڑا ہے چونکہ وہ خواتین ہیں اس لئے وہ جرم قابل ضمانت ہے۔ اُن کو گرفتار کرنے کے بعد within 24 hours عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس لئے وہ وہاں پر release ہو جاتی ہیں۔ بہر حال یہ جو ترمیم ہوئی ہے اس کے پیچھے بھی بڑی background ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بہتر پہلو ہے اور میں کوئی otherwise بات نہیں کرتا لیکن اس مرحلہ پر ایک مجبوری بن رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب گھریلو ملازمین کو رکھنے سے پہلے پورے معاشرے کو aware ہونا پڑے گا کہ مکمل دیکھ بھال کے بعد ان لوگوں کو رکھا جائے۔ کیونکہ یہ boilable offence ہے اس لئے پولیس اُن خواتین سے recovery وغیرہ کرنے سے قاصر ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب یہ جواب دے دیں کہ اس قسم کے جو بھی گینگ پکڑے جائیں گے جن کے پیچھے بہت بڑے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہے۔ اُن عورتوں کو آلہ کار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس میں جیولرز بھی تھے اور وہ جیولرز کھلم کھلا ضمانتیں کروا کر پھر رہے ہیں اور اُن کے پیچھے جو مرد حضرات تھے وہ بھی اپنے علاقے میں اسی طرح رہائش پذیر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں اور تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اُس گینگ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور مجبور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک legal lacuna ہے جس کی وہ بات کر رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو مرد پکڑے گئے ہیں اُن کی شناخت بھی ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! چلیں، خواتین والی بات تو ہو گئی لیکن باقی جو مرد پکڑے گئے ہیں جن کا proof بھی ہے، اُن کا کیا بنا؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کی لسٹ میں چار جیولرز بھی شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان مقدمات میں وہ خواتین ہی ملزم کے طور پر نامزد ہیں۔ اب اُن کے پیچھے کون کون ہے اور کس طرح سے ہے تو پھر وہ معاملہ further انکوائری کا ہے۔ اُن پر اس طرح سے grip نہیں آسکتی یعنی اس میں جتنی بھی struggle اور سختی ہو سکتی ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ اچھے لوگوں کو اس کام پر لگایا ہوا ہے لیکن اس میں کافی مشکل پیش آ رہی ہے۔ یہ نہیں کہ بالکل ہی کچھ نہیں ہو رہا۔ اُن سے کچھ چیزیں بھی بر آمد ہوئی ہیں لیکن چونکہ جس کا حلیہ مقدمے میں درج ہے، جس کا نام درج ہے، جس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ گھر سے چوری کر کے لے گئی ہے تو جب وہ link انکوائری میں سے miss ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد ہم کسی کو بھی پکڑ لیں اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اگر پولیس کو اس طرح کھلی چھٹی دینی ہے تو پھر وہ سب لوگوں کو پکڑ لے گی اور جتنا بھی بر آمد کرنا ہے وہ دُگنا بر آمد کر لے گی لہٰذا ایسے بھی نہیں ہو سکتا اس لئے ان کیسوں میں تھوڑی مشکل پیش آ رہی ہے۔ بہر حال اس میں ہاتھ کھڑا کرنے والی بات نہیں ہے، اس پر progress اور کام بھی ہو رہا ہے۔ مزید اس گینگ کے متعلق investigation ہو رہی ہے جس کا انچارج عمر ورک ہے۔ میں اُن کو کسی دن بلا کر ان کے سامنے کہوں گا کہ اس معاملے میں بھی وہ کوئی پیشرفت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے صرف اتنی درخواست ہے کہ جب ایک معزز ممبر بات کر رہے ہوں تو باقی بیٹھ کر سن لیا کریں۔ کھڑے ہونا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ اُن سے کب ملاقات کروائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بات کافی دیر سے ہو رہی ہے لہٰذا آپ ایک آدھ دن میں انہیں یہاں پر ہی بلا کر اِن کی ملاقات کروا دیں۔ محترمہ! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں تو وہ آپ کو بتا دیں گے کہ کس دن ملاقات کروائیں گے؟ جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ وہ ہر بات میں صرف negative پہلو نہ نکالا کریں بلکہ اپنی post کو دیکھتے ہوئے اس طرح کے احکامات جاری کیا کریں جس کا کوئی result نکلے۔ اگر وہ گجرات کا کوئی concept رکھتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! پہلے میری بات سن لیں۔ انہوں نے جو بات کی ہے اُس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا کیونکہ اس پر already ایک تحریک التوائے کار آئی ہوئی تھی جس کو وہ دیکھ بھی رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا مکمل جواب دوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! وہ ضرور جواب دیں لیکن بات یہ ہے کہ جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ اُس پولیس والے کو کس نے بھرتی کیا ہے تو اب وہ پنجاب گورنمنٹ کا ملازم ہے بے شک اسے جس نے بھی بھرتی کیا ہے تو اب آپ نے ہی دیکھنا ہے کہ وہ اب کیا کر رہا ہے یا کیا نہیں کر رہا؟ اب اس کو دیکھتے ہوئے کہ فلاں نے سپاہی بھرتی کروایا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وہ اُس کو دیکھتے ہوئے ہی فیصلہ کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب ہمیں آگے چلنا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے جو میں آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا تعلق قصور سے ہے تو پھر اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ایشیا کا سب سے بڑا Treatment Water Plant جو کہ بند پڑا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں۔ اب اس طرح کے معاملات کو ہم پوائنٹ آف آرڈر پر تو نہیں لا سکتے۔ اس کا باقاعدہ ایک طریق کار ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دراصل متعلقہ منسٹر کبھی کبھی نظر آتے ہیں اس لئے میں ان کی موجودگی دیکھتے ہوئے یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ یہ اتنے عرصے سے بند پڑا ہوا ہے کیونکہ قصور میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ دیکھنے والی بنیں کیونکہ وہ ادھر ہی موجود ہوتے ہیں اور نظر آتے رہتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ یہاں پر موجود نہیں ہوتے کیونکہ میری نظر بہت تیز ہے۔ میں بہت جلدی دیکھ لیتی ہوں اور دیوار کے اُس طرف بھی دیکھ لیتی ہوں لیکن میں آپ کے توسط سے ان کے notice میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ ایشیا کا سب سے بڑا Water Treatment Plant جو بند پڑا ہوا ہے۔ خدارا اِس کو جلد از جلد operational کرایا جائے کیونکہ قصور میں پانی کا بہت شدید مسئلہ ہے۔ آپ کی مہربانی ہو گی اس پر implementation کروا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے منسٹر صاحب کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے یہ سوال پوچھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں لہذا آپ بتائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج ہمیں اتنے زیادہ منسٹر نظر آ رہے ہیں تو شاید انہی میں سے ہی کوئی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کہا ہے کہ بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں یہ سوال اٹھا رہی ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا مطلب تھا کہ شاید یہ محکمہ راجہ ریاض صاحب کا ہے لیکن میرے بھائی نے اشارے میں کہا ہے کہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ہے اور وہ شاید ملک ندیم کامران صاحب کا ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی نظر آنے والے لوگ ہیں اور ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ کس کو کون سا محکمہ دیا گیا ہے، کون سا منسٹر کس محکمے پر فائز ہے کیونکہ ایک منسٹر کے پاس پانچ پانچ، چھ چھ وزارتیں ہیں کس کے پاس یہ وزارت ہے؟ لہذا آپ ہی بتا دیجئے کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں جس کے پاس بھی یہ وزارت ہے خدارا اس پر implementation کروا دیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ آپ نے جو ایک گھنٹہ بڑھایا ہے کیا یہ صرف اس طرف کے لئے بڑھایا ہے یا ہمارے لئے بھی کچھ ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے سنا نہیں۔ آپ کیا فرما رہے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ نے جو House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا ہے، کیا یہ گھنٹہ صرف اُن کے لئے بڑھایا ہے یا ہمارے لئے بھی کچھ وقت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جب سے اجلاس شروع ہوا ہے آپ نے اِدھر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور صرف اُدھر ہی دیکھتے جا رہے ہیں اور اُن کی ہی باتیں سنتے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے ہی تین گھنٹے دیر سے اجلاس شروع ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب کافی پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا بڑا اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! لیکن اب یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پلیز! مختصر بات کیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! فیروز پور روڈ پر پچھلے تین سال سے جو ریڑھی بان اپنی ریڑھیاں لگا کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ کمشنر لاہور نے ایک آرڈر جاری کیا اور ان کو بتائے بغیر ان کی ریڑھیوں کو اٹھوا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نےHouse میں بحث کا وقت رکھا ہوا ہے۔ آپ وزیر قانون کو مل لیں اور ان سے بات کر لیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! last time وزیر اعلیٰ صاحبHouse کو بتا کر گئے تھے کہ وہ Monday کو وزیر اعظم سے ملیں گے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ انہوں نے اتنا بڑا initiative لیا ہے۔ ہمارا پنجاب زرعی صوبہ ہے اور پانی ہمارے لئے life line کی حیثیت رکھتا ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم یہ debate اس وقت شروع کریں گے جب ہمارے Leader of the House یہ debate open کریں گے اس لئے میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس بروز منگل مورخہ 16۔ فروری 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

2467

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. جناب طاہر اقبال چودھری:
This House resolves that the Government of Punjab should take immediate steps to upgrade Nishtar Medical College to the status of Medical University.

2. حاجی ذوالفقار علی:
یہ ایوان جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اچھے اقدام فری تعلیم اور پہلی جماعت سے انگریزی کی تعلیم لازمی قرار دینے پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ P.S.T. ٹیچر جو انگلش نہیں پڑھا سکتے ان کے لئے کورسز/ٹریننگ کا اہتمام کیا جائے۔

3. محترمہ زیب جعفر:
This House condemns the attitude of Indian Cricket Authorities on exclusion of the Pakistani Cricketers from the Indian Premier League. The people across Pakistan express their anger and protest against the nasty pre-plans of India and IPL franchises to ignore and humiliate the heroes of Pakistan Cricket by not offering the bids for available Pakistani Players. This malafide act was aimed to degrade not only the Pakistani Players but the whole Pakistani Nation as well. This House along with the whole Pakistani Nation condemns this contemptuous behavior of Indians and congratulates the Pakistan Under 19 Cricket Team on beating India in the Quarter Final of the ICC Under 19 World Cup.

4. جناب خالد جاوید اصغر گھرال:
اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25 ایکڑ تک زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔

5. سیدہ ماجدہ زیدی:
یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد Overhead Bridge یا Underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے

نجات مل سکے۔

2469

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

منگل،16۔فروری2010

(یوم الثلاثہ، یکم ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر ایک منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ oo

يٰبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ وَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ۖ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوۡنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَـقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَـقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات 40تا46

اے یعقوب کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھی سے ڈرتے رہو(40) اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) نازل کی ہے جو تمہاری کتاب تورات کو سچا کہتی ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس سے منکرِ اول نہ بنو، اور میری آیتوں میں (تحریف کر کے) ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منعفت) نہ حاصل کرو، اور مجھی سے خوف رکھو(41) اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ(42) اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو(43) (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو، حالانکہ تم کتاب (اللہ) بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟(44) اور (رنج وتکلیف میں) صبر اور نماز سے

مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے، مگر ان لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں(45) اور جو یقین کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(46)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
کوئی محبوب کا ثانی نہ محب کا ہمسر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اس کی نظروں میں کوئی اور سمایا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

صوبہ پنجاب میں نہری پانی کی کمی کے مسئلہ پر بحث کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کل پانی کے حوالے سے general discussion تھی لیکن اپوزیشن کے non-serious ہونے کی وجہ سے ایک دفعہ پھر یہ postponeہو گئی۔[**********] ہمارا پنجاب اس وقت پانی کے بہت بڑے بحران سے گزر رہا ہے اور آنے والا وقت ہمارے کسانوں کے لئے بہت مشکل ہو گا۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے کو seriously لے اور آج ہی کے دن اس حوالے سے discussion رکھیں۔ اگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر اس ایوان کی کوئی ضرورت اور فائدہ نہیں رہے گا۔ پہلے بھی یہاں پر کافی issues آئے، discuss ہوئے لیکن حل نہ ہو سکے۔ باہر لوگ جلوس لے کر آتے ہیں، آپ یہاں سے کمیٹی بنا کر بھیجتے ہیں لیکن اس کمیٹی کی سفارشات پر بھی کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ کمیٹی کے وہ ممبران جو آپ کے حکم سے باہر گئے ہوتے ہیں، لوگوں نے باہر سڑک پر ان کے کالر (collar) پکڑے ہوتے ہیں کہ آپ نے ہمارا احتجاج ختم کروایا تھا، آپ جواب دیں کہ ہمارا مسئلہ حل کیوں نہیں ہوا؟ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم ہر چیز کو بند کر کے رکھ دیں، معاملات کو اس House میں لانا چاہئے، ان پر discussion ہونی چاہئے۔ ہم بالکل اپنا وہ کام نہیں کر رہے جو کہ ہمیں کرنا چاہئے۔ جب عدالتیں دیکھتی ہیں کہ ہم کچھ نہیں کرتے تو پھر وہ اس پر action بھی لیتی ہیں اور کام بھی کرتی

ہیں۔ہمارے یہاں بیٹھنے سے اربوں روپے کا زیاں ہو رہا ہے جو کہ اس قوم پر بوجھ ہے۔ہم عوامی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

مسائل کو مد نظر نہیں رکھ رہے۔ہم نے یہاں دہشت گردی کے نام پر سارے میلے رکوا دیئے ہیں۔ ہارس اینڈ کیٹل شو ہمارے پنجاب کا ایک بہت بڑا میلہ تھا اس میں کسان، زمیندار اپنے جانور لاتے تھے لیکن دہشت گردی کے نام پر اس کو بھی روک دیا گیا ہے۔گلے کٹنے کے نام پر یہاں پنجاب کے بہت بڑےfestival پتنگ بازی کو ہندوؤں کی رسم قرار دے کر بند کر دیا گیا ہے۔یہ دھما کے تو مسجدوں میں بھی ہو رہے ہیں، کیا ہم کل کو مسجدیں بھی بند کر دیں گے ؟دہشت گردی سے ڈرتے ہوئے ہم نے یہاں کے سکول بند کر دیئے ہیں۔یہاں ہمارے پنجاب کی نیزہ بازی بہت مشہور تھی ہم نے دہشت گردی کے نام پر اسے بھی بند کر دیا ہے۔اگر پنجاب اسمبلی کوthreat آتی ہے تو باہر پتھروں سے ساری سڑکblock کر دی جاتی ہے۔ہم یہاںHouse میں ان مسائل کوdiscuss کیوں نہیں کرتے، ہم یہاں بیٹھ کر ان کے حل کے لئے کوشش کیوں نہیں کرتے، میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو نہیں بٹھایا، آپ ویسے ہی بیٹھ گئے ہیں، ابھی آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ٹھیک ہے، یہ وقفہ سوالات آپ ہی کا ہے، مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے، اگر ایجنڈے کے مطابق نہیں چلنا تو چلتے جائیں، مجھے کیا اعتراض ہے ؟آپ کی مرضی ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے جن چیزوں کی نشاندہی کی ہے میں اسی حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ پانی کے حوالے سے اللہ کی رحمت ہوئی ہے، بارشیں ہوئی ہیں۔ہمارے پاس پانی بہت کم تھا لیکن پچھلے ہفتے اللہ کی رحمت ہوئی اور بارشوں کی وجہ سے پانی آ گیا ہے۔ہماری چشمہ جہلم لنک کینال کھل گئی ہے۔میں اس پورےHouse کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس بارش کے بعد اللہ کے فضل سے اب ہم اس positionمیں آ گئے ہیں کہ پورے پنجاب میں گندم کی فصل کو دو مزید پانی دیں گے۔

جناب سپیکر! معزز رکن نے دہشت گردی کے حوالے سے بھی بات کی ہے۔ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی حکومت کو بعض ایسے اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں۔ اس وقت یہ ہماری مجبوری ہے، ہماری پاک فوج جنگ لڑ رہی ہے اور کامیابیاں حاصل کر رہی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب اس ملک سے دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ آج پنجاب میں کوئی سکول بند نہیں ہے۔ کالج اور یونیورسٹیاں، مساجد کھلی ہیں اور اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پنجاب میں کافی دیر سے دہشت گردی کی کوئی بڑی واردات بھی نہیں ہو پائی۔ انشاءاللہ تعالیٰ جیسے ہی اس پر مکمل طور پر قابو پا لیا گیا تو وہ تمام میلے، ٹھیلے، festivals جو کہ پنجاب کی روایت ہیں ان کو دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! جہاں تک پتنگ بازی کا مسئلہ ہے، ہمیں Kite Association کی کوئی بھی تنظیم یہ یقین دہانی کروا دے کہ کسی کا گلا نہیں کٹے گا تو حکومت پتنگ بازی کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے لیکن ہمیں یہ assurance کوئی دیتا ہے اور نہ ہی کوئی یہ assurance دینے کے لئے تیار ہے۔ جب کسی کا گلا کٹتا ہے تو اسے media پر دکھایا جاتا ہے اور حکومت پر اعتراض آتا ہے اس لئے ہم نے مجبوری سے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ میں اس House میں کہتا ہوں کہ ہمیں Kite Association کی طرف سے assurance دے دی جائے کہ کسی کا گلا نہیں کٹے گا تو ہم پتنگ بازی کی اجازت دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سے ہمیں بچنا ہی چاہئے۔ شاہ صاحب! تشریف رکھیں، میری بات سنیں۔ میں ان کی بات سن کر جواب دے رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب تو ہم نے دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی سننے کا حقدار ہوں۔ انہوں نے دونوں باتیں بڑی اچھی کہی ہیں۔ پتنگ بازی سے متعلق جو انہوں نے بات کی ہے وہ ان کا انتہائی اچھا step ہے۔ وہ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "چڑیاں دی موت تے گنواراں دا ہاسا" جبکہ یہ تو بندوں کی موت ہے لہذا اس سے ہمیں بچنا چاہئے، جو ایسا کام کرتے ہیں انہیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جی، اللہ رکھا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ان کی بات کا جواب تو دینے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، میں نے اللہ رکھا صاحب کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو بات کی ہے میں نے ابھی اس سلسلے میں بات کرنی ہے۔ آپ مہربانی کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، میں نے اب آپ کو منع نہیں کرنا، آپ نے اب بات کرتے جانا ہے۔ آپ چلتے جائیں۔ یہ House میرے لئے یا آپ کے لئے نہیں ہے، یہ سب کے لئے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جب تک آپ سپیکر ہیں یا آئندہ آپ اس Chair پر ہوں گے میں بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سامنے ایک گنبد بنایا گیا ہے جس پر قرآن مجید فرقان حمید پڑا ہے وہاں کے سنگ مرمر کی عرصہ آٹھ دس سال سے صفائی نہیں کی گئی، براہ مہربانی اس کی صفائی کروا کر اس کو پالش کروا دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، متعلقہ محکمے کو اس کے بارے میں لکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ نے کہا کہ Treasury Benches والے بھی بھاگ گئے تو یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں میری گزارش ہے کہ جب بھی کوئی بات کرے تو الفاظ کا چناؤ بہتر ہونا چاہئے۔ ان الفاظ کو حذف کیا جائے کیونکہ ہم یہاں پر موجود رہے اور ہم انتظار کرتے رہے کہ پانی پر debate شروع ہو۔ جب سپیکر نے House adjourn کیا ہم اس وقت گئے ہیں لہذا ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو الفاظ شائستہ نہیں ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں نے یہاں کسی بات کا جواب نہیں دینا تو پھر یہاں پر میرے بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرے کوئی غیر شائستہ الفاظ نہیں تھے تو چونکہ میں نے بولنا نہیں ہے اور وہ میرے بارے میں غلط بیان دے رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: دیکھیں، شاہ جی! بات سنیں۔ ندیم کامران اور طاہر سندھو صاحب! آپ دونوں حضرات شاہ صاحب کو واپس ایوان میں لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ ہم اس ایوان کے اندر non serious ہیں اور پھر اس چیز پر insist کرے کہ میں نے غیر شائستہ الفاظ نہیں کہے۔ (قطع کلامیاں)

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کا سوال نمبر1116 ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf سوال نمبر1116 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع ملتان میں سرکاری جنگلات کے رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1116: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کتنے رقبہ پر سرکاری جنگلات موجود ہیں اور مزید کتنے رقبہ پر جنگلات لگانے کا پروگرام ہے؟

(ب) ان سرکاری جنگلات سے سرکاری لکڑی کی چوری کے کتنے مقدمات گزشتہ تین سال میں درج ہوئے اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) جو مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں ان کی تفصیل مرحلہ وار بیان کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ کیا مذکورہ مقدمات کی پیروی تندہی سے کی جارہی ہے اگر ہاں تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے، کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے اور کتنے زیر التواء ہیں اور کن وجوہات کی بناپر؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں سرکاری جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ درختان برلب انہار 548.43 میل

2۔ درختان برلب سڑکات 254.00 کلومیٹر

سال 10-2009 میں mega project کے تحت نہروں کے ساتھ 210 ایونیو میل پر شجر کاری کرنا مقصود ہے۔

(ب) پچھلے تین سالوں میں 755 فاریسٹ کیسز درج ہوئے جس میں سے 375 کیسز prosecute ہوئے۔129 کیسز compound ہوئے۔152 کیسز کی FIR درج کروائی گئیں ۔99 کیسز میں ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ج) 527 کیسز عدالت میں بھیجے گئے جن میں سے 361 کیسز کا فیصلہ ہوا۔ باقی کیسز مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جس کے لئے محکمہ پیروی کررہا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جز(ب) کے جواب میں آیا ہے کہ "99 cases میں ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی" تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا

چاہتی ہوں کہ کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل بتائیں اور اس میں ملازمین کو کیا سزا دی گئی کیونکہ اتنے بڑے جرم کے لئے تادیبی کارروائی تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع ملتان میں جو تادیبی کارروائی کی گئی ہے اس کے مطابق خان محمد، فارسٹر کو جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے اور مرید حسین کو نوکری سے برخاست کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وحید الحسن، حشمت شاہ، طاہر محمود اور غلام قادر وغیرہ یہ سارے فارسٹر ہیں ان پر جرمانے ہوئے ہیں اور ان جرمانوں کی مکمل تفصیل میرے پاس موجود ہے، یہ ایک لمبی فہرست ہے اگر کہیں تو میں اپنی معزز ممبر کو دے دیتا ہوں۔ وحید الحسن، اظہر حسین، ملازم حسین، حشمت شاہ اور تیمور فارسٹ گارڈ ہیں ان پر 24 درخت چوری کرنے پر -/74,050 روپے recovery ڈالی گئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر اس تادیبی کارروائی کی detail کم از کم اس ایوان کی میز پر ہوتی تو میرے خیال میں اچھا ہوتا جس میں جرم کے ساتھ سزا کا بھی پتا چل جاتا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کہتے ہیں کہ اس کی detail ایوان کی میز سے لے لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں ہے کہ "527 cases عدالت میں بھیجے گئے" تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ دو سال پہلے یہ سوال جمع کروایا تھا اور ابھی اس کا جواب آیا ہے تو ان دو سالوں میں صرف 527 cases عدالت میں بھیجے گئے کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں timber چوری کے cases ہوتے ہیں اس میں ذرا بتائیں کہ یہ ایک سال میں تقریباً دو اڑھائی سو کیس بنتے ہیں تو ان کا یہ جواب مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا کیونکہ timber cases ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں اور محکمہ ان کے خلاف FIRs درج کرواتا ہے لہذا اس کی بھی تھوڑی سی تفصیل بتا دیجئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جتنے کیس درج ہوئے ہیں میں نے ان کی تفصیل بتائی ہے۔ انہوں نے 07-2006 اور 08-2007 کا پوچھا ہے اس دوران جو کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں ان کے بارے میں، میں نے بتایا ہے کہ 755 کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور 375

prosecute ہوئے، 129 کیس compound ہوئے ہیں۔ میرے پاس ان کیسوں کی مع ان پر آنے والے اخراجات کی پوری تفصیل موجود ہے اگر یہ کہتے ہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب ہے کہ سال 10-2009 میں نہروں کے ساتھ 210 میل شجر کاری کرنا مقصود ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سال کے 8 مہینے گزر گئے ہیں، 210 میل میں سے اب تک کتنی شجر کاری ہو گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! mega project, Federal government کا funded ہے اور چونکہ ضلع ملتان کی بات ہو رہی ہے اس میں سگنائی کینال پر 50 میل، شجاع آباد کینال پر 100 میل اور ضلع ملتان کے 60 میل، یہ 210 میل بنتے ہیں تو اس پر کام شروع ہے اور اس کا خرچہ 12 لاکھ روپے ہے یہ اس سال کے end تک مکمل ہو جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "برلب انہار، برلب سڑک"، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے ضلع ملتان میں Compact Forest Station کے لئے ان کے پاس کوئی رقبہ نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ابھی بھی محکمہ جنگلات میلوں میں کام کر رہا ہے یا کلومیٹر میں کر رہا ہے، تیسرا بتا دیں کہ محکمے کو اس سوال کا جواب دینے میں ڈیڑھ سال کیوں لگا کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو کوئی ترجیح نہیں دی جاتی اور محکمے کی طرف سے ڈیڑھ ڈیڑھ سال تک جواب نہیں آتا، وزیر موصوف اس delay کا بھی جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع ملتان میں کوئی بھی Compact Forest نہیں ہے۔ وہاں نہر اور سڑکات کے کناروں پر درخت موجود ہیں اس کی لمبائی کلومیٹروں میں لکھی ہوئی ہے۔ جہاں تک اس سوال کا جواب آنے میں تاخیر کا تعلق ہے تو آپ اسی پر اکتفا کریں ہم تو کہتے رہتے ہیں جب محکمے سے جواب آتے ہیں تو ہم بھیج دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب اس سوال پر supplementary question نہیں ہو گا، next question پر جائیں اس طرح تو آپ کی باری بھی نہیں آئے گی تو پھر میں کیا کروں گا؟ بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس کا جواب کیوں دیر سے آیا ہے؟

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: On her behalf Q. No. 1945 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا گیا)

ضلع قصور جنگلات کی تفصیلات

*1945: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبے پر محکمہ جنگلات نے جنگل آباد کیا ہے؟

(ب) سال2007 کے دوران اس جنگل سے کتنی لکڑی کاٹی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال2007 کے دوران کاٹی گئی لکڑی سے کل کتنی رقم حکومت کے خزانے میں جمع ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور فارسٹ ڈویژن12510 ایکڑ نہری ذخیرہ 996 Compact Plantation میل Linear پلانٹیشن پر مشتمل ہے

(ب) سال07-2006 کے دوران چھانگا مانگا جنگل سے226,854 مکسر فٹ ٹمبر اور153,571 مکسر فٹ بالن کی کٹائی کی گئی۔

(ج) سال07-2006 کے دوران کاٹے گئے درختوں سے حاصل ہونے والی ٹمبر سے 118,927/- مکسر فٹ ٹمبر نیلام ہوا جس کی مالیت 12157328/- روپے سرکاری خزانہ میں جمع ہوئی اور حاصل شدہ بالن سے26786 مکسر فٹ بالن نیلام ہوا جس کی مالیت 750,920/- روپے خزانہ سرکار میں جمع ہوئی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "ضلع قصور میں کتنے رقبے پر محکمہ جنگلات نے جنگل آباد کیا ہے۔ اس کا جواب آیا ہے کہ "قصور فارسٹ ڈویژن 12510 ایکڑ نہری ذخیرہ Compact Plantation نو سو چھیانوے میل Linear Plantation پر مشتمل ہے۔" میں نے وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کرنا ہے کہ کیا یہ رقبہ آبادی اور ضروریات کے مطابق جنگلات کے لئے کافی ہے، اگر ناکافی ہے تو اس کو بڑھانے کے لئے بھی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان میں جنگلات کی شرح 3 فیصد ہے۔ دنیا میں مجموعی طور پر 25 فیصد رقبہ پر جنگلات ہونے چاہیں لیکن اگر ہم ایک فیصد بھی جنگلات کو بڑھاتے ہیں تو اس کے لئے 10۔ ارب روپے درکار ہوں گے اور 5 لاکھ ایکڑ رقبہ درکار ہے اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ فوری طور پر پنجاب میں جو 3 فیصد شرح ہے اس کو بہت زیادہ بڑھایا جا سکے تاہم چھانگا مانگا جنگل میں 18۔ اگست کو ایک دن میں ایک لاکھ 6 ہزار پودے لگائے گئے۔ گزشتہ چھ سات سالوں میں 32 لاکھ 67 ہزار پودے لگائے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رفتار بہت بہتر ہے۔ پہلے جنگلات کی تعداد کم تھی اب Institute Punjab Economic Research کی رپورٹ آئی ہے کہ پہلے درختوں کی فی ایکڑ شرح 3 تھی اب فی ایکڑ 17 درخت ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا محکمے نے پاکستان بننے کے بعد کوئی نیا جنگل لگایا ہے، اگر نہیں تو کیوں یا کیا حکومت کوئی نیا جنگل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس کے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ سوال ہے۔ انہوں نے جز(الف) کا جواب دیا ہے تو میرا اس سے متعلقہ سوال ہے کہ پاکستان بننے کے بعد کوئی نیا جنگل لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا سوال نہیں بنتا، ویسے وہ جواب دیں گے۔ جی، اولکھ صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہر سال جنگل لگانے کے دو موسم ہوتے ہیں، ایک مون سون اور دوسرا بہار کا موسم ہوتا ہے، اس میں باقاعدہ مہم چلائی جاتی ہے۔ پچھلے سال ہم نے دو کروڑ پودے لگائے تھے اور اسی طرح ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ چھانگا مانگا کے جنگل کا مسئلہ ہے اس لئے میں ان کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ وہاں جو پودے لگتے ہیں ان میں سے الحمدللہ 90 فیصد ویسے ہی غائب ہو جاتے ہیں، کچھ گائیں کھا جاتی ہیں اور کچھ بندے کھا جاتے ہیں۔ یہ بات حقیقت ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کیونکہ آپ بھی اس میں محنت کر رہے ہیں کہ British regime کے بعد وہاں آج تک ایک انچ جنگل کی زمین نہیں بڑھائی جا سکی اور جو جنگل تھا وہ بھی تباہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں نے بتایا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں 32 لاکھ پودے لگائے گئے ہیں اور جو فروخت کئے گئے ہیں ان کی تفصیل دی گئی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہاں جنگل برباد ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں۔ میں منسٹر صاحب سے شرط لگانے کے لئے تیار ہوں کہ جنگل کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ سال 07-2006 کے دوران چھانگا مانگا جنگل سے 226854 مکسر فٹ ٹمبر اور 153571 مکسر فٹ بالن کی کٹائی ہوئی ہے اور جز(ج) میں لکھا ہے کہ سال 07-2006 کے دوران کاٹے گئے درختوں سے حاصل ہونے والی ٹمبر سے 118927 مکسر فٹ ٹمبر نیلام ہوا تو باقی کی 107927 مکسر فٹ لکڑی کہاں گئی؟ اسی طرح بالن 153571 مکسر فٹ میں سے 26786 مکسر فٹ کے -/750920 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہوئے اور 127785 مکسر فٹ کہاں گئے؟ انھوں نے جو ریٹ دیا ہے تو اس حساب سے بالن -/

28روپے اور لکڑ-/102 روپے فی مکسر فٹ نیلام ہوئی ہے۔ کیامکسر فٹ کا یہ ریٹ بازار میں ہے جس پر انھوں نے نیلام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! نیلامی کا ایک طریق کار موجود ہے کہ جنگل میں بلاک بنتے ہیں، اس کے مطابق لاٹیں بنتی ہیں تو لاٹ بنانے کے وقت گزشتہ آخری تین نیلامیوں کی اوسط لگا کر ایک بنیادی قیمت مقرر ہوتی ہے جو DFO مقرر کرتا ہے اور اس کو seize conservative کر دیتا ہے۔ اس قیمت پر نیلام عام ہوتا ہے جس کا باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے، ٹینڈر ہوتے ہیں اور اس میں ٹھیکیدار کے لئے کوئی شرط نہیں ہے، اس میں کوئی بھی ٹھیکیدار بولی دے سکتا ہے، اس طے شدہ قیمت سے بولی شروع ہوتی ہے اور اوپر جاتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال میں ذکر ہے کہ 226854 مکسر فٹ لکڑی کاٹی گئی اور 118927 مکسر فٹ کے پیسے جمع ہوئے تو باقی کی لکڑی کہاں گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال پہلے کا ہے وہ لکڑی اگلے سال نیلام کر دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی لکڑی اگلے سال نیلام ہو گئی تھی۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب سے متعلقہ میرا سوال ہے کہ نیلام سے لے کر خزانے میں رقم جمع کروانے کے درمیان مک مکا کی جو امر بیل ہے اس سے بچاؤ کے لئے کیا محکمہ کے پاس check and control کا کوئی fool proof انتظام ہے، اگر ہے تو وزیر صاحب بیان فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! fool proof programme یہ ہے کہ جب لکڑی کو کاٹنا ہوتا ہے تو فارم 5 ہوتا ہے، وہاں سے کٹ کر آگے جاتی ہے تو فارم 6 میں درج ہوتی ہے اسے DFO confirm کرتا ہے پھر اس کی لاٹ بنتی ہے اور اس کے بعد enter ہوتی ہے۔ جب لاٹ auction ہوتی ہے تو فارم 6 میں درج ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ کا نظام شفاف ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! نظام شفاف ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1953 ہے۔

لاہور چڑیا گھر میں پرندوں کی تفصیلات

*1953: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008 کے دوران کتنے پرندے لاہور چڑیا گھر کے لئے درآمد کئے گئے ہیں، درآمد کئے گئے پرندوں کے نام نیز کن کن ممالک سے کئے گئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال2008 کے دوران درآمد کئے گئے پرندوں پر کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور چڑیا گھر نے2008 کے دوران کسی بھی ملک سے کوئی بھی پرندہ درآمد نہیں کیا۔

(ب) سال2008 کے دوران کیونکہ کسی بھی ملک سے کوئی بھی پرندہ درآمد نہیں کیا گیا اس لئے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چڑیا گھر کے لئے جانور یا پرندے درآمد کرنے کا طریق کار کیا ہے اور کیا ٹینڈر کئے جاتے ہیں، اگر ٹینڈر کئے جاتے ہیں تو کیا یہ local کئے جاتے ہیں یا international level پر کئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کو باقاعدہ اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے اور نیشنل وانٹرنیشنل اخبار میں دیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ احتجاج ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب کو واپس ایوان میں لانے والوں کا بھی شکریہ اور آنے والے کا بھی شکریہ

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے تحت گئے تھے اور شاہ صاحب کو لے کر آئے ہیں۔ آپ سے request ہے کہ شاہ صاحب دو منٹ کی بات کرنا چاہتے ہیں، ذرا مہربانی فرما کر انہیں وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! ابھی بات کرنی ہے یا وقفہ سوالات کے بعد کریں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ابھی کروں گا۔

جناب سپیکر: لیکن وہ تو بیٹھے نہیں ہیں جن کو آپ بات سنانا چاہیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے تو جناب سے گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، جناب! کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے واپس بلایا ہے اور میں منسٹر صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ وہ مجھے لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کہتے ہیں کہ:

آنے کے جس سے آئے بہار

(نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں طاہر خلیل سندھو صاحب کا بھی بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے واپس لانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ہمیشہ ہی بڑا اچھا کردار ادا کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے جب ڈانٹا ہے تو میرے دل پر اس بات کا بڑا اثر ہوا ہے کہ بولتے رہو اور میں نے آپ کو چُپ نہیں کروانا۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ جتنے دن بھی یہ اسمبلی بقایا ہے---

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اِدھر ہی بیٹھوں گا کیونکہ کورم کا مسئلہ ہوتا ہے اور میں بھی ایک ووٹ ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کے بولنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک ممبر ہوں۔ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کے بولنے پر کوئی پابندی نہیں ہے لہذا آپ ایسی بات نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کل جب یہاں پر پانی پر بحث ہونی تھی، جو بڑا اہم issue تھا، جس پر کورم point out کیا گیا اور اپوزیشن نے یہ بڑی زیادتی کی تھی۔ میں میجر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ [*******] میں اب بھی اُس بات پر قائم ہوں اور میری یہ بات کوئی غیر شائستہ یا غیر پارلیمانی نہیں ہے۔ میجر صاحب میرے بڑے بھائی اور قابل احترام ہیں۔ وہ اس House کو اپنا unit سمجھتے ہیں کیونکہ وہ ریٹائر فوجی ہیں اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ میں اس کو اپنا unit سمجھ کر چلاؤں۔

MR SPEAKER: Don't be personal.

سید حسن مرتضیٰ: لیکن یہ پنجاب اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے personal نہیں ہونا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں personal نہیں ہوں۔ یہ تو میرے بڑے بھائی ہیں اور ابھی "پیپیاں جپھیاں اور سارا کچھ کریں گے۔" میں نے ایک بات یہاں پر کی کہ پانی والا issue بڑا اہم ہے اور اِن سوالات و جوابات سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ہم جہاں سے کھاتے ہیں، جو ہمارا ذریعہ معاش ہے، جس سے ہمارے بچوں کی تعلیم وابستہ ہے اور ہماری صحت کے لئے طبی امداد اور سہولتیں بھی اُسی پیسے سے ملتی ہیں۔ کیا ہم یہاں پر آ کر صرف -/2500 روپوں کے لئے حاضری لگاتے ہیں اور یہاں کورم پورا کر کے گھر چلے جاتے ہیں۔ ہم نے یہاں آ کر آپ کی وساطت سے بات بھی کرنی ہے اور آپ نے ہی ہماری بات حکومت تک پہنچانی ہے۔ اگر آپ ہمیں ایسا کہیں گے تو حکومت تو پہلے ہی ہمیں سمجھتی ہے کہ یہ صرف کورم پورا کرنے والی مشینیں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ابھی حکومتی بنچوں کی طرف سے جواب آیا کہ ہمیں ذمہ داری دے دی جائے کہ کوئی گلا نہیں کٹے گا تو ہم بسنت منانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ یہ ہمیں گارنٹی دے دیں کہ آج کے بعد پنجاب میں کوئی بم دھماکا نہیں ہو گا، کوئی یہاں پر target killing نہیں ہو گی، کوئی مسجد ویران نہیں ہو گی اور کوئی سکول ویران نہیں ہو گا تو ہم سارے خوش ہیں۔ اب یہاں بٹھا کر صرف یہ کہہ دینا کہ ہمیں گارنٹی دے دیں۔ جناب! کیا اس بات کی کوئی گارنٹی ہے کہ کوئی وزیر گھر جاتا ہوا راستے میں نہ مارا جائے؟

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کسی کے پاس یہ گارنٹی نہیں ہے اور سب اللہ کے آسرے پر چل رہے ہیں۔ اگر ایک دن کسی لاہوریئے کو خوشی نصیب ہو جائے تو اس میں حکومت کو کیا اعتراض ہے؟ ایک دن آپ پابندی لگا دیں کہ آج موٹر سائیکل نہیں چلیں گے کیونکہ ڈبل سواری پر بھی تو روزانہ پابندی لگی ہوتی ہے۔ میری کوئی خواہش نہیں ہے کہ بسنت منائی جائے۔ میں تو general and

overall بات کرتا ہوں۔ کبھی یہ آواز آتی ہے کہ یہ ہندوانہ رسم ہے اور فلاں ہے۔ آج آپ نے مجھے بہت ٹائم دے دیا جس کے لئے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی بات نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اب میں بیٹھ رہا ہوں اور اس وعدے کے ساتھ بیٹھ رہا ہوں کہ میں آئندہ اجلاس میں بولوں گا نہیں اور صرف بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ ناراض ہو رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ناراض ہو کر نہیں کہہ رہا بلکہ یہ تو آپ کا احترام ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بات کرنا آپ کا حق ہے۔ جو آپ کی جائز بات ہو وہ ضرور سنی جائے گی اور آپ کو اس کی اجازت بھی دی جائے گی لہٰذا آپ ایسا نہ کریں۔ آپ یہ زیادتی کی بات کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے میرا نام لے کر کئی دفعہ یہ remarks pass کئے ہیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ سوالات کا ٹائم ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ میں نے ہی ان کو اجازت دی ہے۔ میں سوالات کے لئے 10 منٹ ٹائم اور بڑھا دوں گا اور یہ وقفہ سوالات 12 بج کر 40 منٹ تک چلے گا۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے کئی دفعہ میرا نام لے کر یہ remarks pass کئے ہیں کہ میں فوجی ہوں اور unit کے مطابق House کو چلانا چاہتا ہوں۔ میں شاہ صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے فخر ہے کہ میں سابقہ فوجی ہوں اور مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میں House کا وقت کبھی irrelevant بات کر کے ضائع نہیں کرتا اور to the point بات کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ میں اب بھی اس چیز کا احتجاج کرتا ہوں کہ کل اگر منسٹر صاحب اُٹھ کر پہلے چلے گئے

تھے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حکومتی بنچ والے اُٹھ کر چلے گئے۔ میں نے اعتراض یہی کیا تھا کہ حکومتی بنچ نہیں بھاگے لیکن انہوں نے پھر وہی لفظ استعمال کیا ہے۔ ہم اُس وقت اٹھ کر گئے تھے جب Chair نے House adjourn کیا تھا اس لئے House کے اندر irrelevant باتیں نہیں ہونی چاہئیں کہ جس سے سب لوگوں کا وقت ضائع ہو۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ سارے ہی سمجھدار ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاہ صاحب کے غیر پارلیمانی الفاظ حذف کر دیئے جائیں کیونکہ انہوں نے "جپھیوں اور پپیوں" کا ذکر کیا ہے لہذا الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے غیر پارلیمانی الفاظ ہیں ہی نہیں۔

جناب سپیکر: جی، جو الفاظ غیر پارلیمانی ہوں گے وہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ خود irrelevant بات کرتے ہیں اور مجھ پر الزام لگا دیتے ہیں۔ میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: جو الفاظ غیر پارلیمانی ہوں گے تو وہ حذف کر دیئے جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ میں اس اجلاس میں آئندہ نہیں بولوں گا اور ابھی انہوں نے خلاف ورزی کر دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی بات نہیں۔ اُن کو بولنے کا حق ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایسی بات کرتا ہی نہیں ہوں۔ اب یہ چُپ کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! شکریہ۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا آپ نے جواب دینا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ locally tender ہوتا ہے جس کے لئے Purchase Committee بن جاتی ہے۔ یہ tender باقاعدہ لوکل

اخبارات میں دیا جاتا ہے جس میں importers حضرات حصہ لیتے ہیں اور importers باہر کے بھی آ سکتے ہیں۔ Purchase Committee میں چار افسران مقرر ہوتے ہیں اور شفاف طریقے سے tender کے ذریعے خرید کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو سمجھ آ گئی ہے؟ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ لوکل ٹینڈر ہوتے ہیں جس میں importers حضرات اپنے طور پر حصہ لیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ سابق ڈائریکٹر چڑیا گھر کی تبدیلی کی وجہ کیا ہے اور 90۔شاہراہ میں چڑیا گھر کی جو زمین تھی اُس میں پارکنگ بنانے کی وجہ کیا ہے اس کے علاوہ چڑیا گھر کے کام کیوں رُکے ہوئے ہیں جو still pending ہیں؟ وہاں پر بے تحاشا کاٹ کباڑ اکٹھا ہوا پڑا ہے، لوگ جب وہاں سیر کرنے جاتے ہیں تو ان کے بچے کہیں کیچڑ میں پھسلتے ہیں اور کہیں اینٹوں پر گرتے ہیں اس کے علاوہ چلنے کے لئے بھی کوئی راستہ نہیں ہے۔ بتایا جائے کہ یہ ترقیاتی کام کیوں رُکا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ ڈائریکٹر کو تبدیل کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے کا اختیار ہے کہ جب وہ کسی کی کارکردگی سے مطمئن نہ ہو تو اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے لہٰذا ٹرانسفر/ پوسٹنگ تو routine کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: یقینی طور پر وہ ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے۔ جو اچھا کام نہیں کرتا اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات بھی انہوں نے کی ہے جو آپ نے سنی ہو گی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): کیا کی تھی؟

محترمہ آمنہ الفت: میں نے کہا تھا کہ چڑیا گھر میں ترقیاتی کام کیوں بند پڑے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ ترقیاتی کام کیوں بند پڑے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کام بند نہیں ہوا۔ وہاں پر ترقیاتی کام جاری ہے جس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے۔ اگر محترمہ کہیں تو میں انہیں ساری تفصیل بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے پرندے درآمد کرنے کے حوالے سے سوال کیا ہے، اگر وہ کہتی ہیں تو میں ابھی اِن کو تفصیل بتا دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! معزز وزیر کو میں امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتی۔ وہ بے شک سوال کا جواب نہ دیں کیونکہ وہ بہت مشکل کا شکار ہیں۔ میں اگلا ضمنی سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ مشکل کا شکار نہیں ہیں۔ اُن کے پاس آپ کے سوال کا جواب موجود ہے۔ محترمہ! ویسے آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہم ٹائم بچائیں لہذا آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے تو کریں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر1963۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چھانگا مانگا جنگل کی تفصیلات

*1963: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چھانگا مانگا جنگل کتنے رقبے پر پھیلا ہوا ہے؟

(ب) چھانگا مانگا جنگل میں سال2008 کے دوران کتنے رقبے پر نئے پودے لگائے گئے؟

(ج) چھانگا مانگا جنگل کی دیکھ بھال کے لئے کل کتنا سٹاف ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال2008 کے دوران چھانگا مانگا جنگل میں کتنے درختوں کی کٹائی کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) سال2008 کے دوران کاٹے گئے درختوں کی کل کتنی رقم حکومت کے خزانے میں جمع ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چھانگامانگا جنگل 12510 ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔

(ب) جنگل چھانگامانگا میں 08۔2007 کے دوران 300 ایکڑ رقبہ پر 217800 نئے پودے جات لگائے گئے۔

(ج) چھانگامانگا جنگل کی دیکھ بھال کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

1۔	مہتمم جنگلات	1	2۔	نائب مہتمم جنگلات	1
3۔	فاریسٹر	5	4۔	فاریسٹ گارڈ	19

(د) سال 08۔2007 کے دوران 11942 درخت کٹائی کئے گئے جن سے 99667 مکسر فٹ ٹمبر اور 84754 مکسر فٹ بالن حاصل ہوا۔

(ہ) سال 08۔2007 کے دوران کاٹے گئے درختوں سے حاصل ہونے والی ٹمبر میں سے 18591 مکسر فٹ ٹمبر نیلام ہوا جس کی مالیت -/41,55,065 روپے سرکاری خزانہ میں جمع ہوا اور حاصل شدہ بالن سے 42377 مکسر فٹ بالن نیلام ہوا جس کی مالیت -/2,673,282 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہوئی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرے دو تین ضمنی سوال ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں جو بتایا گیا ہے کہ پودے لگائے گئے ہیں کیا وہ پودے اس وقت بھی موجود ہیں یا ضائع ہو گئے ہیں؟ دوسرا جز(ج) میں سٹاف کے متعلق جو بتایا گیا ہے اس میں میرا سوال یہ ہے کہ روزانہ کتنے مزدور مزدوری کے لئے آتے ہیں اور ان کو جو ادائیگی کی جاتی ہے وہ کتنی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں پہلے محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ اس میں -/192 ملین روپے کی لاگت سے ریچھ گھر، بندر گھر، شیر گھر اور آبی پرندوں کا تالاب بنایا جا رہا ہے۔ ان پرندوں کا enclosure جدید طرز پر تعمیر کیا جا رہا ہے اور اس پر 19 کروڑ 26 لاکھ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑ دیں۔ وہ چلا گیا جہاں جانا تھا۔ آپ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیا یہ اگلا سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ اگلا سوال ہے اور اس سوال کا نمبر 1963 ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کو دہرا دیں۔

جناب سپیکر: یہی تو میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا کریں۔ جی، محترمہ! آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جز(الف) میں جو پودوں کی تعداد بتائی گئی ہے کیا وہ پودے ابھی تک موجود ہیں اور ان میں کتنے پودے ضائع ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ نے جز(الف) کے مطابق جو پودے لگائے ہیں کیا وہ پودے موجود ہیں یا نہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! موجود ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو تعداد انہوں نے بتائی ہے وہاں پر اتنے پودے موجود نہیں ہیں۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہہ رہی ہوں کہ ان پودوں میں سے بے شمار پودے ضائع ہو چکے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے گزشتہ سال چھانگا مانگا میں ایک لاکھ چھ ہزار پودے لگائے تھے۔ وہاں میں دو دفعہ visit پر گیا ہوں اور وہ پودے موجود ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں انہوں نے سٹاف کے متعلق بتایا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ روزانہ مزدوری کی بنیاد پر کتنے لوگ آتے ہیں اور ان کو کتنی ادائیگی کی جاتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! روزانہ سو مزدور آتے ہیں اور ان کو چھ سو روپے مزدوری دی جاتی ہے۔ اس طرح کل مزدوری چھ لاکھ بنتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں ایک بات House کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ آپ کو پتا ہے کہ روزانہ سائیکلوں پر آٹھ سے نو من لکڑی چوری ہو رہی ہے اور کسی مزدور کو کوئی ادائیگی نہیں ہو رہی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس طرح قوم کا کروڑوں روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ یہ پیسے عملہ خود لے رہا ہے۔ آپ کو بھی خود ذاتی طور پر علم ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں نے شیخ صاحب کو کہا تھا کہ آپ specific بتائیں اور pin point کریں۔ میں ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ ان کے ساتھ سخت کارروائی کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس پر آپ خود انصاف کریں اور تھوڑی دیر کے لئے یہ بات بھول جائیں کہ آپ سپیکر ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ انصاف کریں کہ کیا یہ نہیں ہو رہا ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ جیسا خوبصورت defender کبھی نہیں آئے گا جتنا کہ آپ defend کر رہے ہیں۔ آپ خود انصاف کر دیں کہ کیا لکڑی چوری نہیں ہو رہی؟(قطع کلامیاں)

MR.SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، میں بات کرتا ہوں۔ حضرت!جب تک یہ مجھے چاہیں گے اس وقت تک تو میں یہاں سپیکر ہی رہوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک آپ نے بات کی ہے تو آپ کے سوال کا جواب محکمہ کے متعلقہ وزیر صاحب نے دینا ہے۔ جنہوں نے یہ سوال پوچھا ہے یہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔ آپ کو اجازت نہیں ہے in between کہ جب وہ سوال کا جواب دے رہے ہوں تو پھر آپ اس میں interrupt کریں تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ لکڑی چوری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے humbly request کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں اور ان کو جواب دینے دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سٹاف لکڑی چوری میں ملوث ہوتا ہے اس کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے اور چھانگا مانگا جنگل میں جو ریلوے لائن ہے وہ بھی چوری ہو چکی ہے۔ اس کا کیا بنا، کیا وہ برآمد ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے دو باتیں کی ہیں ایک تو لکڑی چوری کے حوالے سے کہ جو لکڑی چوری کرتا ہے اس کے خلاف آپ کیا کرتے ہیں؟ دوسرا وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں سے ریلوے لائن چوری ہوئی ہے اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کا تفصیلی جواب دیتا ہوں کہ ہمارے پاس جو کارروائی ہوتی ہے وہ Forest Act 1927 کے تحت ہوتی ہے۔ اس ایکٹ میں provision ہے اور اس کے rules ہیں۔ ان rules کے section 62 کے تحت لکڑی چور کو پانچ سو روپے جرمانہ اور چھ ماہ قید کی سزا ہے یا اس میں summary trial ہے۔ اب ہم نے قانون کو amend کیا ہے جو کہ approval کے لئے گیا ہوا ہے۔ اس کے مطابق اس کی سزا بڑھا دی گئی ہے اور جو ایک لاکھ روپے کی لکڑی چوری کرے گا اس کو دس ہزار روپے جرمانہ ہے اور چھ سال قید ہے۔ حال ہی میں ہم نے مانیٹرنگ ٹیمیں بنائی ہیں۔ ملتان میں میاں جاوید تھا اس کو معطل کیا ہے اور اس کے خلاف پرچہ درج کروایا ہے، چنیوٹ میں پرچہ درج کروایا ہے۔ میرا ٹیلی فون ہر وقت کھلا ہے۔ ہم نے اس پر بڑی سختی کی ہے اور مانیٹرنگ ٹیمیں بنائی ہیں اور جہاں سے بھی لکڑی چوری کی کوئی اطلاع ملے گی میں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف پرچہ بھی ہو گا اور کارروائی بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ابھی میرے جواب کو تو مکمل ہونے دیں۔ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے کہ ایک لاکھ لکڑی کی قیمت پر دس ہزار روپے جرمانہ ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ لاکھوں روپے کی لکڑی چوری کر لیتے ہیں اور ان کو صرف پانچ سو، پانچ ہزار یا دس ہزار روپے جرمانہ کافی ہے اور بعد میں لکڑی بھی انہی کو ہی دے دی جاتی ہے۔ کیا یہ جرمانہ کافی ہے جو وہ لکڑی چوری کرتے ہیں یا سزا دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: اب انہوں نے پہلے کی نسبت جرمانے کی تعداد زیادہ کر دی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! لکڑی تو لاکھوں کی چوری ہوتی ہے اور جرمانہ ہزاروں میں ہوتا ہے اس طرح تو چوری جاری رہے گی، کیا اس طرح کرپشن کو فروغ نہیں ملے گا؟

جناب سپیکر: پھر آپ particular case بتائیں یہ تو کوئی بات نہیں کہ ایسے فضول کہہ دیا جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے case کے حوالے سے بتا دیں، انشاءاللہ ضرور کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس House میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کو اس بات پر فخر ہے including myself کہ آپ ہمارے سپیکر ہیں اور یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جز(ہ) کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ 08-2007 میں کتنا ٹمبر اور کتنا بالن فروخت ہوا ہے۔ پچھلے سوال کے جواب میں یہ تھا کہ پہلے بالن -/102 روپے کا فروخت ہوا اور اب -/224 روپے اوسط پر فروخت ہوتا رہا ہے۔ ٹوٹل بالن 84754 مکسر فٹ تھا جس میں سے صرف 42377 مکسر فٹ بالن فروخت کیا گیا ہے۔ آدھے سے زیادہ بالن ابھی بھی ان کے پاس پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح انہوں نے ٹمبر 99667 مکسر فٹ کاٹا تھا اور صرف 18591 مکسر فٹ فروخت کیا اور 81076 مکسر فٹ ٹمبر ابھی بھی ان کے پاس پڑا ہوا ہے۔ یہ بکتا ہے، چاہے کم پیسوں میں بکے یا زیادہ پیسوں میں اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جاتی ہے۔ کیا محکمہ اس کے لئے کوئی

اقدامات کر رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ کٹائی کر کے اسے بیچ کر اس کا پیسا سرکاری خزانے میں جمع کروایا جائے بجائے اس کے کہ یہ چوری ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک بات آپ سن لیں کہ اس کا جواب تو انہوں نے پہلے دے دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں چوری کی بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ چوری کی بات نہیں کر رہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جتنا حساب کتاب کر رہے ہیں جو بچ جاتا ہے اسے اگلی دفعہ ہم نیلام کرتے ہیں چاہے وہ بالن ہو یا ٹمبر۔ یہ جواب وہ دے چکے ہیں اس کے علاوہ آپ جو پوچھنا چاہتی ہیں وہ بتائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ جتنا بچ جاتا ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر 99667 کٹائی کی گئی تو اس میں سے 18691 مکسر فٹ ٹمبر فروخت کیا گیا۔ کیا محکمہ کوئی ایسے اقدامات کر رہا ہے کہ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ نیلامیاں ہوں کیونکہ جب تک وہ ٹمبر پڑا رہے گا تو لازمی طور پر وہ misuse بھی ہو گا۔ اس کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو لکڑی بچ گئی تھی وہ اگلے سال نیلام ہو گئی ہے۔ ہم اس بات کو تقویت دے رہے ہیں۔ ہم اس کو exploit بھی کریں گے اور آئندہ اس پر کڑی نگرانی بھی ہو گی اور جلد نیلامی ہو گی۔

ملک علی عباس کھوکھر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک علی عباس کھوکھر: شکریہ۔ جناب سپیکر!وزیر موصوف نے ابھی فرمایا کہ جنگل کی لکڑی چوری کرنے پر پرچہ درج کر کے جرمانہ بھی کیا جاتا ہے لیکن ان سے میرا ایک سوال ہے کہ میرے حلقے میں ایک جنگل کا رقبہ 7523 ایکڑ ہے جہاں سے آج تک جتنی لکڑی کاٹی گئی ہے اس پر پرچے درج کئے گئے ہیں، میں رات اپنے حلقے میں گیا تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ fresh question بنے گا۔

ملک علی عباس کھوکھر: جناب سپیکر!وزیر صاحب نے لکڑی چوری کے خلاف بات کی ہے تو میں اس حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ ان کی بات سنیں اور اس کا جواب دیں۔جی، فرمائیں!

ملک علی عباس کھوکھر: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے لکڑی چوری کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کی بات کی ہے تو یہ ایف آئی آر بے گناہ بندوں پر درج ہو رہی ہیں اور میرے حلقے میں جنگل کا عملہ ساری لکڑی پیسے لے کر بیچ رہا ہے اور بے گناہ لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو رہی ہیں اور میرے پاس اس چیز کے ثبوت ہیں اور میں ان ثبوتوں کو صبح اسمبلی میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پچھلے ادوار کی ذمہ داری میں نہیں لیتا۔ اب میں کہہ رہا ہوں کہ کہیں بھی ہونے والی چوری کی مجھے کوئی اطلاع دے گا تو میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ ان کے خلاف سخت کارروائی ہو گی۔

ملک علی عباس کھوکھر: جناب سپیکر! جن لوگوں کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں ان کا اس لکڑی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

ملک علی عباس کھوکھر: جناب سپیکر! ایسے 22 بندوں کے خلاف کل جھوٹا پرچہ کاٹا گیا ہے اور انہوں نے کوئی لکڑی نہیں کاٹی بلکہ گارڈ نے خود پیسے لے کر لکڑی بیچی ہے اور ان لوگوں کے اوپر جھوٹا پرچہ کاٹ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر یہ میرے علم میں لائیں گے تو میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹر صاحب سے ابھی بات کر لیں اور ان سے مل لیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایسے لوگوں کے خلاف آج ہی کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔ جی، چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: میرے سوال کا نمبر 2204 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پرائیویٹ سیکٹر میں جنگل کی تعداد میں کمی

*2204: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی کٹائی کی مدت مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کم ہو رہے ہیں جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ محکمہ جنگلات پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات لگانے کے لئے تکنیکی اور مالی معاونت بھی کر رہا ہے۔1947 میں اوسطاً تین درخت فی ایکڑ موجود تھے جو کہ محکمہ کی کاوش سے 2001 میں PERI کی رپورٹ کے مطابق بڑھ کر 17 درخت فی ایکڑ ہو چکے ہیں جبکہ 2015 تک اس ہدف کو بڑھا کر 28 درخت فی ایکڑ کرنا ہے۔

(ب) پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی کٹائی کی حد مقرر کرنے کے لئے تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں جنگلات کی تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے تو جواب بالکل ایسے ہی ہے جیسے کاغذی کارروائی میں ہر سال اپنے targets کو بڑھانے کے لئے دیا جاتا ہے کہ 1947 میں ہمارے plantation کی تعداد 3 درخت فی ایکڑ تھی لیکن جب زمینیں آباد ہوئیں تو اس کے بعد بہت سے درخت کاٹ دیئے گئے اور اب آپ، میں اور ہمارے تمام معزز ممبران بھی جانتے ہیں کہ اس وقت نہروں پر یا جنگلات میں کتنی plantation کاٹی جا چکی ہے اور اس میں کتنے plant کم ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی PERI کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس میں 17 درخت فی ایکڑ ہیں۔ میں آج بھی یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ رپورٹ غلط ہے اور اس کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس میں درختوں کی تعداد 17 نہیں ہے کیونکہ اگر آپ نہروں کے اوپر چلے جائیں اور دیکھیں کہ اس وقت وہاں plantation کی تعداد پہلے سے بہت کم ہے اور میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ کسی ایک Forest Guard کو randomly select کر لیں اور اس Guard کے درختوں کی تعداد پوری ہو جائے تو میں اس میں مجرم ٹھہروں گا لیکن ایک بھی ایسا کوئی Guard نہیں ہے کہ جس کی plantation پوری ہو۔ اس میں بڑھانے کی بات تو بعد میں آئے گی لیکن یہ غلط figure quote کی گئی ہے کہ اس وقت درختوں کی تعداد 17 ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات ، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہاں پر آنے والی رپورٹ کے حوالے سے مختلف ایجنسیاں سروے کرتی ہیں۔پنجاب اکنامکس ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک بڑا ذمہ دار ادارہ ہے جس کی رپورٹ کے مطابق پہلے تین درخت فی ایکڑ تھے اور اب 17 ہو گئے ہیں۔ تین بلین روپے کا ابھی ایک میگا پراجیکٹ شروع ہو رہا ہے جس کی میعاد چھ سال ہے اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جس طریقے سے شجر کاری مہم شروع کی جا رہی ہے تو یہاں چونکہ پرائیویٹ سیکٹر میں forest کے متعلق سوال ہے تو اس کے مطابق یہی ہے کہ جو لوگ پرائیویٹ farming کر رہے ہیں پانچ ہزار ایکڑ پر ابھی private farming کروائی ہے جس میں محکمہ نے انہیں پوری مدد دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سیکشن 38 کے تحت پانچ ہزار ایکڑ پر پرائیویٹ farming پر شجر کاری کی گئی ہے۔ سرکاری فارموں میں موجودہ حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سرکردگی میں اس پر پہلی priority ہے۔ مری کے علاوہ جہاں جہاں ہمارے بڑے forest ہیں ڈفر اور لال سوہانرہ forest پر بڑی تعداد میں شجر کاری کی جا رہی ہے اور میں یہ بتا سکتا ہوں کہ اگر فی ایکڑ 17 درخت ہوئے ہیں تو تین کروڑ ایکڑ پرائیویٹ land پر 51 کروڑ درختوں کی تعداد بنتی ہے تو یہ کم نہیں ہو رہے بلکہ بڑھ رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!میرے حلقے میں آج سے چھ ماہ پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کا اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہو سکے گا۔ اس کے بغیر آپ بات کریں گے تو مائیک بند ہو جائے گا۔

MR MUHAMMAD SANA ULLAH KHAN MASTI KHEL: Mr. Speaker! Let me first complete.

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں وہی کہوں گا جو آپ نے فرمایا ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر جنگلات اور سیکرٹری جنگلات کی کوششوں اور کاوشوں سے میرے حلقے میں ایک بہت بڑا مافیا اربوں روپے کی لکڑی چوری کر کے لے گیا تھا لیکن prompt vigilance سے ان کے خلاف پرچے درج کئے گئے اور وہ آج جیلوں میں پڑے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا کام کیا ہے لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ جنگلات کی بات کر رہے ہیں تو میری شنید میں یہ بات آئی ہے کہ محکمہ میں with the connivance out of the Forest Department درخت لگائے گئے ہیں تو ان کی proper look after کے حوالے سے کوئی direction pass on کریں کہ ان کی look after proper کریں۔ جہاں plantation کو پانی دینا ہے وہاں پانی دیں اور جو درخت خشک ہو چکے ہیں انہیں بھی دیکھیں ویسے کافی change feel ہوئی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے سوال کا صحیح طریقے سے مجھے جواب نہیں ملا کیونکہ یہ ٹھیک اور درست ہے کہ 1947 میں جب اس کی اوسطاً تعداد فی ایکڑ تین تھی لیکن مان لیا جائے کہ محکمہ کی کوشش اور کاوش سے plantation کی تعداد پرائیویٹ سیکٹر میں 17 ہو گئی ہے، اگر یہ چھ گنا بڑھ گئی ہے تو گورنمنٹ کے جنگلات کی تعداد کیوں کم ہو رہی ہے؟ کیا گورنمنٹ سیکٹر کے forest کی طرف ہماری توجہ نہیں ہے لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں یہ تو آپ تجویزیں دے رہے ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ جنگلات کی تعداد کیوں کم کر رہی ہے جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں یہ تعداد بڑھ رہی ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کے جنگلات کی تعداد کیوں کم ہو رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس سوال کے دو جز ہیں۔ پہلے سوال میں انہوں نے پرائیویٹ جنگلات کے بارے میں پوچھا تھا اور ابھی جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ گورنمنٹ کے جنگلات کے بارے میں پوچھا ہے۔ میں دونوں کے

جواب دیتا ہوں۔ پنجاب میں پرائیویٹ جنگلات کا رقبہ مجموعی طور پر تین کروڑ ایکڑ ہے جو زیر کاشت ہے۔17 کا مطلب یہ ہے کہ 51 کروڑ درخت لگائے گئے۔ دوسری بات سرکاری شعبہ کی ہے تو اس سال تین کروڑ پودے اور قلمیں دی جارہی ہیں نیز دو کروڑ نئے درخت سرکاری طور پر لگائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: بس۔جی، اب آپ تشریف رکھیں۔جی، معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ضمنی سوال اس سے متعلقہ کرنا ہے جو سوال پوچھا گیا ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میرا سوال اسی سے متعلقہ ہے۔ میں سب سے پہلے تو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ بڑے خوبصورت انداز میں سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ میں ان سے ایک ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے بقول کہ جنگلات میں کمی نہیں ہو رہی ہے کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پبلی پہاڑ کا جنگل جس کا رقبہ 307 ایکڑ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے آپ کو اجازت دی ہے لیکن یہ پبلی پہاڑ کا سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں، یہ آپ کا نیا سوال بنتا ہے۔ آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ کیا جنگلات کی کمی نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ جنگلات کی تعداد کم ہو رہی ہے یا بڑھ رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ اس سوسائٹی کو اچھی طرح سے جانتے ہیں، اس میں اچھے لوگ بھی ہیں اور بُرے لوگ بھی ہیں۔ سرکاری محکموں میں بھی جو زوال پذیری ہے وہ سب پر عیاں ہے لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں سے کوئی چوری کی complaint آئے گی میں guarantee سے کہتا ہوں کہ اس کے خلاف کارروائی ہو گی، پرچے

بھی درج ہوں گے اور چالان بھی ہوں گے۔ ہم سرکاری ملازم کو نہیں چھوڑیں گے۔ یہ جنگلات ماحول کو خوبصورت بنانے کے لئے ہیں کسی اہلکار کو یہ اجازت نہیں ہو گی کہ وہ درخت چوری کرے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 1947 میں اوسطاً تین درخت فی ایکڑ موجود تھے جو کہ محکمہ کی کاوش سے 2001 میں PERI کی رپورٹ کے مطابق بڑھ کر 17 درخت فی ایکڑ ہو چکے ہیں۔ یہ جواب 10۔ جنوری 2009 کو آیا ہے۔ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ 2009 میں فی ایکڑ کتنے درخت ہو چکے ہیں جبکہ یہ 2001 کا ذکر کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ جب کوئی survey ہوتا ہے تو اس وقت رپورٹ آتی ہے۔ اس دوران survey نہیں ہوا جس کی رپورٹ میں بتا سکوں۔ میں نے بتایا ہے کہ فی ایکڑ درختوں کی تعداد 3 سے 17 تک تعداد چلی گئی ہے اور اس کو ہم انشاء اللہ 28 تک لے کر جائیں گے۔ اس پر مسلسل کام کیا جا رہا ہے اور درختوں کی شرح کم نہیں بلکہ بڑھ رہی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ شرح بڑھ رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 2001 کے بعد 2009 تک محکمے نے کوئی رپورٹ نہیں دی، کیا انہوں نے ابھی کوئی survey نہیں کیا؟ یہ 2009 میں جواب دے رہے ہیں تو 2009 کا ہی ذکر کریں جبکہ یہ ذکر 2001 کا کر رہے ہیں کہ فی ایکڑ 17 درخت ہیں۔ اب کیا پتا کہ اب دس درخت رہ گئے ہیں، شاید وہ 20 ہو گئے ہیں۔ یہ کم از کم اسمبلی کو fresh information تو دیں، یہ 2001 کی پرانی information دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا یہ survey کب کا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر کہتے ہیں تو میں ان کو دوبارہ survey کر کے بتا دوں گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!وزیر صاحب بتائیں کہ surveyپانچ سال بعد، دس سال بعدیا کتنے سالوں بعد ہوتا ہے اور کیاان دس سالوں میں کوئی survey نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ پوچھ رہے ہیں کہ بتایا جائے کہ یہ رپورٹ آپ کے پاس کب سے ہے، یہ کب کے اعداد و شمار ہیں، 2001 کے بعد کیا آپ کے پاس کوئی رپورٹ آئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس وقت میرے پاس کوئی رپورٹ موجود نہیں ہے اگر کہیں گے تو میں معلومات لے کر ان کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ بعد میں آپ کو دے دیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ یہ 10۔جنوری 2009 کو جواب دیا گیا ہے جبکہ یہاں 2001 کے figures quote کئے جارہے ہیں۔منسٹر صاحب ایوان کو ایک سال پرانی رپورٹ دے دیتے۔دو سال پہلے کا بتادیتے لیکن یہ تو دس سال پرانی رپورٹ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس کی average نکالی جاسکتی ہے۔یہ بڑا آسان سا کام ہے۔

جناب سپیکر: آپ averageخود نکال لیں۔جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب اپنے سیکرٹری کا نام بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ان کا نام مہر بابر حسن بھروانہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آخری لفظ "بھروانہ" کی سمجھ آئی ہے اس سے پہلے کی نہیں آئی۔(قہقہہ)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!سوال میں جو رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے جس کے مطابق فی ایکڑ 17 درخت ہیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ surveyکا طریق کار کیا تھا؟ آیا یہ sample survey ہوا یا100 فیصد surveyہوا؟ اس figure کی صحت بالکل قابل یقین نہیں ہے کیونکہ سڑکوں پر، نہروں پر اور کھیتوں میں درخت لگاتار کم ہو رہے ہیں اور یہ اس تعداد کو چھ گنا بڑھا رہے ہیں اس لئے وہ surveyکا systemبتائیں کہ کس طریقے سے surveyہوا تھا؟

جناب سپیکر: وہ surveyکا systemپوچھ رہے ہیں کہ وہ کیسے ہوتا ہے اور کب ہوا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ایک محکمہ Punjab Economic Research Institute ہے جو مختلف indicators کے ذریعے تمام چیزوں کا survey کرتا ہے کہ اس میں کتنی electricityلگ رہی ہے، کتنی health facilitiesاور کتنی incomeہوئی ہے۔ تمام صوبے کی معاشی ترقی کے معاملات کا surveyیہ ادارہ P.E.R.I کرتا ہے اور sampleکی بنیاد پر کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا علیحدہ محکمہ ہے جو survey کرتا ہے۔ اب next question پر آئیں۔ حضرت آپ next questionپر ضرور ضمنی سوال لے آئیں میں آپ کو floorدوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے ماہرین کی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے ماہرین کی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی رائے یہ ہے کہ جنگلات کی بہتات کی وجہ سے ماحول میں بہتری آتی ہے ،environments میں بہتری آتی ہے ، آب وہوا بہتر ہوتی ہے ،بارشیں آتی ہیں جبکہ ہمارے ہاں تو موسم ہی خشک ہو گیا ہے اور بارشیں بھی آنے سے رہ گئی ہیں۔ یہ ثبوت ہے کہ جنگلات میں کمی واقع ہو گئی ہے اور جو ابات سارے غلط ہیں کہ جنگلات میں بڑھوتری آرہی ہے۔ ہمارے موسم کا گرم ہونا، بارشوں کا نہ ہونا، موسم میں تبدیلی کا آجانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جنگلات میں واضح کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ ان کو suggest کر رہے ہیں اور وہ سن رہے ہیں۔ اب ایک آخری سوال راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، واقعی ٹائم ختم ہو گیا ہے لیکن جو دس منٹ ادھر ادھر گئے تھے تو وہ ٹائم بھی ہم نے اس میں لینا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2239 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں شکار پر پابندی سے متعلقہ تفصیلات

*2239: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں شکار پر پابندی لگائی گئی ہے؟

(ب) پنجاب میں شکار پر پابندی کن وجوہات کی بناء پر لگائی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں شوٹر حضرات پر پابندی ہے جبکہ دیگر صوبوں کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں غیر ملکیوں پر شکار کی پابندی عائد نہیں کی جاتی جبکہ صرف پنجاب سے تعلق رکھنے والے شوٹر پر پابندی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں لائسنس یافتہ شوٹر حضرات پر بھی پابندی عائد ہے کیوں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) پنجاب میں پنجاب کے شوٹر حضرات کے شکار پر پابندی کب اور کیوں لگائی گئی؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب کے شوٹر حضرات پر شکار کی پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب میں شکار پر پابندی مورخہ 2009-01-26 سے لگائی گئی ہے۔

(ب) شکار پر پابندی کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ نسل میں کمی کی وجہ سے اور تحفظ دینے کے لئے

2۔ غیر قانونی شکار کی حوصلہ شکنی کے لئے

3۔ فصلوں کے کیڑے مکوڑوں کی بہتر تلفی کے لئے، جنگلی حیات کی نسل میں اضافہ کے لئے

(ج) وائلڈ لائف صوبائی محکمہ ہے اور پنجاب میں صوبائی قوانین پر عملدر آمد ہوتا ہے۔

(د) غیر ملکی حضرات صرف ملکی قانون کے مطابق ہی شکار کر سکتے ہیں، دوست عرب ممالک کے کچھ حکمرانوں کو وزارت خارجہ کی طرف سے تلور کے شکار کے لئے علاقہ جات الاٹ کئے جاتے ہیں اور وہ وہاں پر شکار کرتے ہیں۔

(ہ) کسی بھی جنگلی جانور یا پرندہ کے شکار کے لئے قانونی شرائط ہیں اور ان کے مطابق شکار کی اجازت ہے جو حضرات وہ شرائط پوری کرتے ہیں وہ شکار کر سکتے ہیں۔

(و) پنجاب میں شکار پر پابندی2009-01-26 کو لگائی گئی ہے کیونکہ موسمی حالات کا ناموافق ہونا، پرندوں کی نسل میں کمی کے سبب۔ موسم جلد گرم ہونے کی وجہ سے آبی پرندوں کی جلد واپسی، بارشوں کا کم ہونا اور افزائش نسل کا موسم جلد شروع ہونا۔

(ز) مندرجہ بالا جز(و) میں دی گئی وجوہات دور ہونے کے بعد پابندی اٹھالی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کا ایک ضمنی سوال ہو گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جواب آیا ہے وہ کافی الجھا ہوا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جو میں نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ لائسنس یافتہ شوٹر پر شکار کرنے کے لئے پابندی لگا دیتے ہیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ بالکل ہم نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ دوسری بات انہوں نے کہی کہ غیر ملکی حضرات کو ملکی قانون کے تحت شکار کرنے دیتے ہیں۔ آپ اپنے ملکی لائسنس یافتہ شوٹر پر شکار کرنے پر پابندی لگا رہے ہیں جبکہ غیر ملکیوں کو آپ نے کھلی چھٹی دی ہوئی ہے، ان کو کوٹا بھی الاٹ کیا ہوا ہے اور علاقہ بھی الاٹ کیا ہوا ہے جو وہاں پر کھلے عام شکار کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ پتا آپ کو بھی ہے کہ کوٹا کون الاٹ کرتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بات اور پوچھنا چاہوں گی کہ اس کی بھی وضاحت کریں کہ آپ نے ہرن پکڑنے کا بھی کوٹا الاٹ کیا ہوا ہے وہ لوگ ہرن پکڑتے ہیں اور اس کے بعد وہ غیر ملکیوں کو ہرن فروخت کر دیا جاتا ہے اور اس بات کا میرے پاس لیٹر بھی موجود ہے کہ ہرن شکار کرنے کا directive issue ہوا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! قوانین موجود ہیں ۔اگر کوئی چوری کرتا ہے تو دفعہ 21 کے تحت اس کی سزا تیس ہزار روپے جرمانہ ہے۔ اس میں وائلڈ لائف ایکٹ جو کہ 1974 میں بنا تھا اس قانون کے تحت سزائیں موجود ہیں اور جہاں تک انہوں نے اجازت دینے کے بارے میں پوچھا تو وزارت خارجہ نے اجازت دی ہوئی ہے۔ ان کے لئے علاقہ مخصوص ہے۔ تلور کے شکار کے لئے وہ ادھر آتے ہیں اس کے علاوہ پابندی ہے کیونکہ نہایت ہی قیمتی، نایاب پرندوں اور جانوروں کی کمی ہو رہی تھی، نباتات اور بیالوجیکل کنٹرول کے لئے جو فصلیں ہوتی ہیں ان کے لئے ان کا ہونا ضروری ہے۔ تیتر، باقی پرندے اور جانور ہیں۔

جناب سپیکر: تلور بھی اس میں شامل ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جی، شامل ہیں۔ اس میں شکار پر پابندی اس لئے لگائی جاتی ہے تاکہ وائلڈ لائف اور ماحول کو بچایا جا سکے۔ جہاں تک انہوں نے ہرن چوری کی بات کی تو اس کے لئے سزا موجود ہے۔ جہاں سے اطلاع آتی ہے تو اس کے خلاف پرچہ ہوتا ہے اور کارروائی بھی ہوتی ہے اور چوری کا تیس ہزار روپیہ جرمانہ ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پاس کوئی ثبوت ہے وہ آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں ذرا ان سے رابطہ کر لیں۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ 2009 سے پابندی لگا دی گئی ہے۔ میری ان سے درخواست یہ ہے کہ پابندی کے باوجود اگر کوئی خلاف ورزی کرتے پکڑے جاتے

ہیں تو اس کے لئے کیا سزا ہے کیا شکار پر ابھی بھی پابندی ہے اور کیا تلور کا شکار لوکل کو بھی کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ نسل میں کمی کی وجہ سے تحفظ کے لئے غیر قانونی شکار کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ اس میں ایک مخصوص مدت کے لئے شکار پر پابندی ہٹائی جاتی ہے اور اس میں اب عرصہ کم کر دیا ہے۔ پہلے یہ یکم نومبر سے 31۔مارچ تک تھا اب کم کر کے پندرہ جنوری تک میعاد کر دی گئی ہے۔ اس میں صرف اتوار کے دن شکار ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ اگر کوئی غیر قانونی شکار کرے گا تو اس پر تیس ہزار روپے جرمانہ اور دو سال قید کی سزا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب لوکل کو شکار کرنے کی اجازت نہیں تو غیر ملکی کو کیوں اجازت دی جاتی ہے اور کیوں directives issue کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ issue نہیں کرتے۔ بلکہ فیڈرل گورنمنٹ issue کرتی ہے، انہوں نے پہلے بتا دیا ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ہ) میں لکھا ہے کہ ''جنگلی جانور اور پرندے کے شکار کے لئے قانونی شرائط ہیں ان کے مطابق شکار کی اجازت ہے۔'' میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ قانونی شرائط کون سی ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس وائلڈ لائف ایکٹ 1974 ہے، اس کی مختلف دفعات ہیں ان کے تحت چالان کئے جاتے ہیں اور ان کی سماعت درجہ اول مجسٹریٹ یا جج کر سکتا ہے اور سزائیں بھی اس کی مقرر ہیں جہاں تک قانونی شرائط ہیں اس کے علاوہ مرغابی یا کالے تیتر کا شکار ہے اس کے لئے بھی ایک

عرصہ مقرر ہے اس کے علاوہ شکار کریں گے تو ان کا چالان ہو گا اور چالان کے ساتھ میں نے سزا ابتادی ہے کہ وہی سزا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ماہی پروری میں ڈی جی، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*2257: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈی جی، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں۔ تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ اسامی وار فراہم کریں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، تجربہ، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل اسامی وار فراہم کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈی جی، ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی مندرجہ ذیل منظور شدہ اسامیاں ہیں۔

نمبر شمار	عہدہ	منظور شدہ اسامیاں
1	ڈائریکٹر جنرل فشریز	1

2	ڈائریکٹر فشریز	4
3	ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز	19

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، تجربہ، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل منسلکہ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل منسلکہ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ فشریز پنجاب کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیلات

*2258: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ فشریز پنجاب کا سال 05-2004، 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ سال وار کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنا فنڈ خرچ ہوا اور کتنا lapse ہوا، تفصیل مدواراور سال وار فراہم کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ فشریز پنجاب کا سال 05-2004، 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	بجٹ (ملین روپے)	
	ترقیاتی	غیر ترقیاتی
2004-05	9.416	134.483
2005-06	66.764	160.859
2006-07	31.428	174.617
2007-08	55.759	189.090

(ب) ان سالوں کے بجٹ کی تفصیل منسلکہ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں فش ہیچریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2854: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں فش ہیچریز کی تعداد اور مقام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سال2002 تا 2007 محکمہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) محکمہ میں ضلع رحیم یار خان میں موجودہ خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور حکومت ان اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں بمقام ظاہر پیر ایک فش ہیچری زیر تعمیر ہے۔ اس کے علاوہ ضلع رحیم یار خان میں کوئی فش ہیچری نہیں ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان محکمہ ماہی پروری میں سال 2002 تا 2007 میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی تفصیل (منسلکہ "A") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی اہلکار کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ ماہی پروری ضلع رحیم یار خان میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

راولپنڈی، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2856: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر کون کون سے پودا جات ہیں؟

(ج) مالی سال2007-08اور2008-09 کے دوران اس ضلع میں کتنے رقبہ پر جنگل کس کس جگہ لگایا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا143693 ایکڑ رقبہ ہے اور یہ تحصیل مری، کوٹلی ستیاں، کہوٹہ، گوجر خان، راولپنڈی اور ٹیکسلا میں ہے۔

(ب) 109804 ایکڑ رقبہ پر جنگلات ہیں جن میں پوداجات از قسم چیل، کیل، دیار، پڑتل، کہو، پھلاہی، سنتھا، کیکر وغیرہ ہیں۔

سال2007۔08

نمبر شمار	نام ڈویژن	نام جنگل	رقبہ
1	مری	5/I,ii کوٹی	100ایکڑ
2	مری	13/i گھوٹی	50ایکڑ
3	مری	87مانگہ	50ایکڑ
4	نارتھ	20/ii کوٹلی	50ایکڑ
5	نارتھ	17/ii ملوٹ	25ایکڑ
6	نارتھ	70/iv اریاڑی	50ایکڑ
7	نارتھ	31 کیرل	30ایکڑ
ٹوٹل راولپنڈی ڈسٹرکٹ		355ایکڑ	

(ج)

سال2008۔09

نمبر شمار	نام ڈویژن	نام جنگل	رقبہ
1	مری	کشمیر پوائنٹ	25ایکڑ
2	مری	7/RF بھوربن	50ایکڑ
3	مری	8/RF بھوربن	50ایکڑ
4	مری	9/RF بھوربن	50ایکڑ
5	مری	21/MF دھوبی گھاٹ	20ایکڑ
6	مری	23/MF دھوبی گھاٹ	100ایکڑ
7	مری	24/MF دھوبی گھاٹ	100ایکڑ
8	مری	37/RF پتریاٹہ	25ایکڑ

9	مری	40/RF بگلہ	75ایکڑ
10	مری	49/RF کھجٹ	50ایکڑ
11	مری	50/RF کھجٹ	50ایکڑ
12	مری	81/RF ساہلی بھیرہ مال	50ایکڑ
13	نارتھ	62/ii کوٹلی	50ایکڑ
14	ساؤتھ	CPT/5 تخت پڑی	50ایکڑ
ٹوٹل راولپنڈی ڈسٹرکٹ			720ایکڑ

سرکاری جنگلات سے لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے اقدامات

*2964: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فاریسٹ ایکٹ1927 میں لکڑی چوری کے جرمانے کی سزا بہت کم ہے جس سے محکمہ کے جنگلات سے لکڑی چوری عام ہو گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ قانون میں ترامیم کروا کر جرمانے کی سزا بڑھائے گی اور دیگر اقدامات اٹھانے کے لئے تیار ہے جس سے جنگلات کی لکڑی چوری نہ ہو سکے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ترمیمی ایکٹ تکمیل کے مراحل میں ہے جس میں سزا بڑھانے کے علاوہ دیگر مؤثر اقدامات بھی تجویز کئے گئے ہیں۔

ضلع ننکانہ صاحب میں جنگلات کو ختم کرنے کا مسئلہ

*3052: **سید ابرار حسین شاہ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2004 تا2007 ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ جنگلات نے سرکاری رقبہ پر اُگے ہوئے جنگلات کو محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے ختم کر کے زمینیں پرائیویٹ لوگوں کو الاٹ کر دیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پرائیویٹ لوگوں کو زمینیں الاٹ کرنے میں کون سے افسران شامل ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی جارہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ جنگلات نے کوئی زمین پرائیویٹ لوگوں کو الاٹ کی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پرائیویٹ لوگوں کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں۔

سرائے عالمگیر میں جنگلات کی ملکیتی گراؤنڈ کی فروخت کی تفصیلات

*3090: **چودھری محمد ارشد:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے آفس سرائے عالمگیر سے ملحقہ محکمہ جنگلات کی ملکیتی گراؤنڈ تعدادی 52 کنال کو فروخت کر دیا گیا ہے لیز پر دے دیا گیا ہے؟

(ب) اگر مذکورہ رقبہ فروخت لیز پر دیا گیا ہے تو کس کو کس ریٹ پر کب اور کن شرائط پر دیا گیا ہے، مذکورہ رقبہ کی رائج الوقت قیمت کیا ہے؟

(ج) اگر مذکورہ رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں تو ان کے نام، پتا جات اور وہ کتنے کتنے رقبہ پر کب سے قابض ہیں، تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) محکمہ نے مذکورہ رقبہ واگزار کروانے کے لئے آج تک جو کارروائی کی اس کی تاریخ وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ گراؤنڈ کو فروخت کیا گیا ہے اور نہ ہی لیز پر دیا گیا ہے۔رقبہ مذکورہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے اور صرف خانہ کاشت میں محکمہ جنگلات کا اندراج ہے۔

(ب) چونکہ رقبہ نہ تو فروخت کیا گیا ہے اور نہ ہی لیز پر دیا گیا ہے اس لئے ریٹ اور شرائط کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔رقبہ کی اس وقت قیمت تقریباً10 کروڑ روپے ہو گی۔

(ج) عرصہ تقریباً15 سال سے اس پودے رقبہ پر ملٹری اسٹیٹ لینڈ ڈیپارٹمنٹ جہلم قابض ہے۔

(د) اس سلسلہ میں تین دفعہ DFO گجرات مع رینج فارسٹ آفیسر کھاریاں سٹیشن کمانڈر ملٹری جہلم اور ڈی ڈی او(آر) سرائے عالمگیر سے ملاقات کی اور رقبہ کو واگزار کروانے کے لئے استدعا کی تاہم بذریعہ چٹھی نمبریLt/38 مورخہ 07-07-2009اور PA/12 مورخہ 03-02-2010 کے تحت محکمہ مال کو حد براری و رقبہ کی واگزاری کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔

(ہ) محکمہ رقبہ کو واگزار کروانے کا پورا ارادہ رکھتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3233: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران ضلع ہذا محکمہ جنگلات کو فراہم کردہ سالانہ گرانٹ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان دو سالوں کی ضلع ہذا کی آمدن کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی لکڑی فروخت کی گئی اور کتنی لکڑی چوری ہوئی؟

(ہ) محکمہ ضلع ہذا میں محکمہ جنگلات کے رقبہ پر سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران اگر کوئی فصل کاشت کی گئی تو کتنے رقبہ پر کون کون سی فصل کاشت کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	قسم جنگل	کل رقبہ	نام تحصیل
1	نہری ذخیرہ	11521.70ایکڑ	چیچہ وطنی
2	کینال سائیڈ	481.6کلومیٹر	ساہیوال
3	کینال سائیڈ	526کلومیٹر	چیچہ وطنی
4	روڈ سائیڈ	109کلومیٹر	ساہیوال
5	روڈ سائیڈ	102کلومیٹر	چیچہ وطنی
6	ریل سائیڈ	24کلومیٹر	ساہیوال
7	ریل سائیڈ	34کلومیٹر	چیچہ وطنی

(ب) صوبائی حکومت کی طرف سے الاٹ کی گئی سالانہ گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	سالانہ گرانٹ	
	تنخواہ وغیرہ	شجر کاری وغیرہ
2007-08	18323247/۔	17299938/۔
2008-09	16052778/۔	9284977/۔

(ج) ضلع ساہیوال میں ان دوسالوں میں حاصل کی گئی آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	سالانہ آمدن
2007-08	5,25,49,951/۔
2008-09	2,37,00,238/۔

(د) ضلع ساہیوال میں دوسال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران فروخت کردہ لکڑی اور لکڑی چوری کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال08۔2007 کے دوران 4,61,25,125/۔روپے مالیت کی لکڑی فروخت ہوئی اور 960عدد کیسز چوری کے ہوئے۔

سال09۔2008 کے دوران 2,18,31,735/۔روپے مالیت کی لکڑی فروخت ہوئی اور 682عدد کیسز چوری کے ہوئے۔

(ہ) دوران سال 08۔2007 ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات نے 648ایکڑ رقبہ پر شیشم کی شجر کاری کی۔ دوران سال09۔2008 ضلع ساہیوال میں محکمہ جنگلات نے 52ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کی۔

چڑیاگھروں میں پرندوں / جانوروں کی ہلاکتوں میں اضافے کی وجوہات

*3310: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کے چڑیاگھروں میں پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہو رہاہے، یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2009 تک کتنے جانور اور پرندے غفلت سے چڑیاگھروں میں ہلاک ہوئے پرندوں اور جانوروں کی قسم اور ہلاک ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیاجائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسلسل ہلاکتوں کے باعث حکومت نے بیرون ملک سے import کئے جانے والے پرندوں اور جانوروں کی import پر پابندی لگا دی ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

(ج) اگر پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں کی وجہ unqualified اور untrained سٹاف ہے تو حکومت نے ابھی تک اس خرابی کو دور کیوں نہیں کیا نیز آئندہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں تا کہ جانوروں اور پرندوں کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے اور حفاظت ہو سکے، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیاجائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ہلاک ہونے والے جانوروں اور پرندوں کی تعداد مع وجہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جانوروں اور پرندوں کی وجہ ہلاکت untrained اور unqualified سٹاف نہ ہے بلکہ بیماری اور فطری ہے۔

صوبہ میں جنگلات و آمدنی کی تفصیلات

*3336: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں سرکاری جنگلات کتنے ایکڑ رقبہ پر موجود ہیں اس میں مزید اضافہ کا کیا منصوبہ بنایا گیاہے؟

(ب) گزشتہ سال ان جنگلوں سے کتنی سوختی اور کتنی فرنیچر کے لئے کارآمد لکڑی حاصل ہوئی اور اس سے حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) صوبائی سطح پر نجی شعبہ میں عام افراد کو جنگلات لگانے کے لئے حوصلہ افزائی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(د) پنجاب میں اعلیٰ معیار کی شیشم کی لکڑی کی پیداوار بڑھانے کے لئے خصوصی طور پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت صوبہ میں بنجر اور خالی اسٹیٹ لینڈ کو جنگلات کے لئے مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری جنگلات 1.69 ملین ایکڑ رقبہ پر موجود ہیں جو کہ کل رقبہ کا 3.1 فیصد ہیں اور اس میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ کئی ترقیاتی سکیموں اور غیر ترقیاتی سکیموں کے تحت منصوبے بنائے جاتے ہیں اور اگلے مالی سال کے لئے بھی مناسب رقم مختص کی جائے گی۔

اس کے علاوہ سرکاری رقبہ پر17 ترقیاتی پراجیکٹس کے تحت0.14 ملین ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی جائے گی اس سے درختوں کی افزائش میں بہتری آئے گی۔تفصیل ضمیمہ(1) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گزشتہ مالی سال2007-08 کے دوران جنگلات سے درج ذیل لکڑی اور آمدنی حاصل ہوئی:۔

1-	عمارتی لکڑی	0.91 ملین مکعب فٹ
2-	سوختی لکڑی	0.99 ملین مکعب فٹ
3-	آمدن	977.450 ملین روپے

(ج) صوبائی سطح پر نجی شعبہ میں عام افراد کو جنگلات لگانے کے لئے حوصلہ افزائی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے:۔

1۔ عام افراد کی آگاہی کے لئے شجرکاری سے متعلق مفت لٹریچر مہیا کیا جارہا ہے اور فنی امداد بھی دی جاتی ہے۔

2۔ پرائیویٹ زمینوں پر ترقیاتی منصوبہ کے تحت5050 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی جاچکی ہے۔

3۔ ارزاں نرخوں پر قلمات وپوداجات مہیا کئے جارہے ہیں۔

4۔ موسم بہار اور موسم برسات کی شجرکاری مہمات کے دوران اوسطاً 12 ملین قلمات وپوداجات نجی شعبہ کو مہیا کئے جاتے ہیں۔

(د) پنجاب میں اعلیٰ معیار کی شیشم کی لکڑی کی پیداوار بڑھانے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:۔

1۔ پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ گٹ والا شیشم کے بہتر قسم کے پودے تیار کر کے کسانوں کو مہیا کر رہا ہے جو بیماری سے پاک ہوتے ہیں ارو اس کی قلمات کو ہارمون کے ساتھtreat کر کے پوداجات چارہ ماہ میں تیار کئے جاتے ہیں جبکہ عام طریقے سے ایک سال لگ جاتا ہے۔

2۔ معیاری درختوں (Plus Tree) سے اعلیٰ قسم کا بیج اکٹھا کر کے سرکاری و نجی زمینوں پر شجرکاری کے لئے اعلیٰ کوالٹی کے پوداجات تیار کئے جاتے ہیں جو لکڑی کے معیار کو یقینی بناتے ہیں۔

3۔ پوداجات کی کم از کم شاخ تراشی کر کے لکڑی کی کوالٹی میں بہتری لائی گئی ہے۔

4۔ بیمار اور مرے ہوئے درختوں کی کٹائی کر دی جاتی ہے۔

(ہ) اس وقت محکمہ اپنے مخصوص رقبہ کے علاوہ نہروں اور سڑکوں کے کنارے بھی شجر کاری کرتا ہے۔financial constraints کو مد نظر رکھتے ہوئے ابھی صرف انہیں زمینوں کوtarget کیا جاتا ہے۔

چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کے لئے ضروری سہولیات کی فراہمی

*3348:**جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کو گرمی کی شدت سے بچانے کے لئے انتظامات انتہائی ناکافی ہیں جس کے باعث جانور بیمار ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج سے تین سال قبل چڑیا گھر کی انتظامیہ نےcooling grand system شروع کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سسٹم کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا تھا اور منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چڑیا گھر میں ناکافی سہولیات ہیں اور صفائی کا انتظام ناقص ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بطخوں کے تالاب اور ریچھ گھر کا پانی کئی کئی روز تک تبدیل نہیں کیا جاتا، جس کے باعث گندے اور بدبودار پانی سے جانور بھی بیمار ہو رہے ہیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ صورتحال کی اصلاح کے لئے حکومت کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز(ب) کے جواب کے بعد مزید جواب درکار نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ ریچھ گھر میں روزانہ تازہ پانی دیا جاتا ہے اور صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے جبکہ بطخوں کے تالاب میں وقفہ وقفہ سے صاف اور تازہ پانی ڈالا جاتا ہے۔ اس میں فوارے لگائے گئے ہیں تا کہ پانی سے ہوا کا گزر ہو اور تالاب کے پانی کو صاف رکھا جا سکے۔ مزید برآں اس تالاب میں نباتات خور مچھلی چھوڑنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں تا کہ تالاب میں صاف ستھرا پانی مہیا ہو سکے۔

(و) جز(ہ) کے جواب کے بعد مزید جواب درکار نہ ہے۔

جلو پارک لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3401: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جلو پارک لاہور کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا؟

(ب) اس وقت یہ پارک کتنے رقبہ پر ہے؟

(ج) اس پارک کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) اس پارک میں کس کس پرائیویٹ فرم کو کس کس سہولت کی فراہمی کے لئے کتنی زمین دی گئی اور اس سے کتنی رقم سالانہ حکومت وصول کرتی ہے؟

(ہ) اس پارک میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(و) اس پارک میں کس کس جانور کی افزائش اور نسل کشی کے لئے سنٹر قائم کیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جلو پارک 1978 میں 456 ایکڑ رقبہ پر قائم کیا گیا۔

(ب) اس وقت یہ پارک اتنے ہی رقبہ پر قائم ہے یعنی 456 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ج) آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن 11,560,000روپے(11.56ملین روپے)

اخراجات 14,830,000روپے(14.83ملین روپے)

(د) کسی پرائیویٹ فرم کو کسی سہولت کی فراہمی کے لئے زمین نہیں دی گئی ہے۔

(ہ) پارک میں رکھے گئے جانوروں و پرندوں کا جدول(الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(و) یہ پارک بنیادی طور پر بریڈنگ فارم ہے جس میں جدول(ب)میں شامل جانوروں و پرندوں کی افزائش کی جاتی ہے برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع گجرات میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3534: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ پر واقع ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا رقبہ غیر آباد بنجر پڑا ہے؟

(ج) مالی سال08۔2007 کے دوران اس ضلع میں کتنی مالیت سے شجر کاری کی گئی اور کون کون سے درخت لگائے گئے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں اس ضلع سے محکمہ ہذا کو کتنی آمدن کس کس مد سے ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 4318 ایکڑ ہے جو کہ مختلف موضعات میں واقع ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جنگلات والے رقبہ اور بنجر رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	رقبہ جس پر جنگلات ہیں۔	2324ایکڑ
2۔	رقبہ جو بنجر پڑا ہے۔	1293ایکڑ
3۔	رقبہ جو دریا برد ہے۔	701ایکڑ
	کل رقبہ	4318ایکڑ

(ج) مالی سال08-2007 میں کینال سائیڈ پلانٹیشن میں 150 ایونیو میل (125250) پودا جات لگائے گئے ہیں اور اس پر تقریباً2.43 ملین روپے خرچ آئے ہیں اس رقبہ پر شیشم، کیکر، سفیدہ وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(د) مذکورہ عرصہ میں اس ضلع سے محکمہ جنگلات کو13.237 ملین روپے کی آمدن ہوئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	لکڑی کی فروخت کی مد میں	12.11 ملین روپے
2۔	بالن کی فروخت کی مد میں	0.0032 ملین روپے
3۔	شہد کی فروخت کی مد میں	0.0255 ملین روپے
4۔	عوضانہ وصولی کی مد میں	0.857 ملین روپے
5۔	متفرق مد میں	0.241 ملین روپے
	کل میزان =	13.237 ملین روپے

ضلع بہاولنگر میں سرکاری جنگلات و دیگر تفصیلات

*3611: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے رقبے پر اور کس کس جگہ سرکاری جنگلات ہیں؟

(ب) ان جنگلات میں کس کس قسم کے درخت ہیں؟

(ج) ان جنگلات کی دیکھ بھال کے لئے کتنے سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں ان پر سال 09-2008 میں کتنے اخراجات ہوئے اور جنگلات سے کل کتنی آمدنی ہوئی؟

(د) 09-2008 میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے افراد نامزد کئے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے جرمانے کی کتنی رقم خزانے میں جمع ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل رقبہ 23014 پر ڈیزرٹ ایریا جنگل ہے جس میں سے 10714 ایکڑ رقبہ پر دودھلاں قدرتی جنگل ہے اور 12300 ایکڑ رانا بھانا ڈیزرٹ ایریا ہے۔ بہاولنگر ذخیرہ جس

کا رقبہ 845ایکڑ اور میاں والا ٹوبہ ذخیرہ جس کا رقبہ 320ایکڑ ہے۔ اس کے علاوہ 2088کلومیٹر نہروں کے کنارے اور342کلومیٹر سڑکوں کے کنارے جنگلات ہیں۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں قدرتی دودھلاں جنگل میں کیکر، فراش، جنڈ اور بیری کے درخت ہیں جبکہ نہروں اور سڑکات کے کنارے شیشم، کیکر، سفیدہ اور دیگر قسم کے درخت ہیں۔

(ج) ان جنگلات کی دیکھ بھال کے لئے ایک DFOاور RFO،9بلاک آفیسر60فاریسٹ گارڈکام کررہے ہیں اور ان پر سال 09-2008 میں 63.46لاکھ روپے خرچ ہوئے اور جنگلات سے 135.91لاکھ روپے کی آمدن ہوئی۔

(د) سال09-2008 میں 69مقدمات چوری درختاں درج ہوئے۔ 217افراد نامزد ہوئے، 102گرفتار ہوئے اور6,06,350روپے جرمانہ داخل خزانہ کرایا گیا۔

فش فارمنگ کے لئے قرضہ جات و دیگر تفصیلات

*3612: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے2008 میں کتنے لوگوں کو فش فارمنگ کے لئے قرضہ دیا اور کیا یہ قرضہ فش فارمنگ کے لئے استعمال ہوا، کیا اس سلسلہ میں چیکنگ کا نظام بنایا گیا ہے اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) 2008میں فش کی پیداوار میں کتنے فیصد اضافہ ہوا، پچھلے سالوں کی نسبت آگاہ کریں؟

(ج) حکومت پنجاب مچھلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے مزید کیا اقدامات اٹھارہی ہے ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) 2008میں حکومت کو فش فارمنگ کے حوالے سے کتنی آمدنی ہوئی، آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے ایک ترقیاتی سکیم کے تحت07-2006 اور08-2007 میں پنجاب بنک کے ذریعے فش فارمنگ کے لئے 111 افراد کو2 فیصد مارک اپ پر قرضہ دیا یہ قرضہ فش فارمنگ کے لئے استعمال ہو رہا ہے جس کی نگرانی متعلقہ ضلعی آفیسر کر رہے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں دوران سال07-2006 مچھلی کی پیداوار 73100 میٹرک ٹن تھی جبکہ 08-2007 میں مچھلی کی پیداوار76900 میٹرک ٹن ہوئی جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 5 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کسانوں کو مفت فنی مشورہ جات دیتا ہے نیز ارزاں نرخوں پر قابل افزائش اقسام کی مچھلیوں کا پونگ فراہم کرتا ہے۔علاوہ ازیں محکمہ نے کئی ترقیاتی سکیمیں شروع کر رکھی ہیں جن میں زیادہ منافع بخش مچھلیاں سول اور سنگھاڑی کی افزائش شامل ہے۔اس کے علاوہ کئی ریسرچ پروگرام شروع کئے ہیں جن میں مچھلی کی سستی خوراک اور فی ایکڑ مچھلی کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مچھلیوں پر تجربات ہو رہے ہیں۔

(د) 08-2007 میں 83.483 ملین روپے کی آمدنی ہوئی۔

صوبہ میں جنگلی حیات کے تحفظ و فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3964: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں جنگلی حیات آہستہ آہستہ ناقص حکمت عملی کی وجہ سے ناپید ہوتی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت صوبہ بھر میں جنگلی حیات کے تحفظ و فروغ اور غیر قانونی شکار کی روک تھام کے لئے patrolling agencies کو فعال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بڑھتی ہوئی آبادی، مسکن کی تباہی اور لامحدود زہر پاشی کی بدولت جنگلی حیات پر برا اثر پڑا ہے۔ محکمہ تحفظ جنگلی حیات نے قدرتی ماحول میں جنگلی حیات کے تحفظ اور اس کی مقید افزائش نسل کے لئے ایک مربوط حکمت عملی اپنائی ہوئی ہے اور اس پر عمل پیرا ہے۔ قدرتی ماحول میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے صحرائے چولستان اور کوہستان نمک کے اضلاع میں جنگلی حیات کو حالیہ برسوں میں فروغ حاصل ہوا ہے جس کے نتیجے میں چولستان میں چنکارہ ہرن اور تلور کے ساتھ ساتھ دوسری جنگلی حیات کا تنزل رک گیا ہے۔ اس طرح کوہستان نمک میں اڑیال اور تیتران، چکور کی آبادی فروغ پا رہی ہے۔ اسی طرح مقید نسل کشی احسن طریقے سے جاری ہے اس وقت صوبہ میں 15 وائلڈ لائف پارک اور 2 چڑیا گھر موجود ہیں جن میں نایاب جنگلی جانوروں مثلاً نیل گائے، کالا ہرن، پاڑہ ہرن اور چیتل کا قابل قدر سٹاک موجود ہے۔ حکومت کی حکمت اعلیٰ عملی کی وجہ سے جنگلی حیات کو صوبہ پنجاب میں فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے جنگلی حیات کے تحفظ و فروغ اور غیر قانونی شکار کی روک تھام کے لئے صحرائے چولستان اور کوہستان نمک کے اضلاع میں پروٹیکشن فورسز بنائی ہیں جن کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ حکومت پنجاب کا دیگر اہم علاقہ جات میں بھی اسی طرح کی پروٹیکشن فورسز بنانے کا ارادہ ہے۔

خانیوال، محکمہ جنگلات کی 4240 ایکڑ اراضی لیز پر دینے کی تفصیلات

*4120: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ جنگلات کی 4240 ایکڑ اراضی جو پیرووال خانیوال میں تھی ایک خلیجی ریاست کو دینے کا اصولی فیصلہ کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ریاست کو یہ اراضی رائس فارم کے طور پر لیز پر دی جا رہی ہے؟

(ج) کیا مذکورہ لیز قواعد وضوابط کے مطابق ہے، اگر ہاں تو متعلقہ قواعد کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قواعد کے مطابق حکومت زمین ٹرانسفر تو کر سکتی ہے مگر دوسرے ملک کو نہیں دے سکتی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پہلے ہی مذکورہ علاقہ میں پڑی 19289 ایکڑ زمین مسلح افواج، محکمہ بلدیات اور فشریز کو منتقل کر چکی ہے اور اب محکمہ جنگلات کے پاس مذکورہ علاقہ میں صرف 2800 ایکڑ زمین رہ گئی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس کے حکم سے، کن شرائط پر اور کس قانون کے مطابق مذکورہ زمین لیز پر دی گئی ہے اور کس ملک کو، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ بات درست ہے کہ پیرووال ذخیرہ کا 4240 ایکڑ رقبہ قطر گورنمنٹ کو بسلسلہ لائیو سٹاک اور ڈیری فارم لیز پر دیئے جانے کی خط وکتابت 08-2007 دفتر ہذا سے ہوتی رہی مگر اس کے بعد گورنمنٹ نے اپنے مراسلہ نمبر 2005/2-VIII(EXT) SOFT مورخہ 26-07-2008 کے تحت متعلقہ محکمے کو معذوری ظاہر کر دی ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ یہ اراضی رائس فارم کے لئے لیز پر دی جارہی ہے بلکہ پیرووال ذخیرہ کا 4240 ایکڑ رقبہ قطر گورنمنٹ کو بسلسلہ لائیو سٹاک اور ڈیری فارم لیز پر دیئے جانے کی خط وکتابت 08-2007 دفتر ہذا سے ہوتی رہی مگر اس کے بعد گورنمنٹ نے اپنے مراسلہ نمبر 2005/2-VIII(EXT) SOFT مورخہ 26-07-2008 کے تحت متعلقہ محکمے کو معذوری ظاہر کر دی ہے۔

(ج) کیونکہ پیرووال پلانٹیشن کا کوئی رقبہ محکمہ جنگلات نے لیز پر نہ دیا ہے لہذا متعلقہ نہ ہے۔

(د) فارسٹ پالیسی 1999 کے مطابق ریزرو فارسٹ (جنگلات) ماسوائے فارسٹری کسی دوسرے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کی جاسکتی۔

(ہ) محکمہ جنگلات ملتان فارسٹ ڈویژن کے ذخیرہ پیرووال کا کل رقبہ 19289 ایکڑ تھا۔جس میں سے دوسرے محکمہ جات کو اب تک ٹرانسفر شدہ رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جن کے نام ٹرانسفر ہوا	سال	رقبہ (ایکڑ)
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1970	1550.000
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1970	13.375
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1971	254.059
پارک آرمی	1987	5000.000
فشریز ڈیپارٹمنٹ	1989	43.000
جناح کالونی پیرووال	1997	47.360
آرمی ویلفیئر سکیم	2006	3793.000
آرمی ویلفیئر سکیم	2008	171.000
	میزان	10871.79

لہٰذا اب محکمہ کے پاس 8417.21 ایکڑ رقبہ بقایا ہے۔

(و) محکمہ نے کوئی زمین لیز پر نہ دی ہے باقی ہر جز کا جواب اس کے سامنے تحریر ہے۔

تحصیل شور کوٹ، رقبہ کی سالانہ آمدنی کی تفصیلات

*4122: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شور کوٹ میں پلانٹیشن کے لئے کتنا رقبہ مخصوص ہے؟

(ب) تحصیل شور کوٹ میں 2000 سے 2009 تک مذکورہ رقبہ کی سالانہ آمدنی کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شور کوٹ پلانٹیشن میں 8021 ایکڑ رقبہ شجر کاری کے لئے مخصوص ہے۔

(ب) تحصیل شور کوٹ میں سال2000 سے 2009 تک مذکورہ رقبہ کی سالانہ آمدنی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

دوران سال	رقم ملین
2000-01	2.50
2001-02	0.756
2002-03	2.356
2003-04	9.657
2004-05	5.264
2005-06	18.35
2006-07	6.780
2007-08	19.05
2008-09	4.189
میزان	68.902

پیرووال (خانیوال) محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4125: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پیرووال (خانیوال) میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) سال2005 سے آج تک اس جگہ کتنی رقم سے سالانہ شجر کاری کی گئی ہے؟

(ج) یکم جنوری2000 سے آج تک اس جنگل کی اراضی کن کن اداروں / محکمہ جات کو کتنی کتنی ٹرانسفر کی گئی ہے اور یہ کن کن شرائط کے تحت کس کس بناء پر دی گئی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اب اس جنگل کی 4240 ایکڑ اراضی ایک خلیجی ریاست کے افراد کو دی جارہی ہے؟

(ہ) یہ اراضی کن شرائط پر دی جارہی ہے اور اس سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو گی؟

(و) اس جنگل کی سال2005 سے آج تک کی سالانہ آمدن واخراجات بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات ملتان فارسٹ ڈویژن کے ذخیرہ پیرووال کا کل رقبہ 19289 ایکڑ تھا۔جس میں سے دوسرے محکمہ جات کو اب تک ٹرانسفر شدہ رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جن کے نام ٹرانسفر ہوا	سال	رقبہ (ایکڑ)
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1970	1550.000
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1970	13.375
سنٹرل ایمونیشن ڈپو	1971	254.059
پارک آرمی	1987	5000.000
فشریز ڈیپارٹمنٹ	1989	43.000
جناح کالونی پیرووال	1997	47.360
آرمی ویلفیئر سکیم	2006	3793.000
آرمی ویلفیئر سکیم	2008	171.000
	میزان	10871.79

بقایا رقبہ پیرووال پلانٹیشن:8417.21

(ب) سال06-2005 سے09-2008 تک کا شجر کاری پر خرچہ کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

سال	رقبہ	رقم
2005-06	552ایکڑ	3900000/-
2006-07	988ایکڑ	7706000/-
2007-08	525ایکڑ	4095000/-
2008-09	558ایکڑ	6247000/-

(ج)

1۔	آرمی ویلفیئر سکیم	2006	3793.000
2۔	آرمی ویلفیئر سکیم	2008	171.000

یہ رقبہ جات بورڈ آف ریونیو نے ٹرانسفر کئے ہیں۔

(د) یہ بات درست ہے کہ پیرووال ذخیرہ کا4240 ایکڑ رقبہ قطر گورنمنٹ کو بسلسلہ لائیو سٹاک اور ڈیری فارم لیز پر دیئے جانے کی خط وکتابت08-2007 دفتر ہذا سے ہوتی رہی مگر اس کے بعد گورنمنٹ نے اپنے مراسلہ نمبر2005/2-VIII (EXT)SOFT مورخہ 26-07-2008 کے تحت متعلقہ محکمے کو معذوری ظاہر کر دی۔

(ہ) دفتر ہذا کے پاس اس سلسلے میں کوئی معلومات نہ ہے۔

(و) سال06-2005 تا09-2008 میں سال وار درج ذیل آمدن واخراجات ہوئے:۔

سال	آمدن	اخراجات	
		ترقیاتی	غیر ترقیاتی
2005-06	996000/-	3900000/-	2160000/-
2006-07	684000/-	17306000/-	3795000/-
2007-08	819000/-	24095000/-	1968000/-
2008-09	1167000/-	6247000/-	1190000/-

وائلڈ لائف پارک رائیونڈ روڈ لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4171: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وائلڈ لائف پارک رائیونڈ روڈ لاہور کتنے ایکڑ پر مشتمل ہے؟

(ب) یہ کب شروع کیا گیا تھا اس کا کل تخمینہ لاگت کتنا تھا اور آج تک اس پارک کی تعمیر اور completion پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(ج) اس میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(د) سال08-2007 اور09-2008 کے دوران اس پارک کے لئے کتنے اور کون سے جانور کس کس ملک سے کتنی مالیت میں خرید کئے گئے ہیں؟

(ہ) اس پارک میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(و) اس پارک کا کتنا کام بقایا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وائلڈ لائف پارک جس کا نام اب "لاہور زو سفاری" ہے رائیونڈ روڈ لاہور 242 ایکڑز پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ پارک1996 میں شروع کیا گیا تھا اس کا کل تخمینہ 336.410 ملین روپے تھا اور آج تک اس پارک کی تعمیر پر262.492 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) اس پارک میں مندرجہ ذیل جانور رکھے ہوئے ہیں:۔

شیر، ٹائیگر، پوما، نیل گائے، پاڑہ ہرن، کالا ہرن، چیتل ہرن، چنکارہ ہرن، مفلن شیپ، مختلف اقسام کے مور، فیزنٹ، طوطے اور ایمو شامل ہیں۔

(د) دوران سال08-2007 اور09-2008 اس پارک کے لئے کوئی جانور کسی ملک سے خرید نہ کئے گئے ہیں۔

(ہ) اس پارک میں کل62 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(و) اس پارک کا مندرجہ ذیل ترقیاتی کام بقایا ہے:۔

1۔ دورویہ سڑک مین رائیونڈ روڈ سے مین گیٹ لاہور پارک تک دونوں اطراف سروس روڈ

2۔ Inspection Hut کی تعمیر مکمل کرنا۔

3۔ پارک کی اندرونی سڑکوں کو کشادہ کرنا۔

4۔ واٹر سپلائی کا کام بہتر بنانا۔

5۔ بچوں کے لئے جھولوں کی تنصیب۔

6۔ سیر کرنے والوں کے لئے بینچ اور سایہ کے لئے چھتریاں اور کام30۔جون2010 تک مکمل ہو جائے گا۔

گٹ والا پارک فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4261:**خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گٹ والا پارک فیصل آباد کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا؟

(ب) اس پارک کی دیکھ بھال پر سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ج) اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اس پارک میں عوام کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس پارک میں حکومت عوامی تفریح کی مزید کون کون سی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گٹ والا پارک 131 ایکڑ پر بنایا گیا ہے۔

(ب)

سال2007-08	سال2008-2009
982500	2729385

(ج) اس وقت پارک کی دیکھ بھال کے لئے 17 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(د) اس وقت پارک میں عوام کی سہولت کے لئے حسب ذیل سہولیات میسر ہیں:۔

1۔ سیر و تفریح کے لئے گھاس والے لان، بے شمار زیبائشی پودا جات اور رنگارنگ قسم کے درخت

2۔ چلنے پھرنے کے لئے سڑکات

3۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے جھولے وغیرہ

4۔ عوام الناس کی تفریح کے لئے جنگلی جانور جن میں مور، اڑیال، ہرن، نیل گائے، فزنٹ، بندر اور مگرمچھ وغیرہ

5۔ ریفرشمنٹ کے لئے تین عدد کینٹین ہائے۔

6۔ سیر و تفریح کے لئے آبی جھیل و کشتیاں۔

7۔ عوام کی سہولت کے لئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے انٹری اور پارکنگ فری ہے۔

8۔ عوام کے بیٹھنے کے لئے لکڑی کے بینچ۔

9۔ دو عدد ٹائلٹ۔

10۔ دو ایکڑ پر بانس کی فصل۔

11۔ زیبائشی پودہ جات کی نرسری

12۔ پارک میں روشنی کے لئے بجلی کے پول اور لائٹس وغیرہ۔

13۔ پانی پینے کے لئے دو عدد ہینڈ پمپ اور ایک عدد پانی والی ٹینکی۔

14۔ پلیٹ فارم برائے ادائیگی نماز

15۔ عوام الناس کی تفریح کے لئے ایک عدد فوارہ۔
16۔ کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے ڈسٹ بن۔
17۔ عوام الناس کی سہولت کے لئے دس عدد خوبصورت چھتریاں۔

(ہ) اس پارک میں حکومت پنجاب عوام کی تفریح کے لئے الیکٹرانک جھولے اور آبشار بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وائلڈ لائف ریسرچ اینڈ بریڈ سنٹر گٹ والا فیصل آباد کی تفصیلات

*4262:**خواجہ محمد اسلام :** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وائلڈ لائف ریسرچ اینڈ بریڈ سنٹر گٹ والا فیصل آباد کب بنایا گیا تھا؟
(ب) اس میں کون کون سے پرندے اور جانور رکھے گئے ہیں؟
(ج) اس سنٹر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(د) اس سنٹر میں سالانہ کتنے پرندوں کی بریڈنگ کی جاتی ہے؟
(ہ) اس کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟
(و) کیا اس سنٹر سے عوام کو پرندے فروخت کئے جاتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وائلڈ لائف بریڈنگ سنٹر گٹ والا، فیصل آباد 87۔1986 میں قائم کیا گیا۔
(ب) اس میں مندرجہ ذیل پرندے اور جانور رکھے گئے ہیں:۔

پرندے

1۔	کامن مور	2۔	بلیک شولڈر ڈمور
3۔	سفید مور	4۔	پائیڈ مور
5۔	رنگینڈ فیزنٹ	6۔	سلور فیزنٹ
7۔	کونج	8۔	بھورا تیتر
9۔	کالا تیتر	10۔	گنی فاؤل

جانور

1۔ نیل گائے 2۔ پاڑہ ہرن
3۔ کالاہرن 4۔ مفلن شیپ
5۔ بندر

رینگنے والے جانور

1۔ مگر مچھ

(ج) اس سنٹر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ملازم	عہدہ	گریڈ
ڈاکٹر عمر فاروق	ویٹرنری آفیسر	17
جاوید مستنصر	وائلڈ لائف سپروائزر	14
محمد اسلم	ہیچری	06
نثار احمد	واچر	05
محمد اسحاق	وائلڈ لائف واچر	05
محمد بوٹا شفیق	وائلڈ لائف واچر	05
افتخار احمد	وائلڈ لائف واچر	05
محمد علی	وائلڈ لائف واچر	05
منظور احمد	بیلدار	02
محمد یحییٰ	بیلدار	02
منظور احمد	خاکروب	02
شریف مسیح	خاکروب	02

(د) اس بریڈنگ سنٹر میں رکھے گئے تمام جانوران، پرندگان اور مگر مچھ کی بریڈنگ کروائی جارہی ہے۔اس سنٹر میں پچھلے دوسالوں میں درج ذیل بریڈنگ ہوئی۔

سال	جانور	پرندے	مگر مچھ
2007-08	8	64	-
2008-09	6	39	16
کل میزان	14	103	16

(ہ) اس کے اخراجات اور آمدن درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	سال	اخراجات	آمدن
1	2007-08	4,49,950/-	8,820/-
2	2008-09	6,79,991/-	54,576/-

(و) جی ہاں۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4409: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگلات ہے اور کتنے رقبہ پر خودرو پودے اور سرکنڈے ہیں؟

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران حکومت نے اس ضلع میں کتنے ایکڑ پر کس کس جگہ کون کون سے درخت لگائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم شجرکاری پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی لکڑی فروخت کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات (صوبائی) کا کوئی رقبہ نہ ہے۔ البتہ 1049 میل انہار اور 322 کلومیٹر سڑکات کے کناروں پر کھڑے درختاں کا انتظام محکمہ جنگلات کے ذمہ ہے۔ نیز ضلع وہاڑی میں ضلعی حکومت کے پاس 489 ایکڑ رکھ جملیر اکا رقبہ ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات (صوبائی) کا کوئی رقبہ نہ ہے تاہم انہار و سڑکات کے کناروں پر درخت ہیں۔ 1049 میل انہار میں سے 825 میل پر درخت ہیں ، اسی طرح سے 322 کلومیٹر سڑکات میں سے 215 کلومیٹر پر درخت ہیں۔ جن میں کہیں کہیں خودرو پودے اور سرکنڈہ بھی ہے۔

(ج) سال 08۔2007 میں گورنمنٹ کی طرف سے درخت لگانے کے لئے کوئی فنڈز نہ فراہم کئے تھے اس لئے کسی جگہ پر بھی شجرکاری (affectation) نہ کروائی گئی ہے۔

سال 09۔2008 میں ضلع وہاڑی میں حاصل پوررروڈ (سٹراپ ایریا) پر 20 ایونیو میل پر کیکر، شیشم، نیم، سکھ چین، املتاس، بکائن وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(د) ضلع وہاڑی میں سال08۔2007 میں شجرکاری پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی جبکہ سال 09۔2008 میں20 ایونیو میل پر درخت لگانے کے لئے مبلغ3.37لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ہ) ان سالوں میں ضلع وہاڑی میں انہارو سڑکات پر کھڑے خشک درختاں فروخت کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	تعداد درختاں	مکسر فٹ
2007۔08	69	2832.00
2008۔09	719	26518.00
کل میزان	788	29350.00

ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کی آمدنی و دیگر تفصیلات

*4410: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی سے محکمہ جنگلات کو کتنی آمدن سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی لکڑی چوری ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کن کن افراد کو سرکاری لکڑی چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن سرکاری ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات (صوبائی) کو ضلع وہاڑی سے درج ذیل آمدن ہوئی ہے:۔

سال08۔2007 میں مبلغ22.24لاکھ

سال09۔2008 میں مبلغ61.40لاکھ

(ب) ضلع وہاڑی میں چوری کی گئی لکڑی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 08۔2007 میں تعدادی 245درخت چوری ہوئے جن کا جرمانہ/عوضانہ مبلغ 1090647/۔روپے وصول کیا گیا۔

سال 09۔2008 میں تعداد ی 175درخت چوری ہوئے جن کا جرمانہ/عوضانہ مبلغ 808240/۔روپے وصول کیا گیا۔

(ج) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران جن افراد کو لکڑی چوری کرتے ہوئے پکڑا جرمانہ/عوضانہ وصول کیا ان کی تفصیل (منسلکہ "A") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں میں جن سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی تفصیل (منسلکہ "B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

بہاولپور لال سوہانرا پارک کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4486: **جناب ذوالفقار علی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لال سوہانرا پارک بہاول پور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر درخت ہیں اور کتنے رقبہ پر پارک ہے؟

(ج) اس پارک میں اس وقت کتنے خشک درخت ہیں اور یہ کس کس جگہ پڑے ہوئے ہیں؟

(د) ان خشک درختوں کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک، بہاولپور 162568 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک میں 18404 ایکڑ رقبہ پر نہری ذخیرہ (irrigated plantation) کے درخت ہیں۔ 144164 ایکڑ بقایا رقبہ پر جو زیادہ تر قدرتی صحرا پر مشتمل ہے جہاں خودرو پودے اور درخت ہیں اور 102 ایکڑ رقبہ پر چلڈرن پارک ہے۔

(ج) لال سوہانرا نہری ذخیرہ(18404ایکڑ) میں 5 سے 8 فیصد گرے پڑے خشک درخت ہیں جو کہ لاڈم سرI,IIرینج اور سب ڈویژن میں ہیں۔

(د) خشک گرے پڑے درختوں کا پلان بنایا گیا ہے۔ تقریباً 20 کمپارٹمنٹ میں سے خشک درخت نکلوائے جائیں گے۔

سال2009-10، شجر کاری کے لئے مختص کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*4487:**جناب ذوالفقار علی:** کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات نے مالی سال10۔2009 میں شجر کاری کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی ابھی بقایا ہے؟

(ج) محکمہ کون کون سے درخت لگا رہا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات صوبہ میں سفیدہ کے پودے لگا رہا ہے جس کے لئے پانی وافر مقدار میں ہونا چاہئے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سفیدہ تحفظ ماحول کے مطابق انسانی صحت کے لئے مضر ہے؟

(و) کیا حکومت اس کی جگہ کوئی دوسرا درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے مالی سال2009-10 میں شجر کاری کے لئے ترقیاتی مد میں94.27 لین روپے اور غیر ترقیاتی مد میں 7.2 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) 30۔نومبر2009 تک ترقیاتی مد میں38.09 ملین خرچ ہو چکے ہیں اور56.18 ملین روپے بقایا ہیں۔غیر ترقیاتی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے اور7.2 ملین روپے بقایا ہیں جو کہ شجر کاری کے موسم فروری، اپریل میں خرچ ہوں گے۔

(ج) محکمہ شیشم، کیکر، جنڈ، فراش، نیم، سرس، بکائن، پھلاہی، بیر، سیمل، روبینیہ، ایلنتھس، بن اکھوڑ، اخروٹ، سکھ چین، چیڑ اور کیل کے پودے لگا رہا ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے۔سفیدہ کے پودے بھی لگائے جا رہے ہیں لیکن یہ صرف ناکارہ، بنجر، خشک اور سیم و تھور والی زمینوں میں لگائے جا رہے ہیں۔سفیدہ کم پانی میں بھی بخوبی پروان چڑھتا ہے۔

(ہ) ایسی کوئی بات ہمارے علم میں نہ ہے۔

(و) حکومت مقامی پودوں کو ترجیح دے رہی ہے یعنی شیشم، کیکر، سرس، فراش وغیرہ، سفیدہ کے بارے میں حکومت کی پالیسی واضح ہے۔یہ صرف ان مقامات پر لگایا جاتا ہے جہاں زمین اور پانی ناقص یا قلیل ہوں۔

ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4622: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ ہے، اس سے 09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں 2008 میں کتنے درخت پودے لگائے گئے اور 2009 میں اب تک کتنے پودے لگائے جا چکے ہیں؟

(ج) ملتان میں محکمہ نے 10۔2009 میں جنگلات کے لئے کتنی رقم کا پراجیکٹ رکھا ہے نیز اس منصوبے کے تحت کتنے ایکڑ پر شجر کاری کی جائے گی؟

(د) محکمہ نے جنگلات کی شرح کو بڑھانے کے لئے آئندہ آنے والے پانچ سالوں میں کتنے فیصد جنگلات بڑھانے کا پلان بنایا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات (صوبائی محکمہ) کا کوئی رقبہ نہ ہے۔البتہ Av. Mile 550.03 لمبی انہار اور 254 کلو میٹر سڑکات کے کنارے درختوں کا انتظام محکمہ جنگلات کے پاس

ہے۔سال09-2008 کے دوران انہار و سڑکات کے کنارے کھڑے خشک و گرے پڑے درختاں سے 21.18لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی۔

(ب) ضلع ملتان (صوبائی محکمہ) میں سال2008 میں کوئی پودا نہیں لگایا گیا جبکہ سال2009 میں اب تک سڑکات کے کنارے10000 پودا جات لگائے جا چکے ہیں۔

(ج) ضلع ملتان (صوبائی محکمہ جنگلات) میں شجر کاری کے لئے ایک ترقیاتی سکیم جس کی گرانٹ وفاقی حکومت نے دی ہے اور جس کا نام "Development of Forestry Sector Resource for Carbon Sequestration in Punjab" ہے اور سال 09-2008 سے جاری ہے کے تحت پہلے سال(09-2008) میں صرف پودا جات اگائے گئے تھے اور اب سال10-2009 میں210 ایونیو میل شجر کاری مقصود ہے جس پر 3.57 ملین روپے خرچہ کا اندازہ ہے لیکن اس مد میں ابھی صرف1.26 ملین کے فنڈز جاری کئے گئے ہیں۔

(د) محکمہ جنگلات نے جنگلات کی شرح کو بڑھانے کے لئے آئندہ پانچ سالوں میں ضلع ملتان میں اس مذکورہ بالا میگا پراجیکٹ کے تحت0.650 ملین پودے لگانے کا پلان بنایا ہے۔

محکمہ جنگلی حیات کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4796:انجینئر قمر الاسلام راجہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلی حیات پنجاب میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں نیز اس محکمہ کے لئے مالی سال09۔2008 کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا؟

(ب) سال09۔2008 کے دوران اس محکمہ نے غیر قانونی شکار کے ضمن میں کتنے چالان کر کے عدالتوں میں بھجوائے ہیں اور ان خلاف ورزیوں میں کتنے افراد ملوث پائے گئے، ان چالانوں کے نتیجے میں کتنے افراد نے قید کی سزا بھگتی ہے اور کل کتنا جرمانہ وصول کیا گیا ہے؟

(ج) کیا سال2009 میں کوئی نئی گیم ریزرو قائم کی گئی ہے اور کیا حکومت کچھ نئی گیم ریزرو قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کہاں کہاں پر؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلی حیات پنجاب میں ملازمین کی کل تعداد-/1864 ہے محکمہ کے لئے مالی سال 09-2008 میں کل-/253550000 روپے بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

(ب) سال09-2008 کے دوران محکمہ نے3464 چالانات بابت غیر قانونی شکار عدالتوں میں بھجوائے۔

سال09-2008 کے دوران3464 افراد ناجائز شکار میں ملوث پائے گئے۔

سال09-2008 میں عدالت سے84 افراد کو قید کی سزا دی گئی اور بذریعہ عدالت مبلغ -/3873450 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

(ج) سال2009 میں کوئی نئی گیم ریزرو قائم نہیں کی گئی اور فی الحال تو کسی علاقے کو گیم ریزرو نہیں بنایا جارہا۔

گوجرانوالہ، محکمہ جنگلات کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*4888: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر درخت، کتنے پر خودرو پودے اور کتنے پر سرکنڈا ہے؟

(ج) سال08-2007 اور09-2008 کے دوران محکمہ ہذا نے اس ضلع میں شجر کاری پر کتنی رقم خرچ کی؟

(د) ان سالوں کے دوران کون کون سے پودے کس کس جگہ لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

(i) گوجرانوالہ ضلع میں جنگلات سڑکات، انہار اور ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ہے جس کا رقبہ درج ذیل ہے۔

1۔ سڑکات373 کلومیٹر

2۔ انہار965کلومیٹر

3۔ ریلوے لائن74کلومیٹر

میزان1412کلومیٹر

(ii) دریائے چناب کے ساتھ ساتھ درج ذیل بیلہ جات محکمہ جنگلات کے پاس ہیں۔ تمام بیلہ جات وزیر آباد تحصیل میں واقع ہے اور اس کا کل رقبہ 1975ایکڑ ہے۔

1۔ بیلہ ہری پور177ایکڑ گاؤں ہری پور کے قریب

2۔ بیلہ ڈھونیکی106ایکڑ گاؤں ڈھونکی کے قریب

3۔ بیلہ بھگوان پورہ890ایکڑ گاؤں پھلوکی کے قریب

4۔ بیلہ رام کے 265ایکڑ گاؤں پھلوکی کے قریب

5۔ بیلہ ٹھٹھہ فقیر اللہ537ایکڑ گاؤں ٹھٹھہ فقیر اللہ کے قریب

ٹوٹل 1975ایکڑ

(ب)

(i) 1412کلومیٹر سڑکات، انہار اور ریلوے لائن کے کناروں پر=71120عدد درختاں ہے۔

(ii) 1975ایکڑ بیلہ جات پر137226درختاں موجود ہیں۔

گوجرانوالہ ضلع میں خودرو پودا جات اور سرکنڈا باقاعدہ طور پر نہ ہے بلکہ کہیں کہیں چند ایک پودا جات نظر آتے ہیں۔

(ج)

(i) مالی سال 08۔2007میں کسی جگہ پر نئی شجر کاری نہ کی گئی بلکہ پچھلے سال کی گئی شجر کاری پر رقم مبلغ۔/127300روپے خرچ کئے گئے۔

(ii) مالی سال 09۔2008 میں شجر کاری پر رقم مبلغ۔/134800روپے خرچ کی گئی کل رقم شجر کاری وحفاظت پر جو خرچ کی گئی۔/1475300روپے

(د) دوران مالی سال 09۔2008 میں درج ذیل رقبہ پر درج ذیل اقسام کے پودا جات لگائے گئے:۔

(i) نوشہرہ ڈسٹی برجی نمبر 25تا88دونوں جانب 30000پودا جات کیکر، شیشم اور ارجن کے لگائے گئے۔

(ii) نوکھر برانچ برجی نمبر 23 تا 63 دونوں جانب 15000 پودا جات از قسم کیکر، شیشم، ارجن کے لگائے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پانچ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن میری بات سنیں کہ بہتر ہو گا کہ میں آپ کو ٹائم ضرور دوں لیکن پہلے آپ کی تحاریک استحقاق ہیں اور اس کے بعد۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اسی محکمہ کے متعلق ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محکمہ کے متعلق اب نہیں پوچھ سکتے۔ No please no, now the time is over. میں نے پندرہ منٹ زیادہ دیئے ہیں کیونکہ ایک معاملہ ایسا آگیا تھا جس کو ہم نے درمیان میں take up کیا تھا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق شوکت صاحب کی ہے وہ آج بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ میری بات تو سن لیا کریں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جی،

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر اب ادھر سے ہیں اور پھر ادھر سے آئیں گے۔

پتنگ بازی کی روک تھام کے بارے میں ضلعی ناظمین کے بعد موجودہ سسٹم کے سلسلہ میں حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔بسنت کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں بھی یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلے دو سال سے کیونکہ پہلے یہ اختیار ناظمین کے پاس تھے کہ وہ grass rout level پر اس چیز کو ensure کرتے تھے کہ بسنت نہ منائی جائے یا تمام اقدامات کو وہ ensure کرتے تھے لیکن پچھلے دو سال سے پرانے ناظمین کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے ان کو کام نہیں کرنے دیا گیا۔نئے ابھی تک بنے نہیں ہیں اور جب تک گورنر صاحب sign نہیں کرتے یہ قانون نہیں بنے گا۔بجائے اس کے کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کو implement کرانے والے کوئی نہ ہوں، عملدرآمد ہی اس پر نہ ہو سکے تو اس سے بہتر ہے کہ اگر تمام لوگوں کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ یہ خونی تہوار ہے اور ہمیں اس میں احتیاط برتنی چاہئے لیکن اگر ان لوگوں کو جو بسنت کا تہوار منانا چاہتے ہیں اُن کو کھلے گراؤنڈ میں جانے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ وہاں پر اپنا شوق اور اپنا یہ تہوار منا لیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ آج 16۔فروری 2010 ہے اور grass rout level پر کون بندہ responsible ہے اگر کوئی دھاتی تار سے جان کٹے گی تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟ جب میں اس کا جواب سوچتی ہوں تو وہ blank آتا ہے کیونکہ وہاں پر کوئی بندہ بھی نہیں ہے جو اس کی responsibility لے گا۔kindly اگر اس کی وضاحت بھی ہمیں مل جائے کہ ہم کہتے تو ہیں کہ بسنت نہ مناؤ، ہم کہتے ہیں کہ دھاتی تاریں استعمال نہ کرو، ہم کہتے ہیں کہ جانیں جائیں گی، موٹر سائیکل پر ڈبل سواری بند کر دیں لیکن اس چیز کو ensure کون کرے گا جب وہاں پر لوگ ہی موجود نہیں ہیں؟ کیا وہاں پر بھی ڈی سی اوز، کمشنر اور چیف سیکرٹری صاحب جائیں گے اور ہر یونین کونسل، ہر گاؤں، ہر علاقے میں جا کر وہ لوگوں کی چھتوں پر چڑھ کر check کریں گے کہ کون گڈی اُڑا رہا ہے کون نہیں تو اس پر کس طرح سے implementation ہو گا؟

سید حسن مرتضٰی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات کا جواب تو آنے دیں۔ رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سُنی ہے؟

سید حسن مرتضٰی: ایک ہی دفعہ جواب لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھا آپ بھی بات کر لیں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 2002 سے 2007 والی اسمبلی کے ہمارے کچھ مسیحی ممبران باقاعدہ قرارداد لے کر آئے کہ شراب پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ یہ کسی بھی مذہب میں جائز نہیں ہے لیکن اس پر گورنمنٹ نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اس حکومت میں بھی انہوں نے یہی کوشش کی اور میں نے بھی کوشش کی لیکن گورنمنٹ نے اس تجویز پر غور نہ کیا۔ میری گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ اگر وہ یہ چیز ensure کروا دیں کہ آئندہ پنجاب میں کوئی آدمی شراب سے نہیں مرے گا تو پھر یہ چلتی رہے جیسے یہ چل رہی ہے۔ اگر یہ ensure نہیں کرواتے تو پھر اس پر بھی پابندی لگائی جائے اور ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم یہ قرارداد لے کر آئیں اور اسے متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کا مؤقف بالکل صحیح ہے۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں دو دفعہ شراب پر پابندی کے لئے قرارداد جمع کروائی تھی لیکن مجھے نہیں پتا کہ کس مصلحت کے تحت اس کو table ہی نہیں ہونے دیا۔ یہاں پر بسنت کی بات ہو رہی ہے مختلف لوگ اس کو مذہب کے نام سے جوڑتے ہیں۔ میں بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ غیر مسلموں کو اس کے permit جاری کئے گئے ہیں اور plea یہ اختیار کی گئی ہے کہ شراب مسیحیوں اور غیر مسلموں میں جائز ہے۔ میں آج اس ایوان میں پوری مسیحی قوم خصوصاً اقلیتوں کا یہ مؤقف پیش کرتا ہوں کہ شراب کسی

بھی مذہب میں جائز نہیں ہے۔ جس طرح چوری، ڈاکا، زناء تمام برائیاں ہیں یہ بھی ایک social evil ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب پرویز رفیق: میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دو دفعہ میں نے قرارداد جمع کروائی تھی۔ میں صرف آپ سے یہ اجازت چاہوں گا کہ میں اس پر قرارداد لا رہا ہوں کہ اس پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آئندہ اجلاس میں table ہو یا آپ مجھے موقع دیں کہ میں اس قرارداد کو out of turn لے کر آؤں۔ (شوروغل)

ایک معزز ممبر: [*****]

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اس ایوان میں مجھ پر یہ جملہ کسا گیا ہے۔ [*****] میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسیحی قوم کی توہین ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس پر Private Members' Bill لے کر آئیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: میں کس کی بات سُن رہا ہوں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وہ معذرت کریں۔ جس طرح شراب کی کمائی حرام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا پورا بجٹ حرام ہے کیونکہ شراب کی کمائی سے کروڑوں روپے انکم ٹیکس اور ایکسائز ٹیکس کی صورت میں بجٹ میں شامل ہوتے ہیں۔ ہم جو بجٹ لے رہے ہیں وہ حرام ہے۔ اگر حرام ہے تو ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ پورا پنجاب بھوکا مر جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے بتائیں کہ کیا میں قرارداد لے آؤں؟

جناب سپیکر: میں نے کب آپ پر پابندی لگائی ہے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر !وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو پابندی لگاتے ہیں۔ پہلے بھی میری قرارداد کو table نہیں ہونے دیا گیا۔ میں اسے out of turn لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ معزز ممبر ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، وہ ان کی personal explanation ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو House سے منظور کروانا چاہتا ہوں کہ شراب پر پابندی لگائی جائے۔

جناب سپیکر: جب آپ لائیں گے تب دیکھیں گے۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت فرمائی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے جو بات کی ہے آپ کو اپنے الفاظ واپس لینے پڑیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میں نے وہ بات نہیں کی۔ ان کو پتا ہے کہ وہ بات میں نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! یہاں سے آواز آئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں نے نہیں سُنی۔ بس بات ختم کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! نہیں، ان سے کہیں کہ معذرت کریں۔

جناب سپیکر: I am sorry gentleman.آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): میں آپ کاcolleagueہوں۔میں on the floor of the Houseیہ بات کر رہاہوں کہ میں نے وہ بات نہیں کی۔شاید شور میں آپ کو غلط بات سمجھ آئی ہو،وہ بات کسی نے نہیں کی۔میں کوئی اور بات کرنے کے لئے جناب سپیکر کی اجازت سے کھڑا ہوا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ابھی ہمارے معزز رکن نے بسنت کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر:کافی بات ہوگئی۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!بس ایک جملہ کہنے دیں۔

جناب سپیکر: I'll be grateful.میرے بھائی اسHouseکاوقت بہت قیمتی ہوتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ کہناچاہ رہاتھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ کے جملے سامنے آگئے ہیں۔سکرین کی طرف ہم نے دیکھ لیا ہے۔جی،رانا صاحب!

میجر(ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میری تحریک استحقاق آج کے لئےpending تھی وہ آپ نےmissکر دی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،آج آپ کی تحریک استحقاق نہیں تھی۔

میجر(ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا:جناب سپیکر!Mondayکے لئےpendingہوئی تھی بلکہ کل بھی اس کی آواز دی گئی تو کہا گیا کہ نہیں،یہ منگل کے لئےpendingہے۔

جناب سپیکر:جی،اب تو ٹائم بھی ختم ہوگیاہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں تو اسی وقت سے جب آپ کہہ رہے تھے تب کا کھڑاہوں۔

جناب سپیکر:نہیں۔راناصاحب!ایسے نہ کیاکریں۔یہ آپ الزام تراشی کرتے ہیں۔اگر آج نہیں آئی تو کل آجائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا: نہیں، میں الزام تراشی نہیں کر رہا بلکہ حسن مرتضیٰ صاحب میری بات کے دوران کھڑے ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی تحریک استحقاقnext week کے لئےpending ہوئی تھی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ان کے بعد آپ کوfloor دیتا ہوں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! معذرت نہیں کی گئی۔ یہ کس نے کہا ہے[**********]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بات ہی نہیں کی۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! یہاں سے آواز آئی تھی، میں نے خود سُنی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please. I say order. آپ تشریف رکھیں۔ میں نےfloor ان کو دیا ہے۔ اب کوئی صاحب اس بارے میں بات نہ کرے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ کی تحریک استحقاقnext week کے لئے لکھی ہوئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)عبد الرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل لے لیں۔

جناب سپیکر: اس کو کل کے لئے رکھ لیا جائے۔ جی، سندھو صاحب!

MR KHALIL TAHIR SINDHU: Mr. Speaker! I am really grateful to you for allocating time.

میں اس معزز Houseکے knowledge میں لانے کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ممبر بورڈ آف ریونیو نے ایک notification جاری کیا ہے جس کی رو سے انہوں نے immovable transfer of

properties پر ٹیکس لگا دیا ہے، یہ قانونی طور پر کسی طرح بھی justified نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس طرح کا notification قانون اور آئین کے مطابق null and void ہے۔

That amount to impose taxation on the general public which is not rented by the law specially that by the Article 4 of the Constitution.

میری گزارش یہ ہے کہ محترم وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں، شاید وزیر مال بھی ادھر تھے کہ اگر وہ notification غلط ہے تو وہ واپس لیں اور اس سلسلے میں وزیر قانون کوئی commitment کریں کہ وہ کب تک واپس ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیوں آپ اپنا اور میرا بھی ٹائم ضائع کر رہے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب والا! پھر میں احتجاج کرتے ہوئے walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری بات پر آپ کیوں احتجاج کرتے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر آواز کسی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ آواز نہیں سنی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! یہاں سے کسی نے آواز کسی ہے[*****]

جناب سپیکر: کم از کم میں نے نہیں سنی جس کے متعلق آپ کہہ رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں نے سنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ایک منٹ، آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ایک منٹ ان کو بتانے دیں۔ جن کے بارے میں آپ نے الزام لگایا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر یہ بات کہیں سے ہمارے House کے ریکارڈ پر آگئی ہے تو اس کو ہم expunge کرتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ میری صرف بات سن لیں۔ جب میں آپ سے گفتگو کر رہا تھا تو یہاں سے آواز آئی میں آپ کو جملہ بتا دیتا ہوں مجھے نہیں پتا کہ کس معزز رکن نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پھر آپ۔۔۔

جناب پرویز رفیق: جملہ یہ آیا ہے[******]

جناب سپیکر: اگر یہ جملہ ریکارڈ میں آگیا ہو گا تو ہم اس کو expunge کر دیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پرویز رفیق صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ بات درست ہے کہ جب یہ بات کر رہے تھے تو یہاں سے کسی دوست نے یہ آواز ضرور دی ہے اور میں نے بھی سنی ہے لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ ان کا کہنے کا مطلب یہ بالکل نہیں تھا کہ پرویز رفیق صاحب کو مخاطب کر رہے ہیں۔ دراصل wine کے جتنے بھی licenses ہیں ان کے license holders کا زیادہ تر تعلق مسیحی برادری سے ہے۔ اب اس میں یہ دیکھیں کہ ان دوستوں کا یہ مؤقف ہے کہ ان کے مذہب میں شراب اسی طرح حرام ہے جس طرح اسلام میں حرام ہے لیکن Christian Community جو majority میں ہے وہاں پر جو ہمیں law نظر آتا ہے وہ otherwise ہے۔ اس بارے میں اگر یہ Resolution لانا چاہتے ہیں جیسا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے بھی کہا تو یہ سارے دوست مل کر جن کا تعلق مسیحی برادری سے ہے یہ سارے Resolution لے آئیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب مسیحی برادری سے نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): اچھا،جی۔بات انہوں نے کی ہے۔یہ Resolution لے آئیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو ہم oppose نہیں کریں گے۔ اب اس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔جو بات سندھو صاحب نے کی ہے یہ بات بڑی اہم ہے لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کے پاس غالباً اس بارے میں پورے کوائف بھی ہیں تو اس کو وہ تحریک التوائے کار یا سوال کی صورت میں لے آئیں تاکہ اس کے اوپر بورڈ آف ریونیو سے مؤثر جواب لے کر اس پر comprehensive جواب آنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ان کو میں out of turn لانے کے لئے اجازت دے رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! یہ out of turn تحریک التوائے کار لے آئیں اور بے شک آج لے آئیں۔

جناب سپیکر: آپ لکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: واقعی ان کی بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: کون سی بات کا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پتنگ بازی کے متعلق انہوں نے پوچھا تھا کہ اب کون انچارج ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پتنگ بازی کو روکنے کے لئے آپ کے پاس مشینری کون سی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کسی بھی violation کو روکنے کے لئے Law Enforcing Agencies جس میں پولیس اور دوسری جو Intelligence Agencies ہیں وہی machinery ہے لیکن اس میں قباحت یہ ہے کہ پتنگ بازی لوگ اپنے گھر کی چھتوں پر کرتے ہیں اور زیادہ تر گنجان آباد علاقوں میں ہوتی ہے۔ پچھلے سال بھی لوگوں کے بہت زیادہ جھگڑے ہوئے کیونکہ پولیس بلا وجہ اگر کسی کے گھر میں داخل ہو تو

اس سے پھر otherwise صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔اس میں ہوا یہ کہ پتنگ کوئی اپنی چھت پر اڑا رہا ہے لیکن پولیس کسی اور کے گھر میں یا ہمسایہ کے گھر میں داخل ہو گئی ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی اپنے گھر کے اوپر چڑھ کر فائرنگ کر رہا ہے لہذا اس کو روکنا اگر ناممکن نہیں تو یہ کافی مشکل ہے۔اسی لئے ہم نے Kite Flying Association سے کہا ہے کہ آپ ذمہ دار بنیں۔ آپ Kite Flying Association registered ہیں یا آپ سب کو own کرتے ہیں، آپ لوگوں کو رجسٹرڈ کریں اور اس کے بعد ہمیں آپ اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ آپ اس سلسلے میں تعاون کریں گے اور دھاتی ڈور وغیرہ استعمال نہیں کریں گے۔ اگر کسی معصوم کا گلا کٹا تو اس میں جو مقدمہ ہو گا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! میرے خیال میں، میں پھر وزیر قانون کو کہتا ہوں کہ وہ نہ بولیں۔ آپ اپنی باتیں کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): تو اس میں اگر کسی معصوم کا دھاتی ڈور سے گلا کٹا تو اس کے مقدمے میں نامزد ملزمان پھر Kite Flying Association کے عہدے داران ہوں گے۔اب اس سے وہ بھاگ گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم یہ نہیں کر سکتے۔ کل کو اگر پھر کسی معصوم کا گلا کٹتا ہے تو اس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر تو آنی ہی آنی ہے، یہ لوگ بھی تو اپنی ذمہ داری لیں۔ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہمیں کوئی recommendation دیں اگر وہ اس قابل ہوئی کہ اس بات کو ensure کیا جا سکتا ہو تو پھر ہم اس کی اجازت دیں گے۔ باقی ہم نے کوئی اجازت دینے کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: بات آپ سمجھ نہیں پائے یا میرے خیال میں وہ سمجھا نہیں پائے۔ بات یہ تھی اور وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ پہلے تو اس کی جو اتھارٹی تھی وہ ضلع ناظم تھا اب آپ کے پاس اس کے لئے اتھارٹی کون سی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ضلع ناظم اتھارٹی ہے۔جب تک ضلع ناظم رہے گا وہ اتھارٹی رہے گا اس کے بعد جو بھی اتھارٹی اس charge کو assume کرے گی پھر اس کے پاس اختیار ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اختر ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آج ہمارے محکمہ انہار کی جو نہریں ہیں وہ درختوں سے خالی ہو چکی ہیں اور آپ کا بھی rural background ہے، جتنے بھی میرے دوست ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو اب چلے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! میں on the floor یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ درخت محکمہ نہر کے پاس رہے تب تک یہ سلامت رہے اور جب سے محکمہ جنگلات کو دیئے گئے ہیں اس وقت سے کوئی نئی plantation ہوئی ہے اور نہ ہی انہوں نے ان درختوں کی حفاظت کی ہے بلکہ سو سو سال پرانے درخت بھی انہوں نے بیچ کھائے ہیں۔ میری اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ محکمہ انہار کے درخت محکمہ نہر کو ہی دیئے جائیں کیونکہ ان کے پاس اس کا infrastructure ہے، ان کے پاس بیلدار ہیں، نرسری کے لئے جگہیں ہیں اور اوپر سے لے کر نیچے تک ان کے پاس ایک نظام ہے۔ اگر یہ ان کو دے دیئے جائیں تو میرے خیال میں ہماری جو نہریں ٹوٹنے لگی ہیں یہ بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ ہر جگہ سے خبر آئی ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے فلاں نہر ٹوٹ گئی ہے یہ بھی بند ہو جائے گا اور ہماری نہریں بھی آباد ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ کوئی چیز لکھ پڑھ کر لائیں پھر ہم اس کے مطابق آگے عمل بھی کروائیں گے۔

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب مجھے کوئی کام بھی کرنے دیں۔ آپ دیکھیں اسی پوائنٹ آف آرڈر پر کتنا ٹائم لگ گیا ہے۔ پونے ایک بجے ہم نے شروع کیا تھا اور اب ایک بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں، یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف چلتے ہیں۔

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پھر پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ خود دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ خود مانتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر وقت ضائع ہو رہا ہے۔ جناب! اب تحاریک التوائے کار کو take up کریں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب والا! میں دُلا بھٹی شہید کے بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: کس کے حوالے سے؟

محترمہ فرح دیبا: دُلا بھٹی شہید کے مزار کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ نے ان کو floor دیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے کہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ خود ہی دیکھ لیں۔ اس طرح تحاریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ اس طرح کی بات نہ کیا کریں، مسٹر! میں آپ کو بار بار کہتا ہوں۔ جب میں آپ سے کہوں گا تو اس وقت ٹائم شروع ہو گا۔ جی، فرمائیں!

محترمہ فرح دیبا: میں آپ کی توجہ ماضی کے سپوت، عظیم حریت پسند اور پنجاب کی سر زمین کے عظیم ہیرو دُلا بھٹی شہید کے مزار کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ یہ کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 24۔مارچ1988 کے ایک notification کے ذریعے دُلا بھٹی کے مزار کو اپنی تحویل میں لے لیا اور

اس مزار کو protected monument قرار دے دیا جو حکومت کا ایک بہت اچھا فیصلہ تھا۔ چونکہ اسے ثقافتی ورثہ کے طور پر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ جس وقت یہ مزار حکومت کی تحویل میں لیا گیا اس وقت کے احاطے میں صرف 60 قبریں تھیں اور اب ناجائز تدفین کرنے کے مافیا نے اس احاطے میں 400 سے زائد قبریں بنا دی ہیں۔ یہ کہ 1962 میں گورنر مغربی پاکستان نے دُلا بھٹی کا مزار 88 x 75 فٹ بنایا اب اس کو محدود کر دیا گیا ہے جو شہید کے شایان شان نہ ہے۔ اب یہ حالات ہو گئے ہیں کہ مورخہ 12۔فروری 2010 کو دُلا بھٹی شہید کے مزار پر لگا کتبہ بھی اکھاڑ دیا گیا ہے اور اس پر محمد دین دواغہ وفات 1978 کا کتبہ لگا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ فوری طور پر مزار کے احاطے میں غیر قانونی اور غیر اخلاقی تعمیرات مسمار کریں اور مزار کو اصل حالت میں بحال کرنے کے احکامات صادر فرمائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! یہ circulate ہو گی تو تب آپ کو اس کا جواب ملے گا۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں اور ہر ممبر کے تحفظات کو دور کرنا آپ کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ میرے لئے تو آپ بہت ہی قابل احترام ہیں، جب بھی کوئی بات ہو تو آپ ٹائم دیتے ہیں۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ بات wind up کرنا چاہتے ہیں لیکن اب اس طرح چیزیں نہیں چلیں گی۔ میں یہ مؤقف اختیار کر رہا تھا کہ کسی ممبر نے یہ جملہ کسا اور میں نے سنا۔ میں رانا صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ مجھے نہیں کہا گیا۔ میں یہاں پر ایک کمیونٹی کو represent کر رہا ہوں اور every one knows کہ مسیحیوں اور غیر مسلموں کو شراب کے لائسنس۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایسی بات نہیں کی۔ انہوں نے بات کی ہے [*****] بقول ان کے مجھے نہیں پتا کہ کس نے یہ بات کی ہے؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مان لیتے ہیں کہ کسی نے بھی نہیں کی لیکن یہ سوچ develop ہوئی ہے کہ مسیح اور اقلیتیں اس کا کاروبار کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ذلت، شرمندگی اور حرام کی کمائی ہے۔اس کمائی میں نہ صرف پاکستان کے غیر مسلم، مسیح لوگ بلکہ پورا پنجاب involve ہے۔میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم بسنت کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اور حسن مرتضیٰ صاحب نے ٹھیک بات کی ہے کہ اگر ڈور سے گلا کٹتا ہے اور لوگ مرتے ہیں تو جب لوگ شراب پی کر drive کرتے ہیں، گھروں اور بازاروں میں دنگا فساد کرتے ہیں تو اس سے کروڑوں لوگوں کے وقت اور جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔رانا صاحب نے کہا ہے کہ مسیح اراکین قرارداد لے کر آئیں It's not a matter of only Christian community, it is a matter of Punjab. یہ پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ ہے اور ویسے بھی آئین میں لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ قرارداد لے کر آئیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب! میری بات سنیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ کی مہربانی، پلیز! تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔

جناب پرویز رفیق: میں گزارش کرتا ہوں کہ اس پر حکومت قرارداد لے کر آئے۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد لے کر آئیں۔No, no, when I say no, I mean its جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب! آخر آپ کو خیال آ ہی گیا۔

جناب سپیکر: مجھے تو خیال آجاتا ہے لیکن آپ کو نہیں آتا۔

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: چلو، یہ بھی وقت بتائے گا۔یہ وہی PCS افسران والا issue ہے اس پر آج لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: تحریک کا نمبر کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: تحریک التوائے کار نمبر 983 ہے۔اس پر پہلے لاء منسٹر صاحب فرمالیں پھر میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے PCS افسران کے ساتھ ناانصافی سے متعلق جو facts and figures دیئے ہیں میری personal information میں یہ سارے درست ہیں اور واقعی PCS افسران کے ساتھ عرصہ دراز سے ناانصافی چلی آرہی ہے۔اب اسے دور کرنے کے لئے اور PCS افسران کا جائز حق انہیں دلانے کے لئے اور پھر اسی طرح اس کا ایک مؤثر اور comprehensive جواب اس ایوان میں پیش کرنے کے لئے تھوڑا وقت درکار ہے۔ چونکہ اس وقت اس کا مکمل جواب میرے پاس نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے دو روز کے لئے pending فرمادیں۔انشاءاللہ اس دن اس کا جواب ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں، ان کی ہمدردیاں بھی ہیں۔میں اس معزز ایوان کے علم میں صرف یہ لانا چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی نے 23 سال پہلے PCS افسران کے لئے ایک قرار داد منظور کی تھی۔یہ PCS افسران ہمارا اثاثہ ہیں، میں صرف یہ چاہتا ہوں اور آپ باقی معزز ممبران سے بھی پوچھ لیجئے کہ ان کو ان کا حق دیا جائے، ان کو promote کیا جائے۔اللہ کی مہربانی سے ہم نے ان کو support کرنا ہے تو انہی میں سے اس پنجاب کے لئے بہتری کے کوئی آثار نکلیں گے۔میں نے DMG افسران کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں گزارش کر دی ہے۔ آپ خود بھی ان معاملات کو سمجھتے ہیں، جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے وہ بالکل درست ہے لیکن ایک فیصلہ ضرور کر دیں کہ اب ہم نے ان PCS افسران کے لئے کچھ کر کے اٹھنا ہے اور اب اس معاملے کو چھوڑنا نہیں ہے کیونکہ 23 سال پہلے بھی اس کمیٹی میں بہت اچھے لوگ موجود تھے اور ان کے بڑے بڑے نام ہیں لیکن اس قرار داد کے بعد وہ عملی طور پر ان کے لئے کچھ نہ کر سکے۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت بیالیس سیکرٹریوں میں سے ایک بھی PCS سیکرٹری نہیں ہے نو کمشنروں میں سے ایک بھی PCS کمشنر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ کی بات تو بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ تحریک دو دن کے لئے pending ہوئی ہے اس لئے دو دن کے بعد لاء منسٹر صاحب کا جواب آ جائے تو پھر انشاء اللہ یہی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس تحریک کے محرک شیخ علاؤالدین صاحب کو، اس معزز ایوان میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی وساطت سے صوبے میں خدمات سرانجام دینے والے PCS افسران کو یقین دلاتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کا ایک مؤثر

اور ایسا جواب جس میں یہ طریق کار درج ہو کہ ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کس طرح سے اور کن کن steps لینے سے دُور ہو گی جب تک وہ نہیں آئے گا اس وقت تک ہم اس تحریک التوائے کار کو dispose of نہیں کریں گے۔انشاء اللہ اس کا credit اس معزز ایوان کو جائے گا کہ ان افسران کے ساتھ ہونے والی نا انصافی کو دور کیا جائے۔ میری اس سلسلے میں محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب سے بات ہوئی ہے وہ اس بات سے پوری طرح متفق ہیں کہ ان کا جو معاہدہ طے ہوا تھا بجائے اس کے کہ ہم اس میں کوئی improvement کر کے دیں یا بہتری کر کے دیں بلکہ اس پر بھی عملدر آمد نہیں ہو رہا۔اس پر بالکل in letter and spirit عمل ہو گا حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اس پر عملدر آمد کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بڑی ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کے بعد۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ریکارڈ درست کرنے کے لئے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، تحریک التوائے کار کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔میاں صاحب! تحریک التوائے کار کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔اگلی تحریک التوائے نمبر925/09 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ

سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الہیٰ کی طرف سے ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں طبی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے قیدیوں میں ہیپاٹائٹس اور ایڈز جیسی موذی بیماریوں میں اضافہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 19-11-2009 کی خبر کے مطابق پنجاب کی جیلوں میں طبی سہولتوں کے فقدان اور غیر صحت مند ماحول کی وجہ سے قیدی موذی امراض میں مبتلا ہونے لگے ہیں اور گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے کی وجہ سے قیدیوں کے دن کم ہونے لگے ہیں۔ لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ہونے والے قیدیوں کے طبی ٹیسٹوں میں 55 قیدی ایڈز کے مرض میں مبتلا پائے گئے۔ تفصیل یوں ہے کہ کوٹ لکھپت اور سنٹرل جیل لاہور کے 2095 قیدیوں کے ٹیسٹ میئو ،جناح اور سروسز ہسپتال میں گزشتہ روز کئے گئے جہاں 55 قیدیوں میں ایڈز، 55 میں ہیپاٹائٹس۔ سی، 295 میں ہیپاٹائٹس۔ بی اور 36 قیدیوں میں ٹی بی کا مرض نکلا ہے۔ اس بارے میں ذرائع کا کہنا ہے کہ جیلوں میں اس وقت گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں۔ ایک بیرک میں سینکڑوں قیدی رکھے گئے ہیں جہاں ہر دوسرا قیدی خارش کے مرض میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے ان کی صحت روز بروز گر رہی ہے۔ اس خبر سے عوام میں بالعموم اور قیدیوں اور ان کے لواحقین میں بالخصوص تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کا system دیکھنا پڑے گا۔ Already جو ایک تحریک آچکی ہے اسی طرح کی دوسری تو نہیں آنی چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، نہیں۔جناب سپیکر!اس میں ایڈزاور دیگر بیماریوں کا ذکر ہے۔میں نے کل جو تحریک move کی وہ علیحدہ تھی۔وہ قیدیوں سے زیادہ مشقت کروانے کے حوالے سے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں مورخہ 22-01-2010 کو اسیران کی تعداد 3819 تھی۔عزت مآب جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے حکم سے اسیران جیل کی خون کی screening ہو رہی ہے۔اس وقت جیل میں ہیپاٹائٹس (بی) کے 110،ہیپاٹائٹس (سی) کے 300،ایڈز کے 60 اور ٹی بی کے 32 مریض موجود ہیں۔ان مریضوں کے علاج کے لئے تمام ضروری اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔مثلاً ایڈز کے مریضوں کا علاج پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی مدد سے شروع کیا جا رہا ہے۔ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا علاج پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تعاون سے کیا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں خون کے دیگر ضروری tests کروائے جا رہے ہیں۔ٹی بی کے مریضوں کا علاج T.B. Dots پروگرام کے تحت کیا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں تمام ادویات T.B Dots پروگرام سے مفت مہیا کی جا رہی ہیں۔ان بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے تمام حفاظتی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔جہاں تک قیدیوں کی زیادہ تعداد کا تعلق ہے تو اس مشکل کو دور کرنے کے لئے سنٹرل جیل لاہور میں 48 نئے cells زیر تعمیر ہیں جن کی تکمیل سے مشکلات میں کسی حد تک کمی آ جائے گی۔مزید برآں جن قیدیوں میں دوسرے مرض پائے جاتے ہیں ان کے علاج و معالجہ کے لئے بھی tests وغیرہ کئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔As not pressed یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 928/09 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں dispose of کی جاتی ہے اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 933/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔جی، شیخ صاحب!

صوبہ کی ناقابل کاشت اراضی کو آپریٹو فارمنگ کی بنیاد

پر چھوٹے کاشتکاروں کو الاٹ کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اہم معاملہ جس کا تعلق نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلوں کے مستقبل سے ہے اس معزز ایوان کی توجہ کا طالب ہے کہ ہم غیروں کی food security کو یقینی بنانے کی خاطر دنیا کے بہترین نہری نظام اور اللہ رب العالمین کی عطا کردہ بہترین زمین اپنی موجودہ اور آنے والی نسلوں کی خوراک کی ضروریات کو نظر انداز کر کے ایک مربوط اور جامع پروگرام بنانے سے قاصر ہیں جس کا آنے والی تاریخ میں ذکر جرم کے طور کیا جائے گا۔ پنجاب کے تقریباً 70 فیصد عوام کا تعلق کسی نہ کسی طرح زراعت سے ہے۔ ہمارے 80 فیصد کاشتکار 15 ایکڑ سے بھی کم اراضی کے مالک ہیں۔ پنجاب کے زرعی شعبے سے منسلک 75 فیصد کاشتکار بے زمین ہیں۔ دوسری طرف ہمارے کروڑوں لوگوں کو مناسب اور ضروری خوراک بھی میسر نہ ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ملک میں بے روزگاری کی شرح 7.5 فیصد سے 9 فیصد کے درمیان ہے۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب وقت آ گیا ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر پنجاب کا تمام غیر استعمال شدہ زرعی رقبہ بے زمین کاشتکاروں کو Co-operative Farming کی بنیاد پر 1000 ایکڑ سے 1500 ایکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے بنا کر دے دی جائے۔ ان زرعی بلاکس میں کاشتکاروں کو تمام سہولتیں (مسجد، سکول، ہسپتال وغیرہ) بھی موقع پر مہیا کی جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہر کوآپریٹو فارمنگ ونگ کو ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینری صرف اس مخصوص زمین میں استعمال کرنے کے لئے مہیا کی جائے۔ یعنی یہ non transferable ہو۔ ہر کاشتکار گھرانے کو کم از کم 5 ایکڑ زمین دی جائے لیکن اسے پابند کیا جائے کہ وہ Co-operative Farming کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف تجویز کردہ پھل اور سبزیاں ہی وہاں پر کاشت کرے گا۔ ہر کاشتکار گھرانے پر لازم ہو کہ وہ کم از کم تین گائیں یا بھینسیں بھی لازمی رکھے تاکہ دودھ کی فروخت سے اس کا cash flow daily کا مسئلہ حل ہو سکے۔ دوسری طرف جانوروں کی شکل میں ہر گھرانے کا مستقل اثاثہ بھی بن سکے۔ پنجاب کی تمام زمین اور دنیا کا بہترین نہری نظام بھی ہمیں آنے والی نسلوں کے لئے لازمی طور پر نہ صرف سنبھالنا ہو گا بلکہ ان کی مسلسل نگرانی بھی کرنا ہو گی تاکہ ملکی و غیر ملکی

قبضہ گروپوں جو کسی نہ کسی شکل میں ان زمینوں پر منڈلا رہے ہیں ان سے بچانے کے لئے بھی اب مزید وقت ضائع کئے بغیر ان کے اصل حقدار جو ہماری نوجوان نسل ہے کو Co-operative Farming کے تحت فی الفور دے دیا جائے۔اس اہم معاملہ پر معزز ایوان کے ہر رکن کا اظہار خیال کرنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ مزید بہتر تجاویز بھی سامنے آسکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ ضلع خانیوال میں جو ہزاروں ایکڑ زمین غیر ملکیوں کو دی گئی ہے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔اس ایوان کے ہر رکن کو اس پنجاب کی ایک ایک انچ زمین کا اپنے آپ کو امین سمجھنا چاہئے۔آج نہیں تو کل وہ لوگ ضرور آئیں گے،اس ایوان میں بھی آئیں گے کہ آخر ہم نے آنکھیں بند کیوں کی تھیں،کیا ہمیں اپنی food security کی ضرورت نہیں ہے؟میں اس ایوان میں ان شرائط کا ذکر نہیں کرنا چاہتا کہ جن شرائط پر غیر ملکیوں کو زمین دی جارہی ہے۔ان کی law and order کی security بھی ہم اپنے ذمے لے رہے ہیں اور وہ یہاں سے ساری outputs بھی لے جائیں گے۔وہ oil rich ہیں،وہ تو سو روپے کلو آٹا بھی خرید لیں گے۔ہم نے اس ملک اوران لوگوں کا سوچنا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس کی اجازت دی جائے اور تمام ارکان اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ Cooperative Farming Scheme 1948 میں مہاجرین کی آبادکاری کے لئے متعارف کروائی گئی تھی اس کے تحت colony area ملتان،وہاڑی،لودھراں،ساہیوال،اوکاڑہ اور فیصل آباد وغیرہ میں موجود بنجر زمین 12½ تا 25 ایکڑ تک آبادکاری کے لئے ممبران کو lease پر دی گئی تھی۔مذکورہ بالا سکیم کے تحت اہل ممبران کو ملکیتی حقوق بھی دیئے جاچکے ہیں۔اب پنجاب حکومت کے پاس اتنی زرعی زمین موجود نہیں کہ ہر کاشتکار کو 5 ایکڑ مہیا کی جاسکے،جو زمین موجود ہے اس کے لئے پہلے ہی عارضی کاشت سکیم موجود ہے جس کے تحت 12½ ایکڑ تک زمین lease پر دی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں graduate نوجوانوں کو عارضی کاشت کے لئے زمین مہیا کرنے کی تجویز بھی زیر غور ہے چونکہ عارضی کاشت سکیم پہلے سے موجود ہے اس پر کاشتکار اناج، پھل اور سبزیاں وغیرہ کاشت کر سکتے ہیں اور مویشی بھی پال سکتے ہیں اس لئے کسی نئی سکیم کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر! department کی طرف سے یہ جو جواب ہے یہ اس طرح سے نامکمل ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود ایک کمیٹی کو chair کر رہے ہیں اور اس میں کوئی دو مرتبہ مجھے بھی شریک ہونے کا موقع ملا ہے تو شیخ صاحب نے یہاں پر جو concept بیان کیا ہے اس پر comprehensive غور ہو رہا ہے اور اس وقت پنجاب میں جتنی بھی زمین available ہے وہ بے زمین کاشتکاروں کو جن کا اس زمین پر قبضہ ہے یا جس طرح شیخ صاحب بات کر رہے ہیں اس طرح سے لوگوں کو یہ زمین برائے کاشت دینے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ Agriculture graduate نوجوانوں کو بھی اس میں لانے کی ایک سکیم زیر غور ہے۔ جہاں تک انہوں نے غیر ملکی لوگوں کو زمین دینے کی بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شرائط میں کوئی کمی بیشی ہو سکتی ہے اور ان شرائط میں کسی قسم کی تبدیلی یا amendment کرنے کا اختیار ہمیشہ گورنمنٹ کے پاس موجود رہے گا لیکن اس میں ایسا ہی ہے کہ ایک زمین بنجر ہے جسے ہم پچھلے 60 سالوں میں قابل کاشت نہیں بنا سکے اور اگر ہم اپنے وسائل کا حجم دیکھیں تو اس وقت پنجاب میں جتنی زمین زیر کاشت ہے تقریباً اتنی ہی زمین بنجر ہے تو اس کو شاید ہم اگلے 60 سال تک بھی قابل کاشت نہ بنا سکیں۔ اگر ہمارا کوئی دوست ملک یا کوئی غیر ملکی دوست اس زمین کو لے اور فوری طور پر قابل کاشت بنائے تو وہ جو بھی فصل اگائے گا وہ اسی طرح سے ہو گی جیسے ہم اس زمین کو زیر کاشت لا کر فصل اگائیں اور اس کے بعد باقاعدہ تمام مراحل جو export import, سے متعلقہ ہیں اور جیسے تمام taxes ادا کرنے کے بعد کوئی چیز باہر جا سکتی ہے تو وہ اسی process سے گزر کر جائے گی۔ اس سے نہ صرف ہماری زمین آباد ہو گی بلکہ اس سے ہماری import, export اور ہماری taxes income میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا اس لئے وہ سکیم ایسی نہیں ہے کہ وہ زمین کسی کو اس طرح سے دی جا رہی ہے کہ جیسے وہ مالک بن جائے گا بلکہ اس زمین کی مالک پنجاب حکومت یا پاکستان کے لوگ ہی رہیں گے۔ ان کو یہ زمین عارضی طور پر لیز کی شرائط پر دی جا رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ان کی شرائط کا علم ہے۔ میں House on the floor of the یہ بات کرنے لگا ہوں اور لوگ اس کو 100 سال بعد بھی یاد کریں گے۔ ان کو زمین تین سال سے زیادہ lease پر نہ دی جائے۔ Agriculture output پر federal or local کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تاریخی حقائق ہیں کہ کوئی ملک جب اپنی زمین کسی غیر ملکی کو دیتا ہے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کسی Arabian country میں کوئی پاکستانی پان کی دکان نہیں کھول سکتا جب تک کہ وہ ان کو کفیل نہ بنائے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ملک دس لاکھ شہداء کی قربانی دے کر لیا گیا تھا، کوئی بات نہیں اگر آج ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم اپنی زمینوں سے output لے سکیں تو آنے والے لوگ ضرور لے لیں گے۔ میری پہلی request یہ ہے کہ یہ زمینیں نہ دی جائیں اور اگر مجبوری ہے تو یہ three years lease ہو جو extendable subject to the approval of the government ہو اور گورنمنٹ اس کو cancel بھی کر سکے لیکن جن شرائط پر یہ زمینیں دی جا رہی ہیں میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی غلط رجحان ہے، ملک کی زمین بالکل نہیں دینی چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں انہوں نے بات تو ٹھیک کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات کرنے کے انداز سے بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ زمین کسی کو مالکانہ حقوق پر نہیں دی جا رہی بلکہ لیز پر دی جا رہی ہے۔ یہ جو دوسری بات کر رہے ہیں کہ یہ تین سال کی لیز پر دی جائے تو تین سال میں تو یہ زمین آباد ہی نہیں ہو گی اور ہم جو ڈیم بنانے جا رہے ہیں ان لوگوں کو یہ زمین آباد کرنے کے لئے وہاں پر بھی investment کرنی پڑے گی، نئی نہریں نکالنے کے لئے بھی انہیں investment کرنی پڑے گی تو یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور ہمیں اس منصوبے کو اس لئے بھی discourage نہیں کرنا چاہئے کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہم سے بھی سو گنا آگے جا کر ان لوگوں کو زمینیں فراہم کرنے کو تیار ہے کہ آپ ہماری طرف آئیں اور ہمارے ساتھ یہ تعاون کریں۔ یہ زمین لیز پر دی جا رہی ہے، کوئی مالکانہ حقوق پر نہیں دی جا رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اس پر بحث ہو نہیں سکتی اور اس کے اندر House sense of the لینی ہوتی ہے میں نے آپ کو صرف اس لئے بات کرنے دی کیونکہ آپ نے ایک اہم issue کی طرف روشنی ڈالی تھی اور جب لاء منسٹر نے on the floor of the House بیان دیا ہے کہ گورنمنٹ اس کے حوالے سے سب کچھ دیکھ کر کر رہی ہے تو میرے خیال میں اب یہ بات ختم ہو جانی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں گورنمنٹ کی مجبوری بھی سمجھتا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن شرائط پر ہندوستان زمینیں دے رہا ہے انہی شرائط پر اپنی زمینیں بھی دے دی جائیں۔ میں یہ بات record پر لے آیا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ انڈیا کن شرائط پر زمین دے رہا ہے وہ ایسی شرائط پر نہیں دے رہا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر!میں اس پر ایک بات وزیر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت جو رقبہ غیر ملکیوں کو دے رہی ہے وہ بنجر رقبہ نہیں ہے بلکہ وہ رقبہ Forest Department کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں۔ کسی بھی تحریک التواء پر بحث کے لئے sense of the House لی جاتی ہے اور اس کے لئے 62 ممبران ہونا ضروری ہوتے ہیں۔ اس پر کوئی statement short ہو سکتی ہے اور نہ بحث ہو سکتی ہے۔ اب وہ House کے سامنے put ہوئی، لاء منسٹر نے اس کا جواب دیا، اب اس کے بعد اگر محرک سمجھتے ہیں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے تو جب تک اس پر sense of the House نہ ہو اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!چونکہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے میں اس کو اس طرح سے روکنے کے حق میں نہیں ہوں۔ شیخ صاحب اور دوسرے معزز اراکین سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ جس particular condition or remission پر ان کو اعتراض ہے اس حوالے سے یہ بات لے آئیں اس پر بالکل غور ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر سے مل کر بات کر لیں پھر اس کو دیکھ لیں گے۔(قطع کلامیاں) معزز ممبران بات سن لیں۔ ایجنڈا پر صرف چار پانچ قراردادیں ہیں اس کے بعد ہمارے پاس time ہے پھر میں سب کو time دوں گا۔ ہم پہلے ذرا business of the House complete کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار آج کے لئے pending تھی اس کا کیا بنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کل سب سے پہلے آپ کی تحریک سے start لیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: ٹھیک ہے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کے point of order ابھی لیتا ہوں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میں Entertainment Duty Tax کے حوالے سے قرارداد out of turn لینے کے لئے اجازت چاہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Out of Turn کا طریق کار وضع کیا ہوا ہے کہ Business Advisory Committee کے اندر جب سارے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں تو وہاں پر جس کی request کی جائے گی تو صرف وہ out of turn لی جائے گی۔ آپ لاء منسٹر سے مل کر بات کر لیں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں ان سے request کی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اگر وہ کہتے ہیں تو اس کو دیکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پنجاب ہائی کورٹ کے بارے میں میری ایک قرارداد ہے جس کی approval جناب سپیکر اور لاء منسٹر نے بھی دی ہوئی ہے، اس کو please لے لیجئے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفادعامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوچھ لیں، اگر وہاں سے آتی ہے تو دیکھ لیتے ہیں۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں، آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ سب سے پہلی قرارداد جناب طاہر اقبال چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں disposed of، دوسری قرارداد حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد محترمہ زیب جعفر صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ قرارداد بھیdispose of کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کی ہے۔جی، گھرال صاحب! اسے پیش کریں۔

25ایکڑ زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25ایکڑ زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25ایکڑ زرعی اراضی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس کوobject کرنا چاہتے ہیں یاamendment لانا چاہتے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس میں تھوڑی سی ترمیم کر دیں، نہ سمجھیں تو بے شک نہ کریں۔

جناب سپیکر!اس میں یہ ہونا چاہئے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت25ایکڑ زرعی اراضی کے مالکان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

جو فقرہ لکھا ہوا ہے اس کا کوئی معنی نہیں نکلتا۔ زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ کریں اور اس کے ساتھ مالکان کا لفظ ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں نے اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیا ہے۔ اس stage پر اس میں amendment نہیں ہو سکتی یا یہ اسے withdraw کر لیں یا جس طرح ہے اسی طرح vote ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!جہاں تک مجھے یاد آتا ہے 114 میں لکھا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب محرک ہی amendment نہیں چاہتا تو کسی اور کے کہنے پر تو amendment نہیں ہو سکتی۔ جس طرح محرک نے یہ قرارداد پیش کی ہے اسی طرح اسے جانے دیں۔ اگر احمد خان بلوچ صاحب amendment لانا چاہتے ہیں تو وہ بعد میں نئے سرے سے لے آئیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!اگر ترمیم کر لی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، اس میں بنیادی طور پر 25ایکڑ اراضی پر ٹیکس نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس میں amendment دے دیں تو پھر ہم اس کو پاس کر لیں گے۔ اس میں Rule 121 بڑا clear ہے کہ 2 days prior notice ہونا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہمیں کل معلوم ہوا تھا کہ فلاں فلاں قرارداد یں آ رہی ہیں۔ اس میں ہم دو دن پہلے نوٹس کیسے دے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں محرک نے اگر کوئی amendment move کرنی ہے تو وہ کر سکتے ہیں۔ اگر consent of the House ہے کہ اس میں یہ amendment کر لی جائے اور محرک بھی چاہتے ہیں کہ یہ amendment ہونی چاہئے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ یہ بات بھی مناسب ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں آج ہی پتا چلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو تبدیل کر کے دے دیں گے تو یہ آ جائے گی۔ اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا یہ اگلے Tuesday پر آ جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس میں amendment کر دیں، ہم اس کو دوبارہ لے لیں گے۔ شکریہ اس کے بعد پانچویں قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ آپ اسے پیش کریں۔

چوک یتیم خانہ لاہور میں اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس کی تعمیر

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد Overhead Bridge یا Underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد Overhead Bridge یا Underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تاکہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔"

چونکہ میں خود وہاں پر دیکھتا رہا ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ملتان روڈ پر افتتاح کر چکے ہیں، یتیم خانہ کی طرف بن بھی رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ جلد اس پر کام شروع ہونے والا ہے۔ اس پر کسی

کو اعتراض بھی نہیں ہو گا یہ public issue ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی کو objection بھی نہیں ہے اس لئے میں House میں اس قرارداد کو put کر دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس پر object کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں object نہیں کرنا چاہتی بلکہ صرف ایک متعلقہ بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ object نہیں کر رہیں تو پھر اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ آپ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا، میں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چوک یتیم خانہ میں جلد از جلد Overhead Bridge یا Underpass تعمیر کرنے کے انتظامات کئے جائیں تا کہ عوام کو ٹریفک کی شدید مشکلات سے نجات مل سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرح دیبا ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سینما گھروں پر چلنے والی پاکستانی فلموں پر Entertainment Duty سے مستثنیٰ قرار دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ فرح دیبا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سینما گھروں پر چلنے والی پاکستانی

فلموں پر Entertainment Duty سے مستثنیٰ قرار دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سنیما گھروں پر چلنے والی پاکستانی فلموں پر Entertainment Duty سے مستثنیٰ قرار دینے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کی یہ قرارداد دیکھی ہے۔ یہ معاملہ واقعی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پہلے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش ہو چکا ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے۔ اس پر کچھ پیشرفت بھی ہے اور red tapeism کی رکاوٹوں کا معاملہ ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ قرارداد پیش کرنے سے وہ مقصد شاید اتنی جلدی حل نہ ہو سکے۔ اس پر یہ کل out of turn تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ میں ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے لوں اور جو رکاوٹ ہے اسے دور کروادیں اور یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس پر تحریک التوائے کار لانے کو تیار ہیں؟

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میں آج وہی پیش کرنا چاہ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ اس کو کل کے لئے رکھ لیں۔

محترمہ فرح دیبا: میں نے اسی لئے پڑھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل اسے out of turn لے لیں گے۔

محترمہ فرح دیبا: جی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب شیخ علاؤالدین، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے لاہور ہائی کورٹ کا

نام تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے لاہور ہائی کورٹ کا نام تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے لاہور ہائی کورٹ کا نام تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں اس میں ایک technical clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ check کر لیا جائے کہ کیا آئین میں لاہور ہائی کورٹ mention ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آئین میں صرف ہائی کورٹس ہیں اور اس کے اندر یہ mention نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ اس تحریک کو allow کر دیں اور شیخ صاحب یہ قرارداد پیش کر دیں۔اس کے بعد میں یہ request کروں گا کہ قرارداد کو pending

کر دیا جائے کیونکہ اس میں ہمیں ہائی کورٹ کی concurrence بھی لینا ہو گی۔ اگلے ہفتے تک اُن سے جواب موصول ہو جائے گا تو اُس کے مطابق پھر اس پر آگے بات کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ سندھ میں دیکھیں تو جس طرح سکھر ہائی کورٹ ہے، حیدر آباد ہائی کورٹ ہے اور یہاں پر ملتان ہائی کورٹ ہے۔

شیخ علاؤالدین: وہ بنچز ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملتان میں بنچز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے لاہور ہائی کورٹ کا نام تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور ہائی کورٹ کا نام پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ لاہور کا نام دیگر دو صوبوں کی ہائی کورٹس جیسا کہ صوبہ سندھ کی ہائی کورٹ کا نام سندھ ہائی کورٹ ہے اور صوبہ بلوچستان کی ہائی کورٹ کا نام بلوچستان ہائی کورٹ ہے، ضروری آئینی ترمیم کے ذریعے تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ لاہور کا نام دیگر دو صوبوں کی ہائی کورٹس جیسا کہ صوبہ سندھ کی ہائی کورٹ کا نام سندھ ہائی کورٹ ہے اور صوبہ بلوچستان کی ہائی کورٹ کا نام بلوچستان ہائی کورٹ ہے، ضروری آئینی ترمیم کے ذریعے تبدیل کر کے پنجاب ہائی کورٹ رکھا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending فرمالیں تاکہ اس پر جواب موصول ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کہہ رہے ہیں کہ آئین میں لاہور ہائی کورٹ کا ذکر ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آئین میں ہر صوبے کی ہائی کورٹ کا ذکر ہے۔ اگر آپ متعلقہ آرٹیکل پڑھ لیں تو پتا چل جائے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس میں constitutional amendment کی بات کیسے آئے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، جب یہاں سے قرارداد جاتی ہے تو وہ وفاق کو ہی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ سے پوچھا تھا کہ آئین میں کہیں لاہور ہائی کورٹ کا ذکر ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آئینی ترمیم کی جائے کیونکہ آئین میں یہ لکھا ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، آپ لاہور ہائی کورٹ کی بات کر رہے ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس قرارداد میں لکھا ہے کہ constitutional amendment کی جائے لیکن آئین میں تو کہیں لاہور ہائی کورٹ لکھا ہی نہیں ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ سندھ ہائی کورٹ کا نام سندھ ہائی کورٹ ہے۔ بلوچستان ہائی کورٹ کا نام بلوچستان ہائی کورٹ ہے لیکن سرحد میں ہائی کورٹ کا نام پشاور ہائی کورٹ ہے اور پنجاب میں ہائی کورٹ کا نام لاہور ہائی کورٹ ہے۔ اس میں اگر تبدیلی ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گی اور کوئی غلط روایت نہیں ہو گی لیکن چونکہ باقی تمام authorities سے اس بارے میں consultation کرنا ضروری ہے اس لئے آپ اس کو pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب اور شیر علی صاحب! آپ جو point raise کر رہے ہیں، اگر آپ سمجھتے ہیں تو اس کو تیار کر کے لے آئیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی قرارداد اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب رانا محمد افضل خان، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نیو کلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نیو کلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نیو کلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

چونکہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

نیوکلیئر پاور پلانٹ سے بجلی حاصل کرنے کا مطالبہ

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکستان میں بجلی کی کمی جس کی وجہ سے ہماری معیشت مفلوج اور زندگیاں اجیرن ہو گئی ہیں، نیوکلیئر بجلی کے بڑے پلانٹ حاصل کرنے کے لئے جو پابندیاں ہمارے اوپر امریکہ، فرانس، برطانیہ اور اُن کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علاوہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی نے لگائی ہیں، اُن کو ختم کروایا جائے۔ یہی تمام ممالک war on terrorism جو کہ ہماری جنگ نہیں، اُس پر پاکستان کو ہر طرح سے استعمال کر رہے ہیں جبکہ پاکستان پر نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول پر پابندیاں لگا کر پاکستان کی ترقی کے راستے محدود کر رہے ہیں۔ نیوکلیئر بجلی پن، بجلی کے بعد سستی ترین بجلی ہے اور فرانس جیسا ملک اپنی ضرورت کی 72 فیصد بجلی نیوکلیئر پلانٹ سے حاصل کرتا ہے جبکہ پاکستان صرف 1.2 فیصد بجلی نیوکلیئر بجلی گھروں سے پیدا کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب میں حائل رکاوٹ کو دُور کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

''اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکستان میں بجلی کی کمی جس کی وجہ سے ہماری معیشت مفلوج اور زندگیاں اجیرن ہو گئی ہیں، نیوکلیئر بجلی کے بڑے پلانٹ حاصل کرنے کے لئے جو پابندیاں ہمارے اوپر امریکہ، فرانس، برطانیہ اور اُن کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علاوہ انٹر نیشنل اٹامک انرجی ایجنسی نے لگائی ہیں، اُن کو ختم کروایا جائے۔ یہی تمام ممالک war on terrorism جو کہ ہماری جنگ نہیں، اُس پر پاکستان کو ہر طرح سے استعمال کر رہے ہیں جبکہ پاکستان پر نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول پر پابندیاں لگا کر پاکستان کی ترقی کے راستے محدود کر رہے ہیں۔ نیوکلیئر بجلی، پن بجلی کے بعد سستی ترین بجلی ہے اور فرانس جیسا ملک اپنی ضرورت کی 72 فیصد بجلی نیوکلیئر پلانٹ سے حاصل کرتا ہے جبکہ پاکستان صرف 1.2 فیصد بجلی نیوکلیئر بجلی گھروں سے پیدا کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب میں حائل رکاوٹ کو دُور کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔''

میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس میں ''Solar Energy'' کا لفظ بھی add کر لیا جائے۔ Solar Energy سے بھی مستفید ہونا چاہئے کیونکہ وہ سستی ترین ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ Solar Energy بھی بڑی اہم ہے لیکن میں نے اس قرارداد میں صرف Nuclear Energy کو address کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!Solar Energy پر آپ قرارداد لے آیئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! قواعد وضوابط کو معطل کر کے مجھے اجازت دے دی جائے، میں اسے زبانی پیش کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، قواعد وضوابط کو اتنا بھی معطل نہیں کیا جا سکتا۔ آپ لکھ کر لے آئیں۔ اس قرارداد کی چونکہ مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

> ''اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکستان میں بجلی کی کمی جس کی وجہ سے ہماری معیشت مفلوج اور زندگیاں اجیرن ہو گئی ہیں، نیوکلیئر بجلی کے بڑے پلانٹ حاصل کرنے کے لئے جو پابندیاں ہمارے اوپر امریکہ، فرانس، برطانیہ اور اُن کے زیر اثر دوسرے ممالک کے علاوہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی نے لگائی ہیں، اُن کو ختم کروایا جائے۔ یہی تمام ممالک war on terrorism جو کہ ہماری جنگ نہیں، اُس پر پاکستان کو ہر طرح سے استعمال کر رہے ہیں جبکہ پاکستان پر نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول پر پابندیاں لگا کر پاکستان کی ترقی کے راستے محدود کر رہے ہیں۔ نیوکلیئر بجلی پن، بجلی کے بعد سستی ترین بجلی ہے اور فرانس جیسا ملک اپنی ضرورت کی 72 فیصد بجلی نیوکلیئر پلانٹ سے حاصل کرتا ہے جبکہ پاکستان صرف 1.2 فیصد بجلی نیوکلیئر بجلی گھروں سے پیدا کرتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب میں حائل رکاوٹ کو دُور کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔''
>
> (قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)
>
> (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو منظور ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں Rules of Procedure کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر یہ آخری قرارداد ہے اس کو ختم کر لوں تو اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن ہماری بھی تحریک out of turn لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی دیا کریں۔ جس نے دی ہے اس کو ہم نے out of turn لیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ ہی کا حکم ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے ذریعے آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ساری باقاعدہ approve ہو کر آئی ہیں۔ قرار دادوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ میں تحریک التوائے کار اور دیگر کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو عوام کے دیرینہ مطالبے پر پبلک پارک بنانے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود

حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو عوام کے دیرینہ مطالبے پر پبلک پارک بنانے وبچوں کے کھیل کا میدان بنانے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو عوام کے دیرینہ مطالبے پر پبلک پارک بنانے وبچوں کے کھیل کا میدان بنانے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو عوام کے دیرینہ مطالبے پر پبلک پارک بنانے وبچوں کے کھیل کا میدان بنانے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

شہر اقبال سیالکوٹ میں حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے ملحقہ میدان کو پبلک پارک بنانے کا مطالبہ

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

''صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس ایوان کی رائے ہے کہ شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود مرجع خلائق، رشد وہدایت کے دیرینہ مرکز حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے۔ جہاں بے شمار عقیدت مند روزانہ حاضری دیتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ اللہ کی برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے ساتھ ایک میدان بھی موجود ہے جسے ہر جمعرات کو میلے کی آڑ میں بے ہودگی کا مرکز بنادیا جاتا ہے جس میں تماش بین بھی کثیر تعداد میں وہاں آتے ہیں اور زائرین کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں اور ٹریفک کا ایک گھمبیر مسئلہ بھی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان معاملات کا مناسب حل کیا جائے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو علاقہ کے عوام کے دیرینہ مطالبے پر ایک پبلک پارک و بچوں کے کھیل کا میدان بنایا جائے اور اس کے لئے فنڈز جاری فرمائے جائیں۔ اس طرح ہم برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حرمت کو بھی قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ علاقے میں پھیلنے والی بے راہ روی، خرافات اور ٹریفک جام ہو جانے کی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔''

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

''صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس ایوان کی رائے ہے کہ شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود مرجع خلائق، رشد وہدایت کے دیرینہ مرکز حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے۔ جہاں بے شمار عقیدت مند روزانہ حاضری دیتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ اللہ کی برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے ساتھ ایک میدان بھی موجود ہے جسے ہر جمعرات کو میلے کی آڑ میں بے ہودگی کا مرکز بنادیا جاتا ہے جس میں تماش بین بھی کثیر تعداد میں وہاں آتے ہیں اور زائرین کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں اور

ٹریفک کا ایک گھمبیر مسئلہ بھی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان معاملات کا مناسب حل کیا جائے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو علاقہ کے عوام کے دیرینہ مطالبے پر ایک پبلک پارک و بچوں کے کھیل کا میدان بنایا جائے اور اس کے لئے فنڈز جاری فرمائے جائیں۔ اس طرح ہم برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حرمت کو بھی قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ علاقے میں پھیلنے والی بے راہ روی، خرافات اور ٹریفک جام ہو جانے کی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔"

چونکہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے اس ایوان کی رائے ہے کہ شہر اقبال سیالکوٹ میں موجود مرجع خلائق، رشد وہدایت کے دیرینہ مرکز حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے۔ جہاں بے شمار عقیدت مند روزانہ حاضری دیتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ اللہ کی برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے ساتھ ایک میدان بھی موجود ہے جسے ہر جمعرات کو میلے کی آڑ میں بے ہودگی کا مرکز بنا دیا جاتا ہے جس میں تماش بین بھی کثیر تعداد میں وہاں آتے ہیں اور زائرین کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں اور ٹریفک کا ایک گھمبیر مسئلہ بھی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان معاملات کا مناسب حل کیا جائے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ روضہ مبارک سے منسلکہ میدان کو علاقہ کے عوام کے دیرینہ مطالبے پر ایک پبلک پارک و بچوں کے کھیل کا میدان بنایا جائے اور اس کے لئے فنڈز جاری فرمائے جائیں۔ اس طرح ہم برگزیدہ ہستی حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حرمت کو بھی

قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ علاقے میں پھیلنے والی بے راہ روی ، خرافات اور
ٹریفک جام ہو جانے کی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔"
(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی جو قرار دادیں منظور کی ہیں جن میں رانا افضل صاحب اور محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ کی شامل ہیں لیکن ان میں لفاظی بہت زیادہ کی گئی ہے۔ Rules of Procedure میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ It shall not contain arguments اس میں ہم arguments کرتے ہیں۔ اس قرار داد کی تو مجھے کاپی نہیں ملی لیکن رانا صاحب والی قرار داد کا تو پورا ایک صفحہ ہے جس میں Nuclear Energy کے فوائد بتائے گئے ہیں، فرانس میں نیوکلیئر انرجی اتنی زیادہ ہوتی ہے، war on terror ہماری نہیں اور بہت ساری چیزیں جو کہ اس کے ساتھ relevant نہیں ہیں اس کی بجائے اگر یہ قرارداد ایسے آتی کہ "یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ نیوکلیئر پاور پلانٹ کے حصول اور تنصیب میں حائل رکاوٹ دور کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔" اتنا سا کر دیا جاتا تو rules کے مطابق تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! بات یہ ہے کہ جس وقت یہ circulate ہوئی اور House میں پیش بھی ہوئی تو اس وقت آپ اعتراض کرتے اور اس وقت House میں بات ہوتی تو آپ نے کہا کہ ہمیں provide نہیں کی گئی۔ یہ تو کافی دن پہلے circulate ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں یہ circulate نہیں ہوئی۔ اس کو ابھی out of turn لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل یہ out of turn والی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کو oppose اس لئے نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس کے issue اور matter کے ساتھ ہمارا کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس کی form کے ساتھ ہے۔ یہ تو اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس اس کو amend کرنے کا بھی اختیار ہے۔

The Speaker may admit a Resolution after amending it.میری آپ سے گزارش ہے کہ اتنی ساری لفاظی اور اتنے سارے arguments کی بجائے اس کے matter کو محدود رکھیں۔ یہ ایک ٹیکنیکل چیز ہے جو آپ کے notice میں لانی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر House میں ایک قرار داد آتی ہے اور ہم اس کو بالکل simple کر دیں تو ٹھیک نہیں۔ اس میں کچھ تھوڑی بہت logic تو دینی پڑتی ہے کہ ہم بات کرنا کیا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rules of Procedure میں لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے بھی اس کو پڑھا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں out of turn کا principle طے کر لیں، otherwise دونوں طرف بیٹھے ہوئے ممبران نے decide کرنا ہے کہ اس House کو کس طرح چلانا ہے۔ اس پر آپ بیٹھ کر فیصلہ کر لیں جس طرح بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کی طرف ہی آرہا ہوں۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں صرف دو گزارشات کرنا چاہتی ہوں کہ میری ایک قرار داد نمبر 86/10 تھی جس پر پرسوں عملدرآمد ہو چکا ہے۔ میں Chair اور معزز وزیر قانون صاحب اپنی، رانا منور غوث صاحب اور زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے اور سرگودھا کے غریب عوام کی طرف سے شکریہ کہنا چاہتی ہوں۔ دوسرا میں رولز کی بات کروں گی کہ Rule 116 کی کلاز۔iv ہے۔

> It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantially one definite issue

جناب والا!ہماری قرار داد نمبر2اور 3ایک وقت میں یہ کہتی ہیں کہ انگریزی تعلیم لازمی قرار دینے پر یہ ایوان خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ main Resolution کی بات کر رہی ہیں یا out of turn کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں۔ جناب سپیکر!میں main Resolution کی بات کر رہی ہوں جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اور اس کو میں oppose کرنا چاہتی تھی۔ ایک طرف تو وہ وزیر اعلیٰ صاحب کو appreciate بھی کر رہا ہے جس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ کورسز اور ٹریننگ کے لئے بھی arrangements کئے جائیں۔ یہ دو باتیں ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ ادھر ہی رک جائیں۔ جب آپ رولز کی بات کرتے ہیں تو یہ جو main Resolution تھی یہ already circulate ہوئی تھی اور آپ کے پاس بھی تھی۔ اس کا جو proper forum تھا وہ یہی تھا کہ جس وقت یہ پیش کی گئی تھی اس وقت آپ object کرتے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!یہ move ہی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ move ہی نہیں ہوئی تو پھر آپ اس پر کس طرح بات کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ accept کس طرح سے ہوئی، یہ admit کس طرح سے ہوئی، جب rules یہ بتاتے ہیں کہ وہ clearly ایک issue کو address کر رہا ہو تو وہ accept ہو گی۔ اسی طرح سے جو تیسری قرار داد ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ move ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں۔ جناب سپیکر!وہ move ہی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ اس پر بات کیوں کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ بات کر رہی ہوں کہ اس میں بھی issues different کو address کیا جا رہا ہے، پھر بھی وہ admit ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں!جو چیز House میں move ہی نہیں ہوئی وہ House کی ملکیت نہیں ہے۔اس بارے میں آپ سیکرٹریٹ میں جا کر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!سیالکوٹ والی قرارداد اس ایوان میں accept ہوئی ہے ناں! وہ یہاں پر پیش بھی ہوئی ہے اور move بھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اس کی بات کر رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ بات سیکرٹریٹ کے internal working کی ہو رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وہی کہہ رہا ہوں ناں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!دراصل جو صاحب ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کے ساتھ attached ہیں انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں بہت عرصہ کام کیا ہے اس لئے وہ internal working کے بارے میں جو چیزیں جانتے ہیں انہوں نے ان کی نشاندہی کی ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ سیکرٹریٹ کی internal working سے متعلق ایک ممبر بالکل بات کر سکتا ہے اور rule بالکل permit کرتے ہیں لیکن سپیکر چیمبر میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تو پہلے کہہ رہا ہوں کہ جو چیز اس وقت اس House کی ملکیت نہیں ہے اس پر ہم کیسے discuss کر سکتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سے پہلی قرارداد کو پڑھیں تو اس میں کتنی چیزیں کہی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آئندہ سے ایسی قرارداد آئے تو وہاں پر اس کے proper forum کو adopt کریں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر!رات 15-2-2010 گیارہ بجے ایکسپریس ٹی وی کے پروگرام "Point Blank" میں مبشر لقمان صاحب نے ایک ڈاکومنٹری فلم پیش کی ہے کہ غالباً ہمارے لاہور یا بہت سے دوسرے مقامات کی نہروں میں سیوریج کا گندہ پانی گرتا ہے،وہاں سے قرآن مجید کے ہزاروں نسخے برآمد ہوئے ہیں۔ ایک اللہ والے غالباً شیخ نظام الدین صاحب نے وہاں سے وہ نسخے اٹھائے ہیں، وہ اٹھاتے ہیں اور دھوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا پریشان کن مسئلہ ہے کیونکہ اس سے قرآن کریم کی توہین ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جو فقہی اور شرعی رُو سے دیکھے کہ ایسے بوسیدہ قرآن پاک کے نسخہ جات کا حل اور طریق کار ہونا کیا چاہئے کیونکہ یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ مسلمان ممالک میں ہمارے ہاتھوں سے قرآن پاک کی اس طرح سے توہین ہو رہی ہو۔

جناب سپیکر!میری دوسری گزارش یہ ہے کہ کل "جنگ" اخبار میں چنیوٹ سے متعلق خبر شائع ہوئی ہے کہ من پسند ٹھیکیداروں کو ٹینڈر دیئے جاتے ہیں۔ ٹھیکیداروں نے میڈیا سنٹر کے باہر احتجاج اور دھرنا دیتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ DO. Roads اللہ رکھا مسیح بھٹی انہیں ٹینڈر نہیں دیتا۔ مقامی ضلعی انتظامیہ بھی DO. Roads کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور مقررہ تاریخ کے دن اپنے من پسند ٹھیکیداروں کو ہوٹلوں میں بیٹھ کر ٹینڈر جاری کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب!پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح اخبار پڑھنے کی اسمبلی میں اجازت نہیں ہے اور آپ نے جو point raise کرنا ہے تو آپ main بات کریں تو بہتر ہے۔لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں آپ ان سے مل کر ان کے علم میں لائیں اور اگر اس کا کوئی حل نہیں نکلتا ہے تو پھر اس کے proper forum کو adopt کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ وزیر مواصلات کو ہدایت کی جائے کہ جب ڈی او بلڈنگ موجود ہے تو ان کے اختیارات DO. Roads کو کیوں دیئے گئے اور وہ DO. Roads محکمہ بلڈنگ کے ٹینڈر کیوں جاری کرتے ہیں؟ دوسرے ہمارے ڈی سی او صاحب چنیوٹ نے 17 ویں سکیل کے آفیسر DO. Buildings کو بغیر کسی محکمانہ کارروائی کے حکم دیا ہے کہ چنیوٹ سے دفع ہو جاؤ۔ کیا سیکرٹری C&W موجود نہیں ہیں؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب!معذرت کے ساتھ کہ یہ آپ کے اپنے علاقوں اور حلقوں کے مسائل سے متعلق concerned minister سے discuss کر کے پھر اسمبلی کا floor use کریں تو وہ زیادہ اچھی اور مناسب بات ہو گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میں نے آج صبح بھی بات کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں تو پھر اس کا جواب لے لیں ناں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ جہاں پر آپ کا کام نہیں ہوتا تو پھر اس کا بھی ایک proper forum ہے اسے آپ اس حساب سے لے کر آئیں۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں اور اس کے بعد بتا دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میں نے ان سے بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ آپ یہ point اٹھائیں گے تو اس کا نوٹس لے لوں گا۔ آپ ان کے ذمہ لگا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح تو نہیں کہ House میں آپ بات کریں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ میں نوٹس لے لوں گا تو پھر ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب!یہ آ رہے ہیں تو آپ kindly انہیں دیکھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر!ابھی میری بہن ماجدہ زیدی نے چوک یتیم خانہ پر اوور ہیڈ بریج اور انڈر پاس بنانے کے حوالے سے قرارداد پیش کی تھی۔ اسی علاقے میں جب انڈر پاس اور اوور ہیڈ بریج بنے گا تو obviously ارد گرد کی دکانوں کو حکومت کو acquire کرنا پڑے گا اور وہاں کے لوگوں کے کچھ تحفظات ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جب حکومت ان کی جگہ یا دکانیں acquire کرے تو انہیں مارکیٹ پرائس کے مطابق قیمت ادا کی جائے۔ میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک بھی جمع کروائی تھی جو سپیکر صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے out of turn لے لی تھی جس کا ابھی جواب رانا صاحب نے دینا ہے۔ ابھی اس کا کوئی proper جواب نہیں آیا۔ جب وہاں پر bridges بنیں گے اور خاص طور پر انجمن حمایت اسلام کی سو سے بھی زیادہ دکانیں ہیں جن کی income سے انجمن حمایت اسلام یتیم خانہ کے یتیم بچوں کی پرورش کرتی ہے اور اس ادارے کو چلایا جا رہا ہے۔ وہ ایک ایسا point

ہے جہاں پر دکانیں چل رہی ہیں اور income generate ہو رہی ہے۔ اگر انہیں کسی دور علاقے میں لے جایا جائے تو انہیں کم سے کم اتنی قیمت ادا کرنی چاہئے کہ اس کے متبادل ایسی ہی جگہ اس قیمت سے مل سکے کہ جس سے دوبارہ اتنی ہی income generate ہو سکے جس سے انجمن حمایت اسلام کا ادارہ چل سکے۔ اس کے علاوہ بھی اور بہت سے لوگوں کے تحفظات ہیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کی یہ جائز خواہش اور مطالبہ ہے جس کے لئے میری پیش کی گئی تحریک کے جواب کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ اس ہفتے میں آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک پیش ہو چکی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، تحریک پیش ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: out of turn پیش ہوئی تھی تو کب تک pending ہوئی تھی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس ہفتے کے لئے کی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کی out of turn تحریک دیکھ لیں اور اس کا جواب جمعہ تک دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے کاپی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی کاپی رانا صاحب کو دے دیں تاکہ اس کا جواب آجائے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ 7-2-2010 کے روزنامہ "جنگ" میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ محکمہ سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ اینڈ پنجاب بیت المال میں کافی عرصے سے گریڈ 18 کی 30 اور گریڈ 19 کی بطور ڈائریکٹر 13 سیٹیں خالی ہیں جن کی وجہ سے محکموں کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ضلع وہاڑی سمیت کئی اضلاع ایسے ہیں جہاں پر DO سوشل ویلفیئر یا کسی جونیئر آفیسر کو ایڈیشنل چارج دے کر محکموں میں خانہ پری کی گئی ہے جس

سے نہ صرف ان افسران بلکہ ان شعبہ جات کی کارکردگی بھی متاثر ہو رہی ہے جہاں انہیں تعینات کیا گیا ہے۔ حکومت کو اس کا فوری طور پر نوٹس لینا چاہئے اور پچیس پچیس سال سے promotion کے انتظار میں بیٹھے افسران کی promotion ہونی چاہئے اور انہیں ان سیٹوں پر تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ ضلع وہاڑی اور ضلع سیالکوٹ میں وومن ورکنگ ہاسٹل موجود نہیں ہیں۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کو پابند کیا جائے کہ جن اضلاع میں وومن ورکنگ ہاسٹل نہیں ہیں وہاں پر ان کو بنایا جائے تاکہ سرکاری محکموں یا پرائیویٹ شعبوں میں کام کرنے والی خواتین کو رہائش کا مسئلہ پیش نہ آئے اور وہ بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔ بہت شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ایک پوائنٹ آف آرڈر پر مولانا الیاس چنیوٹی صاحب نے قرآن پاک کی بے حرمتی کا نکتہ اٹھایا۔ اس کے بعد انہوں نے اس پر کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وہ دوسری بات پر آ گئے لیکن میرا ذہن اسی بات پر ہے کہ ہمارا ملک مسلمانوں کا ہے تو آپ نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں فرمائی تو میں یہ چاہتی ہوں کہ ہمارا یہ ایوان، جناب سپیکر یا آپ کی طرف سے concerned سیکرٹری کو یہ matter refer کیا جائے یا وزارت قانون کے وزیر رانا صاحب کو ہدایت کی جائے کیونکہ اتنی بڑی توہین اور اتنی بڑی زیادتی کی بات اب میرے علم میں آ چکی ہے کہ بہت کثیر تعداد میں قرآن پاک وہاں پھینکے جاتے ہیں۔ ایسا ایک مسلمان ملک میں ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے میری بات پوری نہیں سنی تھی کیونکہ میں نے کہا تھا کہ آپ فوری طور پر لاء منسٹر صاحب کو مل لیں اور اس پر لاء منسٹر صاحب پورا action لے کر بتائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی توہین کا کوئی بھی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ معاملہ میرے نوٹس میں لائیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کے یہ الفاظ آپ حذف کروائیں کہ جو انہوں نے کہا کہ لاء منسٹر کو ہدایت کریں۔ میرے پاس

ہدایت پہلے سے موجود ہے اور مجھے بخوبی قرآن پاک کی اہمیت اور تکریم کا انشاءاللہ تعالیٰ احساس ہے اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس بارے میں مزید کوئی ہدایت کی ضرورت ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مزید ہدایت ابھی آ رہی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! بڑی خوشی کی بات ہے کہ لاء منسٹر صاحب میرے پرانے colleague ہیں اور میں نے اس حوالے سے کہہ دیا تھا جب ان کو ہدایت بھی ہوتی تھی اور یہ ہدایت نہیں لیتے تھے۔ میں نے سوچا شاید ابھی یہ وہی ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ بدل چکے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج صبح ہمارے ایک معزز ممبر نے اس اجلاس کا بائیکاٹ کیا اور میرا خیال ہے کہ یہ longest by individual بائیکاٹ ہے اور وہ ابھی تک یہاں نہیں آئیں، وہ ڈاکٹر سامیہ امجد ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کا notice لیا جائے۔

معزز ممبران: وہ بائیکاٹ کل کیا تھا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میرا نہیں خیال کہ اس سے پہلے کبھی کسی نے اتنا بڑا individual بائیکاٹ کیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے notice میں بھی یہ ابھی آ رہا ہے۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ سے التجا کروں گا کہ آپ شیخ علاؤالدین صاحب کو direct کریں، ان سے request کریں کہ وہی ان کو منا کر لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں آپ کی بات پر غزالہ سعد رفیق صاحبہ اور نیلم جبار صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ ڈاکٹر سامیہ امجد سے بات کر کے انہیں House میں لائیں۔ میں ڈاکٹر اسد اشرف کا شکر گزار ہوں کہ وہ House کے ممبران پر اتنی نظر رکھتے ہیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! خواتین پر ہی اتنی نظریں رکھی جاتی ہیں۔ (قہقہہ)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے چنیوٹی صاحب اور میری بہن فوزیہ بہرام نے قرآن مجید کی بے حرمتی پر جو بات کی ہے اس پر میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں draft کر کے ایک Resolution move کی ہے۔ میں اس پر اپنی بہن اور چنیوٹی صاحب سے help لوں گی کہ ہم اس میں کس طریقے سے amendment کریں اور اس کو میں کل House میں out of turn move کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، مائزہ حمید صاحبہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! آج کل ایک مسئلہ Southern Punjab میں آ رہا ہے اور وہ کھاد کا مسئلہ ہے۔ اس کی قیمت -/700 روپے ہونی چاہئے تھی جبکہ وہ -/825 روپے کی ہے اور پھر بھی available نہیں ہے۔ کسان کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے اس کو investigate کرنا چاہئے خاص طور پر ضلع رحیم یار خان اور خان پور کی طرف۔ اس پر کوئی implementation کروانی چاہئے۔ یہاں آپ DCO کو engage کریں کہ وہ وہاں جائیں اور چیک کریں کہ کھاد کی availability کیوں نہیں ہے؟ یہ sowing season ہے، کسان suffer کر رہا ہے اور پہلے ہی کسان ہر طرف سے بالخصوص پانی کی وجہ سے بہت suffer کر رہا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی یہاں قرآن مجید کے اوراق کا ذکر ہو رہا تھا تو پورے پنجاب میں سیوریج کا پانی نہروں میں پھینکا جا رہا ہے۔ یہ پہلے بھی کئی دفعہ بات ہو چکی ہے لیکن میرے خیال میں یہاں سے کسی کو کوئی instruction نہیں دی گئی کہ اس پر کوئی immediate action لیا جائے۔ سیوریج کا پانی نہروں میں پھینکا جا رہا ہے اور direct سبزیوں اور کھیتوں کو دیا جا رہا ہے جس سے ہیپاٹائٹس جیسی بیماریاں ہم خود لوگوں کو donate کر رہے ہیں۔ میں House کے توسط سے یہ چاہوں گا کہ اس پر

کوئی کمیٹی بنائی جائے اور جہاں جہاں یہ سیوریج کے پانی کا مسئلہ ہے اس کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے اس پر فوری طور پر action لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور متعلقہ منسٹر صاحب کو بٹھا کر بات کر لیں۔ یہ کمیٹی واقعی بننی چاہئے، اس کو آپ دیکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ House کا اتنا وقت ضائع ہوتا ہے خدارا اس کے متعلق سوچیں۔ ایڈوائزری کمیٹی جو میٹنگ کرتی ہے اس میں یہ سختی سے کوئی فیصلہ کیا جائے کیونکہ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے وقت میں بھی پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جاتے ہیں پھر یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس چیز کا پوائنٹ آف آرڈر کرنا ہے، کس چیز کا نہیں کرنا یا کس کی اجازت ہے، کس کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں پر سینما کے متعلق، پتنگ بازی کے متعلق اور شراب کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہوتے ہیں جس سے House کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ جو ہم لکھنے پڑھنے والے ہیں، تحریکیں جمع کروا دیتے ہیں، بغیر جمع کروائے کوئی زبانی بات نہیں کرنا چاہتے، ہم جیسے ممبران تو رہ جاتے ہیں اور فضول باتوں میں وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ میں دو چیزوں کی گزارش کرتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی اس بات پر عمل کرے۔ ایک فارمولا Question Hour میں بنا دیا گیا ہے، یہاں چار سو ممبران کا House ہے اور اس کے لئے ایک گھنٹے کا ٹائم ہے۔ جب ڈیڑھ سو ممبران تھے اس وقت بھی اس کا وقت ایک گھنٹہ تھا۔ اس میں صرف تین ضمنی سوال کی اجازت دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ دو ضمنی سوال mover کرے گا اور باقی پورے House میں سے صرف ایک ضمنی سوال کی اجازت ہو گی۔ سوالات کے متعلق جو اہم چیزیں پوچھنے والی ہوتی ہیں وہ پوچھی ہی نہیں جاتیں۔ سپیکر صاحب کہتے ہیں کہ تین سوال کر سکتے ہیں کیونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے لہذا آپ بیٹھ جائیں۔ حالانکہ ضابطے اور laws میں ایسی چیزیں نہیں ہیں، وہاں یہ ہے کہ کوئی جتنے مرضی سوال کر سکتا ہے۔ اس میں ذرا مہربانی کریں۔ اس کے لئے کوئی ٹائم Question Hour کا in writing

لے آئیں، اس کو by laws میں لے آئیں یا پھر چار سو ممبران کی تعداد کو مد نظر رکھ کر Question Hour کے وقت کو بڑھایا جائے۔ اس میں ضمنی سوالات کی تعداد زیادہ کریں، کیونکہ ضمنی سوالات نہیں ہوتے۔ جونہی تلاوت ختم ہوتی ہے فوری طور پر Question Hour میں پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ House کا وقت جتنا بھی ہو سکے بچایا جائے اور اچھی چیزوں پر خرچ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ کی بات بڑی important ہے۔ ہمارے 371 ممبران ہیں اور لوک سبھا کے 550 ممبران ہیں ان کا بھی ایک ہی گھنٹہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو ہمیں سب کو مل کر دیکھنا چاہئے کہ ہمیں اس گھنٹے کو utilize کس طرح کرنا ہے اور اس میں ہم نے maximum business of the House کیسے conduct کرنا ہے؟ اس پر بالکل بیٹھ کر بات بھی ہونی چاہئے اور اس کو دیکھنا بھی چاہئے۔ محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت چنیوٹی صاحب نے قرآن پاک کی بے حرمتی کا مسئلہ اٹھایا ہے وہ یقیناً ہر مسلمان کے لئے بڑی دل گرفتہ بات ہے۔ اس پر آپ نے کمیٹی بنانے کا بھی حکم دیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر کافی working کی بھی ضرورت ہے۔ جو ضعیف نسخے جنہیں لوگ اس طرح سے کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں میں کیسے بیان کروں کہ ان میں بڑے تاریخی اور نایاب نسخے جات بھی ہوتے ہیں۔ جن کو collect کرنے کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک ایسا ادارہ بنانے کی ضرورت ہے کہ جن لوگوں کے پاس ایسے نسخہ اور دینی کتابیں موجود ہیں وہ لا کر اس ادارے میں proper طریقے سے جمع کروائیں۔ وہاں ان کی چھانٹی میں دو دو، تین تین سو سال پرانے نسخے اور بڑے کام کی دینی کتابیں نکل سکتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے ایک proper ادارہ بنا کر اس کے سپرد یہ کام کیا جائے تاکہ بے حرمتی بھی نہ ہو اور گورنمنٹ کی سطح پر ان کو جس جائز طریقے سے تلف کرنے کی ضرورت ہے وہ اپنی custody میں کروائے۔ جو کمیٹی تشکیل دی جائے براہ مہربانی اگر اس میں آپ ہم اپوزیشن والوں کو بھی شامل کر لیں گے تو ہم بھی اپنی تجاویز بہتر طریقے سے دینا چاہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمہ ویلفیئر پلاننگ میں jobs کا اتنا مسئلہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ کسی ایک کو بھی نوکری نہیں ملی۔ اس شعبے کا تعلق بالخصوص خواتین سے ہے۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ ایک دو DCOs نے کچھ اضلاع میں نوکریاں دی ہیں تو یہ نوکریاں کن کو ملنی ہیں اور خاص طور پر جو نوکریاں روکی ہوئی ہیں تو حکومت پنجاب کا انہیں روکنے کا مقصد کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ ابھی فیصل آباد لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنی تنخواہوں کے بارے میں اتنا بڑا جلوس نکالا ہے۔ جو محکمہ صحت کے بارے میں ہے، یہ بتایا جائے کہ ان کی تنخواہیں کیوں نہیں بڑھائی جاتیں؟ جب ہم 20 فیصد تنخواہیں بڑھاتے ہیں تو مہنگائی 200 فیصد بڑھ جاتی ہے۔ وہ بے چاری خواتین گھر گھر جا کر پولیو کے قطرے پلاتی ہیں، وہ اتنا کام کرتی ہیں لہذا ان کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں۔ منصوبہ بندی میں جو نوکریاں روکی ہوئی ہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، یہ کب نوکریاں دی جائیں گی، کیا یہ نوکریاں اس وقت دی جائیں گی جب حکومت کے پانچ سال ختم ہو جائیں گے؟ اس بارے میں غور کیا جائے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ خواتین کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ خواتین کا محکمہ ہے ان میں نوکریاں جلد از جلد ملنی چاہیئں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں کافی باتیں ہو گئی ہیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات آپ کے نوٹس میں ڈالنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! نوٹس میں لانی ہوتی ہے، ڈالنی نہیں ہوتی۔ آپ ذرا اپنی اردو ٹھیک کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری correction کی ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ آرمی ریٹائرڈ آفیسرز کو کانسٹیبل بھرتی کئے چار ماہ ہو چکے ہیں۔ وہ پہلے آرمی میں تھے اب انہیں کانسٹیبل بنایا گیا اور وہ چار سو افراد پر مشتمل ہیں۔ چار سو افراد کو محکمہ پولیس میں نوکریاں دی گئی ہیں اور ان کو چار ماہ سے تنخواہیں نہیں ملی ہیں۔ ابھی بھرتیاں کرنے کی بات کی گئی، انہوں نے یہ بڑی important بات اٹھائی ہے اور یہ بھی important ہے کہ جن کو بھرتی کیا گیا ہے ان کو ابھی تک تنخواہیں نہیں دی گئیں۔ یہ مسئلہ میں آپ کے notice میں لانا چاہتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 17۔فروری 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ 17، جمعرات 18، جمعتہ المبارک 19، سوموار 22،
منگل 23۔فروری، ہفتہ، 27۔مارچ 2010)

(یوم الاربعاء 2، یوم الخمیس 3، یوم الجمع، 4 یوم الاثنین 7، یوم الثلاثہ
8۔ربیع الاول، یوم السبت، 10۔ربیع الثانی 1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: سولہواں اور سترھواں اجلاس

جلد16(حصہ پنجم):شمارہ جات 21تا25

جلد17:شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولہواں اجلاس

بدھ،17۔فروری2010

جلد 16:شمارہ 21

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	2589

2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	2591
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	2592
	سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	2593
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	2627

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
6۔	مسودہ قانون (ترمیم) پراپرٹی ٹیکس برائے غیر منقولہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ2010 اور تحریک التوائے کار نمبر308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	2649
7۔	تحاریک استحقاق بابت سال10-2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	2650
8۔	تحریک التوائے کار نمبر117 بابت سال2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	2651
9۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ مصدرہ2010 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	2652
	تحاریک استحقاق	
10۔	لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ (---جاری) ----------	2655
	تحاریک التوائے کار	

11۔	غیر منقولہ جائیداد کی حقیقی و سرکاری مقرر کردہ ٹرانسفر فیس میں تضاد ----------	2656
12۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا ----------	2658
13۔	ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری) ----------	2659
14۔	سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کے خاتمے سے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیسوں میں من مانی ----------	2662
15۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	2665

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
16۔	قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کے لئے حکومتی سطح پر Recycling Plant لگانے کا مطالبہ ----------	2666
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
17۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010 ----------	2673
18۔	کورم کی نشاندہی ----------	2697
19۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2698
20۔	کورم کی نشاندہی ----------	2728
21۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ 2010(۔۔۔جاری) ----------	2729

جمعرات، 18۔فروری 2010

جلد 16: شمارہ 22

22۔	ایجنڈا	2747
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2749
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2750
	سوالات (محکمہ جات ثقافت وسپورٹس)	
25۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2751
26۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2793
	توجہ دلاؤ نوٹس	
27۔	گجرات میں اشتہاری ملزمان کی فائرنگ سے 15 افراد کی ہلاکت (۔۔۔جاری)	2804
28۔	گجرات میں ڈکیتی کے ملزمان چھڑانے کی تفصیلات	2809
29۔	کاہنہ لاہور میں فیکٹری کے باورچی کا اغواء وقتل	2811

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
30۔	مسودہ قانون پنجاب ایگزامینیشن کمیشن مصدرہ 2010، پنجاب وومن یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2010 اور سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	2812
	تحاریک استحقاق	
31۔	چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	2813
	تحاریک التوائے کار	
32۔	محکمہ آبپاشی وزراعت کے ہزاروں کنٹریکٹ ملازمین کو ملازمت سے فارغ کرنا	2823
33۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد	

	ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری)	2826
34۔	ارسا کی جانب سے تھل کینال، چشمہ رائٹ کینال اور ڈیرہ غازی خان کینال کی بندش سے جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا	2827
35۔	جنوبی پنجاب کے لئے مختص فنڈز میں سے خفیف فنڈ جاری کرنا	2830
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
36۔	حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ	
	بابت سال2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا	2832
37۔	حکومت پنجاب کے محکمہ جات کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	بابت سال07-2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا	2833
38۔	حکومت پنجاب کی مالی وصولیوں کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	بابت سال07-2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا	2833
39۔	کورم کی نشاندہی	2836

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
40۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	2836
41۔	کورم کی نشاندہی	2847
42۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	2847
43۔	کورم کی نشاندہی	2856
44۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	2857
45۔	کورم کی نشاندہی	2871
46۔	مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	2872

47۔	کورم کی نشاندہی	2885
48۔	تحریک التواء پر بحث کرنے کے لئے قاعدہ 87 کے تحت اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک	2885

جمعتہ المبارک، 19۔فروری 2010

جلد 16: شمارہ 23

49۔	ایجنڈا	2901
50۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	2903
51۔	نعت رسول مقبول ﷺ	2904
	پوائنٹ آف آرڈر	
52۔	اسمبلی فورم کو ذاتی مسئلہ کے لئے استعمال کرنا	2905
	سوالات (محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
53۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	2911
54۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	2936

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
55۔	پولیس ٹریننگ سنٹر چوہنگ لاہور کے انچارج کا ایم پی اے کو جھوٹے مقدمے میں شامل کروانے کی کوشش	2967
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
56۔	نشان زدہ سوال نمبر 1619 اور 2211 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ وارربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں	

	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	2970
	تحاریک التوائے کار	
57۔	افسران کی ایک ہی ضلع میں عرصہ تین سال سے زائد خلاف پالیسی تعیناتی	2971
58۔	حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُوردبُرد	2972
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
59۔	مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ	
	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	2973
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
60۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا (۔۔۔جاری)	2974
61۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	2975
62۔	پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولرنہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج (۔۔۔جاری)	2979
63۔	صوبہ میں کتے کے کاٹنے کا باقاعدہ ہسپتال نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	2980

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
64۔	ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت پر عملہ کا بروقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت	2982

	سرکاری کارروائی	
	بحث	
65۔	پانی کے مسائل پر عام بحث ----------	2986

سوموار،22۔فروری2010

جلد 16:شمارہ24

66۔	ایجنڈا ----------	3007
67۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	3009
68۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	3010
	پوائنٹ آف آرڈر	
69۔	پیپلزپارٹی کے سیاسی کارکنوں اور معززاراکین اسمبلی پر پُرامن احتجاج کرنے پر مقدمات کا اندراج ----------	3011
70۔	چشمہ جہلم لنک کینال کی بندش سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا ----------	3013
	سوالات(محکہ جات صنعت اور معدنیات وکان کنی)	
71۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	3030
72۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	3042
	توجہ دلاؤ نوٹس	
73۔	اچھرہ لاہور میں ذاتی رنجش کی بناء پر شہری کی ہلاکت ----------	3081

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	

74۔ چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ(۔۔۔جاری) ---------- 3083
75۔ کورم کی نشاندہی ---------- 3085
تحاریک استحقاق(۔۔۔جاری)
76۔ چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی
کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ(۔۔۔جاری) ---------- 3085
تحاریک التوائے کار
77۔ قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری(۔۔۔جاری) ---------- 3090
78۔ پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف
کو ریگولرنہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج(۔۔۔جاری) ---------- 3091
79۔ ڈسکہ کی میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کی شکار
کم سن بچی کے علاج معالجہ میں ڈاکٹروں کی عدم توجہی ---------- 3092
80۔ ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ 19 سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم ---------- 3093
81۔ نواز شریف سکیورٹی ہسپتال لاہور کے فزیوتھراپسٹ کی سوائن فلو سے ہلاکت---------- 3097
82۔ دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ماسوائے میو ہسپتال برن یونٹ
نہ ہونے کی وجہ سے بم دھماکوں میں زخمیوں کو علاج معالجہ
میں مشکلات کا سامنا ---------- 3098
83۔ سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز کا پریکٹس کے باوجود کروڑوں روپے
نان پریکٹس الاؤنس وصول کرنا ---------- 3101
84۔ اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت
اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ ---------- 3105

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
85۔	پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا اجلاس ہونے کی وجہ سے اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا مطالبہ ----------	3109
86۔	لاہور پولیس میں بھرتی ہونے والے سابق فوجیوں کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی----------	3112
87۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3117
	قرارداد	
88۔	مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ ----------	3118
89۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3136
	قرارداد	
90۔	محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ جنگلات سے محکمہ انہار کو واپس کرنے کا مطالبہ ----------	3137
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
91۔	سالانہ بجٹ کے لئے اراکین اسمبلی سے پیشگی بجٹ کی تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث(۔۔۔جاری) ----------	3144
92۔	قاعدہ87 کے تحت تحریک التوائے کار نمبر62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث کے لئے تحریک کا پیش کیا جانا ----------	3152
93۔	تحریک التوائے کار نمبر62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث ----------	3153

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،23۔فروری2010	
	جلد 16:شمارہ25	
94۔	ایجنڈا	3177
95۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	3179
96۔	نعت رسول مقبول ﷺ	3180
	پوائنٹ آف آرڈر	
97۔	"خبریں"اخبار کے رپورٹر کی ڈیمانڈ پوری نہ کرنے پر جھوٹی خبر کی اشاعت سے معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش	3184
	سوالات(محکمہ تحفظ ماحولیات)	
98۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	3185
99۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	3214
	پوائنٹ آف آرڈر	
100۔	پنجاب میں انٹر میڈیٹ بورڈ کے دفاتر بند ہونے کی وجہ سے میٹرک کے امتحانات میں تعطل اور جیل خانہ جات کے ڈسپلے سنٹر میں وزیر /کوآرڈینیٹر کے دفاتر قائم ہونے سے کروڑوں روپے کا نقصان	3238
101۔	الیکٹرانک میڈیا پر بغیر تصدیق معزز ممبران کی کردار کشی	3241
102۔	حکومت کی طرف سے انٹر میڈیٹ بورڈز کی ایسوسی ایشن کے ہڑتالی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ ان کے اہل خانہ کی پکڑ دھکڑ	3246
	تحاریک التوائے کار	

103۔	حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُوردبُرد(۔۔۔جاری) ----------	3249
104۔	حکومت کی جانب سے عملی اقدامات نہ ہونے کی وجہ سے سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کی انچارج سسٹر بھی سوائن فلو کا شکار ----------	3251

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

105۔	لاہور سمیت دیگر بڑے شہروں میں تجاوزات کی آڑ میں سیاسی مخالفین کے پلازوں کی مسماری ----------	3252
106۔	حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ لاہور کی کشادگی سے متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادا نہ کرنا(۔۔۔جاری) ----------	3254
107۔	والٹن روڈ مدینہ کالونی لاہور کی 12 سالہ بچی کی چلڈرن ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت سے ہلاکت ----------	3256
108۔	صوبہ پنجاب میں جنگلات کو ملکی و غیر ملکی قبضہ مافیا کے ہاتھوں تباہی کا سامنا----------	3258
109۔	صوبائی دارالحکومت لاہور کے متعدد علاقے طالبات کے لئے اعلیٰ تعلیم کی بنیادی سہولیات سے محروم ----------	3262
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
110۔	25 ایکڑ تک اراضی کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا ----------	3265
111۔	صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن کے قیام کا مطالبہ----------	3265
112۔	حکومت سے پرائیویٹ سکولوں میں ٹرانسپیرنٹ بیگز کی ناجائز فروخت کو روکنے اور سرکاری سکولوں میں ان کی مفت فراہمی کا مطالبہ ----------	3266
113۔	مکئی کی برآمد پر پابندی کا مطالبہ ----------	3273
114۔	پرندوں اور جانوروں کو لڑانے کے عمل کو ممنوع قرار دینے کا مطالبہ ----------	3276
115۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3285

	قرارداد	
116۔	ایم پی ایز کو جم خانہ کلب کی ممبر شپ دینے کا مطالبہ ----------	3286
117۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3291
	قرارداد	
118۔	صوبائی وزراء کو اپنے محکمہ جات کے انتظامی امور کا انچارج بنانے کا مطالبہ ----------	3292

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
119۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3293
	قرارداد	
120۔	لاہور ہائیکورٹ کا نام پنجاب ہائی کورٹ رکھنے کا مطالبہ ----------	3293
121۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	3295 قرارداد
122۔	پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی بنانے کا مطالبہ ----------	3295
123۔	مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	3301
	پوائنٹ آف آرڈر	
124۔	پانی کے حوالے سے سیکرٹری آبپاشی پنجاب وسندھ کی آئینی خلاف ورزی ----------	3307
125۔	پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ کا بغیر اشتہار بڑی پوسٹوں پر بھرتی کے خلاف ٹیکنیکل سٹاف کا شدید احتجاج (۔۔۔جاری) ----------	3315
126۔	پانی کے معاملہ پر بحث کو ایجنڈے میں شامل نہ کرنا ----------	3320
127۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	3324

ہفتہ، 27۔مارچ2010

جلد 17

128۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	3325
129۔	ایجنڈا	3327
130۔	ایوان کے عہدیدار	3329
131۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	3333
132۔	دُعا	3334
133۔	چیئرمینوں کا پینل	3335

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
134۔	نومنتخب اراکین کا حلف	3338
	تحاریک استحقاق	
135۔	ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	3348
136۔	ایس ایچ او تھانہ اٹھارہ ہزاری (جھنگ) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	3349
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
137۔	مسودہ قانون ویلیو ایڈڈ ٹیکس پنجاب مصدرہ 2010	3352
138۔	مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، الاؤنسز واستحقاقات) وزراء پنجاب مصدرہ 2010	3352
139۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	3358
140۔	انڈکس	



2589

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ2010(مسودہ قانون نمبر10بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ2010منظور کیا جائے۔

قاعدہ87کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر2010/13سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

شیخ علاؤالدین یہ تحریک پیش کریں گے کہ "اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے"

(تحریک التوائے کار نمبر2010/13کی نقل بطور منسلکہ لف ہے)

2591

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

بدھ،17۔فروری2010

(یوم الاربعاء،2۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤

سُوْرَةُ الْجُمُعَة آیات1تا4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔(1)وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے رسول (ﷺ کو)پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے(2)اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے)جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے(3)یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔(4)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فلک کے نظارو زمین کی بہارو سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں
انوکھا نرالہ وہ ذیشان آیا وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا
ارے کج کلا ہوا ارے بادشاہو نگاہیں جھکاؤ حضور آگئے ہیں
ہوا چار سو رحمتوں کا بسیرا، اجالا اجالا سویرا سویرا
حلیمہ کو پہنچی خبر آمنہ کی میرے گھر میں آؤ حضور آگئے ہیں
سماں ہے ثنائے حبیب خدا کا یہ میلاد ہے سرور انبیاء کا
نبی کے گداؤ سب اک دوسرے کو گلے سے لگاؤ حضور آگئے ہیں
کہاں میں ظہوری کہاں ان کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور رات آگئے ہیں
جہاں پر بھی جاؤ دلوں کو جگاؤ یہی کہتے جاؤ حضور آگئے ہیں۔

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔ جی، اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1503 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں مزید بسیں چلانے کا مسئلہ

*1503: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 2002 تا 2008 کتنی فرنچائزڈ بسیں روٹس پر آئیں کمپنیوں کے نام مع مالکان تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے گرد و نواح میں چلنے والی بسیں روٹ کے مطابق پوری نہ ہیں بلکہ مالکان اپنی مرضی سے بسیں روٹ پر لاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد میں تا حال کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت جن روٹس پر کم بسیں چلائی جا رہی ہیں ان پر بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت1998 سے لے کر 2004 تک لاہور شہر میں 32روٹوں پر800 سے زائد بسیں چلائی گئیں۔ بعد ازاں عدالت عظمیٰ پاکستان کے حکم مورخہ2004-10-29 کے تحت فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی شقA-69 موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 کو آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد حکومت پنجاب نے پراونشل موٹر وہیکلز (ترمیمی) ایکٹ2005 کے تحت موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 میں متعدد ترامیم کیں اور سیکشن45-اے کے تحت صوبہ کے بڑے شہروں میں HOV اور LOV روٹوں کو مختص کر دیا گیالہذا لاہور میں 53روٹ HOV کے لئے اور 41روٹ LOV کیٹیگری کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ جن میں سے اس وقت 695 HOV گاڑیاں لاہور کے28 اربن روٹوں پر چلائی جارہی ہیں۔ کمپنیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

DETAIL/PARTICULARS OF TRANSPORT COMPANIES AND THEIR OWNERS PLYING BUSSES (HOVs) ON URBAN ROUTES OF LAHORE.

1. Sheikh Muhammad Ashraf, Managing Director, M/S New Khan Metro Bus Service, Railway Station, Lahore.
2. Mr. Noor-ud-Din Zaid, Chief Executive, M/s Premier Bus Service/ M/s Chathha Brothers (Citi Bus).
3. Mr. Chang Il Kim, Chief Executive/ President, Daewoo City A.C. Bus Service, Railway Station, Lahore.
4. Mr. Bashir Hussain Khan Sial, Managing Partner, M/S BHK Transport Service, Lahore.
5. Mr. Azam Khan Niazi, Chief Executive, M/s Niazi Express Bus Service, Multan Road, Lahore.
6. Ch. Muhammad Naeem, Chief Executive, M/s Makks Metro Bus Service Hamdard Chowk, Lahore.

7. Mr. Liaqat Ali Khan, Chairman, Baloch Transport Company, Green Town, Lahore.
8. A.B.C. Metro Bus Service, Lahore.

(ب) یہ درست نہ ہے چونکہ لاہور شہر کے اربن روٹوں پر بسوں کی مقرر کردہ تعداد کے مطابق بسوں کو روٹ پر مٹ جاری کئے گئے ہیں اور اپنے روٹ کے علاوہ یہ بسیں کہیں اور چلانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) فی الوقت تمام روٹوں پر بسیں بمطابق مقررہ تعداد چلائی جارہی ہیں۔تاہم عوام کو زیادہ سے زیادہ پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے شہری روٹوں کا دوبارہ سروے کیا جارہا ہے تاکہ جہاں ضرورت ہو وہاں مزید بسیں چلائی جاسکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس پر سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "695 گاڑیاں لاہور کے 28 اربن روٹوں پر چلائی جارہی ہیں۔" میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہر روٹ پر کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں ان کی تعداد بتائی جائے اور یہ بتایا جائے کہ ہر روٹ پر کتنے مسافر روزانہ کی بنیاد پر سفر کر رہے ہیں یعنی کہ کتنی گاڑیاں ہیں اور کتنے مسافر ہیں تاکہ ہم اس میں comparison کر سکیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے روٹس کے بارے میں بات کی ہے کہ کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں، یہ fresh question بنتا ہے۔ یہاں پر 695 کی figure دی ہوئی ہے یہ سوال پرانا ہے اس وقت جو ہماری آج کی figure ہے اس میں ہمارے پاس 670 گاڑیاں لاہور میں چل رہی ہیں مگر انہوں نے جو سوال کیا ہے کہ ہر روٹ پر کتنی گاڑیاں چل رہی ہیں اس کے لئے fresh question بنتا ہے کیونکہ route wise ہمیں پوری تفصیل دینی پڑے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اسی سے related ہے۔ جب آپ 695 گاڑیاں چلا رہے ہیں تو روٹ بھی آپ کے پاس ہوں گے۔ محکمہ نے آپ کو گاڑیوں کا بتایا ہے تو روٹس کا بھی بتایا ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کے سپلیمنٹری سوال کا جواب تو مکمل ہونے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! روٹ لسٹ میرے پاس موجود ہے مگر ہمارے وزیر کے پاس روٹ لسٹ تک موجود نہیں ہے۔ میرے پاس ہر گاڑی کا روٹ ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن جو فرما رہی ہیں ہمارے 46 روٹس تھے۔ 2005 میں ہم نے UET کے ٹریفک ڈیپارٹمنٹ سے سروے کروایا تھا اس میں سے اس وقت ہماری بسوں کے اٹھائیس operational روٹس ہیں اور ویگنوں کے تیس operational روٹس ہیں۔ جب اٹھائیس روٹس پر 670 بسوں کی تعداد دینی ہے۔ اگر یہ چاہتی ہیں تو روٹس کی detail ان کو میرے دفتر سے بھی مل جائے گی مگر جو exact detail یہ چاہ رہی ہیں اس کے لئے fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک آپ نے روٹس کی بات کی ہے وہ تو انہوں نے بتا دی ہے۔ اب جو آپ سوال کر رہی ہیں کہ وہاں کتنے مسافر اس سے اترتے ہیں، چڑھتے ہیں، کتنے مکمل روٹ پر پہنچتے ہیں، کس کس روٹ پر کدھر وہ اتر کر آگے نہیں جا پاتے اس کے لئے آپ کو fresh question کرنا پڑے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال شاید وزیر صاحب پڑھ کر آئے ہوئے ہیں مجھے معلوم ہے یہ کافی homework کرتے ہیں۔ دوسرے سوال میں انہوں نے روٹس کو mention کیا ہوا ہے لیکن میں اپنے سوال میں اس کو add کر رہی تھی۔ چلئے! جب دوسرے کی باری آتی ہے تو میں تب بتا دیتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، ذرا ان کی بات سُن لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ میں اس سوال کی mover ہوں، مجھے اجازت دی جائے۔ جز (ب) میں ان کے جواب کی روشنی میں وزیر موصوف

صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کتنی ایسی بسوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جو اپنے روٹ کے علاوہ کسی اور روٹ پر چل رہی ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!ہمارا ایکcriteriaہے،ہمارا پورا ڈیپارٹمنٹ اس کیcheckingکرتا ہے،اس میں ہمارےMBs ہوتے ہیں،MMPIہوتا ہے ، ہمارا D.R.T.O along with Traffic Policeہوتا ہےاور جو بسیں روٹس پر نہیں چل رہی ہوتیں ان کیtime to time random checkingہو رہی ہوتی ہے اور اس مد میں مختلف جرمانے کئے جاتے ہیں۔ان کے ہم ٹریفک پولیس جیسے چالان کرتے ہیں۔کوئی اڑھائی سو سے تین سو کے قریب چالان ہر مہینے اس مد میں ہمارے چل رہے ہوتے ہیں، وہ کر رہے ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کے route permitsکوsuspendکیا جاتا ہے، ان کو وارننگ دی جاتی ہے تو یہ سارا ایکcriteriaہوتا ہے، جب checkingہو رہی ہوتی ہے تو جو بھی ہمارے دائرہ کار میں آتا ہے جو لوگ checkingمیں پکڑے جاتے ہیں تو محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر !وزیر صاحب نے جرمانے کا ذکر کیا تو اب تک کتنے جرمانے حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوئے ہیں؟ یہ بار بارfresh question کہہ کر اپنی جان نہ چھڑائیں ۔وزیر صاحب کے پاس اس کیdetailsموجود ہیں، اگر میرے پاس موجود ہیں تو ان کے پاس تو زیادہ ہوں گی۔

جناب سپیکر: اس بات کا پتا آپ کو بھی ہے کہ یہfresh questionبنے گا۔جیٔ

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں معزز رکن سے کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو سوال پوچھے ہیں ان کے جوابات بالکل درست ہیں۔یہ جو انہوں نے سوال پوچھا ہے یہ fresh questionبنتا ہے۔میں ان کو اس کی مزید تفصیل بتا دیتا ہوں کہ ماہانہ تقریباً دو سو سے تین سو جرمانے کئے جاتے ہیں اور پچیس سے تیس گاڑیاں ماہانہ ہم پکڑتے ہیں۔یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اس کے باوجود میں ان کو بتا دیتا ہوں۔ تیس سے چالیس گاڑیوں کےroute permits ہر ماہcancel

کئے جاتے ہیں جو میں آپ کو اندازے سے بتا رہا ہوں۔ ان گاڑیوں کے روٹ ہر ماہ cancel کئے جاتے ہیں جو روٹ کے مطابق نہیں چلتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاہور میں اس وقت total 28 روٹس ہیں۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ روٹس آبادی کے تناسب سے دیئے جاتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بس مالکان ہیں ان کے لئے کوئی regulatory authority موجود نہیں ان کا جو check and balance کرے، بسوں والے کرایہ اپنی من مانی سے وصول کرتے ہیں نیز یہ کہ حکومت پنجاب نے چائنا سے جو بسیں لی ہیں وہ بتائیں کہ کن شرائط پر ان کے مالکان کو دی جاتی ہیں اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے تین چار سوالات ہیں، اس میں سب سے پہلے ان کو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے لاہور میں، مجھے دوبارہ repeat کرنا پڑے گا شاید یہ اس وقت House میں موجود نہیں ہوں گی، 2005 میں جب سروے ہوا تو اس وقت 53 روٹس تھے، اٹھائیس روٹس اس وقت operational ہیں۔ اس وقت ہمارے لاہور میں جو روٹس چل رہے ہیں، لاہور شہر اس وقت اتنا expand کر گیا ہے، اتنا بڑا ہو گیا ہے، 1991 میں جو سروے ہوا تھا اس کے مطابق اس وقت روٹس چل رہے ہیں۔ موجودہ حکومت محکمہ ٹرانسپورٹ میں reform لے کر آئی ہے ۔ اس کے مطابق J.I.C.A ایک کمپنی ہے جو Japan International Corporation Agency کے نام سے کام کر رہی ہے۔ اس کو ہم نے hire کیا ہوا ہے اور وہ اپریل 2010 سے پورے لاہور کا سروے کر رہی ہے جو اگلے تیس سال کے لئے ہو گا۔ اس وقت 53 existing روٹس میں سے اٹھائیس operational روٹس ہیں۔ جب یہ survey مکمل ہو گا لاہور شہر کی آبادی جو بہت بڑھ چکی ہے جو تقریباً آٹھ million کے قریب ہو چکی ہے، ڈیپارٹمنٹ کا یہ خیال ہے کہ لاہور شہر کے روٹس بڑھ کر 200 سے بھی اوپر چلے جائیں گے اور ان کی جو بات ہے میں عرض کروں گا کہ آبادی کے تناسب سے جو last survey تھا وہ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ وہ 1991 میں کیا گیا تھا جس کے مطابق اس وقت بسیں چل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے regulatory authority کی بات کی ہے پہلے ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ rules regulation کے

مطابق ان کو دیکھتا تھا۔ مگر recently آپ نے اسی House میں legislation کر کے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی constitute کی ہے اور اب ان کو چیک کرنے کی جو regulatory authority ہے وہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ہی ہے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ کام کیا جا رہا ہے۔ کرایوں کے حوالے سے بھی انہوں نے بات کی ہے تو میں عرض کروں گا کہ کرایہ پوری طرح سے regulate کیا جاتا ہے۔ انہوں نے چار پانچ سوال اکٹھے کر دیئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کون سا ایک سوال کا جواب دیا ہے، آپ نے بھی چار پانچ سوالوں کا جواب دے دیا ہے۔ جی، رانا محمد افضل خان!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے، آپ کسی اصول پر بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہے تو آپ نے دو سوال کر لئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! جب ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، منسٹر موجود ہے تو اس کے لئے علیحدہ کمیٹی کیوں بنائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میری بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ان کی وزارت موجود ہے، وزیر موجود ہے تو پھر ان کو ٹاسک فورس کا چیئرمین بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ رانا محمد افضل خان ان کی بھی بات سن لیں اور پھر دونوں کا جواب اکٹھا دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا!ہم نے آٹھ کمپنیوں کو monopolize کر دیا، ان کے روٹس fix کر دیئے اور ان کمپنیوں کو monopolize کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عوام کو بہتر ٹرانسپورٹ کی سہولت ملے۔بسوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! یہ بات نہیں ہے۔ ضمنی سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا!میں ضمنی سوال پر آرہاہوں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ ضمنی سوال کریں،suggestions نہ دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا!میں حالات کے مطابق سوال کر رہاہوں۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوائے ایک کمپنی کے جو Daewoo ہے وہ بسیں دھو کر لاتے ہیں، ان کی بسیں presentable ہوتی ہیں۔باقی عوام نے تو سفر کرنا ہے، وہ جس حال میں بھی بسیں لے آئیں ٹوٹی ہوئی لے آئیں ان کی تو مجبوری ہے، انہوں نے سفر کرنا ہے۔میں یہ سمجھتاہوں کہ ان آٹھ کمپنیوں کو ہم نے لائسنس دے کر monopoly create کی ہے۔ہمارے پاس کوئی ایسا طریق کار ہے کہ وہ بسوں کو اچھی طرح سے maintain کریں، بسیں کم از کم صاف تو ہوں، ہم ان کو کس طرح سے کنٹرول کر رہے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ہر ضلع میں ہمارے Motor Vehicle Examiners ہوتے ہیں، ہر چھ مہینے کے بعد وہاں سے Fitness Certificate لینا ہوتا ہے۔ آگے کسی معزز رکن نے یہ سوال بھی کیاہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کاٹتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ جو Motor Vehicle Examiners ہیں یا تو ہم اندھے ہیں کہ بسوں کو جب دیکھتے ہیں تو ان کی جو حالت ہوتی ہے۔وہ بیان کرنے کے قابل نہیں۔بڑے افسوس کی بات ہے، بہر حال آپ اس کو کنٹرول کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو کنٹرول کریں اور اب اس بات کو چھوڑ دیں۔ سوال کا جواب آ گیا ہے۔ بہت مہربانی اگلا سوال۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! On her behalf

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہو گیا ہے! She is standing here, my dear

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1550۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور شہر میں بغیر روٹ پرمٹ ولائسنس کے چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*1550: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنی فرنچائزڈ بسیں چل رہی ہیں، ان کے مالکان کے نام اور بسوں کی تعداد فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں زیادہ تر بسیں بغیر اے سی کے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد مقررہ تعداد کے مطابق نہ ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو سفر میں دشواری کا سامنا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت بغیر لائسنس اور بغیر پرمٹ کے چلنے والی گاڑیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے سے گریزاں ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بغیر روٹ پرمٹ اور بغیر لائسنس چلنے والی گاڑیوں اور مالکان کے خلاف کب تک کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت صوبے کے کسی بھی شہر میں فرنچائزڈ ٹرانسپورٹ سکیم کے تحت بسیں نہیں چل رہی ہیں کیوں کہ سال2004 میں عدالت عظمیٰ پاکستان نے مذکورہ دفعہ 69-اے موٹر وہیکلز آرڈیننس1965 کو آئین کے آرٹیکل113 سے متصادم قرار دے دیا جس کے بعد سال2005 میں موٹر وہیکلز ایکٹ کے ذریعے دفعہ 45-اے کو موٹر وہیکلز آرڈیننس میں شامل کیا گیا اور دفعہ 69اے کو حذف کر دیا گیا-لاہور شہر میں چلنے والی ٹرانسپورٹ کمپنیوں اور روٹوں پر بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

DETAILS OF HIGH OCCUPANCY VEHICLES (BUSSES) ON SPECIFIED URBAN IN LAHORE ROUTES.

Sr. No	Transport Company	Routes No. of allocated	No. of Permits issued to the Busses.
1.	Muhammad Ashraf, Managing Director, M/s: New khan Metro Bus	09	260
2.	Mr. Noor-Ud-Din Zaid, Chief Executive, M/s: Premier Bus Service/ Chatha Brothers	07	207
3.	Mr. Chan Il Kim, Chief Executive/ President, M/s: Daewoo City A.C Bus	5	69
4.	Mr. Bashir Hussain Khan Sial, Managing Partner, M/s: BHK Transport Service.	2	44
5.	Mr. Azam Khan Niazi, Chief Executive, M/s: Niazi Express Bus Service.	2	48
6.	Ch. Muhammad Naeem, Chief Executive, M/s: Makks Metro (PVT) Ltd.	2	45
7.	Mr. Liaquat Ali Khan, Chairman, M/s: Baloch Transport Company.	1	22
	Total:-	28	695

(ب) درست ہے صرف ڈائیو کمپنی لاہور شہر کے 4روٹوں پر A.C بس چلا رہی ہے-

(ج) کسی حد تک درست ہے بعض روٹوں پر مطلوبہ تعداد سے کم بسیں چل رہی ہیں حکومت پنجاب لاہور اور دیگر بڑے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی کو دور کرنے کے لئے

مستقل بنیادوں پر منصوبہ بندی کر رہی ہے۔اس سلسلہ میں نئی سی این جی بسیں چلانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے لوگوں کو بہتر اور معیاری ٹرانسپورٹ کے ساتھ ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

(د) درست نہ ہے بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف کارروائی کا عمل جاری رہتا ہے اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(د)میں وضاحت کی گئی ہے کہ بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کا عمل جاری رہتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا!میرا ایک ضمنی سوال ہے اور آپ سے ہی relatedہے، آپ نے ابھی جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے سےrelated؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، بالکل۔ آپ نے ابھیHouseمیں جو بات کی ہے اور ہمیں کہنے کی کچھ ضرورت ہی محسوس نہیں ہو رہی۔ سوال کے جواب میں ایک کمپنی نیو خان میٹرو بس کا نام دیا گیا ہے،اس کی260بسیں اس وقت روٹس پر چل رہی ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ان کو روٹpermits نہیں قتلpermits دیئے گئے ہیں۔ان کا جہاں جی چاہتا ہے وہاں پر بسیں کھڑی کر دیتے ہیں،students کو یہ بسیں نیچے کچلتے چلی جاتی ہیں اور ان کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان کی بسوں کی حالت بھی بہت خراب ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس طرح کے حادثات جب پیش آتے ہیں تو محکمہ اس موقع پر کیا اقدامات کرتا ہے،اس پر کیا قانونی کارروائی ہوتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!ان کا ضمنی سوال کم تھا اور تقریر زیادہ تھی۔

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے تقریر اتنی نہیں کی۔ آپ سوال کا جواب دیں،بس بات ختم ہو گئی۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ قانونی کارروائی میں جو بھی proceedings ہوتی ہیں، کسی کو اگر کوئی بس کچل دیتی ہے یا اور کچھ کر دیتی ہے تو محکمہ کا کوئی ایسا role نہیں کہ ہم اس کو save کریں۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوتی ہے اور آپ کے علم میں ہے، آپ خود روز دیکھتے ہیں، میڈیا پر بھی دیکھتے ہیں اور آپ کے سامنے یہ چیز آتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی کی بھی اجارہ داری نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اور investor بھی آئیں اسی لئے ہم نے L.T.C بنائی ہے اور غیر ملکی کمپنیوں کو بھی ہم کہہ رہے ہیں کہ وہ آئیں اور آ کر investment کریں۔ لاہور شہر کے اندر اور اربن ٹرانسپورٹ میں investment کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 260 بسیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب کسی اور کو بھی موقع دیں۔ میری ایک بات سن لیں کہ ابھی انہوں نے اپنا ضمنی سوال کرنا ہے، تیسرا ضمنی سوال ہم دیکھیں گے کہ کدھر جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب والا! سوال میرا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اس پر محنت کی ہے میرے بھائی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب اس قسم کے حادثات ہوتے ہیں تو ان ڈرائیور حضرات کے licence cancel کئے جاتے ہیں یا ان بسوں کے route permit cancel کئے جاتے ہیں، جو عوام کی جانیں لے لیتے ہیں، ان لوگوں میں زیادہ تعداد طلباء کی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! تھوڑی سی مہربانی کریں۔ آپ interruption کرتے ہیں، یہ درست بات نہیں ہے۔ I will be grateful

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر:شکریہ۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ان کے خلاف جوcriminal proceedingsہوتی ہیں وہ بالکل کی جاتی ہیں۔جب کوئی حادثہ ہوتا ہے اس میں کسی کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں بھی اس کا احساس ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ٹرانسپورٹروں سے جو معاوضہ لے کر دیا جاتا تھا اب اسی Houseنے اس میں کافی enhancement کی ہے۔اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اس کے خلاف ٹریفک پولیس کارروائی کرتی ہے۔پولیس criminal proceedings کرتی ہے اور محکمے کی جانب سے بھی کارروائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:جی،نولاٹیاصاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!جز(ج)میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسوں کی تعداد مقررہ تعداد کے مطابق نہ ہے،اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسی حد تک درست ہے۔اب جز(ج)کے جواب میں دو باتیں کی گئی ہیں کہ ٹرانسپورٹ کی کمی کو دور کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر حکومت منصوبہ بندی کر رہی ہے اور دوسرا حصہ ہے کہ اس سلسلے میں نئیC.N.Gبسیں چلانے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال18 ماہ پہلے کیا گیا تھااور آج سے15ماہ پہلے اس کا جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:15ماہ پہلے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جی،جناب سپیکر!15ماہ پہلے 25۔نومبر2008کو جواب دیا گیا ہے۔Chairپہلے بھی اس پر رولنگ دے چکی ہے کہ جب بھی وزیر موصوف محکمے کے سوالات کے جوابات دیں گے تو وہlatestجوابات دیں گے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے15ماہ پہلے کہا تھا کہ منصوبہ بندی کی جارہی ہے،اقدامات کئے جارہے ہیں لہذا یہ بتادیں کہ15ماہ کے اندر اس پر کیا عمل ہوا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے درست کہا ہے کہ یہ سوال کافی پہلے کا ہمارے پاس آیا ہوا تھا اور ہم جواب بھی بھیج چکے تھے۔ اس وقت لاہور میں trial basis پر30 کے قریب سی این جی بسیں چل رہی ہیں۔یہ ساری ہم نے پچھلے چھ ماہ میں چلائی ہیں۔ہم نے جو لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی(LTC) constitute کی ہے یہ بسیں اس کے تحت چل رہی ہیں۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے in future جو بسیں لینی ہیں ان میں LPG کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ جیسے آپ نے دیکھا کہ اس وقت ملک میں سی این جی کا problem آرہا ہے۔ہمیں سی این جی بسوں کے لئے high pressure C.N.G pumps چاہئے ہوتے ہیں۔ حکومت کا in future further busses بھی منگوانے کا ارادہ ہے کیونکہ ابھی جو trial basis پر بسیں چل رہی ہیں ہم ان کو دیکھ رہے ہیں لیکن ہم نے اس میں L.P.G کو بھی include کیا ہے اور phase next میں L.P.G بسیں بھی پاکستان میں آئیں گی اور ڈیزل بسیں L.P.G پر convert بھی ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر:جی،اگلا سوال۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!سوال کا غلط جواب آرہا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میرے سوال کا پورا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر:نہیں۔اب اگلا سوال۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور):بہت شکریہ۔جناب سپیکر!N.W.F.P سے آئے ہوئے ہمارے بزرگ رہنما،ہمارے مہمان سابقا سینیٹر سرانجام خان صاحب یہاں اسمبلی کی گیلری میں موجود ہیں ہم سب انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ان کے پاس تو260 گاڑیاں ہیں ہی نہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ 260 بسیں چل رہی ہیں۔میرے پاس محکمے کی رپورٹ پڑی ہوئی ہے۔ میں ان کو بتاتی ہوں کہ 260

گاڑیاں نہیں ہیں میں اس کا ثبوت آپ کو بھیج دیتی ہوں اور آپ check کر لیں اور اگر آپ حکم دیں تو میں دو تین لائنوں میں آپ کو بتا دیتی ہوں کہ انہوں نے نیو خان بس سروس کو کل 9 روٹ دیئے ہوئے ہیں۔ روٹ نمبر 1 جو کہ سب سے بڑا روٹ ہے، جو ساندہ اور ائرپورٹ تک ہے ادھر صرف 15 گاڑیں چل رہی ہیں۔ روٹ نمبر 3 پر 8 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 4 پر 25 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 8 پر 16 گاڑیاں ہیں۔ روٹ نمبر 18 پر 16 گاڑیاں ہیں، روٹ نمبر 22 پر 35 گاڑیاں ہیں اور یہ ٹوٹل 115 گاڑیاں ہیں۔ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ کیا ابھی 260 گاڑیاں چل رہی ہیں یا جب یہ سوال پوچھا گیا تھا تب کا جواب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑی محنت کی ہے اور figures لے کر آئی ہیں۔ اگر یہ route wise detail چاہتی ہیں، تو یہ نیا سوال بنتا تھا۔ نیو خان کے پاس 9 routes allocated ہیں اور ان پر 260 بسیں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: دراصل محترمہ خود بھی ٹرانسپورٹر ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل وہ خود ٹرانسپورٹر ہیں۔ 695 کی جو figure دی ہوئی ہے دراصل اس وقت لاہور میں 670 بسیں ہیں، 695 نہیں ہیں۔ یہ ہماری آج کی figures ہیں جو لاہور میں چل رہی ہیں۔ جو بسیں خراب ہو جاتی ہیں یا accident ہو جاتی ہیں وہ sides پر کھڑی ہوئی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نیو خان نے 100 کے قریب بسیں 8/8 لاکھ روپے میں بیچ دی ہیں اور ان کی 35 بسیں کھٹارہ ہو کر کھڑی ہیں لہٰذا انہوں نے صحیح figure بتائی ہے مگر ان کو یہ نہیں پتا کہ وہ 100 بسیں 8/8 لاکھ میں بیچ چکے ہیں لیکن روٹس پر ان کی 115 گاڑیاں چل رہی ہیں۔ وہ روٹس ان کے سامنے ہیں اور گاڑیوں کی لسٹ ان کے پاس پڑی ہے۔ یہ غلط جواب دیا گیا ہے، میں استحقاق رکھتی ہوں کہ سوال کا غلط جواب آنے پر تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یاوہ مان لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مجھے محکمے نے ساری تفصیل دی ہے کیونکہ یہ خود ٹرانسپورٹر ہیں۔مجھے تو نہیں پتا کہ بس 8 لاکھ روپے کی بکتی ہے اور کون خریدتا ہے، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے خود ہی خریدی ہوں؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو گنی ہیں لیکن آپ کا محکمہ آپ کو کیا کہتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے اس پر بہت ریسرچ کی ہوئی ہے اور یہ ان سے related subject ہے جو کہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس پر ریسرچ کی جائے۔میں دوبارہ محکمے سے exact figures لے کر کل ان کو بتادوں گا لیکن میرے خیال میں یہ جواب ٹھیک ہے مگر یہ بار بار insist کر رہی ہیں کہ جواب غلط ہے تو میں نے تو feedback اپنے محکمے سے لینا ہے۔میں دوبارہ feedback لے کر کل ان کو exact figures بتادوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کو جو غلط feedback دیتا ہے اس کا خود حساب لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہوں گا کہ اس اسمبلی میں، میں واحد منسٹر ہوں جس نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی صرف ایک printing mistake پر اپنے دو افسران کو معطل کیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں اور بھی بہت صاحبان ہیں، ایسی بات نہ کریں۔آپ پوری طرح سے تیاری کر کے آتے ہیں اور جو غلط جواب ملتا ہے اس کی ذمہ داری محکمے کی ہے اور میری اطلاع کے مطابق متعلقہ منسٹر صاحبان پورا پورا action لے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میری ہمدردی ہے اور favour پر آپ کا شکریہ لیکن وہ بے چارے بھی کیا کریں کہ ایک ننے منے وزیر پر چھ چھ وزارتوں کا بوجھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی لیکن وہ آپ کو تو نہیں دیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، دیکھ لیں۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!میں بالکلto the pointاور مختصر بات کروں گا۔اس تمام گفتگو کا جو رزلٹ ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے لائسنس دے کر جومonopoly createکی ہے وہ بسیںoperate نہیں ہو رہیں۔ان کیchecking and controlکاbalanceدرست ہونے والا ہے۔ ان کی monitoring and maintenance ہونے والی ہے۔ ان کمپنیوں نے لوگوں کی بسیں ڈالی ہوئی ہیں۔ ان کے پاس ورکشاپس ہیں اور نہ دھونے کے لئے سٹینڈ ہیں لیکن ہم نے ان کومonopolizedکیا ہوا ہے لہذا میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ پالیسیreviewمانگتی ہے۔یہ روز صبح شام عوامی سہولت کا معاملہ ہے۔اگر آدھی بسیں خراب ہو گئی ہیں تو پھر ہمیں نئے franchises لانے چاہئیں۔ آپ چھٹی کے ٹائم دیکھیں کہ ایک ایک بس سٹینڈ پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی، آپ کا شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:اب اس سوال سے آگے چلا جائے یا ادھر ہی اٹکے رہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ بہت اہمissueہے آپ اس پر کسی دن بحث رکھ سکتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مسافر سفر کرتے ہیں لیکن ہماری بسیں کم ہیں اور روٹ بھی کمallocate کئے گئے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اسissueپر بحث کے لئے ایک دن مختص کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:بحث کی ضرورت نہیں ہے،منسٹر صاحب محکمے کے انچارج ہیں وہ خود اس کاnotice لیں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے اپنے معزز ممبران کو پہلے بھی بتایا ہے کہ JICAایکworld renownedکمپنی ہے جو اس حوالے سے ایک پورا سروے کر رہی ہے۔ہم نے اس بارے میں محکمہ P&Dسے approval لے کر Transport Planning Unit بھی اپریل تک incorporate کر دینا ہے۔ حکومت ٹرانسپورٹ کے شعبے کو انتہائی اہمیت

دے رہی ہے۔ آبادی بڑھ چکی ہے اور لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات میسر نہیں ہیں۔ابھی معزز رکن رانا محمد افضل صاحب اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ ہماری بالکل اس پر نظر ہے اور ہمیں JICA نے پنجاب کے لئے within one year اگلے 30 سالوں کا ایک plan بنا کر دینا ہے۔L.T.C لاہور کے لئے ہم نے technical لوگ hire کئے ہیں وہ chalk out کر کے پورے لاہور کا plan بنا رہے ہیں اور ہم نے trial basis پر L.T.C کا ایک روٹ چلا بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر1735، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا معیار و دیگر تفصیلات

*1735: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں چلنے والی بسوں کو کس معیار کے مطابق فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں چلنے والی بیشتر بسیں بغیر کسی فٹنس سرٹیفکیٹ کے چل رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بھی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ناکارہ اور دھواں چھوڑنے والی بسوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں چلنے والی بسوں اور دیگر تمام پبلک سروس وہیکلز کو موٹر وہیکل آرڈیننس1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ قطعاً درست نہ ہے چونکہ ضلع لاہور میں ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر باقاعدگی سے ٹریفک چیکنگ کرتے ہیں اور بغیر فٹنس گاڑی کو بند کر کے اس کا چالان مجاز عدالت کو بھجوایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ مروجہ قانون کے مطابق جاری و تجدید کئے جاتے ہیں۔

(د) جی ہاں! جیسا کہ جزہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ضلع لاہور میں چلنے والی بغیر فٹنس کے اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں اور تاکیداً ان کو مزید نگرانی کی ہدایت کر دی گئی ہے تاکہ ایسی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی رہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی کہ گاڑیوں کو Fitness Certificate کیسے جاری کیا جاتا ہے، اس کا طریق کار کیا ہے، بسوں، موٹر وہیکلز، پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کو Fitness Certificate کیسے جاری کرتے ہیں، ان کو examine کیسے کیا جاتا ہے اور کتنے عرصے بعد آپ ان گاڑیوں کو examine کرتے ہیں؟ دوسرا جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر باقاعدگی سے ٹریفک کی چیکنگ کرتے ہیں۔ یہ آپ کو معلوم ہے اور اس House میں بیٹھے ہوئے باقی ممبران بھی جانتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں بے تحاشا ایسی بسیں ہیں جو کہ دھواں چھوڑتی ہوئی سڑکوں پر چل رہی ہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ سڑک پر محکمہ ماحولیات کے لوگ موجود نہ ہوں، موٹر وہیکلز ایگزامینر موجود نہ ہوں لیکن ٹریفک پولیس تو موجود ہوتی ہے۔ کیا ٹریفک پولیس دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بند کر رہی ہے، وزیر

موصوف صاحب کا گھر بھی ماشاءاللہ سڑک پر ہے۔ان کے گھر کے آگے سے دھواں چھوڑتی ہوئی بسیں گزر رہی ہوتی ہیں کیا یہ سب کچھ وزیر موصوف کو نظر نہیں آتا اوران دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں سے کیسے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپbrief کر کے ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اپنی بات explain کروں گی تو وہ جواب دے پائیں گے۔اگر میں پوری بات نہیں کروں گی تو پھر آدھا جواب آئے گا اور House میں شور مچ جائے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب تو پورا ہی آتا ہے لیکن ان کو شاید سمجھ نہیں آتی۔میں یہ عرض کرتا ہوں کہ Fitness Certificate کا ایک پورا criteria ہے۔ہر چھ ماہ بعد inspection ہوتی ہے اور بوقت inspection گاڑی کا بریک سسٹم،لائٹ،ٹائر،انجن، دھوئیں کی مقدار،سٹیرنگ سسٹم،گاڑی کی لمبائی،چوڑائی،انڈیکیٹر اور باڈی کے معیار کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔یہ inspection قواعد موٹر وہیکلز1969 کے تحت ہوتی ہے۔رولز کی کاپی ساتھ لگی ہوئی ہے،اگر معزز رکن اسے پڑھ لیں تو انہیں اس کی ساری details کا پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہم محکمہ ماحولیات اور ٹریفک پولیس کو بھی اپنے ساتھ involve کرتے ہیں۔اس میں smoke analyzers اور noise analyzers استعمال ہوتے ہیں۔Smoke analyzers محکمہ ماحولیات کے پاس ہیں جبکہ noise analyzers ہمارے محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس ہیں۔ہم مل کر joint efforts کرتے ہیں۔گاڑیوں کی ہر چھ مہینے بعد inspection کی جاتی ہے۔جن گاڑیوں نے inspection نہیں کروائی ہوتی ان کو ہم چودہ دنوں کے لئے off road کر دیتے ہیں۔اگر وہ 14 دن میں گاڑی کو mechanically ٹھیک کر کے دوبارہ سے لے آئیں تو پھر انہیں Fitness Certificate جاری کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اس میں گاڑی کے ماڈل کے بارے میں بھی کوئی rules ہیں کہ ایک ماڈل کتنے سال تک چل سکتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جو بس یا گاڑی کمرشل useہوتی ہے اسے دس سال تک چلایا جاسکتا ہے یعنی ایک ماڈل کی گاڑی کو دس سال تک چلایا جاسکتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک کتنے موٹروہیکل ایگزامینر ہیں کہ جنہوں نے لاہور یا پنجاب میں غلط Fitness Certificateجاری کئے،ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب سپیکر:منڈا صاحب!آپ منسٹر صاحب کو پیچھے سے بیٹھے ہوئے feed کرتے ہیں کہ یہ fresh question بنتا ہے۔اب آپ ایمانداری سے بتائیں کہ کیا آپ کا یہ ضمنی سوال بنتا ہے، کیا آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے relevant ہے؟ Mr.Manda don't kharab Agenda.(قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ابھی تک تو ہم ایجنڈے کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔آپ کا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہونا چاہئے اگر غیر متعلقہ ہوا تو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!ابھی وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ محکمہ ماحولیات اور ٹریفک پولیس کے تعاون سے باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے،اگر واقعی چیکنگ ہوتی ہے تو پھر لاہور میں گاڑیوں کے دھوئیں کے جو مسلسل بادل نظر آتے ہیں وہ کیوں ہیں اور اس وقت pollutedشہروں کی فہرست میں لاہور سرفہرست کیوں ہے،میں یہ بات ثابت کرسکتی ہوں کہ بغیر دیکھے،بغیرinspectionکئے چند ہزار روپے رشوت دے کر آپFitness Certificateحاصل کرسکتے ہیں تو اس کے تدارک کے لئے وزیر صاحب کیا کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر:محترمہ نے آخر میں جوalarming بات کی ہے اس کا جواب بڑا مدلل ہونا چاہئے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!محترمہ نےpollutionکے حوالے سے بات کی ہے،یہ سوال محکمہ ماحولیات سے متعلقہ ہے،وہ زیادہ تفصیل میں اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ

overall لاہور شہر میں pollution زیادہ کیوں ہو رہی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جہاں تک Fitness Certificates کا تعلق ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس حوالے سے ہم نے باقاعدہ ایک criteria fix کیا ہوا ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ جو گاڑیاں pollution کا باعث بنتی ہیں ہم ان گاڑیوں کو 14 دن کے لئے off road کر دیتے ہیں۔ اس دوران اگر وہ اپنی گاڑی کے انجن کی repair کرا لیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے گاڑی دھواں زیادہ دے رہی ہوتی ہے تو اسے Fitness Certificate جاری کر دیا جاتا ہے۔ اس کو ہم smoke analyzer سے check کرتے ہیں اور اگر گاڑی ٹھیک نہیں ہوتی تو ہم اس کو بالکل Fitness Certificate جاری نہیں کرتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کی تھوڑی مزید وضاحت چاہوں گی۔ جس طرح منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو road سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ آپ ابھی باہر جا کر دیکھیں، مال روڈ پر ہی آپ کو بے شمار ایسی گاڑیاں مل جائیں گی جو کہ بہت زیادہ دھواں چھوڑ رہی ہوں گی۔ ہر سڑک پر ایسی گاڑیاں مل جائیں گی جو کہ دھواں چھوڑ رہی ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کا جواب درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی بات بھی سن لیں، پھر اکٹھا ہی جواب دے دینا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بہتر ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(د) میں یہ بتایا گیا ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی ہے تو میں honourable منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب سے یہ سوال ان کے پاس آیا تھا اور جب اس کا جواب دیا گیا، اس عرصے کے دوران کتنی گاڑیوں کو misfit ہونے کی وجہ سے Fitness Certificates جاری نہیں کئے گئے اور ان کو off road کر دیا گیا ہے، kindly ذرا اس کی وضاحت کر دیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے Fitness Certificate کے حوالے سے پھر ایک detail مانگ لی ہے، overall ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں چل رہی ہیں

اس لئے یہ fresh question بنتا ہے۔اگر یہ تفصیل چاہتی ہیں تو fresh question کر دیں میں ان کو details فراہم کر دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہی سننا چاہتی تھی کہ ہزاروں کی تعداد میں ایسی گاڑیاں موجود ہیں جو Fitness Certificate جاری کرنے کے باوجود ہر جگہ، ہر محلے میں دھواں پھیلاتی ہوئی آج بھی پھر رہی ہیں۔اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں کچھ گاڑیوں کے نمبر ان کو point out کر دیتی ہوں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ بے بس ہے اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ ڈار صاحبہ کو بھی موقع دیا جائے۔جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں آسان سا سوال کروں گی، زیادہ مشکل سوال نہیں ہو گا۔دھواں دھار گاڑیاں اتنی زیادہ چل رہی ہیں، سرکاری گاڑیاں بھی بہت زیادہ دھواں دے رہی ہیں۔مجھے یہ بتا دیا جائے کہ کیا یہ دھواں صحت کے لئے ٹھیک ہے اور بتا دیں کہ اس سے کون کون سی بیماریاں لگتی ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ظاہر ہے دھواں صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے اور یہ معاملہ محکمہ environment سے related ہے۔میں اس میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ ہم محکمے کی capacity building کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وزیر صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ میں دوبارہ repeat کر رہا ہوں۔میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آپ نے وزیر صاحب سے کہا کہ آپ ٹھیک ٹھیک جواب دیا کریں۔ان گاڑیوں کا دھواں سگریٹوں کے دھوئیں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں میرے سوال کی سمجھ نہیں آئی، آیا کسی کو دھوئیں کی سمجھ نہیں آ سکتی یہ سب سے زیادہ خطرناک دھواں ہے، A, B,C Hepatitis اسی سے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال آپ نے کیا ہے تو انہوں نے اس کا جواب تو دینا تھا ناں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!واقعی بڑے important سوالات آ رہے ہیں جن کا وزیر صاحب باری باری جواب دینے سے قاصر ہیں تو آپ سے request ہے کہ 161 rule کے تحت آپ ruling دیں تاکہ ان پر debate کے لئے بدھ کا دن مختص ہو جائے۔ اگر آپ کہیں گے تو تمام members کھل کر اپنی بات کا اظہار کر سکیں گے،pollution پر بات کر سکیں گے اور transport جو لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے اس پر بھی بات ہو سکے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!ہمیں ایجنڈا کے مطابق چلنا ہے،اگر کوئی گنجائش ہوئی تو ضرور بات کریں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!وزیر ٹرانسپورٹ بتائیں کہ کتنی بیماریاں دھوئیں سے لگتی ہیں تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہم نے ان کا سدباب بھی کرنا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!وہ ٹرانسپورٹ والے بیٹھے ہیں اور میں خود ٹرانسپورٹ والا آپ کے سامنے کھڑا بھی ہوں۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ادھر بیٹھے تھے یا کوئی اور ڈاکٹر صاحب اگر موجود ہیں تو وہ زیادہ بہتر انہیں بتا سکیں گے کہ دھوئیں سے کیا کیا بیماریاں لگتی ہیں؟ دھوئیں سے سب سے major disease Lungs Cancer ہوتا ہے،heart problem اور Hepatitis بھی دھوئیں سے ہوتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: منڈا صاحب!میری تھوڑی سی بات سنیں۔ اپوزیشن والی side کے علاوہ تمام front seats ministers کے لئے ہیں اور جہاں پر آپ تشریف فرما ہیں آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ سیٹیں پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے لئے ہیں، آئندہ سے محتاط رہئے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں بتا رہا تھا کہ ہم جو department کی capacity building کر رہے ہیں اس میں اسی سال ہم ایک نیا system electronic testing plan introduce کرائیں گے جس میں گاڑی کی پوری fitness یعنی دھواں، pollution and everything is included محترمہ نے جو بات کی ہے ہم صرف Commercial vehicles کو examine کرتے ہیں،private vehicles بھی دھواں دے رہی ہیں، ان کو پکڑنا ٹریفک پولیس یا محکمہ environment کا کام ہے۔vehicles Commercial میں بسیں، فلائنگ کوچیں، منی بسیں، پک اپ

اور 2 stroke rickshaws ہیں۔ میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ ہم نے pollution control کرنے کے لئے recently ایک بہت بڑا اقدام کیا ہے، rickshaws سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ وابستہ تھے تو ہم نے 7۔ فروری کو advertise کیا تھا، محکمے نے اس کے لئے پوری کمیٹی بنائی ہے اور 4 stroke CNG or petrol engines Locally manufactured جنہیں محکمہ environment approve کرے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس سال میں ہماری کوشش ہے اور ہم اس میں کامیاب ہوں گے کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی 2 stroke rickshaw نہ ہو کیونکہ سب سے زیادہ noise and air pollution 2 stroke rickshaw کرتا ہے۔ Locally manufactured engines cost wise بھی سستے ہیں کیونکہ ان کی cost 20 to 30 thousands ہو گی اور وہ ہم rickshaws میں install کروا رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی نشاندہی کے لئے ہے کہ آگے آپ کا سوال آرہا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے رکشوں کی بات کی، انہوں نے پہلے ہی L.T.C companies کے لئے فلائنگ کوچوں کو لاہور شہر سے نکال کر بند روڈ اور راوی روڈ کی طرف سے بادامی باغ entry کروائی ہوئی ہے جس سے ٹرانسپورٹروں کو 25 کلومیٹر کا اضافی خرچہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور اب یہ رکشوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں انہیں بھی شہر سے باہر نکال دیں گے تو یہ ٹرانسپورٹروں کے لئے کون سی پالیسی لے کر آئے ہیں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ آپ اپنے سوال پر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری معزز بہن نے ٹرانسپورٹروں کے بارے میں بات کی، وہ ہر سٹاپ کا کرایہ بڑھا دیتے ہیں، پہلے -/9 روپے تھا، اب -/18 روپے، کوئی -/13 روپے وصول کر رہا ہے تو ٹرانسپورٹر بھی تو سوچیں کہ ہم عوام کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ 1991 میں پنجاب ٹرانسپورٹ کا اتنا بڑا محکمہ تھا اس میں A.T.M لگے ہوئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں یہ Question Hour ہے آپ اس دوران point of order کے لئے مہربانی فرمائیں، ہو سکتا ہے میں آپ کو اس کے لئے بعد میں time دے دوں۔ محترمہ ثمینہ! آپ کا next question ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وفاقی حکومت پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں نہ بڑھائے تو ٹرانسپورٹر بھی کرائے نہیں بڑھائیں گے۔ میرا سوال نمبر 1809 ہے۔

ضلع قصور میں فٹنس سرٹیفکیٹ کے بغیر چلنے والی ٹرانسپورٹ و دیگر تفصیلات

*1809: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں چلنے والی بیشتر بسیں بغیر کسی فٹنس سرٹیفکیٹ کے چل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بھی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناکارہ اور دھواں چھوڑنے والی بسوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے چونکہ بمطابق رپورٹ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی قصور، ضلع قصور میں ٹریفک پولیس، محکمہ ماحولیات اور موٹر وہیکل ایگزامینر بغیر فٹنس چلنے والی بسوں کے خلاف باقاعدگی سے قانونی کارروائی کرتے ہیں اور ایسی گاڑیوں کے چالان کر کے مجاز عدالت کو ارسال کر دیتے ہیں۔

تاہم متعلقہ فیلڈ سٹاف کو مزید تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ ایسی گاڑیوں پر خصوصی نگاہ رکھیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ مروجہ قانون کے مطابق جاری / تجدید کئے جاتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ضلع قصور میں چلنے والی بغیر فٹنس کے اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو مزید نگرانی کی ہدایت کر دی گئی ہے تا کہ ایسی گاڑیوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جاتی رہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب کی روشنی میں میرا ضمنی سوال ہے کہ بغیر Fitness Certificate چلنے والی کتنی گاڑیوں کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے اور اس مد میں کتنا جرمانہ اکٹھا ہوا ہے جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع کروایا گیا ہے اور کتنے ایسے cases ہیں جو ابھی تک عدالتوں میں زیر التواء ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ ابھی بات کر رہی تھیں تو انہوں نے ٹرانسپورٹر کہہ کر اپنی طرف اشارہ کیا، یہ جو قصور والے روٹ کی بات کر رہی تھیں تو وہاں پر ان کی اپنی ٹرانسپورٹ چلتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ تو اس لئے کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی ٹرانسپورٹر ہیں اور آپ بھی ٹرانسپورٹر ہیں، آپ دونوں ہی عوام کا خیال کیجئے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سے عوام کو problem ہوتی تھی۔ ان کا اصل روٹ وہی ہے جو انہوں نے پہلا ضمنی سوال کیا ہے۔ ان کا اصل روٹ بند روڈ والا ہی تھا مگر چونکہ اس روٹ پر ہماری بسیں نہیں چل رہی تھیں تو ہم نے 2005 میں اس روٹ پر قصور کی بسوں کو divert کیا۔ انہوں نے جو LTC کے حوالے سے بات کی ہے اس روٹ پر 20 بسیں چلتی تھیں وہاں پر 45 بسیں کر دی گئی ہیں اور پچھلے ایک ہفتے سے trial basis پر LTC اس روٹ پر ریلوے سٹیشن سے کاہنہ تک چلا رہے ہیں اس لئے ہم نے ان کو ان کے allocated روٹس پر واپس کیا۔ ان کا دوسرا سوال جرمانوں کے حوالے سے تھا۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ان کے پہلے جواب سے ہی مطمئن نہیں ہوں کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو route allocate کیا گیا یہ روٹس تو 1962 سے چلتے آ رہے ہیں، ان کی تو

allocation ہی نہیں ہوئی، انہوں نے اب اپنی مرضی سے allocation کی ہے۔ یہ ٹرانسپورٹ کا پرانا ریکارڈ نکال کر دیکھیں، ہمارا جو ordinance جاری کیا گیا ہے اس میں road permits پہلے بسوں کو نہیں دیئے جاتے تھے۔ ٹرانسپورٹ مالکان اپنی مرضی سے اپنے روٹ بنا کر گاڑیاں چلاتے تھے۔ انہوں نے route permits تو خود اپنی مرضی سے دینے شروع کئے ہیں، یہ پہلے سے allocated نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے ٹرانسپورٹ کی بات کی ہے تو میری ٹرانسپورٹ نیو سٹار بس سروس 1962 سے لاہور تا قصور چل رہی ہے تو موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ تو انھوں نے اپنے حساب سے ٹھیک دیا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دوبارہ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ دوبارہ نہ کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2005 میں جو سروے ہوا تھا میں نے ان کو initially بتایا ہے کہ جب دیکھا گیا کہ اس روٹ پر لوگ زیادہ ہیں اور وہاں پر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی بسیں کم چلتی ہیں تو 2006 میں ہم نے اس کو اربن روٹ B-51 کے طور پر چلایا تھا۔ اب ہماری بسیں لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہو گئی ہیں تو ہم ان کو ان کے original روٹ پر لے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انھوں نے اربن روٹ پر معاہدہ کیا ہے، آپ ٹرانسپورٹ کے سیکرٹری صاحب کو بٹھائیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بغیر Fitness Certificate کے چلنے والی کتنی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اس کا جو criteria بتایا تھا وہ میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں 25 سے 30 گاڑیاں ماہانہ پکڑی جاتی ہیں جو روٹ کے بغیر چل رہی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹریفک پولیس بھی جرمانے کرتی ہے اور ہمارا DRTA بھی اڑھائی سو سے تین سو جرمانے ماہانہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خلاف ورزی کرنے والوں کے روٹ پرمٹ بھی suspend کئے جاتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر میرا سوال یہ ہے کہ کتنا ریونیو اکٹھا کر کے یا کتنے جرمانے اکٹھے کر کے خزانے میں جمع کروائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جرمانے کی شرح علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مک مکا کر کے Fitness Certificate دیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کی inspection نہیں کی جاتی اور مک مکا کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس بات کا ان کی نسبت آپ کو زیادہ پتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محکمہ ہم لوگوں کو پکڑے۔ اگر ہم بغیر inspection کے گاڑیاں چلا رہے ہیں تو محکمہ کیوں نہیں پکڑتا؟

جناب سپیکر: بغیر inspection کے جو گاڑیاں چلتی ہیں محکمہ کیوں ان گاڑیوں پر کارروائی نہیں کرتا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ ہر چھ مہینے کے بعد Fitness Certificate لینا پڑتا ہے۔ انھوں نے جو مک مکا اور Fitness Certificate کی بات کی ہے تو یہ خود ٹرانسپورٹر ہیں اس لئے ان کو بہتر پتا ہے کہ مک مکا ہوتا ہے۔ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہے تو ضرور ایسا ہوتا ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پولیس اور ڈیپارٹمنٹ ملا ہوا ہے۔ ہم ان کو پیسے دیتے ہیں، ہم ان لوگوں کو پیسے دیتے ہیں۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): مجھے انھوں نے کیا پیسے دیئے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!پولیس والوں کو پیسے دیئے جاتے ہیں،Fitness Certificate والوں کو ٹرانسپورٹر پیسے دیتا ہے پھر گاڑی سڑک پر چلتی ہے اور سڑک پر گاڑی چلانا آسان کام نہیں ہے۔ ان لوگوں میں تو اتنی طاقت ہی نہیں ہے کہ جو لوگ rules and regulation کے مطابق گاڑیوں کو سڑک پر چلا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔انھوں نے سن لی ہے اور note کر لی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!میں جناب منسٹر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ Fitness Certificate دینے کا طریق کار کیا ہے، اتھارٹی کیا ہے، کتنے عرصے کے لئے دیا جاتا ہے، کیا اس پر کوئی خاص ادارہ بنایا گیا ہے، آپ کسی بھی ضلع اور کسی بھی جگہ گاڑیاں check کر لیں تو کسی کے پاس Fitness Certificate نہیں ہوتا اور کیا یہ paper کی حد تک ہے یا واقعی عملدرآمد ہو رہا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس سوال کا جواب میں پیچھے دے چکا ہوں۔اگر آپ اجازت دیں تو میں دوبارہ بتا دیتا ہوں؟

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ معزز ممبر نے یہ سوال کیا ہے، آئندہ وہ وقت پر آئیں گے تو ان کو پتا ہو گا کہ پہلے کارروائی کیا ہو چکی ہے اور وہ دوبارہ اس کو نہیں چھیڑ سکتے؟رانا عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!معزز رکن نے اعتراف کیا ہے کہ وہ محکمے کو رشوت دیتے ہیں تو رشوت لینا اور دینا دونوں جرم ہیں اس لئے وزیر موصوف سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کیا کارروائی کرنا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: جو پکڑا جائے گا وہ اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!بے حد شکریہ۔میں Fitness Certificate پر بحث سن کر یہ کہوں گا کہ عمر کھائی ہوئی بسیں جو دھواں چھوڑتی ہیں ان کو جو Fitness Certificate جاری کیا جاتا ہے اس کا نام مک مکا certificate رکھ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جتنے بھی سوال کئے گئے ہیں تقریباً ہر سوال کے اندر معزز دوست نے گاڑیوں کی Fitness کے بارے میں اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے حوالے سے ضرور سوال کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی سوالات ہوئے ہیں میں منسٹر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ Fitness Certificate پاکستان میں چند سو روپے کی بنیاد پر دے دیا جاتا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جو سب کو پتا ہے کہ internationally گاڑیوں کی میعاد پر Fitness Certificate دیا جاتا ہے کہ کتنے سال کے بعد public transport capable نہیں رہتی کہ سڑکوں پر چل سکے۔ آج بھی 30 سال چلنے کے بعد بھی کوئی بس اس قابل رہتی ہے کہ اس کو Fitness Certificate دے دیا جائے؟ فیروزپور روڈ پر 30/35 سال پرانے ماڈل کی بسیں چل رہی ہیں اور لوگ پھر بھی Fitness Certificate لے لیتے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا ہم time frame دے سکتے ہیں کہ 15 یا 20 سال کے بعد ان گاڑیوں کی بطور Public Transport رجسٹریشن نہ ہو سکے اور ان کو Fitness Certificate جاری نہ کیا جا سکے۔ Public Transport کے لئے روڈ پر چلنے کی کتنی میعاد ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! آپ کو یہاں پر ایسی بھی بسیں ملیں گی جو 15 سال سے بھی پرانی ہوں اور لوگوں نے اسے maintain کیا ہو کہ وہ نئی لگتی ہیں۔ اسی طرح کئی ایسی بسیں بھی ہوں گی جن کو پانچ سال میں کھٹارا بنا دیا جاتا ہے۔ ہمارا Fitness Certificate کا ایک criteria ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے وہی چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ اس کی مد میں جو فیس وصول کی جاتی ہے وہ 1987 سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ اس کو تھوڑا سا amend کر لیں کہ Fitness Certificate کے بارے میں نصیر صاحب کو کہیں ساتھ بٹھا لیا کریں تاکہ پتا چل جائے پھر یہ check کر کے کم از کم House میں آ کر بات تو کر سکیں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میاں نصیر صاحب کو میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ یہ کسی بھی جگہ ہمارے موٹر وہیکل ایگزامینر کے ساتھ چھاپہ مارنا چاہیں، جانا چاہیں تو ان کو میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے اجازت نہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انھوں نے on the floor of the House مانا ہے کہ یہ مک مکا کرتے ہیں۔ اس پر آپ کوئی ruling دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں سچائی بتاؤں گی۔ آپ اپوزیشن کا ایک ممبر رکھیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ نے اس حوالے سے منسٹر صاحب کو بڑی اچھی بات کہی ہے کہ اس کا transparent system بن جائے تو ماحولیاتی آلودگی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر ایک دن بحث رکھیں گے۔ ابھی تو شاید گنجائش نہ ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ اس پر ضرور بحث کے لئے دن رکھا جائے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں بحث کے لئے تحریک جمع کروادوں گا تو آپ ایک دن مختص کر دیجئے گا۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن یہ commitment نہیں ہے۔ اب اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 2309۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء و طالبات کے کارڈ پر مہر ثبت کا مسئلہ

*2309: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سرکاری و غیر سرکاری سکولوں اور کالجوں کے طلباء و طالبات کو بسوں میں سفر کرنے پر ٹکٹ میں رعایت دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سہولت رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی میسر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء و طالبات کو ضلعی ٹرانسپورٹ آفیسر سٹوڈنٹ کارڈ پر اپنی مہر ثبت کرنے سے گریزاں ہیں؟

(د) کیا حکومت دینی مدارس کے طالب علموں کے سٹوڈنٹ کارڈ پر مہر ثبت کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ موٹر وہیکلز رولز1969 کی دفعہ 79 کی ذیلی دفعہ (د) کے مطابق تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کے لئے بسوں میں سفر کرنے کے لئے کرایہ میں رعائیت مہیا کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز(ب) میں دی گئی وضاحت کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(ب) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سہولت رجسٹرڈ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی میسر ہے جس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب میں جو بچے اور بچیاں مدارس میں جا رہی ہیں کیا ان کو students تسلیم نہیں کیا جاتا کہ انہیں یہ سہولتیں نہیں دی جا رہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کو بتانا یہ چاہوں گا کہ اس میں printing error ہے۔ ان کے جز(ب) کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے۔ میں یہاں پر on the floor of the House clear کر رہا ہوں کہ اس میں لفظ "نہ" printing error ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے clear کر دیا ہے۔ جواب میں لفظ "نہ" delete کر دیا جائے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کو اس کا جواب بھی دینا چاہوں گا کہ تمام رجسٹرڈ دینی مدارس کو یہ سہولت میسر ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! دراصل مجھے پتا تھا کہ یہ سہولت ہے لیکن جواب چونکہ "نہ" میں تھا اور جواب میں cutting بھی نہیں تھی اس لئے میں نے پوچھا ہے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس پر ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس پر جو ضمنی سوال کرنا تھا اُس کی وضاحت منسٹر صاحب نے خود ہی کر دی ہے کہ اس میں جو لفظ "نہ" کا استعمال کیا گیا ہے وہ printing mistake ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 2408۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ آگے نکل گئے ہیں اور وسیم قادر صاحب کا سوال miss کر گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوال نمبر 2311 ابھی لینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وسیم قادر صاحب کے بعد انہی کا سوال ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دوسرا سوال بھی وسیم صاحب کا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔ دوسرا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 2311۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور/گوجرانوالہ،2004سے تاحال جاری روٹس
اور آمدن کی تعداد و تفصیل

*2311:جناب وسیم قادر:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری2004 سے آج تک لاہور اور گوجرانوالہ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے روٹ پرمٹ جاری کرنے والی کمیٹی کے ممبران اور میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں محکمہ ہذا کو روٹ پرمٹ جاری کرنے پر جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) روٹ پرمٹ جاری کرنے والی اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جنوری2004 سے آج تک DRTA لاہور نے 59,638 اور DRTA گوجرانوالہ نے 32,479روٹ پرمٹ جاری کئے ہیں۔متعلقہ سیکرٹری DRTA ہی روٹ پرمٹ جاری کرنے کی اتھارٹی رکھتا ہے۔

تمام پبلک سروس وہیکلز کو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) جنوری2004 سے آج تک محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کو روٹ پرمٹس کی مد میں 65,52,79,150/-روپے کی آمدن ہوئی۔

(ج) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت متعلقہ سیکرٹری DRTA(جو کہ گریڈ17/18 کا گزیٹڈ آفیسر ہوتا ہے)کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کے اختیارات سونپے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر:جناب سپیکر!میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر2408۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بند روڈ لاہور میں پرائیویٹ بس سٹینڈز سے ٹرانسپورٹ کا اجراء

*2408: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بند روڈ لاہور پر واقع تمام پرائیویٹ سٹینڈز بند کر دیئے ہیں تا کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے قائم کردہ سکندر یہ ٹرمینل کامیاب بنایا جاسکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پرائیویٹ بس سٹینڈوں سے ملک اور صوبہ کے کونہ کونہ میں بسیں چلتی تھیں اور ان سے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے تھے اب یہ لوگ دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں؟

(ج) ہر بس سٹینڈ کو بند کرنے کی وجوہات علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائیں نیز ان کو بند کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت ان بس سٹینڈز کو دوبارہ بسیں چلانے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نیز ان بس سٹینڈز کو بلا جواز بند کرنے والے افسران کے خلاف قانونی محکمانہ کارروائی کرنے کو بھی تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حکومت نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکندر یہ ٹرمینل کی تعمیر سے پہلے یا بعد میں بند روڈ پر واقع کسی منظور شدہ سٹینڈ کو بند نہیں کیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے چونکہ سٹی بس ٹرمینل کے علاوہ اسی ایریا میں کم از کم چار ڈی کلاس سٹینڈ پنجاب کے تمام شہروں کے لئے مسافروں کو سفری سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

(ج) چونکہ کوئی بس سٹینڈ بھی بند نہ کیا گیا ہے اس لئے اس بارے میں تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں جز(د) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے بس سٹینڈ غیر منظور شدہ ہیں اور کس اتھارٹی کے تحت ان کو cancel کیا گیا تھا اور جن سٹینڈز کو رکھا گیا تھا وہ کتنے تھے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ اس سوال کے جز(ب) کا ہم نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہے چونکہ سٹی بس ٹرمینل کے علاوہ اسی ایریا میں کم از کم 4 ڈی کلاس سٹینڈ پنجاب کے تمام شہروں کے لئے مسافروں کو سفری سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ یہ 4 نہیں 6 سٹینڈ ہیں، یہاں پر بھی یہ printing error تھا۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ 6 سٹینڈ اِس وقت وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو درست کر لیا جائے کہ 6 سٹینڈ ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں سے ایک سٹینڈ نیشنل ایکسپریس جس کا 2005 میں لائسنس cancel کیا گیا تھا اور وہ ہائی کورٹ میں چلے گئے تھے اس وقت انہوں نے stay لیا ہوا ہے مگر وہ operate خود ہی کر رہے ہیں۔ یہ پرائیویٹ سٹینڈ category-D میں آتے ہیں اس میں ہوتا یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی گاڑیاں چلانی ہوتی ہیں، اڈے والے اُن سے پیسے لے کر گاڑیاں چلانے دیتے ہیں جس بناء پر یہ نیشنل ایکسپریس سٹینڈ cancel ہو گیا مگر ابھی بھی نیشنل ایکسپریس والے ہی operate کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے ہائی کورٹ سے stay لیا ہوا ہے اور ابھی تک وہ stay چلا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

زائد کرایہ وصول کرنے والے بس مالکان اور حکومتی اقدامات

*2409: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں چلنے والی بسوں کا کرایہ باقاعدہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور شدہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹر سٹی روٹ پر چلنے والی بسوں اے سی، نان اے سی کا کرایہ نامہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ نہ ہے بلکہ بس مالکان اپنی مرضی سے کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور تا بھیرہ میانی براستہ موٹروے جس کا کل فاصلہ تقریباً 215 کلومیٹر ہے اس روٹ پر چلنے والی ہینو بس (ائر کنڈیشنڈ) کے مالکان زبردستی مسافروں سے زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو حکومت کے مقرر کردہ کرایہ سے زیادہ وصول کر رہے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی Non A.C بسوں، منی بسوں اور ویگنوں کا کرایہ حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ سے منظور شدہ ہے البتہ صوبائی کابینہ کے فیصلہ

مورخہ 28-11-2000 کے مطابق حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی A.C گاڑیوں کا کرایہ de-regulated ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں بشمول لاہور تا بھیرہ A.C گاڑیوں کے کرائے de-regulate کر دیئے ہیں۔

(د) جی ہاں! Non A.C ٹرانسپورٹ کی صورت میں زائد کرایہ کی وصولی کی شکایات پر قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

لاہور میں گرین ٹاؤن سے لاری اڈا تک ٹرانسپورٹ چلانے کا مسئلہ

*2617: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور سے لاری اڈا تک 47 نمبر ویگن چلتی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ سال قبل ویگن کو ختم کر کے اس روٹ پر بسیں چلا دی گئیں جن کا روٹ نمبر 24 تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سات ماہ سے اس روٹ نمبر 24 کی تمام بسیں بند ہو گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سات ماہ سے اس روٹ پر نہ تو کوئی بس اور نہ ہی کوئی ویگن چل رہی ہے اور عملاً روٹ نمبر 24 ختم ہو گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس روٹ پر ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) یہ روٹ ابتدائی طور پر میسرز مونولائٹ انٹرنیشنل کمپنی کو فرنچائزڈ بنیادوں پر بسیں چلانے کے لئے الاٹ کیا گیا تھا مگر کچھ ہی عرصہ بعد اس کمپنی کی تقریباً تمام بسیں ناکارہ ہونے کی وجہ سے off road ہو گئیں چنانچہ محکمہ نے ان کی اجازت منسوخ کر دی۔
حال ہی میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے یہ روٹ نیازی ٹرانسپورٹ کمپنی کو الاٹ کر دیا ہے چونکہ اسی الاٹمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے والا روٹ نمبر 40 پہلے ہی نیازی کمپنی کے پاس ہے لہذا چند دنوں تک روٹ نمبر 24 پر نیازی ٹرانسپورٹ کی بسیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔

آر ٹی اے سرگودھا میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2632: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آر ٹی اے سرگودھا میں کتنی اسامیاں منظور شدہ گریڈ وار ہیں؟
(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟
(ج) اس ضلع میں آر ٹی اے کے گریڈ 11 اور اوپر کی اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟
(د) آر ٹی اے کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن کتنی تھی اور یہ آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

گریڈ 18	=	ایک
گریڈ 16	=	ایک
گریڈ 14	=	ایک
گریڈ 12	=	ایک
گریڈ 11	=	ایک
گریڈ 07	=	تین
گریڈ 05	=	تین

گریڈ02 = تین

(ب) کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج)

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	پتا
-1	ڈاکٹر فاروق منظور	سیکرٹری	17	MBBS & MBA	P-60 کشمیر روڈ، خیابان کالونی فیصل آباد
-2	جان محمد	MMPI	16	میٹرک	ماچھی وال، ضلع شیخوپورہ
-3	رانا عبدالرؤف	اسسٹنٹ	14	میٹرک	19 اولڈ سول لائنز، سرگودھا
-4	عبدالرحمٰن	سٹینوگرافر	12	BA	موضع ڈولہ پختہ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ
-5	امتیاز احمد باجوہ	MVE	11	DAE آٹو7ڈیزل/ بی ٹیک آنرز	مکان نمبر110، کالج روڈ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

(د)

سال	روٹ پرمٹ	پاسنگ	جرمانہ	ٹوٹل
2007-08	Rs. 56,34,450	Rs. 42,22,400	Rs. 8,87,100	Rs.1,07,43,950
2008-09 (اپریل2009تک)	Rs.39,93,000	Rs.41,52,650	Rs.10,01,400	Rs.91,47,050

ضلع فیصل آباد۔بسوں/ویگنوں کے اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2704:جناب شفیق احمد گجر: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد شہر میں بسوں/ویگنوں کے اڈوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اڈوں پر محکمہ کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کے تمام بس/ویگن اڈوں پر صفائی کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) محکمہ کے پاس کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ جن اڈوں پر صفائی کے ناقص انتظامات ہیں ان کو سیل کر دیا جائے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع فیصل آباد میں اڈوں کی کل تعداد24 ہے۔ان میں سے 16 اڈے پرائیویٹ مالکان کے زیر انتظام ہیں اور 7اڈے ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہیں جبکہ ایک(بی) کلاس سٹینڈ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کے زیر انتظام ہے۔

(ب) (ڈی) کلاس سٹینڈز پر تمام سہولیات مالکان اڈاخود فراہم کرتے ہیں جبکہ ضلعی حکومت کے زیر انتظام اڈوں پر ویٹنگ رومز، بیت الخلاءاور واٹر سپلائی کی provision رکھی گئی ہے جس کے لئے ضلعی حکومت خاطر خواہ انتظام کر رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔پرائیویٹ اڈوں یعنی (ڈی) کلاس سٹینڈز پر مالکان نے از خود صفائی کا انتظام کر رکھا ہے جبکہ ضلعی حکومت واربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کے زیر انتظام فیصل آباد شہر میں(سی)و(بی) کلاس سٹینڈز پر صفائی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور عملہ صفائی بھی تعینات ہے۔

(د) محکمہ کے پاس ایسے اختیارات موجود ہیں اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی صورت میں قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے۔

دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو بند کرنے کی تفصیلات

*2748:سیدہ ماجدہ زیدی:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیادھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی رجسٹریشن کے وقت ان کا مکمل معائنہ کیا جاتا ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

(ب) کیا حکومت کسی ایسی پالیسی پر غور کر رہی ہے کہ دھواں چھوڑنے والی اور ماحول کو خراب کرنے والی گاڑیوں کو بند کیا جاسکے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! تمام پبلک سروس وہیکلز کو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے رجسٹریشن کے حصول کے بعد، محکمہ ٹرانسپورٹ کا ٹیکنیکل عملہ جو کہ موٹر وہیکل ایگزامینر کہلاتا ہے موٹر وہیکلز

آرڈیننس1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے تحت تمام گاڑیوں کے مکمل معائنہ کے بعد ان کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں! ماحول کو شور، دھوئیں اور آلودگی سے پاک کرنے کی غرض سے دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کیخلاف موٹر وہیکلز رولز1969 کے تحت محکمہ ماحولیات اور محکمہ ٹرانسپورٹ مشترکہ campaign کرتے رہتے ہیں اگر کوئی گاڑی دھواں چھوڑتی یا آلودگی کا باعث بنتی ہوئی پکڑی جائے تو متعلقہ قوانین کے تحت اس کا چالان کر کے اسے بند کر دیا جاتا ہے تا کہ عوام کو صاف ستھرا اور صحت مند ماحول مل سکے۔

پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا2008-09 کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*2756: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا سال09۔2008 کا بجٹ مدوار کتنا ہے؟

(ب) اس اتھارٹی میں گریڈ17 اور اوپر کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سال2008-09 کے بجٹ کی مدوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ17 اور اس سے اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	گریڈ	اسامیاں
-1	گریڈ17	4عدد

2- گریڈ18 1عدد

(ج) گریڈ17 کی اکاؤنٹ آفیسر، ٹرانسپورٹ پلاننگ آفیسر اور ڈیٹا بیس انٹری آپریٹر کی اسامیاں سال2005 سے خالی ہیں اور ان اسامیوں کے لئے حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق بھرتی کی جائے گی۔

لاہور شہر میں چلنے والی بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2757:جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں ہر روٹ پر کتنی بسیں چل رہی ہیں اور کس کس کمپنی کی چل رہی ہیں؟

(ب) ان بسوں اور ویگنوں کا کرایہ یکم جنوری2008 سے 31۔دسمبر2008 تک کتنی دفعہ بڑھایا گیاہر دفعہ کتنے فیصد کرایہ میں اضافہ ہوا، اضافہ کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ کرایہ میں کمی کس حساب سے کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں نیو خان، میٹرو، پریمیئر بس سروس، ڈائیوو، نیازی، میکس، بلوچ، اے بی سی لاہور اور بشیر سیال ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی 781 بسیں 32 مختلف روٹوں پر چل رہی ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جنوری2008 سے ستمبر2008 تک ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے 3 مرتبہ کرایوں کی شرح میں اضافہ کیا گیا تھا جبکہ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کے بعد کرایوں کی شرح میں کمی نومبر2008 میں کی جاچکی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اربن اور انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی Non A.C پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح کا آخری نوٹیفکیشن مورخہ 24۔نومبر2008 کو جاری کیا تھا، جس میں پٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کے مطابق کرایوں کی شرح کم کی گئی ہے۔جس کے مندرجات درج ذیل ہیں:-

a) INTER CITY ROUTES (STAGE CARRIAGES)

Sr. No.	Category of Road.	Fare Per Passenger per. Kilometer	
1.	Metalled Plain Roads.	Existing	Revised

		74 Paisas	70 Paisas
2.	Plain Kacha Roads	75 Paisas	72 Paisas
3.	Hilly Roads.	76 Paisas	75 Paisas
4.	Air Conditioned Vehicles.	Fare de-regulated.	

b) Urban Routes.

(Buses, Mini Buses, Station Wagons & Suzuki Vans)

Sr. No. Stages	Existing Fare Structure Fare Per Passenger (Rs)	Revised Fare Structure Fare Per Passenger (Rs)
1. o to 4 K.M	12.00	10.00
2. 4.1 to 8 K.M	14.00	13.00
3. 8.1 to 14 K.M	16.00	15.00
4. 14.1 to 22 K.M	18.00	18.00
5. 22.1 & above	22.00	20.00

چنیوٹ شہر کے لئے ٹرانسپورٹ کا اجرا

*2878: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چنیوٹ شہر کو جانے والی ٹریفک بھی غائب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دوسرے شہروں میں جیسا کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل مریضوں کے لواحقین مغرب کے بعد گھنٹوں بس یا ویگن کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں ٹرکوں پر بیٹھ کر یا کرائے کی گاڑی لے کر واپس چنیوٹ جانے پر مجبور ہوتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چنیوٹ شہر کے لئے رات کو بھی ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز چنیوٹ شہر کو جانے والی ٹرانسپورٹ کے نظام میں بہتری لانے کے لئے بھی کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے چونکہ دیہاتی علاقہ کے لوگوں کو رات کے وقت ٹرانسپورٹ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی اس لئے دیہاتوں کو آنے جانے والی لوکل ٹرانسپورٹ رات کے وقت بند ہو جاتی ہے البتہ دوسرے شہروں سے آنے جانے والی ٹرانسپورٹ ساری رات چنیوٹ شہر سے گزرتی رہتی ہے۔

(ب) رات کے وقت تمام بڑے شہروں سے آنے والی ٹرانسپورٹ چنیوٹ شہر سے ہو کر گزرتی ہے اس لئے مسافروں کو تمام رات یہ سہولت میسر ہے نیز یکم جولائی 2009 سے چنیوٹ

کے ضلع بننے پر موجودہ ٹرانسپورٹ نظام میں اضافہ ہونے اور مزید بہتری آنے کی توقع ہے۔

آر ٹی اے سیالکوٹ کی آمدن، اخراجات و دیگر تفصیلات

*2937: **رانا آصف محمود:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آر ٹی اے سیالکوٹ کی سال2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور گاڑیوں کی مرمت وپٹرول کے اخراجات بیان کریں؟

(د) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران آر ٹی اے نے کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

آمدن2007-08 =روٹ پرمٹstamps	26,34,600/-روپے
فیس لائسنسC&Dکلاس سٹینڈز	2,66,500/-روپے
کل آمدن سال08-2007	29,01,100/-روپے
اخراجات08-2007= تنخواہ ملازمین	6,11,111/-روپے

(ب)

1۔ روٹ پرمٹ سٹیمپس

2۔ لائسنس وتجدید سی وڈی کلاس سٹینڈز

(ج)

1۔ تنخواہ ملازمین	=6,11,111/-روپے
2۔ ٹی اے/ڈی اے	= NIL

3۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (کوآرڈینیشن) کے پاس ڈسٹرکٹ آرٹی اے کا اضافی چارج ہوتا ہے۔ گاڑیوں کی مرمت وپٹرول کے اخراجات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ (ڈی سی او آفس) کے بجٹ سے کئے جاتے ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ آرٹی اے کا دفتر ڈی سی او آفس بلڈنگ میں واقع ہے اس لئے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی آرٹی اے فنڈز سے نہ ہوتی ہے۔

(ہ) تعداد اجراء روٹ پرمٹ 08۔2007=1272عدد

آرٹی اے سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2939:**رانا آصف محمود:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آرٹی اے سیالکوٹ میں کتنی اسامیاں منظور شدہ گریڈوار ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) آرٹی اے کی سال 08-2007 کی آمدن کتنی تھی اور یہ آمدن کس کس ذرائع سے ہوئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر (BS۔14)=1

(2) موٹر وہیکل ایگزامینر (BS۔11)=1

(3) سینئر کلرک (BS۔9)=1

(4) جونیئر کلرک (BS۔7)=2

(5) کانسٹیبل (BS۔5)=1

(6) چوکیدار (BS۔2)=1

(7) نائب قاصد (BS۔3)=1

(ب) صرف ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر کی اسامی سال 2004 سے تاحال خالی ہے۔

(ج) ڈی۔ آر۔ ٹی۔ اے سیالکوٹ کی کل آمدنی کی تفصیل برائے سال 08۔2007 درج ذیل ہے:-

روٹ پرمٹStamps	=	26,34,600/۔روپے
فیس لائسنسC&Dکلاس سٹینڈز		2,66,500/۔روپے
کل آمدن سال08۔2007		29,01,100/۔روپے

فیصل آباد اربن روٹس پر ویگنوں کے روٹ پرمٹ کا اجرا

*2968: **محترمہ انجم صفدر:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں اربن روٹس نمبر7، 3 اور9 پر چلنے والی فرنچائزڈ بسیں کب چلائی گئیں ہر روٹ پر کتنی تعداد تھی، یہ کب اور کیوں بند ہوئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ روٹس پر بسوں کے بند ہونے سے عوام کو آمد و رفت میں مشکلات اور دشواریاں پیش آرہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روٹس پر بند ہونے والی بسوں کے متبادل ویگنوں وغیرہ کو روٹ پرمٹ جاری نہیں کئے جارہے؟

(د) اگر مذکورہ سوالوں کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ روٹس پر ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں فرنچائزڈ بسیں سال2002 میں چلائی گئی تھیں۔روٹ نمبر3 پر مقررہ تعداد 25،روٹ نمبر7 پر 28 جبکہ روٹ نمبر9 پر 25 تھی- مزید برآں روٹ نمبر9 پر فروری2006،روٹ نمبر3 پر مارچ2008 اور روٹ نمبر7 پر مارچ2009 سے، فرنچائزڈ بسوں کا آپریشن تکنیکی وجوہات کی بناء پر بند ہوا۔

(ب) جی ہاں! ایسا کچھ عرصہ ہوا لیکن بعد ازاں ان روٹوں پر اربن ویگنوں کو چلنے کی اجازت دے دی گئی۔

(ج) چونکہ نئی ٹرانسپورٹ پالیسی کے تحت تمام HOV اور LOV اربن روٹس باقاعدہ ایک سروے کے تحت منظور کئے گئے ہیں اس لئے بس روٹس ویگنوں کو نہیں دیئے جاسکتے البتہ ان کو عارضی اجازت دے دی گئی ہے۔

(د) محکمہ ٹرانسپورٹ سے اجازت کے بعد فی الحال روٹس نمبر9 پر اربن ویگنوں کو روٹ پر مٹ جاری کئے جارہے ہیں جبکہ روٹ نمبر3اور7 پر ویگنوں کی اجازت کے لئے محکمہ کو سفارش کی گئی ہے جس کا فیصلہ ہونے پر روٹ پر مٹ جاری کر دیئے جائیں گے۔

گجرات شہر میں ویگنوں / بسوں کے اڈوں پر گندگی کی صورتحال

*3018: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات شہر میں ویگنوں / بسوں کے اڈوں پر بے حد گندگی ہوتی ہے، صفائی کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت جن بس / ویگن اڈوں پر صفائی کے ناقص انتظامات ہوں ان کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع گجرات میں کل 15 "D" کلاس ویگن سٹینڈ کام کر رہے ہیں۔(جن کی تفصیل بطور ("Annex "A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہ کہ "D" کلاس سٹینڈز جو پرائیویٹ مالکان کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی گجرات ان کو وقتاً فوقتاً چیک کرتی رہتی ہے اور ان کو اڈے کی صفائی ستھرائی اور maintenance کے لئے ضروری ہدایات جاری کرتی رہتی ہے۔اس سلسلے میں کئی دفعہ ان (D) کلاس سٹینڈز کو بطور تنبیہہ کچھ دنوں کے لئے بند بھی کیا جاتا رہا ہے۔جس کی مثال مورخہ 18/07/2008 کو تحصیل گجرات کے تمام (D) کلاس سٹینڈز کو بند کرنے کے احکامات سے ظاہر ہوتا ہے (آرڈرز کی کاپی بطور "Annex "B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جن کو بعد ازاں گورنمنٹ کی تمام شرائط کی پاسداری کرنے پر دو ہفتے بعد بحال کر دیا گیا تھا۔

اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اتھارٹی نے بذریعہ چٹھی نمبری140/DRTA بتاریخ21-04-2009 کو تمام سٹینڈز کو ہدایات بطور نوٹس جاری کیں جس میں کہا گیا کہ اگر مذکورہ شرائط پر عملدرآمد نہ کیا گیا تو سٹینڈز کے لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے جس کی تفصیل(Annex "C") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ضلع گجرات میں 5 "C" کلاس سٹینڈز بھی ہیں جن میں سے ایک "C" کلاس سٹینڈ T.M.A گجرات کے زیر انتظام چل رہا ہے اور تین T.M.A کھاریاں کے زیر انتظام ہیں جبکہ ایک "C" کلاس سٹینڈ جو کہ سرائے عالمگیر میں واقع ہے وہ N.H.A اسلام آباد کے کنٹرول میں ہے۔اتھارٹی ان T.M.As کو بھی اپنے اڈے کی صفائی ستھرائی اور انتظام و انصرام کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی رہتی ہے تاکہ عوام کو بہترین سفری سہولتیں میسر آسکیں اور ان اڈاجات پر صفائی ستھرائی کا کوئی مسئلہ نہ ہو۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت ان بس / ویگن اڈوں پر جہاں صفائی کے انتظامات ناقص ہوں متعلقہ قوانین کے تحت کارروائی کرتی رہتی ہے اس کی ایک مثال جز(الف) میں بیان کی گئی ہے۔

گجرات میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں پر سہولیات کی تفصیل

*3019: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات شہر میں بسوں اور ویگنوں کے کتنے اڈے ہیں؟

(ب) مذکورہ شہر میں کتنے ایسے اڈے ہیں جہاں مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اڈوں پر مسافروں کو بیٹھنے کی سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گجرات شہر میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد چھ عدد ہے جن میں سے پانچ ڈی کلاس سٹینڈ ہیں اور ایک سی کلاس سٹینڈ ہے۔

(ب) مذکورہ شہر میں کوئی ایسا اڈا نہ ہے جہاں مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔مزید یہ کہ اڈوں کی منظوری و تجدید کے وقت موٹر وہیکلز رولز کے تحت مسافروں کے بیٹھنے کی جگہ کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

(ج) موٹر وہیکلز رولز 253اور256 کے تحت اڈا کی منظوری و تجدید کے لئے اڈا پر مسافروں کے بیٹھنے کی سہولت کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر اڈا کی منظوری و تجدید نہیں ہوتی۔مزید بر آں یہ کہ مسافروں کے بیٹھنے کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کی انسپکشن بھی کی جاتی ہے۔

ضلع بہاولنگر،بسوں / ویگنوں کے اڈوں پر مسافروں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی

*3138: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے اکثر بسوں / ویگنوں کے اڈوں پر صفائی کا بالکل انتظام نہ ہے اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت ان اڈوں پر عوام کو ضروری سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس بارے میں متعلقہ سیکرٹری ڈی آر ٹی اے بہاولنگر سے رپورٹ طلب کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:-

"کسی حد تک درست ہے لیکن مزید بہتری اور صفائی، ستھرائی کے لئے اڈا مالکان اور متعلقہ TMO کو سختی سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور اس ضمن میں گاہے بگاہے چیکنگ بھی کی جارہی ہے۔"

(ب) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں دیئے گئے متعلقہ قوانین کے تحت اڈوں پر مطلوبہ سہولیات مہیا کرنے پر ہی لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3187: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع بہاولنگر میں محکمہ اربن ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں 09۔2008 میں کتنے روٹ پر مٹ جاری کئے اور ان سے کتنی آمدنی ہوئی، آگاہ کریں؟

(ج) 09۔2008 محکمہ نے ضلع بہاولنگر میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنا فنڈ رکھا اور کیا کیا سہولیات مہیا کی گئیں، آگاہ کریں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) نہیں، کیونکہ بہاولنگر بڑا ضلع نہ ہے۔

(ب) سال 09-2008 میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاولنگر نے کل 788 روٹ پرمٹس جاری کئے جس کی مد میں حکومت کو -/16,54,650 روپے کی آمدنی ہوئی۔

(ج) چونکہ ضلع کے تمام جنرل بس سٹینڈز TMOs کے کنٹرول میں ہیں اور TMOs ہی اڈا جات کی سہولیات کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں اور یہ فنڈز ان ہی کی زیر نگرانی خرچ ہوتے ہیں اس لئے محکمہ ہذا کو اس کا علم نہ ہے۔

ڈائیو وبس سروس اور چائنیز کمپنی کے اشتراک سے چلائی جانے والی بسوں کی تفصیلات

*4112: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائیو وبس سروس کی بسوں کے رنگ وشبہات کے بارے میں ایک وارننگ ایڈورٹائزمنٹ جو مورخہ 09-07-30 کے روزنامہ "نوائے وقت" میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی طرف سے دیا گیا، کی ادائیگی کس محکمہ نے کس مد سے کی؟

(ب) کیا ڈائیو وبس سروس میں پنجاب حکومت کا کوئی حصہ ہے؟

(ج) لاہور میں حال ہی میں Chinese Companies کے اشتراک سے جو بسیں چلائی گئیں ان کی Chassis، سی اینڈ ڈبلیو اور FOB قیمتوں کی تصدیق کس انٹرنیشنل ادارے یا

مارکیٹ سے کرائی گئی اگر ہاں تو K Bidder Comparison Sheet کی تفصیلات بتائیں اگر نہیں تو پھر ان بسوں کی operating companies کو کس بنیاد پر support equity،25 فیصد دی گئی؟

(د) ان تمام بسوں کا وارنٹی پیریڈ کیا ہے اور اس وارنٹی کی ضمانت کس نے دی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائیوو بس سروس کی بسوں کے رنگ و شبہات کے بارے میں ایک وارننگ ایڈور ٹائزمنٹ جو مورخہ 30-07-2009 کے روزنامہ "نوائے وقت" میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی طرف سے دیا گیا اس کی تمام ادائیگی خود ڈائیوو بس سروس نے کی ہے۔

(ب) ڈائیوو بس سروس میں حکومت کا کوئی حصہ نہ ہے۔

(ج) لاہور میں چائنیز کمپنی کے اشتراک سے جو بسیں چلائی گئیں ان کو چیک اور منظور کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کہ چیف ٹرانسپورٹ پلانر ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور موٹر وہیکل ایگزامینر پر مشتمل تھی جنہوں نے ان بسوں کا معائنہ کیا ہے اور اپنی رپورٹ میں ان کو حکومت پنجاب کی جاری کردہ Bus specification کے مطابق قرار دیا اس کے بعد اس کمپنی کو پیسے ادا کئے گئے تھے۔

(د) ان بسوں کی وارنٹی یا چلنے کی کل مدت حکومت پنجاب نے آٹھ سال سے دس سال مختص کی ہے کیونکہ حکومت پنجاب ہر سال ان بسوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے ان کا معائنہ کرواتی ہے اور اس کے بغیر روٹ پرمٹ حاصل نہیں کیا جاتا اور نہ ہی حکومت جاری کرتی ہے۔

بھیرہ تا ملکوال، سرگودھا میں بغیر روٹ پرمٹ بسیں چلانے والوں کے خلاف کارروائی

*4265:جناب شیر علی خان: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھیرہ تاملکوال براستہ میانی(سرگودھا)روٹ پر کتنی بسیں اور ویگنیں چل رہی ہیں؟

(ب) اگر ان بسوں اور ویگن مالکان نے اس روٹ پر ٹرانسپورٹ چلانے کی اجازت R.T.A سرگودھایا دیگر کسی ادارے سے حاصل کی ہے تواس کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) اس روٹ پر بسیں اور ویگن چلانے کا کس کس فرد کوروٹ پرمٹ جاری کیا گیاہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس روٹ پر بس اور ویگن مالکان موٹر سائیکل رکشانہیں چلنے دیتے اس کی وجوہات کیاہیں؟

(ہ) کیا حکومت بغیر لائسنس کے بسیں اور ویگنیں چلانے والوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توکب تک نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) دفتر D.R.T.A سرگودھاکے ریکارڈ کے مطابق اس روٹ پر 25بسوں / منی بسوں اور 58ویگنوں کوروٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔

(ب) جن پبلک سروس وہیکلز کو D.R.T.A سرگودھانے روٹ پرمٹ جاری کئے ہیں ان کی تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صوبہ بھر میں تمام روٹ سٹیج کیرج بسوں اور ویگنوں کے لئے منظور ہیں اور متذکرہ بالا روٹ بھی سٹیج کیرج بسوں اورویگنوں کے لئے منظور شدہ ہے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے پالیسی لیٹر نمبر2000/8-2(TR-I)SOمورخہ 2001-03-31 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)میں واضح طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ موٹر سائیکل رکشوں کے ہائی ویز اور صوبہ پنجاب میں تمام شہروں کی مین سڑکوں پر چلنے پر پابندی لگادی گئی ہے۔اس لیٹر کی روشنی میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سرگودھانے بھی موٹر سائیکل رکشوں کے لئے زون بنادیئے ہیں اور اس فیصلہ کے مطابق ان کو روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف اور ٹریفک پولیس پر مشتمل ٹریفک چیکنگ سکواڈ باقاعدگی سے پبلک ٹرانسپورٹ کو چیک کرتے رہتے ہیں اور بے قاعدگی کی مرتکب گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

بھیرہ تاملکوال، سرگودھا مسافروں سے زائد کرایہ وصول کرنے کی شکایات

*4266: **جناب شیر علی خان:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھیرہ تاملکوال براستہ میانی سڑک کی کل لمبائی کتنی ہے اور اس روڈ پر چلنے والی بسوں کا سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ کتنا ہے؟

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس روٹ پر چلنے والی بسوں کے مالکان حکومت کے منظور شدہ کرایوں سے زیادہ مسافروں سے وصول کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ R.T.A کو شکایات موصول ہونے کے باوجود ان بس مالکان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جارہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بھیرہ تاملکوال روڈ کا فاصلہ 30 کلو میٹر ہے اور اس کے روٹ کے سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ کی تفصیل کرایہ نامہ پر درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سیکرٹری DRTA سرگودھا کا فیلڈ سٹاف موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز1969 کی روشنی میں قانون کی خلاف ورزی اور زائد کرایہ کی وصولی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرتا رہتا ہے۔

(ج) دوسری شکایات کی طرح کرایہ زائد موصول ہونے کے بارے میں شکایات پر بھی سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔اسی طرح اس روٹ پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ وہیکلز کے خلاف بھی شکایات موصول ہونے پر قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے

DRTA سرگودھا کے MMPI نے مورخہ 17-10-2009 کو 19 بسوں اور ویگنوں اور مورخہ 24-10-2009 کو 9 بسوں کے چالان کئے جس پر کارروائی کرتے ہوئے سیکرٹری DRTA سرگودھا نے ان گاڑیوں کے مالکان سے مبلغ-/20900 روپے جرمانہ وصول کیا-

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف اور ٹریفک پولیس پر مشتمل ٹریفک چیکنگ سکواڈ صوبہ بھر میں باقاعدگی سے پبلک ٹرانسپورٹ کو چیک کرتے رہتے ہیں اور بے قاعدگی کی مرتکب گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے-

لاہور شہر و پنجاب کے دیگر شہروں میں فضائی آلودگی بڑھنے کی تفصیلات

*4346: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر و پنجاب کے دیگر شہروں میں سڑکوں پر دھواں چھوڑتی گاڑیوں سے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے، مختلف بیماریاں جنم لے رہی ہیں جس میں سانس کی بیماریاں سرفہرست ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب عوام کو فضائی آلودگی سے بچانے کے لئے دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات کسی حد تک درست ہے لیکن جہاں تک محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کا تعلق ہے تو محکمہ ٹرانسپورٹ کا چیکنگ سکواڈ اپنی روزانہ کی چیکنگ میں دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کے چالان کرکے انھیں بند کرتا رہتا ہے-اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے شہری حدود میں چلنے والی بسوں کے لئے دس سال تک کی ماڈل کنڈیشن کی پابندی بھی لگائی ہوئی ہے اور دس سال تک کی پرانی بسوں کا روٹ پرمٹ تجدید

ہی نہیں کیا جاتا اس سلسلے میں حال ہی میں 2روٹوں پر نئی ماحول دوست CNGبسیں بھی چلائی گئی ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث بھی نہیں بنیں گی۔

(ب) جی ہاں! ماحول کو شور، دھوئیں اور آلودگی سے پاک کرنے کی غرض سے دھواں چھوڑنے اور آلودگی کا باعث بننے والی تمام پبلک سروس وہیکلز کیخلاف موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت محکمہ ماحولیات اور محکمہ ٹرانسپورٹ مشترکہ campaign کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی گاڑی دھواں چھوڑتی یا آلودگی کا باعث بنتی ہوئی پکڑی جائے تو متعلقہ قوانین کے تحت اس کا چالان کر کے اسے بند کر دیا جاتا ہے تاکہ عوام کو صاف ستھرا اور صحت مند ماحول مل سکے۔

لاہور میں پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4651: **سیدہ ماجدہ زیدی :** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان دفاتر کے سال 2007 سے آج تک کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان دفاتر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ماہانہ تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ان دفاتر کے سال 2006 تا 2008 کے ٹیلیفون اور بجلی کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کا صرف ایک ہی دفتر ہے جو کہ 11/A ایجرٹن روڈ لاہور پر واقع ہے۔

(ب) اس دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	کل تنخواہ مع دیگر الاؤنسز
1	چودھری محمد اقبال	ڈائریکٹر فنانس	-/14062روپے
2	محمود الحسنین کاظمی	اسسٹنٹ	-/8311روپے

3	عابد اقبال غوری	جونیئر کلرک اکاؤنٹس	-/5558روپے
4	محمد اسلم	اسسٹنٹ ایڈمن	-/8057روپے
5	مرزا سلیم بیگ	سینئر کلرک لیگل	-/7712روپے
6	محمد حنیف بھٹی	سینئر کلرک	-/6174روپے
7	محمد رفیق ملک	پی اے برائے ایم ڈی	-/12417روپے
		کل تنخواہ کی رقم	-/62291روپے

(ج)

سال	تنخواہ و دیگر اخراجات	ماہانہ پنشن	کل اخراجات
2007	-/5725394	-/232497900	-/238223294
2008	-/16432135	-/274280961	-/290713096
2009	-/5191603	-/337339108	-/342530711
2010	-/1662827	-/194419906	-/196082733
کل رقم	-/29011959	-/1038537875	-/1067549834

آمدن

سال2007	رقم-/477204روپے
سال2008	-/81438روپے
سال2009	-/128361روپے
سال2010	-/53364روپے
کل رقم	-/740367روپے

(د)محمد اقبال گریڈ17ڈائریکٹر فنانس تنخواہ-/14062روپے

(ہ)

سال	بجلی کے اخراجات	ٹیلیفون کے اخراجات
2006	-/384440	-/90265روپے
2007	-/266670	-/105953روپے
2008	-/118188	-/97568روپے
کل رقم	-/769298	-/293786روپے

سال10-2009،عوام کوٹرانسپورٹ کی سہولیات
فراہم کرنے کے لئے منصوبہ جات کی تفصیلات

*5055:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال10۔2009میں محکمہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ب) اس بجٹ سے عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کن کن اضلاع میں کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے گئے،ان سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) ہر ایک منصوبہ پر تخمینہ لاگت کی تفصیل سے علیٰحدہ علیٰحدہ آگاہ فرمائیں؟

(د) یہ منصوبہ جات کب کتنے عرصہ میں مکمل ہوں گے،تاریخ وسال سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال10-2009میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے لئے کیپیٹل ہیڈ میں 15 ملین اور ریونیو ہیڈ میں 110 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کل ملا کر125 ملین روپے بنتے ہیں۔

(ب) اس بجٹ سے عوام کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے 40 ملین روپے 4 سٹروک CNG رکشوں پر سبسڈی کے لئے مختص کئے گئے تا کہ پبلک ماحول دوست 4 سٹروک CNG رکشوں کی سہولت سے مستفید ہو سکے۔5 ملین روپے محکمہ کو بہتر اور اس قابل بنانے کے لئے دیئے گئے ہیں کہ وہ بہتر طریقے سے ٹرانسپورٹ کے مسائل کو سمجھ کر ان کا اتنا ہی جلد اور بہتر حل کیا جا سکے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نئی بسوں کی خرید پر بھی 25 فیصد سبسڈی فراہم کر رہی ہے۔لاہور ماس ٹرانزٹ منصوبہ پر بھی دوبارہ کام شروع ہو چکا ہے اور جلد ہی عوام کو ٹرانسپورٹ کے مسائل سے نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(ج) CNG رکشا سکیم کے لئے 40 ملین لاہور ماس ٹرانزٹ کے لئے384.157 ملین محکمہ ٹرانسپورٹ کی کیپسٹی بلڈنگ کے لئے5 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔مزید برآں 2009-10 کے تمام منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 4سٹروک CNGرکشا سکیم جاری شدہ سکیم ہے اور حکومت آہستہ آہستہ 2سٹروک رکشے جو کہ ماحول کو آلودہ کرتے ہیں بالکل ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔لاہور ماس ٹرانزٹ کی پہلی لائن 2020تک مکمل ہو جائے گی۔ محکمہ کی کیپسٹی بلڈنگ بھی اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی۔

سال2008-09، ضلع میانوالی میں حکومت کی طرف سے ٹرانسپورٹ سروس فراہم کرنے کی تفصیلات

*5059: **جناب علی حیدر نور خان نیازی:** کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2008-09 میں ضلع میانوالی میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے، اس سے کتنی آمدنی ہوئی آگاہ کریں؟

(ب) ضلع میانوالی میں عوام کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی ٹرانسپورٹ سروس فراہم کی گئی ہے، اگر نہیں تو حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ضلع میانوالی میں محکمہ کے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) ضلع میانوالی میں مذکورہ بالا سال میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اور اس میں کتنا بجٹ عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خرچ ہوا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع میانوالی میں سال 2008-09 کے دوران دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، میانوالی سے کل378روٹ پرمٹ جاری کئے گئے جن کے عوض مبلغ۔/10,54,450 روپے حکومت کاریونیو جمع کیا گیا۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں کہیں بھی سرکاری ٹرانسپورٹ نہ ہے۔ تاہم پبلک ٹرانسپورٹ پارٹنرشپ کے تحت پنجاب کے بڑے شہروں میں بس سروس کی سہولت مہیا کی جارہی ہے ۔ اس سلسلہ میں ضلعی حکومت اپنی سفارشات مرتب کرکے حکومت پنجاب محکمہ

ٹرانسپورٹ کو بھجوائے گی تو ان سفارشات کی روح کے مطابق پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

(ج) ضلع میانوالی میں چار منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں ایک موٹر وہیکلز ایگزامینر، دو جونیئر کلرک اور ایک چوکیدار ہے۔ موٹر وہیکل ایگزامینر کی اسامی خالی ہے تاہم چکوال سے موٹر وہیکل ایگزامینر دو یوم کے لئے ضلع میانوالی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔

(د) ضلع میانوالی میں دفتر DRTA کا بجٹ برائے سال09۔2008 مبلغ۔/3,71,948 روپے ہے۔ جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں سرکاری ٹرانسپورٹ ہے اور نہ ہی اس کا بجٹ ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام و دیگر تفصیلات

*5232: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں ٹرانسپورٹ سسٹم میں بہتری لانے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کی گئی ہے اس کمپنی کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے لئے موجودہ سال میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور کیا اس کو افرادی قوت فراہم کی گئی ہے یا بھرتی کی اجازت دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انٹر سٹی بس اڈے، ڈی کلاس سٹینڈ اور لاری اڈا کے اختیارات بدستور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے پاس رہیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں۔

(الف) اربن روٹوں کی منصوبہ بندی ان کو نئے سرے سے ترتیب دینا یا تبدیلی کرنا۔

(ب) کسی روٹ کو مخصوص کرنا اس پر کوئی اربن ٹرانسپورٹ چلانا۔

(ج) اربن ٹرانسپورٹ سروس کے لئے کسی روٹ پر انفراسٹرکچر از قسم بس سٹاپ، پناہ گاہ، بس لین لگانا، اشارے، انٹر چینج وغیرہ کی منصوبہ بندی کرنا، تعمیر کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا موجودہ سال کا بجٹ 15 کروڑ روپے ہے جبکہ اس کو افرادی قوت بھرتی کرنے کی اجازت دی گئی ہوئی ہے تاحال کمپنی 70 افراد کو بھرتی کر چکی ہے جبکہ اس کی منظور شدہ افرادی قوت 290 افراد ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لکھ کر لے آیا کریں کہ کتنے ٹائم آپ نے پوائنٹ آف آرڈر لینے ہیں، میں جب بول رہا ہوتا ہوں تو اُس کے درمیان بھی آپ بولنے سے پرہیز نہیں کرتے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے تحاریک شروع کروا دینی تھیں اس لئے میں نے کہا کہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی آج کوئی تحریک نہیں ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، ہے۔

جناب سپیکر: پھر اُس پر بات کیجئے گا۔ کسی اور کو بھی وقت لینے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر کسی اور چیز سے متعلق ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: پلیز ذرا مجھے بات کرنے دیں۔ حافظ میاں محمد نعمان صاحب مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)پراپرٹی ٹیکس برائے غیر منقولہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ2010اور تحریک التوائے کار نمبر308/09کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حافظ میاں محمد نعمان: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

"The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 5 of 2010) and

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق بابت سال10-2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4, 6, 24, 25, 34, 35, 40, 49, 51,52اور 58 بابت سال2008، تحاریک استحقاق نمبر 4, 13, 19, 23, 25, 26, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60 بابت سال2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 1, 2, 3, 5, 7 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4, 6, 24, 25, 34, 35, 40, 49, 51,52اور 58 بابت سال2008، تحاریک استحقاق نمبر 4, 13, 19, 23, 25,26, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60

بابت سال2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 1, 2, 3, 5, 7 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4, 6, 24, 25, 34, 35, 40, 49, 51,52 اور58 بابت سال2008، تحاریک استحقاق نمبر 4, 13, 19, 23, 25, 26, 28, 31, 32, 37, 42, 44, 45, 48, 49, 50, 51, 54, 55, 57 اور 60 بابت سال2009 اور تحاریک استحقاق نمبر 1, 2, 3, 5, 7 اور 9 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک التوائے کار نمبر117 بابت سال2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امورِ داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ مصدرہ2010اور مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ2008کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: اب ملک محمد عباس راں صاحب مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010, (Bill No. 8 of 2010) and The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ایک ٹی وی نیوز چینل کے مطابق لاہور کینال میں سے desilting کے دوران کافی تعداد میں قرآن شریف کے نسخے اور ان کے اوراق ریت میں دبے ہوئے ملے ہیں۔ غالباً امکان یہ ہے کہ جب نہر بہہ رہی تھی تو اس وقت یہ ڈالے گئے اور بعد میں پانی ختم

ہونے کی وجہ سے یہ وہیں دبے رہے۔ یہ عام طریقہ رہا ہے کہ جب ایسے نسخوں کو تلف کئے جانے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بہتے پانی یا کنویں میں پھینک دیئے جاتے تھے لیکن اب کنویں ہیں نہ اتنا بہتا پانی میسر ہے اس کے لئے درخواست ہے کہ حکومت کوئی نہ کوئی طریقہ وضع کرے اور عوام کو آگاہی دے کہ کس طرح یہ تلف کئے جاسکتے ہیں تاکہ ایسا واقعہ دوبارہ پیش نہ آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک انکوائری بھی کی جائے کہ یہ واقعہ کیوں کر پیش آیا اور آئندہ کے لئے اس کا کیسے تدارک کیا جاسکتا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار میں نے اسمبلی میں جمع کروادی ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ اس کو ابھی out of turn لینا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی ٹیبل پر آچکی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! چلیں اس کے بعد کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میجر صاحب نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اسی حوالے سے ایک چھوٹی سے عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں لیکن معترضہ نہ ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ میں اپنے بھائی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتی ہوں کہ ٹیلیوژن میں دکھایا گیا ہے کہ ان اوراق کا وزن ایک ہزار ٹن کے برابر تھا۔ ظاہر ہے کہ ایک ہزار ٹن بہہ کر تو نہیں آسکتا یہ substandard اشاعت اور صفحے جو استعمال کئے گئے یہ کسی کمپنی کے ہیں یا اس کے ذمہ دار کو پکڑنا ضروری ہے۔ ایک ہزار ٹن کاغذ کی بات ہو رہی ہے۔ یہ انتہائی سنگین بات ہے۔ اس پر کمیٹی قائم کی جائے، اس پر investigation کی جائے اور باقاعدہ ایک rule بنایا جائے کہ ایسے لوگوں کو سزا دینے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور وضع کیا جائے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اس حوالے سے جب تحریک آئے گی تو بات کریں گے۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر8 بابت2010 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Privilege Motion ایک sensitive اور important معاملہ ہوتا ہے اس لئے ممبر کو موجود ہونا چاہئے یا پھر dispose of ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک move تو ہو چکی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لیکن ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو کل کے لئے pending کر لیا جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر10 میجر (ر) عبدالرحمٰن صاحب کی ہے، یہ move ہو چکی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون صاحب!

لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لیکن چونکہ ڈیپارٹمنٹ آج اس کا جواب دینے میں bound تھا اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں سندھو صاحب کی طرف سے out of turn کی خصوصی درخواست کی گئی ہے۔ ان کی بات غور سے سن بھی لی جائے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میری تحریک بھی تھی اور وہ آج کے لئے pending تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کل ہو نہیں گئی تھی؟

محترمہ فرح دیبا: نہیں، جناب سپیکر! آج کے لئےrequest کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 13/2010 جو کہ آجgeneral discussion میں آرہی ہے پچھلی دفعہ بھی اس کو وقت نہیں ملا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں!ان کے مسائل بھی کچھ ایسے ہوں گے کہ جس کو لینا ضروری ہے۔جی، سندھو صاحب!

غیر منقولہ جائیداد کی حقیقی و سرکاری مقرر کردہ ٹرانسفر فیس میں تضاد

MR. TAHIR AHMED SINDHU: Sir, I move:

That the business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is that the Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, has purportedly issued a notification directing the concerned officers to charge taxes on the transfer of immovable property according to the market value to be assessed by the Revenue field staff whereas under section 27 of the Stamps Act, 1899, only the immovable properties situated within urban areas may be notified as rating areas for the purpose of collection of taxes imposed on the transfer of immovable properties. Even in urban areas, the value of the super-structure may not be assessed by the Revenue authorities and that has solely to be accepted as such by the concerned Registration authorities, without any reluctance as per provisions of the said Act. The Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, has no power to burden the general public with huge taxes in

such a manner through executive notification and to expose it to the mercy of the revenue staff and that too, without fixing any parameters, which is not otherwise backed by any valid law. The issuance of the notification/instructions, in any manner, whatsoever on the part of Senior Member, Board of Revenue Punjab, Lahore, is in flagrant violation of the law and is a manifestation of arbitrary exercise of power which is not warranted by the law especially Article 4, 9 & 23 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973 read with Section 27 of the Stamps Act, 1899. It is an established principle of law that the public may not be taxed in a casual manner without the sanction of positive law to this extent. Accordingly, the Board of Revenue Punjab may be restrained to act upon the purported notification, in any manner, whatsoever, being squarely against the law, transparency, justice and fairness and hence, a nullity. It is, therefore, requested that discussion on my adjournment motion be allowed.

جناب سپیکر!میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ روپے مالیت کی میرے ساتھ کوئیtransactionہوئی ہے۔ میں نے کوئی پراپرٹی خریدی ہے جو کہ ایک لاکھ میں سودا ہوا ہے۔ جب اس کی ٹرانسفر کے لئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ نہیں جی یہ بیس لاکھ روپے کی ہے کوئی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح یہ ہے کہ نہ صرف کرپشن کا دروازہ کھل گیا ہے بلکہ عوام بھی لٹتی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی ایک کاپی رانا صاحب کو بھی دیں، ہمیں بھی دیں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!انگریزی کی سمجھ نہیں آئی اگر اس کا اردو میں ترجمہ کروادیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ گریجویٹ اسمبلی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: میرے پاس tuition رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کی کاپی مجھے موصول ہو گئی ہے آپ اس کو آئندہ Monday تک pending کرلیں۔اس کا جواب لے کر میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ فرح دیباصاحبہ!

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

محترمہ فرح دیبا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں الیکٹرانک میڈیا اور کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش ہونے کی وجہ سے پچھلے پندرہ سالوں سے پاکستانی فلم انڈسٹری شکست و ریخت کا شکار ہے اور صوبہ بھر کے 110 سنیما گھر جو پاکستانی فلمیں چلا کر اپنے بیوی بچوں کے لئے روٹی کماتے تھے اب وہ بھی یکم جولائی 2009 سے سنیما گھروں پر 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے کے باعث مزید مالی مشکلات کا شکار ہیں جس سے پاکستانی فلم انڈسٹری مکمل طور پر بند ہو چکی ہے۔ فلم انڈسٹری کی بحالی کے لئے، فلم انڈسٹری کے ایک وفد نے جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی، اس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جناب پرویز رشید، سینیٹر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنادی۔ اس کمیٹی کی سال بھر میں پانچ میٹنگز ہونے کے باوجود، ماسوائے وعدہ کے کوئی مثبت کارروائی نہ ہوئی۔ کمیٹی میں یہ بھی طے پایا تھا کہ یونائیٹڈ فلم ایسوسی ایشن کو 25 کروڑ روپے کی مالی گرانٹ دی جائے گی تاکہ پاکستانی فلم انڈسٹری بحال ہو سکے اور آئندہ سے سنیما گھروں پر چلنے ولی پاکستانی فلموں کو انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری

طور پر یکم جولائی 2009 تا 30۔جون 2015 تک انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی ختم کرنے کے لئے مثبت کارروائی عمل میں لائے۔ اس معاملہ کے حل کے لئے اسمبلی کی دخل اندازی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے فراہم کر دی جائے اور اسے کل کے لئے pending کر دیں تاکہ میں اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ سے لے لوں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کل کے لئے pending کی جاتی ہے اور یہ تحریک التوائے کار نمبر 62 احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی ہے اور آج اس کا جواب آنا ہے۔ جی، راناصاحب!

ڈی اے پی کھاد اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے کاشتکار طبقہ کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار میں کھادوں کا ذکر ہے کیونکہ کسان بہت پریشان ہیں اور جب میں نے یہ تحریک جمع کروائی تو اس وقت اس کی قیمت -/2600 روپے تھی اور آج -/2800/-/2700 روپے ہو گئی ہے۔ پانی نہیں اور ڈیزل بھی مہنگا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے گندم، سورج مکھی اور مکئی کے کاشتکار پریشان ہیں تو اس پر بحث کے لئے کوئی ضرور ٹائم رکھ دیں۔ اگر ڈی اے پی کھاد کو کنٹرول نہ کیا گیا جو کہ -/1500 روپے سے -/2800 روپے بوری ہو گئی ہے اور اس سے پورے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے تو چینی اور کھانے کے تیل کا بحران آجائے گا کیونکہ زرعی ادارے کھاد کو کنٹرول نہیں کر رہے اور کاشتکاروں پر بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں اس کے بعد بلوچ صاحب کے فرمانے کے مطابق آپ فیصلہ کر دیں۔ فرٹیلائزر پالیسی کے مطابق کھادوں کی قیمتوں کو مربوط بنانا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے تاہم حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو تجویز دے سکتی ہے کہ کسی بھی کھاد کی قیمت میں مجوزہ اضافے سے قبل کھاد کی صنعت،

وفاقی حکومت وصوبائی حکومتوں کو باقاعدہ آگاہ کرے تاکہ وفاقی سطح پر قائم کمیٹی صوبائی حکومتوں سے مشاورت کر کے اور فریقین کے مؤقف کی وضاحت کے بعد ہی قیمتوں میں اضافے کی اجازت دی جائے۔ مزید یہ کہ صوبائی حکومتوں کو اس اضافے کی پیشگی اطلاع کی جائے تاکہ مارکیٹ میں کھادوں کی قیمتوں کی موثر نگرانی عمل میں لائی جائے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت،وزارت صنعت وپیداوار کو استدعا کی جاتی رہی ہے کہ وہ کھاد کی درآمد، تیار اور تقسیم کنندگان کو آمادہ کرے کہ وہ کھاد کی بوریوں پر قیمت کے اندراج کو یقینی بنائے تاکہ اچانک اضافے کے باعث سابقہ تیار اور درآمد شدہ کھادوں کی زائد قیمت پر فروخت کی روک تھام کی جاسکے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اس پر بحث کے لئے کوئی دن مقرر کریں، یہ بہتر رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑا واضح ہے کہ کھادوں کا معاملہ وفاقی حکومت کی دسترس میں ہے اور ان کا یہ اختیار ہے تو اس پر یہاں بحث کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا یا پھر ایسے ہے کہ جن علاقوں میں یہ مسئلہ پایا جاتا ہے وہاں سے ایم پی اے صاحبان کے ساتھ ساتھ ایم این اے صاحبان بھی تو منتخب ہوئے ہیں ناں۔ یہ معاملہ چونکہ فوری نوعیت کا ہے اس لئے اسے قومی اسمبلی میں اٹھائیں یا پھر پنجاب اسمبلی میں قرارداد آج ہی لے آئیں تو ہم اسے پاس کر کے قومی اسمبلی میں بھیج دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! قرارداد لے آئیں اور اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ میں قرارداد کی آپ کو اجازت دے رہاہوں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: شکریہ۔جناب سپیکر!وفاقی وزیر منظور وٹو صاحب نے پنجاب کے وزیر زراعت اولکھ صاحب کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور آپ کو پتا ہے کہ محکمہ زراعت آج کل پنجاب

اور صوبوں کے پاس ہے تو میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ ہم یہ آواز تو بلند کر سکتے ہیں کہ پنجاب اور پاکستان کی 75 فیصد معیشت زراعت پر مبنی ہے اور ہمارے inputs دینے سے ہی پورے پاکستان کا نظام چل رہا ہے۔ اگر کسان sugarcane پیدا کرتا ہے تو اس سے شوگر ملیں چل رہی ہیں۔ اگر ہم کاٹن پیدا کرتے ہیں تو ٹیکسٹائل انڈسٹری چل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اگر آپ کو میری زبان سمجھ نہیں آئی تو مجھے افسوس ہی ہو سکے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ کی بات سمجھ لی ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ قرارداد تیار کر کے جلدی لائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! قرارداد تو ہم لے آئیں گے لیکن پہلے اس پر دو گھنٹے بحث کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ہم چاہتے ہیں کہ کسی دن اس پر دو گھنٹے کی بحث رکھی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر دو گھنٹے کی بحث کے بعد آپ ایک قرارداد ہی پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھجوائیں گے ناں!

جناب سپیکر: جی، جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو کہہ رہا ہوں کہ آج ہی out of turn قرارداد لے آئیں جسے ہم پاس کر کے آج ہی وفاقی حکومت سے سفارش کرتے ہیں۔ باقی اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں اٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی لاحق ہے اور ان کے اندر بھی کتنا غصہ بھرا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہوتا پھر یہی ہے کہ جس دن بحث ہوتی ہے اس دن کوئی دوست آتا نہیں ہے اور وہ دلچسپی نہیں لیتے چونکہ پانی کے مسئلے پر آپ کو پتا ہی ہے کہ کتنے زور اور مطالبے سے وقت رکھا گیا لیکن اس دن بحث نہیں ہو سکی۔ ٹھیک ہے سوموار کو ہمارے پاس ٹائم ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوموار کو دو گھنٹے اس کے لئے انشاءاللہ وقف کریں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، ہم اسی دن قرارداد بھی لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، ساتھ ہی لے آنا اور اب آپ تشریف رکھیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب، علی حیدر نور صاحب کی تحریک التوائے کار ہیں آج کے لئےpending تھی۔جی، رانا صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ڈوگر صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، چونکہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے اسے till next session pending رکھا جاتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے اس کا نمبر 934 ہے، کیا یہ پڑھی گئی ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، یہ آج پڑھی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کے خاتمے سے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیسوں میں من مانی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی لوٹ کھسوٹ اور غیر قطعی معیاری تعلیم کی وجہ سے آنے والے وقتوں میں قوم کی قسمت پر کیا گزرے گی، یہ سوچنے سے ہی جھرجھری سی آجاتی ہے۔ جس کا مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آج حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں جو طالبعلم زیادہ سے زیادہ فیس دے سکتا ہے اس کے لئے academic merit کوئی معنی نہیں رکھتا

Pakistan Medical & Dental Council جو100 سے زائد ممبران پر مشتمل ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے تانے بانے رشتے ناتے پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے مالکان سے انتہائی گہرے ہونے کی وجہ سے یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج کبھی بھی معیاری ڈاکٹر پیدا نہ کر سکیں گے جبکہ ان کالجوں میں میڈیکل کی تعلیم کے لئے ضروری faculty یا laboratories تک بھی نہ ہیں اور ان تمام معاملات کو دیکھنے والا ادارہ (PMDC) خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ یہ امر بھی حیران کن ہے کہ بہت سے ایسے میڈیکل کالج جن کے مالکان اپنے میڈیکل کالج رجسٹرڈ کرانے میں کامیاب ہوگئے جو کسی صورت بھی ایک میڈیکل کالج کے معیار پر پورا نہ اترتے ہیں۔ ایسے تمام پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے فارغ التحصیل طلبہ اور طالبات عوام کی صحت سے کیا کریں گے جس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے۔ سرکاری میڈیکل کالجوں میں self finance scheme اب ختم کروانے کے لئے نادیدہ قوتیں اپنا کھیل کامیابی سے کھیل گئی ہیں اور اب کئی گناہ زیادہ فیس یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج وصول کر رہے ہیں جن میں لاہور کا گھوڑا ہسپتال جس میں academic faculty بھی نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تاثر درست نہ ہے کہ پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت میرٹ یا کم از کم تعلیمی معیار کو مد نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ صوبہ پنجاب کی حدود میں واقع تمام پرائیویٹ میڈیکل کالج یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور سے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز آرڈیننس 2002 ترمیمی ایکٹ 2009 کی شق 37 کے تحت الحاق کے پابند ہیں اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور اس معاملہ میں PMDC کے طے شدہ معیار کے مطابق سہولیات کی فراہمی اور داخلے کی شرائط کی پابندی قانونی اختیار کے تحت یقینی بنائی جائے۔ مزید برآں حکومت پنجاب سرکاری انتظام کے تحت یکساں انٹری ٹیسٹ میں پاس ہونا پرائیویٹ و سرکاری میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے سال 09-2008 سے لازمی قرار دیا جا چکا ہے۔ تاہم پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں یکسوئی کا تعین PMDC حکومت پنجاب یا یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت PMDC اور PMDC آرڈیننس کے تحت مناسب اقدام کر سکتی

ہے۔ مزید بر آں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ محکمہ صحت کے زیر کنٹرول میڈیکل کالجوں میں self finance scheme کے خاتمہ کے بعد 2008-09 سے تمام داخلے open merit پر اور بروقت ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے طالبعلموں کی مشکلات بہت کم ہو گئی ہیں لہذا یہ تاثر درست نہ ہے کہ ایسا پالیسی فیصلہ کسی پرائیویٹ ادارے کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیس کو معقول سطح پر رکھنے کے لئے PMDC نے مشاورت کا سلسلہ شروع کیا ہے اور توقع ہے کہ جلد ہی پیشرفت شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک مثال عرض کروں گا اور آپ کے بھی علم میں ہے کہ پچھلے کئی مہینوں سے FJ میڈیکل کالج کی students صرف اس point پر ہر روز جلوس نکال رہی ہیں جس پر ہائیکورٹ نے suo motu action بھی لیا ہے کہ ان کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز خود ایک نابالغ ادارہ ہے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے میرا فرض تھا میں اس کو floor پر لے آیا ہوں۔ 35 یا 40 لاکھ روپے ایک بچے یا بچی سے لیا جاتا ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں پر کوئی معیار نہیں ہے اور یہ جو پرائیویٹ میڈیکل کالج بنائے گئے ہیں یہ صرف ارب ہا روپے کی انڈسٹری ہے۔ یہ ایک ایسی انڈسٹری ہے جس کی product کو کوئی چیلنج بھی نہیں کر سکے گا کہ تم نے یہ کیا product نکالا ہے؟ میں اسے صرف floor پر لانا چاہتا تھا باقی آپ خود دیکھ لیں۔ آپ خود سمجھتے ہیں کہ چالیس چالیس لاکھ روپے لینے کے بعد یہ پرائیویٹ میڈیکل کالج قوم کو کیا دیں گے؟ یہ پانچ سال بعد اور ابھی دو سال بعد نظر آنا شروع ہو جائے گا۔ ان کا حال بھی چینی میڈیکل کالج جیسا ہو گا، ازبکستان جیسا ہو گا وہ میں علیحدہ سے floor پر لاؤں گا جو ان بچوں کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس اربوں روپے کی انڈسٹری کو بند کیا جائے اور ان کو پنجاب یونیورسٹی کے تحت لایا جائے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کو باقاعدہ monitor کیا جائے۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کے پاس کسی قسم کی کوئی لیبارٹری نہیں ہے، کوئی faculty نہیں ہے۔ شکریہ

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے بارے میں کہا ہے۔ میں چاہوں گا کہ یہ بھی اور اسمبلی کے باقی ممبران بھی وقت نکال کر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو visit کریں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو Liverpool University نے چند ہفتے پہلے visit کیا یہاں تک کہ Memorandum of Understanding بھی sign ہو گیا ہے کہ اب وہ joint degree دینے کے لئے تیار ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز ایک بہترین ادارہ ہے جس میں تمام میڈیکل کالجوں کو standardize کر کے ایک paper setting system کے تحت foolproof طریقے کے ساتھ وہاں پر ایک ہی پرچہ تمام میڈیکل کالج کے students دیتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں ہیلتھ میڈیکل کالج standardize ہوا ہے۔ پہلے کوئی کہتا تھا کہ میں FJ کا Graduate ہوں، میں فلاں کالج کا Graduate ہوں۔ کالجوں کے درمیان فرق تھا اور اس معاملے میں اتنی بدعنوانی تھی کہ سوائے پروفیسروں کے بچوں کے عام غریب آدمی کا بچہ top نہیں کرتا تھا۔ Standardization کے بعد راولپنڈی میڈیکل کالج سے ایک رکشا ڈرائیور کی بیٹی نے میڈیکل کالج میں top کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ یہ ایک نیا ادارہ ہے، بالکل یہ نیا ادارہ ہے لیکن وہ ایک matured ادارے میں تبدیل ہو کر پنجاب میں ہیلتھ ایجوکیشن کے لئے بہترین کام کر رہا ہے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کسی قاعدے قانون کے تحت مجھے بھی چلنے دیں، مہربانی کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اپوزیشن والوں کو اجازت دی ہوئی ہے کہ جب بھی میں بات کرتا ہوں ان کی طرف سے یہ resentment آتی ہے، کیا یہ بھی کوئی قاعدہ قانون ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میں نے انہیں کب اجازت دی ہے؟ دیکھیں!میری بات سنیں میں نے آپ کو ٹوکا نہیں ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اتنی اچھی ہوتی تو ہائیکورٹ میں ان کے خلاف day to day basis پر proceedings نہ ہو رہی ہوتیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ابھی ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی قرارداد رہتی ہے۔ ہمیں رولز معطل کر کے اس کو لینا پڑے گا اور یہ لمبا procedure ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، جناب سپیکر!وہ میں کر رہی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھوں؟

جناب سپیکر: آپ نے جو تحریک دی ہے ابھی تو پہلے میں نے پڑھنی ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔"

محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو recycling کرنے کے بارے میں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کے لئے حکومتی سطح پر Recycling plant لگانے کا مطالبہ

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تاکہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تاکہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔"

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر اگر ایک منٹ کی اجازت ہو؟

جناب سپیکر: جی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اس قرارداد میں اگر مزید دو لائنوں کا اضافہ کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: نہیں، اب اس میں اضافہ کیسے ہو گا؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! جو بی بی محرک ہیں ان کی مرضی سے کر لیں، ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: اور پھر مجھے دوبارہ ادھر جانا پڑے گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! نہیں، اس میں دو ایڈیشن کر لیں ابھی بیان کر دیتے ہیں، ریکارڈ پر آجائے گا اس کے لئے یہ کہ قرآن پاک کی اشاعت کے لئے جو پیپر ہو وہ فکس ہو یہ عام اور غیر معیاری پیپر پر printing کر دیتے ہیں اور بعد میں یہ اتنا مسئلہ بنتا ہے وہ نہیں ہونا چاہئے جیسے بائبل کے لئے پیپر مختص ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس میں پیپر کا بھی لکھ دیں اور مجھے بھی لکھ کر دیں جو انہوں کہا ہے وہ ہم اس میں incorporate کر دیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب اس میں incorporate کر دیا جائے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میرے بھائی! میں کیا کر رہا ہوں ذرا دیکھیں تو سہی؟

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!اس سے متعلقہ quarterیعنی جو اسی سے متعلقہ محکمہ ہے جن کا تعلق دین سے ہو ان سے رائے لے لی جائے تو بہتر ہو گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی:جناب سپیکر!اس میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بے حرمتی پر کوئی compromise نہیں ہو سکتا، اس قرارداد کی نوعیت کو میرے بھائی پہلے سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر:جی، نہیں۔اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات مقدس آیات اور دیگر متبرک اوراق کو زمین میں دفن کرنے یا نہروں اور دریا میں بہانے کی بجائے حکومتی سطح پر recycling کرنے کا سسٹم رائج کیا جائے اور حکومت Recycling Plant لگانے کے لئے فوری اقدامات کرائے تاکہ قرآن پاک کے پرانے نسخہ جات کو بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملہ کے طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:حضرت!یہ ابھی ختم نہیں ہوئی،اس کو میں نے اور پڑھنا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، آپ کا بہت شکریہ اور آپ تمام کا بہت شکریہ۔اب ہم legislation لیتے ہیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب مہربانی کریں۔راناصاحب!ان کو سنبھال لیں پھر یہ الٹی الٹی باتیں کرتے ہیں کہ ہمیں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ملتی۔میرے بھائی!یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ جو دو تین ممبران ہیں ان کو اجازت دے دیں لیکن یہ پھر during legislation مہربانی کریں اور پھر اس دوران پوائنٹ آف آرڈرز نہ آئیں۔

جناب سپیکر: نہیں،legislation کے دوران اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر کرے گا تو پھر اچھا نہیں ہو گا۔جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے پنجاب اسمبلی کے تمام Hon' able members کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آمد مہینہ رسول پاک ﷺ شروع ہو چکا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ربیع الاول کی مبارکباد دے گا روز محشر میں اس کا بازو پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔

جناب سپیکر!آپ اور آپ کی اسمبلی اتنی خوش نصیب ہے کہ آپ کی اور اس House کی وجہ سے نعت رسول مقبول ﷺ شروع کی گئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کائنات کی تخلیق آقائے دو جہاں ﷺ کی وجہ سے ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آچہ خوباں ہما دارند تو تنہا داری

جناب سپیکر!مجھے افسوس بھی ہوا کہ جو چند روز پہلے کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کمیٹی کے لئے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں اس مہینہ کی وساطت سے آپ یہ کمیٹی واپس لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، میں نے آپ کو اس لئے floor نہیں دیا۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرتا جو کسی کے جذبات کو مجروح کرے، آپ بڑے خوش نصیب ہیں اور خوش نصیب مہینہ ہے، اس کائنات کی تخلیق کی آقائے دو جہاں ﷺ کی خاطر کی گئی ہے اور جب آپ نے ایک چیز شروع کروادی ہے تو اس میں روڑے اٹکانے کی کیا وجہ ہے، میں اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! رسول ﷺ کے نام پر اسمبلی میں کمیٹی بٹھادی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں اور کس طرف لے جانا چاہتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ کوئی فلم ہے کہ Censor Board بٹھا دیا گیا ہے۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اگر اس کو ٹھیک نہ کیا گیا تو ہم اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: کس نے غلط کیا ہے؟

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کمیٹی بٹھا دی گئی ہے، یہ جو Censor Committee بٹھادی گئی ہے ہم اس کی dictations پر عمل نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: ہم اس کو نہیں مانتے۔ رانا ثناءاللہ ہمیں یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہم اسمبلی کی سیٹیں چھوڑ دیں گے، ہم resign کر دیں گے، ہم ایسی سیٹوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس میں کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ ابھی ہوئی ہے۔ یہاں بات ہوئی تھی۔ میں آپ سے بیٹھ کر بات کروں گا پھر اس پر عمل ہو گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر !میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس دن House میں موجود نہیں تھے ۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس دن کون سا ایسا واقعہ پیش آ گیا؟ kindly آپ ہمیں بتادیں کہ نعت شریف پڑھنے پر ایک کمیٹی کیوں بٹھائی گئی؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ کسی سے نہیں پوچھا جائے گا۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، ہم جاننے کا حق تو رکھتے ہیں ۔ ہم اس معزز House کے ممبران ہیں، ہمیں بتایا کیوں نہیں جارہا، اس House کو کیوں نہیں بتایا جارہا؟

جناب سپیکر: نیازی صاحب !اس طرح نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میں House کی مرضی کے خلاف نہیں چلوں گا۔ جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، اگر آپ کمیٹی بنائیں گے تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان کہاں گئے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار و حزب اختلاف کی اکثریت ایوان سے واک آؤٹ کر گئی)

جناب عبد الوحید چودھری: جناب سپیکر !جو لوگ واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو منانے کے لئے ایک کمیٹی بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ابھی بناتا ہوں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر !پہلے سارے House کو بتایا جائے کہ معاملہ کیا ہے، حقیقتاً ہمیں معلوم نہیں ہے کہ یہ کس بات پر واک آؤٹ کر گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب کدھر گئے ہیں؟ ان کو بلائیں۔ ملک ندیم کامران، کائرہ صاحب اور ادھر سے شیر علی خان صاحب جائیں اور ان کو منا کر لائیں اور ان سے کہیں کہ آپ کی بات پر عمل ہو گا، آپ ایسے مت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر! میری یہ requestہے کہ Advisory Committeeمیں بیٹھ کر یہ معاملہ discussہو جائے اور مستقل لائحہ عمل بنایا جائے۔ اسے مستقل بنیادوں پرsolve کیا جائے، یہ روز کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر:اس کوcontroversialنہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): تمام پارلیمانی لیڈران کو بٹھا کر ان کے سامنے بات کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری(ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال):اسےdiscussکرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پہلے قانون سازی ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر:جی، اس وقت جو صاحبان بیٹھے تھے ان کے مطابق تو اس طرح ہوا، جو یہاں نہیں تھے وہ نہیں سن پائے ہیں۔ اب انہوں نے اس بات پر اعتراض کیا، مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس معاملے کوamicably solve کیا جائے۔ میں ابھی ان کو بلا کر کہتا ہوں جس سے ان کی کوئی دلآزاری ہوئی ہے۔ ابھی تک کمیٹی پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو یہاں آپ کے سامنے پیش کر کےwithdraw کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر !اس کو مستقل بنیادوں پر solve کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، اس بارے میں، میں کوئیcomment نہیں دینا چاہتا۔

پارلیمانی سیکرٹری(ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال):جناب سپیکر !اس کوdiscussکرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم سیدھے سادھے سے مسلمان ہیں۔ نہ ہی ہم متعصب یا جنونی قسم کے لوگ ہیں۔

جناب سپیکر:جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران جن کو اس بارے میں اس وجہ سے confusionہوئی ہے۔ عرض کروں گا کہ رسول پاک ﷺ کی شان اور ان کی تعریف تو ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور درود پاک بھی ان کی شان اور تعریف کا ہی ایک

طریق کار ہے اور یہ وہ عبادت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے بھی تمام انسانوں سے یہ فرمایا کہ آپ بھی ان کی ذات پر درود بھیجیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی ذات پر درود بھیجتا ہے۔ میرا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہ ایک معزز House ہے اور اس صوبے کا سب سے اعلیٰ اور معزز ایوان ہے۔ یہاں پر جو نعت پاک ﷺ پیش ہو اس نعت کے الفاظ بہت جچے تُلے اور بڑے specific ہونے چاہئیں جو صرف اور صرف رسول پاک ﷺ کی شان اور ان کی تعریف سے جُڑے ہوں اس سلسلے میں کسی کمیٹی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس دن کوئی ایسا مطالبہ تھا۔ بہر حال آپ نے اس دن ایک کمیٹی بنادی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بے شک اس کمیٹی کی بجائے یہ معاملہ سیکرٹریٹ پر چھوڑ دیں۔ سیکرٹریٹ اس چھوٹے سے معاملے پر نظر رکھے اس سے زیادہ اس کو زیر بحث نہ لایا جائے کیونکہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے، اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کمیٹی پہلے بنائی گئی تھی اس کمیٹی کو withdraw کیا جاتا ہے اور اب میں اس issue پر کوئی بات نہیں سنوں گا۔ یہ میں نے پہلے فیصلہ کیا تھا اور یہ بات اس طرف آنی ہی نہیں تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان کی توجہ دلانے کے لئے ہی میں صرف یہ بات کر رہی ہوں۔ جب ہم نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا تھا تو اپوزیشن کی یہ plea تھی کہ یہ انتہائی عجلت میں پاس کیا جارہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ سندھ میں ترمیمی بل آیا ہے اور گورنر کی طرف سے sign ہو چکا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے الیکشن اتھارٹی کا قیام نہیں کیا اور ہم foresee کرتے ہیں کہ شاید آج گورنر پنجاب بھی اس پر یہ objection لگا کر بھیج دیں گے۔ اس دن ہم یہ اپیل کرتے رہے کہ الیکشن کمیشن جب موجود ہے تو آپ یہ کیوں کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ سندھ میں یہی چیز ہو گئی ہے۔ میں یہ توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ جب ہم اپوزیشن والے request کرتے ہیں کہ اس معاملے کو دوبارہ دیکھ لیا جائے تو۔۔۔

جناب سپیکر: جب وہ ٹائم آئے گا تو آپ اس پر ضرور بولیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:شکریہ

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر:میں آپ کو اس وقت اس کی اجازت دوں گا لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ Not valid at this stage. Now, we start legislation. The Punjab Privatization Board Bill, 2010 (Bill No. 10 of 2010). First reading starts. Now, we take up the Punjab Privatization Board Bill, 2010. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Privatization Board Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill, 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

Opposed by Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal

Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. MHUAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR. SPEAKER: Now, who is to take first?

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس کو public opinion illicit کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ہمارا اس میں مقصد یہ ہے کہ ہم پنجاب کے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے جا رہے ہیں اور یہ جو اثاثے ہیں وہ ہماری آنے والی نسلوں کی امانت ہیں جس طرح ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ inherit کئے ہیں اسی طرح ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو دینے ہیں۔ اگر ہم آج اپنی financial mismanagement کو cover کرنے کے لئے، ان کو بیچ کر جیسا کہ اس بل کے اندر کہا گیا ہے اور یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہماری جو مالی بے ضابطگیاں ہیں ان کو cover کیا جا سکے۔ ہمیں پیسے چاہئیں جس سے ہم اپنے ادھار اتاریں اور Poverty Evaluation Programme کے اوپر اس کو خرچ کریں۔ جیسا کہ Food Support Programme تھا جس میں مالی بے ضابطگیوں کی وجہ سے اس کو بند کر دیا گیا

ہے۔ جیسا کہ سستا آٹا کی سکیم تھی کروڑوں اور اربوں روپے کے اس کے اندر گھپلے ہوئے۔ اخباری خبروں کے مطابق۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں اپنی بات پھر سے شروع کرتا ہوں ۔ پنجاب کا پرائیویٹائزیشن بورڈ جو ہم بنا رہے ہیں ہم پنجاب کے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے ایک permanent body بنا رہے ہیں۔ ہم اس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب والا! اگر House کو in order کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ legislation جیسا serious business اس وقت ہو رہا ہے۔

جناب والا! اس بل کا جو statement of objectives and reasons ہے اس میں سے ایک جملہ میں پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں ۔وہ کہتا ہے کہ privatization for the proceeds of the financial retirement of government debt and poverty alleviation. ہم نے جو financial mismanagement کے ساتھ اپنے پر مالی بوجھ پیدا کر دیا ہے اس کو retire کرنے کے لئے، اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے جو ایک financial crunch ہمارے صوبہ پر آیا ہوا ہے اس کو cover کرنے کے لئے، ہم اپنے قیمتی اثاثوں کو بیچنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اس کو comparison کرنا نہیں چاہتا لیکن پچھلے دور حکومت میں پنجاب کا جو debt تھا وہ retire کیا گیا تھا، مہنگا جو debt تھا اس کو retire کر دیا گیا تھا اور اب ہم دیکھ رہے ہیں، اخباری خبروں کے مطابق 123۔ ارب روپے کا اس وقت ہمارا debt ہے گندم کی فصل کو خریدنے کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ہماری جو financial mismanagement ہے اس کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم اپنے قیمتی اثاثے بیچ دیں اور ہم اپنی mismanagement کو اس سے cover کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے revenue collection کو بہتر کریں۔ ہم اپنی income کو بڑھائیں اور اپنے اخراجات کو کم کریں نہ کہ قیمتی اثاثے بیچ کر پیسا کما کر اور اپنے ان خرچوں کے لئے آٹھ آٹھ، دس دس چیف منسٹر ہاؤسز اور کیمپ آفسز یا پھر مہنگی مہنگی گاڑیاں بہت سارے ایسے خرچے، مجھے تو کئی دفعہ یہ دیکھ کر بھی حیرانگی ہوتی ہے کہ ہمارے ملک کے ایک

political leader ہیں وہ اگر صوبے کا دورہ کرتے ہیں تو ان کے اخراجات جن کے پاس کوئی سرکاری عہدہ نہیں ہے وہ بہاولپور جاتے ہیں تو ان کو وہاں پر بھی پورا Head of the State والا protocol مل رہا ہوتا ہے۔ ہم اپنے مالی وسائل کا استعمال بہتر کریں نہ کہ اپنے قیمتی اثاثے بیچ کر اپنی ان بے ضابطگیوں کو cover کرنے کی کوشش کریں اور ہم اپنی مالی مشکلات کو اپنے قیمتی اثاثے بیچ کر حل کریں۔ Public opinion لینے کا ہمارا مقصد یہ ہے کہ عوام کو اس چیز کی سمجھ آئے کہ ان کے قیمتی اثاثے بیچے جا رہے ہیں اور جس وقت عوام کو یہ چیز سمجھ آئے گی کہ حکومت وقت کے پاس ان کی جو امانت ہے اس میں تھوڑی سی خیانت ہو رہی ہے تو شاید اس کے خلاف ایک public opinion آجائے۔لوگوں کو اس چیز کے بارے میں باور تو کرایا جائے، انہیں آگاہ تو کیا جائے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ چونکہ جو بھی سرکاری اثاثے ہیں وہ کسی ایک شخص کے نہیں بلکہ وہ اس صوبے میں رہنے والے ہر شخص کی اجتماعی پراپرٹی ہے۔ہم اپنی ذاتی زمینوں کے لئے تو ایک ایک مرلے کے لئے بندوق نکال لیتے ہیں اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن ہم اربوں روپے کے سرکاری اثاثے بیچ رہے ہیں۔ہم نے پہلے کچی آبادی ایکٹ کے تحت لوگوں کو دے دیئے چونکہ ہم نے اسے اپنا سمجھا ہی نہیں۔میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ وہ بے گھر لوگوں کو پانچ مرلے کے پلاٹ دیں گے۔یہ ساری چیزیں popular تو ضرور ہیں لیکن کیا یہ financial wise بھی ہیں؟ ہم جو فیصلے کر رہے ہیں کیا یہ wise decisions ہیں یا صرف popularity حاصل کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں؟ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو circulate کیا جائے، لوگوں میں اس کی awareness پیدا کی جائے اگر اس کے بعد لوگوں کی بھی یہی opinion آتی ہے کہ ہم اپنے قیمتی اثاثوں کو بیچ دیں تو پھر ہم بے شک ایسا کر لیں کیونکہ at the end of the day, sovereignty عوام کی رائے کی ہے۔عوام کو اس بارے میں مطلع تو کیا جائے کہ ہم تمہارے ساتھ کر کیا رہے ہیں، تمہارے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ ان میں اس چیز کی awareness تو پیدا ہو اس لئے ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ اس کو circulate کیا جائے۔شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا انہوں نے oppose کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے تمام House کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ آج جس پالیسی کے تحت Privatization Bill کو، ایک notification کو، ایک law کی صورت میں لانے کی اپیل کی جارہی ہے اگر اس پالیسی پر عام فہم زبان میں بھی بولا جائے تو وہ بیچو اور کھاؤ پالیسی ہے کہ پنجاب کو بیچ دو اور بیٹھ کر کھاؤ۔یہ پالیسی کسی بھی طرح ہماری ثقافت، ہمارے rules and regulations اور ہمارے customs سے نہیں ملتی۔ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اپنے گھر کو کوئی نہ بیچے چاہے اس میں کوئی بھوکا بھی رہ لے لیکن آج جب یہ ایک بڑی popular demand تھی کہ اس حکومت نے دو سالوں میں کوئی legislation نہیں کی اور اگر legislation لے بھی آئے تو دیکھیں کہ کیا لے کر آئے ہیں ؟ آج تک یہ Board Privatization ایک notification کے under چل رہا تھا تو ٹھیک تھا۔60 سال تک جب ان اداروں کو بنانے کے لئے ، ان کی maintenance کے لئے، ان پر فخر کرنے کے لئے ، ان کی زندگی کے لئے جو کچھ ہو رہا تھا اس کی ضرورت تو ایک notification تھا لیکن جیسے ہی اس حکومت نے کمر توڑ قرضوں تلے پنجاب کو دبا دیا تو پھر انہوں نے سوچا کہ اب کیا کریں، کدھر دیکھیں؟ چلو گھر کے برتن ہی بیچ دو۔

جناب سپیکر!تمام لوگ جانتے ہیں کہ اس حکومت نے پنجاب بنک سے دو سال میں 80۔ ارب روپے کے overdraft لئے تھے ، جب اس overdraft کی demand ہوئی تو انہوں نے سٹیٹ بنک کو کہا کہ اس overdraft کو loans میں تبدیل کر دیں اور وہ loans میں تبدیل ہو گئے تو اب پھر دوبارہ پنجاب بنک سے as overdraft 20۔ارب روپے لئے گئے۔یہ حکومت بالکل bankrupt ہو چکی ہے، صرف اور صرف overdraft, loans چاہے وہ پنجاب بنک سے ہوں یا ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک سے ہوں صرف اور صرف اس طرف focused ہے اور وہ ایسی قانون سازی لا رہے ہیں جو یہ نشان چھوڑے گی اور یہ تاریخ میں لکھا جارہا ہے کہ اگر اس حکومت نے قانون سازی کی تو بیچنے اور کھانے کی ، چاہے وہ کیری لوگر بل تھا اس پر انہوں نے تمام پاکستان کو terrorist کہہ دیا، چاہے وہ ہیلتھ کیئر کمیشن بل ہے جس میں تمام ڈاکٹروں کو زیر دفعہ 302 ہتھکڑیاں لگائی گئیں اور چاہے آج یہ Privatization Bill ہے جس کے تحت یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی properties بیچ دیں۔ انہوں نے

کہیں پر بھی یہ نہیں کہا کہ ہم کیا کیا بیچیں گے، مینار پاکستان بیچ دیں گے، بادشاہی مسجد بیچ دیں گے، فلیٹیز ہوٹل بیچ دیں گے، تمام سکولز بیچ دیں گے، BHUs بیچ دیں گے، بڑے بڑے ہسپتال، ٹرسٹی ہسپتال بیچ دیں گے، جن کے لئے انہوں نے اپنے بجٹ میں اربوں روپے کی رقوم رکھی ہیں ان کو بیچ دیں گے اور ان کو privatize کر دیں گے اور کس کو بیچیں گے ؟ یہ بھی یہی بورڈ assess کرے گا۔اب باہر کے ملکوں سے لوگ آ کر ہماری properties خریدیں گے چونکہ اس بل میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ اس میں نہ صرف national خریدار ہوں گے بلکہ international خریدار بھی ہوں گے۔ اسے انٹرنیٹ پر مشتہر کیا جائے گا کہ دنیا میں کوئی ہے جو آ کر ہمارا پنجاب اور ہماری حکومت کے assets خرید لے ؟ یہ ہے وہ بل، انشاء اللہ ہم اگلے دو دنوں میں اس بل کے ایک ایک aspect کو کھول کھول کر بیان کریں گے ۔میں اور ہمارے بنچز اس چیز کی شدید مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبل اس کے کہ اس بل کے بارے میں ایک لفظ بھی discuss کیا جائے، اگر اس حکومت کو اپنی نیک نامی کا کچھ بھی خیال ہے تو یہ اس کو اسی وقت withdraw کر لے۔یہ بل اس قابل بھی نہیں ہے کہ اس کو پاس کیا جائے جس میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ ہم نے قرضے لئے ہیں اور وہ ہم ادا نہیں کر سکتے اور اپنی failure کا اعتراف ہے۔ ان لوگوں نے اس بل کے ایک ایک لفظ میں اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم خود کما کر ان loans کو off کریں۔اب یہ بہانے نہیں چلیں گے کہ یہ loans پچھلی حکومتوں نے لئے تھے۔دو سال میں پنجاب بنک سے 80۔ارب اور پھر 20۔ارب روپے اسی حکومت کے ہر کھاتے میں لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے جہاں loans اتارنے کی بات کی ہے تو ساتھ ہی اگلے سانس میں یہ کہا ہے کہ نہ صرف ہمیں یہ loans اتارنے ہیں بلکہ ہم نے poverty alleviation بھی کرنی ہے یعنی انہیں تنوروں میں لگانے کے لئے مزید پیسا چاہئے۔ ان کے پاس جو زکوٰۃ اور بیت المال کا پیسا تھا وہ انہوں نے ویسے mobilize کر کے فوڈ سٹیمپ اور تنوروں میں جھونک دیا۔اب یہ اپنی پراپرٹی بیچ کر ان تنوروں کا دوبارہ پیٹ بھرنا چاہتے ہیں۔Poverty alleviation کے یہی دو projects ہیں جو اس حکومت نے شروع کئے فوڈ سیٹمپ اور تنور۔اب اس کے لئے poverty alleviation کرنے کے لئے غریبوں کو روپیہ روپیہ دینے اور انہیں مزید بھکاری بنانے کے لئے اس حکومت کی قطعاً

نیک نامی نہیں ہو گی۔ کبھی کسی نے گھر کو بیچ کر ہی اپنے آپ کو، اپنے اعمال کو اس طرح سے تاریخ میں لکھا ہے؟ نہیں، نہیں۔اگر آپ آج اس مٹھی بھر اپوزیشن کی بات سن لیتے تو ابھی تھوڑی دیر پہلے سندھ اسمبلی کی example دے رہی تھی کہ ہمارے چیخنے چلانے کے باوجود آپ نے ادھر بھی ایک ایسی قانون سازی پاس کی جس کو take back کیا گیا اور یہ نظر آ رہا ہے کہ یہاں پر بھی گورنر صاحب کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اتھارٹی نہ بنے، ایک کمیشن قائم ہے اور اس ادارے کو مضبوط کرو۔اپنے گھر کو مضبوط کرنے کی باتیں ہونی چاہئیں تھیں۔یہ تو میری رائے ہے اور میں بڑے فخر سے کہتی ہوں اور اپوزیشن کے باقی ممبر بھی کہتے ہیں کہ ہم یہاں لوگوں کو represent کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم لوگوں کی آواز ہیں جو یہاں آئے ہیں۔اگر آپ اس کو public opinion کے لئے بھیجیں گے تو میرا چیلنج ہے کہ آپ اس بل کو میڈیا پر لے جائیں، آپ اسے مشتہر کر دیں تو شاید ہی پنجاب میں کوئی شخص ہو جو کہے کہ یہ میرے assets ہیں ان کو بیچ دو اور وہ بھی foreigners کو، باہر کے ملک کے لوگوں کو، وہ کون لوگ ہیں جو یہاں آ کر ڈیرے جمانا چاہ رہے ہیں، وہ لوگ کون ہیں جو ہماری گورنمنٹ کی بلڈنگز خرید کر اپنے مورچے بنانا چاہ رہے ہیں، کیا لوگوں کو نظر نہیں آتا؟ اس Bill Privatization کے اندر This is a wolf in sheep's clothing's یہ بل ایک بھیڑیا ہے۔یہ بالکل condemnable Bill ہے۔ یہ غلط بل ہے اور اسے جتنا بھی condemn کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ اس کے پیچھے مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے قرضہ جات اتارنے کے قابل نہیں ہیں۔ہم local as well as international level پر اپنا گھر بیچنے لگے ہیں۔ لوگوں سے پوچھ لیجئے، یہ بل پبلک opinion کے لئے بھیج دیجئے تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں پر اس سے بھی زیادہ لوگ کھڑے ہو کر بات کریں گے۔آپ کے سامنے چیئرنگ کراس پر روزانہ غربت اور آپ کی غلط پالیسیوں کے خلاف public opinion نظر آتی ہے اور پوری دنیا میڈیا کے ذریعے دیکھ رہی ہے۔وہ کون سا دن ہے جب یہاں پر وکیل، مزدور، تنخواہ دار آ کر یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ حکومت fail ہے اور governance ختم ہے۔آج جب آپ یہ بل لائیں گے تو پھر اپنے گلے میں وہ تختی لٹکا لیں گے کہ ہاں ہم failed ہیں۔ہم نے اپنے آپ کو پوری دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے کہ آؤ اور خرید لو۔میں آپ سے

appeal کروں گی،اس پورے ایوان سے appeal کروں گی کہ آپ اس بارے میں public opinion elicit کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ!میری بات سنیں۔آپ اس amendment کے بارے میں بات کر سکتی ہیں۔آپ ادھر اُدھر کی باتوں پر تقریر نہ کریں۔میں نے آپ کو interrupt نہیں کیا لیکن آئندہ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اگر آپ کو میری کسی بات پر objection ہے تو ٹھیک ہے آپ کی authority ہے،اگر میں غلط بات کروں تو آپ بے شک مجھے ٹوک دیں۔میں تو اس Bill کی فلاسفی بیان کر رہی ہوں کہ جو یہ Bill کہتا ہے public opinion وہ نہیں ہے۔یہ اسمبلی یہاں اس لئے بیٹھی ہے کہ وہ public کے idea،روح یا اس کی spirit کو یہاں بیان کرے۔جب تک انہوں نے اس privatize کو maintenance کے لئے استعمال کرنا تھا تو اس وقت کوئی بھی یہاں سے نہیں اٹھا کہ اس Bill کی ضرورت ہے لیکن جب اس کو بیچنے کی بات آئی تو یہ Bill لے آئے ہیں۔انہوں نے خود commit کیا ہے کہ ہم poverty alleviation کریں گے۔یہ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ ہم ایک failed governance ہیں۔ہم اپنے قرضے اتار سکتے ہیں اور نہ ہم غریبوں کو کچھ دے سکتے جب تک کہ ہم اپنے assets نہ بیچ لیں،یہی fact ہے۔اگر یہ تقریر ہے تو مجھے اس لئے کرنی ہے کہ یہ پنجاب کے ہر شخص کے دل کی آواز ہے۔میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بات سنی لیکن میں اس بات پر sure ہوں کہ اس Bill کو public opinion کے لئے بھیجا جائے۔اگر میرے ایک ایک لفظ پر پنجاب کے ہر شخص نے لبیک نہ کہا تو پھر جو مرضی کہہ لیجئے گا۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،شکریہ۔محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس clause میں اس Bill کو مشتہر کرنے کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔میں اس سے متعلق یہ کہوں گی کہ "سسیے بے خبرے تیرا لٹیا شہر بھنبور" آپ اسمبلی سے باہر جا کر عوام سے معلوم کرنے کی کوشش کریں تو میرے خیال میں عوام بالکل بے خبر ہے،اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے کہ راتوں رات اس کا شہر فروخت ہونے جا رہا ہے۔ہمارا یہ صوبہ غربت کی

اس انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے کہ income تو رہی نہیں، کمانے والے ہاتھ تو رہے نہیں، source of income بھی نہیں رہا اور اب حالت زار یہ ہے کہ گھر کے برتن اور کپڑے بیچ کر اخراجات پورے کئے جائیں گے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ان کو منع کریں کہ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔ہم اس طرح کی باتیں نہیں سن سکتے۔

جناب سپیکر: محترمہ!تشریف رکھیں۔یہ مناسب بات نہیں ہے۔ان کی طرف سے amendment ہے لہذا انہیں اپنی بات کرنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔یہ نامناسب بات ہے۔آپ کا یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔تشریف رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!ہم ان کی اس طرح کی بات قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: I will not permit it آپ تشریف رکھیں۔This is not your duty

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ board ہی نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس بورڈ کو بنانے پر اور اس کے اندر جو بھرتیاں کی جائیں گی،جو عملہ تعینات کیا جائے گا اس کے اوپر کروڑوں روپے اخراجات آئیں گے۔جمہوریت کا مطلب عوام کی حکومت ہے اور عوام کی حکومت کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ عوام کا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو گا۔یہاں اتنا بڑا فیصلہ ہونے جا رہا ہے اور عوام کو اس کی خبر تک نہیں ہے کہ اس کی جائیداد فروخت ہونے جا رہی ہے،اس کا گھر بار لٹایا جا رہا ہے۔دوسرا ظلم یہ ہے کہ اس کو باخبر کرنے کے لئے کوئی چھوٹا سا اشتہار بھی نہیں دیا گیا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!میں تو ایسی باتیں برداشت نہیں کر سکتی۔ان کو ایسی باتیں کرنے سے منع کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پہلے ان سے تقریر کروالیں،جب یہ میری بہن بول بول کر تھک جائیں گی تو میں بات کر لوں گی۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ محترمہ سب غلط کہہ رہی ہیں۔ میں محترمہ کی باتوں کی وجہ سے احتجاجاً House سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر خاتون ممبر محترمہ طیبہ ضمیر ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اور لوگوں کو اسی طرح بُرا لگتا ہے۔ سچی باتیں یونہی کڑوی لگیں گی۔ کڑوے سچ کو سننے کا حوصلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان ممبران نے کل کو عوام کے سامنے جانا ہے۔ عوام کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟ یہ کہ ہم پورے پنجاب کا سودا کر آئے ہیں اور ایسٹ انڈیا طرز پر ایک بورڈ بھی بنا آئے ہیں۔ اس صوبے کی جائیداد اور assets کو government rates پر بے دریغ بیچا جائے گا۔ اس بات کی کیا guarantee ہے کہ اربوں روپے کی جائیداد کروڑوں روپے میں نہیں بیچی جائے گی۔ کروڑوں روپے کی چیز لاکھوں میں نہیں بیچی جائے گی اور لاکھوں کی ہزاروں میں فروخت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر! اگر نہر کے کنارے کوئی زمین فروخت ہوتی ہے، irrigation کی زمین فروخت ہوتی ہے اور ایک سرمایہ دار اسے خرید لیتا ہے تو وہ اربوں روپے لگا کر اس سے کھربوں روپے کمائے گا تو کیا یہ اربوں روپے کی investment حکومت خود نہیں کر سکتی، کیا یہ حکومت خود اربوں روپے لگا کر کھربوں روپے نہیں بنا سکتی، کیا حکومت میں اتنی skill بھی نہیں رہی ہے، کیا یہ حکومت اتنی بے بس ہو گئی ہے کہ اب وہ اس حد تک مجبور ہو گئی کہ کوئی project بھی نہیں لگا سکتی، income generate کرنے کا اس کے پاس کوئی طریقہ نہیں رہ گیا۔ ہم نے تو تھوڑی سی، چھوٹی سی ایک گزارش کی ہے کہ رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے، عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے اس Bill کو مشتہر کیا جائے تاکہ عوام کو بھی اس میں شامل حال کر لیا جائے کہ ہم ان کے شہروں کو اس طرح سے لٹانے جا رہے ہیں۔ ان کا اثاثہ لٹانے جا رہے ہیں۔ ایک چھوٹی سی اخبار کی خبر ان کے گوش گزار کر دی جاتی، ان سے پوچھ لیا جاتا، سول سوسائٹی کو اس میں شامل کیا جاتا، اس میں این جی اوز کو شامل کیا جاتا، اس کے اوپر سیمینار کئے جاتے اور لوگوں سے پوچھا جاتا کہ ہم یہ کام کرنے جا رہے ہیں بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟ اگر اس کو مشتہر کر لیا جاتا تو اس میں کیا مضائقہ تھا، کوئی اتنی جلدی بھی کیا ہے کہ اگر ایک مہینہ اس کو مشتہر کرنے میں، رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مزید لگ جائے گا تو

اس میں کیا حرج ہے؟ہماری اتنی چھوٹی سی بات بھی نہیں مانی جارہی۔میری درخواست ہے کہ اب بھی ہماری amendment کو منظور کر کے لوگوں کی رائے حاصل کرنے کے لئے اس Bill کو مشتہر کیا جائے۔شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ہم نے یہ جو amendment propose کی ہے کہ اس Bill کو public opinion کے لئے لے کر جایا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جو state land ہوتی ہے وہ state کا اثاثہ ہوتی ہے جو کہ present میں استعمال ہو رہی ہوتی ہے اور future میں بھی استعمال ہونا ہوتی ہے۔اگر ہم اپنے اثاثے ہی بیچنا شروع کر دیں گے تو پھر future میں کیا کریں گے؟ آج تو ہم ان چیزوں کو بیچ کر عملے کی تنخواہیں بھی دے دیں گے،واسا کے پائپ بھی خرید لیں گے لیکن کل آنے والے لوگ کیا کریں گے؟یہ بہت اہم issue ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کو patience کے ساتھ سنا جائے۔

جناب سپیکر!ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ good governance ہے۔جس وقت کوئی بھی حکومت،کوئی بھی ادارہ،کوئی بھی شخص اپنا گھر بیچنے پر آ جاتا ہے تو وہ ایک failed state, failed person and failed department کہلاتا ہے،اس میں good governance کہیں نہیں ہوتی۔جہاں پر good governance ہوتی ہے تو وہاں پر اپنے assets کو بڑھایا جاتا ہے،اگر بڑھایا نہیں جاتا تو کم از کم ان کو maintain کیا جاتا ہے اور قانون سازی کر کے ان اداروں کو بہتر کرنے کی طرف لے کے جایا جاتا ہے،یہ نہیں ہوتا کہ آپ good governance کے دعوے بھی کریں اور اپنے گھر کو ہی بیچنا شروع کر دیں کہ فاقوں کی نوبت اب اتنے برے حالات پر آ گئی ہے کہ پہلے آپ اپنے گھر کے برتن بیچتے ہیں اس کے بعد اس کی accessories بیچتے ہیں اور ultimately آپ اپنا گھر ہی بیچ دیتے ہیں،آج یہاں پر یہ کس قسم کی قانون سازی ہونے جا رہی ہے۔ابھی میری محترمہ بہن نے یہ فرمایا تھا اور گھر کی بات ہوئی تھی کہ یہ ہمارا صوبہ ہمارا گھر ہے جس کے لوگوں کی نمائندگی ہم یہاں پر کر رہے ہیں۔ایک شخص اپنا گھر اسی وقت بیچتا ہے کہ جب وہ معاشی طور پر اتنا بدحال ہو جائے کہ اس کو survival کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہ ملے یا تو اس کو مانا

جائے کہ ہاں ہمارے حالات اتنے ہی برے ہیں، ہاں ہم ناکام حکمران ہیں، ہاں ہم ایک fail state ہیں اس لئے ہم اپنے اثاثے بیچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے Foreign Minister Shah Mahmood Qureshi and Privatization Minister Senator Waqar نے جب سرکاری اراضی بیچنے کی بات کی تھی تو ہم تو ان Treasury Benches کی طرف دیکھتے تھے کہ یہ اس اراضی کو بچانے کے لئے ہماری مدد کریں گے لیکن یہاں تو آج پنجاب کو بیچنے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمارے حالات اتنے بُرے ہو گئے ہیں کہ اب ہمیں revenue generate کرنے کے لئے اخباروں میں اشتہاروں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے اور ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ housing colonies میں شامل سرکاری اراضی نہایت ارزاں rate پر developers اور قانونی مالکان حاصل کر سکتے ہیں یہ ایک ناکام حکومت ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ ہم اپنی زمینوں کو قبضہ مافیا سے چھوڑوانے کی بجائے، ہم اپنے assets کو بڑھانے کی بجائے ارزاں rate پر developers اور مالکان کو بیچ رہے ہیں یہ کس قسم کی governance good ہے۔ ابھی محترمہ سامیہ امجد صاحبہ نے تو یہ کہا جس سے مجھے تھوڑا سا اختلاف ہے کہ ایک وہ وقت بھی آ جائے گا جب بادشاہی مسجد بیچنے کی بات آئے گی، جب DHQ بیچنے کی بات آئے گی، وہ وقت بھی دور نہیں ہے جب ایوان وزیر اعلیٰ بھی بیچنے کی بات ہو گی، جب Civil Secretariat بھی بیچنے کی بات ہو گی، جب یہ پنجاب اسمبلی بھی بیچنے کی بات ہو گی کیونکہ یہ کہیں گے کہ 365 دن میں سے صرف 70 دن اجلاس ہونا ہے، ہم 70 دن کے لئے اسمبلی کرائے پر لے لیں گے یہ کس قسم کا قانون ہے جس کو یہاں پر پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ یہ اس اسمبلی نے دیکھا ہے، یہ صوبہ پنجاب کے 9 کروڑ عوام نے دیکھا ہے، یہ جناب نے دیکھا ہے، یہ میں نے دیکھا ہے کہ اس اسمبلی میں صرف point scoring کرنے کے لئے جو legislation کی جا رہی ہے وہ اس نوعیت کی ہے کہ اس میں bureaucracy کو strengthen کیا جا رہا ہے، ہر legislation میں چیئرمین bureaucrat، وائس چیئرمین bureaucrat، ممبر bureaucrat، کمیٹی کہتی ہے کہ نہیں، عوامی نمائندوں کو لگاؤ اور یہ کہتے ہیں کہ bureaucrat کو لگاؤ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ bureaucrats کو اور strengthen کر کے گورنمنٹ اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے اور وہ صوبہ جو OD پر چل رہا ہے، جس کے پاس چینی لینے کے لئے پیسے نہیں ہیں، جس کے پاس آٹا خریدنے کے لئے پیسے

نہیں ہیں، جس کے پاس اپنا پانی نہیں ہے تو یہ مزید ایک نئی انڈسٹری قائم کر کے اس کی تنخواہیں کہاں سے دیں گے، یہ ان کے اللے تللے کہاں سے afford کریں گے؟ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر سب کو seriously سوچنا چاہئے پھر لوگ اس اسمبلی کے بارے میں بھی کہیں گے کہ یہاں پر قانون سازی بالکل ایسے ہی ہوئی کہ قوانین کو لایا گیا، rubber stamp کی طرح اس پر مہریں لگائی گئیں اور "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کر کے اس قانون کو پاس کر دیا گیا جس طرح یہاں پر کچی آبادی کا ordinance آیا، لوکل گورنمنٹ کا ordinance آیا، کل بھی میں نے ایک بات کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ وہ reference نہ دیں، آپ اپنی اس ترمیم پر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ اس کو public opinion کے لئے کیوں نہ لے کر آئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا Local Government Ordinance پاس ہو گیا، "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کی نذر ہو گیا مگر کل جب میں نے جناب کے توسط سے یہ پوچھا کہ ہم کہتے ہیں کہ بسنت نہ مناؤ، جانیں جاتی ہیں اس کو implementation کون کروائے گا تو یہاں سے جواب آیا کہ وہی ناظم جس کا ہم نے دو سال سے گلا گھونٹا ہے، وہ 15 دن کی اجازت دے سکتا ہے اور یہ بل کس نے پاس کیا؟ یہ "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" اسی اسمبلی میں سے ہوئی تو جب یہ "ہاں"، "ہاں"، "ہاں" کرتے ہیں تو اس وقت یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کس جگہ پر کیا lacunas ہیں اور پھر اپوزیشن کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کو ہم public opinion کے لئے اس لئے نہیں لے کر آئیں گے کہ یہ اچھے کلرک نہیں ہیں، ان کو "قومہ" نہیں لگانا آتا، ان کو "full stop" نہیں ڈالنا آتا تو اگر یہ پنجاب اسمبلی پنجاب کو بیچنے کی legislation کرے گی تو ہماری نسلیں ہمیں کن الفاظ سے یاد کریں گی؟ میری یہ درخواست ہے کہ اس پر implementation تو نہیں ہو سکتی اس کو public opinion کے لئے لے کر جایا جائے۔ میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

جناب والا! اور آج وہی ہونے جا رہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر فائزہ اصغر!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر!میں اس میں تین چار باتیںadd کرنا چاہوں گی کہ اتنے بڑے بورڈ کی تنخواہیں اوراس کے ساتھ ان کے جو بھی لوازمات ہوتے ہیں تو ہر مہینے پھر ہم گورنمنٹ کی نئی property بیچ کر ان کے اخراجات پورا کریں گے۔ اتنا بڑا بورڈ اور ان کے ساتھ جو offices ہوں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں پر یہ poverty levitation کی کہتے ہیں تو ایک چھوٹی سی example ہے کہ food street پر لوگ اپنی poverty کو خود levitate کر رہے تھے اس کو ہم نے بند کر دیا کہ لوگ اپنی poverty levitate نہ کر سکیں۔ اب اسی food street کو بیچ کر ہم ان لوگوں کو hand outs دیں گے کہ اب تم اپنی poverty levitate کرو، یہ تو ایک چھوٹی سی example ہے اس طرح کی بہت ساری deferent examples ہیں کہ government کی properties کو بیچ بیچ کر loans پورے کئے جائیں گے، اس سارے سٹاف کا نیا loan اوپر چڑھے گا اس کے لئے پھر اور property بیچی جائے گی تو اس طرح کرتے کرتے end پر بیچنے کے لئے جب کچھ بھی نہیں رہ جائے گا تو اس وقت کہاں سے loans پورے کریں گے اور اس وقت کیا چیز دے کر اپنے اخراجات کو پورا کیا جائے گا؟ یہ ساری علامات totally failed state کی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں چند باتیں کروں گی کیونکہ اصل مقصد تو میرے تمام معزز ممبروں نے بیان کر دیا ہے میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ایک گھر کے بیچنے کی نوبت تبھی آتی ہے جب اس گھر کا کوئی والی وارث نہیں رہتا اور اس گھر میں ایسے قابل لوگ نہیں رہتے جو اس گھر کو maintain کر سکیں تو کیا یہ نوبت آچکی ہے کہ اس صوبے کا اب کوئی والی وارث نہیں ہے، اس کو جس طرح سے مرضی بیچ دیا جائے؟ میں یہاں یہ کہوں گی کہ اپنے اثاثوں کو بیچنے کی بجائے اس صوبے کے اوپر جو بے جا خرچے لادے ہوئے ہیں مہربانی کر کے انہیں ختم کیا جائے، سادگی اپنائی جائے نہ کہ task forces کے نام پر اس صوبے کے اوپر جو بوجھ ہے جنہوں نے اپنی سکیورٹی اور اپنی "شو، شا" کے لئے یہاں پر ایک سسٹم شروع کیا ہوا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر already ایک

سسٹم ہے جس طرح الیکشن کمیشن ہے ایک ادارہ ایک کام کر رہا ہوتا ہے اس کے اوپر ایک اور ادارہ بنا کر یہ کیا کرنا چاہ رہے ہیں اور صوبے پر بوجھ پر بوجھ ڈالے جا رہے ہیں، مہربانی کر کے ان چیزوں کو کم کیا جائے نہ کہ بڑھایا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم اخباروں میں اشتہار دیکھتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کو بیچا جا رہا ہے، کسی بھی صوبے یا کسی بھی ملک میں جب ایسی صورتحال آتی ہے تو وہ تو ایک آخری سلسلہ ہوتا ہے جب آپ کے پاس کچھ نہیں رہ جاتا اور آپ پر یہ نوبت آتی ہے کہ آپ اپنا آپ اور اپنا گھر بیچنا شروع کر دیتے ہیں تو خدا کے لئے آپ ایسا نہ کریں اور ہماری 16 کروڑ عوام کے اوپر رحم کرتے ہوئے اپنے اس گھر کو نہ بیچیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں نے اس amendment پر بات کرتے ہوئے جتنی irrelevant اور جتنی مبہم بحث کی ہے میں اس پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ کیا Sindh Privatization Bill سندھ بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے، کیا Federal Government نے Federal Government Federal Privatization Bill, کو بیچنے کے لئے بنایا ہے، کیا سرحد اور بلوچستان نے Privatization Bill صوبے بیچنے کے لئے بنائے ہیں، یہ کس طرح سے کہہ رہے ہیں۔ یہ کس طرح سے اپوزیشن کے ممبران کہہ رہے ہیں کہ یہ صوبے کو بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے، یہ گھر کو بیچنے کے لئے بنایا گیا ہے اور کوئی والی وارث نہیں رہا؟ پچھلے دور میں 72 اثاثوں کی فہرست میرے پاس ہے، وہ کیوں بیچے گے تھے، یہ بتائیں کہ کیوں بیچے گئے تھے، کیا اس وقت کوئی والی وارث نہیں تھا اور کیا یہ اس وقت گھر کو بیچ رہے تھے؟ 72 اثاثے جن کی مالیت 2۔ ارب روپے بنتی ہے وہ پچھلے دور میں فروخت کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! باقی تمام صوبوں اور مرکز میں Privatization Act ہے جبکہ پنجاب میں صرف Privatization Board تھا جو ایک Executive Order کے ذریعے معرض وجود میں لایا گیا تھا جبکہ آئین کے آرٹیکل 175 کی سب کلاز 5 یہ کہتی ہے کہ:

175(5) Transfer of land by the Federal or Provincial Government shall be regulated by law.

یہ آئینی requirement ہے کہ اس بورڈ کو lawکا درجہ دیا جائے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 175 میں درج ہے اور یہ وہی بورڈ ہے جو پچھلے سالوں میں اربوں روپے کے اثاثے فروخت کرتا رہا ہے۔ اس پر اب legislation کر کے یہ معزز ایوان اسے Actکا درجہ دے رہا ہے۔ جہاں پر زیادہ professional اورtransparent طریقے سے وہ اثاثے جن کی آمدن نہیں ہے اور maintenance پر حکومت کو کروڑوں، اربوں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے ان کو اس بورڈ کے ذریعے dispose of کیا جائے گا اور یہ ایک permanent phenomena ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اب یہ معاملہ ہو رہا ہے۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان اثاثوں سے جو پیسا حاصل ہو گا اس میں سے ایک دمڑی بھی non development کے اخراجات میں خرچ نہیں کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 March 2010.''

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 25 March 2010."

1. Mr Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms Fouzia Behram
9. Mrs Amna Ulfat
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 25 March 2010."

1. Mr Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed

8. Ms Fouzia Behram
9. Mrs Amna Ulfat
10. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون نے oppose کیا ہے، کون بات کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بات کر چکی ہیں، اب آپ اس پر بات نہیں کر سکتیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی یہ amendment withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ amendment withdraw ہوتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس سے جو آمدنی ہو گی اس میں سے ایک دمڑی بھی non development پر خرچ نہیں ہو گی۔ میری عقل اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ retirement of government that or power to alleviation development کس طرح ہو گی؟

جناب سپیکر: کیا یہ amendment میں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں بلکہ یہ پہلے والی ترمیم پر انھوں نے بات کی تھی کہ ایک دمڑی بھی خرچ نہیں کریں گے۔

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Privatization Board Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now clause 3 of the Bill is under consideration. There is two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for the word "agreement'' appearing in line 3, the word "contract'' be substituted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for the word "agreement'' appearing in line 3, the word "contract'' be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, not opposed.

جناب سپیکر: Clause-3 کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment oppose نہیں ہوئی تو carry ہونے کے بعد یہ clause-3 پھر do stand part of the Bill ہو جائے گی کیونکہ اس میں صرف دو amendments ہیں۔ وہ دوسری withdraw کر لیں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ دونوں ہی withdraw ہوں گی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔ ہماری ایک amendment انہوں نے oppose نہیں کی اور دوسری ابھی ہم نے پیش کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چلیں، ٹھیک ہے۔ دوسری پر discussion کروا لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: discussion کر لیتے ہیں۔ ہم نے کوئی withdraw تو نہیں کی۔

جناب سپیکر: کیا مجھے پھر clause 3 پر question کرنا پڑے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment کو carry کروانے کے بعد دوسری پیش کروالیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اگر آپ clause 3 پر اپنی amendments مکمل طور پر واپس لیتے تو پھر بات اور تھی۔

جناب شیر علی خان: پہلی amendment پر کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: وہ تو ہو جائے گی جس طرح آپ نے کہا ہے لیکن آپ نے second amendment بھی تو دی ہوئی ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), for

the word "agreement" appearing in line 3, the word "contract" be substituted."

(The motion was unanimously carried)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR FAIZA ASGHAR: I move:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:
>
> "(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:-

"(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس amendment سے recommendation یہ تھی کہ اس بورڈ کے بننے سے پہلے جو پہلا بورڈ کام کر رہا ہے وہ ایک عارضی ہے، جو by rules بنا ہوا ہے لیکن by law نہیں بنا ہوا۔ جب یہ نیا بورڈ بن جائے گا تو اس clause میں کوئی clarification نہیں ہے کہ پچھلے بورڈ کا کیا ہو گا اور کیا یہ دونوں بورڈ parallel کام کریں گے اس لئے بہت ضروری ہے کہ یہ clarify کیا جائے کہ نئے بورڈ کے law میں آنے کے فوراً بعد at the same time پچھلا پرانا بورڈ dissolve ہو جائے گا تا کہ دو parallel bodies ایک ہی کام کو ایک وقت میں نہ کریں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ amendment بھی چھوٹی سی ہے اگر اسے بھی وزیر قانون صاحب accept کر لیتے تو کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ جب ایک بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے تو in future بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر پچھلے بورڈ کی مدت پوری ہو جاتی ہے یا نیا بنانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو اُس صورت میں اس amendment کے دینے کا مقصد یہی ہے کہ پچھلا بورڈ نہ رہے۔ اگر Bill میں اس

چیز کو شامل کر لیا جائے کہ پچھلا بورڈ ختم ہو جائے گا اور اُس کی کوئی standing position نہیں رہے گی تو اُس سے معاملات clear ہو جائیں گے۔ اس clause میں نیا بورڈ exist کر رہا ہے اور پچھلا بورڈ بھی اسی کی موجودگی میں exist کرتا رہے گا اس لئے واضح کرنے کے لئے ہماری طرف سے یہ ترمیم دی گئی ہے تاکہ سمجھ میں آجائے اور Bill clear ہو جائے لہذا یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ اگر اس ترمیم کو بھی وزیر قانون صاحب شامل کر لیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہت بہتری آ جائے گی۔ وزیر قانون صاحب ان معاملات کو بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں اور وہ بس oppose کر دیتے ہیں، اگر ہم اس کی detail میں چلے جائیں تو ہم نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: جس کو انہوں نے سمجھا ہے انہوں نے شامل کر لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میں اُن کی تھوڑی الجھن دُور کر دوں تو شاید انہیں اس کے اوپر بار بار بات کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ پہلا بورڈ ایک انتظامی حکم کے تحت معرض وجود میں آیا ہے۔ ایک انتظامی حکم کے تحت معرض وجود میں آنے والے بورڈ کو قانون سازی کے ذریعے ختم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ایک another administrative action کے تحت ہی ختم ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر تھوڑی سی clarification کے لئے اور سمجھنے کے لئے اس کے اندر ایک لائن لکھ دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بنیادی طور پر میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایسے entrepreneurs اثاثہ جات یا commercial entities کی نجکاری کی جاتی ہے جو کسی بھی وقت، کسی بھی مصلحت، کسی بھی پالیسی یا کسی بھی ضرورت کے تحت حکومت نے nationalize کر لئے ہوں اور جب حکومت ان کا انتظام و انصرام مناسب طور پر نہ کر سکتی ہو تو ایسے ادارے جو گھاٹے پر چل رہے ہوں، کی نجکاری کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر پنجاب حکومت نے ایسی کون سی زمین nationalize کی تھی جس کی ابھی یہ privatization کرنا چاہ رہے ہیں لیکن still اگر یہ ضد کرتے ہیں کہ ایسے ہی کرنا ہے تو پھر تمام notifications جو Privatization Board کی

تشکیل

کے سلسلے میں already issue ہوئے ہیں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے وضاحت فرمائی ہے کہ اُن کو قانون سازی کے ذریعے cover نہیں کیا جا سکتا جو میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے ہماری information میں بہت اچھا اضافہ کیا ہے کہ administratively اس کو counter کیا جا سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب parallel دو طرح کے سسٹم لوگوں کو پتا چلیں گے، دو طرح کی information ہو گی تو اس سے confusions create ہوں گی۔ اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ چاہے وہ legislation کے ذریعے کریں۔ ہم نے اپنی information کے مطابق یہ کہہ دیا کہ legislation کے ذریعے اس کو آپ ختم کریں اور لوگوں کو ایک نظام، ایک چیز بتائیں جو ان کے عقل ناقص میں آ جائے، جس کو وہ سمجھ سکیں۔ وزیر قانون صاحب اس میں amendment کر دیں کہ وہ اس میں administratively کر دیں۔ بات تو یہ ہے کہ وہ مقصد ہونا چاہئے وہ جس طریقے سے قانونی طور پر ہو گا وہ اس کو بہتر جانتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تک پرانے کو dissolve نہیں کیا جا سکتا تو ایک ایسا وقت آئے گا جس وقت دو parallel bodies کھڑی ہوں گی۔ ہم نے یہ amendment دی ہے کہ جیسے ہی یہ بورڈ بنے اسی کے ساتھ ہی وہ ختم ہو جائے تا کہ ایک ہی function کرنے والی دو parallel bodies کا confusion نہ ہو۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (2), the following sub-clause (2-A) be added:
>
> "(2-A) The Government notification No.FD.SO (AB-1)8-4/97 dated 4-08-97 and other related notifications, issued from time to time, establishing and reconstituting the Privatization Board, are hereby rescinded and

the existing Board shall stand dissolved on the commencement of this Act."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by

the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی بات کرنے سے پہلے ضروری سمجھتی ہوں کہ کورم پورا ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔۔۔(قہقہے)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے۔ پنجاب یہ بیچنے جا رہے ہیں اور یہاں پر ان کا interest watch کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! اپنی بات مکمل کریں۔

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا کورم point out کرنے کا یہ ہرگز مقصد نہیں تھا اور ہم صرف چاہتے تھے کہ اتنے اہم بل میں یہ لوگ دلچسپی لیں۔

جناب چیئرمین! ابھی میں نے جو ترمیم پڑھی ہے تو اس میں ہماری یہ request ہے اور ہم نے یہ suggest کیا ہے کہ ممبران اسمبلی نامزد کرنے کی بجائے اس ایوان کے سپیکر صاحب جو کہ Custodian of the House ہیں اور ان کا رویہ سب کے لئے غیر جانبدارانہ ہے تو دو ممبران سپیکر صاحب نامزد کریں اور ایک ممبر کو قائد حزب اختلاف کی رائے سے رکھا جائے کیونکہ قائد حزب اختلاف کی رائے اس لئے بھی ضروری ہے کہ کل کلاں ایسے allegations سے بچا جائے اور وقت کو بچایا جائے کیونکہ پھر الزام تراشی شروع ہو جاتی ہے اور پھر لوگ litigation میں چلے جاتے ہیں تو اگر کوئی درمیان میں ایسا بندہ ہو گا جو اسے ساتھ ساتھ check کرتا رہے گا تو balance check & کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ ہماری اس ترمیم میں بڑی request یہی ہے کہ سپیکر صاحب کے پاس ایک غیر جانبدار post ہے اور اسی طرح سے قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے رکھیں تاکہ ممبران مل جل کر اچھے انداز میں اس کمیٹی میں کام کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب چیئرمین!اس clause کے اندر کوئی اتنی مشکل بات نہیں کی گئی اور مقصد یہی ہے کہ جب فیصلہ کر ہی لیا گیا ہے کہ صوبہ نیلام کرنا ہے اور نیلامی کے لئے ایک بورڈ بنانا ہے تو اس بورڈ کے ممبران دو کی بجائے تین کر دیں جن میں سے دو سپیکر صاحب جو Custodian of the House ہیں اور ان کی شخصیت غیر جانبدار شخص کی حیثیت سے ہے تو دو کا وہ کر لیں اور اس میں کسی قسم کی جانبداری یا عوام کی نظر میں کوئی غلط فیصلہ یا جانبداری کا مظاہرہ نہیں کیا جا رہا ہے، اسے مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ amendment دی کہ قائد حزب اختلاف سے بھی ایک ممبر کی تعیناتی کے لئے مشورہ کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین!بات یہ ہے کہ جب اتنی عجلت میں فقط چار دن کے اندر اندر قائمہ کمیٹی سے پورا بل پاس کروا کر اسمبلی میں لایا گیا تو ظاہری بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے بہت سارے lacunas درمیان میں رہ جائیں گے جن پر سوچ بچار کی ضرورت تھی اور اس میں سے آخر کار وزیر قانون صاحب نے نہ نہ کرتے بھی ایک تو مان لی لیکن ہماری ترمیم دینے کا مقصد بھی یہ ہے کہ سسٹم کو تھوڑا شفاف نظر آنے کے لئے کہ basic authority کے ممبران پر کوئی آنچ نہ آئے اور کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس میں حکومت کے ہی لوگ تھے اور انہوں نے ہی من مانیاں کی ہیں۔

جناب والا!جب آپ جلدی اور عجلت میں کام کرتے ہیں تو غلطیاں ہوتی ہیں۔مجھے تو اتنا یاد ہے کہ بچپن میں جب ہم چھوٹے چھوٹے کام بھی کرتے تھے تو ہماری والدہ ہمیں روکا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ بیٹا جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے ہمیں کہا گیا کہ سوچ سمجھ کر، تحمل اور بردباری کے ساتھ فیصلے کرو۔یہ تو پورے صوبے کی تقدیر کا معاملہ ہے اور اسے اتنی جلدی اور عجلت میں اور اس میں چھوٹی چھوٹی اور معمولی معمولی سی باتیں ہیں۔یہ بل آ رہا ہے جو کہ Act بن جائے گا اور یہ لکھا گیا ہے کہ اب یہ آپ کے ہاتھوں سے ظلم ہونا ہے تو جب یہ ہونے جا ہی رہا ہے تو کم از کم اس کی شفافیت کو برقرار رکھنے کے لئے، transparency کو برقرار رکھنے کے لئے کم از کم ممبران تو وہ تعینات کئے جائیں جو کہ سپیکر صاحب۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: welcome سپیکر صاحب! آپ کھانا کھا آئے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ ہمیں بھی break دے دیتے تو ہم بھی کھانا کھا آتے اور ہم بھوکے پیاسے یہاں پر بولتے چلے جا رہے ہیں اور آپ ہم پر ترس ہی نہیں کھاتے۔

جناب سپیکر! میں clause-4 کے حوالے سے بات کر رہی تھی جس میں ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ کمیٹی میں دو ممبران سپیکر صاحب کی مشاورت سے رکھے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو کہا تھا کہ میں اپنے متعلق بات سے withdraw کر گیا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے تجویز کیا ہے ناں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اس میں ایک ممبر کو قائد حزب اختلاف تجویز کرے۔ آپ چونکہ غیر جانبدار شخصیت ہیں اور آپ کی شخصیت ایسی ہے کہ آپ کے مشورے سے بننے والے ممبر پر کسی قسم کی کوئی انگلی نہیں اٹھائی جا سکے گی اور اگر قائد حزب اختلاف کو بھی ایک ممبر نامزد کرنے کا اختیار دے دیا جائے گا پھر اس میں کسی قسم کی جانبداری کا الزام نہیں لگے گا اور اس ترمیم سے حکومت ہی کا بھلا ہو گا۔ اس میں حکومت کی transparency نظر آئے گی کہ اپنے لوگ نہیں لگائے گئے بلکہ بالکل ایک transparency، انصاف کے ساتھ اور سچے دل کے ساتھ، اگر صوبہ بچانا ہی ہے اور مجبوری ہے کہ گھر کو بیچ کر ہی گزارا کرنا ہے تو چلو وہ کوئی غیر جانبدار ایسے لوگ ہوں کہ وہ اپنوں کو ہی نہ نوازتے رہیں بلکہ ان کی شخصیت ایسی ہو اور ایسے ممبران ہوں کہ کل کو ان پر میڈیا یا عوام میں سے اٹھ کر کوئی یہ الزام نہ لگا سکے اور کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ ہم نے تو یہ چھوٹی سی بات کی ہے۔ عجلت میں کئے گئے فیصلوں میں lacunas بھی ہوتے ہیں، غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور وزیر قانون صاحب نے مان بھی لیا ہے۔ اگر اس پر بھی مہربانی فرمائیں اور اس کو بھی شامل کر لیں گے تو اس میں آپ کا ہی نام اور انہی کا طرہ سربلند ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ انہی کے حوالے سے بہتری ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو amendment دی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ تین ممبران اسمبلی کے ہوں ان میں سے دو سپیکر صاحب کی nomination سے اور ایک لیڈر آف دی اپوزیشن کی nomination سے ہو۔ ہم نے اس دفعہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا نام nomination کے لئے اس لئے ڈالا کہ سپیکر صاحب والی ہمیشہ حکومت reject کر دیا کرتی تھی۔ ہم نے کہا کہ شاید تکلف میں، مروت میں یہ مانتے ہوئے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی ایک عہدہ ہے جو کہ اسمبلی کے protocol میں Leader of the House کے برابر ہی ہے۔ ہم نے سوچا کہ ان کا نام ہی درمیان میں ڈال دیتے ہیں، شاید یہ مان لی جائے۔ اس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اس میں اسمبلی کے ممبران کی participation ہونی چاہئے اور یہ original Bill میں نہیں تھا اس کو کمیٹی نے addition کیا ہے۔ ہم نے صرف اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ یہ ہماری چھوٹی سی request ہے تاکہ اپوزیشن کی بھی کہیں پر نمائندگی ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں، لوگ کیا کہتے ہیں؟ محترمہ سیمل کامران!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لوگ تو یہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلے بل میں بھی ایک بات ہوئی تھی کہ:

"اناونڈے ریوڑیاں مُڑ مُڑ اپنے گھر دیاں نوں"

ادھر بھی وہی بات ہو گئی کہ تین ممبران ہوں گے اور وہ بھی گورنمنٹ کے ہوں گے۔ ہم نے کہا کہ سپیکر کی طرف سے دو ممبران nominate کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ایک تو یہ بات ہے کہ ماشاءاللہ آپ House کے Custodian ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جب بھی کوئی زیادتی کی گئی، ہمارے ساتھ اس ایوان میں جب بھی کوئی ناانصافی ہوتی ہے تو ہماری نگاہیں اس کرسی کی طرف جاتی ہیں۔ ہمارے لئے اس کرسی کا جو تقدس ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس Chair سے جو فیصلہ ہو گا وہ انتہائی منصفانہ، انتہائی غیر جانبدارانہ۔۔۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ relevant بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ اپنی تقریر کرلیں اور مجھے relevancy بتادیں، پھر میں بات کرلوں گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، No cross talk شاہ صاحب!----No, no

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے اپنی amendment میں یہ کہا ہے کہ دو ممبران کو Chair nominate کرے تو یہ irrelevant کیسے ہو گیا؟ میرے بھائی شاید کھانا کھاتے ہوئے اٹھ کر آ گئے ہیں اس لئے یہاں پر یہ پریشان بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی تین حضرات جن میں دو محترمہ تھیں اور ایک محترم تھے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ ایسا کرلیں لیکن میں جب مانتا ہی نہیں ہوں تو پھر؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ amendment تو ہم نے دی ہے۔ مجھے اس کی یہ وضاحت کرلینے دیجئے کہ ہم نے کیوں پہلے بھی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہیں Chair nominate کرے، آج بھی ہم اس خواہش کا کیوں اظہار کر رہے ہیں اس لئے کہ House میں جتنے بھی honourable members بیٹھے ہیں ان کے لئے جو آپ کی اہمیت اور آپ کا regard ہے وہ اپنی جگہ پر ہے لیکن یہاں پر legislation کی بات ہو رہی ہے۔ سپیکر کو Custodian of the House کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سپیکر غیر جانبدار ہے، کہا جاتا ہے کہ سپیکر پر سب کا حق ہے اور یہ آپ proof بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ دو ممبران آپ nominate کریں، جب ہم کہتے ہیں کہ پنجاب بیچنے کی بات ہو رہی ہے اور اپنے گھر کا سودا کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنی بات کرلی ہے، اب ادھر سے جواب آنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بات کرنی ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں تو یہ بھی ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر آپ ضد کرتے ہو اور آپ نے یہ کھلونا لینا ہے تو لے لو لیکن جو اس کے Chairman اور Vice Chairman آپ بنا رہے ہیں، سارے bureaucrats لا کر آپ بٹھا رہے ہیں تو کہیں تو اس میں ہماری مرضی بھی شامل کرلی جائے۔ میں اس لئے یہ بات نہیں کہہ رہی ہوں کہ آج میں اپوزیشن میں بیٹھی ہوں، یہ ہر بندہ جانتا ہے کہ

Opposition government in waiting ہوتی ہے۔ یہ Treasury بھی کبھی اپوزیشن میں جائے گی۔ اگر آج ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ Speaker اور Leader of the Opposition کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ممبران کو nominate کریں تو میں نے یا ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے یہ قطعی نہیں کہا کہ سپیکر رانا محمد اقبال خان یا ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان یا اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین خان۔No, sir, no--- ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جو بھی اپوزیشن لیڈر ہو، جو بھی اس وقت کا سپیکر ہو اس کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ یہ ممبران nominate کرے۔ اس میں اپوزیشن لیڈر رانا ثناء اللہ خان بھی ہوسکتے ہیں۔ ہم سب کا وقار اسی بات میں ہے اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ بجائے یہ کہ ہر بات کو negative لیا جائے اس سے بہتر ہے کہ تھوڑا سا اس پر سوچ سمجھ لیا جائے۔ یہ تو common sense کی بات ہے Which is not shown common sense لیکن still میری یہی درخواست ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر چیز کو transparent کریں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بنائے ہوئے قوانین پر کل لوگ مذاق اڑائیں اور انگلیاں اٹھائیں تو اس سے بہتر ہے کہ آج ہم سب مل بیٹھ کر اس کو حل کر لیں۔ میری ابھی بھی یہی request ہے کہ دو ممبران اس وقت کا سپیکر nominate کرے اور ایک ممبر کو اس وقت کا اپوزیشن لیڈر nominate کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب گورنمنٹ کی بات بھی سنتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ایک طرف اپوزیشن کے معزز ممبران یہ فرمارہے ہیں کہ سمجھ کر بات کی جائے۔ میں بھی ان سے یہ عرض کروں گا کہ آپ جو ترامیم دیتے ہیں وہ بھی ذرا سوچ سمجھ کر دیا کریں۔ ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو بل ہے، یہ جو ایکٹ ہے یہ پنجاب کو بیچنے کے لئے بنایا جارہا ہے اور پنجاب کو نیلام کرنے کے لئے بنایا جارہا ہے۔ دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ایسے ہے کہ "اندھا بانٹے ریوڑیاں اور مڑ مڑ کے اپنوں کو دے" ساتھ میں یہ اپنا اندھا بھی درمیان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (قہقہہ) بات یہ ہے کہ جب یہ اپنا لیڈر آف دی اپوزیشن کا نمائندہ اس میں ڈالنا چاہتے ہیں تو پھر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا اندھا بھی درمیان میں آجائے اور وہ ریوڑیاں ان کو بانٹے۔ ان کی ترامیم دینے کا کوئی مقصد ہے یا

صرف یہ مقصد ہے کہ بس ٹائم کو لمبا کھینچنا ہے اور اگر کورم point out ہو جائے تو اس کا فائدہ اٹھانا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! انہوں نے کورم point out کر دیا ہے، اب گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کورم point out نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو اپنے argue میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر ان کا مقصد یہی ہے ورنہ یہ سوچ سمجھ کے ترامیم دیں۔ ایک طرف آپ اس بل کو کہہ رہے ہیں کہ یہ پنجاب نیلام کرنے کا بل ہے اور اس کے operational ادارے میں آپ اپنی نمائندگی چاہ رہے ہیں۔ پھر میں تو ان کے لئے یہی کہوں گا کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), for Para (a), the following be substituted:

"(a) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which two may be nominated by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab and one by the Leader of the Opposition."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word "and" be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word "and" be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

The amendment moved and question is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), in Para (g), after the semi-colon, the word "and" be inserted, Para (h) be omitted and Para (i) be renumbered as Para (h)."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The third amendment from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہم withdraw کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے withdraw کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اب inadmissible ہو گئی ہے۔

MR.SPEAKER: Since this amendment moved by Law Minister has just been passed. This amendment has become inadmissible being anfractuous under rule 198(4) and is ruled out of order. The fourth amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

جناب سپیکر! یہ amendment پہلے carry ہوئی ہے تو یہ اسی sequence میں یہ پیرا omit کیا جا رہا ہے۔

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

The motion moved and the question is:

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, sub-clause (3) be omitted and the subsequent sub-clauses be renumbered as (3), (4), (5) and (6)."

(The motion was unanimously carried)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word “Act”, the words “pertaining to unauthorized disclosure of information” be inserted."

MR.SPEAKER: The motion moved is

"That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word "Act", the words "pertaining to unauthorized disclosure of information" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR.SPEAKER: Ok, Opposed.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Clause-5 جو ہے وہ disqualification کے بارے میں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ:

No person shall be appointed and shall continue as the Chairman, Secretary and Members.

اور clause (g) جو ہے وہ یہ ہے کہ:

If he fails to disclose any conflict of interest at all within the time provided for such disclosure by or under this Act or contravene any of the provisions of this Act.

ہم نے یہ کہا ہے کہ اس میں یہ add کر لیا جائے "pertaining to unauthorized disclosure of information" اس کی وجہ یہ ہے کہ معینہ مدت میں conflict of interest کو بتانے میں جو شخص ناکام رہتا ہے چاہے وہ سیکرٹری ہے یا وہ ممبر ہے اس ایکٹ کے کسی بھی provision کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے تو definitely اس کے ساتھ یہ بھی add کیا جانا چاہئے کہ وہ انفارمیشن جو بطور ممبر ان کو ملتی ہے چاہے وہ premature information ہے یا وہ proper information ہوتی ہے جو اس کے علم میں ہوتا ہے وہ اس کو disclose بھی کر سکتا ہے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ انفارمیشن افشاں نہ کرنا ان کے مفاد عامہ میں ہی ہوتا ہے تو اس چیز کو بھی consider کرنے کے لئے اور اس کے باوجود ہر وہ انفارمیشن جس کو وہ افشاں کر دے اس کو بھی disqualification کے زمرے میں لایا جانا ضروری ہے ورنہ اس بات سے خدشہ پیدا ہو جائے گا کہ

کچھ ممبران اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کے لئےinformation premature unauthorized کوdisclose کر دیں گے جو کہagain مفاد عامہ میں نہیں ہو گا اور اس سے ان کی تو جیبیں گرم ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ ایک issue ایسا ہے لیکن اس میں عوام کاinterest نہیں ہو گا تو اس چیز کوensure کرنے کے لئے ان چیزوں کو بھی اگرadd کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا اور اس سے مزید transparent system ہو گا۔ جب لوگوں کو ایکthreat ہو گا کہ اگر ہم چھوٹی سی بھی غلطی کریں گے تو اس پر ہماری نوکری جا سکتی ہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کوadd کر لیا جائے۔Thank you

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میںinsiding trading کےagainst قوانین ہیں کہ وہ information جو میرے عہدے یا جس مقام میں ہوں اس عہدے کے منصب کی وجہ سے میرے پاس ہے اس سے میں کسی اور کو، سب کوpublic کئے بغیر انفارمیشن دوں، ہم آئے دن پڑھتے ہیں کہ دنیا کے اندرinsiding trading کےscandal آتے ہیں اور لوگوں کو اس کے ساتھ سزائیں ملتی ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو انفارمیشن ہے، جو اس کے پاس آئے گی وہ اگر اس کو کہیں آگےdisclose نہ کرے اور وہ اگر ایسا کرے تو اس کے ساتھdisqualification کی کلاز آئے ہم نے یہ ایک safety measure اس کے اندر رکھا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں اصل میں ان سے یہی تو خطرہ ہے کہ ہم نے جو بات کی ہے کہ qualified لوگ ہوں، مشاورت سے رکھے جائیں، جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اسی لئے اپوزیشن لیڈر کا نام بھی ہم نے ڈالنے کا مشورہ دیا تھا جس کو وزیر محترم سمجھ رہے ہیں، ان کی جو اپنی سوچ ہے شاید وہی ہماری بھی سوچ ہے تو ہم نے بالکل ایک شفاف ذہن کے ساتھ یہamendments دی ہیں اس حوالے سے ہمارے ذہن میں کوئی فتور نہیں ہے اور اگر ایک غلط کام ہونے جا رہا ہے، عجلت میں ہونے جا رہا ہے تو اس میں جوlacunas رہ گئے ہیں ان کو ہم نےpoint out کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر!ٹھیک ہے اب سودے ہوں گے،properties بکیں گی لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں سے بکیں گی اگر وہ راز کو راز نہ رکھ سکے تو پھر اپنے اپنوں کو فائدہ پہنچائیں گے۔اپنے کسی بھائی، بہن کو کہیں گے کہ یہ کام ہونے لگا ہے لاؤ بھائی!میرا بھیshare رکھو اور اس کی فلاں تاریخ کو ہم کرنے لگے ہیں اور ساری باتیں کھول کر رکھ دیں گے کہ کیا فیصلہ ہوا ہے، کتنے میں دینا ہے اور پھر کیا ہو گا؟ اپنے اپنے لوگوں کو ہی فائدہ ہو گا اس لئے ہم نے ایسے لوگ تعینات کرنے کے لئے بار بار مختلف کلاز میں ذکر کیا ہے اور بہت سی چیزیں درمیان میں وزیر قانون صاحب نے مان لی ہیں تو وہاں اگر یہ اس کو بھی مان لیں گے تو میرا خیال ہے کہ ان کی کوئی سبکی نہ ہو گی، دل بڑا کریں ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ختم کر کے اور ''ناں'' کہہ کر کوئی تمغہ نہیں لگ جائے گا اگر اچھا فیصلہ، کارآمد فیصلہ ہو گا اور سوچ سمجھ کے بعد ہو گا تو میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر نتائج نکلیں گے[*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ آپ واپس لیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!یہ[****]بات نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ[****]یہ بات مت کریں۔یہ بات آپ نے غلط کی ہے۔ I say these are wrong words.

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!جیسے آپ کہتے ہیں۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے نہیں کہنا چاہئے تو میں نہیں کہتی۔

جناب سپیکر: چلیں!مہربانی یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!وہproperties جو گورنمنٹ کا اثاثہ ہیں۔جب ان کو بیچنے کی باری آئے گی تو اس کو بیچنے میں کم از کم ایسے لوگوں کی تعیناتی کی جائے جو کہ ان معاملات کو disclose نہیں کریں گے جس سے ان کا اپنا کوئی سگا، سمدھی یا اپنا کوئی بہن، بھائی مستفید ہوتا ہو۔عوام کو کسی چیز کی کوئی خبر نہیں پہنچتی ہے حتیٰ کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے، یہ بھی ان تک نہیں پہنچ رہا ہے تو عام آدمی بھی اس میں transparency کے ساتھ شامل ہو سکے، وہ بھی اپنا حصہ ڈال سکے۔اس کا مقصد صرف اور صرف اتنا ہے، اسے کسی negative معنی میں نہ لیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کریں۔ Simple سی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ misuse of authority کی روک تھام کے لئے ہم نے یہ suggestion دی ہے تاکہ کل کلاں یہ چیزیں misuse نہ ہوں اور عوام کو نقصان نہ ہو۔ صرف اس

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں چھوٹی سی گزارش ہے کہ misuse of authority بہت اہم چیز ہے کیونکہ اگر ہم کسی ایسے بندے کو threat نہ کریں تو آپ نے بہت سی ایسی examples دیکھی ہیں کہ پھر اس کا misuse کیا جاتا ہے اور پھر اس سے بہت سارے نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔ یہ ایک suggestion ہے، یہ بہت اہم ہے کوشش کریں کہ اس کو شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: Anybody else? جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن apprehensions کا اظہار معزز اراکین نے کیا ہے وہ اسی بل کی clause-41 میں پوری طرح سے covered ہے۔

MR. SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> "That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (g), after the word "Act", the words "pertaining to unauthorized disclosure of information" be inserted."

(The motion was lost)

MR. SPEAEKR: Now, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:
>
> "(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:-
>
> "(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETNARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، شروع کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اس clause میں بھی جو بات کی گئی ہے وہ مشورہ ہم نے اس لئے دیا ہے کہ جب بھی حکومت نے کوئی اثاثہ فروخت کرنا ہو تو اس کے لئے قیمت لگوائی جائے گی۔ جس چیز کی شکل و صورت بہتر نہ ہو، حالت زار بہتر نہ ہو اس کی مطلوبہ قیمت نہیں ملتی ہے۔ اس کی مثال میں آپ کو یہ دوں گی کہ جب ایک گاڑی فروخت کے لئے شو روم میں جاتی ہے تو اس سے پہلے اس کی retouching وغیرہ کروائی جاتی ہے اس کو اچھی طرح دھویا دُھلایا جاتا ہے۔ اگر اس کو as it is بیچا جائے تو جہاں اس کے پانچ لاکھ لگنے ہیں وہاں اس کو صاف ستھرا کر کے، طریقے، سلیقے اور قرینے سے sale کے لئے رکھا جائے تو اس کے کوئی دو لاکھ روپے زیادہ مل جاتے ہیں۔ اس میں بھی یہ استدعا کی گئی ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ کا ایسا اثاثہ جس کو فروخت کرنے کی نوبت آ جائے اس میں دفاتر بھی ہو سکتے ہیں، کوئی ایسا پراجیکٹ ہو سکتا ہے تو اس کی حالت زار کو تھوڑا سا بہتر بنا کر، اس کو tip top کر کے ایک running condition میں بیچا جائے تا کہ جو لینے آ رہا ہے جس نے ایک سرمایہ خرچ کر کے اسے purchase کرنا ہے تو اس کے اوپر اچھا impression پڑے کہ ہاں! یہ چیز خریدنے کے قابل ہے تا کہ حکومت کے خزانے میں زیادہ پیسا آ جائے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس سے جو benefit حاصل ہونا ہے اب اس سرمایہ سے وہ عوام کا سرمایہ ہے، اب بھلے وہ قرضوں میں چلا جائے یا صوبہ چلانے کے کام آئے تا کہ ہم اس طرح زیادہ سے زیادہ ریونیو اکٹھا کر سکیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس amendment کو منظور کر لیا جائے، یہ ایک بہتری کی بات ہے یہ ایک اچھی suggestion ہے اس کو اس لئے مان لینا چاہئے۔ اس میں benefit کس کا ہے ؟ حکومت کا benefit ہے کیونکہ حکومت کو صوبہ چلانے کے لئے پیسا چاہئے۔ اگر زیادہ پیسا آئے گا تو ظاہر سی بات ہے کہ حکمرانوں کے حالات اچھے ہوں گے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ براہ مہربانی اس amendment کو ضرور تسلیم کیا جائے تا کہ اونے پونے داموں کسی بھی اثاثہ کی قیمت نہ لگے بلکہ healthy amount آئے اور اچھے لوگوں کے ہاتھوں میں اس کی ڈور ہو۔ صاف ستھرے، qualified ممبر ہوں، کنٹریکٹ sign کروانے والے جو لوگ ہیں وہ سب کے سب اس قسم کے لوگ ہوں کہ transparency کے بعد ایک healthy amount حکومت کے خزانے میں جمع ہو سکے۔

جناب والا !یہ ساری suggestions ہم حکومت کے بھلے کے لئے دے رہے ہیں۔ جب ایک فیصلہ ہو ہی گیا ہے کہ اثاثہ بیچنا ہے تو اس میں ہم کچھ کر سکتے ہیں اور نہ عوام کچھ کر سکتی ہے۔ اکثریت ان کے ہاتھ میں ہے، یہ جو فیصلہ کریں گے وہی ہو گا لیکن ہم ایک amendment تو دے سکتے ہیں۔ اس amendment کو مانا بھی جا سکتا ہے اور یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ایک عام آدمی، عام ذہن بھی سمجھ سکتا ہے۔ دکاندار بھی جو اپنی اشیاء فروخت کرتا ہے تو اس کو بہت سجا بنا کر رکھتا ہے، اس کو خوبصورت show case میں بھی سجا رکھتا ہے، یہ ساری وہ techniques ہیں جو کہ ہر کوئی اختیار کرتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب ایک بہت مہنگا پراجیکٹ یا کوئی بہت مہنگا اثاثہ فروخت کے لئے رکھا جائے تو اس کی صفائی ستھرائی کر کے، اس کی نوک پلک سنوار کر یا بہتر بنا کر اس کو sale کرنے کے لئے لگایا جائے تا کہ اس سے زیادہ پیسا حاصل کیا جا سکے میری تو بس اتنی سی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ جو کلاز(6) میں ترمیم دی گئی ہے۔ پہلے میں عرض کر دوں کلاز(6) ہے کیا؟ function of the board جناب! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! اس میں وہ کہتا ہے کہ recommend privatization policy guideline to the government. وہ جو privatization کی پالیسی بنے گی وہ گورنمنٹ کو یہ recommend کرے گی اور اسی طرح prepare for the approval of the government comprehensive privatization Programme۔ اس میں جو ترمیم دی گئی ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ advise measures to the government to improve the public sector units till their privatization. اس میں انہوں نے بات کر دی۔ میں صرف Privatization کی ایک example quote کرنے لگا ہوں۔ آج کے اخبار میں ایک اشتہار ہے۔ privatization کے متعلق اس میں لکھا ہے کہ منصفانہ تقسیم کا

تاریخی فیصلہ۔ سرکاری زرعی اراضی کو قبضہ گروپوں سے بچا کر زمین چھوٹے کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا طریقہ دیا گیا ہے۔ سرکاری زرعی اراضی کا ایک سالہ اور پانچ سالہ لیز اور عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹ شدہ ایسی سرکاری اراضی جس کی الاٹمنٹ میں 2003 کے بعد توسیع نہیں ہوئی کے لئے 2012 تک توسیع کی اجازت۔ درخواست فلاں فلاں افسر کو دی جائے۔ اسی میں یہ کہتا ہے کہ ہاؤسنگ کالونیوں میں شامل کردہ سرکاری اراضی کی انتہائی مناسب ریٹ پر developers colonyمالکان کو فروخت۔

جناب والا! زمینداروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کو تو زمین lease پر دی جائے اور کالونیز جس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کو یہ فروخت کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ان کو پتا ہے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں، یہ leaseپر ہی لے سکیں گے، خرید نہیں سکیں گے۔

جناب شیر علی خان: زمیندار جو خرید سکتے ہیں ان کو تو بیچ دیں۔ کئی ایسے زمیندار بھی ہیں جو خرید سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: مشکل۔

جناب شیر علی خان: جنہوں نے کالونی پر قبضہ کر لیا ہے ان کے لئے تو یہ قانون بنایا جارہا ہے۔ بڑی بڑی ہاؤسنگ سوسائٹیز کے متعلق روزنامہ ''ڈان'' کے اندر ایک تفصیلی رپورٹ ہے کہ 29 ہزار کنال زمین بحریہ، کسی اور سوسائٹی کا ذکر بھی ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کو regularize کرنے کے لئے اگر یہ قانون بنایا جارہا ہے تو this is a bad law sirاس میں اگر وہ propertiesجو گورنمنٹ کی ہیں ان کو leaseپر دیا جائے یا improve کیا جائے تو یہ بہتر proposition ہے۔ جس طرح اس سے پہلے گورنمنٹ 33 سال، 99 سال leaseپر زمین دیتی ہے یا کوئی اور propertyدیتی ہے وہ سو سال بعد تو revert کر جائے گی ۔ یہ تو آپ جب out rightlyبیچ دیں گے تو اس کے بعد گورنمنٹ کے پاس کیا رہ جائے گا کہ وہ اپنے assets revertکر سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک تو محترم شیر علی صاحب نے زمین زمینداروں کو lease پر دینے اور دوسروں کو قیمتاً دینے کی بات کی ہے۔ زمینداروں میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو بے زمین اور غریب کاشتکار ہیں اس لئے ان کے لئے یہی طریق کار درست ہے۔ باقی جہاں تک ان کی ترمیم کا تعلق ہے مجھے پھر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے کلاز (6) کو پوری طرح سے پڑھا نہیں ہے، اس کلاز (6) کی sub-clause (f) اور (i) پڑھ لیں اس میں جو انہوں نے فرمایا ہے زیادہ clarity کے ساتھ already موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھ لیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (a), the following new Para (aa) be added:

"(aa) advise measures to the Government for improvement of public sector units till their privatization."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:
>
> "(cc) advise the Government that monopolies are not created;".

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:
>
> "(cc) advise the Government that monopolies are not created."

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): I oppose اور میری اس میں محسن لغاری صاحب سے یہ گزارش ہے کہ Competition Commission of Pakistan جو کہ ایک فیڈرل ادارہ ہے اور فیڈرل ایکٹ کے تحت معرض وجود میں آیا ہے یہ اس کی exclusive jurisdiction ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مجھے پتا تو چلنے دیں کہ وہ کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): اس میں صوبائی اسمبلی جو ہے وہ اس قسم کی legislation نہیں کر سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! گزارش ہے کہ یہ ایک فیڈرل ادارہ ہے، monopoly کے خلاف ہے لیکن ہم پہلے احتیاطی تدابیر کیوں نہ لے لیں کہ یہ cartel اور monopoly نہ ہو تاکہ فیڈرل قانون اس میں مداخلت نہ کر سکے۔ ہم پہلے ہی احتیاط کرتے ہوئے اپنے عمل کو ہی ایسے رکھیں کہ ان کو درمیان میں دخل اندازی نہ کرنا پڑے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک فیڈرل قانون ہے

جس کے تحت انہوں نے شوگر انڈسٹری کے خلاف ایک بہت بڑا اقدام بھی اٹھایا تھا، ان کی cartelization پر ایک بہت بڑا اقدام بھی کیا تھا اور انہوں نے اس سلسلے میں اور لوگوں کو بھی fine کیا تھا جو اس وقت میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ بالکل یہ ایک ایسا ادارہ ہے لیکن پہلے ہی احتیاط کیوں نہ کر لی جائے کہ monopoly create نہ ہو۔ مثال کے طور پر حکومت نے اگر کوئی گھی کی مل بیچنی ہے تو یہ نہ ہو کہ کوئی ایسا گروپ جو پہلے ہی گھی کو monopolize کر کے کنٹرول کرتا ہو اس کا پہلے ہی اس میں بہت بڑا حصہ ہو اور اسے ہی یہ بیچ دی جائے۔ شوگر مل اگر بیچنی ہے تو یہ نہ ہو کہ پہلے ہی جو بڑے بڑے cartels ہیں ان کو بیچ دی جائے۔ اس قسم کی احتیاطی تدابیر کرنے کے لئے میں کہہ رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ ہم ٹھوکر کھائیں، ٹھوکر کھانے سے پہلے ہی اس قسم کی تدابیر کر لینا بہتر ہے اس لئے یہ تجویز دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی جیسے بات ہو رہی تھی کہ فیڈرل قانون اس issue پر پہلے ہی موجود ہے اس پر میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صرف precautionary measures کو adopt کرنے کے لئے اور اس وقت سے بچنے کے لئے جب ہم یہ کہیں گے کہ:

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئی کھیت

جناب سپیکر! یہ جو ہماری ترامیم تھیں یہ function of the Board کے بارے میں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ:

> The Board shall plan, manage, coordinate, implement and control the privatization Programme applied by the government.

اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ بھی ہونا چاہئے advise the government that monopolies are not created. عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کوئی ساہوکار، صنعت کار یا کوئی بھی کسی خاص ادارے سے تعلق رکھنے والا بندہ monopoly create کر کے جب

بے جا فائدہ اٹھا لیتا ہے اور اگر دو یا چار لوگوں کی monopoly create کر دی جاتی ہے تو پھر cartelization کے ذریعے وہی ہوتا ہے یعنی کہ چینی کا بحران پیدا ہوتا ہے۔لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس امر کی بے تحاشا ضرورت ہے کہ بورڈ صرف اثاثے بیچنے کا دھندا نہ کرے بلکہ وہ اس چیز کو بھی ensure کرے کہ کوئی بھی monopoly اگر کہیں create ہو رہی ہے تو وہ گورنمنٹ کو اس کے بارے میں inform بھی کرے کہ ہاں یہ وہ گروپ ہے، یہ وہ گروہ ہے جو یہ monopoly create کر رہا ہے تا کہ گورنمنٹ کل کو ان کے ہاتھوں blackmail نہ ہو اور وہ جو تمام اثاثے ہیں وہ کسی مخصوص گروہ یا کسی گروپ یا کسی ایسے شخص کو جو پہلے ہی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہو، زیر شفقت ہو اس کو یہ سارا کچھ نہ چلا جائے۔ بے شک فیڈرل قانون موجود ہے لیکن ہم یہاں پر legislation کر رہے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم تمام امور زیر غور لائیں، انہیں دیکھیں اور تمام چیزوں کو ensure کریں اور اگر کہیں کوئی lacuna ہے تو اسے دور کریں۔میں آج بھی اس بات پر stand لیتی ہوں کہ جیسے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ہم اس کی favour میں نہیں ہیں، ہم اپنے اثاثے بیچنے کے حق میں نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ اسمبلی بیچی جائے۔ہم یہ نہیں چاہتے کہ نہروں پر جو ریسٹ ہاؤسز اریگیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی پراپرٹی ہے، جب عملہ اور سرکاری افسران اپنے دورے کرتے ہیں یا نہروں کی inspection کرتے ہیں تو وہ ان ریسٹ ہاؤسز میں رہتے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ وہ ریسٹ ہاؤسز بیچے جائیں کیونکہ اگر وہ ریسٹ ہاؤسز بک جائیں گے تو پھر نہروں کا جو حال ہو گا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔میں تو اس بات کے بھی خلاف ہوں کہ اس صوبہ پنجاب کی کوئی پراپرٹی چاہے جس کی worth چار آنے ہی کیوں نہ ہو اسے بھی بیچا جائے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم یہاں سے walkout کریں اور جا کر باہر بیٹھ جائیں۔یہ آپ کی ضد ہے اور ہم آپ کی ضد کے آگے ہار گئے کیونکہ آپ اکثریت میں ہیں، آپ کی ہاں کے آگے۔میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ:

میں سچ کو سچ بھی کہوں گی پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

جناب سپیکر! ہاں کی طاقت ان کے پاس ہے اس پر میرا سر تسلیم خم ہے لیکن یہ میرا آئینی اور قانونی فرض ہے۔میں آج اس اسمبلی میں بیٹھی ہوں اور ہمارے اپوزیشن کے تمام ممبران بیٹھے ہیں

اور ہر وہ چیز جسے feel کریں گے کہ یہ غلط ہے تو ہم غلط کو غلط کہیں گے۔اگر ہم یہاں پر غلط نہیں کہیں گے تو پھر وہی ہو گا جو مرکز میں ہو رہا ہے کہ friendly Opposition ہم اس طرح کی گندی باتوں میں نہیں آنا چاہتے۔ہم Legislators ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ تمام چیزوں پر سوچ بچار کر کے اور انہیں دیکھ بھال کر ضد پوری کیجئے لیکن وہ بحران جو چینی کی صورت میں ہمارے سامنے آیا، وہ بحران جو آٹے کی صورت میں ہمارے سامنے آیا۔

جناب سپیکر: جی، آٹے کو چھوڑیں۔مہربانی کریں اور اس ترمیم پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تو بحرانوں کی بات کر رہی ہوں۔میں monopolies کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: No۔پلیز اس ترمیم پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں cartelization کی بات کر رہی ہوں۔کیا کوئی اس بات سے انکار کرے گا کہ چینی کا بحران نہیں آیا، monopoly نہیں ہوئی، cartelization نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: پلیز relevant بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں relevant بات کر رہی ہوں۔ یہاں پر monopoly create ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔آپ کی مرضی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں monopoly create ہوتی ہے وہاں cartelization کر کے بحران آتے ہیں، کیا آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ یہ بحران نہیں آئے، جب اس سے پہلے بحران آئے اس وقت وفاقی حکومت کا law کہاں تھا؟ آج جب ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں add کر دو تو ہمیں وفاقی حکومت کے قوانین بتائے جاتے ہیں۔ہم سارے قوانین پڑھ کر آتے ہیں اور ہمیں سب چیزوں کا پتا ہے مگر انسان کو زمینی حقائق کے مطابق چلنا چاہئے یا تو اس صوبے میں کوئی ایسا precedent set نہ ہوا ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کریں گی تو میں آپ کو نہیں کرنے دوں گا۔مہربانی کر کے آپ ترمیم سے relevantہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں تقریر تو نہیں کر رہی۔آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں لیکن میں بالکلrelevantہوں اورmonopolyکے بارے میں بات کر رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم سے متعلق بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر میں اپنیamendmentکوjustifyنہیں کروں گی تو پھر ان کو سمجھ کیسے آئے گی، اگر میں monopoly کو monopoly نہیں کہوں گی تو پھر میں کیا کہوں، اگر میں monopolyکی صورت میں پیدا ہونے والیcartelizationکا ذکر نہیں کروں گی تو پھر میں کیا کہوں اور اسے کیسے justify کروں؟لیکن میں صرفChairکے احترام میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ایسے مجھ پر احسان نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!بے شک وفاق کا قانون موجود ہے لیکن اس کے باوجود دیکھا یہ گیا ہے کہgroupingہوتی ہے،monopoly بھی ہوتی ہے لیکن ہم صرف یہ کہہ دیں کہ وفاقی حکومت کا قانون موجود ہے اور اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں ایسے نہیں ہوتا۔آپ کے سارے قوانین موجود ہیں اس کے باوجود جب کوئی بل بنتا ہے تو اس کے اندر بار بار موجودہ قوانین کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ boundکیا جاسکے اور کسی بھی کرپشن کا راستہ روکا جاسکے۔ہم کسی کو نکلنے کا ذرا سا بھی موقع کیوں دیں کہ کل کو کوئی یہ کہے کہ اس بل میں تو اس چیز کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا۔آپ کے بھی علم میں ہے کہ پراپرٹی مافیا کتنا سرگرم اور کتنا مضبوط ہے؟پراپرٹی مافیا اپنی مرضی کےratesلینا جانتا ہے، اپنی مرضی کے rates دینا جانتا ہے اور اپنی مرضی سے چیز بیچنا جانتا ہے، اپنی مرضی سے چیز خریدنا جانتا ہے اس پراپرٹی مافیا کا اس میں بہت بڑاroleہو سکتا ہے۔

جناب والا!میری استدعا ہے کہ groupingاور pool کرنے والے ادارے جب یہ دس، پندرہ، بیس مل جاتے ہیں تو یہ اپنے مشترکہ مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے pool کرتے ہیں اور ملی بھگت سے bids دیتے ہیں، یہ ملی بھگت سے ٹینڈرز دیتے ہیں، یہ ملی بھگت سے پیسا لگاتے ہیں اور اپنے مرضی کے مفادات حاصل کرتے ہیں۔اس مافیا کو روکنے کے لئے،اس grouping کو روکنے کے لئے تاکہ ان کی monopoly قائم نہ ہو سکے، ہم نے یہ amendment دی ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کو مان لینے میں کوئی مضحکہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!یہ چند لفظ ہیں اگر اس amendment کو شامل کر لیا جائے گا تو میرا نہیں خیال کہ اس بل کا مسودہ اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اسے پڑھ نہ پائیں گے۔یہ ٹوٹل پانچ چھ لفظ ہیں جنہیں شامل کر کے ensure کر دیا جائے کہ ہم اس پراپرٹی مافیا کے against ہیں جو کہ grouping کر لیتا ہے، جو اپنی مرضی کے مفادات حاصل کرنے کے لئے pooling کر لیتا ہے اسے روکنے کے لئے صرف ایک justification کے لئے، صرف ایک سمجھ بوجھ کے لئے یہ چند الفاظ enter کرنا بے حد ضروری ہیں۔وزیر قانون صاحب ان معاملات کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں انہیں پتا ہے کہ یہاں پر پراپرٹی مافیا کا پھیلا ہوا جال ہے اس سے نکلنے کے لئے صرف ایک وفاقی حکومت کا قانون کس قدر ناکافی ہے، اس کے ہوتے ہوئے کیا نہیں ہو رہا، اس کی وجہ سے کتنے بڑے بڑے مسائل پیدا نہیں ہوئے؟ اس کی وجہ سے آج لوگ بغیر چینی کے، بغیر آٹے کے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اسے روکنے کے لئے یہ چیزیں good governance میں آجائیں گی اور کل لوگ پوچھیں گے اور ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا لہذا اسے روکنے کے لئے یہ چیزیں ڈالنے کا مقصد ہے کہ کل گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط ہوں گے، مسودہ قانون زیادہ strong ہو گا حکومت کی good governance میں بڑا معاون ثابت ہو گا۔میری بس اتنی سی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی اتنی ہے،اگر یہ کر لی جائے تو پھر آپ good governance مان جائیں گے؟

محترمہ آمنہ لفت: اگر ہو جائے تو مان لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Federal legislation ہے۔ہم اس سے متصادم legislation اور وہ role legislate نہیں کر سکتے جس سے کسی ادارے کو جو role اس legislation کی وجہ سے ملا ہو ہم اسے snatch کر لیں۔باقی جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ چڑیاں کھیت چگ جائیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان چڑیوں کا انتظام فیڈرل گورنمنٹ کے Competition Commission of Pakistan سے مل کر لیں گے اور ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ کا شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (c), the following new Para (cc) be added:

"(cc) advise to the Government that monopolies are not created."

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! lunch break کر دیں، یہ سارے ذمہ دار لوگ ہیں، کھانا کھانے کے بعد واپس آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ lunch کے لئے جائیں، ہم آپ کو نہیں روکتے۔میرے خیال میں آپ کو بھوک زیادہ لگی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا اپوزیشن سے وعدہ ہے کہ میں ان کے ساتھ ہی lunch کروں گا۔میں ادھر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔

MR SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan,…

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔ چونکہ رانا صاحب کو بھوک لگی ہے اس لئے ہم نے کہا کہ ذرا جلدی کر دیں۔

جناب سپیکر: محسن لغاری صاحب اپنی اس third amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

Now, the fourth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:
>
> "(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;
>
> (iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:

"(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;

(iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!.it oppose Iاس میں جو clause (g) ہے اس میں یہ ساری چیزیں درج ہیں جو یہ اس amendment کے ذریعے لانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!clause(g) میں صرف publicize کرنے کی بات کی گئی ہے جبکہ ہم نے اپنی اس amendment میں اس سے زیادہ بڑھ کر بات کی ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!یہ Functions of the Board ہیں کہ Board کیا کرے گا؟sub-clause(g) میں یہ ہے کہ:

(g) publicize the activities of the privatization programme;

اور sub-clause(I) جس میں ہم نے amendment move کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ:

(I) determine, with the prior approval of the government, the final price of the property;

ہم نے یہ کہا ہے کہ وہ صرف final price of the property ہی نہ determine کرے بلکہ Board کی یہ بھی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اس بات کو ensure کرے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس process میں participate کرایا جائے۔ان سے درخواستیں طلب کی جائیں اور جو عوامی اثاثہ جات ہیں ان کی transparent privatization کا عمل مکمل کرے۔اس کے بعد جتنی بھی bids موصول ہوں ان کا analysis کیا جائے،اس بارے میں سفارشات مرتب کی جائیں،ایک summary بنائی جائے اور تمام recommendations حکومت کو دی جائیں۔اس سے ایک طرف تو اس کی transparency کو ensure کیا جاسکے گا اور دوسری طرف یہ بھی ہو گا کہ عوام کی یہ جو property ہے،صوبے کے جو assets ہیں ان کی مناسب قیمت بھی مل جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!نہ کریں،ایسے یہ خراب ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں تو بولا ہی نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اکیلے شاہ نہیں،ادھر اور بھی شاہ ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اگلے دن میں نے یہ بات کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ شاہ آپ ہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ جب آپ کی طرف مخاطب ہوں تو پھر،اس وقت میں آپ کی طرف مخاطب نہیں تھا۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میری again وہی گزارش ہے، پھر وہی بات نہ ہو کہ "انھا ونڈے ریوڑیاں مڑ مڑ گھر دیاں نوں"جب آپ applications invite کرتے ہیں، آپ اس میں لوگوں کو،community کو participate کرائیں گے تو اس سے یہ ہو گا کہ زیادہ سے زیادہ offers آئیں گی۔یہ ایک حقیقت ہے،اس سے اگر کوئی deny کرتا ہے تو وہ اس کی اپنی صوابدید ہے کہ اس وقت ہمارا صوبہ overdraft پر چل رہا ہے،ہمارا صوبہ bankruptcy کی طرف جا رہا ہے اور یہ ساری رقم جو collect ہو گی یہ صوبائی خزانے میں جائے گی۔اس سے تنخواہیں دینے،Bills اور واسا کے پائپ خریدنے میں مدد ہو سکتی ہے اس لئے یہ ایک important amendment ہے۔جب bids آئیں گی،اس کا rate لگے گا،صرف چیز کو بیچنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کی صحیح قیمت

حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے اس کے لئے ایک ایسا transparent system ہونا چاہئے کہ جس پر کوئی objection نہ کر سکے۔ ہم نے یہی کہا ہے کہ اس میں یہ add کر لیا جائے کہ اس کی bids ہوں، call applications کی جائیں اور اس کی recommendations حکومت کو بھجوائی جائیں۔ ہم نے قطعی یہ نہیں کہا کہ سپیکر صاحب کو recommendations بھجوا دیں یا Leader of the Opposition کو بھجوا دیں۔ Ultimately they have to decide. لیکن اس کو through proper channel decide کرنا چاہئے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں یہی کہوں گی کہ اس Bill میں کہیں پر بھی bids کے لئے عوام کو invite نہیں کیا جا رہا۔ ہماری amendment میں سب سے important part یہ ہے کہ عوام کو بھی اس process میں شامل کیا جائے اس سے ان کا interest develop ہو گا۔ ہم نے bids کے لئے اشتہارات دینے کا کہا ہے، ہم نے کہا ہے کہ اسے مشتہر کیا جائے تا کہ لوگوں کا interest develop ہو، وہ آئیں، انہیں invite کیا جائے تب ہی یہ معاملہ احسن انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے سر کیوں پکڑ لیا ہے؟ میرے خیال میں ایک گھنٹہ وقت آپ کو مزید بڑھانا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بی بی! ہاتھ بھی میرا ہے اور سر بھی میرا ہے۔ اللہ کا شکر ہے، آپ کو اس سے کیا واسطہ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے ایسے لگا کہ میری وجہ سے آپ نے سر پکڑ لیا ہے۔ آپ ان کی باتوں پر سر پکڑا کریں۔ میں بس کرتی ہوں کیونکہ آپ نے سر پکڑا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ کوئی اور صاحب بات کریں گے۔۔۔ کوئی نہیں؟ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس procedure کے بارے میں معزز اراکین اپوزیشن نے بات کی ہے یہ clause-29 میں بڑی وضاحت کے ساتھ دیا ہوا ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1),

after Para (i), the following new pares (ii) and (iii) be added:

"(ii) invite applications for the privatization and ensure wider possible participation;

(iii) evaluate bids received according to criteria determined by the Board from time to time and formulate recommendations for consideration by the Government."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The fifth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEHGARI: Sir, I move:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:

"(kk), assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulation the economy to the maximum possible extent."

جناب سپیکر: میرے خیال میں "KK" نام اچھا نہیں ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:

"(kk), assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulating the economy to the maximum possible extent."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ کو "KK" اچھا نہیں لگا تو پھر "K-1" کر دیں، پھر وہ کہیں گے کہ clause-1 کی بات کر رہے ہیں، "K-0" یا "K-g" کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کی جو vet ہونی ہے وہ سب کو پتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Clause-6. Functions of the Board. کے بارے میں ہے اور ہم نے اس کے اندر کہا ہے کہ جب ہم expert لوگوں کا ایک pool اکٹھا کر ہی رہے ہیں جس کے اندر یہ ماہرین بیٹھے ہوئے ہیں تو حکومت کو باقی چیزوں کے اوپر بھی ساتھ ساتھ advice کریں تاکہ ہمارے پاس جو ایک human resource pool اکٹھا ہو رہا ہے اس کو ہم utilize کریں اور ان کی expertise کا استعمال کرتے ہوئے اپنی economy کے اندر اور چیزیں بھی privatize کرنے کے لئے جو چیزیں de-regulation کے ساتھ بنی ہوئی ہیں اس کو جس حد تک possible ہو سکے de-regulate کر کے اس کو اور زیادہ efficient بنایا جائے۔ اس میں مقصد صرف یہ ہے کہ حالات کو کس طرح بہتر کیا جائے اور اس بورڈ کے اندر جب ہمارے پاس ایک pool of experts available ہو جائے گا تو پھر ان کا استعمال ہو، بجائے اس کے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں بلکہ ان کو استعمال کیا جا سکے۔ مہربانی

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! میرا خیال ہے آپ بھی تکلف تھوڑا سا کم ہی کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ اس میں جو TOR's دیئے گئے ہیں اس سے یہ چیز مطابقت نہیں رکھتی۔ اس بورڈ کو اس حد تک بااختیار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ گورنمنٹ کو دوسرے معاملات میں بھی advice کرے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (k), the following new Para (kk) be added:

"(kk) assist in implementation of Government policies of de-regulation and privatization and advise the Government on de-regulating the economy to the maximum possible extent."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The sixth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik,. Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! please پہلے آپ quorum پورا کروالیجئے کیونکہ legislation ہو رہی ہے اور لوگ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے۔۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

DR. FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(P) Propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial

Sector falling within the purview of the privatization programme."

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(P) Propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial Sector falling within the purview of the privatization programme."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENATARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! ہم نے بورڈ میں اتنے experts کو اکٹھا کیا ہوا ہے تو پھر ہمیں ان کی expertise سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ان سے ایک regulatory framework propose کروانا چاہئے جو کہ ان regulatory authorities کو establish and strengthen کریں اور بورڈ کے کام میں improvement لانے کے لئے input ہونا چاہئے۔ اگر expertise کو صحیح استعمال کیا جائے اور صحیح طریقے سے regulate کی جائے تاکہ sector industrial یا جو بھی sectors اس expertise کے purview میں fall کر رہے ہیں سب کی economy کو improve کیا جائے۔ اس میں یہ بورڈ بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے وہ clause(a)(b)and(f) میں پوری طرح سے cover ہے۔

MR. CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

"That in clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after Para (o), the following new Para (p) be added:-

"(p) propose a regulatory framework including the establishment and strengthening of regulatory authorities, to the Government for independent, fair regulation of each Industrial sector falling within the purview of the privatization programme."

(The motion was lost)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar,

Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall'', appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition,'' be inserted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall'', appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition,'' be inserted.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس لئے بالکل نہیں دی کہ ہم اپنے لیڈر آف اپوزیشن کو strengthen کرنا چاہتے ہیں یا ان کو کوئی privilege دلوانا چاہتے ہیں۔ یہ ترمیم management اور administration کے بارے میں ہے جس میں چیئرمین کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ:

> The Government shall appoint a Chairman for a period not exceeding four years on such terms and conditions as the Government may determine.

پھر یہ خود ہی کہتے ہیں کہ:

> (2) The Chairman shall hold office during the pleasure of the Government.

جناب سپیکر! یہ خود ہی ہمیں ایک ابہام میں مبتلا کر رہے ہیں کہ وہ pleasure of the Government تک اس office کو hold کرے گا۔ اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ Leader of the Opposition سے بھی consultation کی جائے کیونکہ جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ چیئرمین کی تعیناتی ایک شفاف طریقے سے ہو اور اس میں شفافیت کا عنصر موجود ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ right person at the right place کو ensure کرنے کے لئے ہم نے یہ amendment propose کی ہے کہ Leader of the Opposition کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور ان سے consultation لی جائے تاکہ کل کو یہ نہ ہو کہ پھر وہی شکوک و شبہات پیدا ہوں اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں کی جائیں کہ یہ چیئرمین چہیتا تھا اس لئے اس کو لگا دیا گیا۔ اگر وہ بیوروکریٹ ہی ہے جس نے اپنا پیٹ بھی پالنا ہے، اپنے گھر کو چلانا ہے، اپنے بچے بھی پالنے ہیں تو وہ جی حضوری ہی کرے گا اس کے لئے ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ amendment propose کی تھی۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ یہی بات کہنا چاہتی ہوں کہ Opposition اور Opposition Leader کا مطلب ہر گز چودھری ظہیر الدین خان نہیں ہے۔ ہم اس کو ایک broad aspect میں دیکھتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج کی گورنمنٹ انشاءاللہ کل یہیں پر یعنی اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے گی تو جب یہ یہاں پر بیٹھیں گے تو ان کے Leader of the Opposition کے پاس بھی وہ powers ہونی چاہئیں، ہم تو future کی planning کر رہے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے سوچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو آپ ہی ادھر enjoy کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جب یہ ہماری بات کو مانیں گے تو آپ یقین کیجئے کہ یہ بھی اس وقت فخر محسوس کریں گے کہ ہاں اس وقت کی اپوزیشن نے اچھی amendment propose کی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں نہ صرف حکومت کی نیک نامی ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ present کی بات کریں، previous کی بات نہ کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر ہماری یہ amendment معزز وزیر قانون صاحب accept کرلیں گے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس میں نہ صرف ان کی نیک نامی ہو گی بلکہ عوامی مفاد میں بھی یہی بات ہے کہ یہ اس کوoppose نہ کریں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ purely انتظامی عہدہ ہے اور انتظامی عہدوں پر کبھی بھی consultation with the Leader of Opposition نہیں ہوتی۔ اپوزیشن کا کردار یہ ہے کہ وہ انتظامی عہدوں پر بیٹھے لوگوں کی کارکردگی پر تنقید کریں تو اگر Leader of the Opposition کو اس میں شامل کر لیا جائے تو پھر وہ ذمہ داری میں آجائیں گے اور تنقید نہیں کر سکیں گے۔ باقی میں محترمہ کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جو آج کی اپوزیشن ہے وہ کل کو انشاءاللہ تعالیٰ باہر بیٹھے گی، کسی دوسری طرف نہیں بیٹھے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "shall", appearing in line 1, the commas and the words ", in consultation with the Leader of the Opposition," be inserted."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR FAIZA ASGHAR: Sir, I move:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:-
>
> "(1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:-
>
> " (1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose:-

جناب سپیکر: oppose کیا گیا ہے۔جی، محترمہ! شروع کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اس point پر oppose کرنے سے پہلے تھوڑا غور سے پڑھنا تو چاہئے تھا کہ اس amendment کا point کیا ہے؟ اس میں ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اتنے بڑے بورڈ کا جو چیئرمین ہے اس کی بہت ہی important position ہے۔ آپ نے اس Bill کے اندر چیئرمین کی disqualification کے حوالے سے ایک لمبی لسٹ رکھی ہوئی ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا

چیئرمین ہو گا جو پہلے convicted, guilty یا دماغی مریض نہیں ہو گا لیکن کہیں بھی ایک لفظ ہی نہیں ہے کہ اُس چیئرمین کی qualification کیا ہو گی؟ اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی آدمی یا عورت اگر وہ کسی جیل میں نہیں رہے، وہ کبھی کورٹ میں نہیں گئے، اس قسم کی کوئی conviction نہیں ہے، چاہے وہ چوتھی پاس ہے، چاہے وہ پانچویں پاس ہے، چاہے اسے کسی قسم کے ایڈمنسٹریشن کے کام کا علم ہے یا نہیں، چاہے اُس کو کسی privatization, business, management یا finance کی field میں competence نہیں ہے تو اس کو اتنے بڑے بورڈ کا چیئرمین بنا دیا جائے گا۔ اس میں اگر یہ کہا جائے کہ چیئرمین کی professional integrity ہو، competence and qualification ہو یا کم از کم business, management یا finance میں تجربہ ہو تو اس میں منع کرنے والی کون سی بات ہے؟ شکریہ

MR SPEAKER: Anybody else?

جناب محمد محسن خان لغاری: میں نے بولنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی یہی عرض تھی جیسا کہ ابھی ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ حکومت نے جب اتنے اہم عہدے پر ایک آدمی کو لگانا ہے تو اُس کا Bill میں کہیں بھی criteria define نہیں کیا، یہ بھی نہیں کہا کہ وہ پڑھا لکھا ہونا چاہئے اور نہ اس Bill میں چیئرمین کی کوئی تعلیم دی ہے۔ ہم نے اس amendment میں اپنی سوچ کے مطابق چیئرمین کی اس قسم کی qualification دی ہے کہ اسے کردار کے بارے میں، integrity کے بارے میں اور اسی field میں experience ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ business اور actuarial sciences میں experience ہونا چاہئے۔ اُس کا معیار تو رکھنا چاہئے کہ وہ چیئرمین کون ہو گا اور کیسے آئے گا؟ ہم نے یہ amendment اس لئے پیش کی ہے کیونکہ ہمیں اس law کے اندر ایک کمی نظر آئی تھی کہ چیئرمین کا طریق کار یا qualification نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ماشاءاللہ یہ گریجویٹ اسمبلی ہے لہٰذا گریجویٹ اسمبلی یقیناً کسی ایسے اَن پڑھ کو نہیں لگا رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس Bill میں نہیں لکھا ہوا۔ اس اسمبلی نے تو لگانا ہی نہیں ہے اور اس اسمبلی کا تو کوئی roleہی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: اس اسمبلی نے یہ Bill پاس کرنا ہے۔یہی اسمبلی گورنمنٹ ہے اور دائیں sideپر بیٹھی گورنمنٹ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قانون وہ اچھا ہوتا ہے جو ہر چیز کو واضح کر دیتا ہے اور ambiguous قانون اچھے نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!eminent professional اور known integrity and competence کی بھی کسی جگہ پر کوئی تعریف کی گئی اور نہ ہی نجکاری کے متعلق پاکستان کا کوئی بھی institutionڈگری جاری کر سکتا ہے اس لئے rules میں اس بات کو پوری طرح سے cover کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following new sub-clause (1-a) be added:

"(1-a) The Chairman shall be an eminent professional of known integrity and competence with qualifications or experience in privatization or any related field, including business, management, finance or law."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 7-A

MR SPEAKER: Now Addition of new clause 7-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:
>
> "(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> “That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:
>
> “(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed.”

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں لیکن محسن خان لغاری صاحب سے میں عرض کروں گا کہ یہ understood ہے اور اس پر قانون سازی کی ضرورت تو بالکل نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم بھی سیکھنے کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اس کو دیکھنے کے لئے جب میں نے Federal Law کے ساتھ compare کیا تو یہ شِق میں نے Federal Law میں سے لی۔ جب تک یہ Act enact ہوتا ہے اور اس کے تحت ایک آدمی کو چیئرمین لگایا جاتا ہے تو تب تک ہم نے جبکہا کہ اس کو ختم کر دیا جائے جو نوٹیفکیشن کے تحت بورڈ تھا تو وہ بھی ہماری بات نہیں مانی گئی۔ ہم نے کہا کہ جب یہ ایکٹ پاس ہو جائے گا تو یہ بورڈ بن جائے اور یہ نوٹیفکیشن کے تحت وہ بورڈ ختم ہو جائے گا۔ جب تک یہی والا بورڈ بنتا ہے اس وقت تک جو نوٹیفکیشن والا چیئرمین ہے اسی کو continue کرنا چاہئے تاکہ درمیان میں break نہ آئے، نہ اسے functions سے فرق پڑتا ہے اور نہ ہی اسے continuation سے فرق پڑتا ہے۔ اپنی عقل کے مطابق ہم نے اس قانون کو بہتر انداز میں اور جو اس میں کمی نظر آئی تھی اس کو دور کرنے کے لئے مشورہ دیا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو incorporate کر لیں ورنہ ہمارے تو تھوڑے سے ہی لوگ ہیں۔ آپ لوگ vote out کر سکتے ہیں۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That after clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (7-A) be added:

"(7-A) The Chairman of the existing Board shall continue to be the Chairman until a Chairman under this Act is appointed."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan,

(The time of session is extended up to fifteen minutes.)

Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

"That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:

"Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:-

“Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔ اس میں، میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اس سے پھر یہ طے ہو جائے گا کہ جس کے خلاف یہ الزام ہے وہ لگ سکے گا اور جس کے خلاف صرف disciplinary proceedings initiate نہیں ہوئی ہوں گی تو وہ بھی qualify کر جائے گا اس لئے یہ دونوں طرف کے آدمی جن پر allegation بھی ہو اور disciplinary proceedings نہ بھی start ہوئی ہوں تو ایسے آدمی کا Privatization Board کا سیکرٹری لگنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے یہ بات raise کی۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی کے خلاف، وہی میں کہوں گا کہ ہم تو صرف ایک idea کو float کر کے آپ کے لئے awareness کر رہے ہیں کیونکہ ہمارا legislative drafting کا تجربہ ہے اور نہ ہی میں lawyer ہوں کہ اس کو legal term میں evaluate کر سکوں۔ اس کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی آدمی جس کے خلاف اس قسم کی allegations outstanding ہیں اس کو دوبارہ نہ لگایا جائے۔ وزیر قانون صاحب جس طرح بہتر سمجھیں اس کی بہتر لفاظی کر لیں اور اس کو بہتر طریقے سے پیش کر لیں لیکن ہمارا یہ ایک نکتہ تھا کہ اگر کوئی آدمی کسی irregularities میں یا اس پر الزام ہے یا اس کے خلاف انکوائری ہے تو اسی آدمی کو دوبارہ سیکرٹری نہ لگایا جائے کیونکہ existing law میں ہے کہ اس کو سیکرٹری لگایا جا سکتا ہے۔

> "Nothing contained in this section, precludes the Government for appointing the same person as Secretary."

اگر کسی کے خلاف بے ضابطگی ہے تو اس کو دوبارہ نہ لگایا جائے۔ وزیر قانون صاحب اس کو بہتر طریقے سے پیش کریں۔ مجھے ان کی بات سے یہ سمجھ آئی ہے کہ وہ بھی اس بات کے خلاف ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی پر pre-judice ہے تو اس کو نہیں ہونا چاہئے۔ شاید ہماری لفاظی میں کوئی کمزوری ہے اس کو دور کر کے اس کو carry کر لیں۔

MR.SPEAKER: The amendment moved and the question is…

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی اس پر میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی بولنا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جس طرح محسن لغاری صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کوئی آدمی کرپشن یا این آر او کی فہرست میں شامل ہو تو اس کو continue نہ کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے کرپشن کو فروغ نہ دیا جائے۔ میرے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سے آج کل این آر او کا issue چھڑا ہوا ہے اور اس میں بہت سے ایسے ملازمین ہیں جو اس فہرست میں شامل ہیں۔ اس کی وجہ سے پورے ملک میں ایک عجیب سی بدامنی پھیلی ہوئی ہے، پورے ملک کے لئے ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے؟ میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ایسے لوگوں کو اس میں شامل نہ کیا جائے جن پر allegations ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں عرض کر دوں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن میں سے کسی اور نے تو نہیں بولنا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس کے بعد satisfied ہو جائیں گے۔ اس میں جو کلاز 5-A ہے اس میں باقاعدہ (a) اور (b) میں درج ہے کہ:

> No person shall be appointed or shall continue as Chairman, Secretary or Member if he has been convicted of any offence involving moral turpitude or he has been found guilty or misconduct.

اس میں تمام چیزیں آ جاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں وہ نہیں رہ سکتا جبکہ اس پر allegations بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب!guilty and misconduct میں تو ساری چیزیں آجاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم کہہ رہے ہیں کہ جس پر الزام بھی ہو تو اس کو بھی نہ لگائیں جب تک وہ الزام سے clear نہ ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جب تک وہ guilty found ہو گا تو پھر ہی ہے بالکل ایسے تو نہیں کہ ایک آدمی کے خلاف جب تک کوئی proof نہ ہو تو اس کو کیسے کر دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ میں قانون کا طالب علم نہیں ہوں اس لئے مجھے پتا نہیں ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے بہتر بات کر دی ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (4), the following proviso be added:-

"Provided that the same person shall not be appointed as Secretary against whom disciplinary proceedings are pending on the charges of corruption."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the question is:

"That clause 8 of the bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 8-A

MR. SPEAKER: Now, the addition of new clause 8-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal

Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر!اسی طرح کی amendment پہلے House مسترد کر چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اس بارے میں بتا رہا ہوں۔

Since this amendment is substantially identical to the amendment to 7-A which has been lost therefore the same is inadmissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

CLAUSE-9

MR.SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

''That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR.SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR.SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR.SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! rest of the Bill کل کے لئے رکھ لیں کیونکہ ٹائم ہو گیا ہے اس لئے کل کے لئے pending کر لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی ایک منٹ باقی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے آپ سے request کی تھی جس پر آج عام بحث رکھی گئی تھی تو اس کے لئے آپ حکم کر دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ اپنی تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے کل کا دن رکھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل legislation کے بعد کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کل کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے چاہے دو گھنٹے نہ دیں، تحاریک التوائے کار کے دوران صرف پندرہ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ قانون کے مطابق ہی ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کل legislation کے بعد رکھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ خواتین کا issue ہے اور آپ مجھے پندرہ منٹ دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ کل legislation کے بعد رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، کل legislation کے بعد کریں گے۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! موجودہ سیشن ہماری پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا طویل ترین سیشن ہے اور پچھلی اسمبلی نے پانچ سال پورے کئے ہیں تو ان کا بھی طویل ترین سیشن 28 دن کا تھا اور الحمدللہ ہمارا سیشن اس سے بھی طویل ہو گیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سیشن کے دوران بل پاس ہوئے ہیں pre-budget speeches ہوئی ہیں اور بڑے اچھے اچھے تعمیری کام بھی ہوئے ہیں جبکہ اس دوران ہماری پنجاب اسمبلی کا سٹاف دن رات محنت کر تا رہا ہے تو میں آپ سے اور اس ایوان سے request کرتا ہوں کہ سٹاف کے لئے at least ایک مہینے کی تنخواہ بطور بونس announce کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس دن adjourn House یا prorogue ہو گا تو اس دن اس معاملے پر غور کیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جس دن اجلاس ختم ہو گا تو اس دن اس معاملے پر بالکل بات کر لیجئے گا۔

معزز ممبران: اسمبلی سٹاف کے لئے تنخواہ بطور بونس کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی چلنے دیں اور انہیں مزید محنت کرنے دیں۔ آپ کی بات سن لی ہے تو فیصلہ اس دن ہو گا۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور اب اجلاس مورخہ 2010-2-18 بروز جمعرات کی صبح10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

2747

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ثقافت وسپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ سال 2007 کے بارے میں حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد اور نفاذ کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر سال 2007 کے بارے میں حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد اور نفاذ کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ سال 07۔2006 کے بارے میں حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس ;مواصلات وتعمیرات ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ; آبپاشی و بجلی ;اور مقامی حکومت وسماجی ترقی کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر سال 07۔2006 کے بارے میں حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، مواصلات وتعمیرات، ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، آبپاشی و بجلی اور مقامی حکومت و سماجی ترقی کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

2748

3۔ سال 07۔2006 کے لئے حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر سال 07۔2006 کے لئے حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ **مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ 2010 (مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2010)**

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، پر (ضمن 13 سے)

ضمن بہ ضمن غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ 2010 منظور کیا جائے۔

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر 2010/13 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

شیخ علاؤالدین: یہ تحریک پیش کریں گے "کہ اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے"

(تحریک التوائے کار نمبر 2010/13 کی نقل بطور منسلکہ لف ہے)

2749

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعرات،18۔فروری2010

(یوم الخمیس،3۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا
وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ
النَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت177

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ

کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول ﷺ

زمیں آسماں میں مکاں لامکاں میں کوئی آپ ﷺ سا ہے نہیں ہے نہیں ہے
وہ سدرہ کا راہی حبیب الہیٰ کوئی دوسرا ہے نہیں ہے نہیں ہے
سبھی دائیوں نے حلیمہ سے پوچھا ترے پاس کیا ہے تو بولی حلیمہ
اسے دیکھ کر تم بتاؤ کہ ایسا کسی کو ملا ہے نہیں ہے نہیں ہے
سبھی انبیاء دے رہے ہیں گواہی وفادار ہیں مصطفیٰ کے الہیٰ
جو بنتا نہیں ہے مرے مصطفیٰ کا وہ بندہ خدا کا نہیں ہے نہیں ہے
کہاں تک کرے کوئی توصیف ان کی خدا جب کہ کرتا ہے تعریف ان کی
ظہوری کسی سے نبی کی ثناء کا ہوا حق ادا ہے نہیں ہے نہیں ہے

سوالات

(محکمہ جات ثقافت وسپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ثقافت اور سپورٹس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔ ضمنی سوال ذرا حساب سے کریں کیونکہ آگے دوسرے دوستوں کے بھی سوالات ہیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 259 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شالامار باغ کے گیٹ کے سامنے فوارہ کی تعمیر نو

*259: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ کے گیٹ کے سامنے جی ٹی روڈ پر ایک بڑا فوارہ تعمیر کروایا گیا تھا جو ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور اس جگہ پر ہر اتوار کو سائیکل سٹینڈ بنتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس فوارہ کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) شالامار باغ کے گیٹ کے سامنے فوارہ کی تعمیر نو کا مسئلہ شالامار باغ کے گیٹ کے سامنے بہت پہلے ایل ڈی اے لاہور نے پرانے ٹینک کے مغرب میں فوارہ تعمیر کیا تھا۔ گورنمنٹ نے جی ٹی روڈ کو چوڑا کرنے کے لئے اس فوارہ کو گرا دیا تھا۔ یہ درست نہ ہے کہ اتوار کو فوارہ کی جگہ سائیکل سٹینڈ لگتا ہے۔ اس وقت یہ جگہ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔

(ب) یہ فوارہ نئی تعمیر تھی۔ محکمہ آثار قدیمہ سے اس کا کوئی تعلق نہ ہے۔چنانچہ اس کی تعمیر محکمہ آثار قدیمہ کے فرائض منصبی میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ محکمہ ثقافت سے متعلقہ سوال نہ تھا تو کیوں نہ اسے rule کے تحت جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو بھیج دیا جائے تاکہ وہ آسانی سے اس کے جوابات دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو ادھر ٹرانسفر کیا جائے؟ جی، rule(35) کے تحت ان کا ڈیپارٹمنٹ کرے گا اور جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! ثقافت سے متعلقہ سوال نہ تھا یہ آثار قدیمہ سے متعلق تھا۔

جناب سپیکر: چلیں! گورنمنٹ نے تو آپ کو جواب دے دیا ، وہ بھی گورنمنٹ ہے اور یہ بھی گورنمنٹ ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! گورنمنٹ تو ہے لیکن متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو اس پر جواب دینا چاہئے تھا تو میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چونکہ شالامار کے نزدیک یہ فوارہ بنا ہوا تھا، بہت خوبصورت تھا اور لوگ جب آتے تھے تو وہاں پر بیٹھ کر چائے وغیرہ پیا کرتے تھے تو کیا یہ دوبارہ وہاں پر فوارہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ جواب دیں گے کہ یہی کافی ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جب یہ فوارہ بنا تھا تو یہ شالامار کی حدود میں نہیں تھا یہ اس وقت جی ٹی روڈ پر بنا تھا جب جی ٹی روڈ کی توسیع کی گئی تو اس وقت اس کو گرا دیا گیا تھا تو وہ

جی ٹی روڈ کی construction کا معاملہ تھا تو میں فاضل ممبر سے یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آثار قدیمہ کا سوال نہیں بنتا تھا لیکن پھر بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اسے جی ٹی روڈ کی توسیع کے لئے گرایا گیا تھا اور اس کے نئے بننے کے سلسلے میں چونکہ یہ آثار قدیمہ کے فرائض میں نہیں ہے لہذا اس کا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہی جواب دے سکتی ہے کیونکہ وہاں پر اب جی ٹی روڈ بن چکی ہے اور فوارہ کا تصور نہیں ہو سکتا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! آثار قدیمہ والے claim کرتے ہیں کہ 200 میٹر تک رقبہ ان کے under آتا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ اس سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دو سو میٹر ہے یا دو فٹ ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! دو سو فٹ پر آتا ہے اور جو فوارہ بنا ہوا تھا وہ دو سو فٹ سے زیادہ دور نہیں ہے جس جگہ پہلے یہ فوارہ بنا ہوا تھا تو وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ کیا یہ land آثار قدیمہ والوں کی تھی یا LDA والوں کی؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ land آثار قدیمہ والوں کی نہیں بلکہ یہ land ایل ڈی اے والوں کی تھی جب 1991 میں فوارہ بنایا تھا اور وہ 1997 میں demolish ہوا تھا تو وہ آثار قدیمہ کی land نہیں بنتی تھی اور یہ جو دو سو میٹر کا ذکر کر رہے ہیں وہ بعد میں law آیا کہ دو سو میٹر کے اندر لیکن اس میں جی ٹی روڈ کا ذکر نہیں ہے اس میں ذکر یہ ہے کہ جو احاطہ خالی پڑا ہو اس میں دو سو میٹر کے اندر آپ construction نہیں کر سکتے ہیں لیکن یہ جی ٹی روڈ کا معاملہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! جواب دینے والوں کی عمر سے زیادہ پرانا یہ فوارہ تھا، ہم جب اپنے بچپن میں شالامار میلہ چراغاں دیکھنے آیا کرتے تھے اس وقت نہر کے آثار موجود تھے۔

جناب سپیکر: وہاں آپ میلہ میں کیا کرتے تھے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہر سال شالامار میلہ لگتا تھا اور ہم دیکھنے آتے تھے جو کہ میلہ چراغاں بڑا مشہور تھا۔

جناب سپیکر: جب کبھی آتش جواں تھا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو اس وقت بچہ تھا اور پھر جواں بھی تھا یہ ان دنوں کی بات ہے کہ نہر کا وجود بھی تھا جو نہر اندر پانی سپلائی کرتی تھی اور نہر کے ساتھ فوارہ بھی تھا جو کہ آثار قدیمہ کا تھا اور مغلیہ دور میں تعمیر ہوا تھا اس کو گرا کر قبضہ گروپوں نے قبضہ کر لیا اور اس کا نشان مٹ گیا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ دوبارہ تعمیر کیا گیا ہو جس فوارہ کے بارے میں یہ جواب آیا ہے اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ میں تو اس پرانے مغلیہ دور کے فوارہ کی بات کر رہا ہوں جس کا کبھی وجود تھا۔

جناب سپیکر: جناب کا ضمنی سوال کیا بنا، وہ تو مجھے بتائیں اور میں کیا پوچھوں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ کیا اس کی کھوج نکالیں گے جو آثار قدیمہ کے متعلقہ مغلیہ دور میں وہاں پر جو نہر کے اوپر فوارہ تعمیر کیا گیا تھا جو نہر شالامار باغ کو پانی سپلائی کرتی تھی؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ''زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم'' اس سوال کا وہ حساب ہو گیا ہے۔ اس کا جواب آپ دینا چاہو گے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں جواب دینا چاہوں گا کہ جو فاضل ممبر نے اشارہ کیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ادھر سے بھی آ گیا وہ بھی سن لیں۔

MINISTER FOR SPORTS & CULTURE (Mr Tanver ul Islam): Mr. Speaker! I already answered the supplementary question, if you want to ask it again, you can do it.

جناب سپیکر: جی۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جن فواروں کا قابل احترام بزرگ سیاست دان فرمارہے تھے وہ فوارے آج بھی موجود ہیں وہ inside building of the Shalimar Bagh وہاں پر آج بھی فوارے ہیں اور وہاں پر ویسی نہر آج بھی ہے جو انہوں نے جوانی کے دور میں دیکھی ہوئی تھی اب چونکہ یہ بوڑھے ہو چکے ہیں وہاں جاتے نہیں اور انہیں اس چیز کا علم نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ہو گیا ہے بس ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اب جواب دینا ضروری ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جو فوارے اندر موجود ہیں جن کا ذکر موصوف نے کیا ہے وہ تو موجود ہیں۔ میں نے ان کا ذکر نہیں کیا، میں نے ان کی پیدائش سے پہلے کے فوارہ کا ذکر کیا جو کہ شالامار باغ کے باہر تھا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔جی، ضمنی سوال محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شالامار باغ کی ایک بہت زیادہ خوبصورت entrance اور بڑی زبردست جگہ تھی لیکن اب شالامار باغ کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ جس طرف مادھولال حسین صاحب کا مقبرہ ہے اس طرف گارڈن کی بہت زیادہ زمین فضول میں دے دی گئی ہے وہاں رہائشیں بھی بن گئی ہیں اور بالکل مٹی اور اُجاڑ علاقہ ہو گیا ہے اور شالامار باغ میں وہ entrance اور خوبصورتی رہی ہی نہیں۔ یہ جو علاقہ ہے جہاں پر حضرت مادھولال حسین کا مقبرہ بنا ہے اس کے ساتھ ارد گرد میلوں میل اس کمرے سے بھی ڈبل راستہ ہے جو کہ مٹی کا ڈھیر م ڈھیر ہے۔ میں کل وہاں خود گئی تھی اور میں نے یہ سب کچھ دیکھا اور میں چاہتی ہوں کہ شالامار باغ جس طرح پیدائش سے پہلے تھا ابھی میرے بھائی نے کہا تو اس کی entrance اسی طرز پر مکمل کی جائے کیونکہ جب ہمارے پاس انٹرنیشنل شخصیات آتی ہیں تو ہم ان کو وہاں لے کر جاتے

ہیں۔ پہلے بڑا خوبصورت لگتا تھا اور اب شالامار باغ تو ایسا ہے جیسے وہاں ایک گھاس کے پتا تک میلوں میل نظر آتے ہیں اور آبادیاں بنادی ہیں یہ حالت ہے کہ حضرت مادھو لال حسین کے مزار پر بھی جانے کے لئے بہت زیادہ تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میری بہن نے جس طرف نشاندہی کی تو یقیناً صحیح فرمارہی ہیں کہ وہاں پر encroachment کا معاملہ چل رہا ہے جو حکومت خالی کروا رہی ہے لیکن یہاں پر جو بات کی جارہی ہے کہ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمیں ایوان کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ جو بات کی جارہی ہے کہ اس کی پیدائش سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جو بکس پڑھتے ہیں اور جو laws کی کتابیں پڑھتے ہیں شاید یہ بھی ہماری پیدائش سے پہلے کی ہوں تو یہ نہیں کہا جاتا کہ پیدائش سے پہلے کا تھا یا پیدائش کے بعد کا There is no discrimination کیا there is only discrimination, the members of the Provincial Assembly. کی age اس قابل ہے کہ کیا میں ممبر صوبائی اسمبلی ہوں اور پھر آپ کی پارٹی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ آپ منسٹر بننے کے قابل ہیں یا نہیں۔ Please do not discuss the age because میں پنجاب اسمبلی میں اپنی birthday کے حوالے سے جواب دینے نہیں آیا اور میں محکمہ کے حوالے سے جواب دینے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس میں انہوں نے آپ کی کوئی برائی والی بات نہیں کی، ایسے نہ پریشان ہوں، وہ سب آپ سے پیار کرتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ہمیں بھی یہاں پر جواب دینا آتا ہے اگر یہ اپنی پیدائش سے متعلق اتنا sensitive ہیں تو آئندہ سے مجھے چھوٹا کہہ لیا جائے تو میں تو بہت خوش ہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ تو میری بڑی بہن ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر اب ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ No supplementary on this. Thank you

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط آیا ہے اور آپ مہربانی کر کے مجھے موقع دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو کیسے موقع دوں؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! جواب غلط آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک سوال اپوزیشن کو بھی کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ کیا بات ہوئی یہاں گورنمنٹ اور اپوزیشن کی بات نہیں ہے کہ اپوزیشن کو ٹائم نہیں دیا گیا اور گورنمنٹ کو دیا گیا۔ بی بی! کسی بات کا تو خیال رکھا کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب! بات سُنیں۔ سپلیمنٹری کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آئندہ جو سوال آئے گا اس پر آپ ضرور سپلیمنٹری کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اس کا جواب غلط آیا ہے۔ میرا حلقہ سے متعلقہ ہے مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: تو آپ اپنے حلقہ کا سوال کیوں نہیں دیتے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! یہ بھی میرا ساتھی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو پھر پہلے پوچھنا چاہئے تھا۔ جی، سپلیمنٹری سوال کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں سوال دوبارہ پڑھنے لگا ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ کے گیٹ کے سامنے جی ٹی روڈ پر ایک بڑا فوارہ تعمیر کروایا گیا تھا، جو ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور اس جگہ پر ہر اتوار کو سائیکل سٹینڈ بنتا ہے؟ اس کا جواب آیا ہے کہ شالامار باغ۔۔۔

جناب سپیکر: بات سُنیں۔ میرے خیال میں آپ بعد میں آئے ہیں۔ اس پر پہلے بات ہو چکی تھی۔ دراصل یہ سوال کسی اور محکمہ کے متعلقہ ہے اور پھر بھی انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب اس پر آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب اللہ رکھا: کوئی مجبوری تو نہیں تھی کہ انہوں نے ہی جواب دینا ہے؟ یہ نہ جواب دیتے۔

جناب سپیکر: یہ ان کی طرف چلا گیا تھا۔ جی، وہ بھی میں بتا دوں گا۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔ جب یہ باغ تعمیر ہوا تھا یہاں فوارے نصب کئے گئے تھے اس وقت ایل ڈی اے موجود نہیں تھا تو اس حساب سے یہ جواب بالکل غلط ہے اس کی انکوائری کی جائے۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس وقت ایل ڈی اے ہی نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جب یہ بنا ہے اس وقت تو آپ بھی نہیں تھے اور آپ کی حکومت بھی نہیں تھی، آپ کیا کرتے ہیں؟ مہربانی کریں اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس وقت شاہجہاں کی حکومت تھی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال شفیق احمد گجر صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز رکن نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2710 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

RANA MUHAMMAD AFZAL KHAN: Question No. 2710. Taken as read.

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں کھیلوں کے فروغ کی تفصیلات

*2710: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ نے 2005 سے آج تک کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں خواتین کی کتنی سپورٹس ٹیمیں ہیں؟

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ بالا عرصہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(د) کیا ضلع فیصل آباد میں خواتین کے لئے علیٰحدہ سپورٹس سٹیڈیم ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 2005 سے آج تک کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف کھیلوں میں گاہے بگاہے ٹورنامنٹ ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سپورٹس بورڈ کے ٹورنامنٹ بھی شامل ہیں جو کہ شیڈول کے مطابق سارا سال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اضلاع میں ہونے والے سپورٹس بورڈ کے ٹورنامنٹس میں بھی فیصل آباد کی ٹیمیں شرکت کرتی ہیں اور فیصل آباد کی ٹیمیں صوبائی سطح پر ہونے والے مقابلہ جات میں سرفہرست ہیں۔ ان ٹورنامنٹس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2005-06

نام کھیل	تعداد ٹورنامنٹس	نام کھیل	تعداد ٹورنامنٹس	نام کھیل	تعداد ٹورنامنٹس
یوم آزادی سپورٹس پروگرام	06	فٹبال	02	اتھلیٹکس گرلز	02
اتھلیٹکس بوائز	01	تیکوانڈو	01	ہاکی بوائز	01
بیڈمنٹن	02	ٹیبل ٹینس	02	وومن ہاکی	01
کبڈی	01	سوئمنگ	01	باکسنگ	01
شوٹنگ بال	01				

2006۔07

کبڈی	01	ہاکی بوائز	02	باسکٹ بال	03
اتھلیٹکس بوائز	03	ٹینس	01	کراٹے اور جوڈو	03
بیڈمنٹن	01	باکسنگ	01	ٹیبل ٹینس	01
تائیکوانڈو	01	فٹبال	02	وومن ہاکی	02
اتھلیٹکس گرلز	01	والی بال گرلز	01	والی بال بوائز	01
سوئمنگ	01				

2007۔08

کبڈی	02	ہاکی بوائز	05	ریسلنگ	01
اتھلیٹکس بوائز	01	ٹینس	01	کراٹے اور جوڈو	02
بیڈمنٹن	01	باکسنگ	01		

(ب) ضلع فیصل آباد میں خواتین کی مندرجہ ذیل کھیلوں میں 18۔U اور 17۔U ٹیمیں موجود ہیں جو کہ سپورٹس بورڈ پنجاب کے شیڈول کے مطابق کھیلوں میں شرکت کرتی رہتی ہیں۔ مندرجہ ذیل خواتین کی ٹیمیں موجود ہیں۔

1۔	باسکٹ بال	2۔	والی بال	3۔	اتھلیٹکس
4۔	ہاکی	5۔	کراٹے	6۔	ووشو
7۔	تائیکوانڈو	8۔	جوڈو	9۔	بیڈمنٹن
10۔	ٹیبل ٹینس	11۔	چک بال	12۔	نیٹ بال
13۔	ہینڈ بال	14۔	کرکٹ		

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف ٹورنامنٹس کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ جبکہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لیڈی کوچ بھی فراہم کی گئی ہے جو کہ مختلف سکولوں اور کالجوں میں خواتین کو ٹریننگ بھی کرواتی ہے۔ اس کے علاوہ سمر کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں۔ تاکہ بہترین کھلاڑی کا انتخاب کیا جاسکے۔ مزید فیصل آباد سے پنجاب میں خواتین کی کھیلوں کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشن ہے۔

(د) فیصل آباد میں خواتین کے لئے علیٰحدہ سٹیڈیم موجود ہے لیکن کافی حد تک گرلز کالجوں میں خواتین کے لئے کھیلوں کی سہولتیں موجود ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جیمنیزیم / سپورٹس

کمپلیکس عام پبلک کے لئے موجود ہیں ان میں خواتین کی کھیلوں کے مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر !اس سوال کے جز(ب) میں جواب آیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں خواتین کے لئے مندرجہ ذیل کھیلوں میں under 18 and under 17 ٹیمیں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو خواتین اور بچوں کی ٹیمیں ہیں ان کو ہمارا محکمہ سپورٹس کوئی مالی امداد مہیا کرتا ہے اگر کرتا ہے تو فیصل آباد کی ٹیموں کو کیا سالانہ مالی امداد مہیا کی جارہی ہے ؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ under 17 and under 18 وہاں کی proper ٹیمیں ہیں اور دونوں چودہ، چودہ ٹیمیں ہیں۔ جہاں تک انہوں نے یہ ذکر کیا کہ محکمہ انہیں کیا مالی امداد کرتا ہے تو محکمہ 2٪ District Sports Fund ان پر خرچ کرتا ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس پر خرچ کرتی ہے۔جب ہم نے provincial tournaments کروائے تو فیصل آباد کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو گی کہ فیصل آباد کی بچیوں کی under18 ٹیم نے میٹرک اور انٹر میڈیٹ میں اول پوزیشن حاصل کی اور انہیں انعام بھی دیا گیا اور اس کے علاوہ وہ جب یہاں پر تشریف لاتے ہیں ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کی جاتی ہے، ان کو کھانا مہیا کیا جاتا ہے اور ان کو دن کا اوسطاً 300 روپیہ per head دیا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر !میرا جو سوال تھا وہ یہ تھا کہ ان ٹیموں کے پاس اتنے مالی وسائل نہیں ہوتے اور اس طرح سے وہ اپنے لئے سپورٹس کی چیزیں نہیں خرید سکتے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہماری کیا ترجیحات ہیں، ہم کن سیکٹرز میں کن گیمز کو فیصل آباد جیسے بڑے شہر میں promote کرنا چاہتے ہیں؟ کچھ ایسی گیمز ہیں" جیسے فٹبال" ہے اس پر کم اخراجات آتے ہیں، سوئمنگ ہے جس کے اندر 26,27 گولڈ میڈل آج کل اولمپکس میں آتے ہیں ہم ایسی گیمز سوئمنگ، فٹبال کی ترقی کے لئے کیا کام کر رہے ہیں؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! انہوں نے special promotion کا ذکر کیا ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ athletics میں پہلی پوزیشن فیصل آباد نے ہی لی تھی۔ ہاکی میں انہوں نے گولڈ میڈل لیا ہے اور ہاکی میں وہاں پر بہت talent موجود ہے۔ وہاں پر ہمارے ہاکی کے لئے پنجاب سپورٹس بورڈ کی طرف سے سپیشل کوچ تعینات ہے۔ وہاں پر ہم گراؤنڈز کی upgradation کر رہے ہیں۔ وہاں پر school cluster programme چل رہا ہے اس میں بھی upgradation ہو رہی ہے اور وہاں پر جو facilities، جو کچھ sports promotion کے لئے حکومت کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے اور ہمارا ڈیپارٹمنٹ پوری طرح سے اس پر عمل کر رہا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جز(د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ فیصل آباد میں خواتین کے لئے علیحدہ سٹیڈیم موجود ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سٹیڈیم فیصل آباد میں کہاں پر واقع ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں سیکرٹری صاحب کی توجہ چاہوں گا یہ misprint ہو چکا ہے۔ فیصل آباد میں بچیوں کے لئے کوئی علیحدہ سٹیڈیم موجود نہیں ہے but there is time fixation. ہم نے وقت متعین کیا ہوا ہے کہ اس وقت بچے کھیل سکتے ہیں اور اس وقت بچیاں کھیل سکتی ہیں لیکن separate سٹیڈیم ان کے لئے موجود نہیں ہے۔ وہاں پر سپورٹس کمپلیکس جمنیزیم عامر پبلک سکول کے قریب ہے جس میں خواتین کھیل سکتی ہیں اور ان کے لئے وہاں پر کوچ موجود ہے اس کا نام منزہ کوچ ہے جو وہاں پر provide continuous services کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پھر clerical mistake سمجھا جائے یا جان بوجھ کر لکھا گیا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! It is a clerical mistake.

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ clerical mistake کیسی ہو سکتی ہے کیونکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فیصل آباد میں خواتین کا علیحدہ سٹیڈیم موجود ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ 'نہ' ہے۔ آپ اس طرح پڑھیں کہ فیصل آباد میں خواتین کا علیحدہ سٹیڈیم موجود 'نہ' ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: جی، کیا سمجھ نہیں آ رہا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ایک لفظ لکھا ہوا ہے تیکوانڈو۔ یہ تیکوانڈو کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ 06-2005 میں یوم آزادی سپورٹس پروگرام۔ اس کا جو دوسرا کالم ہے فٹبال اور ٹیبل ٹینس کے درمیان ایک لفظ لکھا ہوا ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کھیل کے بارے میں بتا کر میرے علم میں اضافہ کر دیں کہ یہ تیکوانڈو کیا ہوتا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): تیکوانڈو۔ یہ مارشل آرٹ گیم ہے۔ اس کا نام تائیکوانڈو ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں تیکوانڈو لکھا ہوا ہے۔ میں نے سوچا تیکوانڈو کیا ہوتا ہے؟ مجھے تو یہ پڑھ کر ہنسی آ گئی ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ ایک مارشل آرٹ گیم ہے۔ Which has been originated from Japan. اور میرے فاضل ممبر صاحب کو بڑی اچھی طرح سے پتا ہے۔ لاہور شہر میں کم از کم دس سکولوں میں تائیکوانڈو سکھائے جاتے ہیں اور لاہور شہر میں پچاس سے زیادہ اس کے کوچ موجود ہیں۔ بچوں کو بھی پتا ہے کہ تائیکوانڈو کیا ہوتا ہے۔ محسن صاحب کو اچھی طرح پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کے جز(د) میں یہ لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس کے جز(ج) میں یہ لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب دیکھیں ادھر سے محترمہ کھڑی ہیں، ادھر سے آپ کھڑے ہیں۔ آدھا آدھا کر لیں
۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! آدھا ہی کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب سپیکر! ان کا جز(ج) ہے اس کے بعد جز(د) آئے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: چلیں! پہلے وہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے اس سوال کے جواب جز(ج) میں یہ لکھا ہے کہ فیصل آباد سے خواتین کی کھیلوں کے مقابلے میں نمایاں پوزیشن ہے تو یہ تھوڑا سا ان کے بارے میں بتا دیں کہ وہ کیا پوزیشنز ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ بتا چکے ہیں آپ سُنتے ہی نہیں ہیں۔

جناب اللہ رکھا: نہیں، جناب سپیکر! اس کے بارے میں نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے آپ نے سُنا نہیں ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی نہیں رائے صاحب! ابھی نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر کافی سپلیمنٹری ہو چکے ہیں ماسوائے ان کے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں پیچھے چلا جاتا ہوں اب تو سوال کر لوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ خواتین کے لئے کھیلوں کی سہولتیں گرلز کالجز میں موجود ہیں۔ میں منسٹر صاحب یہ پوچھنا چاہوں گی کہ سکولوں کی سطح پر ان کے پاس کھیلوں کا کیا

اہتمام ہے جو بچیاں سکول میں چھٹی جماعت میں پڑھتی ہیں، کیا ان کے لئے سکولوں میں ایسی کوئی مہارت کے طریق کار موجود ہیں جہاں پر ان کو ٹریننگ دی جائے کہ وہ کھیلوں میں حصہ لے سکیں؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): شکریہ۔ ساجدہ آپا جی، جس طرح آپ نے سوال کیا کہ چھوٹی بچیوں کے لئے، چھٹی جماعت کی بچیوں کے لئے تو ہمارے ہر گورنمنٹ سکول میں کرکٹ گراؤنڈ موجود ہے جہاں پر بچیاں indoor games بھی کھیلتی ہیں، ہاکی، فٹبال بھی کھیلتی ہیں۔ ان کو تمام تر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور وہاں پر کوچز بھی تعینات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر569 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شالامار باغ کے نقار خانہ کی تعمیر

*569: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ کے نقار خانہ کی تعمیر کے لئے فنڈز رکھا گیا، اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نقار خانہ کی تعمیر ناقص مٹیریل کے ساتھ کی گئی ہے، جس کی وجہ سے نقار خانہ کی ٹائلیں وغیرہ گرنا شروع ہو گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نقار خانہ کے کام کا ٹھیکیدار کام ادھورا چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نقار خانہ کی ناقص تعمیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) شالامار باغ سے ملحقہ مشرقی جانب نقار خانہ کی عمارت، عرض بیگی، نقار خانہ کا احاطہ اور چار دیواری واقع ہے۔ جولائی2004 میں جب شالامار باغ اور شاہی قلعہ حکومت پنجاب کی تحویل میں دیئے گئے تو اس میں درست حالی کے بہت سے کام ہونے والے تھے۔ محکمہ

نے نقار خانہ کی درست حالی کے لئے دو سکیمیں4.061 ملین اور12.583 ملین روپے کی منظور کروائے۔ ان سکیموں کے تحت سال06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کے دوران نقار خانہ کمپلیکس کے اندر واقع نقار خانہ کی عمارت، عرض بیگی، نقار خانہ کی راہداریاں، باغ کی مشرقی دیوار اور گیٹوں کی مرمت اور درست حالی پر بالترتیب 3.566 ملین اور12 ملین روپے خرچ ہوئے۔تاہم نقار خانہ کی بیرونی دیوار کا کام شالا باغ کی تزئین و آرائش کے پانچ سالہ منصوبہ میں شامل ہے اور یہ کام جاری ہے۔

(ب) یہ تاثر درست نہ ہے کہ نقار خانہ کی تعمیر ناقص مٹیریل کے ساتھ کی گئی ہے۔اس کام میں سیمنٹ، ریت سریا استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کی تعمیر کے لئے مخصوص سائز کی ٹائلیں، قصوری چونا اور سفید چونا استعمال میں لایا گیا۔جو مغلیہ دور میں استعمال کیا جاتا تھا۔نیز یہ تاثر درست نہ ہے کہ نقار خانہ کی تعمیر شدہ کاموں کی ٹائلیں گر رہی ہیں۔بلکہ نقار خانہ اور باغ کی بیرونی طرف جو ٹائلیں / اینٹیں پہلے سے گری ہوئی تھیں وہ لگائی جارہی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ کام پہلے نہیں کیا گیا تھا۔

(ج) یہ تاثر درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار نقار خانہ کا کام ادھورا چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔بلکہ جن ٹھیکیداروں کو نقار خانہ کے کام سونپے گئے تھے انہوں نے 07-2006 میں ہی کام مکمل کئے ہیں۔جو درست حالت میں موجود ہیں۔

(د) نقار خانہ کی تعمیر آثار قدیمہ کے قدیم عمارتوں کی بحالی کے اصولوں کے مطابق عمل میں لائی گئی ہے۔تعمیر کے دوران گورنمنٹ کے قواعد وضوابط کو مد نظر رکھا گیا ہے اور محکمہ کے متعلقہ عملہ کی زیر نگرانی کام ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ بھی شالامار باغ سے گزرے ہوں گے۔اب پوزیشن یہ ہے کہ جب وہاں پر روڈ بنتا ہے تو اس میں کبھی بھی bench mark کا خیال نہیں کیا گیا۔ اگر آپ ویگن یا ٹرک پر بیٹھے ہوں تو آپ پورے شالامار باغ کو اندر سے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ

سلسلہ یوں ہی شروع رہا تو آنے والے پچاس سالوں میں تو کھنڈرات بن جائیں گے اس لئے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ اس پر کیا کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: ایک دن میں ادھر سے گیا تھا اس کی بیرونی دیوار میں نے دیکھی ہے اس میں باڑ لگانے کی بھی ضرورت ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! انہوں نے درست فرمایا ہے کہ بہت سارے کام جو ہماری پچھلی حکومت کی توجہ کا مرکز نہیں رہے تاہم یہ ایک قومی اثاثہ ہے اس کا ہمیں خیال رکھنا چاہئے اور اس کی preservation آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے کرنی چاہئے۔ اگر یہ چاہیں تو میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ ہم اس پر اب تک کتنے پیسے خرچ کر چکے ہیں۔ کتنی سکیمیں ہماری ongoing ہیں۔Archeology Department اس پر کام کر رہا ہے اس لئے ایسی کوئی بات نہیں ہے چونکہ یہ کام special works کا ہوتا ہے اس کے لئے جو اینٹ بھی بنتی ہے وہ specific measurement کے ساتھ بنتی ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ دیوار ٹوٹی ہوئی ہے اس میں کوئی شک والی بات بھی نہیں ہے لیکن یہ بھی دیکھیں کہ ان دیواروں کا کام کس حد تک complete ہو چکا ہے اور نقار خانہ کا کام کس حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس سلسلے میں ہمارے پاس ٹوٹل دو سکیمیں تھیں ایک سکیم 6-2005 میں 4.06 ملین روپے کی تھی جس میں سے ہم نے 3.56 ملین روپے خرچ کر دیا اور دوسری سکیم ہمارے پاس 07-2006 کی تھی جو کہ 12.583 ملین روپے کی تھی جس میں سے ہم 12 ملین روپے نقار خانہ کی بیرونی دیوار، شالامار کی تزئین و آرائش پر خرچ کر چکے ہیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ شالامار باغ شمالی لاہور میں ہے اور میرے علاقے پی پی۔144 میں کوئی پارک موجود نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میرے علاقے کی demand ہے کہ اگر ہم اس میں ایک walking track بنا دیں جس میں لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے suggestions نہیں دینی آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب والا!وہاں پر کافی خالی جگہ پڑی ہے کیا اس دیوار کے ارد گرد walking trackبن سکتا ہے؟

جناب سپیکر: jogging trackباہر بنوائیں اندر نہ بنوائیں۔

وزیر کھیل وثقافت(جناب تنویر الاسلام): جناب والا!اگر ہم وہاں پر trackبنوائیں گے تو وہ misuseہو گا جس سے ہماری heritageکو نقصان ہو گا۔ میں فاضل ممبر سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چونکہ حلقے کے ممبر صوبائی اسمبلی ہیں یہ کوئی ایک جگہ مخصوص کر دیں میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ پنجاب سپورٹس کی طرف سے ان کو وہاں پر trackبنادوں گا لیکن میں Archeologyکی بلڈنگ کو خراب نہیں کرنے دوں گا۔

جناب وسیم قادر: بہت شکریہ۔ یہ پھر میرے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں اب کسی اور کو بھی سوال کرنے دیں مہربانی کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہ جو شالامار باغ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب پہلے کھڑے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!شالامار باغUnited Nationsکے globalheritage listمیں ہے۔۔۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا!مجھے بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب اگر آپ بات نہ کریں تو پھر میں کیا کروں۔ آپ سے پہلے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ United Nationsسے اس کی maintenanceکے لئے فنڈز آتے ہیں؟

جناب سپیکر: میں آپ کا سوال نہیں سن پایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میرا سوال یہ تھا کہ شالا مار باغ جو ہے یہ United Nationsکےglobal heritageکی protected sites میں سے ہے تو کیا United Nationsکی طرف سے کوئی مالی امداد آتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہUnited Nationsکی طرف سے کوئی مالی امداد آتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت(جناب تنویر الاسلام)::جناب سپیکر!وہheritageایسے ہیں جو کہ انہوں نے پوری دنیامیںrecognizeکئے ہیں اور محترم لغاری صاحب کو بھی اس کا بخوبی اندازہ ہے۔انہوں نے مخصوص کاموں کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں۔جس طرح قلعہ کے دروازے کے لئے انہوں نے پیسے مختص کئے تھے اور انہوں نے اسے بنوایا بھی تھا اسی طرح ان کے پاس اس کی complete detailموجود ہے۔اب اس کوdivisionکر رہے ہیں کہ کتنے پیسے کس مد میں رکھے جائیں اور اس میں300ملین روپے ہمارے پاس پہنچنے والے ہیں جیسے ہی رقم پہنچے گی اس کا کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب آپ فرمارہے ہیں کہ میرا حلقہ ہے اس لئے میں آپ کو ایک ضمنی سوال کی اجازت دے رہاہوں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ اس باغ کی رونقیں جو کہ ماند پڑ چکی ہیں ان کو بحال کرنے کے لئے تیار ہے اور جو لوگ وہاں آکر بیٹھتے ہیں تاش کھیلتے ہیں،جواء کھیلتے ہیں ان کو وہاں سے ہٹانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک؟کیونکہ پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات ہوئی تھی کہ شالا مار باغ کے اندر بہت سے گروہ ایسے ہیں جو سارا دن وہاں بیٹھ کر جواء کھیلتے ہیں،شراب پیتے ہیں اور رنگ برنگی محفلیں سجاتے ہیں۔پچھلی دفعہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی گئی تھی لیکن اس پر آج تک عمل نہیں ہوا آج میرا پھر وہی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو کئے ہوئے آپ کو کتنی دیر ہو گئی ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا!پچھلا جو اجلاس ہوا تھا اس میں بھی یہی سوالputکیا گیا تھا۔

وزیر کھیل و ثقافت(جناب تنویر الاسلام): جناب والا!میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہbeing the public representativeہم سب کی یہ ڈیوٹی بنتی ہے کہ ہم اپنے

حلقے کے گردونواح پر نظر رکھیں اور جہاں پرcrimeہو رہا ہے اس کی پولیس کوidentification کریں اور یہ کام محکمہ Archeology کا نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے کام کریں۔ اگر کوئی ایسا بندہ آجاتا ہے تو ہمارے آفیسر اس بندے کو پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں لیکن یہ جو نشاندہی کر رہے ہیں وہ یقیناً ان کے ہی حلقے کے لوگ ہوں گے ان کو انہیں بتانا چاہئے کہ یہ کام قانوناً جرم ہے یہ ڈیپارٹمنٹ سے بھی بہتر طور پر یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں چونکہ یہ عوام کے نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! باغ کے اندر جانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں اب بس کریں۔ اگلا سوال۔ It is from Mr Shafique Ahmad Gujjar sahib.

رانا محمد افضل خان: .On his behalf سوال نمبر2711 (معزز رکن نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع فیصل آباد۔کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈز کے استعمال کی تفصیلات

*2711: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع فیصل آباد کو کھیلوں کے فروغ کے لئے سال 07-2006 میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیا اور وہ کس کس مد میں خرچ ہوا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

ضلع فیصل آباد میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مالی سال 07۔2006 کے دوران مبلغ 25 لاکھ روپے ڈسٹرکٹ کی طرف سے دیئے گئے۔ اس سال کے دوران انٹر کلب، انٹر تحصیل اور انٹر ڈسٹرکٹ مقابلہ جات کے لئے مندرجہ ذیل کھیلوں کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے۔

نام کھیل	تعداد ٹورنامنٹس	رقم

کبڈی	1	Rs.22660/۔
ہاکی بوائز	2	Rs.88460/۔
باسکٹ بال	3	Rs.97910/۔
اتھلیٹکس بوائز	3	Rs.67990/۔
ٹینس	1	Rs.16525/۔
کراٹے اور جوڈو(بوائز اینڈ گرلز)	2	Rs.71525/۔
بیڈمنٹن(آل پاکستان ریسلنگ ٹورنامنٹ)	1	Rs.198630/۔
باکسنگ	1	Rs.27015/۔
ٹیبل ٹینس	1	Rs.50000/۔
تائیکوانڈو	1	Rs.40320/۔
فٹبال	1	Rs.58710/۔
اتھلیٹکس گرلز	1	Rs.51930/۔
والی بال گرلز(انٹر ڈسٹرکٹ پنجاب)	1	Rs.122090/۔
والی بال بوائز	1	Rs.55710/۔
شمولیت انٹرپراونشل سپورٹس مقابلہ جات لاہور		Rs.105200/۔
یوم آزادی پروگرام	5	Rs.26375/۔
	میزان	Rs.1311810

ان ٹورنامنٹس کے علاوہ مختلف ایسوسی ایشن کو سپورٹس مقابلہ جات کروانے کے لئے گرانٹس بھی دی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کھیل	رقم
باسکٹ بال ایسوسی ایشن	Rs.05000/۔
فٹبال ایسوسی ایشن	Rs.38000/۔
اتھلیٹکس ایسوسی ایشن	Rs.10000/۔
ویٹ لفٹنگ ایسوسی ایشن	Rs.35000/۔
ڈیف کرکٹ ایسوسی ایشن	Rs.08000/۔
سائیکلنگ ایسوسی ایشن	Rs.07000/۔
باڈی بلڈنگ ایسوسی ایشن	Rs.100000/۔

وومن ہاکی ایسوسی ایشن	Rs.30000/۔
ایسوسی ایشن برائے معذور افراد	Rs.20000/۔
ٹینس ایسوسی ایشن	Rs.20000/۔
میزان	Rs.273000/۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب والا! سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ فیصل آباد میں کھیلوں کے فروغ کے لئے 07-2006 میں 25 لاکھ ڈسٹرکٹ کی طرف سے دیئے گئے۔ اس کی جو تفصیل دی گئی ہے اس کی چھٹی لائن میں لکھا ہوا ہے کہ بیڈمنٹن کے لئے ایک لاکھ 98 ہزار 630 روپے دیئے گئے۔ اس کے آگے لکھا ہوا کہ بیڈمنٹن اور بیڈمنٹن (آل پاکستان ریسلنگ ٹورنامنٹ) میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بیڈمنٹن میں ریسلنگ تو نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: دونوں کو جوڑ دیا ہو گا کوئی مسئلہ نہیں ہے، دونوں کھیل ہی ہیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ بیڈمنٹن اور اس کے آگے بریکٹ میں لکھا ہوا ہے کہ بیڈمنٹن (آل پاکستان ریسلنگ ٹورنامنٹ) انہوں نے یہ کہا ہے۔ بنیادی طور پر وہاں پر جو پلیئرز موجود تھے ان میں ایک یہ بھی کوالٹی تھی کہ وہ wrestler بھی تھے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ (قہقہے)

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! This is the thing I can say on the floor of the House کہ If he is not a good Wrestler اگر کسی کو دوڑنا ہی اچھا نہ آتا ہو تو وہ بیڈمنٹن کیا کھیلے گا۔ وہ Wrestler بھی تھے اس لئے انہوں نے اس مد میں لکھ دیا ہے۔ بہرحال وہ بیڈمنٹن پر پیسے خرچ کئے گئے تھے یہ میں on the floor of the House بات کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اب One supplementary from this side.

جناب سپیکر: نہیں۔ Supplementary from this side now.

خواجہ محمد اسلام: جناب والا!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ان ٹورنامنٹس کے علاوہ مختلف ایسوسی ایشن کو سپورٹس مقابلہ جات کروانے کے لئے گرانٹس بھی دی گئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

باسکٹ بال ایسوسی ایشن	Rs.05000/۔
فٹبال ایسوسی ایشن	Rs.38000/۔
اتھلیٹکس ایسوسی ایشن	Rs.10000/۔
ویٹ لفٹنگ ایسوسی ایشن	Rs.35000/۔
ڈیف کرکٹ ایسوسی ایشن	Rs.08000/۔

جناب والا!تو اس مہنگائی کے دور میں پانچ ہزار روپیہ اور آٹھ ہزار روپیہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ان کے ساتھ بلکہ یہ فیصل آباد کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا ہے۔میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی کر کے آئندہ سال میں جتنا لاہور کے لئے فنڈ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال نہیں بنتا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔.Come on Leghari sahib

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میرا ضمنی سوال ہے کہ رانا صاحب نے point out کیا تھا کہ wrestling اور بیڈ منٹن کھیلنے والے لوگ ہیں ان کے لئے تو ایک ٹونامنٹ کے لئے دو لاکھ روپے رکھے گئے ہیں یوم آزادی کے جو پانچ پروگرام ہیں ان کے لئے ٹوٹل 26 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ یوم آزادی کا ایک پروگرام تو پانچ ہزار روپے میں ہو جاتا ہے اور جو wrestler cum badminton players ہیں چونکہ ان میں ڈبل صفت ہے اس لئے ان کو زیادہ سے زیادہ پیسے دیئے گئے ہیں۔یوم آزادی جو کہ ہماری تاریخ ہے ایک اہم چیز ہے اس کو اجاگر کرنے کے لئے اتنی کم رقم کیوں رکھی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو پھر آپ کی suggestions ہو گئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میرا کہنے کا مقصد ہے کہ یہ تفریق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ It is not a Supplementary Question

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Why it is discrimination against Youm-e-Azadi programme. Youm-e-Azadi Programme is done with five thousand rupees and Wrestling cum Badminton are done by…

جناب سپیکر: وہ میرے خیال میں لوگ اپنی طرف سے خود ہی کر دیتے ہوں گے اس لئے پانچ ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! It is not the discrimination of the Youm-e-Azadi. It is always privilege for all the Pakistan Youm-e-Azadi. چونکہ اس ٹائم کچھ ایسے حالات تھے کچھ reasons security تھیں کہ تھوڑے پروگرام ہوئے اس کے علاوہ کوئی reason نہیں تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!07-2006 کے اندر یوم آزادی کے پانچ پروگرام ہوئے ہیں۔اللہ کے فضل و کرم سے 07-2006 میں سکیورٹی کا کوئی اتنا مسئلہ نہیں تھا۔وزیر صاحب تو اس سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔07-2006 میں یوم آزادی کے پانچ مختلف پروگرام ہوئے ہیں اور بیڈ منٹن ریسلنگ کا ایک ہی پروگرام ہوا ہے اور اس پر دو لاکھ روپے لگ گئے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سال 07-2006 اور 2008 میں کل کتنے پروگرام ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، It is a fresh question.

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 07-2006 جس دور کی یہ بات کر رہے ہیں اس دور میں واقعی جمہوریت نہیں تھی بلکہ ایک dictator کی حکومت تھی تو یہ خود ہی بہتر جواب دے دیتے چونکہ یہ اس وقت خود بھی ایم پی اے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسے سیاسی بنانے کی کوشش مت کریں بلکہ وزیر صاحب سوال کا جواب دیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): اگر 07-2006 میں یہ پروگرام نہیں کروائے تو یہ اس ایوان کا نہیں بلکہ dictator کی بنائی ہوئی حکومت کا قصور تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دو سالوں میں یوم آزادی کے پروگرام کے لئے پانچ ہزار روپے لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آرام سے بات سنیں اور آرام سے ہی جواب دیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! 06-2005 میں وہاں پر ٹوٹل 22 ٹورنامنٹس ہوئے تھے جن میں 12 games ہوئی تھیں۔07-2006 میں ٹوٹل 25 ٹورنامنٹس ہوئے جن میں 15 games ہوئی تھیں 08-2007 میں 14 ٹورنامنٹس ہوئے جن میں 8 games ہوئی تھیں۔09-2008 میں 39 ٹورنامنٹس ہوئے جن میں 16 games ہوئی تھیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں فیصل آباد کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No, no اس سوال پر ضمنی سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔ اب اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2240 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرو والا مقبرہ لاہور۔رقبہ، تجاوزات اور بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

*2240: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرووالا مقبرہ، کینال پارک بیگم پورہ لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر مقبرہ تعمیر کیا ہوا ہے اور کتنا حصہ خالی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سرووالا مقبرہ کی زمین پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے اور مکانات تعمیر کر کے رہائش اختیار کر لی ہے؟

(د) متذکرہ مقبرہ کی دیکھ بھال کون کرتا ہے نیز مقبرہ کس کے کنٹرول میں ہے؟

(ہ) سال2007 کے دوران مقبرے کی دیکھ بھال کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی نیز کتنی رقم مقبرے پر خرچ کی گئی؟

(و) سال2007 کے دوران رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ز) کیا حکومت ناجائز قابضین سے قبضہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) رقبہ ایک کنال تین مرلہ بمطابق ریونیو ریکارڈ

(ب) ایک مرلہ سولہ مربع فٹ (مقبرہ کی تعمیر) بقایا رقبہ اکیس مرلہ پچھتر مربع فٹ

(ج) سرووالا مقبرہ کی زمین پر کسی قسم کا ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

(د) مرکزی محکمہ آثار قدیمہ حلقہ شمالی لاہور

(ہ) کوئی رقم بجٹ میں رکھی گئی اور نہ ہی خرچ کی گئی۔

(و) ایضًا

(ز) ناجائز قبضہ نہ ہے اور اگر مستقبل میں ایسا ہوا تو سخت ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ سرووالے مقبرے کی دیکھ بھال کون کرتا ہے اور مقبرہ کس کے کنٹرول میں ہے؟ میں نے اس کے ساتھ ہی سوال کیا تھا کہ 2007 میں مقبرے کی دیکھ بھال کے لئے کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ مرکزی محکمہ آثار قدیمہ حلقہ شمالی لاہور، کوئی رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے اور نہ ہی خرچ کی گئی

ہے۔میرے خیال میں منسٹر صاحب نے تو سرو والا مقبرہ دیکھا بھی نہیں ہو گا کہ کہاں موجود ہے وہ مقبرہ کم اور کھنڈرات کی شکل میں زیادہ نظر آرہا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے بجٹ میں رقم کیوں نہیں رکھی گئی، اس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری محکمہ آثار قدیمہ لاہور پر ہے لیکن وہاں تو کوئی چوکیدار بھی نظر نہیں آتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): بہت شکریہ۔جناب سپیکر! انہوں نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔بنیادی طور پر سرو والا مقبرہ وفاقی حکومت کی تحویل میں ہے It's not under the Control of Provincial Government حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو سفارشات کی ہیں کہ آپ اس کے لئے فنڈز مختص کریں۔جہاں تک انہوں نے سوال کیا ہے کہ یہ مقبرہ کسی کے کنٹرول میں نہیں اور کوئی دیکھ بھال نہیں ہوتی اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہاں پر سلیمی صاحب ڈائریکٹر ہیں He is present over there, he is working over there . He has been deputed for the last three years. لہذا ایسی کوئی بات نہیں کہ وہاں پر کوئی آفیسر نہیں ہے۔میں یہ بات مانتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے پیسے نہیں رکھے لیکن ہم نے سفارشات بھجوائی ہیں کہ اس کی دیکھ بھال کے لئے آپ پیسے رکھیں اور اس کی تعمیر کے لئے بھی پیسے بھجوائیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! وہاں آثار قدیمہ سے متعلق اور بھی بہت سارے مقبرے موجود ہیں اور وہ آثار قدیمہ کے کنٹرول میں ہیں جیسے دائی انگہ کا مقبرہ ہے حضرت ایشاں کا دربار ہے یہ ایک بڑا specificl سا area ہے جہاں پر یہ دربار موجود ہیں لیکن ان سب درباروں کے لئے ایک ہی چوکیدار ہے۔پچھلے سال میں نے ہی کوشش کر کے دائی انگہ کے مقبرے پر لائٹ لگوائی تھی لیکن ان دونوں مقبروں پر کوئی لائٹ ہے اور کوئی چوکیدار ہے۔ان مقبروں کا آپس میں اچھا خاصا distance ہے لیکن تمام کی دیکھ بھال ایک ہی چوکیدار کرتا ہے اور وہ بھی تین یا چار دن کے بعد وہاں پر آتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیسے بنا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھ رہی ہوں کہ ان کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ ان کی دیکھ بھال کون کرتا ہے اور وہ فرمارہی ہیں کہ انہوں نے خود وہاں چراغاں کروائے ہیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کی دیکھ بھال اوقاف کے ملازمین کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔میں اس سے آگے کچھ نہیں کہوں گی۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا حلقہ ہے ذرا انہیں ضمنی سوال پوچھنے دیں۔جی۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! جز(ج) میں جو جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔جز(ج) کا سوال تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ سرووالا مقبرہ کی زمین پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟ لیکن اس کا جواب بالکل غلط آیا ہے وہاں لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے آپ اس کی تحقیقات کروالیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ وہاں کس کا قبضہ ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے جواب میں محکمے نے لکھا ہے کہ سرووالا مقبرے کی زمین پر کسی قسم کا ناجائز قبضہ نہیں ہے۔اب ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ وہاں ناجائز قبضہ ہے۔تو محترم فاضل ممبر کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ ناجائز قبضہ ہماری لینڈ پر نہیں ہے بلکہ وہ لینڈ محکمہ اوقاف کی ہے اور انہوں نے lease پر دی ہوئی ہے۔اب چونکہ سپریم کورٹ کی ruling آئی ہے کہ جہاں کہیں مقبرہ ہو گا اس کے دو سو فٹ کے اندر کوئی ناجائز تعمیرات نہیں ہو سکیں گی۔ جب یہ ruling آئی ہے اس وقت سے حکومت پنجاب ان سے مذاکرات کر رہی ہے کہ آپ خالی کر دیں چونکہ سپریم کورٹ کی طرف سے ruling آ چکی ہے اور ہم نے اس پر action کرنا ہے لیکن جہاں تک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر

ناجائز قابضین ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہماری لینڈ پر ناجائز قابضین نہیں ہیں بلکہ محکمہ اوقاف نےdocumentation کر کے ان لوگوں کو دی ہوئی اور وہاں پر کسی قسم کا کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت کیا کرتے ہیں اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں، اس میں آگے آپ کا کوئی سوال ہے؟

جناب اللہ رکھا: جی۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا نمبر کیا ہے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں اس سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے بات کی ہے کہ مقبرے کے دو سو فٹ کے اندر ناجائز تعمیرات نہیں ہوں گی لیکن اس مقبرے میں دو سو فٹ کے اندر ناجائز مکان تعمیر ہوا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! جو انہوں نے کہا ہے وہ تو آپ نے سنا نہیں۔

جناب اللہ رکھا: میں نے سنا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

جناب اللہ رکھا: میں نے سنا ہے کہ وہ remove کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس کا جواب کب آیا ہے؟ چھ مہینے ہو گئے ہیں لیکن ان چھ مہینوں میں تو اسے کسی نے remove نہیں کیا اب کون کرے گا؟

محترمہ راحلیہ خادم حسین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ اللہ رکھا صاحب نے ایک بات کی کہ وہ میرا حلقہ ہے اگر آپ کا حلقہ ہے تو آپ کو اتنا بھی پتا نہیں۔ منسٹر صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے وہاں پر واقعی قبضہ نہیں ہے بلکہ ساتھ جو ہندو اوقاف کی جگہ موجود ہے وہاں پر قبضہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، Thanks for the correction.

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ہاں محکمے کی یہ بات غلط ہے کہ اس مقبرے کی دیکھ بھال نہیں کی جاتی اور ویسے بھی یہ حلقہ 144 میں آتا ہے اور میرے خیال میں وہ وسیم قادر صاحب کی constituency ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 3078 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں خواتین کے لئے گراؤنڈز و دیگر تفصیلات

*3078: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ لیول پر خواتین کی کس کس کھیل کی ٹیمیں موجود ہیں؟

(ب) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے موجودہ حکومت نے 09-2008 میں کتنے فنڈز رکھے تھے اور اب مزید 10-2009 میں کتنے فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) پنجاب میں کن کن اضلاع میں خواتین کے کھیلنے کے لئے علیٰحدہ گراؤنڈز بنائے گئے ہیں اگر نہیں تو کیا حکومت آئندہ کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب میں خواتین اتھلیٹکس، والی بال، جوڈو کراٹے، تائیکوانڈو، ووشو، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن باسکٹ بال، ہینڈ بال، نیٹ بال، سکوائش، ٹینس، ہاکی اور فٹبال میں حصہ لیتی ہیں۔

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب کی سالانہ گرانٹ سے خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈز خرچ کئے جاتے ہیں اس کے لئے علیٰحدہ فنڈز مختص نہیں کئے جاتے۔

(ج) پنجاب کے ہر ضلع میں ملٹی پرپز ہال / جمنیزیم اور گراؤنڈز مرد وخواتین دونوں کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں اور خصوصی طور پر خواتین کی کھیلوں کی سرگرمیوں کے لئے پردے اور سکیورٹی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خواتین کے کھیلوں کے پروگرامز گرلز کالجز اور گرلز سکولز میں بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ خواتین کی کھیلوں کے فروغ کے لئے موجودہ حکومت نے 09-2008 میں کتنے فنڈز رکھے تھے۔ اس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ فنڈز علیحدہ نہیں ہوتے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا خواتین کو کسی percentage کے مطابق فنڈز دیئے جاتے ہیں یا ان کے ٹورنامنٹس کے مطابق دیئے جاتے ہیں، خواتین کو فنڈز دینے کا کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ خواتین کو فنڈز دینے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! پنجاب سپورٹس بورڈ کا ٹوٹل بجٹ چار کروڑ روپے ہوتا ہے جس میں سے دو کروڑ روپیہ ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا ہوتا ہے۔ اب تو ہر ضلع میں pro gymnasium stadium ہیں جو بچے اور بچیاں دونوں استعمال کر سکتے ہیں۔ جہاں تک فنڈز کی بات ہے یہاں پر لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں on the direction of the Chief Minister of the Punjab ان کو already 2 percent کا letter جا چکا ہے کہ وہ اپنے بجٹ سے دو فیصد خرچ کریں لیکن جب وہ بچے لاہور یا ڈویژن میں آتے ہیں تو ہم انہیں ٹریک سوٹ مہیا کرتے ہیں، انہیں تمام سہولیات مہیا کرتے ہیں، انہیں انعام دیتے ہیں اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کا per month وظیفہ بھی مقرر کرتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے طریق کار یا criteria نہیں بتایا، صرف یہ کہا ہے کہ 2 فیصد جو کہ صوابدیدی fund ہوتا ہے وہ بھی خواتین پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا 52 فیصد آبادی کے لئے خواتین کو صرف 2 percent fund دیا جاتا

ہے؟میں سمجھتی ہوں کہ یہ تو بہت شرم کی بات ہے کہ خواتین کے لئے اتنا کم fund مخصوص کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ ضمنی سوال ضرور کریں لیکن ایسی بات نہ کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 52فیصد خواتین کے لئے صرف 2 percent fund کیوں رکھا گیاہے،وزیر صاحب اس کا جواب دیں کہ کیا یہ جائز بات ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت(جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!میری بہن کو شاید بات سمجھ نہیں آ سکی۔ Basically بات یہ ہے کہ اس ضلع یا ڈویژن کا 2 percent from whole of the sport budget پر خرچ ہو گا۔It is not only for the women. چونکہ سوال women کے حوالے سے آیا تھا تو women کے لئے special fund کوئی نہیں ہے۔ There is no discrimination between male or female. چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا،جو بھی اس میں حصہ لیتا ہے ہم اس کو promote کرتے ہیں،اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اس کو financial aid دیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ غریب گھرانوں کے جو بچے کھیلتے ہیں،کیا حکومت کے پاس کوئی اس قسم کے فنڈز ہیں کہ ان کو جو گرز خرید کر دیئے جائیں۔ ہمارے یہاں پر خوراک کا مسئلہ ہے۔تو حکومت ان کی صحت کے بارے میں کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے کہ ان بچوں کو کھانا،دودھ یا انڈے وغیرہ مہیا کئے جائیں تا کہ آنے والے وقت میں بچے اپنے ملک کا نام روشن کرنے کے لئے بہتر کھیل پیش کر سکیں۔تو ان کی صحت کے بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے،کیا حکومت ان کو کوئی ماہانہ وظیفہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت(جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!حکومت پنجاب اپنے جو summer camps لگواتی ہے،تو اس میں بچوں کو جو گر بھی provide کئے جاتے ہیں،کھانا مہیا کیا جاتا ہے اور ان کو دوسری facilities بھی مہیا کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ اگر کوئی سکول نشاندہی کرے کہ

ہمارے ان talented بچوں کے لئے جو گر یا ٹریک سوٹ چاہیئں تو ہم وہ بھی provide کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf question no.5221، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 09-2008، شالامار باغ لاہور کی آمدن واخراجات کی تفصیلات

*5221: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شالامار باغ لاہور سے سال 09۔2008 میں بکنگ کاؤنٹر، فوٹو گرافی و دیگر مدوں میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) شالامار باغ میں مستقل اور عارضی سٹاف کتنا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں باغ کی دیواریں، فرش اور فوارے وغیرہ کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) شالامار باغ لاہور میں سال 09۔2008 میں دیئے گئے ٹھیکے اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ٹھیکہ	ٹھیکیدار	مالیت	دورانیہ
1	بکنگ کاؤنٹر	مظہر حسین وٹو	65,00,000/-روپے	19۔04۔09تا20۔04۔08
2	ٹوائلٹس	گلزار مسیح	22,550/-روپے	05۔09۔09تا06۔09۔08
3	کینٹین	محمد جاوید	50,000/-روپے	10۔10۔08تا01۔10۔08
4	مچھلی فروخت کی گئی		46,480/-روپے	21۔01۔09

(ب) شالامار باغ میں اس وقت 54 افراد مستقل اور 56 افراد عارضی بنیادوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) سال 09-2008 میں شالامار باغ میں سالانہ ترقیاتی فنڈ سے 21.378 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ اس رقم سے باغ کی بیرونی دیوار، خوابگاہ بیگم صاحبہ، سمرپویلین، تیسرے تختے کی راہداریوں اور بیت الخلاء وغیرہ کے کام کئے گئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) سے متعلق ہے۔ یہاں جواب میں جو سٹاف کے متعلق بتایا گیا ہے، کیا یہ سٹاف واقعی اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے، عارضی سٹاف کو کون check کرتا ہے اور ان کو کتنی ادائیگی کی جاتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! وہاں پر حکومت نے جتنا بھی staff provide کیا ہوا ہے وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ ان میں سے 54 لوگ مستقل ہیں جبکہ 56 لوگ عارضی ہیں۔ عارضی لوگ daily wages پر ہیں اور ان کو محکمہ proper چیک کرتا ہے اور وہ اپنے فرائض بہتر انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ان کو کس طریقے سے چیک کیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے تو ان کو کیا سزا دی جاتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اگر کوئی آدمی اپنی ڈیوٹی پر موجود نہ ہو تو اس کی جواب طلبی کی جاتی ہے۔ اگر اس کا جواب تسلی بخش نہ ہو تو متعلقہ انچارج اس کی اطلاع ڈی۔جی کو دیتا ہے اور ڈی۔جی اس کے خلاف ایکشن لیتا ہے یا پھر اسے نکال دیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اسی سوال سے متعلق ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بھی اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! شالامار باغ میں اس وقت 54 ملازمین مستقل اور 56 عارضی بنیادوں پر ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب یہ باغ گل گلزار

اور باغ و بہار ہوتا تھا تو اس وقت لاہور کے شہریوں کی طرف سے بیرون ممالک سے آنے والی dignitaries کو استقبالیہ دیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال پوچھیں، تقریر نہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا وزیر ثقافت شالامار باغ میں ماضی کی طرح استقبالیہ دینے کو تیار ہیں؟ میری یہ تجویز ہے کہ ایک دن کا اجلاس بھی شالامار باغ میں رکھ لیں۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ماشاءاللہ آپ پرانے Parliamentarian ہیں، پارلیمنٹ پنجاب اسمبلی ہے، شالامار باغ نہیں۔ دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو مہینے پہلے ایران کا ایک Delegation آیا تھا اور میں نے ان کو شالامار باغ کا visit کروایا تھا۔ اس کے بعد American Delegation کا بھی وہاں پر visit ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سارے باہر سے آنے والے نمائندوں کو بھی ہم وہاں پر visit کرواتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ کینٹین کا ٹھیکہ 01-10-2008 سے 10-10-2008 تک، یعنی 10 دن کا ٹھیکہ 50 ہزار روپے میں دیا گیا ہے۔ یہ تو اچھی خاصی رقم ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ شاید typographic error ہو گئی ہے۔ دوسرا یہ صرف 10 دن کے لئے ہی کینٹین کا ٹھیکہ کیوں دیا گیا ہے، پورے سال کا ٹھیکہ کیوں نہیں دیا گیا؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ misprint ہے اصل میں یہ 2009 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ سال غلط لکھا گیا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ہم نے اس کی auction کرنی تھی لیکن چونکہ وہ عید کے دن تھے اس لئے ہم نے صرف دس دن کے لئے ٹھیکہ دیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر دس دن کے لئے پچاس ہزار روپے کا ٹھیکہ دیا ہے تو سال میں اس کی کتنی رقم بنتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): سال کے لئے آپ اس کو calculate کر لیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بات عرض کی ہے کہ اس میں basically year misprint ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں جواب میں 10 دن کا ٹھیکہ پچاس ہزار روپے لکھا گیا ہے۔ یہاں لکھا ہے کہ 2008-10-1 تا 2208-10-10 یعنی دونوں میں 2008 لکھا گیا ہے۔ میں بڑا کند ذہن ہوں، مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ وزیر صاحب ذرا explain کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہ کریں۔ آپ ماشاءاللہ بڑے ذہین ہیں۔ ہم آپ کو اپنے بارے میں اس طرح نہیں کہنے دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس جواب کے مطابق 10 دن کا ٹھیکہ پچاس ہزار روپے میں ہوا ہے تو مہینے کا ڈیڑھ لاکھ ہونا چاہئے، اس طرح سال کا ٹھیکہ تو بہت زیادہ ہو گا۔ دوسرا یہ ٹھیکہ صرف دس دن کا کیوں دیا گیا ہے، پورے سال کا کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: یہاں بیٹھ کر ضرب تقسیم ذرا مشکل ہو جائے گی اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اگلے سوال پر آ جائیں۔ اس سوال پر کافی زیادہ ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں بھی اسی سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: حضرت! اس بارے میں کافی سوالات ہو چکے ہیں۔ اب اگلے سوال پر آ جائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال باغ سے متعلقہ ہے، اسی سوال سے relevant ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ شالامار باغ جب بنایا گیا تھا تو سیر و تفریح کے لئے بنایا گیا تھا۔ آج ثقافت کے نام پر ہمارے بچوں کے مستقبل سے کھیلا جا رہا ہے۔ اس باغ کو باغ ہی رہنے دیا جائے۔ باغ سیر کے لئے ہوتے ہیں جبکہ یہاں پر انہوں نے سیر کے لئے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ہمارے اس علاقے میں کوئی single ground بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ میرے خیال میں بعد میں آئے ہیں،انھوں نے اس بارے میں پہلے بات کر دی ہے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر ان کی heritage خراب ہوتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں نے تو کہا ہے کہ ثقافت کے نام پر باغ کے ساتھ تو نہ کھیلا جائے ناں۔ پھر باغ کا لفظ کاٹ دیا جائے اور شالامار ثقافت کر دیا جائے اگر باغ ہے تو وہ سیر و تفریح کے لئے ہے لہذا اسے سیر کے لئے کھول دیا جائے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی نوید انجم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا tradition ہے کہ ہم اردو میں لفظ "باغ" use کرتے ہیں، basically یہ heritage Government of Punjab کی ہے اگر ہم وہاں پر بچوں کو allow کریں گے تو وہاں پر جا کر بچے لکھنا لکھانا شروع کر دیتے ہیں، وہاں گند ڈالتے ہیں جس سے ہماری heritage خراب ہو جاتی ہے اگر ان کو اتنا ہی شوق ہے کہ ground بنے تو میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ مجھے اپنے حلقے میں زمین دیں میں Punjab Sports Board کے funds سے ان کے لئے یہ ground بنا دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!.On her behalf Question No. 3070 (معزز رکن نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پنجاب میں فٹبال کھیل کے فروغ کے لئے اقدامات

*3079: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فٹبال کھیل کے فروغ کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) پنجاب کے کتنے اضلاع میں فٹبال سٹیڈیم موجود ہیں؟

(ج) حکومت مزید کن کن اضلاع میں فٹبال سٹیڈیم / گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) حکومت نے فٹبال کے فروغ کے لئے 09-2008 میں کتنے فنڈز رکھے تھے اور اب 10-2009 میں کتنے فنڈز رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں فٹبال کے کھیل کے لئے سٹیڈیمز اور گراؤنڈز موجود ہیں۔اس کے علاوہ پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو کھیل کے فروغ کے لئے سالانہ گرانٹ جاری کی جاتی ہے۔مزید برآں کوچنگ اور ٹریننگ کے لئے ڈویژنل اور صوبائی سطح پر سرکاری کوچز بھی تعینات کئے جاتے ہیں۔جن کے ذریعے نئے کھلاڑیوں کو تربیت دی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب میں ہر ضلع میں سٹیڈیمز موجود ہیں جہاں فٹبال کھیلنے کی مکمل سہولیات میسر ہیں لیکن صرف فٹبال کے لئے مخصوص انٹرنیشنل سٹیڈیم (پنجاب سٹیڈیم) کے نام سے لاہور میں موجود ہے۔

(ج) پنجاب میں تقریباً ہر ضلع میں سٹیڈیم اور گراؤنڈ موجود ہیں جہاں فٹبال کھیلا جاتا ہے۔مزید برآں پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع اور بیشتر تحصیلوں میں "Upgradation of Grounds" اور "School Cluster Schemes" کے تحت سپورٹس ڈیپارٹمنٹ گراؤنڈز کی بہتری کے کام سرانجام دے رہا ہے جہاں باقی کھیلوں کے ساتھ ساتھ فٹبال کے کھلاڑیوں کو بھی کھیل کی سہولت میسر کی جارہی ہے۔

(د) فٹبال کے کھیل کے لئے علیٰحدہ فنڈز مختص نہیں کئے جاتے سپورٹس بورڈ پنجاب کی سالانہ گرانٹ میں سے پنجاب فٹبال ایسوسی ایشن کو سالانہ گرانٹ دی جاتی ہے اور سپورٹس بورڈ پنجاب خود بھی اس کھیل کے فروغ کے لئے ٹورنامنٹس کا انعقاد کرتا ہے علاوہ ازیں پاکستان فٹبال فیڈریشن بھی گراس روٹ لیول پر اس کھیل کی بھرپور سرپرستی کررہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں honourable Minister سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس question کے جواب میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ grass root level پر اس کھیل کی بھرپور سرپرستی کی جارہی ہے، پھر انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ سکولوں میں بھی اس طرح کے arrangements کر رہے ہیں کہ Cluster Scheme upgradation of grounds and schools کے تحت Sports Department grounds کی بہتری کے لئے کام کر رہا ہے۔ ہمارے سرکاری سکول mostly لڑکیوں

کے سکولوں میں اتنی بڑی بڑی grounds نہیں ہیں کیونکہ فٹبال چھوٹے سے area میں نہیں کھیلا جا سکتا تو اس کے لئے محکمہ کوئی حکمت عملی تیار کر رہا ہے کہ جن سکولوں میں grounds ہی نہیں ہیں تو وہاں پر اس کھیل کو فروغ دیا جا سکے کیونکہ گوہر نایاب ایسی جگہوں سے نکلتے ہیں وہی آگے جا کر divisional level پر کوچوں سے training لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بعد میں آئے ہیں اور وہ اس کا جواب پہلے دے چکے تھے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کو جواب دے دیتے ہیں یہ لوگ بھی کیا یاد کریں گے۔ میری بہن نے نشاندہی کی ہے کہ بعض سکولوں میں grounds چھوٹی ہیں، ہاں grounds چھوٹی تھیں لیکن جب سے ہماری حکومت آئی ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسے سکولوں کو grounds مہیا کی جا سکیں تا کہ اس سے بچے مستفید ہو سکیں۔ ہم نے دیکھا کہ 3/3, 4/4 سکولوں میں حالات ایسے تھے کہ جہاں پر grounds کم تھیں تو ہم نے 2/2, 3/3 سکولوں کو قریب ہی ground فراہم کر دی اور School Cluster Scheme start کر دی تا کہ تمام بچے وہاں سے مستفید ہو سکیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ جز (الف) میں جو سالانہ گرانٹ بتائی گئی ہے وہ کتنی دی جاتی ہے اور کوچ کس طرح سے select کئے جاتے ہیں اور انہیں کتنی ادائیگی کی جاتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کے بارے میں جو پوچھا ہے میں ان کو بتاؤں کہ پنجاب بھر کے ہر ضلع میں سٹیڈیم موجود ہیں لیکن international level کا ہمارے پاس صرف ایک پنجاب سٹیڈیم لاہور ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس جواب میں یہاں لکھا ہوا ہے کہ Coaches بھی تعینات کئے جاتے ہیں تو وہ کیسے تعینات ہوتے ہیں اور ان کو کیا ادائیگی کی جاتی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کو 90 ہزار روپے گرانٹ دی جاتی ہے، Technical Committee ان کو asses کرتی ہے اور پھر بعد میں مشاورت کے ساتھ ان کی services

hire کی جاتی ہیں کہ کتنی duration کے لئے کون سا کوچ رکھیں گے اور اس کے لحاظ سے ان کے پیسے مخصوص کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! ضلع قصور میں کتنے سٹیڈیم اور grounds زیر تعمیر ہیں ان پر کتنی رقم خرچ کی جارہی ہے، ذرا وضاحت سے بتادیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا fresh question بنتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں فٹبال کے کھیل کے لئے سٹیڈیم اور grounds موجود ہیں اور جز (ج) میں یہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں تقریباً ہر ضلع میں سٹیڈیم اور grounds موجود ہیں جہاں فٹبال کھیلا جاتا ہے۔ کیا جز (الف) صحیح ہے یا جز (ج) صحیح ہے، میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ Scheme School Cluster کے تحت Sports Department grounds کی بہتری کا کام سرانجام دے رہا ہے یہ سکیم کیا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! تقریباً ہر ضلع میں سٹیڈیم اور grounds موجود ہیں جہاں پر فٹبال کھیلی جاتی ہے۔ دوسری بات انہوں نے کی ہے کہ School Cluster Scheme کیا ہے تو سکول کی ground کو maintain کرتے ہیں اس کے step بناتے ہیں، اس کی upgradation کرتے ہیں، اس میں changing room بناتے ہیں اور اس میں ایک چوکیدار تعینات کرتے ہیں اور turbine لگاتے ہیں تاکہ وہ سارا کام ہو سکے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! ضلع قصور میں sports کے لئے کتنا fund دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ supplementary question نہیں بنتا۔ Next Question محترمہ شبینہ ریاض!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! On her behalf, Question No. 3117 (معزز رکن نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع بہاولنگر، کھیلوں کے انعقاد کی تفصیلات

*3117: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع بہاولنگر میں کھیلوں کے لئے سٹیڈیم یا گراؤنڈز ہیں؟

(ب) ضلعی سپورٹس آفیسر نے 09۔2008 میں کتنے ٹورنامنٹس کروائے، ان میں کتنی ٹیموں نے حصہ لیااور کون کون سے کھیلوں کا انعقاد ہوا؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) جی ہاں۔ضلع بہاولنگر میں حیدر سٹیڈیم بہاولنگر اور میونسپل سٹیڈیم چشتیاں موجود ہیں۔

(ب) 2008-09 میں ضلعی سپورٹس آفیسر بہاولنگر نے درج ذیل 10 کھیلوں میں 2-2 ٹورنامنٹس کروائے۔

1۔ ہاکی	2۔ فٹبال	3۔ ٹیبل ٹینس
4۔ باسکٹ بال	5۔ بیڈمنٹن	6۔ کرکٹ
7۔ کراٹے	8۔ کبڈی	9۔ والی بال
10۔ ریسلنگ		

جبکہ لان ٹینس کا ایک ٹورنامنٹ منعقد کروایا گیا۔ان ٹورنامنٹس میں ضلع ہذا کی مختلف تحصیلوں اور کلبوں نے حصہ لیا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!شبینہ نے سٹیڈیم کے حوالے سے سوال کیا ہے انہوں نے اس کا جواب دیا ہے تو تمام اضلاع میں ایک سے قوانین ہیں یا جو پسماندہ اضلاع ہیں جیسے چکوال، جہلم ہے تو وہاں ان کے دوسرے قوانین ہیں؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا ضلع بہاولنگر میں کھیلوں کے لئے سٹیڈیم یاgrounds ہیں، اس کا جواب آیا ہے کہ جی ہیں، ضلع بہاولنگر میں حیدر سٹیڈیم بہاولنگر اور میونسپل سٹیڈیم چشتیاں موجود ہے۔دوسرا ان کا سوال تھا کہ 09-2008 میں کتنے ٹورنامنٹ ہوئے اور کتنی ٹیموں نے حصہ لیا، تو ضلعی سپورٹس آفیسر نے 10 کھیلوں میں 2/2 ٹورنامنٹ 2008-09 میں کروائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو ایسے لے لیں کہ جس طرح بہاولنگر ہے اسی طرح سے آپ کا چکوال ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرے بھائی میری بات سمجھ نہیں پائے۔ میرا مطلب ہے کہ بہاولنگر میں ہاکی وغیرہ کے لئے یہ کام کر رہے ہیں بہت سے اضلاع ایسے ہیں جن کا مجھے اپنی اتنی پرانی parliamentarianship میں معلوم ہے کہ وہاں پر نہیں ہے تو میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ جیسے چکوال ہے چکوال کو فوجیوں کا علاقہ کہا جاتا ہے وہاں سے اس دفعہ ہمارے چکوال کی لڑکی بھی کراٹے میں first آئی تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ تمام جگہ محکمہ ایک جیسا کر رہا ہے یا مختلف اضلاع میں vary کر رہا ہے اگر ایک جیسا کر رہا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ depend کرتا ہے کہ کس region سے اس کھیل کے لحاظ سے کون سے pairs energetic ہیں۔ آپ دیکھیں کہ فیصل آباد اور ٹوبہ میں آپ کو ہاکی کے اچھے players نظر آئیں گے جیسے وہ بچی ریسلنگ میں جیتی ہے تو یہ depend کرتا ہے کہ کون سے علاقے سے ہم کون سے کھلاڑی زیادہ generate کر سکتے ہیں تاکہ وہ اچھی طرح present کر سکیں لیکن overall policy ایک جیسی ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک جیسی پالیسی ہے۔ جی، چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس سٹیڈیم یا کمپلیکس بنتے ہیں کیا ان کی حفاظت کے لئے، مرمت اور maintenance کے لئے بھی کوئی پیسا رکھا جاتا ہے؟ اس کے ساتھ ہی میں یہ بتاتا ہوں کیونکہ منسٹر صاحب کے ساتھ پارلیمانی سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں، انھوں نے بھی موقع پر دیکھا ہے کہ صادق آباد میں 4 کروڑ روپے کی لاگت سے غازی سپورٹ کمپلیکس بنا تھا جو تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا ہے۔ یہ خود بھی دیکھ چکے ہیں، کیا اس سلسلے میں ان کا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ ہے اور maintenance کے لئے کیا پیسا رکھنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! حکومت پیسے دیتی بھی ہے۔ اس کے علاوہ صادق آباد کے غازی سٹیڈیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں حالات اس طرح کے ہیں کہ ہم high level پر کوشش کر رہے ہیں کیونکہ وہ اس وقت آرمی کے کنٹرول میں ہے۔ ہم ان کے ساتھ بات کر رہے ہیں کہ اسے خالی کروایا جاسکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 3132 (معزز رکن نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

تحصیل سپورٹس آفس دیپالپور (اوکاڑہ) میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3132: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سپورٹس آفیسر دیپالپور (اوکاڑہ) کے دفتر میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ب) تحصیل سپورٹس آفیسر دیپالپور کتنے عرصے سے دیپالپور میں تعینات ہیں اور انہوں نے اپنی تعیناتی کے دوران کھیلوں کے فروغ کے لئے آج تک جو اقدامات اٹھائے ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان کی تعیناتی کے دوران کتنے کھلاڑیوں نے پنجاب کی سطح پر حصہ لیا اور ان کھلاڑیوں کو کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) دفتر تحصیل سپورٹس آفیسر دیپالپور میں درج ذیل ملازمین تعینات ہیں۔

نمبر شمار	نام معہ عہدہ	نوعیت اسامی	از	تا
1	اعجاز احمد خان تحصیل سپورٹس آفیسر	5 سالہ کنٹریکٹ	01-09-2006	تا تکمیل مدت معاہدہ
2	محمد منشاء جونیئر کلرک	مستقل اسامی	04-09-1982	تاحال

عارضی ملازمین جن کو بوجہ عدم دستیابی بجٹ فارغ کر دیا گیا ہے۔

1	محمد یٰسین چوکیدار	عارضی یومیہ تنخواہ	01-01-2001	30-09-2008

	سپورٹس سٹیڈیم حویلی لکھا	پر رکھا گیا۔			
2	محمد آصف بیلدار	عارضی یومیہ تنخواہ	04-11-2008	31-05-2009	
	سپورٹس سٹیڈیم منڈی احمد آباد	پر رکھا گیا۔			فراغت بوجہ عدم دستیابی بجٹ
3	خورشید چوکیدار	عارضی یومیہ تنخواہ	04-11-2008	31-05-2009	
	سپورٹس سٹیڈیم حویلی لکھا	پر رکھا گیا۔			فراغت بوجہ عدم دستیابی بجٹ
4	نعیم اختر بیلدار	عارضی یومیہ تنخواہ	04-11-2008	31-05-2009	
	سپورٹس سٹیڈیم دیپالپور	پر رکھا گیا۔			فراغت بوجہ عدم دستیابی بجٹ
5	محمد علی بیلدار	عارضی یومیہ تنخواہ	04-11-2008	31-05-2009	
	سپورٹس سٹیڈیم دیپالپور	پر رکھا گیا۔			فراغت بوجہ عدم دستیابی بجٹ

(ب) تحصیل سپورٹس آفیسر دیپالپور 5سالہ معاہدے پر2006-09-01سے دیپالپور میں تعینات ہیں اور معاہدے کی رو سے تا تکمیل معاہدہ اور تا حکم سربراہ ادارہ دیپالپور میں ہی تعینات رہیں گے اور تحصیل سپورٹس آفیسر دیپالپور نے کھیلوں کے فروغ کے لئے درج ذیل اقدامات کئے۔

نمبر شمار	نام ایونٹ	بمقام	تاریخ
1	ڈسٹرکٹ اینڈ تحصیل اتھلیٹکس چیمپئن شپ بوائز2006	گورنمنٹ ہائی سکول دیپالپور	نومبر2006
2	تحصیل انٹر کلبز فٹبال ٹورنامنٹ2007	گورنمنٹ ہائی سکول دیپالپور	مئی2007
3	تحصیل انٹر کلبز ہاکی ٹورنامنٹ2007	گورنمنٹ ہائی سکول دیپالپور	مئی2007
4	تحصیل انٹر کلبز شوٹنگ بال ٹورنامنٹ2007	بلدیہ پارک دیپالپور	مئی2007
5	فلڈلائٹ فٹبال ٹورنامنٹ2008	حویلی لکھا	اگست2008
6	ڈسٹرکٹ ووشو چیمپئن شپ(14سالہ کھلاڑی)	حجرہ شاہ مقیم	فروری2009
7	جشن بہاراں فٹبال ٹورنامنٹ2009	گورنمنٹ ہائی سکول دیپالپور	اپریل2009
8	تحصیل ووشو چیمپئن شپ2009	حجرہ شاہ مقیم	اکتوبر2009
9	ساہیوال ڈویژن ووشوٹرائل برائے تشکیل ٹیم	حجرہ شاہ مقیم	جنوری2010
10	فٹبال کوچنگ کیمپ حویلی لکھا(پنجاب کوچ جمشید اقبال)	حویلی لکھا	نومبر2009 تا جنوری2010
11	تیاری PC-I مالیت80.000m	سپورٹس سٹیڈیم دیپالپور	N.A
12	تیاری گراؤنڈز بذریعہ لیزر	سپورٹس سٹیڈیم دیپالپور	N.A

(ج) تحصیل دیپالپور کے درج ذیل کھلاڑیوں نے پنجاب کی سطح پر اپنی اپنی کھیلوں میں حصہ لیا۔

نمبر شمار	نام کھلاڑی	پتا	کھیل
1	ساجد حسین	دیپالپور	ہاکی

2	واجد حسین	دیپالپور	ہاکی
3	محمد حسن عارفی	حویلی لکھا	ہاکی
4	افضال اقبال	حویلی لکھا	ہاکی
5	محمد زمان	دیپالپور	ہاکی
6	محمد سلیم	دیپالپور	بیس بال
7	قیصر شہزاد	حویلی لکھا	کرکٹ
8	محمد ریاض خان	حویلی لکھا	کرکٹ
9	عابد علی چودھری	حویلی لکھا	کرکٹ
10	ساجد علی	حویلی لکھا	کرکٹ
11	محمد ریاض احمد	دیپالپور	شوٹنگ
12	علی رضا	حجرہ شاہ مقیم	ووشو
13	محمد افضال	حجرہ شاہ مقیم	ووشو
14	سلیم نور	حجرہ شاہ مقیم	ووشو
15	محمد افضل	حجرہ شاہ مقیم	ووشو
16	سید ایاز بھٹی	حجرہ شاہ مقیم	ووشو
17	نقاش علی	حجرہ شاہ مقیم	بیڈمنٹن
18	چودھری اکرام	دیپالپور	بیڈمنٹن
19	محمد ارشد بھٹی	دیپالپور	بیڈمنٹن

پنجاب کی سطح پر کھیلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو سہولیات کی فراہمی کی ذیل میں عرض ہے کہ:۔

تحصیل کی سطح پر تحصیل سپورٹس آفیسر کی ڈسپوزل پر کوئی سپورٹس بجٹ دستیاب نہیں ہوتا لہٰذا جب بھی کوئی کھلاڑی اوپر کے لیول پر کھیلنے کے لئے کسی سرکاری ٹیم میں جاتا ہے تو ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر کی طرف سے اس کھلاڑی کو ضروری یونیفارم اور ٹی اے ،ڈی اے کے طور پر اخراجات ادا کئے جاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز(الف) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ دیپالپور(اوکاڑہ) میں ان کے دفتر میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے ایک ہی عرصہ سے تعینات ہیں۔اس کے جواب میں انھوں نے بتایا ہے کہ اعجاز احمد خان سپورٹس

آفیسر اور محمد منشاء جونیئر کلرک ہیں۔ انھوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ محمد یٰسین چوکیدار، محمد آصف بیلدار، خورشید چوکیدار، نعیم اختر بیلدار سپورٹس سٹیڈیم اور محمد علی بیلدار سپورٹس سٹیڈیم کی بوجہ عدم دستیابی فنڈز فارغ کر دیا ہے۔اس کے بعد یہ بھی بتا رہے ہیں کہ سپورٹس آفیسر نے ماشاءاللہ 12 conduct events بھی کروائے ہیں۔ کیا ایک سپورٹس آفیسر اور ایک جونئیر کلرک اس سٹیڈیم کی lookafter کر سکتے ہیں؟ مجھے صرف یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ سپورٹس آفیسر بیلدار کا کام کس طرح سے کرتے ہوں گے یا کلرک چوکیدار کا کام کس طرح کرتا ہو گا، مجھے یہ بتایا جائے کہ کس طرح سے اس سٹیڈیم کو چلایا جا رہا ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! انھوں نے جس طرف نشاندہی کی ہے تو واقعی daily wages ملازمین کو محکمے نے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے فارغ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بتاؤں گا کہ اعجاز احمد خان سپورٹس آفیسر اور محمد منشاء جونیئر کلرک کی وجہ سے وہ events منعقد نہیں ہوئے بلکہ وہاں پر ہماری سپورٹس کمیٹی ہے اور پھر ہمارے DCO کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے یہ events منعقد ہوئے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک بیلدار ہی ہو تو سپورٹس کا پروگرام ہوتا ہے اور بھی محکمے کے لوگ helpful ہوتے ہیں۔ وہاں پر TMA موجود تھی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاں پر موجود تھی تو ان کی help سے یہ سارے پروگرام ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ویسے تو میرا بھی یہی ضمنی سوال تھا کہ وہاں پر یہ فرائض کون سرانجام دے رہا ہے لیکن میں دوسرا ضمنی سوال کرتی ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ بجٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے انھیں فارغ کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ بجٹ کب تک آنے کی امید ہے اور اس کے علاوہ جز(ج) کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر کی طرف سے کھلاڑیوں کو ضروری یونیفارم اور TA/DA کے طور پر اخراجات دیئے جاتے ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا کھلاڑیوں کے لئے اتنی چیزیں دینا کافی ہے؟

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کھلاڑی جب یہاں آتے ہیں تو انھیں کیش انعام بھی ملتا ہے اور باقی سامان بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی promotions بھی ہوتی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سپورٹس میں آنے والوں کی education بھی مفت کر دی جاتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ جو کر رہا ہے وہ کافی ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کھیل و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب میں سپورٹس کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3249: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ سپورٹس کے دفاتر پنجاب میں کہاں کہاں واقع ہیں ان میں تعینات افسران گریڈ17 اور اوپر کی تعداد، نام و عہدہ مع تاریخ تعیناتی کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(1) محکمہ پنجاب سپورٹس سیکرٹریٹ پنجاب سٹیڈیم لاہور

(2) ڈائریکٹوریٹ جنرل سپورٹس پنجاب نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور

(3) اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس (منٹو پارک) اور ڈرنگ سٹیڈیم بہاولپور

دیگر دفاتر کی تفصیلات و ان دفاتر میں تعینات گریڈ 17 اور اوپر کے افسران کے نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی بالترتیب (الف، ب، ج اور د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں جونیئر انڈر14 فٹبال ٹیم کی سلیکشن کی تفصیلات

*3383: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں جونیئر انڈر14 فٹبال ٹیم کی سلیکشن کب اور کس ماہ ہوئی؟

(ب) جونیئر14 فٹبال ٹیم کی سلیکشن کے لئے اتھارٹی نے کن افراد کو مقرر کیا؟

(ج) ان ٹرائلز میں کتنے کھلاڑیوں نے حصہ لیااور کتنے منتخب ہوئے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور ڈسٹرکٹ انڈر14 فٹبال ٹیم کی سلیکشن کے لئے ٹرائلز مورخہ 19 تا20 مئی2009 منعقد ہوئے۔

(ب) لاہور ڈسٹرکٹ انڈر14 فٹبال ٹیم کی سلیکیشن کے لئے حسب ذیل سلیکشن کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔

1- مسٹر تنویر ضیابٹ
پریزیڈنٹ،لاہور ڈسٹرکٹ فٹبال ایسوسی ایشن

2- مسٹر ریاض احمد، سیکرٹری،لاہور ڈسٹرکٹ فٹبال ایسوسی ایشن

3- مسٹر محمد یونس،ڈسٹرکٹ فٹبال کوچ،لاہور

(ج)

(1) ان ٹرائلز میں52 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔

(2) ان ٹرائلز میں لاہور ڈسٹرکٹ انڈر14 فٹبال ٹیم کے لئے کل16 کھلاڑی منتخب ہوئے۔

ننکانہ صاحب میں جمنیزیم کی تعمیر کی تفصیلات

*3936: **جناب شاہجہاں احمد بھٹی:** کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ننکانہ صاحب شہر میں Gymnasium کی تعمیر کب شروع ہوئی؟

(ب) کس ٹھیکیدار کو کتنے میں ٹھیکہ دیا گیااور یہ کتنے عرصہ میں مکمل کروانا تھا؟

(ج) مذکورہ ٹھیکہ کے Tender کے لئے کیاطریق کار اختیار کیا گیا تھا؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) جیمنیزیم کی تعمیر کا کام 13۔اپریل2007 میں شروع ہوا تھا۔

(ب) ٹھیکیدار کا نام محمد اکرم اینڈ برادرز ہے ٹھیکہ 52.256 ملین میں دیا گیا اور یہ کام 12۔اپریل2009 کو مکمل ہونا تھا۔

(ج) جیمنیزیم کی تعمیر کے لئے اخبار میں ٹینڈر دیا گیا مذکورہ ٹھیکیدار کو کم ریٹس پر ٹھیکہ دیا گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع راولپنڈی، سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4481: انجینئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی محکمہ سپورٹس میں کتنا سٹاف کام کر رہا ہے ان کی گریڈ کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس ضلع میں کھیلوں کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنا غیر ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا ہے اس ضلع کے شہریوں کو کھیلوں کی کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) کیا ضلع کے شہریوں کو کھیلوں کی سہولیات فراہم کرنے کے عوض کوئی فیس وصول کی جا رہی ہے، اگر ہاں تو کھیلوں کی مختلف سہولیات کے عوض کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ سپورٹس کو مندرجہ ذیل سٹاف دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس، بی ایس18	1
2	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر بی ایس17	1
3	تحصیل سپورٹس آفیسر، بی ایس16	5
4	ڈسٹرکٹ کوچ، بی ایس16	6
5	اسسٹنٹ، بی ایس14	1
6	جونئیر کلرک، بی ایس07	7

7	نائب قاصد،بی ایس 01	2
	کل پوسٹیں	23
خالی پوسٹیں	تحصیل سپورٹس آفیسر مری	1
	تحصیل سپورٹس آفیسر کہوٹہ	1
	ڈسٹرکٹ کوچ	1
	جونیئر کلرک	1

(ب) ضلع راولپنڈی میں کھیلوں کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے مبلغ28لاکھ روپے غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں مختص کئے گئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Sub head A03825 (TA non Govt)	Rs. 1,500,000/-
A0970 (Others)	Rs. 1,200,000/-
A03828 (Conveyance Charges)	Rs. 1,00,000/-

ضلع ہذا میں کھیلوں کے لئے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں:-

1- منی سپورٹس کمپلیکس لیاقت باغ میں بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس، والی بال، سکوائش، کراٹے کھیلی جاتی ہیں۔

2- جمنیزیم ہال ڈبل روڈ ان ڈور گیمز کے لئے تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔

3- مسلم ہاکی سکول راولپنڈی میں ہاکی اور فٹبال کے گراؤنڈ کا کام شروع ہو رہا ہے۔

4- کہوٹہ تحصیل میں فٹبال کا گراؤنڈ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ج) سپورٹس کمپلیکس میں کھلاڑیوں سے ماہانہ فیس بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس مبلغ-/300 روپے وصول کی جاتی ہے۔اس سال فیس کی مد میں-/391311 روپے وصول کی گئی ہیں۔(فیس کی مد میں وصول ہونے والی رقم کمپلیکس کے ملازمین کی تنخواہوں اور کمپلیکس کی مرمت پر خرچ کی جاتی ہے۔

ملتان شہر میں سپورٹس سٹیڈیمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4700:**ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں کتنے سپورٹس سٹیڈیم ہیں اور یہ کب تعمیر ہوئے، ان پر کتنے اخراجات ہوئے ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت ان سٹیڈیمز کی موجودہ صورتحال انتہائی خراب ہے؟

(ج) ان سٹیڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس نے ان کی دیکھ بھال کے لئے 2007 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی ہر سٹیڈیم/گراؤنڈز کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ملتان شہر میں

1۔ ڈسٹرکٹ سپورٹس گراؤنڈ میں ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر 2004 میں مکمل ہوئی اور اس پر مبلغ 9.755 ملین روپے خرچ ہوئے۔

2۔ فٹبال سٹیڈیم کی تعمیر 2006 میں مکمل ہوئی اور اس پر مبلغ 8.995 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

3۔ ریسلنگ سٹیڈیم (یوتھ سنٹر ملتان) کی تعمیر 2006 میں ہوئی اور اس پر 4.797 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

4۔ قدیمی قاسم باغ سٹیڈیم اور ملتان کرکٹ سٹیڈیم موجود ہیں جبکہ ملتان کرکٹ سٹیڈیم PCB کے کنٹرول میں ہے۔اس کی تعمیر 2001 میں مکمل ہوئی اور اس پر مبلغ 18 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

(ب) قدیمی قاسم باغ سٹیڈیم کے علاوہ تمام سٹیڈیمز کی حالت بہتر ہے جب کہ قاسم باغ سٹیڈیم جو کہ ملتان کا قدیمی سٹیڈیم ہے اس کی تعمیر و مرمت درکار ہے۔جس کے لئے وفاقی حکومت نے اپنے بجٹ 10-2009 میں ایک کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

(ج) ان سٹیڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے 20 عدد ملازمین کام کر رہے ہیں۔جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

ایک عدد گراؤنڈ سپروائزر، ایک عدد گراؤنڈ سٹور کیپر، ایک عدد ٹیوب ویل آپریٹر/پلمبر 13 عدد بیلدار تین عدد چوکیدار اور ایک عدد سویپر۔

(د) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ان سٹیڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے ملازمین کے لئے تنخواہوں کی مد میں اپنے بجٹ 08-2007 میں دس لاکھ ایک ہزار سات سو روپے 09-2008 میں گیارہ لاکھ چوہتر ہزار روپے خرچ ہوئے اور 10-2009 میں سولہ لاکھ پچیس ہزار روپے مختص کئے

ہیں۔اس طرح کل -/3830710روپے بنتی ہے۔اس کے علاوہ ہاکی گراؤنڈ میں2009 ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے فلڈلائٹس کی تنصیب پر37لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔جبکہ قاسم باغ سٹیڈیم میں چار عدد نئی لائٹس کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے چار لاکھ روپے خرچ کئے۔

ملتان،پہلوانی کے کھیل کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*4701:**ملک محمد عامر ڈوگر:** کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس ملتان نے کشتی(پہلوانی) کے کھیل کے فروغ کے لئے آج تک کیا اقدامات اٹھائے،ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) 2007سے آج تک ملتان شہر میں کتنے افراد کو کشتی میں ٹریننگ دی گئی اور ان میں سے کتنے ایسے افراد ہیں جو عالمی معیار کے مطابق کشتی میں حصہ لے سکتے ہیں؟

(ج) ان کی ٹریننگ پر مذکورہ عرصہ میں کتنا خرچہ آیا؟

(د) کشتی کے شوقین افراد کو ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس نے کیا کیا سہولیات فراہم کیں،ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف)

1۔ ریسلنگ سٹیڈیمز کا قیام

2۔ ریسلنگ میٹ سپورٹس بورڈ پنجاب سے حاصل کیا گیا۔

3۔ بند اکھاڑوں کو دوبارہ آباد کیا گیا۔

4۔ رستم کھاڑوں کو دوبارہ آباد کیا گیا۔

5۔ رستم پاکستان کا دنگل ڈسٹرکٹ،ریسلنگ ایسوسی ایشن کے تعاون سے ہوا جو کہ بشیر بھولا بھالا نے جیتا۔

(ب) ملتان میں2007سے لے کر آج تک200کی تعداد میں ٹریننگ دی گئی جس میں پاکستان اور انٹرنیشنل سطح پر مسٹر حامد پہلوان،شاہد پہلوان اور اچھی پہلوان نے حصہ لیا جبکہ2009میں

حامد پہلوان نے رستم پاکستان کاٹائٹل دنگل میں دوسری پوزیشن حاصل کی ۔ جبکہ اچھی پہلوان نے رستم ملتان، رستم پنجاب اور رستم پاکستان کی فائنل کشتیاں لڑیں۔

(ج) ملتان ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی نے فن پہلوانی کے فروغ کے لئے مبلغ 5 لاکھ روپے خرچ کئے۔

(د) ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس ملتان نے فن پہلوانی کے لئے:۔

1۔ ریسلنگ سٹیڈیم کی تعمیر

2۔ ریسلنگ میٹ حاصل کیا گیا۔

3- پرانے اکھاڑوں کے علاوہ نئے اکھاڑے آباد کئے گئے۔جن میں اکھاڑا شبو پہلوان سمیجہ آباد ملتان، اکھاڑہ پپو پہلوان کھاد فیکٹری ملتان، اکھاڑا عالم پہلوان، 18 کسی اکھاڑا منیر پہلوان شجاع آباد اکھاڑا اقبال پہلوان جلال پور پیروالہ، اکھاڑا جانی پہلوان کوٹلہ توے خان ملتان شامل ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں سپورٹس کمپلیکس کی تشکیل کی تفصیلات

*4820: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں تحصیل کی سطح پر سپورٹس کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں؟

(ب) اگر ٹاؤن کمیٹیاں فعال ہیں تو گزشتہ دو سال کی کارکردگی کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز سپورٹس کمیٹیوں کی مشاورت سے خرچ کئے جاتے ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) جی، نہیں۔چونکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سپورٹس فنڈز کو اپنے طور پر خرچ کرتی ہے لہذا ضلع سیالکوٹ میں تحصیل کی سطح پر سپورٹس کمیٹیاں تشکیل نہیں دی گئیں۔

(ب) تحصیل / ٹاؤن کمیٹیاں تشکیل نہیں دی گئیں کیونکہ تحصیل سپورٹس آفیسر کو تحصیل کی سطح پر فنڈز نہیں دیئے جاتے اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سپورٹس فنڈز اپنے طور پر خرچ کرتی ہے۔

(ج) چونکہ تحصیل سپورٹس آفیسر کے پاس فنڈز نہ ہیں اس لئے خرچ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سال10-2009، کھیلوں کے فروغ کے لئے مختص بجٹ و دیگر تفصیلات

*5056: **جناب علی حیدر نور خان نیازی:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10۔2009 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ب) یہ بجٹ کن کن اضلاع میں سپورٹس کے کن کن منصوبہ جات کے لئے فراہم کیا گیا ان کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان منصوبہ جات کو مکمل کرنے کے لئے تخمینہ لاگت کیا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ منصوبہ وار تخمینہ لاگت سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) سال10-2009 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے سپورٹس بورڈ پنجاب کو چار کروڑ کا بجٹ مختص کیا گیا۔اس وقت تک دو کوارٹروں میں دو کروڑ 5 فیصد اکانومی کٹ کے بعد موصول ہو چکے ہیں۔اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-سپورٹس پروگرام کے انعقاد پر	مبلغ-/5238674
2-سپورٹس بورڈ کے ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز پر	مبلغ-/6573983
3-یوٹیلٹی بلز پر	مبلغ-/2046124
4۔کنٹی جینسی بلز وغیرہ پر	مبلغ-/1853570
5-مرمت وغیرہ پر	مبلغ-/1588104
6-پٹرول پر	مبلغ-/1687531
کل میزان	مبلغ-/19964702

(ب) 1620 ملین کا تعمیراتی بجٹ پنجاب کے تمام اضلاع میں مختلف تعمیراتی منصوبہ جات کے لئے فراہم کیا گیا۔وضاحت منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان منصوبہ جات کی تخمینہ لاگت کی تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور نشتر پارک میں پنجاب سٹیڈیم کی تعمیر کی تفصیلات

*5057:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب سٹیڈیم لاہور نشتر پارک میں زیر تعمیر ہے؟

(ب) مذکورہ سٹیڈیم کب تک مکمل ہو جائے گا، اس سٹیڈیم میں کھیلوں کے انعقاد کے لئے کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ج) یہ سٹیڈیم کب شروع کیا گیا اس پر اس وقت تخمینہ لاگت کیا تھا اور اب کتنا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب سٹیڈیم نشتر پارک فیزI مکمل ہے اور سٹیڈیم استعمال میں ہے۔جس میں کھیلوں کی سرگرمیاں ڈیپارٹمنٹ کی اور دیگر سکول، کالج وغیرہ کی ہوتی رہتی ہیں۔

(ب) مذکورہ سٹیڈیم کے فیزI کی تعمیر مورخہ 20۔دسمبر2000 کو شروع ہوئی اور یہ تعمیر مورخہ 10۔ستمبر2003 کو مکمل ہوئی جبکہ فیز۔IIابھی باقی ہیں۔اس سٹیڈیم میں انٹرنیشنل لیول کی فٹبال گراؤنڈ اور اتھلیٹک ٹریک ہے۔فٹبال اور اتھلیٹکس کے ٹریننگ کیمپ بھی لگے رہتے ہیں۔

(ج) پنجاب سٹیڈیم کی تعمیر مورخہ 20۔دسمبر2000 کو شروع ہوئی اور اس سٹیڈیم کا تخمینہ لاگت111,112 ملین ہے۔باقی فیزII جب مکمل کرنا مقصود ہو گا اور اس کا تخمینہ بعد میں لگایا جائے گا۔

ضلع حافظ آباد سپورٹس کی مد میں مختص بجٹ و دیگر تفصیلات

*5223:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد کے لئے سال09۔2008میں سپورٹس کی مد میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے ٹورنامنٹس09۔2008میں کروائے گئے نیز ہر ٹورنامنٹ پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر کھیل(جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع حافظ آباد کے لئے سال09-2008 میں سپورٹس کی مد میں بیس لاکھ روپے کے فنڈ مختص کئے گئے۔

(ب) 09-2008میں کل 23ٹورنامنٹ منعقد ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! کل عدلیہ کے حوالے سے بڑے اہم فیصلے ہوئے ہیں۔ ہمارے ادارے ایک بحرانی کیفیت کی طرف جارہے تھے تو اس معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کیا گیا ہے۔ اس پر میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان سازشی عناصر کا جنھوں نے اس بحران میں جلتی پر تیل ڈالنے کی کوشش کی تھی، ان کی اس کوشش کو پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کی طرف سے ناکام بنانے پر اور جو سازشی عناصر چاہتے تھے کہ ملک کے اندر بحران پیدا ہو۔ بقول ان کے بڑے عرصہ کے بعد ملک میں جمہوریت آئی ہے جو پٹڑی پر چل رہی تھی اسے گرانے کی کوشش کی گئی لیکن اس سازشی ٹولے کو ناکامی ہوئی ہے جس پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کے فیصلوں سے بحرانی کیفیت ختم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کس بات پر کرنا ہے؟

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! ہمارے ایک بہت مشہور و معروف موسیقار ماسٹر منظور حسین ہیں، جن کا نام پورا پاکستان جانتا ہے۔ ان کی 82 سال عمر ہے اور انھوں نے 65 سال فلم انڈسٹری کو دے کر پاکستان کی خدمت کی ہے۔ وہ دل کے مریض ہیں، ان کی جسمانی کمزوری اور عمر کے تقاضے کی وجہ سے وہ گھر پر ہی رہتے ہیں ان کو وزیر اعلیٰ صاحب نے 5 لاکھ روپے کی امداد دی ہے۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں تمام House کو کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی قیادت کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کئے جائیں گے تو پہلے انھیں حذف کیا جائے گا اور بعد میں بات سنی جائے گی۔ جی، رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پورے پاکستان میں بلدیاتی نظام تبدیل ہوا ہے۔ اس میں وزیر اعظم پاکستان کا کردار اور چاروں صوبوں کا کردار مثبت تھا۔ اب میں عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ گزارش کروں گا کہ اب جب پورے House کی طرف سے وہ Bill بھیجا گیا ہے تو جس طرح سندھ میں گورنر صاحب نے Bill پاس کر کے بھجوا دیا ہے اسی طرح پنجاب کا Bill بھی گورنر صاحب پاس کر کے بھجوا دیں تا کہ عوام کی خواہشات کے مطابق عمل ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں صرف یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ یہ سارا House مسائل کا گڑھ ہے، جتنے بھی مسائل ہیں اس میں آ کر گرتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ مسائل کا گڑھ نہیں ہے بلکہ مسائل کے حل کے لئے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! حل تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔

جناب سپیکر: آپ کی اس بات سے اپوزیشن والے خوش ہو رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں کیونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں۔ مجھے تو آپ کے دبکے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ان لوگوں کی صرف relevant بات ہی سنا کریں جو آپ کو ہیر پھیر کی باتیں سنا کر ہمارا اور آپ کا وقت ضائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھی بات ہے۔ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے۔ شاباش، زندہ باد۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہال کے باہر اپوزیشن لابی اور گورنمنٹ لابی میں بڑا فرق ہے۔ اس طرف تو صوفے پڑے ہیں اور ٹیلیویژن لگا ہوا ہے اور دوسری طرف ٹوٹی ہوئی کرسیاں ہیں اور ٹیلیویژن بھی موجود نہیں ہے۔ آپ اپوزیشن لابی کے طرف بھی کچھ کروا دیں اور تفریق نہ کریں۔

جناب سپیکر: زیادہ بوجھ والے بندے نہ بٹھایا کریں۔ میں اس بات کا notice لیتا ہوں۔ دونوں اطراف کے flaws کو equal کیا جائے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ جی، پہلا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری عرفان الدین صاحب کا ہے۔

گجرات میں اشتہاری ملزمان کی فائرنگ سے 15 افراد کی ہلاکت

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً یہ پڑھا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں پڑھا جا چکا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر نہیں پڑھا گیا تو پھر وہ اس کو پڑھ دیں۔

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 370 پڑھا جا چکا ہے اور زیر التواء تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): اگر یہ پڑھا جاچکا ہے تو پھر میں اس کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جواب اس طرح سے ہے کہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) گزشتہ دوماہ کے دوران واقعہ ہذا سے قبل موضع کوٹلہ میں ہونے والے واقعہ میں تین افراد جاں بحق ہوئے جس کا مقدمہ بر خلاف نامعلوم ملزمان درج رجسٹر ہوا۔ پولیس ملزمان کو trace کرنے کے لئے پوری تندہی سے سرگرمِ عمل ہے۔ نامعلوم ملزمان کو جلد trace کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

(ج) یہ غلط ہے کہ ملزمان کو بااثر افراد کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر ملزمان کو بااثر افراد کی پشت پناہی حاصل ہوتی تو وہ پیش ہو کر اپنی بے گناہی کی تگ و دو کرتے اور قانون سے فرار کی راہ اختیار کرنے کی کوشش نہ کرتے۔

(د) گزشتہ ایک ماہ کے دوران ہونے والے دو واقعات کے ملزمان کو trace کرنے کے لئے پولیس پوری تندہی سے کوشش کر رہی ہے اور سارے وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ ان واقعات کے ملزمان کو انشاءاللہ جلد trace کر کے گرفتار کر لیا جائے گا۔ ملزمان کی گرفتاری کے بعد ہی اصل صورتحال سامنے آئے گی۔

(ہ) یہ غلط ہے کہ ہلاک ہونے والے 7 افراد کے لواحقین نے پولیس پر عدم اعتماد کر کے پرچہ درج نہ کروایا بلکہ اِن 7 افراد کے لواحقین کا خیال تھا کہ وہ کسی متحارب گروپ سے منسلک نہ ہونا چاہتے ہیں۔ اس مقدمہ کا اندراج 15 افراد کے قتل کے نتیجہ میں ہوا ہے جس کا مدعی ایک ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقوعہ کا مدعی الگ الگ ہونا ناممکن ہے۔

(و) مقدمہ ہذا میں 20 نامزد 2 ایماء اور 10 کس نامعلوم ملزمان کے خلاف درج رجسٹر ہوا ہے۔

(ز) مقدمہ ہذا میں ملزمان خالد، پرویز عرف کالو، محمد سہیل، محمد یعقوب، شہزاد، محمد اشفاق، عبدالکبیر، صداقت علی، تصدق حسین کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور ناظم عرف ناما سکنہ

للیاں گڑھا آزاد کشمیر جو کہ دورانِ پولیس مقابلہ ہلاک ہوا ہے جس کا مقدمہ نمبر 19/10 بجرم324/353ت پ AO 13/20/65 EXA 4/5 ATA 6/7 تھانہ بھمبر آزاد کشمیر درج رجسٹر ہوا ہے اور بقایاملزمان کی گرفتاری کے لئے متعدد ٹیمیں تشکیل دے کر ریڈز کئے جارہے ہیں۔ جلد از جلد بقایاملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

(ح) مقدمہ ہذا میں ملزمان کے خلاف زیر دفعہ 6/7ATA انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت دیگر دفعات کے علاوہ اطلاق کیا گیا ہے لہذا مقدمہ ہذا کی سماعت مع تکمیل تفتیش خصوصی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں ہی بھجوایا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں معزز ارکان سے کہوں گا کہ یہاں پر چیونگم کھانا مناسب نہیں ہے۔ ٹیلی فون سننے اور چیونگم وغیرہ کھانے کی House میں بالکل اجازت نہیں ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان نامزد ملزمان میں سے 9 ملزمان گرفتار کئے جا چکے ہیں اور ایک ملزم پولیس کے آزاد کشمیر میں ریڈ کے دوران ہلاک ہوا ہے۔ چونکہ اُس علاقے کے ساتھ آزاد کشمیر کا بارڈر لگتا ہے اس لئے انہیں ہمیشہ یہ سہولت رہی ہے کہ وہ اس قسم کی کوئی بھی واردات کر کے دوسرے علاقے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس مرتبہ پنجاب پولیس نے آزاد کشمیر حکومت کے ساتھ رابطہ کر کے اس بات کو ensure کیا ہے کہ وہاں پر بھی ان ملزمان کے ٹھکانوں پر raids کئے جائیں۔ اس بنیاد پر successfully ایک ملزم وہاں ہلاک ہوا ہے، کچھ گرفتار ہوئے ہیں اور باقی ملزمان کے لئے پوری کوشش کی جارہی ہے کہ اُن کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے حلقے میں یہ چوتھا دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے۔ ان واقعات میں کوئی خاندانی دشمنی یا کوئی اور issue involve نہیں ہے۔ پہلا واقعہ

6۔ جنوری کو مقامی قصبہ کوٹلہ ارب علی خان میں سرِبازار ہوا جس میں مسلح اشتہاریوں نے بازار میں اندھادھند فائرنگ کی جس سے تین افراد ہلاک اور 21افراد زخمی ہوئے تھے اور اُس کے بعد بازار میں لوٹ مار کی گئی۔ اس طرح 21اور 22۔ جنوری کی درمیانی رات اُسی قصبہ کوٹلہ میں ایک سنگین نوعیت کی ڈکیتی ہوئی۔ ڈکیتی کے فوراً بعد وہاں کے سابق ناظم کے گھر bomb blast ہوا جس سے پورا گھر demolish ہو گیا۔ پھر 6۔ فروری کو کوٹلہ سے ملحقہ گاؤں میں اندوہناک واردات ہوئی۔ یہ درست ہے کہ اُس گاؤں میں گزشتہ آٹھ دس سالوں سے دو خاندانوں کی آپس میں مفادات کی جنگ ہے جو دونوں criminal گینگ ہیں اور وہ اپنے مفادات کے سلسلہ میں ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے ہیں لیکن یہ جو 15لوگ قتل ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چودھری عرفان الدین صاحب جو فرما رہے ہیں، اِن حقائق سے کسی کو کوئی انکار نہیں ہے۔ کل صبح اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے میٹنگ ہوئی ہے جس میں پنجاب حکومت نے یہ مصمم ارادہ کیا ہے کہ ہم گجرات میں اشتہاریوں کے راج کو ہر قیمت پر ختم کریں گے۔ میں معزز رکن کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جن واقعات کے حقائق یہ بتا رہے ہیں وہ بالکل درست ہیں لیکن وہ ہمیں تھوڑا موقع دیں کیونکہ حکومت کا مؤقف اس سلسلے میں بالکل دوٹوک clear ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو sort out کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، پوری طرح کوشش کرنی ہے اور یہ اُن کو پکڑیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں مزید اس میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے یا کوٹلہ میں target killing اور دہشت گردی کے جو واقعات ہو رہے ہیں یہ صرف اس لئے ہو رہے ہیں کیونکہ اشتہاری گینگ جن کے اجارہ دار سرابراہان ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!لاء منسٹر صاحب تو آپ کو یقین دہانی کروا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم پوری طرح سے اس کا notice لے رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ چودھری عرفان صاحب جو بات کر رہے ہیں بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں لیکن میرا اس میں سوال یہ ہے کہ عرفان صاحب نے کہا ہے کہ وہ دہشت گرد ہیں لہذا یہ clear کیا جائے کہ اُن لوگوں کی دشمنی ہے یا وہ دہشت گردی کر رہے ہیں۔ دہشت گردی اس طرح بازار میں نہیں کی جاتی کہ وہ گولیاں مار کے سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ دہشت گرد تو جا کر bomb blast کر دیتے ہیں اور لوگ مر جاتے ہیں لیکن یہ جنگ جو کوٹلہ ارب علی خان میں ہوئی تھی وہ ایسے تھی کہ دن دہاڑے تین صرافوں کو قتل کیا گیا تھا جو سارے لوگوں کے سامنے ہوا تھا اور اُس سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر تھانہ ہے۔ پہلے گاؤں میں یہ وارداتیں اور قتل و غارت ہوئی، اب اس واقعہ میں 15 لوگ مارے گئے ہیں، اس سے پہلے چار عورتیں اور ایک مرد ایک ہی واردات میں قتل ہوئے تھے اور دو چار بندے اس سے پہلے قتل ہوئے تھے۔ لاء منسٹر صاحب ساری background فرما دیں کہ پچھلے سارے کیسوں کی اس وقت کیا progress ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بعد میں آئے ہیں۔ انہوں نے تو ساری بات بتائی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں پچھلے کیسوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پچھلے کیسوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جی، پچھلے کیسوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں لیکن یہ بھی فرما دیں کہ یہ واقعات دہشت گردی کے ہیں یا کوئی اور قسم کے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے پوری طرح کہہ دیا ہے کہ ہم مکمل طور پر پورے ضلع میں جتنے بھی اشتہاری یا اس قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے قتل و غارت کی ہے، سب کا notice لے رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں نے جو گزارش کی ہے اُس کا جواب بھی دے دیں۔

جناب سپیکر:جی،انہوں نے آپ کو بتادیا ہے اور وہ کل اس حوالے سے میٹنگ بھی کر رہے ہیں۔

میاں طارق محمود:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!گجرات کا جو مسئلہ سامنے آیا ہے جس میں 15 افراد قتل ہوئے ہیں، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ یہ نہ صرف گجرات کی تاریخ میں بلکہ پنجاب کی تاریخ میں بدترین واقعہ ہے۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے اس کو مکمل طور پر خود دیکھا اور دیکھنے کے بعد ہر family جس کا آدمی قتل ہوا،اُن کو پانچ پانچ لاکھ روپے بھی دیئے ہیں۔ میں گزارش صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر وزیر اعلیٰ کا جا کر خود دیکھنا انتہائی اچھا اقدام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے بعد میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال منظور شاہ صاحب سابق ایم این اے وہاں پر قتل ہوئے، چودھری فاروق صاحب سابقلاء منسٹر وہاں قتل ہوئے، بنیامین شاہ صاحب لاہور میں قتل ہوئے تو گجرات کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس وقت بدترین ہے۔ میں یہ بالکل صحیح کہہ رہا ہوں لہذا اس کا notice لینے کے لئے کوئی طریق کار طے کرنا پڑے گا۔ آج وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ جو لوگ ان اشتہاری لوگوں کو پناہ دیتے ہیں، وہاں پر ڈیرے بنے ہوئے ہیں اور ڈیروں پر پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ گن مین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی باہر جاتا ہے تو اس کے ساتھ بیس گن مین ہوتے ہیں ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ جو آدمی بھی ان لوگوں کو سپورٹ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی لسٹ تیار کرنی چاہئے جو پچھلے پانچ سال سے ان لوگوں کو support کر رہے ہیں۔ وہ لسٹ سامنے آنی چاہئے تاکہ جو لوگ اس گھناؤنے جرم میں شامل ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں۔ وقت بڑا short ہوتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔ آپ دیکھیں کہ کتنی کتنی ہستیاں قتل ہو گئی ہیں۔ آگے پندرہ بندے قتل ہو گئے ہیں۔ میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو لوگ ان لوگوں کو support کرتے ہیں۔ گجرات میں کم از کم بیس بیس بندے کلاشنکوفیں لے کر پھرتے ہیں ان پر پورا focus کیا جائے۔ یہاں ڈی پی او گجرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے اور law and order situation میاں شہباز شریف کے دور میں ٹھیک نہیں ہو سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہو ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے سپیشل ٹاسک فورس بن کر ان کے پیچھے جائے گی جو اس قسم کے بندے ہیں۔Call Attention Notice نمبر375 چودھری عرفان الدین صاحب کا ہے۔جی۔

گجرات میں ڈکیتی کے ملزمان چھڑوانے کی تفصیلات

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات کے تھانہ اے ڈویژن میں تعینات اے ایس آئی پنجاب پولیس ساجد بھٹی نے مورخہ 14۔فروری2010 کو ریلوے پولیس چوکی گجرات پر مسلح ساتھیوں کے ہمراہ حملہ کر کے فائرنگ کرتے ہوئے ڈکیتی کے ملزم چھڑوا لئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈکیتی کے ملزمان میں سے احسان اللہ پٹرولنگ پولیس کانسٹیبل ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں ضلع گجرات کے کچھ جرائم پیشہ لوگوں کو ذاتی وابستگی پر پولیس میں بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع گجرات پولیس میں کچھ ملازمین جرائم میں ملوث ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں؟

(ح) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے ملزم گرفتار ہوئے ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب375 کا جواب آپ کے پاس آ گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) یہ درست ہے کہ اس کا مقدمہ نمبر 13 مورخہ 13/2/2010 بجرم 353/324 148/149/225.B/ت پ،7ATA ریلوے پولیس وزیر آباد درج ہوا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ غلط ہے۔

(د) یہ غلط ہے کہ کچھ ملازمان جرائم میں ملوث ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں اگر کسی کے خلاف جرم کرنے کی اطلاع ملتی ہے تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ح) ریلوے پولیس وزیر آباد ریڈز کر رہی ہے اور ملزمان کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ جس طرح پہلا توجہ دلاؤ نوٹس زیر بحث تھا اس میں اشتہاریوں کا راج ہے، قتل عام ہو رہا ہے۔ انہی حالات کے background میں جب مقامی اخبارات میں اس طرح کی چار چار کالمی خبریں آتی ہیں تو حکومت کی ساکھ، لوگوں کا اعتماد اور مزید خوف و ہراس پھیلتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ سابقہ ادوار حکومت میں پولیس۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سابقہ حکومت کو چھوڑیں اور اس کے متعلقہ ہو جائیں۔

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عرفان الدین (ایڈووکیٹ): یہ بہت سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ وہ کل سپیشل میٹنگ بھی لے رہے ہیں۔ آپ کو ان باتوں کا جواب بھی دے دیا ہے۔ آپ کا action مکمل ہو رہا ہے۔ اب یہ وقت دوسروں کا بھی ہے۔ مہربانی فرمائیں۔ جی، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

کاہنہ لاہور میں فیکٹری کے باورچی کا اغواء و قتل

محترمہ مائزہ حمید: شکریہ۔جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر 16۔فروری 2010 کے مطابق لاہور میں فیکٹری کے باورچی کو نامعلوم افراد نے اغواء کیا اور چارپائی پر ہاتھ پاؤں باندھ کر گلے میں پھندا ڈال کر قتل کر دیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کے مقدمے کا اندراج ہو گیا ہے اگر ہاں تو ملزمان اب تک گرفتار ہو چکے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب! میرے خیال میں یہ تھانہ کاہنہ سے متعلقہ ہے۔اس کا جواب ہے یا آگے چلیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ اس وقوعہ سے متعلق مقدمہ نمبر 166/2010 مورخہ 15/2/2010 جرم 302 ت پ تھانہ کاہنہ لاہور درج ہوا ہے اور یہ نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوا ہے اور مدعی کی درخواست پر اس مقدمہ کے اندراج کے بعد نثار احمد سب انسپکٹر تفتیش کر رہا ہے۔ کیونکہ نامعلوم ملزمان تھے اس لئے اس سے متعلق کچھ leads ملی ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ آنے والے ایک دو ہفتوں میں نامعلوم ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! کیا حکومت مقتول کے لواحقین کو کوئی مالی امداد یا legal aid دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ murder case ہے۔ یہ financial aid کا تو کیس نہیں ہے۔اگر اس کا کوئی ایسا پہلو سامنے آیا تو اس پر غور ہو سکتا ہے۔باقی

جہاں تک legal aid کا تعلق ہے تو مدعی یا مستغیث فریق کو prosecution service/legal aid فراہم کی جاتی ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! یہ غریب فیملی ہے اگر حکومت کی طرف سے توجہ فرمائی جائے تو میں درخواست دے دیتی ہوں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: آپ درخواست دے دیں اگر feasible ہوئی تو ضرور کریں گے۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب ایگزامینیشن کمیشن مصدرہ2010، پنجاب وومن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010 اور سوال نمبر279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

(1) "The Punjab Examination Commission Bill 2010 (Bill No 3 of 2010).

(2) The Punjab Women University Multan Bill 2010 (Bill N0.4 of 2010); and

(3) Question No.279 asked by Mrs. Arifa Khalid Pervez (W-305)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

(1) "The Punjab Examination Commission Bill 2010 (Bill No 3 of 2010).

(2) The Punjab Women University Multan Bill 2010 (Bill N0.4 of 2010); and

(3) Question No.279 asked by Mrs. Arifa Khalid Pervez (W-305)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

(1) "The Punjab Examination Commission Bill 2010 (Bill No 3 of 2010).

(2) The Punjab Women University Multan Bill 2010 (Bill N0.4 of 2010); and

(3) Question No.279 asked by Mrs. Arifa Khalid Pervez (W-305)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر8 ہے۔ یہ بھی 22 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 11/10 ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی ہے۔ ان کا جواب آج آنا تھا۔

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا موصول ہونے والا جواب یہ ہے کہ اس تحریک میں جو الزامات میرے خلاف عائد کئے گئے ہیں وہ ڈاکٹر فائزہ اصغر نے پٹیشن نمبر 23796/09 ڈاکٹرز ہسپتال وغیرہ بنام گورنمنٹ آف پنجاب وغیرہ میں لگائے گئے ہیں۔ (کاپی لف ہے)

مذکورہ بالا پٹیشن چیف جسٹس صاحب معزز عدالت لاہور ہائی کورٹ کے از خود نوٹس والے case کا حصہ بن گئی اور چیف جسٹس صاحب اور جسٹس ثاقب نثار صاحب پر مشتمل سپیشل بنچ تشکیل دیا گیا جس نے اپنی پہلی سماعت میں غفلت کے مرتکب ڈاکٹرز صاحبان پر زیر دفعہ 302 لگانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس عبوری حکم کے خلاف ڈاکٹرز ہسپتال نے معزز عدالت سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کر دی جو سول پٹیشن نمبر 2510-L/2009 جس پر فاضل بنچ سے جناب چیف جسٹس کو ایک بڑا بنچ تشکیل دے کر تمام امور کا جائزہ لینے کے لئے درخواست کی چونکہ یہ معاملہ معزز عدالت میں زیر سماعت ہے اس لئے وہ امور جو اعلیٰ عدالتوں میں زیر التواء ہیں ان کو یہاں زیر بحث لایا جانا مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر کی سفارش کمیٹی کے تمام ممبران جس میں بشمول ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ایم پی اے اور ڈاکٹر مشتاق احمد سلہری ایڈیشنل سیکرٹری ٹیکنیکل Department Health Government of Punjab نے اپنی رپورٹ میں کی۔ اس میں slaughter man کے متعلق رپورٹ

میں جواب یہ ہے کہ یہ پوری کمیٹی جس میں دوسرے دو ممبران تھے، ایک معزز رکن پنجاب اسمبلی بھی ہیں تو یہ ساری رپورٹ متفقہ طور پر تھی۔

میں نے کسی جگہ میڈیا پر ان کو مینجنگ ڈائریکٹر نہیں کہا بلکہ دوران کارروائی جب تمام موجود افراد کی حاضری لی گئی تو انہوں نے خود مینجنگ ڈائریکٹر کے سامنے دستخط کئے۔ میڈیا پر انکوائری رپورٹ کی بابت میڈیا کے افراد کے سوالات پر صرف رپورٹ کی بابت بات کی گئی کوئی ذاتی الزام نہ لگایا گیا۔ اس پورے معاملے میں میرا کوئی ذاتی عناد کسی کے خلاف نہ ہے یہ درست ہے کہ انہیں انکوائری کے لئے طلب نہ کیا گیا بلکہ از خود ایک گھنٹہ پہلے تشریف لائیں اور اپناvisiting card بطور ایم پی اے پیش کیا۔ اس سے پہلے مجھے علم نہ تھا کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر ایم پی اے ہیں لہذا ان کا خود آنا اور کچھ اہم سوالات کا جواب خود تحریری طور پر دینا انکوائری پر اثر انداز ہونے کا تاثر دیتا تھا تاہم ہسپتال کی ایڈمنسٹریشن کے مطلوبہ افراد جن میں ڈاکٹر سید ضیاء الحسن بخاری ایڈمنسٹریٹر ڈاکٹر وحید عمران انچارج ایمرجنسی، ڈاکٹر ہارون رسول سینئر رجسٹرار کارڈیالوجی شامل ہیں، کو طلب کیا گیا جو بعد میں تشریف لائے۔ ہسپتال کی طرف سے کچھ سوالات کے انہوں نے جوابات دیئے۔ کسی بھی ٹی وی چینل پر ڈاکٹر فائزہ اصغر کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے صرف انکوائری رپورٹ کی بابت سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ میرے نزدیک ممبران اسمبلی نہایت قابل احترام شخصیات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! کوئی بات کرنا چاہیں گی؟

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے چوہان صاحب کے attitude کی اس دن بات کی تھی اور جو باتیں یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ٹی وی پر نہیں کیا تو U Tube پر وہ اس وقت بھیrecorded ہیں اور اگر آپ چاہیں تو میں وہ لا کر اس ایوان کے سامنے پوری کی پوریrecording چلا کر دکھا سکتی ہوں جس میں انہوں نے بار بار یہ کہا ہے کہ ایک تو میں مینجنگ ڈائریکٹر ہوں جبکہ وہاں پر میں نے بتایا میں ایک میڈیکل ڈاکٹر ہوں not مینجنگ ڈائریکٹر this is

not true دوسرا انہوں نے کہا کہ کیونکہ مینجنگ ڈائریکٹر ہیں تو ان پر slaughter man کا charge لگایا جائے اور آپ U Tube پر سن سکتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس طریقے سے یہ بات کر رہے ہیں۔ پھر اس انکوائری میں بھی انہوں نے وہی جھوٹ بولا کہ میں ایک گھنٹہ پہلے آئی۔ جب ٹائم 11 بجے کا ہے تو کیا 11 بج کر ایک منٹ گھنٹہ پہلے ہوتا ہے، انہوں نے ایک گھنٹہ دیر سے انکوائری کیوں شروع کی؟ ہمیں تو ٹائم 11 بجے کا بتایا ہوا تھا اور اگر ان کی انکوائری کے باقی لوگ نہیں پہنچ رہے تھے اور میرے بیٹھے ہوئے انہوں نے تین چار دفعہ فون کئے کہ کدھر ہیں لوگ، کدھر ہیں یہ لوگ اور کیوں نہیں آ رہے جن میں ڈاکٹر اسد صاحب بھی تھے۔ اس کے بعد ان کا جس طریقے کا attitude تھا اور یہ انکوائری کے questions کے جواب سننے کے لئے تیار ہی نہیں تھے اور انہوں نے وہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ جی، میری ماں بھی اسی ہسپتال میں فوت ہوئی تھی اور مجھ سے پیسے بھی لے لئے گئے تھے یہ کوئی طریقہ ہے انکوائری conduct کرنے کا؟

دوسری بات یہ کہ ایک ایسا انسان جس کے خلاف activities illegal and immoral کے لئے خود ایک انکوائری چل رہی ہے جس کی رپورٹ اس وقت probably چیف سیکرٹری کے پاس پہنچ گئی ہے، اس رپورٹ کو بھی نکلوایا جائے کہ ایک آدمی جو کہ خود ایک انکوائری میں ہے تو اسے ایک انکوائری کمیٹی کا انچارج آپ کیسے بنا سکتے ہیں؟ بات یہ بھی ہے کہ ان کے خلاف خود immoral اور دوسرا یہ بہت common چیز ہے کہ ان کی اتنی ساری problems psychological ہیں تو ان کی بھی ایک valuation ہونی چاہئے اور اس چیز سے ان کے وہاں کے attitude کا پتا چلتا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے یہ غلط باتیں کی ہیں اور جب آپ اپنے آپ کو introduce کروانے کے لئے کہیں جاتے ہیں تو اپنا کارڈ ہی پیش کرتے ہیں کہ آپ کیا ہیں۔ اس میں pressurization والی کون سی بات ہے؟ ٹائم انہوں نے خود لیٹ شروع کیا اور میں ٹائم سے ایک منٹ بعد پہنچی ہوں۔ ایک گھنٹہ انہوں نے دیر سے شروع کیا اور اس دوران میں نے ان سے دو تین بار یہی پوچھا کہ آپ نے کس وقت انکوائری شروع کرنی ہے؟ کوئی pressurization والی بات تھی اور نہ کچھ اور تھی۔ انہوں نے مختلف ٹی وی چینلز پر یہ بات بیان کی ہوئی ہے جس سے میرا استحقاق بہت مجروح ہوا ہے۔ انہوں نے وہاں پر میری بہت بے عزتی کی ہے اور ان کا رویہ بہت زیادہ تضحیک آمیز تھا اور اس طریقے سے اچھل

اچھل اور کود کر یہ بات کر رہے تھے کہ جیسے پتا نہیں یہ وہاں پر کیا بنے بیٹھے ہیں۔PCS officer ہیں اور انہوں نے 2003 میں استعفیٰ دیا تھا پھر پتا نہیں ان کی کون سی ایسی qualification ہے جس کی وجہ سے 2008 میں rules relax کر کے انہیں دوبارہ اس post پر لگوایا گیا۔ وہ بھی ایک Liquidation Board کے چیئرمین کی post ہے جہاں پر ابھی یہ بل حکومت پاس کروا رہی ہے اور یہی انسان جس کے خلاف illegal اور immoral attitude انکوائری چل رہی تھی جس کی رپورٹ اب آ چکی ہے۔ اس رپورٹ کو consider کیا جائے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہو تو اسے یہاں پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں پر صرف ان کے استحقاق مجروح ہونے کا معاملہ ہے اور یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ that is the part of the case Appeal is pending before the honourable Supreme Court whether to discuss it here آپ اس پر اپنی ruling عنائت فرمائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جیسا کہ ان کی تحریک سے بھی یہ ثابت ہے اور اس جواب میں بھی یہ ثابت ہے she was not there as M.P.A. She was there as Managing Director Doctors Hospital اس لئے ان کا بطور ممبر صوبائی اسمبلی اس انکوائری میں پیش ہونا بنتا ہی نہیں ہے، ان کا وہاں پر جانا بنتا ہی نہیں ہے اگر یہ وہاں پر تشریف لے گئی ہیں تو یہ ان کا ڈاکٹر زہسپتال سے مینجنگ ڈائریکٹر نہیں تو کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہو گا یہ اس انکوائری میں گئی ہیں اگر انہیں بطور ممبر صوبائی اسمبلی کوئی نوٹس جاری کیا گیا ہے اس انکوائری کمیٹی کی طرف سے تو یہ ریکارڈ پر لائیں

اور مجھے دکھائیں تو میں اس بات کو تسلیم کروں گا کہ بطور ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں ڈاکٹرز ہسپتال کے معاملات میں جانا چاہتا ہوں اور نہ یہ اس سے متعلقہ ہیں ورنہ یہاں پر میرے شہر کے ڈاکٹر خالد امتیاز بلوچ صاحب ہوتے تو آپ کو بتاتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ چونکہ subjudice ہے اس لئے فی الحال اس پر بات نہیں ہو سکتی اور سپریم کورٹ سے فیصلہ ہو، ہو سکتا ہے کہ انکوائری کمیٹی کے خلاف ہو جائے، ان کے حق میں ہو جائے اور انہیں مکمل ریلیف وہاں سے مل جائے۔ اگر انہیں نہیں ملے گا تو پھر یہ یہاں آ کر اس بات کو stress کر لیں لیکن میرا سر دست یہ خیال ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے وہاں پر بطور ممبر صوبائی اسمبلی اس انکوائری میں حصہ نہیں لیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! subjudice معاملے کی بات نہیں ہے اور یہ کہا گیا کہ ایم پی اے کی حیثیت میں نہیں آئے اور یہ پارٹی لیڈر کی حیثیت سے آئے ہیں۔ انسان جس حیثیت میں بھی ہو جو اس کا عہدہ ہے وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ یہ ممبر جب آپ کہیں پر جاتے ہیں تو بطور رانا اقبال صاحب ہوں گے کیا وہاں جا کر آپ کا عہدہ ختم ہو جائے گا یا میں اگر کہیں جاتا ہوں تو کیا میرا عہدہ ختم ہو جائے گا؟ یہ ایک رویے کی بات ہے۔ مہربانی کر کے اسمبلی کے ممبران کی عزت کا خیال رکھنا آپ کا فرض ہے۔ آپ اس House کے Custodian ہیں اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے اس پر اسمبلی کی کمیٹی کو فیصلہ کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جب آپ کبھی کسی business concern کو represent کریں گے تو پھر آپ اپنے business concern کا کارڈ دیں گے، سپیکر اسمبلی کا کارڈ نہیں دیں گے، یہ انٹرنیشنل معاملہ ہے۔ دوسری بات میں یہی نہیں سمجھ پارہاہوں کہ جب یہ معاملہ وہاں پر اس وقت سنا جارہاہے اور خود لاء منسٹر نے کہاہے کہ یہ وہاں part of the case ہے۔یہ issue part of the case ہے How can we discuss it here? میں بار بار یہ کہہ رہاہوں کہ یہ سپریم کورٹ کی contempt ہے۔ محسن لغاری صاحب میرے لئے انتہائی معزز ہیں، پڑھی لکھی شخصیت ہیں How can he represent?

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!جو تحریک پیش ہوئی ہے اس کو oppose کرنا یا اس کے بارے میں suggestion دینا لاء منسٹر صاحب کا استحقاق ہے۔ میرا خیال ہے کہ تحریک کو کوئی support تو کر سکتا ہے لیکن تحریک کو oppose کرنے کے لئے کسی ممبر کو یہاں پر اپنی reasoning دینے کی روایت ہے اور نہ ہی دینی چاہئے کیونکہ ممبر خود یہاں کسی وقت اپنی تحریک بھی پیش کر سکتے ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتاہوں کہ ایم پی اے جہاں کہیں بھی جاتاہے اس کی حیثیت ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ جہاں کہیں جاتاہے وہ Justice of Peace بھی ہوتا ہے۔ جس حوالے سے یہاں بات ہو رہی ہے اس کے علاوہ ٹیلیویژن پر جو انہوں نے in remarks absentia دیئے ہیں وہ insult کرنے کا documentary proof ہے۔ اگر documentary proof کے ہوتے ہوئے بھی اسے negate کیا جاتا ہے، اگر اس افسر کو favour ہی کرنی ہے تو کمیٹی میں ان کی majority ہے وہاں اس معاملے کو ختم کر دیا جائے لیکن کمیٹی میں بھیجنے کے لئے اتنا reluctant کیوں ہیں؟ یہ بہت اہم concern کا معاملہ ہے اور یہاں پر کوئی نیا رواج بھی نہ ڈالا جائے کہ کوئی ممبر اٹھ کر کسی ممبر کو oppose کرنا شروع کر دے اور اس کو target کرنا شروع کر دے۔ ہم صرف آپ سے ملتمس ہیں اور لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ اس میں documentary proof بھی موجود ہیں اس کو آپ کمیٹی کے پاس بھیجیں وہاں

جا کر out thrash کریں۔ یہاں پر یہ بھی ہوتا رہا ہے کہ بغیر سنے بھی کمیٹی کو بھیجا جاتا رہا۔ اسی اسمبلی میں یہ واقعات ہوئے ہیں کہ رپورٹ بھی نہیں آئی اور اسے کمیٹی میں بھیج دیا گیا۔ تو اتنا کچھ ہونے کے بعد اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنے میں کیا مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیں۔ کام sense of the House کے مطابق چلتا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں، اب یہ معاملہ ادھر سے oppose ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ادھر سے oppose کرنے کے بعد ہی میں لاء منسٹر صاحب سے request کر رہا ہوں کہ اس کو second thought دے لیں، second thought دینے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ ایک دو تحاریک ایسی تھیں جن پر انہیں بالکل کچھ علم نہیں تھا لیکن انہوں نے on the face of it سن کر کہا کہ اسے کمیٹی کو بھیج دیا جائے، کوئی بات نہیں وہاں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس کا بھی فیصلہ کمیٹی میں ہی ہونا چاہئے، ان کی کمیٹی میں majority ہے۔ ہم نے لاء منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے بات کی ہے کہ اس کو second thought دیں اور اس کو oppose نہ کریں اس کو وہاں پر بھیج دیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو پھر آپ ایسا کریں کہ جس طرح محترم لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی ہے تو اس میں civil petition No. 2510/L2009 ہے۔ مجھے اس کو دیکھ لینے دیں کیونکہ میں یہ تاثر یا practice یہاں پر قطعی طور پر نہیں لانا چاہتا کہ ایک معاملہ subjudice ہو اور ہم اس پر House میں بحث کریں یا اسے کمیٹی کے سپرد کریں۔ آپ اس کو pending کر دیں میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ جیسے لیڈر آف دی اپوزیشن کہہ رہے ہیں کہ یہ issue وہاں پر ہے ہی نہیں تو اسے دیکھ لیتے ہیں کہ اگر یہ issue واقعی اس کا حصہ نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کو آپ Monday تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ چونکہ اس House کے Custodian ہیں اور ایسی کرسی پر ماشاء اللہ براجمان ہیں کہ آپ کے نزدیک پورا House قابل احترام بھی ہے، قابل عزت بھی ہے اور respectable بھی ہے۔ رانا ثناء اللہ خان میرے بھائی ہیں، میرا تعلق treasury benches سے ہے اور میں پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہوں۔ کل ہم بھی اپوزیشن میں ہو سکتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی نمائندوں کے استحقاق اور respect کی بات ہے اور یہ institution کے respect کی بات ہے

جناب سپیکر: انہوں نے اس کو object نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ مجھے اس کو thrash out کرنے دیں اور مکمل رپورٹ آنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اس institute کی respect کی خاطر یہاں نہ کوئی treasury bench ہیں نہ کوئی اپوزیشن ہے۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اس میں آپ کی بھی شان ہے، آپ کا بھی احترام ہے کیونکہ آپ چیف جسٹس کا role ادا کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ اپنے House کا خود احترام کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں احترام کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو Monday تک adjourn کر دیا ہے اس پر میں خود فیصلہ کروں گا جو میرے دماغ کے مطابق ہو گا۔ اب ہم تحریک التوائے کار لینا شروع کرتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پرویز رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ پرسوں میں نے آپ سے گزارش کی تھی تو میری استدعا ہے کہ 115 rule کے تحت میری ایک اہم قرارداد out of turn لی جائے۔ آپ نے اور House نے بھی commit کیا تھا تو مجھے اجازت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے file بننے دیں اس کے بعد کرنا۔ اس طرح قرارداد pass نہیں ہو گی جب تک اس کے عمل کو تکمیل تک نہ پہنچایا جائے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ پھر فوری احکامات جاری فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے اس کو Monday کو کرلیں گے۔ آپ نوٹس دے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ سے ایک چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ آپ House کے Custodian ہیں اور یقین مانیں یہاں پر کھڑے ہو کر میں on the floor of the House یہ بات کہتی ہوں کہ جب بھی ہمارے ساتھ کوئی ناانصافی ہوتی ہے تو ہمارے پاس صرف اس Chair کو دیکھنے کے علاوہ کوئی دوسرا forum نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اگر آپ اس بارے میں بات کریں گی تو میں نہیں سنوں گا کیونکہ اس پر ruling آچکی ہے۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کوئی اور بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہاں اپوزیشن میں کھڑی ہوں، treasury benches سے اگر کوئی معزز ممبر اپنے گھر سے باہر سڑک پر کھڑی ہو کر van سے اپنا سامان off load کروا رہی ہوتی ہے تو اس وقت وہ as an MPA سامان off load نہیں کروا رہی ہوتی ہے۔ اگر اس کے

ساتھ روڈ پر کھڑا کوئی شخص بد تمیزی کر جاتا ہے تو اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ ہمارا استحقاق اس لئے مجروح نہیں ہوتا کیونکہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور ہم لوٹے نہیں ہوئے ہیں؟ یہ غلط بات ہے، یہ غلط روایت ہے اور کم از کم ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس بات کو منوانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں ایک مسئلہ discuss کرنے جا رہا ہوں۔ جب کوئی شخص کسی بھی مذہب میں convert ہوتا ہے تو یہ اس کا individual فعل ہے۔ یہ ایک رپورٹ ہے میں اس کو پڑھتا ہوں۔ "رائیونڈ میں بڑے بھائی نے قبول اسلام پر چھوٹے بھائیوں کا مکان جلا دیا۔ پولیس ملزم کی پشت پناہی کر رہی ہے"۔۔۔

جناب سپیکر: یہاں پر اخبارات پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔I will not allow

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس کو زبانی پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میرا موٴقف یہ ہے کہ ہر بندے کا یہ individual فعل ہے کہ وہ کسی بھی faith میں convert ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت وفاقی ہو یا صوبائی یہ لوگوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے ۔ ایک مسیحی خاندان نے اسلام قبول کیا اور ایک ہمارے صوبائی وزیر صاحب کے ڈیرہ پر یہ کام ہوا اور جب اس بندے نے اسلام قبول کیا تو اس کا بھائی جو نشتر ٹاؤن کا کونسلر ہے اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور ہوا یہ کہ جس بندے نے اسلام قبول کیا اس نے کافی دنوں بعد دل برداشتہ ہو کر اپنے ہی گھر میں آگ لگائی اور اپنا سامان جلا لیا۔

جناب سپیکر: جی، اس کا کوئی طریق کار ہے اور آپ پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح کر رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی سمجھ میں آجائے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے پھر سمجھا دینا،Houseکا ٹائم ضائع نہیں کرنا،بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!یہ ایک اہم matter ہے اور یہ کہ اقلیتی تحفظ کو نقصان پہنچایا جارہا ہے اور ہمارے صوبائی وزیر اس میں involve ہیں اور انہوں نے اس کے بھائی کے خلاف جس نے اسلام قبول نہیں کیا پرچہ درج کروایا ہے کہ اس کے بھائی نے یہ گھر جلایا ہے اور میری آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ یہ معاملہ بڑا اہم ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو علیحدہ مل لیں۔زوبیہ رباب ملک کی تحریک التوائے کار رہ گئی تھی، آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!میری تحریک التوائے کار کا نمبر 936/09 ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کا جواب آیا ہے یا نہیں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!ابھی پڑھنی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر PCS کی مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔پہلے ان کو پڑھنے دیں پھر آپ کی باری آئے گی،وہ بھی بات کرتے ہیں ابھی ٹائم ہے۔

محکمہ آبپاشی وزراعت کے ہزاروں کنٹریکٹ ملازمین کو ملازمت سے فارغ کرنا

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبہ بھر کے چالیس ہزار کنٹریکٹ

ملازمین (بیلدارز سمیت) جو کھالوں کو پختہ کرتے ہیں، کو مستقل کرنے کی بجائے ان کو ملازمت سے برخاست کیا جارہا ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 14۔اکتوبر 2009 کو نوٹیفکیشن نمبر No.DS(O&M)5-3/2004/Contract(MF) کے تحت تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں لیکن محکمہ آبپاشی اور محکمہ زراعت نے ابھی تک اس نوٹیفکیشن کی روشنی میں چالیس ہزار کنٹریکٹ ملازمین (بیلداروں سمیت) کو مستقل کیا ہے اور نہ ہی ان ملازمین کو اپنی مستقل ملازمت کا لیٹر دیا۔ ان ملازمین نے اپنے محکموں کے اعلیٰ حکام سے تقاضا کیا کہ ان کو مستقل کرنے کے orders دیئے جائیں تو انہیں مستقل کرنے کی بجائے یہ نوید سنائی گئی ہے کہ ان کو ملازمت سے برخاست کیا جارہا ہے جس کی باقاعدہ سمری بھی تیار کر کے بھجوائی جارہی ہے کیونکہ آپ ان کنٹریکٹ ملازمین کے زمرہ میں نہیں آتے جن کو مستقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے۔ محکمہ آبپاشی اور زراعت کے ان بیلداروں و دیگر سرکاری اہلکاروں کو جو کھالوں کو پختہ کرنے کی اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں، ان میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے اور یہ ایک حکومت پنجاب کا امتیازی سلوک ہے کہ وہ اپنی مرضی اور من پسند کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرے، جن کو نہ چاہے نہ کرے اور یہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 کی واضح خلاف ورزی بھی ہے۔ ان ملازمین کی مستقلی کے لئے ضروری ہے کہ اسمبلی اس معاملہ میں دخل اندازی کرے اور اس کا کوئی مثبت لائحہ عمل بنائے تاکہ صوبہ بھر کے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا یکساں سلوک ہو سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ محکمہ زراعت پنجاب شعبہ اصلاح آبپاشی کے زیر نگرانی وفاقی حکومت کے ترقیاتی منصوبہ نیشنل پروگرام برائے اصلاح کھالا جات کے تحت تمام ملازمین بشمول راڈمین کنٹریکٹ کی بنیاد پر پراجیکٹ پوسٹوں کے لئے بھرتی کئے گئے تھے حکومت پنجاب کی موجودہ پالیسی کے مطابق جو ملازمین پراجیکٹ پوسٹوں کے لئے کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات ہوں ان کو مستقل نہیں کیا جاسکتا البتہ جو ملازمین مستقل اسامیوں پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کئے گئے ہوں ان کو مستقل کیا جاسکتا ہے۔ حکومت پنجاب نے

مورخہ 14۔اکتوبر 2009 کو نوٹیفکیشن نمبر such and such کے تحت ان تمام کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو مستقل اسامیوں پر کام کر رہے تھے جو ملازمین پراجیکٹ کی اسامیوں پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں انہیں اس نوٹیفکیشن کے تحت مستقل نہیں کیا جاسکتا چونکہ یہ پراجیکٹ نیشنل پروگرام برائے اصلاح کھالا جات مورخہ 3۔جون2010 کو اختتام پذیز ہو رہا ہے اگر وفاقی حکومت نے اس پراجیکٹ میں مزید توسیع کی یا صوبائی حکومت نے اپنی پالیسی تبدیلی نہ کی تو اس پراجیکٹ کی پوسٹوں پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات ملازمین کو قانون کے مطابق نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس پر مزید بحث نہیں ہو گی آپ کو اس کا جواب مل گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں ایک بات کہنا چاہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! کچھ دنوں پہلے اسمبلی کے باہر یہی لوگ آئے تھے، انہوں نے احتجاج کیا تھا اور اسمبلی میں سے آپ نے اشرف سوہنا صاحب اور ملک ندیم کامران کو بھیجا تھا کہ ہم ان کے لئے کچھ کریں گے، انہیں یقین دہانی کرائی تھی اور کمیٹی بھی بنائی تھی تو میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ اگر پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت کو ان 25ہزار ملازمین کے لئے کچھ کہا جائے تو یہ ایک اچھی روایت ہو گی کیونکہ ان کا اتنی محنت والا کام ہوتا ہے اور ان کی روزی کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں انہوں نے پالیسی بتادی ہے اور آپ نے اس کو سن بھی لیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ اس پر کچھ نہ کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:.جی۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!ان کو پچھلے چھ ماہ سے تنخوائیں نہیں ملیں،مہربانی کر کے ان کو تنخوائیں تو دلوائیں۔

جناب سپیکر:.جی،وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی چھ ماہ کی تنخوائیں تو دلوادیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:.No point of order نہیں ،.جی،یہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔آپ مہربانی فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!بڑااہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر:.جی،آپ تشریف رکھیں،سب ہی اہم پوائنٹ آف آرڈرز ہیں۔.جی،محترمہ فرح دیبا صاحبہ!آپ کی تحریک التوائے کار ہے،آپ نے پہلے پڑھ لی ہے؟

محترمہ فرح دیبا:.جی،پڑھی گئی ہے۔

جناب سپیکر:.جی،جواب آنا ہے؟

محترمہ فرح دیبا:جناب سپیکر!آج جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!اس کا جواب پڑھنا ہے یا اس کوpending کیا جائے؟

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جو جواب موصول ہوا ہے،وہ نامکمل ہے تو میں نے ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ وہ کل صبح اس کا مکمل جواب داخل کریں تو اس کو آپ کل کے لئےpending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، کل کے لئے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی کوئی تحریک التوائے کار ہے؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اس کے بعد آپ floor لے لیں کیونکہ ٹائم بڑا تھوڑا ہوتا ہے آدھا گھنٹہ ہوتا ہے اور میں نے ان کو بھی یہی کہا ہے۔ جی، اشرف چوہان صاحب کی ہے یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار 983 ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی PCS والی تحریک التوائے کار کل کے لئے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج کے لئے تھی اگر آپ کل کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ آ کر اس کو چیک کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ کہہ رہے ہیں وہی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ میں نے نہیں کی۔ جی، عامر ڈوگر صاحب تو نہیں ہیں، نور نیازی صاحب بھی نہیں ہیں؟ اس کو till next session pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھ تو لیں۔

جناب سپیکر: جی، جب میں پہنچوں گا تو ضرور پوچھوں گا۔ میں ابھی ادھر پہنچا نہیں ہوں۔ اب چوہان صاحب کی تحریک ہے۔ it is pending till next session. اب **محمد محسن خان لغاری** کی تحریک نمبر 950/09 ہے۔ رانا صاحب اس کا جواب آیا ہے یا نہیں آیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! یہ اس کو پڑھ دیں۔ جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، move کریں۔

ارسا کی جانب سے تھل کینال، چشمہ رائٹ کینال اور ڈیرہ غازی خان کینال کی بندش سے جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

That the business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is according to the news item appearing in the National Daily. The news published in December 04, 2009, IRSA has asked Punjab to close down the Thal Canal, Chashma Right Bank Canal, Muzaffargarh Canal and Dera Ghazi Khan Canal. According to the news item, the Authority has already closed down the Chasham-Jhelum Link Canal and substantially reduced supplies to the Taunsa-Panjnad Link Canal. Water being the life of agriculture sector, shortages are causing resentment among the people of Punjab specially those who are living in the areas which are geographically located in the southern part of the Province. It is, therefore, requested that the discussion on my Adjournment Motion may please be allowed declaring the same in order.

جناب سپیکر! جس وقت یہ تحریک التوائے کار دی گئی تھی یہ 4۔دسمبر کی بات ہے۔یہ اتنی پرانی بات ہے اس کے آنے میں اتنا ٹائم لگ گیا ہے کہ گندم کے بونے کا موسم تو گزر چکا ہے۔گندم بونے کے لئے پانی چاہئے تھا کیونکہ جنوبی پنجاب کے اندر کپاس کی فصل کے بعد گندم بوئی جاتی ہے اور ہمارے یہاں کپاس کی فصل نومبر، دسمبر کے اوائل تک چلتی ہے اور اس کے بعد زمین کی تیاری کر کے گندم بوئی جاتی ہے جبکہ سندھ کے اندر اکثر جگہ چاول کاشت کئے جاتے ہیں اور ستمبر، اکتوبر کے اندر ان کی فصل پک جاتی ہے اور وہ نومبر کے مہینے میں اپنی گندم کی کاشت کرتے ہیں مگر اب تو یہ بات

ہی پرانی ہے لیکن پھر بھی لاء منسٹر صاحب اس کو مان جائیں اور اگر ہم اس پر بحث کر سکیں تو مہربانی ہو گی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین !میرا خیال ہے کہ پانی پر بحث کے لئے غالباً آج سے ایک یا دو روز قبل ٹائم رکھا گیا تھا لیکن اس دن انہوں نے پانی پر بحث کرنا گوارا نہیں کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس دن گورنمنٹ بزنس legislation کے بعد ٹائم رکھا گیا تھا اور جیسا کہ آپ نے کل بھی دیکھا ہے کہ ابھی تک وہ بل پورا نہیں ہو سکا آج اس کو debate ہونا ہے۔اس دن کورم نہیں تھا ہماری اپوزیشن کی یہ کوشش ہے کہ جس وقت legislation ہو تو کم از کم اس وقت ہمارے اراکین اسمبلی موجود ہوں اس لئے ہم نے اس دن کورم کو point out کیا تھا کیونکہ legislation کے وقت لوگ ہی موجود نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین !غالباً لغاری صاحب کو اس بارے میں ابہام ہو رہا ہے اس دن legislation نہیں تھی اور کورم اس وقت point out کیا گیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین !آپ اس دن کا ایجنڈا نکلوا لیں۔اس ایجنڈے میں legislation کے بعد یہ لکھا ہوا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لیکن بات یہ ہے کہ جس وقت legislation تھی اس وقت تک کورم پورا تھا اور general discussion میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ Monday کے دن کی proceedings نکال لیں Monday کے دن کون سی legislation ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): تو چلئے اس دن legislation نہیں تھی تو آپ اس دن پانی پر بحث کر لیتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ایجنڈے میں اس دن legislation لکھی ہوئی تھی۔ Tuesday کو پھر Private Members Day آ گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس دن سینئر منسٹر صاحب موجود تھے، لغاری صاحب موجود تھے۔ اس دن آپ نے خود بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: Legislation کے بعد Monday کے ایجنڈے میں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بہر حال میں آپ کی اس تحریک کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر حکومت پنجاب نے فوری طور پر ارسا اور وزارت پانی و بجلی سے رابطہ کیا اور پانی کے نقطہ نظر سے انہیں آگاہ کیا اور ارسا کی ایڈوائزری کمیٹی میں یہ معاملہ مورخہ 17۔دسمبر 2009 کو زیر بحث آیا اور فیصلہ ہوا کہ دریائے سندھ سے نکلنے والی پنجاب کی نہریں اپنے پلان کے مطابق 31۔جنوری 2010 تک چلتی رہیں گی اور اس کے بعد یکم فروری 2010 کو پانی کی دستیابی کا دوبارہ جائزہ لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ارسا کے ابتدائی تخمینے کے مطابق رواں ربیع 10-2009 میں صوبہ پنجاب کو 13.83 ملین ایکڑ پانی کا حصہ دیا گیا۔ اس پیشین گوئی کے مطابق پنجاب کو اس کے اوسط استعمال 19.75 ملین ایکڑ فٹ سے تیس فیصد کم دیا گیا۔ جنوری 2010 کے آخر میں ارسا نے پانی کی دستیابی پر دوبارہ غور کیا اور تخمینہ لگایا کہ پانی کے ذخائر میں منگلا اور تربیلا میں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزید کمی واقع ہو گی۔ سندھ طاس میں پانی کی کمی کی سطح 34 فیصد تک پہنچ جائے گی۔ فروری کے دوسرے ہفتے میں بارشوں کی بدولت دریاؤں میں پانی کا بہاؤ بہتر ہو گیا جس کی بدولت منگلا اور تربیلا کے پانی کے ذخائر میں اضافہ ہوا اور پانی کی دستیابی کا دوبارہ اندازہ لگانے کے لئے ارسا کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس 11۔فروری 2010 کو ہوا۔ ارسا کے تخمینے کے مطابق پانی کی صورتحال 34 فیصد کمی سے بہتر ہو کر 30 فیصد ہو گئی ہے جو کہ ارسا کے رواں ربیع 10-2009 کے تخمینے کے مطابق ہے۔ صوبوں کے پانی کے حصے کی تقسیم اور چشمہ جہلم لنک کینال چلانے پر ارسا میں کافی بحث و مباحثہ ہوا اور صوبوں نے اپنے اپنے مؤقف پر اصرار کیا تاہم 12۔فروری 2010 کو ارسا کے اجلاس میں چشمہ جہلم لنک کینال کو چھ ہزار کیوسک تک چلانے کی اجازت دی گئی جبکہ دریائے سندھ

میں پنجاب کا حصہ 0.5 ملین ایکڑ فٹ مقرر کیا گیا۔ اب یہ امید کی جاتی ہے کہ CJ link کے کھلنے سے جنوبی پنجاب کی نہروں سے گندم کی فصل کو ضرورت کے مطابق پانی دیا جاسکے گا۔

(اذان ظہر)

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار جناب محمد محسن خان لغاری!

جنوبی پنجاب کے لئے مختص فنڈز میں سے خفیف فنڈ جاری کرنا

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

"That business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is according to the news item appearing in the National Daily Times on December 2, 2009. Only a hundred and eighty million have so far been released of the total allocation for southern Punjab under the Annual Development Programme which has a total outlay of hundred and seventy five billion for 2009 and 2010 and was announced in June 2009. With the passage of almost half of the fiscal year release of this nominal percentage of the commitment does not meet for the people of the Punjab living in the areas which are geographically located in the southern part of the Province. So the Annual Budget speech read out by the Provincial Finance Minister on the floor of the House and widely reputed in the press is causing resentment of the people of the Punjab specially those living in the areas for whom this commitment was made. It is, therefore, requested that discussion on my Adjournment Motion may be allowed declaring the same in order."

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب والا!اس کا جواب مجھے موصول نہیں ہوا اس کو آپ سوموار تک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب چیئرمین:اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب والا!13/10 نمبر تحریک التوائے کار جو آج عام بحث کے لئے رکھی گئی ہے۔کل بھی یہ نہیں آئی اور ایک دفعہ اس سے پہلے بھی نہیں آئی۔ اس پر general discussion کو انہوں نےlegislationکے بعد رکھا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب چیئرمین !میں آپ کی وساطت سے محترم محسن لغاری صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل ہمارے پاسgeneral discussionکے لئے ٹائم ہے۔اس میں دو موضوع ہیں ایک تو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جس کا ہم بل لا رہے ہیں جو نیا سسٹم لا رہے ہیں اور دوسرا water issue ہے ۔ اگر یہ مناسب سمجھتے ہیں تو کل ان دونوں میں سے جوpriority fixکریں کل ہم اس کوgeneral discussionکے لئے رکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:لوکل گورنمنٹ کا پورا لاء آنے میں تو ابھی کافی وقت لگے گا۔پانی کا ایک ایساissueہے کہ میں کل ہی اخبار پڑھ رہا تھا سندھ میں بھی اس پر بات ہو رہی ہے اس بارے میں بہت ساریmisconceptionsہیں ہمارے کئی بہن بھائیوں کو بھی اس کی پوری تاریخ معلوم نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین:وزیر قانون صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب والا!پھرirrigationکو کل پر رکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! ٹھیک ہے water issue پر عام بحث کل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ اب کل آپ یہ نہ کہیں کہ ایجنڈے پر نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں نہیں۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

MR. CHAIRMAN: Laying of the Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2007. Minister for Law!

حکمت عملی کے اصولوں پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ

بابت سال 2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay of the Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2007.

MR. CHAIRMAN: The Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2007 has been laid.

(رپورٹ پیش ہوئی)

MR. CHAIRMAN: Next is laying of the Audit Report on the Accounts of the Government of the Punjab Civil Works, Communication & Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation & Power and Local Government & Community Development Departments for the year 2006-07. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے محکمہ جات کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
بابت سال 2006-07 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay of the Audit Report on the Accounts of the Government of the Punjab Civil Works, Communication & Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation & Power and Local Government & Community Development Departments for the year 2006-07.

MR. CHAIRMAN: I move to lay of the Audit Report on the Accounts of the Government of the Punjab Civil Works, Communication & Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation & Power and Local Government & Community Development Departments for the year 2006-07.

(رپورٹ پیش ہوئی)

MR. CHAIRMAN: Next is laying of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts Government of the Punjab for the year 2006-07. Minister for Law!

حکومت پنجاب کی مالی وصولیوں کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
بابت سال 2006-07 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts of Government of the Punjab for the year 2006-07.

MR. CHAIRMAN: The Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts Government of the Punjab for the year 2006-07 has been laid

and referred by the Punjab Accounts Committee-I for the report within the period of one year.

(رپورٹ پیش ہوئی)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! ابھی تین رپورٹیں ایوان میں lay کی گئی ہیں۔ ان کو lay کرنے کا کیا فائدہ ان پر discussion کا دن بھی رکھا جائے ایک دن مختص کیا جائے۔ ورنہ اس کا کیا فائدہ ہو گا ہم رپورٹیں lay کر دیتے ہیں اور ان پر discussion ہوتی نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب چیئرمین! یہ پہلے ہی طے شدہ ہے کہ Business Advisory Committee میں ان رپورٹوں اور عام بحث کے لئے ٹائم طے کیا جاتا ہے۔ قائد حزب اختلاف جو دن اس پر مناسب سمجھیں گے ان رپورٹوں پر discussion کے لئے ٹائم رکھ دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: میرے علم کے مطابق یہ رپورٹیں پی اے سی کمیٹی کو refer کی گئی ہیں اس میں اس پر بحث ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! Business Advisory Committee کب تشکیل دی جاتی ہے اجلاس سے پہلے؟

جناب چیئرمین: اجلاس شروع ہونے سے پہلے ہی ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! Business Advisory Committee کی میٹنگ اجلاس شروع ہونے سے پہلے تو لازمی ہوتی ہے لیکن دوران اجلاس بھی ہوتی رہتی ہے، اس اجلاس میں بھی غالباً ہم تین دفعہ meet کر چکے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں اس بات سے confuse ہو گیا ہوں کہ Report on Observance and Implementation of Principles of Policy جو ہے اس کو

آپ نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ذمہ کیوں لگا دیا ہے؟ آپ نے کہا ہے کہ ہم نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کوrefer کر دیا ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اس کوdiscuss کرے گی۔

جناب چیئرمین: یہ ٹوٹل تین تھیں دو پی اے سی کو چلی گئی ہیں ایک ادھر ہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Report on Observance and Implementation of Principle of Policy یہ اسیHouse میںdiscussہو گی؟

جناب چیئرمین: جی،اسیHouse میں آئے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ جو خواتین کا مسئلہ ہے جو آج general discussion میں آنا تھا یہ کل بھی نہیں آیا اس سے پہلے بھی نہیں آیا اور آج بھی اس کے آنے کا امکان نہیں ہے تو مہربانی فرما کر یا تو وزیر قانون سے پوچھ لیجئے اور اسے کل رکھ لیجئے کیونکہ اس میں دو گھنٹے کا ٹائم ہوتا ہے اور معزز اراکین بھی اس پر بولنا چاہتے ہیں۔یہ وہی معاملہ ہے جو 30 years and above کی خواتین کی employment کا مسئلہ ہے۔آج بھی اگر اس کے آنے کا امکان نہیں ہے تو اس کو کل پر رکھ لیں اور ایجنڈے پر لے آئیں، آج بھی ایجنڈے پر ہے لیکن اس کے آنے کا امکان آج بھی نہیں لگتا۔

جناب چیئرمین: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین!چونکہ کل آدھا بل ہو گیا تھا اس لئے میرے خیال میں اس پر اب کوئی زیادہ ٹائم نہیں لگے گا۔بل کے بعد ہمارے پاس ٹائم ہو گا کہ اس پر بحث ہو سکے۔

شیخ علاؤالدین: فرض کیجئے اگر یہ آج چھ بجے آیا تو یہاں پر لوگ نہیں ہوں گے لہذا کل قانون سازی نہیں ہے اس لئے اسے کل پر رکھ لیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرے خیال میں اگر محترم لغاری صاحب نے تعاون کیا تو قانون سازی اڑھائی تین بجے تک مکمل ہو جائے گی اور اس کے بعد اس پر بحث کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! آپ House کی اور خواتین کی sense لے لیں چونکہ یہ خواتین کا issue ہے۔

جناب چیئرمین: اب لاء منسٹر صاحب ensure کروا رہے ہیں کہ قانون سازی کے بعد اس پر بحث ہو گی۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! جیسے ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ جس دن پانی پر بحث تھی اس دن قانون سازی نہیں تھی لیکن کورم point out کر دیا گیا۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج بڑی important legislation ہو رہی ہے اور پنجاب کے اثاثوں کو بیچنے کی بات ہو رہی ہے لیکن آج بھی کورم پورا نہیں ہے۔ House کا قانون سازی میں کیا interest ہے؟ لوگ یہاں آنا ہی پسند نہیں کرتے لہذا میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں اور آپ سے استدعا کرتی ہوں کہ کورم پورا کروایا جائے۔

جناب چیئرمین: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! نماز کا وقفہ کیا جائے یا کوئی time decide کر دیا جائے تاکہ کم از کم اس کے اندر کورم point out نہ کیا جائے۔ میں وضو کر رہی تھی میرا پرس وہاں پڑا ہے لیکن میں یہاں آ گئی ہوں۔ لہذا پابندی لگائی جائے کہ نماز کے وقت کورم point out نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ کی یہ بات note کر لی گئی ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

CLAUSE-13

MR. CHAIRMAN: Now, we resume resumption of the Punjab Privatization Board Bill, 2010. (Bill No.10 of 2010)

Now, clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following Proviso be added:-
>
> "Provided that the remunerations and allowances of the employees of the Board shall not be less favourable than those admissible to Government employees of the same category."

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:

"That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following Proviso be added:

"Provided that the remunerations and allowances of the employees of the Board shall not be less favourable than those admissible to Government employees of the same category."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! کسی خاتون ممبر کو بھی کرسی صدارت پر بیٹھنے کا موقع فراہم کر دیا کریں۔

MR. SPEAKER: Who is to start it now?

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! clause-13 میں یہ amendment سٹاف کے بارے میں ہے۔ یہ ان کو دیئے جانے والے perks and privileges کے بارے میں ہے۔ انہوں نے اس میں یہ کہا ہے کہ:

13. Staff.(1) The Board may employ persons who shall be paid such remuneration and allowances and shall hold their employment on such terms and conditions as may be prescribed and until so prescribed, as may be determined by the Board.

جناب سپیکر! آئین پاکستان کے مطابق کسی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی discrimination ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک کیا جا سکتا ہے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ جس category یا grade میں ان کو رکھا جائے، hire کیا جائے وہ پہلے سے موجود سرکاری ملازمین کے برابر ہونے چاہئیں۔ اسی grade کے سرکاری ملازمین جو کہ دوسرے محکموں میں کام کرتے ہیں ان کو جو perks, privileges and benefits ملتے ہیں اس بورڈ کے ملازمین کو بھی وہی perks

privileges and benefits, ملنے چاہیئں تاکہ ان کے درمیان کسی قسم کی discrimination کا عنصر موجود نہ رہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب آپ کسی کے ساتھ زیادتی کریں گے تو پھر وہ لوگ definitely corruption کریں گے کیونکہ اس عمل سے ان میں ایک احساس محرومی پیدا ہوتا ہے۔ معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے P.C.S اور C.S.P افسران کے بارے میں تحریک پیش کی تھی۔ آپ دیکھیں کہ وہاں پر بھی یہی situation ہے۔ وہ لوگ شاید ان سے زیادہ عرصے سے محنت کر رہے ہیں لیکن انہیں ان کی محنت کا reward نہیں دیا جارہا اوران کے ساتھ discrimination کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو یہ acknowledge کیا جاتا ہے کہ ہاں! یہ لوگ ہمارے لئے بڑے important ہیں، ہاں! ان لوگوں نے ہمارے لئے بہت serve کیا ہے لیکن at the same time ان لوگوں کے ساتھ discrimination بھی کی جارہی ہے۔ ان کو کہیں پر D.C.Os نہیں لگایا جاتا، ان کو کہیں پر Secretary نہیں لگایا جاتا۔ اس سے آدمی نہ صرف احساس محرومی کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ اس کے اندر state کے against ایک resistance بھی پیدا ہوتی ہے کہ یہ حکومت ہمارے ساتھ زیادتی کر رہی ہے، ہماری حق تلفی کر رہی ہے اسی لئے ہم نے یہ amendment propose کی ہے کہ ان لوگوں کو بھی وہی perks and privileges دیئے جائیں جو کہ دوسرے لوگ لے رہے ہیں تاکہ کسی طرح کی احساس محرومی، زیادتی اور discrimination نہ ہونے پائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس clause میں اصل میں یہ بات کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عدل وانصاف کے ساتھ تمام افسران اور ملازمین کو یکساں مراعات اور تنخواہیں دی جاسکیں۔ حکومت کے جو already ملازمین ہیں ان کو جو facilities دی جارہی ہیں، ان کو جو allowances اور تنخواہیں دی جارہی ہیں اسی حساب سے اس بورڈ کے ملازمین کو بھی ساری مراعات دی جائیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں کوئی اونچ نیچ یا منافرت پیدا نہ ہو، برابری رہے اور سب کو ایک نظر سے دیکھا جائے، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ صرف چند الفاظ کے شامل کر دینے سے اس میں عدل و انصاف کا پہلو اجاگر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!آپ سے ایک استدعا اور بھی ہے کہ جو top tier،بڑے grade کے افسران ہیں ان کی تنخواہیں اور allowances بہت زیادہ ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے grade کے ملازمین کی مراعات، تنخواہیں اور allowances کم ہوتے ہیں۔ان چھوٹے ملازمین کی تنخواہیں یا مراعات اس حساب سے نہیں ہیں جو کہ top tier کے افسران بالا کو دی جاتی ہیں۔ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اس Board کا جو staff ہے اس کی تنخواہیں یا مراعات کسی بھی طور پر سرکاری ملازمین سے کم نہ ہوں،اس کے according ہی ان کو تمام مراعات اور allowances وغیرہ دیئے جائیں۔شکریہ

جناب سپیکر: .Anybody else from your side? None جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ Board بالکل ایک independent ادارہ ہو گا، یہ اپنے rules بنائے گا اس کو کسی اور کے بنائے ہوئے rules کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, after sub-clause (1), the following Proviso be added:

"Provided that the remunerations and allowances of the employees of the Board shall not be less favourable than those admissible to Government employees of the same category."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 13-A

MR. SPEAKER: Now, addition of new clause 13-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj,

Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

MRS. AMNA ULFAT. Thank you Mr. Speaker! I move:

That after clause 13…

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے آپ میری بات سن لیں۔

Since this amendment is substantially identical to the amendment 7-A and 8-A which have been lost, therefore, the same is …

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! "Chairman" clause-7 اور "Secretary" clause-8 کے لئے ہے جبکہ یہ "Staff" clause-13 کے لئے ہے۔ Privatization کے لئے جو Federal Law ہے اس کے Section-3 کا sub-section(4) کہتا ہے کہ:

All officers, Consultants and employees of the staff of the existing Commission shall stand transferred to be the officers, advisors and employees of the staff of the new Commission.

تو اسی spirit کو جو کہ وفاقی قانون سے ملتی ہے قائم رکھا جائے۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ میں legislation کا ماہر ہوں اور نہ ہی میں وکیل ہوں۔ میں تو اس قسم کے similar laws سے

guidance لیتا ہوں جو کہ available ہوتے ہیں۔تو وفاقی قانون کے اندر بھی اس کو اسی طرح رکھا گیا ہے۔

جناب!اس کے چیئرمین اور سیکرٹری تو ایک time period کے لئے appointed تھے،وہ temporary لوگ تھے جبکہ یہ جو staff ہو گا،جو اس کا clerical staff ہے،جو اس کا steno typist یا ڈرائیور وغیرہ ہوں گے وہ permanent staff ہو گا۔یہ اتنی similar نہیں ہے،یہ categories مختلف ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ category مختلف ہے لیکن یہ بالکل similar ہے اور لغاری صاحب جو guidance فرما رہے ہیں یہ misguidance ہے۔

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik,. Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

SYEDA MAJIDA ZAIDI: Sir, I move:

"That in clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "Board". Appearing in line 1, the expression "with prior approval of the Government", be inserted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "Board". Appearing in line 1, the expression "with prior approval of the Government", be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ہم نے یہ amendment اس لئے دی ہے کہ بورڈ کو اپنے انتظامی امور نپٹانے کے لئے بے لگام نہ چھوڑا جائے وہ باقاعدہ حکومت سے اجازت لے، کسی فرد واحد کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی سے بھرتیاں وغیرہ کر سکے اس کے لئے گورنمنٹ کی اجازت کی ضرورت ہونی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس amendment میں جس طرح سے ہم نے یہ propose کیا ہے، definitely ہمارا مقصد وہی ہے کہ بورڈ professional کو بالکل hire کرے لیکن جس طرح سے انہوں نے یہ خود ہی بتایا ہوا ہے۔

The Board may employ any technical professional agent, Advisors, Consultants, Bankers, Engineers, Architects, Evaluators, Accountants, Auditors, Lawyers, Archeries, Assessors, Auctioneers and other persons.

بورڈ یہ سب کچھ کرے، وہ بالکل یہ سب کچھ ضرور کرے اوران professionals کو hire کرے لیکن جب بورڈ کو بالکل بے لگام چھوڑ دیا جائے گا اور وہ کسی کو answerable نہیں ہو گا تو definitely یہاں پر بھی ذاتی پسند اور ناپسند کا عنصر آ جائے گا اور اس چیز سے مزید قباحتیں پیدا ہوں گی اور کسی کو اپنی من مانی کر لینے دینا اور بعد میں inquiries میں چلے جانا، اس سے پھر further complications پیدا ہوتی ہیں، since legislation ہو رہی ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بورڈ ضرور اپنا کام کرے ان professionals کو ایک criteria کے تحت hire کرے مگر وہ ہر professional کو hire کرنے سے پہلے گورنمنٹ کو summary بھجوا کر proper approval لے اس کے بعد وہ اس پورے process کو انجام دے کیونکہ جب بھی کسی چیز کو unattended چھوڑ دیا جائے گا تو definitely اس کی وجہ سے خرابیاں اور قباحتیں پیدا ہوں گی تو اگر ان تمام چیزوں کو آج یہیں پر decide کر لیا جائے گا، ہر چیز پر ایک full-stop لگا دیا جائے گا کہ نہیں، یہاں پر یہ check ہے تو جب Check and Balance نہیں ہوتا تو چیزیں خرابی کی طرف جاتی ہیں بہتری کی طرف نہیں جاتیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے جو independent Board بنایا جا رہا ہے اس کی مثال یوں ہی ہے کہ جیسے شتر بے مہار، کہ اس نے اپنی مرضی کے rules and regulations بنانے ہیں اس پر کوئی check and balance نہیں ہے، حکومت سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہے، باقی لوگوں کے ساتھ ان کا کوئی connection نہیں ہے، اس کو مراعات والا ؤنس بھی اپنی مرضی کے ملیں گے، تنخواہیں بھی اپنی مرضی سے طے کریں گے۔ اس clause میں ہم نے صرف یہ استدعا کی ہے کہ وہ اپنی من مانی نہ کر سکے، اپنی مرضی کی بھاری بھر کم تنخواہیں، اپنی مرضی کے بھاری بھر کم الاؤنس، اپنی مرضی کی مراعات نہ کر لے بلکہ اس میں حکومت کی مشاورت شامل ہو، وہ بورڈ حکومت کی رائے کے بغیر اپنا کوئی فیصلہ نہ کرے۔ اس میں قباحت والی ایسی کیا بات ہے جب آپ کسی بورڈ کو independent بنا دیں گے کہ وہ اپنے فیصلے خود کرتا پھرے تو پھر آپ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ وہ انصاف سے چلیں گے، پھر ہم اس پر کیسے یقین کر لیں کہ وہ کوئی من مانی نہیں کریں گے، پھر ہم یہ کیسے یقین کر لیں کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی نااہل لوگوں کو بھرتی نہیں کر لیں گے اور مراعات دیتے ہوئے انصاف کو نہیں دیکھیں گے اور اپنے من پسند اور پسندیدہ لوگوں کو جو دل چاہے گا مراعات بھی دیں

گے۔ اس میں check and balance رکھنے کے لئے، اس سسٹم کو ٹھیک رکھنے اور اس میں سدھار رکھنے کے لئے اس clause میں اس چھوٹی سی amendment کو اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ براہ مہربانی اس پر نظر ثانی کی جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کو نظر انداز کر دینا ایک بہت ہی important بات سے نظر چرانے اور در گزر کرنے والی بات ہے میرے نزدیک یہ سب سے important point ہے اس پر ضرور نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر: یقیناً یہ important point ہے لیکن جب آپ اس کا جواب سنیں گے تو پھر بتانا۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں important point transparency ہے کہ فرد واحد پر completely rely نہ کیا جائے اور اس پر check and balance بڑا important ہے کیونکہ آپ کسی بھی set up میں دیکھ لیں کہ جہاں one man show نظر آیا ہے وہاں problems آئی ہیں اور پورے کا پورا سسٹم collapse کر گیا ہے اسی لئے ہماری یہ request ہے کہ یہ one man show کی روایت ختم کی جائے اور check and balance کا سسٹم ضرور apply کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! one man show ختم کریں اور انہیں جلدی سے بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اپوزیشن کے معزز اراکین سے انتہائی ہمدردی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک طرف تو یہ فرمایا ہے کہ بورڈ کو اپنے اختیارات میں شتر بے مہار نہیں ہونا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ بورڈ میں 10 members ہیں اور ان میں سے 3 members اس معزز House سے ہوں گے لہذا وہ فرد واحد نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جہاں جہاں پر بھی گورنمنٹ کے role کا ذکر تھا تو انہوں نے وہاں وہاں پر کہا کہ دیکھیں بورڈ کے اختیارات کو سلب کیا جا رہا ہے یہ تو فرد واحد کا role قائم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ گورنمنٹ کا role فرد واحد کا role ہو گا اب یہاں پر بورڈ کے خلاف کہہ رہے ہیں کہ بورڈ کا role فرد واحد کا role ہو گا، دراصل بات یہ ہے کہ انہوں نے time گزارنا ہے، اس میں فرد واحد والی کوئی بات نہیں ہے اس کے 10 members ہیں لہذا یہ فرد واحد نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "Board". Appearing in line 1, the expression "with prior approval of the Government", be inserted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Ch, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi.

Since this amendment is substantially identical to amendment which has been lost therefore the same is inadmissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

Now the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there are three amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Ch, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! move کرنے سے پہلے میں یہ چاہوں گی کہ اگر کسی amendment کے بارے میں treasury benches interested نہیں ہیں تو میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔ آپ پہلے کورم پورا کروایئے کیونکہ جب لوگ ہی نہیں ہیں تو ہم نے کس کو سنانا ہے؟

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اب mover اپنی amendment move کریں۔

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

DR FAIZA ASGHAR: I move:

"That in clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), in Para (a), after the word "privatization" appearing at the end, the word "process" be inserted.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), in Para (a), after the word "privatization" appearing at the end, the word "process" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose:

جناب سپیکر: oppose کیا گیا ہے۔جی، محترمہ! شروع کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! privatization ایک ایکٹ ہے اور اُس کا ایک پورا process ہوتا ہے۔ صرف ایک لفظ کے ساتھ پوری privatization نہیں ہو جاتی۔ یہاں پر میں جس clause کی بات کر رہی ہوں اُس میں لکھا ہوا ہے کہ a substantial interest in the privatization تو اب اگر اس کے آگے process لکھ دیا جائے تو اِس سے ایک تو انگلش proper ہو جاتی ہے، sentence مکمل ہو جاتا ہے اور اس سے یہ بھی پتا لگتا ہے کہ کوئی بھی conflict پورے process میں کسی بھی جگہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment سے صرف confusion ہو سکتی ہے لیکن کوئی clarity نہیں آئے گی۔ جو definition دی گئی ہے اُس میں معاملہ بالکل clear ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), in Para (a), after the word “privatization” appearing at the end, the word “process” be inserted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Next two amendments are from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi.

Since the amendments are substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! kindly انگریزی کو بہتر کروالیں۔

جناب سپیکر: کس کو بہتر کروانا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انگریزی کیsense بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ privatizationایک عمل ہے جس کے لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ پورے عمل کیcompletion کروالیں۔

MR. SPEAKER: Now the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 17

MR. SPEAKER: Now clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 18

MR. SPEAKER: Now clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 19

MR. SPEAKER: Now clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 20

MR. SPEAKER: Now clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd)

Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

"That in clause 20 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), after Para (f), the following new Para (g) be added:

(g) any funds already lying in the account of the Board to be dissolved consequent upon the coming into force of this Act."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 20 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), after Para (f), the following new Para (g) be added:

(g) any funds already lying in the account of the Board to be dissolved consequent upon the coming into force of this Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I oppose:

MR. SPEAKER: Opposed and mover to now start discussion.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جیسا کہ آرٹیکل 20 میں اس بورڈ کے فنڈ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اثاثے بیچ کر حکومت کے لئے already اس بورڈ میں پیسے اکٹھا کرنے ہیں تو اس بورڈ کو چلانے کے

لئے کیاوہ حکومت سے پیسے لے گا؟لہذا ہم نے یہ proposal دی ہے کہ اس بورڈ کے پاس already رکھے گئے جو فنڈز اکٹھے ہوئے ہیں، وہ فنڈز اس نئے بورڈ کو ٹرانسفر کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ آرٹیکل 3-A میں mention کیا گیا ہے کہ جب وفاقی کمیشن بنایا گیا تھا تو انہوں نے بھی notification کے تحت بنائے گئے کمیشن کو cash اور bank balance ٹرانسفر کر دیئے تھے لہذا ہماری بھی یہی تجویز ہے کہ ان کے پاس جو پرانے فنڈز موجود ہیں وہ اس نئے بورڈ کو ٹرانسفر کر دیئے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ جو نیا بورڈ بنا رہے ہیں تو پرانے بورڈ کے پاس رکھے گئے فنڈز نئے کو ٹرانسفر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلا بورڈ جو already exist کرتا ہے وہ ایک انتظامی حکم کے تحت بنایا گیا ہے۔ جب اُس کو ایک انتظامی حکم کے تحت dissolve کیا جائے گا تو اُس کے فنڈز administrative order کے تحت ہی نئے بورڈ کو ٹرانسفر ہو جائیں گے لہذا اس کے لئے نئی قانون سازی کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 20 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (2), after Para (f), the following new Para (g) be added:

(g) any funds already lying in the account of the Board to be dissolved consequent upon the coming into force of this Act."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-21

MR.SPEAKER: Now clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR.SPEAKER: Now clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-23

MR.SPEAKER: Now clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-24

MR.SPEAKER: Now clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-25

MR. SPEAER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina

Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR.MUHAMMAD SHAFIQ KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), after the words "session of the Assembly" appearing at the end, the words "for discussion" be added.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), after the words "session of the Assembly" appearing at the end, the words "for discussion" be added

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اسے oppose کرتا ہوں۔ میں محسن لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ discussion کے لئے in House طریق کار Assembly under rule 133 of Rules of Procedure of the Provincial of the Punjab کے تحت ہوتا ہے اس کے لئے legislation بالکل unnecessary ہو گی اور یہ ویسے بھی amendment اسمبلی رولز کو hit کرتی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اس کو withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس میں اگر کوئی technical مسئلہ ہے جیسا میں نے کہا کہ ہماری کوشش تو اس کو بہتر کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اگر ہماری طرف سے oversight ہو گئی ہے اور کوئی ایسی چیز ہے کہ جس کو سپیکر نے determine کرنا ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ تھا کہ رپورٹیں تو ہر وقت پیش ہوتی رہتی ہیں۔ آج بھی تین رپورٹیں پیش ہوئی ہیں لیکن اس پر discussion کبھی نہیں ہوئی۔ ہم چاہتے تھے کہ جب ہم Privatization Board بنا رہے ہیں تو ہمیں بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں آپ argue کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تو آپ کو اپنا point of view دے رہا ہوں کہ اس کو ہم کس لئے لائے تھے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں اور 133 section کا حوالہ دے رہے ہیں۔ 133 section کہتا ہے کہ:

> After report referred to in rules 130, 131 and 132 is laid in the House.
>
> Rule 130.- Report on the Council of Islamic Ideology and other reports required to be laid in the House, under any law for the time being in force, shall be so laid by a minister.

تو جس وقت یہ lay ہو جائیں گی۔

The Speaker shall fix a day for discussion.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ سپیکر نے fix کرنا ہے۔ اس میں legislation نہیں ہونی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر اس میں کوئی technical غلطی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ ہم اپ کی بات سنتے ہیں۔

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کلاز میں ہم نے یہی تجویز کیا ہے کہ اسمبلی میں جو رپورٹ privatization کے متعلق پیش کی جائے گی اس پر discussion ضروری ہے اس لئے تمام ممبران کی رائے کو سننا چاہئے اور اس قانون کے اغراض و مقاصد کو تب ہی حاصل کیا جا سکتا ہے جب اس معزز ایوان میں معزز ممبران اپنی آراء دیں گے۔ میں نے اس لئے یہ تجویز دی تھی کہ جس طرح آج یہ تین یا چار رپورٹس اسمبلی میں پیش ہوئی ہیں اگر ان کے لئے کوئی وقت رکھ لیا جائے اور

اس پر تھوڑی بہت discussion ہو جائے تو ممبران کی طرف سے اچھی آراء آ سکتی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور میں question put کر دیتا ہوں۔

The amendment moved and the question is:

"That in clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (3), after the words "session of the Assembly" appearing at the end, the words "for discussion" be added,

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-26

MR. SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-27

MR. SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-28

MR. SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That in clause 28 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies in Para (b), after semi-colon the word "or" shall be inserted and in Para (c), the semi-colon and the word "or" shall be substituted by a full-stop and Para (d) shall be omitted."

MR. SPEAKER: The motion move is:

"That in clause 28 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies in Para (b), after semi-colon the word "or" shall be inserted and in Para (c), the semi-colon and the word "or" shall be substituted by a full-stop and Para (d) shall be omitted."

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! I do not oppose میں کورم پوائنٹ آؤٹ کر رہی ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم مکمل ہے۔کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(۔۔۔جاری)

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That clause 28 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies in Para (b), the word "or" be added after the semi-colon. In Para (c) the semi-colon and the word "or" be substituted with a full-stop and Para (d) be omitted."

The amendment moved and the question is:

"That clause 28 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies in Para (b), the word "or" be added after the semi-colon, in Para (c) the semi-colon and the word "or" be substituted with a full-stop and Para (d) be omitted."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 28 of the Bill as amended do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-29

MR. SPEAKER: Now, clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 29-A

MR. SPEAKER: The addition of new clause 29-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Ammar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Ch, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed

Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!

Sir, I move

That after clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (29-A) be added:

"(29-A) The Board shall, within 30 days of the completion of each privatization transaction, publish in the official Gazette:

(a) summary description of the transaction including names and address of the contracting party;

(b) The Consultants advising the Board on the transaction; and any other matter relating to transaction considered appropriate by the Board."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That after clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (29-A) be added:

"(29-A) The Board shall, within 30 days of the completion of each privatization transaction, publish in the official Gazette:

(c) summary description of the transaction including names and address of the contracting party;

(d) The Consultants advising the Board on the transaction; and any other matter relating to transaction considered appropriate by the Board."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFEARS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ محترمہ! شروع کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا شروع کریں ہر چیز کو تو oppose ہی کیا جا رہا ہے۔ یہ بہت سیدھی سادھی سی amendment ہے جس میں ہم نے بہت solid اور اچھا مشورہ دیا ہے۔ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ Federal Privatization Ordinance میں بھی یہ چیز شامل ہے۔ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ already Federal کے بل میں یہ چیز شامل ہے۔ ہم نے اس میں یہی استدعا کی ہے کہ within 30 days privatization کی transaction کو official Gazette میں تشہیر کر دی جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی transaction ہوئی ہے اور جس بھی پارٹی کے ساتھ ہوئی ہے اگر اس پارٹی کا نام اور پتا Gazette میں شامل ہو کر مشتہر ہو جائے گا تو ایک تو سب کو اس کے بارے میں information آجائے گی، ہر ایک کو اس بارے میں پتا بھی چل جائے گا اور اس سے transparency کا عمل بھی برقرار رہے گا۔ Federal کے آرڈیننس میں جو بات کی گئی ہے میں وہ بھی آپ کے گوش گزار کر دیتی ہوں باقی جنگل کے بادشاہ کی مرضی ہے جو مرضی کرے۔ میرے پاس فیڈرل کے آرڈیننس کی کاپی ہے میں پڑھ دیتی ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ جب فیڈرل نے اس کو شامل کر لیا ہے تو یہاں پر بھی شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

The Commission shall, within 30 days of the completion of each privatization transaction, publish by notice in the official Gazette.

اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

Summary description of the transaction including name and address of the contracting party

یہ اس آرڈیننس میں لکھا ہوا ہے اور (b) میں ہے کہ:

The Consultants advising the commission on the transaction and any other matter to the transaction considered appropriate by the commission.

جناب والا! میرے ہاتھ میں یہ فیڈرل کا آرڈیننس ہے اس میں ہم نے ایسی کوئی انہونی بات نہیں کی کہ اس کو اٹھا کر بالکل رد کر دیا جائے اور اس کو بالکل مانا ہی نہ جائے۔ یہ تو ان کی مرضی ہے اور ان کے ہاتھ میں سارا کچھ ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو کیونکہ تمام ممبران بور ہو رہے ہیں تو چند اشعار ان کی نذر کر دوں اگر آپ اجازت دیں، یہ ذرا خوش ہو جائیں گے اگر آپ اجازت دیں گے۔ ذرا ہاں کر دیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ جو شعر پڑھیں گی تو پھر اس کے جواب میں بھی شعر پڑھے جائیں گے اور پھر ہو سکتا ہے کہ ان کو اس بارے میں problem ہو اس لئے یہ شعروں کو چھوڑیں میں صرف انہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس بل کی 29(4) پڑھی ہوتی تو ان کو یہ ترمیم پیش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ ہم نے جو legislation کی ہے وہ جنگل ہو یا ملک، ہم نے اس بادشاہ کو کنٹرول کرنے کے لئے کی ہے کیونکہ پچھلے زمانے میں اس جنگل میں ایک ڈاکو ہوا کرتا تھا اس نے اس صوبے کے 72 assets اسی طرح سے فروخت کر دیئے تھے اس لئے ہم نے یہ legislation کی ہے اب اپنی مرضی کوئی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر: اب ہم question put کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا صاحب کے طنز میں بات خراب ہو جاتی ہے اس لئے میری ان سے دست بستہ گزارش ہے کہ اگر طنز نہ کریں، طنز کے بغیر اگر معاملہ چلتا رہے تو زیادہ اچھا رہے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے نام نہیں لیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ہم نے گزارش کی ہے اور انہوں نے ہماری ممبر کو interrupt کر کے کہا۔ انہوں نے 29 میں کوئی چیز واضح نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ 29(4) پڑھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! 29(4) میں کوئی چیز واضح نہیں کی گئی بلکہ ایک مبہم سی بات کی گئی ہے۔ ہم نے تو اس کو واضح کیا ہے اور قانون وہ اچھا ہوتا ہے جو ہر چیز کو واضح کر کے سامنے لائے۔ انہوں نے 29(4) میں لکھا ہے کہ:

> The Board shall also publish all the processes of privatization including availability of the property for privatization on its website and website of the Government.

وہ تو کہہ رہا ہے کہ پراپرٹی بتائے گا کہ کون کون سی ہے، اس کی تشہیر کرے گا۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جب privatization کا process ہو جائے تو یہ بتایا جائے کہ کس نے خریدی، کون consultant تھا اور کتنے میں خریدی؟ ہم اس کی تفصیل مانگ رہے ہیں کہ within 30 days summary description of the transaction including name and address of the contracting party; اسے کس نے خریدا ہے اور کن لوگوں نے اس پر advise کیا ہے؟ انہوں نے ایک عام سی بات کی ہے کہ کلاز 29 میں ہم advertise کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس پر تو میں افسوس کا اظہار ہی کر سکتا ہوں کہ وہ پڑھنے کے باوجود بھی سمجھنے سے انکاری ہیں۔ یہ 29(4) ہے کہ The Board shall also publish all the processes تو کیا all processes میں کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اس طرح کرنا ہے تو پھر قانون ہی نہ بنائیں بلکہ سیدھا لکھ دیں کہ The Government shall do as it pleases اور اس میں سارا کچھ ہی cover ہو جائے گا۔ یہ قانون اسی لئے تو بنائے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس پورے قانون میں کچھ نہ لکھتے، یہ 72 صفحے نہ چھاپتے اور ایک جملہ ہی لکھ دیتے کہ The Government can do as it pleases بات ہی ختم کر دیتے۔ بات یہ ہے کہ یہ چیزیں واضح کی جاتی ہیں۔ اچھا قانون وہ ہوتا ہے جو واضح کر کے چلے۔ All کے ساتھ آپ نے ایک general سی statement دی اور اس کے ساتھ کہا کہ ہر چیز اس پر cover ہو گئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قانون کے بعد rules بھی بنتے ہیں اور اس قسم کی وضاحتیں rules میں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: اب میں اس کو پڑھتا ہوں۔

The amendment moved and the question is:

"That after clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (29-A) be added:

"(29-A) The Board shall, within 30 days of the completion of each privatization transaction, publish in the official Gazette:-

(e) summary description of the transaction including names and address of the contracting party;

(f) The Consultants advising the Board on the transaction; and any other matter relating to transaction considered appropriate by the Board."

(The motion was lost.)

CLAUSE-30

MR.SPEAKER: Now, clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-31

MR.SPEAKER: Now, clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-32

MR.SPEAKER: Now, clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-33

MR.SPEAKER: Now, clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-34

MR.SPEAKER: Now, clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-35

MR.SPEAKER: Now, clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-36

MR.SPEAKER: Now, clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-37

MR.SPEAKER: Now, clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-38

MR.SPEAKER: Now, clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-39

MR.SPEAKER: Now, clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-40

MR.SPEAKER: Now, clause 40 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "incident", appearing in line 3, the words "or ancillary" be inserted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "incident", appearing in line 3, the words "or ancillary" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب شیر علی خان: یہ جو clause 40 ہے اس میں information کے متعلق ہے کہ:

> The Board may call for any information required by or carrying out the purpose of this Act, from any person

involved directly or indirectly in privatization activities or any matter incidental or consequential thereto.

جناب سپیکر!consequential کی تو سمجھ آگئی ہے لیکن incidental means یہ ہے related سے incident and it says striking or impugne liable to occur is naturally attached. ہم نے جو propose کیا ہے اس کی جگہ after this Now, what is ancillary? Law word "or ancillary" add کیا جائے۔ dictionary کے مطابق اس میں کہتا ہے کہ:

Supplementary, subsidiary, subordinate, subservient, ministering.

تو یہ clause ہے یہ vague اس طرح ہے کہ incidental and consequential کو آپ نے address کر لیا لیکن جو ancillary معاملات ہیں ان کو یہ address نہیں کرتی تو لہذا یہ صرف اگر اس میں add کر لیا جائے تو میرا خیال ہے could be better now.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو legal language ہے اس میں incidental and consequential ہی جو ہے وہ استعمال ہوتا ہے اور یہ شیر علی صاحب کی جو dictionary میرے خیال میں outdated ہے یہ نئی خرید لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس Oxford کی یا کون سی ڈکشنری ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ چیمبر کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، چیمبر کی ہے۔ law dictionary اسمبلی کی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جی، یہ میں نے اسمبلی کی لائبریری سے لی ہے۔

MR. SPEAKER: You should consult law dictionary also.

MR. SHER ALI KHAN: This is the law dictionary.

MR.SPEAKER: I thinks I should proceed. The amendment moved and the question is:

"That in clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in sub-clause (1), after the word "incident", appearing in line 3, the words "or ancillary" be inserted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-41

MR. SPEAKER: Now, clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-42

MR. SPEAKER: Now, clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in, the question is:

"That clause 42 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-43

MR. SPEAKER: Now, clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in, the question is:

"That clause 43 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج دو گھنٹے کے لئے بحث بھی رکھی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اس تک پہنچنے دیں اس کے بعد آپ نشاندہی کریں۔

CLAUSE-44

MR. SPEAKER: Now, clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in, the question is:

"That clause 44 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-45

MR. SPEAKER: Now, clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in, the question is:

"That clause 45 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-46

MR. SPEAKER: Now, clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in, the question is:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری سمجھ کے مطابق clause 46 کے لئے legal and technical issue ہے۔ بار بار آپ نے ہماری amendments کو under rule 106 (b) and 194 کے تحت vote out کیا ہے۔ rule 106 کہتا ہے کہ:

The following conditions shall govern the admissibility of an amendment.

اور rule 106(b) کہتا ہے کہ:

An amendment shall not be inconsistent with any previous decision of the Assembly on the same question.

اور rule 194 کہتا ہے کہ:

Repetition of a motion. (1) Except as otherwise provided in these rules, a motion shall not raise a question substantially identical with one on which the Assembly has given a decision in the same session.

جناب سپیکر!اسی بات پر آپ ہماری بات کوrejectکر دیتے ہیں۔میں کچھ دن پیچھے آپ کی یادداشت کو لے کر جاتا ہوں جس دن دانش سکول کاLawپاس ہو رہا تھااس میں ہم نےaddition دی تھی۔

> **Addition of New Clause 22-A. "Removal of difficulties".** After clause 22 the following 22-A shall be added:
>
> "(22-A) if any difficulty arises in giving effect to any of the provisions of this Act, the Government may, in consultation with an authority gives such directions are not consistent with the set provision as it may consider necessary for the removal of such difficulties."

اور آج ہم کیا کہہ رہے ہیں،وہی کچھ کہہ رہے ہیں۔

> If any difficulty arises in giving effect the government may make such orders not inconsistent with the provisions of this Act, as may appear necessary for the removal of this difficulty.

اسی سیشن کے دوران ہماریremoval of the difficultiesوالی amendmentکو اس Houseنےvote outکر دیا کہ یہ نہیں ہونی چاہئے۔آج جب دوبارہ وہ اس سیشن کے درمیان آئی ہے۔مجھے تو انگریزی سے یہی سمجھ آئی ہے اس کا کوئی قانونی نکتہ ہو گا تو لاء منسٹر صاحب مجھے اس کا قانونی نکتہ ضرور بتائیں۔میں پھر سے پڑھتا ہوںexcept as other repetition of a motionاس سیشن کے دوران یہ جو ابھی سیشن چل رہا ہے یہ جب تک ختم نہیں ہوتا یہ removal of difficultiesجو ہیں یہ کسیLawکے تحت نہیں آسکتیں۔

MR. SPEAKER: No, that was different Bill.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!same sessionکہا ہےsame Billتو نہیں کہا۔

جناب سپیکر: میںoverruleکرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ مجھے اس کی انگریزی بتادیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ جس طرح پڑھ رہے ہیں مجھے بھی خود نہیں آتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پھر سے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے پڑھ لیا ہے۔ یہ بل اور ہے وہ بل اور ہے۔ وہ اس کے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سیشن تو وہی ہے۔

MR. SPEAKER: No. You can't agitate at this stage. I rule it out.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی اس پر کیا ruling آئی ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو مکمل ruling بھی دے دوں گا لیکن یہ بل اور ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہر بل کی اپنی formation ہوتی ہے۔ ایک بل دوسرے بل کی formation پر rely نہیں کر سکتا۔ That was another Bill. This is another Bill. ہر بل کی اپنی formation ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو پھر اس میں یہ الفاظ لکھے ہونے چاہئیں تھے ناں the same Bill in same session.

جناب سپیکر: same سیشن میں وہ بل اور تھا یہ بل اور ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! rules کے اندر Bills کی تفریق نہیں کی گئی۔ بار بار یہ ambiguities آ رہی ہیں اور ہم بار بار آپ کو یہ کہتے ہیں کہ مہربانی کر کے rules کو revise کر دیں۔ مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بتا چکا ہوں لیکن اگر آپ ruling چاہیں گے تو میں مکمل طور پر تفصیلی ruling بھی آپ کو دے دوں گا۔ میں reserve کرتا ہوں میں آپ کو بعد میں دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کب تک بتادیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، اسی سیشن میں، میں آپ کو ٹائم بعد میں بتادوں گا۔

Now, clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 46 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-47

MR. SPEAKER: Now, clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 47 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE 47-A

MR. SPEAKER: The addition of new clause 47-A. The amendment is from:

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No, no, when I am speaking, no point of order.

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کورم پورا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ نہیں کہہ سکتے۔ آپ یہ بات چھوڑیں۔ انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔اور آدھا گھنٹہ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب والا! یہ بار بار کورم کی نشاندہی کیوں کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ It is legislation(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب والا! یہ بار بار کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔Addition of new clause 47(A)(قطع کلامیاں)

دیکھیں legislation ہو رہی ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ rules کے ساتھ مذاق نہ کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں بات کرتا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ! آرڈر.I say order

دیکھیں کورم کی نشاندہی کرنا ممبر کا حق ہے وہ آپ infringe نہیں کر سکتے۔کورم کو پورا کرنا یا رکھنا یہ حکومت کا کام ہے، یہ آپ کا کام ہے آپ پورا رکھیں گے تو آپ کی کارروائی آگے بڑھے گی۔ نہیں کریں گے تو آپ کی مرضی۔

محترمہ غزالہ رضارانا: جناب والا! بار بار کورم کو point out نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ rules کے ساتھ مذاق نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ مذاق خود بن رہے ہیں۔

مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈ مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ amendmentتو move کریں۔

MR. SPEAKER: Order please, order. Addition of new clause 47-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> “That after clause 47 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (47-A) be added:
>
> "(47-A) Liability of the Provincial Government under this Act be limited to the extent of its assets in the Board."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That after clause 47 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (47-A) be added:

"(47-A) Liability of the Provincial Government under this Act be limited to the extent of its assets in the Board."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو کلاز 47 ہے۔

The provision of the Act shall have effect notwithstanding anything contained in any other law.

اور اس میں جو ہم نے propose کیا ہے Act to overwrite the law (قطع کلامیاں) جناب! House کو in order کر دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب! ہم نے propose کیا ہے کہ اس کے next میں یہ clause add کی جائے جس میں یہ کہا جائے کہ:

Liability of the Provincial Government under this Act shall be limited to the extent of its assets in the board.

جناب والا! میں اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا بھی حوالہ دوں گی جس کی کل وزیر قانون نے بھی بات کی تھی۔ اس کی جو کلاز 45 ہے۔ اس میں بھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ

The liability of the Federal Government under this Ordinance shall be limited to the extent of its assets in the Commission.

جناب والا! اس میں بات یہ ہے، یہ ایک fact ہے کہ جب بھی کوئی کہیں problem occur کرتی ہے یا کہیں کسی بندے سے کوئی غلط کام ہو جاتا ہے تو اس کی جو compensation ہے وہ اپنے اثاثے بیچ کر اس کو compensate کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: ان 72اثاثوں کو1997میں ایک notificationکے ذریعے بیچ دیا تھا۔ میں اس بات سے اتفاق کرتی ہوں لیکن at the same timeیہاں پنجاب میں بھی ایسی صورتحال ہے کہ ایک ہزار ایکڑ چولستان کی جو زمین ہے وہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ وہ بھی بیچ دی گئی ہے۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے ترمیم آئی ہے اس کا جواب وزیر صاحب نے دینا ہے مہربانی فرما کر آپ ان کی بات سننے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جیسے انہوں نے خود ہی تمام بورڈ کو بے لگام کر دیا ہے کہ اگر ہم نے یہ proposeکیا ہے کہ یہ بورڈ جو professionals hireکرے گا وہ گورنمنٹ کی consultationسے کرے تو .They said noاگر ہم نے یہ کہا ہے کہ applications callکریں bids inviteکریں tender callکریں۔ ایک processہم نے ان کو بتانا چاہا ہے .They said no گورنمنٹ کی یہ کسی چیز میں involvementنہیں چاہتے ہیں تو اس صورت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس چادر زہرا

جناب والا! ہم نے یہ amendmentاس لئے proposeکی ہے کہ کہیں کل کو وہ نوبت نہ آجائے کہ جس وقت اس بورڈ کی کوئی problemکوئی discrepancyسامنے آتی ہے تو اس کو compensateکرنے کے لئے گورنمنٹ آف دی پنجاب کے assetsجو اس بورڈ کی تحویل میں نہیں ہیں ان کو استعمال کیا جائے۔ اس ترمیم میں ہم یہی گزارش کر رہے ہیں کہ اس بورڈ کے جو assetsہیں اس کو ادھر تک ہی limitکر دینا چاہئے۔ ان کو limitizeکر دیں کل کو کہیں بھی کوئی problemآتی ہے، کوئی مصیبت آتی ہے، کوئی discrepancyہوتی ہے اور کوئی بد عنوانی ہوتی ہے تو ان کی تحویل میں ان کی jurisdictionمیں جو اثاثے ہیں وہ ان کو utilizeکریں۔ بے شک

وہ انہیں بچیں یار کھیں لیکن وہ اپنے ہر problem کے جواب میں اپنے اثاثے استعمال کریں۔میں اس کے لئے یہ مثال دینا چاہتی ہوں کہ اگر ایک گھر میں چار بھائی ہوتے ہیں اور ایک بھائی bankrupt ہو جاتا ہے جس طرح پاکستان کا حال ہے کہ پنجاب سندھ سرحد اور بلوچستان میں سے اس وقت صوبہ پنجاب جو بڑا بھائی اور ہمیشہ ہر ایک کو دیتا رہا ہے اور ہمیشہ دینے والا ہاتھ رہا ہے آج وہ خود بھی crisis کا شکار ہے۔اس صورتحال میں یہ نہیں ہونا چاہئے۔(قطع کلامیاں)

مجھے بات کر لینے دیں نہیں تو میں بیٹھ جاتی ہوں اور آپ بات کر لیں۔میں نے اپنی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: No cross talk please.جی، محترمہ! Carry on

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اسی طرح کی situation نہ صرف صوبوں میں آتی ہے بلکہ وہ اداروں کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔یہ circumstances وہاں بھی create ہو سکتے ہیں لہذا ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے بہتر یہی ہو گا کہ اس بورڈ کی limitations decide کر لی جائیں اور انہیں ایک limit دے دی جائے کہ وہ صرف اپنے اثاثوں پر حق جمائے گا اور اگر اسے کوئی problem ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی اثاثوں کو utilize کر کے کسی کو compensation دینی ہے تو دے گا لیکن اس کا حکومت پنجاب کے کسی ایسے اثاثے پر کوئی حق نہیں ہو گا جو اس کی تحویل میں نہیں ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ بورڈ پرائیویٹ یا پبلک کمپنی نہیں ہے جو پرائیویٹ کمپنیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے کہ اس میں کوئی limited liability کی بات ہے۔یہ law کے تحت وجود میں آئے گا اور یہ corporate entity ہے اس لئے اس میں limited liability کا معاملہ اٹھایا ہی نہیں جا سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!کیا وفاقی ادارہ پرائیویٹائزیشن کمیشن ایک لمیٹڈ کمپنی ہے؟ اس میں یہ safeguard رکھنا چاہئے اور اچھا قانون اسی طرح ہو گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!پھر گپ شپ لگا لیں پہلے ذرا ان کو موقع دیں۔وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا وفاقی ادارہ لمیٹڈ کمپنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بورڈ corporate entity ہو گا اور اپنے معاملات کا خود ذمہ دار ہو گا۔یہ کوئی پرائیویٹ لمیٹڈ یا پبلک لمیٹڈ کمپنی یا کمپنیز آرڈیننس کے تحت معرض وجود میں نہیں آ رہا بلکہ ایک قانون کے تحت یہ corporate body بنائی جا رہی ہے۔ Limited liabilities صرف ان کمپنیز میں ہوتا ہے جو کمپنیز آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ کروائی جاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر جو پرائیوٹائزیشن کمیشن وفاقی ادارہ ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس میں بحث نہیں ہو سکتی۔انہوں نے جو اپنا مؤقف بیان کیا ہے میں نے اس کا answer دے دیا ہے لہذا اب آپ اس پر question put کریں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That after clause 47-A of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, the following new clause (47-A) be added:

"(47-A) Liability of the Provincial Government under this Act shall be limited to the extent of its assets in the Board."

(The motion was lost)

CLAUSE-48

MR. SPEAKER: Now, clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 48 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan

Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd.) Muhammad Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), the words "of persons", appearing in line 2, be deleted."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), the words "of persons", appearing in line 2, be deleted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جو بل پیش کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ:

> The person includes an individual, partnership, trust, company, association of persons.

ایسوسی ایشن میں تمام چیزیں آتی ہیں یہ جانوروں یا کسی اور کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ یہ انسانوں کی بات ہو رہی ہے اور ایسوسی ایشن پر انسان لائے جاتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ ایسوسی ایشن میں

persons ایک extra word ہے لہذا ہماری یہ درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اسے نکالا جائے اور خالی association ہی رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے اس لئے اسے نہ نکالا جائے۔

جناب سپیکر: لگتا ہے کہ man of the match

The amendment moved and the question is:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), the words "of persons", appearing in line 2, be deleted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhamamd Abbas Ch., Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), for the

word "entity", appearing in line 3, the word "personality" be substituted.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: moveانہوں نے کی ہے اور بات آپ کریں گے۔پھر میں ان کو کیا کہوں گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو کسی نے opposeنہیں کیا۔

جناب سپیکر: ابھی تو questionہی نہیں آیا۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), for the word "entity", appearing in line 3, the word "personality" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: آپ نے کیسے کہہ دیا کہ opposeنہیں کیا۔جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شاید یہ پرانی ڈکشنری ہے جو میں نے پنجاب اسمبلی کی لائبریری سے borrowکی ہے اس میں شاید entity and personalityکے meaningsپرانے ہوں تو میں اس کے لئے معذرت چاہوں گا۔ میں پہلے وہ کلاز پڑھ دوں، clause-2میں جو definitionsکی ہیں اس کی (i) میں personکو defineکیا گیا ہے۔

Person includes an individual, partnership, trust, company, association of persons, body corporate, body of individuals whether or not having separate entity, other than the Government.

جناب سپیکر! یہ person entity کیسے بن سکتا ہے؟ اس پرانی ڈکشنری کے مطابق، شاید 20th centuryمیں entityبدل گئی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں common sense ہی apply کریں۔اس ڈکشنری کو چھوڑیں۔Let us apply common sense.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!entity شاید 20th century میں بدل گئی ہے لیکن پرانے زمانے میں یہ تھی کہ:

> Being or existing something that exists, is not a person, it can be anything in the table

آگے کہا گیا ہے کہ:

> Something can exist independently, the basis of essential nature of something, an abstraction.

اور personality کیا ہے؟personality کی بہت لمبی definition ہے،جو relevant ہے میں وہ پڑھ دیتا ہوں تا کہ وقت ضائع نہ ہو۔اس میں یہ کہا گیا ہے کہ:

> Personality means the integrated organization of all psychological, intellectual, emotional and physical characteristics of an individual of that personality.

جب آپ person کو define کر رہے ہیں تو میری ناقص سمجھ کے مطابق وہ entity نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: بات سنیں، آپ خود ہی اپنی بات اور عقل کو ناقص کہہ رہیں ہیں، اس طرح تو پھر آپ کی negation یہیں پر ہی ہو گئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ عاجزی کا ایک طریقہ ہے۔I think شاید آج کل کے زمانے میں یہ لوگوں کو پسند نہیں ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس Act or Bill میں جو بھی الفاظ استعمال ہوں گے ان کی جو definition, definition clause میں دی جائے گی وہی relevant سمجھی جائے گی۔

MR. SPEAKER: Let's proceed further now. The amendment moved and the question is:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Colonies, in Para (i), for the word "entity", appearing in line 3, the word "personality" be substituted."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan…

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

Mr. SPEAKER: withdrawn. Now, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

GENERAL AMENDMENT

MR. SPEAKER: There is a general amendment in the Bill. The amendment is from Law Minister and Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari. Who will move it?

MR. MUHAMMD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That the word "Chairman" occurring in clauses 2(c), 4 (2), 5 (f), 7, 10, 12, 15, 16, 17, 19(2), 21, & 41(2) of the Bill, be substituted with the word "Chairperson".

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the word "Chairman" occurring in clauses 2(c), 4 (2), 5 (f), 7, 10, 12, 15, 16, 17, 19(2), 21, & 41(2) of the Bill, be substituted with the word "Chairperson".
>
> None is opposing anybody.
>
> The amendment move and the question is:

"That the word "Chairman" occurring in clauses 2(c), 4 (2), 5 (f), 7, 10, 12, 15, 16, 17, 19(2), 21, & 41(2) of the Bill, be substituted with the word "Chairperson".

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration.

لغاری صاحب! میں حیران ہو رہا ہوں، یہ کیا مسئلہ بن رہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس Preamble میں amendment لانے کا میرا مقصد یہ تھا کہ چونکہ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ Preamble change نہیں ہو سکتا تو میں نے پھر سے جا کر ذرا کتابیں اٹھا کر دیکھنی شروع کیں۔ یہ M.M. Kaul کی ایک کتاب "Practice & Procedure of Parliament" ہے parliamentary practice پر اس کو ایک مستند کتاب سمجھا جاتا ہے تو اس کے صفحہ نمبر 535، لائن نمبر 2 میں کہا گیا ہے کہ:

A Preamble is subject to amendment like any other part of the Bill.

وزیر قانون صاحب کو میں نے اپنا وہ ایک point put across کرنا تھا کیونکہ انہوں نے اس دن کہا تھا کہ Preamble میں amendment نہیں آ سکتی۔ میں اسی لئے آج یہ amendment لایا تھا تاکہ میں نے جو تھوڑی سی research کی ہے وہ وزیر قانون صاحب کے ساتھ share کر سکوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس دن میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ Preambleپر آپhead noteکے اوپر اس طرح سےamendmentنہیں لاسکتے۔اس طرح تو پورےBillمیں جہاں جہاں پر اس کا ذکر ہو گا، وہاں وہاں پر پھر ہمیں جانا پڑے گا اور اس دن ان کی جوamendment تھی وہ اس لحاظ سےincomplete تھی۔باقی لغاری صاحب نے جو کچھ ابھی فرمایا ہے، میں اس بارے میں ان کے ساتھ بیٹھ کرdiscussکر لوں گا لیکن سر دست اگر یہ اس کو withdrawکر لیں تو بہتر ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جی، ٹھیک ہے۔جس طرح لاءمنسٹر صاحب فرمارہے ہیں ویسے ہی کر لیں۔ہم اس کوwithdrawکر لیتے ہیں۔

MR. SPEAEKR: Now, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Privatization Board Bill, 2010 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Privatization Board Bill, 2010 be passed."

MRS. SEEMAL KAMRAN: I oppose.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose.

جناب سپیکر: کیا آپ اس کوoppose کر رہے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جی ہاں!ہم نے اس کوoppose کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم نے اس معزز ایوان اور پنجاب کے عوام تک اپنی بات،اپنانقطہ نظر پہنچانے کی کوشش کی ہے اور ہم نے اس حوالے سے اپناcaseڈٹ کر پیش کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: ہم اس کوoppose کرتے ہیں،کل بھی کرتے تھے اور کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر in general بات نہیں کر سکتے،آپ کی جوamendments carry کی گئی ہیں ماسوائے ان کے آپ دیگر پر بحث نہیں کر سکتے۔Sorry تشریف رکھیں۔ Now, I am putting the question.اب میںquestion put کرنا چاہتا ہوں۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Privatization Board Bill, 2010 be passed."

(The motion is carried)

(The Bill was passed)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ بل پاس ہو گیا ہے ہم اس کو جس حد تکoppose کر سکتے تھے ہم نےoppose کیا۔ہم نے اپنی کوشش کر کےamendments دیں کہ اس بل کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے ان میں سے ہماریamendments لاء منسٹر نےaccept کیں،ہمارے کہنے پر انہوں نے 3بندے جن کی کوئیqualification نہیں دی گئی تھی اس کے اندر انہوں نے ہماری بات کو ڈالا،کہیں پر ہم نے انگریزی کی درستی کی تجاویز دی تھیں وہ انہوں نے مانیں تو میں لاء منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کہیں توacknowledge کیا لیکن ہم اس بل کے بنیادی مقصد کے خلاف ہیں۔ہم نے اپنا احتجاج رجسٹر کروایا،Houseکیmajority نے اس کو پاس ضرور کر لیا لیکن ہم نے اس کی مخالفت ضرور کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I do appreciate کہ اپوزیشن نے اس legislation میں اور اس سے پہلی legislation میں بھی جو contribution کی ہے میں اس کو appreciate اور welcome کرتا ہوں اور اپوزیشن کے معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح اس بل سے پہلے ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی amendments پر negotiate کیا اور ان میں سے جن چیزوں کو ہم take care کر سکتے تھے وہ ہم نے کیا، آئندہ بھی ہم جو بھی legislation لے کر آئیں گے اس پر اپوزیشن کی جو بھی amendments ہوں گی ان پر ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کریں گے اور discussion کے بعد جو چیزیں consensus کے ساتھ carry ہو سکیں گی ان کو carry کرتے رہیں گے۔ میں اپوزیشن کی اس contribution پر اپنی طرف سے بھی، گورنمنٹ کی طرف سے بھی اور Treasury Benches کی طرف سے بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں بھی اپوزیشن کی efforts پر انہیں یقینی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شیخ صاحب! مجھے پھر آپ جان بوجھ کر کچھ اس طرف لے جانا چاہتے ہیں آپ کی مہربانی ہے میں اس کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ فی الحال پندرہ منٹ time اور بڑھا دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جن دوستوں نے محنت کی ہے اور اس میں participate کیا ہے میں ان کو شاباش دیتا ہوں کورم point out کرنا ہر ممبر کا حق ہے۔ انہوں نے کورم پورا رکھا ہے ان کو بھی شاباش۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اب اس پر بہت کم بات کرنا چاہتا ہوں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے مزید گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے مزید گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے اور وقت پندرہ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی، شیخ صاحب!

تحریک التواء پر بحث کرنے کے لئے قاعدہ 87 کے تحت اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے بہت مبارکباد کہ یہ ایک تاریخی بات ہے جو میں کرنے لگا ہوں جو کہ اس وقت لوگ سننا چاہ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پہلے میں پڑھتا ہوں۔ مورخہ 25۔جنوری 2010 کو شیخ علاؤالدین ایم پی اے نے معاشرے میں جہیز کی لعنت کی بناء پر خواتین کی شادی نہ ہونے کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 2010/13 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے مورخہ 9۔فروری2010 کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت 2 گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ شیخ علاؤالدین صاحب! اپنی تحریک برائے التوائے اسمبلی پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ اس تحریک کو پڑھنے اور اس پر discuss کرنے کے لئے ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تحریک پیش کریں۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Sir, I move:-

"That the Assembly do now adjourn."

MR. SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Assembly do now adjourn."

The motion moved and the question is:-

"That the Assembly do now adjourn."

(The motion was carried)

جناب سپیکر: اب شیخ علاؤالدین صاحب بحث کا آغاز کریں اور دیگر جو مقرر حضرات بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ ویسے میرے خیال میں شیخ صاحب کی بات سن لی جائے تو کافی ہے۔

معزز اراکین: ہم سب بھی اس پر بولیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر ٹائم ہوا تو دیکھیں گے۔ جی، شیخ صاحب! باقیوں کو بات کرنے دینی ہے یا آپ نے ہی کرنی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف تین منٹ لینے ہیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس issue پر سب لوگ بولیں۔ میں تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، تین منٹ آپ کے ہوں گے اور باقی دس منٹ دوسروں کے ہوں گے پھر House کا وقت ختم ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تو تین منٹ میں ہی ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک کے لانے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ خواتین جن کی کسی بھی وجہ سے شادی نہیں ہو سکتی اور وہ عمر کے اُس حصے سے گزر جاتی ہیں جو ہمارے ہاں عام طور پر marriage days سمجھے جاتے ہیں۔ اُن مظلوم خواتین کی ساری زندگی رشتے داروں اور بھائیوں کے بچوں کے ساتھ گزرتی ہے اور اُن کے حالات اتنے خراب ہوتے ہیں کہ ایسی خواتین کا جائیداد میں کوئی حصہ ہوتا ہے اور نہ اُن کو کوئی پوچھتا ہے۔ اس تحریک کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ ایسی خواتین کے لئے ملازمتوں میں کوٹا دیا جائے جو کم از کم 18 فیصد ہو تا کہ ان خواتین کو ایک عزت کا روزگار مل جائے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگوں کا بھی تجربہ ہے کہ چھوٹی موٹی نوکری جب کسی خاتون کو مل جاتی ہے تو اُس کی شادی ہو جاتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بے راہ روی کو روکنے کے لئے وہ خواتین جو ان مسائل سے دوچار ہیں اُن پر توجہ دی جائے۔ میرے پاس figures ہیں لیکن چونکہ اب وقت اجازت نہیں دے رہا اس لئے میں ثابت کر سکتا ہوں

کہ ایسی خواتین کی وجہ سے اور ان مجبوریوں کی وجہ سے مسائل بڑھ رہے ہیں اور بے راہ روی بڑھ رہی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خواجہ محمد اسلام کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤ الدین: جناب چیئرمین! میں یہ بات کر رہا تھا کہ اگر یہ حالات کنٹرول نہ ہوئے، عورتوں کو معاشی تحفظ نہ دیا گیا اور اُن کو محض مردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا تو پھر یہ حالات اچھے نہیں ہوں گے جس کی ہمارا مذہب بھی اجازت نہیں دیتا۔ عجیب بات ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کہنے میں حرج نہیں ہے کہ ہم لوگ اپنے مذہب سے دُور جا چکے ہیں۔ ہمارے ہاں عورتوں سے ویسے تعلق رکھ کر لاکھوں روپے خرچ کرنے میں تو کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا لیکن اُن سے شادیاں کر کے انہیں عزت کی زندگی دینے میں بڑی شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ ہمارا مذہب اس پر clear اجازت دیتا ہے تو اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان خواتین کو معاشی طور پر آزاد کیا جائے اور وہ خواتین جو اس زندگی اور ایسے حالات سے دوچار ہیں، کو ایک legal shelter دیا جائے تاکہ یہ عزت کی زندگی گزار سکیں اور معاشرے کی main stream میں کام کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محمد ثناء اللہ مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شیخ صاحب نے بڑی اہم بات کی ہے۔ میرے بھائی شیخ صاحب بڑے قابل احترام ہیں اور اب سینئر پارلیمنٹیرین بھی ہو گئے ہیں تو آج کل تھوڑا سا hyper ہو گئے ہیں اس لئے میں اُن سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ تھوڑا سا حوصلے اور غصے کو ٹھنڈا رکھیں تو بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اور اُن کی باتوں سے ہم بھی مستفید ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اصل point پر بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں شیخ صاحب کی اس تحریک التوائے کار کی من و عن support کرتا ہوں کیونکہ اسلام اور شریعت میں جہیز کی بات جائز نہیں ہے۔ ہمارے

ہاں یہ so-called روایات بن چکی ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرے کی sobriety اور beauty کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ کیونکہ ہم 100 سال تک انگریزوں کی کالونی رہے ہیں۔ چونکہ ہم اور ہندوستان جب متحدہ تھے تو اُن کی ذات پات میں gradation تھی لیکن ہمارے اسلام میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے لہذا میری آپ کے توسط سے پورے House سے اپیل ہے اور میں حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ اس بارے میں قانون سازی کی جائے۔ جس طرح ہم نے one dish کی اجازت دی ہے، اسی طرح ہمیں جہیز کے بارے میں بھی کوئی قانون سازی کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گی کہ شیخ صاحب نے اپنی تحریک میں جو معاملہ پیش کیا ہے وہ یقیناً اس معاشرے کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ ہمارا معاشرہ جس طرح سب جانتے ہیں کہ معاشرتی ناہمواریوں کا شکار ہے۔ اس میں ایسی خواتین ہیں جن کی اپنے خاندان کی کفالت یا لمبا چوڑا جہیز اکٹھا کرنے کے انتظار میں عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور شادی نہیں ہو پاتی تو وہ بے شمار مسائل کا شکار رہتی ہیں۔ جب اُن کی عمر شادی کی ہوتی ہے تو وہ اپنے خاندان کی کفالت کے لئے روزگار کی تلاش میں رہتی ہیں اور مختلف مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں۔ میں یہاں یہ بات ضرور کہوں گی کہ روزگار کے لئے خواتین ایسے ایسے مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں جن کا میں یہاں ذکر بھی نہیں کر سکتی۔ اگر اُن کو مناسب روزگار مل جائے تو ہمارا معاشرہ جو بے راہ روی کے راستے پر چل رہا ہے، یقیناً اس سیلاب کو ابھی روکا گیا تو روکا جا سکے گا ورنہ اس سیلاب کو ہم روک نہیں سکیں گے۔ یہاں پر میں صرف دو باتیں اور کہوں گی کہ جو خواتین اس مسئلے کا شکار ہیں، اُن کا تعلق عموماً lower class سے ہوتا ہے اور lower class میں ہی ایسی خواتین ہوتی ہیں جن کی شادی مختلف وجوہات کی بناء پر نہیں ہوتی۔ اگر ایسی خواتین کو ملازمتوں میں کوٹا مل جائے اور اُن کے لئے روزگار کا ایک مناسب ذریعہ بن جائے تو نہ صرف اُن کو مناسب رشتے مل جاتے ہیں بلکہ خاندان والے بھی مالی فوائد دے کر ہی رشتے دیتے ہیں۔ ملازمتیں دینے سے یہ ہو گا کہ اُن خواتین کو رشتے بھی مل جائیں گے اور معاشرے میں وہ باعزت طور پر زندگی بھی گزار سکیں گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ ہمارے معاشرے میں بڑا concrete اور گہرا مسئلہ ہے جس کے اوپر شیخ صاحب نے آواز بلند کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس پر haphazardly کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے اس پر concrete قسم کی قانون سازی کی جائے تو نہایت بہترین نتائج مرتب کر سکتے ہیں جو ہمارے پورے معاشرے پر اثر انداز ہو کر اس طرح کے واقعات کی نفی کر سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ شیخ صاحب چاہے خود ایک کمیٹی بنالیں یا آپ بنا دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ایک کمیٹی ہو جو اس پر ٹھوس قانون سازی کرے۔ جب تک اس پر ٹھوس قانون سازی نہ ہو گی تب تک اس قسم کے واقعات رونما ہوتے رہیں گے کہ اسمبلیوں میں بھی صرف بات ہی کی گئی ہے لیکن شیخ صاحب کی یہ بات تب ہی پائیدار ثابت ہو گی جب ہم ایک کمیٹی بنائیں گے۔ اگر کمیٹی نہ بنائیں تو ویسے concrete قسم کی قانون سازی ہو جس کو سب نے obey کرنا لازم ہو تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ اس کا کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے لیکن اگر اس پر قانون سازی نہ ہو گی تو پھر کوئی نتیجہ نکلنا بہت مشکل ہے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب نے خواتین کے جس حساس مسئلے کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی قابل توجہ ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ جن خواتین کی کسی نہ کسی وجہ سے شادی نہیں ہو پاتی وہ صرف معاشرے پر ہی نہیں بلکہ اپنے والدین پر بھی بوجھ بن جاتی ہیں اور انہیں روزانہ ذہنی اذیت کا شکار ہونا پڑتا ہے جو تشدد کی ایک قسم ہے۔ اسی تشدد کے بارے میں کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

اُس ظلم کو سب نے دیکھ لیا جو تم نے سرِبازار کیا
اُس ظلم کو دنیا کیا جانے جو تم نے پس دیوار کیا

جناب چیئرمین! یہ وہی پس دیوار ظلم ہے جس کا شکار شادی نہ ہونے والی خواتین ہوتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اُن کو اس ظلم اور بے راہ روی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اُن پر رحم نہ کھائیں بلکہ معاشرے کا کارآمد شہری بنانے کے لئے تمام نوکریوں میں کم از کم 2 فیصد کوٹا مختص کریں تاکہ یہ خواتین اپنے گھر والوں پر بوجھ نہ بنیں۔

جناب چیئرمین: جی، ذرا wind up کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! صرف ایک بات اور کرنی ہے۔ اگر نوکری حاصل کرنے کے بعد اِن خواتین کی شادی ہو جاتی ہے تو پھر ان کی خوش قسمتی سمجھ کر انہیں نوکری جاری رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ یہ اپنے گھر کو بہتر طریقے سے چلا سکیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ شیخ علاؤالدین صاحب ہمارے بڑے honourable member ہیں ان کی ہمیشہ اچھی کاوش ہوتی ہے۔ وہ بڑے اچھے points raise کرتے ہیں، جن پر ہمیں بھی بات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ خواتین کے معاملہ کے حوالے سے انہوں نے جو issue raise کیا ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ملک کی 52 فیصد آبادی کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر ہمیں اپنی تجاویز دینی چاہئیں اور اس پر proper تجاویز ہونی چاہئیں۔

جناب چیئرمین! اس حوالے سے میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ایسی خواتین کے لئے ملازمتوں میں کم از کم دو فیصد کوٹا رکھنا چاہئے۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ جن کو شیخ صاحب نے کہا ہے کہ وہ marriageable pool سے باہر ہو جاتی ہیں ان کے لئے اگر ملازمتوں میں دو فیصد کوٹا رکھا جائے اور اس کے بعد ان کے لئے age relaxation کم از کم دس سال تک ہونی چاہئے تاکہ انہیں ملازمتوں میں حصہ مل سکے اور وہ معاشرے میں ذمہ دار اور کارآمد شہری کے طور پر رہ سکیں۔

جناب چیئرمین: میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس بارے میں بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی میری ایک بہن نے بھی بات کی کہ اس میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اس میں کسی قسم کے معاشی قانون سازی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ دو فیصد یا چار فیصد کوٹے کی بھی بات کرتے ہیں تو مسئلہ تو وہیں کا وہیں رہ جائے گا کہ ہماری یہ خواتین چاہے 25 سال کی ہو جائیں، چاہے تیس سال کی ہو جائیں اگر ملازمت ملنے کے بعد ان

کی شادیاں نہ ہوں تو پھر بھی وہ مسئلہ تو رہے گا۔ جس معاشی set up میں ہم رہتے ہیں اور ہمارے مذہب کے مطابق بھی اصل مسئلہ تو ان کی شادیوں کا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی سب سے بڑی وجہ بھی شاید ہماری خواتین بہنیں ہی ہیں۔ اگر آج یہاں پر وہ حوصلہ کرتے ہوئے ہماری سوسائٹی کے اندر مردوں کو حوصلہ دیں اور ان کو عرض کریں کہ وہ مرد جو جسمانی طور پر اور معاشی طور پر مضبوط ہیں ان کو دوسری شادی کرنی چاہئے اور ان کو خود چاہئے کہ یہ مردوں کو compel کریں کہ ہماری وہ بہنیں جو معاشی طور پر جہیز نہیں دے سکتیں یا جن کو اچھے رشتے نہیں ملتے ان کو خود چاہئے کہ اپنی بہنوں کے بارے میں سوچیں۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ عمران نذیر!

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! شیخ صاحب ہمارے سینئر پارلیمنٹیرینز ہیں اور ان سے ہم کچھ نہ کچھ سیکھتے رہتے ہیں۔ آج بھی انہوں نے ایک ایسے مسئلے کو چھیڑا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں بڑی اہمیت کا متقاضی ہے۔ مجھے زیادہ خوشی ہوتی کہ اگر ہماری خواتین ممبرز یہ مسئلہ لے کر آتیں کیونکہ یہ مسئلہ خواتین سے ہی متعلقہ تھا۔ جب بجٹ پر amendments کا معاملہ ہوتا ہے تو ہماری اپوزیشن کی محترم خواتین بڑی زبردست قسم کی performance دے رہی ہوتی ہیں لیکن سوائے ثمینہ خاور حیات کے یہاں کسی نے بیٹھنا گوارا نہیں کیا۔ مجھے اس کا بہت افسوس ہے کہ کاش! وہ یہاں پر بیٹھتیں اور خواتین کے مسائل کی طرف اپنی نظر بھی ڈالتیں۔

جناب چیئرمین! بس میں ایک آدھ بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ یہ جو مسائل ہیں ان کے لئے بڑی seriousness کا مظاہرہ کرنا پڑے گا جیسا کہ میری بہن نے کہا کہ اس پر ہمیں یہاں پر قانون پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھی intimation دینی پڑے گی۔

جناب چیئرمین: رانا محمد ارشد!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! اس لسٹ میں میرا نام بھی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا نام سب سے پیچھے ہے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب چیئرمین!بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑااہم مسئلہ point out کیا۔ وہ ہمارے بڑے سینئر ممبر ہیں۔ آج ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور ہم سب مل بیٹھ کر اس معاملے پر discussion کر رہے ہیں۔ اس پر کافی دوستوں نے گفتگو کی۔ اس پر actually عملدرآمد کرنے کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں اور میں یہ سمجھتاہوں کہ خواتین کی 52 فیصد آبادی ہے اس میں پانچ سات فیصد ایساطبقہ ہے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب چیئرمین:جی،رانا ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب چیئرمین!میں بات کر رہا تھا تو kindly اس پر اگر کمیٹی بنادی جائے اور یہ کمیٹی اپنی رپورٹ خادم اعلیٰ پنجاب کو دے تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے اور میں چاہوں گا کہ یہ ایسا issue ہے جو ہم سب کے لئے مشترکہ ہے اور اس پر کمیٹی ضرور بننی چاہئے اور اس پر عملدرآمد ضرور ہونا چاہئے تو انشاءاللہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو point raise کیا ہے کہ وہ طبقہ جو واقعی اس کے مستحق ہیں ان کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین:House کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ اب میں حسن مرتضیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:شکریہ۔جناب چیئرمین! شیخ علاؤالدین صاحب کے دل میں خواتین کے لئے جو درد ہے وہ اکثر اوقات House میں سامنے آتا ہے اور بہت اہم issues raise کرتے ہیں۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ان پر عمل نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس معاملہ کو سرد خانہ میں ڈالنے کی بجائے اس اہم issue پر مکمل قانون سازی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرد بھی کافی ایسے ہیں جن کو رشتے نہیں ملتے میں شیخ صاحب سے عرض کروں گا کہ جب قانون سازی ہو تو ان مردوں کو بھی یاد رکھیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا نقطہ نظر سب کے سامنے آگیا ہے۔ اب میں نسیم ناصر خواجہ صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جی، محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وقت مل گیا۔ آپ کو بھی مبارک ہو۔**اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی**

بے پردہ جو نظر آئیں چند بی بیاں
اکبر غیرت قومی سے زمیں میں گیا
پوچھا جو یہ آپ کا پردہ کیا ہوا
لگی کہنے کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

جناب والا! میرے بھائی علاؤالدین شیخ صاحب ہمیشہ اچھی بات کرتے ہیں لیکن آج انہوں نے افسوسناک، شرمناک مذاق میں non serious بات کی ہے۔ خواتین بہت قابل احترم ہیں۔ پاکستانی خواتین ہوں یا تاریخ اسلام کی۔ یہاں پر خولہ بھی موجود ہیں، یہاں پر فاطمۃ الزہرہ بھی ہیں، یہاں پر زینب اور کبریٰ بھی ہیں، ان کو یہ بات senses میں رہ کر کرنی چاہئے تھی۔ یقیناً معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہے لیکن یہ بات یہاں اس انداز میں اور اس طرز پر نہیں اٹھائی جاسکتی۔ خواتین کوٹا کیوں لیں خواتین تو اکثریت میں ہیں۔ کوٹے تو ان کو دیں جو minorities میں ہیں؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زمردیا سمین رانا!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! ابھی میری بات رہتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ بس آپ کی بات ہوگئی ہے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں شیخ علاؤالدین صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنے اہم اور حساس issue پر جو کہ خواتین کے متعلق تھا اور جس کی وجہ سے 17 فیصد خواتین suffer کر رہی ہیں۔ انہوں نے یہ اہم issue اٹھایا ہے۔ ہم ان کے یقینی طور پر تہہ دل سے شکر گزار ہیں جو اصل بات ہے اور جو انہوں نے مسائل بتائے ہیں کہ اس کی بنیادی وجہ

ذات پات، شکل وصورت اور سب سے بڑی جہیز کی لعنت ہے۔اس پر بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور repetition کی ضرورت نہیں ہے۔جو حقیقت ہے کہ ان کا حق ہے کہ ہم سب کے اوپر اور ان کو یقینی طور پر کم از کم 2 فیصد کوٹا کیونکہ ان کی تعداد کم از کم 17 فیصد ہے تو انہیں کوٹا بھی ملنا چاہئے اور اس بارے قانون سازی بھی ہونی چاہئے لیکن میں ایک بات یہاں پر ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا معاشرہ male oriented ہے اور بات کسی اور طریقے سے ہو رہی ہے لیکن میرے معزز بھائی میاں نصیر صاحب نے اس بات کو اپنی ہی favour میں لے جانے کی کوشش کی۔میں انہیں یہ مشورہ دیتی ہوں کہ اگر انہیں دو شادیوں کا اتنا ہی شوق ہے تو وہ اپنے طور پر تو کر سکتے ہیں لیکن سارے پاکستان کے مردوں کو اس طرح کے اشارے نہ دیں اور جو مسئلہ ہے اس کی طرف توجہ دیا کریں تو یہ مناسب ہو گا بجائے اس کے کہ اپنی طرف لے کے جائیں۔

جناب چیئرمین: نسیم ناصر خواجہ! تشریف نہیں رکھتیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ اتنا ہم issue ہے لیکن آپ اسے اتنا بھگا بھگا کر چلا رہے ہیں تو اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: ساڑھے چار بجے تک ٹائم ہے اس لئے میں ایسے کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری عرض یہ ہے کہ اس issue کو اس طرح جلدی جلدی بھگا کر نہ گزاریں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے اور ہماری بہنوں کی بات ابھی مکمل نہیں ہو پاتی کہ آپ دوسرے کو floor دے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو اس کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! اس کی اہمیت کا بہت احساس ہے اسی لئے اس کے لئے ٹائم مانگ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب چیئرمین!میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے عورتوں کے مسئلے کے حل کے لئے جو motion move کی ہے میں اسے دلی طور پر سراہتی ہوں اور میں نہ صرف اس ایوان کی اپنی بہنوں بلکہ جو پاکستان کی آبادی کی 51 فیصد بہنوں کو حوصلہ دینے کی تلقین کرتی ہوں کہ وہ اپنے اندر حوصلہ ، ہمت، جذبہ،determination رکھیں، آزادی اور دھڑلے کے ساتھ اپنے خاوندوں کو اجازت دیں کہ وہ دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کریں لیکن ان کی ایک حد ہو جو اللہ اور اس کے رسول نے مقرر کی ہے۔ ان شرائط پر دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کرنے کی اجازت دیں۔ مت انہیں frustrate کریں، مت ان میں یہ چیزیں رکھیں اور آپ انہیں آزادی دیں اور مجھے پتا ہے کہ جب میں باہر جاؤں گی تو میری بہنوں نے میرا کیا حال کرنا ہے؟(قہقہہ)

میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آپ جب اپنے مردوں کو آزادی دیں گی تو وہ اس آزادی کو avail کریں گے۔ یہ frustration جو ان کے اندر ہے اور جو چیز انہیں حاصل نہیں ہے وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب آپ انہیں اجازت دے دیں گے تو میرے خیال میں وہ بندے کے پتر بن جائیں گے۔

معزز ممبران : جناب چیئرمین! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ on record اپنے خاوند کو اجازت دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین!میں on floor of the House اپنے خاوند خاور حیات صاحب کو اجازت دیتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے قوانین اور شرائط کی حد میں رہ کر دوسری اور تیسری کیا چار شادیاں کر لیں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے جو کہا ہے یہ pre planed ہے اور اب انہوں نے صرف announce کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین!میں سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کی اس کاوش کو سراہتی ہوں کہ انہوں نے ایک بہت اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے اور میں انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب بھی خواتین یا اقلیتوں کے کسی بھی مسئلے کی بات ہوتی ہے تو اس ایوان کی seriousness کا یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے اور اس مسئلے کو سننے کے لئے یہاں بہت کم لوگ ہیں حالانکہ اس مسئلے کو سننے کے لئے سب کو بیٹھنا چاہئے تھا تو کیا ہم اس طریقے سے خواتین یا اقلیتوں کے مسائل حل کر سکیں گے؟ میں بھی ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی بات کی تائید کرتی ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق دیا ہے، بجائے اس کے بے راہ روی بڑھے اور بجائے اس کے کہ خواتین کو اور طریقے اپنانے پڑیں کیونکہ صرف غیر شادی شدہ خواتین نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ جوان بیوائیں ہیں اور میں بہت ساری خواتین کی help کرتی ہوں جو جوان بیوائیں، مطلقہ یا جنہیں غربت یا دیگر وجوہات کی بناء پر طلاق ہو جاتی ہے تو ان کے پاس تعلیم ہوتی ہے نہ کوئی اور جگہ جانے کے لئے ہوتی ہے جس کی وجہ سے بے راہ روی بڑھتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک protection دی ہے تو دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کی اجازت ہونی چاہئے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین!میں اپنے شعر سے اپنی تقریر کا آغاز کروں گی کہ:

سانولے چہرے بھی دولت سے دمکتے ہیں یہاں
اور چاند سے چہروں پہ اڑتی ہے غم دوراں کی دھول

جناب چیئرمین!میرے محترم بھائی شیخ صاحب نے بہت اچھا issue raise کیا ہے لیکن یہاں میری بہن نے جو اجازت دی اور میرے بھائیوں نے demand کی تو اس چیز کی اجازت اسلام دے چکا ہے۔ اسلام نے تو لونڈی بھی جائز کر دی لیکن ساتھ یہ فرما دیا کہ آپ نکاح کر لیں تو بہترین

راستہ ہے۔ ہمیں جہیز کا بائیکاٹ کرتے ہوئے اسلامی روایات کو اپنے اندر لانا چاہئے اور حقوق کی پاسداری کرنی چاہئے۔ ہمیں اپنے معاشرے کے خواتین کی پراپرٹی کی حفاظت کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین! انجکشن لگا کر پاگل خانے بھجوائی جانے والی خواتین کی پراپرٹی کا تحفظ ہونا چاہئے اور میں یہ بھی کہتی ہوں کہ انہیں روزگار کے لئے آسان اقساط پر قرضہ جات بھی ملنے چاہئیں اور ان کا کوٹا بھی مختص ہونا چاہئے اور انہیں معاشرے کا فعال شہری بنانا چاہئے۔ میں یہاں پر legislation کی بجائے implementation پر زور دوں گی کیونکہ اسلام نے جو قوانین بنائے ہیں یہاں تو ان پر بھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے ایک بہت ہی اہم issue اٹھایا ہے اور میرا خیال ہے کہ آدھا گھنٹہ اس پر لگایا ہے تو آپ نے دیکھا کہ کوئی بھی مقرر اپنا مطمع نظر اور اپنی بات پوری نہیں کر سکا۔ شیخ صاحب نے ایک بڑے genuine issue کو touch کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے لئے قوانین دو گھنٹے کی بحث کی اجازت دیتے ہیں تو ہمیں اس کے لئے proper ایک وقت رکھ کر اس پر توجہ کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔ ہم نے جس طرح اسے rush کیا ہے تو ہم نے اس اہم معاملے کو وہ اہمیت ہی نہیں دی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ کسی دن اس کو properly دو گھنٹے رکھ کر جیسا کہ قانون کہتا ہے اور ہماری سب بہنیں اور بھائی prepare ہو کر آئیں اور positive suggestions دیں اور کوئی وزراء کرام بھی یہاں پر بیٹھے ہوں جو اس کو نوٹ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! لغاری صاحب کی تجویز سے میں بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی ایسے ہونا چاہئے، اس پر لوگوں کو بہت توجہ دینی چاہئے اور اس کے بعد اس کا کوئی ایسا موثر حل بھی ڈھونڈنا چاہئے۔ میری بھی آپ سے استدعا ہے کہ اسے کل بھی رکھیں لیکن اس پر کچھ نہ کچھ ہمیں final کرنا چاہئے کیونکہ یہ معاشرے کا ایک رستا ہوا ناسور ہے جس کے لئے ہم سب کو توجہ دینی چاہئے اور میں ان کے الفاظ کی قدر کرتا ہوں اور باقی بھی ہمارے ساتھی ممبران نے الفاظ بولے ہیں تو سب کو اندازہ ہے کہ یہ کتنا بڑا issue ہے تو سب اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور سب کی عزت شرم رکھے یہ معاملہ بڑھتا جا رہا ہے، بڑھتا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے دیکھیں کہ کتنے Guest

Houses میں سے کیا کیا برآمد گیاں ہو رہی ہیں، عورتوں کے ساتھ کیا کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں ان سب کو بھی عزت دینی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی سرخرو ہونا ہے۔

جناب چیئرمین: House کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔ مولانا الیاس چنیوٹی صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! چنیوٹی صاحب کے بعد اسے کل کے لئے رکھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے دیکھ لیا کہ ممبران اس میں کتنی دلچسپی رکھتے ہیں اور سب لوگ بڑی تفصیل کے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ میری اور ہم سب خواتین کی یہ گزارش ہے کہ اس کو کل کے لئے pending کرکے اس پر بحث کے لئے proper طریقے سے زیادہ سے زیادہ ٹائم دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! چنیوٹی صاحب کے بعد اس کو کل پر رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین! اس کرسی پر تشریف فرما ہونے پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب یقیناً ہمارے لئے ایک رہبر کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بہت اچھے point raise کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قرآنی حکم ہے جس کے لئے انہوں نے یہ point out کیا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ:

وَأَنكِحُواْ ٱلۡأَيَـٰمَىٰ مِنكُمۡ وَٱلصَّـٰلِحِينَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَإِمَآئِكُمۡۚ إِن يَكُونُواْ فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ o

یہ سورۃ نور کی آیت ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ تم میں سے ایسے لوگ جو بے نکاح بیٹھے ہوں ان کی شادیاں کرواؤ۔ فرمایا چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں ان کی شادیاں کرواؤ۔ **إِن يَكُونُواْ فُقَرَآءَ** اگر وہ شادی سے پہلے فقیر تھے، تنگ دست تھے تو کیا ہو گا **يُغۡنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦ** اللہ تعالیٰ

اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دے گا۔ یہ اللہ رب العزت نے حکمت بیان فرمائی ہے کہ شادی کرانے سے ان غریبوں کو اللہ تعالیٰ تونگر کر دیتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہمارے معاشرے میں ایک ناسور بنا ہوا ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہاتھ پیلے کرنے کا ہمارے پاس سامان نہیں ہو گا تو سسرالی خاندان لعن طعن کرے گا، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی مثال ہے اور بہت ساری خواتین کے قصے بھی ہیں۔ ایک صحابی کا قصہ آتا ہے کہ وہ شکل کے پورے سورے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے جلیدید تمہاری شادی نہ کر دیں؟ تو حضرت جلیدید کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ میری شادی کی بات کرتے ہیں اگر آپ مجھے بازار میں بیچیں گے تو مجھے کوئی چار درہم کا بھی نہیں خریدے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ معاشرے میں تمہاری کوئی قدر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بہت قدر ہے۔ ایک بہت بڑا کھاتا پیتا خاندان تھا نبی اکرم ﷺ نے اس صحابی کی شادی وہاں کروائی۔ آپ ﷺ نے دعا دی اور وہ مدینہ منورہ کے مالدار ترین لوگوں میں سے ہو گئے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں ہماری عورتوں اور بہنوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ میری عمر بڑی ہو گئی تو اب میں شادی کے قابل نہیں رہی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حضور پاک ﷺ سے دوسری شادی کی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک ابھی پچیس سال تھی۔ وہ بیوہ بھی تھیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو بیوہ ہوں ان کو بھی چاہئے کہ وہ شادی کر لیں۔ اگر کسی فیملی معاملے کی وجہ سے بیٹھی ہوں تو ان کو چاہئے کہ وہ شادی کر لیں۔ ہماری بہن ثمینہ خاور حیات نے بہت اچھی offer کی ہے اور اعلان بھی کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس ضمن میں، میں سمجھتا ہوں کہ جو قانونی رکاوٹ ہے ایوب خان کے زمانے میں Family Laws بنے تھے اس میں انہوں نے یہ شرط لگا دی تھی کہ اگر کوئی خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو پہلے بیوی سے اجازت لے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شرعی طور پر یہ چیز درست نہیں ہے۔ اس زمانے میں مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس قانون میں کچھ ترمیم ہونی چاہئے۔ اسلام میں ہے کہ خاوند پہلی والی بیوی سے اچھا سلوک

رکھے اور اگر اس کے حالات اچھے معلوم ہوتے ہوں تو پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ دوسری شادی کرلے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ملک جہانزیب!

ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج ایک اہم مسئلے کی طرف شیخ علاؤالدین صاحب نے جو توجہ دلائی ہے اس پر میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ یہاں جتنی بھی خواتین بیٹھی ہیں اور جتنے بھی مرد حضرات ایم پی اے بیٹھے ہیں میں ان کو بھی گزارش کروں گا کہ ہم مذاق اور کافی چیزوں پر وقت ضائع کرتے ہیں اور جو اہم issue ہوتے ہیں، اب دیکھیں کتنا اہم مسئلہ چل رہا ہے اور یہاں کتنے ممبران بیٹھے ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی سنت کی بات ہو رہی ہے اور خواتین کا، میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا دل ہے جیسے ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے بڑے دل سے بات کی ہے اور انہوں نے ایک اسلامی عورت کے ذہن کے مطابق بات کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری خواتین جو اس وقت گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم سب مل کر ان کے ساتھ جیسے شیخ صاحب نے کہا ہے کہ اس پر ایک لمبی debate کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ آج اس کو ختم کر دیں۔ آپ اس پر ہمیں ایک دو گھنٹے دیں، اس پر ہم بھی اپنی تجاویز لے کر آتے ہیں اور جب سارے منسٹر صاحبان موجود ہوں پھر یہ بات ہو۔ یہ بات یہاں پر ختم نہیں کر دینی چاہئے بلکہ اس کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ پاکستان کی وہ خواتین جو گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں کم از کم ان کو فائدہ ہو۔ ہم ان خواتین کے لئے کچھ کر سکیں اور یہ اسمبلی کچھ کام کر سکے۔ میری آپ سے یہ التماس ہے کہ آپ اس کے لئے وقت بڑھائیں اور کل کا دن ہے اس میں ایک گھنٹہ دے دیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کے لئے دو گھنٹے دیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس کے لئے وقت بڑھایا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں جناب شیخ صاحب، محسن لغاری صاحب اور اپنی بہنوں سے گزارش کروں گا کہ مولانا چنیوٹی صاحب کی بات کے بعد اس موضوع پر بڑی کھل کر بات ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جس issue پر بات کی ہے یہ اس معاشرے کا رستا ہوا ناسور ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ان کی بات پنجاب کے ایوان میں پوری طرح سے گونج چکی ہے اور ہر فرد اس پر انشاءاللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ ضرور اثر رکھے گا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت اس پر کوئی نہ کوئی

قانون سازی کرے گی۔ اب وقت ختم ہو رہا ہے، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ آج اس پر بے شک کمیٹی کا announce نہ کریں۔ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ اس پر کل یا Monday کو بھی بات ہو سکے گی۔ جب ہم یہاں سب معزز ارکان ہوں گے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس موضوع پر پورے House کے لوگ بولیں اور اس پر ایک کمیٹی بنے۔ جو ثمینہ خاور حیات نے بات کی ہے وہ خواتین کی طرف سے ایک آئیڈیل سٹیٹمنٹ ہے۔ وہ ایک دوسری بات ہے کہ ان کی وہ پہلی commitment ہے جس کو انہوں نے آج announce کیا لیکن واقعی انہوں نے بڑی اہم بات کی ہے اس سے بڑے مسائل حل ہوں گے۔

چیئرمین صاحب! آپ صرف اس کو اتنا extend کر دیں کہ اس پر ہم کل بات کر سکیں یا Monday کو بات کر سکیں۔ باقی بات ہم پھر کر لیں گے آپ صرف اتنا ہمیں کہہ دیں کہ ہاں اس پر مزید بات ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: کل کا ایجنڈا تو مکمل ہے پھر Monday کو اس پر بات ہو جائے گی لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اس کمیٹی میں آپ نہیں ہوں گے اس کمیٹی میں میری بہن ثمینہ خاور حیات ضرور ہوں گی لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 19۔فروری 2010 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اللہ حافظ۔

2901

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

پانی کے مسائل پر عام بحث

2903

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،19۔فروری2010

(یوم الجمع،4۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 10بج کر 30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذۡنِهِۦ وَسِرَاجٗا مُّنِيرٗا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضۡلٗا كَبِيرٗا ﴿٤٧﴾

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات 45تا47

اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے(45)اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن (46)اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے(47)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
زمانے میں دُکھیوں کے تم چارہ گر ہو
مری شامِ غم کا ہو اب تو سویرا
ہو روشن سحر دور ہو کے اندھیرا
مجھے سخت رنج و الم نے ہے گھیرا
سوا آپ کے کون غم خوار میرا
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
سوالی ہوں میں دُور ہو تنگ حالی
بھریں خیر سے میرا دامن ہے خالی
ہے باب کرم آپ کا سب سے عالی
سدا تم نے منگتوں کی حالت سنبھالی
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو
سوائے تمہارے میں کس در پہ جاؤں
کسے اپنے غم کی کہانی سناؤں
کہاں تک میں حسرت کے آنسو بہاؤں
کسے داغ سینے کے اپنے دکھاؤں
نبی جی نبی جی کرم کی نظر ہو

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اب وقفہ سولات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سولات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے، پھر کرتے جائیں ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی فورم کو ذاتی مسئلہ کے لئے استعمال کرنا

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں صبح صبح یہ بات اس لئے کرنا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں اسمبلی میں لاکھوں، کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کے لئے آتے ہیں، ان کے جذبات اور ان کے مطالبات کی زبان بن کر، اگر ہم اپنے اس فورم کو اپنے کسی ذاتی مسئلے کے لئے یا ذاتی رائے کے لئے استعمال کریں تو یہ غلط ہے۔ کل ہماری ایک بہن نے اپنے خاوند کو یہاں کھڑے ہو کر چار چار شادیوں کا مشورہ دیا۔

جناب والا! یہ ہر عورت کی demand ہے، ہر عورت کی خواہش ہے اور نہ ہی ہماری عورتیں آج اس حد تک ضرورت مند ہیں۔ وہ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو سکتی ہیں، اپنا روزگار خود کما سکتی ہیں اور اپنا گھر خود چلا سکتی ہیں۔ انہیں کسی شادی شدہ مرد سے شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دو ہزار سال پرانی عورت اگر مجبور تھی اور شادی شدہ مرد اس کا رکھوالا بن سکتا تھا تو آج کی عورت اتنی مجبور نہیں ہے۔ اس میں میری یہ استدعا ہے کہ کوئی بھی خاتون ہو، خواہ میری اپنی بہن ہے، ہماری ہی پارٹی سے belong کرتی ہیں لیکن ہماری پارٹی کا یہ مؤقف ہے اور نہ ہی ہماری یہ زبان ہے۔ اگر اس کا اپنے خاوند کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے تو وہ اپنے گھر کے اندر اس کو discuss کر سکتی ہیں اور باقی خواتین بھی کر سکتی ہیں۔ یہ matter ان کا personal ہے، میرا نہیں خیال کہ یہ فورم ایک ایسا فورم تھا کہ وہ یہاں پر یہ بات کرتیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ ایک serious issue تھا، کل بھی اس کو مذاق میں ٹال دیا گیا۔ آج بھی بجائے اس کے کہ بزنس چلے اس serious issue کو ہنسی مذاق میں لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر تھی کہ 17 تاریخ سے لے کر 21 تاریخ تک میزائل کے تجربے کئے جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کئے جائیں گے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میزائل کے تجربے کئے جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تجربات کو کامیاب کرے۔

جناب سپیکر: آمین۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: اس کے علاوہ مسجد میں جو خودکش حملہ ہوا ہے اس میں جانی نقصان بھی ہوا ہے اس پر بھی میں تعزیت کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم عورتوں کا سپیکر on نہیں کرتے۔ اب انہوں نے وہاں سے on کیا ہے تو یہ چلا ہے This is wrong کہ خواتین کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جائے اور میں جب بھی پوائنٹ آف آرڈر کے لئے اٹھتی ہوں جب تک یہ آپ کا کارندہ

سپیکرonنہیں کرتا یہ بندر ہتاہےI protest against thisاور دوسری بات یہ ہے کہ میری بہن نے ابھی جو بات کی ہے یہ بات بالکل درست ہے کہ میڈیا نے وہ جو مسئلہ تھا اس کو بالکل الٹا پیش کیا۔ رات کو ARY ٹی وی کا میں نے پروگرام دیکھا جس میں تمام خواتین کے اوپر انہوں نے عائد کر دیا کہ تمام خواتین چاہتی ہیں کہ دوسری شادی ہو، ان کے خاوندوں کی دو شادیاں ہوں اور چار شادیاں ہوں یہ بہت غلط بات ہے۔ میں آپ کی وساطت سے میڈیا کو بھی کہتی ہوں کہ جو بات ہو اس کو اسی طرح سے پیش کرنا چاہئے، صرف ایک خاتون نے اس طرح کی بات کی نہ کہ ہم سب خواتین نے اس طرح کی بات کی۔ مہربانی فرما کر آپ میڈیا سے بات کریں کیونکہ اس طریقے کے ساتھ تو پورے پنجاب میں شور وغل مچ گیا کہ رات کو اتنے فون آئے "او باجی کتھے رشتہ دیکھنا اے کیہہ کرنا اے" میں تو حیران رہ گئی۔ انہوں نے کہا "سانوں سر نے اجازت دے دتی ہوئی اے" اور میرے علاقے میں جو جاہل لوگ ہیں وہ یہ سمجھے کہ شاید اسمبلی میں چار چار شادیوں کی قرار داد پاس ہو گئی ہے تو مہربانی فرمائیں اور آپ میڈیا سے بات کریں کہ وہspecificبات کیا کریں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں تو قرار داد پاس کرنے کی کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہوں گی کہ ہمارے ایک بھائی اور معزز رکن میاں نصیر صاحب نے اس House میں کھڑے ہو کر یہ مطالبہ کیا کہ خواتین ہمیں دو دو شادیاں کرنے کی اجازت دیں۔ دیکھیں جس مرد نے شادی کرنی ہوتی ہے اس کو اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: یہ ضرورت ہوتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر معاشیcrisisاتنا ہے کہ آپ ہمیں بجٹ میں سے باقاعدہ حصہ دیں۔ آپ بے زمین کسان عورتوں کو زمینیں دیں، آپ ہمیں ہنر مند بنانے کے لئے فنڈز دیں تاکہ ہم ان خواتین کو ہنر مند بنائیں اور وہ اپنا روزگار خود کما سکیں۔ اس قسم کی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے اور اگر ثمینہ خاور حیات ماں بن کر سوچتی کہ اس کی بیٹی کے میاں نے دوسری شادی کرنی ہے تو پھر میں سمجھتی کہ کیسے وہ بات کرتی ہے۔ پتا نہیں اس نے کسsenseمیں بات کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! کل کا جو واقعہ ہے جس طرح ابھی معزز رکن نے یہاں پر بات کی میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت قابل افسوس واقعہ اس لئے بن گیا کہ ایک female member کی ذاتی رائے کو میڈیا پر اس طرح سے interpret کیا گیا کہ جس طرح پوری پنجاب اسمبلی کی خواتین اس بات پر متفق ہیں کہ مردوں کو دوسری شادی کی اجازت ہونی چاہئے۔ ہمارے مذہب کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں ایک منٹ۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ دیکھیں میڈیا نے اپنے طور پر کچھ نہیں کیا۔ میڈیا کو آپ نے کہا آپ کا بیان، آپ کو جو کہنا تھا وہ انہوں نے پیش کیا ہے۔ یہ تو آپ کی اپنی غلطی یا جو بھی آپ سمجھیں۔ میرے خیال میں تمام میڈیا والے بھی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں والے ہیں تو ایسی چیزوں کو اچھالنا مناسب نہیں ہے۔ قانون جو ہے وہ اسلامی قانون ہے، شرعی قانون ہے اور اس کا سب کو پتا ہے۔ اس بات کو اچھالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! میں عرض کر رہی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی یا ابھی کرنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! آپ بات کر رہے تھے تو میں خاموش ہو گئی تھی۔ میری صرف اتنی گزارش ہے اور ہمیں پتا ہے کہ ہمارے مذہب میں مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا مذہب نہیں، دین ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): بالکل۔ اس کے مطابق ہمیں چونکہ شرعاً ایک چیز کا پتا ہے اس لئے میرے خیال میں یہ بات کرنا کہ خواتین جو ہیں وہ چاہتی ہیں کہ وہ مردوں کو اجازت دے دیں۔ یہ بہت غلط بات تھی اس لئے آج ہم وقفہ سوالات سے قبل

پوائنٹ آف آرڈر پر اس بات کو clear کریں۔ اس ایوان کی تمام خواتین کی طرف سے اس خواہش کا اظہار نہیں تھا، یہ ان کی ذاتی رائے تھی اور اس کو ان کی ذاتی رائے ہی سمجھا جائے ۔ یہ impression نہ دیا جائے کہ پنجاب اسمبلی کی تمام خواتین اس میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! جلدی جلدی بات کریں۔ آج کا ایجنڈا بھی میرے سامنے ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، بس میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں ۔مجھے صرف اس floor سے، میڈیا سے اور اپنے تمام ساتھیوں سے یہ request کرنی ہے۔ کل کا issue ایک انتہائی اہم issue تھا اور جو خواتین کا مسئلہ تھا وہ ایک lower middle class کی خواتین کا مسئلہ تھا اور ہمارے چند ممبران کی وجہ سے میڈیا نے اس کو کوئی اور رنگ دے دیا اور ہماری بات کا رخ بدل دیا۔ میں یہاں پر میڈیا اور اپنے colleagues سے بھی request کروں گی کہ خدا کے واسطے اس اہم issue پر بات کریں، اس کے لئے کچھ کریں تاکہ جو اس قسم کی خواتین ہیں ان کا مسئلہ حل ہو اور ہمیں بھی اس کا اجر ملے گا۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! آپ نے دو عورتوں کو بات کرنے کی اجازت دی ہے، اب ایک مرد کو بھی اجازت دے دیں۔ میں نے اس مسئلے پر بات نہیں کرنی بلکہ میرا مسئلہ کوئی اور ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں آپ کی توجہ اور اس House کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل رچرڈ ہالبروک جو امریکہ کے نمائندہ کی حیثیت سے پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں انہوں نے کل ڈاکٹر عافیہ کے متعلق میڈیا سے بات کرتے ہوئے پاکستانی عوام کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ امریکی عدالتوں کا احترام کریں۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی۔ میں آپ کے توسط سے اس

فورم سے امریکہ کی حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی پاکستانی عدالتوں کا احترام کرنا سیکھیں کیونکہ اگر وہ پاکستانی عدالتوں کا احترام کر رہے ہوتے اور ڈاکٹر عافیہ نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو وہ پاکستان کی حکومت کو بتاتے کہ جناب! اس کا عدالت میں مقدمہ چلایا جائے تا کہ اس کا جرم ثابت ہو اور اس کے ساتھ ہی میں امریکہ کی حکومت کو۔۔۔

جناب سپیکر: جنہوں نے حوالے کیا ہے ان کا کیا کرنا چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ان کو condemn کرنا چاہئے، اگر کسی نے ان کے حوالے کیا ہے تو وہ غلط کیا ہے، میں اس کی حمایت نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کیا یہ ہمارا اختیار ہے؟ یہ تو Ministry of Foreign Affairs والوں کا کام ہے۔ ہمیں اپنے ایجنڈے پر چلنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سب سے پہلے تو میں محسن لغاری صاحب سے request کروں گا کہ جب میں بول رہا ہوں تو کم از کم میری بات ختم ہو لینے دیا کریں اس کے بعد اپنی بات کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ہم ان کا احترام کرتے ہیں، یہ جب بھی بولتے ہیں ہم نے ان کو کبھی interrupt نہیں کیا تو ان کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ میری بات میں interrupt کریں۔ میں اپنے احساسات اور اس House کے احساسات وفاقی حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے پہنچانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اور یہ میرا استحقاق ہے، یہ میرا right ہے، کوئی مجھے روک نہیں سکتا اور اگر یہ امریکہ کے حامی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ He is on a point of order.

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:اگر یہ امریکہ کے حامی ہیں تو بعد میں ٹائم لے کر اس سے متعلق بات کریں۔ان کو تکلیف یہ ہوئی ہے کہ آپ نے جو مجھ سے سوال کیا کہ جنہوں نے حوالے کیا کیونکہ حوالے کرنے والے بھی یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے یہ بات ہوئی ہے۔مجھے بات مکمل کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!میں آخری بات کہوں گا اور امریکہ کی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ عدالتوں سے پہلے ملک کا اور ملک کی آزادی کا احترام کرنا سیکھیں اور جو ڈرون حملے کرتے ہیں تو کیا وہ پاکستان کی حکومت کا احترام کر رہے ہیں، کیا وہ پاکستان کی عوام کی خواہشات کا احترام کر رہے ہیں، کیا وہ پاکستان کی عدالتوں کا احترام کر رہے ہیں اور میری اتنی سی بات تھی؟ بہت مہربانی

جناب سپیکر:ابھی اتنی سی ہے تو بہت بڑی ہے۔جی، لنگڑیال صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ اخبار کی خبر تو بن سکتی ہے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر:پلیز!آپ تشریف رکھیں۔میں نے لنگڑیال صاحب کوfloor دیا ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال:شکریہ۔جناب سپیکر!کل خواتین کے مسئلے کے متعلق جو کارروائی ہوئی تھی اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے تاکہ ابھی جو خواتین کا اعتراض تھا کم از کم اس سلسلے میں ان کی حق رسی ہو جائے گی۔میں دوسری یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقفہ سوالات ہے لیکن ہم اس وقفے میں دوسری باتیں کرتے ہیں۔ہم یہاں پر جو ٹائم ضائع کرتے ہیں وہ وقفہ سوالات میںincludeنہ کیا جائے۔

جناب سپیکر:وہexcludeکیسے کیا جا سکتا ہے؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال:وقفہ سوالات کا ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر:No میں نے کہہ دیا تھا کہ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے تو پھر آپ وقفہ سوالات میں جو چاہیں، جتنا چاہیں کر لیں مجھے کیا ہے۔آپ کا Houseہے، آپ کا ٹائم ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! بہت اہمیت کے حامل سوالات ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ پوائنٹ آف آرڈر نہ دیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر دیکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے دوران پوائنٹ آف آرڈر بند کروائیں۔ یہ تقریباً چار سو ممبران کا House ہے لیکن وقفہ سوالات ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ وقفہ سوالات میں ہمیشہ تین چار سوال تک ہی نہیں پہنچتے کہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا ایک اصول بنالیں کہ اگر کسی نے پوائنٹ آف آرڈر کرنا ہے تو وقفہ سوالات ، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بعد کریں۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں لہذا ان کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہ دیں اس طرح تو سارا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

سوالات

(محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میں اس بارے میں بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران آپ کو خود احساس ہونا چاہئے اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں لینا چاہئے۔ جب وقفہ سوالات ختم ہو جائے تو میں آپ کو دس منٹ ضرور دوں گا لیکن اگر کسی صاحب نے وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر لیا اور وہ irrelevant ہوا تو پھر اس کا notice لینا میرا کام ہے۔ اب آپ اس بات پر متفق ہیں ؟ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گی کہ میں نے ڈیڑھ سال پہلے یہ سوال کیا تھا جس وقت غذائی بحران تھا اور پولٹری کی صنعت بھی سخت بحران کا شکار تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے اپنا سوال نمبر بول دیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 386 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولٹری انڈسٹری کو مطلوبہ مقدار میں گندم کی فراہمی

*386: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولٹری انڈسٹری کو ماہانہ تقریباً45000 ٹن گندم کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سر دست گندم کے شدید بحران کے باعث گوداموں سے مطلوبہ مقدار کی گندم جاری نہیں کی جارہی ہے؟

(ج) کیا حکومت پولٹری انڈسٹری کو بحران سے بچانے کے لئے مطلوبہ مقدار میں گندم پولٹری انڈسٹری کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اس کے لئے کیا خصوصی اقدامات کئے جارہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت پولٹری انڈسٹریز کے نمائندوں سے مشاورت کر کے اس مسئلہ کا کوئی بہترین حل تلاش کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر بروقت اس مسئلہ کو حل نہ کیا گیا تو شدید غذائی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا؟

(و) حکومت کی جانب سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ بات درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ملک میں گندم کا کوئی بحران ہے اور نہ ہی گوداموں سے پولٹری کو گندم جاری کی جارہی ہے۔

(ج) اس وقت پولٹری انڈسٹری کو کوئی بحران نہیں ہے۔ پولٹری میں گندم کا استعمال بہت کم ہو چکا ہے اور مارکیٹ میں گندم ہر جگہ موجود ہے تاہم حکومت کسی بھی بحران کی صورت میں مناسب اقدامات کرے گی۔

(د) حکومت پولٹری انڈسٹری کے نمائندوں کے ساتھ ہمہ وقت رابطہ میں ہے اور پولٹری انڈسٹری کے مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہے۔

(ہ) مکئی کی تازہ فصل آجانے کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری کا مسئلہ از خود حل ہو گیا ہے اور مستقبل میں کسی شدید غذائی بحران کا امکان نہیں ہے۔

(و) حکومت پولٹری انڈسٹری کے مسائل سے آگاہ ہے اور ہمہ وقت ان کے حل کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے اندر یہ انڈسٹری پروان چڑھ رہی ہے اور حال ہی میں برڈ فلو کا کنٹرول اس امر کا بین ثبوت ہے اور مزید برآں گزشتہ سالوں میں شادی کھانوں پر لگائی جانے والی پابندی اٹھ جانے کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری دوبارہ ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے اور یہ اس قابل ہو گئی ہے کہ اب پولٹری پراڈکٹس برآمد کر کے خاطر خواہ زرمبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ بتا دوں کہ میں نے یہ سوال آج سے ڈیڑھ سال پہلے کیا تھا جس وقت پولٹری کی انڈسٹری بحران سے گزر رہی تھی اور اس وقت غذائی بحران بھی تھا۔ بہر حال اس وقت انڈسٹری اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے جز(ہ) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر بروقت اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو شدید غذائی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا تو میں آپ کو موجودہ صورتحال بتانا چاہتی ہوں اور اس حوالے سے میرا ضمنی سوال بھی ہے کہ یہ غذائی بحران ایک دفعہ پھر آتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ نومبر میں مکئی کی فصل ٹھیک ہونے کی وجہ سے مکئی سستی فروخت ہوئی جس وجہ سے دوبارہ کسانوں نے اس کی کاشت کم کی۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سن لیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آپ relevant نہیں رہتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں relevant ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، تجاویز نہ دیں۔ تجاویز اس وقت دینا جب ان کا ٹائم آئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: میں ضمنی سوال تو تب پوچھوں گی جب آپ کو بتاؤں گی کہ وجہ کیا ہے۔ جب میں تمہید نہیں باندھوں گی تو آپ کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب سپیکر: آپ وجہ نہ پوچھیں وہ ہم پوچھ لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر میں irrelevant ہوں تو میں باہر جانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر میرا سوال irrelevant نکلے تو جو مرضی مجھے سزا دیں میں حاضر ہوں۔ میں یہ وجہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ دوبارہ سے غذائی بحران آنے والا ہے۔ آج صبح میری پولٹری کے نمائندہ لوگوں سے بات ہوئی ہے، انہوں نے محکمے کو مکئی import کرنے کے لئے درخواست دی ہے لیکن ان کی اس درخواست کو تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ مکئی کم کاشت ہونے کی وجہ سے ہزار روپے من تک فروخت ہو گی، انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں بر وقت 25 فیصد باہر سے import کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ کا سوال نہیں آئے گا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس طرح اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرمائیں اور ضمنی سوال کریں۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں relevant بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مکئی import کرنے کے لئے جو درخواست کی ہے اس پر انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے، کیا ان کو اجازت دے رہے ہیں یا نہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس سوال میں یہ بات کی گئی ہے کہ غذائی بحران ہے اور گندم کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ جز (ب) میں کہا گیا

ہے کہ ''کیا یہ درست ہے کہ سر دست گندم کے شدید بحران کے باعث گوداموں سے مطلوبہ مقدار کی گندم کی فراہمی نہیں کی جاتی۔''میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس surplus گندم ہے۔ہم نے اس سال 58 لاکھ ٹن گندم procure کی۔اس وقت بھی ہمارے گوداموں میں 41 لاکھ ٹن گندم پڑی ہے۔جہاں تک پولٹری فیڈ کی بات کی گئی ہے تو پولٹری فیڈ میں گندم استعمال نہیں ہو رہی چونکہ وہ مہنگی پڑتی ہے اور ویسے بھی پولٹری والوں نے بتایا ہے کہ وہ مناسب نہیں ہے۔پچھلے سال مکئی کی پیداوار 30 لاکھ ٹن تھی اور اس سال 40 لاکھ ٹن پیداوار ہے۔فیڈ کے لئے مکئی استعمال نہیں ہوتی بلکہ مکئی اور چاول کا ٹوٹا استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ ہماری زرعی اجناس کے residuary استعمال ہوتے ہیں plus اس میں 40 فیصد دوسرے ingredients ہیں جن میں کیلشیم، فاسفورس اور نمکیات استعمال ہوتی ہیں اور 60 فیصد مکئی اور چاول کا ٹوٹا استعمال ہوتا ہے اس لئے کوئی غذائی بحران نہیں ہے اور کسی کو کوئی شکایت بھی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس دفعہ مکئی کی فصل کم کاشت ہوئی ہے اور مکئی کا بحران آنے والا ہے۔پولٹری کی صنعت ترقی کر گئی ہے، اس میں زیادہ پیداوار ہو رہی ہے تو اس صورت میں اس غذائی بحران کو کیسے ختم کریں گے، کیا آپ پولٹری کے نمائندوں کو import کرنے کی اجازت دینے لگے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جب بحران ہی نہیں ہے تو پھر یہ ان کو اجازت بھی نہیں دیں گے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔اس سال مکئی کی پیداوار 10 فیصد بڑھی ہے۔اس طرح پولٹری کا growth rate 5 percent ہے جبکہ مکئی کی پیداوار 10 فیصد بڑھ رہی ہے اس کے علاوہ گندم بھی surplus ہے، چاول بھی surplus ہے۔چاول کا ٹوٹا پولٹری کی فیڈ میں استعمال ہوتا ہے۔یہ صرف مکئی سے نہیں بنتی، اس میں اور بھی ingredients ہیں، ان میں نمکیات، کیلشیم، پروٹین اور وٹامن شامل ہیں۔ان سب سے مل کر پولٹری کی فیڈ بنتی ہے۔ایک چیز سے پولٹری کی فیڈ نہیں بنتی۔اس میں تمام elements شامل ہیں اور وہ سب کے سب موجود ہیں۔ان کا کوئی بحران نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پولٹری کی پیداوار پہلے سے بڑھ گئی ہے تو کیا اس حساب سے مکئی کی پیداوار بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ بات انھوں نے تین دفعہ بتائی ہے کہ مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ میری بات کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ چینی کا بحران کیوں آیا اس لئے کہ بروقت اس کی import نہیں ہو سکی؟

جناب سپیکر: یہ سوال چینی کے بارے میں نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو مثال دے رہی ہوں۔ اگر آج پھر بروقت مکئی نہیں منگوائیں گے تو بحران پیدا ہو گا اور پولٹری انڈسٹری بربادی کی طرف جائے گی۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مکئی کی پیداوار 2007-08 میں 3 ملین ٹن تھی اور سال 2008-09 میں 4.04 ملین ٹن، یعنی چالیس ہزار ٹن مکئی کی پیداوار ہوئی ہے۔ پیداوار اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے تو پھر کس طرح اس کا بحران آ سکتا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ غلط اعداد و شمار ہیں، مکئی کی پیداوار پہلے سے کئی گنا کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی یہ بات کیسے مان لوں؟ منسٹر انچارج کہہ رہے ہیں کہ مکئی کی پیداوار بڑھی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری پولٹری کے نمائندوں کے ساتھ بات ہوئی ہے، میرے پاس facts & figures موجود ہیں لیکن آپ میری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ irrelevant ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ "حکومت کی جانب سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے ایوان کو مطلع کیا جائے" اس کے جواب میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آ رہی کہ جس سے ایوان کو کوئی information ملے۔ دوسرا وزیر صاحب نے کہا ہے کہ "حکومت پولٹری

انڈسٹری کے مسائل سے آگاہ ہے"تو وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اس وقت پولٹری انڈسٹری کو کون سے مسائل درپیش ہیں؟ تھوڑا تفصیل میں بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے مسائل کے بارے میں تقریباً سارا بتا تو دیا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان پولٹری فارمز ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے۔ ہم ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ میٹنگ کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک کانفرنس منعقد کی تھی میں بذات خود وہاں گیا تھا۔ ان کے مسائل سے ہم well aware ہیں اور وہ اپنے مسائل ہمارے ساتھ share کرتے ہیں اور اس حوالے سے قانون میں تھوڑی سی ترمیم تجویز کی جارہی ہے۔ پہلے مرغی خانے قریب قریب اور اکٹھے بن رہے ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ ہے کہ یہ مرغی خانے فاصلے پر بنائے جائیں۔ کم از کم ایک کلومیٹر کے فاصلے پر بنائے جائیں۔ اس کے علاوہ وہ چاہتے ہیں کہ مرغیوں کی خوراک کی sampling کی جائے۔ تیسرا پرندوں کو چونکہ antibiotics دی جاتی ہیں تو اس وجہ سے جب ان کو antibiotic medicines دی جائیں تو پھر تین چار دن تک پولٹری کو استعمال نہ کیا جائے تاکہ وہ انسانی صحت پر اثر انداز نہ ہو۔ صرف چند مسائل ہیں اور ہم ان کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ ماشاءاللہ اس وقت پولٹری کی انڈسٹری بہت ترقی پر ہے۔ مجموعی طور پر 70 فیصد پولٹری پنجاب میں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پولٹری انڈسٹری کو کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہے کہ جس کو حل نہ کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پاس تحقیقی ادارے ہیں۔ ایک پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں کام کر رہا ہے۔ اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ پولٹری ایسوسی ایشن کے ساتھ رابطے میں ہے اور ان کی طرف سے جن مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے اسے فوراً حل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چکوال میں پولٹری فارم بہت زیادہ ہیں، دس دس قدم پر فارم بنے ہوئے ہیں۔ وہاں پر کسی کے لئے کوئی سسٹم نہیں ہے۔ جب رہائشی علاقوں میں پولٹری فارم بنائے

جاتے ہیں تو ان کی feeding سے انتہائی شدید قسم کی بو پھیلتی ہے تو کیا حکومت کے پاس کوئی ایسا سسٹم ہے کہ Poultry industrialists کو کوئی centralized قسم کی ٹریننگ دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ٹریننگ کے لئے ادارے موجود ہیں، پہلے ہی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ یہاں پر پولٹری فارمز کی تعداد چوبیس ہزار ہے۔ ان کی بیماریوں کے لئے بھی باقاعدہ ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ دوسرا آپ نے یہ کہا کہ یہ پولٹری فارمز قریب قریب ہیں یا شہروں کے پاس ہیں۔ ان پولٹری فارمز کو registered کرنے کا پہلے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ اب اس کو قانونی شکل دی جا رہی ہے۔ ایک draft تیار کیا جا رہا ہے اور قانون میں یہ چیزیں شامل کی جا رہی ہیں تا کہ ان کو regularized کیا جا سکے۔ ہم پولٹری ایسوسی ایشن کے ساتھ بیٹھ کر ایک نیا draft تیار کر رہے ہیں، قانون سازی کے لئے draft تیار کر رہے ہیں جو کہ جلد ہی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پولٹری انڈسٹری نے ترقی کی ہے۔ اس وقت ایک چوزہ -/35 روپے میں مل رہا ہے جبکہ پہلے یہی چوزہ -/2 روپے میں ملتا تھا تو یہ چوزے کی اتنی زیادہ قیمت کیوں ہے؟

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): محترمہ! اب تو یہ -/70/-/60 روپے کا ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اب یہاں سے -/70 روپے کی بھی آواز آ رہی ہے تو آخر یہ چوزہ اتنا مہنگا کیوں ہے؟ یہ انڈے سے ہی نکلا ہے ناں۔ وزیر صاحب ذرا مجھے اس کی وضاحت کر دیں کہ چوزہ اتنا مہنگا کیوں ہے، اگر چوزہ ہی اتنا مہنگا ملے گا تو باقی پولٹری کی قیمت کیا ہو گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے چوزوں کی پیداور 386 ملین ہے۔ ان کے لئے باقاعدہ vaccination کا انتظام کیا گیا ہے، ان کی بیماریوں کی باقاعدہ vaccination کی جا رہی ہے۔ راولپنڈی میں ہمارا ایک international سطح کا ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔ وہاں پر لیبارٹری ہے اور وہ لیباٹری بھی international سطح کی ہے۔ ایک اسلام آباد میں نیشنل لیبارٹری ہے وہاں سے vaccination

بروقت فراہم کی جارہی ہے۔اس وجہ سے برڈ فلو جو کہ سب سے خطرناک بیماری تھی ختم ہو گئی ہے۔ آج پاکستان برڈ فلوfree country ہے۔اب ملک میں کوئی برڈ فلو نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے تو یہ ساری باتیں نہیں پوچھیں، میں نے تو چوزے کی قیمت کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ چوزے کی قیمت کا پوچھ رہی ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! باہر international سطح پر پولٹری فارم میں-/70 سے-/75 روپے فی کلو گرام cost پڑتی ہے چونکہ یہاں پاکستان میں cost of production زیادہ ہے اور باہر کے ممالک میں cost of production کم ہے۔پاکستان میں اب-/30 سے-/40 روپے فی چوزہ قیمت ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے ایک کلو کے چوزے کی قیمت نہیں پوچھی۔ایک دن کا چوزہ ایک کلو کا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: سمجھنے کی کوشش کریں۔وہ پوچھ رہی ہیں کہ چوزے کی کیا قیمت ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چوزے کی قیمت -/30,-/25 اور-/40 روپے تک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر1066، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں ڈیری سیکٹر میں اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل

*1066: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب ضلع خانیوال جو ڈیری سیکٹر میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے، میں ڈیری اینڈ لائیو سٹاک کی ڈویلپمنٹ کے لئے مالی سال09-2008 میں خصوصی رقم مختص کرنے اور خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سیکٹر کو فروغ دینے کے لئے مناسب سبسڈی دینے پر بھی غور کر رہی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ سیکٹر میں اہمیت کی وجہ سے کیا حکومت خانیوال میں جدید تحقیق کے لئے کوئی ریسرچ سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں! ضلع خانیوال میں 3 ذیلی مراکز کبیر والا، کچا کھوہ اور جہانیاں ساہیوال گائے پال حضرات کو سبسڈی کی مد میں درج ذیل سہولیات فراہم کر رہے ہیں:

مفت تخم ریزی کی سہولت، متعدی بیماریوں کے خلاف مفت حفاظتی ٹیکہ جات، بچھڑوں کے لئے مفت کرم کش ادویات کی فراہمی، سانڈ بچھڑوں کی مناسب قیمت پر خرید، ہر سال دودھ اور خوبصورتی کے مقابلے جیتنے والے جانوروں کے مالکان کے لئے نقد انعامات اور ڈیری فارمنگ کے لئے مفت مشاورت۔

(ج) جی ہاں! ریسرچ سنٹر اور کالف رئیرنگ سنٹر جہانگیر آباد میں سال09-2008 سے ریسرچ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "ضلع خانیوال کو درج ذیل سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔" وزیر صاحب بتائیں کہ کیا وہ یہ سہولیات ضلع راولپنڈی کو بھی فراہم کر رہے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اپنا سوال دہرا دیں کیونکہ میں سن نہیں سکا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی طور پر 50 کروڑ روپے dewarming, vaccination and feed کے لئے فراہم کئے ہیں جس کی میرے پاس تمام اضلاع کی لسٹ موجود ہے۔ راولپنڈی کے لئے ایک کروڑ 50 لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں یہاں لکھا ہے کہ "ساہیوال گائے پال حضرات کو subsidy کی مد میں درج ذیل سہولیات دی جاتی ہیں۔" میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سانڈ اور بچھڑوں کی خرید پر مارکیٹ کے مقابلے میں کتنے percent subsidy دی جاتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے 18 کروڑ روپے سے ایک Project RCCSC شروع کیا ہے اس میں خانیوال اور ساہیوال بھی شامل ہے اس project کے تحت ساہیوال نسل کے بچھڑوں کی پرورش کر کے مادہ breeding کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں اور farmer کو مادہ نہیں دیتے ان کے بچھڑے بلکہ -/25 روپے کلو کے rate پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے باقاعدہ farms ہیں جہانگیر آباد، قادر آباد، جھنگ اور خانیوال میں ایک ایک farm ہے جن کا بجٹ مخصوص ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یقیناً پورے پنجاب میں dairy and livestock کے حوالے سے خانیوال ایک ideal location رکھتا ہے۔ جز (الف) میں یہی پوچھا گیا ہے کہ "مالی سال 09-2008 میں کتنی خصوصی رقم مختص کی گئی تھی" اور اس میں یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ "کیا حکومت خصوصی اقدامات

اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "جی ہاں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف ایک تو خصوصی اقدامات بتادیں اور یہ بھی بتادیں کہ 09-2008 میں خانیوال میں اس sector کے لئے کتنی amount رکھی گئی تھی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بتایا ہے کہ خانیوال میں vaccination and de warming کے لئے 8لاکھ روپے رکھے گئے ہیں دوسرا یہ کہ خانیوال میں ایک کروڑ40لاکھ روپے سے وہاں پر development کا کام ہو رہا ہے، development یہ ہے کہ وہاں پر farm کی عمارت اور چاردیواری بنی ہے وہاں پر تین ریسرچ سنٹرز جہانیاں، کبیر والا اور کچا کھوہ ہیں، وہاں پر یہ رقوم خرچ کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: Next question جناب طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf, question No.1436 (معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پی پی۔125 میں شفاخانہ حیوانات کی تفصیلات

*1436: **چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں کتنے شفاخانہ حیوانات ہیں اور ان میں سے کتنے فعال اور کتنے غیر فعال ہیں؟

(ب) ہندل یونین کونسل میں پڑتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات کتنے سال سے موجود ہے اور وہاں پر عملہ موجود ہے یا نہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں 2 شفاخانہ حیوانات بمقام ویریو، راجہ ہرپال اور ایک عدد ویٹرنری ڈسپنسری پر تانوالی کام کر رہے ہیں ان میں کوئی شفاخانہ حیوانات غیر فعال نہ ہے۔

(ب) ہندل یونین کونسل پرتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات1992 سے کام کر رہاہے اور وہاں پر عملہ موجود ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز(ب)میں انہوں نے لکھا ہے کہ "پڑتانوالی گاؤں میں شفاخانہ حیوانات1992 سے کام کر رہاہے اور وہاں پر عملہ بھی موجود ہے۔"وزیر موصوف وہاں پر کام کرنے والے عملے کی تفصیل بتا دیں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹر اور کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!وہاں پر ایک Veterinary Assistant ہے اور ایکtechnician ہے اور وہاں پر جو ڈاکٹر ہیں ان کا نام جاوید ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،بس چھوڑ دیں۔جی،شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!Question No. 1562

پی پی۔4، تحصیل گوجر خان میں ویٹرنری ہسپتالوں و سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1562: **راجہ شوکت عزیز بھٹی:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔4 تحصیل گوجر خان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور کتنے ویٹرنری سنٹرز ہیں، نیز ان میں کتنے فنکشنل اور کتنے نان فنکشنل ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔4 تحصیل گوجر خان کے ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں و دیگر عملہ کی تفصیل کیا ہے، نیز اگر مذکورہ ہسپتالوں / سنٹروں میں عملہ کی تعداد کم ہے تو کب تک اس کو پورا کرنے کا ارادہ ہے؟

(ج) تحصیل گوجر خان کے ہسپتالوں / سنٹروں میں ویٹرنری ریسرچ کا کوئی شعبہ ہے اور اگر ہے تو کیا ان میں نئی نسل کے جانور متعارف کرائے گئے ہیں اگر ہاں تو ان کی قسمیں بیان فرمائیں؟

(د) کیا حلقہ پی پی۔4 تحصیل گوجر خان میں نئے ویٹرنری ہسپتال / سنٹرز بنانے کا کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔4 تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں 2ویٹرنری ہسپتال 6ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 10ویٹرنری سنٹرز ہیں جن میں سے تمام ہسپتال ڈسپنسریاں اور ویٹرنری سنٹرز فنکشنل ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔4 میں 4ویٹرنری آفیسرز 16ویٹرنری اسسٹنٹ ،3اے آئی ٹیکنیشن،5واٹر کیریئر،5سینٹری ورکرز اور 3چوکیدار تعینات ہیں حکومت پنجاب خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں میں ریسرچ کا کوئی شعبہ نہ ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔4میں رواں مالی سال کے دوران 5ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اپنے سوال کے جز(د) میں میں نے پوچھا تھا کہ "پی پی۔4 گوجر خان میں نئے Veterinary Hospital یا سنٹر بنانے کا کوئی پروگرام ہے؟ جواب میں آیا ہے کہ پانچ Veterinary Dispensaries قائم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے"، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ کب سے زیر غور ہے؟ اگر وزیر موصوف اس کا جواب دے دیں گے تو پھر میں اس پر آگے ضمنی سوال کروں گا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارا ایک پروگرام Veterinary Support Service ہے جس کے تین phase ہیں، ہم نے اس کے تحت پانچ Veterinary Dispensaries قائم کرنی ہیں۔ شوکت عزیز بھٹی کے حلقہ میں کریالہ، رامہ، جڑ موڑ کلاں، جھنگل اور سانگ میں ایک ایک ڈسپنسری ہے، یہ اس سال کے ADP میں شامل ہیں۔ پہلے ایک ڈسپنسری کا estimate 8 lac روپے تھا اب وہ 15 لاکھ روپے ہو گیا ہے، یہ اس سال کے منصوبے میں شامل ہیں اور انشاء اللہ جون تک بن جائیں گی۔

جناب سپیکر:جی،very good بھٹی صاحب!Next supplementary question

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!آپ کے توسط سے میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جن ڈسپنسریوں کے نام لئے ہیں یہ محکمے سے ان کی inspection کرالیں کیونکہ ان ڈسپنسریوں کی construction کا کوئی حال ہی نہیں ہے وہ بالکل ٹوٹی پھوٹی پڑی ہیں، صرف اس کا bore check کروالیں، .Specification of water bore on papers are 6 inches اوپر 5فٹ ہے اس کے بعد پھر اس نے 3 انچ کا پائپ لگایا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے معاملات ہیں۔ میری تحصیل کی 33 Veterinary Dispensaries کا کیس ان کے department میں پچھلے دو سال سے صرف fluctuation of rates کی وجہ سے آیا ہوا ہے اور گزشتہ دو سال میں اس کی ابھی تک re-approval نہیں مل سکی تاکہ وہ کام شروع ہو سکے جبکہ وہاں پر fund بھی پڑا ہوا ہے۔ میں نے وزیر موصوف سے اسی لئے پوچھا ہے کہ یہ کب سے زیر غور ہے اور اس حکومت کے دورانیے میں اس کے chances ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اگر راجہ صاحب کہتے ہیں تو انھوں نے جو نشاندہی کی ہے اس کی فوری طور پر انکوائری کروالیتے ہیں۔ میں DLO کو کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ جا کر دیکھ لیں اور جہاں یہ مطمئن ہوں گے تو ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ اگر کام ٹھیک نہیں ہو گا تو ان کے خلاف یقینی طور پر کارروائی ہو گی کیونکہ ہم اپنے قومی خزانے کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ جہاں تک ڈویلپمنٹ کی بات ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ project ہے بلکہ باقاعدہ لائیو سٹاک کا ایک Support Programme چل رہا ہے۔ اس کے تحت ان کے تین فیز تھے، ایک فیز ختم ہو گیا ہے دوسرے فیز میں یہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں آئی ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں نے محکمے سے تفصیل سے بات کی ہے۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ اس سال جون تک یہ ڈسپنسریاں مکمل ہو جائیں گی، ان کی تعمیر شروع کر دی جائے گی، اگر تعمیر میں کوئی خرابی ہے تو راجہ صاحب ہمیں بتائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ ٹینڈر ہوئے، فنڈ allocate ہوا، rates کی fluctuation کی وجہ سے کیس re-approval کے لئے Ministry میں آیا ہوا ہے جو ابھی تک واپس نہیں جا سکا۔ میں نئے پروگرام کی بات نہیں کر رہا۔ میں دو سال پہلے ہونے والے ٹینڈر کی بات کر رہا ہوں جو ابھی تک نہیں ہو سکا۔ اس پر وزیر موصوف بتا دیں کہ دس پندرہ دنوں میں کیس واپس جائے گا تو شاید یہ جون تک دوبارہ شروع ہو جائیں۔ یہ پانچ نہیں غالباً تینتیس ڈسپنسریوں کا کیس ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے۔ ڈویلپمنٹ کے لئے شیڈول ریٹ مقرر ہوتے ہیں۔ جب مہنگائی بڑھتی ہے تو شیڈول ریٹ تبدیل ہو جاتے ہیں اور باقاعدہ ایک سسٹم کے تحت ریٹ بڑھائے جاتے ہیں۔ پہلے 8 لاکھ روپیہ ریٹ تھا اور اب 15 لاکھ روپیہ فی ڈسپنسری کا ہو گیا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ 15 لاکھ روپے کا PC-I مکمل ہو چکا ہے۔ اس پر جلد ٹینڈر کا کام شروع ہو گا اور انشاءاللہ اس سال یہ تعمیر ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!انھوں نے جز(الف)میں ہسپتالوں،ڈسپنسریوں اور ویٹرنری سنٹروں کا بتایا ہے کہ یہ functional ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح میڈیکل ڈسپنسروں کو میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت ہوتی ہے کیا ویٹرنری اسسٹنٹس کو بھی میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میڈیکل سٹور نہیں کھولے جا سکتے کیونکہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ ان کو حکومت نے سرکاری سہولیات دی ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے انھیں treat کرنا ہوتا ہے۔ میرے پاس ضلع راولپنڈی کی تمام ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی فہرست موجود ہے اور عملہ تعینات ہے۔ انھوں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینی ہے اس لئے انھیں میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر!نئی ڈسپنسریاں کھولنے کا criteria کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ویٹرنری ڈسپنسری کھل سکتی ہے،ڈسپنسری کے لئے جو عملہ تعینات ہوتا ہے اس میں ایک ویٹرنری اسسٹنٹ،ایک ٹیکنیشن اور دو درجہ چہارم کے ملازم ہوتے ہیں۔اگر زمین مل جائے اور وہ criteria پر پوری اترتی ہو مثال کے طور پر وہاں جانوروں کی تعداد دیکھی جاتی ہے اور requirement دیکھی جاتی ہے، محکمہ اس کی feasibility بناتا ہے تو ہر یونین کونسل کی سطح پر Support Service Programme کے تحت ڈسپنسریاں بنائی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام:جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ جو دیہی علاقہ جات criteria پر پورے اترتے ہیں لیکن وہاں ویٹرنری ڈسپنسریاں نہیں بنائی جاتیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر:محترمہ!اس کی نشاندہی آپ کو کرنا پڑے گی۔جی،وزیر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ نشاندہی کر دیں تو ڈسپنسری بن جائے گی۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ نشاندہی کر دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام:جناب سپیکر!ٹھیک ہے،House میں یہ decide ہو گیا ہے کہ ضلع چکوال کے علاقہ جات جو criteria پر پورا اترتے ہیں میں ان کی تحریری نشاندہی کروں گی تو منسٹر صاحب وہاں پر ڈسپنسریاں بنوا دیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر:جی،لنگڑیال صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال:جناب سپیکر!چکوال کی طرح ساہیوال کے لئے بھی کر دیں بلکہ جو علاقہ criteria پر پورا اترے اس کے لئے بھی کر دیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!1587 No. Question on her behalf(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع ملتان میں ویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1587: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریاں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ مراکزوار بتائیں؟

(ج) ان اداروں کے سال07-2006 اور08-2007 کے اخراجات بیان کریں ان میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں 14 ویٹرنری ہسپتال 23 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 44 ویٹرنری سنٹرز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں کل 22 ویٹرنری آفیسرز اور دیگر عملہ تعینات ہے ان کے نام گریڈ، عہدہ و مراکزوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں کے سال07-2006 میں تنخواہوں پر26.309 ملین روپے اور متفرق اخراجات2.62 ملین روپے ہیں جبکہ08-2007 میں تنخواہوں پر27.676 ملین روپے اور متفرق اخراجات 0.545 ملین روپے ہیں۔ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطً436 جانوروں کا علاج و معالجہ کیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!جواب میں لکھا ہے کہ خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میں نے ایوان کی میز سے یہ تفصیل لی ہے اور اس میں جز(ج) اور جز(د) کی تفصیل دی گئی

ہے۔اس میں تو خالی اسامیوں کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کتنی ہیں اور کہاں ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب جواب دیا نہیں گیا تو لکھا کیوں ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس بات کا منسٹر صاحب جواب دیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! میرے پاس تفصیل موجود ہے، میرے پاس پورے ملتان ضلع کی فہرست موجود ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے خالی اسامیوں کے متعلق پوچھا ہے کیونکہ یہ appoint کئے ہوئے بندوں کی تفصیل ہے لیکن خالی اسامیوں کے متعلق نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر: کیا کوئی اسامی خالی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں خالی اسامیوں کی فہرست موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! میں نے تصدیق کر لی ہے، وہاں کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔ میرے پاس مکمل تفصیل موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگلا سوال نمبر 1588 ہے۔

جناب سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب کا ضمنی سوال ہے۔ لغاری صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں، میں ابھی اُس نمبر پر نہیں آیا۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ نے جو فارم بنائے ہیں تو کیا یہ نجی فارموں کو بھی کوئی ترغیب دے رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا فرمارہے ہیں؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! اگر کوئی ڈیری ڈویلپمنٹ کے نجی فارم بنانا چاہے تو یہ اُس میں کیا مدد کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا یہ اسی سوال سے متعلقہ ہے؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جی، اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کون سے جز کا پوچھ رہے ہیں؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں، انہوں نے گائیں پال رکھی ہیں جس کی انہوں نے تفصیل بھی بتائی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ نجی فارم بنانا چاہے تو اُس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے، وضاحت فرمادیں؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: لنگڑیال صاحب! ہمیں سمجھ ہی نہیں آئی، مجھے سمجھ آئی ہے اور نہ میرے خیال میں منسٹر صاحب کو سمجھ آئی ہے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! ان کے سرکاری فارم تو بنے ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ public کے لئے کیا کر سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی نجی فارم بنانا چاہیں تو منسٹر صاحب ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر کوئی پرائیویٹ فارم بنانا چاہے تو ہم اس کے لئے کیا کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پرائیویٹ فارم بنانے کے لئے محکمہ اُس کی فنی رہنمائی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ صرف assist کر سکتا ہے۔

وزیرامورپرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):اس کے علاوہ اگر اُن کو بچھڑوں کی ضرورت ہو گی تو آدھی قیمت پر وہ بچھڑے جو نَر ہوتے ہیں وہ دیئے جاسکتے ہیں۔ ادویات اورtreatment کے لئے محکمہ کچھ نہیں کر سکتا لیکن فنی رہنمائی دے سکتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:پوائنٹ آف آرڈر۔ہمارے سوالوں کی باری ہی نہیں آتی؟

جناب سپیکر:جی، کیافرمارہی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!ہمارے سوالات کی باری ہی نہیں آتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات(جناب محمد آجاسم شریف):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، آجاسم شریف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔ میں منسٹر صاحب سے ایک عرض کرنا چاہتاہوں کہ لاہور میں ہماراجو ویٹرنری ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آجاسم صاحب!.You are part of the Government کوئی اور صاحب ضمنی سوال کرناچاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:نہیں۔جناب سپیکر!اگلاسوالtake up کریں۔

جناب سپیکر:جی، اگلاسوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کاہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:اُن کے ایماء پر سوال نمبر1588۔(معزز رکن نے محترمہ نرگس پروین اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:کیاجواب پڑھاہوا تصور کیاجائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جی، جواب پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1588: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور کب اور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اب اس فارم کا کتنا رقبہ ہے اور کتنا کن کن افراد کے پاس لیز / پٹا پر ہے اور کتنے رقبہ پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) اس فارم کی 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں، اس فارم پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، ان کی تعداد بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنے جانور اس فارم کے فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں، فاضل پور ضلع راجن پور 73-1972 میں قائم کیا گیا اور فارم کا کل رقبہ 3501 ایکڑ ہے۔

(ب) اس فارم کا رقبہ 3501 ایکڑ پر مشتمل ہے اس میں سے 1103 ایکڑ رقبہ 98 افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور یہ پٹاداران موروثی چلے آرہے ہیں اور اس وقت 77 افراد نے تقریباً 402 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
07-2006	65.21 لاکھ روپے	167.63 لاکھ روپے

2007-08 76.38لاکھ روپے 200.15لاکھ روپے

اس وقت فارم ہذا پر ساہیوال نسل کے جانور اور بتیل نسل کی بکریاں رکھی ہوئی ہیں جن میں ساہیوال نسل کے جانوروں کی تعداد 501 اور بتیل نسل کی بکریوں کی تعداد289 ہے۔

(د) اس فارم پر یکم جنوری2006سے آج تک ساہیوال نسل کے222جانور اور بتیل نسل کے 100جانور فروخت ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!سوال کے جواب جز(الف)میں لکھا ہے کہ "گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور ضلع راجن پور73-1972 میں قائم کیا گیا اور فارم کا کل رقبہ 3501 ایکڑ ہے۔"جز(ب)میں جواب دیا گیا ہے کہ اس میں سے1103 ایکڑ رقبہ98افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل بھی آ گئی ہے، پھر آگے لکھا ہوا ہے کہ "یہ پٹا داران موروثی چلے آ رہے ہیں اور اس وقت 77افراد نے تقریباً402 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جس کی تفصیل بھی آ گئی ہے۔" 1988سے یہ قبضے ہیں جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ اگلے جز میں انہوں نے جو جواب دیا ہے اُس میں بڑی مزیدار بات ہے کہ اس ساڑھے تین ہزار ایکڑ زمین کی آمدنی65لاکھ ہے جس کا خرچہ 167لاکھ ہے" یعنی اس کو102 لاکھ روپے کا خسارہ ہے۔ پھر 08-2007 میں اس فارم کی آمدنی76 لاکھ اور خرچہ 200لاکھ ہے یعنی سوا کروڑ روپے کا خسارہ ہو رہا ہے۔ جز(د)میں جواب دیتے ہیں کہ "اس فارم پر یکم جنوری2006 سے آج تک ساہیوال نسل کے 222 جانور اور بتیل نسل کے 100 جانور فروخت ہوئے ہیں۔"میرے خیال میں ان کو جتنی آمدنی ہوئی ہے وہ ان جانوروں کی قیمت سے ہی پوری ہو گئی ہوئی ہے۔ یہ ساڑھے تین ہزار ایکڑ کس مصرف میں آ رہی ہے، اس پر حکومت کو اتنا نقصان کیوں ہے اور اس کا استعمال کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میں آپ کو اس کا جواب دیتا ہوں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں ان کو جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، آپ بتانا چاہتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جی، میں انہیں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، بتائیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آمدنی اور خرچے کا گوشوارہ میرے پاس موجود ہے جو میں لغاری صاحب کو دے دوں گا لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں تجرباتی فارم ہوتے ہیں ان پر آمدنی اور اخراجات نہیں ہوتے کیونکہ وہاں پر ریسرچ کی جاتی ہے۔ ریسرچ اور جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے عملہ تعینات ہوتا ہے جس کے لئے تنخواہیں ہوتی ہیں۔ باقی جو actual income زرعی زمین سے ہوتی ہے یا دودھ بیچنے سے ہوتی ہے اُس کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ مزید میں انہیں یہ بتاتا ہوں کہ یہ فارم ریسرچ فارم ہیں نہ کہ کمرشل ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جو 1103 ایکڑ زمین پٹا پر دی گئی ہے پھر اُس کی آمدنی کی تفصیل بتادیں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 77 لوگوں کا ان کو پتا ہے کہ وہ ناجائز قابضین ہیں اور 1988 والے قابضین کی لسٹ بھی موجود ہے تو اتنے سالوں سے جو ناجائز قابضین ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! فصلات سے 38 لاکھ روپے income ہوئی ہے، اس کے علاوہ land rent سے 39 لاکھ اور 2007-08 میں 11 لاکھ 88 ہزار روپے income ہوئی ہے۔ اُون بیچنے اور جانور فروخت کرنے سے بھی income ہوئی ہے جس کی میرے پاس تفصیل موجود ہے لیکن وہاں پر جو قابضین ہیں اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر شروع سے پٹادار مزارعین آرہے تھے جنہیں وہ زمین پٹے پر دی جاتی ہے تاکہ لائیو سٹاک کو promote کیا جائے۔ بعد میں اوکاڑہ میں جو کچھ ہوا وہ آپ سب نے دیکھا کہ

NGOsدرمیان میں آگئیں۔ حکومت اُن کوejectکرناچاہتی تھی لیکن اس میںNGOsآگئیں اور مزارعین کی ہمدردی کے لئے یونین بن گئی اس لئے وہاں پر امن و امان کے مسائل پیدا ہو گئے تھے لیکن اب حکومت نے اس پرfocusکیاہوا ہے۔ بہرحال وہ فارم پٹے پر ہیں اور باقاعدہ پٹے کی شرائط ہیں اس لئے جو پٹادار وہاں پر ہیں وہillegalنہیںlegalہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!illegalکاانہوں نے کہاہے کہ 77افراد نے 402ایکڑ پرillegalقبضہ کیاہوا ہے تواُس پر کیاپیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں اس حوالے سے عرض کرتاہوں کہ جوillegalہیں وہ مختلف ادوار میں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اُن لوگوں کو وہاں سے ہٹانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کررہی ہے اور پٹے کاریٹ کیاہے؟

جناب سپیکر: یہ قبضہ انہوں نے اب نہیں کیا،اس کا آپ کو پتاہوناچاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہاں لکھاہوا ہے کہ1988سے قبضے ہیں اور وہ ابھی تک بیٹھے ہیں لیکن اُن کوہٹانے کے لئے کچھ عمل ہورہاہے یانہیں،اس کے علاوہ اُس پٹے کانرخ کیاہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!پٹے کا ریٹ وہاں پر-/2400روپے فی ایکڑہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!مہربانی کرکے ہمیں ہی یہ دلوادیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ ہمیں ہی دلوادیں اور ہم-/2500روپے فی ایکڑ دیں گے۔

جناب سپیکر: جی،اگر وہ ملنی ہوتی تو پھر وہ خود ہی نہ لے لیتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ سرکاری فارموں کو بہتر طریقے سے استعمال کیاجائے۔ میرااس issueکوhighlightکرنے کا مقصد یہ تھاکہ انdeficienciesکو

دُور کرنے پر ہم توجہ کیوں نہیں دیتے؟ لہذا ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ جواب دے دینا کہ لوگ زمین پر قابض ہیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب اِن کو پٹا پر زمینیں دی گئی تھیں تو اس کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے جس میں ایک فارم سپرنٹنڈنٹ، ضلع کا ریونیو آفیسر اور تیسرا محکمہ زراعت کا آفیسر ہوتا ہے تو یہ کمیٹی شرح determine کرتی ہے۔ چونکہ یہ پرانے پٹاداران ہیں اس لئے فی ایکڑ ریٹ-/2400 روپے ہے۔ جہاں تک ناجائز قابضین کا تعلق ہے تو مختلف ادوار میں مختلف حکومتیں برسرِ اقتدار آتی رہی ہیں اس لئے پچھلے دنوں اُن کو ہٹایا گیا تھا جس بنیاد پر انہوں نے احتجاج کیا اور روڈ بلاک کر دی لہذا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے کی وجہ سے اس کو pending کیا گیا ہے لیکن ضلعی انتظامیہ کو کہا گیا ہے کہ وہ زمین واگزار کرائی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمین دوبارہ پھر واگزار کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ پچھلے ادوار میں یہ سب کچھ ہوا ہے جبکہ یہ سب کچھ 1988 سے ہوا ہے اور اس درمیان بہت سارے ادوار گزرے ہیں۔ اب اس حکومت کو بھی دو سال ہو گئے ہیں تو جب سے یہ حکومت آئی ہے تو انہوں نے اب تک کیا عملدرآمد کروایا ہے؟ میری تو یہ گزارش ہو گی کہ یہ مجھے ڈبل ریٹ پر پٹے پر دے دیں کیونکہ میرے حلقے میں میری رہائش کے قریب ہی یہ زمین ہے تو میں انشاء اللہ حکومت کو اس سے ڈبل ریٹ دوں گا۔ اب جو انہیں-/2400 روپے مل رہے ہیں تو میں حکومت کو ڈبل ریٹ دینے پر تیار ہوں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ -/2400 روپے جائز مارکیٹ ریٹ کے مطابق نہیں ہے اور حکومت کے وسائل کا inefficient استعمال ہے لہذا اس پر حکومت کو کوئی اقدام کرنا چاہئے۔ منسٹر صاحب نے ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ جو وہاں پر ناجائز قابضین بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اُن سے پوچھتے ہیں۔ منسٹر صاحب! جو ناجائز قابضین اُس جگہ پر بیٹھے ہیں اُن کو ہٹانے کے لئے آپ نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتا دیتا ہوں کہ ضلع راجن پور میں یہ فارم فاضل پور میں ہے۔ میں وہاں خود گیا تھا تو وہاں پر میں نے تمام فارموں کا visit کیا ہے۔ میں نے وہاں کی انتظامیہ کے کئی آدمیوں کو suspend بھی کیا ہے اور پولیس کے حوالے بھی کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اُن لوگوں کو eject کیا گیا جس پر انہوں نے روڈ بلاک کر کے ہنگامہ آرائی کی تاہم وہاں پر administration کو کہا گیا ہے کہ اُن کو پھر eject کرایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ejection کے لئے انہوں نے اب کارروائی شروع کی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا حکومت Privatization Policy کے تحت ان کو private کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: سوچ لیں، جو انہوں نے بات کی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): حکومت اس بارے میں کچھ نہیں سوچ رہی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد کی تفصیلات

*1685: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد ضلع سرگودھا کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اب اس فارم کا کتنا رقبہ ہے اور کتنا کن کن افراد کے پاس لیز / پٹا پر ہے اور کتنے رقبہ پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس فارم پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، ان کی تعداد بتائیں؟

(ہ) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنے جانور اس فارم کے فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ لائیوسٹاک تجرباتی فارم مویشیاں، خضر آباد ضلع سرگودھا 7669 ایکڑ رقبہ پر 1980 میں قائم کیا گیا تھا۔

(ب) اس فارم کا رقبہ 7669 ایکڑ ہے۔ اس میں سے 6040 ایکڑ رقبہ 613 افراد کو پٹا پر دیا گیا ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تقریباً 46 ایکڑ رقبہ پر مختلف لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) اس فارم کی سال 07۔2006 اور 08۔2007 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
07۔2006	254.00 لاکھ روپے	245.16 لاکھ روپے
08۔2007	241.00 لاکھ روپے	274.21 لاکھ روپے

(د) اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائیں اور کجلی بھیڑیں رکھی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ساہیوال گائے	تعداد	کجلی بھیڑیں	تعداد
گائے	420	مینڈھے	21
جوان بچھڑے	04	بھیڑیں	780
مادہ بچھڑیاں 324 لیلے		18	
شیر خوار بچھڑے	116	لیلیاں	427
شیر خوار بچھڑیاں	111	شیر خوار لیلے	126
شیر خوار لیلیاں	112		
کل تعداد	975	کل تعداد	1484

(ہ) یکم جنوری2006 سے آج تک جو جانور فروخت کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نسل جانور	نیلام عام	برائے نسل کشی
ساہیوال جانور	321	290
کجلی بھیڑیں	612	903

لاہور میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کے کردہ چالان سے متعلقہ تفصیلات

*1821: **محترمہ آمنہ جہانگیر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2006 سے آج تک ضلع لاہور میں انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان کئے اور کتنے چالان عدالت میں پیش ہوئے؟

(ب) کتنے چالانوں پر جرمانے کئے اور کتنے جرمانے کی ادائیگی کے بعد ختم ہوئے اور کتنے عدالت میں زیر التواء ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں انسدادِ بے رحمی حیوانات نے یکم جنوری2006 سے آج تک 19,032 چالان کئے جن میں سے 6856 چالان عدالت میں پیش ہوئے۔

(ب) 6856 چالانوں پر جرمانے کئے گئے جو جرمانے کی ادائیگی کے بعد ختم ہو گئے جبکہ 12,176 چالان مجاز عدالت میں تاحال زیرِ التواء ہیں۔

فیصل آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*1822: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) جنوری2006 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات اور سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) کیا ان تمام ہسپتالوں میں ضروری جدید طبی آلات اور ادویات ہیں؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں کن وجوہات کی بناء پر خالی ہیں؟

(ہ) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی خستہ حالت میں ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 38 ویٹرنری ہسپتال، 48 ویٹرنری ڈسپنسریاں، 55 مراکز جدید نسل کشی اور 118 ویٹرنری سنٹر موجود ہیں۔ان مراکز میں 81 ویٹرنری ڈاکٹرز ،235 ویٹرنری اسسٹنٹ، 63 جدید نسل کشی کے ٹیکنیشن اور 201 ملازمین درجہ چہارم کے کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں جنوری2006 سے آج تک 16.6 ملین روپے سالانہ بجٹ بشمول ادویات فراہم کیا گیا۔

(ج) جی ہاں!

(د) 14 منظور شدہ اسامیاں حکومت پنجاب کی جانب سے بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔

(ہ) ضلع فیصل آباد میں کوئی ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسری کرائے کی عمارت میں نہ ہے۔ 72 عمارتیں خستہ حال ہیں جن کی مرمت کی جارہی ہے۔

ڈیرہ غازی خان، ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*1823: **جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور یونٹ کام کر رہے ہیں ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) کیا ان ہسپتالوں کی حالت بہتر کرنے کے لئے حکومت کا کوئی منصوبہ ہے اور کیا حکومت کا ان ہسپتالوں میں ضروری جدید آلات اور ادویات فراہم کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ج) کیا ان ہسپتالوں اور یونٹوں میں ضرورت کے مطابق عملہ موجود ہے؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں ابھی تک خالی ہیں اور کن وجوہات کی بناء پر؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں 11 ہسپتال، 27 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 77 ویٹرنری سنٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ 16 ویٹرنری آفیسرز اور 201 پیرا ویٹرنری سٹاف ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں / ویٹرنری سنٹرز پر تعینات ہے۔

(ب) ڈیرہ غازی خان کے 11 ہسپتالوں اور 25 ڈسپنسریوں کی مرمت کا کام جاری ہے۔ تعمیر شدہ ڈسپنسریوں میں ادویات، جدید آلات اور فرنیچر فراہم کر دیا گیا ہے۔

(ج) ان ہسپتالوں اور یونٹوں میں ضرورت کے مطابق تمام عملہ موجود ہے۔

(د) ان ہسپتالوں میں 18 اسامیاں خالی ہیں۔

حکومت کی جانب سے بھرتیوں پر پابندی کے باعث اسامیاں پُر نہ کی جا سکیں۔ان تمام خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے محکمہ ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*1824:ڈاکٹر سامیہ امجد :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے، ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، جنوری2006 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

(ب) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی ناقابل استعمال ہیں یا غیر تسلی بخش حالت میں ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی طور پر کتنا سٹاف تعینات ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد 25 ہے اور ان کا سالانہ بجٹ درج ذیل ہے:-

سال	سالانہ بجٹ	رقم (روپے) برائے میڈیسن
2006-07	18870001	5000000
2007-08	21799033	6000000
2008-09	26417440	6943873
2009-10	28690345	7000000
کل رقم:		24943873

(ب) کوئی عمارت کرائے کی نہ ہے اور ویٹرنری ہسپتال کاہنہ نو کی عمارت شکستہ ہے اور ناقابل استعمال ہے۔البتہ محکمہ نے اس کی تعمیر اور مرمت کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی عملے کی تعداد کی لسٹ مندرجہ ذیل ہے:-

ویٹرنری آفیسر	25
ویٹرنری اسسٹنٹ	45

ماشکی	19
سینٹری ورکر	41
کیٹل اٹینڈنٹ	30

برڈ فلو کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*1825: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے برڈ فلو کی وبا کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) کیا حکومت متاثرہ علاقوں سے مرغیوں کی منتقلی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) برڈ فلو کے باعث جن فارمز کو نقصان پہنچا ہے کیا حکومت ان کو سبسڈی دینے کو تیار ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت نے برڈ فلو کی وباء کو روکنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

* پنجاب میں برڈ فلو کی رپورٹنگ کا باقاعدہ نظام تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت پنجاب کو 15 مختلف علاقائی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
* ہر علاقہ سے مرغیوں کے خون اور جسمانی عضو کے نمونہ جات ماہانہ پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کی لیبارٹری کو بھجوائے جاتے ہیں۔
* 10 فیصد نمونہ جات نیشنل لیبارٹری اسلام آباد کو برائے موازنہ بھی ارسال کئے جاتے ہیں۔
* اب تک پورے پنجاب کے 48139 فارموں سے 431491 نمونہ جات ٹیسٹ ہو چکے ہیں۔
* برڈ فلو کی موجودگی کی صورت میں متعلقہ فارم کے تمام پرندوں کو تلف کر دیا جاتا ہے اور اس فارم کو تین ہفتے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔
* فارمرز حضرات کے نقصان کا 75 فیصد نقد رقم کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔
* فارمرز حضرات کو برڈ فلو کے تدارک کے لئے مناسب تربیت فراہم کی جارہی ہے۔
* فارمرز کو بیماری کی روک تھام کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات کے استعمال کی ہدایت کی جاتی ہے۔

(ب) جس وقت کسی علاقہ میں اگر وباء پھیلی ہوئی ہو تو اس علاقہ سے مرغیوں کی منتقلی کی روک تھام کے لئے متعلقہ دفعہ کو لاگو کیا جاتا ہے لیکن نارمل حالات میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

(ج) اس وقت تک پچھلے تین سالوں کے دوران پنجاب کے 8 فارموں پر برڈ فلو کا پتا چلا ہے۔ ان فارموں پر متاثرہ پرندوں کی تلفی کے بعد متعلقہ فارمر حضرات کو 91 لاکھ روپے کی رقم مہیا کی جا چکی ہے لیکن سبسڈی کی سہولت میسّر نہیں ہے۔

ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تفصیلات

*1826: **چودھری عبداللہ یوسف:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں سال 06-2005 کے دوران کتنے بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ان سالوں کے دوران ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی حالت کیا ہے اور ہر ایک کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں سال 06-2005 میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں علاج و معالجہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

		علاج و معالجہ
i	بڑے جانور	824580
ii	چھوٹے جانور	250600
iii	پولٹری	2656400
iv	اے آئی سروسز	44505

(ب) سال 06-2005 میں ادویات کی مد میں 15 لاکھ روپے رکھے گئے اور تمام رقم خرچ ہو گئی۔

(ج) ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری کی تعداد رقبہ اور حالت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور، پی پی۔145 ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1852: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات اور آمدن بیان کریں؟

(ج) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بیان کریں؟

(د) ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں کوئی ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری واقع نہ ہے۔

(ب) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

(ج) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

(د) چونکہ اس شہری حلقہ میں کوئی شفاخانہ حیوانات موجود نہ ہے لہٰذا یہ جز غیر متعلقہ ہے۔

لاہور۔ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل کی تفصیلات

*1857: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا اس وقت اس فارم کی ملکیتی اراضی کتنی ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، ان قابضین کے نام اور زیر قبضہ زمین کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) اس فارم پر کس کس قسم کے کتنے کتنے جانور ہیں؟

(د) اس فارم کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات بیان کریں؟

(ہ) اس فارم پر گریڈ10 سے اوپر کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(و) اس فارم کی ملکیتی کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے استعمال میں ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور 1980 میں 705 ایکڑ پر قائم کیا گیا اور اس کا تمام رقبہ حکومتی کنٹرول میں ہے۔

(ب) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کا تمام رقبہ محکمہ کے پاس ہے۔

(ج) اس فارم پر نیلی راوی بھینس کے 184 اور مخلوط نسل گائے کے 210 راس جانور ہیں۔

(د)

سال	اخراجات ملین	آمدن ملین روپے
2006-07	14.358	6.215
2007-08	18.054	8.626

(ہ)

اس فارم پر گریڈ10 سے اوپر کے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
ڈاکٹر فاروق احمد	منیجر	18	14-11-2009

(و) اس فارم کی ملکیتی گاڑیاں تین عدد ہیں ایک عدد سوزوکی جیپ منیجر کے استعمال میں ہے اور دو عدد پک اپ دودھ کی سپلائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں و ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1901: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، جنوری2005 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مجموعی طور پر کتنا سٹاف تعینات ہے؟

(ج) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں اور کتنی خستہ حالت میں یا غیر تسلی بخش ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں اورڈسپنسریوں کی کل تعداد 81 ہے

سالانہ بجٹ 1.79 ملین روپے

جنوری2005 سے آج تک ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو 7.614 ملین روپے کی ادویات فراہم کی گئی ہیں۔

(ب) ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں تعینات سٹاف کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

سینئر ویٹرنری آفیسر	ویٹرنری آفیسر	ویٹرنری اسسٹنٹ اے آئی ٹی	درجہ چہارم
1	26	117	17	49

(ج) ضلع ملتان ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی حالت حسبِ ذیل ہے

عمارت صحیح ہے	عمارت نہیں ہے کسی مستعار جگہ پر کام کر رہے ہیں	عمارت خستہ حال ہے	عمارت کرائے پر ہے
ویٹرنری ہسپتال7	ویٹرنری ہسپتال1	ویٹرنری ہسپتال 5	کوئی نہیں
ویٹرنری ڈسپنسریاں16	ویٹرنری ڈسپنسریاں2	ویٹرنری ڈسپنسریاں6	
ویٹرنری سنٹر6	ویٹرنری سنٹر29	ویٹرنری سنٹر9	
کل: 30	32	20	

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا میں ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی

*1913: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا نے محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ سرگودھا میں مختلف کیٹیگریز میں (حکومت پنجاب ولوکل فنڈ) تقرریاں کی تھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو حاضری کے دن 11۔نومبر2007سے آج تک تنخواہ نہیں دی جا رہی؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈیوٹی دینے کے باوجود تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ 41ملازمین سابق ضلع کونسل سرگودھا حال لوکل فنڈ برانچ میں مختلف کیٹیگریز کی تقرریاں کی گئی تھیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ویٹرنری اسسٹنٹ 20 درجہ چہارم کے اہلکاران 21

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ 41ملازمین ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے ہیں لیکن ضلعی حکومت سرگودھا سے فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے انہیں تنخواہ بروقت ادا نہیں کی جا سکی لاہور ہائی کورٹ کے حکم مورخہ 2009-6-11 تحت سال 10۔2009کا بجٹ ملنے پر ان ملازمین کو 2009-7-1سے تاحال باقاعدہ تنخواہ کی ادائیگی کی جارہی ہے۔

نومبر2007تا2009-6-30بقایا تنخواہوں کے بل تیار کر کے اکاؤنٹ آفس سرگودھا کو روانہ کئے گئے تھے جن پر اعتراض کیا گیا ہے کہ سال08-2007اور09-2008کی پوسٹوں کی منظوری بجھوائی جائے۔ اس سلسلہ میں ای ڈی او (زراعت) کی معرفت ضلع کونسل سرگودھا کو تحریر کر دیا گیا ہے وہاں سے منظوری آنے پر بقایا جات کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) تنخواہوں کی ادائیگی بجٹ سال 10۔2009ملنے کے بعد2009-07-01سے شروع کر دی گئی ہے بقایا تنخواہ نومبر 2007تاجون 2009کی ادائیگی اسامیوں کی منظوری ملنے کے بعد کر دی جائے گی۔

ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2472:چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نئے ویٹرنری ہسپتال یا ویٹرنری ڈسپنسری کھولنے کے لئے شرائط اور طریق کار کیا ہے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں تعینات ڈاکٹروں اور عملہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) کیا ضلع حافظ آباد کے ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو یہ کمی کب تک پوری کر دی جائے گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) طریق کار برائے ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری کا نیا بنانا۔ درخواست گزار کی طرف سے درخواست برائے ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری متعلقہ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر کو دی جائے گی اور جناب ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر اس کے بعد تخمینہ رپورٹ تیار کریں گے۔ تخمینہ لاگت ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری، ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ کو بھیجا جائے گا اور ان سے اصل عمارت تعمیر کرنے کی گزارش کی جائے گی۔ پھر یہ منصوبہ جناب ڈی سی او کی منظوری کے بعد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سالانہ بجٹ میں رکھا جائے گا اور بجٹ میں منظور ہونے کے بعد تعمیر کے مراحل بذریعہ گورنمنٹ مکمل کئے جائیں گے۔

ویٹرنری ہسپتال، ویٹرنری ڈسپنسری کھولنے کے لئے درج ذیل شرائط درکار ہیں:-

1۔ مذکورہ چک یا موضع جہاں ڈسپنسری درکار ہے پکی سڑک پر وقوع پذیر ہونا چاہئے۔

2۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری کا فاصلہ موجودہ ویٹرنری ڈسپنسری سے دس کلومیٹر ہونا چاہئے۔

3۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری اگر یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر میں بنائی جائے تو اسے ترجیح دی جائے گی۔

4۔ مجوزہ ہسپتال، ڈسپنسری کی حدود میں گائے اور بھینس کے جانوروں کی تعداد 1000 تا 15000 ہونی چاہئے۔

5۔ رہائشی اور غیر رہائشی عمارت کا حصہ ضلعی حکومت بنانے کی پابند ہو گی۔

6۔ کم از کم دو کنال تا آٹھ کنال زرعی اراضی جو کہ پکی سڑک پر وقوع پذیر ہو محکمہ لائیو سٹاک کے نام مستقل بنیادوں پر منتقل کی جائے۔مزید برآں محکمہ لائیو سٹاک مذکورہ ڈسپنسری کے لئے کوئی اراضی خرید نہیں کرے گا۔

7۔ بنیادی ضروریات زندگی مثلاً پینے کا پانی، بجلی، سکول، کالج، ذرائع آمدورفت اور انسانوں کا ہسپتال، ڈسپنسری عملہ کی فلاح کے لئے موجود ہونا چاہئے۔

8۔ ایک یونین کونسل میں صرف ایک شفاخانہ حیوانات تعمیر کیا جائے گا۔

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد اور ان میں تعینات عملہ اور ڈاکٹروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع حافظ آباد کے ویٹرنری ہسپتال اور ویٹرنری ڈسپنسریوں میں عملہ کی تعداد پوری نہ ہے۔ مذکورہ خالی اسامیاں گورنمنٹ کی بھرتی پالیسی کے مطابق پر کر دی جائیں گی۔اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	خالی اسامی
1	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ(A.H)	06	0
2	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ(B.I)	03	01
3	ویٹرنری آفیسر ہیلتھProject (S.S.L.F)	80	30
4	ویٹرنری اسسٹنٹ(A.H)	26	01
5	ویٹرنری اسسٹنٹ(Zila Council)	15	03
6	ویٹرنری اسسٹنٹProject (S.S.L.F)	13	07
7	اے آئی ٹیProject (S.S.L.F)	28	21

صوبہ میں حکومت کے زیر انتظام پولٹری فارمز کی تعداد

*2473:**چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حکومت کے زیر انتظام گورنمنٹ کے کتنے پولٹری فارمز کس کس ضلع میں ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ گورنمنٹ پولٹری فارمز سے کوئی آمدن بھی حاصل ہو رہی ہے، اگر ہاں تو گزشتہ تین سال کی آمدن علیٰحدہ علیٰحدہ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی ذیلی شاخ نظامت ترقیات مرغبانی کے زیر انتظام (09) گورنمنٹ پولٹری فارمز ضلع بہاولپور، ملتان، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان، دینہ (جہلم)، اٹک، میانوالی، گجرات، اور بہاولنگر میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ہاں۔ مذکورہ گورنمنٹ پولٹری فارمز سے باقاعدہ آمدن حاصل ہو رہی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	کل آمدن (ملین روپے)
2005-06	14.117
2006-07	17.1430
2007-08	19.840
2008-09	23.076
Up to-Jan,10	16.452
کل آمدن	90.628

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے دفاتر کو سالانہ گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2899: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارات کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ2 سے اوپر کے ملازمین کے ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال08۔2007اور09۔2008میں ضلع سیالکوٹ کو جو رقم بجٹ /گرانٹ کی صورت میں مختلف ہیڈ میں دی گئی۔ سال وار درج ذیل ہے۔

گرانٹ سال08۔2007	گرانٹ سال09۔2008
3346000	2959000
9314000	8061000
2965000	2383000
1523000	131600
11322000	11025000
2936000	2844000
127000	131000
9836000	9734000

(ب) ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی سال وار اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007۔08	2008۔09
کسی ہسپتال پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی	سول ویٹرنری ہسپتال پھوکلیان کی مرمت پر-/3,30,000روپے کی رقم خرچ ہوئی

(ج) ضلع سیالکوٹ محکمہ ہذا کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت کی مد اور تیل پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

	2007۔08	2008۔09
گاڑیوں کی مرمت	-/1,29,486روپے	-/50,820روپے
تیل	-/2,90,576روپے	-/1,85,207روپے

(د) گریڈ2 سے اوپر کے ملازمین کے ٹی اے/ ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم سال 08۔2007اور09۔2008 کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	ہیڈ	2007۔08	2008۔09
1۔	ٹی اے/ڈی اے	-/120800	-/77768

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کے ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2902:رانا آصف محمود :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کے کتنے ہسپتال کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں کو سال08-2007اور09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ان ہسپتالوں میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری آفیسر کی کتنی اسامیاں کس کس جگہ خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں 23 ہسپتال ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

شفاخانہ حیوانات سیالکوٹ، گوندل، کوٹلی لوہاراں،راجہ ہرپال، گنگال، پھوکلیاں، وریو، سمبڑیال، رندھیر، کوٹ دینہ، کلووال، پسرور، چونڈہ ، بن باجوہ، جودھالہ، ڈسکہ، بڈھا گورائیہ ،لوڑھکی،وڈھالہ سندھواں، گھوینکی، ستراہ، قلعہ کالروالا، خانپور سیداں

(ب) متذکرہ ہسپتالوں کے لئے08۔2007 کے دوران-/5,45,000روپے اور09۔2008 میں-/10,000,00روپے کی گرانٹ فراہم کی گئی۔

(ج) ان ہسپتالوں میں اسامیوں کی تعداد گریڈوار درج ذیل ہے۔

1	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ	22
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	84
3	واٹر کیریئر	23
4	خاکروب	23

(د) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں ویٹرنری آفیسر کی 8 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	قلعہ کالروالا
2	خانپور سیداں
3	چونڈہ
4	گنگال
5	سمبڑیال
6	کوٹ دینہ
7	جودھالہ
8	بن باجوہ

(ہ) ویٹرنری آفیسر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں اوران کو پُر کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3241: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد انتہائی کم ہے، کیا حکومت ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں سٹاف کم ہے اور طبی آلات بھی ناکافی ہیں۔کیا حکومت مذکورہ کمی کو2009-10 میں پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) 2005 تا2008 میں ضلع لاہور ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کو دیئے جانے والے فنڈز کا آڈٹ کروایا گیا اگر نہیں تو کیوں، اگر کروایا گیا تو آڈٹ رپورٹ پیش کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں 24 ویٹرنری سنٹرز کام کر رہے ہیں جو کہ ضرورت کے مطابق کافی ہیں اگر مستقبل میں ضرورت پڑی تو اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق سٹاف و طبی آلات موجود ہیں تاہم ویٹرنری ہسپتالوں، مراکز جدید نسل کشی و ویٹرنری ڈسپنسریوں کا کچھ عملہ درج ذیل جگہوں پر عارضی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

نمبر شمار	جگہ برائے ڈیوٹی انجام دہی	ویٹرنری افسران کی تعداد
1	فوڈ سکیورٹی	2
2	مذبحہ خانہ	4
3	ٹاؤن کی سطح پر گوشت کی چیکنگ	4
4	محکمہ لائیوسٹاک کی ہیلپ لائن	3
5	سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات	1
6	گورنر ہاؤس	1
7	ٹوٹل	15

(ج) 2005 تا 2008 میں ضلع لاہور کے ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو دیئے جانے والے فنڈز کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں دو آڈٹ پیرا نمبر 21 اور 24 درج تھے، جنہیں دور کر دیا گیا ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تعداد و سٹاف کی تفصیلات

*3242: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق قطعاً سٹاف نہ ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں کون کون سی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں ان کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

(د) 2005 تا 2008 مذکورہ ضلع میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے، کیا اس میں بتدریج کمی ہوئی یا اضافہ، سال وار رپورٹ ایوان میں پیش کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	ویٹرنری ہسپتال	15
2	ویٹرنری ڈسپنسریاں	105
3	ویٹرنری سنٹر	54
4	اے آئی سنٹر	10
5	اے سب سنٹر	45

(ب) سٹاف کی کمی کا سبب کافی عرصہ سے نئی بھرتیوں کا نہ ہونا ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 147 ویٹرنری آفیسر کی تقرریوں کی سفارشات محکمہ ہذا کو بھجوادی ہیں۔باقی سٹاف کی بھی اب نئی بھرتیاں ہورہی ہیں۔

(ج) خالی اسامیوں کی تفصیل (نان ڈویلپمنٹ): سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمز

پراجیکٹ:

1	ویٹرنری آفیسر	11	1	ویٹرنری آفیسر	58
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	31	2	ویٹرنری اسسٹنٹ	11
3	اے آئی ٹیکنیشن	16	3	اے آئی ٹیکنیشن	20

(د) اوکاڑہ میں گوشت اور دودھ کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے Support Service for Livestock Farmers Project کے تحت ہر یونین کونسل لیول پر 82 ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں جو فارمرز کو علاج معالجے کی سہولیات گھر کی دہلیز پر فراہم کررہی ہیں۔مزید محکمہ لائیو سٹاک ضلع اوکاڑہ میں غریب فارمرز کو مفت ونڈا اور مفت علاج معالجہ کی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔لائیو سٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر اوکاڑہ دودھ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مددگار ثابت ہوا ہے۔

ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں مویشی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3290: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں مویشی فارمز کتنے ہیں ڈیری اور گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کیا حکومت مزید مویشی فارمز بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) مذکورہ بالا ضلع میں کتنے پولٹری فارمز ہیں۔2004 تا2008 کے دوران کتنے مزید پولٹری فارمز بنائے گئے، آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر، اوکاڑہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر، شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ اور بہادر نگر ضلع اوکاڑہ قائم ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب پبلک پرائیویٹ شرکت سے ڈیری و گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

(ب)

ضلع بہاولنگر میں پولٹری فارم کی تعداد	330
ضلع اوکاڑہ میں پولٹری فارمز کی تعداد	439
2004 تا2008 کے دوران بننے والے پولٹری فارمز کی تعداد	25
پولٹری فارموں کی کل تعداد	1294

ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات کی تفصیلات

*3291: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں کتنی ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات نہیں ہیں، کیا حکومت ان کے لئے عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) مذکورہ بالا اضلاع میں کتنی ایسی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں جہاں پر ضرورت کے مطابق ادویات فراہم نہیں کی جاتیں بلکہ وہاں پر موجود سٹاف جانور کو چیک کروانے والوں سے دوائیاں منگوا کر جانوروں کو چیک کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اضلاع میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ادویات کے بجٹ کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ بہاولنگر میں تمام ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات قائم ہیں اور مزید ان میں سہولیات فراہم کرنے اور ان کی مرمت کے لئے حکومت پنجاب نے کثیر رقم فراہم کی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا اضلاع میں تمام ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ضرورت کے مطابق ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔حاضر عملہ جانوروں کے علاج ومعالجہ کے لئے مفت ادویات فراہم کرتا ہے۔

(ج) جی ہاں!اس سال حکومت نے ان اضلاع کو ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ادویات خریدنے کے لئے کثیر رقم فراہم کی ہے۔

پی پی۔250 میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*3295: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔250 راجن پور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان ہسپتالوں میں کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) کیا ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ضروری جدید طبی آلات اور ادویات دستیاب ہیں؟

(ج) مالی سال09۔2008 میں مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو کتنی مالیت کی ادویات اور سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں کن وجوہات پر خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پر کی جائیں گی؟

(ہ) کتنے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے پر ہیں اور کتنی خستہ حالت میں ہیں اگر خستہ حالت میں ہیں تو حکومت کب تک ان کی مرمت/تعمیر نو کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا مذکورہ حلقے میں ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری ہے اگر نہیں ہے تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔250 میں دو، سول ہسپتال تین، سول ویٹرنری ڈسپنسریاں، پانچ ویٹرنری سنٹرز اور دو مراکز برائے مصنوعی نسل کشی حیوانات کام کر رہے ہیں۔

ان ہسپتالوں میں بالترتیب نو ملازمین ویٹرنری ہسپتالوں میں، چودہ ملازمین ویٹرنری ڈسپنسریوں میں، گیارہ ویٹرنری سنٹرز میں جبکہ دو مراکز برائے مصنوعی نسل کشی برائے حیوانات میں تعینات ہیں۔

(ب) جدید طبی آلات ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے قیام کے ساتھ خریدے گئے تھے۔بعد ازاں ضروری بجٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مزید آلات نہ خریدے جا سکے ہیں۔ہر سال ضلع راجن پور میں ویٹرنری ادویات خرید کر ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مویشیوں کے علاج معالجہ کے لئے فراہم کی جاتی ہیں۔سال09-2008 میں ضلع راجن پور میں 9 لاکھ روپے کا بجٹ ویٹرنری ادویات کی مد میں فراہم کیا گیا تھا۔

(ج) سال09-2008 میں ضلع راجن پور میں 9لاکھ روپے کا بجٹ ویٹرنری ادویات کی مد میں فراہم کیا گیا تھا۔

(د) حلقہ پی پی۔250 میں اس وقت تین ویٹرنری آفیسرز اور چار ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامیاں خالی ہیں جن میں سے ویٹرنری آفیسر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر ہوتی ہیں جبکہ چار ویٹرنری اسسٹنٹ کی اسامیوں کی بھرتی کے لئے اشتہار دیا جا چکا ہے لیکن ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت کی اسامی خالی ہونے کی بناء پر انٹرویو کا مرحلہ مکمل نہ ہو سکا ہے۔تاہم درجہ چہارم کی تمام اسامیوں پر اپریل2009 میں بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور ان کی کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(ہ) حلقہ پی پی۔250 میں چند ایک مقامات پر عمارات کرائے پر لی گئی ہیں۔باقی تمام عمارات محکمہ کی ملکیت ہیں۔ ضلعی حکومت سے سالانہ بجٹ برائے مرمتی کی عدم دستیابی کی وجہ سے

تقریباً تمام عمارات خستہ حالی کی طرف گامزن ہیں۔صوبائی حکومت سے تقریباً ایک کروڑ باون لاکھ روپے ان ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی مرمت کے لئے 09-2008 کے بجٹ میں دیئے گئے تھے جو کہ جون2009 کو موصول ہوئے ہیں۔یہ رقم ایک ماہ کے اندر ضروری coal formalities مکمل کرنے کے بعد ٹینڈر شائع کئے جائیں گے۔

(و) حلقہ پی پی۔250 میں ہر یونین کونسل میں ویٹرنری ہسپتال/ڈسپنسری نہ ہے۔جس کی وجوہات فنڈز و عملہ کی عدم دستیابی ہے۔انشاءاللہ مذکورہ بالا مسائل حل ہوتے ہی تمام یونین کونسلوں میں ڈسپنسریاں قائم کر دی جائیں گی۔

فارمرز کو Imported Semen's مہیا کرنے کا معاملہ

*3335: **سردار عامر طلال گوپانگ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک کی جدید ریسرچ اور معیار کے مطابق پروموشن کے لئے کیا حکومت imported semen's منگوا کر فارمرز کو مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں اب تک اٹھائے گئے اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ہذا جانوروں کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے imported semen منگوانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں محکمہ ہذا نے ایک منصوبہ بعنوان (Restructuring and Re-organization of Breeding Services in Punjab) برائے سال2009-10 سے2014-2015 تک بنایا ہے اس منصوبہ میں (Imported Semen منگوانا بھی شامل ہے۔

ویٹرنری یونیورسٹی کے زیر نگرانی فارم ہاؤس کا ہنہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3389: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کاہنہ میں واقع ویٹرنری یونیورسٹی کا فارم ہاؤس کتنے رقبے پر پھیلا ہوا ہے؟

(ب) اس فارم میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

(ج) اس فارم ہاؤس میں کن کن جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

(د) اس فارم ہاؤس کی اتھارٹی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال کس کے سپرد ہے، نیز یہ عہدہ کون سے گریڈ کا ہے، اس پر تعینات آفیسر کا نام بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کا موضع دولو کلاں یوحنا آباد فیروز پور روڈ پر ایوین ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر (ملت کوئیل فارم) کے نام سے ادارہ ہے۔اس کا رقبہ 109 کنال 9 مرلے ہے۔

(ب) اس ادارہ میں ملازمین کی کل تعداد 08 ہے۔

(ج) اس ادارہ میں جانوروں کا علاج نہیں کیا جاتا بلکہ مرغیوں کے علاوہ دوسرے مفید پرندوں مثلاً بٹیر، تیتر، پیڑو (Turkey) وغیرہ پر تحقیق کا کام انجام دیا جاتا ہے۔نیز یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلباء وطالبات یہاں پولٹری سے متعلقہ علوم کی تعلیم وتربیت حاصل کرتے ہیں۔اس ادارہ میں چوزے نکالنے کی ہیچری اور بٹیروں کی پیداواری صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے بارے میں مفید تحقیقی کام انجام دیا جاتا ہے۔

(د) ایوین ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر کی اتھارٹی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال کے لئے علیٰحدہ سے انچارج تعینات نہیں کیا گیا بلکہ اضافی ذمہ داریاں پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چیئرمین پولٹری پروڈکشن یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کو تفویض کی گئی ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم یونیورسٹی میں گریڈ 21 کے مستقل ملازم ہیں۔

ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3499: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد کیا ہے ؟

(ب) حکومت نے سال 2003 سے 2008 تک ضلع ہذا میں کتنے نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں قائم کی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی کچھ اسامیاں خالی ہیں مذکورہ اسامیاں کب سے خالی ہیں حکومت کب تک ان کو پر کر دے گی ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

سول ہسپتال برائے حیوانات	13
سول ویٹرنری ڈسپنسری	19
اے آئی سنٹر	04
اے آئی سب سنٹر	30
ویٹرنری سنٹر	59

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! ضلع گجرات میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی 12 اسامیاں سال2000 سے خالی ہیں۔ یہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں لہٰذا معین وقت نہیں دیا جا سکتا۔

راولپنڈی، دودھ و گوشت کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات

*3500: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے راولپنڈی میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2007 سے اب تک جو عملی اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے سال وار ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) محکمہ نے دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے2007 سے اب تک راولپنڈی میں جو عملی اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے سال وار ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) محکمہ لائیو سٹاک نے راولپنڈی شہر کے ارد گرد دیہاتوں میں کسانوں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو سہولیات فراہم کی ہیں ان کے بارے میں ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے سال2007 سے اب تک درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔جن سے تقریباً4-3 فیصد گوشت میں اضافہ ہوا۔

	سال2007-08	سال2008-09	2009-10(جنوری2010)
جانوروں کی تعداد برائے علاج معالجہ	156498	152006	116444
حفاظتی ٹیکہ جات(بذریعہ ویکسینیشن)	647340	751564	653370
کرم کش ادویات(بڑے اور چھوٹے جانور)	48702	92579	29615
مرغیوں کے لئے(ویکسینیشن)	355200	320833	240200
فارمز ڈے / فیلڈ ڈے	46	60	84
مویشی پال حضرات کو مشورے کے لئے میلہ مویشیاں	2	4	--
جانوروں کو اعلیٰ نسل کے ٹیکے لگائے گئے	47710	49064	24074

(ب) اس کا جواب جز(الف)میں دیا گیا ہے تاہم ان اقدامات سے دودھ کی پیداوار میں 6-5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

مزید برآں راولپنڈی ڈویژن میں دودھ بڑھانے کے لئے محکمہ لائیو سٹاک نے مختلف پراجیکٹ کے ذریعے جن میں سپورٹس سروسز پراجیکٹ شامل ہے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

(ج) راولپنڈی شہر کے ارد گرد مضافات میں کسانوں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے یونین کونسل کوٹھہ کلاں، مورگاہ، رحمت آباد، چک لالہ، شکریال، دھمیال، رنیال، اڈیالہ میں ویٹرنری سنٹرز اور ڈھوک گوجر خان میں ویٹرنری ڈسپنسری کام کر رہی ہے۔جن کے تحت جانوروں کو موذی بیماریوں کے ٹیکے، علاج معالجہ اور افزائش حیوانات کی سہولت مہیا کی گئی

ہے۔علاوہ ازیں شہر کے ارد گرد دیہاتوں کے لئے ایک موبائل ویٹرنری ڈسپنسری بھی ہمہ وقت کام سرانجام دے رہی ہے۔

ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ہسپتالوں / مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3501:**جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال / مراکز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ مراکز کے حوالے سے کیا ہے؟

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل 101 ہسپتال / مراکز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسری	ویٹرنری سنٹر	نسل کشی سنٹر	نسل کشی سب سنٹر	کل تعداد
18	42	27	05	09	101

(ب)

نام اسامی	ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسری	ویٹرنری سنٹر	نسل کشی سنٹر	نسل کشی سب سنٹر
ویٹرنری آفیسر	11	06	-	04	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	36	39	23	-	-
اے آئی ٹیکنیشن	-	-	-	09	10
درجہ چہارم	36	42	07	05	-

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں۔

ویٹرنری ہسپتال	12
ویٹرنری ڈسپنسری	07
ویٹرنری سنٹر	03

ضلع فیصل آباد میں 2005 سے 2008 تک نئے بنائے گئے

مویشی پال فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3509: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر امور پرورش و حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 2005 سے 2008 تک حکومت نے کتنے نئے مویشی پال فارم قائم کئے اور کہاں کہاں؟

(ب) کیا حکومت ضلع فیصل آباد میں مزید مویشی پال فارم قائم کرنے کو تیار ہے تاکہ ضلع میں گوشت کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کیا جاسکے اور قیمت پر بھی کنٹرول ہو سکے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے۔

(ب) سردست حکومت کی ضلع فیصل آباد میں مویشی پال فارم قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے۔ نئے مویشی پال فارم قائم کرنے کے لئے حکومت کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔

ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3510: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ڈاکٹرز و دیگر عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھر میں اکثر اسامیاں کافی عرصہ سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضرورت کے مطابق ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ پورا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

نام اسامی	صوبائی حکومت	معدوم ضلع کونسل

ویٹرنری آفیسر	25	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	63	51
اے آئی ٹیکنیشن	19	-
ملازم درجہ چہارم	16	86

(ب) ضلع بھر میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

نام اسامی	صوبائی حکومت	معدوم ضلع کونسل
ویٹرنری آفیسر	04	-
ویٹرنری اسسٹنٹ	-	16
ملازم درجہ چہارم	-	04

(ج) ویٹرنری آفیسرز کی ریکروٹمنٹ کا اختیار پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہے اور دیگر سٹاف (معدوم ضلع کونسل) کو تحریر کیا جا چکا ہے۔

ضلع چکوال، ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3674: **جناب شیر علی خان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007 اور 2008 ضلع چکوال میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان اور کتنا جرمانہ وصول کیا؟

(ب) ضلع چکوال ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) ضلع چکوال میں کتنے مویشی پال فارم ہیں ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے، یہ نفع میں چل رہے ہیں یا نقصان میں تفصیل بیان کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چکوال میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات کا کوئی دفتر نہ ہے۔

(ب) ضلع چکوال میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

ویٹرنری ہسپتال= 14 ویٹرنری ڈسپنسریاں= 66

(ج) ضلع چکوال میں گورنمنٹ کا کوئی مویشی پال فارم نہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا افضل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ بھٹی صاحب! آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب سے پہلے محترمہ ڈار صاحبہ کو وقت دیں۔ جی، محترمہ، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے عورتوں کی ملازمتوں کے حوالے سے بات کی کہ جو عورتیں 18 سال سے زیادہ ہو جاتی ہیں اور وہ گھر پر بیٹھی رہتی ہیں، ان کی شادیاں نہیں ہوتیں اور ان کو ملازمت بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ہماری ایک رکن محترمہ ثمینہ خاور حیات نے کہا کہ مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دینی چاہئے اور میں سب سے پہلے اپنے خاوند کو چار شادیوں کی اجازت دیتی ہوں ۔اس طرح یہ الفاظ کہنے سے مقدس House کی توجہ اصل مقصد سے ہٹائی گئی۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جو ایسی کارروائی روکنے کی کوشش کرتے ہیں یہ House کے لئے زیادتی ہے۔ یہ House ایک مقدس ایوان ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ اس میں irrelevant کوئی بات نہیں ہو گی۔ انہوں نے یہ بات کیوں کی؟ دیکھیں! یہ کون سے مسلمانوں کی اقسام میں سے ہیں جو چار شادیوں کی اجازت تو دیتے ہیں۔

--

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ بہت ہو چکا۔ جی، بھٹی صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے آپ سے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: بس آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ ہم نے آپ کی بات سن لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بہت اہم مسئلہ کی طرف معزز وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی doubt نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی پوری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی ٹھہریں۔ شیخ صاحب! ان کی بات کہاں تک سنوں گا؟ ان کے دو منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ جو چار شادیوں کی اجازت تو دیتے ہیں لیکن نماز کے وقت یہ کورم کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تھی۔ میں بہت اہم بات کی طرف وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ صوبہ پنجاب کو محنتی اور ایماندار پولیس افسران کی ضرورت ہے۔ میں تھوڑا سا پیچھے جانا چاہتی ہوں کہ جب گورنر rule تھا تو اس وقت ایک ایماندار اور محنتی پولیس آفیسر نے گورنر صاحب کے حکم کو disobey کیا تھا اور اس نے اپنا میرٹ اور اپنی ایمانداری نہیں چھوڑی تھی جس کے نتیجے میں حکومت پنجاب نے ان کو بڑا appreciate کیا تھا اور ان کو ایس پی انوسٹی گیشن راولپنڈی تعینات کر دیا تھا۔ وہاں پر بھی ان کی ایمانداری اور ان کے میرٹ پر کام کرنے کے چرچے تمام پنجاب نے سنے ہیں، میں نے بھی سنے ہیں۔ میں اس کو appreciate بھی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ آپ اسے کسی تحریر میں لے کر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ آج اس ایماندار افسر کو او ایس ڈی بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ حکومت ہیں؟ حکومت کے جو کام ہیں وہ اسے کرنے دیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے ایڈمنسٹریشن چلانی ہے وہ اپنے حساب سے چلائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یا تو انہیں floor نہ دیا جاتا اور وہ بات نہ کرتیں۔ اب انہوں نے بات کر لی ہے تو اس کا حکومت کی طرف سے answer بھی آئے گا۔ آپ محترمہ کو کہیں کہ وہ لکھ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ وہ لکھ کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ نے میری بات ہی نہیں سنی ہے۔ میں کسی کو criticize نہیں کرنا چاہ رہی تھی لیکن ایک چیز point out کرنا چاہ رہی تھی۔ میں criticism پر یقین نہیں رکھتی۔ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ ہماری طرف سے جو بات ہو گی وہ غلط ہی ہو گی۔ اسی طرح اخباروں میں یہ باتیں زینت بن چکی ہیں کہ ہم پر criticize کیا جاتا ہے۔[*****]

جناب سپیکر: اب آپ آئندہ ایسے الفاظ استعمال نہیں کریں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آئندہ یہ لفظ۔۔۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR.SPEAKER: No. I, will not allows. I will not allow.

ان الفاظ کو حذف کیا جائے اور ان کا مائیک بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ اخبار ادھر پہنچائیں۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اخبار House میں کیوں لے کر آتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ اخبار میں اس لئے لے کر آئی ہوں کہ آپ کو دکھاؤں[***]

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ پھر غلط الفاظ استعمال کر رہی ہیں۔ ان کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ تشریف رکھیں۔ یہ اخبار ادھر پہنچائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ اگر یہ الفاظ واپس نہیں لیتیں تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے گو لوٹے گو کی نعرہ بازی)

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر وزیر قانون متوجہ ہوں تو میں بات کروں۔

جناب سپیکر: یہ اخبار محترمہ سے لے کر مجھے پہنچائیں اور وزیر قانون کو دکھاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں اور بات ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس کا جرمانہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اس طرح اخبار اندر کیوں لے کر آئی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے جرمانہ کریں اور میں جرمانہ کروانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی اس طرح سے ہمیں دھمکیاں لگائے گا کہ میں وزیر اعلیٰ سے شکایت لگاؤں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اور تشریف رکھیں۔ وہ بات آپ کے متعلقہ نہیں ہے بلکہ میرے متعلقہ ہے اور میں اس کا جواب دینا جانتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ اس طرح سے ہمیں pressurize اور الٹی سیدھی باتیں کریں گے تو ایسی باتیں کرنے کا ان کا مقصد کیا ہے؟

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آج جمعہ کا دن ہے۔ آگے پانی پر بھی بحث ہے اور اس کے علاوہ تحاریک التوائے کار بھی ہیں تو اس حساب سے چلیں۔ جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے طے ہوا تھا کہ چار اہم محکموں کے سیکرٹری صاحبان اسمبلی میں تشریف لایا کریں گے۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سوائے چند دن کے سیکرٹری صاحبان تشریف نہیں لا رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کے تین ریسرچ آفیسرز ہیں اور جب بھی کسی معاملے پر میں نے انہیں تلاش کیا ہے تو وہ ریسرچ آفیسرز نہیں ملتے اور ہم ایم پی ایز کو کام کرنے کے لئے کوئی سہولیات نہیں ہیں۔ ہمارے اوپر حلقے کی جتنی ذمہ داریاں ہیں اور ڈویلپمنٹ کی ذمہ داریاں ہیں تو اسمبلی کے floor پر کچھ پیش کرنا ہو، ہمیں کچھ ریسرچ کرنی ہو تو وہ آفیسرز اسمبلی میں آتے ہی نہیں ہیں اور ان حالات میں بڑا مشکل ہے کہ ہم لوگ اسمبلی کے اندر محنت کر کے کوئی result آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔ جب میں نے پوچھا کہ ان کی حاضری کہاں لگتی ہے تو مجھے پتا چلا کہ وہ افسران ہیں اور ان کی حاضری بھی نہیں لگتی۔ میری آپ سے پُرزور درخواست ہے کہ کم از کم ان کی حاضری لگائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب کی باتوں پر implement ہونا چاہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک مقدس ایوان ہے تو یہاں پر slain بولنے کے لئے سختی سے منع کیا جائے۔ لوٹا لفظ بالکل slain میں آتا ہے اور اس مقدس ایوان میں کسی کو حق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ایسے الفاظ بولے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی intelligent آدمی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے فیصلہ کرے کہ وہ کس پارٹی کی حمایت کرنا چاہتا ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

پولیس ٹریننگ سنٹر چوہنگ لاہور کے انچارج کا ایم پی اے کو جھوٹے مقدمے میں شامل کروانے کی کوشش

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی وساطت سے جناب لاء منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ تحصیل گوجر خان تھانہ جاتلی میں ایک مقدمہ نمبر 10/21 جھوٹا اور بے بنیاد درج ہوا جسے on merit پولیس والوں نے خارج کر دیا۔ گزشتہ سوموار کو لاہور سے چوہنگ پولیس کمانڈنٹ ٹریننگ سنٹر سے میجر مبشر صاحب نے ٹیلیفون پر تھانے میں ایک رپٹ لکھوائی اور وہاں سے مقدمے کی مسل اور جن کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا تھا، انہیں، ایس ایچ او اور تفتیشی کو چوہنگ ٹریننگ سکول میں منگل والے دن طلب کر لیا اور جب وہ آئے تو انہیں صبح 10 بجے سے لے کر شام 7 بجے تک حبس بے جا میں رکھا جن لوگوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا تھا انہیں pressurized کیا گیا۔ معاملہ زمین کا تھا اور زمین انہوں نے انتقال کروالی تھی۔ اب پیسے واپس لینا چاہتے تھے اور ایک 80 سال کا فالج کا مریض جو چارپائی پر پڑا ہے، اس

کے خلاف بھی جھوٹا مقدمہ درج کروایا گیا اور پھر انہیں ڈرایا دھمکایا گیا اور ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ لکھ کر دیں کہ یہ ایم پی اے کے کہنے پر خارج ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس آرڈر 2002 کے تحت وہ بورڈ میٹنگ میں جاتے یا اگر کسی عدالت کا کوئی حکم ہوتا تو وہ اس کی تفتیش کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کو ناجائز pressurized کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا نوٹس لیا جائے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب family کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی کہ گوجر خان، اس ضلع یا ڈویژن میں کوئی آفیسر نہ تھا کہ اگر اس بات کی انکوائری یا تفتیش مقصود تھی تو وہاں کسی کے ذمہ لگائی جاتی۔ میری سوچ سمجھ کے مطابق اس کا کوئی official order نہیں تھا اور انہوں نے اپنی یونیفارم کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں پر ماتحت پولیس افسروں سے رپٹ لکھوا کر مسل منگوائی اور انہیں pressurized کر کے ان سے زیادتی کی، اس میں میرا نام ڈلوانے کی کوشش کی اور ناجائز کوشش کی کہ آپ لکھ کر دیں۔ انہوں نے نہیں لکھ کر دیا اور وہاں سے واپس آ کر مجھے بتایا کہ صبح 10:00 بجے سے لے کر شام 7.00 بجے تک وہاں مدعی مقدمہ بھی موجود تھا۔ ایک اور پرائیویٹ آدمی کے سامنے اس فریقین مقدمہ کو pressurized کیا گیا، بے عزت کیا گیا اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ یہاں ان کا کوئی جاننے والا اور پوچھنے والا نہیں تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! subject to verification جو شوکت عزیز بھٹی صاحب نے کہا ہے تو میں ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب سے بات کر کے اس معاملہ کی factual position کے مطابق اگر کسی آدمی نے اس طرح اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ سوموار کو اس کا جواب آ جائے گا اور میں اس کا ثبوت یہ دے دیتا ہوں کہ متعلقہ تھانے میں telephonic رپٹ درج ہے جسے درج کروا کر انہوں نے یہاں انہیں بلایا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر موصوف چاہتے ہیں کہ میں in House اس کا جواب table کروں تو پھر وہ لکھ کر دیں اور اگر زبانی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو ابھی

اجلاس کے بعد آئی جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!میرا خیال ہے کہ اسے آج ہی کروادیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب کی خدمت میں ایک اور اسی طرح کی good governance کی خبر ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ڈیلی ٹائمز میں خبر آئی ہے کہ:

> Chairman TEVTA accused victimizing female subordinate Nabeela. Alleges Saeed Alvi harasser in office says police CS did not entertained request for registering case against TEVTA Chairman. Alvi says allegations are baseless.

جناب سپیکر!کیا ایسے آدمی کو TEVTA کا چیئرمین رہنا چاہئے جس کے خلاف اس کے subordinates کے اس طرح کے allegations ہوں؟حکومت کو اس کا سخت نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ اس کا نوٹس لے لیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انہوں نے اس پر کیا کارروائی کی ہے کیونکہ دسمبر کا واقعہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،وہ بالکل کریں گے، یہ اخباری باتیں ہیں۔آپ ادھر جا کر ان سے بات کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!پچھلے ہفتے یہاں پر پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اپنے ملازمین کو غیر قانونی طور پر شوکاز نوٹس اس وجہ سے دیئے تھے کہ انہوں نے انتظامیہ کی کرپشن کو

بے نقاب کیا تھا اور وہ agitation کے لئے پنجاب اسمبلی کے باہر آئے تو میں نے آپ کی یہاں توجہ مبذول کروائی تھی۔ اس پر آپ نے وزیر تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور کہا تھا کہ وہ بدھ کو یہاں پر اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ بدھ کو رپورٹ پیش نہیں ہو سکی، جمعرات کو بھی پیش نہیں ہو سکی اور آج جمعہ آگیا ہے۔ براہ مہربانی اس پر وزیر تعلیم کو direction دی جائے کہ وہ اس پر اپنی رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! جب ہم یہاں سے فارغ ہو جائیں گے تو آپ دو منٹ کے لئے میرے چیمبر میں آنا وہاں بیٹھ کر بات کریں گے۔ علی حیدر نور خان نیازی مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ و اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 1619 اور 2211 کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ و اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار لی جاتی ہے۔ یہ تحریک مہر اشتیاق صاحب کی ہے اس کا نمبر 95/10ہے۔

افسران کی ایک ہی ضلع میں عرصہ تین سال سے زائد خلاف پالیسی تعیناتی

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم ایک سیٹ پر تین سال سے زائد ایک جگہ اور ایک ہی شہر / محکمہ میں (گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین) فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ خاص کر انتظامی عہدوں پر اس پالیسی کا اطلاق ہوتا ہے مگر اس کے باوجود کافی افسران ایک ہی شہر اور ضلع میں عرصہ پندرہ بیس سال سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان با اثر افسران کو ان اضلاع سے transfer کرنے کی بجائے ان کو ایک ہی محکمہ سے دوسرے محکمہ میں انتظامی اور charming پوسٹوں پر تعینات کر دیا جاتا ہے جس کی مثال ضلع فیصل آباد میں تعینات ایک افسر کی ہے جو1996 سے اسی ضلع کے مختلف اداروں /

محکمہ جات میں انتظامی /charming پوسٹوں پر اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت یہ افسر اس ضلع میں ڈائریکٹر فنانس اینڈ پلاننگ کی اسامی پر کام کر رہا ہے۔ اس کے خلاف کافی بے قاعدگیوں اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کی کارروائیاں رپورٹ ہوئی ہیں اور چل رہی ہیں مگر اس کو اس ضلع سے باہر transfer نہیں کیا گیا ہے جو اس کے با اثر ہونے کا ثبوت ہے۔ جس بناء پر نہ صرف اس ضلع بلکہ پورے صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ Monday تک pending فرمادیں کیونکہ اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ Monday کو اس پر جواب لینے کے بعد میں respond کروں گا۔

جناب سپیکر: اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب خالد امتیاز خان بلوچ کی ہے۔

حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُوردبُرد

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے TMA اقبال ٹاؤن میں corruption کی انتہا ہو گئی ہے اور اگر پچھلے پانچ سال کے ریکارڈ کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً ایک ارب روپے کے ترقیاتی فنڈز خُوردبُرد ہو گئے ہیں جبکہ اس علاقہ میں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور پارک اجڑے پڑے ہیں۔ اس corruption اور لوٹ مار کی حالیہ مثال یہ ہے کہ TMA اقبال ٹاؤن نے بذریعہ اشتہار مورخہ 1-12-2009 کو 3 کروڑ 49 لاکھ روپے کے ترقیاتی کاموں کے ٹینڈر جاری کئے، اسی دن ہی وصول کئے اور کوئی بھی ترقیاتی کام کروائے بغیر 2 کروڑ 88 لاکھ 62 ہزار 2 سو 72 روپے کی ادائیگی کر دی جبکہ موقع پر کسی ترقیاتی کام کا وجود تک نہ ہے اور محکمہ بلدیات کے اعلیٰ افسران اور انٹی کرپشن سرکل فیصل

آباد کے افسران نے اپنا حصہ وصول کر کے چپ سادھ لی ہے۔اس لوٹ مار کی خبر تمام اخبارات میں جلی حروف میں شائع ہونے کے باوجود ملزمان کے خلاف تاحال کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

TMA اقبال ٹاؤن کے عملہ اور ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے اس کھلی لوٹ مار پر علاقہ TMA اقبال ٹاؤن کے لاکھوں شہری بالخصوص اور فیصل آباد کے شہری بالعموم پریشان اور مشتعل ہیں اور ان میں غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس کا فوری نوٹس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہہ کر لیتا ہوں اور Monday کو اس کا جواب اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اس کا جواب Monday کو House میں پیش کیا جائے گا۔ یہ توسیع کی رپورٹ ہے۔ سردار محمد خان کھچی مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار محمد خان کھچی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 (Bill No. 7 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مارچ2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی تحریک محترمہ فرح دیبا کی ہے ان کی تحریک کا نمبر89/10 ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔جی،لاء منسٹر!

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ تحریک فلم انڈسٹری پر Entertainment Tax سے متعلق تھی۔ چونکہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری اپنی کسی میٹنگ

کے سلسلے میں اسلام آباد تھے اس لئے میری بات نہیں ہو سکی تو آج وہ صبح تشریف لائے ہیں ان سے بات ہوئی ہے۔اس میں گورنمنٹ کی proposal یہ ہے کہ 65 فیصد ڈیوٹی کو کم کر کے 20 فیصد کر دیا جائے اور Entertainment Tax کا استثنیٰ جو 30۔جون 2009 تک تھا اسے مزید تین سال کے لئے بڑھا دیا جائے۔ یہ proposal محکمے نے اپنی recommendations کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجی ہوئی ہے اور میں اس معزز ایوان کو یا اس معزز ایوان کے ذریعے فلم انڈسٹری کے لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر گورنمنٹ positive decision لے گی۔ان کا ٹیکس نہ صرف 65 فیصد سے 20 فیصد ہو جائے گا بلکہ یہ تین سال کا استثنیٰ بھی ہو جائے گا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اس proposal سے already agree کر کے سمری وزیر اعلیٰ کے آفس بھجوائی ہوئی ہے اور انشاء اللہ hopefully within a week یہ معاملہ finalize ہو جائے گا۔ آپ اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب !آپ کی بھی تحریک ہے، یہ کون سی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی PCS والی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! PCS افسران سے ہونے والی ناانصافی سے متعلق جو معاملہ اس معزز ایوان میں اس مرتبہ بھی اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اٹھایا گیا لیکن اس پر کوئی مؤثر اور نتیجہ خیز پیشرفت نہیں ہو سکی۔ اس مرتبہ ہم نے اس کو ایک مؤثر اور regular طریقہ سے attend کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ hopefully یہ PCS Officers سے ہونی والی زیادتی ہے یا نہ انصافی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔اب میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،جواب سنیں،بڑااہم معاملہ ہے۔ذراسنئے گاجی۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس پر چیف سیکرٹری پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کمیٹی میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب چیئرمین ہیں،فنانس سیکرٹری، سیکرٹری سروسز،سیکرٹری ریگولیشن اور ڈپٹی سیکرٹری سروسز ممبرز ہیں اور اس کے ساتھ جو PCS Officers Association کے صدر مسٹر منظور حسین ناصر ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا گیاہے اور اس کمیٹی کا جو پہلے جواب آیا تھا اس میں وہ شامل نہیں تھے۔ میں نے خصوصی طور پر چیف سیکرٹری صاحب کو درخواست کی کہ آپ ان کو بھی شامل کریں تاکہ یہ اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔یہ کمیٹی اپنی سفارشات 10۔مارچ تک انشاءاللہ تعالیٰ اس معزز ایوان میں پیش کرے گی اور اس کے اوپر بحث ہونے کے بعد جو درست اور ناانصافی کو ختم کرنے پر مشتمل recommendations ہوں گی انشاءاللہ تعالیٰ گورنمنٹ ان پر عملدرآمد کرے گی کیونکہ 10۔مارچ تک تو اجلاس نہیں چلے گا تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو آپ یہ تحریک next session تک pending فرمادیں اور یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:یہ تحریک التوائے کار next session تک pending کی جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا:جناب سپیکر!اس پر بات تو کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،اس پر بات نہیں ہو گی،اب next session میں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات تو سن لیجئے کہ صرف ایک ایک منٹ ان کو دے دیجئے۔

جناب سپیکر:اس پر بحث نہیں ہو سکے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!یہ بہت اہم معاملہ ہے اس سے پہلے اس House میں کمیٹی بنی تھی اس میں آپ کے والد صاحب بھی تھے اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی تھے انہوں نے باقاعدہ

ایک رپورٹ لکھی تھی اور اس میں انہوں نے سفارشات دی تھیں اور یہ اب انہوں نے جو کمیٹی بنائی ہے اس میں سارےCSP Officersہیں وہ اپنا کیس خود کیسے سن سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سیکرٹری سروسز کون ہیں، ACS کون ہیں، یہ سارے CSP officers ہیں اور یہ اپنا ہی کیس سنیں گے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بات سنیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو کمیٹی ہے اس سے پہلے جو فیصلے ہو چکے ہیں اور جو کہ طے شدہ ہیں جن کا ذکر بھی محترم بھائی شیر علی صاحب نے کیا ہے ان سفارشات پر عملدرآمد نہ ہونے والے عوامل پر غور کرے گی اس پر عملدرآمد کو ensure کرے گی اور اس کمیٹی میں PCS Officers Association کے صدر ہیں جو تھوڑے دن پہلے elect ہوئے ہیں ان کو بھی اس میں ممبر رکھا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ جو آپ کمیٹی بنا رہے ہیں اس میں آپ ہم میں سے دو بندے لے لیں جن کو آپ مناسب سمجھیں، ایک اِدھر سے لے لیں اور ایک اُدھر سے لے لیں، ہمارے لئے صرف اتنا کر دیں۔ میں چیف منسٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے خود appreciate کیا کہ ہاں ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور لاء منسٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے fully support کیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں، آپ کے والد صاحب نے بھی اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی مہربانی کی تھی۔ آپ مہربانی کر کے ہم میں سے دو آدمی لے لیں جن کو آپ مناسب سمجھیں، ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے لے لیں۔

جناب سپیکر: یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی تھی۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!جی، یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی ہے اور یہ ایڈمنسٹریشن سائیڈ پر Administrative Committee ہے اس کی سفارشات نے ایوان میں آنا ہے اور اس ایوان نے ان سفارشات پر غور کرنا ہے اور پھر اس کے بعد اگر House کا sense ہوا تو اس پر کمیٹی بنادی جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ذرابات سنیں!یہ کمیٹی چیف سیکرٹری صاحب نے بنائی ہے اور آپ کے House کی کمیٹی اس کو examine کرے گی جہاں پر آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے غلط کیا ہے یا زیادتی کی ہے وہ آپ کو حق ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بالکل ٹھیک ہے۔ آپ یہ کر دیں کہ انہوں نے 10۔مارچ کی تاریخ رکھی ہے اور آپ ہم میں سے تین چار یا پانچ آدمیوں کی کمیٹی بنادیں وہ ہمیں 12،11 یا 13۔مارچ کو رپورٹ دے دیں، ہم اسے examine کریں گے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!.How is it possible

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ یہ next session کے لئے pending ہے اور اس کی رپورٹ جو آئے گی وہ ایوان میں پیش ہو گی تو اس کے بعد پورا ایوان اس کو examine کرے گا اور اگر کمیٹی بنانے کی sense ہوئی تو پھر ٹھیک ہے۔اس وقت اس بات کو دیکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک طریق کار ہے۔اسی طرح ہو گا جس طرح آپ چاہ رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!1986 میں کمیٹی نے سفارشات طے کر دی تھیں وہ اسی معزز ایوان کے ممبران کی کمیٹی تھی جس میں وہی تذکرہ جو شیر علی خان صاحب نے کیا ہے کہ آپ کے والد محترم، سردار ذالفقار علی خان کھوسہ اور مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب اس کے ممبرز

تھے۔ میری صرف دو مختصر سی گزارشات ہیں ایک تو یہ ہے کہ معزز ایوان کی کمیٹی جو 150 صفحات پر مشتمل سفارشات دے چکا ہے ان سفارشات پر سو فیصد عملدرآمد کرانے کے لئے اس کمیٹی کو کہہ دیا جائے۔ دوسری بات ان عوامل کے بارے میں ہے جو محترم لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان عوامل کا جائزہ لیا جائے جن عوامل کی وجہ سے گزشتہ پچیس سالوں میں اس معزز ایوان کی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو کمیٹی بیوروکریٹس کی بنائی ہے اس میں صرف ایک ممبر PCS ہے اور ایک جو ex-officio ممبر رکھا ہے وہ PCS Association کا نمائندہ ہے تو میری آخری گزارش یہ ہے کہ ان کا scope of work ہے اس کو آپ define کر دیں اور صرف اس حد تک یعنی ایک بات تک محدود کر دیں کہ وہ کمیٹی کوئی نئی پالیسی نہیں بنائی گی، کوئی نئی سفارشات پیش نہیں کرے گی اور کوئی نئی contractual بات سامنے نہیں لائے گی، وہ کمیٹی صرف ایک نکتہ کی حد تک یعنی 1986 میں اس معزز ایوان کی طرف سے پاس شدہ سفارشات پر عملدرآمد کرانے تک محدود رہے گی اور یہ ruling فرمادیں اور پھر 10۔مارچ تک ہم اس کو pending کروادیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، آپ تشریف رکھیں، اس طرح اس معاملے کو خراب نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ میں نے ان کو next session تک کا ٹائم دیا ہے۔ یہ ان کی رپورٹ ہمارے پاس آئے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمارا بھی right ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، کیا کرتی ہیں؟ آپ کا بھی right ہے ٹھیک ہے لیکن آپ تشریف رکھیں اور آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ جب میں بول رہا ہوں تو پھر درمیان میں نہیں بولنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمیں معلوم ہے۔

جناب سپیکر: پھر interruption نہ کریں۔بات یہ ہے کہ یہ رپورٹ آنے دیں اور یہ رپورٹ آپ کے اس House میں آئے گی۔ ہم اس پر آپ کے ممبران کی ایک کمیٹی انشاءاللہ بنائیں گے، وہ جب اس کو فائنل کرے گی تو اس کے مطابق عمل کروائیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کمیٹی کو محدود کر دیں کہ سابقا رپورٹ پر صرف عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سابقا رپورٹ کوئی غائب نہیں ہو سکتی وہ ریکارڈ کا حصہ ہے، ریکارڈ میں موجود ہے۔اس پر ہم دیکھیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور PCS Officers کے متعلق معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو شاید اتنا پتا نہیں جتنا مجھے پتا ہے۔ آپ اس بارے میں مہربانی کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج Irrigation پر debate ہونی تھی۔(شوروغل)

جناب سپیکر: Have patience، میں بیٹھا ہوا ہوں، میں کس لئے بیٹھا ہوا ہوں؟ جی، next ڈاکٹر سامیہ امجد، سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔میرے خیال میں یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ تحریک التوائے کار نمبر 902/09 ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کو ریگولرنہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 902 منجانب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ جواب آیا ہے کہ Punjab Rural Support

Programme میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کے لئے سمری اعلیٰ حکام کو منظوری کے لئے بھجوادی ہے۔جونہی یہ سمری واپس موصول ہوئی تو ان احکامات کی روشنی میں پیرا میڈیکل سٹاف کا بھی فیصلہ کیا جائے گا۔میں آج ہی اس کا پتا کرواؤں گا کہ سمری پر کس حد تک پیشرفت ہوئی ہے اور Monday کو انشاءاللہ آپ کو اس پر حتمی جواب سے مطلع کروں گا۔

MR. SPEAKER: Kept pending till Monday.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تیسری دفعہ pending ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ کوئی final commitment دیں کیونکہ اس میں ڈاکٹروں کی ایک بہت بڑی movement شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ انشاءاللہ آپ کو Monday کو جواب دے دیں گے۔کوئی بات نہیں، کہیں ایسی بات ہو جاتی ہے۔اب next ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔اس کو بھی till next session pending کیا جاتا ہے۔اب چودھری صاحب یہ آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 957 ہے، کیا یہ پڑھی گئی ہے؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ پڑھی گئی تھی۔آپ نے جمعہ تک کے لئے pending کی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تو ابھی پڑھی ہی نہیں گئی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں اور بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ہم آگے جا چکے ہیں۔تحریک التوائے کار نمبر 957/09 ہے۔جی، کون پڑھ رہا ہے، کس کا نام لکھوں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں پڑھ رہی ہوں۔آپ ذرا ادھر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

صوبہ میں کتے کے کاٹنے کا باقاعدہ ہسپتال نہ ہونے

کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 5/12/09 کی خبر کے مطابق، لاہور پنجاب حکومت کی جانب سے صحت کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کے دعوؤں کے باوجود آج تک صوبہ بھر میں کتے کے کاٹنے کے مرض کے علاج کے لئے کوئی ہسپتال قائم نہیں ہو سکا جس کے باعث ہر سال 14 ہزار کے قریب مریض دربدر ہوتے رہتے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں قائم واحد ڈاگ بائٹ سنٹر مریضوں کو چار ٹیکوں کا کورس کروانے کی بجائے صرف پہلا ٹیکہ لگا کر ٹرخا دیتا ہے۔ حکومت کی جانب سے بھاری فنڈ حاصل کرنے کے باوجود مریضوں کو -/750 روپے والے ٹیکے (Vero rub) کے لئے بازار کا رُخ کروا دیا جاتا ہے۔ ٹیکہ بازار سے قیمتاً حاصل کر کے مریض خود ہی چار ٹیکوں کا کورس پورا کرواتا ہے۔ لاہور میں قائم یہ سنٹر دوپہر 2:00 بجے کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ لاہور سے باہر کے شہروں سے آنے والے مریضوں کو شدید دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔ مریضوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس صورتحال کا نوٹس لیں۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہسپتال بشمول ٹیچنگ ہسپتال ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو میں کتے کے کاٹے کے علاج کی کوئی سہولت میسر نہ ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ادویات کی خریداری کے لئے ریٹ کنٹریکٹ کیا ہے جس میں کتے کاٹے کی ویکسین بھی شامل ہے۔ اس ریٹ کنٹریکٹ کے تحت صوبے کے تمام ای ڈی اوز اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو اختیار ہے کہ وہ اپنی ضروریات اور بجٹ کے مطابق ادویات بشمول کتے کے کاٹے کی ویکسین خرید سکیں۔ ان اداروں کو ان ادویات کی خریداری اور فراہمی کو یقینی بنانے کی ہدایت بھی

جاری کی ہوئی ہے۔ اس طرح صوبہ بھر کے تمام مذکورہ ہسپتالوں میں کتے کاٹے کے علاج کی سہولت موجود ہے۔ مزید برآں محکمہ نے صوبہ کے تمام ٹیچنگ، ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں 24 گھنٹے فری میڈیسن اور ایمرجنسی طبی امداد کی سہولت کو یقینی بنایا گیا ہے لہذا مریضوں کو اس ضمن میں لاہور آنے کی ضرورت نہ ہے۔ مزید برآں Institute of Public Health میں بھی کتے کے کاٹے کے مریضوں کے علاج کی سہولت موجود ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب کو اس سلسلے میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ غریب آدمی کا مسئلہ ہے۔ ان ہسپتالوں میں ایک ٹیکہ تو لگا دیا جاتا ہے مگر پورا کورس مکمل نہیں کروایا جاتا۔ ان مریضوں کو باقی کے بھی سات ٹیکے لگائیں جائیں لیکن cold chain موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسلام آباد سے ان ٹیکوں کی جو carry on ہے وہ نہیں بھیجی جاتی۔ ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں کتے کے کاٹے کے سنٹر موجود ہیں۔ کتے کے کاٹے کی ویکسین بھی موجود ہے لیکن وہاں صرف پہلا ٹیکہ لگایا جاتا ہے اور جب مریض دوبارہ باقی کی dose لینے کے لئے جاتے ہیں تو وہ نہیں دی جاتی۔ سفارش کی جاتی ہے کہ وفاقی حکومت کے under یہ جو Anti Rabies کا National Institute ہے ان کو تاکید کی جائے کہ کتے کے کاٹے کی جو مقدار ہے، جو registered مریض ہیں ان کی تعداد کو ensure کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سُنیں۔ آپ کی بات سُنی گئی ہے۔ بہت مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت پر عملہ کا بروقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور نہایت فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 31۔ جنوری 2010 کنٹونمنٹ بورڈ کے ایک کنٹریکٹر نے ماڈل کالونی والٹن میں ایک 18 فٹ کی گلی میں کھدائی کے لئے مشین لگائی جس کی وجہ سے اس گلی میں موجود گیس پائپ لائن سے گیس کا اخراج شروع ہو گیا۔ کنٹریکٹر نے اس پائپ لائن کی مرمت کرنے کی بجائے مٹی ڈال کر اس پائپ لائن کو بند کر دیا اور گیس بذریعہ سیوریج پائپ علاقے کے اندر پھیل گئی۔ متعلقہ علاقہ کے لوگوں نے محکمہ سوئی گیس کو شکایت درج کروائی اور شکایت نمبر بھی حاصل کیا گیا اور ایک سے زائد بار شکایت درج کروائی گئی۔ محکمہ نے شام 4 بجے درج کروائی گئی شکایت کے نتیجے میں صبح 6 بجے تک کسی عملہ کو موقع پر کارروائی کے لئے نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ ساری رات سوئی گیس کا اخراج جاری رہا اور صبح ایک گھر میں بجلی کا بلب جلانے کے لئے سوئچ آن کیا گیا تو ایک زوردار دھماکا ہوا جس کے نتیجے میں گھر کے 6 افراد بری طرح جھلس گئے جن میں محمد اشرف، اس کی 33 ہفتوں کی حاملہ بیوی، 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل تھے۔ اس واقعے کے بعد 3 گھنٹے مزید گزر گئے لیکن محکمے کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی نہ کی گئی۔

جناب سپیکر! ظلم تو یہ ہے کہ ان 6 جھلسنے والے افراد کو میو ہسپتال لاہور میں داخل کروایا گیا تو محمد اشرف زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے پہلے جاں بحق ہو گیا، دو دن بعد اس کی حاملہ بیوی، اس کے تین دن بعد 7 سالہ بیٹی اور 5 سالہ بیٹا اور 18۔ فروری کو یعنی پرسوں اس کی 13 سالہ بیٹی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اور جو بچی زندہ ہے وہ بھی موت و حیات کی کشمکش میں ہے اور اس کے ہاتھ جھلسنے کی بناء پر کاٹ دیئے گئے ہیں۔ آئے روز اس گھر سے جنازے اٹھنے سے سارے علاقے میں ماحول سوگوار ہے لیکن محکمے سے رابطہ کیا گیا تو ان کی طرف سے واضح جواب یہ دیا گیا کہ ایسے واقعات تو آئے روز ہوتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گھر کی سوئی گیس لیک ہوتی رہی ہے جس وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے۔ اس ضمن میں یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ اس گھر میں غربت کا یہ عالم ہے کہ پچھلے تین سال سے اس گھر کے اندر گیس کا کنکشن موجود نہ ہے لیکن محکمہ کی ہٹ دھرمی

ہے کہ انھوں اس سنگین غفلت برتنے والے کسی بھی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اس اندوہناک حادثے کی بنا پر لاہور میں عمومی طور پر اور میرے حلقہ میں خصوصی طور پر بے چینی، اضطراب، غم و غصہ اور خوف پایا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اجلاس کے وقت میں آدھ گھنٹہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! مجھے اس واقعہ پر دلی افسوس ہے اور میں اظہار افسوس کرتا ہوں۔ میاں نصیر صاحب نے اس پر تحریک التوائے کار پیش کی ہے، میں میاں نصیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے محکمے کا جو بھی مؤقف ہو گا وہ تو سوموار کو اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن اگر اتنی criminal negligence اگر کچھ لوگوں نے کی ہے تو یہ ان کے خلاف باقاعدہ طور پر move کریں کیونکہ یہ ایک criminal offence ہے، ان کے خلاف یہ درخواست گزاریں، ان لوگوں کے مدعی بنیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف مقدمہ بھی درج کیا جائے گا اور investigation کے بعد جو لوگ قصور وار ہیں، جن کی وجہ سے یہ پورا گھرانہ اس تباہی کا شکار ہوا ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے۔ ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ اپنے طور پر تحرک کریں۔

میاں نصیر احمد: اس میں جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں نصیر احمد: اس میں چھوٹی سی بات add کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر علاقہ کے لوگوں نے احتجاج کیا اور محکمہ گیس نے یہ کہہ دیا ہے کہ دوبارہ اگر لوگوں نے احتجاج کیا تو پورے علاقے کی گیس بند کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر پانی کے مسئلے پر عام بحث ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ایک انتہائی important بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ important بات ایسی کریں جس سے اس معزز ایوان کے تقدس کو بھی کچھ نہ ہو اور یہاں کے معزز خواتین و حضرات میں بھی کوئی اضطرابی کیفیت طاری نہ ہو، یہی میرے خیال میں بہتر رہے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے اور میں اپنی بہنوں کو clear کر دوں گی، مجھے clarification کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن یہ مقدس ایوان ہے، میری غیر موجودگی میں یہاں پر جو باتیں کی گئیں، جو آج تقاریر کی گئیں اس سلسلے میں آپ سے سب سے پہلے یہ request کرنا چاہوں گی، التجا کروں گی اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کیونکہ میں اس وقت House میں موجود نہیں تھی، جتنی بھی تقاریر میرے خلاف کی گئی ہیں ان کو حذف کروایا جائے۔ میری بات بھی اگر آپ سن رہے ہیں تو مجھے اجازت دی جائے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ہم خواتین ان کے مؤقف کی حمایت نہیں کرتیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کل جس topic پر شیخ علاؤالدین صاحب نے motion move کی تھی انہوں نے اجازت دی تھی کہ اس پر تجاویز دی جائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ ہم خواتین کی رائے نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: انہوں نے کہا تھا کہ یہاں پر تجاویز دینے کی اجازت دی جائے۔ جب ہمیں تجاویز دینے کی اجازت دی گئی تو میں آج بھی وہی بات کروں گی جو میں نے کل کہی ہے۔ اسلام میں مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو سوموار کو جب اس پر دوبارہ بات ہو گی تو ٹائم دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: اب آدھی خواتین جا چکی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں کسی عورت کو point out نہیں کروں گی۔میں personally اپنے آپ کوpoint out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوموار کو بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں میری بہنوں کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔اسلام کی رو سے چار شادیاں جائز ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: مرد چار شادیاں کر سکتے ہیں، اسلام میں جائز ہیں۔اسلام کی حدود میں رہ کر میں آج اپنے husband کو پھر کہوں گی کہ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔اسلام میں چار شادیاں جائز ہیں۔میں نے جو کل بات کہی تھی آج بھی وہی کہہ رہی ہوں۔یہ اس پرdepend کرتا ہے جو مرد ہے کیا وہ حق زوجیت پوری کرتا ہے۔کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرتا ہے؟ تو مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔میں نے یہ بات آپ کے نوٹس میں لانی تھی۔بہت مہربانی

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! یہ ایک خالصتاً اسلامی مسئلہ ہے۔میں آپ کو قرآن شریف کے حوالے سے ایک آیتquote کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ مثنیٰ وثلث وربع فان خفتم ا لا تعدلو فواحدۃ یہ اللہ کا حکم ہے کہ مثنیٰ تم دو شادیاں کرو ثلاث تین کرو وربع چار کرو۔فان خفتم اگر تم ڈرتے ہوا لا تعدلو کہ تم انصاف نہیں کر سکتے۔ فواحدۃ تو پھر ایک کرو اور یہ اسلام کے نقطہ نظر سے عورت سے اجازت لینا کوئی نکاح کی شرط نہیں ہے۔قانون کے مطابق تو ہے لیکن اسلام کے مطابق اس کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پانی کے مسائل پر عام بحث

جناب سپیکر: قانون موجود ہے۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر پانی کے مسئلے پر عام بحث ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب والا!پانی کے مسئلے پر ایک اہم بحث ہے اور اس وقت وزیر آبپاشی اور نہ ہی سیکرٹری آبپاشی تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!راجہ ریاض صاحب جو کہ ہمارے سینئر وزیر ہیں ان کے پاس آبپاشی کا محکمہ ہے، انہیں آج انتہائی ضروری کام کی وجہ سے اسلام آباد جانا پڑا ہے لیکن انہوں نے یہ میرے ذمہ لگایا تھا کہ میں اپنے اپوزیشن کے اور معزز ایوان کے جن دوستوں نے اس بحث میں حصہ لینا ہے، انہوں نے کہا تھا پارلیمانی سیکرٹری فائزہ احمد ملک صاحبہ وہ تمام points کو نوٹ کریں گی اور اس پر جو بھی اس House کی sense ہو گی، جو House سے اس مسئلے سے متعلق guidance provide کی جائے گی انہوں نے کہا کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یعنی ایک تو قائد ایوان محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہاں پر on the floor of the House یہ بیان ہے کہ ہم پانی کے مسئلے پر کسی کے ساتھ نہ تو تجاوز کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے اس کے مطابق آج جو points، جو guidance یہ provide House کرے گا انشاء اللہ گورنمنٹ بھی اور متعلقہ وزیر بھی اس کی پوری طرح سے پابندی کریں گے۔ فائزہ احمد ملک صاحبہ موجود ہیں وہ جو بھی points ہوں گے ان کو نوٹ کریں گی۔۔۔

جناب سپیکر: اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اس وقت پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود نہیں ہیں تو میں معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی وہ بات کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ اس کو note down کیا جائے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس House میں جو بات ہو گی، جو discussion ہو گی اور اس کے بعد اس پر جو consensus ابھرے گا وہ بذات خود پنجاب کے مقدمے کو مضبوط کرنے کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!میرے خیال میں پہلے آپ شروع کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! روایت تو یہی ہے کہ پہلے متعلقہ وزیر صاحب policy statement دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے، پھر کیا کریں؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! راناصاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ راناصاحب کا محکمہ نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ policy statement دے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے policy statement دے دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! میں نے opening statement دے دی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے on the floor of the House. اس معزز ایوان کو جو یقین دلایا تھا کہ پانی کے مسئلے پر جو پنجاب کا مؤقف ہے ہم اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اپنے اس مقدمے کو مزید موثر بنانے کے لئے argue کے لئے یہ معزز ایوان جو بھی guidance provide کرے گا انشاءاللہ اس کو بھی note down کریں گے اور اس کے تحت ہم اپنا مقدمہ بہتر بنائیں گے اور اسی کو آگے لے کر چلیں گے۔

جناب سپیکر: ان کے points آپ note کرتے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ اس دن وزیر اعلیٰ صاحب، پنجاب کا مؤقف واضح کر دیتے لیکن انہوں نے نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہی کہا تھا کہ جو بھی پنجاب کا مؤقف ہے ہم اس پر قائم رہیں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور انہوں نے اس مؤقف پر قائم رہنے کی بات کی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے صفائی نہ دیں، انہوں نے مؤقف واضح نہیں کیا تھا کہ مؤقف ہے کیا؟ اس اسمبلی کے اندر جتنے بہن بھائی بیٹھے ہیں میں

سب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کل ہمارا سندھ کے ساتھ پانی کی تقسیم پر ایک چھوٹا سا تنازع چل رہا ہے جو بڑا بھی ہو سکتا ہے۔دنیا میں بہت ساری جگہوں پر پانی کے وسائل share کئے جاتے ہیں۔ جب میں اس پر تھوڑی سی ریسرچ کر رہا تھا تو میرے سامنے یہ آیا کہ اس وقت دنیا میں 200 سے زیادہ ایسے دریا ہیں جو دو یا زیادہ ملک share کرتے ہیں۔ تیرہ دریا ایسے ہیں جو پانچ یا اس سے زیادہ ملک share کرتے ہیں اور چار ایسے basins rivers ہیں جن میں Nile, and Neger Rivers Cango, Denu, جو نو یا اس سے زیادہ ملک share کرتے ہیں لہذا پانی کی تقسیم کا issue ساری دنیا کا issue ہے۔جب Indian Subcontinent میں ہمارا ملک تقسیم ہوا، جب پاکستان اور انڈیا کے درمیان تقسیم ہوئی تو ہمارے دریا جو کہ انڈیا سے بہہ کر ہمارے پاس آتے ہیں پہلے پہلے 1948 کے اندر انڈیا نے یہ دریا بند کر دیئے تھے۔ انہوں نے دریائے ستلج، راوی اور بیاس بند کر کے ہمارے لئے major crisis کھڑا کر دیا اس کے بعد پاکستان اور ہندوستان نے آپس میں negotiations شروع کیں۔

جناب سپیکر: آرڈ پلیز۔ آرڈر پلیز۔ دیکھیں اتنے important issue پر بات ہو رہی ہے۔ محترمہ! Be careful

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کا تاریخی پس منظر اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر ہمارے پاس تاریخ سے بات سامنے آئے گی تو ہم اس کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے۔1952 میں ہماری جو انڈیا کے ساتھ negotiation چل رہی تھی جب اس میں کوئی پیشرفت نہیں ہو رہی تھی تو 1952 میں اس کے اندر ورلڈ بنک کو شامل کیا گیا جس کے نتیجے میں آٹھ سال کی negotiation کے بعد 1960 میں دو sovereign countries پاکستان اور بھارت کے درمیان Indus Water Treaty طے ہوا جس کے تحت جو مشرقی دریا ہیں یعنی کہ ستلج، بیاس اور راوی وہ انڈیا کو دے دیئے گئے اور جو مغربی تین دریا تھے جہلم، چناب اور سندھ / دریائے انڈس ہمارے حصہ میں آئے۔اس Indus Water Treaty جسے ورلڈ بنک نے طے کرایا تھا اور دنیا اس کی ضامن ہے اور ہم اس کی violation کے لئے International Court of Justice میں بھی جا سکتے ہیں۔ میں آپ سب کے لئے اس Indus Water Treaty کا آرٹیکل 4 پڑھ کر سناتا ہوں۔ جس میں تحریر کیا ہے کہ:

Pakistan shall use its best Endeavour to construct and bring into operation with due regard to its expedition and economy that part of the system of works which will accomplish the replacement from Western Rivers and other sources of water supplies for irrigation canals in Pakistan which on 15th August 1947 were dependent on water supplies from the Eastern Rivers.

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے علاقے تھے جو Eastern Rivers سے پانی لیتے تھے۔ جب میں نے اس کے لئے تھوڑی سی ریسرچ کی تو یہ چیز سامنے آئی کہ نواب آف بہاولپور نے 1920 کے اندر اپنی ریاست میں ایک نہروں کا نظام بنایا اور اس وقت ریاست بہاولپور، ریاست بیکانیر اور انڈین پنجاب چونکہ یہ دونوں ریاستیں تھیں اور باقی پنجاب برطانیہ کے نیچے تھا ان دونوں کے درمیان 1920 کا Satluj Rally Tri Parted Agreement ہوا جس کے تحت پانی کی تقسیم ان تینوں stakeholders کے درمیان کی گئی۔ سکھر بیراج کا پراجیکٹ نواب صاحب کی نہروں کے نظام کے بعد آیا۔جب سکھر بیراج کا پراجیکٹ آیا تو اس وقت پھر پنجاب اور سندھ کے درمیان ایک tension ہوئی تو اس کے لئے ایک 1935 میں Endison Commission set up جو کہ Satluj Rally Project اور Sukkur Rally Project کے درمیان پانی کی تقسیم کے لئے چلا۔یہ معاملہ چلتا رہا اور اس میں اور بھی کافی سارے کمیشن بنے۔ 1932 میں ایک انکوائری کمیٹی بنی۔ پھر Endison Committee بنی پھر 1939 میں راؤ کمیشن بنا پھر پاکستان بنا تو اس میں بھی یہی چیزیں چلتی رہیں اور 1968 میں مسٹر اختر حسین کی سربراہی میں ایک اور کمیشن بنا جس نے ان معاملات کو دیکھا، پھر جسٹس فضل اکبر کی سربراہی میں ایک اور کمیٹی تعینات کی گئی انہوں نے بھی ان معامات کو دیکھا اور چلتے چلتے 1991 میں ایک اور Water Accord ہوا جس میں صوبوں نے آپس میں پانی کی تقسیم کی بات کی۔پانی کی تقسیم کے 1991 کے Water Accord میں ہم نے فیصلہ کیا کہ پانی کی تقسیم کی جائے گی اور اس 1991 کے Water Accord میں بھی جس طرح اس دفعہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ میں پنجاب نے قربانی دی اور اپنے

وسائل کا حق چھوڑا اسی طرح 1991 کے Water Accord میں بھی پنجاب نے اپنے پانی کے وسائل کے حق کی قربانی دی، وفاق بچانے اور اپنے سندھ اور بلوچستان والے بھائیوں کے ساتھ goodwill gesture کے اندر ہم نے اس کی شق نمبر6 میں یہ طے کیا کہ اضافی پانی کے وسائل کے لئے storage بنانے کی ضرورت ہے۔ جب اضافی پانی کے storage کے وسائل بنیں گے جس میں کوئی نام نہیں لیا گیا اس وقت لچک چھوڑ دی گئی اور نام نہیں لیا گیا لیکن یہ واضح لکھا گیا کہ:

> The need for storages wherever feasible on the Indus and other rivers was ten million acre feet which was discussed at length and admitted and recognized by the participants for planned future agriculture development.

اس دس ملین ایکڑ فٹ کو شامل کر کے ہم ایک نمبر پر پہنچے کہ ہمارے پاس 114 ملین ایکڑ فٹ پانی اکٹھا ہو گا اور ہم اس کی تقسیم کریں گے۔ہمارے یہ estimates بھی up to mistake تھے۔جب میں نے اس پر تھوڑی سی ریسرچ کرنے کی کوشش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ 1922 سے لے کر 1961 کے چالیس سالوں میں انڈس، جہلم، چناب اور دریائے کابل جو دریائے سندھ میں ملتا ہے ان میں سالانہ 168 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی آ رہا تھا۔سال 02-2001 جو ہمارا خشک سالی کا سال تھا جب اس سال اس کا estimate کیا گیا اس کا measure کیا گیا تو صرف 91.13 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی تھا جو کہ 45 فیصد کم ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔ جب تک ہم اضافی storage کی capacities نہیں بنائیں گے تو ہمارا پانی مزید کم ہوتا جائے گا اور جیسے جیسے پانی کم ہوتا جائے گا ہمارے ملک کے صوبوں کے درمیان جو ہم آہنگی ہے وہ بھی اس سے متاثر ہو گی۔ابھی تو ہم یہ بھی خبریں سن رہے ہیں کہ ہندوستان دریائے کابل پر افغانستان والوں کو ایک ڈیم بنا کر دے رہا ہے۔دریائے کابل ہر سال تقریباً 20 سے 25 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی دریائے سندھ کے اندر contribute کرتا ہے۔اس سے ہمارے اندر یہ مزید کمی آ جائے گی۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں کہ ہمارے پاس پانی کے وسائل کہاں سے آتے ہیں، ہمارے پاس melt glacier ہمالیہ پر سے ہو کر آتا ہے، ہمارے پاس مون سون کی

بارش اور پہاڑوں پر گرنے والی برف ہے۔ہمارے ہاں پانی کے یہ تین source ہیں۔ ہمارا80 فیصد پانی جولائی، اگست اور ستمبر کے مہینوں میں آتا ہے۔ہمارے پاس تین مہینوں میں جو پانی آتا ہے ہم نے اسے جمع کر کے پورے بارہ مہینے استعمال کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں Indus Water Treaty کی بات کر رہا تھا اس کے آرٹیکل 5 کے اندر مغربی دریاؤں سے مشرقی دریاؤں میں لانے والا جو متبادل نظام بنانا تھا یہ چیز میرے علم میں نہیں تھی، میں تو یہ پڑھ کر حیران ہوا ہوں۔اس کا آرٹیکل 5 کہتا ہے کہ:

> In consideration of the facts that the purpose of the part of the system were referred to in Article 4 is the replacement from the Western Rivers and other sources of the water supplies for irrigation canals in Pakistan which on 15th August 1947 were dependent on water supplies from the Eastern Rivers. India agrees to fix contribution of pound starlings 62 millions and 60 thousands towards the cost of these works.

انڈیا نے1960 سے لے کر1970 تک دس installments کے اندر ہمیں وہ alternate نظام بنانے کے لئے پیسے دیئے جس میں دریائے ستلج، دریائے بیاس اور دریائے راوی کے علاقوں سے جو پانی پینے والے علاقے تھے ان کے لئے ہم نے متبادل ذرائع بنانے تھے۔ہم دیکھیں کہ ہم نے وہ کیا متبادل ذرائع بنائے ؟ ہم نے اس میں منگلا ڈیم بنایا، ہم نے اس میں چشمہ پر reservoir بنایا، ہم نے اس میں تربیلا پر reservoir بنایا۔ ہم نے یہ تین reservoirs بنائے ہیں ان میں سے بجلی پیدا کرنا اس کا by product ہے۔یہ پانی کو store کرنے کے لئے بنائے گئے تھے تا کہ جن مہینوں میں ہمارے پاس پانی آتا ہے ان مہینوں میں ہم اس کو store کریں اور باقی سارا سال اسے استعمال کریں۔اب اس store کئے ہوئے پانی کو آگے کیسے لے کر جانا ہے ؟اس کے لئے دریائے راوی پر سدھنائی کے مقام پر بیراج بنا، دریائے ستلج میں سائفن(siphon) بنا، دریائے چناب پر قادر آباد کے مقام پر ہم نے بیراج بنایا، دریائے جہلم میں رسول کے مقام پر بیراج بنا، انڈس پر چشمہ کے مقام پر بیراج بنایا گیا اور چناب پر مرالہ کے مقام پر بیراج بنایا گیا۔اب جب یہ barrages بن گئے تو ان کو آپس میں link کس

طرح کرنا ہے؟Western Rivers کوSouth Eastern Punjab سے ملانے کے لئے تریموں، سدھنائی link canal بنائی گئی۔ سدھنائی، میلسی link canal بنائی گئی۔ میلسی بہاول link canal بنائی گئی۔ رسول قادر آباد link canal بنائی گئی۔ قادر آباد بلوکی link canal بنائی۔ بلوکی سلیمانکی۔II، link canal بنائی گئی۔ چشمہ جہلم link canal بنائی گئی اور تونسہ پنجند link canal بنائی گئی۔ آج ہمارے سندھ والے بھائیوں کو چشمہ جہلم link canal کے کھلنے کے اوپر اعتراضات ہیں، اس پر ان کی reservations ہیں۔ میں نے اس House میں ایک قرارداد بھی move کی تھی کہ ہم سندھ والے بھائیوں کو اپنا مؤقف بتائیں اور ان کے ذہن میں یہ جو ایک بدگمانی پیدا ہوئی ہے اس کو دور کریں۔ میں اس سلسلے میں یہ جو سارا case build کر رہا ہوں، آپ کو جو ساری تاریخ بتا رہا ہوں اس لئے بتا رہا ہوں کہ ہم کسی کا پانی نہیں لے رہے۔ ہمیں کسی کا پانی لینے کی ضرورت نہیں لیکن ہم اپنے حصے کے پانی کا دفاع بھی کریں گے۔ یہ جو link canals ہیں یہ Indus Water Treaty کے تحت بنی ہیں جو کہ دو sovereign states کے درمیان treaty ہے۔ اس پر اگر عملدرآمد نہیں ہوتا تو اس کے لئے ہم لوگ International Court of Justice میں جا کر یہ بات اٹھا سکتے ہیں کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ کو متبادل ذرائع سے پانی دیا جائے گا لیکن ہمیں وہ متبادل ذرائع سے پانی نہیں دیا جا رہا۔ منگلا، چشمہ اور جہلم کے جو water reservoirs بنے تھے ان کا مقصد پانی کو store کرنا تھا۔ میں بار بار سب بھائیوں اور بہنوں کو یہ چیز واضح کروں گا کہ بجلی بنانا اس میں سے اضافی فائدہ لینا ہے۔ ان کا اصل مقصد پانی کو store کرنا تھا جس کو ہم نے بعد میں بہتر طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق آج وہ silt up ہو کر 30 سے 35 فیصد اپنی capacity کھو چکے ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے ساتھ اگر کسی کو کوئی جذباتی مخالفت ہے تو آپ اس کو کالا باغ ڈیم نہ کہیں بلکہ اس کو کوئی اور نام دے دیں۔ ہم اس کو کسی اور جگہ بنا لیں، کچھ کر لیں، کہیں پر بھی بنا لیں۔ ہم بھاشا ڈیم بنانے کی بات کرتے ہیں اس کی تو ابھی study ہونا باقی ہے۔ اس کی feasibility بنانے اور اس کا paper work بنانے میں ہی کئی سال لگ جائیں گے جبکہ کالا باغ ڈیم کا اس وقت تمام paper work مکمل ہے۔ اس کو صرف چالو کرنا ہے۔ ہم نے اس بارے میں جو misgivings ہیں ان کو دور کرنا ہے۔ جب ہمارے پاس زیادہ پانی ہو گا تو ہم تقسیم بھی زیادہ کر سکیں گے۔ جب ہمارے

پاس زیادہ پانی ہو گا تو پھر ہمارے سندھ والے بھائیوں کے لئے بھی زیادہ پانی میسر آئے گا۔جب rainy season آتا ہے، جس سال ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے اور پانی زیادہ آتا ہے تو ہم اس کو store نہیں کر سکتے اور وہ پانی سمندر میں بہا رہے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم کسی کا پانی روک کر اس reservoir کو بھریں گے۔جس وقت flood ہو گا، جس وقت پانی زیادہ ہو گا اس وقت ہم اس پانی کو store کر لیں اور جب مشکل وقت آئے،جب پانی نہ ہو تو اس وقت ہم اس پانی کو استعمال کریں۔ہماری یہی استدعا ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! پانچ منٹ رہ گئے ہیں، اپنی بات کو wind up کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں، یہ اتنا اہم issue ہے، ہم چھوٹی چھوٹی باتوں کے اوپر اتنا سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں جبکہ یہ تو بہت اہم issue ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے، اس میں آپ اور ہماری سب کی بقا ہے۔اگر آج وقت تھوڑا ہے تو پھر اس معاملے پر بحث کے لئے ایک اور دن بھی رکھ دیں۔لغاری صاحب ماشاءاللہ بڑی محنت کر کے آئے ہیں۔قابل تحسین بات ہے۔آپ اس بحث کو Monday تک extend کر دیں۔ہمارے پاس اگر ریکارڈ نہیں ہے تو ہم اپنے آپ کو ان سے educate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً ان جتنی محنت شاید کسی اور نے نہ کی ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ایوان، محترم لغاری صاحب اور سید ناظم شاہ صاحب کے ساتھ یہ information share کرنی چاہوں گا کہ سینئر ایڈوائزر وزیر اعلیٰ پنجاب اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کی سربراہی میں ایک وفد کل سندھ جا رہا ہے۔یہ وفد اسی پانی کے مسئلے کے اوپر حکومت سندھ سے بات کرنے کے لئے جا رہا ہے۔کل 18 تاریخ کو جب وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف وزیر اعظم صاحب سے ملے ہیں تو وہاں پر یہ ساری بات طے ہوئی ہے۔جب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی reservations ان کے سامنے رکھیں تو پھر اس پر طے ہوا کہ سندھ حکومت کے ساتھ پہلے اس delegation level پر بات ہو جائے اور پھر اس کے بعد وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی سطح پر حتمی طور پر طے کیا جائے گا۔اس وفد میں چیف سیکرٹری صاحب

ہوں گے، سیکرٹری اریگیشن، سیکرٹری C&W ہوں گے اور پارلیمانی سیکرٹری اریگیشن، فائزہ احمد ملک صاحبہ جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ بھی اس وفد میں شامل ہوں گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ آج ہی بہتر سے بہتر تجاویز on the floor of the House لے آئیں تو میرا خیال ہے کہ اس وفد کو بات کرنے میں بڑی آسانی ہو گی اس لئے محترم لغاری صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ تجاویز پر ذرا پہلے آجائیں اور باقی باتیں کسی اور دن ہو جائیں گی۔ اگر آپ باقی دوستوں کو بھی تین یا پانچ منٹ کی limit رکھ کر وقت دے دیں تو بہتر ہو گا تا کہ ساری بات سامنے آجائے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ لغاری صاحب نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ ہماری یہ خواہش ہو گی کہ ان کو بھی اس وفد میں شامل کر لیا جائے، یہ پورے صوبے کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: وہ وفد وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جا رہا ہے میری طرف سے نہیں جا رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر House کی sense ہو اور آپ کا حکم ہو تو میں یہ بات وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں لغاری صاحب خود بھی نہیں جانا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بہر حال اگر لغاری صاحب جانا چاہیں تو most welcome ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب ناراض نہ ہوں تو لغاری صاحب کو جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر کوئی ناراض نہیں ہو گا۔ اگر کوئی دوست جانا چاہئے تو most welcome اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر کوئی جانا چاہئے تو اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں ہم اپنے صوبے کا فائدہ چاہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سبھی لوگ فائدہ چاہتے ہیں۔وزیر قانون صاحب نے مجھے ابھی حکم صادر فرمایا ہے کہ میں تجاویز کی طرف آؤں، تو میں اپنی تجاویز کی طرف آتا ہوں۔میری پہلی تجویز یہ ہے کہ ہمیں مزید additional storage کی ضرورت ہے، ہمیں پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے storage بنانے پر کام کرنا چاہئے۔دوسرا ایک کام جو کہ ہو چکا ہے، منگلا ڈیم کی raising ہو چکی ہے۔میں political point scoring کی بات کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔منگلا ڈیم کی raising ہو چکی ہے۔اس کو affective کرنے کے لئے، implement کرنے کے لئے اس کے جو متاثرین ہیں، وفاقی حکومت نے ان کو re-location کے لئے پیسے دینے ہیں۔وفاقی حکومت ان کو re-location کے لئے پیسے دے تاکہ جب پانی آئے تو منگلا کی جھیل زیادہ بہتر انداز میں بھری جا سکے۔آج بھی اخبار میں تھا کہ شاید آزاد کشمیر کی حکومت نے اس پر احتجاج کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم منگلا جھیل نہیں بھرنے دیں گے کیونکہ اس کے متاثرین کو ابھی تک پیسے ادا نہیں کئے گئے۔تو ہم وفاقی حکومت سے دست بستہ ہو کر گزارش کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے اس کے متاثرین کو پیسے دیں تاکہ منگلا کا جو کام ہو چکا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔اس کے بعد ہماری ایک بہت بڑی tragedy ہے کہ ہم اپنا 99 فیصد پانی afficiently استعمال نہیں کرتے ہم پانی کو ضائع کرتے ہیں۔ہمارے پنجاب والے اور سندھ والے اکثر بھائی پانی ضائع کرتے ہیں۔میری گزارش ہے کہ ہم irrigation کرنے کے لئے بہتر management کریں۔ہم canals کی lining کے اوپر زور دیں۔ہماری حکومت کا ایک major initiative اسی چیز پر ہونا چاہئے کہ نہروں کی lining کی جائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو۔پانی seepage ہوتا ہے اور seepage کے ساتھ پانی سیم علاقے میں آ جاتا ہے۔زمین کو پانی دینے کے لئے LASER levelling compulsory کر دی جائے اور must ہو۔نہر کا محکمہ اس آدمی کو پانی ہی نہ دے کہ جس نے LASER levelling نہ کروائی ہو۔یہ LASER levelling حکومت کر کے دے۔بہت سارے ایسے منصوبے ہیں، میں نام لئے بغیر کہتا ہوں کہ بہت سارے ایسے منصوبے ہیں جو شاید سیاسی لحاظ سے popular تو ہوتے ہیں، نعرہ بازی تو اچھی ہو جاتی ہے لیکن ان سے کہیں افضل، کہیں بہتر منصوبہ یہ ہے کہ compulsory LASER leveling شروع کی جائے۔حکومت پنجاب اس چیز پر war footing پر کام کرنا

شروع کر دے جس طرح عالم جنگ ہوتا ہے۔جنگی بنیاد پر اسی چیز کے اوپر فوراً LASER levelling کرنی شروع کر دیں،پانی کے بہتر استعمال کے لئے modern technologies sprinkler irrigation irrigation and drip کے کچھ projects جو پچھلے کچھ سالوں سے آئے تھے لیکن ان کے لئے اتنی کم رقم رکھی گئی کہ اس کے ساتھ کوئی زیادہ فائدہ ہو سکا اور نہ اس کی تشہیر ہو سکی۔میری یہ دو چار چھوٹی چھوٹی تجاویز ہیں مہربانی کر کے ان کو implement کروایا جائے۔کوئی پچاس ملین سال پہلے دریائے سندھ نے بہنا شروع کیا تھا تو وہ ہمارے درمیان میں سے بہہ کر جاتا تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کسی دن کسی چینل کے ساتھ رابطہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ سب سے محترم ایوان ہے۔

جناب سپیکر: جی،یہ بھی ٹھیک ہے۔میں ان تک پہنچانے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ان کو دعوت دے کر یہاں پر بلا لیں۔سندھ والے ہمارے بھائی ہیں،وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!اگر سندھ والے اپنے حقوق کی بات کریں گے تو ہم بھی اتنے گئے گزرے نہیں کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: ایک بج چکا ہے،آج 12:30 بجے تک time تھا اور آج جمعہ بھی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!time آدھا گھنٹہ بڑھا دیں اور سارے دوست 3 اور 5 منٹ کے درمیان اپنی بات کو conclude کر لیں۔

جناب سپیکر: جی،اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔میں Penal of Chairman سے کہوں گا کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں کیونکہ مجھے جانا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی،مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین!میں آپ کا مشکور ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میجر صاحب! آپ حکم کریں۔

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! حکم نہیں، میں عرض کر رہا ہوں تاکہ آپ کی ٹانگیں نہ کانپیں۔ آپ کے سامنے ایک لسٹ پڑی ہے جنہوں نے اپنی priority کے لئے نام دیئے ہیں آپ ذرااس کو مد نظر رکھئے گا تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی، میجر صاحب! ضرور۔ مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ یہ ٹانگیں کانپنے والے الفاظ delete کئے جائیں کیونکہ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: چلیں، میجر صاحب بڑے بھائی ہیں، کوئی بات نہیں۔ مستی خیل صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آئندہ اگر کوئی جنگیں ہوئیں تو وہ پانی کی بنیاد پر ہوں گی اور اگر آج ہم نے ان تمام معاملات کو چھوڑ کر پانی کا مسئلہ حل نہ کیا تو مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اگر ہم نے کالا باغ ڈیم نہ بنایا، ہم نے اپنے پانی کے معاملات کو بہتر اور درست نہ کیا، خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ پاکستان ایتھوپیا بن جائے۔ آج ہمارے حالات یہ ہیں کہ آج بیس بیس گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور جب پانی نہیں ہو گا تو پاکستان کی 75 percent population جو دیہات میں رہتی ہے، جو زمیندارے اور کاشت کاری سے منسلک ہے جب ان کے ہاں پانی نہیں جائے گا، جب بھوک، غربت اور ننگ بڑھے گی تو میں جو بات کہہ رہا ہوں یہ نہ ہو تو اس کے effects after کیا ہوں گے۔ حدیث شریف کے الفاظ بھی ہیں کہ "قریب ہے قریب ہے کہ بھوکا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔" بھوک، ننگ اور افلاس ایمان کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے تو میں تجاویز کی جانب آؤں گا کہ سردار محسن خان لغاری نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ہم اپنے حق پر جیو اور جینے دو کے قائل ہیں۔ ہم کسی کا حق لینا چاہتے ہیں، نہ اپنے حق پر compromise کریں گے۔ جنرل ایوب

خان نےsixties میں پاکستان کا جو بیڑا غرق کیا تھا ہمارے دریاؤں کو بیچ دیا تھا، پاکستان کی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ ان میں اتناIQ level نہیں تھا کہ چالیس پچاس سال کے بعد ہندو جو بڑی مکار قوم ہے وہ پاکستان کو جنگ کے علاوہ اس مسئلے میں الجھا کر دیوالیہ اور بھوکا ننگا کر دے گی۔ انہوں نے آنے والے حالات کو نہ دیکھا جو آج ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ انہوں نے ایک اچھا کام بھی کیا تھا کہ سکارپ ٹیوب ویل شروع کئے تھے جو ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر بند ہو گئے ہیں۔ یہ چونکہ federal subject ہے، اگر ہمارےHouse سے یہ سفارشات جائیں اور سکارپ ٹیوب ویل شروع کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی کافی بہتری ہو گی۔

جناب چیئرمین: سکارپ ٹیوب ویل تو ایک ڈکٹیٹر کاproject نہیں تھا؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! اگر کوئی اچھا کام کرے اور بدقسمتی ہے کہ یہاں 37 سال تو ڈکٹیٹر رہے ہیں اور ہم جو یہاں بیٹھے ہیں، directly or indirectly ان سے منسلک رہے ہیں اور یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! جو لوگ ڈکٹیٹروں کے ساتھ directly or indirectly منسلک رہے ہیں وہ ضرور اپنی بات کریں باقی کسی کی بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! انہوں نے ضیاء الحق کو یہاں پر لا کر بٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ بیٹھیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! میں میاں نصیر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہوں۔ آپ حقائق کوchange نہیں کر سکتے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ آج 17 کروڑ عوام نے انگڑائی لی ہے اور آج ہم تمام ڈکٹیٹر شپ کے خلاف صف آراء ہیں۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! آپ پانی پر بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! چونکہ وہ میرے شہری بھائی ہیں، ان کو تو پانی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم زمیندار اور کاشتکار لوگ ہیں، ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! آج لاہور شہر کے اندر پینے کے پانی کا زیادہ مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل بالکل، سب کو پانی کا مسئلہ ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! ہم پہلے اپنی محرومیوں کا رونا رو رہے ہیں، جب یہ لوگ اوپر سے ہمیں چھتر مارتے ہیں تو ہم مزید رونا شروع کر دیتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خدارا کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔ کالا باغ ڈیم پاکستان کی شہ رگ ہے جیسے کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں سے پانی melt ہو کر آتا ہے۔ انڈیا نے ہمارے کشمیر پر قبضہ کیا ہوا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بڑے چالاک لوگ ہیں، ان کو پتا تھا کہ اگلے چالیس پچاس سال کے اندر یہ مشکلات اور یہ problems آئیں گی۔ ہم پنجاب والوں کو کالا باغ ڈیم کی رائلٹی کی ضرورت نہیں ہے اس کی رائلٹی سندھ اور ہمارے سرحد کے بھائیوں کو دے دیں، چاہے کالا باغ ڈیم کا نام بھی تبدیل کر دیں لیکن خدارا پاکستان پر رحم کریں پاکستان کو بچائیں اگر پاکستان کو نہیں بچائیں گے تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ پہلے چالیس سال تک ڈکٹیٹر پاکستان کو کھلواڑ سمجھتے رہے اور آج اگر ہم نے پانی کا یہ مسئلہ حل نہ کیا تو میں یہ prediction نہیں کرنا چاہتا کہ پاکستان کہیں ایتھوپیا نہ بن جائے۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میں پہلے تجاویز کی طرف آؤں گی کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ ہم جہاں جہاں percentages and ratio of qusics کی بات کرتے ہیں۔ اس میں ہماری actual حقیقت چھپ جاتی ہے۔ میں پنجاب کے دو بنیادی issues کو آپ کے notice میں لانا چاہتی ہوں۔ اگر آج ہم ارسا جو پانی کی تقسیم کو regulate کرتی ہے اس کے ممبران کی تعداد کو دیکھیں تو ہر صوبے کو ایک ایک ممبر represent کرتا ہے اور Federal member سندھ سے منتخب کیا جاتا ہے۔ اس پالیسی کے لئے سابقہ dictator نے directive issue کیا تھا جس کے ذریعے ارسا کا Federal member سندھ کا ہوتا ہے۔ اگر سندھ کے دو ممبران، ایک اور ممبر کو ساتھ ملا لیں تو تین ہو جاتے ہیں اور ایک ممبر پنجاب کا

ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑی unfairness ہے۔ یہ بھی dictator کی باقیات ہے اسے بھی آپ ختم کریں کیونکہ inherently constituency میں مسئلہ ہے تو پھر آگے پانی کی regulation صحیح کیسے ہو سکتی ہے؟ میں دوسرا issue یہ discuss کرنا چاہتی ہوں کہ اس کی constituency کو change کریں اور Federal member کو by regulation ہر سال change کیا جائے۔ It should not be from Sindh

جناب سپیکر!اس سال پنجاب میں گندم کا 25 ملین ٹن target ہے اور پانی کی constituency یہ ہے کہ 20 فیصد پنجاب کو ملے گا،20 فیصد بلوچستان کو ملے گا،20 فیصد سرحد کو ملے گا اور 40 فیصد سندھ کو ملے گا۔ اگر یہ constituency رہے گی اور 80 فیصد گندم کا target ہمیں دیا جائے گا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اس target کو پورا کر سکیں گے؟ اس چیز کو notice میں لایا جائے، یہ unfairness ہے۔ اگر 80 percent output پنجاب سے لی جائے گی تو پھر پانی کی تقسیم بھی برابر ہی ہونی چاہئے بلکہ زیادہ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں تیسری بات یہ کہوں گی کہ رحیم یار خان میں پانی کی بہت زیادہ کمی ہے۔ یہ جنوبی پنجاب میں آتا ہے۔ اس میں صحرا بڑھتا جا رہا ہے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ پانی کی تقسیم سارے اضلاع میں بھی برابر کر دی جائے تاکہ کوئی ضلع یہ محسوس نہ کرے کہ ان کی ساتھ unfair treatment ہو رہی ہے۔ میری یہ تین requests ہیں ان کو kindly notice میں لایا جائے اور اس پر کچھ نہ کچھ عملدرآمد کروایا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترم میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں پانی کی بات کرتے ہوئے اپنی بات کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔ یہ وہ factors ہیں جو شاید ہمارے immediate control میں نہیں ہیں وہ foreign factors ہیں کہ پنجاب میں پانی کی کمی میں ہندوستان کا کردار ہے، دوسرا صوبوں کا کردار ہے اور پھر immediate control جس کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ میں پہلی بات کو لیتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جب انڈیا سندھ طاس معاہدے پر پوری طرح عملدرآمد نہیں کر رہا تو اس کے لئے ہم نے کوئی خاطر خواہ efforts آج تک نہیں کیں۔ میں اس کی مثال اس طرح دیتا ہوں کہ بگلیہار ڈیم کی بنیاد 1982 میں

رکھی گئی اور اس کی پلاننگ شروع کی گئی لیکن ہم نے 20 سال کے بعد اس پر شور شرابا کرنا شروع کیا۔ اسی طرح آج ہندوستان اپنے پہاڑوں کے اندر catchment area کے اندر مختلف reservoir بنا رہا ہے اور پھر وہ tunnels کے ذریعے پانی کو پنجاب کے میدانوں میں لے کر آئے گا۔ اگر ہم نے آج سے اس پر efforts شروع نہ کیں تو میرے خیال میں بہت دیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات ارسا کی composition پر کروں گا۔ مجھ سے پہلے محترمہ نے بھی یہ point out کیا ہے تو میں اس میں یہ تجویز دوں گا کہ ارسا کے اندر جو Federal کا نمائندہ ہے وہ یا کشمیر سے ہونا چاہئے یا گلگت بلتستان کے صوبہ سے ہونا چاہئے یا پھر اسلام آباد کی territory سے ہونا چاہئے تاکہ composition balance ہو جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پانی کی preservation کا پنجاب کے اندر مسئلہ ہے تو اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ پنجاب حکومت Water Preservation Act بنائے اور پانی کے بچاؤ کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ میں مثال کے طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا total share پنجاب کا 37 فیصد کے حساب سے 53 ملین ایکٹر فٹ ہے جس میں سے صرف 11 ملین ایکٹر فٹ کارآمد ہوتا ہے اور ہم اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں باقی 42 ملین ایکٹر فٹ یا تو farms کے اندر ضائع ہوتا ہے یا راستے میں ضائع ہوتا ہے۔ ہم بات تو irrigation drip irrigation, pressure اور sprinkling irrigation کی کرتے ہیں لیکن اس کے اوپر حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور اگر اٹھایا ہے تو بہت سست روی سے کام کر رہی ہے اس کے لئے گزارش ہے کہ اس چیز کو footing war پر introduce کروایا جائے اور crop pattern change کیا جائے مثلاً گنا جس میں پانی کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے اس کو ختم کر کے اس کی جگہ وہ فصلیں لائی جائیں جن میں پانی کم استعمال ہوتا ہے اور آمدن زیادہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ بڑے ڈیم بننے چاہئیں لیکن جو ڈیم متنازعہ ہیں consensus کے ساتھ ان کی تعمیر کریں لیکن اس کا انتظار کرتے کرتے ہم چھوٹے ڈیم بنانے میں بھی دیر کر رہے ہیں ان کی تعمیر بھی war footing پر کی جانی چاہئے۔ آج حکومت پنجاب کو چاہئے کہ اگلے دو سال کے لئے target بنائے کہ ان دو سالوں میں جہاں جہاں بھی ممکن ہے ہم اپنے چھوٹے ڈیم مکمل کریں۔ اس کے

بعد ایک اورfactor ہے جو کہwaste water جو کہ دریاؤں میںpollution کر رہا ہے اور فضاء میں بھی pollution کر رہا ہے اس پانی کو بھی زرعی مقصد کے لئے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تمامwaste water کوtreat کریں تو ہمیں تقریباً4 ملین ایکٹر فٹ پانی زراعت کے لئے مزید دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس پر بھی ہمیں ضرورت ہے کہwar footing پر کام کیا جائے۔ اس کے علاوہ حکومت کو چاہئے کہLASER levelling کے لئےsubsidize scheme introduce کرائے جیسا کہ پہلے تجویز آچکی ہے کہ اس کوmandatory قرار دیا جائے کہ ہر زمیندار جس کو فصل لگانی ہے اس کے لئے ضروری ہو گا۔

جناب چیئرمین: میجر صاحب!wind up کرلیں، وقت بہت کم ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے جو تجاویز دینی تھیں وہ میں نے دے دی ہیں۔ آپ دوسروں کو بھی وقت دے دیں کیونکہ ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کا وقت ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو ترقی یافتہ اور خوشحال اقوام ہیں جن میں سب سے بڑی مثال امریکہ کی ہے تو امریکہ اپنا900 فیصد پانی سٹور کرتا ہے۔ زندگی کا دارومدار پانی کے اوپر ہے، ہمارا جینا مرنا، چلنا پھرنا پانی سے ہی بندھا ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین! انڈیا بھی300 percent سے زیادہ اپنا پانیstore کرتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی دیکھیں کہ ہم صرف30 فیصد پانیstore کر رہے ہیں۔ یہ باتیں میرے بھائی نے کر لی ہیں۔ چونکہ مقبوضہ کشمیر پر بھی ہندوستان قابض ہو گیا تو پانی کے حوالے سے ہماری شہ رگ اس کے قبضے میں آگئی۔ چلو، انڈیا نے سندھ طاس معاہدے میں تین دریا ہمیں دے دیئے لیکن اُس کے بعد یہ ہوا کہ آج بھی وہ اُن تین دریاؤں کے اوپر بند باندھ کر پانی روک رہا ہے۔ سندھ طاس معاہدے کے بعد ہی صوبہ

سندھ اور پنجاب کے پانی کی تقسیم کے حوالے سے یہ جھگڑا create ہوا تھا۔ اُس وقت ایک ادارہ اِرسا بنایا گیا تو اُس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ 117.35 ملین ایکڑ پانی اس حساب سے تمام صوبوں کو دیا جائے گا لیکن بد قسمتی یہ رہی کہ 117 ملین اس معاہدے میں تو لکھا گیا لیکن اتنا پانی نہیں تھا اور صرف 105 ملین ایکڑ پانی تھا جو provide کیا جا سکتا تھا۔ اب اصول تو یہ ہے کہ جس قدر ہمارے پاس پانی موجود ہے اُس کی مقدار کے حساب سے فی ایکڑ distribution ضرورت کے مطابق کی جائے جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ پنجاب نے ہمیشہ بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے قربانی دی اور اپنے حق کا پانی بھی سندھ کو دیا جبکہ آپ دیکھیں کہ پنجاب کی فی ایکڑ زرعی پیداوار سندھ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ پنجاب کی نہروں کا command رقبہ 20.78 ملین ایکڑ ہے جبکہ سندھ کا command رقبہ 12.8 ملین ایکڑ ہے، اسی طرح پنجاب کا کاشت رقبہ 25 ملین ایکڑ ہے اور سندھ کا 11.50 ملین ایکڑ ہے یعنی صوبہ سندھ کا کاشت رقبہ صوبہ پنجاب سے آدھا بھی نہیں بلکہ 40 فیصد سے بھی کم ہے۔ صوبہ سندھ میں 40.96 ملین ایکڑ فُٹ اور پنجاب میں 54.49 ملین ایکڑ فُٹ پانی دیا جا رہا ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ پنجاب پہلے ہی اپنے حصے کا پانی سندھ کو دے رہا ہے۔ آج اگر ایک ٹیم نے سندھ جانا ہے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ ہمیں لڑنا نہیں چاہئے بلکہ ہمیں table talk کے ذریعے، dialogue کے ذریعے معاملات کو حل کرنا چاہئے کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم نے اُن کو اصل مسائل اور حقائق بتانے ہیں اور انہیں convince کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے انہیں تجاویز بھی دینی ہیں کہ ہم اس مسئلے کو کیسے قابو پا سکتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ تجاویز دی جائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! وقت ذرا کم ہے please آپ تجاویز دے دیں کیونکہ ابھی کافی لوگ بیٹھے ہیں اور House کا وقت صرف پانچ منٹ رہ گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں صرف دو منٹ میں اپنی تجاویز ختم کر رہی ہوں۔ میں انڈیا گئی تو میرا سندھ روتان پاس اور گنگوتری تک جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے وہاں پر یہ دیکھا کہ ہر 10 کلو میٹر کے فاصلے پر انہوں نے اپنے دریاؤں اور چشموں پر ایک چھوٹا بند باندھا ہوا ہے، وہیں پر بجلی کے پلانٹ بھی لگائے ہوئے ہیں اور پھر اُس سے وافر مقدار میں پانی جب نیچے جاتا ہے تو 10 کلو میٹر پر پھر

ایک چھوٹا سا بند بنا دیتے ہیں جس سے بجلی بھی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہاں آبادی بھی ہے اور کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے۔ پھر جب پانی مزید بچتا ہے تو وہ نیچے چھوٹے ڈیموں میں اسے اکٹھا کر لیتے ہیں یعنی جب ان کا پانی پہاڑوں سے نیچے گر تا ہے تو وہ نیچے گرنے سے پہلے پہلے اس پانی کو جتنا استعمال میں لا سکتے ہیں، استعمال کر لیتے ہیں لیکن ہماری بد قسمتی یہ رہی ہے کہ ہمارے پاس پانی موجود ہے لیکن صرف سمندر کی نذر ہو رہا ہے اور تقریباً35 فیصد سے زیادہ پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ میں اس حوالے سے مشورہ یہ دینا چاہوں گی اور اپنی بہن سے کہوں گی کہ وہ اسے لکھ بھی لیں کہ اس قسم کی کمیٹیاں یا ٹیمیں تشکیل دی جائیں جس میں researchers and think-tank شامل کئے جائیں جو کہ ہمارے ملک میں جگہ جگہ اُن علاقوں کو دریافت کریں جہاں پر چھوٹے بڑے ڈیم بنائے جا سکیں جو feasible ہوں۔ اگر کالا باغ ڈیم نہیں بن پا رہا اور اُس کے لئے راستہ ہموار نہیں ہو رہا تو اس چکر میں ہم تو پیاسے مر جائیں گے اور آج ہم آنے والی نسل کو صرف پیاس دے رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے ڈیم تشکیل دینے کے لئے کوئی plan بنائے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں نے دو باتیں عرض کی ہیں تو میرا مشورہ یہی ہے کہ ایک کمیٹی جو سندھ جا رہی ہے وہ اُن سے اچھے انداز میں بات کرے، پانی کے مسئلے پر بتائے اور انہیں یہ بھی convince کرے کہ اُن کے جو چشمہ جہلم لنک کینال پر تحفظات ہیں تو انہیں بتایا جائے کہ یہ اُسی وقت طے پا گیا تھا کہ تین دریا جو جنوبی پنجاب کو پانی دینے کے لئے ہیں، نہروں کے ذریعے انہیں پانی دیا جائے گا۔ سندھ والے اپنے حصے کے پانی سے زیادہ پانی لے رہے ہیں جبکہ اُن کی پیداوار بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گی کہ ٹیمیں تشکیل دی جائیں جو ہنگامی بنیادوں پر کام کریں، پہاڑوں اور میدانوں میں جہاں جہاں پانی store کیا جا سکتا ہے اس کے لئے planning's کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترم مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ بہت ساری پہلے ہی technical باتیں ہو چکی ہیں اور میں چند general باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ جس طرح ہم کافی عرصے سے پنجاب کے اندر inequitable distribution of resources پر رونا رو رہے ہیں تو میرے خیال میں پانی کی تقسیم پر یہی رونا، رونا پڑے گا کہ یہاں پر بھی ہم favouritism کا شکار ہو

جاتے ہیں۔ میں گزارش صرف یہ کروں گا کہ محسن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں اُس کو تھوڑا سا change کرتا ہوں کہ 1927 میں ریاست بہاولپور نے دہلی حکومت سے قرضہ لے کر ان نہروں کا نظام بنایا تھا اور 1945 میں ریاست بہاولپور نے اس کی آخری قسط ادا کی تھی۔ ضلع رحیم یار خان، ضلع بہاولپور اور ضلع بہاولنگر میں جو نہریں ہیں یہ ہمارے اوپر ریاست بہاولپور اور His Highness کا ایک احسان ہے لیکن اس میں حکومت پاکستان اور نہ حکومت پنجاب کی ہمارے اوپر کوئی مہربانی ہے۔ میں اب ذرا اپنے ضلع کی بات کرنا چاہوں گا کہ 90-1989 میں عباسیہ لنک کینال بنائی گئی تھی جس کا اگر آپ PC-I دیکھ لیں تو اُس میں بھی لکھا ہوا تھا کہ یہ emergency flood water canal ہے مگر 2006 میں چند مخصوص بااثر لوگوں نے چولستان کے اندر ہزاروں ایکڑ زمین خریدی جو کوڑیوں کے دام اُن کو صرف اس لئے ملی کہ اس کو آباد کرنے کے کوئی resources موجود نہیں تھے۔ انہوں نے زمین خرید کر 2006 میں عباسیہ لنک کینال کو مستقل بنیاد پر 12 مہینے چلایا۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ 2008 میں مئی کے مہینے میں جب ابھی بارشیں نہیں ہوئی تھیں اور ملک میں پانی کی کمی تھی تو ہم نے اس پانی کے issue پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں جا کر میٹنگ کی جس میں راجہ ریاض صاحب بھی موجود تھے تو ہمیں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سنایا گیا کہ ملک میں overall پانی کی کمی ہے لہذا ہم کیا کریں جس پر ہم نے کہا کہ ذرا statistics نکال کر ہمیں دکھائیں کہ کہاں پر کون سی نہر کس capacity پر چل رہی ہے۔ میری گزارش House کے سامنے یہ ہے کہ ہماری نہریں ہمیشہ سے ششماہی تھیں۔ گرمیوں سے لے کر سردیوں تک یعنی اپریل سے لے کر اکتوبر تک ہمیں پانی ملتا تھا اس کے بعد نہیں ملتا تھا مگر ہمارا اپریل سے اکتوبر تک جو ٹائم ہے اُس پر تو ہمیں power on ہونا چاہئے کیونکہ اُس period کے دوران تو ہمارا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا مستقل نہر والوں کا بنتا ہے۔ جب ہم نے اس میٹنگ میں discussion کی تو ہماری وہ تمام پرانی نہریں جو کتنے عرصے سے چل رہی ہیں جہاں پر لاکھوں لوگ آباد ہیں کوئی 37 percent capacity پر چل رہی تھی، کوئی 38 percent capacity پر چل رہی تھی، کوئی 39 percent capacity پر چل رہی تھی اور عباسیہ کینال 80 percent capacity پر چل رہی تھی۔ ہمارے ساتھ بار بار اس چیز کی زیادتی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھی گیا تھا۔ میں نے ان کو پوری

فائل بھی دی brief بھی کیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں ایک ہفتے کے اندر رپورٹ لے کر آپ کو بلا کر اس مسئلہ کے بارے میں بتاؤں گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور یہ زیادتی ہم نہیں ہونے دیں گے مگر صدارتی الیکشن آ گیا اور ہمارا مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کا آپس میں ماحول کشیدہ ہوا جس کی بنیاد پر یہ مسئلہ بھی اس کی نذر ہو گیا۔ گزارش یہ ہے کہ وہ لوگ جو اتنے عرصے سے وہاں پر آباد ہیں ان کا حق بنتا ہے، ہمیں سردیوں کے چھ مہینوں میں ویسے ہی پانی نہیں ملتا تھا لیکن کم از کم پانی وہاں سے گزر تو جاتا تھا۔ اس طرح seepage کی وجہ سے ہمارا water table recharge رہ جاتا تھا۔ جہاں ہمارا water table 8/10 فٹ پر ہوتا تھا اور اب 70/80 فٹ پر جا رہا ہے۔ ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں بہت سا کھارا پانی بھی موجود ہے وہ اس کی جگہ لے جائے گا۔ آپ عباسیہ لنک کینال کو دیکھ لیں کہ اس کے دونوں اطراف کی زمینیں سیم زدہ ہو چکی ہیں۔ آپ یہ بھی دیکھیں کہ 15۔ اپریل سے نہر شروع ہوتی ہے مگر یہ ہمیشہ ہماری نہر چلانے میں ایک ڈیڑھ مہینہ لیٹ کرتے ہیں اور 15۔ اکتوبر سے ہمیشہ دو ہفتے پہلے بند کر دیتے ہیں اس طرح ہمیں چھ مہینے بھی نہیں بلکہ صرف چار مہینے پانی دیا جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جو کہ ہو رہی ہے۔ چند مخصوص لوگوں کو فائدہ دینے کے لئے اتنے لاکھوں لوگوں کو جن کا ذریعہ معاش زراعت کے ساتھ منسلک ہے ان کو یہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ کاش! راجہ صاحب ہوتے ہم نے کئی دفعہ ان کے ساتھ رونا رویا ہے مگر انہوں نے اس پر آج تک کوئی توجہ دی ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب توجہ دے رہی ہے۔ یہ تقسیم سابقادور کی کی ہوئی ہے۔ کم از کم اس حکومت کو تو اس کا ازالہ کرنا چاہئے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی کافی لوگ باقی رہتے ہیں اور جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو سوموار تک کے لئے pending کر دیتے ہیں اور جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ سوموار کو بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے اور میں آپ کی رولنگ کا ہمیشہ احترام کرتی ہوں۔ میں عرض یہ کروں گی کہ اس چیز کو ensure کیا جائے کہ جہاں پر دوسرے issues ہیں پانی کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں ہے۔ سوموار کو یہ تمام لوگ جن کے نام موجود ہیں ان کو اپنی پوری بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: باقی چار پانچ نام ہیں، سوموار کو کھاد کے حوالے سے بحث ہے اس دن یہ چار پانچ لوگ جو بقایا ہیں وہ بات کریں گے اس کے بعد دوسری کارروائی شروع کی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! بے شک بعد میں کر لیجئے گا کیونکہ اگر بعد میں ہو گا تو جناب Chair پر تشریف رکھیں گے تو ہمیں پوری بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: آپ دعا کریں۔ انشاءاللہ میں ہی ہوں گا۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 22۔فروری2010 سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

3007

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔ فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، معدینات وکان کنی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسز میں درج سوالات پوچھے جائیں گے

اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث کا تسلسل اور اختتام

قاعدہ87 کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر2010/62 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

جناب احمد خان بلوچ یہ تحریک پیش کریں گے "کہ اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر2010/62(منسلکہ)میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جاسکے۔"

3009

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

سوموار،22۔فروری2010

(یوم الاثنین،7۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر9منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يَوۡمَ يَقُومُ ٱلرُّوحُ وَ
ٱلۡمَلَـٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنۡ أَذِنَ لَهُ ٱلرَّحۡمَـٰنُ
وَقَالَ صَوَابًا ۝٣٨ ذَٰلِكَ ٱلۡيَوۡمُ ٱلۡحَقُّ ۖ فَمَن شَآءَ ٱتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ
مَـَٔابًا ۝٣٩ إِنَّآ أَنذَرۡنَـٰكُمۡ عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوۡمَ يَنظُرُ ٱلۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ
يَدَاهُ وَيَقُولُ ٱلۡكَافِرُ يَـٰلَيۡتَنِى كُنتُ تُرَابًا ۝٤٠

سُوۡرَةُ النَّبَإِ آیات 38تا40

جس دن روح (الامین) اور (اور) فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو(38) یہ دن برحق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے(39) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری پیش نے کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا
چاروں پاسے رونق ہوئی
دن خوشیاں دا آ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

سبحان اللہ سبحان اللہ محبوب پیارا آیا اے
اوہدے ور گا رتبہ جگ اندر کسے ہور نبی نہ پایا اے
سب توں آخر دے وچ آ کے سارے جگ تے چھا گیا

آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا
سب خوشیاں مناؤ رل سارے
دن عید میلاد دے آئے نیں
ہوئے دور ہنیرے جگ توں
نور اجالا آ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا
رحمت لے کر سرکار آئے
پھل کلیاں نیں نغمے گائے
آقا آئے رحمت ہوئی
چڑھ دلاں نوں چاہ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ صنعت، معدنیات اور کان کنی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آج سوالوں کے جوابات پارلیمانی سیکرٹری صاحب دیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں موجود ہوں اور جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آج محکمہ صنعت بھی ہے جس کے پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے۔

پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکنوں اور معزز اراکین اسمبلی پر پُرامن احتجاج کرنے پر مقدمات کا اندراج

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! آج ایک چیز ہمارے علم میں آئی ہے کہ آج سے 5/6 دن پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں نے پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں کچھ لیڈر حضرات اور ایم پی ایز بھی تھے۔ انہوں نے ایک احتجاجی مظاہرہ پریس کلب کے باہر کیا اور یہ جمہوریت کا حسن ہے کہ جمہوری ادوار میں لوگوں کو اپنا اظہار رائے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لوگ اپنا اظہار کرنے کے لئے سڑکوں پر بھی آتے ہیں، احتجاج بھی کرتے ہیں لیکن اس کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہوتا کہ املاک کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس دن کسی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا، کوئی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب نہیں ہوئی، کسی کے بارے میں کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے اور کسی کے خلاف گالی گلوچ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہم تمام اداروں کی عزت کرتے ہیں، تمام اداروں کا احترام کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے کچھ لیڈر حضرات، ایم پی

ایز اور کارکنوں پر ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے کہ انہوں نے جلوس نکالا اور وہاں پر کوئی تقریریں ایسی کیں ہیں۔ میں اس House میں پنجاب کے عوام کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی تمام اداروں کا احترام کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی قسم کی وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب نہیں ہوئی، کسی ایک گاڑی کا شیشہ تک نہیں ٹوٹا، کسی کو کوئی ضرب نہیں آئی اور کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ صرف کارکنوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور وہ جمہوریت کا حسن ہے۔ یہاں پر کوئی آمریت نہیں ہے، یہاں پر کوئی مارشل لاء کی حکومت نہیں ہے، یہاں پر جمہوری حکومت ہے اور اس جمہوریت میں سب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اظہار رائے کر سکے۔ اپوزیشن کو بھی یہ حق حاصل ہے اور حکومت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اظہار رائے کر سکے۔ اب اظہار رائے کی اتنی اجازت ہے کہ آج مال روڈ کے دکانداروں نے یہ احتجاج کیا ہے کہ مال روڈ پر جلوس نکالنے پر پابندی ہونی چاہئے اس سے زیادہ جمہوریت کا حسن کیا ہو سکتا ہے؟ ہم جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں اور ہم نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اگر اس ملک میں اس وقت جمہوریت قائم ہے تو وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی وجہ سے قائم ہے۔ اس ملک میں جو قربانی پاکستان پیپلز پارٹی نے اس جمہوریت کے لئے دی ہے وہ کسی اور نے نہیں دی اس لئے ہم اس جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سیاسی لیڈروں اور ہمارے قائد کے پتلے جلائے جاتے ہیں لیکن کبھی ہم نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم اس کو جمہوریت کا حسن سمجھتے ہیں۔ میں اس House میں اپنی پارٹی کی طرف سے ایک دفعہ پھر یہ ensure کرانا چاہتا ہوں کہ ہم اداروں کا احترام کرتے ہیں اور ہم نے کسی قسم کی کوئی توڑ پھوڑ نہیں کی، ہمارے کارکنوں نے کسی املاک کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور میں آئندہ کے لئے بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم اداروں کا احترام کرتے رہیں گے اور کسی قسم کی کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوں یا کسی قسم کا کوئی مالی نقصان ہو۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں آپ کو بعد میں وقت دیتا ہوں ابھی اپوزیشن لیڈر کھڑے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چشمہ جہلم لنک کینال کی بندش سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):شکریہ۔ جناب سپیکر!یہاں وزیر موصوف نے آج جس واقعہ کا اظہار کیا ہے اور پنجاب کے ساتھ ایک المیہ بھی ہوا ہے۔ میں دونوں باتوں کا ذکر جناب کی اجازت سے کرنا چاہوں گا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ محترمہ ساجدہ میر اور دوسری ہماری ساتھی پر جو مقدمہ ہوا ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صرف باتوں سے کام نہیں بنے گا۔ جس بات کو آپ غلط سمجھتے ہیں اور یہ ایوان اسی لئے ہے کہ جس بات کو آپ غلط سمجھتے ہیں تو جرأت کے ساتھ اس کی مذمت کریں۔ یہ روش کہ ملفوف کر کے اور گول مول باتیں کر کے چلا جائے تو اس طرح سے کسی کے حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کوreliefمل سکتا ہے۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آج چشمہ جہلم لنک کینال بند کر دی گئی ہے۔ وہاں پر یہاں کے ایک سینئر مشیر تشریف لے گئے تھے اور ان کے ساتھ یہ وزیر موصوف بھی تھے۔ یہ جو ایک brute majority کے لئے کام چل رہا ہے، NFCایوارڈ کے ذریعے پنجاب کو مالیاتی نقصان پہنچا دیا گیا تھا جو نسلوں تک بھگتنا پڑے گا۔ آج پانی پرcompromise کر کے کسانوں کو بھوک، افلاس کا message دے دیا گیا، ان کو target کیا گیا اور ان کے گھروں میں ناچنے والی بھوک کی پشین گوئی کر دی گئی ہے۔ اس بارے میںfloor پر بتایا جائے کہ یہ وہاں پر گئے تھے اور کیا کر کے آئے ہیں، کتنا پانی بیچ آئے ہیں اور کتنے پانی پر کس کس جگہوں پرcompromise کیا گیا ہے؟ یہاں پر ہمیں بتایا جائے کیونکہ یہ 80 فیصد کسانوں کی زندگی کا سوال ہے۔ اس پر کوئیcompromise نہیں ہو گا۔ ہمیں پتا چلے تاکہ اس کے بعد پھر ہم آگے چلیں کہ کیوں یہ بند کیا گیا اور کیوں یہ compromise کیا گیا ہے؟ یہ لنک کینال پنجاب کیlife line ہے۔ میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ صرف میلسی تحصیل، میں ضلع نہیں

کہتا صرف میلسی تحصیل اتنی زیادہ کاٹن پیدا کرتی ہے جتنی ہمارے ساتھ والا پورا ایک صوبہ کاٹن پیدا کرتا ہے اور ان کا پانی بند کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس پر ہماری ابھی بحث ہونی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بحث نہیں، آج یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: آج وہ wind up کریں گے تو بتائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ آج وہاں کیا کر کے آئے ہیں اس بارے میں یہاں پر بتایا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو وہاں مذاکرات کر کے آئے ہیں اس بارے میں ہمیں بتائیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ winding up speech میں آپ کو ساری بات بتائیں گے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کب کریں گے؟۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آج کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال بند کر دی گئی ہے یہ صرف اس بارے میں جواب دیں کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں؟ وہ پارلیمانی سیکرٹری کو ساتھ ہی نہیں لے کر گئے اس پر وہ جواب دیں وہ خصوصی طیارے میں بیٹھ کر گئے اور وہاں کیا کر کے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ اپنے کرائے پر جاسکتے ہیں، ایسی کون سی بات ہے، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ میں نے محترمہ ساجدہ میر کو بٹھایا تھا کیونکہ اپوزیشن لیڈر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں اب محترمہ کو کہتا ہوں کہ اپنی بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج مجھے اس ایوان میں آتے ہوئے بڑی شرم محسوس ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس جمہوریت کے لئے میں جیلوں میں گئی، جس جمہوریت کی بحالی کے لئے میں نے سڑکوں پر مار کھائی لیکن آج اسی جمہوری دور میں اگر میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف FIR کاٹی جائے تو یہ قابل شرم بات ہے۔ ہم نے ہمیشہ آمریت کے خلاف لڑائی لڑی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ میاں نواز شریف بھی ہمارے ساتھ مل کر establishment کے خلاف لڑیں گے۔ وہ قوتیں جو جمہوریت کے راستے میں رکاوٹ ہیں ان کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے ہم ان کے ساتھ تیار ہیں لیکن آج نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہی ہوں کہ ایک سابقا وزیر اعظم کے نام سے ہمارے نام کو منسوب کیا گیا اور پتلا جلایا گیا۔ اگر منتخب صدر کے خلاف پتلے جلائے جائیں، اخبار میں جوتا رکھ کر فوٹو بنائی جائے اور اس پر رجسٹرار صاحب کی آنکھیں بند ہیں۔ ہم

اپنا انصاف لینے کے لئے سڑک پر آئے تھے اور ہم نے عدلیہ کے کسی فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ [**********] انہوں نے ہائیکورٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ پانچ جج ان کے چیمبر سے لئے گئے اگر ہم نے احتجاج کیا ہے تو ہمارا right بنتا ہے اور چیف جسٹس صاحب Impartial ہو کر سوچیں اگر یہ FIR ختم نہ ہوئی تو کل میں اس ایوان میں آ کر خود سوزی کروں گی اور میں یہ برملا کہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں کرنا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کتنی قابل شرم بات ہے، کہاں گئے قانون کے حکمران؟ یہاں ایم پی اے محفوظ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ ایسا نہ کہیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان نوانی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری محترمہ ایم پی اے صاحبہ نے جذبات میں کچھ ایسی باتیں کی ہیں جو on the floor of the House اس forum پر

نہیں ہونی چاہیئں لیکن سب سے جو بڑی اہم بات ہے وہ چشمہ جہلم لنک کینال کی ہے۔یہاں Irrigation Minister راجہ ریاض صاحب جو کہ سینئر منسٹر بھی ہیں اور وہ تشریف رکھتے ہیں اس معاملہ پر اس House میں وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ اس چشمہ جہلم لنک کینال سے شاید تھوڑا دور ہیں اور ہم اس کے ساتھ ہیں اور اس بات کا بڑا impact ہے،لوگوں میں بہت بڑا اضطراب ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ایوان چونکہ پورے پنجاب کا نمائندہ House ہے اس کو اس بارے میں پوری وضاحت ہو تا کہ اگر ہم سے پبلک پوچھے اور اس کی ہم سے کوئی جواب طلبی کرے تو ہمیں correct پتا ہو تا کہ ہم ان کی تسلی کروا سکیں۔بہت شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں،ذرا محترمہ کو بات کرنے دیں وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!بہت شکریہ مجھے بڑی حیرت ہوئی جب مجھے آج یہ پتا چلا کہ ایک ایسا احتجاج جو ہم نے ایک ایسی قیادت کی لیڈر شپ کے لئے کیا جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دینے والی لیڈر شپ کے بارے میں کچھ ایسے الفاظ کہے تھے جس کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بھی کچھ الفاظ کہے جن کو expunge کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!میری بڑی اہم بات ہے۔میں پریس کانفرنس کروں گی۔

جناب سپیکر: جی،میں ان کی بات سن رہا ہوں۔جی، محترمہ! آپ پریس کانفرنس کریں مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر!.I am on point of order مجھے ایک منٹ چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! آپ انہیں روکیں ،ہم برداشت کرتے ہیں اور کب تک ہم برداشت کریں گے، اگر ہماری لیڈر شپ کے پتلے جلائے جاتے ہیں، ہم اگر اپنے ہونٹ سی کر بیٹھے ہیں تو صرف جمہوریت کی مضبوطی کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہمیں کسی کا ڈر خوف نہیں، ہم نے پرویز مشرف کا سات سال مقابلہ کیا اور تمام قیادتوں کا احترام کرتے ہیں اور انہیں بھی ہماری قیادت کا احترام کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے floor ان کو دیا ہے آپ اس کے بعد بات کریں میں آپ کو floor دیتا ہوں۔جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جیسے ابھی نوانی صاحب نے کہا کہ اس issue پر بات کرنے کے لئے ساجدہ میر کے لئے یہ مناسب پلیٹ فارم نہیں تھا تو مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ ایک عوامی نمائندہ جو ہے اگر اس کے ساتھ وہ عدلیہ جس کی بحالی کی struggle میں ہم اپنا خون دیتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! محترمہ میری بات سنیں، ان عدالتوں کا احترام میں نے اور آپ نے نہیں کرنا تو اور کس نے کرنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): بالکل ہم نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس کے متعلق جو غیر شائستہ الفاظ ہیں ان کو expunge کیا جائے گا۔جی، آپ جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی سی ہے اگر ہم اس پلیٹ فارم پر اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی یا ناانصافی کا ذکر نہیں کریں گے تو ہم کہاں جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ضرور کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس عدلیہ کی جو بحالی ہے وہ جمہوریت کے لئے اور اس عدلیہ کی بحالی کے لئے جو قربانیاں پاکستان پیپلز پارٹی دیتی رہی ہے وہ ور کر ہم ہی ہیں جن پر یہ مقدمہ درج ہوا ہے، ہم نے اس عدلیہ کو بحال کرانے کے لئے اپنے ساتھیوں کو بھی قربان کیا اور ہم نے اس وقت کے جو ڈکٹیٹر تھے ان کے آنسو گیس کے شیل کھائے ہیں اور لاٹھی چارج بھی برداشت کرتے رہے ہیں تو آج اگر عدلیہ کی طرف سے ہمارے لئے ایسا فیصلہ آئے تو ظاہر ہے ہم حیران ہی ہوں گے اور ہم انصاف کے لئے کس کی طرف دیکھیں گے؟ جب انصاف کرنے والے جمہوریت کی قربانیاں دینے والوں کے خلاف پرچے درج کرنے لگ جائیں تو بڑی حیرت کی بات ہے، اس وجہ سے ہم یہاں حیران ہو کر آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ ہم انصاف لینے کے لئے کہاں جائیں؟ ہم اداروں کی مضبوطی کے لئے دو سال سے کوشش کر رہے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی مفاہمت کی پالیسی کو لے کر چلتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے ساتھ لے کر آگے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے سینئر ممبر نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا رہے ہیں، آپ کو کیا ہو گیا اور آپ دیکھتے بھی نہیں ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب نے کچھ ایسے الفاظ کہے جن کی مجھے ان سے امید نہیں تھی اور انہوں نے صرف یہاں پر ایک سیاسی بیان دینے کی کوشش کی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ آٹھ نو سال ان کی حکومت رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال کے بارے میں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، No cross talk. دیکھیں !میری بات سنیں جب آپ بات کرتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کی طرف سے جواب سننے کی ہمت بھی رکھیں۔ یہ اچھی بات نہیں، No cross talk جی، please ان کی بات سنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں اور ادھر ہی آرہا ہوں۔ اس پورے دور میں ایک دفعہ بھی انہیں اعزاز حاصل نہیں ہوا کہ یہ NFC Award کو حل کر سکیں اور میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں اور اللہ کے فضل سے چاروں صوبوں نے اس لاہور شہر میں بیٹھ کر NFC Award کو حل کیا جو پوری قوم کے لئے تحفہ تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد جو پانی کا مسئلہ ہے 1991 میں جب میاں محمد نواز شریف کی حکومت تھی انہوں نے accord کیا اور جب ان کی حکومت آئی تو یہ مسئلہ تقریباً 12 سال سے چل رہا ہے اور ان سے یہ ہمت نہیں ہوئی کہ یہ سندھ اور پنجاب میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کر سکیں اور آج مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب پنجاب کا کیس لڑنے کی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب relevant رہیں، وہ personal کیوں ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ بات سنیں، کیا کر رہی ہیں؟ ان کو جو انہوں نے کہا ہے اس کا جواب دے رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کم از کم خدا کا خوف کھائیں کہ یہ کس منہ سے پنجاب کا کیس لڑ رہے ہیں ؟ پنجاب کا کیس ہم لڑ رہے ہیں اور ہم نے NFC Award کو حل کیا ہے آج ہمیں یہ سبق سکھا رہے ہیں، انتہائی دکھ کی بات ہے ہم نے جو جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہم فیڈریشن کے symbol ہیں اور ہم جو چار صوبوں کی زنجیر ہیں، یہ ہمیں سبق سکھا رہے ہیں۔ یہ لوگ خدا کا خوف کریں۔

جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے۔۔۔

MR.SPEAKER: Order please, order please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اگر بات سننی ہے تو سنیں ورنہ میں خاموشی سے بیٹھ جاتا ہوں۔چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ صاحبان کو وزیر اعظم صاحب نے بلایا۔یہ بات غور سے سنیں اور میں بھی اس میٹنگ میں گیااور انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب اگر آپ مجھے اجازت دیں اور آپ ہمیں موقع دیں کیونکہ یہ ہمارا اور سندھ کا مسئلہ ہے ہم آپس میں بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے اور آپس میں بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کریں گے اور آپ کے فورم پر یہ مسئلہ آئے گا ہی نہیں۔انشاءاللہ ہم نے جس طرح آپس میں بیٹھ کرNFC Award کو حل کیا اس طرح اس کو بھی کریں گے۔اس کے بعد ہمارا ایک وفد وہاں پر گیااور اس وفد نے Minister for Irrigation اور وزیر اعلیٰ سندھ سے ملاقات کی اور انہیں اس چیز کا احساس دلایا کہ پنجاب پر جو آپ یہ الزام لگاتے ہیں کہ پنجاب پانی چوری کرتا ہے،ہم آپ کا پانی چوری نہیں کرتے،آپ ہمارے بھائی ہیں اور پانی تو دور کی بات ہے ہماری جان بھی آپ کے لئے حاضر ہے۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے ہمیں اعتماد کی فضا قائم کرنی چاہئے اور ایک دوسرے کے خلاف جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور کرنی چاہئیں اور بیٹھ کر اس پانی کو اس طریقے سے تقسیم کریں کہ پانی کی کمی تو ہے۔آپ کی فصلیں ایک مہینہ پہلے پانی مانگتی ہیں چاہے گندم کی ہو یا گنا کی ہو۔صرف ایک مہینہ کا فرق ہے اور ہماری فصلیں ایک مہینہ بعد پانی مانگتی ہیں تو ہم آپس میں بیٹھیں،اپنا فارمولہ جو کہ 1991 کےAccord کے مطابق جو تقسیم کا فارمولہ ہے کہ جب آپ کو ایک مہینہ پہلے پانی چاہئے ہوتا ہے تو آپ زیادہ لے لیں اور اس کے بعد جب ہمیں پانی چاہئے تو آپ تھوڑی مہربانی کریں اور ہمیں آپ خود کہیں کہ اب آپ کو ضرورت ہے اب آپ لے لیں۔انہوں نے ہمارے اس فیصلے کو خوش آمدید کہا، welcome کہا اور ہم نے بھی ان کو خوش آمدید کہا کہ آپ ایک ماہرین کا وفد بھیجیں۔ہمارے ماہرین اور آپ کے ماہرین بیٹھیں گے اور ہم قوم کو یہ تحفہ دیں اور ہمیں کوئی چور کہے اور نہ ہم کسی کو چور کہیں بلکہ ہم ایک دوسرے کے بھائی بن کر اس مسئلہ کو حل کریں۔آج ان کا وفد یہاں پر آیا ہوا ہے اور لغاری صاحب خود وہاں پر گئے ہیں اور مجھے ملے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس وفد کو بھی ملے ہیں

۔

جناب سپیکر! لیکن یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہاں پر اس وفد کو ملے اور مجھے بھی ملے ہیں اور یہاں پر آکر بجائے یہ کہنے کے کہ یہ بڑی اچھی چیز ہو رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر دیا گیا ہے اور اسے چلنے دیتے تو بات تھی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس طرف آرہا ہوں۔ یہ میرے ساتھ شرط لگالیں، پانچ ہزار سے دو ہزار کیوسک ہم نے کم کیا ہے اور تین ہزار کیوسک ابھی چل رہا ہے اور میں اس floor پر بیان دے رہا ہوں، کوئی بند نہیں ہوئی اور ہم کسی کا حق نہیں کاٹ رہے۔ ہمیں بارش کی وجہ سے اتنی کمی نہیں ہے اُدھر ہم پانی دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جنوبی پنجاب میں بارش نہیں ہو رہی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): خدا کے لئے لغاری صاحب! جب final فیصلہ ہو گا میں اس میں آپ کو بھی بٹھاؤں گا۔ میں آپ سے پورے House کے سامنے وعدہ کر رہا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے مجھے آج آپ کو دعوت دینی چاہئے تھی۔ جب اگلی میٹنگ ہو گی چاہے وہ سندھ میں ہو، اسلام آباد میں ہو، میں آپ کو لے کر جاؤں گا اور اس فیصلے پر آپ کے دستخط کراؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرے خیال میں انہیں اس طرح سے مخاطب نہیں کرنا چاہئے تھوڑا ضابطہ کے خلاف ہے۔ یہ Chair کو مخاطب کریں۔ اس دن بھی میں نے یہ عرض کی تھی یہ link canals ہمارے ساؤتھ پنجاب کے لئے life line ہیں۔ وزیر موصوف نے بات کی کہ بارشیں ہوئی ہیں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): وہ چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ بند ہو گئی ہے یہ ثابت کر دیں جو سزا آپ کہیں گے میں قبول کروں گا۔ آج اس میں تین ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !اگر انہوں نے interruption کرنی ہے تو ہم چلے جاتے ہیں۔ جب یہ مسئلہ پہلے پیدا ہوا تھا، گرمیوں میں بھی یہ بات ہوئی تھی تو اس وقت وزیر موصوف نے اس floor پر یہ commitment کی تھی کہ اگر ایک کیوسک پانی بھی بند کیا جائے گا تو یہ استعفیٰ دے دیں گے۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی پانچ ہزار کیوسک سے کم ہو کر تین ہزار کیوسک ہو گیا ہے دو ہزار کیوسک ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ آج یہ خود admit کر رہے ہیں کہ انہوں نے دو ہزار کیوسک چھوڑ دیا ہے۔ بات ایک ہزار یا دو ہزار کیوسک کی نہیں ہے۔ اس وقت بات یہ ہے کہ جو پانی ہمارا حق ہے جس پانی سے ہماری زراعت چلتی ہے۔ وہ نہریں، کاش !اس دن یہ House میں موجود ہوتے میری بات سنتے وہ نہریں جو کہ Indus Water Treaty کے تحت ہمارے South Eastern Punjab ریاست بہاولپور کو خاص طور پانی مہیا کرتی ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !یہ بار بار interrupt کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اگر انہوں نے بار بار interrupt کرنا ہے اور آپ نے ان کا دفاع کرنا ہے تو آپ ضرور کریں۔ آپ حکومت کی policies کا بالکل دفاع کریں لیکن یہ مناسب نہیں ہے آپ ہماری بات بھی سُنیں۔ ہم بھی اسی پنجاب کے رہنے والے ہیں اگر اپوزیشن کو برداشت نہیں کیا جائے گا، اپوزیشن نے تو public welfare کے لئے watch dog کا کام کرنا ہے اور حکومت نے تو اپنے مفاد کی بات کرنی ہے۔ اپوزیشن کا role اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ treasury benches کا ہے اس دن بھی میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی اور آپ نے House میں ایک کمیٹی بنائی تھی اس میں آپ نے سینئر مشیر صاحب، سینئر منسٹر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو رکھا تھا۔ اُن میں سے یہ ہماری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو نہیں لے کر گئے۔ اب جب یہ واپس آئے ہیں تو ہمیں بتائیں تو سہی کہ وہاں پر کیا ہوا؟ وہاں پر ہوا یہ ہے کہ انہوں

نے واپس لاہور آ کر پھر سے یہ اعلان کر دیا کہ پانی کم کر دیا جائے گا۔ این ایف سی ایوارڈ کے اندر بھی یہی کچھ ہوا۔ پنجاب نے اپنے پانی کا تقریباً2.4 فیصد حصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے بعد آج ہم پانی چھوڑ رہے ہیں کسی پر تنقید کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ ہم یہ ساری چیزیں کر کے کیاproof کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب ہمیشہ دیتا رہے گا، دیتا رہے گا۔ اپنا حق لینا چاہئے کسی کا حق نہ چھینو لیکن اپنے حق کا دفاع تو کرو۔ اپنے نام کی مشہوری کے لئے اگر پانی بھی چھوڑ دیں، وسائل بھی چھوڑ دیں اور ہم جنوبی پنجاب کے ان علاقوں کے وسائل چھوڑ رہے ہیں جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد پیسے دے کر یہ ملک چلایا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ بس اب تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ بولنے نہیں دیں گے تو ہم پھر باہر جا کر بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! میں کیا کروں میں نے ایجنڈے کے مطابق چلنا ہے، کیا میں نے ایجنڈا نہیں چلانا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کسی اور پلیٹ فارم پر جا کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جو آپ نے وہاں نمائندے بھیجے ہیں کیا وہ پنجاب کا سودا کر کے آئیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، پنجاب کا سودا کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ Privatization Bill لے کر آئیں ہیں یہ پنجاب کا سودا نہیں ہے تو کیا ہے؟

جناب سپیکر: بہت افسوس کی بات ہے۔(قطع کلامیاں)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر !پہلے تو میں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے لغاری صاحب جو اس House کے معزز ممبر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو آفر کر دی ہے کہ وہ جب جائیں گے تو آپ کو ساتھ لے کر جائیں گے ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !اب کیا فائدہ ؟ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اس معزز House کے ممبر جو لغاری صاحب ہیں میں انہیں گزارش کروں گا کہ صوبوں کے درمیان ہم آہنگی بڑھ رہی ہے۔'پہلے پاکستان، پھر صوبے اور میری عرض سُن لیں کہ اس وقت اُن کا وفد لاہور پنجاب میں موجود ہے اور اِس وقت یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں میری ان سے انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ ہم اس کو ایک احسن طریقے سے کرنے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب اس کو کریں گے ، اس کو approve کروائیں گے لیکن یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں میں اگر اس طرف چلا گیا تو پھر میں یہ کہنے پر آجاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاؤں گا کہ [****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ expunge کئے جائیں ۔ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے ۔ نہیں ، نہیں ۔ too much۔راجہ صاحب! It is too much, very bad.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !آپ فراخ دلی سے کام لیں۔ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ آپ انصاف کریں۔

محترمہ سیمل کامران: آٹا چور، چینی چور۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کسی معزز رکن کو جو اس معزز House کا ممبر ہے کسی کو کوئی اس قسم کے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں اور غداری کے الفاظ تو پاکستان کے کسی شہری کو نہیں کہے جاسکتے۔ میں ان الفاظ کو expunge کرتا ہوں۔ راجہ صاحب، پلیز! آئندہ ایسی بات نہ کریں۔ یہ نامناسب ہے میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بار بار یہ بات ہو چکی ہے۔ اس طرح کی گفتگو کا جواب دینے کے لئے جس سطح پر آنا پڑتا ہے وہ ہمارا کلچر ہے اور نہ ہی ہماری ٹریننگ ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر صوبائی ہم آہنگی کی بات کی گئی ہے۔ پچھلے دو سالوں میں صوبائی ہم آہنگی جتنی زیادہ damage ہوئی ہے اس سے پہلے آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی ۔کہا جارہا ہے کہ بارشیں ہو رہی ہیں۔ میں جنوبی پنجاب سے اور یہاں پر بھی یہ کہوں گا کہ:

بیتا دید اُمید کا موسم
خاک اُڑتی ہے صوبے میں
کب بھیجو گے درد کا بادل
کب برکھا برساؤ گے

میں اس بات پر کہ دو ہزار کیوسک پانی surrender کر دیا گیا ہے اور یہاں پر جو توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہیں ان پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔چودھری صاحب! یہ تو مناسب بات نہیں ہے۔

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! وہ بہت دیر سے کھڑے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کے تو سوالات کے جواب آنے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی نہیں۔

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔Be relevant میں نے تقریر نہیں سننی۔

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! جی، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں نے تقریر نہیں کرنی یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ سب سے پہلے میں پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر، جنرل سیکرٹری اور اراکین اسمبلی اور دو سو پچاس کارکنوں پر جو پرچہ درج ہوا ہے، جھوٹی ایف آئی آر درج ہوئی ہے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے ایف آئی آر کو خارج کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ اس کے بعد دوسرا اہم مسئلہ ہمارے جنوبی پنجاب کا ہے۔ پہلے بھی floor پر تقریریں ہو چکی ہیں، بات ہو چکی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کا notice لیتے ہوئے اور جنوبی پنجاب کی فلاح و بہبود کے لئے اور جنوبی پنجاب کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے 5۔ارب روپے کے package کا اعلان فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ ٹائم آئے گا تب بات کیجئے گا۔ اب اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں

۔

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے کچھ ایم پی ایز کو فنڈز میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ کچھ کو فنڈز نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ باتیں آپ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کریں۔ میرے پاس کیوں کر رہے ہیں؟

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! میں اس بات پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک بلال احمد کھر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے۔ یہ کوئی بات ہے۔ اس کا اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ جائیں اور دونوں کو منا کر لائیں۔ ادھر سے بھی منانا ہو گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! حاجی اسحاق صاحب کو اپوزیشن کو منانے بھیج دیں۔

جناب سپیکر: حاجی اسحاق اور کامران مائیکل صاحب آپ دونوں جائیں اور اپوزیشن والے ساتھیوں کو منا کر لائیں اور سندھو صاحب اور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب جائیں اور کھر صاحب کو منا کر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں question بولنے لگا ہوں۔ پہلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، اللہ حافظ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایجنڈا جو آج پیش کیا گیا ہے اور اس ایجنڈے میں اس تحریک التوائے کار کا کہیں ذکر نہیں ہے جس کو آج بحث کے لئے رکھا گیا تھا۔ ریکارڈ نکلوا لیں سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں، اس سے پہلے میری بات بھی سن لیجئے۔ یہ وہ تحریک التوائے کار ہے جس کی وجہ سے ایک اہم issue کو derail کیا گیا۔ آپ اس دن کسی وجہ سے تشریف لے گئے تھے جناب چیئرمین کرسی پر تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد حالات یہ ہوئے کہ جمعہ کی نماز میں بھی میرا ذکر

یہ کہہ کر کیا گیا کہ میں دوسری تیسری شادی کروانا چاہ رہا ہوں۔ جس خاتون نے یہ ذکر کیا ان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی پوزیشن آج clear کریں۔ میں نے ان مظلوم عورتوں کا ذکر کیا تھا جو محروم طبقات سے ہیں اور جن کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ 18 فیصد نوکریوں میں ان کو حصہ دیا جائے۔ یہ بحث آج کے ایجنڈے پر کیوں نہیں آئی جب کہ یہاں ریکارڈ پر بھی بات موجود ہے آپ اس پر تسلی کر لیں۔ میں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔ کوئی چینل ایسا نہیں ہے جس نے اس کا ذکر نہیں کیا اور میرے بارے میں ایسی باتیں کی ہیں جو میں نے کی ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! آپ کیا کر کے آئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! وہ فرما رہے ہیں کہ راجہ صاحب یا کھوسہ صاحب تشریف لائیں تو ان سے بات کریں گے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو جانا پڑے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ اپنے ریکارڈ کو نکلوا لیجئے ان سے پوچھ لیجئے اس کو بحث کے لئے رکھیں۔ کیونکہ اس پر دوسرے دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔ میں بلاوجہ اس میں ملوث ہو رہا ہوں میں نے شادیوں والی بات کی ہی نہیں۔ میں نے تو low income group کے جو لوگ ہیں جو middle class ہے ان کی بات کی ہے۔ ابھی یہ بحث چل رہی تھی لیکن اب یہ ایجنڈے پر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جس وقت یہ معاملہ زیر غور آئے گا اس وقت اس پر بات کریں گے اور پھر اس کا جواب بھی دیں گے آپ کی بات بھی سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن آپ اعلان فرما دیں۔

جناب سپیکر: نہیں ابھی نہیں جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا اس وقت بات کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ کھر صاحب واک آؤٹ ختم کر کے واپس آ گئے ہیں. welcome back. جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبران سے میں نے request کی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے 5۔ ارب روپے کا ایک package تھا۔۔۔

جناب سپیکر: 5۔ارب کا؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی،5۔ارب کا اس کے انچارج جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ تھے۔ ہمارے معزز ممبران کو اس کی تقسیم پر تحفظات ہیں۔ میں نے انہیں assurance دی ہے کہ کل سردار صاحب آئیں گے میں ان کی ان سے میٹنگ کراؤں گا اور انشاءاللہ آپ کا یہ مسئلہ حل کرواؤں گا۔ کل تک کے لئے میں نے انہیں گزارش کی ہے کہ یہ مہربانی کریں اور اب یہ تشریف لے آئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ ان کا مسئلہ حل کروادیں گے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، انشاءاللہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ راجہ صاحب نے پانی کے بارے میں جو بات کی ہے اور انہوں نے اس کی بھی پوری وضاحت فرمادی ہے کہ پانچ ہزار کیوسک چلتے تھے دو ہزار کیوسک پانی پر ہم نے compromise کیا تین ہزار کیوسک پانی اس وقت بھی چشمہ جہلم لنک کینال میں چل رہا ہے۔ میں خوش ہوں کہ صوبوں میں ہم آہنگی ہونی چاہئے یہ پاکستان کی فیڈریشن کے لئے بھی بہتر ہے ہم اس بات کو appreciate کرتے ہیں لیکن مجھے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خدشہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: تسی ویکھدے کینوں پئے او۔

جناب سپیکر: جی میں کچھ اور دیکھ رہا ہوں۔ آپ کی خوبصورت بات سن رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: ہر پاکستانی اور پنجاب کے ہر باسی کے لئے خوشی کی بات ہے، گورنمنٹ پنجاب کی ہو یا مرکز کی وہ صوبوں کی ہم آہنگی کے لئے کوشش کر رہے ہیں جس میں این ایف سی ایوارڈ سب سے بڑی مثال ہے۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ کہیں صوبوں میں تو ہم آہنگی ہو جائے اور صوبوں کے اندر آپس میں کوئی لڑائی نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ چشمہ لنک جنوبی پنجاب کے لئے ایک انتہائی ہی اہم کینال

ہے۔اس وقت جب پانچ ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے تو وہاں کے کاشتکار اس وقت بھی پانی کی کمی کی شکایت کر رہے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دفعہ بارشیں بہت کم ہوئی ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس بات کو بھی ضرور مد نظر رکھا جائے کیونکہ جتنے بھی کمیٹی کے ممبران ہیں یہ بہت ہی اہم اور ذمہ دار لوگ ہیں۔پنجاب اور پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس بات کو وہ ضرور مد نظر رکھیں گے۔دوسری بات جو شیخ صاحب نے کی ہے اگر آپ اس بات کو پوری توجہ سے سنیں اور پورا House اس کو consider کرے کیونکہ نہایت ہی اہمیت کی حامل یہ تحریک ہے۔وہ اس لئے بھی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو غریب لوگ اپنی غربت کی مجبوری کی وجہ سے اپنی جوان بیٹیوں یا بہنوں کی شادی نہیں کر سکتے اور وہ بغیر شادی کے اپنی تمام زندگی گزارتی ہیں جن کا کچھ عرصے کے بعد کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔اس میں دوسری شادی کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔بات ہے مجبوری کی، غربت کی انہوں نے یہ فرمایا کہ اس کا آج اس House کو اس نمائندہ House کو ان بے زبان لوگوں کے لئے سوچنا چاہئے اور گورنمنٹ کو ایک تجویز دینی چاہئے کہ ان کے لئے سروس میں کوئی quota مقرر کر دیں کہ جن کی آخری زندگی اس کسمپرسی کی حالت میں گزرتی ہے، جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، جن کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہوتا یا وہ اپنے گھر کے برتن صاف کر رہی ہوتی ہیں اور اس کے بدلے ان کو ایک وقت کی روٹی ملتی ہے۔

جناب سپیکر!اس House کا کام ہی یہی ہے کہ مجبور غریب اور ان لوگوں کی زبان بنیں جن کی اپنی کوئی زبان نہیں ہے۔اس بات پر میں پورے House کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتوں کو مذاق میں لے کر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔یہ ایک ثواب کا کام ہے اور نہایت اہمیت کا حامل کام ہے اس کو مذاق میں لے کر جانا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔اگر ان عورتوں کو یہ پتا چلے کہ آج یہ گورنمنٹ ہماری پرسان حال ہے تو ان کو خوشی ہو گی۔اگر خواجہ سراؤں کی بات سنی جا رہی ہے تو ان لوگوں کی بات بھی سنی جائے جن کی کوئی سننے والا نہیں ہے۔خواجہ سرا تو اپنی بات سڑکوں پر سنا لیتے ہیں مگر ان کی بات سننے والا کوئی نہیں ہے۔میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے اس لئے پورے House کا اس پر consensus ہو اور حکومت کو یہ تجویز دے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔شکریہ

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: جناب والا! جب بھی پاکستان کے استحکام کی بات ہو، پاکستان کی فیڈریشن کی بات ہو، مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اپوزیشن کا رویہ ہمیشہ ہی افسوسناک رہا ہے اور ہمیشہ ہی غیر سنجیدہ رہا ہے۔ یہاں پر 52 فیصد آبادی کے بارے میں بات کر رہے ہوں یا 18 فیصد کے بارے میں بات کر رہے ہوں کوئی بہت ہی سنجیدہ، کوئی بہت ہی genuine قسم کے مسئلے پر یہاں بحث کی جارہی ہو تو ہماری اپوزیشن اس کو negative پیرائے میں لے جاتی ہے۔ میں سلام پیش کرتی ہوں اپنے محترم بھائی شیخ علاؤالدین صاحب کو کہ جنہوں نے وہ issue جو کہ عورتوں کو اٹھانا چاہئے تھا اتنے sensitive issue کو، اتنے اہم issue کو انہوں نے اٹھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اس دن بات کو سمجھا نہیں ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: لیکن اپوزیشن اراکین پر افسوس ہے کہ انہوں نے اس کو بھی اسی رویے میں لے لیا۔ یہ اپوزیشن کی ہمیشہ روایت رہی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایک کا گھر آباد کرنے کے لئے دوسرے کا گھر برباد کر دیا جائے؟ ہمارے ہاں پورے پاکستان میں یہ بحث چل پڑی ہے اور عورتوں کو اپنے گھروں میں یہ پریشانی لگ رہی ہے کہ خدانخواستہ ہماری اسمبلی اس قسم کے بل پاس نہ کرنا شروع کر دے۔ کیا ہماری اسمبلی کا یہی کام ہے، کیا ہمارا positive کام نہیں ہونا چاہئے اور کیا ہمارا کام ان عورتوں کی بھلائی کے لئے نہیں ہونا چاہئے جنہیں ہم represent کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر! میں آخری بات اپنی اس بہن سے کرنا چاہتی ہوں جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں لیکن یقیناً اسی ایوان میں کہیں نہ کہیں بیٹھی ہماری بات سن رہی ہوں گی۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ انہوں نے بڑے بلند و بانگ دعوے تو کر دیئے ہیں لیکن وہ اپنے خاوند کے ولیمے کے کارڈ اس ایوان کو کب دے رہی ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ بڑے ہی اچھے تناظر میں بات کی گئی تھی لیکن اس دن یہ تجویز آئی تھی کہ اگر ان 17/15 فیصد خواتین کے مسائل حل کرنا

چاہتے ہیں اور جس مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی وہ شادی کا مسئلہ تھا۔اس کے لئے یہاں پر ایک تجویز دی گئی تھی۔ یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اسمبلی کے اندر کوئی قانون پاس ہونے جارہا ہے کہ پنجاب کا ہر مرد اپنے سر پر سہرا باندھے گا اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اس کے بعد دوسرے دن اور آج بھی ادھر سے میری کچھ بہنیں تجویز دیتی ہیں کہ ہم اجازت دیتی ہیں ادھر سے تجویز آتی ہے کہ ہم اجازت نہیں دیتیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر شادیوں کی اجازت کسی خاتون اور کسی مرد ممبر کا حق نہیں ہے۔جو بات آج سے چودہ سو سال پہلے طے ہو چکی ہے اس پر کوئی ممبر یہ استحقاق نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس پر اپنی تجویز دے۔رہی شیخ صاحب کی بات تو ہم بالکل اس کی تائید کرتے ہیں کہ وہ 17 فیصد خواتین جن کے ساتھ یہ مسئلہ ہے یقیناً یہ بڑا احساس مسئلہ ہے۔اگر یہاں کوئی دوسری شادی کی بات ہوئی تھی تو صرف ان 17 فیصد خواتین کے لئے ہوئی تھی لیکن پورے پنجاب کے لئے نہیں ہوئی تھی اس لئے میں یہاں پر اس کی درستی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک تجویز آئی تھی کہ اگر اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کے مسائل حل ہو سکتے ہیں تو اس تجویز پر عمل کیا جائے otherwise یہ ضروری نہیں کہ ہر خاتون رکن اٹھ کر اپنے میاں کو چار چار شادیوں کی اجازت دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی ، بہت شکریہ۔ چودھری صاحب!میرے خیال میں اندر تشریف لے آئیں اور ایجنڈے کی کارروائی شروع کی جائے۔

معزز اراکین: آپ کارروائی شروع کریں۔

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور معدنیات وکان کنی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی،چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔

معزز اراکین: اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ pending نہیں ہو سکتا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر546 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں پائی جانے والی
معدنیات کے مقامات و آمدن کی تفصیلات

*546: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر معدنیات وکان کنُی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کس کس جگہ کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ب) سال2003 سے آج تک ان معدنیات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) سال2004 سے آج تک کس کس معدنیات کا ٹھیکہ نیلام ہوا؟

(د) کن کن پارٹیوں کو ان معدنیات کا ٹھیکہ کتنی کتنی مالیت میں دیا گیا؟

(ہ) ان معدنیات کی نیلامی کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر معدنیات وکان کنُی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع فیصل آباد میں درج ذیل مقامات پر سینڈ سٹون اور عام ریت کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	نام	سینڈ سٹون
1	چک نمبر60ر۔ب تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
2	کھرڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
3	چک نمبر144 گھر تل کلاں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
4	چک نمبر262 تار گڑھ بھائی والا تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
5	چک نمبر68 جمیانہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت

6	چک نمبر97جنالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
7	چک نمبر58لہل تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
8	چک نمبر215کمال پور پنچ گرائیں تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
9	چک نمبر216محمد والا تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
10	چک نمبر215نیتھڑی تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
11	چک نمبر235نیاموآنہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
12	عالم شاہ کھگہ تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
13	شیرازا تحصیل تاندلیانوالہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
14	مہر شہانہ تحصیل تاندلیانوالہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
15	دلیکی وہنیوال تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد	عام ریت
16	اعوان بلوچ پروکہ چک نمبر218تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
17	چک نمبر70ج۔ب منصوراں تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
18	چک نمبر629گ۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت

(ب) سال2003سے آج تک ان معدنیات سے حاصل ہونے والے آمدن کی تفصیل سال وار۔

سال	آمدن
2002-03	3,89,180/-
2003-04	7,00,510/-
2004-05	28,86,281/-
2005-06	10,45,310/-
2006-07	14,46,317/-
2007-08	17,23,066/-

(ج) سال2004سے آج تک عام ریت اور سینڈ سٹون کے پٹاجات نیلام کئے گئے۔

(د) سال2004سے آج تک جن جن پٹاداران کو بلاک عطا کئے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پٹاجات کی نیلامی کروانے والی اتھارٹی کا نام عہدہ گریڈ حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام عہدہ	گریڈ	جگہ تعیناتی
1	چودھری محمد اسلم ڈائریکٹر لائسنسنگ	19	لاہور

	ادنیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی		
2	شیخ اعجاز حسین ڈائریکٹر لائسنسنگ	19	لاہور
	ادانیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی		
3	چودھری امجد علی ڈائریکٹر لائسنسنگ	19	لاہور
	ادنیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی		

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال میں فیصل آباد کے اندر عام ریت کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے گرد و نواح میں جتنی بھی ریت اور گھسو نکالا جاتا ہے یہ ان تمام جگہوں سے نکالا جاتا ہے جہاں سرکاریland ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا کوئی اور نام رکھ سکتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اسے ریت نما مٹی کہہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!ریت اور ریت نما مٹی ان جگہوں سے نکالی جاتی ہے جو سرکاری جگہ ہوتی ہے۔جس طرح جب لاہور میں رنگ روڈ announce ہوتا ہے اور کسی گاؤں سے نکلتا ہے تو اس گاؤں کے تمام زمیندار مل کر اس جگہ سے کروڑوں روپے کی مٹی نکال لیتے ہیں اور جب سرکار وہاں سڑک بناتی ہے تو پھر کروڑوں روپے کی مٹی ڈال کر اس کیfilling کی جاتی ہے۔میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ ریت چاہے فیصل آباد سے نکالی جائے،لاہور یا قصور سے نکالی جائے یہ بنیادی طور پر ڈیپارٹمنٹ سے اجازت لینا ضروری ہے۔کیا انہوں نے ابھی تک اس کے متعلق کوئی قانونی کارروائی کی ہے کہ جہاں سے یہ ریت نکالی جاتی ہے وہاں پر بڑے بڑے کھڈے ڈال دیئے جاتے ہیں اور انہوں نے جیسے یہاں بتایا کہ 2007 اور 2008 کے اندر 18 موضع جات سے مٹی اور ریت نکالی جا رہی ہے لیکن 17 لاکھ روپے مٹی کے وصول ہوئے ہیں۔لاہور، قصور، سیالکوٹ اور باقی بڑے شہروں میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔کیا یہ کسی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرتے ہیں جو یہاں سے مٹی اٹھا کر لے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر:راجہ صاحب!میرے خیال میں ان کا ضمنی سوال بھی شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے آپ دیکھ لیں کہ ان کے سوال کی کچھ سمجھ آئی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد):جی ، شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اس House کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ محکمہ معدنیات نہروں پر نیلامی کرتا تھا اور اس سے چار کروڑ روپے کی آمدنی ہوتی تھی لیکن نہروں کا بہت نقصان ہوتا تھا تو میں نے پچھلے سال اس پر پابندی لگا دی تھی کہ محکمہ معدنیات نہروں سے ریت کی نیلامی نہیں کر سکے گا۔ محکمہ معدنیات دوسری نیلامی کرتا ہے جہاں پر ریت ہو۔ایک اتھارٹی موجود ہے جو اسے نیلام کرتی ہے اور جو نیلامی لیتا ہے وہ وہاں سے ریت اٹھاتا ہے اس کے لئے بھی پہلے ٹرالیوں کے ریٹ مقرر نہیں تھے لیکن اب وہ بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔میرے خیال میں معزز ممبر کہنا چاہتے ہیں کہ جہاں سے ریت نکالی جاتی ہے وہاں پر بڑے بڑے گڑھے بن جاتے ہیں اور بعد میں جب وہ کالونی میں آتے ہیں تو پھر مشکلات ہوتی ہیں۔ہم ایک دفعہ پھر اسے review کر لیتے ہیں اور اس کا یہ حل ہے کہ اگر شہر کے نزدیک ریت ہو تو اسے نیلام نہ کیا جائے۔ شہر کے نزدیک دس یا بیس میل کی حد رکھ لینی چاہئے کہ اندازاً جتنا شہر پھیلے گا۔ویسے تو جس تیزی سے شہر پھیل رہے ہیں یہ کہنا کہ کل یہاں آبادی نہیں آئے گی مشکل ہے لیکن اس بارے میں ایک سروے کروا لیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ :شکریہ۔ جناب سپیکر!اس سوال کے جز (ب)میں آمدن کے متعلق جو معلومات فراہم کی گئی ہیں میرا اس سے متعلق سوال ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ 2004 اور 2005 میں آمدن 28 لاکھ 86 ہزار 281 روپے اور اس کے بعد 2005 اور 2006 میں بتدریج یہ آمدن کم ہوئی ہے جبکہ 2004 سے 2008 تک ریت کی قیمت میں تقریباً چار گنا اضافہ ہو چکا ہے تو اس آمدن میں کمی کی کیا وجہ ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔میں نے بھی بریفنگ کے دوران یہ محسوس کیا تھا یہ آمدن 7 لاکھ روپے سے 28 لاکھ روپے پر گئی اور پھر اگلے سال 28 لاکھ روپے سے 10 لاکھ روپے پر آئی۔دراصل ہوتا یہ ہے کہ بعض سالوں میں ٹھیکیدار پورا سال کام کرتے ہیں۔ٹھیکہ سال کا ہوتا ہے جب وہ پورا سال کام کریں تو آمدن زیادہ ہوتی ہے لیکن بعض سال ایسے ہوتے ہیں کہ ٹھیکیدار نے پہلی قسط دی کام کیا اور بھاگ گئے تو ہمارے وہ ٹھیکہ جات جو کینسل ہوتے ہیں ان سے پہلے تخمینہ ہوتا ہے کہ کتنی آمدن ہونی ہے۔اب اسی طرح 08-2007 میں 17 لاکھ روپے تھی اور 09-2008 میں 22 لاکھ روپے پر چلی گئی لہذا یہ اس تناسب سے نیچے اوپر ہوتی رہتی ہے۔جب ٹھیکیدار پورا سال کام کریں تو آمدن زیادہ ہوتی ہے اور جس سال ٹھیکیداروں کی اکثریت کام چھوڑ کر بھاگ جائے تو آمدن کم ہوتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب نے فرمایا کہ نہروں سے ریت اٹھائی جاتی تھی جس کا ٹھیکہ ہوتا تھا لیکن ہم نے سمجھا کہ وہ نقصان زیادہ ہوتا ہے اس لئے بند کر دیا۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں نہر سے ریت اٹھانے کا ٹھیکہ ہوتا تھا definitely اس علاقے کی requirement پوری کرنے کے لئے وہ ٹھیکے ہوتے تھے۔جہاں کنسٹرکشن ہوتی ہے اور وہاں ریت کا اور کوئی بندوبست نہیں ہے آیا انہوں نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر کوئی ہوم ورک کیا ہے کہ وہاں لوگوں کو جو کنسٹرکشن کے کام میں تکلیف ہو گی، کمی آئے گی، اس سے بہت زیادہ نقصان ہو گا اور انہوں نے اس کا کوئی substitute بھی سوچا ہے کیونکہ اسے معدنیات ہی deal کرتی ہے اور وہ کنسٹرکشن کے کام میں بہت زیادہ کام آتی ہے کیونکہ ریت کے بغیر تو کوئی کنسٹرکشن کا کام ہو ہی نہیں سکتا تو آیا انہوں نے اس بات کو بھی مدنظر رکھا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو ضمنی سوال کیا ہے وہ بڑا relevant ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ پانی اس وقت ہماری سب سے اولین

ترجیح بن چکا ہے۔نہروں سے ریت نکالنے کا جب ہم ٹھیکہ دیتے تھے تو ٹھیکیدار محکمہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر 100 کیوسک فٹ کی بجائے 1000 کیوسک فٹ ریت نکال لیتے تھے۔یہ ٹھیک ہے کہ پہلے قریب سے ریت available ہو جاتی تھی اور سستی ملتی تھی۔اب دریا سے ریت لانی پڑتی ہے تو اس کا carriage زیادہ پڑتا ہے اور ریت مہنگی ملتی ہے لیکن چونکہ پانی ہماری اولین ترجیح ہے اس لئے مجبوراً یہ step اٹھایا گیا ہے۔ابھی بھل صفائی کا season چل رہا ہے تو checking کے دوران مجھے کئی جگہوں پر معلوم ہوا کہ لوگوں نے ریت چوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ہم نے ان کے خلاف پرچے دیئے ہیں۔آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ انگریز نے بڑی نہریں اس طرح سے design کی ہیں کہ ان کی بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔انہوں نے یہ نہریں اتنی مہارت سے بنائی ہیں کہ بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔بڑی نہریں جہاں سے ہم ریت بیچتے تھے وہاں پر تو بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ان نہروں کا design ہی ایسا ہے کہ ان نہروں کی خود بخود صفائی ہو جاتی ہے جبکہ چھوٹی نہروں کی محکمہ نے خود بھل صفائی کی ہے۔میں محکمہ کو defend نہیں کرتا لیکن ریت اٹھانے کی وجہ سے نہروں میں شگاف پڑتے تھے،بہت زیادہ گڑھے نکال دیئے جاتے تھے اب یہ ٹھیکے نہ دینے کی وجہ سے محکمہ Irrigation کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔محکمہ کی طرف سے ہی یہ سفارش کی گئی تھی کہ ان نہروں سے ریت نہ نکالی جائے۔معزز رکن کی بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ پہلے ریت قریب ہی دستیاب ہو جاتی تھی اور سستی ملتی تھی۔اب دور سے ریت لائی جاتی ہے جس کی وجہ سے کچھ مہنگی مل رہی ہے۔چونکہ ہماری اولین ترجیح پانی ہے اس لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں،اس پر تین ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔اب آگے چلتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ ضروری تو نہیں ہے کہ صرف تین ضمنی سوالات ہی کئے جائیں۔یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟میں بہت ضروری سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ "سال 2004 سے آج تک عام ریت اور سینڈ سٹون کے پٹا جات نیلام کئے گئے "لیکن سینڈ سٹون کے حوالے سے تفصیل نہیں بتائی گئی۔پورے جواب میں سینڈ سٹون کا ذکر نہیں کیا گیا وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: کامران مائیکل صاحب! آپ بتائیں کہ کیا رپورٹ ہے؟

وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کے حکم سے میں اور حاجی اسحاق صاحب اپوزیشن کو منانے کے لئے گئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ ماضی میں بھی نو، دس مرتبہ ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ ان پر ذاتی attacks کئے گئے اور ان الفاظ کو کارروائی سے حذف بھی کیا جاتا رہا ہے۔ اس مرتبہ انہوں نے یہ condition لگائی ہے کہ جب تک سینئر منسٹر صاحب اپنے الفاظ کی ہم سے معذرت نہیں کرتے اس وقت تک ہم House میں واپس نہیں آئیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر میری کسی بات سے کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ میں سب کی عزت کرتا ہوں۔ میں نے یہ بات پاکستان اور صوبوں میں ہم آہنگی کے لئے کی ہے۔ جب وہ ایک غلط بات کر رہے تھے تو میں نے اس کے جواب میں یہ بات کہی تھی۔ بہر حال اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کامران مائیکل صاحب! اب تو اپوزیشن کو House میں واپس لے آئیں، کیا انہوں نے راجہ ریاض صاحب کی بات سنی نہیں؟ اب ان کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے لہذا ان کو House میں واپس لے کر آئیں۔ منسٹر صاحب! آپ سعید اکبر نوانی صاحب کے سوال کا جواب دے دیں۔ نوانی صاحب! میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہی یہ طے کیا تھا کہ ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں کئے جائیں گے۔ آپ نے وہ بات سنی بھی ہے۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھا ہوا تو اب میں آپ کو دکھا نہیں سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میرا سوال بہت ضروری تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، منسٹر صاحب آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اصل میں یہ ضلع فیصل آباد کے حوالے سے سوال کیا گیا ہے۔ یہ پورے صوبے کا سوال نہیں ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں عام ریت اور sand stone کی نیلامی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On her behalf question No.654، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں منرل واٹر بنانے والے اداروں کے نام و دیگر تفصیلات

*654: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں منرل واٹر بنانے والے اداروں کے برانڈ کے نام کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مجوزہ برانڈ میں منرل نام کی کوئی چیز نہ ہے، اگر ہاں تو آیا ان پروڈکٹس کو لیبارٹری میں چیک کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب اور معیار کے مطابق نہ ہونے کی صورت میں کیا سزا دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) پنجاب میں منرل واٹر کے نام سے کوئی ادارہ پانی کو پیک نہ کرتا ہے۔ تاہم پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول (PSQCA) کے ریکارڈ کے مطابق 82 فیکٹریاں پینے والا پانی پلاسٹک کی بوتلوں میں پیک کر کے مختلف ناموں سے فروخت کر رہی ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بھی پینے کے پانی کے مختلف برانڈ مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں۔ جن کا اندراج (PSQCA) کے ریکارڈ میں نہ ہے۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ (الف) میں اوپر بیان کیا گیا ہے منرل واٹر کے نام سے کوئی فیکٹری پنجاب منرل واٹر پیک نہیں کر رہی۔ پروڈکٹ کو لیبارٹری میں چیک کرنے کی ذمہ داری PSQCA کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر PSQCA لاہور کی چٹھی نمبر SDC-(L-79/CHEM/08/787 مورخہ 04-11-2008 ضمیمہ (ج) کے مطابق آج

تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں منرلز کی کمی نہیں پائی گئی ان منرلز کی تفصیل پینے کے پانی کو تیار کرنے والے ادارے بوتل پر تحریر کرتے ہیں۔PSQCA پینے کے پانی کو سہ ماہی بنیادوں پر سختی سے مخصوص طریق کار کے مطابق ٹیسٹ کرتے ہیں ٹیسٹ شیٹ کا نمونہ ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ مزید برآں صارفین کے حقوق ومفادات کو تحفظ اور ان کی شکایات کو جلد نمٹانے کے لئے حکومت پنجاب نے جنوری2005 سے پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ کے نام سے ایک قانون بنایا ہے اس پر عملدرآمد کی ذمہ داری محکمہ صنعت کی ہے۔ اس قانون کے تحت صوبہ بھر میں عدالتیں اور صارف کونسلیں قائم کی گئی ہیں تاکہ صارفین کی ناقص ، غیر معیاری اور مضر صحت مصنوعات بنانے والے اداروں کے خلاف شکایات کا ازالہ کیا جاسکے۔ صارفین مذکورہ مقصد کے لئے بغیر کسی کورٹ فیس کے صارف عدالتوں میں شکایات / مقدمہ درج کراسکتے ہیں۔ اس وقت پینے والے پانی تیار کرنے والے دو اداروں کے خلاف صارفین نے ڈیرہ غازی خان اور ملتان کی صارف عدالتوں میں دو مقدمات دائر کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد انعام ولد حق نواز سکونتی مکان نمبر133A-CB خیابان سرور۔ ڈیرہ غازی خان بنام (فلور اواٹر کمپنی) عبداللہ اینڈ سنز ہول سیل ڈیلر، فوارہ چوک، فرنیچر مارکیٹ ڈیرہ غازی خان۔

2۔ خالد اعوان ولد محمد میاں سکونتی مکان نمبر۔ سی بی۔ اے 133، گارڈن ٹاؤن ملتان بنام آب شفاڈر نکنگ واٹر خانیوال روڈ وہاڑی۔

ان مقدمات کا جوں ہی فیصلہ ہوا پنجاب اسمبلی کو مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں منرل واٹر کے نام سے کوئی ادارہ پانی کو پیک نہ کرتا ہے۔ تاہم پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول(PSQCA) کے ریکارڈ کے مطابق 82 فیکٹریاں پینے کا پانی پلاسٹک کی بوتلوں میں پیک کر کے مختلف ناموں سے فروخت کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی پینے کے پانی کے مختلف برانڈ مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں جن کا اندراج (PSQCA) کے ریکارڈ میں نہ ہے۔" میرا اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ جن

کمپنیوں کا اندراج نہیں ہے کیا انہیں حکومت چیک کرتی ہے اور ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے یا نہیں؟منسٹر صاحب kindly اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! محترمہ نے جو سوال کیا ہے اس حوالے سے وزارت صنعت نے صارفین کے حقوق کے لئے ایک صارف کورٹ قائم کی ہے کہ اگر مارکیٹ میں کوئی غیر معیاری چیزیں دستیاب ہیں اور صارفین کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو وہ اس court میں شکایت کریں۔اس حوالے سے جن لوگوں نے اس court سے رجوع کیا ہے ہم ان لوگوں کے معاملات کو حل کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ کی اپنی بھی کوئی ذمہ داری ہے؟ کیا ان کے بھی کوئی انسپکٹرز ہیں جو کہ ان چیزوں کو چیک کرتے ہوں، periodically check کرتے ہوں، کیا ان کی production کے کوئی samples لئے جاتے ہیں یا وہ بغیر کسی checking کے اپنی مارکیٹ کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کے محکمہ کا اس کی checking کے لئے کوئی staff ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس کی quality اور دیگر چیزوں کو check کرنے کے لئے "پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی" ہے جو کہ وفاق کے ماتحت ہے وہ سب کچھ check کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے محکمہ کے پاس اس حوالے سے کوئی staff نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہمارے پاس اس حوالے سے کوئی staff نہیں ہے۔ ہم نے صارف کورٹس قائم کی ہیں اگر ان کورٹس میں کوئی شکایت لے کر آتا ہے تو ہم اس کا ازالہ کرتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہی مسائل ہیں کہ production کی ذمہ داری کسی اور کے پاس ہے جبکہ checking کی ذمہ داری وفاق کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوچھنا آپ کا کام ہے، میرا کام نہیں ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اپنے طور پر اس بارے میں کوئی تحرک کریں۔

رانا محمد افضل خان: میرے خیال میں اس بارے میں کوئی تحریک التوائے کار لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کسی اچھے طریقے سے اس معاملے کو لے کر آئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ "آج تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں minerals کی کمی نہیں پائی گئی" تو کیا پانی میں minerals قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں یا شامل کئے جاتے ہیں، چکوال میں بھی بہت سی ایسی factories ہیں جو کہ گھروں کے اندر پانی تیار کر کے باہر فروخت کرتی ہیں۔ کیا تمام factories خواہ وہ رجسٹرڈ ہیں یا نہیں ان میں minerals check کئے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہاں پر جو products فروخت کی جاتی ہیں وہ drink water کے نام سے فروخت کی جا رہی ہیں، mineral water کے نام سے کوئی drink فروخت نہیں ہو رہی۔ دوسرا اس کی quality چیک کرنے کی ذمہ داری "پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی" کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نے پوچھا ہے کہ کیا اس پانی میں minerals ڈالے جاتے ہیں یا قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو پانی زمین کی آخری سطح سے آتا ہے اس میں تو minerals پہلے سے موجود ہوتے ہیں اگر اس کی quality بہتر نہیں ہے تو factories اپنے طور پر بھی اس میں کوئی چیز add کرتی ہوں گی مگر وہ ہمارے محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے بیان کیا ہے کہ پانی میں minerals موجود ہوتے ہیں تو محکمے کی طرف سے یہ بالکل ایک rough attitude ہے محکمے کو اپنے attitude میں تبدیلی کرنی چاہئے جہاں minerals نہیں ہوتے اگر

وہاں پر minerals ڈالنے کا کوئی طریق کار ہے اس کو طے کیا جائے کیونکہ پورے پنجاب میں یہ mineral water کے نام سے فروخت ہو رہا ہے اور اس سے بہت سی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ اس کو check کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! کوئی پانی mineral water کے نام سے فروخت نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس پانی میں minerals ہوتے ہیں یا نہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب کے اندر کہا گیا ہے کہ PSQCA لاہور کی چٹھی نمبر SDC-(L-79/CHEM/08/787 مورخہ 04-11-2008 کے مطابق آج تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں minerals کی کمی نہیں پائی گئی ۔ یہ جواب 22۔نومبر 2008 کو موصول ہوا ہے جبکہ لاہور ہائیکورٹ کی ایک حالیہ judegment ہے جس کے مطابق 3 dozen سے زیادہ ایسی فیکٹریاں پکڑی گئی ہیں جن کا پانی inferior quality کا ہے۔ اس letter کو درست تسلیم کیا جائے یا لاہور ہائیکورٹ کی judgement کو درست تسلیم کیا جائے جو فریقین کو سننے کے بعد deliver ہوئی ہے، اور اگر یہ letter غلط ہے تو پارلیمانی سیکرٹری موصوف اس لیٹر کو جاری کرنے والی authority کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ جواب ہمیں 04-11-2008 کو موصول ہوا تھا اور کورٹ میں یہ معاملہ ایک ہفتہ پہلے چلا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ فیکٹریاں ناقص پانی بیچ رہی تھیں لیکن ہائیکورٹ نے final decision 2009 میں کیا ہے یہ bad practice تھی اور یہ لیٹر 04-11-2008 کا ہے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایسے لیٹر صرف اور صرف routine میں issue کئے جاتے ہیں اس کی enquiry کی جائے کہ جو فیکٹریاں ناقص پانی بیچنے کا کام کر رہی تھیں تو محکمے نے اس پر action کیوں نہیں لیا اور لاہور ہائیکورٹ کو اس میں کیوں مداخلت کرنا پڑی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر!یہ معاملہFederal Governmentکا ہے ہمارے محکمے کے ذمہ یہ کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب Question Hourختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر معدنیات و کان کنی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت(جناب محمد تجمل حسین):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت نکالنے والا رقبہ و دیگر تفصیلات

*597:سردار خالد سلیم بھٹی:کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت نکالنے کا کوئی مخصوص رقبہ یا علاقہ ہے جس پر ٹھیکیدار ٹیکس وصول کر سکتا ہے یا کسی بھی علاقہ سے اٹھائی جانے والی ریت پر ٹیکس لیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟

(ب) کیا صوبہ بھر میں اٹھائے جانے والے ریت کا ٹیکس ایک ہی ہے یا ٹھیکیدار کی صوابدید پر منحصر ہے؟

(ج) کون کون سی جگہ سے حکومت ریت اٹھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(د) کیا کسی مالک زمین کے رقبہ سے ذاتی استعمال کے لئے کوئی ریت اٹھاتا ہے یا نکلتی ہے اس پر بھی ٹیکس لیا جا سکتا ہے؟

(ہ) نیلامی ٹھیکہ کی میعاد اور مکمل طریق کار کی وضاحت فرمائی جائے؟

(و) کیا حکومت ہر سال ٹھیکہ نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اشتہارات نیلامی کے طریق کار کی وضاحت فرمائیں اور کیا ہر قومی اخبار میں اس کا اشتہار دیا جاتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ معدنیات سروے آف پاکستان کی شیٹس کے مطابق مختلف رقبہ جات کے نقشے تیار کر کے ریت کی نیلامی کے لئے پیش کرتا ہے اور پٹا جات ان نقشوں کے مطابق عطا کئے جاتے ہیں۔ پٹادار عام ریت صرف اپنے الاٹ شدہ رقبہ جات سے ہی ٹیکس وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور الاٹ شدہ رقبہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے اٹھائی جانے والی ریت پر ٹیکس وصول کرنے کا مجاز نہ ہے۔

(ب) محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت کے ٹیکس کا کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔ کیونکہ پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 2002 میں شیڈول ریٹ کا ٹیکس ٹھیکیدار ڈیمانڈ اور سپلائی کی بنیاد پر وصول کرنے کا مجاز ہے۔

(ج) عام ریت معدن کی تعریف میں آتی ہے اور حکومت کی ملکیت ہے۔ حکومت دریاؤں، ندی نالوں اور کسی بھی دوسری جگہ، جہاں ریت دستیاب ہو، سے ریت اٹھانے کی اجازت بذریعہ ٹھیکہ دے سکتی ہے۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ عام ریت حکومت کی ملکیت ہے۔ لہٰذا ریت چاہے کسی آدمی کی ذاتی زمین سے بھی نکلتی ہے تو اس پر محکمہ معدنیات کا ٹھیکیدار ٹیکس لینے کا مجاز ہوتا ہے۔

(ہ) عام ریت کے ٹھیکہ کی میعاد دو سال ہوتی ہے اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ مختلف رقبہ جات کی نیلامی کا اشتہار اخبارات میں دیا جاتا ہے جس میں ہر ضلع کی تاریخیں، وقت اور جگہ نیلام کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ حکومت نے ہر ضلع کی نیلامی کے لئے ای ڈی او (آر) یا ان کے نمائندے کی سربراہی میں ضلعی نیلام کمیٹیاں تشکیل دی ہوئی ہیں۔ جس میں محکمہ آبپاشی، محکمہ جنگلات، چیف انسپکٹر آف مائنز اور محکمہ تحفظ ماحول کے نمائندے بطور ممبر شامل ہیں اور محکمہ معدنیات کا متعلقہ آفیسر سیکرٹری نیلام کمیٹی کے طور پر شامل ہے۔ ہر رقبہ کی

کھلی نیلامی کروائی جاتی ہے۔نیلامی سے قبل خواہشمند حضرات کو متعلقہ سیکرٹری نیلام کمیٹی کے پاس رجسٹریشن کروانی ہوتی ہے اور صرف رجسٹرڈ پارٹیاں ہی نیلام میں حصہ لے سکتی ہیں۔نیلامی کے وقت سب سے زیادہ بولی دینے والے شخص کو موقع پر بولی کا زر چہارم جمع کروانا ہوتا ہے۔بولی کی منظوری یا نامنظوری ڈائریکٹر لائسنسنگ (ادنیٰ معدنیات)پنجاب لاہور نے دینی ہوتی ہے۔بولی منظور ہونے پر کامیاب بولی دہندہ کو بولی کا 25فیصد بطور سکیورٹی بھی جمع کروانا ہوتا ہے۔جس کے بعد اسے دو سال کا پٹا برائے نکاسی ریت الاٹ کر دیا جاتا ہے۔نیلامی کی بقیہ رقم ٹھیکیدار کو ہر چھ ماہ کے بعد پیشگی ادا کرنی ہوتی ہے۔

(و) عام ریت کے تین ماہ کے اندر خالی ہونے والے رقبہ جات اور نئے بنائے جانے والے رقبہ جات کی اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد حکومت سارا سال نیلامی کراتی رہتی ہے۔نیلامی کے اشتہارات میں نام رقبہ جات ،نام ضلع،وقت نیلام،نیلامی کی جگہ،رجسٹریشن کا طریق کار اور دیگر اہم شرائط شامل کی جاتی ہیں۔اشتہار نیلام ڈائریکٹر لائسنسنگ ، محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کو بھیجتا ہے جو اسے آگے مشتہر کرنے کے لئے اخبارات کو بھیج دیتے ہیں۔نیلامی کا اشتہار کم از کم دو قومی اخبارات میں شائع کروایا جاتا ہے۔

لاہور میں پی پی۔144 کے گنجان آباد علاقوں سے فیکٹریوں کی منتقلی

*884:جناب وسیم قادر: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144لاہور میں لگی فیکٹریوں کی تعداد نام،مقام اور مالکان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) جس جس فیکٹری نے این او سی حاصل کیا اس کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت پی پی۔144کے گنجان آباد علاقوں میں فیکٹریوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔144لاہور میں142 فیکٹریاں لگی ہیں۔ نام، مقام اور مالکان کی فہرست ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی موجودہ صنعتی پالیسی مورخہ30۔ ستمبر2002(ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے)کے تحت نئی انڈسٹری لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔تاہم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر مندرجہ ذیل صنعتیں لگانے پر پابندی ہے۔

1۔ شوگر انڈسٹریز لگانے اور اس میں توسیع کرنے پر پابندی ہے۔(نوٹیفکیشن نمبر-AEA-III 2003/5-3مورخہ6۔دسمبر2006ضمیمہ (پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے)

2۔ ضمیمہ (ب)کے شیڈول(سی)میں شامل مندرجہ ذیل انڈسٹریز لگانے پر پابندی ہے۔

1. Arms and Ammunition
2. Security Printing Currency and Mints
3. High Explosive
4. Radio Active Substances
5. Alcoholic Beverages or Liquors

(ج) حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت حکومت کے پاس زیر التواءنہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) محکمہ صنعت مروجہ کسی بھی قانون کے تحت ان فیکٹریوں کو بند کرنے کا حکم نہیں دے سکتا۔

صوبہ میں نمک اور کوئلہ کے ذخائر کی تفصیلات

*2541: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر معدنیات وکان کنُی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نمک اور کوئلہ کے ذخائر کس کس ضلع میں ہیں؟

(ب) سالانہ نمک اور کوئلہ کتنا نکالا جاتا ہے؟

(ج) نمک اور کوئلہ نکالنے کا ٹھیکہ کس طریق کار کے تحت الاٹ کیا جاتا ہے؟

(د) سال08-2007 اور09-2008 کے دوران ان ٹھیکہ جات سے کتنی رقم حکومت کو وصول ہوئی؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) نمک اور کوئلہ کے ذخائر ضلع جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی (سالٹ رینج) میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع اٹک اور ڈیرہ غازی خان میں بھی کوئلے کی تلاش کے لئے پٹاجات عطا کئے گئے ہیں۔

(ب) سالانہ نمک اور کوئلہ کی نکاسی درج ذیل ہے:-

معدنیات	سال	پیداوار
نمک	2005-06	1751293 میٹرک ٹن
	2006-07	1745669 میٹرک ٹن
	2007-08	1849199 میٹرک ٹن
	2008-09 (جولائی2008 تا جنوری2009)	1062069 میٹرک ٹن
کوئلہ	2005-06	573684 میٹرک ٹن
	2006-07	516716 میٹرک ٹن
	2007-08	553453 میٹرک ٹن
	2008-09 (جولائی2008 تا جنوری2009)	295751 میٹرک ٹن

(ج) اعلیٰ معدنیات کے پٹاجات بشمول نمک اور کوئلہ وغیرہ بمطابق پنجاب کان کنی مراعاتی قوانین2002 کے تحت عطا کئے جاتے ہیں۔ خواہشمند حضرات مجوزہ فارم برائے حصول پٹاجات بعد از ادائیگی درخواست فیس وغیرہ، فارم پر کر کے مع نقشہ جات ومالی حیثیت کے ثبوت کے ساتھ لائسنسنگ اتھارٹی (ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز) کے پاس جمع کرواتے ہیں۔ ان درخواستوں کا فیصلہ قاعدہ نمبر104 کے تحت مائنز کمیٹی "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر کرتی ہے البتہ نمک کے پٹاجات صرف اور صرف صنعتی پلانٹ جس میں نمک بطور خام مال استعمال ہو، کی بنیاد پر عطا کئے جاتے ہیں۔ پٹاداران کو معدنیات کی پیداوار پر گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹس پر رائیلٹی ادا کرنی ہوتی ہے۔

(د) سالانہ نمک اور کوئلہ کی آمدن درج ذیل ہے:۔

معدنیات	سال	آمدن
نمک	2007-08	-/36983980روپے
	2008-09(جولائی2008تا جنوری2009)	-/21241380روپے
کوئلہ	2007-08	-/19370855روپے
	2008-09(جولائی2008تا جنوری2009)	-/10351285روپے

ضلع لاہور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1708: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا تھا؟

(ج) ہر انڈسٹریل سٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(د) اس وقت ان انڈسٹریل اسٹیٹس میں کتنے پلاٹ بغیر الاٹمنٹ کے پڑے ہیں، ان کے نمبرز، سائز اور انڈسٹریل اسٹیٹ کے نام بتائیں؟

(ہ) کتنے پلاٹوں پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے ان پلاٹوں کے نمبرز، سائز اور ناجائز قابضین کے نام و پتاجات بتائیں؟

(و) ناجائز قابضین سے یہ پلاٹ خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع لاہور میں مندرجہ ذی مقامات پر انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی گئی ہیں:۔

1۔ قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور

2۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور

3۔ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور

4۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور

(ب)

(i) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور 1964 میں 565 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(ii) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور 2004 میں 1602 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(iii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور 62-1961 میں 9.75 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(iv) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور 04-2003 میں 910 کنال 10 مرلہ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(ج)

(i) قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور میں 469 پلاٹس ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
14 مرلہ	16
15 مرلہ	01
ایک کنال	62
دو کنال	149
چار کنال	88
ایک ایکڑ	102
1.5 ایک	4
دو ایکڑ	25
3 ایکڑ	9
5 ایکڑ	9
6 ایکڑ	1
7 ایکڑ	1
9 ایکڑ	1
23 ایکڑ	1
میزان	469

(ii) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں 667 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
4 کنال	147
ایک ایکڑ	346
دو ایکڑ	90

تین ایکڑ	36
5ایکڑ	27
6ایکڑ	9
10ایکڑ	8
14ایکڑ	2
20ایکڑ	2
میزان	667

(iii) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور میں 40 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
2کنال	12
ایک کنال	19
دس مرلے	9
میزان	40

(iv) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں 344 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
4کنال	55
دو کنال	110
ایک کنال	170
10مرلے	9
میزان	344

(د) قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور، سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور، سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور میں تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے جبکہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں تمام پلاٹ قیمت کی ادائیگی پر بک ہو چکے ہیں، سول ورکس تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔صرف بجلی کا

کام ابھی باقی ہے جس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ ان درخواست دہندگان کو پلاٹ الاٹ کئے جائیں گے جنہوں نے پلاٹ بک کرائے ہوئے ہیں۔

(ہ) مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹس میں کسی بھی پلاٹ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(و) چونکہ مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹس میں کسی بھی پلاٹ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے اس لئے کسی قسم کے اقدامات اٹھانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب اور جہلم سے ریت نکالنے کے ٹھیکہ جات کی تفصیلات

*2542: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب اور جہلم سے ریت نکالنے کے بلاک کتنے ہیں؟

(ب) ان بلاک سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ کب کن کن افراد کو دیا گیا ان افراد کے نام، ولدیت، پتا جات بتائیں؟

(ج) ان افراد سے ریت نکالنے کے ٹھیکہ جات سے کتنی آمدن حکومت کو ہوئی؟

(د) یہ ٹھیکے کس اتھارٹی نے کس طریق کار کے تحت الاٹ کئے؟

(ہ) کیا ٹھیکے اخبارات میں تشہیر کے بعد الاٹ کئے گئے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب میں دو اور دریائے جہلم میں دو عام ریت کے بلاکس / زون گرانٹ شدہ ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا میں دریائے چناب اور جہلم میں نکاسی عام ریت کے ٹھیکہ جات و افراد کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) عام ریت کے ٹھیکہ جات کی میعاد دو سال ہوتی ہے اور بولی کی رقم کا زر چہارم بوقت نیلام وصول کیا جاتا ہے جبکہ بقیہ رقم ہر 6 ماہ کے بعد پیشگی اقساط کی صورت وصول کی جاتی ہے۔ موجودہ ٹھیکہ جات کی کل رقم اور اب تک وصول شدہ آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

بولی کی کل رقم	آمدن جو تاحال وصول ہوئی
دریائے چناب۔/9050000روپے	۔/4525000روپے
دریائے جہلم۔/2955000روپے	۔/1377500روپے
کل۔/12005000روپے	۔/5902500روپے

(د) حکومت پنجاب نے پنجاب معدنی مراعاتی قواعد مجریہ 2002 کے قاعدہ نمبر 194 کے تحت ہر ضلع میں رقبہ جات عام معدنیات کی نیلامی کے لئے درج ذیل افسران پر مشتمل ضلعی نیلام کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کی سربراہی میں مقررہ دفتر / جگہ میں نیلام عام کا انعقاد بمطابق قواعد کرتی ہے:۔

1۔	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	چیئرمین
2۔	نمائندہ چیف انسپکٹر آف مائنز	(ممبر)
3۔	نمائندہ محکمہ آبپاشی	(ممبر)
4۔	نمائندہ محکمہ جنگلات	(ممبر)
5۔	نمائندہ محکمہ تحفظ ماحولیات	(ممبر)
6۔	اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ معدنیات	(ممبر / سیکرٹری)

سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی (اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ معدنیات) نیلامی کے بعد ہر بلاک / زون کی سابقا کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی سفارشات مرتب کر کے کیس لائسنسنگ اتھارٹی کو پیش کرتا ہے۔واضح رہے کہ حکومت نے پنجاب معدنی مراعاتی قواعد مجریہ 2002 کے تحت ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز کو لائسنسنگ اتھارٹی کے اختیارات تفویض کئے ہوئے ہیں۔لائسنسنگ اتھارٹی بولی کی منظوری یا نامنظوری کے احکامات صادر کرتی ہے۔ بولی کی منظوری کی صورت میں کامیاب بولی دہندہ سے بولی کی رقم کا 25 فیصد بطور سکیورٹی وصول کرنے کے بعد سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی الاٹمنٹ لیٹر جاری کرتا ہے۔

(ہ) عوام الناس کی اطلاع اور تشہیر عامہ کے لئے نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہار شائع کئے جاتے ہیں جن میں نیلام عام میں شامل تمام رقبہ جات کے متعلق تفصیلات (نام / محل وقوع، نام معدنیات، تاریخ اور وقت نیلام) مع دیگر شرائط وضاحت سے درج کی جاتی ہیں۔ اشتہارات بابت نیلام عام میں قطعی طور پر وضاحت کی جاتی ہے کہ نیلامی سے متعلقہ تمام معلومات ڈائریکٹر لائسنسنگ یا متعلقہ سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی (اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر متعلقہ دفتر) سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز سے متعلقہ تفصیلات

*2276: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر انڈسٹری کے دفتر کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس کے لاہور میں کس کس جگہ دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ڈائریکٹر انڈسٹری کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے سالانہ اخراجات بتائیں؟

(ہ) ڈائریکٹر انڈسٹری کی ذمہ داریوں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سال 07۔2006

اخراجات	301,58,394/-	روپے
آمدن (محاصل)	12,444,253/-	روپے
سال 08۔2007		
اخراجات	37,759,000/-	روپے
آمدن (محاصل)	169,644,99/-	روپے

(ب)

1۔ ہیڈ کوارٹر آفس پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

2۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی)، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

3۔ دفتر چیف انسپکٹر آف بوائلر، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

4۔ دفتر انسپکٹر آف بوائلر لاہور سرکل پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

(ج) ہیڈ کوارٹر آفس

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
ڈائریکٹر	BS-19	1
ایڈیشنل ڈائریکٹر	BS-19	1
جوائنٹ ڈائریکٹر	BS-19	1
سینئر اکانومسٹ	BS-19	1
چیف اکاؤنٹس آفیسر	BS-18	1
ڈپٹی ڈائریکٹر	BS-18	3
سٹاف اکانومسٹ	BS-18	2
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	BS-17	6
اسسٹنٹ رجسٹرار	BS-17	1
لائبریرین	BS-17	1
ریسرچ آفیسر	BS-17	2

2۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
ڈسٹرکٹ آفیسر	BS-18	1
ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	BS-17	1

3۔ دفتر چیف انسپکٹر آف بوائیلر، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
چیف انسپکٹر آف بوائلر	BS-18	1
ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلر	BS-17	1

(د) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے پاس مندرجہ ذیل گاڑیاں ہیں۔ جس کے سالانہ اخراجات برائے سال08۔2007 مبلغ۔/449,270روپے ہیں۔

1۔ صرف ایک گاڑی نمبری LRW-5757 ڈائریکٹر انڈسٹریز جناب ضرار حیدر کے زیر استعمال ہے۔

2۔ گاڑی نمبری LZO-4069 جناب ناصر رفیق، ایڈیشنل سیکرٹری، وزیر اعلیٰ ٹاسک فورس کے زیر استعمال ہے۔

3۔ گاڑی نمبری LZO-4073 ایڈیشنل ڈائریکٹر انڈسٹریز / جائنٹ ڈائریکٹر (ڈویلپمنٹ) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

4۔ گاڑی نمبر LXA-4622 ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) اور ڈپٹی ڈائریکٹر (پلاننگ) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

5۔ گاڑی نمبری LOX-5541 ریسرچ آفیسر، لائبریرین اور لینڈ ایکوزیشن کلکٹر (انڈسٹری) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

6۔ گاڑی نمبر LOW-2422 جنرل ڈیوٹی پر ہے اور سینئر اکانومسٹ، چیف انسپکٹر آف بوائلر، ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پلاننگ) اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب اور ضلعی آفیسرز ای اینڈ آئی پیز کے مابین رابطے کا کام ڈائریکٹر انڈسٹریز انجام دیتا ہے پنجاب کے تمام ضلعی دفاتر جو ای اینڈ آئی پی کے نام سے موجود ہیں ان کے تمام سرکاری ملازمین کے انتظامی، عمومی امور کی نگرانی کرنا ہے اور سکیل 1 تا 15 کے ملازمین کی تقرری و انضباطی قوانین کے تحت اتھارٹی / اپیلٹ اتھارٹی کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔

دیگر امور درج ذیل ہیں۔

1۔ صنعتی اداروں کے کوائف اکٹھا کرنا۔

2۔ ضلعی پری انویسٹمنٹ سٹڈیز شائع کرنا۔

3۔ صنعتی ڈائریکٹری شائع کرنا۔

4۔ کارخانہ داروں کو زمین کے حصول میں لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت مدد کرنا۔

5۔ ملازمین کے سروس معاملات کے سلسلے میں قوانین پر عملدرآمد کرنا۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

1۔ انڈسٹریل سٹیٹسٹکس ایکٹ 1942

2۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور مدرسہ ایکٹ 2006

3۔ پارٹنر شپ ایکٹ1932
4۔ کمپنیز آرڈیننس1984
5۔ بوائلر اینڈ پریشر وسیلز آرڈیننس2002
6۔ بوائلر ایکٹ1923
7۔ پنجاب انڈسٹریز کنٹرول ایکٹ1963

مزید بر آں ڈائریکٹوریٹ جن امور کی انجام دہی کرتا ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

معدنی ترقی کارپوریشن کے ڈیلی ویجز ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*4587: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایم ڈی، معدنی ترقی کارپوریشن پنجاب کے آفس میں اس وقت کتنے ملازمین ڈیلی ویجز پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) یہ ملازمین کتنے کتنے عرصے سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کے ناموں اور عہدہ جات سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ان تمام ملازمین کو فوری طور پر انہی اسامیوں پر ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ آفس میں کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کے ناموں وعہدہ جات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے آفس میں اس وقت 167 ڈیلی ویجز ملازمین کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی منسلکہ کیفیت نامہ پرچم (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں تعینات ڈیلی ویجز ملازمین کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی منسلکہ کیفیت نامہ پرچم (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

(د) مذکورہ آفس میں اس وقت تین ملازمین بنیادی سکیل نمبر7 میں کنٹریکٹ پر تعینات ہیں۔ان کے نام اور عہدہ جات مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	حافظ سلمان زاہد	جونیئر کلرک
2	عمران سلیم	جونیئر کلرک
3	عباس اسلم	جونیئر کلرک

یہ تینوں ملازمین ہمارے ان ملازمین کے بیٹے ہیں جو دوران سروس فوت ہوئے اور ان کو پنجاب سول سروسز (اے اینڈ سی ایس)رولز1974 کے رول17-اے کے تحت جاری کردہ ہدایات جو کہ فوت شدہ ملازمین کے خاندانوں کو ملازمت دینے سے متعلق ہیں کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرتی کیا گیا تھا۔ ان میں سے 2ملازمین کا کیس سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کو ان کی عمر میں کمی و بیشی جبکہ تیسرے ملازم کو گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن مورخہ 14-اکتوبر2009 کے بعد بھرتی شدہ کو ریگولرائزڈ کرنے کے سلسلے میں ہدایات کے لئے بھیجا گیا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں ٹیکنیکل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2507: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کتنے ٹیکنیکل کالجز ہیں، نیز یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے ٹیکنیکل کالجز میں کل کتنا سٹاف ہے، سٹاف کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟،

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں کا ایک اور لڑکیوں کے تین ٹیکنیکل کالجز ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر، کالج روڈ ٹاؤن شپ سکیم میں واقع ہے جس کا فون نمبر 9262141ہے۔

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، نزد مرحبا شادی ہال، کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں واقع ہے جس کا فون نمبر50-9262149 ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، 627-سی بلاک نمبر3، ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔جس کا فون نمبر5143131 ہے۔

4۔ آرایم جی ٹی سی، گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، اندرون گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نزد مرحبا شادی ہال، کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں واقع ہے جس کا فون نمبر9262153 ہے۔

(ب)

1۔ گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر، کالج روڈ، ٹاؤن شپ سکیم میں کل سٹاف پوزیشن76 ہے۔

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، نزد مرحبا شادی ہال کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں کل سٹاف پوزیشن70 ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، 627-سی، بلاک نمبر3 ٹاؤن شپ میں کل سٹاف پوزیشن19 ہے۔

4۔ آرایم جی ٹی سی، گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین میں کل سٹاف پوزیشن 5 ہے۔

ٹاؤن شپ میں پائے جانے والے ٹیکنیکل کالجز کے سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ معدنیات وکان کنی ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4588: **شیخ علاؤالدین:** کیاوزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ میں اس وقت کتنے آفیسرز واہلکاران ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب دوسرے محکموں کی طرح ان کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) ان میں سے کتنے لوگوں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے؟

(د) ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین جن اسامیوں پر تعینات ہیں کیا وہ منظور شدہ اسامیاں ہیں اگر ہاں تو ان اسامیوں پر مذکورہ ملازمین کو ریگولر کیوں نہیں کیا جارہا؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں اس وقت 167 ڈیلی ویجز ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ آفس میں اس وقت تین ملازمین بنیادی سکیل نمبر 7 میں کنٹریکٹ پر تعینات ہیں۔

(د) جن اسامیوں پر ڈیلی ویجز ملازمین کام کر رہے ہیں ان میں سے 52 اسامیاں منظور شدہ ہیں جبکہ 115 اسامیاں عارضی ہیں نیز اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

پنجاب میں کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس میں پرنسپلز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*3155: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب میں کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس میں پرنسپلز کی 70 سے زیادہ اسامیاں خالی پڑی ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ستمبر 2007 میں عارضی طور پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر 20 پرنسپلز ایک سال کے لئے تعینات کئے گئے اور اسی طرح ستمبر 2008 میں بھی 20 پرنسپلز کی ایک سال کے لئے تعیناتی کی گئی، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2008 میں جنرل کیڈرز میں پنجاب حکومت نے خواتین کالجز میں سکیل نمبر 18 کی خواتین پروفیسرز کو سکیل نمبر 19 میں ترقی دے کر پرنسپلز کی اسامیاں پُر کر دی ہیں جبکہ (ٹیوٹا) کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس کے بہت سے ادارے پرنسپلز کے بغیر انتظامی اور مالی معاملات میں رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکیل18 کی سنیارٹی لسٹ ابھی تک جاری نہیں کی، سنیارٹی لسٹ کب تک جاری کر دی جائے گی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔بی ایس۔18 کی سنیارٹی 2003-08-31 ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر2004/982 کے تحت چیلنج کر دی گئی جسے ہائیکورٹ نے اپنے حکم بتاریخ2004-12-15 کے تحت غیر قانونی قرار دیا اور ہدایت کی کہ سنیارٹی لسٹ (کامرس) نئی بنائی جائے۔ آرڈرز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔seniority list Tentative بی ایس۔18 اب2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے۔اس کے فائنل ہونے پر پروموشن کیس (بی ایس۔18) سے بی ایس۔19 بنا کے ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جونہیPSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کیونکہ ریگولر پروموشن سنیارٹی لسٹ کے بغیر (جو کہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو چکی تھی) نہیں کی جاسکتی تھی۔

(ج) سوال کے جز(ج) کا پہلا حصہ جنرل ایجوکیشن میں خواتین کی پروموشن بی ایس۔19 سے متعلق ہے جس کا ٹیوٹا سے تعلق نہ ہے۔

یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین میں خواتین کی ریگولر پروموشن بی ایس۔19 کر کے پوسٹنگ آرڈر مورخہ 2009-09-19 کو جاری کر دیئے گئے ہیں۔ آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) جی نہیں۔یہ درست نہ ہے قواعد وضوابط کے تحت Tentative Seniority List سینئر انسٹرکٹرز اور وائس پرنسپلز بی ایس۔18 مورخہ 2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے۔

(ہ) بی ایس۔18 کی Tentative Seniority List مورخہ 2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے اور ایک ماہ میں جو اعتراضات Tentative Seniority List پر اکٹھے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ

کرنے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ جاری ہو گی جس کے بعد بی ایس۔19کا پروموشن کیس بنا کرS&GADکو بھیج دیا جائے گا اور ان کی پروموشن پنجاب سلیکشن بورڈ کرے گا۔

ریت نکالنے کے ٹھیکوں پر مستقل پابندی کی تفصیلات

*4694: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات وکان کنی کی طرف سے پنجاب بھر کی نہروں سے ریت نکالنے کے ٹھیکوں پر مستقل پابندی عائد کر دی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ان ٹھیکوں کے منسوخ ہونے کی وجہ سے محکمہ معدنیات کی مد میں حکومت کو کروڑوں کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 15-10-2009 کو محکمہ آبپاشی اور محکمہ معدنیات پنجاب کے آفیسران کی میٹنگ ہوئی جس کی صدارت جناب وزیر معدنیات و کانکنی نے کی، اور فیصلہ کیا گیا کہ نکاسی ریت سے نہروں کو پہنچنے والے نقصان کے خدشہ کے پیش نظر آئندہ سے نہروں کے ریت کے بلاکس کی نیلامی پر پابندی ہو گی۔مزید فیصلہ کیا گیا کہ نہروں میں سے جہاں پر بھل صفائی کی ضرورت ہو گی اس جگہ کی نشاندہی متعلقہ چیف انجینئر آبپاشی، ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو کرے گا جس کو پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ2002 کے تحت محکمہ معدنیات نیلام کر سکے گا۔میٹنگ کی کارروائی کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات کو نہروں میں پڑنے والے عام ریت کے رقبہ جات سے سالانہ تقریباً چار کروڑ روپے موصول ہوتے تھے جبکہ محکمہ آبپاشی کے چیف انجینئرز اور سیکرٹری کے مطابق متعلقہ نہروں کو ریت کی نکاسی سے ناقابل تلافی نقصان کا خدشہ ہے۔

اس لئے جناب وزیر معدنیات وکان کنی نے متعلقہ محکموں کے اتفاق سے آئندہ نہروں کے ریت کے بلا کس پر پابندی عائد کی ہے۔

پٹرول پمپس لگانے کی تفصیلات

*3608: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت کسی بھی شہر میں شہری آبادیوں کے قریب اور گردونواح میں پٹرول پمپس لگانے کی اجازت کس طریق کار اور معیار کے تحت دیتی ہیں آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(I) پٹرول پمپ/سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے درخواست گزار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی اسلام آباد سے سی این جی (پروڈکشن اینڈ مارکیٹنگ) رولز مجریہ 1992 کے تحت provisional لائسنس حاصل کر کے ضلعی رابطہ آفیسر کو درخواست کرتا ہے کہ اسے پٹرول پمپ/سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے۔

(II) حکومت پنجاب محکمہ صنعت کی ہدایات کے مطابق ضلعی سطح پر ضلعی رابطہ افسر کی سربراہی میں پٹرول پمپ/سی این جی سٹیشن کی کمیٹی ہے جو اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے۔ کمیٹی میں متعلقہ یوٹیلٹی کمپنیوں کا نمائندہ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو اور سول ڈیفنس آفیسر شامل ہوتے ہیں۔

(III) دفتر ضلعی رابطہ آفیسر سے درخواست کی کاپیاں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس، واپڈا اور سوئی گیس کے محکمہ جات کو ارسال کی جاتی ہیں کہ وہ موقع ملاحظہ کر کے اپنی رپورٹیں ارسال کریں۔

(IV) مندرجہ بالا محکمہ جات سے عدم اعتراض کی رپورٹیں موصول ہونے پر کیس کو ڈسٹرکٹ پٹرول پمپ/سی این جی سٹیشن کمیٹی کی میٹنگ میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے۔ کمیٹی اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے۔ان سفارشات کی روشنی میں ضلعی ناظم پٹرولیم رولز مجریہ 1973(1)(ڈی) کے تحت پٹرول پمپ/سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔(پالیسی لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع بہاولپور میں ریت کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*4823: **جناب ذوالفقار علی:** کیاوزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں ریت کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں کس کس ٹھیکیدار کو دیا گیاہے؟

(ب) فی ٹرالی ریت کی قیمت ٹھیکیدار کتنی وصول کر سکتاہے؟

(ج) کن کن ٹھیکیداروں کے خلاف یکم جنوری2008 سے آج تک ریت کی قیمت زائد وصول کرنے کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(د) محکمہ ریت کی قیمت زیادہ وصول کرنے پر کیاکارروائی ٹھیکیدار کے خلاف کر سکتاہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ مائنز اینڈ منرلز کی جانب سے عام ریت کے پٹاجات جن اشخاص / فرمز کو جتنی مالیت میں الاٹ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ٹھیکیدار ریت کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے مطابق قیمت ریت فی ٹرالی وصول کر سکتاہے کیونکہ عام ریت کے ٹھیکہ جات پر شیڈول ریٹ مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ تاہم اب سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 2009۔11۔20 (ہیومن رائٹس پٹیشن نمبر 21/2009) کے تحت حکومت کی طرف سے شیڈول ریٹ مقرر کرنے کے بعد آئندہ ادنیٰ معدنیات بشمول عام ریت کی نیلامی کی جائے گی۔

(ج) ضلع بہاولپور میں صرف ایک ٹھیکیدار لیاقت علی (پٹاعام ریت حاصل پور زون۔I) کے خلاف حاصل پور میں ڈی سی او بہاولپور کی کھلی کچہری منعقدہ مورخہ 2008۔08۔24 میں زائد وصولی قیمت معدن کی شکایت کی گئی جس میں ڈی سی او صاحب کو تحریری طور پر بتایا گیا تھا کہ عام ریت کا کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔ بعد ازاں اس بارے میں ڈی ڈی او (آر) حاصل پور کے پاس دفتر معدنیات بہاولپور کے اہلکار، پٹادار عام ریت اور شکایت کنندہ کے درمیان میٹنگ ہوئی جس میں محکمہ معدنیات کی طرف سے وضاحت کی گئی کہ پٹادار عام ریت طلب اور رسد کی بنیاد پر مناسب قیمت وصول کرنے کا مجاز ہے جس پر شکایت نمٹادی گئی۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ٹھیکیدار ریت کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے مطابق قیمت فی ٹرالی وصول کر سکتا ہے کیونکہ عام ریت کے ٹھیکہ جات پر شیڈول ریٹ مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ تاہم اب سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 2009۔11۔20(ہیومن رائٹس پٹیشن نمبر 21/2009) کے تحت شیڈول ریٹ مقرر کرنے کے بعد ادنیٰ معدنیات بشمول عام ریت کا نیلام کیا جائے گا۔ شیڈول ریٹ مقرر ہونے کے بعد محکمہ معدنیات ٹھیکیداروں کے خلاف قانونی کارروائی کر سکے گا۔

لاہور فوڈ سٹیمپ سکیم میں مسلم لیگ(ق) کی خواتین ممبران کو کوٹا نہ دینے کی تفصیلات

*4052: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں فوڈ سٹیمپ سکیم کا کوٹا صرف مسلم لیگ ن کے ممبران کو دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسری جماعتوں کے ممبران کو مذکورہ سکیم میں کوئی کوٹا نہیں دیا گیا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب نے یہ فرق کیوں رکھا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) درست نہ ہے۔ بلکہ لاہور میں فوڈ سپورٹ کے تحت مستحق افراد کو ماہانہ ایک ہزار روپیہ بذریعہ منی آرڈر ادا کیا جا رہا ہے۔ البتہ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبرPS/cmtfeel/FS-24 1019/2008/مورخہ 03-12-2008(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت بلا تخصیص تمام ممبران صوبائی اسمبلی بشمول مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، اقلیتی نمائندوں، مخصوص نشستوں پر خواتین وغیرہ کا کوٹا مقرر کیا ہے۔ اسی طرح اس سکیم کے تحت خواتین(MPAs) جن کا تعلق لاہور سے ہے، ان کو بھی کوٹا دیا گیا ہے یہ کوٹا

مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (فنکشنل)اور کچھ خواتین جن کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے کو بھی دیا گیا ہے لہٰذا کوٹا دینے کے سلسلے میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا ہے۔

فی الحال data cleansing فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر سکیم دونوں سکیموں سے امداد حاصل کر رہے ہیں ان کے ناموں کے اخراج کی وجہ سے سکیم عارضی طور پر بند ہے اس لئے جیسے ہی سکیم دوبارہ شروع ہو گی تو تمام پارٹیوں کے ایم پی ایز اور مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین جو کسی وجہ سے کوٹا استعمال نہیں کر سکیں ان کو بھی یہ کوٹا مہیا کر دیا جائے گا۔

(ب) درست نہ ہے۔جز(الف) کے تحت جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے کوئی تفصیل دینا درکار نہیں ہے۔

ٹیوٹا میں گریڈ19 کی عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کی تفصیلات

*4280:رائے صفدر عباس بھٹی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب میں کمرشل انسٹیٹیوٹ /کامرس کالجز میں گریڈ19 کی90عدد اسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ اسامیاں پروموشن کی بنیاد پر پر کی جانی ہیں،ان اسامیوں پر تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی اور حق دار اساتذہ کو ترقی نہ دینے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ 87 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان پر ضرورت کے تحت کرنٹ چارج کی بنیاد پر پرنسپلز اور چیف انسٹرکٹرز کی پروموشن BS-18 سے BS-19 وزیر اعلیٰ کی منظوری لے کر ایک سال کے لئے تقرری کی جاتی رہی ہے (آرڈرز تتمہ (الف)ایوان کی

میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)سنیارٹی کے بغیر ریگولر پروموشن نہیں کی جاسکتی کیونکہ BS-18 کی سنیارٹی 31-08-2003 کو کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 982/2004 کے تحت چیلنج کر دیا گیاہائیکورٹ نے اپنے حکم بتاریخ 15-12-2004 کو سنیارٹی BS-18 کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ سنیارٹی BS-18(کامرس) نئی بنائی جائے۔ آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)-اب جبکہ ante dated پروموشن Tier۔4 کے تحت 2009 میں مکمل ہو گئی ہے۔Tentative Seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری ہو چکی ہے اور اعتراضات موصول ہو گئے ہیں جن کا فیصلہ کیا جانا ہے کیونکہ فدا حسین ملک (وائس پرنسپل)ڈی ایم بھکر، اعجاز رسول وائس پرنسپل جی آئی سی شاہ پور صدر اور گلریز ضیاء وائس پرنسپل جی سی سی کوٹ لکھپت لاہور کو انٹی ڈیٹ پروموشن 14-11-1992 سے دی گئی جس کو 27-05-2009 کی ڈی پی سی نے withdraw کر لیا جس کے آرڈرز 02-07-2009 کو جاری ہوئے۔ آرڈرز تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ 02-07-2009 کے آرڈرز withdraw کئے جائیں۔14-11-1992 سے انٹی ڈیٹ پروموشن بحال کی جائے اور ان کو سنیارٹی میں پروموٹی سے اوپر رکھا جائے۔فدا حسین ملک (وائس پرنسپل)ڈی ایم بھکر کو پرسنل ہیرنگ کا موقع دیا گیااور اب ان کے کیس میں سیکرٹری ریگولیشن سے مورخہ 12-09-2009 کو ایڈوائس مانگ لی گئی ہے-ایڈوائس آنے پر اعتراضات کا فیصلہ کر کے سنیارٹی فائنل ہونے پر پروموشن کیس(BS-18)سے(BS-19) بنا کر ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ یہ اسامیاں پروموشن کی بنیاد پر پُر کی جاتی ہیں اور سنیارٹی فائنل ہونے پر ان کا پروموشن کیس (BS-18) سے بی ایس (BS-19) بنا کر ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹوں پر تعیناتیاں جلد از جلد کر دی جائیں گی کیونکہ ریگولر پروموشن سنیارٹی لسٹ کے

بغیر (جو کہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو چکی تھی) نہیں کی جا سکتی تھیں۔سنیارٹی لسٹ 2009-07-09 کو دوبارہ جاری کی گئی جو کہ متنازعہ ہو چکی ہے۔

فیصل آباد میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4283: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹ کس کس جگہ کب کتنے رقبے پر قائم کی گئی تھیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک خالی پڑے ہیں ان پلاٹوں کے نمبر اور انڈسٹریل اسٹیٹ کا نام بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف)

1۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (PSIC) نے فیصل آباد میں 1980 میں ایک ہی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ 244 ایکڑ رقبہ پر قائم کی جو کہ چک نمبر 2/7/2، 8/2 نلکا کوہالہ روڈ پر واقع ہے۔

2۔ فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (FIEDMC) کے زیر انتظام دو انڈسٹریل اسٹیٹس فیصل آباد میں قائم کی گئی ہیں۔

I) ویلیو ایڈیشن سٹی کھرڑیانوالہ، ساہیانوالہ روڈ پر 215 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔اس انڈسٹریل اسٹیٹ کی تعمیر 2004 میں شروع ہوئی اور 2008 میں مکمل ہوئی۔

II) M-3 انڈسٹریل سٹی موٹروے پر دارالاحسان انٹر چینج پر 4500 ایکڑ پر محیط انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اس کی تعمیر کا آغاز 2007 میں ہوا۔

(ب)

1۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:۔

سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
کیٹیگری اے 4 کنال	149
کیٹیگری بی، 2 کنال	185

کیٹیگری سی،ایک کنال	183
کیٹیگری ڈی،10مرلے	366
کیٹیگری ای،7مرلے	137
ٹوٹل پلاٹ	1020

2۔ فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی(FIEDMC) کے زیر انتظام قائم کی گئی انڈسٹریل اسٹیٹس میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں۔

(i) ویلیو ایڈیشن سٹی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	2ایکڑ	29
2	ایک ایکڑ	63
3	1/2ایکڑ	33
	ٹوٹل پلاٹ	125

(ii) M-3انڈسٹریل سٹی

فیز ون اے

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	15ایکڑ سے25ایکڑ	5
2	10ایکڑ سے15ایکڑ	30
3	5ایکڑ سے10ایکڑ	16
4	2ایکڑ سے5ایکڑ	11
	ٹوٹل پلاٹ	62

فیز ون بی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	3ایکڑ سے 12ایکڑ	53

(ج)

(i) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد میں 1017 پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔ تین پلاٹ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے منسوخ کئے ہیں اور ان کے سابقا الاٹیز نے محکمہ کے خلاف مختلف عدالتوں میں کیس دائر کر رکھے ہیں۔ ان پلاٹوں کے نمبر کیٹیگری بی-540 ایک پلاٹ رقبہ 2 کنال اور کیٹیگری ای میں نمبر890 اور904 دو(2) پلاٹ رقبہ 7 مرلہ پر محیط ہیں۔

(ii) فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (FIEDMC) کے تحت فیصل آباد میں قائم کردہ انڈسٹریل اسٹیٹس میں الاٹ شدہ اور خالی پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ویلیو ایڈیشن سٹی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	زون	خالی پلاٹ نمبر
1	2ایکڑ	29	22	7	میڈاپ زون	7a
					نٹڈ گارمنٹس زون	1a
					متفرق	4a
					انجینئرنگ	4a,3a,2a,1a
2	ایک ایکڑ	63	63	-	-	-
3	½1ایکڑ	33	28	5	ووون گارمنٹس زون	3c,1c
					نیوایریاپیکجنگ زون	11 c, 10 c, 7 c

M-3انڈسٹریل سٹی

فیز ون اے

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	خالی پلاٹ نمبر
1	15سے25ایکڑ	5	0	5	54،53،48،46،45
2	10سے15ایکڑ	30	3	27	41تا23،16،15،14،13،6،5،4،1
3	5سے10ایکڑ	16	1	15	66تا55،50،49،43
4	2سے5ایکڑ	11	3	8	52،51،17،12تا8

فیز ون بی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	خالی پلاٹ نمبر
1	3سے12ایکڑ	53	11	42	B3, B1A, 22, 21, B11, B8, B7, B6, B47تاB34،B30تاB4

ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4288: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے کتنے ادارے ہیں یہ کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کس کس skill میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان اداروں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات بتائیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے کل اداروں کی تعداد 21ہے۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

تحصیل فیصل آباد 11عدد
تحصیل جڑانوالہ 03عدد
تحصیل سمندری 03عدد
تحصیل تاندلیانوالہ 02عدد
تحصیل چک جھمرہ 02عدد

(ب)

(i) بی ٹیک(الیکٹریکل اور الیکٹرونکس)
(ii) تین سالہ ڈپلومہ ان ایسوسی ایٹ انجینئرز
(iii) تین سالہ ڈپلومہ ان ڈریس ڈیزائننگ اینڈ ڈریس میکنگ
(iv) دوسالہ ڈپلومہ
(v) بی کام،ڈی کام، آفس مینیجمنٹ، دیگر شارٹ کورسز

(ج) ان اداروں میں 5374 طلباء زیر تربیت ہیں۔

(د) سال08-2007 کے دوران اداروں کے اخراجات-/147,732,318روپے اور سال 09-2008 کے دوران اداروں کے اخراجات-/181,665,647روپے ہیں۔

تحصیل بورے والہ میں ٹیکنیکل اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4329: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بورے والہ میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس skill کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ہ) ان اداروں میں طالب علموں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(و) کیا غریب اور مستحق طلباء کو فیس میں رعایت دی جاتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بورے والہ میں ٹیوٹا کے زیر اہتمام 4 ٹیکنیکل ادارے کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ چک نمبر507 / ای بی بورے والہ

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس، چونگی نمبر5 ملتان روڈ بورے والہ

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) عظیم آباد، بورے والہ

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، میاں ٹاؤن چیچہ وطنی روڈ بورے والہ

(ب)

1-	گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ	536
2-	گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ	858
3-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین)	192
4-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر	40

(ج)

1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ

(الف) ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرز، الیکٹریکل، الیکٹرونکس، ٹیلی کمیونیکیشن

(ب) بی ٹیک، الیکٹریکل، الیکٹرونکس

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ

(الف) ڈپلومہ آف کامرس (ڈی کام)

(ب) بیچلر آف کامرس (بی کام)

(د) ڈپلومہ آف بزنس ایڈمنسٹریشن (ڈی بی اے)

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) بورے والہ

(الف) ووکیشنل سرٹیفکیٹ (ایک سال)

(ب) ووکیشنل ڈپلومہ (دوسال)

شارٹ کورسز

ڈومیسٹک ٹیلرنگ (تین ماہ)بیوٹیشن (تین ماہ)ہینڈ ایمبرائیڈری (تین ماہ)مشین ایمبرائیڈری (تین ماہ)، فیبرک پرنٹنگ (تین ماہ)

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بورے والا

(الف) ویلڈنگ (چھ ماہ)

(ب) آٹو اینڈ فارم مشینری (چھ ماہ)

(ج) ٹرنر (چھ ماہ)

(د) الیکٹرک وائرنگ ٹیکنیشن (چھ ماہ)

(د) 1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ بی ٹیک تک تعلیم دی جاتی ہے۔

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ بی کام تک تعلیم دی جاتی ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) بورے والہ، دوسالہ ڈپلومہ

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بورے والہ، چھ ماہ کے تربیتی کورسز

(ہ) فیس سالانہ کی بنیاد پر وصول کی جاتی ہے تاہم سوال کے مطابق ماہانہ شرح فیس درج ذیل ہے:-

1۔	بی ٹیک فیس	-/606روپے
2۔	ڈی اے ای فیس	-/393روپے
3۔	بی کام فیس	-/500روپے
4۔	ڈی کام فیس	-/340روپے
5۔	ڈی بی اے فیس	-/340روپے
6۔	ووکیشنل سرٹیفکیٹ (خواتین) فیس	-/79روپے
7۔	ووکیشنل ڈپلومہ (خواتین) فیس	-/58روپے
8۔	ٹریڈ سرٹیفکیٹ (چھ ماہ) فیس	-/99روپے

(و) جی ہاں! ادارے کے قوانین کے مطابق دی جاتی ہے۔ جس کے مطابق پرنسپل دس فیصد مستحق طلباء کی مکمل یا آدھی ٹیوشن فیس میں رعایت دے سکتا ہے۔

ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا مسئلہ

*4450: **میاں محمد شفیق ارائیں:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاضلع لودھراں میں کوئی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

(ب) کیاحکومت ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اوراس کے دفاتر بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم نہیں کی گئی کیونکہ لودھراں خانیوال ہائی وے پر ایک سمال انڈسٹریل اسٹیٹ مہرشاہ سٹیشن کے قریب واقع ہے۔

(ب) لودھراں میں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کے قیام کے لئے اس وقت کوئی تجویز نہ ہے۔جیساکہ اوپر وضاحت کی گئی ہے خانیوال لودھراں ہائی وے پر موجود انڈسٹریل اسٹیٹ سے لودھراں کے لوگ بھی استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

ضلع قصور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*4522: **ملک اختر حسین نول:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹس کس کس جگہ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک خالی پڑے ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع قصور میں 1998 میں ایک سیلف فنانس بنیاد پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ موضع اقبال نگر8۔کلومیٹر فیروزپور روڈ پر645 کنال رقبہ پر قائم کی گئی۔

(ب) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں326 پلاٹ مندرجہ ذیل کیٹیگری کے بنائے گئے ہیں۔

کیٹیگری	سائز پلاٹ	تعداد
کیٹیگری"A"	دو کنال	87

کیٹیگری"B"	ایک کنال	156
کیٹیگری"C"	10۔مرلہ	62
کیٹیگری"D"	مختلف سائز	21
	میزان	326

(ج) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں تمام کے تمام326 پلاٹ آلاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ برائے الاٹمنٹ خالی نہ ہے۔

فوڈ سٹیمپ سکیم دوبارہ شروع کرنے کی تفصیلات

*4669: **محترمہ سیمل کامران:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت فوڈ سٹیمپ سکیم کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کے گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جارہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے جن میں حقداروں کی نشاندہی کے لئے الگ الگ محکموں اور اداروں کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔ فی الحال data cleansing فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر، دونوں سکیموں سے امداد حاصل کررہے ہیں، ان کے ناموں کے اخراج کی وجہ سے سکیم عارضی طور پر بند ہے۔ سکیم کے اگلے مرحلہ میں صرف destitute کیٹیگری جس میں مستحقین کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ بنتی ہے۔ باقی کے تقریباً دس لاکھ مستحقین کو مستقل بحال کرنے کے لئے پروگرام وضع کئے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت امداد حاصل کرنے والوں کو TEVTA اور PVTC اداروں کے ذریعے مختلف

شعبوں میں تربیت دے کر کاروبار یا نوکری کے قابل بنایا جائے گا۔ اس سکیم کو جلد ہی دوبارہ جاری کیا جارہا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ صنعت کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4800:**ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صنعت کے ضلع گوجرانوالہ میں کس کس جگہ دفاتر قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے بجٹ کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران اس ضلع میں ترقیاتی مقاصد پر خرچ ہوئی، ان ترقیاتی کاموں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ صنعت کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(1) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل دفاتر قائم ہیں:۔

(i) ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

(ii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

(iii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

(iv) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3 (EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندوالا گوجرانوالہ

(2) پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ، DC۔ 28 روڈ، بالمقابل رائل کالج آف کامرس گوجرانوالہ

(ii) ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل، کچہری روڈ بالمقابل ضلع کونسل جلیل پلازہ گوجرانوالہ۔

(3) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(i) محکمہ صنعت کا ضلعی دفتر (ڈسٹرکٹ آفیسر انٹرپرائز اینڈ انویسٹمنٹ پروموشن) ڈیلٹا روڈ، شریف کالونی گلی نمبر 3، نزد الکبیر یونیورسل ہائی سکول گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

i۔ ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

نام	عہدہ	گریڈ
جناب محمد اسلم	ریجنل ڈائریکٹر	بی پی ایس۔19

ii۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
مقصود احمد علوی اسسٹنٹ بی پی ایس۔14

iii۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ
جناب محمد عمر اسسٹنٹ ڈائریکٹر بی پی ایس۔16

iv۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3(EPZ)مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندوالا گوجرانوالہ

V۔ جناب طارق محمود ڈپٹی ڈائریکٹر بی پی ایس۔17

(2) گوجرانوالہ میں پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ: صہیب احمد رومی، پریزائڈنگ آفیسر (ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج) گریڈ۔21

(ii) ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل: عاصم علی اعوان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیگل ، گریڈ۔17

(3) گوجرانوالہ میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

(i) دفتر ضلعی آفیسر (انٹر پرائز اینڈ پروموشن انویسٹمنٹ) گوجرانوالہ جناب بشیر احمد نواز، ڈسٹرکٹ آفیسر (انٹر پرائز اینڈ پروموشن انویسٹمنٹ) (گریڈ۔18)

(ج) گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل برائے سال08۔2007اور09۔2008درج ذیل ہے۔

(i) ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ، ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ، ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iv) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3(EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندوالا گوجرانوالہ، ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ گوجرانوالہ 08۔2007 ضمیمہ (ڈ) 09۔2008 ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل گوجرانوالہ۔08۔2007 ضمیمہ (ڑ)
09۔2008 ضمیمہ (ز) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3) گوجرانوالہ میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔08۔2007اور09۔2008 ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ترقیاتی کاموں کے مقاصد کے لئے مندرجہ ذیل رقم مختلف لون سکیموں کی مد میں خرچ کی:

(i) سی این جی گرین رکشا سکیم: 26.483 ملین
(ii) مائیکرو فنانس روزگار سکیم: 4.550 ملین
(iii) ایس ایم ای 200 ملین 19.400 ملین
(iv) ایس ایم ای 300 ملین 1.000 ملین

(v)کسٹمائزڈ قرضہ کی سکیم برائے کرافٹ بیسڈ ٹیکسٹائیل ہینڈلوم انڈسٹری0.450ملین

(vi)کاسہ(CASA)1.507ملین

(2) پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت گوجرانوالہ میں کسی دفتر کو سابقادو سالوں کے دوران ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ نہیں دیا گیااور نہ ہی کوئی ترقیاتی سکیم زیر عمل رہی۔

(3) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت ضلعی آفس (انٹر پرائزاینڈ انویسٹمنٹ پروٹیکشن) گوجرانوالہ میں سابقادو سالوں کے دوران ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ نہیں دیا گیااور نہ ہی کوئی ترقیاتی سکیم زیر عمل رہی۔

ضلع گوجرانوالہ میں قائم انڈسٹریل اسٹیٹس کی تفصیلات

*4801:**ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب قائم ہوئی؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں، تفصیل انڈسٹریل اسٹیٹ وار بتائیں؟

(د) ان میں کس کس قسم کی فیکٹریاں اور کارخانے لگے ہوئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت گوجرانوالہ شہر کے گردونواح میں مزید انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سمال انڈسٹریل اسٹیٹ واقع ہیں:۔

1۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔1جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔3(EPZ)مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندگوجرانوالہ

(ب) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر 1۔جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سال 1967 میں 103 ایکڑ 5 مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر 2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ سال 1987 میں106 ایکڑ 15 مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر3(EPZ)مین جی ٹی روڈ چندداقلعہ گوجرانوالہ سال 2007 میں113 ایکڑ ایک مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

(ج)

1۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ
	86	104	116	10

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ	7مرلہ
	67	82	146	148	108

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر3(EPZ)مین جی ٹی روڈ نزدچندداقلعہ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ
	96	48	25	43

(د) مندرجہ بالا سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں مندرجہ ذیل قسم کی فیکٹریاں اور کارخانے چل رہے ہیں:۔

سٹیل کاسٹنگ۔ آٹوپارٹس۔لیدر گارمنٹس۔ کیمیکل۔ فرنیچر۔ فوڈ پروسیسنگ۔ سینٹری فٹنگ۔ سرامکس۔ پلاسٹک انڈسٹری۔ سٹیل ری رولنگ۔ فرنس۔ماربل۔ متفرق۔

(ہ) ہاں۔ حکومت مزید انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اوراس سلسلہ میں جگہ کی تلاش جاری ہے۔

ضلع حافظ آباد میں کمرشل کالجز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4821: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے کمرشل کالجز ہیں، ان میں اساتذہ کی تعداد منظور شدہ کتنی ہے اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ کالجوں میں اس وقت کتنے طلباء زیر تعلیم ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے اور کہاں کہاں اور کب تک؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع حافظ آباد میں ایک سرکاری کمرشل تعلیم کا ادارہ ہے۔ جس کا نام گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس ہے۔ اس میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد 11 ہے۔ ایک سینئر انسٹرکٹر بی ایس۔18 اور ایک انسٹرکٹر انگلش لینگویج بی ایس۔17 کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) سینئر انسٹرکٹر کی پوسٹ پروموشن پوسٹ ہے جبکہ انسٹرکٹر انگلش لینگویج کی پوسٹ کے لئے عنقریب اشتہار دے دیا جائے گا۔ قبل ازیں بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے خالی اسامیوں کو پُر کرنے میں تاخیر ہوئی۔

(ج) اس وقت کمرشل کالج میں 207 طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(د) ٹیوٹا مستقبل قریب میں ضلع ہذا میں کوئی کمرشل کالج بنانے کا فی الحال ارادہ نہیں رکھتی۔

بہاولپور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4822: **حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبے پر مشتمل ہے؟

(ب) بہاولپور میں کتنے کارخانے / فیکٹریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں، ان کے اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ج) کیا حکومت اس ضلع میں مزید انڈسٹری لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) بہاولپور میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ایک انڈسٹریل اسٹیٹ ملتان روڈ پر 51 ایکڑ14 مرلہ رقبہ پر قائم کی ہے۔

(ب) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں49 فیکٹریاں قائم ہیں اور ان کی لسٹ مالکان کے نام منسلکہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) اس وقت بہاولپور میں نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری بہاولپور نے 375 ایکڑ رقبہ / زمین کے حصول کے لئے موضع آغاپور تحصیل وضلع بہاولپور کو تجویز کیا ہے۔

حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالتوں کے مسائل

*5095: **محترمہ آمنہ الفت:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالتیں بوسیدہ عمارتوں، ناکافی عملہ اور فنڈز کے باعث مشکلات کا شکار ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بیان کردہ مسائل کے حل کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) لاہور میں حقوق تحفظ صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت گورنمنٹ بلڈنگ (برائے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب) واقع پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ لاہور میں ہے۔یہ درست ہے کہ یہ عمارت قریباً ایک صدی پہلے تعمیر کی گئی تھی اس لئے جگہ جگہ سے اس کی حالت خستہ ہے۔تاہم فنڈز مبلغ-/1057065 روپے سالانہ 10-2009 برائے کرایہ صارف عدالت مہیا کئے گئے ہیں اور یہ معزز پریزائیڈنگ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ اگر عمارت عدالت کے لئے ناکافی ہے یا موزوں نہیں ہے تو متعلقہ فنڈز کی حدود میں رہتے ہوئے عدالت کو کسی اور مناسب / موزوں عمارت (پرائیویٹ) میں منتقل کر لیں۔علاوہ ازیں، عملہ کی تعداد گورنمنٹ سے منظور شدہ تعداد کے مطابق ہے۔ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا

ہے مزید بر آں فنڈز مبلغ -/5385755روپے برائے سال 10-2009مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔تاہم اگر ہاؤس صارف عدالت کے لئے جگہ اور فنڈز مہیا کر دے تو حکومت فوری طور پر نئی عمارت برائے صارف عدالت تعمیر کر سکتی ہے۔

(ب) ۔ایضًا۔

ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*5256: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس سال اکتوبر میں جو کنٹریکٹ ملازمین ریگولرائز کئے ہیں اس میں ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت ٹیوٹا کے ان کنٹریکٹ ملازمین کو بھی مستقل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد کا امکان ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ بات درست ہے کہ اکتوبر میں جو کنٹریکٹ ملازمین ریگولر کئے گئے تھے اس میں ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا۔

(ب) ٹیوٹا ایک سپیشل انسٹیٹیوشن ہے جو 1999 میں ایک آرڈیننس کے تحت وجود میں آیا۔ٹیوٹا کے تمام کنٹریکٹ ملازمین ٹیوٹا کی اپنی کنٹریکٹ پالیسی کے تحت بھرتی کئے گئے تھے۔اس ضمن میں سیکرٹری ریگولیشن ونگ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی رائے میں کنٹریکٹ ملازمین ٹیوٹا نے چونکہ اپنی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت بھرتی کئے ہیں نہ کہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی کنٹریکٹ پالیسی 2004 کے تحت اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مورخہ 2009-10-14 والا نوٹیفکیشن ٹیوٹا پر لاگو نہیں ہوتا۔

چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی کو پُر کرنے کی تفصیلات

*5291: **جناب شاہد محمود خان:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی پُر کرنے کے لئے اشتہار مورخہ 08۔05۔01 میں انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو شامل کیا گیا تھا اب 09۔12۔06 کے اشتہار میں متذکرہ تعلیم کو کیوں نظر انداز کیا گیا جبکہ ٹیوٹا میں ملازمین کی اکثریت کا تعلق انجینئرنگ اور کامرس کے مضامین سے ہے، اس طرح کیا ملازمین کی اکثریت کی حق تلفی نہیں کی گئی؟

(ب) انتظامی تجربہ 20 سال سے گھٹا کر 08 سال کیوں کیا گیا کیا من پسند فرد کو نوازنے کی یہ کوشش نہیں؟

(ج) کیا چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے رٹ نمبر BWP/09 1684 کے فیصلہ مورخہ 10/07/09 میں دوبارہ اشتہار دینے اور کوالیفکیشن تبدیل کرنے کی اجازت دی تھی اگر نہیں تو پھر ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی پر کرنے کے لئے انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو مورخہ 2008۔05۔01 کے اشتہار میں شائع کیا گیا تھا، یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 2009۔12۔06 کے اشتہار میں انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو شامل نہیں کیا گیا تاہم ایم بی اے / ایم پی اے / ایجوکیشن / سائنس مضامین میں ماسٹر ڈگری کو شامل کیا گیا، اور یہ مسئلہ لاہور ہائیکورٹ کے سامنے پیش ہوا اور معزز عدالت عالیہ نے اس تعلیمی قابلیت کو مسترد نہیں کیا۔ ایسا کرنے سے کسی ملازم کی حق تلفی نہیں کی گئی۔

(ب) ممکنہ امیدواروں کی تعداد بڑھانے اور مذکورہ پوسٹ کے لئے بہتر سے بہتر امیدوار کی تلاش کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا۔ یہ فیصلہ من پسند افراد کو موقع دینے کے لئے نہ کیا گیا۔

(ج) یہ نکتہ Cr.org.1577۔W۔09 میں اٹھایا گیا جس میں معزز عدالت عالیہ نے نئے اشتہار کو مسترد نہ کیا (فیصلہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب insist کر رہے ہیں کہ راجہ صاحب نے لغاری خاندان کو غدار کہا ہے جب تک وہ لغاری خاندان کے بارے میں معذرت نہیں کریں گے ہم واپس نہیں آئیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف فاروق لغاری کا کہا تھا کیونکہ اس نے پارٹی سے غداری کی ہے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب اور ملک صاحب جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔ راجہ صاحب نے اپنے الفاظ withdraw کئے ہیں اور معذرت کی ہے وہ اس سے زیادہ اور کیا کروانا چاہتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے لغاری خاندان کا نہیں کہا، میں لغاری خاندان کی عزت کرتا ہوں وہ میرے لئے قابل احترام ہیں، اگر کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی بھی نہیں سن رہے۔ میرے خیال میں وہ کہیں باہر تو نہیں چلے گئے؟۔۔۔ بیٹھے ہیں۔ حسن مرتضیٰ شاہ! آپ بھی جائیں اچھا کردار ادا کریں اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کو لے کر آئیں۔ نوید انجم صاحب کا Call Attention Notice ہے۔۔۔ Not present اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو کل کے لئے pending نہ فرمائیں کیونکہ اس پر میری موجودگی میں investigating mover, aggrieved party and officer کی discussion ہو گئی ہے اور ان کو واضح طور پر instructions دے دی گئی ہیں کہ اس معاملے کو پورے بھرپور انداز سے investigate کریں، ملزمان کو arrest کریں اور mover اور aggrieved party بھی satisfied ہیں لہذا اس کو disposed of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، disposed of اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی same position ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ثمینہ خاور حیات اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کرنے کے لئے عارضی طور پر بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: بائیکاٹ ختم ہو گیا ناں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ایک ماں کے لئے آئی ہوں اگر اس ماں کے لئے میرا بائیکاٹ ختم کرنا میری پارٹی کو منظور نہیں ہے تو میں اس کو ایک طرف رکھوں گی اور اس ماں کی خاطر اس توجہ دلاؤ نوٹس کو accept کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

اچھرہ لاہور میں ذاتی رنجش کی بناء پر شہری کی ہلاکت

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2۔فروری 2010 کو اچھرہ میں شیخ نعیم اور اس کے دیگر ساتھیوں نے حیدر علی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ نمبر 96/10 تھانہ اچھرہ لاہور میں زیر دفعہ 302/34 ت پ درج ہوا؟

(ج) اس میں نامزد ملزمان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(د) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے مفرور ہیں؟

(ہ) اس واقعہ کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ جات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس مقدمہ کا چالان مکمل کر کے جلد از جلد دہشت گردی کی عدالت میں بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) شیخ نعیم ولد عبدالرحیم سکنہ 19 فضل الہیٰ روڈ رحمان پورہ لاہور، فیصل رشید ولد رشید سکنہ مکان نمبر1، گلی نمبر19، فضل الہیٰ روڈ رحمان پورہ۔ اس واقعہ کے تفتیشی افسر سعید SI, investigation تھانہ اچھرہ لاہور، جہاں تک اس واقعہ کے ملزمان کی گرفتاری کا تعلق ہے تو پولیس ان کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے متعلقہ DSP سے جو مقتول کی والدہ اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی میٹنگ کروائی ہے اس میں Officers and Investigation Investigation team نے یقین دلایا ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ بھرپور کوشش کریں گے کہ within a week time ملزمان arrest ہو جائیں گے اور ان کی گرفتاری کے لئے تمام تر legal وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں میری CCPO صاحب سے بھی بات ہوئی ہے میں نے ان کو بھی اس معاملے کی gravity سے آگاہ کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کیس پر proper توجہ بھی دی جائے گی اور ان ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب میرے بھائی ہیں۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ میں نے ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں ان سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

محترمہ ثمنیہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انھوں نے قتل ہونے والے لڑکے حیدر کی والدہ کو اور مجھے بھی اپنے chamber میں بلایا تھا۔ انھوں نے اس کی والدہ کو مطمئن کیا ہے اور ان پولیس افسران کو سختی سے تنبیہہ کی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر قاتلوں کو پکڑا جائے۔ میں توقع کرتی ہوں کہ ایک ہفتے کے بعد مجرم پکڑے جائیں گے اور میں رانا ثناء اللہ صاحب کا شکریہ ادا کروں گی۔

جناب سپیکر!میں آپ سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں چونکہ میری پوری team walkout پر ہے لہذا میرا walkout پھر شروع ہو رہا ہے۔ میں ان کے ساتھ ہی walkout ختم کروں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر اپوزیشن ممبران کو واپس ایوان میں لائے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ کا بہت شکریہ۔ میں اور تمام House آپ کو welcome کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آپ جب شکریہ ادا کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم ہمیشہ اس ایوان کا سر بلند کرنے کے لئے ہر کام کرتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بڑی دل گرفتگی کی حالت میں، دُکھ کی حالت میں یہ قدم اٹھاتے ہیں اور ایک فقرہ بار بار حذف کئے جانے کا دہرایا جارہا ہے۔ یہ ایک پارلیمانی روایت رہی ہے کہ کوئی بھی پارلیمان کا ممبر، کوئی منسٹر، کوئی پارلیمانی سیکرٹری یا کوئی عہدیدار جس کے جتنے زیادہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں اتنا ہی وہ بُرا parliamentarian سمجھا جاتا ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہر بات کا جواب دیا جاسکتا ہے لیکن ہم پھر آپ کے سامنے اعادہ کرتے ہیں کہ ہم اس سطح پر گر کر نہیں جائیں گے لیکن خدارا لوگوں کے خاندانوں کو، لوگوں کے surnames اور لوگوں کے قبائل کا نام لے کر انھیں تضحیک کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دن لغاری صاحب بھی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ خیر کرے۔ میں سب کو کہوں گا کیونکہ آپ سب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں معزز اراکین سے یہ کہوں گا کہ ایک دوسرے پر اس قسم کے معترضہ جملے نہیں کسنے چاہئیں جن سے دل آزاری ہو۔ آپ ماشاء اللہ تمام کے تمام میرے لئے بہت قابل احترام ہیں۔ میں سب کا احترام کرتا ہوں آپ کو بھی ایک دوسرے کا احترام اسی طرح کرنا چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق نمبر8 لیتے ہیں، اس کے لئے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی درخواست آگئی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو adjourn کیا جائے۔ ہم اس تحریک استحقاق کو آئندہ اجلاس کے لئے adjourn کرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ پڑھی جاچکی ہے اور آج وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو کل تک pending کر لیا جائے۔ اس وقت وزیر قانون یہاں پر موجود نہیں ہیں، اس کا proper جواب کل یہاں ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا کل تک اجلاس رہے گا؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ رہے گا۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اسے پھر کل definitely کیا جائے کیونکہ کل اسمبلی کا اجلاس ختم ہو جائے گا۔ میری یہ تحریک استحقاق بہت اہم ہے۔ پچھلی دفعہ بھی اس کا جواب پورا نہیں تھا اور اس کو postpone کیا گیا تھا۔ آج پھر اسے postpone کیا جارہا ہے تو کل اس کا جواب definitely آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ definitely آئے گا۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پچھلی دفعہ ایوان کی کارروائی کے دوران مسز فائزہ اصغر جو کہ ڈائریکٹر ڈاکٹرز ہسپتال ہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ ڈاکٹرز ہسپتال پر گند اُچھالا جارہا ہے اور اس کو بدنامی کا باعث بنایا جارہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں اور پھر جواب دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوبارہ بدمزگی ہو؟

جناب سپیکر: میں ایسا قطعاً نہیں چاہتا۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ان کا حق ہے۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ڈاکٹر فائزہ اصغر ڈائریکٹر نہیں ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! انھیں پتا ہے کہ میرے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں کیسے ان کی بات نہ سنوں۔ آپ ان کی بات کا جواب دیں اگر آپ کے متعلقہ کوئی بات ہے تو اس کا جواب دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ممبران معزز ہیں ان پر اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ آپ پھر اسی چیز کی اجازت دے رہے ہیں۔ جیسے راجہ ریاض نے میرے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ House کا ماحول خراب نہ کریں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔(قطع کلامیاں)

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!دیکھیں،میری بات سنیں۔

ملک محمد وارث کلو: میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، وہ آپ بعد میں ضرور سنائیں لیکن کورم کی نشاندہی سے پہلے بلوچ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر مجھ سے پہلے ہی floor لیا ہوا تھا۔بلوچ صاحب!آپ نے جو بات کرنی ہے مہربانی کر کے short کریں۔اگر تقریر کرنی ہے تو پھر رہنے دیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر!میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی۔صرف دو لفظوں کی بات ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال کا اگر کوئی بھی بندہ یہ کہتا ہے کہ اُس پر گند اچھالا جا رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑا گند ڈاکٹر خالد حمید ہے جس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اور اُس کے مکمل proof میں Cardiac سرجن کو دے چکا ہوں۔اس حوالے سے کمیٹی constitute ہو چکی ہے، وہ آئیں گے تو اُس کی انکوائری ہو گی اور میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے بیٹھ کر ایک ایک بات کا جواب دوں گا۔میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ اس floor پر کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال پر گند اچھالا جا رہا ہے۔بس یہی میرا point ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب آپ تشریف رکھیں۔کلو صاحب!آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ممبر اگر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں تو جس طرح آپ نے مجھے روک دیا ہے تو مجھے بیٹھ جانا چاہئے اور میں بیٹھ گیا لیکن یہ culture یہاں develop نہیں ہونا چاہئے کہ بازورِ بازو یا بازورِ شور کسی ممبر کو روکا جائے۔ یہ culture develop نہ کریں کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے جواب آئے، اپوزیشن کی طرف سے جواب آئے یعنی جواب الجواب چلتا رہے لہذا میری صرف یہ عرض ہے کہ یہاں برداشت کا عنصر رائج ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میں چودھری صاحب اور خاص طور پر تمام حضرات سے ملتمس ہوں اور میں بڑی سوچ سمجھ کر یہ بات کر رہا ہوں کہ آپ تمام ممبران نے یہ Chair مجھے دی ہے۔ اگر میں آپ کا احترام کرتا ہوں تو میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو بھی ان باتوں کا کچھ احساس کرنا چاہئے جو Chair کی طرف سے ایک آرڈر ہو جائے تو اُسے آپ کو سننا چاہئے لیکن یہ طریق کار مجھے اچھا نہیں لگا۔ میں آپ کو کچھ کہہ تو نہیں سکتا کیونکہ آپ میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں لیکن میں یاد کرواتا ہوں کہ آپ سب کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آپ نے بالکل درست ارشاد فرمایا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی ڈاکٹر امتیاز صاحب خود بھی ڈاکٹر ہیں اور میں ان کی کسی بات کی نفی نہیں کرتا لیکن ایک بات rules کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں اور اگر میں غلط بولوں تو میری تصحیح فرما دی جائے، میں اُس کو مان جاؤں گا۔ ایک ممبر اگر اپنی تحریک استحقاق دیتا ہے اور تحریک استحقاق دینے والے کا کسی private concern سے کوئی تعلق ہے تو private treaties اور private concerns پر باہر sue کرنا، کوئی کیس درج کرا دینا یا damages claim کرنا سب کا حق ہے لیکن private treaties اور private concerns کو اسمبلی سے کبھی redress نہیں ملا۔ انہوں نے ایک سرکاری ملازم اور جو public servant ہے۔اس بارے میں ایک statement دی ہے اور اس کو ایک bad shape دینے کے لئے یہ سمجھا جائے گا کہ اس کو target کرنے کے لئے اور اس کو back to the wall کرنے کے لئے، اس کی shape بدلنے کے لئے تاکہ اسے public servant کے طور پر تحفظ دینے کا بھی تاثر مل سکتا ہے۔ بڑا واضح ہے کہ

private treaties, private concerns کے ساتھ جو متعلقہ چیزیں ہیں وہ House کے اندر privilege کے طور پر یا کسی طور پر نہیں آتیں۔ ہم نے پھر بھی ان کا اس House کا ممبر ہونے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی بات سنی ہے، انہوں نے ارشاد فرمادیا لیکن ان کے پاس باہر کے سارے فورم تھے یہاں پر اتنے دنوں خاموش ہونے کے باوجود جب ہماری ایک خاتون نے یہاں پر اپنی Privilege Motion دی اور ہم نے request کر کے اس کو second thought دینے کے لئے اور یہ کوئی سزا دینے والی بات نہیں ہے۔ انہوں نے اس میں documentary proof nominate کئے ہیں اس میں خواہ کوئی مخالفت کرتا رہے۔ یہ tradition رہی ہے کہ Chair ہمیشہ اپنے طور پر Suo motu کہہ سکتی ہے کہ اس کا کمیٹی فیصلہ کرے لیکن اس پر ایک ایسی صورتحال پیدا کر دینا کہ House یا میڈیا ایسا تاثر لے لے کہ اس بارے میں تو بات سنی جانی چاہئے ایسی صورتحال مناسب نہیں ہے۔ بہرحال ہم سب ان کے خیالات کی قدر کرتے ہوئے ان کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رائے ہے لیکن ہماری بھی اپنی رائے ہوتی ہے لیکن رولز کی اپنی جگہ اہمیت ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا یہ درست ہے۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال سے ڈاکٹر امتیاز بلوچ صاحب نے اپنی heart surgery کروائی اور ان کو بعد میں infection ہوئی اور infection کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا ان کو کرنا پڑا، آپ یقین کریں کہ اس کے بعد ان کے تقریباً دس کے قریب دوبارہ آپریشن ہوئے، آغا خان ہسپتال جانا پڑا، ان کا بے پناہ خرچہ ہوا اور ان کی چار یا پانچ پسلیاں بھی نکالی گئیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال سے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچا ہو، کچھ لوگوں کو وہاں سے صحت ملی ہو اس لئے میرا تو پہلے دن جب محترمہ نے یہاں پر اس question کو اٹھایا تھا تو میرا تو پہلے ہی دن خیال تھا کہ ہمیں اس معاملے کو یہاں پر discuss نہیں کرنا چاہئے۔ کسی بھی ایک private institution کی کارکردگی یا performance یا اس سے متعلقہ ہونے والے معاملات کو یہاں پر discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن قائد حزب اختلاف نے جس وقت کہا کہ نہیں کیونکہ یہ ان کی ذات کا مسئلہ ہے، وہ ہماری معزز رکن ہیں، ہماری بہن ہیں انہوں نے اس بات کو بڑا aggrieve feel کیا ہے تو

آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ جب یہ take up ہوئی تو مجھے ایک ضروری فون سننے کے لئے باہر جانا پڑا۔ میں قائد حزب اختلاف کی رائے کا احترام کرتے ہوئے آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان کی Motion Privilege کو کمیٹی کے سپرد کر دیں اور وہاں پر اس معاملے کو دیکھ لیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو یہاں پر مزید discuss نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔ میں پھر بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ matter ہسپتال سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ میری personal ساکھ کے ساتھ ہے۔ اگر کسی بھی ممبر کو ہسپتال سے کوئی مسئلہ ہے تو وہ ان کی ایڈمنسٹریشن سے جا کر کہیں اور اپنا پورا موقف بیان کریں اور دوسرا میں یہ clear کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو میری بات سمجھ آئی، نذر چوہان صاحب کی بات سمجھ آئی تھی اور نہ ہی ابھی ڈاکٹر صاحب کو سمجھ آئی ہے کہ میرے نام کے ساتھ جو ایم ڈی ہے یہ مینجنگ ڈائریکٹر نہیں ہے، میرے نام کے ساتھ جو ایم ڈی ہے یہ ڈگری ہے۔ میں ہسپتال میں پچھلے ساڑھے تین سال سے گئی تک نہیں ہوں۔ میں ایک

Medical Doctor from USA that is what the degree means not Managing Director of the Hospital and I have really no role in the management of the Hospital.

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ نے جو کچھ بات کی بڑی اچھی بات کی کہ اس موضوع پر پوری انکوائری ہو لینے دیں۔ میں تحریک استحقاق پیش کر چکا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی کمیٹی constitute کر دی ہے میں نے اپنی بات آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ڈاکٹر خالد حمید اور adjoining doctors and staff کو پورا موقع ملے گا کہ وہ مجھے جھوٹا قرار دیں کہ ان کی negligence کی وجہ سے میرا ڈیڑھ سال بڑی تکلیف سے گزرا۔ اس وقت تک میں اکیلا نہیں چل سکتا اور چلنے کے لئے مجھے ساتھ کسی نہ کسی بندے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ نے اگر مجھے زندگی دی ہے تو میں اس House میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں ڈاکٹر خالد حمید کو جھوٹا ثابت نہ کر سکا

اور ڈاکٹرز ہسپتال کی negligence ثابت نہ کر سکا تو یہ لکھ لیں کہ میں اس House میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں، ہم یہ نقصان برداشت نہیں کرتے۔ آپ ضرور تشریف لائیں اور ماشاءاللہ اب آپ ٹھیک ہیں۔

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بڑی مشکل سے انبساط صاحبہ نے آج وقت لیا ہے۔جی، فرمائیں!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ ہمیں بڑا دکھ اور افسوس ہے کہ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے بلوچ صاحب کو اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور ہسپتال میں ان کے ساتھ negligence ہوئی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی، محترمہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس ایوان سے ان ممبران سے کچھ قوم کی بھی توقعات ہیں جو سڑکوں پر مر رہے ہیں ان کا بھی کوئی یہاں پر ازالہ فرمائے۔ کتنی زیادہ negligence ہر قسم کی negligent حکومت ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جو یہاں پر اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جن کو یہ ہی نہیں پتا کہ پنجاب میں کوئی ایم پی ایز کے development فنڈز بھی ہوتے ہیں۔ ایم پی ایز کے کوئی کام بھی ہوتے ہیں۔ میں نے 2008 کے بعد سے اب تک ایسا کوئی ادارہ نہیں دیکھا جب سے چودھری پرویز الٰہی صاحب گئے ہیں کسی قسم کا کوئی development کا کام یا قوم کے بارے میں کوئی بات یا کسی اس چیز کے بارے میں جس سے قوم میں خوشحالی آئے۔ مجھے یہ ہو گیا، مجھے وہ ہو گیا، مجھے پکڑ لیا، میں ائرپورٹ پر پکڑا گیا، میں ہسپتال میں پکڑا گیا، کوئی سڑک پر پکڑا گیا۔ میرا مطلب ہے کہ فاضل ممبران کو اپنی حفاظت خود کرنی چاہئے اور اس پر تھوڑی سی توجہ دینی چاہئے

کہ We should be responsible to take care of ourselves یہ ایوان اس لئے نہیں بنا کہ ہم یہاں پر آ کر اپنے ذاتی مسائل بیان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ انبساط حامد: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے ابھی اتنی لمبی داستان اور آپ بیتی سنائی جس کا ہمیں بڑا دکھ اور افسوس ہے کیونکہ ہسپتالوں کی negligence کی وجہ سے ذاتی طور پر میں نے بھی بڑا suffer کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! میرا خیال ہے کہ آپ نے اپنا پوائنٹ رجسٹرڈ کروالیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! Order in the House, order in the House please.

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ میں پچھلے 15 منٹ سے کوشش کر رہا تھا کہ ٹیکسلا اسٹیٹ کے بارے میں ایک Adjournment Motion ہے۔ سپیکر صاحب نے جمعہ کے روز بھی کہا تھا کہ میں اس کو سن لوں گا۔ براہ مہربانی اس کو لے لیں۔ دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے بیس منٹ سے اسمبلی کا جو وقت ضائع ہوا ہے ہماری محترمہ بہن وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ ایم ڈی نہیں ہیں۔ آپ corporate law کو بھی جانتے ہیں۔ Form A and Form 29 of the Companies Act, 1984 یہ دکھا دیں۔ اس میں لکھا ہوتا ہے کہ اس کمپنی کا ایم ڈی کون ہے اور چیئرمین کون ہے۔ ہمیں اس معاملے پر بیس منٹ ہو گئے ہیں اور بیس منٹ میں ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکے اور اس سے پہلے بھی دو دن ضائع ہوئے۔ ایم ڈی کے بارے میں جاننے کے لئے Form A and Form 29 کو دیکھ لیں تو چٹکی میں فیصلہ ہو جائے گا۔ مجھے اجازت دے دیں کہ میں ٹیکسلا اسٹیٹ کے بارے میں تحریک پیش کر سکوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے 612/09 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے یہ pending کی گئی تھی۔جی،وزیر قانون!

قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ معاملہ نایاب اور کافی قیمتی جانور چوری ہوئے ہیں ان کے ملزمان کی گرفتاری کے متعلق تھا۔اس پر اب بہتر کوشش ہو رہی ہے اور اس کو manage کیا ہے۔آپ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر لیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جو بھی پیشرفت ہو گی اس معزز ایوان کے نوٹس میں آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھی بات ہے کہ اس پر جو حکومت کر رہی ہے اس کو House کے سامنے آنا چاہئے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب اس حوالے سے کافی کوشش کر رہے ہیں اس لئے اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد جناب شہریار صاحب کی تحریک التوائے کار ہے یہ بھی موجود نہیں ہیں اس کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحاریک التوئے کار 09/823 اور 09/826 رانا بابر حسین صاحب کی ہیں۔ان کی طرف سے بھی لکھا ہوا آیا ہے کہ انہیں اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جائے لہذا یہ بھی next session تک pending کی جاتی ہیں اس کے بعد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی تحریک التوائے کار پہلے ہی pending تھی اور آج وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے یہ بھی next session کے لئے pending کی جاتی ہے۔یہ تحریک التوائے کار 09/902 ڈاکٹر سامیہ امجد،ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ سیمل کامران صاحبہ و دیگر کی طرف سے move ہو چکی ہے اور اس کا جواب لا منسٹر صاحب نے دینا ہے۔

پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کو ریگولرنہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا موصول ہونے والا جواب یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کے لئے سمری حکام اعلیٰ کو منظوری کے لئے بھجوادی ہے جونہی یہ سمری واپس موصول ہوئی تو ان احکامات کی روشنی میں پیرا میڈیکل سٹاف کا فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ ریگولر کرنے کی سمری بھجوادی گئی ہے اور جیسے ہی اس پر order ہوتا ہے تو پھر وہ ریگولر ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ redress ہو گیا ہے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 10/91 طاہر سندھو صاحب کی move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے کل تک کے لئے pending فرمادیں اور کوشش کریں گے کہ اس کا جواب کل آجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار جناب محسن لغاری صاحب کی ہے، موجود نہیں ہے اسے next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی 09/960 ہے۔جی۔

ڈسکہ کی میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کی شکار کم سن بچی کے علاج معالجہ میں ڈاکٹروں کی عدم توجہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''خبریں'' مورخہ 18۔ نومبر 2009 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ

''میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کا شکار بچی لاوارث، حالت غیر، وارڈ میں دھکے''تفصیل کے مطابق ڈسکہ کی 9 سالہ (ر) سے اوباش نے زیادتی کی جسے میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت اور عدم توجہی کے باعث بچی کی حالت غیر ہو گئی، ڈاکٹر نے بچی کو آپریشن کے باوجود ICU میں رکھنے کی بجائے عام وارڈ میں رکھا اور مریضہ پر کسی بھی سینئر ڈاکٹر نے توجہ نہ دی۔ بچی کے ورثاء نے بچی کی نازک حالت کے پیش نظر منت سماجت کی کہ اسے ICU میں رکھا جائے لیکن ہسپتال کی انتظامیہ کوئی پیشرفت کرنے کی بجائے انہیں دھکے دیتی رہی۔ میو ہسپتال کے ڈاکٹرز نے بچی کو 48 گھنٹوں میں چار بیڈوں پر منتقل کیا لیکن اسے ICU میں رکھنے سے معذوری ظاہر کرتے رہے اور ورثاء کو انتظامیہ کے متعلق زبان بند رکھنے کی ہدایت کرتے رہے۔ مزید یہ کہ آپریشن کرنے کے باوجود بچی کی حالت نہ سنبھلی۔ نیز یہ کہ پولیس بھی ملزم کی حامی ہے، وہ اپنی من مرضی کے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہی ہے اور حصول انصاف کے لئے بچی کے لواحقین دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ مقامی پولیس تعاون کر رہی ہے اور نہ ہی ہسپتال کی انتظامیہ علاج و معالجہ کے لئے توجہ دے رہی ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے آنے والا جواب اس طرح سے ہے کہ 9 سالہ مریضہ رخسانہ کو 09-11-13 کو میو ہسپتال کی ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں لایا گیا۔ اس سے پہلے مریضہ سول ہسپتال ڈسکہ میں مورخہ 09-11-6 سے 09-11-13 تک زیر علاج رہی۔ میو ہسپتال میں چائلڈ سرجیکل وارڈ کے داخلہ کے دن انتہائی نگہداشت یونٹ I.C.U میں bed available تھا اور نہ ہی مریضہ کو اس وقت انتہائی نگہداشت یونٹ میں داخلے کی ضرورت تھی تاہم پوشیدہ مرض کے پیش نظر انتہائی نگہداشت یونٹ میں بیڈ خالی ہوتے ہی مریضہ کو منتقل کر دیا گیا اور زخم کی بہتری تک انتہائی نگہداشت یونٹ میں رکھا گیا اور اس کا علاج و معالجہ مفت کیا گیا۔ یہ درست نہیں ہے کہ مریضہ کا کسی سینئر ڈاکٹر نے معائنہ نہیں کیا بلکہ داخلہ کے دن ہی چائلڈ سرجیکل یونٹ کے سینئر رجسٹرار نے مریضہ کا معائنہ کیا۔ مریضہ کا تمام علاج پروفیسر صاحب کی زیر سرپرستی کیا گیا اور

پروفیسر صاحب نے مریضہ کو کم از کم چار مرتبہ خود دیکھا۔09-11-21 کو مریضہ کا آپریشن کیا گیا اور 09-11-24 کو دوسرا آپریشن کیا گیا۔ اگلا آپریشن کم از کم چھ ماہ بعد کیا جائے گا۔ چائلڈ سرجیکل وارڈ کے پروفیسر صاحب کی طرف سے موصولہ رپورٹ بھی اس جواب کے ساتھ لف ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے admit تو کیا ہے کہ اس کا ڈاکٹر نے آپریشن کیا تھا تو کیا مجرم پکڑے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے خود mention کیا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس گھناؤنے واقعہ پر پولیس کی کارروائی لازمی ہوئی ہو گی اور جو بات آپ نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اور آپ اس پر مزید بحث نہیں کر سکتیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 09/972 ہے۔ جی، شیخ صاحب!

ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ 19 سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ جو ایک self finance کے تحت مئی 1991 میں شروع کی گئی تھی آج تک Small Industries Corporation کے نااہل اربابِ اختیار کی وجہ سے وہاں ایک بھی انڈسٹریل یونٹ نہ لگ سکا ہے اور اب Resident Director Rawalpindi مسز فرح رزاق نے اچانک نادر شاہی حکم جاری کرتے ہوئے allottees کے پلاٹ cancel کر دیئے ہیں۔ انتہائی حیرت کا مقام یہ ہے کہ 19 سال گزر جانے کے باوجود Texla Industrial Estate پانی، بجلی اور سڑکوں تک سے محروم ہے۔ وہاں انڈسٹری تو کیا لگتی، کوئی خانہ بدوش خاندان بھی چند دن کے لئے وہاں نہ بس سکا ہے۔ مزید حیران کن امر یہ ہے کہ 10 کنال کا ایک پلاٹ غیر قانونی طریقے سے الاٹ کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف پلاٹ کی بندر بانٹ جاری ہے۔ ایک 18 کنال کا پلاٹ جو Working Wood کمپنی کا تھا وہ بھی بندر بانٹ کی نذر ہو چکا ہے۔ مارچ 1993 میں اس وقت کے گورنر پنجاب نے حکم جاری کیا تھا جو ریکارڈ میں موجود ہے کہ ٹیکسلا انڈسٹری اسٹیٹ کو 18 ماہ میں مع Infrastructure مکمل کر دیا جائے لیکن اس

پر بھی اب تک کوئی عمل نہ ہو سکا۔ ایک finance self سکیم کے پلاٹ allottes کے نام سے بدنیتی کی بناء پر خارج کیا جانا اور ان allottes کے جنہوں نے مکمل ادائیگیاں بھی کر دی ہیں، ان کے خلاف بھی ایسا کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ اس معزز ایوان کے علم میں یہ امر لانا بھی ضروری ہے کہ آخر آج تک اس انڈسٹریل اسٹیٹ سکیم کو ان کی منظور شدہ Association کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا؟ محکمہ کے وہ ارباب اختیار جو پچھلے 19 سال سے اس تمام مثالی نااہلی کے ذمہ دار ہیں کو اس قومی نقطہ نظر سے کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے پنجاب میں کہیں بھی انڈسٹری کیسے لگ سکتی ہے اور لوگوں کو گھروں کے نزدیک روزگار کیسے مل سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور یہ تقریباً two pages کا ہے۔ اس کا operational یا relevant portion اس طرح سے ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔ ان کا موقف شیخ صاحب کے موقف کے برعکس ہے کہ estate ہذا میں تمام allotment قانون اور قاعدہ کے مطابق مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئی ہے۔ Wood Works کا پلاٹ بھی باقاعدہ مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دو حصوں میں تقسیم کر کے بذریعہ کھلی نیلامی الاٹ کیا گیا ہے۔ چند الاٹیوں کے پلاٹوں کی منسوخی میں کسی قسم کی بدنیتی شامل نہ ہے۔ یہ پلاٹ باامر مجبوری اس estate کو آباد کرنے کے لئے ملک و قوم کے بہترین مفاد میں منسوخ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ میں یہ جواب شیخ صاحب کو فراہم کر دیتا ہوں اور وہ اس کو دیکھ لیں۔ جن points پر ان کا objection ہے میں ان کو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار افسران کے ساتھ بٹھاتا ہوں۔ اگر اس میں واقعی اس قسم کی چیز پائی گئی جس کو وہ pin point کر رہے ہیں تو اس کو بحث کے لئے بھی منظور کیا جا سکتا ہے یا اس پر جو کوئی بہتر action یا direction دینی درکار ہو گی وہ بھی دی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر کا شکر گزار ہوں لیکن میں اس House کے علم میں ایک معاملہ لانا چاہتا ہوں اور آپ بھی اس کو appreciate کریں گے۔ میں اس معاملے میں سیکرٹری انڈسٹریز سے خود ملا ہوں، ان کی association ملی ہے۔ آپ کو سن کر حیرانی ہو گی میں بڑی ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اس بات کو مانا ہے کہ ہاں اس میں غلط ہوا ہے۔ انہوں نے یہاں تک مانا ہے کہ ہاں ہم یہ cancellation واپس لیں گے، یہ تک مانا کہ یہ self finance کی scheme ہے ہم انہی کو دے دیتے ہیں جن کی scheme ہے تا کہ انڈسٹری لگے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں، آپ ان کو میرے ساتھ بٹھا دیں اور میں آپ کو بتا دوں کہ یہ انڈسٹری کبھی بھی نہیں لگا سکیں گے۔ وہ شخص انڈسٹری لگا ہی نہیں سکتا جس کو business کا الف، ب تک نہ پتا ہو۔ جس نے صبح سے رات تک بیٹھ کر order ہی کرنے ہیں کہ اس کو ادھر کر دو، اس کو ادھر کر دو وہ انڈسٹری نہیں لگا سکتا۔ انڈسٹری لگانے کے لئے انسان کو خون مارنا پڑتا ہے، صحت تباہ کرنی پڑتی ہے business ایسے ہی نہیں ہو جاتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یا تو کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میرا خیال ہے کہ پہلے اچھی بات ہوئی ہے جو لاء منسٹر صاحب نے کی ہے کہ پہلے متعلقہ لوگوں کو بلا کر آپ کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ آپ بھی on board ہیں، آپ کا ان کے ساتھ رابطہ بھی ہے تو اس کا ایک اچھا حل نکل آئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ بڑی اچھی بات ہے۔ دس دن پہلے مجھے وزیر صنعت نے بھی کہا تھا کہ شیخ صاحب آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔لاء منسٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں تو آپ ان کو کہہ دیں کہ ایک دو دن میں جب یہ چاہتے ہیں میں ان کو بھی بلا لیتا ہوں یہ ہماری بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ اس کو next session تک pending کر دیں۔ کل اجلاس کے بعد سیکرٹری انڈسٹریز کو بلا لیتے ہیں اور ان کو ان کے ساتھ بٹھا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 961/2009 محترمہ ثمینہ خاور حیات نے میری request پر واپس لے لی ہے تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ۔ عورتوں والا مسئلہ جو خواتین کی 17 فیصد نوکری کا تھا۔ اس میں سارے ملاں بھی میرے پیچھے پڑ گئے اور جمعے والے خطبے میں بھی میرا ہی نام لیا گیا۔ یہاں محترمہ ثمینہ خاور بیٹھی ہوئی ہیں سارا کیا دھرا ان کا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کے ٹائم کے بعد ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ on the floor of the House پر لے آئیں جس نے جو کچھ کہنا ہے وہ کہہ لے اور میں بھی بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 962/2009 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہیٰ، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الہیٰ۔ میری آپ لوگوں سے request ہے کہ تحریک التوائے کار کے لئے صرف 30 منٹ ہوتے ہیں تو جن لوگوں نے پیش کرنی ہوتی ہے صرف ان کے نام ہی لکھ دیا کریں کیونکہ پڑھنے میں اتنا ٹائم لگ جاتا ہے اور وہ ٹائم House کا ہی kill ہوتا ہے۔ اس کو کون پیش کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس کو پڑھتی ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! No point of order تحریک التوائے کار کے بعد۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس نے تحریک پڑھنی ہو اس کے ساتھ associate لکھ دیں تا کہ آپ کا بھی ٹائم بچے اور ہمارا بھی ٹائم بچے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس پر بھی وقت بچے گا اگر شیخ صاحب اپنی تقریر کو short کر لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھیں، پلیز۔

نواز شریف سکیورٹی ہسپتال لاہور کے فزیو تھراپسٹ کی سوائن فلو سے ہلاکت

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 8-12-09 کی خبر کے مطابق لاہور میں سوائن فلو کے جان لیوا مرض کا شکار ہو کر نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کا فزیو تھراپسٹ چل بسا۔ یہ صوبائی دارالحکومت میں اس مرض سے ہونے والی پہلی ہلاکت ہے جس کے بعد شہر کے تمام ہسپتالوں میں ہائی الرٹ کرتے ہوئے حفاظتی اقدامات کرنے اور ضرورت پڑنے پر ایسے مریضوں کو داخل کرنے کے لئے علیحدہ انتظامات کرنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے فزیو تھراپسٹ 35 سالہ افتخار کو ایک ہفتہ سے بخار اور کھانسی کی شکایت تھی، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد اور جناح ہسپتال سے ٹیسٹ کرائے گئے جس میں سوائن فلو ٹیسٹ مثبت آنے پر مریض کو علیحدہ رکھ کر خصوصی علاج شروع کیا گیا تاہم افتخار صحت یاب نہ ہوسکا۔ دریں اثناء صوبائی سیکرٹری انوار اے خان نے افتخار کی سوائن فلو سے ہلاکت کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اس مرض سے افتخار کی ہلاکت تعجب کا باعث ہے۔ شاید وہ کسی اور مریض سے ملا ہو گا جس سے اسے سوائن فلو کے وائرس منتقل ہوئے۔ ادھر فزیو تھراپسٹ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عامر نے الزام لگایا کہ افتخار کی موت ڈاکٹروں کی غفلت اور علاج میں لاپروائی سے ہوئی۔ ہسپتال میں مناسب سہولیات نہ ادویات حتیٰ کہ وینٹی لیٹر مشین بھی خراب تھی۔ واضح رہے کہ افتخار سندر گاؤں کا

رہائشی اور تین بچوں کا باپ تھا۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر962 کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو آپ کل تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر962 کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 963/2009 ہے۔ اس میں بھی سب کے ہی نام ہیں اب یہ بتائیں کہ پڑھنی کس نے ہے؟

دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ماسوائے میو ہسپتال برن یونٹ نہ ہونے کی وجہ سے بم دھماکوں میں زخمیوں کو علاج معالجہ میں مشکلات کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 09-12-9 کی خبر کے مطابق لاہور آئے دن ہونے والی دہشت گردی کی ہولناک وارداتوں کے باوجود محکمہ صحت پنجاب نے تاحال جلے ہوئے مریضوں اور کسی بھی بڑی ایمرجنسی کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں خاطر خواہ انتظامات نہیں کئے۔ تفصیل کے مطابق خودکش حملوں اور بم دھماکوں میں بارود سے جلنے کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے ہیں لیکن 90 لاکھ سے زائد آبادی کے حامل صوبے کے دارالحکومت لاہور میں صرف میو ہسپتال ایک واحد ہسپتال ہے جہاں پر Burn Unit موجود ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ نے کسی کا بھی نام نہیں لیا، کسی کا نام تو لے لیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ irregular ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ پورے House کی طرف سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ irregular نہیں ہے۔ اسے محترمہ سیمل کامران پیش کریں۔ اب تو ٹھیک ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں پر Burn Unit موجود ہے اس کے علاوہ لاہور کے کسی بھی teaching ہسپتال میں Burn Unit کی سہولت موجود نہیں۔ میو ہسپتال میں بھی کام کرنے والا Burn Unit صرف گیارہ بستروں پر مشتمل ہے جو اتنے بڑے شہر کے لئے ناکافی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میو ہسپتال میں واحد Burn Unit ہونے کی وجہ سے دیگر شہروں سے بھی جلے ہوئے مریضوں کی بڑی تعداد یہاں refer کی جاتی ہے جس کی وجہ سے گیارہ بستروں کا یہ وارڈ ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ پیر کی رات کو لاہور مون مارکیٹ میں ہونے والے دو خودکش حملوں کے بعد جائے وقوعہ میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے 138 زخمیوں میں بڑی تعداد آگ سے جھلسنے والے افراد کی تھی لیکن کسی اور ہسپتال میں Burn Unit نہ ہونے کی وجہ سے تمام جھلسنے والے زخمیوں کو عام سرجری وارڈوں میں داخل کیا گیا۔ طبی ماہرین کے مطابق آگ سے جھلسنے والے مریض کے Burn Unit کو مکمل طور پر sterilize کیا جاتا ہے جہاں مریض کو چیک کرنے والے ڈاکٹرز اور نرسز بھی ہاتھوں پر دستانے اور چہرے پر mask لگاتے ہیں جبکہ مریض کے بستر کی چادروں اور تکئے کو بھی sterilization کے مرحلہ سے گزارا جاتا ہے۔ اگر جھلسنے والے مریضوں کو عام وارڈ میں رکھا جائے تو اس سے دیگر مریضوں کو infection ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے اور مریض کی جان بھی جا سکتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق آگ سے جھلسنے والے مریض کی بیرونی جلد جل جاتی ہے اور ایسی صورتحال میں کسی بھی وائرس کا حملہ خطرناک ہوتا ہے۔ لاہور میں دو سال قبل جناح ہسپتال میں Burn Unit قائم کرنے کا پراجیکٹ شروع کیا گیا جو پاکستان بیت المال کے تعاون سے بنایا جانا تھا لیکن تا حال یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہو سکا۔ ایک سروے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان میں آگ سے جھلسنے والے مریضوں کے صحت یاب ہونے کی شرح 30 سے 35 فیصد ہے لیکن دیگر ممالک میں یہ شرح 80 سے 85 فیصد ہے۔

اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو department نے جواب دیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 09-12-2009 کی خبر درست نہ ہے۔ محکمہ صحت پنجاب کے تمام teaching اور ضلعی سرکاری ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں اور کسی بھی ایمرجنسی کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے خاطر خواہ انتظامات موجود ہیں۔ مزید برآں جلے ہوئے مریضوں کی دیکھ بھال میڈیکل طریقہ کے مطابق کی جاتی ہے تاہم ہر ہسپتال میں Burn Unit قائم نہ ہیں البتہ تمام ہسپتالوں کے ایمرجنسی اور سرجیکل یونٹ ان مریضوں کا مکمل علاج کرتے ہیں۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں حکومت کی جانب سے مزید Burn Unit قائم کرنے کے لئے متعدد منصوبہ جات زیر غور ہیں۔ جناح ہسپتال لاہور میں ایک بڑا Burn Centre قائم ہو چکا ہے۔ اس 65 beds پر مشتمل ہسپتال میں وہ تمام سہولیات جن کا ذکر معزز ممبران کی اس تحریک التوائے کار میں کیا گیا ہے بدرجہ اتم موجود ہیں یہ ہسپتال انشاء اللہ جلد ہی کام شروع کر دے گا۔ علاوہ ازیں صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں جلے ہوئے مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج کے لئے سرکاری ہسپتال میں Burn Unit قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گی کہ specific واقعہ کا یہاں پر ذکر ہوا ہے ہم لوگ خود ہسپتال میں گئے تھے اور وہاں یہ جلے ہوئے مریض عام مریضوں کی طرح wards میں پڑے ہوئے تھے یہ ایک factor ہے جو ہماری آنکھوں دیکھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ نے already mention کر دیا ہے جس طرح منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اب وہ Burn Centre بن چکا ہے اور وہ کام شروع کر دے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کو بتا دوں کہ اس کی eye witness میں خود ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں please ابھی آپ بیٹھیں، آپ کا تو ابھی وہ process ہو کر آیا ہی نہیں ہے اس کو کل کے لئے رکھ لیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے ساتھ یہ ظلم ہو جائے گا۔ آپ مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب 967/09 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ موجود نہیں ہیں اور یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد 971/09 سب کے نام ہیں اب پیش کس نے کرنی ہے؟ ڈاکٹر سامیہ امجد پیش کریں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا چونکہ جواب ابھی موصول نہیں ہوا، میرے خیال میں جو next تحریک ہے اس کو پڑھ دیں اور اس کو کل کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے چونکہ اس کا ابھی جواب نہیں آیا اس لئے کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک out of turn پیش کرنے کی اجازت دے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی کاپی ابھی میرے پاس نہیں پہنچی اور process ہو رہی ہے۔ اب 973/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک ہے۔ جی۔

سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز کا پریکٹس کے باوجود کروڑوں روپے نان پریکٹس الاؤنس وصول کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں تقریباً3000 سرکاری ملازم ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کرنے کے باوجود سالہا سال سے non practicing allowance لے رہے ہیں۔ پنجاب کے گیارہ ٹیچنگ ہسپتالوں کے Associate Professors, Assistant Professors اور Professors حضرات تک non practicing allowance کی مد میں کروڑں روپے کی وصولیاں عرصہ دراز سے حاصل کر رہے ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق ایسی ادائیگیاں 15 کروڑ روپے سالانہ سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ یہ امر بھی کوئی خفیہ نہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں کا تقریباً تمام عملہ Associate Professors, Assistant Professors اور Professors حضرات کے پرائیویٹ کلینکس کے لئے 24 گھنٹے floor marketing میں مصروف رہتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مریضوں کو ان bosses کے پرائیویٹ کلینکس میں بھیج کر سرکاری ہسپتال کی ذمہ داریوں سے exemption حاصل کر سکیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ ظاہر ہے جو پوچھ سکتے ہیں ان کے تو یہ front man بن جاتے ہیں۔ Associate Professors, Assistant Professors اور 'Professors کی بہت بڑی تعداد جب چاہے اور جتنی چاہے vacations ایسے ایسے طریقوں سے حاصل کر لیتے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک المیہ یہ بھی ہے کہ محکمہ صحت کا کردار بجائے Public Interest Monitoring Authority ہونے کے Professors Interest Authority بن چکا ہے۔ طویل تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسے تمام افراد جو سرکاری ہسپتالوں میں Associate Professors, Assistant Professors اور Professors تعینات ہیں کو قطعاً کلینکس پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ ہونی چاہئے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک طرف ایک عام شہری کا معائنہ کیا جائے دوسری طرف ہزاروں روپے فیس دینے والا اور مہنگے laboratory test کروا سکنے والا مریض ایک جیسی توجہ حاصل کر سکے۔ چھوٹے شہروں، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تعینات عملہ بھی اپنے bosses کے لئے ایسی ہی خدمات انجام دے رہا ہے، جہاں ان ہسپتالوں کے اردگرد انہی ڈاکٹروں کے پرائیویٹ کلینکس booming business کر رہے ہیں۔ ایک طرف عوام کو pharmaceutical companies کی

سازشی لوٹ کھسوٹ دوسری طرف مسیحاؤں کا مریضوں سے رویہ اور محکمہ صحت کے ارباب اختیار کا سب کچھ جاننے کے باوجود بے بسی کے کردار کو زیر بحث لانے کے لئے اس معزز ایوان کے ہر رکن کو اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب کے کسی بھی سرکاری ملازم ڈاکٹر کو پرائیویٹ پریکٹس کی صورت میں نان پریکٹس الاؤنس حاصل کرنے کی اجازت نہ ہے۔ یہ امر بذات خود قانون کی خلاف ورزی ہے اور سالانہ آڈٹ کے بعد اگر کوئی ڈاکٹر اس زمرے میں آتا ہو تو اس کے خلاف باقاعدہ قانون کے مطابق انکوائری اور دیگر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سرکاری ٹیچنگ ہسپتال میں تعینات Professors, Associate Professors اور Professors Assistant کو AMI Act 2004 کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے تاہم وہ ضابطہ اخلاق اور وضع کئے گئے قانون کے مطابق ہی پریکٹس کر سکتے ہیں اور ان کا کوئی بھی قدم جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہو قابل تادیبی و قانونی کارروائی ہے۔ مزید برآں AMI Act 2004 کے تحت ٹیچنگ ادارے کو ایک Monitoring Authority Committee تشکیل دینا ہوتی ہے جو ان سرکاری ملازمین کی پریکٹس اور دیگر امور کی نگرانی کرتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں ان کے خلاف قانونی اور تادیبی کارروائی کی سفارش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو Health Care Bill لایا جارہا ہے اس میں اس issue کو بھی redress کرنے کی کوشش کی گئی ہے بہر حال یہ جو point شیخ صاحب نے اٹھایا ہے یہ بات تو درست ہے اور یہ ڈیپارٹمنٹ کا جواب جو ہے وہ بالکل جس طرح لگی بگی بات ہوتی ہے وہ اس طرح کا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جس طرح کی صورتحال شیخ صاحب نے تحریر میں بیان کی ہے اسی طرح کی صورتحال پائی جاتی ہے لیکن یہ جو AMI Act, 2004 مؤثر طور پر اس چیز کا تدارک نہیں کر پارہا لیکن Health Care Bill میں کوشش کی جارہی ہے کہ اس کو مؤثر طریقے سے redress کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس House میں بیٹھے ہوئے اس وقت کسی بھی معزز رکن سے پوچھ لیجئے کہ میں نے جو کچھ حقائق بتائے ہیں 100 فیصد اور 200 فیصد ہی یہی ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تردید نہیں کی تائید کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: میں نے تصدیق بولا ہے، میں اردو جانتا ہوں اور میری ڈگریاں ساری صحیح ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی کر کے Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیکن آپ ان کو بھی کہیں کہ یہ بھی آپ کو مخاطب کریں اور یہ میرے ساتھ کیوں کبھی ادھر اور اُدھر سے شروع ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے سب کو زیادہ محبت ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، مجھے ایسی محبت نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ٹھیک ہے ان کو بھی پتا ہے اور ان کو بھی سارا کچھ معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ میں House on the floor of the یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یقین کیجئے کہ ان Professors کے ہاتھوں غریب لوگ بہت تنگ ہیں اور ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ہم جو اربوں روپیہ ان کو دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو جائے پھر میں پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ڈار صاحبہ اپنی تحریک پیش کریں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چاہتے ہیں تو ذرا تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جو لاء منسٹر صاحب نے Health Care Bill پر کہا ہے، میں اس کو مانتا ہوں لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جو تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں جہاں پر بہت غریب اور بے چارے مظلوم لوگ آتے ہیں، ان کے ارد گرد جو لوگ پریکٹس کر رہے ہیں انہیں ختم کروادیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ لوگ ہسپتال میں کام نہیں کرتے ، اپنے پرائیویٹ ہسپتال میں کام کرتے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں floor پر یہ کہہ رہا ہوں کہ محکمہ صحت ان کے سامنے بے بس ہے اور وہ ان کا کچھ نہیں کر سکتا تو اس لئے اس کا کچھ نہ کچھ حل کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس کا ابھی نمبر نہیں لگا مگر آپ اس کو پڑھ لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نمبر بے شک کل مل جائے۔ آپ اسے پڑھ لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے شیخ علاؤ الدین والے issue پر کیا کہا تھا کہ اس کو pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ اپنے level پر دیکھیں گے۔ اس کو House کے level پر dispose of کیا جاتا ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: یہاں پر جو ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بہت خوشی ہوئی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, this is no way.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر پبلک کاووٹ لے کر انہوں نے ڈاکٹروں کوsupport کرنا ہے۔ کس بات کے ڈیسک بجائے جارہے ہیں، پبلک کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جس نے ڈیسک بجائے ہیں وہ ڈاکٹرز نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میریeye sight بالکل ٹھیک ہے۔ جس نے ڈیسک بجایا ہے وہ ڈاکٹر ہے وہ الگ بات ہے کہ وہ ڈاکٹر نہیں بن سکی۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت
اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ 19۔ فروری 2010 کو میری سات سالہ پوتی علیشبہ کے پیٹ میں تکلیف ہوئی جسے اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس سوساں روڈ نزد فیضان مدینہ فیصل آباد میں لے جایا گیا جہاں پر ڈاکٹر اعظم مسعود نے بچی کا چیک اپ کرتے ہوئے بتایا کہ بچی کو اپنڈکس کی تکلیف لگتی ہے لہذا اس حوالے سے T.L.C ٹیسٹ کروانے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ اپنڈکس کس سٹیج پر ہے اور اس کے بعد ہی آپریشن کیا جائے گا چنانچہ جب بچی کی مذکورہ ہسپتال ہی کی لیبارٹری سے T.L.C رپورٹ آئی تو اس میں T.L.C کی شرح 18600 تھی حالانکہ اپنڈکس کی نارمل ویلیو 4000 سے 11000 تک ہوتی ہے۔ جونہی رپورٹ آئی تو ڈاکٹر نے فوری طور پر بچی کا آپریشن کرنے کی غرض سے اسے آپریشن تھیٹر میں بھجوا دیا اور ورثا کو آپریشن کے حوالے سے انتظام، دیگر ادویات اور خرچہ وغیرہ جمع کروانے کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں ہمارے جاننے والے ایک ڈاکٹر اسی ہسپتال میں آئے جنہوں نے رپورٹ دیکھ کر کہا کہ اتنی زیادہ شرح

نہیں ہو سکتی لہذا کسی اور لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا جائے ۔ بعد ازاں بچی کا T.L.C ٹیسٹ نیشنل لیبارٹری واقع جیل روڈ نزد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے کروایا گیا تو یہ شرح 8400 تھی جس پر ہمارے ڈاکٹر نے کہا کہ آپریشن کروانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور بچی کو یہاں سے لے جانا بہتر ہے۔ اگر ہم ڈاکٹر اعظم مسعود کے ہسپتال کی لیبارٹری پر ہی اکتفا کرتے تو ڈاکٹر موصوف روپے پیسے کے لالچ میں بچی کا آپریشن کر کے اسے زندگی بھر کے لئے معذور بنا دیتا۔ ڈاکٹر موصوف کی نام نہاد قابلیت اور لیبارٹری ٹیسٹ کی رپورٹس پر اعتبار یا یقین کرنا سراسر کم عقلی ہے اور نامعلوم کہ اب تک مذکورہ ڈاکٹر کے ہاتھوں کتنے معصوم لوگ اپنے خون پسینے کی کمائی سے ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ مذکورہ ہسپتال کی لیبارٹری رپورٹوں پر معذور ہو چکے ہیں اور مذکورہ ڈاکٹر نے انسانی خدمت کے نام پر نجانے کتنے لوگوں کو اس جہان فانی سے رخصت کرنے میں اپنا گھناؤنا کردار ادا کیا ہو گا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار تھی یا تحریک استحقاق تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی ہے اور استحقاق بھی ہے۔ (قہقہہ)
جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں اس کا جواب تو ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا گیا ہے ورنہ اگلے سیشن کے لئے pending ہونی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں سب کی طرف آتا ہوں۔ جو جو ساتھی ہیں میں سب کو floor دوں گا۔ بلوچ صاحب میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ پہلے مخدوم صاحب فرمائیں آپ نے کیا فرمانا ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں صرف آپ کا ایک منٹ لوں گا اور میں چاہوں گا کہ رانا صاحب اس پر غور فرمالیں مگر وہ دیکھ نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! مخدوم صاحب آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں مختصر سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں حال ہی میں Punjab House اسلام آباد میں تھا تو وہاں کے عملہ کے کچھ لوگوں نے یہ issue raise کیا تھا کہ وہاں کافی سارے حضرات ایسے ہیں جو بہت سالوں سے وہاں کام کر رہے ہیں مگر عارضی بنیاد پر۔ ان میں سے چند لوگ بہت مضبوط سفارش کی بنیاد پر مستقل ہوئے مگر باقی اسی طرح temporary basis پر کام کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اتنے سال گزر جانے کے باوجود ہمیں regularize نہیں کیا گیا۔ میں صرف لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہ رہا تھا کہ وہ اس معاملے پر کچھ ہو سکے تو کوئی عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں سب کی طرف آ رہا ہوں۔ پرویز رفیق کے بعد خواجہ صاحب آپ کی باری ہے۔ بلوچ صاحب آپ کا تو ابھی بہت وقت پڑا ہے بے فکر رہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھہر جائیں۔ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر توجہ دیں کہ جو Constitution of Pakistan کا آرٹیکل 23 یہ کہتا ہے کہ:

Every citizen shall have the right to acquire, hold and dispose of property in any part of Pakistan, subject to Constitution and any reasonable restrictions imposed by law in the public interest.

لیکن بد قسمتی سے پچھلے پانچ مہینے سے میری تحصیل فیروز والا میں نہ جانے پنجاب گورنمنٹ کی رِٹ قائم ہے یا کوئی فیڈرل گورنمنٹ کی رِٹ قائم ہے وہاں پر انہوں نے رجسٹریاں بالکلcloseکی ہوئی ہیں۔ کوئی آرڈر نہیں ہے وہاں قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہم rule of lawکی بات کرتے ہیں میں ہر فورم پر گیا میں ڈی ڈی او(آر) کے پاس گیا تو اس نے کہا ڈی سی او کے پاس جاؤ۔ جب ڈی سی او کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ کمشنر کے پاس جاؤ۔ جب کمشنر کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ چیف منسٹر ہاؤس جاؤ۔ کہیں پر کوئیwritten orderموجود نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر قانون اور آئین میں ایسی کوئی شق ہے تو پھر کریں لیکن فیروز والا کو کوئی ایسا حصہ نہ بنادیں کہ وہاں پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی کرے، ڈی سی او اپنی مرضی کرے، جس کا جو دل چاہے کرے۔ وہ رجسٹری پانچ مہینے سے رُکی ہوئی ہے۔ براہ مہربانی اس پر توجہ دیں وہاں کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ شکریہ

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ پہلے ذرا ان کی بات کا جواب آنے دیں اس کے بعد خواجہ صاحب میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب یہ آپ کو مل لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی تحریراً چیز میرے حوالے کریں تاکہ میں اس کا جواب منگوالوں یا پھر یہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جی، میں ان کو تحریراً دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا اجلاس ہونے کی وجہ سے
اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا مطالبہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر !17۔فروری کے اجلاس میں بھی request کی تھی کہ یہ جو ہمارا موجودہ سیشن چل رہا ہے اللہ کے فضل سے یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا سیشن ہے۔ آپ کی اس سیٹ پر موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں دوبارہ درخواست کروں گا کہ ہمارے ان تمام ملازمین بھائی جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس سیشن کو چلانے میں ہماری مدد کی ہے، جنہوں نے ہر طرح سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے ہمیں تو یقیناً اس کے allowances ملیں گے لیکن ان ساتھیوں اور ان بھائیوں کے لئے بھی آپ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ کا اعلان کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس کے ہمارے ملازمین بھائی جن کی ڈیوٹی پنجاب اسمبلی میں depute ہے۔ ان ملازمین کے ساتھ کئی سال سے یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ وہ کام یہاں کرتے ہیں جب سیشن ہوتا ہے تو بجلی، پانی تمام چیزوں کی ذمہ داری ان پر ہوتی ہے لیکن ان کو کوئی extra allowances نہیں ملتے ان کو کوئی overtime نہیں ملتا۔ میری جناب سے استدعا ہے کہ ان تمام ملازمین کے لئے آپ دست شفقت فرمائیں اور خصوصی طور پر ان کے لئے بھی ایک ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ کا اعلان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملہ کی تنخواہ کی ادائیگی کا معاملہ فنانس کمیٹی کے سُپرد کیا جاتا ہے۔ وہ دیکھ کر جو فیصلہ کرے گی اس کو پھر ہم دیکھ لیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے پوری طرح سے confirm تو نہیں ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ کسی بھی بجٹ سیشن کے علاوہ یہ سب سے لمبا سیشن ہے۔ بجٹ سیشن بیس، پچیس دن یا بعض اوقات ایک ماہ کا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ سیشن دس پندرہ یا سترہ دن کے ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ سیشن بجٹ سیشن کے برابر ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ordinary

sessions میں سب سے لمبا چلا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سیکرٹریٹ ملازمین کا حق بنتا ہے کہ ا نہیں ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سلسلے میں سپیکر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ بھی اس بارے میں inclined ہیں تو میرا خیال ہے کہ کل جب اجلاس prorogue ہو گا تو اس قسم کی announcement ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔جی، سیمل کامران صاحبہ! آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں نے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتی ہوں۔ ان کے بعد کچھ عرض کروں گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اپنی بہن سیمل کامران کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مہربانی فرمائی اور مجھے ٹائم دیا۔ ایک میگزین The Parliamentarian جو کہ لندن سے شائع ہوتا ہے اور اس میں ہمارے پنجاب اسمبلی کے دو افسران نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جو ہماری اسمبلی کے متعلق تھا جس میں پنجاب اسمبلی کی سو سالہ تاریخ پر جو ریسرچ تھی وہ شائع ہوئی ہے اور میں انہیں appreciate کروں گا۔ انتہائی محنت اور لگن سے انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے دو ریسرچ آفیسرز عبیدہ ہارون اور خالد محمود صاحب نے انتہائی محنت کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ میں اس پورے House کی طرف سے انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان کو appreciate بھی کرتا ہوں اور ان سے یہ توقع بھی کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی محبت اور لگن سے کام کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا نمبر بعد میں آئے گا۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں پر دیگر ملازمین کی بات ہو رہی تھی تو بجلی والے بھی یہاں پر کام کرتے ہیں اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے چند ملازمین جو صبح سے لے کر رات تک یہاں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں ان کے متعلق بھی یہ سفارش کروں کہ سپیکر صاحب اگر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ لکھ بھیجیں کہ جو special benefits مراعات اور اضافی تنخواہ وغیرہ دی جاتی ہیں اس میں ان چند لوگوں کی بھی recommendation بھیج دی جائے۔ ڈیپارٹمنٹ میں پیسا موجود ہے اور اگر سپیکر صاحب ان بجلی والوں کو بھی recommend کر دیں گے تو ان کے لئے بھی یہ ایک اضافی benefit ہو جائے گا جس طرح اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو ملتا ہے اور ان کے کام کرنے کے hours بھی کچھ زیادہ ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ آپ سپیکر کی Chair پر جہاں دوسرے ملازمین کے لئے مہربانی کر رہے ہیں وہاں بجلی والوں کے لئے بھی یہ بات فرما دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمیشہ جب بھی اجلاس ہوتا ہے ان کے لئے recommendation letter سپیکر آفس سے جاتا رہا ہے اور اس دفعہ بھی لازمی طور پر ان کا لیٹر جائے گا۔

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انبساط صاحبہ آپ کوئی بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ جو ہمارے بجلی والے ہیں انہیں کبھی بھی یہ benefits نہیں ملے۔ یہ پہلی دفعہ ہے اگر آپ نے مہربانی کرنی ہے تو آپ ہی فرما دیں ان بے چاروں کو پہلے نہیں ملتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کے لئے پھر لیٹر بھیجیں گے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی تھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹروں کے، ہسپتالوں کے، اتنے زیادہ یہاں مسئلے مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے ممبران اتنے پریشان ہیں تو عام آدمی کا

کیا حال ہو گا۔ میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف جو کبھی بھی اجلاس میں نظر نہیں آئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے وہ آپ سے زیادہ نظر آئے ہیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب والا! ان کی سیٹ کچھ اور ہے اگر مجھے ان کی سیٹ ملے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ روز نظر آؤں گی لیکن میں آپ کے توسط سے ان کو یہ کہنا چاہ رہی ہوں اور ان کو یہ message پہنچانا چاہ رہی ہوں کہ خدا را He is the person who is in-charge of all the departments جن میں problems ہو رہی ہیں۔ رانا صاحب کو ساری فائلیں دے کر سارا کام ہی رانا صاحب کے کمزور کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ ان کے کمزور کندھے اتنی ذمہ داری برداشت نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ Order in the House. محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! محترمہ نے پہلی دفعہ انکشاف کیا ہے کہ رانا صاحب بھی کمزور ہیں ہم تو صرف مونچھیں اور راجپوت دیکھ کر تسلی دے دیا کرتے تھے۔ یہ تو نیا انکشاف ہوا ہے کہ وہ اس عمر میں ہی کمزور ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب یوگا بھی کرتے ہیں ان کے کندھے کمزور نہیں ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ان کے اعصاب کتنے مضبوط ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فوزیہ بہرام صاحبہ ان کے بعد آپ کی طرف بھی آ رہا ہوں۔ جناب شیر علی خان!

لاہور پولیس میں بھرتی ہونے والے سابق فوجیوں

کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

جناب شیر علی خان: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کیونکہ ملازمین کی بات ہو رہی تھی تو میں نے سوچا میں بھی کر دوں۔ 1400 سابقا فوجی پولیس میں بھرتی کئے گئے تھے جن میں سے ایک ہزار ملازمین دوسرے اضلاع میں بھیجے گئے ان کو ڈسٹرکٹ پولیس کی مد سے تنخواہیں مل رہی ہیں اور چار سو پولیس ملازمین جو لاہور میں تعینات ہیں ان کو ابھی تنخواہ نہیں ملی۔ ان میں سے کافی سارے لوگ پنجاب اسمبلی کی سکیورٹی میں بھی تعینات ہیں۔ ان ملازمین کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کے گھروں میں بھوک ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ ان کو تنخواہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ان کی تنخواہوں کا خیال رکھیں۔ اگر ملازم رکھے ہوئے ہیں تو ان کو تنخواہ ملنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو چیک کروا کر کل میں اس بارے میں بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! محترمہ انبساط حامد اور وزیر قانون صاحب دونوں میرے بڑے پرانے واقف ہیں اور وزیر قانون صاحب میرے پہلے دو مرتبہ colleague بھی رہے ہیں لیکن آج میں انبساط صاحبہ کی بات سن کر بہت پریشان ہو گئی ہوں، میں نہیں چاہتی کہ ان کے کمزور کندھوں پر اتنا بوجھ ڈال کر مزید کمزور کروں ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کندھوں کو مضبوط کرنے کے لئے مناسب وٹامن کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے رانا صاحب اب اس کا جواب تو بنتا ہے کیونکہ اعتراض بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں انبساط صاحبہ اور فوزیہ بہرام صاحبہ کو گزارش کروں گا کہ وہ جو vitamins مجھے کھلانا چاہتی ہیں وہ مجھے recommend کر دیں تو انشاء اللہ میں ان کی اس کوشش سے استفادہ کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا!میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ2010-2-18کو اندراج نمبر97کو میں نے اجلاس کے اندر نوٹس برائے تحریک التوائے کار پیش کیا تھا کیونکہ وہ تحریک آپ کے پاس نہیں پہنچی میں اس کو دوبارہ پڑھنے لگا ہوں۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ آج کے لئے واقعی pending ہوئی تھی اس کا جواب میرے پاس موصول ہوا ہے لیکن اس جواب سے ڈاکٹر صاحب مطمئن نہیں ہیں اس جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب میری اس میں گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔یہ کل کے لئے رکھ لیں کل جیسے ہی تحریک التوائے کار شروع ہوں گی آپ کا نمبر پکار کر آپ کو کہہ دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس بات سے ڈاکٹر صاحب مطمئن نہیں ہیں وہ میں آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ تحریک التوائے کار کے پیش نظر ڈائریکٹر جنرل انکوائریز اینڈ مانیٹرنگ محکمہ لوکل گورنمنٹ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس کی انکوائری رپورٹ دس یوم کے اندر پیش کریں۔میں آج ہی متعلقہ محکمہ سے کہہ رہا ہوں کہ اس کی prima facie report کل تک دے دیں باقی رپورٹ پھر دس دن میں یا اگلے اجلاس تک آجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب!آپ میری بات سنیں اگر آپ ٹیکنیکل بات کریں گے تو تحریک التوائے کار کا وقت already ختم ہو چکا ہے۔وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کل اس کی رپورٹ پیش کر دیں گے۔جی،منڈا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ آپس میں decide کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! سید حسن مرتضیٰ صاحب مجھ سے بڑے ہیں میرے سینئر ہیں وہ پہلے بات کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب ابھی vitamins کا پوچھ رہے تھے وہ بات محاورتاً ہوئی تھی شاید انہوں نے غلط سمجھا ہے۔ دوسری جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر خالد صاحب دوسرے دن سے بجٹ اٹھائے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ کس کا بجٹ تھا کہیں غلط تو نہیں اٹھائے پھر رہے۔ یہ کس کا بجٹ تھا کون کھا گیا ہے کہ کم از کم House کو اتنا تو بتا دیں کہ یہ کس ایم پی اے، کس ایم این اے اور کس پی ایم اے کا بجٹ تھا؟

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ بس بات ہو گئی آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں چونکہ آپ نے اپنی باری چھوڑ دی تھی سیمل کامران صاحبہ پھر اس کے بعد آپ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! پہلے سیمل کامران صاحبہ پھر آپ۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی باری چھوڑ دی تھی۔ اب پہلے سیمل کامران صاحبہ بات کریں گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں مسٹر منڈا سے request کرتی ہوں کہ Please don't disturb agenda میں سب سے پہلے تو Chair اور معزز لاء منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اس پورے اجلاس میں ہم نے آپ تینوں کو سب سے زیادہ تنگ کیا اس کے لئے میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں برداشت کیا۔ میں آپ کے سامنے دو بڑے important issues پیش کرنا

چاہتی ہوں۔ پنجاب میں سوشل سکیورٹی کے جو ہسپتال ہیں وہاں پر male and female دونوں employees جاتے ہیں لیکن جب male employees جاتے ہیں تو ان کی فیملی کو treat کیا جاتا ہے اور انہیں میڈیکل کی تمام possible facilities دی جاتی ہیں لیکن جب وہاں خواتین جاتی ہیں تو ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ کفالت کرنا صرف باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے لہذا آپ کے بچوں کا اور نہ ہی آپ کے والدین کا علاج معالجہ ہو سکتا ہے۔ اگر آپ نے علاج کروانا ہے تو enroll کروا کر لائیں۔ ان کا service structure same ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح deliver کرتی ہیں جس طرح ایک male member کرتا ہے تو پھر خواتین کے ساتھ یہ discrimination کیوں کی جا رہی ہے؟ مہربانی فرما کر اس پر بھی غور فرمائیں۔

جناب سپیکر! آج میرے ہاتھ میں بہت اہم document آیا ہے یقین مانئے کہ اسے دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے۔ فوڈ سٹمپ سکیم کے بارے میں میرا ایک سوال تھا جس کا محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ (ق) لیگ، پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ، فنکشنل لیگ تمام لوگوں کو فوڈ سٹمپ پروگرام کے فنڈز distribute کئے گئے تھے۔ نیچے یہ لکھا ہے کہ کچھ خواتین جن کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے انہیں بھی یہ فنڈ دیا ہے اور ان تین ممبران کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ پہلے بھی یہ لوٹا کریسی ہوتی تھی یہ کوئی آج پہلی دفعہ نہیں ہو رہی لیکن کیا اسے legalize کیا جائے گا اور اس طرح سے اسے document میں لایا جائے گا؟ اس کا مطلب ہے کہ اسے ایک قانونی حیثیت دی جا رہی ہے۔ آپ نے، لاء منسٹر صاحب نے اور تمام ممبران جو پچھلی دفعہ اپوزیشن میں تھے آپ سب نے جیسے اپوزیشن گزاری میں آپ سب کو salute کرتی ہوں کہ سب اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور اپنی پارٹی کے ساتھ دغا نہیں کیا لیکن کیا یہ دغا دینے کا سرٹیفکیٹ ہے، کیا جنہوں نے اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ dishonesty کی ہے یہ اس کا سرٹیفکیٹ ہے؟ آپ اسے legalize کرنے کے لئے documents میں ڈال رہے ہیں۔ this is Sir, too much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: میں اس پر احتجاج کرتی ہوں اور احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please order in the House, order in the House. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):ندیم کامران کو بھیجیں کہ وہ محترمہ کو منا کر ایوان میں لائیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آج آپ نے اور سپیکر صاحب نے بھی کہا تھا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر!محترمہ کو منانے کے لئے منڈا صاحب کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منڈا صاحب اور حسن مرتضیٰ صاحب جا کر محترمہ کو واپس ایوان میں لائیں۔شیخ صاحب!پلیز آپ بات کریں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ اور چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ)
محترمہ سیمل کامران کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آج ایک تحریک التوائے کار پر عام بحث کے لئے ٹائم مقرر کیا گیا تھا لہذا اس پر بحث سن لیں پھر اس پر لاء منسٹر صاحب نے بھی کوئی بات کرنی ہے اور گورنمنٹ کا view دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ نے جو بات کی ہے۔اب آپ اس پر کیا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کو آج عام بحث کے لئے رکھا گیا ہے لہذا آپ اس پر دوسرے ممبران کی بات سن لیں۔میں 30 سال اور اس سے اوپر کی جن 17 فیصد خواتین کے لئے ملازمتوں میں حصہ مانگ رہا ہوں اس پر بات سن لیجئے اور پھر لاء منسٹر صاحب سے کہئے کہ وہ اس پر گورنمنٹ کا view دیں چونکہ ہم نے آج کے ایجنڈے پر اسے رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرے خیال میں یہ آج کے بزنس میں نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیجئے۔جمعرات کو یہی بات ہوئی تھی۔ابھی سپیکر صاحب نے بھی کہا کہ ہاں ٹھیک ہے اسے بعد میں سنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں اسے اسمبلی سیکرٹریٹ سے دیکھ کر آپ کو بتاتا ہوں۔دو قرار دادیں ہیں میں ان کو دیکھ لوں اور آپ اتنی دیر میں شیخ صاحب والی بات کو thrash out کر لیں۔ جناب پرویز رفیق ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران اپنا واک آؤٹ
ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لائیں)

میں محترمہ سیمل کامران کو ایوان میں واپس آنے پر welcome کرتا ہوں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تحریک کو oppose کر رہے ہیں یا قرارداد کو؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں قرارداد کو oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ابھی تشریف رکھیں۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک منظور ہوئی لہذا محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر مسلموں کو مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس / پرمٹوں کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے نیز پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کر کے شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر مسلموں کو مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس / پرمٹوں کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے نیز پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کر کے شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔"

SYED HASSAN MURTAZA: I oppose.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جو جو اس پر بات کرنا چاہتے ہیں میں باری باری سب کو موقع دوں گا۔جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں عرض کروں گا کہ میرے بھائی نے جو قرارداد پیش کی ہے جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو میں نہیں جانتا کہ ان کے مذہب میں یہ جائز ہے یا نہیں، حرام ہے یا حلال؟ میں تو یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ جب شراب پر پابندی لگی تو اس وقت ٹھیکے ہوتے تھے اور جس نے پینی ہوتی تھی وہ جا کر پرمٹ پر شراب لے کر پی لیتا تھا۔جب اس پر پابندی لگی تو پھر گھر گھر شراب کی بھٹیاں لگ گئیں وہ زہریلی شراب ہوتی تھی اس سے سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اترے۔شراب پر اسی پابندی کی وجہ سے یہاں پر ہیروئن آئی۔آج ہمارے ملک میں جمہوریت کی حکمرانی ہے اور ہم ایسے قانون کیوں بناتے ہیں جن پر implement نہیں کروا سکتے۔ اب بھی عیسائیوں کے نام پر جو پرمٹ بنے ہوئے ہیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان سے تقریباً80 فیصد مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔

معزز اراکین: 98 فیصد۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اس شراب سے 98 فیصد مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔ہمارے مذہب میں یہ بالکل حرام ہے اور یہ کسی بھی صورت میں قابل قبول ہے ہی نہیں لیکن اس کے باوجود ہم مذہب کے ساتھ بھی مذاق کر رہے ہیں، ہم اپنے آئین اور قانون کے ساتھ بھی مذاق کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر بے شمار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہمیں ایسی پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں جن پر عملدر آمد نہ کروایا جا سکے۔ہم جس چیز کو regulate نہیں کر سکتے اس پر پابندی لگا دیتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔Order in the House. اصولاً ہوتا تو یہ ہے کہ جب کوئی قرارداد oppose ہو تو پہلے اس کا محرک اپنی قرارداد کے حق میں بات کرتا ہے لیکن حسن مرتضیٰ صاحب کو بہت زیادہ جوش تھا اور وہ oppose کرتے ساتھ ہی شروع ہو گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ چیز ہی ایسی ہے جو اچھال کر رکھ دیتی ہے۔آپ دیکھیں کہ پورا House کیسے تڑپ رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے محرک کو تو بات کر لینے دیں۔جی، پرویز رفیق صاحب! آپ نے اپنی قرارداد کے حق میں کوئی بات کرنی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے قرارداد پیش کی ہے تو definitely بات بھی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر قرارداد کو دیکھیں تو میں نے اس میں کہا ہے کہ "مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس اور permits کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔" اس کے بعد میں نے کہا ہے کہ "پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کیا جائے۔"

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ Article-25 کے تحت یہ آئین پاکستان کی violation ہے کیونکہ مذہب کی بنیاد پر کوئی discrimination کی جا سکتی ہے، کسی کو زیادہ promote کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو زیادہ disgrace کیا جا سکتا۔ میرے پاس اس وقت بائبل ہے اور اس کے مختلف حوالے ہیں۔ میں یہاں پر ایک community کا نمائندہ ہوں۔ میں دو دفعہ پہلے بھی اسمبلی سیکرٹریٹ میں قرارداد جمع کروا چکا ہوں۔ اب آپ نے اجازت دی ہے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین اور law کی severe violation ہے کہ غیر مسلموں کے لئے شراب جائز قرار دے دی گئی ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ شراب پینا منع ہے۔ میں یہاں پر بائبل کا حوالہ پڑھ دیتا ہوں۔ یہ بائبل مقدس میں سے امثال کی کتاب کا باب نمبر 23 ہے، اس کی آیات نمبر 19 سے 21 تک ہیں۔ ان میں کہا گیا ہے کہ:

> "اے میرے بیٹے! تو سُن اور دانا بن اور اپنے دل کی رہبری کر۔ تو شرابیوں میں شامل نہ ہو اور نہ حرص کبابیوں میں کیونکہ شرابی اور کھاؤ کنگال ہو جائیں گے اور نیند ان کو چیتھڑے پہنائے گی۔"

اس کے بعد آیت نمبر 29 میں کہا گیا ہے کہ:

> "کون افسوس کرتا ہے، کون غم زدہ ہے، کون جھگڑالو ہے، کون شاکی ہے، کون بے سبب گھائل ہے اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ وہی جو دیر تک مے

نوشی کرتا ہے،وہی جو ملائی ہوئی مے کی تلاش میں رہتے ہیں۔مے لال لال ہو،جب اس کا عکس جام پر پڑے اور جب وہ روانی کے ساتھ نیچے اترے تو اس پر نظر نہ کر کیونکہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی اور اسی کی طرح ڈس جاتی ہے۔"

اس کے بعد بائبل مقدس میں سے ایک اور حوالہ ہے کہ:

پلوس رسول کا خط کرنتیوں کے نام:"کوئی شرابی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا"

جناب سپیکر!آپ آئین پاکستان کو اٹھا کر دیکھیں،Article-36میں کہا گیا ہے کہ:

Protection of minorities:-The State shall safeguard the legitimate rights and interests of minorities, including their due representation in the Federal and Provincial services.

اس کے علاوہ آئین پاکستان کاArticle-14یہ کہتا ہے کہ:

14. (1) The dignity of man and, subject to law, the privacy of home, shall be inviolable.

جناب سپیکر!Article-36میں.legitimate rights and interests کو protect کیا گیا ہے تو کیا

Drinking of alcohol and its sale may be legitimate rights when it is prohibited/discouraged by Bible?

میرا یہ مؤقف ہے کہ صوبہ پنجاب میں 50 لاکھ سے زیادہ minorities ہیں۔اب اگر آپ اعداد و شمار اٹھا کر دیکھتے ہیں تو محکمہ ایکسائز پنجاب نے تقریباً6010 کے قریب permits جاری کئے ہیں۔اس حوالے سے lawبنایا گیا ہے کہ six units ملیں گے، One unit is equal to one bottle. اور اس میں اس کی مقدار بھی دی گئی ہے۔یہ 36ہزار کے قریب بوتلیں بنتی ہیں۔ لاکھوں کی آبادی میں سے صرف6ہزار لوگوں نے اس کوownکیا،اپنا ذریعہ معاش بنایا اور اس کی آڑ

میں شراب کا کاروبار جاری ہے۔اکثریت نے اس permit کو own نہ کر کے یہ message convey کیا ہے کہ مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے۔اس حوالے سے قانون سازی کرنا ہماری jurisdiction ہے۔

Criminal Laws/Hadood Laws in Concurrent Legislative List are not in Federal Legislative List. So provinces have a right to legislate in this matter.

لہذا میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب میں جو اقلیتوں اور مسیحوں کو مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس جاری کئے گئے ہیں انہیں منسوخ کیا جائے اور اسی بنیاد پر جو شراب ہوٹلوں میں فروخت ہو رہی ہے اسے بھی فوری طور پر بند کیا جائے۔پنجاب حکومت نے جس طرح N.F.C, Award میں اپنا ایک role ادا کیا ہے اسی طرح شراب کی فروخت پر پابندی لگا کر بھی اپنا role ادا کرے کیونکہ قرآن اور سنت میں بھی شراب کی ممانعت آئی ہے۔یہ بہت ہی misquotation کی گئی ہے کہ non Muslims کو شراب کی فروخت کی اجازت ہے۔اس میں ایک plea یہ لی گئی ہے کہ ان کو یہ شراب religious purposes کے لئے supply کی جاتی ہے۔میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہر ماہ ہماری کوئی ایسی Religious ceremonies نہیں ہوتیں کہ جس میں شراب کی اجازت ہو۔آپ permit holders کو دیکھ لیں کہ کیا وہ پادری یا چرچ کے رہنما ہیں؟وہ عام لوگ ہیں، جنہوں نے اس کو کاروبار بنایا ہوا ہے اور میرے مذہب اور میری قوم کو یہ لعنت دیکھنا پڑ رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔شراب کے کاروبار کو کسی مذہب کی آڑ میں نہ کریں۔جس طرح حسن مرتضیٰ صاحب کہہ رہے تھے تو مجھے بھی شراب کی فروخت پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔یہاں پر ہیروئن فروخت ہو رہی ہے، چرس فروخت ہو رہی ہے اور every one knows it جبکہ شراب ہمارے مذہب کی آڑ میں فروخت کی جا رہی ہے۔میں کہتا ہوں کہ شراب بے شک فروخت کی جائے لیکن ہمارے مذہب کی آڑ لے کر نہیں۔جس طرح آپ پٹرول پمپ دیتے ہیں، سیمنٹ کا permit دیتے ہیں وہ آپ کسی مذہب کی بنیاد پر نہیں دیتے۔حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان جو بھی permit جاری کرتی ہے وہ مذہب کی بنیاد پر جاری نہیں ہوتے بلکہ اس کی کوئی اور شرائط ہوتی ہیں۔

تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر واقعتاً ہی ہم نے شراب رکھنی ہے۔پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ قران پاک،بائبل مقدس اور دوسرے مذاہب میں شراب کی ممانعت ہے۔میں guarantee سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے۔Religious ceremonies کے لئے wine کی اجازت ہے اور wine کا اس liquor سے کوئی تعلق نہیں ہے۔میری گزارش ہے کہ تمام مذاہب کی الہامی کتابوں کی روشنی میں ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم شراب کی فروخت کی اجازت مذہب کی بنیاد پر دیں۔ہمیں بڑا بھائی ہونے کے ناتے،ایک بڑا صوبہ ہونے کے ناتے،عددی حوالے سے یہ پاکستان کا سب سے بڑا جمہوری ایوان ہے تو ہمیں یہاں سے یہ message دینا چاہئے کہ ہم تمام مذاہب کا احترام کرتے ہوئے اس شراب کی فروخت پر پابندی لگاتے ہیں۔یہ سماجی برائی بھی پیدا کرتی ہے،کوئی باشعور،عزت والا یا غیرت مند آدمی اس چیز کی اجازت نہیں دے سکتا۔افسوس کی بات یہ ہے کہ مسیحی خواتین کو بھی شراب کے لائسنس مذہب کی آڑ میں جاری کر دیئے جاتے ہیں۔یہ ہمارے لئے بہت ہی افسوس اور شرم کی بات ہے۔میں یہاں پر ایک community کا نمائندہ ہونے کے ناتے کہتا ہوں کہ اس پر پابندی لگائی جائے۔اس معزز ایوان میں میرے دوسرے مسیحی بھائی بھی بیٹھے ہیں،وہ سب یہ جانتے ہیں کہ بائبل مقدس میں اس کی ممانعت ہے اور اسی طرح دوسرے مذاہب میں بھی اس کی ممانعت ہے۔میرے دوسرے اقلیتی بھائیوں کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو اس معزز ایوان سے پاس کروایا جائے اور فوری طور پر اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!میرے بھائی پرویز رفیق صاحب نے جو قرارداد House میں پیش کی ہے میں اس کی spirit کے خلاف نہیں ہوں لیکن انہوں نے on the floor of the House جو الفاظ بار بار استعمال کئے ہیں ان پر مجھے اعتراض ہے۔اپنی قرارداد میں بھی انہوں نے اسی بات پر زور دیا ہے کہ شاید صرف مسیحی لوگوں کو ہی شراب کے permit دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!امتناع منشیات کے حوالے سے جو بھی permit جاری ہوتے ہیں وہاں پر مذہب نہیں بلکہ غیر مسلم یا اقلیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ permit صرف مسیحوں کو ہی نہیں

دیئے جاتے۔ یہاں پر حسن مرتضیٰ صاحب نے تھوڑی سی background بتانے کی کوشش کی لیکن جس طرح آپ نے کہا کہ وہ ایک ایسا issue تھا کہ وہ بہت زیادہ جذباتی ہو گئے اور میرے بھائی پرویز رفیق صاحب نے بھی اس بات کی history نہیں بتائی کہ کس موقع پر، کب اور کن حالات میں non-Muslims کو شراب کے permit جاری کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ہم تھوڑا سا تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائیں تو میرے خیال میں 1975 یا 1976 کی بات ہو گی اور شاید میری بات میرے کسی معزز دوست کو بری لگے اس کے لئے میں معذرت چاہوں گا۔ محترم ذوالفقار شہید بھٹو کا وزارت عظمیٰ کا دور تھا اور علماء کرام کی ایک تحریک زوروں پر تھی اور صرف علماء کرام کو خوش کرنے کے لئے جب اس وقت کے وزیر اعظم نے قومی اسمبلی کے floor پر تقریر کی تو انہوں نے کہا کہ ہم اقلیتوں کو ان کی مذہبی رسومات کو پورا کرنے کے لئے شراب کے permit جاری کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تب بھی لفظ غیر مسلم استعمال کیا گیا تھا اور کہیں بھی مسیحی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا تھا، تاریخ اس بات کی شاہد ہے اور قومی اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس وقت کے ہمارے ایک ہندو MNA رانا چندر سنگھ جو اس وقت اس دنیا میں نہیں رہے میں آج خاص طور پر ان کا نام اس floor پر لینا چاہوں گا کہ انہوں نے وزیر اعظم کی تقریر کے دوران point of order پر یہ کہا تھا کہ چونکہ ہماری community میں ہماری مذہبی رسومات کو پورا کرنے کے لئے شراب کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہمیں شراب استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ میرے خیال میں یہاں پر اس بات کا یہ تاثر دینا کہ شراب کے permit صرف مسیحوں کے لئے ہی دیئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں اس بات کو condemn کروں گا۔ میں نے پہلے ہی یہ گزارش کی ہے کہ میں اس قرارداد کے spirit کے مخالف ہرگز نہیں ہوں۔ میرے بھائی نے یہاں پر بائبل مقدس میں سے حوالے دیئے یقیناً جس طرح دوسرے اہل کتاب جیسا کہ میرے مسلمان بھائی اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں جس طرح مذہب اسلام میں شراب حرام ہے اسی طرح مسیحیت میں بھی شراب مکمل طور پر حرام قرار دی گئی ہے اور جس طرح انہوں نے بائبل مقدس کا حوالہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ جب بائبل میں یہی لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی شرابی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس کے بعد تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے مذہب کے بارے میں کسی قسم کی صفائی دینا یا اپنے مذہب کے بارے میں بات کرنا مناسب نہ ہے۔ انہوں نے اس

بات کا بھی حوالہ دیا کہ پنجاب بڑا صوبہ ہے اور پنجاب کو بڑا بھائی ہونے کے ناتے اس حوالے سے initiative لینا چاہئے یقیناً پنجاب نے ہمیشہ اور خاص طور پر اس دور حکومت میں جتنے سیاسی اور اخلاقی فیصلے کئے وہ پنجاب نے بڑا بھائی ہونے کے سبب سے اچھے فیصلے کئے۔ پنجاب کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے لیکن میں پرویز رفیق صاحب کی بات کو ہی آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ اس ملک اور اس صوبے میں صرف مسیحی نہیں بستے یہاں Hindu Community بھی بستی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں ان کا point of view بھی لینا بے حد ضروری ہے کہ جس طرح 1976 میں رانا چندر سنگھ نے کہا کہ ہماری مذہبی رسومات ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہیں تو اگر minority community اس بات کے لئے اپنا حق مانگتی ہے تو میرے خیال میں ان کا point of view بھی لینا چاہئے۔ میں اس قرارداد کو بالکل oppose نہیں کر رہا لیکن آپ کی وساطت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ جہاں مسیحیت میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پورے ملک میں اور چاروں صوبوں میں مکمل طور پر شراب کی فروخت ہوٹلوں میں یا کہیں بھی ہے وہ بند کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قرارداد میں یہ بھی لکھ دیا جائے کہ ہم وفاقی حکومت سے یہ پرزور سفارش کرتے ہیں کہ پورے ملک میں شراب کی فروخت پر پابندی لگائی جائے تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب! میرے پاس نام آئے ہوئے ہیں میں آپ کا نام بھی لکھ لیتا ہوں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ! میں نے آپ کا نام بھی نوٹ کر لیا ہے میں اسی حساب سے سب کو بلاتا جاؤں گا۔ اب خلیل طاہر سندھو صاحب کی باری ہے۔ (قطع کلامیاں)

PARLIAMENTATRY SECRETARY FOR HUMAN RIGHT & MINORITEIS(Mr. Khalil Tahir Sindhu): Mr. Speaker, first of all I am thankful to you that you have given me time to share about my views and religious views about this Resolution. Honourable Speaker, this law was passed in 9th February… (Interruptions)

معزز اراکین: اُردو میں بات کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، اردو میں بات کر لیتے ہیں۔ 1976 تک شراب عام تھی اس کے بعد 1976 میں اور پھر 1979 میں اس کو باقاعدہ

ایکordinance کی شکل دی گئی اور اس کا نامHadood Prohibition Enforcement Ordinance as well as Prohibition Enforcement Hadood Order 1979. اس کے بعد اسordinance کو8th amendment نےshelter دی اور جب آٹھویں ترمیم نے اس کوshelter دے دی تو اب permit صرف پنجاب میں نہیں ہیں یہ Capital Authority permit, کے علیحدہ ہیں، Capital Islamabad Prohibition and Enforcement Hadood، سرحد کے علیحدہ ہیں، بلوچستان کے علیحدہ ہیں اور سندھ کے علیحدہ ہیں۔ میں قطعی طور پر اس قرارداد کے مخالف نہیں ہوں کہ جوpermit religious base پر دیئے جاتے ہیں ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں لیکن as a student of law میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب صرف وفاقی حکومت کو سفارش کر سکتا ہے کیونکہ8th amendment نے اس کو ایکlegal shelter دی ہوئی ہے اور آپ خود بھی قانون دان ہیں اس لئے اپنے بھائی سے میریhumble submission یہ ہو گی کہ اس میں تھوڑا سا اورadd کریں اور جہاں تک Article-17. Prohibition and Enforcement Hadood Ordinance میں صرف غیر مسلموں کوpermit جاری نہیں ہوتے ہمارے بہت سارے ایسے مسلم بھائی ہیں جوmedicine کا کام ہے ان کے پاس بھی شراب کے یہpermit ہیں اور وہmedicine میں use کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ according to rules of Excise & Taxation Department Homeopathic delusion کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ فی ڈاکٹر اپنی دکان پر رکھ سکتا ہے تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم سارے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر چاروں صوبے اور چونکہ یہ permit federal میں بھی جاری ہوتے ہیں اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہceremonies religious پر خریدی جا سکتی ہے ان کی یہ بات بالکل بجا ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہceremonies religious پر تو vine ہوتی ہےthat is non alcohol تو Minister Worthy Law اور پورے ایوان سے بھی یہ گزارش ہو گی کہ ہم وفاقی حکومت کو اس کی سفارش کریں کیونکہ اگر Federal Government نے law change کرنا ہے تو پنجاب اپنے طور پر permit کس طرح منسوخ کر سکتا ہے؟ Article-16, 17 & 22. Prohibition Enforcement Hadood Ordinance 1979 کے مطابق چونکہ8th amendment نے اس کوshelter دی ہے اس لئے یہlaw منسوخ ہو گا تب یہpermit بند ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی

طرف سے کوئی ایسا غلط message نہ جائے کہ میں شاید اس قرارداد کی مخالفت کر رہا ہوں میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو ضابطہ prescribed ہے اس کے مطابق یہ ایوان Federal Government کو اس بات کی سفارش کرے کہ ان permits کو ختم کیا جائے کیونکہ ضیاء الحق نے اس وقت یہ لفظ لکھا تھا کہ یہ permits non-Muslims کو celebrate the religious ceremony دیئے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمارے نام پر تھوپی گئی ہے جو ہمارے ساتھ زیادتی ہے اس حد تک میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن میں دوسری یہ بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز چاروں صوبوں میں ہے، فیڈرل میں بھی ہے اور بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا Tourism Department ختم ہو جائے گا، last time پیپلز پارٹی کے MNA نے وہاں پر فرمایا کہ اس سے Tourism کو بہت سارا دھچکا لگے گا تو میری simple سی گزارش یہ ہے کہ چونکہ تمام الہامی کتابوں میں کچھ میں prohibited ہے کچھ میں حرام ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایوان اس بات کی سفارش کرے کہ اسے وفاقی حکومت کو بھیجا جائے کیونکہ 8th is the legal amendment اور اس کو 2/3rd majority نے پاس کیا ہوا ہے اس لئے اس وقت اس ordinance کو پورا shelter ملا تھا۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! نہیں۔ اس پر بات ہو جائے پھر میں آپ کو floor دوں گا اس طرح جن لوگوں نے نام دیئے ہوتے ہیں ان کا حق مارا جاتا ہے۔ اس پر بات ہو جائے پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، رانا آصف صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو قرارداد پیش کی کہ غیر مسلم کو permit جاری کرنا اور پھر اس پر پابندی عائد کرنا انتہائی حساس اور پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ یہ کسی ایک مسیحی مسلک میں ہو سکتا ہے، وہ مسلک یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کا حق ہے اور اس کا یہ عقیدہ ہے اور اس کے مسلک میں یہ جائز نہیں ہے لیکن پنجاب میں ہندوؤں سکھوں اور پارسیوں کی بھی کثیر تعداد آباد ہے۔ سکھوں کے متبرک ترین مقامات پاکستان میں واقع ہیں۔ سہوترا صاحب نے بھی ابھی فرمایا ہے کہ ہمیں ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں کا نقطہ نظر بھی معلوم کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری رانا صاحب اور باقی ممبران سے بھی گزارش ہے کہ ایک تو ہم repetition نہ کریں۔ اس کے علاوہ خلیل طاہر سندھو صاحب نے legal and constitutional aspect کے مطابق وضاحت کی ہے۔ اگر اس سے ہٹ کر کوئی بات ہے تو اس کو آپ دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو ہم follow کریں گے اور اس line پر رہیں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ ذرا مختصر بات کر لیں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! یہ فورم دینی اور مذہبی بحث کے لئے موزوں نہیں ہے کیونکہ اقلیتی امور وانسانی حقوق کی وزارت کی کوئی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں ہے، ایسے مسئلے وہاں پر زیر بحث آنے چاہئیں اور اس کے بعد اس ایوان میں لائے جانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس حکومت پنجاب نے ایک Minority Advisory Council قائم کی ہوئی ہے جہاں پر ہندوؤں، پارسیوں اور سکھوں کو بھی رکنیت دی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے یہ گزارش ہے کہ Minority Advisory Council میں یہ تحریک لے کر آئیں اور وہاں پر سیر حاصل بحث کی جائے اور پھر اس کے مطابق ان کا consensus لے کر اس قسم کی درخواست کی جائے اور اس پر پابندی عائد کی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو permit منسوخ کرنے کی درخواست کی ہے تو جن لوگوں کو یہ permit دیئے گئے ہیں وہ اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور عوام کے انتہائی پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بڑے شہروں کے three star اور four star ہوٹلوں سے لائنوں میں لگ کر ان مشروبات کی خریداری کریں۔ وہاں پر ان سے انتہائی تذلیل آمیز سلوک کیا جاتا ہے اور توہین آمیز فقرے کسے جاتے ہیں اور جب یہ لوگ وزیر آباد، گجرات یا سیالکوٹ واپس جا رہے ہوتے ہیں تو پولیس permit ہوتے ہوئے بھی انھیں بسوں سے اتار کر ذلیل کرتی ہے اور ان سے رشوت طلب کی جاتی ہے۔ یہ permit منسوخ کرنے کے بعد ایک آبرومندانہ طریقہ اختیار کیا جائے جیسا کہ سندھ اور بلوچستان میں ہے کہ جہاں پر اقلیتی آبادیاں ہیں اور اقلیتی لوگ رہتے ہیں وہاں پر محکمہ ایکسائز کے زیر انتظام ایسی دکانیں قائم ہیں جہاں سے ان مشروبات کی خریداری ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے چند ماہ میں پنجاب میں اقلیتوں کے ساتھ پے در پے کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جس سے اقلیتوں میں ڈر اور خوف پیدا ہوا ہے۔ اگر اس قسم کی قرارداد پنجاب اسمبلی سے

پاس ہوئی تو اس سے پنجاب حکومت کے بارے میں منفی تاثر پیدا ہو گا۔ جس طرح سندھ اور بلوچستان میں اقلیتیں permit کا استعمال کرتی ہیں اسی طرح پنجاب میں بھی کیا جائے۔ اگر اس کا غلط استعمال ہوتا ہے تو اسے روکا جائے اور اس کے لئے علیحدہ قوانین بنائے جائیں۔ اس طرح نہ ہو کہ پتنگ بازی میں ڈور استعمال ہوتی ہے تو اس پر پابندی عائد کر دی جائے۔ اگر اس طرح کے permit بند کر بھی دیئے گئے تو ہمارے رئیس اور امراء تو ولائتی شراب استعمال کرتے ہیں جو smuggle ہو کر آتی ہے اس کی پابندی تو صرف غرباء پر لگے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں اس پر بحث ایک حد تک ہونی تھی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس بات کو بھی پوری طرح واضح کرنا ہو گا کہ کیا یہ سفارش وفاقی حکومت کو کی جا سکتی ہے یا صرف صوبے کی حد تک محدود رکھا جا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اس کی کیا complications ہو سکتی ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں جو حکم آیا ہے کہ یہ ام الخبائث ہے، ویسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ سر شام اسے پینا شروع کر دیتے ہیں، رات گئے تک پیتے رہتے ہیں، اس کے بعد صبح 5/4 بجے سوتے ہیں پھر 3/2 بجے اٹھتے ہیں اور اٹھنے کے دو گھنٹے بعد پھر اسی کام پر شروع ہو جاتے ہیں پھر اسی کے زیر اثر غل غپاڑہ بھی کرتے ہیں یعنی کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ اچھے اور بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں لیکن وہاں پر بیٹھ کر وہ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں جو کہ تلنگوں اور لفنگوں جیسی ہوتی ہے۔ اس میں اسی چیز کا عمل دخل ہے اس وقت پنجاب حکومت اس لحاظ سے بھی suffer کر رہی ہے کہ بہت سے کام رکے رہتے ہیں اور لوگوں کو کام کرنے کے لئے وقت نہیں ملتا جو کہ ان کے ذمہ ہوتا ہے اس سلسلے میں پنجاب حکومت معزز ایوان کو یقین دلاتی ہے کہ جو بھی معزز ایوان کی sense ہو گی ہم اس پر پورا عمل کریں گے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر آج تمام معزز ممبران اس پر اپنا اظہار خیال کر لیں اور voting کل یا کسی اور دن پر رکھ لیں تا کہ ان ساری چیزوں کو اچھی طرح سے دیکھا جا سکے۔ اس کے بعد معزز ایوان اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ اگر اس کے خلاف قرارداد پاس ہو جائے تو کم از کم وہ لوگ جو اس علت میں ملوث ہیں اور خاص طور پر وہ آئینی عہدوں پر بیٹھے ہیں ان کے محاسبے کے لئے بھی ایوان پوری طرح کمربستہ ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی اموراور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج پرویز رفیق صاحب یہ قرارداد لے کر آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج سے قبل 2004 میں پچھلی حکومت کے دور میں بھی یہاں پر یہ بات ہوئی تھی تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے وہاں پر بھی باقاعدہ اس کو oppose کیا تھا کہ ہمارے نام کو misuse نہ کیا جائے۔ کسی بندے کو مذہب کے نام پر ایسے گھناؤنے کام کرنے کے حوالے سے نامزد کر کے اور revenue اکٹھا کرنا انسانیت کی تذلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس قرارداد کی روشنی میں اور اس کی spirit کو حکومت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہم support کرتے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ پچھلے دور حکومت میں بھی ایک سوال آیا تھا جو ہمارے MMA کے دوست لے کر آئے تھے کہ کم از کم رمضان کے مقدس مہینے میں liquor کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی جائے تو ہم نے اس کو support کیا تھا لیکن اس وقت بھی House کے consensus کے ساتھ اس کی support نہیں ہو سکی تھی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرارداد کا متن یہ ہے کہ مذہب کے نام پر minorities کو ہم اکساتے ہیں یا permit جاری کرتے ہیں اور پھر اس کام کو legalize کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور جیسا کہ بہت سے دوستوں نے یہاں اظہار خیال کیا ہے ہمارے مسیحی اور مسلمان بھائی کہتے ہیں کہ ہم الہامی کتابوں کو ماننے والے ہیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کل، آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے کہ یہ چیز تم پر حرام قرار دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری الہامی کتاب میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ آپ کو جائز قرار دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے اور الہامی کتابوں میں اس کا قول اور فرمان ہے اور جس کے تابع آج ہر شخص اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے انجیل مقدس میں بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ تم پر حرام قرار دی گئی ہے۔ اس نے قرآن مجید میں بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ تم پر حرام قرار دی گئی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اب مذہب کی بنیاد پر مذہب کو target کر کے یا مذہب کی آڑ میں revenue generate کرنے کا معاملہ ختم ہونا چاہئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی بات کی ہے، ان سے پہلے سہوترا صاحب نے 1976 کا ذکر کیا اور رانا چندر صاحب کی بات کی تو انھوں نے "مدھرا" word use کیا تھا کہ ہندو بھائیوں کی مذہبی رسومات میں یعنی

ہولی یاfestivals کی ادائیگی کے لئے "مدھرا" درکار ہے۔ مدھرا کے دوسرے معنی شراب لئے جاتے ہیں کیونکہ culture, tradition and custom کی بات کی جاتی ہے اور ایک مذہب کے ساتھ جوڑا جاتا ہے لیکن ہرminority کے حوالے سے ایک بہت اچھی اور جائز بات آئی تھی کہ Minority Advisory Council وجود میں آچکی ہے جو حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے، اُس میں ہمارےminority کے دوسرے دیگر مذاہب کے نمائندے بھی شامل ہیں تو ہمیں اُن لوگوں کےviews بھی لینے چاہئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب کی بنیاد پر ایسے افراد جو کام کر رہے ہیں جن کے لائسنس کی بابت آج یہ قرارداد جمع کروائی گئی ہے، ہمیں انہیںcondemn کرنا چاہئے۔ آج یہ ایوان اور ہم سب دکھ سکھ کے ساتھی بھی ہیں اور الہامی کتابوں کو ماننے والے لوگ ہیں تو آج ہمیں مثبت سوچ کا مظاہرہ کرنا ہے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس قرارداد کو تھوڑا سا درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تو یہ amendment یہاں پر پنجاب حکومت کر سکتی ہے تو پھر House کی consensus لی جائے، ووٹنگ کروائی جائےotherwise اس قرارداد میں یہ بات شامل کی جائے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس قرارداد کی روشنی میں اس پر عمل پیرا ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے مسیحی بھائی کو اس بات کی مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے یہ کام کیا کیونکہ بہت عرصے سے پاکستان میں مسیحی برادری کے نام سے یہpermit منسوب کئے جاتے ہیں حالانکہ ہمارے مسلمان مردوں کا مسیحی خواتین سے نکاح جائز ہے اور یہ اہل کتاب ہیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ جو ہماری ام المومنین ہیں جو کہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھیں لہذا مذہبی طور پر اس بات کو مسیحی برادری سے منسوب کرنا بہت غلط ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات کر رہی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! دوسری میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جب شیخ صاحب نے کہا کہ 98 فیصد لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ ایک تو مجھے لفظ "مستفید" پر بطور مسلمان بہت اعتراض ہوا کیونکہ شراب پینے سے کوئی مستفید نہیں ہوتا۔ شراب پینا تو غلطی کے زمرے میں جاتا ہے لہذا اس کو مستفید ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ بغیر کسی جمع تفریق کے 98 فیصد کہہ دینا میں سمجھتی ہوں کہ غلط بات ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی percentage مجھے صحیح معلوم نہیں ہے لیکن وہ percentage لی جانی چاہئے۔ 98 فیصد ہم مسلمان اگر اس کام سے مستفید ہو رہے ہیں تو پیچھے کتنے لوگ رہ جاتے ہیں لہذا یہ بالکل غلط بات ہے اور اس بات کو check ہونا چاہئے کیونکہ میں اپنی ذاتی سمجھ بوجھ اور تجربے کے ساتھ یہ بات جانتی ہوں کہ اس ملک میں میرے مسلمان بھائی 98 فیصد اس کام سے مستفید نہیں ہو رہے۔ میں اب اپنی بات ختم کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ اس قرارداد کا technical جائزہ لیا جائے کیونکہ مرکزی حکومت کو اس میں involve کرنا پڑے گا اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے بھی request کروں گی کہ وہ technical جائزہ لینے کے بعد اس قرارداد کو اس House میں voting کے لئے پیش کریں لیکن بطور مسلمان میں اس قرارداد کے حق میں اپنا ووٹ اسمبلی floor پر رجسٹر کرواتی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک دو باتیں ذرا میری بھی سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کچھ دوستوں نے بات کر لی ہے اور کچھ دوستوں نے ابھی بات کرنی ہے تو میں اُن کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ The Prohibition

(Enforcement of Hadd) Order, 1979 (President's Order No. 4 of 1979) کے تحت یہ معاملہ ہے یعنی یہ Federal subject بنتا ہے۔اس میں section 17 کو سب دوست ذرا توجہ سے سن لیں کیونکہ اس میں وہ معاملہ جس کو ہمارے دوست پرویز رفیق صاحب یا دوسرے ممبران اٹھا رہے ہیں یا agitate کر رہے ہیں تو وہ اس سے بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ اس آرٹیکل میں اس قسم کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔یہاں پر لکھا ہے کہ:

17. Licenses for bona fide medical or other purposes.

The Provincial Government or, subject to the Provincial Government, the Collector, may issue licenses to any person in respect of any institution, whether under the management of Government or not,-

(a) for the manufacture, import, transport, sale or possession of any intoxicant or Article containing intoxicant liquor on the ground that such intoxicant or Article is required by such person in respect of such institution for a bona fide medical, scientific, industrial or similar other purposes or for consumption by non-Muslim citizen of Pakistan as a part of a religious ceremony or by a non-Muslim foreigner; or

(b) for the export of any intoxicant liquor.

جناب سپیکر!اس میں کسی جگہ پر کسی مذہب یا فرقے کا قطعی طور پر کوئی ذکر نہیں ہے اور صرف any person اور non-Muslim کا ذکر ہے لیکن یہ non-Muslim کے لئے مخصوص نہیں ہے کہ صرف non-Muslim لے سکتا ہے بلکہ یہ لائسنس کوئی بھی لے سکتا ہے یعنی کوئی ادارہ for industrial, medical or scientific purpose لائسنس لے سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس sense میں یہ قرارداد اور اس پر جو بحث ہو رہی ہے تو اس کا اس جگہ پر کوئی ذکر نہیں ہے۔باقی اس پر پابندی صرف ایک صوبے میں، ایک ضلع میں یا ایک حصے میں نہیں بلکہ پورے

ملک میں لگنی چاہئے اور اس سلسلے میں House کی جو sense ہو گی اس کو حکومت honour کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے خود بھی book اسی لئے ہی منگوائی تھی اور اس کو study کر رہا تھا۔ بنیادی طور پر ہونا یہ چاہئے تھا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے تعاون سے اس قرارداد کا متن دیکھ کر House میں پیش کرنا چاہئے تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر قانون بھی بڑا clear ہے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے بھی لائسنس کے حوالے سے بیان کر دیا کہ The Prohibition (Enforcement of Hadd) Order, 1979 کے اندر بڑا clear لکھا ہوا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں تا کہ اس کو آپ proper amendment کے ساتھ House میں دوبارہ لا سکیں کیونکہ اگر آپ قانون کو دیکھیں تو اُس کے مطابق یہ format قابل قبول ہی نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ذرا اس کو مکمل کر لیں کیونکہ اس پر بات کرنے کے لئے کافی دوستوں کی بڑی لمبی چوڑی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔

رانا محمد افضل خان: میں اس پر صرف مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

SYED HASSAN MURTAZA: I am on personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ کی personal explanation پر بھی آجاتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بڑے غور سے رانا صاحب نے قانون پڑھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے جو قرارداد پیش کی ہے اگر اس قانون کے بارے میں House اتنی سی ترمیم لے آئے کہ جہاں انہوں نے non-Muslim لکھا تھا اگر اس میں non-Muslim کے لفظ کو religiously non-prohibited persons میں تبدیل کر دیا جائے تو ٹھیک رہے گا۔ ہم قرارداد بالکل بھیج دیں گے لیکن اگر اس قانون میں صرف چھوٹی سی ترمیم کر دی جائے تو یہ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے دیکھ کر ہی کل اس کو لایا جائے۔

SYED HASSAN MURTAZA: I am on personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ personal explanation دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دو تین مقررین نے میری طرف بڑا اشارہ کیا ہے۔ میں الحمدللہ مسلمان ہوں اور اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں نے آج تک شراب پی ہے اور نہ اس کا حامی ہوں۔ میں بات صرف یہ کر رہا ہوں کہ اس House میں قانون کیا توڑنے کے لئے بنائے جاتے ہیں؟ آج پھر اگر آپ غور سے دیکھیں تو-/600 روپے والی شراب پر پابندی لگنے کی بات ہو رہی ہے۔ مجھے تو نام بھی نہیں آتا جس ڈبے میں چار پانچ ہزار کی بوتل ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اُس پر پابندی پھر بھی نہیں لگے گی۔ میں اس House میں کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ جو بھائی اس پر پابندی کی بات کرتے ہیں وہ اپنے permit باہر رضاکارانہ طور پر میڈیا کے سامنے لا کر پھاڑ دیں تو باقی مسلمانوں سے میں بھی اپیل کروں گا کہ وہ بھی چھوڑ دیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہتری آ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ پرویز رفیق صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ This is no way میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم نکتے کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس مسئلے کے حوالے سے میں ruling کے لئے بھی نہایت ادب سے گزارش کروں گا۔ ابھی پرسوں ہی ملک کے ایک بڑے اخبار میں ایک آئینی عہدے پر بیٹھے ہوئے کسی شخص کا بیان تھا کہ میں تو بسنت مناؤں گا اور فیشن شو اس صوبے یا اس شہر کے لئے ایک خوش آئند بات ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں کہ کیا ہمارا مذہب اسلام اور ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان

کا آئین آئینی عہدے پر بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ فحاشی پھیلانے کی بات کرے اور اس فحاشی پھیلانے والے فیشن شو کو ایک خوش آئند بات کہے۔ میں اس پر گزارش کروں

گا کہ آپ 9 کروڑ عوام کے منتخب معزز ایوان کے Custodian ہیں لہذا آپ یہ ruling فرمائیں کہ ایک آئینی عہدے پر بیٹھا ہوا ایک آمر کا نامزد شخص کیا قانونی طور پر یا آئینی طور پر حق رکھتا ہے، کیا اس

کو یہ حق ہے کہ وہ فیشن شو میں جائے اور یہ جو اس ملک میں، اس میرے پیارے شہر لاہور میں فحاشی کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے کیا اس کو جاری رکھا جائے اور میں اس موقع پر ایسے فحاشی کے پروگرام کو، ایسے لچر پروگرام کو، اس فیشن شو کو منسوخ کرتا ہوں اور اس پر پُرزور مذمت کرتا ہوں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے وقت نہیں دینا تو پھر میں چلا جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس طرح تو بات ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تو Chair کا کام ہے کہ کس ممبر کو وقت دینا ہے اور کس کو نہیں دینا ہے۔ براہ مہربانی ممبران Chair کو dictate کرنے کی کوشش نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اگر آپ سترہ کروڑ عوام کی بات نہیں سننا چاہتے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!.This is no way, this is no way، جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے موجود نہیں تھیں۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں floor دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے چند لمحے یہاں پر بات کی ہے کہ قانون ایسے بنائیں جو توڑے نہ جائیں۔ ہماری اس حکومت نے پتنگ بازی پر قانون سازی کی۔ اگر اب کوئی آئینی عہدے پر بیٹھا ہوا شخص یا کوئی عوام کا آدمی اس بارے میں بات کرے تو وہ حق بجانب ہے۔ میں بارہا کہہ رہا ہوں کہ ایسے قانون کیوں بنائے جاتے ہیں جن کو ہماری عوام توڑنے پر مجبور ہو جائے۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے کس آئینی عہدیدار کی بات کی ہے لیکن کیا ہم پارلیمنٹیرین آئینی عہدیداروں کے بارے میں ایسی زبان استعمال کر سکتے ہیں۔ مجھے اس پر بھی جناب کی رولنگ چاہئے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Point of explanation

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس پر کافی بات ہو گئی ہے اب میں کسی اور کو بات کرنے کی اجازت بالکل نہیں دوں گا۔ اب اگلی تحریک ہے۔ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے اور ملک بلال کھر ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے
حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے
حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے
حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو واپس بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہی جائیں اور ان کو واپس لے کر آئیں۔ جی، شاہ صاحب قرار داد پیش کریں۔

قرارداد

محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ جنگلات سے محکمہ انہار کو واپس کرنے کا مطالبہ

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ اپنی قرارداد کے حق میں بیان فرمائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ انہار کے جو درخت تھے میرے حلقے سے جھنگ برانچ گزرتی ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب وہ محکمہ انہار کے پاس تھی تو اربوں روپے کے درخت تھے جس میں شیشم بڑا مہنگا درخت ہے۔ جو فرنیچر میں استعمال ہوتا ہے۔ بے شمار درخت تھے آج آپ اس نہر پر سفر کر کے دیکھ لیں کہ آپ کو مسواک کے لئے بھی لکڑی میسر نہیں آتی۔ ہمارے محکمہ انہار کے پاس بے شمار بیلدار، میٹ جو نہر پر کام کرتے تھے وہ ان کی نگہداشت بھی کیا کرتے تھے۔ محکمہ جنگلات کے پاس اتنا بڑا network نہیں تھا کہ وہ ان ساروں کی دیکھ بھال کرتے اور ان کو بچاتے۔ آج جناب! ہمارے جنگلات محکمہ جنگلات کی ملکیت ہیں وہ ختم ہوتے جا رہے ہیں اس کی بڑی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ ایسے irrelevant محکمہ کے پاس چلے گئے ہیں جن کا وہاں پر کوئی بندہ ہوتا ہے، کوئی دیکھنے والا ہے اور نہ ہی اس کی جانچ پڑتال کرنے والا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اور رانا صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ شہر میں رہتے ہیں کم از کم جو ہمارے حلقوں کے مسائل ہیں ان کو تو oppose نہ کیا کریں۔ اگر شہر کا کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ ہمارے بھائی تھے ہم ان کو support کرتے۔ یہ تو ایک قومی مسئلہ ہے اس پر تو ان کو oppose نہیں کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے فاضل بھائی نے جو بات کی انہوں نے جہاں ایک محکمے کوcorrupt یاناا ہل کہا اس میں دوسرے محکمے کی تعریف کی کہ نہر کا محکمہ ایماندار ہے،وہ درختوں کو بچالے گا اور جو محکمہ جنگلات ہے وہ نااہل ہے اور وہ یہ کام نہیں کر سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج specializationکا دور ہے۔جنگلات والےqualifiedلوگ ہیں اور وہ درختوں کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہیں اور نہر والوں کا کام ہے پانی کا بہاؤ دیکھنا اور نہروں کو manage کرنا ہے۔ آج specialization کا دور ہے۔ آج ہمارے پنجاب میں لیبر ڈیپارٹمنٹ بھی سکول بنا رہا ہے اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ جو تعلیم کا specialist ہے وہ بھی سکول بنا رہا ہے۔ آج ہمارے پنجاب میں سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ بھی ہسپتال کھول رہا ہے،دوسرے ڈیپارٹمنٹ بھی ہسپتال کھول رہے ہیں اور جو صحت کا specialistڈیپارٹمنٹ ہے وہ بھی ہسپتال کھول رہا ہے۔

جناب سپیکر!اگر درستی کی ضرورت ہے تو ہمیں اس اسمبلی میں محکمہ جنگلات کا احتساب کرنا چاہئے،ہمیں وہاں پرexperts appoint کرنے چاہئیں نہ کہ ایسے محکمے کے سپرد کر دیا جائے جس کا کام درختوں کی افزائش نہیں ہے،اس کے پاس technical knowledge نہیں ہے، وہ محکمہ درختوں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ میں اسduplicity کے خلاف pre budget تقریر میں بول چکا ہوں،یہ محکمہ اور معاملہ دیہاتی لوگوں کا ہے اور نہ ہی شہری لوگوں کا ہے۔یہ معاملہ professional technical efficiency کا معاملہ ہے۔پورے پنجاب کی بہتری کا معاملہ ہے۔انgrounds پر میں اس قرارداد کی پُرزور مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جیسا کہ ہمارے معزز رکن ایک قرارداد لے کر آئے ہیں میں اس قرارداد کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہوں اور اس تائید میں یہ بات کروں گا کہ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے۔ ان کے پاس بہت زیادہ سٹاف available ہے۔ ایک دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی چیز کو تیسرے ڈیپارٹمنٹ کی نگرانی میں دے دینا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ محکمہ انہار کے جو درخت ہیں ان کی دیکھ بھال ان کی نئیplantation،ان کی نیلامی،ان کی آبیاری محکمہ نہر کے پاس ہونی چاہئے۔ محکمہ جنگلات کا تو یہ حال ہے کہ میرے حلقے میں تین جنگل

ہیں اور وہاں پر حال یہ ہے کہ وہاں پر سب سے چھوٹے عہدے کا آدمی جسے فارسٹ گارڈ کہتے ہیں وہ بھی لاکھوں کے حساب سے ہر مہینے corruption کرتا ہے اور اس نے ان جنگلات میں سے کوئی اچھی لکڑی، کوئی بہتر لکڑی نہیں رہنے دی اور اس نے جنگلات کے خالی رقبہ کو مقامی زمینداروں کو غیر قانونی طور پر ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے اور وہاں پر بھاری رشوت کے عوض ان کو زمین کاشت کرواتا ہے اور محکمہ کو لاکھوں کروڑوں کا نقصان صرف میرے ایک حلقے میں پہنچایا جا رہا ہے۔ محکمہ جنگلات میں بہتری کے لئے اصطلاحات بھی کرنی چاہیں اور جو نہر کے رقبے پر کاشت شدہ جنگل واپس محکمہ انہار کے سپرد کرنا چاہئے جو کہ ایک بہتر محکمہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی Resolution کی پُر زور حمایت کرتا ہوں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں شاید ہی کوئی ضلع ہو جہاں پر محکمہ جنگلات نے کرپشن نہ کی ہو اور کسی ضلع میں ان کا ریکارڈ update نہیں ہے۔ میں پچھلے دنوں انکوائری کے سلسلے میں فیصل آباد گیا تو محکمہ جنگلات کے دس سالہ ریکارڈ میں کوئی entry single بھی نہیں تھی۔ میں نے ڈائریکٹر انٹی کرپشن سے کہا کہ انہیں 15 دن دیئے جائیں کہ یہ ریکارڈ مکمل کریں۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ انہار کو واپس دینے چاہئیں کیونکہ محکمہ جنگلات کے پورے پنجاب میں تمام آفیسرز گارڈ سے لے کر اوپر تک کرپٹ لوگوں کو support کرتے ہیں۔ صرف ضلع فیصل آباد میں کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ آپ اس ایوان کی تین رکنی کمیٹی بنا کر صرف ضلع فیصل آباد چیک کروالیں۔ پنجاب کے کرپٹ ترین آفیسر کو فیصل آباد لگا دیا گیا ہے جس کا حلقہ جھنگ سے لے کر کمالیہ اور فیصل آباد ہے۔ پچھلے دور میں اسے گورنر نے نوکری سے نکالا، وزیر اعلیٰ صاحب نے نکالا اور پتا نہیں وہ عدالت سے کس طرح order لے کر دوبارہ بحال ہوا۔ جنگلات کی دولت محکمہ جنگلات کا عملہ کھا رہا ہے اور میری آپ سے humble گزارش ہے کہ اس پر فوری ایوان کی تین رکنی کمیٹی بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ محکمہ جنگلات کے کرپٹ ترین لوگ محکمہ انہار کے درخت کیسے کھا گئے ہیں؟

محترمہ دیبا مرزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کی بڑی اہم قرارداد جمعہ کو آج کے لئے pending ہوئی تھی تو آج وہ ناراض ہو کر ایوان سے باہر چلے گئے اور جب میں انہیں لینے کے لئے گئی تو مجھے پتا چلا کہ وہ بہت زیادہ ناراض ہو کر گھر جا چکے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اسے کل کے لئے pending کر دیا جائے اور کل کے لئے اس پر کوئی ٹائم fix کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں دیکھ لیا جائے گا۔ House میں کسی کو dictate کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ Chair نے House کو چلانا ہے اور House کو اس حساب سے ہی چلایا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب کی قرارداد بڑی اہم ہے اس حوالے سے میں پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پانی پر بھی بحث ہے تو وقت کافی ہو گیا ہے اس لئے اسے بھی کل تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں دیکھ لیتے ہیں۔ پہلے business مکمل ہو جائے پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ جی، رائے محمد اسلم خان صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ اور بلال کھر صاحبان کی پیش کردہ قرارداد کی ہم دیہاتی حلقوں اور دیہاتی علاقوں کے رہنے والے دیہاتی لوگ اس کی مکمل تائید کرتے ہیں۔ ہمیں روزان معاملات سے واسطہ پڑتا ہے تو رانا افضل صاحب سے گزارش ہے کہ کسی بھی محکمہ کو اچھایا

بُرا کہنے کی بات نہیں ہے کیونکہ اچھے اور بُرے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہم نے تو پنجاب کے عوام کے مفاد کی بات کرنی ہے اور پنجاب حکومت کے مفاد کی بات کرنی ہے۔ اگر محکمہ جنگلات کو بہتر کرنا ہے تو اسے بہتر کرنا چاہئے۔ برباد ہونے والے بڑے بڑے جنگلات کی بہتری کرنی چاہئے۔ یہ درخت محکمہ انہار کی زمین پر لگائے جاتے ہیں اور جب واقعی وہ پہلے محکمہ انہار کے پاس تھے تو ان کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تھا اور ان درختوں کی آبیاری بھی ہوتی تھی اور نہروں کی پٹڑیاں بھی مضبوط ہوتی تھیں اور سب سے بڑی بات میرے بھائی نے کہی ہے کہ محکمہ انہار کے جنگلات کو بہتر کرنے اور ان کا خیال کرنے کے لئے اگر اور بندے بھرتی کرتے ہیں تو پنجاب تو پہلے ہی overdraft کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ ہمیں پنجاب کے مفاد کے لئے، پنجاب کے عوام کے مفاد کے لئے اور لوگوں کو بہتر آکسیجن مہیا کرنے کے لئے ان کی قرارداد پر عمل کرنا چاہئے اور محکمہ انہار کے جو درخت محکمہ جنگلات کے پاس ہیں، واقعی محکمہ انہار کو واپس آنے چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ جب یہ درخت محکمہ انہار کے پاس تھے تو ان کی بہت زیادہ حفاظت ہوتی تھی۔ آپ عملہ دیکھ لیں کہ ایک ایک نہر پر بیلدار اور اوور سیئرز دن رات چکر لگاتے ہیں اور نہروں میں پانی چیک کرنے کے بہانے آتے تھے تو اس سے بھی درختوں کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نمبر لگائے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی پودے لگائے تھے اور وہی حفاظت کرتے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ محکمہ انہار والے ایماندار ہیں اور یہ بے ایمان ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انہار والے ان سے بہتر حفاظت کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس عملہ زیادہ ہے اور وہی حفاظت کے لئے بہتر ہیں کیونکہ محکمہ جنگلات کا ایک گارڈ ایک جگہ پر بیٹھ کر سودے بازی کرتا ہے اور وہ نہروں پر چکر لگا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی حفاظت کر سکتے ہیں جبکہ ان کے پاس تو اتنا زیادہ رقبہ ہے کہ یہ اپنے جنگلات کی ہی حفاظت نہیں کر سکتے اور جب سے انہار کے جنگل بھی ان کے سپرد کئے گئے ہیں تو حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔ حالانکہ محکمہ انہار کا رقبہ تو انہار کے پاس ہے تو پھر صرف درخت محکمہ

جنگلات کے پاس کیسے چلے گئے اور وہ ان کے مالک کیسے بن گئے؟ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں کہ یہ درخت محکمہ انہار کو واپس دیئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی اور غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی قرارداد کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ضلع قصور میں بی آر بی نہر cross کرتی جاتی ہے جہاں اتنا گھنا جنگل تھا کہ یقین کریں کہ ایک کنارے سے دوسرا کنارا نظر نہیں آتا تھا اور کل ہی مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وہاں اس سال 32 کروڑ کی کرپشن محکمہ جنگلات نے صرف قصور میں کی ہے۔ یہ صورتحال ہے وہاں پر اور آپ جا کر بھی اسے دیکھ سکتے ہیں۔ محکمہ انہار کا عملہ وہاں پر کافی تعداد میں ہوتا ہے اور وہ اپنے درختوں کی حفاظت خود کرتے تھے اور صرف محکمہ انہار ہی کی وجہ سے ان کی حفاظت ہوتی تھی اور وہاں کے جنگلات پر گارڈز، ایس ڈی اوز کو سوائے لکڑی چوری کرنے کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے اور آج تک انہوں نے وہاں پر شجر کاری بھی کوئی نہیں کی۔ صرف بینر لگا کر کارروائی پوری کرتے ہیں۔ میری یہ آپ سے استدعا ہے کہ محکمہ جنگلات کی کرپشن کے حوالے سے اس ایوان کی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت وجنگلات (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! نہروں کے کنارے لگے ہوئے درخت محکمہ جنگلات کو transfer کر دیئے گئے تو میں نے پچھلے دنوں وقفہ سوالات کے دوران بھی گزارش کی تھی کہ اس سال دو کروڑ پودے لگائے جا رہے ہیں اور تین کروڑ پودوں کی قلمیں دی جا رہی ہیں۔ اس سال ہونے والی شجر کاری مہم کے دوران درخت نہروں کے کناروں پر بھی لگائے جا رہے ہیں اور باقی compact block پر بھی plantation ہو رہی ہے۔ جہاں تک کرپشن کی بات ہے تو جہاں جہاں کرپشن ہے سب کو پتا ہے لیکن میں ایک بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ابھی قادر پور راں ملتان میں درختوں کی چوری کا ایک واقعہ ہوا تو وہاں پر باقاعدہ مقدمہ درج ہوا اور ڈی ایف او جاوید suspend ہو گئے ہیں۔ اسی طرح میانوالی ضلع کے ڈی ایف او بھی suspend کئے گئے ہیں۔ ابھی لکڑی چوری کے

حوالے سے فیصل آباد کاcase سامنے آیا تو وہاں کا اہلکار لیٹین معطل ہو گیا ہے اور باقاعدہ پرچہ بھی درج ہوا ہے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے اور میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ لکڑی چوری کوzero percent پر لے آئیں گے اور جہاں سے بھی ٹیلیفون پر لکڑی چوری کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جارہی ہے اور اس بات کو ناممکن بنادیا جائے گا کہ لکڑی کی چوری ہو۔

جناب سپیکر! جہاں تک باقی معاملات ہیں تو سرکاری محکموں میں مختلف ادوار میں رہنے والی صورتحال سب کے سامنے ہے لیکن موجودہ حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ تمام معاملات کو شفاف طریقے سے چلایا جائے اور آپ دیکھیں کہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں محکمہ جنگلات بھی devolve ہوا تھا اور اس محکمہ پر اتنی توجہ نہیں دی گئی تھی بلکہ دفاتر میں حاضری بھی برائے نام ہی ہوتی تھی اور کرپشن کی انتہا ہو چکی تھی اور یہ تمام شعبوں میں تھی۔TMAs میں کرپشن ہوئی، ضلع کونسلوں میں اربوں روپے کی کرپشن ہوئی تو کون سے شعبہ میں کرپشن نہیں ہوئی لیکن اس وقت یہ تاثر نہیں دینا چاہئے کیونکہ موجودہ حکومت تمام معاملات کو شفاف طریقے سے چلا رہی ہے اور میں اپنے تمام معزز بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں سے بھی کرپشن کی اطلاع آئے گی تو ان کے خلافaction لیا جائے گا اور میں اس معزز ایوان کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ لکڑی چوری روکنے کے لئے ہر ممکنہ اقدامات کئے جارہے ہیں اور کسی کی سفارش بھی خاطر میں نہیں لائی جارہی اور اگر کسی کو اس بارے میں شکایت ہو تو میرے علم میں لائیں انشاءاللہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک چھانگا مانگا کے جنگل کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر چار لاکھ ایکڑ رقبہ پر بھرپور طور پرplantation ہوئی ہے۔ بہرحال حکومتviability کو دیکھے گی کہ کس طرح viable ہے تو اس پر غور کرے گی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرپشن کی جو باتیں کہی جارہی ہیں وہ اس طرح سے نہیں ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، بلال کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ ہم نے پچھلے دنوں ڈی ایف اوز اور محکمہ جنگلات کے ملازمین کو کرپشن کے الزامات میں معطل کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو لوگ معطل کئے گئے ہیں تو کیا ان

سے لکڑی بھی برآمد کروائی گئی ہے یا جو کرپشن انہوں نے کی ہے اس کی برآمدگی بھی ہوئی ہے یا نہیں کیونکہ معطل ہونے والے ملازمین دو مہینے بعد بحال ہو جائیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اس کی روک تھام کی جائے۔ انہوں نے روک تھام کے لئے کیا تدابیر اختیار کی ہیں؟ دوسری اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ مظفر گڑھ جو جنگلات کے لحاظ سے پنجاب میں ایک اہم ضلع ہے۔ مظفر گڑھ میں جتنے بھی جنگلات ہیں آپ کمیٹی بنادیں وہ جاکر check کرلے کہ سارے کے سارے رقبے پر جتنے بھی جنگلات تھے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ جو جنگلات کاٹے گئے ہیں ان کی جگہ پر لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں اور کاشت کی ہوئی ہے۔ اب بھی گندم کی فصل وہاں پر کاشت کی ہوئی ہے۔ یہ کمیٹی بنائی جائے تاکہ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ کے لئے اراکین اسمبلی سے پیشگی بجٹ کی تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Continuation and conclusion of pre-budget discussion.

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 11-2010 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 25۔ جنوری2010 کو ہوا تھا۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 27,28 اور 29۔ جنوری کو بھی بحث ہوئی تھی۔ آج بحث جاری رہے گی اور آخر میں وزیر خزانہ یا پارلیمانی سیکرٹری بحث کو wind up کریں گے۔ ملک وارث کلو موجود نہیں ہیں، چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) موجود نہیں ہیں، محترمہ ساجدہ میر موجود نہیں ہیں، شیخ علاؤالدین موجود نہیں ہیں، جناب ثناء اللہ خان مستی خیل موجود نہیں ہیں، ملک جلال الدین ڈھکو موجود نہیں ہیں، ثمینہ خاور حیات موجود نہیں ہیں، محترمہ راحیلہ خادم حسین موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر مسرت حسن موجود نہیں ہیں، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل موجود نہیں ہیں، چودھری عبدالوحید موجود نہیں ہیں، محترمہ زوبیہ رُباب ملک موجود نہیں ہیں، الحاج محمد الیاس چنیوٹی موجود نہیں ہیں، جناب محمد یٰسین سوہل موجود نہیں ہیں، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا موجود نہیں ہیں، جناب محمد معین خان وٹو موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان موجود نہیں ہیں، محترمہ نسیم ناصر خواجہ موجود نہیں ہیں، سید ناظم حسین شاہ موجود نہیں ہیں، جناب علی حیدر نور خان نیازی موجود نہیں ہیں، میاں محمد رفیق موجود نہیں ہیں اور حاجی ذوالفقار علی موجود نہیں ہیں۔ اب میں آخر میں winding up کے لئے ڈاکٹر محمد اختر ملک سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ wind up speech شروع کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے تو بات کر لی تھی۔ چلیں، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پہلے جب نام لیا گیا تھا اس وقت میرا نام نہیں بولا گیا تھا اور لسٹ لمبی تھی۔ میں نے صرف دو منٹ کی بات کرنی ہے۔ میں development budget کے حوالے سے بات نہیں کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ development budget monitor ہوتا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس دن Chair پر تھا میں نے رانا افضل صاحب کا نام پکارا تھا یہ موجود نہیں تھے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں پورا دن بیٹھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگرChairپر بیٹھ کرrulingدے رہے ہیں تو پھر یہ تو آپ کے خلاف جا رہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ نیچے والیChairسے دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس دن تو یہChairپر موجود تھے۔

رانا محمد افضل خان: نہیں، یہ موجود نہیں تھے اس دن خواجہ اسلام صاحبChairپر موجود تھے۔ میری دو منٹ کی بات ہے۔ میں development budget کے سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ اس میں monitoring اور limitations ہیں۔ اس ایوان میں جس کا ذکر کم ہوتا ہے وہ recurring budgetہے جو ہمارے routine کے expenses ہیں اور وہ تقریباً400۔ارب روپے کو touch کرنے والے ہیں۔ ہم نےsize of the government کوreduce کرنا تھا میں صرف ایک محکمے کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ محکمہ بہبود عامہ میں پندرہ ہزار ملازمین ہیں۔ اگر آپ اس کو تین ساڑھے تین سو حلقوں پر تقسیم کریں تو چالیس ملازمین ایک ایم پی اے کیconstituency میں آتے ہیں۔ مجھے سیاست میں بیس سال ہو گئے ہیں مجھے آج تک اس محکمے کا ایک بندہ نہیں ملا جو یہ کہے کہ آپ کے حلقے میں میرے لئے کیا کام ہے؟ ہم نے اپنےsize of the government کوreduce کرنا ہے۔ میں نے پہلے بھی بات کی کہ ہمارے محکموں میں جوduplicity ہے، دو دو محکمے ایک ہی کام کر رہے ہیں جو کہ پیسوں کا ضیاع ہے۔ میں یہاں پرHealth Department کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا کہ سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ ہسپتال بناتا ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہسپتال بناتا ہے۔ ایکCT Scan Machine فرانس سے لے کر آتا ہے، ایکCT Scan Machine جاپان سے لے کر آتا ہے اور ایکCT Scan Machine چائنا سے لے کر آتا ہے۔ کوئیstandardization نہیں ہے، spare parts نہیں ملتے اور کوئی specialization نہیں ہے۔ آج دنیا کے ہر شعبے میں specialization ہے۔ اگر ہم نے specialization تعلیم کو اوپر لے کر جانا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ Labour Department اپنیpriorities fix کرے کہ میری فیکٹری کے مزدوروں کو اتنی سیٹیں اس قسم کے سکول میں دے دی جائیں۔ Labour Department کہے کہ میری ملوں کے اتنے مزدور ہیں ان کے لئےDHQ ہسپتال میں، الائیڈ ہسپتال میں، کسی ٹیچنگ کالج کے ہسپتال میں اتنےbeds کا ایک وارڈ بنا دیا

جائے لیکن جو Professors ہیں، جو Engineers ہیں، جو Technicians ہیں وہ Specialists محکموں کے ملازم ہوں۔ اس طرح سے ہمیں economy of scale ملے گی جو ہمارے بجٹ کا بہترین مصرف ہو گا۔ میری اتنی ہی گزارش ہے کہ بجٹ میں ہم ان محکموں کو consolidate کریں۔ آج دنیا بھر میں consolidation کا دور ہے اور ہم diversification میں جا رہے ہیں۔ دو دو، تین تین محکمے ایک ہی کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا میری نظر میں یہ سب سے اہم معاملہ ہے۔ آج اس چھوٹے سے House میں جس میں، میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا میرے حساب سے ایک non technical قرارداد pass کی گئی۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے pass کروائی لیکن اگر اس کے technical پہلوؤں پر وہ غور کریں گے تو شاید میری بات ان تک پہنچ جائے۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف ایک بات کی اجازت ہے۔ فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب جیسا کہ جناب کو بھی علم ہے، پورے پنجاب کی عوام کو بھی علم ہے اور ہمارے میڈیا کے دوستوں کو بھی علم ہے کہ جو سابقانا ظمین تھے وہ الحمدللہ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ جو TMA اور ضلع اسمبلی کا بجٹ ہے اس میں میری گزارش ہے کہ ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبران کی identification پر، ان کی نشاندہی پر سکیمیں بنائی جائیں۔ بجٹ میں باقاعدہ طور پر اس کو رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے معزز ایوان کو ایک بامقصد، مفید اور کامیاب Pre Budget Session منعقد کروانے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جمہوری روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس سال بھی ہم نے اس Session کا انعقاد کیا تاکہ ہم فاضل ممبران کی آراء سے مستفید ہو سکیں اور ان کی روشنی میں بجٹ بنایا جا سکے۔ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ Pre Budget Session میں ہمارے فاضل ممبران نے بھرپور شرکت کی، اپنی قیمتی

آراء سے اس ایوان کو آگاہ کیا اور بہت مثبت تجاویز پیش کیں۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے یہ روایات آگے بڑھیں گی ہم ایک متوازن، ترقیاتی اور فلاحی بجٹ اس صوبے کی عوام کو دینے کے اہل ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بجٹ حکومت کی سمت متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک ایسا بجٹ پیش کیا جائے جس میں اخراجات اور محاصل میں توازن ہو۔ میں معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی آراء سے حکومت کو بجٹ تجاویز کو priorities دینے میں مدد دی۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ بجٹ برائے مالی سال 11-2010 میں ان تجاویز کو مد نظر رکھا جائے گا اور اس بات کی بھرپور کوشش کی جائے گی کہ حکومت منتخب ایوان کی توقعات پر پورا اتر سکے۔

جناب سپیکر! یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ معزز ممبران نے ایسے سیکٹر کی نشاندہی کی جن میں بہتری لانے سے مجموعی طور پر صوبے کا معاشی، معاشرتی اور سماجی ڈھانچہ مضبوط ہو سکے۔ میں خاص طور پر خواتین ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بجا طور پر خواتین اور بچوں کو درپیش مسائل پر آواز اٹھائی ہے اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ انہیں ترقیاتی دھارے میں شامل کئے بغیر صوبائی ترقی ادھوری اور نامکمل رہے گی۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبران کی بجٹ محاصل اور اخراجات کے متعلق جو مثبت تجاویز ہیں ان پر خصوصی طور پر غور کیا جائے گا اور یہ کوشش کی جائے گی کہ physical management اور physical discipline کو مزید مضبوط کیا جائے گا اور اس امر کی بھی بھرپور کوشش کی جائے گی کہ بجٹ estimate حقیقت پسندانہ ہو اور ترقیاتی سکیمیں بروقت مکمل ہو سکیں۔ میں اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ صوبائی محاصل میں اضافہ کے لئے tax net کو وسیع اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کیا جائے گا۔ جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی Pre budget سیشن کی افتتاحی تقریر میں واضح کیا تھا کہ اس معزز ایوان کے اراکین اور ماہرین اقتصادیات پر مشتمل مختلف کمیٹیاں ریونیو اور اخراجات کو rationalize کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں

۔میں اس ایوان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کی سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

جناب سپیکر!سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بارے میں دی گئی تجاویز کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔دوران بحث معزز اراکین نے جنوبی پنجاب اور نسبتاً کم ترقی یافتہ اضلاع کے لئے فنڈز کی تقسیم کا ذکر کیا ہے تو اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے جن ترجیحات کا تعین کیا ہے ان میں صوبہ کے تمام علاقوں اور طبقوں کو برابری کی بنیاد پر ترقی دینا،غربت میں کمی اور روزگار میں اضافہ کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا سرفہرست ہیں۔قائد حزب اختلاف چودھر ظہیر صاحب نے جو تجاویز دی تھیں ان کے بارے میں عرض کرتا چلوں کہ حکومت پنجاب نے land record کو computerize کرنے کے لئے 6۔ارب سے زائد لاگت سے ایک منصوبہ جس کو Land Record Management Information System کا نام دیا گیا ہے اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے جو ان کے تحفظات تھے ان پر حکومت عملدرآمد کر رہی ہے اور ان پر 6۔ارب روپے سے زائد خرچہ آرہا ہے اس منصوبہ کی ایکنک سے اگست 2009 میں منظوری بھی ہو چکی ہے اور اس طرح دوسرے منصوبہ جات جیسے لاہور رنگ روڈ اور وزیر آباد میں Cardiology Centre کے قیام کا ذکر کیا گیا ان پر تیزی سے عملدرآمد جاری ہے اور لاہور رنگ روڈ پر حکومت نے پچھلے دو سال میں 23۔ارب اور 46 کروڑ روپے خرچ کئے اور اس سال بھی اس مد میں تقریباً 12۔ارب روپے سے زائد کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور رقم بھی مختص کر دی گئی ہے اور اسی طرح زراعت،لائیوسٹاک اور فنی تعلیم کے شعبوں میں حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے۔شعبہ زراعت کے لئے اس سال 2۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جن کے تحت Sprinkle Irrigation اور Drip Irrigation جیسے دوسرے منصوبے زیر عمل ہیں۔ اسی طرح حزب اختلاف کے ایک معزز رکن نے جنوبی پنجاب کے لئے چاول کے Research Centre کے قیام کا ذکر کیا تھا تو میں یہ بتاتے ہوئے خوشی بھی محسوس کر رہا ہوں کہ 14 کروڑ روپے کی لاگت سے بہاولنگر میں Rice Research Institute کی منظوری ہو چکی ہے اور اس منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے موجودہ مالی سال میں پانچ کروڑ روپے سے زائد رقم جاری کی جا چکی ہے۔اسی طرح

لائیوسٹاک منصوبہ کے شعبہ میں موجود مالی سال میں 2۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے جس میں جنوبی پنجاب میں ایک ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام عمل میں آرہا ہے اور اس کے علاوہ چولستان میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے 67 کروڑ روپے زائد کی لاگت سے دو منصوبہ جات شروع کئے جارہے ہیں۔ فنی تعلیم کی ترویج کے لئے بھی کافی ممبران نے اپنی آراء سے اس ایوان کو آگاہ کیا۔ حکومت اس شعبہ کی ترقی کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے اور اس کے لئے 2۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں 55 کروڑ روپے نئی سکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں اور نئے سنٹروں کے قیام کے علاوہ موجودہ سنٹروں کا درجہ بڑھانے اور نیا سلیبس اور اساتذہ کی تربیت بھی فنی تعلیم کا اہم جز اس میں رکھا گیاہے۔

جناب سپیکر!حکومت نے اس سال جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے 5۔ارب روپے کا خصوصی پیکیج شروع کیااور یہ رقم رواں سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ہے اور اس اضافی رقم سے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں مختلف شعبوں میں 125 نئے منصوبے شروع کئے جارہے ہیں اور ان سکیموں پر عملدرآمد کے لئے یہ رقوم متعلقہ محکموں کو جاری کردی گئی ہیں ۔ دوران بحث یہ تجاویز بھی سامنے آئی تھیں کہ ہر یونین کونسل میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک ہائی سکول کا قیام یقینی بنایا جائے تو سماجی شعبہ کی ترقی میں حکومت کی اولین دلچسپی ہے اور اولین ترجیحات ہیں، موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں 46 فیصد سماجی شعبہ کے لئے مختص ہے جس میں 23۔ارب سے زائد تعلیم پر خرچ کئے جارہے ہیں اور یونین کونسل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہائی سکولز کے قیام کی تجویز اگلے مالی کے ترقیاتی بجٹ میں انشاءاللہ اس پر غور کر کے اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!صحت کے شعبہ میں 47 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے Mobile Health Units کی سکیم شروع کی جارہی ہے اس طرح انشاءاللہ موجودہ مالی سال میں ہی ڈیرہ غازی خان، گوجرانوالہ میں نئے میڈیکل کالجز کے منصوبہ پر کام شروع کیا جارہاہے جس کے لئے فنڈز مختص ہو چکے ہیں اور علاوہ ازیں بہاولپور میں 3۔ ارب سے زائد مالیت کے تین سو beds کا نیا اور جدید ہسپتال کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے ۔ملتان میں بھی 268 beds پر مشتمل ایک DHQ ہسپتال کی

establishmentکا کام بھی جاری ہے اور ساتھ ساتھ ایک Kidney Centreکا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور جو کہ سندھ میں جو Kidney Centre ہے اس کے مقابلے کا ایک institute بن رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جنوبی پنجاب کے لئے اس گورنمنٹ کا تحفہ ہے۔اس میں Kidney Transplant, Cancer Treatment اور وہ لوگ جو گردوں کے مسائل میں مبتلا مریض ہیں ان کو وہاں پر بڑی supportملے گی اور ان کا علاج ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر!میں اس ایوان کو اس امر سے بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خزانہ اور P&D کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ صوبے کی مجموعی مالیاتی صورتحال اور ترقیاتی سکیموں کی پیشرفت کے بارے میں فاضل ممبران کو وقتاً فوقتاً آگاہ ضرور کریں اور اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ گروپ میٹنگ کا شیڈول متعین کریں گے اور مجھے امید ہے کہ اس عمل سے فاضل ممبران کو اس سال کی مالیاتی صورتحال اور اگلے سال کی physical space کے بارے میں بہتر آگاہی حاصل ہو سکے گی۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر سماجی ترقی کے حوالے سے subsidiesکا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ اس گورنمنٹ نے subsidies بھی دی ہوئی ہیں جس میں food stamps scheme پر 14.2 بلین روپے سستی روٹی سکیم پروگرام پر 7.5 بلین روپے اور گندم پر 4 بلین روپے سبسڈی دی جارہی ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ابھی حال ہی میں ایک ارب روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور اس کا انشاءاللہ overallبڑا اچھا impactپڑے گا۔

جناب سپیکر!مجھے پوری امید ہے کہ اس عمل سے ہمیں ایک متوازن اور حقیقت پسندانہ بجٹ بنانے میں بھرپور مدد ملے گی اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ Pre Budget سیشن کی اس روایت کو مسلسل آگے بڑھایا جائے گا تاکہ بجٹ سازی کے عمل میں اسمبلی کی oversight کو یقینی بنایا جاسکے اور عوامی اُمنگوں اور خواہشات کا ترجمان بجٹ تشکیل دیا جاسکے۔ میں ایک بار پھر فاضل ممبران کا تہہ دِل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور اپنی آراء سے مستفید کیا اور آپ کا بھی بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بہت شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بہت اچھی speech کی لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ تینوں صوبوں اور مرکز میں خواتین ممبران کو development funds دیئے جارہے ہیں۔ یہاں خواتین کی طرف داری تو بڑی کر دی گئی۔ ان کی حمایت کا شکریہ ادا کیا گیا لیکن آج انہوں نے خواتین کے لئے development funds مختص کرنے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ جن فنڈز کا خواتین سے وعدہ کیا گیا تھا وہ بھی آج تک خواتین کو نہیں دیئے گئے لہذا یہ جو انہوں نے سب کچھ پڑھا ہے میں اس کو خواتین ممبران کے حوالے سے رد کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ 8 ملین روپے خواتین کے فنڈز کے لئے مختص کئے جا چکے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: آپ نے ذکر نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): Pre Budget بحث میں ہم نے آپ سے تجاویز لی تھیں۔ آپ نے کوئی منصوبہ یا اپنے حلقہ کا کوئی project تو نہیں دیا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں نے بہت دیئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): آپ کی جو آراء ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کو wind up کیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: تو آپ نے تقریر میں ذکر کرنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): بی بی! آپ سپیکر سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات ختم ہونے دیں پھر آپ بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): ہم نے 8 ملین روپے خواتین کے لئے مختص کر دیئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ ان کو مل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد Discussion on a matter of public importance arising out of Adjournment Motion No. 62/10. مورخہ 11۔فروری2010 کو جناب احمد خان بلوچ ایم پی اے نے کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے بارے میں تحریک التوائے کار نمبر62/10 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے مورخہ 17۔فروری2010 کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ87 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔جناب احمد خان بلوچ اپنی تحریک پیش کریں۔

قاعدہ87 کے تحت تحریک التوائے کار نمبر62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث کے لئے تحریک کا پیش کیا جانا

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جاسکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جاسکے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جاسکے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

MR. DEPUTY SPEAKER. The motion moved is that the Assembly do now adjourned.

اب جناب احمد خان بلوچ اپنی بحث کا آغاز کریں۔ دیگر جو مقررین تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مجھے بھجوا دیں۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ اس بحث کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت دو گھنٹے ہے۔جی، بلوچ صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر 62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ اتنا اہم معاملہ ہے اب اتنے کم بندے بیٹھے ہیں اگر یہ بحث کل ہو جاتی تو زیادہ بہتر تھا کیونکہ یہ 80 فیصد آبادی کا معاملہ ہے۔ یہ کاشتکار ہی ہے جو اپنی زندگی قربان کر کے اپنے ملک کی خدمت کرتا ہے۔ شہروں میں رونقیں لاتا ہے، فیکٹریاں چلاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ کاشتکار طبقہ کی کوئی سُننے والا نہیں ہوتا۔ کاشتکار طبقہ ابھی پانی کے لئے رو رہا تھا، بجلی نہیں تھی load shedding ہو رہی تھی، ڈیزل کے ریٹ اتنے بڑھا دیئے، پانی کے لئے وہ ترس رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں زیور بیچ کر اپنی فصل کاشت کروں۔ اس نے فصل تو کاشت کر لی لیکن جب کھاد کا ٹائم آیا تو مجھے افسوس ہے کہ تمام محکمے ویسے تو کاشتکار کو کہتے ہیں کہ یہ ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن کسی محکمے نے ان کی خیر خواہی نہیں کی اور ان کے متعلق نہیں سوچا۔ 20۔ جنوری تک ڈی اے پی کھاد کی جو بوری -/1900 روپے کی بِک رہی تھی وہ 25۔ جنوری کو -/2600 روپے کی ہو گئی۔ ڈی اے پی کھاد ایک ایسی کھاد ہے جس کے بغیر کوئی فصل بھی تیار نہیں ہو سکتی چاہے وہ کاٹن، مکئی، گنا، چاول، سورج مکھی ہو۔ کاشتکار کیا بیچ کر اور کون کون سی چیزیں خریدے، کیا کرے؟ زمینی آفات کا مقابلہ کرے یا آسمانی آفات کا مقابلہ کرے۔ ایک واحد کاشتکار ہے جس کے پیروں پر جوتا نہیں ہوتا، تن پر کپڑے نہیں ہوتے لیکن اپنے ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ اگر کوئی زر مبادلہ آ رہا ہے تو وہ کاشتکار کی محنت سے آ رہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جب بھی بجلی گرتی ہے تو وہ کاشتکار پر گرتی ہے، جب بھی مہنگائی آتی ہے تو کاشتکار سب سے زیادہ اس کی زد میں آتا ہے۔ کاشتکار کہاں جائے؟ پانی انڈیا نے روک دیا ہے۔ load shedding کا حال یہ ہے کہ ایک ایکڑ کے لئے پانی لے جاتے ہیں ابھی وہاں پر پہنچتا نہیں ہے تو ٹیوب ویل بند ہو جاتا ہے۔ ایک ایکڑ کے لئے دس دس مرتبہ ٹیوب

ویل چلاتے ہیں۔اگر اس کا حساب کریں تو وہ کاشتکار کی برداشت سے باہر ہے۔ڈیزل اس سطح پر پہنچ گیا ہے کہ اب ڈیزل کو خریدنا کاشتکار کے بس کی بات نہیں ہے۔وہ تو ڈیزل سے اپنی فصل کاشت کر سکتا ہے، ڈیزل سے ٹیوب ویل چلا سکتا ہے اور نہ ہی ٹریکٹر چلا سکتا ہے۔ڈیزل اس کے بس میں ہے نہ بجلی۔ shedding Load اتنی ہو گئی ہے کہ وہ بجلی سے اپنی فصل کی پیاس بجھا سکتا ہے اور نہ ہی نہروں میں پانی آ رہا ہے۔حالت یہ ہے کہ پہلے انڈیا نے ستلج کا پانی روکا، پھر کابل کا روکا، پھر چناب کا روک دیا۔وہ ڈیم بنا رہا ہے اور ہمارے دریا رُک رہے ہیں۔خدا نہ کرے !جو انڈیا چاہتا ہے اس کی مرضی پوری ہو یا اس کی سازشیں پوری ہوں۔وہ تو پاکستان میں قحط سالی لانا چاہتا ہے اور پاکستان کے رقبے کو ریگستان بنانا چاہتا ہے۔میں اپنی حکومت سے اور مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں پانی، بجلی اور کھاد ان چیزوں کے بارے میں سوچیں۔اگر کاشتکار تباہ ہو گیا تو یاد رکھیں ملک کی معیشت کبھی مضبوط نہیں ہو سکتی۔ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کے کوئی ذرائع نہیں ہیں سوائے کاشتکار کو مضبوط کرنے کے۔کاشتکار کو خوشحال کریں گے تو ملک خوشحال ہو گا اور کاشتکار مضبوط ہو گا تو ملک کی معیشت مضبوط ہو گی۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ مرکزی حکومت کو یہاں سے ایک قرارداد کی صورت میں سفارش کریں اور قرارداد بھیجیں کہ پانی، بجلی اور کھاد کے مسئلہ کو پوری طرح کنٹرول کیا جائے۔ورنہ یاد رکھیں جس طرح کالا باغ ڈیم نہ بنا کر بہت بڑی غلطی کی، آج دریاؤں کے پانی کو بھی واپس نہ لا کر، اس پر کنٹرول نہ کر کے آپ ایک بہت بڑی غلطی کریں گے۔ملک ریگستان بن جائے گا، ملک میں قحط سالی آ جائے گی۔میری گزارش یہ ہے کہ ایک قرارداد اس House سے مرکزی حکومت کو بھیجی جائے۔بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔میرا خیال ہے کوئی اور ممبر اس پر بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر !میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے محمد اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر !ہم احمد خان بلوچ صاحب کی قرارداد کی مکمل طور پر تائید کرتے ہیں۔بلاشبہ اگر کاشتکار، کسان کی معاشی حالت بہتر ہو گی، وہ مضبوط ہو گا تو پنجاب مضبوط ہو گا اور پنجاب

کی معیشت بہتر ہو گی۔ ہم اس قرارداد کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں اور بھرپور تائید کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت کو بھی اس امر کی سفارش کی جائے۔ آج جب Pre Budget بحث پر ہو رہی تھی تو پنجاب کے بجٹ میں بھی زراعت کے لئے کاشتکار کی بھلائی کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں اور وہ subsidies جو مرکز یا صوبہ مختلف صورت میں بھیک کے طور پر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ subsidies سے ملک نہیں چلتے، subsidies سے صوبے نہیں چلتے اور subsidies سے قومیں مضبوط نہیں ہوتیں۔ ان subsidies کی بجائے کاشتکار کے لئے بجلی مفت کر دی جائے، کھاد کی قیمتیں کم کر دی جائیں اور اچھی قسم کے بیج مفت provide کئے جائیں ۔ اگر آپ کاشتکار کو facilities دیں گے، کسان کو سہولتیں دیں گے تو انشاء اللہ بہتری آئے گی۔ آج جو کاشتکاری کے حالات ہیں پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں مجھے وقت نہیں بھولتا جب ایک ڈکٹیٹر نے، ایک فوجی آمر نے دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ کیا تھا اس وقت جو دریا پاکستان کے حصے میں آئے تھے ان میں سے تو انڈیا کو۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی رائے محمد اسلم صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ چیئرمین کی کرسی پر ہیں اور میں اپنی گزارشات اور معروضات پیش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! جس وقت پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا اس وقت ملک میں جمہوریت نہیں تھی اس وقت منتخب نمائندے ان ایوانوں میں موجود نہیں تھے۔ جب اس آمر نے ہندوستان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا اور جو دریا پاکستان کے حصے میں آئے ان میں سے تو ہندوستان کو پینے کے لئے بھی پانی دیا گیا ان کو تو کاشتکاری کے لئے بھی پانی دیا گیا لیکن جو دریا انڈیا کے حصہ میں آئے ان میں سے پاکستان کو کاشتکاری کے لئے پانی دیا گیا نہ پینے کے لئے پانی دیا گیا اور جس طرح آج انہوں نے پاکستان کے حصے کا پانی بھی روک رکھا ہے۔ اس پر بھی مختلف پراجیکٹ بنا رہے ہیں آج جمہوری ایوان موجود ہیں، آج ملک میں جمہوریت ہے، آج ملک میں اور صوبوں میں منتخب حکومتیں ہیں۔ آج بلاشبہ ہماری حکومتیں اس کے لئے کوشاں ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ آج اس issue پر پورے ملک کی عوام بھی ان کے

ساتھ ہے اور اگر اس پانی کے issue پر اس وقت جدوجہد نہ کی گئی اگر اس پر اب بھی کوئی صحیح فیصلہ نہ کیا گیا تو کل وہ پاکستان جو کبھی سونے کی چڑیا تھی وہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔ ہم نے آنے والی نسلوں کو بچانا ہے اور ہم نے آئندہ کے لئے پاکستان کو مضبوط کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آج ہماری منتخب حکومتیں اس کے لئے stand لیں بلکہ اس issue پر پانی کے لئے پاکستان کے شہریوں کی روزی اور روٹی کے لئے کچھ کریں کیونکہ پاکستان کے شہریوں کی روزی روٹی اس issue سے منسلک ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت پاکستان کو اس مسئلے پر انڈیا سے جنگ بھی لڑنا پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ آج چونکہ ڈکٹیٹر نہیں ہے، منتخب حکومتیں ہیں، منتخب صدر پاکستان ہے، منتخب وزیر اعظم پاکستان ہے اور منتخب وزرائے اعلیٰ ہیں تو میری آپ کی وساطت سے House سے، اپنے بھائیوں سے گزارش اور پُرزور اپیل ہے کہ جناب احمد خان بلوچ صاحب کی قرار داد کی بھرپور حمایت اس ایوان میں کرنی چاہئے چونکہ پنجاب کا ہر بچہ، ہر بوڑھا ہر نوجوان اور پاکستان کی پوری عوام اس issue پر اکٹھے ہیں متحد ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: جناب کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo افضل الذکر لا الہ الااللہ و افضل الصلوۃ الھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ وصاحبہ وسلم۔

جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں آپ کی وساطت سے جناب احمد خان بلوچ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے غریب کاشتکاروں، پنجاب کے عوام اور پنجاب کے ان لوگوں کا مسئلہ اٹھایا ہے جن سے پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی امیدیں وابستہ ہیں۔ انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ بھی مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ اس اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور اس وقت معزز House میں ممبران کی جو تعداد ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ اس معزز House کے 80 فیصد اراکین کی جو تعداد ہے وہ زراعت کے ساتھ منسلک ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو اہم issue اس floor پر اٹھایا گیا ہے اس پر عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی پالیسی بنائی جائے۔ کیونکہ قرآن مجید میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور علامہ اقبال نے اسے شاعرانہ انداز میںquote کیا ہے۔بسم اللہ الرحمن الرحیمo ان اللہ لا یغیر مابقوم حتیٰ یغیر ما بانفسھمo

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جسے آپ اپنی حالت بدلنے کا

جناب سپیکر!اس ترقی یافتہ دور میں جب پاکستان کا ہر بچہ باشعور ہے اور اس معزز ایوان کی طرف نظریں لگائے ہوا ہے کہ ہمارے اراکین اسمبلی اس ملک کی خاطر اور اس صوبے کی خاطر کیا کر رہے ہیں۔چند لمحے پہلے جب آپ یہاں پر تشریف فرما تھے تو آپ نے ہی فرمایا تھا کہ ایسی قانون سازی نہ کی جائے جس پر ہم عملدرآمد نہ کروا سکیں۔میں اب آپ کی وساطت سے ہی وزیر موصوف صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ خدارا اب اس ملک کی خاطر،پنجاب کی خاطر،پنجاب کے غریب عوام کی خاطر اور اس پنجاب کے غریب کاشتکار کی خاطر کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے جس سے اس کو فائدہ ہو سکے اور پنجاب کے غریب لوگ،پنجاب کا غریب کاشتکار اپنے بچوں کی اور اپنی فصل کی صحیح طرح سے نشوونما کر سکے۔میں زیادہ وقت آپ کا نہیں لینا چاہتا۔بڑی مہربانی شکریہ

جناب چیئرمین: منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین !سب سے پہلے تو آپ کو کرسی سپیکر پر براجمان ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے appreciate بھی کرتے ہیں۔اس وقت جو زراعت پر بحث چل رہی ہے میں چند ایک گزارشات جناب کی وساطت سے حکومت وقت سے کرنا چاہوں گا۔ہمارے جناب معزز وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں پہلے بھی دو تین دفعہ اسمبلی کے floor پر یہ بات کر چکا ہوں کہ اگر کبھی بھی پنجاب پر معیشت کے لحاظ سے کوئی اگر بُرا وقت آیا تو زراعت ایک واحد source of income ہے جو پاکستان کو بھی بچائے گا اور پنجاب کو بھی بچائے گا اور پانی کی کمی جو ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب!قطع کلامی معاف۔بہت اہم issue ہے آپ بے شک رات 12 بجے تک بولیں بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر گفتگو کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پانی کی کمی کا مسئلہ جو اس وقت پورے صوبہ میں بلکہ پورے پاکستان میں چل رہا ہے اس پر ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے ساتھ ہمارے کچھ مطالبات ہیں جو ہمارے ان کے ساتھ treaties ہیں ان پر مکمل طور پر عملدرآمد کروانا چاہئے۔ اگر ہمیں اقوام متحدہ تک بھی جانا پڑے تو ہمیں جانا چاہئے۔ اگر ہم نے آج پانی کا نہ سوچا اگر اس ملک کی زراعت کے لئے ہم نے پانی کا کچھ بھی بندوبست نہ کیا تو خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ ملک بھی اتھوپیا کی شکل اختیار نہ کر جائے۔ اگر پانی نہیں ہے تو پھر زراعت بھی نہیں ہو گی۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں آپ کا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے اور ہمارا تعلق بھی ڈسٹرکٹ شیخوپورہ سے ہے جو کہ ایک زرعی ضلع ہے زرعی علاقہ ہے۔ گندم، سبزی، چاول اور ہر قسم کے پھل وغیرہ کی جو پیداوار ہے لاہور کے گردونواح میں ہم ہی لوگ ہیں جو لاہور تک پہنچاتے ہیں اور یہ جو ایک کروڑ کی آبادی کا شہر ہے اس کو زرعی اجناس سبزیاں، پھل شیخوپورہ اور قصور کی وجہ سے ہی ان کو پہنچتی ہیں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت پانی کا جو level ہے ہر سال دو تین فٹ نیچے جا رہا ہے وہ کیوں جا رہا ہے؟ وہ اس لئے جا رہا ہے کہ آپ کے دریاؤں میں بالخصوص دریائے چناب اور دریائے راوی میں پانی بالکل نہیں ہے اگر ہم نے اس پانی کا بندوبست نہ کیا تو زراعت تو بڑی دور کی بات ہے انسان کو پینے کے لئے صاف پانی بھی نہیں ملے گا بلکہ صاف کیا آنے والے کل میں جو حالات نظر آ رہے ہیں ان میں انسان کو پینے کے لئے کسی بھی قسم کا پانی نہیں ملے گا۔ ہمیں اس پر سوچنا چاہئے، اس پر کوئی پالیسی بنانی چاہئے اور اس پر کوئی کام کرنا چاہئے صرف باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

جناب والا! میں زراعت کے حوالے سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بات آپ کے ذاتی تجربے میں آئی ہو گی، پورا House، اس وقت House میں تشریف رکھنے والے دوست اور جو ہمارے میڈیا کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو گندم کا ایک بہت اچھا ریٹ دیا۔ ہم پورا House اور تمام لوگ اس اچھی قیمت دینے کے فیصلے کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: گندم کا ریٹ تو مرکزی حکومت طے نہیں کرتی؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! گندم کا ریٹ وفاقی حکومت کی supervision میں پنجاب حکومت نے دیا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس کی purchase کی اور پنجاب حکومت نے ہی اس کی payment کی ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! بلاشبہ گندم کے ریٹ وفاقی حکومت دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب کو پہلے بات مکمل کر لینے دیں پھر آپ کر لینا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر اس میں وفاقی حکومت کا حصہ ہے تو میں ان کو بھی appreciate کرتا ہوں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آئندہ سال جو گندم کی فصل آ رہی ہے اس کی خرید و فروخت پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گندم کی خرید کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت کی ہے لیکن اس کے باوجود مڈل مین، میری مراد آڑھتی اور سرمایہ دار ہیں جنہوں نے اس بہتی گنگا میں خوب ہاتھ دھوئے۔ اب اس سال گندم کی purchase میں ہمیں معقول انتظام کرنا چاہئے اور اس مڈل مین کا کردار مکمل طور پر ختم کرنا چاہئے۔

آپ دیکھیں کہ مونجی کی خرید میں مڈل مین نے کیا کردار ادا کیا؟ مڈل مین نے وہ لوٹ مچائی اور وہ کام کیا جو شاید ہمارے بڑوں کے ساتھ بنیا بھی نہیں کرتا رہا لہذا میری استدعا ہے کہ اس کی قیمت مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے اور درمیانے کاشتکار بلکہ وہ تمام زمیندار جو گندم، چاول اور گنا پیدا کرتے ہیں ان سے ان کی مکمل فصل اٹھانے کی گارنٹی ہونی چاہئے اور اسے اس کی فصل کی پوری قیمت بھی ملنی چاہئے۔ میں نے پہلے بھی ایک تجویز دی تھی کہ کوئی بھی شخص جب کوئی چیز پیدا کرتا ہے چاہے وہ دوائی کی شکل میں، کسی garments کی شکل میں یا کسی دوسری صنعت میں کوئی چیز پیدا کرتا ہے تو وہ producer، وہ صنعتکار، اپنی item کی قیمت مقرر کر سکتا ہے لیکن ایک بدقسمت کسان ہے، ایک بدقسمت زمیندار ہے جو اپنی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ یہ جو پنسل میرے ہاتھ میں ہے جو بھی صنعت کار اس کو بناتا ہے وہ اس کی تمام قیمت نکالنے کے بعد، اس کے تمام اخراجات نکالنے کے بعد اس کی قیمت مقرر کرتا ہے۔ وہ اس سے کم ریٹ پر اسے مارکیٹ میں فروخت نہیں کرتا لیکن ایک

بے چارا کسان ہے جو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہوتا ہے، جو موسمی حالات کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور وہ اپنی جنس کی، اپنی پیداوار کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔یہ کتنی بڑی بد قسمتی اور کتنی بڑی بے چارگی کی بات ہے۔پورے ملک میں جو اتنی بڑی پیداوار ہوتی ہے چاہے وہ سبزیوں کی شکل میں ہو، پھلوں کی شکل میں ہو، جنس کی شکل میں ہو، مونجی کی شکل میں ہو، چاول کی شکل میں ہو، آٹے کی شکل میں ہو، گندم کی شکل میں ہو یا کسی بھی شکل میں جو چیز پیدا کرتا ہے یا جو بھی اس کی پیداوار ہوتی ہے اسے اپنی چیز کا ریٹ مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس پر کسان اور زمیندار کی شراکت سے Agro Marketing Authority کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی اب wind up کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب! آپ نے تو مجھے چھٹی دی تھی۔

جناب چیئرمین: اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ چپ ہی نہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں ادب سے کہتا ہوں کہ آپ جو سبسڈی دے رہے ہیں اب تو وہ بھی بہت کم فیلڈز میں رہ گئی ہے۔پہلے زراعت کے لئے ڈیزل ٹیوب ویل سبسڈی پر دیئے جاتے تھے، کھاد، بیج اور زرعی ٹریکٹروں کی مد میں بھی سبسڈی دی جاتی تھی لیکن اب وہ تمام سبسڈی ختم کر دی گئی ہے۔میں کہتا ہوں کہ تمام سبسڈی ختم کر دیں ہم یہ سبسڈی نہیں لیتے۔ میں پنجاب کا نمائندہ ہونے اور اس ایوان سے تعلق ہونے کی وجہ سے کسانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ خدا کے لئے ہمیں اپنی جنس کی قیمت دے دیں۔خدارا ہمیں جنس کی وہ قیمت دے دیں جو اس کی لاگت ہے۔ جو اس پر خرچ ہوتا ہے، اس کے مکمل اخراجات کے بعد اور اس کے تمام اخراجات نکالنے کے بعد ایک معقول آمدن دے دیں۔ہم بہت زیادہ آمدن نہیں مانگتے۔ہم اس معاشرے اور اپنی قوم کے ساتھ، پنجاب کی 9 کروڑ عوام کے ساتھ، اپنے پاکستان کی 16 کروڑ عوام کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو اپنا share مانگتے ہیں۔آپ دیکھ لیں کہ ہماری لاگت کے بعد ہمیں net profit کتنا دینا ہے؟ تاکہ زمیندار بھی اپنے بچوں کا علاج معالجہ، ان کی کتابوں، فیسوں، ان کے جوتے، ان کے کپڑوں اور خوراک کا بندوبست کر سکے۔ایک بے چارہ کسان ہے جس کی زندگی کا

مکمل انحصار زراعت پر منحصر ہے لیکن یہ اپنی جنس کی قیمت مقرر کرنے اور اس کے جائزnet profit کا حقدار نہیں ہے۔

جناب والا! آپbell بجا رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ energy shortage اور کئی اور وجوہات کی وجہ سے ہماری صنعت بہت پیچھے جا رہی ہے لیکن اب ہمارا دوسرا ڈیپارٹمنٹ جسے میں ایک بہت بڑا فیلڈ کہوں گا جس سے ہمارا پورا ملک چلتا ہے، جس کی وجہ سے آج ہم زندہ ہیں، جس کی وجہ سے ہمارا وقت عزت کے ساتھ گزر رہا ہے اگر ہم نے اس کی بہتری اور اس میں بہتر اقدامات لانے کے لئے، اس میں بہتر ریسرچ کے لئے، اس میں آبپاشی نظام بہتر کرنے کے لئے، اس میں کھاد اور بیج کے اچھے انتظامات نہ کئے، کسانوں کو سستے اور آسان اقساط پر زرعی آلات نہ دیئے، کسانوں کے چھوٹے قرضوں کے سود معاف نہ کئے تو وہ دن دور نہیں جب زراعت کا بھی وہی حال ہو گا جو آج ہم نے صنعت کا کر دیا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ خدارا زراعت کے لئے جدید تقاضوں اور جدید وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اور وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اقدامات کئے جائیں اور بہتر پالیسی لے کر آئیں اور خاص طور پر ان کی قیمت مقرر کرنے کے حوالے سے کوئی ایسا کام کر جائیں کہ ہماری آنے والی نسلیں دعائیں دیں اور ہمارے ملک کا مستقبل تابناک ہو جائے۔ بڑی مہربانی، شکریہ

جناب چیئرمین: وزیر زراعت! کیا زراعت کے یہ حالات ہیں؟ بڑا افسوس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے نہایت افسوس ہو رہا ہے کہ اتنا اہم issue زیر بحث ہے لیکن اس وقت House میں ممبران کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے، ان کا دارومدار اور رہن سہن زراعت سے وابستہ ہے۔ زراعت سے وابستہ ہمارے ممبران کا اس وقت ایوان میں موجود نہ ہونا انتہائی باعث افسوس ہے۔ میں احمد خان بلوچ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جب بھی ان کو موقع ملا ہے، ہمیشہ انہوں نے اس شعبے کی بہتری کے لئے آواز اٹھائی ہے اور ہرforum پر آواز اٹھائی ہے۔ بڑے افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ ہر محکمہ میں، ہر طبقہ میں اور زندگی کے ہر شعبے میں یونین موجود ہے لیکن واحد زراعت کا شعبہ ایسا ہے کہ جس کی کوئی یونین ہے اور نہ ہی ان کی آواز کوئی اوپر

تک سنتا ہے۔ہم اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور لوگوں کی دعاؤں سے اس ایوان میں پہنچے ہیں تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم جس طبقے سے تعلق رکھتے اس کی بات یہاں پر پہنچائیں۔زمیندار اور کاشتکار یونین بناہی نہیں سکتے کیونکہ ان کی products ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو وہ زیادہ دیر تک نہیں رکھ سکتے۔لائیو سٹاک کو دیکھ لیں کہ کوئی دودھ کتنی دیر store کرے گا؟ان کے پاس اس طرح کے sources ہی ہیں،ان کے پاس alternate چیزیں ہیں کہ جن سے وہ ان کو process کروا کر store کر سکیں اور نہ ہی storage کا کوئی ایسا انتظام ہے کہ جس میں کاشتکار اپنی سبزیاں store کر سکیں۔میں یہاں پر اس بات کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا کہ آپ نے دو سال پہلے سڑکوں پر آٹے کے لئے لائنیں لگی ہوئی دیکھی تھیں۔وفاقی حکومت کے ایک step سے حالات تبدیل ہو گئے۔وفاقی حکومت نے cultivation سے پہلے گندم کا proper rate announce کر دیا جس کی وجہ سے زمینداروں نے اس میں زیادہ دلچسپی لی اور اس کے نتیجے میں ہماری گندم کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے۔الحمدللہ آج ہماری گندم کی فصل بہتر ہے،اللہ نہ کرے اگر کوئی اس طرح کا mishap ہوتا ہے تو ہمارے پاس اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ ہم پچھلے سال والی گندم کے ساتھ یہ پورا سال بھی گزار سکتے ہیں تو زمینداروں کو ایک چھوٹا سا incentive دیا گیا اور زمینداروں نے اس ملک کی عوام اور حکومت کو گندم میں خود کفیل کر دیا۔آپ کو یاد ہو گا کہ تین سال پہلے کروڑوں ڈالر گندم کی مد میں اس ملک سے باہر گئے اور ایک چھوٹے سے step سے یہ سارا معاملہ cover ہو گیا۔میں آج یہ بھی بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ آج کپاس کا جو ریٹ زمینداروں کو ملا ہے تاریخ میں کبھی اتنا زیادہ rate زمینداروں نے وصول نہیں کیا ہو گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس حکومت کی ایک بڑی کامیابی ہے۔چاول کا کچھ دنوں بحران رہا اور وہ بحران پیدا کرنے والے لوگ بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ stockiest and middleman ہمیشہ زمیندار کی فصل پر آنکھیں گاڑھے بیٹھا ہوتا ہے کہ میں کیسے زمیندار کو لوٹ لوں۔

جناب چیئرمین!احمد خان بلوچ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ ابھی ڈی اے پی کا جو-/600 روپے فی بوری rate بڑھایا گیا ہے یہ بڑی زیادتی کی گئی ہے۔منڈا صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ زمیندار کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی production کی قیمت متعین

کر سکے۔ہمارے پاس کوئی ایسا ادارہ ہی نہیں ہے کہ جو اس چیز کو assess کر سکے کہ اس پر کتنی لاگت آئی ہے اور زمیندار کو کتنا return جا رہا ہے؟ میں ذاتی طور پر ایسے زمینداروں اور کاشتکاروں کو جانتا ہوں کہ جو دن بدن زبوں حالی کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہمارا سفید پوش طبقہ ہے، جن کا دارومدار اسی زراعت پر ہے وہ زوال پذیر ہو رہا ہے۔ مجھے خوف آ رہا ہے کہ جب یہ سفید پوش طبقہ اس ملک سے ختم ہو جائے گا تو اس وقت انقلاب آئے گا۔ یہی سفید پوش طبقہ ہے جو کہ اس انقلاب کو روکے کھڑا ہے۔ ''Haves'' and ''Have nos'' میں جو different بڑھتا جا رہا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری کوئی ایسی پالیسی ہونی چاہئے کہ ہمارے محروم طبقوں، خاص کر کاشتکاروں کے حوالے سے کوئی بورڈ بنایا جائے، ہمارے کاشتکار اور زمیندار اس بورڈ کے ممبرز ہوں اور وہ بیٹھ کر فصلوں کے rates متعین کریں۔ فرض کریں کہ اگر internationally کسی فصل کی قیمت پوری نہیں ہے تو حکومت اس کو subsidize کر کے کاشتکار کو support کرے تا کہ کم از کم ان کے کھانے پینے کے لئے تو کوئی بندوبست ہو جائے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ وقت بھی کافی ہو چکا ہے۔ صرف اتنا عرض کروں گا کہ وفاقی سطح پر اور صوبائی سطح پر زرعی بورڈز ہونے چاہئیں۔ زمینداروں کو middleman کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ زرعی بورڈ فصل کاشت ہونے سے لے کر فصل تیار ہونے تک ان کے اخراجات دیکھ کر، مناسب profit کا تعین کرنے کے بعد فصل کی قیمت مقرر کرے۔ یہ نہ ہو کہ ہماری فصل تیار ہو جائے اور اسے خریدنے والا کوئی نہ ہو۔ کاشتکاروں کو شامل کر کے price committees بنائی جائیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس ایوان میں کاشتکاروں کے پُرسان حال بنیں گے تو صرف آپ پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کی عوام کے لئے ایک احسن قدم اٹھائیں گے۔ یہ price committees فصل کی قیمت مقرر کریں اور ان کے اخراجات کا بھی تعین کریں اور کاشتکار کو اس کی فصل کی ایک balance قیمت ملنی چاہئے۔ جس کا جتنا دل کرتا ہے وہ کھاد کے rates بڑھا دیتا ہے اور جس کا دل کرتا ہے وہ اپنی مرضی سے زرعی ادویات کی قیمتیں بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح بیج بھی اپنی من مانی قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں۔ کاشتکار کے لئے بڑے مسائل

ہیں، آپ بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔تو اس ایوان کی وساطت سے میری خواہش ہے کہ کاشتکاروں کی شمولیت ہر level پر ہونی چاہئے اور ان سے تجاویز لینی چاہئیں۔شکریہ

جناب چیئرمین: جی،وزیر زراعت صاحب!ڈاکٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان پر کچھ غور کریں اور اگر آپ زمینداروں کے لئے کچھ کر سکتے ہیں تو ضرور کریں کیونکہ آپ بھی زمیندار ہیں اور ایک ذمہ دار جگہ پر فائز ہیں۔اگر کچھ کر سکتے ہیں تو اپنے طبقے کے لئے آپ کو ضرور کرنا چاہئے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین!میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ یہاں House میں کھاد کا جو issue شروع کیا گیا ہے میں بھی اس پر اظہار خیال کر سکوں۔معزز فاضل اراکین نے اپنی تجاویز دی ہیں۔اس میں کوئی دوآراء نہیں ہیں کہ پاکستان کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔صنعتی شعبے میں بہت زوال آیا اور اس کا growth rate کوئی اتنا خوش کن نہیں ہے،تاہم agriculture sector نے ہماری معیشت کو سنبھالا دیا ہے۔یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ agriculture میں ہمارا growth rate 4.5 percent ہونے کی وجہ سے زراعت کو سنبھالا ملا ہے اور معیشت بہتر ہوئی ہے۔انڈسٹری میں تو مشینوں کے ذریعے process کیا جاتا ہے لیکن کاشتکاری کھلی فضا میں ہوتی ہے۔اس کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے،اس کے لئے بہتر ماحول کی ضرورت ہوتی ہے اور اچھے موسمی حالات کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے ساتھ فصل پر بیماریاں حملہ کرتی ہیں اور موسمی اثرات بھی اس پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ان وجوہات کے باعث زراعت ایک مشکل شعبہ ہے اور واقعی پاکستان کے محنت کش کاشتکاروں کا یہ حوصلہ اور ہمت ہے کہ وہ تمام تر مشکلات کے باوجود کاشتکاری کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!کسان تمام تر مشکلات کے باوجود کاشتکاری کر رہا ہے۔زراعت اس لئے کٹھن ہے کہ ہماری زمینوں کی زرخیزی کم ہوتی جا رہی ہے،بہت ساری زمینیں بے ترتیبی سے housing societies میں شامل ہو گئیں جس کی وجہ سے ہماری زیر کاشت زمین کم ہو گئی ہے۔اس ایوان میں پانی کے issue پر مسلسل بحث ہو رہی ہے اور پانی کے سلسلے میں ہندوستان کی

جارحیت بھی یہاں پر زیر بحث رہی ہے۔ ہمارے پانی کی اوسط18 million acre feet رہی ہے لیکن اب وہ 34فیصد کمی کے ساتھ13 million acre feet دستیاب ہو رہا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ زراعت بہت مشکل کام ہے اور کسان بڑی محنت اور ہمت سے زراعت کے ذریعے ملکی معیشت کو سنبھالا دے رہے ہیں۔ اس میں long term measures درکار ہیں جو short term measures ممکن تھے انہیں حکومت بڑی تندہی اور پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دے رہی ہے میں ان کا سرسری سا اعادہ کروں گا آپ دیکھیں کہ ہنگامی طور پر جو ممکن تھا تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں یہاں House میں یہ اعلان فرمایا کہ Scheme Green Tractor کے لئے 2۔ارب روپے کی cross balance subsidy دی جائے گی اور اس میں فی ٹریکٹر 2لاکھ روپے subsidy ہو گی اور چھوٹے کاشتکار جن کی 25 ایکڑ نہری زمین اور 50 ایکڑ بارانی زمین تھی ان کو 10 ہزار ٹریکٹر شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے فراہم کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: اولکھ صاحب! total subsidy کتنی دی گئی تھی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! 2۔ارب روپے کی subsidy دی گئی تھی اور قرعہ اندازی اتنی شفاف تھی کہ صرف ایک کیس court میں گیا ہے باقی سب ٹریکٹر deliver ہو گئے ہیں۔ پورے پنجاب میں کوئی ایک شکایت بھی نہیں آئی کہ کوئی کہہ سکے کہ کہیں قرعہ اندازی یا کسی اور سلسلے میں کہیں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی آلات کے لئے ایک ارب روپے کی subsidy دی جا رہی ہے ان میں ایسے بھی زرعی آلات ہیں جن میں بیج اور کھاد اکٹھے استعمال ہوتے ہیں جس سے کھاد تقریباً30 تا35 فیصد کم استعمال کرنی پڑتی ہے جس سے کھاد کی بچت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان زرعی آلات میں drills ہیں، ploughs اور tunnel technology کے لئے 55 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے عملی طور پر دیئے گئے ہیں جس سے کہیں ایک شکایت بھی نہیں آئی اگر کہیں سے کوئی شکایت آتی ہے تو اسے فوری طور پر redress کیا جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی زراعت اور کسان کے ساتھ جو دلچسپی ہے اس حوالے سے انہوں نے اسی معزز ایوان میں اعلان فرمایا تھا کہ اس صوبہ کو زرعی ادویات یا انسانی صحت کی ادویات میں ملاوٹ کو پاک کیا جائے گا۔ میں بڑی بڑی فیکٹریوں میں خود گیا ہوں وہاں رجسٹر بنے ہیں، inventories بنی ہیں، بند روڈ ہے ٹھوکر

نیاز بیگ پر اپنی information کے مطابق میں خود گیا وہاں محکمے کو بلایا، وہاں پر پریس کو بلایا تا کہ پریس والے بھی دیکھیں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں آیا وہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ پنجاب میں جعلی، ملاوٹ شدہ یا غیر رجسٹرڈ مجموعی طور پر 35 کروڑ روپے کی زرعی ادویات recover ہوئی ہیں یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک ریکارڈ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں لالچ و حرص کی وجہ سے لوگ غلط کام کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جعل سازی کے ذریعے پیسے بنائیں لیکن حکومت باخبر ہے اور محکمہ زراعت کا Pest Warning کا شعبہ بڑی تندہی سے کام کر رہا ہے، cases courts میں ہیں جہاں سے سزائیں ہو رہی ہیں۔ یہ تمام اقدامات term short تھے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب گندم، کپاس، چاول، شوگر کین، citrus, mango اور دیگر minor crops کا 70 تا 80 فیصد پیداوار فراہم کر رہا ہے اس لئے زراعت کے حوالے سے پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس پر ہم نے پوری طرح focus کیا ہوا ہے اس سے ہمارے خوراک کے معاملات زبردست ہیں، اس سے ہمارے export کے معاملات زبردست ہیں اور اس سے ہماری معیشت زبردست ہے تو اس وجہ سے حکومت نے اس پر پوری طرح focus کیا ہوا ہے۔ ہماری cotton, citrus دیگر پھل اور سبزیاں export ہو رہی ہیں تو اس وجہ سے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ زراعت کی پیداوار بھی بڑھے اور مجموعی طور پر کاشتکاروں کو بھی فائدہ اور ان کی بہتری ہو۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ریسرچ اداروں نے cotton, wheat crops کی نئی اقسام تیار کی ہیں گندم کی نئی اقسام سحر، شفق اور چکوال 2002 ہے اسی طرح cotton کی نئی verities introduce کروائی گئی ہیں اور ان پر پوری طرح focus کیا ہوا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب چائنا گئے ہیں تو ان کے ساتھ agreement ہوا ہے چائنا کی ایک کمپنی اسی environment میں verity تیار کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زراعت میں ایک انقلاب آئے گا اور cotton کی 10 verities مختلف مراحل سے گزر کر اور وزارت ماحول کی Bio Safety Committee کے ذریعے سے کہ یہ انسانی صحت کے لئے مضر تو نہیں ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ cotton کی 8 نئی اقسام approve ہوں گی۔ اسی طرح ہم نے Government Federal کو Pak Dealer Act بھیجا ہوا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے۔ ہمارے ذیلی اداروں میں PAMCO اور Punjab Agriculture

Research Board ہے جو بالکلnon-functionalتھے۔1997میں اس بورڈ کے لئے amendment کی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت کے بر سر اقتدار آنے سے پہلے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا لیکن اب 48 کروڑ روپے کے projects allot ہو چکے ہیں مختلف اجناس پر research کے لئے اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کے لئے اورcrops کوdiseases سے بچانے کے لئے مختلفprojects پر کام ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہPunjab Agricultural Research Board کے لئے ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے اس سے زراعت میں ایک بڑا انقلاب آئے گا۔اسی طرح Punjab Agriculture Marketing ہمارا شعبہ تھا وہ بالکل non-functional تھا وہ تنخواہیں لے رہے تھے وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی کرتے ہوئے خود اس کی Chairmanship قبول کر کے اس کی متعدد meetings لیں اور فوری طور پر funds release کر کے لاہور میں ایک multi national company کے ذریعے trial basis پر 500 ٹن کا Storage Plant لگایا ہے تا کہ ہمارا Halal Meat، mango بہت قیمتی پھل ہے اسی طریقے سے ہمارا citrus ہے تو پنجاب میں بھلوال، ملتان، رحیم یار خان process میں ہیں۔ یہ جلد مکمل ہو جائیں گے اسی طرح ایک Water Treatment Plant Hot ہوتا ہے جس سے آم کی shelf life بڑھ جاتی ہے ابھی ہم نے آم باہر export کیا ہے اور مستقبل کے لئے ایک ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ cool chain کے ذریعے انتہائیvaluable crops، سبزیات اور پھل ہیں جن کی فی ایکڑ پیداوار سے کسان بڑا نفع کما سکتا ہے اس کی قیمتیں زیادہ ہوتی ہیں تو ایک ایک ایکڑ سے 5/4, 5/4لاکھ کا فائدہ ہو سکتا ہے اور یہ چھوٹیcrops ہیں اس لئے چھوٹے کاشتکاروں کو اس جانب لایا جا رہا ہے تا کہ انہیں منافع ہو اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اور Hot Water Treatment کے ذریعے ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آم اور citrus export کرنے کے قابل ہو جائیں گے جس سے کاشتکاروں کی مالی حالت بہتر ہو گی اور انہیں پھل کا صحیح معاوضہ ملے گا۔اسی طرح میں نے پہلے سبزیات کے بارے میں عرض کیا ہے کہ بے موسمی سبزیوں کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور tunnel technology چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بڑا مفید پروگرام ہے اس کے لئے بھی حکومت پنجاب بڑی معقول subsidy دے رہی ہے اس کے لئے55 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ زراعت کے لئے اس قدر سوچ بچار کی جا رہی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب ترکی گئے تھے وہاں پر انھوں نے

باقاعدہ MOU پر دستخط کئے۔ ہمارے ہاں precise irrigation پر کام ہو رہا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں اور گلیشئر کے نہ پگھلنے کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کے آنے کی مقدار کم ہو گئی ہے۔ یہ ہمارے لئے بڑا چیلنج ہے کہ ہم نے کم پانی سے پیداوار کو بڑھانا ہے اس کے لئے precise irrigation کے لئے جو Irrigation Drip یا Sprinkle Irrigation کے لئے بھی subsidy دی جارہی ہے اور Drip Irrigation کے لئے فی کاشتکار کو 63 ہزار روپے subsidy دی جارہی ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے اور مستقبل قریب میں بڑے پیمانے پر یہ کام ہو گا۔ گریٹر تھل کینال کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں ایک ارب روپے کی لاگت سے وہاں پر اصلاح آبپاشی کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ اس میں کھالے پختہ کرنے اور water courses کو ٹھیک کرنے کا منصوبہ تھا۔ اس میں ہمیں دشواری ہے کیونکہ کچھ فنڈز وفاقی حکومت کی طرف سے رک گئے ہیں جو release نہیں ہو رہے۔ ہماری کوشش ہے کہ وہ فنڈز release ہو جائیں تاکہ کھالے پختہ کئے جاسکیں۔ اس طرح 25 فیصد پانی ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ یہ 66 بلین روپے کا منصوبہ تھا جس کے تحت اصلاح آبپاشی کے کھالہ جات بنائے گئے ہیں اور باقی کھالہ جات بنائے جارہے ہیں، اس سے پانی کی بچت ہو گی۔ یہ سارے اقدامات کاشتکار کی مدد کے لئے حکومت کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ صوبوں کی مشاورت سے وزیر اعظم پاکستان نے گندم کی قیمت -/950 روپے مقرر کی یہ کاشتکاروں کے لئے بہت اچھا اقدام تھا۔ گندم کی قیمت کا اعلان کرنا پالیسی کا تو حصہ ہے لیکن پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک کڑور 85 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔ اس سے پہلے پاکستان میں کبھی نہیں ہوئی۔ اس سال ایک کروڑ 70 لاکھ ایکٹر پر گندم کاشت ہو چکی ہے۔ اس سال وفاقی حکومت نے پنجاب حکومت کو 30 لاکھ ٹن گندم خرید کرنے کا target دیا تھا لیکن جب گندم کی خریداری شروع ہوئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے متعدد میٹنگز کی اور گندم کی خریداری کے سلسلے میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں کمیٹی بنی۔ انھوں نے دیکھا کہ گندم کی پیداوار ملک میں بہت زیادہ ہو رہی ہے تو گزشتہ سال 25 لاکھ ٹن گندم بمشکل procure کی جاسکی تھی لیکن اس سال وفاقی حکومت سے 30 لاکھ ٹن کا target ملا، پھر 35 لاکھ ٹن کا ہم نے بنایا، پھر 40 لاکھ ٹن کا اور آخر کار 60 لاکھ ٹن گندم خرید کرنے

کا پروگرام بنا۔ ہم نے کوشش کی کہ باردانہ باہر سے مل جائے لیکن ہمیں باردانہ نہیں ملا۔ ہم نے بنگلہ دیش سے کوشش کی، انڈیا سے کوشش کی لیکن ہمیں بوریاں نہیں مل سکیں۔ ہم نے propylene bags کا استعمال کرایا اور باہر گنجیاں لگائیں۔ ہماری 23لاکھ ٹن تک گندم کو سٹور کرنے کی capacity ہے۔ Labour کا انتظام کرنا، کاشتکاروں کو -/950روپے فی من گندم کی ادائیگی کرنا اور storage کا انتظام کرنا مشکل ترین کام تھا۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت مزید10منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بڑی محنت کا کام تھا۔ آپ یقین کریں کہ وزیر اعلیٰ، ان کی کابینہ، تمام ایم پی ایز صاحبان اور تمام سرکاری مشینری تمام صوبے میں اسی ایک کام پر لگی ہوئی تھی کہ کاشتکار سے ہر صورت اس کی گندم خریدی جائے اور کوئی کاشتکار ایسا نہ رہ جائے جس کو -/950روپے سے کم قیمت ملے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معجزاتی کام تھا کہ 60لاکھ ٹن کا target تھا اور 58لاکھ ٹن گندم خرید کی گئی اور کاشتکار کو ادائیگی کی گئی۔ اس کی قیمت ایک کھرب38۔ارب روپے بنتی ہے یعنی138 بلین روپے کی ادائیگی کسانوں کو کی گئی جو کہ معجزے سے کم نہیں تھا۔ اس میں storage کا انتظام کیا گیا یہ ممکن ایسے ہوا کہ کاشتکار نے خون پسینے کی محنت کی تھی اور حکومت نے کاشتکار سے commitment کی تھی کہ ہم گندم کا ایک ایک دانہ خرید کریں گے اور حکومت نے ایک ایک دانہ خرید کر دکھایا۔ مجھ سے کاشتکار پوچھتے تھے کہ آیا یہ ممکن ہو گا تو میں ان کو یقین دلاتا تھا کہ انشاء اللہ ممکن ہو گا اور وہ ممکن ہوا۔ اس کے نتیجے میں کاشتکار کی معاشی حالت میں بہتری آئی جو بے چارہ عرصہ دراز سے لٹ رہا تھا۔ میں یہاں پر کیا اظہار کروں آپ خود سمجھتے ہیں کہ اس میں pesticides companies کا اپنا کردار ہے، middleman کا اپنا کردار ہے، agent commission کا اپنا کردار ہے اور کھاد کی کمپنیوں کا اپنا کردار ہے۔ اس طرح کاشتکار بڑے دباؤ میں تھا اس کو پہلی دفعہ یہ ریلیف ملا جس کے نتیجے میں کاشتکار نے اس مرتبہ پچھلے سال کے مقابلے میں DAP کھاد 13 فیصد زیادہ استعمال کی اور یوریا کھاد کا زیادہ استعمال کیا۔ اس سال ایک کروڑ70 لاکھ ایکٹر پر گندم کاشت ہوئی ہے۔ یہ بدقسمتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر رحم کرے کہ بہت شاندار فصل ہونے کے باوجود بارانی علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے گندم کم کاشت ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ 5/4لاکھ ٹن گندم کی

کمی ہو گی لیکن وہ کمی نہری علاقوں سے cover ہو جائے گی کیونکہ DAP کھاد کا استعمال 13 فیصد زیادہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں کھاد پر آتا ہوں کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے اور اراکین بھی تھک چکے ہیں۔ ہمارے پاس یوریا کھاد کے ذخائر ایک لاکھ 70 ہزار ٹن موجود تھے اور 10-2009 کے لئے ملکی پیداوار 24 لاکھ 44 ہزار ٹن تھی اور ملک کی کل ضرورت 30 لاکھ 30 ہزار ٹن یوریا کی ہے میں ربیع کی بات کر رہا ہوں کہ 6 ماہ کے اندر 22 لاکھ 58 ہزار ٹن یوریا استعمال ہونی تھی یہ ہماری ضرورت ہے اور 6 لاکھ 41 ہزار ٹن یوریا درآمد کی گئی ہے۔ پچھلے سال یوریا کا استعمال اس لئے کم ہوا تھا کہ کاشتکار کو کھاد کم اس لئے ملی تھی کہ یوریا کی وقت پر درآمد نہیں ہوئی تھی۔ ہمارے ملک کی پیداوار 49 لاکھ ٹن ہے جس میں 29 لاکھ ٹن F.F.C والے پیدا کر رہے ہیں 10 لاکھ ٹن Angro والے پیدا کر رہے ہیں ان کے علاوہ پاک عرب اور دوسرے 20 فیصد کے قریب پیدا کر رہے ہیں۔ ہماری ربیع کے لئے پیداوار 40 لاکھ ٹن ہے جبکہ ہمیں ربیع کے کل عرصے میں 30 لاکھ ٹن دستیاب ہو گی، 6 لاکھ 41 ہزار ٹن درآمد کی گئی ہے۔ میں احمد خان بلوچ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ میں خود اسلام آباد گیا تھا کھاد درآمد کرنے کا پروگرام مکمل کروایا۔ یہ ایک issue تھا کہ کھاد کب درآمد کی جائے تو ہم نے وہاں ایک رائے کے ساتھ بات کی کیونکہ پچھلے سال بہت مسائل درپیش تھے۔ پچھلے سال کھاد درآمد تو کی گئی لیکن بعد میں کی گئی تھی جب اس کا موسم گزر رہا تھا اور کاشتکاروں کو دقت ہوئی لہذا اس سال یہ تجویز دی گئی کہ 4 لاکھ ٹن کی بجائے 6 لاکھ ٹن درآمد کی جائے اور وہ بھی پہلے کی جائے۔ میرے پاس مہینہ وار تفصیل موجود ہے کہ کس کس مہینے میں کتنے یوریا کھاد کے ship آئے ہیں اس لئے 6 لاکھ 41 ہزار ٹن یوریا کھاد درآمد ہونے سے جو دباؤ تھا اس میں یوریا کھاد مارکیٹ میں میسر رہی۔ جہاں تک DAP کی بات ہے تو صورتحال اس طرح ہے کہ ہمارے ملک کے اندر ایک F.F.C کا کارخانہ پورٹ قاسم پر ہے وہاں تھوڑی بہت تقریباً 20 فیصد سے زیادہ کہنے کو تو 50 ہزار ٹن ماہانہ ہے لیکن ڈی اے پی کی 2 لاکھ 63 ہزار ٹن local production ہوئی ہے۔ تمام تر ڈی اے پی ہمیں باہر سے import کرنی پڑتی ہے۔ اُس import کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ ہمارے پاس ڈی اے پی کا بقایا سٹاک ایک لاکھ 25 ہزار ٹن تھا اور ڈی اے پی کی ٹوٹل ملکی پیداوار 2 لاکھ 63

ہزار ٹن تھی۔ ہمارے ملک کی ضرورت تقریباً8لاکھ ٹن بنتی ہے اور ان تین چار ماہ میں4لاکھ73ہزار ٹنimportکی گئی ہے اس لئے کل دستیابی8لاکھ65ہزار ٹن ہو گئی،6لاکھ59ہزار ٹن گندم کے لئے استعمال ہوئی ہے جبکہ پچھلے سال ساڑھے چار لاکھ ٹن استعمال ہوئی تھی۔ یہ جو13/14فیصد زائد استعمال ہوئی ہے اس کے اثرات کی وجہ سے گندم کی فصل انشاءاللہ العزیز بہت اچھی ہے۔

جناب والا! میں نے وہاں پر وفاقی حکومت سے بات کی تھی اور کہا تھا کہ زمانہ بہت آگے چلا گیا ہے لہذا کاشتکار کو تحفظ اور اُن کو ان کا حق ملنا چاہئے۔ پاکستان میں یوریا کھاد یا ڈی اے پی کے کارخانے بھاری منافع کمارہے ہیں یعنی تقریباً8,8۔ارب روپے ان کے منافع جات ہیں۔ ایک کارخانہ 1980 میں لگایا ہے تو اب تک اُن کی قیمتیں ادا ہو چکی ہیں، تمام تر رامٹیریل لوکل ہے، گیس لوکل ہے اور اُس پرsubsidyدی جارہی ہے اس کے باوجود ہم نے قیمتوں پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔ اس کی قیمت-/590روپے سے بڑھتے بڑھتے اوپر چلی گئی، گزشتہ سال کی میرے پاسdetailsہیں جو میں بتا سکتا ہوں کہ کون کون سے ایام اور کون کون سے مہینے میں یہ کھادimportہوئی ہے اور جس طرح قیمتیں بڑھی ہیں ان کا گوشوارہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ اب یوریا کھاد کی انٹرنیشنل قیمت -/1300روپے فی بیگ پڑتی ہے لیکن وفاقی حکومت نے اس میں -/600روپےsubsidy دی۔ Subsidyدینے کے بعد جو6لاکھ ٹن باہر سےimportہوئی تو اس کھاد کی قیمت-/710روپے مقرر ہوئی تھی لیکن بعد میں اب اُس کی قیمت-/770روپے ہو گئی۔ جو کھادproduction localہے اُن کی قیمت بڑھائی گئی۔ جب کھادimportکرنے کے حوالے سے میٹنگ ہو رہی تھی تو اُس میٹنگ میں شوکت ترین صاحب، وفاقی منسٹر نذر محمد گوندل صاحب، وزیر پروڈکشن میاں منظور وٹو صاحب بھی موجود تھے تو میں نے وہاں پر کہا کہ آپ پہلے میرے ساتھ کھاد کے بنیادیissuesپرdiscuss کریں کیونکہ میں صوبہ پنجاب کی نمائندگی کر رہا ہوں اور صوبہ پنجاب ایک بہت بڑاstakeholder ہے۔

جناب چیئرمین! میں علی پور ستار مضان بازار گیا تو ڈی او اور ڈپٹی ڈی او بھی میرے ساتھ تھے۔ میں وہاں پر ایک گاؤں میں کھڑا ہو کر کاشتکاروں سے پوچھ رہا تھا کہ تم نے کھاد کس ریٹ پر لی جس پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے کھاد-/750روپے فی بیگ لی ہے۔ میں نے وہاںsuspensionکا

آرڈر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ڈیلر سے پوچھیں۔ ڈیلر سے پوچھا کہ کھاد کا کیا ریٹ ہے تو اُس وقت announced price -/710روپے فی بیگ تھی لیکن انہوں نے بتایا کہ ہمیں تو sms ملا ہے کہ -/750روپے ہو گئی ہے۔ میں نے میٹنگ میں کہا کہ میں ایک صوبے کا وزیر زراعت ہوں لیکن میرے علم میں بھی نہیں ہے کہ -/750روپے فی بیگ قیمت ہو گئی ہے جبکہ دو دن پہلے -/710روپے ریٹ تھا لہذا یہ ریٹ کیسے بڑھ گیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ اس کی قیمت بڑھانے کا کیا mechanism ہے، کیا پیمانہ ہے اور کیا طریق کار ہے؟ وہاں پر بڑی بحث ہوئی جس کی میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ میں نے کہا کہ پہلے نمبر پر آپ مجھے price mechanism بتائیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر صابن کی ٹکیا پر قیمت پرنٹ ہے، چائے کی ڈبی پر قیمت پرنٹ ہے، شیمپو کے پیکٹ پر بھی پرنٹ ہے تو کھاد کے بیگ پر قیمت کیوں نہیں پرنٹ کی جاتی اور کمپنیوں کو اس بات پر پابند کیوں نہیں کیا جاتا؟ کھاد کی قیمت -/710روپے ہے تو اگر اُس پر قیمت پرنٹ ہو گی تو وہ -/750 روپے نہیں بلکہ -/710روپے میں ہی بکے گی۔ جب قیمت بڑھائی جائے گی اور دوبارہ قیمت پرنٹ کریں گے تو وہی ریٹ ہو گا یعنی کوئی ہیرا پھیری نہیں ہو گی اس لئے میں نے وہاں پر میٹنگ میں بھی یہ مطالبہ اور وزیر اعظم صاحب کو بھی letter کے ذریعے یہ مطالبات بھیجے کہ ان کمپنیوں کو پابند کیا جائے اور Ministry of Production کو بھی اس بات پر پابند کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ذرا جلدی wind up کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں صرف 10 منٹ میں بات ختم کر رہا ہوں کیونکہ کھاد کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: مزید 10 منٹ چاہئیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، 10 منٹ کوئی زیادہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ relevant بات کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں کوئی اور بات تو نہیں کر رہا، کھاد کی قیمتوں کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بات کریں۔ ایوان کا وقت 10 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ کھاد کی قیمت بیگ پر پرنٹ ہو، price mechanism ہو تو کافی حد تک یہ بہتر ہو جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! یہ اتنا اہم issue ہے اور آپ اتنا تھوڑا وقت دے رہے ہیں۔ اتنے اہم شعبے پر اتنا کم بجٹ اور اتنی اہم بحث پر اتنا کم وقت دینا بہت زیادتی ہے لہذا آپ انہیں زیادہ وقت دیں۔

جناب چیئرمین: اگر انہیں مزید وقت درکار ہو گا تو وہ خود ہی مانگ لیں گے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! چونکہ کھاد کی بات ہو رہی ہے تو میں House کو update کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو پتا چلے کہ حکومت پنجاب اس کے لئے کیا کر رہی ہے۔ میں ڈی اے پی کی انٹرنیشنل قیمتیں بتاؤں گا کہ پاکستان میں کھاد کا ریٹ کیوں بڑھایا گیا ہے؟ میں یوریا کے حوالے سے بتا رہا تھا کہ بیگ پر قیمت پرنٹ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ کہا کہ ڈی اے پی اور یوریا کا link ختم کیا جائے چنانچہ یوریا کا ڈی اے پی سے link ختم ہو گیا لیکن کھاد کے بیگ پر ابھی قیمت پرنٹ نہیں ہوئی جس کا میں نے مطالبہ کیا کہ قیمت پرنٹ کی جائے۔ جہاں تک ڈی اے پی کی بات ہے تو آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال اُس کی قیمت ربیع کے سیزن میں تین ہزار روپے فی بیگ ہو گئی تھی اُس پر وفاقی حکومت کی طرف سے 27۔ارب روپے کی subsidy دی گئی، پہلے یہ subsidy فی بیگ -/250 روپے تھی پھر ایک ہزار روپے کر دی گئی اور اُس کے بعد -/2200 روپے فی بیگ subsidy دی گئی جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کیونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں 1300 ڈالر ڈی اے پی کھاد کی قیمت ہو گئی تھی جو -/5200 روپے فی بیگ پڑتی تھی۔ ہم نے میٹنگ بلائی اور کہا کہ آپ اس کا ریٹ تین ہزار روپے سے زیادہ نہیں بڑھا سکتے چنانچہ وہ تین ہزار روپے میں بکی۔ اس سال اتفاق کی بات ہے کہ کاشتکار کو یہ موقع ملا کہ ربیع کے سیزن میں کھاد 1800/1900 روپے میں بکی ہے۔ پچھلے سال ڈی

اے پی کھاد تین ہزار روپے فی بیگ ملی تھی لیکن اب -/1900روپے میں ملی ہے۔ میں آخر میں آپ کو انٹر نیشنل قیمت جو اس وقت چل رہی ہے، بتاتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس سال کیا قیمت چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میرے پاس Fertilizer Industry Report ہے جو 10-2-18 کی ہے۔ اس میں 504ڈالر international price ہے، اس میں freight insurance ساٹھ روپے ہے پھر یہ 564ڈالر بن گئے۔ Port hindering کے لئے مستقل طور پر چارجز مقرر ہیں وہ -/70روپے ہیں جو 634ڈالر بن گئے، اگر اس کو روپوں میں convert کریں تو یہ -/53890روپے فی ٹن بن گئے۔ فی ٹن 85ڈالر ہو تو اس کی فی بوری کی قیمت -/2694روپے بنتی ہے اگر ملتان تک کرایہ ڈالیں تو وہ -/83 روپے ہے، ڈیلر کا منافع -/20روپے ہے اور importer کا incentive پچاس روپے ہے لہذا یہ قیمت -/2800روپے میں پڑتی ہے۔ چونکہ کھاد کی international price ایک دم بڑھی ہے اس لئے اس کے اثرات خاصے پڑے ہیں۔ ڈی اے پی کھاد mostly برآمد ہو رہی ہے، پاکستان میں نہیں بن رہی۔ میں آپ کو فروری 2010 کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ international price 528 dollar تھی جس کی قیمت -/2647روپے بنتی ہے اور ڈی اے پی کھاد اس وقت -/2600روپے میں فروخت ہو رہی ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ انٹرنیشنل قیمتیں بڑھی ہیں۔ اس کا مزید امکان ہے کہ اس کی قیمت اور بھی اوپر جائے گی۔ چونکہ ڈی اے پی کھاد برآمد کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ابھی subsidy نہیں مل رہی۔ فرٹیلائزر چونکہ provincial نہیں بلکہ Federal subject ہے اس لئے ہم وفاقی حکومت سے استدعا کریں گے کہ ڈی اے پی پر دوبارہ subsidy دی جائے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

دوسرے ملکوں میں یوریا اور ڈی اے پی پر subsidy دی جا رہی ہے لیکن پاکستان میں کاشتکار کی مدد کرنے کے لئے، زراعت کی خوشحالی کے لئے، ملکی معیشت کو بہتر کرنے کے لئے، فصلوں کو بچانے کے لئے یہ نائٹروجن کھاد اور فاسفورس کھاد ہماری فصلوں کے لئے اہم جز ہیں جس کے لئے subsidy required ہے۔ ہم اس کے لئے وفاقی حکومت سے مطالبہ اور گزارش کریں گے کہ

subsidy دے کر اس کی قیمت کم کی جائے۔ آپ سب کا بہت شکریہ بلکہ میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سب کو تنگ کیا ہے اور بہت وقت لیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: نہیں، آپ نے تو بہت اچھی باتیں کی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے بہت اچھی رپورٹ بھی پیش کی ہے اور بہت اچھی تجاویز بھی ان کے ذہن میں ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے جتنی بھی کھاد فیکٹریاں بیچ دی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس ملک اور قوم کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے اور ایک مناپلی قائم کروا دی ہے۔ انٹرنیشنل ریٹ چاہے بڑھیں یا نہ بڑھیں لیکن وہ اپنی مرضی کے ریٹ وصول کرتے ہیں اور بلیک کرتے ہیں۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ جب یہ اپنی تجاویز لکھیں تو جتنی subsidy یہ دو سالوں میں دے چکے ہیں اُس سے کم از کم دو نئی کھاد فیکٹریاں لگ سکتی تھیں جس سے لوگوں کو روزگار بھی ملتا اور قیمت میں بھی حکومت کا share ہوتا۔ اگر یہ تجویز دیں کہ کھاد فیکٹریاں نئی establish کرنی ہیں کیونکہ raw products تقریباً یہیں پر ہی مل جاتے ہیں۔ ہم نے اب اپنی ڈاڑھی دوسروں کے ہاتھ میں پکڑا دی ہے وہ جیسے مرضی اسے کھینچیں یا جیسے مرضی رکھیں۔ میری یہ request ہے کہ یہ تجاویز اپنے صوبے کے عوام کی طرف سے دیں کہ جتنی subsidy دے رہے ہیں اُس کے بدلے میں ہمیں نئی کھاد فیکٹریاں لگا دیں جس سے روزگار بھی ملے گا اور زمینداروں کا فائدہ بھی ہو گا۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خان صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جب House میں اس حوالے سے بحث ہو جائے گی تو قرار داد آئے گی کیونکہ اولکھ صاحب نے آخر میں یہاں پر بات ختم کی ہے کہ یہ حکومت

پنجاب کے بس کی بات نہیں ہے۔یہ مرکز کی بات ہے کہ وہ سبسڈی دے،کنٹرول کرے یا جس طرح کرے۔یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہاں سے ایک قرار داد کی صورت میں House کی آواز مرکز تک پہنچانی ہے۔وہ قرار داد بھی جناب کی table تک پہنچ چکی ہے۔اگر اب ہو سکتی ہے تو اب مہربانی کر دیں نہیں تو اس کو کل کے لئے کسی طرح ضرور کر دیں۔اگر یہ قرار داد مرکزی حکومت کو نہیں پہنچتی تو اتنی دیر تک بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔میں نے قرار داد لکھ کر دے دی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: قرار داد نوٹس آفس آگئی ہے اور کل تک وہ سپیکر صاحب کو پیش ہو گی۔آپ ان سے مل لیں اگر وہ آپ کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!وہ بھی کہہ گئے تھے کہ قرار داد کی صورت میں ہم اس کو مرکز میں بھیجیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کو کل دیکھیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔وزیر زراعت صاحب!آپ ڈاکٹر صاحب کی تجویز پر تھوڑا سا غور کر لیں کہ یہ آپ کی کمیونٹی کا مسئلہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس کو ہم اور آپ مل کر کریں گے۔

جناب چیئرمین: بالکل میں بھی حاضر ہوں لیکن اس پر غور کریں یہ واقعی بڑا serious issue ہے اور اس کو seriously لینا بھی چاہئے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب!اب وقت ختم ہو گیا ہے۔آپ نے جو بات کرنی ہے جلدی کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں ایک منٹ میں اپنی گزارش مکمل کر لوں گا۔سب سے پہلے تو میں وزیر زراعت کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ no doubt کہ ہمارے تمام وزراء صاحبان تیاری کرتے ہیں لیکن ملک صاحب کا اس حوالے سے plus point ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے محکمہ پر بہت زیادہ اچھی تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو سمجھ آگئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): سمجھ بھی آتی ہے لیکن ملک صاحب اچھی تیاری کر کے آتے ہیں۔ میں وزیر زراعت کی وساطت سے حکومت پنجاب سے demand کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پہلے سال کے بجٹ میں ہم نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے اور اس میں ہم نے دولاکھ روپیہ فی ٹریکٹر سبسڈی دی ہے اور اس پروگرام کو چلتے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ اس سال کے بجٹ میں کوئی انقلابی step ہے، کوئی سبسڈی کا، کوئی زراعت کے لئے بجلی مفت دینے کا، یا اس کا ریٹ پچاس فیصد کم کرنے کا یا کوئی ڈیزل یا جو تیل وغیرہ جو زراعت کے لئے استعمال ہوتا ہے ایسے مقاصد کے لئے پچاس فیصد سبسڈی دینے کا کوئی ایسا پروگرام ہے؟ اگر نہیں ہے تو میں وزیر موصوف صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں کوئی انقلابی قدم اٹھانا چاہئے اور عوام کی بہتری کے لئے یہ فیصلہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، بلال کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین !میں آپ کی وساطت سے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو گزارش کروں گا کہ جس طرح کا پوائنٹ احمد خان بلوچ صاحب نے اٹھایا ہے اگر اس کو اجلاس کے شروع میں ہی out of turn لے لیا جائے کیونکہ اس وقت ممبران بھی کافی ہوتے ہیں تاکہ تمام ممبران کی participation بھی ہو جائے اور جس طرح یہ قرارداد پیش کی ہوئی ہے اور ممبران کی رائے لے کر پاس کر دی جاتی تو بہت بہتر ہوتا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنے پارلیمانی لیڈر سے بات کر لیں۔ جب صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جائیں گے تو وہ وہاں پر out of turn لیں یہ بڑی اچھی بات ہے۔

ملک بلال احمد کھر: شکریہ۔ جناب والا! دوسرا جو ڈاکٹر صاحب نے تجویز دی ہے کہ اگر صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو سفارش کرے اور پرائیویٹائز کی گئی فیکٹریوں کو واپس لے لیا جائے۔ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین !پنجاب کے عوام اور اس House کے ممبران آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ زراعت کی بہتری کے لئے کھاد میں سبسڈی کے لئے اور ٹریکٹرز کے لئے آپ چیئرمین صاحب آرڈر بھی دے سکتے ہیں اور رولنگ بھی دے سکتے ہیں۔ پنجاب کے غریب کسان آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں ان کی یہ توقع پوری کریں۔

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 23۔فروری2010 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

3177

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 16 فروری2010 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت 25۔ایکڑ تک کے مالک کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔

(موجودہ قراردادیں)

1. محترمہ طلعت یعقوب: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن جس میں تمام ضروری آفیسرز اور اہلکاران ہوں، قائم کئے جائیں۔

2. محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پرائیویٹ سکولوں میں سکیورٹی کے نام پر Transparent bags کی مہنگے داموں غیر قانونی اور ناجائز فروخت کو روکے اور اس سلسلہ میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ حکومت سے اجازت لینے کے بعد Transparent bags حکومت کے منظور شدہ ریٹ پر فروخت کریں

نیز صوبائی حکومت اپنے سرکاری سکولوں میں بھی ایسے ہی Transparent bags مفت فراہم کرے تاکہ تمام سکولوں میں بہتر سکیورٹی کا بندوبست ہو۔

3178

3. انجینئر شہزاد الہیٰ: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مکئی کی برآمد پر فوری پابندی لگائے کیونکہ مکئی کی فصل ملکی ضروریات سے 1.2 ملین ٹن کم پیدا ہوئی ہے۔ اگر Export پر پابندی نہ لگائی گئی تو مرغیوں کے لئے فیڈ (Feed) کم بنے گی اور صارفین کو مرغی کا گوشت انتہائی مہنگے داموں ملے گا۔

4. راجہ شوکت عزیز بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکستانی کرکٹ کے کھلاڑیوں کو آئی پی ایل (بھارت) نے منتخب نہ کر کے اسلام دشمنی اور ہندوانہ تعصب کا مظاہرہ کیا ہے لہذا یہ ایوان اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ آئی پی ایل (بھارت) کے اس غیر مہذب، ناشائستہ، تعصب پر مبنی رویہ کے خلاف پوری پاکستانی قوم کو یکجا ہو کر بھارت کے رویہ کی پُرزور مذمت اور بھارت کی تمام تر مصنوعات کے استعمال کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

5. جناب احمد خان بلوچ: یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پرندوں اور جانوروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے جس سے جواء کھیلا جاتا ہے اور امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے لہذا اس عمل کو فوری طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔

3179

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس

منگل،23۔فروری2010

(یوم الثلاثہ،8۔ربیع الاول1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بج کر26منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب ِ آیات 40تا45

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (40) اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو (41) اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو (42) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے

اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے(43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہو گا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے(44) اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے(45)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

پیکر دلربا بن کے آیا، روح ارض و سماء بن کے آیا
سب رسول خدا بن کے آئے وہ حبیب خدا بن کے آیا
تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے غلامی
بے مثال اس کا اسم گرامی، مصطفیٰ مجتبیٰ بن کے آیا
دست قدرت نے ایسا سجایا، حسن تخلیق کو رشک آیا
اس کا پایا کسی نے نہ پایا وہ خدا کی رضا بن کے آیا
حضرت آمنہ کا دلارا وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا
وہ شکستہ دلوں کا سہارا بےکسوں کی دعا بن کے آیا
کیا ظہوری لکھے نعت اس کی، مدح کرتا ہے قرآن جس کی
نعت پڑھتا ہے حسان جس کی، وہ میرا رہنما بن کے آیا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ تحفظ ماحولیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

جناب سپیکر: جی، تقریر نہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، مہربانی فرمائیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں بسم اللہ نہیں پڑھتا۔

جناب سپیکر: آپ ضرور پڑھیں لیکن آپ نے ماحولیات کچھ ایسا بنانا شروع کیا جیسے آپ تقریر کریں گے۔ وہ تو ٹھیک نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میں اپنی بات نہیں کرتا اگر آپ نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر: آپ بات ضرور کریں لیکن پوائنٹ آف آرڈر کی بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے ایک ایسی اہم بات کرنی تھی جو آج کل اخبارات کی زینت بن رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو انڈیا میں بے حرمتی ہوئی ہے بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے، ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ انبیاء کرام کے بارے میں جو کچھ وہاں پر ہوا ہے ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور آپ کی وساطت سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے بارے میں ایک قرارداد مذمت بھی پاس کی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہے اس کے مطابق چلیں۔ آپ کی بہت مہربانی، شکریہ کہ آپ نے نشاندہی کی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل سیکرٹری اریگیشن پنجاب اور سیکرٹری اریگیشن سندھ کا ایک اجلاس ہوا ہے۔ ان دونوں صاحبان نے وہاں پر بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر دیں گے۔ آئین کے اندر Council of Common Interest کی provision ہے اور اس میں خاص طور پر آرٹیکل 155 پانی کے معاملات پر ہے۔ یہ ایک آئینی بات تھی جس کو ہم نے Council of Common Interest میں جا کر طے کرنا تھا اور دونوں سیکرٹریز نے آپس میں مل کر یہ بات طے کر لی۔ اس وقت ہمارے Minister Irrigation اور Minister Senior یہاں پر اس House میں یہ یقین دہانی کرا رہے تھے کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند نہیں ہو گی۔ وہ شرطیں لگا رہے تھے کہ وہ بند نہیں ہو گی اور اسی وقت Secretary Irrigation پنجاب اور Secretary Irrigation سندھ نے مل کر یہ فیصلہ کر لیا کہ چشمہ جہلم لنک کینال اور اس میں تقریباً چالیس لاکھ ایکڑ رقبہ زیر کاشت آتا ہے جس کے future پر مہر لگا دی اور ان کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ میری ایک تو بات یہ ہے کہ وزیر موصوف کے اس بیان کے ساتھ ہی Secretary Irrigation یہ فیصلہ کر دے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انتظار کر لیں کیونکہ minister concern ابھی نہیں ہیں۔ مہربانی فرمائیں اور ان کے آنے کا انتظار کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنمنٹ collectively responsible ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، I agree with you لیکن چونکہ ان کو معاملات کا پتا ہے اس لئے اگر آپ ان کا انتظار کر لیں تو یہ بہتر نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گزارش یہ تھی کہ میں ایک Privilege Motion لانا چاہتا ہوں اور میری گزارش ہے کہ اس کو آپ out of turn لیں۔ Secretary Irrigation وزیر صاحب کے بیان کو اسی وقت negate کر رہا ہے یا تو ہمارے Secretary Irrigation زیادہ طاقتور ہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ بھی مناسب بات نہیں ہے۔ یہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس اسمبلی کا مقصد question پوچھنا، بحث کرنا اور ان ساروں کے ساتھ ساتھ اس کا ایک مقصد oversight ہے اور یہ حکومت پنجاب کی پالیسی بنانے والا ایوان ہے اس ایوان نے یہاں پر policies بنانی ہیں اور افسروں نے اس

کو implement کرنا ہے۔ جب ایوان کے اندر وزیر یہ کہتا ہے کہ یہ چیز نہیں ہو گی اور اسی وقت سیکرٹری وہاں پر فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ چیز ہو گی تو مجھے بتائیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟میری یہ ذاتی بات نہیں ہے اور صرف محسن لغاری کا استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ پورے ایوان کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!لغاری صاحب کی بات کے حوالے سے میں نے بھی یہ خبر سنی ہے کہ اس میں ارسا کے نمائندے نے پریس کانفرنس کی ہے کہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر رہے ہیں اور جو دونوں صوبوں کے سیکرٹری اور ٹیکنیکل کمیٹی بیٹھی ہے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ crops seasoning کے مطابق ہم پانی دیں گے اور جو جنوبی پنجاب کا پانی تھا وہ تقریباً 50 ملین ایکڑ فٹ پانی دے دیا۔ میں تھوڑی سی لغاری صاحب کی correction کرنا چاہتا ہوں کہ جب منسٹر راجہ ریاض صاحب نے یہ کہا تھا کہ اگر اس ٹائم چشمہ جہلم لنک کینال بند ہو تو میں ہر چیز کا خمیازہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں تو اس وقت واقعی چشمہ جہلم لنک کینال چل رہی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میرے بھائی کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ 50 ملین ایکڑ مکعب فٹ پانی ٹوٹل نہیں ہے تو جنوبی پنجاب کو کہاں سے دے دیا گیا؟ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ جب لوگ ایسی statement دیتے ہیں اور پورا پانی اتنا ہے ہی نہیں جس کی وہ بات کر رہے ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے یہ کہاں سے پانی دیا ہے؟ شاید انہوں نے جو خبر پڑھی ہے انہیں اس خبر کی سمجھ ہی نہیں آئی، اس میں مجھے حیرانی ہوتی ہے جب یہ اس قسم کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!جتنا بھی پانی دیا گیا ہے اور جو بھی بات ہوئی، حقیقت یہ ہے کہ اس صوبے کے فیصلے سیکرٹری اریگیشن نے بیٹھ کر کئے ہیں جو کہ کابینہ کو کرنے چاہئیں، وزیر اعلیٰ کو کرنے چاہئیں اور اس ایوان میں discuss ہونے چاہئیں۔ یہ اصل point of order ہے۔ I think this is out of order

جناب سپیکر: دیکھیں!جب منسٹر صاحب تشریف لائیں گے تو ان سے یہ بات پوچھی جا سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب!اگر وہ آج نہ آئیں؟

جناب سپیکر: میری بات سنیں کہ اگر پنجاب گورنمنٹ نے سیکرٹری صاحب کو authorized کیا ہے تو پھر جو انہوں نے کیا ہے وہ ٹھیک کیا ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب authorized نہیں ہیں، سیکرٹری صاحب authorized ہیں، وزیر کو اس loop میں نہیں لایا گیا، اگر آج وزیر صاحب نہیں آتے تو؟

جناب سپیکر: دیکھیں! اگر منسٹر صاحب یا پنجاب گورنمنٹ نے authorize کیا ہو گا تو جواب وہی دے پائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب جب یہاں پر ہوتے ہیں تو وہ جس قسم کے جوابات دیتے وہ آپ بھی اور یہ سارا ایوان بھی جانتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات مناسب نہیں ہے، آپ ایسا نہ کریں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر: اہم مسئلہ ہے اور آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

MR. SPEAKER: Let's proceed further.

جی، سب کے مسئلے اہم ہیں، کون ہے جس کا مسئلہ اہم نہ ہو، آپ ذرا تشریف رکھیں گی؟ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ میاں نصیر احمد صاحب آپ کا سوال ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

''خبریں'' اخبار کے رپورٹر کی ڈیمانڈ پوری نہ کرنے پر جھوٹی خبر کی اشاعت سے معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سوال پر جانے سے پہلے میں یہاں پر ایک point of personal explanation دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں!جی،پوائنٹ آف آرڈر لے لیں آپ کے سوالات ہیں ،بھائی!مجھے اس پر کیا اعتراض ہے؟

میاں نصیر احمد :جناب سپیکر!میڈیا جو پاکستان کے اندر،پنجاب کے اندر،عوام کے لئے، حقائق کو جاننے کے لئے اور بروقت اطلاعات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔اس میں کام کرنے والے تمام صحافی بھائی جو دن رات اپنے اپنے ادارے کے لئے محنت کرتے ہیں اور قلم سے اپنے اور اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی بھی کماتے ہیں، جب بھی پاکستان میں کوئی مشکل وقت آیا ہے ان صحافی بھائیوں نے چاہے وہ آمریت کا دور ہو یا چاہے پاکستان میں عدلیہ کی بحالی کا مسئلہ ہو انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔(شوروغل)

MR. SPEAKER: Order please, order please, I say order.

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آج بھی اس مقدس شعبہ کے اندر ایک یا دو فیصد ایسے لوگ موجود ہیں جو اس پورے مقدس پیشے کو بدنام کرتے ہیں۔چند دن پہلے "خبریں" اخبار کے ایک رپورٹر نے مجھ سے اپنی ذاتی ڈیمانڈ کی اور blackmail کرنے کی کوشش کی ،میرا سخت جواب سننے کے بعد مورخہ 20 تاریخ کو انہوں نے اخبار کے اندر ایک انتہائی شرمناک اور بے بنیاد خبر میرے ساتھ جوڑ کر لگا دی۔اس کے بعد دوبارہ مجھے انہوں نے اپنی demand دی جس کا میں نے ان کو بڑی سختی کے ساتھ جواب دیا،اس کے بعد اسی اخبار نے آج پھر ایک دفعہ مجھے بدنام کرنے کی بے بنیاد اور صریحاً بالکل سو فیصد جھوٹی خبر اخبار کے اندر لگا دی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے صحافی اس مقدس شعبہ کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔میں اس پر بھرپور احتجاج کرتا ہوں اور آپ سے التجاء بھی کرتا ہوں کہ اس طرح کی جو جھوٹی خبریں انہوں نے میرے خلاف لگائی ہیں اور یقیناً نہ صرف مجھے بلکہ اور بھی ایم پی ایز اور اس سے متعلقہ لوگوں کو بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے Privilege Motion لانے کی اجازت دی جائے۔

سوالات

(محکمہ تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم پریس والوں کا بے حد احترام کرتے ہیں تو ایسی خبر جس کی بنیاد کوئی نہ ہو وہ اگر اخبارات میں شائع کرتے ہیں اور اس ایوان کے کسی معزز رکن سے منسوب کرتے ہیں تو متعلقہ ان کے جو ایڈیٹر صاحبان ہیں یا جو بھی ان کے مالکان ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس قسم کی کارروائی زرد صحافت میں آتی ہے تو صحافت کو بدنام کرنے والوں کے خلاف نوٹس لیا جائے اور متعلقہ اخبارات اپنے ان اشخاص کے خلاف جنہوں نے یہ بے بنیاد خبر دی ہے اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ جی، پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں صاحب سوال کا نمبر پکاریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 160 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں بسوں / ویگنوں کے دھوئیں سے آلودگی کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*160: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں اور ویگنوں کا سالانہ چیک اپ ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ چیک اپ کے باوجود اربن ٹرانسپورٹ کی بسیں اور ویگنیں دھواں چھوڑتی ہیں اور ماحولیات کو آلودہ کرتی ہیں؟

(ج) کیا محکمہ ان دھواں چھوڑنے والی بسوں اور ویگنوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز اگر کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں اور ویگنوں بشمول دیگر کمرشل گاڑیوں کا سالانہ چیک اپ محکمہ ٹرانسپورٹ کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔ موٹر وہیکل

ایگزامینر ضلعی سطح پر نئ گاڑیوں کو ایک سال کے لئے اور پرانی گاڑیوں کو چھ ماہ کے لئے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ چیک اپ اور فٹنس سرٹیفکیٹ کے باوجود اربن ٹرانسپورٹ / پبلک ٹرانسپورٹ کی کافی گاڑیاں شہر میں دھوئیں اور ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں جس کی بڑی وجہ بروقت ٹیوننگ نہ کرانا، اور فلٹر کی صفائی و تبدیلی اور اوورلوڈنگ ہے۔

(ج) محکمہ ماحولیات، محکمہ ٹرانسپورٹ اور سٹی ٹریفک پولیس لاہور مختلف اوقات میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں، بشمول بسوں اور ویگنوں کے خلاف مہمات چلاتے رہتے ہیں۔اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ تحفظ ماحولیات اور سٹی ٹریفک پولیس نے سال2007 کے دوران 3034 آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے چالان کئے۔ مزید برآں محکمہ تحفظ ماحولیات اور سٹی ٹریفک پولیس نے 4۔جون2008 سے دھواں چھوڑنے والی ہر قسم کی گاڑیوں کے خلاف مشترکہ مہم شروع کر رکھی ہے۔اس مہم کے دوران 12۔جون2008 تک 1196 دھواں دینے والی گاڑیوں کے چالان کئے جا چکے ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اور یہ مہم غیر معینہ مدت کے لئے جاری رہے گی تاکہ شہری ہوا کی کوالٹی بہتر ہو سکے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس کے الف(جز)میں میرا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ یہ جو بار بار اس سے پہلے بھی سوالات آئے اور اس کے بعد بھی جو سوالات آرہے ہیں یہ Fitness Certificate کے متعلق ہیں اس میں یہ بتایا جائے کہ یہ Fitness Certificate اور گاڑیوں کی fitness سے کیا مراد ہے اور دوسرا یہ کہ ان کے پاس پچھلے سال ہزاروں گاڑیاں Fitness Certificate کے لئے یقیناً آئی ہوں گی تو کتنی ایسی گاڑیاں ہیں جن کو انہوں نے یہ certificates نہیں دیئے؟

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!سن لیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر!جو Fitness Certificate ہوتا ہے یہ موٹر وہیکل ایگزامینر جو کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے under ہوتا

ہے وہ جاری کرتا ہے اور ہر ضلع میں ایک موٹر وہیکل ایگزامینر ہوتا ہے جو کہ ہر نئی گاڑی کو ایک سال کے بعد Fitness Certificate جاری کرتا ہے اور جو پرانی گاڑیاں ہیں ان کو after six month جاری کیا جاتا ہے۔ اس میں اس کی جو انہوں نے تعداد پوچھی ہے تو یہ تعداد محکمہ ٹرانسپورٹ سے لینی پڑے گی، یہ اگر کوئی اور Fresh Question کریں جو کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کو جائے گا وہی تعداد بتا سکتے ہیں، محکمہ تحفظ ماحولیات کا Fitness Certificate سے کوئی تعلق نہ ہے اور موٹر وہیکل ایگزامینر بھی محکمہ ٹرانسپورٹ کے under ہے اور وہی Fitness Certificate جاری کرتے ہیں، محکمہ تحفظ ماحولیات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، بقول ان کے سوال غیر متعلقہ ہو گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ جو Fitness Certificate جاری کرتے ہیں وہ fitness کیا ہوتی ہے، مجھے صرف اس کی وضاحت کر دیں کیونکہ کافی سارے سوالات ان کے متعلق آ چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! جو Fitness Certificate ہوتا ہے وہ اس چیز کا دیا جاتا ہے کہ گاڑی دھواں نہیں چھوڑ رہی، آلودگی نہیں پھیلا رہی اور اس کا انجن ٹھیک ہے لیکن اس میں مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جب ایک دفعہ Fitness Certificate گاڑی لے کر نکلتی ہے تو اس کے بعد بھی اگر tuning خراب ہو جائے اور اس کا filter وقت پر تبدیل نہ ہو تو پھر گاڑیاں دھواں چھوڑنا شروع کر دیتی ہیں تو اس لئے جو پرانی گاڑیاں ہیں ان کے Certificate Fitness کی میعاد چھ ماہ رکھی گئی ہے اور نئی کی ایک سال ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو Fitness Certificate کی definition بتائی ہے اور یہاں لکھی بھی ہوئی ہے کہ بروقت tuning کرانا اور filter تبدیل کرنا بتائی گئی ہے۔ میں اس حوالے سے بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، آپ اہم باتیں تو بہت کرتے ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال ہی کرنے لگا ہوں کہ یہ جوfitnessکا معیار ہے اور جو آج سے کئی سال پہلے بنایا گیا تھا آج بھی اگر ہم دیکھیں تو پنجاب میں روڈ پر اگر کوئی ٹرک چلتا ہے تو اس میں انجن بس کا ہے اور اگر بس چلتی ہے تو انجن ٹرک کا ہے،بس پر ٹرک کی باڈی رکھ دی گئی ہے اور ٹرک پر بس کی باڈی رکھ دی گئی ہے۔کل میرے حلقے میں دونو عمر بھائیوں کیdeath اس وجہ سے ہوئی ہے کہ انہیں ایک بڑے ٹرک نے کچل دیا ہے ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہFitness Certificate جو صرف انجن کو دیکھ کر دیا جاتا ہے یہی سب سے بڑا ظلم ہے کہ اس گاڑی کے Fitness میں اس کیbrakes بھی آتی ہیں،اس کیloading capacity بھی آتی ہے،اس کے indicators and mirrors بھی آتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج پنجاب کی سڑکوں پر 90فیصد حادثات جو پبلک ٹرانسپورٹ کی وجہ سے ہوتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ certificate ہے جو صرف دھویں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ گاڑی تیس سال پرانی ہے،بیس سال پرانی ہے یا دس سال پرانی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ وہ ہزار ہا گاڑیاں جو Fitness certificate نہیں لیتیں یہ ان کا کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کو ماحولیات سے متعلق سوال کرنا چاہئے۔وہ ماحولیات کے متعلق ہی آپ کو کچھ جواب دے پائیں گے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!ماحولیات سے متعلقہ ہی ضمنی سوال کیا ہے۔جب ایک گاڑی overcapacityہوتی ہے،جب اس کی physical fitness برقرار نہیں رہتی تو ماحولیات والے وہ ہزاروں گاڑیاں جوFitness Certificate نہیں لیتیں ان کا کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: صرف دھواں ان کے کنٹرول کی بات ہے جوbrakeہے وہ شاید ان کے کنٹرول میں نہ ہو۔

میاں نصیر احمد: میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک گاڑی میں دھویں کے علاوہ بھی بہت مسائل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمہ تحفظ ماحولیات کا Protection Act کے تحت regulatory role ہے، یہ مختلف departments کے ساتھ interlinked ہے۔ ٹرانسپورٹ کے مسئلہ میں یہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ اور ٹریفک پولیس کے ساتھ interlinked ہے، اسی طرح صفائی کے مسئلہ میں یہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ interlinked ہے۔ Vehicle Examiner کا main کام جو یہ بتا رہے ہیں وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے under ہے اور وہ Vehicle Examiner Act کے تحت ان کی Check Fitness کرتے ہیں۔ اس کا تحفظ ماحولیات کے ساتھ تعلق ہی نہیں ہے میں کس طرح جواب دوں؟ گزارش یہ ہے کہ یہ اس حوالے سے fresh question کریں جو ٹرانسپورٹ کو جائے اور وہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، متعلقہ محکمہ اس کا جواب دے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال ماحولیات کا ہے کہ وہ گاڑیاں جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنتی ہیں اور Fitness Certificate نہیں لیتیں یہ ڈیپارٹمنٹ ان کا کیا کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! لاہور میں چھ موبائل ٹیمیں بنائی گئی ہیں جو گاڑیاں دھواں دیتی ہیں یا noise pollution کا سبب بنتی ہیں ان کے daily basis پر چالان ہوتے ہیں اور میرے پاس پچھلے سال کا data موجود ہے جس میں تقریباً 32 لاکھ روپے چالان کی صورت میں گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے گئے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ اپنا کام کر رہا ہے، جو گاڑیاں ان کو نظر آتی ہیں کہ وہ دھواں دیتی ہیں ان کے چالان کاٹے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی examiner report نہیں لیتا تو وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کا کام ہے، اس کا تحفظ ماحولیات سے کوئی تعلق نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے ایک اور ضمنی سوال آ گیا۔ ذرا غور سے سُنئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں انہوں نے Fitness Certificate کا بتایا ہے کہ Motor Vehicle Examiner اس کو check کرتا ہے تو میں Honourable Minister صاحب

سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ Fitness Certificate کسی پیپر کی شکل میں ہوتا ہے یا کسی اور form میں ہوتا ہے۔ اس کو روڈ پر جب examiner check کر رہا ہوتا ہے تو وہ کس طرح سے check کرتا ہے کیونکہ اگر یہ کاغذ کے اوپر ہے تو وہ گاڑی والا ہر وقت تو اس کو ساتھ لے کر نہیں چلتا ہو گا۔ ذرا اس کی وضاحت فرمادیں کہ یہ Fitness Certificate کس form میں ہوتا ہے؟ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ Fresh Question کریں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ Certificate Fitness کا تعلق محکمہ ٹرانسپورٹ سے ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کا Certificate Examiner Fitness دیتا ہے۔ تحفظ ماحولیات کے بارے میں اگر یہ سوال کریں تو اس کا میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ آپ سے تحفظ ماحولیات کے عملہ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ وہ کوئی Fitness Certificate دیتے ہیں کہ یہ گاڑی دھواں نہیں چھوڑتی، اس طرح کا کوئی Fitness Certificate آپ جاری کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! ہمارا محکمہ تو روڈ پر جا کر on the spot checking کرتا ہے۔ اس میں جو گاڑی ان کو دھواں دیتی ہوئی نظر آتی ہے، ان کے پاس ایک smoke meter ہوتا ہے اور ٹریفک کا عملہ ساتھ ہوتا ہے، وہ meter smoke سے judge کرتے ہیں۔ اگر کوئی گاڑی ایک خاص limit سے اوپر دھواں دے رہی ہو تو اس کا چالان کرتے ہیں۔ باقی جو Fitness Certificate کی بات ہے یہ ایک prescribed form پر ہوتا ہو گا، لازمی بات ہے کہ سادہ کاغذ پر تو نہیں ہوتا ہو گا، وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کا کام ہے، اس سے ہمارا کام ہی نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی، انہوں نے خود agree کیا ہے کہ ان کا عملہ check کرتا ہے، ان کے پاس smoke meter ہوتا ہے۔ وہ جب meter smoke سے دھواں check کرتا ہے تو وہ definitely fitness certificate بھی مانگتا ہو گا کیونکہ آج کل ہر چار گاڑیوں میں سے تین دھواں دیتی ہیں۔ میں ان کی information کے لئے یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ کاغذ پر نہیں ہوتا ہو گا۔ وہ ہر گاڑی کے اوپر کندہ ہوتا ہے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بھی پتا ہو تو یہ

اپنے عملہ کو بتا سکتے ہیں۔ یہاں پر زیادہ تر گاڑیاں دھواں دیتی ہیں۔اس کے باوجود وہ سڑکوں پر چل رہی ہیں اور ان کو کوئی check نہیں کرتا۔جب ان لوگوں کو ہی نہیں پتا جن کے عملے نے جا کر ان گاڑیوں کو identify کرنا ہے،smoke meter enough نہیں ہے،وہ Fitness Certificate ہر گاڑی کے اوپر کندہ ہوتا ہے۔مہربانی کر کے Hon'able پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی اپنی information میں اضافہ کر لیں اور اپنے عملہ کو بھی بتا دیں، اسی لئے گاڑیاں نہیں پکڑی جاتی ہیں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر!بہت خوبصورت question ہے لیکن fresh question ہے۔یہ fresh question کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،next question آمنہ اُلفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!سوال نمبر177 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کریں یا نہ کریں؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جی،اس کو بالکل پڑھا ہوا تصور کریں۔

لاہور شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف اقدامات کی تفصیل

*177: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی بہتات ہے، جس کی وجہ سے عوام میں ذہنی اور جسمانی بیماریاں بڑھ رہی ہیں؟

(ب) ان دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں گاڑیوں کی بہتات ہے جس کے باعث دھواں دینے والی گاڑیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔تاہم شہریوں میں ذہنی اور جسمانی بیماریوں کے بڑھنے کی دیگر طبی وجوہات کے علاوہ ایک وجہ فضائی آلودگی بھی ہو سکتی ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحولیات محکمہ ٹرانسپورٹ اور سٹی ٹریفک پولیس لاہور مختلف اوقات میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں، بشمول بسوں اور ویگنوں کے خلاف مہمات چلاتے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ تحفظ ماحولیات اور سٹی ٹریفک پولیس نے سال 2007 کے دوران 3034 آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے چالان کئے۔ مزید برآں محکمہ تحفظ ماحولیات اور سٹی ٹریفک پولیس نے 4۔جون2008 سے دھواں چھوڑنے والی ہر قسم کی گاڑیوں کے خلاف مشترکہ مہم شروع کر رکھی ہے۔اس مہم کے دوران 12۔جون 2008 تک 1196 دھواں دینے والی گاڑیوں کے چالان کئے جا چکے ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اور یہ مہم غیر معینہ مدت کے لئے جاری رہے گی تاکہ شہری ہوا کی کوالٹی بہتر ہو سکے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ سوال تقریباً میاں نصیر صاحب کے سوال سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے جز(الف) میں محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے کہ "تاہم شہریوں میں ذہنی اور جسمانی بیماریوں کے بڑھنے کی دیگر طبی وجوہات کے علاوہ ایک وجہ فضائی آلودگی بھی ہو سکتی ہے۔" میں یہ کہتی ہوں کہ ہو نہیں سکتی بلکہ ایسا ہے اور محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ "محکمہ تحفظ ماحولیات اور سٹی ٹریفک پولیس نے سال میں جو چالان کئے ہیں وہ روزانہ آٹھ گاڑیوں کا چالان کرتے ہیں۔" میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ کروڑوں کی آبادی میں لاکھوں گاڑیوں کی موجودگی میں جہاں ہر دس گاڑیوں میں سے پانچ گاڑیاں تو definitely دھواں دیتی ہیں تو اس میں صرف یہ 8 گاڑیوں کا روزانہ چالان کر رہے ہیں، کیا یہ تعداد کافی ہے اور اس سے فضائی آلودگی کنٹرول ہو سکتی ہے؟ میرا یہ پہلا سوال ہے دوسرا میں بعد میں کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، دوسرا بعد میں کر لیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس میں کہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ روزانہ آٹھ گاڑیوں کے چالان کاٹے جاتے ہیں؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر !انہوں نے خود لکھ کر دیا ہے، محکمہ نے جواب دیا ہے کہ آٹھ گاڑیوں کا روزانہ چالان کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر !میرے محترم بھائی کہہ رہے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ میں ابھی بتاتی ہوں کہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ ''سٹی ٹریفک پولیس نے سال 2007 کے دوران 3034 گاڑیوں کا ایک سال میں چالان کیا۔'' ان 3034 گاڑیوں کو اگر 12 پر تقسیم کریں تو آپ کو 252 جواب ملے گا۔ 252 کو 30 پر تقسیم کریں تو جواب آئے گا 8 گاڑیاں روزانہ۔ ان کا حساب کمزور ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے calculation کی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر !کیا کروڑوں کی آبادی میں لاکھوں گاڑیوں کی موجودگی میں فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے آٹھ گاڑیوں کے چالان کافی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر !یہ کوئی فارمولہ تو نہیں ہے کہ روزانہ آٹھ گاڑیوں کا ہی چالان ہونا ہے، کبھی زیادہ ہو سکتی ہیں اور کبھی کم ہو سکتی ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: اب آپ اپنے جواب کو خود deny کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): میڈم ایک منٹ۔ kindly میرا جواب مکمل ہونے دیں۔ بات یہ ہے کہ واقعی لاہور شہر میں جہاں پر بہت زیادہ ٹریفک ہے سڑکیں چھوٹی ہو چکی ہیں گاڑیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں، specially پبلک ٹرانسپورٹ میں پرانی گاڑیاں ہیں جن میں سے کافی گاڑیاں دھواں دیتی ہیں اس کے لئے ابھی گورنمنٹ نے Transport Lahore Authority بنائی ہے جو کہ اس پر کام کر رہی ہے کہ پرانی گاڑیوں کو replace کیا جائے اور نئی گاڑیوں کو لایا جائے لیکن یہ کام ایک دن میں نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہر گاڑی کا ہم چالان کر کے اس کو تھانے میں بند کر دیں اس طرح ٹریفک کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوں گے۔ غریب لوگ بھی

ہیں ہر کوئی اپنی گاڑی پر تو سفر نہیں کرتا اس نے پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرنا ہے اور اس لئے ساری گاڑیوں کو بند بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود محکمہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہے، جو گاڑیاں زیادہ دھواں دیتی ہیں ان کے چالان کاٹے جا رہے ہیں اس کے علاوہ Lahore Transport Authority نے recently 14۔جنوری کو Japan International Co-operation Agency (JICA) کے ساتھ معاہدہ کیا ہے جو کہ feasibility report بنا رہے ہیں اور ان کو پندرہ مہینوں کا ٹائم دیا گیا ہے اس کے بعد انہوں نے ایک رپورٹ دینی ہے کہ لاہور میں 2030 تک کتنی ٹریفک ہو گی اور اس کی کس طرح سے سڑکیں چوڑی کی جائیں گی، محکمہ اس پر کام کر رہا ہے۔ آپ یہ بھی دیکھیں کہ محکمہ 1997 میں بنا ہے اور اس محکمے کا اب تک جو ایکٹ بنا ہے اس کے rules ابھی تک notify نہیں ہوئے جو کہ وفاقی حکومت نے کرنے ہیں۔ پنجاب حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کافی problems ہیں، ہم ان کو solve کر رہے ہیں، جونہی اس کی feasibility report آئے گی ٹریفک کے حالات بھی بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا ضمنی سوال۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! محکمے نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ لوگ فضائی آلودگی سے بیمار ہو رہے ہیں اور میرے بھائی محترم نے بھی اس چیز کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اسی کے متعلق ضمنی سوال کرنے لگی ہوں۔

جناب سپیکر: یعنی sequence۔

محترمہ آمنہ الفت: بالکل۔ جناب! relevant سوال ہو گا۔ انہوں نے بھی اعتراف کر لیا ہے کہ ہر گاڑی کا چالان نہیں کیا جا سکتا۔ میرا point بھی یہ ہے کہ یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے، لوگوں کی صحت خراب ہو رہی ہے، لوگ دن رات ٹریفک کے مسائل میں سے گزر رہے ہیں۔ ایک تو ٹریفک jam ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب وہ بہت زیادہ دھوئیں میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان کو سانس کی بیماریاں بھی

لاحق ہو جاتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا ماہرین اور عوام کی آراء سے حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس کا حل ایک legislator سے زیادہ بہتر کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔

جناب سپیکر: میں ضمنی سوال کا پوچھ رہا ہوں۔ آپ تقریر شروع کر دیتی ہیں۔ This is not good.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ان سے زیادہ لمبی بات میں نے نہیں کی۔ میری لمبی بات نہیں ہے، براہ مہربانی سن لیں کیونکہ یہ لوگوں کی صحت سے متعلق ہے، میں ناجائز بات نہیں کروں گی، relevant بات کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب! میرا سوال یہ ہے کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کس purpose کے لئے بنائی گئی ہے؟ یہ گھمبیر مسئلہ ہے، آپ اس کو اس کے پاس کیوں نہیں بھیجتے کہ وہ اس کا کوئی proper حل نکالے اس کے لئے proper planning کرے، اس پر عوام کی آراء لی جائے پھر ماہرین فیصلہ کریں اور اس کے بعد اس مسئلے کا حل ڈھونڈا جائے۔ میاں نصیر صاحب نے بھی یہی سوال کیا تھا اور یہ نہایت اہم سوال ہے۔ اس پر proper کام کرنے کی ضرورت ہے اور میرے بھائی بھی۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کریں۔ مہربانی آپ کی۔ No۔ اس کا جواب نہیں آئے گا۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے کہ "محکمہ ٹرانسپورٹ اور سٹی پولیس لاہور مختلف اوقات میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں بشمول بسوں اور ویگنوں کے خلاف مہم چلاتے رہتے ہیں۔" پہلی بات یہ ہے کہ اس میں کیا مہم جوئی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ مختلف اوقات کیا ہوئے، کیا گاڑیاں مختلف اوقات میں دھواں دیتی ہیں اور دوسرے اوقات میں دھواں نہیں دیتیں؟ Why don't they have some regular policy? یہاں پر ایک policy uniform چلے، کوئی سسٹم چلنا چاہئے۔ یہ کون سی مہم جوئی ہے؟ یہ کوئی چوٹی کا پہاڑ

سر کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ day to day کیوں کرتے ہیں اس کے لئے کوئی regular policy ہونی چاہئے جس کے مطابق گاڑیاں باقاعدگی سے چیک ہوں اور یہ اس کے مطابق چلیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اس بارے میں کوئی regular policy بنائی ہے یا بنا رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب والا! جہاں تک مہمات کا تعلق ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میرے خیال میں army versus army ہو رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! awareness کے لئے باقاعدہ ایک مہم چلائی جاتی ہے، پوسٹر چھپوائے جاتے ہیں اور لوگوں کو awareness کے لیکچرز دیئے جاتے ہیں، سیمینار بھی منعقد کروائے جاتے ہیں کہ دھویں والی گاڑیاں انسانوں کے لئے مضر صحت ہیں۔ یہی چیز ہے اس کے علاوہ ابھی 2008-09 میں کوئی بیس ہزار گاڑیوں کے چالان صرف اس base پر کئے گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! لاہور جہاں پر کاربن کی مقدار خوفناک حد تک بڑھ چکی ہے جب آپ اس source کو بند کرنے کی پالیسی نہیں اپناتے تو وہاں پر awareness کیا کرے گی؟ جب آپ اجازت دیتے ہیں کہ پچاس سال پرانی گاڑی بھی چلے تو پھر وہاں پر awareness کیا کرے گی؟

جناب سپیکر: انہوں نے اس پر بات کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب والا! غریب ملک ہے، یہاں پر ہر بندہ نئی گاڑی نہیں لے سکتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ انبساط حامد: جناب والا! جتنا کام ماحولیات کی بہتری کے لئے ہو رہا ہے میں صرف یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ کہاں پر ہو رہا ہے تاکہ ہم بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ ماحولیات کی بہتری کے لئے جو کام آپ کر رہے ہیں وہ کہاں پر ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں ہو رہا ہے یہ تو ان کی زیادتی ہے کہ یہ کہیں کام نہیں ہو رہا۔ آپ دس پندرہ سال پیچھے چلے جائیں تو تحفظ ماحولیات کے لئے اتنا کام نہیں ہوا جتنا اب ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سب کا بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال ہے محترمہ! محمد نوید انجم صاحب کا۔۔۔ محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔(قہقہے)

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! محترمہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے محترمہ کا لفظ ان محترمہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔ آپ کو میں محترمہ نہیں کہہ رہا۔ میں نے مرنا ہے یہ بات آپ کو کہہ کر۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2388 جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں پی پی۔145 میں قائم فیکٹریوں کا آبادی سے باہر منتقلی کا مسئلہ

*2388: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ماحولیات کے علم میں یہ بات ہے کہ پی پی۔145 لاہور کے علاقہ جات لکھوڈیر شادی پورہ اور داروغہ والا میں اس وقت متعدد فیکٹریاں ایسی ہیں جن میں ٹائر جلائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فیکٹریوں میں ٹائر جلانے کی وجہ سے ان علاقہ جات پر ہر وقت دھوئیں کے بادل بنے رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ کی طرف سے مطلع کرنے کے باوجود محکمہ ماحولیات کے افسران ان فیکٹریوں کے مالکان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیتے؟

(د) کیا حکومت ان فیکٹریوں کو ان علاقوں سے باہر منتقل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے کہ پی پی۔145 لاہور کے علاقہ جات لکھوڈیر، شادی پورہ اور داروغہ والا میں بعض سٹیل مل کے مالکان خاص طور پر سردیوں میں سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے پرانے ٹائر گاہے بگاہے اور چوری چھپے بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست نہ ہے کہ ان علاقہ جات پر ہر وقت دھوئیں کے بادل بنے رہتے ہیں تاہم یہ درست ہے کہ ٹائر جلنے کی وجہ سے سیاہ دھوئیں کا اخراج ہوتا ہے لیکن ٹائر بطور ایندھن کا استعمال چوری چھپے اور خاص طور پر رات کے وقت کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے محکمہ تحفظ ماحولیات نے ماہ جون2008 میں مذکورہ علاقہ جات میں ٹائر جلانے والی پندرہ بڑی سٹیل ملوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کی اور ان سٹیل ملوں کو Environmental Protection Orders جاری کئے کہ وہ پرانے ٹائر بطور ایندھن جلانا فوراً بند کر دیں۔مزید برآں ضلعی آفیسر (ماحولیات) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بھی مزید آٹھ پرانے ٹائر جلانے والی سٹیل ملز کو ماہ نومبر، دسمبر2008 میں سیل کر دیا تھا جن کو بعد میں حلفیہ بیان پر کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے اور اب یہ فیکٹریاں ٹائر استعمال نہیں کر رہی ہیں۔ محکمہ ہذا کی ان 23 سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی کی وجہ سے اب بعض مل مالکان دن کی بجائے رات کے وقت ٹائر جلاتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے انسپکٹرز ان کی نگرانی کر رہے ہیں۔مذکورہ 23 سٹیل ملوں میں سے 5 سٹیل ملز پرانے ٹائر جلاتے ہوئے پائی گئی ہیں ان کے چالان بنا کر ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں مقدمات درج کروائے جا رہے ہیں۔(تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(د) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کو ان فیکٹریوں کو ان علاقوں سے باہر منتقل کروانے کے اختیارات نہیں ہیں تاہم ان فیکٹریوں کو ماحولیاتی قوانین کا پابند بنا کر علاقہ کو فضائی آلودگی سے نجات دلانے کے لئے محکمہ ہذا پہلے سے ہی کوشاں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! بات یہ ہے کہ بیورو کریٹ اس کا جواب دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں اس کا جواب کہاں سے آتا ہے، کون دیتا ہے وہ خود پتا کریں گے۔ آپ اپنی بات کریں، ضمنی سوال کریں اور جو بات آپ پوچھنا چاہتے ہیں وہ بات پوچھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ سارا غلط بیانی پر base کرتا ہے۔ یہ میرا موبائل ہے اور میں آپ کو صبح کی movie دکھا دیتا ہوں کہ میرے علاقے میں سٹیل ملوں نے ٹائر جلائے اور اس کے دھویں کے بادل اٹھے یا نہیں اٹھے۔ بات یہ ہے کہ میرا اپنے بھائی سے کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ ہماری باتوں کو سنتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ٹیلیفون اندر لانا منع ہے، آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! یہ بند ہے۔ آپ نے jammer لگایا ہوا ہے۔ جناب! میں movie دکھانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ضمنی سوال کریں، movie نہ دکھائیں۔ وہ آپ کے ضمنی سوال کا جواب دیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب! میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرتا۔ میں احتجاجاً اپنا یہ سوال ہی واپس لے لیتا ہوں۔ میرے حلقے کے لوگوں نے ٹائروں کے دھویں کے اندر زندگی بسر کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح پیدا ہوئے تھے اور اسی طرح مر جانا ہے۔ انہوں نے اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھ کر کچھ نہیں کرنا۔ میں احتجاجاً اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: یہ آپ نہ کریں، کوئی اور تو ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ It is the property of the Honourable House now.۔جی، نولا ٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: جناب سپیکر! جز(ج) کے اندر جواب دیا گیا ہے۔۔

جناب سپیکر: جو بات نوید انجم صاحب نے کی ہے خصوصی طور پر اس چیز کا خیال رکھا جائے۔ وہ آپ کو بعد میں وہ ویڈیو بھی دکھائیں گے جو کہ ان کے پاس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں جواب ابھی نہ دیں، انہوں نے تو آپ سے جواب مانگا ہی نہیں ہے۔ نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ میرے جز(ج) کا جواب تو دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! جز(ج) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ پانچ سٹیل ملز پرانے ٹائر جلاتے ہوئے پائی گئی ہیں ان کے چالان بنا کر ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں مقدمات درج کروائے جا رہے ہیں۔ پندرہ ماہ پہلے 5۔دسمبر 2008 کو سوال کیا گیا تھا اور آج سے آٹھ ماہ پہلے 4۔جون 2009 کو اس کا جواب دیا گیا تھا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آٹھ ماہ میں اس ٹربیونل نے ان پانچ ملوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور آج اس کی تازہ ترین پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب والا! جس وقت یہ جواب آیا تھا اس وقت پانچ ملوں کے خلاف ٹربیونل میں کیس بھیجا گیا تھا لیکن اس وقت سولہ ملوں کے خلاف cases ٹربیونل میں چل رہے ہیں اور اسی area کے چل رہے ہیں۔ شمالی لاہور کا یہ problem ہے کہ یہ ملیں residential areas کے اندر ہیں۔ نوید انجم صاحب کا مسئلہ واقعی بڑا genuine ہے۔ ادھر جب سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے تو ٹائر جلاتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی ان کا

یہ سوال تھا جو تقریباً اسی قسم کا تھا اس وقت محکمہ کا باقاعدہ ایک آدمی depute کیا گیا تھا جس نے ان سے رابطہ کیا تھا انہوں نے اپنے ایک کونسلر کی ڈیوٹی ساتھ لگائی تھی کہ ہمیں indicate کریں۔ وہاں چوری چھپے اور رات کے اندھیرے میں ٹائر جلائے جاتے ہیں سر عام کوئی بھی نہیں جلاتا۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا ہے انہوں نے اس کا تو جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے لیکن آپ سنتے نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): آپ پوری بات تو سن لیں۔میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے ہیں۔میری گزارش ہے کہ یہ to the point بات کریں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): آپ پوری بات تو سنیں۔ جن کا اصل سوال ہے انہوں نے بھی ایک ضمنی سوال کیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے جو بات پوچھی ہے to the point اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: پلیز آپ تشریف رکھیں۔وہ بات کر رہے ہیں۔Please no interruption.

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! اصل سوال نوید انجم صاحب کا تھا۔پہلے انہوں نے ضمنی سوال کیا پھر انہوں نے بھی کیا۔میں ان پر ہی بات کر رہا ہوں۔ان کا بھی جواب دے دیتا ہوں لیکن یہ بہت جلدی جذباتی ہو گئے ہیں۔مجھے پوری بات تو کر لینے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں جذباتی نہیں ہو رہا۔میرے سوال کا to the point جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ سنیں، وہto the pointہی بتا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! ان کا to the point یہ جواب ہے کہ جب یہ جواب آیا تھا اس وقت پانچ cases تھے اور اب ٹربیونل میں سولہ cases ہیں اور ٹربیونل نے ایک cases میں مل مالک کو 50 ہزار روپے جرمانہ کیا ہے اور باقی cases ابھی تک under process ہیں اور ان پر فیصلہ نہیں ہوا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولا ٹیا: جناب سپیکر! سولہ ملوں کے بارے میں ابھی تک۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔اب محترمہ کی طرف سے ضمنی سوال آئے گا۔جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ٹائر بطور ایندھن کا استعمال چوری چھپے اور خاص طور پر رات کے وقت کیا جاتا ہے۔یعنی حکومت یہ بات جانتی ہے کہ رات کو چوری چھپے ٹائروں کا استعمال ہوتا ہے۔لہذا میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت نے اس پر کوئی action لیا ہے اور اگر کسی کو پکڑا ہے تو اس کے خلاف کتنا جرمانہ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! under Environmental Protection Act محکمے کا عملہ on the spot چیک کرتا ہے اور ان کو پکڑتا ہے۔محکمے کے عملے کے پاس خود جرمانہ کرنے کی powers نہیں ہیں اس لئے وہ ان کا case بنا کر ٹربیونل میں بھیجتا ہے۔آگے ٹربیونل میں ایک ریٹائرڈ ہائیکورٹ کا جج یا judge equivalent to اس کا چیئرمین ہوتا ہے اور ساتھ دو ممبر ہوتے ہیں، ٹوٹل تین ممبران پر ٹربیونل مشتمل ہے۔اس ایریا میں جس سے متعلق یہ سوال ہے اس میں 23 ایسی فیکٹریاں ہیں جو سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کے دوران ٹائر کا استعمال کر لیتی ہیں۔انہیں جب بھی چیک کیا جاتا ہے تو ان کے cases ٹربیونل میں بھیجے جاتے ہیں۔سولہ cases گئے ہیں جن میں سے ایک case میں 50 ہزار روپے کا جرمانہ ہوا ہے اور باقی cases under process ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال پر ضمنی سوالات پورے ہو گئے ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! میں کیسے آپ کی بات سنوں؟

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! ڈیڑھ ڈیڑھ سال پرانے سوالات کے جوابات اب آ رہے ہیں۔کیا اس طرح کا کوئی بندوبست ہو سکتا ہے کہ اگر آج ہم یہ سوالات بھیجیں تو اگلے اجلاس میں ان کے جوابات آ جائیں؟

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہے۔آپ بیٹھ کر وہ پڑھیں۔پھر مجھ سے بات کریں۔پلیز تشریف رکھیں۔جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2750 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی کو دور کرنے کے لئے 07-2006 میں اٹھائے گئے اقدامات

*2750: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ ماحولیات کو ماحولیات کی صفائی ستھرائی اور بحالی کے لئے حکومت کی طرف سے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے، یہ فنڈ برائے سال 08۔2007، 07۔2006 کتنا تھا اور کن کن منصوبوں پر خرچ ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کو مختلف پراجیکٹس میں 07-2006 میں مبلغ -/338050000 روپے اور سال 08-2007 میں -/59500000 روپے مذکورہ دو سالوں میں ٹوٹل -/397550000 روپے فراہم کئے گئے ہیں۔جن منصوبہ جات کے لئے یہ رقم فراہم کی گئی، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! تفصیل میں دیا گیا ہے کہ انہوں نے 07-2006 کے بجٹ میں establishment of Environmental Laboratory at Multan. کے لئے 15 کروڑ 3 لاکھ 80 ہزار روپے allocate کئے ہیں۔ میں اس کا موجودہ status پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ اس وقت کس پوزیشن میں ہے اور کتنی مکمل ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ اس کی latest position پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! محترمہ کے سوال کی سمجھ نہیں آئی ذرا سوال دہرا دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر جو کاپی رکھی گئی ہے اس کے نمبر 5 پر دیکھیں establishment of Environmental Laboratory at Multan آپ نے اس میں 07-2006 کے بجٹ میں 15 کروڑ 3 لاکھ 80 ہزار روپے allocate کئے ہیں۔ میں اس کا موجودہ status پوچھ رہی ہوں کہ یہ کتنی بن چکی ہے، اس پر کتنا کام ہو گیا ہے اور کتنا رہ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): اس کی feasibility مکمل ہو چکی ہے اور اس پر کام ابھی جاری ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ تین سالوں میں یہ کتنی بن چکی ہے اور آپ اپنے آفیسرز سے کوئی پرچی لے کر پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ اس پر کتنا کام ہو گیا، کتنا بقایا ہے اور کب تک مکمل ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! مجھے ابھی اس بارے میں مکمل پتا نہیں ہے لہذا میں check کر کے بتا سکتا ہوں کہ کتنے فیصد کام ہو چکا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ تھوڑی سی تیاری کر کے آتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):میں کام کو تو دیکھ کر نہیں آیا۔اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ کتنا ہو چکا ہے تو میں نے کہا کہ میں check کر کے بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے مخاطب رہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب!یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ان کو یہ پتا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ اگلا ضمنی سوال کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!اس کی detail میں ہے کہ insulation of health care waste disposable facilities in 10 big cities of the Punjab. اس کے لئے انہوں نے 2007-08 میں سات لاکھ روپے allocate کئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ دس بڑے شہروں میں سات لاکھ روپے میں یہ facility کیسے دی جا رہی ہے اور یہ کن کن شہروں میں دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر:Don't interruption پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ نے جو جواب table کیا ہے محترمہ اس کو دیکھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!ان کا سوال تھا کہ محکمہ ماحولیات کو ماحولیات کی صفائی ستھرائی اور بحالی کے لئے حکومت کی طرف سے کتنا فنڈ مختص ہے۔یہ فنڈ برائے سال 07-2006 اور 08-2007 میں کتنا تھا اور کن منصوبوں پر خرچ ہوا۔اس کا جواب دے دیا گیا ہے کہ 07-2006 میں 55 کروڑ روپے اور 08-2007 میں 40 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے؟

سیدہ ماجدہ زیدی:آپ نے جو جواب دیا ہے میں اسی میں سے ضمنی سوال کر رہی ہوں جو کہ میرا حق بنتا ہے اور اس ایوان کا یہ جاننے کا حق بنتا ہے کہ آپ نے جو پیسوں کی detail دی ہے وہ پیسے کہاں اور کس طرح خرچ ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!
2006-07 میں۔۔۔

معزز ممبران: آپ ان کی تیاری کروادیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر! 2006-07میں ٹوٹل 18پراجیکٹس تھے۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں پوچھ رہی ہوں کہ وہ دس بڑے کون سے شہر ہیں جن میں سات لاکھ روپے سے یہ facilities دے رہے ہیں۔میں صرف اتنی سی بات پوچھ رہی ہوں لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے جواب پڑھ کر سنارہے ہیں۔میں نے تو ساری تفصیل پڑھ لی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):پانچ بڑے شہروں میں لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی شامل ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!جواب میں تو دس بڑے شہر لکھا ہے۔آپ اسے pending کرلیں چونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کسی ایک ضمنی سوال کا بھی جواب نہیں دے سکے۔یہ بڑا ضروری سوال ہے اور اس ایوان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جانے کہ ہمارے عوام کے خون پسینے کی کمائی کا پیسا کہاں خرچ ہورہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے پاس لسٹ میں کتنے شہروں کا نام ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!یہ ہم نے نہیں لکھا بلکہ ان کا جواب آیا ہے اور اس میں دس شہروں کا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!لسٹ میں دس بڑے شہروں کا ہے اور آپ پانچ کہہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ آپ یہ سوال pending کرلیں تو میں اس بارے میں پتا کر کے انہیں بعد میں بتادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوالات pending نہیں ہوتے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ یہ کھڑے ہو کر معذرت کر لیں کہ میں آج بغیر تیاری کے House میں آیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسی بات نہ کریں۔آپ کو خود سوچنا چاہئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ own کر لیں کہ میں پڑھ کر نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی بات نہیں۔

جناب محمد معین وٹو: ان کی بڑی تیاری ہے اور انہوں نے بڑے اچھے جواب دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز کو بچا لیتے ہیں لیکن آج نہیں بچانا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اگلے ضمنی سوال پر چلتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ تو پتا ہی نہیں چلا کہ یہ دس ہیں یا پانچ؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جتنے ہیں ٹھیک ہیں۔جتنے لکھے گئے ہیں وہ ٹھیک ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: یہ سوال نہیں پوچھ رہے بلکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا امتحان لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے رانا افضل صاحب کو floor دیا ہے۔جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ایک بالکل technical department ہے جس کے اندر کروڑوں روپے کا technical equipments monitoring کے لئے لگایا گیا ہے۔کیا اس محکمہ کے سیکرٹری administration سے آتے ہیں اور دوسرا اس محکمہ کے پاس کتنے qualified technical officers ہیں جو کہ اس monitoring equipments کی نگرانی اور دیکھ بھال

کرتے ہیں؟ان monitoring equipments کے ذریعے سے آلودگی کے حوالے سے ہمیں جو results ملتے ہیں،جو data ملتا ہے وہ بھی ہمیں اخبارات یا کسی اور ذریعے سے مہیا نہیں کیا جارہا۔جیسا کہ روزانہ کی بنیاد پر temperature بتایا جاتا ہے کہ آج لاہور میں اتنا درجہ حرارت تھا اسی طرح یہ بھی بتایا جانا چاہئے کہ لاہور میں آلودگی کتنی تھی؟اس project پر 80/90 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ کے پاس اس حوالے سے کتنے technical qualified لوگ موجود ہیں اور اس project پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد عوام کو کیا benefit مل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے محکمے میں کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں تو کیا اس میں کوئی qualified technical لوگ شامل ہیں کہ جو یہ بتا سکیں کہ کتنی pollution ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر!محکمے میں سیکرٹری کے علاوہ technical staff بھی ہوتا ہے۔محکمہ کی ڈائریکٹر جنرل نے Environmental Sciences میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ محکمہ نے laboratories بنائی ہوئی ہیں جو کہ آلودگی کو باقاعدہ check کرتی ہیں۔لاہور میں تین display centres بنائے گئے ہیں جو کہ آلودگی کو check کرتے ہیں۔اس حوالے سے باقاعدہ سیمینار منعقد ہوتے ہیں اور وہاں پر لوگوں کو آلودگی کم کرنے کی تدابیر سے آگاہ کیا جاتا ہے۔محکمہ میں پوری طرح سے qualified لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر!جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کو مختلف پراجیکٹس میں سال 07-2006 میں مبلغ -/33,80,50000 روپے اور سال 08-2007 میں -/59,500,000 روپے دیئے گئے یعنی مذکورہ دو سالوں میں کل -/39,750,000 روپے کی رقم تحفظ ماحولیات کے منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے۔"میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع لاہور میں ایل ڈی اے کی جتنی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں ان میں جہاں جہاں بھی خالی پلاٹس ہیں وہاں پر خانہ بدوشوں نے جھگیاں بنائی ہوئی ہیں اور وہ بے پناہ آلودگی پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں کیا اس سے ماحولیات آلودہ نہیں ہوتا،یہ آلودگی کس نے دور کرنی ہے اور محکمہ تحفظ ماحولیات اس سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! اس حوالے سے پنجاب کی سطح پر ایک عدالت بھی موجود ہے جو ماحولیات کے cases سنتی ہے۔ محکمہ کروڑوں روپے تحفظ ماحولیات کے لئے خرچ کر رہا ہے جبکہ آلودگی تو دن بدن بڑھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال اس طرح نہیں بنتا۔ آپ کا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ کیا محکمہ ماحولیات ان pollution پھیلانے والے خانہ بدوشوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہا ہے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا indirect یہی مقصد ہے، آپ نے الفاظ کی درستی کر دی ہے تو چلیں اسی کا جواب دے دیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ یہ خانہ بدوش ہمارے بھائی بہن ہیں۔ وہ آلودگی نہیں پھیلا رہے، یہ ہو سکتا ہے کہ شاید ہم زیادہ آلودگی پھیلا رہے ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات ٹھیک نہیں ہے۔ This is not good.

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! جن خالی پلاٹس پر خانہ بدوشوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کو وہاں سے نکالنا اصل میں City Government کا کام ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس بات کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 3997، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں دھواں دینے والی بسوں کی وجہ سے فضائی آلودگی کی تفصیلات

*3997: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں نے صوبائی دارالحکومت میں فضائی آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ کر دیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ٹوسٹروک رکشوں کی طرح بسوں کے خلاف بھی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ شہری مختلف بیماریوں سے نجات حاصل کر سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈیزل سے چلنے والی بسیں فضائی آلودگی میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔

(ب) دوسٹروک رکشوں کی طرح ڈیزل بسوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کام محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب کا ہے۔حال ہی میں محکمہ ٹرانسپورٹ نے دو روٹوں پر نئی ماحولیات دوست CNG بسیں بھی چلائی ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث نہیں بنتی۔ محکمہ ماحولیات لاہور ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر آلودگی کا باعث بننے والی ٹریفک کا چالان کر رہا ہے۔ مورخہ 25۔مئی2009 سے لے کر 17۔دسمبر2009 تک1280بسوں، 916 ویگن/پک اپ 9745رکشوں/موٹر سائیکلوں،1821 مزداڈالا/ٹرک،1744کار/جیپ کے وجہ ماحولیاتی آلودگی چالان کئے گئے ان میں سے 227 گاڑیوں کو مختلف تھانوں میں بند کیا گیا۔اس عرصہ کے دوران کل 15506 چالان کئے گئے۔اس ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب اور سٹی ٹریفک پولیس لاہور کے جوابات بھی ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

مزید برآں عوام الناس میں ماحولیاتی آگاہی کے لئے لاہور میں تین اہم مقامات پر Air Quality Display Stations قائم کئے گئے ہیں۔ محکمہ اپنے محدود سٹاف کے ساتھ بسوں اور دیگر ٹریفک کی وجہ سے پیدا ہونے والی فضائی آلودگی کے خلاف کوشاں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "25۔مئی2009 سے لے کر17۔دسمبر2009 تک یعنی سات مہینوں میں1280 بس،916 ویگن،9745 پک اپ، 1821 موٹر سائیکل،1744 مزدا،ڈالا اور ٹرک،کار اور جیپ وغیرہ کے چالان کئے گئے ہیں۔" ان کا ٹوٹل15506 بنتا ہے لیکن ان میں سے صرف227 گاڑیوں کو مختلف تھانوں میں بند کیا گیا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ 227 گاڑیاں(ق)لیگ والوں کی ہیں کہ ان کو تو تھانوں میں بند کر دیا گیا ہے اور باقی15506 لوگوں کے صرف چالان ہوئے ہیں؟منسٹر صاحب kindly اس کی وضاحت فرمادیں۔ میں اپنا دوسرا ضمنی سوال پھر بعد میں کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے تو یہ بتادیں کہ آیا یہ (ق)لیگ کی گاڑیاں ہیں، کیا ان کے اوپر (ق)لیگ لکھا ہوا تھا یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! لاہور میں بلوچ ٹرانسپورٹ سروس چلتی ہے ان کی کوئی گاڑی بند نہیں کی گئی۔ کچھ گاڑیوں کی حالت بہت زیادہ خراب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان گاڑیوں کو بند کیا گیا ہو گا، اسی طرح جو گاڑیاں تھوڑا دھواں دیتی ہیں ان کا صرف چالان کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 15506 گاڑیوں میں سے صرف227 گاڑیاں تھانوں میں بند کی گئی ہیں۔ دوسرا یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب اور ٹریفک پولیس لاہور کے جوابات بھی ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ محکمہ نے ایوان کی میز پر جو جواب رکھا ہے اس میں بھی یہی کچھ لکھا ہے جو کہ ابھی میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔word by word جو جواب یہاں پر لکھا گیا ہے وہی کہانی ایوان کی میز پر رکھے گئے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں بتائی گئی۔ آگے اسی جواب میں لکھا گیا ہے کہ "تین اہم مقامات پر Air Quality Display Stations قائم کئے گئے ہیں۔" میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ وہ تین اہم مقامات کون کون سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!ان تین اہم مقامات میں سے ایک ٹاؤن ہال ہے،وہاں پر display station ہے۔دوسرا display station قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ میں لگایا گیاجبکہ تیسرا display stationقذافی سٹیڈیم میں لگایا گیاہے۔

MR. SPEAKER: Very good.

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!جز(الف)میں انہوں نے خودownکیاہے کہ "ڈیزل سے چلنے والی بسیں فضائی آلودگی کا باعث بنتی ہیں۔"میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھناچاہتی ہوں کہ لاہور شہر میں فضائی آلودگی کا کیاتناسب ہے،دوسرا انہوں نے خودیہownکیاہے کہ یہ آلودگی انسانی زندگی کے لئے بہت خطرناک ہے تومیں ان سے یہ پوچھناچاہتی ہوں کہ کس درجے کی آلودگی انسانی صحت کے لئے مضرہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!فضائی آلودگی کے لئے ابھی تک ہمارا national standardکوئی نہیں بنایا گیالیکن international standardکے مطابق250 microgramسے کم فضائی آلودگی ہونی چاہئے لیکنunfortunately لاہور میں فضائی آلودگی 450/500 microgram سے بھی اوپر ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ادھرpollutionزیادہ ہے،گاڑیاں بہت زیادہ ہیں۔گاڑیاں اورfactoriesدھواں دیتی ہیں۔اگر آپ دیہاتی علاقوں میں چلے جائیں تو وہاں پر آلودگی 200 microgram سے بھی کم ہے۔اس آلودگی کو کم کرنے کے لئے نئی ٹرانسپورٹ استعمال کی جانی چاہئے۔اگر ڈیزل گاڑیاں چلیں تو وہ URO-I,URO-II standardکی ہونی چاہئیں۔اسی طرح رکشے بہت دھواں دیتے ہیں، خصوصی طور پرtwo strokesرکشے بہت زیادہ دھواں دیتے ہیں۔حکومت نےalready planکیا ہوا ہے اور ہم two strokes رکشا سے four strokes رکشا کی طرف جارہے ہیں،twostrokesرکشے والوں نے سپریم کورٹ سے stayلیاہوا ہے۔ان کو مارچ2010تک کا وقت ملا ہے کہ وہ اپنے رکشوں کو مارچ2010تکtwo strokesسےfour strokesمیںconvertکریں۔ اقدامات ہورہے ہیں لیکنunfortunatelyفضائی آلودگی کاstandardزیادہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ کس درجے کی فضائی آلودگی انسانی صحت کے لئے مضر ہوتی ہے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ کون سا ایسا درجہ ہے جو انسانی صحت کے لئے مضر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ 250 FPM Standard سے کم ہو تو وہ صحیح ہے اس سے اوپر صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے اس میں 400 FPM سے اوپر critical ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ پنجاب میں 80 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ میں چکوال میں رہتی ہوں وہاں سینکڑوں کی تعداد میں رکشے ایک چھوٹی سی سڑک کے بالکل اوپر کھڑے ہو کر دھواں چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں سارے questions صرف لاہور کے متعلق ہوتے ہیں، پنجاب کے متعلق collective questions نہیں ہوتے؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! جہاں زیادہ آلودگی ہوتی ہے وہاں 400 FPM standard سے اوپر چلا جاتا ہے، where as rural and open areas جہاں فضائی آلودگی ویسے ہی کم ہوتی ہے سوائے اس کے کہ سڑکوں کی گرد کی وجہ سے فضائی آلودگی ہوتی ہے، otherwise کم ہوتی ہے لیکن پورے پنجاب میں two strokes گاڑیوں کو four strokes میں تبدیل کروایا جا رہا ہے، اسی طرح ڈیزل گاڑیوں میں بھی کم دھواں دینے والی گاڑیوں کی طرف جا رہے ہیں لہذا یہ صرف لاہور میں نہیں بلکہ پورے پنجاب میں ہو رہا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑا important supplementary question کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ اور ننکانہ صاحب میں 100 round about سے زیادہ چاول کے شیلر لگے ہوئے ہیں جن کی چمنیوں سے نکلنے والا گرد و غبار اور دھواں دُور دُور تک

کے علاقے کے لوگوں کے لئے مضر صحت ہے اور وہ ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں۔ کیا رکشوں اور بسوں کی طرح ان شیلروں پر check and balance قائم کرنے کے لئے خاص طور پر منڈی فیض آباد میں محکمہ تحفظ ماحولیات کوئی ایسا پروگرام یا کوئی منصوبہ مستقبل قریب میں رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! شیخوپورہ اور ننکانہ میں محکمہ ماحولیات کو دو problems آرہے ہیں، ایک factories کے بارے میں ہے کیونکہ وہ scattered zone میں ہیں ان کے vast material کے کوئی Treatment Plants نہیں لگے ہوئے اور دوسرا مسئلہ شیلر کا ہے کیونکہ یہ area چاول کی فصل کا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات نے اپنے ہر District Headquarter خاص طور پر گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے DCO's سے یہ requests کی ہے کہ شیلر آبادی سے باہر ہوں لیکن جب شیلر چلے گا تو اس نے dust تو پھینکنی ہے لیکن آپ شیلر کو بند تو نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے لوگوں کو روزگار میسر ہے اس لئے ہم شیلر کو ختم نہیں کر سکتے لیکن اس کے لئے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ شیلر آبادی سے باہر ہوں تاکہ ان کی dust سے عوام کو کم سے کم نقصان ہو۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان شیلر سے اٹھنے والا دھواں انسانی صحت کے لئے زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہے، محکمہ تحفظ ماحولیات جدید تقاضوں کے مطابق اس کا تدارک کرنے کے لئے کوئی پروگرام رکھتا ہے، کیا انہوں نے آج تک کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے، میں روزگار بند کرنے کی بات نہیں کر رہا میں تو کہہ رہا ہوں کہ محکمہ تحفظ ماحولیات کروڑوں روپے خرچ کر رہا ہے تو وہاں ماحولیات کی بہتری کے لئے کوئی ایسا پروگرام رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! منڈا صاحب مجھے آکر مل لیں، یہ جو بھی suggest کرتے ہیں ہم کارروائی کرنے کو تیار ہیں ویسے بھی Environment Protection Act section-16 کے تحت جو بھی pollution پھیلاتا ہے اس کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے، یہ ہمیں بتائیں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جس طرح شور کے لئے silencer ہوتا ہے اسی طرح dust کے لئے dust collector ہوتے ہیں اگر ان پر installation of dust collector لازمی کر دیں تو علاقے میں گرد نہیں پھیلے گی۔

جناب سپیکر: گادھی صاحب! وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی اچھا طریقہ adopt کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! سرگودھا میں stone crushing کارخانے لگے ہوئے ہیں اس میں بھی یہی problem ہے وہاں یہ منصوبہ زیر غور ہے، انشاءاللہ جلد ہی اس پر عمل ہو گا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یقین کریں جب rice کا season ہوتا ہے لاہور جڑانوالہ روڈ پر 100 سے زیادہ شیلر چل رہے ہوتے ہیں تو ان کا exhaust road کی طرف ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے accidents ہوئے ہیں اور اس علاقے کے لوگ بڑی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میں اس سے قبل سیکرٹری تحفظ ماحولیات کو لکھ کر بھی دے چکا ہوں کہ اس زہریلے دھوئیں اور چاولوں کے گرد و غبار سے لوگوں کو بچایا جائے۔ مجھے اس سوال کا جواب دیا جائے؟

جناب سپیکر: گادھی صاحب! جلدی سے منڈا صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! انہوں نے دو سال میں پہلی دفعہ یہ بات کی ہے اس سے پہلے میرے ساتھ کوئی رابطہ کیا ہے اور نہ ہی انہوں نے کبھی آج تک مجھے اپنے حلقے کا یہ مسئلہ بتایا ہے، آج انہوں نے بتایا ہے تو ہم انشاءاللہ اس حوالے سے اقدامات کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس مسئلے کا خصوصی طور پر نوٹس لیں ناں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں منڈا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک ضمنی سوال کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں بھی کافی انڈسٹریز لگ چکی ہیں جن کا زہریلا پانی نہر میں ڈالا جاتا ہے جس سے میرے ساتھ والی زمینیں بنجر ہو رہی ہیں، بیماریاں پھیل رہی ہیں، (C)Hepatitis عام ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں کیونکہ میں نے ابھی تک کوئی ضمنی سوال نہیں کیا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ ویسے آپ کی بات انھوں نے سن لی ہے اور وہ اس کا notice لیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولی تھین بیگ کی تیاری و فروخت پر پابندی کی تفصیلات

*4043: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال اربوں روپے سے سیوریج سکیمیں مکمل کرتی ہے مگر پولی تھین بیگ ان سکیموں کو بند کر دیتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پولی تھین بیگ کی تیاری اور فروخت پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ جز محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ تحفظ ماحولیات ہر قسم کے پولی تھین بیگز کی تیاری اور فروخت پر مکمل پابندی لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ محکمہ ہذا نے پولی تھین بیگ آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت کالے شاپنگ بیگز پر مکمل طور پر اور دیگر تمام 15 مائیکرون سے کم موٹائی والے شاپنگ بیگز پر پہلے ہی سے پابندی عائد کی ہوئی ہے۔اس وقت قابل اجازت پولی تھین بیگز کی تیاری پر مکمل پابندی لگانا قانونی، ماحولیاتی اور اقتصادی طور پر سود مند نہ ہو گا۔پاکستان کا

ماحولیاتی تحفظ ایکٹ مجریہ1997 پائیدار ترقی(sustainable development) کے فروغ پر زور دیتا ہے۔مکمل پابندی لگانے سے کاغذ کے بنے ہوئے لفافوں کی تیاری اور فروخت میں اضافہ ہو جائے گا جو نتیجتاً درختوں کی کٹائی میں اضافہ کا سبب بنیں گے جس سے ماحولیاتی ابتری میں مزید اضافہ کا امکان ہو گا۔مزید بر آں پولی تھین بیگز کی تیاری اور فروخت کے کاروبار سے وابستہ افراد / خاندانوں کے لئے بے روز گاری جیسے مسائل لاحق ہونے کا بھی امکان ہو گا۔پولی تھین بیگ کے تیار کنند گان اور عوام الناس کا فرض ہے کہ وہ مروجہ قانون پر سختی سے عمل کریں اور لوکل گورنمنٹ سالڈ ویسٹ بشمول استعمال شدہ پولی تھین بیگز کو ٹھکانے لگانے کا مناسب انتظام کرے تا کہ سیوریج سکیموں میں گندے پانی کے بہاؤ میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

نہر راجباہ سید والا ننکانہ صاحب، فیکٹریوں کا آلودہ پانی گرنے کی تفصیلات

*4073:جناب شاہجہاں احمد بھٹی:کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر راجباہ سید والا ضلع ننکانہ صاحب میں فیکٹریوں کا پانی گرنے کی وجہ سے نہر کا پانی آلودہ ہو گیا ہے؟

(ب) اس نہر میں کن کن فیکٹریوں کا آلودہ پانی گر رہا ہے، تفصیلاً بتائیں؟

(ج) حکومت نے اس مسئلہ کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ضلعی آفیسر (ماحولیات)ننکانہ صاحب کے سروے کے مطابق نہر راجباہ سید والا ضلع ننکانہ کی حدود میں مذکورہ نہر کے قریب کوئی فیکٹری / مل واقع نہ ہے اور نہ ہی کسی فیکٹری کا آلودہ پانی اس نہر میں گر رہا ہے۔

(ج) ضلعی آفیسر (ماحولیات)ننکانہ صاحب اپنی علاقائی حدود میں موجود نہروں اور آبی گزر گاہوں کا وقتاً فوقتاً سروے کرتا رہتا ہے جونہی کوئی آلودہ پانی نہر میں گرتا ہوا پایا گیا تو

پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شیخوپورہ، فیکٹریوں کا آلودہ پانی اپر چناب کینال میں پھینکنے کی تفصیلات

*4276:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اپر چناب کینال کے گرد و نواح میں ضلع شیخوپورہ کی حدود میں واقع فیکٹریاں زہر آلود پانی اس نہر میں چھوڑتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ روہی نالہ جو کہ چوہنگ لاہور کے قریب دریائے راوی میں گرتا ہے کا پانی فیکٹریوں کے چھوڑے گئے زہر آلود مواد پر مشتمل ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کا پانی بغیر ٹریٹمنٹ پلانٹ سے گزارے دریا میں چھوڑنے سے نہ صرف آبی مخلوق ختم ہو رہی ہے بلکہ یہ پانی فصلوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے، اگر ہاں تو حکومت اس نقصان سے بچاؤ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ کی حدود میں واقع فیکٹریوں کا آلودہ پانی مختلف ڈرینوں سے گزرتا ہوا اپر چناب کینال میں گرتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ روہی نالہ (ہڈیارہ ڈرین)جو چوہنگ کے قریب دریائے راوی میں گرتا ہے اس نالہ پر واقع ضلع لاہور میں بہت سی فیکٹریاں بھی اپنا آلودہ پانی اس میں ڈال رہی ہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ آلودہ پانی کو بغیر ٹریٹمنٹ پلانٹ سے گزارے دریامیں چھوڑنے سے آبی مخلوق کو خطرات لاحق ہوتے ہیں اس ضمن میں محکمہ ماحولیات نے پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت ضلع شیخوپورہ میں اور لاہور میں آبی آلودگی کا باعث بننے والے 175 یونٹوں بشمول ہسپتالوں، ہاؤسنگ کالونیوں کے خلاف کارروائی کی اور

ان کو Environmental Protection Orders جاری کئے کہ وہ آلودہ پانی کو National Environmental Quality Standards کے مطابق ٹریٹ کریں۔ 65یونٹوں کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے گئے ۔ ٹربیونل نے 22 یونٹوں کو مبلغ۔/2025000روپے جرمانہ کیا اور بقیہ یونٹوں کے خلاف کیس ابھی زیر سماعت ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے احکامات کے خلاف ورزی کرنے والے مزید یونٹوں کے خلاف کیس بھی ٹربیونل میں دائر کروادیئے جائیں گے ۔ محکمہ ہذا کی کوششوں سے اب تک لاہور میں 25 فیکٹریوں نے اپنا آلودہ پانی صاف کرنے کے لئےtreatment plantsلگالئے ہیں۔

دریائے راوی میں آبی آلودگی کی روک تھام محکمہ ماحولیات نے متعلقہ اداروں / محکموں کو Waste Water Treatment Plants نصب کرنے کے لئے پہلے ہی ہدایات جاری کردی ہوئی ہیں۔ WASAلاہور غیر ملکی اداروں کی فنی اور مالی تعاون سے دو Sewage Treatment Plants لگانے کے لئے کوشاں ہے۔پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی(PIEDMC) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور کی فیکٹریوں کے آلودہ پانی کی صفائی کے لئے ایک Treatment Plant Common Effluentلگانے کے منصوبہ پر کام کررہی ہے۔

حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے دریائے راوی کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے کمشنر لاہور ڈویژن کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس ضمن میں قابل عمل action plan تیار کررہی ہے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

ضلع لاہور،ماحولیاتی آلودگی کی تفصیلات

*4503: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں تقریباً200 کے قریب فیکٹریاں ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال2009 کے دوران محکمہ ماحولیات نے صرف35 فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی؟

(ج) شمالی لاہور میں کتنی ایسی فیکٹریاں جو مضر صحت کوئلہ اور ٹائر جلا کر ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں نیز محکمہ ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ تقریباً درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سال 2009 کے دوران محکمہ ماحولیات نے پاکستان کے ماحولیاتی تحفظ کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت لاہور میں 66 فیکٹریوں / اداروں کو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بننے پر Environmental Protection Orders جاری کئے۔ محکمہ کی ہدایات پر عمل نہ کرنے والے 37 یونٹوں کے خلاف کیس مجاز عدالت Tribunal Environmental میں دائر کئے جہاں یہ زیر سماعت ہیں۔ ضلعی آفیسر، تحفظ ماحولیات، لاہور نے آلودگی کا باعث بننے والے 116 یونٹوں کو seal کیا جس سے عوام کو خاطر خواہ ریلیف ملا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شمالی لاہور میں 75 کے قریب ایسی فیکٹریاں / سٹیل ملز پائی گئیں جو ٹائر، ربڑ، آئرن سکریپ، کوئلہ وغیرہ جلا کر ماحولیات کی آلودگی کا باعث بنتی ہیں۔ سٹیل ملز میں اکثر چوری چھپے بالخصوص سردیوں میں پرانے ٹائر جلا کر ماحولیات کی آلودگی کا باعث بنتی ہیں۔ سٹیل ملز میں اکثر چوری چھپے بالخصوص سردیوں میں پرانے ٹائر بطور ایندھن استعمال کئے جاتے ہیں جو فضائی آلودگی کا باعث بنتے ہیں۔ پرانے ٹائر، ربڑ، اور Iron Scrap کو استعمال کرنے والی ایسی 71 فیکٹریوں / کارخانوں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کی گئی اور 36 فیکٹریوں کے خلاف cases ماحولیاتی عدالت میں بھیجے جن میں سے 6 یونٹوں کو عدالت نے جرمانہ کیا اور بقیہ کیسز ابھی زیر سماعت ہیں۔ اسی طرح ضلعی آفیسر، تحفظ ماحولیات نے بھی 8 سٹیل ملز کے خلاف پاکستان پینل کوڈ اور پنجاب

لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 2001 کے تحت7یونٹوں کو سیل کر دیا اور ایک کے خلاف FIRدرج کرائی۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ تحفظ ماحولیات کے انسپکٹرز ان علاقوں کا وقتاً فوقتاً دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ مزید کارخانوں / سٹیل ملز جو ٹائر یا substandard fuel کوئلہ وغیرہ استعمال کریں ان کا کھوج لگا کر ایسی ملوں کے خلاف بھی قانونی کارروائی کی جائے۔

ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر میں پولٹری فارمز کے لئے این او سی لینے کی تفصیلات

*4572: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے ایسے پولٹری فارمز ہیں جنہوں نے محکمہ سے این او سی حاصل نہیں کیا؟

(ب) کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی اگر کی تو کن کن پولٹری فارمز کے خلاف ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کو 2008-09 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اس بجٹ کو کن کن مدوں پر خرچ کیا گیا اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف)

(i) ضلع اوکاڑہ میں کل پولٹری فارم 344 ہیں جن میں سے 270 اوپن شیڈ فارمز ہیں 74 کنٹرول شیڈ ہیں۔ اس وقت 90 کے قریب پولٹری فارمز بند پڑے ہیں۔ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے نافذ ہونے کے بعد ضلع اوکاڑہ میں جو 181 پولٹری فارم بغیر NOC قائم ہوئے ہیں ان کے خلاف محکمہ نے قانونی کارروائی کی ہے۔

(ii) ضلع بہاولنگر میں کل 306 پولٹری فارم ہیں جو کہ تمام اوپن شیڈ فارمز ہیں۔ ان میں سے 136 پولٹری فارم بند پڑے ہیں اور بقایا 170 کام کر رہے ہیں ۔ پاکستان انوائرنمنٹل

پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے نافذ ہونے کے بعد ضلع بہاولنگر میں جو 40 پولٹری فارم بغیر NOC قائم ہوئے ہیں ان کے خلاف محکمہ نے قانونی کارروائی کی ہے۔

(ب) جن پولٹری فارمز نے محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب سے NOC حاصل نہ کیا ہے ان کے خلاف پاکستان انوائر نمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی گئی ہے۔ ضلع اوکاڑہ کے ایسے پولٹری فارموں کے ناموں کی تفصیل Annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ضلع بہاولنگر کے پولٹری فارموں کے ناموں کی تفصیل Annexure-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i) محکمہ تحفظ ماحولیات کے ضلعی دفتر اوکاڑہ میں کل ملازمین / سٹاف کی تعداد 10 ہے جو جولائی 2007 سے دفتر ہذا میں اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔ ضلعی دفتر اوکاڑہ کو 09۔2008 کے مالی سال میں کل 16,06,133 کا Non-Development بجٹ فراہم کیا گیا جس میں سے۔/15,66,182 کے فنڈ مندرجہ ذیل مدوں میں خرچ کئے گئے۔

تنخواہ ملازمین	10,21,290
بجلی و گیس، پٹرول، سٹیشنری اخراجات	4,98,233
خریداری کمپیوٹر اجزاء	5,364,
مشینری و دیگر آلات وغیرہ کی مرمت	41,295
میزان	15,66,182

(ii) ضلع بہاولنگر میں 10 ملازم اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ان کو 09۔2008 میں کل ۔/14,50,457 روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا جن میں سے -/6,17,109 روپے تنخواہوں میں استعمال کئے گئے اور -/8,33,348 روپے کا بجٹ بجلی و گیس ،پٹرول، سٹیشنری اخراجات میں استعمال ہوا ہے۔

ضلع قصور میں فیکٹریوں کے زہریلے پانی سے بیماریوں کا پھیلاؤ

*4576: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں فیکٹریوں /کارخانوں کے زہریلے اور آلودہ پانی کو ٹھکانے لگانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان فیکٹریوں کے گندے پانی سے عوام میں کینسر اور ہیپاٹائٹس جیسی خطرناک بیماریاں بڑھ رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت جدید تحقیق کی روشنی میں مذکورہ بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ضلع قصور میں زیادہ تر فیکٹریاں چمڑا بنانے سے متعلق ہیں۔ حکومت پنجاب نے 237 سے زیادہ چمڑے کے کارخانوں (Tanneries) سے پیدا ہونے والے آلودہ پانی اور سالڈ ویسٹ کے مناسب معالجہ کے لئے Common Effluent Pre-Treatment Plant(CEPTP)، Chromium Recovery Pilot Plant(CRPP) اور Sanitary Landfill Site بنائے ہوئے ہیں۔ جو 2001 سے کام کر رہے ہیں۔ ان پلانٹس کی دیکھ بھال ایک ادارہ Tannery Waste Management Kasur Association کرتا ہے جو براہ راست ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر (DCO) ضلعی حکومت قصور کے ماتحت کام کرتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ ویسٹ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹس کی تنصیب کے بعد ماحولیاتی صورتحال میں بہتری آئی ہے۔ عوام میں کینسر اور ہیپاٹائٹس جیسی خطرناک بیماریوں میں اگر کوئی اضافہ ہو رہا ہے تو اس کی وجہ محکمہ صحت پنجاب بہتر طور پر بتا سکتا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ضلع قصور میں عوام الناس کو پینے والے صاف پانی کی فراہمی کے لئے کچھ Water Filtration Plants نصب کئے ہیں۔ مزید برآں قصور شہر کے گندے پانی (sewage) کے معالجہ کے لئے بھی منصوبہ سازی کی جارہی ہے۔

قصور شہر کا ایس پی ایم لیول و دیگر تفصیلات

*4577: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور شہر کا SPM کا لیول کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ SPM Level اب critical حد عبور کر چکا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو قصور شہر میں فضائی آلودگی ختم کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(د) کیا قصور شہر میں چلنے والی گاڑیوں و دیگر ٹریفک کی emissions کو کم کرنے کے لئے حکومت نے کوئی ٹارگٹس مقرر کر کے ضروری اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات کے کئے گئے سروے کے مطابق قصور شہر میں اس وقت SPM کا لیول 200 سے لے کر 425 تک کے قریب ہے۔ قصور شہر کے SPM کا ڈیٹا Annexure-I ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) پنجاب کے دوسرے اضلاع کی طرح قصور میں بھی SPM کا لیول زیادہ ہے مگر حکومت پاکستان نے کسی critical حد کی تاحال منظوری نہیں دی ہے تاہم یہ فضائی آلودگی کے مجوزہ قومی معیار سے تجاوز کر چکی ہے۔

(ج) قصور شہر کا شمار اوسط درجے کے آلودہ شہروں میں ہوتا ہے یہ بات واضح کی جاتی ہے کہ فضائی آلودگی میں کمی مختلف محکموں کے باہمی ربط و اشتراک سے ہی ممکن ہے تاہم اس کے لئے محکمہ ہذا نے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

1۔ محکمہ ہذا نے وفاقی ادارہ تحفظ ماحولیات کے ساتھ مل کر گاڑیوں کے دھوئیں کے اخراج کے قومی معیارات مقرر کئے ہیں۔ جس کی پابندی ہر گاڑی چلانے والے کی ذمہ داری ہے۔ گاڑیوں کے معیارات کی کاپی Annexure-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ شہری فضائی آلودگی بشمول SPM کے قومی معیارات ابھی تک مقرر نہیں ہوئے ہیں اور محکمہ ہذا نے وفاقی ادارہ ماحولیات کے ساتھ مل کر ان معیارات کا ڈرافٹ تیار کر کے پاکستان انوائرنمنٹ پروٹیکشن کونسل کو منظوری کے لئے پیش کر دیا ہے۔ ان کی کاپی Annexure-III ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ قصور شہر میں گاڑیوں کا دھواں اور سڑکوں کی نامناسب دیکھ بھال فضائی آلودگی کا سبب ہے۔ اس لئے پورے پنجاب میں ٹو سٹروک رکشے کو ختم کر کے 4 سٹروک رکشا متعارف کرایا جارہا ہے۔اسی طرح سے CNG رکشا دوسرے شہروں کی طرح قصور میں بھی متعارف کرایا گیا ہے۔

3۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کا ضلعی آفس ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف مسلسل ایکشن لیتا ہے اور ایسی گاڑیوں کو جرمانے عائد کرتا ہے۔

4۔ اس کے علاوہ محکمہ ہذا نے تمام DCOs بشمول DCO ضلع قصور کو سڑکوں کی مناسب صفائی اور دیکھ بھال کی ہدایات دے رکھی ہیں جن کی تفصیل Annexure-IV ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جن میں سڑکوں کے کنارے پختہ کروانا، سڑکوں کے ساتھ پودے لگانا، کوڑا جلانے پر پابندی لگانا، ایندھن میں ملاوٹ کو روکنا، زیادہ دھواں دینے والی گاڑیوں کو جرمانے کرنا اور شہر کی سڑکوں کو صاف رکھنا شامل ہیں۔

(د) ادارہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے وفاقی ادارہ ماحولیات کے ساتھ مل کر گاڑیوں کے emission کے معیارات مقرر کئے ہیں۔پہلے مرحلے میں جولائی2009 سے emission کے معیارات مقرر ہو چکے ہیں جن کا اطلاق جولائی2009 سے جون2012 تک ہو گا۔دوسرے مرحلے میں جولائی2012 میں گاڑیوں کے قومی معیارات کو اور زیادہ سخت کر دیا جائے گا۔ گاڑیوں کے قومی معیارات کی کاپی Annexure-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جہاں تک مزید حکومتی اقدامات کا تعلق ہے اس کا جواب جز(ج) میں دیا جا چکا ہے۔

ملتان شہر میں ایس پی ایم لیول کی تفصیلات

*4617: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ملتان شہر کا SPM کا لیول کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایس پی ایم لیول اب critical حد عبور کر چکا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ملتان شہر کی آبادی کو صاف ہوا مہیا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(د) کیا ملتان میں سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں و دیگر ٹریفک کی emissions کو کم کرنے کے لئے حکومت نے کوئی targets مقرر کر کے ضروری اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) اگست2009 کے اعداد و شمار کے مطابق ملتان میں قابل تنفس گرد کا لیول 350 سے لے کر585 مائیکرو گرام فی مکعب میٹر ہے۔جب کے اس کا قومی معیار250 مائیکرو گرام فی مکعب میٹر ہے۔اعداد و شمار کی تفصیل Annexure-III ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پاکستان نے ابھی تک SPM کے critical لیول کا تعین نہ کیا ہے۔پنجاب کے دوسرے اضلاع کی طرح ملتان میں بھی ایس پی ایم لیول زیادہ ہے جو مجوزہ قومی معیار کو عبور کر چکا ہے۔

(ج) آبادی کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات مندرجہ ذیل اقدامات کر رہا ہے۔

1۔ محکمہ ہر سال شجر کاری مہم کے ذریعے لوگوں کو درخت لگانے کی ترغیب دے رہا ہے۔

2۔ ادارہ ہذا نے حکومت پاکستان کے تعاون سے اگست2009 میں گاڑیوں کے دھوئیں میں موجود مختلف گیسوں کے قومی معیارات مقرر کئے ہیں جو کہ فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے بنیادی اور اہم قدم ہے۔گاڑیوں کے معیارات کی کاپی Annexure-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اسی طرح محکمہ تحفظ ماحولیات نے وفاقی ادارہ ماحولیات کے تعاون سے شہری فضائی آلودگی کے قومی معیارات تیار کئے ہیں جو کہ منظوری کے لئے پاکستان انوائرنمنٹ پروٹیکشن کونسل کو پیش کر دیئے گئے ہیں۔ان کی کاپی Annexure-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ اربن ایریاز میں گاڑیوں کا دھواں شہر کی ہوا کو آلودہ کرتا ہے۔ان مضر صحت اثرات کو کم کرنے کے لئے CNG رکشا اور بسز متعارف کرائی گئی ہیں۔نیز ٹو سٹروک رکشا کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور آئندہ چھ ماہ میں ٹو سٹروک رکشا کو ملتان شہر سے فیز آؤٹ کر دیا جائے گا۔انوائرنمنٹل موبائل اسکواڈ بنایا گیا ہے جو دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس کی کوآرڈینیشن سے کام کر رہا ہے۔

4۔ ملتان شہر میں فضائی آلودگی کا ایک اور بڑا سبب پاک عرب فرٹیلائزرز ہے۔ادارہ ہذا نے پاک عرب فرٹیلائزرز کو فضائی آلودگی کنٹرول کرنے کے احکامات جاری کئے جس کے نتیجہ میں فیکٹری مذکورہ بالا نے NOx جیسی مضر صحت گیس کو کنٹرول کرنے والے آلات نصب کئے ہیں تاہم اس کی دوسری مضر صحت گیسوں کے کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف قانونی کارروائی ہو رہی ہے جس کی سماعت environment tribunal میں جاری ہے۔

5۔ ملتان شہر میں ٹریفک کی بڑھتی ہوئی آلودگی کے خلاف آگاہی کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات نے کئی سیمینار اور ورکشاپ منعقد کئے ہیں جس میں ٹرانسپورٹ کے نمائندوں کو خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔

(د) ادارہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے وفاقی ادارہ ماحولیات کے ساتھ مل کر گاڑیوں کے emission کے معیارات مقرر کئے ہیں پہلے مرحلے میں جولائی2009 سے emission کے معیارات مقرر ہو چکے ہیں جن کا اطلاق جولائی2009 سے جون2012 تک ہو گا۔دوسرے مرحلے میں جولائی2012 میں گاڑیوں کے قومی معیارات کو اور زیادہ سخت کر دیا جائے گا۔ گاڑیوں کے قومی معیارات کی کاپی Annexure-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جہاں تک مزید حکومتی اقدامات کا تعلق ہے اس کا جواب جز(ج) میں دیا جا چکا ہے۔

ملتان شہر میں فضائی اور آبی آلودگی کم کرنے کے اقدامات

*4618: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان شہر میں فضائی (شور) آلودگی اور آبی آلودگی کو کم کرنے کے لئے کسی قسم کے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ب) ملتان شہر میں بسوں، رکشوں و دیگر ٹریفک کی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے کون کون سے اقدامات آج تک اٹھائے گئے ہیں؟

(ج) مذکورہ محکمہ نے ملتان شہر میں 2008 اور 2009 میں فضائی آلودگی پھیلانے والی کتنی گاڑیوں کے چالان کئے اور دیگر سزائیں دی گئیں، ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب ملتان شہر میں فضائی اور آبی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے حسب ذیل اقدامات کر رہی ہے:۔

1۔ ادارہ ہذا نے حکومت پاکستان کے تعاون سے اگست2009 میں گاڑیوں کے دھوئیں میں موجود مختلف گیسوں کے قومی معیارات مقرر کئے ہیں جو کہ فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے بنیادی اور اہم قدم ہے۔گاڑیوں کے معیارات کی کاپی Annexure-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اسی طرح محکمہ تحفظ ماحولیات نے وفاقی اداراہ ماحولیات کے تعاون سے شہری فضائی آلودگی کے قومی معیارات تیار کئے ہیں جو کہ منظوری کے لئے پاکستان انوائرنمنٹ پروٹیکشن کونسل کو پیش کر دیئے گئے ہیں۔ان کی کاپی Annexure-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ اربن ایریاز میں گاڑیوں کا شور اور دھواں شہر کی ہوا کو آلودہ کرتا ہے۔ان مضر صحت اثرات کو کم کرنے کے لئے ملتان میں CNG رکشا اور بسز متعارف کرائی گئی ہیں جن کا شور عام رکشوں اور بسوں سے کم ہوتا ہے۔نیز ٹوسٹروک رکشا جو کہ شور کا باعث ہے کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں اور آئندہ چھ ماہ میں ٹوسٹروک رکشا کو ملتان شہر سے فیز آؤٹ کر دیا جائے گا۔انوائرنمنٹل موبائل اسکواڈ بنایا گیا ہے جو دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس کی کو آرڈینیشن سے کام کر رہا ہے۔اس کے علاوہ محکمہ ہذا نے پریشر ہارن پر مکمل طور پر پابندی لگا رکھی ہے۔

3۔ ملتان شہر میں ٹریفک کی بڑھتی ہوئی آلودگی کے خلاف آگاہی کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات نے کئی سیمینار اور ورکشاپ منعقد کئے ہیں جس میں ٹرانسپورٹ کے نمائندوں کو خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔

4۔ ملتان میں آبی آلودگی کا بڑا ذریعہ شہری گندا پانی ہے جو کہ واسا ملتان نہروں میں ٹریٹمنٹ کے بغیر ڈسچارج کر رہا ہے جس سے یہ نہریں آلودہ ہو رہی ہیں۔ادارہ تحفظ ماحولیات نے واسا ملتان کو یہ ویسٹ واٹر صاف کرنے کے احکامات جاری کئے تھے جس کے نتیجے میں واسا ملتان نے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ ڈیزائن کیا ہے اور واسا نے اس سلسلے میں زمین خرید کر اس پر عملی کام شروع کر دیا ہے۔

5۔ اسی طرح ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ کا ویسٹ واٹر بغیر صاف کئے دریائے چناب میں ڈسچارج کیا جارہا ہے۔اس خلاف ورزی پر بورڈ آف مینجمنٹ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ کے خلاف کارروائی

کرتے ہوئے انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈر جاری کیا گیا ہے اور صنعتی پانی کو صاف نہ کرنے کی پاداش میں ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ کا کیس بھی تحفظ ماحولیاتی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(ب) CNG رکشاز اور بسز متعارف کرائی گئی ہیں نیز ٹو سٹروک رکشا کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں اور آئندہ چھ ماہ میں ٹو سٹروک رکشاز کو اربن ایریاز سے فیز آؤٹ کر دیا جائے گا۔انوائرنمنٹل موبائل سکواڈ بنایا گیا ہے جو دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس کی کوآرڈینیشن سے کام کر رہا ہے۔شہریوں اور ٹرانسپورٹرز میں شعور بیدار کرنے کے لئے سیمینارز کا انعقاد کیا گیا ہے۔اگست2009 سے گاڑیوں میں مختلف گیسوں مثلاً دھواں، کاربن مونو آکسائیڈ، شور، ہائیڈروکاربن، نائٹروجن کے آکسائیڈ، گرد وغیرہ کے نئے قومی معیارات مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) ٹریفک پولیس کو آرڈینیشن سے2008 میں فضائی آلودگی پھیلانے والی2205 گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔2009 میں 1621 گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں۔انوائرنمنٹل موبائل اسکواڈ فضائی آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس کے تعاون سے کام کر رہا ہے جرمانے کے علاوہ اس کی کوئی اور سزا مقرر نہ ہے۔

بہاولنگر شہر، رائس ملز کی آبادیوں سے باہر منتقلی

*4663: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر کے مدینہ ٹاؤن، ذیلدار ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن کی آبادیاں رائس ملز کی زد میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان رائس ملز سے پھیلنے والی آلودگی نے شہریوں کی زندگی تنگ کر رکھی ہے اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی شکایت پر متعلقہ محکمہ نے سروے کیا اور رپورٹ تیار کی جس میں شہریوں کی شکایت کو جائز قرار دیا گیا اور رائس ملز کے خلاف رپورٹ تیار کی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رائس ملز کو شہری آبادی سے دور منتقل کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر کے مدینہ ٹاؤن، ذیلدار ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن میں میسرز کوئٹہ رائس ملز، میسرز ملت رائس ملز، میسرز نیشنل رائس ملز اور میسرز بسم اللہ رائس ملز چل رہی ہیں۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ یہ رائس ملز ارد گرد کے ماحولیات پر منفی اثرات مرتب کر رہی ہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ و نزدیکی زمیندار کی شکایت پر ڈسٹرکٹ آفیسر تحفظ ماحولیات بہاولنگر نے متعلقہ رائس ملز کا سروے کیا اور رائس ملز سے پیدا شدہ آلودگی کے خلاف رپورٹیں محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کو بھیجیں۔

(د) مذکورہ رائس ملز کے خلاف تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے۔رائس ملز مالکان کو آلودگی پیدا کرنے کے جرم میں ایکٹ کی دفعہ 16 کے تحت انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈرز جاری کئے ہیں۔ان حکم ناموں کے مطابق رائس ملز مالکان کو پیدا ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لئے تکنیکی طریقے اختیار کرنے کا حکم جاری کیا گیا ہے۔جس پر کسی حد تک عمل بھی ہوا۔میسرز کوئٹہ رائس ملز اور ملت رائس ملز نے آلودہ پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج پائپ ڈال دیئے ہیں لیکن نیشنل رائس ملز اور میسرز بسم اللہ رائس ملز کا ناصاف اور آلودہ پانی گندے پانی کے جوہڑ میں ڈالا جا رہا ہے۔علاوہ ازیں تمام رائس ملز سے نکلنے والی سیاہ راکھ نزدیکی ہمسائیوں کے لئے تنگی کا باعث ہے اس لئے ان رائس ملز کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے جا رہے ہیں۔جہاں تک ان رائس ملز کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا سوال ہے یہ محکمہ ماحولیات کے اختیارات کار میں شامل نہ ہے۔

لاہور میں گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ آبادی سے فیکٹریاں باہر منتقل کرنے کا مسئلہ

*4665: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے رہائشی ایریا میں مختلف فیکٹریاں لگائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیکٹری کے شور سے مقامی لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے اور لوگ رات کے وقت آرام کرنے سے قاصر ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان فیکٹریوں کو رہائشی ایریا کے بجائے انڈسٹریل ایریا میں شفٹ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے۔گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے رہائشی علاقوں میں زیادہ تر cottage industry لگی ہوئی ہے جن میں embroidery، ویلڈنگ، سٹیل ورکشاپ اور ماربل کٹرز وغیرہ شامل ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان فیکٹریوں /کمرشل سرگرمیوں کی وجہ سے رہائشی علاقہ میں شور کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

(ج) ان فیکٹریوں کے انڈسٹریل اور کمرشل سرگرمیوں کو مذکورہ رہائشی علاقوں سے شفٹ کرنے کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی ہے اس ضمن میں DCOلاہور سے درخواست کی گئی ہے کہ مذکورہ رہائشی علاقوں سے شور اور دیگر ماحولیاتی مسائل کا سبب بننے والی صنعتی /کمرشل سرگرمیوں کا خاتمہ کریں۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کو ٹاؤن شپ میں موجود6یونٹوں کے خلاف عوامی شکایت وصول ہوئی تھی جن کے خلاف پاکستان تحفظ ماحولیات کے قانون مجریہ1997 کے تحت کارروائی کی اور ان کو Environmental Protection Orders جاری کئے گئے کہ وہ آلودگی پیدا کرنے والی سرگرمیاں بند کر دیں۔ عدم تعمیل پر2 سٹیل ورکشاپ کو سیل کر دیا گیا اور2ماربل کٹرز کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کرا دیئے گئے جہاں یہ زیر سماعت ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں فیکٹریوں میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی تفصیلات

*4675: **محترمہ نسیم لودھی:** کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دار لحکومت میں کتنی فیکٹریوں نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں موجود فیکٹریوں میں سے بے شمار نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے نیز جن فیکٹریوں نے ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں لگائے، کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) محکمہ ماحولیات کی کوششوں سے لاہور میں 26 فیکٹریوں نےTreatment Wastewater Plantsلگائے ہوئے ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) لاہور میں موجود پرانی فیکٹریوں کی اکثریت میںPlants Wastewater Treatmentلگانے کے لئے جگہ دستیاب نہیں ہے۔ اس کا حل صرف مشترکہ پلانٹ Common Effluent Treatment Plant لگانے میں ہے۔اس ضمن میں قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ(QIE) میں موجود تقریباً360 فیکٹریوں کے آلودہ پانی کو صاف کرنے کے لئے ایک مشترکہ پلانٹ Common Effluent Treatment Plant لگانے کے لئے قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ کی انتظامیہ نے محکمہ ماحولیات کی کوششوں سے جگہ حاصل کرلی ہے اور ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کا کام بھی شروع کر دیا جائے گا۔اسی طرح گلبرگ انڈسٹریل ایریا میں تقریباً80 کے قریب فیکٹریوں ہیں جن کا آلودہ پانیWASA لاہور کےDrainage System Central سے منسلک ہے جو کہ گندے پانی کے نالہ کے ذریعے دریائے راوی میں گرتا ہے۔WASA جاپان کے فنی اور مالی تعاون سے لاہور میں بابو صابو کے قریب ایک Sewage Treatment Plant لگانے کے لئے کوشاں ہے جہاںDrainage System Central کے آلودہ پانی کو صاف کیا جائے گا جس میں گلبرگ انڈسٹریل ایریا کی فیکٹریوں کا آلودہ پانی بھی شامل ہے۔

محکمہ ہذا نے لاہور میں 52 فیکٹریوں کو جو پانی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیات مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کی اور مزید فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔

سال10-2009 میں ماحولیاتی آلودگی پھیلانے والی فیکٹریوں کو جرمانوں کی تفصیلات

*4687: **محترمہ نسیم لودھی:** کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10-2009 کے دوران لاہور میں کتنی فیکٹریوں کو ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کی وجہ سے جرمانے کئے گئے نیز جن جن فیکٹریوں کو جرمانہ کیا گیا ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال10-2009 کے ان جرمانوں سے حکومت کے خزانے میں کتنی رقم جمع کروائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) جنوری2009 سے جنوری2010 کے دوران محکمہ ماحولیات نے ضلع لاہور کی 43 فیکٹریوں/پراجیکٹس کے خلاف بوجوہ خلاف ورزی تحفظ ماحولیات ایکٹ1997، استغاثے انوائرنمنٹل ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے۔ جن میں سے22 فیکٹریوں/ پراجیکٹس کو استغاثے ثابت ہونے پر مذکورہ عدالت نے-/1154000 روپے جرمانہ عائد کیا ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہ بات ضمناً عرض ہے کہ تحفظ ماحولیات ایکٹ کے مطابق آلودگی پھیلانے والے پراجیکٹس یا فیکٹری پر جرمانے لگانے کا اختیار مذکورہ عدالت ہی کو ہے۔جو جنوری2009 سے 30۔اگست2009 تک بوجہ غیر موجودگی چیئرپرسن/جج بند رہی اور چیئرپرسن کی تقرری وفاقی حکومت کا اختیار ہے۔

(ب) انوائرنمنٹل ٹربیونل کے عائد کردہ تمام جرمانہ جات بذریعہ کورٹ آرڈر گورنمنٹ اکاونٹ میں بذریعہ مچلکہ جات جمع ہوتے ہیں۔عائد کردہ جرمانہ کی رقم جز(الف)میں بیان کی گئی ہے۔

سیالکوٹ،نالہ ایک میں گرنے والے آلودہ پانی سے متعلقہ تفصیلات

*4817:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کے کتنے کارخانوں اور ٹینریوں کا آلودہ پانی نالہ ایک میں گرتا ہے محکمہ نے پانی کو صاف رکھنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) ٹینریوں کا پانی ضائع کرنے کے لئے جو لوگ زمین میں بور کرتے ہیں ان کا کیا حل نکالا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تقریباً 40 کے قریب مختلف اقسام کے کارخانوں اور 90 کے قریب ٹینریوں کا آلودہ پانی نالہ ایک میں گرتا ہے۔اب تک تقریباً تمام ٹینریز یونٹس کو پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں اور ان میں 60 ٹینریوں کو Environmental Protection Orders جاری کئے جا چکے ہیں کہ وہ اپنے آلودہ پانی کو صاف کرنے کے لئے اقدامات کریں بصورت دیگر ان کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کروادیئے جائیں گے۔محکمہ تحفظ ماحولیات کی کوششوں سے سیالکوٹ ٹینری ایسوسی ایشن نے Tannery Zone Establishment of Sialkot کا پراجیکٹ بنایا ہے جس میں سیالکوٹ میں موجود تمام ٹینریوں کو کھمبرانوالہ گاؤں کے نزدیک منتقل کیا جائے گا۔اس ضمن میں تقریباً400 ایکڑ زمین حال ہی میں خریدی گئی ہے جس کے لئے حکومت پنجاب نے 294.51 ملین روپے بطور بلاسود قرضہ مہیا کیا ہے۔سیالکوٹ ٹینری زون پراجیکٹ میں ٹینریوں کے آلودہ پانی کی صفائی کے لئے ایک Common Effluent Treatment Plant لگایا جائے گا اور سالڈ ویسٹ کے لئے Sanitary Landfill Site بنائی جائے گی جس سے ماحولیات پر ہونے والے منفی اثرات کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

(ب) ضلع آفیسر(تحفظ ماحولیات)سیالکوٹ کے سروے کے مطابق ضلع سیالکوٹ میں اس امر کی کوئی شکایت نہ ملی ہے کہ ٹینریاں اپنا آلودہ پانی زیر زمین بور کر کے ڈالتی ہیں۔تاہم

سیالکوٹ کے کچھ علاقہ میں کوئی ڈرین / سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے اس ڈرین پر موجود صنعتی یونٹس اپنا آلودہ پانی کھڈوں یا کنوؤں میں ڈالتے ہیں۔ایسے 22یونٹوں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیات ایکٹ مجریہ1997 کے تحت کارروائی کا آغاز کیا گیاہے اور ان کو نوٹس جاری کئے جاچکے ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

بھٹہ خشت کے دھوئیں سے بچاؤ کے لئے حکومتی اقدامات

*4818:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھٹہ خشت سے اٹھنے والا دھواں سے فضائی آلودگی میں قدرے اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس دھوئیں سے انسانی جانوں کو خطرات لاحق ہیں محکمہ نے اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ بھٹہ خشت سے اٹھنے والا دھواں قرب وجوار کے رہائشیوں کی صحت کے لئے منفی اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔اس ضمن میں محکمہ ماحولیات نے78 بھٹہ خشت کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے قانون مجریہ1997 کے تحت کارروائی کی اور ان کو Environmental Protection Orders جاری کئے کہ وہ آلودگی کنٹرول کرنے کے اقدامات کریں۔محکمہ کے احکامات کی عدم تعمیل پر27 بھٹوں کے کیس ماحولیاتی ٹریبونل میں دائر کئے گئے۔ٹریبونل نے 6 بھٹوں کو جرمانہ کیا اور بقیہ بھٹوں کے خلاف کیس ابھی زیر سماعت ہیں۔مزید بھٹوں کے خلاف کیس بھی جلد ماحولیاتی ٹریبونل میں دائر کرادیئے جائیں گے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای پی اے کا مالی سال08-2007 اور09-2008 کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5043: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای پی اے کامالی سال08۔2007اور09۔2008کا کل بجٹ مدوار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تحفظ ماحولیات کے منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران رقم کتنی سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ای پی اے پنجاب کے غیر ترقیاتی بجٹ اور ترقیاتی بجٹ برائے سال08-2007 اور 09-2008 کی تفصیل درج ذیل ہے:

مدات	سال08-2007	سال09-2008
غیر ترقیاتی بجٹ	مبلغ-/33865000روپے	مبلغ-/38338000روپے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
ترقیاتی بجٹ	مبلغ-/133400000روپے	مبلغ-/227160000روپے

(ب) ان دو سالوں کے دوران کل رقم مبلغ -/262019000تحفظ ماحولیات کے منصوبہ جات پر خرچ ہوئی-ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) ان دو سالوں کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر مبلغ-/30888891روپے خرچ ہوئے اور ٹی اے/ڈی اے پر مبلغ-/648149روپے خرچ ہوئے-

(د) ان دو سالوں کے دوران مبلغ-/965392 روپے سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر اور مبلغ -/2276491روپے گاڑیوں کے پٹرول/ڈیزل سی این جی کے لئے خرچ ہوئے-

(ہ) ان دو سالوں کے دوران مبلغ-/930019روپے ٹیلی فون پر اور مبلغ-/1692049 روپے دیگر یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئے-(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

انوائرنمنٹ پروٹیکشن اتھارٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*5044: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انوائرنمنٹ پروٹیکشن اتھارٹی کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس کے قیام سے آج تک اس اتھارٹی نے پنجاب میں ماحولیات کی بہتری کے لئے کیا اقدام اٹھائے ہیں؟

(ج) اس اتھارٹی نے فضائی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) اس اتھارٹی نے فیکٹریوں /کارخانوں کے فضلہ اور گندے پانی کی آلودگی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) ادارہ تحفظ ماحولیات پنجاب(Environmental Protection Agency)کے قیام کے اہم اغراض و مقاصد میں ماحولیات کی حفاظت، آلودگی کی روک تھام، عوام الناس میں ماحولیاتی شعور کی آگاہی اور پائیدار ترقی sustainable development کے فروغ کی انجام دہی شامل ہے۔

(ب) پنجاب میں ماحولیات کی بہتری کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موٹر گاڑیوں کی وجہ سے ہونے والی فضائی آلودگی کی روک تھام کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات کے انسپکٹرز ٹریفک پولیس کے تعاون سے دھواں دینے والی گاڑیوں کے چالان کر رہے ہیں۔ فیکٹریوں کی وجہ سے ہونے والی فضائی آلودگی کی روک تھام کے لئے ان فیکٹریوں کے خلاف پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ان فیکٹریوں کو Environmental Protection Orders جاری کئے جاتے ہیں کہ وہ آلودگی کو کنٹرول کرنے کے اقدامات کریں یا آلودگی پھیلانے والی سرگرمیاں بند کر

دیں۔محکمہ کے احکامات کی عدم تعمیل کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کرا دیئے جاتے ہیں۔ماحولیاتی ٹربیونل میں اب تک 440 یونٹوں بشمول فضائی آلودگی پھیلانے والی فیکٹریوں کے خلاف کیس دائر کرائے۔ماحولیاتی ٹربیونل نے 161 کیسوں کا فیصلہ کیا اور 80 یونٹوں کو جرمانہ کیا اور بقایا کیس زیر سماعت ہیں۔

(د) فیکٹریوں /کارخانوں کے فضلہ اور گندے پانی کی وجہ سے ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لئے ان فیکٹریوں کے خلاف پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ان کو Environmental Protection Orders جاری کئے جاتے ہیں کہ وہ آلودگی کو کنٹرول کرنے کے اقدامات کریں یا آلودگی پھیلانے والی سرگرمیاں بند کر دیں۔ محکمہ کے احکامات کی عدم تعمیل کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کیس ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کرا دیئے جاتے ہیں۔ماحولیاتی ٹربیونل میں اب تک 440 یونٹوں بشمول آبی آلودگی پھیلانے والی فیکٹریوں کے خلاف کیس دائر کرائے۔ماحولیاتی ٹربیونل نے 161 کیسوں کا فیصلہ کیا اور 80 یونٹوں کو جرمانہ کیا اور بقایا کیس زیر سماعت ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محکمہ ہذا کی کوششوں سے ضلع قصور میں 237 ٹینریوں کے آلودہ پانی کی صفائی کے لئے Common Effluent Pre-Treatment Plant لگایا گیا ہے۔اسی طرح ضلع سیالکوٹ میں موجود تقریباً 230 ٹینریوں کے لئے علیٰحدہ Tannery Zone بنانے کے منصوبہ پر کام کیا جارہا ہے۔جس میں Common Effluent Treatment Plant کی تنصیب بھی شامل ہے۔

لاہور میں ماحولیاتی آلودگی کی تفصیلات

*5160: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ صرف لاہور میں 200 سے زائد فیکٹریاں پرانے ٹائر اور مضر صحت کوئلہ جلا کر ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں، اس مضر صحت آلودگی سے لوگوں کو بچانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

یہ جزوی طور پر درست ہے۔ سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کچھ سٹیل ملز نے غیر معیاری ایندھن بشمول ٹائر اور کوئلہ جلانا شروع کیا جو فضائی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔ محکمہ ماحولیات نے ایسی 40 سٹیل ملز کے خلاف کارروائی کی اور 23 سٹیل ملز کو پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت Environmental Protection Orders جاری کئے گئے کہ وہ غیر معیاری ایندھن جلانا بند کر دیں یا فضائی آلودگی کنٹرول کرنے کے آلات لگائیں۔ عدم تعمیل پر ان میں سے 18 سٹیل ملز کے خلاف Cases ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کروا دیئے گئے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں۔

محکمہ تحفظ ماحولیات کے انسپکٹرز اپنے علاقوں کا وقتاً فوقتاً دورہ کرتے رہتے ہیں جیسے ہی غیر معیاری ایندھن (ٹائر، کوئلہ) استعمال کرنے کی شکایت سامنے آئی تو ایسی فیکٹریوں کے خلاف مذکورہ ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور میں فضائی آلودگی کی تفصیلات

*5222: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں آٹو اور موٹر سائیکل رکشاؤں کے شور اور دھواں کی وجہ سے لاہور کی فضائی آلودگی میں اضافہ ہو گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت 2 سٹروک رکشاؤں کی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ جزوی طور پر درست ہے۔ لاہور شہر کی مصروف شاہراہوں اور قرب وجوار کے علاقہ میں آٹو اور موٹر سائیکل رکشاؤں کے شور اور دھواں کی وجہ سے فضائی آلودگی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے 2۔ سٹروک رکشاؤں کی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لئے نئے 2۔سٹروک رکشاؤں کی رجسٹریشن پر 2005۔01۔01 سے پابندی لگادی تھی اور 4۔ سٹروک رکشاؤں کی دستیابی کے لئے اقدامات شروع کر دیئے تھے۔ محکمہ ایکسائز ٹیکسیشن کے اعداد و شمار کے مطابق لاہور میں جنوری2010 تک 20616 4۔سٹروک رکشے،537682 2۔سٹروک رکشے اور5104 موٹر سائیکل رکشے ہیں ۔ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے2۔ سٹروک رکشا مالکان کو 31۔مارچ 2010تک اپنے رکشاجات کو4۔سٹروک رکشا میں تبدیل کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے بصورت دیگر ان کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

(ب) عوام الناس کو موٹر گاڑیوں کی وجہ سے ہونے والی فضائی آلودگی سے بچانے کے لئے محکمہ ماحولیات کی ٹیمیں سٹی ٹریفک پولیس لاہور کے تعاون سے آلودگی کا باعث بننے والی گاڑیوں کا چالان کر رہی ہیں ۔ مورخہ 2009۔05۔25 تا 2010۔01۔30، 18432 گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں جن میں11926 رکشے بھی شامل ہیں۔اس ضمن میں سٹی ٹریفک پولیس لاہور کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میں ایک اہم معاملہ آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ حال ہی میں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے سینئر ہیڈ مسٹریس اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) کی سلیکشن ہوئی ہے۔ ان کی تعیناتی ان کے رہائشی اضلاع کی بجائے دوسرے اضلاع میں ہوئی ہے جیسے شیخوپورہ والوں کو لاہور اور لاہور والوں کو شیخوپورہ میں تعینات کیا جارہا ہے۔ اس سے ان خواتین میں بہت بے چینی پائی جاتی ہے اور جب تک وہ اپنے اضلاع میں تعینات نہ ہوں گی وہ درست طریقے سے

اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتیں تو میری وزیر تعلیم اور محکمہ تعلیم سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہے کہ خواتین کو ان کے متعلقہ اضلاع میں تعینات کیا جائے۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: جی، زمرد یا سمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! 12 ربیع الاول کے مبارک دن کی آمد آمد ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہستی ہیں جو مقصود رب کائنات ہیں، جو وجہ وجود کائنات ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! حضرت محمد ﷺ پر ہماری جان مال اور آل اولاد ہر چیز قربان ہو۔ میں اس سلسلے میں ایک بہت اہم بات عرض کرنے جا رہی ہوں کہ 12 ربیع الاوّل کے دن کے حوالے سے لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہوتا ہے اور لوگ مختلف طریقوں سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں، کہیں محافل میلاد کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور کہیں قرآن خوانی کی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے وفاقی حکومت سے التجاء کرتی ہوں کہ 12 ربیع الاول کے دن لوڈشیڈنگ نہ کی جائے تاکہ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر دہشتگرد یہاں پر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! اس سولہویں اجلاس کو ایک مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو چلا ہے اور اس اجلاس میں بارہا ایک موضوع پر توجہ دی گئی اور بار بار discussion میں بھی آیا، وہ بہت اہم بات ہے، وہ اہم بات ہماری بیٹی، بہن، ہماری عزت اور ہماری عصمت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ہے۔ ہم نے یہاں ان کے حوالے سے ایک قرارداد بھی منظور کی ہے۔ میں ایک یاددہانی کروانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنانے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن ایک مہینے سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور وہ پارلیمانی کمیٹی ابھی تک منظور نہ ہو سکی ہے۔ اگر یہاں پر پانی پر بحث ہو سکتی ہے، کھاد پر بحث ہو سکتی ہے اور ساری دنیا کے معاملات زیر بحث لائے جا سکتے ہیں تو عافیہ صدیقی پر بات کیوں نہیں ہو سکتی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہاں پر ہمیں اب عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ہمیں صرف قرارداد کی حد تک نہیں رہنا چاہئے اس لئے میں اپنے معزز ایوان کے ہر رکن سے سوال کرتی ہوں کہ اگر عافیہ صدیقی ہم میں سے کسی کی بیٹی ہوتی تو کیا ہم واقعی قرارداد منظور ہونے کے بعد ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ ایک وفد تشکیل دیں جو اُن کی والدہ اور بہن سے ملے اور ہمارے جذبات و احساسات ان تک پہنچائے اور ان کے پاکستان کے بارے میں جذبات واحساسات ہمیں بتائے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب میں انٹر میڈیٹ بورڈ کے دفاتر بند ہونے کی وجہ سے میٹرک کے امتحانات میں تعطل اور جیل خانہ جات کے ڈسپلے سنٹر میں وزیر / کو آرڈینیٹر کے دفاتر قائم ہونے سے کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں دو اہم گزارشات آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ پورے پنجاب میں انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈز کے دفاتر بند ہیں، عملہ ہڑتال پر ہے اور اس دفعہ یا تو میٹرک کے امتحانات نہیں ہوں گے یا اتنی دیر سے ہوں گے کہ اس وقت تک بی۔اے اور ایف۔اے کے امتحانات کا وقت آجائے گا۔

جناب سپیکر! سب یہ جانتے ہیں کہ یہ بورڈز خود ہی اپنی income generate کرتے ہیں اور اپنی تنخواہیں، میڈیکل کی facilities اور اپنے دوسرے خرچے خود ہی manage کرتے ہیں لیکن اب فیس معاف کر دی گئی ہے۔ اس سے political point scoring تو ہو گئی لیکن ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ ایک بہت بڑا طبقہ اپنی تنخواہوں اور benefits سے محروم ہو گیا ہے جو کہ ان کا حق تھا۔ معزز وزیر صاحب نے on the floor of the House یہ یقین دہانی کرائی تھی اور commitment کی تھی کہ دس دن کے اندر اندر ان کے لئے کوئی package announce ہو جائے گا۔ آج دس دن گزر گئے ہیں لیکن آج تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہمارے بچوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ میٹرک کی سند کی اہمیت ہم سب

جانتے ہیں کہ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے حصول اور تمام تعلیمی مراحل سے گزرنے کے لئے بھی میٹرک کی سند لازم وملزوم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ وزیر جیل خانہ جات آج یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بہت زیادہ طوفانی دوروں پر رہتے ہیں اور ان کے علم میں یہ بات نہ ہو۔ آئی جی جیل خانہ جات کے دفتر کے ساتھ centre display کے لئے جگہ allocate کی گئی تھی کہ جو products جیلوں میں بنتی ہیں وہ اس centre display پر رکھ کر sale کی جاتیں اور ساری آمدنی محکمہ جیل کے خزانے میں جاتی لیکن پہلے وزیر صاحب نے وہاں اپنا دفتر بنایا ہوا تھا اور اب وہاں کوئی کو آرڈینیٹر بٹھا دیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ display centre کی جگہ پر وزیر صاحب یا کو آرڈینیٹر کے دفتر کی کوئی تک نہیں بنتی۔ آج وزیر صاحب یہاں آئے ہیں اور آج اجلاس بھی ختم ہو رہا ہے۔ یہ اجلاس کے شروع میں آئے تھے یا آج آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ہی point اٹھائیں۔ آپ جتنی دفعہ بلائیں گے وہ اتنی دفعہ آئیں گے۔ آپ ان سے پوچھ لیں۔جی،وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!میری بہن نے درست point out کیا ہے لیکن پچھلی دفعہ پرویز الٰہی صاحب کی حکومت میں وہاں وزیر جیل خانہ جات بیٹھتے تھے۔ وہ یقیناً display centre ہے اس کے بعد ہمارے کو آرڈینیٹر کا دفتر بن گیا۔ میرا دفتر کیونکہ سیکرٹریٹ کے اندر ہے۔ میں نے پہلے ہی اس کے لئے آئی جی کو لکھ کر بھجوا دیا ہے کہ اس عمارت کو خالی کیا جائے۔ یقیناً قالین، دریوں اور اس طرح کی دوسری اشیاء جو جیلوں میں بنتی ہیں وہ ایک بڑی انڈسٹری ہے۔ اگر اس کو proper display centre جو کہ وہ تھا اسی طرح اس کو establish کر لیا جائے تو یقیناً محکمے کی بھی نیک نامی ہو گی اس لئے میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے پہلے ہی اس کے لئے لکھ کر بھجوا دیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد وہاں پر ہم display centre کا افتتاح کرنے والے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہائر سیکنڈری بورڈز کے متعلق بات کی گئی ہے کہ ان کے ملازمین اس وقت احتجاج کر رہے ہیں اور ہڑتال پر ہیں۔ میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ان ایجوکیشن بورڈز کے ملازمین جو deputation پر آتے ہیں یا وہاں پر کام کر رہے ہیں ان کو دوسرے محکموں کے ملازمین کے مقابلے میں تقریباً ڈیڑھ گنا تنخواہ ملتی ہے، اس کے علاوہ ان کو allowances ملتے ہیں جو آدمی deputation پر آتا ہے اس کی تنخواہ تقریباً double ہو جاتی ہے۔ اس میں معاملہ یہ تھا کہ ان کا medical allowance 35 percent تھا اور باقی محکموں میں اس سے بھی کم ہے لیکن انھوں نے خود ہی اس کو 50 فیصد کر لیا اور اس کی formal منظوری نہیں ہوئی تھی جس کی بنیاد پر department نے withdraw کیا اور کہا کہ اس کو ہم regularize کر کے دیکھیں گے اور جو بھی ان کا حق بنتا ہوا وہ دیں گے لیکن یہ انتہائی تکلیف دہ امر ہے کہ ان کی examinations لینے کی duty قوم کے بچوں کے مستقبل سے متعلقہ ہے تو اُن کا یہ رویہ بالکل blackmailing کے زمرے میں آتا ہے۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ احتجاج کرتے رہتے، اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھ لیتے لیکن اس فرض میں وہ قطعی طور پر کوتاہی کے مرتکب نہ ہوتے کیونکہ یہ قوم کے بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ جب امتحانات کا وقت آتا ہے تو اس وقت وہ اپنے مطالبات کو منظور کروانے کے لئے اس قسم کا blackmailing attitude اپناتے ہیں جو انتہائی تکلیف دہ بھی ہے اور موجودہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس blackmailing attitude کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ لوگ اپنے فرائض سرانجام دیں اور قوم کے بچوں کے مستقبل سے نہ کھیلیں۔ میں انہیں on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ ان کے جتنے بھی مطالبات ہیں اُن پر ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر negotiate and debate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جس بات پر ہم ان کو قائل کر سکے اس پر قائل کریں گے۔ جس چیز کو انہوں نے explain reasonably کیا اور قائل کیا تو ہم اُس کو تسلیم کرنے کے لئے بالکل open ہیں لیکن اس attitude کو قطعی طور پر پوری قوم برداشت نہیں کرے گی کہ جب امتحانات کا وقت آئے تو یہ احتجاج کر کے بیٹھ جائیں کہ ہم نے امتحانات نہیں لینے۔ اگر انہوں نے اپنے اس رویے کو نہ بدلا تو گورنمنٹ اُن کے ساتھ سختی سے پیش آئے گی۔ ہم اس بات کو ensure کریں گے اور اس کے متعلق

ہم strategy بنا رہے ہیں کہ قوم کے بچوں کا مستقبل اس سے suffer نہ کرے۔ میں اُن سے on the floor of the House یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس انتہائی حساس ذمہ داری جس سے قوم کے بچوں کا مستقبل وابستہ ہے میں کوتاہی نہ کریں اور اس قسم کا رویہ نہ اپنائیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو نبھائیں، ہم اُن کے مطالبات میں جو بات بھی جائز ہوئی اُن کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر کے اسے انشاء اللہ تعالیٰ مانیں گے۔ ہم اُن کی ہر بات ماننے کو تیار ہیں لیکن اس رویے کو کسی طور پر بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے already لکھا ہوا ہے جن ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔ پہلے نوید انجم صاحب بات کریں، پھر مستی خیل صاحب کریں گے۔ شیخ صاحب! ان کے بعد پھر میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔ جی، نوید انجم صاحب!

الیکٹرانک میڈیا پر بغیر تصدیق معزز ممبران کی کردار کشی

جناب محمد نوید انجم: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میڈیا کا معاشرے میں بڑا positive اور اہم role ہے۔ میڈیا کی reporting کی وجہ سے بہت سارے scandals سامنے آ چکے ہیں جن کے حل کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ میں پچھلے 24 گھنٹے سے اپنے خلاف الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے اوپر چلنے والی خبروں کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرے خلاف یہ خبریں چل رہی ہیں کہ جج صاحب نے حاجی اللہ رکھا اور میاں نوید انجم کو گرفتار کرنے کے احکامات جاری فرمائے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ میڈیا کا بڑا ہی

positive role ہے۔جج صاحب کے آرڈر میرے پاس ہیں،اس میں آپ مجھے دکھائیں کہ کہاں پر جج صاحب نے لکھا ہے کہ ان دونوں ایم پی ایز کو گرفتار کیا جائے؟اس قسم کے میڈیا کے اوپر tricker چلنے سے ہمارے حلقوں میں ایک سنسنی پیدا ہوتی ہے۔ہمارے خلاف ہمارے ووٹر سوچتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگوں کو elect کر کے اسمبلیوں کے ایوانوں تک پہنچایا ہے۔میں اس پر آپ کی ruling چاہوں گا۔مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے ہمارے خلاف planning کے ذریعے media war کی گئی ہے۔ بغیر سوچے سمجھے گرفتار کرنے کے tricker چلائے گئے ہیں اور میڈیا پر باقاعدہ documentary films بنا کر چلائی گئی ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس ایوان کے لئے ٹیسٹ کیس بنایا جائے اور میری خواہش ہے کہ آپ سینئر ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں جس میں صرف اپوزیشن کے ارکان ہوں، اُن کے ساتھ میڈیا کے سینئر صحافی ہوں جو میرے کیس کو as a test case لیں اور پوری چھان بین کے بعد اس ایوان میں پیش کیا جائے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اسے کس طرح لیا جا رہا ہے؟میری گزارش ہے کہ یہ بڑی غیر ذمہ دارانہ قسم کی reporting ہوئی ہے جس سے ہم بہت زیادہ hurt ہوئے ہیں لہذا میں آپ کی اس پر توجہ چاہوں گا۔شکریہ

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اللہ رکھا صاحب!ذرا لاء منسٹر صاحب بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!نوید انجم صاحب نے جو بات کی ہے تو میرے خیال میں اللہ رکھا صاحب بھی تقریباً وہی بات کریں گے۔میری اس سلسلے میں ان دونوں بھائیوں سے اور دیگر معزز اراکین سے بھی یہ گزارش ہے کہ جس طرح کہا جاتا ہے اور سچ کہا جاتا ہے کہ جمہوریت کی خرابیوں کا حل مزید جمہوریت ہے، نہ کہ مارشل لاء ہے۔اسی طرح میڈیا سے متعلق اگر کوئی معاملہ سامنے آ رہا ہے جس سے میرے بھائیوں کو تکلیف پہنچی ہے تو اُس کا حل بھی میں سمجھتا ہوں کہ میڈیا کی مزید آزادی ہے اور ہمیں اس چیز کو برداشت کرنا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ میرے ان دونوں بھائیوں کا جو مؤقف ہے وہ اپنے مؤقف کو بیان کرنے کے لئے پریس کانفرنس کریں۔اگر

ان کو پریس کانفرنس کرنے میں کوئی دقّت پیش آتی ہے یا پریس کلب والے ٹائم نہیں دیتے یا اسمبلی کے باہر کوئی معاملہ ہے تو میں اُس معاملے کو resolve کروانے کے لئے تیار ہوں۔ یہ پریس کانفرنس کریں اور اس میں اپنا پورا مؤقف بیان کریں۔ اگر میڈیا ان کے مؤقف کو پیش نہ کرے یا اُس کے ticker نہ چلائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم کمیٹیاں بنانے یا دوسرے معاملات میں پڑیں تو ہم اُس پر اپنے طور پر بھی میڈیا کے بھائیوں سے بات کر سکتے ہیں کہ بھئی! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ میں ذاتی طور پر بتاتا ہوں کہ میرے خلاف جو مہم چلی تھی تو اُس پر ایک دو چینلز ایسے ہیں کہ جن کے مالکان کے متعلق میری reservation یہ تھی کہ وہ اس میں ملوث ہیں لیکن میں نے اُن کے متعلق live بھی اور ویسے بھی بات کی جس کو میڈیا نے report کیا۔ میری بات کو کسی نے نہیں روکا لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہے جس کو ہمیں مزید promote کرنا چاہئے۔ میرے یہ دونوں بھائی بجائے اس کے کہ یہاں House میں قرارداد لانے اور کمیٹی کے معاملے میں پڑیں تو ان کو چاہئے کہ یہ آج ہی اپنا مؤقف میڈیا کے سامنے رکھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کل یہ دیکھیں گے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں یہ سب کچھ ظاہر ہو گا لیکن اس کے باوجود بھی اگر دقّت محسوس کریں تو پھر یہ اپنا مؤقف میڈیا میں لانے کے طریق کار کے مطابق اپنا مؤقف لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ معاملہ resolve ہو گا اور یہی ایک طریقہ ہے۔ جس طرح سے جمہوریت کو ہم مزید جمہوریت اور مزید آزادی سے بہتر کر سکتے ہیں، اسی طرح سے میڈیا کو بھی میڈیا کی مزید آزادی سے ہی regulate کیا جائے گا۔ ان تین چیزوں میڈیا کی آزادی، ڈیموکریسی اور عدلیہ کی آزادی کا آپس میں ایک ایسا رشتہ ہے کہ کسی ایک کے سوا باقی دو چیزیں صحیح معنوں میں regulate نہیں ہو سکتیں۔ میرے خیال میں اس معاملے کو مزید یہاں پر بحث کا موضوع نہ بنایا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ پہلے میاں نصیر صاحب نے بھی شاید اس قسم کی بات کی ہے جب میں House سے باہر تھا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں دوستوں کو اسی انداز سے ہی اپنی بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کا نام لکھ لیا ہے اور ابھی آپ کی طرف آتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ابھی کتنا لمبا سفر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی دو منٹ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں ابھی اسمبلی کے باہر میڈیا کو اس کی کاپیاں دے دیتا ہوں کہ جج صاحب نے کہیں پر یہ نہیں کہا کہ انہیں گرفتار کیا جائے۔ مجھے طریقہ بتایا جائے کہ اگر کسی کے خلاف غلط reporting ہوتی ہے تو اسے صحیح کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ دونوں FIRs خارج ہو چکی ہیں اور اخراج کی رپورٹیں میرے پاس موجود ہیں۔ میں نے ایک شخص سے جو میرا چچازاد بھائی تھا جس نے 42لاکھ 50ہزار روپے کا فراڈ کیا تھا، recovery کروائی ہے اور یہی میرا جرم ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ میں یہ کرتا رہوں گا کیونکہ مجھے میرے مالک نے یہاں تک جسٹس قائم کرنے کے لئے پہنچایا ہے۔ میرے اوپر جو پڑے گا میں اس سے بالکل چشم پوشی نہیں کروں گا۔ اُس شخص سے تھانے میں recovery ہوئی ہے جس کے cheques کی کاپیاں میرے پاس ہیں۔ اُس بندے نے چشم پوشی کرنے کے لئے اپنی بیوی کو آگے کیا ہوا ہے۔ میں عورت کے ساتھ تو ایسا نہیں کرنا چاہتا بہر حال رانا صاحب نے مجھے بڑی تفصیل کے ساتھ سمجھایا ہے لہذا میں چاہوں گا کہ رانا صاحب میرے ساتھ مل کر باہر پریس کانفرنس کریں۔ اس کے علاوہ میڈیا کے لئے تمام کاپیاں میرے پاس موجود ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے معزز ممبران جہاں سب کی عزت کا خیال رکھتے ہیں تو being Custodian of the House میں یہ سمجھتا ہوں کہ میڈیا کی آزادی کے حوالے سے جس طرح رانا ثناءاللہ خان صاحب نے بات کی ہے تو ہم خود اُس کے قائل بھی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ میڈیا صحیح reporting کرے لیکن میڈیا میں جہاں پر کبھی غلط reporting ہوتی ہے تو اس پر میڈیا کو خود دیکھنا چاہئے کہ اُن کی ایک خبر سے حلقوں میں کیا message جاتا ہے کہ ایک تو ہمارے معزز ممبران کی دل شکنی ہوتی ہے اور دوسرا لوگوں کے ذہنوں میں طرح طرح کی باتیں آتی ہیں لہذا reporting کرتے ہوئے دھیان رکھا جانا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! نوید انجم صاحب جو کہہ رہے ہیں، بالکل ٹھیک ہے۔ اس issue پر نوید انجم صاحب اور اللہ رکھا صاحب کے ساتھ میں نے تین shows کئے تھے۔ جن مسماۃ شاہین صاحبہ کا یہ نام لے رہے ہیں انہوں نے مجھے بھی بہت دفعہ approach کرنے کی کوشش کی اور میرے گھر بھی تشریف لائیں۔ انہوں نے مجھے جو evidences چینل سٹی 42 پر provide کئے تھے میں نے personally اُن کو verify بھی کیا ہے۔ یہ ایک fact ہے کہ محترمہ دروغ گوئی سے کام لے رہی ہیں اور اُن کے جو خاوند ہیں اُن پر ان کی سگی والدہ اور بھائی نے بھی دفعہ 420 کے مقدمات کئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ according to my information یہ innocent ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، مستی خیل صاحب!

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دراصل میں نے نام لکھے ہوئے ہیں جو کافی دیر سے ٹائم لینا چاہ رہے ہیں۔ میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر سردار محسن خان لغاری نے پانی کے issue پر بات کی تھی جس کے جواب میں، میں نے بھی statement دی تھی۔ میری slip of tongue کی وجہ سے میں نے کہا کہ چشمہ جہلم لنک کینال سے پچاس لاکھ کیوسک پانی جنوبی پنجاب کو provide کیا گیا ہے۔ میں نے وہ تصحیح کرنا تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس پر اگر آپ مناسب خیال کریں تو تحریک التوائے کار اور چند قرار دادیں ہیں جو بڑی positive ہیں، جن پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔اگر آج کا یہ بزنس ختم ہو جائے تو اُس کے بعد سب کو ٹائم دے دیجئے گا کیونکہ آج رواں اجلاس کا آخری دن ہے اس لئے معزز رکن جو بھی بات کرنا چاہے گا ہم سب کی بات سنیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ایجنڈا مکمل کر لیں پھر میں سب کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!صرف ایک سیکنڈ دے دیں۔میں تصحیح کروانا چاہ رہا ہوں کہ جو میں نے slip of tongue کی وجہ سے پچاس ملین ایکڑ کہا ہے وہ نہیں ہے۔پچاس ہزار کیوسک پانی چشمہ جہلم لنک کینال سے جنوبی پنجاب کو فصل ربیع کے لئے provide کیا گیا ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ریکارڈ کی درستی کے لئے اسے درست کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ہم ابھی درستی کرا دیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں لیکن مختصر پوائنٹ آف آرڈر ہو۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر ریکارڈ کی درستی کی گئی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ابھی یہاں لاہور بورڈ کی ایسوسی ایشن کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو ایسوسی ایشن کے ملازمین کے اوپر کارروائی کرتے ہوئے جو مقدمات کئے گئے ہیں اُس میں ان کے گھر والوں کو بھی پکڑ کر لے گئے ہیں۔میری وزیر قانون صاحب سے یہ التماس ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کن کے گھر والوں کو پکڑا ہے؟

حکومت کی طرف سے انٹر میڈیٹ بورڈز کی ایسوسی ایشن کے ہڑتالی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ ان کے اہل خانہ کی پکڑ دھکڑ

محترمہ آمنہ الفت: بورڈ کے جو ملازمین ہیں اُن کے گھر والوں کو بھی پکڑا گیا ہے۔ ایسوسی ایشن میں اگر کوئی relevant خرابی کا مرتکب ہے تو انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اُن کے خلاف کارروائی ہو گی لیکن ایک ملازم کا بھائی جو کانسٹیبل ہے، اُس کو بھی گھر سے اٹھا کر لے گئے ہیں اور یہ اخبار کی رپورٹ ہے۔ جو بے چارے گھر والے بے گناہ ہیں تو اُن کو تو کم از کم نہ پکڑا جائے۔ میری استدعا ہے کہ اس قسم کی mistakes نہیں ہونی چاہئیں۔ وزیر قانون صاحب میری بات سُن ہی نہیں رہے تو وہ اس پر کیا کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے، میں انہیں بتا دیتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب! بورڈ کے ملازمین کو اگر پکڑا جا رہا ہے تو اُس میں جن کا کوئی role نہیں بنتا اُن کو نہ پکڑا جائے۔ kindly make it sure کہ جن کا کوئی role نہیں ہے اُن کو نہ پکڑا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم تو جن کا role ہے اُن کو بھی نہیں پکڑنا چاہتے اور جن کا role نہیں بنتا اُن کو بھی نہیں پکڑنا چاہتے۔ ہم اُن سے یہ کہتے ہیں کہ وہ قوم کے بچوں کے مستقبل کو damage نہ کریں، واپس آئیں اور اپنے اس مقدس فریضے کو سرانجام دیں۔ ان کے الاؤنسز بڑھنا، کم ہونا routine کی باتیں ہیں اور باقی محکموں میں بھی اس طرح کے مسائل ہیں۔ ہم ان کے مسائل کو بھی باقیوں کے ساتھ رکھ کر یا پہلے حل کرنے کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے لیکن وہ واپس آ کر اپنے مقدس فریضے کو سرانجام دیں۔ استاد کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ اُس نے صرف تنخواہ لینی ہے اور اپنی ڈیوٹی دینی ہے۔ اس کی ڈیوٹی باقیوں کی ڈیوٹی یا کاموں سے بالکل different ہے اور اسی لئے استاد کا ایک مقام ہے۔ اسلام میں تو اسے باپ کا درجہ دیا گیا ہے اس لئے وہ واپس آئیں اور اپنے اس مقدس فریضے کو سرانجام دیں۔ اگر محترمہ آمنہ الفت صاحبہ سے کسی نے رابطہ کیا ہے تو میں انہیں گزارش کروں گا کہ یہ اُن سے بات کریں۔ ہم تو کسی کو بھی نہیں پکڑنا چاہتے لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قوم کے بچوں کے مستقبل کو blackmailing کا ہتھکنڈا بنا کر اپنے مطالبات منوائیں گے تو اس مرتبہ ایسا نہیں ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میں ہمیشہ سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ چیز اچھی نہیں لگتی کہ اگر ایک ممبر بات کر رہا ہو تو باقی ممبر اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ میں یہاں بیٹھ کر سب دیکھ رہا ہوں کہ جب میں نے سب کو floor دینا ہے تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک ممبر جب بات کر رہے ہوں تو دوسرے کھڑے ہو جائیں۔ ڈار صاحبہ! آپ کے لئے بھی یہی بات ہے۔ میں سب کو floor دیتا ہوں۔ اب وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے لہٰذا اس پر مزید بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کیونکہ بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے لیکن میری استدعا یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے وہ کہہ دیا ہے اب اس پر مزید بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! issue کو تو پہلے سمجھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں لیکن پہلے میں business of the House مکمل کر لوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے وزیر قانون نے جو کچھ فرمایا ہے بالکل درست ہے مگر فیصل آباد میں ایجوکیشن بورڈ والوں نے اس پر احتجاج کیا ہے۔ جو بندے سڑک پر تھے وہ بھاگ گئے اور اُن کو انتظامیہ نے پکڑا ہی نہیں لیکن دفتر میں بیٹھے ہوئے تین بندوں حاجی مقبول، شہباز اور راناذوالفقار کو گرفتار کر لیا جو اپنے دفتر میں بیٹھے فرض شناسی سے ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ یہ انتظامیہ کی سراسر غلطی ہے۔ جو لوگ سڑکوں پر ہیں اُن کو پکڑیں اور جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان کو کیوں پکڑتے ہیں؟ میں چاہتی ہوں کہ میرے وزیر قانون اس کی انکوائری کروائیں، انتظامیہ کو بھی سزا ملنی چاہئے۔ جو بے چارے کام کر رہے تھے ان کو چھوڑ دیں کیونکہ 15۔مارچ کو امتحانات شروع ہونے والے ہیں۔ بورڈ کا کام انہوں نے سنبھالا ہوا ہے۔ میں اُن کو 15 سال سے جانتی ہوں کیونکہ میرا بنک کے حوالے سے ایجوکیشن بورڈ کے ساتھ ایک رشتہ رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں بزنس مکمل کر لوں۔ اُس کے بعد میں سب کو اجازت دوں گا، بے فکر رہیں لیکن مجھے House کے بزنس کو تو مکمل کر لینے دیں۔ شیخ صاحب کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ ماجدہ زیدی صاحبہ! بزنس مکمل کرنے کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صبح سے آیا ہوا ہوں اور آپ نے مجھے یہ پہلا موقع دیا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ ایجنڈے کو شروع کروا دیں کیونکہ ایک تحریک التوائے کار ہے جس پر منسٹر صاحب نے بھی اپنی wind up speech کرنی ہے اور شاید کچھ اور لوگ بھی بولنا چاہیں۔ ایک تو تحریک التوائے کار میرے گلے پڑ گئی ہے جو 17/18 فیصد عورتوں کو کوٹا دینے والا معاملہ ہے۔ دوسرے نمبر پر شراب والا جو معاملہ چل رہا ہے اس پر میں بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ تیسرا یہ کہ پنجاب ہائیکورٹ والی قرارداد آج ایجنڈے پر نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ ان تین معاملات کو آپ ایجنڈے پر چلا لیں تاکہ معاملات آگے بڑھ جائیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 95/2010 مہر اشتیاق صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا ان کی تحریک اگلے سیشن تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 97/2010 جناب خالد امتیاز خان بلوچ صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور pending کی گئی تھی۔

حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُوردبُرد

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں fund payment کا جو معاملہ اٹھایا گیا تھا اُس پر محکمہ انٹی کرپشن بھی بھرپور انکوائری کر رہا ہے اور ڈی جی لوکل گورنمنٹ بھی on the spot اس کی انکوائری کرنے کے لئے آج فیصل آباد گئے ہوئے ہیں لہذا آپ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں کیونکہ میرے خیال میں ہفتہ دس دن میں investigation ہونے کے بعد یہ معاملہ conclude ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!آپ نے سن لیا ہے؟

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر!میں نے ساری بات سن لی ہے۔میں نے exactly آپ کو جو الفاظ بتائے ہیں کہ اس میں جو پیسے انہوں نے وصول کئے ہیں تو کوئی کام بھی میرے حلقے میں نہیں ہوا۔یہ NA-84 اور PP-69 کا exact معاملہ ہے۔جس ٹھیکیدار نے لوکل گورنمنٹ کے بندوں کے ساتھ مل کر اور انٹی کرپشن والوں کو بھی ساتھ involve کیا ہے تو اُس نے آج تک ریکارڈ پر بھی نہیں آنے دیا۔اب جبکہ یہ ریکارڈ پر بات آئی ہے اور لاء منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب آیا ہے تو اب انہوں نے اس کے لئے ٹائم مانگا ہے۔میری یہ استدعا ہے کہ واقعتاً انہیں پتا لگے کہ on the floor of the Punjab Assembly جو بھی بات ہوتی ہے اس پر action لیا جاتا ہے کیونکہ کرپشن کا element دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اور meanwhile in the رپورٹ بھی آجائے گی۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/99 میاں نصیر احمد صاحب کی پیش ہو چکی ہے اور pending تھی۔جی،لا منسٹر صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!Point of clarification

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! تحاریک التوائے کار موجودہ سیشن کے لئے ہوتی ہیں تو کیا اگلے سیشن کے لئےpending کی جاسکتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اگر Chair یعنی سپیکر کے پاس یہ authority ہے اور وہ انہیں pending کر سکتا ہےotherwise تو ساریkill ہو جاتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: سپیکر صاحب تو جنگل کے بادشاہ ہیں، جو چاہیں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہی نے بنایا ہے (قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 99 کا جواب موصول نہیں ہوا اور میاں صاحب آج خود بھی موجود نہیں ہیں تو آپ اس سے اگلی تحریک التوائے کار take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے next session کے لئےpending کیا جاتا ہے اور اس سے اگلی محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ نے کلout of turn پیش کی تھی جو آج کے لئےpending تھی تو اس کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی ابھی تک موصول نہیں ہوا لہٰذا اسےpending کر دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بڑی اہم ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نرمی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اگر ان کے خلاف action نہ کیا گیا تو پتا نہیں یہ لوگ مزید کتنے معصوم انسانوں کو نقصان پہنچائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی اگلے سیشن کے لئےpending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی 10/91 طاہر احمد سندھو صاحب کی پیش ہو کرpending ہوئی تھی تو سندھو صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے اسے بھی

next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی 09/962 چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور دوسرے ساتھیوں کی طرف سے move ہو چکی ہے اور pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے next session کے لئے pending کر دیا جائے۔ میرے پاس 988 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری ظہیر صاحب والی pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی 09/967 ہے۔ جی، زوبیہ صاحبہ!

حکومت کی جانب سے عملی اقدامات نہ ہونے کی وجہ سے
سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور کے آئی سی یو کی انچارج سسٹر بھی سوائن فلو کا شکار

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 12۔ دسمبر 2009 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "سوشل سکیورٹی ہسپتال کی سسٹر ورجینیا بھی سوائن فلو کا شکار" تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سوائن فلو کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی ہے مگر حکومت نے ابھی تک سوائن فلو کی وبا کو روکنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے، پچھلے دس دنوں میں دو افراد سوائن فلو سے لقمہ اجل بن چکے ہیں جبکہ تیسرا شکار سوشل سکیورٹی ہسپتال میں I.C.U کی انچارج سسٹر ورجینیا ہو گئی ہے۔ اسے فوری طور پر داخل کر کے علاج شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ سسٹر، چیف فزیوتھراپسٹ کی دیکھ بھال پر مامور تھی، جس کے باعث موصوفہ سسٹر بھی سوائن فلو کا شکار ہو گئی ہے اور اب ہسپتال کے تمام ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر عملہ میں شدید خوف وہراس پایا جاتا ہے۔ ہسپتال کے سینئر ڈاکٹر اشرف نظامی نے بتایا کہ حکومتی سطح پر ابھی تک کوئی اقدامات نہ کئے گئے ہیں اور اگر خدانخواستہ یہ بیماری زیادہ پھیل گئی تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اور انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر حکومتی سطح پر اقدامات کئے جائیں تاکہ اس بیماری پر ابتدائی سطح پر ہی قابو پایا جا سکے۔ صوبائی دارالحکومت میں سوائن فلو کی وبا آجانا ایک

بہت بڑے خطرے کی علامت ہے۔ ضروری ہے کہ اس معاملہ پر حکومت فوری نوٹس لے اور حقائق دیکھے کہ فزیوتھراپسٹ کس طرح سوائن فلو میں مبتلا ہوا اور کس طرح یہ وبا صوبائی دارالحکومت میں پہنچی۔ اس خبر سے بالخصوص صوبائی دارالحکومت میں اور بالعموم صوبہ بھر میں خوف وہراس پایا جاتا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لامنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی نہیں آیا لہذا اسے بھی اگلے سیشن تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی اگلے سیشن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 971/09 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ same ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ same ہے اور چونکہ بنیادی طور پر دونوں ایک جیسی ہیں تو ایک کا جواب آ جائے گا اور یہ پھر dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 988/09 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چونکہ pending کا رواج چل پڑا ہے تو اسے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رواج ان کے لئے ہے جو پہلے سے pending ہیں۔ یہ تو ابھی پیش ہی نہیں ہوئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج وہ ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی نہیں آ سکے اس لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں جی، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 989/09 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 991/09 ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں چونکہ باقی pending کی جا رہی ہیں

تو پھر یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اس سے اگلی محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ سیمل کامران کی تحریک التوائے کار نمبر 10/3 ہے۔جی۔

لاہور سمیت دیگر بڑے شہروں میں تجاوزات کی آڑ میں سیاسی مخالفین کے پلازوں کی مسماری

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں لاہور سمیت دیگر بڑے شہروں میں غیر قانونی تعمیرات کو مسمار کیا جا رہا ہے اور اس آڑ میں سیاسی مخالفین کے پلازوں اور دیگر تعمیرات کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ غیر قانونی تعمیرات کے حوالے سے سب سے زیادہ ذمہ داران وہ سرکاری انجینئرز ہیں جن کی ایماء پر غیر قانونی تعمیرات جن میں پلازے بھی شامل ہیں، تعمیر کئے گئے۔اب ان پلازوں کو گرا کر ایک طرف تو ہزار ہا افراد کو بے روزگار کر کے ان کے خاندانوں کو مفلسی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔اس ساری صورتحال سے نہ صرف لاہور بلکہ صوبہ پنجاب کے ہر ذی شعور شہری میں انتہائی غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا موصول ہونے والا جواب اس طرح سے ہے کہ سپریم کورٹ نے 4-12-2009 کو ڈویلپرز کا stay خارج کرتے ہوئے ایل ڈی اے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو حکم صادر کیا کہ لاہور کا حسن برباد کرنے والے غیر قانونی پلازوں کے خلاف action لیا جائے۔ایل ڈی اے نے سپریم کورٹ کے مقرر کردہ کمیشن کی رپورٹوں کی روشنی میں غیر قانونی پلازوں کو مسمار کرنے کا عمل شروع کیا جو کہ جاری ہے۔اس آپریشن میں سنگین نوعیت کی خلاف ورزیوں والے جو کہ کیانی کمیشن نے point out کیا،ان کو پہلے مرحلہ میں مسمار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔دوران مسماری کسی قسم کا سیاسی اثر و رسوخ قبول نہیں کیا گیا۔مسمار کرنے سے

پہلے ان پلازوں کا سروے کیا گیا اور وہ floor مسمار کئے گئے ہیں جو کہ غیر قانونی اور خالی تھے۔ مسمار کئے جانے والے پلازوں میں کسی قسم کا کاروبار نہیں ہو رہا تھا۔ ایسے چند پلازوں میں جہاں پر کاروبار ہو رہا تھا ان کے نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے جناب چیف منسٹر پنجاب نے سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو کہ ان متاثرین کی درخواستوں کی روشنی میں سروے کر کے رپورٹ جناب چیف منسٹر کو بھیجے گی تا کہ ان کے نقصان کا ازالہ کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کا جواب آ گیا ہے اور صورتحال بھی واضح ہے تو یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/5 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں تو اسے اگلے سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ رانا صاحب! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 10/70 کا جواب آنا تھا۔ اس کو ذرا kindly دیکھ لیں اور اس کا بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ out of turn پڑھی جا چکی ہے اور آج اس کا جواب آنا تھا۔ یہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔

حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ لاہور کی کشادگی سے متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادا نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ Adjournment Motion No. 70/2010 ہے۔ اس کا جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ درست ہے کہ ملتان روڈ کی improvement/renovation کا منصوبہ روبہ عمل ہے۔ جس میں سابقہ Right of Way (ROW) کو بالعموم maintain رکھا گیا ہے۔ تاہم جہاں flyovers, underpass, بس سٹاپ و سیوریج بنانا مطلوب ہے اضافی جگہ ایکٹ حصول اراضی 1894 کے تحت حاصل کی جا رہی ہے۔ جہاں تک قیمت کے تعین کا تعلق ہے تو قانون میں صراحت سے درج ہے کہ معاوضہ بمطابق market value ادا کیا

جاتا ہے۔Committee District Collector, District Price Assessment کے توسط سے قیمت کا تعین کر کے بورڈ آف ریونیو کو ارسال کرے گا۔ یہ قیمت زیر دفعہ 23,24 ایکٹ حصول اراضی rule 1011 کو مد نظر رکھ کر مقرر کی جاتی ہے جس کی منظوری بعد از جانچ پڑتال بورڈ آف ریونیو زیر قاعدہ(111)12 دیتا ہے اور تاحال بورڈ آف ریونیو سے قیمت کی approval نہ ہوئی ہے بعد از منظوری معاوضہ زمین ادا کیا جائے گا۔structures کی قیمت سینئر انجینئرز کی ایک کمیٹی مرتب کرے گی جس کے بعد قیمت زمین وstructure کی قیمت Land Acquisition Collector زیر دفعہ 11 ایوارڈ کرے گا۔ تمام عوامی فلاحی منصوبہ جات کے لئے اسی طریق کار کے مطابق زمین حاصل کی جارہی ہے لہذا ملتان روڈ منصوبہ کے لئے کوئی امر تشویش کا باعث نہیں بنے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ملتان روڈ کے دکانداروں کے تحفظات ہیں کہ انہیں market value کے مطابق قیمت ادا کی جائے، اگر یہ وعدہ ہو گیا ہے تو میں ان کی مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ یہ پھر dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/9 ہے اور یہ جناب خالد جاوید اصغر گھرال، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی طرف سے ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے گھرال صاحب!یہ تو same اس سے ملتی جلتی ہی identical ہے۔ اس میں بھی وہی پلازوں کی بات ہے

جس کا ابھی تھوڑی دیر پہلے جواب آیا ہے۔کیوں جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ same ہی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں اس پر تھوڑی سی بات کر سکتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تحریک التوائے کار ہے اور جہاں پر same آجائے تو پھر۔۔۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا اس میں کہیں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں نوعیت کے جو پلازے ہیں ان کو آپ نے پہلے گرانا ہے اور دوسروں کو اگر وہ ووٹرز ہیں یا سپورٹرز ہیں ان کو چھوڑ دینا ہے یا سب کے لئے ایک ہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! ماشاء اللہ آپ وکیل بھی ہیں۔ یہ چیز آپ نے لکھی ہوئی ہی نہیں ہے تو پھر اس کا جواب آپ کیسے مانگ سکتے ہیں؟ اس کا جواب پہلے آ چکا ہے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 2010/11 چودھری عرفان الدین احمد (ایڈووکیٹ) کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہے لہذا یہ next session تک pending کی جاتی ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ کی 2010/19 ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ میں نے دو تو کر دی ہیں، یہ میں dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2010/21 ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ سیمل کامران اور محترمہ خدیجہ عمر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور جناب طاہر اقبال چودھری کی طرف سے ہے۔ اسے کون پیش کرے گا؟

والٹن روڈ مدینہ کالونی لاہور کی 12 سالہ بچی کی چلڈرن ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت سے ہلاکت

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 09-12-27 کی خبر کے مطابق لاہور چلڈرن ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت کے باعث تیسری جماعت کی 12 سالہ طالبہ جاں بحق ہو گئی۔ ورثاء سمیت درجنوں افراد نے انتظامیہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے نعرے بازی کی۔ تفصیل کے مطابق والٹن روڈ مدینہ کالونی کے رہائشی سیلز مین پرویز نور کی بیٹی بشریٰ پرویز کی بخار کے باعث گزشتہ چار پانچ روز سے حالت خراب تھی۔ علاج کے لئے تین روز قبل اسے چلڈرن ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں

نے اسے چیک کرنے کے بجائے ڈرپ لگادی جس کے بعد بشریٰ پرویز کی حالت بہتر ہونے کی بجائے مزید خراب ہوگئی اور اس نے خون کی قے کرنی شروع کر دی۔ حالت تشویشناک ہونے کے باوجود ڈاکٹروں نے بشریٰ کو زبردستی گھر بھجوا دیا، گھر جاکر بھی بشریٰ کی حالت نہ سنبھل سکی تو اس کا والد ایک روز قبل دوبارہ اسے ہسپتال لے آیا جہاں اسے دوبارہ ڈرپ لگائی گئی جبکہ اس دوران بشریٰ مسلسل خون کی قے کرتی رہی۔ بچی کے ورثاء نے اس پر شدید احتجاج کیا اور ہسپتال کے سامنے مظاہرہ کیا۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مذکورہ واقعہ سامنے آتے ہی چلڈرن ہسپتال کے ایک سینئر پروفیسر کی زیر نگرانی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق بشریٰ نامی بچی کو ہسپتال میں اس کی بیماری کے مطابق مکمل علاج فراہم کیا گیا، اس کی موت کی وجہ ہسپتال کے عملے کی لاپروائی نہیں بلکہ اس کی بیماری کی نوعیت کا شدید ہونا ہے۔ کمیٹی نے مریضہ کے متعلق ہسپتال کے ریکارڈ کا معائنہ کیا اور بچی کے والد کا مؤقف سنا۔ تفصیل کے مطابق بچی کو 25-12-2009 کو پیٹ درد اور خون کی قے کی وجہ سے ہسپتال لایا گیا۔ علاج اور تشخیص کے لئے میڈیکل وارڈ میں داخل کیا گیا۔ پروفیسر، ڈاکٹر کی ہدایت پر فوری طور پر بچی کو خون لگایا گیا۔ معدہ اور جگر کے test کروائے گئے۔ 26-12-09 کو حالت اچانک بگڑنے پر پروفیسر ہما ارشد چیمہ ماہر امراض معدہ و جگر نے گیسٹو سکوپی کی لیکن خون کے جریان پر قابو نہ پایا جاسکا اور اسی وجہ سے بچی کی موت واقع ہوگئی۔ دوران انکوائری بچی کے والد نے کسی قسم کی مزید کارروائی نہ کرنے کا کہا۔ اس واقعہ پر مذکورہ احتجاج طبی عملے اور مریضہ کے لواحقین کے درمیان صحیح طریقے سے communication نہ ہونے کی وجہ سے ہوا جس کی وجہ سے طبی عملہ کو مزید ہدایت کی گئی ہے کہ دوران علاج مریضوں کے لواحقین کو لمحہ بہ لمحہ مرض کی صورتحال سے آگاہ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی، This has been disposed of

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ہے اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پھر بعد میں دیکھ لیں گے۔۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ میری تحریک التوائے کار ہے یہ نمبر27اور31 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو21 تھی، اب اگلی22 ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر2010/22ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، چودھری عبداللہ یوسف، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو آپ pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/24 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2010/25 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے، یہ dispose of کی جاتی ہے۔ 2010/26 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری کی جانب سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہمیں تحریک التوائے کار نمبر 2010/26 کی کاپی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اُنہیں تحریک التوائے کار نمبر26 کی کاپی دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اتنی دیر میں، میں اپنی تحریک نمبر27 پڑھ لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جتنی دیر وہ ڈھونڈ رہے ہیں اتنی دیر میں آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر2010/27 پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو ابھی آپ سے mutation پر بات کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے اس پر بات کر لیں۔

صوبہ پنجاب میں جنگلات کو ملکی و غیر ملکی قبضہ مافیا کے ہاتھوں تباہی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف دو فقرے بولنا چاہتا ہوں۔ زبانی انتقالات پر لوگوں کا جو بیڑا غرق ہو رہا ہے مجھے یہ کہا گیا ہے کہ اس پر Resolution لائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر Resolution نہیں بنتا میں نے اس پر Adjournment Motion دی تھی، آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں، آپ جانتے ہیں کہ ریونیو سٹاف لوگوں کے انگوٹھے کس طرح سے لگوا کر کیا کر رہا ہے؟ میں صرف یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ زبانی انتقالات ختم ہونے چاہئیں۔ اب میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر 27/2010 پڑھتا ہوں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس پر آج بلکہ ابھی ہم سب نے کوئی مثبت قدم نہ اٹھایا تو پنجاب سے جنگلات قصہ پارینہ بن جائیں گے۔ پورے صوبہ سے جنگلات کے لئے مخصوص زمینوں مع ان پر لگے جنگلات کو اس وقت مختلف حیلے بہانوں سے ملکی و غیر ملکی قبضہ مافیا کے ہاتھوں تباہی کا سامنا ہے اور ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے ہم سب کا خاموش تماشائی بنا رہنا تاریخ میں کن حروف سے لکھا جائے گا؟ اس کی تفصیل میں جانے کی ضروت نہیں۔ مختصراً حالات کچھ اس طرح سے ہیں کہ چیچہ وطنی کے جنگلات میں سے 4600 درختوں کو کاٹنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور سینکڑوں ایکڑ زمین دانش سکول کو دی جا رہی ہے۔ پورے علاقہ میں شیشم کا کوئی درخت رہے گا اور نہ کوئی wild life ہو گی۔ محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے جولائی 2009 میں فارسٹ ایکٹ 1972 میں amendment کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا محرک بھی رکن تھا۔ کمیٹی نے مسلسل غور و خوض کے بعد تمام تجاویز جن سے محکمہ جنگلات کی چوری اور زمین فروخت کی جانے کی کسی حد تک امید کی جا سکتی ہے مکمل کر کے دے دیں جس کو تقریباً 6 ماہ کا عرصہ بھی گزر چکا ہے لیکن آج تک اس amendment کا بھی کچھ پتا نہیں لگ سکا۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ وہ amendment ایکٹ کا حصہ بننے سے پہلے پورے پنجاب میں جنگلات کی زمینوں کا صفایا کر دیا جائے۔ ہمارے نزدیک ترین ایک بدترین مثال چھانگا مانگا کا جنگل بھی ہے جو کہ اب جنگل تو کیا لق و دق میدان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہی حال کھاریاں اور راولپنڈی کے تخت پری جنگلات کا ہے۔ ایک وہ لوگ تھے جبکہ ان

لوگوں کا اس خطہ زمین سے کوئی تعلق بھی نہ تھا۔ ایک ہم یہ ہیں جو قدرت کی دی ہوئی اس نعمت عظمیٰ کو سنبھالنے سے بھی قاصر ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک محکمہ جنگلات کی زمینوں کو جس بے دردی سے لوٹا گیا، انتہا کی تو بات اب یہ ہے کہ صرف تحصیل مری میں محکمہ جنگلات کی زمینوں پر17ہاوسنگ سوسائٹیاں ناجائز قبضہ مافیا نے بناکر فروخت کردیں جن میں OGDCL کی ہاؤسنگ سوسائٹی بھی شامل ہے۔ ان تمام معاملات کا فوری احتساب ہونا چاہئے بلکہ آنے والی نسلوں کا قرض سمجھتے ہوئے محکمہ جنگلات کی زمین کا ہرانچ اور ہر درخت اس معزز ایوان کی ذمہ داری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس کا کافی لمبا اور تفصیلی جواب ہے اور اس میں جو relevant portion ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ چیچہ وطنی plantation جو کہ 11521 ایکڑ پر مشتمل ہے اس میں دانش سکول کو زمین دی جارہی ہے اور یہ 211 ایکڑ 6 کنال 8 مرلہ رقبہ قانونی ڈیپارٹمنٹ نے دانش سکول کو منتقل کر دیا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اس یعنی 211 ایکڑ پر جتنے بھی درخت لگے ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام کاٹ دیئے جائیں گئے بلکہ صرف اس مخصوص حصہ میں جہاں پر عمارت بنی ہے اس حصہ میں جو درخت آئیں گے صرف اُن کو کاٹا جائے گا اور باقی درخت بدستور اسی طریقے سے بلکہ اسی جگہ پر رہیں گے بلکہ سکول کی عمارت مکمل ہونے کے بعد وہاں پر مزید پودے لگائے جائیں گے۔ دوسرا اس میں چھانگا مانگاplantations کا جو رقبہ ہے یہ 12510 ایکڑ ہے جس میں پچھلے سات سالوں میں 4500 ایکڑ رقبہ پر شیشم کی 32.67 لاکھ پودوں کی کامیاب شجر کاری کی گئی ہے۔ باقی رقبہ پر درمیانی عمر اور بڑی عمر کے درخت موجود ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے نہری پانی کی شدید قلت کی وجہ سے فصل جنگل کو پانی حسب ضرورت نہیں مل رہا۔ مزید یہ کہ شیشم پر ڈائی بیک کا حملہ ہونے کی وجہ سے شیشم کے خشک درختوں کی محکمانہ طور پر کٹائی کروا کر نیلام کیا گیا ہے۔ کٹائی شدہ رقبہ یا جہاں پر فصل جنگل کی حالت کمزور تھی وہاں پر شجر کاری کروائی جارہی ہے۔ محکمہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے پوری کوشش کر رہا ہے کہ جنگلات کی حالت کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ اسی

طرح سے کھاریاں چراگاہ سے متعلق انفارمیشن ہے، مری فارسٹ ڈویژن تحصیل مری سترہ ہاؤسنگ سوسائٹی ناجائز اور جعلی قرار دی گئی ہیں جن کا نوٹیفکیشن تحصیل میونسپل آفیسر مری نے جاری کیا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت چار مشترکہ ٹیمیں جو کہ محکمہ مال اور محکمہ جنگلات کے اہلکاروں پر مشتمل ہیں اور موقع پر حدبراری کا کام کر رہی ہیں اور یہ کام مکمل کرنے کے لئے 15۔مارچ 2010 تک کی ڈیڈلائن دی گئی ہے۔ حدبراری کا کام مکمل ہونے کے بعد قواعد کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مختلف ترقیاتی سکیموں اور mega project کے تحت پنجاب میں 130 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بات confirm ہو گئی ہے کہ جنگلات کی زمینوں کے ساتھ جو کچھ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں ایسا نہیں ہوتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑی سی بات آپ بھی کر لیتے ہیں. Let him conclude, please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو debate کے لئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے پھر باقاعدہ voting کروانی پڑے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بے شک voting کروائیں، اس کو debate کے لئے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جواب آ گیا ہے، اس کے اوپر short statement بھی نہیں دی جا سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں short statement بھی نہیں دیتا، میں صرف یہ کہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب کا point بڑا valid ہے، آپ اس کو implement کروائیں کیونکہ پھر اس طرح اگر اس پر ایک طرف سے بحث کروائیں گے تو پھر دوسری طرف سے بھی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے کہ میں اس کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں کیونکہ تحریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ماشاءاللہ آپ تو خود قانون اور rules بھی جانتے ہیں اس کے اندر short statement بھی نہیں ہو سکتی اور اس پر بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جنگلات کی زمینوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اگر میں ثابت نہ کر سکوں کہ چھانگا مانگا جنگل تباہ ہو چکا ہے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 10/26 کو لیتے ہیں، چودھری ظہیر الدین خان صاحب، محمد یار ہراج، ناموں کی لمبی لسٹ ہے کون پڑھے گا؟

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، آپ ہمارے بڑے محترم ہیں اور Leader of the Opposition ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ لمبی لسٹ ہے۔ یہ customs اور traditions آپ کی طرف سے آتی ہیں اور لمبی لسٹ میں سے short cut کرنا یہ آپ نے نئی روایت شروع کر دی ہے تو ہمیں قبول ہے اور اگر پوری لسٹ پڑھنا ایک روایت ہے تو ہمیں اس پر بھی اعتراض نہیں ہے کیونکہ یہ ایک اچھی روایت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! کل آپ موجود نہیں تھے، میں نے یہی بات کی تھی جو کہ اتنی لمبی لسٹ آتی ہے کیونکہ تحریک التوائے کار کا ٹائم صرف آدھا گھنٹہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر اگر ہم یہ سارے نام پڑھنا شروع کریں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم اسی کام کے لئے منتخب ہوئے اور آپ اسی کام کے لئے یہاں منتخب ہوئے ہیں اور میں نے کہا ہے کہ اگر آپ اس کو روایت سمجھتے ہیں تو آئندہ بھی آپ اسی روایت کو جاری رکھئے گا اور آپ کہہ دیجئے کہ میں نے نئی روایت قائم کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کسیwithout any bad intension ہے صرف اس لئے کہ ممبرز کی زیادہ سے زیادہ بات کو لیا جاسکے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ساری لسٹ پڑھی جائے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔اس میں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں یہ کبھی کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا کہ یہ آپ کیbad intension ہے،اسChair سے تو کبھی آج تکbad intension نہیں ہوئی ،اسChair پر تو آکر جنرل بیٹھ گیا تھا تو اس کو بھی کبھی کسی نے کہا؟ تو جوChair کا تقدس ہے اسی کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اگر آپ کی طبع نازک پر گراں گزرتا ہے تو ہمیں قبول ہے اور میں نے صرف اتنی سی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلی بات تو یہ کہوں گا کہ میں کبھی بھی یہ نہیں چاہوں گا کہ اسChair کو کسی ڈکٹیٹر کے ساتھ ملایا جائے تو یہ ہم جمہوری لوگوں کے لئے اچھی بات نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کل میں نے یہ sense ادھر دوستوں سے بات کر کے لی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اگر ہم اس لسٹ کوshort کر لیں تو ٹھیک ہو گا اور اس کے بعد ہی ہم نے اس کو شروع کیا تھا۔جی، محترمہ!

صوبائی دارالحکومت لاہور کے متعدد علاقے طالبات کے لئے اعلیٰ تعلیم کی بنیادی سہولیات سے محروم

ڈاکٹر فائزہ اصغر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" مورخہ 06/01/10 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور کے ایک چوتھائی حصہ میں طالبات کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کوئی سہولت دستیاب نہیں۔ بھاٹی چوک سے مانگا منڈی تک ایک بھی گرلز کالج نہ ہونے کے باعث طالبات اور ان کے والدین کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ لڑکیوں کی بھاری تعداد کو میلوں دور جانا پڑتا ہے۔ نشاندہی کی گئی کہ ملتان روڈ کے دائیں جانب 25 سے 30 لاکھ آبادی پر مشتمل بستیوں میں ایک بھی گرلز کالج نہیں جبکہ لڑکوں کے لئے 12 کالجز موجود ہیں۔ گویا اشاعت تعلیم کے معاملے میں بھی صنفی امتیاز برتا جاتا ہے لیکن لڑکوں کے 12 کالجز تو کسی نہ

کسی صورت میں کام کر رہے ہیں لیکن لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک بھی ادارہ قائم نہیں کیا گیا حالانکہ لڑکیوں کے لئے اپنی بستی سے باہر آنا جانا نسبتاً بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی کے پیش نظر گنجان آباد بستیوں میں طالبات کے کالجوں کے لئے جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ حکومت لاہور کے ان علاقوں سے اٹھنے والی آواز پر غور کر کے طالبات کے لئے تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کا بندوبست کرے۔ اس سلسلے میں بعض ماہرین نے مشورہ دیا ہے کہ میٹرک تک قائم سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دے دیا جائے اور وہاں ایف اے، ایف ایس سی اور آئی کام کی کلاسیں شروع کر دی جائیں۔ اس اقدام سے چوبرجی، یتیم خانہ، گلشن راوی سے سید پور، شاہ نور اور ٹھوکر نیاز بیگ تک طالبات کے لئے تعلیمی سہولت مہیا کی جاسکتی ہے۔ اس public interest کے معاملہ کو حل کرنے سے اہل علاقہ کی مایوسی کا سدباب ہو سکے گا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ بھاٹی چوک سے مانگا منڈی کے درمیان گورنمنٹ کے مختلف کالجز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:۔

1۔ بھاٹی چوک سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، بلال گنج لاہور واقع ہے۔

2۔ چوبرجی چوک سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر گورنمنٹ ڈگری کالج کلیات البنات، 15 Lake Road، لاہور واقع ہے۔

3۔ چوک سمن آباد سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین گلشن راوی، لاہور واقع ہے جو کہ عرصہ دو سال سے علاقہ کی بچیوں کو تعلیم کے زیور سے بہرہ ور کر رہا ہے۔

4۔ چوک یتیم خانہ سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد، لاہور واقع ہے جبکہ زیر تعمیر کالجوں کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ سبزہ زار کے علاقہ میں مرغزار کالونی میں گرلز کالج تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

2۔ گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی موہنی وال میں گرلز کالج زیر تعمیر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ disposed of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ تو already pending کر دی گئی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ابھی آپ سے یہی تو request کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے سنا نہیں تھا۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے وہی گزارش کرنی تھی کہ یہ ایک Adjournment Motion ہے جس میں خواتین کا مسئلہ ہے۔ House سے پوچھ لیں کہ اگر کوئی اس پر discussion کرنا چاہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ ایک Adjournment Motion تھی اس کے اوپر سپیکر صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے allow کر دیا تھا لیکن یہ آج کے ایجنڈے میں ہے اور نہ ہی کل کے ایجنڈے میں تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے، اس پر اگر نہ ہی بات کی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرارداد یں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ بعد میں اس پر اپنی suggestions دے دیجئے گا۔ اس کے اوپر میں آپ کو قراردادوں کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔ اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ سب سے پہلے ہم مورخہ 16۔ فروری 2010 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد لیتے ہیں۔ یہ قرارداد جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

25 ایکڑ تک اراضی کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پچیس ایکڑ تک کے مالک کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پچیس ایکڑ تک کے مالک کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پچیس ایکڑ تک کے مالک کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم آج کے ایجنڈے کی قراردادیں لیتے ہیں۔ سب سے پہلی قرارداد محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن کے قیام کا مطالبہ

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن جن میں تمام ضروری آفیسرز اور اہلکاران ہوں، قائم کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن جن میں تمام ضروری آفیسرز اور اہلکاران ہوں، قائم کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں وومن پولیس سٹیشن جن میں تمام ضروری آفیسرز اور اہلکاران ہوں، قائم کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

حکومت سے پرائیویٹ سکولوں میں ٹرانسپیرنٹ بیگز کی ناجائز فروخت کو روکنے اور سرکاری سکولوں میں ان کی مفت فراہمی کا مطالبہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پرائیویٹ سکولوں میں سکیورٹی کے نام پر transparent bags کی مہنگے داموں، غیر قانونی اور ناجائز فروخت کو روکے اور اس سلسلہ میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ حکومت

سے اجازت لینے کے بعد transparent bags حکومت کے منظور شدہ ریٹس پر فروخت کریں۔ نیز صوبائی حکومت اپنے سرکاری سکولوں میں بھی ایسے ہی transparent bags مفت فراہم کرے تاکہ تمام سکولوں میں بہتر سکیورٹی کا بندوبست ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پرائیویٹ سکولوں میں سکیورٹی کے نام پر transparent bags کی مہنگے داموں، غیر قانونی اور ناجائز فروخت کو روکے اور اس سلسلہ میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ حکومت سے اجازت لینے کے بعد transparent bags حکومت کے منظور شدہ ریٹس پر فروخت کریں۔ نیز صوبائی حکومت اپنے سرکاری سکولوں میں بھی ایسے ہی transparent bags مفت فراہم کرے تاکہ تمام سکولوں میں بہتر سکیورٹی کا بندوبست ہو سکے۔"

MS SEEMAL KAMRAN: I oppose

MS EMBSAT HAMID: I oppose

MS FOUZIA BEHRAM: I oppose

MS SAJIDA MIR: I oppose

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب محرک بات کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! مختلف سکولوں کا visit کرنے کے بعد بہت سے ماں باپ نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ یہ حکومت پنجاب کا مسئلہ ہے۔ آج کل ہم سب security risk face کر رہے ہیں اور کسی بھی پرائیویٹ ادارے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ سکیورٹی کے نام پر بچوں، خاص طور پر چھوٹے بچوں کو اس میں involve کرے اور سستے bags کو بھاری قیمت پر بیچا جائے۔ اس وقت پرائیویٹ سکولوں کی بہت سی branches جن میں ہزاروں بچے پڑھ رہے ہیں ان کے ذریعے انہوں نے جو کروڑوں روپے کا ایک نیا بزنس شروع کرنے کا طریقہ اپنایا ہے اس سے حکومت کے نام پر حرف

آتا ہے کیونکہ حکومت نے انہیں سکیورٹی مہیا کرنے کے لئے کچھ اقدامات بتائے ہیں۔ کہیں پر بھی سکیورٹی کے ایسے bags کا ذکر نہیں کیا گیا ورنہ تو آپ کو transparent cars بھی چاہئیں جن میں بچے سکول جائیں، آپ کو transparent bags کے ساتھ اور بھی بہت سی چیزیں چاہئیں۔ میرے خیال میں اس وقت ہمیں issue کو blow out of proportion نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اس وقت حکومت کی مدد کرنی چاہئے اور ایسی چیزوں کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے بالکل استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ میرے خیال سے جہاں تک transparent bags کی بات ہے تو پھر تو وہ ایک transparent لفافے میں بھی کتابیں لے کر جاسکتے ہیں اس کے لئے ہزار روپے کا ایک bag جس کی صرف دو مہینے کی گارنٹی ہے وہ provide کرنا بالکل ناجائز ہے۔ ماں باپ جو بہت مشکل سے اپنے بچوں کو وہاں بھیجتے ہیں ان کے یونیفارمز، کتابیں، ان کے آنے جانے کے اخراجات برداشت کرتے ہیں اس میں یہ ایک نیا expense ڈال کر صرف حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے کہ خاص طور پر نئے bags design کئے جائیں اور وہاں پر provide کئے جائیں۔ اگر کسی نے bags provide کرنے ہیں تو اس کی ایک controlled price ہونی چاہئے اور وہ حکومت کی طرف سے ہونی چاہئے کیونکہ سکیورٹی کا issue پرائیویٹ سکولوں کا personal issue نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! ایک منٹ ٹھہریں۔ جس نے جس طرح oppose کیا ہے میں اسی طرح سے اسے floors دے رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں chapter 13, rule No.116 refer کرنا چاہتی ہوں۔ اس کی sub clause(iv) یہ کہتی ہے کہ:

> It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantially one definite issue.

اگر آپ اس Resolution کو غور سے پڑھیں تو اس میں ایک تو پرائیویٹ سکولوں میں transparent bags کی بات کی گئی ہے کہ ان کو کس طرح سے ہونا چاہئے اور یہ کہ وہ غیر قانونی اور ناجائز ہیں اور دوسری بات یہ کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت اپنے سرکاری سکولو ں میں ایسے bags

introduce کروائے۔سب سے پہلے تو مجھے اس چیز پر اعتراض ہے کہ آج پھر ہم دوبارہ یہ Resolution لائے ہیں جو کہ rules کے تحت accept نہیں ہو سکتی۔وہ Resolution آج پھر House میں آئی ہے۔اس کے علاوہ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کی help ہو گی۔ حکومت کی help ہم law and order کی situation improve کر کے کر سکتے ہیں نہ کہ جو lacunas جہاں پر ہیں ان کو اسی طرح سے unattended چھوڑ کر میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ treasury میں بیٹھ کر اپنی حکومت کی مدد نہیں کر رہے ان کے لئے problems create کر رہے ہیں۔دوسرا میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ میرے آپ کے اور ہم سب کے بچوں کا مستقبل ہے ان کو security provide کرنا آپ کی، میری اور ہم سب کی ذمہ داری ہے۔جو بچہ پرائیویٹ سکول میں جاتا ہے تمام معزز رکن اس بات سے آشنا ہیں کہ وہ کوئی "بے چارہ" بچہ نہیں ہوتا۔ یہاں پر ہمیں یہ بات کرنی چاہئے کہ ان پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں کم کی جائیں اگر یہ بات کی جاتی تو میں سب سے پہلے ان کو support کرتی۔ یہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ بچوں کی security کے لئے جو transparent bags provide کئے جا رہے ہیں وہ نہ دیئے جائیں۔ ان محترمہ کے یا میرے بچے جب سکول جاتے ہیں تو کبھی کسی نے لفافے میں کتابیں ڈالی ہیں کس قسم کی immature گفتگو ہے جو اس House میں ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا نقطہ نظر پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!میں اپنا personal experience share کرنا چاہتی ہوں کہ میری بیٹی لاہور گرائمر سکول غالب مارکیٹ class two کی student ہے۔میری بیٹی کی class fellow جب چھٹی کے وقت سکول سے باہر گئی اور آئس کریم والے سے اس نے آئس کریم لی اس نے بچی کو ساتھ ایک candy بھی دی سکول کے اندر آنے کے لئے جب وہ scanner سے گزری تو ایک آواز آئی اور گارڈ نے آیا کو بلا کر اس کو چیک کیا تو wrapper کے اندر ایک پٹاخا تھا۔ میرے دونوں بچے اس سکول کی different branches میں جاتے ہیں۔ انہوں نے پہلے parents کا consensus لینے کے لئے ایک گھر میں لیٹر بھیجا کہ ہمارے سکول میں ایک واقعہ پیش آیا ہے security measures adopt کرنے کے لئے transparent bags introduce

کروانا چاہتے ہیں۔ ہر کلاس کے لئے انہوں نے قیمت بتائی کہ اس کی یہ قیمت ہو گی کیاparentsاس سے agree کرتے ہیں؟ ہماریpermissionکے بعد انہوں نے وہbags introduceکروائے اورclass twoکے بچے کے لئے-/750روپےchargeکر رہے ہیں جو کہ ٹرالی کے ساتھ بیگ ہے .Which is not much اورclass oneکے بچے کے لئے-/575روپےchargeکئے جا رہے ہیں۔ سب کے بچے سکولوں میں جاتے ہیں، آپ بازار چلے جائیں، اس وقت بازار میں جو ٹرالی بیگ مل رہا ہے وہ سات آٹھ سو روپے کا ہے۔ میرا کوئی پرائیویٹ سکول نہیں ہے لیکن میرے بچے سکول جاتے ہیں، میرے چاروں بچے سکول جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہtransparent bagsبچوں کے لئے بہت ضروری ہیں اور پرائیویٹ سکولوں نے اگر کوئی چیز کم دے ہی دی ہے تو خدارا اس کو issueنہ بنائیں کہیں وہ یہ بھیfacilities parentsسے واپس نہ لے لیں۔ یہ کوئی قوم کا بھلا نہیں ہو رہا بلکہ یہResolutionان کےagainstہی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ انبساط صاحبہ نے بھی اس پر اعتراض کیا تھا اور محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے بھی کیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جنہوں نے اعتراض کیا تھا سب کو باری باری ٹائم ملے گا۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گی، ایک معزز رکن نے کہا ہے کہ یہ جو transparent bags private schools نےintroduceکروائے ہیں یہ حکومت کے خلاف ایک سازش ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سکول ہی حکومت کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں؟ یہ اپنی حکومت کے بارے میں اتنےsensitiveنہ ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو transparent bagsہیں یہ پرائیویٹ سکولوں نے بچوں کے ہاتھوں میں اس لئے تھمائے ہیں تاکہ ہر چیزtransparentطریقے سے گارڈ اور چوکیدار کو نظر آ سکے۔ میری بھی بیٹی سکول جا رہی ہے اس کے بھی سکول میں یہیtransparent bags introduceہوئے ہیں and I don't think

that we should have an objection باقی اگر کسی بیگ کا ٹھیکہ ان کو نہیں ملا تو وہ ان کی personal وجہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ No personal comments. فوزیہ بہرام صاحبہ اور اس کے بعد ساجدہ میر صاحبہ اس کے بعد اعجاز خان صاحب!

محترمہ فوزیہ بہرام: سپیکر صاحب!شکریہ۔مجھے پرائیویٹ سکولوں کے اس معاملے پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ گورنمنٹ سکول ان bags کو مفت provide کریں۔ یہ اس ساری تحریک کو ہی مضحکہ خیز بنادیتے ہیں کیونکہ سرکاری سکولوں کا جو بجٹ ہے اس میں وسیع پیمانے پر رقم کو پہلے سے رکھا جانا چاہئے اور جو سرکاری سکولوں کی ایڈمنسٹریشن ہے وہ بھی اس کے ساتھ agree کرے اس کے بعد وہ اس کو include کریں اور اس کے بعد جا کر یہ transparent bags بچوں کو فری دیئے جاسکتے ہیں۔ گورنمنٹ سکول کا اندازہ اگر میری بہن کا یہ ہے کہ گورنمنٹ سکول ایک ہے، گورنمنٹ سکول تو اتنے زیادہ ہیں، شہروں میں لوگ کم رہتے ہیں، پنجاب کے اندر تو 80 فیصد سے زیادہ جو سٹاف ہے وہ دیہاتوں سے متعلق ہے۔ جب دیہاتوں میں اتنے زیادہ سکول ہیں تو اتنا وسیع تر بجٹ کہاں سے آئے گا؟ پہلے ہی محکمے کا بجٹ بہت مشکل سے پورا ہوتا ہے تو اگر اتنا زیادہ بوجھ حکومت پر ڈالنے کا انہوں نے سوچا ہے تو ان کو چاہئے تھا کہ یہ proper planning کے ساتھ سکولوں کی ایڈمنسٹریشن کے جو Administrative Secretary ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو plan کرنا چاہئے تھا۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ پرائیویٹ سکول قیمتاً bags provide کر رہے ہیں۔ میرا بچہ بھی پرائیویٹ سکول میں جاتا ہے وہ transparent bag لے کر نہیں جاتا لیکن اس کا جو bag ہے وہ کافی visible ہے لہذا اس وقت ملک میں جو دہشت گردی کے حالات ہیں ان حالات میں بچوں کو ہی brain washing کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر بچوں کو secure and safe رکھنے کے لئے پرائیویٹ سکولوں نے کوئی حل نکالا ہے تو میں اس کو خوش آمدید کہتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس معاملے میں بچوں کو روشناس کروانا اور بچوں کو سمجھانا انتہائی ضروری ہے۔ سرکاری طور پر یہ بات لاگو کرنا کہ transparent bags free of cost provide کئے جائیں سراسر ہمارے صوبے کے مالی حالات کے against ہے۔

So I do not appreciate this Resolution.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس Resolution میں ایک تو طبقاتی تفریق نظر آ رہی ہے کہ پرائیوٹ سکول بچوں کو -/750 روپے اور -/800 روپے میں سکول بیگ دیتے ہیں، گورنمنٹ کے جو سکول ہیں وہ بیگ نہیں دیتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ mover کو پہلے سوچنا چاہئے تھا کہ ہم حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں ہمیں اس Resolution کو کس طریقے سے لانا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پرائیویٹ سکول جب سکیورٹی کے لئے -/500 روپے فیس سے کاٹتے ہیں تو ان کو اس بات سے روکا جائے کہ وہ -/500 روپے بچوں کی فیس میں سے کیوں لیتے ہیں اور پرائیویٹ سکولوں میں اتنی زیادہ فیسیں کیوں لی جاتی ہیں، ان فیسوں کو کم کیا جائے تاکہ security foolproof ہو سکے اور گورنمنٹ بھی کرے اور پرائیویٹ سکولوں کو بھی ensure کیا جائے۔ یہ ان کی ذمہ داری میں شامل ہوتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ماں باپ کی گود سے نکل کر بچہ جب سکول میں جاتا ہے تو اس کی دوسری درس گاہ سکول ہے اور ان سکولوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو foolproof security دیں اور کوئی دہشت گرد ان کو استعمال نہ کر سکے۔ ان کی فیسیں جب تک کم نہیں ہوں گی بیگ دینے یا لینے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اگر اس قرار داد کو پڑھیں تو اس میں ہے کہ صوبائی حکومت پرائیویٹ سکولوں میں security کے نام پر transparent bags کی مہنگے داموں غیر قانونی اور ناجائز فروخت کو روکے اور اس سلسلے میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ حکومت سے اجازت لینے کے بعد transparent bags حکومت کے منظور شدہ ریٹ پر فروخت کرے۔ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ حکومت نے transparent bags کے لئے کوئی ریٹ مقرر نہیں کیا۔ کوئی اس کی regulatory body موجود نہیں ہے جس نے اس ریٹ کو مقرر کیا ہو اور اس میں یہ بات تو کہی جا سکتی ہے کہ مہنگے داموں فروخت، لیکن درمیان میں یہ غیر قانونی اور ناجائز، یہ کسی قانون کی violation نہیں ہے۔ کوئی بھی ناجائز نہیں ہے یہ کوئی ایسی commodity نہیں ہے جو ناجائز

commodity کے ضمن میں آئے۔ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ ایک vague سی resolution یہاں پر آئی ہے اور اس سے گورنمنٹ پر بہت بڑا financial burden پڑ جائے گا۔ غیر قانونی اور ناجائز کا لفظ اس میں سے absolutely نکلنا چاہئے، یہ کسی بھی صورت میں بنتا نہیں ہے اور اس کے علاوہ state کے اوپر اتنی بڑی financial imposition کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ It should be turned down.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ محمد اسلام!

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس قرار داد کی جو مخالفت ہو رہی ہے وہ صرف یہی ہے کہ:

اکثر دھوکہ دے جاندے شکلوں ویکھے جاچے لوک
سانوں آ کے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوک

جناب والا! بڑی simple سی گزارش ہے کہ اس قرار داد کی جو spirit تھی وہ صرف یہی تھی کہ غیر قانونی اور اس برائی کو روکنا جو پرائیویٹ سکولوں میں دن بدن بڑھ رہی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ اس Resolution کے mover ہیں اور نہ ہی انہوں نے oppose کیا ہے تو یہ کس طرح بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی حمایت میں تو نہیں بول سکتے۔۔۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں اس کی تائید کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کر رہے ہیں، آپ اس کی تائید کر رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں اس کی spirit کے خلاف نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اس کو oppose کرتے ہیں وہ اس پر بول سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے اب اس پر sense of the House لے لیتے ہیں۔

یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پرائیویٹ سکولوں میں سکیورٹی کے نام پر transparent bags کی مہنگے داموں غیر قانونی اور ناجائز فروخت کو روکے اور اس سلسلہ میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو پابند کیا جائے کہ وہ حکومت سے اجازت لینے کے بعد transparent bags حکومت کے منظور شدہ ریٹ پر فروخت کریں۔ نیز صوبائی حکومت اپنے سرکاری سکولوں میں بھی ایسے ہی transparent bags مفت فراہم کرے تاکہ تمام سکولوں میں بہتر سکیورٹی کا بندوبست ہو۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: تیسری قرارداد انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔ان کی طرف سے in writing آیا ہوا ہے کہ ان کی جگہ پر یہ قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ پیش کریں گی۔(شوروغل) Order in the House. Order in the House جی، آمنہ الفت صاحبہ!

مکئی کی برآمد پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مکئی کی برآمد پر فوری پابندی لگائے کیونکہ مکئی کی فصل ملکی ضروریات سے 1.2 ملین ٹن کم پیدا ہوئی ہے۔اگر ایکسپورٹ پر پابندی نہ لگائی گئی تو مرغیوں کے لئے فیڈ کم بنے گی اور صارفین کو مرغی کا گوشت انتہائی مہنگے داموں ملے گا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مکئی کی برآمد پر فوری پابندی لگائے کیونکہ مکئی کی فصل ملکی ضروریات سے 1.2 ملین ٹن کم پیدا ہوئی ہے۔اگر ایکسپورٹ پر پابندی نہ لگائی گئی تو مرغیوں کے لئے فیڈ کم بنے گی اور صارفین کو مرغی کا گوشت انتہائی مہنگے داموں ملے گا۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس قرار داد کوoppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس قرار داد کے ذریعے مکئی کی برآمد روکنے کے لئے اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ چونکہ اس دفعہ مکئی کی فصل پہلے سے کئی گنا کم پیدا ہوئی ہے۔ پچھلے ہفتے آنے والے سوالات میں بھی میں نے سوال کیا تھا اور پولٹری ایسوسی ایشن نے بھی محکمے کو ایک درخواست بھیجی تھی جس میں انہوں نے request کی تھی کہ چونکہ مکئی کی فصل کم پیدا ہوئی ہے لہذا مرغی کی فیڈ مناسب مقدار میں نہیں بنائی جا سکتی۔نہ صرف یہ کہ اس کی ایکسپورٹ بند کی جائے بلکہ مکئ duty free import کرنے کی اجازت دی جائے۔محکمے کی طرف سے جواب آیا تھا کہ مرغی کی فیڈ میں صرف اور صرف مکئی استعمال ہوتی ہے۔ پچھلی دفعہ مکئی کی فصل زیادہ ہونے کی وجہ سے مکئی اتنی سستے داموں فروخت ہوئی کہ کسانوں کو بہت خسارہ ہوا اس بنیاد پر اس دفعہ مکئی کی بہت کم فصل کاشت کی گئی۔ مرغی کی فیڈ میں صرف اور صرف مکئی ہی استعمال ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔اس دفعہ پولٹری کی صنعت میں اضافہ ہوا ہے اور مکئی کی پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔اس قرار داد کا اصل مقصد یہ ہے کہ نہ صرف اس کی export بند کی جائے بلکہ اس کی duty free import کی اجازت دی جائے۔ اگر پولٹری کے لئے مناسب مقدار میں فیڈ تیار نہ ہو سکی تو پھر مرغی کا گوشت مہنگے داموں ملے گا۔اگر ایک انڈا پانچ سات روپے کا ملتا ہے تو ایک غریب آدمی بیس پچیس روپے میں دو چار انڈے لے کر گزارہ کر سکتا ہے۔ یہ ایک بہترین خوراک کا سستا source of food ہے، اسے سستا ہی رہنے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اس قرار داد کو اس لئے oppose کیا تھا چونکہ میرے خیال میں محرک کو حقائق کا تھوڑا سا علم نہیں ہے۔مکئی کبھی بھی commodity exportable نہیں رہی اور مکئی تو ہمارے ملک میں اتنی زیادہ پیدا ہی نہیں ہوتی کہ اسے export کیا جا

سکے۔Technically ایک ایسی چیز کی سفارش کی جارہی ہے جو کہ ہوتی ہی نہیں۔اگر ہے بھی اور گلوبل مارکیٹ میں کسان کو زیادہ قیمت مل رہی ہے تو حکومت کو market forces میں دخل انداز نہیں ہونا چاہئے اور اگر ایک غریب کاشتکار کو کہیں سے اسے اپنی محنت کا زیادہ پھل اوراجرت مل رہی ہے تو اسے نہیں روکنا چاہئے۔میری یہی گزارش تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس base پر oppose کر رہا ہوں کہ ایک hearsay پر اس قرار داد کو statistical data کی support نہیں ہے۔ہمارے ملک میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے متعلق کوئی data موجود نہیں ہے کہ مکئی کتنے ایکڑ پر لگی ہے، کتنی کم ہوئی اور گوشت کی کتنی پیداوار بڑھی ہے۔ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پنجاب اسمبلی قرار داد پاس کر دے کہ اس پر پابندی لگا دو We believe in free market economy اگر کوئی ایسا شدید بحران ہے جس پر کوئی statistical data ہے تو پھر اس قرار داد کی گنجائش ہے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ dead supported Resolution ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں بحیثیت کاشتکار یہ سمجھتی ہوں کہ ایک وہ چیز جو exist ہی نہیں کرتی لیکن اگر اس ایوان سے باہر کاشتکار کو یہ قرار داد سننے کو ملے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ کاشتکاری دوستی والی قرار داد نہیں ہے۔ حقائق تو یہ ہیں کہ اس وقت ہمارا کاشتکار اور کسان بری طرح سے بحرانوں کا شکار ہو رہا ہے اور جو چھوٹا کاشتکار ہے وہ اپنے کاشتکاری کے شعبے کو چھوڑ کر بڑے بڑے شہروں میں جا کر نوکریاں ڈھونڈ رہا ہے۔ان کی بہتری کی بجائے صرف وہ چیز جو صرف assumption based ہے ہم اس پر انہیں یہ پیغام بھجوائیں کہ ہم ان سے دوستی نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف مزید پابندیوں پر پابندیاں لگاتے جا رہے ہیں لہذا میں اس سے اتفاق نہیں کرتی اس لئے میں نے اسے oppose کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جیسے محسن خان لغاری صاحب اور باقیوں نے بات کی ہے کہ اگر زمیندار کسی product کے export کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو پھر اس پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔Wheat کی تو سمجھ آتی ہے کہstaple diet ہے اور اس پر پابندی کے باوجود ہم اسے افغانستان جانے سے نہیں روک سکے۔یہ ایک المیہ ہے کہ جب غیر زمینداروں کی طرف سے زمینداروں کے متعلق اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں not knowing the facts اگر مکئی export ہو بھی جائے اور زمیندار کو کسی commodity کی اچھی price ملتی ہے اور اس سے ہماری economy میں بہتر foreign revenue آتا ہے تو میرے خیال میں اس میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ صرف گندم کے سلسلے میں اس طرح کی پابندی کا جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ کسی commodity کی export پر پابندی نہیں لگانی چاہئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مکئی کی برآمد پر فوری پابندی لگائے کیونکہ مکئی کی فصل ملکی ضروریات سے 1.2 ملین ٹن کم پیدا ہوئی ہے۔اگر ایکسپورٹ پر پابندی نہ لگائی گئی تو مرغیوں کے لئے فیڈ کم بنے گی اور صارفین کو مرغی کا گوشت انتہائی مہنگے داموں ملے گا۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔وہ موجود نہیں ہیں اور ان کی طرف سے کچھ آیا بھی نہیں اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی قرارداد احمد خان بلوچ صاحب کی طرف سے ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

پرندوں اور جانوروں کو لڑانے کے عمل کو ممنوع قرار دینے کا مطالبہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! شکریہ

"یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پرندوں اور جانوروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے جس سے جوا کھیلا جاتا ہے، امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے لہذا اس عمل کو فوری طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پرندوں اور جانوروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے جس سے جوا کھیلا جاتا ہے اور امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے لہذا اس عمل کو فوری طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں بھی اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہے کہ میری اس قرارداد کو oppose کیا گیا ہے۔ہم صرف اپنا وقت پاس کرنے کے لئے بے زبانوں کو لڑاتے ہیں اور تماش بینی کرتے ہیں۔ قائداعظم نے پاکستان کسی اور مقصد کے لئے بنایا تھا جبکہ ہمارے نوجوان بٹیروں، تیتروں، کتوں کی لڑائی میں مشغول ہو گئے ہیں۔بے زبانوں کو لڑا کر اپنا وقت پاس کرنا کتنے ظلم کی بات ہے۔شریعت میں بھی بے زبانوں کو آپس میں لڑانا، ان کو مضروب کرانا جائز نہیں ہے۔وہ جانور لڑتے لڑتے مر جاتے ہیں اور انسان ان کا صرف شغل دیکھتے ہیں، ان کا تماشا دیکھتے ہیں۔یہ شراب پی کر، اسلحہ لے کر، گاڑیوں پر سوار ہو کر وہاں جاتے اور شرطیں لگاتے ہیں، وہاں پر جوئے کی شرطیں ہوتی ہیں۔ان کے پاس بندوقیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے law and order کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ایک طرف بٹیر، تیتر یا مرغ لڑ رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کو لڑانے والے دونوں groups بھی لڑائی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔یہ سب کچھ وہاں ہوتا ہے جہاں پر تعلیم کی کمی ہوتی ہے۔میری درخواست ہے کہ یہ ایک ظالمانہ فعل ہے، بے زبانوں کو لڑانا بہت گناہ کی بات ہے۔آپ بے شک شرعی طور پر بھی فتویٰ لے لیں، یہ گناہ ہے۔اخلاقی طور پر بھی یہ مناسب نہیں ہے۔آپ مہربانی کریں

اور قوم کو ان بے زبانوں کو لڑا کر وقت ضائع کرنے سے روکیں۔ جس طرح ریچھ اور کتوں کی لڑائی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اسی طرح مرغوں، بٹیروں اور تیتروں کی لڑائی کو بھی ممنوع قرار دیا جائے کیونکہ یہ ظلم ہے۔ یہ بے زبانوں کو لڑا کر ظلم کرتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، ڈھول بجاتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔ بے زبان مضروب ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان کو اتنے زیادہ زخم آجاتے ہیں کہ ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ مر جاتے ہیں۔ میں نے یہ قرار داد ایک اچھی نیت سے اور اچھے کام کے لئے پیش کی ہے لہذا میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ بھرپور طریقے سے اس کی تائید کی جائے اور اسے پاس کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکر ہے کہ آپ نے مجھے بھی وقت دیا ہے۔ احمد خان بلوچ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس سلسلے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو خوراک ان لڑائی کرنے والے کتوں کو دی جاتی ہے شاید وہ بندوں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہو۔ یہ اسے appreciate کیوں نہیں کرتے کہ ان جانوروں کو اچھی خوراک مل رہی ہے، کیا انہیں اس خوراک پر اعتراض ہے کہ وہ ان جانوروں کو کیوں مل رہی ہے؟ لڑائی، تو بندے بھی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ پھر ان پر بھی آپ پابندی لگا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو اگر اچھی خوراک کھلا کر کہا جائے کہ آپ مرنے چلے جائیں تو کیا آپ چلے جائیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایسے خودکش بمبار بھی ہیں جو کہ اچھی خوراک کی وجہ سے ہی جا کر بم پھینک آتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پنجہ بھی لڑایا جاتا ہے۔ اس طرح اگر لڑائیوں پر پابندی لگانی ہے تو پھر پنجہ لڑانے پر بھی پابندی لگا دیں۔ کُشتیاں اور دوسری بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر پابندی لگانا مناسب نہیں ہے۔ پتا نہیں یہ اس House کی روایت کیوں بن گئی ہے کہ ہر روز کسی پابندی، کسی بندش یا کسی چیز کو روکنے کے حوالے سے بات کی جاتی ہے۔ کیا ہمارا یہی کام رہ گیا ہے کہ ہم ہر چیز پر پابندی لگا دیں یا اسے روک دیں؟ Dog fighting, horse race اور مرغوں کی لڑائی ہمارے

پنجاب کی ثقافت ہے۔ یہاں تو ہارس اینڈ کیٹل شو پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے جو کہ بہت اہم تھا۔ ہم زمیندار سارا سال اپنے جانوروں کو پالتے تھے، انہیں ہم یہاں بڑے شوق سے مقابلے میں لاتے تھے، یہاں competition ہوتا تھا اور جیتنے والے جانوروں کو انعامات ملتے تھے جس کی وجہ سے زمیندار خوش ہوتے تھے۔ ہمارے پاس تو اور کوئی entertainment ہے ہی نہیں۔ یہاں آپ لاہور میں دیکھ لیں کہ کبھی express festival ہو رہا ہوتا ہے، کہیں joy land ہے، جناح باغ ہے جبکہ ہمارے دیہات میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اب آپ ہم سے رہی سہی یہ کتوں کی لڑائی بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اخبار میں پڑھا تھا کہ یہاں چڑیا گھر میں کسی جانور نے ایک بچہ مار دیا تھا لیکن چڑیا گھر تو آج تک بند نہیں کیا گیا۔ یہ صرف اور صرف پنجاب کے 70 فیصد عوام کے حقوق کی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ یہ پنجاب کے ان غریبوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ کل یہاں پر -/600 روپے میں ملنے والی شراب کی بوتل پر پابندی لگوانے کی بات ہو رہی تھی۔ چار ہزار، پانچ ہزار روپے میں ملنے والی شراب کی بوتل پر پابندی لگے تو پھر انہیں پتا چلے۔ یہ نہیں چاہتے کہ کسی بھی غریب کو کوئی خوشی ملے۔۔۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کو پہلے اپنی بات مکمل تو کر لینے دیں۔ کیا آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! نہیں، ابھی جو حسن مرتضیٰ صاحب نے بات کی ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کا نام لکھ لیتا ہوں جب آپ کی باری آئے گی تو آپ بات کر لیجئے گا۔ ابھی تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے میرا سارا تسلسل خراب کر دیا ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ عشق لڑانا بھی ایک لڑائی ہے، کیا اب اس پر بھی پابندی لگا دی جائے گی؟ یہ لوگوں کو کیا message دے رہے ہیں کہ ہم نے آپ کے لئے ہر چیز بند کر دی ہے؟ ہم اگر کوئی تھوڑا سا

liberal ہیں تو ہمیں liberal رہنے دیں۔ہمارے پاس برائی کا راستہ بھی ہو،اچھائی کا راستہ بھی ہو۔میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

مجھے ڈرا نہ کہ سمندر پہ پُل نہیں ہوتے
میرے شعور کو راستے دکھائی دیتے ہیں

جناب سپیکر!ہمیں اچھے بُرے کی تمیز ہے۔براہ مہربانی یہ جو بندی ہے اسے ختم کیا جائے۔ ابھی انہوں نے مطالبہ کرنا ہے کہ اجلاس بھی بند کر دو اور میرا خیال ہے کہ آج آپ نے کر بھی دینا ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ انبساط صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر!اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ فاضل ممبر کی جو feelings ہیں، جو love with animals and wild life ہے میں اس کی respect کرتی ہوں۔یہ ریچھ کتے کی جو لڑائی پنجاب میں ہوتی تھی میں نے بھی ایک زمانے میں اس پر بہت research کی تھی اور ایک paper بھی لکھا تھا۔یہ جتنی بھی fights یا دوسری چیزیں ہیں یہ ہمارے culture کا ایک حصہ ہیں۔ ہمارے دیہات میں ،سندھ،بلوچستان اور پنجاب کے دیہات میں یہ fights ہوتی ہیں بلکہ پاکستان کے ہر حصے میں یہ fights ہوتی ہیں۔ Animals and human rights کے جو international champions ہیں وہ بھی سپین میں bull fighting کر کے لاکھوں لوگوں کو اپنا مظاہرہ دکھاتے ہیں۔اس میں کئی دفعہ لوگ بھی مرتے ہیں اور کئی دفعہ bulls بھی مر جاتے ہیں۔تو ہم ہر بات کو ایک issue نہ بنالیں۔باقی یہ آپ کے انسانی جذبات ہیں،اگر آپ کے culture میں ایک چیز ہے اور آپ اس کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ اپنے گھر میں اس کو promote نہ کریں لیکن اگر معاشرے میں کچھ چیزیں ہو رہی ہیں تو ہمیں ان کی respect کرنی چاہئے۔ Because I don't think that we have enough entertainment otherwise. ہمارے پاس ایسی movies ہیں اور نہ اتنے بڑے بڑے سنیما ہیں۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری زیادہ تر population دیہاتوں میں ہے لہٰذا دیہاتی entertainment کو ہمیں

زندہ رکھنا پڑے گا اور اپنی ثقافت کو آگے لے کر چلنا پڑے گا۔اگر آپ ان fights کو ban کرنے کے لئے ایک پوری کی پوری قرارداد لے آئے ہیں تو پھر یہ hunting dens بھی ban کروائیں۔یہ جو hunts پر آپ نے وارڈن بٹھائے ہوئے ہیں اور شکار ہو رہا ہے ، نیل گائے کا شکار ہو رہا ہے، privileged class تیتر مارتی پھر رہی ہے تو پہلے اس کی پابندی کے لئے قرارداد آنی چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس Resolution کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ غور کیجئے گا اس میں لکھا ہوا ہے کہ ''یہ ایوان سمجھتا ہے پرندوں اور جانوروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے۔'' آپ مجھے بتائیں کہ کیا پرندے اور جانور آپس میں نہیں لڑتے ؟ اس کی language ہی غلط ہے، پرندے پرندوں سے لڑائے جاتے ہیں اور جانور جانوروں سے لڑائے جاتے ہیں۔اگر پنجاب اسمبلی اس قسم کی Resolution pass کرے جس کی اردو ہی غلط ہے، ہماری legislation کی انگریزی بھی کئی دفعہ غلط ہوتی ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب نے اس میں بہت detailed بات کر دی، یہ جو کہا گیا ہے کہ اس پر جواء لگایا جاتا ہے تو جوئے پر پابندی لگائیں ان کی لڑائی پر کیوں پابندی لگاتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے دہشت گردی یا لڑائی کا امکان ہے تو کتنے میلوں پر جھگڑا ہوا ہے، لاء منسٹر بتا دیں کہ پنجاب میں تقریباً ہر دیہہ میں سالانہ میلے اور عرس ہوتے ہیں تو ان کے اوپر اس طرح کی لڑائی کب ہوتی ہے؟ یہ ایک misconception ہے، دیہات کے اندر کوئی entertainment نہیں ہے، ان میلوں میں پرندوں اور جانوروں کی لڑائیاں کرائی جاتی ہیں اس پر لوگ entertain ہوتے ہیں۔ اس طرح تو جنگل میں لڑنے والے جانوروں پر بھی پابندی لگا دیں کہ آپ وہاں پر کیوں لڑ رہے ہو؟ جانوروں کو کوئی زبردستی تھوڑا لڑاتا ہے جانور خود لڑتے ہیں تو یہ concept ہی غلط ہے کہ جانوروں کو لڑایا جاتا ہے، ان کو تو میدان میں چھوڑ دیا جاتا ہے اگر ایک بھاگ جائے گا تو لڑائی نہیں ہو گی اور اگر بھاگے گا نہیں تو میدان میں لڑے گا، یہ کیسا concept ہے کہ زبردستی لڑایا جاتا ہے آپ جانور کو زبردستی تو لڑا ہی نہیں سکتے۔ اس Resolution کی language ہی غلط ہے کیونکہ جانور اور پرندے نہیں لڑتے اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!اس Resolution کے دو حصے ہیں، ایک جانوروں اور پرندوں کی آپس میں لڑائی اور دوسرا حصہ جواء کھیلا جاتا ہے۔ ان دونوں چیزوں کو mix up کیا گیا ہے اور حکومت کی طرف سے ان دونوں چیزوں کی سرپرستی نہیں ہے بلکہ قانون موجود ہے، صرف قانون ہی موجود نہیں بلکہ ایک محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات موجود ہے اگر ان کو اطلاع دی جاتی ہے تو وہ محکمہ اس چیز کا سدباب کرتا ہے اس لئے اگر اس House نے اس قرارداد کو پاس کیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ پہلے اس پر قانون موجود نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہا گیا ہے کہ یہ ہمارے کلچر کا حصہ ہے، ایسی چیزیں ہمارے کلچر کا کبھی حصہ نہیں رہیں اگر کہیں ایسی practice ہے تو وہ bad practice ہے وہ کلچر کا حصہ نہیں اور اس کو کلچر کا حصہ سمجھ کر اپنانا یا اس کے اوپر قانون سازی کرنا بھی ایک bad practice ہو گی اس لئے میں اس قرارداد کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں کیونکہ محرک نے اس کی جو remedy چاہی ہے وہ remedy already موجود ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!میں بہت مختصراً یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس طرح پہلے معزز اراکین اسمبلی نے اس قرارداد کے حوالے سے کہا میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا اور جیسے میجر صاحب نے بھی فرمایا کہ یقیناً یہ ہمارا ثقافتی ورثہ تو نہیں کہ ہم پرندوں اور جانوروں کو آپس میں لڑائیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ علاقائی کھیلیں ہیں اور جس طرح حسن مرتضیٰ صاحب یہاں پر فرما رہے تھے کہ لوگوں کے پاس entertainment کا اور کوئی ذریعہ نہ ہے میں اس حوالہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جن سرگرمیوں سے لوگوں کو entertainment ملتی ہے انہیں جاری رہنا چاہئے۔ قرارداد میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ جواء ہوتا ہے یقیناً ایسی تمام سرگرمیاں چاہے وہ جانوروں کی لڑائیوں میں یا پرندوں کی لڑائیوں میں جن میں جواء ہوتا ہے ان سرگرمیوں پر پابندی لگنی چاہئے اور یہاں پر تو صرف پرندوں اور جانوروں کا حوالہ دیا گیا ہے اور یہاں کہا گیا کہ یہ ظالمانہ فعل ہے اس میں شاید بے زبان جانور یا پرندے زخمی ہوتے ہیں، یہاں پر تو معزز گیموں جیسے کرکٹ ہے، ہاکی ہے جس میں نہ لڑائی ہوتی ہے اور نہ ہی انسان زخمی ہوتا ہے ان کھیلوں میں بھی جس قسم کا جواء لگتا ہے اس سے یہ ایوان بخوبی آگاہی رکھتا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسی تمام سرگرمیاں جن کے

حوالے سے جواء کھیلا جاتا ہے یا جو سرگرمیاں امن و امان کا مسئلہ پیدا کرتی ہیں ان پر پابندی عائد کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کے ساتھ agree کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! agree کرنے والے نہیں صرف oppose کرنے والے بات کر سکتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ان کے ساتھ اس طرح agree نہیں کرتی جس طرح انہوں نے بیان فرمایا لیکن اس بات کے ساتھ میں ضرور agree ہوں کہ پنجاب کے کچھ دیہی علاقوں میں پرندوں اور جانوروں کی لڑائیاں کرائی جاتی ہیں جو انتہائی ظلم آمیز کام ہے اور بحیثیت مسلمان ہمیں ایسے کام کی ہرگز تائید نہیں کرنی چاہئے لیکن جس طرح انہوں نے ذکر کیا تو گویا پورے پنجاب میں یہ کام کیا جاتا ہے یہ بات غلط ہے۔ میں چکوال سے تعلق رکھتی ہوں اور میں نے تیتروں اور بٹیروں کو بیسیوں مرتبہ لڑاتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہاں کبھی بھی جانوروں اور پرندوں کی لڑائی نہیں ہوتی تو ان کو اس میں لکھ دینا چاہئے تھا کہ یہ لڑائی ان ان علاقوں میں ہوتی ہے اس طرح ایک ایسا کام پورے پنجاب سے منسوب ہو جاتا ہے جو دراصل ہم سارے نہیں کر رہے لہذا اگر یہ اس چیز کو specify کر لیتے کہ فلاں فلاں دیہات اور فلاں فلاں اضلاع میں یہ کام ہو رہا ہے تو پھر اس کے ساتھ agree کرنے میں ہمارا پورا حق تھا لیکن جس طرح انہوں نے بیان فرمایا تو گویا انہوں نے پورے پنجاب کو اس تنور میں جھونک دیا یہ بات غلط ہے کیونکہ پنجاب کے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پرندوں اور جانوروں کے لڑانے کا تصور نہ صرف کھیل کے طور پر بلکہ مذہبی طور پر نہیں کیا جا سکتا لہذا یہ قرارداد جس صورت میں پیش کی گئی ہے میرے لئے ناقابل قبول ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پورے ایوان کی توجہ اس لئے اس طرف کروانا چاہوں گی کہ میں اس قرارداد کو اس صورت میں oppose کرتی ہوں کہ اس میں ایک لفظ کی کمی ہے اگر وہ لفظ اس میں

add کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ جہاں یہ لکھا ہے کہ ''جانوروں کو ایک دوسرے سے لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے جس سے جواء کھیلا جاتا ہے اور امن عامہ اور "صحت" کا مسئلہ ہے اس میں اور "صحت" کا لفظ آنا چاہئے۔ میں اس وقت آپ کی توجہ دو بیماریوں کی طرف کراؤں گی جو کہ killer diseases کہلاتی ہیں۔ میں اس میں sores virus کی بات کروں گی جس سے انسانوں کی موت واقعہ ہوتی ہے۔ اس کا سبب ایسے بنتا ہے کہ جب مرغے آپس کی لڑائی میں ایک دوسرے کو چونچ مارتے ہیں تو ان کے گلے میں خون والی جھاگ پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ chock ہونا شروع ہوتے ہیں ان کو مزید لڑانے کے لئے شاباش دینے کے لئے ان مرغوں کے مالک اپنے منہ سے چونچ سے چوس کر اس خون کو باہر تھوکتے ہیں تاکہ مرغے کا گلا صاف ہو اور جب وہ دوبارہ لڑیں تو وہ مرغا زیادہ شیر دلانہ طریقے سے لڑے۔ اس خون سے sores virus نکلا ہے جس سے چائنا اور پاکستان میں بھی ان کی deaths کا انکشاف کیا گیا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ یہ اس کا سبب ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بیماری rabies یا hydro phobia ہے، جب بھی کتوں اور ریچھ کی لڑائی کی جاتی ہے تو ان کو canine animals کہا جاتا ہے جو گوشت پھاڑ کر کھاتے ہیں۔ Rabies کی کل بھی بات ہو رہی تھی اس کی vaccine بھی موجود نہیں ہے. Prevention is the only cause. اگر یہ لڑائی بند نہ کرائی جائے تو وہ کتنے rabies virus سے effect ہو جاتے ہیں اور میں آپ کو یہ واضح طور پر بتادوں کہ اگر کسی بھی شخص نے rabies کا ایک بھی مریض مرتے ہوئے دیکھا ہو تو اس کے کانوں کو اس طرح ہاتھ لگتے ہیں کہ وہ کبھی بھی rabies vaccine کی کمی کی بات نہ کرے اور اس قسم کی لڑائیاں جن میں کتے اور ریچھ جن کو لے کر یہ مداری پھرتے ہیں ان کو قطعاً allow نہ کیا جائے۔ Rabies کے پیش نظر اگر وہ کتا کسی بھی بچے یا کسی بھی انسان کو کاٹ لے یا اس کے زخم پر اس کی تھوک لگ جائے تو یہ virus transmit ہوتا ہے جس سے انسانی جان کو خطرہ ہوتا ہے لہذا اس صورت میں یہ addition کرنا انتہائی لازمی ہے کہ صحت، جواء اور امن عامہ کو اگر اس میں شامل کیا جائے تب ہی یہ قرارداد منظور ہو گی۔ میں درخواست کروں گی کہ اس میں یہ دو الفاظ add کئے جائیں کیونکہ modern sciences اس چیز کو condemn کرتی ہیں کہ یہ جانور جس کو کھیل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے اس سے ایسی viral diseases آرہی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں اور صرف موت ہی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس میں ایک point توشیر علی صاحب نے raise کر دیا ہے۔اس کے علاوہ یہ کہتے ہیں کہ پرندے اور جانور جب آپس میں لڑتے ہیں تو یہ ایک ظالمانہ فعل ہے جس سے جواء کھیلا جاتا ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہتی ہوں کہ ہم لوگ جو دیہی لوگ ہیں ہم نے اپنے بچپن میں جو چیزیں دیکھی ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ سے بالکل agree نہیں کرتی۔ میں نے خود بڑی دفعہ ککڑوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ہے تو کبھی کسی مالک نے اس کو ایسے نہیں کہ جیسا کہ بتا رہی ہیں۔ I am surprise کہ یہ کہاں پر ہو رہا ہے؟ دیہی علاقوں میں کوئی سند باد نہیں ہوتا، کوئی جوائے لینڈ نہیں ہوتا، کوئی ایسی activity نہیں ہوتی اور کوئی marathon نہیں ہوتی۔ ہمارے لوگ دیہاتوں میں تو اسے کھیل کے طور پر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کھیل کو جوئے کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ یہ ایک sports event ہے اور جواء نہیں ہے۔ آپ جوئے کو ضرور ban کریں، ہماری privileged class جس کے drawing rooms میں جو جواء کھیلا جاتا ہے تو جواء وہ ہوتا ہے، اگر یہاں جوئے کی بات ہوتی ہے تو جواء تو اس بات پر بھی لگ جاتا ہے کہ دو برفی کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور دو معزز لوگ بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کی برفی پر پہلے مکھی بیٹھ جائے وہ جیت گیا۔ یہ بھی تو جواء ہے۔ اس کے علاوہ کرکٹ اور ہاکی پر بھی جواء ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ شرط لگانا اور جواء کھیلا جانا تو ہر level پر ہوتا ہے۔ یہاں House میں بھی اکثر معزز ممبران کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ میں یہ شرط لگاتا ہوں تو کیا اس پر بھی یہ تاثر لیا جائے کہ یہاں جواء کھیلا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ معزز محرک نے جو دوسری بات کی ہے کہ اس سے جانور مر جاتے ہیں تو جب باکسنگ ہوتی ہے یا کشتی ہوتی ہے تو انسانی جان بھی ضائع ہو سکتی ہے۔ میں یہاں یہ کہتی ہوں کہ انسانی جان سے قیمتی دنیا میں اور کوئی چیز نہیں ہے۔ باکسنگ، کبڈی اور کشتی میں بھی لوگوں کی پسلیاں ٹوٹتی ہیں۔ ان کے منہ پر گھونسا مارا جاتا ہے تو کھلاڑیوں کے منہ سے بھی بہت کچھ نکلتا ہے لیکن اس پر تو کبھی کسی نے کوئی بات نہیں کی ہے کہ اس پر بھی پابندی ہونی چاہئے۔ اس وقت تو سب WWF اور بڑے بڑے چینل پر بیٹھ کر کشتیاں دیکھتے ہیں۔ یہ کس قسم کی قرارداد ہے؟

جناب سپیکر!میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ معزز وزیر قانون ہمیشہ ایک بات کرتے ہیں جو مجھے بڑی genuine لگتی ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ جس کلرک نے یہ لکھا ہے اس کو زمین پر بٹھا دو آج میں کہتی ہوں کہ جتنی بھی قراردادیں House میں آئی ہیں بالکل non serious قسم کی ہیں۔ ان کلرکوں کو زمین پر ضرور بٹھانا چاہئے کیونکہ انھوں نے House کا وقت ضائع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان سمجھتا ہے کہ پرندوں اور جانوروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑانا ایک ظالمانہ عمل ہے جس سے جواء کھیلا جاتا ہے اور امن عامہ کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے لہذا اس عمل کو فوری طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میرا فیصلہ neutral رجسٹرڈ کیا جائے کیونکہ میں اس کے کچھ موضوعوں سے agree کرتی ہوں اور کچھ سے agree نہیں کرتی لہذا My vote is neutral

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اس میں اس طرح نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے، ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے، جناب کرم علی بندیال ایم پی اے، ملک جاوید اعوان، ایم پی اے اور راؤ کاشف رحیم ایم پی اے نے جم خانہ کلب کی ممبر شپ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر اسد اشرف: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جم خانہ کلب کی membership کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جم خانہ کلب کی membership کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جم خانہ کلب کی membership کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔جی،ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

قرارداد

ایم پی ایز کو جم خانہ کلب کی ممبر شپ دینے کا مطالبہ

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے پُرزور سفارش کرتا ہے کہ تمام ممبران پنجاب اسمبلی کو فوراً جم خانہ کلب کی membership دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ تمام ممبران پنجاب اسمبلی کو فوراً جم خانہ کلب کی membership دی جائے۔"

SHEIKH ALA-UD-DIN: I oppose it.

MIAN NASEER AHMAD: I oppose it.

MRS AMNA ULFAT: I oppose it.

MS FOUZIA BEHRAM: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد کے حق میں بات کریں گے۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میری یہ قرارداد تمام ممبران کے لئے ہے۔ یہ membership دینے کا ایک ایسا عمل ہے جس میں یہ ان لوگوں کو membership دیتے ہیں جن کی kinship ہو یا جن کا bureaucracy سے تعلق ہو۔ انھوں نے ایک عام آدمی کے لئے یا کسی بھی شخص کے لئے membership لینا ناممکن بنا دیا ہے۔ اگر یہ پرائیویٹ کلب ہے تو اس کی membership تو ٹھیک ہے لیکن جب پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی یہاں پر invest ہو رہی ہو۔ اس کلب کی سب سے زیادہ قیمتی چیز وہاں کی زمین ہے۔ وہ زمین غریب لوگوں کی ہے اور حکومت پنجاب کی ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی project کی investment زمین ہی کی ہوتی ہے۔ یہ ایوان پنجاب کے 7 کروڑ عوام کا نمائندہ ہے اور جو ٹیکس کی ادائیگی کرتے ہیں، ہم ان کو represent کر رہے ہیں۔ میں اس سے زیادہ بات نہیں کروں گا اور بہت سی باتیں بھی ہیں مثلاً اسی ملک میں اسلام آباد میں by virtue of being a member of the National Assembly تمام لوگوں کو یہ استحقاق ہے کہ وہ membership لینے کے لئے eligible ہیں کہ وہ membership لے سکتے ہیں لیکن یہاں پر ایک ایسا chain system ہے اور ایسی chain بنائی گئی ہے کہ اس کو توڑنا اور داخل ہونا اور membership لینا عام آدمی کے لئے ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ایسا criteria ہونا چاہئے کہ عام آدمی بھی اس کی membership لے سکے نہ کہ صرف bureaucracy اور ڈپٹی سیکرٹری level کے لوگ membership لے سکیں کیونکہ یہ پرائیویٹ کلب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے بھائی کی اس بات کا جواب دینا چاہوں گا کہ original جم خانہ اس جگہ پر ہے جو اب قائداعظم لائبریری ہے اور جم خانہ سے وہ جگہ 1976 میں چھینی گئی تھی۔ اس کے علاوہ جو کرکٹ گراؤنڈ ہے جہاں آزادی کے بعد پاکستان کا پہلا ٹیسٹ میچ ہوا تھا

وہ بھی جم خانہ کا ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں ایسی قرارداد پاس نہیں کرنی چاہئے جو ہمارے لئے اور اس اسمبلی کے لئے مذاق کا باعث بنے۔

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ جم خانہ کا ایک طریق کار ہے، ایک فارم دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ایک list ہے اور اس کے ساتھ ایک certain amount دی جاتی ہے۔ان کا بورڈ جو management ہے وہ ایک مقررہ وقت گزارنے کے بعد انٹرویو کے لئے بلاتا ہے۔ اس میں کافی لوگ دس دس سال انتظار کرنے کے بعد بھی رہ جاتے ہیں کیونکہ وہ purely private matter ہے اور مجھے پتا ہے کہ House کی sense کیا ہے اور میں اُس وکیل کی طرح اس وقت House کی sense دیکھ رہا ہوں کہ میرے خلاف ہی فیصلہ آئے گا لیکن میں یہ بتانا صرف اس لئے چاہتا ہوں کہ ہم سب کی عزت ہونی چاہئے اور ایسی قرارداد پاس نہیں کرنی چاہئے کہ جم خانہ میں ہمارے اتنے اہم ادارے کا مذاق بنایا جائے کہ انہوں نے قرارداد پاس کر دی ہے۔ میں صرف ایک واقعہ اپنے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہائیکورٹ کے ایک جج صاحب نے جم خانہ کلب کو کہا کہ مجھے ممبر شپ دے دی جائے تو انہوں نے کہا کہ آپ انٹرویو کے لئے آئیں تو جب انہوں نے کہا کہ میں انٹرویو کے لئے نہیں آؤں گا تب کلب والوں نے کہا کہ ہم آپ کو ممبر شپ نہیں دے سکتے، اس کا ریکارڈ میں پیش کر سکتا ہوں۔ گورنر صاحب کو کہا گیا تو گورنر صاحب نے کہا کہ آپ انٹرویو کے لئے چلے جائیں تو جج صاحب نے کہا کہ میں انٹرویو کے لئے نہیں جاؤں گا جس پر جم خانہ نے کہا کہ ہم آپ کو ممبر شپ نہیں دیں گے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ عزت دے اور اس House کو وقار دے۔ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ہم یہ message دیں۔ فرض کیجئے کہ آج جم خانہ والے کہہ دیں کہ آپ آ جائیں تو ظاہری بات ہے کہ اس کے لئے انٹرویو تو ہو گا۔ انٹرویو میں ایک سسٹم ہے جس کے لئے لوگ دس سال سے waiting میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم آج ایک ایسی بات کر رہے ہیں جس کا کوئی تک نہیں بنتا۔ یہ کہنا کہ جم خانہ کی جگہ بھی گورنمنٹ کی جگہ ہے جس کے لئے میں واضح کر دوں کہ اِس وقت جہاں پر جم خانہ ہے وہ اس کے golf courses تھے اور اس کو lease پر دیئے گئے ہیں۔ lease پر دینے کے بعد ایسے ہی ہے جیسے میں یا آپ کوئی پراپرٹی lease پر دے دیں اور پھر ہم وہاں پر یہ حق ظاہر کریں کہ چونکہ یہ پراپرٹی تمہیں lease پر دی گئی ہے اس لئے تم مجھے بھی یہاں

ایک کمرہ بنانے دو تو یہ ایک عجیب سا معاملہ ہے لہذا میں اس کی پُرزور مخالفت کرتا ہوں۔ ہمیں یہاں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے ہمارا وقار اور image نہ بنے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاہور جم خانہ کلب 1888 میں اُس وقت کی انگریز سرکار نے بنایا تھا جس کو بنانے کا مقصد یہی تھا کہ اس زمانے کی elite class کے لئے کلب بنایا جائے۔ اُس وقت بھی یہی طے کیا گیا تھا کہ جتنی elite class اس صوبے کی ہے اور جتنے انگریز سرکار کے ہمنوا ہیں وہی صرف اس کلب کے ممبر بنیں گے۔ 1947 میں پاکستان بننے کے بعد بھی انگریز کی روایات کو ہی زندہ رکھا گیا اور پاکستان کی بیوروکریٹ اور elite class ہی اس جم خانہ کی ممبر بنی۔ اب بھی وہی ممبر بنتے ہیں اور انہی کو ہی بنایا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہاں پر جو قرارداد پیش کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ایم پی اے صاحبان کو اُس کا ممبر بنایا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے تمام ممبران جو اُس کلاس کو represent کرتے ہیں جسے دو وقت کی روٹی کھانا بہت مشکل ہے، جس کو پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں ہے لہذا وہ لوگ جن کو پینے کے لئے صاف پانی نہیں ملتا اُس کلاس کو ہم represent کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ elite class کے اُس کلب میں یہاں کے ایم پی اے صاحبان کو اُس کا ممبر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کلب جس کلاس کے لئے بنایا گیا تھا، انگریز کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے صرف اسی کلاس کو اس کا ممبر ہونا چاہئے۔ شکریہ

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ انبساط صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! I oppose this Resolution اس کی وجہ یہ ہے کہ جم خانہ کلب کا ایک طریق کار ہے تو اپنے ذاتی فائدے کے لئے فاضل ممبر نے یہ بات یہاں پر کی ہے کہ پورے ایوان کو جم خانہ کلب کی ممبر شپ دی جائے but this is not possible کیونکہ 371 لوگوں کو ایک دم جم خانہ کلب کی ممبر شپ نہیں مل سکتی کیونکہ اس کا ایک procedure ہے۔ دوسری بات میں یہ کروں گی کہ اگر ہمیں کلب کا ممبر ہونا چاہئے تو پھر پورے پنجاب کی عوام کو

بھی جم خانہ کلب کا ممبر بنائیں کیونکہ ہم جن لوگوں کو represent کر رہے ہیں اُن میں اور ہم میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ تمام اداروں کو زمین چاہئے ہوتی ہے، جیسے 8۔کلب، 90۔شاہراہ اور پرائم منسٹر ہاؤس ہے تو یہ پاکستان کی ملکیت ہے۔ جوں جوں جس کو جس جگہ پر honour ملتی ہے یا جس جگہ پر کسی کی allocation ہوتی ہے وہیں پر وہ زمین استعمال کی جاتی ہے۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی ہے کہ ہم قوم کو یہ image دینا چاہتے ہیں کہ آج ہم اپنے آپ میں اتنے زیادہ ملوث ہیں اور ہمیں جم خانہ کلب جانے اور وہاں پر بیٹھنے کا اتنا شوق ہے کہ ہم آج یہ قرارداد لائے ہیں۔ ہمارے پاس تو اتنا ٹائم ہی نہیں ہے کہ ہم جم خانہ کے golf courses پر جا کر بیٹھ سکیں بلکہ ہمیں اس کی ضرورت ہی نہیں ہونی چاہئے۔ میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ ہم عجیب و غریب قسم کی Resolutions کی طرف نہ جائیں کہ جم خانہ کلب کی ممبر شپ دو کیونکہ ہم ایم پی اے ہیں۔ میں فاضل ممبر سے یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ کل ممکن ہے کہ ان بنچوں کے بہت سے لوگ MPAs نہ رہ سکیں تو پھر کیا جم خانہ کلب کی ممبر شپ رہے گی یا اِن کی ایم پی اے شپ کے ساتھ کلب کی ممبر شپ بھی dilute ہو جائے گی۔ مجھے تو اس قرارداد میں کوئی sense نظر نہیں آتی لہذا میں اس قرارداد کو مکمل طور پر oppose کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ اس وقت جس ممبر نے اس قرارداد کو move کیا ہے اُن کی demand یا House کی جو sense ہے وہ بھی ظاہر ہے اور جو arguments oppose کرنے والے دوستوں نے دیئے ہیں اُن میں بھی کافی وزن ہے۔ میرے خیال میں جس طرح اسلام آباد میں ایم این اے صاحبان کو ex-officio honorary membership دے دی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس دوران وہ صاحبان ممبر رہیں تو اُس دوران وہ کلب کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ اس قرارداد کو آج pending فرما دیں۔ اس پر جم خانہ کی انتظامیہ کی sense لے لیتے ہیں۔ اگر اس کا کوئی Honourable طریقے سے کوئی راستہ نکل آئے تو اُس کے مطابق اس کو take up کر لیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام معزز ممبران تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے اور precedent بھی quote کیا ہے کہ جس طرح قومی اسمبلی کے ممبران کو یہ سہولت حاصل ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس قرارداد پر sense of the House لیں، جس طرح وزیر قانون صاحب نے بات کی ہے تو وہ بات کر کے House کو ہی بتا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ اس قرارداد کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اور وزیر قانون صاحب اس پر بات کر کے House کو بتائیں گے۔ ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے جناب اعجاز احمد خان، ایم پی اے اور چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب گورنمنٹ کے Rules of Business میں ترمیم کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب گورنمنٹ کے Rules of Business میں ترمیم کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب گورنمنٹ کے Rules of Business میں ترمیم کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

صوبائی وزراء کو اپنے محکمہ جات کے انتظامی امور کا انچارج بنانے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے Rules of Business میں ترمیم کر کے صوبائی وزراء کو اپنے محکمہ جات کے تمام انتظامی امور کا انچارج بنایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے Rules of Business میں ترمیم کر کے صوبائی وزراء کو اپنے محکمہ جات کے تمام انتظامی امور کا انچارج بنایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خالصتاً انتظامی معاملہ ہے اور اس پر Chief Executive of the Province کی sense لی جانی ضروری ہے۔ آپ اس کو pending فرما دیں تو اس پر direction لینے کے بعد ہم کر لیں گے۔ اگر ویسے بھی یہ پاس ہو جائے اور اُس کے بعد implement نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں House کی کوئی honour نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ کی sense لینے کے بعد ہی اسے take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بات مناسب ہے اس لئے اس کو اگلے اجلاس کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کے لئے ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پہلے بھی پیش ہوئی تھی اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں دوبارہ کر دیتا ہوں۔ یہ pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ pending نہیں ہوئی تھی۔ یہ نئی قرارداد ہے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور ہائیکورٹ کا نام پنجاب ہائیکورٹ رکھنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ لاہور کا نام دیگر دو صوبوں کی ہائیکورٹس جیسا کہ صوبہ سندھ کی ہائیکورٹ کا نام سندھ ہائیکورٹ اور صوبہ بلوچستان کی ہائیکورٹ کا نام بلوچستان ہائیکورٹ ہے۔ ضروری آئینی ترمیم کے ذریعے تبدیل کر کے پنجاب ہائیکورٹ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ لاہور کا نام دیگر دو صوبوں کی ہائیکورٹس جیسا کہ صوبہ سندھ کی ہائیکورٹ کا نام سندھ

ہائیکورٹ اور صوبہ بلوچستان کی ہائیکورٹ کا نام بلوچستان ہائیکورٹ ہے۔
ضروری آئینی ترمیم کے ذریعے تبدیل کر کے پنجاب ہائیکورٹ رکھا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں جس طرح سے پنجاب ہائیکورٹ کا نام لاہور ہائیکورٹ ہے،اسی طرح سے سرحد ہائیکورٹ کا نام بھی پشاور ہائیکورٹ ہے۔میرا خیال ہے کہ مناسب یہ ہو گا کہ اس پر کیونکہ یہ Judicial matter ہے اور Judiciary سے متعلقہ ہے، آج رجسٹرار ہائیکورٹ سے میرا رابطہ نہیں ہو سکا ہے ان سے بھی اس کا جواب لے لیں ،وفاقی حکومت کا بھی اس پر مؤقف لے لیں اور اگر یہ consensus سے ہو جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ آسان بھی ہو جائے گا اور بہتر بھی ہو جائے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو pending فرما دیں تا کہ اس پر تمام stakeholders کا مؤقف لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب سید حسن مرتضٰی ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کے حصول کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

سید حسن مرتضٰی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں پھر غریبوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں، شاید اس House میں بیٹھے ہوئے امراء کے در و دیوار پھر کانپ جائیں۔میں آپ کی نظر ایک شعر کرتا ہوں۔

یہ چمن زار یہ جمنا کا کنارہ یہ محل
یہ منقش در و دیوار یہ محراب یہ تاج
ایک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج آپ کا عشق اور محبت پر زیادہ ہی زور ہے۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے تحریک پیش کریں۔ آپ شعر و شاعری میں بھول گئے ہیں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عینک اتر گئی تھی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کے حصول کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کے حصول کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کے حصول کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے رہائشی کالونی بنانے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان نے مورخہ 15۔دسمبر 1988 کو متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی کہ پنجاب اسمبلی کے

ملازمین کے لئے ایک رہائشی کالونی بنا کر دی جائے لیکن 22 سال گزرنے کے باوجود اس قرار داد پر آج تک عملدرآمد نہ ہو سکا۔ قرار داد پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث مہنگائی کے اس کمر توڑ دور میں اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا جبکہ اس ایوان نے صحافی کالونی، آرٹسٹ کالونی اور دیگر کے لئے قرار دادیں پاس کیں اور ان قرار دادوں پر عمل کرتے ہوئے حکومت نے صحافی کالونی اور آرٹسٹ کالونی کے لئے زمین بھی مہیا کر دی ہے اس لئے اب دوبارہ یہ ایوان حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ 22 سال قبل پاس کی جانے والی قرارداد پر عملدرآمد کو یقینی بنائے اور اسمبلی ملازمین کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنانے کے لئے زمین مہیا کرے نیز حائل تمام رکاوٹیں دور کرے تاکہ اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان نے مورخہ 15۔دسمبر 1988 کو متفقہ طور پر ایک قرار داد منظور کی کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے ایک رہائشی کالونی بنا کر دی جائے لیکن 22 سال گزرنے کے باوجود اس قرار داد پر آج تک عملدرآمد نہ ہو سکا۔ قرار داد پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث مہنگائی کے اس کمر توڑ دور میں اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا نہ ہو سکا جبکہ اس ایوان نے صحافی کالونی، آرٹسٹ کالونی اور دیگر کے لئے قراردادیں پاس کیں اور ان قرار دادوں پر عمل کرتے ہوئے حکومت نے صحافی کالونی اور آرٹسٹ کالونی کے لئے زمین بھی مہیا کر دی ہے اس لئے اب دوبارہ یہ ایوان حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ 22 سال قبل پاس کی جانے والی قرارداد پر عملدرآمد کو یقینی بنائے اور اسمبلی ملازمین کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنانے کے لئے زمین مہیا کرے نیز حائل تمام رکاوٹیں دور کرے تاکہ اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں چونکہ ایک لمبے عرصے کا ذکر ہے کہ اس دوران اس قرارداد پر عمل نہیں ہو سکا۔ میری درخواست ہے کہ چونکہ یہ out of turn لی جا رہی ہے اس لئے اس پر متعلقہ محکمہ یا حکومت کا مؤقف، میں فوری طور پر بیان نہیں کر سکتا اس لئے آپ اس کو بھی pending فرما دیں تا کہ اس پر حکومت کا یا محکمہ کا جواب آئے کہ 22 سالوں میں آخر اس پر کوئی کارروائی ہوئی بھی یا نہیں اور اگر کوئی کارروائی ہوئی ہے تو وہ کس مرحلے پر ہے؟ اس کے بعد اس کو take up کر لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب ایک بات آ گئی ہے تو اس پر مزید بات کیا کرنی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اسے oppose کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ نے oppose کیا ہے تو پھر تو پہلے محرک بات کرے گا، آپ کس طرح بات کر سکتی ہیں؟ تشریف رکھیں۔ اس قرارداد کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضٰی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے بڑی مثبت بات کی ہے میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس امیروں کے لاہور میں [*******] پھر ایک دفعہ غریبوں کو ٹھکرانہ دیا جائے۔ انہیں consider ضرور کر لیا جائے کہ وہ اس کے اہل ہیں ،انہیں ملنی چاہئے یا نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کے ان الفاظ پر احتجاج کرتا ہوں۔ یہ بہت بری بات ہے اس طرح کی باتیں، مجھے امیر کہنا یا یہ کہنا میں جو کچھ بھی ہوں اللہ کی بڑائی کے صدقے سے ہوں۔ میں نے ان کا کچھ بھی نہیں لیا ہوا ہے، میں چنیوٹ سے کچھ نہیں لے کر لاہور آیا ہوا ہوں۔ جو کچھ گیا ہوا ہے، لاہور سے چنیوٹ ہی گیا ہوا ہے۔ اگر لاہور purchase نہ کرے چنیوٹ کی ایک کرسی بھی نہیں

فروخت ہو سکتی۔لاہور اتنا عظیم شہر ہے کہ یہ ہر ایک شہر کو سلام کر کے کہتا ہے کہ آ جاؤ میں تمہیں قبول کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!پنجاب کا ہر شہر اور ہر دیہات عظیم ہے اور ہم کسی ایک جگہ کی بات نہیں کریں گے۔پورا پنجاب عظیم ہے۔آپ کے متعلق جو بات کی گئی ہے وہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ ایک مہینے سے یہ ایوان چل رہا ہے اور اسمبلی کے سٹاف نے یہاں پر اتنا کام کیا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں ایک ماہ کی تنخواہ دے دی جائے۔اگر حکومت نہیں دے سکتی تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہم سب سے پیسے لے کر انہیں ایک ماہ کی تنخواہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔یہ بات پہلے ہی ہو چکی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس پر کہہ بھی دیا تھا کیوں جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس پر ایک اختتامی نوٹ میرے پاس موجود ہے تو جب آپ اجلاس کو prorogue کرنے لگیں گے تو میں پڑھ دوں گا۔اگر آپ ابھی کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ابھی پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!آج موجودہ اسمبلی کے ماشاءاللہ دو پارلیمانی سال مکمل ہو گئے ہیں۔اسمبلی نے مسلسل 35 دن کام کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔اس ریکارڈ ساز اجلاس میں نہایت اہم قانون سازی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مفاد عامہ کی بے شمار قراردادیں بھی پاس ہوئی ہیں۔حالیہ اجلاس میں سب سے اہم کام یہ تھا کہ بجٹ 11-2010 کی تیاری کے لئے ممبران اسمبلی سے تجاویز لی گئیں۔تمام معاملات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پنجاب اسمبلی کے عملہ نے دن رات سخت محنت کی ہے لہذا گزارش ہے کہ جناب سپیکر اپنے اختیارات کو

بروئے کار لاتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے سارے عملہ کو ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ کی ادائیگی کا اعلان فرمائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام بھی بہت اچھا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی رہائش کے حوالے سے آئی ہے کہ جہاں پر بھی ہم نے حکومت سے پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی رہائش کے لئے جگہ لینے کی بات کی ہے تو اس کے اندر ہم نے practical مشکلات دیکھی ہیں۔ آپ نے اس قرارداد کو pending فرمایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ already اسمبلی کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو اسمبلی کو ارٹر پر کام کر رہی ہے تو ہم اس کمیٹی کو آپ کے ساتھ بٹھا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اسمبلی کی قرارداد اس کے اوپر پاس ہو چکی ہے تو ویسے تو یہ Assurance Committee کو جانی چاہئے کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ اس پر اب تک کوئی بہتر پیشرفت کیوں نہیں ہوئی۔ ویسے آپ اس کمیٹی سے attach کر دیں یا Assurance Committee کو refer کر دیں لیکن اس کے لئے پھر انہیں تحریک الگ لانی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے ہی ایک تحریک آئی ہوئی ہے اور قرارداد 22 سال پہلے پاس ہوئی ہے اور اس میں practical جو مشکلات پیش آ رہی ہیں تو جو کمیٹی already بنی ہوئی ہے وہ کمیٹی آپ سے بیٹھ کر بات کر لے گی اور درپیش hurdles اور hindrances کو دور کر لیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں اسمبلی ملازمین کی تنخواہ کی بات ہو رہی ہے تو میں یہ چاہتی ہوں کہ اسمبلی میں بجلی والے ملازمین کو بھی تنخواہ دینے کے لئے لیٹر لکھا جائے کیونکہ وہ بھی اسمبلی ملازمین کے ساتھ دیر تک اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس بارے میں بات ہو گئی ہے اور بالکل کر دیں گے۔جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ تاریخ کا لمبا ترین سیشن آج ختم ہونے جا رہا ہے تو میں اس کے اختتام پر اور اس اسمبلی کے دو پارلیمانی سال مکمل ہونے پر یہی استدعا کروں گی کہ ایک قرارداد آئی ہے لیکن دو سال ہونے کے باوجود، میں first mover تھی جس نے یہاں کھڑے ہو کر اسمبلی کے ملازمین کے کوارٹروں کی بات کی تھی اور دو سال میں آپ نے بھی دیکھا اور آپ نے بڑی مرحمت فرمائی لیکن ہم سب ان اداروں کے ہاتھوں بے بس ہو گئے جنہوں نے ان غریب ملازمین کے لئے ایک مرلہ بھی جگہ دینا پسند نہ کی۔میں اپنا protest بھی ریکارڈ کرواتی ہوں کہ آج دو سال ہونے کے باوجود چراغ تلے اندھیرہ ہونے والی بات ہے کہ ان کے لئے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا جا سکا اور end میں ہم یہ سن رہے ہیں کہ ہم اس میں بے بس ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ بالکل غلط کر رہی ہیں۔بے بسی کی بات آج تک نہیں ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کے اداروں کے ساتھ بیٹھ کر کمیٹی کے ممبران اعجاز احمد خان صاحب اور مہر اشتیاق صاحب یہاں موجود ہیں وہ بات کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!بے بسی کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔facts کے خلاف بات نہ کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اگر گڑھی شاہو کے کوارٹروں یا پیپلز ہاؤس میں سے کوئی کوارٹر گر گیا اور کسی کی جان چلی گئی تو کون ذمہ دار ہو گا، آپ ذمہ دار ہوں گے اور ہم ذمہ دار ہوں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!Issues کو اٹھانا اچھی بات ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ issues پر point scoring کرنا انتہائی غلط بات ہے۔اسمبلی کے ملازمین کا مسئلہ سب کا مسئلہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم انہیں accommodate کریں لیکن This is not the way

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ہم اپنی کارکردگی کو بہتر تو بنا سکتے ہیں لیکن اس حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے اعجاز خان صاحب ہونے والی working کے بارے میں زیادہ بہتر طریقے سے بتاسکتے ہیں کہ اس وقت تک کیا بات ہوئی ہے اور کس حد تک کام پہنچا ہے؟ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کو اس بنیادی اور اہم نوعیت کے معاملے پر وہ تمام کارروائی جو آپ کی سربراہی میں قائم ہاؤس کمیٹی نے کی ہے اس پر اعتماد میں لانا چاہوں گا۔ اس کمیٹی کی لاتعداد میٹنگ ہوئیں۔ گڑھی شاہو میں اسمبلی کی جگہ پر پولیس سٹیشن نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا اور وہ جگہ فلیٹس کے بالکل قریب ترین تھی کیونکہ صورتحال یہ تھی کہ جہاں پر پہلے سے موجود فلیٹس میں ملازمین رہ رہے ہیں وہ بوسیدہ ہو چکے تھے اور انہیں demolish کر کے نئے بنانے کی بات تھی تو سوال یہ سامنے آیا کہ اگر انہیں demolish کر دیا جائے تو وہ ملازم dislocate ہو جائیں گے اور ہم انہیں کہاں پر residence for the time being provide کریں گے۔ اس پر ہاؤس کمیٹی نے اس کے قریب ترین ایک جگہ کی نشاندہی کی جو کہ پولیس سٹیشن کے قبضہ میں تھی اور اس پر آپ نے یعنی main committee نے ایک سب کمیٹی بنائی جس کا میں بھی ممبر تھا تو کمیٹی نے موقع پر جا کر visit کیا اور یہ propose کیا کہ تھانہ کی back side پر 3 کنال اور کچھ مرلے کی جگہ کو تھانے سے لے کر اس جگہ پر ان ملازمین کے لئے بلڈنگ بنائی جائے اور انہیں آباد کیا جائے اور اس کے بعد بوسیدہ فلیٹس کو demolish کر کے وہاں پر ان کے لئے فلیٹس بنائے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو accommodate کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو بتاؤں گا کہ اس پر orders کر دیئے گئے ہیں۔ محکمہ کالونیز میں ممبر کالونیز کو direction دی گئی ہے کہ وہ فوری طور پر اس کی سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجیں اور اس کی approval لے کر اس کو پنجاب اسمبلی کے نام transfer formally کروائیں تاکہ کل کو کوئی legal complications نہ ہوں۔ وہ سمری وزیر اعلیٰ ہاؤس میں پہنچ چکی ہے اور اس کی approval کے ساتھ ہی وہاں پر باقی تمام انتظامات مکمل ہیں۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیزائن بنا لیا ہوا ہے اور فوری طور پر وہاں پر کام شروع ہو جائے گا اس لئے ہاؤس کمیٹی کو بھی میں خراج تحسین

پیش کرتا ہوں اور آپ کو بھی جو آپ کی دلچسپی کی بنیاد پر ملازمین کا ایک دیرینہ مسئلہ حل ہوا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہی کمیٹی لاء منسٹر صاحب سے مل کر بات کر لے۔ اب پرویز رفیق صاحب بات کر لیں۔

مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں بہت کم موقع دیا جاتا ہے کیونکہ ہماری آواز کو دبانے اور اس اصل issue کو مسخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کل آپ کی مہربانی سے out of turn مذہب کی بنیاد پر شراب پر پابندی اور پرمٹوں کی منسوخی کے لئے میں ایک قرارداد لے کر آیا تھا۔ کل اس پر بحث بھی ہوئی اور اس ایوان کی اکثریت اس حق میں تھی کہ اس پر پابندی ہونی چاہئے چونکہ وزیر قانون صاحب نے بتایا کہ Federal Law ہے تو یقیناً non Muslim کا Federal Law یہی ہے لیکن اس قرارداد کو آج کے لئے pending کیا گیا تھا اور آج میں منسٹر صاحب سے ملا تو ہم نے اس قرارداد کو amend بھی کر لیا ہے کیونکہ یہ آج کے لئے pending تھی اور commitment کی گئی تھی لیکن مجھے نہایت افسوس ہے اور میں اسے ایک سازش سمجھتا ہوں کہ جان بوجھ کر اسے آج ایوان میں پیش نہیں ہونا دیا گیا جبکہ وزیر قانون صاحب اس چیز سے متفق ہیں اور انہوں نے assurance دلائی تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے آگے لے کر جانے اور linger on کرنے کی، حسن مرتضیٰ صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں اور بے شمار ممبران نے مجھے کہا کہ چھوڑو یار تم کس چیز میں پڑ گئے ہو۔

جناب سپیکر! میں تو یہ کہتا ہوں کہ آج گلیوں میں شراب بیچیں، آپ بازاروں میں شراب بیچیں اور آپ یوٹیلٹی سٹورز پر شراب رکھ کر بیچیں مجھے اس چیز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا اعتراض صرف یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل 25 جو ہے کہ Federal Law کو violate کرتا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اور صوبے سے میری گزارش ہے کہ چونکہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ صوبائی ہے اور صوبہ اس کے

ٹیکس لیتا ہے اور صوبہ اس کی issuing authority ہے تو issuing authority ہی اسے cancel کر سکتی ہے لیکن اس Federal Law کے ہوتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ Federal Law کو یعنی وفاقی حکومت کو سفارش کریں۔ میں نے وفاقی حکومت کو سفارش کی اور لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس قرارداد کی نوک پلک کو ٹھیک کیا لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب بھی اسے آج کے ایجنڈے پر نہیں آنے دیا گیا جس کی میں مذمت کرتا ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم پرویز رفیق صاحب اس پر جذباتی ہو رہے ہیں۔ ایک تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ محترمہ آمنہ الفت جو بات کرنا چاہتی ہیں آپ ان کو بھی ٹائم دے دیں تاکہ وہ بھی بات کر لیں۔ دوسرا یہ ہے کہ جو قرارداد انہوں نے بیٹھ کر میرے ساتھ بنائی ہے اس میں انہوں نے تھوڑی سی amendment کی ہے۔ اس کو آپ پیش کروا دیں اور میری تجویز ہے کہ minorities کی ایک Advisory Council ہے اس میں سکھ، ہندو اور پارسی سب ہی اس کے ممبر ہیں۔ اس قرارداد کو ہم وہاں بھجوا دیتے ہیں۔ ان کی بھی رائے آجائے گی، اگر تمام اقلیتوں کی رائے متفقہ ہوئی تو پھر یقیناً فیڈرل گورنمنٹ کو جو یہ معزز ایوان سفارش کرے گا اس میں زیادہ زور ہو گا اور اس کے implement ہونے کے زیادہ chances ہوں گے۔ یہ ان سے پیش کروا دیں، اگر یہ ہو چکی ہے تو آپ اس کو اس condition کے ساتھ pending فرما دیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ Advisory Council کو اس کی کاپی بھجوا دے تاکہ ان تمام کی رائے آجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ پیش تو ہو گئی تھی، جو اس پر amendment تھی۔۔۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پنجاب کی اقلیتوں کے نمائندے یہاں پر موجود ہیں کل آپ نے سنا کہ وہ ذاتی طور پر اس قرارداد کے مخالف نہیں ہیں جو میں نے پیش کی تھی۔ جو میرا مؤقف تھا وہ اس کے مخالف نہیں ہیں۔ ان کا صرف یہی نکتہ تھا کہ یہ Federal Law ہے لہٰذا ہم اس پر کچھ نہیں

کر سکتے۔ میں نے اس پر بھی compromise کیا کہ یہ ایوان وفاقی حکومت کو سفارش کر سکتا ہے۔ میرا تو مؤقف یہی ہے حالانکہ Federal Law ضرور ہے لیکن پنجاب حکومت اس کی پابند نہیں ہے کہ اس کے ضرور permit اور لائسنس جاری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے وہ بہتر ہے کیونکہ ہر مسئلے کا حل نکالا جانا چاہئے اور اس میں بہتر یہی ہے کہ اس پر consensus کے ساتھ بات آجائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ان کو اعتراض یہ ہے کہ وہاں پر non-Muslim کا لفظ ہے۔ non-Muslim سے مراد صرف مسیح ہی نہیں ہیں بلکہ non-Muslim سے مراد سکھ بھی ہیں، پارسی بھی ہیں اور ہندو بھی ہیں اس لئے سب کی رائے آجانا بہتر ہے۔ ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے لفظ non-Muslim delete کرنے کی سفارش کرنی ہے تو پھر سب کی رائے لے لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل صحیح بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے یہاں تیتر، بٹیر، بیگ ہر چیز کی بات کی ہے ہم پانی کی بات کب کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ مجھے موقع دیں گی تو قراردادوں کے بعد۔ اگر آپ rules کو پڑھ کر آئیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پہلے میں business of the House ختم کرلوں پھر اس طرف آؤں گا۔ ابھی قرارداد کی بات ہو رہی ہے اس کے بعد میں بالکل اس طرف آتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو پرویز رفیق صاحب نے قرارداد پیش کی ہے یہ آج کے ایجنڈے کا حصہ نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! Kindly don't dictate the House یہاں پر ہر ممبر کا بات کرنے کا right ہے۔ اگر یہ قرارداد ایجنڈے پر نہیں ہے تو پھر پانی کا business بھی نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ہر ممبر کا احترام کرتا ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو لغاری صاحب فرما رہے ہیں ہم بالکل وہ بات کریں گے اور وہ بات بالکل ہو گی۔ دراصل یہ قرارداد کل پیش ہوئی ہے اور اس پر تقریباً چالیس منٹ یہاں debate ہوئی ہے پھر میرے کہنے پر آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ اگر یہ business کے ایجنڈے پر نہیں ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ آج کے لئے pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کوئی معزز ممبر out of turn بات کرتے ہیں تو ہم یہاں ہر ایک کو accommodate کرتے ہیں۔ آپ آپس میں patience رکھیں اور House کو مل کر پیار سے چلائیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! رانا صاحب نے کہا ہے کہ مجھے اعتراض ہے، مجھے بھی اس چیز پر اعتراض اب تھوڑا کم ہے۔ اگر آپ اس کو study کریں تو اس میں لکھا ہے کہ religious ceremonies کے لئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرویز رفیق صاحب! اس پر کل بڑی لمبی بات ہوئی ہے اگر آپ آج دوبارہ بات کریں گے تو پھر ہر کوئی اس پر بات کرے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بالکل موقع دیا گیا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری پھر بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کی بات بالکل سن لی ہے، جو سننی تھی وہ سن لی ہے اور کل اس ہاؤس میں چالیس منٹ بات ہوئی ہے۔ یہ ساری بات آپ ہی کی قرارداد پر ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ amended Resolution پڑھ دیں اور اس کے بعد اس کو pending کر دیں۔ ہم minorities کی Advisory Council سے اس میں رائے لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، پرویز رفیق صاحب! آپ اپنی amended Resolution پیش کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی Resolution پڑھ رہا ہوں لیکن میرا پھر وہی مؤقف ہے کہ اگر پنجاب کا صوبہ اس پر پابندی نہیں لگا رہا ہے کیونکہ وہ issuing authority ہے تو میں احتجاج کرتا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ law کی بات ہے۔

جناب پرویز رفیق: یہاں کہاں law کی بات ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Let him read the Resolution پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ مجھے یہ بتادیں کہ اس پر rules کیا کہتے ہیں؟ جب House میں کوئی چیز آنی ہے تو قاعدے قوانین کے مطابق آنی ہے۔ پہلے قرارداد پیش تو کریں، آپ نے پیش ہی نہیں کی۔ ہاؤس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ Prohibition (Enforcement of Hadd) Order 1979 میں ترمیم کرکے مذہب کی بنیاد پر (non-Muslim) پر شراب کے لائسنس / پرمٹ جاری کئے جانے کی legal provision کو delete کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے اگر آپ نے قانون پڑھا ہو تو اس میں صرف non-Muslim نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب! جیسے کل پڑھا تھا اس میں تو medicine کے استعمال کے لئے بھی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو اعتراض صرف non-Muslim کے لفظ پر ہے، باقی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ نے پیش کر دی ہے۔ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے جو suggestion دی ہے اس کو ہم اگلے session تک pending کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! in the meantime اقلیتوں کی Advisory Council سے رائے لینے کے لئے اس کو بھجوا دیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میری اس میں گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں لیکن Minority Advisory Council پھر جو recommendations دے گی اگر وہ کہے گی کہ وفاق بھی کرے اور صوبہ بھی فوری طور پر پابندی لگائے تو منسٹر صاحب assurance دے دیں کہ وہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح شرطوں کے ساتھ قراردادیں پیش نہیں کرتے This is very strange آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میں تو Minority Advisory Council کی بات کر رہا ہوں مجھے تو پتا بھی نہیں ہے کہ وہ ہے یا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر تمام minorities نے اس resolution کو support کیا تو ہم اس معزز ایوان سے اس کو pass کروادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب پرویز رفیق: بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر!میں تو صبح ہی سے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بہت اہم issue کو لانا چاہتا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ شاید وہ ہماری priority list میں سب سے نیچے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!اب میں بھی آپ سے ایک بات کرنا چاہوں گا۔ آپ صبح کی recording نکال کر دیکھ لیں کہ کتنے زیادہ پوائنٹ آف آرڈرز ہوئے ہیں اور ہم نے تو اب اس House کا business complete کیا ہے۔House کا business اتنا لمبا کیوں ہوتا ہے؟میں جب بات کرتا ہوں کہ ہم نے rules کو follow کرنا ہے جب تک پوائنٹ آف آرڈرز relevant نہیں ہوں گے تو پھر یہی ہو گا جو کہ اب ہو رہا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پانی کے حوالے سے سیکرٹری آبپاشی پنجاب وسندھ کی آئینی خلاف ورزی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ جب میں نے صبح پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا تو پورا صوبہ اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر تھا کیونکہ کل ہمارے صوبے نے Constitutional violation کی ہے۔ Constitution کا آرٹیکل 155 ہے، اب تو میں نے Constitution بھی واپس رکھ دیا ہے، میں نے سوچا کہ شاید اب باری نہ آئے۔ اس میں واضح طور پر ایک clause ہے جو پانی کے issue پر ہے۔ باقی تو دنیا کی ہر چیز پوائنٹ آف آرڈر پر ہو جاتی ہے لیکن جو actual پوائنٹ آف آرڈر ہے ?How things are not in order کل دوپہر کو ہمارے پنجاب کے Secretary Irrigation اور سندھ کے Secretary Irrigation نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر رہے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 155 میں باقاعدہ لکھا ہے کہ:

> If the interests of a Province, the Federal Capital or the Federally Administered Tribal Areas, or any of the inhabitants thereof, in water from any natural source of supply have been or are likely to be affected

کل ہمارے دو Secretaries نے بیٹھ کر فیصلہ کر دیا اور جس وقت وہ فیصلہ کر رہے تھے، ٹی وی پر strip چل رہی تھی کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند ہو گیا ہے اور اسی وقت ہمارے وزیر موصوف یہاں پر بیان دے رہے تھے کہ نہر بند نہیں ہو گی۔ یہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے؟

> Is not thing out of order here? This valid point of order where things are out of order have not been accepted since morning.

باقی ہر چیز آپ نے کی ہے، میری صرف یہ گزارش تھی۔ کیا اس چیز کی اہمیت آپ کے سامنے نہیں ہے کہ ہم نے کتنا اہم decision کیا ہے؟ ہم چشمہ جہلم لنک کینال پر اپنا Power Plant لگا رہے تھے اور اب ہم اس سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ وزیر صاحب نے کہا کہ پانچ ہزار کیوسک سے

کم کر کے ہم نے تین ہزار کیوسک کیا ہے وہ بند نہیں ہوئی اور سیکرٹری نے کہا کہ ہم بند کر رہے ہیں اور ہم نے ارسا کو کہہ کر بند کروادی۔

جناب سپیکر! میں اس issue کو کہاں پر لے کر جاؤں؟ آپ مجھے proper forum بتائیں اور مجھے تو سب سے اہم forum یہی اسمبلی لگتی ہے اور اسی کا floor لگتا ہے جو سب سے اہم ہے، جہاں پر میں پورے صوبے کے مسائل کو سامنے لے کر آؤں گا اور مستقل طور پر ہمیں یہاں پر یقین دہانی کرائی جاتی رہی۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے یہاں پر آ کر یقین دہانی کرائی اور لاء منسٹر صاحب نے بھی یہاں پر یقین دہانی کرائی کہ ہم پنجاب کے interest پر compromise نہیں کریں گے۔ ہماری یہاں سے ایک special team کراچی اڑ کر گئی اور انہوں نے کہا کہ وہ وہاں جا کر اس پر بات کر کے آئیں گے اور پانی میں کوئی کمی بیشی نہیں کریں گے اور اگلے دن ہم نے یہاں پر سندھ والے بھائیوں کو بلایا اور ہم نے وہاں پر اپنا پانی give up کر دیا۔ مجھے پتا لگا کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں meeting ہو رہی ہے اور میں وہاں پر گیا اور میں نے تھوڑی سی بدتہذیبی یوں کی کہ دروازہ knock کر کے اس meeting والے کمرے میں چلا گیا اور میں نے جا کر ان کو کیس plead کیا کہ محترم افسران صاحبان اس چیز پر غور کرو کہ یہ صرف کچھ کیوسک پانی ادھر اُدھر ہونے کی بات نہیں ہے، جنوبی پنجاب اور اپر سندھ کے درمیان جو ثقافتی رشتے ہیں، جو اقوام بارڈر کے دونوں طرف موجود ہیں، میری اپنی قوم، ہمارے لغاری جتنے پنجاب میں بیٹھے ہیں اس سے زیادہ سندھ میں بیٹھے ہوئے ہیں، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے کھوسے یہاں پر بیٹھے ہیں اور سندھ میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور جتوئی ہمارے یہاں مظفر گڑھ میں بیٹھے ہیں اور غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب وغیرہ وہاں پر بھی موجود ہیں۔ ہماری ایک ہی اقوام ہیں ہمارا رہن سہن، کھانا پینا، لباس، خوراک اور ہماری جتنی خوشیاں غمیاں بارڈر کے اس طرف ہوتی ہیں اور اتنی بارڈر کے دوسری طرف بھی ہوتی ہیں تو یہ افسران کے اس فیصلہ کے ساتھ جو اس کے consequences ہوں گے، ہمارے جو bordering areas ہیں جن کو یہ لنک کینال جا کر پانی دیتی ہے، پہلے تو میں نے اسی دن عرض کی تھی اور سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ یہ لنک کینال کہاں سے آئی ہیں، یہ لنک کینال اس علاقے کے لئے آئی ہیں جو کہ 1947 میں جن کے اندر نہری نظام تھا اور ریاست بہاولپور اور ساؤتھ پنجاب کے اندر نواب آف بہاولپور نے 1920 کے اندر

ایک نہری نظام بنایا تھا جو کہ ستلج اور بیاس دریاؤں سے پانی لے کر وہاں پر آرہا تھا۔ اسی چیز کے اوپر 1920 میں بیکانہر، بہاولپور اور British India کے درمیان بھی پانی کے تنازعات ہوئے تھے اور 1920 میں ان کے درمیان ایک agreement ہوا تھا۔ پھر دوبارہ جب سکھر بیراج بننے لگا تو پھر سے پانی کے معاملات negotiate ہوئے اور یہ negotiate ہوتے آرہے ہیں اور ان کے ساتھ یہ چیزیں established facts ہیں کہ جو لنک کینال ہیں وہاں جا کر پانی دیتی ہیں۔ میں ڈیرہ غازی خان کا رہنے والا ہوں مجھے اس میں سے ایک کیوسک بھی پانی نہیں ملتا اور مجھے اس میں سے پانی نہیں ملے گا لیکن South Eastern Punjab کے وہ سارے علاقے جن میں 9 اضلاع آتے ہیں وہ چشمہ جہلم لنک کینال سے پانی لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ نہر چشمہ جہلم لنک کینال reservoir سے نکلتی ہے اور دریائے جہلم میں آکر گرتی ہے، تریموں بیراج سے اس کی آگے نہریں نکلتی ہیں، تریموں سے پھر سدھنائی میں آتی ہے۔ اس کے بعد پھر میلسی سیفل میں آتی ہے۔ ان سارے علاقوں کو جس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، مظفر گڑھ کے اوپر کا حصہ، کبیر والا، لودھراں، وہاڑی اور بہاولپور ہے۔ یہ وہ علاقے ہیں جو ہمارے بھائی زمیندار یہاں پر بیٹھے ہیں ان کو پتا ہے کہ یہ prime agricultural land ہے ہم نے اس کا پانی چھوڑ دیا ہے اور ہم نے اس کے لئے پانی give up کر دیا ہے۔ یہی بات پہلے دسمبر کے مہینہ میں ہوئی اور ہماری نہروں کو بند کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں پھر سے وہی بات کروں گا کہ اس میں کوئی صوبائی تعصب کی بات نہیں ہے اور میری تو اپنی قوم آدھی سے زیادہ سندھ میں بیٹھی ہوئی ہے، ہمارے آپس میں بڑے گہرے رشتے ہیں لیکن جس وقت یہ افسران بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو شاید پتا نہیں کسی کو خوش کرنے کے لئے یہ باتیں ہو جاتی ہوں کہ شاید جو بھی ہے وہ ناراض نہیں ہو گا لیکن اس کی implication پر غور نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر! دسمبر کے مہینہ میں جنوبی پنجاب میں گندم کاشت کی جاتی ہے اور اکثر سندھ کے اندر چاول کاشت کیا جاتا ہے۔ چاول کی فصل یہاں ستمبر اور اکتوبر میں پک جاتی ہے اور وہاں نومبر میں گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں نومبر کے آخر اور دسمبر کے پہلے ہفتہ تک کاٹن

کی harvesting ہوتی ہے اور اس کے بعد گندم کاشت کی جاتی ہے۔ دسمبر کے مہینہ میں ہماری نہریں بند کر دی گئیں۔ جس چیز پر سب سے زیادہ مجھے افسوس ہوتا ہے اور افسوس اس بات پر ہوتا ہے۔"**لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ**"میرا کسی پر personal attack کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہمارے وزیر موصوف میرے ساتھ ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں بیٹھے تھے اور رات کو 9 بجے انہوں نے یہ commitment کی کہ نہریں بند نہیں ہوں گی اور میں آپ کو سارا پانی پورا کر کے دوں گا اور خدا کی قسم سویرے نہریں بند ہو گئیں۔ مطلب ان کے علم میں نہیں ہے اور وہ یہاں پر کھڑے ہو کر commitment کر رہے ہیں کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند نہیں ہو گی اور یہاں سے پانچ سات کلو میٹر دور جوائنٹ پریس کانفرنس ہو رہی ہے جس میں چشمہ جہلم لنک کینال بند ہو رہی ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ ایوان کسی طرح loop میں نہیں آتا،اس ایوان میں کوئی فیصلہ نہیں ہونا،اس ایوان نے کیا کہیں پر input نہیں دینی، کیا وزیر بننا صرف اس لئے ہے کہ وہ جھنڈے والی گاڑی اور ایک پولیس سکواڈ نہیں، مجھے دو پولیس سکواڈ دے دو یا دو پولیس سکواڈ نہیں مجھے بلٹ پروف کار دے دو اور کیا اسی لئے وزارتیں ہوتی ہیں؟

> Responsibilities and privileges go hand to hand. People are very keen to get the privileges but the responsibilities associated with them are not being addressed.

جناب سپیکر!میری تو خواہش تھی اور میں نے تو ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے جو کہ نہیں آئی۔ اسی ایوان میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ commitment کی تھی کہ میں اسلام آباد جا رہا ہوں،میرے ساتھ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ سینئر مشیر اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب جا رہے ہیں اور انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے Thursday یا Monday کو میری وزیر اعظم صاحب سے ملاقات ہو گی اور اس کے بعد میں ایوان میں آ کر بتاؤں گا کہ اس ملاقات میں کیا ہوا اور وہ بھی نہیں آئے۔

جناب سپیکر!ہم یہاں پر ایک بڑا genuine issue اور اس سے بڑا کوئی concern نہیں ہو سکتا،لاکھوں لوگوں کے روزگار کا معاملہ ہے۔ چشمہ جہلم لنک کینال سے ایک اندازہ کے مطابق

40لاکھ ایکڑ سہر اب ہوتے ہیں اس چالیس لاکھ ایکڑ کے لئے ہم نے کوئی انتظام نہیں کیا۔ ہاں اب مطلب ہے جو باتیں کی جارہی ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ بارشیں ہوگئی ہیں اس لئے پنجاب میں پانی کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ جو بارش ہوئی ہے یہ Northern areas اور سنٹرل پنجاب میں ہوئی ہے ساؤتھ میں نہیں ہوئی ہے۔ میں کل کی official statistics بتاتا ہوں کہ Tarbela command، اس میں تربیلا دریا سے پانی اور کابل دریا سے چھوڑا ہوا پانی آتا ہے۔ 40ہزار کیوسک پانی تربیلا سے چھوڑا گیا ہے، 14ہزار کیوسک پانی دریائے کابل سے آیا ہے اور یہ مل کر 54ہزار کیوسک ہوگیا۔ اس 54ہزار کیوسک پانی میں سے تھل کینال کو صرف تین ہزار کیوسک مل رہا ہے اور مظفر گڑھ کینال کو zero کیوسک، ڈیرہ غازی خان کینال zero، حویلی 405 کیوسک، سدھنائی 800 کیوسک، رنگ پور کینال zero، لوئر پاکپتن 1166 کیوسک، میلسی zero لوئر بہاول 1081 کیوسک، پنجند zero فیصد عباسیہ 318 کیوسک سو اس 54ہزار کیوسک پانی میں سے پنجاب کو 9896 کیوسک پانی ملا ہے جو کہ ساؤتھ والا علاقہ پیتا ہے۔

جناب سپیکر! اب جو اپر ایریا یا اپر پنجاب جس کو Mangla command کہا جاتا ہے اس کو 22497 کیوسک. These are official figures میرے پاس یہ دستخط ہوا پیپر موجود ہے۔ مجھے آپ بتائیں کہ ہم انصاف لینے کے لئے کہاں جائیں اور کس کے سامنے دُہائی کریں، کون ہے جو ہمارے حقوق کے لئے stand لے گا؟ یہ چیز کہہ دینا بڑا ہی convenient ہے کہ ہم نے یہ بات کر دی ہے اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ مجھے پتا ہے کہ میں جو کچھ یہاں پر بول رہا ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور وہ کہیں گے کہ یہ دیوانہ ہے، باتیں کرتا رہتا ہے، اس کی ہر دفعہ سن لو یہ تو ایسی ہی باتیں کرتا ہے لیکن خدارا اس چیز کے اوپر دھیان دیں۔ اس کے consequences بڑے خطرناک ہوں گے، جب لوگوں کو اس چیز کا احساس ہو گا کہ پنجاب کا دارالخلافہ ہمارے interest کو watch out نہیں کر سکتا تو جو اس کی implications ہوں گی تو آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں اور زیادہ جہاں دیدہ ہیں، اس کی implications بڑی خطرناک ہوں گی، ہم یہ کیوں نہیں کرتے ،ہمارے وزیر صاحب یہاں پر ایک بیان دے رہے ہوتے ہیں اور وہاں پر اور کوئی چیز ہو رہی ہوتی ہے۔ آج ایک Resolutions بھی آئی ہے کہ وزراء کو بااختیار کیا جائے، کیا یہ وزیر صرف جھنڈے

والی گاڑیوں میں پھرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں؟ مجھے بتائیں کہ ہمارے وزیر صاحبان اسمبلی کی proceeding میں کتنا حصہ لیتے ہیں؟وہ اس لئے اسمبلی کی proceeding میں حصہ نہیں لیتے کیونکہ وہ بے اختیار ہیں،وہ کس بات کا کیا جواب دیں اوران کے پاس کیا اختیار ہے ؟میں نے یہ بہت اہم issue raise کرنا تھا۔ کاش !آج ہمارے Irrigation Minister ہوتے تووہ اس چیز پر اپنا مؤقف بیان کرتے ۔ میری تو ابھی بھی آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اجلاس ایک دن کے لئے extend کر دیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کم از کم آکر اس چیز کے اوپر جواب دیں جو کہ انہوں نے House کے floor پر commitment کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:House کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!انہوں نے House کے floor پر commitment کی تھی میں نے ان کی تقریر نکلوائی ہے اس میں انہوں نے commitment کی تھی کہ میں وزیر اعظم سے ملنے کے بعد House کے اندر آپ لوگوں کو اعتماد میں لوں گا اور وہ نہیں آئے۔اس ایوان سے اوپر کوئی forum نہیں ہے،مہربانی کر کے ایک دن extend کر لیں، میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ چیف منسٹر صاحب سے کہیں کہ ہاؤس سے یہ ڈیمانڈ آئی ہے،اس اسمبلی کے جس کے آپ لیڈر آف دی House ہیں وہ House کہتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب آئیں اور آکر بتائیں کہ ہم نے اپنا یہ پانی کیوں چھوڑا ہے اور اس کے پیچھے ہماری کیا logic ہے؟ کم از کم مجرم کو اس کا قصور تو بتاؤ۔ میں پھر سے واضح کر رہا ہوں کہ میں اس لنک کینال سے پانی پینے والے لوگوں میں سے نہیں ہوں لیکن جو لوگ اس سے پانی پینے والے ہیں۔۔۔

MR. IJAZ AHMED KHAN: Mr. Speaker! Is this a point of order?

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،یہ بات کر لیں۔ پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جی،میں نے ٹائم مانگا ہے،پوائنٹ آف آرڈر نہیں مانگا۔میں نے issue raise کرنے کے لئے ٹائم مانگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.Let the Chair decide میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا مقصد آپ کی attention invite کرنا ہے۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر کے بعد آپ نے allow فرما دیا ہوتا کہ ہاں! اس issue پر میں debate open کرتا ہوں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ چاہے جتنا بھی اہم نوعیت کا issue ہے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم Rules of Procedure کو follow کریں۔ اگر آپ ان کو یہ موقع فراہم کریں اور debate کو open فرما دیں تو پھر ہم سب کا right ہے کہ اس پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو بات کر لینے دیں اس کے بعد میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آپ سے گزارش کی تھی، پوائنٹ آف آرڈر نہیں مانگا تھا، میں نے آپ سے ٹائم مانگا تھا اور Chair کی discretion ہے کہ Chair ٹائم دے سکتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let the chair decide, what to do?

جناب محمد محسن خان لغاری: بہت مہربانی۔ میرے خیال میں شہر میں رہنے والے ہمارے بھائیوں نے تو الفتح سٹور سے جا کر آٹے کا تھیلا لینا ہے اور شاید لاہور میں تو سستا آٹا بھی مل جائے گا تو اس لئے ان کو گندم کی فصل کے ساتھ دلچسپی نہیں ہے۔ ہم دیہات میں رہنے والے لوگ جنہوں نے اس زمین سے گندم اُگا کر کھانی ہے۔ ہمارے لئے یہ فکر کا لمحہ ہے اور ہم اس لمحہ فکریہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ concern share کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہی ہے کہ آپ آج اس House کا ٹائم ختم نہ کریں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے کہیں کہ وہ مہربانی کر کے، میری دست بستہ گزارش ہے with the utmost humility اور جو بھی عزت کے الفاظ ہیں میری تو vocabulary محدود ہے۔ وہ آئیں اور بتائیں تو سہی کیوں چشمہ جہلم لنک کینال کے پانی پینے والے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے اس پانی کے مسئلہ پر جو concern show کیا ہے میں اس پر ان کا شکر گزار بھی ہوں اور appreciate بھی کرتا ہوں لیکن میں اس aspect سے متفق نہیں ہوں کہ یہ بات اس طرح سے بیان کی جائے کہ پنجاب بڑا مظلوم

ہے اور اس کے ساتھ پتا نہیں کوئی دشمن ہمسایہ ملک زیادتی کر رہا ہے۔ سندھ بھی ہمارا بھائی ہے اور ہم نے اکٹھے رہنا ہے اور اسی ملک میں رہنا ہے، اسی ملک کو آگے بڑھانا ہے۔ سندھ کی زمینیں بھی اتنی ہی زیادہ ضروری ہیں کہ وہ سرسبز ہوں و شاداب ہوں جتنی کہ پنجاب کی۔ اس سلسلے میں جو کمیٹی سندھ گئی تھی اس کمیٹی میں صرف افسران شامل نہیں تھے اس میں باقاعدہ طور پر ہمارے سینئر منسٹر، سینئر ایڈوائزر تھے۔ وہاں پر جو بات ہوئی ہے اس حوالے سے میری تفصیل سے ابھی ان کے ساتھ discussion نہیں ہوئی لیکن وہاں پر ایک schedule طے ہوا ہے جس میں ایک حکمت ہے کہ اتنے دن اس طرح سے کر لیا جائے تو یہ پابندی کوئی دائمی ہے اور نہ ہی یہ بات ہے کہ اب اس کے بعد پنجاب کو پانی نہیں ملنا یا اس کے بعد سندھ کو پانی نہیں ملنا۔ دونوں کی ضروریات، موسمی حالات، پانی کی تعداد ہر چیز کو مد نظر رکھ کر ایک schedule طے کیا ہے اور اس کے بعد آج شام کو میٹنگ ہے۔ یہ بات ابھی تک حتمی نہیں ہوئی۔ اس میٹنگ میں وہ جو کمیٹی گئی تھی وہ اپنی رپورٹ پیش کرے گی اور اس کے بعد دوبارہ سی ایم صاحب کی پرائم منسٹر صاحب سے بات ہو گی اور اس کے بعد جو حتمی بات ہو گی، جو نہی ہو گی اس سے پورے صوبے کے نو کروڑ عوام کو بھی اعتماد میں لیا جائے گا اور اس معزز ایوان کو بھی اعتماد میں لیا جائے گا۔ میں آج دوبارہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یہ مؤقف دہراتا ہوں کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اپنے حصہ اور اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم سندھ کے معاملات میں اس طرح سے argue نہیں کر سکتے جیسے وہ کوئی ہمارا دشمن ہمسایہ ہے، وہ ہمارے بھائی ہیں، ہم نے ان کی ضرورت کا بھی احساس کرنا ہے اور اپنی ضروریات کو بھی پیش نظر رکھنا ہے۔ میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ، یہ معاملہ تھوڑا لمبا ضرور ہوا ہے یہ شاید ایک دو دِنوں میں طے نہ ہو، اگر یہ آج ہی طے ہو جانا ہوتا تو اس میں کوئی harm نہیں ہے۔ کل سی ایم صاحب House میں آ کر کوئی statement دے دیتے اور اگر یہ طے ہو چکا ہوتا تو وہ ضرور تشریف لاتے اور اس معزز House کو بھی اعتماد میں لیتے لیکن یہ ابھی طے نہیں ہوا۔ ابھی اس کا second round رہتا ہے۔ شاید ایک دو روز میں سندھ کے دوست پنجاب میں آئیں گے اس کے بعد upper level پر بات ہو گی اور یہ معاملہ خالصتاً صوبائی بھی نہیں ہے۔ ہماری حد تک معاملہ ہمارے کنٹرول میں ہے، سندھ کی حد تک ان کے کنٹرول

میں ہے لیکن اس کا overall فیصلہ وفاقی سطح پر ہونا ہے وہاں پر سینیٹ بھی موجود ہے، قومی اسمبلی بھی موجود ہے، وہاں پر یہ معاملہ اُٹھایا بھی جا سکتا ہے، discuss بھی کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ جو کمیشن ہے اس میں بھی discuss کیا جا سکتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے concern سے گورنمنٹ پوری طرح آگاہ ہے اور میں اس معزز ایوان کی وساطت سے ان تمام کسانوں کو جو چشمہ جہلم لنک نہر سے متاثر ہیں یا متاثر ہوئے ہیں ان کے مفادات کو پنجاب گورنمنٹ پوری طرح سے اپنی اولین ترجیح میں رکھے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو دوست کھڑے ہیں میں باری باری سب کو floor دیتا ہوں۔ جی، خان صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ کا بغیر اشتہار بڑی پوسٹوں پر بھرتی کے خلاف ٹیکنیکل سٹاف کا شدید احتجاج

(۔۔۔جاری)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! حالیہ سیشن کے دوران پنجاب یونیورسٹی کے ایڈمنسٹریٹر اور سٹاف یونین کے معاملات سے متعلق، پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ کی کرپشن اور لاقانونیت کے متعلق یونیورسٹی کے سینکڑوں ملازمین نے نہ صرف پنجاب یونیورسٹی کے اندر strike اور احتجاج کیا تھا بلکہ پنجاب اسمبلی کے باہر بھی احتجاج کیا تھا جس پر وزیر تعلیم کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس سارے معاملے کی چھان بین کر کے پنجاب یونیورسٹی کے اس سارے issue کی رپورٹ اس House میں پیش کریں۔ وہ پچھلے

ہفتہ بدھ کے روز پیش ہونی تھی وہ پیش نہیں ہو سکی اور اس کے بعد بھی نہیں ہو سکی۔ ابھی وزیر تعلیم یہاں موجود ہیں ان سے اس رپورٹ کے بارے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات اور تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک تو یہ بات تھی کہ یونیورسٹی کے کچھ ملازمین جو strike پر تھے اور ان کو وائس چانسلر نے show cause notices دیئے تھے وہ ملازمین کورٹ میں گئے ہوئے ہیں اس لئے ایک تو یہ court matter ہے اس لئے اس پر ہم کوئی decision نہیں لے سکتے۔ دوسرا overall university کے حوالے سے معزز رکن نے فرمایا ہے اس پر جناب! اگر کوئی committee constitute کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ میں نے وائس چانسلر صاحب کو ایک دن بلایا تھا وہ کسی emergency meeting میں تھے اس لئے وہ یہاں پر تشریف نہیں لا سکے۔ انہوں نے مجھے in writing کچھ چیزیں بھجوائی ہیں۔ معزز رکن نے اس کے علاوہ بھی یونیورسٹی سے related کچھ باتیں کی ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ وزیر تعلیم ہیں، وہ آپ کے under ہیں اس میں کمیٹی کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں ہے، آپ ان کو بلا کر ان سے بات کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات اور تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! خان صاحب جو matter کہہ رہے ہیں اگر وہ اس کو probe کروانا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں. This is no way آپ وزیر تعلیم ہیں آپ اس کو فوری طور پر probe کر کے ان کو بتائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات اور تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس پر کمیٹی بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب جب وزیر موصوف بیٹھے ہیں تو اس میں کمیٹی کی کیا ضرورت ہے؟ آپ خود ایوان میں قرار داد لاتے ہیں کہ وزراء کو پورے اختیارات دیں پھر ان کے اختیارات پر ڈاکا بھی ڈالتے ہیں، ان کا جو right ہے وہ تو ان کو دیں. This is no way. Thank you

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! وزیر قانون بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک تو میرا خیال ہے کہ Chair کا احترام پیش نظر ہونا چاہئے اور آپ نے ایک بات point out کی اس پر وزیر تعلیم نے اپنا point of view دیا اور اب Chair کا point of view یہ ہے کہ۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے کمیٹی کی ضرورت اس لئے ہے کہ جو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میری بات تو سن لیں، اگر ہم اس House میں بات نہیں کریں گے تو کہاں کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پھر کریں۔ ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: گزارش یہ ہے کہ میں اس House میں ان کے conduct پر بات کرنا نہیں چاہ رہا تھا کہ رجسٹرار صاحب اور وائس چانسلر صاحب نے یہاں پر آنے سے انکار کیا ہے۔ سپیکر کی ruling کے باوجود انہوں نے صرف in writing بھیج دیا ہے، یہ آسان اور عام معاملہ نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس معزز ایوان اور۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! ایک منٹ آپ میری عرض سن لیں writ of the Government کس نے establish کرنی ہے؟ through Minister ہی establish ہونی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جی، through Minister ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی writ establish ہی نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب آپ اس پر کچھ کہنا پسند کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نہیں، جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ یہ جب چاہیں اور جس وقت چاہیں وائس چانسلر اور رجسٹرار معزز ایوان کی کوئی کمیٹی ہو یا کوئی اور

معاملہ ہو وہ بالکل یہاں پر آئیں گے انہی دنوں میں انہوں نے ایک معاملے کو explain بھی کیا ہے۔ اس میں ملازمین کے حوالے سے تھوڑا سا معاملہ ہے۔ میں وزیر تعلیم سے یہ کہوں گا کہ وہ اسی ہفتے کے اندر ایک میٹنگ رکھ لیں اس میں جناب اعجاز احمد خان بھی بیٹھیں، باقی جو ہمارے لاہور کے ممبر ہیں وہ بھی بیٹھیں، رجسٹرار اور وائس چانسلر کو بھی بلائیں اور ان کے سامنے بیٹھ کر یہ سارا معاملہ discuss کریں اور اس معاملے کو resolve کریں۔ ویسے بھی جو Syndicate ہے میری سمجھ کے مطابق جس طرح صوبے میں ایک معزز ایوان کی ایک حیثیت ہے اسی طرح یونیورسٹی کا Syndicate، کیونکہ یونیورسٹی ایک Semi autonomous body ہے، حکومت اس میں اس طرح سے مداخلت نہیں کر سکتی جس طرح سے گورنمنٹ دوسرے محکموں میں کر سکتی ہے۔ Autonomy کے لحاظ سے جو Syndicate ہے وہ اتنا powerful ادارہ ہے کہ وہ کسی بھی issue پر جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہے اور یونیورسٹی اس کے فیصلے کی پابند ہے۔ اس معزز House کے غالباً دو یا تین معزز اراکین جن کا تعلق بھی لاہور سے ہے۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! ایک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): اگر ایک ہے تو اس سلسلے میں ہم ترمیم بھی لا رہے ہیں جس میں یونیورسٹیوں میں معزز اراکین کی تین اور پانچ کی ratio رکھی ہے۔ وہ یونیورسٹیاں جن کے ایکٹ کافی پرانے ہیں اور اس وقت اگر ان کی تعداد کم ہے تو ہم اس کو بھی بڑھا رہے ہیں۔ وہاں پر بھی وہ معزز رکن معاملہ اٹھا سکتے ہیں۔ بہر حال آپ بے شک اس پر ruling دے دیں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر وزیر تعلیم ایک meeting hold کریں گے اور اس میں سارے دوست بھی بیٹھیں گے اور بیٹھ کر اس مسئلے کو resolve کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر آبکاری و محصولات اور تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی اس میں as a pro Chancellor Education Minister is entitled کہ وہ کسی بھی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو call کر سکے۔ میں نے صرف عرض یہ کی تھی کہ میرے ساتھ اگر آپ

مزید ممبر رکھنا چاہتے ہیں تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اکیلا بھی وائس چانسلر کو بلا کر وہ تمام چیزیں discuss کر سکتا ہوں کیونکہ complaint ان کی طرف سے اور کچھ دوسرے ممبران کی طرف سے آرہی ہے۔ اگر آپ کہیں تو اس میں وہ ممبران جن کو complaints ہیں ان کو بھی اگر ہم بلا لیں تو بہتر ہو گا تاکہ یہ معاملہ ایک ہی دفعہ table پر بیٹھ کر resolve ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے ممبران جو Syndicate کے ممبران ہیں ان کو بٹھائیں اس کے علاوہ جو concerned members ہیں ان کو بھی بٹھائیں اور فوری طور پر اسی ہفتے میں میٹنگ بلائیں۔ اس میٹنگ کے اندر ان کے جو grievances ہیں ان کو redress کر کے آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھی بتائیں۔ بہت شکریہ۔ جی، رانا ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے دو سال پورے ہو گئے ہیں۔ سب سے بڑے صوبہ پنجاب نے ہم تمام ممبران کو mandate دیا ہے اور ہم سب اپنے ووٹروں کی بدولت اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں۔ میں یہاں پر آج ایک point raise کرنا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے on the floor of the House وزیر اعظم پاکستان نے اپنے پہلے اجلاس میں طلباء یونین اور trade union پر پابندی اٹھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس ایوان کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو announcement کی تھی وہ اس پر عملدرآمد کروائیں کیونکہ پورے پاکستان کی طلباء برادری کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ اٹھارہ سال کی عمر کا ووٹر اگر قومی الیکشن میں اپنا ووٹ ڈال سکتا ہے تو ان کو تعلیمی اداروں کے تقدس، اساتذہ کے احترام اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے بھی ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ اسی طرح مزدوروں کو بھی اپنی ٹریڈ یونین کے لئے ووٹ کا حق ملنا چاہئے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ریڑھی والا، ایک تانگے والا، ایک خاکروب اور عام آدمی اپنی یونین بنا سکتا ہے تو یہ حق طلباء کو اور مزدوروں کو بھی حاصل ہونا چاہئے۔ میں یہی point آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت وزیر مواصلات و تعمیرات تشریف تو نہیں رکھتے اور غالباً آج اجلاس بھی ختم ہو رہا ہے اس لئے آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ خان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔ فیصل آباد سے مانگٹانوالا تک پچھلی گورنمنٹ نے روڈ مکمل کی تھی یہ dual carriage way road ہے لیکن ابھی تک بچیکی میں نالہ ڈیک کا پل اور اس کے دونوں اطراف میں سو سو گز تک سڑک نہیں بنی۔ ہر روز وہاں پر گاڑیاں الٹتی ہیں، گاڑیاں پھنستی ہیں، road block ہوتا ہے اور اس کا سارا rush پھر شیخوپورہ لاہور روڈ پر پڑتا ہے۔ آج میں بھی اسمبلی کے اجلاس میں آنے سے پہلے اس روڈ پر پھنسا رہا ہوں۔ وزیر قانون بھی فیصل آباد سے ہیں اور سینئر منسٹر کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں اور اگر وہ پل estimate سے نکال دیا گیا ہے تو وہ بھی بتا دیا جائے تا کہ اس کا کوئی نیا حل نکل سکے اور اگر وہ estimate میں شامل بھی ہے تو پھر وہ پل کیوں نہیں بنایا جا رہا کیونکہ باقی portion مکمل ہو چکا ہے اس لئے وزیر قانون اس پر خصوصی توجہ دیں۔ وزیر قانون سے میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ ہمارے دو بھائیوں حاجی اللہ رکھا صاحب اور نوید انجم صاحب کے ساتھ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات ہو چکی ہے۔

رائے محمد اسلم خان: بات ہو چکی ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ اس House کے Custodian ہیں اگر یہی حال رہا اور ممبر اسمبلی ہونے کی ہی سزا ملتی رہی تو آہستہ آہستہ سب کی باری آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! آپ بے فکر رہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب نے جو انتہائی اہمیت کا معاملہ اٹھایا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اجلاس 35 دن تک چلا اگر یہ پہلے ختم ہو جاتا تو پھر یہ معاملہ نہ اٹھا سکتے۔ اگر یہ پہلے اٹھاتے تو میں اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں بھی ہوتا، اب میرے نوٹس میں یہ بات لائے ہیں تو میں آج ہی معلوم کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں انہیں بتاؤں گا اور اس پر اگلے ایک دو روز میں عملدرآمد کروائیں گے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب شیر علی خان!

پانی کے معاملہ پر بحث کو ایجنڈے میں شامل نہ کرنا

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ دو دن قبل سید حسن مرتضیٰ صاحب کرسی صدارت پر متمکن تھے اور یہاں water issue پر debate ہو رہی تھی اور جو ممبران یہاں پر اس وقت موجود تھے کہا یہ گیا کہ ان کو اس پر بات کرنے کے لئے سوموار کو وقت دیا جائے گا۔ اس پر وہ بات کریں گے جو ممبران اس وقت موجود ہیں اور اس کی باقاعدہ ایک لسٹ تھی، اس کے بعد پانی کے issue کو اتنی اہمیت دی گئی کہ اس کو ایجنڈے سے بھی غائب کر دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب پانی کے issue پر بات کرنے سے کیوں شرماتا ہے؟ مجھے تو اس بات کی بھی سمجھ نہیں آتی میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے اس دن اس پر بہت تفصیلی باتیں کیں۔ انہوں نے کافی facts and figures provide کئے اور اس پر بہت محنت کی لیکن جب کالا باغ ڈیم کا نام آیا تو انہوں نے کہا کہ reservoir بنایا جائے اس کا نام کچھ اور لیا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ڈر کس بات کا ہے؟ بات صرف اتنی ہے اور اچھا وکیل صرف وہ ہوتا ہے جو اپنا کیس اچھا plead کرے۔ اگر اس کا کیس سنا جائے یا نہ سنا جائے، جج اس کے حق میں فیصلہ کرے یا اس کے خلاف فیصلہ کرے آپ بھی اس profession سے تعلق رکھتے ہیں اور وزیر قانون بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ پنجاب اپنا case present کرنے سے کیوں گھبراتا ہے؟ ہم کالا باغ ڈیم کا نام لینے سے کیوں کتراتے ہیں؟ میں جذبات سے ہٹ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ سندھ میں جب پانی کی بات ہوتی ہے تو پورا سندھ کا ایوان پنجاب اسمبلی کے خلاف Resolution پاس کرتا ہے۔ اس وقت کوئی بھی سندھی اٹھ کر نہیں کہتا کہ ہم اس کی مخالفت کریں گے، جب میں کہیں غلطی سے کالا باغ ڈیم کا نام لوں تو میرے کئی بھائی اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ آج تو دوست تھوڑے تشریف فرما ہیں اور میں اس پر ان کا شکر گزار ہوں کہ کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ بہت سارے لوگوں کو تو کالا باغ ڈیم کا نام لینے پر اعتراض ہے۔ فرنٹیئر کی اسمبلی میں اس پر اعتراض کیا جائے تو ہمیں سمجھ آتی ہے، ہم bordering district جن کی فرنٹیئر سے

bordering ہے ہم ان کے اعتراضات سنتے رہتے ہیں اور ہم ان کی بات کو بھی سمجھتے ہیں۔ میں سب سے پہلے تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو forcefully بات کرنی چاہئے اور میں جو یہ بات کہہ رہا ہوں 1991 کا جو Accord ہے، کالا باغ ڈیم پر تو میں نے بہت کام کیا ہے، میں اس site کے بھی بہت قریب رہتا ہوں اور میں نے وہ جگہ بھی کئی دفعہ دیکھی ہے وہاں پر پوری کالونی بنی ہوئی ہے۔ ہر کوئی بھاشا ڈیم ،بھاشا ڈیم کرتا ہے،۔میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ بھاشا ڈیم دس سال میں نہیں بنے گا کیونکہ ابھی تک تو اس کی feasibility نہیں بنی اور اس کی کوئی سڑک نہیں بنی۔وہاں بھاشا ڈیم کی site پر کوئی سیمنٹ کا ایک توڑا لے جا کر مجھے دکھا دے، یہ کہتے ہیں کہ ہم بھاشا ڈیم بنائیں گے۔میں کہتا ہوں کہ بھاشا ڈیم نہیں بنے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا ٹائم دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: آپ آج کالا باغ ڈیم کی اجازت دیں تو کل اس پر کام شروع ہو سکتا ہے کیونکہ کسی project کو شروع کرنے کی جتنی بھی requirements ہوتی ہیں وہ تمام کالا باغ ڈیم کے پراجیکٹ میں meet کی جا چکی ہیں۔ یہ 1991 کا Water Accord جس پر ہم ساری باتیں base کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ پڑھ لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری عرض سن لیں پھر میں آپ کو ضرور پڑھنے دوں گا۔میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ آج بھی اسلام آباد میں اس پر میٹنگز ہو رہی ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! کالا باغ ڈیم کی بات کون کر رہا ہے؟ میں کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہی تو misconceptions ہیں Nobody is watched to talk about Kala Bagh Dam.

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس پر کوئی بھی بات نہیں کرتا اور اس پر ہمیشہ اعتراض ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ پڑھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کے آرٹیکل 6 میں یہ لکھا ہے کہ:

> The need for storages wherever feasible on Indus and other rivers was 10 million acre feet which was discussed at length admitted and recognized by the participants for planned future agricultural development.

جب یہ Accord ہوا تھا تو اس وقت پاکستان کے پاس 104 ملین ایکڑ فٹ پانی تھا۔ یہ 114 ملین ایکڑ فٹ پانی کی distribution ہے لیکن 10 ملین ایکڑ فٹ پانی کے لئے 1991 میں storage بنانا تھا لیکن آج 2010 میں بھی وہ storage نہیں ہے۔ ہمارے پاس 114 ملین ایکڑ فٹ پانی نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیر علی صاحب بڑی important بات فرما رہے ہیں لیکن اگر انہوں نے کالا باغ ڈیم پر specifically بات کرنی ہے تو پھر یہ اس پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں، اس میں اپنی پارٹی کا مؤقف لے کر آئیں۔ اس بات سے کس کو انکار ہے کہ کالا باغ ڈیم کی افادیت کتنی زیادہ ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ نہ صرف پنجاب بلکہ دوسرے صوبوں کے لئے بھی اس کی افادیت بہت زیادہ ہے لیکن اس بات میں کسی کو کوئی شبہ ہے کہ جب اس کو بنانے کی کوشش کی گئی تو تینوں صوبوں میں کیا reaction ہوا اور کس حد تک بات پہنچی اور پھر اس وقت کی حکومت کو کہاں پر جا کر retreat کرنا پڑا؟ لہذا یہ بات پوائنٹ آف آرڈر پر کرنے والی نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس پر باقاعدہ ایک تحریک التوائے کار لائیں اور اپنی پارٹی کا مؤقف لائیں پھر اس کے

بعد ہم بھی آپ کو اس کا جواب دیں گے۔اگر آپ اگلے اجلاس میں اس کے لئے باقاعدہ ایک دن رکھنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں لیکن اس کو صرف پوائنٹ آف آرڈر میں نہ اڑائیں بلکہ اس پر اپنا ایک specific مؤقف لے کر آئیں اس طرح سے یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انشاءاللہ میں اس پر تحریک التوائے کار لے کر آؤں گا۔اگر اس دن پانی پر بحث ہوتی تو میں یہ باتیں اس وقت بھی کر دیتا۔میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر کوئی 1991 کا Accord quote کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پانی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے چاہے وہ دریاؤں کا پانی بند ہونے کا ہے یا ڈیموں کی صورت میں ہے تو جیسے لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں آپ اس پر کوئی تحریک التوئے کار لے کر آئیں اور اس پر بحث کے لئے باقاعدہ ایک دن رکھیں گے۔ آپ move کریں تو اس پر ہم بات کریں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!مجھے اپنی بات conclude کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،conclude کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!میں یہ بھی نہیں پڑھتا بلکہ صرف ایک بات کہوں گا کہ یہ shyness ختم کرنا ہو گی۔We are shying away from this issue میری گزارش ہے کہ ہمیں اس سے shy away نہیں ہونا چاہئے۔اگر لاہور باقی پنجاب کو اسی طرح treat کرتا رہا تو میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ پنجاب تقسیم ہو گا اور پنجاب میں سے اور صوبے بنیں گے۔ہمارے علاقوں میں جو احساس محرومی پائی جاتی ہے وہ بہت شدت سے زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔جب ہماری فصلوں کے پانی کا فیصلہ لاہور میں بیٹھ کر ایک بیوروکریٹ کر دے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔میرا یہ احتجاج ہے کہ اگر ہمیں اس پر بات بھی نہیں کرنے دی جائے گی تو پھر انشاءاللہ اس پر تحریک چلے گی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ کالا باغ ڈیم پر تحریک التوائے کار دے دی جائے۔میں اسی اجلاس میں کالا باغ ڈیم پر تحریک التوائے کار لے کر آیا تھا لیکن

بغیر کسی وجہ کے اسے اڑادیا گیا ہے۔شاید اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایسی ہدایات ہیں کہ اس issue کو لے کر نہیں آنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔گھرال صاحب! آپ کس طرح کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ ہدایت ہے؟ کوئی ہدایت نہیں ہے۔جب لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House کہا ہے کہ آپ اس پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں تو اس کو دیکھ لیں گے۔بہت شکریہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پھر اسے کیسے نکال دیا گیا ہے؟ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس پر بات کر لوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کوئی debate نہیں ہو رہی۔آپ تشریف رکھیں۔اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔گورنر پنجاب کی جانب سے درج ذیل آرڈر موصول ہوا ہے۔

No.PAP-Legis-1(75)/2010/177. Dated 23rd February, 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from 23rd February, 2010 (Tuesday) on the conclusion of the sitting on that day.

Dated Lahore, the
22nd February, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"